طلسم ہوش ربا

جلد ہفتم

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری۔ پٹنہ

طلسم ہوشربا

جلد ہفتم

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

تقسیم کار :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

صدر دفتر :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

شاخیں :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی 110006

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، پرنسس بلڈنگ، بمبئی 110003

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، یونیورسٹی مارکیٹ، علیگڑھ 202001

اشاعت : ۱۹۸۸ء

قیمت : سو روپے

برٹی آرٹس پریس (پروپرائٹر مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) پٹودی ہاؤس نئی دہلی سے طبع

پیشگفتار

داستان امیر حمزہ صاحبقران،
جس کے آٹھ دفتر ہیں۔ دفتر پنجم
طلسم ہوشربا
جو کل داستان امیر حمزہ کی جان ہے
اور، جس کی سات جلدیں ہیں
اس کی اوّل چار جلدوں کا ترجمہ منشی محمد حسین جاہ مرحوم نے
اور آخری تین جلدوں کا ترجمہ منشی احمد حسین قمر نے فرمایا
——— طلسم ہوشربا (طبع سوم)، ۱/۵، 'خاتمۃ الطبع' از جانب مطبع/۶۶۲

آٹھ دفتروں کی چھیالیس جلدوں پر مشتمل تقریباً پچاس ہزار صفحات پر پھیلی داستان امیر حمزہ کا یہ پانچواں دفتر 'طلسم ہوشربا' جو قریب دس ہزار صفحات پر پھیلا ہوا اردو زبان کا طویل ترین نثری شاہکار ہے جسے اردو کی اپنی چیز اور خالص تصنیف ہونے کے باوجود اس کے لکھنے والے (کبھی کبھی بہک جانے کی بات اور ہے!) خاکساری اور انکساری سے ترجمہ ہی کہتے رہے!! اور جو ۱۹ ویں صدی میں اس طویل داستانی سلسلے کی شائع ہو کر منظر عام پر آنے والی پہلی کتاب ہے، پیش خدمت ہے۔

طلسم ہوشربا، جس کا محض نام ہی ہمیں یکا یک ایک طلسمی دنیا میں لے جاتا ہے، اس معنی میں اردو نثر کا شاہکار ہے کہ اردو میں اتنے وسیع اور متنوع پیمانہ پر نثر کا اُ تمال کسی دوسری جگہ نہیں ملتا ——— اور نہ اتنے بڑے پیمانے پر رزم (= حمزہ وغیرہ) بزم (= عاشقی وغیرہ) اور عیاریاں (= عمرو وغیرہ) کہیں اور مل سکیں گی۔

آٹھ دفتری داستان امیر حمزہ کے اس پانچویں دفتر یعنی 'طلسم ہوشربا' کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ داستان کے بقیہ سات دفتروں کی تو تھوڑی بہت، فارسی بنیادیں مل جاتی ہیں ——— لیکن دفتر پنجم یعنی طلسم ہوشربا خالص ہندستانی تخلیق ٹھہرتی ہے، اور اس لحاظ سے ہندستان کو اردو زبان کا ایک نادر تحفہ جس کا پہلا ڈھانچہ سن ستاون سے قبل رام پور میں میر احمد علی نے کھڑا کیا، اور جسے ان کے بعد اگلی پیڑھی کے انبا پرشاد (شاگرد میر احمد علی)، نے اس سماعی روایت کو) اور مضبوط کیا اور پھر ان کے بیٹے غلام رضا نے 'سمع' کو 'بصر' میں ڈھال کے سنی جانے والی داستان کو پڑھی جانے والی کتاب میں ڈھال دیا جو چودہ جلدوں میں 'غیر مطبوعہ' رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔

طلسم ہوشربا اصلاً سات بلکہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے (کہ جلد ۵ کے ۲ حصّے ہیں) اور ۲ جلدیں مزید 'بقیہ طلسم ہوشربا

کی آئیں، اس طرح اس کی کُل دس جلدیں ہوتی ہیں۔ گویا پوری ۴۶ جلدی داستان حمزہ کے دس لینی ایک چوتھائی سے کچھ ہی کم حصّے پر ہوشربا حاوی ہے۔ یہ دو داستان گویوں کا کارنامہ ہے: محمد حسین جاہ نے اولیں چار جلدیں لکھیں احمد حسین قمر نے بقیہ ساری جلدیں تمام کیں۔

یہ داستانیں لکھی بعد میں گئیں، سنائی پہلے! اس لیے لکھت میں آنے سے قبل ہی مشہور ہو جاتیں، اور لکھ جانے کے بعد بھی سنائے جاتے ہیں! زیادہ فرق نہیں آیا۔ داستان امیر حمزہ، اور اس داستانی سلسلے کی اہم ترین کڑی طلسم ہوشربا کو' اردو میں جتنا پڑھا گیا' اور جتنا سنا گیا' اردو کی کوئی اور تخیل تخلیق، اس اعتبار سے' اس کے نصف قد کو بھی نہیں پہنچتی۔ عوام الناس سے لیکر نوابوں اور بادشاہوں تک، غربا سے امرا تک، شہزادوں تک (مرزا غالب بھی!)، سب اس کی زلف کے اسیر تھے! پہلی جنگ اور پھر دوسری جنگ عظیم تک یہ محیط کُل کی روایت کسی نہ کسی طور جاری رہی اگرچہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیانی عرصے میں گھٹیا درجہ پر ندیم صہبائی فیروزپوری' ادنچے درجہ پر ظفر عمر (بہرام کی گرفتاری' نیلی چھتری وغیرہ) اور خالص ترجمے کے درجہ پر تیرتھ رام فیروزپوری خاموشی سے طلسم کی جگہ لیتے چلے گئے! فرصت اور مہلت کے اوقات سکڑ رہے تھے' اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سننے سنانے سے زیادہ اب پڑھنے کا دور حاوی آچکا تھا۔ تاہم وہ کرشمہ زائیاں اور سحر طرازیاں، وہ تخیل کی آزاد اڑان' وہ نیکی اور بدی سے ملی جلی زندگی کا تنوع اور اس میں ہیرو کی حیرت ناک غیر معمولی بہادری اور ذہانت اور ان کے بل پر اعلیٰ ترین کامرانی ——— اس سب کو دیکھنے کی خو تو تھی ہی، وہ داستان امیر حمزہ نہ سہی تیرتھ رام فیروزپوری کے اسرار دربار لندن اور گردش آفاق کا مترجم سلسلہ سہی! بہرام کے کارنامے ہی سہی! وقت سکڑ رہا تھا اس کے ساتھ حجم بھی سکڑتا رہا۔ یہاں تک کہ آزادی کے بعد وہ سیل بیکراں 'جاسوسی دنیا' اور 'طلسمی دنیا' جیسی جوے کم آب میں سمٹ آیا۔ 'طلسمی دنیا' مقبول نہ ہو سکا کہ وقت جو بدل چکا تھا اس کا اندازہ اس کے سنچالکوں کو نہ ہو سکا۔ 'جاسوسی دنیا' البتہ اتنا ہی مقبول رہا جیسا اپنے زمانے میں طلسم ہوشربا تھا، اور یہ مقبولیت اس درجہ پر رہی کہ ابن صفی کے انتقال کو کئی سال گزر گئے لیکن پھر بھی 'جاسوسی دنیا' ابھی ایک دو سال قبل تک اسی پابندی کے ساتھ ماہنامے کی شکل میں پرانے شماروں کو چھاپتا اور دھوم دھام سے فروخت ہوتا رہا ہے ——— اور سرحد پار متعدد مقبول ڈائجسٹ 'جاسوسی دنیا' کی پوری پوری کہانیاں اپنے یہاں تمام و کمال یا قسط وار دیتے رہتے ہیں۔ کسی نہ کسی طور تحیر زائی اور اس میں انسانی دلچسپی اسی طرح نئے نئے نقش بناتی رہی ہے!

ہند ایرانی کلچر کی جو باقیات بیسویں صدی کے اوائل تک جتنی' اور جس حد تک محفوظ رہ گئی تھیں' ہوشربا میں اس کلچر کے تقریباً ہر پہلو کی جھلکیاں مل جاتی ہیں۔ یہ کلچر جو ہند آریائی تہذیب کے دو دھاروں ملن تھا۔ عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال پہلے کا دھارا اور عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال بعد کا دھارا: جس میں دونوں نے اپنی اپنی حسین ترین روایتوں کو ہم آمیز کر کے دنیا کے ایک شکیل ترین تہذیبی آمیزہ کو جنم دیا ہو شوہا میں عالمی تاریخ و تہذیب کی اس خوبصورت یادگار کو بڑی تفصیل سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس دور کی تہذیب' سماج' اور زبان' ان تینوں کے مطالعے کے لیے ہوشربا ایک قیمتی خزانہ ہے۔

طلسم ہوشربا کا رشتہ اردو داستان کے رشتے سے فارسی داستانِ امیر حمزہ صاحبقران (= قصۂ امیر حمزہ = حمزہ نامہ = رموز حمزہ = اسمار الحمزہ) سے جوڑا جاتا ہے۔ جو روایۃً "فیضی کی طرف منسوب کی جاتی رہی ہے لیکن یہ واقعۃً" فیضی سے قبل ہمایوں (م ۹۶۳ھ) کے عہد میں بھی موجود تھی اور اس دھوم دھام سے موجود تھی کہ ہمایوں نے اس عہد کے بہترین ایرانی فنکاروں کو اُسے مصوّر کرنے پر مقرر کیا، اور پھر اکبر کے عہد میں یہ کام انجام کو پہنچا (اس مصوّر حمزہ نامہ کے منتشر اوراق چند سال قبل آسٹریا سے طبع ہو چکے ہیں - یہ اشاعت صرف تصاویر پر مشتمل ہے اور متن سے عاری ہے) مصوری پر جو مواد سامنے آیا ہے اس میں آسانی سے یہ تذکرہ مل جاتا ہے۔ اکبر کے عہد میں مغل مصوری اپنے عروج کو پہنچی ہوئی تھی ہندستانی اور ایرانی مصوروں کے فنِ مصوری نے جو شاہ کار تخلیق کر رہے تھے ان میں حمزہ نامہ بھی شامل ہے - اور ان میں خدا بخش لائبریری کا تاریخ خاندانِ تیموریہ کا مصوّر نسخہ بھی شامل ہے جو مصوری کی دنیا کا تاج محل کہلاتا ہے ——— یعنی قدیم زمانے کے حمزہ نامہ کو اکبر کے عہد میں بس مصوّر کیا گیا! اور یہ جو فیضی کا نام بار بار اس کے مصنّف کی حیثیت سے آ رہا ہے تو عین ممکن ہے کہ جس طرح تاریخ خاندانِ تیموریہ میں قدیم تر تاریخوں سے مدد لیکر تاریخی متن بھی شامل رکھا گیا اسی طرح حمزہ نامہ کو دوبارہ لکھا گیا ہو اور لکھنے میں فیضی شامل رہے ہوں) اتنی اہمیت جس داستان کو عہد ہمایوں میں حاصل ہو جائے، تو وہ جو ایک دوسری روایت کے مطابق اسے عہد تغلق کی چیز کہا گیا ہے، اور ایک تیسری روایت کے مطابق عہد غزنوی کی چیز ——— تو کوئی عجب نہیں کہ یہ سچ مچ اتنی ہی قدیم رہی ہو - فی الحال تو بس اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ خدا بخش لائبریری میں ایک داستان فارسی میں **زبدۃ الرموز** کے نام سے موجود ہے جس کے مولف حاجی قصہ خواں ہمدانی نے ۱۰۲۲ھ/۱۶۱۳ء میں ——— حیدرآباد پہنچ کر اسے عبداللہ قطب شاہ کے لیے لکھا ——— لکھتے وقت ہمدانی کے پاس داستان حمزہ کے کئی نسخے تھے جن میں ابوالمعالی نیشاپوری، جلال بلخی، اور سلطان حسین مشتاق کے فارسی ورژن قابل ذکر ہیں - یعنی داستان کے متعدد نسخے ۱۶۱۲ء سے قبل بھی موجود تھے۔

داستانِ امیر حمزہ فارسی میں جو بھی ملتی ہے ایک جلد میں یا چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں دستیاب[1] ہے۔ اردو میں بھی یہ داستان فورٹ ولیم کالج کے توسط سے خلیل علی خاں اشک کے قلم سے (۱۸۰۱ء) ایک ہی حصے میں آ گئی - نصف صدی بعد امان علی خاں غالب لکھنوی نے (۱۸۵۵ء میں) اپنا ورژن اردو دنیا کے سامنے پیش کیا - اس آخر الذکر کو یا دونوں ورژنوں کو سامنے رکھ کر مطبع نولکشور نے عبداللہ بلگرامی کے قلم سے تیسرا ورژن (۱۸۷۱ء) پیش کیا جو معمولی ترمیموں کے ساتھ پہلے سید تصدق حسین

۱- رموز حمزہ تہران سے بھی شائع ہوئی اور نولکشور سے بھی۔ حال ہی میں تہران سے 'قصہ حمزہ یا حمزہ نامہ' بھی (مرتبہ جعفر شعار) معمولی ضخامت کی دو جلدوں میں شائع ہوا ہے، جو ایک قول کے مطابق 'تہران سے ۱۲۷۴ھ میں سات جلدوں میں چھپا' (خدا بخش کیٹلاگ ۸/۱۸۱) خدا بخش کیٹلاگ کو غلط فہمی ہوئی یہ سات جلدیں نہیں سات حصے تھے جو دو جلدوں میں سما گئے ہیں۔

رضوی ایڈیشن (۱۸۸۰ء) کی شکل میں، اور پھر آخری بار عبدالباری آسی (م ۱۹۴۵ء) ایڈیشن کی صورت میں سامنے آیا۔

پنچ تنتر/ کلیلہ و دمنہ/ انوار سہیلی اور الف لیلیٰ کے نمونے سامنے تھے ہی، کہانی میں کہانی سننے کے لیے داستان طرازی کا مزاج کافی تھا۔ محلوں کے تھکے ہارے مکینوں کو اپنی آنکھیں تھکانے اور اپنا ذہن خرچنے کی کیا ضرورت، جب وہ کسی دوسرے کی زبان اور ذہن کچھ دیر کے لیے خرید کے ایک داستان سن کے خواب خرگوش میں چلے جاتے تھے۔ محلوں سے ہوتی یہ داستانیں شدہ شدہ گلیوں اور گھروں تک پہنچتی گئیں، اور داستان گو اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں طبقوں کے مذاق کا خیال رکھتا ہوا کلی پھندنے لگاتا چلا گیا، تاہم یہ کہنے اور سننے کی حد تک محدود داستان سننے سنانے میں ایک محلّہ یا ایک شہر تک محدود رہتی! مطبع والوں نے اندازہ لگالیا کہ انھیں چھاپ دیا جائے تو اس میں دلچسپی لینے والوں کا جو وسیع تر متنوع حلقہ موجود ہے اُسے اس کی من چاہی چیز ملے گی تو وہ اس کا بہتر بدل دے گا (جس پر دنیا چل رہی ہے یعنی مالی منفعت!)۔ چنانچہ داستان گویوں کو داستان نویسوں میں تبدیل کر دیا گیا اور داستان امیر حمزہ کی مختصر سی ایک جلد ۴۶ ضخیم جلدوں میں ڈھلتی چلی گئی۔ داستان گو (جو اب داستان نویس تھے) اُسے ترجمہ بھی کہتے رہے (کہ رشتہ ماضی سے رکھنا اس عہد کا شیوہ تھا)، تصنیف بھی (کہ واقعتہً تو یہ تصنیف ہی تھی!)۔

○

طلسم ہوشربا تصنیف ہے ترجمہ نہیں طلسم ہوشربا، داستان امیر حمزہ کا ایک حصّہ بنایا جاتا ہے۔ اور خود داستان ——— ایک قدیم ترفارسی قصّہ داستان امیر حمزہ سے ماخوذ بتائی جاتی رہی جبکہ ——— کوئی ایسی قدیم فارسی داستان امیر حمزہ دستیاب نہیں موجودہ ضخیم داستان امیر حمزہ اردو جس کا ترجمہ قرار دی جا سکے ——— اور کوئی فارسی یا اردو داستان امیر حمزہ ایسی موجود نہیں کہ طلسم ہوشربا جس کا ترجمہ کہی جا سکے بجز اس کے کہ داستان امیر حمزہ اردو اس نام کی قدیم فارسی داستان کا چربہ ہے یا اسے اپنا سرچشمہ بنایا ہے ——— اور طلسم ہوشربا قدیم داستان یا اردو داستان سے مستفاد ہے تو محض اس حد تک کہ ناموں میں خاصا اشتراک ہے اور کارناموں میں بھی جا بجا اشتراک ہے۔

دراصل اردو والوں نے عظیم تر ادبیات فارسی سے ناتا جوڑنے کی کوشش میں یہ کہنے میں فخر محسوس کیا کہ وہ طلسم خود تصنیف نہیں کر رہے، بلکہ داستان کے ایک اسی نام کے حصّے کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ تاہم چونکہ یہ امر خلاف واقع تھا اس لیے ایک ہی سانس میں اسے ترجمہ کے ساتھ تصنیف بھی قرار دیتے رہے۔ اس میں ان طلسم کاروں کے ساتھ مطبع کے کارپردازوں اور مالکوں کو بھی برابر کا یا کچھ زیادہ ہی دخل رہا جنھوں نے اسے بھی اپنی بزنس یا تجارتی گر کا حصّہ جانا کہ فارسی والوں سے رشتہ ظاہر کیا جاتا رہے کہ انیسویں صدی کے اواخر تک تنہا اردو میں وہ عظمت نہیں تھی جو فارسی کے نام سے وابستگی میں پیدا ہو جاتی تھی۔ ورنہ یہ سب کیا تھا کہ تسلسل

کے ساتھ، بلکہ فقہی اصطلاح میں تواتر کے ساتھ، یہ روایت لکھنؤ اور دہلی دونوں میں عام ہے کہ بڑے داستان گو لکھتے نہیں تھے سناتے تھے ______ لکھنے والے 'کاتب' اسے سن کے لکھتے جاتے تھے۔ اور پھر، جب بھی کچھ چھپ کر آتا تھا تو مصنف پوری خاکساری سے اور طابع پوری تاجرانہ دانشوری کے ساتھ اس کارنامے کو تصنیف کے ساتھ ساتھ 'ترجمہ' بھی لکھ دیتا تھا۔

تصنیف کو ترجمہ کہہ کر پچھلوں سے رشتہ جوڑنے کی کوشش دراصل اس وقت کی ایک اہم قدر کا شریفانہ اظہار تھی کہ کسی سے کچھ لو تو احسان کا تقاضا ہے اس سے زیادہ بتاؤ جتنا اس کا حق ہے۔ اگر پچھلوں نے کوئی طلسم ہوشربا لکھی تھی تو وہ اگلوں کے لیے انسپریشن تو بہر حال بنی: اس کے کردار لیے، اس کے عیار لیے، اور بھی کچھ باتیں آٹے میں نمک کے طور سے لے لیں۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اصل ۲۵ صفحے کی داستان ترجمے میں نو دس ہزار صفحوں پر پھیل گئی۔ اگر خیال اصلاً پیشرو کا ہے تو اس پر چاہے ایک پوری عمارت کی تعمیر ہو جائے، عمارت کا نام اس خیال آفریں کے نام پر ہی رہے: ایسی قدریں، اب اس عہد میں، جب پیشرو دوں کے پورے پورے افکار بس رواپنے ناموں میں ٹانک لیتے ہیں، سمجھ میں آبھی تو نہیں سکتیں!

جن پیشرو داستان نویسوں کے نام طلسم ہوشربا کے 'مترجم مصنفوں' نے لکھے ہیں وہ پرانے زمانے کے فیضی اور نئے عہد کے انبر پرشاد، غلام رضا اور میر احمد علی ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ میر احمد علی اور انبر پرشاد کی روایت سے انبر پرشاد کے بیٹے غلام رضا کی تصنیف کردہ طلسم ہوشربا چودہ جلدوں میں 'طلسم باطن ہوشربا اور طلسم ہوشربائے باطن' کے نام سے رام پور میں **مخطوطہ** کی صورت میں محفوظ ہے۔ **یعنی** اردو میں یہ داستان ایسی ہی ضخامت کے ساتھ قبلاً وجود میں آچکی تھی۔ لیکن جس طرح ان لوگوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا سرچشمہ بنایا تھا، **مطبوعہ** طلسم ہوشربا کے مصنفوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا ماخذ قرار دیا، یہ اور بات ہے کہ دونوں کا سرچشمہ یا ماخذ محض ایک خیالی وجود ہے 'یا اقلیدس کا ایک فرضی نقطہ' جو زیادہ سے زیادہ پھیل سکا تو نیشنل لائبریری کے بوہار کلیکشن کے 'قصہ فیلسوف' تک، جسے فہرست نگار (عبدالمقتدر) نے ہوشربا وا لاقصہ ٹھہرایا، جو صحیح بات نہیں!

داستان امیر حمزہ، رموز حمزہ، قصۂ امیر حمزہ، اسمار الحمزہ، حمزہ نامہ، زبدۃ الرموز کہیں بھی طلسم ہوشربا کا نشان نہیں ملتا۔ دراصل یہ فارسی میں تھی ہی نہیں۔ اسے تو میر احمد علی اور میر قاسم علی اور ان کے شاگردوں نے اردو ہی میں لکھا۔ یہ اس کا پہلا نقش تھا۔ رام پور میں یہ داستانیں ۱۸۴۰ء۔ ۱۸۶۵ء کے درمیان لکھی گئیں، جو نولکشور سے قبل کی بات ہے۔ خود احمد حسین قمر نے اس کا اعتراف کیا ہے (ہوشربا ۵: ۲/ ۶۲۷) کہ مصنف اوّل احمد علی ہیں۔

○

وہ مشہور روسی حکایت آپ تک بھی پہنچی ہو گی جس میں مہم جو جب ساری منزلیں سر کر کے اس چٹان تک پہنچ جاتا ہے جہاں

اب وہ بسہولت اپنا نام لکھ کر بقائے دوام کی ضمانت حاصل کر سکتا ہے تو اُسے وہاں یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ ناموں کے لیے مخصوص ساری جگہ بھر چکی ہے "اب مزید گنجائش نہیں۔ لکھنا چاہو تو بیشک لکھ سکتے ہو لیکن بس آخری نام کھرچ کے!" اس ہدایت نامہ میں یہ بات محذوف تھی کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا کہ تمہارے بعد آنیوالا بالکل اسی طرح تمہارا نام کھرچ کے اپنا نام لکھتا جائے گا اور اس کے بعد اس کا نام کوئی اور کھرچے گا اور اس کے بعد . . . ۔

ہماری اقدار ایک ایک کر کے ریزہ ریزہ بکھر رہی ہیں۔ ایک اعلیٰ قدر کبھی یہ بھی رہی تھی کہ گزرے ہوؤں کے نیک نام کو ضائع نہ کرو 'نام نیک رفتگاں ضائع مکن'، شعر کے دوسرے حصہ میں ایک لالچ بھی دیا گیا ہے (کاش نہ دیا گیا ہوتا!) کہ جانے والوں کا نام قائم رکھو گے تو آنے والے تمہارا نام بھی بچالیں گے ("تا بماند نام نیک برقرار") اقوام متحدہ کے سربراہ اور عظیم صوفی ہیمرشیلڈ کی وہ دلدوز چیخ آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے کہ آخر نام میں کیا رکھا ہے! آخر ہم سب کی یہ کوشش کیا ہے؟ کہ جب ہم دنیا سے گزر جائیں تو زندوں کے خیالات بار بار ہمارے نام کے گرد گھومتے رہیں! ہمارا نام اپنے نام ابدیت سے تو ہم بچ بھی نہیں سکتے۔ ہماری زندگی اور ہمارے اعمال کے نتائج کھرچے تو نہیں جا سکتے! نہ انھیں امتیاز یا نشانات ملنے سے روکا جا سکتا ہے!! وہ عزت کا باعث ہوں یا شرمندگی کا!!!

کسی گزرے ہوئے کا نام ضائع مت کرو، کوئی پچھلا نام کھرچو مت، مت کھرچو، کہ تمہارا نام وہاں آجائے! بالآخر تو تم بھی کھرچ دیے جاؤ گے!!

کتنے ہی معاملوں میں ہمارے پیشرو ہم سے بہت بڑے تھے زیادہ خوش نصیب تھے، (مثلاً یہی کہ ان کے پاس وقت بہت تھا) طلسم ہوشربا کا خصوصاً اور داستان امیر حمزہ اور بوستان خیال وغیرہ کا عموماً جیسا تفصیلی مطالعہ ان لوگوں نے کیا اور اپنے مطالعہ کے جو نتائج قلمبند کیے وہ آج بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

ان داستانوں کا دور بظاہر گزر چکا۔ ہمارے ہمعصروں میں بس شاید دس پندرہ لکھنے والوں نے یہ داستانیں الف سے یے تک پڑھی ہوں! اتنا ہی بہت ہے ہمارے لیے کہ کسی نے بھی 'ادب دوستی میں' اتنی فرصت تو نکالی! اور، شکر گزار ہونا چاہیے ہمیں ان محسنوں کا، جنھوں نے ہم پر روشن کیا کہ چالیس پچاس ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ان 'خاکساران جہان' فنکاروں کو حقارت سے نہ دیکھیں، کون جانے کب اس گرد میں سے کسی سوار کسی 'شہسوار' کا چہرہ چمک اٹھے!

قبلاً، کوئی کسی موضوع پر اچھا کام کر چکا ہو تو اس سے بہتر خراج تحسین اور کوئی ہے بھی نہیں جس کی طرح ہم نے ڈالی ہے؛ اس طور پر کہ پیشروؤں نے فن داستان گوئی پر، داستان امیر حمزہ پر اور خصوصاً طلسم ہوشربا پر جو کچھ لکھا ہے اس کا متعلقہ حصہ طلسم ہوشربا کے اس خدابخش ایڈیشن کے ساتھ اقتباساً یکجا کر دیا جائے: پہلے تنقیدی اور تحسینی تحریریں ہوں جس سے

قاری موضوع سے قریب ہوتا چلا جائے، درمیان میں 'برزخ' تحریریں ہوں، جن میں تحسین کے ساتھ تحقیق بھی جڑی ہوئی ہے، اور آخر میں خالص تحقیقی تحریریں!

سو، یہ تحسینی، تنقیدی اور تحقیقی تحریریں مصنفوں کیلیے شکر گزاری کے ساتھ مقدمہ طلسم ہوشربا کے طور سے پیش کی جارہی ہیں۔

○

تہذیب، سماج اور زبان ـــــ تینوں کے مطالعہ کے لیے طلسم ہوشربا ایک اہم ماخذ ہے۔ تہذیب اور سماج کو کچھ آپ خود تلاش کرلیں، کچھ ہم مدد کرتے ہیں!

زبان ایک سماجی عمل بھی ہے تہذیبی وسیلۂ اظہار بھی۔ اس کے پیش نظر لفظیات کی شکل میں بازیافت کی ایک کوشش کی گئی ہے: یہ فرہنگ نہیں، یہ فرہنگ کا بدل بھی نہیں ہے۔ یہ صرف جاتے ہوئے زمانے کو لفظوں کے واسطے سے اسیر کرنے کی ایک آرزو ہے جسے صفحہ صفحہ اور سطر سطر تلاش کرکے یکجا کردیا گیا ہے کہ ان لفظوں، محاوروں، اصطلاحوں اور استعمالوں کے آئینہ میں بیسویں صدی کے اوائل تک کا رواجِ عام اور اس کے توسط سے، ممکن حد تک، وہ تہذیب اور سماج سامنے آجائے جسے تاریخ سے زیادہ معتبر اور بے میل صورت میں ادب محفوظ رکھتا جاتا ہے! لفظیاتِ طلسم ہوشربا کو مقدمہ طلسم ہوشربا کی مانند مستقل بالذات الگ جلد کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے اس امید کے ساتھ کہ یہ دونوں ساتھی جلدیں اپنی حقیر جسارت کے باوجود ہستی کی دیو قامت جلدوں کے مطالعہ کی راہیں روشن کرنے میں معاون ہوں گی۔

ـــــ عابد رضا بیدار

بہ یمن حمد چمن پیرائے گلستان کون و مکان و کارفرمائی ماشاکان

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر

نو عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنی

جلد ہفتم

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

تصنیف ناظم و نثار زمانہ داستان گوئے شیریں بیان سخن سنج مصاحب خوان

باہتمام

پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان سر دفتر اہل فن شناک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ بحلیۂ طبع محلی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد خالق زمین وزمان کو سزاوار ہے جو سبکا مالک ومختار ہے بیک کلمہ کن تمام عالم کو پیدا کیا ہی بے نیاز

خالق کارساز نظم مصنف

کنی ذرہ را آفتاب از نظر
درخت وگیاہ وثمر ساختے
سپیدی بشب میدہی از سحر
بیک قطرہ لو گہر ساختے
ای خالق کون ومکان والے رب

دو جہان محمود برحق خالق مطلق خالق کل مخلوقات لاشریک برحق فرد
ہمان بہتر کہ ما مشت ہوسناک
کنیم آئینہ از زنگ ہوس پاک

نعت سرور کائنات اشرف موجودات حبیب رب دو جہان باعث بنائے زمین وزمان جناب مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظم

محمد باعث ایجاد عالم
محمد حامی دین معظم
محمد شافع روز قیامت
محمد سرو گلزار رسالت

حبیب رب اکرم محترم ومحتشم ماحی ادیان باطلہ رافع رایات کشور ستانی دافع ظلم وبدعت ایمانی احمد بے میم لائق تکریم یکہ تاز عرصہ گاہ سبحان الذی اسری شاہباز بلند پرواز دنی فتدلے شہنشاہ اورنگ نشین مکان نکان قاب قوسین او ادنی راز دار رموز

بہترین فاوحی الی عبدہ ما اوحیٰ طوطی شکرخا و ماینطق عن الہوی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہیچ کج مج زبان حبیب رب دوجہان کی کیا صفت لکھ سکتا ہے دست و قلم کو سکتا ہے

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار کرار غیر فرار شیر بیشۂ پروردگار امام اول حاکم جزو کل ۔ قصیدۂ مصنف

گلچین ہون خانہ باغ جناب امیر کا
گھر بادشاہ کا ہے تو در ہے وزیر کا
بعد نبی ہے کلمے مین نام امام دین
روزی رسان ہے ہاتھ مرے دستگیر کا
روشن کرو قمر کی لحد یا ابو تراب

شاخ نہال خلد ہے شجرہ فقیر کا
زیب بساط شرع نبی ہر وصی کی ذات
کیا خوب ایکساتھ ہے شاہ و وزیر کا
تیرے گدا کے دلمین یہی بحر ولا کے جوش
پہونچا ہے وقت آمد منکر نکیر کا

بس ہے انا مدینۃ علم انکے باب مین
مسند ہے بادشاہ کی تکیہ فقیر کا
کھائی غذا خدا کی طرف سے نبی کے ساتھ
کوثر مین تیرتا ہے پیالہ فقیر کا
التماس بخدمت ناظرین و شائقین جلد

ششم اس مقام پر ختم کی کہ شہنشاہ لاچین ومہ جبین برآمدہ سحر پیرو مخمور و بہار قلعہ جلادیہ مین مقید ہین
ایک صحرائے پر فضا مین لشکر مہرخ و قلعۂ نیلم کوہ پر لشکر اسد نامدار و ماہیان زمرد پوش نے ہفت در بند تیار
کیے ہین کوکب نے قصد قتل ماہیان زمرد پوش کیا ہے خواجہ عمرو اُن کے تعاقب مین افراسیاب جا دو
باغ سیب مین بیٹھا ہوا گمہداشت حال ہفت در بند ساختہ ماہیان زمرد پوش مین مصروف ہے
ہر داستان کا ذکر وقت و مقام پر موقوف ہے اول اول منظور ہے کہ داستان رنگین فصاحت آئین ہفت
در بند ساختہ ماہیان تحریر ہو ناظرین اس داستان کے ملاحظہ سے بہت لطف اُٹھائینگے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان ہفت در بند ساختہ ماہیان زمرد پوش ہر مقام پر بشوکت سحر پہونچنا کوکب کا و عیاریان لطرز نو خواجہ عمرو کی تا بہ باغ ظلمات عجب داستان سحر عنوان ہے ۔ ساقی نامہ مصنف

ساقی مئ بیخودی کا ہو دور
مجھ رند سے جنگ کی ہے کیون تاک
بیخود جو یہ رند مست ہوگا
چل اے اشہب کلک گردون نبرد
رہین سر خرو ساحرون سے لڑ کر

میخانۂ دہر کا ہے کیا طور
جام مئ جنگ کا ہون طالب
میخانے مین بند و بست ہوگا
طرارون سے ہوگی صبا گرد برد
ہو پہلو مین اپنے عروس ظفر

ہے دختر رز کمال بیباک
ہو پیر مغان یہ رند غالب
دیگر بتضمین ساقی نامہ
فن جنگ کے آج جھنڈے گڑین
پڑے کھیت ہر ایک در بند پر

عمرو کی ہون تحریر عیاریان
فن مکر پاپوش کی گرد ہے
دوندہ جہان گرد مقبول رب
طلسمات کا لکھ نشیب و فراز
نئے طور کی جنگ کا ذکر ہے
جلالت نگاران شمشیر زن
یہ ہے داستان جلالت نشان
مرا کلک ہے رستم صف شکن
اٹھے سحر کے ابر آتش فشان
لڑائی مین رند و نکی بھی بے خبر
لڑائی کے ہونے لگے بند و بست

نہ عیاریان صاف مکاریان
کتابون مین اس مکر کا ذکر ہے
تراشندہ ریش ساحر لقب
کھلے حال کچھ ہفت در بند کا
رہ ہفت در بند کرتا ہے طے
بہ تصدیق تاریخ حیرت بیان
نئے طرز سے ہونگی عیاریان
صف جنگ کا حال تحریر ہو
کھلے ہین علمہائے زرین نشان
چلے جام صہبائے جنگ و جدل
ہوئی دختر رز کو آخر شکست

عمرو تیز رو عاقل و فرد ہے
مٹا دون عدو کو یہی فکر ہے
چل اے توسن کلک جادو طراز
سمند قلم نے طرارہ بھرا
تہور شعاران شیرین سخن
رقم کرتے ہین سحر کی داستان
قمر قلزم فکر ہے جوش زن
ہر اک لفظ جادو کی تقریر ہو
مری ساقی جنگ جو بے خبر
نہ رند و نکی جرات مین آئے خلل

چہرہ طے کنندگان جادہ سحر و ساحری و ور بند ہائے سحر ساختہ ماہیان زمرد پوش کو بجرات و شوکت یون طے کرتے ہین شعر سخن سنج و غواص دریای فکر + چنین می نگارد بابای فکر + کوکب فکر ماہیان مین جلا کہ اسکے سحر سے مشتری قتل ہوئین کوکب نے قسم کھائی ہے کہ بدون قتل ماہیان ذاہنے ہاتھ سے کھانا نہ کھاؤنگا کوکب مرکب پر سوار ہوکر صحرا طے کرتا ہوا جاتا ہے عمرو کوکب سے وعدہ کرکے جو چلے تھے بصورت فقیر ایک صحرا مین آکر ٹھہرے راستہ تاک لیا ہے کہ کوکب اسی راہ سے آئیگا خواجہ نے دیکھا کہ سامنے ایک دریا جاری ہے کنارے دریا کے شوالے بنے ہین ہزارہا ساحران شوالون پر پوجا کررہے ہین صدائے سامری جمشید بلند ہے تو عقل سے عمرو نے دریافت کیا کہ اس مقام کو کسی ساحر نے روکا ہے ناگاہ آسمان پر ایک آفتاب چرخ مارتا ہوا پیدا ہوا اول وہ آفتاب سحر برسر دریا جمکا ساحرون نے جانا آج نیر اعظم مہربان ہے پوجا کرنے لگے جب وہ آفتاب قریب دریا پہونچا اسقدر حدت ہوئی کہ ساحر جو خروکش تھے وہ جلنے لگے صحرا کرہ نار بن گیا آفتاب کی حدت سے صدائے سامری یا جمشید دیکے چاہتے ہین کہ بھاگین لیکن بھاگ نہین سکتے کسی کا سر کٹکر گرا کوئی جلگیا جو مکان کنارے دریا کے تھے وہ گرنے لگے دریا کا پانی کھولا دھوان دریا سے نکلا مچھلیان گرمی سے بیتاب ہوکر بلند ہوئین چاہتی ہین کہ آفتاب سے لپٹ جائین جو اونچی ہوئین انپر شمشیر شعاع گری سر کٹکے گرے دریا تمام خون آلودہ ہوا کنارے دریا کی خونکی روانی کشتی حیات ماہیان طوفانی خواجہ عمرو

بشکل مبدل دیکھ رہے ہین وہ آفتاب عالمتاب اسقدر نیچا ہوا کہ دریا خشک ہونے لگا لاشہ ماہیان دریا
ریتی مین پڑے ہوے تڑپ رہے ہیں تلاطم امواج نے اسقدر سر کھینچا پانی بھی چاہتا ہے آفتاب کو گھیر لین
آفتاب کی وہ حدت ہے کہ قطرات آب چنگاریان بن گئے پانی مین انتہا کی کھولن مردمان آبی بدحواس جب
عرصۂ دراز اسی حال مین گذرا اور وہ آفتاب دریا پر آکر سایہ فگن ہوا دریا مین تڑاقا ہوا ایک نہنگ کلان بصد
جوش وخروش اُس دریای قہار سے نکلا تڑپکر بلند ہوا نیر اعظم کے قریب پہونچا شعاعین گرین نہنگ پر تاثیر
نہوئی حباب منھ سے چھوڑتا ہوا قریب آفتاب پہونچگیا صاف ظاہر ہو کہ یہ نہنگ خون آشام بھی آتش مزاج
شعلۂ جوالہ نے آفتاب پر منھ سے حباب چھوڑا نیر اعظم تڑپا بیچ سے شق ہوا خواجہ عمرو دیکھ رہے ہین جب
آفتاب کے دو ٹکڑے ہوے نہنگ گرد چرخ مار رہا ہے جب آفتاب کو تلاطم ہوا اندر سے آفتاب عالمتاب طلسم
نور افشان ماہ آسمان شوکت وشان صاحب جرات وتوقیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر ظاہر ہوا دونون ٹکڑے
آفتاب کے دریا مین گرے تیغہ کوکب کے ہاتھ مین تھا نہنگ کیجانب متوجہ ہوا تلوار جو چمکائی نہنگ کی
صورت تبدیل ہوئی عمرو نے دیکھا ایک ساحر زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست تیغہ کھینچے ہوے گردن آتشین
پر سوار کوکب کے مقابلے مین سحر کر رہا ہے کوکب نے اشارہ کیا وہ ساحر زمین پر گرا کوکب نے دستک
دی مرکب پرند مشکین پیدا ہوا زیر ران آیا کوکب سوار ہو کر زمین پر اوترا اس ساحر نے نعرہ کیا منم
نہنگ دریانشین اے کوکب تمنے میرے ساتھ والونکو مارا مین اس دریا کا طرف سے ماہیان کے حاکم
ہون آگے نہ بڑھنے دونگا بہتر یہ ہو کہ واپس جاؤ اگر دس پانچ ہزار قتل ہوے غلامان ملکہ ماہیان زمردپوش
بھی اپنے مالک پر نثار ہو گئے یہان سے قدم نہ بڑھا سکوگے راہ مین بڑے بڑے سامان ہین مین خیرخواہی
کرتا ہون پلٹ جاؤ اپنی جان بچاؤ تا بباغ ظلمات سات ساحران زبردست تعلیم کردہ ملکہ ماہیان قائم
ہو چکے سب نے اپنے اپنے سحر قائم کر لیے قدم بڑھانا دشوار ہوگا کوکب نے نعرہ کیا او بیحیا کیون
شامت آئی ہے بدون قتل ماہیان واپس نہ ہونگا یہ تو دریاے آب تھا اگر دریاے آتش ہوتا مین
نہ رکتا کیون اپنی جان دیتا ہے ہاتھ باندھکر قدمبوسی کر کیون قضا آئی ہے ماہیان کا وقت مرگ
قریب آگیا وہ بیحیا بندگان خدا کو قتل کراتی ہو خود مقابلے مین نہین آتی نہنگ نے جواب دیا اے
کوکب یہ رکن طلسم ہوشربا ہے تا بباغ ظلمات پہونچنا ناممکن کیون اپنے کو آفت مین ڈالتے ہو عمرو دیکھ
رہا ہے کہ نہنگ دریانشین کوکب پر برس پڑا اسقدر سحر کیے کوکب پر شعلہاے آتش گرے پانی برسا مچھلیان

ہزارون دریا سے نکلکر گرین کوکب نے آگ پر باران سحر برسایا پانی کو آتش سحر سے جلایا مچھلیون کو اشارہ ابرو
سے قتل کیا تیغۂ برق تاب بصد قہر و عتاب نیام انتقام سے کھینچا نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرائی نہنگ
دریانشین نے فوراً تیغہ لیکر وار جوہر دار کمر سے کھینچا کئی ہاتھ کوکب پر مارے کوکب بھی وار اُسکے روک
رہا ہے جب سب وار روک چکا آدہ زردی ای نہنگ دریانشین ایک وار مردان عالم کا تو قبول کر
سب طرح سے سحر کر چکا اب کوئی کمال باقی نہین ہی یہ کہکر تیغے کو جنبش دی کمر کو تا کے سر پر ہاتھ مارا تیغۂ
برق تمثال گرا اُسنے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کو دو ٹکڑے ہو کر نہنگ نے چاہا سایہ سے تلوار کے نکلجاؤن
کسیطرح جان بچاؤن لیکن برق شمشیر تڑپ کر گری پلک جھپکنا دشوار ہوا یا تو برق شمشیر قبۂ سپر پر
چمکی تھی یا زیر نہنگ پہونچی مع گینڈے نہنگ کے دو ٹکڑے ہوے عمرو نے دیکھا ادھر تو نہنگ دریانشین
مارا گیا ادھر آسمان سے آگ برسنے لگی عرصۂ دراز تک صحرا مین تاریکی رہی دریا خشک ہوا آواز آئی کُشتی مرا نام
من نہنگ دریانشین بود اب کوکب نے دیکھا ایک پھاٹک عظیم الشان ظاہر ہوا اُس لڑائی مین
کوکب نے دو چار زخم بھی کھائے دریاے خون مین نہایا ہوا مگر کچھ خیال نہ کیا انتہا کا ملال چہرہ غصے سے
لال عمرو تو گلیم اوڑھکر پیچھے کوکب کے چلا کوکب مرکب پر سوار ہو کر طرف اُس پھاٹک کے متوجہ ہوا
گرز کو ہاتھ مین لیا پھاٹک پر آ کر گرز کو مارا ضرب اول ہی مین پھاٹک ٹوٹا اُس طرف دروازے کے
قمقام جادو غلام ماہیان زمرد پوش تین لاکھ فوج سے فوج کش تھا جیسے ہی در کفر و نفاق ٹوٹا قمقام
جادو اپنی بارگاہ سے نکل آیا دیکھا کوکب یکہ و تنہا مرکب باد رفتار پر سوار تیغہ خون آلود ہاتھ مین
ابرؤن پر بل غصے مین اپنے بزرگ کے جی بیکل فوج قمقام پر نعرہ کیا او نامرد و ہٹ جاؤ منم شہنشاہ
کوکب روشن ضمیر یہ ہمارے روکنے کو فوجین مقرر کی ہین یہ حقیر بیشہ نور افشان تم بزدلون سے
رکیگا خود اُس فاحشہ کو بلاؤ قمقام نے نعرہ کیا کیفیت تلاطم تو سُن ہی رہا تھا پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ
نہنگ دریانشین پر کوئی آفت آئی اب دیکھا دریا خشک ہو کر اس مقام پر آپڑا ہے لاشہ نہنگ دریا
نشین ایک جانب ساتھ والے اُس کے سب مارے گئے اس قدر گھبرا کر کوکب نے مارا
کہ ایک بھی بھاگ کر نہ نکل سکا تین لاکھ فوج قمقام کی تیار ہوئی حربہ ہاے سحر کوکب پر
چلے یکہ و تنہا اُس دریاے فوج پر جا پڑا تنہائی پر کوکب کی عمرو بے قرار ہر مرتبہ قصد کرتا ہی
کہ جا کر شراکت کرون لیکن تین لاکھ ساحرون کا سحر چل رہا ہی غیر ساحر کا وہان ٹھہرنا دشوار

ہے عمرو بھاگ کر ایک درہ کوہ مین آیا بصورت ساحر تماشائے جنگ کوکب کر رہا ہی آج عمرو پر حال
سحر و جوان مردی کوکب کھلا کہ تین لاکھ مین یون لڑ رہا ہی جیسے شیر رمہ گوسفندان پر جا پڑے پہلے تو مشت
خاک اٹھا کر کوکب نے اُڑا دی دس بارہ ہزار جادوگردن کے دلیر غبار الم چھایا بڑھکر اُن سبھون نے آواز
دی منم غلام شہنشاہ کوکب اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے کوکب نے اشارہ کیا ان سبکو مارلو وہ
بارہ ہزار تین لاکھ پر جا پڑے بھائی کو بھائی نے مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا بیٹا باپ پر جا پڑا آپ ہی
قتل کرتے ہین پھر ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین محجوب ہوتے ہین چیخین مار کر روتے ہین کوئی پکارتا ہی
مین نے اپنے بھائی کو مارا قوت بازو کو مٹایا کوئی نام فرزند لے کر روتا ہی لیکن تاثیر سحر کوکب یہ ہے
کہ اسی طرح آمادۂ جنگ وجدال فوج قمقام پر جا پڑے لڑائی مین وہی کوشش کوکب دمبدم سحر کو
زور دے رہا ہے بارہ ہزار نے چالیس پچاس ہزار ساحر مارے آخر خود بھی قتل ہوے قمقام کا کلیجہ
پھٹ گیا کہ ایک ہی شعبدے مین کوکب نے فوج کا فیصلہ کر دیا لاشہ ہاے ساحران سے میدان
کارزار بھر دیا لڑتا بھڑتا طرف قمقام کے جاتا ہی قمقام غل مچا رہا ہے کہ یارو تم تین لاکھ ہو تنہا
کوکب کو نہین مار سکتے چہار جانب سے گھیر کر گرفتار کر و پاس ملکہ **ماہیان زمرد پوش**
کے لے چلو انعام واکرام ملین گے مقام افسوس ہے ایک کو گرفتار نہین کر سکتے اُسکی ترغیب سے
ساحر بلوہ کر کے کوکب پر جاتے ہین جب کوکب نے گولا مارا دو دو سے کے سر پھٹ گئے اس
شوکت سے جنگ کر رہا ہے نقیب وکڑکیت آوازین لگا رہے ہین صدا دیتے ہین اے مردان عالم
وقت جانبازی وسر فروشی ہے نام بزرگو نکا روشن کرو کوکب کو گھیر کر مارلو یہ ظالم جانے نہ پائے ملکہ
ماہیان زمرد پوش کا حکم محکم ہے کہ کوکب کو گرفتار کر کے جولائے گا دولت دنیا سے بے نیاز ہو جائیگا
سالہا سال نمک سرکاری کھایا اب وقت جانبازی آیا کمی نکرو جلد گرفتار کرلو کوکب پر پنجہ کسی کا قابض
نہین ہوتا رستم ہے کہ جھوم رہا ہی عمرو حیران ہی شوکت وجرأت وجلالت کوکب نامدار دیکھکر
عش عش کر رہا ہے تین لاکھ جوانون مین یکہ وتنہا لڑتا زخم بھی جسم پر ضرور کھائے خیال بھی نہین کہ
کون زخمی ہوا ہمہ تن چشم بنا ہوا تمام جسم تر وبتر ہے چھنا ہوا خانہ ہاے زرہ خون سے معمور اس
فوج مین خندان ومسرور جنگ کر رہا ہی صاف ظاہر ہو کہ میدان رزم ہے کوکب کے نزدیک صحبت
بزم ہے کبھی گولا جھولی سے لیکر ان بچیاؤن کو جلا دیا کبھی ماش کے دانے پھینک مارے کبھی تیغہ برق مثال

کو جنبش دی کبھی ہنسکر برق چمکائی کیسے تلطف سے لڑ رہا ہی عمرو ہر مرتبہ پکار اُٹھتا ہی اے شہنشاہ با شوکت
والے نامدار با لیاقت سبحان اللہ کوکب حیران ہوتا ہے کہ یہ آواز صفت و ثنا کہانسے آتی ہی عمرو کا خیال
بھی نہیں رہا دل مین سوچا اس مقام پر عمرو کہان آسکتا ہی غیر ساحر کا ٹھہرنا دشوار ہی عمرو بیچارہ کہان آسکتا
ہی وہ دریاے سحر تھا یہ مجمع فوج ساحران ہی لیکن اس صدا پر حیران ہی کوکب روشن ضمیر لڑتا بھڑتا قریب قمقام
پہونچا آواز دی او نامردان تین روپے کے پیادون کو کیون قتل کرا تا ہی تو ہمارے قتل کا بیڑا اُٹھا کے آیا ہی
میدان مین آکر سرخرو ہوا و سیاہ رو بدخو ہماری لڑائی کھیل سمجھا تھا در بند بنا کر بیٹھا ہی مجمع ساحران مین چھپتا
پھرتا ہی قمقام جادو نے غل مچایا یارو اس ظالم کو لینا لمندہاے سحر مین گرفتار کر لو ایک شخص پر تمھارا قبضہ نہین
ہوتا جھلا کر ساحرون نے آواز دی آپ تین لاکھ کے افسر ہین سب طرح ہمسے بہتر ہین پانچہزار روپے تنخواہ کے پاتے
ہین مقابلے مین دشمن کے نہین جاتے ہین برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے شیر پر بلوہ کیا کرین سحر ہمارا
جواب دیتا ہی ہمارے وار چلنے مین وہ رستم صولت صاحب ہمت پر بھی منھ پر نہین لیتا افسر ایسے ہوتے
ہین آپ ہمارے بھروسے چلے تھے ملکہ ماہیان نے جو حکم دیا جاگیر و منصب ملیگا قتل کا بیڑا اُٹھایا اب کیون
نہین مقابلہ کرتے شرما کر قمقام جا پڑا کہا او نامردو مین تمھارے بھروسے پر نہین آیا ہون دیکھو کوکب
کو مارتا ہون بڑھکر سحر کرنے لگا گولا مارا کوکب نے ہاتھ مار دیا گولا پلٹ کر اُسکی فوج پر پڑا کئی سر پھٹ
گئے غل بلند ہوا غلغلہ ہوا اے قمقام کیا کہنا تمھارے سحر سے تمھاری فوج تباہ ہوئی ہی ہاتھی والی
مثل تمپر پوری ہوئی اب تو قمقام سرتا پا شعلہ مزاج گرمایا تلوار کھینچکر جا پڑا خوب سحر چلے کوکب نے
سحر سب دفع کیے اس بیحیا نے اپنے کو قوی جو پایا قصد ہوا لپٹ پڑون قد و قامت مختصر ہے کشتی مین گرا لون
یہ سوچکر ٹوکتا ہوا بڑھا کوکب نے ہاتھ تلوار کا مارا اس بیحیا نے کمزور جان کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
کوکب کو انتہا کا ناگوار ہوا اگر یہان تھام کر ایک مکہ مارا گینڈا قمقام کا گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا لپٹے
ہوے دونون زمین پر آئے قمقام کو اپنے قد و قامت پر ناز لپٹنے لگا کوکب نے ایک طمانچہ
مارا کہ گال سیاہ رو کا سرخ ہوگیا چرخ آیا آنکھون کے نیچے اندھیرا چھایا ضبط کر کے کوکب
کی گردن پر ہاتھ رکھا لپٹ کر کوکب نے کولے پر لاد از زمین پر مارا کٹھے کا لٹھا زمین پر دھم
سے گرا کوکب جست کر کے چھاتی پر سوار ہوا قاعدہ اسد نامدار کا یاد آیا کہ ہدایت کرنا
ضرور ہے فرمایا اے قمقام شناخت مین پروردگار کی کیا کہنا ہے اگر دین اسلام

کی اطاعت کریے جان بخشی کرون قمقام نے جواب دیا اے کوکب سر میدان سامنے کل فوج کے مجھکو ذلیل کیا
اب چاہتا ہے پونے دو سے خداؤن کو چھوڑون لاکھ جان نام سامری پر نثار ہو قمقام نے جو یہ جواب دیا
کوکب غصے مین اٹھا قمقام کو مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینک دیا لاخیرہ قمقام تڑپا ساحر گھبرائے نعرہ دادا
آواز آئی کشتی مرا نام من قمقام جادو بود اہالیان فوج نے چاہا بھاگ کر نکل جائین کوکب نے سبکو گھیرا
کبھی برق چمکائی سو سو کے سر اوڑ گئے کبھی سنگریزے اٹھا کے پھینک مارے پتھر برسے سنگدلون کے
سر پھٹے دو پہر جنگ رستمانہ کرکے تین لاکھ ساحرون کو مارا زخم بہت کھائے جب ان سب کا کام تمام ہوا کوکب
بسبب زخم داری ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرا خواجہ نے کوکب کا سامنا نہین کیا گلیم اوڑھے ہوے
ایک گوشے مین کھڑے رہے کوکب نے بیٹھکر اپنے ہاتھ سے اپنی زخم دوزی کی شب اُسی درہ کوہ
مین بسر ہوئی ستارہ سحری آسمان پر چمکا نیر اعظم بصد شوکت و حشم میدان چرخ نیلی پر آیا شوکت
اپنی ظاہر کی فوج ظلمات کو شکست دی تمام دنیا مین روشنی ہوئی **نظم** + روز دیگر کین جہان پر غرور
یافت از سرچشمۂ خورشید نور + ترک روز آخر باین زرین سپر + ہندکی شب را بہ تیغ افگندہ سر
کوکب نامور اپنے مقام سے چلا خواجہ عمرو شب بھر اُسی درہ کوہ مین رہے حال کوکب دیکھا کیے
یہ تو دل کو تسکین ہے کہ کوکب نہ مانے گا تا بہ باغ ظلمات جاکر ماہیان زمرد پوش سے مقابلہ کریگا اور وہ
ایسے مقامات سخت ہین کہ خدا اس صف شکن کی جان بچائے حقیقت مین کس کر و فر جاہ و حشم سے
بہ جرأت و شوکت دونون دربند فتح کیے نہنگ قمقام کو بڑے لطف سے مارا بجکر کسی ساحر کو جانے نہ دیا
لیکن کوکب روشن ضمیر یکہ و تنہا تیغہ برق مثال قبضے مین سپر پشت پر جوان حسین خوب صورت
نیک سیرت صاحب شوکت و جلالت درّہ کوہ سے بل کرتا ہوا جنگل صحراے سبزہ زار کو
طے کرتا ہوا جاتا ہے صبح کا وقت ہے باغبان ازل نے صنعت اپنی دکھائی ہے ہر ایک نخل خودرو
اپنی بہار دکھلا رہا ہے کوڑیالا کھلا ہوا ہے بھینی بھینی بو آتی ہے باد صبا اٹکھیلیان دکھاتی ہے نخل ہرے
بھرے نہرون پر بازبط قرقرے طائران زمزمہ سرا بزبان بیزبانی تعریف چمن پیرائے ازل مین مصروف **نظم**

این سبزہ و این صحرا بوئی ز جنون دارد
وحدہ لا شریک لہ گوید

دیوانگی و مستی امروز فزون دارد
برگ درختان سبز در نظر ہوشیار

دیگر

ہر گیاہے کہ بر زمین روید
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

کوکب سبزے کو پامال کرتا ہوا صنعت باغبان قضا و قدر کو ملاحظہ کر رہا ہے ہواے سرد عیسیٰ النفس

مسیح دم چل رہی ہے اگر بیمار ہفت صد سالہ آئے یہان کی ہوا کھائے فوراً صحت پائے قمریان یا دائمی مین
کو کو کر رہی ہین جابجا طاؤس رقصان تدرو خوش رفتار خرامان کبک دری کے قہقہے بلبلون کے چہچہے کو
کوکب نے بند قبا کھول دیے جی مین کہتا ہے کیا صحرائے سبزہ زار ہے ہر پھول پر نئے طور کی بہار ہے ایسا صحرا
کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا صحرا کو طے کیا تھا ہوا سے بھی اس سبزہ زار کی فرحت تازہ سو رلے اندازہ حاصل
ہوا گلون کی بو نے مست کیا کوکب جھومتا ہوا جاتا ہے سایۂ نخلستان سے نکلا دیکھا سامنے ایک باغ
بہشت آئین چہار دیواری سنگ مرمر سفید کی اسپر گلکاری جوش باد بہاری در باغ پر ایک کرسی مرصع
کار اسپر ایک نازنین چہاردہ سالہ آفت جان آنکھین رشک دیدہ غزال عارض ماہ آسمان کمال
جیسی بھوین ترچھی نگاہ زلفون کو پیچ و تاب سینے پر ابھار بحر حسن و خوبی کے دو حباب گلا صراحی دار مینائے
مے حسن دیکھکر کوکب نے بے اختیار یہ اشعار پڑھے نظم۔

وہ کھینچے تیغ جھکائے ہوئے ہین ہم گردن
اڑا لے مجھکو سر یار کی قسم گردن
فراق یار مین مانع ہے میکشی سے مجھے
کبھی نہ چھوڑے گی کٹکر ترے قدم گردن
حریم کوچۂ جانان ہے سجدہ گاہ میان
کبھی اٹھا نہین سکتی وہ کوہ غم گردن
لکھا تھا خط اسے بھی سرنوشت کی نہ خبر
جھکی ہین اسطرح آنکھین ہوئی ہے خم گردن
حضور غیر وہ بیٹھے ہین سر جھکائے جلال

یہان ازل ہی سے تسلیم کی ہے خم گردن
گلے سے پھوٹ کے نکلا ہے پیک پان کا رنگ
کچھ آج ملتی ہو مینا کی دمبدم گردن
قریب جس رگ گردن سے آپ ہے قاتل
یہان جھکا کے اٹھاتی نہین صنم گردن
اٹھا ہے سر جو بت پائے یار پر رکھکر
کہ نامہ بر ہی کی ہوجائیگی قلم گردن
ابھار ہے ترے سینے کا اسقدر سرکش
فلک کو دیکھ رہے ہین اٹھائے ہم گردن

یہ تیغ یار سے کہتا ہون کرکے خم گردن
شراب سرخ کی ہے ساقیا قلم گردن
نکال لونگا پس قتل حسرت پابوس
ستم ہے ہو وہ تہ خنجر ستم گردن
اٹھائی ہین جو محبت مین سختیان دل نے
کسیکے سامنے جھکتی ہے اپنی کم گردن
ہم انکو وصل مین شرمندہ کرگئے خود ہین خجل
ہبت اٹھائے نہ یہ بانی ستم گردن

وہ نازنین حور خصال لعبت کرشمہ
ناز مثل طاؤس طناز کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی کوکب کی آنکھ مین عرش و کرسی تہ و بالا بہ نگاہ محبت اس
معشوق پریچہرہ کو دیکھا وہ مہ جبین ساتھ والیون سے یہی باتین کر رہی ہے کہ صاحبو تم لوگ میرے خیر خواہ
دولت ہو ملکہ ماہیان زمرد پوش نے جو مجھکو اس مقام پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ کوکب رہ تنفیم
کو نہ آنے دینا مین ایک کنیز ناچیز وہ بادشاہ جلیل رئیس میری مجال ہے کہ مین اسپر دست اندازی کرون
بڑا غضب تو یہ ہوا تاجر نے آکر تصویر شہنشاہ مجھکو دی اس تصویر کو دیکھکر دیوانی ہوگئی افسوس

صد افسوس ہاے ہاے کہ راتین تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین کئی مرتبہ تم لوگون سے کہا ایک نامہ ہمارا لیکر جاؤ جواب باصواب لاؤ تم مین سے کسی صاحب نے ہماری بات کا خیال نہ کیا دل بہت بیقرار ہے اب تو یہ نوبت پہونچی ہے دیکھو اشکون کی جھڑی لگی ہے بقول نسیم

نظم

دوستی رکھتے ہین کسدرجہ برابر آنسو
جاتے ہین بال سے بھی صدمۂ نشتر آنسو
جسکو لوح جبین معشوق رقم ہوتی ہے
دامن ابر سے چھنتے ہین برابر آنسو
اشک سے ہمکو زیادہ نہ وفادار ملا
بنگئے جسم کے مری آنکھ مین تیر آنسو
آبشار اشک کے کام آتے ہین گریہ مین
رکھتا ہے دامن ہر برگ گل تر آنسو
شوق نظارۂ جانان مین فلک روتے ہین
ایک بھی ہوتا ہے دامن سے جو باہر آنسو
یا دو تار ان پہ پروتے ہین جو روتے ہین نسیم

ساتھ اٹھتا ہے ہر آنسو کے ابھر آنسو
قطرۂ خون قرے خنجر پہ نہین آئے قاتل
شب کو ڈھوڈالتے ہین حرف مقدر آنسو
گریۂ یاد الٰہی نہ سمجھنا بیکار
نکل آئے دم مردن تہ خنجر آنسو
گریۂ گرم نے خنجر کو بنایا آتش
کہ اوڑھا دیتی ہین اکثر مجھے چادر آنسو
مادہ ہے یار پہ یون شرط وفا سے بعید
دامن چرخ پہ ہین دانۂ اختر آنسو
گریہ بے چشم بھی ہوتا ہے عجب کیا ہو سکا
گوشۂ چشم مین بنجاتے ہین گوہر آنسو

نوک مژگان سے مشبک ہے دل لعد نظر
دیکھ بھر لائی ہین یہ دیدۂ جوہر آنسو
اے فلک گریۂ پنہان ہے یہ کسکے غم مین
ایکدن بخشینگے سیرابی کوثر آنسو
سرد مہری بتجان نے جو رلایا ہمدم
تھے مگر ہم اثر پارۂ اخگر آنسو
غم معشوق کبھی خالی نہین شبنم ہے گواہ
جانتا ہون قطرات مے احمر آنسو
ڈھونڈھتی رہتی ہین کیا کیا مری آنکھین اشکبار
کہ بہا کرتے ہین زخمون سے بھی اکثر آنسو

وہ نازنین یہ اشعار آبدار پڑھکر بے اختیار رونے لگی ساتھ والیون نے کہا حضور بیقراری بیکار ہے ہمنے آنکھون سے دیکھا ہے نہنگ دریانشین مارا گیا قمقام بھی قتل ہوا شب کو نہین معلوم کہ شہنشاہ نے کہان بسر کی یہی راستہ ہے آنے کا ضرور تشریف لائینگے جب آپ نہ لڑیے گا کیا زبردستی لڑینگے بڑھکر اپنا حال دل بیان کیجیے فرمایئے میرے دربند سے نکل جائیے لیکن آگے مقامات سخت و مشکل ہین اس لڑائی کو فتح کرائیے جس پر دل آیا ہوا ہے اس مشکل کے وقت مین ساتھ دیجیے رہبری کرکے تا بباغ ظلمات پہونچایئے خدائے نادیدہ اپنا فضل کرے ماہیان جب قتل ہوگی اُن کو بھی دل و جان سے خیال ہوگا کہ ملکہ ناہید کاکل کشا نے اسوقت مین ہمارا ساتھ دیا جان سے زیادہ عزیز رکھین گے بڑا خیال آپ کو یہ ہے کہ صفحۂ قلب پر اُن کے رنگ عشق حنائے گلگون پوش جما ہے وہ کیا کر سکین گے حضور مثل مشہور ہے جاکو پی چاہے وہی سہاگن آپ کے سامنے کوئی زبان کھول سکے گا

وہ بادشاہ عالیجاہ جوہر شناس رعیت پرور عدالت گستر شیر بیشۂ جرات نہنگ دریای ہمت آپکی بڑی قدر دانی فرمائینگے ناہید کاکل کشا نے جواب دیا صاحب مجھکو سب طرح مشکل ہی بموجب مضمون رباعی قمر رباعی جی چاہتا ہے اُس سے کہون حالت دل + شاید کرے رحم درد سنکر غافل + پر خوف ہے نکلے اور مغرور نہو - گویم مشکل وگر نگویم مشکل + دیگر ہے داد کے دن بھی طبع تیری مائل + ظلم وستم اُسکے پوچھتا ہے عادل + ایذا اُسے پہونچے یہ بھی منظور نہین + گویم مشکل وگر نگویم مشکل + یہ کلمات حسرت ویاس محبت آمیز زبان سے اُس معشوق طناز کے کوکب نے سنے بے قرار ہوگیا پہلی مبہوتی تو وہ تھی کہ صحراے سبزہ زار کی ہوا کھائی پھولون کی بو سونگھی یہان ایسی گلعذار معشوق ماہ رخسار عشق ومحبت کی باتین کر رہی ہے جی چاہا کہ جاکر تصدق ونثار ہون اے کوکب نجم بخت ہمارا اوج پر ہے کہ یہ ماہ رخسار ہمپر مائل ہوئی یہ سوچ کر کوکب سایہ سے نخلستان کے تنتنے نکلے یہ جو دل کو یقین ہوا کہ ہمارا چاہنے والا سامنے بیٹھا ہے تملج کو کیج کرتے ہوے بڑھے جیسے ہی ناہید کاکل کشا نے کوکب کو آتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون نے کہا بی بی مبارک ہو شہنشاہ آتے ہین چلکر شریک ہوجایئے ناہید شرماتی ہوئی بے اختیار اُٹھی کہا اے شہنشاہ عالی جاہ آیئے فرد رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما وفرود آ کہ خانہ خانۂ تست + کنیز عرصۂ دراز سے مشتاق تھی آج روز سعید بلکہ بہتر از عید تھا کہ زیارت نصیب ہوئی ہر چند کہ مجھکو ماہیان زمرد پوش نے مقرر کیا ہے کہ کوکب کو جاکر روکو میری کیا مجال ہے کہ آپ کو روکون وہ آنکھین پھوٹین جو آپ کو نگاہ دشمنی سے دیکھین وہ ہاتھ قطع ہون جو بدشمنی آپ پر اُٹھین مجھے آپسے دشمنی منظور نہین ہے جو کیفیت اصلی ہے وہ نہین کہہ سکتی آپ سمجھین گے کہ مجھکو دھوکا دیتی ہو فقط دیدار کی مشتاق تھی تقدیر نے رسائی کی کنیزون نے کہا اے شہنشاہ یہ معشوقۂ طناز حسینان جہان مین سرفراز عرصۂ دراز سے حضور پر مائل ہے آپ کے آنے سے پیشتر بھی یہی ذکر تھا کہ مین نے جان دیکر شہنشاہ کی تصویر لی راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر کٹتی ہین بہ سبب حجاب کہہ نہین سکتین کوکب نے جواب دیا اے ملکۂ عالم محترم وتحتشم مین دل وجان سے تمھارا خواستگار رہون نازو ادا دیکھکر عاشق زار ہون خود چاہتا ہون کہ میرا تمھارا مقابلہ نہ ہو اگر میرا کوئی سحر چل گیا دشمنون کا موے جسم میلا ہوا کلیجہ فگار ہوگا دل

بیقرار ہوگا تم بسم اللہ طلسم نور افشان مین چلو تمسے کوئی رشک نہ کریگا ہمارے یہان یہ طریقہ نہیں
ہے ملکہ حنائے گلگون پوش کو کیا مجال ہے کہ تمسے کلام کر سکین یہ سنتے ہی ناہید نے اپنے
رومال ہاتھ سے باندھے یہ کہتی ہوئی بڑھی پہلے خطا تو معاف کیجیے ہاتھ میرے کھولیے مجھکو یقین تمنے
نہایت خوف ہے دو در بند آپ نے ویران کیے وہ بیچیا ناحق آپ سے لڑے اپنے دل مین نہ سمجھے
کہ ایسے شہنشاہ عالیجاہ سے ہم نبرد ہو سکین گے آخر ملازمان ماہیان زمرد پوش تھے ذلت سے
واصل جہنم ہوے بموجب مضمون مصرع ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست + رومال سے ہاتھ باندھکر
اس ناز سے ناہید کاکل کشا یہ کلمات خوشنما آیات کہتی ہوئی آتی ہے ہر قدم پہ کوکب کا دل
پامال ہو رہا ہے ہاتھو مین مہندی لگی ہوئی رومال سے انکو باندھا ہے چہرے پہ ہوائیان اڑتی
ہوئین کوکب کی تعریف ماہیان کی مذمت ہر کلام سے عشق ظاہر ہے کوکب ہر مرتبہ جواب دیتا ہے
اے ناہید کاکل کشا مردان عالم نے جو زبان سے کہا وہ کیا اگر تم کو ہمسے محبت ہے تو ہمین بھی دل سے
الفت ہے تمہارے آگے کس کا در بند ہے یہ سنکر ناہید مسکرائی کہا اے شہنشاہ در بند کیسا
آپ میری خطا معاف کرین ہاتھون کو بہ شفقت کھولین باغ مین چلکر تشریف رکھین ماہیان کو
یہین بلوا بھیجون گی آپ کے انکے مقابلہ ہو جائیگا یہ کنیز بھی سحر مین کسی سے کم نہین ہے آپ دیکھینگے باتون
ہی مین کام نکل آئیگا دشمن دام مکر مین پھنس جائیگا میری شراکت سے آپ کو زیادہ تکلیف نہو گی اسکے ساتھ
پانچ کنیز ان سامری ہین ہر وقت خبر آئندہ و گذشتہ دریافت کرتی رہتی ہے کوکب نے کہا خدا مالک ہے
اے ناہید مین نے تو عہد کیا ہے بدون قتل ماہیان نہ پلٹونگا اور اگر قضا لیکر آئی ہو تو مردان عالم کا
یہی کام ہے لڑ بھڑ کر مرنے ہی مین نام ہے اب ناہید قریب آپہونچی ہاتھ بڑھا کے عرض کی کنیز کی مشکلکشائی
کیجیے کوکب روشنضمیر نے ہاتھ بڑھایا چالیس پچاس کنیزین بھی عذر کر رہی ہین چہار جانب سے کوکب
کو گھیرے ہوے یہی کہتی ہین حضور کنیز کی دستگیری کیجیے ہاتھ انکے کھولیے مہینون سے آپکا اشتیاق تھا کہ
کوکب نے ہاتھ بڑھا کر رومال کھینچا جیسے ہی رومال الگ ہوا ناہید کی مٹھی مین ایک جانور تھا منھ پر
کوکب کے یا سامری کہکر چھوڑا طائر نے گرد سر کوکب چیسر غ مارا آہ کی جلکر خاک ہوا وہ خاک جسم کوکب پر
گری اس خاک نے تمام و کمال خاک مین ملایا غبار غم والم دل پہ چھایا طائر نے چرخ جو مارا طائر ہوش و
حواس اڑگیا کوکب مثل تصویر یا بہ گل حیران و منفعل آئینہ وار حیران بصورت زلف

پریشان خاموش کھڑا ہے نہ ردیٔ زفتن نہ راہ ماندن اُس نازنین نے چار قدم پیچھے ہٹکر آواز دی منہم ملکہ ناہید
کاکل کشا او کوکب سلسلۂ زنجیر زلف مسلسل مین باندھکر تجھکو سامنے اپنے مالک کے لے جاؤنگی مجھکو بھی نہنگ
دریانشین و تمقام جادو سمجھا سحر تو یاد کرو حقیقت مین کوکب کے ہونٹھ بند دل دردمند ایک
کہتی ہے ہتھکڑیان پہناؤ ایک کہتی ہے بیڑیان لاؤ ایک کہتی ہے زنجیر سحر سے مشکین باندھو ناہید کاکل کشا
نے سبکو جھڑکا کہا ارے اب تمھاری کیا احتیاج ہی مین نے سب کام کر لیا ایک طفل شیرخوار چاہے تو مشکین باندھے
مین زنجیر تار زلف سے مشکین باندھونگی کشان کشان لیجاؤنگی یہ کہکر کاکل پر ہاتھ ڈالا گیسوے مشکین سے
ایک تار توڑا اُسپر سحر دم کیا زنجیر طلائی بنکر تیار ہوئی اُس زنجیر کو یہ ظالم جنبش دیتی ہوئی بڑھی کنیزین بھی
بجاؤن چاؤن کرہی مین گرد سب کا جماؤ ہے ناہید وہ زنجیر طلائی لیکر بڑھی کہتی ہوئی کیون شہنشاہ
عشق ہوچکا گریبان تو چاک کرو منھ پر خاک ملو کوہ و دشت و بیابان کی سیر ہو عاشقان صادق ایسے
نہین ہوتے مجکو نہ پہچانا مدت تک مصاحبت ماہیان کی مین نے کی دعوی کرکے آئی تھی کہ تار زلف مسلسل
مین باندھکر لاؤنگی بڑے بڑے خیال تھے کہ اتنا بڑا شخص دام مکر مین کیونکر پھنسے گا لیکن دام حسن
مین گرفتار ہوے خوب مجبور و ناچار ہوے اس وقت کوکب کی پریشانی آئینہ رخسار پر وفور حیرانی
سحر فراموش بانوئے زمین نے تھام لیے زبان مین لکنت آئینہ عارض پر حیرت آنکھون مین کم بصارت
روح کو عدم راحت ہر چند قصد کرتا ہے کوئی سحر یاد کرون کچھ نہین یاد آتا تصور مین فرق ہے دریاے
حیرت مین غرق ناہید لاف و گزاف کرتی ہوئی کوکب کے پاس پہونچی زنجیر طلائی کو جنبش دی ہاتھ بڑھایا
کہ کوکب کی مشکین باندھون کنیزین جو گرد جمع ہین اُن مین سے ایک کنیز نسترن شوخ
چشم نامے یہ کہتی ہوئی بڑھی واری ٹھہر جائیے طائر زیرک دام سے نکل جاے گا پھر ہاتھ نہ آئیگا
ہمین نے یہ طوق آہن بنایا ہی گلے مین پہنایا جاے زبان مین سوزن دیجیے ایسا نہو ہوشیار ہوجاے
ناہید کاکل کشا نے پلٹ کر دیکھا نسترن شوخ چشم لوہے کا طوق ہاتھ مین لیے ہوے اسم سحر کا
پڑھتی ہوئی آتی ہے مسکراتی ہوئی کہتی ہے کہ واری مکتب خلنہ مین جب آپ تشریف رکھتی تھین
جو سحر ماہیان نے آپ کو تبلایا ہی مین نے بھی یاد کر لیا ہی وقت ہے کہ اُس جوان کو زیور سحر سے آراستہ
کیجیے پہلے یہ طوق پہنائیے عرصہ ہوتا ہے اسکے مددگار بہت ہین ایسا نہو وہ بڈھا اسکا اُستاد نور افشان
جادو آجاے تو کیسی خرابی ہو بہار و باغبان بھی اسکی مدد کے واسطے آئینگے نگوڑا اسار بان زادہ بھی اسکے ساتھ

چلا تھا طائر سحر نے آپکو خبر دی تھی سب طرح ہوشیار رہیے یہ کہکے نسترن شوخ چشم شر پٹر کرتی ہوئی قریب ناہید کاکل کشا پہونچی اسنے جس ہاتھ سے چاہا تھا کہ زنجیر سحر گلے مین کوکب کے ڈال دون ہاتھ وہی تھام لیا کہا دیکھو بی بی بڑی خرابی ہو جائیگی دیکھیے آسمان سے ابر سیاہ اٹھا ہے نور افشان آپہونچا ہے اسکا روکنا دشوار ہوگا دم بھر مین سب سحر بیکار ہوگا نسترن نے جو یہ گھبرا کر کہا ناہید نے منھ پھیر کر طرف طلسم نور افشان کے دیکھا اتنے عرصہ مین بجلی چمکی نسترن نے آواز دی او ناہید کاکل کشا بڑا دام سحر پھیلایا مین آپہونچا نعرہ ہو امنم مہتر مہتران عیار زلزلہ قاف ثانی سلیمان ع عمرو آن شاہ عیاران عیار نعرہ کرکے قریب تو پہونچ چکا تھا خنجر بران کوکھ پر مارا وہ خنجر تحفہ جان سے تھا کوکھ پر پڑا دوسرے پہلو کو توڑ کر پار گذرا ناہید کاکل کشا دڑھاڑ کر گری شکم چاک قصہ پاک ہوا آگ برسنے لگی کنیزین دوڑین عمرو تو گلیم اوڑھکر غائب ہوا آواز دی ہان اے شہنشاہ بینا کوکب کو ہوش آیا تلوار کھینچکر کنیزون پر جا پڑا جس کے ہاتھ مارا اُس کے دو ٹکڑے ہوے چند کس تھیں دو چار سحر مین کوکب نے انکو مارا کنیزون کے بڑے بڑے سحر کیے کوکب تو دام مکر مین پھنس گیا تھا اپنی حماقت پر بہت منفعل ہوا سحر کی ایک تختی بنا کر کوکب نے گلے مین ڈالی ہے وہ بھی نقش حفاظت ہر جسپر چمکا دی اُسکی پلک جھپکی اوپر سے ہاتھ رکسی کو جلا دیا اپنی حرکت پر بہت منفعل عمرو نے لوٹنا شروع کیا جو کنیز قتل ہو کر گری لباس ندارد کوکب پلٹ کر دیکھتا ہے جادوگرنیون کے لاشے برہنہ پڑے مین کبھی خواجہ اپنے کو ظاہر کرتے ہین کبھی گلیم اوڑھکر چھپ جاتے ہین کبھی تیغچہ کھینچے ہوے سامنے کوکب کے آتے ہین کوکب و عمرو لڑتے ہوے تا بدر باغ پہونچے اندر باغ کے دو چار سے جادوگر تھے غصے مین کوکب نے اُن کو بھی مارا دو دو کی گردن پکڑ کے لڑا دی کسیکو تلوار سے قتل کیا کسی ساحر زبردست کو پکڑ کر چیر ڈالا کسی باغی کو باغ سے نکلنے نہ دیا باغ کو لالہ زار بنا یا کچھ طائر بنے ہوے باغ مین تھے وہ زمزمہ سرائی کر کے گرے اپنے اپنے سحر سبھون نے کیے کوکب نے چمنہاے طلائی پامال کیے طائران سحر چلائے جو سحر کرکے بلند ہوا اس خیال سے کہ نکل جاؤن کوکب نے اُٹھا کر سنگریزہ مارا وہ ساحر جلکر زمین پر گرا بعد عرصہ دراز گوشۂ باغ سے آواز آئی کشتم مرا نام من ناہید کاکل کشا بود اب باغ روشن ہوا یا تو باغ کی رعنائی زیبائی تھی یا دیکھا خاک اُڑ رہی ہے ایک باغ ویران مقام سنسان چشمہ ہاے آب رواں مثل چشم کور خشک پڑے مین نخل ٹوٹے ہوے قصر گرے ہوے اب خواجہ نے اپنے کو ظاہر کیا کوکب خواجہ

سے لپٹ گیا کہا ای برادر بجان برابر ہماری تو جان بخش ہو بخدا مین اپنے ہوش مین نہ تھا خواجہ یہ طائر
ساختہ ماہیان زمرد پوش تھا اُس نے تعلیم کیا ہوگا کہ سامنے کوکب کے اِس طائر کو چھوڑ دینا اِس کی کیا
مجال تھی کہ ایسا سحر کرتی مگر خواجہ تم بڑے وقت پر پہونچے عمرو نے کہا اے برادر میرے دل کو کب آرام
تھا کہ تم برائے مقابلہ ماہیان جاؤ مین بیٹھ رہون اے شہنشاہ اِن مرحلہ جات پر برائے خدا ہوشیار
رہنا کوکب نے کہا خواجہ مین نے دریافت کیا ہے کہ در بند چہارم کی ملکہ فیروزہ گوہر پوش حاکم ہے اور
پنجم پر ملکہ رضوان جادو ہمشیرۂ افراسیاب بہت عرصے کے بعد انشاء اللہ رضوان سے ملاقات
ہوگی جب افراسیاب سے میل تھا قصر نور افشانی پر میلا ہوا رضوان جادو بھی آئی وہ مجھ پر عاشق
ہوئی مین اُس پر مائل ہوا اکثر نامہ و پیام رہے جب سے آپ کی شراکت کی نامہ و پیام کا موقع نہ ملا وہ
میرے ساتھ دشمنی نہ کرے گی دل و جان سے عاشق صادق ہے اور در بند ششم کی خبر مجھکو نور افشان نے
دی تھی کہ مہران جادو بڑی ساحرہ زبردست ہے اُس نے قلعۂ طلسمی بڑے تکلف سے تیار کیا
تمکو خواجہ آگاہ کرتا ہون کہ اُس پر معرکۂ عظیم پڑے گا نور افشان نے یہ کلمہ کہا تھا کہ اے
فرزند دلبند مہران یہ بڑی قیامت کا مقام ہے جب کوئی شعبدۂ سحر دکھاؤ گے اُسپر قبضہ پاؤ گے
ورنہ مقام تردد و انتشار ہے اُسکے آگے باغ ظلمات ہے طائر سحر نے خبر دی ہے کہ سترہ لاکھ فوج وہان
جمع ہے شاید درمیان مین بھی کچھ فساد ہوا اپنا تو اعتقاد یہ ہے کہ حافظ حقیقی بچائیگا حقیقت مین
اس ارادے کو میرے پروردگار پورا کرے ناہید کاکل کشا کے سحر نے دل بے چین کر دیا شب بھر
کوکب و خواجہ سے اُس باغ مین باتین رہین جبکہ ساحر زرین پوش آفتاب عالمتاب ہوم خانہ
مشرق سے بصد کر و فر برآمد ہوا اور تخت فلک چہارم پر جلوہ افروز ہو کر مصروف سیاحی ہوا منازل
فلکی کو طے کرنے لگا خواجہ نے اُٹھکر نماز سحر سے فراغت حاصل کی کوکب نے اسباب سحر سے اپنے کو درست کیا
تختی گلے مین ڈالی خوب بڑ کو آراستہ و پیراستہ کیا کہا خواجہ خدا حافظ ہے اب انشاء اللہ پھر کسی مقام پر آپ سے ملاقات
ہوگی فلک نے وہ نیرنگ دکھایا خود زبان سے کہنا پڑا کہ خواجہ ہمارا خیال رکھیے گا دل کو یقین کامل ہے ہر مشکل مین
بعد پروردگار آپ ہی کام آئین گے یہ در بند بھی آپکی جرأت سے فتح ہوا ورنہ ہمارا تو خاتمہ ہو چکا تھا آپ نے
آکر دام مکر ناہید سے بچایا آپسمین ایسی باتین ہو کر کوکب روشن ضمیر بصد جاہ و توقیر پشت
مرکب باد رفتار پر سوار ہوا بجرات طرف در بند چہارم کے چلا خواجہ بھی عقب مین

کوکب کے چلنے وقت پر حال تحریر ہوگا

وو کلمہ داستان حیرت بیان در بند چہارم کہ جسکی حاکم ملکہ فیروزہ گوہر پوش ہے اپنے دام مکر مین کوکب کو پھنسانا اور آمد رضوان جادو ہمشیرۂ افراسیاب و عشق کوکب و رضوان اور خبر ہونا افراسیاب کو و عیاری خواجہ و مقابلہ کوکب و افراسیاب و قتل رضوان و فیروزہ عجب داستان سحر بیان ہے ساقی نامہ مصنف

کہان ہی ساقی جمشید شوکت
لگے کانٹا تو یاد آئے گلابی
سخن جام شراب زندگانی
جہان نقش نگین جاودانہ
دیگر اشعار عبرت از مصنف
مرا غنچۂ دل شگفتہ ہوا
نہ فرحت ہوئی بلکہ حیرت ہوئی
بہار گلستان کے ہین زور و شور
عدو باغ کے آج گل خار ہین
جوانی پہ ہے جوش فصل بہار
ہر اک شاخ پر میوہ جلنے لگی
خزان نے دکھائی جو شکل مہیب
ز سعدی ہمین یک سخن یاد دار

کہان ہے بادۂ خورشید طلعت
پلادے وہ شراب پرتگالی
سخن آب حیات جاودانی
سخندان ایسی فرمائین عنایات
بمثل آئینہ حیران ہون مین
پئے سیر گلشن مین اک دن چلا
جو دیکھا تو بلبل بصد آرزو
چہکتی ہے بلبل تو رقصان ہین مور
ہر اک سرو رشک قد مہ لقا
یکایک فلک کو ہوا ناگوار
گلو نکے کلیجے ہوے غم سے چاک
صدا دیتی تھی رو کے بلبل غریب

جہان کے دور مین جو ہین شرابی
کہ پیدا دلسے ہو مضمون عالی
سخن مرغان جنت کا ترانہ
کہ رہجائے زمانے مین مری بات
کبھی شکل گیسو پریشان ہون مین
قدم باغ مین رکھ کے فرحت ہوئی
ثنا خوان گل عاشق رنگ و بو
کسی جا پہ پھولون کے انبار ہین
عروسان گلشن کے ناز و ادا
ہوا گرم گلشن مین چلنے لگی
اڑاتی تھی باد صبا سر پہ خاک
منہ دل بہ وین دیر ناپائدار

اشہب تیز گام زبان کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین شہنشاہ کوکب روشنضمیر تین در بند فتح کرکے طرف در بند چہارم کے چلا در بند چہارم پر نواسی ماہیان کی فیروزہ گوہر پوش برائے انتقام آئی ہے ساحر مکارہ نے ایک قصر تیار کرکے بارگاہ عمدہ استاد کرائی مسند پر بیٹھی ہوئی اپنے حسن پر نازان یہی ذکر کررہی ہے کہ صاحبو آمد کوکب کا خیال لکھو مجھکو مبدم کی خبر ہو بچا و ایسا نہ ہو غفلت مین وہ ظالم آجائے لطف افسری یہ ہی کہ ایک قطرہ خون کا زمین پر نہ گرے موئے جسم کسی کا میلا ہونے پائے حریف گرفتار ہوجائے یقین ہے کہ ماہیان بھی بہت قدر دانی

فرمائین گی سپر مین زر و جواہر سے بھر دین گی اگر کوئی افتاد ماہیان پر پڑی ہماری تمھاری کون قدر کرے گا
ملکہ ماہیان کے دم سے بڑی آسایش ہے کنیزین برائے خبر جاتی ہین عرض کر رہی ہین حضور کوکب نے
شب باغ ویران مین بسر کی کوکب تنہا نہین ہے ایک رفیق ساتھ ہے شب کو ہمنے باغ ویران
مین باتین کرتے سنا بوقت سحر وہ رفیق اور طرف گیا کوکب نے ادھر رخ کیا ہے تین پہرون انھین
خبرون مین گذرا پہر دن پچھلا باقی ہے فیروزہ تخت یاقوت احمر پر گرد تمام جادوگرنیان خبر مفصل جو
بتاتی مشاطہ کو اشارہ ہوا مشاطہ نے آکر اس شعلۂ خوجوالہ کو زینت دی پوشاک عمدہ پہنکر چند کنیزون کو
ساتھ لیا ٹہلتی ہوئی قریب دربارگاہ آئی سیر صحرا مین مصروف ہے دیدۂ انتظار شاہزادہ مدعا پر کہ صحرا سے
گرد اڑی فیروزہ گوہر پوش نے دیکھا کوکب نامدار پشت مرکب باد رفتار پر سوار اسی جانب آتا ہے لیکن
ہوشیار چاق و چوبند قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا فیروزہ نے دیکھتے ہی ساتھ والیون سے کہا لو صاحب کوکب
آپہونچا ناہید کے مقام پر دھوکا کھا چکا ہے بڑی ہوشیاری سے آتا ہے ایسے گرگ باران دیدہ پر دست پانا
دشوار ہے یہ کہکر اس مکارہ نے تاج سر سے اُتارا سر برہنہ کیا چند کنیزون کو ساتھ لیکر دوڑی قریب کوکب
آکر برائے تسلیم خم ہوئی کوکب نے جواب دیا اور آواز دی لے فیروزہ ہوشیار ہو جاؤ مین سحر کرتا
ہون فیروزہ دوڑکر رکاب سے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ عالیجاہ لونڈی کی بھی یہ مجال ہے کہ
آپ سے لڑے میرے بزرگ سب سرکار کے نمکخوار ہے بسبب ملازمت افراسیاب کے مین
پابند ہوکر رہی خدمت مین نہ پہونچی آج تک ہمارے خاندان مین آپ ہی کا ذکر ہوتا ہے بزرگون نے
سرکار سے ایسا پیدا کیا اُسی مین بسر کرتے ہین سرکار افراسیاب کسکو آبرو ملی آپ کی سرکار مین جو چند
رہا امیر ہو گیا لونڈی کو حضور نے نہین پہچانا باپ میرا مرواریدگوہر پوش کی خدمت مین رہا
چچا میرا دردانہ جادو جوان خوشرو خدمت مین شہنشاہ برجیس زرین علم کے اب بھی ہے جب
یہ عہدہ مجکو ملا عم نامدار نے مجھکو نامہ لکھا کہ فیروزہ خبردار ہم سرکار کے نمک خوار ہین جہان تک ہوسکے
خیرخواہی کرنا شہنشاہ کو تا بہ ماہیان زمرد پوش پہونچا دینا ہر چند کہ کوکب بڑا دھوکا کھا چکا ہی
دلکو یقین نہین آتا فیروزہ نے جیب سے نامہ اپنے چچا کا نکالکر دیا اور کہا حضور اسکو ملاحظہ فرمائین سب دربند
کنیز کے قبضے مین ہین سب مقامات خالی کرا دون گی حضور کو تا بہ باغ ظلمات پہونچاؤن گی اگر میرا زور چلگیا
تو ماہیان کو گرفتار کرادونگی میرے اُسکے وعدہ ہوچکا ہر کہ اے فیروزہ جسوقت تو بلائیگی مین فوراً آؤنگی اگر یہ دام

پڑ گیا تو سرکار کو زیادہ مشقت نہوگی کوکب نے نامہ دیکھا حقیقت مین چچا اُسکا ملازم شہنشاہ برجیس زرین علم ہے اُسمین یہی سب مضمون مرقوم ہے اب کوکب پشت مرکب سے اُترا لیکن ہوشیار خیال کررہا ہے کہ اگر یہ زبان بھی ملائے تو مین سحر کرون ایسا نہو پھر دھوکا ہوائے کوکب بڑی شرم کی بات ہے لیکن اُس خط مین تاکید اکید ہے ہر مقام پر یہی لکھا ہے ای فیروزہ اگر تمنے نمک حلالی نہ کی اور شہنشاہ کو تا بہ ماہیان نہ پہونچایا ہم سے ملاقات پھر نہ ہوگی شادی وغمی کی شراکت ناممکن ہوجائیگی جہانتک ہوسکے خیرخواہی کرنا اگر تیری مدد سے ماہیان قتل ہوئی شہنشاہ نے فتح پائی ہمکو خلعت جاگیر ملیگی فیروزہ انھین مضامین کو پڑھ پڑھ کر سنا رہی ہے کوکب کو استقبال کرکے لے چلی ہے کوکب کے دل مین خیال ہے کہ اے کوکب ہوشیار رہو اگر دوستی کرے سبحان اللہ اور اگر دشمنی پر کمر باندھے سمجھا جائے گا لیکن تم نکرو شراب وکباب سے اپنے کو بچاؤ اور یہ کیا کرسکے گی خط تو حقیقت مین اسکے چچا نے لکھا ہے وہ علمدار کا ملازم بھی ہے ضرور اسنے تاکید کی ہوگی اُسکو کب گوارا ہوگا کہ ہمین رنج و ملال پہونچے یہ سوچکر کوکب مطمئن ہوا فیروزہ گوہرپوش کے ساتھ قصر مین آیا اشارہ کیا کوکب تخت پر آکر بیٹھا فیروزہ گوہرپوش خدمتگزاری مین مصروف ہوئی بہ تعجیل گائنون کو طلب کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی پیش کین ساقی نیچے آکر حاضر ہوے ناچ شروع ہوا فیروزہ نے بڑھکر جام شراب بھرا اپنے ہاتھ پر رکھ سامنے کوکب کے آئی عرض کی حضور نوش فرمائین کوکب نے ہاتھ رکھدیا کہا اے فیروزہ یہ وقت شراب وکباب نہین ہے تمھاری خاطر کی شریک صحبت ہوے فیروزہ نے جو خیال کیا تو کوکب کو بہت ہوشیار پایا نہ گانے پر توجہ ہے شراب کباب کا بالکل انکار کیا اب حیران ہے کہ مین کیا تدبیر کرون شراب میرے ہاتھ سے پیتا سحر فراموش ہوتا تو مین گرفتار کرتی لیکن کوکب ہمہ تن چشم بنا ہوا بیٹھا ہے شیر ہے کہ جھوم رہا ہے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا ایک ایک کو بہ نگاہ قہر دیکھ رہا ہے اگر کوئی کنیز قریب آتی ہے کوکب منع کرتا ہے کہ ہمسے دور بیٹھو فیروزہ گوہرپوش سے یہ کہدیا کہ اے فیروزہ بُرا نہ ماننا چونکہ تم ہمارے رفیق کی بھتیجی ہو سفارش نامہ بھی تمنے دکھایا ہمین کسیقدر یقین آیا لیکن یہ مقام ایسا نہین ہے کہ ہم اپنے کو فراموش کرین شراب وکباب پر توجہ فرمائین تمنے جو کہا تھا کہ ہم ماہیان کو بلادین گے دام مکر مین پھنسائین گے اگر تمھارا اختیار ہے تو نامہ لکھو ورنہ تم ہماری حریف ہو ہم اُٹھتے ہی سحر کرین گے مکانات کو سحر کرکے مٹادین گے اب

فیروزہ گھبرائی سمجھی کہ میری کوشش سے کچھ نہوگا ملکۂ رضوان جادو جو حاکم دربند پنجم ہے ساحرۂ
لاجواب حسن وجمال مین بھی انتخاب اُسکو یہان بلاؤن مین اکیلی کیا کرونگی باتون مین رات گذر جائے گی
ناہید کاکل کشا نے مکر کرکے ہوشیار کردیا اب دام کلام مین نہ پھنسے گا طائر زیرک نکل جائیگا یہ سوچکر
فیروزہ اُٹھی گوشے مین آکر ایک نامہ بنام رضوان جادو لکھا مضمون یہ تھا اے ملکۂ عالم اے سپہر پرست
ساحران اے افسر کنیزان مین کوکب کو لگا کر اپنے قصر مین لائی ہون لیکن بہت ہوشیار
ہے بڑا ساحر نامدار ہے مین تنہا گرفتار نہین کرسکتی آپ بھی تشریف لائیے ہم اور آپ ملکر سحر کرین شاید
گرفتار ہوجائے یہ نامہ طولانی لکھکر کنیز کو دیا کہا زبانی بھی حال کہنا کہ کوکب ہمہ تن چشم بنا ہوا ہے کسکو دھوکا
دون کس پر سحر کرون ادھر سے تو کنیز نامہ لیکر دربند پنجم پر چلی فیروزہ اُسی طرح خدمت مین مصروف تھی
کوکب کسی بات مین دھوکا نہین کھاتا مثل شیر غضبناک چست وچالاک قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا ذرا بھی کسی
کنیز نے اشارہ کیا کوکب تلوار ٹیک کر اُٹھنے لگا فیروزہ نے کہا شہنشاہ خیر تو ہے یہ سب کنیزان حضور
ہین اسمین کسی کو اپنا دشمن نجانیے کوکب نے جواب دیا اے فیروزہ کنیزون سے کہو دمبدم کی
آمد ورفت موقوف کرین مجھے شک ہوتا ہے ایک مقام پر بیٹھین تم ماہیان کو بلواؤ اگر اسکے
خلاف ہوگا تو اے فیروزہ خون کے دریا بہادونگا تمام دربند کو خاک مین ملادونگا اتنا خیال
ضرور ہے تمنے خط جو اپنے چچا کا دکھلایا اسوجہ سے مین یہان تک آیا ورنہ بقول ہمارے مہربان محسن جان
بخش خواجہ عمرو کے دشمن کے مکان پر جانا کب روا ہے مینے سراسر بزرگونکے قول کے خلاف کیا تمہاری کلام پر مطمئن
ہوا اب تین پہر رات اور باقی ہے وہ جو کہا ہے وہ آنکھون سے دکھلاؤ ماہیان کو بلاؤ تمکو کہین جانے ندونگا
فیروزہ اور زیادہ گھبرائی مگر عرض کی اے شہنشاہ مین نے ابھی کنیز کو روانہ کیا ہے نامہ لیکر گئی ہے
یقین ہے دیکھتے ہی ماہیان آوے شاید کنیزان ساحری نے اُسکو پکڑا ہو شاید آنے مین تامل
کرے تو مین اپنے مقام کے عجائب وغرائب مٹادونگی یہ دربند بدون مشقت فتح ہوگا کوکب اسکی
باتون پر کھٹک رہا ہے دل مثل ماہی بے آب پھڑک رہا ہے لیکن دو کلمہ داستان اس حریق آتش اشتیاق
غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ملکۂ رضوان جادو کے گذارش ہوتے ہین کہ ملکۂ
رضوان خوشی خوشی دربند پنجم پر آئی آتے ہی انتظام کیا کنیزان ہمراز مصاحبان دمساز جو اسکے حال سے
بخوبی آگاہ ہین اُنکو ساتھ لے کر آئی ہے آمد کوکب کی مشتاق دل مین وصل کا اشتیاق کنیز بن بھن کچھ

کہ رہی ہین حضور آج مدت کے بچھڑے ہوے ملین گے دفتر حکایت و شکایت کھُلین گے رضوان جادو نے
ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو اُنکا خدا اُنکو بچائے راہ مین در بند سخت ہین ناہید کاکل کشا ساحرۂ یکتا
فیروزہ گوہر پوش مکار و حیلہ ساز دمباز نہین معلوم کیا تدبیر کرے جب چار در بند فتح ہون تب اُس شہر کا
مقام پر ہجران دیدہ آفت کشیدہ کے گذر ہوا پنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

ہم اپنے گھر مین دل بیقرار راہ مین ہے
ٹھہر گیا ہی جنازہ جو چلکے عاشق کا
رفیق سایۂ پروردگار راہ مین ہے
نہ ساتھ روح کا منزل مین دے سکا کوئی
جلال ضعف کا کیا اعتبار راہ مین ہے

ادھر جنون کو مرا انتظار راہ مین ہے
کسی کا شاید اُسے انتظار راہ مین ہے
زہے غریب نوازی زہی خیال وطن
صبا پہونچگئی مشت غبار راہ مین ہے

خبر جو دی ہی یہ قاصد نے یار راہ مین ہے
ادھر چمن سے چلی ہی بہار راہ مین ہے
زیادہ ابر سے ہی دھوپ کو مُالفت کی
ہمیشہ ساتھ مرے سایہ دار راہ مین ہے
قدم اُٹھے نہ اُٹھے چلنے دی نہ چلنے دے

انیسین جلیسین عرض کر رہی ہین حضور ناہید وغیرہ کی اُنکے سامنے کیا حقیقت
ہے بادشاہ باشوکت شاگرد رشید نور افشان سات سو ملک کا حاکم علاقہ ساحران کا ناظم ایسے ویسے ساحر
کے روکنے سے وہ رکین گے آج کی شب ضرور حضور سے ملاقات ہوگی رضوان نے کہا فیروزہ گوہر پوش
میری مطیع ہے اگر وہان لڑائی پڑی ضرور مجھکو خبر دے گی یہ ذکر تھا کہ کنیز فیروزہ نامہ لیے ہوے گھبرائی
ہوئی آکر پہونچی ملکہ رضوان نے گھبرا کر پوچھا ارے خیر تو ہی کیا شہنشاہ لڑتے بھڑتے وہان پہونچ
گئے کنیز نے نامہ دیا زبانی بھی تمام کیفیت عرض کی کہ حضور تیسرے در بند پر شہنشاہ نے صدمۂ
عظیم اُٹھایا ناہید نے کوئی مکر کیا لیکن اُسی کی کنیزون مین سے ایک کنیز نکل آئی اُسنے ناہید
کو مارا اب کوکب اسقدر ہوشیار ہے بات کرنا اُسکے سامنے دشوار ہے صاف صاف وہ فرماتے
ہین کہ دشمن سے اطمینان کیا مگر حضور کی فیروزہ گوہر پوش نے کیا کمال کیا ایسے آہوے وحشی
بلکہ شیر غرندہ کو رام کرکے اپنے قصر مین لائین دام کلام مین پھنسایا ہی لیکن وہ بادشاہ عالیجاہ
شراب کباب قبول نہین کرتا پھر کیا کرین سحر تو قاعدے سے ہوتا ہی اسی وجہ سے ملکہ فیروزہ نے
حضور کو بلایا ہی کہ دونون ملکر سحر کرین کوکب کو گرفتار کرین اکیلے سے کچھ نہ ہوسکیگا بہت مجبور ہے
اسوقت کوکب نے غصہ مین فرمایا کہ اے فیروزہ گوہر پوش اگر صبح تک تمہارے کلام کا ظہور نہو تو ہم بُری
طرح پیش آئینگے اب چلکر کوکب کو گرفتار کیجیے اپنے مصاحب خاص کو نیچے سے اُس ستمگر کے بچائیے ورنہ
فوراً قتل کر ڈالیگا بہت بگڑا ہوا بیٹھا ہی رضوان جادو یہ سنکر نہال ہوگئی ہنسکر جواب دیا

اُس میری کنیز کی کیا مجال ہی کہ اُس شہنشاہ عالیجاہ پردست انداز ہو وہ بادشاہ عالیشان وہ مکارہ
بے ایمان شہنشاہ نے دھوکا کھایا ایسی مسیوا کے ساتھ کیون چلے آنے مین چلکر فیروزہ کو سمجھا ونگی
مدت سے میری ملازم ہی ہماری خوشی کی خواہان ہوگی خلاف کرسکتی ہی یہ کہکر ملکہ رضوان جادو اُٹھی
چالیس کنیزین جو ہمدم و ہمراز ہین اشارہ کیا ہمارا لباس و زیور نکالو کنیزین پوشاک فاخرہ لائین رضوان نے
خوشی خوشی زیب جسم کی صندوقچہ زیور کا کھلا آئینہ سامنے رکھ لیا زیور پہین رہی ہی مشاطہ پشت پر
حاضر چوٹی گوندھی دو مار سیاہ آپسمین گتھ گئے بقول شیخ ناسخ مطلع چوٹی نہین ہی پشت پہ اُس
نونہال کے ٭ دو سانپ گتھ گئے ہین زبانین نکال کے ٭ طوق منت کے گلے مین زیور کو خود زینت ہوئی
سبزہ آویزے جو کھیتی کو حسن کی سرسبز کرتے ہین عارض الوزیر لہرا رہے ہین چھپکا یاقوت احمر کا جسکو دیکھکر کلیجہ
عاشق کا خون ہو دریاے زیور مین غوطہ مارتا ہی مشاطہ بھی اترائی ہوئی ہی عطر سوہاگ مل دیا شعلہ
جوالہ بن کر جھولی باولے کی اسمین اسباب سحر اپنے مصاحبان ہمراز کنیزان و مساز کو ساتھ لیا طاؤس
زرین بال پر سوار ہو کر طرف در شہر فیروزہ کے چلی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ اب ملکہ رضوان جادو جوش
محبت مین جاتی ہین منسوبات سحر جو راہ مین بنائے تھے اُنکو مٹاتی ہین اس خیال سے کہ اگر کوئی معین و
مددگار کوکب کا ساحر یا غیر ساحر آنیکا قصد کریے تو اُسکو راستہ ملے کنیزون سے کہتی ہوئی آتی ہے
کیون صاحب ناہید کا کل کشتا کو کسنے مارا ظاہر مین تو کوئی ساتھ نہین ہی طائران سحر نے مجھکو خبر دی
کہ وہ شیر بیشہ جرات اپنے قصر سے یکہ و تنہا چلا نہنگ دریا نشین کو بھی بڑے جوش و خروش
مین مارا نگوڑا چھپکے بیٹھا تھا مجکو طائر نے خبر دی اُس شہنشاہ آتش خو نے وہ سحر کیا پانی دریا کا
کھولنے لگا مچھلیان بیتاب ہو کے نکل آئین نہنگ کو بھی چین نہ پڑا آخر نکل آیا اکیلے نے ہزارون کو مارا
قمقام جادو کے ساتھ تین لاکھ فوج تھی سنتی ہون اُن مین ایک زندہ نہین بچا لیکن ناہید نے کیا کمال کیا
کوکب جری ہے بہادر ہی سیدھا سپاہی ہے بی فیروزہ نے ناز کرشمے دکھائے صورت کو اُسکی دیکھا یرت
نو دریافت نہ کیا چلے آئے اب مین تا بہ دربجم تو قبضہ کرا دونگی اگر میرا کہنا مانین گے تا بہ باغ ظلمات بھی
رسائی ہو جائیگی لیکن یہان تہ تدبیرین نقیض اُدہر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تخت پر جلوہ فرما ہین زلف لیلائی شب
کمر سے گذر چکی ہے فیروزہ اب بدحواس ہے کوکب فرما رہے ہین کیون ملکہ تمھاری کلام کا مطلب
نہوا ماہیان کو نہ بلا سکو گی یہ گھبرا کے عرض کرتی ہی میرا کیا اختیار ہی وہ اپنے شغل کی مختار ہین تشریف

نہ لائین تو مین کیا کرون نامہ مین نے ضرور روانہ کیا کوکب نے کہا اچھا اب ہم تمکو گرفتار کر کے طرف قصر
جمشیدی کے روانہ کرتے ہین تمھارے چچا کو نامہ لکھین گے کہ تمھاری بھتیجی نے ہمپر احسان عظیم کیا سزا
اور عدم سزا کا اُنھین کو اختیار ہی وہ تو تمھارا عم نامدار ہی بھتیجی پر بدعت نہین کرے گا لیکن ہمارے
دل کو یقین ہی کہ اسنے ہمارا نمک کھایا ہی اگر تمکو خلاف پائیگا بیشک قتل کر ڈالے گا ہمارا کوئی تمکو اں
ہمارا دشمن نہین ہی اب فیروزہ گھبرا رہی ہی کہ دیکھون اب کیا ہوتا ہی ہاتھ باندھکر عرض کی کنیز نے
ورسند کا آپکو قبضہ کرا دیا بے لڑے بھڑے آپ نکل جایئے مین ماہیان کو اطلاع نکرونگی اگر حکم ہو ہمراہ
چلون چلکر ماہیان سے لڑون کوکب نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ہے یہ منتین کر رہی ہے کہ شہنشاہ
ماہیان کے آنے نہ آنے مین میری کیا خطا کہ آسمان پر برق چمکی کوکب دیکھنے لگا بعد مدت مدید
وعہد بعید اپنے یار جانی محبوب جاودانی محبوبۂ خوشخو رضوان جادو کو دیکھا طاؤس زرین
بال پر بیٹھی جمی ہوئی ہی خوشی خوشی آتی ہے نگاہ جو کوکب کی پڑی آفتاب جمال رضوان نام حور
خصال زلفین عارض انور پر حلب دختن ایک جگہ پر مل گئی بڑی بڑی انکھڑیان ابرو کے خمار لیے ہوے
سرو باغ خوبی دہن غنچۂ نو دمیدہ حدیقۂ محبوبی سراپا مین جادوگری عشوہ و کرشمۂ ناز دست بستہ مثل
کنیزان ہمراز ہمراہ ہین صاف ثابت ہی کہ بیچ مین ماہتاباں گرد ہجوم کنیزان زرین پوش مثل سیارگان طاؤس آکر
اترا فیروزہ تو سنبھلی کہ اب رضوان سحر کریگی اپنے مقام سے گولا سنبھال کر اُٹھی تو کوکب نے دیکھتے ہی آواز دی
فرد بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ✦ بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ✦ کیون اے شہنشاہ خوبی اپنے عاشق
جانباز کو خوب فراموش کیا آج کون سی ساعت سعید ہے یا روز عید ہے کہ جمال بیمثال کی زیارت
نصیب ہوئی ملکہ رضوان جادو نے مسکرا کر جواب دیا اے شہنشاہ طلسم نورافشان بموجب مضمون
مقام ہذا اشعار آبدار

نظم

غنچہ لعل لبت گر از تغافل نشگفد
غنچہ را در دل درون سینہ چون گل بشگفد
غنچہ طبعم نمی خندد بہ شورستان ہند
در بیابان لالہ را دل از تجمل بشگفد

بشگفم چون بلبلے کز دیدن گل بشگفد
بر دماغم میخورد از بیہ باغی بوی گل
ہمت یاران کہ از گلزار کامل نشگفد

گر صبا دارد شمیم پیرہن سوے چمن
خاطر آشفتہ ام از نشۂ امل بشگفد
یا بدامان محبت کش کہ مخفی عاقبت

اب تو فیروزہ حیران ہو گئی تخت سے کوکب کود پڑے ادھر رضوان
بڑھی ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا کوکب نے جو شکایت عدم ملاقات کی رضوان نے آنکھوں مین

آنسو بھر کے جواب دیا کہ اے شہنشاہ اُس زمانے مین آپ سے اور بھائی صاحب سے میل تھا ہر ایک طرح سے چلے آتے تھے گھڑی دو گھڑی کو ملاقات ہوتی تھی آپکے اُنکے فساد عظیم ہوا جس زمانے مین وہ جہانگیر کو لائے اور آپکا طلسم جو برہم و برہم ہونے لگا ہمارے کلیجے پر چھُریان پڑتی تھین لیکن مجبور ناچار گوشہ نشین دعائین مانگتی تھی یہ بھی سُنا کہ آپنے مذہب تبدیل کیا یہ کہکر دعا مانگتی تھی کہ اے خدائے نادیدہ اگر تو برحق ہے شہنشاہ کو ہاتھ سے اِس ظالم کے بچائے لیکن شکر ہے کہ ہماری دعا قبول ہوئی جسدن ہمنے خبر پائی کہ شاہزادہ جہانگیر فرزند صاحبقران ٹھہرا کنیزون سے پوچھو ہمنے رتجگا کیا روشنی کی بلکہ شہنشاہ نے پوچھا بھی کہ ہمشیرہ آج خوشی کا باعث کیا ہوا جواب دیا کہ بھائی صاحب صاحبقران زمان والی قاف و دنیا محترم و محتشم صاحب اسم اعظم اِس مغلوبہ مین شریک تھے سامری جمشید نے تمکو بچایا سُنا تھا کہ اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا اگر کہین اُنسے مقابلہ پڑجاتا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا ایسے شخص کا کوئی کیا کرسکے فوجین قتل ہوئین ملک نکل گئے پھر اُن پر قبضہ ہو جائیگا اگر دشمنون کی جان پر بنجاتی تو ہم کدھر کے ہوتے ایسی باتین کہکر افراسیاب کو راضی کر دیا جب یہ خبر سنی کہ آپکا قصد تا باغ ظلمات آنے کا ہے ملکہ ماہیان زمرد پوش سے کہکر دربند کا انتظام کیا چہارم دربند پر اپنی مصاحب خاص بی فیروزہ کو مقرر کیا کہ وہ دربند توبے لڑے بھڑے آپ کے قبضے مین آجائین آیندہ خدا مالک ہے یہ کہکر کنیزون کو اشارہ کیا ارے صحبت بے نمک کیون ہے فیروزہ شراب وکباب کا سامان کیون نہین کیا فیروزہ نے کہا اے ملکہ عالم مین نے پہلے ہی تقریب شراب کی کی شہنشاہ کو کچھ اور خیال ہوا شراب واپس دی میرے ہاتھ سے نہ پی اب تک شہنشاہ کو یہی خیال ہے کہ کچھ مکر نہ کرے رضوان نے اپنے ہاتھ سے جام شراب بھرا سامنے کوکب کے پیش کیا کوکب نے بے اندیشۂ انجام شراب نوش فرمائی اور یہ اشعار آبدار پڑھے نظم

تڑپ تڑپ کے جو عاشق تمام ہوتا ہی
کہ ایک شخص سے بس ایک کام ہوتا ہی
گذر ہو صبح کو غمنی تہ تک مرے گیسو تک
غروب مہر بھی نزدیک شام ہوتا ہے
خود آپ مین نہین آسکتے ہم بلا کے انھین

تمھاری نیم نگاہی کا نام ہوتا ہے
مین جان دینے لگا یار پر تو دل بولا
بلاؤنگا شب ہجر اژدحام ہوتا ہی
جمال یار کا نظارہ کرے حشر مین آنکھ
یہ شوق تخلیہ کا انتظام ہوتا ہی

تڑپنے دو مجھے یا امتحان صبر بھی لو
ٹھہر بے پہلے تصدق غلام ہوتا ہی
مٹا دی قبر نے کیون داغ دلکو گیسو کا
وہ منھ چھپانے کو مین دن تمام ہوتا ہی
نہ سرد ہو کہین بازار فتنۂ فردا

وہ آج ناز سے گرم خرام ہوتا ہے
اگر ادے راہ میں خط کو لکھا مقدر کا
درود خضر علیہ السلام ہوتا ہے
نگاہ ناز سے دل کی نہیں کہی جاتی
اجل سی جب کوئی ایسا ہی کام ہوتا ہے
سمجھ کے پوچھیں وہ عاشق ہے وجہ خاموشی
ابھی تو وصل میں بلوائے عام ہوتا ہے

فراق میں مجھے ساقی کے دیکھکر روتے
ہمیشہ نالہ رسان ہی کا نام ہوتا ہے
وہ چپ ہیں سن کے مجھے شاعر نہیں سمجھتا وہ بت
ادا انھیں سے کچھ انکا پیام ہوتا ہے
زہے نصیب جو کھا جائے جان بھی غم دوست
زبان دینے کا پہلے پیام ہوتا ہے

کچھ آبدیدہ بھی ہنس ہنس کے جام ہوتا ہے
قدم قدم ترے گم کردہ رہ کی منزل میں
مری کلام میں بھی کچھ کلام ہوتا ہے
یہ مشکل آتی ہے لب تک بھی جان زار انکی
جگر تو اب کوئی دم میں تمام ہوتا ہے
نکال لینے جو گئیں دل کی حسرتیں وہ جلال

القصہ فیروزہ اور زیادہ گھبرائی دل سے کہتی ہے میں نے تو اس واسطے بلوایا تھا کہ یہ میری شراکت کریں گی دونوں ملکے کوکب کو پکڑ لیں گے یہاں تو کچھ اور ہی صورت ہے دفتر حکایت و شکایت کھل رہے ہیں اب فیروزہ اس فکر میں ہوئی کہ کوکب کے گلے میں جو تختی پڑی ہے اسمیں بھی کچھ کمال ہے یہ کسی طرح لوں اور اس خرابی کی خبر جاکر افراسیاب سے کہوں کہ شہنشاہ چلکر اپنی ہمشیرہ کو سنبھالیے کیا دنیا میں آگ لگی ہے عشق و عاشقی میں بھائی کا گھر ویران کرتی ہیں رضوان نے اسیوقت سامنے فیروزہ کے منسوبات مٹانا شروع کیے جو جو عجائبات سحر بنائے تھے انکو مٹایا راستہ کھولا اب کوکب ملکہ رضوان سے باتوں میں مصروف ہیں ہتھیار کھول کے رکھدیے تختی بھی گلے سے اتار کر رکھی فیروزہ سمجھی اگر میں کچھ بھی خلاف مزاج ملکہ عالم کرونگی اسکے ہاتھ سے جان نہ بچے گی جنکو اپنا سرپرست سمجھی تھی وہی آمادۂ قتل ہو گئیں افسوس بموجب مضمون مصرع ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی + مار آستین اگر گ بغل یہ سوچکر خدمت میں مصروف ہوئی گلابیان اٹھاکے لائی کشتیان شراب کی پیش کر رہی ہے بدل و جان خدمتگزاری میں مصروف ہوئی بہ چستی و چالاکی و بعیاری اس ملعونہ نے نگاہ کوکب و رضوان بچاکر وہ تختی یاقوتی اپنے قبضے میں کی اب پیچھے ہٹی خیال میں ہے کہ چلکر افراسیاب کو لاؤں ان دونوں کو سزائے معقول دلواؤں فیروزۂ گوہر پوش تو طرف افراسیاب کے چلی ایک کنیز کو اشارے سے بلایا بیرون قصر آئی کہا بوا گل اندام تمنے یہ اندھیر دیکھا ملکہ ماہیان زمرد پوش نے عزیز قریب جانکر برائے حفاظت مقرر کیا وہ مٹانے کے درپے ہیں بوا ایک کام کرو کہ میں تو بیرون قصر ٹھہرتی ہوں میرا جانا مناسب نہیں ہے ان دشمنوں کی حفاظت کروں تم جاکر یہ نامہ ہاتھ میں افراسیاب کے دینا اور کہنا کہ اے شہنشاہ چلکر بہن کو سنبھالیے شادی نہ کرنے کا

مزہ ملا ہمشیرہ صاحب آپکی کوٹھے بھاندتی ہین کو کب کو دہ لیے بیٹھی ہین جلد تشریف لائیے بہن کو سمجھائیے نانی جان کو بچائیے گل اندام تو نامہ لیکر چلی فیروزہ صحرا مین زیر سایۂ نخل ٹہل رہی ہی آواز گانے کی سنکر چلی جاتی ہے اب بعد ہٹ جانے فیروزہ کے وہان صحبت عیش مہیا ہوئی رضوان نے آنکھون مین آنسو بھر کر گائون سے کہا صاحبو ہم ہجران دیدہ آفت کشیدہ بعد مدت ملے ہین چند ساعت یہ صحبت غنیمت ہے چشم زدن مین فلک تفرقہ پرداز گردون کجبہ زسنگ تفرقہ پھینکتا ہے آرام نہین لینے دیتا جہان صحبت عیش برپا ہوئی سامان غم کیا ہر رئیس و جلیل اس دنیائے ناپائدار سے حسرت لیکر گیا باغ کی کیفیت دیکھ برگ درختان سبز ہوا سے نہین ملتے ہین بربادی رنگ و بو پر کف افسوس ملتے ہین چند ساعت بہار آخر جھونکا ہوائے خزان کا چلا گلچین و باغبان کی بن پڑی باغ کی بربادی ہوئی ہزار ہا غنچہائے ناشگفتہ رہ گئے پھول نہ کھلنے پائے گلچین نے دست درازی کی زمانے نے ناسازی کی بعض گل کھلے جھونکا خزان کا چلا شاخ سے گرے رنگ و بو پر زوال آیا پامال ہوے جارون کو نخلہاے چمن اکڑے بدعت تبر نے کیسے کیسے نخلہاے تر و تازہ قلم کیے آرام غیر ممکن زندگی کم حسرت و ارمان دل مین بہت ہجوم غم و الم ہے دل کے ارمانون کا نکلنا مشکل ہے یہ دونون عاشق و معشوق مدت کے چھوٹے ہوے ملے ہین دیکھین فلک کجرفتار انکے ساتھ کیا کرتا ہی بقول شاعر نظم

کہ لوگ گھٹر یون ہماری نگاہ دیکھتے ہین
سما گئی ہی یہ شام فراق نظرون مین
کہانسے آتے ہین تیرے گواہ دیکھتے ہین
پڑے ہین کوچۂ جانان مین ہم لشکل قدم
یہ سیر آٹھ پہر مہر و ماہ دیکھتے ہین
عدو کا سامنے گھر ہے اسے نہین ملتا
جو ادعا ہی انہین ہم نگاہ دیکھتے ہین
ہماری آنکھ ہی محشر مین اور فرد گناہ
یہین سے کچھ اسے گم کردہ راہ دیکھتے ہین

ٹھہر گیا ہی دم آنکھون مین آکے کیون دم نزع
کہ صبحکو بھی دو عالم سیاہ دیکھتے ہین
کسی کے گھر کی کبوتر نے راہ گم کی ہے
مٹانیوالے کی ہر وقت راہ دیکھتے ہین
بنا دیا انھین تصویر تمنے حشر مین ہے
بھٹکتی پھرتی ہی بر سون سے آہ دیکھتے ہین
صبا پہ صبر پڑا ہے غبار کا اپنے
کہین سفید کہین پر سیاہ دیکھتے ہین

ہم آسمان کو یون بھر کے آہ دیکھتے ہین
کہین کسیکی مسافر بھی راہ دیکھتے ہین
ٹپکنے دینگے نہ اشکو نکو بیتش یاراہ عشق
ادھر ادھر کئی دن سے تباہ دیکھتے ہین
کہان کہان لیے پھرتی ہی مجھکو تیری تلاش
کہ جیب کھڑے ہین تمھین دادخواہ دیکھتے ہین
کب اسکی بزم سے اٹھون بتا ئین حضرت دل
ہمیشہ خاک اڑاتے تباہ دیکھتے ہین
جلال سانس دم رحلت اٹھی چلتی ہے

یہ دونون شیدا ایکدیگر ملکر بیٹھے فیروزہ کا خیال بھی نہ کیا رضوان جادو نے کنیزون کی جانب اشارہ کیا صاحبو فلک درپے انقلاب ہے دلکو نہایت پیچ و تاب ہے

اگر تم سبھونکی خوشی ہو تو چھپر کھٹ وغیرہ آراستہ کرو شہنشاہ منزلونکے تھکے ماندے ایک شب تو تمھاری وجہ سے آرام پائین دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہے کوکب نے تو کئی مرتبہ کہا ملکہ فیروزہ کہان گئی کنیزون نے کہا کسی کام مین ہو گی سامنے ایک کمرہ سجا ہوا ہے کنیزون نے چھپر کھٹ آراستہ کیا دونون عاشق و معشوق شراب پی رہے ہین گزک درمیان سے اُٹھ گئی گزک لبان شیرین کی چل رہی ہے دونون کو جوش محبت جب کوکب دست انداز ہوتے ہین رضوان کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑتے ہین کہتی ہے اے شہنشاہ آج کی شب تو ہم آپ ایک مقام پر ہین دیکھین کل فلک کیا دکھائے شب فراق مین وہی تڑپین وہی پھڑکین اس محبت کو تمھاری یاد کرینگے تڑپ تڑپ کر فریاد کرین گے کیون صاحب کل ہماری کون دلدہی کریگا ہمین دل کھول کے رو لینے دو خانۂ دل مین فوج غم و الم کا ہجوم ہے فلک نیرنگ تفرقہ پردازی دکھلائیگا نجومی معلوم ہے کوکب نے جوش محبت مین گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے ملکہ بس زیادہ بیقرار نکرو کیا مین مجبور وناچار ہون مین بڑی قتل ماہیان ضرور جاؤنگا تم میرا سفارش نامہ لیکر قصر جمشیدی مین جاؤ برادران جمشید اور سردار میرے آنکھین بچھائین گے رضوان نے کہا اے شہنشاہ افراسیاب بڑا ساحر زبردست ہے ضرور میرا تعاقب کریگا جہان جاکر رہونگی وہین پہونچے گا وہ بےحیا مجھکو چین نہ لینے دیگا بس یہی خواہش ہے کہ اس رات کو غنیمت جانو پھر اُسی شب ہائے فراق کا سامنا ہے رات قلیل باقی تھی رات کس قدر جلد کٹ رہی ہے جب گھڑیال کی صدا آتی ہے رضوان گھبرا جاتی ہے یہ مطلع کسی شاعر کامل کا زبان سے نکلجاتا ہے مطلع شب وصل عریان ہے مری ہمدم کسی ڈھب سے ٭ گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن شب سے کبھی ہاتھ اُٹھاتی ہے یکار اُٹھتی ہے اے حاکم نور و ظلمات آج کی شب کو بڑھادے روز فراق نہ دیکھون کوکب نے دامن سے آنسو پونچھے دیکھا سامنے کمرہ مثل عروس شب اول آراستہ ہے کنیزون نے سلیقے سے گلدستے چین دیے اوٹون پر پھولون کے ہار پڑے ہین چوگھڑے چنگیر دان عطر دان پاندان سب مہیا ہین کوکب نے رضوان کا ہاتھ تھاما کہا ملکہ چلکر چھپر کھٹ پر بیٹھو رضوان کہتی ہے صاحب مین کیا اُٹھون دل بیٹھا جاتا ہے دیکھون فلک کیا دکھاتا ہے یہ دونون عاشق و معشوق نشۂ بادۂ محبت مین چور خمار شراب نشۂ شباب دلون مین اشتیاق بھرے ہوے ہین طرف کمرے کے لیے جاتے ہین افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین بیٹھا ہے خیال مین

ماہیان زمرد پوش کے راتون کا سونا موقوف کیا حیرت سے باتین کر رہا ہے حیرت جادو کہتی ہے
اے شہنشاہ کوکب ہفت در بند پر تالہ پڑ گیا ہوگا افراسیاب نے جواب دیا بڑے بڑے ساحر نامی
نامی امان نے مقرر کیے ہین اُن مین ہر ایک کامل و اکمل ہے کوکب کو بڑھنے نہ دین گے بلوہ کرکے
گرفتار کرلین گے نہنگ دریا نشین و قمقام جادو فوجین لے کر گئے ہین کوکب کس کس کو قتل کریگا
از روے بلوہ کے دست انداز ہونگے دیکھو خبر پہونچا چاہتی ہے ہرکارے مین نے مقرر کردیے
ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک کنیز کو دیکھا کہ آ کر پہونچی افراسیاب کے ہاتھ مین نامہ دیا
کیا شہنشاہ جلد اٹھیے فیروزہ گوہر پوش خیرخواہ دولت نے کوکب کو پھنسایا تھا آپ کی ہمشیرہ
صاحبہ نے آ کر سب سامان سحر در بند چہارم و پنجم مٹا دیا آپ کے دشمن کو پہلو مین لیے بیٹھی ہین مدت
کا دفتر شکایت کھل رہا ہے وعدے وفا ہوے ہم مین کسکی مجال تھی کہ منع کرین اُنکے ساتھ مصاحبین
جادوگرنیان زبردست راز دار حال قدیم سے آگاہ تھین لیکن کسی نے آپ کو اطلاع نہ کی ایسا آسان
کردیا کہ کوکب کو کچھ مشکل نہ پڑیگی در بند چہارم و پنجم پر تو گویا قبضہ ہوگیا آتے ہی سب منسوبات مٹا دیے
فیروزہ گوہر پوش نے یہ خیرخواہی کی کہ تختی گلے سے کوکب کے لے لی اُس قصر سے نکل آئی وہ تو
حفاظت کر رہی ہے صحرا مین ٹہل رہی ہے مجھکو یہان بھیجا یہ سُنکر افراسیاب کانپنے لگا قبضے پر
ہاتھ ڈالا حیرت نے چاہا منع کرون افراسیاب نے غصے مین جھڑک دیا کہا یہ ممکن ہے کہ مین تامل
کرون وہ نالائق کوکب کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہے ابھی جا کر دونون کو مارتا ہون ساری عاشقی و معشوقی
بھول جائین افراسیاب یکہ و تنہا طرف قصر فیروزہ گوہر پوش کے بہ قہر و غضب تمام چلا کلیجے مین آگ
بھڑک رہی ہے ہیبت سے تلوار کھینچی ہے سحر بھی قریب ہے اول حال فیروزہ گوہر پوش سُنیے یہ بیرون
قصر سایہ نخل مین کھڑی ہوئی سر دُھن رہی ہے گانے کی آواز جو آتی ہے چلی جاتی ہے دل سے کہتی ہے
کیا غضب ہوا بی رضوان و کوکب ہمصحبت ہوے خوب مُدت کے بچھڑے ہوے ملے صبح ہو چکی
ہے یہ بھی خیال ہے کہ افراسیاب بڑا بے غیرت ہے کنیز میری پیام لیکر پہونچی ہوگی اگر افراسیاب آگیا ہوتا قصر
مین ہنگامہ سحر برپا ہوتا کوکب بھی کم نہین ہے لڑائی خوب پڑے گی صدائے نعرہ افراسیاب کی
مشتاق ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی فیروزہ گوہر پوش دیکھنے لگی دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن ایک جانب سے
آتی ہے معلوم ہوتا ہے کسی کار ضروری کو جاتی ہے فیروزہ نے خود آواز دی بوا صرصر کہان سے

آتی ہو صرصر نے پلٹ کر دیکھا کہا بوا مین نے تمکو نہین پہچانا فیروزہ گوہر پوش نے کہا بوا صرصر ایسا فراموش کرتی ہو مین ہون ملکہ فیروزہ گوہر پوش مصاحب ہمشیرہ شہنشاہ صرصر نے کہا مین نے پہچانا مجھے ٹھہرنے کی فرصت نہین ہے فیروزہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بی بی صرصر دو باتین تو سُن لو یہ معاملہ سننے کے لائق ہے یقین ہے کہ تمکو بھی ناگوار ہو شاہزادیون کا اب یہ حال ہے مردون پر گری پڑتی ہین عزت و آبرو کو ڈبو یا صرصر نے کہا کسکا ذکر ہے بوا ہمین کیا کام ہے جو جیسا کریگا ویسا پائیگا فیروزہ نے کہا سن تو لو بی رضوان جادو کوکب روشنضمیر پر فریفتہ ہوئین مجھے دو شبد چہارم پر ملکہ ماہیان نے مقرر کیا مین نے دام کلام مین کوکب کو پھنسایا خواہش مددمین بی رضوان کو بلایا وہ جو آئین تو آپس مین راز و نیاز کی باتین ہونے لگین اگلے عشق کے ذکر ہوے مین تو بچالا کی کوکب کی تختی لے آئی شہنشاہ کو نامہ لکھکر بھیجا ہے اب اُنکو اختیار ہے خواہ انتظام کرین یا خاموش ہوکر بیٹھ رہین مین لائق مقابلہ کوکب نہین ہون ورنہ بی رضوان کو مزہ چکھاتی صرصر نے کہا فیروزہ تمنے بڑا کمال کیا اُس تختی مین کیا ہے کیا کچھ جادو سحر لکھا ہے کوکب کیا سحر نہین جانتا فیروزہ نے کہا بوا صرصر یہ مقدمہ سحر و ساحری ہے ایک تحفہ ہمیشہ کے لیے بنا لیا ہر وقت کام آتا ہے وقت پر سحر کا تیار ہونا مشکل ہو جاتا ہے لوزافشان نے اس سحر مین شراکت کی ہوگی مہینون کی فکر مین یہ تختی بنی ہوگی صرصر نے کہا مین تو دیکھون بیس تختیان میرے پاس ہین کچھ بھی مطلب حاصل نہین ہوتا فیروزہ نے جھلا کر جھولی سے تختی نکالی کہا اری بیوقوف دیکھ اسی مین بڑے بڑے منتر لکھے ہین جسکے گلے مین ہو اُسپر سحر تاثیر نہ کرے کوکب نے خاص اپنے نام کیلیے اسکو تیار کرایا ہوگا صرصر نے فیروزہ کے ہاتھ سے تختی لے لی کہا حضور اس مین کوئی کمال نہین ہے قیمتی چیز ہے رئیس نے زیور جانکر گلے مین پہنا فیروزہ نے کہا لاؤ پھیر دو بوا صرصر تم کیا جانو یہ جان کوکب روشنضمیر ہے اُسکی حفاظت کی تدبیر ہے صرصر نے کہا بوا غصہ نہ کرو تختی اپنی لو دیکھو شہنشاہ بھی آتے ہین وہ ابر ہفت رنگ جسکا فوج بھی ساتھ ہے حیرت بھی آتی ہین فیروزہ اُس طرف پلٹی صرصر نقلی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا نعرہ عمرم عمرم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم + رنگ از رخ بجتنگ بد اختر بہ برم + مجلس خسرداں چو گردم ساقی + تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم + پیرو مرشد تو برابر کھڑے ہی ہوے تھے جاب مار کر بیہوش کیا فیروزہ کو عمرو نے اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اب چلا کہ جا کر کوکب کو اطلاع کرون کہ لو شہنشاہ سبحان اللہ چلے نو بڑے جنگ ماہیان زمرد پوش

کہ جو رکن طلسم ہوش ربا ہے اور یہ غفلتین جلسۂ عیش و راحت! دریہ صحبتین عمرو باغمین پہونچا ہے گانے کی صدا کان
مین آرہی ہے وہان وہ وقت ہے کہ رضوان و کوکب طرف قصر تخلیہ کے جاتی ہین کنیزین دست بستہ ساتھ
ہین عمرو نے باغ مین قدم رکھا ہے کہ نعرۂ افراسیاب کی صدا آئی خواجہ ایک گوشے مین چھپ گئے دل کانپنے
لگا افسوس یہ ہے کہ کوکب تک نہ پہونچا ایسا نہو کسی غفلت مین ہون یہان افراسیاب نے نعرہ کیا او
رضوان گیسو بریدہ ننگ خاندان دشمن کے ساتھ یہ راز و نیاز دونون دربند دشمن کے قبضے مین کرادیئے
رضوان نے جو آتے ہوے افراسیاب کو دیکھا کہا او شہنشاہ غضب ہوا افراسیاب آپہونچا کوکب
تیغہ کھینچکر بڑھا افراسیاب زمین پر آیا اس باغ پر بہار مین سحر چلنے لگے نخل تر و تازہ جلنے لگے
افراسیاب ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کوکب سے منھ پھیرون رضوان پر جا پڑون کوکب روشن ضمیر سینہ
سپر کر کے سامنے ہوتا ہے بلکہ اشارہ ہی کہ اے رضوان نکلجا رضوان کا دل نہین قبول کرتا کہ اس بلا مین
کوکب کا ساتھ چھوڑون ایسے وقت مین محبت سے منھ موڑون چاہتی ہی مین قتل ہو جاؤن مگر کوکب
بچ جاے کئی مرتبہ کہا اے شہنشاہ آپ اس ظالم کا سامنا نہ کیجیے یہ صرف میرے سر کا طالب ہے کنیز نثار ہو جاے
آپکو پروردگار اس ظالم کے پنجۂ بدعت سے بچائے اشارون مین عاشق و معشوق کی باتین کوکب چاہتا
ہی اسکو بچاؤن رضوان چاہتی ہے مین اپنی جان نثار کرون افراسیاب نے پہلے ہی گولا ایسا مارا کنیزان
ہمراہی رضوان جلکر خاک ہوئین کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سر پھٹا لاشے زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین
رضوان نے کئی سحر افراسیاب پر کیے افراسیاب نے ہاتھ ہلا کر دفع کر دیئے تیغہ کھینچکر کوکب پر جا پڑا
سامان عشق دیکھکر کلیجہ خون ہو گیا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا طریقے سے ظاہر ہے کہ سامان وصل طالب و
مطلوب تھا قصر آراستہ جا بجا اشیائے نادرہ رکھے ہوے ہین عطردان وغیرہ جو دیکھے بہت جھلایا
آواز دی او رضوان تجھے زندہ نچھوڑونگا کوکب نے کہا تیری کیا مجال اگر نگاہ کج کر کے دیکھے تیری آنکھین نکال لون
عورت پر کیا غصہ کرتا ہی مردون سے آنکھ چار کر اپنے بہنوئی پر وار کر کیون افراسیاب غصہ کا ہے کا مین نے
کیا خطا کی کیا نان نفقہ نہین پہونچا سکا اگر ہمکو قتل کریگا جوان بیوہ کو گھر مین بٹھائے گا ظاہر مین تو
کوئی خطا نہین ہے باطن کا حال مین نہین جانتا باطن کو بھی دریافت کر یقین ہے خطا ظاہر ہو افراسیاب
اور زیادہ جھلایا باغ کے تمام نخل جل رہے ہین دونون فن سحر و ساحری مین مشتاق شاہان
طلسم زمین تھرا گئی لکہ ہاے ابر لہرا لہرا کر گر رہے ہین کبھی کوکب ابر سحر مین چھپ گیا

سحر کرکے مثل آفتاب چمکا کبھی افراسیاب پر چادر خونی گری مخفی ہوا مثل شعلہ جوالہ چادر خونی کو توڑا کبھی آفتاب نے ٹکرین چلین شعلے بھڑک کر گرے باغ تمام پامال پھول جلے ہوے نخل کٹے ہوے طائر کباب ہوکر گرے نہرین خشک ہوگئین قصر گرے خاک اُڑ رہی ہے نرگس شہلا نے آنکھین بند کرلین کہ یا مالی چمن نہ دیکھون سنبل نے بال کھولدیے سوسن خاموش عروسان چمن کو رقت کا جوش نخل اکڑنا بھول گئے باغ مین نئے گل پھولے سرو گلشن پر آرے غم کے چل رہے ہین دل سے عندلیبان خوشنوا کے شعلے نکل رہے ہین عجب طرح کا باغ مین ہنگامہ ہے ہر پھول کا رنگ دگرگون گل لالہ کا کلیجہ خون افراسیاب و کوکب سے کئی مرتبہ سامنا پڑا جب افراسیاب نے وار کیا کوکب نے دفع کردیا تلوارون سے چنگاریان نکل رہی ہین دونون شعلہ جوالہ رضوان جادو ایک نخل کے سائے مین کھڑی ہوئی افراسیاب پر سحر کررہی ہے افراسیاب طرف کوکب کے متوجہ ہوا یعنی ہاتھ تلوار کا مارا کلائی پر افراسیاب کی گولا پڑا ارے کہہ کے پیچھے ہٹا کلائی پر آبلہ پڑگیا بہ قہر و غضب طرف رضوان کے دیکھا معلوم ہوا اسنے گولا مار کر کوکب کو میرے ہاتھ سے بچالیا ورنہ یہ وار خالی نجاتا غصے مین تلوار ٹیک کر جست کی برابر رضوان کے پہونچگیا کوکب نے پلٹ کر دیکھا رضوان جادو وافراسیاب سے نیمچہ چلنے لگا رضوان برس پڑی جرات کرکے کئی نیمچے مارے افراسیاب نے سب وار خالی دیئے روکتے روکتے ایک مقام پر کمر تبا کے سر پر ہاتھ مارا رضوان نے سپر سحر کو اُٹھادیا تیغہ برق تاب افراسیاب ابر سپر سے کب رُکتا ہے سپر کے دو ٹکرے ہوے ہرچند رضوان نے اپنے کو بچایا افراسیاب کا وار خالی نہ گیا اُس ماہ پیکر کے دو ٹکڑے ہوے ستارہ سحری لہرا کو زمین پر گرا یا شمع انجمن گل ہوئی کوکب روشنضمیر قہر و غضب مین افراسیاب پر جا پڑا کہا او نامرد یہ کیا کیا تجھکو حجاب نہ آیا بڑا بے شرم ہے یہ کہکر اس زور شور سے ہاتھ مارا کہ سپر سحر افراسیاب کٹی شانہ زخمی نہ ہوا زخم کھاکر افراسیاب نے ایک دستک دی طائر پیدا ہوا کہا اے طائر دشمن نہ جانے پائے طائر ہوش اسکا اُڑادے یہ بھی واضح رہے کہ مرنے سے رضوان کے باغ مین اندھیرا ہوا صدائین مہیب آرہی ہین بیرغل مچاتے ہین کچھ تدبیر نہیں بن پڑتی آواز آئی کشتی مرا نام من رضوان جادو بود کوکب نے ہائے جان جہان کہکر چھاتی پر ہاتھ مارا اتنے جو کوکب کی پلک جھپکی وہ طائر آنکھون کے سامنے مثل برق چمکا ارے کہکر کوکب نے آنکھون پر ہاتھ رکھ لیا اس حال مین افراسیاب نے ہاتھ مارا سر کوکب نامور

بخوبی زخمی ہوا طائر نے جو چیخ ماری غش سا آنے لگا دل گھبرا یا کلیجہ منھ کو آیا ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سحر بھی
فراموش ہوا افراسیاب نے اس حال مین سایہ مین تلوار کے لیا کوکب پیچھے ہٹا سینہ پر ہاتھ ڈالا
تختی یاد آئی وہ نقش حفاظت سینے پر نہ پایا اب کوکب کو یقین مرگ ہوا سوچا کہ دشمنون نے اپنا کام
کیا مجھسے تختی نے لی جرات سے پیچھے ہٹتا چلا آتا ہے افراسیاب ہر مقام پر جاتا ہے ہاتھ تلوار کا مارون
کوکب آنکھون سے اشارے کرتے ہے کچھ شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین افراسیاب کو روکتے ہین ضو سے
شعلہ ہائے آتش کے افراسیاب کی آنکھ جھپک جاتی ہے اسوجہ سے رکتا ہے جب کئی مرتبہ دیکھا آگ کے
انگارے میری آنکھون کے سامنے ہین صاف صاف ظاہر ہے کہ کوکب کو بچاتے ہین افراسیاب نے
منھ سے حباب سحر چھوڑا اس حباب سحر نے شعلہ آتش کو ٹھنڈا کیا اب بہ اطمینان افراسیاب بڑھا کوکب بے
اختیار پکار اٹھا اے خالق لیل و نہار اے مرے پروردگار رنجہ بدعت سے افراسیاب کے بچا لے فرد
شاہا تو کریمی و رحیمی و غفور ٭ دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم ٭ تڑپ کے جو کوکب نے دعا کی
درگاہ بے نیاز مین قبول ہوئی پہلو سے ایک کنیز نے افراسیاب کو آواز دی اے شہنشاہ مین ابھی اسکو
قتل کرتی ہون آپ ہاتھ نہ اٹھایئے ہمیشہ بزرگان دین منع کرتے ہین کہ شہنشاہ اپنے ہاتھ سے دشمن
کو نہ قتل کرین خون گھٹتا ہے یہ کہکر وہ کنیز نیمچہ کھینچکر قریب کوکب کے پہونچی آواز دی او کوکب ہوشیار
ہو کوکب نے سر اٹھا کر نازنین کو قریب پایا اسنے کوکب کے گلے مین تختی ڈال دی نعرہ کیا منم خواجہ عمرو اور
افراسیاب کو پلٹ کر حلقہ ہائے کمند مار کر حباب مار دیا افراسیاب ارے کہکر گرا کوکب ہوشیار ہوا
کہا خواجہ نے جان بخشی کی عمرو نے کہا دشمن کا سر کاٹ نے پھر توقف کر لینا کوکب تیغ کھینچکر طرف
افراسیاب کے چلا زمین شق ہوئی دو پتلے فولادی پیدا ہوئے افراسیاب کو گود مین لیکر بھاگے کوکب نے
پلٹ کر باغ مین سناٹا پایا لاشہ رضوان کا دیکھکر کلیجہ پھٹ گیا خواجہ بھی ظاہر ہوئے کوکب نے
اپنے کو لاشہ رضوان پر گرا دیا بہت رویا عمرو نے کہا اے برادر صبر کرو کوکب نے کہا خواجہ
یہ مطیع اسلام ہو چکی تھی لاشہ بھی اس کا پڑا رہنا بے دفن و بے کفن مناسب نہین ہے بڑا
باعث بدنامی ہے جسوقت سے ملاقات ہوئی کلمات سے اسکے نہایت حسرت ٹپکتی تھی صاف ظاہر تھا
کہ موت قریب ہے خواجہ مین نے بہت بچایا اسکے بچانے مین زخم کھائے لیکن باغی افراسیاب ملعون
در پے قتل تھا جا پڑا بڑی جرات رضوان نے دکھائی سحر کیے نیمچہ کھینچا ملک الموت کا سامنا کیا کرے

لاشہ رضوان اس باغ سے اٹھایا کوکب نے سحر سے تیلے بنائے لاشہ لیکر روتے پیٹتے قریب قصر نور افشان پہونچے
آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان اس حال پر ملال مین کوکب کو دیکھکر دوڑ پڑین بہ ہدایت خواجہ قبر کندہ
ہوئی اُس ماہ آسمان حسن و جمال کو ابر لحد مین چھپا دیا کوکب نہ اٹھتا تھا خواجہ عمرو نے سمجھا کر اٹھایا فرمایا
اے کوکب برادر جمشید پر رحم کر و صبر کرنا واجب و لازم ہے ابھی تمکو منزل ہائے سخت و صعب در پیش
ہین بڑے بڑے پس و پیش ہین کوکب روتا ہوا اٹھا نور افشان سے رخصت ہوا نور افشان
کے سامنے بھی خواجہ نے کہا آپ انکو روکیے چندے توقف کرین مین انشاء اللہ معاوضہ خون
مشتری مین ماہیان کو مارونگا کوکب نے نہ مانا مرکب مشکین پرندہ پر سوار ہو کر طرف
دربند ششم کے چلا طائران سحر بھی واسطے خبر کے بھیجے بعد جانے کوکب کے خواجہ بھی اسلحہ
عیاری سے آراستہ ہو کر عقب مین کوکب کے چلے

دو کلمہ داستان حیرت و مصیبت عنوان دربند ششم تا باغ ظلمات ساختہ ماہیان
زمرد پوش کہ حاکم جسکی ملکہ مہران شعبدہ باز مصاحب خاص ماہیان زمرد پوش ہے بعد
جوش و خروش پہونچنا کوکب کا برج قلعہ مہرانیہ علامت وہان کی دیکھکر لڑنا غیرت مین اپنی
ہم شبیہ کو قتل کرانا و عیاری خواجہ عمرو بشکل خانگی گلگون پوش معشوقہ کوکب آنا
ماہیان کا اس قلعہ پر خبر قتل کوکب سنکر اور ظاہر ہونا کوکب کا لشکر تمام و مقابلہ ماہیان
و کوکب و قتل ہونا دو کنیزان سامری کا نکل جانا ماہیان کا و دیگر کیفیت متعلق داستان

ہذا عجب داستان پر مضامین خمسہ

نکالی منھ سے نہین نے کبھی صدا صیاد
لگی چمن کی نہ گل کی مجھے ہوا صیاد
مین پوچھتا ہون ہوا مجھسے کیون خفا صیاد
کیا جو قید قفس سے مجھے رہا صیاد
بتا دے کون سی مجھسے ہوئی خطا صیاد

مرے حضور نہ طوطی ہند ہو گویا
نہین ہے بلبل شیراز کا بھی کچھ رتبا
سفر ہے طائر سدرہ بھی میری طاقت کا
وہ عندلیب ہون باغ جہان مین ہے شہرا
چمن مین پوچھ لے جا کر مرا پتا صیاد

قفس مین کیون ہدف تیر غم بناتا ہے
خدا کا خوف بھی تجھکو نہین کچھ آتا ہے

ستم ہی جان حزین پر جو تجھکو بھاتا ہے — دکھا کے سیر گلستان عبث ستاتا ہے

قفس ہی مین مری تجویز کر سزا صیاد

رہائی دیکے مجھے دیکھلے وفا تا زیست — رہون گا شکر عنایت مین مبتلا تا زیست

کیا کرونگا سر اک جا تری ثنا تا زیست — رہائی دے تو مین ممنون ہون ترا تا زیست

چمن کی کھاؤن کوئی روز پھر ہوا صیاد

چمن کے دید کی تہمت عبث لگاتا ہے — قفس پہ کاٹ کے پر دام پر بچھاتا ہے

یہ بے پر و نیہ تجھے جور کیون خوش آتا ہے — قفس مین قید جو کرکے مجھے ستاتا ہے

تجھے بھی جور کی دے گا خدا سزا صیاد

مین ایک تازہ گرفتار ہون چمن سے جدا — قفس کو دیکھ کے کیونکر گھٹے نہ دم میرا

کسیکا ڈالے نہ بیرحم سے خدا پالا — پھنسا جو دام مین آکر کبھی ہوا نہ رہا

سُنا کے مجھکو یہ کہتا ہے بر ملا صیاد

وہ بیقرار ہے رعنا کی طرح اب غم سے — رواں ہین شوق مین اشک اسکی چشم پر نم سے

نجات ایک گھڑی بھی نہین ہے ماتم سے — ملائیگا جو تو اُس گل کو آج عالم سے

ملے گی حشر مین اس کی تجھے جزا صیاد

چہرۂ عرایس بیان شوکت عنوان کو لباس و زیور نظم و نثر سے برائے نظارۂ مشتاقان عالی و قاریون آراستہ کرتے ہین شعر سخن سنج و غواص دریائے ہوش + چنین ریخت گوہر بدامان گوش + شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری اشتیاق جنگ کوکب مین نشان تو زبانی نورافشان مل چکا ہے ساحر کی شکل بنے ہوئے آتے ہین کنوان گڑھا کھائین خندق سب اس دوندہ بے نظیر کے سامنے برابر ہے **فرد** چنان می دوید از نشیب و فراز + کہ گردش نمی دید شاہین و باز + مقامات درمیان کو طے کرتے ہوئے مقام فیروزہ وغیرہ سے گذرے عمرو نے دور سے دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ برج بارہ کنگرہ ہائے بلند بڑے شان و شوکت کا قلعہ ہے برج فلک سے ہمسری کر رہا ہے قلعہ پر ایک ابر سیاہ چھایا ہوا اس ابر سے رعد کی گرج برق کی چمک بجائے قطرات آب شمشیر ہائے برہنہ برس رہی ہین ابر سیاہ اپنے جوہر دکھاتا ہے تڑپ تڑپ کے تلوارین برساتا ہے اگر کوئی طایر آفت کا مارا اس طرف

آنکلا چمک کے تلوار گری دس ٹکڑے طائر کے ہوئی تموج ہوا بھی کٹتی ہی ہوا کی بھی ہوا یگو یہی راستہ قلعہ کا ترک کیا اگر
چلی تو دامن ہوا ٹکڑے ہوا عمرو حیران ہوکر یہ تماشا دیکھنے لگا بخوبی یاد آیا کہ رضوان جادو نے جو کوکب
روشنضمیر کو نشان قلعہ مہرانیہ تبلایا تھا وہ یہی مقام ہے شاید اسی قلعہ کا قلعہ مہرانیہ نام ہی دروازہ قلعہ کا بند
آئینہ ور دند کا نشان نہین گرد قلعہ کے سناٹا بارہ کوس کے گردے مین نخل کا نام نہین اگر کوئی نخل واقع
ہی شاخین قلم تیتے جلے ہوے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گرا ہے مقام ہیبت ناک مصیبت خیز برش تلوارونکی نہایت
تیز سناٹے مین ڈورا بندھا ہوا ہے ابر سے چمک کرآتی مین برش اپنی دکھاتی ہین عمرو کے ہوش
اڑگئے سکتے کا عالم دم پربنی ہے کسی شعبدہ باز نے یہ کمال کیا حقیقت مین آئینہ ور دند کا سد باب
کردیا اب خیال مین آیا کہ پلٹون اگر راہ مین کوکب کو پاجاؤن اطلاع کردون کہ اے کوکب قلعہ
مہرانیہ اس لائق نہین ہے کہ کوئی گذر سکے برائے خدا اپنی جان بچاؤ پلٹ جاؤ اس خیال مین عمرو
کا قصد تھا کہ واپس ہون کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا شہنشاہ کوکب روشنضمیر بصد جاہ و توقیر دریائے
سحر مین غوطہ مارے ہوے مرکب مشکین پرند پر سوار دست زبردست مین تیغہ ابدار کھنچا ہوا سپر فولاد کی
بائین ہاتھ مین مرکب کوکب ہوا پر آکے بگوھریان کرنے لگا عرصہ دراز تک اس معرکہ بارش شمشیر کو
دیکھا یہ تو کوکب کو یقین ہے کہ عمرو ضرور کسی مقام پر موجود ہوگا دور سے دیکھا بھی ایک ساحر سایہ مین
نخل کے کھڑا ہے ہاتھون سے کوکب کو اشارے کررہا ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مجھکو بلاتا ہے
کوکب کو غیرت آئی کہ اب پلٹون عمرو نے دیکھ لیا دل مین کہے گا تلوارین دیکھکر ڈر گیا جوش
غیرت مین قبضے پر ہاتھ ڈال مرکب پرند پر کوڑا یا گھوڑا بدلگامی کرتا تھا صاف ظاہر ہے کہ تلوارونکو
دیکھکر ڈرتا تھا کوکب نے کوڑا مارا تڑپ کر گھوڑا جا پڑا بالائے ہوا یون جاتا ہے جیسے زمین صاف پر
مرکب صبا دم رہروی کرے جیسے ہی کوکب سایہ مین ابر کے پہونچا اپنے کو تو کوکب نے زیر گلہائے
سپر شل ہوے گل چھپایا ہے تلوارین جو تڑپ کر گرین سر مرکب کا اڑ گیا چارون پاؤن بھی قلم ہوے
صد ہا ٹکڑے ہوکر مرکب زمین پر گرا معلوم نہ ہوا مرکب کدھر گیا اب کوکب ہوا پر بقرار رہا ہے
جو تلوار تڑپ کر گری او جھٹ سپر کی لگادی تلوارون سے بچنا دشوار ابر سے بارش شمشیر ابدار کبھی
چمک کر بلند ہوا بیچ مین تلوارون کے کھڑا ہوا ہے ابر کو دمبدم جنبش شمشیر آبدار کو قتل
کوکب کی کوشش زرہ کی کڑیان کٹنے لگین سپر کے پرزے اڑ گئے تلوار مین دندانے

پڑے تلوار بھی عاری ہوئی اس قدر تلوارین گرین خود کے پرزے پرزے ہو گئے اب جسم پر تلوارین پڑنے لگین جب کئی زخم کوکب نے کھائے گھبرا کر الگ ہوا تھر ایا دستک دی کچھ سحر کیا طرف سے طلسم نور افشان کے چند سنہرے تپلے ظاہر ہوئے آکر شہنشاہ کوکب پر جھکے ان تپلوں کے ہاتھ مین بھی تلوارین سپرین تھین کوکب نے انکو اشارہ کیا وہ تپلے گرد کوکب آ گئے سینے اپنے سپر کر دیے کوکب کے ساتھ اُن تلواروں مین گھس پڑے بارش شمشیر آبدار دمبدم ترقی پر وہ تپلے کوکب کو بچاتے ہین جاتا ہے تلوار ونکو توڑ کر ابر تک پہونچون ابر کو مٹا دون بجرأت و شوکت قلعہ تک جاؤن پھاٹک توڑون گرز بھی ہاتھ مین لیتا ہے کبھی سپر کی اوجھڑ دیتا ہے عمرو یہ معرکہ عظیم دیکھ رہا ہے جب کوکب پر تلوار برتی ہے بیقرار ہو کر عمرو کہتا ہے اے پروردگار اس مرد جرار کو بچا لے افسوس کس بلا مین گھرا ہے کس جوش و خروش مین جنگ کر رہا ہے وہ بارہ تپلے جو مدد کوکب کو آئے تھے اُنکی یہ کیفیت ہے کہ انھون نے صدہا تلوارین توڑین جب تلوار کوکب پر آتی ہے تپلا اپنے سر کو سامنے تلوار کے کر دیتا ہے کوکب چرخ مار رہے ہین جس طرح شمع کے گرد پروانے پھرتے ہین کمانتک اپنے کو بچائین آخر اُن تپلون کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر خندق مین گرے بارہون تپلے مارے گئے اور کوکب نے بھی زخمہاے کاری کھائے عمرو کو تاب نہ باقی رہی کئی مرتبہ آواز دی اے بہادر بس اپنی جان بچاؤ تلوارون کے بیچ مین نجاؤ تلوار کا کام قلم کرنا ہے دریائے آہن سے جنگ کر رہے ہو خوب دریاے شمشیر مین شناوری کی صدائے عمرو سنکر کوکب کو اور زیادہ غیرت آئی جسم سے سرّاٹے خون کے بہ رہے ہین سر زخمی شانہ زخمی گلہاے زخم نخل جسم پر کھلے ہوئے بدھیان پڑی ہوئی مین صاف ظاہر ہے کہ جان دینے پر آمادہ ہے کوکب دل سے اپنے باتین کرتا ہے کہ اے کوکب کاش کے عمرو مجھکو اس حال زار مین نہ دیکھتا عمرو بیٹھنے والا دربار صاحبقران کا ہے جسوقت عمرو اس بارگاہ آسمان جاہ مین جا کر بیٹھے گا اُس دربار مین جوانان صف شکن تیغزن جلوہ فرما ہین فرزند صاحبقران صاحب شوکت و شان جس امر کا ارادہ کرتے ہین بدون فتح قدم نہین ہٹاتے اسد نامدار نے کیا کیا جفا اوٹھائی سات برس گنبد نور مین قید رہا چاہیے حوصلہ پست ہو تا کہ ملک ساحران مین ہمارا قدم نہ جمیگا افراسیاب ہمارے قتل کیے نہ قتل ہو سکے گا حوصلے مین کمی مزاج مین ہمہا کبھی ہوتی ہوشربا کو چھوڑ کر چلے جاتے جفا اُٹھانے سے اور حوصلہ بڑھا آج تک کھیت سے

پانؤن نہین ہٹایا اے کوکب ان سب کی نگاہون سے گر جاؤ گے سمجھ جائینگے کہ صرف جادوگر ہے ہنر جرات سے نابلد ہے اپنے مقام پر ہنسین گے مردان عالم طعن کرینگے یہ تو غیر ممکن ہے کہ اتنا بڑا امر کہ عظیم مشہور و معروف ہو نیست اے کوکب واپس ہونا روگردانی اس مقدمہ سے سراسر نامردی ہے عمرو نے دیکھا جب سب پتلے مارے جا چکے اور کوکب زخمون مین چور ہو چکا شمشیر زنی کی بھی طاقت نہ رہی بیچ مین سے تلوار دن کے نکلکر الگ کھڑا ہوا سائے سے ابر کے ہٹ آیا عرصہ دراز تک سوچا کیا یکایک سحر کر کے کوکب غائب ہوا برق بنکر آسمان مین ڈوب گیا کوکب روشنضمیر نام ہے مثل ستارہ سحری گویا اپنے برج مین جا کر غائب ہوا عمرو حیران ہے کہ یہ کیا معرکہ گذرا کوکب کے جی چھوٹ گئے در بند فتح ہوا حقیقت مین انتہا کی جرات پتلون مین تھی وہ بھی آخر مارے گئے معلوم ہوا کہ سحر نے بھی اسکے جواب دیا ناچار ہو کے چلا گیا اے عمرو بزرگون کا جو قول ہے کہ سخن شنیدن بجز دولت کوکب نے اسکے خلاف کیا ہمنے کہا تھا کہ تامل کرو ہم عیاری کر کے ماہیان کو مارین گے اُس وقت جوش جرات مین ہمارا کہنا نہ مانا آخر مجبور ہو کے پلٹ گیا صاحب غیرت ہے ایسا نہو اپنی جان دے اب کہان جا کے تلاش کرون اس سوچ مین عمرو کھڑا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کوکب روشنضمیر سلاح جنگ سے آراستہ تاج سر پر تیغہ برق مثال ہاتھ مین کھنچا ہوا کوئی زخم جسم پر نہین ہے جسم تمام صاف و شفاف معلوم ہوتا ہے کہ زخمون کا علاج کرنے گیا تھا بڑے زور شور سے آیا ہے تیور پر بل پڑے ہوئے تلوار قبضے مین کوٹک کر زیر ابر جا پڑا تلوار دن سے لڑنے لگا سو دو سو تلوارین توڑین ابر سے تار بندھا ہوا ہے اگر دس ٹوٹین سو پیدا ہوئین یکایک عمرو نے دیکھا صدہا تلوارین چمک کر گرین اسوقت جس ہاتھ مین کوکب کے سپر تھی وہ ہاتھ کٹ کر گرا داہنے ہاتھ سے کوکب جنگ کرنے لگا اب سو دو سو تلوارین پڑین وہ بھی ہاتھ کٹکر گرا بیدست و پا ہوا اب کون دستگیری کرے پھر کئی تلوارین پڑین کہ جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کے سر بھی کٹکر گرا اس سر سے کون آگاہ ہے افسر تھا غیرت مین سر کٹوا دیا لاشہ کوکب ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا ابر سے قہقہے کی آواز آئی کسی نے صدا دی وہ مارا یہ قلعہ مہرانیہ ہے کون یہان سے گذر سکتا ہے بڑے صاحب شوکت و لیاقت کو مارا ابر سے تو صدائین آنے لگین مگر کوکب کا مارا جانا لاشہ جو زمین پہ گرا صدائے گیرودار بلند ہوئی آندھی سیاہ اُٹھی تمام صحرا تاریک ہو گیا نخل تھرائے پہاڑ پتھر دن سے سر ٹکرانے لگے یکایک آواز آئی کشتی مرا نام من شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بود عمرو

اسکا کلیجا پھٹ گیا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہ اپنا گلا کاٹ لون ہاے مقام افسوس ہے اے عمرو تمھاری غیرت مین
کوکب نے اس وقت جان دی یہ جانتا تو سامنا نہ کرتا دو مرتبہ آگے بڑا غیرت اُسکے چہرے سے ظاہر
تھی تیسری مرتبہ آخر جان دی عمرو کھڑا ہوا رو رہا ہے ہاتھ پاؤن مین رعشہ دل بیقرار اشکبار آنکھون
کے سامنے تھی یہ جرات کوکب پھر رہی ہے دل مین یہ خیال کہ اے عمرو طلسم نور افشان برباد ہوا
آفتاب طلسم نور افشان غروب ہو گیا اس قلعہ پر آکر سب جان دینگے بر ان اپنے باپ کے نام پر
جان دیتی ہے جمشید مطیع حکم کوکب ہے بلور چہار دست وغیرہ یہ سب نمک حلال ہین ایسے صاحب
جاہ و جلال کے مرنے کی جو خبر ہو گی ایک ایک آکر اپنی جان دیگا اے عمرو تمام دنیا یہ کہے گی کہ عمرو نے بھائی
چارہ کیا کچھ نہو سکا اتنا بڑا عیار مشہور ہے بھائی کو اپنے قتل کرا دیا یہ تو ضرور ہے کہ معاوضہ خون
کوکب مین زمین طلسم ہوشربا ہلا دونگا نہین معلوم اس قلعہ کا کون حاکم ہے آخر یہ بھی حال کھلیگا اس طرح
مین عمرو کھڑا ہوا رو رہا ہے کہ قلعہ کا پھاٹک کھلا ابر شق ہوا ابر سے جادوگرون کا تار بندھا ہے کئی سے
ساحر زبردست دریای خون مین نہائے ہوے ہاتھون مین اسباب سحر لپیٹے لپیٹے صاف ظاہر ہے کہ لڑ بھڑ
کے نکلے ہین سحر ایسے کیے ہین کہ انگلیون سے اُن سبھون کے قطرات خون ٹپک رہے ہین جھولیان
اٹھائے سحر سے معمور ابر سے نکلکر خوشی خوشی قلعہ مین داخل ہوے جب پھاٹک کھلا ایک جادو
گرنی حسین جمیل تاج سر پر کئی ہزار کنیزان زری پوش پشت پر نوبت اٹھائے بجتے ہوے صدا
مبارکباد بلند وہ جو ساحرہ ناچار آگے ہے اُسکو نذرین دیکر یہ کہتی ہوئی سب چلی آتی ہین کہ ملکہ مہران
ظلماتی نے کیا کمال کیا جو جادوگر ابر مین تھے وہ فخر کر رہے ہین ایک کہتا ہے حضور مین نے تلوارین
کیسی برسائین ایک کہتا ہے ہاتھ کوکب کے مین نے کاٹے ایک کہتا ہے سر پہ میری تلوارین پڑین ایک
کہتا ہے پاؤن مین نے قلم کیے ایک کہتا ہے خون جسم کا مین نے بہایا ایک کہتا ہے طاقت مین نے
کم کی مہران جادو بیرون قلعہ آئی تخت یاقوت احمر بچھا اُس پر بکبر و نخوت بیٹھی گرد ہزارون جادوگرنیان
گھیرے ہوے اسقدر نذرین گذرین اشرفیون کے انبار ہو گئے قلعہ کے اندر سے ساحر چلے ہی آتے
ہین بارہ چودہ ہزار ساحر جمع ہو گئے کنیزان مہران کہہ رہی ہین حضور نے پردہ ظلمات کا نام
رکھ لیا مہران نے حکم دیکر ایک چارپائی منگائی لاشہ کوکب اُٹھوا کر اس چارپائی پر رکھا
صلاح ہے کہ خدمت مین ماہیان کے لاشہ اس باغی کا لے چلین مہران ظلماتی

کہتی ہے یہ تکلیف ہمکو گوارا نہین ہے ملکہ عالم کے نام عرضی لکھو خود تشریف لائین دشمن کی لاش دیکھین
خادمہ وانعام و جاگیر مرحمت فرمائین منصب کی ترقی کرین صاجو مین نے اپنی جان صرف کی ایسا طلسم بنایا
کہ کوکب فتح کرسکا شہنشاہ بھی تو اگر کوکب سے لڑے قتل نہ کرسکے سامری و جمشید نے یہ مرتبہ ہمکو
مرحمت فرمایا کہ چراغ نور افشان گل کیا لاشہ کوکب سامنے رکھا ہے مہران تخت پر بیٹھی ہے گرد
تمام جادوگرنیان کوئی بلائین لیتی ہے کوئی مبارک کہکر نذر دیتی ہے عید سے بہتر وہ دن ہے مہران
کہتی ہے ایک ایک کنیز کو شہنشاہ سے کہکر سلطنت دلواؤن گی اب کل ہوش ربا مین ہمارا انتظام
ہوگا مہرخ وغیرہ اسی کے بھروسے پر لڑتی تھین جب کوئی معرکہ عظیم پڑا کوکب نے جاکر سینہ سپر
کیا اسکی وجہ سے لڑائی کو طول ہوا ورنہ لونڈیان غلام کیا لڑ سکتے تھے اب پیغام اصلاح ہون گے
میری راے تو یہ ہے کہ اب شہنشاہ اصلاح نہ قبول کرین مجھکو حکم دین یہی ابر سحر بناکر کل لشکر مہرخ پر برسا
پڑے ون چشم زدن مین خون کے دریا بہین گے جن تلوار ون پر کوکب قبضہ کرسکا بہار دہ باغبان کیا
بچین گے دم شمشیر پر خود گلے رکھ دینگے آب شمشیر سے سیراب ہونگے مین نے کئی مہینے مشقت کی
اب دوانہ ترک کیا جب یہ طلسم تیار ہوا ہر کس و ناکس اس سحر کو روک نہین سکتا میرے سبب بزرگ
خدمت سامری مین رہے ہے یہ سحر خاص ساختہ سامری تھا اسکو کون دفع کرسکتا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے
رونے کی آواز آئی مہران نے پلٹ کر دیکھا ملکہ حنای گلگون پوش معشوقہ کوکب سر برہنہ پا پیادہ
موئے مشکین کھلے ہوے گریبان چاک چہرے پر خاک پکارتی ہوئی الے میرے وارث کو کس نے
مارا عین شباب مین مجھکو بیوہ کیا ہائے اگر یہ خبر پہلے سے ہوتی مین اپنے وارث کے ساتھ اپنی جان
دیتی کیا چپکے چپکے اپنی جان دی لونڈی کو خبر نہ کی اب مین بیوہ ہو کر کیونکر بسر کرونگی جس صحبت
مین جاؤن گی وہ کہیگا بیوہ کے سائے سے بچو کوکب ایسے جوان کو یہ کھا گئی مین بدبخت
کیا جواب دونگی جس نے حنائے گلگون پوش کو اس حال پر ملال سے دیکھا دشمنون کا بھی کلیجا
پھٹ گیا رنگ حنا متغیر چہرے پر رنڈاپا چھایا ہوا بال کھلے ہوے گل سے عارض مرجھائے
ہوے باغ حسن پر خزان حیران و پریشان قریب لاش کوکب پہونچی خون لیکر چہرے
پر ملا پکارتی ہوئی کہ اے صاجو جس نے میرے وارث کو قتل کیا مجھکو بھی قتل کرے تھے مین
اپنے وارث کے پاس پہونچ جاؤن سر لے کر کوکب کا گود مین رکھا پکارتی ہے

اے صاحب آنکھین کھولو کنیز کو اپنی جواب دو کیون صاحب کس کوچے مین ڈھونڈھنے جاؤن وہ صورت زیبا کیونکر دیکھون ہماری محبت کو فراموش کیا ملک عدم مین بھی ہمکو ساتھ نے چلوا کے صاحبو تمکو میرے حال پر ترس نہین آتا دس من لکڑیان منگا دو مین اپنے وارث کے ساتھ ستی ہو جاؤن ہمارے رونے پر تم سب صاحب ہنستے ہو مجھ بدبخت پر آوازے کستے ہو مجھ بدنصیب کی تو یہ کیفیت ہے

نظم

تڑپ رہا ہے اسی طرح وصل مین بھی جگر
غضب ہے آج وہ چھوٹی کوئی قسم بھی نہین
نشان عشق وہ ہنس ہنس کے پوچھتے ہین جلال
جو دل نہوگا نہو مجھکو اسکا غم بھی نہین
اگر زیادہ نہین درد دل تو کم بھی نہین
جو مہربان نہین ہوتے وہ اے فلک نہ سہی
یہ جانتے ہین مرے دل مین داغ غم بھی نہین
سنا رہی ہے تری ازو کہ ہم بھی نہین
تمہارے وعدہ کا کچھ اعتبار آتا تھا
ستم تو یہ ہے کہ ہم قابل ستم بھی نہین

اے مہران جادو واسطہ اپنے دین و مذہب کا مجھکو دس من لکڑیان منگا دے اپنے وارث کے ساتھ جل جاؤن مشہور ہو کہ خدائے گلگون پوش عاشق صادق کوکب بھی جلکر مر گئی یہ بھی سنتی ہون جو اپنے شوہر کے ساتھ جل جائے عدم مین عاشق و معشوق کا ساتھ ہوتا ہے مین چاہتی ہون عدم مین بھی ساتھ نہ چھوٹے جتنے اہل دل ہین سب رو رہے ہین مہران جادو ہر چند کہ دشمن ہے کہتی ہے صاحبو اسکے رونے سے کلیجہ پھٹا جاتا ہے یہ وہ شاہزادی ہے کہ کوکب خود اسکو بیاہنے گئے وجہ اصلی سے ملنا چھوڑ دیا اسیکو زوجۂ خاص بنایا کل طلسم نور افشان پر اسیکی حکومت ہے بُرّان و جمشید مادر مہربان کہتے ہین حقیقت مین کوکب کی عاشق صادق ہے خدائے گلگون پوش ایک ایک کے قدمون پر گرتی پھرتی ہے صاحبو میرے عشق کا امتحان کرو لکڑیان منگا کے آگ روشن کردو اگر مین سوزش آتش دیکھکر رک جاؤن نام دفتر عاشقان صادق سے نکال ڈالنا جو تجویز ہو سزا دینا اگر تم سب صاحبون کو ناگوار ہے کہ یہ ہمارے سامنے ستی نہو میرے وارث کا لاشہ مجھے دیدو مین لیجاؤن سامنے قصر جمشیدی کے تمام اہالیان طلسم نور افشان کو جمع کردن مجمع عام مین جل جاؤن کوئی اہل دل ہڈیان لیکر قبر مین دفن کردے گا قبر پر میلے ہونگے یہ تو ضرور مشہور ہوگا کہ سوختۂ آتش دوری افروختۂ شعلۂ مہجوری کی قبر ہے اپنے وارث کے ساتھ جل گئی عاشقان صادق قبر پر آئینگے مرادین پوری ہونگی قبر سے دھوان نکلے گا قبر پر ہماری یہ مطلع لکھدیا جائے مطلع روشن شد از بہار تو شبہائے تار ما صبح قیامت ست چراغ مزار ما + یقین ہے روح مجنون و فرہاد آکر قبر کا طواف کرے مہران

ظلماتی نے جواب دیا ای حنا تیرے آتش کلام نے کلیجہ جلا دیا بس اب زبان کو بند کر ہم دونون باتون مین
مجبور ہین نہ ہم لاش دے سکتے ہین نہ ہمین یہ اختیار ہے کہ لکڑیان منگا کر روشن کرین تمہین جلنے کا حکم
دین ایک امر ہمسے ممکن ہے ملکہ ماہیان زمرد پوش کو ہم نامہ لکھتے ہین تمھارا بھی حال تحریر کر دین گے
ملکہ عالم تشریف لائین گی اگر انکے نزدیک مناسب ہوگا لاش تمہین حوالہ کرین گی یا اپنے سامنے ستی
ہونے دین گی ہم اس مقدمہ مین بالکل بے اختیار ہین تیری مصیبت ہمسے دیکھی نہین جاتی وائے
برحال تمھارے کوکب نے تمھاری قدر کی بادشاہ طلسم نورافشان کیا اپنی دختر دفرزند کو تمھارے
واسطے حکم ہوا کہ جو انکے شناخت مرتبہ مین تساہل کریگا وہ ہمارا دشمن ہے سپہ سالاران لشکر
مصاحبان نامور خراج گزاران خود سر سبنے حکومت تمھاری قبول کی جبکا ایسا چاہنے والا سر
حقیقت مین اُسکو کیونکر صبر آوے کوکب نے بڑی حماقت کی یہ لاشہ گنہگار ماہیان زمرد پوش ہی ایسا
نہو کہ اس مین بھی عتاب ہو کوکب نے بڑی بغاوت کی مذہب سامری کو مٹا یا دشمنونکے شریک ہو
آج سرکشی کا یہ انجام ہوا بیکس بے بس ہوکر مارے گئے یہ نہ سمجھے کہ بادشاہ طلسم ہوش ربا سے سرکشی
کی یہ ہفت در بند ساختہ مصاحبان ماہیان ہے سمجھے تھے جیسا نہنگ دریانشین وقمقام کو مارا اسیطرح
یہ قلعہ بھی فتح ہوجائیگا اگر سامری جمشید زندہ ہوتے اس سحر کو نہ مٹا سکتے انکی کیا حقیقت تھی حنا دوڑ کر
قدمون سے مہران کے لپٹ گئی کہا حضور مین نے اکثر تنہائی مین انکو سمجھایا کہ بادشاہ ہوشربا سے ملجاؤ نگوڑے
ساربان زادے نے ایسا بہکایا کہ میرا سمجھانا بالکل بیکار تھا جب اس ہفت دربند پر چلے مجھسے
رخصت ہوئے چہرے پر مُردنی چھائی تھی مین اُسوقت بھی قدمون سے لپٹی ہوئی روتی تھی اور یہی کہا کہ برائے
خدا طرف باغ ظلمات کے نہ جایئے میرا کہنا نہ مانا مہران نے کہا ہم نامہ روانہ کرتے ہین ملکہ ابھی
تشریف لائینگی جو مناسب وقت ہوگا وہ فرمائین گی کہکر مہران ظلماتی نے عرضی لکھی تمام کیفیت تحریر
کی بجوش لکھا کنیز نے آپکی کوکب روشن ضمیر کو بیکس و بے بس کر کے مارا معشوقہ اُسکی حنا روتی پیٹتی
آئی ہے لاش اپنے وارث کی مانگتی ہے کہتی ہے ستی ہو جاؤنگی حضور تشریف لائین دشمن کی
لاش بھی ملاحظہ کرین اس خود سر کا سر کنگرہ قلعہ پر رکھین لاش تشہیر کرائین مقدمہ حنا جیسا حکم صادر
ہو تشریف لانا ضرور ہے کنیز کو نامہ دیا نہ بانی بھی تاکید کی کہ عرض کرنا کہ لونڈی کی آبرو بڑھایئے برائے چند
ساعت تشریف لایئے مین نے وہ کام کیا کہ جو کسی سائن ہوش ربا سے نہو سکا بی رضوان جادو ہمشیرہ

شہنشاہ عاشق ہوکر دو در بند و نکو مٹا گئیں لونڈی نے یہ کار نمایان کیا آپ کے تشریف لانے سے عزت افزائی
ہوگی کنیز نامہ لیکر گئی باغ ظلمات مین ماہیان زمرد پوش بیٹھی ہے پانچ تپلیان سنہری کنیزان ساحری
گرد بیٹھی ہین کئی سے ساحران زبردست سترہ لاکھ کا لشکر گرد باغ ظلمات فرد کش ہے ماہیان بھی
یہی ذکر کر رہی کہ رضوان جادو نے بڑا غضب کیا اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ ہو گئی کوکب سے ملی دو در بند
مٹائے فیروزہ گوہر پوش نے بڑی خیر خواہی کی نہین معلوم فیروزہ پر کیا گذری ایک تپلی بول اُٹھی
حضور بی بی فیروزہ عمرو کی زنبیل کی سیر کر رہی ہین بیچاری ٹوکری ڈھوتی ہوگی سامری و جمشید کسی ساحر
کو عمرو کی زنبیل مین نہ لیجائین ساحر کے لیے وہان بڑی ذلت ہے ماہیان نے زانو پر ہاتھ مارا کہا
کیون شاہزادیو اُسکو کیونکر رہا کرین اس آفت سے بچائین تپلیان ہنسین کہا ملکہ عالم زندانخانہ
زنبیل عمرو سے رہائی غیر ممکن ہے کوئی ایسا ہو عمرو کو گرفتار کرکے ذرا دھمکائے اگر اُسکے مزاج مین
آجائیگا رہا کردیگا ورنہ کوئی تدبیر رہائی کی نہین ہے ماہیان نے کہا دیکھون اب مہران ظلماتی کیا کرتی
ہے اُس قلعہ کو ایسے طور سے آراستہ کیا ہو کہ یہان کوکب کی سرکشی نہ چلیگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
کنیز مہران نے آکر عرضی دی نذر پیش کی کہا حضور مبارک ہو دشمن مارا گیا مہران ظلماتی نے بڑا کام
کیا ماہیان یہ خبر فرحت اثر سنکر خوش ہوگئی کہا مین تو جانتی تھی کہ مہران کے عجائب غرائب پر کوئی
دست انداز نہو سکے گا ایسی خبر فرحت اثر کسکو ملتی ہے مین ابھی چلتی ہون یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی پانچون
تپلیون کو برابر بٹھا لیا گرد تخت دو ہزار جادوگر نیان پشت پر بارہ ہزار ساحران زبردست نوبت نقارے
بجتے ہوے اس دھوم سے طرف قلعہ مہرانیہ کے چلی جو راہ مین ملا کنیزان ماہیان نے پکار کر کہا صاحبو
اپنے اپنے گھرون مین اطمینان سے بیٹھو چراغ طلسم نورافشان گل ہوا کوکب ہاتھ سے ملکہ مہران
ظلماتی کے مارا گیا اب کل طلسم ہوشربا کا انتظام ملکہ مہران سے لیا جائیگا افراسیاب
وزیر اعظم بنایا جائیگا راہ مین بھی صدائے مبارکباد ملبند ہے ماہیان زمرد پوش اس کنیز سے پوچھتی
ہین کوکب خوب لڑا اُس کنیز نے کہا حضور دو مرتبہ آیا لڑا نکل گیا تیسری مرتبہ جو آیا نہ نکل سکا
آخر مارا گیا اب ملکہ مہران نے ابر وغیرہ مٹایا ابر سحر کو دفع کیا بیرون قلعہ تشریف رکھتی ہین جو ساحر
ابر مین تھے وہ بھی آئے جس جس نے جانفشانی کی امیدوار قدردانی ہین لیکن ایک مقدمہ مین طبیعہ
بھٹتا ہے معشوقہ کوکب خنای گلگون پوش اس جوش و خروش سے روتی پیٹتی آئی ہے کہ دیکھنے

دیکھنے والون کے کلیجے پھٹتے ہین اُسکے دو سوال ہین کہتی ہے یا تو لکڑیان جمع کرو آگ روشن کراؤ مین ستی ہو جاؤن یا میرے وارث کی لاش مجھکو دو لاش کو اپنے وارث کی لیجاؤن جاکر قریب قبر جمشیدی ستی ہون مہران نے بدون حکم حضور کوئی امر قبول نہین کیا یہی جواب دیا کہ ہم لاش نہین دے سکتے حضور آپ بھی اُسپر رحم فرمایئے لاشہ پھنکدیا جائے گا اُسکو دیدیجیے گا خواہ لاش کے ساتھ ستی ہو خواہ لیجا کر دفن کرے لاش سے کیا مطلب ہے مزاج مین آئے سزا دیجیے تمام ہوشربا مین تشہیر کیا جاے یہ سنکر ماہیان زمرد پوش نے طرف کنیزان سامری کے دیکھا ایک اُنمین سے ہنسی ایک نے سر جھکایا تیسری شوخ و تنگ چست و چالاک باتون مین بیباک بول اُٹھی کہ حنا جو رنگ حنا جمگیا دو رنگی حنا کی مشہور ہے ظاہر مین زمرد پوش باطن مین خونریزی کا جوش حقیقت مین انقلاب ہے مہران ظلماتی کی عقل پر پتھر پڑے کچھ بھی نہ سمجھی قلعہ سے نکل آئی منہ بات بھی مٹا دیے دیکھیے انجام بخیر ہو ماہیان نے جو یہ کلمات حسرت آیات زبان سے کنیزان سامری کے سنے گھبرا کر کہا اے رازداران سامری اے خاصۂ خلاصہ فسونگری کیا مین نہ جاؤن کوکب نہین مارا گیا معشوقہ اُسکی نہین آئی کیا مہران بھی مثل رضوان کے ملکۂ مجھکو دم دیکر بلایا ہے کسی کنیز نے کچھ جواب نہ دیا پتلیان منہ پھلائے بیٹھی ہین ماہیان نے جب بہت کہا دو چار جام شراب کے پلائے تو ایک نے جھلا کر جواب دیا کہ ہم خاک بولین پتھر جواب دین طلسم ہوشربا مین تو غدر ہے مشہور تھا کہ طلسم ہوشربا مقام صدر ہے عقل پر سمجھون کے پتھر پڑے ہم نہین جانتے کہ وہان کیا معرکہ ہے تحریر خداوند پر تم لوگون کا عمل نہین اپنے اپنے غرور مین سب مست ہین جو کچھ ہونا ہے وہ ظاہر ہو جائیگا یہ خوب ہمارے ذہن مین آیا کہ سب ہماری بیجا تقریر ہے وہی ہوگا جو نوشتہ تقدیر ہے ماہیان چاہتی ہے مین اصل مراد پوچھون یہ کنیزان سامری تکلفات سے ہر امر کو بیان کر رہی ہین دو پتلیان تو بہت ہی مکدر ہین آپس مین اشارے کر رہی ہین کہ لو اب خدمت سامری مین چلین قفس آہنی دنیا سے چھوٹین آزاد ہون کہان تک قید رہین ایسے ظالم سے کیسے جنھون نے ہمکو اس بلا مین پھنسایا آخر وہ دعوئ خدائی کے کرنے والے کیا ہوے تمام مشہور ہے نشان نہین ملتا چند دن کے لیے بار ندامت اپنے سر پر اُٹھایا خدائی کر کے کیا ہاتھ آیا ماہیان زمرد پوش پر زوال آنے کو ہے ان مطلبون کو نہین سمجھتی ساتھ والیون سے کہتی ہے سامری و جمشید کیا کرین طور برا ہے شاہزادیون کے مزاج برہم ہین دلبر ہجوم غم و الم ہین آج صبح سے شراب

وکباب کی بھی اُنکو خواہش نہین میری جان کی حفاظت انھین کے دم سے ہے وہ خفا ہین کس سے
پوچھون مین اپنے ستارونکی گردش کو دیکھتی ہون آسمان ستارون سے آنکھین نکالتا ہے زمین پر اگر نگاہ
ڈالتی ہون ہر ایک غار لصورت اژدر ہے ہر طرف سے فوج غم والم کی چڑھائی ہے افراسیاب عیش پسند کو
باغ سیب سے مطلب ہے آج تک اُنکو یہ خیال ہوا کہ ہمارے بزرگ پر وقت پڑا ہے کچھ فوج بھیجین یا
ناظمان ہوشربا کو بلائین بڑا کمال کیا رضوان جادو کو مار کر پلٹ گئے ہمکو نامہ بھی نہ لکھا باغ ظلمات مین آنا
کیسا ہمنے خوشی سے پردۂ ظلمات کو چھوڑا باغ ظلمات مین سکونت اختیار کی اُس غفلت شعار کے کان پر جون
بھی نہ رینگی بیان مہران ظلماتی حنا ے گلگون پوش کو سمجھا رہی ہے حنا کہتی ہے صاحبو وقت دشمنی تو گذر گیا
تمنے کوکب کو قتل کیا اب لاش سے کیا مطلب ہے ہمارے حال پر رحم کرو ہم لاش لیکر جائین موافق مذہب کے انجام ہو
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ نمایان ہوا مہران ظلماتی نے کہا لو بی حنا اب تمھاری مشکل آسان ہو جائیگی
ہم سب ملکر ملکہ سے سفارش کرینگے کہ لاشۂ کوکب انکو لیجانے دیجیے لاش کو کوئی نہ روکے گا لاش تمھین
ملجائیگی حنا اب باتین کرتے کرتے قریب مہران کے آکر بیٹھی باتین بنا رہی ہے خوش مزاج خوشرو سب باتون مین
حنا کے معروف ہین اتنے عرصے مین حنا نے اپنا رنگ جما لیا بڑے بڑے جو ساحر ملازمان مہران ہین وہ اشارے
کررہے ہین کہ ای حنا اپنی جان نہ دو تمھارا حسن وجمال ایسا ہے ہر شخص اپنی جان نثار کریگا یکایک ماہیان آکر
اُتری مقہور جادو وزیر مہران یہ حنا سے بہت لگاؤ کر رہا ہے رنگ حنا دیکھکر پسا جاتا ہے قریب آ بیٹھا چپکے
چپکے کہہ رہا ہے اے ملکہ عالم تمام ملک مہرانیہ پر میرا قبضہ ہے میری معرفت خراج وباج آتا ہے میرے گھر بیٹھ جاؤ
کنیزین بڑے خدمت حاضر رہینگی قصر ہاے عالی باغہاے پُر بہار عنایت سے سامری کے موجود ہین اُن مین رہا
چین کرو اپنی جان نہ دو کوکب سے زیادہ خدمتگزاری کرونگا جیسے ہی تخت ماہیان زمین پر آیا مہران کہتی
ہوئی دوڑی حضور مین نے کوکب کو مارا وہ دیکھیے لاشہ پڑا ہے معشوقہ اُسکی لاشہ مانگتی ہے یہ کہکے آواز دی
اری او حنا اب جو تجھکو منظور ہو سامنے ملکہ کے بیان کر لاش کو لیجا ناحق اپنی جان دیتی ہے ماہیان نے نگاہ
اُٹھا کر حنا کو دیکھا لاشۂ کوکب دیکھکر پکارا اُٹھی طرف کنیزان سامری کے متوجہ ہو کر کہا تم تو کتنی تھین یہ
جادوگرنی رکن طلسم ہوش ربا سحر وساحری مین یکتا سب کمال حاصل کیے ہے
موت جو قریب آئی آنکھون پر پردہ غفلت پڑ گئے حنا کیسی ساربان
زادہ بیٹھا ہے حنا بنکر رنگ جمایا یہ جو تیلی نے کہا یا تو عمر و مقہور سے گھل مل

کے باتین کر رہا تھا نعرہ کرکے اٹھا منم مہتر مہتران عیار زلزلۂ قاف تاقی سلیمانی قاتل ساحران مقہور ارے کہکر پلٹا عمرو نے لپٹ کر خنجر مارا دوسری پتلی بول اٹھی لو حنانی مقہور کا خون بہایا اور یہ لاشہ کوکب بھی نہین ہے سراسر خیال خام تصور ناتمام ہے یہ کوئی غلام ہے ماہیان گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھی عمرو اسیواسطے حنا بنکر آیا تھا کہ کوکب نے تو جان دی ماہیان کو مارون اپنے بھائی کے خون کا بدلا لون مقہور کو مار کر لشکر ماہیان پر جا پڑا چاہتا ہے مہران ظلماتی کو مارون جو سامنے آیا کسیکو خنجر مارا کسی کو بہم حقہ آتشبازی کا داغ دیا صدہا منہ جھلسے حقہ روغن نفت پھینک مارا جسپر قطرہ پڑا جلنے لگا کسی پر جاب بیہوشی مار دیا کسیکو کمند مار کے گرا دیا جوش جرات مین سو ساحر عمرو نے مارے اسقدر کوکب کا غم ہوا کہ قصد کرتا اندھیرے مین نکلجا تا ساحرون کے مرنے کی علامت بلند ہے تالیان پانچون ہنس رہی ہین ماہیان جرات عمرو کو دیکھکر دنگ کہ عمرو کسی مقام پر رکے تو گرفتار کرون بجلی ہو کہ چمک رہی ہے ایسی جلدی سو ساحر مارے کسی کی زبان نہ کھلنے پائی جسنے منہ کھولا کہ سحر کرے عمرو نے کفچے مین رکھکر تیر مارا حلق کو توڑ کر پار گذرا ساحر لڑکھڑا کر گرا عمرو ایک مقام پر نیمچہ کھینچکر طرف مہران ظلماتی کے چلا مہران کے تو ہوش اڑے ہوئے ہین جنگ عمرو دیکھکر حیران و پریشان کہتی ہے صاحبو یہ تو ساحرون سے زیادہ ہے کیا صورت بناکر آیا ہمارے سبکے ہوش اڑا دیے ساحرون کو قتل کر رہا ہے عمرو پہلو مین آکر چمکا آواز دی او مہران تو اب زندہ نہ بچے گی میرے بھائی کوکب کو بیکس کرکے مارا یہ کہکر عمرو نے نیمچہ مارا مثل برق کے تڑپ کر عمرو قریب مہران کے آیا اس جلدی مین نیمچہ مارا مہران ساحرہ زبردست بادۂ کبر و غرور سے مست پیپلا سر پر پڑا اوچھا سا زخم آیا چاہا دوسرا ہاتھ مارون مہران کے منہ سے صدائے گیر نکل گئی زمین نے پاؤن تھام لیے عمرو لڑکھڑا کر گرا الٹا ہوا عمرو پکڑا گیا مہران تیغہ کھینچکر چلی کہ عمرو کا سر کاٹ لون اس نے غضب کیا مقہور جادو میرے وزیر اعظم کو مارا سو ملازم قتل کیے عمرو نے پکار کر آواز دی نانی آمان مجھے بچاؤ یہ حرامزادی مجھکو قتل کرتی ہے مین نے اسکا کیا لیا ذرا قدردانی فرمایئے کس طرح آپ کے زیارت کو آیا کیا کمال کیا انعام ملنا چاہیے ماہیان نے آواز دی مہران جلد اسکا سر کاٹ لے نگوڑا باتین بناتا ہے ہم اس جلاد کو انعام دین گے سر کاٹ کر پاس افراسیاب کے بھیجدین گے مہران تیغہ کھینچکر چلی عمرو فریاد کرنے لگا دیکھو نانی آمان تمھارے سامنے تمھارا نواسا قتل ہوتا ہے مجھے بچاؤ

ورنہ یہ سمجھ لو آجکی رات تیر نہ گذرے گی میرا شاگرد بھور یا قوت بازو کا لیا آگر تمھارا سر کاٹ لے جائیگا
زندہ نہ چھوڑے گا بہتر ہے مجھکو بچالو اس بیجیا کو منع کرو ماہیان نے جب کچھ جواب نہ دیا عمر نے گالیان
دینا شروع کین وہ گالیان دین کہ جادوگر کانون پر ہاتھ رکھتے تھے بعض کہتے تھے کیا زبان دراز ہے
اپنی جرأت سے باز نہین آتا بعض کہتے ہین اب وہ کیا اپنی زبان روکے موت اسکے سر پر ہے
مثل مشہور ہے بقول سعدی ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید لیے عیارو نکا تپا دیتا
ہے سراسر خلاف ہے ملکہ ماہیان سے کون آنکھ ملا سکتا ہی جلد اس ظالم کو قتل کرو کوئی کہتا ہے میرا
نوجوان بھائی مارا گیا کوئی کہتا ہے بڑا قہ کیا مقہور لیسے وزیر کو مارا یلک جھپکتے قیامت برپا کی بجلی
چمکتی ہے کون اس ظالم کا وار روکے یا تو وہ صورت زیبا بنکر آیا یا یہ ہیبت دیکھو مٹھیا دیو ہی یا بد بلا
جل مانس خواجہ یہ آواز سنکر جواب دیتے ہین بھائیو پھبتیان نہ کہو مین تو شریف لیئق بھلا مانس ہون میری
سفارش کرو اس ظالم کے پنجے سے بچالو مین اک غریب اگر قتل ہو جاؤنگا کیا ہاتھ آئیگا میرے خون
کے بہت سے دعویدار ہین اس قلعہ کو بہ باد فنا اوڑا دین گے مین تم سبھون پر رحم کرتا ہون ماہیان نے
پھر مہران کو للکارا اری او مہران ظلماتی اس مکار کی باتین سنتی ہے سر کاٹ لے مہلت نہ دے
حقیقت مین اسکے ہزارون دوست ہین ہم سب کو دیکھ لینگے مہران چاہتی ہے کہ ہاتھ مارون کو پہلوے
عمرو کے زمین شق ہوئی کلغی تاج کی چمکی دیکھا سب نے ساحر بے نظیر کوکب روشنضمیر تیغۂ برق تاب ہاتھ
مین تڑپ کے زمین سے نکلا نیمچہ مہران رہا کر چکی تھی کوکب نے نکلتے ہی اوچھڑ سیری ماری نیمچہ مہران کا ہاتھ
عمرو کی جانب اشارہ کیا باران سحر برسایا چند قطرات آب جسم پر عمرو کے پڑے سحر اوتر گیا عمرو بھی اپنے
مقام سے نعرہ کر کے اوٹھا مہران نے کوکب پر گولا مارا کوکب نے وہی گولا ہاتھ مین روک لیا چرخ دیکر
مہران پر مارا مہران کے پڑا جو تحریر پیشانی تھی پیش آئی مہران کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوگئے عمرو تو گلیم
اوڑھکر غائب ہوا کوکب کو دیکھکر باغ باغ ہو گیا دلین تعریفین کر رہا ہے کہ اے عمرو کوکب نے کیا
کار نمایان کیا یہ ہماری صحبت کی تاثیر ہے کہ کوکب نے عیاری کر کے منسوبات کو انھین کے ہاتھ سے مٹوایا
اب کوکب نہنگانہ پلنگانہ طرف ماہیان زمرد پوش کے چلا ماہیان بدحواس ہوگئی گولے کوکب پر
مارے کوکب ان گولون کو روکتا ہوا جست کر کے قریب تخت ماہیان پہونچا چاہا ہاتھ بڑھا کر چوٹیا پکڑ لون
ماہیان نے گھبرا کر سنہری پتلی کی جانب اشارہ کیا بی بی لینا اسکو یہ جانے نہ پائے

وہ سنہری تیلی تیمچہ لیکر اُٹھی کوکب پر وار کیا کوکب کے مارے غصے کے کف منھ سے جاری تھا اتنا تو
جواب دیا کہ او لونڈی تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ بادشاہون سے مقابلہ کرے یہ کہکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
تیلی لپٹ گئی کوکب نے اُٹھا کر دے مارا ماہیان نے جو اتنی فرصت پائی ساتھ والون کو تو آواز دی لینا
کوکب کو مار لو آپ تخت اُڑا کر بھاگی کوکب نے اُس تیلی کو چیر کر پھینکدیا پر پرواز پیدا کرکے قصد
ہوا کہ ماہیان پر جا پڑون ماہیان نے دوسری تیلی کو للکارا اری لینا یہ نگوڑا نہین مانتا اپنی بہن
کے خون کا بدلا لے دوسری تیلی کڑک کر کوکب پر جا پڑی کئی تیمچے مارے کوکب روک رہا
ہے چاہتا ہے جھٹ پٹ اسکو قتل کرون ماہیان پر جا پڑون تیلی نہین جانے دیتی سد راہ
ہوئی برس پڑی کئی وار کیے کوکب نے روکے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا آواز دی او اجل رسیدہ
ہٹ کیون قضا آئی ہے تو تو کنیز سامری ہے اگر سامری جمشید بھی آئین تو یہ عبد ذلیل رب جلیل
نہ رُکے گا تو تو راز دار طلسم ہے ستارہ شناسی مین دخل رکھتی ہے دیکھا ہوگا کہ کوکب میرا قاتل
ہے پھر مقابلہ کرتی ہے بڑی جاہل ہے اُس تیلی نے چیخ مار کر آواز دی ای شہنشاہ طلسم نور افشان
خوب جانتی ہون قاتل و مقتول کو بھی پہچانتی ہون تو جرأت مین کامل ہے لے شہنشاہ تو تو ماہیان
زمرد پوش کا قاتل ہے لیکن اے شہنشاہ مجبور ہوکر ہمراہ اُس ملعونہ کے آئی اتنی بڑی رمز شناس نے
دھوکا کھایا اب بھی مغرور ہے کہ موت قریب نہین ہے ہم آگاہ کرتے ہین کہ سننے والے سُن لین
ہمارا خون سر پر افراسیاب کے چڑھے گا یہ سال خیر و عافیت سے نہ گذریگا کوکب نے پینترہ
بدل کے ہاتھ مارا تیلی ایسی گھبرائی ہوئی تھی سپر کو بھی نہ اُٹھایا سر اُس خود سر نے سپر کردیا تیغہ
برق مثال تڑپ کر گرا اس تیلی کے بھی دو ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ اُٹھی ماہیان زمرد پوش تو
اس ہنگامے مین نکل گئی کوکب کو فوج قلعہ مہرانیہ نے گھیر لیا دو چار سحر کوکب نے ایسے کیے کئی ہزار
ساحر مرے آخر چادر ملنے لگی آواز الامان بلند ہوئی کوکب نے تلوار روکی رؤسا اُمرا دست بستہ حاضر ہوے
مطیع اسلام ہوے کوکب بصد کر و فر داخل قلعہ مہرانیہ ہوا گرز و سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے
جاری کرایا خواجہ عمرو ظاہر ہوے کوکب نے بڑا شکریہ ادا کیا کہا خواجہ آج مجھپر تمھاری محبت باطنی کا حال
ظاہر ہوا عمرو نے کہا بھائی جب مین نے تمھارا لاشہ دیکھا جگر کلیجہ پھٹ گیا کوکب نے کہا اے دوست
صادق اصل یہ ہے کہ یہ تمھاری صحبت کی تاثیر ہے جب مین جنگ سے عاجز ہوا تمکو بشکل ساحر

دیکھ چکا تھا کئی مرتبہ قصد ہوا نکل جاؤں غیرت نے دامن پکڑا کہ خواجہ جاکر مجمع مردان عالم مین ذکر کرین گے بہادر میری عدم جرأت پر ہنسین گے کہ قصد کرکے بھاگ گیا کچھ نہ ہوسکا غیرت مین لڑبھڑ کر نکلا آخر اپنے ہم شبیہ کو لایا بڑا قوت بازو مارا گیا اگر مین کسی بلا مین مبتلا ہوتا وہ اپنی جان دیتا اور مجھکو بچاتا لیکن یہان یہی مناسب تھا اگر ساحران کو یقین نہ ہوتا کہ کوکب قتل ہوگیا قلعہ سے نہ نکلتی اور کو شکست نہ کرتی یہ سحر اسکے بزرگون کے وقت سے آراستہ تھے مٹنا ان عجائبات کا اُسکی ذات پر موقوف تھا کیونکر ممکن تھا کہ وہ خود مٹائے آپ کے نیازمند نے یہ کارنمایان کیا آخر بعنایت پروردگار اُسکو مارا اب خواجہ آگے دربند ہفتم ہے اسکا احوال مجھکو نہین معلوم کہ وہان کون حاکم ہے ملکہ رضوان جنت آرام نے بھی نشان نہین دیا اب ہم رخصت ہوتے ہین آپ قصد نہ کیجیے گا خواجہ نے کہا اے شہنشاہ یہ تو ناممکن ہے کہ ایسے وقت مین ساتھ نہ دون اب کوکب ناچار ہوا پشت مرکب باد فتار پر سوار ہوا بطور ستارہ شناسی خیال کرکے ایک جانب جستجوے دربند ہفتم مین روانہ ہوا خواجہ عقب مین گلیم اوڑھکر چلے ان دونون کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان مصیبت عنوان دربند ہفتم کہ جہان انتظام ملکہ اختر نازک مزاج و ملکہ صبائے آہوچشم عیاز کی طرف سے ماہیان زمرد پوش کے متنظم ہین پہونچنا کوکب کا و عیاری صبائے آہوچشم گرفتار ہونا کوکب کا و عیاری خواجہ تا بہ باغ ظلمات پہونچنا کوکب کا و قتل ماہیان زمرد پوش عجب داستان حیرت عنوان ہے تمہ

راز مخفی خود بخود کھلی ہے جانان تو سہی ہاتھ اس غمسے ملو پیرون مرجان تو سہی	آپ کہد دیں سبھی اب منکر ہوہان ہان تو سہی سہندی بنکر رنگ لائے عشق پنہان تو سہی

پانون پڑکر سر چڑھے خون شہیدان تو سہی

منھ کی کھاؤگے نہ اترایا کرو دیکھو بہت اپنی سفاکی پہ صاحب نازہے تمکو بہت	ہوش مین آؤ نہ ہمسے بانکپن کی لو بہت اوچھی تلوارین لگاکر خوش تو ہوتے ہو بہت

منھ چڑھا تا ہر دہان زخم خندان تو سہی

کوئی لحظہ کام سے اپنے نہ رہنا بے خبر ابتو مین سیدھی طرح کہتا ہون اپنا جانکر	اک ذرا آغاز سے انجام پر رکھنا نظر رخت عریانی نہ پھاڑا جوش وحشت نے اگر

کھال کھنچواؤن تری اے جسم عریان توسہی

مجھسے جو جیسی کری ویسا جواب اسکو مین دون
منتظر ہون وقت کے آنیکا مین سچی کہون
سو برس کے بعد موقع ہو تو مین اپنی کرون
بوسے لیکر انتقام اپنے لہو رونے کا لون
لال کردون تمکو اے بہاے جانان توسہی

شب ہمنشین اتنا کہو مین اپنا سارا بانکپن
ہلکی ہلکی بدھیونکے سہ نشان ہون جان من
چھپ جائے اس ندامت سے توای غنچہ دہن
شوق آرائش سزا دے ظلم کی ای گلبدن
پیٹھ پر تیری پڑین کرتی کی چھڑیان توسہی

ہر گھڑی غش مین پڑے رہنا یہ کیسی بیخودی
خوب سوجھی ہے چلو تدبیر اس کی مجھکو بھی
سب سمجھتا ہون یہ فقری جعلسازی ہے تری
اس مسیحا سے سزا دلوا دون ضعف عشق کی
زندہ گڑوا دون تجھے اے چشم گریان توسہی

کوئی عالم ہو مگر عالم وہی بیدار ہے
دم مین جب تک دم رہی ہر دم وہی سودا رہے
کوئی نقشا ہو مگر اپنا وہی نقشا رہے
جوش وحشت مین بھی سر رشتہ تعلق کا رہے
ڈورے ڈالے اے پری بر دیار دامان توسہی

بھول جائے اپنی خودبینی یہ چھائے بیخودی
روبرو آنا تو کیا چوری چھپے سے بھی کبھی
ہو یہ الجھن دلکو گھبرانے لگے سینے مین جی
دیکھ لین صورت اگر اس طفل بازیگوش کی
جان کیسی کھیلین اپنے سر پہ پریان توسہی

عزم دل سے چاہیئے یہ بات سن لو اے منیر
عاشق شبیر ہو ثابت ہے ہمکو اے منیر
اپنی گمراہی خدا کردن رہبر ہولے منیر
قسمت بدراہ روکے سو طرح گو اے منیر
چلکے ہم دیکھین در شاہ شہیدان توسہی

سیاحان عرصۂ حرف وحکایات ورہ نوردان بادیہ داستان ندرت بیان اشہب تیز گام زبان کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے جب دیکھا کہ راستہ مجھکو نہین ملتا سحر کرکے ایک تیلہ بنایا وہ رہبری کرتا ہوا چلا اک مقام پر کوکب ٹھہرے صحرا سنسان جنگل ویران انسان وحیوان کا نشان نہین نیر اعظم غروب ہو چکا ہی اسقدر اندھیرا ہی کہ کچھ حال جنگل کا دریافت نہین ہوتا کوکب نے اس تیلے سے پوچھا یون آبراور یہان اندھیرا ہونے کا کیا سبب ہے اس نے دست بستہ

عرض کی شب کو یہان روشنی ہوتی ہے حضور تشریف رکھین حال کھلجائیگا کوکب نے سحر سے ایک بنگلہ بنالیا
اُس مین کرسی بچھاکر بیٹھا طرف صحرا کے دیکھ رہا ہے اول ماہ تابان بلند ہوا سارا جنگل روشن ہوگیا
سات ستارے آسمان پر ظاہر ہوکے اپنی چمک دکھاتے ہوے زمین پر گرے چند عندلیبان خوشنواز زمزمہ سرائی
کرتی ہوئی درختون سے اُتر زمین غلطکین اور مار کر انسان بنین حسین مہ جبین کارگزار ایک ایک ماہ رخسار
اُنھون نے بہ تعجیل ایک بارگاہ معقول آراستہ کی آپ دست بستہ قاعدے سے کھڑی ہورہین وہ ساتون
ستارے جو زمین پر گرے تھے اُنمین تڑاقا ہوا سب کنیزین دوڑین ستارونکو گھیر لیا اب جو کوکب نے دیکھا تو
ہوا یہ ستارے نہین ہین آگے اک ماہ تابان حسین مہ جبین صنوبر قد رعنائی زیبائی مین کد پھول سے
عارض بوٹہ سا قد خرامان خرامان زلفون کو آراستہ کرتی ہوئی پہلو مین ایک عیارہ بچی طرار فرار بانہاے
عیاری سے آراستہ اپنے سلائے سی بجی بجتی ہوئی نیمچہ ہاتھ مین پانچ کنیزین مصاحبان خاص مثل ستارہ
سحری حسن مین بے مثال ابروی خمدار رشک ہلال اُنکے کلام کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ سبکی افسر ملکہ اختر نازک مزاج
سر حسینان عالم کی تاج عیارہ بچی کا نام صبای آہو چشم کوکب نے اپنے کانون سے سنا کہ صبا اپنی ہوا
باندھتی ہوئی اختر سے کہتی ہوئی چلی آتی ہے کہ اے ملکہ عالم دشمن کا ضرور خیال رہے آپنے دعوی کیا ہے
کنیز کو ساتھ لیا اب دشمن نہ بچے اختر نازک مزاج کہتی ہے اے صبای آہو چشم بڑے شخص سے سامنا ہے
صبا نے جواب یا لونڈی کی ہوا بندھی ہوئی ہے دام بچھا و صید خود دوڑا ہوا آئیگا دانے کی خواہش سے دام مین
پھنسے گا کوکب نے یہ کلمات بھی سُنے سمجھ گیا کہ یہ اختر نازک مزاج زن سبھونکی افسر ہے صبای آہو چشم اپنی عیارہ بچی
کو ساتھ لائی ہے یہ دام تزویر پھیلائے گی مین نے صحبت خواجہ عمرو دیکھی ہے مجھپر کیا کوئی عیاری کریگا
بڑا کام عیاری سے بچنے کا یہ ہے کہ غیر کے ہاتھ سے کچھ نہ کھائے بہ عقلمندی اپنے کو بچائے اختر نازک مزاج مع
کنیزان مرصع پوش اس بارگاہ زربفتی مین جاکر داخل ہوگئی کئی مرتبہ کوکب نے ارادہ کیا تلوار کھینچکر جا پڑون لیکن
دل دھڑکا خیال مین آیا یہ عیارہ بچی تلاش کرنے کو نکلے گی اُسوقت سمجھ لین گے کوکب اس خیال مین بیٹھا ہے
وہان اندر بارگاہ کے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا صبای آہو چشم نہایت خوش آواز ہر ساز درست ہوے
جام مئے ارغوانی گردش مین آیا ساز ملے صبا نے اپنی ہوا باندھی بصد خوش آوازی یہ غزل گائی غزل

خود کھنیچ دیتی ہے اُس رشک قمر کی تصویر
کھینچ دے کوئی حسینونکی کمر کی تصویر

کہ نہین کھنچ یہ کسی طرح بشر کی تصویر
دل پہ داغ سلامت رہی ہر پیش نظر

کھوئی جلتے ہین مصور جو یہ ہم کہتے ہین
انجمن کا تری نقشہ ترے گھر کی تصویر

دیکھ لے گر کمر یار کی مشتاق ہو آنکھ	دیکھے آئینہ میں ہے موی کمر کی تصویر	یا جلال اُس کا تصور ہے ہمارا ہمدم
یا جدائی میں انیس آٹھ پہر کی تصویر		

یہ صدائے دلفریب جو کان میں کوکب روشنضمیر کے آئی نوجوان عاشق مزاج کو آواز کے سوز وگداز نے بیچین کر دیا خیال میں آیا کہ ای کوکب یہ تو سمجھ چلیے کہ اختر ہماری فکر میں ہے عیار بچی بھی ساتھ ہے صحبت میں چلکر گانا سنیں شراب وکباب کا قصد نہ کرین ہمارا کوئی کیا کر سکیگا یہ سوچکر کوکب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اپنے بنگلے سے جھومتا ہوا چلا جب قریب بارگاہ پہونچا کئی سے کنیزین کچھ ساحر جو دروازے پر حاضر تھے اُنھون نے جھپٹ کر ملکہ اختر کو خبر دی شہنشاہ کوکب بصد قہر وغضب تشریف لاے ہین اختر برای تعظیم اُٹھی کان مین بھی کوکب کے آواز آئی کہ عیار بچی نے کہا تو ملکہ شہنشاہ آگئے اپنے کام سے ہوشیار ہو کوکب نے چند اشیائے سحر اپنے ہاتھ مین لیے کہ اگر قصد سحر کا کریگی مین خود پہلے سحر کرونگا اس مہ جبین کی کیا حقیقت ہے عیار بچی کی کیا لیاقت ہے کہ مجھسے مقابلہ کرے یہ خیال تھا کہ پردہ اُٹھا اختر نے جھک کر سلام کیا عرض کی ای شہنشاہ اسوقت یہان کیونکر گذر ہوا کوکب نے کہا تمھاری مقابلے کو آئے ہین تمنے ہمارا راستہ روکا ہے بسم اللہ سحر کرو ہم جواب دین صبا سے آنکھ ملاکر کہا کچھ حلقہ ہاے کمند بچھائیے شراب مین بیہوشی ملائیے صبا نے دست بستہ عرض کی حضور آپ کو کیا خیال ہی یہ صحرا ہماری ملکہ عالم کے عیش کا مقام ہے ہمیشہ شب کو اگر اسی مقام پر ٹھہرتی ہین اختر نے بھی مسکراکر کہا حضور ہماری مجال ہے کہ ہم آپ کو روکین اگر حضور باغ ظلمات کی طرف جاتے ہین تو آپ نے راستہ فراموش کیا یہ در بند نہین ہے ہم اس حال سے آگاہ بھی نہین ہر چند کہ ملازم افراسیاب ہین لیکن اس مقام پر نگہبان نہین ہین ماہیان زمردپوش سے ہمین کیا کام ہے اپنی عادت قدیم کے موافق اس مقام پر آئے ہین آپ نے سرفراز کیا تشریف لائیے ہمارے کئی بزرگ آپ کی سرکار مین ملازم ہین کوکب نے کہا اس مکر سے کیا فائدہ ای اختر میرا نام کوکب روشنضمیر ہے ساحر تو تمھارے ساتھ بہت ہین سو دو سے کنیزین بھی جادوگرنیان معلوم ہوتی ہین اس راہ کو طے کرکے جاونگا تم ردکو سحر کرو اختر نے شرماکے سر جھکا لیا عرض کی کنیزونکا بادشاہون پر دست انداز ہونا بالکل ناممکن ہے حضور کے سلمنے کیا سحر کرونگی تشریف لائیے یا جانیکا قصد کیجیے اگر ہمسے کوئی بے ادبی ہو سزا دیجیے ہین تو مدت سے زیارت کی مشتاق تھی یہ کہکے جو اختر نے ناز وادا سے انگلی دانت کے نیچے دبائی شرماکر مسکرائی گوہر دندان ظاہر ہوے برق چمکی خرمن ہوش وحواس کو جلا دیا سراپا بھی خوبصورت مرغوب شوخ و تفنگ شمشیر

ابرو آمادۂ جنگ پلکین ہلین تو وہ دلبر مثل تیر بہ ترین کوکب کو رحم آگیا دل نے وصل کی خواہش کی اختر سراسر
عذر کر رہی ہے صبا بھی عرض کرتی ہے کہ اندر تو تشریف لایئے آپکی صحبت مین ہمیشہ خواجہ عمرو رہتے ہین مین
بیچاری آپ پر کیا عیاری کرونگی جو صورت عیاری کی ہے وہ آپ کے دل مین ہے یہان صفائی آب و گل
مین ہے کمند آپ کے لیے نہین بچھا سکتی شراب مین بیہوشی نہین ملا سکتی پھر آپ کا مین کیا کر سکون گی سحر
مین آپ یگانۂ آفاق جرأت مین طاق بھلا حضور کسکی مجال ہے کہ آپ سے آنکھ ملائے کوکب کے خیال مین آیا
سچ کہتی ہے اگر بغاوت ظاہر ہوگی سمجھا جائیگا اختر نے بڑھکر پردہ بارگاہ کا اٹھایا کوکب نے دیکھا بارگاہ
مثل عروس شب اول آراستہ و پیراستہ ہے تمام اسباب عیش و نشاط مہیا ہے جوگھڑے چنگیر معقول عطردان
پاندان گلدستہ ہاے گل قاعدے سے چنے ہین بجاے شمع و چراغ گوہر بے بہا رکھے ہین وہ مثل شمع ضو دے
رہے ہین اختر نے عرض کی اس کنیز نے نازو نعم سے پرورش پائی دود شمع و چراغ کی مزاج کو برداشت
نہین ہے شمع کو دیکھکر سر مین درد ہوتا ہے اسواسطے گوہر شب چراغ مہیا کیے کوکب نفاست بارگاہ
دیکھکر بیتاب ہوگیا اندر بارگاہ کے قدم رکھا اثباے سحر سے ہوشیار قبضے مین تیغہ جوہر دار جیسے ہی اندر
بارگاہ کے آئے صباے آہو چشم بڑھی گوہر ہاے شب چراغ قریب مسند کے رکھدیے کوکب جیسے ہی مسند پر
بیٹھے صبا نے ایک موتی پر ہاتھ مارا وہ موتی ٹوٹا سب موتی تڑاق تڑاق شکستہ ہوے ان موتیون
سے دود بیہوشی اڑا دماغ پر کوکب کے پہونچا کوکب لڑکھڑا کے گرا آواز دی منم صباے آہو چشم
یہ عیاری عمرو کے فرشتون کو بھی معلوم نہ ہوگی شراب مین بیہوشی ملانا نادانون کا کام ہے ہماری
صحبت مین قدم رکھنے کا یہ انجام ہے اختر نازک مزاج نے بڑھکر بہ تعجیل کوکب کی زبان مین سوزن
لگایا کفیل جادو کو آواز دی کفیل براے کفالت قفس آہنی لیکر آیا اختر نے اشارہ کیا کوکب کو قفس
آہنی مین بند کیا کفیل نے اپنا سحر قائم کردیا براے نگہبانی قفس آگر بیٹھا اختر نے اسیوقت نامہ لکھا
کہ اے ملکہ ماہیان زمرد پوش صباے آہو چشم نے کوکب کو بیہوش کیا قفس آہنی مین قید کیا
یہ ہمارا حوصلہ نہین کہ ہم قتل کر سکین اگر موقعہ ہوگا تڑپ کے نکل جائیگا نیاز نامہ دیکھتے ہی تشریف
لایئے اپنے ہاتھ سے کوکب کو قتل کیجیے ماہیان زمرد پوش باغ ظلمات مین بیٹھی ہے مصاحبون سے
کہہ رہی ہے کہ یہ ہفتہ اگر خیر و عافیت سے گزر گیا تو پھر سامری و جمشید بھی مجھکو نہین مار سکتے اختر طالع
گردش مین ہے فلک مٹانے کی کوشش مین ہے فوج کے افسر جمع ہین وہ عرض کرتے ہین

حضور اگر طلسم نور افشان کا لشکر لیکر کوکب آئے تو باغ ظلمات مین فتح نپائے وہ وہ ساحر ہین
کوکب کو دم نہ لینے دینگے چار جانب سے بلوہ کرکے ٹوٹ پڑینگے میان کوکب کس کس کو جواب
دینگے ہمارے سحر زمین کو ہلا دینگے ماہیان سر ہلا رہی ہے کہ اگر کنیز اختر نے نامہ دیا ماہیان نامہ
پڑھکر خوش ہوئی کہا تو صبا جو ستارہ اختر کوکب لیسے ماہ انور آسمان سحر پر غالب آیا صبائے
آہو چشم نے عیاری کی یہ لکھکر سوچنے لگی لپشت پر نامے کے جواب لکھا اے اختر تو نے بڑا کام کیا
کوکب کو گرفتار کر لیا عمرو اُسکے ساتھ ہے اُسی صحرا مین آیا ہے صبائے آہو چشم سے
کہو تلاش کرکے عمرو کو بھی گرفتار کرے مین بھی چند جادوگرنیان برای تلاش عمرو روانہ کرتی ہون
جواب نامہ کنیز کو دیا کنیز نے دربار اختر مین نامہ دیا اختر نے پکار کر پڑھا جواب از طرف ماہیان
مرقوم ہے اے اختر تم ہماری قوت بازو و زینت پہلو ہو تمکو اور صبائے آہو چشم کو دولت دنیا سے
نہال کر دینگے دامن مدعا گوہر ہائے آبدار سے بھر دینگے ہمنے تمکو پردۂ ظلمات کا حاکم کیا چند کنیزین
ہمنے برای جستجوے عمرو روانہ کین صبا عیار بچی ہے اُسکے ساتھ جادوگر کرکے اُسی صحرا مین روانہ
کرو پہچان کر گرفتار کرے مجھکو اطلاع دو مین آکر دونون کو قتل کرون یہ نامہ پکار کر پڑھا گیا صبائے
آہو چشم کمندین لے کر اُٹھی کہا مین جاکر عمرو کو تلاش کرتی ہون یکایک دروازے پر غلط ہوا کنیزون نے
بڑھکر آواز دی ملکہ ہوائے جادو کنیز ملکہ ماہیان زمرد پوش سر عمرو کا کاٹ لائی
خوشی خوشی آتی ہے صبائے آہو چشم بحال ہوگئی اختر نہال ہوگئی دیکھنا ہوائے جادو
رومال مین سر عمرو کا باندھے ہوے دربار مین آئی سر سامنے ڈالدیا کہا یہ اُس
ساربان زادے کا سر ہے یہی مسلمانون کا افسر ہے لوگ کہتے تھے عیار سحر نہین جانتے نگوڑے
نے وہ سحر کیے جسم پر آبلے پڑگئے یہ کہہ کے ہاتھ پانون دکھائے اختر نازک مزاج نے دیکھا حقیقت
مین ہوائے جادو کے جسم پر آبلے پڑے ہوے ہین چہرہ زرد ہاتھ پاؤن مین رعشہ اختر نے
موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر ہوائے جادو کے گلے مین ڈالدیا کہا سچ کہو یہ کہان ملا اسکی تو بڑی بڑی
تعریف سنتے تھے ہوائے کہا واری ہوا بنکے نگوڑے کا پیچھا کیا اور نگاہون سے چھپکے آندھی
بنگئی صحرا کو تاریک کیا ہوائے گرفتاری عمرو تھی یہ بھی نگوڑا اپنی عیاری کی ہوا مین تھا
میرے ہاتھ سے برباد گیا لیکن خوب لڑا اگر مین نگاہون کے سامنے ظاہر ہوتی

گرفتاری اسکی دشوار ہوتی موج ہوانے دریا کا کام کیا صرصر کا عاشق تھا سراسری گرفتار کرلیا
سر کاٹ ڈالا صبائے آہو چشم سر عمرو دیکھکر گھبرا گئی کہا اے ہوائے جادو مین نے کتابون مین دیکھا
اس ظالم نے چاہ ماران وام الجبال وکشمیر وشہر عظلی آباد وزیر جد نگار وفرعونیہ طلسم سحر الماسیب
وطلسم حیران سلیمانی وغیرہ مقامات ساحران اس ظالم نے برباد کیے تمھارے دام مین کیونکر
پھنس گیا درندہ بنیظیر پھرنے مین آفتاب منیر جہان گرد عیاری مین فرد کتابین اسکے حال سے
بھری ہوئی ہین تمنے فوراً اسکو مار ڈالا بڑا غضب کیا لاشہ اسکا کیا ہوا ہوائے جادو نے کہا یہ صدہا
مرتبہ گرفتار ہوا رہا ہو گیا مکر کرکے قید کرنے والون کو مارا ایسا شخص قبضہ مین آئے اور تساہل کرے
عقلمندون کا کام نہین ہے جب مین نے گرفتار کرلیا ایک ہاتھ مار دیا لاشہ جنگل مین پڑا ہے چلو لاشہ
بھی اُٹھا لائین ملچھ کی لاش کو کیون ہاتھ لگائین ایک رسی بیچلو ٹانگ مین باندھکر کھینچ لائین اختر تو خوشیان
کرنے لگی صبائے آہو چشم عیار زچی ہے ہوش اُڑ گئے دمبدم کہتی ہے عمرو کا یہ سر ہے ہوا نے کیا
نہین بوا تمھارا سر ہے تمھین اس مین کلام کیا ہے اختر نازک مزاج نے کہا بوا صبائے آہو چشم
وحشت کی باتین کرتی ہو تم تو باتون مین چو کڑیان بھرتی ہو تمھارے ہوش کھو گئے غیر ساحر
کی ساحر کے سامنے کیا حقیقت ہے شاید اسنے دو چار سحر سیکھے بھی ہونگے یہ تعلیم یافتہ خدمت ملکہ
عالم ہے بی بہار ہوتین تو یہ اُنکے ہوش اُڑاتی بی مہرخ کو تیزی دکھاتی ہوا سب پر غالب آجاتی
ہے آگ بجھائے آگ لگائے بچپن سے خدمت مین ملکہ ماہیان زمرد پوش کے رہی ہے بوا جب
وقت موت آگیا مضمون مصرع صادق آتا ہی ع چون قضا آید طبیب ابلہ شود جب چیونٹی کی قضا
آتی ہی پر پیدا کرتی ہے اُڑکر مرتی ہو بڑے بڑے ساحر دمارہ جادو ساحر ششش کیتے کی موت مارے گئے
کتابون مین دیکھو پیدا کرنے والا فرماتا ہو جب اجل آتی ہے ایک ساعت کی تاخیر نہین ہوتی بڑے بڑے
حکیم ندیم فہیم عقیل دانا ہوشیار موت سے عاجز ہے شہباز اجل کے پھندے سے کوئی نہ بچا طائر روح
شکار ہوا علم وفضل سب بیکار ہوا دولت بھی نہین کام آتی اگر کوئی جاکر قلعہ آہن مین چھپے ملک الموت
وہان بھی پہونچتا ہے جادوگرنی تھی عمرو سامنے ملگیا اِنکا سحر چل گیا اسکا تعجب کیا ابھی تمنے کو کب
ایسے شخص کو گرفتار کیا مثل کو کب اسکا بھی ستارہ گردش مین آیا ہے ساری عیاری طراری بھولا
اپنے کمال کے زور مین ہوائے جادو سے لڑا آخر ہوا بگڑی موت نے دامن نہ چھوڑا ایسے وقت مین

عیاری مکاری نے منھ موڑا واہ تو بیچاری کہتی ہین جاؤ لاش کو تلاش کرو کھینچکر لے آؤ صبائے آہو چشم
نے کہا مین حضور آپ کے ساتھ ضرور جاؤنگی لاش نگوڑے جل مانس کی کھینچتی ہوئی لاؤنگی ہوائے
جادو صبا کو ساتھ لیکر چلی جنگل مین آکر ایک مقام پر ہوائے جادو نے صبا سے کہا دیکھو وہ لاشہ
پڑا ہے صبا پلٹی ہولے جادو کی ہوا بندھی حلقہ لے کمند گلے مین ڈالدیئے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

گرزان استاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم	بباغ دین زمکرش آب یاری
جہان سر ہنگ در خنجر گذاری	بہ ہر کشور بلائے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

قزاق سے جواب مارا صبائے آہو چشم بیہوش ہوئی عمرو نے اٹھا کر زنبیل مین رکھا کہا دادا جان
اسکو اچھی طرح رکھنا عیارہ منقول ہے گلشن طراری کی پھول ہے اپنے کسی فرزند کے ساتھ شادی
کردونگا لڑکے بڑے مکار غدار پیدا ہونگے اس حسب و نسب کا کیا پوچھنا مان عیارہ باپ مکار فرزند
طرار و فرار یہ باتین کرتے ہوئے آپ صبائے آہو چشم کی شکل بنکر چلے راہ مین ایک گنوار کو مارا
سر کاٹ کے اسکا پھینکدیا لاشہ عمرو کیصورت بنائی رسی باندھکر کھینچتے ہوئے لے چلے غل مچاتے ہوئے
آتے ہین اے صاحبو دوڑو بی ہوائے جادو بیہوش ہوگئین عمرو کے بیر تدبیر مین تھے بی ہوا کو لیگئے مین تو
لاش لیکر بھاگی خوب بیرونکے ہاتھ سے بچی کنیزان اختر دوڑ پڑین دیکھا صبائے آہو چشم پسینے پسینے لاش
عمرو کی کھینچتی ہوئی لاتی ہے کنیزون نے گھیر لیا اختر نازک مزاج ہلڑ سنکر دوڑی باہر نکل آئی پوچھا
اے صبا کیا ہوا صبا نے کہا حضور ایک مرد وا کالا کالا ایک عورت بڑی قد دار عمرو کی لاش کے
پاس بیٹھی رو رہی تھی پہونچتے ہی ہوا کے لپٹ گئی عورت نے کہا منم ومامہ جادو مرد وے نے
کہا منم ساحر مستمش عمرو نے ان دونون کو مارا تھا بھوگ دیکر اپنے قبضے مین کیا اپنے مالک کے
قاتل کو پکڑے گئے مین نے ہاتھ جوڑے منت کی تب ان دونون نے کہا یہ روز متکل ہمارے
نام پر ایک بوتل شراب کی دیا کرنا ہم تیری جان بخشی کرتے ہین حضور مین نے اقرار کیا اب وہ دونون
میرے قبضے مین رہین گے اختر نازک مزاج نے کہا بواسامری جمشید نے بڑی خیر کی تمھاری جان
بچ گئی مگر خبردار یہ بھوگ دینا نہ موقوف کرنا صبائے نقلی نے کہا حضور مین جو کچھ انعام مین پاؤنگی لیکن آٹھ
دن شراب خرید کے رکھ چھوڑونگی آٹھ دن مین دو مرتبہ دونگی ایسے بیر کسے ملتے ہین اپنے مالک کے
خیرخواہ شاہان عالیجاہ یہ لوگ ادھر کی اقلیم مین خداوند ساحران کہلاتے تھے صاحبقران عمرو

کے آقا صاحب اسم اعظم ہین اسوجہ سے یہ لوگ مارے گئے عمرو نے بھی بڑی عیاریان کین کتاب مین اپنی
ہمنے دیکھا زبرجد نگار مین جب لشکر کشی ہوئی بارہ لاکھ ساحر حمزہ کے طرفدار تھے مکلل خان جادو فشان
طلسم گوہر بار شہنشاہ و شہریار شاہان طلسم ہزار اسپ ملکہ محروق جادو بھانجی شمامہ کی طاؤس
جادو بادشاہ ام الجبال یہ سب مطیع اسلام حمزہ عالیمقام کے ساتھ تھے دمامہ نے ایک سحر مین ان
سبکو کر دنگ کیا برق جادو بھانجی دمامہ کی عمرو کے گانے پر عاشق تھی عین وقت پر لاکر اُسنے شیشہ اسم اعظم
توڑا حمزہ کو اسم یاد آگیا دمامہ کا سحر اُلٹا ہوا اندھی ہوکر ماری گئی تب حمزہ کی عملداری زبرجد نگار و چاہ
الماس مین ہوئی اُسی کو قبضے مین اپنے عمرو نے کر لیا اسیطرح مشتمش کو بھی اُسنے دریائی قلزم مین جاکر گرفتار
کیا وہ بھی اسی ظالم کے مکر سے مارا گیا ساحر جمع تھے اُنکی مدد سے قبضے مین کر لیا ہوگا افسوس بڑی
پیاری کنیز ملکہ کی ماری گئی اختر نازک مزاج نے کہا اب مل سکیگی کیون صبا ہم چلین چلکر سحر کرین صبا نے
کہا حضور وہ بیر تھے چیر پھاڑکر ہوا کو کھا گئے اب ہوا کے نام خاک نہین ہے اب ملکۂ عالم کو بلوایئے
کوکب کو قتل کیجیے لاش وہین ڈالدیجیے سر اندر بارگاہ کے رکھا ہے اب اُسوقت صبا کی چھل بل دیکھی پوچھا
حضور کوکب کو کہان قید کیا اختر نے کہا پشت کے خیمے مین قفس آہنی مین کوکب قید ہے کفیل جادو نگہبانی
کر رہا ہے صبا نے کہا آپ نے غضب کیا کفیل کی جا کر مین [illegible] رہن وہ شرابی ایسا نہو سو جائے یہ کہتا ہوا عمرو
اُس خیمے مین آیا کفیل بیٹھا اونگھ رہا تھا صبائی نقلی نے آکر ایک دو ہتڑ مارا کہا کیون اونگھے اسی طرح
حفاظت کرتے ہین تجھکو کچھ خبر بھی ہے عمرو مارا گیا ملکہ اختر نے کنیزونکو بھیجا ملکہ ماہیان زمرد پوش تشریف لایا چاہتی
ہین مین جانتی ہون تو شراب کا بڑا عادی ہے لے اک جام پی کفیل خوش ہوگیا کہا صبا تونے بڑا احسان کیا
نشہ اُتر چکا تھا ایک جام مین انجام بخیر ہوگیا فوراً شراب پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوگیا تڑ سے گرا کوکب
روشنضمیر قفس آہنی مین بند دل دردمند آنکھین کھلی ہوئین بحرت چہار جانب دیکھتا تھا زبان مین سوزن ماران
سیاہ ہاتھ پاؤن مین لپٹے ہوے جب کفیل بیہوش ہوا عمرو نے کہا کیون اے شہنشاہ پرائے گھر مین آکر یہ غفلت
اب مین کیا تدبیر کرون کوکب نے جھولی کی جانب اشارہ کیا کہ ایک پتلی سونےکی میری جھولی مین ہے اُسکو
نکالو وہ میرا علاج کریگی عمرو نے پتلی نکالی اپنی اُنگلی سے قطرۂ خون کا بہ اشارۂ کوکب اُسکے منہ مین
ٹپکایا پتلی کو چھینک آئی کوکب کو جھک کر سلام کیا کوکب نے اشارہ کیا پتلی نے زبان سے کوکب کی
سوزن نکالا ماران سیاہ کو نوچ نوچ کے جسم سے کوکب کے پھینکدیا اب کوکب کے ہوش درست ہوئے

قفس آہنی سے نکلا خواجہ کو گلے سے لگایا عمرو نے کفیل کو بصورت کوکب بنایا کوکب نے اپنا سحر قائم کیا
کفیل کو قفس مین بند کیا اب کفیل کی بخوبی کفالت ہوئی نگہبانی مین یہ قیامت ہوئی کوکب نے کہا
خواجہ اب مین سحر سے اپنے کو مخفی کرتا ہون تم بشکل کفیل بنکر بیٹھو ماہیان کو آنے دو انشاء اللہ آج
بدون قتل واپس نہ ہونگا یا اپنی جان دونگا لیکن خواجہ تمھین خدا سلامت رکھے ان دربندون کے بھی
تمھین محتاج ہو عجائب و غرائب منازل سحر ماہیان کے تم ہی سیاح ہو ہم اپنے نزدیک قتل ہو چکے تمنے جان
بخشی کی عمرو نے کہا بھائی اسکا ذکر کیا جو تمسے ہو سکا تمنے کیا جو ہمسے ہو سکا ہم کرینگے دشمن کو مٹاو بہر نوع
کوکب تو سحر کرکے مخفی ہوا خواجہ بشکل کفیل پاس قفس کے بیٹھے ہین تیغہ چمکا رہے ہین کبھی آواز دیتے
ہین صبای آہو چشم جاؤ جنگل کی سیر کرو پھر تھوڑی دیر مین چلی آنا کبھی آواز دیتے ہین اے ملکہ
اختر نازک مزاج جلد ملکۂ عالم کو بلاؤ اب کوکب کا زندہ رہنا مناسب نہین ہے اختر نازک مزاج نے
اپنی مصاحبون کو حکم دیا جلد جاؤ جو کچھ آنکھون سے دیکھا ہے جاکر بیان کرو عرض کرنا حضور با اقبال
ہین دونون دشمن پست ہوے عمرو مارا گیا کوکب قید ہو گیا صرف حضور کے آنے کی اب دیر ہے
جلاد بھی موجود ہے میدان خونی کی تیاری ہو چکی یہ رات بڑے انتظام مین کٹی مصاحبین چلین یہان
ماہیان خوشی کر رہی ہے کہ کوکب قید ہوا شاید بقدرت سامری و جمشید عمرو بھی گرفتار ہو
دن بھی سختی کے دفع ہو چکے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی مصاحبان اختر نازک مزاج
آکر پہونچین ملکہ ماہیان زمرد پوش نے پوچھا کیون صاحبو کیا گذری مصاحبون نے عرض کی
وہ خبر لائے ہین کہ دہن کنیزون کے موتیون سے بھر دیجیے ایک ایک کو نہال کیجیے قاتل ساحران
جہان ساربان زادہ مارا گیا سر دربار مین ملکہ اختر کے رکھا ہے لاشہ باہر پڑا ہے کوکب قید ہے اب
حضور کے چلنے کی دیر ہے میدان خونی تیار ہو چکا ملکہ اختر نے عرض کی ہے کہ ایسے بادشاہ جلیل کا
قتل حضور کے حکم پر موقوف ہے ہر کس و ناکس انتظام مین مصروف ہے نام قتل عمرو سنکر چہرہ
ماہیان کا سرخ ہو گیا کہا صاحبو تمنے سر عمرو آنکھون سے دیکھا ہے عرض کی حضور پانچ ہزار کنیزان اختر پانچ
ہزار ساحران نامور اسی مقام پر موجود ہین ہولے جادو آپ کی کنیز سر کاٹ کر لائی صبائے آہو
چشم عیارہ کی کو بھی انتشار تھا لاش بھی تلاش کرکے منگائی حضور ملاحظہ کرین ماہیان خوشی
خوشی تخت پر سوار ہوئی بہت سی کنیزان سامری بھی جست کرکے تخت پر بیٹھین

لیکن چہرے زرد ہونٹھ خشک آہ کر رہی ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین ماہیان نے گھبرا کر پوچھا کیون بی بیو مزاج کیسا ہے تردد کا کیا باعث ہی ایک نے آہ کر کے کہا ملکۂ عالم فارسی کے شعر پر میان قمر صاحب مصنف طلسم ہوش رُبا نے کیا خوب مصرع لگائے ہین اُسکو سماعت فرمایئے چاؤن چاؤن کر کے ہمارا سر نہ پھرایئے مسدس

کیا کہین حال جہان بے ثبات و بے مدار قصر و ایوان تو کہان ہین ملتی ہین اُنکے مزار	آج تو تخت طلا ہی کل ہے مرقد کا کنار ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانہ	تھا کہان جمشید کس جا تھا فریدون با وقار ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

نا فہمی امان دنیا عجب مقام ہی نہ آغاز ہی نہ انجام ہی کس قدر غفلت ہی اصلی مقام کو کوئی نہین یاد کرتا دار دنیا مین سب پھنسے ہین نادان ہوگئے دانے کی فکر مین آئے جال مین پھنسے نکل نہین سکتے تڑپ رہے ہین اپنی حقیقت بھولے گلشن دنیا کو دیکھکر ایسا پھولے ماہیان نے کہا بیبو صاف صاف کچھ بات کہو مین یہ پہیلیان نہین سمجھتی ایک کنیز نے کہا اب آپ سمجھ جائینگی نہ گھبرایئے وقت سمجھی کا آگیا سمجھانے والا سمجھا دیگا ہر چند ماہیان استفسار حال کرتی ہی وہ تینون تیلیان ایسی اکھڑی اکھڑی باتین کر رہی ہین کسیکی سمجھ مین نہین آتین آخر ماہیان نے جھلا کے منھ پھیر لیا مصاحبون سے کہا یہ کنیزان سامری بڑی مغرور ہین اپنے نزدیک بہت دُور بین ہین انکی پروا نہین رکھتی ہین کہنے سے افراسیاب کے یہ انتظام کیا کہ ہفت در بند آراستہ کیا ورنہ مین لطور میدان داری کوکب سے مقابلہ کرتی وہ چھوکرا میرا کیا کر سکتا ہے میری کنیزون نے گرفتار کر لیا ہی یہ کوکب کی حقیقت ہے ان صاحبون کی یہ کیفیت ہی یہان ملکہ اختر نازک مزاج نے سامان قتل کوکب مہیا کیا یکایک جلاد مہر تابان خنجر شعاع ہاتھ مین لیکر توسن فلک پر سوار ہو کر وارد میدان کارزار ہوا کفیل نقلی پنجرہ کوکب کا لیے ہوے سامنے ملکہ اختر نازک مزاج کے حاضر ہے دمبدم یہی تاکید ہے کہ اے ملکۂ عالم ملازمان افراسیاب مین تساہل غضب کا ہی ایسے دشمن کے قتل مین اتنا عرصہ ملکۂ عالم شرابخواری مین مصروف ہونگی انکو کیا فکر ہے جانتی ہین کہ ہمارے ملازم جانباز و سرفروش انتظام کر لین گے آپ قتل کا حکم دیجیے کشان کشان کنیزان اختر نے کوکب نقلی کو پنجرے سے نکلا دہن پر قفل مار آتشین ہے زبان مین سوزن رسن ماران سیاہ سے مشکین بندھی ہوئین زبان بند دل دردمند ہوشیار ہوا ایک ایک کی جانب دیکھکر غین غین کرتا ہو اشارون سے یہ مراد ہی کہ صاحبو مجھے کیون قید کیا کفیل کی کفالت

اکرو کفیل نقلی ایک قہقہہ مار دیتے ہین فرماتے ہین او نالائق ملکہ ماہیان کے قتل کرنیکو چلا کچھ لطف
اُٹھایا دیکھو وہ سامنے دار استادہ ہی جلاد موجود ہین اب تمھارا مطلب حاصل ہوگا ملکہ اختر
نازک مزاج منع کرتی ہین کہ ای کفیل خیرخواہ یہ بادشاہ عالیجاہ ہی بدعت ظاہری نکرو دم بھر مین اس
بیچارے کا خاتمہ ہی بُرّان وجمشید لڑنیکو آئینگے مصاحب اسکے نمک حلال بیٹی بیٹا اسکی صاحب شوکت
وجلال جو اسپر بدعت کریگا وہ اُس سے بدلا لین گے عمرو بڑا شخص مارا گیا سر عمرو لگن مین رکھا ہی لاشہ
ایک جانب پڑا ہی یکایک نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا سبز ماہیان زمرد پوش
کنیزان سامری کو جھڑکتی ہوئی بارہ ہزار ساحر لشت پر کئی سے کنیزان ظلماتی نیلے لباس کالی
کالی صورتین تخت ماہیان کو گھیرے ہوے تخت آکر اُترا قفس مین کوکب کو دیکھا اختر نے بڑھکر
ناز کیا ملکۂ عالم کنیز نے بڑا کام کیا رات بڑی مشکل مین کٹی خوف تھا کہ کوکب قفس سے نہ نکل جاے
یا اُسکا کوئی معین و مددگار آئے بڑا معین تو عمرو مارا گیا وہ زندہ رہتا تو ضرور آکر عیاری کرتا ماہیان نے
کنٹھا یاقوت احمر کا قیمت مین کئی لاکھ روپیہ کا اختر کو لطور انعام دیا کہا اختر اب مین تمکو منتظم قلوجات
پردہ ظلمات کرونگی تمنے بڑا کام کیا ہفت دربند مین کسی سے کچھ نہو سکا اصل تو یہ ہی کہ تمنے اہالیان
طلسم ہوش رُبا کی جان بچائی کفیل نقلی نے کہا ملکۂ عالم انعام واکرام کا مین مستحق ہون رات بھر
کوکب سے ردّوقدح ہوئی بڑے بڑے اسکے مددگار آئے سنہری تیلی آئی تھی قصد کرتی تھی کہ قفل
دہن کو شکست کردون کوکب کو لے اُڑون غلام نے کئی سے تیلی ماری رات بھر تڑپ تڑپ کے سحر کی
ماہیان نے کہا ای کفیل حقیقت مین بڑا کام کیا یہ جوان طلسم بند ہے جلاد نہ قتل کرسکین گے گولا
سحر کا تیار کرون اسی سے یہ قتل ہوگا پھونک دونگی آتش سحر سے جلا دونگی جیسے ہی ماہیان نے یہ
کہا ایک کنیز ہنسی ایک رونے لگی ایک نے آہ کی ایک نے واہ کی پھر اُنھین مین سے ایک نے کہا کیون
ہوا کیا انقلاب ہی ساربان زادہ بڑا دلیر ہے بیشۂ جرات کا شیر ہے کفیل جادو بنا ہوا کیا باتین بنا رہا
ہے کفیل بیچارہ قفس مین بند ہے خوب کفالت ہوئی حفاظت کرکے بڑی ذلّت ہوئی ملکہ عالم کی
آنکھون مین کیا پردے پڑے ہین سب کو تو مخرور بتاتی ہین اب بھی ہوش مین نہین آتی ہین
ایک آخر پکار کر بولی بی ماہیان صاحب ہم صاف صاف کہتے ہین آپ نہین سمجھتین اپنے ملازم کفیل کو ہم
گولا سحر کا نہ مارئیے ساربان زادہ شلنگین لگا رہا ہی اُسکو للکاریے آپکا وقت قریب آگیا ملک الموت

اپنے مقام سے چل چکا یہ سنتے ہی ماہیان نے ایک چیخ ماری کہا اے اختر سنتی ہو کنیزان سامری کیا کہتی ہین لینا عمرو جانے نپائے میرے رفیق کو پنجرے مین قید کیا کنیزان سامری ٹھنڈی سانسین بھرتی تھین ایک نے جادو کرکے جھپٹ کر چاہا کہ عمرو کو پکڑ لے عمرو نے کہا بھائی دیکھو ملکہ کیا کہتی ہین مین تو کفیل جادو و ملکہ اختر کا زینت پہلو مجھکو ہاتھ نہ لگانا وہ جادوگر پلٹا عمرو نے نعرہ کرکے خنجر مارا اس ساحر کا گرنا تھا کہ جادوگرون نے عمرو پر بلوہ کیا عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی کھینچ مارے حقہ پھٹا شعلے بھڑکے کئی سے جادوگر جھلس کر گرے ماہیان لینا لینا کر رہی ہے گولا اٹھا یا کہ عمرو پر سحر کرون زمین شق ہوئی نعرہ ہوا نعرۂ کوکب

منم مالکِ ملکِ افسونگری
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
جلالت شعار و فریدون حشم
ملقب بہ القاب روشن ضمیر

منم رائج سکۂ ساحری
منم گوہر بحر جاہ و جلال
قوی دست بازو و رستم شیم

منم صاحبِ کوکب و عز و جاہ
منم آفتاب سپہر کمال
شہنشاہ کوکبِ شہ بے نظیر

تیغہ برق تاب کھینچکر اختر نازک مزاج قریب تھی پہلے اسی نے ہاتھ مارا اختر کا ستارہ گردش مین آیا ہاتھ سے کوکب کے واصل جہنم ہوئی اب تو کوکب شیرانہ لڑنے لگا اتنے عرصے مین مخفی رہا کائنات کے سحر تیار کرکے لایا چار تپلے سنہرے سپاہی وضع دار آڑی پٹیان باندھے ہوے سنہری لباس جرأت اساس تیغے کھینچے ہوے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے ماہیان نے تپلیون کو اشارہ کیا ایک نے جھپٹ کر سنہرے تپلے پر کوکب کے ہاتھ مارا اُس نے ہنسکر کہا جان جہان یہ انقلاب فلکی ہمارے تمھارے مقابلہ شب کو ہونا چاہیے تم تو کنیزان سامری ہو ہم غلام کوکب روشن ضمیر وعدہ کرلو شب کو آکر لڑنا اُس تپلی نے جھلا کر تیغہ مارا یہ مرد سپاہی ہچکیت نبکیت ہنستا جاتا ہے اُسکے تیغے کو سپر پر کاٹا افسوس کرکے ہاتھ مارا تپلی کے دو ٹکڑے ہوے اب سبنے دیکھا چار تپلون نے قیامت برپا کردی کوکب پر سینہ سپر کیے ہوے جسپر جا پڑے کسیکو ادھر سپر کی لگا دی کبھی تیغۂ ہلالی چمکا یا دونون تپلیان باقیماندہ تخت سے کود ین کہا نانی آمان جان بچاؤ بھاگ جاؤ ہم بھی جاتے ہین ایک انمین سے تڑپکر بلند ہوئی تپلے پر کوکب کے سایہ ڈالا ہنسکر سحر کیا وہ پتلہ جلنے لگا دوسرے نے اُچک کر ٹانگ لی کہا اونے حیا کہان جاتی ہے غضب کیا میرے بھائی کو مارا یہ کہکے دونون ٹانگین پکڑ کے اُس پتلی کو

چیر ڈالا تیسری بھی کچھ لڑی ایک پتلے کے ہاتھ سے زخمی ہوئی پر پرواز پیدا کرکے بھاگی ماہیان نے
کہا بی بی کہان جاتی ہو اُسنے آواز دی ہم تیری رفاقت سے باز آئے کسی ویرانے مین بسر کرینگے آبادی پسند
نہین گوشۂ عافیت مین مزا ہی چار بہنین ہماری قتل ہوئین اُنکا خون تیری گردن پر سوار ہی جاکر تیرے
دھگڑے افراسیاب کو خبر دیوین ایسی باتین کرتی ہوئی وہ پتلی جست کرکے بلند ہوئی آسمان مین
ڈوبی کوکب نے کہا ارے یہ کہان جاتی ہی ایک پتلے سے نگاہ ملا کر کہا اے سہیل صف شکن یہ جانے نپائے
آخر کو یہ فساد برپا کرے گی سہیل صف شکن نے دست بستہ عرض کی ابھی غلام خود سر کا سر لاتا ہی
اُسکے تعاقب مین جاتا ہی یہ کہکے تڑپا تعاقب مین پتلی کے چلا آگے آگے وہ پتلی جاتی ہی عقب مین یہ نعرہ
کرتا ہوا جاتا ہی منم سہیل صف شکن نکخوار کوکب تیغزن پتلا تو پتلی کے تعاقب مین جاتا ہی اسکا ذکر
تحریر کرونگا بیان دو پتلے کوکب کے ساتھ باقی رہگئے دونون نے تہلکہ ڈالدیا جدھر کوکب نے اشارہ کیا صف
پر جا پڑے تاک کر افسر کو مارا الامان ماہیان بھاگنے پھرتے ہین ساحر ہیبت سے لرزہ کوکب کے منھ کے بل زمین پر
گرتے ہین کوکب شیرانہ بیشۂ کارزار مین لڑ رہا ہے دریاے خون مین نہایا ہوا زمین متزلزل متحرک
جب ماہیان نے دیکھا کہ فوج پامال ہوئی کوکب نہین رُکتا تخت سے گھبرا کر کودی یکہ و تنہا طرف باغ ظلمات
کے بھاگی خواجہ معروف جنگ ہین دریاے عیاری کے نہنگ ہین کوکب نے پلٹ کر کہا خواجہ اُرکنا
مناسب نہین ہی تعاقب مین ماہیان کے جاتا ہون باغ ظلمات پر ٹرے جماؤ ہین طائر سحر نے
مجھکو خبر دی تھی اب تم خواجہ میرے تعاقب مین نہ آنا وہان لاکھون ساحر ہین عمرو نے کہا بھائی
ہمزاد بھی کہین ساتھ چھوڑتا ہی بسم اللہ بڑھو حقیقت مین فوج وہان بہت ہی زبانی اختر کی سُنا تھا
چار سَو افسران فوج سترہ لاکھ کا لشکر بڑے بڑے ساحران خود سر گرد باغ کے فروکش ہین بعد
اسکے کوکب نے کہا خواجہ تمنے اکثر فرمایا ہے دل کو اسی قول پر تقویت ہی مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان
قوی ترست ۔ اس شعر پر دلکو اطمینان ہی تمھارا سراسر احسان ہی شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود ۔
مرد باید کہ ہراسان نشود ۔ یہ کہکر کوکب نے دونون پانون زمین پر مارے تعاقب ماہیان زمرد پوش
مین چلا دونون پتلے بھی غرق زمین ہوے ماہیان باغ ظلمات مین آکر پہنچی چار سو افسر جمع
ہین کہا صاحبو جلد فوج تیار کرو فوج مین قرنا ہو کوکب میرے تعاقب مین آتا ہی کنیزان ساحری
نے وقت پر دغا دی غلامان کوکب نے بڑے بڑے کمال کیے بارہ ہزار ساحر انھین کی تلوار سے مارے گئے

یہ کلمہ منھ سے نکلا تھا ساحرون نے نفیر سحر بجائی سترہ لاکھ فوج تیار ہوئی حربہائے سحر ہاتھ مین لیکر باغ
ظلمات کو پشت پر لیا پرے جم گئے نعرہ کر رہے ہین کیا مجال کہ کوکب اب بیان آسکے اگر آئیگا ٹری
وقت اُٹھائے گا ماہیان بیچ باغ مین ٹہل رہی ہو کہ دروازے پر ہنگامہ ہوا ماہیان جھپٹ کر دروازے
پر آئی کوکب بصد جوش وخروش آپڑا ہمہ تن چشم بنا ہوا تیر و شمشیر سے تمام جسم چھنا ہوا کچھ پروا نہین اُسی
شوکت سے جنگ کر رہا ہو صفون کو درہم وبرہم کرتا ہوا چلا ساحران غلو کر روک رہے ہین کوکب نے دونون
تیلون کی جانب دیکھا ایک سے کہا اب مین پیدل نہین لڑ سکتا مرکب حاضر کر تیلہ بہت خوب کہکر پیچھے ہٹا نخلستان
صحرا مین غائب ہوا چشم زدن مین دیکھا وہی تیلہ بطور سائیس ایک مرکب نفیس کی باگ ڈور تھامے ہوئے سازو
یراق سے مرکب آراستہ مثل ماہ نو کندھا کیے ہوئے کوہ سرین کوہ کفل چارون سُم مثل گردہ سپر تھوتھنی
بشکل غنچۂ گل دونون کنوتیان پیکان تیر سُرعت مین مہر منیر نظم مصنف در صفت مرکب

قلم وصفِ توسن رقم کیا کرون — کہ شبدیز خامہ کا پا لنگ ہے — ملا ہے عجب رنگ مشکین اُسے
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہے — تڑپتا ہے میدان مین سیماب وار — صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہے
ہر اک نعل ہے نیمچہ بیمثال — قدم یا قدم مائل جنگ ہے — قدم کی روانی کو دریا لکھون
وہ کوہِ گران ہے یہ پاسنگ ہے — نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح — کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے
شنیدہ ہو فکر بھول گیا ڈھنگ چال کا — ہے باگ گلستان کی دہانہ طلال کا — سائیس خوش تقریر نے آواز دی

اے شہنشاہ مرکب حاضر ہے کوکب جست کر کے پشت مرکب پر سوار ہوا گھوڑا اڑا دے بھر نیلگا فوج
کو مثل سبزہ پامال کرنے لگا تیلے نے زین پوش تھام لیا نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا کوکب مرکب کو مہمیز کر رہا ہے جس
صف پر جا پڑا درہم وبرہم کر دیا دونون تیلے بصد شد ومد اپنے آقا کی مدد کر رہے ہین جو قریب آیا جھپٹ
کے ہاتھ مارد یا کسیکو چیر کر پھینکد یا سر و سینہ زخمی کچھ پروا نہین شرارے خون کے اُڑ رہے ہین دونون دلیر
منھ جنگ سے نہین پھرتے کبھی دو قدم گھوڑے سے آگے بڑھ جاتے ہین کبھی مثل شیر پشت پر آکر پینترا فی
کرتے ہین کبھی خم ہو کر کمان بنگئے کبھی مثل تیر دل دوز اُڑ کر فوج پر جا پڑے ہزارون بچالے افسرون کا
ستھراؤ کر دیا میدان باغ لاشون سے بھر دیا ماہیان نے ایسے ایسے سحر کیے ہر مرتبہ مرکب کوکب کا
بدلگامیان کرتا ہے زمین تپ رہی ہے مگر آتشخو شعلہ مزاج کسی مقام پر نہین رکتا دو کلمہ حال افراسیاب
خانہ خراب تحریر ہوتے ہین جسوقت سرِ رضوان جادو کو قتل کر کے آیا حیرت نے تمام کیفیت بیان کی

باغ سیب میں بیٹھا بلبلا رہا ہی کوکب میرے ہاتھ سے بچ گیا ای ملکہ حیرت ساربان زادہ اسکے ساتھ پھرا
ایسی قطع بناکر آتا ہی خواہ نخواہ طبیعت کو دھوکا ہوتا ہی کچھ پردہ ظلمات کی خبر نہیں معلوم ہوئی ورنہ
ششم و ہفتم پر بڑے بڑے ساحران زبردست مقرر ہین کوکب کو قدم نہ بڑھانے دینگے ضرور گرفتار کرینگے
حیرت جادو کہہ رہی ہی ای شہنشاہ کل نجومی نے حکم لگایا ہی کہ کوئی رکن طلسم اعظم گرا چاہتا ہی مین نے کہا رکن کا نام
بتا اُس نے کہا عرض کرونگا افراسیاب نے کہا نجومی سراسر جھوٹے ہین رکن اعظم طلسم ما بدولت مین کسکی
لیاقت ہی کہ ما بدولت پر دست انداز ہو جستجو کرتے کرتے ہمراہیان اسد مر جائینگے لوح کا نشان نپائینگے
سب لڑائیان بیکار ہین اگر میرا جی چاہے نہ لڑون ایسے ایسے مقام ہین کہ وہان جاکر بیٹھ رہون کوکب
دلور افشان و لاچین قصد کرین تو وہان نہ پہنچ سکین بدون لوح کوئی کیا کرسکتا ہی شہنشاہ
تو سن کبھی دلسے مطیع نہوا ہوگا اور اُسیکے ہاتھ سے طلسم کشا مارا جائیگا وہ کیونکر گوارا کریگا کہ لاچین کی
نیابت کرون محکوم ہوکر رہون جسدن پہلو پائیگا صاف نکل آئیگا یہ بھی خوب دلکو یقین ہی کہ وہ جسدن لشکر
لاچین سے نکلیگا ایسا کوئی کاربزرگ سرزد ہوگا کہ لاچین وغیرہ سر نہ اٹھا سکین گے دفع کرنے مین
اُسکے تمرکے زبان نہ ہلا سکین گے حیرت نے کہا شہنشاہ ہفتہ عشرہ گذرا آپنے کیکو برے خبر ملکہ ماہیان
نہین بھیجا فرمائین گی ایسے وقت مین چشم پوشی کی ہماری خبر نہ لی افراسیاب نے پلٹ کر ایک ساحر کو حکم دیا کہ
جلد باغ ظلمات مین جاؤ ملکہ عالم کی مفصل خبر لاؤ عرض کرنا شہنشاہ نے فرمایا ہی اگر حکم ہو مین بھی آپکے پاس
آؤن اب کوکب بس درنبرد پر مصروف جنگ ہی سب خبر مفصل لانا ساحر اٹھا چاہتا ہی کہ جانے کہ آسمان پر
برق چمکی آواز آئی شہنشاہ طلسم ہوشربا کی دہائی ہی میری مدد کیجیے سامری جمشید نے انقلاب کیا ہم لوگون
پر یہ مصیبت ہوشربا ایسے طلسم مین یہ آفت سب نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک سنہری تیلی دریای خون مین نہائی
ہوئی سرزخدار مضطر و بیقرار چیختی پیٹتی ہوئی اُکر صحن باغ مین گری افراسیاب نے کہا کیون بی بی خیر تو
ہی سب ملازمان افراسیاب کھڑے ہوگئے صرف اتنا لفظ زبان سے تیلی کے نکلا کہ کوکب آگیا اختر قتل
ہوگئی مین خبر دینے آئی ہون یہ کہکر طرف افراسیاب کے جھپٹی کہ دوسری برق آسمان سے چمکی سبنے دیکھا
ایک تیلہ سنہرا لباس پہنے ہوئے بیاہی وضع خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین نیمچہ ہلالی علم خود
تیز دم جھم سے کودا قریب تیلی کے پہونچا تیلی نے کہا شہنشاہ بچائیے تیلہ تو برق جہندہ بنکر گرا
تھا مثل ملک الموت تیلی کے سر پر آیا تیلی نے پلٹ کر نیمچہ مارا تیلے نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا افراسیاب

ہان ہان کرتا ہی لوگ حیران ہین کہ کیا معرکہ ہے لیکن تیلہ مثل بلا کے تیلی سے لپٹ گیا سامنے افراسیاب کے
بوسہ لیا ہاتھ رکھدیا اُسنے چیخ ماری ع واے برباد گرفتاری ما :: ای شہنشاہ میری آبرو جاتی ہی مجھکو بچایئے
افراسیاب جبتک اپنی مقام سے اُٹھے اُٹھے ہان ہان کی وہ کب مانتا ہی دونون پانون تیلی کے تھام کر
جھٹکا مارا چیر کر پھینکدیا تو رہ گیا منہ سہیل صف شکن غلام شہنشاہ کوکب روشن ضمیر یہ حرامزادی
خبر دینے آئی تھی میدان کارزار سے جان بچا کر بھاگی حکم تھا شہنشاہ کا یہ بچنے نپائے افراسیاب تیغہ کھینچکر
دوڑا تیلے نے تڑپکر دونون پانون زمین پر مارے غرق زمین ہوا افراسیاب نے کہا ہاے نہین معلوم
نانی امان پر کیا گذری مین راہ مین جاکر خبر لیتا ہون خبر بھی نہ سننے پایا تیغہ کھینچکر دونون پانون زمین مین مارے
افراسیاب بھی برابر غرق زمین ہوا آگے آگے تیلا بھاگا جاتا ہی پیچھے پیچھے افراسیاب بصد قہر و عتاب
یہان حیرت نے دیکھا لاش تیلی کی جلی اُس خاک سے طایر ہفت رنگ پیدا ہوا زفیل بجا کر آواز دی افسوس
صد ہزار افسوس عمر طلسم ہوشربا تمام ہوئی نانی امان پر قیامت برپا ہی یہ کہکر طایر بھی جلکر خاک ہوا
اہالیان باغ سیب تھرا گئے کہا ملکہ عالم آپنے سُنا اس طایر نے ہوش اڑا دیے حیرت نے کہا ایسے
ویسے شعبدے ہوشربا مین بہت ہین بیچا جھوٹے جو چاہا بک دیا یہ کہکے حیرت بھی طاؤس پر سوار ہوئی
بارہ ہزار کنیزون کو ساتھ لیکر سمت باغ ظلمات چلی یہان کوکب لڑتا ہوا قریب در باغ ظلمات پہونچا
جادوگرون نے خوف کوکب سے پھاٹک بند کر لیا اپنے نزدیک بندوبست کیا کوکب نے گرز گران سنگ آسمان
رنگ ہفت پہلو دست زبردست مین لیا جھپٹ کر پھاٹک پر مارا پھاٹک گر گیا ہزار جادوگر دبے یکایک صحرا سے
غل شور کی آواز آئی پلٹ کے کوکب نے دیکھا میرا تیلہ سہیل صف شکن نیمچہ ہاتھ مین بھاگا ہوا
آتا ہی وہین سے پکارتا ہوا ای شہنشاہ ہوشیار ہو جایئے افراسیاب آتا ہی تیلی کو مین نے باغ
سیب مین جاکر مارا کوکب کو پلک جھپکانے کی مہلت نہین شعلہ ہاے آتش مین چھپا ہوا بارش باران سحر
ہو رہی ہی کوکب اُس دریاے سحر کو جھیل رہا ہی اتنا تو دیکھا کہ تیلہ آواز دیکر چاہتا ہی صف ساحران پر گرے
کہ پشت سے بزہ افراسیاب بلند ہوا تیلہ پلٹ پڑا افراسیاب پر وار کرنے لگا خوب چمک چمک کر نیچے
ملے افراسیاب نے سب وار خالی دیے آخر باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تیلہ بلا تکلف افراسیاب سے
لپٹ پڑا زرہ نوچ ڈالی ایک چکت ماری بوٹی افراسیاب کی کاٹ کر پھینکدی افراسیاب کے
منھ سے آہ نکل گئی شانے سے خون جاری ہوا افراسیاب نے اُس گھبراہٹ مین خون اپنا چلو مین

لیکر سر پر تیلے کے ڈالدیا مثل ہیمہ خشک جلنے لگا مرتے مرتے آواز دی شکر ہی پروردگار کا کہ نمک
شہنشاہی سے ادا ہوا اپنے مالک پر فدا ہوا افراسیاب تیلے کو مار کر دریا ئے خون مین نہایا ہوا شانے سے
خون بہ رہا ہے خاک زمین سے اٹھا کر سحر پڑھا خاک کو شانے پر مل دیا زخم نے اندمال پایا تیغہ کھینچکر طرف
کوکب کے چلا اب تو ماہیان بھی گھبرائی افراسیاب نے جھپٹکر گولا مارا کوکب کا مرکب مارا گیا تیلے نے شانہ تھا مکر سنبھالا
ایک تیلہ ابھی باقی جانبازی حاضر ہی افراسیاب نے دوسرا گولا اٹھایا کہ آسمان پر لکۂ ابر سفید چمکا دیکھا سب نے ملکہ
حیرت مع بارہ ہزار جادوگر نیونکے آکر پہونچی جیسے ہی تخت لہرایا حیرت نے نعرہ کیا ای ملکۂ عالم نہ گھبرانا کنیز بھی آپہونچی شہنشاہ
بھی آگئے اب گھیر کر کوکب کو مار لو یہ کہکر سحر کرتی ہوئی چلی چاہتی ہی کہ تخت سے کود و ن کہ آسمان پر ماہ تابان چرخ مارتا
ہوا نمایان ہوا ظاہر ہونے سے اس ماہ تابان کے تمام دشت تہ در روشن ہوگئے وہ ماہ کامل قریب سر کوکب آکر چرخ
مارنے لگا اسکی ضو جو پڑی کئی ہزار جادوگر جلگئے حیرت نے جو اس چاند کو دیکھا جھولی سے نکالکر گولا مارا جھنجھنانے کی آواز
ہوئی سب نے دیکھا ایک نابہ آہنی تھا ٹوٹکر گرا کئی ہزار جادوگر جلے پہلو سے نعرہ ہوا منم صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن نعرہ بران

منم دختر کوکب ذی وقار | منم صف شکن ذی حشم نامدار | قتال جوانمرد لشکر شکن
لقب گشتہ بران شمشیر زن

ہنس پر سوار حیرت کے لشکر پر جا پڑی اختر مروارید جوڑے سے نکالا
بلیوے کو ساحرونکے روکا اختر چلنے لگا جسپر کھینچ مارا سینے کو توڑ کر اسکے پار گذرا اختر جسپر پڑا اسکا ستارہ
گردش مین آیا ماہ کامل آسمان خوبی نیر تابان فلک محبوبی بران شمشیر زن مثل برق تڑپنے لگی گولا
مارا حیرت کا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا یہ تخت سے جدا ہوئی بران نے جھپٹ کر دام جمشید مارا حیرت جال مین
پھنسی مثل ماہی بی آب تڑپی افراسیاب نے دیکھا کہ حیرت کو بران اپنے جال مین گرفتار کیا چاہتی ہی لیکر
نکل جاؤن حیرت تڑپکر کڑیان توڑ رہی ہی جال سے نکل نہین سکتی افراسیاب جھپٹا زوجہ کی حسرت دیکھکر
بیقرار ہو گیا مثل شعلہ جوالہ کڑکا برق چمکائی دام سحر پر جا کر برق گری دام کے ٹکڑے ہوگئے حیرت چھوٹکر
گری اوپر سے بران نے ہلال زرین مارا حیرت کا زخمی ہوا تڑپکر زمین پر گری افراسیاب چاہا جھپٹ کر بران کو
مارون کوکب نے نعرہ کیا او نامرد ادھر کہان جاتا ہی یہ سنکر افراسیاب پلٹ پڑا کوکب افراسیاب سے گولا چلنے لگا
ایک سمت سے ماہیان نے گولا مارا افراسیاب نے ترنج سحر پھینکا وہ تیلہ سنہرا جو ایک باقی ہوا اس نے دیکھا میرے آقا پر
بڑی بلا نازل ہی بیچ مین ان گولون کے جا کھڑا ہوا پشت پر گولا ماہیان کا لیا سر پہ ترنج افراسیاب کا
روکا اس جانباز کا سر پھٹ گیا مرتے مرتے آواز دی قربان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر حق نمک سے ادا

ہوئے خاک اُس تیلے کی جلکر اُڑی کئی ہزار جادوگر نابینا ہو گئے افراسیاب حیران ہے کہ کیا غضب کے
جانباز لایا تھا جنھون نے مرتے مرتے یہ آفت برپا کی خود جب افراسیاب نے کئی سحر کیے تب اُس غبار کی
تاثیر سے نجات ملی اب ماہیان و افراسیاب دونون ملکر کوکب پر سحر کرنے لگے کوکب دونون کو جواب دیتا ہے دونون کامل
و اکمل وہ رکن طلسم ہوشربا یہ ساحر یکتا آخر کوکب نے زخم کھائے ماہیان نے آواز دی کہ اے افراسیاب مین کوکب کا سحر
روکتی ہون تو بڑھکر سر کاٹ لے یہ کہکر ایک ترنج مارا کوکب نے وہ ترنج کاٹا ترنج سے دھوان نکلا دھوئین نے کوکب کو
گھیر لیا ماہیان نے تو سحر کی بوچھار کر دی افراسیاب تیغہ کھینچکر طرف کوکب کے چلا اُس وقت کوکب کی بیکسی اور
بے بسی دیکھکر بڑان کو تاب نہ باقی رہی جھپٹ کر سینہ سپر کیا کئی گولے افراسیاب پر مارے اتنی جو مہلت کوکب
نے پائی عجائبات سحر ماہیان سے چمک کر نکلا آفتاب بنکر رہا کا افراسیاب نے جو دیکھا کہ ضو نے آفتاب کی
قیامت برپا کی حدت سے ہزارون ساحر جل گئے شعاعین گر رہی ہین ایک زنجیر طلائی ہے جسپر پڑی اُسکو جلا دیا
کبھی ظاہر ہوتا ہے تلوارین چمکین افراسیاب سمجھا کہ یہ سحر کوکب ہے آفتاب بنکر رہا کا ہے افراسیاب جست کرکے
بلند ہوا بڑان و حیرت و ماہیان دیکھ رہے ہین کہ آفتاب کڑک رہا تھا کہ ایک طرف سے ایک عقرب سیاہ
ڈنک ہلاتا ہوا ظاہر ہوا مثل مشہور ہے شعر نیش عقرب نہ از پئے کین است مقتضائے طبیعتش این است بہ وہ بچھو
دہن مثل غار بلا کھولے ہوئے قریب آفتاب پہونچا گوشہ آفتاب کو دہن مین لیا ڈنک کو جنبش دیکر آفتاب پر مارا چھن سے
کی آواز ہوئی چہارم آفتاب سیاہ ہو گیا گویا آفتاب برج عقرب مین آیا گہن کی کیفیت ہے دوسرا ڈنک مارا نصف
آفتاب سیاہ ہوا تیسرے ڈنک مین جھنجھناتا ہوتے ہی بالکل سیاہ ہو گیا جھنجھناتا دیکر ٹوٹا ٹکڑے نیر اعظم کے زمین مین
گرے دہی تا بہ آنی تھا بارہ ہزار جادوگر جلے کوکب بھی گوشہ سے ظاہر ہوا نعرہ کرتا ہوا پسینے پسینے چہرہ کا رنگ
متغیر سر پر زخم زخم سے خون بہتا ہوا چہرہ گلنار تیغہ برق آب قبضہ مین وہ عقرب بھی غائب ہوا
پہلوئے باغ سے سناٹا ہوا آواز آئی منم افراسیاب جادو کوکب و افراسیاب کے سحرون سے عجائب و غرائب پیدا ہوتے
ہین کوکب نے قصر بنایا افراسیاب نے گولے مار کر ڈھایا افراسیاب نے دریا جاری کیا کوکب نہنگ بنکر اُس دریا مین
گرا اور دریا کو خشک کیا افراسیاب نے سحر سے شیر پیدا کیے کوکب نے گولے مار کر سبکے سر پھاڑے کوکب نے سحر سے
اژدہا بنایا اژدہا قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا چاہا دم مین کھینچ لون افراسیاب بل
کرتا ہوا بڑھا او اژدہی او کوکب یہ کیا زہر اگلا ایسے ایسے سحر میرے غلام کرتے ہین مین انسے کب ڈرتا ہون یہ
کہکے افراسیاب نے کلو مین ہاتھ ڈالکر اژدر کو چیر ڈالا اندھیر اچھا گیا باغ تمام آتش بہار ہو رہا ہے نرگس شہلا بعد

حسرت نگران سوسن صد زبان مبہوت لب پر مُہر سکوت سرو چمن پا بگل ہنگامہ گریہ وزاری عنادل
قمریونکی حق سرہ موقوف فاختہ قلندر مشرب صدائے کوکو دینے مین مصروف پتے کف افسوس مل رہے
ہین نخل چمن شاخون سے سر پیٹتے ہین عروسان لرزہ زن جوانان گلزار مضطر و بیقرار نرگس کی
آنکھین تیھر اگیئن آئینہ ہای نہر پر حیرانی چشم حباب سے ظاہر پریشانی موج کا خنجر چل رہا ہی تمام باغ
ظلمات برباد ہوا ساحرون کے سحر سے پامال ہو گیا موج ہوا نے جوانان چمن کے گلے کاٹے ساکنان گلستان
پر ہجوم لشکر رنج والم ہر نخل نخل ماتم افراسیاب و کوکب کے سحر نے تو زمین ہلا دی دونون شاہان طلسم
عجائب وغرائب ظاہر ہو رہے ہین حیرت افراسیاب ماہیان تین طرف سے کوکب پر حربہ ہائے سحر
کر رہے ہین کوکب سبکے حربے روکتا ہی بران شمشیر زن باپ کے واسطے بیقرار ہر قربہ سینہ سپر کر دیتی ہی
حیرت کے وار اپنے سر پر لیتی ہی اختر چمکاتی پھرتی ہی جسپر اختر مار دیا سر پھٹ گیا کبھی شعلے بلند
کیے ملازمان ماہیان کو جلایا استادان سخنو راب اس داستان شوکت بیان کو بعد جانبازی تحریر
سحر سازی یون صفحات قرطاس پر تحریر فرماتے ہین تین پہر کامل باغ ظلمات مین یہ ہنگامہ سحر و ساحری
بلند رہا پہر دن پچھلا باقی ہی طائر سر پیٹ رہے ہین آفتاب برنگ زرد لرزان و ترسان بخوف سحر افراسیاب
و کوکب گلشن شاخ مغرب مین مخفی ہوا چاہتا ہی افراسیاب جب سب طرح سحر کر کے عاجز ہوا دیکھا آج کوکب
درجۂ کمال طلسمیت دکھلا رہا ہی تیلے تو مارے گئے بران نے انتہا کی جراُت کی خوب شوکت دکھائی
افراسیاب نے کچھ ماہیان سے کہا ماہیان نے سر ہلایا دونون نے بلکر سحر کیے حیرت نے بھی
اپنے خون مین گولا تر کر کے مارا تین ساحران زبردست نے تین طرف سے للکارا حیرت کا
گولا پیشانی پر پڑا وہ تو پھٹ کر گرا کوکب نے اُف کر دی گولا جلکر خاک ہو گیا بلکہ لٹیں نیزان حیرت
جلین افراسیاب نے جو ترنج کھینچ مارا وہ ٹوٹا ایک برج خاکی پیدا ہوا کوکب برج خاکی مین چھپا
خاموش ہو کر کھڑا ہوا افراسیاب تیغہ پکڑ کے دوڑا ماہیان نے کہا اے افراسیاب مین نے
کوکب کو مبہوت کر دیا بڑی رسوائی ہے جو اب بھی قتل نہ کر سکے گا ایسے مقام پر کوکب لڑ رہا ہے
زخمون مین بھی چور ہو چکا ہی اب مہلت نہ دے افراسیاب چلا ملحوظ خاطر رہے افراسیاب تیغ بکف
جاتا ہی ماہیان ماش کے دانے پھینک رہی ہی یہ سحر جو فروش گندم نما نہ خود باز رہتی ہی نہ افراسیاب کو
روکتی ہی ترکیب قتل کوکب کر رہی ہی دانہ زد لوا سے سے مار رہی جاتی ہی اب کوکب حیران و پریشان بران برج

خاکی میں نہ جاسکی دور سے اختر چمکا رہی ہے قضائے کار کوکب نے بدحواسی میں منھ طرف آسمان کے
اٹھایا پکار اٹھا اے خالق لیل و نہار اے میرے پروردگار دشمنوں کے ہاتھ سے بچائے قطعہ

شاہانہ کرم برمن درویش نگر	برحال من خستہ دلریش نگر	ہر چند نیم لائق بخشایش تو
برمن منگر بر کرم خویش نگر		

فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر سناٹا ہوا افراسیاب
و ماہیان نے دیکھا ملکہ آفات چاردست بدمست تخت اڑائے ہوئے آتی ہے آواز دی او بدمست
کوکب کو جادو سمجھ لیا اس تلوار سے نہ مارا جائیگا بڑا دھوکا کھائیگا چالیس برس فکر کرکے یہ گولا تیار
کیا ہے اسکو یہ کہکے آفات نے دور ہی سے گولا پھینکا سب نے دیکھا ایک گولا فولادی اُس پر سیندور کے ٹیکے
افراسیاب نے حسبت کرکے گولا روکا آفات نے آواز دی وہ مارا ہان کوکب لینا منہ پر برداشت عیاری نہنگ
بحر طراری آفتاب عالمتاب آسمان خنجر گذاری رفیق قدیم زلزلہ قاف ثانی سلیمان تخت زبرجدی
پر سوار تھے گلیم اوڑھکر غائب ہوئے گولا جیسے ہی افراسیاب نے ہاتھ میں لیا پھٹا دھوان اُسمین سے نکلا
افراسیاب لئے کہکر لڑکھڑایا گرکر بیہوش ہوا ماہیان ہائے میرا بچہ کہکر دوڑی کوکب نے برج خاکی کو توڑا
چمک کے نکلا افراسیاب پر جا ماہتیغہ مارا دن حیرت سر پیٹنے لگی ارے لوگو دوڑو مجھکو بیوہ کرتا ہے میرا شوہر
بیوجہ مرتا ہے ماہیان کو تاب نہ آئی ہرچند کہ زمین شق ہوئی دو تیلے فولادی نکلے افراسیاب کو گود میں لیکے
غرق زمین ہوئے ماہیان قریب آگئی کوکب کو نیمچہ مارا کوکب نے تلوار کو تلوار پر کاٹا الجھا دے سے
ہاتھ نکالا مٹھی سے ایک طائر چھوڑا اُس طائر نے ماہیان کے ہوش اڑائے یا بگل مضمحل رنگ رو
متغیر دم متحیر ارے کرتی ہے اپنے مقام سے ہٹ نہیں سکتی تیغہ برق تاب کوکب نامدار تڑپ کر سر پر
ماہیان کے گرا اس حال میں بھی کئی سپر بن لوہے کی سر پر ماہیان کے لہرائیں کئی طایر کر ڈلک کے گرے
طایروں کے گلے کٹے ابر ہائے سپر کے ٹکڑے اڑ گئے تیغہ سر پر ماہیان کے پڑا سر کھلے جبڑے کو کاٹا زمین میں
آکر تلوار نے بوسہ دیا کوکب نے آواز دی وہ مارا پہلو سے آواز آئی اے برادر کیا کہنا قطعہ

تیغ وہ تیغ جسے دیکھکے حاسد کہتا ہیں	وار چلنے کی تو نوبت بھی ہوا بردوال	برش تیغ کی تعریف نہیں ہو سکتی
پڑ لگی پیکر دشمن پہ اگر یہ اک بار	واہ سے کاٹ کہ چوہ رنگ عناصر کو کیا	ایک ایک جز کے برابر سے ہوے حصے چار

کوکب نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو نامدار شادان و فرحان کھڑے ہوئے جرأت کوکب کی تعریف
کر رہے ہیں حیرت تو مرتے ہی ماہیان زمرد پوش کے کھا گئی یہ بھی اسنے دیکھا کہ افراسیاب

کو دو پتلے فولادی لے گئے طرف باغ سیدیک روتے پیٹتے نکل گئے ملکہ بران شمشیر زن
انتہا کی زخمدار تھی شدت زخم سے زمین پر گر کر بیہوش ہو گئی یہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے یہ مقام
سرحد پروہ ظلمات ہے پردہ ظلمات کی داستانین عرض کرونگا ماہیان اپنے سحر کے زور مین اس
باغ مین آکے بسی اجل قریب آچکی تھی ورنہ پردہ ظلمات کا راستہ بند ہے کوئی وہان جا نہین سکتا
انشاءاللہ وقت پر تحریر کرونگا نہایت مقام سخت وصعب ہے بہر نوع اب اہالیان باغ بدحواس ہوئے آندھی
سیاہ اٹھی ہزار ہا طایر سر پٹکتا ہوا اڑا ہائے ملکہ عالم کی صدائین بلند ہوئین ہزار ہا طایر اوڑے جلکر گرے
صد ہا طرف پردہ ظلمات کے گئے بہت سے لاش پر ماہیان کی پرون سے سر پیٹتے ہین صدائے ہیہات
بلند آندھی چل رہی ہے دیوارین باغ کی گر پڑین صد ہا پیر جلا رہے ہین بعد عرصہ آواز
آئی کشتی مرا نام من ملکہ ماہیان زمرد پوش رکن طلسم ہوشربا بود افسوس مردیم وجان دادیم مطلب
خود نرسیدیم ایک طاؤس ہفت رنگ پیدا ہوا وہ صدائے ہیہات وافسوس دیتا ہوا سمت باغ سیدیک
چلا یہان جو قتل سے جادوگر بچے تھے وہ آکر کوکب کے قدمون پر گرے مطیع اسلام ہوے کوکب نے ہاتھ
روکا بران کو مع اٹھا کر ہوادار پر سوار کیا خواجہ عمرو کوکب کے ساتھ تخت پر سوار ہوے
اہالیان باغ ستر ہزار ساحران غدار مطیعان تازہ نوبت نقارے بجتے ہوے ساتھ یہان خورشید
روشن رائے وغیرہ وزیران ومشیران کوکب نے طیاری کی تھی کہ چلکر اپنے شہنشاہ کے ساتھ
شریک ہون کہ طایران سحر نے آکر خبر دی مبارک ہو شہنشاہ بفتح وفیروزی تشریف لاتے ہین
راہ مین آکر وزرا امرائے کوکب نے آکر قصر جمشیدی مین داخلہ کیا کوکب کی زخم دوزی ہوئی ملکہ
بران شمشیر زن کا عجب حال تھا کوکب اور خواجہ نے بیٹھکر ٹانکے دیئے اس فتح کی بڑی خوشی
ہوئی کوکب نے روشنی کا حکم دیا طلسم نور افشان مین ہر خورد و کلان مصروف عیش ونشاط
خواجہ عمرو نے خورشید روشن رائے سے پوچھا کچھ ہمارے لشکر کی بھی خبر دریافت ہوئی کہ لشکر
مہرخ ولاچین ایک جا ہوا یا نہین خورشید روشن رائے نے عرض کی کہ غلام نے خبر پائی تھی دونون
لشکرون پر افتاد پڑی لشکر مہرخ سے ملکہ مہ جبین الماس پوش ومخمور وبہار غائب
ہوئین نشان نہین ملتا اور لشکر اسد مین یہ آفت برپا ہوئی شہنشاہ لاچین کو کوئی گرفتار
کرکے لیگیا ہے پھر مفصل احوال نہین معلوم ہوا یہ سنکر خواجہ گھبرائے کہا مین جاکر پہلے لشکر

مہرخ کی خبر ہون یہ سب ایک مقام پر ہو جائین تو پھر دلکو تسکین ہو کوکب نے خواجہ کو بہت بھاری خلعت دیا تحفہ جات طلسمی نور افشان نے پیش کیے خواجہ خوشی خوشی طرف لشکر مہرخ کے چلے کوکب معروف عیش و نشاط ہین انکے ذکر وقت پر تحریر ہون گے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ و آمد ملک جاندار شاہ بادشاہ بیابان گلریز کہ جسکا سردار معمار قدرت عرصۂ دراز سے شریک لشکر مہرخ ہو چکا ہی ہر چہار جلد مین داستان ہای معمار موجود ہین مقابلہ لشکر مہرخ سے و تباہی لشکر مہرخ و عیاری خواجہ عمرو و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف۔

ای ساقی سیمبر پری وش
ساغر سے نگاہ بھی لڑی ہے
کیون دیر ہے ساقی قدح نوش
رندونکا ہے جنگ کا ارادہ
اس جنگ مین بندوبست ہو جائے
سکہ مرے نام پر پڑے گا
نقارۂ جنگ بج رہے ہین
دشمن کی ہے فوج پر تباہی
عبرت کی جگہ ہے دہر فانی
اس نخل مین پھول ہے نہ پھل ہے
بے برگ حیات کا شجر ہے
گردش سے ہین مہر و ماہ بھی تنگ

دے جام کہ آتے ہین مجھے غش
مستان الست کی دعا لے
کردے مے جنگ سے ہم آغوش
کیا رند کو خوف محتسب کا
ڈر ہے نہ کہین شکست ہو جاے
ہر دم ہی ہوائے جنگ سر مین
بادل گویا گرج رہے ہین
کڑکیت یہ کہہ رہے ہین کڑکے
رستم کی ہے جنگ اب کہانی
جمشید کا جام اب کدھر ہے
مرنا اس نخل کا ثمر ہے

اک جام کی جستجو بڑی ہے
ساقی مے جنگ سے چھکا دے
کھنچ جائے حسام موج بادہ
مستونکی ہے جنگ بھی تماشا
جھنڈا تحریر کا گڑے گا
میدان نبرد ہے نظر مین
آمادۂ رزم ہین سپاہی
ہان نام کرو جہان مین لڑکے
ہشیار کہ آمد اجل ہے
باقی نہ غرور ہے نہ سر ہے
روشن ہین قمر جہان کے نیرنگ

چہرۂ سرفروشان معرکہ تحریر و تقریر وصف کنان عساکر سطیر دلپذیر منازل جنگ جدال کو بہ سرفروشی طے کرتے ہین شعر رستم تیغ زبان معرکہ آرائی ہے - جنگ سر ہونیکی تدبیر نکل آئی ہی + ملکہ مہرخ نامور مع لشکر صحرائے سبزہ زار مین فروکش ہین برا مہ جبین و بہار و مخمور نہایت مضطر ہین عیار بھی آجکل لشکر مین نہین ہین چالاک کا نشان نہین ملتا خواجہ کی خبر سنیے کہ پاس کوکب روشن ضمیر کے ہین حیران و پریشان ہین کہ چرند و پرند دوڑے

ہوے آئے بعد دعا کے عرض کی ای ملکہ عالم بڑا غضب ہوا ملک جہاندار شاہ بادشاہ بیابان
گلریز افسر معمار قدرت بصد صولت و شوکت بارہ لاکھ فوج لیکر آتا ہے یہ سُنکر معمار قدرت
گھبرا گیا کہا ملکہ بڑا غضب ہوا ملک جہاندار شاہ بڑا زبردست ہی مین میدان جنگ مین برج بنا
سکتا ہون وہ تھوڑے عرصے مین خاص میدان کارزار ہی مین قلعہ تیار کرتا ہے جب قلعہ سے
توپین چلین کس کا دل گردہ ہے کہ توپون کے وار کو روکے لشکر حریف کو چشم زدن مین تباہ و برباد کر دیتا
ہی ملکہ مہرخ نے فرمایا صورت زوال تو ظاہر ہے ملکہ مہ جبین کو صرصر چرا لے گئی خبر نہین کہ کہان
قید کیا مخمور بہار کا نشان نہین ملتا ہمارے افسر عالیوقار اسد نامدار ہمسے منزلون دور ہین مین
بد نصیب انتظام کرنے کو رہگئی خواجہ عمرو نے بھی ہماری خبر نہ لی معمار و باغبان نے عرض کی غلامان
جانباز حاضر ہین انشاء اللہ اُس سے مقابلہ کرینگے اب تو وہ بیابان گلریز سے نکل آیا
ہو اُسکے ملک مین جانا مشکل تھا یہ ذکر ہو رہا ہی کہ نوبت نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی ملکہ
مہرخ وغیرہ باہر آئین دیکھا بڑے کر و فر سے جہاندار شاہ تخت پر سوار پشت پر بارہ لاکھ ساحران
غدار ہر خرد و کلان از پیر تا جوان دریاے سحر مین غوطہ مارے ہوے جہاندار شاہ نے جو دوسرے معمار
کو پہلوے مہرخ مین دیکھا جل گیا سرداروں سے کہتا ہے بار دو اس معمار نے بنائے قصر بغض و
عداوت ڈالی وزیر میرے قتل ہوے پہلے اسی کو قتل کرونگا میرا ملازم ہوکر شریک مہرخ ہوا
غصہ کرتا ہوا تخت پر آکر بیٹھا شراب خواری کر رہا ہے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا
طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے خبرین لیکر حاضر خدمت مہرخ ہوے
دعاے جان درازی دی شعر دولت قرین حضرت صدر زمانہ باد * اقبال را مقام بر آستانہ باد
حضور جہاندار شاہ نے طبل جنگی بجوایا ایک میدان مین خشت ہاے گلی تیار کرکے
رکھی ہین اُنپر سحر کر رہا ہے معمار نے کہا غضب ہوا قلعہ بناتا ہی ملکہ مہرخ نے حکم دیا
جو کچھ حکم ہوگا سمجھا جائیگا پروردگار دشمن کے ہاتھ سے بچائیگا بہ تائید رب اکبر ہمارے لشکر
مین طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گرگرایا سب سے زیادہ معمار کو تردد ہے یہ بھی بارگاہ سے نکلا
برج سحر تیار کیا توپین اس مین لگائین گولہ انداز درست کیے رات بھر اسی تدبیر مین رہا
باغبان مہرخ وغیرہ ہوم جنالون مین داخل ہین دونون لشکرون مین رات بھر تیاریان

رہین بوقت سحر مہر انور لشکر شعاع وضیاء ہمراہ لیکر کاشانہ مشرق سے برآمد ہوا شہنشاہ ماہ تابان ہزیمت خوردہ قلعہ مغرب مین گیا فوج ثابت وسیارگان کو شکست ہوئی فوج ظلمات پست ہوئی ضیاء مہر انور نے تمام عالم کو روشن کیا معمار و باغبان وغیرہ کل سردار مضطر و بیقرار در دولت مہرخ نامدار پر حاضر ہوے ملکہ مہرخ لباس شہنشاہی سے آراستہ ہوکر باہر تشریف لائین دیکھا سب سردار جلوہ خانے مین حاضر ہین معمار نے بڑھکر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا ایک جانب باغبان قدرت اس جاہ وحشم سے مع لشکر ظفر اثر میدان کارزار مین تشریف لائین اب جو نگاہ اٹھاکر دیکھا میدان کارزار مین ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ اسپر توپین لگی ہوئین گولہ انداز برق انداز سنگ انداز دربان پہنے ہوے ٹہل رہے ہین ماتامتوالاتیل کے کڑھاؤ کر ملک کے پورے قلعہ پر سب سامان موجود ہین نشان کھلے ہوئے ہوا مین اڑ رہے ہین صاف ظاہر ہے کہ اژدہا منھ پھیلائے ہوے ہے خندق مین بجاے آب شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین جہاندار شاہ تخت پر سوار پشت بر فوج ساحران غدار بڑے کر و فر سے آتا ہے ایک عجائب و غرائب یہ دیکھا کہ قلعہ کو بھی جنبش ہے قصر کو بھی رہروی کی کوشش ہے یعنے پہلوئے لشکر جہاندار شاہ پر جس قدر فوج بڑھتی ہے اسیقدر قلعہ بھی بڑھا آتا ہے ایک ایک گولہ انداز سرکشی دکھاتا ہے معمار نے کہا اے ملکہ غضب ہوا شب بھر کی مشقت مین اُسنے یہ قلعہ بنایا ہے خدا لشکر کو اس آتشباری سے بچائے اسی قلعے سے جہاندار شاہ کام لیتا ہے لشکر پر دشمن کے آگ برسا دیتا ہے ملکہ مہرخ نے فرمایا مصرع

ہر چہ رود بر سرم آنچہ پسندی رواست ؎ جو مرضی معبود کی ہماری تقدیر مین یہ نہ تھا کہ لشکر سے اپنے آقائے نامدار کے ملنے تا بہ دریاے نیل پہونچتے لوح طلسم کشا کو حاصل ہوتی تسکین دل ہوتی یہ سحر بہت ہمکو نامبارک ہوا بہار مخمور بھی جاکر کسی بلا مین پھنسین دونون جانباز سرفروش عرض کر رہے ہین انشاء اللہ تعالے حضور ملاحظہ فرمائین گی جہاندار شاہ کے جی چھڑا دینگے معمار قدرت بھی جھومتا ہوا اپنے برج کو ساتھ لیے ہوے بڑی شان و شوکت سے جہاندار شاہ سے نگاہ ملا رہا ہے جب صفین آراستہ ہو چکین نقیبون نے نقابت کی بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے آنکھون مین نشۂ بادۂ جرات ایک ایک صاحب شوکت ملک جہاندار شاہ خود تخت سے کودا سردارون سے کہا یارو مین معمار کے واسطے خود جاتا ہون اس مزدورے نے مجھکو بہت پریشان

کیا ہے خوب آگاہ ہون کہ سوا میرے کوئی معمار سے مقابلہ نہین کر سکتا مین نے قلعہ نبایا اُس نے بھی برج آراستہ کیا ایک ضرب مین برج اُڑ جائے گا اور کوئی اگر اُسکے مقابلے مین جائیگا شکست فاش کھائیگا پس مابدولت کا تکلیف کرنا ضرور ہی یہ کہکر میدان کارزار مین آیا لاف وگزاف کرنے لگا پکار کر آواز دی او معمار قدرت مابدولت سے آکر مقابلہ کر یہ حوصلہ کیا ہمارے مقابلے مین برج بنا کر لایا ایک ضرب توپ مین سبکا خاتمہ کرونگا معمار قدرت نے جو آواز جہاندار شاہ کی سنی مرکب کو پھیر کر سامنے ملکہ مہرخ کے آیا اجازت طلب کی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای معمار مناسب تو یہ تھا کہ کوئی اور جاکر مقابلہ کرتا تمھارا جانا مناسب نہین تم اُسکے ملازم رہے شاید حجاب دامنگیر ہو معمار نے دست لبستہ عرض کی حضور ہم مطیع اسلام ہو چکے سیر باغ بہشت کے مشتاق ہین ہمارے نزدیک یہ سب قزاق ہین باطل پرستونسے حجاب کیسا حضور ملاحظہ فرمائین گی آگ برساؤنگا ام ایمان لشکر کو اُسکے پانی کو ترسا دونگا یہ کہکر معمار قدرت بعد شوکت رخصت ہوا مہرخ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ پروردگار معمار قدرت کو اس ظالم کی ہاتھ سے بچانا معمار سبے رخصت ہو کر مرکب باد رفتار کو بڑھا کے میدان کارزار مین آیا جہاندار شاہ نے للکارا او معمار تجھکو شرم نہ آئی اپنے ساتھ سبکی جان لی اس قلعہ کو دیکھ لے کون اسکو فتح کر سکتا ہی میرے قلعہ سحر کے سامنے قصر فلک کو سکتا ہے دم بھر مین میدان کارزار دھوان دھار کردونگا میرے بھائی افراسیاب پر یہ لشکر کشی لونڈی غلامونکی سرکشی معمار نے کہا اے جہاندار شاہ بس لاف وگزاف موقوف کر کچھ فنون سپہ گری دکھلا غرور نہ کر پیدا کرنیوالے کو اختیار ہے ایک مور ضعیف کو مرتبہ سلیمانی عطا کرے خدا کی قدرت دیکھو افراسیاب سالہا سال سے لڑ رہے ہین وہ حافظ حقیقی سر پرست ہی بے سبب بادہ کبر و غرور سے مست ہی جس سر مین غرور ہی وہی نہ رہے گا رہرو نگی ٹھوکرین کھائیگا ذلیل و رسوا ہو کر مارا جائیگا جہاندار شاہ فن سپاہ گری مین طاق ہی معمار بھی شہرہ آفاق ہی نیزہ چلنے لگا سب دیکھ رہے ہین چپتا دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر تو گوئی کہ بو دند دو نرہ شیر ☙ دو گھڑی کامل نیزہ چلا نیزے بیکار ہوے قبضون پر ہاتھ پڑے جہاندار شاہ نے ہاتھ مارا معمار نے وار نورد کا تلوار سے ہزارہا شعلہای آتش بھڑکے چند آبلے جسم پر معمار کے پڑ گئے جیداری کر کے جواب دیا جہاندار شاہ نے کچھ اسم پڑھکے وار تلوار کا روکا معمار کے بھی سحر نے جہاندار شاہ پر آگ برسائی جہاندار شاہ نے ہاتھ ہلایا وہ شعلے جا کر فوج معمار پر گرے قہقہہ مار کر آواز دی کیون او مزدور ابھی تجھکو برسون سکھاؤنگا ہمارے سحر ہمارے اوپر صرف

کرتا ہے دو چار ہاتھ تلوار کے چلے کچھ ملازمان معمار چند ہمراہیان جہاندار جلے برق شمشیر چمک رہی ہے
دو گھڑی کامل تلوار چلی معمار قدرت بڑا صاحب شوکت و لیاقت نہایت زبردست ہے مردِ سپاہی
تیز دست بادہ سرفروشی سے مست ایک مقام پر معمار نے کمر کو تنا کر دستِ زبردست کو گردش دی کچھ سحر بھی
کیا یہان جہاندار شاہ نے سپر کو جھکایا معمار نے کن دیکر ہاتھ مارا جہاندار شاہ نے جلدی مین سپر کو
اٹھایا سپر کٹی تاج کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر جہاندار شاہ کے زخم کاری آیا دوسرا ہاتھ مار کر معمار نے گھوڑے کا
جہاندار شاہ کے سر قلم کیا جہاندار شاہ مرکب سے گرا معمار نے جہاندار شاہ کو سایہ مین تلوار کے لیا
جہاندار نے بیٹھکر پالٹ کا ہاتھ مارا معمار کا بھی گھوڑا قتل ہوا معمار جست کر کے چلا کہ ایک ہاتھ اور لگاؤن اس
سرکش کو خاک مین ملاؤن جہاندار شاہ نے سحر کیا ایک غبار اڑا معمار قدرت اس غبار کو دیکھکر ٹھہر گیا سحر
کر کے دفع کرنے لگا لیکن جہاندار شاہ جو بھاگا فوج مین ہلڑ ہوا سب سمجھے جہاندار نے فرار پر قرار کیا
معمار قدرت نے دیکھا جہاندار شاہ قریب قلعہ پہونچا خندق کو پھاند گیا پھاٹک پر جا کر جست کی
جیسے ہی سر قلعہ پر پہونچا گولہ اندازو توپین سیدھی کرنے لگے معمار بھاگ کر قریب ملکہ مہرخ آیا الامان
الامان کہتا ہوا مثل برگ بید کانپنے لگا ملکہ مہرخ نے کہا کہ اے معمار قدرت ای یکہ تاز میدان جلادت
ملک جہاندار شاہ کو زخمی کر کے خوب میدان کارزار سے بھگایا تمہارا سحر اسکے سحر پر غالب آیا جرأت
مین یکتا ہو دریائے سرفروشی کے گوہر بے بہا ہو معمار نے کہا حضور کسکو بھگایا کون بھاگا اگر مین نے
زخمی کیا تو کیا کمال کیا اب پروردگار کل لشکر کی جان بچائے انجام بخیر ہو وہ بے حیا بھاگ کر بالائے
قلعہ پہونچا برائے خدا بھاگیے سرداروں کو ہٹائیے توپ کے منھ پر نہ جائیے دیکھیے انتظام ہو رہا ہے گولہ
اندازون نے توپین اس طرف پھیر دین یہ سب توپین ایک مرتبہ فیر ہونگی یہ آتشخو آگ برسائے گا
باغبان قدرت و سرخ مو بی کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ ان سرداروں نے جو دیکھا کہ قلعے نے
مقام سے بڑھا گولا اندازون نے توپون کو سیدھا کیا باغبان نے آواز دی پیشقدمی کر دیجے گولے مار کر
توپین الٹ جائین ہمراہیان جہاندار شاہ کے کلیجے پھٹ جائین معمار قدرت نے جست کی دوڑ کے
اپنے برج سحر مین آیا اسنے بھی گولہ اندازون سے اشارہ کیا وہ برج مختصر مین توپین لگی ہوئی
تھین گولہ انداز معمار کے ہاتھ مین موشک پران لینے ہوائی ادھر جہاندار شاہ نے ایک توپ
اپنے ہاتھ سے فیر کی سب گولہ اندازون نے نہین معلوم توپون کے کان مین کیا پڑھکر پھونکا

کڑکین گرجین آگ اُگلنے لگین دُھوین کا آسمان رنجک کی بجلی سر فتیل اور گولون کے برسنے لگے دشمن پائمال ہزارہا جوان لشکر مہرخ کے اُڑ گئے معمار نے بھی توپ داغی وہان سے چالیس ہزار توپ چلین برج معمار سے بین گولون کا دناٹا ہوا گولے جا کر لشکر جہاندار شاہ پر پھٹے آگ برسی کئی ہزار نامرد جلے لشکر جہاندار شاہ مین بھی فریاد والغیاث کی صدا بلند ہوئی لشکر مہرخ مین بھی زمین متزلزل و متحرک ہوئی فوج کے پیر اُکھڑے باغبان وغیرہ سینہ سپر کیے کھڑے ہین جو گولہ قلعہ سے جہاندار کے آیا گولے کو گولے پر روکا سردار تو بچا گولہ پھٹکر اہالیان فوج پر گرا کئی سو جوان پامال ہوئے معمار نے بھی برج کو بڑھایا جہاندار نے بالائی قلعہ سے یہ معاملہ دیکھا معمار کو للکارا او مزدور یہ کیا کرتا ہی خبردار توپ کو فیر نکرنا ورنہ توپ دون گا معمار نے جواب بھی نہ دیا تین گولا انداز بیترا بدل بدل کے گولے مار رہے ہین فوج جہاندار شاہ مین تلاطم سرداروں کے ہوش گم لیکن جہاندار شاہ نے جو دیکھا کہ فوج تباہ ہوئی جاتی ہی برج معمار بڑھا ہوا چلا آتا ہے گولہ انداز چابک دست چٹکی پر توپ کو فیر کر رہے ہین قلعہ سے جہاندار کے ایک توپ چلی یہان سے دو مرتبہ فیر ہوے جہاندار شاہ غصّے مین آکر قلعہ سے چیخا معمار کو کئی مرتبہ للکارا معمار نے جواب نہ دیا برج سحر کو بصد صولت بڑھایا جہاندار شاہ نے ایک توپ مین اپنے ہاتھ سے گولہ بھا بارود کی تھیلی دیکر رنجک رکھی برج معمار کی سید باندھی دن سے گولہ مارا برج معمار پر پڑا برج ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا توپین بھی پھٹ گئین معمار کود کر بھاگا ایک برق سر پر گری سر معمار زخمی ہوا برج گرا توپین ٹوٹین گولہ انداز جتنے تھے اُنکے سر پھٹ گئے کئی ہزار جوان اُس برج مین دبے معمار بھاگ کر لشکر مین آیا سردار بھاگنے لگے ملک جہاندار شاہ نے گولہ اندازون کو اشارہ کیا گولون کی بوچھار فوج کا نیوہ چہار جانب سے ترنج نارنج بھی لشکر اسلام پر پڑنے لگا تو جہاندار شاہ آپڑا غضب یہ ہی کہ قلعہ بھی بڑھتا ہوا چلا آتا ہے جسقدر اہل اسلام بھاگتے ہین اُسیقدر قلعہ بڑھ آتا ہی مکان چلا آتا ہی قصور نہین کرتا اہل اسلام بے گھر بے در کدھر جائین آفت ارضی و سماوی اُدھر سے گولہ اِدھر سے بلوہ ساحران بادہ لاکھ فوج جہاندار شاہ کے ساتھ بیابان گلریز سے آئی ہی یہ بھی ایک اقلیم ہے اکثر جا بجا تحریر کیا ہی چہار حد کے ہر چہار حاکمان کلان مین سر حد اول افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا سرحد دیگر طلسم نور افشان حکومت کوکب روشن ضمیر سرحد سوم بیابان گلریز منتظم جہاندار شاہ سرحد چہارم کوہ ہفت زلازل مالک وہان کا تزلزل ہین ازلال جادو جسکو سامری جمشید نے یہ شرف دیا ہے کل بادشاہون اور سب

سردارون کی تصویرین تزلزل بن ازلال کے پاس موجود ہین جو فعل تصویر کے ساتھ کریگا صاحب
تصویر کو تکلیف پہونچے گی اسکا ذکر بھی وقت پر ہوگا طرفدار افراسیاب ہی اکثر اُسنے افراسیاب کو نامہ
لکھا کہ مین سبکو قتل کرون افراسیاب نے تساہل کیا مراد یہ ہی کہ جہاندار شاہ حاکم اقلیم سوم ہے سحر مین
طاق شہرۂ آفاق ادنی شعبدہ اُسکا یہ ہی کہ قلعہ بناتا ہے کہ خود قلعہ لڑتا ہوا آتا ہی بقہر و غضب تمام
توپ پڑرہی ہی لشکر مہرخ کے سردار ایسے ہی جانباز و سرفروش ہین بڑھ بڑھکر ہزارون گولے
قلعہ پر مارتے قلعہ پر گولہ تاثیر نہین کرتا ورنہ باغبان قلعہ پر آگ برساتے فوج جہاندار شاہ سے
بند نہین ہی گولون کی بوچھار نے پاؤن اُٹھا دیئے مردانِ عالم کے دل ہلادیے ہر چند نقیب و کڑکیت
آوازین لگاتے ہین سردار سمجھاتے ہین بیچارون کا پاؤن نہین تھمتا فوج کا ستھراؤ ہو گیا زمین پر
لاشون کے انبار ہزار ہا لاشہ تڑپ رہا ہی دریائے خون جاری بجز فرار کے کوئی صورت مفر نہین تین
کوس تک گولہ آتا ہی اس خرابی پر مہرخ نامدار دوپہر تک کامل لڑی جب دیکھا باغبان و معمار و
سرخ مو و ہلال و رعد و برق لامع وغیرہ زخمی ہوئے جمع ہوکر مہرخ کے پاس آئے کہا ای
ملکۂ عالم سحر نے جواب دیا قدم نہین جمتا فوج کیا ٹھہرے ایک ایک گولے سے دو دو ہزار چار چار ہزار سیار
گلشن جنان ہوئے کیسے کیسے سرداران شیر دل آنکھون سے نہان ہوکے دل داغدار دشمن باغ باغ ہے جہاندار
شاہ کی سحر نے قیامت کی معمار نے بھی کہا ملکہ آپ ہٹجایئے اہلیان لشکر کی جان بچایئے کسی صحرا مین جا کر
اُترین گے زخمون کا علاج کرکے پھر مقابلہ کرین گے جان دین گے کھیت نہ چھوڑین گے اب اسوقت ناممکن
ہی کہ میدان مین سرسبز ہون کئی لاکھ آدمی کا کام تمام ہوا توپ گولے کی لڑائی مین یہ انجام ہوا لکھا ہی کہ
برق لامع و رعد و برق و باغبان قدرت و سرخ مو گیارہ سردار نامی و نام آور لشکر مہرخ
کے افسر زخمی ہوکر گرے جہاندار نے انکا قلعہ بھی بڑھ آیا کارگزاران شہنشاہی نے بمشکل تمام خیمہ بارگاہین
اُٹھائین دامن صحرا کو مثل دامن مادر جائے فرار پر قرار کیا پانچ کوس تک جہاندار شاہ تعقب
مین آیا مہرخ نے بھی پلٹ پلٹ کر وہ گولے مارے اہلیان بیابان گلگیر کے جی چھوڑوا دیئے یہ کہکر
تھم گئے اے شہنشاہ بھاگے کا پیچھا نہین کرتے سب اہل اسلام مرنے پر آمادہ ہین ان سب نے
بڑی بڑی کڑی اُٹھائی ہے افراسیاب کے ہاتھ سے اکثر شکست کھائی مثل مشہور ہی دبلے پر
چیونٹی بھی کاٹتی ہے اس وقت شکست کھائے ہوئے جاتے ہین گیارہ سرداران نامی آپ نے

گرفتار بھی کیے اب یہ کسی مقام پر جاکر ٹھہرین گے اصلاح کی صلاح کرین گے سنتے ہین افراسیاب کو بھی
یہی منظور ہے کہ یہ سردار میرے قتل نہون پھر آکے اطاعت کرین سب آکیون طلسم ہوشربا ساحران
یکتا ہین کہنے سے اپنے سردارون کے جہاندار شاہ رُک گیا مال وخزانہ اہل اسلام کا خوب لٹا ملازمان
جہاندار شاہ غنی ہوگئے چند بارگاہین ٹوٹی پھوٹی ملکہ مہرخ ساتھ لیکر ایک صحراے ہول خیز مین
آکر فروکش ہوئین ملازمون نے بارگاہین استادکین غلہ نہ پہونچ سکا اُس شب کا فاقہ صحراے
ہول خیز ساتھ والے چھوٹے اتنی بڑی شکست فاش کھائی جنگل سنسان تھا مقام ویران ملکہ مہرخ کو اپنے
سردارون کا غم قلب پر ہجوم غم والم سرداران باقیماندہ کو ساتھ لیکر اُترین جہاندار شاہ بر فتح وظفر
بصد کروفر واپس ہوا لیکن شمار جو کیا تین لاکھ آدمی اسکی فوج کے بھی مارے گئے اہالیان فوج
جہاندار شاہ الامان الامان کرتے ہوے پلٹے کہتے ہین یارو ملازمان مہرخ سے سامری وجمشید سامنا
نہ کرائین اگر قلعہ کی آفت نہ برپا ہوتی ہزار برس ہمارے سامنے سے نہ ٹلتے بھاگتے بھاگتے یہ جرأت
دکھائی پرے کے پرے مٹا گئے مہرخ بڑھ بڑھ کے لڑی میدان کارزار سے نہ ٹلتی تھی جہاندار شاہ
کہا ایسے نہوتے تو افراسیاب کیونکر مقابلہ کرتے سُنتا ہون افراسیاب نے بڑی بڑی شکستین دین
ان سردارون نے وہ بار اُٹھائے پھر جمع ہوے شکست کھا کھا کے لڑے ہرکارون کو حکم دو کہ
جاکر دیکھو یہ لوگ کہان جاکر اُترے ہین مین اُنکو دم نہ لینے دونگا ساحر گئے خبر لیکر آئے تمام کیفیت
عرض کی حضور بارہ کوس پر جاکر ملکہ مہرخ اُتری ہین زخم وزیان ہوے ہین اُن سب کا یہ ارادہ ہے
کہ ایک ہفتے مین سب کا علاج کرین بعد اُسکے آکر مقابلے مین اُترین یہ سنکر جہاندار شاہ نے ایک عرضی
بنام افراسیاب لکھی مضمون یہ تھا غلام نے آپکے باغیون کو سزا دی اہالیان لشکر کو قتل کیا گیارہ سردار
گرفتار ہین لشکر میرا بھی بہت پامال ہوا مین نے قلعہ بنا کر انتقام لیا اب وہ فلان صحرا مین اُترے
ہین ما بدولت جاکر سبکو گرفتار کرکے اسی ہفتے مین روانہ کرینگے نامہ بر اُدھر روانہ ہوکر چلا
جہاندار نے حکم دیا پہر رات رہے سے لشکر تیار رہے ہم کوچ کرینگے لشکر ملکہ مہرخ کو دم نہ لینے دینگے
سردار تیاری کرنے لگے ملکہ مہرخ اُس حال زار مین پریشان ومضطر بیٹھی تھین کہ لشکر مین ظاہر ہوا
خواجہ عمرو تشریف لائے ملکہ مہرخ دوڑین خواجہ عمرو نے جو لشکر کا یہ حال دیکھا قلب اُلٹ
گیا مہرخ زخمدار معمارہ بیقرار بارگاہین ٹوٹی ہوئین آب ودانہ ندارد مہرخ سے لپٹ کر

عمرو رونے لگا پوچھا یہ کیا سحر کہوا ملکہ مہرخ نے تمام کیفیت جہاندار شاہ بیان کی کہا آپکے
جانے کے بعد ایک لمحہ چین نہین پایا ملکہ مہ جبین کو صرصر چرا لے گئی بہار و مخمور کا نشان نہین ملتا
وہ بھی کسی بلا مین پھنسین جانباز و سرفروش ٹرکنے والی نہ تھین اے شہنشاہ اوج عیاری ہم
جہاندار شاہ سے مقابلہ نہین کر سکتے وہ بادشاہ اقلیم ساحری ہی اگر افراسیاب ہوتا اُسکے قلعہ کا بار
نہ اُٹھا سکتا آپکے ملازم جان نثار و سرفروش دن بھر قلعہ سے یہی لڑے جب زخمی ہوکر ہمارے سردار
گرفتار ہو گئے معمار نے بھی یہی صلاح دی کہ نکل چلو تب کھسیت چھوٹا عمرو نے کہا مین ابھی جاتا ہون
جہاندار کی مشکین باندھے لاتا ہون معمار نے کہا خواجہ وہ بڑا ساحر زبردست ہی یکایک اسیر
دست انداز نہو تا سمجھ کے عیاری کرنا خدانخواستہ اگر تم اُسکے قبضے مین آگئے بڑی مشکل ہو گی
ہمارے جان دینے سے کیا ہوگا عمرو نے کہا انشاء اللہ بہ حول و قوت الٰہی تم سب اسی مقام پر
ٹھہرو مین صبح ہوتے آتا ہون اُس سرکش کی مشکین باندھکر لاتا ہون یہ کہکر عمرو نے بانبائے
عیاری ذات پر آراستہ کیے یہان جہاندار تخت پر بیٹھا ہی حکم دے چکا کہ پہر رات رہے سے لشکر تیار رہو
مہرخ شکست خوردہ کو جاکر گھیرو سرداران قیدی اُسی بارگاہ مین سرنگون بیٹھے ہین زبانون مین
سب کی سوزن نگاہ حسرت سے اُس محفل کو دیکھ رہے ہین جہاندار بتاب خطاب کرتا ہی کہ ای باغبان
وغیرہ افراسیاب کی اطاعت کرو ورنہ سبکے سر کاٹ کر روانہ کردونگا اب مہرخ کا بھروسہ نہ کرو صبحکو
اُنکو بھی گرفتار کر لونگا بدون فتح نہ پلٹونگا یکایک لشکر مین ٹہڑ ہوا سب نے بڑھکر عرض کی
شہنشاہ طلسم ہوش ربا افراسیاب تشریف لاتے ہین جہاندار کھڑا ہو گیا تخت افراسیاب
آکے اُترا جہاندار نے سلام کیا افراسیاب نے جہاندار کو گلے سے لگالیا کہا بھائی تمنے بڑا کام کیا
کون کون سردار گرفتار ہوا جہاندار نے اشارہ کیا افراسیاب کوڑا پکڑ کر باغبان کیطرف دوڑا
کہا کیون نمکحرام بدانجام ہماری اطاعت سے منھ پھیرا ہمارے قوت بازو کے سحر کو دیکھا یہ سب ہمارے
بھائی بند ہین ہماری تباہی پر درد مند ہین بہتر یہ ہی کہ محبت مسلمانان سے ہاتھ اُٹھاؤ لاچین
بھی گرفتار ہو گئے اسد کی فکر ہو رہی ہی کہ صبح کو مہرخ کا خاتمہ ہو جائیگا جہاندار نے دیکھا افراسیاب
نے جو گھُڑکا باغبان و رعد وغیرہ قدمون پر گر پڑے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ خطا معاف
کیجیے ہم سامری و جمشید کو سجدہ کرینگے افراسیاب نے سبکی زبانون سے سوزن نکالا اسکو گلے سے لگایا

جہاندار نے خوش ہوکر اپنے سرداروں سے کہا دیکھو صاحبو یہ وہی سردار ہین جو ہمکو جواب سخت دیتے
تھے اپنے مالک کو دیکھکر راضی ہوگئے سبکو کرسیان ملین جہاندار دنگل پر بیٹھا افراسیاب کے لیے
تخت خالی کردیا جہاندار نے سب لڑائی کا ذکر کیا کہا حضور میرا سردار معمار قدرت زخمی ہوکر مہرخ
کے ساتھ بھاگ گیا مین نے قلعہ بناکر قیامت برپا کردی اسوقت حضور کیونکر تشریف لائے افراسیاب نے
کہا مینے اوراق مین سب معاملہ دیکھا جوش محبت مین تمہاری چلا آیا کتاب سامری مین دیکھا
کہ تمہارے لشکر پر کل صبح کو ایک بلائے عظیم نازل ہوگی تم گرفتار ہوجاؤگے جان بچنا مشکل ہوگی
مین خدمت مین ملکہ آفات کی گیا وہانسے انقاب سامری لایا کہ اسکی یہ صفت ہے کہ اسکو
پڑھکر شراب پر دم کرے پینے والے پر کوئی بلا نہ آئے سو برسکی عمر بڑھ جائے یہ سنکر جہاندار قدمونسے
لپٹ گیا کہا شہنشاہ مین نے بھی تو آپکے واسطے اپنا گھر بار چھوڑا کل جانبازی کرکے لڑا اپنا خون
خشک کردیا جب مہرخ وغیرہ نے شکست کھائی معمار کے ہاتھ سے زخمی ہوا برابر کا میری وہ ساحر
ہے میرے کمالات سے بخوبی ماہر ہے یہ کہکے حکم دیا جلد شراب لاؤ مٹکے شراب کے لاکر رکھے گئے
باغبان وغیرہ دنگلون پر بیٹھے ہین بحسرت افراسیاب کو دیکھ رہے ہین آپس مین اشارے ہین کہ خدا
انجام بخیر کرے ہمارے پیرومرشد کا کیا کلیجہ ہے اتنے بڑے بادشاہ اقلیم پر کس تیور سے
آئے ہین برق لامع بھی آمادہ بیٹھی ہے باغبان نے اشیاء سحر ہاتھ مین لیے ہین سرخمو
کا کل کھول چکی ہے جب مٹکا شراب کا لاکر رکھا گیا سب کمیدان رسالدار جمعدار دوڑے ہوے
اندر آئے کوئی اپنے بڈھے باپ کا ہاتھ تھامے ہوے عرض کرتا ہے اے شہنشاہ اپنے باپ کی زندگی
سے مجھکو بڑا آرام ہے پہلے اسکو جام پلایئے افراسیاب سب کو جھڑک رہا ہے کہتا ہے مین پہلے اپنے
بھائی کو پلاؤنگا جسکی وجہ سے مین نے فتح پائی جہاندار نہال غنچہ خاطر شگفتہ افراسیاب کے سامنے
فرش ہوا جاتا ہے سرداروں سے تعریف کررہا ہے میرے بھائی صاحب کو میرا بڑا خیال ہے سبکو کیا
مین شفقت کی وہ نعمت میرے واسطے لائے کہ کسیکو یہ نصیب نہوئی افراسیاب نے جام لبریز کیا جہاندار کو
دیا کہا لو بھائی پیو جام تو ہاتھ مین جہاندار کے دیا خود ٹہلنے لگا جہاندار نے جیسے ہی جام لبون سے
لگایا باغبان وغیرہ بھی ادھر دیکھ رہے ہین جیسے ہی جہاندار نے چاہا کہ لبون سے لگاؤن
شعلۂ آتش بھڑک کر گرا شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا شعلے سے آواز آئی اے

جہاندار لینا جیسے ہی شراب اڑی افراسیاب نقلی یعنی خواجہ عمرو ٹہل رہے تھے ایک ساحر برابر
بیٹھا تھا لپٹ کر اسکو خنجر مارا نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری ای سردارو بھاگو باغبان وغیرہ کو باتین
انکھ کا تل دکھا چکے تھے گیارہون سردار اپنی مقام سے اُٹھے اس ساحر کے مرنے سے اندھیرا
ہوا ان سبنے آگ برسائی جہاندار گھبرا گیا عمرو تو گلیم اوڑھکر بھاگا یہ سردار بھی لڑتے بھڑتے چلے
لشکر مین یکایک ہڑا ہوا باغبان نے کئی ہزار کو مارا برق لامع کڑک کر آئی کئی ہزار کے سر کاٹ کر چمکی
رعد نے چیخ ماری برق نے کئی سے کے سر کاٹے سرخ مو نے کاکل کھولدی اندھیرا ہوگیا اپنے اپنے سحر
سبنے کیے جہاندار دوڑا بیرون بارگاہ آکر دیکھا سردار لڑتے ہوے جاتے ہین عمرو کا تو نشان بھی نہین
تو گلیم اوڑھ کے اپنا تخت زبرجدی لیکر نکل گیا جہاندار نے باغبان کو ٹوکا پانچ سردار توڑ پھوڑ کر
نکل گئے باغبان و رعد و برق لامع و سرخ مو و ہلال سحر افگن و خورشید زرین سحر
فوج مین گھرے ہوے تھے جہاندار پہونچگیا للکارا باغبان پلٹ پڑا جہاندار نے جلدی مین
بیا خاک قبر جمشید کی کھولکر اُڑا دی چھوؤن سردار بیہوش ہوکر گرے جہاندار نے ان سب
کی زبانون مین سوزن دیا شمار جو کیا بارہ ہزار ساحر لشکر کے مرے غصے مین بوٹیان کاٹتا ہی کہتا ہے
یارو ساربان زادہ بلا کا عیار ہے ساحرون کو بھی مات کیا تخت کو ہوا پر اُڑاتا ہوا آیا لوگون نے کہا اسکے
پاس تخت زبرجدی ساختہ حکمایان اشراقیین موجود ہے اُسی کو اُڑاتا ہوا آتا ہے ہر شخص دھوکا کھاتا ہے
دوپہر سے شب تجاوز کر چکی تھی جہاندار اُسی وقت سوار ہوا کہا ابھی جاکر مہرخ کو مارونگا کل لشکر کو
لیکر چلا سرداران مقید کو ارابے پر ڈال لیا وہ پانچ سردار لشکر مہرخ مین جاکر پہونچے مہرخ سے
سب حال کہا کہ خواجہ نے بشکل افراسیاب عیاری کی ہم توڑکر نکل آئے چھ سردار پھنس گئے ہرکارون نے
یہ بھی خبر دی کہ جہاندار مع لشکر چل چکا معمار نے کہا آتا ہے تو آنے دو دوپہر لشکر جہاندار چلا صبح ہوتے
ایک صحرا مین ٹھہرا یکایک کان مین آواز گھنٹ و ناقوس کی آئی جہاندار نے پوچھا یہ باجا کہان
بج رہا ہے ساحر گئے خبر لیکر آئے عرض کی حضور اس صحرا مین ایک تالاب کہنہ ہے پانی برسات کا
اس مین بھرا رہتا ہے صبح کو گنوار جو اپنے گاؤن سے آئے تالاب کو دیکھا گرد تالاب کے صدہا
نخل سونے چاندی کے گلدستہ ہائے لطیف سیڑھیون پر چنے ہوے ہین درخت میوہ دار تالاب کا
پانی جوش مار رہا ہے ایک نہنگ تڑپ کر ظاہر ہوتا ہے آواز دیتا ہے منم خداوند نہنگ

جو گنوار قریب تالاب گیا خداوند نے آواز دی خداوند نہنگ نے خروج کیا تمام اہالیان دنیا کی
آبرو ہو گی خلقت آباد رعایا دلشاد مسلمانون نے اس ملک مین قدم رکھا سامری پرست و جمشید
پرست برباد ہو رہے ہین پس خداوند نہنگ کو منظور ہے کہ مسلمانون کو برباد کرین لات پرستون کو
آباد کرین جو گنوار جس مراد کیواسطے گیا مراد پوری ہو گی بیمارون نے صحت پائی بہت سے
گنوارون کو روپیے ملے خداوند نہنگ نے فرمایا تم محتاج ہو خداوند کو تمھاری فاقہ کشی
ناگوار ہوئی زیر نخل فلان جا کر کھودو پچاس روپئے ملین گے جسنے جا کر کھودا موافق حکم کے روپیہ بھی
پایا تمام اہالیان قریہ جمع ہین باجے بجا رہے ہین پھول ہار اسقدر چڑھے گرد تالاب کے انبار ہے
وہ درخت سونے چاندی کے جو رکھے ہین اگر انکو کوئی ہاتھ لگاتا ہے تو سر کٹ کر گر پڑتا ہے آواز
آتی ہے نخل قدرت کو ہاتھ نہ لگاؤ رعنائی و زیبائی کو نہ مٹاؤ فیض خداوند جاری ہے خداوند نہنگ
لاڈلے ہین آپکی آمد کی خبر دے چکے ہین فرمایا ہے ہمارا بندہ خاص نخاص آتا ہے تمام دنیا کا
اُسی کو بادشاہ کرین۔ افراسیاب نالائق ہے بہت غوطے کھائیگا مثل ماہی بے آب تڑپ
تڑپ کے مریگا یہ سُنکر اہالیان لشکر جہاندار دوڑے جہاندار بھی بڑھا قریب تالاب آ کر دیکھا ہزارہا گنوار جمع
ہین ڈھولک وغیرہ بج رہی ہے گرد تالاب ہزارہا نخل سونے چاندی کا رکھا ہے گلدستہ ہائے بینظیر
پھولون کی چمک رشک ماہ منیر ایسے گلدستے کبھی نگاہ سے نہین گذرے گنوار وجد مین بیٹھے جھوم رہے
ہین کوئی کہتا ہے مجھکو سو روپیے ملے کوئی کہتا ہے مین نے پچاس ہی پائے عورت مرد قریات سے چلے
آتے ہین کہ جہاندار نے دیکھا تالاب مین غرش ہوئی ایک نہنگ کلان تڑپ کر بلند ہوا اس طرح کی
آواز دی کہ زمین تھرا گئی آواز دی او جہاندار باغبان وغیرہ جو سردار تیرے پاس قید ہین جلد لا کر
حاضر کر قدرت مُنکو جہنم مین بھیجوا دین اُنکا زندہ رہنا اچھا نہین ہے چھوٹی قیدیون کو لا کر سیڑھی پر
کھڑا کر دو وہ شتگان عذاب اُٹھا لیجائینگے خاص جہنم مین پھینک دینگے جہاندار نے تھرا کر ایک
جادوگر کو حکم دیا چھوٹی سردارون کو کشان کشان لیجاؤ حکم خداوند نہنگ بجا لاؤ باغبان
وغیرہ کو جو لیکر چلے برق لامع تڑپ گئی باغبان تنہین کرتا ہے ہمین یہان قتل کرو وہان نہ لیجاؤ
بڑی قدرت نمائی تو یہ ظاہر ہوئی اہالیان قریات نے ہزارہا روپیے پائے بیمارون کی
چارپائیان رکھی ہوئی ہین مراد مند آتے ہین خداوند نہنگ دل کی بات بتاتے ہین کئی

اندھون نے صحت پائی سیڑھی پر جاکر بیٹھے دہن نہنگ سے ایک ہاتھ نکلا سلائی آنکھ مین پھیری ٹینٹ وپھلی بہ گئی جو نابینا تھا اُسکی آنکھین روشن ہوئین اُنکے اعتقاد بڑھے ہوے ہین خداوند نہنگ کو پکار رہے ہین خداوند نہنگ تالاب بھر مین ثنا وری کرتے پھرتے ہین بلغبان و رعد وبرق وبرق لامع وغیرہ کو ایک جادوگر نے لاکر آخر کی سیڑھی پر پہونچایا خداوند نہنگ ثنا وری کرتے ہوے قریب پہونچے وہ ساحر تو انکو چھوڑکر بھاگا نہنگ کے دہن سے دو ہاتھ پیدا ہوے ایک جال چھن چھن کر ان سردارون پر گرا چھوٹن سردار اُس مین لپیٹ کر غائب ہوے یہ ظاہر ہوا کہ نہنگ نگل گیا جہاندار کے ہوش پراگندہ ہوے آواز آئی جلد حاضر ہو او جہاندار قدمبوسی حاصل کر تجھکو تمام اقلیم کا بادشاہ کیا مابدولت تجھپر بہت مہربان ہین جاکر صرصر وغیرہ کو بھی گرفتار کریگا افراسیاب کی سلطنت پر بھی قبضہ کرنا بخوشی تجھکو خراج دیگا جہاندار ہاتھ جوڑے ہوے سیڑھیون کو طے کرتا ہوا کبھی گلدستون کو دیکھتا ہے درختہاے طلائی و نقرئی کبھی ایسے درخت نگاہ سے نہ گذرے تھے وجد کرتا ہے کہتا ہے خدائی خداوند نہنگ کی برحق ہے آواز آئی ابھی تو نے کیا دیکھا قدرت تجھکو بڑے بڑے تماشے دکھائینگے بہشت کی سیر کرائینگے جہاندار دست بستہ سجدہ کرتا ہوا آخر کی سیڑھی پر آیا سجدہ کرنے کو جھکا نہنگ نے قریب آکر وہی جال مارا جہاندار کو بھی منہ کھولکر نہنگ نگل گیا اہالیان فوج گھبرا کے پکارتے تھے یا خداوند نہنگ ہمارے افسر کو ہمین دیجیے آپ تو نہنگ لاڈلے ہین آواز آئی وہ بہشت کی سیر کر رہا ہے ایک ایک جام اب تالاب کا پیو عمر بڑھ جائیگی تمکو بھی سیر بہشت نظر آئیگی اب تو اہالیان لشکر دوڑے کوئی چلو سے پیتا ہے کوئی کٹورا لیکر دوڑا کوئی لوٹہ لیکر آیا آٹھ لاکھ آدمی ہمراہیان جہاندار جوش مین آکر پانی پر گرے جسنے پانی پیا وجد مین آکر ناچنے لگا کوئی لڑکھڑایا کوئی گرا کوئی اینچتا ہوا بھاگا کوئی پکارتا ہے مجھے خداوند نہنگ بلاتے ہین کوئی کہتا ہے بھائی ہم تو جاتے ہین کوئی کہتا ہے تالاب کا دریا بنگیا کوئی کہتا ہے پانی پینے سے کلیجہ چھن گیا کوئی کہتا ہے پانی پیکر آبرو پائی کوئی کہتا ہے سیر بہشت نظر آئی آٹھ لاکھ ساحرون مین ہنگامہ برپا ہے کیچڑ تک تالاب کی چاٹ گئے بڑھے گارہے ہین گنوار غل مچارہے ہین آٹھ لاکھ پانی پیکر بیہوش ہوے تالاب سے آواز آئی باشید اے کفارِ ان بیحیا و اے نابکاران پر دغا منم آفتاب عالمتاب آسمان عیاری و قطب فلک خنجر گذاری مہتر مہتران و بہتران سرہنگ سرہنگان لباطِ بلا و بنی آدم مولانائے معظم و مکرم

جامع الفضل والکرم دوندہ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
بیچ مین سے نہنگ کھلا اندر سے خواجہ پیدا ہوے چھوؤن سردار باغبان وغیرہ دست بستہ
ساتھ جہاندار کی زبان مین سوزن دیا ہوا مشکین بندھی ہوئین باغبان حیران ہو کر کہتا ہی کہ خواجہ
اتنا بڑا نہنگ کہانسے آیا عمرو نے کہا اے باغبان قدرت جب ساحر مشمش دریاے قلزم مین جاکر چھپا تھا
حمزہ نے کرور ہا روپیہ صرف کر دیا ترکیب سے مین نے یہ نہنگ بنایا اسی مین بیٹھکر جاکر ساحر مشمش کو
پکڑا تھا یہ درخت طلائی ونقرئی باغ زمرد شاہ باختری کے ہین کہ نقالنے باختر مین باغ بہشت
بنوایا تھا اسمین سبطرح کے درخت جواہرات تک کے آراستہ کرے تھے جب تو بیچیانے دعوی خدائی
کیا وہ باغ مین نے لوٹا تھا اے باغبان قدرت یہ درختہاے بہشت زمرد شاہ باختری ہین
عمر بھر اُس نے کدوکاوش کر کے وہ باغ بنایا جب صاحبقران نے مجھسے فرمایا کہ قلعہ باختر فتح
کرو تب ہمنے عہد لیا کہ باغ جنت الماوئی زمرد شاہ باختری مجھکو بخشد تجیے جب قلعہ فتح ہوا باغ
پر مین نے قبضہ کیا وہی سب درخت زنبیل کے اندر رکھ لیے تھے نہنگ مین خود بیٹھا درخت گرداگرد
چن دیے روپیے جا بجا دفن کر آیا تھا گنوارون کو تبا دیے آنکھون کا نسخہ یہ سرمہ سلیمانی تھا کل
عارضے آنکھون کے وہ سرمہ دفع کرتا ہی نابینا کو اچھا کیا ٹینٹ ٹھلیان بہادین جہاندار کو جال مین کھینچ
لیا لشکروالون کو عالم غشی مین گرفتار کروا یا ابھی چلکران سب سے سمجھتا ہون اگر اطاعت کی فبہا ورنہ سر کاٹ کے
پھینکدون گا لیکن یقین ہی ملک جہاندار شاہ اطاعت کرے پیشانی اسکی روشن ہے باغبان
در عدو برق و برق لامع و سرخ ہونے سب سردارون کی زبان مین سوزن دیا لاکھون کی
مشکین باندھین عمرو نے اکر بارگاہ مین جہاندار کو ایک ستون مین باندھ دیا سب سردارون کی
مشکین بندھی ہوئی آٹھ لاکھ ساحر زنجیر مین گرفتار اب عمرو جہاندار کے تخت پر بیٹھا خزانہ
اٹھا کر نذر زنبیل کر لیا باغبان وغیرہ آکر دنگلون پر بیٹھے جہاندار کو فیتلہ رفع بیہوشی دیا
چھینک آتے ہی آواز دی یا خداوند نہنگ تیرے صدقے عمرو نے آواز دی او جہاندار چشم خود وا کن
و حال خود را تماشا کن منم مہر سپہر عیاری نہنگ و مچھلی کیسی مین تجھکو دام عیاری مین گرفتار کر لایا
کل سردارون پر تیرے قبضہ کر لیا دیکھ سب بندھے کھڑے ہین ہدایت کرنا ہمارا کام ہے
دیکھ سرکشی کا یہ انجام ہے انشاء اللہ اسد نامدار ہوشربا فتح کریگا ان چارون اقلیمون

مین کوئی سامری پرست باقی نہ رہیگا اپنی عقبی درست کر مگر اعتقاد جسپر کر پروردگار وحدہ لاشریک
ہے صاحبان فہم و فراست کا یہ اعتقاد ٹھیک ہی اگر تجھکو بیہوشی مین قتل کر ڈالتا کون میرا ہاتھ
پکڑنیوالا تھا لگر میرے آقاے نامدار کا حکم ہے کسی بادشاہ عالیجاہ کو بیہوشی مین قتل نہ کرنا اسوجہ سے
ہدایت کی مین تیرے قتل سے عاجز نہین ہون مقام افسوس ہے کہ تجھ ایسا بادشاہ عالیجاہ یون مارا
جاے افراسیاب سے چلکر مقابلہ کرو سامری پرستونکی کتا. بون مین صاف صاف لکھا ہے کہ
اسد نامدار افراسیاب کا قاتل ہی انشاءاللہ وقت قریب آیا یہان تو خواجہ جہاندار کو سمجھا رہے
ہین چرند و پرند نے یہ خبر فرحت اثر جاکر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ خواجہ عمرو نے خداوند نہنگ بنکر جہاندار
کو مع آٹھ لاکھ جادوگرون کے گرفتار کر لیا ملکہ مہرخ خوشی خوشی تخت پر سوار ہوئین اُس وقت آکر
پہونچین کہ خواجہ جہاندار کو سمجھا رہے ہین آٹھ لاکھ جادوگر بندھے کھڑے ہین مہرخ نے آتے ہی
پاے تخت خواجہ عمرو کو بوسہ دیا ہاتھ آنکھون سے لگا لیے کہا خواجہ عیاری ان کرنا تمھارا ہی کام ہے کیا
مجال کوئی جواب دے سکے تمھاری ذات سے طلسم ہوش ربا فتح ہوگا مگر ابھی بڑی بڑی مشکلین
باقی ہین یہ کہکر مہرخ وغیرہ نے بھی جہاندار کو سمجھایا چند کلمات وحدانیت پروردگار مین و چند کلمے
مذمت کفر مین اس فصاحت و بلاغت سے بیان کیے کہ زنگ کفر آئینہ دل سے جہاندار کے دور ہوا
قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ خواجہ مین مطیع ہوتا ہون باغبان وغیرہ نے تردد بھی کیا کہ خواجہ سمجھکر
اسکی زبان سے سوزن نکالنا اگر بگڑ جائے گا تو پھر ہاتھ نہ آئیگا عمرو نے کہا نہین یہ دل سے مطیع ہوا مرتبہ
اسکا رفیع ہوا پیشانی روشن ہی یہ کہکر عمرو نے سوزن زبان سے جہاندار کے نکالا جہاندار شاہ قدمون سے
خواجہ کے لپٹ گیا کہا خواجہ مین تو اُسی دن سے تمھارا تابعدار ہوا جسدن سے تمنے بیابان گلریز
مین بلا تکلف داخلہ کیا اور معمار کو رہا کیا دل وجان سے مطیع اسلام ہوا شکر ہے کہ نیک انجام ہوا
مین بڑے جانبازی خدمت مین حاضر ہون انشاءاللہ مقابلہ افراسیاب مین چلکر قلعہ بناؤنگا سب
سامری پرستون کو توپ دم کردونگا مہرخ کے پایہ تخت کو بھی بوسہ دیا اپنے سردارون کو بھی
رہا کیا پکار کر آواز دی صاحبو مین نے دل وجان سے خواجہ کی اطاعت کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو
بصدق دل اطاعت کرے ورنہ میرے لشکر سے نکلجاے سب نے عرض کی حضور ہم آپکے تابعدار
ہین آپسے زیادہ سمجھدار نہین ہین جو آپنے مناسب جانا وہ ہمنے بھی بدل وجان قبول کیا چند ساحران

سیہ قلب تو نکل گئے باقی سب نے بصدق دل اطاعت کی اب صلاح یہ ہوئی کہ چلکر اسد نامدار سے ملین طلسم کشا کو لیکر طرف دریاے نیل کے چلین راہ مین صراط ہفت رنگ سے مقابلہ پڑیگا وہ بڑے زور شور سے لڑے گا لیکن اُستادان سخنور نے تحریر کیا ہے کہ خبر شکست لشکر مہرخ و فتح لشکر جہاندار کی جلاد جادو کو ہوئی جسکے قلعہ مین بہار و مخمور قید ہین اُس نے اپنے سردارون سے صلاح کر کے ایک نامہ بنام ملک جہاندار شاہ لکھا تھا کہ اے شہنشاہ بیابان گلریز بہار و مخمور میرے پاس قید ہین مین نے سُنا تمنے مہرخ کو شکست دی چند سردار بھی تمھارے پاس قید مین لہذا براہ مہربانی مخمور و بہار کو بھی ہمارے پاس سے لیتے جاؤ خدمت افراسیاب مین انکو پہونچاؤ وہ انپر عاشق ہے خواہ سمجھائے خواہ قتل کرے ہم اگر قتل کرین گے تو دامنگیر ہوگا یہ نامہ شتر سوار لیکر اسوقت آیا ہاتھ مین نامہ جہاندار کے دیا جہاندار نامہ پڑھکر شگفتہ ہوگیا کہا لو خواجہ مبارک ہو نخچۂ آرزو کھلا ملکہ بہار گلعذار کا اب نشان ملا مخمور بھی قلعہ جلاد مین قید ہے آپ لوگ مع لشکر اسی مقام پر ٹھہرین مین دس ہزار فوج لیکر جاتا ہون مارے توپون کے قلعہ جلاد کو اڑا دونگا نامرد کو سرکشی کی سزا دونگا ہرچند مہرخ و باغبان نے کہا ہم بھی چلین جہاندار نے کہا تکلیف کی کیا ضرورت ہے اُسی وقت جہاندار دس ہزار فوج لیکر سمت قلعہ جلاد چلا معمار بھی ہمراہ ہولیا مہرخ سے کہا اب میرا مالک آپکا شریک ہوا مجھے اسی کے ساتھ رہنا مناسب ہے ملکہ مہرخ نے کہا بسم اللہ یہان جلاد اپنے قلعہ مین ہے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی حضور جہاندار مسلمان ہوگیا دس ہزار فوج سے برائے رہائی بہار و مخمور آتا ہے یہ خبر سُنکر جلاد نے کہا جہاندار کی شامت آئی ہے میرے ہاتھ اُس کی قضا ہے یہ سرحد طلسم ہوشربا ہے یہ کہکر نفیر سحر بجائی تین لاکھ فوج جمع کر کے بیرون قلعہ آکر فروکش ہوا کہ صحرا سے گرد اُڑی معمار قدرت اٹالا بارگاہ جہاندار کا لیکر پہونچا جہاندار تخت پر سوار ہمراہ دس ہزار سواران جرار آکر فروکش ہوے جلاد نے اپنے سحر کے زور مین شب کو طبل جنگی بجوایا جہاندار کو خبر ہوئی اُسنے بھی حکم دیا بحول قوت الٰہی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے رات بھر دونون لشکرون مین تیاریان ہوئین بوقت سحر دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوے نقیبون نے نقابت کی جلاد جھومتا ہوا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنائے مرگ کی ہو نکلے جہاندار نے قصد کیا معمار قدمون سے لپٹ گیا کہا غلام کے سامنے

حضور نہ تکلیف فرمائین معمار میدان مین آیا جلاد سے سحر چلنے لگا معمار بلاے روزگار تڑ ئیان
فراسیاب کی جھیلے ہوے تیغہ برق تاب کھینچکر جا پڑا جلاد کو تیغہ سحر سے زخمی کیا تین لاکھ فوج
جلاد نے معمار پہ بلوہ کیا جہاندار نے جو دیکھا کہ میرا رفیق فوج جلاد مین گھر گیا تخت سے کود کر صحرا مین
آیا زمین پر دو ہتڑ مارا ایک برج کلان منکر تیار ہوا تو مین اُسمین لگی ہوئی ہین گولہ انداز ٹہل رہے
ہین جہاندار جست کرکے برج پر آیا ہوائی ہاتھ مین لیکر توپ فیر کی گولہ جا کر فوج جلاد پر پڑا فوج
مین قیامت برپا ہوئی کئی ہزار کے سر پھٹے اب تو جہاندار نے دم لینا مشکل کر دیا چٹکی پر توپ چلنے لگی
آگ برسادی اندھیرے مین معمار لڑتا ہوا قریب جلاد پہونچا جلاد نے تلوار کا وار کیا معمار نے
روک کر ہاتھ مارا جلاد کے دو ٹکڑے ہوے سنگباری برف باری کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام مین
جلاد جادو بود جہاندار نے دو لاکھ کو توپ کے منھ اُڑا دیا اب برج کو بڑھا کر قلعہ کے پاس چلا
معمار سے اشارہ کیا تم اندر قلعہ کے اپنے کو پہونچاؤ قید خانے سے بہار و مخمور کو چھوڑاؤ انپر کوئی زوال
نہ آنے پائے معمار سحر کرتا ہوا اندر قلعہ کے پہونچا قید خانے پر جا کر لڑا ساحران کو بھگایا مخمور و
بہار کو رہا کیا زبانون سے انکی سوزن نکالے یہ بھی دونون شاہزادیان لڑتی ہوئی نکلین فوج
جلاد مین چادر ہلنے لگی الامان الامان کی صدا بلند ہوئی جہاندار نے ہاتھ روک لیا جو توپ
گولے سے بچے وہ مطیع الاسلام ہوے قلعہ جلاد مین آکر قبضہ کیا مخمور و بہار کی رہائی سے
جہاندار کو بڑی خوشی ہوئی قلعہ مین گز و سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا جہاندار کو ملکہ
مخمور نے تخت پر سوار کیا کوچ کرکے طرف لشکر مہرخ کے چلے قضاے کار ملکہ مخمور نے جہاندار سے
ذکر کیا کہ ہمنے قید خانے مین سُنا تھا کہ صرصر نے ملکہ مہ جبین و لاچین کو عیاری کرکے پکڑ لیا
برآمدہ سحر پر قید کیا راہ مین وہ قصر ملے گا چلکر اپنے بادشاہ کو چھڑائین جہاندار راضی ہوا طرف
برآمدہ سحر کے یہ لشکر چلا جب اُس صحرا مین پہونچے مخمور نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک قفس آہنی مین
ملکہ مہ جبین ایک مین شہنشاہ لاچین سہ منزلے پر دونون پنجرے لٹکے ہین مخمور یہ دیکھکر
بیقرار ہو گئی ملکہ بہار سے پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم اور قیامت دیکھیے ہماری بادشاہ عالم
پناہ ملکہ مہ جبین عرش جاہ قفس مین مقید مین یہ کیا ستم ہوا ملکہ بہار نے دیکھتے ہی سر پیٹ لیا
مگر بہار و مخمور حیران ہین کہ یہ بزرگ کون شخص ہے ان لوگون کے زمانے مین شہنشاہ لاچین کی سلطنت

نہ تھی ملک جہاندار شاہ بھی ہُڑ بُڑ سنکر آیا کہا اے بہار تم ان مقدس کو نہین پہچانتین شہنشاہ لاچین خوش آئین یہی بزرگ ہین مہ جبین نے جو ملکہ بہار گلعذار کو دیکھا آواز دی خالہ اَمان صرصر ہمکو قید کرکے لائی گئی ہفتے ہوچکے کہ مبتلاے بلا ہین کسی نے ہماری خبر نہ لی نہین معلوم ہماری خبر شہزادہ والا قدر کو بھی پہونچی یا نہین اگر ہمارے وارث کو خبر ہوتی ضرور رہائی کو آتے چھوٹے نانا جان نے بھی ہمکو فراموش کیا شہنشاہ سابق کو بھی لاکر صرصر قید کرگئی بہار کا کلیجہ منھ کو آگیا شہنشاہ لاچین اشاروں سے منع کرتے ہین کہ خبر دار اس قصر پر آنے کا ارادہ نہ کرنا بہار کب مانتی ہے طاؤس زرین بال کو اڑایا گلدستہ اٹھاکر قصر پر مارا گلدستہ ٹھیا دیوار پر پڑا دیوار مین ایک روزن ہوا خشت نکلکر سر طاؤس بہار پر پڑی طاؤس کا سر پھٹ گیا انیٹو نکا مینھ بہار پر برسنے لگا چونہ اُڑکر دھوان بنا انیٹین مثل شعلے کے بہار پر گرر ہی ہین لاکھ بہار اپنے کو بچاتی ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہزار ہا آدمی مجھپر انیٹین مار رہے ہین بہار ایسی ساحرہ زبردست ان انیٹون کو توڑ کر اپنے کو بچاتی ہوئی اُس قصر پر جاکر جھکی سر جھکا کر گری جیسے ہی سائے مین قصر کے پہونچی قصر نے قصور نہ کیا دھوان نکلا بہار بیہوش ہوکر گری بیکار ہوگئی یہ معلوم ہوا گوشہ ہاے قصر سے کوئی نکلا بہار گلعذار عندلیب چمن حسن وخوبی کو قفس آہنی مین بند کرکے لٹکا دیا لٹکانے والا غائب ہوگیا مخمور کو تاب نہ آئی شہنشاہ لاچین کی زبان مین سوزن ہے ہاتھ سے منع کرتا ہی یہان نہ آؤ اپنے کو گرفتار بلا نہ کرو مخمور اب کب مانتی ہے پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ لاچین نام آپکا سنتے تھے صورت زیبا اسی مقام پر دیکھی قید مین زیارت ہوئی وہ ہمارے بادشاہ منظور نظر طلسم کشا آپ بادشاہ سابق طلسم بہار دوست وفادار اب تو واجب ہوا کہ آپ لوگون کو چھوڑا ئین یا ہم بھی مثل طائر وحشی قفس آہنی مین بند ہون یہ کہکر کنٹھا یاقوت احمر کا گلوے نازک سے اُتارا اُس قصر پر کھینچ مارا اور خود بلند ہوکر چلی کنٹھا جو پڑا مکان مین کئی روزن ہوگئے مخمور پر بھی اُسی طرح انیٹین برسنے لگین آخر مخمور بھی اُسی طرح جاکر قصر پر گری گر کر بیہوش ہوئی قفس مین کسی نے بند کرکے قفس لٹکا دیا جہاندار غصے مین کانپا پکار کر آواز دی او برآمدہ سحر مجھے نہین پہچانتا لطف یہ ہی کہ مکان سے مکان لڑے خشتہاے گلی سے فولاد کا گولہ لڑے کسی شعبدہ باز نے مکان بنایا ہے یہ کہکے تخت سے اُترا سامنے اُس قصر کے قلعہ کھینچا زمین پر لکیرین بنا ئین کھڑے ہوکر سحر کرنا شروع کیا تھوڑے

ہی عرصے مین قلعہ سر بفلک کشیدہ بلندی مین مقابل برآمدہ سحر بنکر طیار ہوا گولہ اندازون نے توپین
لگائین بارہ ہزار فوج جہاندار شاہ کی اُسی قلعہ مین آگئی اب جہاندار کرسی پر بیٹھا تو پونکی نیر کا حکم دیا
توپین چلنے لگین جو گولہ چلا مکان کو برباد کر نکل گیا اِدھر سے گولے اُدھر سے انٹین چل رہی ہین گولہ
جاکر بروج قصر کو ہلا دیتا ہے اُن خشتہاے گلی مین یہ قوت ہر کہ بروج قلعہ جہاندار شاہ گرنے لگے
ہزارہا بندگان خدا اُس مین پامال ہوے گولون نے قلعہ کے برآمدہ سحر کو جہانجھر کردیا کوئی مقام نہین ہے کہ جہان
گولے نہ پڑے ہون مکان گرتا نہین جو روزن ہوے خشتہاے گلی چلنے لگی اسقدر انٹین برسین کہ
قلعہ جہاندار شاہ کا گرا دو انٹین جہاندار شاہ پر گرین زخم سر مین آیا جسم مین گومڑے پڑگئے آخر مجبور
ہوکر قلعہ سے کودا بارگاہین خیمے سب اِسی مقام پر پڑے ہے جہاندار شاہا اہلیان لشکر نے فریاد کی اے شہریار
بندگان خدا کی مفت مین جان جاتی ہے سحر تاثیر نہین کرتا مجبور زخمی ہوکر جہاندار شاہ فوج کو لیکر پیچھے ہٹا
دو کوس تک لشکر پر انٹین پڑین دو کوس پر آکر صحرا مین لشکر جہاندار شاہ شکستہ وخستہ زخمدار و بیقرار
فروکش ہوا بدحواسی مین بارگاہین وغیرہ اُسی مقام پر چھوٹ گئین جان نثاران لشکر بمشکل تمام ایک
یا دو بارگاہین کھینچکر لائے جہاندار کہتا ہے یار و مقام غیرت ہے مین نے آکر حلاّد کو مارا قلعہ فتح کیا
مخمور و بہار کو رہا کرلیا ہاے میری آنکھون کے سامنے قید ہین اور مجھ سے کچھ نہین ہو سکتا آخر اسباب اُس مکان
مین بیٹھا ہونا چاہتا اپنی حقیقت کے موافق لڑتا غالب و مغلوب پروردگار کو اختیار ہے الانسان ضعیف البنیان
ہر کام مین مجبور و ناچار ہے جوش جرات مین معمار اُٹھا کہا اے شہنشاہ ملکہ مہ جبین کو قید مین دیکھکر کلیجہ
پھٹتا ہے غلام بھی جاکر اپنا حوصلہ نکالے یا تو مین بھی اُنکے ساتھ قید ہو جاؤن یا مہ جبین کو
قفس سے نکال لاؤن اسد نامدار کو کیا روی سیاہ دکھاؤنگا جہاندار شاہ نے کہا اے معمار مین نے
کوئی بات اُٹھا نہین رکھی ہزارہا بندگان خدا میرے لشکر کے مارے گئے کیسی ذلت کی بات ہی معمار نے
تمنا پر پرواز پیدا کرکے اُڑا آسمان پر جاکر اِس خیال مین چمکا کہ اُسی مکان مین اُترون مہ جبین کا
قفس لے اُڑون جہاندار نے دور سے دیکھا معمار سر جھکا کر بڑے زور وشور سے چھت پر اُس مکان
کی گرا کڑیان توڑین جب زمین پر پہونچا ایک دھوان نکلا معمار بھی زخمی ہوکر گرا کسی نے قفس مین
بند کرکے لٹکا دیا چند لوگ جو بدحواس ہوکر یہان سے بھاگے لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم مین پہونچے تمام
کیفیت بیان کی یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے لشکر تیار کیا طرف برآمدہ سحر کے چلین جہاندار شاہ تو دو

کوس ہٹا ہوا فروکش ہے برائے معمار وغیرہ بیقرار اشکبار ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ مین بھی جا پڑون اور اپنے کو گرفتار کرا دون جہاندار شاہ دل مین کہتا ہے بڑی بدنامی ہے زینت بھی قید ہوا مخمور و بہار جاکر پھنسی ہین اس معرکہ کو کیونکر آنکھون سے دیکھون ساتھ والون نے دامن نہ چھوڑا بہر نوع جہاندار شاہ ایک گوشہ صحرا مین حیران و پریشان فروکش ہے ملکہ مہرخ لشکر لیکر آتی ہین یہ بھی واضح ہو کہ ملکہ بران شمشیر زن نے باغ نگارین مین بیٹھے بیٹھے گھبرا کر مجلس سے کہا کچھ احوال لشکر مہرخ نہ معلوم ہوا یہ خبر ملی تھی کہ ملکہ مہ جبین کو کوئی گرفتار کر لے گیا پھر کچھ کیفیت نہ ظاہر ہوئی کہ مہرخ وغیرہ نے کیا کیا مجلس نے آنکھین بند کین انگلیون پر کچھ شمار کیا بعد عرصۂ دراز گھبرا کر آنکھین کھولین کہا مادر مہربان غضب ہوا برآمدہ سحر مین مہ جبین قید ہین اب تو کئی مرد اور کئی عورتین معلوم ہوتی ہین مین جاکر چھڑاتی ہون یہ کہکر مجلس چلی ملکہ بران ہان ہان کہتی ہوئی ہنس پر سوار ہوئین پکار کر فرماتی ہین اری او چھوکری مجھے تو سمجھا دے مرد کیسے عورتین کون کسقدر نگہبان گرد ہین ویسا سامان کر کے چلین مجلس نے کچھ جواب نہ دیا عقب مین ملکہ بران بھی یکہ و تنہا چلین مجلس تو ڈوب گئی ہے آسمان مین مٹی کے کھلونے ہاتھ مین ملکہ بران اختر مروارید ہاتھ مین لیے ہوئے ہنس پر سوار مجلس کو دیکھتی ہوئی چلی آتی ہین لشکر مہرخ راہ مین ہے ان سبکا ذکر وقت پر بیان کیا جائے گا

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مکر کرنا توسن کا جس فکر مین ہمیشہ سے تھا اسد و بدیع کو لگا کر لیجانا طرف برآمدہ سحر کی اور گرفتار کرنا اسد و بدیع و مراد شاہ کو و جھگڑا کرنا ناصر غام کا و عیاری مہتر قران و ذکر قتل توسن و افلاک اوج سحر و رہائی مہ جبین وغیرہ و دیگر حالات متعلق داستان ہذا خمسہ

عیسیٔ مریم یہان اعجاز دکھلائین گے کیا — زندگی کافور ہے مرہم سے پھل پائینگے کیا
رشتۂ جان ہی نہین پھر زخم سلوائین گے کیا — دوست غمخواری مین میری سعی فرمائین گے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائین گے کیا

لی ضمانت گو عسس نے ہمسے مانا یون سہی — شہر کے حاکم نے بھی پہرے مین رکھا یون سہی
خیر قاضی نے جو لکھوایا مچلکا یون سہی — گو کیا ناصح نے ہمکو قید اچھا یون سہی
یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جائین گے کیا

دین و ایمان ترک ہو پر ترکِ الفت ہو نہ آہ
مین جہاندیدہ ہون کچھ نادان نہین دل ہی گواہ
عشق کی تدریس رہتی ہے یہان شام و پگاہ
حضرت ناصح جو آوین دیدہ و دل فرش راہ
کوئی مجھکو یہ تو سمجھاوے کہ سمجھائین گے کیا

خون دل حسرت مین جانبازی کی اب کھاتا ہون مین
سر بکف تکبیر خوان عقل اپنی دوڑاتا ہون مین
دم الجھتا ہے مرے سینہ مین گھبراتا ہون مین
آج وان تیغ و کفن باندھے ہوے جاتا ہون مین
عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لائین گے کیا

دہر کے غم سے نہین فارغ ہے گو ہر نیک و بد
ہے غم عشق اسقدر عنقا کہ اللہ الصمد
پر غم خوبان مین اب کچھ بھی نہین ہے جد و کد
ہے اب اس معمورہ مین قحط غم الفت اسد
ہمنے یہ مانا کہ دلی مین رہین کھائین گے کیا

جوہریان مضامین گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذیہوش کرتے ہین کہ جس روز سے شہنشاہ لاچین کو صرصر چہرا لیگئی توسن اسی فکر مین ہے کہ طلسم کشا کو مثاؤن ناہید و بادبان و ضرغام باتون مین ٹالدیتے ہین توسن کا رنگ نہین جمتا ایک دن اس نے بیقرار ہوکر کہا اے توسن جادو تمسے آج تک کوئی مطلب نہ نکلا اتنا ہمکو دریافت ہو جاے کہ شہنشاہ لاچین دریاے آتش مین قید ہین ہم اپنے کو آگ کے دریا مین گرا دین یا انکو چھوڑائین یا اپنی جان دین حسرت پر لاچین کی کلیجہ پھٹتا ہے بائیس ۲۲ برس کے بعد انسے قید سے رہائی پائی ایسا نہو افراسیاب اسکو قتل کرڈالے نجومی یہ بھی کہتے ہین کہ بدون اعانت شہنشاہ لاچین فتح طلسم ہوش ربا غیر ممکن ہے توسن نے دست بستہ عرض کی ایک مقام تو غلام کے خیال مین ہے اس مقام کو مقام مستجاب الدعوات کہتے ہین جو وہان جاکر دعا کرے شخص غائب کا حال دریافت ہوتا ہے حضور چلکر وہان عبادت کرین یا تو خواب مین بشارت ہوگی یا راہ مین وہ مقام ملے گا یہ غیر ممکن ہے کہ حضور لاچین کو نہ دیکھین غلام کوشش کرکے رہا کردیگا اسد نامدار رضامند ہوئے توسن نے تو کہا تھا کہ یکہ و تنہا چلیے بدیع الزمان نے کہا مین تنہا نجانے دون گا توسن نے کہا کسی ساحر کا وہان کام نہین ہے ضرغام نے کہا بدیع الزمان انکے ماموجان ہین یہ غلام انکا بھی ضرور چلے گا توسن نے کہا کیا مضایقہ دن بھر یہی صلاح رہی پہر دن رہے اسد نے بدیع و مراد شاہ نے کہا مین دامن دولت نچھوڑونگا مین بھی تو غیر ساحر ہون ناہید و بادبان

بہت تڑپتے ہین اسد نے کہا صاحبو اس مین کیا نقصان ہے خواہ از روے بشارت خواہ بدیگر صورت مقام
قید لاچین دریافت ہوگا تم سبکو ساتھ لیکر لشکر کشی کرینگے توسن ایسی خوشامد سے پیش آیا
ناہید و بادبان ناچار ہو گیئن توسن اسد و بدیع و مرادشاہ و ضرغام کو ساتھ لیکر چلا
پہر رات گئے ایک صحرا مین لاکر پہونچایا صحراے سبزہ زار تھا دامن کوہ مین زیر نخل کہا یہی مقام
عبادت ہے حضور بیٹھکر دعا کرین ضرور بشارت ہوگی اسد سجادہ بچھا کر بیٹھے بدیع و مرادشاہ
و ضرغام تلوارین کھینچکر گرد آ گئے توسن حیران ہے یہ تین ظالم جاگتے ہین پلک نہین جھپکاتے
ہین طلسم کشا پر کیونکر ہاتھ ڈالون اگرچہ بھی لعل سخندان کا اسد کے بازو پر ہے سحر تاثیر نہ کریگا اسد نے
رات بھر عبادت کی توسن کا پنجہ قابض نہوا ستارۂ سحری چمکا صبح ہوئی اسد نے کہا اے توسن
مین نے کچھ خواب وغیرہ نہین دیکھا عرض کی حضور یہ عبادت خالی نجائیگی ضرور مقام قید لاچین کا پتہ ملے گا
اب صبح کو اسد و بدیع و مرادشاہ و ضرغام شیردل کو توسن لگا کر سمت برآمدہ سحر لے چلا
اسکو معلوم ہے کہ لاچین وہین قید ہے ایک درۂ کوہ مین سے ہوکر نکلا رسم دراہ سے یہان کی یہ
گمراہ بخوبی آگاہ ہے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ دیکھیے دعا قبول ہوئی وہ سامنے قصر ہے شہنشاہ
لاچین و ملکۂ مہ جبین و بہار و مخمور و معمار قدرت قید ہین غلام نے جو عرض کیا
تھا اسکا ظہور ہوا شکر ہے کہ بندگان عالی کو سرور ہوا اسد نے جو دیکھا حقیقت مین تین منزل
پر ایک مکان عالیشان ہے اسقدر اسمین گولے پڑے ہین کہ ہزارہا روزن ہین مثل
غربال کے مشبک ہے اسکے درجۂ آخر مین ملکہ مہ جبین الماس پوش و شہنشاہ لاچین و معمار
قدرت و مخمور و بہار قفس آہنی مین سرنگون مقید ہین اسد نے گھبرا کر کہا اے توسن اب کیا
کیا جاے مکان انتہا کا بلند و مرتفع ہے وہانتک کیونکر پہونچین توسن نے کہا آج غلام کی کارگزاری
دیکھیے توسن میرا نام ہے آج یگدھر بیان کرون گا طرارے بھرونگا سبزۂ فلک کو پامال کرون گا
خاص تھان پر جا کر ٹھہرون گا حضور میری پشت پر سوار ہون مین سحر کرکے اڑون حضور یہ برآمدہ
سحر ہو قید لگی ہوئی ہے کہ طلسم کشا اپنے ہاتھ سے قفسہاے مقیدان کم تارے غلام اس سے زیادہ
بلند ہو سکتا ہی قفس تک میرا ہاتھ نہ پہونچے گا آپ طلسم کشا صاحب شوکت ہین آپکی ذات سے
ظہور برکت ہوگا اسد ملکہ مہ جبین کو دیکھکر بے قرار ہو گیا مہ جبین نے جو بجگاہ کو وہان دیکھا

آنکھون سے اشک حسرت دونون کے جاری ہوے مہ جبین نے پکار کر آواز دی۔
اے حضور نے ہمکو بالکل فراموش کیا خبر ہماری نہ لی **نظم**

رفت برباد اگر خدمت دیرینۂ ما
داغ بر شعلہ کشد آتش غم سینۂ ما
درد بستان الم یکنفس آزادی نیست
زنگ ظلمت نرود از رخ آئینۂ ما
برکشا دیدہ ہمت کہ بصدر مخفے

خید در سینہ توان داشت گر کینۂ ما
لبسکہ بے بہرہ ز آسایش بزم طربم
روز شنبہ بود اندر شب آدینۂ ما
با چنین مفلسی از کوتہی ہمت ما
بہ بود ز اطلس فتنہ خرقہ پشمینۂ ما

دود آہ دل ما بیزہ کند چشم فلک
نشہ امسال دہد بادۂ دیرینۂ ما
نیزہ نجتیم بنوعے کہ صیقل ہرگز
سر بمہر ست ہنوز این در گنجینۂ ما

بیقرار ہوکر یہ اشعار جو مہ جبین
الماس پوش نے پڑھے اسد نے بیقرار ہوکر جواب دیا اے شہنشاہ خوبی اے غنچۂ گلزار محبوبی ہم آٹھ
پہر تمھارے واسطے تڑپتے ہین قلب پر ہجوم غم و ملال ہے تمھاری جدائی مین یہ حال ہے **نظم**

دوبچا فراق مین جو کبھی نالہ ہو گیا
جام شراب ہونٹھ کا تبخالہ ہو گیا
ظاہر ہوی بات یا ہے عاشق کی سوز دل
ہر گرد باد شعلۂ جوالہ ہو گیا
پہچانتے نہین مجھے احباب ہجر مین
سوز الم سے آگ کا پرکالہ ہو گیا

گردون مثال شعلہ جوالہ ہو گیا
اپنا جو ابھی ہو تو وہ چھالا ہی فرق پر
نکلا جو منھ سے کوئی سخن نالہ ہو گیا
بستر کو سوز جسم سے پھونکا شب فراق
ایسا گھلا کہ مردہ صد سالہ ہو گیا

چھالے زبان کے قطرہ مے ہجر مین بنے
پھر دل ضعیف عصا نالہ ہو گیا
صحرا مین میری گرم روی کا اثر ہے یہ
تکیہ پر دونکا آگ کا پرکالہ ہو گیا
شعلہ بنا ہوا ہے سراپا جلال زار

عاشق و معشوق نے اشارون مین راز دل کہے دونون کی آنکھون سے
آنسو جاری ترقی پر بیقراری اسد نے کہا اے **توسن** مجھے جلد لیجلو **توسن** نے کہا اے شہریار آپکے بازو پر
ملکہ لعل سنجیدان کا اکہ ہے اُسکے عکس سے سحر بھول جاؤنگا گر پڑون گا میرے اور آپ کے دونون کے
اعضا شکست ہونگے یہ اکہ اپنے ماموں جان **بدیع الزمان** کو دیدیجیے **اسد** بیقرار تھے **ضرغام**
اشارے کرتا ہے قفس ہاے آہنی سے **لاچین** بھی منع کرتا ہے **اسد** انتہا کے مبہوت ہو گئے
معشوق وفادار کو قید مین دیکھا اکہ بازو سے کھولکر **بدیع** کو دیا ہرچند **ضرغام** اشارون مین
منع کرتا ہے کہ حضور سراسر دام فریب ہے غلام کا دل ناشکیب ہے آپ نجایئے **اسد** نے جواب
بھی نہ دیا **توسن** پر سواری گانٹھی اس نے خوشی خوشی اپنے اوپر **اسد** کو سوار کیا **بدیع الزمان**
وغیرہ دیکھ رہے ہین کہ اُن مکانات مین **توسن** جاکر غائب ہوا نہین معلوم **اسد** کو

ںان چھپادیا خود گھبرایا ہوا بعد چند ساعت کے آیا کہا اے شہر یار اسد نامدار اپنے ماموں جان کو
لاتے ہیں قید ہے کہ طلسم کشا کے عزیز بھی ساتھ ہوں تب قفس اُتر بن بدیع الزمان نے
طرف ضرغام کے دیکھا ضرغام نے کہا جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا بسم اللہ آپ بھی تشریف
لیجائیے یہ تو کھلا ہوا مکر ہے توسن نے کہا اے ضرغام تمکو ناحق کا خیال ہے میں جانبازی کر رہا
ہوں میرا نام ہو میری بی بی اور دختر تو خیر خواہ کہلاتی ہیں اُنکو چھوڑ کر کہاں جاؤں گا خود اسد نے فرمایا
ہے کہ ماموں جان کو لاؤ اگر مراد شاہ کے سپرد نہ کیجیے میں کیا کروں گا میں اگر تو نہیں مانگتا بدیع الزمان
بھی جوش محبت اسد سے دیوانے ہو گئے سیدھے سپاہی ضرغام کو جھٹک دیا اگر بازو پر سے کھو لکر
مراد شاہ کے حوالے کیا توسن نے بدیع الزمان کو بھی تشتیت پر سوار کیا سحر کرتا ہوا خوشی خوشی
لیگیا انھیں مکانوں میں جا کر غائب ہوا نہیں معلوم بدیع الزمان کو کہاں جا کر چھپایا ایک بہت ہی
گھبرایا ہوا آیا کہا اے مراد شاہ تم بھی چلو ضرورت ہے کہ ایک رفیق بھی ہونا واجب و لازم ہے تم ایسا رفیق
کون ہے اسد و بدیع نے فرمایا ہے مراد شاہ کو بلاؤ تمھارے ہاتھ سے ہتھکڑیاں بیڑیاں
کٹینگی اگر بڑے چند ساعت ضرغام کو دید و مراد شاہ نے اگر خوشی خوشی اپنے بازو سے کھولا
ضرغام کو دیا مراد شاہ اس بات پر نہال ہیں کہ رفیق طلسم کشا قرار پایا میرے ہاتھ سے معشوقۂ شہر یار
کی رہائی ہو سب میں نیک نام ہو جاؤں گا مراد شاہ کو بھی توسن نے لیا ضرغام نے اگر اپنی کمر
میں رکھا کف افسوس ملتا ہے جی میں کہتا ہے اے ضرغام کھلی ہوئی عیاری ہے گویا سفر شہر خاموشاں
در پیش ہے انتہا کا پس و پیش ہے جسکو بھیجا لیگیا واپس نہ لایا نیا فقرہ بنا کے لایا اب دیکھو کیا
ہوتا ہے سب قید ہوے دل سے یہ باتیں کر رہا ہے کہ توسن گھبرایا ہوا آیا کہا ضرغام چلو تمھیں بھی آقا بلاتے
ہیں تم تو خسرو اعظم ہو فرزند خواجہ محترم ہو تمھارے ہاتھ سے سب رہائی پائینگے اسد بدیع
و مراد شاہ انتظار کر رہے ہیں تمھارے پہونچتے ہی سب رہا ہونگے صرف تمھارے پہونچنے کی
دیر ہے ضرغام تو بخوبی سوچ چکا ہے کہ یہ سراسر مکر ہے دو قدم پیچھے ہٹا کہا اے توسن تجھ ایسے
ٹٹوے کے مکر میں وہی لوگ پھنسے میں ایسے فقرے تمکو کب مانتا ہوں خیر شکر ہے اگر تو میرے پاس
موجود ہی ہے ہرگز تجھے نہ دونگا اب تو توسن نے قہقہہ مارا کہا اے ضرغام میں اسد و بدیع و مراد شاہ
کو قید کر آیا اب تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا یہ کہکے ضرغام پر سحر کیا ضرغام نے اگر چمکا . با

سحر باطل ہو گیا بہت سے توسن نے ایسے سحر کیے جب ضرغام آلہ چمکا دیتا ہے سحر اسکا باطل ہو جاتا ہے
توسن حیران ہے کہ کیا کرون ضرغام کے سامنے ساری طراری بھر نا بھولا منہ زور زبان نہ چلین
توسن ایسا ساحر شب کور کہنہ لنگ اپنی زندگی سے تنگ حیران ہے کہ کیونکر آلہ کو ضرغام
سے لے لون ضرغام اس فکر مین ہے کہ مین انکی گردن ناپون اس بیحیا نے میرے آقا کو
پھنسایا قبلہ و کعبہ فرمائین گے کیون ضرغام اسد کو گرفتار کرا دیا تم سے کچھ نہ ہو سکا یہ کیونکر
سمجھاؤن گا کہ میری بات نہ مانی ہر چند سمجھایا آخر تقدیر کا لکھا پیش آیا لڑتے لڑتے توسن جب سحر سے عاجز
ہوا تلوار کھینچکر جھپٹا ضرغام پر وار کیا ضرغام نے پیترہ بدلکر تلوار خالی دی جھپٹ کر حباب بیہوشی
مارا توسن کے منہ پر پڑا توسن گر کر بیہوش ہوا ضرغام نے چاہا سر کاٹ لون افلاک
اوج سحر حاکم برآمدہ سحر اپنے قصر مین رہتا ہے مگر یہان کی خبر دمبدم ملتی ہے یکا یک اسکو خبر
ملی پیرون نے آکر عرض کی تین کس برآمدہ پر قید ہوئے ہین دو شخص صحرا مین لڑ رہے ہین
افلاک گھبرایا اٹھا چند خدمتگار ہمراہ لیے اسوقت پہونچا کہ ضرغام توسن کو بیہوش
کر چکا تھا چاہتا تھا کہ سر کاٹے افلاک نے توسن کو پہچانا عیار کو آواز دی خبردار یہ کیا کرتا ہے
ضرغام رکا افلاک مع خدمتگارون کے دوڑ پڑا چہار سمت سے گھیر کر ضرغام کو پکڑ لیا
توسن کو ہوشیار کیا توسن تو آگاہ تھا اس نے اٹھتے ہی کمر سے ضرغام کی آلہ لے لیا
ضرغام کو توسحر کر کے بالائے قصر پہونچایا اب افلاک اوج سحر نے حال پوچھا توسن نے تمام کیفیت
بیان کی کہ مین نے طلسم کشا و بدیع الزمان و مراد شاہ کو پھنسایا اس عیار پر بسبب آلہ کے
سحر تاثیر نہ کرتا تھا بے مثل تحفہ ہے افلاک مشتاق ہوا کہا ای توسن آلہ مجھے دو توسن جلدی سے
گھوڑے پر سوار ہو اکہا اے افلاک یہ تحفہ نایاب مین نہ دونگا مین اسکے واسطے لشکر مین طلسم کشا
کے مطیع ہو کر رہا اتنا بڑا کام کیا طلسم کشا کو لا کر پھنسایا اب تم اس کی نگہبانی کرو مین جا کے
افراسیاب کو خبر کرتا ہون اسی کی وجہ سے طلسم کشا پر سحر تاثیر نہ کرتا تھا شاہزادی ہیجرہ
پنجہ مے عاشق ہو کر یہ آلہ اسد کو دیا تھا یہ قصہ جو توسن نے بیان کیا اور گھوڑے کو بڑھایا
کہ نکل جاؤن افلاک اوج سحر بھی گھوڑے پر سوار ہوا کہا او توسن ہرگز جانے نہ دونگا
اب ملحوظ خواطر ناظرین والا تمکین یہ ہے کہ آگے آگے توسن بھاگا ہوا جاتا ہے تعاقب مین افلاک اوج سحر

للکارتا ہوا کہ او بیحیا اکہ مجھے دیدے توسن نے پلٹ کر جواب دیا کیون قضا آئی ہے ایسا تحفہ نایاب مجھے دستیاب ہوا مین ہرگز تجھکو نہ دونگا یہ دونون آپس مین لڑتے بھڑتے وہانسے نکل گئے جب افلاک سحر کرتا ہے توسن اکہ دکھا کے باطل کر دیتا ہے افلاک کا پنجہ نہین قابض ہوتا لیکن چند ساحر جو بھاگ کر خدمت مین ملکہ مہرخ کے پہونچے تھے انھون نے حال بربادی لشکر جہاندار شاہ بیان کیا قید مہ جبین کا نشان دیا ملکہ مہرخ فوراً سوار ہوئین ہر ایک کا یہی قصد ہے کہ جاکر اپنے مالک کو رہا کرین سرداران نامی مثل باغبان قدرت و سرخمو و ہلال و خورشید و شکیل وغیرہ چالیس سرداران زبردست طاؤسان زرین بال پر سوار ہوے سحر کرکے بلند ہوے یہ تو خبر پا چکے کہ منزلے پر قید ہین ہر ایک ساحر یہی چاہتا ہے کہ ہم جاکر برآمدے کو پامال کرین اپنے مالک کو چھوڑائین اول ملکہ ہلال سحر افگن برآمدے پر آکر چمکی دیکھا اسد نامدار مہ جبین عالی وقار بدیع الزمان گرد لشکر اچین تیغزن وغیرہ سب قفس ہاے آہنی مین بند مثل ماہی بے آب پھڑک رہے ہین ہلال سحر کرکے گری برآمدے مین آکر پھنسی اسکو بھی کسی نے قفس مین بند کرکے پھنسا دیا طریقے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ لوگ بھی مخفی اس برآمدے مین موجود ہین جو جاکر بیہوش ہوا اسکو قفس مین بند کیا چھت مین لٹکا دیا ملک جہاندار شاہ بھی ساری فوج لیکر سامنے برآمدے کے آکر ٹھہرا ہے ہلال آکر گری قید ہوئی جہاندار شاہ بھی قصد کر رہا ہے کہ مین بھی اپنے سحر کا امتحان کرون گولے مارون قصر کو گرادون اس جرأت مین قصور نہ کرون ناگاہ صحرا سے گرد اڑی جہاندار نے دیکھا ملکہ مہرخ مع فوج بیشمار آکر پہونچی جہاندار شاہ نے بڑھکر استقبال کیا مہرخ سے سب حال بیان کیا کہ میرے قلعے کو اس قصر نے توڑا بہار و مخمور و معمار پھنسے ہین زخمی ہوکر ہٹ گیا تھا اب لشکر مہرخ و جہاندار جا ہوا کھڑا ہے کہ سرخ موئی کا کل کشا آکر کڑکی جہاندار نے آواز دی اے سرخ مو کیا کرتی ہو ابھی ہلال سحر افگن انگشت نما ہو چکی ہے سرخ مو نے لاکھون ساحر کھڑے دیکھے جوش محبت طلسم کشا مین قصر پر آکر لہرائی جیسے ہی قصر پر گری بیہوش ہوگئی گوشے سے چند زنگی نکلے قفس آہنی لیے ہوے سرخ مو کو گرفتار کرکے بند کیا مہرخ و جہاندار حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ باغبان قدرت آسمان پر چمکا اسد کو قفس مین دیکھ کر بدحواس ہو گیا گی گنبد سحر کرکے

مارے مکان کے روزنون سے باغبان پرانٹیین برسین جھلا کے تیغہ کھینچا قصر پر گرا گرتے ہی
بے ہوش ہو گیا زنگیون نے انکی بھی گردن لی مہرخ دیکھ رہی ہین کہ آسمان پر تا نتا بندھا ہے
باغبان کڑک کر گرا خورشید زرین سحر آکر چمکا قصر پر گرا اور نعرہ ہوا منم شکیل بعید مل منم ملکہ
ماران زمین کن منم ملکہ اسرار جادو مہرخ پیٹ رہی ہے ارے یارو میرے پاس آو صلاح کر کے
کام کرو دیکھو کتنے سردار پھنس گئے مہرخ کو کوئی جواب بھی نہین دیتا اسد مہ جبین کو دیکھا
اور جا پڑے ان ساحران مذکور نے بڑے بڑے سحر کیے ساٹھ ستر ہزار سردار اسی بلائے مذکور مین
پھنسے تا نتا موقوف نہین ہوتا قضائے کار مجلس و بران جو چلی ققنس ہنس پر سوار آ گئے
مجلس نامدار مجلس نے جو آ کر یہ قیامت دیکھی کہ برآمدہ سحر مین سو سردار قید مین جان لشکر روح روان
لشکر باغبان و بہار و معمار وغیرہ یہ لوگ سب قید ہین مجلس کا کلیجہ منھ کو آیا بران تو منع
کرتی ہوئی آتی ہین کہ او مجلس ٹھہر جا بڑے بڑے ساحر پھنس چکے ہین ہم سمجھ کے سحر کرین گے
کیا تو بہار و باغبان و مخمور سے زیادہ ہے مجلس نے پلٹ کر جواب دیا مادر مہربان ٹھہریئے مین
ابھی سبکو چھڑائے لیتی ہون مکان نگوڑا کیا رو کے گا یہ کہکے قصر پر جھپکی سر جھکا کر اس زور سے
گری دیوار و تنگو ٹکڑون سے توڑتی ہوئی جس کمرے مین سب قید تھے اسکی چھت پر آ کر ٹکر ماری
چھت شق ہوئی مجلس کا نصف جسم چھت کے باہر نصف چھت کے اندر پھنسکر رہگئی ٹانگین تھرتھرانے
لگین مصیبت مین آواز دی مادر مہربان میری ہڈیان ٹوٹی جاتی ہین بران نے جو مجلس کا
یہ حال پر ملال دیکھا کلیجہ پھٹ گیا یقین ہوا مجلس کا پھڑک کے دم نکلجائے گا اخترمردار یدجوڑے
سے نکالا خوب سحر اختر پر پڑھے ہنس کو بڑھایا بران تو برآمدے پر جاتی ہین اب حال اس بدمآل
توسن جادو کا سنیے توسن آگے بھاگا ہوا جاتا ہے افلاک اوج سحر تعاقب مین جب افلاک سحر
کرتا ہے توسن اکہ جھمکا کے سحر مٹا دیتا ہے افلاک انتہا کا زبردست ہے گھوڑے سے کود کر ہاتھ تلوار کا
مارا توسن کا گھوڑا مارا گیا توسن پیدل ہوا افلاک نے جیسے ہی ہاتھ مارا توسن نے اکہ جھمکا دیا
افلاک کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا سحر بھولا ادہر سے توسن نے خبردار کہکے ہاتھ مارا
افلاک کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر بران نے جھپٹ کر لبعد کر فراختر مردار یدمارا یہ برآمدہ سحر تو
افلاک کے متعلق تھا افلاک مرا قصر گرا ہلڑ ہوا بران نے اختر مار کر قصر توڑا اب قفس ہائے آہنی

سرداران نامی کے چھت سے چھوٹے چیخ مارتے ہوئے طرف زمین کے چلے مجلس نے بھی رہائی پائی مجلس
نے گرتے گرتے مہ جبین کو رد کا قفس بھی شکست ہو گئے تھے ادھر سے مہرخ جہاندار
سحر کر کے بلند ہوئے ہزاروں لاکھوں ساحر دوڑ پڑے کسی نے باغبان کورد کا کسی نے اسد کو گود مین
لیا ملکہ گلچین جادو نے اپنے شوہر باغبان کورد کا مگر جیسے ہی قفس ہٹا پہلو سے قصر سے ایک زنگی
مع ساٹھ ہزار جادوگردن کے جھپٹ کر نکلا چاہا سرداروں کو چھین لے نعرہ کیا فسم
قصور جادو یہ کہکے سحر کیا اب سرداروں نے رہائی پائی باغبان دہبالہ کے سحر چلے ملکہ مہ جبین
کو مجلس نے تخت پر پہونچا دیا دل آرام وزیرزادی کے سپرد کیا آپ کڑک کر لشکر زنگیان
آدم خوار پر جا پڑی میدان کی بڑی تعریف ہو رہی ہے جہاندار کہہ رہا ہے بران کا سحر سب سے زیادہ ہے
بڑی کامل دا کمل ہے کس لطف سے آکر اختر مار اپنے بڑی بڑی سحر کے قلعہ میرا تباہ ہوا اس قصہ میں
یہ بلائیں بھری تھین کس لطف سے زنج گیا اے بران کیا کہنا اے نور نگاہ کوکب روشن ضمیر
واسے آسمان سحر کی ماہ منیر ہم تو تیرے قائل ہوئے بران بکو جھک جھک کے سلام کرتی ہے
بہار نے بڑھکر قصور جادو پر گلدستہ مارا قصور جادو کا بھائی خشت انداز بہار پر جا پڑا بہار نے سحر کیا
بدھی نکالکر پھینک ماری خشت انداز پتھروں سے سر ٹکرانے لگا جوش میں اپنا گلا کاٹ کے مر گیا
قصور جادو پر جہاندار شاہ جا پڑا جہاندار شاہ کو بڑی عزت ہے کہ ایک لڑکی نے بر آمدہ گر ایا
ہے اسسے کچھ نہ ہو سکا قصور کو بڑھکر ایک طمانچہ مارا سر اسکا اڑ گیا ساتھ والون کو جلا دیا
آواز مین آئین کشتی مرا نام من خشت انداز جادو وقصور جادو بود بعد چند عرصہ کے میدان
صاف ہوا ایران کو بیچ میں لئے ہوئے تعریفیں ہو رہی ہیں نوبت نقارے بجاتے ہوئے پلٹے ادھر توسن
جادو افلاک اوج سحر کو مار کر بہت خوش ہوا اقتضائے کار اتفاق روزگار مہتر قران عالیوقار جستجوئے
شہنشاہ لاچین مین اسد سے وعدہ کر کے نکلے تھے پھرتے پھرتے ایک درہ کوہ میں اکر ٹھہرے
پڑے سو رہے تھے افلاک اوج سحر جو مرا یہیہ پکڑ لو کی جو صدا بلند ہوئی سنگ باری برف باری
بھی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من افلاک اوج سحر بود مہتر قران گھبرا کر اٹھے کہ کس نے کس کو مارا
جادوگر کی شکل بنکر دوڑے دیکھا ایک جوان تاجدار مرا ہوا پڑا ہے توسن جادو تلوار کا
خون پاک کر رہا ہے مہتر قران نے وہیں للکارا او ناہنجار بد کردار تو کون ہے جو ہماری سرحد مین آکر

خونریزی کی یہ مقام گذرگاہ سامری وجمشید ہے خداوند یہان آتے ہین یہ کہتے ہوے قریب
توسن آئے ہاتھ پکڑ لیا اس زور سے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا توسن سمجھا کلائی ٹوٹ جائیگی کہا بھائی حال تو
سنو مہتر قران نے کہا تو تو قزاق ہے اس کے پاس کیا مال تھا کس وجہ سے تو نے مارا یا کسی رنڈی کا
جھگڑا تھا سچ کہہ ورنہ مشکین باندھکر سامنے افراسیاب کے لیچلونگا توسن گھبرا گیا گڑگڑا کر کہا بھائی حال
تو سنو مین شہنشاہ توسن قوت بازو افراسیاب ہون تاجدار توسن حصار بائیس
برس مینے شہنشاہ لاچین کی حفاظت کی لاچین کا گھر بگاڑا افراسیاب کو بادشاہ کیا جب کہ
قید خانے سے شہنشاہ لاچین چھوٹا طلسم کشا نے رہا کیا مین لشکرکشی کر کے آیا مقابلہ پڑا دختر زرجو
نے بغاوت کی آخر مین بھی گرفتار ہوا ایسا مجبور ولاچار ہوا کہ اسد کی اطاعت کی لیکن فکر مین تھا کہ
کس تدبیر سے طلسم کشا کو مارون لگا کے برآمدہ سحر پر لیگیا اسد کو مع بدیع و مراد شاہ قید
کرایا ضرغام فرزند عمر وجعلساز مکار نے فساد کیا یہ افلاک اوج سحر داروغہ برآمدہ سحر
تھا مینے ضرغام کی کمر سے اڑا لیا کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اسی سبب سے افلاک اوج سحر پر غالب آیا مین نے بیچارے
کو مارا اب مین خدمت افراسیاب مین جاتا ہون اسد کو پھنسا دیا جا کے افراسیاب کو لاؤن
وہ سب کو قتل کرے لڑائی فتح ہو جب مہتر قران سب حال سن چکے کہا اے توسن بڑا کام کیا لیکن
دیکھ ملازمان طلسم کشا آتے ہین توسن جادو نے منھ پھیرا مہتر قران نے بغدہ مارا توسن
کا سر اڑ گیا نعرہ ہوا وہ مارا نعرہ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سر سنگ در خنجر گذاری
منم مہتر قران شیر ژیانم	بمیدان اژدر در آتش فشانم

توسن جادو مر کر گرا صدائین بلند ہوئین مہتر قران نے کمر سے
اسکی کو لیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من توسن جادو بود یہان ملکہ مہرخ وغیرہ بیٹھ کر
بارگاہ مین آئی ہین کہ صحرا سے صداہائے مہیب آئین ملکہ مہرخ نے فرمایا دیکھو تو یہ کیسی آوازین آتی ہین
بران کا تو آج بڑا نام ہو رہا ہے چرندو پرند چلے تھے کہ مہتر قران آکر پہونچے سر توسن
و سر افلاک اوج سحر سامنے مہرخ کے ڈال دیا جہاندار شاہ کو بڑی جستجو تھی کہ ہمارا قلعہ برآمدہ سحر
سے پامال ہوا ایران کے اختر نے قلعے کو توڑا اب جہاندار شاہ نے مہتر قران سے وقت قتل
افلاک اوج سحر پوچھا مہتر قران نے بیان کیا کہ توسن نے افلاک کو مہرۃ السبب لیکے غالب آیا

مین نے توسن کو جاکر مارا اکہ بجاز وپر اسد کے باندھا آج ناہید وبادبان کو تسکین ہوئی خواجہ عمرو
بھی تشریف لائے اب ملک جہاندار شاہ بھی تشریف لائے دربار آراستہ کیا گیا ملکہ مہ جبین سریر
جہانبانی پر سب نے رائے پر عمرو کی آفرین کی خواجہ ہمیشہ سے کہتے تھے کہ توسن مکار ہے
صدق دل سے مطیع نہیں ہوا اسد نے کہا مکر کر کے اُس نے کیا پھل پایا کس حسرت سے واصل جہنم ہوا
اسی میدان بر آمدہ سحر مین لشکر فروکش ہے ارادہ ہے کہ سمت کوہ ہفت رنگ کوچ کرین
لڑتے بھڑتے تا بہ دریائے نیل پہونچین کہ شہنشاہ لاچین نے کہا اے ملکہ مہرخ مین بائیس
برس قید رہا سب تحفہ جات قبضہ سے نکل گئے بہت سے سحر ایسے ہین جو نازک تھے وہ بھی
مین نہ رہے دو ہفتہ کی ہمکو مہلت ملے جب تک ہم نہ آئین لشکر اسی مقام پر رہے کوہ ہفت رنگ
پر معرکۂ عظیم پڑیگا خوب سمجھ کے چلنا چاہئے سب نے کہا مناسب ہے اسد نے بھی قبول
کیا مشیرون نے صلاح دی جب تک شہنشاہ لاچین واپس آئین حضور مصروف شکار ہون
اسد نامدار مع اٹھارہ امیر زادون و بارہ ہزار قزاقون کے وصندلان صندلی پوش بدیع الزمان
گرد لشکر شکن برائے شکار جاتے ہین شہنشاہ لاچین یکہ و تنہا واسطے تیار کرنے سحر کے سمت
باغ نیرنگ روانہ ہو گئے ایک یہ بھی مراد ہے کہ بر آمدہ سحر فتح ہوا قلعۂ جلاد قبضے مین آیا یہان بھی
پتہ ملکہ بلقیس ثانی کا نہ لگا یہ بھی شہنشاہ لاچین کی مراد ہے کہ جا بجا ملکہ کی تلاش کرون بہر نوع دو
ہفتے کی مہلت لے کر شہنشاہ لاچین سمت باغ نیرنگ گئے اسد غازی برائے شکار
روانہ ہوئے حال انکے وقت پر تحریر ہونگے

**دو کلمہ داستان شوکت بیان افراسیاب جادو آمد حیرت بمقابلہ مہرخ نامدار و آمد حیات جادو
پدر حیرت عجائب و غرائب حیرت کا سحر کرنا اور پر کل لشکر کے و عیاری عمرو بارگاہ
افراسیاب مین و حیران ہونا حیات کا عجب داستان و عیاری نئے طور پر واقع
ہوگی ناظرین بہت پسند فرمائینگے تا باختتام حیات عجب داستان حیرت
بیان ہے ساقی نامہ مصنف.**

ساقی نے عیش سے چھکا دی ۔ افسون نیرنگ کے ہو تقریر
گمراہ ہون راستہ بتا دے ۔ مہرخ یہ بھی وقت تنگ ہوگا
کچھ ذکر حیات کا ہو تحریر ۔ خواجہ سے بھی قصد جنگ ہوگا

لکھتا ہے عمرو کی کارسازی
دشمن پہ رہون نشے مین غالب
حیرت کے پدر سے جنگ ہوگی
جھنڈا مرے نام کا گڑے گا
ساقی احسان بھی رہے گا
خواجہ کا کمال بھی عیان ہو غزل
ترے جمال کو بے پردہ جس سے دیکھ سکین
وہ کچھ سوال کرے تو جواب دیتا جا
بتا جوانی جا شوق کدھر گئی اے عشق
کچھ اور دل ہون اگر دستیاب دیتا جا
کٹھا کے تبسم سے کہتی ہے اسکی چین جبین
اسے بھی آنکھ کے ساتھ انقلاب دیتا جا
شب فراق یہ کہتا ہون جو کشا کی بخت
عدو سے ملکے ہمین پیچ و تاب دیتا جا
معاف داغ تمنا سے رکھ عوض دل کے
نشان اپنا کچھ اے آفتاب دیتا جا
نہ پوچھ تو سبب گریہ ذبح کر قاتل
تپا کچھ اپنا الٹ کر نقاب دیتا جا
سنبھلکے سامنے بدلو رکھا کہان تو کون
جلال شیخ کو انکا ثواب دیتا جا

کچھ مکر ہے کچھ زبان درازی
لکھتا ہے یہ داستان نیرنگ
فوج مہرخ تبنگ ہو گی
ظاہر ہے قمر کی خوش بیانی
دریا کہین خون کا بہے گا
کب آئیگا کوئی مجھ تک جواب دیتا جا
وہ آنکھ تو بھی او بے حجاب دیتا جا
پکار کہکے مرے جان نثار چلتے ہین
مٹے ہوؤنکو نشان شباب دیتا جا
بغل ہی رہ کے جو ہے تجھسے بیخبر اے دل
ملا ہو لطف تو داد عتاب دیتا جا
لٹے ہین کہتے دل ایک ایک ناز پر تو نے
صدا تو چونک کے او مست خواب دیتا جا
اگر عزیز تو برباد بھی نکر اے چرخ
یہ روگ لیکے دکوئی عذاب دیتا جا
رقیب بوسۂ لب لیکے ادھر بھی کوئی
لگی بجھا مری خنجر کو آب دیتا جا
مزا ہو چھیڑ کے جب شکوے سننے کا دوصل
عنا تو نکے فرے اے عتاب دیتا جا

ساقی مئی جنگ کا ہون طالب
عیاری و مکر لطف کی جنگ
پھر فوج مین تہلکہ پڑے گا
لکھتا ہون یہ لطف کی کہانی
اک سحر کی داستان بیان ہو
تسلیان بھی تو اے اضطراب دیتا جا
رہے جو یار کی تصویر سامنے اے دل
کوئی تو ہمکو نمودی خطاب دیتا جا
پکارین اسکی ادائین ہین دل جو دیکھے چلا
ٹھو کے اسکو دم اضطراب دیتا جا
پھری نگاہ تری مجھسے دل مرا مجھسے
بغل مین بیٹھ کے انکا حساب دیتا جا
یونہین یہ رشتۂ الفت خدا کرے کٹ جائے
مجھی کو تو مری مٹی خراب دیتا جا
کہان ملیگا شب تار ہجر گم ہو کر
کبھی کبھی ہمین ساقی شراب دیتا جا
جو بت ہر کعبہ مین روپوش تو دو تجھی نہین
بگڑ کے جو تو بھی جواب دیتا جا
کئے ہین تو نے جو عشق تباہی نکل

مہران جادو تقریر و کاتبان افسون دلپذیر اس داستان شوکت بیان حیات جادو کو بعد سند و عد یون تحریر فرماتے ہین شعر: نگارندہ داستان عجیب رقم کرتے ہین یہ بیان غریب :: افراسیاب جادو معرکہ ماہیان زمردپوش سے جو واپس ہو کر باغ سیب مین آیا حیرت بھی زخمی ہو چکی آفتاب چار دست بیقرار ہو کر قصر زبرجدی سے آگئی افراسیاب

نے تمام کیفیت قتل ماہیان زمرد پوش بیان کی کہا آج رکن طلسم ہوشربا گر گیا اس تردد مین مجھا
آفات سمجھا رہی ہے کہ تیری اے افراسیاب مین حفاظت کرونگی طلسم کشا کو فوج دستیاب ہوگی
سب تڑپ تڑپ کے مرینگے نقابدار سیاہ پوش کو بلوا مین بھی اس کے ساتھ لڑونگی مسلمانون کو
قتل کرونگی نقابدار سیاہ پوش وہ شخص ہے کہ جسکے ساتھ چالیس تیلے رویئن تن ہین جن پر حربۂ
سحر وغیرہ تاثیر نہین کرتا مین بھی میدانمین لڑونگی کسیقدر افراسیاب کو تسکین ہوئی کہ طائران سحر
آکر پہونچے خبر فتح قلعہ جلاد جادو و فتح برآمدہ سحر و شراکت ملکہ جہاندار شاہ بیان کی عرض کی
ان سب کا قصد ہے کہ طرف کوہ ہفت رنگ کے جائین از توسن حصار تا برآمدہ سحر
لشکر طلسم کشا فروکش ہے بارہ میل تک لشکر ہی لشکر ہے اب گاوزمین بار نہین سنبھال سکتی
توسن نے بڑی خیرخواہی کی قضا نے دامن نہ چھوڑا یہ سنتے ہی افراسیاب گھبرایا اور شیران
سلطنت و وزیران ابہت و کاہنان طلسم کو خبر ہوئی افراسیاب نے کہا یارو کوئی حکم لگاؤ
چالیس نجومیون نے بطور ستارہ شناسی حکم لگایا کہ اے شہنشاہ قریب قصر جمشیدی
ایک قلعہ سیاہ ہے اسکے دامن مین ساٹھ ہزار ساحرون سے ایک ساحر فروکش ہے خندق مین
آگ روشن ہے اگر شہنشاہ بذات خود اس قلعہ کو فتح کرینگے ایسا کوئی تحفہ نایاب نکلیگا کہ طلسم
نورافشان کی تباہی و سامان قتل کوکب غرور ہوگا مسلمانون پر بھی بڑی بڑی بلائین نازل ہونگی یہ
سنکر افراسیاب نے کہا جب مین اس قلعہ کا قصد کرونگا کوکب بسرعت تمام روکیگا کل سردار برائے مدد
کوکب پہونچینگے کیونکر فتح کر سکونگا عرصۂ دراز تک اس مقدمہ مین صلاح رہی افراسیاب
جادو نے کچھ کان مین آفات کے کہا آفات چہار دست نے افراسیاب جادو کو
گلے سے لگایا کہا اے نورنظر تو برائے سلطنت طلسم ہوشربا ہے و ہوش ربا تیری حکومت
کے واسطے تو نے کیا بات تجویز کی ہے حقیقت مین اس طور سے قلعہ ضرور فتح ہوگا افراسیاب
جادو نے قصد مصمم کیا کہ مین طرف طلسم نورافشان کے ضرور جاؤنگا ملکہ حیرت کو حکم ہوا کہ
تم جاکر مقابلہ مسلمانان مین اتر و آتش بار بیابان نشین جادو کو چودہ لاکھ فوج سے برائے
مقابلہ شہنشاہ لاچین و اسد طرف دریائے ہفت رنگ کے روانہ کیا اور
حیرت جادو با فوج گران مقابلۂ لاچین وغیرہ مین فروکش ہوئی بڑے کروفر سے

لشکر حیرت کا اترا ملکہ مہرخ وغیرہ نے آپس مین صلاح کی کہ اب حیرت جادو طرف دریائے ہفت رنگ کے جانے نہ دیگی باغبان قدرت نے کہا اقبال طلسم کشا سے لڑتے بھڑتے جاتے ہین آپ غلام کو حکم دین مین اٹالا بارگاہ کا لیکر بڑھون جو رد کے گا اُس کو جواب دونگا ملکہ مہرخ نے قصد کیا کہ باغبان کو روانہ کرین یہان حیرت تخت پر بیٹھی تھی کہ ہرکارون نے خبر دی آپ کے والد نامدار حیات جادو پہلونشین سامری مع چار لاکھ فوج کے حالات انقلاب ہوش ربا سنکر تشریف لاتے ہین کل یہان پہونچ جائین گے یہ سنکر حیرت نے تیاری استقبال کی کی فوراً نامہ افراسیاب کو لکھا افراسیاب نے جواب تحریر کیا کہ اے حیرت اپنے باپ کو مقابلہ نکرنے دینا ابد دولت کسی کا احسان نہین چاہتے حیرت کو بہت ناگوار ہو، وزیرزادیون کو ساتھ لے کر برائے استقبال چلی رات ہی حکم دیا تھا کہ بازارین ہمارے لشکر سے تا بہ لشکر والد نامدار آراستہ رہین فوجین آراستہ ہین حیرت جادو جاکر خدمت مین حیات کی پہونچی حیات بارگاہ مین بیٹھا تھا بیٹی کی خبر سنکر نکل آیا حیرت نے سلام کیا حیات نے گلے لگایا تمام حالات طلسم ہوش ربا حیرت نے بیان کئے یہ بھی ذکر کیا کہ بوا بہار ہماری دشمن ہوگئین لیکن اب باباجان آپ اس مقدمے مین دخل نہ دیجئے افراسیاب مغرور ہے اس کے غرور نے تمام ممالک بربا کرائے طلسم کشا کا زور بڑھتا جاتا ہے شہنشاہ کی آنکھ نہین کھلتی آپ کو کیا مطلب ہے حضور چلکر ایک شب یا دو شب دعوت نوش فرمائین طرف طلسم حیاتیہ کے پلٹ جائین حیات جادو کو بہت غصہ آیا کہا اے نور نظر مین تیری خاطر سے آیا ورنہ مجھے کیا غرض تھی کہ مین اپنے کو آفت مین ڈالون لونڈی غلامون کی کیا حقیقت ہے ایک سحر مین سب کو دیوانہ کرکے مارون انکی کیا لیاقت ہے کہ جو مجھ سے مقابلہ کرسکین خاص اسی واسطے آیا تھا کہ عملداری تیری قائم کردون حیرت نے کہا آپ کچھ دخل نہ دیجئے یہ کہکے حیات کو تخت پر سوار کیا باعزاز واکرام لے کر چلی قضائے کار یہ خبر ہرکارون نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی قریب لشکر مہرخ ایک دریا ہے خواجہ نے ارشاد فرمایا ہمارے واسطے سائبان زربفتی آراستہ ہو بروقت آمد لشکر حیات شکار ماہی مین مصروف رہین کل سہ دار آراستہ دیر استہ ہوکر ہمارے قریب ہون

رات کو یہ سب سامان ہو گیا سائبان زربفتی کئی سو گز کا کھنچ گیا سایہ مین اس کے تخت بچھا
اس تخت پر خواجہ تاج پہنکر جلوہ فرما ہوے گرد تمام افسران نامی و ساحران گرامی
دست بستہ حاضر ہین خواجہ نے ڈور پھینکی ہے مچھلیون کا شکار ہو رہا ہے کہ آمد آمد لشکر حیات
جادو شروع ہوئی اس دریا کا پل نہایت وسیع ہے اسپر سے ملازمان حیات گذرے حیات
جادو تخت زرین پر سوار پہلو مین حیرت گلعذار گرد صدہا تاجدار حیات نے سر اٹھا کر دیکھا
ایک شخص دبلا پتلا نابینا تاج یاقوت نگار سر پر بکبر و نخوت بیٹھا ہوا شکار ماہی مین مصروف ہے
حیات نے گھبرا کر پوچھا کیون حیرت یہ کون شخص ہے ما بدولت کے سامنے تاج پہنے بیٹھا
ہے برائے استقبال نہین اٹھتا کیا نام ہے ما بدولت کے آگاہ نہین ہے حیرت نے کہا
حضور ان مقدمات مین دخل نہ دین یہ وہ شخص ہے جس نے تمام طلسم ہوش ربا کو برباد کیا سرزنش
جادوگران و ریش تراشندۂ کافران اپنا نام رکھا ہے حقیقت مین ایسا ہی ہے حیات جادو
نے کہا بیٹیا نام تو بتاؤ دنیا مین ہمارا کون ہمسر ہے سوائے افراسیاب کے ہمارے سامنے
کون تاج پہن سکتا ہے وہ بھی میرا پاس کرتا ہے ہمیشہ کلاہ زرین پہنکر سامنے آیا سامری
نے حکم دیا کہ حیات ہمارا مصاحب قدیم ہے اسکو تاجدار کل اقلیم کیا یہ بڑی ہی بے ادبی ہے
حیرت نے گھبرا کر کہا حضور یہ عمرو عیار ہے آپ کی آمد سنکر شوکت دکھا رہا ہے کل ساحر ملازم
ہمارے خدمت مین موجود ہین وہ دیکھیے سامنے بی بہار موجود ہین نگس رانی کر رہی ہین اسکی
ملازمت اپنا شرف جانتی ہین کام اس نے ایسے ہی ایسے کئے ہین جہاندار شاہ کو ابھی ابھی
پکڑ لیا وہ بادشاہ اقلیم بھی مثل چاکران کمترین حاضر ہے ایک اس شخص کا مقابل نہوا ملکہ مہرخ
وغیرہ کچھ نکر سکین ہم سب سے آکر ملجائین حیات نے کہا بیٹیا یہ کتنی بڑی بات ہے مین
اس کو قتل کرتا ہون میرے مرتبے مین فرق آتا ہے کہ بیجا تاج پہنکر سامنے بیٹھا ہے سزا دینا
ضرور ہے حیرت جادو ہان ہان کرتی ہے حیات نے کچھ جواب نہ دیا اسکے دو سپہ سلار
ہین نہنگ شعلہ تن و پلنگ صف شکن پلنگ تو انتظام مین لشکر کے ہے نہنگ نے پایے تخت
پر ہاتھ رکھا ہے دریائے سحر مین غوطہ مارے ہوئے اکڑتا ہوا چلا آتا ہے حیات
جادو نے کہا اے نہنگ شعلہ تن وہ سامنے کنارے دریا کے جو تاج پہنے بیٹھا ہے

اسکو اٹھالا لیکن اتنا خیال رکھنا کہ ہزار ون جادوگر موجود ہین تم پر سحر کرینگے اپنے کو بچانا
یہ کیفیت اٹھالانا یہ سنتے ہی نہنگ شعلہ تن آتشخو گرم مزاج مصاحب حیات بھڑک کے
بلند ہوا برق بنکر چمکا اس زور سے کہ گر اکر سب کی پلکین جھپکین عمرو کی کمر مین پنجہ دیا بتعجیل
لے اڑا عرصہ دراز تک محفل مین اندھیرا رہا جب روشنی ہوئی تب دیکھا خواجہ کو کوئی اٹھالیگیا
سردارون نے قصد کیا کہ جا پڑین کہ برق دفتران دوڑ سے کہا ہم ابھی خبر لاتے ہین آپ
لوگ قصد نہ کرین ورنہ بڑا کشت و خون ہوگا نہنگ شعلہ تن خواجہ کو اسی طرح لئے ہوئے
سامنے حیات کے آیا کہا حضور یہ مکار حاضر ہے عمرو بیہوش ہوگیا حیات جادو نے کہا
اے نہنگ اپنے بھائی پلنگ کو بلاؤ اسکو جنگل مین لیجا کر قتل کر ڈالے یہ ذکر تھا کہ ہٹو بچو کی صدا بلند
ہوئی سب نے دیکھا پلنگ صف شکن جادوگرون کو ہٹاتا ہوا قریب تخت حیات آیا کہا
حضور اس سار بان زادے کو مجھے دیجئے مین چیر پھاڑ کر کھا جاؤن پلنگ میرا نام ہے صف
شکنی میرا کام ہے یہ کہکر نہنگ کے ہاتھ سے عمرو کو لیا مشکین باندھکر کاندھے پر
ڈالا ایک پرچہ جیب سے نکالکر حیات کو دیا کہا حضور نئی فوج جو نوکر رکھی ہے ان سب کے نام
اسمین تحریر ہین پڑھکر رقم تنخواہ لکھد یجئے گا یہ کہکے پرچہ ہاتھ مین حیات کے دیا پلنگ اسی طرح
جست و خیز کرتا ہوا چلا گیا حیات نے کہا لو حیرت اب خوش ہوئین یہی بڑا مکار و عیار
تھا پلنگ صف شکن آدم خوار ہے چیر پھاڑ کر کھا جائیگا بقول تمہارے اب تمہارے
لونڈی غلام سب چلے آئینگے لڑائی موقوف ہو جائیگی حیرت کچھ جواب نہین دیتی خاموش
ہے دل سے کہتی ہے یہ کیا معرکہ ہوا عمرو قتل ہوگیا پلنگ کھا جائیگا موت اسکی آگئی تھی عقل
ہی فتور آیا بابا جان کے سامنے تاج پہنکر بیٹھا آخر مارا گیا حیات جادو باتین کرتا ہوا اس بار
گاہ کے بارگاہ مین اترا برق بھی جادوگر بنا ہوا آیا ہے کہ دیکھون استاد پر کیا گذری جب حیات
تخت پر بیٹھا تو حیرت نے کہا حضور وہ کاغذ تو پڑھئے کہ جو پلنگ دے گیا تھا حیات
نے جو اس پرچے کو پڑھا اس مین لکھا ہے منم صاحب بعدہ گران نظر کردہ بزرگان ادحیات
تیری موت آئی ہے استاد کو گرفتار کیا تیری آنکھون مین خاک ڈال کے لے گئے تمہارے
سردار پلنگ کو بیہوش کر کے فلان چاہ مین لٹکا دیا ہے اس کو بلوا لے ورنہ مرجائیگا خبردار

صبح ہوتے یہان سے چلے جانا دل مین آیا تھا کہ ایک بفعدہ بھی مارون کہ سر تھارا گوہ کھاتا پھرے لیکن حیرت کا پاس کیا کہ یتیم ہوجایگی رو نی کرڑا دنیا ٹریگا حیات جادو جل گیا کہا تو حیرت تم نے سنا مہتر قران تھا پلنگ بنکے عمرو کو لیگیا اور مابدولت پر تاکید کرتا ہے کہ چلے جاؤ اب مین سب کو قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا حیرت خوشامدین کرہی ہے کہ ابا جان یہ عیار بڑے بلا کے ہین شہنشاہ پر عیاری کرتے ہین اور مرشدزادے کو دیوانہ کردیا اب اونکا پتہ بھی نہین ملتا ہے کہ کس قریہ مین تشریف رکھتے ہین وہان کے ساحرون نے بڑا اعزاز واکرام کیا پھر انکو تخت پر سوار کرلیا اب فوج لیکر آنے کو ہین حیات جادو نے کہا اے نور نظر کیا مین عمرو سے ڈر گیا کل صبح کو تماشا دیکھنا سب سردار آگر فریاد کرین اور عمرو قدمون پر گر کر خطا نہ معاف کرائے تو مابدولت کو مصاحب سامری نہ کہنا یہ کہکر ساحرون کو حکم دیا کہ فلان چاہ پر جاؤ پلنگ وہان لٹکا ہوا ہے اٹھا لاؤ برق نے جو یہ حال سنا تڑپ کر بھاگا پہلے اس چاہ پر آیا دیکھا ٹانگ مین رسی بندھی ہوئی پلنگ لٹکا ہے اسکو تو خوب بیہوش کر کے درہ کوہ مین ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر تیار ہوا پاؤن مین اپنے رسی باندھ کر چاہ مین لٹک رہا ساحران حیات آکر پہونچے اپنا افسر جان کر نکالا میان پھنچتے ہوئے بیدار ہوئے کہا صاحبو مین نے کیا کیا جو میری ٹانگ مین رسی باندھکر کنوئین مین لٹکا دیا ساحرون نے کہا اے افسر نامدار عیاران اسلام مہتر قران عالیمقام تم کو لٹکا گیا ہے برق بصورت پلنگ روتا پیٹتا ہوا بارگاہ حیات مین آیا حیرت تو اپنی بارگاہ مین چلی آئی حیات جادو بیٹھے ہین کہ پلنگ آکر پہونچا دوڑ کر قدمون سے حیات کے لپٹ گیا کہا اے شاہنشاہ غضب کی بات ہے عیار مجھکو لٹکا کے چلا گیا بڑی خیر ہوئی کوئی شیر بھیڑیا کھا جاتا اے شاہنشاہ مقام خوف ہے انتظام کرنا واجب ولازم ہے غلام اپنی غفلت پر نادم ہے اب مین کسیکو بارگاہ مین نہین آنے دونگا شراب وغیرہ میرے ہاتھ سے بھیجئے خاصے کا بھی انتظام مین ہی کرونگا اب سرکار مطمئن رہین کیا مجال عیار کی کہ عیاری کرسکے یا غیر کوئی حضور کی بارگاہ مین آسکے یہ کہکے میان برق میخانے مین گئے شراب کو خراب کیا کہ روشن چوکی کی صدا کان مین آئی برق نے پوچھا یہ روشن چوکی کیسی بجتی ہے ملازمون نے عرض کیا حیرت نے خوان

کھانے کے بھیجے ہین برق میخانے سے تڑپ کے نکل آیا چوبدار سے کہا خوان ٹھہراؤ ہم اپنے آقا کے
دربار مین اسطرح نہ جانے دینگے ابھی ہم بلا مین پھنس چکے ہین ہماری مہر سے کھانا جائے ہمارے شہنشاہ
پر کوئی زوال نہ آئے چوبدار نے خوان کھانے کے رکھوا دیے برق نے سب کھانے کھول
کھول کے دیکھے سب مین بیہوشی ملائی خوانون پر اپنی مہر کی ساتھ لیکر دربار حیات مین آیا
عرض کی اے شاہنشاہ خاصہ نوش فرمایئے غلام نے انتظام کرلیا حیات نے دیکھا
پلنگ صف شکن مثل خدمت گارون کے کام کر رہا ہے حیات جادو نے کہا اے پلنگ
تم افسر اعلی ہو یہ کام خدمتگارون کا ہے خدمتگارون کو بلاؤ پلنگ نقلی نے دست بستہ
عرض کی حضور ہم وزیر مصاحب جان کی حفاظت کے طالب ہین یہ وہ مقام ہے مثل خدمتگارون
کے جوتے لیے آپ کی پشت پر کھڑے رہین یہ وقت مصاحبت نہین ہے حضور دخل نہ
دین خاصہ نوش فرمائین حیات جادو پلنگ کی تعریفین کر رہا ہے پلنگ کھڑے
ہوئے ٹہل رہے ہین مصاحب جلدی مین کھانا کھانے لگے حیات جادو بلائے روزگار
ہے جیسے ہی اس نے قاب مین ہاتھ ڈالا تڑاقا ہوا قاب ٹوٹ گئی بازو پر سے پتلے نے
آواز دی اس مین بیہوشی تھی حیات جادو نے ہاتھ کھینچکر کہا اے پلنگ یہ کیا ہوا بیہوشی
کسنے ملائی نہنگ برابر کھڑا ہوا تھا برق نے خنجر مارا نہنگ لڑکھڑا کے گر پڑا برق نے نعرہ کیا
کہ او حیات ہم نے بیہوشی ملائی ہم مہتر برق فرنگی شاگرد مہتر مہتران تو نے
اب بھڑ کے چھتے کو چھیڑ دیا عیارون سے بھڑ پڑا اتش زنی کی اب کیا تم کو زندہ جانے دینگے
اے حیات جادو تجھکو تیری موت لیکر آئی ہے حیات جادو غصے مین اٹھا برق
نہنگ کو مار کر نعرے کرتا ہوا اندھیرے مین نکل گیا حیرت دوڑی گئی اسنے دیکھا لاشہ نہنگ
پڑا ہوا ہے چلتے چلتے برق کئی جادوگرون کو مار گیا حیات جھلا رہا ہے حیرت قدمون سے
لپٹ گئی کہ بابا جان واسطہ سامری کا آپ چلے جایئے دیکھئے عیارون نے تار باندھ دیا حیات جادو
نے کہا اب نمانونگا صبح ہو چکی ہے وہان پلنگ جو درہ کوہ مین پڑا تھا اس کو عیارون
نے ہوشیار کیا روتا پیٹتا لشکر مین چلا حیات جادو تو بارگاہ مین بگڑ رہا ہے ساحرون نے
دور سے دیکھا کہ پلنگ آیا ہے آپس مین اشارے ہوئے کہ دیکھو عیار نکلا

کیا کلیجہ ہے ابھی نہنگ کو مار گیا اور پھر آتا ہے شہود جادو کوتوال لشکر ہے سب
مین بڑا افسر ہے سب سے کہا چپ رہو اب ہم دھوکا نہ کھائینگے خوب سمجھ چکے خوب جوتیان مارینگے
ایک نے کہا سر کاٹ لینگے ایک نے کہا ہمارا افسر نہنگ مار گیا ہم ناک کاٹ لین گے کان
ہون تاکہ پھر کبھی ایسی حرکت نکر سکے ایک نے کہا دیکھو بچا کیسے اکڑے ہوئے چلے
آتے ہیں ایک نے کہا ہمکو بالکل گدھا بنایا ہے دن دہاڑے عیاری کرنے آیا ہے کوتوال
صاحب نے کہا دیکھو اب کیا کہتا ہے باتین تو اسکی سنو پلنگ نے جو اپنے ساتھ والون کو
دیکھا پکار کر آواز دی واہ بھائیو خوب ہماری خبر لی بیچارے گھسیارون نے گرفتاری سے
رہا کیا کمندون مین بندھے پڑے تھے بڑی مشکل سے لشکر مین پہونچے ساحری نے
ہماری جان بچائی کوتوال نے کہا آئیے تشریف لائیے آپکو تو ہم ڈھونڈھتے تھے پلنگ
دوڑا کہ کوتوال صاحب سے بغلگیر ہون جیسے ہی پلنگ قریب آیا کوتوال صاحب نے بڑھ
کر کے ایک طمانچہ مارا شپل جوتیون کے سب ساحر چمٹ گئے کوئی کہتا ہے کہ عمرو ہے
کیون بے سار بان زادے تو نے کھیل مقرر کیا ہے ہمکو اندھا بنایا ایک کہتا ہے وہی برق
فرنگی ہے ایک نے کہا مین پہچان گیا مہتر قران ہے لات جوتی پڑنے لگی پلنگ دُہائی دیتا
ہے ارے یارو عیارون کے ہاتھ سے بچا تو تم مارے ڈالتے ہو اتنے مین جو حیات دربار
سے نکل آیا دیکھا پلنگ کو مار پڑتی ہے اس نے جو حیات کو دیکھا پکارا شہنشاہ مجھے
بچائیے حیات جادو نے کہا مارو جوتیان میرے افسر کو مار کر چلا گیا یارو بڑا کام کیا جو ایسے
عیار کو گرفتار کر لیا عرض کی حضور اب پھر آیا ہے اب نیا فقرہ بنا کے لایا ہے ہم سب شکایت
کرتا ہے کہ ہماری خبر نہ لی حیرت بھی منع کرتی ہے ٹھہر جاؤ ارے ذرا گرم پانی لاکر منھ ہم
دھلاؤ و جال کھل جائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک لکہ ابر ہفت رنگ نمایان ہوا افراسیاب جادو
خبر آمد حیات سنکر آیا ہے دیکھا تو لشکر مین ہنگامہ ہے ایک بڑا افریت رہا ہے
افراسیاب جادو نے پکار کر کہا یہ کیا معرکہ ہے کوتوال نے پکار کر آواز دی حضور
یہ برق فرنگی عیار ہے ہمارے افسر کو مار گیا بڑا مکار ہے اب ہم کو مارنے آیا ہی
ہم کیا نادان تھے گرفتار کر لیا اب اسکو مار ڈالینگے افراسیاب نے آکر سب کو ہٹایا

پلنگ حضور حضور کہکر قدمون سے لپٹ گیا چیخین مار کر رونے لگا جب تو افراسیاب جادو نے سب کو ہٹایا پلنگ کے منھ پر ہاتھ پھیرا کہا یارو تمھارا افسر ہے ناحق اس کو مارا یہ معرکہ کیا ہوا کوتوال نے سب کیفیت بیان کی کہا حضور شب بھر مین قیامت برپا ہوگئی عیارون نے تار باندھ دیا افراسیاب بہت ہنسا حیات جادو کو آکر سلام کیا کہا بابا جان آپ کیون ان کانٹون مین اولجھتے ہین آپ اپنے ملک کو تشریف لیجایئے سوائے میرے کوئی نہین اٹھا سکتا حیات جادو نے کہا تو ہی نے ان عیارون کو منھ لگایا میان بی بی دونون ڈرتے ہین عیارون کی بڑی تعریف کرتے ہین میری بیٹی کو برابر صدمے پہونچ رہے ہین اب ملک کو صاف کرکے جاؤن گا افراسیاب نے لاکر حیات جادو کو تخت پر بٹھایا بہ منت کہا آپ مہربانی فرمایئے مین تدبیر قتل مسلمانان کر چکا ہون آپ کی خبر سنکر برلے قدمبوسی حاضر ہوا ورنہ اب تک جاکر طلسم نور افشان فتح کر چکا ہوتا حیات جادو نے کہا مین انکا خاتمہ کرون طلسم نور افشان بھی فتح کرونگا کوکب بیچارہ کیا ہے میرے سامنے چھوکرا ہے افراسیاب نے ہرچند کہا مگر حیات جادو نے وہ عذر کی باتین کین کہ افراسیاب جادو کو ناگوار ہوا کہا آپ کو اختیار ہے حیرت خاموش رہو حیات نام ہے ممات لقب ہو جائیگا قضا ہی دامنگیر ہے ہم مجبور ہین حیرت رونے لگی شہنشاہ آپ ہی میرے باپ کو اتنی بڑی بات کہتے ہین افراسیاب نے کہا مین بہت سمجھا چکا اب تماشا دیکھو نگا کیا کرتے ہین حیات نے کہا ابھی دیکھو تو مابدولت کے سحر کو کوئی کیا جانے ابھی سب کو بلواتا ہون سار بان زادے کی مارے کوڑون کے کھال گرادون گا قدمون پر گرے ناک رگڑے عذر نہ قبول کرون یہ کہکر دستک دی اور آواز دی اے نیرنگ شعبدہ باز جلد حاضر ہو سب نے دیکھا گوشۂ بارگاہ سے ایک بارہ برس کا لڑکا نہایت شائستہ سپر و شمشیر لگائے ہوئے حیات جادو کو آکر سلام کیا حیات نے کہا اے نیرنگ بارگاہ مسلمانان مین جا ؤ عمرو کو اپنے ساتھ لاؤ کہنا شہنشاہ برائے مناظرہ طلب فرماتے ہین اصلاح کرا کے فیصلہ کرادین اگر آنے مین عذر کرے سردار دخل دین تو وہی تدبیر کرنا طفل نے دست بستہ عرض کی بہت خوب

یہ کہکر لشکر مہرخ مین آیا دربارگاہ پر پہونچکر ایک جست کی قنات کو پھاندکر بیچ بارگاہ مہرخ
مین آکر اترا پکارکر آواز دی سنو نیرنگ شعبدہ باز فرستادہ شہنشاہ حیات جادو
خواجہ بھی کرسی پر بیٹھے ہین اس طفل نے کہا خواجہ اٹھو تمکو شہنشاہ حیات نے بلایا ہے
فیصلہ کرادیگے عمرو نے طرف مہرخ کے دیکھا مہرخ و باغبان نے اشارہ کیا ہرگز جانیکا ارادہ نہ
کیجئیگا وہ بڑا ساحر زبردست ہے عمرو نے آنکھ ملاکر کہا مین تو نہ جاؤنگا یہ کہکے اپنے مقام سے
جنبش کی چاہا نیچے ٹیک کر نکل جاؤن نیرنگ نے ہاتھ ہلایا ایک برق چمکی سب سردارون کی
آنکھین جھپک گئین عمرو نے دیکھا کرسی نے مجھکو پکڑ لیا اپنے مقام سے ہل نہین سکتا
نیرنگ نے کہا کیون ادھار بان زادے ہمنے چاہا باآبرو تجھکو لیچلین اب کشان لیجائینگے
سردارون نے جو خیال کیا وہ برق چمکتے ہی سحر فراموش ہوگیا چہرے پر سب کے
ہوائیان اڑنے لگین ایک نے ایک سے اشارہ کیا سحر بھول گئے تب ملکہ مہرخ نے
عمرو سے اشارہ کیا عمرو نے کہا اے شاہزادہ نیرنگ ہم حیات کو ایسا نجانتے تھے آج تو
معاف کیجئے کل ہم آکر کلام کرینگے تمھارے ساتھ چلینگے نیرنگ نے کہا خواجہ یہ کسی بچہ کو
سمجھاؤ تم عیار ہو اگر بھاگ جاؤ تو مین کہان ڈھونڈھون اگر یہ سب سردار مل کر
تمھاری ضمانت کرین تو رات بھر کو چھوڑے جاتا ہون اگر چلے جاؤگے تو مین اگر ان سب کو
مار ڈالونگا سب سردار عمرو کے نام پر جان دیتے ہین سب نے بخوشی کہا ہم خواجہ کی ضمانت کرتے
ہین صبح کو حاضر کردینگے نیرنگ نے ایک اقرار نامہ لکھوایا سب سردارون کی مہر کرائی
عمرو کا ہاتھ ہاتھ مین مہرخ کے دیا کہا کل صبح کو آپ سب صاحبون سے عمرو کو لونگا سب نے عہد
واثق کیا نیرنگ نے اشارہ کیا پھر برق چمکی سب کو سحر یاد آئے جسطرح آیا تھا وہی طرح پلٹ
گیا بعد اس کے جانے کے ہنگامہ برپا ہوا مہرخ و بہار قدمون سے خواجہ کے لپٹ گئین
کہا خواجہ برائے خدا آپ طرف کوہ عقیق کے چلے جائیے دربار مین اپنے بلاکر نہین معلوم
کیا بدعت کریگا ایک سحر ادنے سا ہمنے بھیجا ہم سے کسی سے دفع نہو سکا یہان اس نونڈے
نے وہ کاغذ لاکر حیات جادو کو دیا کہا حضور مہرخ و بہار سب کو دیکھ لیا غلام نے
آپ کے ہلکا سا شعبدہ کیا کوئی زبان بھی نہ ہلا سکا مین نے یہی مناسب جانا اگر یوں گے عمرو کو بھگا دینگے

بی مہرخ و بہار وغیرہ کی گردن لونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا حیات مونچھوں پر
تاؤ دیتے ڈاڑھی پھٹکارنے لگا کہا لو بیٹا خیرت سناان لونڈی غلاموں کی یہ حقیقت
ہے جنھین تم سے لڑتے برسون گذر گئے ایک ہی دن مین سب کا امتحان کر لیا یہ انکی لیاقت
ہے افراسیاب کو یہ باتین ناگوار گذرین حیات بکبلا رہا ہے کہتا ہے کل صبح عمرو کو بلا
کے سوال سیامری پرستی کرونگا ذرا بھی نہین کی اور انکی موت آئی یہ اب مجال نہین کہ نہ
حاضر ہون نیرنگ میرا فرزند ہے یہ طفل خود پسند ہے کہ جاتے ہی سب کے سحر سلب کر لیے
بی بہار نے گلدستہ نہ مارا برق لامع نہ چمکین اگر ذرا زبان ہلاتین وہ لونڈا سب کے سر کاٹ
لیتا نیرنگ تو غائب ہو گیا افراسیاب خاموش بیٹھا ہے چار پہر رات حیات جادو بکبلا یا کیا
بوقت سحر ہر چند مہرخ و بہار نے خواجہ سے کہا کہ تم چلے جاؤ جو ہم پر گذرے گی جھیلین گے آپ
بچینگے تو ہمین امید ہے اگر آپ پر کوئی زوال آیا تو کسی کے کئے کچھ نہ ہوسکیگا آپ کی جان
کی حفاظت ضرور ہے عمرو نے نہ مانا کہا جا جو کلام کرنے مین کیا ڈر ہے جہان ڈر ہو وہان
ہمارا گھر ہے جا کر اس سے کلام کرینگے جیسا سوال کریگا ویسا جواب دینگے اگر اسکو قتل
کرنا منظور ہے بھاگ کر کہان جائین اپنے ضامن کو پھنسائین صاحبان لیاقت کا یہ طریق
نہین ہے یہان صبح کو دربار افراسیاب آراستہ ہوا افراسیاب کو شوکت نمائی حیات
کی ناگوار ہے حیات نے اٹھتے ہی نیرنگ کو آواز دی وہی دوازدہ سالہ لڑکا آگر حاضر
ہوا کہا اے نیرنگ جاؤ عہد کرنے والون کو لاؤ مہرخ و بہار و باغبان سے کہنا کہ تم بھی
چلو کلام کا جواب دو زبردستی نہ ہوگی مصالحہ کرادین اسکے بہت خوب کہکر وہ طفل چلا یہان
رات بھر سب دربار مین جاگے ہین ہر اک خورد و کلان خواجہ سے یہی کہا کیا کہ چلے جایئے
عمرو نے کہا مین تو نہ جاؤنگا حیات سے باتین کرونگا یہ ذکر تھا کہ نیرنگ آکر بھو بجا عمرو
کے ہوش اڑ گئے مہرخ وغیرہ سب گھبرا گئے نیرنگ نے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا حضور اٹھیے
تشریف لیچلیے شاہنشاہ یاد فرماتے ہین عمرو خاموش سر جھکائے ہوئے اٹھا پیچھے مہرخ
و بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع وغیرہ چالیس سرداران نامی روتے ہوئے
عمرو کے ساتھ ہوئے برق و جانسوز و ضرغام نے بھی اپنے کو ظاہر کر دیا لیکن افر

تب مغضے مین آگیا کہ مین وہ عمرو کو کشان کشان لیے جاتا ہے اگر سرداردن نے قصد کیا کہ سحر
کرین تو عمرو اشارے سے منع کرتا ہے کہ آپ لوگ میرے مقدمے مین دخل نہ دیتا
مین سمجھ لونگا قضائے کار شہنشاہ کوکب روشن ضمیر و بران شمشیر زن قصر جمشیدی
مین موجود ہین شب کو ہرکارے نے خبر بدعت حیات سنائی کوکب نے کہا اسکی کیا مجال
کہ خواجہ کو دربار سے لیجائے وہ صاف کہلوا بھیجین کہ میرے لئے تاج و تخت بھیجو استقبال
کرو تو مین آؤن زبردستی نہ جائین مین وقت پر پہونچونگا وہ ملعون نیرنگ کون ہے ہم سمجھ
لینگے رات کو تو کوکب نے یہ کہا صبح کو قصر مرات واقعہ مین آکر بیٹھا اب جو آئینہ دیکھا تمام
حال آئینہ ہوا کہ عجب ذلت سے نیرنگ عمرو کو لئے جاتا ہے ہاتھ پکڑے ہوئے کلاہ
سر پر ندارد بس کوکب نے کہا اے بران ہم سے اور عمرو سے رشتہ محبت قطع ہوا بران
نے گھبرا کر کہا شہنشاہ کیون کوکب نے کہا جب ہمارے ملک مین آیا تھا تو عمرو نے کیا کیا
جھگڑہ لبھیلایا تھا کہتا تھا میرا استقبال کرین میرے لئے تاج و تخت بھیجین مین نے ناز اٹھائے
انہون نے خوب پاؤن پھیلائے اب آج چپکے جاتے ہین یہ نہین جواب نکلا کہ ہم نہ
جائینگے یہ ڈر ہے کہ وہ مشکین باندھ کر لیجائیگا ہم چھوڑ لاتے اگر خود جاتے لیکن ہمین کیا غرض
مفت مین ہم نے اپنی اوقات کو ضایع کیا ایک ذلیل کے شریک ہوئے قوم کا
ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ خوب ثابت ہوا جو اس کے ناز اٹھاتا ہے اسپر جوب
ہی فرمائشین ہوتی ہین دشمن سے کیا ڈر اگر وہ بدعت کرتا ہم اپنے سر پہ لیتے سحر
حیات کا جواب دیتے جب وہ خود ہی چلے جاتے ہین تو ہم کیون دخل دیں بران نے کہا
بابا جان انصاف فرمائیے عمرو غیر ساحر ہے نیرنگ تیلہ سحر حیات کا اسکے ساتھ وہ کیا کرے کوکب
نے کہا عمرو بھاگ کے ہمارے ملک مین کیون نہ چلا آیا بارگاہ مین کیون سینہ سپر کئے بیٹھا رہا
جب حیات اسے تلاش کر کے گرفتار کرتا ہم اپنی جان مٹاتے حیات سے مقابلہ کرتے
لیکن تم کیا جانو بس آج سے عمرو کا ہم منہ نہ دیکھین گے بدون استقبال کرائے حیات سے
اگرچہ اندر بارگاہ کے چلا گیا ہمارا اسکا رشتہ قطع ہوا مفت مین ہم نے اپنے کو برباد کیا
ایک حقیر کیواسطے افراسیاب سے فساد مول لیا کوکب مرات واقعہ کو دیکھ رہا ہے اور

مدم بران سے یہی کہتا ہے کہ عمرو اپنے لشکر سے نکل آیا اب بھی نہین مچلتا مین دیکھ رہا ہون کہ بہار و باغبان کو منع کر رہا ہے بڑی ذلت سے وہ لیے جاتا ہے بران خاموش باپ کی بات کا کیا جواب دے گو کب آئینہ مین حال دیکھ دیکھ کے ایسے ہی کلمات کہہ رہا ہے کہ عمرو لشکر مین پہونچ گیا حیات کا جلوخانہ شہنشاہی قریب رہگیا سو قدم تک عمرو کا وست جس وقت سامنے حیات کے اسی حال سے پہونچ جائیگا پھر مین عمرو کا دشمن ہون جواب صاف کہلا بھیجونگا کہ زبردستی افراسیاب مجھسے لڑیگا تو جواب دونگا یہ کہہ دونگا کہ مین عمرو کا ساتھ نہین دیتا کوئی کلمہ ظالم نہین کہتا چپکا چلا جاتا ہے لیکن خواجہ عمرو جب اسی حال سے لشکر حیات مین پہونچے ساحر ہنس رہے ہین کہ دیکھیے والدنا دار نے حیرت کے کیا جال کیا جاگ بھی نہ سکا خواجہ عمرو نے جب دیکھا جلو خانہ قریب رہا تو کہا اسے شہنشاہ نیرنگ مین کچھ عرض کرونگا اسطرح گڑگڑا کے کہا کہ نیرنگ کو رحم آگیا نیرنگ نے کہا خواجہ نہ گھراؤ ہم تمہاری صفائی کرا دینگے اپنے مالک سے سفارش کرینگے جہانتک ہو سکیگا گذارش کرینگے دو کام کرنا ایک تو جاتے ہی قدمون پر گر پڑنا اسکو رحم آجائیگا دوسرے ساحری پرستی سے انکار نہ کرنا عمرو نے کہا اے شہزادے ایسا نہو وہ دیکھتے ہی قتل کر ڈالے اگر مجھکو غلامی مین قبول کرین سب سردار میرے قبضے مین ہین سبکو لاکر قدمون پر گرا دونگا اسد شکارگاہ مین ہے اسکا سر لاکر حاضر کر دونگا دیکھو بھائی اپنی جان ہے تو جہان ہے میان اسد مجھکو زندہ نکرینگے اپنی اپنی گور اپنے اپنے اعمال قبر مین کوئی ساتھ نہ جائیگا مین قدمون پر انکے کیا تمھارے گردن یہان سے تاکوہ عقیق فتح کرا دونگا جو مین قتل ہو گیا میرے ننھے ننھے بچے تباہ ہو جائینگے بیبیان بہت ہین بھیک مانگتی پھرینگی میری پشت قبر سے نہ لگیگی نیرنگ نے کہا خواجہ نہ گھبراؤ ہم تمھاری جان بچا لینگے عمرو نے جیب سے نکالکر ایک تختی الماس کی نیرنگ کو نذر دی کہا حضور میرے پاس مال بہت ہے جس وقت آپ مجھکو قدمون پر حیات کے گرا دینگے اسقدر جواہر دونگا کہ دولت دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ گے مجھے اسد سے محبت نہین ہے اپنی جان عزیز ہے اسطرح خواجہ روئے نیرنگ نے کہا مین دل سے سفارش کرونگا کئی گوہر بے بہا خواجہ نے نیرنگ کو دیئے نیرنگ نے خوشی خوشی لیلیے عمرو کو تسکین دی اسطرح کی باتین آپسمین ہوئین نیرنگ نے گلے سے لگا لیا کہا خواجہ نہ ڈرو ہم تمھین نوکر بھی رکھوا دینگے

دینگے جان بھی بچالینگے عمرو نے کہا بھائی مین بڑے کام کا آدمی ہون ہفت اقلیم مین عملداری کرا دونگا
پیرا پیٹ بھر دین حیات جادو بادشاہی کرین تم عہدۂ سپہ سالاری پہ بنا مین
بھی کوئی عہدہ سو پچاس روپیہ کے محاصل کا ملجائے اسد کا سر کاٹ کر دین چلکر حمزہ کو تسخیر کرین
تو فراغت ہوگئی تمام دنیا مین عملداری ہوئی حمزہ تو مجھکو اپنا دوست جانتا ہے مین جاتے ہی
سب کو سنکھیا دونگا ایک ہی دن مین خاتمہ ہے اسطرح کی باتین کرتے ہوئے جلوخانہ تک
پہونچے عمرو وہان ٹھہر گیا کہا بھائی نیرنگ مجھکو یکایک سامنے نہ لیجاؤ بادشاہون کے مزاج کا یہ طریقہ ہے
گاہے بسلامی برنجند وگاہے بدشنامی خلعت دہند شاید غصے مین بیٹھے ہون مجھکو دیکھتے ہی کہین کہ
سر کاٹ لو تم سفارش کرو تم پر بھی خفا ہون بادشاہون کے مزاج کا پتا نہین ملتا مین یہان کھڑا ہون
تم اندر جاکر عرض کرو عمرو حاضر ہے سامری و جمشید کو سجدہ کریگا آپ کی نوکری کا امیدوار
ہے مزاج انکا جب ٹھنڈا ہو تب مجھکو لیجاؤ مین جاتے ہی قدمون پر گرون آج ہی فتح
کرا دون نیرنگ نے کہا خواجہ بھاگ نہ جانا عمرو نے کہا مین بھگوڑا نہین ہون مردون نے جو کہا وہ
کیا اب میرے تمھارے معاملہ ہوگیا تم الیاس پرست ملا ہفت اقلیم کی سلطنت کرینگے کہین بھاگ جائینگے
جب ہزار ملک دلوائینگے ایک شہر کی سلطنت تو لینگی نیرنگ نے کہا نہین خواجہ مین چہارم طی کرلونگا
عمرو نے کہا بس جانیے اب معاملہ ہوگیا نیرنگ نے خواجہ کا ہاتھ چھوڑا افراسیاب صرصر سے
کہہ رہا ہے آج کیا ہے کہ عمرو سیدھا آتا ہے سامری و جمشید کچھ تقدیر کرین عمرو و نیل
لائے ان بڑے میان کی گردن دبائے ایک سحر کرکے بہت بلبلا رہا ہے صرصر کہتی ہے مجھے بھی
تعجب ہے حیات لاف و گزاف کر رہا ہے کہ نیرنگ سامنے آیا جھککر سلام کیا حیات نے
کہا اے نیرنگ عمرو کو کیا کیا نیرنگ نے دست بستہ عرض کی حضور عمرو مرد معقول ہے آج ہی
آپکی ہفت اقلیم مین عملداری کرا دیگا بڑا عقیل و فہیم و دانا ہے آپکو ہزارون دعائین دیتا ہے ایسا
رفیق کسکو ملتا ہے مین نے سب معاملہ طے کرلیا ہے ہفت اقلیم مین آپکی عملداری ہوگی حیات ہان ہان
کر رہا ہے وہان جلوخانے مین ہزارہا جادوگر جمع تھے جیسے ہی نیرنگ عمرو کو چھوڑکر اندر گیا مہرخ
و بہار و باغبان قدرت وغیرہ چالیس سردار ساتھ ہین قران و برق جانسوز و ضرغام بھی
حاضر ہین عمرو نے فوراً زنبیل سے اپنی بارگاہ دانیالی نکالی ساحرون نے دیکھا عمرو نے ایک چھتری سی

نکالی عمرو نے معجزہ طلب کیا کہا اے بارگاہ بزرگوں کی ایک چھوٹا سا خیمہ ارشاد ہو جائے بارگاہ درست
ہو گئی عمرو نے چالیسوں سردار اور اپنے عیار اندر کئے فوراً تخت نکالکر بچھایا تاج سر پر رکھا قبائے قلمکار
زیب جسم کی زنبیل سے کنیزیں نکالیں عمرو نے پیر بڑھا دئے وہ کنیزیں بیٹھکر پاؤن دبانے لگیں ساحران
حیات بھوکھڑے تھے انھون نے پکار کر کہا او عمرو یہ کیا کیا عمرو نے گالیاں دینا شروع کیں جادوگر
دوڑے کہ ٹانگ پکڑ کے عمرو کو کھینچ لیں جس جادوگر نے طناب پر ہاتھ رکھا وہ الٹا لٹک گیا عمرو نے
زنبیل سے دو چار گرگے نکالے وہ گرگے سونٹے ہاتھ میں لئے ہوئے استاد استاد کہتے
ہوئے نکلے عمرو نے کہا یہ سب غل مچاتے ہیں مارو انکو ہماری نیند میں فرق آتا ہے گرگے سونٹے لیکر جھپٹے
جس کے سونٹا مارا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا منہ ٹوٹا ہزاروں جادوگر سحر کر رہے ہیں آگ برس
رہی ہے بارگاہ پر تاثیر نہیں ہوتی شعلہ ہائے آتش انہیں ساحروں کو جلا رہے ہیں ایک گرگے نے
دست بستہ عرض کی استاد اب کارخانے میں مومیائی نہیں رہی تھوڑی بنالوں خواجہ نے اشارہ
کیا اچھا بنالو بیٹا اس گرگے نے ایک موٹے جادوگر کو تاکا انگیٹھی آگ کی نکالی کمر سے ایک بڑا سوا
نکالا جادوگر کے دماغ میں چھید کر دیا ایک طرف انگیٹھی رکھی ایک طرف کاسہ چینی میں بھیجا ٹپک
ٹپک کے گرنے لگا آگ کی حدت بھیجا ٹپکنے کی شدت وہ جادوگر چیخا عمرو نے کہا اسکی زبان
کاٹ لے ہمارا نسخہ خراب ہوتا ہے وہ گرگے تو حکم کے پابند ہیں فوراً بڑھکے زبان کاٹ لی دو بھائی لشکری
میں ایک کا نام ساسام جادو دوسرے کا ہام ہام جھپٹ کر بڑھا یہ کہتا ہوا کہ اس ساربان زادے کی ٹانگ
پکڑ کے کھینچ لوں گرگوں کو ماروں جیسے ہی جھپٹ کر قریب آیا بارگاہ سے مس ہوا دھم سے گرا گرگے
نے ٹانگ پکڑ کے کھینچ لیا چھاتی پر چڑھ بیٹھا ساسام منتیں کرنے لگا خواجہ خدا کیواسطے میرے بھائی کو
چھوڑ دے عمرو نے کہا میں تو سوداگر ہوں قیمت لگائیے اس نے کہا جو فرمائیے عمرو نے کہا
دو ہزار روپیہ منگائیے وہ دوڑ کر دو توڑے کھینچتا ہوا لایا عمرو نے ایک گرگے سے کہا یہ دو توڑے لیلو
اسکے بھائی کو حوالے کر دو گرگے سے اشارہ کیا زبان کاٹ لو کچھ تو نشانی رہے گرگے نے زبان کاٹ کے
ہام کو باہر پھینک دیا ساسام نے دیکھا لپٹ گیا کہا بھائی کچھ منہ سے بولو میں نے تمکو دو ہزار روپیہ دیکر بچایا
اس نے منہ کھولدیا ساسام نے دیکھا ہام کی زبان کٹی ہوئی ہے اس نے پکار کر کہا خواجہ یہ کیا کیا عمرو نے کہا
زبان رکھی ہے لیجاؤ چونہ دگڑ سے جوڑ لو وہ پلٹنے کو بڑھا گرگے نے اسکی بھی گردن لی سونٹا مارو ساسام کو بھی

سرسام ہوا قیامت برپا ہے گیر و دار مار گیر کی صدائین بلند ساحر دردمند ہزارون کے لاشے پھڑک
رہے ہین سیکڑون طناب پیچ لپٹے ہوئے ہین حیات جادو نے جو یہ آوازین سنین کہا اسے نیرنگ
یہ کیا ہوا اہام و سام تو میرے مصاحب تھے انکو کس نے مارا افراسیاب نے ہنسکر کہا شاید عمرو بگڑ گیا حیات
نے کہا کیا بگڑ گیا جاکر جوتیان مارون گا یہ کہکے تاج کج کرتا ہوا چلا یہان نیرنگ بھی ساتھ ہین حیات
سے کہہ رہے ہین عمرو کی جان نہ لیجئے گا افراسیاب تو بڑے رازدان ہین ہنس ہنس کے فرماتے ہین
پہلے اپنی جان تو بچاؤ نیرنگ کہتا ہے مین ابھی گردن لیتا ہون پردہ بارگاہ کا اوٹھا نیرنگ نے
دیکھا خواجہ پاؤن پھیلائے ہوئے تخت پر بیٹھے ہین فرخ و بہار وغیرہ کو کرسیان مکلل بجواہر دی ہین
بالمینان سب بیٹھے ہین مہتر قران بندہ نظامی ہوئے پشت پر ٹہل رہے ہین میان برق تڑپ رہے ہین
جانسوز و مہتر و ضرغام بھی کاروبار مین مصروف ہین ایک کنیز خوشرو جو خواجہ کے پاؤن دبا رہی
تھی عمرو نے ایک لات ماری کہ تخت کے نیچے گری اوسنے ہاتھ باندھکر کہا اوستاد مین نے کیا خطا
کی عمرو نے کہا اوبچا مہندی لگاکر ہمارے پاؤن دبانے آئی ہر رنگ حنا ہمارے پاؤن مین چبھتا ہے
وہ کنیز روتی ہوئی ہنسی ہاتھون کو رگڑنے لگی کھال تک ہاتھ کی اوڑ گئی پھر آکے اپنے کام مین
مصروف ہوئی نیرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا پکار کر آواز دی کیون بے ساربان زادے یہ کیا حرکت نازیبا کی
ہے شہنشاہ ہمارے کھڑے ہین تو پاؤن پھیلائے بیٹھا ہے عمرو نے جھڑک کر کہا دور ہو اسقدر
جوتیان مارون گا کچھ دنون گویا دردگے تمہاری مومیائی بنواؤن گا نسخہ میرا ناقص رہا جاتا ہے کمسن کی
مومیائی خوب بنتی ہے کارخانے مین اب باقی نہین رہی افراسیاب نے کہا اے نیرنگ ٹانگ پکڑ کے کھینچ لے نیرنگ
دوڑا مثل شعلہ جوالہ جا پڑا جیسے ہی طناب سے مس ہوا اولٹا لٹک گیا بے بس ہوا گرگا سونٹا لیکر سر پر
آیا عمرو نے کہا ہان اس کے گلے سے کنٹھا اوتار لے جتنے موتی دیے بچیا کے کنٹھا بنا کے پہن لیا
گرگے نے دو تین سونٹے چوتڑون پر مارے دہائی دینے لگا خواجہ مین تو غلام ہون عمرو نے کہا
اوبچا ہمارا جواہرات کیا کیا کہا سب حاضر ہے گرگے نے ہاتھ مروڑ کے سب جواہرات لے لیا خواجہ
نے شمار کیا ایک نگینہ نہ تھا کہا اوس کے بدلے اسکی ناک کاٹ لو ایک گرگا استرا لیے کھڑا تھا حکم مین
خواجہ کے تاخیر نہین ہوئی اوسنے بڑھکر فوراً ناک کاٹ لی دوسرے نے سونٹا مارا میان نیرنگ کا
عمرو نے اٹھکر گرگے کو دو کوڑے مارے گرگے نے کہا استاد مین نے کیا خطا کی کہا اسے احمق

تنگ خاندان کو برہنہ کیا لباس خون آلود ہو گیا یہ کس حساب مین لکھا جائیگا تمھاری تنخواہ مین مجرا
ہوگا گرتے سے ٹکے روز کی ادائی مقرر ہوئی افراسیاب تو کھڑی ہنس رہی ہین بہت خوش ہین مشیران
سلطنت سے فرماتے ہین خواجہ عمرو نے کیا کار نمایان کیا وہ عیار طرار صاحبقران عالی وقار ہی صرف
مجھ سے ڈرتا ہی مین اُس کی قدر بھی کرتا ہون لاکھون کا اس نے نقصان کیا مین نے کچھ نہ کہا آج بڑی
سیان کی خوب ٹانگ لی تیر رنگ کو قتل کر ڈالا اب وہ بارگاہ دانیالی مین بیٹھا ہی اوس کا کوئی کیا
کر سکتا ہی یہ بارگاہ بزرگون کی ہی اس پر سحر نہین تاثیر کرتا ہم سب حالات سے بخوبی آگاہ ہین غصّے مین
حیات جادو آستین چڑھا کے چلا حیرت جادو دوڑ کر کمر مین لپٹ گئی کہا بابا جان کہان جاتے ہو
حیات جادو نے کہا بیٹا مجھے چھوڑ دو میرا قرار رفیق مارا گیا مین چھاتی پر چڑھ بیٹھونگا حیرت نے کہا
باباجان اس بارگاہ پر سحر نہین تاثیر کرتا آپ کیا غضب کرتے ہین افراسیاب جادو دیکھتا ہی جاتی بھی وہ
اپنے بزرگون کا سحر تو دیکھو انھین بزرگون سے تعلیم پاتے ہین ملکہ حیرت سر پیٹنے لگی کہا آپ چاہتی ہین
میرے باباجان کی مومیائی بنائی جائے یا وہ لنگوڑا زنبیل کی سیر کرائے اس بارگاہ پر کسی مرتبہ آپنے سحر کیے آخر
کیا انجام ہوا حیات جادو نے جھلا کر کہا اے حیرت ہٹ جا مین قریب نجاؤنگا سحر کر کے پھونک دونگا
دیکھو تو شتربان زادہ کیسے پیر پھیلائے بیٹھا ہی خواجہ عمرو پکار رہے ہین اجی حیات آتا نہین یہ سنکر
حیات جھپٹتا ہی حیرت لپٹ جاتی ہی حیات نے کھڑے ہو کر خوب سحر کیے آگ برسائی برف گرائی
برف کی پہاڑ بنگئے ہزارہا ملازمان افراسیاب ٹھنڈے ہوے لشکر مین صدائے فریاد والغیاث بلند
ہوئی افراسیاب نے کہا میرا لشکر تباہ ہوا جاتا ہی اب حیات سحر کر کے عاجز ہوا سامنے خواجہ عمرو کے کھڑے
ہو کر کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آخر تم کیا چاہتے ہو عمرو نے کہا کہ تو کیسا بادشاہ جلیل ہے کسی
رئیس شریف کو اسی طرح بلاتے ہین اگر تو چاہتا ہی کہ ہمارے تیرے مشورہ ہو کلام اصلاح وغیرہ اصلاح
لیے جائین ہم اپنے عیارون کو بھیجتے ہین ایک بارگاہ زربفتی بہت قیمتی انکو دیجیے یہ موافق اپنے طریقے
کی استادہ کرینگے ہم اوس طرف سے بارگاہ مین آکر داخلہ کرین تم اگر استقبال کر کے ہمارے لیے تخت برابر
سرداران دنگل کرسیان اطمینان سے بیٹھین گی جیسا تم سوال کروگے ویسا ہم جواب دین گے یہ
کیا طریقہ ہی کہ ایک شہدے کو بھیجدیا کہلا بھیجا کہ آؤ ہم بھی وہان سے چلے آئے سہمان اگر بگڑ گئے
تم سے جس طرح ہو سکے اُس طرح ہم کو لیجاؤ ہم تو با آبرو ہین شاہنشاہ ہماری آبرو کو خوب

جانتی ہین افراسیاب جواب دیتا ہی خواجہ سچ کہتے ہین باباجان نے قاعدے کے سراسر
خلاف کیا حیات جل رہا ہے اب دل مین سوچا کہ جب یہ بارگاہ مین آئیگا کلام کرتے کرتے
بات مین جھگڑا ڈالدونگا ساربان زادے کی گردن لونگا جو جو عمرو نے کہا حیات نے
قبول کیا ایک بارگاہ نہایت کلان عمدہ منگواکر حاضر کی چتر قران وجانسوز وضرغام و
برق نکلے لاکر پہلوی بارگاہ افراسیاب مین سراچے سے سراچہ قنات سے ملاکر استاد کی اس طرف
پھاٹک رکھا اس طرف نکلنے کا دروازہ حیات نے تخت بھی بچھوا دیا کرسیان بھی آراستہ
کرادین کہا خواجہ اس طرف سے آئیے مین بارگاہ مین استقبال کرونگا خواجہ اُٹھے بارگاہ دانیال
کو نذر زنبیل کیا مہرخ وبہار وغیرہ چالیس سردار ساتھ تاج سر پر خلعت فاخرہ زیب جسم
انور حلقہ ہای کمند اصفائے باصفا بازوون پر گلیم عیاری کاندھے پر پڑی ہوئی اس شان وشوکت
سے چلے حیات یہان اندر بارگاہ کے برای استقبال کھڑا ہی افراسیاب حیران دل سے کہتا ہی اب
عمرو کیون آتا ہی یہان آنکا بڑا دھوکا کھائیگا گرفتار کیا جائیگا سرما سے کہہ رہا ہی اس وقت عمرو نے مجھکو
بہت خوش کیا خوب اس مغرور کی گردن لی حیات کھڑا ہی کہ اس پھاٹک پر جب خواجہ نے داخل
کیا بسم اللہ بسم اللہ کی آواز آئی ہلڑ ہوا شہنشاہ اوج عیاری آتے ہین بارگاہ کے پھاٹک مین داخل
ہوا حیات بارگاہ مین منتظر کھڑا ہی دیکھا خواجہ عمرو بعد کروفر لباس بادشاہی زیب جسم مہرخ وبہار
وغیرہ گرد عیار باپہنائی عیاری سے آراستہ عقب مین خواجہ کے قدم بقدم بسم اللہ بسم اللہ کہتے ہوئے
آتے ہین حیات نے بڑھکر استقبال کیا ہاتھ ملایا کہا تشریف رکھئے خواجہ تخت پر بیٹھے گرد سرداران
نامور عیار پلٹ کی بارگاہ مین چلی گئی ابھی کلام نہین ہونے پایا حیات حیران چہرے کو عمرو کے دیکھ
رہا ہی لیکن کوکب قصر مرآت مین بیٹھا ہوا جھلا رہا تھا بُران منتین کر رہی ہی کہ باباجان عمرو کی مدد کو
چلئے حیات نے گرفتار کرا لیا کوکب کہتا ہی وہ ساربان زادہ کیون جاتا ہی استقبال کا نام نہین لیتا یہ کہتا ہی
اور آئینے کو دیکھتا ہی بُران نے دیکھا یکایک چہرہ کوکب کا سُرخ ہوا وہ مارا کہکر اُٹھ کھڑا ہوا بُران نے پوچھا باباجان
کیا ہوا کوکب نے کہا عمرو نے میرا دل خوش کیا دربارگاہ حیات پر جاکر بگڑ گیا حیات نے بارگاہ لی اپنے
قاعدے سے استاد کرائی استقبال بھی کرایا ہزارون جادوگر یاری بھی گئی اپنے ملازمون کو آپ قتل
کیا اب غضب ہوا بارگاہ حیات مین جاکر بیٹھا ہی مناظرے کے نام سے اوسنے بلایا کچھ فتور کرے گا

اب مین برائے مدد چلتا ہون بنیا پران تم بھی چلو مین حیران تھا کہ عمرو یون سر جھکائے ہوئے چلا آتا ہے
خوب فساد برپا کیا یہ کہکر کوکب خوشی خوشی تخت پر سوار ہوا طرف بارگاہ افراسیاب کے چلا یہان
خواجہ عمرو بیٹھے ہین خوب نگاہ غور ناظرین اس مقام کو ملاحظہ فرمائین کل طلسم ہوشربا مین ایسی
شان و شوکت کی عیاری نہین ہوئی ایک عیاری تو حیرت نے نمیش و بے نظیر باغ زیور محل نشین مین تحریر
کی ہے کہ شاہنشاہ جنات بنکر خواجہ عیاری کرتے ہین اس کا مثل پھر مصنف سے نہو سکا ویسا ہی مقام
خوش انجام شوکت ولیاقت کی عیاری کا یہ بھی ہے ابھی خواجہ سے کلام نہین ہونے پایا ہے
کہ ہرکارون نے افراسیاب کو خبر دی شہنشاہ کوکب و شنضمیر آتے ہین افراسیاب برائے
استقبال چلا کہتا ہے کہ معین عمرو کی آپہونچے حیات نے کہا وہ چھوکرا ہے مین اسکو کیا سمجھتا ہون افراسیاب
نے کہا اپنے گھر آتا ہے استقبال ضرور ہے یہ کہکر افراسیاب اوٹھا کوکب کو استقبال کرکے بارگاہ
مین لایا دنگل معقول بیٹھنے کو ملا کوکب بھی آکر جلوہ فرما ہوئے اب حیات جادو طرف خواجہ کے
متوجہ ہوا کہا کیون خواجہ تمنے طلسم ہوشربا مین بڑا فساد برپا کیا بہتر ہے کہ افراسیاب سے صلاح
کرلو عمرو نے تیور بدلکر جواب دیا افراسیاب خواجہ بنیا قبول کریگا ہم چلے جائین حیات نے کہا تم
بڑی قیامت برپا کرونگا کوئی سردار تمھارا مجھسے مقابلہ نکرسکیگا عمرو نے کہا اے حیات تمکو کس بات
پر ناز ہے اپنا کمال ظاہر کرو جواب معقول دونگا حیات نے کہا مین ساحر زبردست مصاحب ساحری
کاہن نجومی رمال صاحب شوکت و جلال عمرو نے کہا علم کہانت کو تم کیا جانو مین ستارہ شناس کامل
ہون کوئی حکم لگائیے کہین کی خبر مجھسے پوچھیے ابھی کمال ظاہر ہو جائیگا حیات نے کہا مین دس
ہزار کوس کا حال یہین بیٹھے بیٹھے بتا سکتا ہون یہ سنکر عمرو کو غصہ آیا چہرہ سرخ ہوگیا کہا اے حیات تو
ساحر ہے مین عامل ہون جنات دیوزاد میرے قبضے مین ہین ابھی حاضرات کرتا ہون تو خالی حکم لگاتا
ہے مین آنکھون سے دکھا دونگا لیکن کوکب دیکھ رہا ہے خواجہ تو تخت پر جلوہ فرما ہین جو نئی بارگاہ
استادہ کرائی ہے اوس کے دروازے پر بیٹھے ہین قران و برق وغیرہ اندر بارگاہ کے ہین کچھ کھڑکھڑ کی
آواز اندر بارگاہ سے آتی ہے جیسے گھوڑے دوڑتے ہین یا اندر بارگاہ کے پلٹنین رسالے جم رہے ہین
کوکب حیران ہے کہ یہ کیا معرکہ ہے صرف چار عیار اندر بارگاہ کے گئے کڑاکے کی سم مرکب کی آواز
آتی ہے کبھی کچھ باجا بجتا ہے جب عمرو نے حیات سے یہ کہا کہ مین صورت دکھا سکتا ہون حیات

نے کہا باتون سے کیا فائدہ کچھ سوال کیجئے مین بزور کہانت جواب دون عمرو نے کہا بتلایئے خداوند
لقا اور صاحبقران کیا کر رہے ہین حیات نے اونگلیون پر شمار کر کے جواب دیا کہ از روے ستارہ شناسی
صاف ثابت ہوتا ہے کہ صاحبقران اپنی بارگاہ مین خداوند لقا اپنی بارگاہ مین ہین کچھ جھگڑا فساد
نہین ہے عمرو نے اونگلیون پر شمار کر کے کہا تم جھوٹے ہو سراسر یہ حکم غلط ہے صاحبقران سے اور
لشکر لقا سے مقابلہ ہو رہا ہے لقا نے شکست فاش کھائی بھاگا ہوا طرف طلسم ہوشربا کی
گیا ہے صاحبقران تعاقب مین ہین لاکھون پرستاران لقا مارے گئے حیات نے بہت خیال کیا
کہا خواجہ صاحب یہ بات تو نہین ہے لڑائی کا ذکر بھی نہین یہ سنکر خواجہ کو غصہ آیا زبردستی آنکھین
جوش و خروش مین آئین کہا کیون او حیات ہمارے حکم کو غلط تو جانتا ہے آنکھون سے دکھلا دون
عمل حاضرات پڑھون حیات نے کہا خواجہ باتون مین کیا ڈراتے ہو سراسر خلاف حکم لگاتے ہو یہ سنکر
عمرو اور زیادہ بگڑا قلم اوٹھا کر سرخ کاغذ پر ایک نقش کھینچا خانے ہندسون سے معمور کیے کہا او حیات
آنکھون سے دکھا دون پردہ غفلت اٹھا دون کوکب نے دیکھا حقیقت مین آج تو خواجہ عمرو کا اور
رنگ ہے نقش کھینچتے ہی اور نقشہ ہوا چہرے سے رعب و دبدبہ حیات کے منھ سے اتنا نکلا کہ کوئی کمال
دکھایئے پس عمرو نے وہ نقش سرخ ہاتھ کے نیچے دبایا اور پکار کر آواز دی یا جبار و یا قہار نعرے
سے عمرو کے زمین تھرائی تین نعرے عمرو نے ایسے کیے کہ حیات گھبرا گیا نعرے کر کے عمرو اپنے
مقام سے اوٹھا آواز دی ارے کیون اے شہنشاہ جنات اس مغرور کو سامان
آمد لقا نہ دکھلائیگا بارہ برس کا میرا ریاض ضایع جائیگا یہ کہکر پھر چیخ ماری یکایک اندر ہی بارگاہ کے
جو خواجہ نے استادہ کرائی ہے کڑکے کی صدا بلند ہوئی پردہ اوٹھا سب نے دیکھا خداوند زمردشاہ
باختری بڑے گینڈے پر سوار دریاے خون مین نہایا ہوا تاج یاقوتی سر پر تیغہ دو سو من کا ہاتھ
مین کھینچا ہوا گینڈے کو بھگا کر اس بارگاہ عیاران سے نکلا وسط بارگاہ افراسیاب مین زمردشاہ
باختری گینڈے کو اڑا کر پہونچا ہے کہ یکایک زمین تھرائی نعرہ صاحبقران کی آواز آئی اب
تو سب کھڑے ہو گئے خداوند خداوند کرنے لگے لقا گھبرایا ہوا ہے اتنا منھ سے نکلا زنہار ارے
یہ کسکی بارگاہ ہے پردہ بارگاہ زربفتی کا اوٹھا سب نے دیکھا آفتاب آسمان عربستان زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان بپشت مرکب اشقر دیوزاد پر سوار مرکب

سر چشمی زیر ران تیغہ عقرب سلیمانی کھینچا ہوا گرد و غبار مین اڑتے ہوئے لٹتے خون کے زرہ پر جمے
ہوئی نعرہ کر کے بارگاہ سے نکلے نعرہ امیر

سمند دل بہ چیسم فراری شدہ
سلیمان کوچک لقب شد لقا

ہمہ اختر برج عز و جلال
ہمہ عفریت از تیغم عاری شدہ
ہمہ شہر آباد اسلام شد

ہمہ ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک صاف
کہ صاحبقران در جہان نام ...

ادلقا کہان جاتا ہی مین آپہونچا سات دن سے تعاقب مین ہون اب کیونکر بچیگا تمام اہالیان
دربار کھڑے ہو گئے ہاتھ پانون مین ہر ایک کے رعشہ صاحبقران مرکب بڑھا کر قریب لقا پہونچے
لقا کا وہی طور وہی قد و قامت تیغہ باڑہ دار لنگر دار پلٹ کے صاحبقران پر ہاتھ مارا صاحبقران
نے گھوڑا بڑھایا تیغہ عقرب سلیمانی پر تلوار کو لقا کی گانٹھا جیسے ہی لقا ہاتھ مار کر پلٹا صاحبقران
نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغہ عقرب کا مارا تیغہ برق تاب چمک کر گرا لقا نے سپر فولادی اٹھائی
سپر کے دو ٹکڑے ہوئے لقا نے داستانہ مارا تیغہ جھنا کر گینڈے کی گردن پر پڑا گینڈے
کی گردن قلم ہوئی لقا گینڈے سے گرا صاحبقران بھی برابر کود پڑے لقا تلوار پھینک کر
لپٹ گیا صاحبقران نے گردن پر ہاتھ رکھکر پکارا کہ لقا کا سر زمین سے ملگیا دونون گھٹنے لقا
کے آشنا زمین ہوئی صدہا دنگل ٹھوکرون مین گرے قالین کے ٹکڑے اڑ گئے صاحبقران
نے دست حق پرست بڑھا کر کمر زنجیر مین لقا کی ڈالدیا وہ نعرہ کیا کہ زمین تھرا گئی فردیکہ نعرہ زد
میر منزل مصاف * کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف * پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بسینہ
تیسرے زور مین سر سے بلند کیا لقا کو چرخ دیا لقا مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا تاج سر
کہین ہاتھ کے داستانے کہین پانون کے موزے کہین چرخ دیتے ہوئے اب پلٹے اشقر کھڑا ہوا ہی صیحہ
بھر رہا ہے اب صاحبقران پلٹے عمرو نے سلام کیا صاحبقران نے کہا خواجہ یہان کہان آئے عمرو نے
کہا آقا فریاد اس بڈھے نے مجکو بلایا ہے مجھپر دباؤ ڈالتا ہے صاحبقران کے بائین ہاتھ پر لقا
چڑھا ہوا ہی داہنے ہاتھ مین تیغہ عقرب سلیمانی قریب حیات کے اسم اعظم پڑھتے ہوئے تشریف
لائے کہا کیون او ساحر تو کون ہی جو میرے عیار پر دباؤ ڈالتا ہی اگر دعوی ساحری ہی تو سحر پڑھ تمہارے
خداوند کو لیے جاتا ہون اس رعب و دبدبے سے صاحبقران نے یہ کلمہ فرمایا ہے کہ حیات جادو
تھرا گیا گھبرا کر کہا حضور مین نے تو برائے مناظرہ عمرو کو بلایا ہے مین دباؤ ڈالتا کلام مصالحہ

چاہے ہماری نہیں چاہے نہ مانیں صاحبقران نے گوکب پر تیور ڈالے کہا یہ کون ہے ہاتھ
ایک مار دون کہ اسکے دو ٹکڑے ہو جائیں گوکب نے تھرا کر کہا مجھے حضور نے نہیں پہچانا میں گوکب
آپکا طرفدار ہون حیرت کو امیر با توقیر نے گھُڑکا کہ یہ عورت کون ہے حیرت دھم سے گر پڑی کانپنے لگی
کہا حضور مجھسے کیا مطلب امیر بقہر و غضب تمام طرف افراسیاب خانہ خراب کے پلٹے کہا خواجہ یہ کون
ہے عمرو نے کہا حضور یہی افراسیاب جادو ہے صاحبقران نے کہا کیون رے تو میرے عیار
سے سرکشی کرتا ہے سحر کر میں اسم اعظم پڑھون تیرا کمال دیکھون ایک ہاتھ مارون کہ دو ٹکڑے ہون
نہیں تو مسلمان ہو کلمہ پڑھو افراسیاب نے تھرا کر کہا اے شہریار میں اپنے وزیرون سے پوچھ کے
جواب دونگا میں تو عمرو سے نہیں لڑتا میں تو خواجہ کا قدردان ہون میان حیات صاحب بتاتے
ہین امیر پھر طرف حیات کے پلٹے ابروے خمدار ہل رہے ہین تیغہ خون آلودہ ہاتھ مین جرأت
بات بات مین اسم اعظم بھی باآواز بلند پڑھ رہے ہین فرمایا او گبر جلد مسلمان ہو دیکھ
لقا کو لیئے جاتا ہون تو روکتا نہیں کیسا لقا پرست ہے حیات نے کہا اے شہریار میں یہان کا
رہنے والا نہیں ہون میں تو چاہتا ہون کہ لڑائی نہو مصالحہ ہو جائے میں نے تو آپکے عیار کو نہیں
ستایا صاحبقران نے فرمایا خواجہ یہ تو سب انکار کرتے ہین چلو اپنے لشکر مین چلو جسکو روکنا ہوگا
روک لیگا عمرو نے پکار کر کہا میان حیات مین جاتا ہون حیات نے پکار کر کہا خواجہ بسم اللہ
بسم اللہ ہمارے تمھارے فساد کا ہیکا اپنے آقا کے ساتھ جایئے آگے آگے صاحبقران
پشت اشقر پر لقا دست حق پرست پر چڑھا ہوا عقب مین عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے تمام
سردار صاحبقران کو گھیرے ہوے اپنی بارگاہ مین چلے گئے پردہ پڑگیا بعد جانے صاحبقران
کے افراسیاب کے ہوش درست ہوے صرصر تو شوکت صاحبقران کو دیکھکے بیہوش
پڑی ہے اب افراسیاب نے کہا یارو یہ کیا غضب ہوا حمزہ سب کی ناک کاٹ لیگیا جاگتی جوت کے
خداوند کو ہمارے سامنے گرفتار کیا قدرت کا تڑپنا پھڑکنا حمزہ کے سامنے کچھ نہو سکا اے
صرصر اوا برق دو لاکھ فوج لیکے پھاٹک پر جاو قدرت کو ہاتھ سے حمزہ کے چھڑاؤ عمرو وغیرہ
کی مشکین باندھ لو یارو ایسا خوف غالب ہوا حمزہ اس رعب و دبدبے سے آیا کہ جی چھوٹ گیا
سواے اچھا اچھا کے کچھ جواب نہ دیسکے صرصر اوا برق دو لاکھ فوج لیکے سامنے پھاٹک کے

کھڑے ہوے عرصہ گذر گیا کوئی بارگاہ سے نہ نکلا تب افراسیاب نے ایک رسالدار سے کہا بارگاہ مین
گھس جاو رسالدار صاحب تیغہ تولتے ہوے چلے پہلے سے پردہ اوٹھایا دھم سے گر پڑے چیخ بہاگے
فراسیاب نے کہا خیر تو ہے رسالدار نے کہا شیر منھ پھیلاے ہوے بیٹھا ہے شہنشاہ بڑی خیر ہوئی
مجکو دیکھکر چلا تھا مین نے تلوار چمکائی جب وہ رکا اب جو قریب بارگاہ کے جاتا ہی تھرا تا ہوا پلٹ آتا
ہے کوئی کہتا ہے اژدہا بیٹھا ہو کوئی کہتا ہے شیر دکار رہا ہے آخر افراسیاب سحر کرتا ہوا بڑھا پردہ
اوٹھا کر دیکھا فی الحقیقت بیچ بارگاہ مین ایک شیر منھ پھیلائے ہوے بیٹھا ہے ایک طرف ایک اژدہا
منھ سے شعلہ آتشین چھوڑ رہا ہے افراسیاب نے کھڑے ہو کر خوب سحر کئے اژدہے کو کیلا شیر کا
منھ بند کیا صرصر جو وہان آکر پہونچی دور سے دیکھکر اوسنے کہا اے شاہنشاہ آپ کسکا منھ کیلتے
ہین کیون سحر کر رہے ہین یہ شیر اور اژدہا مقوی کا ہے یہ کہکر دوڑی شیر پر ڈہیلا مارا حقیقت مین
کاغذ تھا پھٹ گیا اب تو سب اندر آئے دیکھا بارگاہ مین سناٹا پڑا ہے کاغذ کی بنی ہوئی بہت سی
تصویرین پڑی ہین افراسیاب حیران ہو گیا صرصر سے کہا جا کہ بارگاہ مین عمرو کی خبر کو لا صاحبقران
آئے ہین نذرین ہونگی اب حمزہ سے مقابلہ پڑیگا وہ اسم اعظم پڑھکر لڑے گا سات دن مین حمزہ
طلسم ہوشربا مین پہونچ گیا قدرت شکست کھا کر آئے کسی وقائع نگار نے پرچہ بھی نہ لکھا صرصر
واسطے خبر کے چلی کوکب وبران بھی جاتے ہین کوکب بران سے کہہ رہا ہے ماشاء اللہ صاحبقران
کیا صاحب طاقت ہین اتنے بڑے دیو کو کس لطف سے اوٹھایا گینڈے کو مارا اب صاحب قران
کا ساتھ دینگے بڑے بڑے معرکے پڑینگے یہ سوچتے ہوے کوکب بارگاہ مرخ مین آئے دیکھا خواجہ
بیٹھے ہین مہتر قران دریاے خون مین نہایا ہوا لباس بدل رہا ہی سبکو خلعت ملے صاحبقران
کا کہین نشان بھی نہین صرصر بشکل کنیز دیکھ رہی ہے کوکب نے گھبرا کر پوچھا خواجہ صاحب قران
کہان ہین عمرو نے ہنسکر کہا ای کوکب صاحبقران کیسے یہ بھی ایک عیاری تھی میرا جان بخش
قوت بازو مہتر قران خود صاحبقران بنکر آیا ایک بڑے جوان کو ہی کو دم دیکر تھا بنایا ہر کس و ناکس
کا یہ کام نہ تھا یہ نذر کردہ بزرگان ہے اس عیاری کو اسی نے پورا کیا مین جانتا تھا بعد میرے آپکے
افراسیاب بارگاہ کو گھیریگا سبکو زنبیل مین رکھکر گلیم اوڑھ لی چلا آیا جب قران نے ڈانٹا تم بھی
تو کانپ رہی تھے کوکب نے کہا خواجہ مجھے خوف تھا کہ روح جسم سے نہ نکل جاے یہ دبدبہ وسطوت

یہ زور و جرات کیونکر ہوش پراگندہ ہوں دیکھیے آخر افراسیاب و حیات نے کیا جواب دیا
کیسکے ہوش درست نہ تھے مگر خواجہ کیا بات ہی عیاری نہیں کرامات ہے یہ خبر صرصر لیکر بھاگی دربار
مین حیات کے آئی تمام کیفیت بیان کی کہا حضور دیکھیے کس لطف سے اپنے کو بچا لے گیا سبکو ذلت
دیگیا حیات نے جو یہ معاملہ سُنا افراسیاب تو بہت ہنس رہا ہی کہتا ہی مین نے تو یہجانا تھا دل مین یہ خیال
تھا کہ بابا جان مصاحب سامری ہین کچھ فرمائینگے کہتے تھے کہ عیارون کی کیا حقیقت ہی اب حقیقت
ظاہر ہوئی یہ نابدولت کا کلیجہ ہے کہ ان بلاؤں کو ٹالتے ہین عمرو ایسے ظالم سے مقابلہ کیا کیا قیامتین
برپا کی ہین حیات نے غصے مین جواب دیا تو میری ذلت چاہتا تھا نہین نہین کہکر افراسیاب
نے سر جھکا لیا مگر حیرت سے اشارے کر رہا ہی عمرو نے خوب بڈھے کی گردن لی حیرت جھلا رہی ہی
حیات نے کہا میدان کارزار مین کوئی کیا کر سکیگا ایک سحر مین سب کو پھونک دونگا بی بہار نے
بڑے زور باندھے ہین دیکھو تو اُنکا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر حیات نے طبل جنگی بجوایا ہرکارے
لشکر اسلام کے خبرین لیکر بھاگے بارگاہ ملکہ مہرخ سحر چشم مین آئے ہاتھ اوٹھا کر دعا دی نظم

یارب سیراب جاہ و حشمت باشی
سرسبز بریاض عیش و عشرت باشی
ہر جا باشی بہار قدرت باشی
ای گلبن باغ آرزوے بیدل

شہریار عالم عمر دراز رہو حضور نے آپکی عیاری کی خبر سیو بچائی
حیات نے طبل جنگی بجوایا کل میدان مین مقابلہ کریگا بہت جلا ہوا ہی کوکب تو یران کوا سی وقت
لیکر چلے گئے یہ کہہ گئے کہ بروقت لشکر کشی حاضر ہونگا ملکہ مہ جبین نے باشارۂ خواجہ عمرو حکم دیا یہان
بھی طبل جنگی بجا چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر بطور قدیم میدان کارزار مین
آئے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوے نقیب نقابت کر کے ہٹے حیات بقہر و غضب میدان کارزار
مین آیا بہار کو جو دیکھا کہ پھولون مین لدی ہوئی کھڑی ہی گرد کنیزان سہی قد گلعذار ماہ رخسار سیمتن
غنچہ دہن گھیرے کھڑی ہین بہار کا لشکر بھی بہار پر ہے پکار کر آواز دی اے مہرخ بی بہار کو ہمارے
مقابلے مین بھیجو اگر اپنی خیر چاہتی ہو تو ساربان زادے کی مشکین باندھکر بھیجدو مین سزا دونگا
قتل نکرونگا یہ سنتے ہی غازیون نے آواز دی او بیحیا کیا بکتا ہے تیری بارگاہ مین بیٹھے رہے
تو نے کیا کر لیا آخر کدہا تجھ باندھنے لگا پھر اُن بزرگون کا نام لیتا ہی حیات بہت جھلایا
فوج بھی تو ساتھ لیکر آیا ہے سات لاکھ ساحر بڑے جادوگر بڑے جمائے ہوے کھڑے ہین

جواب جو لشکر اسلام سے ملابست کھپا بطور مغلوبہ لشکر ظفر اخیر پر جا پڑا اُدھر ملکہ مہرخ و بہار و معمار و جہاندار وغیرہ نے قیامتیں برپا کیں ملحوظ خاطر سامعین رہے کہ افراسیاب کو تو حیات کا لڑنا ناگوار تھا حیرت سے یہی کہکے چلا گیا کہ اپنے والد کو منع کرو ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر چلے جائیں مابدولت اب لشکر کشی کرکے طرف طلسم نور افشان کے جائینگے چالیس کا ہنون نے حکم لگایا ہے یہین جاکر قلعہ سیاہ فتح کرونگا افراسیاب لشکر مین نہین ہے حیرت بھی جا پڑی دونون لشکر تل گئے سحر ہونے لگے بہار نے ایسے ایسے گلدستے مارے مبہوت ہوکر ہزار ہا نے گلے اپنے کاٹ ڈالے معمار و جہاندار نے برجہائے سحر بنائے خوب توپ چلی حیات اس سحر کو دفع کرتا ہو معمار کو زخمی کیا لیکن جی چھوٹ گئے برق لامع نے تڑپ تڑپ کے ستھراؤ کر دیا جبر سحر کیا اسکو زخمی کیا پشت و پہلو سے خوب ہوشیار لڑ رہی ہے سرخ موے کاکل کشا و ہلال سحر افگن و خورشید زرین سحر و شکیل وغیرہ یہ سب زخمی ہوئے اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ تین پہر حیات لڑا جب اسنے دیکھا کہ اس لڑائی کا فتح ہونا دشوار ہے ایک ایک سردار بلاے روزگار رہے جانباز و سرفروش ایک ایک کو جرات کا جوش تھا بھی زخمی ہوا عین گرمی جنگ مین حیات لڑ رہا ہے ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہوکر سحر کرنے لگا بڑے بڑے لوگ اسکے ہاتھ سے مارے گئے قیامتین برپا کر رہا ہو باغبان سحر کرتا ہوا آیا اسنے باغبان کو زخمی کیا تلوار پکڑ کے چلا کہ باغبان کا سر کاٹ لون پہلو سے آواز آئی شہنشاہ جانے نہ پائے یہ سردار سرکردہ لشکر اسلام ہے حیات نے پلٹ کے دیکھا ملکۂ یاقوت جادو حیرت کی وزیرزادی پہلو مین کھڑی ہے تعریفین کرتی ہے حیات نے کہا ای یاقوت یہ سب سردار رکن طلسم ہوشربا ہین سحر و ساحری مین یکتا ہین انکا قتل ہونا دشوار ہے یاقوت نے کہا دیکھیے شہنشاہ کبھی آ گئے وہ لکۂ ابر ہفت رنگ نمایان ہوا حیات اسطرف پلٹا یاقوت نقلی نے حلقہ ہاے کمند مار نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری حیات ارے کہکر پلٹا عمرو نے حباب مارا حیات لڑکھڑا کے گرا عمرو نے چاہا گرفتار کر لون زمین سے ایک پتلہ پیدا ہوا ہان ہان کرتا ہوا طرف عمرو کے جھپٹا عمرو کمند چھوڑ کر بھاگا پتلے نے حیات کو ہوشیار کیا اب حیات گھبرا گیا سحر کرکے کڑکا تخت ملکہ مہ جبین قلب فوج مین تھا گرد ساحر گھیرے ہوے اُس غول مین جاکر دو چار گولے مارے ساحر ہٹے بس اُسنے ملکہ مہ جبین کو اٹھا لیا ساحرون کے حوالے کیا سردارون نے بلوہ کیا کہ مہ جبین کو رہا کر لین حیات

نے جھکر دو چار سحر کیے کہ زمین ہلا دی مہرخ و بہار وغیرہ سب زخمی ہوئین کہ آسمان پر برق چمکی
سب نے دیکھا شہنشاہ لاچین خوش آئین عقاب بلند پرواز پر سوار کچھ سردار اپنے جا بجا سے رہا
کیے ہوئے اُن سبکو ساتھ لیے اُس وقت آکر پہونچے حیات کی بدبختی دیکھکر عقاب اُڑایا نعرہ
کرکے للکارا نعرہ شہنشاہ لاچین شہنشاہ لاچین فرخ سیر منم ساحر نامی ہو رہا حیات سے معرکہ ہونے
لگا حربہائے حیات کو لاچین دفع کرکے تیغہ کھینچکر جا پڑا حیات نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے لاچین نے
خالی دیکر ایک ہاتھ مارا کہ سر حیات کا زخمی ہوا حیات سامنے سے لاچین کے بھاگا یہ لاچین کو خبر نہ
تھی کہ ملکہ مہ جبین گرفتار ہو چکی ہین یہ اسکے لشکر پر جا پڑے حیرت کو زخمی کیا حیات نے جو تھی
مہلت پائی مہ جبین کو تخت پر ڈال لیا ساحرون کو آواز دی یارو طرف صحرائے نگارین کے
چلو وہان قلعہ ہفت رنگ تیار کرونگا جسکو ملکہ مہ جبین کا پاس ہوگا وہ خود رہا کرنے آئیگا بلائے
ناگہانی مین پھنسے گا وہان مجھکو کوئی قتل بھی نکر سکیگا حیرت سے پلٹ کر کہا جب مین تم کو نامہ لکھونگا
بہت اہتمام سے آنا سب سردارون کو آکے قتل کرنا مہ جبین کی محبت مین سب آئینگے دام سحر
نیرنگ مین پھنسینگے وہان مجھکو کوئی قتل نکر سکیگا مین اپنی جان کی بھی حفاظت کرونگا یہ کہتا ہوا حیات
فوج باقیماندہ کو لیکر طرف صحرا کے نکل گیا لاچین نے اس خیال سے پیچھا نکیا کہ حال گرفتاری
مہ جبین معلوم نہ تھا ملکہ حیرت نے طبل بازگشت بجوایا اپنی فوج کو لیکر پلٹی ملکہ مہرخ جب اپنی فوج مین
دلارام وزیرزادی نے بڑھکر خبر دی حضور بڑا غضب ہوا فتح کی شکست ہوئی مہ جبین کو حیات لیگیا
اب تو بہار نے لاچین وغیرہ کو بڑا قلق ہوا آخر ہرکارے وغیرہ روانہ کیے کہ حیات جہان ٹھہرے
ہمکو خبر دینا لشکر گشتی کرینگے اسد بھی شکارگاہ سے واپس آئے حال گرفتاری مہ جبین سنکر بہت
بیقرار ہوئے برق وغیرہ کو حکم دیا مقام قید مہ جبین تلاش کرو سردار برائے رہائی مہ جبین جائین
حیات نے جاکر قریب صحرائے نگارین ایک قلعہ تیار کیا جو کچھ سامان کیے اسکا حال تحریر ہوگا مہ جبین
کو اس قلعہ مین قید کیا ایک نامہ لکھکر ایک ساحر کو دیا کہ نامہ بارگاہ مین مہرخ کی پھینک آؤ مضمون
اسکا یہ تھا کہ اے مہرخ وغیرہ اگر دعوی سحر و ساحری ہے اس قلعہ پر آؤ تمھاری بادشاہ کو ہمنے قید کیا
عمرو کو بھیجو کہ اگر عیاری کرے یہ نامہ جو بارگاہ مہرخ مین پہونچا تو گریہ و زاری بلند ہوا اسد نامدار
تلوار ٹیک کر اُٹھے کہ مین خود جاؤنگا بہار اُٹھکر قدمون سے لپٹ گئی عرض کی کنیز جاکر بیجا کو تنکے

پہنچوا دیگی آپکے اقبال سے مہ جبین کو رہا کر کے لائیگی یہ کہکر بہار نے قصد کیا خواجہ نے کہا اس مہم پر ابھی تم دست انداز نہو مین خبر مفصل منگوا لون تب فوجین روانہ ہونگی کوئی تو اس سے تدبیر معقول کی ہی کہ جو یون طلب کرتا ہی یہ کہکر خواجہ عمرو نے چند ساحر و نکو واسطے خبر کے روانہ کیا اونکا ذکر وقت پر تحریر یہ ہوگا

وہ کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو کا جانا طرف طلسم نور افشان کے بہ ہدایت نجومیان بہ فکر فتح قلعہ سیاہ و حالات جنگ کوکب و افراسیاب و عیاری ہائے عمرو و آمد آتشبار بیابان نشین و نسر اکت مصور و عشق منقار آتش ریز از مخمور و گرفتاری مخمور و ذکر آمد چالاک کہ بصورت شہنشاہ نیلم مع لشکر آتا ہی و ذکر نور الدہر و کیفیت جنگ میمون ابلیس پرست و روانگی نور الدہر مع مخمور سمت طلسم ہوش ربا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان

سحر عنوان ہے ساقی نامہ مصنف

ادھر ساقیا ماہ رخ سے نقاب
کہ طالع ہوا جام مین آفتاب
قمر دورۂ غم سے فرصت نہین
گل رخ مین رنگ محبت نہین
مے ساقی حور وش ہے بقا
کوئی جام اپنی خوشی سے پلا
بہت دل زمانے سے اب تنگ ہی
کہ بھائی کو بھائی سے الفت نہین
ہوئی مہر الفت تو اب کیمیا
زمانے کی بدعت نے کشتہ کیا
کہ دنیا کا بڑھتا چلا انقلاب
نہ عاشق کو معشوق کا پاس ہی
گلستان دنیا کی کیا سیر ہو
کہ آغاز و انجام مین خیر ہو

تقاضائے مہر و محبت نہین
تمھین اپنے عاشق سے فرصت نہین
کہ باغ جہان خوب نیرنگ ہی
کسی دل مین رنگ محبت نہین
نہ کیون صورت زلف ہو پیچ و تاب
کسے زندگی سے نہین یاس ہی

غزل موافق مضمون مقام ہذا

ہمین جو وہ نامہ بر لا جواب ملتا ہی
جگر جو سوخت تو لطف کباب ملتا ہی
گدا ہو شاہ سرفراز کیا نہین کرتی
ہمین تو صاف ابھی تک جواب ملتا ہی
دونون کسے بہم لطف آشنائی کا
عجیب کچھ مزۂ اضطراب ملتا ہے

جسے وہان سے ہمیں خطاب ملتا ہی
اثر لطف کا مدفن نہ کیون ہو مختتنا
حضور ذرونسے بھی آفتاب ملتا ہی
وہ اسکی شکل سے بیزار ہی جدائی مین
حباب سے بہ تکلف حباب ملتا ہی
اوسیکا جلوہ ہی آنکھونکو سات پردونمین

لہو ہو دل تو سر در شراب ملتا ہی
کہ قید ہو نکو مکان خراب ملتا ہے
کدورت اونکی ہی انکار وصل سے ظاہر
خیال یار سے کیون آکے خواب ملتا ہی
نمک چھڑک کے مرے زخم پر تو اے قاتل
کہان کہان صنم بیحجاب ملتا ہی

کچھ انتہا نہین دن رات رنج کھانیکی	ہمیشہ رزق یہان بیحساب ملتا ہی	خدا کبھی مرض عشق آدمی کو ندے
کہ روگ جان کو دلکو عذاب ملتا ہی	ملے وہ غیرت یوسف کہین تو پوچھین ہم	گیا ہوا کبھی کسیکو شباب ملتا ہے
زمین ونہی ہے راحت جو بعد مرگ جلال	یہ لطف دوستی بوتراب ملتا ہے	

چہرہ سر فروشان بازار امتحان وخریداران جنس بے بہائے داستان حالات جلالت آیات جنگ سحر سامری کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف ترنم سرایان شیرین سخن ✿ منور جبین کردۂ این انجمن ✿ معاملات حیات سے پلٹ کر افراسیاب باغ سیب مین آیا تین لاکھ فوج ساتھ لیکر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا اس ارادے سے کہ جاکر اس قصر سیاہ کو فتح کرون اور آتشبار بیابان نشین کو بافوج قلعہ برای مقابلہ مہرخ وغیرہ روانہ کیا تھا جب یہان سے جبین لشکر سے غائب ہوئین خواجہ عمرو تلاش ما حیات مین نکلے ایک پہاڑ پر چڑھکر دیکھا لشکر بیحساب اترا ہوا ہے فقیر بنکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ آتشبار برائے مقابلہ مہرخ جاتا ہی زنگ و روغن عیاری کا لگاکر بصورت صرصر شمشیرزن لشکر مین آئے آتشبار کو خبر پہونچی کہ ملکہ صرصر آئی ہین خود باہر نکل آیا دیکھا سامنے سے صرصر مثل باد صرصر اڑی ہوئی آتی ہے آتشبار نے دیکھا عیارہ چست و چالاک بیباک بقول شاعر شعر اکڑ کے پنجون کے بھل یہ چلنا نہ کیونکہ کشتہ ہون اس ادا کا + سجا سجایا کھچا کھچایا یہ چھب تو دیکھو غضب خدا کا آتشبار ترکیب صرصر دیکھکر بیقرار ہوگیا صرصر نے نامۂ افراسیاب دیا مضمون یہ تھا کہ ای آتشبار جلد اپنے کو مقابلۂ مہرخ مین پونچاؤ ایسا نہو کہ وہ لوگ طرف دریائے نیل کے کوچ کرین روکنا واجب ولازم ہے جب آتشبار نامہ پڑھ چکا صرصر نے کہا او بیوفا جاتے ہین بیٹھے بیٹھے سودا سے محبت خرید کے چلے آتشبار سمجھا مجھپر مائل ہوئی کہا ملکہ آج کی شب ہماری بارگاہ مین تشریف رکھو ہم تم ساتھ طرف لشکر مہرخ کے چلینگے صرصر نے جواب دیا تیرے تیور مجھکو بد معلوم ہوتے ہین بادشاہ ہون سے محبت کرنا سراسر حماقت ہے آتشبار منتین کرکے اپنی بارگاہ مین لیگیا مائل تو ہو ہی چکا تھا ساقی پہلے موجود ہوئے خواجہ نے فوراً اپنا فیض جاری کیا شراب مین بیہوشی ملائی آتشبار کو جام دیا سرداروں کو پلوائی صبح ہوتے ہی سب بیہوش ہوئے عمرو نعرہ کرکے چلا کہ قتل کرون صرصر پھرتی ہوئی آئی ہے اپنے جو لشکر آتشبار مین ہنگامہ دیکھا کہ کوئی اوک رہا ہے کوئی منھ کے بھل گرا کوئی برہنہ دوڑتا پھرتا ہے سمجھی کہ عمرو یہان پہونچا پردہ اٹھا کے اندر آئی دیکھا عمرو میری صورت پر آتشبار

کو قتل کیا چاہتا ہے نعرہ کر کے جا پڑی عمرو نے کہا کیوں جان جہان تو میرا نقصان چاہتی ہے
تیرے ہی واسطے ساری کد و کاوش ہے ہٹ جا مین اسکو قتل کرون سارے لشکر کو لوٹ لون
صرصر پنجہ کھینچکر جا پڑی عمرو منتین کر رہا ہو کہ بی بی غصہ نکرو اب مین کسی رنڈی کو یہان کبھی نجاؤنگا
صرصر گالیان دیتی ہے جب صرصر نے دیکھا کہ عمرو پر غالب آنا دشوار ہے پلٹ کر آتشبار کے حباب
دافع بیہوشی مار دیا عمرو تو جست کر کے نکلگیا آتشبار کی جو آنکھ کھلی صرصر کو اوٹھکر ایک
طمانچہ مارا صرصر لڑکھڑا کے گری آتشبار نے چاہا قتل کرون صرصر نے کہا او کمبخت میری صورت
پر عمرو نے عیاری کی تھی مین نے تجھکو آکے بچایا آتشبار نے ورق جمشیدی مین دیکھا ثابت ہوا
کہ یہ صرصر ہے عمرو نکل گیا صرصر یہ سحر اوتار امنتین کرنے لگا صرصر نے کہا سامری تجھکو غارت کرین دیکھیے
تو بچیا میرا گال سوج گیا مین اب نہ ٹھہرونگی آتشبار نے کہا مین بھی ڈھونڈ کر عمرو کو لاتا ہون صرصر نے
کہا تمھاری اجل قریب ہی عمرو کو کیا پاؤگے اوسکے ہاتھ سے مارے جاؤگے صرصر تو سمجھا کے چلی گئی
آتشبار کو انتہا کا غصہ تھا پر پرواز پیدا کر کے تلاش عمرو مین چلا لشکر اسکا عقب مین آتشبار کے اڑا
ہوا آتا ہے دیکھا ایک نخل کے سایہ مین صرصر بیٹھی رو رہی ہی آگ روشن کر کے گال سینکتی ہی آتشبار کو
بڑا قلق ہوا کہ میرے ہاتھ سے ایسی معشوق کو صدمہ پہونچا ہوا سے اوتر آیا ہاتھ باندھکر کہا ملکہ معاف
کرو مجھسے بڑی خطا ہوئی لاؤ مین سینک دون صرصر نے کہا او ظالم دور ہو دیکھ مجھکو کیسا صدمہ
پہونچا عارض پر عارضہ ہوگیا باتین کرتے کرتے کہا دیکھو تمھارا لشکر آتا ہے آتشبار پلٹا شہنشاہ اقلیم
عیاری وقطب فلک خنجر گزاری نے نعرہ کر کے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب بیہوشی مارا آتشبار
گرا عمرو نے تاج آتشبار لیا کپڑے اوتارنے لگا قصد ہے لباس اوتارون تو قتل کرون سابق مین ذکر کیا
تھا کہ مصور شہنشاہ لاچین کے ہاتھ سے شکست کھا کر فقیر نکبہ چلا تھا راہ مین زمیندار وغیرہ
وہان کے تاجدار آکر مصور کے شریک ہوئے مصور کو تخت پر بٹھایا کہا مرشدزادے آپکو کیا پرواہ ہے آپ
جہان رہینگے آپکے نانا دادا کے بندے خاک کیا تو تیاہے حشم بنا ئینگے مصور کو تخت پر سوار کر کے لیچلے
اسوقت مصور آنکر پہونچا مصور نے دیکھا عمرو ایک تاجدار کو قتل کیا چاہتا ہے وہین سے نعرہ کیا او ساہب
زادے خبردار عمرو تو مصور کو دیکھکر بھاگا یہ کہہ گیا کہ بھلا او مصور تیری قضا دامنگیر ہے گوشہ نشین
ہو کر پھر خروج کیا یہ کہکر گلیم اوڑھ غائب ہوا مصور نے آکر آتشبار کو ہوشیار کیا آتشبار نے مرشدزاد

کہکر قدم کو بوسہ دیا لشکر بھی آکر پہونچا اوسی صحرا مین بارگاہین استادہ ہوئین جب مصور و آتشبار
آکر بارگاہ مین بیٹھے زوجہ مصور ملکہ صورت نگار بھی آکر پہونچی گرد کنیزین بیچ مین صورت نگار
سینے پر اودہار گوری گوری صورت سہی قد ماہ رخسار سراپا مین رعنائی زیبائی آتشبار دیکھکر
عاشق ہوا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا اوسوقت تو خاموش ہو رہا شب کو صورت نگار نے جاکر بارگاہ
آرام کیا شعلہ عشق کا سینے مین آتشبار کے بھڑکا بیتاب ہو کے اوٹھا سحر کر کے غرق زمین ہو کے خیمہ
مین صورت نگار کے پہونچا دیکھا مست بادہ حسن و جمال غافل سو رہی ہے آتشبار بیٹھکر پانون
دبانے لگا صورت نگار نے آنکھ کھولی گھبرا کے اوٹھ بیٹھی آتشبار قدمون پر گر پڑا کہا اے قدرت کی بہو میری
جان جاتی ہے تشنہ جام وصال ہون صورت نگار خفا ہوئی کہا او بیحیا ابھی مصور کو خبر کرون قدرت کی
بہو بھی کہتا ہے اور یہ خیال خام و تصور نا تمام آتشبار سمجھا منت سے مطلب نہ نکلیگا خاک قبر جمشید اوٹھا کر بیہوش
کیا سحر مین اپنے مبتلا کر کے بیرون بارگاہ آیا اپنے لشکر کو چلتے چلتے تیار کیا رات ہی طرف صحرا کے
روانہ ہو گیا صبح کو مصور کو معلوم ہوا کہ جورو کو آتشبار لے گیا لشکر کو تیار کر کے تعاقب مین چلا یہان
آتشبار ایک صحرا مین آکر اوترا بارگاہ استادہ کرائی شراب و کباب مہیا کر کے صورت نگار
کو ہوشیار کیا زبان مین سوزن دے رکھا ہے صورت نگار کی جو آنکھ کھلی اپنے کو خیمہ آتشبار
مین تنہا پایا آتشبار گریبان کر رہا ہے صورت نگار نے اشارے سے کہا زبان سے سوزن نکال
سحر اوتار جو تو کہیگا قبول کرونگی آتشبار نے سحر اوتارا صورت نگار چلا اوٹھی آواز دی او بیحیا
او نامرد مجھکو میرے شوہر سے جدا کیا یہان بھاگ آیا یہ کہکے سحر کیا بارگاہ مین آگ لگ گئی صورت نگار
اڑتی ہوئی بیرون بارگاہ آئی ہزارون کو سحر سے جلا دیا آتشبار غل مچا رہا ہے ارے یارو اسکو
گرفتار کرو یہ میری جان جاتی ہے عین گرمی جنگ مین صحرا سے گرد اوٹھی مصور مع فوج آکر پہونچا زوجہ کو
دیکھا کہ زخمدار بیقرار کل ساحرون سے لڑ رہی ہے آتشبار چاہتا ہے گرفتار کر لون پنجہ قابو نہین
ہوتا جیسے ہی مصور کو صورت نگار نے دیکھا آواز دی واہ مرشد زادے کیا تمہارے نانا دادا کے
بندے ہین کہ تمہاری جورو پر نگاہ بد ڈالتے ہین مین نے اپنی کو بمشکل بچایا مصور غصے مین جا پڑا
تصویرین نکالین مقراض سے سر کاٹے دو دو ہزار ساحر مر مر کر گرنے لگے صورت نگار کو بیچ مین
لیا تخت پر سوار کیا مصور تو بلائے روزگار ہی بہار وغیرہ سے دبتا ہی ان سب پر شیرانہ جا پڑا آتشبار

سحر ہونیلگا آتشبار نے آگ برسائی مصور نے باران سحر برسا کے آگ کو بجھادیا آپسمین دونون سے
سخت کلامی ہوئی جانبین کے سو دسو ساحر مارے گئے جابجا لاشونکے انبار دریاے خون بہا
مصور تیغہ کھینچکر آتشبار پر جاپڑا دونون مین خوب تلوار چلی آپسمین سحر کرتے ہین یہ تو دونون ساحر زبردست
ہین ساتھ والون پر آفت مصور کے ساتھ والے قتل ہو رہے ہین ملازمان آتشبار لاکھون
جلگئے مصور نے تیغہ سحر سے آتشبار کو زخمی کیا آتشبار نے کارد سحر سے شانہ مصور کا نشانہ کیا
دونون دریاے خون مین نہائے ہوے بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی آتشبار
و مصور نے دیکھا کہ افراسیاب بصد قہر و عتاب اوراق مین جلال دیکھکر چلا اسوقت آکے پہونچا
دونون کو للکارا کہ ارے کمبختو یہ کیا کرتے ہو کیا مذہب کی بربادی ہے آپس مین لڑے مرتے
ہو خبردار الگ ہو جاؤ دونون لڑتے لڑتے مست ہوگئے ہین ہر چند افراسیاب نے منع
کیا نہ مانا غصے مین زمین پر آیا بہ نگاہ کرم آتشبار بے شرم کو بیہوش کیا مصور کو غصے مین وجھر
سپر کی ماردی دونون بیہوش ہوے لشکر کو جدا کیا دیکھا کئی لاکھ کا کھیت ہوا غصے مین کانپتا
ہوا بارگاہ مین آیا پہلے آتشبار کو ہوشیار کیا چپکے سے کان مین کہا مین تیری شادی ساتھ
صورت نگار کے کردونگا شرط یہ ہے کہ لاچین کو قتل کر دے سر اسد لا و آتشبار خوش ہوگیا اب
مصور کو بھی ہوشیار کیا ظاہر مین آتشبار کو مصور کے قدمون پر گرایا دونون مین اصلاح
کرائی آتشبار خیال وصل صورت نگار کی گرمی مین اسیوقت لشکر لیکر طرف لاچین کے چلا افراسیاب
نے مصور سے کہا اب آپ سے وہ سرکشی نکریگا جاکر اوسکی مدد کیجیے وہ لاچین کو توک کر مارے گا
اسد کو بھی للکارے گا یہان لشکر لاچین فروکش ہے قصد ہے کہ حیات کے قلعہ پر لشکر کشی کرین اپنے
قیدی چلکر چھڑائین کہ آتشبار با فوج قاہرہ آکر مقابلے مین پہونچا طبل جنگی بجوایا خواجہ بھی لشکر مین
تشریف لائے ہرکارون نے آکر خبر دی کہ آتشبار نے طبل جنگی بجوادیا لاچین نے حکم دیا بتائید
رب اکبر یہان بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین رات بھر تیاری رہی وقت سحر دونون لشکر
آکر میدان کارزار مین جمے آتشبار کا قصد ہے کہ میدان مین جاؤن لاچین سے لڑون معشوقہ کے وصل
سے کامیاب ہوون کہ صحرا سے گرد اڑی بیران بیشہ نشین پہلوان زبردست ساٹھ ہزار فوج سے آکر پہونچا
آتشبار کا خراج گزار ہے آکر عرض کی اے شہنشاہ سحر سے آپ مجھکو بچائیگا مین میدان مین بہ جرأت مقابلہ

کر کے طلسم کشا اور ماموں کو اسد کے پکڑ لاؤنگا جب انکو قتل کیا اہالیان لشکر خود بھاگ جاینگے
لاچین کا قدم نہ جمیگا یہ کہکر رخصت لی بیران میدان مین آیا آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان
مین مدت مدید سے حالات جرأت صاحبقران سنتا ہوں جسکو دعوی جرأت ہو آکر مقابلہ کرے
اسد نے چاہا جاؤں کہ شاہزادۂ بدیع الزمان گردلشکر شکن نے مرکب بادرفتار بڑھایا بدیع الزمان
کو بڑا قلق ہے کہ مین اسد کے ساتھ رہا طلسم ہوشربا مین کچھ نام نہ کیا کسی حیلے سے ساتھ سے
نکلجاؤن جنگ کرکے اپنی شوکت بڑھاؤن لیس اسد کو روکا فرمایا اے فرزند ہوشربا تم صاحبقران
زمان ہو لشکر کی تمھارے دم سے رونق ہے ہر کس و ناکس سے تمھارا مقابلہ مناسب نہین ہے ہر چند اسد نے کہا
بدیع الزمان نے نہ مانا مجھ سے رخصت لیکر مرکب اڑا کر میدان مین آئے بیران نے جوش بشئہ صاحبقران
کو دیکھا گرداسپر کا لیکر جا پڑا آنگا در چلی پانچ قدم گینڈا بیران ہٹا تین قدم مرکب بدیع الزمان پیسین
نیزہ چلنے لگا بدیع الزمان نے بند صاحبقرانی کرکے نیزہ بیران کا نکالا بیران نے قبضہ پر
ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تیغہ چھریکی پناہ کیا بار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا
بیران لپٹ پڑا دونون جوان لڑتے ہوئے زمین پر آکے کشتی ہونے لگے اسد نے فرمایا ماموں جان فن
کشتی مین طاق شہرۂ آفاق ضرور اس بیحیا کی مشکین باندھینگے بیران سے شام تک کشتی برابر ہوئی بدیع الزمان
بڑے زور و شور سے لڑرہے ہین ایک مقام پر بیران بدیع الزمان کو ریل کر لیچلا ساتھ قدم ہٹے تھے
وہان پر رک گئے بیران نے چاہا ریل کر بڑھون بدیع الزمان نے ہکہ مارکر دونون پانون بڑھائے
اس خیال سے کہ اس نامرد کو لے دوڑون وہان پر موش خانہ تھا دونون بدیع الزمان کے موش خانہ زمین گھٹنون
تک اُتر گئے بیران نے ہکہ مارا بدیع الزمان کا کولا اتر گیا تھراکر بیہوش ہوگئے اوسی عالم بیہوشی مین بیران
نے مشکین باندھین لشکر مین ہلڑ ہوا کہ عاجز کر کے صید زبون کو گرفتار کر لیگیا اسد ناچار پلٹے ہرکارے
روانہ کیے کہ دمبدم کی خبر ہمکو ملے یہان آتشبار نے آتے ہی بدیع الزمان کو قید کیا اور نامہ افراسیاب
کو لکھا کہ فرزند حمزہ کے بارہ مین کیا حکم ہوتا ہے افراسیاب راہ طلسم نورافشان مین ہے کوکب کو
بھی خبر ملی کہ افراسیاب قصر جمشیدی پر آتا ہے کوکب نے بھی تیاری کی ہے قصر جمشیدی سے تین
کوس آگے بڑھکر فروکش ہین بیران نے چاہا کہ عمرو و لاچین کو نامہ لکھین کوکب نے منظور نہ کیا
کہا اے نور نظر انکے امورات جنگ و جدل مین فرق آئیگا خدا اونکو تا بدرلیے نیل پہونچائے ہم یہان

افراسیاب سے سمجھ لینگے افراسیاب کو جو نامہ آتشبار پہونچا اوسنے جواب مین لکھدیا پسر حمزہ کا سر کاٹکے
ہمارے پاس روانہ کرو آتشبار نے صبح کو میدان خونی کی تیاری کی سب فوجین تیار ہوئین جلاد آگئے
قصد ہوا کہ بدیع الزمان کو قتل کرین اسد نامدار بارگاہ مین منتشر بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی
آپکے ماموں جان کو تہ تیغ بٹھایا ہے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی اسد غازی تلوار ٹیک کر اوٹھے لاچین
طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر چلی مخمور سرخ چشم بصد قہر و خشم داغنے یاقوت احمر کے ہاتھ مین لیکر
آسمان پر چلی اس خیال سے کہ اگر بدیع الزمان پر کوئی چشم زخم پہونچا مین نور الدہر کو کیا منہ دکھاونگی
سب سے پیشتر مخمور ہی پہونچی جلاد تیغہ کھینچکر سر بدیع الزمان پر آیا تھا کہ مخمور کڑک کے گری جلاد کو
قتل کیا گرد بدیع الزمان کے پروانہ وار پھرنے لگی سلام کرکے عرض کی قبلہ و کعبہ اوٹھیے بدیع نے
خانہ زرین آکر قید توڑ ڈالی ایک سوار کو مار کر تلوار لی مرکب پر سوار ہوے بیران بھی تیغہ کھینچکر چلا
آتشبار بھی سحر کرنے لگا کہ آسمان سے نعرہ شہنشاہ لاچین ہوا لاچین نے آتے ہی فوجون کو
درہم و برہم کیا مریخ کا گولا چلا سردارون نے قیامتین برپا کین کہ زمین تھرائی نعرہ اسد کی آواز
مع اپنے اٹھارہ امیرزادون کے آکر گرے لاچین نے وہ کر کیے اہل ہیان آتشبار گھبرا گئے بدیع لڑتے
بھڑتے قریب بیران بیشہ نشین پہونچے اوسنے ہاتھ تلوار کا مارا پھر جو کوئی گرتا ہی اوپر تو مخمور جا پڑتی
ہے کسی ساحر کو قریب بدیع الزمان نہین آنے دیتی بیران نے جب ہاتھ مارا بدیع الزمان نے وار
بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر بقوت صاحب قرانی اوٹھا لیا
گھوڑے سے کود کر مشکین باندھین سرداران اسد نے اپنے قبضے مین لیا ملازمان آتشبار گھبرا گئے دیکے
کہ شکست کھا کے بھاگین کہ مصور جادو مین لاکھ فوج سے آکر پہونچا سحر کرنے لگا قضائے کار ایک ساحر
خراج گذار افراسیاب منقار آتش ریر پچاس ہزار فوج سے براے مدد افراسیاب جاتا تھا ہنگامہ گیر و دار
دیکھکر آکے مستعد جنگ ہوا اوسنے مخمور کو دیکھکر مائل ہوا ہنگامہ گیر و دار بلند ہے بھائی کو بھائی کی خبر
نہین ایک گوشے مین مخمور لڑرہی تھی اس نامرد مکار نے خاک قبر جمشید اٹھا کر مخمور کو پکڑ لیا اور سطح
لڑتا بھڑتا مخمور کو لیکر نکل گیا کوئی نہ سمجھا کہ کون آیا لڑ بھڑ کے نکل گیا آتشبار نے جب دیکھا شکست
فاش ہوا ہی لیان لشکر کو بھاگنے کی تلاش ہے طبل بازگشت بجایا لاچین و اسد خوشی خوشی بدیع الزمان
کو لیکر پلٹے اپنی بارگاہ مین آکر داخل ہوے آتشبار مقابلے مین ٹھہرا افراسیاب کو نامہ لکھین گے

اور ساحر آکر شراکت کرینگے تب طبل جنگی بجیگا یہان بدیع الزمان نے دوسرے دن پیران کو
بارگاہ مین بلوایا ہدایت کی وہ عاشق زور بدیع الزمان ہوچکا تھا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا لیکن
منقار آتش ریز مخمور مجبور کو لیے ہوے ایک صحرا مین آکر اوترا بارگاہ مین سامان عیش و نشاط مہیا کیا
مخمور کو ہوشیار کیا زبان مین سوزن دیدیا ہو مخمور کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک بارگاہ مین پایا ایک ساحر ہاتھ
جوڑے منتین کر رہا ہے مخمور کا قلب مجروح ہوگیا خیال مین گذرا خوشامد سے مطلب نکالو ورنہ عصمت مین
فرق آجائیگا اشارہ کیا کیسا عاشق صادق ہے معشوق کی زبان مین سوزن دیا یہ سنتے ہی منقار جھکنے لگا
سوزن زبان سے مخمور کے نکالا جیسے سوزن زبان سے مخمور کی نکلا سنبھل کے بیٹھی کہا کیون او نامرد کیا
کہتا ہے منقار نے کہا مرتا ہون مخمور نے کہا او بیحیا نہ مریگا تو ہم قتل کرینگے یہ کہکے اوٹھی مخمور کا اوٹھنا
فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا اوٹھا کے ماش کے دانے مارے بارگاہ جلنے لگی برق نکلکر آسمان پر چمکی منقار
نے آواز دی یار دلینا معشوقہ جاتی ہے سات ہزار ساحرون نے مخمور پر سحر کیے مخمور سب سحرون کو رد کر رہی
ہے بڑے بڑے ساحرون کو ٹوک رہی ہے پانچ چار سو ساحر مارے گئے لیکن گھری ہوئی ہی چہار طرف سے
ساحرون کا بلوہ منقار ہر طرف بڑھتا ہے جب مخمور نے سحر کیا برق چمکی آگ برسی سو دو سو جلکر گرے برق
نے چمک کر کئی سو سر اوڑا دیے منقار الامان الامان کرتا ہوا بھاگتا ہی ساحرون کو ترغیب دیرہا ہی
مخمور اس حال پر ملال مین مبتلا ہی قضاے کار مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کہ شہنشاہ ظلم کو تو قید کرلیا ہے
اوسکی صورت بنے ہوے تخت پر سوار سات سو افسران نامدار بائیس لاکھ ساحران غدار پشت پر نوبت
نقارے بجتے ہوے صداے ہاے ہوا جو کان مین آئی سر اوٹھا کر دیکھا مخمور کھڑی ہوئی ہی سات ہزار
ساحرون مین لڑ رہی ہے چالاک بیتاب ہوا ساحرون کو اشارہ کیا دونون کو گرفتار کرلو بائیس لاکھ ساحر
سات سو سرداران زبردست جاکر جو گرے ہاتھون ہاتھ منقار کی مشکین باندھ لین ایک ایک ساحر پر دو
دو سے ٹوٹ پڑے دس سرداران نے ملکہ مخمور کو بھی گرفتار کرلیا کس کس پر سحر کرے گھبرا گئی چالاک
نے وہین بارگاہ استاد کرائی پہلے منقار کو مع سات ہزارون کے بلایا پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی مخمور تو
شریک مہرخ ہوگئی یہانتک کیونکر پہونچی منقار نے کہا حضور مین لشکر مہرخ مین جاکر لڑا بجرأت
اِس سرکش کو پکڑ لایا مگر میری اسپر جان جاتی ہے صحرا مین لاکر قصد کیا کہ اپنے قبضہ مین کرون اسنے
مجھکو دم دیا سوزن مین نے نکالا نتیجہ اسپر قابض ہوا آپ پہونچ گئے ہین خراج گذار حیرت ہون یہ سنکر

چالاک نے کہا اور تم اپنے ولی نعمت کی معشوقہ پر نگاہ بد ڈالی یہ کہکر حکم دیا ان سب کو واصل جہنم
کرو تیر اندازونکو بلاؤ سات ہزار ساحر منقار دم بھر مین قتل کئے گئے مخمور کانپ رہی ہی کہ دیکھون میرے
لیے کیا ہوتا ہی ظالم نے دم بھر مین سات ہزار ساحر قتل کر ڈالے یہ تو قوت بازوے افراسیاب ہے
کا ہیکو زندہ چھوڑے گا چالاک نے حکم دیا بی مخمور کو سامنے لاؤ مخمور پسینے پسینے کانپتی ہوئی سامنے آئی
جاہ و جلال دیکھکر ہوش اڑ گئے چالاک نے للکار کر کہا کیون بی مخمور تم نے شہنشاہ کا ساتھ چھوڑا ہے خبر داری
کہ آتش قہر و غضب مین جلا دون مخمور نے خوف سے کچھ جواب نہ دیا چالاک نے کہا انکو تخلیے مین لیچلو
تنہائی مین سمجھا دینگے اگر ہمارا کہنا نہ مانینگی سرکاٹ کے خدمت مین افراسیاب کی بھیجدینگے یہ کہکر
چالاک تخت سے کودا مخمور کا ہاتھ تھام کر کشان کشان تنہائی کے خیمہ مین لایا پہلے تو خوب ڈرایا
دھمکایا جب مخمور کو ثابت قدم کوے محبت پایا کہا اے مخمور تم نے مجھکو نہین پہچانا مین اپنی جان سے
بیزار ہون قبلہ و کعبہ کی تلاش مین بر سر کوہ نیلم پہونچا نیلم کو تو مین نے پکڑ لیا وہ تو صندوق مین قید ہے
اب مین پریشان ہون کہ کیا کرون ایسے ایسے ساحر ساتھ ہین کہ اگر آگاہ ہو جائین جلا کے خاک بھی
بہ باد فنا اڑا دین لشکر کو لیے ہوے جنگل جنگل پھرتا ہون مخمور کے ہوش اڑ گئے کہا اے چالاک
غضب کیا ان ساحرون مین مین کیا کر سکتی ہون چالاک نے کہا ظاہر مین مین تمکو یہ کہکر نامہ دونگا کہ خدمت
افراسیاب مین جاؤ مگر قبلہ و کعبہ سے عرض کرنا کہ غلام بے سمجھے عیاری کر بیٹھا خزانہ وغیرہ سب حاضر
ہے برائے خدا جلد میری مدد کو آیئے ان ساحران غدار سے میری جان بچایئے اگر ایک ساحر بھی آگاہ
ہو جائے میری جان نہ بچے تو یہ کرتا ہون کہ اب کبھی ایسی عیاری نکرونگا مخمور نے کہا مین جا کر خواجہ کو دم
کر دونگی اب چالاک نے زبان سے مخمور کے سوزن نکالا انگوٹھی سمجھا دیا مخمور نے کہا مین جاتے ہی خواجہ کو
روانہ کر دونگی اب چالاک مخمور کو ساتھ لیکر باہر نکلا سب نے دیکھا مخمور دست بستہ شہنشاہ نیلم کے
ساتھ چلی آتی ہے دل سے مطیع و منقاد ہو سب نے کہا کلام بھی بادشاہ کا پر تاثیر ہے کیسی سرکشی کرتی
تھی اب دل و جان سے راضی ہو گئی چالاک نے اپنے ہاتھ سے نامہ لکھکر مخمور کو دیا پکار کر کہا ہم نے
تمھاری شفارش لکھدی شہنشاہ کچھ نہین کہینگے خطا معاف کر دینگے وہی عہدہ ہاے جلیل ملینگے غنچہ آرزو
کہلینگے مخمور سلام کر کے شہنشاہ نیلم سے رخصت ہوئی ایک پہاڑ پر آ کر ٹھہری سر اوٹھا کر چار جانب
دیکھا خیال مین آیا طرف کوہ عقیق کے چلین نور الدہر سے ملاقات کر کے پلٹ آئین گے

یہ سوچکر طرف کوہ عقیق کے چلی بقول شاعر یہان نور الدہر گھبرائے ہوے تھے شعر دل را بدل رہیست مین
گنبد سپہر + از سوی کینہ کینہ واز سوے مہر مہر + نور الدہر کو بیٹھے بیٹھے بارگاہ صاحبقران مین خیال
ملکہ مخمور کا آیا بارگاہ مین سب طرح کے کلام ہو رہے تھے کسیکے تذکرہ مین صاحبقران کے منھ سے نکلا
وہ بیٹا کیسا جو باپ کی خبر نہ لے نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا سمجھے کہ دادا جان مجھی کو کہتے ہین دل سے
کہا مقام انصاف ہے یہ ہمارے والد نامدار جاکر طلسم ہوش ربا مین قید ہوے بجانب برای طلسم کشائی گیا
ہم آجتک یہان پڑے تڑپ رہے ہین جان دینگے یا اونکو طلسم ہوش ربا مین پہونچا دینگے یہ سوچکر
بارگاہ سلیمانی سے نکلے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے یہی خیال ہے جسطرح ہو سکے اپنے کو طلسم ہوشربا
مین پہونچا دین چند قدم چلے تھے کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا نور الدہر کو اوٹھا لے گیا لشکر مین صاحبقران
کے غلغلہ ہوا صاحب قران گھبرا کر نکل آئے لوگون نے کہا کہ نور الدہر کو کوئی اوٹھا لے گیا
صاحبقران کو انتہا کا قلق ہوا نور الدہر کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بارگاہ سکلل خان جادو مین پایا
مگر پریشان حیران ، جمروسن حسن بیٹا سکلل خان کا دریای خون مین نہایا ہوا بارگاہ لوٹی ہوئی
رفیق مصاحب زخمدار گھبرا کر نور الدہر نے پوچھا اے سکلل خان خیر تو ہے عرض کی اے شہریار وقت
مصیبت حضور کو بلایا ماجرا یہ گذرا ایک جادوگر ہے کہ اوسکو میمون ابلیس پرست کہتے ہین ہزار برا
اوس کا شاہزادہ خسرو شیر دل فنون حرب مین طاق زور مین شہرہ آفاق وہ میرے طلسم کو ہر بار
چڑھ آیا مین نے قلعہ سے نکل کر مقابلہ کیا پھر مین اوس سے شکست کھائی اوس نے پیچھا کیا
اس صحرا مین آکر مجھکو گھیرا میرے خیال مین یہ آیا کہ مین آقا کو جاکر لاؤن اوس کا قول ہے جو
کوئی میرے صاحب قران خسرو شیر دل کو زیر کرے مین اوسکی اطاعت کرون خسرو شیر دل
نہایت صاحب سطوت و لیاقت ہے نور الدہر نے کہا انشاء اللہ اس کو زیر کرینگے وہ بیچانبط
بھی مارا جائیگا سکلل خان نے کہا سحر مین میمون بہت زبردست ہے نور الدہر نے کہا جب تلوار مردان
عالم کی کھینچی سب سحر و شعبدہ بیکار ہو جاتا ہے تمہارے طلسم کو ہم نے کیونکر فتح کیا تم کیسے ساحر
زبردست تھے تایید پروردگار درکار ہے یہ کہکر دربار مین جلوہ فرما ہوے وہان میمون کو خبر پہونچی
کہ سکلل خان نے نبیرہ صاحب قران کو طلب کیا ہے نام پر خسرو شیر دل کے طبل جنگی بجوایا سکلل خان
کو ہر کارون نے خبر دی یہان نور الدہر نے طبل جنگی کو حکم دیا دونون لشکر میدان کارزار

مین آگرجب نورالدہر نے بھی دیکھا کہ ایک شخص زرہ روکوتہ گردن تنگ پیشانی اسباب سحر ذات
پر آراستہ تخت پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحران فدا ایک جوان خوشرو دریاے سلاح مین غوطہ مارے
ہوے پشت مرکب پر بعہدہ سپہ سالاری لشکر کو آراستہ کر رہا ہے نورالدہر کو دیکھکر اوسنے صف سے گھوڑا
نکالا میدان مین آکر آواز دی نورالدہر نے مکلل خان سے اجازت لی مقابلہ خسرو مین گئے خسرو کی جو نگاہ
جمال جہان آرای نورالدہر پر پڑی باادب سلام کیا نورالدہر نے جواب سلام دیا نام پوچھا نورالدہر نے
فرمایا اظہر من الشمس ہے خسرو ذرہ ہاے ریگ بیابان بھی ہمکو جانتے ہین فرزند صاحب قران
نورنگاہ بدیع الزمان بہتر یہ ہے کہ اس شیطان پر لعنت کرو خسرو نے کہا مین تو صاحبقران ابلیس پر شان
کہلاتا ہون اب میری اطاعت کیجیے ورنہ میرا قصد یہ ہے کہ جاکر آپکے بزرگون سے مقابلہ کرونگا خوب سمجھتا ہون
جبتک آپکے بزرگون کو نہ زیر کرونگا تب تک صاحبقرانی میری روشن نہوگی آپکے بزرگ طبل یکتائی بجاتے
ہین نورالدہر نے کہا مجھسے کمتر لشکر مین صاحبقران کے کوئی نہین ہے فرزند صاحبقران کے
بڑے بڑے مرتبے ہین اسد غازی طلسم ہوش ربا مین گیا لشکر ساحران مین سنتے ہین کہ مثل
ہوشربا کے کہین ساحر نہین ہین اوس ملک مین اوسنے کھلبلی ڈالدی لاکھون جادوگر مارے نام سے
اسد کے ساحر بھاگتے ہین خیر بروقت مقابلہ کیفیت کھل جائیگی خسرو نے کہا مجھے آپکو دیکھکر محبت
ہوئی اسواسطے سمجھاتا ہون کہ سر میدان ذلت نہو مین چلکر اپنے افسر سے ملوادون شہزادہ نورالدہر
نے کہا آپکا افسر کیا شیطان ہے شیطان کی کوئی اطاعت کرتا ہے خسرو نے نیزہ مارا نورالدہر
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسمین نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر نورالدہر نے گانٹھ کر تھپیڑ
مارا خسرو کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا خسرو کو غصہ آیا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ
تلوار کا مارا نورالدہر نے بار سر بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا خسرو لپٹ پڑا گھوڑون سے کود سے
کشتی ہونے لگی دونون لشکرون سے صداے احسنت و آفرین بلند نورالدہر نے خسرو کے
جی چھڑا دیے مکلل خان خوشی خوشی کہہ رہا ہے میرے آقاے نامدار سے کون لڑ سکتا ہے شام
تک زیر کرلینگے حقیقت مین خسرو بہت گھبرا رہا ہے دن قلیل باقی تھا نورالدہر خسرو کو لے دوڑے
خسرو پانچ چار قدم ہشکر پلٹ جاتا ہے نورالدہر کو ریل کر لے دوڑ دون نورالدہر نے قدم مردی بڑھایا
وہان پر موش خانہ تھا دونون پانون نورالدہر کے موش خانے مین جا رہے خسرو

نے ہکہ مارا کولا شہزادی کا اُتر گیا عالم غشی مین خسرو نے نورالدہر کو باندھ لیا مکلل خان نے
چاہا جا پڑون میمون فوج لیے کھڑا ہے مکلل خان کا حوصلہ نہ پڑا نورالدہر کو گرفتار کرکے
خسرو لے گیا کوئے کا علاج کیا مسلسل کراکے قیدخانہ مین بھیجدیا بوقت سحر دربار مین آکر بیٹھا
نورالدہر کو بلوایا سوال ابلیس پرستی کیا نورالدہر نے لعنت کی میمون جھلایا حکم دیا ابھی قتل کرو جلاد جلاد
کا حاضر ہوا جلاد نے آکر نورالدہر کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا آواز دی بیت سلطنت سلطان کند
فریاد بر جلاد چیست ❊ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ❊ اے جوان جو کچھ کھانا ہو کھالے جو ہوس
ہو نکالے نورالدہر نے غصے مین جواب نہ دیا مکلل خان تخت پہ بیٹھا ہے کہ ملازم روتے ہوئے
آئے عرض کی اے شہریار غضب ہوا آقائے نامدار کو میمون نے زیر تیغ بٹھایا ہے یہ سنکر مکلل خان اُٹھا
حکم دیا فوج مین قرنا ہوئی کمر بندی ہونے لگی اجروس سے صینۂ اخوت ہے اجروس کو بھائی کہتے ہین
اُس نے پکار کر آواز دی یارو جلد چلو آقائے نامدار قتل ہوا جاتے ہین مکلل خان بقہر و غضب تمام
برائے رہائی نورالدہر روانہ ہوئے یہان وہ وقت ہے کہ جلاد تیغ تلنگین لگا رہا ہے خسرو شیر دل
نے شفاعت کی بلکہ بمقدمۂ قتل نورالدہر رو رہا ہے میمون نہین مانتا ہے کہتا ہے لے صاحبقران
مین مذہب خداوند راس الشیاطین کیونکر رواج پائیگا ہمارے حکم مین فرق آئیگا ہمین تسخیر عالم منظور
ہے تمام دنیا مین ایک دین کر دین خسرو خاموش ہو رہا مگر آنکھون مین آنسو بھرے کھڑا ہے قتل نورالدہر
ناگوار ہے کہ آسمان پر برق چمکی مکلل خان جادو بڑے قہر و غضب سے آکر گرا جلاد کو مارا نورالدہر کو
چھڑا لیا اب میمون اپنے مقام سے اُٹھا سحر کرنے لگا مکلل خان تو زخمی ہوا اجروس پر ایک
دوہتڑ ملا اجروس تڑ کھڑا کے گرا نورالدہر گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے لگے تھے میمون مثل بندر کے
اُچکتا پھرتا ہے جسپر سحر کر دیا وہ بیہوش ہو کے گرا نورالدہر کو پکڑ لیا مکلل خان انتہا کا زخمی ہو
میمون ابلیس پرست نے سحر کر کے مکلل خان کو بھی زخمداری مین گرفتار کیا دس ہزار جوان ساحر
وغیر ساحر ہمراہیان مکلل خان گرفتار ہوئے میمون نے سب کو مسلسل و مطوق کیا بارگاہین
خیمے لوٹ لیے آکر اپنے مقام پر اُترا حکم دیا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو اگر یہ سب شیاطین کو
سجدہ نہ کرینگے کل کو قتل کرونگا رات ہی سے میدان خونی کی تیاری ہونے لگی جب کہ مہر عالم
افروز شمشیر بران شعاع ہاتھ مین لیے ہوئے چرخ نیلی پر برآمد ہوا میمون اکڑتا ہوا اپنی بارگاہ

سے نکلا میدان خونی کی تیاری ہوئی جلاد خنجر ہاے برہنہ کھینچے ہوے شلنگین لگاتے تھے
مکلل خان کو وار پر کھینچ دیا اجروس کو زنجیر پاؤن مین باندھکر لٹکایا نور الدہر کے سر پر تلوار
کھینچکر جلاد آیا میمون نے حکم اول دیا ہے ہر چند وزیر امیر سمجھاتے ہین یہ سب مطیع اسلام ساحران
خوش انجام نام پر شیطان کے لعنت کر رہے ہین میمون نے قصد کیا کہ حکم دون نور الدہر نے
جو پلٹ کر مکلل خان و اجروس کو بالاے دار دیکھا اس بزرگوار کا دل بیقرار ہو گیا دست دعا
طرف آسمان کے اٹھائے دعا کی اے رب اکبر بندون کو اپنے بچاے ناگہانی سے نجات دے تیر دعا
ہدف مراد پر پہونچا ابر یاقوتی آسمان پر نمایان ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم مشتاق شاہزادہ نور الدہر
اول لشکر صاحبقران مین بصورت مبدل گئی اسی دن شاہزادے کو مکلل خان نے بلوایا
تھا خبر سنی کہ لشکر سے غائب ہوے بیقرار و اشکبار ڈھونڈھتی ہوئی نکلی اسوقت آکر پہونچی دیکھا
شاہزادہ زیر تیغ بیٹھا ہے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے توجہ کیا منم ملکہ مخمور سرخ چشم
تعلیم کردہ افراسیاب بصد قہر و عتاب جو آکر گری زمین ہلادی جلادون کو قتل کیا گرتے گرتے
سوزن مکلل خان کی زبان سے لیا گھوڑا واسطے نور الدہر کے حاضر کیا نور الدہر پشت
مرکب پر سوار ہوئی مخمور نے سحر کرنا شروع کیا دو چار دانے یاقوت احمر کے جو مارے دو چار ہزار
ساحر مر کر گرے اب میمون لاکھ سحر کرتا ہے مخمور دفع کر دیتی ہر ایک مقام پر جھپٹ کر میمون قریب
مخمور پہونچا تیغہ سحر مارا مخمور نے سپر سحر پر روکا غصے مین تیغہ طلائی کھینچا چمک کے ہاتھ مار دیا
میمون ملعون کے دو ٹکڑے ہوے نور الدہر لڑتے لڑتے سامنے خسرو شیر دل کے پہونچے خسرو
نے ہاتھ مارا نور الدہر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینک دی کمر زنجیر
مین ہاتھ دیکر بقوت صاحبقرانی اٹھا لیا خسرو کو پہلے سے مذہب میمون سے نفرت تھی عاشق
جمال شاہزادہ والا قدر ہو چکا تھا آواز دی الامان نور الدہر نے سوال اسلام کیا خسرو
بصدق مسلمان ہوا اب لشکرون مین آواز الامان بلند ہوئی نور الدہر نے ہاتھ روکا بارگاہین
قبضے مین کین بہ فتح و ظفر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے نور الدہر نے خسرو کا حسب و نسب پوچھا
کہا بہارستان مغرب کا رہنے والا ہون ہلال زرین تاج میرا باپ ہے فرامرز عاد مغربی میرا
بڑا بھائی ہے مین بچپن سے آوارہ ہو کر نکل آیا اس ابلیس پرست نے پرورش کیا مذہب حقیقی سے بیگانہ ہوا

سنکر ہے کہ میرے باپ اور بھائی بیٹے دادا جان کے خدمتگذار ہین مین رفاقت مین حضور کی پہونچا مخمور
نے حال پوچھا اپنے آنے کی کیفیت بیان کی نورالدہر نے کہا ای مخمور بڑی ذلت کی بات ہی کہ ہمارے
والد نامدار طلسم ہوشربا مین قید ہوئے ہم نہ پہونچے ہمین اپنے ہمراہ لیچلو ایرج بھی اسی طرف گیا ہی
لہذا میرا بھی پہونچنا واجب ولازم ہی ملکہ مخمور خوش ہو گئی جی مین کہتی ہے ای مخمور چلکر انکو
لوح و نواوسحر میرا جرات انکی مکلل خان ایسا ساحر بھی ساتھ ہے افراسیاب انکے ہاتھ سے قتل
ہو سب پر احسان ہو گا ہوشربا مین جرأت کا شاہزادے کی امتحان ہو گا اسی وقت لشکر آراستہ کرا دیا
مکلل خان کو بادشاہ کیا خسرو شیر دل برائے اہتمام فوج سپہ سالار قرار دیا ملکہ مخمور کل لشکر کی
منتظم ساحر و غیر ساحر کا لشکر ہمراہ نورالدہر بعہدہٗ صاحبقرانی اس شوکت و شان سے طرف ہوشربا
کی چلے لشکر منزلین طے کرتا ہوا جاتا ہی ایک دن ایک مقام پر لشکر اُترا نورالدہر کھڑے ٹہل رہے
ہین کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا نورالدہر کو اُٹھا لیگیا لشکر مین ہلڑ ہوا نورالدہر کو کوئی لے گیا
مخمور نے مکلل خان سے کہا تم لشکر لیکر آؤ فلان سمت راستہ ہی مین جاکر شاہزادے کو تلاش
کرون نہین معلوم کون دشمن تھا جو لے گیا مخمور یکہ و تنہا تلاش مین چلی مکلل خان مع خسرو
و جروس منزلین طے کرتے ہوئی جاتے ہین انکا ذکر وقت پر تحریر ہو گا اب دو کلمہ داستان افراسیاب
و کوکب کے ذکر ہوتے ہین جب کوکب نے خبر پائی کہ افراسیاب بارادہ فاسد آتا ہی تین کوس
آگے بڑھکر فروکش ہوئی افراسیاب نے اپنے ساحرون کو نامے بھی لکھے دوسرے دن سترہ لاکھ فوج لیکر
پہونچا اُترتے ہی طبل جنگی بجوا دیا ہرکارون نے کوکب کو خبر دی کوکب نے بھی طبل جنگی بجوایا بُران نے
ہر چند کہا قبلہ و کعبہ ہم ہر مشکل مین شریک مہرخ رہی خواجہ عمرو کو اطلاع کرنا ضرور ہے کوکب نے کہا اے
نور نظر ولے برحال اسد و عمرو بارہ برس اُنکو لڑتے ہوئے ہو چکے ہنوز روز اول ہی لوح تک
دستیاب نہین ہوئی ہم افراسیاب کو جواب دینگے بلکہ اور زیادہ بہتر ہے کہ افراسیاب ہم سے
جنگ مین مصروف رہی وہ کوہ ہفت رنگ وغیرہ کو فتح کرلین خدا کرے تا بہ دریای نیل پہونچ
جائین دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین بوقت سحر دونون لشکر میدان کارزار مین آئے
بعد نقابت نقیبون کے طرف سے افراسیاب کے سیماے ابر سوار ساحر غدار افراسیاب سے
اجازت لیکر میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے طرف سے کوکب کے شہنشاہ برجیس

ساحر نامدار لشکر کوکب کا علمدار گھوڑے کو چمکا کر نکلا کوکب سے اجازت لی کوکب نے آنسو بھر کر کہا
تمکو خدا کے سپرد کیا افراسیاب بھی سامنے موجود ہے بسم اللہ سمجھ کے مقابلہ کرنا برجیس بصد
شوکت و صولت سامنے سیما ے ابر سوار کے آیا سیما نے دیکھتے ہی گولا دوا سے مارا برجیس نے گولا
تو کاٹا آواز دی او نامرد قریب آ نے دے بھر کے تلوار چلے جوہر جرات کھلے سیما نے نہ مانا کئی
تیغ و نلریغ مارے برجیس کا مرکب مارا گیا تیرانہ سیما پر جا پڑا اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا برجیس نے وار
تلوار کا سپر پر روکا مٹھی سی ایک طائر چھوڑا سیما کے ہوش اُڑے پلک جھپکی اُدھر سے برجیس نے ہاتھ
مارا سیما کے دو ٹکڑے ہوے برجیس نے تاج کج کرکے نعرہ کیا وہ مارا افراسیاب کو نہایت ناگوار ہوا مرکب چمکا کر
برجیس پر جا پڑا سحر کرکے ہاتھ تلوار کا مارا برجیس نے افراسیاب کا وار روکا یہ جری دریا دل جلالت
شعار ساحر نامدار افراسیاب پر برس پڑا افراسیاب زخم نہین کھاتا برجیس انتہا کا زخمی ہوا افراسیا
دوڑا کہ سر کاٹ لون کوکب کو تاب نہ باقی رہی اپنے رفیق کے واسطے آکے سینہ سپر کردیا برجیس تو
کثرت زخم سے بیہوش ہوگیا تھا کوکب و افراسیاب سے سحر چلنے لگا پہلے افراسیاب نے سحر
کیا کہ دن کی رات معلوم ہونے لگی کوکب آفتاب بنکر چمکا اندھیرا دفع کیا دونون چاند بنکر لڑے
کبھی سورج بنکر ٹکرین جبین شام تک یہ دونون جوان لڑے دو زخم کوکب نے ہاتھ سے افراسیاب
کے کھائے تیغہ سحر سے افراسیاب کو بھی زخمی کیا براے طبل بازگشت بجوادیا کوکب زخمداری
مین پلٹے برجیس تو بیکار ہو گیا سحر افراسیاب سے جسم مین آبلے پڑ گئے انتہا کا زخمی ہوا کوکب نے
اپنے زخمون کو تبران سے چھپایا زرہ جامہ جسم سے نہ اُتارا افراسیاب نے جاتے ہی پھر طبل
جنگی بجوادیا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے طرف سے افراسیاب کے بیران بلانوش
نکلا پہلوے کوکب مین ملکہ عنقاے کاکل دراز حاضر تھین فوراً بیران پر جا پڑین جب سحر
ہوے عنقاے کاکل دراز نے کاکل کھولی میدان مین اندھیرا ہوا بیران کا دم گھٹنے لگا
چاہا تاریکی سے سحر کرکے نکلون عنقا نے کاکل کو جنبش دی حلقہ آہن بنکر گلے مین بیران کے
پڑا جھٹکا دیا جیسے صابون کی چلتی سے تار گذرتا ہی بیران کا سر کٹکر گرا اندھیرا آگیا آواز آئی کشتی
مرا نام من بیران بلانوش بود افراسیاب غصے مین جا پڑا عنقا نے آواز دی او نامرد مین
تیرے مقابلے کے لائق ہون یہ کہکر پیچھے ہٹی کاکل کو جنبش دی افراسیاب کی آنکھونکے سامنے

اندھیرا آیا اُس تاریکی میں عنقا نے تار کاکل توڑکر جھٹکا دیا زنجیر طلائی بنکر تیار ہوئی وہ زنجیر
پشت پر افراسیاب کے لگائی کہ افراسیاب کانپ گیا چاہا عنقا کو گرفتار کرون عنقا کڑک کر اپنے
لشکر مین پہونچی افراسیاب غصے مین طرف کوکب کے چلا کوکب نے نعرہ کرکے افراسیاب کو روکا تلوار
چلنے لگی ان دونون کی لڑائی مین ہزارون ساحر جانبین کے جلے آگ برسی برف گری پہاڑ سفید ہوگئے
کبھی ہوائے گرم چلی منھ ساحرون کے پھنکے کبھی سردی ہوئی دونون ساحرونکی سحر دونون شاہان جلیل کرم
و سرو عالم کی کیفیت ظاہر ہوئی دونون لشکر مل گئے دوپہر کامل جنگ مغلوبہ رہی افراسیاب کا کوئی مقابلہ
نہین کرسکتا جس پرے پر جا پڑا درہم و برہم کردیا کوکب ہر مرتبہ جیداری کرکے افراسیاب پر جا پڑتا ہے
نیا شعبدہ یہ ہے کہ افراسیاب جو زخم کھاتا ہے زخم اندمال پاتا ہے کوکب جو زخم کھائے وہ جسم پر موجود
ہین اس خیال سے زخم چھپاتے ہین بران بدحواس ہوجائیگی آج کی جنگ مین لاکھ لاکھ جادوگر جانبین
کے مارے گئے کوکب کے زیادہ مارے گئے سرداران نامی قوت بانو زینت پہلو سیار گلشن خیان ہوے آج
کوکب نے بھی کئی زخم کاری کھائے بران نے طبل بازگشت بجوایا شام کو لشکر خستہ و شکستہ پلٹے کوکب
نشۂ جرأت سے جھومتا ہوا زخمون کو اپنے چھپائے ہوے داخل بارگاہ ہوا افراسیاب نے
آتے ہی ایک آواز دی کنیزان مرہم جمشیدی لیکر آئی پٹیان زخمون پر چڑھائین اُسی وقت زخم
اچھے ہو گئے مگر کوکب نے بسبب غیرت کے زخم ظاہر نہ کیا افراسیاب نے جاتے ہی طبل جنگی بجوا دیا
ہرکارون نے آکر دعای جان درازی دی

اشعار

چون دامن خیمہ دل بدخواہ تو چاک　　دشمن چو طناب خیمہ بیجان خوبیخ
اے خیمہ دولتت گذشتہ ز افلاک　　سر کوفتہ و نیمہ فرو رفتہ بخاک

شہریار عالم کی عمر دراز ہوا افراسیاب نے پھر طبل جنگی بجوایا کہتا ہے کل بدون قتل دشمنان شہنشاہ
واپس نہ ہونگا کوکب نے جوش جرأت مین حکم دیا الفضل یزدی یہان بھی طبل جنگی بجے بران نے
رنگ روئے کوکب متغیر دیکھا مگر جوش جرأت مین سب کو تسکین دے رہا ہے دل مایوس تیغ زبان
تیز یہی قول ہے کہ انشاءاللہ کل افراسیاب کو مارونگا بران اُٹھکر خلوت مین آئی سردارون سے صلاح
کی کہ مین خواجہ کو نامہ لکھون ورنہ کل خرابی ہوگی سبنے کہا ضرور تحریر فرمایئے شاہنشاہ اس مین
کیا غصہ کرینگے حقیقت مین ہمارے شہنشاہ کا عجب حال ہے اس خیال سے کہ ہم لوگ پریشان نہون
اظہار زخم نہین کرتے بران نے اُسی وقت نامے مین تمام حالات لکھے خواجہ کو لکھا ای یاور غریبان

واے دادرس بیکسان آج پانچ دن گذرے کہ روز افراسیاب سے مقابلے ہوتے ہین کئی سو
سرداران نامی وگرامی سپار گلشن جنان ہوے قبلہ وکعبہ انتہا کے زخمی ہین کل معرکۂ عظیم ہے اسوقت
مین اپنے خیرخواہون کی خبر لیجیے کنیز کو نامہ دیا کنیز پرپرواز پیدا کر کے چلی دربار شہنشاہ لاچین مین آئی تو
دورہ سردارون کا بندھا ہوا ہی لاچین تخت مرصع پر اسد نامدار سے شغل فرما رہے ہین آتشبار بیابان نشین
ومصور ہمارے مقابلے مین غرورکش ہین انکے مقابلے مین مہلت پائین طرف دریاے نیل کے چلین
لاچین نے جواب دیا اے شہریار ابکی وہ طبل جنگی بجوائے بدون فتح واپس نہون گا وہ طبل جنگی تو بجوائے
خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہین یہی صلاح ہو رہی ہے کہ کنیز بران نے آکر نامہ خواجہ کو دیا عمرو نے باواز بلند
پڑھا اسد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا مین خود براے مدد کوکب جاؤنگا کوکب نے ہمارے ساتھ بڑی
جانبازی وسرفروشی کی لاچین نے روکا کہا اے شہریار آپکا یہانسے قدم ہٹانا بہتر نہین ہے یہ
آتشبار بڑا ساحر زبردست ہے غلام جاکر اس نمک حرام کو جواب دے گا قضا افراسیاب کو طرف قصر
جمشیدی کے لے گئی ہی انشاء اللہ اگر گھیر کر نہ مارا تو نام اپنا شہنشاہ لاچین نیایا اسی وقت
لاچین اٹھا صرف بہار کو ہمراہ لیا خواجہ بھی تخت پر سوار ہوے ساتھ ستر ہزار ساحران زبردست
ہمراہ لیے سردارون مین صرف بہار خواجہ نے چلتے چلتے جاندار سے تاکید حفاظت اسد نامدار کی
جہاندار نے عرض کی غلام جان ودل سے نثار ہی جب ہم کو کوئی قتل کرے گا تب انکے غلامون پر دست
انداز ہوگا رات ہی کو لاچین وبہار وخواجہ طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہو گئے یہان وہ وقت
ہی کہ افراسیاب میدان کارزار مین نکلا کوکب بمجبوری مقابلے مین آیا آپسمین سحر ہونے
لگے بران وجمشید واختر نے دیکھا کہ کوکب بہت سست لڑ رہا ہی گلہاے زخم نخل جسم پر کھلے
ہوے سینہ سپر کر دیا افراسیاب سے آنکھ ملی ہوئی چھوٹنے کے ہاتھ چل رہے ہین جو افراسیاب نے
وار کیا کوکب نے برابر جواب دیا افراسیاب زیادتی کر رہا ہی بران کو تاب نہ آئی مع کل لشکر کے
جا پڑی ادھر سے لشکر افراسیاب بھی آکر پہونچا دونون لشکر آپس مین ملگئے سحر چلنے لگے سارا
میدان دھوان دھار ہیرون کی پکار تیرون کی بوچھار ہزارہا ساحر جانبین کے قتل ہوے
افراسیاب جدھر جا پڑا پتھر برسائے ہزارہا سر ٹکرا کر مر گئے کبھی بران پر جا پڑا کبھی جمشید کو زخمی کیا
کبھی اختر سے لڑا کوکب سبکے واسطے سینہ سپر کر رہا ہی تیغۂ خون آلود دست زبردست مین کھنچا ہوا جدھر

افراسیاب نے منہ پھیرا کوکب وہین جا پڑا لیکن فوج کے پائون اُٹھے جاتے ہین سحر افراسیاب
قلب تھرّاتے ہین صدائے ہاہو بلند ملازمان کوکب در دمند افراسیاب خود پسند زمین ہلائے دیتا ہے
قریب ہے لشکر کوکب شکست کھائے دن قلیل باقی ہے کہ آسمان پر برق چمکی لپٹین پھولون کی آئین
طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے زرد پتے سبز ہوئے طفلان غنچہ نے منہ کھولے نرگس شہلا کی ٹکٹکی بندھی
سوسن باتین کرنے لگی سنبل نے موئے مشکین درست کیے نخل مجبور تھے ایک پائون اور ہوتا اِرے استقبال
بڑھتے ہوائے سرد چلی افراسیاب نے بند قبا کھولدیے جھوم گئے اب سب نے سر اُٹھا کر دیکھا آسمان سے
لکۂ ابر گلنار بصد جوش وخروش کئی ہزار طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے ابر اگر شق ہوا سب نے
دیکھا شہنشاہ لاچین وملکہ بہار وخواجہ عمرو نامدار بصد صولت وشوکت آکر ہوئے لاچین نے
وہین سے نعرہ کیا اور نمکحرام بد انجام طرف کوکب کے کہان جاتا ہے بہار نے گرتے گرتے گلدستہ مارا
پھول برسے کئی ہزار دیوانے ہوگئے جادوگرون نے گریبان پھاڑ ڈالے پہاڑون سے ٹکرانے لگے کوکب
وافراسیاب سے مقابلہ تھا لاچین بقہر وغضب اُس بے ادب کے سامنے آیا کوکب کو ہٹا کے سینہ
سپر کر دیا لاچین نے نمکحرام کہکر جوڈانٹا افراسیاب نے منہ پھیر لیا سردارون سے کہتا ہے
بڈھا سب کو نمکحرام ہی بتاتا ہے مین نے اُنکا نمک کب کھایا مین ہمیشہ سے بادشاہ عالیجاہ ہون
اسی بد زبانی کے سبب سے مین نے اس بڈھے کو قید کر دیا تھا پھر اسکی شامت آئی ہے ابکی مرتبہ
قتل کرونگا لاچین نے بڑھکر آنکھ چار کی افراسیاب نے شرما کے ہاتھ مارا لاچین نے اشارہ
کیا ایک عقاب بلند پرواز اُڑتا ہوا آیا اُس نے گلا اپنا سر لاچین پر رکھدیا جیسے ہی عقاب کا سر کٹا
قطرات خون اُڑے منہ پر افراسیاب کے پڑے افراسیاب کو معلوم ہوا چنگاریان آگ کی گرین
اُف اُف کرکے پیچھے ہٹا اب لاچین نے پینترہ بدل کے ہاتھ مارا چمک کے برق شمشیر گری افراسیاب
کا تاج گرا سر زخمی ہوا ہزار ہا سردار بیچ مین آگئے لاچین نے جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوا چالیس سردار
لاچین نے کھڑے کھڑے اُسی مقام پر مارے خون کے دریا بہا دیے بہار نے باغ لشکر افراسیاب
مین آگ لگا دی محبت کوکب مین خواجہ لڑ رہے ہین کبھی نعرہ کرکے غائب ہوئے کبھی حقہ ہائے
آتشبازی کبھی جنگی بان کفچے مین رکھکر چھوڑے بڑے بڑے نامی جادوگر عمرو نے مارے لاچین نے
آگ برسادی کوکب نے اتنی جو مہلت پائی لشکر افراسیاب کو پامال کرنا شروع کیا قریب تھا

لشکر افراسیاب شکست کھا کر ہٹے کہ لکہ ابر سیاہ آسمان پر نمایان ہوا اتنا بڑا ابر سیاہ ہے
کہ تمام صحرا مین محیط ہو گیا قریب لشکر افراسیاب آکر وہ ابر شق ہوا خراج گزار افراسیاب ناظم در نید
طلسم ہوشربا ساحر نامور عنقا ے تیز پر چار لاکھ ساحرون سے برای مدد افراسیاب آکر پہونچا
افراسیاب کا بازو قوی ہوا عنقا نے آتے ہی اول سحر بہار کو مٹا دیا آگ برسا کے پھولون کو جلایا برق
چمکائی سر بہار و بُران زخمی ہوا ادھر لاچین وافراسیاب بھی دونون زخمی ہو چکے ہین بصلاح عنقا
طبل باز گشت لشکر افراسیاب مین بجا دونون لشکر الگ ہوے کوکب انتہا کا زخمی ہے لاچین نے خواجہ
تھاما کہا اے بہادر بڑے تعجب کی بات ہے تم نے ہمکو اپنا بنایا تا جب یہ پریشانیان ہوئین زخم اٹھاے
سرداران نامی قتل کرائے تب ہم کو نامہ لکھا تمھاری وجہ سے لڑائی کو طول ہوا ورنہ مہرخ
وغیرہ بیچاری کیا کر سکتی یقین افراسیاب جسدن قصد کرتا سبکو مٹا دیتا خواجہ نے بھی اپنے
کو ظاہر کیا کوکب کو بہت کچھ کہا کہ بھائی ہمین تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم ہمسے اتنا بڑا راز چھپا رکھے
تمہین بڑے مدد بلاؤ گے شکر ہے کہ تم نے اب بھی اطلاع کی ہمین تم سے بڑی شکایت ہے کوکب نے
کہا خواجہ مین چاہتا تھا کہ مین ادھر افراسیاب کو روکون آپ لڑتے بھڑتے تا بہ دریائے نیل پہونچ
جائین حصول لوح ہو اسوجہ سے آپکو اطلاع نہ کی خواجہ نے کہا وہان بھی مقابلے پڑے ہین
آتشبار و مصور مقابلے مین اترے ہین افراسیاب انتظام کر کے آیا ہے لڑائیان بڑی ہوئی ہین
صلاح ین کرتے کرتے ہوے داخل بارگاہ ہوے افراسیاب بھی زخمی ہو کر پلٹا ہے عنقا نے
صلاح کی کہ دو روز تامل فرمایے ابکی جو طبل جنگی بجوائیں گے بدون قتل کوکب واپس نہ ہونگے

دو کلمہ داستان حیرت بیان عیاری خواجہ عمر و افراسیاب پر بصلاح شہنشاہ
لاچین و پھنسنا افراسیاب کا شعبدہ لاچین مین ظاہر مین قتل ہونا افراسیاب کا
و ذکر فتح قلعہ سیاہ و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان ہے ساقی نامہ

ساقی مے جنگ سے چھکا دے	کچھ سحر کا شعبدہ دکھا دے	لاچین کی جنگ کا بیان ہے
اے طبع یہ وقت امتحان ہے	اے توسن طبع چست و چالاک	اڑ آہوے کلک ہو کے بیباک
میدان سخن مین بھر طرا دے	تشہرے ہون جہان مین ہمارے	ٹھوکر سے عدو کو پست کر دے
لاشون سے زمین رزم بھر دے	شہباز قلم ہوا و ج میرا +	تصویر خیال کا ہو نقشا +

اے کوکب کلک ہان چمک جا
گرگ اے یوسف عزیز کاروان ہو جائیگا
ہجر جانان مین عیان سوز نہان ہو جائیگا
اے گان تیر ار یاض ای باغبان ہو جائیگا
جان دینا عشق مین مشکل نہین کچھ ہمدمو
صبر مضطر ہوکے بیرون مکان ہو جائیگا
غیر کو پہلو مین تڑپا کے نہ تو مجھکو جلا
یار کے آگے دہن بھی بیزبان ہو جائیگا
دشت مین لیلی کا ناقہ آئیگا کھینچتا ہوا
مشتری کا قحط زیر آسمان ہو جائیگا
ساتھ تیرے جاؤ جاتی ہو جو میرے پاس سے
پیر واعظ کوی جانان مین جوان ہو جائیگا
گیسوان یار پر جسدم نظر پڑ جائیگی
نیند آجائیگی غافل پاسبان ہو جائیگا

اے مہر کلام ضو تو دکھلا دیگر
ہمصفیران چمن گلشن خزان ہو جائیگا
شمع سوزان جسم کا ہر استخوان ہو جائیگا
صاف کہتے ہین اگر صاف آسمان ہو جائیگا
دل تو آنے دو کسی پر امتحان ہو جائیگا
رنج بھی دل مین نہین رہنے کا اچھی طرح
آہ کھینچون گا تو محفل مین دھوان ہو جائیگا
عید کے دن بے سبب ملنے نہین آتا ہے یار
جذب عشق قیس مجنون سا ربان ہو جائیگا
فاتحہ کے بدلے ٹھوکر بھی لگا دوگے جو تم
چھوڑ جاؤگی جو دل نوبت بجان ہو جائیگا
روتے روتے یاد مین چاہ زنخدانکی تر
دل مین ان خانہ بدوشونکا مکان ہو جائیگا
ای قمر اپنی وہ قسمت ہے کہ قاتل کی حضور

رنج بھی دیگا تو ہر دل شادمان ہو جائیگا
خانۂ صیاد اپنا آشیان ہو جائیگا
چار دن کا موسم گل ہے خزان ہو جائیگا
ماہر د ہم پر بھی کوئی مہربان ہو جائیگا
خانۂ دل مین ہوا جب ہجر جانانکا قرار
چار دن اس گھر مین یہ بھی میہمان ہو جائیگا
اے رہ جائیگی حسرت دل مین عرض حال کی
دل مرا لیکر روان سوے روان ہو جائیگا
جان کا بیعانہ مانگے گا جو زہرہ رشک ماہ
مرقد عشاق کا نامی نشان ہو جائیگا
خلد کی آب وہوا رکھتا ہے آنکلا اگر
دیدۂ تر کھوکے اندھا کنوان ہو جائیگا
کوئی جانان مین مجھے پہونچا ئیگا بیدار بخت
سر بکف جب جائینگے حکم امان ہو جائیگا

مقرران سحر بیان وحاکیان جادو اشہب تیز گام زبان کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین کہ عنقاے تیز پر ناظم دربند طلسم ہوشربا بڑے مد افراسیاب آیا اوس نے صلاح کی کہ حضور دو روز تامل فرمائیے زخم حضور کے صحت پاجائین ابکی میدان سے بدون سر کوکب لیے واپس نہون گا افراسیاب نے قبول کیا جب شب ہوئی تو عنقاے تیز پر نے کہا ای شہنشاہ لاچین پر فتحیاب ہونا مشکل ہے آج مین نے اسکے سحر کو دیکھا اب تو طائران طلسمی اسکی مدد کو آنے لگے ورنہ حضور زخمی نہوتے ایک صلاح غلام نے بہت معقول تجویز کی ہے آج شب کو چلکر شبخون مارین اندھیرے مین گھبرا کر سب مارے جائینگے مین وعدہ کرتا ہون کہ کوکب کو تو مین گرفتار کرون گا لاچین کی حضور گردن لین بران وبہار کو بھی قتل کرون گا جمشید کا سامنے کوکب کی سر کاٹون گا بہتر یہ ہے کہ شبخون مارئیے یہ راے افراسیاب کو بھی پسند آئی عنقا کا عیار موسوم بہ عقاب تیز پر نہایت طرار و مکار ساحر ہے علم مکر و حیلہ سے بخوبی ماہر ہے عنقا نے کہا

ای عقاب تم چھپکر لشکر کوکب مین جاؤ اپنی آنکھونسے دیکھ آؤ بارگاہِ لاچین کس طرف ہی کوکب و
برّان و جمشید و بہار کس طرف ہین سبکے مقامات کا نقشہ لاؤ کہ رات کو قاعدے سے جاکر گرین آپس مین
حصے مقرر کرلین اُسی کی بارگاہ جاکر پھونکین اپنے اپنے حریف کو جاکر للکارین شب تیرہ ٔ
و تار کی غفلت مین مارین عقاب تیز پر بہت خوب کہکر چلا یہان خواجہ عمرو دربار کوکب مین موجود
ہین کوکب کا دل بہت بیقرار ہوا طبل جنگی کا انتظار ہوا جب رات زیادہ آئی لاچین نے کہا
ای شہنشاہِ عیاران ولے افسر طراران افراسیاب نے طبل جنگی نہین بجوایا زبانی کوکب کی معلوم
ہوا کہ دو ہفتے سے برابر جنگ ہو رہی ہی کوئی دن طبل جنگی سے ناغہ نہین گیا کیا ہمارے آنے سے کچھ افراسیاب
دبا یا کسی معین و مددگار کی فکر مین ہی عمرو نے کہا مین ابھی جاتا ہون مفصل خبر لے کر آتا ہون یہ بھی
عمرو کو منظور ہے کہ چلکر کچھ عیاری کرون کوکب کے واسطے کچھ بہتری ہو اس مقابلے کا انجام بخیر ہو خواجہ
عمرو یہ سوچکر اپنے مقام سے اُٹھے بصورت صرصر شمشیر زن طرفِ لشکرِ افراسیاب کی چلے جنگل مین آکر
پہونچے ہین کہ زنگ کی آواز کان مین آئی عمرو نے دیکھا کہ ایک عیار بانہای عیاری سے آراستہ اسی طرف آتا ہو
اِدھر سے عقاب کی نگاہ پڑی کہ ملکہ صرصر تشریف لاتی ہین حسنِ صرصر کا عابد کش و زاہد فریب ہے
خواجہ نے ملاقات کی کہا بھیا ساحر کہان چلے ہمارے شہنشاہ کا لشکر کہان ہے عقاب نے کہا ملکہ تم نے
مجھکو نہین پہچانا مین عنقائے تیز پر کا عیار ہون عقاب میرا نام ہی عیاری مکاری کام ہے صرصر نے کہا
ہمین تو ملکہ حیرت جادو نے بھیجا ہی واسطے خبر کے آئے شام کو راستہ بھولکر لشکر کوکب مین پہونچے وہان
عمرو پھر رہا تھا اُس سے مقابلہ پڑا لڑ بھڑ کر نکل آئے تب خبر دریافت ہوئی کہ شہنشاہ کا لشکر بھی قریب ہے
یہ کہکر مسکرا کر ہاتھ پکڑ لیا عقاب مرگیا شکار ہوا سمجھ گیا کہ صرصر مجھے چاہتی ہی پھر خواجہ عمرو نے مسکرا کر
کہا کیون صاحب اس اندھیری رات مین کہان چلے کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے تو کیسا باعث خرابی ہے
مجھ کمبخت کے بیوجہ بیتابی ہے مجھ سے تم سے کیا کام دل کمبخت کی باتین ہین بیوجہ کی گھاتین ہین اب
تو عقاب ذبح ہو گیا کہا ملکہ مین لشکر کوکب مین جاتا ہون صلاح ہوئی ہے کہ رات کو افراسیاب
و عنقا آکر شبخون مارین اندھیرے مین سب کو پکڑ لین یہی تدبیر معقول ہے صرصر نے کہا
مین تمکو اکیلا نجانے دونگی وہان نگوڑا عمرو موجود ہے چلو ہم تمھارے ساتھ پلٹ آئینگے
سب بارگاہونکا نشان تمکو بتا دینگے عقاب پھول گیا خوشی خوشی صرصر نقلی کے ساتھ ہوا ہوای وصل مین بیقرار

یہ سمجھا کہ ہوا بگڑے گی صرصر باتین کرتی ہوئی عقاب کے ساتھ جاتی ہے عقاب دم بدم ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے عاشق تو اپنا سمجھ ہی چکا ہے ایک مقام پر جا کر صرصر ٹھہری کہا دیکھو وہ بارگاہ لاچین خیمہ کوکب کا ہے بران وبہار اُس پہلو پر ہین عقاب دیکھنے لگا خواجہ نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا زبان مین سوزن دیکر عقاب کو تو نذر زنبیل کیا پلٹ کے بارگاہ کوکب مین آئے لاچین وغیرہ سب بیدار ہین کہ خواجہ آکر پہونچے لاچین سے سب کیفیت بیان کی لاچین خوش ہو گیا اُٹھ کھڑا ہوا کہا خواجہ تم بصورت عقاب تیز پر افراسیاب کو لگا کے لاؤ مین ایک طلسم کو بناتا ہون بحکم بانی بناے لوح و قلم اُس طلسم سے نکل نہ سکے گا مین گھیر کے مارون گا یہ کہکر لاچین اُٹھکر صحرا مین آیا ایک مقام پر کھڑے ہو کر خوب سحر کیا لکیرین کھینچکر سرحد بنائی کہا خواجہ ہم تو مخفی ہوتے ہین اِس حصار کے اندر افراسیاب کو پہونچا کر نعرہ کر کے نکلجانا عقاب عنقا کا خالی عیار نہین ہے عنقا کا مشیر خاص قوت بازو کہلاتا ہے اُس کو بھی قتل کر ڈالنا عمرو نے کہا انشاء اللہ کوکب ولاچین وبران وبہار واختر وغیرہ جابجا مخفی ہوے خواجہ بصورت عقاب تیز پر بارگاہ افراسیاب مین آئے افراسیاب نے تیاری لشکر کا حکم دیا اسباب سحر ذات پر آراستہ کر چکا کہ خواجہ نے بصورت عقاب آکر کہا اے شہنشاہ بڑے صاحب اقبال ہو آپ نے طبل جنگی جو نہ بجوایا لاچین وغیرہ شراب خواری کر کے اپنی اپنی بارگاہ مین جا کر سو رہے لشکر مین انتہا کی غفلت ہے اب وقت جرات ہے مین لاچین کو گرفتار کر دونگا کوکب کو بیدار نہونے دونگا بلوہ ساحران کو آپ سنبھال لیجیے گا افراسیاب نے کہا لاچین وکوکب نہون دس کرور کو ایک سحر مین بیکار کرون عقاب نے کہا اُٹھیے خواجہ عمرو افراسیاب وعنقا کو ساتھ لیجیے افراسیاب وعنقا گھوڑے پر سوار پشت پر لشکر ساحران غدار عمرو نے لاکر سامنے نخلستان کے پہونچایا کہا شہنشاہ میرے قدم با قدم چلے آیئے افراسیاب گھوڑا ڈالے ہوے عقاب کی تعریفین کرتا ہوا جیسے ہی اُس سرحد مین آکر پہونچا عمرو نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار یہ کہکے عمرو نے ہاتھ کا عقاب کو زنبیل سے نکال کر ایک خنجر مار دیا افراسیاب لینا لینا لیکر دوڑا افراسیاب وعنقا مع لشکر سرحد حصار مین پہونچ چکے تھے مرنے سے عقاب کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من عقاب تیز پر بود افسوس مردیم وجان دادیم ومطلب خود نرسیدیم افراسیاب نے چاہا نکل جاؤن ایک غبار

بلند ہوا تمام لشکر افراسیاب نابینا ہونے لگا شاخین نخلستان کی خنجر بنگیں بتون سے برقین چمکین
بیخہاے نخل سے صدہا زنگیان سیاہ رو پیدا ہوے لشکر افراسیاب پر گرے شاخون سے جو خنجر چمکے
مرکب افراسیاب کا مارا گیا پیدل اُن زنگیون سے لڑنے لگا ہر چند چاہتا ہے تاریکی سے نکلون راستہ
نہین ملتا کہ پہلو سے نیزہ ہوا منتم شہنشاہ لاچین وکوکب روشن ضمیر و بران شمشیرزن و بہار گلعذار
و جمشید نامدار و بلور چہار دست اِن سب سردارون نے چہار جانب سے فوج افراسیاب کو گھیر لیا
افراسیاب کے سر پر زخم آنے لگے جب لاچین نے گولہ مارا زمین بقعر آئی دو ہزار ساحر مرے ملکہ بران
کا اخنز عروار ید چلا بہار نے گلدستے مار کر ہزارون کو دیوانہ کر دیا بلور چہار دست نے لاشہاے
ساحران سے میدان کارزار بھر دیا اب افراسیاب دیوانہ وار وحشی مثال بشکل صید خائف جدھر
پلٹا دن سے گولا پڑا کسی نے ترنج مارا بہار نے گلدستہ پھینکا پھول برسے دماغ مین خوشبو آئی مست
ہونے لگا جھوم کر ٹھہر الیکن بادشاہ طلسم ہوش ربا ساحر بے مثل و یکتا آپنے کو سب کے سحر سے بچاتا
ہے چاہتا ہی بران و بہار پر جا پڑون اب خیال کر کے دیکھا گرد میرے لشکر کے ایک سنہری لکیر یا
طلائی زنجیر ہے اُسکے باہر نہین نکل سکتا یہ لوگ بیرون حصار سے گولے ترنج مار رہے ہین اسی
حال مین لڑتے بھڑتے نہیب شمشیر لاچین سے رات کٹی ستارہ سحری آسمان پر چمکا آفتاب عالمتاب
فوج شعاع و ضیا ساتھ مین لیے ہوے تیغہ مہر ہاتھ مین سوسن توسن چرخ نیلی پر سوار ہو کر وارد میدان
کارزار ہوا اب افراسیاب نے دیکھا کہ بین حصار سحر لاچین مین پھنس گیا اب جانبری دشوار ہی جب
کوکب نے گولا مارا پشت و پہلو پر پڑا زخم کاری کھایا لاچین تو شیرانہ لڑ رہا ہے عنقاے تیز پر
نے جو اُس لکیر کو دیکھا جھپٹ کے چاہا نکل جاون اُسی زنجیر طلائی سے ایک برق چمک کر گری کہا
اب عنقا ہوا اہالیان دنیا کو نہ ملے گا دو ٹکڑے ہو کر گرا افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا کہ عنقا کیمیا ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام من عنقاے تیز پر بود افراسیاب نے سر پیٹ لیا ظریفون نے کہا عنقا
تھا کشتہ ہو کر کیمیا ہو گیا اب افراسیاب کے بھی قتل کی تدبیر کرنا لاچین ہی اکسیر ہے جب افراسیاب نے یہ معرکہ
عظیم دیکھا دن ہو گیا تمام حال روشن ہوا عنقا ایسا ساحر یون مارا گیا لکیر پر جا کر فقیر ہوا اب گھبرایا
لاچین کے سحر نے زمین ہلا دی دو پہر کے عرصے مین چھ لاکھ ساحر مارا گیا لاچین کے سحر کی بلا مین
حصار سے بھی بشکل زنگی نکل رہی ہین شیر و گرگ بیخہاے نخل سے نکل رہے ہین وہ بھی افراسیاب کے دشمن افراسیاب

نے گھبرا کر ایک چیخ ماری اری کندن مرگئی آسمان پر سناٹا ہوا ایک پریزاد کشتی مین تاج طلسمی لیے ہوے حصار کے باہر آکر ٹھہری کہا شہنشاہ مین وہان نہین آسکتی افراسیاب نے گالیان دین کہا او نالائق تجھے کون روکتا ہی یہ کہکے ایک دوہتڑ زمین پر مارا زمین شق ہوئی ایک تپلہ فولادی پیدا ہوا لیکن بدحواس سر برہنہ شہنشاہ کہتا ہوا افراسیاب کے سامنے آیا کہا حضور اس حصار کے اندر کیون آگئے آپ کیسے بادشاہ طلسم ہوشربا ہین افراسیاب نے غصے مین ایک طمانچہ مارا کہا کیا اسوقت مین نابدولت پر طعن کرتا ہی فولادی تپلہ جلکر خاک ہوا خاک سے آواز آئی اب طلسم ہوشربا نہ بچے گا افراسیاب نے اس خاک کو اٹھایا سحر بھی سب کے روکتا جاتا ہی ران پر خنجر مارا اس خون سے اس خاک کو تر کیا چھوٹا سا تپلہ بنایا کہا اے تپلہ طلسمی ترا اور میرا ایک خمیر ہے تاج طلسمی پہننے کی یہی تدبیر ہے وہ تپلہ مثل برق کے اڑا تپلی سے تاج لیا جھپٹ کر قریب افراسیاب کے چلا جیسے ہی قریب زنجیر طلائی پہونچا برق چمک کر تپلے پر گری تپلہ تو جلا اسکے ہاتھ سے تاج افراسیاب نے لیا سر پر رکھا تپلے کی تو خاک بباد فنا اڑگئی ایک آندھی سیاہ اٹھی ملازمان کوکب گھبرانے لگے کئی ہزار جل کر گرے برق تڑپکے لاچین پر گری لاچین نے برق کو کاٹا اب لاچین نے آواز دی یارو سنبھل کر لڑنا افراسیاب نے تاج طلسمی منگالیا وہ پریزاد سر پیٹتی ہوئی گئی شہنشاہ لاچین نے ایک دستک دی ایک تپلہ فولادی خود پہنے ہوے نیمچہ ہاتھ مین عقب لاچین آکر لڑنے لگا فوج افراسیاب کو بہت درہم و برہم کیا آگے لاچین عقب مین وہ تپلہ چار پہر رات لڑتے ہوے گذری سارا دن تمام ہوا قلیل دن باقی ہی آفتاب برنگ زرد کاشانۂ مغرب مین جایا چاہتا ہی اسوقت لاچین والا تمکین نہنگانہ شیرانہ اندر حصار کے آیا افراسیاب کو للکارا افراسیاب تاج کے بھروسے جا بڑا حقیقت مین جس وقت سے تاج سر پر افراسیاب کی آیا کسی کا حربہ افراسیاب پر تاثیر نہین کرتا لاچین کے بھی گولے کھائے کوکب نے نارنج ترنج مارے سب حربے باطل ہو جاتے مین جب تاج کا عکس پڑا گولا پھٹکر الٹا پلٹتا ہے صاحب سحر کو آزار پہونچاتا ہی فوج کو تو بالکل مٹایا کوکب نے دریاے خون بہادیا اندر حصار کے لاچین وافراسیاب سے تلوار چلنے لگی افراسیاب چاہتا ہی لڑ بھڑ کے حصار سے نکل جاؤن رنگ رو متغیر لباس پارہ پارہ زرہ کی کڑیان الجھی ہوئین ٹرے وار روکتا ہوا لاچین کے افراسیاب قریب اس زنجیر طلائی کے پہونچا قدم بڑھایا کہ اس پار لکیر کے جاؤن تپلہ جو پشت پر

لاچین کے تھا اُس نے جھپٹکر افراسیاب پر اُدھر سپر کی لگائی نکان سے تاج افراسیاب زمین پر
گرا اُوپر سے لاچین نے پینترہ بدل کے ہاتھ مارا افراسیاب نے گھبراکر سر اپنا سپر کیا اِس سر سے کوئی
آگاہ نہ تھا تاج زمین پر گرا تیلہ لاچین کا عکس سے اُسکے جلا تیغہ برق تاب لاچین سر افراسیاب پر
پڑا اِس حال انتشار مین بھی کئی سپرین فولادی سر افراسیاب پر حائل ہوئین تیغہ برق مثال نے ایک
سپر کے تو ٹکڑے اُڑا دیے سبنے دیکھا کہ افراسیاب کے دو ٹکڑے ہوے لاچین نے خوشی مین آواز
دی وہ مارا چہار جانب سے نوبت نقارے بجنے لگے آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری برق باری بیرون کی
بیقراری ہزارہا طائر لہراکر چلے صداہاے ہیہات وافسوس بلند ہمراہیان افراسیاب دردمند اس
اندھیرے مین صدہا ملازمان کوکب ٹکرا ٹکرا کے مرے جب کوکب ویران نے باران سحر برسایا
تب روشنی ہوکر آواز آئی کشتی مرا نام من افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا بود افسوس
مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم صدہا نخل جلے سرحد ہوشربا مین جا بجا مکان گرے کھولکر
دریا خشک ہوے چشمہ ہاے صحراکور ہوگئے کنوؤن سے پانی اُبلا سب علامتین مرنے کی ظاہر ہوئین
لشکر کوکب مین نوبت نقارے بجنے لگے چند ملازم شکست خوردہ ملازمان عنقا وافراسیاب جیداری
کرکے لاشۂ افراسیاب نے نکلے روتے پیٹتے طرف لشکر حیرت جادو کے چلے حیرت بعد جانے افراسیاب
کے دس لاکھ ساحرون کی جمعیت سے صحراے حیرت خیز مین فروکش ہے ملازم لاشہ لیے ہوے جاتے
ہین یہان بعد جانے لاشۂ افراسیاب کے صداے مبارکبادی بلند ہوئی لاچین نے خوشی خوشی کوکب سے
کہا اب پاس طلسم کشا کے چلنا واجب ولازم ہے ہم جاتے ہین تم آنا کوکب ویران شمشیر زن نے
کہا ہمارے دل کو صبر نہ ہوگا اب دریاے ہفت رنگ ودریاے نیل پر جانے کی کیا ضرورت ہے شہنشاہ
لاچین نے کہا ناظمان دربند ہوشربا خود آئینگے اب لشکر کشی کی کیا ضرورت ہے ہر کس یہی چاہتا
ہے کہ چلکر جشن لشکر طلسم کشا دیکھین ملکہ حیرت بھی آکر مسلمان ہوگی زمرد بھی دریا سے نکل آئیگی
صراط ہفت رنگ بھی عذر کریگا معشوقان پریچہرہ کے ساتھ طلسم کشا کی شادیان ہونگی شادی
تو ہمراہ ملکہ مہ جبین الماس پوش ہوگی وہمراہ معشوقان دیگر عقد شرعی ہو جائیگا ہرچند
لاچین روکتا ہے کہ یارو میرے ہمراہ نہ چلو ہر ایک کا یہی قول ہے کہ یہ جلسہ دیکھنے کے لائق ہے
سالہا سال لڑے مصیبتین اُٹھائین محفل عیش بھی تو دیکھین لکھا ہے کوکب ویران د

جمشید و بلور وغیرہ سب شہنشاہِ لاچین کے ہمراہ ہوئے بمشکل کوکب روشنضمیر نے عنقاے
کاکلِ دراز کو کہ زخمدار تھی سات ہزار ساحرون سے قصرِ جمشیدی مین چھوڑا ملکہ بران شمشیرزن نے
باغ نگارین مین قفل لگانے کا حکم دیا چند باغبان رہ گئے دار روغہ تک ہمراہ ہو لیا نوبت نقارے
بجتے ہوئے طرفِ اسد نامدار کے چلے اخبار نویس نے پہلے ہی اسد کو پرچہ لکھا کہ مبارک ہو افراسیاب
مارا گیا جہان اسد غازی فروکش تھے وہان بھی علامت ظاہر ہوئی چند مکانات و باغات سحر
افراسیاب اسی وقت پر جلے باغبان قدرت نے یہ علامت دیکھکر اسد سے کہا تھا کہ حضور ان
باغات و مکانات کا جلنا علامت قتل افراسیاب ہی یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی شہنشاہ لاچین خوش
آیین و کوکب روشنضمیر بفتح و فیروزی آتے ہین اسد نے سرداران کو برائے استقبال بھیجا لاچین لے
آتے ہی اسد نامدار کو نذر دی کہا اے شہریار قتل افراسیاب مبارک اسد نے لاچین
کو خوشی خوشی تخت پر بٹھایا اب نذرین گزرنے لگین جب بدیع الزمان نے شہنشاہ لاچین کو نذر
دی لاچین نے عرض کی آپ غلامونکی عزت افزائی کرتے ہین خواجہ بارگاہ مین آئے مبارک مبارک
کہکر سردارون سے کہنا شروع کیا یارو آج دن خوشی کا ہے سب جمع کر کے مجھکو دیدو مین خانۂ کعبہ
مین واسطے مستحقون کے بھیجدون یہ روپیہ حاجیونکو ملیگا یہانکے شہدونکے دینے سے کیا فائدہ سب
سردارون سے لینا شروع کیا بہار نے گھبرا کر ہرکارون سے کہا جاکر لشکر حیرت کی خبر لاؤ شوہر کی لاش
دیکھکر جان دیدیگی دیکھین اب اطاعت مین کیا کہتا ہے اسد نامدار نے فرمایا اے ملکہ بہار مجلالی
باغبان قضا و قدر ہر چند کہ سلطنت طلسم ہوشربا حق شہنشاہِ لاچین ہے اگر حیرت مسلمان
ہو تو مین نصف طلسم ہوشربا کی حکومت حیرت کو دونگا بہار نے دعائین دین ہرکارے واسطے
خبر کے اُسی وقت پہونچے کہ لاشۂ افراسیاب سامنے حیرت کے آیا حیرت نے اپنے کو تخت سے گرادیا شور
قیامت برپا ہوا وزیرزادیان شہزادیان سنبھالتی تھین حیرت جادو جان دینے پر آمادہ تھی سب نے سمجھا کر
حیرت کو سنبھالا لاشہ افراسیاب اُٹھوا کر لیگئی بموجب قاعدہ ساحری پرستان لاشہ افراسیاب کا
جلوایا ملکہ حیرت مرگھٹ سے نہ اُٹھتی تھی کہتی تھی فقیرنی بنکر بیابان بٹھونگی مشیران سلطنت نے سمجھایا
بمشکل حیرت کو لیکر بارگاہ مین آئے ہر صر روتی ہوئی زبان سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کر کے عرض کی حضور اسد نے
سر دربار فرمایا کہ اگر ملکہ حیرت آکر اطاعت کرین نصف طلسم ہوشربا کی سلطنت دون شہنشاہ لاچین بھی بدل و جان

منظور کرتے ہین آپکی ہمشیرہ ملکہ بہار نے بہت سفارش کی ملکہ حیرت نے آنسو پوچھکر کہا کیون صرصر
مین اپنے شوہر کے قاتلون کی اطاعت کرون بحکم سامری و جمشید ایک لڑائی ایسی لڑونگی لشکر
مسلمانان کو بے چراغ کرکے مرونگی اسد کو زندہ نہین جانے دونگی تیسرے دن حیرت لباس فاخرہ
پہنکر تخت پر بیٹھی کہا لشکر تیار ہو مقابلۂ اسد مین چلو مین جاکر قیامتین برپا کرونگی ان لوگون کو دم نہ
لینے دونگی بائیس لاکھ فوج لیکر ملکہ حیرت نے سمت لشکر اسد کوچ کیا ہرکارون نے یہ خبر آکر اسد غازی کو
دی اسد نے پریشان ہوکر طرف ملکہ بہار کے دیکھا کہا کیون اے بہار اب ہم کیا کرین حیرت سیاہ
قلب ہی معلوم ہوتا ہی اُسکی قضا لائی ہی کوکب نے کہا حضور مین حیرت سے مقابلہ کرونگا اسد
فرماتے ہین مجھکو حال حیرت پر رحم آتا ہی سب سے زیادہ بہار بیقرار ہی کہ خبر پہونچی حیرت لشکر لیکر
آپہونچی اسد وغیرہ باہر نکل آئے بڑے زور و شور سے لشکر حیرت آکر پہونچا حیرت تخت پر سوار تھی
لباس فاخرہ پہنے ہوے مگر بنگاہ قہر و غضب طرف لشکر اسد والا چین کے دیکھا لشکر اُتارا بل کرتی
ہوئی داخل بارگاہ ہوئی مصور و آتشبار نے پرسا دیا حیرت نے کہا صاحبو رونے سے کیا فائدہ اپنے
شہنشاہ کے خون کا بدلا لونگی بڑے افسوس کی بات ہی کہ ایسا شہنشاہ عالیجاہ مارا جائے اور اُسکے خون کا
معاوضہ نہو یا بہار مجھکو ترغیب دیتی ہین کہ مین اپنے شوہر کے قاتلون کی اطاعت کرون اس میدان
مین خون کے دریا بہین گے چرند و پرند حاضر تھے اسد غازی تو یہ فرما چکے ہین کہ اگر ملکہ حیرت
اطاعت کرے تو مین نصف طلسم ہوشربا کی سلطنت دون اور ملکہ بہار سے خاص کرکے فرمایا کہ اے
ملکہ بہار تم کیون رنجیدہ ہو خود ملکہ حیرت کے پاس جاؤ بخوبی سمجھاؤ کہ حقیقت مین تمھین انتہا کا
قلق ہی ہمین سرفراز کرو سلطنت طلسم ہوشربا تمھارے سپرد کرین اہالیان دربند اگر اطاعت کرینگے
اپنے سلطنے ہم تمکو تخت سلطنت ہوشربا پر جگہ دین شوہر کا غم دلسے دفع کرو ہمین بھی ملال ہی کہ
شہنشاہ نے جان دی ملکہ بہار کا قصد ہوا کہ دربار حیرت مین جائین ہرکارے حاضر ہوے عرض کی اے
شہریار والا قدر ملکہ حیرت کا لڑنے کا قصد ہے وہ ہرگز اطاعت نہ کرینگی مصور وغیرہ نے سمجھایا تھا وہ
فرماتی ہین کہ اپنے شوہر کے قاتل کی اطاعت نہ کرونگی لڑکر جان دونگی اور اسد کو ضرور قتل کرونگی اصلاح
کیا چیز ہی یہ سنکر بہار بیٹھ گئی مجبور ہوے اب اسد تو امیدوار ہین کہ حیرت طبل جنگی بجوائے تو یون
ہی اڑتے پھرتے تا بکوہ ہفت رنگ و دریای نیل جائین حیرت نے ابھی طبل جنگی نہین بجوایا تھین معلوم

کیا انتظار ہے اب دو کلمہ داستان افراسیاب سنیے کہ افراسیاب نے یہ شعبدہ کیا کہ اپنی ہم شبیہ کامل کو قتل
کرایا آپ الگ ہو رہا اُس ہم شبیہ کے مرنے سے ایسی علامتین برپا ہوئین کہ لاچین نے دھوکا کھایا
کسی کو یہ خیال نہ آیا افراسیاب کیونکر مارا گیا لوح دستیاب نہین ہوئی قتل ہونا اُسکا ہاتھ سے
طلسم کشا کے موقوف ہے لیکن افراسیاب نے نیا شعبدہ کیا کہ سبکی آنکھون پر پردہ غفلت پڑے
قصر جمشیدی کو خالی کرکے سب لشکر اسد مین چلے آئے صرف قصر جمشیدی مین بسبب زخمداری
عنقائے کاکل دراز کو چھوڑ دیا افراسیاب درۂ کوہ مین مخفی ہوا تھا یکہ و تنہا تاج طلسمی پہنکر غرق
زمین ہوا قریب قلعہ فولاد حصار آیا ستر ہزار زنگی جو بڑے نگہبانی فروکش ہین آتے ہی اُنسے
لڑنے لگا اُن زنگیون کی کیا لیاقت تھی آتش سحر سے ہزارون کو پھونک دیا عنقا جو قصر جمشیدی مین
موجود تھی اُس نے جو ہنگامہ دیکھا خبر ملی کہ افراسیاب زنگیون کو قتل کر رہا ہے ساتھ داؤن کوئے کر
جا پڑی افراسیاب نے عنقا کے آتے ہی سحر کیا کہ تلوارین برسنے لگین سب کے سر اڑ گئے ایک تیغہ برق
مثال تڑپ کر عنقا پر گرا اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوے عنقا کے مرنے کی علامت بلند ہوئی آندھی سیاہ اُٹھی
صدا ہاے مہیب آئین قضائے کار برہمن روئین تن جسبدن سے تاریک سے لڑکر قصر مین آیا نورافشان نے
بہت کچھ علاج کیا اب اس لائق ہوا کہ صبحکو قصر سے نکلکر صحن مین بیٹھتا ہے ضعف و نقاہت طاری
اُسی مقام پر تبرید وغیرہ نوش فرماتا ہے گرد علما بیٹھے ہین کہ برہمن نے دیکھا کہ قصر سیاہ پر قیامت برپا
ہے برہمن تو اُس قلعہ کا رازدار ہے افراسیاب کے مرنے کی خبر پہونچی تھی برہمن اپنے رفقا سے کہہ رہا تھا کہ
لاچین نے بڑا دھوکا کھایا اس امر کا انجام بخیر نہوگا یکایک آواز آئی کُشتی مرا نام من عنقای کاکل دراز
بود برہمن گھبرا گیا ایک ساحر سے اشارہ کیا دیکھ تو کیا آفت ہے ساحر نے خبر دی کہ افراسیاب قلعہ
سیاہ پر لڑ رہا ہے چاہتا ہے قلعہ مین گھس جائے عنقا نے جاکر روکا افراسیاب نے قتل کیا برہمن نے
زانو پر ہاتھ مارا چونکہ کوکب کا خیرخواہ ہے تاب نہ آئی اُٹھ کھڑا ہوا تیغہ پکڑ کے جا پڑا جا کے دیکھا
افراسیاب نے سہر اوکر دبا لاشہ عنقا دیکھکر کلیجہ پھٹ گیا لپک کر افراسیاب پر جا پڑا اسحر رفتہ بخوبی قبضے
مین نہین آیا جوش جرات مین جاکر ہاتھ مارا افراسیاب نے روک کر ہاتھ مارا برہمن کے بھی دو ٹکڑے
ہوے ان سب کا فراسیاب مار کر طرف قلعہ سیاہ کے جاتا ہے جب قریب خندق پہونچا شعلہ ہائے آتش
بھڑکے خندق سے شیر و پلنگ و فیل نکلنے لگے ہر چند افراسیاب قتل کرتا ہے وہ کم نہین ہوتے لکھا ہے

کہ افراسیاب پہر بہر خندق پر لڑا ہزارون شیر و گرگ قتل ہوئے مگر کم نہوے افراسیاب اُنسے زخمی
ہوا ناچار ہوکر شام کو پلٹا درۂ کوہ مین آکر بیٹھا اپنے زخمون مین ٹانکے دیے ایک پرچہ لکھکر آسمان پر
اُڑا دیا طائر نے آکر اُسکو منقار مین لیا طائر غائب ہوا بعد تھوڑے عرصے کے آسمان پر برق چمکی ایک
حکیم وضع تخت پر سوار آکے پہونچا افراسیاب نے کہا اے مفتاح الحکمت تم خوب آگاہ ہو کہ کوکب
وغیرہ نے مذہب سامری برباد کیا ہمارے تمہارے بزرگون کا دین مٹتا ہی مجھکو دریافت ہوا کہ
اس طلسم سیاہ کی لوح کوکب نے تمہارے پاس رکھی ہی مذہب کی عزت جاتی ہی وہ لوح ہمکو دو تمہارا
مرتبہ اعلے کرینگے مفتاح الحکمت نے ایک تختی نکالکر افراسیاب کو دی کہا اسی کے حکم پر کاربند ہونا
اگر اسکے خلاف کروگے بلا مین پھنسوگے یہ طلسم بڑے بڑے ساحرون نے بنایا ہی وہ تختی لیکر گلے مین
افراسیاب نے پہنی مفتاح الحکمت تو صبحکو رخصت ہوگیا لیکن افراسیاب سے اتنا کہدیا کہ اگر کسی مقام
پر دھوکا ہوگا مین جانبازی کرنے آؤنگا یہ کہکے مفتاح گیا کنجی طلسم کی افراسیاب کو دے گیا بوقت
سحر افراسیاب اُس تختی کو دیکھکر قریب خندق آیا لکھا تھا کہ اے بادشاہ طلسم ہوش رُبا یہ مقام
سخت ہی زبان کا خون لیکر خندق پر پھینکو نام سامری لکھا ہی اس کو پڑھو تب خندق فتح ہوگا
افراسیاب نے غصے مین زبان سے اپنی خون لیا خندق پر آکر پھینک مارا ہزار ہا گرگ و پلنگ جل گئے
آگ بجھی راستہ صاف ہوا اب افراسیاب قریب پھاٹک کے آیا گرز اُٹھاکر پھاٹک پر مارا پھاٹک
گرا افراسیاب نے چاہا اندر قلعہ کے جائے کہ ایک دیو للکارتا ہوا قلعہ سے نکلا وار کو چرخ دیا چاہا
افراسیاب پر مارے افراسیاب نے وہی تختی دکھا دی وار دیو کے ہاتھ سے چھوٹ پڑی نابینا
ہوگیا افراسیاب نے تلوار سے دیو کو قتل کیا اب اندر قلعہ کے آیا دیکھا دکانین نہایت تکلف سے
آراستہ کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاری ہورہی ہی کسی نے افراسیاب سے کلام نہ کیا افراسیاب
بموجب حکم تختی کے کوچہ ہاے شہر کو طے کرکے ایک باغ مین آیا دیکھا باغ نہایت پربہار ہر نخل پر
ہزارہا طائران زمزمہ سرا جیسے ہی افراسیاب کو دیکھا طائر اڑے گرد سر افراسیاب چرخ مارنے لگے
اس طرح کی زمزمہ سرائی کی کہ افراسیاب کو محویت حاصل ہوئی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا صداہاے دلفریب
طائران سُنکر سُست ہوگیا قریب تھا غش کھاکے گرے کہ آواز آئی اے شہنشاہ منزل اول پر دھوکا
کھاتے ہو افراسیاب نے دیکھا مفتاح صدا دیکر غائب ہوا افراسیاب نے تختی دیکھی تحریر تھا یہی مین ان

طائرون کے ایک طائر سفید ہے تمام سامری پڑھکر اُسکو تیر مارو افراسیاب نے کمان دوش سے اتاری
تاک کر اس طائر کو تیر مارا سینے کو توڑ کر طائر کے گذرا بجائے خون شعلہ ہائے آتش نکلے تمام طائر جل گئے
آواز آئی کشتی مرا نام من طائر جادو بود افراسیاب قریب بارہ دری کے آیا بارہ ہزار ساحر با تیغ برہنہ
بارہ دری سے نکلے افراسیاب پر سحر کرنے لگے گولے ترنج نارنج برانے لگے افراسیاب تلوار کھینچکر
جا پڑا جب تختی کو سامنے کر دیتا ہے وہ لوگ نابینا ہو کر گرتے ہین مگر مجمع ساحران دمبدم بڑھتا
جاتا ہے دو پہر کامل افراسیاب ان سب سے لڑا اپنے نزدیک لاکھون جادوگر مارے لاشہ ایک بھی
زمین پر نہ تھا اب افراسیاب گھبرایا کئی زخم بھی کھائے بلوہ ساحران کم نہین ہوتا افراسیاب
جانتا ہے لڑ بھڑ کر نکل جاؤن اپنی تنہائی پر گھبراتا ہے دل سے کہتا ہے کس مصیبت مین پھنسا ہون
فتاحی طلسم بہت دشوار ہے نہ روی رفتن نہ راہ ماندن چلا جاؤن تو فتاحی طلسم رہ جائے نہ جاؤن تو
جان کا خوف اسی تردد مین تھا کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ حیرت مع چالیس کنیزون کے آکر پہونچی
افراسیاب نے جو حیرت کو دیکھا جان آگئی حیرت نے آتے ہی دو چار گولے ایسے مارے ساحرون
کے سر پھٹے افراسیاب کی مدد کی اب افراسیاب بھی سنبھلا تھوڑے ہی عرصے مین ساحرون کا
خاتمہ ہوا حیرت نے افراسیاب کا شانہ تھاما افراسیاب زخمدار تھا ملکہ حیرت نے کہا اے
شہنشاہ بڑی تکلیف اُٹھائی میرے دل کو چین نہ آیا آخر ان چالیس کنیزون کو لیکر حاضر ہوئی
اے شہنشاہ ہر مقام پر ہوشیار رہیے فتاحی طلسم بہت دشوار ہے یہ کہتی ہوئی حیرت افراسیاب کو
بارہ دری مین لائی کنیزون سے کہا آفتابے مین پانی لاؤ طشت حاضر کرو مین زخم اپنے وارث
کے دھلا دون افراسیاب تو اپنے دل مین بہت خوش ہے کہ حیرت سے تو مہر مادری کا مزا ملتا
ہے ڈوپٹے سے زخمون کا خون پاک کیا پشت پر بہ شفقت ہاتھ پھیرا نازک ہاتھون سے زخمون مین
ٹانکے دیے جب افراسیاب آکر پہونچا حیرت نے کہا تاج ادھر رکھیے تختی گلے سے اُتاریے زرہ
جسم دور کیجیے مین زخمون کو دھلاؤن اپنے شہنشاہ کے زخمون مین ٹانکے لگاؤن افراسیاب نے
تاج و تختی حیرت کے ہاتھ مین دی حیرت پیچھے ہٹی افراسیاب نے کہا ملکہ کہان جاتی ہو حیرت نے
نعرہ کیا او بیحیا منم ملکہ عجائب جادو نمخوار شہنشاہ کو کب افسوس کوکب کی آنکھون پر ایسے
پردے پڑے یہ خیال نہوا کہ افراسیاب ایسا شخص مارا گیا اب تو چندے یہان بیٹھو افراسیاب

نے سر اُٹھا کر دیکھا حیرت جادو نہین ہے اور ایک شاہزادی والا قدر تاج اور تختی لیکر بیرون بارہ دری نکلی افراسیاب نے چاہا دوڑ کر چھین لون عجائب جادو نے ایک دو تہڑ مارا زمین تھرائی افراسیاب غش کھا کے گر پڑا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا دیکھا نہ وہ بارہ دری ہے نہ وہ رعنائی نہ فرش زیبائی ایک کوٹھری مختصر سی اکوہر کی دھینون سے پٹی ہوئی لونی گر رہی ہے ایک چارپائی کانس کے بانون سے بنی ہوئی شکستہ یہ شہنشاہ کے آرام کا بندوبست جدہر شہنشاہ جاتے ہین اُدھر لونی جھڑ جھڑ اکر گرتی ہے افراسیاب کپڑونکو جھاڑتا ہے گھبرا کر دیوار مین ٹکر ماری دیوار نہ ٹوٹی چوتڑون کے بھل گرا سحر بھی یاد نہین آتا آخر جھاڑ پونچھکر اُس چارپائی پر گرا ادوائن ملاو قیتہ زمین سے لگی ہوئی گویا غار مین گرا اُٹھتا ہے دل بیٹھا جاتا ہے قلب تھراتا ہے افراسیاب چیخین مار رہا ہے یہان ملکہ عجائب جادو افراسیاب کو قید کر کے دروازے پر اُسی کوٹھری کے آئی بارہ سوئے کنیزین برائے نگہبانی مقرر کین کہا اب مین خدمت مین شہنشاہ کوکب کے جاتی ہون یہ ظالم طلسم مین کیونکر آیا کوکب نے روکا سارے طلسم بھر کو قتل کر ڈالا تم لوگ برائے نگہبانی بیٹھو مین نے تاج و تختی تو لے لی قتل نہین کر سکتی شہنشاہ اگر قتل کرین گے بدون حصول تختی نکل نہ سکے گا یہ کہکر عجائب طاؤس پر سوار ہو کے چلی دیکھا سارا شہر ویران پڑا ہے جابجا ساحرون کی لاشے در قلعہ ٹوٹا ہوا عفریت طلسمی بھی مارا گیا خندق تباہ میدان مین ہزارون لاشے پڑے پھڑک رہے ہین ایک سمت لاشہ عنقاے کا کل دراز ایک جانب لاشہ برہمن صف شکن یہ حالات مصیبت آیات دیکھکر گھبرا گئی قصر جمشیدی مین آکر دیکھا سناٹا پڑا ہوا ہے گویا کوئی لوٹ کے لیگیا وہان سے باغ نگارین مین آئی دیکھا در باغ مین قفل لگا ہے چند باغبان ہین فوج و لشکر نہ ارادان باغبانون سے پوچھا ارے یارو ملکہ بران و کوکب وغیرہ کہان گئے سب نے کیفیت بیان کی کہ افراسیاب مارا گیا خوشی مین سب طرف لشکر اسد کے گئے ہین جشن عالی ترتیب ہوا نذرین گذر رہی ہین عجائب نے زانو پر ہاتھ مارا طاؤس پر سوار ہو کر سمت لشکر اسد چلی دو کلمہ داستان آفات تہ چار دست کہ یہ طوبہ کوہ زبرجدی پر بیٹھی ہے افراسیاب تو اس سے صلاح کر کے گیا ہے یہی فقرہ کان مین آفات کے افراسیاب نے کہا تھا کہ جدہ اپنے کو قتل کراؤن گا ایک ہم شبیہ کامل مٹواؤنگا تب کوکب دھوکا کھا کے جائیگا مین طلسم سیاہ فتح کرون گا اسی ذہانت پر آفات نے تعریف کی تھی آفات بیٹھے بیٹھے گھبرائی طرف باغ سیب کے چلی

باغ مین آکر دیکھا مصاحبان افراسیاب حاضر ہین کنیزون سے پوچھا ابھی شہنشاہ واپس نہین
آئے کنیزون نے کہا مسلمانون مین آجکل بڑی خوشی ہی ہم سب کو شہنشاہ آگاہ کر گئے تھے کہ کوئی خبر
وحشت اثر سنکر نہ گھبرانا ہم انتظار مین ہین آفات ٹہلتی ہوئی قریب کوٹھری کے آئی باغ عیب تو
عجائب وغرائب سے مملو ہے ایک کوٹھری مین تین تیلیان بیٹھی ہوئی چوسر کھیل رہی ہین آفات
دراز سے دیکھنے لگی ایک نے کہا بازی ہری ایک نے کہا داؤن نہ تھا ایک نے کہا تین کانے آئے ایک نے کہا بوا
صاف کہو دوسری نے کہا وقت انقلاب ہی دل کو پیچ وتاب ہے ایک قہقہہ مارکے ہنسی کہا بوا آج
دو دن سے شہنشاہ بے آب ودانہ ہین تیر غم کا نشانہ ہین ایک نے کہا شہنشاہ قید ہو گئے یہ سنکر
آفات گھبرا گئی مکان پر مفتاح کے پہونچی تمام کیفیت بیان کی مفتاح نے کہا ای آفات مرحلہ
طیران تک تو مین پہونچا اُس غافل کو ہوشیار کیا یقین ہے مقام عجائب پر یہ کیفیت گذری ہو یہ کہکر کتاب
دیکھی کہا جدہ بڑا غضب ہوا شاہنشاہ دام مکر عجائب مین پھنسے مگر تم نے جلدی خبر لی لوح اور تاج
عجائب لیے ہوے خدمت مین کوکب کے جاتی ہی تم یہین ٹھہرو مین آتا ہون سامری وجمشید نے
بڑی خیر کی ایک پہر بھر اگر تامل ہوتا تو مشکل پڑتی ابھی عجائب راہ مین ہے یہ کہکر اپنے مقام سے
اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے غائب ہوا آفات اسی مقام پر ٹھہری رہی لیکن عجائب تاج وتختی لیے ہوے
ہر مقام پر آئی مقامات نشست کوکب خالی دیکھے بران وجمشید کو بھی نپایا سب جگہ یہی خبر ملی کہ
لشکر اسد مین سب کا جماؤ ہی سیدھی اُسی جانب کو چلی کسی قدر راستہ طے کیا تھا کہ قریب کوہ آہن ربا
پہونچی دیکھا پہاڑ پر شہنشاہ کوکب ہین حنائے گلگون وبُران وجمشید گرد حاضر ہین مسند پر
بیٹھا ہوا کچھ سحر تیار کر رہا ہی یہ دیکھتے ہی عجائب اُتر پڑی کوکب کو سلام کیا کہا واہ شہنشاہ
ایسی غفلت قصر جمشیدی بالکل خالی چھوڑ دیا یہ کیونکر یقین آیا کہ افراسیاب ایسا شخص مارا گیا
آپ ایسا بادشاہ عالی جاہ اور اتنا بڑا دھوکا یہ کسی کے منھ سے نہ نکلا کہ طلسم کشا کو لوح حاصل
نہین ہوئی مرحلہ جات شکست نہین ہوے اور افراسیاب قتل ہو گیا افراسیاب نے شعبدہ کیا اپنے ہم شبیہ کو قتل کرا
خود الگ ہو رہا جب مقام خالی پایا طلسم پر پہونچا دشمنون نے اپنا کام کیا مفتاح نکہرام نے لوح
دیدی طیران تک کا مرحلہ شکست ہوا کنیز نے کد وکاوش کی شہنشاہ کو اُس کوٹھری مین
بند کر آئی ہون مین اُسکے قتل کرنے کے لائق نہ تھی اب حضور چلین تدبیر کرکے افراسیاب

کو قتل کرین کوکب نے خلعت تحسین و آفرین دیا کہا اے عجائب تمنے بڑا کام کیا حقیقت مین یہ
اغراض کسی کے خیال مین نہ آیا افراسیاب نے بھی شعبدہ کامل کیا ہزارہا مکان اُسکے سحر کے جلے دریا
کھول کے خشک ہوے مین تو دوسری اقلیم کا حاکم ہون شہنشاہ لاچین کو خیال نہ آیا قصر و مکان کو
دیکھکر یہی فرماتے تھے کہ یہ علامت قتل افراسیاب ہی یہ کہکر تاج و تخت عجائب سے کوکب نے لی کہا
تم چلکر حفاظت کرو مین سحر تیار کرکے آتا ہون عجائب تاج و تخت دیکر اُسی مقام پر آئی جہان افراسیاب
قید ہی بطور نگہبانون کے بیٹھی ناظرین پر واضح ہو یہ مفتاح الحکمت تھا کوکب کی شکل بنکر
عجائب کو دھوکا دیا تاج و تخت لیکر پاس آفات کے آیا کہا اے آفات لو تاج و تخت لایا اب چلکر افراسیاب
کو چھڑائین آفات اور مفتاح حکمت طلسم سیاہ چلے جب دروازے پر پہونچا دیکھا دروازہ بند ہی یہ تو
دونون کامل و اکمل ہین سحر کرکے غرق زمین ہوے دو چار جگہ آفات نے ٹھوکرین کھائین مفتاح نے
تخت چمکائی راہ کو صاف کیا یہان افراسیاب کو تیسرا دن سر ٹکراتے ہوے گذرا ہر چند چاہتا ہی نکلون ممکن
نہین ہوتا پیاسا اُسی کالنس کے بانون کی چارپائی پر بیہوش پڑا ہے کہ مفتاح نے زمین سے سر
نکالا آفات بھی نکلی آفات نے افراسیاب کو دیکھا نوبت بجان و کارد بر استخوان بیہوش و بدحوش
پڑا ہی مفتاح نے تخت گلے مین ڈالی تاج سر پر پہنایا افراسیاب نے آنکھ کھولی آفات و مفتاح
کو اپنے قریب پایا سحر بھی یاد آیا مفتاح نے کہا اے شہنشاہ غفلت کا مزا اٹھایا ہم نے کیسا کیسا سمجھا دیا
تھا کہ بدون دیکھے تخت کے کوئی کام نکرنا اگر ہم وقت پر نہ پہونچتے قتل تو تمھین کوئی نہ کر سکتا تھا
قتل ہونا تو تمھارا دست زبردست طلسم کشا پر موقوف ہی لیکن بے آب و دانہ مرجاتے افراسیاب نے منھ
پھیر لیا کہا بیہودہ نہ بکو مجھکو سامری جمشید بھی قتل نہین کر سکتے تاج پہنتے ہی مزاج بدل گیا اکڑنے
لگا مفتاح نے آفات سے کہا سامری و جمشید خیر کرین غرور افراسیاب کا حد کو پہونچا ہے آفات نے
کہا اے مفتاح اصل یہی ہی کہ طلسم ہوش رُبا ہوشربا ہی کیا مجال کیکی کہ دست انداز ہوسکے افراسیاب
نے تخت گلے مین ڈالی ہٹو ہٹو کہکر پیچھے ہٹا عجائب بیچاری کنیزون سے کہہ رہی ہی ابھی تک شہنشاہ
کوکب نہین آئے رہ رہ کے دل دھڑکتا ہی مین نے بیکایک تاج و تخت شہنشاہ کو حوالے کر دی یہ ذکر
تھا کہ اندر سے کوٹھری کے آواز ہیبت ناک آئی زمین تھرائی افراسیاب نے ایک ٹکر ماری دیوار
کوٹھری کی گری افراسیاب تیغہ بکف نکلا تخت چمکانے لگا تاج کے عکس سے کنیزین جلنے لگین

عجائب بیچاری نے بڑے سحر کیے افراسیاب پر تاثیر نہوئی افراسیاب نے سحر بر بادیے تلوار
کھینچکر عجائب پر جا پڑا آخر عجائب بھی نیمچہ کھینچکر جا پڑی افراسیاب پر دو چار ہاتھ مارے
روک کر افراسیاب نے ہاتھ مارا عجائب کے دو ٹکڑے ہوے مفتاح و آفات بھی اب لڑائی
مین شریک ہین عجائب کے مرنے کے ادھر صدا آئی کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم ثابت آتشبار
بادشاہ طلسم سیاہ پچاس ہزار ساحران غدار آکر پہونچا مفتاح نے بھی سحر کرنا شروع کیا آفات نے
زمین ہلادی تختی افراسیاب نے چمکائی آخر افراسیاب نے تختی مین دیکھا ثابت ہوا کہ ثابت آتشبار کو
تیر سے مارنا چاہیے کمان کیانی افراسیاب نے دوش سے اُتاری اِس خطاکار نے اُس ثابت قدم پر
تیر مارا سہم کر چلایا گوشۂ امان نہ ملا وہ تیر دلدوز سینے پر پڑا کہ پشت کو توڑ کر ثابت قدم کوے محبت
کے پار گذرا آفات و مفتاح نے سب ملازمون کو گھیر کر مارا کوئی ملازم نکل نہ سکا افراسیاب کو بڑی
خوشی ہے کہ دیکھون کیا تحفہ نکلتا ہے لوح بھی خبر دیتی ہے کہ شاہنشاہ کو بڑی بہبودی حاصل ہوگی
مرنے سے ثابت آتشبار کے جب قصر قلعہ گر گئے چالیس کوٹھریان رہ گئین بیچ مین ایک قصر کلان قفل اُس پر
ہوا افراسیاب نے بڑھکر لوح کو قفل سے مس کیا قفل کھُلکر گرا افراسیاب اندر آیا کرہنے کی آواز آئی تو
دیکھا ایک تخت کہنہ پر ایک بادشاہ عالیجاہ تاج ڈھلکا ہوا مسلسل و مطوق قفل آہنین دہن پر
مشابہ بصورت کوکب افراسیاب نے لوح کو جسم سے مس کیا قید دور ہوئی ماران سیاہ چلے وہ بادشاہ
اُٹھکر قدمون سے افراسیاب کے لپٹ گیا افراسیاب نے کہا اے شہنشاہ نگاہ تو آپ سے آشنا ہے اِس حال
مین دیکھا نام نہین بتا سکتا نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے اُس بادشا نے آہ کرکے کہا مجھکو
آپنے بخوبی نہین پہچانا مین کوکب کا بڑا بھائی ہون بادشاہِ طلسم خورشید نگار موسوم بخورشید رو ستمنیم
کوکب نے دم دیکر مجھکو قید کیا آپ نے بندہ نوازی فرمائی اُسنے تو طلسم باندھ دیا تھا نہین معلوم میرے
طلسم مین کیا آفت ہوگی میرا وزیر اعظم دستور معظم سیار روشن رائے طلسم پر حاکم ہے اُسنے بہت تلاش
کیا ہوگا مگر اِس طلسم سیاہ مین کون پہونچ سکتا ہے افراسیاب نے تمام کیفیت بغاوت کوکب و شرکت
مسلمانان اپنی شکر کشی و اپنے ہم شبیہ کو قتل کرانا بہدایت مفتاح و فتح طلسم سیاہ کا احوال بیان
کیا خورشید نے کہا اے شہنشاہ اب بیٹھکر عیش کیجیے سب کو مین قتل کرونگا کوکب کی تو بوٹیان کاٹونگا
طلسم نور افشان مین خون کے دریا بہاؤنگا پہلے میرے قلعہ پر چلیے وہان سے فوج ساتھ لون چلتے ہی کوکب

کو قتل کرونگا طلسم کشا سے بھی سمجھ لونگا یہ لڑائی اب میرے سپرد رہی خورشید نے مفتاح و آفات کو
رخصت کیا یہ رخصت ہو کر اپنے اپنے مکان پر گئے خورشید نے وہ چالیسون مکان کھلوائے ساحر و غیر ساحر ملازمان
خورشید اُن مکانون مین قید تھے اُنکے بھی سحر اُتارے افراسیاب نے خورشید کو تخت پر سوار کیا قریب قصر
جمشیدی کے آیا جلد پنجم مین عرض کر چکا ہون کہ سہیل روشنضمیر چھوٹا بھائی کوکب کا باغی ہو کر شریک ہونے
چلا تھا کوکب نے اسکو قصرِ جمشیدی مین قید کیا ہر بہت سمجھایا اُس نے نہ مانا اب خورشید نے آکر سہیل کو بھی
قصر سے رہا کیا سہیل نے بھی بیان کیا کہ جرم شرائکت افراسیاب پر کوکب نے مجھکو بھی قید کر لیا مین نے
سامری پرستی سے منھ نہین موڑا خورشید نے اسکو بھی رہا کر کے ہمراہ لیا طرف طلسم خورشید نگار کے
چلے بعد قطع منازل و طی مراحل قریب ایک قلعۂ وسیع کے پہونچے افراسیاب نے دیکھا کہ شمشہ پھاٹک کا مثل
آفتاب عالمتاب کے چمک رہا ہے ایک طاؤس زرین بال سر برج کلان پر بیٹھا ہی جیسے ہی خورشید سامنے
قلعہ کے پہونچا کچھ پڑھکر آواز دی وہ طاؤس اڑا پکار کر آواز دی اے ساکنان طلسم خورشید نگار
ہمارا بادشاہ عالی وقار تشریف لایا ہے افراسیاب نے دیکھا خود بخود پھاٹک کھلا سیار روشن رائے
وزیر اعظم پشت مرکب پر سوار تین لاکھ فوج پشت ماہی مراتب کو جلوہ دیتا ہوا پھریرا علم کا کھلا ہوا
وزیر آکر قدمون سے خورشید کے لپٹ گیا کہا اے شہنشاہ شکار کے حیلے سے حضور تنہا کہان تشریف
رکھی کیا افتاد پڑی خورشید نے وزیر سے تمام کیفیت بغاوت کوکب بیان کی کہا شہنشاہ کی
قدمبوسی کرو یہ میرے جان بخش مین اپنی ذات پر جفا یہ اُٹھائین طلسم سیاہ کوکب کو فتح کر کے
ابدولت کو رہا کیا اب چلکر کوکب کو قتل کرو شہنشاہ کا ساتھ دو طلسم کشا کو بھی مٹاؤ ہوشربا کے
کانٹے صاف کرو گلشن مذہب سامری مین بہار آئے سیار نے اُسی وقت بارگاہ کلان زربفتی استاد
کرائی بڑے دھوم سے افراسیاب کی دعوت ہوئی ہر خرد و کلان افراسیاب کے قدمون کو بوسہ دیتا ہے
سرداران کا یہی قول ہے کہ ہم سب اہالیان طلسم خورشید نگار آپکے آزاد کردہ ہین آپنے ہمارے بادشاہ کو ہمسے
ملایا اگر طلسم سیاہ کے حال سے آگاہ ہوتے ہم جا کر طلسم نورافشان کو خاک مین ملاتے لیکن حیران تھے
کہ ہمارے شہنشاہ کیا ہوے دو دن یہان مقام کیا تیسرے دن خورشید نے پھر عرض کی اے شہنشاہ
چلیے ایک ایک لمحہ مجھپر شاق ہے دل قتل کوکب کا مشتاق ہے تین لاکھ فوج بصد جاہ و حشم تیار ہوئی
افراسیاب کو تخت پر سوار کیا خورشید مرکب پر سوار ہو کر بطور سپہ سالار افراسیاب کو لیکر سمت

لشکر اسد چلے افراسیاب نے طرف صحرا ایک پرچہ لکھکر ہوا پر اُڑا دیا یہان ایک ہفتہ حیرت کو آئے ہوے گذرا لاچین وغیرہ مشتاق ہین کہ حیرت طبل جنگی بجوائے تو حیرت کو گرفتار کرکے سمت دریائے نیل چلین دربندون پر قبضہ کرین حیرت سوگ کے کپڑے پہنے ہوے تخت پر بیٹھی ہے مصور و آتشبار وغیرہ چار سو تاجدار شاہزادیان وزیرزادیان گرد حیرت کے بیٹھی ہین ناچ راگ رنگ کا ذکر نہین ایک طائر نے آ کے حیرت کو پرچہ کاغذ کا دیا حیرت نے پڑھکر اُس پرچے کو اوگالدان مین ڈالدیا وزیرزادیون سے حکم ہوا اب ہم اپنے شہنشاہ کا سوگ اُتارین گے صبح کو دشمنونکو مارین گے لباس فاخرہ پہنکر حکم دیا طبل جنگی بجے اُسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر اسلام کے حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے یہان وہ وقت ہی دربار مین اسد کے سات سو تاجداران جلیل تخت کلان پر شہنشاہ لاچین ایکطرف کوکب کرسی پر خواجہ عمرو بیٹھے مین کہ ہرکارے آکر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے نظم

گل ریاض جلالت ہمیشہ خندان باد | نسیم لطف تو آرام دردمندان باد
بکام خاطر ما سرفراز بندہ نواز | ہزار سال بمانی بعز و دولت و ناز

ای شہنشاہ گیتی ستان حیرت نے آج لباس بھی تبدیل کیا طبل جنگی بجوایا کہتی ہے بدون قتل اسد و لاچین واپس نہونگی اسد نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے خواجہ عمرو نے کہا مجھکو برق نے خبر دی کہ حیرت کے پاس نامہ آیا اُس نے لباس بھی تبدیل کیا اور طبل جنگی بجوایا خدا خیر کرے دل دھڑکتا ہے کیون شہنشاہ لاچین افراسیاب قتل ہوگیا ہماری عقل بہت حیران ہی کہ لوح وغیرہ بیکار رہی شہنشاہ لاچین نے بھی بحیرت طرف خواجہ کے دیکھا کہا ای شہنشاہِ عیاران قتل افراسیاب قاعدے کے سراسر خلاف ہوا خدا انجام بخیر کرے حیرت اسقدر مطمین ہے کوئی حاکم دربند کبھی نہ آیا جسدن قلعۂ توسن حصار پر آئے تمام تمہارا لشکر رئیسان توسن حصار ہزارہا ساحر وغیر ساحر بے لڑے بھڑے آکر قدمبوس ہوے مرنا افراسیاب کا ایسا بیکار ہوا کوکب نے کہا سمجھا جائیگا دریائے نیل پر چلکر لوح لین گے سب اہلیان دربند ایک دن مین آجائین گے اُنکی شراکت وغیر شراکت سب بیکار ہے آپکے فرمانے سے دلکو ہمارے بھی انتشار ہوا خواجہ عمرو ہم اپکے ساتھ یہان چلے آئے صرف عنقا اپنے کاکل دراز کو وہان چھوڑا اسی حرف و حکایات مین وہ رات بسر ہوئی بوقت سحر شہنشاہ لاچین تخت پر کوکب نشست عمرو کیبر عیار و قائم سوار آج لشکر اس لطف سے جکر میدان کارزار مین آئے ایک سمت لشکر مہرخ ایک طرف لشکر

لاچین ایک جانب لشکر کوکب شہنشاہ کوکب رو شمشیر و بران و اختر و جمشید و بلور لشکر کو آراستہ
کیے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے اس شوکت و شان سے لشکر میدان کارزار مین پہونچے اُدھر سے
آمد آمد لشکر حیرت بصد شوکت ہوئی حیرت تخت پر سوار مصور و آتشبار وغیرہ تاجداران جلیل
تخت حیرت کو گھیرے ہوئے لشکر بیشمار اہالیان لشکر حیرت بھی حیران ہین کہ یہ وہ لوگ ہین جنھون نے
افراسیاب کو مارا حیرت کس کس کو جواب دے گی حیرت یہی کہتی ہے آج ان مسلمانون پر وہ
آفت برپا ہوگی ہنستے ہوئے آتے ہین روتے ہوئے جائین گے سرکشی کی بخوبی سزا پائین گے
صفین جمین دو دریاے لشکر جوش مار رہے ہین بعد نقابت وغیرہ حیرت خود تخت سے کودی پکار کر آواز دی
یارو دیکھو تو آج کون کون سحر صرف کرتی ہون آگ برساؤنگی جب طلسم پر میرا شوہر مارا گیا ہے اُن
سب کو مٹاؤنگی سب سے رخصت ہوکر میدان مین آئی للکار کر آواز دی جسکو تمناے مرگ کی ہو نکلے
مہران نامے ملازم شہنشاہ لاچین ساحر زبردست صف سے نکلا مقابلے مین حیرت کے پہونچا حیرت نے
سحر کیا مہران چمک کے حیرت پر جا پڑا حیرت نے مثل برق چمک کر نیمچہ مارا کہ مہران کے دو ٹکڑے
ہوئے حیرت نے آواز دی وہ مارا اور کوکب سے نگاہ ملا کر آواز دی جن لوگون کو دعوے سحر و ساحری
ہو وہ میدان کارزار مین آئین کہ مزا سحر کا لطے بُران نے قصد کیا تھا کہ کوکب نے مرکب بادرفتار کو
صف سے نکالا شہنشاہ لاچین کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا بہار کے منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین کہ اب سحر
کوکب سے حیرت نہ بچیگی کوکب نے لاچین سے اجازت مانگی لاچین نے کہا اے بادشاہ طلسم نور افشان
تم عورت کے مقابلے مین کہان جاؤگے اور سردار موجود ہین کوکب نے کہا وہ خاص مجھکو طلب کرتی ہے
بہار نے قریب آکر کہا اے شہنشاہ مین مقابلے مین جاؤن کوکب نے کہا اسوقت مین نمانون گا اس نے آنکھ
ملا کر مجھی کو طلب کیا بہار نے سر جھکا لیا کوکب بصد شوکت سامنے حیرت کے پہونچا حیرت نے کوکب کو
دیکھتے ہی گولا مارا کوکب نے ہاتھ مارا گولہ جاکر پھٹا لشکر حیرت کے دو سو جوان جل گئے جو سحر حیرت
کرتی ہے کوکب اشارہ کردیتا ہے وہ سحر اُلٹا پلٹ کر لشکر حیرت پر گرتا ہے سو دو سو جوان ضائع
ہوجاتے ہین سردار حیرت کے بیقرار ہوکے روتے ہین کوکب سحر حیرت کا دفع کرتا ہوا قریب پہونچا
نیمچہ سحر مارا حیرت کا طاؤس مار گیا صیبنہ سپر کرکے پھر بڑھی نیمچہ سحر کوکب پر مارا کوکب نے تلوار کو تلوار پر
لگا تھا سحر کرکے ہاتھ مارا حیرت نے سحر کیا لکی سپر لے فولادی سر پر حیرت کے چھا گئی ہوئین کوکب کا نیمچہ جو پڑا سپر

لیکن سر حیرت پہ زخم آیا اب کوکب نے حیرت کو سامنے مین تلوار کے لیا بہار کے خیال سے ہاتھ نہین مارتا ہر مرتبہ یہی سوال ہی کہ اے حیرت چلکر اسد کے قدمون کو بوسہ دے کیون اپنے کو مٹاتی ہے ہمکو بہار کا پاس ہی ورنہ ہاتھ مارون دو ٹکڑے ہون اسی غرور مین افراسیاب مارا گیا سرکشی تیری بھی جان لے گی حیرت پیچھے ہٹتی جاتی ہے اطاعت کے نام پر بہت جھلاتی ہے کوکب ہر مرتبہ سلیے مین تلوار کے لیتا ہے حیرت پیچھے ہٹ رہی ہے سحر کرتی جاتی ہی لشکرون مین غل ہے حیرت کوکب کے ہاتھ سے نہ بچیگی کوکب بڑا پاس کر رہا ہے بہار کہتی ہے ہاے افسوس نہین معلوم حیرت کیا سمجھی ہے کوکب کو صرف ہمارا خیال ہی ورنہ اتنک خاتمہ تھا میدان کارزار مین یہ رنگ ہی کہ صحرا سے گرد عظیم ملبند ہوئی ایک ابر تیرہ و تار آمد فوج کے نشان بصد شوکت و شان ظاہر ہوے سب اُسی جانب دیکھنے لگے تین علم زرنگار نشان تین لاکھ ساحران غدار کا نمایان ہوا وہ علمدار سامنے سے نکل گئے اُسکے بعد اسباب تزک ماہی مراتب کوس بہیہ فرق زنجیر نقیبان خوش آواز صدائین دیتے ہوے بیت یلا نوجوانو بڑھے جائیو + دو جانب سے باگین لیے جائیو + سب حیران ہین یہ کس کا لشکر ہے جب ماہی مراتب سامنے سے گذر گیا سبنے دیکھا افراسیاب تخت پر ایک بادشاہ عالیجاہ بصد صولت و شوکت آفتاب عالمتاب سر پر سایہ فگن سحر سے آراستہ گھوڑے کو آگے بڑھائے صدہا بڑے بڑے سردار ساحران نامدار انتظام فوج کرتے ہوے اس جاہ و حشم سے وہ بادشاہ آکر پہونچا عمرو نے دور سے دیکھا جیسے ہی وہ بادشاہ جس کے سر پر آفتاب سایہ فگن ہے کوکب نے اُسکو دیکھا چہرہ زرد ہو گیا رنگ رو متغیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگا افراسیاب نے جو میدان کارزار مین یہ قیامت دیکھی کہ حیرت پر کوکب بدعتین کر رہا ہی بمشکل اپنے کو سحر کر کے بچاتی ہی پکار کر آواز دی بھائی خورشید دیکھو یہ بدعتین تمام عالم ایک عورت پر لشکر کشی کر کے آیا ہی خورشید نے کہا بھائی اجازت میدان دو افراسیاب نے کہا بھائی تم تھکے ماندے ہو مین میدان مین جاتا ہون خورشید نے کہا جسکا مین متلاشی تھا وہ میدان کارزار مین موجود ہین ابھی سر لاتا ہون عمرو نہایت حیران ہی کوکب کو آج کیا ہو گیا اِس بادشاہ کو دیکھکر ہوش و حواس پراگندہ افراسیاب کو دیکھکر لاچین وغیرہ شرمندہ غریو ہوا کہ افراسیاب نے بڑا مکر کیا عمرو ہر ایک سے پوچھتا ہے کہ یہ بادشاہ کون ہی سہیل کو بھی صف بہ دیکھا مگر خورشید افراسیاب سے اجازت لیکر للکارتا ہوا مقابلے مین کوکب کے

آیا پکار کر آواز دی او کوکب رومال سے ہاتھ باندھ لے مین تو عمر بھر تیری خطا نہ معاف کرون گا افراسیاب کی قدمون پر گرا دون گا کوکب نے غصے مین آواز دی او بیحیا نامرد کیا بکتا ہے میدان کارزار مین آ جرات دیکھا خورشید جھپٹ کر جا پڑا وہی جو آفتاب سر پر تھا سر پر کوکب کے گرا اس زور شور سے وہ آفتاب کوکب پر گرا کوکب اُس مین بند ہو گیا بعد عرصہ سحر انداز برق بنکر چمکا اُس گنبد سرخ کو توڑا عمرو نے دیکھا تاج کوکب کے سر سے گر گیا سر زخمی زرہ پارہ پارہ لیکن بجوش جرات خورشید پر جا پڑا لپٹ کے ہاتھ مارا خورشید نے ہر چند روکا تلوار کوکب کی نہ رُکی سر پر اسکے زخم آیا دونون مین خوب تلوار چلی چار زخم کوکب نے کھائے دو زخم جسم پر خورشید کے آئے افراسیاب نے جنگ مغلوبہ کا حکم نہ دیا حیرت سے کہکر طبل بازگشت بجوایا خورشید کو میدان سے یہ کہکر پھرا کہ آپ آج تھکے ماندے سفر کے تھے کل سمجھ لیجیے گا اس باغی کو شکست دیجیے گا خورشید نے کہا بھائی آج مین نے کوئی کائنات کا سحر نہین کیا بعد مدت مدید میدان مین لڑا آج شب کو سحر تیار کرونگا خورشید ہنستا ہوا ساتھ افراسیاب کے پلٹا سرداران عمرو نے کوکب کو بیچ مین لیا کوکب زخمدار آنکھون مین آنسو بھر ہو کر ایسا عمرو نے کبھی کوکب کو منتشر نہین پایا خاموش حیران و پریشان کسی سے کلام نہین کرتا یہ تو سب پر ثابت ہو گیا کہ افراسیاب نے شعبدہ کیا اس حال سے سب پریشان ہین کہ یہ بادشاہ کون ہے کہ کوکب ایسے بادشاہ کو جس نے تنگ کر دیا سہیل چھوٹے بھائی کو تو سب پہچانتے ہین فوجون مین یہی چرچے ہین لیکن عمرو جھپٹ کر قریب کوکب آیا ہاتھ تھام کے گھوڑے سے اُتارا پوچھا کیون بھائی مزاج کیسا ہے یہ بادشاہ کون ہے سہیل تو قصر جمشیدی مین تھا کوکب نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا اس بادشاہ کا حال مجھسے نہ دریافت فرمایئے مجھے قلق ہوتا ہے رہائی سہیل کا حال نہ پوچھیے قصر جمشیدی کو تنہا چھوڑا اسکا یہ انجام ہوا کہ افراسیاب نے اہالیان قصر جمشیدی کو قتل کیا سہیل کو چھڑا لیا اور مآل کار مین آپ سے کیا بتلاؤن لائق بیان کرنے کے نہین ہے یہ کہکر کوکب ایک تنہائی کے خیمے مین جا بیٹھا حکم دیا کوئی ہمارے پاس نہ آئے بران و جمشید حسرت پر کوکب کی رو رہے ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی کچھ حال نہین کھلتا عمرو و بران وغیرہ سے پوچھتا ہی ہر ایک کان پر ہاتھ رکھتا ہی کہ ہم نہین پہچانتے یہ بادشاہ کون ہی سہیل تو سب کے سامنے آکر لڑتا تھا سب پہچانتے ہین آخر خواجہ پردہ اُٹھا کر اس خیمے مین آئے دیکھا تنہائی مین کوکب بیٹھا ہوا رو رہا ہی عمرو نے آکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے برادر برائے خدا

اپنے خیرخواہ سے کچھ احوال بیان کرو یہ تو مین سمجھا کہ تمھارا دشمن ہے آخر تمھارے متغیر ہونے کا کیا
سبب محجوب ہونے کا کیا باعث جب خواجہ نے دلدہی کرکے پوچھا اُسوقت کوکب نے آہ سرد دل پُردرد سے
کھینچی کہا خواجہ مجھکو بیان کرتے شرم آتی ہی یہ میرا بڑا بھائی خورشید روشنضمیر بادشاہ طلسم خورشید نگار ہے
اس بیحیا نے جب میری شادی ہمراہ ملکہ ناہید مرصع پوش کے کی مین بیاہ کر لایا یہ بیحیا نامرد ناہید
پر مائل ہوا در پردہ اُس صاحب عصمت و عفت سے پیغام کرنے لگا لیکن وہ پارسا پابند عفت صاحب لیا
ٹالتی رہی کبھی جواب صاف دیا کبھی کچھ بہلایا اس بیحیا نے یہ قصد کیا کہ سحر سے گرفتار کرکے بیجاوٴن تب
ناہید نے شب کو مجھسے کل کیفیت بیان کی اور کہا صاحب میری آبرو اپنے بھائی کے ہاتھ سے بچاوٴ
جلد تدبیر کرو ورنہ پچھتاوٴگے مین نے حیلے سے دعوت کی اس بیحیا کو بلایا مکر سے گرفتار کرلیا وہ طلسم یاد
بنایا اسکو وہان قید کیا تم نے بھی ایک مرتبہ اُس قلعہ کا حال پوچھا تھا مین نے منع کیا بس حال اُسکو
مجھسے نہ دریافت کیجیے گا قتل افراسیاب سے ہمکو آپکو غفلت ہوئی دشمن نے اپنا کام کیا اس بیحیا کو
رہا کرلیا اب یہ خاص میری جان کا گاہک ہوکر آیا ہے بادشاہ طلسم خورشید نگار ہے وہ طلسم بھی
نہایت وسیع ہی جسکا فتح ہونا دشوار بدون فتح طلسم یہ قتل نہین ہوسکتا عمرو نے کہا چلو ناحق حجاب
سے مرے جاتے ہو دربار مین بیٹھو تم سے کیا بیغیرتی سرزد ہوئی بیحیا کو دم لینا مشکل کردون گا بعنایت
رب اکبر خود بھاگ کر چلا جائے گا کبھی ادھر منھ کرکے نہ سوئے گا یہ کہکر کوکب کو عمرو باہر لایا بارگاہ مین لاکر
بٹھایا اب سبکو مفصل احوال معلوم ہوا خواجہ نے اُسی وقت برق کو بلاکر حکم دیا قران سے بھی کہا
مین برائے گرفتاری خورشید جاتا ہون مگر بھائیو یہ دم نہ لینے پائے آپ وہ ملحرام ہو جائے بھائی کوکب
کا دشمن ہے برق و قران نے کہا انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا عمرو کوکب کو مطمئن کرکے نکلا کہ مین اُسکی
مشکین باندھکر لاتا ہون عمرو تو ادھر سے چلا وہان جب دربار آراستہ ہوا افراسیاب پانچون
عیاربچیون کو بلاکر کہا بھائی صاحب کی خدمت مین حاضر رہو مین برائے انتظام باغ سیب مین جاتا ہون
خورشید روشنضمیر نے کہا آپ جاکر آرام کرین مین یہانسے تا بطلسم نورافشان خون کے دریا بہا دون گا لیکن
یہ لونڈیان میری کیا حفاظت کرین گی افراسیاب نے کہا انکو حقیر نہ جانیے عیارون کو سوائے انکے کوئی
نہین پہچان سکتا خورشید نے کہا مہربانی آپکی عیار مجھپر کیا عیاری کرین گے افراسیاب تو حیرت کو ساتھ
لیکر چلا گیا پانچون عیار بچیان سامنے حاضر ہین خورشید نے جھلا کر کہا انسے کہو جاکر باہر ٹھہرین یہ تو

ہماری مددگار بنی ہین مابدولت قتل کوکب و لاچین پر کمر باندھکر آئے ہین عیار افراسیاب کے سامنے
آتے ہین میرے سامنے آئینگے تو بہت ذلت اٹھائینگے صرصر و صبا رفتار ہنستی ہوئی باہر گئین
آپس مین اشارے کیے کہ یہ جوتیان کھاکر ہماری قدر کرینگے ایک خیمہ مین جاکر ان دونون نے آرام
کیا خورشید تخت پر پہلو مین عیار روشن رائے اور وزرا امرا بیٹھے ہین خورشید کہہ رہا ہے سامان مہمانی
کا آراستہ ہو مین سحر تیار کرکے کل کوکب کو تو قتل کرون دوسرے دن لاچین سے بھی سمجھونگا بھائی
افراسیاب نے جان بخشی کی کچھ تو مین بھی کام کرون یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون نے عرض کی آپکے
بھائی صاحب مہربان کوکب لرزان و ترسان تخت پر سوار آتے ہین عیار نے کہا حضور خطا معاف کیجیے گا
خورشید نے کہا مجھے اس سے دشمنی کا ہے کی زوجہ اپنی حوالے کرکے اپنے طلسم مین جاکر بیٹھے لاچین وغیرہ سے
سمجھ لونگا یہ ذکر تھا کہ تخت کوکب کا نمایان ہوا سب نے عجیب حال سے کوکب کو دیکھا رومال سے ہاتھ
بندھے ہوئے سرخم پریشان و حیران تخت اڑتا ہوا آکر پہونچا خورشید نے منھ پھیر لیا کوکب نے
تخت کو گوشے مین اتارا تخت تو غائب ہوگیا سب سمجھے ساحر زبردست ہے تخت کو کہین
چھپا دیا کوکب نے آکر خورشید کو سلام کیا خورشید نے منھ پھیر لیا کوکب قدمون سے لپٹ کر
رونے لگا کہا بھائی از خردان خطا و از بزرگان عطا میری خطا کا خیال نہ فرمایئے جو آپکا مطلب ہے مین
اس پر راضی ہون مگر سر دربار اسکا نام نہ لیجیے میرے واسطے ذلت ہے تنہائی مین چلیے مین اپنے
دلکی کیفیت آپ سے بیان کردون خورشید خوش ہوگیا سمجھا کہ جب جان پر بنی تب زوجہ کے دینے
پر راضی ہوا سر دربار کوکب نے ہاتھ خورشید کا پکڑ لیا خلیے مین لیکر آیا اگر کسی سردار نے ساتھ آنے کا
ارادہ کیا پلٹ کر کوکب نے منع کردیا کہ یہان کوئی صاحب تشریف نہ لائین مصرع رموز مملکت خویش
خسروان دانند بھائیون کی لڑائی کیا اب میل ہوگیا سب کام بن پڑا یہ کہتا ہوا کوکب نقلی
خورشید کو لیکر خلیے مین آیا کہا بھائی مین جورو تم سے عزیز نکرونگا مین تو تیرا تابعدار ہون برہمن
وغیرہ نے بہکا کر یہ حرکت مجھ سے کرائی مین تو ہمیشہ تیری جدائی مین روتا تھا مین نے وزیر کو روانہ کیا محافہ ملکہ کا
لینے گیا ہے آپ اتنا احسان کیجیے محافہ آئیگا کسی پر حال ظاہر نہونے پائے آپ ملکہ کو لیکر چلے جایئے مین افراسیاب
خانہ خراب سے سمجھ لونگا خورشید روشن ضمیر جوش عشق ملکہ ناہید مہر صبح پوش مین تھا بھول گیا
کہا مین بھائی اس لڑائی مین ہرگز دخل نہ دونگا احسان افراسیاب روپیہ دیکر اتار دونگا خورشید

نے کہا بھائی کیا دیکھتے ہو کوکب نے کہا ایک جام شراب محبت میرے ہاتھ سے نوش فرمایئے مجھکو
یقین کامل ہو میری خطا معاف کی یران وجمشید کی جان بھی خورشید نے خود گلابی اٹھاکر کوکب کو دی
کوکب نے جام لبریز کیا نمک سرکاری ملایا کہا بھائی یہ جام محبت ہے خورشید خوشی خوشی پی گیا
کلیجے سے دھوان اٹھنے لگا استخوان جلنے لگے گھبرا کے اٹھا لڑکھڑا کے گرا نعرہ ہوا منم مہر سپہر عیاری
زبان مین سوزن دیا پشتارہ باندھکر سرنچہ چاک کرکے صحیح وسلامت نکلا یہان بعد عرصے کے سیار
روشن رائے گھبرایا کہا بھائیون مین بڑی باتین ہوئین پردہ اٹھا کے اندر آیا دیکھا شہنشاہ ندارد
اسباب بھی اس خیمے کا نہین ہے فرش تک کوئی اٹھائے گیا سیار نے دیکھ چیخ ماری سب سردار دوڑ
ہوے آئے سیار نے کہا یارو شہنشاہ کو کوئی لے گیا یہ سنکر عیار بچیان بھی آئین سیار نے بلک کر
کہا اے صرصر یہان تو کوئی غیر نہین آیا فقط کوکب آیا تھا صرصر نے کہا وہی عمرو تھا سیار لشکر تیار
کرنے لگا صرصر کے آگے ہاتھ جوڑے صرصر نے کہا ہم دربار مین ہوتے تو عمرو کی مجال تھی کہ بشکل کوکب
آتا خیر مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر صرصر بصورت مبدل بھاگی کوکب والا چمن وغیرہ رات بھر اشتیاق
مین عمرو کے جاگے اسد کہتے ہین ہمارے نانا جان خالی نہ آئین گے صبح ہوتے خورشید کو لائین گے
رات کو آفتاب کہان پردہ مغرب مین نہان ہوگا ستارہ سحری چمکا سب سردار دربار مین آکر بیٹھے
دیکھا خواجہ پشتارہ بدوش آ پہونچے پشتارہ لاکر خورشید کا ڈالدیا کہا لو کوکب تمہارا گنہگار موجود ہے
تم ناحق شرماتے تھے بیوجہ گھبراتے تھے کوکب نے دوڑ کر خواجہ کو گود مین اٹھالیا دربار مین غلغلہ ہوا خواجہ
عمرو نے خورشید روشنضمیر کو پکڑ لائے ساحر وغیر ساحر آکر جمع ہوئے کوکب نے جلاد کو آواز دی خورشید
کی آنکھ کھلی اس دربار جلالت شعار کو دیکھا کس لطف سے آراستہ ہے عمرو کھڑا پکار رہا ہے او خورشید
تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا اب قدمون پر کوکب کے گر خورشید کے تیور پر بل پڑنے لگا غصہ کرنے لگا
کوکب نے آواز دی او نامرد بہتر یہ ہے قدمون کو شہ طلسم کشا کے بوسہ دے اطاعت اسلام کر دیکھا میرے بھائی
صاحب تو دعوی کرکے گئے تھے تمھارے معین ومددگار اب کہان ہین میری غفلت مین طلسم سیاہ لوٹا
ورنہ زندگی مین تم نجات نپاتے جلاد حاضر آیا خورشید نے آنکھ سے اشارہ کیا مین اطاعت نہ کرونگا
جلاد نے ہاتھ پکڑ کے خورشید کو کھینچکر بیرون بارگاہ لیجا کر ریت کے چبوترے پر بٹھایا اب اسوقت سب سردار
جمع ہین غل ہو رہا ہے کہ خورشید قتل ہوتا ہے مگر جلاد جو کھینچکر خورشید کو باہر لایا چپکے سے کان مین خورشید کے کہا اے شہنشاہ

ہوشیار ہو جائیے منم ملکہ صرصر شمشیر زن زبان سے سوزن نکالتی ہون لڑتے بھڑتے نکلیے خورشید کا
خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا صرصر نے بہ تعجیل خورشید کی زبان سے سوزن نکالا زبان کا قابو مین
آنا تھا کہ خورشید بلبل کرکے اٹھا سنگریزے اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے ابر تیرہ و تار پیدا ہوا لشکر اسلام
پر برسنے لگا پتھر گرے صدہا کے سر پھٹے کوکب و لاچین اپنے مقام سے اٹھے کہ عیار روشن رائے
با فوج قاہرہ آکر پہونچا خورشید رو شنفیر کو بیچ مین لیا لڑتے بھڑتے لے نکلے لاچین وغیرہ نے بھی
اچھی طرح پیچھا نہ کیا ہزارون جادوگرون کا کھیت پڑا عیار خورشید کو لیکر لشکر مین آیا اب خورشید نے
عیار بجیو نکی بڑی قدر کی کہا صرصر نے میری جان بچائی یہ ہمارے دروازے پر بیٹھکر پہرہ دین
پانچون کو خلعت ملے دن تو تڑپ تڑپ گے خورشید نے بسر کیا رات کو ایک تنہائی کا خیمہ تجویز ہوا خورشید نے
کہا مین بیٹھکر سحر تیار کرون سہیل و عیار دربار مین رہین اسی بارگاہ سے ملا ہوا ایک خیمہ ہے اس مین اکر
خورشید اسباب سحر لیکر بیٹھا سحر تیار کر رہا ہے منقل آتش روشن کچھ رات گذری ہے زمین شق ہوئی ایک
جادوگر سیہ فام نامہ ہاتھ مین تڑپ کے زمین سے نکلا آواز دی منم فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوشربا لے
خورشید مین عیارون کے ڈر سے زمین مین نقب دیکر آیا ہون شہنشاہ کو یہ حال معلوم ہوا یہ نامہ دیا ہے
سب کچھ تحریر ہے صاف صاف تقریر ہے اسکو کھولکر پڑھیے مجھکو جواب دیجیے خورشید خوش ہوگیا
نامہ ہاتھ سے ساحر کے لیا جیسے ہی اسکو کھولا لفافہ سے بیہوشی اڑی دہم سے گرا نعرہ ہوا منم صاحب
لغدہ گران نذر کردۂ بزرگان مہتر قران نامدار نعرۂ مہتر قران سریع السیر حین باد بہاری
جہان سرہنگ درخنجر گذاری + بمیدان اژدر آتش فشانم + منم مہتر قران شیر زیانم + لغدہ پکڑ کے چلا کے
مارون اسکا سر پھٹ جائے دھماکے کی آواز عیار نے سنی گھبرا کے دوڑا پردہ اٹھا کے دیکھا شہنشاہ
بیہوش پڑے ہین ایک ساحر سیہ فام قتل کیا چاہتا ہے عیار دوڑا مہتر قران نقب مین پھاند کر
بھاگے سہیل بھی دوڑا عیار نے خورشید کو بیدار کیا اب اس بارگاہ مین سب سردار جمع ہوگئے کوئی
پوچھتا ہے حضور عیار کیونکر آیا آپ بیہوش کیونکر ہوئے شراب آج کیون پی ایک مرتبہ تو پیکر بیہوش
ہوچکے تھے اب پینا کیا ضرور تھا یہ جھلا کر کہتا ہے شراب کیسی مین آج شام سے انتہا کی احتیاط کر رہا
ہون جب زمین سے عیار پیدا ہو کوئی کیا حفاظت کرے گمان غالب ہوا کہ ساحر فرستادہ افراسیاب آیا عیار کی
کا ہیکو کرامات ہے خدا وندان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لیکن بیان پر اسکے سب سکوت مین تھے کہ لفافہ

کھولا تھا نوشتہ تقدیر پیش آیا دیکھیے عیارون سے کیونکر جان بچتی ہے اب اسوقت ہزارون جادوگر لشکر
بارگاہ کے آگئے اپنے بیگانے کی روک ٹوک نہین کی صبا رفتار نے خورشید کو پلٹ کر دیکھا
صبا رفتار نے کہا کسی سے ذکر نہ کیجیے چپکے بارگاہ سے نکل چلیے مہتر قران جو یہان سے بھاگ کر گیا
ایک مقام پر بیٹھا ہے چلیے مین گرفتار کرا دون عمرو بھی وہین ہے اُستاد و شاگرد صلاح کر رہے ہین
خورشید صبا رفتار کے پیچھے چلا آگے صبا رفتار پیچھے خورشید اگر کسی نے پوچھا حضور کہان چلے
تو اشارے سے منع کیا میرے ساتھ نہ آؤ صبا رفتار خورشید کو لگا کے لے نکلی کنارے پر لشکر کے
لائی کہا وہ دیکھیے درغۂ نخلستان مین عمرو و قران بیٹھے ہین ایک گولا پھینکیے وہ سحر کیجیے کہ
زمین انکے پاؤن تھام لے دونون جلکر رہجائین خورشید نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے مگر
مجھکو معلوم نہین ہوتا اے صبا رفتار قران و عمرو کہان ہین اس نے کہا آپکو نہ معلوم ہوگا آپ
گولہ اسم سحر کا پڑھکر پھینکیے پھر مین بتلا دونگی کام ہو جائے گا خورشید آگے بڑھا صبا رفتار
پیچھے ہی خورشید نے گولا پھینکا صبا رفتار نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے لرزہ کیا منہ
مہتر برق فرنگی ارے کہکر خورشید پلٹا برق نے حباب مارکر بیہوش کیا پشتارہ دوش پر
لگا کر لے بھاگا یہان سیار نے پلٹ کر صبا رفتار کو بارگاہ مین دیکھا کہا تم شہنشاہ کو کہان لے گئین
صبا رفتار نے کہا مین تو ابھی اندر آئی ہون شاید میری صورت پر بہروپیہ لگا کر لے گیا سیار و سہیل
دوڑے عقب مین سب سردار سہیل روشنضمیر بہ تعجیل جھپٹ کر جنگل مین آئے دیکھا برق پشتارہ
بدوش جاتا ہے للکارا خبردار او ناعیار برق نے پلٹ کر سہیل کو دیکھا گھبرا گیا چاہتا ہے کہ بھاگے
سہیل نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا برق لڑکھڑا کر گرا پشتارہ پشت سے الگ ہوا سہیل تیغہ پکڑ کر
دوڑا کہ جا کے سر کاٹ لون قضائے کار باغبان قدرت و بہار طلائے کا گشت دے رہے تھے لشکر کفار مین
جو ہلڑ سنا سمجھے ہمارے عیار پہونچے باغبان دوڑا اُسوقت آکر پہونچا کہ سہیل برق کو قتل کیا چاہتا
ہی باغبان نے گیند مارا سہیل پر پھول برسنے لگے باغبان نے ایک دستک دی سنہرا پنجہ پیدا
ہوا برق کو تو پنجہ اُٹھائے گیا اب باغبان کو ساحرون نے گھیر لیا خورشید کو آکر سیار نے ہوشیار
کیا خورشید نے باغبان کو زخمی کیا باغبان بجرات لڑ رہا ہے قضائے کار ملکہ بہار جادو وہان پر
نفیین گلدستہ لیکر دوڑین اسیوقت پہونچین دیکھا باغبان مضطر و بیقرار خورشید قتل کرنے چلا ہے

ایک طرف سہیل کھڑا لڑ رہا تھا بہار نے سہیل پر گلدستہ مارا ہوائے سرد آئی پھول برسے طایر زمزمہ سرائی
کرنے لگے عندلیبان خوشنوا نے یہ مطلع پڑھا مطلع نسیم صبح جا جاکر گلستان مین پکار آئی + مبارک
بلبلو تم کو بہار آئی بہار آئی + سہیل جھوما گل رخسار بہار پر مائل ہوا متین کرتا ہوا قریب بہار کے
آیا بہار نے بدھی کلی سے اُتار کر پہنا دی طرہ کان مین لگایا کہا کیا چاہتے ہو سہیل نے کہا غلام
ہون بہار نے کہا اگر چاہتے ہو کہ میرے ساتھ شادی کرو ہمارے دشمن کا سر لاؤ سہیل نے کہا آپ کا
دشمن کون بیٹھا ہی بہار نے کہا خورشید روشنضمیر وہ دیکھو لڑ رہا ہی ہمین کو قتل کرنے آیا ہی یہ سنتے ہی
سہیل کا ستارہ گردش مین آیا یہ وقت وہ ہی کہ باغبان انتہا کا زخمی ہو چکا ہی خورشید قتل کرنے
چلا ہی سہیل جھومتا ہوا قریب آیا خورشید سمجھا میری مدد کو آیا ہی سہیل نے قریب آکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا
ہر چند کہ خورشید طلسم بند ہے برابر کے ساحر نے قریب سے ہاتھ مارا سر اس خورشید کا زخمی ہوا آواز دی
او نالائق یہ کیا کیا سہیل شعر عاشقانہ پڑھکر پھر جا پڑا خورشید سمجھاتا ہی مبہوت عشق بہار کب مانتا ہی
جھوم جھوم کے ہاتھ مار رہا ہی گلے مین بدھی پڑی ہے پھولا ہوا جب بو دماغ مین پہونچتی ہی جوش
بڑھتا ہی جب خورشید نے دیکھا دس پانچ سردار بھی سہیل نے مار ڈالے فوج پر بھی گونے مار رہا ہے
اسیار کو جھپٹ کی زخمی کیا جب تو خورشید غصے مین جا پڑا سہیل نے ہاتھ مارا خورشید نے باڑھ بچا کے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سحر کر کے طمانچہ مارا سہیل گر کے بیہوش ہوا خورشید نے چھاتی پر چڑھ کے چاہا سر
کھینچ لون صرصر فغان کرتی ہوئی دوڑی کہا اے شہنشاہ یہ ہوش مین نہین ہے یہ رنگ سحر بہار گلندام
ہے طرہ کان سے نکالیے سحر کر کے بدھی توڑ لیے ہر چند خورشید نے سحر کیے ظاہر مین رشتہ خام تھا
وہ رشتہ حیات کے ساتھ تھا نہ ٹوٹا جب تو خورشید نے مسلسل و مطوق کیا سہیل جو ہوشیار ہوا زبان
مین سوزن دریائے آہن مین غرق سر ٹکرانے لگا لاکھون گالیان خورشید کو دیتا ہی خانۂ زنجیر مین
غل ہی صرصر نے کہا اب انکو قید کیجیے مین شہنشاہ کی خدمت مین جاتی ہون وہ دفعیہ کرینگے حضور
اس رنگ مین ہزارون مارے گئے اکثر افراسیاب سے جلدی مین سحر نہین اُترا خورشید نے رنجیدہ ہو کر ایک
خیمے مین سہیل کو قید کیا بہار و باغبان نے اتنی مہلت پائی لڑتے بھڑتے پلٹ گئے خورشید
رنجیدہ واپس ہوا اسیار سے کہتا ہی میری جان کیونکر بچے گی حقیقت مین افراسیاب کا کلیجہ ہے
کہ جوان عیارون کے بار اٹھاتا ہی لیکن ایک شب کی مہلت پاؤن ایسا سحر تیار کرون کہ ایکھی

دل مین سب کا خاتمہ ہوا اسی سوچ مین آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھا تیار سے صلاح کر رہا ہے کہ اے
وزیر اعظم اگر تم میری حفاظت کرو تو مین شب بھر مین سحر تیار کرون تیار کہتا ہے مین اپنی جان
تک صرف کرون گا یہ تو باتین کر رہا ہے جس خیمے مین سہیل قید ہے ضریر جادو بارہ سے ساحرون کا
افسر بعہدۂ نگہبانی بیٹھا ہے سہیل خیمے مین زنجیر ہلا رہا ہے اشعار اشتیاق بہار پڑھ رہا ہے کہتا ہے ظالمون
نے مجھکو قید کیا میری معشوقہ سے مجھکو چھوڑایا ہاے وہ دلھن بنی بیٹھی ہوگی مین برات لیکر نہ پہونچا
ضریر نے دیکھا سامنے سے صرصر ہنستی ہوئی آتی ہے حسن اُسکا عابد کش زاہد فریب ضریر نے
آواز دی کہو بی صرصر افراسیاب کے پاس ہو آئین صرصر نے مسکرا کر کہا مین بیمروت سے بات نہین
کرتی کون اچھی بھلی جان کو آفت مین ڈالے دو ہفتے ہمکو گذرے اسی لشکر مین رہتے ہین جفائے
شب فراق سہتے مین کبھی بیمروت نے یہ نہ پوچھا کہ تمھارا مزاج کیسا ہے ضریر کھڑا ہو گیا منتین
کرنے لگا کہا کہ ملکہ دم بھر ٹھہرو صرصر آکے بیٹھی پیپہ شراب کا ان سب کے واسطے خورشید نے بھیجا ہے
صرصر نے کہا اسمین کیا ہے ضریر نے کہا شہنشاہ نے شراب بھیجی ہے صرصر نے کہا ہم بھی پیئین اگر ہم کو
نشہ زیادہ ہو جاوے تو ہاتھ نہ لگانا ضریر منتین کرنے لگا صرصر نے اپنے ہاتھ سے پیپے کا منہ کھلا
بوتلون مین بھر کے بارہ سے کو تقسیم کرائی ایک جام لبریز کر کے ضریر کو دیا یہ بدمست کیا جانے کہ اس
جام کا انجام کیا ہے پی گیا بارہ سے نے وہ شراب پی آپس مین جوتی پیزار چلنے لگی آپسمین لڑ بھڑ کر بیہوش
ہونے لگے صرصر نے کہا تم کیسے سفلہ مزاج ہو تمھارے ساتھ والے بیہودہ بکتے ہین انکو سزا دو ضریر
جھلا کر اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا سب بیہوش ہوے صرصر نقلی یعنی خواجہ عمرو اُسی
صورت پر سامنے سہیل کے آئے جھک کر سلام کیا کہا اے شہنشاہ ملکہ بہار دولہن بنی بیٹھی ہین
آپکو یاد فرما رہی ہین سہیل نے کہا اے صرصر مجبور و ناچار ہون خورشید نے مجھکو قید کر لیا
زبان سے سوزن نکال خواجہ نے ضریر جادو کی سحر کی جھولی جس مین اسباب سحر بھرا ہوا تھا وہ لاکر
سہیل کو دی زبان سے سوزن نکالا کہا مین چلکر برات کی تیاری کرون آپ خورشید کا سر لیکر
آیئے سہیل جھومتا ہوا نکلا خواجہ تو کنارے ہو گئے سہیل لشکر خورشید مین گھس پڑا ساحر زبردست
بادۂ عشق سے مست دو دو سے کو ایک ایک وار مین واصل جہنم کیا خورشید بارگاہ مین تیار سے باتین
کر رہا ہے کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا ساحرون کے مرنے کی آواز آئی گھبرا کے اُٹھا باہر آکے دیکھا سہیل نے

لشکر کو درہم وبرہم کر دیا غصے مین چہرہ سُرخ جھولی سے گولے نکال نکال کے لشکر پر مارتا ہی خورشید کو دیکھکر اور جلال آیا نعرہ کیا او دشمن معشوق اب تک تو زندہ ہی ملکۂ عالم نے سر اٹھاکر سر جھکا کر بیٹھے مین تیرا سر کاٹ کر لیجاؤن دولھا بنکر بہار کو بیاہ لاؤن ہلے وہ دُلھن بنی بیٹھی ہی مین جا نہین سکتا یہ کہکر خورشید بر جا پڑا ایسے دو چار سحر کیے خورشید ہٹا گیا صدہا سردار زبردست مارے گئے دیکھا خورشید نے یہ سخن ناشنو نمانے گا تیغ سحر کمر سے کھینچا جھکائی دیکر ہاتھ مارا سہیل کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہوگیا صدا آئی کشتی مرا نام من سہیل روشنضمیر بود خورشید نعش بھائی کی دیکھ کر چیخین مارکر رونے لگا کرصرصر آکر پہونچی کہا اے شہنشاہ یہ کیا غضب کیا یہ اپنے ہوش مین نہ تھا شہنشاہ نے وعدہ کیا تھا کہ مین درخ سحر بھیجتا ہون خورشید بہت رویا کہا ملکہ صرصر تم سب ملکر ہماری حفاظت کرو مجھے تو دم لینے کی فرصت نہین ملتی کل کوکب کو ضرور مارون گا یہ کہکر ایک نامہ لکھا جادوگر کو دیا کہ جاکر کوکب روشنضمیر کے ہاتھ مین دیدے کل اس دشمن کا تو خاتمہ کرون طلسم کشا کو بھی مٹاؤن ساحر نے آکر کوکب کو نامہ دیا خواجہ نے آکر خبر قتل سہیل دی کوکب خواجہ کی تعریفین کر رہے ہے عمرو نے کہا اے کوکب نہ گھراؤ مین اس بیحیا کو دم نہ لینے دون گا کوکب نے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ اے کوکب کل میرے تیرے سرمیدان مقابلہ ہی نہ لشکر افراسیاب دخل دے نہ لاچین شریک ہو کوکب نے اقرار کیا جادوگر پلٹ گیا خورشید نے اسی عہد پر طبل جنگی بجوایا کوکب نے خبر سُنکے نقرۂ طبل جنگی بجوادیا خورشید نے ساری رات جاگ کے بسر کی گرد بارگاہ کے حصار سحر بھی کرلیا ہر چند خواجہ نے چاہا جاکر عیاری کرون ممکن نہوا چار پہر رات گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا آفتاب عالمتاب چرخ نیلی پر برآمد ہوا یہان خورشید کل فوج کو ہمراہ لیکر میدان مین آیا سرما و ابریق برائے مدد خورشید بارہ لاکھ فوج سے موجود ہین مصور و آتشبار بیابان نشین سب کو افراسیاب کا حکم ہے کہ میرے بھائی کا ساتھ دینا خورشید سب کو منع کرکے میدان کارزار مین آیا کوکب کو للکارا کوکب نے آکر شہنشاہ لاچین سے اجازت مانگی یہ بھی عرض کی اس بیحیا کو بڑا غرور ہی آپ لوگ قصد شراکت نہ کیجیے گا اقبال طلسم کشا ہمراہ ہے کوکب پشت مرکب پر سوار ہوکر سامنے خورشید کے آیا خورشید نے دور سے گولا مارا کوکب نے گولا کاٹا آواز دی او نامرد تلوار چلے لطف جرات حاصل ہو خورشید بھی نوجوان ہے تیغ کھینچکر جا پڑا کوکب و خورشید سے تلوار چلنے لگی سحر بھی

ہو رہے ہین لکہ ہاے ابر لہرا لہرا کر آتے ہین کبھی آگ برسی کبھی برقین چمکین کبھی ابر دھوان دھار
کبھی طایرونکی پکار کبھی گرمی کبھی سردی دونون شاہان عالی جاہ ہزارہا ساحر جانبین کے گولے
چل رہے ہین ایک مقام پر خورشید نے مٹھی سے ایک جانور چھوڑا وہ مثل برق چمکا کوکب کی
پلک جھپکی اُس حال مین خورشید نے ہاتھ مارا سر کوکب کا زخمی ہوا کوکب نے برابر جواب دیا منھ سے
شعلۂ آتش چھوڑا خورشید بھی رکا اوپر سے کوکب نے ہاتھ مارا خورشید کا بھی شانہ نشانہ ہوا دو دو
زخم دونون نے کھائے بہار روشن راے کو تاب نہ باقی رہی خلاف شرط فوج لیکر کوکب پر آپڑا ادھر ملکہ
ہیران شمشیرزن و بلور چہاردست و مہرخ و بہار و بدیع و اسد نامدار نعرہ کرکے جاپڑے لشکر دونون
آپسمین مل گئے قیامت کے سحر ہونے لگے لاچین نے زمین ہلادی خورشید گھبرایا ایک گولہ ہاتھ مین لیکر اپنے خون مین
رنگین کیا طرف طلسم خورشید نگار کے پھینکا آواز دی خیر خواہان دولت مدد ہو وہ گولہ پھٹا کئی سے
تپلے سفید جنگل سے پیدا ہوے نیچے ہاتھ مین سپر ہاے فولادی لیے ہوے سامنے خورشید کے آئے
خورشید نے اشارہ کیا ان سب دشمنون کو میرے مارو وہ تپلے چمک کر جاپڑے کوکب نے جب تپلے پر ہاتھ مارا
دو ٹکڑے ہوے دو بنکر تیار ہوے سو تپلے آئے تھے قتل ہوتے ہوتے اب کئی ہزار ہوے اسد کے بازو پر
اکہ لعل سخندان کا بدیع الزمان کے گلے مین ہار دیا ہوا لاچین کا بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ ان سفید
پوشون نے زمین خون سے لال کردی لاشون سے میدان بھر دیے تلوار کھینچکر اُن پر جاپڑے کوکب نے یہ دیکھا کہ اسد نے
جس تپلے پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے وہ پھر دو ہو کر لڑے بدیع الزمان نے جوان تپلون مین جاکر شمشیرزنی کی
یہ سبب ہار کے دس پانچ قتل کیے وہ دونے ہو گئے دس پانچ نے جست کرکے ہار توڑ ڈالا کئی تپلے جل بھی گئے
جب ہار ٹوٹ کر گرا بارہ تپلے بدیع الزمان کو لپٹ گئے از روے بلوے کے گرفتار کر لیا ملازمان خورشید نے
بدیع الزمان کو اپنے قبضے مین کر لیا ہتھکڑیان بیڑیان پہنا دین اسد نے آکر اُن تپلون پر شمشیرزنی
کی ان تپلون نے چاہا کہ بلوہ کرکے اسد کو بھی گرفتار کر لین دور سے لاچین نے یہ معرکہ دیکھا بد حواس
ہو کر گھوڑے سے کودا ایک دستک دی پکار کر آواز دی سب نمک حرام ہو گئے یہ کیا حال ہے کوئی بھی نمک حلال
ہے حاضر حاضر کی آواز آئی دیکھا دو جوان حسین جمیل ایک صندوق لیکر سامنے لاچین کے آئے
عرض کی غلام حاضر ہین لاچین نے فوراً وہ صندوق کھولا دو تپلے سنہرے نیچے پکڑے ہوے جست کرکے نکلے
لاچین کے تصدق ہوے عرض کی کیا حکم ہوتا ہے لاچین نے اُن سفید پوشون پر اشارہ کیا دونون

صف شکن اُن سفید پوشون پر جا پڑے جس کے ہاتھ مارا اُس کے دو ٹکڑے کیے تمام صفونکو درہم و برہم
کیا جس پتلے پر جا پڑے اُسکو چیر کر پھینک دیا خورشید نے چاہا کوکب کو قید کرکے لیجاوُن اِس مقام
پر انتہا کی تلوار چلی لاکھون ساحر لڑ بھڑ کے مرے کوکب کی رہائی نہین ہوئی بدیع الزمان کو تو خورشید
لشکر مین بھیج چکا چاہتا ہر کہ کوکب کو بھی لے نکلون نمک خواران کوکب و لاچین اِس زور و شور سے
لڑ رہے ہین کہ تخت کو بڑھنے نہین دیتے جب بران کا اختر مروالید سیاہ ہونے لگا تو گھبرا کر آسمان کیطرف
ہاتھ بلند کیے بیقرار ہو کر دعا کی کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا سب نے دو جوانان صف شکن رستم خصال سہراب
جلال مرکب ہائے باد رفتار پر سوار آتے ہین دونون نے نعرہ کیا ایک نے آواز دی منم شاہزادہ مصر الغرائب
جیسے ہی بحران نے اُن دونون شاہزادونکو دیکھا خوشی سے چہرہ زرد سُرخ ہو گیا کوکب کی جو پابند
قید دیکھا ایک بھائی سحر العجائب خورشید روشنضمیر پر جا پڑا مصر الغرائب اُس غول مین آیا جہان
کوکب قید ہے سحر العجائب نے خورشید سے لڑکر اپنے کو زخمی کرایا مگر وہان سے بڑھنے نہ دیا مصر الغرائب
نے شمشیر زنی کرکے سینہ سپر کر دیا ہزارون کو اُس مقام پر قتل کیا نگہبانون کو مارا کوکب کی زبان سے سوزن
لیا خون مین چور چور ہو گیا لیکن اپنے آقا کو قید مین نہ رہنے دیا کوکب چھوٹتے ہی کڑکا خورشید نے جو یہ
معرکہ دیکھا زرد ہو گیا طبل بازگشت بجوا دیا دونون شاہزادے سحر العجائب و مصر الغرائب کوکب کے
سر پر سپرون کا سایہ کیے ہوئے انتہا کی شکایت کی کہ اے شہنشاہ یہ معرکے بڑے غلامون کو آج تک طلب
نہ کیا اُستاد نور افشان نے ہمکو خبر دی شکر ہے کہ وقت پر پہونچے کوکب نے دونون کو آفرین کی
لشکر جانبین کے پلٹے جب اسد قریب بارگاہ پہونچے لاچین نے عرض کی اے شہریار غضب ہوا آپکے
ماموں جان کو خورشید روشنضمیر گرفتار کرکے لیگیا غلام نے بہت کد و کاوش کی کچھ نہو سکا اسد نے زانو
پر ہاتھ مارا فرمایا بڑا غضب ہوا کاشکے مین گرفتار ہو جاتا عمرو نے کہا انشاء اللہ مین رہا کرونگا سب
سردار دربار مین آئے بیان خورشید نے بدیع کو ایک خیمے مین قید کیا سیارا روشن رائے وزیر کو برائے
حفاظت مقرر کیا صرصر و صبا رفتار کو بلا کر کہا آج تم ہمارے خیمے کے دروازے پر نگہبانی کرو شب
بھر مین وہ شے تیار کرونگا کہ لاچین و کوکب ایک زندہ نہ بچے سب کا خاتمہ کردون بدون فتح
جنگ واپس نہ ہونگا افراسیاب میرا جان بخش ہے یہ کہکر ہوم خانے مین داخل ہوا
عیاران بچیان برائے حفاظت بیٹھین بیان دربار شہنشاہ لاچین مین سردارون

کی زخم دوزی ہو رہی ہے خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہین کہ آسمان پہ برق چمکی ایک طائر آکے کاندھے
پر کوکب کے بیٹھا زمزمہ سرائی کرکے اُڑ گیا کوئی اس مطلب کو نہ سمجھا عمرو نے دیکھا رنگ روے
کوکب متغیر ہو گیا طائر ہوش اُڑ گیا عمرو نے کہا کیون اے شہنشاہ خیر تو ہے کوکب نے کہا
خواجہ غضب ہوا خورشید آج کی شب ایک سحر تیار کر رہا ہے اگر وہ سحر تیار ہو گیا طلسم کشا کو پکڑ
لیجائے گا مجھے بھی جان بچانا دشوار ہو گی تمام لشکر پر زوال آجائے گا اُس نے انتہا کے سحر تیار کرنے کا
قصد کیا ہی بادشاہ طلسم خورشید نگار ہے اس سحر پر اسکو مدار ہے طائر طلسمی نے مجھکو ابھی خبر دی خیر خواہ
دولت تھا سمجھا گیا کہ اپنی حفاظت کیجیے صبح ہو جائیگی تو کوئی تدبیر بن نہ پڑے گی اس پاس سے
کوکب نے یہ کلمات حسرت آیات کہے عمرو گھبرا گیا اُسی وقت اٹھا کچھ کان مین برق کے کہا برق بھی
تڑپا پہلے برق گیا بعد خواجہ عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر خورشید کے چلے
یہان خورشید رو شفنفر اکیلا خیمے مین بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی پانچون عیار پہیان دروازے پر ایک
خدمتگار اشیاء سحر خورشید کو پہونچاتا ہی اور کسی کے آنے کا حکم نہین خورشید نے اپنی ران سے خون لیا
تمام جسم سے چند قطرات ایک جام مین لیے ماش کا آٹا جھولی سے نکالا خون سے گوندھکر ایک پتلا بنا یا
پانچ کڑھاؤ موہن بھوگ کے تیار رکھے ہین پتلے پر سحر کرنا شروع کیا خون کے چھینٹے دیے پتلے کا قد
بڑھنے لگا مثل دیو کے ہو گیا جسم مین حرکت پیدا ہوئی شکل انسان کے گویا ہوا ظاہر مین بسہولیت بولا
آواز سے اُسکی بارگاہ بھر گئی اب خورشید نے سحر کرنا شروع کیا کچھ سحر پڑھتا ہی موہن بھوگ کا لقمہ
کھلاتا جاتا ہے ذکر کر چکا ہون کہ خواجہ اور برق صلاح کر کے چلے تھے کوکب نے بروقت چلنے خواجہ
کے کچھ کان مین بھی کہدیا تھا ساحر حفاظت بدیع کر رہا ہی کہ دیکھا سامنے سے ایک فقیر آتا ہی اُسنے ساحر
کہا اسکو ہٹا دے ساحر نے بڑھکر کہا شاہ صاحب اسوقت نہ آیے فقیر نے ساحر کو خنجر مارا اور نعرہ کیا منم برق
فرنگی سب طرف سے لوگ دوڑے کہ برق فرنگی بدیع الزمان کو رہا کرنے آیا صرصر و صبا رفتار بھی
دوڑین دیکھا کہ برق تڑپ تڑپ کر لڑ رہا ہی پانچون عیار پہونچ جاتے ہی حلقے کمند کے ڈالے برق کو
گرفتار کر لیا خواجہ نے سمجھا کہ برق کو اُدھر بھیجا تھا وہ خدمتگار جو خورشید کو اشیاء سحر پہونچاتا تھا کچھ دیکر باہر نکلا
عمرو نے بصورت صرصر سے اشارہ کیا وہ قریب عمرو آیا باتین کرتے کرتے عمرو نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر
اندر آیا دست بستہ عرض کی حضور یہ تیلہ کیسا ہی خورشید نے کہا یہ اب سب مسلمانون کو کھا جائیگا ایک زندہ

نہ بچے گا مین اب سحر کرکے تیار کر چکا جو کوئی موہن بھوگ اِسکو کھلائیگا اُسکی اطاعت کرے گا لبس
عمرو نے خورشید کو بیہوش کیا تڑاق سے جاپ مار دیا خورشید بیہوش ہوکر گرا تیلے نے ہاؤ کرکے منھ کھولا
عمرو نے لقمہ موہن بھوگ کا دیا کھلانا شروع کیا وہان صرصر نے جاکر برق کو گرفتار کرایا آپ ادھر پلٹین
جانسوز کو خواجہ سمجھا آئے تھے وہ صرصر بنکر سامنے سیار کے آیا کہا حضور برق کو ہمین دیجیے ہم اس کو
بہ لطف قتل کرین گے سیار نے کہا دیدو جانسوز نے کنارے لاکر برق کو چھوڑ دیا صرصر و صبا رفتار یہان
ساحرون کو ساتھ لے کر اندر آئین دیکھا خورشید تو اوندھا پڑا ہے عمرو تیلے کو موہن بھوگ کھلا رہا ہے ساحرون نے
للکارا او عمرو خبردار کوکب عمرو کو نام اِس تیلے کا تبلا چکا تھا عمرو نے کہا اے مہیب جادو یہ سب
میرے دشمن ہین مہیب جادو نے ہاتھ بڑھا کر دو چار کی گردن توڑ ڈالی دو چار کو چیر کر پھینکدیا عمرو
تو گلیم اوڑھ کے بھاگا ساحرون نے بمشکل جان دیکر خورشید کو اُٹھایا الگ لاکر ہوشیار کیا اس نے کہا
یارو غضب ہوا اب یہ مہیب سبکو مار ڈالے گا یہ کہکر مہیب پر سحر کرنے لگا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا جب
وہ تیلا رکھا ہے عمرو گلیم اوتار کر صورت دکھاتے مین فرماتے ہین اے یار وفادار احسان کو نہ فراموش کر دینا
ہم نے تمھارا پیٹ بھرا یہ سب میرے دشمن ہین مہیب غصے مین فوج خورشید پر جا پڑتا ہے ہزارون
گولے ترنج نارنج پڑ رہے ہین معلوم ہوتا ہے پہاڑ پر یہ سب اشیا پڑے گولے پھٹ کے گر پڑتے ہین ترنج وغیرہ
بیکار مہیب ہاڈ کرکے جس صف پر جا پڑتا ہے گردنین پکڑ کے لڑا دیتا ہے کسی کو چیر ڈالا کسی پر ہاتھ کی
تھپکی ماردی اُسکا سر پھٹ گیا کبھی اس زور سے چیخ ماردی صدہا کے کلیجے پھٹ گئے کبھی مثل سبزہ ہزار ایکبار
پامال کیا ملازمان خورشید کا یہ حال کیا سب دہائی دے رہے ہین خورشید نے مہیب پر آگ برسائی برف گرائی مہیب
کسی شی کو نہین مانتا جب عمرو صورت دکھا دیتا ہے شعلہ جوالہ بنکر مہیب دوڑتا ہے پکارتا ہے ہین تو عمرو کا
تابعدار ہون بعد کئی سے برس کے اِسنے میرا پیٹ بھرا قتل ساحران سے سیر نہین ہوا یہ کہتا ہے اور پامال
کرتا ہے خورشید بھاگتا ہے سیار روشن رائے سر پیٹتا ہوا قریب آیا کہا اے شہنشاہ یہ کیا کیا خورشید نے کہا کیا
بتاؤن تم سب بیکار رہے عمرو خدمتگار بنکر گھس آیا مجھ سے سب حال پوچھکے مجھکو بیہوش کیا اُلٹی
آنتین گلے مین ساری مشقت ضائع ہوئی برق نے جاکر یہ خبر کوکب ولاچین کو سنائی کوکب کہتا ہوا انشار
خواجہ عمرو کے سب سردار لشکر خورشید پر جا پڑے ہزارون کو قتل کیا جب مہیب سمت فوج
اسد پلٹتا ہے عمرو آواز دیتے ہین او مہیب یہ اب ہمارے دوست ہین اپنے بیگانے کو پہچانتے

رہو شرفا احسان کو فراموش نہین کرتے مہیب ہاتھ باندھکر کہتا ہی کیا مجال اپنے دشمنون کو
بتلایئے عمرو اشارہ کردیتا ہی مہیب تڑپ کے جا پڑتا ہی دبوچ چوستا پھرتا ہی ایک ایک ساحر خوف سے
منھ کے بھل گرتا ہی فوج افراسیاب بد حواس سرماو ابرق کو عالم یاس خورشید کو گالیان دیرہے ہین کہتے
ہین واہ بے مسخرے خوب سحر بنایا اپنی فوج کو پامال کیا کوکب و لاچین نے سحر کرکے زمین ہلادی قصد ہی
کہ جاکر پہلے بدیع الزمان کو رہا کرین خورشید بھاگتا پھرتا ہی اپنا منھ پیٹ رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی
نعرہ ہوا منم مفتاح الحکمت خورشید کے آکر کان پکڑلیے کہا سلطنت طلسم خورشید نگار کی حکمت پہ سحر بنایا
دفع کو نا نہ آیا یہ کہکر جھومتا ہوا بڑھا مہیب کو آواز دی اے برادر یہ تحفہ حاضر ہے ایک پیالے مین خون بھرا
ہوا ہی جھکاکر مہیب کے منھ سے لگادیا مہیب پیکر جھوما مفتاح الحکمت نے لشکر لاچین پر اشارہ کیا کہا
ارے دشمن یہ ہین مہیب قہقہہ مارکے پلٹ پڑا مفتاح پشت پر مہیب کے نعرہ کرتا ہوا نعرہ دے رہا ہی
مہیب جو پلٹ کے گرا فوج لاچین اور کوکب کے ہزارون آدمی مارڈالے پرے کے پرے درہم و برہم کردیے
لاچین اور کوکب کیسے کیسے سحر کررہے ہین مہیب پر تاثیر نہین ہوتی فتح کی شکست ہوئی مسلمان
بھاگے چلے آتے ہین خورشید نے اب بڑھ بڑھکر وہ گونے مارے صدہا سردار پامال ہوے خورشید
سے توکوکب بڑھکر مقابلہ بھی کرتا ہے کبھی لاچین نے بڑھکر سینہ سپر کردیا جب مہیب نعرہ کرکے
جا پڑا مجبور ہوکر سب بھاگے جو یہ جرأت ٹھہر گیا اُسکی قضا آئی مہیب نے پکڑ کے چیر ڈالا اہل
اسلام ہٹتے ہٹتے قریب ایک کوہ کے پہونچے پڑاؤ تمام لٹنے لگا مفتاح نے جابجا آگ لگادی زمین
ہلادی ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوکر سحر کرنے لگا کوئی مفتاح کا بھی سامنا نہین کرسکتا
اگر کسی ساحر نے مفتاح کے قریب جلنے کا ارادہ کیا اُسنے مہیب کو آواز دی مہیب تو غول
مین گھسا ہوا ساحر و غیر ساحر کو قتل کررہا ہی مفتاح نے دیکھا افراسیاب جادو درۂ کوہ مین کھڑا
تعریفین کررہا ہی مفتاح نے جھک کر سلام کیا افراسیاب نے کہا استاد میرے پاس آؤ تمھارے قدمون کو
بوسہ دون اب تمکو خداوند طلسم بناؤن گا سب کے پہلے مین سجدہ کرون گا بعد سامری و جمشید تمنے کرامت
دکھائی مفتاح ہنستا ہوا قریب آیا چاہا قدمون سے لپٹ جاؤن افراسیاب نے ہاتھ باندھکر کہا استاد
تمھارے سحر کی کیا بات ہی حکمت نہین کرامات ہی کیا کمال کیا اس مہیب جادو کو کوئی نہین مار سکتا ان
سب کا خاتمہ کرا کے کوہ عقیق پر چلو حمزہ کا بھی خاتمہ کرادو کیون استاد ایسا نہو حمزہ اسم اعظم پڑھکر اسکو مارے

خوشی مین مفتاح کے منہ سے نکل گیا یہ کسی کو نمانے گا جب مجھکو کوئی قتل کرلے تب یہ بلا مٹے ورنہ
سامری وجمشید بھی آئین تو یہ نمانے یہ قیامت کی خبر ہے یہ سنکر افراسیاب نے کہا استاد تمکو کون قتل
کرسکتا ہی وہ دیکھو مہیب رُک گیا مفتاح پلٹا افراسیاب نقلی لے ہتھوڑا حضرت داوُد کا نکالا کر
شاید خنجر کام نکرے روئین تن بنگیا ہو منھ پھیرتے ہی نعرہ کیا منم سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری
و حکیم چوکا یہ کہکر وہ ہتھوڑا سر پر مفتاح کے اس زور سے مارا کہ اگر کوہ آہن ہو تو اُسکے بھی ٹکڑے
اُڑجائین مفتاح کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے بھیجا نکل آیا چرخ مار کر گرا ادھر تو مفتاح گرا اُدھر ایک شعلہ
بھڑک کر مہیب پر گرا مثل جلاوُس آتشبازی جلنے لگا خورشید کے کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من مفتاح الحکمت
بود مہیب جلکر خاک ہوا جلتے جلتے اس سحر کامل کے کئی ہزار ملازمان لاچین و کوکب جل گئے خورشید نے
جو یہ معرکہ دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو نے مفتاح کا بھی علاج کیا دق ہو کر مر اسر پیٹنے لگا اب لاچین و کوکب نے
بڑھکر بلوہ کیا کہ بدیع الزمان کو چھوڑا ئین خورشید کو گرفتار کرین خورشید لڑتا ہوا قریب سیار آیا
کہا اے وزیر اعظم مین نے بڑا دھوکا کھایا مدت مدید قید رہا سحر قبضے سے نکلگیا اپنے خداوند کی اچھی
طرح پرستش نہ کرنے پایا ایکدن کو وہ تصویر پر بھی نہ گیا افراسیاب کی محبت مین جلدی چلا آیا اپنے طلسم کی
تحفہ جات بھی ہمراہ نہ لایا اب مجھسے کچھ نہ بن پڑے گا عیارون کی یہان عملداری ہے افراسیاب مجھے
قتل کرانے لایا ہے اب طرف طلسم کے چلو لیکن بدیع الزمان رہا نہ ہونے پائے اگر گھڑی دو گھڑی اور
لڑون گا کوکب و لاچین کے ہاتھ سے مارا جاوُن گا مین اب نکلتا ہون سیار نے کہا چلیے اب یہان
ٹھہرنا مناسب نہین ہے یہ کہکر بڑھکر دو چار گولے مارے میدان مین اندھیرا چھایا سیار نے بھی سحر کیا کچھ
آگ لاچین و کوکب و جاندار وغیرہ پر گری یہ تو رد کرنے مین سحر کے مصروف ہوے خورشید نے جھپٹ کر
بدیع الزمان کو پنجے مین لیا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا عقب مین سیار نے بھی نعرہ کیا ای ملازمان شہنشاہ نکل آوُ
شہنشاہ طلسم خورشید نگار کے جاتے ہین ہزارون جادوگر مار عقاب بنکر عقب مین خورشید کے چلے چشم زدن
مین نظرون سے مخفی ہوگئے کوکب نے سحر کر کے اندھیرا دفع کیا دیکھا دن کو خورشید غائب ہوگیا بدیع الزمان
کو بھی نپایا لشکر کو آنکر لوٹا اسد نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا لو یارو غضب ہوا خورشید ماموں جان کو
لیگیا ہین عقب مین خورشید کے جاوُن گا عمرو نے آکر سمجھایا کہ ای نور نظر یہ فرزند صاحبقران مین
اکثر ایسی افتادین پڑتی ہین انشاءاللہ تم لشکر لیکر اترو مین بدیع الزمان کی تلاش مین

جاؤنگا اور جاکر میان خورشید کی گردن لونگا تم نہ گھبراؤ فتاحی ہوشربا مین مصروف ہو شربا
وابریق و مصور نے بھی شکست کھائی چلے گئے تھے میدان بالکل صاف ہوا اب یہ قصد ہوا کہ طرف
دریاے ہفت رنگ وغیرہ کے چلین باغبان نے اٹالا الدوا یا مجھکو کوچ کا ارادہ ہی پہر دن
باقی تھا کہ صحراسے گرد عظیم اُٹھی سرما وابریق و دیگر ساحران زبردست تین لاکھ فوج سے مقابلہ
لشکر اسد مین آکر فروکش ہوے اسوجہ سے سفر اسد کا معطل رہا منتظر ہین کہ سرما وابریق طبل
جنگی بجوائین تو انسے مقابلہ ہو لڑتے بھڑتے طرف دریاے نیل وغیرہ کے چلین فراق بدیع مین ملکہ
تصویر و اسد بیمار ہو گئے ان سبکو اس حال مین چھوڑو وقت پر ذکر تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان حیرت بیان نورالدہر بن بدیع الزمان پہونچنا آنکا دربار خورشید روشنضمیر مین و ذکر رہائی بدیع و دیگر حالات متعلق داستان ہذا خمسہ

اُٹھا پھر و بور غم مین تنور دلسے طوفان کا
نظیر بحر قلزم ہی ہر آنسو چشم گریان کا
قیامت ہو گیا آنا خیال روی جانان کا
مرا سینہ ہی مشرق آفتاب داغ ہجران کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

الٰہی خاص انکو جو ہین رسم آرے بیدردی
جہان عشق کی نیرنگیان دکھلاے بیدردی
پڑین پتھر سمجھ پر خاک مین ملجاے بیدردی
شفق سمجھیگا اسکو ایک عالم واے بیدردی
فلک کو گر بگولا جائیگا خاک شہیدان کا

ہوا پھر دو بدو دلسے خیال وصل ہجران مین
تبسم تیرتا پھرتا ہی میری چشم گریان مین
بھرا ہی جوش سیل ابر مژگان بھیر دامان مین
چمکنا برق کا لازم پڑا ہے ابر باران مین
تصور چاہیے رونے مین اُسکے روی خندان کا

کیا کشتہ یکایک نرگس فتان کے جادو نے
لگا رکھا نہ تسمہ تنک خیال تیغ ابرو نے
بڑھایا دھوم سے شوق شہادت مرتبہ تونے
دیا میرے جنازے کو جو کاندھا اُس پریرو نے
گمان ہے تختہ تابوت پر تخت سلیمان کا

جنون کس تندخو کو جذب دل نے آج کھینچا ہے
کلیجے سے لہو کو جذب دل نے آج کھینچا ہے
شراب مشکبو کو جذب دل نے آج کھینچا ہے
کسی خورشید رو کو جذب دل نے آج کھینچا ہے

کہ نور صبح صادق ہے غبار اپنے بیابان کا

دوبالا فوق پایا دیدۂ گریان نے جیحون پر
ید وحشت نے کھینچا حاشیہ سودائے مجنون پر

فروغ آہ سوزان خندہ زن ہی مار افسون پر
پس مردن چڑھون گا خاک بنکر بام گردون پر

بجائے نردبان مجھکو بگولا ہے بیابان کا

برنگ غنچۂ دل تازہ ہو باغ دہر مین کیونکر
کسیکو دیکھکر کیا خاک خوش ہون شاد ہون پھر

غمون سے سوکھ کر کانٹا بنا ہون ہجر مین یکسر
جو سرخی آئی ہی عکس شفق سے بھی مرے منھ پر

حسد سے رنگ ہوتا ہی مبدل چرخ گردان کا

ہوا کس حسن سے بحر محبت مین فنا ناسخ
کہ تا سب دیکھنے والے کہین یون جا بجا ناسخ

مجھے بھی چاہیے ایسا ہی گر ہی کچھ وفا ناسخ
تہ شمشیر قاتل کس قدر بشاش تھا ناسخ

کہ عالم ہر دہان زخم پہ ہے روے خندان کا

چہرہ راقمان اخبار جلالت آثار صاحبان شوکت ولیاقت وکاتبان مضامین سطوت آئین شیر بیشۂ جرأت کلک جواہر سلک سے میدان تحریر مین اپنی سیف زبانی دکھاتے ہین شوخ مصنف سخن گوئے روشن دل وخوش بیان بہ چنین می نگارند این داستان ٭ شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کو جو پنجہ اُٹھائے گیا تھا ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ مخمور رالگ تلاش مین چلی ہین مکلل خان وخسرو شیر دل مع لشکر جستجو مین قطع منازل کر رہی ہین مگر شاہزادے کی جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین ایک جادوگرنی کے پایا کہ صفیر جادو اُسکا نام ہی عاشق ہو کر شاہزادے کو اُٹھا لائی طالب وصل ہوئی نورالدہر نے قبول نہ کیا صفیر جھلا رہی ہے کہ میرا مذہب قبول کر شربت وصل سے سیراب ہون تیرے عشق مین بیتاب ہون صفیر کا ایک پہلوان ہی موسوم بہ سہمان فیل زور وہ دربار مین آیا جمال نورالدہر دیکھکر عاشق ہوا کہا اے ملکہ عالم یہ جوان جری وبہادر ہے یہ لوگ جب زیر ہوتے ہین تب دل سے اطاعت کرتے ہین حکم ہو تو مین اس سے مقابلہ کرون زیر کر کے پایہ تخت کو بوسہ دلوادون جان ودل سے مطیع رہے گا پھر سرکشی نہ کرے گا نورالدہر نے بھی اس شرط کو قبول کیا صفیر نے کہا اے جوان اگر تو میرے پہلوان کو زیر کریگا تجھکو رہا کر دون گی اگر مغلوب ہو تو اطاعت کرنا نورالدہر نے قبول کیا اکھاڑا بنا رہا سہمان تو جان ودل سے عاشق ہو چکا ہے سامنے

صفیر کے نورالدہر اور سہمان سے کشتی ہوئی نورالدہر نے دوپہر مین سہمان کو زیر کیا صفیر نے
سحر کرکے پھر نورالدہر کو پکڑ لیا سہمان نے بہت کہا کہ حضور شرط کے خلاف نہ کیجیے مین نے
بہت کدوکاوش کی لیکن زیر ہوا بموجب عہد رہا کر دیجیے صفیر نے کہا کمبخت تیرے کہنے سے اپنے
کلیجے پر چھری پھیرون معشوق آفتاب جمال کو رہا کردون یہ کہکر پھر ہتھکڑیان بیڑیان پہنا ئین
سحر اُتار لیا ایک مکان مین نورالدہر کو قید کر لیا سہمان روتا ہوا اپنے مکان مین آیا دس
جوان اسکے شاگرد رشید تھے انسے کہا یارو یہ جوان کیسا بہادر ہے صفیر نے خلاف کیا اگر تم
سب میرا ساتھ دو تو یہان سے نقب لگاؤن قیدخانے سے اس جوان رعنا کو نکال لاؤن اسی کا
رفیق بنکر نکل چلون دسون جوانون نے ساتھ دیا سہمان نقب لگا کے قیدخانے مین آیا نورالدہر کو
لیکر اپنے مکان مین پہونچکر ہوشیار کیا مرکب منگایا کہا حضور سیر سوار ہو کر نکل چلیے ساحرہ سے
یون جان نہ بچے گی مین بھی حضور کے ساتھ ہون نورالدہر نے کہا مین صفیر کو قتل کرکے جاؤنگا
سہمان کو افسوس ہوا کہ یہ جوان پھر گرفتار ہو جائے گا آخر شراب پلا کر بیہوش کیا اپنے
دس جوانون کو ساتھ لیا رات ہی کو طرف صحرا کے نکل گیا بارہ کوس پر آکر ایک درہ کوہ مین
پہونچا شاہزادے کو ہوشیار کیا نورالدہر نے کہا تمنے ہماری راے کے سراسر خلاف کیا سہمان نے
کہا اب تو غلام سے خطا ہوئی صفیر وہان صبح کو رو پیٹ کر خاموش ہو رہی نورالدہر سہمان کو
ساتھ لیکر بڑے شکار چلے عقب مین ایک آہو کے مرکب ڈال دیا ایک مقام پر پہونچے دیکھا
ایک بارگاہ استادہ ہے ایک بادشاہ نوجوان مع چند رفقا بیرون بارگاہ بیٹھا ہوا شکار
طائران صحرا کر رہا ہے یکایک جنگل سے ایک شیر دھاڑ کا مارکر نکلا رفیق اُس تاجدار کے شیر کو
دیکھکر بھاگے وہ تاجدار چیخ مارکے کرسی پر سے اٹھا نورالدہر نے جو یہ انتشار دیکھا بیقرار ہو گیا
اس بادشاہ کے آگے سینہ سپر کر دیا آواز دی اے شہنشاہ نہ گھبرانا مین آپہونچا وہ شیر دھاڑ کا
مار کر قریب آیا دونون پنجے اٹھا کر نورالدہر پر مارے نورالدہر نے پینترہ بدل کر کلائیان
پکڑ لین شیر بیشہ صاحبقرانی نے ایک گھونسا مارا شیر کا سر پھٹ گیا شیر چرخ کھا کر گرا وہ
بادشاہ عالیجاہ آئے جان بخش کہکر نورالدہر سے لپٹ گیا بھائی صاحب کہکر گلے مین
ہاتھ ڈال دیا کہا نام نامی بتائیے نورالدہر نے کہا مرد تاجر ہون حسین تیغزن نام ہے

آوارہ ہوکر اس طرف نکل آیا جان بخشی کیسی یہ ہو سکتا ہو کہ آپ پر شیر حملہ کرے ہم کھڑے ہو کر
دیکھین اکثر خدمت مین شاہان جلیل کے رہے ہین ہمیشہ جانبازی و سرفروشی کی اُس بادشاہ کا
شہنشاہ زرین پوش نام ہے بنایت قدردان بادشاہ خوش انجام تھا نورالدہر کو بھا گیا اب سب
رفیق بھی دوڑ کر آئے کوئی کہتا ہو حضور ہم تلوار لینے گئے تھے کوئی کہتا ہو خنجر کو صاف کرتے تھے
بادشاہ نے سبکی جانب سے منھ پھیر لیا کہا صاحب حسین تیغ زن نے میری جان بچائی مین اپنا
تاج و تخت انھین کے سپرد کرون گا جان بخشی کرنا اِس سے بڑھکر کوئی احسان ہو یہ ذکر تھا کہ
سہمان فیل زور بھی مع دسون جوانون کے ڈھونڈھتا ہوا پہونچا دیکھا آقائے نامدار دنگل زرین
پر جلوہ فرما ہین ایک بادشاہ عالیجاہ خاطرین کر رہا ہو سب وزرا امرا محسن کہتے ہین جی مین
کہتا ہو یہ لوگ کیا صاحب اقبال ہین نورالدہر نے شہنشاہ زرین پوش سے کہا یہ جوان
ہمارے ساتھ آوارہ ہوا سہمان فیل زور نام پہلوان خوش انجام ہمارا قوت بازو زینت پہلو
جان نثار سرفروش ہو شہنشاہ زرین پوش نے سہمان کو پہلوئے نورالدہر مین دنگل دیا
خود تخت پر سوار ہوا ادھر کہارے بادرفتار ان شیرونکو دیے نوبت نقارے بجاتا ہوا نورالدہر کو
لیکر شہر مین آیا شہر مین مشہور ہوا کہ حسین تیغ زن ایک جوان شیر کش ہمارے بادشاہ کا جان بخش آتا
ہو تمام روسا امرا بازار مین جمع ہوے جس نے جمال جہان آرا کو دیکھا وجد کرنے لگا شہنشاہ زرین پوش
نورالدہر کو لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا سامان عیش و نشاط مہیا کیا اپنے بیان کی دس ہزار فوج
کا نورالدہر کو سپہ سالار کیا صحبت گرم ہے ساقیان پری رخسار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوے
رقاصان پری صورت رقص مین مصروف شہنشاہ زرین پوش آنکھین اپنی فرش کر رہا ہو کہ ایک
شتر سوار نے آکر شہنشاہ کو ایک فرمان دیا بادشاہ نے اُس فرمان کو پڑھکر نامہ دار کو خلعت دیا
کہا عرض کرنا فوراً حاضر ہوتا ہون بعد جانے شتر سوار کے شہنشاہ زرین پوش نے کہا اے محسن
لشکر تیار کرو ہمارے بادشاہ کو جنگ درپیش ہو بڑے مدد طلب فرمایا ہو نورالدہر نے پوچھا تمھارے
بادشاہ کا کیا نام ہو کس سے جنگ درپیش ہے شہنشاہ زرین پوش نے کہا اے شہریار ہمارا بادشاہ
خورشید روشن ضمیر بادشاہ طلسم خورشید نگار عرصے سے کہین قید تھا اب کسی وجہ سے رہا ہوا جس
بادشاہ نے قید کیا تھا اس سے لڑائی ہوگی فرمان مین تو صرف اتنا مرقوم تھا کہ ہمین جنگ درپیش ہو اسباب جنگ سے

آراستہ ہو کر آؤ لشکر کشی کرینگے نورالدہر خوش ہو گئے شہنشاہ زرین پوش نے اتنا بھی کہا کہ پرچہ
ہائے اخبار سے ثابت ہوا کہ بادشاہ طلسم ہوشربا سے کوئی نواسہ صاحبقران کا ہے اسد غازی نام
اُس شیر نے طلسم ہوشربا مین کھلبلی ڈالدی تمام سرداران طلسم ہوش رُبا اس جوان کی جرأت دیکھکر
شریک ہو گئے ہین ہمارے بادشاہ بھی طرفدار افراسیاب ہین حضور کو پیش کرونگا کہ میرے
شیر کو اسد سے لڑائیے نام اسد سنکر قریب تھا کہ نورالدہر کو غش آجائے ضبط کرکے فرمایا جس سے
تم کہو گے اُس سے مقابلہ کرینگے تمھارے اقبال سے بہرام فلک سے بھی نہ رکین گے شہنشاہ
زرین پوش مالا مال ہو گیا ہی دل مین خوشی ہے کہ میرے حسین تیغزن سے کوئی مقابلہ
نہ کر سکے گا عجب جوان خوش انجام ہے اسنے شیر اصلی کو مارا اُسکا تو صرف اسد نام ہی اُسی وقت
لشکر تیار ہوا نورالدہر بعہدہ سپہ سالاری کئی دن جو یہان رہے اہالیان فوج بھی نام پر نورالدہر
کے جان دینے لگے ہمیشہ سے سپاہی دوست ہین ایک ایک سپاہی سے بہ محبت ملے قطع منازل و طے
مراحل کرتے ہوے چلے یہان خورشید روشن ضمیر شکست خوردہ بیرون ضمیر قلعہ فرو کش ہے اپنے
خراج گذارون کو نامہ لکھا ارادہ ہے کہ فوج کو جمع کرکے لشکر کشی کرکے جاؤن طلسم کشا کو مٹاؤن
بدیع الزمان کو قید رکھا ہی ابھی اور کوئی خراج گذار نہین آنے پایا کہ خبر گذری شہنشاہ
زرین پوش ساٹھ ہزار فوج سے آپہونچا سردار برائے استقبال گئے شہنشاہ مع نورالدہر و
مہمان و چند وزرا اُمرا کو ساتھ لیکر دربار مین شہنشاہ خورشید کے آیا نورالدہر نے جھک کر
سلام کیا خورشید کی جو نگاہ آفتاب جمال نورالدہر پر پڑی زرین پوش سے پوچھا اے
برادر یہ کون جوان ہے شہنشاہ زرین پوش نے تمام کیفیت شیر مارنے کی بیان کی خورشید نے
کہا ایک جوان ہمارے یہان قید ہے طلسم کشا کا مامون اُسکی صورت سے یہ جوان بہت
مشابہ ہے لشکر طلسم کشا کے زور کی بڑی دھوم ہے ساحر شریک کریے پہلوان بھی بڑے بڑے
اُسنے زیر کیے اے زرین پوش تمھارے حسین تیغزن کو اسد غازی سے لڑوا ئین گے
زرین پوش نے کہا حضور یہ طلسم کشا کی ٹانگین چیر کر پھینک دیگا شیر کو مثل سگ صحرائی ٹوک کر
مارا حضور نے چلین طلسم کشا سے مقابلہ کرینگے خورشید روشن ضمیر نے زمرۂ پہلوانان مین نورالدہر کو
جگہ دی کرسی جواہر نگار پر زمرۂ شاہان مین شہنشاہ زرین پوش بیٹھا خورشید نے جسوقت

سے نور الدہر کو دیکھا ہے یہی چاہتا ہے اس سے باتین کیے جاؤن شاہزادے کی فصاحت و بلاغت
سے محو ہو گیا ہے پلٹ کر کہا ای حسینن تیغ زن ہم طلسم کشا کے مامون کو گرفتار کر کے لائے ہین
بدیع الزمان نام فرزند صاحبقران عالی مقام نہایت کہا درہے لیکن اطاعت نہین کرتا
جان سے نہین ڈرتا نور الدہر نے جو بعد بارہ برس کے باپ کا نام سُنا کلیجہ منھ کو آگیا قریب
تھا کہ چیخین مار کر روے ضبط کر کے فرمایا حضور اس جوان کو بارگاہ مین بلوائیے ہم سمجھا کے
آپ کا مطیع کرائین گے لڑے گا تو لڑ کے زیر کرین گے جتنے پہلوان ہوتے ہین جب انکو کوئی زیر کرے
تب دل سے اطاعت کرتے ہین نام پر جرأت کے مرتے ہین خورشید نے حکم دیا بدیع الزمان کو
بارگاہ مین لاؤ اُسی وقت ملازمان خورشید بدیع الزمان کو مسلسل و مطوق کیے ہوے لائے
دیکھا بال بڑھ گئے ہین ناخن بڑھے ہوے آنکھون مین حلقے چہرے پر زردی اس حال پر ملال مین
مبتلا ہین لیکن بل کرتے ہوے خانہ زنجیر مین غل ہے آتے ہی بدیع الزمان نے بطور اہل اسلام
سلام کیا تمام ساحر بل کرنے لگے نور الدہر نے سبکو منع کیا کہا یارو اپنے اپنے مذہب کی سب تعریف
کرتے ہین اُس مین برا ماننا کیا ذرا مین اس جوان کو سمجھاؤن جرأت کی باتین سناؤن یہ
کہکر نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے سامنے آکر بدیع الزمان کو جھک کر سلام کیا بدیع الزمان
سر زنجیر کو تھامے ہوے بار طوق سے سر جھکا جاتا ہے سر اُٹھا کر بعد مدت مدید و عہد بعید اپنے نور نظر
کو دیکھا قلب تھرا گیا کلیجہ منھ کو آگیا سمجھے ہمارا شیر ہماری ہی تلاش مین نکلا ہے نہین معلوم
یہان کس طریقے سے پہونچا نور الدہر نے اشارے سے منع کیا اصلی نام میرا نہ لیجیے گا جس طرح سمجھاؤن
وہ قبول کیجیے انشاءاللہ بادشاہ کو مارتے ہین طلسم پر قبضہ کرین گے بھائی اسد سے
چلکر ملین گے اُس شیر کو ڈھونڈھتے ہین دیدار کو اُسکے ترس گئے باپ بیٹون مین حسرت و
یاس کے اشارون سے باتین محبت و الفت کی گھاتین ہوئین یہ بھی نور الدہر نے اشارے سے
آگاہ کر دیا کہ مین اسکے خراج گذار کے ساتھ آیا ہون ابھی میرا کوئی اختیار نہین ہے بہتر یہ ہے
کہ ظاہر مین اطاعت کیجیے ہم آپ ملکر اسکو مار ین چلکر اپنے بھائی کے سے ملاقات کرین سب
انتظام بن پڑے گا بقول شاعر شعر دو دل یک شود بشکنند کوہ را * پراگندگی آرد انبوہ را * اس طرح
اشارون مین نور الدہر نے بدیع الزمان کو سمجھایا خود بھی عقیل و فہیم ہین خوشی بڑی

یہ ہی شب کو جب تخلیہ ہوگا اپنے پارہ جگر کو گلے سے لگائینگے بعد مدت کلیجہ ٹھنڈا ہوگا بیقرار ہوکر فرمایا اے نور نظر جو مناسب وقت ہو وہ کرو پس نورالدہر نے بڑھکر خورشید سے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ پسر حمزہ اطاعت کو راضی ہی آپکی کل فوج کی سپہ سالاری مانگتا ہے ہم اور یہ ملکر کل سامان لڑائی کا انتظام کرلینگے اسد کو چلتے ہی زیر کرینگے ہم دونوں جوان شیر دل صلاح کرکے ہفت اقلیم مین آپکی عملداری کرا دینگے خورشید نے کہا مین کل لشکر کی سپہ سالاری دیتا ہون نورالدہر نے پلٹ کر کہا ای فرزند رشید صاحبقران یہ بادشاہ عالیجاہ کل فوج کی سپہ سالاری بلکہ کل انتظام طلسم کا آپ کے سپرد کرتا ہے ایسے بادشاہان عالی کسے ملتے ہین عادل فیاض قدر دان اگر کچھ جرأت کا جوش ہو مجھسے مقابلہ کیجیے مین طلسم کشا سے لڑنے جاتا ہون آپکی کیا حقیقت ہی اشارون مین خوشامدین منتین کین کہ قبلہ وکعبہ اس وقت کی گستاخی معاف فرمائیے گا بدیع الزمان کا بھی قلب تھرا رہا ہے چاہتے ہین زنجیرون کو توڑ کر پھینکدون اپنے نور نظر کو مثل جان کے آغوش مین لون بدیع الزمان نے سر جھکا کر جواب دیا ہمارے تمہارے امتحان کشتی مین ہو جاے اگر غالب آؤ اطاعت کرین ہم تم دونون ملکر طلسم کشا سے لڑین شہنشاہ زرین پوش کو تاب نہ آئی اُٹھ کھڑا ہوا کہا او پسر حمزہ کیا باتین بناتا ہے میرے شیر دلیر نے شیر صحرائی کو مارا مجھپر احسان کیا جو میرے ساتھ ہین شاہان ہفت اقلیم انکی قدر کرینگے ایک ہفتہ لشکر مین رہے سب سپاہی جمعدار کمیدان رسالدار انکی محبت کا دم بھرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارا افسر کہے تو دریاے آتشین مین پھاند پڑین نورالدہر نے شہنشاہ زرین پوش کا ہاتھ تھام لیا منھ پر اپنا ہاتھ رکھدیا کہا کوئی کلمہ سخت نفرمائیے گا یہ شیر بیشہ جرأت بگڑ جائیگا اس فصاحت سے نورالدہر نے کلام کیا خورشید روشنضمیر وجد کررہا ہی کہتا ہی ای شہنشاہ زرین پوش تم بڑے صاحب اقبال ہو گیا یہ سالار ملا اب نورالدہر و بدیع الزمان کشتی پر راضی ہوئے اکھاڑے کی تیاری ہوئی خورشید نہایت خوش ہی سلطان زرین پوش تو کہتا ہے اے شہنشاہ میرے شیر کش سے کوئی نہین لڑ سکتا صاحب طاقت و قوت ہی جب بدیع و نورالدہر اکھاڑے مین اُترے نورالدہر نے اشارے مین ہاتھ باندھے عرض کی مین تو ادنی غلام ہون بیچ مینی تو خوب ہوئی بے ادبی غلام سے ہوگی میری بات بنی ہوئی ہی کسیطرح پر ان کافرون کو

مارنا چاہیے ہم اور آپ لڑتے بھڑتے تا بہ اسد ہو گئین بدیع نے کہا جو تمھاری رائے ہو اب دونون
جوانون مین کشتی شروع ہوئی تمام اہالیان دربار تعریفین کر رہے ہین بلبلین گتھی ہوئی ہین دو
شیر سر ٹکرا رہے ہین پیچ توڑ جوڑ مندرجہ ہین ایک سلسلہ بندھا ہوا ہی سلطان زرین پوش
نورالدہر کی تعریفین کر رہا ہی ہر مرتبہ خورشید سے کہتا ہے طلسم کشا کا ماموں بھی قیامت کا پرکالا
ہے حسین تیغزن غالب آئے گا دیکھو منھ پر اسکے ہوائیان اڑنے لگین خورشید کہتا ہے اے
سلطان انصاف کرو تمھارا جوان باطمینان تمھارے ساتھ آیا ہی یہ مہینون سے قید آب و دانے کی بے لطفی
دو پہر برابر کشتی ہوئی ایک مقام پر دیکھا دونون پہلوان الگ ہوئے بدیع نے کہا حقیقت مین یہ جوان
مجھپر غالب ہی مین نے دل وجان سے اطاعت کی خورشید بھی کھڑا ہو گیا کہا ای حسین تیغزن مجھکو بھی
لڑنا طلسم کشا کے ماموں کا ناگوار تھا مہینون سے یہ قید رہا آب و دانہ بند عزیزون کی جدائی مین دردمند
تھا ایک ہفتے کے بعد امتحان ہو جائیگا نورالدہر نے کہا وہ یون ہی اطاعت کو موجود مین ہم دونون کا
امتحان طلسم کشا کے سامنے افراسیاب کے ہوگا بدیع الزمان کو خورشید نے خلعت فاخرہ
دیا اور سلطان نے نورالدہر کو مخلع کیا اب دونون جوان مسلح ہو کر دنگل ہائے زرین پر جلوہ فرما
ہوئے خورشید کو بڑی خوشی حاصل ہوئی ساقی نیچے آکر حاضر ہوے سلطان سے کہہ رہا ہی تمھاری
وجہ سے بڑے لطف سے مقابلہ ہوگا طلسم کشا کے ماموں سے تو ابھی انتشار ہے کہ شاید اپنے بھانجے
کو دیکھکر شریک ہون حسین تیغزن پر اعتبار ہی یہ جوان جلالت شعار رہی خراج گزار آجائین تو سامان
لشکر کشی ہو نورالدہر اور بدیع مین آپسمین اشارے ہو رہے ہین بدیع ہر مرتبہ فرماتے ہین
خورشید پر جا پڑون مع تخت اٹھا کر مارون نورالدہر اشارے سے منع کرتے ہین ابھی تامل فرمائیے
مجمع ساحران بے ایمان ہی نکلنا مشکل ہوگا فلک ہر وقت درپی آزار ہی تدبیر وتقریر سب بیکار
ہی یہ دونون شیر مطمئن ہو کر بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ملکہ صفیر جادو تشریف
لائین نورالدہر کو نام بھی اس ملعونہ کا یاد نہین بہا سردار بڑے استقبال گئے جس صفیر جادو کی
قید سے نورالدہر نکل کر آئے ہین وہ بھی خورشید کی خراج گزار ہے دربار مین جیسے ہی یہ آئی
فراق مین نورالدہر کے بیقرار تھی نورالدہر کو دنگل زرین پر بیٹھے ہوئے دیکھ خورشید سے باتین
کر رہے ہین بس اس نے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ یہ باغی یہان کیونکر آیا یہ نبیرۂ صاحبقران ہے

سہمان قید سے چھڑا لایا صفیر نے جو یہ کہا خورشید طرف نورالدہر کے پلٹا سہمان نے صفیر کو گھونسا
مارا نورالدہر نے بھی نعرہ کیا نعرہ نورالدہر نظیر نبیرۂ صاحبقران نجم و لقب بشہ ستارہ حشم
شاہزادہ نورالدہر بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا نعرہ بدیع بدیع الزمانم کہ در روز کین ٭ تو انم
کشتم آسمان بر زمین ٭ ز تیغم بسی ملک اسلام شد ٭ کہ سر فتنۂ باختر نام شد ٭ نعرے سے ان شیر دن کے
زمین تھرائی صفیر کے مرنے سے اندھیرا ہو گیا اس اندھیرے مین بدیع الزمان نے ستون بارگاہ پر
ہاتھ ڈالا کہ مارا بارگاہ لہرا کر گر گئی کئی سے ساحرونکے سر پھٹے نورالدہر پشت مرکب پر سوار ہوئے
بدیع الزمان نے بھی ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا جس ساحر پر ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے
بدیع الزمان تو یہ کہکر بڑھے کہ اے نور نظر لڑتے بھڑتے نکل چلو برق شمشیر چمکاتے ہوئے
بدیع الزمان تو مجمع ساحران سے نکلے دو چار زخم کھائے گھوڑے کو چمکا کر یہ تو طرف صحرا کے
نکل گئے نورالدہر نے قصد کیا مین خورشید کو مارون جب تک ساحرون کے مرنے سے اندھیرا
رہا تاریکی مین سہمان و نورالدہر نے کئی سو جادوگر مارے خورشید نے غصے مین دستک
دی آفتاب سحر خورشید چمکا اب اس نے دیکھا کہ نورالدہر بے ننگانہ لڑتے ہوئے آتے ہین
قریب سہمان بھی مثل فیل مست جھومتا ہوا جسکی گردن پکڑ لی اُسکو واصل جہنم کیا سنبھل کر خورشید نے
سحر کر دیا نورالدہر و سہمان پشت مرکب سے گرے ساحرون نے آواز دی بلوہ کر کے گرفتار
کر لیا ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر قید خانے مین بھیجدیا خورشید طرف سلطان کے متوجہ ہوا کہا تو نے
بڑا دام تزویر پھیلایا دشمن کو لیکر ہمارے دربار مین آیا سلطان نے عرض کی مین اس حال سے آگاہ
نہ تھا حسین تیغزن نام ہے یہ کیا دریافت تھا کہ نبیرۂ حمزۂ عالیمقام ہے خورشید نے سلطان
کی خطا معاف کی بارگاہ پھر سے استادہ ہوئی لاشے اُٹھوائے گئے ہزار ہا ساحر مارا گیا خورشید کا
چہرہ زرد کہتا ہے یارو اب مین سامان معقول کر کے جاؤن گا ان مسلمانون پر غالب ہونا نہایت
دشوار ہے بہت سے ساحر روانہ کیے کہ بدیع کو تلاش کرو یہ شب تیرہ و تار مین صدہا کوس نکل گئے
تھے سلطان زرین پوش جو اپنی بارگاہ مین آیا افسران فوج کو جمع کر کے کہا یارو بڑی غیرت کی
بات ہے نبیرۂ صاحبقران میرا جان بخش یہان آکر قید ہوا اگر تم میرا ساتھ دو تو نقب دیکر قید خانے
سے نکال لائین رات ہی کو اس جوان کو لیکر نکل چلین جو کچھ ہنگامہ ہوگا دیکھا جائے گا کیسا شیر دلیر ہے

مین نے تو اسکا مذہب بھی اختیار کیا سامری وجمشید پر لعنت کی سب سرداروں نے کہا ای شہریار ہم خود بیقرار مین ایسے افسر کسکو ملتے ہین انکو ساتھ لیکر انکے دادا جان کے لشکر مین چلینگے خورشید ہمارا کیا کرسکے گا وہ ساحر کش مین بڑی بڑی لڑائیان جادوگرون کی فتح کین انکے سایہ دامن دولت مین بسر کرینگے اس صلاح کو سب نے قبول کیا ساٹھ ہزار سوار مع سردار ایک دل ہوئے اسی بارگاہ سے نقب لگانا شروع کی بہر رات رہے مہرہ نقب کا توڑا نور الدہر نہ مانتے تھے آخر سلطان نے انکو بیہوش کیا اسی شب تیرہ و تار مین نور الدہر اور سہمان کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہو گئے بدیع صحرا مین پہونچے صبح کو ایک مقام پر ٹھہر کر زخمون مین ٹانکے دیے ایک طرف یکہ و تنہا چلے نور الدہر کو شہنشاہ نے ایک مقام پر ہوشیار کیا یہ بھی مع سلطان زرین پوش و سہمان فیل زور ایک جانب چلے کہ ان دونون باپ بیٹون کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان حیات جادو روانہ ہونا ملکہ بہار وغیرہ کا و لڑائی قلعہ حیات پر و سوزش سحر حیات و ذکر عیاری مہتر قران و عمرو و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقی کوئی جام بادہ دینا
لیکن ابھی زیادہ دینا
اک ماہ کی ہے تلاش مجھکو
ملجائے تو پا ہی کاش مجھکو
رندون کو نشے مین جوش آیا
بیہوش ہوئے تو ہوش آیا
ہے سر مین ہوائے کوئے محبوب
ساقی کرنا نہ آج محجوب
بیماری عشق کا بیان ہو
کچھ قصۂ غم کی داستان ہو
اب تاب فراق کی نہین ہے
معشوق قمر کی مہ جبین ہے
ہنگامۂ شور و شر عیان ہے
سیماب کی طرح دل طپان ہے
اے بحر کلام موج زن ہو
آرایش محفل سخن ہو
معشوقۂ ماہرو ہوئی قید
ہے بلبل گلشن وفا صید
اے کلک یہ سحر کا بیان ہے
کس لطف پہ رنگ داستان ہے
میخانے مین آج جنگ ہو گی
کیا دختر رز بتنگ ہو گی
مینائے قلم ہے بر سر جوش
کرڈے می سرخوشی سے مدہوش
ای ساقی آفتاب طلعت
ہو شرب شراب مثل شربت
لکھنا ہے قمر کو یہ فسانہ
پڑھتا ہون غزل کبھی عاشقانہ

غزل مصنف

کوئی ہوس ہے نہ دلمین ہے آرزو باقی
نہ تو نہ تیغ نہ ہم ہین نہ وہ گلو باقی
رکھا نہ تار گریبان مین رفو باقی
جفا و جور کی چرچے ہین چار سو باقی
جنون کو چاک جگر کی ہے آرزو باقی
ہوئے کوچۂ گیسو ہے مو بمو باقی
لنڈھائے دیتا ہے ساقی جو شام سے خم

سحر کیواسطے رکھ ایک تو سبو باقی
کمر جو باندھی ہی عالم کی قتل پر تونے
ہوے وصل کی اتبک ہی جستجو باقی
چلا نہ زور رقیبون نے لاکھ سر ٹپکا
کہ رہ نجاے تڑپنے کی آرزو باقی
ثمر ہی بحر جہان کی تو نعمتو نکو زوال

یہ عطر گل کو کہا سونگھکر مرے دل نے
یہ قصد ہی کہ اکیلا رہے گا تو باقی
دعا یہ کرتا ہی مینا صداے قلقل مین
وہی ہین ہم وہی صحبت ہی ہے تو باقی
تڑپ کے مرگئی بلبل ہوئی نہ گل کو خبر
یہی ہی چاہ کہ رہجاے آبرو باقی

شہید ناز کی حسرت ہی ایمین بو باقی
غبار نے بھی مرے خاک چھانی عالم کی
کہ تابہ حشر رہین ساقی وسبو باقی
چھری تو پھر چکی گردنپہ اب تو کھودے پر
رہی نہ باغ جہان مین وفا کی بو باقی

حیرہ ساقیان خمخانہ سحر طرازی وبادہ خواران میکدہ شعبدہ بازی می گلرنگ داستان کو مینای بیان مین بھر کر انجمن قرطاس مین یون صحبت آرا ہین **شعر** جو ہین راقمانِ جلالت نشان + وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان سابق مین تحریر ہوا حیات جادو نے ایک قلعہ سحر بنایا اُس مین لاکر مہ جبین کو قید کیا مہرخ کو لکھا جسکو دعوے ہو آکے مہ جبین کو رہا کرے ملکہ بہار جادو اُٹھین بارہ ہزار کنیزون کو لیکر روانہ ہوئین مہرخ کو تاب آئی آواز دی اور سردار بھی برائے مدد بہار جائین باغبان قدرت وسرخمو ی کاکل کشا وہلال سحر افگن وغیرہ برائے مدد بہار چلے یہ سب سرداران نامی سامنے جاکر قلعہ حیات کے فروکش ہوئے حیات کو خبر ہوئی اس نے قلعہ تو خوب درست کیا ہی حیات بھی فوج لیکر آیا غصے مین طبل جنگی بجوایا صبحکو میدان کارزار مین لشکر جمے طرفسے حیات کے بعد جوش وخروش محیط جادو میدان مین آیا اس طرف سے ہلال سحر افگن نکلی آپس مین خوب خوب سحر ہوے محیط نے ایک چیخ ماری منھ سے اس ناری کے شعلہ آتش نکلا ہلال بیہوش ہوئی محیط نے گرفتار کرکے لشکر مین بھیجدیا سرخ مو نکلی اسی طرح گرفتار ہوئی آج کئی سردار ساحر لشکر اسلام کے گرفتار ہوے پہر دن پچھلا باقی ہی کہ محیط نے پھر للکارا باغبان نے دیکھا بہار جادو تخت سے کودی اجازت لیکر سبکو مطمئن کیا بدھیون کو آراستہ کرتی ہوئی طرف محیط جادو کے چلی محیط کی جو جمال مہر تمثال بہار پر نگاہ پڑی آنکھین سحر آگین سراپا مین جادو کا شعبدہ بھرا ہوا باغ حسن پر بہار بہار گلعذار ماہر خسار سرو سہی قد خنجر ابرو چشم جادو خال ہندو بیت بہر خندہ کز لب برانگیختی + نمک بردلِ خستگان ریختی + بھینی بھینی بو جسم لطیف سے آرہی ہی نسیم سحری یہ حال دیکھکر لڑکھڑا رہی ہی چلنا بھولی ایسے جوش مین آئی مست ہوکر لڑکھڑائی مینائے سحر سے سر ٹکرانے لگی صبا ٹھوکرین کھانے لگی محیط صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی ای گل باغ خوبی ای سرو حدیقہ محبوبی

اپنے باپ سے مقابلہ کرنے آئی ہو بہار نے کہا مین اس خار بیابان ہو عنت کو خوب پہچانتی ہون مین اپنا بزرگ صاحبقران زمان کو جانتی ہون تو سحر گران بانون سے کیا کام ہے ہمسے مقابلہ کرنے کا بدانجام ہے محیط نے دریا دلی دکھائی ابر سحر گرایا بہار نے ہاتھون سے برق چمکائی ابر سحر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا محیط جوش مین بڑھا کر اور شعبدہ دکھاؤن بہار نے اسم سحر پڑھکر گلدستہ مارا پھول برسے ہوائے سرد چلی طائرون نے زمزمہ سرائی کی غنچے چٹک کر گل ہوئے لالے کے چراغ گل ہوئے عندلیبان خوشنوا مین مبارکباد کے غل ہوئے محیط خاموش دریاے حیرت کا جوش مبہوت لب پر مہر سکوت ہر چند چاہتا ہے دفع سحر کرون کوئی منتر جنتر پڑھون بوی گل وغنچہ نے مست کردیا گلہاے سحر سے اسنے دامن بھر لیا جون جون دماغ مین بو آتی ہے سحر فراموش محبت بہار کا جوش آخر منتین کرتا ہوا بڑھا بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا اُسنے ہار لاکر گلے مین ڈالدیا طرہ کان مین اب محیط کو کان ہوے ہاتھ باندھکر پوچھا کیا حکم ہوتا ہے بہار نے کہا حیات جادو کا سر لاؤ ہم تمھارے ساتھ شادی کرین گے محیط جھومکر بلیٹا دریاے عشق موجزن ہوا اس زور مین آکر حیات پر گرا اسکو یقین ہوا حیات کے دو ٹکڑے ہوے حیات نے اتنے عرصے مین بڑی بڑی تدبیرین کرلین سحر محیط سے بچا تلوار کھینچکر جا پڑا سحر کرکے ہاتھ مارا محیط کے دو ٹکڑے ہوئے غصے مین لشکر بہار و باغبان پر جا پڑا مٹھی سے ایک طائر چھوڑ دیا اُس طائر نے ایک چیخ ماری منھ سے شعلہ نکلا چمن ہاے سحر بہار جلے پھول برسنا موقوف ہوے اُسی طائر نے سر پر بہار کے چرخ مارا بہار بیہوش ہوکر گری باغبان جا پڑا کہ بہار کو بچاؤن حیات نے سحر کیا شعلۂ آتش بھڑکا یہ بھی بیہوش ہوکر گرا حیات نے کل سردارون کو گرفتار کرلیا اہلیان لشکر نے شکست فاش کھائی طرف لشکر مہرخ کے بھاگے مقابلے مین نہ ٹھہر سکے حیات سب سردارون کو لیکر قلعہ مین داخل ہوگیا اُسی وقت حیات نے ایک نامہ حیرت جادو کو اس مضمون کا لکھا کہ سب سردار ہمنے گرفتار کرلیے اب آنکر انکو قتل کرو لیکن بہت انتظام سے آنا عیار زنیچوں کو بھی ساتھ لانا حیرت نامہ پڑھتے ہی خوش ہوگئی فقط چالیس کنیزین پانچون عیار زنیچیان اپنے ساتھ لیکر طرف قلعہ حیات کے چلی منزل بمنزل جاتی ہے ہر منزل مین اُن سب کنیزون کا جائزہ لیا جاتا ہے عیار زنیچیان منزل بہ منزل روز ایک ایک کا منھ دُھلاتی ہین بخوف عیاران اسطرح سے منزلون کو طے کررہی ہین یہان جب ساحران شکست خوردہ خدمت لاچین واسد مین پہونچے لاچین نے کہا حیات نہایت زبردست ہے

اسنے قلعہ بنایا دنیا کے عجائب غرائب اس مین بھر لیے نجوم سے ثابت ہوتا ہے کہ قتل حیات ناممکن ہے
لیکن مین خود جاتا ہون اُسوقت خواجہ عمرو اپنے مقام سے اُٹھے اسد بہت بیقرار تھا عمرو نے
اُسے مطمئن کیا کہا جبتک مین واپس نہ آؤن کوئی سردار جانے کا قصد نکرے خواجہ عمرو با نہاے عیاری
آراستہ ہوکر اُٹھے مہتر قران بھی ساتھ ہوے عمرو نے کہا میرے ساتھ نہ چلو الگ جاکر کچھ تدبیر کرو
زبانی لاچین کے ثابت ہوچکا کہ حیات پر عیاری ہونا مشکل ہے کچھ تو اُس نے سامان ایسا کیا
جو اتنا بڑا بادشاہ عالیجاہ کلمات عجز کہتا ہے مہتر قران الگ چلے خواجہ ایک جانب روانہ ہوئے
مہتر قران سامنے قلعے کے جاکر پہونچے چار جانب دیکھا فوج حیات بیرون قلعہ فروکش ہے
حیات گھڑی دو گھڑی کو بیرون قلعہ آتا ہے جسکو اپنے ساتھ لیجاتا ہے وہ تو قلعہ مین جاسکتا ہے بدون
حکم حیات جسنے پھاٹک مین قدم رکھا برق چمک کر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے قران نادار یہ حال
دیکھکر گھبرائے پشت و پہلو پر قلعہ کے جاکر دیکھا کسی جانب سے راستہ نپایا آخر مجبور ہوکر ایک درۂ کوہ
مین فقیر بنکر بیٹھا حسرت و یاس مین اپنے لشکر کی دائرہ نکال کر گانا شروع کیا فقیر بنا ہوا گا رہا ہے
طائران صحرا کو لبھا رہا ہے اس لطف سے مہتر قران نے صحرا مین جنگلا گایا ہے آہوان صحرا آکر کھڑے ہوگئے طائر
آشیانون سے گر رہے ہین بعض طائرون نے پرسے پر ملا کر سر قران پر سایہ کیا یہ سلیمان وقت بنا ہوا
دائرہ بجا رہا ہے کہ پہاڑ پر سے ایک برق چمکی قران نے دیکھا پہاڑ سے ایک ساحر مہیب بہ شکل عجیب اُترتا
چلا آتا ہے صدا پر گانے کی بیقرار اشعار عاشقانہ سنکر اشکبار لیکن نہایت ہوشیار مہتر قران کو بہ نگاہ
حیرت دیکھتا ہوا آتا ہے حیرت یہ ہے کہ یہ فقیر ایسا کامل و اکمل بیان کہا سے آیا طائر تک اس کے
گانے پر مبہوت ہو رہے ہین کیا گانے مین تاثیر ہے نہایت خوش تقریر ہے آکر سامنے کھڑا ہوا وہ گانا
سنتے سنتے بیٹھ گیا وجد مین جھوم رہا ہے قران جہان بیٹھے ہین دھونی آگے لگی ہوئی آہستہ آہستہ اُس سے
دھوان اُٹھ رہا ہے دائرہ ہاتھ مین چھپے ہوے گا رہے ہین یہ ساحر جھومتے جھومتے قریب دھونی کے
آیا ہر مرتبہ قصد ہوتا ہے کہ پوچھون کہ شاہ صاحب یہانتک کیونکر آئے یا سحر کرکے گرفتار کرون اس
خیال سے سحر نہین کرتا اور کلام بھی نہین کرتا کہ گانے کے مزے مین فرق آئیگا مہتر قران اُس کے
تیور کو دیکھ رہے ہین جان بخش عمرو لقب ہے اسکو کسیطرح گرفتار کرین یہی مطلب ہے نگاہ اُسکی
بچاکے ڈلی عود بیہوشی دھونی مین پہونچائی کڑک کے تان لگائی وہ ساحر اور زیادہ خوش ہوا

عود جلا دھوان نکلا دماغ پر اس ساحر کے پہونچا چھینک مار کر بیہوش ہوا قران اُسکو گودمین لائے
زبان مین سوزن دیا مشکین باندھکر صورت اصلی بنائی ساحر کو ہوشیار کیا کوڑا لیکر کھڑے ہوئے
جب اُسنے آنکھ کھولی مہتر قران نے نعرہ کیا کہ او ساحر منم مہتر قران نظر کردۂ بزرگان شاگرد خاص
مہتر مہتران ہی شرط کہ بعدہ مار دون سر اڑ جاے سچ تبلا کہ تو کون ہی اس گوشہ تنہائی مین رہنے کا
کیا سبب دیکھ ہماری شرافت غصے مین تجھکو مار ڈالتے کون ہمارا ہاتھ تھامنے والا تھا بہتر یہ ہی کہ اطاعت
کرو ورنہ قتل کرون گا اسطرح مہتر قران نے دھمکایا ڈرایا کہ وہ ساحر کانپنے لگا فصاحت وبلاغت مہتر
قران پسند آئی بمقدمہ مذہب قائل ہوا اشارہ کیا کہ اے جوان سوزن نکال مین اطاعت دین اسلام کی
قبول کرتا ہون مہتر قران نے بیخوف زبان سے سوزن نکال لیا وہ قدمونسے مہتر قران کے لپٹ گیا کہا
اے مہتر قران مین نے دل وجان سے تمھارے مذہب کی اطاعت کی لیکن یہ تبلاؤ کس فکر مین آئے ہو
مین سمجھ گیا اسرار جادو میرا نام ہے حیات جادو کے کل امورات کا منتظم ہون آیندہ وگذشتہ کی خبر دیتا
ہون خواجہ عمرو بھی فکر حیات مین نکلے ہین لیکن کچھ نہو سکیگا مین نے تمھاری دل وجان سے
اطاعت کی خبر اُسکو عمرو کی نہ پہونچاؤن گا یہ خنجر جو میری کمر مین ہی اسی سے حیات قتل ہوگا لیکن
اے مہتر قران تا بہ قلعہ حیات پہونچنا بہت دشوار ہی جسکو وہ اپنے ساتھ لیجاتا ہی وہ تو قلعہ مین پہونچتا
ہی کوئی اور جا نہین سکتا یہ میری مدد کچھ کام آئیگی یہ خنجر حاضر ہے چاہے اسکو توڑ ڈالیے خواہ اپنے پاس
رکھیے جسطرح ممکن ہو اپنے کو تا بہ حیات پہونچایئے اس خنجر سے وہ قتل ہو جائیگا ہم یہ تدبیر نہین
جانتے کہ کسطرح پہونچے نہ ہمارے قبضے مین ہی کہ وہان تک تمکو پہونچا دین اسیواسطے حیات جادو نے
یہ خنجر دیکر ہمکو اس پہاڑ پر ساکن کیا خبر آیندہ وگذشتہ کی پہونچاتا ہون اب نہ پہونچاؤنگا تمکو جہان
لکھو وہان پہونچادون اپنا نام اسلام پر نثار کرون مین مکار جعلساز نہین ہون جو مقدمہ صاف صاف
تھا وہ مین نے بیان کردیا یہ کہکر اسرار جادو نے وہ خنجر مہتر قران کو دیا مہتر قران نے دیکھا اسکے کلام سے
بوی صداقت آتی ہی صدق دل سے مطیع اسلام ہوا حقیقت مین یہ بے اختیار ہے تا بہ حیات نہین
پہونچا سکتا خنجر دیکر اسرار جادو مہتر قران سے رخصت ہوا مہتر قران تدبیر مین مصروف ہوئے
کہ اپنے کو تا بہ حیات پہونچاؤن اسرار یہ بھی کہہ گیا کہ خواجہ کی عیاری بالکل بیکار ہوگی اگر
بن پڑے جاکے روکو مہتر قران تلاش خواجہ مین تو نہ گئے تدبیر مین مصروف ہوئے ذکر انکا وقت تحریر

ہوگا حیرت سمت قلعہ حیات بڑی احتیاط سے جاتی ہی عیار پچیان ساتھ ہین ایک روز ایک صحراے
سبزہ زار مین حیرت کا گذر ہوا خیمہ استادہ کیا سامنے ایک کوہ فلک شکوہ گلہاے خودرو سے آراستہ
شام ہوچکی اچھی طرح تاریکی نہین ہونے پائی کہ دیکھا اندر سے درۂ کوہ کے ایک خدمتگار قبول صورت
نیک خصلت لباس فاخرہ پہنے ہوے زمرد کی لالٹین ہاتھ مین لیے ہوے نکلا وہ لالٹین زمردین
درۂ کوہ مین لٹکا دی کہ جسکی ضو سے تمام صحرا روشن ہوگیا خدمتگار اندر چلا گیا حیرت نے صرصر
وصبا رفتار سے کہا اس درۂ کوہ مین کوئی مقبول بارگاہ سامری رہتے ہین یہ صحراے ہولناک
پُر از خس وخاشاک وہ لالٹین خدمتگار نے لاکر لگائی کہ جسکے جوڑ کی ہماری سلطنت مین نہین صرصر
وصبا رفتار نے کہا بجا ارشاد ہوا بعد چند ساعت کے اُسی درۂ کوہ سے ایک چوبدار عصاے مرصع کار
ہاتھ مین لیے کئی لاکھ روپیہ کا جواہرات زیب جسم کیے چند ساعت کھڑا رہا پلٹ کے چلا گیا اب صرصر وصبا رفتار
نے کہا حضور بیشک یہان کچھ اسرار ہی اب سب اُسی جانب دیکھ رہے ہین بعد چند ساعت کے ایک
رسالدار وضع اندر سے نکلا کئی لاکھ روپیہ کا سیلا سر پر نیمچہ ہلالی زیب کمر سپر فولادی فراخ دامن پشت پر
مثل قرص قمر جال موتیون کا اُسپر آراستہ چند ساعت کھڑا رہا صحرا کو دیکھکر وہ بھی غائب ہوا قلیل رات
باقی تھی کہ ایک تاجدار جلیل تاج یاقوت احمر زیب سر کنٹھے یاقوت احمر کے موتیونکے مالے اُ کی نورتن ذات
پر آراستہ چند گوہر شبچراغ تاج مین نصب چند ساعت وہ تاجدار بھی کھڑا رہا پلٹ کے درۂ کوہ مین
گیا ستارۂ سحری چمکا تھا کہ ایک درویش کم سن خوش رو اندر سے نکلا چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھین
رشک غزال صاحب حسن وجمال شنجرفی پیرہن زیب جسم صاف ظاہر ہی کہ آفتاب عالمتاب پردۂ شفق
مین پنہان ہی بھبھوت موتیون کا چہرہ پہ ملے ہوے رعب وداب صولت وجلالت ہمراہ رکاب چند
ساعت ٹھہر کر اندر چلا گیا جب صبح ہوگئی تو وہی خدمتگار آکے لالٹین اُتار لے گیا جب حیرت جادو نے
یہ معاملہ دیکھا صرصر سے کہا چلو دیکھین یہ فقیر جو آیا تھا فخر شاہان عالم معلوم ہوتا ہی ایسی صورت زیبا کبھی
نہین دیکھی فرداً فرداً جو لوگ آئے وہ اُسکے خدمتگزار تھے چلکر دیکھین مراد مانین اپنے مقدمہ مین دعا کرائین
صرصر وصبا رفتار بھی مشتاق ہوئی تھین یہ تو حیرت کو اطمینان تھا کہ سحر مین کوئی میرا سامنا نہین
کر سکتا جعل وفریب کی دیکھنے والی صرصر وصبا رفتار موجود ہین بلا تکلف آگے حیرت داہنے بائین
صرصر وصبا رفتار اندر درۂ کوہ کے قدم رکھا خوشبو آئی کہ دماغ معجز ہوگیا معلوم ہوتا تھا ہزار ہا

مشک کے نافے کسی نے کھولدیے یا ساحری کہکر حیرت اندر آئی دیکھا ایک مقام صاف وشفاف
پر فرش قالین بچھا ہے وہی فقیر بجاہ وتوقیر ایک گہوارہ لٹکا ہوا ہی اس مین لیٹا ہوا ہے
گہوارہ خود بخود جنبان حیرت جہاں دیکھتے ہی بیقرار ہو گئی صرصر وصبا رفتار نے ٹھنڈی سانسین
کھینچین گورے گورے پانون بلور کے ٹکڑے معلوم ہوتے ہین جیسے ہی اُس فقیر نے حیرت وصرصر
وصبا رفتار کو دیکھا سونٹا لیکر اُٹھا کہا ارے تم کون ہو جو بلا تکلف ہمارے مقام پر چلی آئین یہ مقام
گذرگاہ ساحری وجمشید ہی بڑے مراد مندان جائے امید ہی ہمارے یہان خداوند تشریف رکھتے
ہین بڑا بھید ہے ہرچند حیرت نے عجز کیا فقیر نے نہ ٹھہرنے دیا مایوس ہوکر تینون نکل آئین فقیر او چک کر
گہوارے مین جا لیٹا اب حیرت چاہتی ہی کہ تنہائی مین جاکر مطلب دلی حاصل کرون صرصر وصبا رفتار
کا قصد ہی کہ اس مقبول ساحری کی ہم خدمت کرین وجد کرتی ہوئی اپنے خیمے مین آئین حیرت نے کہا اے
صرصر آجکی شب اور یہان کا تماشا دیکھ لین بیشک گذرگاہ بزرگان دین ہی کیون صرصر ایسی صورت
کبھی تیری نگاہ سے گذری ہی صرصر نے جواب دیا واری آپ جانتی ہین مین جہان گرد ہون آپکے
اٹھارہ سو تاجدارون کو دیکھا کیسی کیسی شاہزادیان شہنشاہ نے لبائی ہین فرزندان حمزہ کا بھی
حسن مشہور ہی اسد غازی کا چہرہ چراغ سرطور ہی لیکن انکے سامنے اگر آجاے تو ذرے کی آفتاب سے
مثال ہی حقیقت مین کیا حسن ہی کیا جمال ہی کنیز کے ہوش درست نہین ہین آپکے سبب سے لونڈی پلٹ آئی
الیسون کے ہاتھ کی مار کھانا بھی مقام عزوشرف ہی بہ نذر کردہ بزرگان دین خوش آئین ہین کئی سو جوان
شب کو آگے جاکر دیکھا انکو تنہا پایا یہ بھی کمال ہی وہ سب بڑے خدمتگزاری آتے ہی نگے تاجدار
چوبدار خدمتگار رکمیدان رسالہ دار سب ہی طرحکے لوگ شب کو آئے آج رات کو تماشا دیکھ لین تو پھر کل
صبحکو چلینگے صرصر وصبا رفتار نے کہا حضور ہمارے دلمین یہ ہی کہ دو چار روز یہان تشریف
رکھیے اچھی طرح زیارت کرین غیر مانوس جانکر آج ٹھہرنے نہین دیا کل بوجہ احسن قدمبوسی بھی
ہوگی انھین باتون مین شام ہوئی پہلے مکاندار نے آکر وہ لالٹین روشن کی اب مثل شب اول چوبدار پیادہ ول
کمیدان رسالدار تاجداران جلیل کا تار بندھ گیا جو آیا دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے شب بھر حیرت
صرصر وصبا رفتار تماشا دیکھا کین بوقت سحر فقیر صاحب آئے چند ساعت کھڑے ہوکر چلے گئے حیرت
صرصر وصبا رفتار کو لیکر پھر چلی اندر آکے اُسی طرح شاہ صاحب کو گہوارے مین پایا مگر شعاع نور جمال

سے تمام درۂ کوہ منور ہورہا ہے حیرت کے ہوش اُڑ گئے صرصر و صبا رفتار کو محویت حیرت کو جوش حیرت شاہ صاحب پھر سونٹا ٹیکر اُٹھے تین رات دو دن اسی طرح حیرت بے بسیر کی اب ناچار ہو کے چوتھے دن جو گئین ایک ایک سونٹا بھی کھایا قدمون سے لپٹ گئین نام پوچھا فرمایا ہم خدمتگزار سامری و جمشید ہین اس درے مین سب خداوند تشریف لاتے ہین دو ہفتے یہان آکر آرام کرتے ہین اگر کل آؤ گی ہمکو خواب مین پاؤ گی حسرت دلی تمھاری پوری ہوئی اب طلسم صاف ہو جائے گا کوئی دشمن تمھارا باقی نرہے گا حیرت نے چاہا کچھ تحفہ جات پیش کرے کسی طرح قبول نہ فرمایا حیرت وصرصر و صبا رفتار وہان سے پلٹین حیرت شب کو یاد صورت زیبا مین تڑپی آخر سوچی کہ تیر احسن زاہد کش عابد فریب ہے یقین ہے کہ اُنکو توجہ ہو یہ دو دراندراز ساتھ ہوئی ہین اسوجہ سے وہ شرماتے ہین صبحکو دونون کو سوتے چھوڑا حیرت یکہ و تنہا خوب بناؤ کرکے درۂ کوہ مین آئی دیکھا شاہ صاحب گہوارے مین بیٹھے ہین معلوم ہوتا ہے وقت آرام قریب ہے حیرت جاکر قدمون سے لپٹ گئی بلائین لینے لگی جیسے ہی فرش پر قدم رکھا پاؤن مین کچھ اُلجھا حیرت لہرا کر گری شاہ صاحب نے گہوارے سے کود کر ایک جناب بیہوشی مارا حیرت دھم سے گری بیہوش ہوئی خواجہ نے نزہ کیا حیرت کو اُسی فقیر کی شکل بنا کر گہوارے مین لٹا دیا آپ بشکل حیرت گہوارہ جنبانی کرنے لگا وہان صرصر و صبا رفتار بیدار ہوئین کنیزون سے پوچھا ملکہ کہان گئین سب نے کہا ارے زیارت شاہ صاحب تشریف لے گئین یہ دونون بیقرار ہو کر دوڑین آکے دیکھا شاہ صاحب آرام مین ہین حیرت گہوارہ جنبانی کر رہی ہے یہ بھی دونون آکر تصدق ہوئین کہا اے ملکہ عالم یہ گوہر بے بہا آپکو دستیاب ہوا عالم خواب مین گہوارہ سمیت لیچلین بعد دو ہفتے بیدار ہون گے شاید ہماری خدمت پر رحم آجائے یہ تو زبان معجز بیان سے فرما چکے کہ اب طلسم صاف ہو جائیگا کوئی دشمن باقی نہ رہے گا طلسم کشا جائے قتل سے گا حیرت نقلی نے کہا جو خوشی تمھاری اس گوہر بے بہا کو اس درہ کوہ مین چھوڑنا مناسب نہین ہے یہ کہکر کنیزون کو بلایا گہوارہ اُٹھا کر ایک تخت پر رکھا کنیزون نے تخت کو کاندھا دیا صرصر و صبا رفتار بیٹھکر مگس رانی کرنے لگین اسی طرح باحتیاط قریب قلعہ حیات جا پہونچین حیات جادو کو ہرکارون نے خبر دی آپکی صاحبزادی تشریف لاتی ہین حیات قلعہ حیات سے نکل آیا ایک تخت پر حیرت بصد شوکت ایک تخت پر ایک گہوارہ اُسپر ایک جوان رشک آفتاب تمام

جسم نور کے سانچے مین ڈھلا ہوا گھبرا کے پوچھا بی بی یہ کون بزرگ ہین حیرت و صرصر و صبا رفتار
نے کہا صاحب کشف و کرامات مقبول بارگاہ سامری و جمشید باعث ترقی ہونے دو سو خداوندون
کے یہی ہین وہ کرامتین دیکھین کہ کبھی کتاب مین نہ پڑھی تھین اب بعد دو ہفتے کے بیدار ہونگے
لڑائی تو انکے اشارے سے فتح ہو جائیگی دشمنون کا نام نہ رہے گا ایک قصر معقول مین انکے واسطے
چھپر کھٹ وغیرہ آراستہ کرین گے ہوش رہا مین برکت ہوگی اس لطف سے صرصر و صبا رفتار نے کرامتین انکی
بیان کین حیات کو بھی اشتیاق ملاقات ہوا اپنے ساتھ لیکر قلعہ مین آیا خواجہ نے آکر دیکھا اندر قلعہ کے
حیات جادو نے چند باورچی چند خدمتگار جنسے ضرورت متعلق ہی انکو تو اندر قلعہ کے رکھا ہی کل لشکر بیرون
قلعہ فروکش ہے ایسا یہ قلعہ سحر بند ہے ملکہ بہار وغیرہ مبہوت ایک کمرے مین بیٹھی ہین ایک طرف فقیر کا
گہوارہ باحتیاط لٹکا دیا صرصر و صبا رفتار خدمتگاری مین مصروف ہین دوسرے کو قریب نہین
آنے دیتین تلوے سہلا رہی ہین خواجہ عمرو بشکل حیرت آئے ہین بہار وغیرہ کو جو کمرے مین بیٹھے ہوے
دیکھا تیغ کھینچکر دوڑے آواز دی بابا جان مین ان سبھون کو قتل کرونگی حیات ہان ہان کرتا ہوا
آیا عمرو نے جا کر تیغ گلے پر بہار کے رکھ دیا چپکے سے کہا تم مہر سپہر عیاری کیون ای بہار و باغبان
مین اپنی جان دیکر پہونچا اب کیا تدبیر ہے باغبان نے کہا خواجہ خدا تمھاری آبرو رکھے اس شب
بھر مین اگر کچھ ہوا تو بہا ورنہ پھر کوئی اسکو نہ قتل کر سکے گا انتہا کا ستارہ شناس ہی بڑے کمال سے
قلعہ بنایا ہی افراسیاب بھی اس راز مین شریک ہی ہم تو بیکار ہو رہے ہین اپنی تقدیر کو رو رہے ہین آپ جو
کچھ کیجیے گا اپنے پیش خود سمجھ لیجیے گا حیات نے آکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا بیٹا تم زوجہ بادشاہ
طلسم ہو کل صبحکو ایک جلاد پیدا ہوگا وہ سب کو قتل کرے گا تم کیون تکلیف کرتی ہو ہاتھ پکڑ کے
خواجہ کو باہر لے آیا خواجہ نے کہا بابا جان اس تساہل و تامل مین کام خراب ہوا دشمن کو مہلت دینا
کیسا اسی وقت قتل کیجیے حیات نے کہا بی بی قاعدے کے خلاف ہی انکے قتل کرنے کے لیے جلاد
سحر سے بناؤنگا وہ بذلت ایک ایک کو قتل کریگا خوشامد کر کے حیرت کو تخت پر بٹھایا خواجہ نے
کہا بابا جان ہر منزل ہمارے واسطے منزل اول تھی ہر مقام پہ عیارون نے گھیرا صرصر و صبا رفتار نے خوب
انتظام کیا مین نے آپکی سلامتی کی نذر مانی تھی اسوقت پر پوجا کرونگی موہن بھوگ اپنے ہاتھ سے پکاؤنگی
حیات نے کہا بی بی باورچی موجود ہین کل سامان ضرورت مین نے اندر قلعہ کے مہیا کر لیے ہین حیرت

نے کہا اس پوجے میں کسی کی شرکت نہیں ہوتی آپ کی سلامتی کی نذر مانی تھی باورچیون نے لاکر منقل
آتشین حاضر کی حیرت نے اپنے ہاتھ سے دیگچی چڑھائی روا بھی اپنے ہاتھ سے بھونا موہن بھوگ تیار کیا
ایک ساری آب روان کی نصف باندھی نصف اوڑھی چوکے پر کھڑی ہو کے اس تکلف سے پوجا
کی حیات حیرت کی آن بان دیکھکر تڑپ گیا دل مین کہتا ہے اتنی حیرت تنہائی مین آگئی کیا صورت
دلفریب ہے قلب ناشکیب ہے افراسیاب کو حال بھی نہ دریافت ہوگا حیرت پوجا کر کے چوکے سے
اُتری موہن بھوگ لیکر سامنے حیات کے آئی کہا اے مقبول بارگاہ سامری و جمشید تبرک نوش فرمایئے
حیات نے جوش محبت مین ہاتھ بڑھا دیے موہن بھوگ کھا گیا اُسکا انجام برا ہوا بموجب مثل جلوا
خوردن را روے باید دہ قاتل بیہوشی خواجہ نے ڈالی ہے جیسے ہی حیات نے کھایا موت کا مزا حیات
کو ملا تخت پر بیٹھا تھا گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا ایک ایک لقمہ سکو پہونچایا اس صفائی سے عمرو نے کام کیا
صرصر و صبا رفتار نے بھی کھایا یہ گہوارے پر سر رکھکر بیہوش ہوئین حیات جو بدحواس ہو کر
اُٹھا اتنا تو منھہ سے نکلا کہ اے حیرت اسمین کیا تھا کلیجے مین آگ لگی ہوئی ہے عمرو نے کہا ادبیا سم
قاتل ہے یہ جلوا تیرے ہی قابل ہے حیات اے کہکر گرا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ تمام جسم حیات کا تخت پر بر زمین
پر عمرو خنجر کھینچکر دوڑا بہار و باغبان نے آواز دی خواجہ کیا کرتے ہو یہ قتل نہوگا ایسی کوئی بلا نازل
ہو گی کہ ہماری تمھارے جان پر بن جائیگی افراسیاب بھی آگاہ ہوگا عمرو نے اُسکو جواب نہ دیا ایک خنجر مارا خنجر
مارنا قیامت تھی شانے پر حیات کے خنجر پڑا اوچھا سا زخم آیا بجاے خون کے زخم سے دھوان نکلا اُس
دھوئین سے عمرو نابینا ہو گیا کل سردار اُس دھوئین کی تاثیر سے نابینا ہوے فریاد کرنے لگے خواجہ
تمنے یہ کیا غضب کیا ہمارا کہنا نمانا اب ہمارے جسمون سے چنگاریان آگ کی نکل رہی ہین ہڈیان مثل
شمع و چراغ جل رہی ہین عمرو کی بھی یہ نوبت ہوئی کہ لوٹنے لگا سارے مکان میں دوڑا دوڑا پھرتا ہے
لیسبب نابینا ہونے کے منھہ کے بھل گرتا ہے حیات نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہے شعبدہ سحر حیات عیان ہے
افراسیاب و حیات سے یہ راز مقرر تھا کہ جب حیات پر کوئی وار کرے ایک موتی حیات نے بنا کر
افراسیاب کو دیا تھا آبرو بڑھانے کو یہ ظاہر کر دیا کہ جب کوئی مجھپر ضرب کریگا یہ موتی ٹوٹ جائیگا وہی
ہوا یہان تو عمرو نے خنجر مارا وہان وہ موتی ٹوٹا افراسیاب اے کہکر اُٹھا پر پرواز پیدا کر کے چلا سمجھ گیا
کہ حیات پر کسی نے حربہ کیا یہ چالیسون سردار بہار و باغبان وغیرہ نابینا ٹٹولتے پھرتے ہین عمرو

بدحواس زندگی سے یاس دیوار و در سے سر ٹکرا رہا ہی کہ افراسیاب آگر آسمان پر کرٹ کا دور سے دیکھا
کہ چالیسون سردار مضطر و بیقرار چیخ رہی ہین عمرو دیوار سے سر ٹکراتا ہے کبھی غل مچاتا الٰہی افراسیاب نے
وہین سے نعرہ کیا یہ بھی افراسیاب نے دیکھا کہ جورو میری حیرت بصورت فقیر گہوارے مین بیہوش
پڑی ہی صرصر و صبا رفتار گہوارے پر سر رکھے ہوے بیہوش افراسیاب نے آسمان سے آواز دی اے
باغبان و بہار تمنے بھی عمرو کو نہ سمجھا یا حیات پر ضرب کرنے کا مزہ پایا بوٹیان کھا جاؤنگا صرصر و
صبا رفتار نالایقون نے عمرو کو نہ پہچانا خواجہ بعد مدت تمنے دھوکا کھایا یہ کہتا ہوا کڑکتا ہوا آتا ہے
اسوقت سردارون اور عمرو کی بیقراری تڑپنا پھڑکنا اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین سب سردار
عمرو کو برا کہتے ہین کہ خواجہ تمنے ہمارا کہنا نہ مانا خنجر مار کے مزا اُٹھایا خنجر اُسکو مارا دم پر ہمارے تمھارے بنی
اب افراسیاب آج سبکو مار ڈالے گا حیات بھی جاکر لشکر کو مٹائے گا عمرو جواب دیتا ہی یارو مین یہ سمجھا تھا
بڑی محنت کرکے یہانتک آیا حلوا کھلا کے بیہوش کیا بیہوشی اُسے کھلائی ہوش میرے اُڑے یہ کہکر
پکار اُٹھا اے خالق کارساز اے رب بے نیاز اس جلاد کے ہاتھ سے بچالے تو نے کوہ سراندیب پر وعدہ
کیا مین نے تو تیری چیز کا نام بھی نہین لیا تو صادق الوعدہ ہی تیرا قول سچا ہی میری حماقت پر خیال نکر
کل اہل اسلام قتل ہوجاینگے تو رحم کر عمرو دعاءین مانگ رہا ہی لیکن مہتر قران صاحب نعرہ گران نے جب
اسرار سے خنجر پایا اور تو کوئی تدبیر بن نہ پڑی قلعہ کو تاک کر نقب کھودتے ہوے چلے بہ قدرت پروردگار زیر
تخت آکر دہنہ نقب کا توڑا دیکھا خواجہ نابینا بھاگے بھاگے پھر رہے ہین سب سردار سر پیٹ رہے ہین
پروردگار کو پکار رہے ہین حیات اوندھا تخت پر پڑا ہے بس مہتر قران نے نکلتے ہی گردن پکڑ کے حیات
کو اندر نقب کے کھینچا چھاتی پر چڑھکے نعرہ کیا نعرہ مہتر قران سریع السیر ہون باد بہاری ❊ جہان سرہنگ درخنجر
گذاری ❊ بمیدان اژدر در آتش نشانم ❊ منم قران من شیر نریانم ❊ نعرہ مہتر قران کی صدا قصر مین گونجی
افراسیاب سرحد مین آگیا ہی کہ مہتر قران نے خنجر مارا حیات کا سر کٹا اُسی خنجر سے تھاکتی ادھر تو حیات مرا
افراسیاب سرحد قلعہ مین آچکا تھا مکانات گرنے لگے بہار و باغبان وغیرہ بینا ہوے عمرو کی
آنکھین کھلین افراسیاب تو مکانون سے اپنے کو بچاتا ہوا غل مچاتا ہوا گہوارے پر حیرت کے گرا
باغبان نے جھپٹ کر عمرو کی کمر مین پنجہ دیا چالیس سردارون نے افراسیاب پر سحر کیے ایک نعرہ
جفاے قصر مین مبتلا تھا گرد و غبار مین اٹا ہوا لباس پھٹا ہوا تاج ٹکڑے ہوکر سر سے گرا

سیکڑون انٹیین لشت وپہلو پر پڑین لیکن جورو کی محبت مین گرا حیرت وصرصر وصبا رفتار کو نیچے مین دبا یا نکلتے نکلتے افراسیاب کے قلعہ تو سب گر گیا سردار دور جاگرے چکے افراسیاب نے دیکھا انکا پیچھا نکر سکون گا عمرو کو لیکر بھاگے ہین حیرت کا بھی خوف کہ اس نازک مزاج کا پھر ٹک کے دم نہ نکل جائے کئی دن سے بے آب ودانہ تیر غم کا نشانہ باغ سیب کیجانب بھاگا بدحواس عالم یاس افتان خیزان آکر باغ سیب مین پہونچا حیرت کو ہوشیار کیا حیرت سر پیٹنے لگی بال کھول دیئے کنیزون نے صرصر وصبا رفتار کو ہوشیار کیا افراسیاب بہت خفا ہوا کہا الے خود عمرو کو تم قلعہ مین لے گئی تھین ضرب کرتے ہی مین پہونچا قران نے نقب کھود کر حیات کی گردن اندر نقب کے لی اور باپ کا لاشہ تمھالے وہین پڑا ہوگا اسرار جادو نے بھی نمک حرامی کی خنجر قران کو دیا ورنہ حیات کو کوئی نہ مار سکتا تھا کس ذلت سے موت آئی حیرت نے چند ساحرون کو حکم دیا اندر سے زمین کے لاشہ حیات کا خاک مین اٹا ہوا اُٹھا کر لائے حیرت نے جلوایا افراسیاب نے کہا اب چلکر اسد کو مارتا ہون حیرت کو ساتھ لیکر بارگاہ سرما وابریق مین آیا یہان یہ سب سردار مہ جبین وعمرو کو لیکر بارگاہ اسد مین آئے نہایت خوشی حاصل ہوئی مہتر قران کو بہت بھاری خلعت ملا قران نے دست بستہ عرض کی بڑا کام تو استاد نے کیا ماشاءاللہ کیا نئے طور کی عیاری کی کہ حیرت خود آپکو قلعہ حیات مین لیگئی اب اسکا قصد ہے کہ لاچین سے صلاح کرون کہ سرما وابریق کو شکست دین اپنے کو تا بہ دریاے نیل پہونچائین کہ آمد افراسیاب ہوئی بڑے زور وشور سے آتا ہی سرما وغیرہ استقبال کو نکلے برق کو واسطے خبر کے بھیجا برق بصورت مبدل بارگاہ افراسیاب مین آیا دیکھا افراسیاب بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے سرما وابریق با بدولت کے پاس نامہ آگیا اب سب مسلمان قتل ہونگے جنگی طبل بجواؤن گا ادھر اسد اُدھر افراسیاب آمادہ ہین کہ طبل جنگی بجوائین ذکر انکا بر وقت انشاءاللہ بوجہ احسن تحریر ہوگا

دو کلمہ، داستان حیرت بیان ہفت کوہ زلازل جہان کا تزلزل بن ازلال حاکم ہی لاچین وغیرہ کا بمجبوری وہان جانا عیارون کا بھی وہان پہونچنا و سامان میلا ہفت کوہ زلازل پر وذکر اُن تصویرون کا کہ جو کوب ولاچین سے متعلق ہین لاچین وغیرہ کا مجبور ہونا وعیاری برق وخواجہ وقتل تزلزل بن ازلال ودیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان پر مضامین ہے خمسہ

جبکہ اللہ نے دی آپ کو یکتائی ہو
تمکو دیکھے جو زلیخا بھی تو سودائی ہو
ویسے ہر شخص نہ کس طور سے شیدائی ہو
تم وہ یوسف ہو کہ اندھا بھی تماشائی ہو
دیدۂ حضرت یعقوب کی بینائی ہو

تجھکو ذرہ بھی اگر قصد خود آرائی ہو
خیرہ نرگس کی طرح آنکھ سے بینائی ہو
جلوۂ طور ترے حسن کی زیبائی ہو
بند جلوے سے ترے چشم تمنائی ہو
غش کرے موسی عمران جو تماشائی ہو

مرگ کا خوف نہین عشق مین جب ہو کامل
ہے بہت عاشق بیتاب کا جینا مشکل
روز اک تازہ بلا ہوتی ہے سر پہ نازل
فتنۂ زلف و رخ یار سے بچ جاے جو دل
قد بالا کی بلا آفت بالائی ہو

جسکو منظور ہو یہ قدرت باری دیکھے
آنکھین کھلجائین جو رستے مین سواری دیکھے
باتین اعجاز کی وہ آپ مین ساری دیکھے
مردہ جی اُٹھے اگر شکل تمھاری دیکھے
کور کو گرد قدم سرمۂ بینائی ہو

مین نے جسوقت سے ہی آپکو دیکھا صاحب
ایکدم بھی نہین اب ہمکو گوارا صاحب
دلکا اُسوقت سے ہی اور ہی نقشا صاحب
بے تمھارے کسے منظور ہے جینا صاحب
جان دون مجھکو اگر صدمۂ تنہائی ہو

حوصلہ باقی نہین ہے مرا غم کھانے کا
اسکے بے دیکھے یہ دل چین نہین پانے کا
قصد ہستی سے ہے اب ملک عدم جانیکا
وعدہ ہو میرے مسیحا سے یہان آنے کا
ایکدم اور نہ آئے جو اجل آئی ہو

ہم کہے دیتے ہین تم کانون سے اپنے سن لو
سنگ اطفال سے فرصت نہین دم بھر مجھکو
اب نکل جائینگے اس شہر سے ہونی ہو سو ہو
وحشت دل کے تقاضے ہین کہ صحرا دیکھو
پاؤن کہتے ہین کہان بادیہ پیمائی ہو

موج ہر اشک سے ہی مار سیہ پیش نظر
بحر اشک آنکھ سے رہتا ہے روان آٹھ پہر
زہر افعی نہین ممکن کہ کرے مجھپہ اثر
دم افعی نہین زلفونکے تصور سے بتر

کچھ خطر اوس سے نہین سانپ جو دریائی ہو

حشر کے دن جو ترے ظلم کے مارے اُٹھین
مُردے زندونکی طرح قبرونسے سارے اُٹھین

شعلے آتش کے عجب داغونسے پیارے اُٹھین
تارے نکلین جو مرے دلسے شرارے اُٹھین

آہ کھینچون تو دھوان گنبدِ مینائی ہو

اپنے بیمار کی آکر تو خبر لی ہوتی
اِک گلوری تو بنا کر کبھی بھیجی ہوتی

اپنے عاشق کی بھی خاطر تو کبھی کی ہوتی
جھوٹے وعدونسے نہین دلکو تسلی ہوتی

صاف کہدیجیے جو آپ نے ٹھہرائی ہو

وسے جبکو یہ نشیلی تری بھائین آنکھین
دیکھکر ساغرِ مے اشک بہائین آنکھین

اوسکی نظرونمین کسیکی نہ سمائین آنکھین
ہجر ساقی پہ اگر رونے پہ آئین آنکھین

بطِ مے اشکونسے مرغابی دریائی ہو

گل خورشید بھی بہتر نہین اون گالون سے
مرگ آجائے تو چھُٹ جاؤنمین جنجالون سے

ہر سیاہی شب تاریک مین کم بالون سے
تو اگر پاس نہو حشر کرون نالون سے

شبِ یلدا اے قیامت شبِ تنہائی ہو

حور و غلمان کو بھی نسبت نہ تری حسن سے دین
نور اے غیرتِ خورشید کہان یہ مہ مین

دیکھنے آئین جو پریان تری شہرت سُن لین
تو جو نکلے تو ملک جھُک کے فلک سے دیکھین

حورین غرفون سے گرین خلق تماشائی ہو

کسطرح جان بچے اے بت کافر تجھ سے
آنکھ کہتی ہے کوئی سحر تو دیکھے ایسے

ایک سے ایک زیادہ ہین لہو کے پیاسے
ابرُون کا یہ اشارہ ہے کہ تلوار چلے

صفِ مژگان یہی کہتی ہے صف آرائی ہو

قیس و فرہاد بھی عشق مین ہین ہون افزون
ہجر مین مقطع اُستاد پڑھا کرتا ہون

ایکدم اوس سے جدائی ہو تو حیدر نہ جیون
فرقتِ یار مین اے برق اگر نالے کرون

سببِ صبح قیامت شبِ تنہائی ہو

چہرہ نقاشان نقوش سحر و ساحری و مصوران تصویر دلپذیر افسونگری نقشہ داستان شوکت بیان

صفحہ قرطاس پر یون تحریر کرتی ہین قطعہ	نغمہ سنجان گلشن حیرت	گلعذاران باغ باشوکت
زمزمہ جیب قلم کا سنتے ہین	پھول باغ سخن کے چنتے ہین	شہنشاہ لاچین وغیرہ صلاح

کرکے چلے کہ جس طرح نبے افراسیاب سے لڑین اپنے کوتا بہ دریاے نیل پہونچائین برق براے
خبر دربار افراسیاب مین آیا ایک طایر نے افراسیاب کی گود مین نامہ گرایا افراسیاب
نے نامہ پڑھکر سر مارا بیرلیق سے کہا وہ مارا اب لاچین وکوکب کیونکر جان بچائینگے میرے
دوست صادق محب واثق تزلزل بن انزلال جادو مالک ہفت کوہ زلازل نے تاریخ
جشن میلہ قرار دی مابدولت جاتے ہین تم بھی براے تماشا آو مصور سے کہا مرشدزادے تشریف
لائینگے یہ کیفیت دیکھنے کی ہے لاچین وکوکب وبران وبہار وباغبان وغیرہ مع جہاندار شاہ
سترہ سو تصویرین سب سردارون کی اوسکے پاس موجود ہین جو بدعت تصویر دیر کریگا وہ صدمہ صاحب
تصویر کو پہونچیگا سب سرکش قدمو پر گرینگے اوسکو بھی انتہا کا ملال ہے سبکو پھونکدیگا یہ کہکر اوسیوقت
تخت پر سوار ہوا مع حیرت ومصور وبارہ ہزار فوج طرف کوہ زلازل کے روانہ ہوگیا
برق نے یہ خبر آکر لاچین وغیرہ سے کہی سب سردارون کے منھ پر ہوائیان اوڑنے لگین ہر ایک کا یہی
قول تھا کہ وہان کچھ زور نہ چلیگا سبکی تصویرین اوسکے پاس ہین یہ ذکر تھا کہ ایک شتر سوار نے آکر لاچین
کو بھی نامہ دیا اوس مین مرقوم تھا سب صاحب میلے مین تشریف لائین لاچین وکوکب وبران و
بہار سرخ مو وملکہ جہاندار ومعمار وغیرہ لرزان وترسان چار سو سردار پانچ ہزار ساحران نامدار ساتھ
لیکر اوٹھے اسد سے کہا غلام رخصت ہوتے ہین اب دیدار ہمارا آپکا قیامت پر گیا وہ بیچیارا اپنی ہی
پرستی کہیگا ہم انکار کرینگے وہی باعث خرابی ہے خواجہ عمر وبرق وقران کو لیکر اوٹھے کہا اے شہنشاہ
چلیے ہم بھی وقت پر آجائینگے سردار روانہ ہوے لشکر اسد مین سناٹا ہوگیا بعد انکے خواجہ بھی مع
برق وغیرہ روانہ ہوے یہان تزلزل بن انزلال نے گنبد سامری مین تصویرین سب سردارون
کی لگائی ہین سامنے وہ شجر ہے عین میدان مین کہ جیسے شجر پرست وزیر تزلزل اس شجر کی پرستش
کرتا ہے خاقان ہفت اقلیم جمع ہورہے ہین کہ تزلزل کو خبر پہونچی شہنشاہ طلسم ہوشربا
آگئے ہین بڑے اعزاز واکرام سے تزلزل نے لاکر اپنی بارگاہ مین پہونچایا افراسیاب
نے کیفیت بغاوت لاچین وکوکب وبربادی طلسم ہوشربا بیان کی تزلزل نے کہا مین سب

صاحبون سے بدلا لونگا اس ذلت سے قتل کرون کہ تا قیامت یاد کرین یہ ذکر تھا کہ ہرکارون
نے خبر دی شہنشاہ لاچین و کوکب وغیرہ بھی مع سردارون کے آگئے تتر لزل نے بارگاہ سے نکلکر
دیکھا کہ لاچین و کوکب و جہاندار تخت پر گرد چار سو سردار پشت پر پانچہزار ساحران نامدار
بارگاہین اترو درون پر لدی ہوئین اس دھوم سے آکر پہونچے بکراہت تتر لزل نے استقبال کیا اوس
وقت کچھ سوال وجواب نہین ہوا تتر لزل نے اپنی بارگاہ مین دیکھا مشتاقان زیارت خداوند بھی
لاکھون آدمی چلے آتے ہین جیجون وزیر تتر لزل انتظام کرتا پھرتا ہی شام کو لاچین وغیرہ دربار مین
بیٹھے ہین کہ برق وغیرہ آکر پہونچے لاچین نے کہا اے عیاران نامی یہان عیاری کرنیکا ارادہ
کرنا غضب ہوجائیگا خواجہ نے برق سے کہا ابے سنتا ہی معاملہ خراب نہ کرنا جو عیاری خراب ہوئی تو
ماری کوڑون کے کھال گرا دونگا برق نے کہا استاد مجھے کیا مطلب ہے مین کیون عیاری کرنی لگا کہین
یہان سے چلا جاؤن عمرو نے کہا آپ براے حفاظت اسد جایئے میلے کا حال سنا دوڑے آتے ہین مین نے
دیکھا تو مرچیرا بنا ہوا پیسا مانگتا پھرتا تھا برق نے کہا استاد مین تو ابھی بارگاہ سے نہین نکلا عمرو
نے کہا تو چوٹٹا ہی میلے مین جیب کترینگا گٹھریان چرائیگا پکڑا جائیگا تو مین دخل نہ دونگا برق منھ پھلائے
ہوئے باہر نکلا خیال مین گذرا ابھی چلکر تتر لزل کو مار ڈال یہ سوچکر کنارے آیا رنگ روغن عیاری
کا لگا کر شہنشاہ لاچین کی شکل بنکر تیار ہوا دربارگاہ تتر لزل پر آیا تتر لزل اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا
چوبدار نے خبر کی شہنشاہ لاچین براے ملازمت حاضر ہین تتر لزل بھول گیا کہا بلا لو لاچین
نے اندر آکے تتر لزل کو سلام کیا ہاتھ باندھ کر کہا ہماری خطا معاف کیجیے تتر لزل نے کہا آپ
نے بڑا غضب کیا مذہب جدوآبا چھوڑا لاچین نے کہا یہ سراسر خلاف ہے افراسیاب نے ہمکو قید
کیا اسد نے چھوڑایا انکی خاطر سے حقیر نے یزدان پرستی اختیار کی ایسے ہم کیا نادان ہین یوہ سے
دوسے کو چھوڑ کے ایک کی پرستش کرتے تتر لزل نے خوش ہوکر اپنے پہلو مین بٹھا لیا کہا مین
افراسیاب سے صفائی کرا دونگا لاچین نے کہا ایک جام محبت میرے ہاتھ سے نوش فرمائے
کہ میرے دل کو یقین ہو تتر لزل نے جام پیا بیہوش ہوا نعرہ ہوا انم مہتر برق فرنگی تتر لزل
کو ایک صندوق مین بند کیا آپ اسکی صورت بنکر باہر نکلا منظور ہوا گنبد مین جاکر تصویرین نکال
لاؤن سکو جلادون خاتمہ ہوجاے قریب گنبد آیا دیکھا رات کو گنبد معلوم نہین ہوتا وہ تاریکی ہے

کہ نمونہ پردہ ظلمات سیاہی خال زنگی ادمی اندھیری کے سامنے بات بدحواس ہوکر پلٹا حیران ہی کہ ای
برق اب کیا کرون اتنی بڑی عیاری کی مگر کوئی مطلب نہ نکلا پلٹا ہوا جاتا تھا راہ مین بارگاہ افراسیاب
ملی گھس پڑا افراسیاب نے تعظیم کی پہلو مین جگہ دی اب برق نے جام بھر کر ایک حیرت
کو دیا ایک افراسیاب کو پلایا یہ دونون بھی گر کر بیہوش ہوئی برق نے چاہا انکو قتل کرون جب
طرف افراسیاب کے چلا یہ بھی برق سوچا کہ افراسیاب بادشاہ ہوشربا سحر ساحری مین یکتا ہی
اسکا قتل ہونا دشوار ہی استاد سے بھی اکثر سنا کہ جب افراسیاب بیہوش ہوتا ہی چونکہ طلسم بند بادشاہ
خود پسند ہے نگہبان اسکے چہار جانب سے دوڑ پڑتے ہین ہر طرح اپنے مالک کو بچاتے ہین شعبدہ
سحر و ساحری دکھاتے ہین مگر دلکو مضبوط کر کے اِن اعتراضات کو فراموش کیا جھپٹ کے بڑھا
جسم مین رعشہ آیا زمین کانپی لڑکھڑا کے گرا وہان جیحون شجر پرست نے جاکر تزلزل کو ہوشیار کیا
وہ غصے مین وہان سے چلا دربار افراسیاب مین آکے نعرہ کیا برق نکلکر بھاگا تزلزل نے
پیچھا کیا راہ مین ایک مقام پر برق زنار کا تزلزل نے سحر کیا برق کے پانون زمین نے تھام لیے
تزلزل جھپٹا بہار طلائے پر بھی ہلڑ سنکر اسوقت آئی کہ تزلزل برق کو قتل کیا چاہتا ہی جیحون
شجر پرست آگے بڑھا ہوا آتا تھا بہار نے گلدستہ مارا جیحون کا قلب اولٹ گیا بہار نے برق
کو تو بچا لیا جیحون سے اشارہ کیا تزلزل کا سر کاٹ لے جیحون جا پڑا تزلزل پر برس پڑا کہ
تزلزل منع کرتا ہے ای وزیر اعظم خیر تو ہے جیحون جوش محبت بہار مین اچھل پڑا ابھی جستجو ہے کہ
تزلزل کا سر کاٹ لون آبرو عشق کی رہے وہان افراسیاب ہوشیار ہوا اسوقت پہونچا کہ
جیحون جوش مین تزلزل سے لڑ رہا ہی تزلزل حربے روکتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا آتا ہی صرصر نے بڑھ کر
خبر دی اے شہنشاہ بڑا غضب ہوا جیحون پر سحر چلگیا تزلزل سے لڑ رہا ہی افراسیاب
نے آکر جیحون کا سحر اوتارا تزلزل کہتا ہوا پلٹا اب ایک کو زندہ نچھوڑونگا صبح کو بہار نے
یہ خبر بین شہنشاہ لاچین و کوکب سے کہین لاچین نے منہ پیٹ لیا کہا خواجہ کو بلاؤ بڑا غضب
ہوا شاید وہ کسی طرح عجز کو ہمارے مانتا اب تو اسکو ذلت فاش ہوئی خواجہ کو ہر چند
ڈھونڈھا نپایا ایک ساحر نے آکر نامہ دیا لاچین نے پڑھا طرف سے خواجہ کے لکھا تھا مین
طرف خانہ کعبہ کے جاتا ہون برق و بہار نے مقدمہ بگاڑ دیا کوکب کا قلب تھرا گیا رنگ بہار

و باغبان اُڑا شعیر رعد و برق تڑپنے لگے کہ چوبدار نے آکر عرض کی شہنشاہ ترلزل گنبد مین تشریف لے گئے ہین آپ سب صاحبون کو بلایا ہی لاچین و کوکب و بہار و باغبان و جہاندار و عمار لرزان و ترسان اوس دربار کفر مدار مین آئے دیکھا ترلزل غصے مین بیٹھا ہی افراسیاب ایک جانب جیسے ہی لاچین وغیرہ آکر بیٹھے سترہ سو تصویرین گنبد مین نصب ہین کہ ترلزل نے کہا کیون اے لاچین و کوکب مین سب صاحبون سے پوچھتا ہون کہ آپ لوگون نے مسلمانونکا کیون ساتھ دیا دین قدیم کو مٹایا خداوندونکا خوف نہ آیا بس بہتر یہ ہے کہ آپ لوگ افراسیاب سے خطا معاف کرائین ورنہ ابھی سبکو پھونک دونگا بہت ذلیل کرونگا کوئی اور تو جواب نہ دے سکا لاچین نے غصے پر ہاتھ ڈالا جواب دیا ای ترلزل ہمارے ساتھ افراسیاب نے جو کچھ کیا تمپر خوب ظاہر ہی لیکن افسوس ہے کہ تمنے عدالت نہ کی ہماری سلطنت نہ دلوائی ترلزل نے کہا آپ کی جانب سے کوئی مدعی نہ تھا اس مقدمے مین افراسیاب دعویدار ہے سامری و جمشید ہمکو قاضی محکمہ سامری لقب دیگئے ہین جو خلاف شریعت کریگا سزاے معقول پائیگا کوکب وغیرہ کے رنگ اُڑے ہوئے ہاتھ پانون مین رعشہ پڑا ہوا ملازمان ترلزل ہر تصویر کے پاس کوڑے لیے کھڑے ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ اب یہ حکم دیگا ہمپر کوڑے پڑینگے یا سر کٹینگے مگر لاچین برابر جواب دے رہا ہے وقت امید و بیم ہے سب کو یہی یقین ہی کہ بذلت مارے جائینگے تحریر کر چکا ہون گنبد سامری سے دو سو قدم آگے بڑھکر ایک شجر واقع ہوا ہے کہ کل شجر پرست اسی مقام پر جمع ہین جیحون شجر پرست وزیر ترلزل وہان کا منتظم ہے وقت پوجا پاٹ کا وہی ہے نوبت نقارے بج رہے ہین کل میلہ جمع ہے ہزارہا زن و مرد سامنے دست بستہ اس شجر کے استادہ ہین زیر شجر گھنٹہ نواز ہار پھول پھینک رہے ہین یکایک غُل ہوا لوگ دوڑے ہوئے سامنے ترلزل کے آئے خود جیحون گھبرایا ہوا حاضر ہوا کہا اے شہنشاہ دشمنون کو پھر سزا دیجیے گا سو برس تک مینے شجر کا پوجا کیا آج پھل ملا شاخ شجر سے صورت سامری پیدا ہوئی ایسا ظہور کبھی نہ ہوا تھا صاف ظاہر ہے کہ خداوند شجر و سامری ایک ہین ہمارے اعتقاد نیک ہین یہ سنتے ہی ترلزل و افراسیاب وغیرہ سب دوڑے جب سب باہر نکل آئے خاص و عام روشن ہی ترلزل نے گنبد مین قفل لگایا آگے ترلزل و افراسیاب نے دیکھا تمام عالم زیر شجر جمع ہی شاخ

نخل سے ایک چہرۂ رشک آفتاب ظاہر ہوا آواز دے رہا ہے منم خداوند سامری سب تو واسطے سجدے کے جھکے لیکن صرصر نے کہا سب دیوانے ہوئے ہین یہ ساربان زادے کا شعبدہ ہے اس تصویر سے نعرہ ہوا و بد اعتقاد تیری شامت آئی ہی ہمکو عمرو تباتی ہی صرصر تو پیچھے ہٹی سب سجدے مین جھکے ہوئے خداوند خداوند کر رہے ہین منظور تو یہی تھا کہ تھوڑی دیر کے لیے گنبد سے سبکو نکالے کام کرنیوالا اپنا کام کرے گا جب صرصر نے دور سے جاکر پھر بھی کہا ارے یارو اس تصویر کو ہٹاؤ سحر کرو کبھی خداوند سامری کو آج تک نہ دیکھا سراسر عیاری و مکاری ہی یہ جو صرصر نے کہا چند ساحرون نے سر اوٹھایا یا تو صرف چہرہ تھا اب جسم بھی ظاہر ہوا شاخ نخل سے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار نعرہ کرکے جال مارا زیر شجر کا مال سجدہ کرنے والون کے تاج لیکر گلیم اوڑھکر غائب ہوا اب جو سب اوٹھے سب نے اپنے سر برہنہ پائے تزلزل نے کہا اب گنبد مین چلکر سبکے سر کاٹ ڈالونگا اسی جوش مین جاکر دروازہ کھولا دیکھا تصویرین ندارد مہر نقب کا لگا ہوا ہی جیحون نے کہا ارے غضب ہوا کوئی تصویرین نقب دیکر لیگیا سبکے پہلے جیحون جوش مین نقب مین پھاندا عقب مین تزلزل بن ازلال و افراسیاب وغیرہ سب آتے ہین جیحون نے دیکھا مہتر قران صاحب بغدۂ گران تصویرونکا پشتارہ لیے ہوئے جاتا ہے جیحون نے وریاولی دکھائی سحر کیا مہتر قران کی پشت سے پشتارہ تصویرونکا گر پڑا اور قران کے پاون زمین نے تھام لیے جیحون تیغہ کھینچکر دوڑا کہ قران کو قتل کرون تصویرون کو اوٹھاون کہ ایک ساحر دوڑا ہوا قریب جیحون کے آیا کہا اے وزیر اعظم آپنے بڑا دھوکا کھایا خداوند شجر کی خدائی مین شاخ پیدا ہوئی کیا پھل طاغیچہ آرزو نہ کھلا صورت دیکھکر بھول گئے عمرو نے سب لوٹ لیا دیکھیے وہ عمرو آتا ہے جیحون پلٹا ساحر نے لپٹ کر خنجر مارا نعرہ کیا منم عیار مہتر برق فرنگی جیحون کی آبرو مٹی واصل جہنم ہوا قران خوف ساحران سے الگ ہوا پشتارہ تصویرونکا زمین پر پڑا ہی تحیر ہونے لگے لاچین و کوکب نے آکر زمین ہلا دی بہار گلعذار کا گلدستہ چلا برق لامع تڑپی رعد گرجا زمین تھرائی نعرۂ مردان عالم کی صدا آئی مراد یہ ہی کہ وہ تصویرین ایک چادر مین بندھی ہوئی وسط میدان مین پڑی ہی ہین افراسیاب چاہتا ہی مین قبضے مین

کرون لاچین وکوکب جان دینے پر آمادہ ہین تنزلزل بن ازلال نے بڑے بڑے سحر کیے
استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ تین شبانہ روز سامنے گنبد کے تلوار چلی لڑائی سحر کی ہوئی
تصویرون کا گٹھا ویسہی طرح پڑا ہوا ہے تیسرے دن تنزلزل نے پکار کر آواز دی ای ساحران
سامری پرست واے پہلوانان زبردست لاکھون ساحر اس مقام پر جمع ہین نصف سلطنت ہفت کوہ
تزلازل دونگا جو کوئی پشتارہ ان تصویرونکا اوٹھائیگا ایک ساحر پرے سے نکلا کہا حضور ابھی لاتا ہون
دور سے جاکر اس ساحر نے تصویرون پر جال مارا افراسیاب نے شاید صرصر کے کہنے سے پہچانا سحر گیا
ٹھہر و لڑ کھڑا کے گرا لاچین نے جھپٹ کے سحر اوتارا عمرو نے حقہ آتشبازی کا تصویرون پر مار دیا
اور نعرہ کرکے بھاگا تنزلزل نے سرپیٹ لیا کہا ارے یارو میرا اشرف سٹا طرف عمرو کے دوڑا تیغہ
کھینچکر کوکب سد راہ ہوا تصوین جلکر خاک ہوئین کوکب و تنزلزل سے تلوار چلی افراسیاب نے تنزلزل
کی شراکت کی لاچین براے مدد کوکب پہونچا للکارا او نمکحرام شرم نہین آتی خدا کی قدرت کو دیکھ
جن تصویرون پر ناز تھا ان تصویرونکا کیا نقشہ ہوا افراسیاب نے شرم کے منھ پھیرا لاچین نے بڑھکر
تنزلزل کو روکا لاچین و تنزلزل سے گفتگو بھی ہوئی تھی تنزلزل نے غصے مین ہاتھ تلوار کا مارا
لاچین نے نعرہ کوہ شگاف کیا زمین تھرائی ایک پری ناچتی ہوئی تنزلزل کے سامنے آئی خوشنوا
شیرین ادا تنزلزل ادھر پلٹا لاچین نے پیترہ بدل کے ہاتھ مارا تنزلزل ایسا پریزاد کو دیکھکر
مبہوت ہوا تھا سپر بھی نہ اوٹھائی بلکہ بحبت مین اوس پریزاد کی یہ اشعار پڑھے

نظم

نہ کسیکی زلف سے کام تھا نہ کسی کا گیسو دوام تھا	تجھے تو فراغ مدام تھا مگر ابکی پیچ مین آگئے
کھڑے پوچھتے ہو ہین کسکے گھر ہی عاشقونکی تو ہین مگر	اونھین بستی والونکے تھے جگر جو تمھاری داغ اوٹھا گئے

پلک جھپکتے ہی تیغہ لاچین پڑا تنزلزل کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا گنبد سامری گرا وہ
نخل جلا شجر پرستون کو بھی پھل نہ ملا شاخ بدعت قلم ہوئی آوازین مختلف آنے لگین بعد عرصہ
دراز آواز آئی کشتی مرا نام من تنزلزل بن ازلال بوجہ حیرت نے افراسیاب سے کہا اب کدو کاوش
بیکار ہی نکل چلیے افراسیاب نے حیرت کو بچے مین دبایا مع چندے زرا سحر کرکے بلند ہوا اراہ مین جاکر
تخت تیار کیا اوسپر سوار ہو کے طرف باغ سیب کے روانہ ہوا شہنشاہ لاچین بفتح فیروزی آکر
داخل لشکر ظفر اثر ہوے افراسیاب نے فوج گران مقابلہ اسد مین بھیجی کہ یہ لوگ آگے بڑھنے نہ پائین اسطرح

فراق مین اپنے ماموں جان کے بیمار ہو گئے ہین اس وجہ سے سفر معطل رہا ان سب کو
اس حالت مین چھوڑیے وقت پر انکا ذکر تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے زخمی ہو کر بارگاہ خورشید سے نکل گئے ہین پہونچنا اونکا دہنہ طلسم خورشید نگار پر و داخلہ اس طلسم عجائب وغرائب مین و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان پر مضامین ہے ساقینامہ مصنف

ابر ہے آسمان پر چھایا
دل قمر کا یہان بہلتا ہے
رنگ فکر رسا بدلتی ہے
عندلیب چمن کو رشک آیا
کدہر ہے مرے ساقی گلعذار
کہ تحریر کرتا ہے حال بدیع
بدیع الزمان گرد لشکر شکن
مہ پر ضیاے سپہر کمال
قمر توسن کلک کی باگ پھیر

دیگر

ساقیا موسم بہار آیا
عندلیب قلم ہے نغمہ سرا
لو ہوائے بہار چلتی ہے
نہالان گلزار ہین سبز پوش
دکھا مجھکو باغ سخن کی بہار
قمر کو نہ مہلت ملی بات کی
گل گلشن حمزہ تیغ زن
وہ شیر ژیان مائل رزم ہے
کہ سیر طلسمات مین ہو نہ دیر

گلشن نظم و نثر کھلتا ہے
چہچہہ زن ہے مرغ طبع رسا
باغ فکر قمر شگفتہ ہوا
ہر اک سر کو بحر الفت کا جوش
ہر اک مرتبہ ہے نہایت رفیع
کرون سیر چلکر طلسمات کی
نہال گلستان جاہ و جلال
طلسمات کا عزم بالجزم ہے

چہرہ رہروان منازل پر ہول جادو تقریر و قطع کنندگان مراحل سطر اشہب کلک جواہر سلک کو راہ عجائب وغرائب مین جولان کرتے ہین شعر سخن سازیکہ معنی ساز کردہ ؛ سخن را انچنین آغاز کردہ ؛ واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ طلسم ہوش ربا مصنف صاحب اصلی نے لبعد شدّ و مد تحریر فرمایا حقیر نے جو دیکھا بدیع الزمان گرد لشکر شکن ہوشربا مین قید ہو کر آئے اسد ہی کے ہمراہ رہے کوئی کار نمایان انکے ہاتھ سے سرزد نہ ہوا ملّا فیضی صاحب وغیرہ نے جو ہفت دفاتر نوشیروان نامہ وغیرہ تحریر فرمائے بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے بہت مرتبے بڑھائے کوچک باختر بالا باختر مین بدیع الزمان و قاسم نے بڑی بڑی لڑائیان فتح کین سرفتنہ ملک سنجان لقب پایا حقیر کو حفظ مراتب کا خیال آیا کہ اسد بھلے ہین بدیع الزمان فرزند صاحبقران کے ماموں اتنے بڑے طلسم ہوشربا مین کوئی لیاقت نہ پائین لیس حقیر نے داستانین خورشید روشن ضمیر کی

تصنیف کین برائے بدیع طلسم خورشیدنگار قرار دیا حال بغاوت بھی ناظرین پر کھل گیا کہ خورشید اہل اسلام کا دشمن ہے بڑے کوکب رہزن ہے اب اس طلسم کو ناظرین بانصاف ملاحظہ فرمائین کہ حقیر نے کس شرح و بسط سے اس طلسم جادو تقریر کو تحریر کیا بدیع الزمان گرد لشکر شکن زخمی ہوکر بارگاہ خورشید سے نکلے شب تیرہ و تار مین کسینے تعاقب نہ کیا ایک امراور گذارش کرنا ضرور ہے ملا فیضی کی پیروی کرنا داستانسرا کو واجب و لازم ہے ہمچشمی بدیع و قاسم کی خوب خوب تحریر کی انشاءاللہ اس طلسم مین بوجہ احسن داخلہ قاسم بھی ہوگا لطف ہمچشمی ملیگا ناظرین کا غنچہ آرزو کھلیگا بدیع نے اپنی زخم دوری کی ایک جانب یکہ و تنہا چلے رونیکی آواز کان مین آئی ظاہر ہوتا ہے کہ تمام مرد رو رہے ہین بدیع الزمان نے اگر دیکھا ایک چہار دیواری باغ کی ہے دروازہ باغ کا کسی جانب نہین ہے صرف زیر دیوار سات سیڑھیان ہین چالیس لاشے زیر دیوار رکھے ہین ہر ایک کے سینہ پر زخم تیر کا معلوم ہوتا ہے ایک جوان تاجدار باشوکت مع بارہ ہزار جوانون کے کھڑا ہوا اُن لاشون سے لپٹ لپٹ کر رو رہا ہے بدیع الزمان حیران قریب اس جوان باشوکت کے آئے بمحبت فرمایا اے برادر کیا معرکہ ہے ان شیرونکو تمھارے کسنے قتل کیا تم بھی سپاہی وضع ہو کسوجہ سے مجبور ہوئے وہ جوان نہایت متردد تھا مگر جمال باکمال بدیع الزمان دیکھکر مثل آئینہ حیران پوچھا حضور کا نام نامی کیا ہے بدیع نے اپنا نام مع حسب و نسب ظاہر کیا یہ سنتے ہی اس جوان خوشرو نے دامن دولت بدیع تھام لیا کہا حضور سے عرض کرنے مین لطف ملیگا آپ نے اور آپکے بزرگون نے بندگان خدا کی مشکلین اکثر حل کین اگر اس باغ کا حال مفصل بتلائیے مین مع اپنی فوج و اہالیان شہر دائرہ اسلام مین آؤن اے شہریار نام اس حقیر کا مہران قومی باز و ہے یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعہ خورشیدیہ کہتے ہین خورشید شاہ حقیر کا باپ ہے میرا مزاج شکار دوست واقع ہوا اکثر جابجا اڑا بڑے بڑے پہلوانون سے معرکہ پڑا کل اس صحرا مین شکار کو آیا لشکر مین پانی نرہا جستجوے آب مین قریب اس باغ کے پہونچا پیاس کے مارے میرا عجب حال تھا اس باغ منحوس کا پتا پایا اسجانب آکر یہ سات سیڑھیان دیکھین رفیق میرے ایک ایک رستم خصال صاحب جاہ و جلال انھون نے کہا ہم جاکر اندر سے باغ کے پانی لائین ایک جوان سیڑھیونکو طے کرکے سر دیوار پر پہونچا باغ سے کسی باغی نے تیر مارا سینے پر اس جوان کے پڑا بیجان ہوکر زمین پر گرا دوسرا جوان گیا اُسپر بھی تیر پڑا اسی طرح چالیس

شیر دلیر بجھا تیر سے مارے گئے اب کیسکا حوصلہ نہین پڑتا کہ سر دیوار پر جاے حضور بتلائین کہ کون تیر
مارتا ہے بدیع الزمان نے کہا ہم ابھی جاتے ہین تیر مارنیوالیکا سر لاتے ہین یا اپنی جان دینگے مہران قوی بازو
نے کہا مین تو سپاہی دوست ہون بے سبب آپکی جان لینا نہین چاہتا جب کوئی مقدمہ عجائب و غرائب واقع
ہوتا ہے آپکے بزرگ کیا کرتے ہین بے سمجھے آپ جائینگے اُس خطاکار کے ہاتھ سے مہلت نہ پائینگے سمجھا کر
بدیع الزمان کو اپنی بارگاہ مین لایا بدیع الزمان نے کہا مین صبحکو ضرور جاؤنگا مہران قوی بازو
جوش محبت مین کہتا ہے مین آپ کو ہرگز نہ جانے دونگا کوئی شرف حاصل کیجئے تو جائیے اس شب کو
مہران نے بڑے تکلف سے دعوت کی اس خیال مین بدیع الزمان سوئے کہ اس مقام پر اگر خواجہ عمرو
ہوتے کوئی تدبیر ایسی بتاتے کہ مین زندہ داخل باغ ہوجاتا شرف اسلام مین فرق نہ آتا یکایک خواب
مین خواجہ کو دیکھا کہ سامنے کھڑے پوچھتے ہین اے فرزند کیا تردد ہے بدیع نے تمام حال بیان کیا عمرو
نے کہا میرے خیال مین آتا ہے کہ بانی عجائب و غرائب نے ساتون سیڑھیان بطور ترتیب بنائی ہین
ایک سیڑھی پر قدم رکھنا اور چھ کو پھاند کر سر دیوار پر پہونچنا ترتیب ناممکن ہوگی خطاکار تیر نہ مار سکیگا بوقت
سحر بدیع الزمان نامور خوشی خوشی اُٹھے سلاح ذات پر آراستہ کئے مہران سے کہا او برادر خدا حافظ
اب ہم تمھاری شرط پر جاتے ہین اگر حیات مستعار باقی ہے خبر لیکر آتے ہین یا قضا دامنگیر
ہوئی ہمارے قتل کی تدبیر ہوئی مہران بہت بیقرار ہوا کہا حضور نے غلام کو تسکین ندی کہ آپ
تیر سے کیونکر بچینگے بدیع الزمان نے کہا خواجہ عمرو ہمارے عم نامور ارسطو فطرت لقمان حکمت
تدبیر بتلا گئے انشاءاللہ باغ مین زندہ پہونچ جائینگے مہران رو تا رہگیا دامن تھام کر کہا مین نہ
جانے دونگا اپنے بزرگان دین سے طلب مدد کیجئے بدیع نے خیمے مین ایک سجادہ بچھایا رو کر دعا کی
اے بے نیاز مجھکو معلوم ہو کہ باغ سے کون تیر مارتا ہے ایک بزرگ نے خواب مین آکر فرمایا پہلوی باغ مین
جو کوہ ہے اُسپر جا کر ٹھہرو دیوارین باغ کی بلند ہو جائینگی یہ اسم تمکو بتلاتے ہین اس اسم کو پڑھنا
اسکی برکت سے دیوارین پست ہونگی مہران ایک گنہگار کو بھیجے تم تیر مارنیوالے کو دیکھ لینا بدیع
نے چاہا کچھ اور پوچھیے آنکھ بدیع الزمان کی کھلگئی بدیع نے تمام و کمال کیفیت خواب مہران
سے بیان کی کہا ہم اس پہاڑ پر جاتے ہین تم ایک گنہگار کو بھیجنا ہم تیر کے مارنے والیکو دیکھ لینگے
پھر جا کر علاج کرینگے بدیع بر سر کوہ آئے اول دیوارین بلند ہوگئین کچھ ثابت نہوا جب اسم

پڑھا برکت سے اسم اعظم کے دیوارین باغ کی پست ہوئین بدیع نے دیکھا ایک باغ پربہار ہے بیچمین ایک چبوترہ بلور کا اُسپر ایک تصویر شکستہ پڑی ہے ایک کمان چند تیر ایک سمت پڑے ہین بدیع الزمان نے اشارہ کیا گنہگار نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا بدیع الزمان نے دیکھا یا تو اعضا تصویر کے علحدہ پڑے تھے یا پاؤن کھسک کر تصویر سے ملگئے دوسری سیڑھی پر سر ملگیا تیسری سیڑھی پر ہاتھ ملگئے چوتھی سیڑھی پر وہ تصویر مجسم ہوکر اُٹھ کھڑی ہوئی پانچوین پر جب گنہگار نے قدم رکھا اُس شخص نے تیر وکمان اُٹھایا چھٹی پر جب گنہگار گیا اُس شخص نے تیر بجبر کمان مین پیوست کیا سر دیوار پر آیا اُسنے تیر مارا گنہگار کے سینے پر پڑا گنہگار زمین پر گر پڑا تمام ہوا تصویر بھی گری ہاتھ الگ پاؤن الگ سر الگ تیر وکمان چھوٹ کر الگ گرا اب فرماتا ہے خواجہ کا بدیع الزمان کے ذہن مین آیا کہ حقیقت مین اگر مین کل سیڑھیون پر قدم رکھونگا یہ تصویر ساختہ حکما ہے مرتب نہونے پائیگی زیر وہ آئے ہر چند مہران نے کہا نہ مانا مہران کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا بدیع الزمان نے بجرأت پہلی سیڑھی پہ قدم رکھا جست کر کے سر دیوار پر پہونچے دیکھا ایک تصویر کے پاؤن ملے ہین سر اور ہاتھ الگ اُچھل رہے ہین جسم تصویر سے ملحق نہین ہوتے بدیع الزمان بسم اللہ کہکر کود پڑے تصویر مین آگ لگ گئی جلکر خاک ہوئی بدیع الزمان باغ مین آئے اب مہران تو فقیر ہوکر یاد بدیع الزمان مین مع ساتھ والون کے بیٹھا ہے انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا بدیع الزمان کیفیت باغ دیکھتے ہوئے چند قدم بڑھے تھے ایک آہو جست کرتا ہوا سامنے آیا بدیع نے چاہا کمند مار کر گرفتار کرون پلٹ کر مہران سے ملاقات ہوگی حال یہان کا بیان کرونگا صرف ایک باغ ہے کسی مکار نے تصویر کاغذی بنا دی تھی آہو سامنے بھاگا بدیع نے تیر مارا پٹھے کو توڑ کر پار گذرا آہو چیخ کر بھاگا بدیع تعاقب مین دوڑے کہ گر کر کہین مرجائیگا کیا ہاتھ آئیگا یکایک رونیکی کان مین آواز آئی گوشہ باغ مین جا کر دیکھا ایک زنگن سیاہ رو ساحرہ ایک لڑکے کو زانو پر لئے ہوے رو رہی ہے پہلو پر اُسکے زخم ہے روتے مین کہتی ہے کس ظالم نے بخطا تجھکو تیر مارا اُس ظالم کے ماں باپ کے بھی سینے پر ایسا زخم پڑے جیتے جیتے بدیع سامنے پہونچے اُس طفل نے کہا اے ماں اسی ظالم نے بیخطا تیر مارا وہ زنگن جھلا کر اُٹھی کہا کیون ظالم میرے بچے نے کیا خطا کی تھی بدیع نے کہا خطا تمھاری ہے کہ انسان کو شکل حیوان بنایا اسکے ہاتھ مین ایک چوب تھی اُسنے بدیع پر لگائی بدیع

نے خالی دیکر تلوار کھینچی زنگمن نے قہقہہ مارا دانہ ماش کا پھینکا تلوار ہاتھ سے بدیع کے گر پڑی پنجہ
کمر مین دیکر لے اوڑی بعد چند ساعت کے بدیع کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان مین ایک جوان
زنگی مع چند زنگیون کے بعہدہ سالاری بیٹھا ہے وہ زنگمن یہ کہکر فریاد کر رہی ہے کہ ای اظلم زنگی
اے کوتوال حوالی طلسم اس جوان نے بنجیطا میرے بچے کو تیر مارا ہے تصویر بھی آج جلگئی یہ کوئی
بڑا مکار ہے یہ سنکر اظلم اپنے مقام سے اُٹھا بدیع الزمان کی کمر مین پنجہ دیکر لے اوڑا اتناز بانسے
کہا کہ اس ظالم کو زندانخانہ مین لیجا کر حوالی طلسم مین قید کرونگا بدیع الزمان بیہوش ہو گئے بعد
چند ساعت آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان مین پایا کہ چہار سمت دیوارین بیچ مین ایک قصر عالی
اُسمین صحنچیان بہت سی ہین ایک ایک صحنچی مین ایک ایک جوان ایک مین اپنے کو پایا وہ سب
اُٹھکر قریب بدیع کے آئے پوچھا آپ کیونکر مقید ہوے بدیع نے دیکھا کہ کسیکے جسم مین ہتھکڑیان
بیڑیان نہین ہین سب نے کہا یہان کا قیدی تا قید حیات رہائی نہین پاتا صرف شام کو دو نان خشک
ایک آبخورہ پانی کا ملتا ہے شام کو ایک زنگمن آئی دو دو روٹیان ایک ایک آبخورہ پانی کا
دیگئی سب نے بخوشی کھایا بدیع نے توجہ نہ کی تین دن فاقے سے گذرے تیسرے دن بروز پنجشنبہ
ایک کنیز خوان شیرینی لیکر آئی سبکو تسلیم کی بدیع الزمان کو یہ کہکر دی کہ اے قیدیو لو ملکہ
گلعذار عنبرین مو کو دعا دو ملکہ کے تصدق سے آٹھوین دن یہ شیرینی ملتی ہے سب نے خوشی خوشی
لی ملکہ کو دعائین دین بدیع الزمان نے ہاتھ کھینچ لیا کہا ہم صدقہ نہین لیتے جن ملکہ نے یہ شیرینی
بھیجی ہے کیا اُنکے پانْون مین مہندی لگی ہے کنیز بڑبڑاتی ہوئی پلٹ گئی ملکہ گلعذار عنبرین مو
نے یہ قاعدہ رکھا ہے کہ ان قیدیان زندان مصیبت کو شیرینی بھیجتی ہے جب کنیز پلٹ کر آلیتی ہے تب
ناشتہ نوش کرتی ہے کنیز بڑبڑاتی ہوئی آئی کہا حضور ایک قیدی نہایت حسین و جمیل دریدہ دہن
آکر قید ہوا ہے کئی دن سے اُسنے کھانا بھی نہین کھایا تصدق کے نام سے اُسنے شیرینی پھینکدی
ملکہ نے جواب دیا او نالائق تصدق کے نام سے کوئی شریف کاہیکو قبول کریگا تیری ضد سے ہم آپ
قید خانے مین جائینگے اپنے ہاتھ سے مٹھائی کھلائینگے یہ کہکر ملکہ اُٹھی چند کنیزونکو ہمراہ لیکر
طرف قید خانے کے چلی یہان بدیع کا بھوک سے عجب حال ہے وہ سب قیدی کہتے ہین آپنے
شیرینی ناحق پھیری آٹھوین دن یہ شیرینی نصیب ہوتی ہے بدیع نے فرمایا ہمارا رزاق ہمکو رزق پہونچا ئیگا

کہ روشنی ظاہر ہوئی قیدی سب بھاگ کر اپنے مقام پر گئے کہتے ہین لوکوئی قتل کرنے آتا ہے
بدیع الزمان بیچ قصر مین آپہونچے دیکھا چند کنیزین گرد بیچ مین ایک ماہ تابان حسین مہ جبین
گلعذار ماہر جسا رہ وہ کنیز قریب ہے ملکہ سے عرض کی دیکھئے وہ قیدی سامنے بیٹھا ہی ملکہ کی نگاہ جمال
جہان آرا بدیع پر پڑی دیکھا ایک جوان رشک یوسف مصری صاحب سطوت و شوکت جلالت و
لیاقت چہرۂ پرنور سے ہویدا آثار سرداری ناصیہ سے آشکار آنکھین رشک دیدۂ غزال عارض ماہ آسمان
کمال دیکھتے ہی مائل ہوئی بدیع الزمان بھی عاشق ہوئے وہ محبوب دلفریب قریب بدیع الزمان
کے آئی کنیزون سے کہکر فرش بچھوایا نسرین وزیرزادی کی معرفت پوچھا کیون صاحب آپنے
ہمارا تحفہ قبول کیون نکیا بدیع الزمان نے کہا فقیرونکو ایسا تحفہ دیجئے ہم اسکے لائق نہین ہین
ملکہ نے کھانا منگاکر دسترخوان چنوایا کہا کھانا نوش فرمایئے بدیع الزمان نے کہا ملکۂ شہنشاہ
خوبی یہ سب جوان صاحبان سلطنت و لیاقت یہان قید ہین انکو بھی کھانا پہونچے تو مین کھاؤن
ملکہ نے سبکو کھانا بھجوایا کہا اب نوش فرمایئے بدیع الزمان نے کہا ہمارے تمہارے مذہب کا فرق ہے
ملکہ نے کہا اس حوالی طلسم مین تصویر خداوندی ہے سب اسکے معتقد ہین بدیع الزمان نے
کہا کوئی ساحر یا شعبدہ باز ہوگا ملکہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئین بدیع الزمان کے ساتھ خاصہ
نوش کیا ذرا عرصہ گذرا تھا کہ نسرین وزیرزادی نے عرض کی بس حضور تشریف لے چلیئے حضور
آگاہ ہین اس حوالی مین جو سانحہ گذرتا ہے تصویر خداوند کو خبر ہوجاتی ہے ملکہ نہ اٹھتی تھی دل
بیٹھا جاتا تھا نسرین کے کہنے سے روتی ہوئی بدیع الزمان سے رخصت ہوئی باغمین جاکر چھپر کھٹ
پر گری یہان بدیع الزمان بیقرار وہان وہ نوگرفتار اشکبار جب شب اسی بیقراری مین گذری
امتحان جادو دایہ ملکہ کی جسنے پرورش کیا ہے اُسنے آکر جو ملکہ کا یہ حال دیکھا کہ آنکھین سوج آئی
ہین چہرہ اوداس عالم یاس امتحان نے حال پوچھا نسرین وزیرزادی نے سب کیفیت بیان کی
امتحان نے کہا بیٹا قید خانے سے اُس جوان کالانا کچھ مشکل نہین ہے لیکن اظلم زنگی
کوتوال جب تصویر سے کہیگا وہ پتھر کی تصویر سب حال بتادیگی غضب ہوجائیگا ہم کہان جاکر
چھپین گے بی بی مین یہان کے حال سے بخوبی آگاہ ہون ملکہ جان دینے پر آمادہ ہوئی امتحان
جوش محبت مین زندانخانے پہونچی دیکھا بدیع الزمان بھی یاد ملکہ مین رو رہے ہین کہا اسے

شہریار چلیئے آپ کو ملکہ نے بلایا ہے بدیع الزمان نے کہا اے امتحان ان بندگان خدا کو بھی قید
سے رہا کرد تو ہم چلین یہ مروت دیکھکر امتحان سمجھی کہ بیشک یہ طلسم کشا ہے اسنے اوسیوقت دروازہ
کھولدیا قیدی نکل گئے بدیع الزمان کو امتحان جادو لیکر باغ ملکہ مین آئی اور بدیع صحبت
مین بیٹھے ہین امتحان رازدار طلسم ہے اسکا حال تحریر کرونگا نسرین وزیرزادی سے کہا اے نسرین
مین محبت مین ملکہ کی یہ حرکت گذری تو قریب کوہ تصویر جاکر ٹھہر اظلم کو توال حوالی حال زندانخانہ
تصویر سے کہیگا دیکھ وہان کیا غم ہوتا ہے اگر مجھسے خبر کرنا نسرین طرف کوہ تصویر کے چلی جاکر ایک
نخل پر بیٹھی کہ اظلم کوتوال روتا پیٹتا آیا بر سر کوہ ایک حجرہ ہے اسمین ایک تصویر تھری ہے اظلم نے
آواز دی یا خداوند آج دروازہ قیدخانیکا کھلا پڑا ہے قیدی سب نکل گئے تصویر سے آواز آئی
آہوان جادو منتظم باغ تصویر کو ساتھ لیکر باغ گلعذار پر جا امتحان فرزند حمزہ کو لیگئی پہلو سے
گلعذار مین بیٹھا ہے جاکر سبکے سر لاؤ سنتے ہی نسرین بھاگی اظلم کوتو آہوان کے بلانے مین دیر
لگی نسرین نے آکر امتحان سے کہا امتحان نے گلعذار کو بلایا کہا او بی بی تصویر مصور نے سب حال
بتادیا اظلم و آہوان ہمارے تمہارے قتل کو آتے ہین اس بارہ کوس مین جس مقام پر جا بیٹھنگے تصویر
مقام بتادیگی میرے شوہر کا باغ یہانسے بیس کوس پر ہے وہانکا حال اوسکو نہ معلوم ہوگا بدیع الزمان
کو شراب پلاکر بیہوش کر رات ہی کو نکل چلین بدیع کو شراب پلا کے بیہوش کیا امتحان و نسرین نے مع
چارسو کنیزونکی بدیع کو بیہوشی مین تخت پر ڈال لیا سحر کر کے روانہ ہوئین یہان اظلم نے آہوان جادوشہ
کو بلایا باغ مین آکے کسیکو نہ پایا آکر تصویر سے کہا تصویر سے آواز آئی ہم جانتے ہین وہ لوگ جہان ہین مگر نہ
بتا بینگے جاکر تلاش کرو آہوان و اظلم قریہ قریہ تلاش کرنے لگے پتہ نہین ملتا وہان امتحان نے
بدیع کو لاکر اپنے باغ مین پہونچایا وہ باغ مدت سے خالی تھا عمارتین ویران درخت خشک ہوگئے ہین صبحکو
بدیع الزمان ہوشیار ہوئے دیکھا وہ باغ نہین ہے ملکہ بھی حیران امتحان بھی پریشان کنیزین جابجا
فروکش ہین بدیع الزمان نے پوچھا یہ کیا مقام ہے امتحان نے کہا اے شیر بیشہ جرأت بارہ کوس کا حال
اس تصویر کو معلوم ہوجاتا ہے یہ باغ میرے شوہر کا ہے بخوف اوسکے تمکو لیکر یہان چلی آئی یہ سنکر بدیع
بیقرار ہوئے فرمایا اے امتحان تمنے مجھکو بدنام کیا اگر یہ خبر لشکر صاحبقران مین ہوجنگی میرا ہم
چشم قاسم مجھپر طعن کریگا کہ ایک کوتوال کے خوف سے بیس کوس پر جاکر چھپے مین ضرور جاؤنگا امتحان

منتین کرنے لگی جب بدیع نے نمانا تب امتحان نے کہا اے شہریار میرا حال سماعت فرمایئے میرا
شوہر کہ موسوم بہ حداد راز دار اس طلسم کا تھا مقدمہ مذہب مین اسکو ہمیشہ تردد رہا بادشاہ
طلسم نے یہ سب شعبدے اُسی کے سامنے بنائے بروقت انتقال شوہر نے مجھسے وصیت کی کہ صاحب ہمکو کوئی
ہادی نہ ملا حق وناحق مذہب نہ کھلا لیکن یہ طلسم ہاتھ سے فرزند صاحبقران کے فتح ہوگا وہ نشانیان
آپ مین پائی جاتی ہین اُسنے مجھکو ایک کاغذ دیا تھا اور یہ کہا تھا کہ اوس شیر کا میرے اُس بلوغ مین بھی
گذر ہوگا میرا اسلام کہنا اور عرض کرنا برلے مغفرت حقیر دعا کیجیے اس کاغذ سے نشان طلسم کشائی
ملیگا پس کوہ تصویر پر جانا بیکار ہے تلاش مین لوح کی جائیے طلسم بہت وسیع ہے اگر کل حال
عرض کرون دفتر تمام نہو وہ پرچہ امتحان نے نکالا ہاتھ مین بدیع کے دیا بدیع نے پڑھا طرف
سے حداد راز دار کے مرقوم تھا کہ اے فرزند صاحبقران اجل نے مجھکو مہلت نہ دی ورنہ حضور کا
ساتھ دیتا مذہب حق سے نابلد رہا اگر قصد ہو کہ طلسم خورشید نگار فتح کرین تو کوہ مراد کی سیر کیجیے کہ مراد
دلی حاصل ہو بدیع نے کہا امتحان جادو صرف اسمین یہ لکھا ہے کوہ مراد کہان ہے امتحان جادو
نے عرض کی مین نے کبھی کوہ مراد کا نام بھی نہین سنا بدیع الزمان نے کہا رہبر کامل ہمکو منزل مقصود
پر پہونچائیگا ایک عرضی جملہ حالات کی لکھی طلسم ہوشربا سے اپنا نکلنا جنگ بازخورشید سے زخمی ہوکر
اس حوالی مین پہونچا روانہ ہونا بہ تلاش کوہ مراد تحریر کرکے نسرین وزیرزادی کو وہ عرضی دی
اور کہا اے نسرین جادو وزیر تصویر باغ ہمارا سردار مہران قوی بازو فردکش ہے یہ
عرضی اوسکو دے کر ہدایت کرنا کہ یہ کاغذ ہمارے والد کی خدمت مین روانہ کردے یہ فرماکر ملکہ سے
رخصت ہوے ملکہ کی بیقراری کنیزون کی آہ وزاری سبکو روتا پیٹتا چھوڑکر پشت مرکب پر سوار ہوے
بتلاش کوہ مراد روانہ ہوے جس باغ مین ملکہ ہین اُس باغ کا نام باغ سروستان ہے
بدیع الزمان صحرا و بیابان کو طے کرتے ہوئے آٹھوین دن جھلے منزل اٹھاکر ایک صحراے
سبزہ زار مین پہونچے یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ امیہ عیار بدیع الزمان کا وہ عقیق سے
اپنے آقا کی تلاش مین نکلا ہے بدیع الزمان صحراے سبزہ زار مین بیٹھکر اپنے حال پر روئے کہ صدائے نوبت
نقارے کی کان مین آئی دیکھا تخت پر ایک بادشاہ پیر برابر تخت کے محافہ زرین گرد سوار چوبدار مع جلوس
شاہی سمت صحرا جاتے ہین سامنے سے گذر گئے بعد دو گھڑی کے دیکھا وہی بادشاہ مع اپنے ملازمان

روتا پیٹتا پلٹا محافے سے صدا تھی ہائے فرزند نوجوان بادشاہ بھی کہتا ہے ہائے نور نظر و ہائے
اے پارہ جگر بدیع الزمان حیران و پریشان دلسے کہتا ہے ای بار الٰہا یہ کیا معرکہ گذرا دو چار سے
پوچھتا ہے مگر شدت گریہ و بیقراری سے کسی مین طاقت جواب دینے کی نہ تھی بدیع الزمان آگے
پیچھے چلے بعد پانچ کوس کے ایک شہر آباد دیکھا بادشاہ اپنے دار الامارت مین آیا بدیع الزمان
نے بادشاہ کو سلام کیا حال شادی و غم پوچھا شاہ نے پہلے نام و نسب بدیع الزمان کا پوچھکر ایک
آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا اے شہریار اس شہر کا نام شہر لالانیہ نام میرا ملک لالان شاہ ہے
یہان سے پچیس کوس پر شہر جبار یہ ہے کہ وہ دربند اول طلسم ہے بھائی صاحب میرے بڑے جبار شاہ
وہان کے حاکم میرا ایک بیٹا سیلان سرخ پوش نہایت زبردست ہے مینے شادی اسکی اپنے وزیر
کی دختر سے قرار دی اور جب بلوغ مین ہم گئے تھے اس باغ کا ہمیشہ بہار نام ہے اسمین محفل برات
قرار پائی جبار شاہ تو بسبب نخوت کے نہ آیا اُسکی دختر ملکہ نو بہار سمنبر شریک محفل عشرت ہوئی
بیٹا میرا اُسیر وہ اسیر باہم مائل ہوئے سیلان نے سہرا وغیرہ نوچ ڈالا کہ مین شادی نہ کرونگا
محفل عیش برہم ہوئی نو بہار بھی شرما کر چلی گئی یہ خبر جبار کو ہوئی جستجو مین رہا آخر کار ایک دن
جوش محبت مین نو بہار اسی باغ مین پاس سیلان کے آئی یہ خبر جبار کو ملگئی اُسنے شرارہ جادو
کو بھیجکر اپنی دختر کو الگ قید کیا اور سیلان کو سپرد شرارہ کر دیا اُسنے اسے باغ مین قید کیا ہے
خود شرارہ سیلان پر عاشق طالب وصل ہے وہ انکار کرتا ہے مین نے بہت عرضیان جبار کو لکھین
کہ میرے فرزند کو چھوڑ دے مین سلطنت سے باز آیا اُس ظالم نے نہ مانا اب اتنا حکم دیا ہے بعد
ایک مہینے کے اُسکو دیکھنے جاتے ہین غم تازہ لیکر آتے ہین بدیع الزمان نے کہا ہم اُسے جاکر
رہا کرینگے لالان نے کہا آپ مین نشانیان طلسم کشائی کی ہین مین تین نجومیون سے پوچھ چکا ہون
کہ وہ شخص سیلان کو رہا کریگا کہ جو پہلے کوہ مراد تک جائے اور حکیم خدا پرست اُسکے معین
ہون تب صورت رہائی سیلان نکلے بدیع الزمان نے کہا کوہ مراد کہان ہے لالان نے کہا یہانسے
پانچ کوس پر ہے بدیع الزمان نے کہا ہمین بتا دو لالان نے بہت منع کیا کہ بیٹا تو میرا ہاتھ سے
گیا تجھ ایسے شیر کو مین ضایع کردن جو کوہ مراد مین جاتا ہے پلٹ کے نہین آتا بدیع الزمان نے
نہ مانا لالان کو ہمراہ لیکر سمت کوہ مراد روانہ ہوا دوسرے دن سامنے سے ایک کوہ فلک شکوہ دکھائی

دیا بدیع لالان سے رخصت ہوکر اندرون کوہ مراد روانہ ہوا دو کلمہ داستان نسرین جادو کہ بدیع
نے بروقت روانگی سمت مہران قوی بازو کے روانہ کیا تھا بیان ہوتے ہین فصرین عرضی دیے جاتی ہے
اظلم وآہوان تلاش بدیع الزمان کی کرتے کرتے ایک صحرا مین اترے اپنے عیار ساسان کو
روانہ کیا کہ جب پتہ ملے ہمکو خبر کرنا ساسان چلا آتا ہے کہ نسرین کو دور سے دیکھا کمند خم بوش
کرکے نسرین کو گرفتار کیا سامنے اظلم کے لایا اوسنے حال ملکہ مفصل نہ بتایا تلاشی لی نامہ بمہر بدیع الزمان
نکلا نسرین جادو کو تو مقید کیا خود بجمعیت ایکہزار سمت باغ تصویر بہ ارادہ قتل مہران قوی بازو
روانہ ہوا کہ پہلے چلکر اوسکو قتل کرین تصویر باغ درست ہو بدیع الزمان کہان جائیگا یہان مہران
قوی بازو بیچارہ مصیبت کا مارا افلاک کا ستایا فقیر بنا ہوا بیٹھا ہے کہ اسکا باپ خورشید شاہ بھی آیا
مہران قوی بازو نے صفت بیان کی خورشید بھی نادیدہ مطیع ہوا کہ لشکر اظلم آکر پہونچا بعد رسم
نامہ و پیام طبل جنگی بجا آہوان جادو میدان مین نکلا چند رفیقان مہران قوی بازو
نکلے گرفتار سحر ہوے دوسرے دن مہران قوی تنی بھی گرفتار ہوا آہوان نے رسن سحر مین بند
کیا سامنے اظلم کے لایا اظلم نے حکم دیا آج کی شب یہان جشن کرو کل تصویر باغ تیار کرکے گزراہ
مسدود ہو جاے سمت باغ سروستان چلینگے اظلم وآہوان تخت پر بیٹھے کہ چوبدار نے خبر دی
حال جشن سنکر ایک گویا آیا ہے اظلم وآہوان نے بلوالیا گویا خوب گایا شراب پلاکے سبکو بیہوش
کیا اور آہوان و اظلم کو قتل کیا خورشید و مہران و نسرین نے رہائی پائی امیہ بن عمرو نے
صلاح کی کہ عرضی مندرج حال احوال مجھکو دو اور خود سمت باغ سروستان بتلاش بدیع الزمان
چلو نسرین نے خورشید کو تخت پر بٹھایا مہران قوی بازو کو ہراول کیا خود منتظم ہوکر سمت باغ
سروستان کے روانہ ہوئی امیہ سمت امیر چلا وہی عرضی جو بدیع الزمان نے سمت نسرین
روانہ کی تھی جو حال اب گذرے وہ بھی درج کرا لیے جو آنکھوں سے دیکھا وہ بھی عرض کریگا اس
فکر مین جاتا ہے اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اور بدیع الزمان گرد لشکر شکن لالان شاہ سے
رخصت ہوکر درہ کوہ مین داخل ہوے درہ نہایت تنگ و تاریک تھا بڑی تکلیف اوٹھائی بمشکل تمام
باہر نکلے دیکھا صحراے سبزہ زار نور اح دلکشا طائران زمزمہ سرا حیران ہوے کہ یہان تو کوئی بلا نہین ہے
سواے راحت کے خراماں خراماں چلے تھوڑی دور چلے تھے ایک قلعہ دکھائی دیا زیر قلعہ دریا ہے اندر سے

قلعہ کے صدہا بیمار ڈولیون مین سوار ہوکر کنارے دریا کے ٹھہر جاتے ہین وہ بیماران دلفگار نگاہ یاس دریا کو
دیکھ رہے ہین ایک طرف آکر بدیع الزمان بیٹھے مگر حیران کہ کنارے دریا کے بیمار کسی فکر مین ہین تھوڑا عرصہ
نہ گذرا تھا کہ ایک کشتی پر ایک حکیم وضع بہت معقول آکر پہونچا جسکی نبض دیکھی جیب سے نکالکر پڑیا دی اوسنے
فوراً صحت پائی ڈولی مین چڑھکر آیا تھا اپنے پاؤن سے حکیم کو دعائین دیتا ہوا چلا گیا اسی طرح
وہ حکیم سبکا علاج کرتا ہوا تابہ بدیع الزمان آیا بدیع الزمان نوجوان نے براہ ظرافت ہاتھ اوٹھا دیا
اوس طبیب نے نبض دیکھی عرصہ دراز تک ہاتھ رکھے رہا ہاتھ چھوڑ کر کہا اے جوان تو مرلینی تو ضرور ہے اسکی
پنجشنبہ کو آکر تشخیص کرونگا یہ شہر مراد یہ ہے اسمین جاکر رہو آج ہی کے دن آنا ہم ضرور تمہارا علاج
کرینگے بدیع الزمان کو حیرت کہ دیکھیے یہ حکیم ہمارا کیا علاج کرے یہ سوچ کر شہر مین آئے سرا مین
فروکش ہوے اکیہ یاقوت احمر کا بیچکر ایک مرکب خریدا دو دن گذرے تھے کہ سرا مین بلوا ہوا سب مسافر
وغیر مسافر لباس بدل بدلکے جاتے ہین مہترانی بھی پٹاری کھولے بیٹھی ہے آئینہ دیکھکر اپنے
کاجل لگا رہی ہے بدیع الزمان نے قریب آکر پوچھا بی مہترانی آج شہر مین کیا ہے یہ سب لوگ کہان
جاتے ہین اوسنے کہا اے شہریار ملک مراد شاہ کی ایک دختر بلند اختر ہے ملکہ حسن آرائے شیرین کلام
بعد ہر مہینے کے اپنے قصر پر جلوہ فرما ہوتی ہے عاشقان جمال برائے نظارہ گل رخسار اوس ماہ تمثال
کے آتے ہین جو کوئی عاشق ہوتا ہے ایک نقارہ شرطی بادشاہ نے رکھوا دیا ہے خواستگار عاشق زار
اوسپر چوب لگاتے ہین کل خلقت جمع ہوتی ہے ایک نقابدار سیاہ پوش حرم مین بادشاہ کے رہتا ہے اوس سے
مقابلہ کرنا پڑتا ہے حکم ہے جو اسکو زیر کرے ہمراہ ملکہ کے شادی ہو ورنہ نقابدار زیر کرکے ہر عاشق زار
کو قتل کر ڈالتا ہے حضور ہمارے سامنے کسی کو وصل نہین نصیب ہوا صدہا شاہان ذی وقار
پہلوانان رستم خصال تاجران باکمال عاشق ہوکر آئے نقابدار کے ہاتھ سے قتل ہوے ایک مزار عاشقان
تیار ہوگیا ہے قبرین کشتگان حسرت ویاس کی بنی ہوئی ہین انکو دیکھکر کلیجہ پھٹتا ہے یہ حال سنکر
بدیع الزمان گردنشکر شکن پشت مرکب صبارفتار پر سوار ہوے شہر مین گھوڑا اوڑاتے
ہوے داخل ہوئے دیکھا کہ مشتاقان جمال باکمال سمت قصر ملکہ جاتے ہین یہ بھی آکر زیر قصر
عقیق نگار پہونچے ہزارہا طالبان دیدار کھڑے ہین ناگاہ دریچہ کھلا کرسی پر ایک آفتاب
محشر جلوہ گر ہوا بدیع الزمان گردنشکر شکن کی نگاہ پڑی دیکھا ایک فسانہ عالم چہرہ گل باغ

باغ حسن و صفائی رخ ماہ پر ضیا جبین انور ستارۂ درخشان آنکھین نرگس شہلا زلفین عنبرین کو پیچ و تاب خنجر ابرو برائے قتل عاشقان تیز سہی قد خورشید خد ہلال ابرو عنبرین مو چشم جادو کس زبان سے صفت انکے جمال باکمال کی طرز بیان مین آئے یہ کیفیت تھی موافق ان اشعار کے

بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر
سانپ جسطرح غصے مین ہوئے
قاتل خلق کافر پر فن
جنکی مشتاق ہوئے خلق خدا
یہ بھی کہتے ہین بعض نکتہ بین
یا خط کہکشان یہ ابرو ہین
مہ کامل جو انسے لڑ جائے
ہے یقین وہ بھی اپنے منہ کی کھائے
دہن تنگ حقۂ گوہر
نیلی نیلی رگون کا جس سے ابھار
ابھری ابھری وہ چھاتیان اوسپر
تو لگائے وہ اپنے سینے سے
وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا
آئینہ مین شکم کے بال آیا
پائجامہ میں یون ہین جلوہ فگن
ہاتھ ملتا تھا اپنے دزد حنا
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا

ابر ہو جسطرح سے گرد قمر
چشم مستانہ وار حد سے سوا
تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ دو رہزن
ایسے خنجر تھے ابروے کافر
ہین یہ دونون ہلال چرخ برین
گورے گورے وہ عارض پرنور
صاف منہ پر طمانچہ پڑ جائے
پتلے پتلے وہ ہونٹھ پان سے لعل
یا اوسے کہیے غنچۂ گل تر
لوح سیمین وہ سینۂ پرنور
قبۂ نور جنکو سمجھے بشر
وصف موے کمر ہے حد سے فزون
تار خط شعاع مہر کہا
ساق پا مین تو نور کا ہے ظہور
شمع فانوس جیسے ہو روشن
قد کی تعریف مین ہے حیرانی
پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

موئی خوش رنگ پیچ کھائے ہوئے
لال ڈورے کھنچا کھنچا نقشا
طاق ابرو کا مرتبہ ہے سوا
زخم جنکے کبھی نہون ظاہر
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین
رنگ گل جنکے آگے ہو کافور
رنگ گل گر مقابلے کو آئے
زرد ہو جائے جسکو دیکھکے لعل
وہ گلا یار کا صراحی دار
صاف و شفاف مثل سینۂ حور
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے
درد سر ہو جو مو شگافی کرون
طبع نازک نے بھید یہ پایا
یا تراشی ہوئی ہے شاخ بلور
لال مہندی سے دونون تھے کف پا
کلک قدرت کہون کہ سرو سہی

بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر اس پری پیکر کے پڑی سنان مژگان سینہ بے کینہ مین گڑ گئی آہ کر کے گرے بیہوش ہوئے وہ مغرور تو اوٹھ گئی ایک جلوہ حسن مین صد ہا کو دیوانہ کیا آہ واہ کرتے ہوے مشتاق چلے بعد عرصہ دراز بدیع الزمان کی آنکھ کھلی مست مے محبت لڑکھڑاتے ہوے طرف بن نقارے

چلے وہان جو سپاہی نگہبان ہین انھون نے جمال باکمال بدیع الزمان دیکھکر آواز دی ایجوان خبردار اسکے قریب نہ جانا دیکھ صدہا قبرین بنی ہین بدیع الزمان نے جواب بھی ندیا چوب اٹھاکر نقارہ پر لگائی نقارہ کے دو ٹکڑے ہوے تمام خلقت پلٹ پڑی جمال بدیع الزمان دیکھکر بازار یوسفی ہوگیا ہر شخص نہین کرتا ہے کہ اے شخص بھاگ جا ہم سپاہیون کو سمجھا لینگے بدیع الزمان نے کسیکو جواب ندیا مرکب پر سوار ہوکے پلٹا حسن آرائے شیرین کلام قصر سے اترکر محل مین آئی ہین کہ نقارہ کی آواز کان مین آئی کنیزون سے کہا دیکھو تو آج کونی اجل گرفتہ اور آیا نقارہ بجایا کنیز نے آکر جمال بدیع الزمان کو دیکھا حیران جمال ہوا آکر ملکہ سے تعریفین کین ملکہ بیقرار ہوکر کوٹھے پر آئی جمال بدیع الزمان کو دیکھکر خود بھی عاشق ہوئی کنیزون سے کہا مین اپنی جان دونگی افسوس بیچارہ مسافر مفت مین مارا جائیگا یہ ذکر تھا کہ نقارہ پر چوب پڑی ملک مرادشاہ اس شہر کا حاکم تخت پر سوار ہوکر آیا جمال بدیع الزمان دیکھکر اسنے بھی بہت سمجھایا کہا نقابدار سلاح آراستہ کر رہا ہے آیا چاہتا ہے تم نکل جاؤ ہم سمجھا لینگے بدیع الزمان نے کچھ جواب ندیا یہ ذکر تھا کہ نقابدار سیاہ پوش بصد جوش وخروش میدان مین آکر للکارا کون ہے جو میری معشوقہ سے دعوے عشق کرتا ہے بس بدیع الزمان سامنے آئے قصر پر ملکہ رونے لگی بدیع الزمان گرد لشکر شکن نقابدار سیاہ پوش سے نیزہ چلنے لگا جب نیزہ نقابدار قریب سینہ بدیع الزمان آتا ہے ملکہ بیقرار ہوکر چاہتی ہے اپنے کو کوٹھے سے گرادون خواصین روک لیتی ہین جب بدیع الزمان بند کھولتے ہین ملکہ سجدہ کرتی ہے یہانتک کہ بدیع الزمان نے نیزہ اسکا نکالا اسنے تلوار ماری بدیع الزمان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اوسنے گریبان پر ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی بدیع الزمان کو یہ معلوم ہوا کہ جسم سے اس نقابدار کے شعلہائے آتش نکل رہے ہین پہر بھر بمشکل لڑے نقابدار نے زیر کیا خنجر گلے پر رکھا مرادشاہ کو رحم آگیا تخت سے کود کر زیر خنجر ہاتھ رکھدیا کہا اے نقابدار تو نے صدہا کو قتل کیا مینے کبھی دخل ندیا یہ مرد مسافر ہے بالکل ناواقف ہے اسے شہر سے نکالدو والا زمان نقابدار بدیع الزمان کو ساتھ لیکر بیرون شہر آئے ملکہ بیقرار جاکر چھپر کھٹ پر گری بدیع الزمان جب بیرون شہر آئے حجاب مین ارادہ ہوا اپنی جان دیدون خیال ہوا پہاڑ پر چلکر اپنے کو دریا مین گرادون آبرو گئی ڈوب کے مرین پہاڑ پر آیا اپنے کو دریا مین گرادیا کئی ہزار گز کی بلندی سے گرے معلوم ہوا کسی نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا

متموج ہوا سے آنکھ بند ہو گئی تھی اب جو آنکھ کھلی اوسی مرد حکیم کو دیکھا کشتی پر سوار کئے ہوئے لئے جاتا ہے
کہا اے شہریار میں نے آپکو یہین پہچانا ایک ہفتہ آپنے شہر مین سیر کی مین نے جب جا کر اوستاد سے کہا اونھون نے
فرمایا ہم اسی خبر کے مشتاق تھے ورنہ کفار کے علاج سے ہمکو کیا منافع آپنے نقش باطل مفحہ قلب پر جما لیا
اب طلسم کشائی مین مشکل پڑیگی بدیع الزمان نے حجاب سے کچھ جواب نہ دیا اوس حکیم وضع نے پار آکر
بدیع الزمان کو اوتارا اپنے ساتھ لیکر ایک باغ مین آیا دیکھا ایک بزرگ عبادت گزار بیٹھے ہوئے
عمل خوانی کر رہے ہین بدیع الزمان کو دیکھکر اوٹھ کھڑے ہوئے کہا اے فرزند ارجمند صاحبقران
ہم مدت سے آپکے مشتاق تھے یہ کہکر گلے سے لگایا اور نگل پر بیٹھایا آب و طعام پیش کیا مکرر یہی کلمہ کہا
نقش باطل دل سے محو کیجئے ورنہ خرابی ہو گی استاد حکیم خدا پرست نے آپ کا پتا بتایا تھا مین آپ کا مشتاق
ہوا جب شاگرد نے آکر مجھسے کہا مین سمجھ گیا کہ طلسم کشا آیا آپنے اپنے کو جاتے ہی بلا مین پھنسایا اوس
نابکار سے زیر ہونے مین کچھ شرم نہ کیجئے وہ ساحر ہے نام میرا ابرار سجادہ نشین ہو یہ طلسم بنایا
ہو حکیم خدا پرست کا ہے وہ میرے اوستاد تھے ان نمکحرامون نے قبضہ کیا نجات مین میرے حکیم صاحب
مقید ہوئے ایک قفس مین بند کر کے ایک باغ مین رکھا ہے جب نمکحرامون نے چاہا کہ اصل طلسم پر قابض
ہون حکیم صاحب نے بزور اسمائے الٰہی دربند بنائے ساحرون کا قبضہ نہوا آخر نجومیون نے انکو صلاح
دی یہ تو بہت خوب ہے جہانپر کہ دربند عمل ہے آگے دربند سحر تیار کرو فتح نہ ہو سکیگا اگر ساحر ارادہ
کریگا تو دربند عمل پر عاجز رہیگا اگر مسلمان جائیگا بسبب عمل کے مجبور ہو گا یہی سامان کر کے نمکحرامون
نے قبضہ کیا خدا افضل کرے بعد عمل خوانی آپ دربند سحر پر غالب ہون اسوقت آپ کو حکیم صاحب
کے پاس لیچلو نگا کہ دربند عمل بدون آپکی نمایش کے نہ فتح ہوگا جب آپ قصد کرین کہ میرے
پاس تشریف لائین اس تعویذ کو لئے پاس رکھئے گا آگ دکھائیے گا موکل اسکے آپ کو میرے پاس
پہونچا دینگے یہ کہکر فرمایا کہ ابھی تو آپ بیٹھکر عمل زہرہ پڑہین یہ باتین میری آخر مین کام آئینگی
بدیع الزمان کو سامان عمل خوانی مہیا کر دیا بدیع الزمان مصروف عمل خوانی ہوئے امیہ
بن عمرو جو عرضی لیکر چلا تھا صحرا مین قاسم شکار کھیل رہے تھے امیہ کو دیکھکر حال پوچھا امیہ
گھبرایا ہوا تھا اس خیال سے کہ مین خدمت مین اپنے آقا کی پہونچون وہ کاغذ اسنے قاسم
کو دیا قاسم نے بمجرد وہ نامہ پڑھا بیتاب ہو گیا کہا اوس کشتی گیر نے سامان شوکت پیدا کیا ہوشربا سے

تو نکل بھاگا اب یہان آکر قصد ہوا کہ طلسم کو فتح کرون مین چلکر طلسم کو بہ تعجیل فتح کر لون انکی مشکین
باندھکر خدمت مین دادا جان کی پہونچا دون دنگل رستم پر قبضہ کرون کہ پھر کبھی نام شجاعت منہ سے
نہ نکلے یہ کہکر مع قیماش خان وغیرہ بجمعیت بارہ ہزار جوانان صف شکن طرف باغ کے چلے شاہزادے کا
ارادہ تھا سمت باغ سرستان جاؤن قریب شہر لالانیہ پہونچے لالان شاہ کو بطور فقیر دیکھا قاسم
نے کہا وہ کشتی گیر اپنی جان بچاکر بھاگ گیا مین تیرے بیٹے کو رہا کر دونگا لالان نے بہت سمجھایا قاسم
نے نہ مانا سیارہ کو اپنے ہمراہ لیکر اندرون باغ ہمیشہ بہار آئے سیارہ نے عرض کی پہلے حقیقت
یہان کی دیکھ لیجیے پھر دست اندازی ہو قاسم چھپ کے بیٹھے دیکھا برابر چبوترہ بلور کے بہت بڑا
درخت سرو ہے اُسمین ایک صندوق آہنی لٹکا ہے دوپہر رات گئے ایک ساحرہ آئی صندوق اوتار کر اوسنے
سیلان کو نکالا فہمایش اپنے وصل کی کرنے لگی جب اوسنے نہ مانا شرارہ نے غصے مین سیلان کو
تازیانہ مارا قاسم کو تاب نہ آئی شرارہ پر تلوار ماری شرارہ نے سحر کرکے قاسم کو پکڑ لیا یہ ماجرا
سیارہ نے دیکھا کہ شرارہ قاسم کو تخت پر بٹھاکر روانہ ہوئی قاسم کو دیکھکر عاشق ہوئی لیکر اسکے
شہر شراریہ مین آئی اسکی دایہ نرگس جادو نے جب یہ حال سنا کہا او شرارہ تو نبیرۂ حمزہ کو لائی
اسکے تعاقب مین عیار آئینگے ایسا ڈرایا اسنے قلعہ بند کیا سیارہ باغ سے نکلا قیماش خان وغیرہ
نے حال گرفتاری قاسم بیان کیا یہ تبلاش قاسم چلا سیارہ پھرتے پھرتے برابر قلعہ شرارہ کے
کے پہونچا ہمہ کشون سے معلوم ہوا یہی قلعہ شراریہ ہے مگر راہ بند ہے سیارہ زیر درخت بیٹھا
رہ رہا تھا کہ اندر سے قلعے کے ایک عقاب آکر چشمے پر بیٹھا اوسے پتھر سے مارا جھولی اوسکی دیکھی ایک
نامہ طرف سے ریحان جادو کے پایا کہ تیمار نے اپنے خسر کو لکھا ہے کہ ان میری مرگئی زوجہ کو میری
محافے مین سوار کرکے فلان صحرا مین رکھدو مین آکے لیجاؤنگا آج کل قلعہ بند ہے سیارہ بشکل
عقاب موضع تیمار مین آیا اوسنے خاطر کی اور گھر مین جاکر زوجہ سے کہا کہ داماد نے تمھاری بیٹی
کو طلب کیا سیارہ نے عروس کو بیہوش کرکے چاہ مین ڈالدیا خود بہ شکل عروس بنا صبح کو تیمار نے محافہ
مین بٹھاکر وعدہ گاہ مین رکھدیا ریحان جادو وقت پر آیا محافہ لیکر شہر مین آیا سیارہ نے شب
بلاکر ریحان کو قتل کیا اور زن جمیلہ کی شکل بنکر شل فریادیون کے باغ مین شرارہ کے آیا اوسنے
قاسم کو صحبت مین بلایا سیارہ نے کہا اگر حکم ہو تو مین اسے راضی کردون شرارہ قدمون پر گر پڑی

سیارہ نے قاسم پر اپنا حال ظاہر کرکے راضی کیا صحبت مین لاکر قاسم کو بٹھایا خوب گایا شراب پلا کر
خوب بیہوش کیا چاہا قتل کرے نرگس جادو دایہ شرارہ مین وقت پر آگئی سیارہ کو پکڑ لیا شرارہ
کو ہوشیار کرکے کہا اسی طرح سیکڑون بلائین آئینگی یہ جوان تجھکو قبول نکریگا ان دونون کو بخدمت
جبار شاہ بیجھ شرارہ مجبور ہوکر قاسم کو لیکر سمت جبار یہ چلی ہرکارون نے خبر دی کہ لالان شاہ
بانی فساد اور کل لشکر اس نبیرہ حمزہ کا قریب باغ ہمیشہ بہار اترا ہے شرارہ نے کہا ان سب
کو بھی لیتی چلون نرگس نے کہا ان فسادون مین نہ پڑ شرارہ کو بوجہ محبت قاسم حیلہ بلا جب کہ
سردار اسکے قید ہونگے دباؤ سے مجھے قبول کرلیگا عرضی تو اسی مضمون کی بخدمت جبار شاہ روانہ کی
اور آپ قریب باغ آئی قیماش خان لشکر کو لیکر مقابلے مین آیا شرارہ لشکر کو لیکر اتری
طبل جنگی بجوایا صبح کو دونون لشکر مقابل ہوے شرارہ نے ایک سوار سحر کا میدان مین
بھیجدیا سوار سحر نے سرداران قاسم پکڑ لیے دوسرے دن میدان مین سوار للکارا ہا لالان
نے دعا کی آسمان سے بجلی چمکی اور سوار پر گری سوار کے دو ٹکڑے ہوے سب نے دیکھا ملکہ
نسرین جادو آسمان سے ظاہر ہوئی بعد لمحہ کے مہران قوی بازو مع خورشید آکر پہونچے
شرارہ مقابلہ نسرین مین آئی نسرین نے شرارہ سے آکر مقابلہ کیا شرارہ زخمی ہوئی
نرگس نے نکل کر مقابلہ کیا نسرین نے نرگس کو سحر سے قتل کیا شرارہ شکست کھاکے بھاگی
تین منزل پر مقام کرکے عرضی مندرجہ جملہ حالات بخدمت جبار شاہ روانہ کی جبار شاہ
نے اغلال جادو کو برائے مدد شرارہ اور اجلال جادو کو سمت باغ سروستان برائے
گرفتاری ملکہ گلغدار روانہ کیا نسرین نے لشکر لاکر قریب باغ ہمیشہ بہار اتارا ایک
عرضی بخدمت ملکہ استحان و ملکہ گلغدار روانہ کی اب مع مہران قوی بازو و خورشید و
لالان و نسرین مشغول عیش ہوئی ود کلمہ بدیع کے سنیئے بعد اکیس دن کے بڑی کوشش سے
عمل تمام کیا حکیم نے کہا آپ نے عمل تو تمام کیا نقوش باطل دل سے محو نہ کیے آج شب کو
ستارہ زہرہ بشکل نازنین آپکے سامنے آئیگا آرزوے فتاحی طلسم بیان کیجیے گا آرزوے وصل
حسن آرائے شیرین کلام نہ فرمائیے گا ورنہ بڑے بڑے دھوکے ہونگے جب شبکو نازنین
سبز پوش سامنے بدیع الزمان کے عمل پڑھنے مین آئی پوچھا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی

کیا آرزو ہے بدیع تو محبت حسن آرا مین مبہوت ہین یہی منھ سے نکل گیا آرزوے وصل حسن آراے
شیرین کلام رکھتا ہون نازنین نے مکتوب دیا تا حصول لوح دربند جباریہ یہ مکتوب بجاے لوح ہے
بدیع الزمان بوقت سحر مکتوب لیکر خدمت مین حکیم صاحب کی آئے حکیم صاحب نے کہا آپنے نقوش باطل
ویسے محو نہ کیے ستارہ زہرہ سے آرزو وصل حسن آرا بیان کی بڑے بڑے دھوکے پڑینگے آپ کو
تکلیف ہوگی یہ وہ طلسم ہے کہ جباریہ جب فتح ہوگا یہ لوح بیکار ہو جائیگی جب لوح کل کی طلسم یلیگی مرحلہ جات
فتح ہو گئے بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہوگا ایک ایک حاکم شہر آپسے فرداً فرداً لڑیگا بدیع الزمان حکیم صاحب
سے رخصت ہوے بموجب حکم مکتوب ایک صحرا مین آئے سرخ پوش جنی اسمعتام کا منتظم
تھا بہ حکم مکتوب اسم پڑھکر اوسکو مطیع کیا سرخ پوش نے بھی یہی عرض کی کہ نقوش باطل دیسے
محو کیجئے مین بھی جابجا مدد کرونگا بدیع الزمان کو ہمراہ لایا ایک تاجدار سے ملاقات کرائی اسنے
لوح دربند جباریہ بدیع الزمان کو دی بدیع الزمان لوح لیکر بڑھے تھے کہ ایک ساحر فیل پر
سوار آیا بہ حکم لوح تیر سے اسکو مارا سامنے سے ایک باغ دکھائی دیا اندر سے ایک خواص روتی ہوئی
آئی کہا اے شہریار ملکہ حسن آرا آپکی محبت مین شہزادیہ سے بھاگ کر بخوف نعابدار یہان آئی
ہین بدیع الزمان اندر آئے شوق محبت مین لوح نہ دیکھی اس بیحیا نے شراب پلا کر لوح لے لی
آواز دی ہنم گلگونہ جادو اوظالم تونے میرے فرزند فیلان کو مارا یہ کہکر بدیع الزمان کو لیکر
بیرون باغ آئی خواصون سے کہا اب کدھر چلون اگر سمت جباریہ جاؤن تو دفن فرزند ملتوی ہے
اسی فکر مین تھی کہ ایک نعابدار پیدا ہوا کہا اے گلگونہ مرحبا جبار شاہ نے کہلا ہے کہ لوح اور قیدی
میرے پاس بھیجدے تجھکو چالیس دن کی مہلت براے ماتم فیلان دی گئی گلگونہ نے نام
پوچھا کہا ہوشیار جادو عزیز جبار شاہ گلگونہ نے بصلاح خواصان لوح تو ندی بدیع الزمان
کو حوالے کیا لوح لیکر واسطے دفن فیلان کے چلی وہ جوان بدیع الزمان کو لیکر درکوہ مین
آیا کہا آپ نے نقوش باطل دیسے محو نہ کیے آخر لوح کھوئی ہنم سرخ پوش جنی ہین نے آپکو نکال لیا یہان
بیٹھکر اسم پڑھیے کہ آپ مین طاقت آئے مین فکر لوح مین جاتا ہون سرخ پوش چلا
بدیع الزمان اسم تعلیم کردہ سرخ پوش پڑھنے مین مصروف ہوے شرارہ جادو بعد قتل ہونے
کرگس کے ایک کوہ پر ٹھہری تھی اغلال جادو فرستادہ جبار شاہ پاس شرارہ کے آپہونچا

شرارہ کو ساتھ لے کر سمت باغ ہمیشہ بہار روانہ ہوا جب اغلال آیا شرارہ نے
حال قید قاسم بیان کیا اغلال نے کہا مین انتظام عیاران کر لونگا شرارہ کو ساتھ لیکر
مقابلہ قیماش خان وغیرہ مین آیا طبل جنگی بجوایا نسرین کو زخمی کیا عین وقت پر امتحان جادو
آکر پہونچی برق چمکائی اغلال کے دو ٹکڑے ہوئے قاسم وغیرہ کو چھوڑ لیا شرارہ بھاگ گئی
امتحان قاسم کو لے کر سمت باغ ہمیشہ بہار چلی اجلال و اغلال دونون بھائیونکو جبار
نے روانہ کیا تھا اغلال تو ہاتھ سے امتحان کے مارا گیا اجلال قریب باغ سروستان
پہونچا امتحان تو یہان سے جا چکی تھی ملکہ گلعذار کو مع کنیزون کے سحر سے پکڑ لیا لیکر سمت جباریہ
چلا یہان جب امتحان نے ہمراہ قاسم تین منزلین طے کین ایک شبکو خواب پریشان بمقدمہ
ملکہ دیکھا قاسم سے بہت عرض کی آپ کی چچی صاحب وہان تنہا ہین مین اونکو بھی لے آؤن
تو بوجہ احسن لشکر کشی ہو امتحان تو سمت باغ سروستان روانہ ہوئی خبر قاسم سنکر مہران
و خورشید بھی آکر داخل لشکر قاسم ہوئے شرارہ جادو عاشق قاسم بعد قتل اغلال شکست
خوردہ جاتی تھی کہ راہ مین اجلال جادو سے ملاقات ہوئی اب اجلال نے جو حال قتل
اغلال سنا بغصہ شرارہ کو ہمراہ لے کر مع قید ملکہ مقابلہ لشکر قاسم مین آیا یہان کوئی سوائے
نسرین کے جادوگر نہ تھا رونا قول رات کو جا کر بزور سحر نسرین کو پکڑ لایا صبحکو لشکر قاسم پر
سحر کرنا شروع کیا اس قدر پتھر برسائے کہ قاسم و سیارہ و قیماش خان و لالان شاہ
وغیرہ سب پتھر کے ہو گئے شرارہ جادو کو یہان نگہبان کیا آپ ملکہ گلعذار کو لیکر سمت
جباریہ چلا لیکن سرخ پوش جنی بدیع الزمان کو جسنے اسم پڑھوایا کہ جسم مین طاقت آئی یہان
حاضر ہے شب کو بدیع الزمان نے ابرار سجادہ نشین کو خواب مین دیکھا فرماتے ہین کہ صبح کو جو سانحہ
دیکھنا اوسکے تعاقب مین جانا بہ صلاح سرخ پوش کام کرنا لوح دستیاب ہوگی بدیع الزمان
نے صبح کو سرخ پوش سے حال خواب کہا در کوہ مین بیٹھے ہین کہ رونے کی آواز آئی دیکھا
گلگونہ جادو سر برہنہ چار سو کنیزین ساتھ صندوق مین لاش فیلان لیے جاتی ہے اوسی کے
تعاقب مین بدیع الزمان و سرخ پوش چلے بعد پانچ کوس کے دیکھا ایک گنبد بلورین ہے
اوس مین ایک شگاف ہے پشت گنبد پر قبرستان گلگونہ نے زیر گنبد بیٹھکر بخورات روشن کیے

یا خداوند بلورین میرے فرزند کو زندہ کر یہ کہکے شیرینی اوسی شگاف مین پھینکدی بعد دو گھڑی
کے گنبد سے آواز آئی کہ اے گلگونہ قبر مین فیلان کو مع صندوق رکھدے ابھی دوشنبہ کو زندہ کردینگے
گلگونہ لاش قبر مین رکھکر پلٹ گئی سرخ پوش نے بدیع الزمان سے کہا کہ آپ اس اسم کو زیر گنبد بیٹھکر
پڑھیے مین شگاف سے داخل گنبد ہوتا ہون اسمین کوئی شیطان ہے برکت اسم خدا اوسے جا کر مارتا ہون
بدیع تو اسم پڑھنے بیٹھے سرخ پوش بسم اللہ کہکر شگاف سے داخل گنبد ہوا بدیع الزمان نے دیکھا اندر
سے شعلے نکل رہے ہین گنبد مین ایک شیطان بیٹھا تھا سرخ پوش بوجہ برکت اسم کے سکار لیکر نکلا
بدیع الزمان نے گلے سے لگایا اب بدیع و سرخ پوش داخل گنبد ہوئے بروز وعدہ گلگونہ آئی
سرخ پوش نے بہ غیظ آواز دی کیون اے گلگونہ طلسم کشا کو پکڑ لوح چھینی ہمکو نہ دکھائی
گلگونہ کو ایسا ڈرایا کہ اوسنے لوح لاکر شگاف مین پھینکدی سرخ پوش نے کہا اب جا کل تیرے
فرزند کو زندہ کر دینگے گلگونہ ادہر گئی بدیع بہ مدد سرخ پوش لوح لے کر نکلے سرخ پوش کو رخصت
کیا بہ حکم لوح اسم اعظم پڑھا ایک مرغ زرین آسمان سے پیدا ہوا اسپر سوار ہوئے مرغ نے بدیع الزمان
کو باغ مین گلگونہ کے پہونچایا گلگونہ نے بڑے بڑے سحر کیے بدیع الزمان پر بسبب لوح کے
تاثیر نہوئی اسم پڑھکر تلوار سے گلگونہ کو قتل کیا اب بدیع الزمان بحکم لوح سمت جباریہ چلے تھے
سامنے سے مراد شاہ کو دیکھا کہ پانچہزار جوان سے گریان و نالان پیدا ہوا عرض کی اے شہریار
یہ سانحہ ہوا کہ حسن آرائے شیرین کلام جو میری دختر ہے جس نقابدار کو آپ دیکھ آئے تھے
یہ ملازمان جبار شاہ سے تھا اگر میری دختر پر عاشق ہوا سوال شادی کا کیا مین نے پانچ برس کی
مہلت لی نجومیون نے مجھسے کہا تھا کہ یہ دختر فرزند صاحبقران کی تقدیر مین ہے اسواسطے
قصر عقیق بنوایا اور یہ رسم مقرر کی آپ بھی اوس سے زیر ہوئے اب یہ خبر جبار شاہ کو ہوئی
اوس نے کاؤس جادو کو بھیجا اوسنے نقابدار کو آکر پکڑ لیا شہر لٹنے لگا کاؤس تو ملکہ کو محافے
مین سوار کر کے لے گیا مین یہان بھاگ کر آیا بدیع الزمان بغیظ و غضب تمام سمت جباریہ چلے
تھے کہ راہ مین امیہ بن عمرو نے آکر خبر سنائی کہ اجلال جادو ملکہ گلعذار کو لیے جاتا ہے بدیع الزمان
رنجیدہ ہوئے اجلال گلعذار کو لئے اوترا تھا کہ بدیع الزمان لشکر اجلال پر آکر گرے برکت لوح سے
سحر تو تاثیر نہ کرتا تھا گھسکے اجلال کو مارا ملکہ گلعذار کو ہمراہ لیا راہ مین خبر سنی کہ لالان و

قاسم وغیرہ پتھر کے بنے ہوئے قریب باغ ہمیشہ بہار کے مبتلائے مصیبت ہیں شرارہ جادو
وہاں کی نگہبان ہے نام قاسم سنکر دل بیقرار ہوگیا امیہ نے سب حال بیان کیا بدیع مع مراد شاہ
آکر لشکر شرارہ پر گرے لوح چمکائی شرارہ جلو خیمہ سے نکل پڑی بڑے بڑے سحر کیے تاثیر بدیع
پر ہوئی شرارہ نے چاہا تڑپ کر نکلجاوُں بدیع الزمان نے تیر مارا سینے کو توڑ کر پار گذرا آواز
آئی کشتی مرا نام من شرارہ جادو بود لوح کا پانی سب قیدیوں پر چھڑکا سب نے رہائی پائی قاسم
وسیارہ دستیاب ہوئے بدیع الزمان کو بڑا قلق ہوا قیماس شمس خان وغیرہ نے دیکھا کہ ہمارا
آقا تو یہاں نہیں ہے رات کو اپنی فوج ساتھ لیکر تلاش میں قاسم کی روانہ ہوگئے شرارہ کے
مرنیسے وہ صندوق آہنی ٹوٹا سیلان سرخ پوش نے رہائی پائی بعد مدت اپنے باپ لالان شاہ سے
ملا بدیع الزمان بہ فر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی قریب باغ ہمیشہ بہار فروکش ہیں قاسم کے
غائب ہونیکا بڑا قلق ہے کہ نہیں معلوم میرے فرزند پر کیا گذری ہر چند وہ میرا ہم چشم ہے
مگر میرے بھائی رستم کا نور نظر پارہ جگر جوش جرأت میں آیا بڑا اسرنج و ملال اٹھایا ساحران غدار شکست
خوردہ خدمت میں جبار شاہ کی پہونچے تمام کیفیت آمد طلسم کشا بیان کی غصے میں چڑھ دوڑا کاوش جادو
جو ملکہ حسن آرای شیرین کلام کو نے کر آیا تھا اسکو بھی ہمراہ لیا ہر چند کے نام سنکر مائل ہوا تھا کہا
بعد قتل طلسم کشا معشوق سے شادی کرونگا اسوقت آکر پہونچا کہ بدیع الزمان نے سیلان کو لالان سرخ
پوش سے ملایا ہے یاد قاسم میں پریشان ہیں کہ جبار شاہ تین لاکھ ساحروں سے آکر گرا سحر کرکے زمین
ہلادی ہزارہا بندگان خدا اسکے ہاتھ سے سیار گلشن جنان ہوئے بدیع الزمان لوح گلے میں
ڈالکر اسوقت نکلے کہ جبار نے کل فوج کا محاصرہ کر لیا سحر کرتا ہوا آتا ہے اس قصد سے کہ اپنے
بھائی لالان شاہ کو قتل کروں سیلان اس کی بیٹی سیمبر پر مائل بھی ہے یہی خیال آیا کہ بھائی نے
میرے طلسم کشا کو بلایا بدیع الزمان نعرہ کرکے جا پڑے تلوار چلنے لگی بدیع نے لوح چمکائی ہزارہا
ساحر نابینا ہوگئے حصار سحر بھی لوٹا جبار شاہ بدیع الزمان کو دیکھکر جلگیا امتحان جادو وقت پر
آکر پہونچی ملکہ گلعذار کی حفاظت کرنے لگی مشہور ہے کہ اسکی ذات سے سارا فساد ہوا جبار نے جب
دیکھا میرا سحر بدیع الزمان پر تاثیر نہیں کرتا بر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا چاہا نکلجاوُں امتحان
نے کہا اے شہریار جبار اگر نکلجا ئیگا فساد برپا کریگا بدیع نے لوح کو دیکھا بحکم لوح تیر بہرہ کمان میں جوڑ

کیا تاک کر مارا جبار شاہ سہما بہ حکم قضا و قدر تیر دلدوز سینہ باکینہ پر سوز پر ناری کے پڑا سینہ کو توڑ کر پار گذرا تمام زمانہ سیاہ ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من جبار شاہ حاکم دربند اول طلسم خورشید نگار ہو دمرنے سے جبار کے ساحر بھاگے باقیماندہ نے چادر ہلائی مطیع ہوئے امتحان نے بڑھکر کاؤس جادو کو مارا ملکہ حسن آرا کو بھی رہا کر دیا بفتح و فیروزی داخل دربند جبار یہ ہوئے اب جو لوح کو دیکھا تو لکھا تھا والسلام والاکرام بدیع الزمان سے امتحان نے عرض کی اے شہریار بعد فتح ہونے دربند کو ہان کے لوح طلسم خورشید نگار دستیاب ہوگی مجھکو قصد ہوا کہ جاکر حسن آرا سے ملاقات کرون محبت مین اوسکی بیقرار ہین امیہ روتا ہوا آیا عرض کی ملکہ فرش خواب سے غائب ہوگئین بدیع الزمان نے گریبان پھاڑ ڈالا لان وغیرہ نے عرض کی کہ جن حکیم کی مدد سے آپنے یہ کام کیا لنسے ملاقات کیجیے بدیع الزمان نے تعویذ نکالا بخورات روشن کیے چار موکل بدیع الزمان کو اٹھا کر پاس ابرار سجادہ نشین کے لائے حکیم صاحب نے بہت سا دلاسا دیا کہا آج شب کو حکیم خداپرست کے پاس چلیے دو پہر رات گذری تھی ابرار حجرے سے نکلے ایک چوکی سنگ مرمر کی نکالی چارون پالون مین چار نقش باندھے چار موکل حاضر ہوئے چوکی کو اٹھا کر لیچلے ایک باغ ویران مین آکر اترے ابرار تو ایک کنج مین ٹھہرے بدیع الزمان سے کہا سامنے نخل مین قفس آہنی لٹکا ہے اسمین حکیم صاحب مقید ہین یہ پرچہ جاکر دیجیے جواب لکھدینگے بدیع الزمان ہمراہ ابرار باغ ابرار مین آئے چند اسم بدیع کو تعلیم کیے کہا کوہ مراد پر جاکر اس اسم کو پڑھیے موکل ڈرائینگے خوف نہ کیجیے گا بدیع نے آکر اسم پڑھا موکلان اسم نے بہت دھوکے دیے کئی مرتبہ ابرار خود آئے اسم ساتوین دن ختم ہوا تب ایک مرد مقدس نے آکر بدیع کو اپنے ہمراہ لیا اور ایک مکان ہفت رنگ مین لیجاکر ایک حجرہ کھولا اوسمین سے ایک صندوقچہ لاکر سامنے بدیع الزمان کے رکھا اسمین چالیس لوحین تھین مگر لوح دربند اول کہ نام اوسکا دربند دہابیہ ہے بدیع الزمان نے اٹھا لی اس مرد نے حجرے مین صندوقچہ بند کر دیا بدیع تنہا بموجب حکم لوح سمت مشرق روانہ ہوئے کچھ دور چلے تھے کہ ایک باغ پر بہار نظر آیا اس باغ مین داخل کیا دیکھا ایک بارہ دری باغ مین بنی ہوئی ہے کہ اس بارہ دری مین درجہ بدرجہ چہار سمت میز و دنگل بچھے ہوئے ہر ایک میز و دنگل پر سات سات تصویرین سنگ مرمر کی بیٹھی ہین تسبیح ہر ایک کے ہاتھ مین گردش مین ہے جسطرح ذیحیات پڑھتا ہے اوسیطرح وہ بھی عمل خوانی کر رہی ہین اور بخورات طرح طرح کے ہر ایک مقام پر روشن ہین اور وسط مین ایک چوکی سنگ مرمر

کی خالی ہے اوسپر بدیع الزمان نے بیٹھکر بحکم لوح اسم یاوہاب پڑھنا شروع کیا جب تعداد عمل تمام ہوئی دو تصویرین دست بستہ سامنے آئین اور گویا ہوئین کہ مبارک ہووے طلسم کشا ہم موکلان اسم یاوہاب ہین آپکے مطیع ہوے اور دربند وہابیہ تمام ہوا اور خزانہ بعد فتح کل طلسم ملیگا یہ کہکر جملہ موکل سمت آسمان روانہ ہوے بدیع جو باغ سے نکلے تو سامنے اپنا لشکر دیکھا سبنے آکر سلام کیا اور سمت شہر جباریہ کے روانہ ہوے یہان آکر مصروف ہوے اب یہان سے دو کلمہ دربند دوم چاپلوسیہ بیان ہوتے ہین بدیع الزمان دوبارہ بخدمت ابرار سجادہ نشین گئے اور تمام کیفیت بیان کی ابرار نے فرمایا کہ اب تم کو شہر چاپلوسیہ مین جانا چاہیئے مگر جو کچھ کرنا سمجھکر کرنا کیونکہ ابھی کوئی وہان ہماری اعانت کارگر نہوگی اور تنہا جانا عیار بھی آپکے ساتھ نہوگا بدیع الزمان نے آکر جباریہ پر مشورہ کیا اور بیان کیا کہ مین تنہا جاؤنگا شاطر تک میرے ہمراہ نہوگا اور ایسا ہی قصد کیا

دو کلمہ داستان حیرت بیان دربند چاپلوسیہ کہ دربند دوم طلسم ہی ناظرین کو ایک تکلیف دی ہرچند کہ بنا مین داستان ہوش ربا مین بہت ایجاد کیے اس طلسم مین بھی داستان ہاے رنگین و فصاحت آئین تحریر ہونگی یہ دو دربند یعنے مکروشعبدہ اس رنگ مین ہفت دفاتر ہین دوستان خیال مین بھی دو باتین تحریر نہین ہوئین ناظرین ملاحظہ فرمائین ساقی نامہ مصنف

ساقیا وقت بادہ خواری ہے
نزہے دلمین یہ ہوس باقی
میکدے مین ابھی اندھیرا ہی
عاشقون سے عبث ہے یہ پروا
پھر شب ہجر نے ستایا ہے
عشق سے ہم تو باز آینگے
ہر گھڑی شغل آہ وزاری ہے
گیسو و رخ کی یاد سے ہے کام
موت بھی ہو گئی خفا مجھ سے

منزل مکر و غدر ہو گی سطے
جوشش ہے دلمین بادخواری کا
فوج رنج والم نے گھیرا ہے
ہم تو مدت سے جان دیتے ہین
عشق نے رنگ پھر جمایا ہے
رحم لازم ہے جان جان ہمپر
چشم تر صرف اشکباری ہی
آہ سے درد دل مین ہوتا ہے
کیا ہوا جرم اے خدا مجھسے

ایک ساغر تو لا پلا ساقی
آفتاب جمال کو چمکا
اپنے مشتاق کو جمال دکھا
کبھی صورت بھی دیکھ لیتے ہین
تا کجا رنج و غم اوٹھائینگے
اب تو بیتاب ہے دل مضطر
شام سے صبح صبح سے تا شام
مجھپہ میرا عدو بھی روتا ہے
اے صبا یہ پیام پہونچانا

اب تو مرتا ہے تیرا دیوانا
غزل کیا کہون حال چاک دامانکا
دو نگڑا تھا یہ ابر مژگان کا
کاغذ و خامہ دونون جلنے لگے
ہی عصا اب تو دست دربانکا
نار پستان کی کیا لکھون تعریف
پانون چھلا جو دست جانان کا

اے صبا کہکے حال یہ سارا
تار باقی نہین گریبان کا
نہ تڑپیو ذرا دل مضطر
حال لکھا جو آہ سوزان کا
دیکھ پائے جو دست رنگین کو
یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا

اس غزل کو ہماری پڑھ دینا
بھر گئے دو گھڑی مین سب جل تھل
زخم او ٹھا لیجو تیر مژگان کا
خشک ہو کر مرا تن لاغر
زرد ہے ہو رنگ شاخ مرجان کا
اے قمر نقد جان عوض مین دون

چہرہ رہروان منازل مکاری وطے کنندگان جادو طراری راہ پیچدار
نکر کو یون طے کرتے ہین شعر سخن سنج و غواص دریاے ہوش ؛ چنین ریخت گوہر بدامان گوش ؛
شاہزادہ بدیع الزمان یکہ و تنہا بے یار و آشنا سمت دربند چاپلوسیہ روانہ ہوے کانٹا فراق حسن آرا کے
شیرین کلام کا کلیجے مین کھٹک رہا ہی بعد رہروی دو دن کے سامنے سے شہر عظیم الشان نمایان ہوا
در شہر بلند و مرتفع شہر پناہ پختہ در شہر پر ساٹھ ہزار جوان جنگی فروکش ہین بدیع الزمان مع
مرکب بسم اللہ کہکر داخل شہر ہوے کاروانسراے دریافت کر کے در سرا پر جو آئے تو دروازہ سرا کا
شہر سے بہتر پایا اندر آ کے دیکھا قصر ہاے عمدہ بنے ہوے ہین ہر مسافر مثل شاہ و شہریار معلوم
ہوتا ہے مہتر وہان کا فرش قالین پر بیٹھا ہے ایک مہترانی نے اوٹھکر بدیع کو سلام کیا کہ ضلکی
تشریف لائیے مرکب لیکر ایک مکان معقول مین باندھ دیا ایک قصر عمدہ مین لیجا کر بدیع الزمان
کو بٹھا دیا مکان فرش عالی و جھاڑ کنول وغیرہ سے آراستہ تھا مہترانی بسند پر بٹھا کر چلی گئی شام کو ملی
پرسش مزاج بدیع کی مرکب کو دانہ و کاہ وغیرہ دیا ایک سائیس بھی مقرر کر دیا سامنے بدیع الزمان کے
خاصہ شاہانہ مع شراب و کباب لاکر دستر خوان بچھایا بدیع الزمان بہت خوش ہوے کہ یہان کے
لوگ بہت سلیقہ دار ہین بعد خاصہ کھلانے کے عرض کی طائفہ بھی حاضر ہے کوئی لمحہ ناچ دیکھیے
بدیع الزمان نے کہا بہتر طائفہ آکر ناچکر چلا گیا جب دو پہر رات گذری پانچ اشرفیان بدیع الزمان
نے خوراک وغیرہ کی کہکر اور پانچ طائفہ کے لیے دینے لگے اوس مہترانی نے کہا جلدی کیا ہی بعد ہفتے
کے حساب ہو جائیگا سب اسباب راحت آپ ہی لوگون کے واسطے ہے بدیع خاموش ہو رہے اسی
سامان مین جملہ مسافران کو دیکھا بہت تعریف اہل سرا کی اسی مہمانی کے سامان مین آٹھ دن

گذرے صبحکو مہترانی نے فرد حساب پیش کی بدیع الزمان نے دیکھا جملہ حساب ہو اور میزان کل دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ ہوے بدیع الزمان نے کہا اس قدر ایک آدمی کے صرف مین تو ہم نہ دینگے مہترانی چپکی چلی گئی بعد لمحہ کے ایک چوبدار سلطانی آکر کھڑا ہوا کہا چلیے آپ پر مہترانی نے نالش کی ہی بدیع اس خیال مین اسکے ساتھ ہولیے کہ بادشاہ انصاف کریگا کہ ایک شخص کے صرف مین اسقدر کیونکر اوٹھا جو کچھ ہزار پانچسو دلوائیگا دیدینگے چوبدار کے ساتھ چلے دربار شاہی مین پہونچے نہایت بڑا دربار ہے ہزارہا وزیر امیر متمکن ہین تخت پر ایک بادشاہ پیر بارِیش سفید بیٹھا ہی بدیع نے سلام کیا اہل دربار اسی بات پر رنجیدہ ہوے بادشاہ خفا ہوا کہ بمقدمہ مدعی و مدعاعلیہ نذہب سے کیا کام یہ جوان مسافر ہے بدیع الزمان کو کرسی مرحمت ہوئی بادشاہ نے بمقدمہ روپیہ کے پوچھا بدیع نے کہا اسقدر مین نہین جانتا حساب آٹھ دن کا ہے شاہ نے مدعی سے فرد حساب مانگی اوسنے پیش کی شاہ نے فرد دیکھکر کہا اسمین تو کوئی شے خلاف نہین ہی جس شے کو بدیع ایک روپیہ سمجھے تھے اوسکے ہزار روپیے لکھے تھے فی گلابی شراب ہزار روپیہ فی طائفہ دو ہزار اسیطرح ہر شے لکھی تھی بادشاہ نے حکم دیا اسکا روپیہ ادا کیجئے ورنہ سلاح وغیرہ نیلام کرکے ادا کروایا جائیگا ایک سردار اوسمین سے اوٹھا نہایت قوی ہیکل تھا ارادہ کیا کہ بدیع کی زرہ اوتارلے بدیع نے ایک طمانچہ مارا وہ جوان تیورا کر گرا شاہ نے جملہ فوج کو اشارہ کیا دس ہزار فوج بدیع الزمان پر ٹوٹ پڑی تلوار چلنے لگی بدیع نے بہت لوگ قتل کیے بعد زوال آفتاب لڑتے لڑتے پاؤن ایک سربریدہ پر جا پڑا بدیع کو گرتے گرتے ازدرے بلوے کے پکڑ لیا سلاسل کراکے چاپلوس شاہ نے حکم دیا کہ اس بے ادب کو زندانخانہ دیرگاہ مین قید کرو بادشاہ نے قید بدیع کی خود ہمراہ لی ایک مکان مقفل تھا کلید اپنے پاس سے نکالی بدیع کو داخل کیا بدیع نے دیکھا ایک مکان عالیشان ہی مگر بالکل بیرونے سیٹا ہے خشت و چوب کا نام نہین دوسرا قیدی بھی وہان نہین ہے بدیع تو چاپلوسیہ مین قید ہوے یہان اسد نوجوان فراق بدیع مین بیمار ہوگئے ایک خواب پریشان دیکھا صبحکو خواجہ سے کیفیت بیان کی کہا حضور یا موسیجان کی فکر کرین ملکہ تصویر نے کئی لاکھ روپیہ خواجہ کو دیے خواجہ نہایت عیاری سے آراستہ ہوکر بسمت طلسم خورشید نگار روانہ ہوے بعد قطع منازل و طے مراحل پتا لگاتے ہوے شہر جبار یہ مین آئے لالان شاہ وغیرہ سے ملاقات ہوئی سب نے دامن خواجہ کا تھا ما کہ تمہار بدیع

کے جانیکا حال بیان کیا کہ شہر چاپلوسیہ مین گئے ہین وہ نہایت مکار ہین معلوم ہوتا ہی آقا دام بکرین
پھنسے عمرو خواجہ پتا پوچھکر داخل شہر چاپلوسیہ ہوے بصورت تاجر جلیل سرا مین ٹہرے ممتر انی نے خوب خاطر داریان
کین حضور نے اشرفیان چورن کی دینے کا ارادہ کیا ممتر نے کہا بعد ہفتے کے حساب ہو جائے گا
پانچ دن مین خواجہ نے خوب ناچ دیکھا شراب پی عمدہ خاصہ کھایا فرمایا ہمارے پاس جواہرات ہین فروخت
کرکے دینگے ایک توڑا اشرفیون کا بھی لاکر رکھدو اکثر سائل آتے ہین ما بدولت شرماتے ہین ممتر نے
اشرفیان حاضر کین شبکو خواجہ نے تمام اسباب نذر زنبیل کیا مکان سے نکلکر غائب ہوگئے صبح کو ممتر
سر پیٹنے لگا کہتا تھا اک سوداگر آیا ہمکو لوٹ کرلے گیا شام کو خواجہ ایک رسالدار کی شکل بنکر تشریف لائے
دیکھا کہ ممتر رو رہا ہے خواجہ سمجھے اسمین کچھ فتور ہے کئی صورتین تبدیل کرکے سب ممتر ونکو لوٹا جب
سرا کی صفائی کر چکے ایک طفل دوازدہ سالہ کی صورت بنکر بازار مین روتے ہوے پھرنے لگے لوگ
کوتوال تک لے گئے کہ کسیکا لڑکا ساتھ سے اپنے بزرگ کے چھوٹ گیا رفتہ رفتہ بادشاہ تک پہونچایا
بادشاہ نے دیکھا لڑکا نہایت حسین ہے بہت پسند کیا پوچھا کیا ماجرا ہے تتلا کر باتین کین باپ کے ہمراہ
چوک مین آیا تھا بھیڑ مین چھوٹ گیا بادشاہ نے تشفی کی گود مین بٹھالیا کہا ہم بجاے فرزند پرورش کرینگے
خوشی خوشی محل مین لے گیا پانچ سات دن مین خوب مانوس ہوا گاڑی پر سوار کرکے بازار کی سیر کرانے لگا اگر
محل مین نہ بہلا بارگاہ مین لیکر بیٹھتا ہے لڑکا رو رو کر جان دیتا ہے جب سوار کرکے بازار مین پھرا تا ہی
تو شگفتہ رہتا ہے بلکہ یہ چاہتے ہین کہ اور نئے مقام پر لیچلو آٹھ دن کے عرصے مین تین سمت خواجہ کو پھرایا
ایکدن چوتھی سمت کے لیے مچلے آخر ناچار ہوکر جدھر زندان بدیع الزمان تھا لے گیا جیسے ہی آہنی مکان کو
نئی قطع کا دیکھا مچلگئے اشارہ یہ تھا کہ اندر چلو ہر چند بہلایا نہ بہلے آخر ناچار جوڑے سے کنجی نکالی قفل
کھولکر اندر لے گیا خواجہ نے دیکھا کہ بدیع زار و نزار ہو گیا ہی سارے مکان کی سیر کرکے باہر آئے بادشاہ
اسیطرح قفل لگا کر اپنے مکان مین آیا شبکو خواجہ نے بروقت سونیکے کنجی چاپلوس شاہ کے جوڑے سے
نکالی تو جوڑے مین کوئی سخت چیز پائی ٹٹولکر جو نکالا ہمراہ کنجی کے بیضہ دندان فیل بھی نکلا کنجی مع بیضہ
لیکے عمرو باہر آیا قریب پہر رات رہے کے قفل کھولا بدیع الزمان سے آکر ملاقات کی صبح ہوتے
ہوتے بیہوش کرکے بدیع کو عمرو لے نکلا شہر سے تین کوس پر لاکر صحرا مین ہوشیار کرکے سب حال
بدیع نے کہا غرض کہ جب بیضہ کو کھولا ایک پرچہ کاغذ کا اسمین سے نکلا شاہزادے نے پڑھا اسمین

لکھا تھا کہ اگر کوئی طالب لوح دربند چاپلوسیہ ہو تو مناسب ہی کہ شہر سے پانچ کوس پر ایک کوہ ہی زیر کوہ
کنارہ دریا پر بیٹھکر اس اسم کو پڑھے تو وہین محافظ لوح پیدا ہوگا وہ ربمقابلہ کشتی مین جب زیر ہوگا جب
مقام لوح پر لیجاکر لوح دیگا بدیع نے خوجہ کو رخصت کیا مگر حال قاسم بھی خواجہ سے بیان کیا کہ اوسکی
تلاش پر ضرور ہے آپ دربند جباریہ پر تشریف رکھیے گا یہ کہکر بدیع الزمان نے قریب دریا آکر
اسم پڑھا وہی تاجدار جسنے لوح دربند جباریہ دی تھی پیدا ہوا کشتی مین زیر ہوکر ہمراہ بدیع کو لیجا کر
وہی قصر وہی حجرہ کھولکر بہ تعجیل صندوقچہ روبروے بدیع رکھا شاہزادہ نے لوح دربند چاپلوسیہ نکالی
تاجدار رخصت ہوا بدیع نے لوح کو صحرا مین آکر ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جس دریا پر سے تاجدار لایا اوسکے
کنارے بیٹھکر اس اسم کو پڑھو شاہزادہ نے کنارے آکر اسم پڑھا کشتی پیدا ہوئی بدیع بموجب حکم
لوح کشتی پر سوار ہوا کشتی خودبخود روانہ ہوئی سامنے سے ایک جہاز پیدا ہوا ایک بادشاہ نے
مع فوج جنگی جہاز پر سوار ہوکر شاہزادہ بدیع کو للکارا کہ اے طلسم کشا ذرا تامل کر کشتی رکی اور جہاز پر سے
ایک پہلوان پھاند دریا مین آواز دی کہ اے طلسم کشا آکر مقابلہ کر بدیع نے بموجب حکم لوح دریا
مین کودکر اُس پہلوان کو مارا وہ بادشاہ مع فوج کے لینا لینا کہتا ہوا اُس دریا مین پھاند اسب
فوج بدیع پر حملہ آور ہوئی دریا مین تلوار نیزہ چل رہا ہے لوح نے حکم دیا جسطرح بنے اس بادشاہ کو
گرفتار کرکے کنارے پر لیجاؤ جہان تمکو لیجائے ساتھ اسکے جانا جہان بٹھادے بیٹھکر تماشا دیکھنا
خبردار کسی مقدمہ مین دخل نہ دینا بدیع نے بعد تباہی بسیار شاہ کو پکڑا وہ شاہ بدیع کو لیکر ایک
باغ مین آیا کہ نہایت عمدہ باغ تھا وسط باغ مین ایک قصر برنگ زبرجدی منزلہ پر لاکر بدیع
کو بٹھا دیا دریچہ ہاے قصر کھولدیے گلوریان شراب وکباب رکھکر چلا گیا بدیع مسند پر بیٹھے ہین
اسقدر وہ قصر بلند ہے کہ منزلون تک معلوم ہوتا ہے سامنے دو کوہ ہین بیچ مین مثل سڑک کے صحرا ے
سبزہ زار ہے یکایک زیر کوہ سامان میلہ جمع ہونے لگا دوکاندارون نے آکر دوکانین لگائین چند عرصے
مین کل سامان مہیا ہوگیا وسط میلے مین انبار ہیزم ہونے لگا جب خوب انتظام ہوچکا نوبت نقارے
کی آواز آئی ایک شاہزادی نہایت حسین لباس عروسی پہنے ہوے مثل ستیون کے ایک لاش کو
گود مین لیے ہوئے اور جو کہ طریقہ ستیون کا ہوتا ہے حکم لگاکر ہار پھول لٹاکر لاش اپنے شوہر کی
لیکر جلگئی اسیطرح چھ تخت آئے چھ شاہزادیان ستی ہوئین ساتوان تخت پھر پیدا ہوا بدیع نے

بہ نگاہ غور دیکھا ملکہ حسن آرائے شیرین کلام ایک لاش گود مین لیے ہوئے آتی ہے ایک طرف
ایک بادشاہ مع چالیس ہزار فوج کے باشمشیر ہائے برہنہ دوسری طرف مراد شاہ پر ملکہ حسن آرائے
شیرین کلام کو سر برہنہ روتا ہوا منع کرتا ہوا کہ مین تجھکو ہرگز ستی ہونے دونگا کہ تجھے میرا آقا بدیع عاشق ہے
جب مراد شاہ یہ کہتا ہے تو وہ شاہ جسکے ساتھ فوج ہے اپنے ہمراہیون سے کہتا ہے تم قتل کرو حسن آرا
میرے فرزند کے ساتھ ستی ہوتی ہے جب لوگ قتل کرنے آتے ہین تو ہمراہیان مراد شاہ بیچ مین
آپڑتے ہین اپنی جان دیتے ہین مراد شاہ کو بچا لیتے ہین سامنے بدیع کے چالیس کس ہمراہیان مراد شاہ
رہگئے بدیع کو تاب باقی نرہی دہین سے نعرہ کیا یا شیدائے کفاران بیحیا قصر سے نیچے اوتر کر باغ سے
باہر آیا میلا تو دکھائی نہ دیا بدیع سمجھے کہ مین دوسری جانب آیا ہون اُسطرف لوگ ہونگے
کہ سامنے سے مراد شاہ زخمدار بیقرار مع چندکس پیدا ہوا فریاد کی کہ جلد آئیے کہ حسن آرا کا خاتمہ
ہوا جاہتا ہے بدیع جھپٹا مراد شاہ نے کہا حضور مقابلہ عظیم ہے اور یہ سب غیر ساحر ہین لوح ذرا مجھے
دیجئے میرے کلیجے مین درد ہے برکت لوح سے درد تھمے غصے مین بدیع نے لوح دیدی مراد شاہ کے
حوالے کی بس اُسنے ہٹ کر آواز دی باش او طلسم کشا منم محیط اسرار دان یہ کہکر نعرہ کیا طلسم کشا
کو لینا وہی اہل میلا آکر چہار طرف سے بدیع پر ٹوٹ پڑے بدیع نے تلوار کھینچی لاکھ آدمی بدیع کو
گھیرے ہین دو پہر کامل تلوار چلی آخر ازروے بلوے کے بدیع کو پکڑ لیا کثرت زخم سے بدیع بیہوش
ہوگئے محیط اسرار دان بدیع کو گرفتار کر چکا اپنے عیار سہیل مکار کو قید بدیع سپرد کی چارسو
سوار ہمراہ کرکے کہا کہ تو سمت چاپلوسیہ قید طلسم کشا لے کر چل مین سامان میلا اُٹھوا کر آتا ہون
عیار مع سواران بدیع کو لے کر چلا جب پانچ کوس راستہ طے کیا درہ کوہ سے پانچ کوس پر
نقابدار گلگون پوش پانچسو سوار سے آکر گرا مار کے سبکے ٹکڑے اوڑا دیئے برچھا سینہ سہیل پر
رکھدیا کر پشتارہ رکھدے سہیل نے خوف سے جان کے پشتارہ رکھدیا نقابدار بدیع کو لیکر اپنے باغ
مین آیا مرہم دوزی کی جب بدیع کو ہوش آیا اپنے کو ایک بارہ دری مین پایا اور ایک نازنین حور پیکر
چہاردہ سالا کو اپنے سرہانے دیکھا نہایت حسین مہ جبین شیرین گفتار سرو قد حور مثال عارض
بدر آسمان کمال ابرو رشک ہلال مثل طاؤس طناز با کرشمہ و ناز متمکن ہے شاہزادہ دیکھکر مبتلا ہوا
بعد گفتگوے معشوقانہ اس حور وش نے ظاہر کیا کہ مین دختر ہون ملک چاپلوس شاہ کی موسوم

ےگل اندام پریچہرہ اور بیان کیا کہ جس روز آپ واسطے روبکاری مہتر کے گئے تھے اسدن دیکھکر
عاشق ہوئی تھی آج جو آپکی گرفتاری کا حال سنا تاب نہ آئی لڑی پشتارہ جھین لائی بعد ہفتے کے
بدیع نے غسل صحت کیا مشغول عیش ہوئے ملکہ نے پوچھا کہ زندان دیرگاہ سے کیونکر رہائی پائی
لوح کیونکر حاصل ہوئی بدیع نے ذکر عیاری خواجہ عمرو کیا ملکہ نہایت مشتاق ہوئی جوان آدمی
لڑکا کیونکر بنا یہ باتین تھین کہ مردنگ سامنے سے غائب ہوئی شمشاد وزیرزادی ملکہ کی نہایت
حسین وجمیل پہلو مین ملکہ کے بیٹھی تھی جھک کر کان مین ملکہ کے کہا حضور بڑا غضب ہوا مرنگا کسی نے
میرے سینہ پر ہاتھ رکھدیا شاہزادے سے کہیے کوئی دعائین پڑھین باغ مین ہلڑ ہوا بدیع نے ملکہ
سے کہکر رونمائی رکھوائی تب خوجہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی شمشاد پر عاشق ہوئے بدیع
نے کہکر خواجہ کو گویا اہل محفل کو دنگ کردیا شمشاد بھی انکی سیرت پر مائل ہوئی بدیع تو حمام مین
گئے ہین خواجہ صحبت مین بیٹھے ہین ملکہ سے بھی ذکر ہو رہا ہے کہ لوح کی تدبیر واجب و لازم ہے بدیع الزمان
یون بیٹھا نہ رہیگا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی خواجہ نے ملکہ سے پوچھا یہ باجا کیسا بجتا ہے
ملکہ نے کہا شہر چاپلوسیہ مین ایک دیر ہے کہ اس مین تصویر خداوندی رکھی ہے چوتھے دن مع کل رئیسان
شہر کے چاپلوس شاہ دیر مین جاتا ہے اور محیط اسرار دان کہ مفتی دیر ہے وعظ کہتا ہے یہ باجا
کسی امیر کے ساتھ بجتا ہوا جاتا ہے عمرو نے ملکہ سے کہا ایک ہفتہ بدیع کو عیش مین الجھائے
رکھنا اگر خدا چاہتا ہے تو مین لوح لاتا ہون یہ کہکر عمرو بیرون باغ آیا کہ سامنے امیہ عیار
بدیع و ابو الفتح و عمران کہ یہ بھانجے عمرو کے ہین تلاش کرتے ہوئے جباریہ پر پہونچے امیہ
کے ساتھ تلاش مین خواجہ کے نکلے تھے عمرو کو سلام کیا عمرو نے تینونکو گلے سے لگایا کنارے لاکر
کچھ کان مین سمجھایا کہا تم دیر مین جاکر اندھے بنکر جب محیط وعظ کہکر ممبر سے اترے تو کہنا
ہم نابینا مقام ہمارے دور دراز سے فیض مذہب سنکر آئے ہین ہماری آنکھون کے لیے دعا کیجیے
جب تین چار جلسون مین مع بادشاہ تمکو جان جائینگے کہ یہ اندھے ہین تب تم ایک شب کو روتے
ہوئے اوٹھنا کہنا ہمنے خواب دیکھا ہے کہ کل کے جلسے مین نائب خداوند ہمہیز ہفت رنگ آئینگے اور ہماری
آنکھین روشن کرینگے اسدن مین ہمہیز بنکر آؤنگا ان تینون کو اشارے کی دیر تھی برابر کے عیار
اسی طرح دیر مین ٹٹولتے ہوئے پہونچے دیکھا ایک مکان عالیشان ہے ایک تخت پر تصویر رکھی ہے

برابر اسکے ایک ممبر سونیکا ہے اہالیان شہر جمع ہین بادشاہ بھی آیا ایک شخص بصورت متبرک ہودار
پر سوار تاج مرصع پہنے ہوئے شاہ نے ہاتھ اسکے آنکھون سے لگائے سب نے مصافحہ کیا وہ ممبر پر گیا وعظ
کہا یہ تینون اندھے فرداً فرداً آئے اپنا حال بیان کیا کسینے کہا ایران سے آئے ہین کسی نے
کہا ترکستان سے کسی نے کہا شہر بلخ مین ہمارا مسکن ہے فیض مذہب سنکر آئے ہین ہمارے لئے دعا
کیجیے کہ آنکھین مرحمت ہون محیط اسراروان نے محافظان دیر کو حکم دیا کہ ان اندھون کو رہنے
کی جگہ دو انکی خدمت کرو جب ہم طلسم کشا کو بھی گرفتار کرینگے بخدمت خداوندانکو بھی لیجائینگے
یہ نابینا رہنے لگے دو تین جلسون مین تمام اہالیان شہر آگاہ ہوئے کہ تین نابینا دور سے آئے ہین
مفتی دیر ہر مرتبہ دعا کرتا ہی اندھون سے کون چشم پوشی کرے بحشمداشت بینا ہونیکو آئے ہین
ایک شب کو تینون روتے ہوئے اسٹھے کہ ہمنے خواب دیکھا کہ صبح کو نائب خداوند ہمین ہفت رنگ
دیر مین تشریف لائینگے ہمین بینا کرینگے تمام دیر مین ہلڑ ہوا اندھے صبح کو در دیر پر بیٹھے جو آتا ہی
اسکے قدم لیتے ہین لعد کہتے ہین لعاب دہن ہماری آنکھون مین لگا کر اندر جائیے لوگ جمع ہین حیرت
ہی کہ یہ کیا معرکہ ہے یکایک خواجہ بشکل عجائب کہ دیو جامہ گلے مین رنگ بدلتا ہی تاج عطیہ حضرت آدم
سر پر اسمین گوہر شبچراغ نصب ہین چاہا کہ اندر قدم رکھین اندھے قدمون سے لپٹے آپنے فرمایا مین
وعظ سننے آیا ہون وہ کہتے ہین لعاب دہن لگا دیجئے یہانتک تکرار ہوئی کہ غل سنکر بادشاہ اور
محیط بھی آئے صورت دیکھکر سب حیران ہوئے محیط نے بڑھکر عرض کی کہ انکا کہنا کیجئے لعاب ہین اقدس
لگا دیجئے شب کو انکو بشارت ہو چکی ہے پھر تو ایک غل ہوا مجبوری لعاب دہن لگایا تینون اندھے
بینا ہوئے سبکی صورتین پہچاننے لگے ابتو شاہ و محیط اسراروان وغیرہ قدمونسے لپٹ گئے کہا آج حضور
وعظ فرمائین بعد تکرار بسیار ممبر پر آئے زبان جنی مین وعظ کہا اور سب حیران ہوئے آپنے فرمایا یہ زبان جن
خداوند کی ہے اور یہ اندھے بھی مقبول بارگاہ خداوندی ہین اے چاپلوس شاہ ہمارا رہنا تو ناممکن ہی کبھی
کبھی آئینگے انمین سے ایک کو وزیر ایک کو کوتوال ایک کو مفتی دیر قرار دے کہ جتنی یہ پریشانی بقدم طلسم کشا
ہے موقوف ہو جائے چاپلوس شاہ نے خوشی خوشی امیہ کو وزیر اعظم ابوالفتح و عمران کو کوتوال و مفتی
قرار دیا نائب نے فرمایا ہم جلسہ آیندہ مین آئینگے طلسم کشا کو بھی گرفتار کر لائین گے لوح لاکر ہمکو حوالہ کر
خداوند نے فرمایا ہی کہ پردہ دنیا مین لوح کا رہنا مناسب نہین ہی چاپلوس شاہ نے خوشی لوح

دیکر کہا کہ آپ مالک ہین جیسا مناسب جانین ویسا کرین لوح لیکر خواجہ باہر نکلے گلیم اوڑھکر غائب ہوئے
اور زیادہ اعتقاد ہوا خواجہ نے لوح لاکر بدیع کو باغ مین دی بدیع نے خواجہ سے کہا آپ جا بادیہ پر
چلیے اور خود ملکہ کو گریان چھوڑکر باارادہ فتح مرحلہ جات اوسی باغ مین آئے دریچہ کھولکر بالائی قصر
بیٹھے لوح کو دمبدم ملاحظہ کر رہے ہین ایک طرف سے گرد اٹھی ایک شاہ بوضع کفار پیدا ہوا دوسرا
بادشاہ بوضع اہل اسلام آپس مین تلوار چلی جو بادشاہ بوضع اسلام ہے دہائی دیتا ہے کہ اے
طلسم کشا مجھے آکر بچالے بدیع بحکم لوح اپنے مقام سے نہ اٹھے دونون بادشاہ لڑکر مرے جب کل
فوج کا خاتمہ ہوا تو دیکھا بدیع نے ایک شتر سوار پیدا ہوا اسنے آواز دی اے طلسم کشا مبارک ہو
محیط ہراروان ہار گیا بدیع نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ مرحلہ محیط تمام ہوا قلعہ چاپلوسیہ پر
جانا چاہیے بدیع باغ سے باہر آئے دیکھا ہمارا لشکر فروکش ہے سب نے آکر ملاقات کی طرف چاپلوسیہ
کے کوچ کیا چاپلوس شاہ دیر قصویر سے لوح دیکر آیا عیارون کو عہدے دیے سہیل مکار عیار چاپلوس
آیا اسنے عیارونکو پہچانا اہل دربار نے بیان کیا کہ نائب خداوند آئے تھے اندھون کو اچھا کر گئے لوح لیگئے
سہیل نے للکارا کہ اے شاہ اول بھی عمرو فریب کرکے بدیع کو زندان سے لیگیا اب اسنے لوح لی
یہ عیار جانے نپائین یہ تینون عیار بجرات تمام لڑبھڑکر نکلے جب یہ جا چکے تو لاشہ محیط ہراروان
آیا اب چاپلوس شاہ گھبرایا سہیل نے کہا اب سامان لشکر کشی کیجیے مین تو طلسم کشا کو پکڑ لاؤنگا
چاپلوس شاہ با فوج گران مقابلہ لشکر بدیع مین آیا سہیل دو پہر رات گئے چالیس عیار لیکر چلا جنگل مین
سبکو چھوڑکر مسلسل تیسرے دم اسکا مہتر ہے سبکو اسکے سپرد کیا اب تنہا لشکر مین آیا دیکھا خیمہ بدیع پر
چندان انتظام نہین ہے سہیل پشت بارگاہ پر آیا سراچہ چاک کیا بدیع کو بیہوش کرکے لے بھاگا
صبح ہوتے ہوتے اپنی بارگاہ پہونچا بدیع کو ہوشیار کیا اپنی تعریفین کرنے لگا کہ اے شاہ مین
لڑبھڑکر طلسم کشا کو لایا پشت پر بادشاہ کے ایک خدمتگار کھڑا تھا اسنے آواز دی کہ اے
سہیل کیون دیوانہ ہوا ہے یہ تیرے لشکر کا سائیس ہے گونگا بہرہ طلسم کشا کو ہاتھ لگا سکتا ہے
منم خواجہ عمرو یہ کہکر نیمچہ کھینچکر جا پڑا سہیل سے تلوار چلنے لگی ہرکارون نے خبر بدیع کو پہونچائی
یہ فوج غیر ساحران لیکر آپڑے خوب تلوار چلی عمرو نے جھپٹ کر سہیل کو نیمچہ مارا سہیل کے دو ٹکڑے
ہوئے چاپلوس شاہ نے جب جرأت بدیع کو دیکھا گھبرا گیا شکست کھا کے طرف طلسم کے بھاگا بدیع بعد شکست

نشان داخل شہر چاپلوسیہ ہوئے سراکو کھدوا ڈالا شہر چاپلوسیہ مین عملداری ہوئی مصروف عیش ہوئے

دو کلمہ داستان حیرت بیان دربند سیم طلسم خورشید نگار کہ نام اسی فن بند کا
ہوشیار یہ ہی مالک اُسکا اظہار شعبدہ باز ہے جانا بدیع کا دربند شعبدہ پر
اور حالات شعبدہ اظہار شعبدہ باز و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقی مے شعبدہ پلا دے
رندون مین بھی انتخاب ہونمین
حیران جمال یار ہون مین
دن ہجر کے رنج مین گذارے
بارش کی ہے فصل مے پلا دے
کیون صورت آئینہ ہے حیران
مضمون یہ شعبدہ کا لکھون
سامع نہ کہین ملول ہوئے

نیرنگ جہان مجھے دکھا دے
ایک جام شراب بھر کر ناز
اس غم سے تو بیقرار ہو نمین
اب وقت ہے میکشی کا آیا
ساقی دریا دلی دکھا دے
دل ہجر مین اب تڑپ رہا ہے
سامع کو نشان بے نشان دون

مشتاق شراب ناب ہون مین
کر دے در میکدہ بھی اب باز
اے ساقی ماہوش ہمارے
لو ابر بہار رنگ لایا
ہے جوش مین رند مے پرستان
نیرنگ جہان کا سامنا ہے
یہ رنگ قمر نہ طول ہوئے

پھر وہان منازل شعبدہ بازی و قطع کنندگان راہ پر خار
نیرنگ سازی حال کیفیت مآل دربند شعبدہ یون تحریر فرماتے ہین شعر واقفان کہ در سخن فردانذ
شرح این داستان چنین کردند شاہزادہ بدیع نے دربند چاپلوسیہ پر جشن کیا مین صحبت مین خوجہ
سے ذکر گنبد بلورین کیا کہ ہم بہت سامان وہان چھوڑ آئے ہین سرخ پوش جنی نے اس شیطان کو مارا
وہ ملعون وہان خدائی کرتا تھا اس ذریعہ سے ہمکو لوح ملی یہ سنکر خوجہ نے ہاتون مین بدیع سے
نشان گنبد پوچھا شب کو بدون اطلاع بدیع روانہ ہوئے ارادہ ہے بدیع کا خدمت ابرار مین جاؤن
حال دربند شعبدہ پوچھون کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایلچی فرستادہ اظہار شعبدہ باز دروازے پر
حاضر ہے دو ہزار سوار جو اپنے ساتھ لایا ہے انھین بیرون لشکر چھوڑ آتنہا حاضر ہے شاہزادہ نے فرمایا
بلا لو دیکھا ایک پہلوان تلوار کمر مین سپر پشت پر ایک گلدستہ ہاتھ مین اسمین پھول رنگ برنگ کے
بدیع نے کرسی مرحمت کی وہ احمق کرسی پر تو نہ بیٹھا کھڑے کھڑے کاغذ ہاتھ مین دیا کہا مین رخصت
ہوتا ہون آپ اسکے مضمون کو پڑھکر اگر دست برداری طلسم سے منظور ہو آج ہی یہان سے چلے جائیے
اگر مقابلہ منظور ہو آج ہی طرف ہمارے شہر کے کوچ کیجیے ہر چند چاہا کہ ٹھہرائین مگر وہ نہ ٹھیرا اور یہ بھی

ایلچی نے کہا کہ اگر آپ ہمارے سامنے تیاری کریں ہمارا شاہ بھی لشکر لیکر شہر سے نکلے اگر آپ غفلت میں آئے
یہ سپہ گری سے بعید ہے ایلی بدیع کو گرمایا کہ اسی وقت شاہزادہ کل فوج لیکر روانہ ہوا آگے آگے تو
ایلچی جاتا ہے پیچھے لشکر بدیع شب کو جہاں لشکر بدیع اترا کوس بھر آگے بڑھکر ایلچی بھی اترا بدیع نے
شبکو آرام کیا خدمت طلایہ سیلان سرخ پوش کو ملی سیلان کنارے پر اپنے لشکر کے تھے یکایک پانچ شیر
صحرائی پیدا ہوئے سمجھے جنگلی شیر نکل آئے ہیں تیر مارنا شروع کیے اسقدر تیر مارے کہ قریب تھے آنکھے غربال
ہوگئے لیکن لشکر پر آگرے بھاگنا نہیں جانتے جسکو پنجہ مارا بیہوش ہوکے گر پڑا جب پہلوانوں نے
دیکھا کہ ایک ایک پر صدہا تلواریں پڑتیں مگر پنجہ جس کے جسم سے مس ہوگیا وہ بیہوش ہوا بہادروں نے
بیہوش ہوتے ہوتے تاملین کچھ چھوڑا ایلی نے جو دیکھا تو مقوے کے بنے ہوئے ہیں پنجوں میں کوئی سے لیا
ہے جلکے جسم سے پنجہ ہائے شیر مس ہوئے انکو صبح کو سامنے بدیع کے لائے بدیع نے جو دیکھا پچاس
جوان بیہوش پڑے ہیں جب ہوشیار ہوئے دیکھا تمام جسم مثل آبلہ ہوگیا تڑپ رہے ہیں کہا حضور
تمام جسم ٹپک رہا ہے اگر حکیمان لشکر نے کچھ علاج کیا اور ترقی ہوئی بموجب مضمون مصرع ع
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی ؛ ان بیچاروں کو چارپائی پر ڈال دیا کراہ رہے ہیں پھر کوچ کیا
ایلچی بھی آگے آگے جاتا ہے قریب شام قلعہ ہوشیار یہ نمایاں ہوا عجب طرح کا قلعہ ہے اول یہ کہ
گرد حلقہ کے بجائے دیوار قناتیں کھڑی ہیں بسبب قنات کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا بر نگ
سنگ چار دیواری جا بجا سے شکستہ ہے قناتوں کے آگے بانس گڑھے ہیں اسپر سفید پردے
پڑے ہیں ہوا سے اوڑ رہے ہیں ایلچی انھیں پردوں کے اندر چلا گیا لشکر بدیع سامنے اُترا
اندر سے کچھ لوگ نکلے پردوں پر پانی چھڑک کے چلے گئے دستور ہے ہرکارے برائے خبر جاتے
ہیں شاگردان ہیمہ گئے جب قریب پردے کے پہونچے خوشبو دماغ میں آئی بیہوش ہوگئے
گرے اندر سے لوگ آکے انکو گرفتار کرکے لیگئے ہرکارے اندر جاکے ہوشیار ہوئے دیکھا
شہر وسیع دوکانیں سب طرح کی آراستہ دارالامارۃ شاہی میں لائے دیکھا ایک بادشاہ پیر گرد
چند پہلوان شاہ نے حکم دیا انکو جلد قید کرو ہیمہ نے آکر بدیع سے عرض کی ہرکاروں
پر یہ کیفیت گذری جب شاہزادے نے یہ کیفیت سنی بسبب تعویذ کے بخدمت ابرار
سجادہ نشین گئے یہ سب حال کہا اونہوں نے کہا خدا تمپر اپنا فضل کرے یہ ملعون اظہار شعبدہ ملاو

بڑا شعبدون پر ناز کرتا ہے ہمین اسمین کچھ دخل نہین ہے خواجہ عمرو سے رجوع کرو بدیع لشکر مین آئے شب کو پھر وہی بلا شیرونکی نازل ہوئی ہر روز شیر برستے ہین جسکے جسم سے انکا پنجہ مس ہوا بیہوش ہو گیا تمام جسم آبلہ دار بیقرار تڑپ رہے ہین تین راتین گذرین پانچہزار جوان بیکار ہوئے چوتھے دن وہی ایلچی دربار مین آیا کہا ہمارے شاہ نے فرمایا ہے آج ضرور شبکو طبل جنگی بجیگا یہ فرمائیے آپ کے لشکر سے کون پہلوان نکلے گا اوسی کے لایق پہلوان میدان مین آئے مہران قوی بازو نے کہا ہم مقابلہ کرینگے ایلچی چلا گیا آواز طبل جنگی سنکر یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا بوقت سحر بدیع لشکر لیکر میدان مین آئے اودھر سے صف ایک پہلوان پردہ اٹھا کر آیا صدا دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے بدیع نے کہا یہ کارخانہ کبھی نہین دیکھا ہین خود مقابلہ مین جاؤنگا مہران نے نمانا آگے تکاوزن ہوا مرکب برابر ہے مہران نے نام پوچھا اُسنے قرطاس حریر پوش کشتی گیر بتایا آخر نیزہ چلا مہران نے ہوا کیا اسنے تلوار ماری مہران نے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا نوبت کشتی کی آئی تین پہر برابر کشتی ہوئی مہران پکڑ لایا نیچے آنا تھا کہ بدن سے کافر کے آٹھ ہاتھ پیدا ہوئے چار گردن مین چار کمر مین زیر کرنا کیا ہاتھون پر اوٹھا کر مہران کو اندر پردے کے لیگیا بدیع رنجیدہ پلٹ آئے شام کو ایلچی پھر آیا کہا کہ شاہ نے فرمایا ہے کہ تین دن کی پھر مہلت دی اب بھی سمجھ کر طلسم سے دست بردار ہو جوہر کارہ خبر کو سطے قریب پردے کے گیا بوے خوش دماغ مین آئی بیہوش ہو کر گرا اندر سے لوگ آئے اٹھا لیگئے شب کو شیر و گرگ پلنگ آتے ہین سو دوسو آدمیون کا وہی حال ہوتا ہے تین دن مین کئی ہزار اُسی حالت مین مبتلا ہوئے اس مہلکے مین تین دن گذر گئے چوتھے دن پھر ایلچی آیا کہا آج پھر طبل جنگی بجے گا کل کون میدان مین آئے گا سیلان سرخ پوش نے دعوی کیا ایلچی چلا گیا رات کو طبل جنگی بجا صبح کو بطور سابق وہی ایک پہلوان اندر سے نکلا صرف نیزہ ہاتھون مین تلوار وغیرہ ندارد ادھر سے سیلان نکلا بعد تکاوزنی نام اپنا نیزہ باز حریر پیکر بتایا سیلان سے نیزہ بازی شروع ہوئی بعد چار گھڑی کے سیلان نے ایک مقام پر نیزہ اسکا کاٹا تھا کہ ہوا ئی کرے کہ لیکا یک وسط نیزہ سے آٹھ زنجیرین پیدا ہوئین دو گردن مین دو دونون ہاتھون مین دو دونون پیرون مین دو کمر مین لپٹ گئین سیلان کا کچھ زور نہ چلا مرکب سے جدا

ہو کر گر اسی طرح بندھا ہوا سیلان کو اوٹھا لیا بدیع پریشان لشکر لیکر پلٹے شام کو پھر ایلچی
آیا کہا شاہ نے آپ کو سات دن کی مہلت دی کہ سمجھکر طلسم سے دست بردار ہو ورنہ انکی مقابلے مین
سبکا فیصلہ ہوگا یہ کہکر چلا گیا دو کلمہ حال خواجہ عمرو سنیئے جب بدیع پاس ابرار سجاد نشین
کے گئے تھے اونھون نے کہا تھا کہ خواجہ عمرو سے رجوع کرو خواجہ لشکر مین نہ تھے بدیع کو سات
دن کی مہلت ملی فرمایا خواجہ کو تلاش کرو امیۃ الفتح نے عرض کی کہ ہم خواجہ عمرو کو ڈھونڈھ
کر لائینگے یہ دونون تبلاش خواجہ چلے خوجہ نے زبانی بدیع حال گنبد بلوری سنا تھا کہ
اوسمین شیطان بچہ خدائی کرتا تھا ہمنے بہ مدد مرغ پوش اوسکو مارکر مال وہین چھوڑا خواجہ
پتہ کو چھکر قریب گنبد پہونچے سوراخ مین کمند ماری اندر آکے دیکھا مال اسباب بیحساب انبار لگے ہین
ایکطرف مسند بچھی ہے شراب وغیرہ رکھی ہے ایکطرف چوکا بنا ہے آپنے اول روپیہ اشرفی جواہرات اوٹھا کر
نذر زنبیل کیا اب ادھر متوجہ ہوے جدہر مسند ہے پہلے تو زر نقدی اوٹھائی تدبیر کر رہے تھے سوراخ مین
سے ایک ساحر نکلا جبتک آپ گلیم اوڑھین اوسنے سحر کیا پانون عمرو کے زمین نے پکڑ لئے اوس ساحر
نے آکر سر پیٹا کہ ارے او ظالم تو کون ہے صدہا من مال اوٹھا کر کسے دیدیا معلوم ہوتا ہے
کہ تو بدمعاش ہے تیرے ساتھ کے جنگل مین بہت ہونگے ہرچند اوس نے پوچھا عمرو نے کچھ نہ بتایا نام اوس
ساحر کا ضرغام جادو ہے اس گنبد کو جو اسنے مع مال خالی پایا اسی مین رہنا شروع کیا غصے مین کہا او
بدمعاش مین تجھکو اپنے استاد مہیب جادو کے پاس لیچلتا ہون کہ وہ تیری قوم کی پہچان لیگا میرا مال
بھی دلوا دیگا یہ کہکر پرواز پیدا کرکے لیچلا قضائے کار مہیب جادو ایک قصر مین کہ اسی شہر ہوشیار یہ
مین ہی بنا ہوا اظہار شعبدہ باز کا تھا چندے مہیب کو پسند آیا سکونت اختیار کی جو ملازم اظہار
یا عزیز گیا مارا گیا جبسے اظہار نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اسمین کوئی اختراع ہو گیا جانا موقوف کر دیا یہان ضرغام
عمرو کو لیکر پہونچا عمرو نے دیکھا باغ معقول ہے وسط مین ایک قصر ہے ضرغام عمرو کو لایا عمرو نے دیکھا ایک ساحر
مہیب ضعیف بیٹھا ہے ضرغام نے سامنے مہیب جادو کے ڈالدیا اور حال بیان کیا مہیب کو ایک
حیرت ہوئی اتنا تو اپنی استادی سے کہا کہ یہ جن صحرائی ہے جب دیکھا
یہ قتل کرنے پر آمادہ ہے کہا آپ مرد بزرگ ہین آپکو مین بتلا دونگا اسکے سحر سے
چھوڑا کر الگ لیچلیے تمھین دکھا دون مہیب عمرو کو الگ لے گیا زنبیل کا منھ کھولکر کہا اسمین دیکھیے اوسنے

جھک کر دیکھا تو ہزار ہا طرح کا اسباب ڈھیر ہے دریا صحرا قلعہ جات ہزار ہا تاج رکھے ہین جب تماشے مین مصروف ہوا عمرو نے کمر مین ہاتھ دیکر اندر ڈالدیا کہا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھیئے گا اب آپ بصورت مہیب باہر آئے صرصر کو بھی بیہوش کر کے زنبیل مین رکھ لیا سارا اسباب یہان کا بھی نذر زنبیل کر لیا صورت ایک دہقان کی بنکر باغ سے باہر نکلے دیکھا ڈھنڈورا پٹ رہا ہے کہ جسکو مزدوری کرنا ہو وہ آئے رات دن برابر مزدوری کرنا ہوگی پانچ روپیہ روز ملینگے آپ بھی مزدور بنکر اوسکے ساتھ ہوے قریب دو ہزار مزدور لیکر وہ آیا عمرو نے دیکھا ایک مکان عالیشان بنا ہے اسمین بانس اور کاغذ جمع ہے ایک سب کا افسر ہے اسنے آکر سب سے کہا کہ یار و یہ مزدوری بھی ہے اور حفاظت جان و آبرو بھی ہے کہ طلسم کشا کے مقابلے کو یہ فوج تیار ہوگی وہ مقابلہ ہو چکے ایکی مقابلہ عظیم ہے جب تو عمرو کے کان کھڑے ہوے کام بنانے مین لوگون سے سارا حال دریافت کر لیا شام کو شاہ خود آیا بہت سے خدمتگار ساتھ پتلے کاغذ کے جتنے تیار ہوے تھے بادشاہ نے کلین سب مین اپنے ہاتھ سے لگائین عمرو نے خیال کیا کہ اسکے خدمتگار کی شکل بنکر چلنا چاہیے برابر انکے جو کاریگر بیٹھا ہے اُس سے پوچھا اسنے کہا یہ سب شعبدہ کے ہین پہچان یہ ہے کہ جو خود بخود باتین کرتے ہین یہ تو اصلی ہین اور جو چپکے کھڑے ہین یہ نقلی ہین نقلی بھی بولتے ہین لیکن جب بادشاہ پوچھتا ہے تب یہ جواب دیتے ہین عمرو یہ سنکر حیلے سے پیشاب کے باہر آیا دیکھا دو سو خدمتگار باہر کھڑے ہین مگر چپکے دس بارہ آپس مین باتین کر رہے ہین ایک کو عمرو نے الگ بلایا کہا حضور ہم تو مکان کو جا نہین سکتے رات دن مزدوری کرتے ہین آپ ہمارے روپیہ ہمارے گھر پہونچا دین تو بڑی عنایت ہوگی اس فقرے مین اُسے الگ لا کر بیہوش کر کے کنارے ڈالدیا اوسی کی شکل بنکر ہمراہ خدمتگارون کے ہو لئے جب شاہ نکلا اسکے ساتھ مکان پر آئے شاہ اپنے عیش خانہ مین آکر بیٹھا دیکھا عمرو نے کہ میزون پر جملہ سامان عیش شراب وغیرہ رکھی ہے شاہ نے عمرو سے کہا مین پیاسا ہون عمرو نے صراحی اُٹھائی شاہ نے کہا اسکو پکڑ لو یہ کوئی عیار ہے عمرو وہان سے بھاگا دیکھا عمرو نے کہ سب پیچھے چلے آتے ہین شہر سے عمرو نکل آیا کیونکہ بجاے پھاٹک کے دیوار ٹوٹی ہوئی تھی عمرو وہان نکلکر تھا تون سے گذرا جب دریا کے قریب آیا بیہوش ہو کے گر پڑا لوگ اٹھا کے سامنے شاہ کے لائے اسنے گرم پانی سے منہ دھلوایا رنگ و روغن اڑ گیا معلوم ہوا کہ عمرو ہے حکم ہوا کہ ہمارے مکان

کے پاس جو زندان ہے وہان قید کر دو خواجہ کو مسلسل و مطوق کر کے وہان قید کیا لیکن امیہ
و ابو الفتح جو بتلاش خواجہ عمرو نکلے تھے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا ایکطرف ایک احاطہ خام بنا ہے
اور سامنے اسکے ایک مکان ہے آپس مین ان دونون نے صلاح کی کہ اس احاطہ کو دیکھنا چاہیئے
امیہ زیر دیوار کھڑا رہا ابو الفتح نے دیوار پر چڑھکر دیکھا تمام احاطے مین کاغذ کے شیر و گرگ پلنگ بنے
ہوئے بھرے ہین ابو الفتح بہ عجلت پھاند پڑا امیہ نے کہا کہ اے برادر کیا دیکھا اوسنے آواز دی
کہ بڑے مطلب کا مقام ملا ہے اتر کے دیکھا کہ کھپاچون کے بنے ہوے سب شیر و غیرہ تھے
کوئی کاغذ سے منڈھا نہین ہے قضائے کار ایک کونے مین ایک منڈھا ہوا بیٹھا تھا جیسے ہی بو انسان
دماغ مین گئی ابو الفتح پر دوڑا جبتک ابو الفتح بھاگے بسبب بانس و غیرہ کے جست تو نہین
کر سکتا جھپٹ کر شیر نے پنجہ مار دیا وہان ابو الفتح نے ایک چیخ ماری آبلہ دار ہوکر گرا ابو الفتح کی
آواز سنکر امیہ دیوار پر آیا دیکھا ابو الفتح پڑا ہے اور کھپاچون کے شیر و غیرہ بھرے ہین ایک جو
منڈھا ہوا ہی اُسنے پنجہ مارا اور اب دوڑتا ہی امیہ کو دیوار پر دیکھکر چاہتا ہی کہ دیوار پر چڑھ آئے
دروازے مین احاطے کے قفل لگا ہے یہ دیکھ کر امیہ نیچے اوترا حیران ہے کہ اب کیا کرون
ابو الفتح یہان پھنسا خیال کیا یہ مکان جو سامنے احاطے کے ہے اسکو چلکر دیکھو امیہ مکان
سے کوٹھے پر آیا دیکھا ایک مرد اور ایک عورت مکان مین ہے مرد تو کپڑے پہن رہا ہے عورت نے
دو شیشی اور کاغذ بہت سا لاکر ایک تخت پر رکھا جب مرد کپڑے پہن چکا عورت نے
کہا یہ دونون شیشی تیار ہین مگر دوائے صحت آج بہت کم ہے مرد نے کہا آج تو زیادہ چاہیے
حکم آیا ہے کہ آجسے پچیس عدد شیر جا یا کرین کہ سات دن کے عرصے مین فقط طلسم کشا اپنی فوج
مین اکیلا رہے اور کوئی باقی نہ رہے عورت اندر سے جاکر ایک شیشی اُٹھا لائی کہا اسمین روغن
آبلہ ہے دوسرے مین روغن صحت ہے مرد دونون لیکر باہر چلا امیہ نے شیشیونکو بخوبی پہچان لیا
نیچے آیا یہ شخص سمت احاطہ چلا کہ اسکے کان مین رونیکی آواز آئی دیکھا زیر درخت ایک نازنین سفید چادر
اوڑھے رو رہی ہے نہایت خوبصورت یہ شخص عاشق ہو گیا امیہ لپکر بیٹھا تھا اُسی سے شراب منگائی
تمام حال پوچھا اسنے محبت مین بیان کیا کہ مین طرف سے اظہار شعبدہ باز کے یہان کا مہتمم ہون
پیر ڈھانچے تو بندھے ہوے وہین سے آتے ہین کاغذ مین چڑھاتا ہون یہ روغن سیاہیون مین

لگا دیتا ہون جہان دروازہ کھولکر انکو طرف لشکر اسلام روانہ کردیتا ہون پھر یہ نہین پھرتے
یہ دوسرا روغن اپنے ہاتھ مین مل لیتا ہون کہ اسکی بو سے مجھپر حملہ نہین کرتے اور یہ روغن آبلہ تاثیر
نہین کرتا امیہ نے خوب دریافت کرکے اسکو بیہوش کیا زندہ درگور کرکے دونون شیشی لین روغن
صحت ہاتھ مین مل کر احاطے مین آیا وہ روغن جسم ابو الفتح پر ملا آبلہ پھوٹ گیا درد موقوف ہوا یہ
دونون شیشی لیکر سمت لشکر روانہ ہوے جب خواجہ عمرو کو زندانخانے مین لیگئے دیکھا وہان اور
بھی قیدی ہین کوئی باقی دار کوئی ناظم چکلے دار ایک شخص قید ہے خوبصورت نوجوان اس سے
عمرو نے پوچھا اسنے بیان کیا کہ اظہار شعبدہ باز کے وزیر کا بیٹا ہون باپ میرا مرگیا مجھسے کہتا ہے
کہ خزانہ مخفی بتا مین نہین جانتا ہر روز بلا کر پوچھتا ہے عمرو نے راتکو بیہوش کیا آپ اسکی صورت بنے
اسکو اپنی صورت بنایا صبح کو معرفت داروغہ کہلا بھیجا کہ شاہ مجھے بلائے تو مین خزانہ بتادون اسنے بلوایا
عمرو نے تنہائی مین لیجا کر اظہار شعبدہ باز کو بیہوش کیا اور زنبیل مین رکھا اوسی کی صورت بنکر
تخت پر بیٹھے جتنے لوگ بارگاہ کے تھے اون سبکو ایک مکان مین بند کروا دیا فوج اور رعایا کو بلایا
چالیس ہزار آدمی جمع ہوے مہران وسلان ہرکارے لشکر اسلام کے جو قید تھے اونکو خال
چشم دکھایا انھون نے اطاعت کی سبکو لیکر مقابلہ بدیع مین آئے چاندنی وغیرہ جو لگی ہوئی تھی
سبکو جابجا الٹا ہاتھ سے بدیع کے سبکو قتل کرایا بدیع سے مقابلہ کرکے زیر ہوے اب بدیع کو ساتھ لیکر
داخل شہر ہوے شہر اسلام آباد ہوا اس اثنا مین امیہ و ابو الفتح وہ شیشی لیکر آئے جو لوگ کہ
بیماری آبلہ مین گرفتار تھے وہ روغن اونکے لگایا سبکو صحت کامل حاصل ہوئی اب شہر اظہاریہ مین
مشغول عیش ہوے بدیع بعد تسخیر شہر بہ اطمینان متمکن ہوے کہا لاؤ اظہار شعبدہ باز کو بیٹے خواجہ نے
مہیب اور ضریر کو نکالا یہ دونون بہ فہمایش عمرو مطیع الاسلام ہوے اور وعدہ کیا کہ جب آپ جنگ
سے فراغت کرینگے تو ہم کلمہ بھی پڑھینگے یہ کہکر دونون شاہزادے رخصت ہوکر روانہ ہوے
خواجہ نے اظہار شعبدہ باز کو زنبیل سے نکالا سامنے ستون سے باندھ دیا سوال اسلام کیا
اظہار نے طرف بدیع کے دیکھا کہا او طلسم کشا کیا طلسم شکست ہوا جو مجھ سے سوال اسلام کرتا ہے
یہ کہکر آواز دی کہ اے طیوران حریہ پیکر تو بھی مرگیا یہ کہنا تھا کہ آندھی سیاہ چلی آسمان پر سے
قریب دو ہزار جانوران سرخ رنگ برابر لعل کے پیدا ہوے سب کاغذ کے معلوم ہوتے تھے آگے آگے ایک طاؤس

زرین بال ہو طاؤس نے تو منقار مین انلمار کو اٹھا لیا باقی اور جا تو عمرو جسکے سر پر بیٹھا وہ پتلہ کاغذ
کا بنکر رہگیا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہو گوشے سے دیکھ رہا ہی کہ جب تمام اہل اسلام شق کاغذی تصویر کے
ہو گئے تو بعد گھڑی بھر کے وہی طاؤس جو انلمار کو لے گیا تھا پھر پیدا ہوا اور بدیع کو پنجے مین
دبا کے لیچلا جب تو عمرو بیقرار ہو کر گلیم اوڑھے ہوے چلا وہ طاؤس تو بلند اوڑ رہا ہی عمرو نیچے جاتا ہی
بعد عرصے کے دیکھا ایک قلعہ ہے چہار طرف اوسکے آگ معلوم ہوتی ہی جب وہ طاؤس لیے ہوے بدیع کو
قریب قلعہ پہونچا آواز دی کہ اے طیوران طاؤس تن طلسم کشا کو لیکر آیا ہون آگ شق ہوئی دروازہ
پیدا ہوا طاؤس لیکے بدیع کو اندر داخل ہو گیا عمرو بیقرار بیرون قلعہ رہا بہ سبب آگ کے اندر
نہ جا سکے جب شام ہوئی تو عمرو مجبور ہو کر قلعہ مین تو نجا سکا خیال مین آیا اور کہین چلکر ٹھہرین پانچکوس
گئے تھے کہ گانیکی آواز آئی ایک باغ دیکھا عمرو گوشہ باغ مین جا کر ٹھہرا دیکھا ایک نازنین مسند پر بیٹھی ہے
نہایت حسین وجمیل کہ نام اوسکا اوسکی کنیزونکے کہنے سے معلوم ہوا تھا ملکہ مہر طلعت
آہو چشم ہر چند کہ گانا ہو رہا ہے وہ رنجیدہ بیٹھی ہی ایک ساحرہ آسمان سے آئی اور یہ کہا اے ملکہ
مہر طلعت آپ یہان نہ بیٹھیے آپکا آج ذکر محفل بہزاد کش مین کہ بادشاہ طلسم نگارین ہی ہوتا تھا
اب چلیے یہ سنکر وہ نازنین روتی ہوئی تخت پر سوار ہو کر روانہ ہو گئی عمرو کو زیادہ حیرت ہوئی جب تخت اوسکا جا چکا
عمرو اوسی باغ مین لیٹ رہا آنکھ بند ہوئی ایک سجادہ نشین خواب مین آئے فرمایا کہ خواجہ اوسی قلعہ
آتش کے سامنے جاؤ بدیع کو جہان جاتے دیکھا ہی جو کچھ دیکھنا ویسا انتظام کرنا عمرو کی آنکھ کھلی
اوٹھکر روانہ ہوا عمرو باغ سے نکلکر روبروے قلعہ ایک درخت پر آکر بیٹھا واضح رہے ناظرین ہو کہ
جب خواجہ اوس باغ سے نکلے تو سیارہ بن عمرو عیار قاسم اپنے آقا کے فراق مین کہ یہ باغ
ہمیشہ بہار سے غائب ہوے ہین فقیر بنا بیٹھا تھا عمرو نے سیارہ کو اس نازنین کا پتہ تبلایا کہا اے
فرزند کیا تعجب ہی اس نازنین کی وجہ سے تیرے آقا کا پتہ ملے سیارہ طرف اوس باغ کے چلا عمرو سامنے
قلعہ آیا دیکھا خواجہ نے وہ آتش شق ہوئی دروازہ کھلا انلمار شعبدہ باز مع چالیس آدمیونکے
سر برہنہ ہاتھون مین برنجی تھالیان اونمین بخورات روشن پیدا ہوا جنگل کی سمت چلا عمرو بھی
گلیم اوڑھے پیچھے چلا بعد دو کوس کے دیکھا ایک پہاڑ ہے اوسپر چڑھا پہاڑ پر حجرہ بنا ہی انلمار نے قفل
کھولا اوس حجرے کے چار دروازے ہین اندر ایک تصویر سنگ مرمر کی ہے انلمار نے

بخورات وغیرہ سامنے تصویر کے رکھکر رونا شروع کیا کہا یا خداوندیہ کیسا طلسم مین آ غوب ہی ملک و
مال چھوٹ گیا مرحلے پر آکر چھپا ہون جب عمرو نے دیکھا اس تصویر سے کچھ آواز نہ آئی تب عمرو گلیم اوڑھ کر
اندر گیا پہلو سے تصویر کے آواز دی ای اظہار رجیسا تیرا اعتقاد ہو گیا ہی ویسی آفت آئی ابھی جا
طلسم کشا کو لاکر اوس حجرے مین بند کر کے چلا جا ہم اوسکو دوزخ مین پھینکدینگے اظہار یہ سنکر بہت
خوش ہوا جاکر بدیع کو لایا حجرے مین بند کر کے چلا گیا عمرو نے بعد انکے جانیکے دروازہ توڑا بدیع کو لیکر
زیر کوہ آئے بیڑیان کاٹکر ہوشیار کیا ارادہ ہوا کہ چلین آواز آئی السلام علیک دیکھا بدیع نے کہ سرخ پوش
جنی حاضر ہوا حالات بدیع پوچھے کچھ تحفہ جات قاف سے لایا تھا پیش کئے عرض کی اس قید بند پر بڑے
دھوکے آپنے اوٹھائے بدیع نے خواجہ سے ملاقات کرائی اور فرمایا کہ تمام بندگان خدا شہر ہوشیاریہ مین
مثل کاغذی تصویر کے ہو گئے سرخ پوش نے عرض کی کہ مین اسیواسطے حاضر ہوا آپنے کبھی غلام کو
یاد بھی نکیا اب خواجہ کو رخصت کیجیے بدیع نے خواجہ سے کہا آپ شہر جاملوسیہ مین چلئے خواجہ تو
ادھر گئے سرخ پوش بدیع کو لیکر صحرائے سبزہ زار مین آیا ایک اسم تعلیم کیا بدیع نے بیٹھکر اسم کو پڑھا
بدیع نے اسم تمام نہ کیا تھا کہ وہی تاجدار ہمیشہ تو تنہا آتا تھا آج جو آیا تو چالیس آدمی ساتھ مین تاجدار
نے عرض کی کہ اے شہریار مین دو طرف کے جبر نہ اوٹھا سکونگا ادھر آپکا جبر اودھر اہالیان طلسم کا آخر
جان دونگا یہ کہکر بدیع کو اپنے ہمراہ لایا اوسی قصر قدیم سے صندوقچہ نکالکر لایا لوح در بند ہوشیاریہ
دیکر یہ کہا اب مجھے معاف فرمایئے گا بدیع لوح لیکر اسی سبزہ زار مین آئے لوح کو ملاحظہ کیا کہ سمت
شمال جانا چاہیے بدیع نے راستہ طے کر کے دیکھا ایک سر بفلک کشیدہ قلعہ مثل کمہار کے چاک کے چکر مین ہے
ایک طاؤس کاغذ کا منڈھا ہوا بالائے قلعہ بیٹھا ہی گرد قلعہ آتش شعلہ زن ہی بدیع نے بحکم لوح کہ طاؤس
ایک مار سیاہ کو نگل رہا ہے کنگنے پر تیر مارا کنگچہ مار کا اڑ گیا طاؤس نے پرواز کی آواز دی ای طیوران
حرمیہ پیکر طلسم کشا آگیا ایک مقام سے آتش شق ہوئی آگے آگے وہی طاؤس پشت پر دس ہزار
طایران سرخ رنگ گرد سر بدیع چکر مارنے لگے بدیع نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا ای طلسم کشا اگر
تیرہ چکر جانور کے تمام ہو جاوینگے تو پتھر بنکر رہجاوینگے خیال کرو کہ وسط مین ان سبکے جانور
ہفت زفیل مار رہا ہے وقت زفیل دہن پر اسکے تیر مارنا چاہیے بدیع نے خدا کو یاد کیا تیر تاک کر مارا
دہن پر اوس طایر کے پڑا چند شعلۂ آتش جسم سے نکلے تمام جانور جلگئے وہ طاؤس زمین پر گرا لوح نے

خبر دی شکم چاک کرکے جگر اسکا لینا چاہیے جملہ ملازمین تمہارے شہر ہوشیار یہ مین کاغذ کے
بنگئے ہین یہ جگر جلاکر دھونی دینا وہ بشکل اصلی ہو جائینگے بدیع نے جگر طاؤس پنج پارس کھاکر ایک
قلعہ سے ظہار شعبدہ باز باشوکت شاہی مع دو ہزار سوار و نکلے پیدا ہو کہتا تھا کہ یا خداوند یہ کیا
آفت ہی یہ کہکر نعرہ کیا کہ طلسم کشا کو لینا سب بدیع پر آپڑے جب نصف جوان ہاتھو سی بدیع کے قتل ہو چکے
تو دیکھا بدیع نے کہ ایک آواز مثل صاعقہ کے ہوئی اور وہ قلعہ مع ظہار شعبدہ باز کے برروے ہوا اڑ
ہوا ایک آواز آئی لاؤ طلسم کشا اب تیری قضا قریب ہی وہ قلعہ وغیرہ غائب ہوا بدیع پلٹ کر
شہر ہوشیار یہ مین آئے کسب ہمراہی کاغذ کے بنے ہوئے اڑتے پھرتے تھے بجگر طاؤس [illegible]
کیا پھر بصورت اصلی ہوے سجدہ شکر یہ پروردگار بجالائے شاہزادہ بدیع الزمان ہمراہ فوج [illegible]
کو ہمراہ لیکر واسطے شکار کے چلے صحراے سبزہ زار مین آکر شکار کھیلنے لگے دن بھر شکار
کھیلا شام کو بارگاہین استادہ ہوئین فروکش ہو رہے تھے کہ صحرا سے گرد اوڑی دیکھا ایک پہلوان
زبردست مع ساٹھ ہزار فوج آکر کے اوترا بدیع نے امیہ کو براے خبر بھیجا امیہ نے عرض کی بادشاہ
حوالی طلسم ضحاک قوی ترکیب اوسکا بیٹا کیکاؤس قوی ترکیب کہ سابق مین اوسکی نسبت ہمراہ
ملکہ گلعذار عنبرین مو ہوئی تھی آئے ہین خبر سنی کہ ادہر آپکا قبضہ ہوا طرف ہوشیار یہ کے چلے تھے
آپ کی خبر سنکر اتر پڑے بدیع نے فرمایا کیا مضائقہ ہے کیکاؤس نے طبل جنگی بجوایا امیہ نے
خبر دی بدیع نے بھی طبل جنگی بجوایا رات کو یکایک لشکر مین الڑ ہوا امیہ نے آکر بدیع کو خبر دی کہ
مرکب خاص کیکاؤس کا موسوم بہ ابرش گل اندام دریاے تھان پر سے چھوٹ کر ہمارے لشکر مین
چلا آیا ہے اور لشکر پامال کرتا پھرتا ہے اے شہریار بڑا زبردست ہے یا تو شہزادہ دیو زاد صاحبقران
کو دیکھا یا بعد اشقر کے اگر دیکھا تو اسے دیکھا بدیع الزمان خیمے سے نکلے مرکب کوہ سرین کوہ کفل پامال
کرتا پھرتا ہے بدیع نے چمکارکر آواز دی روی زیباے بدیع کو دیکھکر مرکب نے سر جھکالیا بدیع
آگے بڑھے مرکب نے تھوتھنی اپنی سینے پر بدیع الزمان کے رکھدی بدیع الزمان نے پشت پر ہاتھ پھیرا
اور لاکر گھوڑے کو تھان پر باندھا یہ خبر کیکاؤس کو ہوئی جلگیا صبح کو بقہر وغضب تمام میدان
کارزار مین آیا بدیع اوسی مرکب پر سوار ہوکر بعد جاہ و حشم میدان مین آئے کیکاؤس غصے مین گھوڑا
بڑھاکر نکلا آواز دی پسر حمزہ کہان ہی آکر مقابلہ کرے بدیع نے ابرش گل اندام کو بڑھایا سرداروں سے

اپنے رخصت ہو کر مقابلہ کیکاؤس مین پہونچے تگاور زن ہوئے کیکاؤس نے غصے مین نیزہ مار نیزہ
چلنے لگا ایک مقام پر بدیع نے گانٹھ کر کھپچڑ مارا نیزہ کیکاؤس کا ہوائی ہوا کیکاؤس نے غصے
مین قبضے پر ہاتھ ڈالا بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا صاف تلوار کو روکا تمنبہ تیغہ طلسم
طہمورس پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کیکاؤس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ نے
سپر کو کاٹا سر اوس کا خود سر کا زخمی ہو تیغہ تڑپ کے گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی اہالیان فوج دوڑ پڑے
بدیع الزمان نعرہ کرکے دریائے فوج مین غوطہ زن ہوئے صفونکو درہم و برہم کیا ملازمان کیکاؤس
نے آکر کیکاؤس کو ہوادار پر ڈالا افراط زخمداری سے یہ بیہوش ہو گیا لیکر طرف قلعہ کاؤس کے بھاگے
ضحاک قوی ترکیب خبر سنکر بیرون قلعہ آیا بیٹے کی زخمداری کی کیکاؤس نے تمام کیفیت
بیان کی کہ مرکب میرا طلسم کشا نے لیا مین زخمی ہوا کہ خبر گذری بانی فساد مہران قوی بازو
و خورشید شاہ مین الخفون نے طلسم کشا کو بلایا باغ مین تصویر کا نشان دیا ضحاک
نے غصے مین افغان بلند قامت نامے پہلوان کو حکم دیا جاکر قلعہ مہران کو تباہ کرو ایک
ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑنا افغان بلند قامت چلا یہان شاہزادہ بدیع نے مال اسباب کیکاؤس
کا قبضے مین کیا بفتح و فیروزی داخل شہر ہوشیار یہ ہوئے معلوم ہوا کہ چوتھا دربند طلسم جبل رنگین
و گنبد آئینہ ہے حاکم وہان کا کوہان ہے بدیع نے فرمایا لشکر تیار کرو تین لاکھ غیر ساحر امتحان جانا دیدنی
لاکھ ساحر جمع کئے اس کروفر سے قصد ہے کہ بسمت جبل رنگین کوچ کرین لیکن افغان بلند قامت
چلا مہران کا بھائی انجم قوی بنو قلعہ مین بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ضحاک نے بڑے تباہی قلعہ
فوج بھیجی ہے یہ مرد دیندار مطیع بدیع نامدار ساٹھ ہزار فوج لیکر قلعہ سے نکلا افغان نے طبل جنگی
بجوایا انجم نے صبح کو مقابلہ کیا سستی طالع سے زخمی ہوا افغان نے قیامت برپا کر دی انجم بھاگ کر
قلعہ بند ہوا افغان نے چار جانب سے محاصرہ کیا طبل یورش بجوایا صبح کو با فوج گران گرز ہاتھ مین
لیکر قلعہ پر حملہ کیا انجم نے گولہ اندازونکو اشارہ کیا توپ چل رہی ہے فوج افغان تو رک گئی یہ دیو خصال نعرہ کرتا
گولون کو روکے قریب خندق پہونچا توپ بند ہو گئی افغان للکار رہا ہے انجم نے مایوس
ہوکر دعائی قضا رکھا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کہ انکو سلطان زرین پوش قید خورشید
روشن ضمیر سے نکال لایا تھا ایک صحرا مین فردکش ہین کہ توپ کی آواز آئی نور الدہر نے کہا

کوئی قلعہ مین لڑرہا ہے یہ فرماکر پشت مرکب پر سوار ہوئے سلطان زرین پوش ہمراہ ہے مع دس ہزار
جوانون کے نورالدہر گھوڑے کو بڑھا کر ادسوقت سامنے قلعہ کے آئے دیکھا ایک پہلوان دیوخصال
خندق فرا ایا چاہتا ہے قلعہ والے دعا کررہے ہین نورالدہر سمجھے اہالیان قلعہ مسلمان ہین مرکب چمکاکر
بڑھے نعرہ کوہ شگاف کیا کہا او بیحیا اب آگے نہ بڑھنا افغان نے پلٹ کر نورالدہر کو دیکھا یہ
کیکاؤس کی لڑائی مین ساتھ تھا سمجھا کہ طلسم کشا آتا ہے خال وخط مین سر موفرق نہین گنبد سے
کو پھیر للکارا او طلسم کشا اسدن کی لڑائی مین دخل نہ دیا آج تیری قضا لیکر آئی ہو جب نورالدہر
قریب ہوپنچے دیکھا طلسم کشا نہین ہے صورت سے بہت مشابہ ہی خبردار کرکے جاپڑا ہاتھ تلوار کا مارا
نورالدہر نے تیغہ خاراشگاف سلیمانی کمر سے کھینچا گویا ابر تیرہ سے برق چمک گئی تلوار کو تلوار پر کاٹا الجھادی
ہاتھ نکالکر وار کیا تیغہ خاراشگاف سلیمانی کاٹ مین لاثانی ہے سر کے دوٹکڑے کئے مع مرکب دراکب
افغان کے چار ٹکڑے ہوئے انجم بھی نکلکر قلعہ سے شریک ہوا نورالدہر فوج افغان پر جاپڑا لشکر کفار
شکست کھاکے بھاگا انجم نے مال واسباب قبضے مین کیا آکے نورالدہر کے قدمونکو بوسہ دیا عرض کی آپکی
قبلہ وکعبہ کا غلام ہون نورالدہر نے حال پوچھا انجم نے تمام کیفیت ظاہر کی کہ میرا باپ و دہائی آپکے والد
کے ہمراہ ہین غلام پر ضحاک نے فوج بھیجی تھی اسی مہینے مین کوہ تصویر پر میلہ ہوگا نورالدہر سنکر مشتاق
ہوئے تیاریان ہونے لگین کہ میلے مین ضرور چلینگے ان کو اسی حال مین چھوڑیے ذکر اونکا وقت
پر تحریر ہوگا بدیع الزمان شہر ہوشیار پر مین فرد کش ہین قصد ہے کہ لشکر کشی کرین اور نورالدہر
میلے مین جانے کو ہین دونون کو اسی حال مین چھوڑیے۔

دوکلمہ داستان لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران و لشکر زمرد شاہ باختری تحریر ہوتے ہین خمسہ المصنف

زلف انکا سامنا جو کرے اے نگار سانپ گودے مین پیچ وتاب کرے بار بار سانپ	کھائی تمہاری چوٹی کے کوڑونکی مار سانپ بل کھاسکے نہ صورت گیسوے یار سانپ
توڑے مڑوڑے اپنے بدنکو ہزار سانپ	
کیا انقلاب عالم ایجاد مین کہون پھیری فلک کا بھلا کیا نشان دون	دکھلا رہا ہے رنگ عجب چرخ نیلگون موذی کو چاہتا ہی قوی آسمان دون

یوہی بنایا کرتا ہے یہ بدشعار سانپ

لرزان فراق مین خطر حسن سے ہوے
کیا کیا فساد و شر خبر حسن سے ہوے

بیمار و ناتوان ضرر حسن سے ہوے
موذی بھی تنفق اثر حسن سے ہوے

کرتے ہین گنج یار کے اوپر نثار سانپ

ہی خواب مین بھی گیسوی شبرنگ کا خیال
کیونکر نہ عشق زلف مین ہو سندگی وبال

کاہیدہ ہو گیا ہے بدن صورت ہلال
ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہی بال بال

کاکل ہے ایک یار کی کالی ہزار سانپ

کیونکر کمند زلف کو کالی بلا کہون
اینٹھے مری زبان اگر کچھ ذرا کہون

طبع رسا کے زور سے زلف رسا کہون
سودا ہے زلف مین ہی جو کچھ حال کیا کہون

رہتا ہے رات دن مرے سر پر سوار سانپ

جب رند نکتہ دان یہ بھکتے ہین بیگمے
اہل سخن نکالتے ہین بات ہی مین پے

ایجاد کرتے ہین یہ فقر روز ایک تیے
آتش یہ ساحرون کا فقط اختراع ہے

رخسار گنج ہے تو گیسوے یار سانپ

جہرہ راقمان اخبار سحر و ساحری و کاتبان حالات افسون گری اس داستان سحر بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن ساز یکہ معنی ساز کردہ ؛ سخن را اینچنین آغاز کردہ ؛ لقا نے سابق مین افراسیاب کو نامہ لکھا تھا ہرچند افراسیاب تردد مین ہے لیکن اشتقل جادو کو مع بارہ ہزار ساحر و نکے روانہ کیا بخوبی سمجھا دیا کہ اپنے کو عیارون سے اور اسم اعظم حمزہ سے بچانا اشتقل نے کہا مین جاتے ہی اسم اعظم حمزہ بند کر دونگا پھر طبل جنگی بجواونگا ایک ہی آن مین خاتمہ ہوگا یہان دربار مین لقا بیٹھا ہے کہ اشتقل آکر ہو بچا لقا کو سجدہ کیا بختیارک سے کہا شہنشاہ طلسم ہوشربا نے مجھکو سمجھا دیا ہے کہ اپنے عیارون سے اور اسم اعظم حمزہ سے بچانا بختیارک نے کہا بہت بجا ارشاد فرمایا اشتقل نے کہا مین پہلے اسم اعظم کی تدبیر کرلون تب طبل جنگی بجواون اس بہچانے گرد اپنی بارگاہ کے آگ روشن کی تنہا بیٹھکر سحر تیار کیا ایک طائر کو اڑایا آپ بھی غرق زمین ہو کر چلا صاحبقران نے دربار برخاست کیا بیرون بارگاہ سلیمانی

آئے ہین شب کا وقت ہے کہ ایک طائر نے زفیل دی مقبل نے کہا اے شہریار یہ طائر غیب کو آیا گرد سر اقدس چرخ مار کر چلا گیا اسم اعظم تو یاد کیجئے صاحبقران نے جو خیال کیا زبان مین لکنت پائی اسم اعظم فراموش اشارے سے فرمایا اسم اعظم بند ہو گیا تمام سردار پریشان ڈیوڑھی تک ہو بجانے صاحبقران کو آئے صاحبقران نے سب کو رخصت کیا پردہ اُٹھا کر اندر آئے صرف ایک محلدار لالٹین لئے ہوئے عقب صاحبقران نہایت متردد کہ پہلو سے دیکھا خواجہ عمرو آتے ہین امیر یار وفادار کہکر لپٹ گئے کہا خواجہ کچھ حال ہوشربا بیان کرو تم کیون کر آئے عمرو نے کہا اے شہریار مین بہار کے ساتھ آیا ہون اشقل جادو بڑا مکار ہے اسی وجہ سے مین بہار کو لیکر آیا اُسوقت خبر مشہور ہوئی کہ اشقل نے اسم اعظم بند کیا حرز ہیکل بدل لی امیر نے فرمایا اسم اعظم تو بیشک فراموش ہوا حرز ہیکل موجود ہے عمرو نے کہا مین دیکھون امیر نے حرز ہیکل اُتار کے عمرو کے ہاتھ مین دی عمرو نقلی نے پیچھے ہٹکر نعرہ کیا منم اشقل جادو او حمزہ دیکھ حرز ہیکل بھی لے لی یہ تو پرواز پیدا کر کے روانہ ہوا صاحبقران بیہوش ہو کے گرے تمام شاہزادیان کل آئین دیکھا صاحبقران لڑیان رگڑ رہے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکر بادشاہ تشریف لائے صاحبقران کو اٹھا کر بارگاہ سلیمانی مین چھپر کھٹ پر لٹایا سب سردار گرد بیٹھے ہوے رو رہے ہین اشقل سامنے بختیارک کے آیا کہا اے شیطان شیشہ اسم اعظم یہ حرز ہیکل موجود ہے بختیارک نے کہا اسکو جلد چھپاؤ ورنہ عیار آکر قیامت برپا کرینگے اشقل کا بھائی حنظل جادو موجود تھا اشقل نے شیشے کی گردن مین حرز ہیکل لپیٹ دی کہا اے برادر حنظل تم اسکو لیکر خدمت مین شہنشاہ طلسم ہوشربا کے چلے جاؤ مین صبح کو سب کا خاتمہ کرونگا قدرت لیکر بالائے قیطول جاؤنگا حنظل نے شیشہ جھولے مین رکھا اشقل نے طبل جنگی بجوایا یہ خبر سُنکر بادشاہ نے بھی حکم نوازش طبل جنگی دیا چار پہر رات گذر کر بوقت سحر اشقل میدان مین آیا سحر کرنے لگا سردار بیہوش ہو ہو کے گرنے لگے اس بجیانے نقاسے کہا اے بنی اہل لیان فوج کو حکم دیجئے سب سردار سحر سے بیکار ہین وہ جاکر سبکی مشکین باندھ لین یا قتل کرین لقا نعرہ کر کے جا پڑا سرداران امیر کو قتل کرنے لگا قریب ہے کہ لشکر اسلام شکست کھائے صاحبقران بیہوش پڑے ہین اشقل سحر کر رہا ہے لقا مصروف ظلم و بدعت لیکن حنظل جادو سو دو سو کوس کا راستہ طے کر کے ایک پہاڑ پر ٹھہرا آسودہ ہو کر قصد ہوا کہ طرف طلسم ہوشربا کی جاؤن قضا کار ملکہ مخمور سرخ چشم جو تلا

مین نور الدہر کے نکلی تھین پھرتے پھرتے اوس کوہ پر ٹھہرین حنظل کو دیکھکر سامنے آئین حنظل نے مخمور کو سلام کیا جانتا ہے کہ یہ صاحب افراسیاب ہین مخمور نے پوچھا تیرا کیا نام ہے کہان سے آتا ہے کہان جائیگا اوسنے کہا شیشہ اسم اعظم صاحبقران و حرز ہیکل لیکر خدمت شہنشاہ طلسم ہوشربا مین جاتا ہون بغاوت مخمور سے حنظل آگاہ تھا سب حال صاف صاف کہدیا مخمور نے بگڑ کر جواب دیا او بیحیا کنیز ونکے سامنے آقا کا اسم اعظم لیجائیگا حنظل نے سحر کیا مخمور نے صرف ابرو کو ہلادی برق چمک کر گری حنظل کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ مخمور نے شیشہ تو اوسیوقت توڑ ڈالا وہان لشکر صاحبقران کو اشقل تباہ کر رہا تھا شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران ہوش مین آئے تیغہ عقرب کھینچکر جا پڑے اشقل لڑ رہا تھا صاحبقران کو دیکھکر حیران ہوا قریب جاکر تیر سول مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکے ہاتھ مارا اشقل کے دو ٹکڑے ہوے ساحر لاشہ اشقل لیکر بھاگے امیر بفتح و فیروزی داخل بارگاہ سلیمانی ہوے لقا بلغ میا مین آیا نامہ افراسیاب کو لکھا دیکھیے کب پہونچے وقت پر ذکر کیا جائیگا لیکن مخمور بھو رنے شیشہ توڑ ڈالا حرز ہیکل رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھی کہ جب لشکر مین جاؤنگی خدمت صاحبقران مین حاضر کر دونگی ابتو تلاش نور الدہر مین بیقرار ہے جستجوے معشوق مین چلی نور الدہر بن بدیع الزمان قلعہ انجم قوی بازو مین فروکش ہین میلے کا دن دریافت کرکے انجم و سلطان زرین پوش کو بھی ہمراہ لیکر فوج کو فرداً فرداً روانہ کیا آپ لباس تاجران مین روانہ ہوے قریب کوہ تصویر پہونچی دیکھا ہزارہا خیمے استادہ ہین دوکانین چہار جانب آراستہ ہین تاجران جلیل جابجا فروکش نازنینان مہ جبین خیمون مین جلوہ فرما ہین مجرے ہوسہے ہین تانین پڑ رہی ہین مشتاقان جمال محبوب جوانان خوش اسلوب لباسہا فاخرہ پہنکر ٹہلتے پھرتی ہین ایکجانب جرس دوکانون کی دوکانین جوانون کے دم پڑ رہے ہین ایکجانب میخانو نمین لاؤ لاؤ کی صدا آرہی ہے ایکطرف آکر نور الدہر بھی ٹھہرے رات بھر میلے والے آیا کئے نوبت نقارے بجتے ہین زیر کوہ تصویر ہزارہا گھنٹ نواز ناقوس نواز مجاور جمع ہین صبحکو نور الدہر دربارگاہ پر اپنی جلوہ فرما ہین کہ گرد عظیم بلند ہوئی ایک بادشاہ بڑے قد و قامت کا جوان تخت پر ایک پہلوان زبردست پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر تین لاکھ فوج بڑے زور سے آگے ہو پنجا انجم نے کہا اے شہریار تخت پر ضحاک قوی ترکیب اور یہ جو پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہے دیکا دس اسکا بیٹا شم افغان کو انہین لوگون نے

بھیجا تھا نور الدہر نے کہا سمجھا جائیگا ضحاک و کیکاوس تو یہان کے بادشاہ ہین چوب چماق
ہاتھ مین لیکر مصروف اہتمام ہوے انکے آنیسے بڑے انتظام ہوے دوکانین قاعدیسے درست
ہوئین تاجرون کے مال خریدے سکو تسکین دی سواپہر دن چڑھے وہ دونون باپ بیٹے سجدہ
خداوند کرنیکی ہوس مین چلے نور الدہر نے کہا ای انجم ہمین بھی بالائے کوہ لیچلو تصویر کا یقین کرنا
ہے انجم نے کہا حضور وہ تصویر تو ہر خورد و کلان کو پہچان لیتی ہے غیر مذہب اسکے پاس
نہین جاتا اگر جاتا ہے تو تصویر بتلا دیتی ہے اسے گرفتار کرکے قتل کرتے ہین نور الدہر نے کہا اگر یہ
تماشا نہ دیکھا تو آنا بیکار رہے پہچانے گئے تو کیا ہوگا انجم نے کہا حضور آجتک یہان کا حال نہین کھلا
گرد حجرے کے جتنے بیٹھے ہین یہ سب ساحران زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین تصویر کے اندر
خود کوئی ساحر معقول ہے حال آیندہ و گذشتہ بتلاتا ہے اس بارہ کوس کی کیفیت سب آئینہ رہتی
ہے جب تم سب آکر سجدہ کرتے ہین نور الدہر نے تماشا مع انجم و سلطان زرین پوش و کمیدان و رسالہ دار
کو ہمراہ لیکر بالائے کوہ تصویر آئے تمام شاہان جلیل جمع ہین گھنٹ و ناقوس بج رہے ہین نذر
و نیاز لئے سب کھڑے ہین سبکے آگے ضحاک و کیکاوس ہین یکایک دروازہ کھلا نور الدہر نے دیکھا
ایک تصویر سنگ مرمر سفید کی گردن اسکے ہار پھولون کا انبار ضحاک و کیکاوس برائے سجدہ جھکے
تمام اہالیان میلہ واسطے سجدہ کے جھکے نور الدہر کھڑے رہے جیسے ہی ضحاک نے سر اٹھایا تصویر
نے آواز دی او بیخبر اس حوالی کی سلطنت کرتا ہے یہ چند مسلمان سامنے کھڑے ہین بیٹا
طلسم کشا کا آگیا طلسم مین طلسم کشا داخل ہوگیا ہزارون سبب ہمارے قتل ہوے ان
سبکو گرفتار کرلے ضحاک و کیکاوس چلے نور الدہر نے تلوار کھینچی نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ نور الدہر
نبیرۂ حمزہ صاحبقران نجم و لقہر :: شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر انجم نے بھی تلوار کھینچی شہنشاہ
زرین پوش نے فوج کو اشارہ کیا زیر کوہ بھی تلوار چلنے لگی بالائے کوہ ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا
نور الدہر نے کئی پہلوانون کو مار ڈالا بڑھتے ہوئے طرف تصویر کے جاتے ہین تصویر سے آواز آئی ای خدمت
گذاران ان باغیون کو لینا جیسے ہی تصویر نے یہ آواز دی ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار پٹ حجرے سے
اسباب سحر ہاتھ مین لئے ہوئے ظاہر ہوئے افسر انکا مہلال جادو نعرہ کرکے بڑھا شاہزادہ
نامور نور الدہر پر سحر کیا نور الدہر مع انجم و سلطان زرین پوش و سرداران ہمراہی مسحور ہوے گرتے

سے ہاتھ رکے زمین نے ہر ایک کے پانون تھامے ضحاک و کیکاؤس برائے قتل نورالدہر بڑھے
جسکی نگاہ جمال بیمثال پر پڑتی ہے حیران جمال و محو دیدار ہو کر افسوس کرتا ہے سلطان نے ملک گردون عالی
انجم بھی بیکار اُٹھائے خالق بے نیاز وقت مدد و قضائے کار مکلل خان جادو و خسر و شیر دل و
ادجرکوس جنبی دعیرہ تعاقب شہزادی مین گئے تھے مکلل خان نے آسمان سے یہ معرکہ دیکھا آقا ایک
پہاڑ پر خاموش کھڑے ہین گرد ساحرون کا ہجوم ایک تصویر سحر کی غل مچا رہی ہے اپنے شعبدے
دکھا رہی ہے مکلل خان بیتاب ہو کر زمین پر آیا گرتے گرتے سحر کیا بادشاہ طلسم گوہر بار سلیمانی سحر و
جرات مین لاثانی گولا ایکا لگر مارا آگئی سو ساحرون کے سر پھٹے اپنے آقا پر سے سحر اوتارا تمام ساحران
مکلل خان پر آپڑے خسر و شیر دل بھی فوج لیکر پہونچا زیر کوہ مصروف جنگ ہوئے اب مکلل خان
نے نورالدہر کو گھوڑے پر سوار کیا رکاب پر ہاتھ رکھکر لڑنے لگا سحر سے مکلل خان کے زمین
کا منبی مہلال کو بڑھکر ایک طمانچہ مارا اسکا اثر گیا دو تین سحر ایسے کئے تمام ساحر متفکر ہوئے نورالدہر
کیکاؤس و ضحاک کو تاک کر چلے فوج اسکی شمشیر زنی کر رہی ہے جب پہلوان کو تاکا گھسکر مارا
مکلل خان نے زمین ہلادی مہلال کے مرتے ہی وہ ساحر بھاگے زیر کوہ خسر و شیر دل نے خوب
شمشیر زنی کی تمام میلہ رہم و برہم دو کانین تباہ تاجر بھاگتے پھرتے ہین لیکن اس تصویر نے بھر
بغیظ و غضب تمام آواز دی اے غلامان جانباز و اے بندگان دمساز خبردار یہ جانے نپائین
اندر سے حجرے کے ایک جادوگر قوی تن قوی من کہتا ہوا نکلا حاضر ہوا اسنم اشکال جادو
نکلتے ہی اشکال نے ایسے سحر کئے فوج مکلل خان پر برق چمکی ہزار ہا ملازمان مکلل خان
مارے گئے نورالدہر ڈٹے ہوئے سامنے حجرے کے شمشیر زنی کر رہے ہین جب تصویر سنگ نعرہ
کرتی ہے زمین ہل جاتی ہے اشکال لڑتا بھڑتا سامنے مکلل خان کے پہونچا مکلل خان نے گولہ
مارا اسنے کارد سحر سے کاٹا کئی سو ملازمان مکلل خان جلگئے منہ سے اس تصویر کے شعلہ نکلا سر
نورالدہر پر چمکا نورالدہر کے پانون پھر زمین نے تھام لئے قریب حجرہ پہونچ چکے تھے کہ سحر سے
بیکار ہوئے چہار جانب سے کفار نے بلوہ کیا تلوار نورالدہر پر پڑنے لگی اشکال چاہتا ہی کہ مین بڑھکر
قتل کرون مکلل خان نے بڑھکر سینہ سپر کیا سحر سے اشکال کے زخمی ہوا قریب ہی کہ اشکال بڑھکر
نورالدہر کو قتل کرے کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مخمور سرخ چشم بصد قہر و خشم

عین وقت پر آکر پہونچی آسمان گئے یہ ہنگامہ دیکھا مکلل خان زخمون مین چور چور جھوم رہا ہے نورالدہر
بھی زخمی اشکال قصد کرتا ہے نورالدہر کو قتل کرے مکلل خان بڑھ بڑھکر اپنے آقا کو بچاتا
ہے مخمور کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا آنکھون تلے اندھیرا حیران کہ یہ کون مقابل ہی شاہزادے نے اپنے کو
کس بلا مین پھنسایا مگر تاب نہ آئی اور تڑپے اور تڑپے نعرہ کیا یا شیدائے کفار بچیا منم مخمور سرخ چشم
اور تڑپے اور تڑپے اشکال پر جا پڑی یاد آیا حرز ہیکل میرے پاس ہے ساحرون پر تو سحر کیا پلٹ کے ہیکل
گلے مین نورالدہر کے ڈالدی اب نورالدہر کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی روح کو راحت ہوئی اجابت
تمام تیغہ خارا شگاف سلیمانی کھینچکر جا پڑے مخمور نے بڑھکر اشکال کو لوٹ کا تعلیم کردہ افراسیاب فن
سحر مین لاجواب ہے جیسے ہی اشکال نے سحر کیا نگاہ سحر آگین ڈالدی سحر باطل ہوا اشکال
نیمچہ کھینچکر جا پڑا مخمور نے بھی نیمچہ ہلالی کھینچا جیسے ہی اسنے ہاتھ مارا مخمور نے روک کر وار کیا اشکال
کی شکل جل ہوئی دو ٹکڑے ہوئے نورالدہر لڑتے ہوئے بڑھے سامنے حجرے کے آکر گھوڑے سے
کودے کیکاؤس نے قریب آکر ہاتھ مارا آواز دی او بے ادب حجرہ کی قدرت مین جاتا ہی نورالدہر
نے روک کر ہاتھ مارا سر کیکاؤس زخمی ہوا ضحاک دور سے دیکھ رہا ہے کہ تصویر کے منہ سے ہزارہا
شعلے نکلکر اس جوان حسین پر گرے کچھ تاثیر نہ ہوئی نورالدہر حجرے مین گھس گئے دیکھا تصویر نے ہاتھ
ہلائے ہزارہا برچھیں تلوارین خنجر نورالدہر پر گرین پہلو سے مخمور سحر کرتی ہوئی آتی ہے نورالدہر نے
قریب تصویر پہونچکر ایک قبضہ مارا تصویر کا سر پھٹ گیا خون جاری ہوا مگر گاہ پر ہاتھ مارا تصویر کے
دو ٹکڑے ہوئے حجرہ گر پڑا دریائے خون جاری ہوا آندھی سیاہ اٹھی مخمور سحر کر رہی ہی ہزارہا
جادوگر بھاگ کر قریب ضحاک پہونچے بعد عرصہ دراز آواز آئی گرفتی مرا نام من مصور شکل کش
بود اب روشنی ہوئی سبکو معلوم ہوا خداوند مارے گئے ضحاک و کیکاؤس زخمی ہو کر بھاگے
نورالدہر و مخمور و مکلل خان و خسرو شیر دل و انجم قوی بازو و سلطان زرین پوش ان
سبکے تعاقب مین چلے ضحاک و کیکاؤس زخمدار سفر ار کوہ تصویر کے ہزارہا ساحر بھی انکے ساتھ
ہین نورالدہر پر سحر تاثیر نہین کرتا مخمور و مکلل خان آگ برساتے ہوئے چلے آتے ہین دیکھئے
یہ کہان جا کر پہونچین ذکر ان کا وقت پر تحریر ہوگا ہر چند ضحاک نے چاہا مین اپنے قلعہ مین جاؤن
نورالدہر تعاقب نہین چھوڑتے اب اسنے کہا یارو جبل رنگین و گنبد آئینہ پر چلو جان کی غنیمت ال

جبل زنگین و گنبد آئینہ سماعت فرمایئے کہ تین دربند طلسم کے فتح ہوئے کوہان بن کوہین سنگ انداز
جادو حاکم دربند چہارم اظہار شعبدہ باز و ملکہ چاپلوس شاہ ملازمان جہاد شاہ بھاگ کر یہان آئے
تمام کیفیت شاہزادہ بدیع الزمان بیان کی کوہان نے ایک عرضی خورشید روشن ضمیر کو لکھی خورشید
روشن ضمیر سامان لشکر کشی مین مصروف تھا کہ جاکر افراسیاب کی شراکت کرون کہ شتر سوار نے
لاکر نامہ کوہان کا دیا سیارہ روشن رائے وزیر اعظم نے باواز بلند نامہ پڑھا فتح باغ
ہمیشہ بہار و رہائی سیلان سرخ پوش و قتل جہاد شاہ و بربادی چاپلوسیہ و دربند شعبدہ بازان
کل کیفیت مرقوم تھی دربار مین خورشید کا چہرہ زرد ہوگیا یہ بھی ظاہر ہوا کہ طلسم کشا کا مامون
طلسم کشائی کرتا ہوا آتا ہے اب شہر ہوشیاریہ مین انتہا کا جماؤ ہے ساحر و غیر ساحر سب موجود مین
یہ ذکر تھا کہ خبر بربادی کوہ لعتو پہونچی خورشید غصہ مین آکر اٹھ کھڑا ہوا کہا صاحبو غضب ہوا دشمنون نے
اپنا کام کرلیا امتحان جادو نے شریک ہوکر سب راز بتلائے اب بھی وہ ساتھ ہے لشکر تیار کرو مین بھی
جاکر سب کا کام تمام کرتا ہون میرے طلسم کی لوح کوئی پا نہین سکتا یہ لوحین دربند کی تھین اسی وجہ
سے خرابی درپیش ہوئی مین خود جاکر انتظام کرون گا یہ کہکر تخت پر سوار ہوا جبل زنگین مین آیا
کوہان کو بھی حکم دیا جلد لشکر تیار کرو ساٹھ لاکھ ساحر جمع ہوئے خورشید لشکر کشی کر کے طرف شہر ہوشیاریہ چلا

دو کلمہ داستان حیرت بیان شاہزادہ بدیع الزمان مقابلہ ہونا خورشید سے
سحر کشی خورشید روشن ضمیر و تباہی لشکر بدیع عین وقت پر ابرار سجادہ نشین
کا جاکر حکیم خدا پرست اپنے استاد کو رہا کرنا اور لوح لاکر دینا بدیع کو عین گرمی جنگ
مین پہونچنا مخمور و لوز الدہر سے خورشید کا شکست کھاکے بھاگنا طرف ہوشربا کے
و تعاقب بدیع و لوز الدہر تا بہ دریائے نیل و دیگر حالات متعلق داستان
ہذا عجب داستان خوش بیان ہے. ساقی نامہ مصنف

ساقی اب وقت مئے کشی ہے
جھنکارتے ہین کسی طرف مور
مینڈک اور نکلے خوب چمکتے ہین
اے نیر فکر تو چمک جا

گھنگھور گھٹا گھری ہوئی ہے
وہ جلوہ نما ہے لال بادل
جام مئے جنگ پی رہی ہین
اس جنگ مین اہتمام ہونگی

ہے ابر گہر فشان کا بھی شور
سبزہ ہے برنگ سبز مخمل
اے مہر کلام اوج دکھلا
جرأت سے جہان مین نام ہونگے

شمشیر سخنوری علم ہے
اب برق قلم چمک رہا ہے
تحریر ہو جنگ یہ خوشی سے
ہے لطف کہ ہون درست فقرے
لڑ بھڑ کے قلم سے جو نکلون
ہر فقرے کو مہر سے ملا دے
اب ماہ سخن ضیا فگن ہے
رنگین مضمون اب لکھونگا ؛؛

ہان رستم وقت یہ قلم ہے
خورشید کی جنگ کا بیان ہے
مضمون لڑے نہ کسی سے
ہر بیت مین جنگ کا بیان ہو
پھیلے ہوشربا مین جا کے یہ چون
روشن کرے مہر خوش بیانی
مضمون یہ غیرت چمن ہے

ہر جنگ مین سرخرو ہوا ہے
موزونی طبع بھی عیان ہے
ہون نثر کے صاف جیت فقرے
جرأت بھی کلام سے عیان ہو
اے کلک قمر ضیا دکھا دے
ثابت کر حال قصہ خوانی
اے بلبل طبع نغمہ پیرا

چہرہ شہسواران توسن سخنوری و مہمیز کنندگان اشہب
افسون گری شبدیز کلک کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین شعر مرصع خیال سخن آفرین
سخن را بکرسی نشاند اینچنین ؛؛ شہزادہ انجم گروہ رستم لشکر شکوہ سر فتنہ ملک باختر پہلوان تہمتن
شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن شہر ہوشیار سے بر فروکش ہین امتحان جادو و ملکہ شیرین نے
عرض کی لشکر ساحران وغیر ساحران تیار ہے بدیع الزمان نے حکم دیا بارگاہ آسمان جاہ
بیرون قلعہ استادہ ہوئی قصد ہے کہ کوچ کرین کہ لکہ ہائے ابر سرخ و سفید آسمان پر نمایان ہوئے
قریب آکر لکہ ہائے ابر شق ہوئے سب نے دیکھا خورشید رو شہنشضم مع سرداران زبردست و سات
لاکھ فوج ساحران بڑے کروفر سے آکر اترا لشکر بدیع الزمان مین کھلبلی پڑ گئی امتحان جادو نے
کہا اے شہریار بڑا غضب ہوا لوح طلسم خورشید نگار دستیاب نہ ہوئی خورشید لشکرکشی کرکے آگیا
کوئی سحر اسکو جواب نہ دے سکیگا بدیع نے فرمایا خدا معین و مددگار ہے اُس شب کو بدیع الزمان
نے بخورات روشن کیے چار موکل پیدا ہوئے بدیع باغ ابرار مین آئے ابرار سجادہ نشین اٹھ کھڑے
ہوئے بدیع کو گلے سے لگایا بدیع الزمان نے کیفیت آمد خورشید بیان کی ابرار نے کہا مقام لوح استاد جی
جانتے ہین انکی رہائی نہین ہوئی شیر حیل جادو ایک ساحر ہے اسکی قید مین ہین وہ بھی اس باغ
مین جہان حکیم صاحب قید ہین گاہے ماہے آتا ہے خورشید نے کہدیا ہے کہ تو اس باغ ویران مین
رہنا جہانتک ہو سکے جا کر جنگ کو ٹالے مین فکر مین جاتا ہون اگر لوح دستیاب ہوئی تو لوح لیکر
آتا ہون اتنا اطمینان ہے کہ استاد بانی طلسم ہین بدیع کو لشکر مین روانہ کیا آپ اٹھکر فکر تلاش

سرخیل جلعمین چلے کچھ تعویذ لکھکر اپنے پاس رکھے برائے رہائی اوستاد بدیع کو مطمئن کرکے روانہ
ہوے بدیع الزمان لشکر مین آئے خبر سنی کہ خورشید روشنضمیر نے طبل جنگی بجوایا امتحان جادو گھبرا
رہا ہے بدیع نے سبکو مطمئن کیا حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی نہ بجے یہان
بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا امیہ سے بدیع نے حکم دیا عمر نامدار خواجہ عمرو کو تلاش کرو ہرچند ڈھونڈھا
خواجہ کو نہ پایا خواجہ نے جس باغ مین ملکہ مہر طلعت آہو چشم کو پہلے دیکھا تھا اسی باغ مین پھر
آئے گوشہ مین چھپکر ان صورتون کے خواہان ہین کہ وہ نازنین کون تھی کہ آسمان سے ایک دیو
سیاہ پنجرہ لئے ہوئے ظاہر ہوا عمرو نے دیکھا عندلیب گلشن حسن آفتاب آسمان عز وجلال گل اندام
ملکہ حسن آرا شیرین کلام معشوق بدیع ہے زبان سے بدیع کے ذکر سنا تھا قفس مین بند نہایت
دردمند ہے دیو مغرور نے اوس مہجور کو قفس سے نکالا منتین کرنیلگا کہ مین تیرا عاشق صادق
ہون ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ارے بیحیا مجھکو کہا جا کہ مین کس ناکش سے مہلت پاؤن
دیو باغ مین دوڑ رہا ہے سامنے اپنی معشوقہ کے کبھی ناچتا ہے خواجہ عمرو نے ایک چمن کے کنارے
کمند آصفا کو بچھا دیا دیو جب حلقہ ہائے کمند مین آیا عمرو نے معجزہ طلب کرکے جھٹکا مارا دیو منھ کے
بھل گرا عمرو نے دیو کو مار آئے حسن آرا سے ملاقات کی اپنا نام بتایا حسن آرا رونے لگی کہا اے
عمر نامدار یہ بیحیا مجھکو فرش خواب سے اوٹھا لیگیا تھا بڑے بڑے آزار پہنچائے عمرو نے قصد کیا حسن آرا کو
زنبیل مین رکھ لون آفتاب جمال ملکہ سے باغ روشن ہو رہا ہے قضائے کار سرخیل جادو آسمان پر
اڑا ہوا جاتا ہے اسنے دیکھا ایک بدمعاش ایک حور تمثال سے باتین کر رہا ہے یہ بدمعاش ماہ تمثال
کو کہین سے اوٹھا کے لے آیا ہے کہا جائیگا فوراً وہین سے نعرہ کرکے گرا عمرو تو کود کے
الگ ہوا گلیم اوڑھ لی سرخیل نے ملکہ کی کمر مین پنجہ دیا حیران تھا کہ یہ بدمعاش کہان گیا ہر جانب
دیکھنے لگا عمرو نے سوا پانچ سیر پتھر گوپھن مین دیکر نعرہ کیا سرخیل پلٹا پیشانی پر سرخیل کے پتھر پڑا سر
پھٹ گیا اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من سرخیل جادو تھا عمرو نے ملکہ کو اوٹھا کر نذر زنبیل کیا باغ
سے نکلکر طرف لشکر بدیع کے چلے جس وقت عمرو نے سرخیل کو مارا ابرار سجادہ نشین باغ ویران مین
ہو بیٹھے ہر چند عمل پڑھتے تھے کہ حکیم خداپرست کو قفس سے نکال لون قفل نہ کھلا گویا ازبستہ تھا
یکایک قفل ٹوٹ کے گرا قفس شکست ہوا حکیم صاحب کے جسم مین طاقت آئی ابرار سے کہا اے نور نظر سرخیل کو کسی نے

قتل کیا تب یہ قفس ٹوٹا مین قید مصیبت سے چھوٹا اب خدمت طلسم کشا مین چلنا چاہیئے تم چلو انشاءاللہ
مین لوح لیکر آتا ہون ابرار سجادہ نشین اسکیجانب حکیم خداپرست اسکیجانب روانہ ہوئے یہان لشکر
بدیع مین ہنگامہ ہے ہزارون آدمی بھاگ گئے وہ شب مصیبت سے بسر ہوئی خورشید روشن ضمیر تخت
پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا بدیع الزمان مع ساحران نامی و سرداران گرامی پشت ابرش گل اندام
پر سوار ہوکر صف آرا ہوئے یکایک صحرا سے گرد اڑی لکہ ہائے ابر سیاہ نمایان ہوئے مہیب جادو وضریر
بجمعیت بارہ ہزار ساحرون کے آگے پہونچا مہیب نے بڑھکر قدم اقدس بدیع کو بوسہ دیا عرض کی شکر ہے
خدا کے وقت پر پہونچا یہان صفین جم چکین خورشید نے اشارہ کیا کوہان بن کو ہین سنگ انداز جادو
مالک جبل رنگین میدان مین آیا سحر کرکے پتھر برسانے لگا سنگدل کو رحم نہ آیا کئی ہزار کے سر پھٹے
مہیب جادو یہ حال دیکھکر بقہر و غضب تمام صف سے باہر نکلا آتے ہی اسنے سحر کیا کہ پتھر برسنا موقوف
ہوئے یہ دونون سحر خوانی مین مصروف ہوئے مہیب نے ڈبا اپنی کھولی ایک دھوان نکلا کوہان نابینا ہوکے
ٹٹولنے لگا مہیب نے جاکر ایک گھونسا مارا سر اسکا پھٹ گیا آواز آئی کشتی مرا نام من کوہان بن کو ہین
سنگ انداز جادو بو خورشید نے جھلا کر اشارہ کیا ابرار جادو سامنے مہیب کے آیا ایک دو پتھر زمین پر مارا پانی
برسنے لگا ایک چشمہ پیدا ہوا اسمین سے ایک نہنگ نکلا مہیب کو نگل گیا امتحان جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا برق
بنکر ابرار پر گری اسکے دو ٹکڑے ہوئے بس خورشید غصے مین تخت سے کودا آواز دی تمکو ساحرون نے
بہت سر اٹھایا ہے ایک دو پتھر زمین پر مارا دو برقین گرین امتحان کا سر زخمی ہوا مہیب جادو چشمے سے
نکلا اسکا قصد تھا کہ طرف لشکر کے پلٹون سحر خورشید سے برق گری مہیب کا بھی شانہ نشانہ ہوا ان دونون
ساحرون کو زخمی کرکے خورشید نے کل لشکر کو اشارہ کیا تمام ساحر لشکر بدیع پر جا پڑے بارہ
لاکھ ساحر ساتھ تھے بدیع نے مرکب کو بڑھایا نسرین رکاب سے لپٹی ہوئی عرض کرتی ہے کہ اے شہریار
اپنے کو بچائیے بدیع نے بڑھکر کسی ساحر کے نیزہ مارا کسی پر تیر لگایا کسی پر بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا امتحان و مہیب
وضریر و نسرین وغیرہ گرد بدیع کے پھر رہے ہین سحر کو روکتے ہین ساحر کو قریب بدیع نہین آنے دیتے
خورشید نے زمین میدان کارزار ہلادی سحر کیا کہ ایک آفتاب وسط آسمان پر چمکا اسکی حدت سے ساحرون
کے بھیجے نکلنے لگے استخوان جلنے لگے جدہر جا پڑا صفونکو درہم برہم کردیا کئی مرتبہ امتحان نے بڑھکر مقابلہ
کیا خورشید نے للکارا او ضعیفہ تو ہی نے سارا فساد برپا کیا یہ کہکے سحر کردیتا ہے امتحان

کے سر پر برق گری کبھی کوئی پنجہ گرا کبھی سر زخمی ہوا کبھی شانہ بیکار نیر اعظم کی حدت نے قیامت برپا
کی وہ دہوپ پڑی جانور بھاگے بھاگے پھرتے ہیں گھوڑے سواروں کو ٹپک کر بھاگے آگ برسنے لگی
زمین تپ رہی ہر ذرے چنگاریاں بنگئے مثل زرہ مردان عالم کے کلیجے چھن گئے عرصہ دراز تک بدیع ذہیب
کو امتحان نے بچایا اپنے تئیں زخمی کرایا خورشید نے سحر کیا جھونکا ہوائے گرم کا چلا امتحان و ذہیب فی
صحرو بسترین مثل برگ کاہ اُڑنے لگے دور جا کر گرے سر و تن سے خون جاری سحر کرنا بھولے زمین پر
تڑپنے لگے خورشید نے سحر کیا بدیع زمین پر گرے اب خورشید تلوار کھینچکر چلا کہ بدیع کا سر کاٹ لوں کہ
صحرا سے ہا ہو کی صدا بلند ہوئی خورشید دیکھنے لگا دیکھا ضحاک قوی ترکیب و کیکاوس دونوں
باپ بیٹے زخمدار بیقرار اشکبار بھاگے ہوئے چلے آتے ہیں خورشید نے پکار کر آواز دی اے ضحاک
خیر تو ہے ضحاک چاہتا ہے جواب دے کہ شور نعرے کی صدا آئی بدیع نے دیکھا گل گلزار خلیل الرحمان
نور الدہر والاشان تیغ برق مثال ہاتھ میں کھینچے ہوئے حرز ہیکل گلے میں نعرے کرتے ہوئے آتے ہیں
ایک سمت مکلل خان جادو ایکجانب ملکہ مخمور سرخ چشم ایک سمت چار سو سرداران زبردست
مثل انجم قوی بازو سلطان زرین بخش وغیرہ با تیغہائے برہنہ لڑتے ہوئے آکر پہنچے دور
سے مخمور نے دیکھا کہ یہاں تو خون کے دریا بہ رہے ہیں بدیع الزمان زخمی خورشید قتل کرنے
چلا ہے مخمور نعرہ کرکے جا پڑی دانہ یاقوت احمر کا خورشید پر مارا خورشید نے دانہ روک کر نیر اعظم
پر اشارہ کیا اس میں سے ایک برق چمک کر گری سر مخمور زخمی ہوا مکلل خان نعرہ کرکے مقابلہ
خورشید میں پہونچا دو چار سحر رد و قدح ہوئے آخر میں خورشید نے مکلل خان کو بھی زخمی کیا
پہلو سے نعرہ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی خورشید نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان آفتاب مثال خورشید جمال
تلوار کھینچے ہوئے صفوں کو درہم و برہم کرتا ہوا آتا ہے سیار دشمن رای نے کہا اے شہنشاہ آپکے دربار میں
یہ جوان حسین تیغ زن بنکر آیا تھا اب ثابت ہوا کہ فرزند بدیع ہے کہ وہ تصویر سے لڑتا ہوا آتا ہے
ضحاک و کیکاوس کو اسی نے زخمی کیا خورشید نے کہا اسکی کیا حقیقت ہے یہ کہکر تلوار کھینچے ہوئے
مرکب کو چمکا کے نور الدہر پر جا پڑا ہاتھ تیغہ سحر کا مارا حرز ہیکل چمکی نور الدہر نے تلوار کو کاٹا جواب
میں وار کیا خورشید نے سپر اٹھایا تلوار نے نور الدہر کی سپر کو کاٹا تاج بھی اسکا کٹا اوچھا سا زخم
سر پر آیا بیقرار ہوکے پیچھے ہٹا نور الدہر نے پیچھا کیا صدہا ساحر سد راہ ہوئے نور الدہر کو روکتے تھے

نورالدہر نے اس مقام پر خون کے دریا بہا دیے کئی سو سوار خورشید کے مارے خورشید پیچھے ہٹا
آفتاب پر اشارہ کیا ایک زاغ سیاہ رو چرخ مارتا ہوا سامنے خورشید کے آیا خورشید نے کہا اے زاغ
سیاہ رو کیا سبب ہے کہ نورالدہر پر سحر تاثیر نہیں کرتا اُسنے کہا اے شہنشاہ وہ جوان فرزند طلسم کشا حمزہ ہے
حمزہ کی گلے میں پہنے ہے اُسکے ہاتھ سے تقویر خداوند شکست ہوئی کوہ تقویر پر خون کے دریا بہے
کوئی کاسکے مقابلہ میں بچا ئیگا یہ کہکر وہ ساحر سیاہ فام غائب ہوا خورشید پیچھے ہٹا ایک نے سنگ دی زمین
کانپی نورالدہر مجمع ساحران میں لڑ رہے ہیں کہ پہلو سے آواز آئی اے نور نظر اے لونڈیا حمزہ نامور
ماشاءاللہ کیا خوب لڑتے ہو میری تو خبر لو نورالدہر نے پلٹ کے خواجہ عمرو کو دیکھا تمام جسم سے چنگاریان
نکل رہی ہیں فرماتے ہیں بیٹا خورشید نے مجھپر سحر کیا جلکر خاک ہو جاؤنگا حرز ہیکل ذرا مجھے دو جسم سے
مس کردون نورالدہر نے بیقرار ہو کر حرز ہیکل گلے سے اُتار دی ہاتھ مین خواجہ کے دی خواجہ پیچھے ہٹے نعرہ
کیا منم زاغ سیاہ رو داد بنیرہ حمزہ ہمارے شاہ کو زخمی کیا دیکھیو حرز ہیکل چھین لی نورالدہر
اس ساحر پر جھپٹے دور سے محمود نے دیکھا کہ زاغ سیاہ رو حرز ہیکل لیے جاتا ہے وہین سے سحر کر کے
آگ کے گولے گرائے محمود نے زاغ پردانہ یاقوت احمر کا مارا زاغ کا سر پھٹ گیا حرز ہیکل زمین پر گری خورشید
نعرہ کر کے جا پڑا محمود و مکلل خان و مہیب و امتحان چاہتے ہین حرز ہیکل اُٹھا لین خورشید
قریب نہین آنے دیتا بیچ میدان مین ہیکل پڑی ہے نہ خورشید اُٹھا سکتا ہے نہ مکلل خان وغیرہ
قریب پہونچتے ہین اس مقام پر انتہا کا کشت و خون ہوا نورالدہر بھی گھوڑے سے گرے ایکطرف
بدیع الزمان سحر مین خورشید کے مبتلا ہین محمود و مکلل خان وغیرہ کو خورشید نے زخمی کیا فوج پر
حدت آفتاب صدائے فریاد الغیاث بلند ہے خورشید نے زمین ہلا دی ہر مرتبہ چاہتا ہے حرز ہیکل
اُٹھالون بدیع و نورالدہر کو قتل کرون صرصر نے مقابلہ کیا کبھی جھپٹ کر گیا کبھی امتحان نے
سحر کیا کسی کا زور خورشید سے نہین چلتا سب کو جواب دے رہا ہے ہزار دل کو بھی نکٹ یا آسمان سے
آگ برس رہی ہے بدیع نے جو یہ حال پر ملال دیکھا یہ بھی یقین ہوا کہ بیٹا قتل ہوتا ہے
بیقرار ہو کے دعا کی اے خالق بے نیاز اے رب کارساز وقت مدد ہے نظم تو ہی ہر آنکہ
کہ در رنج تاب ٭ دعائے کند من کنم مستجاب ٭ چو عاجز زمانند دائم ترا ٭ در این عاجزی
چون نخوانم ترا ٭ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا وہ وقت تھا کہ خورشید غالب آ چکا تمام لشکر

کو بیکار کر دیا میدان کارزار لاشون سے بھر دیا دریلے خون کی طغیانی کشتی حیات مسلمانان طعمۂ فانی آندھیان سیاہ اُٹھ رہی ہین آسمان پر سناٹا ہو دیکھا سب نے ابرار سجادہ نشین حکیم خدا پرست بادۂ عبادت رب اکبر سے مست آکر پہونچے خورشید کو للکارا اور کہا حرام بد انجام قدرت پروردگار کو تو نے دیکھا معین ہمارا کیونکر آیا خورشید نے چاہا سحر کرون تخت حکیم کو روکون صد ہا گولے مارے نہ رُکے سحر نے بھی تاثیر نہ کی تخت سے کود کر قریب بدیع الزمان لوح طلسم خورشید نگار لیکر آئے تھے گلے مین بدیع الزمان کے لوح ڈالدی کہا ای شیر بیشۂ جرات بسم اللہ جیسے ہی لوح گلے مین بدیع الزمان کے آئی روح کو راحت حاصل ہوئی تسکین ہوئی تیغہ برق تاب کھینچکر اُٹھے اب لوح حمیکائی صد ہا ساحر نابینا ہوے فریاد کرتے ہوئے بھاگے حرز ہیکل اُٹھا کر گلے مین نور الدہر کے پہنائی نور الدہر بھی نعرہ کرکے بڑھے فوج ساحران پر جا پڑے ضحاک و کیکاؤس کو تاکے ہوئے جاتے ہین ضحاک و کیکاؤس نے یہ ہنگامہ دیکھا کر شہنشاہ خود بھاگے بھاگے پھرتے ہین ساحر خوف طلسم کشا سے سہم کے بھل کرتے ہین ضحاک و کیکاؤس طرف صحرا کے بھاگے نور الدہر و مخمور مکلل خان و خسرو کشور دل سمٹ کر ایکمقام پر ہوئے آپسمین صلاح ہوئی قبلہ و کعبہ کی طرف تو جہ نکرو وہ اس لڑائی کو فتح کرینگے ہم انکفین دونون بیحیاؤن کا تعاقب واجب و لازم ہے یہ کہکر اپنے لشکر کو الگ کیا تعاقب مین ضحاک و کیکاؤس کے چل نکلے بدیع الزمان لڑتے ہوئے قریب خورشید روشنضمیر کے پہونچے لوح کو دیکھکر گھبرایا بہت سحر کئے جب تاثیر نہ ہوئی گھبرایا تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے لوح حمیکائی خورشید کی پلک جھپکی ہاتھ بدیع الزمان نے مارا سر خورشید کا زخمی ہوا پر پرواز پیدا کر کے بھاگا آواز دی یارو قتل کرو بدیع الزمان نے امتحان وغیرہ سے کہا اسکا تعاقب واجب و لازم ہے تین لاکھ ساحر خورشید کے پیچھے بھاگی بدیع الزمان نے اُسیوقت لشکر کو درست کیا ملکہ امتحان جادو سے کہا تم یہان کے ممالک کا انتظام کرو ہم اسکے تعاقب مین جاتے ہین امتحان نے کہا مین ضرور ساتھ چلونگی مع لشکر ساحران و غیر ساحران تعاقب مین خورشید روشنضمیر کے بدیع الزمان بھی چلے ان سب کا حال کسی ایسے مقام پہ تحریر کرونگا کہ ناظرین لطف داستان اُٹھائینگے۔ مصنف کو خلعت تحسین و آفرین عنایت کرینگے

وو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم نگارین بنام شاہزادہ خاور سیاہ و دیگر حالات متعلق داستان ہذا۔ خمسہ موافق مضمون مقام

عارض مہتاب ننگ نور سے بیگانہ تھا — دیدۂ کوکب کو رشک روزن کاشانہ تھا
برق خاطف سایۂ بال و پر پروانہ تھا — رات بھر مجکو جو دھیان عارض جانانہ تھا
آفتاب روز محشر یان چراغ خانہ تھا

گلخن غم بسکہ میرا یہ دل دیوانہ تھا — خاک جسم زار پر ہر ذرہ آتشخانہ تھا
زندگی ہی مین فقط یہ داغ سینے کا نہ تھا — برسون بعد مرگ بھی سوز غم جانانہ تھا
شمع تھا ہر استخوان میرا ہما پروانہ تھا

دست فرسود خزان بس خار ہر گل کا ہے یان — لطمۂ صرصر نسیم صبحدم کی جا ہے یان
آؤ جی بہلاؤن کس سے ہمصفیر کیا ہے یان — اس چمن سے مجکو صیاد قضا لایا ہے یہان
جس جگہ یہ چرخ اخضر سبزۂ بیگانہ تھا

مر گئے ہم دیکھتے ہی گردش چشم صنم — ہو گیا یہ سنگین بادہ ہمکو جام جم
ساقیا نیرنگ یہ کیا تھا نجومی کی قسم — کھو گئے آخر شراب عشق کے پیتے ہی ہم
ساغر اسکا شاید اپنی عمر کا پیمانہ تھا

بیقراری لے گئی کیا کیا نہ ہنگامے بپا — اسکے باعث کیا نہ دل معمورۂ اندوہ کا
ناتوانی پھر نہ ملنے پائین میرے دست و پا — سنکے غل شب تا در زندان وہ آکر پھر گیا
شیون زنجیر خواب بخت کو افسانہ تھا

گر صبا کا کوچۂ زلف سیہ مین ہو گذار — کانپتی ہے چھو کے موے عنبرین کے تیرے تار
کب مرا اسکا ہاتھ پڑ سکتا ہے گستاخانہ یار — کل الجھتا تھا تری زلفون سے جو وہ بار بار
استخوان عاشق شیدا کا شاید شانہ تھا

معنی ہر لفظ تھا یہ ہر سخن کا مدعا — نثر کا تھا گاہ مطلب گاہ مضمون نظم کا
الغرض سو سو طرح سے مین الم کا مبتلا — عمر بھر کہتا رہا لیکن نہ وہ آخر ہوا
آہ اپنے درد غم کا کیا دراز افسانہ تھا

جوش زن تھا شعلہ اپنے آب و گل سے ای انیس — برق تھی مژگان یہ اشک متصل سے ای انیس
لب بھی آتشبار آہ مشتعل سے اے انیس — رات نیند آئی نہ مجکو سوز دل سے ای انیس

کوئی شاید بالش پر مین پر پروانہ تھا

ہے طلسم آشفتگی کا اپنے نقش آب و گل
اپنی قسمت کا پریشانی ہے عنوان سجل
تیرہ بختی کے رہینگے ساتھ یان باہم مشتغل
اسمین نکلا تھا کسیکی زلف مین الجھ گیا دل

شانہ بینی سے اکدن ہمنے دکھلایا شانہ تھا

شیون ماتم تھا شور نغمۂ چنگ و رباب
گرمی گردش سے ساغر کی مرا دل تھا کباب
موج سے تھی حلق پر اک خنجر بران کی آب
تھی ہمارے خون کی پیاسی یار بن بزم شراب

چشم شان اپنی نظر مین رات بھر پیمانہ تھا

شوق کامل واقعہ ظلمت شب ہجران کا ہے
بسکہ آنکھون مین تصور عارض جانان کا ہے
رد کش خط شعاعی موج سے مژگان کا ہے
بسکہ ورد آنکھون پہ نام اُس تابان کا ہے

بن گیا اختر مری تسبیح کا جو دانہ تھا

اوج پر آیا نہ اسکا بخت سرگردان عیش
نام غم شادی وہ رکھتا تھا یہی سامان عیش
ہان مگر اب عیش کی آیا ہون دامان عیش
تھا اثر مرگ شب نہ قصہ مین یہی سامان عیش

سینہ کوبی خلق کی شادی کا نوبت خانہ تھا

چہرہ سیاحان طلسمات حیرت آیات نگارین و فتاحان مرحلجات جلالت قرین بعنایت باری تعالے
لوح قلم اس داستان شوکت بیان کو بصد جاہ و حشم یون تحریر فرماتے ہین نقلم نگارندہ نقاش
بہزاد دست ؛ عروس سخن را چنین نقش بست ؛ کہ خواجہ عمرو نے جو باغ مین ملکہ مہر طلعت آہو چشم کو
دیکھا تھا سیارہ بن عمرو عیار قاسم سے سب حال کہا یہ تلاش مین اپنے آقا کی سرگردان و پریشان شبکو اسی
باغ مین آیا شبکو چھپکر گوشہ مین بیٹھا پہلے چند کنیزین آئین انھون نے فرش بچھایا بعد اسکے تخت
ملکہ مہر طلعت آکر قائم ہوا سر جھکا کر رنجیدہ بیٹھی کنیزون نے کہا حضور آپکو کئی ہفتہ اسی پریشانی
مین گذرے آج تو گانا سنیے گل اندام ڈومنی آکے گانے لگی برائے دفع حاجت گوشہ باغ مین گئی سیارہ
نے اسکو بیہوش کیا بشکل گل اندام جلسے مین آیا دو پہر رات گئے ایک ساحرہ نے آکر کہا
آپ مکان پر چلیے ایسا نہو شہنشاہ آزردہ ہون ملکہ آہو چشم سیارہ کو بشکل گل اندام ساتھ لیکر
اپنے قصر مین آئی سیارہ نے دلدہی کر کے حال پریشانی پوچھا ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے گل اندام

کیا اپنا حال زار کہون مین ایک بادشاہ عالیجاہ کی دختر بلند اختر ہون بہزاد شکل کش طلسم نگارین کا بادشاہ عاشق ہوکر مجکو اُٹھا لایا اور قاسم نبیرہ صاحبقران کو یہین سے قید کرکے لایا نجومیون نے کہا یہ جوان اس طلسم کو فتح کریگا اس وجہ سے اس جوان کو قید کیا میری اُسپر جان جاتی ہے میرے مکان کے قریب قید خانہ اسمین وہ شیر قید ہے روز جادوگرنی مجکو لینے آتی ہے اپنی جان بچاتی ہون ہوشیار جادو آئی ہوئی بیٹھی ہے بہزاد شکل کش نے باغ مین جلسہ آراستہ کیا ہے یہ سنکر سیارہ نے ایک پڑیہ بیہوشی کی ملکہ کو دی کہا یہ شراب مین ملاکر ہوشیار کو پلائے چند ساعت بیہوش رہیگی مین جاکر قاسم کو لاتی ہون یہ بھی ظاہر کردیا کہ سیارہ میرا نام ہے اسی شہریار کا عیار ہون لنگل گل اندام اپنے ساتھ آیا بشکر ہے نشان اپنے آقا کا پایا یہ کہکر سیارہ نے خوان کھانے کے آغشتہ بدارو ئی بیہوشی تیار کئے قید خانے مین لنگل گل اندام آیا اسکو کھانا کھلا کے بیہوش کیا قاسم کو رہا کر کے سامنے ملکہ کے لایا کہا کہ اب شاہزادے کو ساتھ لیکر ایک کمرے مین جلسہ آراستہ کیجئے مین آپکی شکل بنکر پاس بہزاد کے جاتا ہون یا لوح لاؤنگا یا اسکو قتل کرونگا یہ کہکر سیارہ بصورت ملکہ تیار ہوا ملکہ اور قاسم ایک کمرے مین بیٹھے ہوشیار جادو کو ہوشیار کیا سیارہ نے کہا لو اتم سو گئین چلو ہمکو خدمت شہنشاہ مین لیچلو ہوشیار خوشی خوشی ملکہ نقلی کو تخت پر سوار کر کے باغ مین لائی بہزاد بہت خوش ہوا اب تخلیہ مین سیارہ نے کہا اے شہریار مین اسوجہ سے حاضر خدمت نہ ہوئی تھی مینے سنا ہے کہ آپنے طلسم کشا کو قید کیا ایسا نہو وہ طلسم فتح کرلے مین بیوہ ہوکر کدھر جاؤن بہزاد نے کہا اے جان جہان لوح مینے اسی باغ مین زیر نخل دفن کردی ہے سوائے میرے کوئی نہین جانتا اب سیارہ نے شراب پلاکر بہزاد کو بیہوش کیا بسرعت تمام خنجر کمر سے کھینچکر اسی نخل کے نیچے آیا جہان بہزاد نے سیارہ کو لوح کا پتہ بتایا تھا سیارہ نے خنجر سے زمین کو کھود کر لوح نکالی لوح لوا اسنے پاس رکھی اب خنجر پکڑ کے چلا کہ بہزاد کو قتل کرون صبح ہوگئی دیلم جادو وزیر اُسکا آسمان پر سے آیا دیکھا ایک عیار شاہ کو قتل کیا چاہتا ہے اُسنے نعرہ کیا سب طرف سے ساحر دوڑے مگر بسبب لوح کے کسیکی سحر نے تاثیر نکی دس بیس ساحر سیارہ نے مارے آخر از دحام بلوے کے پکڑ لیا لوح دیلم نے سیارہ سے لی اب بہزاد مع چار ہزار ساحرون کے طرف باغ چلا آکے باغ کو گھیر آقا ملکہ چند جادوگرنیون کو ساتھ لیکر باغ سے نکلے لڑائی ہونے لگی قاسم نے کئی ساحر تیر سے مارے قریب تھے کہ قاسم گرفتار ہوجائے کہ سیارہ

کی ایک ساحر مشکین باندھے کھڑا تھا سیارہ نے اس سے کہا میری کمر مین مال ہے تم لیلو اُسنے لالچ مین
ہاتھ کھولا سیارہ نے اسکو خنجر مارا وہ ساحر مرا سیارہ رہا ہوا اسکی صورت بنکے قریب ویلم آیا کہا اے
ویلم دیکھو مددگار قاسم کے آگئے ویلم ادھر پلٹا سیارہ نے خنجر مارا ویلم کا بھی شکم چاک قصہ پاک
ہوا سیارہ نے لوح لائے قاسم کے گلے مین پہنائی قاسم نے کئی سو ساحر مارے بہزاد کو بھی زخمی کیا وہ شکست
کھاکے بھاگا اوسیوقت قیماس خان وغیرہ سرداران قاسم بھی آکر پہونچے جب بہزاد شکست
کھاکے قریب قلعہ طلسمی پہونچا ایک سحر کیا اندھیرا ہوگیا کوئی آگے نہین بڑھ سکتا ادھر قاسم پلٹ آئے
سب نے کہا حضور ابھی مرحلہ باقی ہین بموجب لوح جاکر فتح کیجئے قاسم کا لشکر آکے قریب باغ ملکہ اُترا
یہان بہزاد نے قلعہ مین آکے صلاح کی کہ طلسم کشا صاحب لوح ہوا اسکا سحر اُسپر تاثیر نکریگا آخر
ایک پہلوان زبردست فولاد آہن خوار کو بلایا وہ فوج لیکر مقابلہ قاسم مین آیا جانبین سے طبل جنگی
بجے فولاد میدان مین آیا قیماس سے مقابلہ پڑا پہر دن رہے قیماس کا کولا اُتر گیا وہ باندھ کر لیگیا
قاسم رنجیدہ واپس ہوئے فولاد نے قیماس کو کولا درست کراکے رات ہی کو زیر تیغ بٹھایا سیارہ
نے قاسم کو خبر دی قاسم مع لشکر آپڑے رات بھر تلوار چلی صبح کو فولاد کو قاسم نے مارا
قیماس کو رہا کیا اوسکی بارگاہ پر قبضہ کیا اب قیماس نے قاسم سے کہا آپ ذرا لوح مجھے دیجئے رات کو
مین قید مین سنتا تھا یہ لوح طلسم نہین ہے قاسم نے لوح دیدی بس قیماس نے نعرہ کیا منم شہاب
جادو مالک مرحلہ یہ کہکے قاسم کو گرفتار کرلیا اور ایک گولہ مارا کل لشکر اسلام پر تاریکی چھاگئی
سیارہ بھاگا باغ مین آیا ملکہ کو بیہوش کرکے صندوق مین بند کردیا آپ ملکہ کی صورت بنکے بیٹھ رہا
اب شہاب جادو دوسو ساحر ہمراہ لیکر آیا ملکہ کو بھی گرفتار کیا اپنے باغ مین لایا ملکہ پر مائل ہوا
تھا لاکے مسند پر بٹھایا طالب وصل ہوا سیارہ نے کہا پہلے مین قاسم کو قتل کرون تب تجکو
قبول کرون اسنے لاکے قاسم کو سامنے بٹھلایا تب سیارہ نے کہا ذرا لوح تو مین دیکھون
اسمین کیا لکھا ہوتا ہے شہاب نے دیدی سیارہ نے شہاب کو قتل کیا لوح قاسم کے گلے مین ڈالدی
اب قاسم نعرہ کرکے اُٹھے اس باغ کے ساحرون کو مارا شاہ نگارین یہان قید تھے رہا کیا سیارہ
کو برائے تسکین ملکہ روانہ کیا آپ بموجب حکم لوح حوض مین پھاندے قلعہ مین آکر نکلے بہزاد فوج
لیکر آیا ادھر سے لشکر قاسم پہونچا تین پہر تلوار چلی بہزاد غصے مین قاسم پر جاپڑا اُسکی ہاتھ

تلوار کے مارے قاسم نے روک کر ہاتھ مارا بہزاد کا نقشہ بگڑ گیا دو ٹکڑے ہوئے سب نے امان
مانگی اب مال طلسمی نکلوایا قید خانے سے مقیدان طلسم رہا ہوئے انمین ایک نوجوان تاجدار کو
دیکھا اوسنے کہا مین بادشاہ اس طلسم کا ہون نگارین جادو میرا نام ہے اب نگارین کو قاسم
نے تخت پر بٹھایا ملک کو داخل قلمرو کیا اب دربار مین صحبت آراستہ ہوئی کہ شتر سوار نے آکر نامہ دیا اسمین
طرف سے خورشید روشن ضمیر کے لکھا تھا کہ اے بہزاد ہمارے طلسم مین آو کہ یہان بدیع نے طلسم درہم برہم
کردیا ہم طلسم ہوشربا کو جاتے ہین جو کچھ خیر خواہی ہوسکے آکے شراکت کرو قاسم نے طرف سے بہزاد کے
جواب لکھ دیا کہ ہم آتے ہین شتر سوار گیا اب قاسم نے کہا مین چلکے ہوشربا کو بھی فتح کرون دو لاکھ
فوج ساحر و غیر ساحر جمع کرکے مع مال طلسمی نگارین شاہ کو تخت پر جگہ دی برہبری نگارین شاہ
طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوتے ہین کہ حال انکا بھی وقت پر تحریر ہوگا مخمور نے کھڑے کھڑے خواجہ
سے ملاقات کی صرف اتنا بیان کیا کہ چالاک نے جاکر عیاری کی شہنشاہ نیلم کو گرفتار کرلیا اب جنگ
مغلوبہ مین اور بات کرنیکا موقع نہ تھا خواجہ یہ سنکر خاموش ہورہے ان لوگونکا داخلہ تو ہوگا جسکا
ذکر کرچکا ہون خواجہ کو اسی کا اشتیاق تھا اور یہ خبر سنکر اور زیادہ طبیعت کو انتشار ہوا سردی کرکے
لشکر مین آئے اسد نامدار فراق مین بدیع الزمان اور خواجہ کے بیمار ہوگئے ہین خواجہ آکر ٹھہرے
کہ معلوم ہوا ایک ساحر فرستادہ شہنشاہ نیلم آیا ہے عمرو کو لاکر نامہ دیا دیکھا عمرو نے چالاک نے لکھا ہے
ظاہر مین تو بہت کچھ غصہ لکھا ہے ہندسون مین یہ مضمون ہے کہ قبلہ و کعبہ مین عیاری کرگذرا اب
اسکا انجام مجھسے ناممکن میری مدد کیجیے خواجہ نے اسیطرح ہندسون مین جواب لکھا مضمون یہ تھا کہ
ہم آتشباز بنکر آئینگے تمہاری تکلیف دفع ہوجائیگی خبردار تنخواہ نہ بانٹنا خزانیکا حساب سمجھانا پڑیگا
نامہ دار کو رخصت کیا خود چارون عیارون کو بلایا صورتین تبدیل کین سمت لشکر شہنشاہ نیلم روانہ
ہوئے خواجہ ایک نٹ کی صورت بنے ہوئے ڈھول بجاتا ہوا رسین سبکے کاندھون پر پڑی ہوئین
چالاک سجادہ تخت پر بیٹھا ہے آب و دانہ ترک ہوگیا ہے چار سو ساحران زبردست ہر وقت گرد رہتے
ہین خوف کے مارے دم نکلا جاتا ہے کلیجہ تھراتا ہے کیون چالاک اگر یہ لوگ پہچان لین تو کیا خرابی
ہو جلا کر خاک کردین اسی فکر مین بیٹھا ہے افراسیاب نے صبار رفتار کو نامہ دیکر روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا
کہ اے نیلم اے صاحب شوکت و حشم اے قوت بازو اے خوشخو مقام افسوس ہے چھ مہینے کا زمانہ گذرا امولچ مارا گیا تم جوش مین

کوہ نیلم سے اُترے صحرا مین مارے مارے پھرتے ہو جلد آکر شراکت کرو چالاک سے درگہ سالار نے عوض کی
صبا رفتار دردولت پر حاضر ہے چالاک تھرا گیا لیکن قہقہہ مار کے ہنسا سرداروں سے کہا لو مزا دیکھیے کوئی
عیار صاحب بشکل صبا رفتار تشریف لائے وہی عمرو کا شاگرد بھو رہا ہوگا صحن مین اسکو استاد کر دیا وزن
بارگاہ سے دیکھکر پہچان لینگے لیکن خبردار اسپر کوئی حال ظاہر نہونے پائے ورنہ فوراً بھاگ جائیگا ساحر
بیرون بارگاہ آئے صبا رفتار کو باتون مین لگایا شہنشاہ نے روزن سے دیکھکر کہا وہی برق فرنگی ہے
گرفتار کرلو مسلسل کر کے قید خانے مین لیجاؤ خبردار میرے سامنے نہ لانا صبا رفتار پر ساحر ٹوٹ پڑے
اسنے ہرچند غل مچایا ارے یارون مین کنیز شہنشاہون ساحرون نے نام چھین لیا چالاک نے نام چالاک
کرڈالا صبا رفتار قید خانہ مین قید ہوئی کہنک جادو اپنے ندیم کو حکم دیا تم در زندان پر رہو خبردار لاکھ
چیخے بیٹھے اس مکار کے پاس نہ جانا صبا قید ہوئی بیڑیون سے سر ٹکراتی ہے قید مین کیسی گھبراتی ہے
لیکن کیا چارہ دور دیتان خشک شام کو ملتی ہین اب چالاک بہت گھبرایا ہوا ہے اکدن تخت پر بیٹھا تھا
کر ڈھول کی آواز آئی چالاک نے کہا ان نٹون کو بلاؤ بابدولت تماشا دیکھینگے کرسی بچھا کر بیرون بارگاہ
آئے نٹون نے خوب تماشا کیا بانس گاڑے سینگ پاؤن مین باندھے رسن پر دوڑے دوڑی پھرے جوانکا سبکا
افسر ہے اُسنے بڑھکر کہا اے شہنشاہ ہم اصل مین آتشباز ہین آگ لگا دیتے ہین سرکار سے سامان ملے
آتشبازی بناکر چھوڑین چالاک اس افسر کو تخلیہ مین لیکر گیا اور قدمونپر گر پڑا کہا قبلہ و کعبہ مجھے یہانسے
نکالیے عمرو نے کہا بیٹا نہ گھبراؤ مین بہار و باغبان وغیرہ کو لایا ہون آج شبکو آتشبازی چھوٹے لشکر
والے اسمین بیہوش ہونگے سرداران نذکو نکلکر سحر کرینگے تم اس ہنگامے مین نیلم کو قتل کرکے
نکلجانا چالاک و عمرو مین بخوبی صلاح ہوگئی خواجہ باہر نکلے چالاک نے ان صاحبون کیواسطے
خیمہ استاد کرادیا ہزار مزدور آتشبازی تیار کرنے کیواسطے دیے قلعہ تیار ہوئے جب شام ہوئی
اور قلعہ جابجا گڑے صبا رفتار نے فقرہ دیکر کہنک جادو کو اندر خیمہ کے بلایا بالو مین حباب مار کر
بیہوش کیا اپنی شکل بناکر اسکو قید خانے مین چھوڑا اب آپ بشکل کہنک باہر نکلی دیکھا
آتشبازون کی آتشبازی کا ہنگامہ ہے ساحر جمع ہورہے ہین صبا رفتار پشت بارگاہ نیلم پر آکر
ٹھہری پہر رات گئے چالاک بشکل نیلم اس بارگاہ مین آیا ایک صندوق کھولا صبا رفتار نے
دیکھا شہنشاہ نیلم کو اس صندوق سے چالاک نے نکالا زبان مین سوزن داغ پر چھی بیہوشی کی ان حالمین بت بنات

وغیرہ حلق مین ٹپکایا مطلب یہ تھا کہ تڑپ کے مر نہ جاے پھر صندوق بند کرکے آپ تو باہر آیا کل فوج
کی کمر بندسی ہوئی رات کو قلعہ دغنے لگے اہالیان لشکر نیلم کیا جانین کہ آتشبازون کا معاملہ کیا ہے
آتشبازی مین بھی کچھ دغا ہے عمرو نے برق وغیرہ کو آتشبازی داغنے کا حکم دیا ہے آپ گوشے مین آکر
بہار و باغبان سرخ مو وغیرہ کو زنبیل مین رکھکر لائے تھے کہا نکلتے ہی سحر کرو آتشبازی چھوٹ رہی
ہے اپنی اپنی ناک مین روئی رکھ لو کہ دھوان بیہوشی کا دماغ مین نہ پہنچے یہان تو چالاک روئی دماغ
مین دیے ہوئے بشکل نیلم بیٹھا ہے جب آتشبازی کو آگ دیگئی یہ خیال کیا کہ اس ہنگامہ مین جاکر نیلم کو قتل کرکے
نکل جاؤن وہان صبا رفتار سراچہ چالاک کے اندر پہونچی قفل کاٹا شہنشاہ نیلم کو نکالا ہوشیار کیا کہا
اے نیلم چالاک تمہاری شکل بنا ہوا بیرون بارگاہ بیٹھا ہے جاتے ہی اسکو مارلو مین بھی کئی مہینے سے
قید تھی عمرو وغیرہ آتشبازی لیکر آئے ہین آتشبازی چھوٹ رہی ہے نیلم غصہ مین اٹھا تیغ کھینچکر بارگاہ
سے نکلا یہان وہ وقت ہے کہ ساحران نیلم دھمادھم گر رہے ہین باغبان و بہار کے نعرہ کی صدا بلند ہے ساحران
نیلم گھبرائے ہوئے چالاک باطمینان بیٹھا ہے کہ پشت پر سے ہلڑ ہوا نیلم آتا ہے چالاک نے پلٹ کر دیکھا
نیلم تیغ کھینچے ہوئے آتا ہے سردارون سے کہا لو یارو بڑا غضب ہوا یہ کلیجہ تو دیکھو میری شکل
بنکر مہتر قران آتا ہے تمکو قسم ہے سامری جمشید کی اسکو مکاری کی سزا دو چار سو ساحر مصاحبان
شہنشاہ نیلم ایک ایک وحید عصر اسباب سحر لیکر نیلم پر جا پڑے چالاک تو کودکر بھاگا چار سو ساحرون
کے جو سحر پڑے شہنشاہ نیلم تو ہمعصر افراسیاب ہے سحر و ساحری مین انتخاب ہے تمام جسم چھلنی
گیا زخمی ہوا انکی سو ساحرون کو مار گھبرا کے باہر نکلا دیکھا لاکھون لاشے پڑے لوٹ رہے ہین عیارون کے
حقہ ہائے آتشبازی پڑ رہے ہین آسمان سے آگ برس رہی ہے تمام میدان مین دھوان دھار
ہے ہر خورد و کلان بغیر از بہار و باغبان کے سحر نے زمین ہلادی کسی مقام پہ دھوئین سے گرا
اسکے بیرون نے اسکو سنبھالا لاچار ہو کے بلند ہوا بہار و باغبان پر کچھ سحر کیے گھبرایا ہوا تحفہ جات
قبضے مین نہین اپنے ساتھ والون کو آواز دی یارو مین چاہ نیلوفر مین جاتا ہون طلسم بے لوح کا نہاتا
ہون جسکی جان بچے اس ہنگامے سے نکل سکے اپنے کو خدمت مابدولت مین اندر چاہ نیلوفر کے پہونچائے
وہین سے بیٹھے بیٹھے مسلمانون کا خاتمہ کردونگا بیس ہزار ساحر نیلم کے ساتھ ہوے یہ تو پر پرواز پیدا کرکے
نکل گیا یہان عمرو نے تمام لشکر کو لوٹ لیا بارگاہین جلا دین خزانے پر قبضہ کیا عیار بھی الگ الگ

سردار بھی فوراً فوراً روانہ ہوئے بہار جادو آکر ایک پہاڑ پر ٹھہری سر اٹھا کر دیکھ رہی ہے کہ
طرف عقیق کے جاؤن شہنشاہ کے قدمون پر گرون ایک بادشاہ ہمراہ سرخ پوش جادو طرف
افراسیاب کے جاتا تھا یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ افراسیاب نے اٹھارہ سو ملک مین خطے روانہ کیے
کہ جو بڑے بڑے پہلوانان نامی ہین مع فوج دریا موج اپنے کو قریب دریائے نیل پہونچائین الیاسہو
لاچین وغیرہ اسد کو لڑ بھڑ کر تا بدریائے نیل پہونچائین تھا سرخ پوش برائے امداد افراسیاب
چلا تھا بہار کو پہاڑ پر گھیرا بہار گلدستہ لیکر جا پڑی ہزار ہا کو دیوانہ کر دیا سیما جمال دیکھکر مائل ہوا جب
دیکھا بہار پر پنجہ قالبض نہین ہوتا سامنے بہار کے آکر قبر جمشید کی خاک اڑا دی بہار بیہوش ہو کے گری
یہ بخوبی واقف ہے کہ یہ معشوقہ بادشاہ ہے زبان مین سوزن دیکر درہ کوہ مین چھپا دیا اس خیال سے
کہ رات کو اسکو لیجاؤنگا سوال وصل کرونگا یہ سوچکر کوہ سے الگ آکر اترا ایک ساحر کیوان جادو پھرتا
ہوا درہ کوہ مین آیا بہار کو دیکھکر مائل ہوا رہا کیا سوال وصل کیا بہار لڑنے لگی سیما سرخ پوش لشکر مین اترا تھا
اسنے دیکھا قریب درہ کوہ شعلے بھڑکے سوار ہو کے آیا دیکھا کہ بہار ایک ساحر سے لڑ رہی ہے وہ
ساحر شعر عاشقانہ پڑھ رہا ہے سیما کو بہت ناگوار ہوا کیوان پر جا پڑا ایک گولہ مار کیوان
کا سر پھٹ گیا بہار کے سامنے پھر خاک قبر جمشید اڑا دی بہار بیہوش ہو گئی سیما
لیکر اپنی بارگاہ مین آیا زبان مین سوزن دیکر ملکہ کو ہوشیار کر کے منتین کرنے لگا بہار نے
کہا کیا بیہودہ بکتا ہے کہ ایک کلاونت آیا سیما سے کہا حضور ہم اس عورت کو راضی کر دین سیما
نے کہا اے کلاونت دولت دنیا سے نہال کر دونگا کہا حضور یہ ہم لوگون کا کام ہے کیسا ہی معشوق
سرکش ہو ایک اشارہ مین راضی کر دین سیما خوش ہوا وہ پیرنتا ہوا قریب بہار کے آیا کہا ملکہ جانے
والے کسیکو ملتے ہین ایسا بادشاہ عالیجاہ تمپر جان دیتا ہے تم کیون انکار کرتی ہو بہار کا غصے سے چہرہ
سرخ ہو گیا بڈھے نے اشارہ کیا ارے ادھر دیکھو ہے آنکھ چار کرو کیون بھولی جاتی ہو بہار
نے آنکھ ملائی خواجہ نے خال چشم دکھلایا بہار شگفتہ ہوئی کہا استاد میری جان بچائیے خواجہ
نے کہا تمہاری رجب سے ہم بھی دو چار کوڑی کا روزگار کر لین بہار نے شرما کے سر جھکا لیا
خواجہ نے زبان سے بہار کے سوزن نکالا سیما سے کہا حضور یہ خود راضی ہے جلسہ شراب کیجئے نشے
مین مطلب حاصل ہو گئی میخانہ کی مجھ مرحمت ہو جب مین ساقی ہوتا ہون کسی کو باقی نہین چھوڑتا

چھوڑتا سیما نے خوشی مین میخانہ بڈھے کے سپرد کیا ملکہ بہار کرسی پر بیٹھی خواجہ عمرو نے شراب بیہوشی
ملائی تمام لشکر والون کو تقسیم کرنے لگے ایک جام اگر سیما کو دیا اسکے مصاحبون کو شراب بلائی سیما
بتبلا کر نشے مین اٹھا دھم سے گرا گر کر بیہوش ہوا تمام اہالیان دربار مع اہالیان لشکر بیہوش ہوئے
خواجہ عمرو نعرہ کرکے لوٹنے لگے بہار نے ہزارون کو سحر سے جلا دیا افراسیاب باغ سیب
مین بیٹھا تھا ورق سامری مین جو معرکہ یہ دیکھا غصے مین سحر کرکے اوٹھا آتے ہی خواجہ عمرو
و بہار کو پکڑ لیا سیما کو ہوشیار کیا کہا طرف دریا کے جاؤ سیما بہ خوف افراسیاب کچھ نہ کہہ سکی
افراسیاب خواجہ عمرو و بہار کو ساتھ لیکر چلا دیکھا ایک نخل کے سایہ مین حیرت کھڑی ہوئی
رو رہی ہے کہتی ہے کیون شہنشاہ آپکے دلسے محبت بہار نہین جاتی یہ کہکر قریب آکر ایک
حباب مارا افراسیاب ارے کہکر بیہوش ہوا کہا منم مہتر برق فرنگی خواجہ عمرو و بہار دونون
اٹھے سیمائے سرخ پوش نزدیک تھا اسنے آکر افراسیاب کو ہوشیار کیا خواجہ عمرو
بہار و برق بھاگے افراسیاب بہار پر سحر کرتا ہوا چلا ہر مرتبہ چاہتا ہے پکڑ لون بہار
گلدستہ مار کر بھاگتی ہے لشکر تسلیم سے بیلٹے باغبان فرخ مو وغیرہ آتے تھے یہ بھی آکر افراسیاب
پر گرے افراسیاب نے ان سبکو بھی زخمی کیا ایک سحر کیا باغبان وغیرہ گرے افراسیاب بڑھا کہ
قتل کرون نعرہ ہوا منم صرصر شمشیر زن اے شہنشاہ یہ جانے نہ پائین یہ کہتی ہوئی قریب آئی
افراسیاب پلٹا صرصر نقلی کے حباب مارا افراسیاب دہم سے گرا باغبان وغیرہ بڑھے عمرو نے
آواز دی ارے بھاگو کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم ملکہ آفات چہار دست یہ سب تو بھاگے
آفات چہار دست شہنشاہ افراسیاب کو لیکر کوہ زبرجدی پر آئی خواجہ عمرو مع سرداران
مذکو جب قریب لشکر آئے لاچین وغیرہ نے آکر استقبال کیا اب یہ صلاح ہوئی کہ طرف دریائے
نیل کے کوچ کرین وہان شہنشاہ افراسیاب کو آفات لیکر کوہ زبرجدی پر آئی ہشیار کیا کہا
اے افراسیاب کیسے کیسے دھوکے کھاتا ہے اپنی آبرو مٹاتا ہے افراسیاب آفات سے باتین کر رہا
تھا کہ آسمان سے ہزارہا شعلہ ہائے آتش بھڑکے آفات نے دیکھا آتشبار جادو مالک سنہ پردہ ظلمات آکر
پہونچا افراسیاب سے کہا اے شہنشاہ آپنے طلسم کشا کو گنبد نور پر سات برس قید کیا تھا تم نے چھوڑ لیا اسد
کو قید کرکے پردہ ظلمات روانہ کر دیجئے ظلمات کا راستہ بند ہے کیا مجال کہ عیار یا سردار کوئی وہان

آسکے یہ کہکر آتشبار روانہ ہوا شہنشاہ افراسیاب کوہ زبرجدی سے اٹھا لشکر سرماد ابریق صدہا شاہان جلیل و ملازمان شہنشاہ افراسیاب مقابلہ اسد مین فروکش ہین افراسیاب آکے پہونچا سب نے استقبال کیا افراسیاب نے صرصر کو تنہائی مین بلایا کہا اے صرصر حقیقت مین مجھسے بڑی غلطی ہوئی پردۂ ظلمات وہ مقام ہے کہ کوئی ساحر و غیر ساحر وہان بدون حکم مابدولت نہین جاسکتا کسی تدبیر سے اسد کو پکڑ لاؤ تو مین قید اسکی پردۂ ظلمات مین روانہ کرون وہ خلکان ظلمات بآسانی وہان قتل کرین گے کوئی معین اسد وہان نجا سکیگا صرصر دعوی کرکے چلی یہان بارگاہ مین شہریاران اسد نے صلاح کی اب لڑنے بھڑنے چلین لاچین نے کہا اے شہریار آپ مجھے دیجئے مین اور اسکو سخت کرونگا اسد نے اک لاچین کو دیا کہ ایک کنیز نے آکے عرض کی آپکی ممانی جان صاحبہ فراق بدیع مین بیمار ہوگئی ہین جسوقت سے خواجہ عمرو نے آکر بیان کیا کہ بدیع الزمان نے جاکر خورشید نگار فتح کیا تعاقب خورشید مین ہین یہ قلق انکو ہوگیا باعث ابھی تک لشکر مین نہین پہونچے خدا نخواستہ راہ مین کوئی افتاد پڑی آج بہت بیتاب ہین اسد نے کہا مین جاکر سمجھاونگا یہان صرصر گرتی پڑتی دربارگاہ ملکہ تصویر پہ آئی ایک کنیز کو بیہوش کرکے اسکی شکل پہنتی ہوئی اندر آئی ملکہ تصویر ایک خیمے مین بیٹھی رو رہی ہین کہ صرصر سامنے آئی کہا واری نہ روئیے ابھی مین نے خبر پائی ہے کہ کل بدیع الزمان با فوج گران لشکر اسد مین داخل کرینگے ملکہ تصویر خوش ہوگئین صرصر نے باتون مین لگا کر شراب پلاکر بیہوش کیا تصویر کو اگلے گوشہ مین ڈالدیا آپ شکل تصویر بنکر رونے لگی خبر ہوئی کہ اسد غازی آتے ہین صرصر اپنے کو سنبھالکر برائے استقبال آئی اسد نے سلام کیا کہا ممانی جان انشاء اللہ ماموجان بفتح و فیروزی آیا چاہتے ہین خواجہ فتح کرکے آئے ہین اب انشاء اللہ تعالی پہونچا چاہتے ہین بحول و قوت الہی ماموجان نے بڑا طلسم فتح کیا صرصر باتین کرتی ہوئی اسد کو لیکر تخلیہ مین آئی کہا اے نور نظر کیونکر میرے دل کو صبر ہو فراق دیدہ ہجران کشیدہ راتین مجھپر تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین یہ کہکر اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی اسد نے اشک دامن سے پاک کئے بہلانے کو ایک جام شراب بھر کر دیا صرصر نے لیکر بیہوشی ملادی جام اسد کو دیا اسد نے سلام کرکے پیا پیتے ہی بیہوش ہوئے صرصر نے اسد کا پشتارہ باندھا سوچی کہ گرد بارگاہ لاکھون ساحر فروکش ہین نکل نسکونگی نقب کھودتی ہوئی چلی ایک نخل کے نیچے سے آکر دہنا نور نظر اسد کو لے کر بھاگی سامنے افراسیاب

کہلائی افراسیاب نے فوراً ایک قفس مین بند کرکے اسیوقت ایک ساحر کو نامہ دیا کہا یہ قید پردۂ ظلمات مین پہونچا دے ساحر روانہ ہوگیا کسیکو نہ معلوم ہوا کہ قیدی کو کہان بھیجا صرصر رازدار ہے صبحکو غل ہوا لاچین نے کہا غضب ہوا سب عیار دوڑے عمرو نے کہا حال تو دریافت کرو برق چلا ملکہ صرصر بازار مین پھر رہی ہین آج بڑا بھاری خلعت ملا کہ سامنے سے صبا رفتار ہنستی ہوئی آئی کہا استانی آج تو بڑا کام کیا طلسم کشا کو لائین صرصر نے ہنسکر کہا اے وزیرزادی حقیقت مین اب لڑائی فتح ہوگئی خواجہ عمرو سر ٹپک کے مرجائیگا لشان قید اسد نہ پائیگا صبا رفتہ نے کہا استانی ہمسے تو بتاؤ افراسیاب نے کہان بھیجا بانو صرصر نے ہنسکر کہا ارے بڑا اندھیر ہوا قید اسد پردۂ ظلمات مین گئی برق نعرہ کرکے بھاگا کہا استانی آداب عرض ہے دیکھو لون دریافت کرلیتے ہین تم الیونکو دھوکا دیتے ہین صرصر تو خاموش ہورہی کہ اگر افراسیاب سنیگا کہ صرصر نے حال قید اسد بیان کیا بہت خفا ہوگا اسوجہ سے خاموش ہورہی برق نے آکر خواجہ عمرو سے کہا لاچین نے کہا خواجہ عمرو بڑا غضب ہوا وہانکا راستہ بند ہے لیکن از روے نجوم کے ثابت ہوتا ہے اگر آپ کمر ہمت باندھین تو نشان قید اسد ملے خواجہ عمرو نے چھبارہ جیب سے نکالا قران سے کہا نوش کیجئے قران نے کہا استاد مجھ سے کیا خطا ہوئی جہان کہئے مین ساتھ چلون خواجہ عمرو نے کہا بیٹا یہ جبر ہے لاچار ہوکے مہتر قران نے کھایا بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے قران کو زنبیل مین رکھا برق نے چاہا بھاگون خواجہ عمرو نے حلقہائے کمند مارے کہا ابے بھورے کہان جاتا ہے برق گرا خواجہ عمرو نے حباب مارکر اسکو داخل زنبیل کیا لاچین سے کہا خدا حافظ ناصر ہے ہم رخصت ہوتے ہین اسوقت لشکر مین ایک قیامت برپا تھی باغبان بہار و سرخ مو و شکیل و ماران زمین کن اسرار جادو ان پانچ سرداروں نے کہا خواجہ عمرو ہم بھی فرداً فرداً آتے ہین یہ سردار الگ چلے شہنشاہ کوکب روشنضمیر خبر بلغزی سنکر آئے تھے یہ حال پر ملال دیکھا خواجہ عمرو سے کہا یہ مقام سخت وصعب ہے انشاء اللہ تعالیٰ مین بھی وقت پر آدونگا کوکب روشنضمیر نے بران کو اپنے ہمراہ لیا الگ روانہ ہوئے خواجہ عمرو نامدار لاچین وغیرہ سے رخصت ہوئے لاچین نے کہا خواجہ عمرو انشاء اللہ تعالیٰ پردۂ ظلمات مین بھی اپنے کو پہونچاؤ گے داخلہ ہونا ظلمات مین دشوار ہے آپکو خدا کے سپرد کیا خواجہ بانسائے عیاری سے آراستہ ہوکر یکہ و تنہا بتلاش راہ پردۂ ظلمات روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان حیرت بیان پردۂ ظلمات بہ جستجوی تمام پہونچنا خواجہ کا عیاریان خواجہ تا بہ پردۂ ظلمات اور پہونچنا فرداً فرداً سرداران کا و داخلہ پردۂ ظلمات مین بعیاری عمرو و حالات سحر آیات پردۂ ظلمات عجیب داستان سحر عنوان احسنہ سی

ہوا کہ تیغ جفا سے فگار میرا دل
زبان سے اف نکرنے پہ نثار میرا دل
قسم خدا کی وہ ہے بردبار میرا دل
ستم اٹھائیگا اسکے ہزار میرا دل
نہ شاکی ہوگا کبھی ایک بار میرا دل

بڑے غضب کے فریبی ہین یہ بڑے مکار
جو بس ہو انکا تو گردن پہ پھیر دین تلوار
تو ہی ہے ایک مرا دوست ای مرے غفار
یہ سب ہین دشمن ایمان و جان و صبر و قرار
بچانا انسے تو پروردگار میرا دل

جو چیز لے نہ کبھی مسترد کرے اسکو
عجیب حال ہے دل لیکے پھیرتے ہو لو
کہین ملال نہ ہو جائے جان جان دیکھو
رکھائی کر کے جو بوجہ پھیر دیتے ہو
لیا تھا آپ نے کیا مستعار میرا دل

نہ راہبر سے علاقہ رکھا نہ رہزن سے
برنگ خار نہ الجھا کسی کے دامن سے
نہ شیخ سے ہے کدورت نہ کچھ برہمن سے
مثال آئینہ ہے صاف دوست دشمن سے
کہ خاک بھی نہین رکھتا غبار میرا دل

خبر نہین ہے تڑپتا ہون دھیان مین کسکے
مثال برق ہے کیون آج اضطراب مجھے
ہوا ہے شیفتہ کس شوخ پر خدا جانے
تڑپ رہا ہے جو سینے مین خود بخود گل ہے
کسیکی یاد مین ہے بے قرار میرا دل

ہے جان و دل سے مجھے الفت رخ دلبر
یہ حال ہے کبھی راحت نہین ذرا دم بھر
خدا گواہ ہے جیسے کہ چڑھ گئی ہے نظر
صنم کے خال و لب و گیسوئے خمیدہ پر
فدا ہے جان مری اور نثار میرا دل

زمین پہ ہے تری رفتار یا کہ ہے بھونچال
یہ حال ہے ہوا جاتا ہے غیر اپنا حال
خدا کے واسطے موقوف کر ستم کی چال
نکرا ہے گل بازی کی طرح سے پامال

پلا ہے ناز کا اے گلعذار میرا دل

کبھی چمن کو کبھی سوئے دشت جاتا ہے
بغل مین دل نہین گویا اک تماشا ہے
عجب طرح کا یہ الفت مین رنگ لاتا ہے
کسیکے گیسوئے عارض کا اسکو سودا ہے

جو سوگوار ہے لیل و نہار میرا دل

وہ بت ہے حسن مین بہتر مین عشق مین بہتر
خدا گواہ ہے کیونکر نہ جان و دل او پر
کہ باوقار سے ملتے ہین باوقار اکثر
نہو فریفتہ اس شاہ حسن پہ کیونکر

زبسکہ رکھتا ہو عز و وقار میرا دل

ملا جو راہ مین وہ ترک نوجوان مجکو
دکھا کے جلوہ کیا برق سان طپان مجکو
بنا کے عشق مین خود رفتہ دلستان مجکو
سمند ناز کی دکھلا کے شوخیان مجکو

لگا کے لیگیا وہ شہسوار میرا دل

عجیب رنگ ہے فوق وہ بت ہو نوش
یہ حال ہے کہ کسیکا نہین اعتماد ہے کچھ ہوش
قسم جو کہاتا ہون کہتا ہے تو اب خاموش
نہ قسمین کھاؤ محبت کی جھوٹی جھوٹی خموش

تمہارا کرتا نہین اعتبار میرا دل

چہرہ رہروان منازل پردہ ظلمات و روشن کنندگان چراغ شاہراہ آفات راہ افسون گری کو بصد شدومد کوشش بسیار بپائے آبلہ داریون طے کرتے ہین شعر مصنف جو ہین زبدہ زمرہ داستان وہ لکھتے ہین اس طرح یہ داستان :: شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گزاری برق و قران کو زنبیل مین رکھ کے تبلاش پردہ ظلمات رہروی کرتے ہوئے قریب ایک قلعہ کے پہونچے کاہ فروشون سے پوچھا اس قلعہ کا کون بادشاہ ہے انھون نے کہا مینوش جادو یہان کا حاکم ہے خواجہ عمرو بصورت صرصر قلعہ مینوش مین آئے مینوش کو خبر ہوئی ملکہ صرصر کو بلایا صرصر نے آتے ہی نامہ ہاتھ مین دیا مینوش نے پڑھا اسمین مرقوم ہے کہ اے مینوش بصد جوش و خروش فوج جنگی ساتھ لیکر قریب دریائے نیل جاکر ٹھہر و بڑے بڑے پہلوان صف شکن وہان جمع ہین مینوش نے کہا اے صرصر اسی مضمون کا نامہ پیشتر بھی آچکا ہے صرصر نقلی نے کہا کہ تخلیے مین جلدی کیفیات رازکی عرض کرنا ہے مینوش صرصر کے ساتھ ہو لیا جانتا تھا کہ ہوا زمانیکی بگڑ گئی یہ لو

بخوبی آگاہ ہے کہ صرصر ہوا خواہ افراسیاب ہے تخلیہ مین لگا کر لائی خواجہ عمرو نے مینوش کو
بیہوش کیا اٹھا کر زنبیل مین رکھا بہ شکل مینوش باہر آئے وزرا کو جمع کیا ایک وزیر کی شکل بنا کر
قران کو پہلو مین بٹھایا وزرا سے کہا ہمین منظور ہے کہ پردۂ ظلمات مین جائین وزرا نے کہا یہان سے
آگے بڑھکر پانچ کوس پر آپکے بھائی کا قلعہ ہے سرشار جادو وہان کے حاکم ہین اونکا وزیر اعظم رازدار جادو
پردۂ ظلمات کا رازدار ہے پہلے چلکر اونسے ملاقات کیجئے رازدار تا ظلمات پہونچائیگا ہمیشہ اسیطرح آپکا
جانا ہوا ہے خواجہ نے کوچ کیا بارہ ہزار فوج ساتھ سرشار کو خبر ہوئی مینوش آتے ہین آکے استقبال
کیا اپنے قلعہ مین لایا خواجہ نے کنارے لاکر سرشار کو بھی بیہوش کر کے نذر زنبیل کیا برق فرنگی کو
بلالکر شکل سرشار بنایا کہا اے وزیر اعظم دستور معظم پردۂ ظلمات تک ہمکو جانا واجب و لازم ہے
ہمارے شہنشاہ نے اسد کو بھیجا ہے چلکر قتل کرین وزیر رازدار نے عرض کی بہت خوب رازدار رہبری
کر کے لیچلا خواجہ بشکل مینوش برق بہ شکل سرشار ایک وزیر کی صورت پر قران رازدار کو
لئے ہوئے آتے ہین چوبیس ہزار فوج پشت پر قریب ایک درہ کوہ کے تیسرے دن آکر پہونچے
کوہ پر ابر سوسنی سایہ فگن تمام صحرا رشک گلشن رازدار نے کہا اب حضور فوج جما کر کھڑے ہون ملکہ
گوہر پوش کو بلاتا ہون وہ آکر حضور کو لیجائیگی خواجہ عمرو و برق و قران آگے بڑھ کر کھڑے
ہوئے فوجون نے پرے جمائے رازدار نے بڑھکر درہ کوہ پر کچھ اسم پڑھکر ہاتھ رکھا دہلنے کی صدا
ہوئی دروازہ ظاہر ہوا اندر سے درہ کوہ کے ایک شاہزادی حسین و جمیل دریائے گوہر مین غوطہ زن
پشت پر بارہ سو کنیزان زرد پوش پچکاریان رنگ کی سب کے ہاتھون مین اس نازنین نے
نکلتے ہی آواز دی منم ملکہ گوہر پوش کنیزون کی طرف پلٹ کر آواز دی ہان صاحبو وقت
رنگ و رنگ ہے اتنا جو کہا سب کنیزون نے بڑھکر رنگ کی پچکاریان ایک مرتبہ لشکر پر لگائین
قطرۂ رنگ خواجہ و برق و قران پر جو پڑا زنگ نے اپنا رنگ جمایا روغن عیاری کا اڑ گیا
آواز دی ارے یہ عیار کہان سے آئے ایک ساحر کو قران نے مارا ایک کو خواجہ نے
ایک کو برق نے قتل کیا نعرہ کر کے نکل گئے اب اہالیان فوج سے گوہر پوش نے پوچھا
تمہارے شاہ کیا ہوئے سب نے عرض کی حضور ہمین یہ احوال نہین معلوم گوہر پوش
رنجیدہ ہو کر بارگاہ استاد گرا کے بیٹھی کہ صرصر شمشیر زن آکر پہونچی کہا اے

ملکہ عالم شہنشاہ نے آپکی بڑی تعریف کی ہے کہ خوب عیارون کو پہچانا گوہر پوش نے کہا ای صرصر
یہان کسی عیار کی مجال نہین میری زندگی مین داخل پردۂ ظلمات ہو یہ ذکر تھا کہ صبا رفتار بھی
آئی گوہر پوش سے کہا شہنشاہ نے مجھے نشان دیکر بھیجا کہ عمرو و برق و قِران فلان
مقام پر چھپے ہین ہمارے ساتھ چلیئے ہم گرفتار کرادین گوہر پوش دونون کو ساتھ لیکر چلی جب
لشکر سے نکل آئی صرصر نے کہا ملکہ عالم وہ ستون کی آڑ مین عمرو بیٹھا ہے گوہر نے دانہ پھینکا ار
سوسنی سے ایک برق چمک کر گری صرصر و صبا رفتار نقلی یعنی عمرو و برق کا رنگ و روغن اڑ گیا چاہا کہ
بھاگین گوہر نے سحر کر کے دونون کو پکڑ لیا سوسن اپنی کنیز کے سپرد کیا کہا انکو قید کرو صبح کو
قتل کرونگی سوسن نے لاکر ایک خیمہ مین قید کیا دو پہر رات گئی دیکھا عمرو و برق مین لات چلنے
لگی برق کہتا ہے استاد میرا حصہ دیجیے خواجہ عمرو کہتے ہین اب حصہ کیسا اس کنیز کو تو مین نے
اپنے قبضہ مین کیا کسی اور کو پکڑینگے تم لے لینا اس سال مین صرف پانچسو عورتین پکڑ کے بیچین
کیا کمال کیا ایک کنیز کے واسطے ہمسے لڑتا ہے برق کہتا ہے مین نہ مانونگا آپنے حساب تو کیا آپنے کتنی
عورتین پکڑین مینے کتنی گرفتار کین آپ صرف استادی کا حصہ لیتے ہین یہ سنکر سوسن اندر آئی
دیکھا دونون لڑ رہے ہین عمرو نے کئی گھونسے برق کو مارے برق کے سر سے خون جاری ہے
کہتا ہے دیکھیے استادی کا پاس نہ کرونگا چھاتی پر چڑھ بیٹھونگا سوسن نے کہا کیون عمرو
یہ کیا معرکہ ہے عمرو نے کہا ملکہ یہ آپس کی بات ہے تم دخل ندو صاحب ہم عیار ہر طرح اپنا پیٹ
پالتے ہین جا بجا سے شہزادیان وزیر زادیان زمیندارون کی لڑکیان عیاری کر کے پکڑ لاتے ہین
انکو فروخت کر کے آپس مین بانٹ لیتے ہین ملکہ انصاف کرو مین اس پاجی کا استاد ہون ایک
کنیز جو مین نے لیلی خوبصورت تھی مجکو پسند آئی اس نامنصف کی وہ استانی ہوتی ہے اس کا
حصہ مانگتا ہے اس بیحیا کو معقول تو کیجیے کہتا ہے مجھے دو اوستانی کو فروخت کرون گا سوسن
نے کہا کیون ای برق تجکو شرم نہین آتی استانی کو بیچیگا تم لوگ بڑے غضب کے ہو شرفا
کی بہو بیٹیان چراتے ہو بردہ فروش ہو عمرو نے کہا صاحب ہمارا کام یہی ہے سوسن
نے کہا کیون ای عمرو کنیز کو ہم دیکھین عمرو نے اشارہ کیا برق کو ذرا ہٹا دیجیے تو مین دکھا دون سوسن
نے کہا او بھمرئیے ادہر منہ پھیر کے بیٹھ برق نے کہا آپ نے خوب کہی کیا اوستاد سے کچھ معاملہ ہو گیا

گوہرپوش سے فریاد کرونگا کہ بی سوسن بڑی زباندراز ہین آپکے قیدی سے مل گئین مین تو منہ بھی
کے نہ چھوڑونگا سوسن نے کہا خواجہ تم نکالو یہ کیا کرسکتا ہے موے کو جلادونگی خواجہ نے کہا میرے ہاتھ کی
ہتھکڑیان نکالدو سوسن نے ہتھکڑیان نکالین خواجہ نے زنبیل سے ایک کنیز کو نکالا گوری گوری صورت
بڑی سی نتھ ناک مین پہنے ہوئے چاندیکا زیور صورت پر پھولا ہین عارض رشک گل گلشن سوسن
بیقرار ہوگئی پوچھا یہ اتمارا مکان کہان ہے وہ کنیز رونے لگی کہا ہم پرستان کے رہنے والے ہین
اب تو خواجہ عمرو کے قبضے مین ہین روٹی کپڑا اجرت لطف سے دیتا ہے عمرو نے باتین کرتے کرتے
سوسن پر حباب مارا سوسن بیہوش ہوئی برق کو بھی رہا کیا دو کنیزین غیر ساحرہ اپنی اور برق
کی صورت قیدخانے مین بٹھادین آپ بشکل سوسن برق بصورت گل اندام باہر نکلے صبح کو
گوہرپوش نے میدان خونی کی تیاری کرائی دونون کو قتل کیا سر بخدمت آتشبار روانہ کردیے
رات کو جلسے مین خواجہ عمرو و برق نے گابجاکے راضی کیا جس وقت شراب مین بیہوشی ملائی ابر
سوسنی سے ایک برق چمککر گری رنگ روغن عیاری کا اتر گیا گوہرپوش نے
گرفتار کرلیا صبحکو دربار مین تمام کنیزین جمع ہین عمرو و برق کو زیر تیغ بٹھایا جلاد نے چاہا تیغہ مارے
جلاد کے سر پر پتھر پڑا سر اسکا پھٹ گیا دوسرا جلاد چلا اسکی کلائی پر پتھر پڑا اب کوئی جلاد قتل کرنے
نہین جاتا ملکہ گوہرپوش نے جھلاکر آواز دی ارے ان دونون کا سر کاٹ لو ایک جلاد وضع پہلو
سے آیا کہا مین قتل کرونگا تیغہ لیکے سر خواجہ عمرو پر آیا اشارہ کیا اوستاد سنبھلکر مجھے بہنم قران
یہ کہکر دونون کی قید کاٹی تینون عیار نعرہ کرکے بھاگے گوہرپوش نے ابر سوسنی پر اشارہ کیا
ایک برق گری تینون کے پاؤن زمین نے تھام لیے گوہرپوش چلی کہ قتل کرون قران و عمرو
و برق نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ لیٹین پھولون کی آئین ملکہ بہار جادو طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر پہونچی
پھول برسائے عیارونکا سحر اوتارا یہ تو بھاگ کر مخفی ہوے خواجہ دیکھ رہے ہین بہار نے کئی سو کنیزون
کو مارا گوہرپوش نے ابر سوسنی کو جگاہ قہر و غضب دیکھا اوسمین سے ایک برق گری ہرچند بہار نے
چاہا اپنے کو بچاؤن نہ بچی سر زخمی ہوا قریب تھا بہار گرفتار ہوجائے کہ باغبان و سرخ مو وغیرہ آکر
پہونچے لشکر گوہرپوش سے خوب لڑے گوہرپوش کے حربے کو روک لیتے ہین لیکن ابر سوسنی
سے جو برق گری وہ نہ رکی سب سردار اسی سے زخمی ہوے قریب ہے کہ قتل ہوجائین ابر سوسنی سے

آگ برسنے لگی آسمان سے برق چلنے لگی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مرکب مشکین پر سوار تھے زور و شور سے آ کر
پہونچا اول ابر سوسنی پر جا کر دو چار گولے مارے کہ ابر کے ٹکڑے اڑ گئے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام
پردہ ابر سے سحر کر رہا ہے کوکب نے نعرہ جا کر اسے چیر کر پھینک دیا آواز آئی کشتی مرا نام من سوسن سیاہ مرد
بود اب کوکب فوج گوہر پوش پر گرا ہر چند کہ گوہر پوش بڑی ساحر زبردست ہے مگر یہ بادشاہ
طلسم صاحب جاہ و حشم تھے پنجہ کھینچ کر جو گرا گوہر پوش کو زخمی کیا فوج کو اسکی تار تار کیا اب کوکب کے
ہاتھ سے گوہر پوش بھاگی ایک طرف نخلستان میں آئی خواجہ نے ایک کنیز کی شکل بنکر گوہر پوش
کو پکڑ لیا نذر زنبیل کیا اسکی شکل بنکر کنیزون کو آواز دی ارے بھاگ آؤ درہ کوہ میں نکل چلو
وہاں سے چلکر فوج روانہ کرینگے دو سو کنیزین ہمراہ جب خواجہ عمرو اندر درہ کے آئے درہ کوہ بند ہو گیا
عمرو نے کنیزون سے پوچھا کہ درہ کیون بند ہوا سب نے کہا خدانخواستہ جب کوئی آپ کو قتل
کریگا تب یہ کوہ ٹوٹ جائیگا اب عمرو کو تسکین ہوئی کہا پاس آتشبازنکے چلو تخت پر سوار ہو کے
مع کنیزون کے سمت آتشباز چلے یہان کوکب روشن ضمیر نے جب دیکھا گوہر پوش سامنے
سے بھاگ گئی باغبان بہار وغیرہ انتہا کے زخمدار تھے خود بھی زخمدار کوہ ظلمات سے ہٹ کر دو
کوس پر اترے علاج میں ان سبکے مصروف ہوئے سبکے زخم کاری ہین دوسرے دن برق و قران
آکے کہا اے شہنشاہ استاد نہین ملتے کوکب نے کہا جا کے تلاش کرو برق و قران گئے کوکب
اسی مقام پر فروکش ہے کوکب نے تیتلے کے ہاتھ نامہ روانہ کیا تھا حیران جنگ آزما پہلوان بیران
شمشیر زن چند خیمے و نظلہ وغیرہ لیکر یہان آئے کوکب علاج میں مصروف ہوئے خورشید روشن ضمیر
ہاتھ سے بدیع کے بھاگ کر شہر بیرا شیہ میں ببران فیل تکیہ پہلوان زبردست خورشید کے
ساتھ ہوا پانچ لاکھ ساحر وغیرہ ساحر ہمراہ لیکر چلا جہان کوکب اترے تھے وہان آیا کوکب کو
دیکھکر طبل جنگی بجوایا صبح کو ببران میدان میں نکلا طرف سے کوکب کے حیران جنگ آزما نکلا ہاتھ
سے ببران کے زخمی ہوا آگئی سر زر کوکب کے مارے گئے کوکب چاہتا ہے خود نکلون کہ از پردہ
بیابان گرد سے برخاست نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار مع فوج آ کے پہونچے اول
سالار بلند کوکب کی طرف سے نور الدہر کے نکلا ہاتھ سے ببران کے زخمی ہوا تب نور الدہر
نکلے خوب نیزہ چلا آخر نوبت بہ کشتی پہونچی دونون لشکر دیکھ رہے ہین شام کو نور الدہر نے ببران

کو زیر کیا جانبین کے لشکر اوترے صبح کو نور الدہر نے بران کو طلب کرکے سوال اسلام کیا بران
نے غصہ مین قید توڑ ڈالی خسرو وشیر دل کو زخمی کرکے بھاگا نور الدہر پشت مرکب پر سوار ہو کر چلے عین
بارگاہ خورشید روشنضمیر مین پہونچکر بران کے دو پرکالے کیئے خورشید نے قصد کیا کر ان کو از دوئے
بلوہ گرفتار کرلون کہ بہ قہر وغضب تمام مخمور اگر پہونچی سب خاموش ہو رہے نور الدہر کو پھیر لائین
خورشید نے غصے مین طبل جنگی بجوایا تینون لشکر مید ان مین آئے نور الدہر نے نکلکر کئی ساحر خورشید
کے مارے آخر جنگ مغلوبہ ہوئی رات تک تلوار چلی قریب صبح مخمور نے دیکھا کہ
نور الدہر مع مرکب غائب ہوئے لاشون مین تلاش کرنے لگی خورشید ہاتھ سے کوکب کے زخمی ہو
آخر بھاگا مگر کوکب عقب مین کئی کوس نکل آیا بہار وبلغمان نے رد کا کہ آپ خمدار مین اسی مقام پر
اوترپڑے مخمور نے یہان نجومیون سے پوچھا انھون نے کہا طرف مشرق کے چلیئے نور الدہر بھی
خبر سنینگے مخمور یکہ وتنہا چلی مکلل خان سے کہا تم لشکر لیکر آ ؤ یہ لوگ تو اسطرح جاتے ہین خواجہ عمرو درہ نید
کرکے بصورت گوہر پوش پاس آتشبار کے آئے اوسنے کہا تم نے سر عمرو وبرق روانہ کیا تھا
بڑا کام ہوا اب تمکو ساتھ لیکر بخدمت خونخوار ظلماتی چلین گے تاریخ قتل اسد قرار پاچکی یہان قران
وبرق قریب کوہ حیران پھر رہے تھے کہ دیکھا تخت پر ایک ساحر آیا قران الگ ہوا برق
نے بشکل صرصر اس سے ملاقات کی اسنے کہا ہزبر گرگدن سوار نام ہے نامہ افراسیاب کا پاس
آتشبار کے لیکر جاتا ہون برق بصورت صرصر نے کہا مجھے بھی لیچلو اوسنے تخت پر بٹھالیا کہ قران
ایک ساحر مہیب کی شکل بنکر آئے مست سرشار نام اپنا بتایا کہا ہم یہان کے نگہبان ہین ہم چلکر اسد
کی بوٹیان کاٹکر کھائینگے ہزبر نے اونکو بھی تخت پر سوار کرلیا ساحر نے قریب ایک نخل چنار
کے تخت اوتارا سحر کیا نخل اپنے مقام سے جدا ہوا راستہ ظاہر ہوا اس شہر مین آتشبار
کے آئے ہزبر نے نامہ دیا صرصر و سرشار بھی یہان آکے پہونچے گوہر پوش نقلی نے پہچانا کہ
میرا بھوریا اور کالیا بھی آگیا کہ آسمان سے ایک پنجہ نے آتشبار کو نامہ دیا مضمون یہ تھا طرف
خونخوار ظلماتی کے کہ اے آتشبار ہمنے ہنگام نیلی پوش کو دو لاکھ ساحرون سے بحکم افراسیاب
بلوالیا ہے۔ اسے اپنے پاس بلوالینا اور آگے سامان قتل اسد مین مصروف ہونا وقت
برشہنشاہ بھی آئینگے تم آتشبار نے کہا اے ہزبر جس راہ سے تم آئے ہو اوسی طرح

سے مع فوج اسے بھی لے آؤ ہنر بر انگاگوہر پوش یعنے عمرو نے کہا اے مست سرشار
یعنی قران تم بھی ساتھ جاؤ یہ دونون چلے مگر کوکب سب زخمیون کو ساتھ لئے ہوئے بافوج قلیل
ایک صحرا مین فروکش تھا کہ ہنگام نیلی پوش آکے پہونچا کوکب کو دیکھکر جا پڑا فوج کوکب کم بھی
قتل ہوئی اب کوکب حیران تھا کہ اختر بن سہیلان پانچہزار کنیز دن سے آگئی مگر گھر گئی کہ مصر العجائب
وسحر العزائب آئے تب ہنگام نے شکست کھائی تین کوس تک کوکب لڑتا ہوا آیا
ہنگام نیلی پوش جب زخمی ہوا تب اسنے طبل بازگشت بجوایا ادھر تڑا ایک طرف کوکب اترے
ہنگام ساحر زبردست ہے رات کو اسنے سحر تیار کیا طبل جنگی بجے صبح کو دونون لشکر ملگئے قیامت کے
سحر ہو رہے ہین وقت پر قران وہنر بر آگے پہونچے ہنگام نیلی پوش نے سرشار یعنی قران
نے کہا تم ٹھہو مین کوکب کو گرفتار کئے لیتا ہون بس قریب کوکب آئے ایک گولہ مارا کوکب
نے تھیکی ماری گولے سے دہوان نکلا کوکب گر کے بیہوش ہوا اسی طرح سب سردارون کو بیہوش
کیا ہنگام وہنر بر بہت خوش ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے پلٹے کوکب وغیرہ کو قید کیا
اب مست سرشار کی بڑی غلطی ہے مست سرشار نے رات کو شراب کی تحریب کی سب کو بیہوش کیا
کوکب سے آکر قید خانہ مین حال کہا کوکب کو بصورت ہنگام نیلی پوش و بصورت ہنر بر باغبان
کو اسی طرح بارہ ساحر جو نامی تھے انکو زندہ در گور کیا اور ان سکو آراستہ کر کے مع لشکر قریب نخل آئے
نخل پر کوکب نے سحر کیا اسی راستے سے دربار آلتبار مین پہونچے عمرو نے ان سبکو پہچانا انکو
میان آلتبار کو بھی بیہوش کیا قران کو بصورت آلتبار بنا کے روانہ ہوئے بارہ چودہ ساحران
نامی تینون عیار سامنے قلعہ خونخوار ظلمانی کے اترے دیکھا سامنے قلعہ سیاہ ہے گرد اس کے
شعلہائے آتش بیرون قلعہ ایک طرف باغ سامری کہ جسمین صدہا دیر بنے ہوئے ہین گھنٹہ
ناقوس کی صدا آتی ہے اور جابجا چھوٹے چھوٹے قلعہ آراستہ ہین بڑے بڑے ساحر تاجدار اترے
ہوئے ہین یہ ہنگامہ ہے کہ کل صبحکو اسد غازی قتل کیا جائیگا رات بھر کوکب سے صلاح رہی کوکب
نے کہا یار دجب بیرون قلعہ اسد کو لائین اور زیر تیغ بٹھائین اسد پر قبضہ کر کے جنگ آغاز کرد
آئندہ جو منظور یزدان گار رات بھر اسی صلاح مین گذری وقت سحر افراسیاب بڑے کر و فر سے
مع حیرت کے پہونچا آتے ہی اسنے صفین جمائین یکایک دروازہ قلعہ ظلمات کا کھلا دیکھا سب نے

اسد غازی زرابے پر مسلسل و مطوق دس ہزار جوانان سیہ پوش چار جانب سے گھیرے ہوئے زیردار لاکر
پہونچا اب کوکب وغیرہ کا قصد ہے کہ جا پڑیں اسد کو قبضے میں کریں کہ اندر سے قلعۂ ظلمات کے نوبت
نقارے کی آواز آئی ملکہ خونخوار ظلمانی ایک تخت پر سوار چار اژدہے تخت پر کسے ہوئے سنہرے تیلے
بازو پر بندھے ہوئے ساحرہ کہیں اپنے سحر و شعبدے پر مطمئن افراسیاب نے خونخوار کو سلام کیا
خونخوار نے بلائیں لیں کہا کیوں شہنشاہ مسلمان ہمارے قلعہ میں نہ آئے افراسیاب نے کہا کسکی
مجال ہے کہ سرحد ظلمات میں قدم رکھے خونخوار نے کہا اے افراسیاب مجکو مجکو اڑتی ہوئی خبر ملی
کہ غیر لوگوں نے سرحد ظلمات میں داخلہ کیا کچھ عیار بھی آگئے اے افراسیاب میں امتحان کرتی ہوں
یہ کہکر خونخوار نے سب تاجداروں پر نگاہ ڈالی ایک جانب دیکھا آتشبار جادو ہزبر جادو و
ہنگام نیلی پوش وغیرہ بارہ ساحران زبردست کو ساتھ لیے ہوئے پشت پر ایک لاکھ ساحروں کی
فوج آمادۂ حرب و پیکار کھڑے ہیں خونخوار نے کہا اے افراسیاب ان پر مجھے گمان ہوتا ہے
افراسیاب نے کہا سب آپ کے ملازم ہیں اب ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ جہاں اسد زیردار
بیٹھے ہیں وہاں بہت جادوگروں کا مجمع ہے اس مقام پر ایک قصر عالیشان میں تخت یاقوت نگار
پر ملکہ طاؤس پریچہرہ دختر خونخوار جلوہ فرما ہے پشت پر ساٹھ ہزار کنیزان زرہی پوش تماشائی قتل
اسد میں مصروف ہیں لیکن خونخوار کو جب شک ہوا تو اسنے جھولی میں ہاتھ ڈالکر روئی کا گالا نکالا
چند قطرات آب روئی پر ڈالکر اڑا دیا بعد چشم زدن لگا ابر بنکر سر پر کوکب وغیرہ کے لہرایا کر گرجا گرجکے
برسا جب قطرہ پڑا اثر سحر سے صورت بدلی تھی تو سحر نابود ہوا جو رنگ روغن عیاری سے بنایا تھا
وہ روغن اڑ گیا اب تو سب نے دیکھا کہ کوکب و قنفیض و براں شمشیر زن و ملکہ اختر و سحر العجائب
و مصر الغرائب و باغبان قدرت و بہار عیاروں میں عمرو و برق و قران قید اسد
کو تاک رہے ہیں جیسے ہی ان سبھوں نے دیکھا کہ صورتیں ہماری اصلی ہوگئیں عمرو نے کہا لاہ کوکب
ہوشیار ہوجاؤ کوکب نے دن سے گولا مارا بہار نے گلدستہ چلایا باغبان نے گیند پھینکا اختر نے
موتیوں کا مالا مارا ان کا اختر مرواریدِ چلا سحر العجائب و مصر الغرائب تلولہ میں کھینچکر جا پڑے
عیاروں نے حقہ ہائے آتشبازی مارے تمام میدان دھواں دھار ساحری جمشید کی پکار کوکب
نے زمین ہلادی بہار کے گلدستے نے ہزاروں کو دیوانہ بنایا مصر الغرائب و سحر العجائب

کوکب اس غول پر جاگرا جہان نے صدہا کے سر اوڑا دیئے عیار حقہ مار کر جابجا چھپے عمرو نے گلیم اوڑھلی کوکب اس غول پر جاگرا جہاں
اسد زیر تیغ بیٹھا ہے دوچار حملے تو ان ساحرون نے ایسے کئے کہ چار لاکھ ساحران ظلمات مارے
گئے دھڑادھڑ سر گر رہے ہین بارش آتش سحر کہین پھول برسے کہین پیاسے ہوکر پانی کو ترسے
آتش سحر کی حدت سحر العجائب و مصر الغرائب کے سحر کی شدت اب خونخوار ظلماتی و افراسیاب
حیرت وغیرہ سنبھلے فوجونکو اشارہ کیا بائیس لاکھ فوج مین یہ چودہ آدمی شمشیر زنی کر رہے ہین کوکب
ہر مرتبہ مثل شیر اعظم چمک کر بلند ہوتا ہے جب کڑک کے گرا چار ہزار کو جلا دیا خونخوار بھی کڑکتی پھرتی
ہے دوپہر کا وقت آیا انتہا کی گرمی لون چل رہی ہے مقام پردۂ ظلمات پر انگارے برسنے لگے ہنگامہ
گیرودار بلند ہوا خونخوار نے بھی زمین ہلا ہلادی تلوارین برسائین اون تلوارون نے باغبان و
بران وبہار واختر کو زخمی کیا اب کوکب کو یہ مشکل پڑی کہ کبھی افراسیاب کو جواب دیا کبھی
خونخوار سے لڑا سحر کو اسکے دفع کیا ان زخمیون کو بھی بچا رکھا ہے خوب جرأت دکھا رہا ہے افراسیاب
نے دوچار گولے ایسے مارے کہ اندھیرا ہوگیا کوکب نے مشعلہائے سحر روشن کین تاریکی کو دفع کیا
مگر زیادہ مصیبت کوکب پر پڑی کہ جس مقام پر اسد غازی زیر تیغ بیٹھے تھے اپنے کو زخمی کراکے
لڑتا ہوا اس مقام پر پہونچا جلادون کے سر کٹے ہوئے دیکھے دارین سرنگون اسد نامدار کو وہان
نہ پایا عمرو بھی ساحر بنا ہوا وہان تک پہونچا تھا کوکب نے منہ پیٹ لیا کہا لو یارو سب مشقت
ضائع ہوئی اسد غازی کو کوئی لیگیا ہمکو رنج دیگیا یہ کیا ستم ہوا لاشون مین دیکھنے لگے اسد
کا نشان نہ پایا سرداران نامی کا کلیجہ پھٹ گیا سب سردار سر پیٹنے لگے عمرو نے کہا یارو اوس
شیر کو خدا کے سپرد کرو اپنی جان بچانیکی تدبیر کرو استادان سخنور اس داستان شوکت بیان کو
بصد جلالت یون تحریر فرمایا ہے کہ جب کوکب وغیرہ نے اسد نامدار کو زیر دار نہ پایا ہوش و حواس
باختہ ہوئے تدبیر ہوئی کہ اب کہان نکل جائین فوجین ظلمات کی بحساب تمام قلعہ جات کی رعایا
جمع ہے جانبازی مین مصروف نکل جانا غیر ممکن ہر طرف سے دہا دے ہین خونخوار ظلماتی کمی نہین کرتی
جب سحر کیا زمین ہلادی کبھی کوکب پر جا پڑی زخمی کیا کوکب انتہا کا رحمدار ہے بڑی جرأت سے
آج کوکب لڑ رہا ہے پشت دیئے ہوشیار اپنے ساتھ والون سے خبردار کبھی بران کو بچایا کبھی
برائے باغبان و بہار سینہ سپر کیا خونخوار ظلماتی ہر چند چاہتی ہے کوکب کو گرفتار کرین کوکب

اوسکے دام سحر مین نہین آتا کبھی کڑ کا کبھی گرجا کبھی سحر کیا کہ صدہا اہالیان ظلمات نے منجملہ ملازم کوکب
کہنکر سر ٹکرائے سو دو سو کو مار اپنی جان بھی دی آفتاب عالمتاب بارنگ زرد لرزان و ترسان بخوف
سحر ساحران کاشانۂ مغرب مین جا کر مخفی ہوا شہنشاہ ماہتابان مالک اقلیم ظلمت بصد صولت و شوکت
شہنشاہ زمین لعوش کو شکست دیکر مع فوج ثابت و سیارگان میدان سپہر نیلگون فلک پر صف آرا
ہوا اب کوکب کو زیادہ پریشانی ہوئی نکلجانا پردۂ ظلمات سے ممکن نہین فوجون کے پرے جمے
ہوئے لوہے کی دیوارون کا لوٹنا نا ممکن یہ سرداران نامی زخمدار عقب مین کوکب کے
لڑ رہے ہین نگاہ اوٹھا کر دیکھا سامنے ایک قلعہ مختصر کہ اسکے رہنے والے برائے مدد خونخوار ظلمانی
نکل آئے مین قلعہ کا پھاٹک کھلا ہے ہرچند کہ قلعہ مختصر ہے مگر برج بار درست دیوارین مضبوط کوکب نے
باعغبان سے کہا اے برادر اتو اس ہنگامے مین آ پھنسے عیار لوگ سر مقام پر چھپ کر اپنی بسر کرتے ہین
جس کو جو مقام ملیگا کسی کی شکل بنکر پڑ رہیگا ہم تم سب کدھر جائین کیونکر جان بچائین اب یہ صلاح
ہے ہمارے نزدیک اسی مین فلاح ہے کہ لڑتے بھڑتے یہ جو سامنے قلعہ ہے اسمین گھس چلین شب
یہان بسر کرین بوقت سحر جو پروردگار کے نزدیک بہتر ہوگا وہ تدبیر کرین گے لڑینگے مرینگے نکل جانا
تو ممکن نہین باعغبان وغیرہ نے بھی اس رائے کو پسند کیا کہ حقیقت مین یہی بہتر ہے باعغبان
وغیرہ کھڑے ہوکر سحر کرنے لگے کوکب نے اتنے عرصہ مین جھولی سے کچھ اشیائے سحر نکالے چالیس
سنہرے پتلے بنائے اونسے اشارہ کیا اے غلامان نمکخوار اے خیرخواہان اس قلعہ مین ہمکو چلنا منظور
ہے آگے بڑھکر شمشیر زنی کرو راستہ صاف ہو تو اس قلعہ مین چلین یہ سنکر وہ چالیسون پتلے مثل
سپاہیو نکے تیغے کھینچکر جا پڑے پرے درہم و برہم کر دیئے کوکب باعغبان وغیرہ نے بھی بڑھکر
خوب خوب سحر کئے قلعہ کے سامنے جو لوگ جمے ہوئے تھے بھاگے رات تو ابھر آچکی ہے افراسیاب و
خونخوار بھی لڑتے لڑتے عاجز ہو چکے ہین ان شیران گرسنہ کو فوج ظلمات نے خود راستہ دیا فریاد کرتے
ہوئے بھاگے اول کوکب قلعہ مین آیا سب ساحران زخمی کو اپنے ساتھ لایا سنہرے تیلو نکو بیرون قلعہ
چھوڑا وہ نمکخواران جانباز خدمتگزاران سرفروش گرد قلعہ کے تیغے لیکر پھرنے لگے اگر کوئی بڑھا تیلے نے
بڑھکر تیغہ مارا سر اسکا اوڑ گیا خندق کو لاشون سے اہالیان ظلمات کے پاٹ دیا بطور نگہبان کے حاضر
باش کی صدا بلند کرتے ہین خیرخواہی یہ مرتے ہین پھاٹک پر اوسکے کوکب آکر بیٹھا کرسیان بچھ گئین ابسنیے فیلبند

دروازے پرسے کوکب سحر کر رہا ہے بہار و باغبان و بران و اختر وغیرہ بھی گولے ماش کے دانے
شیشے پھینک رہے ہین تینون عیارون کو جہان جگہ ملی بیچارے جاکر چھپے ہر ایک کا ذکر الگ الگ تحریر
ہوگا صورتین بدلے ہوئے پھرتے ہونگے افراسیاب و خونخوار نے جو یہ معاملہ دیکھا دلون مین اپنے خوش ہوئے
کہا اپنے پاؤن سے یہ لوگ اپنی قبر مین گئے قلعہ مین جاکر چھپے ہین اب چار جانب سے گھیر لو سات لاکھ فوج
خونخوار کی بحکم خونخوار بڑھی چار جانب سے قلعہ کو گھیر از دور سے تھے کے اپنے کو بچائے ہوئے ہین کوکب
گولے مار رہا ہے جلے کسی کو قریب نہین آنے دیتے خونخوار افراسیاب کو ساتھ لیکر باغ سامری
مین آئی ہے ہمین بڑے بڑے شوالے بنے ہوئے ہین اب مفصل کیفیت دریافت ہوئی کہ کوکب وغیرہ
اسد کو نہین لیگئے سرکارون نے خبر دی جب یہ سردار لڑتے ہوئے زیر قلعہ پہونچے تو اسد
کا نام لیکر روتے تھے کوئی کہتا تھا وہ شیر قتل ہوگیا کوئی کہتا تھا خونخوار نے اٹھوا لیا بہر نوع مقدمہ
طلسم کشا مین حیرت ہے کہ اسد کیا ہوا خونخوار نے کہا اے شہنشاہ سرحد قلعہ ظلمات سے
طلسم کشا کا نکلنا ناممکن مگر کسی نمکحرام نے نمکحرامی کی چال چلی ہوگا یہ کہکر اپنی دختر زادی
نسترن ظلماتی کو بلا کر حکم دیا کہ لاکھ ساحر ہمراہ لیکر سب طرف اسد کو تلاش کرو سردار امیر کے
مکان کی تلاشی بھی لو خبردار کسی کا پاس نکرنا کوکب وغیرہ سے تو اطمینان ہے صبح کو انکو قتل کرینگے مصنف
عرض کرتا ہے کہ نسترن ظلماتی فوج ساحران ساتھ لیکر باغ سے نکلی گھر گھر تلاشیان ہونے لگین
بڑے بڑے بادشاہون کے مکانون مین ساحر گھس گئے ہر مقام پر اسد کو تلاش کرتے پھرتے ہین لیکن
خونخوار ظلماتی کی دختر بلند اختر ملکہ طاؤس پریچہرہ نہایت حسین سحر مین بھی زبردست نشہ شراب حسن کی مست
اپنے قصر مین جلوہ فرما تھی کہ اسکو خبر گزری کہ قیدی طلسم کشا کی پردہ ظلمات مین آئی ہے یہ اپنی قصر پر
آکر بیٹھی تھی اسد کو اہلہ پر سوار کرکے ملازمان آتشبار قلعہ ظلمات مین لائے چوک مین آکر اسد نے نعرہ
مارا اور ابر کا طاؤس پریچہرہ کی نگاہ آفتاب جمال اسد نامدار پر پڑی عاشق ہوئی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین
یکایک یہ خبر سنی کہ لب فردا طلسم کشا کو بیرون قلعہ ظلمات قتل کرینگے عرض کیا تھا کہ ایک قصر پر
آکر یہ بھی بیٹھی وہ وقت آیا کہ اسد کو لاکر زیر دار بٹھایا طاؤس پریچہرہ حیران تھی کہ مین اس شیر
کو کیونکر بچاؤن یکایک کوکب وغیرہ پہنچ گئے جنگ مغلوبہ ہوئی اتنی جو مہلت طاؤس پریچہرہ
نے پائی کنیزون کو شریک کرچکی تھی سحر کرکے گری اسد کو اٹھا لائی اپنے باغ مین لیکر آئی اسم

کو ہوشیار کیا اسد بھی اس پری پیکر کو دیکھکر عاشق ہوئے طاؤس نے کہا آپکو اسواسطے اٹھا لائی کہ
آپکے مددگار کوکب وغیرہ گھر گئے ہین ان کے ساتھ سب ساحران زبردست ہین لڑ بھڑ کر نکل جاینگے
اسد نے کہا مین بھی جا کر انکا شریک ہونگا سرخ چشم نام ایک کنیز ساقی بنی بیٹھی ہے اوس نے
ملکہ سے کہا کہ انکو جانے نہ دیجئے یہ بڑے جری ہین باغ سے نکلکر لڑینگے گرفتار ہو جائین گے سحر سے بیہوش
کرکے لیچلئے رات ہی کو پردۂ ظلمات سے انکو لیکر نکل جائین یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی حضور
جو کرنا ہو جلدی کیجئے مسلمانون کی تلاشی ہو رہی ہے لشترن ظلماتی کو حکم ملا ہے دوستی کا پاس نہ کرنگی
یہ سنتے ہی طاؤس نے اسد کو بیہوش کیا تخت پر ڈال سرخ چشم کنیز قریب اسد آکر بیٹھی مجمع کنیز
سے ملکہ باغ سے نکلی لشترن ظلماتی راہ مین تھی اسنے طاؤس پریچہرہ کو روکا کہا تمام ظلمات بند رہے
آپ شب کو کہان جاتی ہین طاؤس نے کہا کیا مین کسی کی تابعدار ہون جا کر کوہ ظلمات پر ٹھہرونگی
جو کوئی مسلمان بھاگ کر نکلیگا اسکو قتل کرونگی لشترن کی ایک کنیز سحر کرکے بلند ہوئی اس کی نگاہ
اسد پر پڑی پکار کر آواز دی اے ملکہ لشترن طلسم کشا انکے ساتھ ہے یہ کہکر وہ کنیز کڑکی چلایا کہ
اسد کو اٹھالے سرخ چشم کنیز نے خنجر مارا وہ ساحرہ مر گئی اب تلوار چلنے لگی اسد بھی ہوشیار ہوئے
لڑتے لڑتے صبح ہو گئی طاؤس پریچہرہ نے ہزارون جادوگر مارے ہرچند قصد کیا طلسم کشا کو لیکر
نکلجاؤن لشترن نے نہ جانے دیا یہ خبر جب خونخوار کو ہوئی طاؤس اسد کو لئے جاتی ہے ہزارون
ساحر اپنے مارے خونخوار چلی یہ کہکر ابھی جا کر قتل کرونگی خونخوار تو بیرون باغ گئی افراسیاب
بھی آنکھیں ملتا ہوا اٹھا ایک برہمن نے کہا حضور خداوند سے چلکر دعا مانگئے افراسیاب دیر
مین آیا برہمن نے ایک لڈو اٹھا کر دیا کہ پرشاد کھائیے افراسیاب لڈو کھا کر بیہوش ہوا برہمن نے
نعرہ کیا منم خواجہ عمرو افراسیاب کو تو اسی مقام پر پڑا رہنے دیا آپ بشکل افراسیاب تاج سر پر رکھکر تخت
مرکب پر سوار ہوئے یہان کوکب وغیرہ نے جو قلعے سے دیکھا کہ اسد غازی کا نعرہ ہوا ساحرون
نے گھیرا ہے یہ بھی قلعے سے لڑتے بھڑتے نکلے بہار و باغبان نے برائے اسد نامدار سینہ سپر کیا
خونخوار نے آتے ہی زمین ہلا دی کہ افراسیاب گھوڑا اوڑاتا ہوا قریب آیا آواز دی اے خونخوار خبردار
سحر نکرنا مین ایک سحر مین سبکو مار لونگا برابر خونخوار کے آکے گھوڑے کو دے حلقہ ہائے کمند مارے
خونخوار بیہوش ہوتے ہی غرق زمین ہو گئی وہان برہمنون نے افراسیاب کو بھی ہوشیار کیا یہ بھی باہر

نکل کر سحر کرنے لگا خونخوار بھی زمین سے نکلی اب کوکب وغیرہ پر وقت تنگ ہے بڑی قیامت کی
جنگ ہے افراسیاب و خونخوار سحر کرتے ہوئے آتے ہیں کوکب کو یہ خوف ہے کہ اسد نہ گرفتار
ہو جائیں جھپٹ جھپٹ کے انکو بچاتا ہے یکایک آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ شہنشاہ
لاچین خوش آئین شیر پر سوار بڑے کروفر سے آکر پہونچا افراسیاب کو للکارا او نمک حرام
بدانجام ہٹ جا سامنے سے یہ کہکے گولا جھولی سے نکالکر مارا افراسیاب نے گولا کاٹا اب برق
چمک کر گری کہ سر افراسیاب کا زخمی ہوا لاچین افراسیاب کو زخمی کر کے خونخوار ظلمانی پر جا پڑا
نسترن ظلمانی کی لاچین نے کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا نسترن کا سر اڑ گیا خونخوار پر سحر کیا آگ
برسنے لگی بڑی مشکل سے شعلہائے آتش سے نکلی کہا او افراسیاب لاچین نے
قیامت برپا کی اس سے مقابلہ کرنے میں عذاب ہے جب تلاطم کہکر نعرہ کرتا ہے قلب کانپ
جاتا ہے آنکھ چار کرنیکو دل نہیں چاہتا وہی بادشاہ ہے جس نے سالہا سال ہم پر حکومت
کی ہے تو نے فوج سامری جو پردہ ظلمات میں ہے اس کو کس دن کے واسطے رکھا ہے
جلد طلب کر طلسم کشا کو یہ لوگ پا گئے ہیں اب لڑ بھڑ کر نکل جائیں گے جلد تدبیر کر کہا افراسیاب
پیچھے ہٹا اکڑتا ہوا پہلوئے قلعہ ظلمات میں آکر کھڑا ہوا یا سامری کہکر زمین پر دو ہتڑ مارا آواز دی اے
سپہ سالار قدرت اے جاں نثاران با شوکت جلد آکر میری مدد کرو دشمنوں نے مجکو گھیرا ہے جیسے ہی
افراسیاب نے یہ کہکر دو ہتڑ مارا زمین شق ہوئی آگے آگے ایک جوان فیل پر سوار علم زنگاری
ہاتھ میں جسکے ہاتھی باہر نکلا سر فیل کے ایک نقارہ چوب اوس علمدار کے ہاتھ میں اب طبقے سے
زمین کے سوار نکلنے لگے بارہ ہزار سوار آکر جمع ہوئے فیل سوار چوب لیکر آگے بڑھا جیسے ہی لاچین
نے یہ معرکہ دیکھا مجمع ساحران سے سرک کے نکل اسنے دیکھا لاچین ستارہ بنکر آسمان میں ڈوب گیا
نظروں سے سبکے مخفی ہوا افراسیاب نے آواز دی او فیل سوار او علمدار لشکر سامری کسکا انتظار ہے
نقارے پر چوب لگا دے یہ آواز سنکر بہار و باغبان گھبرا گئے کوکب سے کہا اب غضب ہوا پہلی
چوب جسدم یہ لگائیگا ہم سبکو سحر فراموش ہوگا دوسری میں بیہوش ہونگے تیسری چوب میں سب کے سر
کٹ جائیں گے یہ فوج سامری خاص ہے بارہ ہزار ہیں کروڑوں پر غالب ہیں شہنشاہ کوکب نے
کہا مجبور ہیں جو منظور پروردگار ہوگا وہی ظہور میں آویگا اب بھاگ کر کہاں جائیں بہتر یہ ہے

کے لئے بھر طرح مریت ناگاہ اس فیل سوار نے نقارے پر چوب لگائی کوکب وغیرہ لہرائے حربہ ہائے سحر
ہاتھ سے گر گئے افراسیاب نے آواز دی خبردار تامل نکر اسی لشتابل مین نقارہ نواز مارا گیا فیل سوار
نے چوب اٹھائی چاہا نقارے پہ چوب لگائے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او بیحیا کیا کرتا ہے سب نے
دیکھا لاچین تاج زرین پہنے ہوئے ایک جوان سیہ فام خنجر برہنہ ہاتھ مین لاچین سے کہتا
ہوا آتا ہے مین غلام قدیم ہون حق نمک ادا کر دیگا گلا کاٹ کے مرونگا تباہی فوج سامری
کی میرے ہاتھ ہے اسوقت لاچین ہو نچا کہ اس بیحیا کا قصد تھا کہ چوب لگائے کہ اس جوان نے نیام
لے لاچین کی طرف دیکھا لاچین نے کہا حق نمک ادا کر چالیس برس تیری خدمت کی بہت خوب
کہکر اس جوان نے خنجر گلے پر رکھا دوسری چوب لگا نیکی سوار کو مہلت نہ دی خنجر گلے پر پھیر کر لاش
اپنا اس فیل سوار پر گرایا خون اسکا لاچین نے تمام فوج پر پھینک مارا تمام فوج جلنے لگی نقارہ و
سوار کے دو ٹکڑے ہوئے ایسا اندھیرا چھایا سب گھبرانے لگے اس تاریکی مین لاچین زمین پہ آیا
خونخوار ظلمانی کو ڈانٹا او سیاہ رو تیرہ درون کہان جاتی ہے خونخوار نے پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا
لاچین نے تلوار پر روکا پترہ بدلکے ہاتھ مارا خونخوار کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر نقارہ ٹوٹا ادھر
خونخوار مری قیامت برپا ہوئی صدا آئی کشتی مرا نام من خونخوار ظلماتی بود آج روح سامری
کو صدمہ پہنچا یا فوج خداوندی کا خاتمہ ہوا ایک طائر خاک سے فیل سوار کے پیدا ہوا اس نے
آسمان پر آکر آواز دی اس مہینے مین طلسم ہوشربا نہ بچیگا افراسیاب نے ایک سنگریزہ
اٹھا کر مارا کہا کیا بیہودہ بکتا ہے طائر جلگیا لاچین طرف افراسیاب کے چلا فی الفور افراسیاب نے
جھپٹ کر گھر حیرت مین پہنچ دیا طرف باغ سیب کے بھاگا یہان جادوگر جلنے لگے صدا الامان بلند
ہوئی سلوان ظلمات قدمبوس ملکہ طاؤس پریچہرہ کے گرے طاؤس نے سبکو امان دی اہالیان پردہ
ظلمات مطیع اسد نامدار ہوئے لاچین کو اسد نے تخت پر بٹھایا برق عمرو و قران نثار ہوئے
نوبت نقارے بجاتے ہوئے قلعہ ظلمات مین آئے کوکب وغیرہ کی زخم دوزیان کین پشیمان سحر کی [illegible]
بعد صحت قصد ہوا کہ سفر کرکے طرف دریائے نیل کے چلین واضح رہے کہ اسد نے تیاری کرلی
بنام باطمینان قدرت حکم قضائے شیم شہنشاہ لاچین صادر ہوا کہ فوج اپنی آراستہ کرو [illegible]
ٹر سو جب لازم افراسیاب روکین گے یقین کامل ہے کہ جنگ عظیم واقع ہوگی انشاء اللہ [illegible]

بھڑ رہے چلین گے اسی جوش مین تا بہ سیاہ پہونچینگے باغبان قدرت نے اُسی وقت ساٹھ ہزار جوانان صف شکن و ساحران پر فن لشکر مین سے چنے جنگجو آکر بارگاہ آسمان جاہ مین عرض کی صبح کو غلام یہ دن اطلاع شہنشاہ عازم سفر ہوگا کل سردار صلاح کر چکے ہین کہ اول کوہ ہفت رنگ پر صراط ہفت رنگ سے مقابلہ پڑیگا وہ نبیرۂ سامری ہے بڑے کر و فر سے لڑیگا اسد غازی نے فرمایا یہ سب خیالات بیکار ہین کل غازیان دیندار مجاہدان شور شعار آمادہ حرب و پیکار ہین باغبان کو حکم ملگیا کہ صبح کو طرف دریائے نیل کے روانہ ہونا تمام لشکر مین تیاری ہونے لگی یہ خبر لشکر افراسیاب مین بھی پہونچی سرما و ابریق و مقتور ناظمان دربند ہوشربا آمادہ ہوئے کہ روکین گے سمت دریائے ہفت رنگ نجانے دینگے سرما و ابریق نے اُسیوقت اس مضمون کی ایک عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کی کہ حال اس کا وقت پر تحریر ہوگا۔ . . .

دو کلمہ داستان شوکت بیان چاہ نیلوفر ساختہ تیلم کہ اہل اسلام کے ہاتھ سے بعیاری چالاک بھاگا اور ایک مقام پر کہ جسکا نام چاہ نیلوفر رکھا ہے وہان پہونچکر تیاری بربادی مسلمانان مین مصروف ہوا دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقی مجھے جستجو بڑھی ہے
کس لطف پہ رنگ داستان ہے
بھر جام شراب دے دوبارا
درپیش ہے جنگ شاہ تیلم
ہے بادۂ مکر و غدر سے مست
لکھون تیلم کا جنگ نامہ
اے بلبل کلک کچھ خبر ہے
اس چاہ مین شعبدے بڑے ہین
لکھتے ہین غرلق چاہ الفت
مضمون خیال تب رقم ہون

رندون سے یہ دخت رز لڑی ہے
اک جام مے دلا پلا دے
اس راہ مین ساتھ دے ہمارا
اس فکر مین دل تڑپ رہا ہے
ایسے خود سر کو بھی کرون پست
ہے جوش یہ بحر طبع موزون
موسوم بہ چاہ نیلوفر ہے
مین لطف شناوری دکھاؤن
افسانۂ وصل و درد فرقت
اس راہ مین کون ہوگا رہبر

ہنگامۂ شور و شر عیان ہے
صورت مطلوب کی دکھا دے
ساقی نکرینگے جستجو . . . ہم
مکار سے سامنا ہوا ہے
کھنچ جائے بلطف تیغ خامہ
اک چاہ کا حال صاف لکھون
جھنڈے مری فکر کے گڑے ہین
اس چاہ مین ڈوبنے نہ پاؤن
سامان سب طرح کے بہم ہون
اے شاطر کلک جستجو کر

اڑتا ہے مرا سمند مضمون | ہے سہرِ عدد کمند مضمون
اے ماہ سخن ضیا دکھانا | لکھتا ہے قمر ضیا فسانہ

حیرہ غرنقیان چاہ پر آفت رنج و مصیبت و پیاجان منازل خارستان صعوبت حالات چاہ نیلوفر لصبہ کرد فر کلک سحر طراز سے یون تحریر فرماتے ہین

واقعان کلام درد آمیز | کاتبان کلام حیرت خیز
از کلام فصاحت و نمکین | می نگارند قصۂ رنگین

شب کو باغبان قدرت لشکر ظفر پیکر سے چند قدم آگے بڑھکر فروکش ہوا کہ وقت سحر شہنشاہ لاچین و اسد دلاور بارگاہ آسمان جاہ مین تشریف لائے چھوٹے بڑے عیار بھی اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین یہی ذکر ہے ہر سردار کو یہی فکر ہے کہ باغبان آگے بڑھ گیا کل لشکر تیار ہوا آج کی منزل سخت گذریگی سرما وغیرہ ضرور روکین گے یہ ذکر تھا کہ چند ملازمان باغبان حیران و پریشان خدمت اسد نامدار مین حاضر ہوئے عرض کی ہمکو دو پہر رات گئے تک ہم سب خدمت باغبان مین حاضر رہے اب اسوقت جو جاکر دیکھا تو باغبان فرش خواب سے غائب ہے نقب وغیرہ کا نشان نہین، اسد نامدار نہایت پریشان ہوئے لاچین وغیرہ اس بارگاہ مین آئے جہان سے باغبان غائب ہوا لاچین نے آکر دیکھا کہا یہ تو کسی ساحر کا کام ہے ہرکارے لشکر کفار سے آئے کہا لشکر سرما و ابر نیسان مین تو باغبان کا نشان نہین ہے بڑی جستجو کی کسی چمن مین نشان باغبان نہ ملا غرض آزردہ اسد نامدار منقبض ہوا صبح کو اور خبر وحشت اثر آئی کہ گلشن بارگاہ سے ملکہ بہار بھی غائب ہوئی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک ہفتے مین چالیس سرداران نامی و ساحران گرامی بارگاہون سے غائب ہوئے اسد نے رنجیدہ ہوکر خواجہ عمرو کو بلایا جیسے ہی خواجہ آئے دیکھا اسد نامدار غصے مین بیٹھا ہے قبضے پر ہاتھ تیور پر بل زلفین خلیلی کو پیچ و تاب آنکھین ابلی ہی عمرو گھبرا گیا اسد نے کہا نانا جان آپکو سوائے لوٹ مار کے کچھ اور بھی فکر ہے آپنے سنا کہ لشکر مین کیا کیا قیامت برپا ہوئی باغبان و بہار وغیرہ چالیس سردار غائب ہوئے لشکر افراسیاب مین انکا نشان نہین ہے آخر کہان گئے کون لیگیا آپ افسر شاطران ہین آپ انکا حال بتائے مین اپنے سردارون کو آپ سے لونگا یا مجھکو بتلا دیجئے کہ میرے سردار قلعہ آہنی مین ہین یا مین جاکر اپنی جان دون یا انکو رہا کردون عمرو نے گھبرا کر نجومیونکو بلایا ایک کیفیت اور ہوئی [illegible] کیا تو داہنے دریائے نیل کا کھلا ہوا تھا ہرکارون نے خبر دی ایک پہاڑ خود بخود حائل ہوگیا ہے یہ کسی مکار

شعبدہ باز کا کام ہے نجومیون نے بعد عرصہ دراز بہ علم ستارہ شناسی عرض کی کہ اسد و خواجہ
غیر ساحر اس پہاڑ کے بائین جانب جائین گوہر مراد دستیاب ہوگا اسوقت اسد نامدار و خواجہ عمرو مگر
عیار و سرداران نامی مع صندلان دالہیم برائے جستجو چلے چونکہ اسد کے سردار بھی ساتھ ہین
شگفتہ مزاج مردان عالم کے سرتاج اسد شکار کھیلتے ہوئے چلے اس شیر بیشہ جرات نے ایک
آہو کے تعاقب مین گھوڑا اڑا دو کوس پر جا کے اس آہو کو شکار کیا گھوڑے سے کودے مقصد تھا
آہو کو شکار بند سے باندھکر پلٹین ایک آہو تیر خوردہ سامنے آیا اسد نے اسکو بھی شکار کیا کہ سامنے سے
ایک تاجدار عالیشان وضع مین پہلوان گھوڑے کو اڑائے ہوئے قریب اسد آیا کہا اے جوان تونے
میرے شکار کو کیون شکار کیا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
اس بادشاہ سے کشتی ہونے لگی بارہ ہزار جوان اس بادشاہ کے ساتھ آئے وہ بھی آگئے ادھر سے
شکار کھیلتے ہوئے سرداران اسد پہونچے دوپہر ڈھلتے ڈھلتے اسد نامدار نے اس بادشاہ کو
زیر کیا وہ بصدق مسلمان ہوا کہا نام غلام کا احتشام شاہ ہے اپنے قلعہ احتشامیہ مین اسد
و خواجہ کو لیکر آیا سامان دعوت مہیا کیا اسد کے تشریف لانیکا باعث پوچھا اسد نے بیان کیا کہ ہمارے
چالیس سردار لشکر سے غائب ہوئے یہ سنکر احتشام شاہ نے کہا اے شہریار شہنشاہ نیلم
نے چاہ نیلوفر بنایا ہے اور بارہ کوس اس چاہ کا راستہ قرار دیا بیابان جادو اس دمنے کا نگہبان ہے
یا وہ قتل ہو یا اطاعت کرے تب راستہ چاہ نیلوفر کا ملے نیلم نے بیابان کو حکم دیا کہ خبردار
اسطرف کوئی نہ آنے پائے دربار مین یہ ذکر ہے کہ ایک ساحر آیا کہا مجھکو بیابان جادو نے بھیجا ہے
اسد نے بلوایا نامہ پڑھنے لگے نامہ دار بیٹھا ہے جب اسد پڑھنے مین مصروف ہوئے اس
ساحر نے جھپٹ کر عمرو کی کمر مین خنجر دیا نعرہ کیا منم صبائے جادو فرستادہ بیابان جادو
یہان بارگاہ مین سب غیر ساحر تھے منھ دیکھکر رہگئے راہ مین صبا جادو اترا خواجہ نے کہا
برادر مین بیابان کی نوکری کرنے آیا تھا تم ناحق مجکو اٹھا لائے آج مین اسد کو گرفتار کرتا نذر
لیکر حاضر ہوتا صبا بہت خوش ہوا کہا خواجہ بیابان جادو ملک دار شہنشاہ نیلم ہے اگر
آپ اسد کو پکڑا دینگے بہت کچھ ملیگا خواجہ یہ باتین کرتے ہوئے صبا کے ساتھ در
بارگاہ بیابان پر آئے جلوخانہ مین ٹھہر گئے کہا اے صبا سامنے بیابان کے جا کر

ہوا باندھکر ہمارا حال اطاعت کا عرض کر دیکھو ہمکو بھی لیجانا جو کچھ ہمکو انعام ملے گا نصف تجھکو
دینگے صبا نے سحر اوتار لیا آپسمین عہد واثق ہوگئے خواجہ جلوخانہ مین ٹھہرے صبا اندر گیا
جاکر بیابان سے کہا عمرو نوکری کرنے پر راضی ہے بیابان نے کہا بلاؤ عمرو نے یہان جو اتنی مہلت پائی
بارگاہ دانیال کی زنبیل سے نکالکر استاد کی قریب تخت پر بیٹھے اندر سے جادوگر مع بیابان باہر
آئے دیکھا عمرو تخت پر بیٹھا ہوا گالیان دے رہا ہے بیابان جھپٹا کہ عمرو کی ٹانگ پکڑکے کھینچ لون
اس بارگاہ مین معجزہ ہے جیسے ہی طناب پر ہاتھ رکھا سر تلے ٹانگین اوپر عمرو نے بیابان کو پکڑکے
زبان مین سوزن دیا صبا جادو دوڑ اکہا ارے او ظالم کیا کرتا ہے جیسے ہی قریب طناب کے
آیا صبا کا بھی یہی حال ہوا یہ بھی الٹے لٹک گئے عمرو نے انکی بھی گردن لی فوج والے سحر کرنے لگے
وہ سحر الٹا پلٹتا ہے سیکڑون مارے گئے جسنے سحر کیا عمرو نے نگ کولا نہ پہونچا گرد بارگاہ کے آگ برس
رہی ہے خواجہ بیٹھے ہنس رہے ہین صبا و بیابان قبضے مین آئے دو گرگے زنبیل سے نکالے گرگون
نے بیابان و صبا کی مشکین باندھین اب خواجہ نے وہی طریقہ کیا کہ تخت زبرجدی پر سوار ہوے
تخت اوڑائے ہوئے چلے گرد ملازمان بیابان دہائی دیتے ہوئے چلے آتے ہین اب کوئی قریب
نہین جاتا گرگے سونٹے پکڑے کھڑے ہین جو قریب آگیا سونٹا مارا اسکا سر پھٹا گیر و دار کی
صدا بلند ہوئی اسی طرح تخت اڑتا ہوا عمرو بارگاہ اسد مین آیا احتشام شاہ نہال ہوگیا
عمرو نے بیابان و صبا کو باندھا کوڑا لیکر کھڑے ہوئے اسد نے بفصاحت و بلاغت ان
دونون کو سمجھایا یہ حالات دیکھکر دونون بصدق مطیع ہوئے ساتھ والون کو پناہ ملی اسد نے
کہا اے بیابان جادو ہم چاہ نیلوفر مین جانا چاہتے ہین بیابان نے کہا لشکر نہ جاسکے گا آپ اور
خواجہ اور صندلان صندلی پوش و ابراہیم یہ چند سردار جاسکتے ہین عمرو نے کہا بسم اللہ اب بیابان جادو
مع خواجہ و اسد کو لیکر اپنے باغ مین آیا بارہ دری مین ایک تخت بچھا تھا کہا اے شہریار یہ کام
آپکی ذات پر موقوف ہے کتب سامری مین مرقوم ہے کہ اس تخت کو سوائے اسد کے اور کوئی نہ اٹھا
سکیگا حضور بقوت صاحبقرانی اسکو اوٹھائین دہنہ نقب کا ظاہر ہو یہی راستہ چاہ نیلوفر کا ہے
اسد نامدار نے بقوت صاحبقرانی تخت کو اٹھایا دہنہ نقب کا ظاہر ہوا سنگ دہنہ نقب اٹھاکر کئی فرسنگ
پر پھینک دیا بسم اللہ کرکے اسد نامدار و خواجہ و بیابان و صندلان و ابراہیم یہ پنج کس

داخل دہنہ ہوئے دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا ہر نخل سرسبز و شاداب پر از گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نہریں سلسبیل آسا جاری وقت سحر مرغان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی قمریان خوش ادا بر سرو لب جو محو رعنائی و زیبائی فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم مصروف حق سرہ قمری کی موقوف کو کو اسد نامدار نے جو اوس صحرائے پر بہار کو دیکھا دیکھکر اپنی گلعذار مہ جبین الماس پوش کی یاد آئی بر وقت رخصت ملکہ مہ جبین نے بہت کہا تھا کہ شہریار کنیز کو بھی ساتھ لیچلیئے دل بھر آیا شام ہو چکی ہے اسد نامدار نے جو پیادہ رہروی کی تھک کر زیر نخل ٹھہر گئے خواجہ کی جانب متوجہ ہوئے کہا نانا جان آپنے میری وجہ سے انتہا کی تکلیف اٹھائی صاحبقران نامدار کی جدائی گوارا کی اس وقت تو کوئی تدبیر ایسی کیجیئے کہ اسی صحرائے پر بہار میں فروکش ہوں شب یہاں بسر کریں بوقت سحر سفر کرینا دیکھیے وہ چاہ نیلوفر کہاں ملے سنیلم مکار سے کیا مقابلہ پڑے خواجہ نے فرمایا اے نور نظر بقول شاعر شعر منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست ۔ ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت ۔ کچھ نقدی نکالیے خیمہ ممکن ہیں اسباب عیش و نشاط بھی مہیا کردیں شب باعیش بسر کیجیے صبحکو صاحب مال اپنی اٹھا لیجائیگا اسد نے کہا حضور خوب واقف ہیں کہ میں یہاں بیک بینی و دوگوش آیا لشکر تک ساتھ نہیں عمرو نے کہا بیٹا معتبر ہو تمسک لکھدو لشکر میں چلکر دینا اسد سے خواجہ نے لاکھ روپیہ کا رقعہ لکھوایا اسد کو مع سرداروں کے درہ کوہ میں ٹھہرایا اسی سبزہ زار میں آکر ایک خیمہ عمدہ زنبیل سے نکالا مزدوروں کو حکم دیا وہ زنبیل سے نکلے خیمہ استادہ کیا خواجہ نے فرش شاہانہ بچھایا مسند لگادی گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی آراستہ کردیں پکار کر آواز دی اے نور نظر آئیے اسد نے آکر دیکھا بارگاہ معقول کل اسباب عیش و نشاط مہیا مسند پر آکر بیٹھے ایک جانب صندلان صندلی پوش ایک جانب ابراہیم بن مالک ایلچی انب بیابان جادو سامنے خواجہ آکر جلوہ فرما ہوئے اسد غازی نے پردے خیمے کے اٹھادیے دیکھا فراش ماہ نے فرش چاندنی تمام صحرا میں بچھایا بوئے گلہائے خود رو کی مہک طائروں کی چہک ہوائے سرد علیلی دم چل رہی ہے یہ کیفیت دیکھکر اسد نے کہا نانا جان گستاخی معاف آج تو لے بجائیے عمرو نے کہا اسنے نوازی میں بھی صرف ہوتا ہے لاکھ روپیے کا رقعہ لکھائیے یا ان ہی ورا کی اسد سے ایک اور رقعہ لکھوایا راضی کرنا اسد کو منظور ہے سامنے مسند کے آکر بیٹھے جوڑی

لنے کی زنبیل سے نکال سامنے اسد کے گانا شروع کیا چونکہ جانتے ہین کہ اسد فراق دیدہ ہجران کشیدہ ہی غزل

عاشقانہ قمر کی شروع کی غزل

کیونکر نہ غرق ہون عرق انفعال مین
دیکھو تو مین وزیر ہون کس بادشاہ کا
بازار آفتاب کا کس دن ہوا ہی گرم
نالے پہ اعتماد بھروسہ نہ آہ کا
توبہ کا نام پاک لیا تھا برائی نام
سالک ہی یہ فقیر محبت کی راہ کا

صادق یہ قول ہی دل عادل گواہ کا
قابل نچوڑنے کی ہی دامن گناہ کا
جس شب کا نام ہی شب دیجور ہجر یار
کس شب جلا چراغ نہ تیرے آگے ماہ کا
نادم تم اپنے دلمین ہوئی اپنے جور کے
منہ پھر گیا لگا وہ طمانچہ گناہ کا

سیدھا ہے تیر پلک کی ترچھی نگاہ کا
ہی مشتوری پہ پیرے عمل مہرے ماہ کا
وہ آگ منو نہ ہی مرے دود سیاہ کا
ایجان تمھاری دلمین نہین ہی کسیکو دخل
نالش کا حوصلہ نہ رہا دادخواہ کا
دیوانہ سمجھے یا کوئی مجذوب ای قمر

یہ غزل جو خواجہ نے گائی خواجہ کا گانا سنکر طائر آشیانون سے پھڑک پھڑک کر گرنے لگے آہوان صحرا گرد خیمے کے پھرنے لگے دماغ گرم چار مصاحب خوشخو قریب بیٹھے ہین نے نوازی کا سمان بندھا ہوا ایکایک آسمان پر برق چمکی سبکی پلک جھپک گئی دیکھا دربارگاہ سے ایک نازنین چہاردہ سالہ گل اندام سرو قد شیرین ادا گل سا چہرہ دریائے جواہر مین غرق طرز ن ابروی پر شکن ماہ جبین مہر تمکین گلعذار شعر بہر خندہ کز لب برانگیختے ٭ نمک بر دل خستگان ریختے ٭ مسکراتی ہوئی اُس محفل خلد منزل مین آئی بائین ہاتھ پر بادلے کی جھولی اسمین اسباب سحر لیکر اتہا کی حسین اسد بیقرار ہو گئے زانو بدلنے لگے برائے تعظیم اوٹھے کہا اے شہنشاہ اقلیم حسن وجمال ولے ماہ آسمان کمال تشریف لائیے اُس مہ جبین نے مسکرا کر جواب دیا ہمتو گانا سنکے چلے آئے لیکن آپکی صحبت مین درانداز ہوئے ہمارے آتے ہی گانا موقوف ہوا اگر ہمارا بیٹھنا ناگوار نہو تو ہم بھی بیٹھکر گانا سن لین ہمکو بھی اس علم مین کسیقدر سودا ہے صدائے لئے نے دل مین سوراخ ڈالدیا تمھارا رشتہ محبت یا ہر خیال مین ڈالا کھینچ کر لے آیا ہے یہ کہکر قریب مسند بیٹھ گئی اسد نے خواجہ سے دست بستہ عرض کی چند اشعار اور گائیے مہمان عزیز کو لبھائیے خواجہ نے گھبرا کر کہا بیٹا یہ تو خوب ظاہر ہے یہ ساحرہ ہین اسلئے خوف کرنا چاہیئے ایسا نہو ہمکو تمکو سبکو گرفتار کر کے لیجائین جو زن دخش گندم نما ایک ماننے کے واسطے مین ہمارا کام ہوتا ہے خوف کیونکر دلسے مٹے وہ نازنین ہنسی کہا خواجہ یہ شیر بڑا صاحب اقبال ہے یہ مقام چاہ نیلوفر ہے شنیدم بیان افرہے یہ خبر انکو ملی کہ چند کس نے چاہ نیلوفر مین داخلہ کیا مین شہنشاہ کی دختر نو داج قطرہ زن میرا نام ہے گگنت اس چاہ کی مہر سپرد ہی والاندار

نے حکم دیا جا کر دریافت کرو ہمارے مقام پر کئی شخص آئے ہین انکو گرفتار کرکے لاؤ اسی قلعہ مین آئی
یہان آکر اسیر طرۂ گیسو کشتۂ خنجر ابرو ہوئی اب مجھ سے خوف نہ کیجیے جہانتک ہو سکیگا اس راز کو چھپاؤنگی
آپ لوگون کو بچاؤنگی جہان آپکے سردار قید ہین انکی بھی رہائی کی تدبیر کرونگی آپ مجھکو دشمن نہ جانیے
یہ سنکر خواجہ نے چند اشعار اور گائے اسد نے اپنے ہاتھ سے مواج کو جام شراب پلایا شب وصل
تو تھوڑی ہوئی ہے باتین بھی اچھی طرح ہونے پائی تھین کہ نسیم سحری چلی رخ شمع پر
زردی آئی مواج یہ کہکر اٹھی کہ خواجہ آپ ایسا عیار ساتھ ہے اسی طرح بالاعلان طلسم کشا
کو آپ لیے ہوئے پھرتے ہین صدہا ساحر آپ کی تلاش مین نکلے ہین مین تو اب رخصت ہوتی
ہون کسی مقام پر جاکر مخفی ہو جیے نگاہ در اندازان سے اپنے کو بچائیے مواج اسد سے رخصت
ہوئی روتی ہوئی گئی اسد وغیرہ اٹھے عمرو نے وہ خیمہ وغیرہ نذر زنبیل کیا چند قدم چلے تھے کہ
آسمان سے چند پنجے گرے ایک پنجے نے عمرو کو ایک نے بیابان کو ایک نے صندلان
کو ایک نے ابراہیم کو اوٹھا لیا ایک ساحر کڑک کر اسد پر آیا بسبب آگے انپر سحر نے تاثیر نکی
اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا ساحر کا سر اڑ گیا اور ساحر سردارون کو اور عمرو کو
لیکر نکل گئے اسد نامدار اس صحرائے ہولخیز مین یکہ و تنہا سرگردان حیران و پریشان رہ گئے وہ
سب ساحر خواجہ وغیرہ کو لئے ہوئے ایک مکان مین آکر پہونچے نہنگ تاجدار اس مقام کا حاکم ہے
نیلم کا وزیر بہت خوش ہوا ساحر جوان سبکو لیکر آئے تھے انعام دیا پوچھا اسد کو کیا کیا کہا حضور
اسد پر پنجہ قابض نہ ہوا جس ساحر نے انپر ہاتھ ڈالا اسد نے اس کو مارا اسی صحرا مین حیران ہے
نہنگ نے کہا مین تدبیر کرکے گرفتار کرا لونگا اور ساحرون کو روانہ کرتا ہون مقدم تو ساربان
زادہ ہے آج سبکو قید کرو صبحکو سبکو قتل کرونگا سر کاٹکر خدمت مین نیلم کے لیجاؤنگا خواجہ و بیابان
و صندلان و ابراہیم مسلسل بیٹھے ہین شام ہوتی ہے نہنگ نے محفل عیش و نشاط آراستہ کی گلبدن
بھی حاضر ہین مسند پر بیٹھا ہوا کبھی اوٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے جیسے کوئی کسی کے انتظار مین ہو خواجہ عمرو
حیران کہ یہ کسکا مشتاق ہے دو پہر سے شب تجاوز کر چکی تھی کہ آسمان سے ابر نارنجی پیدا ہوا عمرو نے
دیکھا کہ ملکہ مواج قطرہ زن طاؤس پر سوار نمایان ہوئی نہنگ نہال ہو گیا برائے تعظیم اٹھا تا لب
فرش استقبال کیا مدت سے ملکہ پر جان دیتا ہے اکثر چاہا کہ جلسۂ عیش قائم کرون ملکہ کو تنہائی مین بلاؤن

آہوئے وحشی کا رام ہونا مشکل تھا اسوقت اس نے نامہ لکھا کہ اے ملکۂ عالم مین نے رفیقان اسد کو پکڑ لیا اسکی بھی تدبیر ہو جائیگی شہنشاہ نیلم نے خود لکھکر مواج کو بھیجا مواج بیقرار ہو کر آئی جبر گرفتاری خواجہ عمرو سنی نہنگ نے سمجھا کہ یہ میری ملاقات کی خواہش مین آئی ہے مواج آکر کرسی پر جلوہ فرما ہوئی نہنگ بہت خوش ہوا کہا تا ہے بعد مدت مدید یہ دن نصیب ہوا ناچ کو حکم دیا ساقی بھی حاضر ہین مواج خواجہ کو دیکھ رہی ہے حیران کہ کیا تدبیر کرون جب گانا شروع ہوا خواجہ نے گنگنا کر ایک تان ماری بجلی چمک گئی مواج نے طائفے کو منع کیا اور اسکی آواز جسمین یہ سوز و گداز ہے نہنگ بھی گھبرا گیا پھر گانا شروع ہوا عمرو نے پھر تان لگائی اکبھی نہنگ نے دیکھ لیا کہا ارے قیدی تجھے گانا بھی آتا ہے عمرو نے کہا بلبیان لون مین قوم کا گویا ہون مجھکو زبردستی پکڑ لائے حضور گانا سنین ملکہ نے نہنگ سے کہا ہتھکڑیان بیڑیان کٹوا دین لیکن ملکہ حیران کہ خواجہ آگیا کیا اگر نہنگ جیسے بڑے ساحر جمع ہین نہنگ نے جو کہا ملکہ اسکو نہ رہا کرو مواج نے کہا مجمع ساحران سے یہ کہان جا سکیگا میرا سحر دس کوس تک تاثیر کرتا ہے اب عمرو آکر محفل مین بیٹھا سازندون سے اشارہ کیا آپ گونگی آرسی ساز ملا عمرو نے گنگنا کر یہ غزل گانا شروع کی غزل

تا زجوی مجنون سودا جنون دیوانہ ایم — دوست با اہل جنون دشمن فرزانہ ایم

شیشہ ما خواہ پر باشد خواہی تہی — روز و شب فکر ترک پیمان و پیمانہ ایم

ما خمار آلودہ خواہان تہی جانانہ ایم — اینکہ دوری آوردہ ام از صحبت اہل جہان

عرفت لہو و لعب غنچہ عمر گرانمایہ ہنوز — روز و شب مشغول چون طفلان گوش بر افسانہ ایم

عمرو نے یہ اشعار گائے مواج کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا محفل مین صدائے احسنت آفرین بلند ہوئی نہنگ بھی بہت خوش ہوا ملکہ کو جو اپنی جانب متوجہ پایا پھولا گیا عمرو نے عرض کی حضور یہ کمال دیکھا ہین ساقی گری خوب کرتا ہون پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منہ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن مواج نے کہا اے نہنگ یہ کمال کبھی نہین دیکھا کلید میخانہ عمرو کے سپرد کرو یہ دبلا پتلا تماشے کے واسطے کہان جا سکتا ہے نہنگ بھی سحر کے زور مین سمجھا کہ حقیقت مین ایک عیار غیر ساحر ہمارے سامنے سے کہان جائیگا فوراً کلید میخانہ حوالے کی خواجہ نے فوراً شراب کو تقسیم کرنا شروع کیا امال مفت دل بیرحم جو لوگ شراب نہ پیتے تھے وہ بھی دوڑ پڑے عمرو جلسہ مین شراب لایا پشواز پہنکر خوب ناچا سر پر جام رکھکے سامنے نہنگ کے آیا یہ کہتے جاتے ہین ایسے قدردان کہان ملینگے نہنگ نے بھی وعدہ کیا کہ خواجہ مین تمکو منشیم کا ملازم کرا دونگا ہمارا افسر بڑا قدردان ہے نہال ہو جاؤ گے خواجہ نے ساقی گری مین سبکو شراب

پلائی نہنگ بھی بیہوش ہوا سامنے مواج کے عمرو نے سبکو قتل کیا مواج کے ہوش اڑگئے کہ اکیلے نے
تمام لشکر کو صاف کردیا اب سرداران اسد رہا ہوئے مواج ان سبکو لیکر پاس اسد کے آئی اسد کو
بہت پریشان پایا بیابان ہوشربا نے بھی آکر قدمبوسی کی مواج نے کہا اے شہریار آپکے سرداران نامی باغبان و
بہار وغیرہ پاس خوش آہنگ جادو کے قید ہین مین اس تدبیر مین جاتی ہون لیکن اسد کو چھپائیے
اب مرنیکی نہنگ کے خبر نیلم کو پہونچیگی کیا عجب ہے کہ خود بھی تلاش مین نکلے یہ کہکر مواج روانہ ہوئی
اسد ایک جانب پیشاب کرنے کو آکر بیٹھے کہ سامنے سے دیکھا چالاک روتا ہوا آیا کہا اے شہریار
لاچین وغیرہ آپکی مدد کو آتے ہین مگر مشہور ہے کہ نیلم نے آکر اسد کا چھین لیا بازو پر ہے یا نہین اسد
نے کہا اے چالاک ابھی تک موجود ہے یہ کہکر بازو پر سے کھولا چالاک نے کہا مین دیکھون دور سے عمرو
و بیابان نے دیکھا کہ اسد کسی سے باتین کر رہے ہین یہ بیقرار ہوکر دوڑے اتنے عرصہ میں چالاک
نقلی نے دم دیکر اسد کے ہاتھ سے لیا جیسے ہی کہ اس کے ہاتھ مین آیا پرواز پیدا کرکے بلند ہوا
نعرہ کیا منم شرارہ جادو غلام خوش آہنگ بیابان جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا بلند ہوتے ہوئے
شرارہ کو غلولہ مارا شرارہ کا سر پھٹا اگر اس کے ہاتھ سے چھوٹا قریب تھا کہ زمین پر گرے آسمان پر
نعرہ ہوا منم خوش آہنگ جادو اسکو راہ مین روکا نعرہ کرکے نکل گیا اب سب نہایت پریشان ہوئے
عمرو نے بمشکل اسد کو لاکر ایک درہ کوہ مین مع سردارون کے چھپایا کہا یارو جبتک مین نہ آؤن
اسد کو اس درہ سے نکلنے نہ دینا مین تلاش خوش آہنگ مین جاتا ہون سردار بہشت اسد
کو درہ کوہ مین لائے عمرو بانہائے عیاری آراستہ کرکے تلاش خوش آہنگ مین چلا ایک صحرا سے
سبزہ زار مین آکر دیکھا کہ آہو چرا کر رہے ہین جیسے ہی عمرو نے وہان کے سبزہ پر قدم رکھا نخل سے
ایک طائر نے آواز دی یارو عمرو آگیا آہو بھی چیخنے لگے ساربان زادہ آیا ہوشیار ہوجاؤ عمرو
بھی گلیم اوڑھکر بھاگا ایک غار مین آکر چھپا دیکھا آہو چہار جانب دوڑے پھرتے ہین عمرو سوچا اس
صحرا سے کیونکر گذرون یاد آیا کہ کھال آہو کی نبانی ہوئی برقا فرنگی کی میرے پاس موجود ہے
وہ پوست آہو عمرو نے نکالکر اپنے جسم پر کھینچی بشکل آہو نکلتے ہوئے مجمع آہوان مین آئے ہرچند کہ عمرو بشکل آہو
ہے مگر وہ آہوان سحر شناخون سے عمرو کو مارنے لگے لاچار ہوکر عمرو ایک جانب بھاگا اس صحرا کو
طے کرکے قریب ایک باغ کے پہونچے سایہ مین ٹھہرے اندر سے باغ کے دیکھا ایک کنیز نکلی عمرو نے اسکو

بیہوش کیا اسکی شکل بنکر اندر باغ کے آئے ریحانہ جادو اس مقام کی حاکم ہے خواجہ دل مین کہتے ہین بتینو
جلدی کی جسکی صورت بنے ہو نہین معلوم اس کا کیا نام تھا جب قریب بارہ دری پہونچے کنیزون
نے آواز دی بوا نرگس کہان گئی تھین دیدہ ٭ بازی کا شوق نہین جاتا تمھارا دیدہ ہوائی ہے ملکہ
ریحانہ سو کر اُٹھی ہین چلکر ایک غزل گاؤ اب عمرو کی سمجھ مین آیا کہ مین گائین کی شکل بیہ ہون صحن
باغ مین جلسہ آراستہ ہوا ریحانہ مع کنیزون کے آکر بیٹھی خواجہ سامنے ریحانہ کے خوب گائے ہین جب
ریحانہ خوش ہوئی انعام واکرام دیا خواجہ نے جام شراب کا بھرا بیہوشی ملائی ریحانہ کو دی جیسے ہی
ریحانہ نے جام شراب ہاتھ مین لیا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی ریحانہ نے آواز دی اسکو تو کون ہے
ایک دو ہتڑ مارا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لئے ریحانہ پنجہ کھینچکر اُٹھی عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا
اے ملکۂ عالم اس چاہ نیلوفر مین تمھارا نام سنکر آیا اسد غازی کا ساتھ چھوڑا اگر آپ مجھکو ملازم
کرین مین سبکو چلکر گرفتار کرا دون آپ کا نام ہو میرا بھی کام ہو جتنے ہمراہیان اسد ہین
ایک دن مین سب کا خاتمہ کرا دون ریحانہ نام اسد سنکر ٹھہر گئی اب ملحوظ ہو سحر ریحانہ سے عمرو
کے پاؤن زمین تھامے ہے ریحانہ نے کہا اے عمرو مین نے سنا ہے کہ تو نے بڑے بڑے ساحرون
کو مارا بڑا مکار ہے ایسا نہو دغا کرے عمرو نے کہا مین مکار کیسا تھا مکار ہون آپکو مُش جلیل پایا
اپنے دل کا حال کہا عمر بھر آپکے ساتھ رہونگا اگر میری دستگیری کیجئے نیلم و افراسیاب کو مار کر آپ کو
بادشاہ ہوشربا بناؤن لیکن قدردانی کیجئے اب عمرو ریحانہ سے باتین کرنے لگا ریحانہ بھی ہنس ہنس
کے کہہ رہی ہے خواجہ سچ کہو ایسا نہو میرے ساتھ برائی کرو عمرو نے کہا خداوند لقا کے جاہ وجلال کی
قسم کھاتا ہون آپکے ساتھ بُرائی نہ کرونگا میرے پیٹ کا خیال رکھئے مہرخ وغیرہ نے میری
کچھ قدر نہ کی فاقے کرتا ہون اہل وعیال تباہ وہان عورتین مرتی ہین حمزہ نے سبکو نکالدیا جبدن
سے یہ خبر پائی نہایت پریشان ہون ریحانہ کہتی ہے خواجہ تمھارا آقا بڑا ناقدر ہے گویا لشکر حمزہ
مین غدر ہے عمرو کہتا ہے ملکہ اطمینان سے بیٹھونگا تو سب حال اپنا سناؤنگا مین نے حمزہ کو بادشاہ عالیجاہ
بنایا انھون نے یہ قدردانی کی کہ ہماری عورتین لڑکے بالے تباہ مارے مارے پھرتے ہین قضائے کار
سفاک جادو ملازم نیلم اڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسنے دیکھا ریحانہ جادو عمرو سے ہنس ہنس
کر باتین کر رہی ہے وہین سے للکارا او ریحانہ نمک حرام دشمن شہنشاہ کو اپنے گھر مین جگہ دی عمرو

لے پکار کر کہا او بیحیا کون ہے ہمنے ملکہ سے وعدہ کیا ہے نیلم کو مار کر انکو بادشاہ بنائین گے سفاک
غصے مین زمین پر آیا ریحانہ ہان ہان کرتی ہے سفاک نے ایک گولا مارا ریحانہ کا سر پھٹا اندھیرا ہوا
عمرو کے پاؤن زمین سے چھوٹے عمرو الگ ہوا اب جو روشنی ہوئی سفاک نے کہا عمرو کہان گیا
کنیزون پر بدعت کرنے لگا گوشہ باغ سے ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا حضور آپ کیون خفا ہوتے
ہین عمرو تو ایک گوشہ مین چھپا ہے چلئے مین بتلا دون سفاک خوشی خوشی کنیز کے ساتھ چلا ایک مقام
پر آکر کنیز نے کہا وہ دیکھئے عمرو بیٹھا ہے جیسے ہی سفاک ملٹا پلٹ کے عمرو نے خنجر مارا شکم چاک قصہ
پاک اندھیرے مین تمام باغ کا مال لوٹ کر عمرو ایک جانب بھاگا اس باغ سے کوس بھر راستہ طے کیا
تھا ایک مقام پر ایک گنبد بلورین نہایت تکلف سے آراستہ اسمین ایک شہزادی بڑے تکلف
سے بیٹھی ہے اور سامنے گنبد کے چند نازنینان حوروش آفتاب جمال ماہ تمثال صاحب غمزہ و
ناز آنکھین ہر ایک کی شعبدہ باز رقص کر رہی ہین خواجہ نے جو یہ رنگ دیکھا بیچین ہو گئے کنارے
اگر ٹھہرے ایک ناچنے والی کو حیلہ سے بیہوش کیا اسکی شکل بنکر کھڑے ہو کر رقص شروع کیا
وہ وہ تانین ملین کہ زمین ہلا دی سب نازنینان مرحبا روبرو تعریفین کر رہی ہین سب مجمع انجمن
کے قریب ہو گیا جب عمرو نے خوب تانین لگائین ایک مطلع و دو شعر مصنف کے گائے نظم
آہ کیسے ہین جو اشک آنکھون مین بھر آتے ہین :: لب دریا ترے دیوانے ہوا کھاتے ہین :: خار تلوون سے
نکالینگے ہمین ہوش آیا :: مردے وحشت دل یار چھٹے جاتے ہین :: صبر و طاقت بھی نہین دشت مین اب
دیتے ساتھ :: گم ہوئے وحشت دل یار چھٹے جاتے ہین :: ان اشعار نے دل سب کے بیقرار کر دیے
وہ نازنین جو تخت پر بیٹھی ہے ان ارباب نشاط کی افسر ہے تعریف کرتی ہوئی اوٹھی خواجہ کو تو یہ
خیال ہے کہ گنبد مین جا کر ان سکو بیہوش کر کے زیور وغیرہ لوٹ لون قتل کر کے نکلجاؤن اُس افسر
نے قریب آکر آواز دی کیا خوب گت ناچی ہے گل اندام تو اب بے مثل و بینظیر ہے تیرے گانے مین تاثیر ہے
لے یہ موتیون کا مالا ہمنے بطور انعام دیا خواجہ خوشی خوشی بڑھے سر جھکا دیا اس افسر نے موتیون کا مالا گلے
مین خوجہ احمد کے پہنا دیا یہ نہ جانتے تھے کہ یہ موتی آبرو لینگے یکایک دانہ موتی کا چٹکا آواز آئی اے ملکہ قاصد
جادو ساربان زادہ گل اندام کی شکل بنکر جلسے مین گھس آیا ہے سارا مال لوٹ تا گویا آگ لال ہو گیا
اسمین سے ایک دھوان نکلا رنگ روغن خواجہ کا اتر گیا بصورت اصلی ہو گئے بالون بھی نے بنے تھام لیے اُس

اوسنے نعرہ کیا منم رقاصہ جادو ساربان زادے تو نے ریحانہ و سفاک کو قتل کیا مجھکو ویسا ہی سمجھا تھا
وہ جلسہ تمام درہم برہم ہوا ناچنے والیان صورت عمرو دیکھکر غل مچانے لگین کوئی کہتی ہے ارے یہ
بن مانس کہانسے آیا کوئی کہتی ہے جل مانس ہے کوئی کہتی ہے مرچیا جن ہے کسی نے کہا مٹھیا دیو ہے کیا
غضب کیا گل اندام کی تشکل بنکر گھس آیا کیون ملکہ رقاصہ ہماری تو گل اندام کہان ہے رقاصہ نے کہا
جب اس مگوڑے نے گل اندام کو بیہوش کیا بیر دن نے میرے خبر دی مین تدبیر کر چلی تھی گل اندام
فلان نخل کی پشت پر پڑی ہے تم لوگ بہانا انتظام کرو مین اس مکار ظالم قتال عالم کو خدمت شہنشاہ
نیلم مین پہونچادون وہ فوراً قتل کرے یہ وہ ظالم ہے کہ اس کے بیٹے نے شہنشاہ کی شکل بنکر بائیس
لاکھ کا لشکر برباد کرا دیا اگر یہ قتل ہوا مہرخ و بہار وغیرہ خبر سنکر قدمون پر افراسیاب کے گرینگے اس
راستہ چاہ نیلوفر کو شہنشاہ نے کسقدر مخفی کیا تھا یہ منتفی کیونکر ہوئے غرض رقاصہ جادو نے عمرو کی
مشکین باندھین تخت پر ڈال کر طرف نیلم کے روانہ ہوئی اب دو کلمہ داستان اس گرفتار الم و مصیبت
و قیدی زندان محبت کے بیان ہوتے ہین یعنی ملکہ مواج قطرہ زن سے کہ شہنشاہ نیلم اپنے دربار
مین مع سردارون کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہے خبرین گذری ہین کہتا ہے ارے یارو بڑے بڑے
ساحر میرے ساتھ ہین کوئی اسد کو گرفتار کرکے نہین لاتا خوش آہنگ جادو مصاحب خاص تدبیرین
کر رہی ہے بہار وغیرہ اوسکی قید مین ہین مواج ہر بات مین دخل دیتی ہے کہ اے شہنشاہ یہ سب
خبرین غلط ہین مینے کل مقامات چاہ نیلوفر چھانا کہین پتہ نہین ملتا آج کنیز جائیگی ڈھونڈھ کر گرفتار
کریگی یہ ذکر تھا کہ لاشہ سفاک و ریحانہ لیکر جادوگر آئے نیلم حیران ہو گیا کہ ارے یہ لوگ کیونکر مارے
گئے ساحرون نے کہا عمرو صحرائے آہوان سے گذر گیا باغ مین ریحانہ و سفاک کو مارا مواج
قطرہ زن دل مین خوش ہوئی نیلم نے کہا کیون اے نور نظر اسقدر چشم پوشی تمکو ساربان زادہ
نہین ملتا خود برائے تلاش نکلون مواج نے کہا کنیز ابھی جا کر تلاش کرتی ہے یہ ذکر تھا کہ خوش آہنگ
خوشی خوشی آکر پہونچی آکے ہاتھ پر رکھکر نذر دیا کہا اے شہنشاہ میرے ساحر نے بڑی دھوم سے عیاری
کرکے اکراسد کالیا بیابان نے اسکو مارا این وقت پر پہونچگئی آکے لیا خوشی مین اسد پر دست انداز
نہوئی اب اسد بیکار ہے ایک کنیز جا کر پکڑ لائے ایک ساحر حقیر گرفتار کر سکتا ہے نیلم نے بڑا بھاری خلعت خوش آہنگ
کو دیا کہا جا کر بہار وغیرہ کی حفاظت کرو خوش آہنگ تو گئی نیلم تلوار ٹیک کر اوٹھنے لگا مواج نے کہا

اے دالدہ نادار آپ تکلیف نکرین کنیز ابھی جاکر عمرو و اسد کو تلاش کر کے لاتی ہی قتل بیجانہ وسفاکہ
کی خبر سنکر تو خوش ہوگئی تھی خوش آہنگ جب اکر لائی رنگ رو متغیر جی مین کہتی ہی اے مواج غضب ہوا
اس شیر پر سرکش و ناکس ست انداز ہوگا اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا سامنے نیلم کے طاؤس زرین بال پر
بیٹھکر اس خیال سے چلی کہ اسد کو کہین چھپاؤن عمرو کو خبر دون کہ خواجہ اکر پاس نیلم کے پہنچ گیا بقدرت پروردگار مواج
بجوش و خروش ادھر سے جاتی ہی ادھر رقاصہ جادو قید عمرو لئے ہوئے آتی ہی دور سے مواج نے دیکھا کہ خواجہ
کی مشکین بندھی ہوئین تخت پر رقاصہ کے پڑے ہین منتین کرتے ہین کہتے ہین ملکہ میرے گرفتار کرنیسے کیا
فائدہ مجھے چھوڑ دیجئے مین چلکر اسد کو بتا دون سر کاٹ لیجئے لشکر مین چلئے لاچین و کوکب کو
گرفتار کرا دون رقاصہ کہتی ہی او مکار تو نے اس جاہ نیلوفر کو کیا سمجھا ہی یہ وہ مقام ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا بے
بلائے کبھی نہین آئے تو نے عذر ڈالدیا کیسے کیسے ساحر مارے گئے اس گنبد تک رسائی دشوار تھی صحرائے
آہوان سے کیونکر گذرا خواجہ کہتے ہین اس خطا کو معاف کیجئے مجھکو پاس نیلم کے نہ لیجائیے وہ میرا
دشمن ہے قتل کریگا تم زندہ نہ بچوگی میرا بیٹا چالاک بن عمرو و شاگردان رشید تمکو ڈھونڈ کر قتل کرینگے
رقاصہ کہتی ہے او ساربان زادے ابھی مین چلکر تجھکو قتل کراتی ہون نیلم تیرے نام کا دشمن ہی مواج
نے جو نہنگ بحر عیاری کو قید مین دیکھا طاؤس اڑا کر قریب آئی رقاصہ نے اوٹھ کر سلام کیا ملکہ نے کہا
اے رقاصہ عمرو کو کہان پایا کہا حضور مین نے لاکھون روپیئے خرچ کئے جانتی تھی کہ اتنے دام مین پھنسیگا
صحرائے آہوان کیسا سخت مقام ہی نہین معلوم اس ظالم نے اسکو کیونکر طے کیا قریب گنبد ہو بیجانہ و
سفاکہ قتل ہوئین باغ سب ویران پڑا ہی مین نے اسکو بڑی تدبیر سے گرفتار کیا ملکہ نے کہا اے رقاصہ
عمرو کو تمنے ناحق گرفتار کیا اسد کو تلاش کرو اگر یہ زندہ رہیگا تو کیا اسد سے البتہ مراد اہالیان طلسم ہوشربا
حاصل ہوگی آہ احمقہ نہین ہی اسکو چھوڑ دو رقاصہ نے کہا حضور اسد یہی ہی اسنے ملک کے ملک برباد کردیئے
حجرہ ہائے بلائے ساحر اسکی مدد سے مارے گئے اگر یہ قتل ہوا خبر سنکر مہرخ وغیرہ اطاعت کرینگی مواج نے
کہا اے رقاصہ یہ خیال خام تصور ناتمام دل سے نکال ڈال عیار کے قتل کرنیسے کیا نفع ہوگا یہ سنکر رقاصہ
بگڑی کہا ملکہ تم تو ایسی باتین کرتی ہو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مثل مہجبین و لالان کے اسد پر مائل
ہوئی ہو نگوڑے اسد کو بیٹھکے قتل کرونگی عمرو کی بوٹیان کاٹکر کھا جاؤنگی یہ سنکر ملکہ بگڑ گئی کہا او نصفتی
تیری یہ لیاقت ہوئی کہ ہمسے طعن کرتی ہی حقیقت مین مہجبین و لالان کے بڑے مرتبے ہین مین بھی اس شہریار کی کنیز

ہون سامری وجمشید پر لعنت کرچکی تو قاصہ پیچھے ہٹی کارد سحر ملکہ پر کھینچ ماری ملکہ کا شانہ نشانہ ہوا زخم
کھا کر جیسے تیر پھرتا ہی ملکہ نے تیغ ہلالی کھینچا للکار کر جا پڑی اسنے چاہا بجون مواج نے قریب آکر اسکے سحر
دفع کیئے نعرہ کرکے تیغ ماری قاصہ نے سپر سحر پر روکا تیغ تڑپ کر گرا اسپر کو کاٹ کر قاصہ کے دو ٹکڑے کیئے
آواز آئی گشتی مرنام من قاصہ جادو بود جس دھن مین قاصہ چلی تھی وہ خیال پورا نہوا سب بگڑ گیا
اب مواج خواجہ کو لیکر درہ کوہ مین آئی کہا اے شہنشاہ آج عیاری ہم نے کہا تھا کہ اسد
نامدار کو مخفی ہونا چاہیئے انکے بازو سے آکر خوش آہنگ نے چھین لیا وہ آکر پاس نیلم کے پہونچگیا اب
جبتک بہار وغیرہ نہ رہا ہونگی بڑی مشکل ہے اسد کسیکی نہ مانینگے دائم قریب مین ساحرونکی پھنسینگے نیلم
آپکے اور اسد کے خون کا پیاسا ہے دیکھتے ہی قتل کریگا قیامتین برپا ہو جائینگی اب مین اے دین اسلام مین
اپنی جان نثار کرتی ہون آپکو مکان پر خوش آہنگ کے لیئے چلتی ہون میری کنیز ہے نرگس اسکی
شکل بنکر چلیئے وہان چلکر جو کچھ ہوسکے جسطرح بنے خوش آہنگ کو قتل کیجیے بہار دباغبان وغیرہ
رہا ہون وہ لوگ رازدار طلسم ہین شاید کوئی تدبیر نکالین مواج نے تصویر نرگس کی دی خواجہ نرگس
کی شکل بنکر تیار ہوئے مواج اپنے تخت پر بٹھا لیا قصر خوش آہنگ مین آئی خوش آہنگ نے آکر استقبال
کیا لاکر تخت پر بٹھا دیا کہا حضور آگئے تو مین نے اسد سے لیا آپکے والد کی خدمت مین پہونچایا اب ان
سردارونکے قتل مین کیا دیر ہے مواج نے کہا مین اسی واسطے آئی ہون رات بھر صحبت رہی صبحکو ان سبکے
سر کاٹکر خدمت مین شہنشاہ کے لیجاونگی خوش آہنگ نے جلسہ آراستہ کیا مواج نے کہا اے خوش آہنگ
تمہارا تو علم موسیقی مین نام ہی ذرا ہماری نرگس کا تو گانا سنو بڑے کمال اسنے حاصل کیئے ہین خواجہ
بشکل نرگس محفل مین بیٹھے ساز ملے اس زور وشور سے گائے خوش آہنگ نثار ہونے لگی اے نرگس
تیرا دیدہ بڑا دلبر ہے کیا کمال حاصل کیا نرگس نے کہا بوا تم آنکھین بھر لو گی ایک کمال اور دیکھو مین
ساقی گری خوب کرتی ہون مواج بھی ہان مین ہان ملاتی ہے لیکن حیران کہ بارہ ہزار ساحر کیونکر ماری
جائینگے خواجہ عمرو نے کہا ملکہ خوش آہنگ کلید میخانہ ہمکو دیجیے ہمارے ساقی ہونے مین کوئی باقی
نرہیگا خوش آہنگ نے کلید میخانہ سپرد کی خواجہ عمرو نے جاکر شراب کو خراب کیا بیہوشی ملائی صد ہا
سبالا تقسیم کر دیا چند گلابیان آراستہ کرکے محفل مین لائے مواج تعریفین کر رہی ہے مواج نے اپنے ہاتھ
سے جام خوش آہنگ کو دیا خوش آہنگ نے سلام کرکے لیا خوش آہنگ خوشی خوشی

پی گئی تمام اہالیان دربار کو چشم زدن مین عمرو نے شراب بیہوشی پلائی مواج پریشان بیٹھی تھی رات
قلیل باقی تھی خوش آہنگ اور خیال مین تھی نشے مین اٹھی گر کر بیہوش ہوئی تمام اہالیان دربار لب
فرش اب جو نیچے پکڑے کے عمرو گرا مواج تھرتھر کانپ رہی ہے کہتی ہے خواجہ ٹھہر جاؤ عمرو نے لباس
خوش آہنگ تن کا اتار لیا برہنہ ہو کے ننگ سحر قتل ہوئی اتنے مواج نے بھی سحر کرنا شروع کیا صدائے
گیر و دار بلند عمرو نے دربار کو مزبلہ و قصابان بنا دیا صبح ہوتے ہوتے سب کو قتل کیا بوقت سحر
میدان صاف تھا بہار و باغبان کو رہا کیا اب شہنشاہ اوج عیاری سے مواج نے کہا ان سرداران
کو آپ ہمراہ لیکر طلسم کشا کو تلاش کیجئے مین جا کر تدبیر آگے کی کرتی ہون یہ کہکر مواج یکہ و تنہا طرف
نیلم کے چلی خواجہ عمرو مع بہار وغیرہ تخت پر سوار ہو کے چلے قضائے کار شہنشاہ نیلم
دربار مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا صبح کا وقت تھا ہما اُس پر سوار ہو کر گشت کرتا ہوا چلا ادھر سے
یہ حریق آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو گرفتار مواج عطرہ زن خوش آہنگ
کو قتل کرا کر رات بھر کی جاگی ہوئی سامنے یہ گشت و خون ہوا پروردۂ مہد ناز و نعم گرفتار دام الم
اڑی ہوئی آتی ہے نیلم کی نگاہ پڑی پکار کر آواز دی اے نور نظر کہان سے آتی ہو مواج نے جھک کر
سلام کیا گھبراہٹ مین منہ سے نکلا کہین نہین گئی تھی ہاتھ پاؤن تھرانے لگے رنگ رو متغیر متردد
متحیر نیلم نے جو یہ حال دیکھا بیساختہ منہ سے نکل گیا کہ تو تو طرف سے قصر خوش آہنگ کے
آتی ہے ارے ظالم کیا خوش آہنگ کو قتل کرا آیا بموجب مثل چور کی ڈاڑھی مین تنکا مواج نے
کہا مین تو خوش آہنگ کے مکان پر نہین گئی خوش آہنگ کو پہچانتی ہی نہین نیلم نے قہقہہ مار کے
کہا او ظالم مجھکو یقین کامل ہے یہ سب دربند تو ہی نے فتح کرائے یہ کلمہ سنتے ہی مواج سوچی کہ
اب ابرو مین فرق آیا کانپنے لگی پھر یہی کلمہ کہا کہ بابا جان مین نے خوش آہنگ کو دیکھا بھی نہین
اب تو نیلم نے شانہ مواج کا تھاما کشان کشان لیکر مقام خوش آہنگ کے آیا دیکھا قصر خوش آہنگ
مزبلہ و قصابان بنا ہے ہزار ہا لاشہ تڑپ رہا ہے مکان مین فرش ندارد بس نیلم نے سر پیٹ لیا
مواج کی مشکین باندھین ایک یا دو ساحر زندہ تھے انھون نے بھی گواہی دی کہ رات کو
ملکہ عالم نرگس کو ساتھ لیکر آئی تھین یکایک قیامت برپا ہوئی دیکھا ساربان زادہ سب کو قتل کر رہا ہے
اپنے کو بیکار پایا سب بھائی بند مارے گئے نیلم نے کہا او سفاک تجھے تو ملکر سمجھونگا پہلے ان سب کو جا کر

لون اگر اسد کا میرے پاس موجود ہے یہ کہکر منتر کیا ایک پتلا پیدا ہوا پتلے سے کہا اے ہم شبیہ اس
گنہگار کو ہمارے دار الامارہ میں لیچل ہر چند مواج چیخی بیٹی نیلم نے کچھ نہ سنا پتلا مواج کو لیکر فورا آسمت
قلعہ نیلوفر چلا آپ تلاش میں بہار وغیرہ کے نکلا یہاں اسد و بیابان وغیرہ ایک صحرائے
وحشت خیز میں پریشان بیٹھے ہیں کہ خواجہ مع بہار و باغبان آکر پہونچے عمرو نے آکر اسد کو گلے سے
لگایا سب سردار ایک ہی مقام پر جمع ہیں اسد سے عمرو کہہ رہا ہے کہ مواج نے بڑا کام کیا تابہ خوش آہنگ
ہو بجایا یہ در بند بھی فتح ہوا یہ باتیں کر رہے تھے کہ آسمان پر برق چمکی نیلم بقہر وغضب تمام آکر پہونچا
بہار و باغبان وغیرہ بڑھے کہ شہنشاہ نیلم پر سحر کریں نیلم بلائے روزگار ہے عیاری میں
چالاک ہے پھینکر برباد ہوا یہ اپنے کو سمیر افراسیاب جانتا ہے خزانہ دار الاحیین بھاڑے
بڑے سحر اسکے قبضے میں ہیں ایک دو تھپڑ زمین پر مار یا سامری کہکر بار اغبار بلند ہوا بہار و
باغبان وغیرہ سحر نہ کرنے پائے خواجہ عمرو تو البتہ گلیم اوڑھکر نکل گئے سب سردار بیہوش
ہوکر گرے مع اسد نیلم نے سبکو گرفتار کیا ساحروں کی زبان میں سوزن دے اسد کو مسلسل کیا
اب سوچا کہ انکو کسی مقام پر چلکر قید کروں خیال آیا کہ دریائے شبرنگ میں میں نے ایک گنبد
بنایا ہے گرد دریائے شبرنگ بیچ میں گنبد آئینہ تعمیر ہے اسی مقام پر ان سبکو لیجا کر قید کروں یہ
سوچکر قریب گنبد آیا دروازہ کھولکر سبکو گنبد میں بند کیا گرد گنبد سحر کر دیا کہ شعلہ ہائے آتش
بلند ہوگئے گنبد آگ میں مخفی ہوا اس طرح پر قید کر کے قلعہ میں آیا مواج کو سامنے بلایا کہا او
نالایق تونے تو سب کچھ تدبیر کی تھی میں نے راہ میں جا کر اسد و باغبان وغیرہ کو پکڑ لیا سبکے
سر کاٹکر خدمت شہنشاہ میں روانہ کرونگا ایک عمرو باقی ہے وہ سامنے سے غائب ہوگیا مواج
قدموں پر گر پڑی کہا بابا جان میں بالکل واقف نہیں ہوں میری سلطنت میری حکومت کیوں
مٹانیکا ارادہ کرتی مجھکو حکم دیجئے میں سارباں زادے کو تلاش کر کے لاؤں جب ساحر نے ایسا کہا کہ
ملکہ آئی تھیں وہ بھیجا مجھپر نگاہ بد ڈالتا تھا اسوجہ سے ایسا کلمہ کہا وزرا امرا بھی وزیر بڑی سمجھے ہی کہا اے
شہنشاہ جب ان سے طلسم کشا چاہ نیلوفر میں آیا ملکہ عالم آٹھ پہر اسی جستجو میں رہتی ہیں کہ میں عمرو
کو گرفتار کروں طلسم کشا قتل ہو میرے باپ کی سلطنت بچے آپکا خیال خام ہے اسطرح سے سبھوں
نے جو کہا تو شہنشاہ نیلم کو گرگرا اسنے بد مواج کے رحم آگیا نہایت ناز و نعم سے اسے پالا ہے

گگ سے لگا لیا کہا ای نور نظر میرے دل کو یقین نہین ہی جسطرح سر داران افراسیاب مکگئے اسی طرح جادو نیلوفر مین بھی بیابان جادو نگہبان دہنہ جادو نیلوفر عمرو کے ساتھ ہے اسی نے نشان بتائے ہون گے اب مین نے اسکو بھی قید کیا بیٹا خبردار کسی سے ذکر نہ کرنا دریاے شبرنگ کے گنبد مین اسد وغیرہ کو قید کیا ابھی قتل کرنا مناسب نہین ہی تم تلاش کر کے عمرو کو لاؤ یہ سنکر مواج اسیوقت آراستہ ہوئی کہا حضور مین ابھی عمرو کو لاتی ہون سر کاٹ کے لاؤن گی مین عمرو کو لے آؤن تو سبکو بلا کر قتل کیجیے آج ہی خاتمہ ہوجاے یہ کہکر مواج بجوش و خروش چلی حال قید اسد سنکر کلیجے پہ چھریان پھر گئین ہین جی ہین کہتی ہین شعر یا تن رسد بہ جانان یا جان زتن بر آید ٭ دست از طلب ندارم تا کار من بر آید ٭ اس جوش و خروش مین مبہوت لب بہر سکوت دل بیقرار آنکھین اشکبار رہو اس خمسہ مین اختلال اپنی زندگی و بال تصویر اسد آنکھون کے سامنے پھرتی ہی دل سے کہتی ہی اے مواج اس شیر بیشہ جرأت کا کیسا دل گھبراتا ہوگا ہی دل سے کہتے ہون گے کہ ہماری مدد کو یہان کون آئیگا اس مقام تنگ و تاریک مین اپنے کو کون پھنسائیگا روتے روتے یہ اشعار پڑھے

آج دل رو بجھ چلا ہی بت دل جو کیطرح
زخم بھی جتنے ہین ترچھے ہین وہ ابرو کیطرح

جتنا ہی چاہے جوانی مین اکڑتے ہیجئے
حسرت دید ٹپک پڑتی ہی آنسو کیطرح

سونے مین فتنہ خوابیدہ کیصورت معشوق
دل وہ جاتا ہی چمکتا ہوا جگنو کیطرح

کھینچ لے ہاتھ جو کچھ دسترس انسان کا ہو
خشک ہو جاتا ہی خون آنکھ کے آنسو کیطرح

اب جو آتی ہین نہ سو رو کے ہیری ہین چلا

سینہ بھی ہوتا ہی خالی مرے پہلو کیطرح
باغبان بھی یو نہین گلشن سے نکالا جاے

چشم بد دور رہو تو ابھی گیسو کیطرح
ہجر کی شب مری راحت کو ہی وحشت مجھے

جاگتے ہین یہ جگائے ہوے جادو کیطرح
ساکن کعبہ بھی ہین کشتہ ابروی صنم

توڑ کر بیٹھ رہے پانو نگونا نو کیطرح
دست جلاد کا گردن کو بھروسا ہی برا

دانت آخر کو گرینگے یہ سب آنسو کیطرح

مجھسے اس ترک کی تلوار تو رکھتی تھی کجی
خانہ برباد ہین جسنے کیا بو کیطرح

مین ہون وہ طالب دیدار کہ آنکھونسے مری
نیند بھی آنکھ سے رم کر گئی آہو کی طرح

دو زانو طفل حسین دوڑ اگر غالب ہی
ڈنک کا فونے کمان پایا ہے بچھو کیطرح

دیکھ لیتا ہی جو روتے وہ ستمگر ہم کو
تیغ یا ور ہی مری قوت بازو کیطرح

اس جوش و خروش مین مواج قطرہ زن قریب دریاے شبرنگ جبھی دیکھا گرد گنبد کے شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین نکہ ہاے ابر سحر نیلیم کوک رہے ہین طاہو مین آکر اتری دریا مین نہائی ایک ساری سفید نصف باندھی نصف اوڑھی کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی مواج قطرہ زن کی زلف عنبرین سے قطرات آب مثل گوہر نایاب ٹپک رہے تھے اس نے قطرات کو طرف آگ کے پھینکا ایک ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا خوب برسا آگ کو بجھایا چوکا اس مقام

دیا تھا بیچ کے سے نکل کر جوش محبت اسد مین گنبد کا قفل کاٹا اسی خانہ تنگ تاریک مین وہ اوج صاحبقرانی
غریب رہا تھا بہار کی آنکھون سے اشک حسرت جاری باغبان بھی دعائین کر رہا تھا کہ دروازہ قید خانہ کا کھلا
دیکھا ملکہ مواج قطرہ زن بیقرار اندر گنبد کے پہونچی بہار وغیرہ کی زبان سے سوزن نکالا اسد کے
ہاتھون سے ہتھکڑیان پاؤن سے بیڑیان کاٹین نشان پر ہتھکڑیون کے آنکھین ملنے لگی بیقراری مین گریہ
و زاری کرنے لگی قدمون پر اسد کے گر کے بوسہ دینے لگی یہ اشعار مخفی کے پڑھنے لگی اشعار

ہم سکندر فرونی ای دوستان خدا را
تا چند باشدت دل در سینہ سنگ خارا
مستی و تنگدستی بدنام خلق سازد
مشکل کہ باز بینم دیدار آشنا را
بگذشت موسم گل شد نالہای بلبل
شد گردش چرخ فرصت دید شمارا
یاران بہ بزم عشرت مخفی نگوی محنت

شاید نہفتہ ماند این راز آشکارا
مردیم و گردش چرخ رحمی نکرد بر ما
یا طرز شہ چہ نسبت درویش بینوا را
حاصل نشد چو گوہر کامی ز تیر تدبیر
تا کی شراب مستی یا ایہا السکارا
از خسرو زمانہ بکشاد چشم تکبر
یا عافیت چہ کارست درویش بینوا را

مارا چو موم بگداخت این آتش محبت
تا کے توان بہ دشمن صاحبدلان خدا را
کشتی عمر بشکست در بحر ناامیدی
تدبیر را گذارم گردن نہم قضا را
بر باد رفت در غم یاران ذخیرہ عمر
ور نامہ سکندر احوال ملک دارا

رو رو کر اسد غازی کے جسم سے
قید دور کی بہار وغیرہ سے کہا آپ سب صاحب تو لیکر نکل جایئے مین جاکر انکی تدبیر کرون یہ کہکر ان سبھون کو
ادھر روانہ کیا آپ طاؤس پہ سوار ہوکر پسینے پسینے طرف قلعے کے چلی شہنشاہ نیلم بیٹھا ہوا تخت پر سوچ
رہا تھا کنیزان مواج سامنے آئین پوچھا مواج ملی یا نہین کنیزون نے عرض کی وہ عمرو
کو گرفتار کرنے گئی ہین لیس گھبرا کر جوش محبت مین مواج کی ادھر اس خیال مین کہ ایسا
نہو عمرو کو گرفتار کرنے جائے عمرو اسکو پکڑ لے تو بڑی خرابی ہو اس خیال مین تخت پر سوار
ہوکے چلا بیچ راہ مین پہونچا تھا کہ دیکھا مواج قطرہ زن طرف سے دریائے شبرنگ کے آتی
ہے نیلم نے غصے مین پوچھا کہان گئی تھی مواج گھبرا گئی کہا حضور کہین بھی نہین گئی تھی عمرو کو مین
ڈھونڈھتی پھرتی ہون نیلم کو گمان ہوا تھا کہ مین نے حال دریائے شبرنگ کہا تھا یہ وہین سے
آتی ہے ایسا نہو رہا کردیا ہو مواج کا ہاتھ پکڑ لیا کہا او ظالم تو میرے قتل کے درپے ہر گشتہ شان
قریب دریائے شبرنگ کے آیا دیکھا گنبد شکست آتش سحر بجھی ہوئی تالے مین ایک پیچ کادیا
ہوا صاف ظاہر ہے کہ ابھی کوئی سحر کرکے گیا ہے غصے مین پوچھا کہ اے بدنصیب تو نے ان سبکو رہا کر دیا

مواج نے کہا نہین حضور مین یہان آئی بھی نہین نیلم نے کہا اوچھوکری تو مجھکو دیوانہ بناتی ہے دیکھو ابھی
حال کھلجائیگا یہ کہکر نیلم نے چوکے سے خاک اٹھائی اسکا پتلا بنایا وہ دانے ماش کے مارے کہا بتلا
تو کسکا سحر ہے پتلے نے صاف کہدیا مواج قطرہ زن نے یہان کھڑے ہو کر سحر کیا سب کو
رہا کردیا اب تو نیلم نے مواج کی مشکین باندھین یہ کہتا ہوا اچھلا کہ مارے کوڑون کے کھال
گرا دونگا دریاے شبرنگ سے دو کوس راستہ طے کیا تھا دیکھا ایک نخل کے سایہ مین
افراسیاب جادو کھڑا ہے نیلم تخت سے اتر آیا سلام کیا افراسیاب نے پوچھا ارے گدھے
اس مہ جبین نے کیا کیا نیلم نے کہا حضور اس ظالم نے سب دربند فتح کرا دیے بہار وغیرہ کو
مین نے پکڑا تھا گنبد آئینہ مین لے جا کر قید کیا تھا اور سواے اسکے مین نے کسی سے مفصل حال نہین
کہا اسنے جا کر ابھی اسکو رہا کردیا اب اسکو قتل کرڈالونگا افراسیاب نے کہا مین نے اورلق
مین یہان کا سب حال دیکھا اسی واسطے آیا کہ دشمنونکو قتل کرون مواج تخت پر ہے نیلم
افراسیاب سے کھڑا باتین کر رہا ہے باتین کرتے کرتے افراسیاب نے کہا اے شہنشاہ نیلم دیکھو
وہ ابر تیرہ و تار اٹھا شاید شہنشاہ الماس جبین وغیرہ آتے ہین مواج تخت پر پڑی ہوئی زندگی سے
یاس سوچ رہی ہے کہ اب ظالم مجھکو لے جا کر قتل کریگا ہاے دیدار سے اسد کے محروم رہی دیکھیے انجام کار
کیا ہو حضرت عشق نے کیا مزا دکھایا اس بلا مین پھنسایا مگر نیلم کہنے سے افراسیاب کے پلٹا
افراسیاب نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالکر نعرہ کیا منم سپہر عیاری نیلم ارے کرکے پلٹا
عمرو نے تغراق سے جواب بیہوشی کا نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و نہنگ بحر طراری و قطب فلک خنجر
گذاری گرتے گرتے اور بیہوشی ماری نیلم کی زبان مین سوزن دیا مواج کی زبان سے
سوزن نکالا مواج قدمون سے خواجہ کے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری اب یہ مجھکو زندہ
نہ چھوڑتا مین نے اسد و بہار کو رہا کیا اب اسکو کیا کیجیے گا عمرو نے کہا مین ابھی اسکو قتل کرونگا
مواج گھبرانے لگی کہا خواجہ یہ بلاے روزگار ہے اسکا قتل ہونا دشوار ہے یہ ذکر تھا کہ ملکہ بہار و
باقبان وغیرہ مع اسد نامدار جو دریاے شبرنگ سے رہا ہو کر چلے تھے اس گنبد مین مال و
اسباب بہت تھا ایک بارگاہ رزبفتی نکلی بہار و باقبان نے اثدہاے آتش فشان تیار کیے بارگاہ
اسپر لادی اسوقت آکر پہونچے دیکھا کہ مواج قطرہ زن و خواجہ عمرو و شہنشاہ نیلم کی مشکین باندھے

ہین یہ سب سرداران نامدار عمرو سے آکر ملے بارگاہ آستاد کرائی اسد کو لاکر دنگل شوکت پر بٹھایا سب سردار
اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے نیلم کو ستون سے باندھ کر ہوشیار کیا نیلم نے دیکھا سواج قطرہ زن پہلوے اسد
صف شکن مین جلوہ نما ہے تمام سرداران نامدار بیٹھے ہین عمرو نے آواز دی ای نیلم تونے قدرت خدا کو
دیکھا کیونکر تجھکو ہمارے قبضہ مین گرادیا بہتر یہ ہے کہ سامری جمشید پر لعنت کر طلسم کشا سامنے
موجود ہے قدمونکو بوسہ دے نیلم نے بہ قہر و غضب طرف اسد کے دیکھا سواج پر نگاہ قہر ڈالی اشارہ
کیا اگر زبان سے سوزن نکل جاے تو عالم کھون سبکو قتل کرون یہ سنکر اسد نے کہا نانا جان
اس سیاہ قلب کو قتل کیجیے یہ کبھی اطاعت نکریگا قوت بازوی افراسیاب ہے یقین ہے اسکے
قتل ہونے سے افراسیاب کا کلیجہ پھٹ جاے یہ کہکر اشارہ کیا بیابان جادو تیغہ پکڑ کے اٹھا
شانہ پکڑ کے کھینچا بیرون بارگاہ لایا آواز دی اے شہریار یہ حکم اول ہے کیا ارشاد ہوتا ہے یہ بڑا ساحر
جلیل افراسیاب کا کفیل ہے اسکے قتل ہوتے ہی ہوشربا مین تہلکہ پڑجائیگا بیابان نے گردن پر
اس سرکش کی کوئلے کا خط کھینچا اسد نے حکم ثانی دیا بیابان تیغہ پکڑ کر بڑھا قریب ہے کہ حکم ثالث
مے قضاے کار ملکہ گلنذار جادو مشیر نیلم اڑی آسمان پر جاتی تھی چار سو جادوگر ساتھ ہین اسی فکر
مین یہ بھی نکلی تھی دیکھا شہنشاہ زیر تیغ ہین وہین سے کڑک کر گری بیابان کا سر زخمی ہوا
گلنذار نے بہار دکھائی زبان نیلم کی سوزن لیا بہار و باغبان بھی اسباب سحر لیکر اٹھے نیلم پر
چہار جانب سے سحر کیے اسد نامدار نعرہ کرکے چلے باغبان نے سینہ سپر کیا کہا حضور اپنے کو بچائین
ایسا نہو دشمنون پر کوئی زوال آئے پاس کوئی شے ایسی نہین ہے کہ جسپر سحر تاثیر نکرے اب نیلم
نے زمین ہلادی جسپر سحر کردیا وہ زخمی ہوا بہار نے کئی گلدستے مارے ہمراہیان گلنذار کو جلادیا باغبان
نعرہ کرکے گلنذار پر جا پڑا گلنذار نے تیغہ سحر کھینچی باغبان سے تلوار چلنے لگی باغبان نے کمر کو بچا کے
سر پر ہاتھ مارا گلنذار کے دو ٹکڑے ہوے اب نیلم گھبرایا ہرچند کہ ساحر زبردست ہے بادہ
کبر و نخوت سے مست دیکھا سب کا قتل ہونا دشوار ہے ایک مقام پر اسنے سحر کیا آندھی سیاہ
اٹھی بہار و باغبان اندھیرے مین سر ٹکرانے لگے اس تاریکی مین یہ سیاہ رو کڑک کے گرا
اسد غازی کی کمر مین تیغہ دیا دل مین سوچا چلکر اسد کو قتل کرون ان سب پر لشکر کشی کرونگا آخر
یہ سب کہان جائینگے بعد عرصہ دراز باغبان و بہار نے سحر کی تاریکی کو دفع کیا دیکھا نیلم اسد کو لیگیا

سب سردار بقہر و غضب تمام طرف قلعہ کے چلے عمرو بدحواس ہو کے بھاگا لیکن نیلم اسد کو لیے ہوے
جاتا ہے اثنائے راہ مین تونبی کی آواز اسکے کان مین آئی کہ کس غضب کا لہرا کوئی بجا رہا ہے نیلم
بیقرار ہو گیا زمین پر آ کے دیکھا ایک لڑکا نہایت حسین شنجرفی پیراہن پہنے ہوے گاتی بندھی ہوی
ہاتھ مین لوہے کے گرزے ایک مار سیاہ کا مقابلہ کر رہا ہے جب یہ تونبی بجاتا ہے مار سیاہ بلبلا کے بل مین سے
نکلتا ہے دم کے بل کھڑا ہو جاتا ہے کفچہ مثل تابہ آہنی ہر مرتبہ اس لڑکے سے چوٹ چلتی ہے لڑکا رومال آگے
کر دیتا ہے جب اسکا پھن پڑا رومال جلنے لگا لڑکا پھپٹ جاتا ہے نیلم یہ ہنگامہ دیکھکر گھبرا گیا کہا اے
لڑکے اس افعی سیاہ سے اپنے کو بچا یہ وہ افعی ہے جسکے سایہ سے آدمی پانی ہو کے بہ جاتا ہے لڑکے نے
کہا اے شہنشاہ مہربانی فرمائیے میرے باپ دادا سب اسکے ہاتھ سے مارے گئے ہمارے خاندان
مین طلاق مرقوم ہے کہ جو اسکو مارے یا گرفتار کرے تب سرگروہ قرار پائے معاوضہ خون بزرگان
بھی لینا ہے اگر آپ کو میرے حال پر رحم آیا ہے میرا جھولا اور پٹارہ رکھا ہے مین اسپر حملہ کرتا ہون اگر
پنجہ قابض ہو تو مین نے اس موذی کو لیا اگر جو کا لڑکھڑا کر گرا یہ احسان ہوگا ہماری پٹاری مین سرخ
ڈبیا ہے اسمین ایک بوٹی ہے اسی مین زہر مہرہ بھی ہے فوراً وہ ڈبیا کھول کر بوٹی منھ مین
دیجیے زہر مہرہ مقام زخم پر لگا دینا وہ زہر چوس لیگا مین فوراً ہوشیار ہو جاؤن گا صرف
اتنا احسان کافی ہے اتنا کہکر وہ لڑکا مثل شعلہ جوالہ اچھلتا ہوا مار سیاہ کو لپٹا تا ہوا بڑھا قریب
پہونچکر یہ وہان دکھایا مار سیاہ نے وار کیا ہاتھ پر کاٹا لونڈا لڑکھڑا کر گرا مار سیاہ بھاگ کر غائب ہوا
نیلم بیقرار ہو کر دوڑا دیکھا چاند کا ٹکڑا بیہوش پڑا ہے پٹارہ کھولکر ڈبیا نکالی جیسے ہی اسکو کھولا
اسمین سے بیہوشی اڑی ارے کہکر بیہوش ہوا نعرہ ہوا منم مہر سپہر عیاری بہار وغیرہ بھی آگر بیہو تجے
اسد کو قبضے مین کیا چاہا نیلم کو گرفتار کرین زمین شق ہوئی سنہرا پتلا پیدا ہوا نیلم کو اٹھائے گیا ملکہ
مواج قطرہ زن ہمراہ ہے اس عیاری سے یہ نفع ہوا کہ اسد غازی کو رہا کیا اب قصد ہوا کہ قلعہ
نیلوفر پر لشکر کشی کرین ملکہ مواج قطرہ زن کے شریک ہوے سے بارہ ہزار ساحران نامی
مطیع اسلام ہوے وہ بھی ہمراہ ہین اب منظور ہوا کہ بر سر قلعہ نیلوفر لشکر کشی کرین یکایک آندھی
سیاہ اٹھی پردہ ظلمات کا نمونہ معلوم ہوتا تھا زمین تھرائی ہزار با تحمل آکھڑ کر گرے غبار زر و بلند ہوا ملکہ بہار
وغیرہ اس غبار سے گھبرائین نفس در قفس پیچیدہ سے صاف ظاہر تھا کہ قفس عیاری مین مبتلا ہین ہر چند چاہتے تھے کہ

سحر کرین اس غبار سے نکلین ممکن نہوا اس غبار کی تاثیر سے سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش سب سردار
خاموش اسی غبار مین حیران و پریشان بیدست و پا بلاے آسمانی مین مبتلا ٹھہرے ہین کہ نعرہ ہوا ہم ملکہ مہران
گلگون پوش یہ وزیر اعظم شہنشاہ نیلم ہے اس حیرانی پریشانی مین مع اسد سب کو گرفتار کر لیا عمرو
تو البتہ گلیم اوڑھ کر نکل گیا اور کوئی ساحر وغیر ساحر نہ نکل سکا مہران گلگون پوش نے ان سب کو
تخت پر ڈالا لیکر اپنے باغ مین آئی مخفوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ مواج قطرہ زن دختر شہنشاہ
نیلم ساحر زبردست ہے جب اسنے آمد غبار دیکھی اتنا پکار کے بھی کہا تھا کہ اے بہار وغیرہ بچو مہران
گلگون پوش ساحرہ زبردست آتی ہے یہ ملعونہ زمین ہلادیگی بہار وغیرہ نہ سنبھل سکین مبتلاے بلا ہوئین مواج
قطرہ زن اسی جوش و خروش مین غرق زمین ہوگئی دور جاکر نکلی اک درہ کوہ مین جاکر ٹھہری بخوبی سمجھ
گئی ہے کہ مہران گلگون پوش آئی اسکا سحر خالی نہین جاتا سرداران نامی کو مع اسد کے گرفتار کرکے لے گئی
یہ حوصلہ نہ پڑا کہ اسکے اسم پر جا پڑے دل پر جبر کیا فراق اسد مین سختی اٹھائی درہ کوہ مین آکر چھپی دیکھا
مہران گلگون پوش ان سب کو لیے ہوے اپنے باغ مین آئی ملکہ بہار و باغبان قدرت و
نخ ہوے کا کل کشا و بیابان جادو وغیرہ چالیس سرداران نامی سامنے مہران کے استادہ
ہین مہران نے سب کو سمجھایا اور یہ بھی خوف ہے کہ معشوق افراسیاب ساحران ہوش ربا مین انتخاب
ایسا نہو اسکے قتل مین افراسیاب دامنگیر ہو میرے پھنسانیکی تدبیر ہو ساری مشقت ضائع ہو بس
وہ بہار کو سمجھا رہی ہے کہتی ہے اے ملکہ عالم آپ منظور نظر شہنشاہ عالیجاہ ہین آپ اطاعت قبول کیجیے مین
آپ کو خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کردون بہار جواب دیتی ہے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہمارا اطاعت
کرنا غیر ممکن ہے یہان تو یہ ذکر ہے کہ مہران نے بہار وغیرہ کو زیر تیغ بٹھایا ہے باغ مین تیا گل پھولا
چاہتا ہے نیلم کو ایک نامہ مہران نے لکھا کہ اے شہنشاہ مینے سب سردارونکو پکڑ لیا اب سر کاٹکے روانہ
کرتی ہون نیلم نے گھبرا کر مظفر جادو کو مع بائیس ہزار فوج کے روانہ کیا اور کہدیا اے مظفر جہانتک ہو سکے
بہار کو بچانا مظفر بھی چلا - دو کلمہ داستان افراسیاب گذارش ہوتے ہین کہ یہ باغ سیب مین بیٹھا ہی
جو بادشاہ آیا اسکو سمت دریاے نیل روانہ کیا یقین کامل ہے کہ لاچین وغیرہ طرف دریاے نیل کے قصد
کرین کہ طائران سحر نے خبر پہونچائی کہ بہار وغیرہ مع اسد داخل چاہ نیلوفر ہوے دربند ہا چاہ نیلوفر توڑے ہنگامہ برپا کیے
یہ بھی خبر ایک طائر نے دی کہ آج مہران گلگون پوش نیلم کی وزیرزادی نے بہار وغیرہ کو پکڑ لیا اسی باغ مین

قتل کیا چاہتی ہے افراسیاب اس سوچ مین بیٹھا ہے کہ آسمان سے لکہ ابر گلنار پیدا ہوا نہایت زور شور سے
وہ ابر آکر بر سر باغ سیب برا یا حیرت بھی براے ملاقات افراسیاب آئی ہے حیرت ابر کو دیکھکر کھڑی
ہوگئی کہا اے شہنشاہ میرا فرزند شہنشاہ شوکت بیٹا نیرنگ عنقا صورت کا آپہونچا بڑا ساحر زبردست
ہے یہ ذکر تھا کہ شوکت جادو مع ساٹھ ہزار ساحران زبردست کے لکہ ابر سے ظاہر ہوا افراسیاب کو آکر
سلام کیا حیرت نے گلے لگایا بہت رویا کی کہا میرے باپ اور چچا نیرنگ وگیر نگ ہاتھ سے جن لوگو نکے
قتل ہوے مجھے بتلایئے مین ان سبکو قتل کرون سنا مین نے کہ دادا جان بھی قتل ہوے ان کے
خون کا بدلا لینا ہے حیرت نے کہا اے فرزند اب آئے ہو دو چار دن ٹھہرو جلدی نہ کرو بر سر مسلمانان
لشکر کشی ہوگی تم بھی چلنا شوکت چہار جانب دیکھنے لگا گلشن صحبت کو بہار سے خالی پایا گھبرا کر پوچھا
چھوٹی خالا اماں کہان ہین نام بہار سنکر حیرت کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا اے نور نظر وہ ہماری
ہماری دشمن ہوئین اب آج کل اسد کو لیکر چاہ نیلوفر مین براے مقابلہ شہنشاہ نیلم گئی ہین مہران
نے گرفتار کر لیا اپنے باغ مین قتل کیا چاہتی ہے یہ سنکر شوکت گھبرا یا کہا خالو جان بڑے غضب کی بات
ہے آپکی عملداری مین ملکہ بہار قتل ہو جائین اور ہم زندہ رہین مجھکو تو انھون نے گود یون پالا ہے علم و
کمال سے آگاہ کیا آپ مجھکو نشان دین مین انکو ابھی سمجھا کے لاتا ہون حیرت نے کہا اے نور نظر وہ ہمکو
دشمن جانتی ہین کبھی تمھارا کہنا نہ مانین گی شوکت نے کہا حضور وہ آپ کے دربار مین آکر رہین انتہا
کی نازک مزاج ہین آپ نے غرور سلطنت کیا ہوگا انکو ناگوار ہوا نکل گئین ہمیشہ سے بات پر جان دیتی ہین
مین انکا پرورش کردہ ہون مین مثل تیجو ٹونکے جاکے سمجھا ؤنگا مہر پدری سے آگاہ نہین خاص انھون نے
مجھکو عزت و آبرو عطا کی سحر بھی انھین کے زنگ کے کرتا ہون آخر افراسیاب نے فرمان لکھ کے
شوکت کو دیا مضمون یہ تھا کہ اے مہران گلگون پوش شوکت جادو ہمارا عزیز قریب حیرت و
بہار کا بھتیجا فرمان لیکر آتا ہے جسطرح چاہے بہار کو سمجھائے تم دخل نہ دینا شوکت جادو فرمان
لیکر چلا اسوقت پہنچا کہ بہار زیر تیغ بیٹھی ہین گل سا چہرہ اداس آنکھون مین آنسو بھرے ہوے شوکت
بڑے زور شور سے آکر پہونچا مہران کو فرمان دیا اپنی بارگاہ استادہ کرائی بہار کو جھک کر سلام کیا اور
کہا اے مادر مہربان یہ حال کیا ہے مین سمجھ گیا آپی حیرت صاحب نے غرور سلطنت کیا ہوگا میرے ساتھ طلسم میا یتہ
مین چلیے اپنے قدیم ملک مین تشریف رکھیے افراسیاب سے آپکو کیا کام اگر سلطنت کی خوشی ہے اپنے ملک مین

حکم رانی کیجیے کوئی آپکا ہمسر نہین ہے بہار نے کچھ جواب نہ دیا شوکت نے کہا میری بارگاہ مین چلیے مہران سے جورو کا شوکت نے کہا فرمان تحریر ہے صاف صاف تقصور ہے اپنی مادر مہربان کو باطمینان سمجھا ئینگے مہران فرمان پڑھکر خاموش ہوئی شوکت نے سوزن زبان سے بہار کی نکال لیا اور به اعزاز واکرام اپنی بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا منت سمجھانے لگا بہار حجاب سے کچھ جواب نہین دیتی مگر مظفر جادو فرستادۂ نیلم جو بائیس ہزار فوج سے چلا اسوقت آکے پہونچا بہار کو جو بارگاہ شوکت مین دیکھا ڈانٹا کہ او چھوکرے تو نے یہ کیا غضب کیا جلد بہار کی مشکین باندھکر ہمکو دے شوکت خود نوجوان شعلہ جوالہ مظفر پر جا پڑا گولا مارا مظفر نے کاٹا مظفر کے بہت سے سردارون کو شوکت نے مارا بہار کھڑی دیکھ رہی ہے مظفر نے بڑھکر شوکت کو زخمی کیا شوکت جادو لڑکھڑا کے زمین پر گرا بے اختیار منھ سے نکل گیا اے مادر مہربان مجھکو بچایئے بہار کو تاب نہ آئی جھپٹ کے گلدستہ مارا گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوا سرد چلنے لگی طفلان غنچہ نے منھ کھولے درخت وجد مین آئے مظفر مبہوت ہوا بہار نے بڑھکر بدھی گلے مین ڈالی مظفر نے ہاتھ باندھکر عرض کی اے ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہے جو ارشاد ہو بجا لاؤن مین مطیع فرمان ہون بہار نے کہا اے مظفر شہنشاہ نیلم کا سر لاؤ یہ سنتے ہی بر پرواز پیدا کرکے بھاگا مہران نے اور قیدیون کا انتظام کر دیا اسد وغیرہ اسی کے قبضے مین رہے بہار نے شوکت کو اٹھایا ہوا دار پر سوار کیا قریب باغ مہران صحراے سبزہ زار مین آکر ٹھہری شوکت کا علاج کیا کہا اے فرزند تمنے دیکھا افراسیاب وہمراہیان افراسیاب یہ سب بڑے نامنصف ہین افراسیاب نے تمکو فرمان دیا نیلم نے مظفر ایسے نالائق کو روانہ کیا اسنے یہ فساد برپا کیا رتبہ شناسی کا ذکر نہین کسیکی آبرو کی فکر نہین اسد وعمرو فلک اساس رتبہ شناس دین حقیقی کی اسوجہ سے مین نے اطاعت کی شوکت سمجھانے سے ملکہ بہار کا مطیع ہوا مگر بہ سبب زخم کے لڑنے کے لائق نہین ہے کہا مادر مہربان آج غضب کو تامل کیجیے زخم میرا صحت پائے کل چلکر مہران کو مارینگے یہان نیلم اپنے قلعہ نیلوفر مین بیٹھا ہے کہ لشکر مین ہلڑ ہوا نیلم گھبرا کے بارگاہ سے نکلا مظفر جادو نے تمام لشکر مین تہلکہ ڈالدیا ہار پہنے ہوے پھولا جاتا ہے نام نیلم لیکر گالیان دے رہا ہے جیسے ہی نیلم کو دیکھا تیغہ کھینچکر جا پڑا کہا بچہ مین تیرا ہی سر لینے آیا ہون نیلم نے غصے مین گولا مار دیا مظفر کا سر پھٹ گیا ساتھ والونکو

بھی اسکے قتل کیا نہنگ جادو کو بلا کر حکم دیا مع مہران جادو قیدیونکو لیکر ہمارے قلعہ مین آؤ یہ سنکر
نہنگ روانہ ہوا دیکھا مہران جادو سب قیدیونکو لیکر بیٹھی ہے بہار کے واسطے افسوس کر رہی ہے
نہنگ حکم نیلم سے سب قیدیونکو تخت پر ڈال کر مع مہران کے سمت قلعہ نیلوفر کے روانہ ہوئے
لیکن مواج قطرہ زن جو درہ کوہ مین چھپی تھی اسکی نگاہ پڑی کہ اسد و باغبان کو نہنگ و
مہران لیے ہوئے جاتے ہین تاب نہ آئی سحر کر کے جا پہنچی ابر کے ٹکڑے اڑا دیے کئی سو ساحرونکو مار ڈالا
قصد ہوا باغبان و رعد و برق وغیرہ کو چھڑا لون نہنگ جادو پر تو گولا مارا کہ اسکا سر
پھٹ گیا مہران نے جب دیکھا کہ مواج میرے روکے سے نہ رکے گی تو اسنے خاک قبر
جمشیدی اڑا دی مواج بیہوش ہوئی مہران نے مواج کی زبان مین سوزن دیا ابھی تک اسکے
ہزارون ساحر مارے گئے خود بھی زخمی ہوئی ہے شام ہو چکی اسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی قیدیونکو
ٹھہری اپنے سردارون کا علاج کرنے مین مصروف ہوئی ایک عرضی جملہ حالات کی خدمت شہنشاہ نیلم
مین روانہ کی کہ لونڈی اس مقام پر فروکش ہے آپکی صاحبزادی کو بھی پکڑ لیا صبح کو لیکر حاضر ہونگی
ساحر نامہ دار ادھر چلا قضائے کار عمر عیار ایک درہ کوہ مین بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک ساحر جاتا
ہے تردد تو انتہا کا تھا بشکل صرصر آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ وہ ساحر نامہ دار صرصر کو دیکھکر
اتر آیا عمرو نے حال پوچھا نامہ دار نے تمام کیفیت بیان کی کہ ملکہ مہران گلگون پوش کے سب
سردارون کو پکڑ لیا مواج قطرہ زن بھی قید ہے مین نامہ لیکر بخدمت شہنشاہ نیلم جاتا
ہون عمرو نے حباب مار کے اسکو بیہوش کیا لباس اتار لیا درہ کوہ مین اسکو ڈالدیا آپ
رنگ روغن عیاری کا نکال کے جو صورت منظور ہوئی بنا کر سمت لشکر مہران روانہ ہوا یہان
مہران کو بہار و شوکت کے نکل جانیکا بڑا افسوس ہوا مواج قطرہ زن کو گرفتار کر کے
بڑی آبرو پائی مواج سے کلام سخت کر رہی ہے کہتی ہے ای ملکہ عالم آپ دختر قوت بازوئے شہنشاہ
ہین آسمان جلالت کی ماہ ہین آپنے مسلمانون کا کیون ساتھ دیا افسوس ہے کہ آپکو قید کر کے
خدمت نیلم مین لے جاؤن کیا شہنشاہ کو قلق ہوگا آپ سرکشی موقوف کرین مین حضور کو رہا کر کے
بھیجون مواج نے جواب دیا لاکھ جان نام اہل اسلام پہ نثار ہے تو خیر خواہی نکر ہمارا سر کاٹ کے
روانہ کر دے یہ ذکر تھا کہ کنیزین مہران کی دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور مبارک ہو خاتون محل

شہنشاہ ملکہ حیرت جادو تشریف لاتی ہین۔ مہران برائے استقبال اٹھی دیکھا حیرت جادو تخت پر سوار
تخت اڑتا ہوا آتا ہے مہران نے جھک کر سلام کیا تخت مین بارگاہ مین آکر اترا پوچھا کیون مہران
ہماری ہمشیرہ کے ساتھ کیا کیا مہران نے تمام کیفیت آمد شوکت بیان کی اور سرکشی مظفر ظاہر
کی ملکہ حیرت نے کہا افسوس ہے اسوقت شہنشاہ نے اوراق دیکھے مجھ کو نقش جمشیدی دیکر روانہ
کیا کہ یہ نقش جسکو دکھاؤ گی اسکے دل پر نقش محبت جمے گا اطاعت کریگا مہران نے عرض کی حضور کو
اختیار ہے ان سرکشون کا اطاعت کرنا دشوار ہے حیرت تخت سے اٹھی سامنے ملکہ مواج
قطرہ زن ورعد و برق و برق لامع موجود تھے انکو نقش جمشیدی دکھایا آنکھین بیکار
بائین آنکھ کا تل بھی دکھایا اشارہ تھا کہ منم شہنشاہ اوج عیاری فوراً اطاعت کرو مین تمکو رہا کرنے
آیا ہون فوراً مواج ورعد و برق و برق لامع قدمون سے ملکہ حیرت کے لپٹ گئے کہا ہم
نمک خواران قدیم ہین خدائے نادیدہ کے سجدہ کرنے سے قلب ہمارے سیاہ تھے اسوقت قلب
روشن ہو گئے عمرو نے ان چارون کی زبان سے سوزن نکالا قصد ہوا اسد وغیرہ کو بھی رہا
کرون وہان شہنشاہ نیلم بیٹھے بیٹھے گھبرایا اوراق جمشیدی دیکھکر سر پیٹ لیا مصاحبون نے پوچھا
خیر تو ہے نیلم نے کہا غضب ہوا عمرو بصورت حیرت دربار مہران گلگون پوش مین پہونچ گیا سبکو
قتل کیا چاہتا ہے یہ کہکر اٹھا اسوقت آکر پہونچا کہ ساحران مذکور کی زبان سے سوزن نکل چکا
قصد ہے کہ شراب پلا کر سب کو بیہوش کرون لگا یہان شراب کی آچکی ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا اے
مہران ہوشیار ہو یہ حیرت جادو نہین ہے ساربان زادہ ہے گرفتار کرے مہران پلٹی تھی کہ
عمرو گلیم اوڑھ کر نکل گیا مواج ورعد و برق لامع صدائے نیلم سنکر غرق زمین ہو گئے نیلم
غصے مین کانپتا ہوا زمین پر آیا مہران سے کہا خیر تو بھی یہ ہے کہ طلسم کتنا تھین رہا ہوا جو باقی ہین
انھین کو غنیمت جانو مین قلعہ نیلوفر مین جاکر انکو قتل کرون عمرو کو خود تلاش کرونگا بغیر اپنی جستجو کے
حصول مطلب نہوگا اسوقت اسد و سرداران باقیماندہ کو تخت پر ڈالکر قلعہ نیلوفر مین لایا
سرداران کو مع اسد ایک قید خانے مین مسلسل کر کے مقید کیا مہران گلگون پوش کو نگہبان
کیا مطمئن ہو کر بیٹھا ہے وزیرون نے صلاح دی ان کل مقدمات کی شہنشاہ طلسم ہوشربا کو اطلاع کرنا
ولازم ہے نیلم نے اسیوقت عرضی لکھی نیرنگ اپنے مصاحب خاص کو دی کہ یہ عرضی لیکر خدمت شہنشاہ کی

کہنا حضور چاہ نیلوفر برباد ہوتا ہے بہار و شوکت و مواج و رعد و برق لامع قید سے
نکل گئے عمرو عیار بیان کرتا پھرتا ہے اب مین خود فکر مین نکلونگا آپ بھی تشریف لائیے اپنے سامنے
طلسم کشا کو قتل کیجیے نیرنگ جادو نامہ لیکر چلا شہنشاہ ادھر عیاری مواج و رعد و برق لامع کو لیکر
درہ کوہ مین آگئے عمرو نے دیکھا مواج بہت بیقرار ہے کہتی ہے خواجہ آپنے ہم کو رہا کیا ہوتا طلسم کشا
کی رہائی واجب و لازم تھی عمرو نے کہا آپ لوگ اسی درہ کوہ مین ٹھہرین مین سمت قلعہ نیلوفر
جاتا ہون خدا فضل کرے تو اسد کو چھڑاتا ہون یہ کہکر خواجہ درہ کوہ سے نکلے بصورت اسد
ایک صحرا مین پہونچے دیکھا اک ساحر اڑا ہوا چلا آتا ہے عمرو نے آواز دی بھائی ذرا ٹھہر جاؤ نیرنگ
ٹھہرا عمرو نے پوچھا بھائی کہان جاتے ہو تمام سرحد چاہ نیلوفر مین غدر پڑا ہے تم اسطرح پر
پڑے پھرتے ہو ایسا نہو عمرو بلائے جنگل مین جابجا ساحرون کے لاشے پڑے ہین ساربان
زادے نے جسکو جہان پایا مار ڈالا نیرنگ نے کہا مین شہنشاہ نیلم کا نامہ لیکر بخدمت افراسیاب
جاتا ہون شہنشاہ کو منظور ہے کہ اسد کو قتل کرے یہ سنکر عمرو گھبرایا اور نیرنگ پر اپنا رنگ جمایا
باتین کرتے ہوئے چلے ایک مقام پر غافل پا کے حلقہ ہائے کمند مارے حباب رنگ کے بیہوش کیا نیرنگ
کو کنارے ڈالدیا نامہ لیا اسکی پشت پر طرف سے افراسیاب کے جواب بھی لکھا صرصر کی شکل
بنکر قلعہ نیلوفر مین آئے نیلم کو سلام کیا بجوف وہ نامہ ہاتھ مین دیدیا نیلم نے وہ نامہ پڑھا طرف
افراسیاب کے مرقوم تھا کہ ابھی اسد کو قتل نہ کرنا بدولت اگر سبکو گرفتار کر لینگے نیلم نامہ پڑھکر
ہنسنے لگا کہا او ساربان زادے دھوکے کے وقت ہوچکے جب تو نے نیرنگ کو راہ مین بیہوش
کیا مین نے تدبیر کر رکھی تھی بیرون نے مجھکو خبر دی تھی کہ نیرنگ پکڑا گیا عمرو بصورت صرصر
آتا ہے یہ سنتے ہی عمرو نے جست کی نیلم نے سحر کیے خواجہ گرے نیلم نے پکڑ لیا ہلڑ ہوا کہ عمرو
پکڑا گیا نیلم نے عمرو کو ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا ہین مہران گلگون پوش کو بلا کر حکم دیا او ملکا اس
گنہگار کو بھی قید خانے مین لے جاؤ ہوشیار رہنا ملکہ عمرو کو لیکر قید خانے مین آئی عمرو قدمون پر
مہران کے گر پڑا کہا اے ملکہ عالم اب مین بہت مجبور ہوچکا نیلم ایسا بیدار مغز مین نے نہین
دیکھا میری صفائی کرادو مجھے چل کے نیلم کے قدمون پر گرادو مین اسد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا
عمرو غیرہ کو بھی گرفتار کرادونگا میری قدر کرین تو ایکدن مین لڑائی فتح کرادون لشکر حمزہ کو شل

نقش قدم مٹادوں تمکو سلطنت طلسم ہوشربا دلوادوں تا طلسم نور افشان عملداری ہوجائے
مہران خوش ہوئی پاس عمرو کے بیٹھ گئی باتیں کرنے لگی عمرو نے باتوں مین لگا کر حباب مارا
مہران بیہوش ہوئی عمرو نے مہران کو سوزن دیکر زنبیل میں رکھا سوہین سے ہتھکڑیان
بیڑیان کاٹین مہران کی شکل بنائے ہوئے پاس شہنشاہ نیلم کے آیا کہا شہنشاہ ذرا تخلیہ
مین چلیے اسوقت مین نے ایک خبر وحشت اثر پائی ہے نیلم گھبرا کے اٹھا خواجہ اسکو تخلیہ مین
لائے کہا حضور میں نے سنا ہے کہ صاحبقران لڑتے ہوئے اپنے نواسے کی جستجو مین آتے ہین اگر
ذرا مجھے دیکھیے مین جاکر دریا مین پھینک آؤن ایسا ہو یہ اکہ اسمر کو ملے نیلم آمد صاحبقران
سنکر گھبرا گیا جھولی سے اکہ نکالکر مہران نقلی کو دیا عمرو نے جام لبریز کیا کہا حضور نوش فرمایین
کنیز اکہ کو پھینک کر حاضر ہوتی ہے نیلم شراب پیکر بیہوش ہوا عمرو نے چاہا نیلم کا سر کاٹ لون
کہ زمین شق ہوئی ایک شیر زمین سے نکلا دھڑ دکا مار کر عمرو پہ چلا عمرو تو گلیم اوڑھ کر بھاگا
شیر نے نیلم کو ہوشیار کیا جب یہ اٹھا شیر نے کہا اے شہنشاہ آپ کو ساربان زادہ قتل
کرتا تھا وہ تو غائب ہوگیا آپ کو ہوشیار کیا نیلم غصے مین اٹھا کہا مین ابھی جاکر ساربان زادے
کو تلاش کرتا ہون یہ کہکر بہ قہر وغضب تمام تبلاش عمرو و مہران چلا کوئی تین کوس قلعے
سے چلا تھا راہ مین نیلم نے دیکھا کہ ملکہ مہران گلگون پوش ایک نخل سے بندھی کھڑی ہے
نیلم گھبرا کر اتر آیا مہران کو کھولا دیکھا مہران گھبرائی ہوئی ہے نیلم نے پوچھا کیون قوت بازوا
ساحرہ خنجو تمکو بیان کسنے لاکر باندھا مہران رونے لگی کہا اے شہنشاہ ساربان زادے نے
دم دیکر پکڑ لیا زنبیل مین بند کیا وہان کا حال آپ سے کیا ظاہر کرون ساحری جمشید کسی اپنے بند
کو عمرو کی زنبیل مین نہ پہونچائین یہ شعبدہ کسی کو نہ دکھائین ہزارون لونڈیان عمرو کی کالی کالی
صورت سخت زبان بدعت کرنیکی عادی ہر طرف سے جوتی پیزار مار ربد رکا ہلڑ جسقدر زنبیل مین
لوگ رہتے ہین الطاہیر عمرو ہی عمرو کہتے ہین سحر بھول گئی عمرو نے زنبیل سے نکالکر یہان درخت
سے باندھ دیا کہتا تھا اطاعت کرو لونڈی کب مانتی ہے سحر بھول گئی ایک حرف بھی یاد نہین ہے
لونڈی کسی کام کی نہ رہی نیلم نے کہا نہ گھبراؤ پھر تمکو سحر سکھا دونگا خدمت مین افراسیاب کی
لے چلونگا آب دیدہ سحر سے نہلا دونگا مہران نے کہا مین تو کنیز ہون اب سرکار پرورش فرمائینگے

تو میری آبرو رہیگی نیلم نے بہت تسکین دی تخت پر اپنے بٹھا لیا کہا مین تلاش مین سارے باغ کے تھا مہران نے کہا ابھی تو مجکو سمجھا رہا تھا آپ کی آمد دیکھکر بھاگ گیا نیلم نے کہا اے مہران ابھی تک تو مین اپنی حفاظت مین مصروف تھا حفاظت تو بخوبی کرلی اب کوئی مجھپر دست انداز نہین ہوسکتا اب وہ سحر کرونگا کہ جہان عمرو ہوگا دوڑ اجلا آئے گا تڑپا تڑپا کے سب کو قتل کرونگا مہران بھی نیلم سے میٹھی میٹھی باتین کرتی ہوئی قلعہ نیلوفرین آئی نیلم نے دیکھا کہ مہران خائف بہت ہے ساحرون کو دیکھکر بہت ڈرتی ہے کبھی کہتی ہے اے شہنشاہ کالی کالی لونڈیان مجھکو مارنے آتی ہین کبھی کہتی ہے بجرے پر سوار ہونگی نواڑہ کھیلونگی نیلم سمجھا رہا ہے دوپہر مین مہران نے قیامت برپا کردی کبھی اٹھی کبھی بیٹھی کبھی روئی کبھی ہنسی کبھی کسی کا منھ چڑھا دیا کبھی کسیکو طمانچہ مار دیا نیلم سب سے کہتا ہے یارو معاف کرو یہ زنبیل مین خواجہ کی قید رہی سحر بھول گئی یہ باتین بدحواسی مین کرتی ہے اب مین آب دیدہ سحر تیار کرونگا جب اُس سے نہلاؤنگا یہ سب باتین موقوف ہوجائینگی انھین باتون مین عیار طرار نیر اعظم بعد گشت چہار دانگ عالم کے کاشانہ مغرب مین پہونچا گنبد شعاع بازدیر سے کھولی شہنشاہ ماہ تابان تخت فلک نیلوفری پر جلوہ فرما ہوا نیلم نے براے احتیاط اپنی بارگاہ مین پلنگ مہران کے لیے بچھوایا نیلم شراب پیکر چھپر کھٹ پر سویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا مہران نقلی یعنے خواجہ عمرو اس صورت سے تشریف لائے ہین کہ تو بے ہی چکے اب منظور ہوا نیلم کو بھی گرفتار کرون اس سیاہ قلب کو دو دن زنبیل کی سیر کراؤن یہ سوچکر اپنے پلنگ سے اٹھے کفچہ مین بیہوشی رکھکر قریب نیلم پہونچے قصد ہوا کہ بیہوشی دیکر اسکو بیہوش کرون جیسے ہی خواجہ کا سایہ چھپر کھٹ پر پڑا چھپر کھٹ گر پڑا ایک پایہ فیق سے ٹوٹنے کی آواز آئی ایک سنہری پتلی چھپر کھٹ کے پائے سے نکلی ہان ہان کر کے عمرو کے لپٹ گئی ہر چند خواجہ نے چاہا اپنے کو رہا کرین پتلی نے ہاتھ نہ چھوڑا شہنشاہ نیلم کو بیدار کردیا اب جو شہنشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا میرے سحر کی پتلی عمرو کو پکڑے کھڑی ہے اسی پتلی نے منھ پر خواجہ کے ہاتھ پھیر دیا رنگ روغن بھی اڑ گیا نیلم غصے مین اٹھا پتلی کو آفرین کی عمرو کی مشکین باندھین اب تمام قلعہ مین ہلڑ ہوا کہ عمرو ایسا عیار ہے رات کو بشکل مہران آیا شہنشاہ بچے عمرو گرفتار ہوا نیلم عمرو کو کشان کشان لیکر بارگاہ مین آیا وزرا امرا جمع ہوے سب نے کہا حضور جو سر گروہ

لشکر ہین اسد و عمرو دوہ آپ کے قبضے مین آئے اب افراسیاب سے اطلاع نہ کیجیے ان سب کو دار پر کھنچیے
لڑائی کا خاتمہ ہوجائیگا انھین دونون کی ذات سے یہ آفتین برپا ہین اگر قید کرکے روانہ کیجیے آپ کی
صاحبزادی رعد وبرق و برق لامع کو قید سے نکال لے گئین بی بہار و شوکت بھی اک باغ مین
موجود ہین اہین بھی گرفتار کر لینگے اب شہنشاہ کو اطلاع بھی نہ کیجیے فوراً میدان خونی کی تیاری ہو یہ
راے شہنشاہ نیلم کو پسند آئی حکم دیا میدان خونی کی تیاری کیجاے عمرو کو بھی سلسل کیا
اسد نامدار کو مع ساحران قیدی کے بلوایا اسیوقت بیرون قلعہ نیلو فر میدان خونی آراستہ ہوا
جلادان خرس طینت میمون خصلت خرس ہاے بادیہ ضلالت افسر لشکر جہالت وآرا کش و تسمہ کش
و چشم کن کل اسباب سیاست مہیا ہوا دارین واسطے ان سرداران کے استادہ ہوئین لشکر
کو کمر بندی کا حکم ہوا بارہ لاکھ ساحران غدار ملازمان شہنشاہ نیلم کمرین باندھ کر حاضر ہوے
اجماع عالم انبوہ خلائق ہر سمت یہی چرچا ہے طلسم کشا کو موت کھینچکر لائی عمرو ایسا عیار قتل ہوتا ہے
بعض نے کہا ساربان زادے نے بڑا غضب کیا عیار یونکا تار باندھ دیا صرصر بنکر عیاری
کی مہران کوے بھاگا مہران کی صورت بنکر درخت مین ملیگا اگر شہنشاہ اپنا انتظام نہ کرتے تو کون
پہچان سکتا شہنشاہ نیلم ثانی افراسیاب سحر و ساحری مین لاجواب ہے ایسے شخص کو گرفتار کیا
جسنے صدہا ملک تباہ کیے شہنشاہ نیلم صاحب شوکت و حشم ہے سلطنت ہوشربا کو بچا لیا
یکایک ہنگامہ ہوا اسد غازی کو ارابے پر سوار کرکے لائے یہ شیر دلیر زیور آہن حیسم مین
رعب و دبدبہ مین رستم ہین بیخوف و بیم درمیان مین ساحرون کے ارابے پر بیٹھا ہوا ہمارا جاب
نگران موے مشکین زلف عنبرین الجھی ہوئی گرد و غبار عارض الور پر ابرو کھنچے ہوئی تلوار
آنکھین نرگس شہلا سانچے مین ڈھلا ہوا سراپا جمال بیمثال اسد نامدار کو دیکھکر ساحران غدار
نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیے ہر اک کا یہی قول ہے ماہ اوج صاحبقرانی غروب ہوتا ہے اس
ہوشربا مین کیا کیا لڑا بڑے بڑے پہلوانان زبردست کو زیر کیا چاہ نیلو فر مین یہ یوسف ثانی بعیب
یہ گرگ بیشہ دیکھیے اس شیر کے ساتھ کیا کرتے ہین آفتاب عالمتاب شہریاری گہن مین آیا عمرو نے
جو اسد کو دیکھا کہ ارابے پر ہے قلب تھرا گیا کلیجہ منھ کو آگیا جی مین کہتا ہے کہ اے عمرو افسوس صد ہزار
افسوس مین نے کیا کیا کد و کاوش کی ہوفر بامین موت لیکر آئی تھی رچاہ نیلو فر مین آکر ڈوبے

یہ سرگردانی کشتی حیات طوفانی ناخدائے عالم بچائیگا طوفان سے بیڑا پار لگائیگا ملک کرور ہا ہر سرداران
ہمراہی صندلان و ابراہیم و بلبان و سرخ مو و باغبان وغیرہ زنجیرون سے سر ٹکرا رہے
ہین ہر ایک کا یہی قول ہے اے نیلم ہمکو قتل کر شیر بیشہ صاحبقرانی کو رہا کر دے یہ غیر ساحر
ہین تیرا کیا کر سکین گے اگر تونے انکو قتل کیا سمجھ لے کہ قیامت برپا ہوگی انکے خون کے بہت دعویدار
ہین نانا انکے صاحبقران عالی وقار ہین انکے ماموں جان بدیع الزمان گرد لشکر شکن طلسم
خورشید نگار کو فتح کرکے چل چکے ہین وقائع مین تحریر ہے چند شیران دشت نبرد نے طلسم ہوشربا
کا قصد کیا ہے ایرج نوجوان نور الدہر بن بدیع الزمان قاسم عالیشان یہ سب سردار نامی ممالک
ہوشربا پر بڑھتے آتے ہین تیری سلطنت کو مٹا دینگے خاک سیاہ نیلوفری اڑا دینگے نیلم تخت پر بیٹھا ہے
کہتا ہے کیا مین کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون صاحبقران بینگے انکو بھی یونہین قتل کر ڈالونگا اسم اعظم
بند کر دونگا مین آب سمت کوہ عقیق جاؤنگا یہ کہکر جلادون کو اشارہ کیا جلادون نے عمرو و اسد کو لیا
اٹھانے سے اتار زیر تیغ لا کر بٹھایا باغبان وغیرہ پر چندان توجہ نہین ہے نیلم کا قول ہے خاص فتاح طلسم عمرو
عیار ہے اسد بھی بیکار ہے ان دونکو قتل کیا خار ہوشربا مٹ گیا جلادون نے عمرو و اسد کی گردن پر کھینچے
کا خط دیا شگنین لگانے لگے آواز دی کیون اسد نامدار طلسم کشائی کر چکے اب ساعت مرگ قریب آیا رشتہ
حیات منقطع ہوا ساغر عمر لبریز ہو گیا چھلکا چاہتا ہے جو کچھ ہوس ہو بیان کرو اسد نے جلاد کو جھڑک دیا
کہا کیا بیہودہ بکتا ہے مردان عالم کہین مرنے سے ڈرتے ہین نام جرأت پر مرتے ہین اگر ایک نامرد نے ہمکو
گرفتار کرکے قتل کیا کیا افسوس ہے ایک تردد ہے یا لڑ بھڑ کر مرین بزرگونکا نام روشن کرین تقدیر نے نہ چاہا
یہ آرزو رہی کہ اس بارہ لاکھ مین برق شمشیر چمکتی لاکھون کو قتل کرتے لڑ بھڑ کے مرتے ہماری نعش
کے گرد ہزار دو ہزار سردار دنکا کھیت ہوتا دیکھنے والے کہتے کسی سور کا لاشہ پڑا ہے دشمنون کے
دل مین ناسور پڑتا لیکن جو مرضی پروردگار کی بندہ مجبور و ناچار ہے یہ فرما کر آنکھون مین آنسو بھر آئے
طرف آسمان کے دیکھ کے پکارا اٹھے ای خالق لیل و نہار ای بانی نور و ظلمت یکہ و تنہا ہے وحدہ لاشریک ہے
بدیع السموات ہے رفیع الدرجات ہے مرتبہ ہلاکت سے بچائے ہاتھ سے ساحرون کے نجات دے
تیرے نزدیک سب آسان ہے بندون پر ہر وقت تیرا احسان ہے یہ کہکر اسد رو دیا گرد ہزارون جادوگر
کھڑے ہین غلغلہ ہے جلد قتل کرو بعضیا جھولیون مین پتھر بھرے کھڑے ہین کہتے ہین حکم سامری

جمشید ہے جوان لوگون پر اک وار کریگا ساحری اسکو ثواب عظیم دینگے اس خیال سے ہر کس چلا ہتا ہے ایک ایک حربہ کرین ہزارون تلوارین علم نیزے اٹھائے ہوئے مشتاق ہین کہ جلاد ہاتھ مارے سر کٹے کے گرے ہم بھی بڑھکر حربے لگائین ثواب حاصل ہو قتل سے طلسم کشا کے تسکین دل ہو اسد و عمرو وغیرہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی باب اجابت وا ہوا دعا قبول ہوئی سعادت حصول ہوئی زمین تھرائی رعد و برق و برق لامع و مواج قطرہ زن زمین سے نکلکر رعد نے چیخ ماری برق کڑک کر گری اور برق لامع نے زلف شعلہ خیز کھولی مواج قطرہ زن نے ہزارون کو مار کر پہلے عمرو و اسد کو رہا کیا عمرو نے اٹھتے اٹھتے لعل سخندان کا بازو پر اسد کے باندھ دیا اسد نے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد صف شکن شاہ عالیجناب
نظر کردہ شیر پروردگار
شہنشاہ نام آور و کامران

ستم پیشہ کے سرکوب افراسیاب
اسد شہسوار مہ و روز جنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران

یل پیلتن نامور نامدار
بدرم دل شیر و چرم پلنگ

اک سوار کو مار کر مرکب لیا تلوار کھینچکر مجمع ساحران پر جا پڑے عمرو نے بھی اٹھتے اٹھتے نعرہ کوہ شگاف کیا نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانہ کا مکار و عیار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نپائے مری گرد پاپوش کو

تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

حقہ آتشبازی مارا کئی سو تار یونکو جلایا برق لامع نے جھپٹکر باغبان وغیرہ کو رہا کیا باغبان نے اٹھتے اٹھتے چند سنگریزے مارے پتھر برسنے لگے بہت سے سنگدل مرے قیامت برپا ہوئی نیلم نے دیکھا چند عرصے مین ان ساحران نامی نے لاکھ ساحر مار کر ڈالدیے کوئی انسے مقابلہ نہین کرسکتا مواج قطرہ زن اسد نامدار کی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے لڑ رہی ہے نیلم یہ گستاخی دیکھکر جلگیا للکارا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان کیا مین اس بلوے سے ڈرونگا چشم زدن مین سب کو قتل کرونگا اب نیلم سنبھلا سحر کرتا ہوا بڑھا کبھی باغبان کے سحر کو مٹایا کبھی بہار پر جا پڑا اصندلان و ابراہیم غیر ساحر ہر مقام پر سحر مین ساحرو نکے پھنس جلتے ہین اسد اکر اپنے سردار ونکو بچاتے ہین انکے اوپر تو اب سحر تاثیر نہین کرتا کہ بازو پر بندھا ہے لڑائی گھمسان ہو رہی ہے مین گرمی جنگ ہے پھولون کی خوشبو آئی ہوا ٹھنڈی چلی پھولون نے آنکھین

کھولیں غنچہ ہائے گل مسکرائے درخت وجد میں آئے سب نے سر اُٹھا کر دیکھا ملکہ بہار جادو زیور میں پھولوں کے لدی ہوئی شوکت جادو تخت پر سوار بطور سپہ سالار لشکر ملکہ بہار دور سے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ اسد نامدار پر یہ یورش ہے وہ غیر بیٹھکانہ دلیرانہ رستمانہ جنگ کر رہا ہے تیلم نے سنبھلکر ایسے دو چار سحر کئے کہ رعد و برق و برق لامع زخمی ہوئے بہار گلدستہ لیکر جا پڑی شوکت نوجوان تلوار کھینچکر مجمع ساحران میں گھس پڑا اتنا مرف بہار نے کہا اے نور نظر ہمارے افسر لڑ رہے ہیں جرأت کو دیکھو بارہ لاکھ پر چند کس شمشیر زنی کر رہے ہیں لیکن طلسم کشا کا کوئی کچھ نہیں کر سکتا ہمہ تن چشم بنے ہوئے ہیں اس لڑائی میں سب طرح کی فکر ہے اپنے سرداروں کی بھی فکر لیتے ہیں ساحروں کو جواب بھی دیتے ہیں ایسے رفیق پرور صاحب لیاقت افسر کسکو ہم کمن ہوتے ہیں بیٹا انکو بڑھکر بچاؤ شوکت مجمع عام میں گھس پڑا گرتے گرتے گئی سے ساحر مارے شوکت کی فوج بھی آپڑی لڑائی کا اسد کے خاتمہ تھا آنے سے بہار کے پھر رنگ جما فصل کی کیفیت شوکت جادو کی شوکت اسد کی جرأت بہار نے گلدستہ مارے چمنہائے طولانی تیار ہوئی ہزاروں کے قلب اُدے لٹ گئی دیوانہ وار سر ٹکراتے تھے

جوش محبت بہار میں یہ غزل گاتے تھی غزل

ہم فقیروں کو نہیں در کا گھر برسات میں
زاہد مغرور کا ڈھہ جائے گھر برسات میں
جام مے کا دور زلف آج کل گنتا ہے کب
اسمیں تھا اور کیا تیر اثر برسات میں
آہ رو رو ہمنے بسر افسانہ گیسو کی فرقت کی شب
دھوپ ہو جاتی ہے اکثر تیز تر برسات میں
لاکھ کچھ ہو اب کے چھینٹے نہیں آ جاتے ہیں ہم
نگیا کالی گھٹا و دو جگر برسات میں
سیر کو اس تک پہنچے ہو سمندر بھی اگر
پی رہے ہیں ہم بیاں خون جگر برسات میں

سامنا ہے ابر کا آٹھوں پہر برسات میں
جن سے سوتے ہیں کمل تانکر برسات میں
کون تجلی کی سواد لسوزی جو یار تک
روز و ریش اسکو ہنسا ہے غم برسات میں
بند ہو سکتی ہے انکو کی خدا کے آرزو
جیسے اوڑے ہیں جگنو بخت تر برسات میں
زاہد خشک کمبخت اپنی حالت پر رہے
توبہ بھی ٹوٹ ہی جاتی ہے سر برسات میں
بوند جگر کی ٹپکتی ہوتی ہے غل فغاں نہیں
جھیلیے جو آسے آفت جان پر برسات میں

آبرو رکھ لیجیو اے چشم تر برسات میں
سنکے وہ زندوں کا یارب حشر تک قائم رہے
میری بیتابی کی ہو پیچادی خبر برسات میں
چار بوندیں خاک پر میری بھی ٹپ جائیں اگر
کھول دی ہے دعا آٹھوں پہر برسات میں
تابش داغ جگر کیونکر نہ روز دیتی بڑھے
سبز بہتیرے ہوئے سوکھے شجر برسات میں
رعد کی فریاد اپنا نالۂ دل ہوگیا
گریۂ عاشق کا ہے سحاب کی اثر برسات میں
جلوہ نوشتی ساقی غیر ونکو وہ کرتا ہے جلال

عاشقان بہار وجد میں جھومتے پھرتے ہیں بسمل بستر اپنے گرتے ہیں ہای بہار ہائے بہار کے نالے بلند ایک ایک عاشق تن درد مند ہوا اُسے سر دیتا ہی ہی بہالیے آگر رعد برق و برق لامع کو بھی سنبھالا مواج

بھی انتہا کی زخمی ہوئی تھی بہار نے اپنا دوپٹہ رنگین پھاڑکر سر مین مواج کے باندھا گویا کمر لڑائی پر بندھوائی مواج کو بھی جوش آیا کڑک کڑک کر گرنے لگی سیکڑونکو ڈبو دیا اسکے سحر سے کبھی پانی برسا کبھی چشمہ پیدا ہوا کہین نہر بہائی ہزارون بے آبرو ڈوبے چاہ نیلوفر مین قیامت برپا ہے نئی بات ہے چاہ مین دریا بہہ رہا ہے شہنشاہ نیلم نے قیامت برپا کردی لشکر سے سحر کرتا ہوا نکلا جھولی مین ہاتھ ڈالا خوب دل کی دکھائی روئی کا گالا بلند ہوا اک ابر سرخ لہرا کر آسمان پر آیا وہ ابر کڑ کا گرجا خون برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا نابینا ہوگیا مواج نے آواز دی اے ملکہ بہار اپنے کو بچاؤ میری بینائی مین فرق آیا قلب تھرایا مجھکو کچھ معلوم نہین ہوتا بہار نے کئی گلدستے ابر پر مارے گلدستے تا بہ ابر نہ پہنچے جلکر زمین پر گرے ان قطرات خون نے صدہا نخل پھولون کے ساختہ بہار جلا دئیے شوکت بھی انتہا کا زخمی ہوا اس ابر نے سبکو نابینا کیا بیقرار ہوکر چلاتے تھے اہالیان لشکر شوکت قتل ہونے لگے سبکو زندگی سے یاس ہوئی بیقرار ہوکر اپنے پیدا کرنے والے کو پکارنے لگے اسد نامدار پر بلوہ ہونے لگا نیلم نے اشارہ کیا ارے نامردو ساحرون کو مین نے نابینا کردیا اب تو ہوش مین آؤ آنکھین کھولو بلوہ کرکے اسد کو پکڑلو اندھون کو مارو لاکھون ساحر و غیر ساحر اسد نامدار پر لوٹ پڑے یہ شیر دلیر ہرچند کہ انتہا کا زخمی ہوا اسی صولت و شوکت سے لڑ رہا ہے کبھی مواج کو بچایا کبھی بہار کے قریب آیا کبھی باغبان کو سنبھالا اس آمد و رفت مین صدہا زخم کھائے تمام جسم فوارہ بنگیا گورا گورا جسم ترفن سے چھن گیا یقین تھا کہ لڑتے لڑتے گھوڑے سے گر پڑیگا ساحر بے لڑے گرفتار کر لینگے عالم یاس مین طرف آسمان کے دیکھکر پکارا کہ اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار تو ہی اس بلائے آسمانی سے بچائیگا

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب درین عاجزی چون بخوانم ترا	دعائے کند من کنم مستجاب دیگر کس بہ کسی نالد و ما را تو بس	چو عاجز زمانندہ دانم ترا من بیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

بیقرار ہوکر جو اسد نے دعا کی فوراً دعا قبول ہوئی برق چمکی دیکھا سب نے ملکہ لعل بخندان عاشق جمال اسد نوجوان و ملکہ ماران زمین کن و اسرار صف شکن بڑے زور و شور سے آکر پہنچین ایک طرف سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر نعرہ

منم مالک ملک افسون گری دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ	منم رائج سکہ ساحری منم گوہر بحر جاہ و جلال	منم صاحب شوکت و عز و جاہ منم آفتاب سپہر کمال

جلالت شعار فریدون حشم | قوی دست و بازو و رستم شیم | شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر
ملقب بہ القاب روشن ضمیر

لعل سخندان و ملکہ اسرار و ماران زمین کن جو اگر گرین ابر کے
حال سے آگاہ نہ تھیں اڑتی ہوئی قریب اسد آئیں اس ابر سے جو چند قطرات خونی گرے انکی بھی
بینائی مین فرق آیا لیکن کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان یہ پہلے ابر پر آکر گرا دو تین گولے
ایسے مارے ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایک ساحر سیہ فام بدانجام موسوم بہ کوہان فیل پیکر
ابر مین چھپا ہوا سحر کر رہا ہے اسی کے سحر نے یہ آفت برپا کی کوکب نے جو اس ساحر سیہ فام کو دیکھا
وہ بھی مثل رعد گرجتا ہوا کوکب پر آپڑا کوکب روشن ضمیر نے تلوار کو تلوار پر روکا ہزار ہا شعلہ ہائے
آتش بھڑک کر کوکب پر گرے کوکب نے دریا دلی دکھائی پانی برسا کر وہ شعلہ بجھائے تیغ برق مثال
کا وار کیا تیغ تڑپ کر اس کوہ پیکر پر گرا خرمن حیات کو جلا دیا نامرد کے دو ٹکڑے ہوئے اس کے
مرتے ہی منصوبات چاہ نیلوفر سب مٹنے لگے آندھی سیاہ اوٹھی ہیبت سے مکان گرے کچھ باغ جلے
دیوارین قلعہ نیلوفر کی گرائین پھاٹک قلعہ کا گرا خندق مین پانی جوش مار رہا تھا کھولکر
خشک ہوگیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من کوہان فیل پیکر بود اب نیلم گھبرایا
کوکب نے باران سحر برسا کر ہمراہیان اسد کو مینا کیا اب جم کر تلوار چلی مرنے سے کوہان
کے طریقے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی کوہان کے منصوبات چاہ نیلوفر بنائے ہوئے تھے مرتے ہی اسکے
راستہ کھلے ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی نیلم نے دیکھا شہنشاہ لاچین مع ملک جہاندار شاہ
و جملہ سرداران نامی مثل معمار وغیرہ عین گرمی جنگ مین آکر پہونچے لاچین نے آتے ہی قیامت
برپا کر دی زمین ہلا دی جہاندار شاہ نے فوراً سحر کر کے برج بنایا وہ توپین مارین تمام اہالیان
چاہ نیلوفر کو توپ دم کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا لاچین نے نیلم کو للکارا کہ او نمک حرام بدانجام مین نے تجھ سے
ساتھ کیا برائی کی تھی تو نے خزانہ کاٹا افراسیاب نمک حرام کو زور دیا اب سامنے آکر مقابلہ کر دیکھون تو نے
کیسا سحر حاصل کیا ہے لاچین نے جو کئی مرتبہ للکارا ہر چند دل نیلم کا ہل گیا جس مالک کی سون
ملازمت کی عزت و آبرو پائی اسکے سامنے کیا جرأت چلے کلیجہ پر پتھر رکھکر سحر کرتا ہوا بڑھا لاچین نے
تیغ کھینچا نیلم پر برس پڑا بہت سحر کئے ہر مرتبہ لاچین خوش آئین گنبد آتش مین مخفی ہوگیا پھر برق
بنکر نکلا گنبد آتش کو ہٹایا سب سحر دفع کئے کوکب نے فوج پر گھیرا ڈالدیا لعل سخندان نے آگ

برسادی ماران واسرار نے بڑھکر بڑے بڑے نامی ساحرون کو مارا لاچین نے بہ شوکت تمام نیلم
بدانجام پر ہاتھ تیغ برق تاب کا مارا اس روسیاہ نے سپر سحر کو اٹھایا تلوار تڑپکر گری سپر کے دو ٹکڑے
ہوئے نیلم کا سر زخمی ہوا لوٹ مار کر بھاگا شکست فاش ہوئی اس ظالم کی رستی درانہے ہنایت
شعبدہ باز ہے پھر کسی مقام پر اسکا ذکر کیا جائیگا زخمی ہوکر نکل گیا دو چار سو ساحرون نے نیلم کا ساتھ
دیا بے لطفی سے بھاگا حیب نیلم بھاگ کر نکل گیا اہالیان قلعہ نیلوفر نے شہنشاہ لاچین کو دیکھا رئیسان
شہر و وزیران مملکت آکر قدمبوس ہوئے چادر ہلنے لگی ساحران خود سے امان مانگی لاچین نے بڑے
بڑے نامی ساحر اسد کے قدمون پر لاکر گرائے اسد نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا بفتح و فیروزی
فروکش ہوئے ملکہ مہ جبین الماس پوش بھی آکر پہنچین قلعہ نیلوفر مین تخت طاؤسی بچھا دربار
دربار آراستہ ہوا لاچین نے خواجہ کی بڑی تعریف کی کہا اے شہنشاہ ادج عیاری حقیقت
مین آپ فتاح طلسم ہوشربا ہین آپ جرأت و عیاری مین یکتا ہین کوکب بھی زخمی ہوا تھا یہ لق
و حضت ہوکر طرف طلسم نور افشان کے چلا لاچین سے صلاح ہوگئی کہ انشاء اللہ اب سامان لشکر
کشی طرف کوہ ہفت رنگ کے ہونا چاہئے لاچین نے کہا کہ اے کوکب میرا ابھی یہی قصد ہے
لیکن ہر امر وقت پر موقوف ہے ہمکو بڑے بڑے تردد و انتشار ہین کل خیرخواہان دولت
بیقرار ہین زبانی طائران سحر کی خبرین معلوم ہوئین کہ افراسیاب نے سترہ سو پہلوانان صف شکن
و تاجداران پرفن اٹھارہ سو ملک سے چھانٹ کر واسطے روکنے دریائے نیل کے بھیجے ہین
مجمع عام ہے ہم تم وہان بیکار ہونگے لشکر مین جو غیر ساحرون کو خیال کرتے ہین اٹھارہ
امیرزادہ ہمراہیان طلسم کشا دوبارہ ہزار قزاق و صندلان صندلی پوش اگر سب غیر
ساحر جنے جائین ادنے اعلے از یر تا جوان خرد و کلان لاکھ آدمی سے زیادہ نہونگے اسد
نامدار کیونکر تا بہ دریائے نیل پہونچینگے اسد نے کہا اے لاچین و کوکب اسکا خیال نکرو
اس مصرع کے پابند رہو مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ؛ سب خاموش ہوئے
اس مصرع کے پڑھنے سے سب کے دلونمین قوت آگئی عرض کی اے شہریار انشاء اللہ اس
لڑائی کو بھی فتح کرینگے لاچین نے عرض کی اب حضور یہان بیٹھنے کا قصد نکرین مین حملہ
سردارون کو تخت پر سوار کرکے مقام لشکر پر چلتا ہون حضور بھی کہین راہ مین نہ ٹھہرین

یا حضور بھی تخت سحر پر سوار ہولین اسد نے کہا آپ لوگ چلئے مین شکار کھیلتا ہوا آتا ہون ساحرون کا
میرے ساتھ کوئی کام نہین ہے پروردگار عالم معین و مددگار ہے انشاءاللہ مین بہت جلد شکار سے
بخیر و بخوبی واپس آتا ہون صرف برق اور بیس ہزار غیر ساحرون کو ساتھ لیا شکار کھیلتے ہوے چلے
سابق مین خدمت ناظرین والاتمکین مین گذارش کیا تھا کہ نورالدہر بن بدیع الزمان گردلشکر شکن
قریب کوہ ظلمات خورشید رو شنضمیر کے لشکر سے لڑے تھے زخمدار ہی مین انکو مرکب نکال لیگیا
اک سبزہ زار پر آکر گرایا اس حوالی کا حاکم قیلاب قوی ترکیب برائے سیر قلعہ سے نکلا ہوتھی
مین نورالدہر کو اُٹھا لایا پہلے تو صورت دیکھ کر بہت خوش ہوا تھا کہ شاید اس جوان کو مال کے
واسطے قزاقون نے زخمی کیا اسکا علاج کرونگا اپنا ملازم بناؤنگا لشکر کا اپنے افسر کرونگا جب
قلعے مین لایا اور ٹانکے لگائے دیکھا اُس نے ہاتھ مین اس جوان عالیشان کے ایک مہر کی
انگوٹھی ہے اس کو چھاپا دریافت ہوا کہ یہ جوان فرزند بدیع الزمان گردلشکر شکن نبیرہ امیر حمزہ
صاحبقران عزیزدار طلسم کشا یعنی اسد نوجوان ہے اسکو قتل کرنا واجب و لازم ہے اس بیحیا
نے بیرون قلعہ میدان خونی کی تیاری کی نورالدہر کو لاکر زیر تیغ بٹھایا قصد ہے کہ حکم اول
دون میدان خونی کی تیاری ہو چلی ہے ایک دو کلمہ داستان اسد نوجوان کے جبتک سن لیجئے
کہ برق اور بیس ہزار فوج کو ساتھ لئے ہوئے شکار کھیلتے ہوئے آتے تھے ایک منزل پر آکر فروکش ہوے
بارگاہ وغیرہ استادہ ہو رہی ہے اسد غازی کنارے اپنے لشکر کے ٹہل رہے ہین برق
شہزادے سے دست بستہ عرض کر رہا ہے کہ لے آقا ان مقامات پر زیادہ ٹھہرنے کا قصد نفرمائیگا
کیونکہ افراسیاب نے نہین معلوم لشکر مین کیا قیامت برپا کرنی ہوگی اسد فرماتے ہین اے
خیر خواہ دولت واقبال وائے بہی خواہ حشمت و جاہ و جلال مجھے زیادہ مقام کرنا منظور نہین ہے یہی
چاہتا ہون جہانتک ہو جلدی ہی ہو کہ تصویر ملکہ مہرخ و مہ جبین وغیرہ آنکھون مین
پھر رہی ہے دل میرا بیقرار ہے افراسیاب ہمیشہ اسی کا خواہشگار ہے کہ مہ جبین کو آزار
پہونچائے اہالیان لشکر کھانے وغیرہ سے فرصت پالین تو کمر بندی کا حکم دیدو رات ہی کو
کوچ کرین دو تین منزل کرکے پہونچین برق نے بھی اس رائے کو پسند کیا افسران لشکر کو اسیوقت
حکم پہونچایا کہ رات ہی کو آقا کوچ کرینگے اہالیان لشکر جلدی کر رہے ہین چار گھڑی دن باقی ہے کہ صحرا سے

گرداڑی جہان نورالدہر بن بدیع الزمان گردلشکر شکن قید ہین اس مقام کے افسر کا بھائی
سہراب قوی ترکیب واسطے شکار کے نکلا تھا یہ خبر سن چکا ہے کہ بڑے بھائی صاحب نے کسی
مسلمان کو گرفتار کیا ساٹھ ہزار فوج ولشکر لیئے ہوے جاتا ہے اثنائے راہ مین فوج ظفر موج اسد
شیردل کو دیکھکر کہا اپنے ساتھ والون سے کہنے لگا یارو دریافت تو کرو کہ یہ کس کی فوج ہے ہرکارون
نے خبر دی کہ یہ فوج طلسم کشا ہے جنگ نیلوفر کو فتح کر کے طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین سہراب
قوی ترکیب خوش ہوگیا باچھین کھل گیئین کہا آج کل اقبال ہمارا یاور ہے ہمارے بھائیصاحب
نے بھی اک مسلمان کو گرفتار کیا ہے ہم خاص طلسم کشا کو گرفتار کر کے خدمت مین افراسیاب کی
لے جائین گے۔ افراسیاب بہت خوش ہوگا یہ کہہ کے حکم دیا کہ بارگاہین اُستادہون ما بدولت
طلسم کشا سے جنگ کرین گے زندگی سے اس شیر بیشہ صاحبقرانی کو تنگ کرین گے صبح ہوتے ہی حکم
دیا کہ طبل جنگی بجواؤ برق نے آکر اسد کو خبر دی کہ سہراب قوی ترکیب نامی ایک پہلوان آپ
کے مقابلہ کو اُترا ہے طبل جنگی اسی نے بجوایا ہے اسد نے کہا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی طبل
جنگی بجے افسوس یہ ہے کہ سفر معطل رہا لیکن انشاء اللہ سر میدان اس کو شکست دیکر چند ساعت
اس میدان مین نہ ٹھہرینگے لڑتے ہوئے چلینگے لشکر ظفر اثر اسد نامدار مین بھی تیاری ہونے لگی
سرداران اسد نے بارگاہین وغیرہ لدوائین میدان کارزار مین آئے ادھر سے سہراب قوی
ترکیب مع فوج جنگی کے میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوا اسد کو حقیر جان کر خود میدان
کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ طلسم کشا کون ہے اور کہان ہے آئے میرے مقابلہ کو مین خاص طلسم کشا
سے جنگ کرون گا اسد نامدار نے مرکب صبا رفتار کو بڑھایا مقابلہ مین سہراب قوی ترکیب
کے آئے سہراب قوی ترکیب دیو خصال اس آفتاب جمال کو دیکھ کر خوش ہوگیا دل سے کہنے لگا
یہ تو میری تلوار کے بار کا بھی نہ متحمل ہوسکیگا گردن پکڑ کے کھینچتا ہوا اس کو سامنے افراسیاب
جادو کے لیجاؤنگا دل مین شہنشاہ کے گھر کرونگا قوت بازو کھلاؤنگا خوب ظاہر ہوا کہ یہ جوان
اب تک مردو ساحران سے لڑا ہوگا ورنہ یہ تو ایک معشوق دلفریب ہے اس سے سوال
سامری پرستی کرون گا اگر سامری وجمشید کو سجدہ کرے گا تو مین اس کے واسطے افراسیاب سے
سفارش کرون گا اس کو بچاؤن گا اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن گا دل ہی دل مین خوش

ہو رہا ہے یکایک اپنے زور کے بل مین مثل مار سیاہ بل کرتا ہوا اسد صف شکن پر جا پڑا نیزہ چلنے لگا
اسد نے تنگ کر دیا چند ساعت مین نیزہ اس کا ہوائی گیا اب تو سہراب قوی ترکیب گھبرایا چہرے
پر اس کے ہوائیان اڑنے لگین غصے مین تیغہ کمر سے کھینچ لیا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا اسد نامدار
نے گھوڑا بڑھا کر تلوار کو تلوار پر کاٹا خبردار کہہ کے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
تیغہ اسد تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹا خون کاٹ کر سر پر پہونچا سہراب قوی ترکیب
نے واستانہ مارا تیغہ اسد نکل گیا اسد نے دوسرا ہاتھ مارا سہراب کے گینڈے پر پڑا گینڈا
مارا گیا یہ بے حیا گینڈے سے گرا اہالیان فوج دوڑ پڑے اسد نامدار دریائے فوج مین
غوطہ زن ہوئے سہراب قوی ترکیب کو اہالیان فوج لے کر بھاگے وہ چاہتے ہین اپنے
افسر کو لے کر نکل جائین ہاتھ سے اس شیر بیشہ صاحبقرانی کے امان پائین ہمراہیان
اسد نے جم کر شمشیر زنی کی پانوُن ان کے نہ تھم سکے اسد نامدار نے بڑھ کر علم فوج کو
بھی قلم کیا افسران فوج مارے گئے فوج سہراب قوی ترکیب کو شکست فاش ہوئی
طرف قلعہ قیلاب کے بھاگے شاہزادہ اسد نے پیچھا کیا شب کو تو حکم دے ہی چکے تھے
بارگاہین خیمے ہمراہ کارگذاران لشکر نے سب سامان تیار کر لیا ہے شیران دشت نبرد گویا شکار
کھیلتے ہوئے جاتے ہین سہراب قوی ترکیب کبھی ٹھہرا کبھی بھاگا فوج شکست خوردہ تھم
نہین سکتی زخم سر کو سہراب قوی ترکیب نے باندھا ہے چاہتا ہے کہ فوج کو روکون وہ شکست
فاش ہوئی ہزار کد و کاوش کرتا ہے فوج نہین رکتی اسد نامدار نہ ٹھہرینگا نہ ملینگا نہ لڑتے
ہوئے فوج سہراب کو بھگاتے چلے آتے ہین ہزارون کو قتل کیا مال و اسباب لوٹ لیا
نقد جان کو غنیمت جان کر ہمراہیان سہراب بصد پیچ و تاب بھاگے ہوئے چلے آتے ہین
اب سہراب قوی ترکیب نے ساتھ والون سے کہا مسلمانون کے ہاتھ سے امان ملنا دشوار
ہے یہ طلسم کشا بلائے بے درمان آفت روزگار ہے یہان سے بھاگے ہوئے سیدھے بھائی صاحب
کے قلعہ مین چلو وہ اس سرکش کو قتل کرینگے بادولت تو زخمی ہو گئے اب اہالیان فوج امن نوخیدا رکو لئے
ہوئے طرف قلعہ قیلاب قوی ترکیب کے چلے یہان وہ نوبت ہے کہ قیلاب قوی ترکیب
نور الدہر بن بدیع الزمان گردہ لشکر شکن کو قتل کیا چاہتا تھا کہ اسد نامدار آ کر پہونچے اسی مقام پر

سہراب قوی ترکیب کو مارا جب نورالدہر پر نگاہ پڑی اسد تو عاشق جمال نورالدہر ہین جن صاحبان نے دفاتر دیکھے ہون گے حال اسد و نورالدہران پر واضح ہوگا ایرج نامے مین بھی یہ سب داستانین موجود ہین اسد صف شکن نعرہ کرکے جا پڑے نورالدہر نے جو اسد نامدار کو بعد عرصے کے دیکھا خانہ زور مین آکر قید توڑ ڈالی ایک سوار کو مار کر مرکب لیا اسپر سوار ہوکر لڑنے لگے اسد بیقرار ہین چاہتے ہین لڑ بھڑ کر کسی طرح اپنے بھائی کے پاس پہونچ جاوٴن یہ حقیر بھی تحریر کرچکا ہے کہ جنگ مغلوبہ مین زخمی ہوکر نورالدہر غائب ہوئے ملکہ مخمور سرخ چشم فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر برائے تلاش چلی تھین مکلل خان و مہران قوی بازو وغیرہ کو حکم دیا کہ آپ لوگ لشکر لے کر عقب مین آئیے اب یہان کانٹون مین نہ اُلجھیے مین تلاش مین شاہزادے کی جاتی ہون ایسا نہو دشمنون پر ان کے کوئی اُفتاد پڑے اس وقت مخمور آکے آسمان پر چھپی دیکھا نورالدہر لڑ رہے ہین فوج قیلاب قوی ترکیب کا بلوہ ہی مخمور سرخ چشم کو تو اور ہی کچھ منظور ہے یہ خیال ہے کہ حرز ہیکل گلے مین شاہزادے کے موجود ہے اگر یہ لڑتے بھڑتے تا بہ دریائے نیل پہونچین اور زمہریر کو مارین تو قلب کو قوت اور روح کو راحت ہو سب مین مشہور ہوجائے کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان گردنکش شکن نے طلسم فتح کیا سب میرے ممنون و مشکور رہین پس اسی وقت ملکہ نے ابر گلنار سحر سے تیار کیا اس طرح کڑک کر گری کہ سب کی آنکھین جھپک گئین نورالدہر کو مع مرکب اُٹھا لیا کوئی سمجھ نہ سکا کہ کیا ہوا مخمور نورالدہر کو لے کر نکل گئی ان کا ذکر وقت جنگ دریائے نیل تحریر کرون گا اسد نامدار نے بڑھ کر فوج کو درہم و برہم کردیا ہر چند کہ فراق نورالدہر مین بہت تڑپے لیکن نہ سمجھے کہ میرے بھائی کو کون لے گیا اسی غضب مین فوج قیلاب قوی ترکیب کو درہم و برہم کردیا قیلاب زخمی ہوکر بھاگا قلعہ بند ہوا توپین مارین چند ملازمان شاہزادہ اسد صف شکن اُڑ گئے برق نے اسد نامدار کو روکا کہ شہریار شام ہوچکی ہے صبح کو قلعہ کا انتظام ہوگا رات کے یورش کرنے مین سب بندگان خدا ناحق مارے جائین گے شاہزادہ اسد شیردل سلمنے قلعہ کے آکر فروکش ہوئے قیلاب قوی ترکیب گھبرایا کہ اب بوقت سحر اس شیردل کو کون جواب دے گا اس بے حیا کی میمونہ جادو آشنا ہے رات ہی کو اُسے نامہ لکھ کر

بلوایا میمونہ سے سب حال کہا کہ طلسم کشا نے مجھکو گھیرا ہے مین حجرات مین اسکا ہمسر نہین ہے مین
میمونہ نے کہا مین برف برسا کر سبکو ٹھنڈا کرون صبحکو جل کر خاتمہ کرنا یہ رائے اس نامرد کو پسند آئی
اسباب سحر درست کرکے میمونہ ایک گوشہ مین آکر بیٹھی سحر کرنے لگی لکہ ابر سیاہ آسمان پر آیا لشکر اسد پر برف
برسنے لگی ہمراہیان اسد جابجا بیہوش ہوگئے اسد کے بازو پر اکہ لعل سخندان کا بندھا ہی اسپر اس
سحر نے تاثیر نہ کی میمونہ قیلاب کو اس بھروسہ پر نکلی کہ اب سب بیہوش پڑے ہونگے جلکے مارلو میمونہ
اوس خیمے مین گھس آئی جہان اسد نامدار بیٹھے تھے شور و شر سنکر بیدار ہوئے ہین قبضے پر ہاتھ ڈالکر
اٹھے میمونہ نے کہا یہ جوان خاموش بیٹھا ہے مین گرفتار کرلون جیسے ہی اسنے ہاتھ بڑھایا اسد نے
کلائی تھام کر ایک تمانچہ مارا سر میمونہ کا اڑ گیا ساتھ والونکو ہوش آیا قیلاب نے چاہا بھاگکر نکلجاوے اون
اسد نے بڑھکر اسکی بھی گردن پی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا قیلاب ملعون مکر سے مسلمان ہوا کہا حضور غلام
کی دعوت قبول کرین مکر سے اسد کو قلعہ مین لایا بیہوشی پلاکر بیہوش کیا آہن گرون کو بلایا مسلسل
و مطوق کرکے ارابے پر سوار کرلیا اہالیان لشکر سے کہا اس جوان کو خدمت افراسیاب مین لیچلین ارابے پر
سوار کرکے لیچلا ایک منزل پر اترا ہامان جادو برائے مدد افراسیاب جاتا تھا اسنے خبر سنی کہ قیلاب
قوی ترکیب نے طلسم کشا کو مکر سے گرفتار کیا ہے قید کرکے لئے جاتا ہی ساتھ والونسے کہا بڑے تعجب کی
بات ہی غیر ساحر پہلوان اتنا بڑا نام پیدا کرے ہزارون ساحر اسی فکر مین سرگردان ہین کہ طلسم کشا کو پائین
سامنے افراسیاب کے آبرو بڑھائین مین اس جوان کا سر لیکر جاونگا یہ کہتا ہوا دربار مین قیلاب کے
آیا برائے تعظیم قیلاب اٹھا ہامان نے کہا اے قیلاب قید طلسم کشا ہمارے حوالے کردو تم بھی چلو کچھ لطیف انعام
دلوا دینگے قیلاب نے کہا میری معشوقہ قتل ہوئی ہزارون بندگان لات و منات مارے گئے تب
مین نے ایک جوان کو گرفتار کیا مین ہرگز اس جوان کو نہ دونگا کیا مین شہنشاہ کا خراج گذار نہین ہون ہامان
تو جانتا ہے کہ قیلاب ساحر نہین میرا کیا کرسکیگا سخت کلامی کرنیلگا ہامان نے غصے مین ایک گولے
ماردیا قیلاب کا سر پھٹ گیا سحر کرکے اسکی فوج کو بھی بھگا دیا اب سوچا کہ طلسم کشا کے مددگار بہت ہین
ایسا نہو راہ مین قید چھین لین قتل کرکے سر لیجاؤن یہ سوچکر اسی مقام پر اترا میدان خونی کی تیاری کی وارین
آراستہ ہوئین اسد نامدار کو ارابے سے اتارا یہ خبر بتیہ حجرات مسلسل و مطوق ہی دہری قید جسم پر آراستہ ہی ہامان
ہامان نے ارابے سے اتار اکشان کشان اس سردار کو لیکر زیر دار آئے اسد کیساتھ بیچارہ برق بھی قید ہوا تھا

واسطے اسکے تڑپ رہا ہے اسد غازی سے عرض کی اے شہریار چاہ نیلوفر سے نکلنے کی امید نہتھی حافظ حقیقی
نے بچایا تقدیر نے یہان دام مکر مین پھنسایا قریب تھا کہ ہامان جادو اسد کو دار پر کھینچے قضائے کار
غضنفر بن اسد نامدار اسی ہزار ملازمان جو دو ملکہ قمر پیکر و ملکہ نسیم جالندری مع بارہ ہزار ساحران نامی
تخت پر سوار دونون معشوقین ہمراہ رہتی ہین ظاہر کر چکا ہون کہ قمر پیکر پرورش کردہ مہرخ غضنفر
پر عاشق ہوئی تھین افراسیاب نے غضنفر کو قید کرکے در سند جالندریہ پر روانہ کیا نسیم نے عاشق
ہوکر رہا کیا جابجا غضنفر لڑے تین تحفے دافع سحر انکے پاس موجود ہین اول انگشتری مہر و ماہ دوسرے تیغ رویین
شگاف و اسپ بادپا غضنفر نے ہزارہا قریات ہوشربا لوٹ لئے زمیندارون مین دھاک بیٹھی جس قریہ کے قریب
پہونچے کہلا بھیجا تھا کہ صاحب آج ہماری آپکے یہان دعوت ہے اگر اسنے یہ کیفیت سامان حاضر کیا فبہا
ورنہ قزاقون کو حکم ہوا انھون نے گانون لوٹ لیا زمیندار کو پکڑ لائے حکم ہوا درخت مین باندھو دو دو ہزار
ہر جبے کے لگینگے ورنہ اسکی پشت پر پنجہ ہائے آہن سے سولکھی بنادو اسنے کانپ کر اسیقدر روپیہ حاضر کیا
اسوجہ سے ہزارہا دیہات و قریات تباہ ہوئے جابجا ساحر بھی ان کے ہاتھ سے مارے گئے ہمیشہ نسیم
سے فرمائش رہتی ہے کہ افراسیاب کا میرا سامنا کرادو مین اسکا سر لیکر باپ سے ملاقات کرون نسیم
انکو چھپائی پھرتی ہے جانتی ہے کہ افراسیاب انکے ہاتھ سے قتل نہوگا ہر روز وعدہ کرتی ہے کہ لشکر افراسیاب مین
لیچلونگی جابجا جنگلون مین لئے لئے پھرتی ہے اسوقت برائے شکار نکلے تھے ملکہ نسیم نے دور سے
دیکھا ایک جوان آفتاب مثال زیر شمشیر بیٹھا ہے ساحر اسکو قتل کیا چاہتے ہین غضنفر سے عرض کی
غضنفر نے جو باپ کو پہچانا الفت منھ کو آگیا کلیجہ تھرا گیا قبضہ تیغ رویین شگاف پر ہاتھ ڈالا یوقین بچاکر
لشکر ہامان پر گرا قزاقون نے زمین تلے اوپر کر دی جب ساحر نے منھ کو کھولا کہ سحر کرے جھپٹ کر نیزہ مارا زبان
ساحر کی چھید دی ایک نے قریب آکر ہاتھ مار دیا اسطرح قزاقون نے گھوڑے دوڑائے تیغ کر و بلند ہم اسپان
ہامان ذر مند قزاق اس تدبیر سے لڑتے ہین کہ حریف نکلکر جانے نہ پائے نسیم نے سحر کرنا شروع کیا
اسد غازی نے فرزند کو دیکھکر قید توڑی نعرہ کرکے اٹھے ساتھ والون کو بھی رہا کیا برق فرنگی
بھی چھوٹا اسد نے بیتابی مین آواز دی اے نور نظر مدت سے تمھاری خبرین سنتے ہین اب لشکر مین چلو
لڑتے ہوے قریب ہامان پہونچے اسد پر ہامان نے ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے کمر مین ہاتھ ڈالکر ہامان
کو اٹھا لیا چہرہ رنگ ہوائی قلم کیا چاہا فرزند سے ملین غضنفر نے دیکھا لڑائی فتح ہوئی بجا ترکی مین آوازدی

اسے قزاقان بدررو یہ سب قزاق ہمت کر سنبھلے غضنفر بوقی بجاتے ہوئے نکل گئے ہرچند اسد غازی
نے جا بجا دکون فرزند کو گلے سے لگاؤن غضنفر لڑتا بھڑتا نکلگیا اسد لاچار پلٹ گئے ہمراہیان ہامان
کچھ بھاگے کچھ مارے گئے اسد غازی بفتح و فیروزی مع ساتھ والون کے جب قریب لشکر پہونچے لاچین وغیرہ
قلعہ مین آچکے تھے طلسم کشا کے نہ پہونچنے سے منتشر تھے آکر قدمبوسی کی شوکت و شان آگرد داخل لشکر ظفر اثر
ہوئے شہنشاہ لاچین و ملکہ ادشاہ وجہاندار شاہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر وغیرہ سب تو
سو سردار ایک بارگاہ استادہ کر کے بیٹھے صلاحین ہونے لگین لاچین نے کہا ای باغبان اٹھالا بارگاہ کا
لیکر اپنے کو قریب دریائے ہفت رنگ پہونچا دے صراط ہفت رنگ سے خائف رہنا اسکی فوج بڑے
غضب کی ہے اٹھارہ سے قریہ عملداری مین کوہ ہفت رنگ کی ہے صراط ہفت رنگ کو اپنا خداوند
جانتے ہین اٹھارہ سے قریہ کی گنوار ایگی زمین بھر جائیگی ہم بھی فوج کو آراستہ کر کے فرداً فرداً آتے ہین
شاید خدا فتح نصیب کرے قتل صراط ہفت رنگ بہت دشوار ہے اور جبتک صراط قتل نہ ہوگا در
روزنامچہ میسر نہ دستیاب ہوگا دریائے نیل پر اسی روزنامچہ کی معرفت کیفیت امتحان اقبال طلسم کشا
ہوگی روزنامچہ خبر دیگا کیونکر صراط پر فتح پامینگے اسد نے کہا خدا مالک ہے ای لاچین انجام کا حال [illegible]
جانتا ہے یہانتک پہونچے تھے کہ کسکو امید تھی صلاحین معقول کر کے باغبان بارہ لاکھ ساحر ولشکر اٹھالا
بارگاہ اسد نامدار کا لیکر طرف دریائے ہفت رنگ کے بصد کر و فر روانہ ہوا اسد کے منہ سے نکلگیا
باغبان کے ساتھ فوج کم ہے ملکہ مہرخ و بہار و ملکہ لعل سخندان و ملکہ ماران زمین گن اسرار صف شکن و
صنا جادو جلال ملکہ سمنکال اپنے اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھین کہ ہم برائے مدد باغبان جائینگے ملکہ لعل نے
کہا حقیقت مین صراط ہفت رنگ حاکم با اختیار ہے فوج اسکی بڑے قیامت کی ہے ماران و
اسرار نے کہا ہم بھی اپنی جان لڑا دینگے یہ سب سرداران مذکور برائے حفاظت باغبان قدرت بلند کا
اسد نامدار سے چلکر شریک ہو کر نقارے بجاتے ہوئے چلے بعد لشکر باغبان و معمار قدرت وجہاندار شاہ
پانچ لاکھ فوج لیکر چلے انکے بعد شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مع فوج روانہ ہوا ان سبکے بعد شہنشاہ لاچین
نے ملکہ مہ جبین کو تخت پر سوار کیا اسد نامدار بصد جاہ و وقار پشت مرکب پر سوار ہوئے
ایک پہلو مین صندلان صندلی پوش ایک جانب اٹھارہ امیرزادے پشت پر بارہ ہزار قزاق
رفیقان قدیم شہنشاہ لاچین ایک عقاب سحر پر سوار ہو کر بصد کر و فر لشکر کو آراستہ کر کے چلے یہ سب لشکر

فرد افرد اممالک فتح کرتے ہوئے طرف کوہ ہفت رنگ کے جاتے ہین کہ ذکر ان کا وقت پر تحریر ہو گا۔

دو کلمہ داستان حیرت بیان کوہ ہفت رنگ خبر ہونا صراط ہفت رنگ کو آنا فوج قریات کا و آمد فوج مصور برائے مدد صراط و ہنگامہ عظیم برپا ہونا زیر کوہ ہفت رنگ و عیاری شہنشاہ اوج عیاری و گرفتار ہونا ہاتھ سے صراط کے اور قید کا جانا قصر ہفت رنگ مین و ملاحظہ سزا دادن و دیگر حالات متعلق داستان

ہذا عجب داستان حیرت انگیز ہے ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر ہفت رنگ
کہ گردش ہے کج رندونکو جنگ
عبث رند میکش ہے یہ قیل و قال
صراحی اٹھا جام مے کو سنبھال
ترے دور مین چین ملتا نہین
مرا غنچہ فکر کھلتا نہین
کہ ہر سمت ویران گلزار ہین
یہ ہین پھول گلشن مین یا خار ہین
عبث طبع بلبل گرانبار ہے
نہال چمن صورت دار ہے
اڑا رنگ گلشن ہوا انقلاب
کہ ہے زلف سنبل کو بھی پیچ و تاب
گل اشرفی کا ہے کیون رنگ زرد
صبا نے رخ گل پہ ڈالی ہے گرد
نیا رنگ ظلم ہوا باغ مین
صبا نے کہا آکے کیا باغ مین
چمن مین جو رنگ جنون ہو گیا
تو لالے کا دل غم سے خون ہو گیا
ہر اک گل سے شعلہ نکلنے لگا
چمن آتش گل سے جلنے لگا
ہوا گرم چلتی ہے گلزار مین
ہر اک برگ ہے بار اشجار مین
مخالف یکایک زمانہ ہوا
یہ آنسو بہانا بہانا ہوا
صبا نے اڑا دی چمن مین خبر
کہ ہے باغ مین بے سبب شور و شر
کہا سننکے صیاد نے برملا
مخالف ہوئی اس چمن کی ہوا
سراسر نکیون ہو خلل باغ مین
ہوا باغبان کا عمل باغ مین
قمر بلبل و گل کا کیون ذکر ہے
نئی داستان کی مجھے فکر ہے

طی کنندگان ممالک کوہ ہفت رنگ و رہروان راہ پر خطر میدان جنگ داستان ہفت رنگ کو یون تحریر فرماتے ہین شعر نگار زندہ داستان عجیب شدہ لکھتے ہین یون ماجرائے غریب شہ صراط ہفت رنگ سنبرہ سامری جمشید مالک دریائے ہفت رنگ و راز دار دریائے نیل افراسیاب کا کفیل برسر کوہ ہفت رنگ ایک حجرہ بنا کر رہتا ہے سات خدمتگار برائے خدمتگزاری و ہفت کنیزان سامری ہر وقت خدمت مین حاضر رہتے ہین تخت یاقوت نگار پر بیٹھا ہوا سیر صحرائے ہفت رنگ کر رہا ہے کہ گرد عظیم بلند ہوئی صراط نے دیکھا باغبان قدرت پشت کرگ باد رفتار پر سوار پشت پر بارہ لاکھ ساحران نامی و نامدار ایک پہلو مین ملکہ لعل سخندان ایک سمت ملکہ ماران

واسرار صف شکن پشت پر چار سو سرداران نامی رازداران طلسم ہوشربا ایک ایک فن ساحری میں
بیمثل و یکتا اٹالا بارگاہ زرلفنیج کا اژدرہائے آتش فشاں پر لدا ہوا شعلہ ہائے آتشیں دہن سے اژدروں کے
نکلتے ہوئے نخل ہائے صحرا جلتے ہوئے اس کروفر سے باغبان دو کوس ہٹ کر کوہ ہفت رنگ
سے ٹھہرا ابھی باغبان ٹہل رہا ہے کہ خدمتگار صراط کا سامنے آیا سلام کر کے عرض کی مرشدزادے
ارشاد فرماتے ہیں کہ اے باغبان گلزار طلسم ہوشربا اے بانیان بنائے ظلم و جفا یہاں لشکر ہٹا لو اترنے
کا حکم نہیں ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سامری و جمشید تشریف لاتے ہیں اپنے بندگان خاص کو
جمال بیمثال دکھاتے ہیں یہ کوہ ہفت رنگ مقام ولادت سامری ہے بزرگی یہاں کے سنگریزے دن
میں بھری ہے باغبان نے خدمتگار کو جھڑک دیا کہا جا کر کہنا کہ اے صراط ہفت رنگ وقت جنگ
قریب آیا بہتر یہ ہے کہ ہمارا آقائے نامدار تشریف لاتا ہے منظور ہے کہ لڑتے بھڑتے تا دریائے نیل جائیں
لوح طلسم ہوشربا حاصل کریں اگر تو اپنی جانبری چاہتا ہے آکر شرکت کر سرکشی میں خراب ہوگا اپنے
عجائب وغرائب پر مغرور نہ ہو عنایت پروردگار سے پردہ ظلمات و چاہ نیلوفر فتح کر کے آئے ہیں
خدمتگار یہ جواب سنکر پلٹا اسرار و عماران نے کہا اے باغبان جواب تو تمنے خوب دیا لیکن ہوشیار
ہو جاؤ صراط ہفت رنگ کو یہ جواب بہت ناگوار ہوگا گو کہ ہمارا قریات ہفت رنگ سے آیا چاہتی
ہے یہاں بھی کمر بندی ہونے لگی صراط حجرے سے نکل آیا بر سر کوہ ہفت رنگ ٹھہرا دیکھا فوج
باغبان سے تمام صحرا بھر گیا ہے نشان سنبھالے مرکب سے زمین زرہ پوش دریائے لشکر کا جوش و خروش
خدمتگار نے پلٹ کر جواب دیا کہ حضور بارگاہ طلسم کشتا لیکر باغبان آیا ہے صراط نے کہا میں اس
زمین پر نہ جمنے دونگا باغیوں کا قدم نہ جمنے دونگا یہ کہکر ایک آواز دی کہ نقارہ نوازو اے صاحب
سامری شعبدہ باز حاضر ہو دیکھا ایک نحیف و ضعیف نقارہ دوش پہ چوب ہاتھ میں آ کر ہو پہنچا صراط
نے کہا نقارہ بجا دے اٹھارہ سو قریہ میں خبر پہنچا دے یہ باغی ٹھہرنے نہ پائیں انمیں سے کوئی زندہ
نہ بچے ہر ایک سردار اپنی سرکشی کی سزا پائے نقارہ نواز وہی ساحر نحیف نقارہ کاندھے پر رکھے ہوئے
چوب ہاتھ میں لیکر بلند ہوا آواز دی اے رعایائے کوہ ہفت رنگ بہت وقت جنگ ہے جنگ باغیوں سے بہ
گردن کوشش تمام و ننگ باید کرد یہ باغیوں نے سرکشی کی ہے یہ زندہ نہ بچنے پائیں یہ کہکر تین چوبیں نقارہ
پر لگائیں ظاہر میں نقارہ چھوٹا تھا آواز نے اسکی زمین کو ہلا دیا باغبان وغیرہ مسلح کھڑے ہیں کہ دیکھا

چہار جانب سے گرد بلند ہوئی بے حساب گنوار ٹٹوؤن پر سوار فوج باعیون کی قطار در قطار تیر کنگھے
ہاتھ مین کالی کالی صورتین ننگ خاندان جسم برہنہ مزرائی اوتار کمر کمر مین باندھی لٹھ ہاتھ مین بڑے بڑے
نیزے برچھیان تلوارین ہر طرح کے حربے ہاتھ مین لئے ہوئے لبنا لبنا کرتے آتے ہین اسرار و ماران
نے کہا اے باعیان غضب ہو اگھار آپہونچی خدا ان گنوارون کی بدعت سے بچائے یہ کلمہ زبان سے
پورا نہوا تھا کہ اٹھارہ لاکھ دیہاتی حربہ ہائے سحر وغیر سحر لیکر آگرے یہ ساحران نامی جانباز و سرفروش سکو
جرات کے جوش تلوارین کھینچکر جا پڑے گنوارون نے آتے ہی ایسے حربے کئے کہ فوج باعیان
کے پائون اٹھنے لگے ماران زمین گن و اسرار جادو ملکہ لعل نخندان جملہ سرداران جرات نشان
اس لڑائی مین جان لڑا رہے ہین ان گنوارونسے مقابلہ یہ سب جنگ دیدہ و صید جانبازی لڑ رہی ہین نیزہ کی
نیزہ سے سینے ملا دئیے خون کے دریا بہا دئیے نقیب پکارتے پھرتے ہین ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید
یہ میدان کارزار ہے اپنے اپنے بزرگون کا نام روشن کرو دنیا نا پائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے حباب لب دریا
سے مثال دیتے ہین یار و اسکو بھی وقفہ ہے آمد و شد نفس کا کیا بھروسہ چشم زدن مین رشتۂ حیات منقطع
ہوتا ہے بھائی کو بھائی روتا ہے باپ نے نوجوان فرزند کا سوگ رکھا مرنے والے نے عین شباب مین موت کا
مزا چکھا رہروان ملک عدم کا حال نہ کھلا کہان جاتے ہین کیا مقام دلچسپ ہے کہ کوئی جا کر واپس نہ آیا
وہی راہ سکو در پیش ہے تھوڑا سا پس و پیش ہے نقیبون نے جو یہ الفاظ عبرت آمیز کہے مردان عالم کی
آنکھین سرخ ہو گئین جھوم جھوم کر دشمنون پر جا پڑے لشتۂ بادۂ جرات مین خوب لڑے گنوار بھی دم نہین
لینے دیتے مد چہار جانب سے چلی آتی ہے ایک غول ہٹا دوسرا غول آپڑا دو دو لاکھ کی مجمع گنوارون
کے آگرے لاکھون مارے گئے لیکن چلے ہی آتے ہین صراط کوہ ہفت رنگ سے پکار رہا ہے اے
رعایائے کوہ ہفت رنگ آجکی جنگ یادگار ہے سامری و جمشید تمہاری قدر کرینگے افراسیاب دامن مدعا
گل آرزو سے بھر دیگا ایک ایک کو نہال کر دیگا یہ جانبازی ضائع نہ ہوگی کبھی یہ آواز دیکر خود بھی کچھ اشیائے
سحر پھینکتا ہے اسکے سحر سے زمین تھراتی ہے کبھی آگ کا دریا بنا کبھی پانی برسا قیامت کبریٰ برپا ہے شام تک
اسی طور سے تلوار چلی ہمراہیان باعیان انتہا کے زخمی ہوئے ہر چند کہ ان سرداروں نے بہتیرے پرے
مٹائے پانی کے ابر روکے سحر صراط کے دفع کئے دمبدم سحر کرتا ہے کبھی دامن اپنا جھاڑ کر آسمان پر
پھینکا لکہ ہائے ابر سیاہ ظاہر ہوئے وہ ابر زمین پر گر کر سر لعش ہو گئے قطرات آب چنگاریان بنگی جسم

مردان عالم کے تیرہائے سحر سے چھن گئے لڑائی سے منہ نہیں پھیرتے شام کو باغبان قدرت نے پلٹکر دیکھا سب ساتھ کے ساحران زبردست زخمی ہوئے لیکن کھڑے جھوم رہے ہیں قبضہائے تیغ چوم رہے ہیں کھیت مین قدم جمے ہوئے کشت جرات کو سرسبز کر رہے نام پر مر رہے ہیں باغبان نے دیکھا یہ سب ثابت قدم کوہ محبت لڑے ۔ لڑتے مر جائینگے قدم نہ ہٹائینگے باغبان نے اس حال پرملال مین سوارونکو گود مین اٹھایا ہوادار پر ڈال لیا مجبور ہوکر یہ صلاح ہوئی کہ یہان سے نکل چلو اب قدم نہیں تھمتے نہایت مجبور و لاچار ہین لڑنیوالے بالکل بیکار ہین سحر بھولے قبضہائے شمشیر ہاتھوں مین جم گئے تلوارین عاری سپرین روگردان سنانہائے نیزہ گر گئین خنجر بیدم علمہائے فوج پر الم ماتم کنکر گرے پھریرے دامن پھیلائے ہین زمین گلنار خون کا دریا بہ گیا اس دریائے خون مین کشتی حیات مردان عالم طوفانی موجہ دریائے خون بلند شنگان دریائے حیات بصد شوکت شناوری کر رہے ہین جو جہان گرداب کہ سکا جب بالکل رات ہوگئی تب باغبان نے اثاث بارگاہ کا اسی میدان مین چھوڑا سردارونکو نکلا جانا غنیمت جانا نقد و جنس سب چھوٹ گیا ایک دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر فرار پر قرار کیا باغبان اور سب ہے خستہ و شکستہ حیران و پریشان بڑا انتشار ہے کہ بارگاہ بھی چھوٹ اے باغبان کو ہفت رنگ کا فتح ہونا دشوار ہے کہ ملک جہاندار شاہ معمار قدرت جو بعد باغبان چلے تھے آکر پہونچے جہاندار نے جو باغبان کا یہ حال دیکھا سرداران صف شکن کو زخمی پایا سکو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا زخم دوزی کی باغبان نے کہا ای شہنشاہ پیلبان گلگر ز صراط ہفت رنگ کا مارا جانا بہت مشکل ہے مین چار پہر کامل لڑا سردار میرے ساتھ کے اس جانبازی سے سحر کر رہے تھے کہ زمین کانپتی تھی اٹھارہ سو قریہ کی گھمار آئی دمبدم فوج تازہ کا سامنا تھا انھو اور نے سے مقابلہ لوہے کی دیوارین توڑ دین تب کہ ہفت رنگ نے بھونکے اب خیال ہوا کہ یہ سب سرداران نامی جنکو خواجہ نے اپنی جان دیکر مطیع کیا یہ سب لڑ بھڑ کے مر جائینگے بیہوش ہو ہو کے گر پڑے تھے جہاندار نے کہا ای باغبان مین رات بھر مین قلعہ نہتا ہون کوہ ہفت رنگ کیا صراط کیا چیز ہے زمین کوہ ہفت رنگ کی اڑا دونگا یہ کہکے جہاندار نے حکم دیا اے معماران سب صاحبون کا علاج کرو اور خود دو لاکھ فوج لیکر بڑھا تین کوس کوہ ہفت رنگ سے پیچھے ہٹ کر ایک بیشہ مین یہ شیر اوترا یہان صراط نے جب دیکھا اہل اسلام بھاگ گئے گنوار بھی لاکھون قتل ہوئے باقیماندہ سامنے اسکے آکر جمع ہوئے سبھون نے عرض کی ای نبیرہ خداوند سبکو ہٹا دیا تمہم مین

ہمین اب یہ طاقت نہین کہ مال و اسباب جو الکار رہگیا اسکو قبضہ مین کرین ہم سبکو اپنے مقام پہ جانا
دشوار ہے ہر خورد و کلان زخمدار جسقدر زخمی سامنے تھے صراط نے سالوتن پتلیون سے اشارہ کیا نمونہ
قدرت سامری دکھاؤ ان سب کے زخم رات بھر مین صحت پاجائین سالوتن پتلیان بلند ہوئین آسمان پر
گرباران سحر برسایا جسکے سر پر قطرہ پڑا اسکا زخم صحت پاگیا اسطرح صراط نے نمونہ شعبدہ بازی دکھا کے
ان سبکو رخصت کیا پتلیان جو آسمان پہ سے اترین انھون نے خبر دی ای نبیرہ خداوند دربین سے دیکھی
ہمین آگرا اتری ہین ملک جہاندار شاہ و قلعہ تیار ہا ہے صراط نے حکم دیا خبردار رات بھر گرد کوہ ہفت رنگ
کے پھر دکوئی آنے نپائے قلعہ نہ تیار ہو پتلیان سالوتن اڑگئین رات ہوچکی تھی سالوتن خدمتگار صراط
کے مجرے مین چھوڑے خود پہاڑ سے کود ابھاگا ہوا کئی سے کوس راستہ طے کرکے بزور سحر قریب دریائے
نیل پہونچا دیکھا دریا جوش مار رہا ہے ابر سوسنی بر سر دریای نیل سایہ فگن ہزارہا طائران نغمہ سرا نغمہ زن و سیدم
ابر سوسنی چرخ مار رہا ہے صدائین مختلف آتی ہین تڑپنا ابر کا دیکھکر صراط پریشان ہوا پردہ ہای غفلت
آنکھون مین پڑے ہین اپنی شعبدہ بازی کا غرور کنارے کھڑے ہوکر دیکھنے لگا سالوتن سرہزادون کی
چرخ مارتے ہوئے ظاہر ہوئے صراط ہفت رنگ نے سرون کو دامن مین لیا وہان سے بھاگ کر
قصر ہفت رنگ مین آیا سات مونڈھے جواہرات کے آراستہ کئے سالوتن سر مونڈھون پر رکھدئے
روزنامچہ امیر الجبر ہاتھ مین لیکر بیٹھا مشتاق ہے کہ بطور قدیم یہ سالوتن سر کلام کرین مین حال آئندہ تحریر
کرون دیکھا سالوتن سر خاموش عرصہ دراز تک صراط سر جھکائے بیٹھا رہا جب کسی سر نے کلام کیا
اس خود سر کو سراسر پریشانی ہوئی گھبراکر پکارا اے رازداران طلسم ہوشربا ای شعبدہ بازان ہمیشہ دیکھا
کچھ کلام کرو ہم تمھاری تقریر دلپذیر کے مشتاق ہین سرہزاد شہنشاہ لاچین قہقہہ مار کے ہنسا آواز دی او بے خبر
مغرور کیا کلام کرین اب ہماری عملداری ہو چکی ہمارا بادشاہ عالیجاہ مدتون بیگناہ قید رہا کیا ظلم
ہے اب وقت فرحت و انبساط ہے ای صراط وقت احتیاط ہے چند باتین کرکے سر لاچین خاموش
ہوا ان کلمات کو صراط نے درج روزنامچہ نکیا پھر آواز دی صاحبو کچھ بات کرو مین تم سبکا خدمتگار
ہون اہل اسلام نے لشکر کشی کی ہے اسکا انجام کیا ہوگا مقابلہ کرون یا ہٹ جاؤن کچھ ارشاد فرمائیے
مین تو احکام کا پابند ہون آج ہزارون ملکہ لاکھون اہالیان قریات ہاتھ سے سرداران اسد کے قتل ہوئی
آسنا برا کھیت پڑا اکر لاشہ دامن کوہ ہفت رنگ سے نہ اٹھ سکے سب بیچارے روتے پیٹتے چلے گئے اسقدر مطیع مذہب

سامری بیابان میں کسی نے دم نہیں مارا اپنے عزیزونکے لاشے بھی نہ اٹھا سکے کیا کہکر اونکو تسکین دون بلکہ
جاندار شاہ بادشاہ بیابان گلگون قلعہ بنا رہا ہے کنیزان سامری کو حکم دیا وہ رات بھر شفقت کرینگی
یہی قصد ہے کہ قلعہ تعمیر ہونے دو دن جب صراط ہفت رنگ بہشت پہنچا بیٹا اسر افراسیاب نے بقہر
وغضب تمام جواب دیا او مغرور وقت کلام کسی بات کرنیکی مہلت ہے قریب وقت ذلت ہی یہ چند اشعار
آبدار تصنیف کردہ منشی احمد حسین صاحب قمر پڑھتا ہون اگر اسکے معنے سمجھے گا زوال سے بچیگا ورنہ زمانہ
کا انقلاب ہے دل تردد منزل کو پیچ و تاب ہے صراط ہفت رنگ گوش بر آواز ہوا سرہمزاد
افراسیاب یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا نظم مصنف

بحال عزیزان نظر کردمے
لحد تنگ و تاریک با رنج و غم
کہ جمشید رفت از جہان دردمند
چو آمد مرا یاد آن شہریار
عدالت کند نام نیکت بلند
قمر طول چون کرد طور سخن
ز سعدی ہمین یک سخن یادگار

چو دیدیم قبر شہ چین درے
وزیران لشکر نہ جاہ و حشم
روایت کند راوی خوش بیان
شدم بر مزارش بغم اشکبار
بگوائے شہنشاہ فیروزہ بخت
ندا آمد اے یار غمخوار من

بشہر خموشان گذر کردمے
یکے گفت این قبر کاوس کے
کجا ہست ضحاک بدعت پسند
چو رفتیم بر قبر نوشیروان
بگفتم کہ افسوس ای ارجمند
بملک عدم یافتی تاج و تخت
منہ دل برین دیر ناپایدار

یہ اشعار پڑھکر سرہمزاد افراسیاب خاموش ہوا سرہمزاد مصور کو
جوش خروش ہوا صدا دی اے بھائی ہمکو تیری بات نہ بھائی بخت واژگون نے انقلاب کیا غرور نے
خراب کیا ہمکو تو فقیری پسند ہے جو بزرگون نے کہا اوسکی پیروی واجب ولازم ہے بادشاہ ملک کو بھی شاہ
کہتے ہین فقیر کا بھی لقب شاہ ہے بلکہ آسمان جلالت کا ماہ ہو اب تو حال تباہ ہی کسی دیر یہ مین جا بیٹھین
جلکر دھونی رما مین چہرے پر بھبھوت ملین ہاتھ خواہش دنیا سے اٹھالین پاؤن پھیلائین ہزار ہا حاجتمند
بخواہش تمام حاضر ہونگے جب ہماری بزرگی سے ماہر ہون گے خاک پا طوطیا ئے چشم بنائینگے گوشہ عافیت
مین بیٹھکر کبتک دشمنون سے جان بچائینگے ای برادر بجان برابر فنا آخر فنا سلطنت کرکے ذلت اٹھائی
خالی ہاتھ آکے خالی ہاتھ چلے افسوس انجام کی فکر نکی باطل پرستی مین عمر بسر ہوئی جب بال سفید ہوے
زندگی سے ناامید ہوے شب پیری کی سحر ہوئی آفتاب سر پر آیا کچھ نہ خبر ہوئی او غافل ہوشیار ہو خواب
غفلت سے بیدار ہو تونے سب کچھ سمجھا دیا آگے تجھکو اختیار رہی یہ حقیر مجبور ولاچار ہے یہ باتین کرکے سرہمزاد

مصور خاموش ہوا اسی طرح کی باتین عبرت آمیز حسرت انگیز شب بھر رہین ایک فقرہ بھی صراط نے
نہ لکھا صراط چاہتا تھا ان سرون کا دستور تھا ایک ایک سر ایک ایک دن کا حال بیان کرتا تھا ہفت
حال پورے سنتے کا کر جاتے تھے ہم روزنامچہ امیر بجر بناتے تھے کسی سرنے یہ صاف صاف نہ کہا
کہ کل کیا ہوگا یکایک ستارہ سحری چمکا بیاض سحری کے اوراق کھلے ماہ تابان نے صفحات نجم لپیٹے دیوانخانہ
مغرب مین داخل ہوا صراط کا ورق روزنامچہ امیر بحر تحریر سے معرا رہا گھبرا کر اٹھا کہ ایسا نہو نیر اعظم بلند ہو
قاعدے مین فرق آجائے دامن مین سرونکو لیکر بھاگا ہانپتا کانپتا منتشر بدحواس کنارے دریائے نیل کے
ہو پہنچا سرون کو دریا مین پھینکا طرف کوہ ہفت رنگ کے پلٹا دل سے کہتا ہے ای صراط کیا رنگ ہوا
سو برس سے مین روزنامچہ لکھتا ہون کبھی ورق مضمون سے خالی نرہا کسی سرنے سر کی بات نہ کہی
سراسر معاملہ غلط رہا معلوم ہوتا ہے زندگی پر حرف آیا انشا غلط املا غلط شاید دفتر طلسم ہوشربا کی برہمی کا
وقت آیا میرنجشی قضا و قدر جائزہ لیگا چہرے نظری ہوے دیوانخانہ عیش مین فرق آیا تقدیر کا لکھا آگے آیا
کوئی نکتہ ہم نہ سمجھی سرون نے رات بھر سر مغزنی رہی سر پھر گیا دیکھین انجام خود سر کا کیا ہو اسی حال
مین بالائے کوہ ہفت رنگ آیا دیکھا ساتون پتلیان پلٹکر آئین گردین اٹی ہوئی انگلیون سے
قطرات خون ٹپکتے ہوے صراط نے کہا بیبیو خیر تو ہے آج ان ساتون پتلیون نے کہا ای نبیرہ جمشید آسمان
افسونگری کے خورشید ہم سے خوب مزدوری کرائی رات بھر ہمکو مشقت کرتے گذری جہاندار شاہ
بادشاہ عالیجاہ قلعہ بنانے مین مصروف تھا رات بھر اسکا سحر مٹایا یہ نوبت ہوئی کہ زندگی سے بیزار ہین
ہم دیکھ رہے ہین کہ سامری و جمشید ہمکو بلاتے ہین شعلہ ہائے آتش نظر آتے ہین صراط نے کہا بیبیو مین رات
بھر پریشان رہا سرون نے ہمزادون کے ایکدن کا بھی حال نہ بیان کیا عبرت کے کلام سنتے سنتے سر پھر
گیا تمنے بھی اسوقت عجب جملہ سنایا صاف صاف کہو کیا ہوگا اس لڑائی مین فتح ہی یا شکست ہی آخر
کیا بند وبست ہے پتلیون نے کہا آپ نبیرہ سامری و جمشید ہین فتح و شکست کا حال آپ جانیے
رازدار سامری حضور ہین ہم سراسر بیقصور ہین صراط تو پتلیون سے باتین کر رہا ہی لیکن جہاندار نے
شب کو یہ دیکھا کہ مین نے دیوار دور قلعہ کے بنائے جھونکا ہوا کا چلا دیوار گر پڑی شب بھر اسی مصیبت
مین رہا قلعہ نہ تیار ہوا صبح کو معمار نے پوچھا جہاندار پسینے پسینے دیوارین گری پڑی ہین ایک برج بھی
آراستہ نہوا معمار نے پوچھا اے شہنشاہ خیر تو ہے جہاندار نے شب کی کیفیت بیان کی کہا اے قوت

بازو اے سردار خوشنو کبھی ایسا معرکہ نہین گذرا رات بھر مین نے کد و کاوش کی دیوار نہ بنا سکا سامنے
باغبان وغیرہ کے مین نے دعوی کیا تھا کہ بوقت سحر قلعہ تیار کر کے کوہ ہفت رنگ کو اڑا دون گا
صبح ہو گئی اب کیا کرون معمار قدرت نے سر جھکا لیا کہا حضور کیا جواب دون نئی بات گذری
آپکے سحر نے کسی مقام پر کمی نہین کی یہ کہکر معمار نے چار اینٹین زمین پر رکھین سحر ابتدا کیا تھوڑی دیر
مین برج بنکر تیار ہوا ایک توپ برج پر لگی ہوئی وو گولہ انداز بارود وغیرہ حاضر معمار نے کہا حضور
برج پر جائین مین فوج لے کر بلوہ کرتا ہون یہی ایک توپ کافی ہے جب اسکے گولے پہاڑ پر پڑینگے تو
سو آواز مین پہاڑ اڑ جائیگا جہاندار شاہ کو بڑی حیرت ہوئی کہ معمار کا برج تیار ہوا میرا قلعہ بنانا بالکل
بیکار ہوا باغبان وغیرہ بھی ساتھ ہین نہایت محجوب و شرمسار ہین عرصے مین برج پر کرسی بچھا کے بیٹھا
فوج دریا موج اسکی معمار تیار کرا کے لایا گولے ہاتھ مین لئے نعرے کرکے بڑھی جہاندار نے حکم دیا گولہ
اندازون نے رنجک رکھکر توپ فیر کی صراط پر سر کوہ ہفت رنگ ٹہل رہا ہے ساتون پتلیان
اپنی مصیبت بیان کر رہی ہین کہ دناتے کی آواز ہوئی صراط نے دیکھا جہاندار برج پر بیٹھا ہوا توپ مین
فیر کر رہا ہے پتلیون سے کہا اے کنیزان سامری تم جلدی چلی آئین وہان برج بنگیا یہ بڑا بزرگ مقام ہے
گولہ تو یہانتک نہ آئیگا رعایائے کوہ ہفت رنگ کس طرح آکر لڑے گی لاشون کے میدان مین
اسقدر انبار ہین قدم رکھنا دشوار ہے پتلیون نے کہا اے مرشدزادے اس برج کی کیا حقیقت ہے اور
فوج جہاندار کی کیا لیاقت ہے ہم ابھی جاتے ہین یہ کہکر ساتون بڑھین صراط نے پکار کر آواز دی
اے رعایائے کوہ ہفت رنگ وقت جنگ ہے ہاتھ سے ان سرکشون کے دل تنگ ہے زمانہ حفاظت
نام و ننگ ہے پتلیان بلند ہو کر برج پر لہرائین جہاندار نے یہ بھی دیکھا کہ مین نے اتنے گولے مارے کوئی
گولہ کوہ ہفت رنگ پر نہ پڑا جب گولا سامنے مین پہاڑ کے پہونچا پھٹکر گر پڑا کنیزان سامری نے
جو آکر عکس اپنا برج پر ڈالا ایک دناٹا ہوا توپ پھٹ گئی گولہ انداز جلنے لگے جہاندار کود کر الگ ہوا
معمار فوج لے کر بڑھا چاہا کوہ ہفت رنگ پر جا پڑون کہ چہار جانب سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا معمار
نے لاکھون گنوار آ پڑے سحر چلنے لگے اہالیان فوج تو اونسے لڑے مگر معمار و جہاندار تلوارین کھینچکر گولے
مارتے ہوئے طرف کوہ ہفت رنگ کے چلے جہاندار سحر کرتا قریب درجہ اول پہونچا چاہا جھوم کر
جرأت دکھاؤن درجہ پر کوہ ہفت رنگ کے چڑھ جاؤن صراط نے ایک چیخ ماری پہلا درجہ کوہ

کا تشکیل ظلم ہے وہ شق ہوا ایک برق کڑک کے سر جہاندار پر گری سر زخمی ہوا جھولی جو بائین ہاتھ پر پڑی تھی اُسمین آگ لگئی قریب تھا کہ جہاندار لڑکھڑا کر گرے معمار نے بغلون مین ہاتھ دیا جہاندار کو سنبھالا پتلیان بر سر کوہ ہفت رنگ مستعد جنگ چاؤن چاؤن کر رہی ہین جب چمک کر مثل ستارۂ سحری بلند ہوتی ہین جس پر سایہ ڈالا اسکا سر پھٹ گیا جہاندار بیٹھا تھا معمار نے دیکھا یہ ستم خصال صاحب جاہ و جلال غیرت مین اپنی جان دیگا سحر یہان تاثیر نہین کرتا در جہ اول سے برقین چمک رہی ہین معمار کا بھی شانہ نشانہ ہوا جھول گیا کئی سو افسران نامی اُس مقام پر مارے گئے مرنے والون نے قدم نہ ہٹائے غیرت مین جانین دین معمار نے جہاندار کو کاندھے پر لادا بھاگ کر قلب لشکر مین آیا گنوارون نے فوج کا ستھراؤ کر دیا تھا پتلیون نے ہزارون کو مارا تھا ملازمان جہاندار پیچھے ہٹتے چلے آتے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مع بلور چہار دست وغیرہ آکر ہو پہنچا دیکھا جہاندار و معمار زخمی گنوارون کا بلوہ غول کے غول چلے آتے ہین صرصر اطر بر سر کوہ ہفت رنگ کھڑا ہی سحر کر کے گولے پھینک رہا ہے کوکب نعرہ کر کے آپڑا جہاندار کی فوج کے آگے سینہ سپر کر دیا دو تین گولے ایسے مارے دس بارہ ہزار گنوار مارے گئے بران نے بھی اختر مروار پر چمکایا اور بلور چہار دست تلوار کھینچکر جا پڑا جمشید بن کوکب بڑھکر لڑا ملکہ اختر بن سہیلان فیلزور شمشیر زن موتیون کے مالے مارنے لگی فوج کو تہ و بالا کیا صرصر اطر نے جو دو چار گولے پھینکے سر کوکب پر زخمی ہوا اختر مروار بدبران سیاہی قبول کرنے لگا اختر کا ستارہ گردش مین بلور جان دینے کی کوشش عین گرمی جنگ مین صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی سب نے دیکھا صورت نگار تخت پر سوار مصور جادو بقہر و غضب تمام پشت مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر بارہ لاکھ فوج بڑے زور و شور سے آکر ہو پہنچا آتے ہی مصور نے جھولی سے کتھا تصویر نکالا مقراض سے سر جو تصویرون کے کاٹے عجب نقشہ ہوا ملازمان کوکب و جہاندار کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے گھوڑون نے سوارون کو زمین پر پٹکا جو مرکب بھاگا جا کر دریاے ہفت رنگ مین گرا مصور نے ایک تصویر کاغذی بشکل پریزاد جھولی سے نکال کر چھوڑی کہا اے شبیہ سامری سبکو دیوانہ کر دے لاتون سے میدان کارزار بھر دے وہ پریزاد رقص کرتی ہوئی چلی ایک غول کے سامنے آکر ہو پہنچی سب اس پتلی کے پیچھے چلے وہ پتلی جا کر دریاے ہفت رنگ مین پھاند پڑی ساٹھ ہزار جوان پریزاد کی جستجو مین بجوشش محبت دریا مین پھاند پڑے جو گرا وہ پھر نہ اُبھرا چاہ محبت کے ڈوبے ہوئے

کب ابھرتے ہین عاشقان صادق ڈوب کر مرتے ہین جب وہ پریزاد دریا سے سر نکالکر آواز دیتی ہی اے
عاشقان جانباز مین ڈوبی ہوئی ہون مجھکو نکالو ہزارہا ساحر جا پڑتے ہین دریاے ہفت رنگ کا غرانا جو گرا
غرق دریاے محبت ہوا ابھر نہ ابھر ہزارہا سر مثل حباب پھرنے لگے ہر چند کوکب روکتا ہی وہ مبہوت نہین
رکتے اب کوکب کو انتشار بران بیقرار بلور اشکبار جہاندار دمعار زخمدار مصور بڑھتا چلا آتا ہے
کبھی بمقراض سحر سے رشتہ حیات منقطع کرتا ہے کبھی وہ پریزاد پکارتی ہی دریا سے اپنی جان دینے والونکو
للکارتی ہی لاکھون پر نوبت اپہونچی قریب تھا عجاب سے کوکب اپنے کو دریاے ہفت رنگ
مین گرا دے کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی **شعر** از دامن دشت کوہ او زنگ ، گرد ے برخاست
تو تیار نگ ، از دامن دشت آن غبارے ، رخسارہ نمود شہریارے ، سب نے دیکھا زیر سایہ علم شیر پیکر اسد
ولادر تخت پر ملکہ مہ جبین الماس پوش عقاب سحر پر اوج افسونگری شاہبار رستکار نگاہ سحر و
ساحری شہنشاہ لاچین خوش آئین پشت پر فوج بیشمار سرداران نامدار ملکہ بادیان وملکہ ناہید و
مولج وملکہ گلنار گلنار پوش وہلال سحر افگن وغیرہ شہنشاہ لاچین نے آتے ہی یہ معرکہ دیکھا کہ
باغبان وملکہ بہار انتہائی زخمدار جہاندار دمعار بالکل بیکار کوکب کا سر زخمی بران پر بھی نئی زخم
آچکے ہین بلور زخمون مین جھوم رہا ہے مصور نے آج قیامت برپا کردی اسکے شعبدے نے زمین ہلادی ہزارونکو
دریاے ہفت رنگ مین ڈوبے ہزارونے اسنے سر کاٹے گھوڑا بڑھائے ہوے چلا آتا ہے آج
بڑا جاہ وجلال دکھاتا ہے صراط کو آواز دی بھائی صاحب نہ گھبرائیے مابدولت اپہونچے مگر ہائے افسوس
یہ وہ مقام ہے کہ نانا دادا ہمارے برائے سیر تشریف لاتے تھے اس مقام پر خونریزی مسلمانونکی
تلوار کی تیزی نانا دادا رحم کرین ایسا ہو طبقہ زمین کا الٹ جاے باغیون کا کلیجہ پھٹ جاے صراط
نے پکار کر آواز دی اے برادر ہمارے خداوندون کا یہ دستور نہین بلکہ یہ دستور ہے کہ جو انکا اعتقاد رکھتی
مین وہی موت کا مزا چکھتے ہین دشمنون پر تقدیر نہین کرتے بلکہ باغیون سے ڈرتے ہین اس خونریزی کا بدلا
ضرور ہوگا یہ دونون تو آپسمین یہ باتین کر رہے ہین بجلیان کڑک کڑک کر گر رہی ہین جس پر سایہ
ڈالدیا وہ جلگیا گمار نے گنوارونکی قیامت برپا کی ہے مدد چلی ہی آتی ہے شہنشاہ لاچین نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا اسد کو تورو کا کہ آپ آگے نہ بڑھین یہ مقام شعبدہ بازی افسون سازی ہی آپ
کسکو جواب دینگے یہ کہکر لاچین پیچھے ہٹا دستک دیکر آواز دی ارے کوئی نمک حلال حاضر ہی آسمان سے

آواز آئی حاضر حاضر خیر خواہان دولت براے جانبازی مستعد ہین اسد نامدار نے دیکھا ایک صندوق
مقفل دو جوان سر پر رکھے ہوے سامنے لاچین کے لائے لاچین نے جوڑے سی کنجی نکالی قفل
صندوق مثل راز سربستہ کھلا پٹرہ اٹھا کر آواز دی ارے نکلو وقت سیر و شکار ہے چالیس پتلیان صندوق سے
ہنستی ہوئی نکلین پرا باندھکر لاچین کو سلام کیا لاچین نے پانچ کو اشارہ کیا وہ پریزاد جو دریاے
ہفت رنگ مین شناوری کر رہی ہے بندگان خدا کو بلاتی ہے اسکے جھونٹے پکڑ کے لاؤ سنتے ہی پانچون
مثل حواس خمسہ بلا ششش و پنج دوڑین جا کر دریاے ہفت رنگ مین پھاند پڑین اس پریزاد کے جھونٹے
پکڑے ایک نے اسکے منھ پر ہاتھ رکھدیا کہ بول نہ سکے اپنی زلفون سے چند تار توڑے وہ تار گیسو زنجیرین تھے
زنجیرین طلائی تھین انسے جھنجھنانے کی آواز آئی اسی زنجیرون سے پریزاد کی مشکین باندھین کشان کشان سامنے
لاچین کے لائین لاچین نے حکم دیا اسکو لیجاؤ قعر دریا مین قید کردو پانچون پتلیان اُس پریزاد کو گود
مین لے کر دریاے ہفت رنگ مین پھاند پڑین ایسی ڈوبین کہ پھر نہ ابھرین پانچ کو لاچین نے
حکم دیا جا کر فوج بیران کو خبر کرو کہنا شہنشاہ لاچین یاد فرماتے ہین پانچون جھم سے دریا مین پھاندین
تیس کو حکم دیا مصور و صورت نگار کو پکڑ لاؤ تیسون پتلیان مثل شعلہ جوالان چلین فوجونکو درہم و برہم
کرتی ہوئی جاتی ہین جسنے راہ مین روکا اسکو جھٹک دیا کہا ہٹو دور ہو شہنشاہ لاچین کا حکم ہے مصور
و صورت نگار کو ہم پکڑنے جاتے ہین ہر چند ہمراہیان مصور نے سحر کیا پر نہ رکین ایک سامنے مصور
کے پہونچی کہا کیون او نالائق تجھکو غیرت نہین شہنشاہ کے سامنے سحر کرتا ہے لا تصویرین ہمین دے
مصور نے کہا مین تو ندونگا پتلی جست کر کے ہاتھ مین مصور کے لپٹ گئی تصویرین چھین لین ایک
نے جا کو نیچہ مار امرکب مصور کا قتل ہوا ایک نے جا کر سر سے مصور کے تاج اتار لیا ایک نے محتاج
کر دیا ایک نے جھولی توڑ ڈالی ان دس بارہ پتلیون نے مصور کو اس طرح گھیرا کہ ہر چند چیختا چلاتا ہے ارے یارو
مجھے بچاؤ اف اف کر کے سحر بھی کرتا ہے ان پتلیون نے میان مصور کی کملی تہری کر لی اسباب سحر چھینک
پھینک دیا تصویرین لیکر چلادین تاج اتار کر اپنے سر پر پہن لیا گھوڑا قتل ہوا مصور بمشکل اپنے جان
بچا کے بھاگا پانچ سات جا کر صورت نگار کے لپٹ گئین تخت سے اوتار لیا چاہتی ہین بمشکل
اسے باندھ لین صورت نگار نے ایک کو نیچہ سحر مارا ایک کو قبضے سی ہٹایا لیکن جان بچانا مشکل اتنا
کی بیدل کنیزون نے اس مقام پر بلوہ کیا بمشکل تمام پتلیون سے صورت نگار کو چھڑایا صورت نگار

بھاگ کر قریب مصور ہیبت نجی ہاتھ اٹھا کے کوسنے لگی کہا او بے غیرت تجھکو شرم نہ آئی وہ پریزاد ڈبو دی گئی
کنیزان لاچین نے مجھکو بے آبرو کیا تخت سے اتار لیا بمشکل جان بچا کے آئی ہون بس خبردار اب
کبھی ہرگز سلطنت کا نام نہ لینا مصور نے جھڑک دیا کہا آج مین لاچین کو قتل کرونگا اس پیر زمین گیر
کے خون سے ہاتھ بھرونگا نبیرہ سامری و جمشید ہون سب طرح کے حال جانتا ہون صاحبان شعبدہ
کو پہچانتا ہون یہ کہکر مصور دوڑا ہلوے کوہ ہفت رنگ مین ایک نخل چنار تھا ان پر اپنا خنجر بار رسالہ
بیچ نخل پر پھینکا آواز دی اے خنجر باران طلسم ہوشربا جلد آؤ مابدولت کی مدد کرو یکایک نخل گرا دہنہ نقب کا
ظاہر ہوا بارہ ہزار جوان خنجر ہائے برہنہ ہاتھ مین لئے ہوے نکلے کہا مرشد زادے کیا حکم ہے بس مصور
نے اپنے خون سے ان سب پر چھینٹے دیے کہا کنیزان لاچین فوج لاچین کو مار لو وہ بارہ جوان ان
پتلیون پر جا پڑے جس پر خنجر مارا مر کر دو گری شعلے آگ کے نکلنے لگے صدہا ملازمان مصور جلنے لگے صدائے نالہ
و فریاد بلند ہوئی آواز دی سبھون نے مرشد زادے الامان دیکھئے دس پتلیان قتل ہوئین دو ہزار جوان
مارے گئے صراط نے بھی پہاڑ سے آواز دی اے مصور کیا کرتا ہے انکو پھیر دے انکے ہاتھ سے کام نہ لے
مصور نے جواب بھی نہ دیا اور زیادہ انکو گرمایا آواز دی نہ پلٹنا ورنہ نانا دادا سے شکایت کرونگا بارہ ہزار
جوان خنجر بدست فوج لاچین پر جا پڑے حقیقت مین انپر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا باد بان ناہید
کیسی کیسی کڑک کڑک کر گرین خنجر باز نہ قتل ہوے جو انپر گرا خود زخمی ہوا لاچین نے جو یہ دیکھا دریا کے کنارے
جا کر آواز دی اے بیران کیون دیر لگائی ہے آواز آئی تیار ہو رہے ہین یکایک پانچون پتلیان دریا سے
نکلین آواز دی اے شہنشاہ فوج حاضر ہوتی ہے یہ ذکر تھا کہ دریائے ہفت رنگ سے شعلے نکلے بارہ ہزار جوان
ہاتھ سے ہاتھ پکڑے ہوے سر بسجم پندار و سامنے لاچین کے آکے جھکے کہا شہنشاہ کیا حکم ہے لاچین نے
کہا یہ خنجر بار بڑھنے نہ پائین یہ سنتے ہی بارہ ہزار بیرے جھپٹے خنجر بازونکو بڑھکر روکا جسنے خنجر مارا بیرے
نے ٹانگ پکڑ کے چیر کر پھینک دیا مقام گلوے بریدہ سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین جسپر شعلہ پڑا جل گیا
فوج مصور کو درہم برہم کر دیا بیرونکی پناہ نہین جب لاچین نے دستک دی بیرے تالیان بجاتے ہین
ملازمان مصور کو جلا رہے ہین ہزارونکو چیر کر پھینکدیا تہلکہ ڈال دیا پہر دن رہے تک بیرے لڑے
فوج لاچین بھی آج انتہائی تباہ و برباد ہوئی ان خنجر بازون نے مرتے مرتے ہزارونکو مارا بیرونپر زور
نہ چلا قریب شام بیرے خنجر بازونکو مار کر طرف دریائے ہفت رنگ کے بھاگے جھم جھم دریا مین کود پڑے

غوطہ مار کر غائب ہوئے شہنشاہ لاچین نے بڑھکر ایسے سحر کئے کہ گنوار بھی الامان کرتے ہوئے بھاگے
تیلیان ساتون لہرا رہی ہین لاچین نے دیکھا سب سردار ہمارے زخمی ہوئے اٹھارہ سو قریہ کی گنوار بھی قتل
کئے کرتے عاجز ہوگئے صراط نے شام کو خود لاچار ہوکر نقارہ نواز کو آسمان سے بلایا کہا طبل بازگشت
بجادے کیسکی فتح شکست نہ ثابت ہوئی جانبین کے لاکھون مارے گئے لاچین کو بھی طبل بازگشت بجانا بہت
غنیمت ہوا اپنے سرداران جانباز کو میدان کارزار سے ہٹایا کوکب کا بھی ہاتھ آکے تھام لیا کہا اے
بادشاہ طلسم نور افشان کوہ ہفت رنگ کا فتح ہونا دشوار ہے اسنے طبل بازگشت بجوایا بڑا اللہ کا فضل ہوا
اب پلٹ چلو صلاح کر کے تدبیر کیجائیگی جبتک صراط ہفت رنگ نہ قتل ہوگا تبتک جستجو بیکار ہے پانچ کوس
ہٹا کر بارگاہین استادہ کرائین شہنشاہ لاچین خوش آئین سب سردارونکو لیکر بارگاہ مین آئے سترہ سو سردار
زخمی ہوئے ہین زخم دوزی دشوار اسد غازی بھی آج کے میدان مین خوب لڑے انتہا کے معرکے بڑے
یہ بھی زخمی ہوکر آئے ہین ملکہ مہ جبین الماس پوش کو دلارام بجالائی اکثر گنوارونے بلوہ کر کے قصد کیا
کہ ملکہ مہ جبین کو پکڑ لین اسی وجہ سے دلارام وزیرزادی کو لیکر بارگاہ مین چلی آئی لاچین نے آکر انتظام
کیا زخم دوزبان ہونے لگین لیکن شہنشاہ لاچین خوش آئین کو انتہا کا انتشار کوکب و جہاندار بھی
زخمی ہوکر آئے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ صراط ہفت رنگ بڑا ساحر زبردست ہے کیونکر قبضے
مین آئیگا کوہ کے قریب جانا پہاڑ ہے صحرا اسقدر اجاڑ ہے جب اپنے نزدیک نہین آنے دیتا مقابلہ کیونکر
کیا جائے ایسی یہ لڑائی پڑی کہ جانبین کے آٹھ نو لاکھ آدمی مارے گئے اسی وجہ سے بارگاہین ہٹا لائے
کہ لاشے صحرا سے اٹھانا دشوار ہے گنوار دیہاتی بھی اپنے عزیزون کے لاشے چھوڑ کر چلے گئے بسبب
کثرت کے نہ اٹھا سکے ہمکو بھی ناممکن ہوا اس کشت و خون پر وہ سنگدل نہین گھبراتا گنوار کا تانتا نہین
ٹوٹتا اٹھارہ سو قریہ کے رہنے والے اسکو خداوند جانتے ہین جو اسنے کہا وہی سب نے کیا اسقدر
مارے گئے لیکن بغیر اسکے حکم کے میدان سے نہ ٹلے اسکا لشکر اسی طرح پر موجود ہے ہمارا لشکر برسون مین
آسودہ ہوگا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مع مہتر قران و برق فرنگی و چالاک بن عمرو و
جانسوز و ضرغام بارگاہ مین آئے دیکھا اسد غازی چپ بیٹھے ہین سب سردارونکی زخم دوزی ہو
رہی ہے خواجہ عمرو سب کو زخمی دیکھکر گھبرا گئے اسد نامدار نے کہا چھوٹے نانا جان زیر کوہ ہفت رنگ
لشکر کا ستھراؤ ہوگیا بڑے بڑے جانباز مارے گئے اسقدر لوگ قتل ہوئے کہ لاشے انکے نہ اٹھا سکے

تین کوس تک لاشوں سے میدان مملو ہے اب جو حملہ کرنا فتاحی کوہ ہفت رنگ کا امر دشوار ہی ہے
کی دیواریں بنی ہوئی ہیں فوجیں گنوار دیکھی کس زور و شور سے آتی ہیں ہر چند ہمیشہ ہمراہ سرغول ہیں
لڑا چالیس افسران نامی میرے ہاتھ سے قتل ہوئے جب طبل امان ادھر سے بجا تب میں بفضل اللہ کی عنایت
سے کھیت میں سرسبز رہا رسائی کوہ ہفت رنگ تک نہو سکی ایک جہاندار شاہ جو شہ خیرات میں دریچہ اول
کر جو سلیم کا ہے اتنا بڑا ساحر جابر اپہاڑ سے برقیں نکلیں انتہا کا زخمی ہوا معمار اپنے آقا کو اٹھا کے
لایا تمام کوہ ہفت رنگ عجائب و غرائب سے مملو ہے یہ کہکر اسد بے اختیار رویا کہا نانا جان میرے
واسطے ہنوز روز اول ہے ماموں جان سے جدا ہوا انہیں معلوم انپر طلسم خورشید نگار میں کیا گذری ایک
زبان سے معلوم ہوا کہ طلسم فتح ہو گیا لیکن بادشاہ نہیں قتل ہوا اسکے تعاقب میں نہیں معلوم کسطرف
گئے اپنے برادر بجان برابر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو قلعہ قبیلا اب پر بٹھا میں تنہا دیکھا ہمنے
انکو قید سے رہا کیا ایک ابر سیاہ پیدا ہوا انکو اٹھا کر لے گیا نہیں معلوم دوست یا دشمن تھا یہ مضمون
سنکر ملکہ بہار نے نہیں کہا حضور مقدمہ نور الدہر میں انتشار نہ کیجئے چھ مہینے سے بی محمورہ غائب ہیں وہ
شہزادے نور الدہر کو لیکر طلسم ہوشربا میں آئی ہونگی شہنشاہ کوکب کی زبانی سنا نہیں معلوم محمورہ
لے کیا شے بناکر نور الدہر کو پہنائی ہے انپر سحر نہیں تاثیر کرتا ایک پہلوان زبردست کو دربار خورشید میں لاکر
مار انحو رشید کا قصد ہوا الپوکر کے گرفتار کرنے بی محمورہ بڑے غصے میں ہو گئیں پہلا کہ پھر لائیں ایسی جنگ
مغلوبہ میں وہ غائب ہوئی تھیں پھر ہی اٹھا کر لے گئی ہونگی نور الدہر کو طلسم بند کرکے لائیں گی ساری محنت سحر
کی انہیں پر صرف کرینگی البتہ مقدمہ بدیع الزمان انتشار جا ہے ہی اسد نے کہا خدا الیاس کبری کرے بھائی
صاحب اگر افراسیاب کو قتل کریں کسیطرح یہ آفت دفع ہو بارہ برس گزری کس قیامت کا طلسم
ہے حقیقت میں اسم بامسمی ہوشربا ہی لوح اتنک نہ ملی یہ کہکر اسد جو اشکبار ہوا عمرو کا کلیجہ الٹ
گیا اسد کو گود میں پالا ہی عیاری سکھائی انہیں کے واسطے اپنے آقا کی جدائی گوارا کی پیشانی
پر بوسہ دیکر کہا اے نور نظر مطمئن رہو انشاء اللہ یا لوح اظ کو مار ونگا یا اپنی جان دونگا تمہارا اشکبار ہونا
مجھکو گوارہ نہیں اگر خدانخواستہ کوئی افتاد ہوئی میں اپنے نور نظر کر بے وزیر بیدار تغیر گر کو کیا جواب دونگا وقت
روانگی فرمایا عمرو نامدار آپ خوب آگاہ ہیں کہ اسد کے مزاج میں تہور ہے آپ ضرور خیال رکھینگا ہمکو وقت
تصور ہی کر کے بخیر و خوبی ہمکو لیجا کر صاحبقران سے ملا دینگے الدین کو تمہارا ا رو زیبا دکھاؤں لاچین ادھر کھڑا ہوا

کہا خواجہ اس صراط پر عیاری بھی ہونا مشکل ہے تیلیاں اسکی جان کی محافظ ہین جس بر تنگ ہین جائیگا
وہ کہدینگی کہ عمرو آیا یہ نشان دینگی بہت سمجھکر عیاری کیجیئیگا عمرو نے کہا اے لاچین اسوقت تونے
اسد کے دلکو بیقرار کر دیا مین اولاد حمزہ کا عاشق ہون یہ زمانہ مجھپر تڑپ تڑپکے کٹتا ہے کسیطرح جدائی
حمزہ کی نہین چاہتا میرا معشوق مجھسے چھوٹا یکہکر خواجہ نے بانہائے عیاری ذات پر آراستہ کی شب ماہ
سے بارگاہ لاچین و اسد سے نکلے دس قدم بڑھکر دیکھا بہت بڑا رن پڑا ہے جابجا انبار لاشون پڑی
پھڑکتے ہین کسی طرف سے صدا آتی ہے اے جانیوالے پانی پلا دے کسی طرف سے آواز آتی ہے مین
بھوکا مارا گیا کوئی پکارتا ہے میرا مال چھوٹے کی پیچھے گرا ہے اے جانیوالے میری جورو سے کہکر اسی راہ
خدا مین صرف کرا دے یہ بیان مین عمرو ہر طرف سے یہ صدائین سنتے بھاگتا ہے ہرچند کہ طمع
غالب ہے دل مال لینے کا طالب ہے مگر مجبور ہین خوف سے مُردونکی قریب نہین جاتا جست و خیز کرتے
ہوے راستہ طی کر رہے ہین کبھی درخت پر چڑھ گئے بسبب لاشونکے قدم رکھنے کا نشان نہین ملتا
بمشکل عمرو نے اس میدان رزمگاہ کو طے کیا سامنے کوہ ہفت رنگ کی پہونچا دیکھا پہاڑ پر سناٹا ہے
نہین معلوم صراط کہان ہے پہاڑ پر اندھیرا پڑا ہے زیر کوہ ہفت رنگ گھاٹیون پر پہاڑ کے صدہا زخمی پڑے
تڑپ رہے ہین اگر کسی کا وارث آگیا تو اسنے اسکو پانی پلا دیا نہین تو پیاس پیاس کی صدائین آتی ہین ایک
گھاٹی پر دیکھا چار پانچ جوان زخمی پڑے ہین ایک بڑھیا سرہانے ان زخمیون کی بیٹھی رو رہی ہے کہتی ہے
یا سامری و جمشید آپکے قدمگاہ پر یہ خونریزی ہوئی ان لوگونکو غارت کرے جنھون نے آپکا ادب نکیا
زخمیونکو کیونکر اٹھا کے لیجاؤن ان زخمیون مین سے ایک نے کراہ کر کہا دائی اماں پیاسا ہون دوسرے
نے کہا مہتاری پیاسا ہون پیاس سے دم نکلتا ہے وہ بڑھیا روتی ہوئی گھاٹی سے اتری لٹیا ڈور
لیکر کنوئین پر آئی اسنے لٹیا کنوئین مین ڈالی عمرو نے پشت پر سے آکر بڑھیا کو کنوئین مین ڈھکیل دیا اسکی
صورت بنکر پانی بھر لیکر اس گھاٹی پر آئے ان زخمیون کو پانی پلایا وہ لیتے تھے پانی پیکر بیہوش
ہوئے خواجہ نے کپڑے ان کے بھی اتار لیے بڑھیا کی شکل بنے ہوئے پہاڑ پر چڑھے سر اٹھا کر دیکھا صراط پر
ہوا اسور ہا ہے ساتون تیلیاں بیٹھی ہوئی نگہبانی کر رہی ہین عمرو کا سایہ پڑا ایک تیلی نے کہا کون ایک
نے کہا ہوا ہو گا تیسری نے کہا وہی کون چوتھی نے کہا وہی ساربان زادہ میدان مین آ پہونچا ہماری شاہ کو
بیہوش کرنے آیا ہے پانچوین نے کہا شاہ کو جگاؤ چھٹی نے کہا بیچین ہونگی ساتوین بڑی شوخ و شنگ تھی دسنی صراط

کو جگا دیا کہا حضور اُٹھیے عمرو بالائے کوہ ہفت رنگ آگیا عمرو لوتو صدائیں سنکر اُن زخمیون مین آگر
لیٹ رہا صراط ہفت رنگ کو تیلی نے جو اٹھایا صراط نے پوچھا کیا ہے تیلی نے کہا عمرو بڑھیا
بنکر آیا ہے زخمیون مین لیٹ رہا ہے بڑھیا کی شکل ہے خواجہ سمجھے تھے کہ یہان کون آئیگا زخمیون مین نکل
ضعیفہ پڑے ہین مگر پڑے ہوئے بھی مردونکی کمر ٹٹول رہی ہین کھڑاؤن کی آواز آئی عمرو نے بڑی بڑی دیکھا
آگے آگے صراط نیچے پر ساتون تیلیان مثل لڑکون کی باتین کرتی ہوئی صراط نے جھک کر دیکھا تیلیو نسے
پوچھا عمرو کہان ہے ایک تیلی نے کہا وہ دیکھیے ضعیفہ بنا ہوا بیچ مین زخمیون کے پڑا ہے اس حال مین بھی مردون
کی کمر ٹٹولتا ہے صراط نے کہا کہ جا کے پکڑ لاؤ ایک تیلی بہت خوب کہکر چلی خواجہ نے چاہا لوٹ مار کر اپنے
کو گھاٹی سے گرا دون دیکھا جسم مین طاقت نہین ہاتھ پاؤن کی جنبش بیکار ہوئی اس تیلی نے آکے عمرو
کا ہاتھ پکڑ لیا کہا او ساربان زادے چل یہ مقام کوہ ہفت رنگ ہے یہان مکاری عیاری نہین چلتی
عمرو اوسکے کھڑا ہوا تیلی کھینچتی ہوئی سامنے صراط کے لائی عمرو نے دہائی دی مین تو آپکی رعایا گانوں کی رہنے
والی ہون میرے کئی بیٹے زخمی ہوئے انکو پانی پلانے آئی تھی صراط نے تیلی سے کہا ارے چھوٹی دیکھ یہ کیا
کہتی ہے تیلی نے عمرو کے منھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ روغن چہرے کا اڑ گیا صراط نے عمرو کو بصورت اصلی پایا ہاتھ مروڑ کر
مشکین باندھین کہا او ساربان زادے تو نے ہوشربا مین غدر ڈالدیا بڑے بڑے نامی گرامی ساحر ذی
تیری قضا میرے ہاتھ سے تھی یہ کہکر تیلیون کو حکم دیا اس ساربان زادے کو قصر ہفت رنگ مین لیجا کر
قید کرو شب کو ہمزاد دن سے پوچھ کر صبح کو قتل کرینگے خدمتگار کشان کشان عمرو کو لیکر پہاڑ سے اترے
صراط جا کر اسی تخت پر بیٹھ رہا وہ صحرا کا سناٹا خدمتگار عمرو کو لیئے ہوئے جاتے ہین دو خدمتگار ساتھ
ہین پانچ آگے بڑھ گئے ایک ہاتھ پکڑے ہوئے ایک تلوار کھینچے ہوئے عمرو نے غل مچایا یارو دوڑو
دوڑو یہ اٹھائی گیرے زبردستی مجھکو پکڑے لئے جاتے ہین مال اسباب چھینتے ہین قضا کار مہتر قران ایک
درخت مین نخل کے چھپے ہوئے بیٹھے تھے استاد کی جو آواز کان مین آئی ہوشیار ہوگئے نکل کے دیکھا دو شخص استاد
کو لئے جاتے ہین استاد غل مچا رہے ہین قران جھٹ پٹ روغن عیاری کا لگا کے زمیندار کی شکل بنے
موٹا سا لٹھ کاندھے پر دھر آواز دی ارے کون مسافر کو ستاتا ہے دولون خدمتگارون نے قران کو جو
دیکھا کہا بھائی زمیندار یہ مسافر نہین ہے تمنے ذکر سنا ہوگا مکار غدار عمرو عیار یہ وہ شخص ہے کہ جو صراط
کو پکڑنے آیا تھا انھون نے گرفتار کرکے بھیجا ہے قصر ہفت رنگ مین لئے جاتے ہین اسکے قتل ہونے

سے سرحد طلسم ہوشربا پاک ہوجائیگی قران نے ایک کو لٹھ مار دیا ایک کو گھونسہ مار دیا دونوں کے سر پھٹے کہا
استاد بھاگے کیونکر قران لو جست کر کے نکل گئے ان خدمتگارون کے مرنے سے اندھیرا ہوا صرصراط
سو گیا تھا ایک تیلی نے یہ کہکر جگا دیا شہنشاہ آپکے دو خدمتگار مارے گئے قران نے دونون کو مارا عمرو
جنگل مین بھاگا ہوا جاتا ہے صرصراط غصے مین چلا پر پرواز پیدا کر کے اڑا خواجہ عمرو بھاگے ہوئے ایک صحرا
مین پہونچے آسمان سے آواز آئی خبردار کہان جاتا ہے اے سرحد کوہ ہفت رنگ یہ ہمارا گھر سکا رہی عمرو
نے چاہا جست کرون زمین نے پانون تھام لیئے صرصراط نے آکر باطمینان گرفتار کیا وہ پانچون خدمتگار
پلٹ کر آئے بھائیون کے لاشے دیکھکر بہت روئے صرصراط نے ان سبکو تسکین دی کہا اس قیدی کو
لیجاؤ انھون نے کہا حضور ہم لیکر نہ جائینگے دو بھائی ہمارے بے خطا مارے گئے ایسا نہو کہ ہمکو بھی
راہ مین قتل کرے صرصراط ہفت رنگ خود ہمراہ ہوا خواجہ کو لیکے چلا قریب قصر ہفت رنگ آیا قفل
کھولا اندر مکان کے آیا مسلسل کر کے وہین ڈالدیا آپ نکل آیا رات کم باقی تھی بھاگا ہوا کوہ پر پہونچا
تیلیون سے کہا عمرو کو مین قید کر آیا قاعدے کے سراسر خلاف ہوا دور آئین گذرین روزنامچہ مین ایک
حرف نہین لکھا گیا آج شب کو مجھے بڑی مشقت پڑیگی کہ بوقت سحر اسکو قتل کرونگا رات بھر سزا دان سے
کام کرنا منظور ہے تیلیون نے کہا سراسر خلاف ہوا کنیزون کو معلوم ہوتا ہے اور سامری و جمشید بھی کہہ گئے
ہین کہ جب تحریر ہونا روزنامچہ کا ناغہ ہوگا مرشدزادی کی قضا کا دن ہوگا صرصراط انکو گالیان دینے لگا کہا
کیا بیہودہ بکتی ہو تمکی شگون نہین رات کو انکا مضمون لکھونگی کل روزنامچہ سیاہ کرونگا صبح ہوتے عمرو کے خون سے
ہاتھ بھرونگا تیلیون نے کہا آپ خفا ہوتے ہین ہمنے جو کچھ آپکے بزرگون کی زبانی سنا وہ عرض کر دیا آئندہ حضور
کا اختیار ہے عمرو کی کسیطرح موت نہین ہے صرصراط نے کہا بیہودہ نہ بکو قصر ہفت رنگ مین وہ قید
ہے وہان کوئی ساحر و غیر ساحر پہونچ نہین سکتا پھر کیون وجہ اسکی جانبخشی کی ہے اگر لاچین بھی قصد کرے
اس مکان مین نہ جا سکیگا یہ کل تصرف میری ذات پر موقوف ہین یہ کہکر صرصراط باطمینان تخت پر بیٹھا یہان وقت
سحر شہنشاہ لاچین نامور و اسد دلاور وغیرہ بارگاہ مین آکے جلوہ فرما ہوئے مہتر قران آکر پہونچے لاچین نے
کہا استاد تشریف لائے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کہا دو دن سے غائب ہین مہتر قران نے کہا سبکو مین نے
خدمتگاران صرصراط کو مارا استاد یہ کہکر چلے تھے کہ لشکر مین جاتا ہون معلوم ہوا کوئی افتاد پڑی یہ غل
سردار بیقرار ہو گئی بہار و باغبان نے کہا ہم جائین ملکہ لعل سخندان اٹھی کہا خواجہ کے لئے

مین جاؤنگی اگر انپر کوئی زوال آیا سب قتل ہو جائینگے صر اطکے ہاتھ سے امان نہ پائینگی ماران زمین گن نے
کہا مین زمین کے اندر کا حال دریافت کرونگی اسرار نے کہا مین آسمان کا بھید بتاؤنگی لعل سخندان اسیوقت
اٹھی ساتھ ہی اسکے ماران زمین گن دونون پانون زمین مین گاڑ کر غرق زمین ہوئی اسرار ستارہ بنکر آسمان
مین ڈوبی لعل سخندان عقاب بنکر چلی اور ملکہ لعل سخندان و اسرار بالائے کوہ ہفت رنگ آکر چھپے
تھے انہون دیکھا کہ صر اط ہفت رنگ ساتون پتلیون سے باتین کر رہا ہے کہتا ہے کل طبل جنگی بجوا کر
ان باغیون کو سعہد کوہ ہفت رنگ سے نکالدونگا پتلیون نے عرض کی کنیزین برای خدمت حاضر ہین
حضور ابھی چلین صر اط نے کہا کل دیکھا جائیگا فوج عجائب و غرائب طلب کرونگا قصر ہفت رنگ کے رہنے
والونکو بلاؤنگا آجتک وہ ساحر کبھی نہین ظاہر ہوئے دریائے ہفت رنگ کا بھی انتظام
کرونگا فوج بے سران نہ نکلنے پائے مرشدزادے سجائی مصور یہ بلا پیچھے لگا گئے اسکی بھی تدبیر
واجب و لازم ہے بڑے بڑے انتظام کرنا ہین عقاب و ستارہ بنی ہوئی اسرار و لعل سخندان
نے ان کلمات کو سنا کہ کچھ عمرو کا ذکر نہین آیا یہ بھی ثابت ہوا کہ خواجہ بھی یہان نہین ہین دونون بلند ہوئین
ماران ہین گن زمین ڈھونڈھتی ہوئی بشکل مار سیاہ جاتی ہے سب سے اول ملکہ لعل سخندان
جا کر آسمان پر چمکی دیکھا قصر ہفت رنگ مین خواجہ عمرو ستون سے بندہے ہین مکان مین بالکل سناٹا
حسرت خواجہ دیکھکر لعل کا کلیجہ الٹ گیا تاب نہ آئی اتر پڑی اسرار نے بھی آسمان سے دیکھا کہ خواجہ ستون
سے بندھے ہین یہ مثل ستارہ کے چمکتی ہوئی آئی ہی تھی مگر لعل سخندان قریب خواجہ کے آئی کہا اے
شہنشاہ اوج عیاری یہ کیا معرکہ ہے خواجہ نے تمام کیفیت بیان کی لعل نے زنجیر کاٹی چاہا خواجہ کو
رہا کرے مگلون کہ وہ ستون شق ہوا ایک ساحر مہیب اسمین سے نکلا نکلتے ہی ایک چیخ ماری منہ سے
اسکے دہوان نکلا ملکہ لعل سخندان بیہوش ہوکے گری اس ساحر نے نعرہ کیا منم دخان جادو
ہفت رنگ لعل سخندان گری عمرو کے پانون زمین نے پھر تھام لئے اسرار جادو آسمان سے
دیکھ رہی تھی اس زور و شور سے دخان ہفت رنگ پر گری دھوئین اڑا دیئے دخان کے
دو ٹکڑے ہوئے لعل نے اور خواجہ نے رہائی پائی قصد ہے کہ قصر سے نکلین کہ دوسرا ستون شق ہوا
ایک ساحر مہیب ترسول ہاتھ مین اسمین سے لپٹی ہوئی نکلتے ہی اسنے ترسول کو چمکایا شعلہ بھڑک کر اسرار و
لعل سخندان و عمرو پر گرا تینون کے تینون بیہوش ہو کر گرے اسنے نعرہ کیا اقصر شعلہ خوار تیغ پکڑکے

للکارا کہ کیون ظالمو تم سب نے ملکر دخان ہفت رنگ کو مارا یہ مقام بزرگ ہے کبھی یہان خونریزی
نہوئی تھی تم نے بڑی بےادبی کی ایسے بزرگ کو مارا چاہتا ہے کہ لعل و اسرار کا سر کاٹ لے کہ زمین تھرائی
آواز آئی منیم ماران زمین گن نکلتے ہی اقصر کو گولا مارا اقصر فصور وار بھا سر پھٹ گیا اقصر مر گیا صراط
ہفت رنگ اسوقت بیٹھا ہوا تیلیون سے باتین کر رہا ہے کہ دو تیلیان رونے لگین صراط
نے پوچھا خیر تو ہے دونون نے کہا حضور بڑا غضب ہوا اسوقت خود بخود ہمارے جسم جل رہے ہین
ہڈیون سے شعلے نکل رہے ہین قصر ہفت رنگ مین کوئی بلا نازل ہوئی آپ تو ایسے غافل
ہین روزنامچہ میر بحر دیکھیے کنیزون کو ثابت ہوتا ہے دخان ہفت رنگ و اقصر جادو
مارے گئے صراط نے گھبرا کر کھا اری یہ لوگ قصر ہفت رنگ مین کیونکر پہونچے تیلون نے کہا
بڑے بڑے رازدار طلسم کشا کے ساتھ ہین اب آپکے نام بھی بتاتین بی لعل سخندان شاہزادی
حجرہ نیلم و ملکہ اسرار و ماران زمین گن قصر ہفت رنگ مین پہونچ گئین اقصر و دخان کو مارا اب
ساریان زادے کو لیکر نکلا چاہتی ہین یہ مضمون سنکر صراط سن ہو گیا ساتون سے کہا شہزادیو خبردار
شرف قصر ہفت رنگ باقی رہے یہ باغی نکلنے نہ پائین مین سبکو قتل کرون گا ساتون تیلیان
مثل برق چمکین کہتی تھین افسوس مرشدزادے ہم تنے دین سامری مین رخنہ ہوا لاعیش پسندی
مین انتظام بھولے جنکو ہم گرفتار کر نے جاتے ہین انکی کسکی قضا ہے صراط نے کچھ جواب نہ دیا یہان
قصر مین ماران زمین گن اسار صف شکن و ملکہ لعل سخندان و خواجہ عمرو کی قید کاٹ
چکین قصد ہے کہ عمرو کی کمر مین بنجہ دیکر لے نکلین کہ آسمان پر برق چمکی ساتون تیلیان کڑک کر
گرین ساتون کے منہ سے دھوین نکلے یہ تینون نابینا ہو گئین ستون سے ایک رسن نکلی اُسنے عمرو
کو باندھ لیا تیلیون نے اُترکر ان تینون کو گرفتار کیا اسطرح زمین پر ڈالدیا عمرو تو خود بخود بندھ گئے ساتون
تیلیان اپنا انتظام کر کے لاشہ اقصر و دخان اٹھا کے پاس صراط کے آئین صراط نے دیکھا دخان
کے دو ٹکڑے ہوئے ہین اقصر کا سر پھٹا ہوا بیقرار ہو گیا کہا یارو یہ وہ نگہبان تھے جنھون نے سو برس قصر ہفت
رنگ کی حفاظت کی آج تک کبھی دامنہ کو ہفت رنگ مین خونریزی نہوئی نہ کہ نگہبان
قصر ہفت رنگ مارے گئے بیشک وقت خرابی آ گیا یہ سب کچھ غفلت سے افراسیاب
کی ہوا ساری بربادی ہو رہی ہے مسلمان دریائے نیل پر چھایا چاہتی ہین افراسیاب کے کان پر جون نہین رینگتی

معشوقان پریچہرہ کو پہلو مین لئے بیٹھا ہے آٹھ پہر شراب پینے مین مصروف ہے انتظام ہوشربا اسی کی
ذات پر موقوف ہے کیونکر اسکو بیدار کرین مگر مین نے اب خاتمہ کردیا یہ دن بھر اور شب درمیان مین ہے
شب بھر خیریت گزاری مین نانا دادا کی مصروف رہونگا صبح ہوتے ہی ان چارون کو قتل کرونگا یہ چارون
اربع عناصر جسم لشکر طلسم کشا ہین انکو قتل کیا گویا طلسم کشا کو مارا پتلیان یہ سنکر خوب
ہنسین کہا مرشدزادے ان چارون مین کسی کی قضا نہین صراط نے کہا چپ رہو بیہودہ
نہ بکو اب اس قصر مین کوئی نہین جا سکتا یہ تینون رازدار طلسم ہوشربا ہین اسوجہ سے وہان
پہونچ گئین ورنہ قصر مین داخلہ دشوار ہے پتلیان خاموش ہو رہین ایک نے کہا ہو اکیون جاؤن
بجاؤن کرتی ہو دو شبین گذرین سرون نے کوئی راز نہ کہا صفحات روزنامچہ معرا پڑے ہین
مرشدزادی نہین سمجھتی بس ہمین کیا دخل ہے مالک و مختار ہین ہم بھی انھین کے ساتھ ہین تا بہ جنبہ
ساتھ نہ چھوڑینگے بعد مرنے کے بھی رفاقت سے منھ نہ موڑینگے صراط یہ سب باتین سنا کیا اپنے غرور
مین بیٹھا ہوا اسم سحر پڑھ رہا ہے یہان لشکر مین شہنشاہ لاچین وغیرہ کسیقدر مطمئن ہوئے
کہ یاران زمین کن و ملکہ اسرار صف شکن و ملکہ لعل سخندان نامدار ایسی رازدار ان طلسم گئی
ہین یقین ہے کچھ کام کرینگی خالی نہ پھرینگی اگر وہ پلٹ کر آئین تو ہم لوگ خود جائین اسد نامدار فرماتے ہین
دیکھئے عمر نامدار پر کیا گذری مواج قطرہ زن کہتی ہے مین جاؤن شہنشاہ لاچین نے کہا اے
مواج تم لوگون کی وجہ سے لشکر مین رونق ہے افراسیاب تم سب کے نام سے جلتا ہے خدانخواستہ
اگر پا جائے تو پھر زندہ نہ چھوڑے مواج نے نہ مانا پہر دن رہے تک اسرار و یاران وغیرہ کا راستہ
دیکھا مواج بیتاب ہو کر اٹھی کہا اے شہنشاہ مجھکو جانے دیجئے ایسا نہو خدانخواستہ استاد پر کوئی افتاد
پڑے اصل مین طلسم کشائی کر رہے ہین یہان سے جا کر خورشید نگار مین کار ہائے نمایان کئے سحر ہوشربا
مین آگئے ماشاءاللہ چھلاوہ ہین مثل ان کے کون جانبازی کریگا چالاک و برق نے کہا ہم نے
اکثر قصد کیا قریب قصر سفت رنگ و کوہ سفت رنگ نہین پہونچ سکتے مواج
طاؤس پر سوار ہو کر چلی بلند ہو کر اسنے دیکھا تمام دامنہ کوہ سفت رنگ لاشون سے معمور ہے
ایسیارن پڑا کسی مقام پر ایسی جنگ نہوئی تھی کراہنے کی آوازین آتی ہین صدائین مختلف ہین کوئی کہتا ہے
لینا لینا پکڑنا جانے نہ پائے کہین سے شعلے نکلتی ہی شعلے آلسیمین اڑ اڑ کر زمین پر گرتے ہین جا بجا

آگیا بیتاب سپھرتے ہیں بیخ ہائے نخل سے چنگاریاں نکل رہی ہیں مواج جوش سحر میں ببر کوہ ہفت رنگ چمکی جیسے ہی عکس مواج کا درجہ زبرجدی پر پڑا اک طاؤس اسمین سے نکلا اسنے چیخ ماری مواج تڑپکر اکر گری طاؤس نے قریب آکر پیر مار ابیہوش ہوگئی طاؤس منقار میں دبا کر ملکہ مواج کو سامنے صراط کے لایا صراط نے کہا اے طاؤس راز دار خیر تو ہے کہا حضور مین درجہ زبرجدی کا نگہبان ہون دیکھا مین نے یہ ساحرہ اڑتی ہوئی جاتی ہے جسم سے اسکی بو ہے دشمنی افراسیاب آتی ہے مین لے پکڑ لیا صراط نے پہچانا کہا ارے یہ تو دختر سلیم ہے معلوم ہوتا ہے چاہ نیلوفر بھی برباد ہو افورا طاؤس کو حکم دیا کہا اے طاؤس منقش نگہبان درجہ زبرجدی اسکو لیجا کر قصر ہفت رنگ مین پھینکدے طاؤس مواج کو منقار مین دبا کر اڑتا ہوا جاتا ہے قضائے کار برق تڑپ کر نکلا تھا اک نخل کے سایہ مین کھڑا تھا اوسنے دیکھا اک طاؤس مواج کو منقار مین دبائے ہوئے لئے جاتا ہے اسنے بتعجیل رنگ روغن عیاری کا نکالا افراسیاب کی صورت بنکر تیار ہوا تاج سر پہ رکھکر راہ مین ٹھہرا جیسے ہی طاؤس منقش اسمقام پر پہونچا پکار کر آواز دی اے دوست صادق اے محب واثق منم شہنشاہ طلسم ہوشربا ذرا ٹھہر جا یہ سنتے ہی طاؤس زمین پر آیا برق نے دیکھا ایک ساحرہ تاج سر پہ پہنے ہوئے ظاہر ہوئی جھک کر افراسیاب کو سلام کیا ہنسکر کہا میان برق صاحب مزاج تو اچھا ہے کیا اچھی صورت بنے ہو مگر قد نہ بڑھا سکے اور نگوڑے بجیادہ بڈھا تیرا اوستاد گرفتار ہو چکا ہے یہ کہکر برق کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا برق نے ہاتھ باندھکر کہا اے ملکۂ عالم کیا کہنا ہم سو مرتبہ افراسیاب کے سامنے صورتین بدلکر گئے کبھی نہ پہچانا بس آج ہمکو قدردان ملگیا آپ کی غلامی کرین گے اب ہمکو چھوڑ دیجئے ہم جا کر اسد کو پکڑ لائین ہمین قدمون پر افراسیاب کے گرادیجئے ہماری خطا معاف کرین ہم ایک دن مین لڑائی فتح کرادینگے وہ نازنین ہنسی کہا میان برق دل مین تو اپنے کہتے ہو کر اسکو قتل کردوں ظاہر مین یہ باتین بنالے ہو جبان بی مواج کو مین لئے جاتی ہون وہین لیجا کر تمکو بھی قید کرونگی ہر چند برق تڑپا پھڑکا اسنے نہ مانا برق د مواج کو پنجے مین دبا کر جاتی ہے بلند ہوا چاہتی ہے آواز آئی ملکہ کیا کہنا ہم بھی آپہونچے دیکھا اک ساحر شکل مہیب کالی صورت منہ سے شعلے نکلتے ہوئے جھپٹ کے قریب پہونچا آتے ہی کہا دیکھو ملکہ مرشدزادی صراط ہفت رنگ آپہونچے برق کو پہچانا تبلا مین کون ہون اس نازنین نے گھبرا کے منہ پھیرا ساحر آمادہ

ہوکر آیا ہے پلک جھپکتے ہی بغدہ مارا کہا اب تو پہچانا طاؤس کے ہزار ٹکڑے ہوے قران و برق بھاگ گئے
مواج چاشنی پر بلند ہوکے آسمان سے نعرہ ہوا تشم کنیزان سامری معرکہ یہ گذرا کہ صراط بیٹھا تھا کہ درجم
لوہ زبرجد پھٹ گیا صراط نے کہا ای کنیزان سلوی کلینا نگہبان رجہ زبرجدی پر کوئی افتاد پڑی یہ ساتون
تیلیان کڑک کر گرین مواج کو ہاتھون ہاتھ پکڑ لیا ایک نے لاشہ ساحرہ کا اوٹھایا لاشہ لاکر صراط کو
دکھایا صراط اس ساحرہ کے لیے بہت رویا تیلیون نے لاکر مواج کو بھی گرداب دریاے قصر ہفت رنگ
مین ڈالدیا عمرو نے جو مواج کو دیکھا بیقرار ہو گیا لعل وغیرہ پڑی ہین یقین کامل ہوا
موت قریب ہے مواج نے اشارون مین عیاری برق و قران کا حال بیان کیا عمرو نے کہا ملک
سب تدبیر کی تقدیر سے سب لاچار ہین مواج نے اشارہ کیا اہالیان لشکر ظفر اثر آپکے واسطے
تڑپ رہے ہین اس قصر کا یہ شرف ہے کہ ہم ایسے کامل و اکمل جادوگرنیون کی زبانین سوزن نہین دیا
اسکو یقین کامل ہے کہ یہان سے کوئی نکل نہین سکتا صراط ہفت رنگ آمادہ جنگ ہین بہتر دو دریا
کہ شاید لاچین وغیرہ بلغر کرین کشت و خون اسقدر ہو چکا ہے یہ حوصلہ نہ پڑا کہ خود فوج کوہ ہفت رنگ
کو بلاے چار پہر دن گذرا شام ہوئی جوش و خروش مین اپنے مقام سے اوٹھا یہان خوجہ کو تڑپتے ہوے
وہ دن گذرا شام کو اسقدر وہان اندھیرا ہے معلوم ہوتا ہے کہ پردہ ظلمات ہے بخت سیاہ کا سا سنا
تاریکی پردہ ظلمات بھی مات ہے یہ چار دن شہزادیان پروردہ مہد ناز و نعم اسیر یہ ہجوم غم والم سحر فراموش
مکان مین تنہائی نہ مونس نہ مددگار رہی تاریکی غمخوار صراط ہفت رنگ غریب دریاے نیل ہو پہنچا
دیکھا دریا کا جوش و خروش بڑھا ہوا ابر سوسنی مین تڑپ زیادہ ہے طائران زمزمہ سرا حیران و پریشان
آج نغمہ سنجی بھولے صراط نے پکار کر آواز دی اے طائران طلسمی تمکو خاموش دیکھکر میرے ہوش اوڑے جاتے
ہین کچھ حال انجام سناو اک طائر ہفت رنگ ابر سوسنی سے تڑپ کر نکلا آواز دی کیا جواب دین جو تو
تقدیر ہے وہ پیش آتی ہے ناحق کی پریشانی ہے آپ نبیرہ سامری و جمشید ہین دریافت کیجیے خاموش
رہنے مین کیا بھید ہین کسکو حال دل سنائین قفس ابر سوسنی سے کیونکر نکلین طائر روح قفس جسم
خاکی مین تڑپتا ہے شکستہ پر محجوب و مضطرب آپ پر سب حال ظاہر ہے دو شنبہ گذرین اوراق روزنامچہ
میز بھر بالکل بھرا ہین آپکی آنکھین نہ کھلین اس نکتہ پر خیال نکیا کسکی زندگی پر حرف آیا السمیع عبارت
کو تحریر فرمایا صراط اور زیادہ گھبرایا جہین کہتا ہے چہار جانب سے کلمات عبرت آمیز کی بوچھار ہے الامان طلسم

مجبور و لاچار ہی یہ دل سے باتین کرتا تھا کہ موجہ دریا بلند ہوا حبابون نے آنکھین کھولین موجین تلوارین بنین گرداب خنجر آبدار ماہیان دریا بیقرار صراط اس ماہیت سے آگاہ نہوا کہا ہی حال معلوم ہوسکا سرہائے ہمزادان بعبد جوش و خروش ظاہر ہوئے صراط ہفت رنگ نے دامن پھیلایا سرون کو دامن مین لیا گریبان کی خبر نہین جانتا ہے ہمارا انکا چولی دامن کا ساتھ ہے یہ نہین سمجھا کہ میرا گریبان اور اجل کا ہاتھ ہی دوڑا قصر ہفت رنگ مین آیا دیکھا چارون شاہزادیان بیکار پڑین ہین خواجہ ستون سے بندھے ہوئے پابند مصیبت گرفتار دام آفت جیسے ہی صراط آیا خواجہ نے کہا اے شہنشاہ آداب عرض کرتا ہون صراط نے کہا او ساربان زادے تیری وجہ سے ارکین قصر ہفت رنگ قتل ہوئے تہلکہ پڑ گیا اب صبح کو تجھکو قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا عمرو نے کہا چارون کو قتل کیجیے حقیقت مین بڑے گنہگار ہین مین نے کیا خطا کی مین بالائے کوہ ہفت رنگ حضور کی زیارت کو آیا تھا نیلیون نے دراندازی کی مجھکو ناحق پھنسایا اب رہا کر دیجیے آپ طلسم کشا کے خواہان ہین بانی فساد لاچین ان سب کو مجھسے لیجیے ایک ایک کی مشکین باندھکر لاؤنگا صراط نے کچھ جواب نہ دیا ساتون مونڈھے جواہرات کے نکالے سرہائے ہمزاد اُن مونڈھون پر رکھے روزنامچہ میز نحر ہاتھ مین لیا اور پکارکر آواز دی ای رازداران طلسم ہوشربا کچھ باتین کیجیے آج دو دن سے صفحات روزنامچہ میز نحر بالکل معرا ہین ہم تحریر سے مبرا ہین صراط نے یہ جو پکارکر کہا سر افراسیاب بعبد جوش و خروش یہ اشعار عبرت آثار زیب النسا مخفی پڑھنے لگا کہا اے صراط ہفت رنگ یہ گوش ہوش سماعت کر اور غرور دماغ سے نکال او غافل نظم

نیست آسان پنجہ بزلف پریرویان زدن
باغبان را میرسد گل در گریبان ریختن
دیدہ خود برکشا غافل دگر تا کے توان

کار معشوقان نمک بر زخم بسمل ریختن
خون دل میباید از دیدہ گریان ریختن
صحبت بیگانہ زان دارم بتو اے آشنا
نقد عمر خویش را ہر سو پریشان ریختن

کار عاشق خون خود در پائے جانان ریختن
گر نہادم داغ عشقت بر جگر معذور دار
کار بر دو شعار باشد پیش خیلستان ریختن

یہ اشعار سنکر صراط ہفت رنگ گھبرایا کہا اے شہنشاہ سمجھا کر باتین کیجیے یہ اشعار میری سمجھ مین نہین آئے سر مصور بعبد جوش و خروش آواز دینے لگا اے برادر جان برابر نظم

فدا ار پردہ از رخسار بردار
ہزاران چاک در جیب بدن کن

بیا اے دل دمے یاد وطن کن
ز شمع حسن روشن انجمن کن
گرفتہ چون ز خسرو کام شیرین

چو قمری نالہ بر سرو چمن کن
چو گل اے عندلیب از دیدن گل
و یا بر روان کوہ کن کن

چو گم شد یوسف عمر تو مخفی | وطن در گوشہ بیت الحزن کن | صراط اور زیادہ گھبرایا کہا تم تو
ہمارے برادر بجان برابر ہو صاف صاف بات کرو نظم کو ترک کرو نثر مین باتین کرو میری سمجھ مین
نہین آتا سر شہنشاہ لاچین بصد جوش و خروش بولا رباعی

صحبت با چو شیشہ و سنگ ست | تنہا کے رسی بمنزل دوست | من ز دلتنگی و دل ز من تنگ ست
چو بگریہ بلبل از گل بگذرد در چمن بیند مرا | بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا | راہ تاریک و مرکبم لنگ ست
ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا | | در سخن پنہان شدم مانند بو در برگ گل

صراط ہفت رنگ کے ہاتھوں مین قلم ہے چاہتا ہے جسطرح یہ سرآئندہ
کی خبر دیتے تھے اوسی طرح پر خبر سنا مین یہ غیر ممکن جسطرح وہ کلام کرتے ہین صراط گھبرا رہا ہی پوچھتا ہی
کہ کل صبح کو کیا ہوگا طلسم ہوش ربا ہاتھ سے اسد کے بچے گا یا نہ بچے گا اسباب کا کوئی سر
جواب نہین دیتا سر افراسیاب نے بہ غیظ و غضب یہ فقرہ کہا اے صراط ہفت رنگ
سحر کو صبح ہو جائیگی ہوشیار رہنا اب ہمسے کلام نکرو آج سے روزنامچہ میں تحریر مین حرف نہ لکھا جائیگا
جسقدر معمور ہوا وہ دشمنون کے کام آئیگا باقی معرا رہا مین خطا سے مبرا رہا ہر چند صراط ہفت رنگ
چیخا پیٹا بوجا پاٹ بھی کیا یہ صاف صاف کسی سر نے نہ کہا کہ صبح کو کیا ہوگا یکایک گریبان سحر
چاک ہوا ماہ تابان نے انجمن ثابت و سیارگان سے کنارہ کر کے قصر مغرب مین داخلہ کیا
مہر عالم افروز چرخ نیلی پر برآمد ہوا غصے سے چہرہ سرخ تیغہ مہر حمائل نیزہ خطوط شعاع ہاتھ مین
توسن فلک پہ سوار ہو کر سرگرم سیاحی ہوا صراط ہفت رنگ اوس قصر مین یکہ و تنہا
چار شہزادیان سحر مین مبتلا پڑی ہین اٹھکر عمرو کو ستون سے کھولا خنجر کھینچکر چھاتی پر عمرو کی
چڑھ بیٹھا عمرو نے پکار کر آواز دی یا سامری و جمشید تمہارے صدقے تو بیکنٹھ نظر آیا باغ بہشت کو دکھا حور ین
بلاتی ہین صراط حیران ہوا عمرو کیا کہتا ہے عمرو نے کہا مرشدزادے مین تو اس امر کا متمنی تھا کہ
اس ساعت پر قتل ہو جاؤن اک ذرا ٹھہر جائیے صراط ٹھہرا عمرو نے جیب مین ہاتھ ڈالا ایک شیشی
اوسمین گلنار چند قطرے دو ورق کاغذ کے بہ علم سنسکرت لکھے ہوئے عمرو نے شیشی ہاتھ مین
لی ورق چھپانے لگا صراط ہفت رنگ نے ہاتھ مروڑ کے ورق چھین لیے کہا ارے دیکھون
اسمین کیا لکھا ہے عمرو ہنسنے لگا کہا تو مجھکو قتل کر جسوقت خنجر گلے پر رکھیگا عنایت سے سامری و
جمشید کی موت کا مزا چکھیگا مقتول کو زندگی جاوید حاصل ہوگی قاتل فوراً جہنم واصل ہوگا یہ کلمہ

عبرت سنکر صراط ان اوراق کو پڑھنے لگا طرف سے سامری و جمشید کے مرقوم ہے کہ اگر بوقت سحر بروز منگل
بہ ساعت مشتری کوئی کسیکو قتل کرنے کا قصد کرے ہمارا بندہ مقبول دو قطرے شراب حیات پی کے خنجر
اُچٹ کر قاتل پر پڑے مقتول ہزار برس زندہ رہے سلطنت ہفت اقلیم ملے لیکن توڑ اُسکا یہ ہے کہ
اول قاتل شراب حیات پی لے مقتول کو نہ پینے دے تو قاتل ہزار برس زندہ رہیگا مقتول کا خاتمہ
ہو جائیگا اب صراط سوچنے لگا کہ ایسی شئے نایاب عمرو کو نہ پینے دون مین پیکر قتل کرون ایسی نعمت کسے
ملتی ہے ایسا نہو خنجر اچٹ کر مجھپر پڑے نانا دادا کے حکم مین فرق نہ آئیگا سدا بان زادہ ہزار سال زندہ رہونگا
مین شراب پیکر اسکو قتل کرون عمرو کے ہاتھ سے شراب چھیننے لگا عمرو نے دہائی دی کہا او ظالم
مین قتل ہوتا ہون بزرگان دین نے یہ تحفہ عطا فرمایا تو کون ہے جو چھینتا ہے تجھکو اپنے نانا دادا کی قسم
مجھکو جلد قتل کر سامری و جمشید اگر برحق ہین انکا حکم بھی ٹھیک ہے مجھکو تو انکا اعتقاد ہے مجھکو یہ فقرہ
بخوبی یاد ہے رات کو ایکجگہ خواب مین آ کے یہ تحفہ عطا کر گئے اب تو کیون نہین قتل کرتا اسمین شراب حیات
نہین ہے سودہ الماس سم قاتل زہر مار ہے تجھکو اسکے پینے مین کیون اصرار ہے کلیجہ تک کٹ کے گر جائیگا
صراط نے کہا ہم اپنے بزرگون کے مستحق ہین شراب حیات نہ پینے دینگے ان دونون مین تو تکرار
ہو رہی ہے چارون شہزادیان بہ نگاہ حسرت نگران ہین لیکن شہنشاہ لاچین و اسد نامدار فراق خواجہ
عمرو مین شب بھر تڑپے بوقت سحر لاچین نے کہا اے شہریار مین نے شب کو بمقدمہ عمرو خواب ہائے
پریشان دیکھے خدا خیر کرے کوہ ہفت رنگ پر صراط ہفت رنگ نہین ہے نیر اعظم نکل آیا شاید
چارون شہزادیان بھی کسی بلا مین پھنسین عمرو بھی کہین مبتلائے بلا ہو صرف ساتون پتلیان برسر کوہ [illegible] ہین
یہ کہکر لاچین چرخ مار کر بلند ہوا آسمان پر سے یہ معرکہ دیکھا کہ خواجہ عمرو و صراط سے دھینگا مشتی
ہو رہی ہے ایک شیشی شراب کی عمرو کے ہاتھ مین صراط نے کہا مین پیونگا عمرو کہتا ہے مین دونگا
صراط جوان زبردست ہے ہاتھ مروڑ کے شیشی چھینی عمرو پیٹنے لگا ارے او ظالم کیا کرتا ہے اس
سم قاتل کو نہ پینا پانی ہو کر بہ جائیگا صراط نہ مانا جیسے ہی شیشی کو چاہا منھ سے لگائے ساتون
پتلیان تڑپ کر زمین سے نکلین ایک نے صراط کے ہاتھ پر تھپکی ماری ایک نے عمرو کی گردن لی
ایک نے کہا واہ مرشد زادے رات بھر سر ہمزادے ہامین گئین خاک نہ سمجھے یہ شراب حیات نہین
جام بادہ ممات ہے پیتے ہی تمہارا کلیجہ کٹ جاتا یہ سنکر صراط نے خنجر برہنہ عمرو کے گلے پر رکھا ابے عمرو

ہوکر دعا کرنے لگا وہ شیشی جو ہاتھ سے چھوٹ کر صرلط کے گری زمین سے دھوان نکلنے لگا ہر ایک سنگریزہ
جلنے لگا کہا ارے ظالم یہ کیا بلا تھی جسنے زمین کو سیاہ کردیا اب عمرو خاموش کیا کہہ سکتے پتلیوں کو دیکھکر
حیران ہوگیا وہ چاؤں چاؤں کررہی ہیں یہ بھی کہے جاتی ہیں اے نبیرہ سامری جلدی کیجیے اسکی
قضا نہیں ہے سامری نامے میں صاف صاف لکھا ہے ساری عبارت ہمکو یاد ہے وقت داد فریاد ہے تو اب
لاچین نے آسمان سے دیکھا کہ عمرو بیقرار ہے جان دیکر گولا جھولی سے نکالا اسم سحر دم کیا پیشانی پر نشتر
مارے خون سے اپنے رنگا خیال کیا یون جا پڑون کہ یہ پلک نہ جھپکانے پائے لاچین کڑک کر گرا نعرا
کیا او بیحیا کیا کرتا ہے یہ کہکر بڑے زور و شور سے گولا مارا سر پر صرلط کے پڑا اتنا بھی نہ اوٹھا سکا خود
کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے پتلیو نے چاہا لاچین پر جا پڑین لاچین نے خون اپنا پتلیو پر چھینک
مارا ساتون جلنے لگین ادھر تو صرلط کا سر پھٹا لاشہ زمین پر گرا اودھر پتلیان جلین لاچین نے فرمایا کہ
اے لعل سخندان وغیرہ جلد قصر سے نکلو یہ قصر ہفت رنگ ہے ساٹھ ہزار ساحر نگہبان اسمین رہتا ہے
لاچین کے منھ سے یہ نکلا تھا کہ دیوارین تھرائین ہر ایک دیوار قصر سے ساحر نکلنے لگے لاچین پر
جا پڑے ایک طرف سے لعل سخندان کڑک کر گری مواج عمرو کو پنجے میں دبائے اڑی ہر ا ر
سے وہ مارا نہیں کون سحر کرنے لگین جو ساحر نکلا سنبھلنے نہ دیا کسی پر گولا مارا کسی پر پنجہ مارا کسی کو آتش سحر
جلایا مارا ن زمین کن لوٹ مار کر گری اژدر بنکر سیکڑون کو نگل گئی ہزار دہمو دیوانہ کر دیا
کوکب و جہاندار وغیرہ اپنے لشکر مین موجود ہین کہ یکایک آسمان پر ابر سیاہ اوٹھا ایک طلاطم ہفت رنگ
پیدا ہوا ہر درجہ مین لٹتے لاکھو جادوگر نکلے ہا سے شہنشاہ ہائے شہنشاہ کہتے ہوے
لشکر اسلام پر گرے کوکب نے دور سے دیکھا قصر ہفت رنگ سے نعرۂ لاچین کی
صدا آتی ہے ملکہ لعل سخندان و اسرار صف شکن و ملکہ ماران زمین کن ساحران قصر سے
لڑ رہی ہین ایک پر آگ برس رہی ہے جہاندار نے دیکھا یہ بلوہ نہ رکے گا گوشہ صحرا پر آکر
بہ تعجیل تمام چار اینٹین چار طرف رکھین نقشہ قلعہ کا کھینچکر سحر کیا قلعہ بنکر طیار ہوا ہر درجہ مین دو دو
گولہ انداز برنجی توپ دور سے معمارہ نے دیکھا کہ آقائے نامدار نے قلعہ تیار کر لیا معمارہ جھپٹا ایک
درجہ پر آیا اودھر سے مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ بدحواس ہوکر چلے ہر اک کو یہی خیال ہے یہ
بلوہ کیونکر رکے گا یکایک آسمان سے ابر سفید پیدا ہوا سب نے دیکھا ملکہ مواج قطرہ زن

بصد جوش و خروش خواجہ کو نیچے مین دبلے ہوئے گرد و غبار مین آئی ہوئی بگاڑتی ہوئی اب شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر شہنشاہ لاچین کی خبر لو قصر ہفت رنگ مین مصروف جنگ ہین ملک جہاندار شاہ نے
خور انلعہ بنایا معمار بھی شریک ہوا گولا قلعے سے چلنے لگا جو گولا جا کر پڑا کوہ ہفت رنگ کے ٹکڑے
اڑا دیے اس زور و شور سے گولے چلے کوہ ہفت رنگ متزلزل و متحرک ہوا درجہ ہائے نیلم و پکھراج
و یاقوت و الماس یون اڑتے تھے صاف ظاہر تھا کہ برسات مین جگنو اڑ رہے ہین تمام صحرا دھوان
دھار ساحرون مین بھاگنے کی پکار ہر سمت ہنگامے برپا ہین درجہ ہائے کوہ ہفت رنگ سے
ساٹھ لاکھ ساحر جمع ہو کر نکلے جہاندار شاہ نے مارے گولون کے ستھراؤ کر دیا امواج کے کمنے سے
شہنشاہ کوکب روشن ضمیر فوج قاہرا ہمراہ لیکر قریب قصر ہفت رنگ پہونچا دیکھا شہنشاہ
لاچین و ملکہ لعل سخندان و ملکہ اسرار صف شکن و ملکہ باران زمین کن مجمع ساحران
مین کھڑی ہوئی ہین مکان تو گر گیا ہر قصر و عمارت سے ساحران سیہ رو و تیرہ درون حربہ ہائے
سحر لیے ہوئے ہاتھ مین نکلتے ہین ہر ایک کی زبان سے صداہائے ہیہات و افسوس بلند لاشہ ہائے
ساحران خود پسند پڑے ہوئے لوٹ رہے ہین لاچین رستمانہ جنگ مین مصروف ہے جسکو لا مارا
دو دو سو کے سر پیٹتے آخر یہ سب ساحر شکست کھا کر اہالیان قصر ہفت رنگ اس خیال سے
بھاگے کہ جا کر درجہ کوہ ہفت رنگ مین پناہ لین جب قریب کوہ آئے دیکھا گولون نے تمام پہاڑ
اڑا دیا درجہ ہائے کوہ ہفت رنگ کو خاک مین ملا دیا آسمان سے آگ برس رہی ہے فوج جہاندار
و فوج کوکب و خود اسد نامدار بہ نفس نفیس مع سرداران جلیس مصروف جنگ ہین ساحران
کوہ ہفت رنگ و قصر ہفت رنگ بدحواس ہو کر طرف صحرا کے بھاگے اور
لاچین وغیرہ نے دور تک پیچھا کیا وہ جان بچا کر طائر بن کے اڑے طرف باغ سیب
کے روتے پیٹتے چلے قریب شام فتح عظیم حاصل ہوئی جہاندار شاہ قلعہ سے اترا کوکب
لاچین آج خوب لڑے بھاگنے والے لاشہ صراط اٹھا کر لے گئے اسد نامدار نے بھی تلوار روکی
کہنی سے خون ٹپکتا ہوا خانہ ہائے زرہ خون سے معمور سرداران صف شکن نوبت نقارے بجاتے ہوئے
لاچین سب کے آگے خواجہ نے بھی اپنے کو ظاہر کیا اب لاچین نے خواجہ عمرو سے حال
قصر ہفت رنگ پوچھا خواجہ نے تمام کیفیت بیان کی کہ صراط ایسا جادوگر مین نے نہین دیکھا روزنامچہ

میز تحریر تو خواجہ نے زنبیل مین رکھ لیا الفتح و فیروزی آکر فروکش ہوے سب سردار خوشیان کر رہے مین
ملکہ مہ جبین آکر تخت پر بیٹھین ملکہ مہرخ نے لعل سخندان و ناران زمین کو و اسرار و مواج
کو بڑا بھاری خلعت دیا فرمایا آپنے بڑا کام کیا سب خوش خوش بیٹھے ہین اسد نے پلٹ کر دیکھا
لاچین بیقرار انتہا کا اشکبار شدت گریہ سے کلام کرنا بھی دشوار ہے اسد نے ناچنے والونکو
منع کیا کہ ذرا تامل کرو جب ذرا ہنگامہ موقوف ہوا اسد و عمرو نے لاچین سے پوچھا کیون شہنشاہ
باعث بیقراری کیا ہی آج تو بڑی فتح نصیب ہوئی اب تک یہ امید نتھی کہ دریاے نیل تک لشکر جا سکینگے
رعایاے کوہ ہفت رنگ سد راہ ہو گی خدا نے اپنی عنایت سے اس لڑائی کو بہ آسانی
فتح کرا یا لاکھون جانباز ساحران ممتاز سیارہ گلشن جنان ہوے لڑائی مین بڑے
کھیت پڑے شکر ہے کہ انجام بخیر ہوا اب دریاے نیل پر جانے کی فکر واجب و لازم ہے
تمھاری شدت گریہ کا کیا سبب ہے لاچین نے کہا اے شہنشاہ عیاران آج تک مجھکو خیال تھا کہ
ملکہ بلقیس ثانی حوالی کوہ ہفت رنگ مین قید ہون گی اسکے فتح ہونے پر انسے ملاقات
نصیب ہو گی مین خود قصر ہفت رنگ مین اسی غرض سے گیا کہ اسکے فتح ہونے پر انسے ملاقات ہو
گی جہاندار نے بڑا کام کیا ورنہ ساری فوج کا خاتمہ ہو جاتا مین نے سب مقامات چھانے
کہین اوس گوہر بے بہا کا پتہ نہ ملا دریاے نیل مین آج تک کوئی قید نہین کیا گیا اب ملاقات
ہو چکی کیا امید رکھون اسوجہ سے قلب بیقرار ہے جنون سر پر سوار ہی خواجہ نے براے تسکین
شہنشاہ لاچین کاہنان لشکر کو جمع کیا انسے بمقدمہ ملکہ بلقیس ثانی کہا کہ علم لگاؤ سبنے متفق حکم لگایا
کہ خانہ حیات باقی ہے انشاء اللہ بخیر و عافیت بعد سطوت و صولت آپ ملکہ عالم کو دیکھین گے
نجومیون کے کہنے سے لاچین کو تسکین ہوئی یہان افراسیاب جادو باغ سیب مین مصروف
عیش ہے کہ نگہبان کوہ ہفت رنگ و قصر ہفت رنگ لاشہ صراط لئے حاضر ہوے
بربادی کوہ ہفت رنگ کی کیفیت بیان کی کہا حضور آج تو جہاندار ایسا لڑا کہ ہم لوگون کے
قدم نہ تھم سکے تمام میدان دھوان دھار تھا افراسیاب نے حیرت کو تسکین دی کہا اے حیرت
کیون گھبراتی ہے دریاے نیل تک پہنچتے پہنچتے خون کے دریا بہا دونگا سرما و ابرلق حاضر ہوے
انھون نے عرض کی حضور کوہ ہفت رنگ نے شکست کھا کر چھوٹے مرشد زادے مصور جادو مع

صورت نگار زوجہ اپنی کے غائب ہین کہین نشان نہین ملتا افراسیاب نے حکم دیا اے وزیران با تدبیر
فوج لیکر جلد روانہ ہو اٹھارہ سو ملک مین نامے لکھو جسقدر پہلوانان باشوکت غیر ساحر ہین سب
جاکر دامنہ دریاے نیل مین فروکش ہون صف بندیان کرین اسد کے ساتھ غیر ساحر جب
لشکر مین ہماری فوج والے گھیر کر مار لینگے ساحرونکا وہان زور نہ چلے گا اوسیوقت اٹھارہ سو نامے
روانہ ہوے مصور کی تلاش مین چند ساحر بھیجے سرما و ابرلق مع ملکہ حیرت و چالیس تاجداران
جلیل ہمراہ لیکر براے مقابلہ لشکر اسد چلے افراسیاب نے کہا وقت پر مین بھی آونگا اے سرما
اب مین اور بھی اک تدبیر کر چکا ہون اسکا بھی اظہار ہوگا یہ تو سب فوج لیکر چلے صرصر کو بیان
افراسیاب نے بہ نگاہ قہر دیکھا کہا صرصر تجھسے کچھ نہین ہو سکتا خبردار تجھکو جس مقام پر پاؤ
مار ڈالو صرصر بھی جھلا کر چلی شب کو آکر لشکر اسد مین پہونچی لشکر کی جمعیت دیکھکر صرصر کے
ہوش اڑے از قلعہ توسن حصار تا برآمدہ سحر دو آمنہ کوہ ہفت رنگ فوج اسد سے معمور ہے
قلب لشکر مین بارگاہ آسمان جاہ ملکہ مہ جبین گرد اور شاہزادیون کی بارگاہین سب سے زیادہ
اسد نامدار ملکہ تصویر کی خاطر کرتے ہین کہ فراق مین بدیع الزمان کے بیمار ہو گئین ہین صرصر
پھر کی سردار ہر طرف پھر رہے ہین رات کو اسنے دیکھا دربار برخاست ہوا اسد نامدار کو سب
سردارون نے بارگاہ مہ جبین مین پہونچایا بارگاہین معشوقان اسد کی ملی ہوئین تھین ڈیوڑھیون پر
بٹھا دو ملکہ مہرخ طرف اپنی بارگاہ کے جاتی تھین ماہ جادو کنیز مہرخ کسی کام کو اٹھی صرصر نے
دھکا دے کے بیہوش کیا بہ شکل ماہ ہمراہ مہرخ انکی بارگاہ مین آئی خاصہ کھاکر مہرخ نے آرام کیا
صرصر اٹھی پروانہ ہاے بیہوشی پھینک کر کنیزان خدمت گذار کو بیہوش کیا قریب مہرخ آئی
بیہوش کر کے لے بھاگی رات قلیل تھی بوقت سحر برق فرنگی پھرتا ہوا آیا کنیزون سے پوچھا ملکہ عالم بیدار
نہین ہوئین کنیزین اندر گئین دیکھا مہرخ نہین ہین غل ہوا مہرخ کو کوئی چرا لیگیا برق نے پیر د
صرصر کا پہچانا بیقرار ہو کے دوڑا لشکر مین بھی پکار کر کہا کہ یارو مہرخ کو صرصر لیگئی تلاش مین
جاتا ہون طرف جنگل کے دوڑا دور سے دیکھا صرصر جاتی ہے برق نے آواز دی اوستانی صاحب
ٹھہرو آپکا شاگرد رشید آپہونچا صرصر نے کہا کیون میرا پیچھا کرتا ہے اس چشتارے مین کنیز افراسیاب
ہے خطائی تھی حیرت کے پاس لیے جاتی ہون برق نے کہا استانی یہ باتین تمھاری چلے سکنے

نہ چلینگی پشتارہ رکھ دو اور چلی جاؤ صرصر نے پشتارہ تختۂ سنگ پر رکھ دیا کہا نگوڑے تجھے قضا لائی ہی برق نیمچہ کھینچکر جا پڑا صرصر برق پر برس پڑی برق چوٹین روکتا جاتا ہے کہتا ہی استانی اپنے لڑکون کے منھ نہ چڑھو اک ہاتھ ماردونگا ناک اڑ جائیگی تب تمھارے کان ہونگے صرصر و برق لڑ رہے ہین کہ خواجہ خبر سنکر آئے دیکھا برق صرصر سے لڑ رہا ہے پکار کر آواز دی کیون او جھوریے تو نے ہماری معشوقہ کو کیون روکا مالن کے وار روکتا ہے ایسی بے ادبی کرتا ہے ملکہ تم اسکی ناک کاٹ لو مین بھی آیا مہرخ کو لیجاؤ اسد کو بھی گرفتار کر دون تمھارے دل نازک پر صدمہ نہ پہونچے یہ کہتے ہوے قریب پہونچے صرصر عمرو کو دیکھ کر گھبرا گئی کہ سامنے سے صبا رفتار کمند انداز و شمیمہ نقب زن و شرارہ سنگ انداز وغیرہ چارون عیار بچیان برائے بالادوی نکلی تھین پہونچین دیکھا استانی برق و عمرو سے لڑ رہی ہین عمرو تو ہاتھ جوڑے کھڑا ہے برق پر خفا ہو رہا ہی خواجہ عمرو صرصر سے کہتے ہین جان جہان غصے کو تھوک دو گھر چلو جس بات پر تمکو غصہ ہی لیتے ہین شکو نہین آیا نوکری سے فرصت نہین ملی مجبور رہا نوکری پیشہ کیا کرون اس غصے پر گھر سے نکلی جاتی ہو اے بے غیرت انصاف کر تیرے ہی واسطے نوکری کرتا ہون ورنہ مجھکو کیا ضرورت ہی صرصر گالیان دے رہی ہی نگوڑے تیری شامت آئی ہے چارون عیار بچیون نے جو یہ معرکہ دیکھا کمندین لیکر آپڑین عمرو و برق پر پیچھے پڑنے لگے خواجہ اُن چارون سے کہتے ہین ارے نالائقو اپنے خسر سے لڑتی ہو شمیمہ سے کہتے ہین ارے شوہر کا بڑا مرتبہ ہے برق تجھکو طلاق دیدیگا دیکھ کیا کرتی ہی صبا رفتار سے کہا بیٹا تم الگ ہو جاؤ تم منظور نظر ممتاز قران ہو تمھاری شرارت مشہور ہے نہین تو وہ تمھاری ہڈیان توڑ ڈالیگا یہ گوارا اسکو نہوگا کہ تو مجھسے بد زبانی کرے بدنام ہو جائیگی یہ دونون عیار پانچون کے وار روک رہے ہین عمرو کا برق سے اشارہ ہے پشتارہ اوٹھا لے ہر مرتبہ برق تڑپتا ہے صرصر قریب پشتارہ مہرخ نہین آنے دیتی یہ ہنگامہ تھا کہ صحرا سے گرد اڑی حداد جادو تین لاکھ فوج سے برائے مدد شہنشاہ افراسیاب جاتا تھا صرصر نے آواز دی اے شہریاران عیارون سے آکر مجھکو بچائیے حداد جادو فوج ساحران لیکر چلا عمرو نے حقہ آتشبازی داغ کر لشکر حداد پر پھینکا سیکڑون آگ سے ساحر جلگئے بھاگنے لگے عمرو و صرصر پر جا پڑا صرصر ذرا پیچھے ہٹی عمرو نے جھپٹکر مہرخ کی زبان سے سوزن نکال لیا مہرخ کی آنکھ کھلی دیکھا عمرو و برق یہ کہکر بھاگے ملکہ ہوشیار ہو جاؤ فوج ساحران

آپہونچی مہرخ تڑپ کر اٹھی فوج صداد نے گھیر لیا برق نے جا کر لشکر اسلام مین خبر کی ملکہ پر ملکہ مواج ٹہل
رہی تھین برق نے آواز دی اے مواج مہرخ کو ساحران افراسیاب نے صحرا مین گھیرا ہے جلد اپنے
افسر کی خبر لو دسہزار جادوگرنیان مواج کے ساتھ تھین انکو لیکر دوڑ پڑی اسوقت پہونچی کہ
مہرخ یکہ و تنہا لشکر صداد سے جنگ کر رہی ہے مواج نے بھی آکر دریاے لشکر ساحران مین
غوطہ مارا صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی سرما و ابرلق و حیرت جو فوج لیکر چلے تھے اسوقت آکر
پہنچے آتے ہی شریک جنگ ہوے مواج کے آنے کے بعد بہار دو باغبان نے خبر سنی یہ بھی دوڑ پڑے
جلدی مین جو ساحر چلا فوج کو تو تیار نہ کیا خود آپڑا لشکر صداد و سرما و ابرلق نے
گھیر لیا سردار ان نامی پر وقت تنگ ہے لاچین وغیرہ کو معلوم ہوتا ہے خبر نہین ہوئی عیار
بھی ایک گوشے سے یہ ماجرا دیکھ رہی ہین حیرت کہتی ہے ان سردارونکو بلوہ کر کے پکڑ لو
کہ صحرا سے گرد اڑی اس گرد سے صور اسرافیل کی آواز آئی کہ گوش گردون کو ہلانے لگا وہ قیامت
کی آواز آئی گھوڑون نے سوارون کو ٹپکا طرف جنگل کے بھاگے ساحر سحر بھول گئے حیرت
گھبرائی کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی گھبرا کے دیکھنے لگی دیکھا ایک جوان ماہ رخسار مشابہ بصورت اسد
نامدار دور کالے مرکب پر سوار بہ پشت پراسی ہزار قزاق ڈگے ڈگے گھوڑون پر سوار ہڈے
مونہہ سے نکلے ہوے اُس جوان کے ہاتھ مین سونیکا بوق ہے دہن پر رکھکر بجایا اُس سے صدا
نکلی اے قزاقان ببرید و بہ بندید اب جو قزاقون نے گھوڑے دوڑاے ساحرون کے جی چھوٹ گئے
صدا ہی سے زمین کانپتی تھی قزاقان غضنفر کی لڑائی ایک قزاق نے لٹو کا دوسرے نے کو کھ پر
نیزہ مارا تیرون کی بوچھار کی لڑتے بھڑتے نکل گئے دس دس کی ٹولی باندھکر پھر آگرے طبقے زمین
کے ہلادیے اول تو گھوڑون کے دوڑنے سے تتق گرد بلند ہوئی خاک ساحرونکو نہین سوجھتا اُس
اندھیرے مین قزاقون کی ہیبت غضنفر کی شوکت ساحر بھاگنے لگے قزاق لڑ رہے تھے کہ لکہ ابر
گلنار پیدا ہوا تخت پر ملکہ قمر چہرہ طاؤس زرین بال پر سوار ملکہ نسیم جالندری مع ساٹھ ہزار
ساحران غدار کے آکے گری قزاقون نے بھی حملہ کیا پہلے ہی حملہ مین اسی ہزار لڑے نسیم کے
سحر کی ہوا بندھی اب حیرت نے پہچانا کہ طلسم کشا کا بیٹا ہے غضنفر بن اسد یہ نسیم عاشق ہو کر
ساتھ ہو گئی ہین نعرہ کیا ارے اسکو مار لو یہ نسل طلسم کشا ہے اگر اسکو قتل کیا طلسم کشا رنگ پٹک کے جان دیگا

گذارش کر چکا ہون ہاتھ مین غضنفر کے انگشتر مہر و ماہ تیغہ روئین تنگاغ قبضے مین اسپ بادپا پر سوار
یہ اشیا طلسم بند مین سحر اثر تاثیر نہین کرتا جو قریب آیا وہ مارا گیا قزاقون کی شوخی چست و چالاک
لڑائی مین بیباک ساحر نے منھ کھولا کہ مین سحر کرون یہان سے تیر پڑا حلق توڑ کر پار گذرا اور بعض
نے نیزے بڑھا کر شالون سے جھولیان اتار لین دور پھینک دین ساحر گھبراتے ہین قزاق
گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین گرد اسقدر اڑی ہے کہ روے آفتاب مخفی ہو گیا دوپہر کا ئل
تلوار چلی سرما و ابریق بڑا لشکر لیکر آئے تھے سب اس مقام پر تباہ ہوا اب یہ خبر مفصل اسد
نامدار کو ملی کہ صحرا مین چند سردار ہمارے گھرے قریب تھا کہ قتل ہون غضنفر نے آکر لڑائی کو
سنبھالا چہار طرف سے اس شیر پر بلوہ ہے بیقرار ہو کر سوار ہوے انکے سوار ہوتے ہی
شہنشاہ ماچین و ملک جہاندار شاہ و کوکب روشنضمیر و جملہ سردار آراستہ ہو کر
اسوقت آکر پہنچے کہ غضنفر نے صفون کو درہم و برہم کر دیا گھوڑے کو اڑاتا ہوا قریب حداد
پہنچا جوش جرأت مین گھوڑے پر سے کود پڑے پیدل لڑتے ہوے سامنے حداد کے چلے اسد
بھی نعرہ کر کے آگرے نسیم و قمر پیکر نے اسد کو سلام کیا اسد نے نسیم سے شکایت کی کہ اے نسیم
تمنے غضب کیا ہمارے فرزند کو صحرا بصحرا لیے پھرتی ہو ایسا نہو دشمنون پر کوئی افتاد پڑے
یہان لشکر مین سب طرح کا سامان موجود ہے عنایت سے پروردگار کی کوہ ہفت آگ کی
لڑائی اس شدومد سے سر ہوئی اگر اسقدر جادو نہو تا بعد قتل ہونے صراط کے ایک زندہ نہ بچتا
مگر ایسے ایسے دلیر موجود تھے کہ جنھون نے اس بلوے کو روکا اٹھارہ سو قریہ کی گھار سے
لڑے نسیم نے دست بستہ عرض کی اپنے فرزند کے مزاج سے تو آپ بخوبی آگاہ ہونگے غرلاتے ہین
باپ سے کیونکر ملاقات کرون حجاب آتا ہے سرافراسیاب براے نذر پاؤن تو قدمبوسی کرون
اسد کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا اے نسیم اٹھ پہر اسکی یاد مین آب و دانہ حرام ہو گیا اب
تو براے خدا چلکر میرے لشکر مین شریک ہو نسیم نے کہا حضور سب الخین کے مطیع ہین اگر بعد
لڑائی کے وہ ٹھہرے ہم سب حاضر رہینگے اگر انھون نے تسلی نہ رکھی ایسا فوج کو راضی
رکھا ہے اگر آپ ان سب کی سپر زر و جواہر سے بھر دین تو یہ لوگ نہ رہین سپاہگری مین جو
سختی کرتے ہین سب سے دس قدم آگے رہتے ہین اپنے رفیق کے واسطے جفائین سہتے ہین وہان

غضنفر گھوڑے سے کود پڑا حداد نے جو دیکھا ایک طفل کم سن بھورے بھورے بال خود سے اڑے ہوئے
بڑی بڑی آنکھیں چہرہ آفتاب آسمان حسن جاہ وجلال ابروے خمدار رشک ہلال صفونکو درہم برہم
کرتا ہوا آتا ہے کئی گولے سحر کے مارے اوس سے کچھ نہوا تلوار لیکر جھپٹا خیال مین یہ کہ لڑکا ہی کیا لڑیگا
ہاتھ پکڑ کے تلوار چھین لونگا لڑکے کو قتل کرونگا ہٹو ہٹو کہتا ہوا سامنے غضنفر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا
غضنفر اور جادوگرون سے لڑائی مین مصروف تھا اس نامرد نے پشت پر سے ہاتھ مارا غضنفر کا
زخمی ہوا پلٹ کے دیکھا اس ساحر نے زخمی کیا پھر گیا سر سے خون جاری کچھ زخم کا خیال نہ کیا کئی
ساحرون کو قتل کر کے سامنے پہونچا للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہے حداد نے دیکھا اب تو
یہ نیم بسمل ہو چکا اب اسکا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہے جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے
پیترہ بدلکر خالی دیا حداد منھ کے بل جھکا اوپر سے غضنفر نے ہاتھ مارا حداد نے سپر فولاد کو
الجھا دیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سر پر گری زمین پر آکر بوسہ دیا حداد کے دو ٹکڑے ہوے غضنفر
نے اسکو مارا چونکہ سر زخمی ہو چکا تھا نکان جو پہنچی جھپٹ جھپٹ کے لڑا آنکھون کے نیچے اندھیرا
آگیا حداد کو مار کے لڑکھڑا کے گرا غش آگیا اُس مقام پر صرصر موجود تھی اسنے چند ساحرون
کو اشارہ کیا غضنفر کو گرفتار کر لیا سرما و ابرق کے پاس پہونچا یا اُن دونون نے بہ تعجیل قفس
مین بند کیا ایک ساحر کو دیکر یہ کہا کہ انھین کے پاس لیجاؤ وہ ساحر غائب ہو گیا کسیکو حال
نہ معلوم ہوا بعد گرفتاری غضنفر سنگ لاچین نے طبقے زمین کے ہلا دیے لاکھون جادوگر قتل
ہو گئے حیرت جادو گھبرائی سرما و ابرق نے جا کر یہ بھی کہا حضور اگر حکم دین طبل امان
بجے غضنفر کو ہمنے وہین بھیجدیا ایسے بیٹے کے غم مین طلسم کشا تڑپ تڑپ کے جان دیگا اس داغ
کو نہ اٹھا سکیگا حیرت نے حکم دیا بہتر طبل امان پر چوب پڑی اسد وغیرہ پلٹے نسیم جالندری
و ملکہ قمر پیکر و فولاد دیوانہ سردار قزاقان یہ سب روتے ہوے خدمت مین اسد کی آئے
کہا اے شہر یار ہمنے اپنے آقا کا مرکب کوتل پایا لاشون مین بھی تلاش کر چکے پتہ نہین ملا نہ ہمارے
سامنے گرفتار ہوے اسد بیقرار ہو گئے ان سبھون کو تو اسد نے بہ لطف اتار اقزاق نہ ملتے تھے
کہتے تھے ابھی جا کر جان دینگے حیرت و سرما و ابرق کو پکڑ لائینگے اپنے آقا کا پتہ لگائینگے
اسد نے بمشکل انکو اتارا کہا بھائیون تامل کرو مین تدبیر کرتا ہون خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے

وہ فوراً فکر کرینگے فراتون نے عرض کی آقائے نامدار افسر بڑی چیز ہے یعنی جب حیرت کو پکڑ لائینگے اور مشہور
کرینگے کہ زوجہ شہنشاہ قتل ہوتی ہین فوراً آقائے نامدار کو خود افراسیاب ڈھونڈھیگا اسد نے کہا ای
بھائیون تم ایسے ہی تھے لیکن حیرت کا گرفتار کرنا کیا اسان ہے فراتون نے کہا حضور حکم تو دیدیجئے دیکھئے ابھی
چٹیا پکڑ کے لاتے ہین آپکے کہنے سے اسوقت ہم رک گئے بدون آقائے نامدار آب و دانہ ہمپر حرام ہے
جبتک اپنے آقا کی صورت نہ دیکھینگے کھانا نہ کھائینگے لاچین وغیرہ یہ سنکر وجد کرتے ہین کہتے ہین
دیکھو صاحبو شاہزادے نے کیا اخلاق و مروت اپنے ساتھ والون کے ساتھ کر رکھا ہے کہ نام پر اپنے
مالک کے جان دیتے ہین اسد نے بمنت سب کو اتارا بمشکل کھانا کھلوایا اور وعدہ کیا کہ اگر آج
شب تک غضنفر کا پتا نہ ملے گا تو تمھا صاحبون کو اپنے آقا کے مقدمے مین اختیار ہی فولاد نے کہا
حضور ہمارے آقا کو کوئی نہین رکھ سکتا باغ سیب مین گھس جائین یہان افراسیاب کو
پکڑ لائین سیخچے گرم کرکے پشت پر سولہ بگھی بنا دین بڑے بڑے زمیندار کہ اپنے بادشاہ کو روپیہ نہین دیتے
ہمنے کھڑے لئے لیا گڑا ہوا کھیڑ لائے سب قزاق بلک رہے ہین اسد نے ایک ایک کو
گلے سے لگایا اپنی قزاقی کا زمانہ یاد آیا اپنے اٹھارہ امیر زادونکو بلا کر حکم دیا ابراہیم بن مالک
و لندھادہ بن لندھور و علقمہ بن جمہور و قبیل بن مقبل و عادان بن عادی ملازمان
غضنفر کی خدمت گذاری اور دلدہی مین مصروف ہوئے مگر سب بیقرار بیچین شراب کباب موقوف
نسیم قمر پیکر بارگاہ مین ہین دونون شاہزادیان رو رہی ہین بہار نے آکر ان دونون کو
سمجھایا مہرخ تشریف لائین اپنے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھلایا تسکین دی خواجہ بارگاہ مین
تشریف لائے دیکھا اسد بہت بیقرار ہین خواجہ نے حال پوچھا اسد نے رو رو کر سب کیفیت
غضنفر کی بیان کی ہرکارون نے بھی عرض کی کہ حضور ہمنے خود دیکھا سرما و ابرق نے
اسیوقت قفس مین بند کرکے کہین روانہ کردیا لشکر مین قید نہین ہے برق وغیرہ بھی فکر مین
گئے تھے پلٹ کے آئے عرض کی ہم نے سارے لشکر مین ڈھونڈھا کہین پتہ نہین ملتا یہ سنکے
خواجہ گھبرائے کہ جانسوز نے عرض کی ابھی افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا تھا انتظام کر رہا تھا
ہی دو خبرین اسوقت دریافت کین ایک تو یہ کہ کوئی نقابدار سیاہ پوش ہے اسکو نامہ لکھکر
بھیجا ہے وہ ہمراہ آفات چہار دست آئیگا اور ابرق سے یہ کلمہ کہا کہ صبح کو ایک ساحرہ

سر غضنفر لیکر آے گی خوان مین رکھکر پاس اسد کے بھیجدینا یہ خبر وحشت اثر سنکر عمرو گھبرا گیا
فوراً رنگ روغن عیاری نکال کے شکل تاجر بنکر حیرت مین آیا دیکھا لشکر بیحد و بے حساب ہی
فوجین چہار جانب سے چلی آتی ہین سرما و ابرلق منتظم ہین جو بادشاہ لشکر لیکر آیا ساحرون کو یہان
اتار لیا غیر ساحر و پہلوانون کو چھانٹ کر حکم دیا جاکر قریب دریاے نیل فروکش ہو بڑے
بڑے شاہان جلیل و پہلوانان زبردست مسلح و مکمل سلاح جنگ سے آراستہ طرف دریاے نیل کے
چلے جاتے ہین عمرو یہ تماشہ دیکھکر بہت گھبرایا دل مین کہتا ہے کہ اے عمرو اسقدر فوجین کنارے
دریاے نیل کے جمع ہو رہی ہین اسد کہان تک لڑیگا وہ جو مثل مشہور ہے اس مقام پر سچ
صادق آئیگی کہ مارتے مارتے بھاگ گئے قتل کرتے کرتے اسد گھوڑے سے گر پڑیگا کس کس سے لڑیگا
اس جنگ مین ہمراہ اسد فرزندان صاحبقران ہوتے کہ جو لاکھون مین اکیلے لڑ چکے ہین ملک
سنجان مین گنجاب نے ہفت صف آراستہ کی تھی بدیع و قاسم لڑے صفین توڑین اول تو
صاحبقران خود سامنے موجود تھے علاوہ ازین وہ ہفت صف تھی یہ چہل صف ہے لشکر گنجاب کی
کیا حقیقت مثل مور و ملخ فوجین چلی جاتی ہین اور نہین معلوم کتنے زمانے سے انتظام ہو رہا ہی
اسی جماؤ پر افراسیاب مغرور ہے کہ دریاے نیل پر جاکر سب مارے جائینگے یہ باتین دل سے
کرتے ہوے بشکل تاجر پھر رہے ہین ایک ایک سے حال قید غضنفر دریافت کرتا ہے ہر کس کا
یہی قول ہے ہمین نہین معلوم دیکھا بھی نہین کہ غضنفر کب قید ہوے یہ بھی بخوبی دریافت نہین
کہ باغ سیب مین قید روانہ کردی یہ باتین دل سے سوچتے ہوے اس بازار مین آے
سب جوہری دوکانین آراستہ کیے بیع و شرا پر تلے ہوے بازار کھلے ہوے دلال موجود خرید
فروخت ہو رہی ہے خوجہ کے منہ مین پانی بھر آیا جیب سے دو مروارید بے بہا نکالے ایک
جوہری کو دکھائے اسنے کہا خواجہ بازرگان آئے خواجہ نے کہا ہمارا کاروان پیچھے رہ گیا ہم
آگے بڑھ آئے سرا مین پہنچے فقیرون نے گھیرا یہ دو دانہ مروارید جیب مین پڑے تھے پھر دو پہر
کے صرف کو ان کی قیمت کافی ہوگی جوہری نے استقبال کیا سوداگر جان کر دوکان مین بٹھایا
موتی لیکے دیکھے رنگ ڈھنگ سنگ مین بے نظیر سڈول انمول جوہری بیقرار ہوگیا سوچا کہ
کسی بادشاہ کے ہاتھ فروخت کرونگا کہا خواجہ بازرگان کچھ قیمت بتائیے خواجہ نے کہا سیٹھجی صاحب

قیمت تو گماشتہ جانتا ہے بیچک کی کتاب بھی موجود نہین ہے جو تمھارے مزاج مین آئے قیمت کو جوہری
نے ڈرتے ڈرتے دس ہزار کہے خواجہ نے کہا جوہری صاحب اگر آپکے پاس اسکے ساتھ کی جوڑی بھی
ہو تو دونی قیمت پر میرے ہاتھ فروخت کیجئے ہرچند کہ کام سب گماشتے کرتے ہین ہمین قیمت
نہین معلوم اتنا یاد ہے دریاے بحرین پر چھ مہینے رہے چار صندوق موتی نکلے یہ گماشتے نے
خبر دی تھی کہ حضور نے چار لاکھ روپیے غوطے خورون کو دیے چالیس جوڑیان عمدہ نکلی ہین
انھین مین سے ایک جوڑی یہ بھی ہے مناسب جانکر فرمایئے جوہری نے بیس ہزار فرمائے
خواجہ نے ہنسکر کہا خوشی تمھاری کچھ اشرفیان دید و کچھ اسکے بدلے کا جواہرات جوہری نے
بتعجیل دو تین سو اشرفیان ایک پوٹلی جواہرات کی دی اور موتی لیکر ڈبیہ مین رکھدیے خواجہ نے
وہ مال جیب مین رکھا دکان سے چلے گئے بعد جانے سوداگر کے جوہری نے ڈبیہ کھولی
موتیون کو جو دیکھا اتنے ہی عرصہ مین قد و قامت مین فرق آگیا موتیون سے مکھیان تمام
لپٹی جاتی ہین جوہری نے گھبرا کر موتی ہاتھ مین لیے جو جو ہوا لگتی ہے چھوٹے ہوتے جاتے ہین
ہاتھ پر جو رکھے ہاتھ مین کچھ بھر گیا اسمین جو زبان لگائی شیرینی کا مزا ایک کٹورے
مین پانی رکھا تھا جوہری نے موتی اوسمین ڈالدے پانی مین ڈالتے ہی موتی گھل گئے دیکھا
ایک گھونٹ شربت کا ہے پیٹنے لگا سب جوہری دوڑے سیٹھ جی کیا ہوا کہا ایک سوداگر
مجھے لوٹ لیگیا اور بھی غضب تمنے سنا موتی مصری کے بنے ہوے تھے پانی مین ڈالتے ہی
گھل گئے لوگ ہنستے ہین کہ دیوانہ ہو گیا ہے کہین مصری کے بھی موتی بنتے ہین یہ بلڑ تھا کہ صرصر
آکے پہونچی دیکھا اک مہاجن رو رہا ہے صرصر نے پوچھا میان کیا ہوا کہا اک سوداگر مصری کے
موتی میرے ہاتھ بیچ گیا دیکھو کٹورے مین یہ شربت رکھا ہے صرصر ہنسی جوہریون نے پوچھا
آپ تو ہماری کوتوال ہین یہ سوداگر کون تھا صرصر نے کہا تم کیا کروگے یہ عمرو عیار کا کام ہے
وہی نگوڑا ایسے ایسے فریب کرتا ہے مہاجن تو رو پیٹ کے بیٹھ رہا صرصر نے صبا رفتار
سے کہا عمرو بازار مین آیا ہوا ہے دونون تلاش مین چلین خواجہ صورت تبدیل کرکے اک
صراف کے یہان اشرفیان بھنا رہے ہین پیتل کی دیتے ہین سونے کی لیتے ہین ان دونون نے
دور سے پہچانا کہ عمرو دست برد کر رہا ہے دونون نے آپسمین اشارے کئے خواجہ غافل بیٹھے ہوے

روپے گن رہے ہین کہ دونون نے قریب آکر حلقہ ہاے کمند مارے خواجہ اور گنگر کی گھٹلی گردن و کمر مین پڑ چکے تھے دونون نے جھٹکا مارا خواجہ بند ھکر گرے مہاجن صرصر سے لڑنے لگا کہ ہمارے گنگ کو کیون پکڑا یہ بڑا بھولا آدمی ہے صرصر نے کہا سب اشرفیان پیتل کی ٹکوی مین اب جو مہاجن نے بہ نگاہ غور دیکھا پیٹنے لگا صرصر وصبا رفتار عمرو کو گرفتار کرکے سامنے سرماو ابرلیق کے لائین حیرت نے کہا اے صرصر وہین لیجا آبشار سے ہمارا سلام کہنا اور زبانی بھی کہدینا کہ صبح کو دونون سر روانہ کرنا صرصر پشتارہ عمرو کا لیکر چلی جب لشکر سے نکلی خواجہ نے کہا بی مجھکو کہان لیجائیگی مین اسی جنگل مین تجھ سے موجود ہون کسی درہ کوہ مین چلو فرش بچھاکر ہم تم بیٹھین تمھارا دل خوش کرین صرصر نے کہا اب بخوبی دل خوش ہو جائیگا ایسے مقام پر لیچلون کہ فوراً تمکو قتل کرے عمرو نے کہا اے صرصر یہ تیرا خیال خام ہے مرنا ساخرو کا کام ہے جس کسی کی موت آئی ہے اسی کے پاس تو مجھکو لیکر چل صرصر نے جھڑک دیا عمرو نے دیکھا صحرا مین اک تالاب ہے اسمین صرصر پشتارہ لیکر کودپڑی عمرو کی آنکھ بند ہوگئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا اک باغ ویران اسکی پٹریان شکست ہزارون جادوگرنیان پھر رہی ہین انھون نے پکارکر آواز دی صرصر کسے لائین یہ کیا کوئی بدمانس ہے صرصر نے کہا یہ عمرو عیار ہے جسنے تمام ہوش ربا کو درہم وبرہم کیا عمرو نے کہا یارو یہ جھوٹ کہتی ہے عمرو کہین اور ہوگا مین آشنا ہون آج اور ایک عورت کے پاس چلا گیا اسپر اسنے میرا یہ حال کیا صرصر ان باتون پر گالیان دیتی ہے جادوگرنیون نے چہار جانب سے گھیر لیا بارہ دری مین آکر پہنچی دیکھا ایک ساحرہ سیہ فام کہ ایسی بدہیئت ساحرہ عمرو نے طلسم ہوش ربا مین نہین دیکھی مسند پر بیٹھی شراب پی رہی ہے گرد ہزارہا جادوگرنیان ایک گوشہ مین غضنفر بن اسد ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے بیٹھا ہے خواجہ کی آنکھون مین آنسو بھر آے غربت پر غضنفر کی کلیجہ پھٹ گیا صرصر نے کہا اے ملکہ آبشار جادو عمرو عیار کو ملکہ حیرت نے تمھاری خدمت مین بھیجا ہے اور زبانی ارشاد فرمایا ہے صبح کو غضنفر وعمرو کا سر کاٹ کے روانہ کرنا آبشار نے قید عمرو سے لی صرصر کو خلعت دیا یہ تو چلی گئی آبشار نے جادوگرنیون سے کہا گوشہ باغ مین جو نخل چنار ہے اسمین جاکر اسکو باندھ دو خبردار کوئی رات کو اسکے پاس نہ جائے ورنہ یہ نکلجائیگا مین نے باغ

کو بھی سحر بند کر دیا صبح کو ان دونو نکا سر کاٹ کر روانہ کرون گی کنیزین عمرو کو کشان کشان گوشۂ
باغ مین لیکر آئین ایک درخت سے باندھ دیا خواصین چلی گئین اب عمرو اس تنہائی مین گھبرایا
درخت سے سر ٹکرانے لگا حیران تھا کہ اے عمرو کیا کرون صبح کو یہ ملعونہ قتل کریگی جو جو رات گذرتی ہے
خون عمرو کا گھٹتا جاتا ہے کوئی سامنے نہین کسکو پکارے دو پہر سے شب تجاوز کر چکی تھی دیکھا کہ جلشن لوٹا
ہاتھ مین لیے ہوے آتی ہے عمرو نے پکارنا شروع کیا بی بنفشہ ذرا میرے پاس آؤ جب عمرو بہت چیخا تب
کنیز نے پلٹ کر آواز دی ارے بیحیا قیدی کیا مطلب ہے یہانکے قیدی کو کھانا پینا نہین ملتا عمرو
نے کہا بوا ذرا میرے پاس آؤ مین اک بات پوچھونگا مین تو بندھا ہوا ہون اگر میری بات مانوگی
کل ہی نوکری چھوڑ دوگی یہ کتے خسی موقوف کرو گھر مین چین سے بسر کرو جلشن نے کہا آخر مطلب کیا ہے
عمرو نے کہا جب آبشار ہمکو قتل کریگی ہمارے جسم مین جو کچھ لباس ہے نقد و جنس یہ کون لیگا جلشن نے
کہا وہی جلاد مہتر جو کچھ تمھارے پاس نکلیگا لے لیگا سنتی تھی عمرو بڑا عیار ہے نگوڑے یہان تیرا
کچھ زور نہ چلا عمرو نے کہا بوا مجبور ہون اب مجھکو یقین مرگ ہوا جو کچھ دو چار کوڑیان میرے پاس ہین
وہ تمھین نے لو نذر و نیاز میری کرا دینا جلشن نے کہا کیا ہو عمرو نے کہا میرا ایک ہاتھ کھولدو مین
سب تمکو دیدون جیسے ہی اسنے ہاتھ کھولا عمرو نے ایک پوٹلی روپیہ کی نکالی کہا بوا اسمین میرا تیجا
کر دینا نصف تم لینا جلشن نے کہا مین کیا کرونگی تیری نذر و نیاز مین لگا دونگی کہا اور بھی کچھ ہے عمرو نے
چند اشرفیان نکالین کہا بوا میرا دوسرا ہاتھ کھولدو کنیز سوچی مین ساحرہ ہون مجھسے بھاگ کر کہان جائیگا
ہاتھ وہ بھی کھولدیا اب تو خواجہ نے روپیہ اشرفیان نکالکر ڈھیر کرنا شروع کر دیا کنیز اٹھاتی ہے کہتی بھی
جاتی ہے میان قیدی نہ گھبراؤ ہم تمھین قید سے بھی رہا کرا دینگے خواجہ کہتے ہین بی بی تمھاری مہربانی
نقدی دیتے دیتے اک ڈبیہ نکالی کہا لو بوا اسکو کھولنا نہین جہان ہم دفن ہون ہماری قبر مین
رکھدینا کنیز نے کہا اسمین کیا ہے خواجہ نے کہا تمھین اس سے کیا کام ہماری امانت ہے کنیز نے کہا
مین تو تمھاری رازدار ہون دیکھون تو اسمین کیا ہے عمرو نے کہا دیکھو لینا نہین کنیز نے ڈبیا
کھولی اس ڈبیا مین سے بیہوشی اڑی خواص بیہوش ہو کے گری خواجہ اپنے کو کھول چکے تھے مال اٹھا کے
نذر زنبیل کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے اسی خواص کی شکل بنا چاہتے تھے کہ اس کنیز کو نذر زنبیل کرون
یکایک زمین شق ہوئی نعرہ ہوا منم آبشار جادو او ساربان زادے مین جانتی تھی کہ تمکو تو اندھیر مچا رکھا ستم

ہوا بڑے نادان تھے وہ لوگ جنھون نے تیری فکر نہ کی مین نے خود شہنشاہ سے خواہش کی تھی کہ اب جو عمرو قید ہو میرے پاس بھیجدیجیے گا دیکھون کیونکر بچتا ہے بے سبب مشہور کر دیا کہ مسلمانونکی قضا نہین ہے غفلت آپ کرین سامری و جمشید و خداوند لقا بدنام ہین بیچاید اگر نیوالون کے یہ کام ہین عمرو کے ہوش اڑ گئے آبشار نے اپنی کنیز کو ہوشیار کیا عمرو کی پھر مشکین باندھین اسیطرح درخت سے باندھ دیا اب عمرو کو یقین کامل ہوا کہ موت میری قریب ہے رات بہت قلیل تھی جب یہ عیاری کی جب صبح قریب رہی تھی خواصین براے کاروبار ضروری اٹھین جو ادھر سے نکلی عمرو نے کہا بوا میری بات سنتی جاؤ اب کوئی جواب بھی نہین دیتی باغ مین ہلڑ ہے وہ کنیز ایک ایک سے کہتی پھرتی ہے بوا رات کو ہمکو ہمارے مالک نے بچا یا اس نگوڑے بدمانس نے مجھکو بڑا دھوکا دیا یہ ذکر تھا کہ گریبان سحر غم مین خواجہ عمرو و غضنفر چاک ہوا ستارہ بخت رسا نہ چمکا نجم تقدیر نے گردش کھائی مرغ سحری کی آواز آئی جلاد مہر درخشان خنجر ضیا ابران ہاتھ مین لیکر فلک نیلی پر نمایان ہوا آبشار جادو بیدار ہوئی سات ہزار جادوگر و جادوگرنیان جمع ہوئین یہ مغرور آکر تخت پر بیٹھی کہا دونون قیدیون کو لاؤ رات کو خواجہ نے غضب کیا تھا لیکن اگر رہا بھی ہوتا مین باغ سحر بند کر چکی تھی یہ وہ باغ ویران ہی ہو بھی اسکی باہر نہین جاتی اسیوجہ سے باغ کو آراستہ نہین کیا مین شہنشاہ کو تحریر کر چکی کہ جسکو قید کیجے یہان روانہ فرمایے کنیزین جاکر عمرو و غضنفر کو کشان کشان سامنے آبشار کے لائین عمرو نے جو غضنفر کو سلسل و مطوق دیکھا دل بیقرار ہو گیا کہا اے نور نظر تمھارے فراق مین اسد نہ زندہ ہیگا تمکو ہوش رہا ہین سالہا سال گذرے اگر باپ سے ملاقات نہ کی غضنفر نے شرما کے سر جھکا لیا کہا نانا جان مین تو یہ عہد کرکے چلا تھا کہ جاتے ہی افراسیاب کو قتل کرونگا بزرگون کے واسطے کچھ نذر بھی لیجاؤن اور جابجا مقابلے پڑے صدہا قریبے لوٹ لیے موت دامنگیر تھی یہ لڑائی ہمارے قتل کی تدبیر تھی جو منظور پروردگار ہے قتل ہونے سے کیا نقصان خدا آپ کو قید سے رہا کرانے ہین سب خبرین سنتا تھا حضور نے آج تک بڑے بڑے ساحر مارے آپ ہی کی ذات سے تمام مقامات طے ہوئے عمرو نے کہا آج تو کوئی صورت رہائی کی نہین معلوم ہوتی ایک امر کا بڑا خیال ہے وہ صادق الوعد مجھسے وعدہ کر چکا ہے کہ جبتک اس بری چیز کو تین مرتبہ نہ پکارونگا جبتک اوسکی بو نہ سونگھونگا مجھے زندگی کی برتی ہونا

دس ہزار برس تک نام نہین لونگا آیندہ جیسا زمانہ ہو اس ملعون نے اس بلغ کا تالاب سے راستہ رکھا ہے
کون یہان تک آئیگا وہ مسبب الاسباب بچائیگا آبشار نے جلادون کو بلایا دارین استادہ ہوئین عمرو
و غضنفر کو زیر تیغ بٹھایا جلاد تلوار کھینچکر سر پر آیا صدائین دینے لگا اے ملکہ آبشار جادو فرزند طلسم کشا
و خواجہ کا قتل ہے سمجھ کے حکم دیجیے گا انکے خون کے بہت دعویدار ہین انکے طرفدار سترہ سو سردار نامدار
ہین ایک ایک خواجہ کے نام پر جان دیتا ہے آبشار نے جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہے یہان پرندہ پر
نہین مار سکتا دوندے کی کیا لیاقت ہے یہان تو آبشار حکم دے رہی ہے دو کلمہ داستان شاہزادہ
قباد شہریار فرزند صاحبقران نامدار حوالی طلسم صندل مین اسد اور قباد سے ملاقات
ہوئی تھی ذکر کر چکا ہون کہ ملکہ عجائب جادو عاشق جمال قباد شہریار ہے جسروز انگوٹھی اسد کو
برائے قتل صندل جادو دی گئی ہے تو اسی دن ذکر کر چکا ہون شہر عجائبستان خالی کر دیا قباد
کو لیکر نکل گئین یہ بھی تحریر کر چکا ہون کہ جب اسد پلٹ کر آئے تھے تو خواجہ بہت خفا ہوئے کہ او دیوانے
تو نے مامون کا دامن کیون چھوڑا کچھ پتہ مجھکو بتلا اسد نے کہا نشان بتلا گئے بارہ کوس پر شہر
عجائب نگار وہان کی ملکہ عجائب جادو تاجدار ہین صبح کو خواجہ عمرو و اسد وہان آئے تھے قلعہ کو
خالی پایا ایک کاغذ دروازے پر لگا تھا اسمین یہ مضمون تھا کہ عمرو نامدار مجھکو ساتھ عجائب کے مدت
گذری یہ دل و جان سے خدمت کرتی ہے اب ہمارا لشکر مین چلنا مناسب نہین ہے شکر ہے کہ ہمارا فرزند
سعد بن قباد بادشاہ اسلام ہے انشاء اللہ جب خدا چاہیگا ہم بھی آکر ملین گے ہمارے علیحدہ ہی
رہنے سے شاید کوئی مطلب حاصل ہو خواجہ روتے پیٹتے پلٹ آئے تھے اسدن سے ملکہ عجائب جادو
مع سات ہزار جادوگرون کے قباد کو لیکر ایک دشت سبزہ زار مین فروکش ہین آج قباد شہریار
سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین اراکین سلطنت حاضر ہین ملکہ عجائب جادو کرسی جواہر نگار
پر ذکر اسد درپیش ہے بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ عجائب کچھ ہم اسد کا طلسم الم مین سے ذکر
نہین ہوا یہ خبر تو تمنے دی تھی کہ لوح ہفت رنگ نخچیر ہو اسپ دریائے نیل کی جانب کیون نہین کچھ حال
شاید کوئی افتاد پڑی ذرا خبر تو لاؤ ہم بھی لشکر بادشاہ مین جائین شیر بیشہ صاحبقرانی کی زیارت سے
مشرف ہون وہ نظر کردہ بزرگان دین ہے یہ باپ بیٹے مقبول بارگاہ ہین روزگار نظر کردہ بزرگان
نامدار ہین شب سے طبیعت گھبرا رہی ہے عجائب نے کہا حضور صندل جادو میری وجہ سے قتل ہوئی

افراسیاب نے ضرور تلاش کرایا ہوگا حضور کا اس صحرا سے نکلنا بہتر نہین ہے مین ابھی جاکر خبر لاتی ہون
حضور تکلیف نہ فرمائین یہ کہکر ملکہ عجائب طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی مثل ستارہ سحری آسمان مین
ڈوبی تمام طلسم زیر نگاہ اول لشکر اسد پر نگاہ پڑی دیکھا دریائے لشکر موج مار رہا ہے یہان رات کو
جو عمرو پلٹ کے آیا برق نے اسد سے خبر کی کہ معلوم ہوتا ہے استاد تلاش غضنفر مین گئے تھے
کچھ افتاد پڑی رات بھر سب سردار انتظار عمرو مین تڑپے صبح کو شہنشاہ لاچین و کوکب و معمار قدرت
و جہاندار و مہرخ و بہار وغیرہ بارگاہون مین سے نکلکر لشکر اسد مین ٹہل رہی ہین برق پر
تاکید ہے کہ مفصل خبر لائین بلکہ برق کئی مرتبہ لشکر سرا مین گیا چرند پرند نے بھی خبر دی اس لشکر مین
استاد نہین ہین لاچین نے کہا شاید قید کرکے باغ سیب مین بھیجدیا ہین وہین جاتا ہون مہرخ
و بہار وغیرہ نے عرض کی بر لے خواجہ ہم سب ساتھ چلینگے اے شہنشاہ باغ سیب ایسا مقام نہین
ہے کہ جہان اسطرح جاتا ہو قیامت کی لڑائی پڑے گی مقام عیش گاہ افراسیاب ہے وہ مقام
اس طلسم ہوش ربا مین انتخاب ہے کل سردار اسی فکر مین آراستہ ہوکر ٹہل رہے ہین یہی جستجو ہے کہ بکمک
خواجہ مین جائین جسطرح بن پڑے رہا کرین یہ سب سردار وسط لشکر مین آراستہ و پیراستہ کھڑے ہین
عجائب جادو کی نگاہ پڑی دیکھا سردارونکی بیچ مین اسد نامدار گرد ثابت و سیارگان بیچ مین وہ
جوان مثل ماہ تابان بہار باغ لشکر اسلام دیکھکر ملکہ عجائب جادو مثل گل شگفتہ ہوگئی شکر
پروردگار کیا کہ آفتاب اقبال لشکر اسلام کا اوج پر ہے کیا سردار ہین کیا فوج ہے بشکل عقاب
اک نخل پر بیٹھین حیران تھین کہ باعث انتشار لشکر کیا ہے صدائین سنین کہ خواجہ عمرو و فرزند نامور
اسد والا ورکہین قید ہوگئے ہین انھین کی جستجو ہے دریائے لشکر مین تلاطم ہے اب ملکہ عجائب جادو
نے پھر پرواز پیدا کیے دل سے باتین کرتی ہوئی کہ مین اپنے شہریار سے عدہ کرکے آئی ہون
خبر خوشی کی لیکر آؤن نہ کہ خدانخواستہ خبر وحشت اثر سناؤن آسمان مین ڈوبی ہوئی ہین یہان
عمرو و غضنفر زیر تیغ بیٹھے ہین آبشار جادو حکم دے رہی ہے کہ جلد قتل کرو عجائب نے
جو یہ معرکہ دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا قلب تھرا گیا گولا سحر کا آراستہ کیا اسم سحر پڑھتی ہوئی قریب سر
آبشار پہونچین عمرو سمجھ گیا کہ ہماری مددگار ہین دعا کی کہ پروردگار اسکو غالب کر ناعی ایک
سحر کرکے گولا مارا جب گولا رہا ہو چکا تب جھوم کر آواز دی منتم ملکہ عجائب جادو کنیز و صدقہ گذار

قباد شہریار گولا سر پر اس خود سر کے پڑا آبشار کو پناہ پانی دشوار ہوئی آبرو مٹی سر کے ہزار ٹکڑے
ہوئے غضنفر وعمرو وغیرہ رہائی پائی اسی کے سحر مین مبتلا تھے باغ تمام ساحرون سے بھرا تھا تبھی آبشار
کے بیٹا لینا کہکر دوڑ پڑے یہ مغلوبات سحر آبشار کے تھے یہ معرکہ قریب لشکر اسلام ہو جیسے ہی
آبشار مری وہ تالاب خشک ہوا دیوارین باغ کی گرین لاچین وغیرہ نے دیکھا صحرا مین صدائے
گیرودار بلند ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من آبشار جادو بود ایک نازنین ماہ پیکر حور منظر لاکھون سپاہ جادو مین
گھری ہوئی لڑ رہی ہے غضنفر نے اپنا تیغہ رویین شگاف اٹھا لیا قزاقان غضنفر
نے جو اپنے آقا کو گھرے ہوئے دیکھا بوق بجایا بوق مین یہ صدا تھی اے قزاقان تیار شوید پہلی
صدا مین اٹھے گھوڑے صحرا مین چر رہے تھے صدائے بوق کے عادی ہین اپنے سوارون کے
نزدیک آ کھڑے ہوئے دوسری آواز مین قزاق تیار ہوئے تیسری آواز مین صفین باندھکر لشکر
آبشار پر جا پڑے مرکب باد پا لڑ بھڑکر پاس غضنفر کے پہونچا غضنفر سوار ہوئے انگشتر مہر [illegible]
تیغہ کھینچکر لڑنے لگا عمرو نے گلیم اوڑھ لی لیکن شہنشاہ لاچین نے طلسم اک عجائب جادو کو پہچانا جو حیرت کے ساتھ جادو
لشکر گران لیے ہوئے اتری ہے صرصر نے بڑھکر خبر دی حضور آبشار قتل ہوئی فوج آبشاریون کا
لشکر آبشار پر بلوہ ہے لاشہ آبشار تڑپ رہا ہے عمرو و غضنفر چھوٹے حیرت نے بھی لشکر کو حکم دیا
سرما و ابریق بھی جا پڑے خوب جمکر تلوار چلی اسد نے بھی نعرہ کیا لڑتے بھڑتے قریب فرزند
پہونچے غضنفر نے سلام کیا اسد نے سر سینے سے لگا لیا آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا اے فرزند اب
جانیکا ارادہ نکرنا مجھکو سفر دریائے نیل درپیش ہے انتہا کا پس وپیش ہے غضنفر نے سر جھکا لیا
عرض کی غلام حاضر رہیگا اسد و غضنفر لڑنے لگے دوپہر کامل تلوار چلی سرما و ابریق نے حیرت سے
عرض کی حضور جس واسطے یہ کوشش ہے وہ بیکار رہی آبشار قتل ہوئی اب جنگ بیکار ہے کیا
فائدہ حیرت طبل بازگشت بجوا کے پلٹی کوکب و لاچین نے لاکھون کو مارا عجائب جادو نے جب
دیکھا کہ برائے مدد غضنفر اسد وغیرہ آ گئے یہ برق بنکر چمکی سر آبشار کاٹ کر رومال مین باندھا
لڑتی بھڑتی نکل گئی یہ واقع رہے سرما و ابریق و صرصر و حیرت نے عجائب جادو کو لڑتے
ہوئے دیکھ لیا پہچانا صرصر نے یہ بھی کہا ہائے عجائب جادو نے آبشار کو مارا یہ کس وجہ سے
مددگار لشکر اسلام ہے حیرت نے کہا حال کھل جائیگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا یہان غضنفر کو ساتھ لیکے

عمرو و اسد ملے آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے حیرت نے ان کل حالات کی عرضی افراسیاب کو روانہ کی افراسیاب آج کل دن بھر پھرتا ہے دربند ہائے طلسم باطن پر حکم پہونچتا ہے کہ عجائب و غرائب تیار رکھو پہلوانون کو چھانٹ چھانٹ کر طرف دریاے نیل کے روانہ کرتا ہے افسر تاجدار پہلوانان زبردست لکھو در لکھو مثل مور و ملخ طرف دریائے نیل کے چلے جاتے ہین صف بندی کے سامان ہین افراسیاب جادو باغ سیب مین نہ تھا یہ نامہ حیرت کا بہ مقدمہ قتل آلبشار از دست عجائب جادو افراسیاب جادو نے نہین پایا وقت پر ذکر ہو گا۔

دو کلمہ داستان جلالت بیان اسد کا تا بہ دریاے نیل پہونچنا حال مصور و صورت نگار کہ شکست کھا کر فرار برقرار کیا عیاری خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ایک کسبی کی شکل بنکر پھر کایا پلٹ ہونا مصور کی کرامات کا مشہور ہونا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان پر مضامین ہے

ساقی نامہ مصنف

ساقی تدبیر یہ بڑی ہے
کیا فکر رسا کہین لڑی ہے
آمد ہے بہار کی چمن مین
کامل ہے ہر ایک اپنے فن مین
ہر سرو چمن اکڑ رہا ہے
طاؤس ہے کہ لٹ رہا ہے
بلبل گاتی ہے یہ ترانہ
لیلے کا سنا نہین فسانہ
شیرین کی حکایتین سنی ہین
الفت کی حکایتین سنی ہین
آوارۂ دشت قیس مجنون
فرہاد کا ہو گیا جگر خون
بلبل رخ گل پہ مبتلا ہے
آخر الفت کا رنگ کیا ہے
قمری ہے نثار سرو شمشاد
ہے نکہت گل ہوا مین برباد
سنبل زلفین سنوارتی ہے
سوسن کسکو پکارتی ہے
نرگس کو ہے انتظار کس کا
دل رہتا ہے بیقرار کسکا
نہرون کو ہے جوش بحر الفت
چہرون پہ جمی ہے گرد کلفت
لڑتی ہین حباب کی نگاہین
ہے موج کہ کھینچ رہی ہین آہین
چشمے کو بھی چاہ ہے یہ کس کی
حسرت کی نگاہ ہے یہ کسکی
ہے باد صبا فراق دیدہ
ہے چال کہ ابروے کشیدہ
ثابت ہے قمریہ حال الفت
روشن نہ ہوا مآل الفت
بانی بناے باغ عالم
صناع قدیم رب اکرم
خلاق زمین و آسمان ہے
قدرت ہر رنگ مین عیان ہے
ہم عاشق صنعت خدا ہین
حمد شکر کہ عاشق خدا ہین

کیا باغ و بہار کی حقیقت ہر رنگ مین ہے اسی کی صنعت

نقاشان نقوش حیرت آئی تصویر پذیر داستان جلالت کو یون صفحۂ قرطاس پہ کھینچتے ہین

چہرہ مصوران تصویر خیال و شعار

نقاش نقوش خوش بیانی تصویر کشان قصہ خوانی لکھتے ہین یہ داستان رنگین

تحریر ہوا بیان رنگین

سابق مین تحریر ہوا ہی کہ مصور و صورت نگار
ہاتھ سے شہنشاہ لاچین کے شکست فاش کھاکر مجبور وناچار ہوے یکہ وتنہا صحرا کی جانب
بھاگے مصور نے کہا اے خاتون محل ہمنے بڑی بڑی کوشش کی ہر مقام پر لڑے لیکن مراد دلی حاصل
نہوئی وقت زوال طلسم ہوش ربا آگیا ہے ہمنے اپنے بزرگون کے خلاف کیا ہمارے بزرگ سامری
وجمشید آسمان افسونگری کے خورشید تھے کبھی دعوی تاجداری نہین کیا ہمیشہ فقیرونکے برن
مین رہے اسی سے کرامتین ظاہر ہوئین تمام عالم مطیع ہوا یہانتک شوکت بڑھی کہ دعوے
خدائی کیا ہمنے انکے خلاف کیا کہ تاجدار بنکر بیٹھے افراسیاب بد اقبال نے نمک حرامی کا یہ مآل ہے ہمنے
سامری نامہ مین صاف لکھا دیکھا کہ اسی سال مین طلسم فتح ہوجائیگا اے ملکہ عالم جو کچھ ہے کیجے
ہمنو ہم اپنے بزرگون کے قاعدے پر قائم ہون تمام عالم ہمکو پہچانتا ہے جس قریہ مین جاکر بیٹھ جائینگے
زمیندار پھلواری لگا دینگے شوالہ بنوا دینگے مٹھ کے حلوا پوری چین سے کھائینگے مزے اڑائینگے
افراسیاب کی جانب کبھی منہ کرکے نہ سوئینگے طلسم ہوش ربا فتح بھی ہو جائیگا تو مسلمان بھی فقیرونکو
مانتے ہین جاگیرین مقرر کر دینگے صورت نگار بھی راجہ ہو چکی ہے مصور نے جٹائین خاکستر سے
آراستہ کین شنجرفی پیراہن پہنا بھبھوت منہ پر ملا اکتارہ ہاتھ مین لیا بھجن گاتے ہوے چلے قریب
ایک گانون کے پہونچے زمیندار بیرون قصبہ آیا تھا اسنے مصور کو پہچانا دوڑکر قدمبوسی کی کہا کہ
گرو جی ہماری عملداری مین استھان کیجیے قریب درکوہ ڈیرا ہے شوالہ ہے اسی مین مورتین رکھئے
بھوجن ہم پہونچا دینگے گانون والے براے خدمت آئینگے مصور قریب درکوہ صورت
کو لیکر بیٹھ گیا اکتارہ بجاکے بھجن گانے لگا گانون والے جمع ہوئے پوجا پاٹ ہونے لگا گانون سے
مٹھائی پوریان کچوریان آنے لگین اب تو بہت چڑھاوہ چڑھنے لگا مصور جو نقدی آتی ہے وہ درہ
کوہ مین جمع کرتا ہے کھانے کی جو اشیا ملتی ہین انکو کھاتا ہے نقدی جمع کرتا ہے دس بیس دن مین تمام
دیہات وقریات مین خبر ہوگئی کہ ایک باباجی بڑے صاحب کمال عزیز دار سلطنت جمشید فلان مقام پر

آکر بیٹھتے ہیں روز صبح و شام جام رہتا ہے گانجہ اڑا کرتا ہے شراب خوب ڈھلتی ہے رسوئیں صورت نگار
اپنے ہاتھ سے پکاتی ہے جنس غلہ بے حساب چلا آتا ہے مصور راتوں کو بی بی سے لپٹ لپٹ کے
سوتا ہے چند دن میں بہت کچھ مال و اسباب جمع ہو گیا پھولوں کے درخت بنائے اک بغیہ بنگلی گنوار
ہر وقت موجود رہتے ہیں ایک کمہاری کو بھی رکھ لیا وہ چوکا باسن کرتی ہے اب تو مصور در کوہ
سے نکل کر مسند بچھا کر بیٹھتے ہیں صورت نگار چونکہ خوبصورت ہے بھبھوت ملے بیٹھی رہتی ہے
ہزارہا جوان اسکے دیکھنے کے حیلے میں آتے ہیں ہر وقت میلا لگا رہتا ہے مرشد زادے بھجن گایا کرتے
ہیں مزے اڑاتے ہیں ہر روز کہتے ہیں کیوں صورت نگار ہر روز کی آفت سے چھوٹے
ساربان زادہ ہر روز فکر میں رہتا تھا روز کا لڑائی جھگڑا جان کی آفت اگر کبھی ساربان زادہ
نکل آئیگا گرفتار کر لیں گے کسی دن اگر بن پڑا رات کو جا کر سحر کرینگے طلسم کشا کو پکڑ لائینگے کنارے
ہی کنارے قتل کرینگے یہاں سے بیٹھے بیٹھے ہی سحر کیا کرینگے مسلمانوں نے بڑے صدمے پہنچائے ہیں
نام ہوئے انھیں سب زمینداروں کو ساتھ لیکر یلغار کرینگے اب تو سب ہمارے معتقد ہوتے
جاتے ہیں یہی ہماری فوج ہے اسی فقیری میں اوج موج ہے اس سلطنت سے فقیری بہتر
مصور یہی صلاح ہیں کرتا ہے کہ رات کو جا کر سحر کروں سرداروں کو پکڑ لاؤں جب سو پچاس
جمع ہو لیں تب افراسیاب کو اطلاع کروں صورت نگار منع کرتی ہے کہ اے مصور بڑے
لطف سے اوقات بسر ہوتی ہے اپنے کو کانٹوں میں نہ پھنسا یا تو جفائیں اٹھانی پڑیں اب
پیٹ بھر کے کھانا کھاتے ہیں ہزارہا زمیندار برائے خدمتگذاری آتے ہیں لیکن مصور نے جو
پوریاں کچوریاں پیٹ بھر کے کھائیں شرابیں پیں دن بھر گانجا اڑاتا ہے جو زمیندار آیا کلی گانجے
کی لا کے نذر کی مصور نے کہا بناؤ اسنے چلم تیار کیا ہے مصور نے دم لگایا جھوم کر آواز دی جسنے
نہ پی گانجے کی کلی اس بیٹے سے بیٹی بھلی یکایک اسکو خبر ہوئی راہ گیروں نے ذکر کیا کہ صراط
ہفت رنگ مارا گیا بھائی کے واسطے بہت رویا اندھیری رات میں اسباب سحر ذات پر آراستہ
کر کے اٹھا ہر چند صورت نگار نے منع کیا ارے کیوں قضا آئی ہے مصور نے کہا بھائی کے خون کا
بدلا لونگا جب تو میں فوج لیے ہوئے اترا ہوا تھا عیار ربالے روزگار صورتیں بدل کر آئے تھے
یہاں کوئی نشان بھی نہ پائیگا یہ کہکر بپر پرواز پیدا کیے لشکر میں آیا بارگاہ کو دیکھا گرد بارگاہ

چمن ہاے طولانی جب زیادہ رات آئی کنارے پر آیا اور کنارے سے سحر کیا ہوا چلی نگہبان سو گئے پردہ
اٹھا کے اندر آیا سحر سے بہار کو بیہوش کیا کمر میں پنجہ دیکر اڑا لا کر اسی درہ کوہ میں قید کیا بہار
جو دن کو ہوشیار ہوئی حیران کہ اس کوہ تیرہ و تاریک میں مجھکو کون لایا صورت نگار کو دیکھا
چوکا دے رہی ہے مصور بہت بنے بیٹھے ہیں در کوہ پر زمین داروں کا جماؤ گردجی گردجی کہکر
تحفے لیکر چلے آتے ہیں مصور پھولا ہوا بیٹھا ہے بہار حیران کہ یہ کیا معرکہ ہے یہاں صبح کو لشکر
میں ہلڑ ہوا قریب تھا کہ لشکر حیرت پر یلغار کریں یہ خبر آئی کہ بہار غائب ہو گئی عیار لشکر سرا
وابرلق میں آئے پتہ نہ ملا طلایہ پر تاکید ہوئی لاچین و اسد حیران دوسرے دن رات کو
مصور آکر پہونچا اس شب کو اسد نامدار محل میں لعل سخندان کے تھے مہ جبین مسند پر
سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے گرد کنیزیں ہیں شمع ہاے مومی و کافوری روشن مصور جلتا جی میں کہا
اسی کی ذات سے سارا فتور ہوا یہ سوچکر باغبان کو پنجے میں دبائے تھا سحر کرنے لگا جھونکا ہوا
کا چلا مہ جبین نے مسند پر سر رکھد کنیزیں بھی سو گئیں مصور نے مہ جبین کو بھی اٹھا لیا
درہ کوہ میں لاکر دونوں کو پہونچایا صورت نگار پیٹنے لگی کہا اے مصور تونے غضب کیا
اب سارباں زادہ ملا غش میں نکلیگا پتہ لگا لیگا ارے واسطہ سامری جمشید کا مہ جبین کو وہیں
پہونچا دے مصور نے نہ مانا کہا ارے اسیطرح میں سب کو جوڑ لاؤنگا یہاں کوئی نہ آئیگا لشکر
اسلام میں صبح کو قیامت برپا ہوئی کنیزان مہ جبین روتی پیٹتی سامنے شہنشاہ لاچین و
اسد کے آئیں لاچین محل میں آئے یہ بھی سن چکے ہیں کہ باغبان و بہار غائب ہوئے مہ جبین
کا غائب ہونا بڑا ستم ہے لاچین نے بارگاہ مہ جبین میں آکر دیکھا چند دانے ماش کے پڑے ہیں
لاچین نے ان دانوں کو اٹھایا سحر کرکے پوچھا ان دانوں سے آواز آئی ہم مصور جادو کے
سحر ہیں لاچین نے زانو پر ہاتھ مارا کہا خواجہ تم نے سنا ماش کے دانوں سے کیا آواز آئی وہ
جو فروش گندم نما چھپ کر آیا سرداروں کو لے گیا عمرو نے حیران ہوکر کہا مصور کا کئی مہینے
سے پتہ نہیں ہے تمہارے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا جب سے اوسکو ہم نے نہیں دیکھا عیاروں نے
لشکر حیرت کو چھان ڈالا دوسرے دن خبر ملی ہلال سحر افگن کو بھی کوئی لے گیا آج اسد
نے بقہر و غضب تمام طرف خواجہ کے دیکھا کہا نانا جان آپ چشم پوشی کرتے ہیں ہاں کھول کر بازدے

چمنک دونگا یکہ و تنہا لشکر حیرت پر جا پڑونگا یہ داغ اٹھانے کی میرے دل مین طاقت
نہین ہی کنیز آپ کی مہ جبین بادشاہ لشکر غائب ہوئی اب تو تانتا بندھ گیا روز ایک سردار
غائب ہوتا ہے آپ فکر کرین ورنہ مجھکو زندہ نپائینگے اب مین اپنی زندگی سے بیزار ہون
روز کے صدمے اٹھانے کی دل مین طاقت باقی نہین رہی ہے سالہا سال مجھکو گذرے فراق
والدین جدائی لشکر اسلام آج تک فتح بھی دستیاب نہوئی شاید یہ طلسم میرے ہاتھ سے فتح
نہو موت لیکر آئی ہے ہم جیسے بد اقبال کا مر جانا ہی بہتر ہے اب مین آپ سے براے کوشش
عرض نکرونگا یہ کہکر اسد یاد مین مہ جبین کی جو بلک بلک کے رویا خواجہ تو عاشق نام
اسد نامدار ہی بیقرار ہوگیا اسد کو گلے سے لگایا آنسو دامن سے پونچھے کہا اے نور نظر مین
ابھی جاتا ہون لیکن حیران ہون کہ منصور کو کہان تلاش کرون برق سے بھی فرمایا کہ تو نے
کہین لشکر منصور دیکھا برق نے کہا استاد مین نے پانچ پانچ کوس تلاش کیا منصور کا
کہین نقش قدم بھی معلوم نہین ہوتا سب عیارون نے یہی جواب دیا عمرو بانہاے عیاری کے
آراستہ ہوا تلاش منصور مین چلا پھرتے پھرتے حیران ہوگیا کسی لشکر فوج کا پتہ نپایا پہر دن
پچھلا باقی ہے اب خواجہ پریشان ہوئے ملتے قریب اک گانون کے پہونچے دیکھا گنوار گروجی
کی تعریفین کر رہے ہین منصور سب کو شعبدے سحر کے دکھلاتا ہے اسکا اعتقاد سب پر خوب
جما ہوا ہے عمرو نے اک گنوار سے پوچھا گروجی کہان ہین گنوار نے تبلایا سامنے دیکھو میلا
جما ہوا ہے قریب درہ کوہ مہنت صاحب تشریف رکھتے ہین عمرو اسی جانب چلا دور سے
آگے دیکھا اب تو منصور پہچانا نہین جاتا خوب توند نکلی ہے اتھار لگا ہوا مسند پر بیٹھے ہین دھونی
لگی ہے معتقدین چلے آتے ہین قریب دھونی کے لمبی لمبی چلمین گانجے کی رکھی ہین عمرو نے
اول نہ پہچانا صورت لنگار درہ کوہ سے نکلی تہمری دھوتی باندھے ہوے بھبھوت
منھ پر ملا ہوا سب گنوار مہاراج کہکر اٹھ کھڑے ہوے اب خوجہ نے پہچانا جی مین کہتا ہے
منصور نے خوب نقشہ جمایا گنوارون پر خوب رنگ دکھایا ڈھونڈھتے پھرتے اس ظالم کو
کہان پاتے خوب آکر گوشہ عافیت مین بیٹھا فوراً کنارے سے آئے رنگ روغن عیاری کا لگا
ایک ضعیفہ کی شکل بنکر تیار ہوے گوری صورت اطلس کا پاجامہ محمودی کا چادرہ قلیل نیور آکر

مصور کے قدمونکو بوسہ دیا کڑے چھڑے اُتار کر رکھدیے کہا اگرو جی فریاد ہے سامری جمشید
کی گنہگار ہون آپنے بھی میرا نام سنا ہوگا لذت بخش کسبی ایک دن مجرا کر کے پلٹی پیشاب لگا
شوالے کے قریب آپکے بزرگون کی مورتین رکھی تھین بولا کر بیٹھ گئی اوسیوقت بیہوش ہوئی
اب جو دیکھا جوانی غائب دانت بھی گر گئے بال سفید چہرے پر جھریان نائکہ نے بھی یہ حال
دیکھکر گھر سے نکال دیا وہ عاشق صادق جو دروازے پر آکر جبہ سائی کرتے تھے جسکے گھر پر
بیکار ادہ لاٹھی لیکر نکلا کسی کے گھر سے آواز آئی او بڑھیا جا خان صاحب نہین ہین کوئی
صاحب اگرملے اور مین نے اپنا نام بتایا انکے عشق و عاشقی کا نشان بتایا بڑے رحمدل تھے
دو آنے پیسے دیدیے کہا بڑی بی جاؤ اب نہ کبھی آنا آپ کا نام سنکر آئی ہون میرا شباب
مرحمت فرمایے ضعیفی کو دفع کیجیے آپ کے حالات کرامات سُن چکی ہون سب مراد مند آتے ہین
آپ کی قدمبوسی کرکے مراد دلی پاتے ہین مین قدم نہ چھوڑونگی رات دن یہین پڑی رہونگی
عاشقون نے منھ کو موڑا گھر والون نے نکال دیا سوائے حضور کے کہان جاؤن اب مصور
گھبرا یا شیلے حوالے کرنے لگا اور کسی وقت آنا بڑھیا نے کہا مین قدم نہ چھوڑونگی یہ کہکر
بڑھیا صورت نگار کے قدمون سے لپٹ گئی کہا تمھارا نی منت جی ہے میری سفارش کرو
فقط زبان ہلادین خداوندون سے عرض کرین مصور نے ناچار ہوکر کہا یہین شوالے مین تو
پڑرہ شب کو بروقت راز و نیاز کے نانا دادا سے کہین گے بڑھیا شوالے کے قریب ہاتھ
جوڑ کے نیچے رکھکر پڑ رہی شام کو سب گنوار چلے گئے مصور و صورت نگار نے درہ کوہ
سے آواز دی ارے بڑھیا پڑی ہے ضعیفہ نے آواز دی مرشد زادے اپنا ہاتھ میری
پشت پر رکھیے اتنا زبان سے فرمایے کہ ہمنے تیری خطا معاف کی ابھی یہین نے آواز سنی
اگر ہمارا فرزند خطا معاف کرے تیرا شباب تجھکو عطا کرین ابھی تو مین تصویر سے باتین کر رہی
تھی آپ کے آتے ہی خداوند چپ ہوگئے مصور نے چھون ٹرنا و پھیرنے لگا پشت پر بڑھیا کی ہاتھ
رکھکر آواز دی اے نانا دادا اسکی خطا معاف کرو ہم لذت بخش سے راضی ہوے آپ خداوند
روے زمین ہین اپنے غلام کی دعا کا پاس کیجیے مین بھی فتحیاب ہون جاکر اسد کو لاؤن اسی
طرح کوہ مین قتل کرون جان اسد تو میرے قبضے مین ہی ہے مہ جبین الماس پوش چند

سرداران نامی کو بھی آپ کے تصدق سے لایا فقیری کر کے سلطنت کا مزہ پایا مصور نے جو یہ
چلاّ کے کہا بڑھیا نے چادر سے منھ ڈھانکا تڑپنے لگی مصور نے دیکھا اسقدر بیقرار ہے کہ اسکا
دم نہ نکل جائے ہاتھ پکڑ کر آواز دی اری کیون تڑپتی ہے ہمنے خطا معاف کی جوان ہوجائیگی
رفتہ رفتہ یہ شرف حاصل ہوگا بڑھیا نے چادر سے منھ کھولا ظاہر ہوا کہ پردہ ابر سے ماہ تابان
نکل آیا اک مہ جبین نوجوان دوازدہ سالہ ماہ پیکر حور منظر بھولی بھولی صورت آنکھین نرگس شہلا
موزون سراپا زلف عنبرین سے بوے مشک آتی ہے اتنی زمین روشن ہوگئی عطر
سہاگ جسم مین ملا ہوا عروس شب اول معلوم ہوتی ہے مصور دیکھکر بیتاب ہوگیا کہا
کیون لذت بخش شرف مابدولت کا دیکھا مابدولت کو سب طرح کا اختیار ہی مگر ہم زبان
نہین ہلاتے اگر ابھی کہدین کل مسلمان غارت ہوجائین صورت نگار دوڑی ہوئی
آئی لذت بخش کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیران ہوگئی اس وقت تو صورت نگار بھی
مصور کے ہاتھ چومنے لگی کہا مرشدزادے اپنی کرامات چھپاتے ہو آج مجھے معلوم ہوا کہ
تم خداوندزادے ہو لیکن بڑے حرامزادے ہو مسلمانون کے ہاتھ سے ہمکو جوتیان کھلوائین
شکستین اٹھائین آج تک زبان نہ ہلائی ثابت ہوا کہ اب تمکو بھی غیرت آئی ارے میرا بھی بارہ
برس کا سن کردے دامن مدعا گل شباب سے بھر دے غلط جو ہوا ستارہ سحری چمک چکا تھا تمام
زمیندار مرد مند دوڑے جسنے لذت بخش کو دیکھا عاشق ہوگیا قدمون کے مصور کے
بوسے لیتا تھا ہر کس کا یہی قول ہے یہ خداوندزادے ہین آج دریاے رحمت جوش مین آیا
لذت بخش کو آبرو دی کوئی لذت بخش کے پانون چومتا ہے کوئی گرد پھرتا ہی کوئی کہتا ہے
بی لذت بخش ہم چار گانون کے مالک ہین ہمارے گھر مین بیٹھ جاؤ کوئی کہتا ہی مین آنکھون
سے خدمت کرونگا مہاجن کہتے ہین کوٹھی اپنی الٹھدین بی لذت بخش ہمارے ساتھ چلو
لذت بخش جواب نہین دیتی جب لوگون نے بہت حیران کیا کہا صاحبو اب مین نے کب
ترک کیا مین چیری بنکر خدمت مین مرشدزادے کی رہونگی قدرت کی ہو کو تکلیف ہوتی ہی
چو کے باسن کا کام کرونگی پوریان پکا کے کھلایا کرونگی اب تو پوری پڑے گی تمام قریات
مین بلوا ہوا مرشدزادے نے اپنے باپ دادا سے کہکے بڑھیا کو جوان کردیا آج تو لاکھون روپیے

چڑھائے گئے جو کوئی نذر دیتا ہے لذت بخش دامن پھیلا کے لے لیتی درہ کوہ مین جاکر رکھتی ہے
جو کا دینے لگی برتن دھوئے جاروب کشی کر رہی ہے اندر درہ کوہ کے یہ بھی جاکر دیکھا کہ مہ جبین و بہار
و باغبان وغیرہ قید ہین لذت بخش نے کہا مرشد زادے یہ کون لوگ ہین مصور نے کہا یہ سرداران
اسد ہین انکو جہنم مین جھنکوا دونگا خدمت کرنے سے لذت بخش سے بہت خوش ہین یہ محبت
کلام کرتے ہین فرماتے ہین صورت نگار جاروب کشی کرے گی تو میرے مقام پر آکر بیٹھ رہ
صورت نگار گھبرا رہی ہے کہ اب ایسی نازنین کو چھوڑ کر مجھپر کا ہیکو توجہ کریگا کھسیانی ہو رہی ہے
جھاڑو اسکے ہاتھ سے چھین لی کہا اے لذت بخش تم جاکر مسند پر بیٹھو مرشد زادے کو تمھاری تکلیف
ناگوار ہے لذت بخش نے کہا اے قدرت کی ہو تم مجھ سے آزردہ نہو مین مرشد زادے کو اپنا باپ
جانتی ہون تیور انکے بخوبی پہچانتی ہون صورت نگار کو کسیقدر تسکین ہوئی مگر مصور ٹکا پڑا ہے
شب کا مشتاق رئیسون کے پیغام چلے آتے ہین مصور سب کو جھڑک دیتا ہے کہتا ہے صاحبو
یہ میری بیٹی ہے جب مسلمانون کا خاتمہ کرونگا تب بطور نذر افراسیاب کو دونگا وہ اسکو
بادشاہ طلسم ہوش ربا بنائیگا لذت بخش کہتی ہے مین قدمون کو آپ کے نہ چھوڑونگی میری
آنکھون سے پردے اٹھ گئے جب دن تمام ہوا مصور اندر درہ کوہ کے آکر بیٹھا کہا لذت بخش
تم کھانا کھا کے آرام کرو مین فکر طلسم کشا مین جاتا ہون لذت بخش نے اشارہ کیا مرشد زادے
آج تو کہین نہ جاؤ ہم تم بیٹھکر شراب پئین اک غزل گاؤن میری آنکھون سے پردے اٹھ گئے ہین
خداوندون کو دیکھ رہی ہون سب مجھکو بلاتے ہین باغ بہشت کا تماشہ دکھاتے ہین مین نے
جواب صاف دیا مین خدمت مین مرشد زادے کی رہونگی ابھی بہشت مین نہ آؤنگی مصور
خوش ہوگیا سمجھا اسکو میرے وصل کی خواہش ہے درکوہ مین گلابیان شراب کی چنی ہین مصور
خود اٹھا کے لایا کہا اے مقبول بارگاہ خداوند خوشی تیری آج شب کو کہین نجاؤنگا اب تو
لذت بخش نے پہلو سے چنگ مرصع نکالا کہا مرشد زادے دیکھیے یہ چنگ مجھکو ابھی سامری
دے گئے ہین فرماتے ہین ہمارے فرزند کو راضی کرو علم موسیقی کا ہمنے تجھکو بادشاہ کیا مثل تیرے کوئی
نہ گا سکیگا یہ کہکر چنگ بجانے لگی چنگ بجاتے بجاتے مصنف صاحب کی یہ غزل شروع کی غزل
سرشک دیدہ تر بے اثر ہے کیا کیجے   نسیم طفل تو یہ بدگمر ہے کیا کیجے   وہان تنگ کی صورت میان جانان کی

عدم میں بھی نہیں ملتی خبر ہے کیا کہیے
خیال میں نہیں آتی شکل کس کی کہوں
تمھارے قبضے میں فتح و ظفر ہے کیا کہیے
زبان کو بھی اجازت نہیں ہے ملنے کی
سمجھ چکی ہے کہ یہ جانور ہے کیا کہیے
کسی کی یاد رخ و زلف میں تنہاک

کوئی جو ہمسے کبھی پوچھتا ہے عشق کا راز
تمھارا حال بہت مختصر ہے کیا کہیے
گلہ بھی کر نہیں سکتے ہیں ظلم کا انکے
ہمارا ضعف بڑے زور پر ہے کیا کہیے
پنو چھپے بدن زار کا ہمارے حلال
قمر یہ نوبت شام و سحر ہے کیا کہیے

تو کہتے ہیں یہ شجر بے ثمر ہے کیا کہیے
محال جان کا بچنا ہے تیغ ابرو سے
سمجھ چکے ہیں وہ بیداد گر ہے کیا کہیے
پیام گل کا صبا عندلیب کو کیا دے
کمر کی یاد میں موی کمر ہے کیا کہیے

اس سوز و گداز سے یہ غزل گائی کہ مصور وجد میں آکر بول اٹھا منم نبیرہ خداوند صورت نگار خاموش بیٹھی ہے دل پر چھریان چل رہی ہیں دل سے یہی کہتی ہے یہ نازنین صورت میں انتخاب گانے میں لاجواب ہے میں کیونکر مصور کی صحبت میں رہونگی اب لذت بخش نے دور جام شراب شروع کیا مصور و صورت نگار نے ایک ایک جام پیا اسوقت کے مزے کیا تحریر ہوں مصور کا بلبلانا صورت نگار کا شرمانا لذت بخش کا گانا لذت بخش ہر مرتبہ دوڑ کر بہار و باغبان پر جاتی ہیں کہ ان بگڑوں کو قتل کروں مصور اٹھ تو سکتے نہیں اشارے سے منع کرتے ہیں بیچاری انکو نہ قتل کردیا افراسیاب کے گنہگار رہیں لذت بخش نے جاکر قریب باغبان و بہار کو بائیں آنکھ کا تل دکھایا یعنی آگاہ کیا منم مہر سپہر عیاری نہ گھبرانا میں آپہونچا آج دونوں کو جہنم واصل کرتا ہوں در کوہ میں یہ جلسہ ہے مرشد زادے جھوم رہے ہیں لذت بخش نے ان سب کی زبان سے سوزن نکالدیئے ہیں اپنے سحر تیار کیے بیٹھے ہیں اس شب کو افراسیاب جادو حیرت جادو کی بارگاہ میں آیا ہے کہہ رہا ہے اے حیرت نہ گھبرا میں نے نقابدار سیاہ پوش کو نامہ لکھا جس پر تیر تلوار سحر کچھ تاثیر نہیں کرتا چالیس پتلے روئین تن چالیس غلامان زنگی تیغ زن اسکے ہمراہ ہیں اسی کے ساتھ جدہ بھی آئیں گی دادی جان سے بہت محبت کرتا ہے نام پر اونکے مرتا ہے اگر طلسم کشا کے پاس لوح بھی ہوگی اسکا کچھ نہ کر سکیگا میں نے دریائے نیل پر وہ سامان کیے ہیں کہ پیک وہم و خیال کا گذر ہونا دشوار ہے مقہور بن قہار فیل نر و رکول سردار دد نگا افسر کیا ہے ایک ایک صف پر دس دس پہلوانان زبردست متعین کیے فوجیں بیشمار کیا مجال اگر لشکر دار او کیقباد بھی اسد کے ساتھ ہو صاحبقران بھی آجائیں سب اونکے پہلوان بھی ہمراہ ہوں

ایک صف پر نہ لڑ سکین نام پہلوانون کے تم کو معلوم ہون گے اٹھارہ سو ملک کے پہلوان جمع ہو گئے
افغان بلند رکاب عادان منارہ گردن دقیفال شتر پیکر وزیمان کرگدن سوار و
عیقول کوہ تن وغیرہ چار سو پہلوانان زبردست جمع ہو چکے ہین اور مقہور رعد قہار
فیل زور دیو ہے اسد کی بوٹیان کاٹ کر کھا جائیگا مین نے برائے مقابلہ حمزہ اسکو رکھا تھا
لیکن اب اس معرکہ پر روانہ کردیا وہ دعوے کر کے گیا ہے کہ مین طلسم کشا کو قدم نہ بڑھانے دونگا
وہ ایسا ہی ہے اٹھارہ سو ملک مین اسکا کوئی مثل و نظیر نہین ہے اس بیان پر افراسیاب کے
تاجدارون کو قوت ہوئی سب کہہ رہے ہین کہ بیشک حضور اسد کچھ نکر سکے گا جن لوگون نے
مقہور کو دیکھا ہے وہ کہتے ہین کہ ہمارے سامنے اسنے اکثر ہاتھی کو چیر پھاڑ کر پھینکدیا یہ ذکر تھا کہ
صرصر شمشیر زن ہنستی ہوئی آئی افراسیاب نے پوچھا کیا خوشخبری لائی صرصر نے کہا مبارک ہو
احوال نہین کھلتا کسنے یہ کام کیا شاید حضور آگاہ ہون دو ہفتے سے لشکر طلسم کشا مین یہ
قیامت ہے کہ ہر روز شب کو اک سردار غائب ہوتا ہے بارہ سردار معہ ملکہ مہ جبین تاجدار
لشکر سے غائب ہوئے نہین معلوم کسنے یہ کام کیا لاچین وہ اسد بہت بیقرار ہے اسد
نے کہا ہے مین خود تلاش کرونگا کل سے عمرو غائب ہے حضور دریافت تو فرمائین کہ یہ کسنے خیرخواہی
کی لشکر دشمن کی تباہی کی افراسیاب ہنسا مسکرا کر کہا ہمارے مرشدزادے مصور
بدعت عیاران سے فقیر بنکر فلان درہ کوہ مین بیٹھے وہ نبیرہ سامری ہین تمام اہالیان
قریات کرامات کے معتقد ہوے میرے پاس نامہ آیا تھا خوب تدبیر کی ہے اس حال مین انکو
کوئی نہ پہچانے گا سب سردارون کو وہی لے گئے ہین جواب لکھا کہ سبکو قتل کیجیے فقط بہار
و مہ جبین کو میرے پاس روانہ کیجیے کل سب قتل ہو جائینگے سرکشی کی سزا پائینگے حیرت
نے کہا اوراق سامری تو ملاحظہ فرمایے کہ مرشدزادے کیا کر رہے ہین عمرو تھوڑا فکر مین
نکلا ہے ایسا نہو پہچگیا ہو افراسیاب نے ورق اٹھا کر دیکھا صرصر نے دیکھا رنگ
روے شہنشاہ متغیر ریش نوچنے لگے تاج دے مارا حیرت نے کہا خیر تو ہے افراسیاب نے
کہا عمرو بیٹھا شراب پلا رہا ہے غزلین گا رہا ہے یہ کہکر پلٹا بڑے بڑے ساحر بیٹھے ہین
طوفان سے کہا اے طوفان لینا جاتے ہی عمرو کو ڈبو دے مرشدزادے کو بچانا یہ سنتے ہی طوفان چلا دم

بعد جوش وخروش اڑا بیان خواجہ نے سوزن تواپنے ساحرونکی زبان سے نکال لی پائی گلوخلاصی
مصور سے کہا مرشدزادے چلو ہم تم جنگل کی سیر کریں مصور خوش ہو گیا صورت نگار نے گریبان
مین ہاتھ ڈالدیا کہا کیون سفلہ مزاج میرے سامنے یہ باتین کرتا ہی نام پر لذت بخش کے مرتاہے یہ
کہکر ڈاڑھی پر ہاتھ ڈالدیا مصور نے صورت نگار کو اک طمانچہ مارا چوٹی پکڑ کے کہا دور ہو
مین نے تجھکو طلاق دی صورت نگار نے کہا او بحیا نامردین نے جوانی اپنی تیرے ساتھ
برباد کی تجھسے کیا ہو سکتا ہے آج بلبلا رہا ہے زن وشوہر لڑتے بھڑتے اٹھے بیہوشی نے تاثیر کی
دونون گر کر بیہوش ہوے عمرو نعرہ کرکے اٹھا خنجر برہنہ کھینچکر جا پڑا ایک خنجر مارا مصور کا
سر کٹ کر الگ ہوا صورت نگار کا شکم چاک کیا لباس دونون کے اتار لیے مال پر درہ کوہ کے
جال الیاسی مارا آواز دی اے جال جنجال ہو کر پہونچنا ایک حبہ بھی نہ چھوڑنا مصور کا مرنا
درکوہ کا پھٹنا ہزارون طائر پیدا ہوے صدا آئی لگی کشتی مرا نام من مصور وصورت نگار بود
طوفان اسوقت پہونچا کہ یہ صدائین بلند ہو چکین ہیں غل مچا رہے ہین تمام صحرا دھوان دھار
ہو رہا ہے طوفان کڑک کر گرا آواز دی او ساربان زادے غضب کیا بیرہ سامری
وجمشید کو مارا طوفان سمجھا تھا خالی عمرو ہے باغبان نے طوفان کو آتے دیکھا تو سرخ ہو
مہ جبین کو گود مین اٹھا لیا باغبان نے خنجر بہار نے کارد سحر طوفان پر کھینچ
مارے ٹکڑے ہو کر طوفان کے گرے سردار نکلکر بھاگے عمرو نے گلیم اوڑھ لی آواز آئی
کشتی مرا نام من طوفان جادو بود افراسیاب کے سامنے گلدستہ سحر طوفان رکھا تھا وہ
جلا بس افراسیاب اٹھ کھڑا ہوا کہا یار دغضب ہوا آج برکت ہوش ربا اٹھ گئی کوئی نسل
سامری سے باقی نہ رہا کوہ ہفت رنگ ویران ہوا افراسیاب جو غیظ وغضب مین
اٹھا چار سو تاجدار بارہ سو ساحران غدار حیرت جادو لیکر اٹھی صرصر وابرق نے کمربندی کا
حکم دیا سترہ سو نقارے پر چوب پڑی بائیس لاکھ کا لشکر تیار ہوا ایمان شہنشاہ لاچین
کوکب وجہاندار وغیرہ بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ زمین تھرائی نقارہ رزمی کی آواز آئی
لاچین نے سر اٹھا کر فرمایا ارے خبر تو لو یہ کیا قیامت ہے چرند وپرند نے خبر دی ابھی خبر آئی ہے
کہ مصور وصورت نگار کو خواجہ نے مارا بہار وباغبان وغیرہ چھوٹے افراسیاب

انکے تعاقب مین گیا ہی حیرت بائیس لاکھ لشکر لیکر جاتی ہی یہ سنکر لاچین اُٹھے سب سے بیشتر
کوکب روشنضمیر و ملک جہاندار شاہ پر پرواز پیدا کر کے اُڑے ہمدو لاچین نے
بارگاہ سے نکلکر دیکھا فوج افراسیاب مثل مور و ملخ کے جاتی ہی صدا سے نقارون کی زمین
تھراتی ہی ایک ایک ساحر سامری و جمشید عہد و سحر مین طاق شہرۂ آفاق لکہاے ابر
تیار کر کے چلے ہین سرما و ابرلق نے اپنے سحر آراستہ کیے فوج کو ترغیب دیتے
ہوئے جاتے ہین بیان خواجہ تو بعد قتل مصور و صورت نگار گلیم اوڑھ کر غائب ہوے
باغبان و بہار وغیرہ سے کہا بھاگو قیامت ہوا چاہتی ہی مہ جبین کو ساتھ لے کر یہ پندرہ
سردار درہ کوہ سے سحر کرتے ہوے نکلے مصور کے مرنے سے اہالیان قریہ آپڑے
باغبان و بہار نے نکل کر سحر کیا گنوار تو دُہائی دہائی کرتے ہوے بھاگے کچھ دیوانے ہوے
بر قین حملین رعد و برق نے اپنا کمال دکھایا برق لامع کڑک کر گرنی کئی سو کے
سر اُڑا دیے افراسیاب آکر پہونچا دیکھا پہاڑ تو جل گیا لاشہ مصور و صورت نگار
پڑا ہی طوفان دریاے خاک و خون مین غلطان آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا لاشہ مصور
دیکھکر موت کا نقشہ آنکھون کے نیچے پھر گیا سرداران مذکور کو للکارا او باغبان خبردار
کہان جاتا ہی افراسیاب کڑک کر زمین پر گرا گرتے گرتے سحر کیا سردارون کو شعلہاے
آتش نے گھیرا بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے باغ سحر کے گل کھلے باران سحر بھی برسا
شعلہاے آتش سحر افراسیاب سے سردار نکلے افراسیاب نے بھیجا کیا ان سردارون
نے سحر کی بوچھار کی کہ لشکر حیرت سے ابر سیاہ اوٹھا قارن اژدر سوار ساحر زبردست
تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا بہار و باغبان گھبراے دوسری جانب سے مضمار
آتش ریز جادو سات لاکھ ساحرون سے پہونچا اور گرداڑی قمقام خنجر بار چھ لاکھ
ساحرون سے آکر پہونچا یہ پندرہ سردار بوجہ ہمراہ ہونے مہ جبین کے بیقرار تھے
سر جھکاے کا کل کشا ملکہ کو بچاتی ہی قریب ہی کہ ساحر گرفتار ہو جائین مہ جبین کو دیکھکر
افراسیاب جادو نے اور زیادہ حکم دیا کہ ان سب کو جلد پکڑ لو بہار و باغبان
سحر کرتے ہوے ہٹے بیقرار تھے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ کوکب روشنضمیر کوکب

فوج قارن پر گرا پہلو مین بلور حیار دست فوج دریا موج کو لیکر آیا دوسری طرف سے گرد عظیم اٹھی
ملک جہاندار شاہ عالیجاہ مع معمار قدرت و ساحران باشوکت آکر فوج مضمار آتش ریز
پر گرا کوکب لڑتا بھڑتا قریب قارن پہونچا قارن کو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا تلوار کھینچکر چلا کوکب
سے خوب تلوار چلی بران شمشیر زن کا اختر مرداریدہ چلنے لگا بلور حیار دست نے
مٹھیان کھولین فوج افراسیاب بیحساب ہر کوکب بھی سحر مین اپنے انتخاب ہی بلور کے
نیلون نے معرکے کو سنبھالا ایک ایک نے دس دس کو مارا سپاہی صف شکن اپنے مالک کے خیر خواہ
گرد کوکب کے پھر رہے ہین بران و کوکب کی حفاظت بھی کرتے ہین بلوے کو بھی روک رہے
ہین اپنے سحر کے گھمنڈ مین قارن نے کوکب پر ہاتھ مارا کوکب نے مٹھی سے ایک طائر
چھوڑا قارن کے ہوش اڑ گئے ڈرا پلک جھپکی تھی کہ کوکب نے تبیر ابدل کے ہاتھ مارا
قارن کے دو ٹکڑے ہوے جہاندار شاہ نے کئی مرتبہ برج نہ پایا مضمار آتش ریز نے
آگ برسا کے برج کو ہٹایا جب جہاندار شاہ کے کئی سو جوان مارے گئے مضمار معمار جھوم کر
جا پڑا اُسے شعلہ بھڑکایا معمار کی آنکھون مین اندھیرا آیا اسی گرمی مین مضمار نے ہاتھ مارا
معمار کا سر زخمی ہوا جہاندار شاہ نے جو اپنے قوت بازو کو زخمدار دیکھا تاب باقی نہ رہی تیغہ
برق مثال کھینچکر بیچ مین آیا معمار کو ہٹایا اپنا سینہ سپر کیا مضمار نے جہاندار شاہ پر بھی ہاتھ
مارا جہاندار شاہ بادشاہ بیابان گلریز مرکب کو مہمیز کر کے جا پڑا تلوار کو خالی دیا مضمار
جھکا اوپر سے جہاندار نے ہاتھ مارا مضمار کے دو ٹکڑے ہوے قمقام خنجر بار خنجر برساتا
ہوا آتا ہے اب بہار و باغبان نے اپنے کو سنبھالا نقارے پر چوب پڑی دلارام
وزیر زادی تخت طاؤسی لے کر پہونچی مہ جبین کو تخت پر سوار کرلیا ساحر گرد آگئے قمقام خنجر بار
نے بڑھکر گولا مارا اسقدر خنجر برسائے کہ کئی سو ساحر زخمی ہوے گولے سے کئی سو کے سر پھٹے
کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم ملکہ مہرخ سحر چشم صاحب قہر و خشم آگئے دیکھا مہ جبین
پر بلوہ ہو رہا ہے لاشے جان نثارون کے سامنے تخت مہ جبین کے پھڑک رہے ہین مہرخ
نے بڑھکر سینہ سپر کردیا قمقام خنجر بار سے مقابلہ کیا خوب گولے چلے علین گرمی جنگ ہی
افراسیاب بھی گرگ رہا ہی جس غول پر جا پڑا درہم و برہم کردیا یکایک زمین تھرائی

شیر کے نعرے کی آواز آئی دیکھا سب نے علم زرنگار کا پھریرا کھلا ہوا شاہزادہ صندلان
صندلی پوش پھریرا علم کی بغل مین دبائے ہوئے ساٹھ ہزار جوان صندلی پوش آگے
سب کے اسد نامدار بصد صولت و وقار آتے ہی نعرہ کیا نعرہ کوہ شگاف تھا نعرہ اسد

اسد شیر دل شاہ عالیجناب
نظر کردہ شیر پروردگار
شہنشاہ نام آور و کامران

من آنیم سرکوب افراسیاب
اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران

یل پیلتن نامور نامدار
بدرم دل شیر و چیرم پلنگ

پہلو سے سب نے دیکھا کہ دوسرا
شیر صولت سہراب ہیبت حسین و خوبصورت کمسن پشت مرکب پر سوار اسی ہزار قزاقان
عالی وقار بوق ترکی پھونکا زمین کانپی ساحرون کی جان پر بنی زمین ہلنے لگی اسد نوجوان
نے جو تمقام خنجر بار کو دیکھا کہ اسنے خنجر برسا کر ہزارون کو ٹھنڈا کیا لکہ ابر سیاہ اسکے سر پر ہے
اُسی سے خنجر برس رہے ہین جسپر خنجر پڑا سر اُڑ گیا اسد نعرہ کرکے چاہی تڑا تمقام خوش ہوا
مشہور ہے کہ طلسم کشا سحر نہین جانتا تلوار پکڑ کر جا پڑا ابر سے خنجر برسائے وہ خنجر قریب
اسد نامور نہ آئے بلکہ اسی کی فوج پر گرے ہزارون ذبح ہو گئے اسد نے تلوار کو تلوار پر
لگا تھا جھنائے کی صدا ہوئی ابھاوے سے ہاتھ نکال اس ماہ فلک جرأت نے تیغہ بلالی مارا
تمقام کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر غضنفر نے زمین ہلا دی قزاقون نے لاکھون جادوگر مارے
ساحرون کے سحر بھلا دیے افراسیاب جادو سب کے سحر دفع کر رہا ہے اس فکر مین ہے
کہ اسد و غضنفر کو گرفتار کرون لعل سخندان نے آج آگ برسائی اسرار جادو کے
سحر مین بڑا بھید ہے ماران زمین کن نے اژدر بنائے ہلال سحر افگن کے سحر سے خنجر گرے
مہرخ کے گولے چلے باغبان نے پھولون کے گنبد پھینکے شکیل شمشیر زنی کر رہا ہے مزہ یہ ہے کہ
شکیل کا سحر بھی خوبصورت ہے فرزند مہرخ صاحب شوکت ہے افراسیاب طرف غضنفر
کے چلا سرپا و ابرلق سے کہا فرزند طلسم کشا کے پاس تحفہ جات ہین جا کر انگوٹھی چھینتا ہون
تیغہ رو مین شگاف قبضے سے نکال دونگا گھوڑے پر سحر کرون زیر ران سے نکل جائے یہ کہتا ہوا
قریب غضنفر آیا غضنفر حیت و چالاک دلیرانہ و بیباک یہ کب رکتا ہے تیغہ روئین شگاف کھینچکر
قریب افراسیاب جا پڑا جبتک افراسیاب سحر کرے غضنفر نے بوق ترکی بجا کر ایک ہاتھ

تیغہ رویین شگاف کا مارا افراسیاب نے سپر سحر کو پناہ کیا یہ تیغہ رویین شگاف ساحر مشتمش ہے کہ وہ
بھی خداوند ساحران عالم تھا خداے فرعون کا ناظم اقلیم سحر و ساحری کا حاکم سپر کے دو ٹکڑے ہوے
تاج افراسیاب کا کٹا سر زخمی ہوا افراسیاب نے اپنے کو زمین پر گرا دیا پیچھے ہٹکر اک آہ کی
آواز دی ارے کوئی حاضر ہے اک زنگی سیاہ رو نیزہ در دن سامنے افراسیاب کے آیا کہا حضور
کیا ارشاد ہوتا ہے افراسیاب نے کہا اس جوان کو گھوڑے سے اتار لے تیغ پر قبضہ کر انگلی سے
انگوٹھی اتار لا وہ جوان خم مارتا ہوا اچھلا نام لیکر غضنفر کا للکارا غضنفر شیر بیشہ جرات پلٹے پڑا
زنگی چاہتا ہے غضنفر پر جا پڑے دون دور سے شہنشاہ لاچین نے دیکھا زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ ارے
غضب ہوا غضنفر کے قبضے سے تیغہ جایا چاہتا ہے افراسیاب نے سحر کیا اسد غازی گھبرا گیا
کہا اے لاچین فکر کر دلاچین نے اسد سے کہا اسد بھی بڑھے دور سے نسیم جالندری
نے دیکھا جا پڑی سینہ سپر کیا زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا سر نسیم زخمی ہوا گئی تڑاق جا پڑے
زنگی سیاہ رو نے کئی قزاقون کو چیر کر پھینکدیا دھڑ دکا مارتا ہوا طرف غضنفر کے جاتا ہی چاہتا ہے
تڑپ کر گردن افراسیاب دستک دے رہا ہے جب افراسیاب دستک دیتا ہے زنگی کی طاقت
بڑھ جاتی ہے ظاہر معلوم ہوتا ہے یہ قصد ہے کہ مع مرکب غضنفر کو اٹھا لون قزاقون کو جو
مارا ہے انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکتے ہوے بد کردار خونخوار پر شہنشاہ لاچین جھپٹ کر آئے
زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا لاچین نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا اور
ٹانگین پکڑ کے چیر پھاڑ کر پھینکدیا اس زنگی کے مرنے سے اندھیرا ہوگیا افراسیاب بھی غصے
مین لاچین پر جا پڑا اس زور و شور سے ہاتھ مارا کہ لاچین کی آنکھون مین اندھیرا
چھا گیا شعلے بھڑکے سب سردار نگران مثل آئینہ حیران کہ یا رب خدا لاچین کو بچاے باغبان
انیسے راز دار نے کہا کہ اب لاچین نہ بچے گا افراسیاب نے مار لیا ہزارہا تو شعلہ بھڑکا
برقین چمکین کئی خنجر بھراتے ہوے ساتھ تیغہ افراسیاب کے آتے ہین لاچین کے منھ سے
اتنا نکل گیا کہ سرحد طلسم ہوش ربا مین کوئی تمھارا الٰہ نہ نکلا سب نمکحرام ہوگئے یہ جو لاچین نے
نعرہ مار کر کہا زمین تھرائی آواز آئی اے شہنشاہ عادل غلام حاضر ہے دیکھا اک پتلا فولادی زمین سے
نکلا سر پر لاچین کے ٹھرا یا تیغہ افراسیاب اپنے سر پر لیا خنجر جسم پر پیٹھے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین

رگرا جسم سے اُس پتلے کے فوارہ خون کا نکلا وہ خون جسم پر افراسیاب کے پڑا دریائے خون مین نہا گیا
سکوت مین کھڑا ہوا ادہر سے لاچین نے ہاتھ مارا سر افراسیاب کا زخمی ہوا کئی پتلے زمین سے پیدا
ہوے لاچین کے لپٹنے لگے لاچین نے ایک کو قبضہ مارا ایک پر تھپڑ مارا لیکن اُن پتلون نے
افراسیاب کو بچا لیا کئی ملازم لاچین کے مارے افراسیاب جھومتا ہوا پیچھے ہٹا سر سے خون
بہتا ہوا غصے مین چہرہ سرخ کوکب روشنضمیر نے جو افراسیاب خانہ خراب کو اس حال مین دیکھا
تیغہ کھینچکر جا پڑا اور یہ لفظ کہا کہ یارو ملکہ افراسیاب کو مار لو لیکن سرما و ابریق سے
افراسیاب نے پکار کر کہا اسد و غضنفر پر سحر نہ کرو ہلوہ کرکے قتل کر لو اب تو ترسول نیزے و تیر
تفنگ اسد و غضنفر پر پڑنے لگے اٹھارہ امیرزادے اسد نامدار کے ابراہیم و صندلان صندلی
پوش وغیرہ لڑائی مین اپنی اپنی جانین لڑا رہے ہین قراقان غضنفر نے سینے سپر کردئے لاشہ ہائے
ساحران سے جنگل بھر دئے کوکب روشنضمیر و افراسیاب جادو سے تلوار چل رہی ہے
کوکب روشنضمیر نے ہاتھ مارا سب نے دیکھا افراسیاب کے دو ٹکڑے ہوے کوکب نے جھوم کر
کہا وہ مارا پہلو سے آواز آئی ارے کسے مارا منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا پہلو سے کوکب روشنضمیر کے
افراسیاب پیدا ہوا گرگاہ پر کوکب کے ہاتھ مارا کوکب کے دو ٹکڑے ہوے افراسیاب بھی خوش
ہو گیا آواز دی چراغ طلسم نور افشان گل کر دیا آواز آئی تیری عقل کے چراغ گل ہوئے
منم کوکب روشنضمیر لڑتے ہوئے دونون ملبند ہوئے عقاب و طاؤس بنکر منقار و پنجے چلنے لگے
کبھی دونون شیر بنگئے ایک بہ شکل فیل مست ایک بصورت شیر ببر دھڑ دکون سے اُنکے زمین ہلتی تھی۔
کبھی غلطک مار کر سیدھے ہوئے بصورت اصلی تھے تلوار چل رہی ہے زمین کا تھرانا لکہ ہائے ابر
کا لہرانا جانبین سے پتلہ ہائے سحر کی شورش اپنے اپنے آقا کے بچانے کی کوشش آخر ایک مقام پر
افراسیاب جادو نے کوکب روشنضمیر کو تلوار کے نیچے لیا کوکب روشنضمیر اپنا سحر کرکے
ہر مرتبہ اپنے کو بچاتا ہے افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا پہلو نہین پاتا کہ ہاتھ مارے کوکب بسبب
خستگی کے تلوار ہلاتا ہوا پیچھے ہٹا اک نخل کے سایہ مین پہونچا افراسیاب نے چاہا ہاتھ تلوار کا
مارون کہ پہلو سے آواز آئی اے شہنشاہ منم سبز صحرا النشین اگر تو حکم دے تو اسکو چیر پھاڑ کر ڈالدون
افراسیاب نے دیکھا اک ساحر مہیب بہ شکل عجیب منہ سے آگ چھوڑتا ہوا پہلو مین نخل سے نکلا تو

افراسیاب جادو سمجھا کوئی میرا خیرخواہ ہے وہ جوان قریب پہونچا کوکب روشن ضمیر نے نعرہ کیا کہ ہٹ جا تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ شہنشاہ ہوش ربا سے مقابلہ کرے مین چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا کوکب کچھ سمجھ کر پیچھے ہٹا اس جوان نے افراسیاب جادو سے کہا اے شہنشاہ کیا غفلت ہے اپنی پشت کی خبر لو جہاندار شاہ ہاتھ مارا چاہتا ہے دو ہی ٹکڑے ہونگے افراسیاب نے منھ پھیرا تلک جھپکنا اور بجلی کا چمکنا آواز آئی او افراسیاب منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار برابر تو پہونچ ہی چکے تھے جو وہ حلقے کمند کے مارے گردن دکمر افراسیاب میں پڑے استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے تیسرا دن ہے لڑتے ہوئے جب عمرو نے حلقہ ہائے کمند مارے ارے کہکر افراسیاب جادو گرا عمرو نے حباب مارا چند پیکے زمین سے پیدا ہوئے گود مین لیکر افراسیاب جادو کو بھاگے اک پیکے نے آواز دی اے خاتون محل شہنشاہ اپنے کو بچائے دشمنون کا بلوہ ہے افراسیاب جادو مجمع سے نکلا کہ لاچین و کوکب روشن ضمیر و ملک جہاندار شاہ وغیرہ تلوارین کھینچکر جا پڑے نعمان خوک پیکر ساحر زبردست سات لاکھ ساحرون سے آیا ہے افراسیاب جادو کے نکل جانے پر یہ لڑائی روک رہا ہے مور دیگے تخت حیرت سینہ سپر کئے کھڑا ہے کہ لاچین نے جھپٹ کر گولا مارا نعمان کا سر پھٹا کوکب کا گولا پڑا حیرت کا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوا وزیرزادیون نے اس کو سنبھالا برق بنکر چمکی اس کا نکلنا تھا کہ تمام ساحر باز و عقاب بنکر اُڑنے لگے فوج نعمان خوک پیکر لڑ رہی ہے لاچین نے آگ برسادی کوکب نے دریائے سحر تیار کیے لاکھ ساحر آگ سے جلگئے لاکھ پانی مین گرکر ٹھنڈے ہوئے وہ قیامت کی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ ساحران افراسیاب جادو سوراخ مور و مار مین چھپتے تھے جس قریہ مین بھاگ کر پہونچے قزاقان غضنفر تعاقب مین پہونچے قریات مین آگ لگادی تمام حوالی کوہ ہفت رنگ آتش بہار لینا لینا کی پکار چاروں منزل کے گرد مین یہ رن پڑا لاشون سے میدان بھرگئے اسی طرح شہنشاہ لاچین و کوکب روشن ضمیر و جہاندار و جملہ سردار دریائے خون مین نہائے ہوئے آگے سب کے اسد نامدار زخمون مین چور چور تیغہ خونفشان ہاتھ مین غازی گھیرے ہوئے روا روی کرتے ہوئے دامنہ صحرائے دریائے نیل مین پہونچے مقہور بن قہار فیل زور سب پہلوانون کا افسر بارگاہ مین بیٹھا تھا چارسو پہلوانان

نامی وزبردست گرد اُسکے بیٹھے تھے نوبت نقارے کی آواز جو آئی بارگاہ سے مع پہلوانون کے نکل آیا
چالیس لاکھ فوج کا افسر ہے دیکھا اُس نے آگے آگے اسد نامدار پیٹ پر تمام سردار باغبان و
معمار اٹھائے بارگاہ کے لئے ہوئے اسی مقام پر آکر پہونچے اسد نے نیزہ گاڑ دیا گھوڑے سے
اُترا صندلان نے ساٹھ ہزار صندلی پوشون کو اترنے کا حکم دیا ابراہیم وغیرہ سرخ رو گرد اسد خوشخو
ایک پہلو مین غضنفر بن اسد بصد شد و مد بارگاہ مین داخل ہوئے مقہور نے صف بندی کرا دی آگے بڑھکر
فوج کے ٹہلنے لگا لاچین وغیرہ کو پکار کر آواز دی اے ساحران نامور دائے شعبدہ بازان افسونگر دیہ دامن
دریائے نیل ہے یہان مشکل پڑے گی۔ تم سب کے سحر بیکار ہونگے طلسم کشا کو بچاؤ مین چالیس لاکھ فوج کا
افسر ہون تلوار سے میری خون کے دریا بہین گے یہ چارسو پہلوان سرفروش نیزہ و تیر و تفنگ سے
جنگ کرینگے کوہ عقیق سے مدد منگواؤ مین مشتاق مقابلہ صاحبقران زمان ہون اسد کو پشہ
جانتا ہون بڑے بڑے پہلوانون نے نام با دولت سنکر حلقہ اطاعت کان مین ڈالا ہے خوف سے
میرے دیو بھاگتے ہین شیر میرے بیشے مین نہین آتے ہین فیل میرے سامنے پشے سے کمتر ہین سیکڑون
دیوزادون کو مارا طبقات زمین ہلا دیتا ہون صندلان و ابراہیم نے بڑھ کر آواز دی او
خودسر کیا بیہودہ بکتا ہے انشاء اللہ میدان مین حال کھلیگا غمخواران اسد ایک ایک شیر
لاکھون رو با ہون سے لڑیگا مقہور یہ سن کر اپنی بارگاہ مین چلا گیا صندلان وغیرہ پلٹ کر
خدمت اسد مین آئے مگر رنگ رو سب کے متغیر بحد جماؤ دیکھا ہے قلب ہر ایک کا کانپ رہا ہے
اشارون مین کہا اے شہنشاہ لاچین خوش آئین یہ نہ سمجھنا کہ ہمکو ہراس ہے آقائے نامدار کی
جان کا پاس ہے انشاء اللہ اس میلے کو درہم برہم کر دینگے لاشون سے نامردون کے تمام
میدان بھر دینگے شہنشاہ لاچین نے خواجہ عمرو کو کنارے بلایا کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری
جس بات کا ہمکو خوف تھا وہی دن آگے آیا آپ نے جماؤ دریائے نیل کے دیکھے افراسیاب
کو کیا گھمنڈ بیجا ہے پیک وہم و خیال تک نہین پہونچ سکتا ہے تمام دامن صحرائے دریائے نیل
فوجون سے معمور آپ کی فوج مین غیر ساحر بہت کم ہین وہ پہلوان چھانٹ چھانٹ کر افراسیاب
جادو نے یہان بھیجے ہین کہ ایک ایک جوان ہزارون سے جنگ کر سکتا ہے دیکھئے صبح کو کیا ہوتا ہے
عمرو نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان بھی اگر اس جنگ مین ہوتے تو بہتر

اسد غازی قوی رہتی ہے وہ شیر لاکھون مین اکیلا لڑا ملک سنجان مین گنجاب نے ہفت صف آراستہ
کرائی تھین وہ شیر اس ہفت صف کو توڑ قریب گنجاب پہونچا مگر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اوٹھا لیا چاہئے تھا کہ اس
لڑائی مین دو چار شیر دل اس سبب کے آگے ہوئے تب یہ لڑائی سر ہوتی مین جان دینے کو اسد کے
ساتھ ہون لیکن حقیقت مین افراسیاب نے بڑا انتظام کیا خود اس لڑائی مین نہین آیا ہے
اطمینان سے باغ سیب مین بیٹھا ہے آخر مجبور ہوکر بارگاہ مین بیٹھے اسد غازی اس جنگ
ساحران مین بھی زخمی ہوئے ہین زخم دوزبان ہوئین پٹیان مرہم کی چڑھین غضنفر بیٹھا ہوا کہہ رہا
ہے ناناجان آپ نہ گھبرائین یہ اسی ہزار قزاق صف ہائے کافران کو درہم و برہم کردینگے
نخل ہائے بدعت نامردان قلم کر دینگے اس شب کو عمرو کے ہوش درست نہین ہین اودس طرف
ہنگامہ فوج بدعت موج مقہور اپنی فوج مین بیٹھا ہوا بکبلا رہا ہے حبب دماغ اسکا بادہ ناب سے
گرم ہوا جوش جرأت مین حکم دیا طبل جنگی بجے دیکھون تو کل طلسم کشا اس میدان رزم مین کیونکر
قدم دھرتا ہے یہ جو اُسنے حکم دیا ستارہ سے نقارے پر چوب پڑی جملہ فوجون کے افسر اپنے اپنے
مقام سے اُٹھے صف بندیان کرنے لگے چرند و پرند ہرکارے جو لشکر اسلام کے بارگاہ مقہور
مین موجود تھے خبرین لیکر بھاگے مضطر و بدحواس وہ جماد کفار کے دیکھے ہین کہ رنگ رو متغیر
افتان و خیزان دربار مین آکر پہونچے یہان وہ وقت ہے کہ شہنشاہ لاچین پہلو مین تخت ملکہ
مہ جبین کے کرسی جواہر نگار پر قریب اسد اٹھارہ امیرزادے ایک جانب غضنفر باغبان
و جمارہ و بہار وغیرہ خاموش اس حسرت مین کہ افسوس کل ہم کھڑے ہوکر دور سے تماشا دیکھینگے
ہمارے ماہ تابان پر گھٹائین فوج کی چھائین گی ہم مجبور ہوکر دیکھا کرینگے اس حیرت مین
سب خاموش بیٹھے ہین کہ چرند و پرند آکر پہونچے ہاتھ اوٹھاکر دعا و ثنای بادشاہی بجا لائے
شعر دولت زنفحہ باغ مراد گلشن باد ؛ ز نور لطف ازل چشم بخت روشن باد ؛ دگیر رتبہ
اقبال تو مشہور باد ؛ چشم بد از روزگارت دور باد ؛ پروردگار عالم آفتاب اقبال کو روشن
رکھے مقہورین قہار نے بہ کبر و نخوت طبل جنگی بجوایا چار سو پہلوانون کو حکم دیا ہے چالیس صفین
لاکھ لاکھ سوار - اور پیدل کی آراستہ ہو رہی ہین ایک ایک صف پر لاکھ لاکھ سوار پیدل پانچ پانچ
پہلوان زبردست قایم ہونگے قیامت کی لڑائی ہے رات کو بھی فوجین چلی آتی ہین نوبت نقارے

بج رہے ہین تمام ناظمان دربند وشاہان خود پسند وپہلوانان تنومند داخل ہورہے ہین افراسیاب
کی بھی آمد ہے اس لڑائی کو الگ سے ملاحظہ کریگا لڑنے والون کو ترغیب دیگا شہنشاہ لاچین نے
کہا افراسیاب بھی بیکار ہم بھی مجبور وناچار جانبین کے ساحر ایک حال مین ہونگے لیکن
تمام لشکر سے غیر ساحر چھانٹے جائینگے لکھا ہے تمام لشکر چھانٹا گیا مع فوج صندلان وملازمان
اسد وہمراہیان غضنفر ملا کے دو لاکھ جوان قرار پائے گویا دال مین نمک ہے اس لڑائی کے
فتح ہونے مین بڑا شک ہے اسد نامدار نے فرمایا سب صاحب خاموش رہین اودھر کی فوج خواہ کم
ہے خواہ زیادہ ہے ہمارے دربار مین ذکر نہ آئے کہدو ہمارے لشکر مین بفضل ایزدی طبل جنگی بجے
یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی شہنشاہ لاچین وغیرہ اطمینان اسد کا دیکھکر وجد کر رہے ہین
کہ شاہزادہ اپنے ساتھ والون کو ترغیب جنگ دے رہا ہے ہراس کا نام نہین خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری نے دیکھا کہ یہان تیاریان ہونے لگین صندلان صندلی پوش وابراہیم
وغضنفر بن اسد سلاح کو درست کر رہے ہین تیغہ ہائے برق نایاب چڑھ رہے ہین کہ عقل پیر
چرخ چرخ مین ہے سنان ہائے نیزہ کو درست کیا نیزون کو زہر سے آبداری دے رہے ہین چار آئینہ
پر صیقل شیران دشت نبرد یہی کلام کر رہے ہین کہ کل میدان کارزار مین شکار کھیلین گے اس
دریائے لشکر کو جان دیکر جھیلین گے عمرو نے ارادے ان جوانمردون کے دیکھے اپنے
لشکر سے نکلا لشکر مقہور مین آیا دیکھا جابجا صف بندیون کا حکم ہے رات ہی سے پہلوان سوار
وپیدل کو جما رہے ہین ہر صف کی ترتیب مین مصروف ہین عمرو دیکھتا بھالتا بارگاہ مقہور
مین آیا دیکھا مقہور بیچ مین دنگل فولادی پر گرد پہلوان سلاح جنگ سے آراستہ مقہور حکم دے رہا ہے
ایک ایک صف پر دو پہلوان نامی گرامی مقرر کر رہا ہے عمرو نے دیکھا پانچون عیار ریچھیان
حاضر ہین صرصر نے فرمان افراسیاب مقہور کو دیا مقہور نے پڑھوایا طرف سے افراسیاب
کے مرقوم تھا اے پہلوان دوران انتظام جنگ دریاے نیل ہمنے تمھارے سپرد کیا لطف یہ ہے
کہ فوجین تمھارے ساتھ بحد وبحساب ہین طلسم کشا کی فوج بہت کم قریب دریاے نیل نہ جلنے پائین
طلسم کشا کو اگر تم نے ٹوک کر مارا تمام طلسم ہوشربا مین تمھارا نام ہوگا وہ رتبہ دونگا کہ پہلوانان
عالم رشک کرینگے مابدولت بھی وقت پر آئین گے جانبازی سب کی ملاحظہ فرمائینگے سرین سب کی

زر و جواہر سے بھر دینگے ایک ایک کو غنی کر دینگے شہنشاہ اشتقال زرین علم بہادر بینظیر ہین بادشاہ
جلیل ہین پہلوانون کے کفیل کرکے روانہ کئے ہین دل مضبوط کرنے کو فوج کے قلب مین تخت
اشتقال رہیگا وہ صرف مرغ زرین نہین ہے پہلوان زبردست فیل زور دیو خصال فن جرأت مین
صاحب کمال اُسکو اپنا افسر جاننا مقام پر ماہ بدولت کے قایم ہوگا اگر امورات ضروری سے فرصت
پائی ماہ بدولت بھی تشریف لائینگے ماہ بدولت اب طلسم باطن کا بندوبست کر رہے ہین تم سبھون کی جرأت
ولیاقت سے امید قوی ہے کہ طلسم کشا میدان دریاے نیل مین قتل ہو امتحان اقبال ہو سکے
اگر شتابد لڑ بھڑ کر پہونچا زیر ابر سوسنی طائران طلسمی زمزمہ سرائی کرکے دیوانہ کر دینگے مقہور نے
یہ فرمان پڑھ کر آنکھون پر رکھا کہا ملکہ صرصر اشتقال زرین علم صاحب شوکت وحشم کس وقت
تشریف لائینگے صرصر نے کہا بارگاہ ہین آنکی آچکین لشکر بھی ساتھ لاکھ کا کنارے دریاے نیل کے
فروکش ہوا خود بھی آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ چند کس نے خبر دی ایک بادشاہ جلیل رستم خصال
تخت یاقوتی پر سوار صدہا پہلوان گرد علم ہاے زنگاری کا سر پر سایہ تشریف لاتے ہین صرصر نے
کہا اے مقہور واسطے استقبال کے چلو شہنشاہ اشتقال آگئے مقہور اوٹھا سب پہلوان و
تاجدار برلے استقبال بارگاہ سے نکلے خواجہ بھی بہ شکل چوبدار سب کے ساتھ بیرون بارگاہ آئے
دیکھا اشتقال زرین علم آکر اُترا عمرو نے دیکھا یہ بادشاہ قد و قامت مین مقہور سے زیادہ قوی تن ہے
ظاہرا پہلوان پرفن ہے ٹہل کرتا ہوا آکر اُن پہلوانون سے ملا آتے ہی انتظام کرنے لگا کہا ماہ بدولت کا
تخت قلب لشکر مین ہوگا اے مقہور تمکو عہدہ صاحبقرانی دیا اگر فرداً فرداً مقابلہ ہوا پہلوانان
کوہ پیکر موجود ہین حکم شہنشاہ تو یہی ہے کہ مقابلہ کرکے اس شیر کو گھیر لینا جو اسد کو قتل کریگا مرتبہ
جلیل پائیگا سر گروہ پہلوانان طلسم ہوش ربا کہلائیگا شہنشاہ سیرین سب کی زر و جواہر سے بھر دینگے
یہ کہتا ہوا وسط لشکر مین پہونچا بارگاہ زربفتی استادہ کرائی عمرو نے دیکھا یا تو سب پہلوان بارگاہ
مقہور مین جمع تھے اب بارگاہ اشتقال مین آکر ٹھہرے اشتقال ترتیب فوج کا حکم دیرہا ہے
براے قلب فوج بڑے بڑے پہلوان اپنے قریب رہنے کے لئے مقرر کئے تخت پر بیٹھا ہوا تدبیرین
بتا رہا ہے عمرو نے جو یہ سامان قیامت خیز دیکھا روتا ہوا لشکر کفار سے نکلا اپنی بارگاہ مین آیا دیکھا
اسد غازی بارگاہ مین اپنے سردارون کو سلاح جنگ تقسیم کر رہا ہے لاچین و کوکب خاموش

سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں معمار قدرت و باغبان باشوکت بھی سلاح جنگ سے آراستہ ہو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں سحر کیا چیز ہے ہمراہ طلسم کشا جان لڑائینگے منہ پر تلوارین کھائینگے جہاندار شاہ بھی آمادۂ حرب و پیکار مراد شاہ قلم کوہی اپنے بیٹے شمشاد کوہی کو سمجھا رہا ہے اے نور نظر تم ایسے مقام پر قید تھے کہ تا قید حیات رہا نہوتے خدا آقائے نامدار کو سلامت رکھے انکے قدم کی برکت سے رہائی ہوئی ساتھ انکے جان لڑانا قدم پیچھے نہ ہٹانا میں بھی زمین گیر بھی لڑ بھڑ کر نثار ہو جاؤنگا خدا تلوار کی موت دے بار احسان طلسم کشا ہماری گردن سے نہین اتر سکتا دولت کونین عطا فرمائی راہ دین حق کے رہبر ہوئے اس لشکر مین آکر پہلوانون کے افسر ہوئے ابراہیم بن مالک ولندھاوہ بن لندھور آپس مین چشمکین کر رہے ہین ایک ایک کا یہی قصد ہے کہ اپنے آقا سے آگے بڑھ کے لڑین غضنفر کا بھی یہی قول ہے کہ اپنے باپ پر سینہ سپر کر دین لڑ بھڑ کر مرین لشکریان اسد آج بہت اداس ہین سلاح جنگ درست کر رہے ہین یہی قول ہے کہ لڑ بھڑ کر مرینگے لیکن افسوس ہے کہ فنون سپہ گری مین کبھی دخل نہین دیا سحر مین کمال حاصل ہوا آج وہ کمال بیکار ہوتا ہے طلسم کشا کے کیسے کیسے احسان ہین عہدہ ہائے جلیل دیئے ہر نیک و بد مین کفیل رہے عمرو نے جو ذکر جرأت جان مہ لقا سے سنا اپنے کو ظاہر کیا شہنشاہ لاچین نے پوچھا خواجہ کہان تشریف لے گئے تھے خواجہ نے حال آمد استقبال و کیفیت ترتیب صفوف سامنے لاچین کے بیان کی لاچین نے کہا خواجہ میرے ہوش درست نہین ہین مین کئی مرتبہ کنارے پر اپنے لشکر کے گیا جماؤ اون نامردون کا دیکھا فوج کا حساب غیر ممکن عمرو نے کہا اب بھی چلے آتے ہین پہلوانون کا تار موقوف نہین ہوتا وقت پر صبح کو افراسیاب بھی آئیگا لاچین و کوکب و جہاندار نے کہا خواجہ ہمین سب احوال معلوم ہے باغبان نے کہا سب سے زیادہ یہ مشکل ہے یہ مقدمہ باعث بیتابی دل ہے آج تو آپنے طلسم کشائی کی ہر مقام پر سینہ سپر ہے ساحرون کو گھس گھس کے مارا طلسم کشا کے واسطے یہ قاعدہ تحریر ہے لڑتا بھڑتا سامنے دریائے نیل کے پہونچے صبح ہوتے ہوتے کشتی دریائے نیل مین چھوڑی جائے امتحان اقبال ہو سر ہزار دان پر ہاتھ پڑے یہ تو آپ افراسیاب سے دریافت کر چکے ہین کہ زمہریر کے پاس لوح ہے انشاء اللہ آپکے ہاتھ پڑیگا فوراً دریائے نیل مین پھاند پڑے تا بہ قلعہ زمہریر پہونچین گے روزنامچہ پر تعلیم کر دیگا وہ کہان ہے عمرو نے کہا تمھارے پاس ہوگا باغبان نے کہا آپکے سامنے صراط مارا گیا آپنے اس کی

مکر سے روزنامچہ نہ لیا خواجہ نے کہا مجھکو اپنی جان بچانا دشوار تھی آپ لوگ واقف کار تھے یہ تدبیر نکی
لاچین نے گھبرا کر کہا بڑا غضب ہوا اگر روزنامچہ طلسم کشا کے پاس نہوگا تا حصول لوح وہی رہبری
کریگا خواجہ نے کہا آپ بادشاہ قدیم ہوش ربا ہین آپ کی رہبری کافی ہے اسد نے کہا کون ساتھ جلیگا
لاچین نے کہا طلسم باطن پر مین جاونگا دریاے نیل پر میرا کام نہین ہے آپ کو ساتھ جانا چاہئے خواجہ
نے کہا مین تو نہ جاونگا اپنے آقا سے جاکر لونگا آپ اسد کا ساتھ دیجئے یہان تک مین نے پہونچا دیا
صراط کی لاش جلادی گئی اسی مین وہ روزنامچہ ہوگا لاچین کے ہوش اُڑ گئے خواجہ بدون روزنامچہ
کام نہ چلے گا پھر اسد سے کہا بدون روزنامچہ جانبازی بیکار ہوگی اگر خدا نے فضل کیا لڑتے بھڑتے تا بہ
دریاے نیل پہونچے زیرا بر سوسنی براے داخلہ دریاے نیل روزنامچہ کی ضرورت ہے اسد نے کہا خواجہ سے
پوچھو نہین ہاتھ پاؤن پھیلائینگے جب میری جان پر بنے گی تب روزنامچہ نکالینگے یہ سن کر خواجہ جست کرکے
سامنے اسد کے آئے کہا لو بیٹا ہم رخصت ہوتے ہین یہانکا حال تو ہم نے دیکھ لیا تمھارے بزرگون سے
جاکر خبر کردین کہ بدیع الزمان خورشید نگار مع اسد طلسم ہوش ربا مین مارے گئے تیجہ وغیرہ
کرادینگے یہ سنکر ملکہ مہ جبین رونے لگی شاہزادہ اسد ہر چند اشارے کرتا ہے تم نہ بولو ملکہ مہ جبین
الماس پوش کو قرار نہ آیا اُٹھ کر خواجہ کا دامن تھام لیا اور کہا کہ نانا جان مجھ سے لاکھ روپے
لے لیجئے مگر جانیکا ارادہ نہ کیجئے خواجہ نے کہا اچھا بیٹا خوشی تمھاری کیا مین تمھارے کہنے سے انکار
کرونگا روپیہ منگا دو مین قرضدارون کو دونگا اور دس بیس دن رہ جاؤنگا تمھارے کہنے سے بچ جاونگا
بلکہ اس مہینے کا تو سود بھی ابھی تک ادا نہین ہوا ملکہ مہ جبین الماس پوش نے اوسیوقت خزانہ دار
سے لاکھ روپیہ منگوا دیا خواجہ نے جھٹ پٹ وہ روپیہ نذر زنبیل کر لیا اور بہت کچھ دعائے
فتح جنگ دریائے نیل ملکہ مہ جبین الماس پوش کو دی اور پھر مکرر کہا کہ اچھا اے ملکہ
اب تم نہ گھبراؤ ہم نہ جائین گے اسد کے تیور دیکھکر خواجہ نے فرمایا کہ بیٹا تم وہی قزاق کے فرزند
کہلاوگے یہ لوگ صاحبان حوصلہ ہین دختر شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہین ان کی سلطنت مین کوئی فقیر
شریف غریب بھوکا پیاسا نہ رہنے پائیگا مہ جبین الماس پوش نے گلے مین خواجہ عمرو کے
اپنے دونون ہاتھ ڈالدیئے اور کہا نانا جان براے خدا روزنامچہ کا حال بھی مفصل ارشاد ہو
خواجہ نے کہا جہان صراط جلایا گیا وہان جاکر خاک ڈھونڈھتا ہون مگر خرچ راہ ضرور چاہئے

وہان نگہبان ہین رشوت مانگین گے پچاس توڑے مہ جبین سے اور لئے تب قبہ لے کہ وقت پر روزنامچہ کی
تدبیر ہو جائیگی چار پہر رات گذر کر غواص دریائے سپہر اخضری شناوری کرکے چرخ نیلی پر برآمد ہوا دریائے علم
کی سیر کرنے لگا دونون لشکرون مین کمر بندیان ہوئین اشتقال زرین علم بصد شوکت و حشم قلب فوج مین آکر قایم ہوا
چالیس صفین آراستہ ہوئین صف اول پر سب کے آگے بعہدہ سپہ سالاری مقہور بن قہار فیل زور زیر سایہ علم
خرس پیکر قایم ہوا اشتقال قلب فوج مین مقہور دیکھ رہا ہے کہ لشکر سے لاچین کے نوبت نقارے کی صدا
آگے آگے اسد نامدار مرکب باد رفتار پر سوار ایک سمت غضنفر ایک جانب صندلان نامور ابسا، سیم
وغیرہ پشت پر ملک مراد شاہ بیٹا اوسکا شمشاد شاہ یہ چند پہلوان جملہ دو لاکھ سے زیادہ جمعیت ہنوگی علمدار
تک شمار مین آگیا سر اسد پر سایہ علم شیر پیکر خواجہ عمرو نامور بانہائے عیاری سے آراستہ رکاب پر اسد کی
ہاتھ رکھے ہوئے ایک جانب مہتر قران ایک سمت برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل
و مہتر چالاک جیسون عیار نیمچہ پکڑے ہوئے آمادہ مرگ و مہیلے قضا زندگی سے بیزار موت کے طلبگار چند
غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار عقب طلسم کشا بصد صولت و شوکت نمایان ہوئے لاچین وغیرہ نے
پڑاو پر صفین باندھی ہین یہی قصد ہے کہ اگر سحر نہ تاثیر کریگا لڑ بھڑ کر تلوار سے مرینگے ایسے وقت مین چشم پوشی
نکرینگے ایک سمت سے باغبان و معمار اسد نوجوان کو ساتھ لیکر برآمد ہوئے ایک جانب تمام شہزادیان بجہت
سمت میدان کارزار نگران سب سے زیادہ ملکہ بہار کو افسوس کہ ہر عمر کے پر جان لڑائی آج یون بیکار معلی
بالکل مجبور و لاچار ہوئی کھڑی تماشا دیکھ رہی ہے اعانت طلسم کشا کی نہین کرسکتی ملکہ مہ جبین تخت پر سوار
ملکہ بہار عرض کر رہی ہین حضور ہمسے رنج دملال نہ دیکھا جائیگا ہم ضرور جا پڑینگے دم شمشیر پر گلا رکھدینگے مثل
محجور کے نہین ہون جب وقت جانبازی کا آیا جاکے کوہ عقیق پر بیٹھ رہین جب خدا فضل کریگا اسد فتح
کرکے جائینگے عذر کرینگی کمینگی مین آئی تھی ماندی ہوگئی نور الدہر کو طلسم کشا سے بڑی محبت ہے وہ اسد
کو سمجھا لینگے جانبازی کا تو اب وقت ہے طلسم باطن مین بے اختیاری طلسم کشا کی تنہائی ایسے وقت مین
دیکھین کون ساتھ دیتا ہے سرخ مو وغیرہ بھی نیمچہ ہاے ہلالی ہاتھ مین لئے جھوم رہی ہین اب لشکرون مین آراستگی
ہونے لگی صفین جمین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ و پیراستہ جنگ عظیم کا سامنا ہے
جانبین سے نقبائے بلند آواز میدان کارزار مین آئے سرود نوازون نے سرود بجائے نقیبون نے بھیرو دیو
کے سرون مین اشعار عبرت آثار پڑھے صدائین دیتے تھے بہیبت اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پہ ہے

ہوش باش کہ عالم رواروی پر ہے ؎ دنیا ے دون مقام قیام نہین کسی خرد و بزرگ کو آرام نہین بڑے بڑے عابد
زاہد غازی و مجاہد حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے گئے نام آورون کے نشان باقی نہ ہے **رباعی** اے دل
تو درین جہان چرا بیخبری ؎ روزان وشبان در طلب سیم و زری ؎ سرمایہ تو ازین جہان یک کفن است نیز
آن ہم بہ گمانم کہ بری یا نبری ؎ مال دنیا یہ ہے کہ دو گز کفن گوشہ قبر کیا چارہ صبر و جبر سب بے اختیار ہین شاہ و گدا
مجبور ولاچار ہین یارو آنکھین کھولو میدان کارزار مین آج قدم جماؤ بزرگو نکا نام روشن ہو اس طرح
کلمات حسرت آیات جو نقیبون نے کہے مردان عالم جھومنے لگے قبضہ ہائے شمشیر چومنے لگے گھوڑون نے
بھی تیبے کھینچے سر بلند کئے ہنہنائے ٹاپین زمین پر مارنے لگے یہی خواہش تھی کہ راکب ہمارا قصد میدان کارزار
کرے دشمن کو نیمچہ ہائے نعل سے پامال کرین سمون کی سپر نعل کے نیمچے میدان مین کام آئین راکب کے ساتھ ہم
بھی جرأت دکھائین سوارون مین جنبش ہوئی پیدلون نے بڑھ بڑھ کر آواز دین آج میدان مین کسکا
نام روشن ہو کون بڑھکر لڑیگا قیامت کا معرکہ پڑیگا نقیب ہٹے **اشتعال زرین علم** نے طرف دست راست
کے دیکھا **افغان بلندرکاب** تو آج ہراول لشکر افراسیاب قرار پایا ہے **طلسم کشا** کو ٹک اگر اسد کا
سر لایا کل اہالیان **طلسم ہوش ربا** پر احسان کیا یہ چالیس لاکھ فوج تیری مدد کو کھڑی ہے سب تیرے ساتھ
ہین **طلسم کشا** چند صعلوک لیکر میدان مین آیا ہے ادھر والون سے کیا لڑینگے ایک ایک کوہ پیکر دیو خصال
چار چار کی اگر دنین پکڑ کے لڑا دیگا جا تجکو پونے دوسو خداوند کے سپرد کیا **افغان بلندرکاب** بصد قہر
وعتاب گینڈے کو چمکاتا ہوا نیزے کو ہلاتا ہوا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی اے فرقہ خداپرستان
جسکو تمنائے مرگ ہو نکلے مجھسے مقابلہ کرے پورا کلمہ نہ نکلا **غضنفر** نے چاہا مرکب کو نکالے **اسد** نامدار نے
مرکب صبا رفتار کو چھیڑا پکار کر آواز دی اسے سرداران تہمتن واے غازیان صف شکن مجھے سب صاحبون سے
بڑی امید ہے یہ سب میرے ہی خواہان ہو کر آتے ہین آج اس نحیف وضعیف کی شمشیرزنی کو دیکھو داد مردانگی دو
جنگ مغلوبہ مین سب کے جوہر جرأت کھلین گے ان کفاران مکار کو اس میلے پر بڑا گھمنڈ ہے شیر مجمع روباہ سے
کب ڈرتے ہین یہ کہکر مرکب برق کردار صحن سے نکالا سامنے تخت **ملکہ مہ جبین** کے آئے **ملکہ مہ جبین** نے تخت
رکھوا دیا آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے فرمایا آپ کو خدا کے سپرد کرتی ہون تمام عالم آپکی جان کا
دشمن ہو کر آیا ہے وہ حافظ حقیقی مددگار ہے افسوس یہ ہے کہ آپکے ماموں صاحب بھی اس جنگ میں شریک
نہوے اور کوئی عزیز بھی آپکا ہواے شراکت نہ آیا اسد دلاور نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو وہ حافظ حقیقی ہر وقت موجود ہے

دہی ان سب سے بجائیگا ہر چند یہ سب مثل مور و ملخ ہین جب تلوار شیران دشت نبرد کی کھنچی برق شمشیر چمکی امیر
فوج منتشر ہوگا انشاءاللہ سر کفار مثل اولون کے گرینگے آج خون کے دریا میدان کارزار مین بہینگے جام
شربت نجات مرحمت ہوا اسد نے بسم اللہ کرکے نوش کیا جام جرأت نوش فرماتے ہی آنکھون مین نشہ آگیا
قبضے پر ہاتھ ڈالکر دامن گردانا خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب روشن کیا مرکب برق کردار دہانہ چباتا ہوا
دم سے جہنور کرتا ہوا راکب کے دل کے اشارے کو پہچانتا ہے وسعت زمین کو تنگ جانتا ہے طرارہ بھر چلا نظم

سمند سبک رو کی چالاکیان ‏‏‏‏‏‏‏‏ طرارے مین چھل بل مین بیباکیان ‏‏‏‏‏‏‏‏ روانی مین دریا تو اڑنے مین طیر
کرے ایک کاوے مین عالم کی سیر ‏‏‏‏‏‏‏‏ چمن مین گذر ہو جو وقت خرام ‏‏‏‏‏‏‏‏ صبا کو کرے اپنی تیزی سے رام
عجب دھوم سے وہ سواری چلی ‏‏‏‏‏‏‏‏ کہین گل کہ باد بہاری چلی ‏‏‏‏‏‏‏‏ دکھائے کبھی گر سبک خیزیان
تو گلشن مین طاؤس کا ہو گمان ‏‏‏‏‏‏‏‏ چمک کر چلے گردہ صرصر قدم ‏‏‏‏‏‏‏‏ صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
نسیم سحر ہے کہ کبک دری ‏‏‏‏‏‏‏‏ وپاقاف سے آگئی ہے پری ‏‏‏‏‏‏‏‏ مین ٹھیکون بلین مرکب میلند

کارزار مین پہونچا افغان نے جو اس سطوت وصولت سے طلسم کشا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوکر بڑھا
جانبین سے گردے سپر کے اُٹھے تگاور زن ہوے تین قدم مرکب اسد نامدار کا چھ سات قدم گیندہ
افغان کا ہٹا صورت زیبا دیکھ کر افغان نے کہا اے اسد تمنے اس قد و قامت پر طلسم ہوشربا مین یہ
دھوم ڈالدی پہلوانان طلسم ہوشربا کو ایسا حقیر جانا ہمارا بادشاہ اشتعال زرین علم صاحب شوکت و حشم
نہایت رحم دل ہے چلو تمہین اُسکے قدمون پر گرادین اس کی سفارش سے افراسیاب گذر کریگا آج تمہارا بچنا
دشوار ہے ہر ایک پہلوان تم سے آمادہ حرب و پیکار ہے اسد نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے زبان کو بند کر فنون
سپاہ گری دکھلا افغان نے ایک چیخ ماری زمین تھرا گئی نیزہ اٹھایا پیچ و تاب دیتا ہوا اسد پر وار کیا
اسد نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر رد کا دریائے لشکر مین جوش و خروش ہر طرف یہی ہنگامہ ہے طلسم کشا
فنون سپاہ گری مین طاق ہے حقیقت مین شہرہ آفاق ہے اسد نامدار نے نیزہ افغان کا نکالا منہ پر اوسکے
ہوائیان اُڑنے لگین سب بند و بست بھولا قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا
اسد غازی نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا صاف بے آسیب سپر تلوار کو روکا اب تیغہ برق مثال کے قبضے پر
ہاتھ ڈالا مرکب باد رفتار کو اشارہ کیا گھوڑا تڑپ کر جا پڑا دونون ٹاپین مستک پر گینڈے کے رکھدین چاہا
افغان نے پیچھے ہٹنے پہ جوان دلاور کب دیتا ہے تکبیر کہکر ہاتھ مارا تیغہ تڑپ کر گرا افغان نے سپر

فولادی کو اٹھایا سپر نہ تھی بخت سیاہ کا سامنا تھا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے وہانسے تڑپکر تلوار گری
خود کو کاٹا تا جگرگاہ پہونچی صدائے احسنت وآفرین بلند ہوئی پہلو مین اسد کے خواجہ عمرو کھڑے تھے آواز دی
اے شیر مرحبا ماشاء اللہ کیا ہاتھ مارا ہجیا کا بھنڈارا کھل گیا اسد نامدار نے گھوڑے کو چمکا کر آواز دی اے
فرقہ سرکشان اب شیر آمادہ جستجوے شکار ہے جسکو باہ صفت کی قضا ہو میدان مین آئے سر کشتی
دکھائے شاہور کوہ پیکر چنگھاڑتا ہوا پرے سے نکل آیا آواز دی اے طلسم کشا یہ حقیر پہلوان تھا اس کو
مار کر ایسے بلبلائے ماہ دولت آتے ہین یہ کہکر غلو کرتا ہوا چلا اشتقال سے اجازت بھی نہ لی سامنے اسد کے
پہونچا اسد غازی پر برس پڑا تلوارین مارنے لگا اسد روک رہے ہین جب پانچ سات وار برابر کئے
اسد نے نعرہ کیا او مکار اسی منھ پر دعوی جرأت ایک ضرب مردان عالم کی قبول کر ذرا تو ٹھہر جا شاہور
اسیطرح مارے گیا اسد نے اسی ہنگامے مین بازہ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مار کے تلوار چھین کے
پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر فاش زمین سے اٹھایا دست زبردست پر تولکر طرف آسمان کے پھینکا اترتے
اترتے چورنگ ہوا فی قلم کیا اکوان تتر لب پرے سے نکلکر اسد پر جا پڑا آتے ہی اس نے نیزہ مارا اسد نے
خالی دیکر اپنے نیزہ کو چمکایا سینہ پر کینہ پر اسکے مارا سینے کو توڑکر پار گذر زمین پر مارا کہ استخوان اوسکے
چور چور ہو گئے اسد نے پکار کر آواز دی او مقہور رہن قہار نام تو بڑا رعب رکھتا ہے سب کا افسر بنکر آیا ہے
ان کو قتیل ماتش کراتا ہے آپ نہین نکلتا ہم تو تیری جنگ کے مشتاق ہین ہمیشہ سے کافر کشی مین مشاق ہین
اسد نے جو مقہور کو ٹوکا یہ بیحیا مغرور مثل ابر کے گڑگڑایا گینڈے کو صف سے نکالا اشتقال کے سامنے
کہا اے بادشاہ جمجاہ آپ نے دیکھا طلسم کشا کو یہ سب حقیر سمجھتے تھے اس لشکر مین کوئی پہلوان اسکا ہم نبرد نہین
ہے لیکن ماہ دولت مشکین باندھ کر لاتے ہین حکم دیجئے سر لاؤن یا زندہ پکڑ کے کھینچتا ہوا لاؤن جس طرح
ارشاد ہو بجا لاؤن ماہ دولت نے قصد کیا تھا کہ اس طفل سے کیا لڑون ان سبھون کے افسر صاحبقران
نامور جب وہ آئینگے تب تیغہ برق تاب ماہ دولت کا کھنچے گا زمین وآسمان تھرائینگے نعرہ کوہ شگاف سے پہلوانان
زبردست کو غش آئینگے اب مجکو تاب باقی نہین ہے میدان کارزار مین جاتا ہون مشکین طلسم کشا کی باندھکر لاتا
ہون اشتقال زرین علم نے کہا اے پہلوان زور قدرت سامری وجمشید تیری جرأت کی تمام ہوش ربا
مین دھاک ہے لیکن طلسم کشا بھی بہت چست وچالاک ہے ہوس ہے کہ ماہ دولت جاکر امتحان فنون سپاہگری
کرین مقہور فحوے سے ہٹ گیا کہا آپکے مقدمے مین شہنشاہ نے تحریر فرمایا ہے کہ مثل ہمارے اشتقال کو

جانتا ہم اپنے ہوتے آپ کو سامنے طلسم کشا کے جانے دین طلسم کشا کی کیا حقیقت ہے اب مین قصد بھی کر چکا
نہ نکلنا باعث حجاب ہے گیندا بھی میرا ارادون کین بیتاب ہے لاف وگزاف کرتا ہوا گینڈے کو مہمیز کر کے
چلا حقیقت مین دیو ہے کہ قالب انسان مین سمایا ہوا ہے گینڈا مثل فیل مست خود انتہا کا زبردست کوہ پیکر
فیلتن اپنے نزدیک صفدر و صف شکن زنجیر آہنی سے کمر کو کسکر باندھا نیزے کو اوٹھایا تاڑ کا درخت ہے
کہ جس مین سنانین و بنانین نصب کرین کمان کیانی دوش پر ہزار تیرون کا ترکش گرز ارابے پر لدا
ہوا اس شوکت و شان سے سامنے طلسم کشا کے پہونچا آمد اس خوک پیکر کی دیکھ کر لاچین وغیرہ
گھبرا گئے صفون مین غریو ہوا ملکہ مہ جبین کی بیتابی لاچین کو انتشار سب سے زیادہ غضنفر بیقرار ہر مرتبہ
چاہتا ہے قبلہ و کعبہ کو بلا لون مین اس عفریت پر جا پڑون تدبیر سے لڑون ادب مانع ہے جوش جرأت
مین چہرہ گلنار مرکب باد پا رانون مین بیقرار سب دعائین مانگ رہے ہین کہ اے پروردگار عالم اسد
نامدار کو اس دیو خوک پیکر کے ہاتھ سے بچانا سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین الماس پوش بیتاب
ہین باغبان بھی کہہ رہا ہے جب کسی ملک کو تباہ کرنا منظور ہوتا تھا تو افراسیاب مقہور کو روانہ کرتا
تھا یہ بڑا ظالم اظلم ہے اپنے زمانہ کا رستم ہے صدہا پہلوانون کو مار کر سر کردہ پہلوانان طلسم ہوشربا بنا افراسیاب
نے سردار پہلوانان لقب دیا صدہا قلعے اسنے ویران کئے خدا اسکی بدعت سے طلسم کشا کو بچائے صندلان
چاہتا ہے مین جا پڑون غضنفر نے منع کیا کہ ایسا نکرنا قبلہ و کعبہ کو بہت ناگوار ہوگا انشاء اللہ یہ فیل مست
بھی اونکا شکار ہوگا بیقراری کے بدلے مین خالق کارساز سے دعا کرو قبلہ و کعبہ کے حالات سے تم
لوگ نہین آگاہ ہو فنون سپاہگری مین بیمثل و بے نظیر ہین نذر کردہ بزرگان دین پردہ قاف بھی کئی مرتبہ گئے دیوزادون
سے لڑے ملک باختر مین نظر کردہ نہوے تھے آفتاب پرستون کو ایسا عاجز کیا ایرج نوجوان ایسا جوان
فریاد کرتا تھا انسے ایسے شبخون مارے ایرج کا قول یہ تھا کہ دس صاحبقران اگر میرے مقابلہ مین
ہوتے مجکو اسقدر تردد نہوتا اسد نے لشکر کا ستھراؤ کر دیا جب نظر کردہ ہوکر آئے پھر تو آکر قیامتین برپا کین
میدان قلعہ فردالامان حصار مین ایرج نوجوان سے اکر خوب لڑے وہ بھی فرزندان صاحبقران سے
تھا یہانتک اسکی پروردگار کو منظور نہ تھی ملکہ آسمان پری نے پردہ قاف مین طلب کر لیا دیکھو اتنا بڑا
پہلوان آتا ہے انکو کچھ بھی ہراس نہین ہے سینہ سپر کیے کھڑے ہین یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین ہوا خواہون
کو اضطراب مقہور گینڈہ مہمیز کر کے قریب اسد نامدار آیا لنگاور زن ہوا سب نے دیکھا پانچ قدم گینڈہ

مقہور بن قہار کا ہٹا تین قدم مرکب اسد نامدار بڑھ گیا مقہور نے کہا اے جوان مجھے تیری غربت پر
رحم آتا تھا اسوجہ سے ابتک تکلیف نہ کی تو نے بے ادبی پر کمر باندھی بدولت کے سامنے میرے رفقا کو
قتل کیا اب اپنی جان بچا سامنے سے ہٹ جا مین جانبخشی کرتا ہون اسد نے کہا کیا یاوہ گوئی کرتا ہے
قد و قامت پر بھولا ہے بڑے بڑے دیو اس حقیر کے ہاتھ سے مارے گئے تیرے کیسے فیل مست بد غالب آ گئے
ہین بڑے بڑے ہاتھ پاؤن کیا کام آتے ہین کچھ فنون سپاہگری دکھلا مقہور نے بڑے قہر و غضب مین
نیزہ مارا اسد نے نیزے کو نیزے پر رد کا نیزہ چلنے لگا پہر کامل نیزہ چلا سب نگران ہین اسد نے
مقہور کو دنگ کر دیا ہر مقام پر بتاتے جاتے ہین دیکھو مقہور یہ مقام خالی ہے اکثر سنان نیزہ خانہ زرہ
مین رکھدی قطرہ خون کا جسم سیاہ پر ابھر آیا چند مقام اسی طرح سے بتا بتا کر نیزہ رکھا صاف ثابت ہوتا
تھا ایک تختہ آہن پر شنجرف کے نکتے دیئے ہین ایک مقام پر گانٹھ کر مرکب کو اڑایا نیزہ ہاتھ سے
اوس مغرور کے نکلا مثل تیر شہاب بلند ہوا زمین پر گرا دونون لشکروں سے صدائے احسنت و آفرین
آنے لگی دوست دشمن تعریف کر رہے تھے مقہور مثل ابر کے گڑگڑایا تیغہ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا اڑھائی
سومن کا تیغہ لنگر دار جوان طاقت دار صاف ثابت ہوا کہ غار سے اژدہا بل کر کے نکلا ملازمان
اسد الامان الامان کہتے تھے مقہور نے ہاتھ مارا اسد نے گرد سپر کا اٹھا دیا لیکن سپر کٹی تیغہ مقہور کا
خود پر آیا اسد نے زخم سر کھایا دا ستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا قطرات خون چہرہ بے نظیر پر یہ ثابت ہوتا تھا
کہ تیر زخم کھا کر پھرا اسد نے تیغہ ہلالی کو چمکایا نعرہ کر کے جا پڑا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا تیغہ چمک کے
گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے خود کو کاٹ کر مقہور کے سر پر زخم کاری آیا اس نے دا ستانہ مارا تیغہ اسد کا
تڑپ کر گینڈے کی گردن پر ٹھہرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی مقہور و گینڈہ زمین پر گرے مقہور کود کر
الگ ہوا اسد نے چاہا کہ جھپٹ کر ہاتھ مارون کہ مقہور کے دو پر کالے ہون مقہور بھاگا آواز دی یارو
اس جوان کو مارلو استقلال زرین علم نے تخت اپنا بڑھایا علم کو گردش دی یہی نشان جنگ مغلوبہ تھا تمام
فوجین لینا لینا کہکر دوڑ پڑین اوس وقت عمرو نے ہاتھ رکاب سعادت انتساب پر رکھا تیغہ کھینچا دیکھا کہ فوج بیجنا
اسد پر آپڑی بڑے بڑے پہلوان سرکش جوان لینا لینا کہکر چہار طرف سے آپڑے اسد نے کچھ خوف نکیا
تیغہ چمکا کے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	
شہنشاہ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران	دریائے موج مین نہنگ بحر جرأت مین

غوطہ مارا ابراہیم و مالک ولندھاو ابن لندھور و علقمہ بن جمہور و عادان بن عادی و قبیل
بن مقبل و حارث ابن سعد اٹھارہ ہزار امیرزادے بارہ ہزار قزلتون کو ساتھ لیکر جا پڑے صندلان
صندلی پوش بارہ ہزار صندلی پوشون کو لیکر ہیونچا ادھر سے غضنفر نے اسپ بادپا کو بڑھایا نیمچہ
رویئین شگاف کے قبضے پر ہاتھ ڈالا بوق ترکی ہین آواز دی اے قزاقان بزنید و بہ بندید و بہ کشید اسی ہزار
جوان گھوڑونکو بڑھا کر اوس فوج دریا موج سے مل گئے جاتے تو ان جوانون کو سب نے دیکھا یہ تلبت نہوا کہ
کہان گئے دس ہزار مین پانچ گھر گئے لاکھ مین دو سوار اسد غازی کی شمشیر زنی چہار جانب کد و کاوش لڑائی
کے فتح کرنیکی کوشش لاچین وغیرہ دیکھ رہے ہین دعا مین مصروف ہین کہ پروردگار ہمارے شیر کو بچانا
اتنی بڑی فوج مین چند کس جا پڑے معلوم نہین ہوتا کس مقام پر ہین اسد نے جہان دیکھا کہ ہمارے
پچاس جوان دس ہزار مین گھرے ہین نعرہ کر کے جا پڑا اوس صف کو توڑا اپنے ساتھ والون کو بچایا مقہور
کے ہاتھ سے زخم بھی کھا چکے ہین اشتقال جو تخت پر سوار ہے فوجون کو ترغیب دے رہا ہے کہ یارو تم بہت
ہو طلسم کشا کے لوگ بہت کم ہین گھیر کے مار لو اب اونکو نکلنے نہ دو بعض کہتے ہین پہلوان دوران نے
اپنا سر زخمی کرایا بھاگ کر اپنی فوج مین آئے خود نہین سامنے طلسم کشا کے جاتے ہزار روپیہ کی تنخواہ
کھاتے ہین شیر کے مقابلہ مین نہین جاتے لینا لینا کر رہے ہین بادشاہ صاحب بھی تخت پر سوار مرغ
زرین بنے ہوے غلغلہ کرتے ہین خود نہین تخت سے اُترتے ہین اس طرح جو سپاہیون نے کہا مقہور کو
غیرت آئی ترغیب دیتا ہوا بڑھا عمرو اسد کی پشتی بانی کر رہا ہے جو پشت پر آیا خنجر مار کے گرا دیا غضنفر کی
بھی برق شمشیر چمکی صندلان بھی اسی مصیبت مین مبتلا ہے ساتھ والے اسکے متفرق ہو کر لشکر مین بکھر گئے
اُنکے نعرے کی آواز آتی ہے اسی آواز پر جاتا ہے اس آمد و رفت مین صندلان بھی زخمی ہوا شہزادہ غضنفر
نے بھی زخم کھائے دوپہر مین پانچ پہلوان اسد نے مارے تھے پہر کامل مقہور مغرور سے لڑتے
پہر دن رہے جنگ مغلوبہ شروع ہوئی نہیب شمشیر سے دن کٹا آفتاب عالمتاب با رنگ زرد لرزاں
و ترسان آشیانہ مغرب مین جا کر چھپا آمد آمد شاہ زنگبار کی کمین زنگبار سے شروع ہوئی عالم ظہور کا
زور ہوا علم نورانی کا شفق کھلا فوج ثابت و سیارگان میدان چرخ نیلی مین آگرچی پردہ شب حائل ہوا مردان عالم
کا پردہ نہ رہا اسی طرح تلوار چلا کی اشتقال جانتا ہے کہ یہان فوج بیشمار ہے طلسم کشا کہان تک لڑیگا آخر
لڑتے لڑتے گھوڑے سے گر پڑیگا بلوہ کر کے پکڑ لینگے تخت کو بڑھاتے ہوے آتا ہے صفین مضبوط ہوتی ہین

ہمراہیان اسد اکثر گھر کر مارے گئے اسد نے جو اپنے ساتھ والون کے لاشے دیکھے بہت روے آنکھون سے
اشک حسرت بہے لاش پر جاکر اُن جوانون کی آوازدی اے یاران ہمدم ہوا سے مصاحبان باشوکت وحشم تمنے
بڑی جلدی کی قافلہ سالار کو آگے ہونا چاہئے تھا انشاءاللہ دو چار قدم کا ہیر پھیر ہے ہم بھی آتے ہین
کوئی چند قدم آگے کوئی چند قدم بعد مقام سب کا ایک ہے بھائیو تمھارا انجام نیک ہے استادان سخنور نے
تحریر فرمایا ہے کہ دن تو قلیل باقی تھا جب جنگ مغلوبہ ہوئی پردۂ شب حائل ہوا شہنشاہ روز نے شکست
کھائی شہنشاہ انجم کی فتح ہوئی مردان عالم کا پردہ رہا اسی طرح لشکر لڑتے رہے چونکہ لشکر اشقیا زیادہ ہے
ان سب کو یقین ہے کہ ہم گھیر کر مار لین گے حقیقت مین لشکر اسلام کو فوج حسرت دیاس نے گھیرا ہے اوس شب

تیرہ و تار ہین	اشعار بہار
کڑکے کڑ کیت کہ رہے تھے
دریا کہین خون کے بہے تھے
ہنگامۂ شور و شر عیان تھا
برسات کی فصل کا سمان تھا
ابر تیغ کی طغیانی مثل ادونکے سر

برس رہے ہین دریاے خون بڑی سرار ہا تیر ترکشون سے گرے صاف ظاہر ہے کہ مچھلیان شناوری
کر رہی ہین سپرین جو پشت سے گرین گویا کچھوون نے دریاسے سر نکالا گرز گران سنگ نہنگ بہتے پھرتے
ہین اس دریاے خون مین سر بھی ترتے ہین شب بھر اسی ہنگامے مین بسر ہوئی رات مثل اسیر کٹی
شہنشاہ زر علم بصد شوکت وحشم چرخ نیلی پر برآمد ہوا خواجہ عمرو نے زیر علم مرکب بصد پریشانی دیکھا
اسد انتہا کا زخمی ہوا تمام سرداران اسد چور چور نشۂ جرأت سے جھوم رہے ہین کھیت سے قدم نہین
ہٹاتے سر سبز ہین گلہائے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے دہن زخم بھی ہنس رہے ہین دشمنون پر آوازے کس
رہے ہین ناگاہ آسمان پر لکہ ابر بصفت زنگ نمایان ہوا افراسیاب بہ قہر و عتاب آکر پہونچا ایک پہاڑ
پر ٹھہرا افراسیاب نے دیکھا بارہ کوس کے گردے مین لاشے ہی لاشے معلوم ہوتے ہین اسد
شیر دل بیچ فوجون مین گھرا ہوا سرخ رو تیغہ سے خون ٹپک رہا ہے اس حال مین بھی جب پر ہاتھ مارا مع
مرکب و راکب چار ٹکڑے کئے قصد کیا کہ جاکر جنگ مین شریک ہون اپنے ساتھ والون کو ترغیب دون ادھر
لاچین وغیرہ رنج مین مبتلا اپنی بوٹیان کاٹ رہے تھے غصے مین ہونٹھ چاٹ رہے تھے اسباب سحر لیکر
بڑھے کہ افراسیاب آنے تو ہم بھی جا پڑین اگر اس کو شمشیر زنی کا خیال ہے یہان بھی ہر ایک صاحب جاہ
و جلال ہے باغبان و معمار تورات سے لڑ رہے ہین کوکب کہتا ہے افراسیاب سے مین لڑون
جہاندار کہتا ہے مین جا پڑون لاچین کہتا ہے اس پیر زمین گیر کی جرأت دیکھو اس نکرام کو ٹوک کرتا ہون

اس آمادگی سرداران نامی کی خبر صرصر نے افراسیاب کو بر سر کوہ پہونچائی کہا اے شہنشاہ سب سرداران
اسد آپ کے خون کے پیاسے ہین آپ شریک جنگ ہہون اشتقال زرین علم بڑے لطف سے فوج کو
لڑا رہا ہے اسد بہر دوپہر کا مہمان ہے لڑتے لڑتے گھوڑے سے گر پڑے گا ایک ایک سردار نے دس دس
قتل کیئے لیکن فوج مین ابھی تک کمی نہین ہے اشتقال کے مزاج مین کمی نہین ہے دیکھئے قلب فوج مین لڑ رہا
ہے افراسیاب یہ خبر سن کر ٹھہر گیا سب نے یہ صلاح دی کہ خلاف سحر حضور کی لڑائی مین خرابی ہوگی کوکب
وجہاندار نے فنون شمشیر زنی یاد کیا ہے سب ملکر حضور سے لڑین گے افراسیاب تماشا دیکھنے لگا پہاڑ سے
آواز دی اے جوانان دیوبند اے نامداران خود پسند گھیر کر اسد کو مارو ایک ایک کی سپر زر و جواہر سے
بھر دونگا سلطنت طلسم ہوش ربا مین غیر ساحرون ہی کو دخل ہوگا مین جانبازی دیکھ رہا ہون ایک
ایک کو سرفراز کرونگا یہ جو افراسیاب نے پکار کر کہا اسد پر چہار طرف سے بلوہ ہوا اس وقت تہمتن قران
و ضرغام و جانسوز بن قران و برق و چالاک تیغے ہاتھون مین لیے ہوئے لڑتے بھڑتے قریب اسد
کے پہونچے تہمتن قران کی دریائے جرأت کا نہنگ ضرغام کی سرفرازی جانسوز کی جانبازی برق
کا تو بنا چالاک کی جستین افراسیاب نے پہاڑ سے دیکھا اتنے بڑے بلوے مین عیار کسی کو
قریب اسد نہین آنے دیتے افراسیاب نے اشتقال زرین علم کی جانب دیکھا آواز دی پچاس ہزار
زرہ دارون کو حکم دے گھوڑے دوڑا کر انکو پامال کرین صفین جمنے لگین اب عیار و اسد گھبرائے عمرو
نے بیقرار ہو کر دعا کی عیارون نے آمین کہی افراسیاب دیکھ رہا ہے کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا
خورشید رو شنغضیم پہلو مین اوس کا وزیر پشت پر چار پانچ لاکھ ساحر شکست خوردہ بدحواس گھبرائے
ہوئے چلے آتے ہین افراسیاب نے آواز دی بھائی صاحب خیر تو ہے خورشید نے آواز دی اے
برادر بجان برابر میرے تعاقب مین ایک اژدر ہفت سر آتا ہے کہ جسکے نام سے قلب تھراتا ہے افراسیاب
نے پوچھا کون خورشید چاہتا تھا نام لے کہ صحرا سے تتق گرد عظیم بلند ہوا افراسیاب نے دیکھا آگے آگے
مرکب باد رفتار پر بدیع الزمان گرد لشکر شکن گرد سردار مہران قوی بازو و سہیلان [illegible]
و سالار بلند کوکب وغیرہ ایک جانب ضعیفہ جادوگرنی ملکہ امتحان جادو و ہمت جادو و ضریر
جادو وغیرہ اسباب سحر ہاتھ مین آتے ہی لشکر خورشید رو شنغضیم پر نعرہ کر کے بدیع الزمان گرم نعرہ

زتیغم بسے ملک اسلام شد	توانم کشم آسمان بر زمین	بدیع الزمانم کہ در روز کین

کہ سر فتنہ باختر نام شد ؛ چار سو سرداروں نے برابر تلواریں کھینچیں خورشید نے جھولی سے گولا نکالا
سحر یاد کرتا ہے سحر بالکل فراموش گولا پھینکا بعد سے زمین پر گرا تب تو خورشید گھبرایا بدیع الزمان
لڑتے بھڑتے برابر خورشید کے پہونچے خورشید نے سحر کو بہت خیال کیا جب یاد نہ آیا لاچار ہو کے ہاتھ
تلوار کا بدیع الزمان پر مارا بدیع الزمان کے گلے میں لوح طلسم خورشید نگار ہاتھ میں کھینچا ہوا
تیغہ آبدار خورشید کا چہرہ زرد ہوا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر رد کا نعرہ کر کے ہاتھ مارا سپر
کو خورشید نے چہرہ کی پناہ کیا تیغہ برق مثال فرزند صاحبقران مجمع کمال صاحب جاہ و جلال
لپٹ کر ہاتھ مارا یا تو تیغہ قبہ سپر پر چمکا تھا خورشید کے دو ٹکڑے ہوئے سیارے چاہا چمک کر کلیجاؤں
سحر ہو سکا امتیہ عیار نے لپٹ کر خنجر مار اسپار کا بھی ستارہ گردش میں آیا شکم چاک قصہ پاک ہوا ان
دونوں کا مہ پاس ساتھ والے تو خورشید کے متفرق ہوئے جو گھر گئے تھے وہ مجبور و لاچار شہنشاہ لاچین کے
ملازموں نے بڑھکر فوج ساحران سے بدیع الزمان کو الگ کیا سردار بھی ان کے ساتھ صف شکن
و تیغ زن سر اٹھا کر جو اسد کو اس مصیبت میں دیکھا کہ چہار جانب سے فوج کفار کا بلوا ہے فرزند کھکر جا بجے
لڑائی میں مصروف ہوئے اشتعال و رزین علم نے جو نیزہ دار جانے تھے اسی غول پہ بدیع الزمان
آ کر گرے ہلاک کا جنگل تھا تیز سے قلم کئے سواروں کو مارا لیکن اس قدر مجمع عظیم ہے کہ بدیع الزمان کے
ساتھ والے بھی جا کر گھرے دوسرے گوشہ سے دشت کے پھر گرد بلند ہوئی افراسیاب دیکھنے لگا
ایک جوان خوش رو خوبصورت بدیع الزمان مرکب باد رفتار پر سوار چالیس ہزار فوج ظفر موج ہمراہ عیار
رکاب سے لپٹا ہوا نعرہ بدیع الزمان کی آواز جو اس شیر نے سنی بڑھکر نعرہ کیا باشید اے کفاران بھیا
والے نابکاران پر دعا نعرہ قاسم

ملک قاسم ابن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر شد زیر نگین

آفتاب مشرق دین پروری | شہسوار لال پوش خاوری
زنم تیغ برابر نیزہ بماہ | ز آب دم تیغ شستم زمین

بدیع الزمان نے جو آواز قاسم کی سنی امتیہ سے پوچھا یہ فقیر یہاں
کیونکر پہونچا اس کا گذر کیونکر ہوا امتیہ نے کہا باغ ہمیشہ بہار سے غائب ہونے میں سنا کہ طلسم نگار میں
پہونچے اسکو فتح کر کے ادھر رخ کر دیا واقف کاران راہ نے پہونچا دیا قاسم کے ہمراہ قیماس خان خاوری
و حسن خان خاوری و ملک ترک سفید جامہ و مغلم خان بن بہرام تخت پر شاہزادہ عمر گور نژاد
ختنی فرزند صاحبقران ہمیشہ سے ان کے لشکر کے بادشاہ میں مال کے اراب لدے ہوئے اسمین اسباب

طلسمی لدا ہوا عمرو گورزاد بھی صف شکن و تیغ زن ہے اسد و بدیع الزمان کو دیکھکر تخت ترک کیا پشت
مرکب باد رفتار پر سوار ہوئے گرتے ہی فوج کو تہ و بالا کر دیا افراسیاب تو گھبرا گیا قاسم و بدیع الزمان
کی جنگ نے قیامت برپا کی اگر قاسم نے بڑھکر کسی کمیدان کو مارا بدیع الزمان نے بڑھکر رسالدار کو
لیا لنگا ہیں مل رہی ہیں دریا سے فوج میں شناوری کر رہے ہیں پہر دن پچھلا باقی تھا کہ گرد عظیم بلند
ہوئی افراسیاب گھبرا کے دیکھنے لگا کہ مسلمانوں کا تانتا بندھ گیا دیکھا آگے آگے جنید ضحاک و
کیکاوس باپ بیٹے شاہان حوالی طلسم خورشید نگار تعاقب میں انکے نورالدہر نامدار نورالدہر
نے جو باپ کے نعرہ کی صدا سنی قاسم کی بھی آواز گوش زد ہوئی یہ بھاگنے والے غول میں آکر پہونچے
تھے کہ شیر کے نعرہ کی آواز آئی نعرۂ شہزادہ نورالدہر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند	پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہمتش	ہمائے اوج رفعت شاہسوار عرصۂ مردی
ز طفلی بہ جرأت سر برداشتم	نقارا بیک دست برداشتم	عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند
نخبۂ نوجوانان لقب یافتم		ظفر بر یلان عرب یافتم

مع انجم قوی بازو سرداران ہمتن آکے شریک جنگ ہوئے
ضحاک نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ جہان تک نگاہ کام کرتی ہے تلوار ہی تلوار چلتی ہے سمجھا کہ ہمارے بادشاہ کے
سب مددگار ہیں پلٹ کے نورالدہر پر ہاتھ مارا نورالدہر نے تیغ خارا شگاف سلیمانی پر وار اس نابکار کا
روکا جواب میں ہاتھ مارا ضحاک کے دو ٹکڑے ہوئے کیکاوس نے جو باپ کا لاشہ دیکھا آنکھوں کے
نیچے اندھیرا آگیا نورالدہر پر برس پڑا نورالدہر نے روک کر ہاتھ مارا کہ کیکاوس کے بھی دو ٹکڑے
ہوئے افراسیاب برش شمشیر دیکھکر کانپ رہا ہے صرصر سے پوچھا بدیع الزمان نے تو جاکے طلسم
خورشید نگار فتح کیا نورالدہر و قاسم کیونکر آئے صرصر جانتی تھی کہ کچھ کہے کہ لشکر گلشن آسمان گیر کا
افراسیاب نے دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم مع ساٹھ ہزار ساحران نامدار مکلل خان جادو بادشاہ
طلسم گوہر بار تخت پر سوار مخمور طاؤس زرین بال پر سوار یہ قیامت دیکھی کہ نورالدہر لڑتے بھڑتے
پہلو پر اسد غازی کے پہونچے ہیں اب ان شیروں نے آکر اسد کا ساتھ دیا مخمور کا خوشی سے چہرہ
سرخ ہوگیا یہ بھی دیکھا کہ لاچین وغیرہ ایک جانب تھے کھڑے ہیں سمجھی کہ دامنہ دریا سے نیل ہے یہاں
کون کس کا کفیل ہے خوشی خوشی آکر سامنے لاچین کے اتری مکلل خان کی فوج کو ایک جانب جمایا
خسرو شیر دل بھی آکر پہونچا یہ بھی اپنے ساتھ والوں کو لیکے شریک جنگ ہوا استادان سخنور نے تحریر

فرمایا ہے کہ اسد کو لڑتے ہوے پانچ پہر گذرے تھے کہ بدیع الزمان آکر پہونچے اسکے ایک دن کے بعد
قاسم و نور الدہر آئے تین شبانہ روز جنگ میں گذرے ان شیر دن کے آنے سے اسد کی پشت مضبوط
ہوئی سردار بھی وہ ساتھ ہیں لڑے بھڑے جنگ کی آفتیں جھیلے ہوے جب بدیع و نور الدہر و قاسم
لڑتے بھڑتے قریب اسد نامدار پہونچے اب اسد نے استقلال زریں علم کو تاکا کہ وہ قلب فوج میں ہے وہیں
سے ترغیب دے رہا ہے اُسنے جو قدم جما دیا ہے فوج قدم نہیں ہٹاتی اسد نہنگانہ و پلنگانہ و رستمانہ صفوں کو
درہم و برہم کرتا ہوا آتا ہے نعرۂ اسد

اسد نامور شیر دشت وغا
لئے ہاتھ میں تیغۂ برق زا
جدھر رخ کیا شیر نے جھوم کر
صفیں ہو گئیں دم میں زیر و زبر

اب استقلال نے پہلوانوں کو اشارہ
کیا ابدال کو دیکر جھوم کر بڑھا استقلال سے کہکر چلا کہ میں طلسم کشا کا سر لاتا ہوں تین لاکھ فوج لیکر
چلا علم کو گردش ہوئی نشان فوج ہلا یہی نشان تھا کہ سردار بڑھے مقابلہ طلسم کشا آتا ہے ملکہ مہ جبین تخت سے
دیکھ رہی ہیں باغبان نے بھی خبر دی کہ ایک پہلوان دیو پیکر قوی تن قوی من دعوی کرکے چلا ہے
تین لاکھ فوج سے اسد پر آکر گرا اسد کو دور سے ٹوکا کہ اے طلسم کشا میں تیرے مقابلہ کا مشتاق ہوں
بدیع الزمان کو تاب نہ آئی مرکب باد رفتار کو صف سے نکالا ہر چند اسد نے چاہا کہ ہاموں جان بچائیں
بدیع الزمان تیغہ طلسم طہمورس دیو بند کھینچکر ابدال پر جا پڑے اسنے کئی ہاتھ تلوار کے شاہزادہ بدیع الزمان
پر لگائے بدیع الزمان کا قصد تھا کہ وار کریں قاسم نوجوان نے گھوڑا بیچ میں ڈالدیا نور الدہر بڑھنے
مدد پہونچے جیسے بدیع الزمان نے قصد کیا کہ میں ابدال پر وار کروں قاسم نے آواز دی دیکھئے وہ میرا
حریف ہے اُس پر دست انداز نہو جئے گا۔ بدیع الزمان نے ہاتھ مارا سیر ابدال کی کٹی سرا سر سر کو
قلم کیا جگر گاہ تک تلوار پہونچی تھی قاسم نے قریب پہونچکر کمر گاہ تک ہاتھ مارا ابدال کے دو ٹکڑے ہوئے
بدیع الزمان نے پلٹ کر آواز دی او خاوری مردہ کشتی نہ چھوڑی جگر گاہ تک میری ہی تلوار پہونچ چکی تھی
تونے آکر کمر گاہ پر ہاتھ مار دیا قاسم نے کہا زبان بند کرو ورنہ پلارک افراسیابی کھینچی ہوئی ہاتھ میں ہے
اک ہاتھ مارونگا کہ سر اڑ جائیگا بدیع الزمان نے کہا اے قاسم مجھے بھائی صاحب کا خیال ہے ورنہ ساری
سرکشی نکل جاتی قاسم نے کہا میرے ہی خوف سے تم آکر طلسم ہوشربا میں چھپے شیران دشت نبرد
لڑتے بھڑتے یہاں بھی آ گئے اب تمکو باندھ کر سامنے دادا جان کے لیجاؤنگا و نکل رستم کا کبھی نام نہ لینا
بدیع الزمان نے کہا اگر خوشی سے مانگوگے نور الدہر سے زیادہ تمکو جانتا ہوں اگر بانکپن کی لی تو میں

بہرام فلک سے نہین ڈرتا جو بدیع الزمان نے نگاہ ملاکر کہا قاسم آتشخو شعلہ فراج بے ادب کشتی گیر زادے
کہکر ہاتھ مار ہی دیا بدیع الزمان کو یہ یقین نہ تھا قاسم کے ہاتھ کی تلوار خود کو کاٹ کر کاسہ سر مین در آئی
بدیع الزمان نے جواب مین ہاتھ مارا سر قاسم بھی زخمی ہوا دونون زخم کھاکر جھومنے لگے قاسم نے کہا
بس سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ آج میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے مین طلسم نگارین فتح کرکے یہان آیا تمنے
طلسم ہوش ربا مین کیا کیا قید مین بیٹھے رہے اسد نے اگر رہا کیا بدیع الزمان نے کہا او خادری مین نے
طلسم خورشید نگار فتح کیا کہ جو مثل ہوش ربا تھا قاسم نے کہا خواجہ عمرو کے صدقے مین فتح ہوا ہوگا وہان
کا بادشاہ بھاگا اس کو روک نہ سکے یہ کہکر دونون شیر پھر جھومتے ہوئے بڑھے نور الدہر خاموش کھڑے
دیکھ رہے ہین جب قاسم نے پلٹ کر کہا بیٹے کو بھی بلاؤ نور الدہر نے ہاتھ باندھکر کہا حضور مجھے
معاف فرمایئے مین تو آپ کا بھی تابعدار الکا بھی غلام آپ ہی نے پرورش کیا عزت و آبرو مرحمت فرمائی قاسم
پھر طرف بدیع الزمان کے پلٹا کہا کیون چچا جان دنگل رستم کا تو اب نام ہوگے بدیع نے کہا
کیون قضا آئی ہے اسد نے جو دور سے دیکھا ہر چند کہ اسد طرفدار بدیع الزمان کے ہین مگر یہان
طرفداری مناسب نہین ہے دوڑ کر سر اپنا زیر شمشیر رکھدیا کہا آپ دونون صاحب مجھے قتل کرین قاسم
سے کہا حضور میری لڑائی بگڑ جائیگی مجھپر احسان کیجئے دیکھئے وہ اشقلل زرین علم بڑھا قاسم نے کہا
اوسکی کیا مجال ہے کہ تمپر نگاہ کج ڈال سکے اے نظر کردہ بزرگان بڑھو تا بہ کنارہ دریاے نیل پہونچائین گے
مایوس نہو اسد نے ضبط کیا جواب نہ دیسکا خیال مین آیا اے اسد عمر بھر طعن و تشنیع رہین گے نانا جان
فرمائینگے تمنے قاسم کا پاس نہ کیا اسوقت اسد نے ضبط کرکے یہ کلمہ کہا کہ آپ کے سبب سے لڑائی فتح ہو جائیگی
قاسم خوش ہوگئے کہا اے نظر کردہ بزرگان تم بے مثل و بے نظیر ہو ہم تمہارے ساتھ حاضر ہین یہ کہکر قاسم
نے زخم سر باندھا بدیع الزمان نے بھی زخم باندھا دست راست پر اسد کے بدیع الزمان گرد لشکر شکن
سمت دست چپ قاسم تیغزن پشت پر نور الدہر بن بدیع الزمان پر تیر زخم کھائے ہوئے بپھرے
اٹھے فوج روباہ پر جا پڑے تکار کھیلنے لگے

نظم مصنف

دکھانے لگے اوج اپنا علم
جوان الوالعزم شمشیر زن
ہر ایک دیو خصلت سے بڑھکر لڑے

نہنگان دریاے جرأت نشان
بدیع الزمان گرد لشکر شکن
قمر توسن فلک بے گشت مین

چمکنے لگی برق تیغ دودم
لئے ہاتھ مین تیغۂ خونفشان
ہر ایک غول پر بجلی جا پڑے
کہ تلوار چلتی ہے اب دشت مین

اڑی خاک میدان ہوا گرد برد
رخ مہر گردون ہوا ڈر سے زرد
نیاموں سے خنجر نکلتے نہ تھے
تھکے خوف سے تیر چلتے نہ تھے
ہر ایک تیغ بھی ڈر سے بیدم ہوئی
نہ نیزوں کی باقی رہی سرکشی
جو ترکش میں پیکان نظر بند سے تھے
کہ پنجرے میں وہ مرغ پر بند تھے
ہوا خوف سے سر بسر یہ عیان
حسین گرز آہن کی سرکوبیان
نگہ خشمگین جب اسد کی پڑی
زرہ نے بھی میدان میں جھیلی کڑی
جو کافر نہایت زبردست تھے
غضنفر کے نعروں سے وہ پست تھے
ادھر قاسم خاوری بیدرنگ
بشوکت بہ جرأت مہیائے جنگ
وہ حملے جہاں مرد کے دمبدم
نشانہائے لشکر گئے سب قلم
اسد قلب لشکر میں تھا حملہ ور
ہنر بر دمان نامی و نامور
قدم جم گئے شیر کے کھیت میں
تڑپتے تھے سر سیکڑوں ریت میں
گرے سر ہزاروں لڑے نامدار
بنا خون سے دشت کیں لالہ زار
یہ دریا میں شیرژن کے جھیلے ہوئے
بہادر تھے جانوں پہ کھیلے ہوئے
اسد نامدار بصد شوکت و وقار

لڑتا بھڑتا قلب فوج چلے پہونچا اشتعال زرین علم نے علم زرین کو گردش دی تمام فوج کو ثابت ہوا کہ طلسم کشا لڑتا قلب فوج میں پہونچا افراسیاب نے پہاڑ سے دیکھا کہ حقیقت میں اسد انتہا کا زخمدار ہے شوکت و جرأت میں فرق نہیں سب صفوں کو توڑ کر یہ دل تھا کہ قلب فوج پر پہونچا اشتعال کے پہلوان جھپٹے کوئی اسد پر جا پڑا کوئی قاسم سے بھڑ کر لڑا بدیع الزمان پروانہ وار گرد اسد پھر رہے ہیں نورالدہر ہمیشہ سے عاشق جمال اسد نامدار ہیں جو فوج نورالدہر پر بلوہ کرتی ہے مخمور سرخ چشم صف پر کھڑی ہوئی دعا مانگ رہی ہے کہتی جاتی ہے اس شیر کے دم سے فتح ہوئی ہمیشہ یہی جستجو تھی کہ جنگ دریای نیل میں اس شیر کو شریک کروں شکر خالق بے نیاز کہ عین وقت پر پہونچے بڑے بڑے پہلوان نامی اس شیر کے ہاتھ سے قتل ہوئے بیری درہم و برہم ہو رہے ہیں قریب مخمور کے ملکہ بران شمشیر زن ایرج نوجوان کی یاد میں خاموش کھڑی ہیں شگوفہ سحر ساز سے فرما رہی ہیں دیکھو شگوفہ صاحبان اقبال ایسے ہوتے ہیں مخمور گئیں اپنے معشوق کو ہمراہ لیکر آئیں ہمنے بھی اڑتی اڑتی خبر سنی تھی کہ اس شیر دلیر صاحب شوکت و شان شاہزادہ ایرج نوجوان نے طلسم سکندریہ کو فتح کر کے سمت ہوشربا قصد کیا ہم بدنصیب تھے وہ ایسے وقت پر کیونکر پہونچتے ہم مجبور و لاچار خبر بھی آگئی نہ لی بقول مخفی نظم

ہمچو نسیم نامہ وار از غم شکایت میکنم
راز خود با غمگسار خود حکایت میکنم
میدہم برباد ہردم دفترے از غم خود
خانہ خود را بدست خویش غارت میکنم
بسکہ چون مجنون جنون عشق بر من غالب است
در حریم کعبہ لیلی را زیارت میکنم

رو بہ آبادی نمی آرد دل ویران من
گر سلامت خویشتن را من خود ملامت میکنم
از ندامت اشک حسرت میکنم در دیدہ جمع
عمر باشد عمر صرف این عمارت می کنم
رد بجاک آلودگی بالیم زگرد راہ نیست
مختیا سامان صحرای قیامت میکنم
ای سلامت رو حرن سنگ ملامت بر سرم
تا جدا ام از تو بر سر خاک حسرت میکنم

ملکہ بران یہ اشعار سامنے شگوفہ کے پڑھکر رو رہی ہین یکایک قلب پر نوبت نقارے بجے ملکہ بران نے سر اوٹھا کر دیکھا اقطاع دو لاکھ فوج لیکر برائے مقابلہ اسد نامدار بڑھا نور الدہر کا سردار مہران قوی ہاتھ پاؤن کھینچکر اس غول پر جا پڑا کئی پہلوان قتل کئے اقطاع کی جو نگاہ پڑی مہران پر جا پڑا خبردار کہکر ہاتھ مارا مہران کا شانہ نشانہ ہوا زخم تو اوسنے بھی کھائے ہوے تھا غش آنے لگا اقطاع نے چاہا کہ اس سردار کا سر قطع کردن نور الدہر نے دہن سے نعرہ کیا اور نام دکیا کرتا ہے نعرہ نور الدہر * نظیر حمزہ صاحبقران بخشم و تہور شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر * جسطرح عقاب شکار پر جاتا ہے تیغ خارا شگاف سلیمانی چمکاتے مہنے صفون کو درہم برہم کرکے بہ تعجیل تمام سامنے اقطاع کے پہونچے مہران قوی بازو کو ہٹا یا انہا سینہ سپر کردیا مخمور نے شانہ تھام کر ملکہ بران کا کہا حضور ملاحظہ فرمائے اپنے سردار کے واسطے سامنے اقطاع کے پہونچ گئے دیکھیئے مہران کو ہٹا دیا خدا اس شیر کی جان بچائے ملکہ بران دیکھنے لگین۔ اقطاع نے وار کیا نور الدہر نے تیغ خارا شگاف سلیمانی پر روکا الجھا دے سے ہاتھ نکالا تیغ خارا شگاف سلیمانی کو چمکا کر آواز دی ایک وار مردان عالم کا تو قبول کر کیا نیم بسمل کو زخمی کرکے غرور کرتا ہے یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا تیغ خارا شگاف چمک کے مثل برق جہندہ گرا اقطاع نے چاہا ہٹون برق سے کیونکر ہٹے سپر کے دو ٹکڑے کیئے اقطاع کا سر زخمی ہوا اس بیحیا نے پیچھے ہٹکر پھر وار کیا اب کی نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار اسکی چھین کر پھینک دی دست حق پرست بڑھا کر کمر زنجیر کو تھاما زور کیا اقطاع کو لے اٹھے صفون مین غریو ہوا کہ نور الدہر نے اس دیو خصال کو اوٹھا کر پھینکا جو رنگ ہوا فی قتلم کیا مخمور بے اختیار اُچھل پڑی ملکہ بران سے متوجہ ہو کر کہا یہ صف شکنی یہ تیغ زنی کبھی کسیکو نصیب ہوئی یہ یعین لشکر اسلام ظفر انجام صاحب شوکت و شان فتح کے نشان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان ہین وہ بیچارا کوارا بران کو بڑا غصہ آیا اور کہا بوامجھ سے کیا متوجہ ہو کر کہتی ہو لڑائی تو اسد غازی لڑرہا ہے یہ کیا ایسا پہلوان تھا جسکے قتل پر تمکو بہ ناز ہوا اسکا تو زخم لگا تھا اس کو اُٹھا لیا ایرج نامہ مین لکھا ہے کہ شاہزادہ ایرج نوجوان نے ہفت منظر پر سب سرداران کو زخمی کرکے ایک پہاڑ پر گھیر لیا تھا جنہیون سب گھر سے

رہے کسی کے کیے کچھ نہو سکا جنکی آپ تعریف کرتی ہین یہ عشق مین قمر چہر کے بیقرار تھے دیوا قاقلیا اس کہ
اُسی کے قبضہ مین قمر چہر تھین ان کو توڑ تھا کر اسنے دریا مین پھینکدیا کچھ زور نہ چلا اس شیر نے اس دیو کی
شاخ توڑ ڈالی اتنے گھونسے مارے کہ ہفت منظر پر جا کر بیہوش ہو گیا پھر کبھی ان کے مقابلہ مین نہ آیا
انشاء اللہ تاجرون سے خبر سنی ہے کہ وہ شیر بھی لڑتا بھڑتا آتا ہے اگر اس لڑائی مین وہ ہوتے کبھی اتنا
طول نہ کھینچتا مخمور نے کہا طلسم ہوش ربا مین آنا دشوار ہے یہ شیر لڑتا بھڑتا آیا ہے بڑے بڑے شاہون
راہ مین روکا شیر کہین روباہون سے رکتے ہین ان کو ایک بادشاہ روک لے گا برسون اس سے لڑا کرینگے
بران نے جھلا کر منہ پھیر لیا کہا بوا مخمور تم مجھسے بات نہ کیا کرو قریب ملکہ بہار گلعذار کھڑی تھین یہ باتین سنکر
ہنسین کہا بی مخمور ہمسے کلام کرو مقام افسوس ہے کہ بادشاہ جم جاہ اس جنگ مین نہوے اتنا طول نہ
کھنچتا وہ ایسے دلیر ہین کہ سب صاحب انکے مطیع ہین بڑے بڑے معرکون مین لڑے مقام افسوس ہے کہ
راہ نہ ملی اس شہریار عالم پناہ کی رسائی نہوئی کوئی طلسم ہوش ربا کا نام نہ لیتا اونھون نے سلطنت بزور شمشیر لی
ہم بدنصیب ہجران دیدہ و آفت کشیدہ بقول زیب النسا مخفی **نظم**

گر غبار الم و گرد الم دل باشم
من کہ صد حاتم طے در نظرم مثل گدا ست
باز بر پروانہ صفت در پئے قاتل باشم

التجا بر در مخمور چو گو نہ نظر است
حیف باشد کہ گدا طبع و گدا دل باشم
سر کشتی غم چو بہ موج است مخفی

تا بہ کے بر در امید چو سائل باشم
چند چون اہل صنم بر رہ باطل باشم
ہر نفس صد ر گر از آتش عشقم سوزد
شرط انصاف نباشد کہ بساحل باشم

یہ تینون عاشق تن سوختہ آتش رنج و محن ایسی باتون مین مصروف ہین جب نور الدہر نے قطاع
کو مارا سرداران نامی انکے اسکی فوج پر گرے **اشتعال زرین علم** نے دیکھا ایک جوان مثل شیر گرسنہ
فوج پر ہمارے گرا ہے ہنگامہ گیر و دار بلند ابالیان فوج **افراسیاب** درد سنداب اشتعال نے طرف
مقہور بن قہار کے دیکھا کہا اے رستم وقت زخمی ہونا جوہر جرات ہے تو طلسم کشا کے ہاتھ سے زخمی ہوا
قد و قامت و سطوت و صولت مین سب طرح تو غالب ہے طلسم کشا لڑتا بھڑتا آتا ہے بڑھکر ٹوک لے قلب
فوج پر کس دھوم سے طلسم کشا لڑا دل فوج ہلا دئے خون کے دریا جاری ہوئے جو کہ شہنشاہ طلسم
ہوش ربا نے فرمایا تھا اُس کا ظہور ہوا قریب دریائے **نیل** ایک دریا کیا کئی دریا خون کے تیار ہو گئے
آج تین شبانہ روز اس شیر کو لڑتے ہوئے ہوئے دیکھ تو زخمون مین چور چور ہے اوسی طرح لڑ رہا ہے
بلک نہین جھپکتی ہر چند کہ تیرون سے تمام جسم چھپا ہے مگر ہمہ تن چشم بنا ہے بڑھکر سر کاٹ لے یہ سنکر **مقہور**

بن قہار مثل فیل جھومتا ہوا طرف اسد غازی کے چلا اسد نامدار چاہتے زین مین اپنے کو برابر
اشقال زرین علم کے پہونچاوین بدیع الزمان سینہ سپر کئے ہوئے لڑ رہے ہین غضنفر بھی شیرانہ
وہنگانہ لڑ رہا ہے ہر چند کہ زخمدار ہے یہی چاہتا ہے کہ سب سے آگے بڑھکر اشقال کو مارون اسکے ساتھ
کے جوانون نے گھٹنے ٹیک دیے ہین منہ نہین پھیرتے ادہر بدیع الزمان وقاسم مین چشمک ہوئی
ان دونون شیرون نے دست راست و دست چپ کے مجمع متفرق کئے اسد نامدار نے جو اتنی
مہلت پائی تیغہ برق مثال چمکاتا ہوا چلا تھا کہ اشقال پہ جا پڑون کہ مقہور بن قہار کو اشقال نے
غیرت دلائی مثل دیو خشمگین چنگھاڑتا ہوا اسد پر جا پڑا آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا خواجہ عمرو پہلو سے
اسد مین شمشیر زنی کر رہے ہین خواجہ نے بھی آج انتہا کے زخم کھائے اسد کا منہ ادہر طرف تھا تیغہ
برق مثال سر پر چمکا عمرو نے آواز دی لمے نور نظر بچنا اسد نے سر کو بچایا تیغہ مقہور گردن پر گھوڑیکی پڑا
گردن مرکب اسد قلم ہوئی اسد زمین پر آیا مقہور نے اسد کو سایہ مین تلوار کے لیا اس وقت
اسد نے بیٹھ کر پلٹ کا ہاتھ مارا دونون پاؤن کر گدن مقہور کے کٹے یہ بھی زمین پر گرا اسد کو زخمدار
پایا اور پیدل بھی تلوار پھینک کر لپٹ پڑا قاسم و بدیع الزمان و نور الدہر گھبرا گئے کہ اسد کا
حال ابتر ہے وہ بچیا کلان افراسیاب تینون شیر کوشتے گرد سے اسد کے ہمراہیان مقہور کو ہٹایا انتہا کی
اسمقام پر خونریزی ہوئی اسد نامدار لپٹے ہی مقہور کو لے دوڑا دیو خصال کو تھمنے ندیا بدیع الزمان
وقاسم دادمردی و مردانگی دے رہے ہین دس قدم بڑا کر اسد نے ہکہ مارا مقہور کے دونون گھٹنے
آشنا بزمین ہوئے سب جوانون نے دیکھا کہ اسد نے مقہور کی کمر مین ہاتھ ڈالدیا زور کر کے لے اٹھا سب نے
سنا کہ اسد کے زخمونکے چرانے کی آواز آئی اسد پر چشم زخم سے اشک خونی بہ رہے تھے وہان
زخم آفرین صد آفرین کہہ رہے تھے اسد نے اس پہاڑ کو اٹھایا چرخ دیکر زمین پر دے مارا گوبر چھاتی پر سوار
ہوا ثابت ہوتا تھا کہ بر سر کوہ ستارہ سحری چمک رہا ہے اس حال مین بھی بزرگونکا چلن پچھوڑا ہدایت
مذہب حق سے منہ نہ موڑا فرمایا کہ اے مقہور شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے مقہور نے کچھ
جواب نہ دیا اسد نے گردن کھینچکر پھینک دی جھوم کر لہراتا ہوا اٹھا عبد وحش دشت پیما دمنہاج گرہ
پیشانی بھی بڑھ کر جو اشقال کے علمدار ہین عبد وحش اسد کو پیدل دیکھکر گینڈے سے کو دا منہاج بھی
بڑھا منہاج کو بڑھ کر بدیع الزمان نے دو ٹکڑے کیا سالار عربدہ جو کو قاسم نے مارا اشرارا

تند خو ہاتھ سے نور الدہر کے واصل جہنم ہوا اسد نے عبدوش کو مع علم قلم کیا نشان فوج کے گرنے شکست فاش ہوئی ملازمان افراسیاب کو بھاگنے کی تلاش ہوئی بدیع الزمان نے اسد کو بمشکل گھوڑے پر سوار کیا زخمونکو سر کے اسدنے باندھا بلوہ جو سرداروں کا ہوا کہار اشقال کا تخت چھوڑکر بھاگے اشقال پکار رہا ہے ارے یار و طلسم کشا آپہونچا کہان بھاگے جاتے ہو کہ اسد سر پر اشقال کے پہونچگیا اُسنے ہاتھ مارا اسد نے اس عالم زخمداری مین نعرہ کرکے ہاتھ مارکر اشقال کے بھی دو ٹکرے ہوے اب فوج بالکل بے سردار ہوئی بھاگو کی پکار ہوئی افراسیاب نے جو یہ ہنگامہ دیکھا غصے مین پہاڑ سے پھاند پڑا ادہر سے شہنشاہ لاچین و کوکب و جهاندار وغیرہ آمادہ لڑے بھی تھی نازنیان حور پیکر مخمور وغیرہ شیران دشت نبرد کوکب و جهاندار و معمار و باغبان و افراسیاب پر چلے آسمان سے آواز آئی ارے کیون ناحق جان دیتا ہے یہ مقام دریائے نیل ہے کون کسکا کفیل ہے سب نے دیکھا آفات چہار دست تڑپ کر گری افراسیاب کہتا تھا جدہ اس لڑائی سے منھ نہ موڑونگا آفات نے کہا او نادان میرے چاہنے والے کا نامہ آگیا یعنے نقابدار سیہ پوش نے لشکر کوہ زبرجدی سے اتار انقابدار بھی چل چکا چالیس جوانان روئین تن و نقابدار صف شکن ملکر ایکدن مین سبکو قتل کرینگے طلسم کشا بھی انتہا کا زخمدار ہے مہینون مین صحت پائیگا تب برائے امتحان قریب دریائے نیل جائیگا ہم مہلت کیون لینے دینگے یہ کہکر افراسیاب و حیرت کو نیچے مین دبا کر لے اڑی کا فرحبب سامنے سے بھاگ گئے اسد و بدیع و قاسم و نور الدہر و غضنفر شاہ خمار نخل پر ہاتھ رکھکر بیہوش ہوگئے لاچین سر پیٹتا ہوا قریب اسد آیا دیکھا خواجہ عمرو بھی انتہا زخمدار شانہ تھامے اسد کا کھڑے ہین سردارون نے آکر ان سبکو گود مین لیا ہوادار پر سوار کیا خواجہ کا ہاتھ لاچین نے تھاما چوتھے دن اس لڑائی سے یہ شیر واپس ہوے کسی مین طاقت کلام نہین ساحرون نے سبکو اٹھایا بارگاہ زرنفتی اشقال کی جو استاد تھی اسمین آکو داخل ہوے بہ تعجیل تخت وغیرہ آراستہ کئے آج بھی خواجہ اسد منتشر و زخم ریچھے کر خزانے سے اٹھے خواجہ دست انداز ہوئے اسد کے ساتھ بارگاہ مین آئے سب نے بیٹھکر اسد کی زخم دوزی کی خواجہ نے دیکھا سب سے زیادہ لاچین بیقرار ہے خواجہ نے کہا اے لاچین خدا نے بڑا فضل شریک کیا اتنی بڑی لڑائی فتح ہوئی لاچین دینے لگا کہا خواجہ برائے خدا روزنامچہ میر بحر نکالئے سب کے کہنے سے عمرو نے روزنامچہ نکالا اسمین صاف

تحریر تھا کہ جسوقت فوج غیر ساحر قریب دریائے نیل شکست کھائے طلسم کشا پر واجب ہے لازم ہی کہ چار پہر توقف کرے بوقت سحر فوراً دریائے نیل کے امتحان اقبال مین مصروف ہو آئندہ جیسی تحریر ہو موافق احکام روزنامچہ کے پابند رہے قلعہ زمہریر تک رسائی ہوگی اگر تامل کریگا کوئی ایسی افتاد پڑے گی کہ بارہ برس تک طلسم کشا تباہ و برباد رہیگا لاچین نے یہ مضمون پڑھکر کہا خواجہ آپکو اسد کے ساتھ جانا پڑے گا آپ اسقدر بیقرار اسد انتہا کا زخمدار ہے مجکو کیونکر امتحان اقبال ہوگا قلعہ زمہریر پر بہت سخت لڑائی پڑے گی وہان سوائے آپکے کوئی اسد کے ساتھ نہوگا شاید آپ بھی ہمراہ نہون اسد کیونکر تنہا تا بہ قلعہ زمہریر پہونچے اسوقت تک شہزادہ بیہوش ہے کیونکر ہو سکتا ہی کہ بوقت سحر کشتی پر سوار ہون اور سرحد دریا پر دست انداز ہون یہ سرداران تہمتن جانباز سرفروش بدیع الزمان وغیرہ جو آگئے وہان یہ بھی ساتھ نہ جاسکین گے کیونکر نہ بیقرار ہون یہ ذکر تھا کہ اسد نے آنکھ کھولدی اس زخمداری مین اٹھ بیٹھا کہا اے لاچین نہ گھبراؤ مین اسیوقت دریائے نیل پر جاؤنگا کیا سالہا سال کل ریاض ضایع کردونگا اب مجھ مین فراق والدین کی تاب نہین ہے ان کلمات حسرت آیات پر اسد کے خوشی کیسی بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہے زخمدوزی سب کر رہے ہین پٹیان مرہم کی بندھ رہی ہین غرض کہ جملہ سرداران نامی و گرامی کا علاج ہوا کہ ان سبکا حال وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان دریائے نیل داخلہ ہونا اسد کا دریائے نیل مین بہ جستجوی زمہریر جادو و حال خواجہ عمرو ساتھ دینا اسد کا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ساقی دریا دلی کا ہو دور
اب جوش پہ موجۂ سخن ہے
ہے کشتی عقل کا سہارا
لڑلین گے اگر ہے جان باقی
ساقی ہے جنگ سے چھکا دے
دے بادہ لالہ گون کا ایک جام
اے بلبل کلک ہان چہک جا
روشن ہے قمر بیان رنگین

باطن پہ طلسم کے کردن غور
ہر جوش پہ موج طبع موزون
اس بحر کا دور رہے کنارا
اب جان پہ ہمکو کھیلنا ہے
کیفیت بحر کا پتا دے!
رنگین مزاج ہون شرابی
ہو باغ سخن مین نغمہ پیرا
پہلو کوئی نظم کا نہ چھوٹے

ہان بحر کلام موج زن ہے
قطرہ ہو تو بحر سے ملادون
دریا مین ہے امتحان باقی
دریائے محیط جھیلنا ہے
ای ساقی جم حشم دل آرام
بھر دے کوئی پھول سی گلابی
آغاز ہو داستان رنگین
اب مرحلہ طلسم ٹوٹے

مشتاق ہین ناظرین خوش ذات
ہم سینہ سحر ہین خوف کیا ہے
اس جنگ مین شوکتین عیان ہین
ہی جوش پہ رنگ قصہ خوانی

ہر دم ہی خیال جنگ آفات
ہے دیو مہیب فیل و بد خو
ہی لطف کہ صاف سب بیان ہین

آفات وبلا کا سامنا ہے!
آمادہ ہے زمہریر جادو
ہو بحر کلام کی روانی

چہرہ گرفتاران محیط داستان دجود شناوران دریاے شوکت و آبرو بحر ذخار بیکنار سحر کو بصد جستجو یون طے کرتے ہین شعر استاد سخنوران ذیجاہ ؛ لکھتے ہین یہ داستان دلخواہ افراسیاب جادو کو آفات چہاردست لیکر باغ سیب مین آئی اسی وقت طائران سحر نے خبر دی کہ لشکر اسد مین ماتم برپا ہے اسد انتہا کا زخمی ہے لاجین کو تردد ہے روزنامچے مین یہ مضمون نکلا ہے کہ بعد چار پہر کے طلسم کشا کو دریا مین داخل ہونا چاہیے اسد اس لائق نہین ہے کہ دریا مین یکہ وتنہا داخلہ کرے یقین ہی شب کو تڑپ تڑپ کر مر جاے سب شہزادیان بیقرار لاجین بھی روتا ہوا باہر آیا تھا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اسد نہ جا سکے گا اسوجہ سے ماتم برپا ہے آفات نے کہا اے افراسیاب اگر کل بوقت سحر اسد نہ گیا چار پہر بھی تامل کیا ابر سوسنی حائل ہوگا بارہ برس تک پھر ممکن نہین ہی کہ کشتی پر سوار ہو سکے دریا بھی نابود ہوگا ہزار دن آفتین طلسم کشا پر آئینگی حقیقت مین طلسم کشا اس لائق نہین ہی یہ ذکر تھا کہ نامہ لقا بدار سیہ پوش کا پہونچا کہ اے شہنشاہ طلسم ہوشربا مین چالیس جوان روئین تن ہمراہ لئے بموجب آپکے حکم کے آفات کو ساتھ لیکر براے مقابلہ مسلمانان جاتا ہون خوب آپ آگاہ ہین کہ سحر مجھپر تاثیر نہین کرتا تیر و تفنگ سے مجھکو خوف نہین اگر طلسم کشا لوح بھی پا جاے مجھپر دست انداز ہو سکے اب آپ کسی مقدمہ مین تردد نہ کیجئے خوشی سے چہرہ افراسیاب کا سرخ ہوگیا کہا جدہ آپ جائیے نقابدار بہادر کوہ زبرجدی تک پہونچ چکا ما بدولت بھی آتے ہین آفات تو اسی وقت روانہ ہوئی افراسیاب لشکر کی تیاری مین مصروف ہوا عیارہ بچیون کو واسطے خبر کے روانہ کیا خود تدبیر لشکر کشی مین تھا کہ خبر آئی فولاد آتش پرست مجاور قبر سامری بصد شد و مد آ پہونچا افراسیاب واسطے تعظیم کے اٹھا فولاد نے آکر افراسیاب کو گلے سے لگایا کہا کیون شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے تمام کیفیت بیان کی فولاد نے کہا مین جا کر کل کا خاتمہ کردون ذکر تھا کہ نامہ لقا کا آکر پہونچا یہی تحریر تھا کہ کیون او نالائق براے قدمبوسی نہ آیا کسیکو پہ امداد بھی نہین بھیجا قدرت تیرے طلسم کو مٹا دینگے افراسیاب نے کہا اے مجاور قبر سامری تم جا کر قدرت

کو راضی کرو خیال کرو کہ جب قدرت مٹائین اٹھ پھر تقدیر خلاف کرنے مین مصروف ہین فتح ہوسکیگی کون
صورت ہی اپنے کو بچانا غرور نکرنا ما بدولت بھی وقت پر آئینگے اب یہی ارادہ ہے کہ یکہ و تنہا آکر لشکر حمزہ
کو مٹاؤن زور سحر اپنا قدرت کو دکھاؤن فولاد آتش ریز یعنے مجاور قبر سامری مع ساٹھ ہزار فوج کے سمت
کوہ عقیق روانہ ہوا افراسیاب اسیوقت حیرت کے ساتھ لیکر برسر کوہ زبرجدی آیا دیکھا نقابدار مع
چالیس جوانان روئین تن بارگاہ مین بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہے آفات چہار دست خاطر مین مصروف
نقابدار برائے تعظیم اٹھا افراسیاب نے سب کیفیت بیان کی نقابدار سیہ پوش ہنسا کہا آپ
میرے حال سے بخوبی آگاہ ہین سامری و جمشید نے مجھکو زندہ جاوید کیا مین مر نہین سکتا یہ جوانان
روئین تن ما بدولت صف شکن تیغ و تبر تاثیر نہین کرتا سحر ایک شعبدہ ہی اسکی تاثیر ما بدولت پر کہان
اگر طلسم کشا میرے سامنے آئیگا اوس سے تو سب مغلوب ہین وہ وار کریگا غائب ہو جاؤنگا
سامری و جمشید نے اپنی قدرت کا نمونہ مجھکو قرار دیا ہے آپنے مجھکو اطلاع کی ہی ایک ہفتہ مین سبکا
خاتمہ کر دونگا تمھاری دادی جان سحر کرینگی مین تلوار سے قتل کرونگا یہ چالیسون جوان ہنگامے
ڈالدینگے آپ تخت پر سوار ہو جیے افراسیاب و حیرت تخت پر سوار ہوئے آفات مقدمۃ الجیش
نقابدار سیہ سالار اس شوکت و شان سے لشکر بحساب لیکر چلے پہونچنا ان کا تحریر ہوگا یہان
لشکر مین اسد نامدار کے سب شب بھر جاگے اسد کے جسم پر پٹیان مرہم کی چڑہائین مطلع و فاہم
بھی انتہا کے بیقرار ہین غضنفر کا قول ہے کہ مین قبلہ و کعبہ کے ساتھ ضرور جاؤنگا لاچین
نے جواب دیا اے شیر بیشہ جرات اگر جانا ممکن ہوتا ہم لوگ دامن دولت کبھی نچھوڑتے سایہ سان
ساتھ رہتے طلسم باطل کی جفائین سہتے اب تو احکام روزنامچہ میر بحر کی پابندی ہے وہ رات
آنکھون مین کٹ گئی مہر عالم افروز دریائے نیلگون سپہر مین شناوری کر کے فلک چہارم پر
بعہدہ ناخدائی سوار ہوا زورق ہائے ضیا و شعاع گرداگرد دریائے نور نے تمام عالم سیراب
کیا لشکر اسلام مین صدائے تکبیر بلند ہوئی اسد نے اٹھکر بمشکل نماز پڑھی خواجہ سگا ایسا ہی حال
ہے کہ ضبط کر کے بستر خواب سے اٹھے اسد نے نماز پڑھکر سلاح طلب کیے سب شہزادیان رو رہی
ہین اسد نے خود سر پر رکھا عاشقان جمال انور کے سر مین درد سر پیدا ہوا اسد نے زرہ پہنی
مہجبین نے کڑی جھیلی اسد نے تلوار کمر سے لگائی چاہنے والون کے کلیجون پر شمشیر مصیبت

پھری سپر کو پشت پر دیکھا آنکھون مین اندھیرا آگیا کمان کیانی دوش پر ترکش کو حمائل کیا تیر غم دائم کا
کلیجون پر سب کے پڑا اسد نے مسلح ہو کر فرمایا ہم سب صاحبون سے رخصت ہوتے ہین. اسوقت
بدیع الزمان و قاسم وغیرہ کی بیقراری خنوقان پری چہرہ کی اشکباری آگے آگے اسد نامدار
عقب مین یہ سب سرداران نامی روتے ہوئے عمرو نے روزنامچہ میر بحر اسد کے ہاتھ مین دیا اسد
چند قدم بڑھے قطرات خون زرہ سے ٹپکنے لگے زخمون پر صدمہ عظیم پہونچا اس شوکت و شان سے
قریب دریاے نیل پہونچے ابر سوسنی کو جنبش ہوئی طائران زمزمہ سرا کو ہوش اڑانے کی کوشش ہوئی
لاجیین نے بصد مشقت ایک کشتی لا کر دریا مین چھوڑی سب کہا اے شہریار بسم اللہ ناخداے عالم آپکا کشتیبان
ہے حاکم بحر و بر آپکا نگہبان ہے یہ ظاہر تھا کہ نوجوان کا جنازہ جاتا ہے ملکہ مہ جبین و لالان خوتقباد و ملکہ
لعل سخندان و مواج قطرہ زن و گلنار گلنار پوش و ناہید یہ سب شہزادیان عاشقان جمال
اسد نامدار چیخین مار کر روتی ہین اسد نے رو کر فرمایا آپ لوگ ہمارے ہوش اڑاتے ہین ہم تلاش
لوح مین جاتے ہین اس رونے کے عوض ہین دعا کرو کہ مشکل آسان ہو حقیقت مین حال میرا ابتر ہے دیکھیے
لڑائی مین کیا ٹھہرے وہ بے نیاز دستگیری کریگا جنگ مین سیرون خون جسم سے جاری ہو چکا یہ فرما کے
اسد نے کشتی چھوڑ دی کشتی دریاے قہار مین مثل ہلال شب اول جاتی تھی لیک ہاتھ مین روزنامچہ جب کشتی
بڑھی تمام اہالیان فوج دیکھ رہے ہین ہاتھ سب کے واسطے دعا کے بلند ہین غربت پر اپنے سردار کی دردمند
ہین ابر سوسنی نے چرخ مارا طائرون نے زمزمہ سرائی کی صاف یہ آواز دیتے تھے کہ اے طلسم کشا اے
جوان یکتاے دنیا مقام عبرت ہے اب اختتام شوکت ہے چند ساعت مین رنگ عالم دگرگون ہوتا ہے سننے والا
سر پر ہاتھ رکھکر روتا ہے کتب مین یہ بند مسدس تحریر ہے صاف صاف تقریر ہے بند مسدس

ہمنے دیکھا ہے تواریخ مین اے اہل نظر ۔۔۔ ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر ۔۔۔ یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زورہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز است و ما بیخبریم

چند ساعت کا آئندہ و روند مین پس و پیش ہے سلطنت و لیاقت کی عبث ہوس ہے بڑے بڑے بادشاہ
کیا ہوے گردش فلکی سے مٹے جنکے آگے نوبت و نقارے بجتے تھے انجام مین یہ نوبت ہوئی دفن و کفن

بھی ممکن نہو احسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے اٹھے وزیر و امیر ساتھ نہ گئے قبر مین تنہائی کسی نے خبر بھی نی قطعہ

ناسازی زمانہ کی ہے کہان کہا تک	بیزار ہو گئی ہے جسم حزین سے جان تک	رکھکر لحد مین مردہ کو کوئی نہ پاس ٹھہرا
خویش و عزیز سارے ہین بس فقط یہان تک	دیگر بعد مرنے کے یہ کھلا ہمیر	خاک کے نیچے خوب بستی ہے
ابر رحمت اگر نہین اے برق	بیکسی گور پر برستی ہے	فلک نیلگون تنا میانہ شمع مزار کے

رونے کا افسانہ کسی نے دو پھول بھی قبر پر نرکھے کسی نے فاتحہ بھی نہ پڑھا خمنتیٰ ا محبت پر ناز تھا وہ تقسیم
وراثت کی فکر مین رہے اس مرنے والے نے تنہائی کے ظلم سہے اہل و عیال نے بھی ساتھ ندیا اقارب
کا کیا ذکر اس غریب مسافر کے کیسکو زاد راہ کی فکر نہوئی انجام بخیر ہونے کی تقریر نہوئی زندگی مین اگر کسی نے
موت کا نام لیا اسکو دریا سے نکلوا دیا انسانکو مناسب ہے ہر وقت کفن کی فکر کرے مرنے کا ذکر کرے
اپنی قبر خود نبولے اپنے انجام کا خیال رہے جو نہ کرے گا وہ بہت پچھتائے گا اے طلسم کشا پلٹ جا
کیون اپنی جان دیتا ہے پلٹ جا زمہر برے سے مقابلہ دشوار ہے وہ ساحر نامدار کنارے چھپکر بیٹھا ہے اسکے
منہ پر چڑھنا اپنی حد سے بڑھنا سراسر عقل کے خلاف ہے تو جری بہادر صاحب انصاف ہے کبھی کسی طائر نے
آواز دی کیون خواجہ تم اپنے فرزند کو نہین سمجھاتے کہ اپنے کو مبتلائے بلا نکرو اسد کو پھیر لیجاؤ تم ایسا
عقیل و فہیم ایسا نادان ہوا تم نے تو مال عالم زنبیل مین جمع کر لیا خوف خدا دل سے بھلا دیا اوس مال کو
نکالکر راہ خدا مین صرف کرو ورنہ یہ سانپ بچھو بنکر لپٹین گے بہت پچھتاؤ گے عمرو کو محویت خوف خدا
دلپر طاری اسد کو بیقراری اسد نے گھبرا کر کہا چھوٹے نانا جان بڑے افسوس کی بات ہے کہ حیوان
انسانکو سمجھائین چند ساعت کی حیات ہے یہ سرکشی کیا بات ہے پلٹ چلیے حقیقت مین شرم کرنا چاہیے
جانور ہمکو تمکو سمجھاتے ہین لاکھون بندگان خدا کی خونریزی ہوگی مین تو ضرور پلٹ جاؤنگا اس سرکشی
سے کیا فائدہ عمرو نے کہا بیٹا سچ کہتے ہو یہ کہکر چاہا کہ کشتی کو پھیرین شہنشاہ لاچین نے جو یہ معرکہ دیکھا
بیقرار ہوکر آواز دی ای شہنشاہ اقلیم عیاری وای تاجدار ملک طراری ان جانورون کی آواز نہ
سماعت فرمایئے حقیقت مین دنیا ناپائدار ہے ہمیشہ تاجداران اولوالعزم مصروف جنگ و جدل رہے اگر شمشیرزنی
نہ کی عملداری مین خلل ہے طلسم کشا کو ہوشیار کیجئے یہ کشتی کشتی حیات ہے طوفانی نہ کیجئے آبرو بچائیے
روزنامچہ میر بحر ملاحظہ فرمائیے یہ سنکر عمرو نے کہا ای فرزند روزنامچہ ملاحظہ کرو کشتی کو دریا سے نہ پھیرو
اسد نے ہوشیار ہوکر روزنامچہ میر بحر کمر سے نکالا ملاحظہ کیا صاف تحریر تھا کہ ای فتاح طلسم و سیار ان

عجائبات طائرون کی زمزمہ سرائی پر خیال نکرنا یہ نمود بے بود طلسم ہے بڑے بڑے شاہان جلیل نے یہان
دھوکے کھائے کشتی کو وسط دریا مین پہونچا خیال کر کے دیکھو سہزادان نظر آئین گے اپنی وحدہ لاشریک
کو یاد کر کے ہاتھ ڈالو جس سر پر ہاتھ پڑے وہی صاحب لوح طلسم ہے اسد نے خواجہ سے کہا روزنامچے مین
یہ تحریر ہے صاف صاف مضمون دلپذیر ہے عمرو نے کشتی کو بڑھایا بیچ دریا مین پہونچے طائرون نے زیادہ
غل مچایا ایک طائر ہفت رنگ نے آواز دی اے طلسم کشا تو بہادر دیکھتا ہے ہمارے سمجھانے کا خیال
نہ آیا ناپائداری دنیا پر تصور نفرمایا دیکھو ابھی خیر ہے آئندہ پچھتاوگے جستجو سے دریا مین کچھ دستیاب نہوگا
گوہر مدعا اصلی ہاتھ سے جاتا ہے اسد نے جو روزنامچے کو ملاحظہ کیا ثابت ہوگیا کہ طائر دھوکا دیتے ہین
دنیا مین آبرو لیتے ہین ماہیت اصلی سے آگاہ ہونا چاہیئے بعد امتحان حال کھلیگا یہ ذکر تھا کہ
موجہ دریا بلند ہوا دیکھا سات سہزادان چرخ مارتے ہوئے دریا مین پیدا ہوئے سر مصور مرجھایا ہوا لاچین
پر رونق سطوت وصولت سر افراسیاب مردنی چھائی ہوئی سب کے بیچ مین سر زمہریر جوشان و
خروشان کبھی ظاہر ہوتا ہے کبھی مخفی ہو جاتا ہے اسد نامدار نے کشتی کو بڑھایا روزنامچے کو کمر مین رکھا عمرو کو
بھی جوش آیا کہا اے نہنگ بحر جرأت بسم اللہ وقت امتحان ہے سرکشان ہو شمر بابر تمہارا احسان ہے اسد
نے بسم اللہ کہکے سر زمہریر پر ہاتھ مارا نہین معلوم اسمین کیا سر تھا اور سب سر خود سر تھے سامنے سے
نکل گئے سر زمہریر ہاتھ آیا اسد نے اٹھا لیا لاچین سر کوہ سے یہ معاملہ دیکھ رہا تھا جیسے ہی آپنے
دیکھا کہ سر زمہریر اسد کو دستیاب ہوا آواز دی اے شہریار بسم اللہ خدا آپ کو مظفر و منصور کرے اسد نے
فوراً اپنے کو دریا مین گرا دیا اسد کے ساتھ ہی عمرو بھی آنکھیں بند کر کے پھاند پڑا دونون نے گرتے گرتے
آواز دی فرد درین دریاے بے پایان درین طوفان شور افزا :: دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا ::
اسد و عمرو کے پھاندتے موجہ آب بلند ہو لاچین وغیرہ رنجیدہ وکبیدہ پلٹے لیکن ملکہ لعل سخندان عاشق
جمال اسد نوجوان نے زانو پر ہاتھ مارا مواج قطرہ زن سے کہا اے مواج مقام افسوس ہے زمہریر
سے مقابلہ پڑے اور کوئی خیر خواہ دولت ہمراہ رکاب نہو اور بھی مقامات سخت و صعب ملینگے اگر شاید
ڈٹ بھڑ کر لوح بھی لی ہزار ہا دشمن موجود ہین قصد کرینگے بہ مکر و حیلہ لوح چھین لین ہم سمجھاتے ہین اپنے کو
خدمت شہزادے کی پہونچاتے ہین یہ سنکر مواج کو بھی جوش آیا ملکہ لعل نے پریزاد پیدا کیے طاؤس پر
سوار ہو کر ایک جانب نکل گئین مواج بھی ایک جانب قطرہ زن ہوئی ایک جانب ملکہ بہار کو

باغ لشکر مین رہنا ناگوار باغبان نے کہا اے بہار خدا حافظ ہم تعاقب طلسم کشا مین جاتے ہین
باغبان و بہار بھی ایک جانب چلے شہنشاہ لاچین نے ملکہ مہرخ سے کہا آپ لشکر سے ہوشیار رہئے
مین بھی تعاقب مین طلسم کشا کے جاؤنگا انشاء اللہ دونون طرف کی خبر لونگا لاچین کے کہنے پر سب
سردار آمادہ ہوئے ہر ایک سردار کا یہی قول تھا کہ لشکر مین رہین عقب مین اپنے آقاے نامدار کے
جائین کہ سامنے سے چرند و پرند دوڑے ہوئے آئے عرض کی حضور اب سب لشکر سے جانیکا قصد
کرتے ہین افراسیاب بر سر کوہ زبرجدی پہونچا آفات و نقابدار کو لیکر بڑے قہر و غضب مین آتا ہے
ہمنے اپنے کانون سنا وہ مغرور کہتا تھا کہ مین جاکر صاحبقران کا بھی خاتمہ کرونگا خداوند کو راضی کرنا
منظور ہے آپ تو خود تخت پر سوار ہے آفات لشکر کی علمدار ہے نقابدار سپہ سالار ہے یہ سنکر شہنشاہ
لاچین کو سناٹا آگیا کہا ملکہ مہرخ بڑا غضب ہوا اگر یہ نقابدار آگیا کوئی اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا
اب مین لشکر سے نہ جاؤنگا شہزادہ بدیع الزمان و نور الدہر و قاسم و غضنفر عزیزداران اسد [illegible]
روح روان صاحبقران یہان موجود ہین انکی حفاظت طلسم کشا سے زیادہ چاہیے وہ طلسم کشا ہین انپر
کوئی دست انداز نہین ہو سکتا اگر انمین سے کسیکا موے جسم میلا ہوا طلسم کشا کو بہت شاق ہوگا یہ
شیران دشت نبرد کسیکے مقابلہ سے روگردانی نہ کرینگے یہ کہکر لاچین والا تمکین و سرداران ظفر قرین
روتے پیٹتے طرف اپنی بارگاہ کے پلٹے لشکر ظفر اثر فروکش ہوا اسد نامدار اس تموج آب سے نجات پاکر
زمین پر پہونچے خواجہ تو الگ گرے کہ انکا تو ذکر وقت پر کیا جاویگا اسد نے دیکھا صحراے سبزہ زار نواح
دلکشا ایک مرکب با ساز و یراق مرصع کار صحرا مین بگدھریان کر رہا ہے اسد کو دیکھکر وہ مرکب
کلائیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا بہ تیزروی قریب اسد آیا اسد نے دیکھا بمدد غیبی و تائید لاریبی سواری ملی
بسم اللہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوئے گھوڑا انکا طرارے بھرتا ہوا ایک جانب چلا چشم زدن مین گئی
سو کوس نکلگیا ہوا سے بھی چند قدم آگے آیا ہرچند اسد روکتے ہین وہ برق کردار نہین رکتا تھوڑے
عرصے مین سامنے ایک قلعہ کے آکر پہونچا دیکھا قلعہ سر بفلک کشیدہ گولہ انداز بر سر قلعہ بیٹھا ہے توپین لگی ہوئی
ہین ایک جوان دوربین ہاتھ مین اسی طرف دیکھ رہا ہے جیسے ہی اسکی نگاہ اسد پر پڑی پکار کر آواز دی یارو
ہوشیار ہو جاؤ طلسم کشا آپہونچا اسد نے روزنامچے کو دیکھا اوسمین لکھا تھا کہ اگر صحراے زمہریر مین پہونچو
مرکب مشکین ممکن ہو اسپر سوار ہونا اپنے کو سامنے قلعہ زمہریر کے پہونچانا اب کام ہے جرأت صاحبقرانی کا

بشوکت تمام قلعہ کو فتح کرد اسی قلعہ مین زمہریر رہتا ہے ہر چند اپنے کو بچائے مگر اسکو قتل کرد لوح و مہرہ
حاصل ہو فتاحی طلسم کی تدبیر ہو اسد نے یہ دیکھکر روزنامچہ کمر مین رکھا قبضے پر ہاتھ رکھکر نعرہ کیا اے اہالیان
قلعہ دروازہ کھولدو شیوہ جرات یہ ہے کہ بیرون قلعہ آکر مقابلہ کرو مثل عورتون کے پردہ قلعہ مین نہ چھپو یہ جو
اسد نے نعرہ کیا برج قلعہ تھرائے گولہ اندازون نے توپ کو سیدھا کیا جواب مین توپین مارین اسد
نعرہ کرکے چلا قلعہ کا پھاٹک بھی کھلا تین لاکھ جادوگر نکلے اسد پر سحر کرنے لگے جب سحر اونکے باطل ہوئے
اسد پر تاثیر نہوئی اور اسد لڑتا بھڑتا لوگون کو روک کر قریب خندق پہونچا آواز دی مال خراب نکرد
یکایک پھاٹک کھلا دیکھا سامنے وسط قلعہ مین ایک گنبد عظیم ہے ایک ساحر دیو خصال آلات حرب و
ضرب سے آراستہ بیٹھا جھوم رہا ہے ساحرونکو ترغیب دیتا ہے کہ یارو طلسم کشا دریائے نیل کو طے کرکے
آ پہونچا خبردار مجھ تک آنے نہ پائے اس ہنگامے مین آسمان پر برق چمکی ملکہ لعل و مواج بدحواس آکر پہونچین
چہرون سے انکے ظاہر تھا کہ لڑتی بھڑتی آئی ہین لعل نے آواز دی اے شہریار گنبد مین جو بیٹھا ہے یہی زمہریر ہے
روزنامچہ میر مخبر کو ملاحظہ فرمایئے اپنے کو تا بہ گنبد لڑ بھڑ کر پہونچایئے ہم مقام عجائب و غرائب طے کرکے بمشکل
پھاٹک تک پہونچے آپ کا ساتھ نہین دے سکتے در قلعہ پر ساحرون کو روکین گے یہ کہکے دونون گرین سحر
کرنے لگین لعل نے ایسے گولے مارے کہ پھاٹک سے مجمع ساحران کم ہوا اسد نے جو مہلت پائی اندر
پھاٹک کے لڑتا بھڑتا داخل ہوا گرد زمہریر کے کئی ہزار پہلوان بیٹھے ہین ایک ایک عفریت خونخوار مکار
و غدار ایک ایک اٹھنے لگا جو بیرون گنبد آیا کوئی دس ہزار کا افسر کوئی پچاس ہزار کا حاکم طالوت رعد آواز
چیخین مارتا ہوا پچاس ہزار غیر ساحرونکو لیکر اسد پر آپڑا اسد نے طالوت کو ڈانٹا دوسری طرف سے
طالوت کا بھائی جالوت رعد آواز بھی چلا دو طرف سے دونون نے آکر حربہ کیا ایک کی تلوار اسد
نے کاٹی جالوت کی تلوار سے زخمی ہوئے ایک کو قبضہ مارا ایک کو پلٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا
طالوت کا تو سر پھٹ گیا جالوت کا گینڈہ مارا گیا سر سے خون اسد کے جاری ہوا ایک جانب سے
اہرمن فیلتن و نہروان فیلتن یہ دونون بھائی ساٹھ ہزار پیادون سے بڑھے گھوڑے پر اسد کے
تلوارین پڑنے لگین مرکب طرارے پھر کے چاہتا ہے اپنے سوار کو بچاؤن پیادون سے مہلت نہین ملتی ہے
لعل و مواج پھاٹک پر گھر گئین مجمع ساحران سے نکلنا دشوار ہے اوستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے
کہ آٹھ پہر اسد کو جنگ کرتے ہوئے گذرے پیادے سوار لپٹے جاتے ہین تا بہ گنبد جانیکا راستہ نہین ملتا زخم

بھی کھا چکا اب اسد کو یاس ہوئی متشکل روز نامچے پر نگاہ ڈالی صاف تحریر تھا کہ اے طلسم کشا یہ مقام
امتحان صاحبقرانی ہے بجرات اپنے کو تا بہ گنبد پہونچاؤ جبتک زمہریر نہ مارا جائیگا مطلب دلی
نہ حاصل ہوگا مقام جرات و شوکت ہے یہ مضمون دیکھ کر اسد کو یاس ہوئی یہ دیوارین لوہے کی کیونکر
ٹوٹین پیدل سوار صفین باندھے کھڑے ہین وہ اندر سے گنبد کے لینا لینا کر رہے ہین صفین درہم و
برہم ہوئین اہرمن و نہروان و جالوت تینون پہلوان ترغیب دے رہے ہین جب زمہریر
نے دیکھا کہ اسد کا مرکب انتہا کا زخمی ہوا اسی جیداری سے طرارے بھر رہا ہے اپنے سوار کو بچاتا ہے
زمہریر گنبد سے باہر نکلا چند دانے ماش کے زمین پر پھینکے ایک زنگی سیاہ رو زمین سے نکلا اسنے گھوڑے
پر اسد کے وار کیا سر کٹ کر گھوڑے کا زمین پر گرا اسد نے زنگی کو مارا مگر شہزادہ زخمی ہوا زمہریر نے
پکار کر آواز دی ارے یارو ایسے نامرد ہو ایک شخص کو قتل نہین کر سکے گھوڑا ابھی اوسکا کام آچکا پیدل
کو چہار جانب سے گھیر لو ملکر ٹوٹ پڑو اہرمن و نہروان فوج کو لیکر بڑھے اسد نے بہ نگاہ یاس طرف
آسمان کے دیکھا راز دل پیدا کرنے والے سے عرض کرنے لگا قریب تھا کہ سب بلوہ کر کے اسد کو پکڑ لین
کہ پہلوے قلعہ سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سب نے نقابدار تاجدار بادلہ پوش مع بارہ ہزار جوانان
صف شکن نمایان ہوا وہین سے نعرہ کیا اے شیر بیشہ صاحبقرانی نہ گھبرانا تمھارا جانثار خدمتگزار
آپہونچا یہ کہکر نقابدار جوشان و خروشان شمشیر زنی کرتا ہوا اول پھاٹک مین پہونچا ساحرونکو منتشر کیا
لعل و مواج کو بچایا کہا اے شہزادیو جوش محبت مین تم چلی آئین یہان سے تم چلی جاؤ تمھارا ٹھہرنا
مناسب نہین ہے تم نکل جاؤ تمھاری وجہ سے طلسم کشا کے واسطے بہبودی نہوگی ایک رازدار
خیر خواہ نے یہ بات کہی ہے تم لڑتی بھڑتی نکل جاؤ اس لطف سے نقابدار نے کہا لعل و مواج پر جان
پیدا کر کے مجمع ساحران سے نکل گئین نقابدار لڑتا ہوا قریب اسد پہونچا گھوڑے سے کود پڑا فرمایا اے
نہنگ بحر جرات و آہنر بر دشت شوکت ماشاء اللہ زبان تیر و کلمہ عمودے صدائے احسنت و آفرین بلند کی
اے شمع دودمان صاحبقرانی محفل رزم مین خوب نام روشن کیا بسم اللہ مرکب پر سوار ہو اسد
نہ قبول کرتے تھے نقابدار نے دستگیری کی شانہ تھام لیا اسد کو گھوڑے پر سوار کیا اہرمن نقابدار
پر جا پڑا آتے ہی ہاتھ مارا نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا نقابدار نے کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا
لیا چرخ دیگر مارا سر بھیا کا پاش پاش ہوا نہروان نے جو بھائی کا لاشہ دیکھا بیقرار ہو کر چاہا اسد پر

جا پڑو ن نقابدار بڑھگیا نہروان کے بھی دو پر کاٹ لے گئے چار یا پنج پہلوان جو نقابدار نے بڑھکر قتل کئے بارہ ہزار جوان ہمراہیان نقابدار جانباز و سر فروش بڑھ بڑھ کر لڑے گلی کوچے لاشون سے بھر دیئے افسون سے پرے خالی کر دیے اتنی مہلت جو اسد نے پائی لڑتا بھڑتا بڑھا نقابدار سینہ سپر ہے جو اسد پر وار کرتا ہے ملازمان نقابدار نے سنان نیزہ سے سینے ملا دیے نہیب شمشیر زنی نے طبقے زمین کے ہلا دیے زمہریر نے جو یہ شمشیر زنی دیکھی کرگدن مست پر سوار ہوا سردارون کو اشارہ کیا نقابدار و اسد نامدار کو بدکو باد ولت لڑتے بھڑتے نکل جائین یہ کہتا ہوا بیرون قلعہ چلا فوجون نے بھی اسد و نقابدار پر دھاوا کیا ہر چند اسد نے قصد کیا بڑھکر زمہریر کو روکون زمہریر بیرون قلعہ ہو نکلیا اسد نے گھوڑے کو پھیرا اس دریاے فوج سے شناوری کر کے نکلا انتہا کے زخم کھائے نقابدار بھی چاہتا ہے جان دون اسد کو بچاؤن لڑتا ہوا ساتھ ساتھ چلا آتا ہے جب بیرون قلعہ اسد نکلے سب فوجین باہر آئین ملازمان نقابدار نے لاشون سے خندق پاٹ دی چاہتے ہین جو اندر ہین اونکو باہر نہ آنے دین مگر انتہا کا بلوہ ہے زمہریر کو گھیرے ہوے لیے جاتے ہین کہ آسمان پر پھر برق چمکی اُس برق سے آواز آئی اے طلسم کشا روزنامچے کو ملاحظہ فرمائیے پروردگار نے سامان فتح مہیا کیا زمہریر قلعہ سے باہر نکل آیا اسی قاعدے مین تحریر تھا کہ زمہریر بیرون قلعہ مارا جائیگا آپ صاحب اقبال ہین اسد نے سر اُٹھا کر دیکھا ملکہ عجائب آواز دیکر آسمان مین ڈوب گئین چلتے چلتے کچھ ماش کے دانے پھینکے کئی ہزار ساحر و غیر ساحر جلے معلوم ہوتا ہے ٹھہر نہ سکین کسی ساحر کی شراکت قلعہ زمہریر پر نا جائز ہے اسی وجہ سے لعل و مواج بھی چلی گئین ملکہ عجائب بھی آگاہ کر کے غائب ہوئین اسد نے روزنامچے کو پھر ملاحظہ کیا لکھا تھا اے طلسم کشا زمہریر کو بیرون قلعہ قتل کرنا اگر اندر قلعہ کے قتل ہوگا لوح دستیاب نہو گی بڑے بڑے فتور پڑینگے اسد نے روزنامچہ پھر کمر مین رکھا ہزار یا پانچ سو قدم زمہریر قلعہ سے نکلا تھا کہ پشت سے نعرہ اسد کی آواز آئی زمہریر ٹھہر گیا اسد نے فوج کو اشارہ کیا اسد لڑتا بھڑتا قریب زمہریر پہونچا نقابدار کو نہایت ہراس ہے کہ زمہریر دیو نظر خوک پیکر فیل سر زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست زنجیرہاے آہنی سے کمر باندھے جوڑا تیغہ ہاتھ مین گینڈے کو دکرپلا تھا مارا نقابدار بیتاب ہوکے دوڑا پر دانہ وار اسد کے گرد پھرنے لگا ہی تردد ہی کہ اس دیو سے دیکھیے کیا گذرے اسد نے چاہا گھوڑے کو بچاؤن گھوڑا نہ بچا سر قلم ہوا اسد گھوڑے سے کود ا زمہریر نے

اسد کو سایے مین تلوار کے لیا اسد جھپٹا اُسوقت نقابدار کی بیقراری لیکن اسد نہنگانہ و پلنگانہ زیر شکم کرگدن ہو بخیا گینڈے کے پانوٗن تھامے روز کیا زمہریر کو مع گینڈے بے اٹھا ہر چشم زخم سے قطرات خون ٹپکنے لگے جابجا سے زخم شق ہوئے وہان زخم سے الامان کی صدا آئی شوکت پر اسد کے زمین تھرائی نقابدار نے آواز دی اے شیر صاحبقرانی مرحبا سابق مین رستم پیلتن علمشاہ نے لندھور کو مع ہاتھی اٹھایا تھا یہ شوکت اُس سے زیادہ تھی رستم پر یہ ہر اس نہ تھا اسقدر زخمدار نہ تھے ماشاء اللہ نام صاحبقرانی روشن ہوا اسد نے چرخ دیکر زمین پر مارا گینڈے کا سر پرزے پرزے ہوگیا زمہریر کود کر الگ ہوا اسد کی انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک رہے تھے زمہریر نے جو اسد کو پیدل پایا لپٹ پڑا اس خیال سے کہ دبوچ کر مار ڈالون اسد نے اُس حالتِ اضطرار مین ضبط کیا اُس پہاڑ کو کوٗلے پر لادا زمین پر مارا دم سے لٹھے کا تھا گرا اسد نے ٹھوکر ماری گرد برد اسد کا بھی رنگ زرد ہا تھ پانون مین رعشہ جبکا نظر کر رہ ہے انکو یاد کیا چھاتی پر زمہریر کی ہو بخیا اُسوقت نقابدار بھی گھوڑے سے کود پڑا تعریف کر رہا ہے اسد نے ایک پانوٗن اُسکا دونون پانوٗن سے دبایا ایک پانوٗن دونون ہاتھون سے تھاما نعرۂ تکبیر کرکے یکبارا زمہریر کو چیر ڈالا سینے سے لوح سر سے مہرہ مثل جرم قمر چمکا کئی طائر سر سے زمہریر کے پیدا ہوے نقابدار نے آواز دی اے اسد تحفہ لینا تامل نہو اسد نے طرف لوح کے ہاتھ بڑھایا جو طائر سر سے نکلا تھا اُسنے چاہا مہرہ منقار مین اٹھالو نقابدار نے تیر مارا طائر کے دو سار ہوا اسد نے لوح و مہرہ اٹھایا طائر جو مر کر گرا اُسکے خون سے پھر ایک طائر پیدا ہوا اہیہات کرتا ہوا طرف افراسیاب کے بھاگا بونڈلا گرد کا جسم زمہریر مین لپٹا اُڑا کر ہوا پر لیگیا اسد نے لوح کو گلے مین ڈالا مہرہ زیب کمر کیا ہر چند خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا مگر غش چلا آتا ہے نقابدار نے پکار کر کہا اے اسد تھوڑی تکلیف اور باقی ہے تسا ہل نکرو مہر کا عکس لوح پر ڈالو دیکھو کیا احکام نکلتے ہین اسد نے عکس مہرے کا ڈالا بخط جلی نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم و اے ستار این عجائبات اگر خدا فضل کرے لوح و مہرہ حاصل ہو جس مقام پر زمہریر کو قتل کیا ہے سامنے چشمۂ آب نایاب ہے اپنے کو اُسمین گرا دو یہی آب چشمہ مرہم زخم ہے اگر تامل کروگے لوح قبضے سے نکلجائیگی برکت سے لوح کی قوت جسم مین رہیگی زخم صحت پا جائینگے قدم بقدم لوح کو دیکھنا نقابدار نے آواز دی اے فرزند کیا حکم نکلا اسد نے مضمون تحریر بیان کیا نقابدار نے آواز دی بسم اللہ دیر نکیجیے اسد اسی جوش مین نعرۂ خدا پسند ارجو

مین پھاند پڑا یہ معلوم ہوا کہ مین بلندی سے پھاند اچشمے کے پانی نے خاصیت مرہم پیدا کی زخمون کا درد
موقوف ہوا اب اسد نے اپنے کو ایک صحراے ریگستان مین پایا بارہ ہزار ساحر جمے ہوے کھڑے ہین جیسے
کوئی کسیکا مشتاق ہوتا ہے اسد کو دیکھتے ہی غلغلہ کرنے لگے طلسم کشا آپہونچا اُن کی وضع سے
ظاہر ہے کہ انمین کوئی ساحر نہین ہے تلوارین کھینچکر اسد کو گھیر لیا ہرچند کہ اسد انتہا کا خستہ تھا لوح
کو تو جلدی مین نہین دیکھا لڑائی مین مصروف ہوا کہ پہلو سے گرد اڑی دیکھا بدیع الزمان پشت مرکب
پر سوار مع پانچہزار جوانان جرار پکارتے ہوے آکر پہونچے ای فرزند مرحبا صد مرحبا شکر ہے مین
وقت پر پہونچا لڑتے ہوے قریب آئے پرے درہم و برہم کئے گھوڑے سے کودے اپنے مرکب
پر اسد کو سوار کیا جو امیر سب کو لڑا رہا تھا اسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر بدیع الزمان نے اٹھا لیا سامنے
اسد کے چرخ دیتے ہوے لائے کہا یہ اطاعت کرتا ہے اسکی خطا معاف کرو سامنے جو قلعہ ہے
وہانکا یہ حاکم ہے اُس افسر نے عرض کی مین دل وجان سے اطاعت کرتا ہون اسد نے پشت پر ہاتھ رکھا نام
پوچھا اُسنے کہا مجھکو بہرام تاجدار کہتے ہین اب یہ تاجدار بدیع و اسد کو لیکر قلعہ مین داخل ہوا تمام اہالیان
قلعہ خوشیان کر رہے ہین کہ طلسم کشا نے سرفراز فرمایا دار الامارۂ شاہی مین آکر پہونچے بدیع نے
اُس جوان کو تخت پر بٹھایا اسد نے دیکھا ماموںجان اِس تاجدار پر بہت مہربان ہین سمجھے کہ انکے سبب سے
مسلمان ہوا اسوجہ سے پرورش فرماتے ہین بدیع الزمان نے فرمایا اے بہرام ہم اپنے فرزند کے جسم پر
پٹیان مرہم کی چڑھائینگے تا بہ صحت اسی مقام پر رہینگے وہ تاجدار ڈبا مرہم کا لایا گلابی شراب کی
لاکر رکھی بدیع نے اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا اسد نے دست بستہ عرض کی آپ تکلیف نفرمائیے بدیع
نے کہا آج مجھے بڑی خوشی ہے تمنے لوح طلسم ہوشربا پائی اَب دو چار روز اسی مقام پر رہو سب سردار
بھی آجائینگے تب لشکر کشی کرنا یہ کہکر جام لبریز کیا اسد کے خیال مین آیا کہ ہمارے خاندان کا یہ طریقہ
نہین ہے کہ بزرگ اپنے شراب پلائین عرض کی حضور بیٹھ جائیے مین خدمتگزاری کرونگا بدیع نے اصرار
کیا اسد نے جام لیا بدیع الزمان نے فرمایا اے نور نظر جلد پیو اسد نے قصد کیا کہ جام نوش کرون
آواز آئی اے طلسم کشا کیا کرتا ہے یہ تمھارے ماموںجان نہین ہین بدون ملاحظہ لوح قلعہ مین چلے
آئے اسد نے سر اٹھا کر دیکھا لکۂ ابر سے ملکہ عجائب جادو معشوقۂ قباد خونخو کف افسوس
مل رہی ہین جیسے ہی اسد سے آنکھ چار ہوئی کہا اے نور نظر لوح دیکھو وہ تاجدار جسنے اپنا نام بہرام

تبلایا تھا وہ تخت سے جھلا کر اٹھا آواز دی او برباد کن خانمان ساحران طلسم ہوشربا تونے غضب کیا مشقت
ہماری ضایع کی یہ کہکر جھپٹا عجائب تو برق بنکر آسمان مین ڈوب گئی بدیع نے چاہا پیچھے ہٹون اسد کی
نگاہ لوح پر پڑی لکھا تھا یہ شہیم جادو مالک مرحلہ جب جام شراب دے اسی پر پھینک مارنا ظہیر مکار
بھی نہ جانے پائے اسد نے جام شہیم پر پھینکا قطرات شراب پڑے جسم جلنے لگا ظہیر نے
چاہا تعاقب عجائب کرون اسد نے اُٹھتے اُٹھتے لوح سامنے کر دی لڑکھڑا کے گرا اوپر سے اسد
نے ہاتھ مارا ظہیر کے بھی دو ٹکڑے ہوئے ان دونون ساحرون کے مرنے سے مکانات گرنے لگے آواز آئی
کشتی مرا نام من شہیم جادو و ظہیر مکار بود اسد نے سجدۂ شکریہ پروردگار کیا چند مکانات
کہنہ باقی رہے اُن مین چند ساحر و غیر ساحر قید تھے ایک جوان خوش رو مسلسل و مطوق تھا
جب اُسکو رہا کیا ہوشیار ہوتے ہی گرد اسد نامدار پھرا کہا اے شہریار ہمارے آقائے نامدار مولائے
قدرشناس لاچین والا تمکین کہان ہین بزرگون نے ہمکو بشارت دی تھی کہ نبیرہ صاحبقران آکر ظالمون کو
قتل کریگا حقدار کا حق ملیگا تم سب کا غنچۂ آرزو کھلیگا شکر ہے جو خواب مین دیکھا اُسیکا ظہور ہوا قلب کو
سرور ہوا مین شہنشاہ لاچین کے سپہ سالار کا بیٹا ہون اشہب تیغ زن میرا لقب ہے چار سو جوان
اس مقام پر قید ہین یہ سب خیرخواہان دولت لاچین ہین اسی جرم مین قید ہوئے جسنے دوستی
افراسیاب کا اعتقاد نہ کیا اسکو قید کیا ظالم امونکو عہدے ملے جابجا اکثر وزیر سپہ سالار کنیزان ملکہ
بلقیس ثانی قید ہین مین رہبری کرکے لیچلونگا برائے خدا لوح دیکھئے یون کسی سے ملاقات نہ کیجئے
تمام طلسم ہوشربا آپ کا دشمن ہے جب حضور نہین آئے تھے شہیم و ظہیر یہی صلاحین کر رہے تھے
کہ عزیز و اقارب کی شکل بنکر طلسم کشا کو دھوکا دینگے خدا نے آپکو بچایا لوح مین یہ دیکھئے مین دوست ہون
یا دشمن راہبر یا رہزن شاید کوئی ساحر مجھکو گرفتار کرلے میری صورت بنکر آئے اُسوقت حضور کو مشکل
ہوگی ہر وقت لوح ملاحظہ فرمائیے اسد نے لوح کو دیکھا یہی نکلا کہ یہ خیرخواہ دولت ہے اشہب نے
اُس شب کو اُس قلعہ ویران مین اسد کو آثار رات بھر یہی سمجھایا کیا کہ آپ پر ابھی بڑی بڑی سختیان
ہین لوح سے غفلت نہ کیجئے گا غلام ساتھ رہیگا جب چار پہر رات گذری بوقت سحر اسد سے اشہب نے
کہا اب سلاح جنگ جسم پر آراستہ کیجئے لوح رہبری کرے گی غلام بھی ساتھ ہے طلسم ظاہر مین حضور نے
ذکر سنا ہوگا حجرۂ ہفت بلا مشہور تھا پانچ حجرے طلسم ظاہر مین تھے دو حجرہ ہائے زبردست طلسم باطن مین

ملینگے اب آگے بڑھکر مرحلہ ہے حاکم حجرۂ ششم مبہوت فیلزور وہان کا حاکم و منتظم ہے بڑی بڑی کد کریگا لوح
سے ہوشیار رہیے گا مرکب عربی حاضر ہوا اسد سوار ہوے اشہب مع چارسو جوانون کے ساتھ ہوا بہ
ہدایت لوح ایک جانب چلے اثنار راہ مین ایک کوہ ملا سبب ورے بندین ایک درہ جو کھلا ہی اسکو روکے
ہوے دو فیلان مست آپسمین جنگ کر رہے ہین اشہب نے عرض کی حضور یہی راستہ ہو بعد طی ہونے اِس
پہاڑ کے گنبد مبہوت ملیگا اسد نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا اِن فیلان جنگی کو بقوت صاحبقرانی قتل
کرو تب راستہ ملے اسد گھوڑے سے کود اچھپٹ کر بیچ مین اُن دو فیلان جنگی کے آیا دونون نے سونڈین
اُٹھائین اسد نے داہنے ہاتھ سے ایک کا بھسونڈا دوسرے ہاتھ سے دوسرا تھا مکر بقوت
صاحبقرانی ایک گھونسا مارا ایک کا سر پھٹا دوسرے کر پر قبضہ مارا دونون مرکر گرے تاریکی ہوئی آواز
آئی کُشتے ہمرا نام من فیلان جاد و بود درہ کوہ شق ہوا راستہ ظاہر ہو گیا اسد پشت مرکب پر سوار
ہوکر بڑھے اشہب نے بڑھکر ہاتھ چوم لئے کہا غلامان جانباز قوت بازو پر نثار ہون آپکے اوصاف
کُتب مین دیکھے تھے اُس سے بہتر پایا برائے فتاحی طلسم ہوشربا ایسا صاحب قوت و طاقت ہو اب خدا
حضور کو مبہوت پر مظفر و منصور کرے اشہب یہ کہتا ہوا آتا ہے تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا سامنے
ایک گنبد آہنی اُسکے اندر ایک جوان عفریت مثال بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہے بہت سے
پتلے ماش کے آٹے کے بصورت شیر و پلنگ و گرگ و فیل بنے ہوے رکھے ہین جیسے ہی اسد نے نعرہ
کیا مبہوت نے وہ پتلے پھینکے فیلان جنگی و شیران صحرائی بصورت اصلی ہوکر اسد پر حملہ آور ہوے
وہ سحر کامل ہے کہ گھوڑے کو اسد کے ہلاک کیا چار جانب سے لپٹے جاتے ہین پیچھے پڑ رہے ہین قصد ہے
کہ لوح لین زرہ پرزے پرزے ہو رہی ہے وہ شیران صحرائی یہی قصد کرتے ہین لوح و مہرہ قبضے سے اسکے
نکال لین خون کے پیاسے ہین اشہب نے دور سے دیکھا اسد کا گھوڑا مارا گیا پیدل اُن جانوران گزندہ سے
شیرانہ لڑ رہا ہے شیر کو گھونسا مارا ہاتھی کا سر کھینچکر پھینکا گردن پر ہاتھ تلوار کا مارا اشہب نے پکار کر آواز
دی اے شہریار لوح سے کام لیجئے اِن جانورون کے سامنے لوح کو پھینک دیجئے اشہب نے جو یہ
پکار کر کہا مبہوت فیلزور نے مثل ابر کے گرجا آواز دی او اشہب مابدولت کے سامنے منہ زوریان کرتا ہے
یہ کہکر شیر کی تصویر زور سے پھینکی وہ ماش کا پتلا شیر بنکر اشہب پر جا پڑا اس نوجوان کو منہ مین دبا کر
لے بھاگا ہر چند اسد نے تعاقب کیا وہ شیر نظرون سے نابود ہوا کچھ شیر جہان وہ چارسو جوان کھڑے

ہین آ نیز پھینکے ان شیر دن نے اُن سب کو چیر پھاڑ کر پھینکنا شروع کیا اسد انتہا کا بیقرار ہے کہ کس طرح
سے اپنے کو بچاؤن یا اشہب کی فکر کرون یا ان بندگان خدا کی حفاظت مین مصروف ہون جست
کر کے اپنے کو مجمع جانوران گزند سے نکالا مہرہ کا عکس لوح پر ڈالا حرف پیدا ہوئے تحریر تھا اے طلسم
کشا مہرہ قبضے مین رکھ لوح کو یہ کہکر پھینکدے کہ اے جانوران گزند یہ تحفہ موجود ہے جو سب پر غالب
وہ لیلے یہ آپسمین لڑ مینگے تم تماشا دیکھو بعدہ جیسا لوح مین حکم ہو ویسا کرنا یہ حجرہ ششم بلا ہے بسبب لوح
کے مجبور ہے ورنہ یہ ملبھوت پرسے کے پرسے درہم و برہم کر دیتا ایک نہ بچتا جب گنبد سے نکلیگا زمین کانپے گی
لوح پھینک کر ہوشیار رہنا وہ شیر اور فیل اسد پر چلے تھے کہ اسد نے فقرہ مذکور کہکر پھینکا شیر و فیل آپس مین
لڑنے لگے ایک نے ایک کو ہلاک کیا ہر کس یہی چاہتا ہے کہ لوح کو اٹھالون تین سو شیر و پلنگ وغیرہ آپس مین
لڑکر ہلاک ہوئے گوشت خرد و نذان سگ کا مضمون ظاہر ہو گیا ایک شیر ببر سب مین قوی تھا وہ باقی رہا
اسنے چاہا لوح پر قبضہ کرون ہزیر دشت جرأت اسد باشوکت نوہ کر کے اس شیر پر جا پڑا اسنے دونون پنجے
اوٹھائے قصد کیا گوشت پوست نوچ کر لیجاؤن طلسم کشا کو مٹاؤن اسد نے دونون کلائیان تھام
کر ایک گھونسا مارا شیر کا سر پھٹا اسد نے لوح اٹھالی طرف گنبد کے چلا ملبھوت نے زنجیر آہن سے
کمر باندھی سپر فولادی بائین ہاتھ مین گرز گران سنگ کو گردش دیتا ہوا گنبد سے نکلا آتے ہی اسد پر حملہ کیا
اسد نے گرز کو چہرے کی پناہ کیا اس زور سے گرز ملبھوت نے مارا اسد تا بزانو زمین مین غرق
ہوا قریب تھا استخوان ٹکڑے ٹکڑے ہون ملبھوت پھر جھپٹا اسد نے اپنے کو بمشکل زمین سے
نکالا خیال ہوا اگر ابکی گرز پڑیگا کلائیان ٹوٹ جائینگی جیسے ہی ملبھوت نے گرز مارا ہر چند کہ اسد
انتہا کا زخمی ہو چکا تھا فیلان جنگی و شیران صحرائی نے زخمی کیا ہی دل کو مضبوط کر کے تیغہ برق مثال کا
ہاتھ مارا گرز مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوا دستہ ہاتھ مین ملبھوت کے باقی رہا وہ کھینچ مارا اسد نے خالی
دیا ہاتھ تلوار کا ملبھوت پر مارا ملبھوت کو اسقدر اپنے زور پر ناز ہے کہ اسد صاحب لوح جری
صف شکن ہے مگر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا لپٹ پڑا اس زور و شور سے کشتی ہوئی ہمراہیان اسد الامان
الامان کہہ رہے ہین جب ملبھوت لے دوڑتا ہے پانچ پانچ سات سات قدم اسد کو ریل لاتا ہے زخمون
سے اسد کے خون جاری زرہ پارہ پارہ بحسرت طرف فلک کے نظارہ کرتا ہے ملبھوت یہی چاہتا ہے کہ لوح
و مہرہ چھین لون اسد کو چھوڑ کے نکل جاؤن اسد بھی بہ لطف گریبان گیر اس بیحیا کی ہلاکت کی تدبیر گریبان نہین

چھوڑتے اگر وہ پانچ قدم ریل لایا تو اسد دس قدم لے دوڑے کئی مرتبہ مبہوت اسد کو پکڑ لایا چاہتا ہے پس پیلان
توڑ ڈالون اسد مثل برق جہندہ نکلتا ہی ایکی دونون مونڈھے تھام کر اسد دوڑا بارہ قدم پر لا کر بقوت
صاحبقرانی ایک مارا دونون گھٹنے مبہوت کے آشنا بنیچ ہوئے زخمون سے اسد کے فوارے
خون کے نکل رہے ہین اپنی ہلاکت کا خیال نکیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالدیا گویا پہاڑ کو اٹھالیا زمین پر مارا کود کر چھاتی
پر سوار ہوئے چاہتا تھا تڑپ کر نکلون لوح و مہرے کا عکس جو پڑا نابینا ہوگیا اسد نے سر کھینچکر
مبہوت کا پھینکا قریب تھا کہ غش کھا کر گرے اندر سے گنبد کے اشہب ظاہر ہوا مگر نہایت
زخمی تپلے جسلے گنبد گرا پہاڑ ٹکرائے آواز آئی کشتی مرا نام مُن مبہوت فیلزور بود افسوس
کوئی مدد کو نہ پہونچا جسم سے مبہوت کے صدہا طائر نکلے پرون سے سر پیٹتے ہوئے طرف افراسیاب کے
چلے اشہب نے آکر اسد کو سنبھالا کہا اے شہریار ہوشیار ہو جیسے ایک قصر باقی رہگیا اشہب اسد کو سنبھالکر
اس قصر مین لایا دنگل پر بٹھایا سب جوانان ہمراہی نے ملکر زخم دوزی کی اشہب علاج مین اسد کے مصروف
ہے تمام سامان عیش و نشاط اوسی قصر مین موجود تھے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ مواج و ملکہ لعل مع
چار سو کنیزون کے آکر پہونچین اسد کو قتل مبہوت کی مبارکباد دی آکر کرسیون پر بیٹھین جلسہ آراستہ ہوا لعل
و مواج اپنے ناز و کرشمے دکھا رہی ہین اسد کو لبھا رہی ہین اشہب نے کئی مرتبہ پوچھا اے شہریار آپنے
انکو پہچانا اسد نے کہا ہماری عاشقان صادق جانباز و سر فروش ہین کئی مرتبہ اشہب نے اشارے سے کہا
لوح تو دیکھیے لعل و مواج نے باتون مین الجھالیا مہ جبین دلالان نو نقبا کا ذکر شروع کر دیا اسد تو
اس قصر مین مصروف عیش و نشاط ہین لیکن خواجہ عمرو جو اسد کے ساتھ سے دریا مین گرے اپنے کو ایک
صحرائے پر فضا مین پایا سامنے ایک قصر عالی مین ایک شہزادی کرسی پر بیٹھی ہی بارہ سو کنیزین حوروش پیکر سیمبر
مصروف خدمت گذاری عمرو گلیم اوڑھ کر کنارے آیا ایک کنیز شگوفہ نامے کو بیہوش کیا اوسکی شکل بنکر
اُس شہزادی کی خدمتمین حاضر ہوا کنیزون کے کہنے سے معلوم ہوا اس شہزادی کا پریوش نام ہے خواجہ کا ارادہ
ہوا کہ مین گا بجا کر پریوش کو گرفتار کرلون اس قصر کا مال لوٹ لون کہ ایک زاغ سیاہ نے آکر پرچہ کاغذ کا
گود مین پریوش کے ڈالدیا پریوش نے اُس کاغذ کو اٹھا کر پڑھا مرقوم تھا اے پریوش افسوس ہے
شہنشاہ ہمارا مبہوت فیلزور مارا گیا مگر ہمنے لعل و مواج کو گرفتار کرلیا تھا ان دونونکی صورت
پر ہمنے اسد کو دام مکر مین پھنسایا ہے مگر اشہب ملازم قدیم لاچین ساتھ ہے وہ ہر مرتبہ ہوشیار کرتا ہے انکی یعنی

لوح نہین دیکھنے دی اے ملکہ تم بصورت مہ جبین جلد آکر پہونچو تمہاری صورت پردہ ہوگا کہا ئیگا اگر کہین لوح دیکھ لی غضب ہو جائیگا
پریوش نے سر پیٹ کر آواز دی لو صاحبو ہمارا سر پیٹ مبہوت مارا گیا گلشن و گلستان کنیزان مبہوت
نے مواج و لعل کو پکڑ لیا تھا اب اُنکی شکل پر اسد کو دھوکا دیا لوح و مہرہ نہین دستیاب ہوتا مجھکو برائے
مدد بلایا ہے دختر افراسیاب کی تصویر نکالو مین جلد چلون لوح و مہرہ اسد سے چھین لون کنیزین تصویر
مہ جبین کی لائین پریوش نے سحر کرکے اپنی صورت بشکل مہ جبین بنائی شگوفہ کا ہاتھ تھام لیا کہا شگوفہ
اگر سامری نے مدد کی فتح جنگ ہمارے ہاتھ سے ہوتی ہے دیکھ میری صورت مین کوئی فرق تو نہین ہے شگوفہ نے سر سے
پا تک بلائین لین کہا واری اگر افراسیاب بھی دیکھے تو نہ پہچانے پیتے صرصر سے رنگ روغن عیاری کا لیا
تھا حکم ہو تو دلارام کی شکل بنکر آپ کے ساتھ چلون اس شکل پر جلد دھوکا کھا ئیگا دلارام نے اسکے ساتھ بڑے بڑے
کام کئے پریوش خوش ہوگئی کہا تو صورت بدل سکیگی کہا واری دلارام سے ہم مکتب رہی ہون یہ کہکر خواجہ
کنارے آئے بصورت دلارام سامنے پریوش کے پہونچے پریوش خوش ہوگئی کہا دلارام یہ وقت
دستگیری ہے عمرو نے کہا حضور مین چلتے ہی گانا شروع کر دونگی آپ تنہائی مین لوح و مہرہ لیجئے گا مین چلتے ہی
صاف صاف کہونگی اے شہریار وقت شب ہے اسمین ہمارا مطلب ہے لوح و مہرہ ہمین دیجئے ہم شب
بھر حفاظت کرین میری خیر خواہی اسپر خوب ظاہر ہے فوراً دیدینگے تامل نکرینگے پریوش نے تخت اُڑایا چار
سو کنیزین ہمراہ ہوئین یہان ہنگامۂ عیش و نشاط قصر مین گرم ہے گلشن و گلستان تدبیرین کر رہی ہین
دمبدم اشہب اشارے کرکے انکے رنگ کو مٹاتا ہے لوح نہین دیکھنے دی زلف لیلائے شب کمر سے
گذری تھی کہ کنیزون نے بڑھکر عرض کی حضور مبارک ہو ملکہ مہ جبین آپہونچین مواج و لعل نقلی نے
کہا حضور اُنکے دل کو آرام کہان جس روز سے آپ چلے آئے انھون نے آب و دانہ بھی ترک کر دیا اب اُنکے
ساتھ سامان لشکر کشی کرینگے یہ ذکر تھا کہ مہ جبین کا تخت آکے اُترا اسد نے پہلو مین جگہ دی رو رو کر کہا
اے شہریار آپکی محبت مین ہم تباہ ہوئے کوئی ساعت ہمکو آرام نہین ملتا آپ کے آتے ہی ہمپر جہان
چلین آب و دانہ ترک ہوا دلارام کو خدا سلامت رکھے کہ اُسنے ہمکو یہانتک پہونچایا گلشن و گلستان
تو اب خاموش ہین کہ دختر افراسیاب آگئی انکے سامنے کسی معشوق کی کیا لیاقت ہے مگر دلارام کی چھل بل
زبان درازی سخن سازی ہر مرتبہ اسد کی بلائین لیکر کہتی ہے لوح و مہرہ مجھکو دیجئے صبح کو دیدونگی یہ
سنکر گلشن و گلستان تھرا جاتی ہین پریوش سے اشارہ ہے کہ دلارام کو منع کر دلوح و مہرے کا نام نہ لے

ایسا نہو کہ طلسم کشا کی نگاہ پڑے سب انتظام بیکار ہو پریوش نے اشارہ کیا دلارام قدیم لاکر دی
گھبرائے حیرت سے اسد کو لیکر یہی بھاگ گئی تھی انکے ساتھ خوب خوب لڑ چکی ہے اسکا بڑا اعتبار ہے ہمارا
سب انتظام بیکار ہے یہ جو کچھ کہے گی اسد بدل وجان قبول کرینگے دلارام نقلی نے ہنستے ہنستے
قریب آکر اسد کے چٹکی لی کہا مجھسے آنکھ تو ملاؤ اب جو اسد نے آنکھ ملائی دیکھا نانا جان بصورت
دلارام ہین جیسے کوئی سوتے سوتے بیدار ہوتا ہے عمرو نے اشارہ کیا او نا بیٹا او عاشق پیشہ طریقہ عاشقی
معشوقی مین اپنے کو ہلاک کرے گا جلد لوح کو دیکھ پریوش رانون سے رانین ملا کر بیٹھی ہی مکر سے رونی بھی
جاتی ہی حال زار سناتی ہے یہ اسد کو اب یقین ہوا کہ مین کسی جال مین پھنسا مہ جبین کو تسکین دی منہ پھیر کر لوح
پر نگاہ ڈالی تحریر تھا کہ اے فتاح طلسم واے سیار این عجائبات گلشن و گلستان کنیزان مبہوت ہین
ملکہ لعل سخندان و مواج قطرہ زن نہین خبردار بچکر نہ جانے پائین یہ دیکھتے ہی اسد نے بقہر و
غضب تمام طرف مہ جبین کے دیکھا ملکہ مہ جبین نے کہا اے شہریار خیر تو ہے پریوش نے چاہا تھا کہ جھک
کر اٹھے اسد نے لوح سامنے کر دی آہ کر کے لہرائی اسد نے ایک طمانچہ مارا پریوش کا سر اڑ گیا گلشن
مارے کھکر اٹھی اسد نے جھپٹ کر ہاتھ مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے گلستان نے پر پرواز پیدا کئے پشت
پر سے نعرہ ہوا انم مہر سپہر عیاری حلقہ ہائے کمند مارے گلستان نے اُف کیا منہ سے شعلہ نکلا حلقہائے
کمند جلے کہا ارے ظالم تو کہان پہونچا یہ کہکر عمرو کی کمر مین پنجہ دیا چاہا کہ لے اڑے دن عمرو نے آواز
دی اے نور نظر مجھے بچانا یہ ملعونہ لئے جاتی ہے اسد نے بحکم لوح تیر مارا سینہ پر کینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو
پار گذرا تمام مکان مین تاریکی ہو گئی کنیزین ساتھ والی چیخین مار کر بھاگین ان جادوگرنیون کے مرنیکی آواز
آئی لعل و مواج ایک گوشے مین بے ہوش پڑی تھین گلشن و گلستان قتل جو ہوئین سحر اترا انکے ہوش آیا
دیکھا اسد نامدار جادوگرنیون سے لڑ رہے ہین مواج و لعل نے بھی بڑھ کر سحر کئے تمام کنیزونکو قتل
کر ڈالا اوس قصر مین بہت مال و اسباب تھا صبح ہوتے ہوتے سب عمرو نے لوٹ لیا اسد نے گھبرا کر
پوچھا اے لعل و مواج تمکو کنیزان مبہوت نے کیونکر پایا عرض کی ہم قلعہ زمہریر سے لڑ کر نکلے ان
دونون نے ہمکو راہ مین گرفتار کیا اسوقت تک مر چلے نہ ٹوٹتے تھے لوح آپکو دستیاب نہ ہوئی تھی اسنے
کہا اے شہریاران جادوگرنیون کے مرنے سے ناز نہ کیجیے یہ ادنی مقامات تھے آپکو تمام طلسم باطن کی
سیر کرنا ہے سب سے زیادہ مقام سخت و صعب مقام حجرہ ہفتم بلا ہے کہ جہانکا ہفت سر جادو مالک ہے

اس مرحلے پر سراسر دام مکر بچھا ہے قدم ہٹانا دشوار ہے بسم اللہ ہم سب ملازمان حضور اسی مقام پر فروکش ہیں حضور اپنے کو مرحلہ ہفت سر پر پہونچائیں لوح کو قدم بقدم ملاحظہ کیجیے گا پروردگار فضل کرے اور ہفت سر قتل ہو ملکہ عالم زوجہ شہنشاہ لاچین بلقیس ثانی اسی مقام پر قید ہیں جو کچھ کیجیے گا بہت ہوشیاری سے کیجیے گا اگر خدانخواستہ لوح پر کوئی افتاد پڑی پھر دستیاب ہونا دشوار ہے ہم میں سے کوئی اس مقام تک نہیں جا سکتا پروردگار آپکے ساتھ ہے بوقت سحر اسد نے کمر ہمت چست باندھی لعل و مواج و اشہب و خواجہ اسی مقام پر رہے یا کسی طرف چلے ذکر انکا وقت پر آئیگا انشاءاللہ۔ دو شبانہ روز رہ نوردی کرکے تیسرے دن صبح کو دیکھا ایک قصر آہن مثل دل کافر سیاہ پھاٹک اسکا بند گرد اس قصر سیاہ کے نخلہائے بلند ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں سبزہ وہان کا مثل مخمل سبز سڑکیں مختصر بنی ہوئیں جنکو پگڈنڈی کہتے ہیں اب اسد نے لوح کو ہاتھ میں لیا تیغہ برق مثال کھینچا یکایک پھاٹک کھلا ایک دیو کو دیکھا کہ جسم پر سات سر ایک سر بہ شکل انسان ایک مثل فیل ایک بصورت کرگدن ایک بصورت سگ سات سر سات ہاتھ ایک ہاتھ میں تلوار ایک میں گرز ایک میں نیزہ طویل ایک میں تیر و کمان ایک میں خنجر آبدار اس زور و شور سے نعرہ کرکے نکلا آواز دی منم ہفت سر جادو او اجل گرفتہ یہان کیون کر پہونچا قضا تجھکو یہان گھیر لائی یہ کہکر ساتون ہاتھون سے حربے کئے اسد نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا اے اسد یہ مقام احتیاط ہے خبردار سبزہ پر قدم نہ رکھنا شاخہائے نخل کے سائے سے اپنے کو بچانا سبزہ بیگانہ نہ بلکہ زہر بار ہر شاخ شمشیر آبدار اگر ان کے سائے میں پہونچا لوح قبضے سے نکل جائیگی اسد نے بہت جلدی یہ احکام ملاحظہ کیے ہفت سر حربہ کر چکا اسد نے گرد اسپر کا سر پر کھینچا تلوار سپر پر کاٹی پیلے سے سنان نیزے کو اڑایا گھاٹ سے گرز کو کاٹا تیر کو خالی دیا مشکل یہ ہے کہ پگڈنڈی پر پینترہ بدلنے کی جگہ نہیں ہے اگر خم ہوتے ہیں سائے میں شاخ نخل کے پہونچتے ہیں وہ سایہ جن کا سایہ ہے کیونکر اپنے کو بچائے ان حربون سے اپنے کو بفنون سپاہگری محفوظ رکھا ہر چند کہ حربے قلم کئے دیکھا ہفت سر کے ہاتھ میں وہی حربے پھر موجود ہیں طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے شاخون نے ہاتھ بڑھائے سبزہ لہلہا رہا ہے اپنا جوبن دکھا رہا ہے نرگس نے آنکھیں کھولدیں سنبل نے بال پریشان کر دیے سوسن کی زباندرازی ہر برگ بار کی سحر سازی ہفت سر نے پھر حملہ کیا جس جانور کا جو سر ہے اسی کی صدا میں آواز دیتا ہے قلب اسد کا تھراجاتا ہے لوح خبر دیتی ہے اے طلسم کشا سبزے پر قدم نہ رکھنا سائے سے شاخہائے نخل کے اپنے کو بچاؤ سمجھ کر آگے بڑھو۔

جسقدر قدم کا نشان ہے وہ نشان قدم خضر راہبر ہے اُسکے خلاف قدم رکھنے مین جان کا ضرر ہے ہفت سر
نے ایک چیخ ماری پھر دندانہ کھلا گیارہ زنگیان آدم خوار تلوارین کھینچکر اسد پر آپڑے اسد پیچھے ہٹا دائین
سمجھون کے روک رہا ہے اب جس پر ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ایک زنگی نے پہلو سے آکے
وار کیا پھیلا اُسکی تلوار کا شانے پر پڑا کڑیان زرہ کی کٹین وہ زنگی وار کرکے پیچھے ہٹا اسد جھپٹا وہ بھاگا
اسد غصے مین جا پڑا سبزے پر بھی پانون پڑ گیا شاخہاے نخل کا بھی سایہ ہوا ہفت سر نے آواز دی
دو مارا تتق گرد عظیم بلند ہوا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اُسی اندھیرے مین ہزارہا ہاتھ جسم پر اسد کے
پڑنے لگے وہ لوح و مُہرہ ڈھونڈھتے تھے اسد کو اسم حاشیہ لوح ورد ہے لوح کو مضبوط تھامے ہوے
اندھیرے سے گھبرا رہا ہے ان ہاتھون کو ناتنہاے تلوار کو چرخ دیا بعد عرصۂ دراز ایک صداے مہیب
آئی اُس صدا سے زمین تھرائی آندھی سیاہ اٹھی اس آندھی مین اسد کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ جھونکا ہوا کا
مجھکو اڑائے لئے جاتا ہے قدم نہین تھمتا تموج ہوا سے پانون نہین جمتا تھوڑے عرصے کے بعد وہ آندھی
دفع ہوئی زمانہ روشن ہوا دیکھا ایک صحراے ریگستان مین پڑا ہون وہ صحرا وہ سبزہ وہ نخل ہفت سر
سب معدوم ہوئے زمین و آسمان بدل گیا لوح کو دیکھا عنایت سے پروردگار کی بچگئی مگر لوح پر تاریکی
حرفون پر نگاہ نہین ٹھہرتی مُہرہ ضو نہین دیتا اسد سوچا قاعدے کے خلاف ہوا مہرخ و بہار و باغبان
ذکر کیا کرتے تھے کہ مرحلہ ہفت سر نہایت مشکل ہے سبزہ بیگانہ پر جا پڑے شاخون کا بھی سایہ پڑا آخر یہ انجام
ہوا توکلت علی اللہ مجبور و ناچار رنجیدہ بیقرار اُسی صحراے ریگستان مین ایک جانب چل نکلے بونڈلے گرد کے براے
تعظیم اٹھنے لگے وہ ہواے گرم چلی کہ جسم مین آبلے پڑے قدم اٹھانا دشوار صحراے ہول خیز مثل کرۂ
نار اسد کو یقین ہے کہ اس صحرا سے زندہ نہ نکلون گا ریتی کا میدان جنگل سنسان ریتی مین پانون
غرق ہوے جاتے ہین غولان بیابانی راستہ بھٹکاتے ہین طائر کا جنگل مین نام نہین اگر کوئی آفت کا مارا
بھٹک کر آنکلا منہ کھولکر زمین پر گرا پر پرے جل گئے پڑا تڑپ رہا ہے ایک جانب درخت ببول کے
کانٹون کے انبار گرمی سے روح بیقرار ایک۔ قدم بمشکل اٹھتا ہے دل بیٹھا جاتا ہے طائر روح قفس
جسم مین گھبرا رہا ہے اگر خس خانہ مژگان سے نگاہ نکلی مردمان چشم پھکنے لگے دن بھر اُسی صحراے
ہول خیز مین بے آب و دانہ گذرا جب ہونٹھون پر جان آئی شعلۂ جوالۂ ماہ تابان آتش خانۂ فلک پر نمایان
ہوا ستارے چنگاریان آسمان دھوان معلوم ہوتا ہے ایک مقام پر یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی لڑکھڑا کے

گرا رات بھر تشنہ بادیہ ہوائے گرم پانی معدوم ریت کا دریا جوش مار رہا ہے دور سے پانی کا دھوکا ہوتا ہے
اس دھوپ مین بہت دوڑ دھوپ کی پانی کہین دستیاب نہ ہوا استادان سخنور نے تحریر فرمایا کہ تین شبانہ
روز اسد کو اسی صحرائے ریگستان مین بے آب و دانہ گذرے اس شب کو اسد نے تڑپ تڑپ کے
دعا کی اے رزاق مطلق تو رزق کا بندون کے ضامن ہے رزق رسانی پر قلب مطمئین ہی اس تیرے
بندے پر آج تین شبانہ روز گذرے بے آب و دانہ ہون اے رزاق رزق پہونچا یا حکم ہو ملک الموت کو کہ
قبض روح کرے اب کشاکش نہین اٹھتی نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہون مثل زلف پریشان ہون
رات بھر اسد نے دعا کی انھین کے غم مین گریبان سحر چاک ہوا تابش و حرارت بڑھی اسد گرتا پڑتا قریب
کوہ فلک شکوہ پہونچا آواز تسبیح خوانی کی کان مین آئی کوئی مرد خدا پرست عبادت کر رہے ہین اسد
سختی اٹھا کر پہاڑ پر چڑھا گھاٹیون کو بمشکل طے کیا بالائے کوہ پہونچا ایک حجرہ سنگ مرمر کا پہاڑ پر بنا دیکھا جیسے
ہی اسد پہاڑ پر آیا ایک مرد بزرگ بصورت نورانی حجرے سے باہر آیا اسد نے سلام کیا اُن بزرگ نے
بہ محبت و شفقت فرمایا اے آفتاب آسمان جود و سخا و اے فتاح طلسم ہوش ربا بڑی جفا اوٹھائی ہم تین
دن سے تمھارے مشتاق ہین یہ تین راتین کہان بسر کین چہرۂ زیبا اتر گیا صدمات عظیم اوٹھائے ہم پہاڑ
سے تمھاری جستجو مین نہ اُتر سکے ایک ایک لمحہ تمھاری جدائی مین پہاڑ تھا جو کچھ گذرا یہ تقدیر کا بگاڑ تھا بہت
جلد ہم تک پہونچے شکر ہے کہ راہ مین تم پر کوئی دست انداز نہ ہوا جس ہفت سر نے لوح کو سیاہ
کیا اُس تیرہ بخت کے ملازم تمھاری تلاش مین نکلے ہین حافظ حقیقی نے حفاظت کی ایسے بہت سے
کلمات تسکین فرما کے اسد کو اپنے ساتھ حجرے مین لیکر آئے فوراً کاسہ شیر برنج آب سرد سامنے اسد کے
پیش کیا اسد حیران جمال و محو دیدار تھا کہ یہ کون بزرگ ہین مہر پدری کا مزا ملتا ہے جب اسد آب و طعام
سے فارغ ہوئے تب اُن مرد مقدس نے فرمایا کہ اے طلسم کشا نام میرا ابرار عبادت گذار ہے ہر وقت
یاد پروردگار ہے بزرگان دین نے اس حقیر کو قطب طلسم ہوشربا قرار دیا ہے تمھاری نگہبانی کا حکم ملا اب تم پر
یہ سختی ہے کہ قاعدے کے خلاف ہوا درجہ عمل خوانی طے کرنا ہوگا ایک گوشے مین بیٹھکر عمل خوانی شروع
کیجیے ترک لذات و ترک حیوانات ضرور ہے کل امورات اشیائے خورد و نوش کا انتظام اپنے ہاتھ سے کرنا
ہوگا یہ جو تمکو دیئے جاتے ہین دانائی یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے پیسئے شاخ ہائے تر سلگا کر موافق اپنی خوراک
کے پکائیے نوش فرما کر عمل خوانی مین مصروف ہو جیئے مین قریب آپ کے نہین ٹھہر سکتا اگر خدانخواستہ کوئی

افتادہ بیدگی میں برائے خدمت گذاری حاضر ہونگا جسقدر میرا اختیار ہے بسر و چشم بجالاؤنگا جو احکام بزرگان
دین ہیں اُنمیں فرق ممکن نہیں علاوہ ازین تم نبیرہ صاحبقران مجاہد راہ اسلام نظر کردہ بزرگان صاحبان
والا کے واسطے نزول بلا بھی ضرور ہے بہت سختیاں جھیل چکے اب دمبدم خوشی حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی
ابرار عبادت گزار نے اسد کو بخوبی سمجھا کے تسبیح دی طریقہ عمل خوانی تعلیم فرمایے اسد اسی پہاڑ پر ایک
گوشے میں آکر بیٹھے بطریقہ مذکور عمل شروع کیا ہر روز بوقت سحر قطب صاحب تشریف لاتے ہیں اسد
کو عمل خوانی میں پاتے ہیں مرحبا کہکر پلٹ جاتے ہیں تین ہفتہ کا حکم ہے ایک ہفتہ اسد نے اسی
سختی میں کاٹا مشقت میں چہرہ اتر گیا اعضا مثل تار عنکبوت لب پر مُہر سکوت آٹھوین دن شب کو
بیٹھے ہوئے عمل پڑھ رہے تھے دیکھا صحرا سے گرد اڑی بہ نگاہ غور دیکھا ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ نے
آکر بارگاہ زیر کوہ استادکی باغبان و معمار نے لشکر کو طریقے سے آراستہ کیا ملکہ مہ جبین بھی تخت پر جلوہ
فرما ہیں دوسری جانب سے بھی گرد اڑی دیکھا افراسیاب بقہر و غضب تمام آکر پہونچا لشکر حیرت
بھی ہمراہ ہے سحر کرتا ہوا لشکر مہرخ پر جا پڑا اسد نے دیکھا سب سردار زخمی ہوئے سب نے فرار پر قرار کیا
مہ جبین کو تنہا چھوڑ کر بھاگے افراسیاب نے جاکر مہ جبین کو گرفتار کیا کشان کشان لے چلا
مہ جبین نے فریاد کی اے شہریار مجھے بچایئے یہ ظالم مجھکو گرفتار کر کے لئے جاتا ہے سب سرداروں نے
میرا ساتھ چھوڑا کیا آپ نے بھی محبت سے منہ موڑا اسد فریاد مہ جبین کی سنکر بیقرار ہو گیا قبضے پر ہاتھ ڈالکے
اٹھا آواز دی خبردار او بیحیا کہاں جاتا ہے جیسے ہی اسد نعرہ کر کے اٹھا ایک قہقہے کی آواز آئی کسی نے کہا
وہ مارا اسد نے مہ جبین وا افراسیاب کو نہ پایا تسبیح ہاتھ سے چھوٹی بیہوش ہو کے گرا صبح کو قطب صاحب
تشریف لائے دیکھا اسد بیہوش پڑے ہیں کف منہ سے جاری قریب ہے کہ روح جسم سے نکل جائے
ابرار گھبرا گئے پانی کے چھینٹے دیئے کچھ اسمائے الٰہی پڑھے اسد کو بمشکل ہوش آیا آپ نے فرمایا ای نور نظر
یہ کیا غضب کیا موکلوں نے تمکو دھوکا دیا ہم زیادہ نہیں کہ سکتے بانیان طلسم کی ممانعت ہے اثنائے عمل
خوانی میں جو معرکے پیش آئے اسکو نمود بے بود طلسمی سمجھو کسی بات میں دخل نہ دو یہ نہ سمجھے کہاں لشکر
ظفر اثر کجا افراسیاب بدسیر یہ سب شعبدہ تھا اپنے دل کو قابو میں رکھو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے
مشقت ایک ہفتے کی ضائع ہوئی پھر اب روز اول ہے اس خیال میں یہ عبد ذلیل بھی بہت بیکل ہے لیکن
تمھارے قریب نہیں بیٹھ سکتا اسد یہ سنکر بہت محجوب ہوا کہا حضور ذلت ناموس نہ دیکھی گئی مجبور ہو گے

بول اُٹھا آپ ایسا استاد سر پر موجود تھا ورنہ زندگی دشوار تھی ابرار نے بخوبی تعلیم کر کے اسد کو پھر عمل
شروع کرایا حقیقت مین روز اول ہے اپنے ہاتھ سے پیسا روٹی کا نا شاخہاے نخل کا جلانا تمہا کا شاق
ہوتا ہے لیکن کیا کرین خود کردہ را درمان نیست سوچے کرا ے اسد یہ شیوہ جرأت ہے جو سختی پڑے اُسکو
آسان سمجھو کئی مرتبہ اسی طرح اسد نامدار نے دہوکے کھائے عمل ترک ہوا پھر سرے سے شروع کرنا پڑا
کئی مہینے اسد کو اسی مقام پر گذر رے جب یہ دھوکا کھاتے تھے ابرار صاحب تشریف لاتے تھے
اسد کو اکر اُٹھاتے تھے کہتے تھے اے نور نظر تمہاری جرأت سے سراسر خلاف ہے کہ عمل کو تمام نہین کر سکے
مجھکو ہر روز خوف رہتا ہے کوئی خرابی نہ واقع ہو یہ بھی تمکو خبر دیتے ہین کہ افراسیاب با فوج قاہرہ مقابلے مین
تمہارے سردار دن کے پہونچ گیا قیامتین برپا کر رہا ہے عرصہ ہونے مین سراسر خرابی ہے ابکی مرتبہ
بخضوع و خشوع عمل خوانی شروع کی عجائب و غرائب نظر آنے لگے اسد نے عمل موقوف لیا خرشبکڑ (؟) دیکھی
آفت برپا ہے کبھی دیکھا کہ کوئی بدیع الزمان کو قتل کرتا ہے کبھی غضنفر کو زیر تیغ دیکھا کبھی ملکہ مہ جبین
دلاران خولقبا پر آفت دیکھی کبھی دیکھا کہ امواج قطرہ زن دریا مین ڈوبا چاہتی ہے صداے فریاد
آتی ہے اے شہریار بچائیے لشکر تباہ ہوتا ہے اسد نے بموجب ارشاد استاد خوب سمجھ لیا کہ یہ سوکل دہوکا
دیتے ہین پڑھنا موقوف نکیا بوقت سحر ابرار عبادت گزار تشریف لاے فرمایا اے شیر بیشہ صاحبقرانی
ماشاء اللہ آپنے بڑی تکلیف سے عمل کو ختم کیا بحکم صانع شمس و قمر لوح روشن ہوئی اسد نے لوح کو ملاحظہ
کیا صاف تحریر تھا کہ اے فاتح طلسم داے سیار این عجائبات جسوقت دوبارہ لوح روشن ہو اپنے کو
مرحلہ ہفت سر پر پہونچاؤ اوس مقام سخت پر جب گذر ہو ایک ایک قدم پر لوح کو ملاحظہ کرنا اگر ابکی
کوئی امر خلاف واقع ہوا لوح قبضے سے نکل جاویگی جا نبر نہ ہو گی اسد نے شکر یہ پروردگار ادا کیا سلاح
جسم پر آراستہ کیے زاہد صاحب سے رخصت ہوے قطب صاحب نے فرمایا بسم اللہ پروردگار
تمکو مظفر و منصور کرے رنج دلاور ل سے دور کرے ہم بھی وقت پر آ ملینگے اسد زیر کوہ آئے دیکھا ایک
مرکب زیر کوہ موجود ہے سمجھے یہ عنایت معبود ہے سوار ہو کر لوح کو دیکھتے ہوے چلے اب وہ صحراے
ریگستان بھی نہ ملا سامنے اُسی قصر آہن کے پہونچے درختون پر ہزار ہا زاغ سیاہ بیٹھے تھے صداے
ہیہات وافسوس بلند کرنے لگے درختون سے اُڑے یکایک دروازہ قصر آہن کا کھلا در ظلم زدہ (؟)
داہوا دہی دیو مہیب بشکل عجیب پیدا ہوا جہاے جنگ (؟) تھا مین اسد پر مثل شعلہ جوالہ جا پڑا

ایک ہاتھ سے گرز دوسرے سے تلوار ایک ہاتھ سے نیزہ و تیر وغیرہ کا وار کیا اسد نے تیغ برق مثال نیام
انتقام سے کھینچا گرز قلم کیا سنان نیزہ کو اڑایا کچھ حربے سپر پر روکے ہفت سر نے ایک چیخ ماری قصر سے
زنگیان آدم خوار نکلنے لگے اسد پر سب حملہ آور ہوئے اسد نامدار شیرانہ زنگیون سے لڑ رہا ہے کئی سو
زنگی قتل ہوئے لاشہ کسی کا معلوم نہین ہوتا اب اسد نے حکم کے بموجب لوح کو گردش دی زنگی نابینا ہو کر
سامنے سے بھاگے اب اسد ان آفتون کو جھیل کر قریب ہفت سر پہونچے لوح کو دیکھکر ہفت سر
گھبرایا مگر برس پڑا اسد وار روکے رہا ہے ایک مقام پر لوح کو روبرو کر کے ہاتھ مارا دو سر اوس کے قلم ہوئے
پرنالہ خون کا جاری ہوا قطرات خون جو زمین پر گرے کرگدن خرس وغیرہ پیدا ہوئے اسد نے لوح کو
گردش دی خرس وغیرہ معدوم ہوئے عجب طرح کا ہنگامہ ہے اسد ایسے شیر دل کا قلب تھرا رہا ہے
لوح نے یہ خبر دی کہ ایک ہاتھ مین ساتون سر قلم ہون تب یہ بلائین معدوم ہون اسد حیران ہے کہ کیونکر
اس عفریت کے سر تک ہاتھ پہونچے آسمان سے نعرہ ہوا آواز آئی اے خجستہ جرائت والے آفتاب
آسمان ہمت اسم حاشیہ لوح ورد زبان کرو برکت اسماے الٰہی سے ہاتھ سر تک پہونچے گا اسد نے سر اٹھا
کر ابرار عبادت گزار کو دیکھا ہوشیار کر کے اسد کو نکل گئے ہفت سر نے چاہا اون بزرگ پر جا پڑون غصہ
مین آواز دی او پیر زمین گیر تو نے طلسم کشا سے ساز کیا چاہا جست کر کے بلند ہون اسد قریب پہونچ
چکے تھے اسم حاشیہ پڑھکر ہاتھ مارا برکت اسم سے تیغ بالاے سر ہفت سر پہونچا ساتون سر اڑ گئے
جیسے ہی سر زمین پر گرا آندھی سیاہ اٹھی صداے مہیب آئی چہار جانب سے اسد پر تیغہاے فولادی
گر رہے تھے اسوقت اسد ہمہ تن چشم بنا تھا لوح کو گردش اپنے کو بچانے کی کوشش مشعل جل
رہے تھے زمین سے شعلہاے آتش نکل رہے ہین بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ہفت سر
جادو بود وہ قلعہ آہن ساختہ ساحران پر فن غائب ہوا چند قصر شکستہ باقی رہے اسد
نے آکر ایک قصر کلان کا قفل توڑا دیکھا ایک تخت شکستہ اوپر ایک شہزادی سر کے بال سفید
گرد صدہا نازنینان مہ جبین حیران و پریشان مسلسل و مطوق ناخن وغیرہ بڑھے ہوے بیٹھی ہے
جیسے ہی اسد آئے وہ شہزادی زنجیر سنبھال کر براے تعظیم اٹھی آنکھون سے آنسو بہتے ہوے سلام کیا
بیقرار ہو کر کہا اے شہریار آپکا غلام لاچین خیر و عافیت سے ہے گمراہون کی قید سے حضور نے رہا کیا
اسد نے لوح کا عکس ڈالا زنجیرین جسم سے کٹ کر گرین اسد نے کہا اے ملکہ عالم آپ کا نام نامی کیا ہے

لوح کو مین نے ملاحظہ کیا ثابت تو ہو چکا لیکن اپنی زبان سے نام نامی و اسم گرامی فرمائیے کچھ کلام کیجیے شہزادی نے حجاب سے سر جھکا لیا ساتھ والیون نے دست بستہ عرض کیا اے شہریار خاتون خلق عنبرشمائل لاچین والا تمکین ملکہ ملقیس ثانی ہین افراسیاب نے نمکحرامی کرکے اس مقام پر قید کیا تھا اب اسد غازی نے سب کنیزون کو بھی رہا کیا ساٹھ ہزار کنیزین مصاحبان عالی مقام اور تیئیس قید تھین ملکہ ملقیس ثانی نے سب کو رہا کیا کوٹھے کھلوائے تخت طاؤسی ایک قصر سے نکلا دنگل ہائے زربفتی اوسی قصر مین تھے تخت بچھایا ملکہ ملقیس ثانی کو اسد بن کرب غازی نے تخت پر بٹھایا خود دنگل یاقوت نگار پر جلوہ فرما ہوئے گرداگرد انیسان ہمراز و مصاحبان دمساز آکر بیٹھین ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا ملکہ ملقیس ثانی کی رہائی کی خبر مشہور ہوئی جو جو تاجدار زمیندار و راجہ و ناظم یہان سے قریب تھے آکر حاضر ہوئے ملکہ ملقیس نے ایک ایک کو بہ خلعت سرفراز کیا اسد نامدار سے عرض کی حضور نے طلسم باطن مین داخلہ کیا آپ کے لشکر پر افراسیاب نے قیامت برپا کی ہوگی اب جلد سامان سفر تیار ہو کار گذاران شاہی نے ایک ہفتے مین سب طرح کا سامان آراستہ کیا تین لاکھ ساحر و غیر ساحر جمع ہوگئے اس شوکت و شان سے اسد نامدار ملکہ ملقیس ثانی کو تخت پر سوار کرکے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے قصر ہفت سر سے دو منزلین طے کی تھین کہ آسمان سے لکہ ابر سیاہ ظاہر ہوا دولاب جادو ہمشیرہ ہفت سر اپنے بھائی کے قتل کی خبر سنکر آپڑی آتے ہی چار لاکھ ساحر سحر کرنے لگے اسد غازی نے قبضے پر ہاتھ رکھا ملکہ ملقیس ثانی نے کہا اے شہریار اب آپ تکلیف نکرین مین اس نمکحرام سے سمجھ لونگی دولاب نے دو تین حربے سحر کے ایسے کیے کہ آندھی سیاہ اٹھی کئی ہزار ہمراہیان اسد سر ٹکرا کر مرے ملکہ ملقیس ثانی نے ایک دستک دی کہ آندھی سیاہ موقوف ہوئی سحر ملکہ ملقیس ثانی کی ہوا بندھی برابر تخت کے طاؤس زرین بال آراست کیا اوسپر سوار ہو کے لشکر دولاب پر جا پڑین سحر کرکے آگ برسادی ساٹھ ہزار ہمراہیان دولاب فی النار ہوئے دولاب کو بڑھ کر للکارا او نمکحرام اب آگے نہ بڑھنا قدمونکو طلسم کشا کے بوسہ دے اب وقت قتل افراسیاب قریب ہے دولاب نے بڑھکر ملکہ ملقیس پر سحر کیا تلوارین برسنے لگین ملکہ ملقیس نے سپر کاغذی سر پر آراستہ کی اوسی سپر پر تلوارین گر کے ٹوٹین پہلی شکست یہی تھی سحر دفع کرتی ہوئی قریب دولاب پہونچین اسنے تیغہ سحر کا وار کیا ملکہ ملقیس

نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینکدی غصّے مین ایک طمانچہ ماردیا سر دولاب کا اڑ گیا لاشہ
زمین پر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام من دولاب جادو ہمشیرۂ ہفت سر بود افسوس مردیم و جان
دادیم دبہ مطلب خود نرسیدم ساتھ والون نے فریاد کی ملکہ بلقیس ثانی سے قدمبوس ہوے
ایک دن اُسی مقام پر مقام کیا اسی طرح اکثر ساحران دربند آکے سد راہ ہوے ہاتھ سے ملکہ بلقیس
کے مارے گئے جو ضلع راہ مین ملا اسکو ملکہ بلقیس نے فتح کیا بعض بادشاہ خبر آمد ملکہ سنکر حاضر
ہوے ملکہ بلقیس نے سرفراز کیا جسنے سرکشی کی واصل جہنم ہوا جنگ کرتی ہوئی ملکہ بلقیس مع
طلسم کشا سمت لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم جاتی ہین یہان شہنشاہ لاچین والا تمکین و جملہ سرداران جانباز
و سرفروش یاد مین اپنے آقاے نامدار کی بیقرار ہین کہ افراسیاب مع آفات چہار دست
و نقابدار سیہ پوش و چالیس جوانان روئین تن و با لشکر بیحساب مقابلہ لشکر اسلام مین آکر پہونچا
آمد افراسیاب دیکھکر سب گھبرا گئے افراسیاب نے آتے ہی شب کو طبل جنگی بجوادیا شہنشاہ
لاچین نے بھی حکم دیا تیاریان ہونے لگین بوقت سحر دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمے لکھا ہے
کہ جب افراسیاب میدان کارزار مین آیا جس سردار نے مقابلہ کیا ہاتھ سے افراسیاب کے
مارا گیا دوپہر کامل افراسیاب نے میدانداری کی بعد زوال آفات چہار دست نکلی پانچ سردار
اسکے بھی ہاتھ سے سیار گلشن جنان ہوے بس غصّے مین شہنشاہ لاچین خوش آئین
جا پڑے آفات چہار دست کے سحر روک کے ایک طمانچہ مارا کہ آفات چہار دست منہ کے
بھبل زمین پر گری آواز دی اے نقابدار سیہ پوش مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچانے نقابدار
نے حکم جنگ مغلوب دیا چالیس جوان روئین تن جو آکر گرے ہزارون کو قتل کیا اُنپر کوئی حربہ سحر و غیر
سحر تاثیر نہین کرتا یہی حال نقابدار سیہ پوش کا ہے کہ جب کوئی مثل شہنشاہ لاچین و کوکب
و جہاندار کے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار غائب ہو جاتا ہے کسی کا حربہ اسکے جسم پر نہین
پڑتا سحر کسی کا تاثیر نہین کرتا اسی وجہ سے بہت سے سرداران نامی ساحر و غیر ساحر اسکے ہاتھ
سے سیار گلشن جنان ہوے شہنشاہ لاچین نے اس لڑائی مین آفات چہار دست و
افراسیاب کو زخمی کیا نقابدار سیہ پوش کا کوئی کچھ نکر سکا دن بھر مین ستھراؤ کر دیا لاشہ ہاے
سرداران ملکہ مہرخ سے میدان کارزار بھر دیا آخر شام کو ملکہ مہ جبین الماس پوش نے لاچین

سے صلاح کرکے طبل بازگشت بجوایا خستہ و پریشان لشکر کو لیکر واپس ہوئے نقابدار سیہ پوش کج گیا ہو کہ
ایک کو زندہ نچھوڑیگا اب ملکہ مہرخ سحر چشم کو انتہا کا تردد ہے کہ دیکھیں اسکے ہاتھ سے کیونکر بچیں جس
روز یہ معرکہ درپیش ہوا کہ طبل بجوا کر شہنشاہ لاچین وغیرہ واپس ہوئے ملکہ لعل سخندان و مواج
قطرہ زن و ملکۂ بہار گلعذار و باغبان قدرت آکر پہونچے مژدہ حصول لوح طلسم سنایا ملکہ بہار
نے کہا یہ بھی خبر دریافت ہوئی کہ مقام ہفت سر پر کچھ افتاد پڑی نہیں معلوم طلسم کشا پر کیا گذری یہ ذکر
تھا کہ لشکر افراسیاب سے صدائے طبل جنگ بلند ہوئی چرند و پرند دوڑے ہوئے آئے ہاتھ اٹھا کر دعا
و ثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ الٰہی بخت تو بیدار بادا، ترا دولت ہمیشہ یار بادا، گل اقبال تو دائم
شگفتہ، بچشم دشمنانت خار بادا، نقابدار سیہ پوش نے پھر طبل جنگی بجوایا باقی سب خیریت
ہے یہ سنکر شہنشاہ لاچین والا تمکین نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید
ربانی طبل جنگی بجے آج لشکر ملکہ مہرخ میں سب کو ہراس ہے طور جنگ نقابدار دیکھکر
ہر ایک کو یقین مرگ ہے قاسم و بدیع الزمان و نورالدہر و غضنفر کو شہنشاہ لاچین چاہتے
ہیں پردۂ چشم میں مخفی کریں یہ شیران دشت نبرد ضرور حریف پر جا پڑینگے اگر انپر کوئی چشم زخم
پہونچا طلسم کشا کو کیا منہ دکھائینگے رات بھر دریائے لشکر میں تلاطم رہا بوقت سحر دونوں لشکر میدان
کارزار میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کرکے ہٹے سب سے پہلے افراسیاب جادو میدان
کارزار میں نکلا آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان یہ تو ظاہر ہے کہ طلسم ہوشربا فتح ہوتا ہی قبل
از مہر کی خبر مجھکو دریافت ہوئی مبہوت فیلزور مارا گیا حجرۂ ہفتم پر لوح بیکار ہوئی شاید کسی حجے
طلسم کشا بچا تو اس ملک میں اکیلا رہجائیگا تم سب کا تو آج خاتمہ کردونگا جسکو تمنائے مرگ کی ہو وہ
نکلے ملک جہاندار شاہ بادشاہ گلریز نے بڑھکر ملکہ مہ جبین الماس پوش سے اجازت
لی افراسیاب کا مقابلہ کیا خوب سحر آپسمیں ہوئے لکۂ ابر ہفت رنگ جو سر پر افراسیاب
کے سایہ فگن رہتا ہے زمانہ مقابلۂ ملک اطلس میں تحریر کر چکا ہوں کہ نقابدار سرخ پوش
کے ہاتھ سے تلہ تنک شکل عمر کش کے مارا گیا تھا اسدن سے یہ غائب ہوا افراسیاب نے دیکھا کہ
جہاندار کسی سحر میں کمی نہیں کرتا تو غصے میں لکۂ ابر سیاہ کو اشارہ کردیا وہ ابر سیاہ جہاندار پر
گرا یہ اسمیں مخفی ہوا تمام صحرا تاریک ہوگیا لاچین بیتاب ہو کر لصبد شد و مدائس ابر پر آفتاب بنکر گرا

ابر کے ٹکڑے اڑا دیئے ایک زنگی سیاہ ہوا اُس ابر مین تھا اُسکو شہنشاہ لاچین نے مارا جب اُسکا
سر لیکر نکلا تو ملک جہاندار نے اُس بلا سے نجات پائی لاچین وافراسیاب سے مقابلہ ہوا لاچین نے
افراسیاب کو بھی زخمی کیا ملکہ حیرت نے آواز دی اے نقابدار سیہ پوش شہنشاہ کو بچانا بس
نقابدار سیہ پوش بصد جوش خروش شہنشاہ لاچین پر جاپڑا لاچین نے ستمانہ اُس سے مقابلہ کیا
کئی ہاتھ تلوار کے مارے نقابدار پر تاثیر نہوئی نقابدار نے جو ہاتھ مارا سر شہنشاہ لاچین کا زخمی ہوا
جسنے نقابدار سے مقابلہ کیا یا تو زخمی ہوا یا مارا گیا کوکب روشن ضمیر نے ایسے ایسے وار کیے کہ
طبقات زمین ہلا دیئے آخر زخمدار ہو کر ہٹے جوانان روئین تن نے بہار و باغبان و اسرار وغیرہ
کو زخمی کیا یہ وہ سرداران نامی زخمی ہوے کہ جنکا مثل ممکن نہین ہے جوانان روئین تن کے جو مقابلے
مین گیا قتل ہوا ملکہ بہار وغیرہ نے بڑی جستجو سے اپنے کو بچایا ورنہ اُنکا جسنے مقابلہ کیا وہ مارا گیا ہاتھ
سے نقابدار و جوانان روئین تن کے سب ساحران نامی و شاہان گرامی زخمی ہوے ہرچند اپنے کو
بچاتے تھے اُن ظالمونکے ہاتھ سے مہلت نپاتے تھے اب ملکہ مہرخ کو یاس ہوئی کہ فتح ہونا دشوار
ہے یہ کدوکاوش بیکار ہے شہنشاہ لاچین زخمدار و بیقرار سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے آئے
دلارام وزیرزادی سے کہا اے خیر خواہ دولت شہنشاہ لشکر اسلام ملکہ مہ جبین کو نکال لیجاؤ اب
افراسیاب درپئے آزار ہے یہی قصد کر رہا ہے کہ بادشاہ لشکر اسلام کو گرفتار کرون خدا نخواستہ اگر
مہ جبین پر دشمنونکا قبضہ ہوا اسد کو کیا منہہ دکھائینگے افسوس آج شکست فاش ہوئی ہر ایک کو جان بچانیکی
تلاش ہوئی اہالیان لشکر سپاہی افسر سب جانباز و سرفروش ہین ایک ایک کے نشہ بادہ جرأت کے
جوش ہین میدان کارزار سے قدم نہین ہٹا ہتھیلی پر سر لئے موجود ہین یہانتک کلمات حسرت آیات
لاچین نے کہے سبکو یقین کامل ہوا کہ اب شکست فاش ہوئی لاچین ایسا جلیل ایسی باتین کر رہا ہے
ابتو سب نے ملکر دست دعا بلند کیے پکار رہے ہین اے معبود بے نیاز اے رب کارساز اس بیکسی مین سوائے تیرے
کس سے عرض کرین دشمنون کے ہاتھ سے بچائے بلائے آسمانی سے نجات دے اس طرح ملک کرچو سجدہ دعا
کی تیر دعا ہدف مراد پر ہو نچا بقدرت سبحان لم یزل گرد عظیم صحرا سے اُٹھی کہ روے آفتاب مخفی ہو گیا سب
اُسی جانب دیکھنے لگے دامن گرد شگافتہ ہوا آگے آگے سات سو علم زنگار کے پھریرے کھلے ہوے
علمہاے جواہر نگار حسین وجمیل علمدار نشان آمد لشکر جو جھمکا بعد گذرنے علمدار ونکے اسباب جاہ و

حشم ان سب کے بعد دیکھا کہ تازسیدان جانبازی اسد بن کرب غازی پشت مرکب باد رفتار پر تخت
طاؤسی پر بصد شوکت و حشمت ملکہ بلقیس ثانی گرد چارسو شہزادیان پشت پر سات لاکھ ساحر وغیرہ
اس شوکت و شان سے نمایان ہوئے دشمن مثل آئینہ حیران ہوئے شوکت اسد دیکھکر افراسیاب
گھبرا گیا بغیرت کو پسینہ آگیا لاچین نے جو ملکہ بلقیس کو بعد عرصہ دراز دیکھا قریب تھا کہ روح قالب سے
نکل جائے جھپٹ کر قریب آیا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھدیا پوچھا اے شہنشاہ خوبی و اے رنگ و
بوے گل حدیقۂ محبوبی آج روز عید ہے کیا وقت سعید ہے کہ نظارۂ جمال جہان آرا سے مشرف ہوا
ملکہ کی آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری ہوئے دونون ملکر اسقدر روئے کہ شدت گریہ سے ان ہجران دیدہ
کے ابر منفعل ہوا قریب آکر اسد نے فرمایا اے شہنشاہ بس اب تمھارا حال مصیبت مال دیکھکر
کلیجہ شق ہوتا ہے دیکھو ہر ایک خورد و کلان روتا ہے پروردگار نے اپنا فضل شریک کیا دن ہجر کے گذر کر
صبح وصال ظاہر ہوئی لاچین نے کہا اے شہریار آج لشکر کا خاتمہ ہے افراسیاب آفات
و نقابدار و چالیس ہزار جوانان روئین تن لیکر آیا ہے سات میدان داریان ہوئین کسی کا پنجہ
نقابدار پر قابض نہین ہوتا سحر بھی اُسپر تاثیر نہین کرتا نورالدہر کے گلے مین حرز ہیکل ہے ہمارا لشکر
خوب خوب لڑے انتہا کے معرکے پڑے عین وقت پر حضور کو خدا نے پہونچایا اب آپ نقابدار کی فکر
کرین اگر حضور نقابدار پر غالب آئے آج ہی قتل افراسیاب کا سامان ہو جائیگا ہم زن و شوہر ساحرون
سے سمجھ لینگے کل لشکر کو شکست دینگے اسد لڑتے ہوئے طرف نقابدار کے چلے جوانان روئین تن
پر ملکہ بلقیس جا پڑین اور ہزارون ساحرون کو ملکہ نے مارا ان جوانون پر سحر نے تاثیر نہ کی نقابدار
کے قریب اسد پہونچے اُسپر ہاتھ مارا نظر سے اسد کی نقابدار غائب ہو گیا جب مقابلہ پر
اسد مین آتا ہے تلوار چمکاتا ہے اسد روک کر ہاتھ مارتے ہین وہ زیر شمشیر سے غائب ہو کر دس قدم آگے
ظاہر ہوتا ہے یہ معرکہ جو ملکہ بلقیس نے دیکھا خود نقابدار پر جا پڑین کئی گولے مارے سینے پر اچٹ گئے
ایکطرف نورالدہر بسبب حرز ہیکل کے مجمع ساحران مین لڑ رہے ہین پرے درہم و برہم کر دیئے
نقابدار کسی کے ہاتھ سے زخم نہین کھاتا مثل نگاہ نظرون سے غائب ہو جاتا ہے بدیع الزمان و
قاسم بھی خوب لڑے مگر جب سحر مین مبتلا ہوتے ہین بہار وغیرہ سحر دفع کر دیتی ہین آج میدان کارزار
مین غضنفر نے زمین ہلادی نقابدار کے ہاتھ سے اُسکے بھی قزاق قتل ہوئے بدیع و قاسم و نورالدہر وغیرہ

بھی انتہا کے زخمی ہوئے قدم اُٹھانا میدان کارزار سے مشکل تھا افراسیاب غصے میں اسد نامدار پر جا پڑا بہت سحر کیے اسد نے لوح جمکائی اوپر سے ہاتھ مارا سر افراسیاب زخمی ہوا لوٹ مار کر بھاگا آفاق بھی زخمی ہوئی نقابدار زخم نہین کھاتا کسی کی نگاہین پہنچتی تا شام تک اسی طرح تلوار چلی بلقیس نے حیرت کو ایک طمانچہ مارا تخت سے کود کر حیرت بھاگی ملکہ بلقیس نے اسد سے کہا اے شہر یار نقابدار پر سحر تاثیر نہین کرتا ہم تو مجبور ہوئے آپ اہالیان لشکر کو بچایے ورنہ سب سردار قتل ہو جاینگے یہ سرفروش قدم میدان کارزار سے نہ ہٹاینگے بمجبوری افراسیاب نے طبل بازگشت بجوایا نقابدار کو لیکر پلٹا الگ ایک بارگاہ مین آکر نقابدار و آفات فروکش ہوئے جاتے وقت افراسیاب کہہ گیا کہ ابکی مرتبہ جو میدان کارزار مین آونگا ایک کو زندہ نچھوڑونگا چونکہ افراسیاب و آفات بھی زخمی تھے اسوجہ سے ایک ہفتے کی مہلت دی یہان شہنشاہ لاچین وغیرہ انتہا کے زخمدار بیقرار واپس آکے ہرچند کہ طلسم کشا و ملکہ بلقیس کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی لیکن نقابدار کے ہاتھوں سے ایسے صدمات پہونچے اور اُسنے اسد کے ہاتھ سے بھی شکست نپائی اسکا بڑا انتشار ہے کہ آخر نقابدار کا کس طرح خاتمہ ہو خواجہ عمرو و برق و جانسوز و ضرغام وغیرہ بھی حاضر ہین لاچین نے یہ بھی پکار کر کہدیا کہ خواجہ یہ خیال ضرور رہے کہ ان جوانان روئین تن و نقابدار پر عیاری کرنیکا ارادہ نکرنا بیہوشی سے کچھ نہوگا قران نے کہا اے شہنشاہ لاچین انشاءاللہ اسی پر عیاری ہوگی یہ کہکے قران و برق وغیرہ الگ الگ فکر عیاری مین روانہ ہوئے خواجہ عمرو بصورت مبدل قریب بارگاہ نقابدار آکے دیکھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا ہے نقابدار آفات کو پہلو مین لیے بیٹھا ہے شرابخواری کر رہا ہے چالیسون جوانان روئین تن کنیزون کے ساتھ مصروف اختلاط ہین نقابدار نہایت بیباک آفات سے باتین محبت آمیز کر رہا ہے کبھی گود مین بٹھالیتا ہے آفات کے دسپدم نازچند غلام بیرون بارگاہ کھڑے ہین شراب کا اہتمام کر رہے ہین خواجہ بشکل خدمتگار قریب بارگاہ آئے غلامان افراسیاب انتظام شراب کر رہے ہین پتلے لاکر بارگاہ مین پہونچاتے ہین عمرو نے بڑھکر شراکت کی پیپے کا منہہ کھولکر بیہوشی ملائی آپ بشکل کنیز اندر آیا وہی شراب صرف ہونے لگی جیسے ہی جوانان روئین تن نے دو دو جام پیے آفات قرابے کے قرابے چڑھا رہی ہے نقابدار کو آفات نے ناند بھر کر پلائی آفات تو لڑکھڑا کے گری نقابدار و جوانان روئین تن بھی بیہوش ہوئے عمرو

نعرہ کرکے چلا کہ آفات و نقابدار کو قتل کردوں ایک زنگی سیاہ رو ہاں ہاں کرتا ہوا زمین سے نکلا عمرو کا
ہاتھ تھام لیا نقابدار و آفات کو بیدار کردیا ہنگامہ ہوا عمرو گرفتار ہوا افراسیاب و حیرت وغیرہ
ہنگامہ سنکر بارگاہ سے نکل آئے غلام زنگی عمرو کو کشاں کشاں لیکر چلا یہاں یہ خبر ہرکاروں نے بارگاہ لاچین
مین پہونچائی کہ خواجہ عمرو گرفتار ہوگئے نقابدار نے حکم قتل دیا ہے افراسیاب بھی بیرون بارگاہ آگیا
جلاد طلب ہوا ہے یہ سنکر جملہ سرداران لشکر اسلام آمادۂ مرگ ہوکر بارگاہ سے نکل آئے سب نے دیکھا خواجہ
کو ایک زنگی لئے جاتا ہے نقابدار و آفات شراب بارگاہ مین پی رہے ہین چالیسون جوان بھی اُسی بارگاہ
مین ہین لاچین وغیرہ نے قصد کیا کہ جا پڑین عمرو کو رہا کرین یا جان دین اسد نامدار و نورالدہر
و بدیع الزمان و قاسم و غضنفر وغیرہ گھبرائے ہوے نکلے اسد نے حکم دیا مرکب ہمارا جلد آراستہ
کرو خدانخواستہ اگر خواجہ قتل ہوگئے ہین منہ دکھانیکے لائق نہ رہونگا سب سرداروں نے قصد کیا کہ سوار
ہون بہار وغیرہ نے اسباب سحر ہاتھ مین لئے کوکب و جہاندار و معمار و باغبان بھی کہہ رہے ہین کہ
خواجہ عمرو کو زنگی لئے جاتا ہے افراسیاب نے جلاد طلب کیا ہے لشکر کفار مین ہر ایک کا یہی قول ہے
یارو جلد عمرو کو قتل کرو غضب کیا کہ نقابدار پر عیاری کی یکایک سب نے دیکھا بارگاہ نقابدار سے سو قدم
پیچھے ہٹکر مہتر برق فرنگی زمین سے نکلا آواز دی اے سرداران جانباز قریب لشکر افراسیاب
آنیکا ارادہ نکرنا خلیفہ مہتر قران نامدار اپنا کام کرچکے یہ کہکے برق ایک جانب بھاگا ایک فلیتہ ہاتھ مین
تھا اُسکو زمین پر پھینکا بلبلاتا ہوا جاتا ہے جہان غلام زنگی عمرو کو لئے ہوے جاتا ہے وہاں کی زمین شق ہوگئی
قران زمین گیرو ہین اٹھا ہوا نکلا ایک بغدہ زنگی کو مارا زنگی کا سر پھٹا خواجہ رہا ہوے برق نے نقب
مین آگ لگا دی مہتر قران نے ایک ہفتے مین گرد بارگاہ نقب لگائی تھی طبقہ زمین کا اڑکر آسمان پر
پہونچا مع نقابدار و آفات و جوانان روئین تن اڑکر آسمان پر پہونچے قران و عمرو و برق بھاگکر
دور نکل گئے اُسی ہنگامے مین شہنشاہ لاچین خوش آئین و شہنشاہ کوکب روشن ضمیر و
ملک جہاندار شاہ و اسد غازی و شہزادہ بدیع الزمان و شہزادہ نورالدہر
و شہزادہ غضنفر بن اسد وغیرہ لشکر کفار پر جا پڑے کئی لاکھ ساحر و غیر ساحر صدمۂ نقب سے
ہلاک ہوے ملکہ بلقیس ثانی نے اسد غازی کو ترغیب دی کہ اے شہریار ایسے ہنگامے مین
افراسیاب جادو کو مار لیجئے حقیقت مین جب نقب اڑی بعد عرصہ دراز آواز آئی گشتی مرا نام من

آفات چہار دست و نقابدار سیہ پوش بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
افراسیاب جادو کے ہوش اڑ گئے گھبرا گیا قلب تھرا گیا ملکہ حیرت جادو پیٹنے لگی صرصر شمشیر زن
و صبا رفتار نے بڑھکر اسی ہنگامے مین افراسیاب کو خبر دی کہ اے شہنشاہ اسوقت
حضور کا لڑنا مناسب نہین اسد غازی کو سب سردار ہمراہ لیکر آ پڑے لاکھون ساحر مار گئے تمام
شاہان دربند لاچین و ملکہ بلقیس ثانی کو دیکھکر بھاگے جاتے ہین کئی بادشاہون نے شہنشاہ لاچین
کی قدمبوسی کی اسد نے انکی خطا معاف کرائی ہر ایک کا اسوقت بھی یہی قول ہے کہ اب شہنشاہ کا بچنا
دشوار ہے یہ سنکر افراسیاب نے چند گولے لشکر لاچین پر مارے کئی لاکھ ساحر ہلاک ہوئے آندھی
سیاہ اٹھی اول تو مرنے کی آفات چہار دست کے علامت رہا ہے ادہر افراسیاب جادو نے
اسطرح کے سحر کیے بادشاہ طلسم ہوشربا ساحر بے مثل و یکتا اندھیرا چھا گیا ساحر ٹکرانے لگے اہالیان لشکر
ملکہ مہرخ کو غش آنے لگے اسد غازی کے سامنے ہزارہا شیران صحرا و فیلان جنگی ظاہر ہوئے اسد
انسے جنگ مین مصروف ہین تابہ افراسیاب نہ جا سکے جب افراسیاب نے دیکھا کہ لاچین و ملکہ
بلقیس ثانی نے میرے سحر کو مٹایا ملکہ بلقیس نے ایک گولا جوڑے سے نکالکر مارا کہ صدہا پتلے
مشعلین لیئے ہوئے پیدا ہوئے وہ اندھیرا بھی دفع ہوا ایک مرد انجم رائے ناظرین والامقام ہو کہ
جب اسد غازی لوح و مہرہ لیئے ہوئے آ گئے اور یہ بھی خبر افراسیاب کو ملی کہ مرحلہ ہفت سر فتح ہوا
تب افراسیاب کسی مقام پر گیا وہان سے آ کر ایک گنبد سحر سے بہت بلند و مرتفع بنایا سات دروازے
اس گنبد کے تھے اسمین یہ سامان کیا کہ ایک دروازے مین تیر و کمان ایک مین گرز آہنی ایک مین
تلوار و خنجر و نیزہ لٹکا دیا اور گرد گنبد کے ایک حاطہ دوسرے مین ایک قصر سحر کے تعمیر کیا اس احاطہ
مین سات لاکھ فوج اتار دی آب و اذوقہ بھی وہان جمع کر دیا ہے جس طرح کوئی قلعہ مین سامان
کرتا ہے اسکا ذکر وقت پر بتفصیل تحریر ہو گا اب اس جنگ مین بھی جو ملازمان لاچین سایہ
گنبد مین پہنچے انپر تلوارین گرز و تیر اس طرح برسے کہ سب ہلاک ہوئے کوئی سایہ سے گنبد کے
زندہ نہ نکل سکا لاچین وغیرہ نے جو اس گنبد پر سحر کیے وہ بھی سحر بیکار ہوئے تب باغبان و
بہار و اسرار نے بڑھکر آواز دی اے اہالیان لشکر طلسم کشا خبردار قریب اس احاطے کے سایہ گنبد
مین نہ آنا یہ گنبد صفات ساختہ سامری و جمشید ہین مگر افراسیاب نے جو دیکھا کہ اسوقت سب سردار ملکر مجھکو

گھیر لینگے طلسم کشا صاحب لوح لڑتا ہوا آتا ہے نورالدہر و غضنفر پر بھی کسیکا سحر تاثیر نہین کرتا
آخر ملکہ حیرت جادو کو پنجہ مین دبا کر نکل گیا مگر یہ بھی آواز دی) اے لاچین وغیرہ تم سب کی تدبیر
کر چکا ہون تمھارا پیچھا نچھوڑونگا طلسم کشا کو وہ داغ دون کہ خود گلا کاٹ کر
مرجاے اسد غازی و لاچین وغیرہ نے آکر خیمہ و بارگاہ پر قبضہ کیا
خزانہ لوٹ لیا خواجہ انتظام کر رہے ہین فرماتے ہین خزانہ میرے قبضے
مین رہے اسد نامدار نے معمار قدرت و باغبان قدرت کا پہرہ مقرر کیا اور کان مین کہدیا کہ خواجہ عمرو کو
یہان نہ آنے دینا معمار قدرت وغیرہ خزانہ نکلوا رہے تھے کہ خواجہ عمرو دوڑے ہوے آئے
باغبان قدرت نے کہا خواجہ سلامت آپ اس مقام پر نہ آئیے اسد نامدار نے ممانعت کردی ہے
عمرو نے کہا مین ایک حبہ نہ لونگا لیکن روپیہ کو دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت ہوتی ہے ہم
اس پار سے چڑھ کر اُس پار چلے جائینگے تمھارا کچھ نقصان نہوگا معمار نے کہا کیا مضائقہ ہے خواجہ نے
اپنی پاپوش کے پنجے مین موم لگایا اُسپر چڑھ گئے بہت سے روپیہ تلے مین لپٹ آئے عمرو نے دور جاکے
روپیہ چھڑا لئے اسیطرح کئی پھیرے کر چکے تھے کہ اسد غازی بارگاہ سے برآمد ہوے دیکھا خواجہ انبار
زر پر پھیرے کر رہے ہین اسد نے کہا چھوٹے نانا جان یہان تشریف لایئے عمرو نے چاہا نکلجاؤن اسد
نے ہاتھ پکڑ لیا پاپوش کو جو الٹ کر دیکھا اُسمین روپیہ لپٹے ہوے تھے معمار قدرت و باغبان قدرت
حیران ہو گئے اب سب بعیش و عشرت آکر داخل بارگاہ ہوے لاچین نے کہا اے شہریار ابھی مرحلہ جات
طلسمی باقی ہین آپ اپنے کو جلد اُن مقامات پر پہونچائین طائران سحر سے خبر ملی ہے کہ افراسیاب
لشکر جمع کر کے آیا چاہتا ہے ہرچند کہ آفات چہار دست و ماہیان زمردپوش قتل ہوئین مگر
افراسیاب اب بھی جس لشکر پر جا پڑے گا ایک ایک کو جان بچانا دشوار ہوگا ایک یہ گنبد اُسنے قلعہ
مستحکم بنایا ہے اس گنبد تک رسائی نہایت دشوار ہے اُسکے سایے مین جب کوئی جاتا ہے حربہ ہائی جنگی
کی بارش ہوتی ہے لاکھون آدمی مارے گئے اب شب کو اسد نے حکم دیا کہ کل صبح کو برائے فتاحی طلسم جائینگے ہرچند سرداران
نے قصد کیا کہ ہم بھی ساتھ چلین اسد غازی نے فرمایا کہ لوح مین ابھی ہے کہ طلسم کشا کو یکہ و تنہا برائے فتاحی طلسم جانا
مناسب ہے کسی کا میرے ساتھ کام نہین حافظ حقیقی ہمراہ ہے اب صبحکو ضرور جاؤنگا بدل فتح مرحلہ جات افراسیاب
قتل نہوگا یہان لشکر مین تو اسد کے جانیکا سامان ہو رہا ہے افراسیاب جزء دوبارہ کوہ پر جاکر ٹھرا اسرار و

ابرق کو حکم دیا کہ ملکہ حیرت کو ساتھ لیکر تم مقابلۂ مہرخ مین چلو مین انکا بیچھا نہ چھوڑونگا اب سامان
لشکر کشی کرتا ہون استادان سخنور نے اِس داستان حیرت بیان کو دوسرے طور سے تحریر فرمایا ہے
کہ جب آفات چہار دست و نقابدار سیاہ پوش و جوانان روئین تن کو مہتر قران نے نقب
مین اڑا دیا اور لاچین و کوکب و جہاندار وغیرہ لشکر افراسیاب پر جا پڑے بدحواسی مین
افراسیاب نہ تھم سکا بطور مذکور شکست فاش ہوئی تو بھاگ کر اُسی گنبد مین گیا
اور وہ حربہ ہاے مذکور لٹکا دیئے اور سب لشکر کو اندر احاطے کے کرلیا جب ہنگامۂ جنگ موقوف
ہوا تو افراسیاب احاطے سے باہر نکل آیا خراج گذار اُسکے سب آنے لگے ظہیر تاجدار و توسن
اشہب سوار و عیوق برف بار و سالار آسمان سیر و منقار کرگدن سوار و اختر
گلگون پوش و اشہب جنگ آزما و شدید اے بلند آواز و ارہام دراز بینی
و مبہوت شیر پیکر و ببران صحرانورد و اژدران آتش نشین وغیرہ آکر پہونچے افراسیاب
کو تسکین دینے لگے کہ شہنشاہ نہ گھبرائین صرف طلسم کشا سے تردد ہے کہ اُسکے پاس لوح و مہرۂ
طلسمی موجود ہے اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا لاچین و کوکب وغیرہ سے بدل و جان لڑینگے یہ ذکر تھا کہ
صرصر شمشیر زن آکے پہونچی کہا اے شہنشاہ مین اِسوقت دربار مسلمانان مین موجود تھی ہمیشہ
حضور کہا کرتے تھے کہ ملکۂ صندل جادو بادشاہ طلسم صندل کیونکر قتل ہوئی اب سب احوال
مفصل معلوم ہوا یعنی آپ کی خراج گزار ملکہ منظور نظر ماہ رخسار وحید عصر ملکہ عجائب جادو
بادشاہ بخیۂ عجائبستان نے انگشتری قتل ملکہ صندل جادو اپنے ہاتھ سے اُتار کر اسد نامدار کو
دی اور عین وقت پر دستگیری کی اسد نے اُسی انگوٹھی سے صندل جادو کو مارا یون در دسر
طلسم کشا مٹا اب حضور نے غضنفر بن اسد کو گرفتار کرکے پاس آبشار جادو کے بھیجا تھا مین
عمرو کو پہونچا آئی شب بھر اُسنے حفاظت کی عمرو نے عیاری بھی کی آبشار بہت ہشیار رہی
بوقت سحر دونون کو زیر تیغ بٹھایا مین موجود تھی کہ ملکہ عجائب جادو نے آکر آبشار کو قتل کیا پھر
لاچین وغیرہ پہونچے جب وہ قتل ہوگئی تو علامت مٹی اُسنے سحر سے تالاب بھی بنایا تھا
وہ سب مٹا اُسکے مرنے کے بعد کوکب وغیرہ پہونچے غضنفر و عمرو کو رہا کرلائے اسکی کچھ تدبیر
واجب و لازم ہے یہ سُنتے ہی افراسیاب کو غصہ آیا توسن ابلق سوار سے کہا جلد جاؤ

جاکر اُسکے معشوق و پسر حمزہ کو جو نقابدار بادلہ پوش بنکر آتا ہے گرفتار کرکے لاؤ توسن ابلق سوار چلا
ساٹھ ہزار فوج ساتھ لی جب یہ جاچکا تو صرصر شمشیر زن نے کہا ای شہنشاہ فرزند حمزہ کو جو بی عجائب
لائین مین سُنتی ہون قباد شہریار نام ہے جری بہادر صف شکن تیغزن صاحب سطوت و صولت
بادشاہ لشکر اسلام تھا اُسکو ایک تختی بھی بنادی ہے راستے طلسم کے بتائے مقام زمہریر
پر بھی جاکر اُسی نے مدد کی اسد کے آنے پر یہ سب خبرین دریافت ہوئین خود اپنی زبان سے
عمرو اپنی بارگاہ مین کہہ رہا تھا کہ قباد شہریار نے عین وقت پر مدد کی سامنے کھڑے ہو کے زمہریر
کو قتل کرادیا آپ نے اِس ساحر کو کم فوج سے بھیجا ہے مدد معقول روانہ کیجئے یہ سُنکر افراسیاب نے
سالار بلند پرواز سے کہا ای برادر لاکھ فوج لیکر تم بھی جاؤ عجائب و فرزند حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ تختی
سحر کی پہلے مٹانا سالار بلند پرواز بھی چلا یہ تو گذارش کرچکا ہون کہ جب ملکہ عجائب نے
اسد غازی کو انگشتری قتل صندل جادو دی اسی رات کو اپنا ملک چھوڑدیا جنگلون مین
بسر کرتی ہین ایک صحرا مین قباد شہریار مع بارہ ہزار سواران نامدار فروکش ہین آج صبح کو بیٹھے
بیٹھے ملکہ عجائب جادو گھبرائین قباد شہریار نے فرمایا اے ملکہ عجائب تم جانتی ہو کہ مین
واسطے اسد کے بہت بیقرار رہتا ہون یہ خبر تم نے دی تھی کہ ہفت سر جادو مارا گیا بلقیس
نے رہائی پائی پھر جاکر کیا ہوا اب افراسیاب کے قتل مین کیا دیر ہے عجائب جادو نے کہا
ای شہریار ابھی کل طلسم باطن باقی ہے جبتک وہ مقامات فتح نہو نگے افراسیاب کا قتل ہونا دشوار ہے
ایک بلائے تازہ افراسیاب جادو لایا ہے یعنے نقابدار سیاہ پوش و چالیس جوانان
رویین تن کہ جنپر حربۂ سحر و حربۂ تیر و شمشیر تاثیر نہین کرتا وہ لشکر ملکہ مہرخ سے لڑرہے ہین
کل تک تو مین نے خبر پائی تھی کہ طلسم کشا بھی انکا کچھ نکرسکے عیار فکر مین تھے مین ابھی جاکر
خبر لاتی ہون یہ کہکر ملکہ عجائب طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر چلی گئین قباد شہریار تخت پر جلوہ
فرما ہین گرد سرداران نامدار و شیران خوش کردار و جانباز و جان نثار حاضر ہین ناچ
ہورہا ہے فوج فروکش ہے یکایک فوج مین غُل ہوا نقارہ بجنے کی آواز آئی ہرکارون نے بڑھکر خبر دی
اے شہریار ایک ساحر موسوم بہ توسن ابلق سوار ساٹھ ہزار ساحران غدار سے حضور کے لشکر
پر آپڑا سحر کر رہا ہے بہت سے ملازم سرکار کے سیّار گلشن جنان ہوے یہ سُنتے ہی قباد شہریار تختی

دافع سحر ساختہ ملکۂ عجائب جادو گلے مین ڈالکر مرکب بادرفتار پر سوار ہوے آتے ہی صفون کو
درہم وبرہم کیا توسن ابلق سوار نے بڑے بڑے سحر کیے تاثیر نہوئی جس غول پر قباد
جا پڑے بڑے بڑے ساحران زبردست مارے توسن بگدھریان کرنا بھولا قباد کے سامنے
مُنھ زوری نہ کرسکا یا تو مطلق العنان لڑ رہا تھا یا گوشے مین آیا ایک چراغ روشن کیا آواز
دی مصرع۔ اے روشنی طبع تو برمن بلاشدی ۔ اے چراغ سامری حال روشن ہو کہ
چراغ سحر کیون نہین روشنی دکھاتا اس جوان تاجدار پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا اسکی لَو چراغ سے
لگی ہوئی تھی ایک شعلہ بھڑکا اُسنے آواز دی اے شہنشاہ ابلق سوار بیر آپکے مجبور وناچار ہین گلے مین اس
جوان کے ایک تختی ساختہ ملکۂ عجائب جادو موجود ہے ہم قریب نہین جاسکتے یہ سنکر توسن ابلق
سوار نے چراغ گُل کیا چراغ عقل روشن ہوا صدہا ساحران غدار کی شمع حیات گُل ہوچکی تھی اُسنے
دستک دیکر آواز دی اے فیلان فیلروز جلد حاضر ہو دیکھا ایک زنگی سیاہ رو گینڈے پر سوار
ہاتھ مین تیغۂ آبدار حاضر حاضر کہتا ہوا آیا توسن نے اشارہ کیا اس جوان تاجدار سے مقابلہ کر تختی
جو گلے مین یاقوت احمر کی لٹکی ہے اپنا خون بہا کر چھین لے تو ساحر یکتا ہے یہی تیرا خونبہا ہے
یہ سُنکر وہ زنگی قریب قباد شہریار آیا تلوار کا وار کیا قباد نے سپر پر روکا جیسے ہی ہاتھ مارا دار تیغہ کا زنگی
نے سپر پر لیا سر کٹا خون کا فوارہ بلند ہوا قباد شہریار رائس خون مین نہا گئے جیسے کوئی کسی پر رنگ کی
پچکاری مارتا ہے جیسے ہی خون جسم پر پڑا جسم گلنار چہرہ زعفران زار ہاتھ پانون مین رعشہ تلوار کا ہاتھ رُکا
زنگی نے جست کرکے ڈورا تختی کا توڑ لیا وہ تختی لاکر توسن ابلق سوار کو دی توسن نے تختی جھولی مین
رکھی بڑھ کر قباد پر سحر کیا یہ شہریار بیہوش ہوکر گھوڑے سے گرے توسن کے ساتھ والے
ٹوٹ پڑے از روے بلوے کے گرفتار کرلیا اُسیوقت مسلسل ومطوق کیا دو گولے سحر کے مارے
سب بیہوش ہوکے گرے ایک سحر مین سب کو گرفتار کرلیا اراب پر ڈال کر لیچلا تھوڑی
دور چلا تھا کہ ملکۂ عجائب جادو آکر پہونچی قباد کو گرفتار پایا بیتاب ہوگئی سحر کرکے لشکر پر گری
ہزارہا ساحر قتل کیے توسن ابلق سوار نے دیکھا ملکۂ عجائب نے قیامت برپا کردی ہر مرتبہ
یہی چاہتی ہے قباد کو رہا کرون توسن ابلق سوار نے بڑھکر ڈبیا خاک قبر جمشید کی اُڑا دی
غبار کی تاثیر سے ملکۂ عجائب بھی بیہوش ہوکر گری اِس بچیا نے گرفتار کرلیا زبان مین سوزن دیا

ملکہ کو بھی ایک تخت پر سوار کر لیا چونکہ لڑتے بھڑتے شام ہوگئی تھی پانچ کوس بڑھکر اُتر پڑا بارگاہ مین بیٹھا ہے
عجائب جادو کو ایک گوشے مین قید کیا ہے قباد کو الگ خیمے مین مقید کیا قضائے کار اشہب
جنگ آزما فوج لیکر آ پڑا سُنا کہ توسن نے لڑائی فتح کر لی عجائب و قباد کو گرفتار کر کے اِس
مقام پر فروکش ہے اشہب نے لاکر لشکر اُتارا خود ہنستا ہوا اندر بارگاہ کے آیا توسن نے اُٹھکر اشہب
کو سلام کیا تخت پر جگہ دی بیٹھے بیٹھے اشہب کی نگاہ جمال جہان آرائے ملکہ عجائب پر پڑی دیکھا ایک
نازنین سمنبر زہرہ جبین ماہ تمکین آنکھین دیدۂ رشک غزال ابرو ہلال آسمان کمال صف مژگان آمادۂ
خونریزی تیغ ابرو مین سر تیزی دیکھتے ہی مائل ہوا بیقرار ہوگیا کہا اے برادر توسن ابلق سوار
فی الحقیقت تم نے بڑا کام کیا اس جنگ مین بڑا نام کیا تم آگے بڑھو فوج لیکر چلو مین عجائب
و قباد کو لیکر آتا ہون توسن ابلق سوار نے کہا واہ بھائی کیا خوب تدبیر بتائی میرے دس بارہ
ہزار جوان مارے گئے تب مین نے بہ مشکل تمام ان سرکشون کو گرفتار کیا بادشاہ پر ہمارے
وقت پڑا ہے شکست کھا کے گنبد مین چھپا ہے خیر خواہان دولت مصروف جانبازی ہین اپنے اپنے
نام کے سب طالب ہین آپ کیا سحر مین مجھپر غالب ہین مین نے جاتے ہی سب کو گرفتار کر لیا
تختی دافع سحر کی چھین لی پھر ملکہ عجائب نے آکر قیامت برپا کی بہ ترتیب سحر کامل اسکو بھی گرفتار کیا
مین تمھین قید کیون دون مصیبت تو مین نے اُٹھائی بڑی مشکل مین یہ فتح نصیب ہوئی اشہب
نے کہا اے توسن مین نہ مانون گا اسوقت جو مین نے اس گلعذار کو دیکھا کلیجے پر چھری پھر گئی
دل سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین مین اسکو سمجھا کر اپنے وصل پر آمادہ کرونگا افراسیاب
سے مانگ لونگا نقدی جو ملیگا وہ تمکو دونگا مین اپنی جان بچانے کی فکر کرتا ہون تم باتین بناتے
ہو یہ سُنکر توسن جھلّایا کہا مین تو ہرگز قید نہ دونگا او بدکام یہ منظور نظر شہنشاہ ہے اس امر کو
افراسیاب کبھی قبول نکرے گا اشہب تیغ کھینچکر اُٹھا کہا کیا مجال افراسیاب کی جو میرا کہنا نہ
مانے اگر خلاف میرے کریگا بہت پچھتائیگا مین لاچین وغیرہ کو بھی قتل کر سکتا ہون رات کو جاکر
طلسم کشا کو چھڑا لاؤنگا لڑائی فتح کرا دونگا افراسیاب سرنگون ہوگا ایک عورت کیواسطے
مجھکو ناراض نہ کریگا دامن مدعا گل مراد سے بھرے گا تو ناحق بیچ مین حائل ہوتا ہے میرا دل ہی
قابو مین نہین ہے توسن بھی اُٹھا اشہب تو آمادہ ہی کھڑا تھا اُٹھتے اُٹھتے ہاتھ تلوار کا مارا توسن کے

دو ٹکڑے ہوئے حکم دیا لاشہ اسکا بیرون بارگاہ پھینکدو بہ نگاہِ تند طرف سردارون کے دیکھا کہا جو میرے
خلافِ حکم کریگا یہی حال کرونگا سب نے سر جھکا لیا خائف ہوئے کہ اتنے بڑے ساحر کو اسنے مار ڈالا
ہم فساد کرکے کیا کرینگے سب نے یہی جواب دیا حضور مالک ہین تو ہم آپ کے ہمراہ ہین اشہب نے
جب انکو موافق پایا تب اُسنے حکم دیا ملکۂ عجائب کو سامنے لاؤ عجائب جادو کو سامنے بلوا کر
اِس بیحیا نے بے تکلف کہا اے ملکہ عجائب جادو مین تم پر عاشق ہوا میرا وصل قبول کرو
تمہاری خطا معاف کرا دونگا ورنہ افراسیاب زندہ نچھوڑے گا تمنے غضب کیا صندل کو
قتل کرایا آبشار کو جا کر رہا عمرو و غضنفر کو چھڑایا یہ سب خبرین افراسیاب کو پہونچ گئین
یہ بھی شہنشاہ کو بخوبی ثابت ہوا کہ فرزند حمزہ کو اُٹھا کر لائین اُسکو تمنے سحر کی بنا کر دی اُسنے مقام
زمہریر پر اسد کی مدد کی اگر نقابدار نہ ہوتا طلسم کشا زمہریر کو قتل نکر سکتا مشہور ہے کہ وہ شیر
بیشۂ ساحری نہنگ بحر افسونگری قوی تن قوی من روز مین بھی صف شکن نقابدار نے سامنے
کھڑے ہوکر قتل کرایا مین قباد کو قتل کرا دونگا تمکو بچا لونگا اس طرح جو اُس بیحیا نے کہا اُس
صاحب عصمت کو پسینہ آگیا بہ نگاہِ یاس طرف فلک کے دیکھا چشم حق بین سے اشک گہر رشک جاری
ہوئے ہچکی لگ گئی جواب ندے سکی اشہب نے کہا مین تمہاری جان بخشی کرا دونگا تدبیر بتلاتا
ہون آخر رونے کا کیا باعث مجھ ایسا چاہنے والا تمکو کہان ملیگا افراسیاب میرا پاس کرتا ہے اب
کُل امورات جنگ میری رائے پر موقوف ہین مین نے بڑے بڑے ساحر برائے طلسم
کشا بلائے ہین اسطرح افراسیاب مقابلہ اسد مین فروکش ہے ہماری زندگی مین مجال ہے
کہ طلسم کشا افراسیاب پر دست انداز ہوسکے مین زمین ہلا دونگا ایسے ایسے پہلوان بلاؤنگا کہ
طلسم کشا کو جان بچانا دشوار ہوگی زور و جرأت مین لوح کا کیا کام عجائب نے اسکا بھی کچھ جواب
ندیا تب اُس بیحیا نے جھلا کر کہا ملکہ تم مغرور ہو میری بات کا جواب بھی نہین دیتین مین مجبور و لاچار
نہین ہون مجھکو سب طرح کا اختیار ہے ابھی ایک گلدستۂ سحر بنا کر سنگھا دونگا قلب اُلٹ
جائیگا مثل میرے تمکو بھی محبت ہوگی یہ کہکر ملازمون کو حکم دیا چند پھول و برگ سبز صحرا سے
توڑ کر لاؤ مین سحر تیار کرون گلدستہ بنا کر اس گل گلزار حسن کو سنگھاؤن ملازمون نے لا کر یہ سب
سامان مہیا کردیا اشہب سحر تیار کرنے لگا ملکہ عجائب جادو بیقراری مین دعا کر رہی ہین

اکہ خداوندا میری عصمت کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچانا کہ اشہب کو خبر پہونچی ملکہ صرصر شمشیر زن
تشریف لائی ہین گھبرا گیا صرصر پردہ اُٹھا کر اندر آئی نامہ افراسیاب کا ہاتھ مین دیا اشہب نے
کھولکر پڑھا طرف افراسیاب کے لکھا تھا ای اشہب جادو ہمکو طائران سحر کی زبانی معلوم ہوا
کہ تم نے توسن کو قتل کیا ملکہ عجائب پر عاشق ہوے ہین تمھاری خاطر سب طرح منظور ہو نامہ ہذا
پڑھتے ہی ملکہ عجائب کو ہمارے پاس روانہ کرو تم قید قباد دیکر آؤ ہم بڑے دھوم سے
تمھاری شادی کرینگے کل شاہان طلسم ہوش ربا جمع ہونگے جبر نہ کرو عاشق کو صبر لازم ہی
ہمین تمھاری خاطر سب طرح منظور ہی یہ مضمون بلاغت مشحون دیکھکر اشہب خوش ہو گیا کہا
ملکہ صرصر تم ملکہ عجائب کو لیجاؤ گی صرصر نے کہا ہمارا یہی کام ہی پشتارہ باندھکر لیجائینگے تا آپکے
آنے کے شہنشاہ اسکو راضی کرینگے سامان شادی مہیا ہوگا آپ کے آتے ہی جوڑا زعفرانی
پہنایا جائیگا اشہب نے کہا لیجاؤ صرصر نے چادر بچھا کر ملکہ عجائب کا پشتارہ باندھا دوش
پر لگایا لیکر چلی جب بارگاہ سے نکل گئی ایک ساحر نے کہا ای شہریار آپ نے صرصر کو بخوبی پہچان لیا
لشکر مہرخ مین عیار بڑے غضب کے ہین صرصر کیسی افراسیاب کی شکل بنکر آتے ہین ایسا نہو
کوئی عیار ہو یہ سنتے ہی اشہب نے ورق جمشیدی جھولی سے نکالا ورق مین جو دیکھا نوشتہ پایا
کہ یہ صرصر نہین ہی عمرو عیار ہی بصورت صرصر آیا ملکہ عجائب کو لے گیا یہ دیکھتے ہی اشہب
دوڑا یہان خواجہ عمرو خبر سنکر آئے تھے بشکل بادصرصر پشتارہ عجائب کا لیکر لشکر سے نکلے عجائب
کو آگاہ کیا ای ملکہ عجائب منم خواجہ عمرو اب تمکو لشکر لاجین مین لیے چلتا ہون اسد کو بلا کے
اسے قتل کراؤنگا ملکہ عجائب نے اشارہ کیا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ میری زبان سے سوزن
نکال دیجیے مین اشہب ٹٹوے سے سمجھ لونگی بقول شخصے صرف تھان کا تڑا ہی ساری منہ زوری
بھول جائیگا شبکور و کہنہ لنگ ہی اپنی زندگی سے تنگ ہی مین اپنے شہریار کو رہا کرونگی عمرو نے
زبان سے سوزن نکالا ہی کہ پشت سے نعرہ ہوا ملکہ صرصر ذرا ٹھہر جاؤ مجھے کچھ جواب لکھنا ہے
عمرو نے آواز دی اب کچھ سوال وجواب کی ضرورت نہین اشہب جا پڑا عجائب پشتارے
سے تڑپ کر نکلی نعرہ کیا ادبیجا اب تو وہ کلمات زبان سے نکال یہ کہکر مثل برق چمکی لشکر
اشہب پر جا پڑی سحر کیا کئی ہزار ساحر مارے اشہب نے دو چار سحر کیے عجائب

نے سحر مشاکر کارد سحر اپنی جھولی سے نکالی وہ کارد اپنے خون سے رنگین کی سینۂ پُر کینہ اشہب پر تاک کر پھینک ماری ہرچند اسنے چاہا کہ بچون کارد قضا تھی کلیجے پر پڑی پشت کو توڑ کر پار گذری اشہب جادو واصل جہنم ہوا عمرو دور سے دیکھ رہا ہی ملکہ عجائب اشہب کو مار کر قید خانے پر جا پڑی ساحران نگہبان کو قتل کیا قباد کو چھڑایا اپنے گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر پہنا دیا قباد شہریار پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوے تیغ برق مثال کھینچکر فوج اشہب پر جا پڑے اپنے رفقا کو چھڑا لیا اہالیان لشکر اشہب توسن الامان الامان کرتے ہوے بھاگے ہزار ہا جادوگر مارے گئے ملکہ عجائب نے قباد سے آکر کہا ای شہریار اسوقت خواجہ نے آکر عیاری کی لشکل صرصر مجھکو رہا کیا بہت جلد نکل چلیے ورنہ وہ آپ سے ضرور کہینگے کہ لشکر اسد مین چلیے قباد نے نقاب چہرے پر ڈالی ساحرون کو قتل کرتے ہوے نکل گئے ہرچند عمرو نے پکارا ای نور نظر تھہر جاؤ ہم ایک نگاہ تمکو دیکھ لین تمھارے فراق مین صاحبقران زمان فقیر ہوکر خانہ کعبہ مین بیٹھے ملکۂ مہر نگار تمھاری والدۂ نامدار نے جام زہر پیا تمام لشکر مصیبت مین تبلا رہا مین تمکو اپنے ساتھ لشکر مین لے چلونگا حمزہ خوش ہو جائیگا تمام لشکر مین عید ہوگی قباد نے پلٹ کر جواب بھی ندیا سمجھے کہ خواجہ عمرو پہچانہ چھوڑینگے اور مجھکو ابھی لشکر مین جانا منظور نہین ہی جب حکم رہبر کامل ہوگا جاکر عزیز و اقارب سے ملین گے قباد و ملکہ عجائب لڑ بھڑ کر نکل گئے سکونت اُس صحرا کی بھی ترک کی کسی اور صحرائے سبزہ زار مین جاکر فروکش ہوے واضح رہے کہ ہرکارے روانہ کردیے ہین ہر وقت بمقدمہ اسد نامدار گوش بر آواز رہتے ہین عجائب جادو کو بھی آٹھ پہر یہی فکر ہی کہ لشکر اسلام کی خبر لیتی رہون یہان افراسیاب جادو اُس گنبد سے لشکر کثیر لیکر نکلا ہی مقابلہ اسد نامدار مین فروکش ہی اہل اسلام پیش قدمی نہین کرسکتے اِسی بات کے منتظر ہین کہ طبل جنگی افراسیاب بجوائے تو اُس سے مقابلہ کرین افراسیاب جادو انتظار پہلوانان طلسمی کر رہا ہی ان سب کے حالات وقت پر انشاء اللہ تحریر ہونگے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان لشکر صاحبقران زمان و لشکر زمرد شاہ باختری عین وقت پر پہونچنا فولاد آتش ریز مجاور قبر سامری جسکو افراسیاب نے برائے مدد لقا روانہ کیا ہی اور جھلا کر بقہر و غضب تمام یکہ و تنہا جانا افراسیاب جادو کا

بہر سر لشکر صاحبقران اور ایک سحر مین تمام لشکر کو مبتلائے بلا کرنا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا عجب داستان جلالت عنوان ہے ساقی نامہ مصنف

ساقی مئے بیخودی پلا دے
مشتاق کو شکل پھر دکھا دے
میخانے مین ہو گیا تلاطم
گردش مین ہین ماہ و مہر و انجم
ہے دن کو جلال مہر انور
پھرتا ہے بہ جستجو فلک پر
راتون کو یہ ماہ عالم افروز
ہے گشت مین تا سحر بصد سوز
ہر چیز مین انقلاب پایا
گردش مین فلک کو روز دیکھا
بانی بناے ہر دو عالم
بیشک ہے قدیم اور قایم
ہے ہوشربا ے دہر دنیا
ہے بحر جہان حباب آسا
مغرور کے واسطے سزا ہے
بس چشم زدن مین فیصلا ہے
اے منشی فکر قصہ پرداز
کر حال لقا کا ذکر آغاز

دیگر اشعار از نتیجۂ فکر مصنف

فولاد کی سختیان عیان ہین
اب جنگ امیر کے بیان ہین
ہوا میکدے مین تلاطم عیان
مرے ساقی سنگدل باخرد
نہ کی رند میکش کی تو نے مدد
شراب مضامین کی بہتی ہے پاک
کہ ہے برسر جنگ پیر مغان
بندھی ہے ترے رند میکش کی دھاک
امیر عرب حمزۂ نامدار
قمر مہر ساقی سے روشن ہے نام
ہوا نثر کا نظم سے اہتمام
شہنشاہ اقلیم دیو و پری
یل صف شکن شاہ اشقر سوار
زنامش بہ فوج عدو ابتری
اُدھر لشکر کافر پر دغا
بجرأت بہ شوکت ہے مصروف جنگ
گریزان ہین ہیبت سے گرگ و پلنگ
یقین ہے کہ کفار کی ہو شکست
بافسون گری ہے نبرد آزما
لڑائی کے ہوتے ہین اب بندوبست

چہرہ راقمان جلالت آثار جنگ صاحبقران و کاتبان کتبۂ کتب فصاحت عنوان اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف چل اے توسن کلک عبرت طراز + دکھا دے جہان کا نشیب و فراز ٭ یہان لشکر زمرد شاہ باختری برسر کوہ عقیق گلزار سلیمانی مقابلہ حمزہ صاحبقران مین فروکش ہے بختیارک توہی چاہتا ہے کہ کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے آئے تو طبل جنگی بجے لیکن اظہار کوہی بھانجا سلیمان کا بڑے زور و شور سے آکر پہونچا ہر چند اسکو سمجھایا وہ نمانا اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان کارزار مین آکر چند پہلوانان صاحبقران زخمی کیے دو جوان جان سے مارے دوپہر ڈھلے مغرور نے آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان کسی ایسے بہادر کو بھیجو کہ مجکو شجاعت کا مزا ملے یہ جو اس نے نعرہ کیا صف دست جیب مین طنبورہ

گرز گھرا یا علمہاے زنگاری کے پھر ہرے کُھلے رستم پیلتن نورنگاہ حمزہ صف شکن علمشاہ نوجوان
استرہالاکبو دفرنگی کو چھیڑکر سامنے تخت شہنشاہی کے آئے بادشاہ حمجاہ سے اجازت لی عرض
کی ای شہنشاہ گیتی ستان کلمات لاف وگذاف سُننے کی طاقت نہین ہو بادشاہ نے جام
کلۂ عفریت مرحمت کیا رستم پیلتن دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوے سامنے اظہار کوہی کے پہونچے
تگاورزن ہوے تین قدم مرکب انکا پانچ قدم کینڈہ اسکا ہٹا اُس بیحیا کے ہاتھ مین ہی تیغۂ خون
آلود کھنچا ہوا تھا آواز دی اے فرزند صاحبقران یہ تیغہ آپ لوگون کے خون کا مزہ چکھ چکا حلال ہمات
مردانِ عالم اسکا لقب ہو دم بھر مین فیصلہ ہوگا یہ کہکر وار کیا رستم نے تیغہ کپتان فرنگی نیام انتقام
سے کھینچا تلوار کو تلوار پر گانٹھا خبردار خبردار کہکر وار کیا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
تیغۂ کپتان فرنگی دست زبردست رستم نوجوان سے گرا اظہار کوہی کے مع گینڈے چار
ٹکڑے ہوے تمام کوہی اسکے ساتھ والے محبت مین اپنے افسر کے جا پڑے بختیارک نے
فوج کو اشارہ کردیا ادھر سے سرداران رستم و صاحبقران باحشم مع سرداران نامی جا پڑے
دونون لشکر مثل آب شور و شیرین ملگئے صاحبقران بھی چاہتے ہین کسی طرح لقا کو شکست دین
یہ بیحیا طرف طلسم ہوش رُبا کے بھاگے مین جاکر اپنے فرزند سے ملون بعد فتح دریاے نیل جو
ساحر طرف سے افراسیاب کے آئے عیارون نے اُنکی زبانی صاحبقران کو خبر بھی پہونچائی کہ
طلسم ہوش رُبا مین قریب دریاے نیل جنگ عظیم واقع ہوئی اس جنگ مین قاسم و بدیع و نورالدہر
طلسم خورشید نگار فتح کرکے آئے اور قاسم نے طلسم نگارین فتح کیا نورالدہر نے حوالی
طلسم خورشید نگار مین جنگ کی یہ تینون شیر جنگ دریاے نیل مین شریک اسد نامدار ہوے ورنہ
وہ لڑائی فتح نہوتی یہ اخبار مصیبت آثار سُنکر اور صاحبقران کا اشتیاق بڑھا بس آج جملہ سردار
بڑی شان و شوکت سے لڑ رہے ہین علم فوج لقا قلم کر چکے ہین بادشاہ حمجاہ کا قصد ہو جاکر لقا کو
گرفتار کرلین یونہین لڑتے بھڑتے چلین عین گرمی جنگ ہو کہ فولاد آتش ریز مجاور قبر سامری
فرستادہ افراسیاب ساٹھ ہزار ساحرون سے آکر پہونچا سحر ہونے لگے ساحرون کے بھروسے پر
کوہی بھی بڑھے فولاد آتش ریز کہ ساحر زبردست و مقرب افراسیاب ہو بڑے بڑے سحر کر رہا
ہو بندگان خدا اسکے سحر سے بیکار رہے کوہی بیکسی مین انکو قتل کر رہے ہین صاحبقران

اسم اعظم الٰہی پڑھکر سحر کو دفع کرتے ہین اپنے سردارونکو بچاتے ہین لڑتے ہوے قریب زیر فولاد
آتش ریز موسوم بہ طاؤس جادو پہونچے اُسنے بڑے بڑے سحر کیے صاحبقران پر تاثیر نہوئی
صاحبقران نے ہاتھ مارا طاؤس کے ہوش اُڑے بیک ضرب شمشیر دو پرکالے ہوے یہ دیکھکر
فولاد آتش ریز گھبرایا گوشے مین آکر سحر کرنے لگا ایک طائر سحر بنایا اُسکو سحر کرکے اُڑایا آپ بھی
سحر کر رہا ہی اُس طائر نے جاکر گرد سر صاحبقران چرخ مارا صاحبقران کی زبان مین لکنت آئی
اُس طائر کو فولاد نے شیشے مین بند کیا کوہیون کو آوازدی ساحرون کو بھی اشارہ کیا کہ مین اسم اعظم
حمزہ بند کر چکا ازروے بلوے کے حمزہ کو پکڑلو ساحر و غیر ساحر ٹوٹ پڑے حلقہ ہاے کمند بھی
مارے ازروے بلوے کے صاحبقران کو گرفتار کر لیا عیاران اسلام نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ
صاحبقران گرفتار ہو گئے جواہر بن عمرو نے زفیل عیاری بجائی ایک لاکھ چوراسی ہزار
پیک بچے آواز سُنکر اپنے افسر کی لشکر سے نکلے پرے جماکر لشکر ساحران پر جا پڑے حقہ ہاے آتشبازی
مارنا شروع کیے ہزارون ساحرون کو جلا دیا فولاد سمجھا طرفدار حمزہ کے آ پہونچے اس قدر
شعلہ ہاے آتش بھڑکے کہ فولاد بھی گھبرا کر ہٹ آیا عیار آج ایسے لڑے کوہیون کے پیر اُٹھا دیے
حقہ ہاے آتشبازی بھی داغے خنگی بان چھوڑے حلقہ ہاے کمند سے بھی قتل کیے حباب ہاے بیہوشی
بھی چلے آخر فولاد گھبرا کے بھاگا سمجھا کہ لشکر حمزہ مین بڑے بڑے ساحر ہین آگ برسا رہے ہین
بختیارک سے کہا ملک جی مین نے حمزہ کو گرفتار کر لیا طبل امان بجوا دیجیے کل ان سب کی تدبیر
کرونگا اُس وقت گھبراہٹ مین بختیارک نے بھی طبل بازگشت بجوا دیا اُدھر اہل اسلام رنجیدہ و
کبیدہ بوجہ گرفتار ہونے صاحبقران کے پلٹے فولاد جو بارگاہ لقا مین آیا بختیارک سے کہا
حمزہ کے لشکر مین بہت جادوگر ہین سب آتشخو شعلہ مزاج آگ برسا دیتے ہین بختیارک نے کہا
یہ سب عیاران لشکر اسلام تھے فرزندان و شاگردان خواجہ عمرو مین آج خوب جمکر لڑے فولاد
یہ سُنکر ڈرا اور اپنا لشکر واسطے انتظام کے الگ کر لیا سموم جادو کو کوتوال قرار دیا کہ خبردار کوئی غیر
نہ آنے پائے کوتوال انتظام کر رہا ہی سموم جادو نے سرا مین بھی اپنا انتظام کیا بھٹیاریون سے
اقرارنامہ لیا کہ ہر ایک مسافر کی ہمکو خبر دینا چھترا نیان بیٹھی ہین ایک بڑھیا مع ایک نازنین
کے آکے اُتری جوان عورت کو گوشے مین بٹھا دیا بڑھیا واسطے سودے کے بازار گئی چھترانی

نے آکے دریافت کیا اُس نازنین نے کہا یہ کٹنی مجھکو بھگا کے لائی ہی اُسنے جا کے کوتوال سے
اطلاع کی سموم نے آکر اُس جوان عورت کو قبضے مین کیا بڑھیا خبر سُنکر بھاگ گئی یہ خبر فولاد کو
ہوئی ایک عورت شکیل سرا سے گرفتار ہوئی ہی کوتوال اپنے ہمراہ لیے جاتا ہی فولاد نے کہلا بھیجا
سموم سے کہو ڈولی ہماری بارگاہ مین لائے کوتوال خود ہی عاشق ہوا تھا اب مجبور ہوا ڈولی
لے کے بارگاہ فولاد مین آیا فولاد اُس مہ جبین کو دیکھکر بیچین ہوگیا اپنے خیمے مین اُتروا لیا لاکر مسند پر
بٹھایا محبت کی باتین کرنے لگا وہ نازنین شرم سے کچھ جواب نہین دیتی یہ چپکے سے کہا حضور مین ایک
سوداگر کی بیٹی ہون یہ بڑھیا مجھکو بھگا لائی فولاد نے صندوقچہ جواہرات کا پیش کیا کہا ہم تمکو
خاتون محل بنائینگے ہزارہا کنیزین واسطے خدمت کے مقرر کردینگے وہ نازنین رونے لگی کہا حضور
اب آپ ہی میرے وارث ہین مین خدمت گزاری کو حاضر ہون میرے ماں باپ کو بُلوا دیجیے فولاد
نے تسکین دی کہا ہم صبح کو تمھارے ماں باپ کو بُلوا دینگے اُس نازنین نے جام شراب لبریز کرکے
فولاد کو دیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ سامنے منبر پر شیشۂ اسم اعظم صاحبقران رکھا ہی ایک
گوشے مین صاحبقران بیہوش پڑے ہین فولاد نے جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا قصد کیا کہ پیون
ایک پُتلا فولادی بول اُٹھا اے شہنشاہ شراب نہ پیجیے گا اسمین بیہوشی ہی جیسے ہی پتلے نے یہ آواز
دی وہ نازنین نعرہ کرکے اُٹھی مسم شعبان خنجر گذار فولاد نے اشارہ کیا پانون زمین نے
تھام لیے شعبان نے دیکھا ہاتھ میرے قابو مین ہین تو بڑے سے پتھر نکالکر شیشہ اسم اعظم پر
پھینک مارا شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران ہوشیار ہوے نعرہ کرکے اپنے مقام سے
اُٹھے فولاد بھاگا بیرون بارگاہ آیا بختیارک نے قرنا کرائی سب ساحر و غیر ساحر تیار ہوے
تلوار چلنے لگی شعبان جو سحر سے چھوٹا جاکر بادشاہ اسلام کو خبر دی بادشاہ اسلام مع جملہ سرداران
خوش انجام تلوارین کھینچکر آپڑے امیر اسم اعظم پڑھکر لڑنے لگے سلیمان بھی اُٹھا لشکر کو ہیان
کو ترغیب دینے لگا رات بھر تلوار چلی بوقت سحر فولاد نے دیکھا ہزارہا ساحر مارا گیا سرداران اسلام نے
چہار جانب سے گھیر لیا ہی ہنگامہ گیرودار بلند ہی کوہی نام سے اہل اسلام کے بھاگتے پھرتے ہین
ہر مرتبہ شکست کھائی ہی منہ پر غازیون کے نہین چڑھتے سلیمان اپنے ساتھ والون کو ڈرا رہا ہی کہ
امیر لڑتے بھڑتے سامنے سلیمان کے پہونچے مدت سے یہان خورد کش ہی سلیمان کو ہمیشہ سے مقابلہ

امیر کا حوصلہ تھا ہر چند کہ نخجیارک نے روکا ای سلیمان یہ کیا کرتے ہو حمزہ سپہ سالار
قدرت خداوند لقا ہی بڑے بڑے پہلوان قدرت نے اسکے ہاتھ سے قتل کرائے اسکے مقابلہ مین جاؤ
سلیمان نے کچھ جواب نہ دیا صاحبقران پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا امیر رات سے لڑ رہے ہین کسی کا
مرکب کسی کی تلوار اٹھالی تھی اب دن کو سرداران نامی نے اشقر دیوزاد لا کے پہونچایا تیغہ
عقرب سلیمانی تحفہ جات بزرگان ذات پر آراستہ مرکب اشقر دیوزاد طرارے بھرتا پھرتا ہی صدہا کو
سمون سے پامال کیا جیسے ہی سلیمان نے ہاتھ مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا غصے مین
آواز دی ای سلیمان ہم ہمیشہ میدان کارزار مین تمھارے مقابلے کے مشتاق رہے تم افسر کوہستان ہو ابھی
پہلوان نوجوان ہو کبھی تم نے لطف سے مقابلہ نہ کیا آج بھی ہم خستہ ہو چکے ہین مگر تم ایسون پر لاشہ بھی
بھاری ہی ایک وار تو قبول کرو خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغہ عقرب کا مارا سلیمان نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا تیغہ عقرب سلیمانی کاٹ مین لاثانی تڑپ کے گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر سلیمان کا زخمی ہوا بیچ
مین کوہی ٹوٹ پڑے سلیمان کو ہٹالے گئے لندھور لڑتے بھڑتے قریب ناصر کوہی پہونچے اُسنے ہاتھ
تلوار کا مارا لندھور نے اُسکو زخمی کیا عنصر ہاتھ سے مالک کے زخمی ہوا اب تو فوج لقا کے قدم اٹھے
فولاد دیوانہ وار سحر کرتا پھرتا ہی تاثیر اسم اعظم صاحبقرانی سے رنگ اسکے سحر کا نہین جمتا صاحبقران
لڑتے ہوئے قریب اسکے پہونچے اسنے بہت سے سحر کیے جب سحر کی تاثیر نہوئی جھلا کے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا
صاحبقران نے تلوار پر گانٹھا وار کو اس ناہنجار کے دفع کیا اسی ہنگامے مین ہاتھ مار دیا فولاد
کا سر زخمی ہوا الامان کہکر بھاگا بھاگ کر سب قریب باغ مینا پہونچے سرداران صف شکن نے گھوڑی دو دم
چہار جانب سے گھیر اچاہا کہ آج اسکو باغ مینا مین نجانے دین لقا نے ہاتھ سے بادشاہ کے شکست کھائی
تخت ٹکڑے ہو کر اڑ گیا ننگے پاؤن بھاگا ہوا جاتا ہی دیکھا طرف باغ مینا کے سردارون نے اپنے
پرے جما دیے لندھور و مالک و علمشاہ خندق پر ڈٹ گئے کہ ادھر کبھاگ کر گیا اب لقا گھبرایا کہ
کدھر جاؤن راستہ سب نے روک لیا لقا بدحواس سلیمان عنبرین مو کوہی پریشان کہ کیا
تدبیر کرون مگر قضاے کار وہان افراسیاب نے شکست کھائی تھی احاطے سے فوج لیکر نکلا بارگاہ
مین آکر بیٹھا برق وغیرہ واسطے خبر کے آتے ہین کہ بیٹھے بیٹھے حیرت جادو نے کچھ افراسیاب سے
کہا سرما و ابر یق نے بھی بڑھکر عرض کی اے شہنشاہ کوئی صورت فتح کی ظاہر نہین ہوتی ہر روز

صورت شکست ہوا افراسیاب کان مین ملکہ حیرت کے کچھ کہکر اُٹھا آسمان پر جا کر چمکا اس زور و شور سے
جاتا ہی کوہ و دشت مین تھرتھری پڑی ہوئی ہی یہان وہی وقت ہی قریب ہی کہ لقا گرفتار ہو جاوے
فولاد پریشان سلیمان حیران لقا فریاد فریاد کر رہا ہی اہل اسلام بڑھتے چلے آتے ہین بختیارک
بھی آج گھبرایا ہوا کہتا ہی کیا کرون خداوند کو کہان لے نکلون ہر طرف سے سردارون کو بلاتا ہی
کہ یارو سینہ سپر کرو قدرت کو بچاؤ جو سردار صف سے نکلا ہاتھ سے اہل اسلام کے مارا گیا ہزارہا لاشہ
پڑا ہی فولاد کے سب ساحر مارے گئے سوچا ہی ساحر باقی ہین وہ بھی سحر بھولے ہوے حیران و مضطر و بیقرار
و ششدر نہ روے رفتن نہ راہ ماندن اُسوقت بختیارک نے دیکھا آسمان پر لکہ ابر سیاہ کڑکتا ہوا پیدا
ہوا نہایت زور و شور سے اکہ کڑ کا آواز آئی کہ زمین میدان کا زار تھرائی بختیارک نے دیکھا
افراسیاب بڑے قہر و غضب سے ہزبر سحر پر سوار تیغہ ہاتھ مین چند گولے جیب مین نعرہ کرتا ہوا آکے
پہونچا دور سے لقا کو سلام کیا بختیارک تو ایک مرتبہ طلسم مین ہو آیا ہی بخوبی پہچانتا ہی کہا یا خداوند
خود افراسیاب جادو آپہونچا لقا بھی افراسیاب کو دیکھکر بڑھا بختیارک نے جلدی تاج
سر پر قدرت کے رکھا خون چہرے کا پاک کیا لقا من چہ تقدیر کردم کہتا ہوا بڑھا افراسیاب نے لقا
کو بہ نگاہ حقارت دیکھا جی مین کہتا ہی یہ کیسا خداوند ہی بندون کے ہاتھ سے دردمند ہی فولاد نے بڑھکر
افراسیاب کے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہنشاہ گیتی ستان اس زمین پر عجب انقلاب ہی قدرت
کا فراج لاجواب ہی دم بھر مین عجب طرح کی تقدیرین کرتے ہین کبھی فتح کبھی شکست ہی یہان کا نیا
بند و بست ہی مین نے حمزہ کا اسم اعظم بند کر لیا تھا حمزہ کو بھی پکڑ لیا رات کو قدرت نے تقدیر کر کے
رہا کرا دیا سب ساحر میرے ساتھ کے مارے گئے اب حمزہ کے اسم اعظم کے سامنے میرا سحر تاثیر نہین کرتا
بھاگنے کا بھی رستہ نہین ملتا کہان بھاگ کر جاؤن آج قدرت کا سر بھی زخمی ہوا اپنے ساتھ اورون
کو بھی برباد کرتے ہین افراسیاب غصے مین تھا کچھ جواب تو نہ دیا لیکن جیب سے ایک گولا
نکالا ہٹو ہٹو کہکر مار دیا اُس گولے کا پھٹنا تھا کہ زمین متزلزل و متحرک ہوئی ایک طائر پیدا ہوا
اُس طائر سحر نے شیشہ ہاتھ مین پر یزادکے دیا اُس طائر نے گرد سر صاحبقران چیخ مارا صاحبقران
کی زبان مین لکنت آئی خود بخود طبیعت گھبرائی یا تو پشت اشقر پر سوار تھے یا مثل تصویر
تصور خاموش ہوے تمام لشکر مین اندھیرا چھا گیا پانچ کوس کے گرد مین سواے دھوئین

کے اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا دھوئین کی ایک دیوار گرد لشکر صاحبقران کھنچ گئی تمام لشکر آہنین
بند ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا کسی مین لڑنے کی طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین ہاتھ پانؤن
بیکار مجبور و ناچار حیران و پریشان خاموش ہوکر رہ گئے اس طرح کا افراسیاب نے سحر کیا کہ تمام لشکر
لقا الگ ہو گیا جھونکے ہوا کے چلے فولادی پنجے پیدا ہوئے اُن پنجون نے دستگیری کرکے اہالیان
لشکر لقا کو الگ کر دیا فولاد آتش ریز کھڑا ہوا الگ دیکھ رہا ہی ایک سحر مین افراسیاب نے
اسم اعظم صاحبقران بند کر لیا شیشہ ہاتھ مین اُس مین طائر پھڑک رہا ہی غصے مین کانپ رہا ہی
کہتا ہی اے فولاد اسی پر حمزہ کو بڑا ناز تھا اس شیشے کو تم اپنے پاس رکھو یہ سحر ایک
ہفتے کا ہی اہالیان لشکر حمزہ اس قلعہ دود مین گرفتار ہین فریاد و الغیاث کر رہے ہین
آٹھوین دن یہ سب بیہوش ہو کر گر پڑین گے یہی حال حمزہ کا بھی ہوگا بے آب و دانہ تڑپین گے
در قلعہ دود بند کر دیا ہی بختیارک دوڑا ہوا آیا دامن افراسیاب کا تھام لیا کہا ای شہنشاہ
تیرے سحر کے صدقے اپنی خیر و عافیت بیان کیجیے ہوش ربا کا کیا حال ہی افراسیاب نے منھ
پیٹ لیا کہا ای شیطان درگاہ خداوند اسد غازی کو لوح طلسمی مل گئی چند مرحلے بھی شکست
ہوے جان جانے کے بند و بست ہوے اب مین نے ایک گنبد مثل قلعہ کے بنایا ہی کہ اُس مین کوئی
نہین آسکتا اب طلسم باطن کا بھروسہ ہی صاحبان مرحلہ کد و کاوش کرکے لوح طلسم کشا سے لین گے
دوسرے میرے ذہن مین یہ آیا کہ مین جا کر بزرگان طلسم کشا کو مار ڈالون صرف ملکہ حیرت سے اطلاع
کر کے آیا ہون جو سوچا تھا وہی کیا یہ شیشہ اسم اعظم موجود ہی بحفاظت رکھیے آٹھوین دن یہ سب
بیہوش ہو جائینگے اپنے ہاتھ کا گولا فولاد کو دیے جاتا ہون یہ اُس گولے کو پھینک دیگا اُسین در
پیدا ہوگا آپ لوگ اندر جا کے سب کے سر کاٹ لیجیے گا سر ان سب کے نوک نیزہ پر رکھ کر ہوش ربا
مین چلے آئیے گا اسد و بدیع وغیرہ موجود ہین اپنے بزرگون کے سر دیکھ کر سر ٹکرائینگے یقین ہی تڑپ
تڑپ کے مر جائینگے احاطے سے مین بلوہ کر دونگا اب بھی مین لاچین وغیرہ سے کمزور نہین ہون
سب پر سحر مین غالب آؤنگا ابر خونی برساؤنگا جس پر قطرہ پڑیگا پھُنک جائیگا یہ صورت فتح تجویز
کی بختیارک نے کہا حضور نے آتے ہی ایسا انتظام کر لیا کہ جملہ سردار و عیار اس سحر دود مین مبتلا ہو گئے
پھر بھی مجھکو خوف ہی شاید کوئی فرزند عمرو بھاگ کر نکل گیا ہو مدد مسلمانون کی غیب سے بھی پیدا

ہوتی ہے کوئی آکر شیشۂ اسم اعظم توڑے حمزہ چھوٹ کر قیامت برپا کریگا اسم اعظم پڑھ کے قلعۂ دود کو
بھی ہٹا دیگا قدرت کو جان بچانا مشکل ہوگی میان فولاد کے جی چھوٹ گئے ہین یہ شیشہ آپ اپنے
ساتھ لیجائیے ہوش رُبا مین جاکر رکھیے مگر غضب یہ ہے کہ وہان چھ عیار موجود ہین ایسا نہو فکر کرکے شیشہ
لیلین افراسیاب نے کہا اے ملک جی مین اپنے پاس شیشہ نہین رکھ سکتا ایک سر ہزار سودے
حقیقت مین یہان رہنا بھی بُرا ہے بخوف عمرو وہان لیجانا بھی بہتر نہین ہے ملک جی مین کسی انتظام مین
عاجز نہین ہون سب کچھ میرے اختیار مین اب بھی ہے ایسے مقام پر شیشہ رکھون کہ جہان طائر وہم و خیال
بھی نہ ہوپنچ سکے میرے طلسم کو قدرت کی بے اعتدالی نے خراب کیا مین وہ صاحب اختیار ہون کہ
بہرام فلک بھی مجھ سے نگاہ نہین ملا سکتا ہر چند حجرہ ہاے ہفت بلا مٹے دریاے نیل فتح ہوا زمہریر کو
ٹھنڈا کیا طلسم باطن مین ابھی ایسے ایسے مقام باقی ہین کہ کسی طرح طلسم کشا اُن مقامات کو فتح نہ کرسکے گا
مین نے قدرت کا غدر بھی رفع کردیا کہ برائے قدمبوسی آیا پہلے قدرت ان سب کے سر لیکر طلسم ہوشربا
مین آئین پھر مین خود ساتھ ہوکر تا بہ باختر پہونچا دونگا عہدہ ہاے خداوندی قائم کردونگا ایک سحر مین
بہشت و دوزخ بنادونگا اب تو تقدیر مضبوط کرین دشمنون کو مٹائین بختیارک نے کہا مین قدرت کو
بخوبی سمجھادونگا قدرت تقدیر خلاف نہ کرینگے سب کے سر لیکر ہوش رُبا مین آئینگے تم شیشۂ اسم اعظم کا
انتظام کرو یہ ذکر ہورہا تھا کہ خداوند لقا بھی ٹہلتے ہوئے آئے افراسیاب نے لقا کو سجدہ کیا دامن
تھام کر رونے لگا کہا کیون یا خداوند آپ کو طلسم ہوشربا مٹانے سے کیا فائدہ ہو لقا نے کہا
قدرت مٹے ہوئے کو پھر بنا سکتے ہین مُردون کو زندہ کرین زندون کو مردہ کرین نئی دُنیا آباد کردین
آج تک تو نے غرور کیا برائے قدمبوسی نہ آیا آج تو نے قدرت کو راضی کیا ہم بھی تجھے رضامند کرینگے
یہان سے تابہ طلسم ہوشربا کوئی تیرا دشمن باقی نرہے گا اب انتظام بن جائیگا افراسیاب خوش
ہوا کہ قدرت پختہ وعدہ کرتے ہین افراسیاب نے ایک دستک دی پکار کر آواز لگائی کہ اے عقاب
آسمان سیر جلد حاضر ہو سب نے دیکھا ایک ساحر مہیب الشکل عجیب ایک تخت پر بیٹھا ہوا چار
عقاب آہنین کسے ہوئے تخت اڑاتا ہوا آکر پہونچا افراسیاب نے کہا اے عقاب طلسم ہوشربا
مین غدر ہوگیا ہے سب عزیز داران طلسم کشا ہین انکو مین نے سحر مین پھنسا لیا فولاد یہان کا انتظام
کرے گا تم شیشہ اپنے پاس رکھو خبردار زمین پر نہ اُترنا دو ہفتے کا سامان اپنے پاس مہیا کرلو پرے ہوا

اُڑنا عقاب تمھارا نام ہی بلند پروازی کام ہی جب خبر پانا کہ خداوند مسلمانان لیکر ہوش با مین گئے تب تم ہماری ملاقات کو آنا جسقدر ملازم ہمارے مرگئے ہین قدرت سب کو زندہ کرینگے لاکھون رفیق و تاجدار مارے گئے اُن سب سے آکر ملاقات کرنا جس روز سے قدرت اس اقلیم مین آئے جو جو ساحر مارے گئے اُنکا نام بقید ولدیت علمکہ رکھا ہی کتابین مجلد بھری ہوئی ہین ایک ہفتے مین قدرت تقدیر کہکے سب کو زندہ کرینگے اور ہوشربا تا باختر کروروں کرور بندے بجانا پڑینگے اُن ساحرون وغیر ساحرون کے عزیزدار آکر شکریہ خداوند بجالائینگے ہماری علداری کے واسطے نئی دُنیا تیار ہوگی پُرانے سردارون مین صرف مخمور وبہار کی خواہش ہی اور سب جانور بنادیے جائینگے جنگلون مین اُڑتے پھرینگے عوض مین اس خدمت کے عہدۂ وزارت ملیگا عقاب نے کہا اے شہنشاہ مین مہینوں بلندی ہوا سے نہ اُترونگا یہ کہکے افراسیاب نے شیشہ اسم اعظم صاحبقران لیا اپنے تخت پر شیشہ رکھ لیا جسطرح اُڑتا ہوا آیا تھا اُسی طرح اُڑتا ہوا چلا گیا زمین سے ہزار گز کی بلندی پر کوہ عقیق سے ہزارون کوس پر ایک ابر بنایا اُس ابر مین چھپکر بیٹھا اندر ابر سحر کے بیٹھا ہوا چین کر رہا ہی اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا جب عقاب کو روانہ کرچکا تب فولاد کو بخوبی بقدمۂ قتل مسلمانان سمجھایا کہا یہان کا انتظام تمھارے سپرد ہی بعد ہفتے کے جس طرح کہا ہی اُسی طرح سب کے سر لیکر آنا لقا کی بارگاہ باعزاز و اکرام استادہ کرائی اسی دھوئین کے قلعہ کے سامنے لشکر کوہیان وساحران بڑی دھوم سے فروکش ہوا لقا سے افراسیاب رخصت ہوا کہا یا خداوند اب تو سب طرح اطمینان ہوا مین برائے مقابلہ طلسم کشا جاتا ہون طلسم کشا کے ساتھ حیلہ واقف کاران طلسم موجود ہین کیا عجب ہی کہ طلسم کشا واسطے فتاحی مرحلہ جات کے گیا ہو مین جاکر روکنے کی تدبیر کرون اُسی طرح گرجتا ہوا پاس حیرت کے آیا ملکہ حیرت نے کہا اے شہنشاہ کہان گئے تھے افراسیاب نے چپکے سے کہا عزیزداران طلسم کشا کو مین نے مٹایا اب قدرت سب کے سر لیکر آئینگے لیکن اس خبر کو مشہور نکرنا یہان قبل آنے افراسیاب کے لاچین وغیرہ نے اسد غازی کو صلاح دی کہ حضور عرصہ نہ کرین لوح ملاحظہ فرمائیے اسد غازی نے لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین حکم نکلا کہ بدون فتح مرحلہ جات قتل افراسیاب ناممکن ہی شب کو اسد نامدار یکہ و تنہا پشت مرکب پر سوار ہوکے بعد لیت لوح ایک جانب روانہ ہوے بعد جانے اسد کمواج قطرہ زن دختر نیلم وطاؤس پریچہرہ

دختر خونخوار ظلماتی و بہار و باغبان تعقب اسد مین چلے لاکہ ساحرون کا لشکر ہمراہ لیا عیار بھی فرداً فرداً روانہ ہوے جب افراسیاب کوہ عقیق سے واپس آیا تو صرصر نے یہ سب خبرین کہین کہ طلسم کشا برائے فتاحی مرحلہ جات گیا اور رنگ ببر سوار ایک ساحر نامدار کو نامہ دیا کہا پاس فیروزہ گنبد نشین کے جاؤ زوجہ اور رنگ گنبد نشین کی خمار فیروزہ پوش بھی ساتھ ہوئی یہ خبر برق نے آکر لاچین سے کہی کہ افراسیاب نے فوجین تعاقب اسد مین روانہ کین یہ خبر سنکر کوکب روشن ضمیر مرکب پرند پر سوار ہو کر برائے مدد اسد روانہ ہوا شب کو جہرج و رعد و برق و برق لامع بدون اطلاع لاچین روانہ ہوے مگر راہ مین زوجہ اور رنگ مع ساٹھ ہزار کنیزون کے منزل بمنزل جاتی ہی ایک صحرائے سبزہ زار مین جاکر پہونچی سیر صحرا دیکھ رہی تھی کہ دیکھا اک نازنین نہایت حسین غنچہ دہن رشک چمن عاشق مزاج صحرا مین پھر رہی ہی شعر عاشقانہ پڑھتی ہی خمار نے کنیزون کو حکم دیا یہ شہزادی کسی کے عشق مین نکل آئی ہی آوارہ پھرتی ہی بہلا کے ہمارے پاس لاؤ کنیزین اسکو جاکر بہلا کر لائین زبان سے اسکی معلوم ہوا کہ نام مہ جبین ہی کسی کی تصویر دیکھکر مائل ہوئی اسی جوش مین نکل آئی مگر نہایت خوش مزاج جوش عشق مین اشعار عاشقانہ خوب گاتی ہی خمار نے اسکو اپنے پاس رکھا اور رنگ آکر بخدمت فیروزہ گنبد نشین پہونچا نامہ افراسیاب کا دیا فیروزہ نے کہا مین طلسم کشا کی فکر کر رہا ہون تم تین لاکھ فوج ساتھ لیکر بہار و باغبان کو گرفتار کر لو اسد میری طرف آئیگا مین انتظام کر لونگا خمار فیروزہ پوش و اور رنگ ببر سوار فوج کثیر لیکر برائے گرفتاری بہار وغیرہ چلے اسد بموجب ہدایت لوح قریب ایک گنبد کے پہونچے لوح طلسمی کو گنبد سے مس کیا گنبد تو غائب ہوا ایک شہر نمایان ہوا اُس شہر سے ایک تاجدار تین لاکھ فوج اور چار سو پہلوان لیکر مقابلۂ اسد مین آیا اُس تاجدار کا ماہ تاجدار نام تھا شب کو اُسنے طبل جنگی بجوایا شب کو اسد ایک صحرا مین پہونچے بموجب ہدایت لوح ایک قصر مین تیک رائے وزیر اعظم لاچین مع بارہ ہزار ملازمون کے قید تھا کوہان جادو کو مار کر ان سب کو رہا کیا وہ وزیر اعظم اسد غازی کے ساتھ ہی بارگاہ وغیرہ استادہ کرائی جب میدان مین ماہ تاجدار نکلا فوج لیکر صفین جمائین اسد غازی میدان کارزار مین نکلے طرف سے ماہ تاجدار کے جو پہلوان نکلا اسد غازی کے ہاتھ سے مارا گیا شام تک بجرائت و شوکت اسد نامدار نے دس پہلوان

قتل کیے وہ تاجدار طبل امان بجوا کر پلٹ گیا ہر شب کو طبل جنگی بجواتا ہی میدان مین فوج اور پہلوانون کو لیکر آتا ہی میدان مین پہلوان نکلتے ہین اسد نامدار کے ہاتھ سے جب دو چار پہلوان قتل ہوئے طبل امان بجوا کر پلٹ جاتا ہی کئی میدان داریان ہو چکین نیک رائے وزیر لاچین روز عرض کرتا ہی اے شہریار اس تاجدار نے دام مکر پھیلایا ہی آپ اس لڑائی کو جلد فتح کرین لوح سے خلاف ہوتا ہی اسد فرماتے ہین اے وزیر اعظم مین ہر روز چاہتا ہون فوج پر اسکی جا پڑون وہ طبل امان بجوا کر پلٹ جاتا ہی ہمارے قاعدے کے خلاف ہی کہ وہ طبل امان بجوائے اور ہم اسکے لشکر پر جا پڑین نیک رائے خاموش ہو رہتا ہی مگر اور ایک ببر سوار و خمار فیروزہ پوش زوجۂ فیروز گنبد نشین فوج بیحساب ساتھ لیکر مقابلۂ بہار و باغبان مین پہونچی یہ جملہ سردار جنکے نام عرض کر گیا ہون لاکھوں فوج ساتھ لیے ہوئے تلاش طلسم کشا مین نکلے ہین ایک مقام پر فروکش تھے کہ اورنگ ببر سوار و ملکہ خمار آکر مقابلے مین پہونچے بہار و مواج وغیرہ بھی آمادہ ہوے اورنگ نے رات کو طبل جنگی بجوایا یہان باغبان نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا بوقت سحر اورنگ ببر سوار نے صفین بھی اہل اسلام کی نہ جمنے دین بلوہ کر کے بطور جنگ مغلوبہ جا پڑا یہ سردار بھی لڑنے لگے اورنگ کو فیروزہ گنبد نشین نے بھیجا ہی بڑے بڑے سحر کر آیا ہی لکۂ ابر اسنے بنا کر آسمان پر اڑایا ہی گرمی جنگ مین وہ ابر کڑکا کر جا برسنے لگا جس پر قطرہ پڑا بیہوش ہوا بہار کے سحر کا بھی رنگ نہ جما یہ بھی بیہوش ہو کے گری شام تک وہ ابر برسا سب سرداران نامی بیہوش ہو کر گرے اورنگ نے آکر سب کو گرفتار کر لیا ارادہ ہوا خدمت مین فیروزہ گنبد نشین کے سب کو لیجاؤن ملکہ خمار فیروزہ پوش نے کہا اے سردار نامی آج شب کو اسی مقام پر اُترو صبح کو کوچ کرین گے وہان اسد کی بھی تدبیر ہو رہی ہی میرے شوہر کے مرشلے سے گذرنا دشوار ہی اورنگ آکر بیٹھا صحبت خمار فیروزہ پوش مین وہ نازنین موسوم بہ مہ جبین عاشق فراج حسینان جہان کے سر کا تاج آراستہ ہو کر آئی اورنگ دیکھ کر مائل ہوا خمار فیروزہ پوش سے کہا کیون حضور یہ شاہزادی کون ہی خمار نے سب حال بیان کیا کہ یہ کسی پر عاشق ہی ایسا خوب لگا ہی کہ دل بیقرار ہو جاتا ہی کسی کے دام زلف مین

بھنسی ہی راتون کو تصویر دیکھا کرتی ہی تڑپ تڑپ کر اسکو شب گذرتی ہی اورنگ نے کہا
دیکھیے تصویر کسکی ہی ملکہ خمار فیروزہ پوش نے دم دے کر مہ جبین سے تصویر لی اورنگ نے
دیکھا میری تصویر ہی ملکہ خمار فیروزہ پوش نے مژدہ سنایا کہا ہی مہ جبین جسکے عشق مین تم
آوارہ ہوکر نکلین وہ بھی تم پر عاشق ہوا وہ مہ جبین خوشی خوشی پہلوے اورنگ مین آکر بیٹھی
اورنگ اپنے خیمہ مین لایا جلسہ آراستہ کیا ناچ ہونے لگا اورنگ نے فرمایش کی ملکہ تم بھی کچھ
گاؤ اس مہ جبین نے چنگ مرصع ہاتھ مین لیکر ایسی تانین مارین کہ اورنگ بیقرار ہوگیا تقریب
شراب مین وہ مہ جبین اپنے مقام سے اُٹھی گلابیان اپنے ہاتھ سے صحبت مین لاکر رکھین کہتی جاتی ہی
صاحبو یہ روز سعید مجھ ہجران کشیدہ کے لیے عید ہی جسکے واسطے خاک چھانی آج اسکی خدمت
مین پہونچی یہ کہکر سب کو شراب تقسیم کرائی اورنگ کو بھی جام دیا یہ خوشی خوشی پی گیا دوپہر
رات گئے تمام سرداران اورنگ بیہوش ہوے اس مہ جبین نے نعرہ کیا منم مہترین مہتر چالاک
بن عمرو تلوار کھینچ کر جا پڑا کہ اورنگ کا سر قلم کرون زمین سے ایک شعلہ نکل کر بطور زنجیر گلے
مین چالاک کے لپٹ گیا چالاک زمین پر گرا زنجیر طلائی گلے مین پڑی ہوئی شعلے کی
گرمی سے رنگ و روغن بھی عیاری کا اُڑ گیا وہی شعلہ تسخہ پر اورنگ کے گرا اورنگ ہوشیار
ہوا دیکھا وہ مہ جبین ندارد ایک عیار بندھا پڑا ہی خمار فیروزہ پوش کو خبر پہونچی کہ بیٹا عمرو
کا مہ جبین بنکر آیا تھا گرفتار کیا گیا خمار نے آکر اورنگ سے کہا اے پہلوان دوران جو جو
مرحلہ جات فتح ہوئے عیار بھی آگئے مرحلہ ہفت سر قلم ہونے سے راستے سب طرف کے
کھل گئے تا بہ فیروزہ گنبد نشین پہونچنا مشکل ہوگا اہالیان لشکر لاچین فرداً فرداً
آئینگے ان سردارون کو چھوڑا لینگے ہماری صلاح یہ ہی کہ ان سب کو قتل کرو سر لیکر
بخدمت فیروزہ گنبد نشین چلو اورنگ نے بموجب حکم خمار میدان خونی کی تیاری کی جلاد
صاحبان ظلم و بیداد حاضر ہوئے چالاک و بہار و باغبان وغیرہ کو زیر تیغ بٹھایا
لشکر تیار کیے ہوے اورنگ بھی کھڑا ہی تیسرا حکم دیا چاہتا ہی ان سردارون نے بیقرار
ہوکر دعا کی کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مرکب پرند
پر سوار آتے ہی لشکر اورنگ پر گرا جب گولا مارا زمین کانپ گئی بہار کی زبان سے

سوزن نکالا باغبان وغیرہ نے بھی رہائی پائی اتنے گلدستہ سحر چلنے لگا باغبان بھی رستمانہ
لڑ رہا ہی برق لامع کڑکی رعد و برق نے صفین برہم و درہم کین کوکب روشن ضمیر لڑتا ہوا
قریب اورنگ ببر پہونچا خوب اُسنے باران سحر برسایا کوکب نے ابر سحر کو توڑا کبھی آفتاب
بن کے چمکا کبھی بصورت شیر صحرائی بنکر سیکڑون کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا عین گرمی جنگ مین اورنگ
سے مقابلہ پڑا کوکب نے تُم تھاکر گولا مارا کہ اورنگ کا سر پھٹ گیا اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا
نام من اورنگ ببر سوار بود خمار فیروزہ پوش نے چاہا لڑ بھڑ کر نکل جاؤن بہار نے بڑھ کر
گلدستہ مارا خمار کو نشہ ہوا شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اُسکے ساتھ کی کنیزین تعریف حسن بہار کر رہی
ہین بہار نے آواز دی اے خمار اگر ہم سے محبت ہی نیمچہ کھینچو خفت نہ کھینچنا تقاضاے محبت کے
خلاف ہی ہر کوئی یہی کہتا ہی کہ ہم مرتے ہین دیکھین کیونکر مرتے ہین تم ایسے عاشقون کو بدنام
کرتے ہین خمار نے مع ساٹ سو کنیزون کے نیمچہ کھینچکر گلے پر رکھا بہار نے اشارہ کیا بروے
خمدار ہلی نیمچہ ان سبھون کی گردن پر چل گیا خمار شراب مرگ سے مست ہوئی آوازہ آئی
کشتی مرا نام من فیروزہ بود کوکب نے باغبان سے کہا زوجہ فیروزہ گنبد نشین نے دام سحر
پھیلایا ہی وہ شیر جوش جراءت مین لڑ رہا ہی تم لوگ لشکر لیکر آؤ مین آگے چلتا ہون ایسا نہو اسد
کو دام مکر مین پھنسائے فیروزہ گنبد نشین بڑا ساحر زبردست ہی کوکب تو اُسی وقت روانہ
ہوگیا بہار وغیرہ لشکر جلیل لے کر تلاش مین اسد کے چلین یہان شیر بیشۂ صاحبقرانی حاکم
اورنگ جہانبانی روز مقابلے مین نکلتا ہی آج شب کو نیک راے نے کہا اے شہریار براے خدا بعد
نماز سحر لوح ملاحظہ فرمائیے بموجب حکم لوح کاربند ہو جیسے ایسا نہ ہو لوح پر کوئی افتاد پڑے ایک ہفتہ
آپ جنگ کرتے ہوئے گذرا آخر کیا مطلب حاصل ہوا روزہ وہ تاجدار مکار فوج لیکر آتا ہی دو چار پہلوان
قتل کر کے پلٹ جاتا ہی یہ مقدمۂ طلسم ہی ذرا سے تامل مین خرابی ہوتی ہی غلام یہ آرزو رکھتا ہی کہ
حضور مرحلہ جات فتح کرین سالہا سال گذرے اب اپنے آقاے نامدار کی خدمت سے
مشرف ہون ملکہ بلقیس ثانی بھی رہا ہوئین وہ بھی واقف ہون کہ ہمارے وزیر اعظم
نے طلسم کشا کی خدمت گزاری کی اگر میرے سامنے حضور پر کوئی افتاد پڑی میرے واسطے
بڑی بدنامی ہی اسد نے بوقت سحر لوح کو ملاحظہ کیا اس تحریر مین تھا کہ صبح کو جو پہلوان

تمھارے سامنے آئے اُسکو قتل کرکے سامنے نخل چنار ہی لڑ بھڑ کر وہان تک جانا زیر نخل لوح کو
ملاحظہ کرنا جیسا نوشتہ ملے بموجب اسکے کاربند ہونا اسد بوقت سحر **نیک رائے** وزیر
دوبارہ ہزار جوان صف شکن ساتھ مین لیے میدان کارزار مین آئے اُدھر سے وہی تاجدار بطریقہ
قدیم مقابلے مین آیا ایک پہلوان موسوم بہ سالار کرگدن پر سوار میدان مین آیا اسد کا نام لیکر پکارا
اسد نے جاکر مقابلہ کیا وار اُسکے روک کے ہاتھ مارا سالار کرگدن سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اب قصد ہوا
لشکر حریف پر جا پڑون کہ پشت سے صدائے گیرودار بلند ہوئی دیکھا ایک پہلوان **کاؤس** نامی
پچاس ہزار فوج سے انکی فوج پر گرا اور سب فوج کو پراگندہ کرکے **نیک رائے** وزیر کو گرفتار کیا
اور طرف صحرا کے چلا اسد نے اُسکے تعقب مین مرکب ڈال دیا ایک صحرا مین آکر اُس سے لڑنے
لگے کاؤس نے قیدیون کو تو بدست چندکس روانہ کردیا خود مع فوج اسد کو گھیرا چہار طرف
سے نیزہ و تیر و تفنگ پڑنے لگا اس قدر تیر اسد نے کھائے کہ جسم فوارہ بنگیا کاؤس پکار رہا ہی
یارو طلسم کشا کو لگا کے مین یہان تک لایا زخمی بھی ہوچکا ہی از روے بلوے کے اس شیر کو
گرفتار کرو کہ ہر طرف سے فوجین چلی آتی ہین قصد ہی کہ بلوہ کرکے اسد کو پکڑ لین اس تمام زخمداری
مین اسد شیر دل ہمہ تن چشم بنا ہوا اس فوج سے لڑ رہا ہی بسبب زخمداری کے نہایت بیقرار ہی ہر مرتبہ
یقین ہوتا ہی کہ اب لڑتے لڑتے گھوڑے پر سے گرونگا خانہ ہاے زرہ خون سے معمور لڑتے لڑتے
تلوار مین دندانے پڑ گئے سنان نیزہ شکست گرفتار ہونے کا بندوبست اُس زخمداری مین
پکار اُٹھا اے خالق بے نیاز وقت مدد ہی دعا پوری نہوئی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر
پہونچا صحرا سے گرد اُڑی نقابدار باولہ پوش بصد جوش و خروش مع بارہ ہزار جوانان
صف شکن آکر پہونچا دہین سے آواز دی اے شیر بیشۂ صاحبقرانی نہ گھبرانا یہ خدمت گزار
حاضر ہوا اسد نے جو اتنی مہلت پائی لڑتا بھڑتا قریب **کاؤس** کے پہونچا کاؤس نے
زخمی جانکر اسد پر ہاتھ مارا اسد نے روک کر ہاتھ مارا کہ کاؤس کے دو ٹکڑے ہوے
فوج کو نقابدار نے تار تار کردیا سب بھاگے اب نقابدار نے اسد کو انتہا کا زخمی دیکھا
اپنی بارگاہ استادہ کرائی اسد کو لیکر بارگاہ مین آئے زخم دوزی کی شب کو ملکہ عجائب
جادو بھی آئین نقاب چہرے سے نقابدار کے اُٹھائی اسد نے **مامون جان** کہکر

ہم

گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا اب مین حضور کو نہ جانے دون گا آپ تخت پر سوار ہون مین بعہدہ
سپہ سالاری مرحلہ جات کو فتح کرون حضور کو ساتھ لے کر لشکر مین پہونچونگا تمام لشکر برائے خدمتگزاری
حاضر ہی نانا جان آپ کو دیکھکر شاد ہو جائین گے لشکر مین آپ کے فرزند سعید شہریار کی سلطنت
ہی وہ شیر نہایت صاحب شوکت ہی لقا سے لڑتے ہوئے نانا جان کو مدت گذری آپ کے
تشریف لے چلنے سے وہ لڑائی فتح ہوگی تمام اہالیان آپ کی عدالت کا ذکر کیا کرتے ہین کہ فولاد
شہریار نے شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا شمع کے چور کا سر محفل سر کاٹا گیا آپ کے زمانے
مین کوئی دزدیدہ نگاہ نہ کرتا تھا معشوقون نے چوری دل کی موقوف کردی دزد حنا کے
سر دست ہاتھ باندھے گئے اب مین حضور کو نہین جانے دونگا قباد نے دیکھا یہ نظر کردۂ بزرگان
دیوانہ مزاج بہن زبیدہ شیر گیر کا فرزند گھیر کر لیجائیگا فرمایا ای نور نظر ہم تمھارے ساتھ چلین گے
مگر زخمون مین تمھارے درد ہی چل کر آرام کرو صبح کو تمھارے ساتھ چلین گے ملکہ عجائب جادو
نے بھی یہی کہا اسد نے آرام کیا قباد شہریار نے پانچ سوار برائے حفاظت اسد نامدار چھوڑے
تمام لشکر کو آراستہ کر کے نکل گئے صبح کو اسد بیدار ہوئے اُن پانچون سوارون نے دست بستہ
عرض کی حضور آپ کے مامون جان فرما گئے ہین کہ ہمارا ابھی تمھارے ساتھ رہنا مناسب نہین
ہی اس مقدمہ مین صندلکو فتاحی طلسم مین مصروف ہو اسد بموجب ہدایت لوح طرف فیروزہ گنبد نشین
کے چلے مگر راستہ فراموش کیا یہ تو صحرا مین آوارہ پھر رہے ہین مگر ذکر کیا تھا کہ سب عیار فرداً فرداً
برائے مدد اسد نامدار چل چکے ہین ہنر بر دشت طراری و نہنگ بحر زخار عیاری خواجہ عمرو نامدار
لاچین سے رخصت ہو کر چلے تھے کئی سو کوس راستہ طی کر کے ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے
یکایک صحرا سے گرد اُڑی ستر اسی ہزار ساحر و غیر ساحر کا لشکر ایک شاہزادی تخت پر سوار
اُسی صحرا مین آکر اُتری عمرو نے فقیر بنکر دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ملکہ سہیل گوہر پوش
بھانجی فیروزہ گنبد نشین اپنے مامون کی مدد کو جاتی ہی عمرو نے کنارے آکر رنگ رغن
عیاری لگایا ضعیف گویے کی شکل بنکر لشکر سہیل گوہر پوش مین آئے بازار مین بیٹھکر
خوب گایا چوبدار نے سہیل گوہر پوش کو خبر دی آج ایک گویا ضعیف علم موسیقی مین
کامل و اکمل بازار مین بیٹھا گا رہا ہی ملکہ سہیل گوہر پوش نے بلوایا گانا سنکر بہت

خوش ہوئی نام پوچھا عمرو نے کہا اُستاد نیرنگ نام ہی سہیل نے کہا ای نیرنگ تمکو اپنے
ماموں جان کی خدمت مین لے چلین گے انھین اس علم مین بڑا مذاق ہی بہت قدردانی کرینگے
یہ کہکر اپنے ساتھ لیا دوسرے دن سہیل نے دیکھا ایک نوجوان عمدہ کپڑے پہنے ہوے گاتا ہوا
جاتا ہی نیرنگ نے چوبدار کو حکم دیا کہ اس نوجوان کو بلا لو ای ملکہ سُہیل یہ میرا فرزند ہی
اب آپ کی بارگاہ مین گانے کا لطف ہوگا اب تک کوئی میرا ساتھ دینے والا نہ تھا چوبدار اُس
نوجوان کو بُلا کر لائے عمرو نے پہچانا چالاک بن عمرو ہی دونون باپ بیٹے سُہیل کے ہمراہ ہوے
ہر منزل مین شب کو جلسہ آراستہ ہوتا ہی باپ بیٹے خوب خوب گاتے ہین سُہیل بہت رضامند
ہی کہ ایسے کامل مجھکو دستیاب ہوئے انکو ماموں جان کی خدمت مین لیجاؤنگی ماموں جان بہت
خوش ہونگے ایک دن ایک مقام پر لشکر فروکش ہوا نیرنگ وگیرنگ گویے سامنے ملکہ
سُہیل کے بیٹھے ہین لشکر تیار ہو چکا قصد ہی کہ روانہ ہون ایک ساحر نے بڑھکر ملکہ سہیل
گوہر پوش کو خبر دی کہ طلسم کشا یکہ و تنہا بھٹک کر اس طرف نکل آیا ہی اگر حکم ہو گرفتار کر لین
یہ سُنتے ہی سہیل سوار ہوئی اشارہ کیا تمام ساحر بلوہ کر کے اسد پر جا پڑے اسد نے تلوار کھینچی مثل
شیر غضبناک لشکر ساحران پر جا پڑا تھوڑے ہی عرصے مین کئی سو افسر مارے گئے سامنے سے اس شیر
کے روباہ بھاگتے پھرتے ہین ملکہ سہیل ہر چند ترغیب دیتی ہی کہ یارو بلوہ کر کے پکڑ لو ساحر قریب
اسد نہین جا سکتے ملکہ سہیل گھبرا رہی ہی کہتی ہی دیکھو عجب طلسم کشا کیا جری بہادر ہی ہزارون
کو جواب دیتا ہی دم بھر مین فوج کو برباد کر دیا آخر اسکو کیونکر گرفتار کرین نیرنگ وگیرنگ گویے
سُہیل کے ہمراہ ہین ان دونون نے دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو تو ہم طلسم کشا کو گرفتار کر لین
ملکہ سہیل گوہر پوش نے کہا ای نیرنگ وگیرنگ طلسم کشا ہمارے ماموں کی تلاش مین نکلا
ہی ماموں جان نے ایسے عجائب و غرائب بنائے ہین کہ وہان تک رسائی طلسم کشا کی دشوار ہی
اگر تم سے یہ کار عظیم ہو سکے کل اہالیان ہوشربا پر از حد احسان ہی افراسیاب اسقدر انعام
دے گا کہ غنی ہو جاؤ گے ماموں جان سے الگ دلوا دونگی مین تو اپنا محسن سمجھون گی یہ
سُنتے ہی خواجہ عمرو و چالاک جھپٹے جاتے ہی اسد سے زبان عربی مین کہا ای نور نظر
بجز اس فریب کے رسائی تمھاری تا بہ فیروزہ گنبد نشین دشوار ہی ہم گرفتار کر کے

لے چلین گئے اسد نے جو عمرو و چالاک کو دیکھا گھوڑے سے کود پڑے عمرو نے حباب مار کے بیہوش کیا
ہلڑ ہوا نیر رنگ گیر نگ نے طلسم کشا کو پکڑ لیا سُہیل نے کہا لوح و مہرہ گلے سے اُتار لو عمرو نے
اصلی لوح و مہرہ اپنے پاس رکھا اُسی صورت کی ایک تختی و مہرہ اپنے پاس سے نکال کر
سُہیل کو دیا سُہیل خوش ہوئی اسد کو ارابے پر سوار کر لیا نیر رنگ و گیر رنگ کی بڑی آبرو
ہوئی سہیل نے اُسی وقت اس مضمون کی ایک عرضی طرف افراسیاب کے روانہ کی ملازم
سہیل کا فور جادو نامہ لیکر طرف افراسیاب کے چلا قضائے کار رعد و برق لامع و مہرخ
راہ مین آتے تھے ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرے فکر مین تھے کہ اپنے آقا کی خبر کیونکر دریافت کرین اس
سوچ مین کھڑے تھے دیکھا ایک ساحر اُڑا ہوا آتا ہی برق لامع اُسے پکڑ لائی تلاشی لی نامے مین
یہ مضمون پایا کہ اسد کو قید کر کے طرف گنبد فیروزہ کے جاتے ہین اے شہنشاہ آپ بھی فوج لے کر
آئیے ماموں جان کے سامنے لیجا کر اسد کو قید کرینگے آپ کی شراکت بھی واجب و لازم ہی یہ
مضمون دیکھکر برق لامع تڑپ گئی بغیظ و غضب یہ سب سوار چلے کہ جا کر اپنے آقا اسد کو رہا
کرین یہان سہیل نے ایک عرضی اپنے ماموں فیروزہ گنبد نشین کو بھی تحریر کی مضمون یہ تھا کہ
اب آپ نہ چھپین ظاہر ہین بیرون گنبد فروکش ہوں ہم قید طلسم کشا لے کر حاضر ہوتے ہین فیروزہ
گنبد نشین یہ مضمون دیکھکر خوش ہو گیا گنبد کو اپنے ظاہر کیا وہ گنبد مثل قلعہ کے آراستہ و پیراستہ
ہی ہر ایک درجہ پر فولادی تصویرین تبر کھینچے استادہ ہین فیروزہ مع لشکر کے بیرون قلعہ
فروکش ہی خبر سُنی اُسنے کہ بھانجی میری آپہونچی بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا سامنے سے گرد
اُڑی سُہیل گوہر پوش تخت پر سوار اسد کو ارابے پر سوار کیا ہی نیر رنگ و گیر رنگ قریب
ارابۂ اسد چلے آتے ہین فیروزہ گنبد نشین برائے استقبال بڑھا کہ بھانجی کو گلے سے
لگالوں اُسی وقت برق لامع آسمان پر کڑک کی چمک کر ملکہ سہیل گوہر پوش پر گری مع تخت
سہیل کے دو ٹکڑے کیے رعد و برق و مہرخ بھی آپڑے عمرو لاچار ہوا قصد یہ تھا کہ فیروزہ
گنبد نشین کے سامنے جا کر طلسم کشا کو رہا کرون گا ایسا نہو یہ مکار بھاگ کر نکلجائے اب مجبور
لوح و مہرہ گردن مین طلسم کشا کی ڈالدیا یہ بھی تلوار کھینچ کر لڑنے لگا کہ آسمان سے لکہائے
ابر سیاہ لبصد کرو فر پیدا ہوئے ملکہ طاؤس پری چہرہ و مواج قطرہ زن و بہار و باغبان

مع فوج ظفر موج آکے پہونچے سحر ہونے لگے ان سرداران نامی نے زمین ہلا دی مگر فیروزہ
گنبد نشین تک نہین پہونچے یہ اپنے کو بچا رہا ہی اسد غازی نے جب انتہا کی شمشیر زنی کی
عمرو نے بڑھکر کہا ای نورِ نظر لوح کو ملاحظہ کرو زبانی سہیل گوہر پوش کے مین سُن چکا ہون کہ
فیروزہ بڑا ساحر مکار ہی اسکا قتل نہایت دشوار ہی اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح کو دیوار
گنبد سے مَس کرو اسد لڑتا بھڑتا بمشکل تمام قریب دیوار گنبد پہونچا گنبد گرا تیلہ ہاے فولادی جلے
فیروزہ نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے گنبد کو گرایا اب مجھ تک پہونچ جائیگا فوراً غرق زمین ہوکر نکل گیا
یہ سب سردار لڑتے بھڑتے شہر فیروز نگار مین آئے رئیسان شہر نے چادر ہلائی امان مانگی جہرخ
وغیرہ نے شہر کو تسخیر کیا لیکن جب فیروزہ غرق زمین ہوا اسد نے لوح کو دیکھا لوح نے خبر دی
کہ ای طلسم کشا تعاقب فیروزہ گنبد نشین واجب ولازم ہی ورنہ یہ فساد برپا کرے گا اسد تو
لوح دیکھکر جستجو مین فیروزہ کے روانہ ہوئے اب سب سردارون نے جہرخ کو تخت پر بٹھایا اور
لشکر لے کر تلاش مین اسد کے چلے راہ مین عمرو نے خبر دی کہ افراسیاب مع فوج آتا ہی دوسری
منزل مین آکر افراسیاب نے جہرخ کو روکا لشکر مقابلے مین اُتارا یہان شہنشاہ لاچین نے
برق فرنگی سے کہا کہ مرحلہ جات فتح ہوئے ہونگے راستہ کھلا ہی جاکر طلسم کشا کی خبر لاؤ برق
بصورت مبدل رہروی کرتا ہوا آتا ہو راہ مین دیکھا بحرین نامے ایک ساحر لاکھ سوار کی
جمعیت سے فروکش ہی برق نے دریافت کیا معلوم ہوا یہ اٹالا بارگاہ افراسیاب کا لیکر
چلا ہی برق نے رنگ روغن عیاری کا لگا کر صرصر شمشیر زن کی صورت بنائی ایک نامہ لاکر
بحرین جادو کو دیا بحرین نے کہا ای صرصر میرا کوئی کیا کر سکتا ہی جسمین ہزار ہا تیلے فولادی
بھرے ہین صندوقچہ میرے پاس ہی ابتو برق نے اُس سے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ
جوانِ تیلون کو قسم سامری کی دے کر کھول دے یہ اُسکے حریف کو قتل کرینگے پس برق
نے باتون مین لگا کر بحرین کو حباب مارا صندوقچہ لے کر بھاگا بحرین کو ملازمون نے
ہوشیار کیا بحرین گھبرا گیا کہا یارو بڑا غضب ہوا برق عیار میرا صندوقچہ لے کر
نکل گیا کل لشکر بحرین نے آکر برق کو گھیرا برق نے یا سامری کہکر صندوقچہ
کھول دیا کہا ای تیلہ ہاے سحر سامری قسم ہی تمکو سامری وجمشید کی لشکر بحرین کو

قتل کرو وہ پتلے نیچے پکڑ کے لشکر بحرین پر جا پڑے جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے تھوڑے ہی
عرصہ مین اُن پتلے ہاے فولادی نے بنیل ہزارہ ساحر لشکر بحرین کے مارے بحرین بھاگتا پھرتا
ہی ہرکارون نے یہ خبر افراسیاب کو پہونچائی افراسیاب کو یہ خبر سنکر سناٹا آگیا کہا یاد
بحرین نے غضب کیا بڑا تحفہ مٹایا اب سواے قتل کے کوئی چارہ نہین ہی یہ کہکر بقہر و غضب تمام
چلا اُسوقت آکر پہونچا کہ میان برق فرنگی تیغ کھینچے کھڑے تن رہے ہین پتلون کی طرف دیکھکر
آواز دیتا ہی اے غلامان سامری و جمشید تمکو قسم ہی اس لشکر مین کوئی زندہ باقی نہ رہے بحرین بڑا
آبرودار ہی اسکا سر کاٹ کر لاؤ افراسیاب یہ معاملہ حیرت افزا دیکھکر غصے مین اُن پتلون پر
جا پڑا جس پتلے کو طمانچہ مار دیا سر اسکا اُڑ گیا بعض کو سنگریزون سے مارا چند کو دو ہتھڑ
مار کر غرق زمین کر دیا چشم زدن مین افراسیاب نے اُن پتلون کو مٹایا بلوہ کر کے
جادوگرون نے برق کو پکڑ لیا ایک جادوگر کے سپرد کیا وہ کشان کشان برق کو لے چلا راہ مین
برق نے جیب سے اشرفیان نکالکر اُس ساحر کو دین کہا اور بھی مال میرے پاس موجود ہی ساحر
خوش ہوگیا کہا اے برق مین تجھکو چھوڑ دونگا برق نے اُسکو ایک ڈبیا نکال کر دی کہا
اس مین مروارید بے بہا ہین ساحر نے اُسے کھولا اُس مین سے بیہوشی اڑی وہ ساحر بیہوش
ہوا برق نے گلے مین جادوگر کے کیند ٹھوس دیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر اس ساحر کو
اپنی صورت بنایا آپ ایک ساحر کی شکل بنکر کھڑا ہو کر پکارنے لگا یارو برق عیار کو لو ایسا نہو
میرے قبضے سے نکلجاے اُس جادوگر نے برق جانکر سر زنجیر کو تھام لیا کشان کشان لیکر
سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب نے غصے مین حکم دیا اسکا سر کاٹ لو وہ ساحر
دھوکے مین برق کے مارا گیا آواز مرنے کی جادوگر کے آئی افراسیاب بہت منفعل ہوا
برق یہان سے بھاگا آکر لاچین کو خبر دی کہ اسد نامدار تلاش فیروزہ گنبد نشین مین
گئے ہین افراسیاب نے جا کر مہرخ وغیرہ کو گھیرا ہی ایسا نہو کہ لشکر پر کوئی افتاد پڑے حال
صندوقچہ کا بحرین کے بھی بیان کیا لاچین اسی وقت سوار ہوا ملکہ بلقیس کو تخت پر
سوار کر لیا تالاش لشکر مہرخ مین چل نکلے یہان افراسیاب بعد قتل برق نقلی آکے مقابلہ
مہرخ وغیرہ مین اُترا طبل جنگی بجوایا بڑے زور و شور سے صبح کو میدان مین آیا عقاب جادہ

میدان مین نکلا مخمور نے نکلکر دانہ یاقوت کا مارا ساحر کے سینے کو توڑکر نکل گیا طیران جادو نکلا
اب کی اسکو نکلکر برق لامع نے مارا امواج قطرہ زن نے کئی ساحرون کو دریاے سحر مین ڈبویا
بعدہ فرداً فرداً ان سرداران نامی نے نکلکر چالیس ساحران افراسیاب نامی وگرامی مارے
افراسیاب کو غصہ آیا بڑے قہر وغضب مین لشکر پر جا پڑا اگر یہ واضح رہے کہ اب افراسیاب
اپنی حفاظت کر رہا ہی کیا عجب ہی کہ اپنی ہم شبیہہ کو بھیجا ہو آپ اور انتظام مین مصروف ہی بہر نوع
اس زور مین لشکر چہرخ پر گرا کہ آگ برسا دی مخمور وبہار وامواج وغیرہ کو زخمی کیا اب انکین
کوئی ساحرا افراسیاب سے مقابلہ نہین کرسکتا قیامت کبرا برپا ہی عین گرمی جنگ ہی
افراسیاب ان سب کو شکست دے چکا ہی چاہتا ہی آج ایک کو زندہ نہ چھوڑون اس لشکر کا
خاتمہ کرکے پہر طلسم کشا کا خاتمہ کرون چہار جانب لڑتا پہرتا ہی قریب تھا کہ چہرخ وغیرہ کے قدم
اُٹھین کہ صحراسے گرد عظیم بلند ہوئی روے آفتاب مخفی ہوا تمام صحرا تیرہ وتار ہو رہا سیاہ ظاہر
ہوئے سب نے دیکھا کہ شہنشاہ لاچین ایک جانب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
حرزہیکل گلے مین مخمور کو جو زخمی دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا مرکب چمکا کر افراسیاب
پر جا پہونچے افراسیاب نے کئی سحر کیے بہ سبب حرزہیکل کے تاثیر نہوئی نورالدہر نے ہاتھ تیغہ خارا شگاف
سلیمانی کا مارا لاچین وبلقیس نے بہی سحر کیے سر افراسیاب زخمی ہوا ایک آندھی اُٹھی
اہالیان لشکر لاچین پہر تھرانے لگے ہزارہا بیہوش ہوکر گرے اُس تاریکی سے ایک ساحر نیلے
کپڑے پہنے ہوئے اژدر آتش فشان پر سوار تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ مین آواز دی منم ملکہ
ظلمات چہار دست ہمشیرہ آفات اے افراسیاب نہ گھبرانا مین ان سب کا جی
چھڑا دونگی بہن کے خون کا بدلا لونگی یہ کہکر سحر کرنے لگی اژدر آتش فشان پر کوڑا مارا اژدر
نے جب دم کھینچا دس دس ساحر کھنچکر دہن مین اژدر کے جا رہے لشکر مین غریو ہوا کہ ظلمات
نے اندھیر مچا دیا ملکہ بلقیس نے کئی سحر کیے برقین اژدر پر گرائین اژدر مارا گیا ظلمات
پیدل ہوئی اب اُسنے زبان سے سحر کرنا شروع کیا یعنی جب زمین پر دوہتھڑ مارا دس دس
بیس بیس ساحر غرق زمین ہونے لگے اور افراسیاب کو ترغیب دی کہ او سفلہ مزاج تو نے
ہوشربا ایسے طلسم کو برباد کیا اب شاہان طلسم باطن آپس مین صلاح مین کر رہے ہین کہ ہم

دھوکے دیکر طلسم کشا کو مارینگے تو خود آکر شریک جنگ ہوا اپنے کو بچا حفاظت تیری واجب
ولازم ہی جب وقت تک تیرا قدم باقی ہی امید ہوکہ لڑائی فتح ہوجائیگی اور جس دن تجھپر زوال آیا
پھر ہوش ربا کسی کے سنبھالے نہ سنبھلے گا افراسیاب جادو کہتا ہی کیا کہون بلکہ آفات چہار دست
کا مارا جانا مجھو بڑا شاق ہوا اپنے غرور مین جان دی ظلمات کہتی ہی تو لڑ بھڑ کر نکل جا سامان
لشکر کشی مہیا کر مین اس لڑائی کو جھیل لونگی لاچین وغیرہ سب کو جواب دونگی افراسیاب نے
کہا اب مین تدبیر مین طلسم کشا کی ہون یون واپس نہ ہونگا ظلمات جھلا کر لشکر لاچین پر جا پڑی
کئی ہزار ساحر اسنے مارے لشکرون مین صداے فریاد و الغیاث بلند ہوئی شہنشاہ لاچین سحر کرتے
ہوئے برابر ظلمات چہار دست کے پہونچے اسنے کوڑا مار آتشین کا اٹھایا کہ لاچین پر مارے
لاچین نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ ظلمات چرخ کھا کر گری لاچین نے چاہا چھاتی
پر چڑھ بیٹھون چیر کر اسکو پھینکدون افراسیاب نے بڑھکر آگ برسائی بمشکل ظلمات
کو بچایا اب ظلمات گھبرائی ہوئی قریب افراسیاب کے آئی کہا اے افراسیاب اصل
تو یہ ہی کہ لاچین نے اس عدالت سے سلطنت کی جب وہ سامنے آجاتا ہی تو قلب تھراتا ہی
اب طبل امان بجواؤ ہرکارون کو روانہ کرو دریافت ہو کہ طلسم کشا پر کیا گذری نہایت صاحب
زور و طاقت ہی طلسم کشا پر ہر کس و ناکس دست انداز نہو سکیگا ناچار ہوکر افراسیاب نے طبل
بازگشت بجوایا آج کی لڑائی مین لاچین و بلقیس بھی زخمی ہوئے افراسیاب نے بڑے بڑے
قیامت کے سحر کیے ظلمات کو لیکر بلبلا زرنگار ہوا ظلمات سے تمام کیفیت کوہ عقیق کی بیان
کی ظلمات نے کہا اے افراسیاب اسبات کا ذکر نہ کرنا ایسا نہو لاچین کو خبر ہوجاوے
لاچین وغیرہ مدد کو صاحبقران کی چلے جائین فولاد آتش ریز کی یہ لیاقت نہین ہی کہ ان
سردارون سے مقابلہ کرسکے مگر البتہ اسم اعظم کا تو نے خوب انتظام کیا وہان تک کوئی نہ پہونچ
سکے گا اگر حمزہ کا اسم اعظم نہ کھلا لقا سب کے سر لیکر آئیگا ایسا بچن پڑا ہی جس اقلیم مین وہ
پہونچا وہ اسلام آباد ہوگئی اپنے باختر کو تباہ کرکے مٹاتا چلا آتا ہی اگرچہ تو نے تدبیر بڑی کی
مدد کسی طرف سے اگر نہ پہونچی اور فولاد آتش ریز سر لیکر آگیا طلسم کشا تڑپ کے اپنی جان
دے گا اس خیال مین افراسیاب و ظلمات پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئے لاچین و بلقیس

نے اپنے سرداران زخمی کو اُٹھایا بڑی جنگ پڑی تھی بہار وغیرہ انتہا کے زخمدار تھے افراسیاب و
ظلمات سے لڑے لاچین نے لاکر زخم دوزیان کین علاج سب کے ہونے لگے افراسیاب
تو اس فکر مین ہو کہ طبل جنگی بجواکر لاچین وغیرہ کو مارون لاچین کی ہیبت سے حوصلہ
نہین پڑتا ظلمات روک رہی ہو اسد لوح کو دیکھکر چلے تھے راہ مین رواروی کرتے ہوے جاتے
تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی جس دن سے اسد کو لوح ملی اٹھارہ سو ممالک ہوشربا مین کھلبلی پڑی
ہو پہلوان تاجدار اپنے ملک سے نکلے ہین کمیل تیغ زن بارہ ہزار فوج سے بدعوے
مقابلہ طلسم کشا چل نکلا ہو اسد کو جو آتے ہوے دیکھا ہرکارون نے اسکو خبر دی
طلسم کشا یکہ وتنہا آتا ہو کمیل تیغ زن نے فوج کو اشارہ کیا اسد بھی نعرہ کرکے جا پڑا پہر بھر
کامل تلوار چلی کئی سو سردار کمیل کے قتل کیے پہر دن رہے لڑتے بھڑتے برابر کمیل کے پہونچے
کمیل نے تلوار کا وار کیا اسد نے اُس جنگ مغلوبہ مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر
پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالکر کمیل کو اُٹھا لیا کمیل نے آواز دی الامان اسد نے فرمایا امان
بشرط ایمان کمیل کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی اے شہریار اٹھارہ سو ملک کے
تاجدار و پہلوانان نامدار آپ کی فکر مین نکلے ہین آپ یکہ وتنہا پھر رہے ہین غلام کو سرفراز فرمایئے
یہ کہکر باعزاز واکرام تمام اسد کو لیکر اپنے قلعہ مین آیا دارالامارہ مین لاکر عرض کی تخت پر قدم رنجہ
فرمایئے اسد نے کمیل کو تخت پر بٹھایا کہا یہ ہمارا شیوہ نہین آپ دنگل پر بیٹھے کمیل نے سامان
عیش ونشاط مہیا کیا عین گرمی صحبت مین اسد نے دیکھا کمیل زار زار رو رہا ہو اسد نے فرمایا کیون
اے پہلوان صف شکن خیر تو ہو عرض کی اے شہریار پروردگار نے ایک فرزند بہا درموسوم بہ
سہیل تیغ زن مرحمت فرمایا تھا کہ جسکی نہیب شمشیر سے تمام پہلوان کانپتے تھے میرے شہر کے
قریب ایک گنبد ہو اُسپر ایک طاؤس بیٹھا رہتا ہو جو کوئی شخص سایہ مین گنبد کے جاتا ہو طاؤس آواز
ہیہات وافسوس دیتا ہو گنبد سے اول چند کنیزین پیدا ہوتی ہین اور دو کرسیان بچھا کر چلی جاتی
ہین ایک نازنین آکر کرسی پر بیٹھتی ہو یہ جانے والا اس نازنین پر مائل ہو کر کرسی پر بیٹھتا ہو وہ
مست بادۂ حسن وجمال ایک جام شراب بھر کر اس مبہوت عشق کو پلاتی ہو نشے مین شراب کے اسی نازنین
کے ساتھ گنبد مین جاکر غائب ہو جاتا ہو صدہا جوانان صف شکن تاجداران پرفن اُس گنبد مین جاکر

غائب ہوے لوگون نے میرے فرزند سے بھی ذکر کیا سال بھر کا زمانہ گذرا وہ بھی جاکر وہان غائب ہوا آج تک تو نشان نہین ملا افراسیاب کو عرضیان لکھین اُسنے کچھ جواب جہلات لکھے تھا بے التجا کی اُس بیحیا نے یہ جواب دیا کہ وہ گنبد قدرت وطاؤس راز قدرت ہی جو وہان جائیگا پھر کر نہ آئے گا اپنے بیٹے کو کیون جاتے دیا اسوقت اُس غلام کی حقیر کو یاد آئی حضور کے سامنے وہ ہوتا آنکھین خوش کرتا بہا درون کے نام کا عاشق تھا یہ لطف پیش آتا یقین کامل ہی حضور کے ساتھ سر فروشی مین مصروف رہتا اسد نے فرمایا اے بہادر ہم صبح کو جاکر کوشش کرینگے تمھارے فرزند کو لاکر تم سے ملائینگے کیون افسوس کرتے ہو اسی طلسم ہوش رُبا کے متعلق یہ معاملہ بھی ہوگا صدہا مقامات اس طلسم مین ایسے ملے کہ جنکا اظہار نا ممکن تھا مگر لوح طلسمی سے وہ سب مشکلین حل ہوئین تکمیل نے کہا ایسا نہو حضور کسی بلا مین پھنسین لاجین وغیرہ کہین کہ تکمیل تیغ زن مکار تھا ہمارے آقا کو بلا مین پھنسایا حضور پر لشکر کشی کرکے چلا تھا مگر اب غلام کو بدل وجان حضور سے محبت ہی مین یہ نہین چاہتا کہ میرے بیٹے کی جستجو مین حضور پر کوئی آفت آ پڑے اسد نے نہ مانا بوقت سحر اہالیان شہر کو ساتھ لیکر سامنے گنبد کے آئے لوح وجہرہ موجود ہی دیکھا اسد نامدار نے حقیقت مین ایک طاؤس زرین بال بر سر گنبد بیٹھا ہی جیسے ہی اسد سامنے پہونچے یا تو یہ دستور تھا کہ وہ طاؤس آواز افسوس دیتا تھا اور گنبد سے ایک نازنین پیدا ہوتی تھی طاؤس نے جیسے ہی آواز دی اسد نے لوح کو سامنے کردیا جسم سے طاؤس کے آگ پیدا ہوئی خود جلکر خاک سیاہ ہوا وہ نازنین بھی گنبد سے باہر نہ آئی اسد بسم اللہ کہکر اندر آئے دیکھا ایک ساحر ماش کے آٹے کے پُتلے بناتا ہی اُسپر سحر کررہا ہی مگر پُتلے تیار نہین ہوتے کہ اسد کا نعرہ ہوا اُس جادوگر نے بہت کچھ سحر کیا بسبب لوح کے اسد پر تاثیر نہوئی اسد نے بڑھکر ہاتھ مارا اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کُشتی مرا نام من فولاد جادو بود لوح کو دیکھا لکھا تھا یہ تخت آہن جو بچھا ہی اسکو بقوت صاحبقرانی اُٹھاؤ دہنہ نقب ظاہر ہوگا فوراً اس مین داخل ہو بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا اسد نے تخت اُٹھایا دہنۂ نقب ظاہر ہوا چند سیڑھیان طے کرکے ایک باغ مین پہونچا دیکھا ایک ساحرہ زیر شجر بیٹھی ہوئی سحر کررہی ہی چالیس ساحران زبردست گرد بیٹھے ہین اُسنے کہہ رہی ہی صاحبو ساحری وجمشید خبر کرین

آج سحر جواب دیتا ہو شاید اس حوالی مین طلسم کشا ہو پہنچ گیا فولاد کے مرنے کی آواز آئی شرارہ
مُردار خوار نے یہ کہا تھا کہ نعرۂ طلسم کشا کی آواز آئی چالیسون ساحرون کو اُسنے اشارہ کیا سب
اسد پر سحر کرنے لگے اسد لوح کو گردش دیتا ہوا قریب شرارہ مردار خوار پہونچا شرارہ نے دیکھا
سحر نے کسی کے اُس جوان پر تاثیر نہ کی سمجھ گئی اسنے فولاد کو مارا یہ طلسم کشا ہو یہ کہکر تڑپ لی
سحر کرکے بلند ہوئی قصد کیا جان بچا کے نکل جاؤن اسد نے کمان کیانی دوش سے اُتاری
تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کے مارا سینۂ پُر کینہ پر شرارہ مردار خوار کے پرا ٔ خچرہ پشت کو
توڑکر پار گذرا یہ ساحرہ جلکر گری آواز دی کشتی مرا نام من شرارہ مردار خوار بود وہ گنبد گر گیا
باغ جلکر خاک سیاہ ہوا کمیل تیغ زن نے دیکھا اسد نامدار سامنے ایک قصر کے کھڑے ہین
جادوگرون کے لاشے گرد یہ بھی آکر شاہزادے سے ملا وہ قصر جو باقی دیکھا اُسکا قفل کاٹا کئی
ہزار بندگان خدا قید تھے مرنے سے شرارہ مُردار خوار کے سب نے رہائی پائی بیٹا کمیل کا بھی
اُنھین قیدیون مین تھا اسد کو فتح و فیروزی ملنے کمیل و سہیل بشوکت و شان بتمام
دبجاہ و جلال مالا کلام اسد غازی کو ساتھ لیے ہوئے دعائین دیتے ہوے قلعہ مین لیکر
آئے تمام اہالیان شہر دعائین دیتے تھے کہ آپ کے تصدق سے اِس شہر کا چراغ پھر روشن
ہوا ارکان سلطنت نے بارگاہ مین اسد کو پہونچایا اور اسد نامدار قلعۂ کمیل تیغ زن مین
مصروف عیش ہوئے کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا مگر قریب گنبد فیروزہ گنبد نشین تحریر کیا
تھا کہ فیروزہ غرق زمین ہوکر بھاگا اور پاس اپنے استاد سفاک مغرور کے پہونچا سب حال
اس سے بیان کیا اُسنے سب احوال دریافت کرکے نخوت جادو کہ نہایت پہلوان زبردست
تھا برائے مقابلۂ اسد و شرارہ خرس پیکر کو برائے فکر لوح روانہ کیا نخوت جادو بجمعیت فوج
کثیر مقابلۂ اسد مین آیا اسد کو خبر ہوئی کمیل و سہیل کو ساتھ لے کر مقابلے مین آئے اپنے
طبل جنگی بجوایا اسد نے جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان
ہوئین بوقت سحر اسد نامور کمیل کو تخت پر سوار کرکے خود بعہدۂ سپہ سالاری میدان کارزار
مین پہونچے اُدھر سے نخوت بھی بہ فوج کثیر میدان مین آیا صفوف آرائی ہو رہی ہو
کہ گوشۂ صحرا سے ایک نرگاؤ پیدا ہوا اسد کے قریب آکے حملہ کرکے بھاگا اسد نے

تعاقب مین نرگاؤ کے مرکب ڈالدیا نخوت فوج کو لیکر پلٹا یہ کہتا ہوا کہ اب طلسم کشا زندہ
واپس نہو گا کمیل و سُہیل رنجیدہ و کبیدہ واپس ہوئے اسد نامدار اُس نرگاؤ کے تعاقب مین
مرکب کو اُڑائے ہوئے قریب ایک باغ کے پہونچے وہ نرگاؤ تو غائب ہو گیا اندر سے باغ کے
چند کنیزان زرین پوش نکلین اسد کو جُھک کر سلام کیا اسد نے بغور اُن کنیزون کو دیکھا نگاہ
سے آشنا پایا فرمایا تم کون ہو عرض کی سرکار نے اپنی کنیزون کو نہین پہچانا ای شہریار بڑا غضب
ہوا حضور تو برائے فتاحی مرحلہ جات آئے افراسیاب جادو آپ کی فوج پر جا پڑا تمام شاہان دربند
جمع ہو گئے تھے ملکہ مہ جبین الماس پوش کو دلآرام اُن کی وزیرزادی لیکر بھاگی چند کنیزان
خیرخواہ نے ملکہ لالان خونقبا کو محافے مین سوار کیا آوارہ ہو کر نکل آئے افراسیاب نے ہزارہا
ساحر تلاش مین ملکہ عالم کے روانہ کیے اس باغ مین آکر ہم لوگ چھپے دو شبین اسی پریشانی مین
گذرین کل ملکہ نے فرمایا طلسم کشا کو تلاش کرو ہم لوگ چلے تھے شکر ہی حضور سے قدمبوسی ہوئی
ملکہ عالم نے بالکل آب و دانہ ترک کیا ہی اور جتنی معشوقان سرکاری تھین وہ تو سحر کر کے
نکل گئین مثل مہ تاج قطرہ زن و طاؤس پریچہرہ و ملکہ ناہید و گلنار گلنار پوش مہ جبین
کو دلآرام و بہار وغیرہ نکال لیگئین ان یتیم کی کون خبر لیتا ہم لوگ لے بھاگے یہ سنکر اسد
گھبرا گئے اُن کنیزون کے ساتھ اندر باغ کے آئے دیکھا باغ آراستہ و پیراستہ ملکہ لالان خونقبا
سر جھکائے ہوئے بارہ دری مین بیٹھی ہین اسد غازی کو دیکھکر برائے استقبال اُٹھین دامن
تھام کر رونے لگین کہا ای شہریار افراسیاب نے قیامتین برپا کین آپ کا لشکر سے نکل آنا
باعث خرابی ہوا شکر ہی کہ ان کنیزون نے نمک کا خیال کیا ہمکو نکال لائین اسد کو انتہا کا
قلق ہوا بارہ دری مین آکر بیٹھے کنیزون نے آکر گھیر لیا اس ہجران دیدہ کو اسد سمجھانے لگے
ملکہ لالان خونقبا بشدت گریہ دمبدم یہی عرض کرتی تھی اے شہریار اب ہمکو اپنے ساتھ
سے جدا نہ کیجیے ملکہ خرخ و بہار کو صرف مہ جبین کا بڑا خیال ہی ہمارے لیے کسی نے کوشش
نہ کی یہ بیچاری کنیزین کوچے سے سحر کے نابلد جنگل جنگل لیے لیے پھرین اس باغ مین آکر آرام
ملا نہین معلوم کس کا باغ ہی اسد نے فرمایا اس طلسم مین جو شی ہی اُسپر ہمارا قبضہ ہی ملکہ
لالان خونقبا نے کنیزون سے اشارہ کیا تین شبانہ روز ہمکو تڑپتے تڑپتے گذرے

خدا نے انکو پہونچایا اتنے سامان خورد نوش مہیا کرو کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکر رکھین
ملکۂ لالان خونقبا نے اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا اسد غازی نے خوشی خوشی جام لیا
کنیزون کی تاکید کہ حضور جلد نوش کرین ملکہ کے لبون پر دم ہی اسد نے چاہا کہ جام پئین کہ
نخل پر نگاہ پڑی دیکھا ایک طوطی زرین بال چہکارے مارکر رو تی ہی یہ صدا دی کہ اے طلسم کشا
لوح پاس موجود ہی اور ایسی بلا مین پھنستے ہو خبردار جام نہ پینا اسکا انجام بد ہی یہ شرارہ خرس پیکر
فرستادہ فیروزہ گنبد نشین دعوی کرکے آئی تھی کہ مین طلسم کشا سے لوح چھین لونگی جام پیتے ہی
غضب ہوگا منم ملکۂ عجائب جادو یہ کہکر طوطی زرین بال نے پرواز کی اسد نے جام ہاتھ
سے پھینکا لوح کو اُٹھایا تھا کہ شرارہ خرس پیکر چیخ مارکر بھاگی کنیزون کو آواز دی ارے
اس عجائب جادو نے غضب کیا میرے دام مکر کو مٹایا اب اسکو تیر و تفنگ سے مار لو
اسد بارہ دری سے نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوے اُن ساحرون سے لڑتے ہوے بیرون باغ
آئے فیروزہ گنبد نشین نے شرارہ خرس پیکر کو برائے فکر لوح روانہ کیا تھا و نخوت کو
برائے مقابلہ بھیجا تھا شرارہ تو بشکل زنگا کو اسد کو لگا کر یہان لائی مگر مراد و ہی نہ برآئی اب
سفاک مغرور و نخوت جادو و فیروزہ گنبد نشین لشکر بیحساب لیکر تلاش اسد مین
چلے فیروزہ کو گمان غالب ہی کہ شرارہ خرس پیکر نے دام بچھا کر اُس طائر زیرک کو گرفتار کیا ہوگا
یا اگر کچھ اُفتاد پڑے تو ہم چلکر تدبیر کرین یہان اسد نامدار نے چند ساحرون کو قتل کرکے شرارہ
خرس پیکر کو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے مرنے کی اُسکے علامت بلند ہوئی فیروزہ و نخوت
کے کان مین آواز پہونچی کشتی مرا نام من شرارہ خرس پیکر بود سفاک مغرور نے کہا اے فیروزہ
شرارہ کا دام مکر خالی گیا دیکھو بیر غل مچا رہے ہین طلسم کشا کا گرفتار کرنا کچھ بڑی بات نہین ہی
مگر طلسم کشا کے مددگار بہت ہین شرارہ نے مکر کامل کیا لالان خونقبا کی صورت بنکر یہاں کسی شخص
نے طلسم کشا کو ہوشیار کردیا ورنہ شرارہ ایسی نہ تھی باتون مین پھنسا چلی تھی نخوت نے کہا
حضور ہمارے ساتھ لشکر بیشمار ہی اگر سحر تاثیر نہین کرتا کیا پروا ہی نیزہ و تیر سے مار لین گے
یہ تینون افسر آگے آگے پشت پر سات لاکھ ساحران غدار حربہ ہاے جنگ ہاتھ مین اُسوقت
آکر پہونچے کہ اسد نے شرارہ خرس پیکر کو مارا ہی کہ فیروزہ گنبد نشین کا نعرہ ہوا نخوت نے

فوج کو اشارہ کیا یہ کہدیا کہ خبردار سحر نکرو بلوہ کرکے طلسم کشا کو گرفتار کرلو چار جانب سے کفار ان
خرس طلعت میمون خصلت خرس ہائے بادیہ ضلالت لینا لینا کہکر اس صاحب شوکت پر آپڑے
اسد نے کچھ خوف نہ کیا دلیرانہ اُس فوج شقاوت موج پر تیغ آبدار کھینچکر جا پڑا تلوار چلنے لگی پھر
فیروزہ گنبد نشین فوج کو ترغیب دیکر لشکر سے نکلا ایک گوشے پر کھڑے ہوکر چند گولے طرف
صحرا کے پھینکے اسکے ساتھ والون نے دیکھا ایک شوالہ ظاہر ہوا دروازہ اُسکا کھلا ہوا تخت پر
ایک سونے کا بُت نہایت کلان گرد گھنٹہ نواز ناقوس نواز عمارت شوالے کی نہایت وسیع
ہر گوشے پر پتھر کے جانور بنے ہوئے جست وخیز کرتے پھرتے ہین وہ سونے کی تصویر جو تخت پر ہے
اُسکے منہ سے شعلے نکلکر برسر اسد آتے ہین کچھ مطلب نہین حاصل ہوتا جب لوح کا عکس پڑا وہ شعلے
باطل ہوکر زمین پر گرے اکثر اُس آگ سے ملازمان نخوت وسفاک جلے سفاک مغرور نے کہ
فیروزہ گنبد نشین کا اُستاد ہے پکار کر آواز دی اے فیروزہ یہ کیا کرتا ہے یہ جوان صاحب لوح
و مُہرہ ہے ایسے شعبدون سے اسکا کیا نقصان ہوگا جہان تک ہوسکے فوج کو ترغیب دے تیری
آگ نے تیرے ہی ساتھ والون کو جلایا ہے کئی ہزار جوان بیکار ہوچکے ہین اگر تیغ و تبر سے اس
جوان کو بھی قتل نہین کرسکتے چہار جانب سے بلوہ کرکے ٹوٹ پڑو ہاتھون ہاتھ اسکو گرفتار کرو
ہمقون کو جمکا کر ایک مرتبہ جا پڑو کس کس سے یہ جوان لڑے گا لڑتے لڑتے گھوڑے سے گر پڑیگا
تم سبھون کی سپرون زر و جواہر سے بھر دونگا افراسیاب ایسا قدردان ہے کہ ایک ایک سپاہی کو
افسر کرے گا اس ترغیب پر ساحرون نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہے اسد انتہا کا زخمی ہوا سارا دن
لڑتے ہوئے گذرا پردۂ شب حائل ہوا اس بہادر کا پردہ نرہا اُسی طرح مصروف جنگ رہے
بوقت سحر اسد نامور نے دیکھا فوجون کا بلوہ کم نہین ہوتا ہر طرف سے فوجون کے ریلے ہین یہ شیر دلیر
یکہ وتنہا مصروف جنگ زخمون سے خون بہ رہا ہے کڑیان زرہ کی اُلجھی ہوئین تلوار مین دندانے
پڑ گئے بقول شخصے کہ تلوار بھی جنگ سے عاری اب اسد کو یقین ہوا کہ اس ہنگامہ مین جان نہ بچے گی
کہان تک لڑون اگر ایک کو قتل کیا سو ساحر آکر جمع ہوگئے بلوہ ساحرون کا دمبدم بڑھتا
جاتا ہے اُس زخمداری مین اپنے مالک کو یاد کیا کہ اے خالق کارساز داد رس مالک بے نیاز وقت
مدد ہے آرزوے دل پوری نہوئی طلسم باطن مین آکر ظاہر ہوا کہ ہم طلسم کشا نہ تھے فیروزہ

گنبد نشین نے قیامتین برپا کین تیرے نزدیک سب آسان ہی اس خاندان کو تونے آبرو
عطا کی مجاہد راہ دین اسلام کہلاے باطل پرستون کے نام مٹائے ایسے مقام پر آکر پہنسے کہ کوئی
عزیز ہم تک نہ ہونچا نہین معلوم ہماری خبر ماہونجان بدیع الزمان و برادر نورالدہر کو ہونچی
یا نہین اے اسد یہ ممکن نہ تھا کہ بھائی نورالدہر خبر پاتے اور ہماری مدد کو نہ آتے یہ شیر دلیر
ہماری محبت مین کوہ عقیق سے لڑتے بھڑتے آکر ہونچے شریک جنگ دریاے نیل ہوے
قاسم و نورالدہر و بدیع وقت پر کفیل ہوے بیقرار ہوکر جو اسد نے دعا کی آسمان پر برق
چمکی شہنشاہ کوکب روشنضمیر بڑے شد و مد سے آکر ہونچا دور سے جو دیکھا کہ اسد نامدار گھرا
ہوا ساحرون مین جنگ کر رہا ہی اس قدر زخمی ہوا ہی کہ کیا عجب ہی گھوڑے سے لڑتے لڑتے گر پڑے
کوکب کا قلب تھرا گیا حال اسد دیکھکر آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بڑے زور و شور سے
فوج ساحران پر آکر گرا چاہا جاکر نخوت کو مارون نخوت شوالے کی جانب بھاگا کوکب نے
اسد کو آواز دی لوح ملاحظہ فرماکر لڑیے سفاک مغرور نخوت جادو جب تک نہ قتل
ہونگے یہ لڑائی فتح نہ ہوگی یہ کہکر کوکب نے دو چار گولے ایسے مارے کہ ہزارون کے سر
پھٹے ہزارون جھوم کر سحر کوکب مین مبتلا ہوے آوازین دینے لگے منم ملازمان کوکب
روشنضمیر ہوا خواہ اسد باتوقیر کچھ گرد اسد کے آگئے یعنی اسد کو بچانے لگے اپنے سینے سپر کرتے
تھے اسد کے بچانے پر مرتے تھے نخوت جو سامنے کوکب کے بھاگا اندر شوالے کے ہونچا تصویر
کلان جو رکھی ہی اسکے سامنے کھڑے ہوکر آواز دی اے تصویر سامری وقت مدد ہی اس
تصویر نے مثل انسان کے آواز دی اے غلامان سامری کوکب نہ جانے پائے جلد کوکب
کو قتل کرو چالیس پتلے پتھر کے سر سے شوالے کے اُترے کوکب پر جا پڑے اُن تپلون نے
جو تھا رجانب سے تلوارین مارین کوکب زخمی ہونے لگا اور نخوت سر پر شوالے کے تھرا رہا ہی
جب آواز دیتا ہی نام سامری و جمشید کہتا ہی چند پُتلے جدا ہوکر کوکب پر جا پڑتے ہین کوکب
نے کئی پُتلے مارے باقی ماندہ کوکب کا پیچھا نہین چھوڑتے چاہتے ہین لپٹ جائین اسباب سحر
چھین لین سحر نہ کرنے دین کوکب نہنگا نہ لڑ رہا ہی نخوت کو دیکھا سر پر شوالے کے سحر سے تھرا رہا
ہی یا سامری یا سامری کہے جاتا ہی کوکب نے گھبرا کر طرف اسد کے دیکھا کہا ای شہریار لوح مین

دیکھیے مین کیا کرون ان پتھر کے پتلون کو کیونکر اپنے سے جدا کرون اسد نے ذرا کوکب کے آنے
سے مہلت پائی ہی لوح دیکھی کوکب کو آواز دی ای شہنشاہ باشوکت مین فیروزہ کی فکر کرتا ہون
اور سفاک مغرور پر جاتا ہون اس بچیا کا غرور مٹاتا ہون تم نخوت پر جاؤ جب نخوت تمھارے
ہاتھ سے قتل ہوگا تب شورش ان پتلون کی موقوف ہوگی یہ سنتے ہی کوکب نے پتلون پر سحر کیا
پتلے کسی قدر ہٹے دور سے لینا لینا کر رہے ہین کوکب پر پرواز پیدا کر کے قریب نخوت کے پہونچے
کہ نخوت کو مارون نخوت نے سحر کیا کوکب الٹ گیا ہر چند چاہتا ہی کہ اپنے کو سنبھالے نہین
سنبھل سکتا نخوت یا سامری یا جمشید پکار رہا ہی قریب تھا کہ کوکب روشن ضمیر زمین
جا کر گرے ادھر اسد بیتاب ہوا کہ مین کیا تدبیر کرون اگر زمین پر یہ معرکہ ہوتا مین نخوت پر
جا پڑتا کئی ہزار گز کی بلندی پر نخوت ٹھہرا رہا ہی کوکب پر سحر کر رہا ہی کوکب الٹا پلٹا زمین
مین گرا چاہتا ہی اسد نے بیقرار ہو کر آواز دی اے بے نیاز اس بادشاہ عالیجاہ کو بچا نا میری
محبت مین آج کوکب نے جان دی ای حافظ حقیقی وقت مدد ہی نخوت قہقہے مار رہا ہی کہتا ہی
کیون ای کوکب طلسم نور افشان کے بادشاہ تھے ہوش ربا کے عجائب و غرائب مین بھی
دخل دینے لگے آج اس مرحلہ پر تمھارا خاتمہ ہی کوکب کو بھی یقین ہوا کہ مین اتنی بلندی سے
زمین پر گرونگا سر پھٹ جائیگا یکایک آسمان پر برق چمکی اسد نے دیکھا نور افشان
جادو بقہر و غضب آ کر پہونچا کوکب کو جو اس حال پر ملال مین دیکھا چند پنجے سحر کے
پھینکے ان پنجون نے کوکب کی دستگیری کی یعنے روک لیا زمین گرنے نہ دیا ایک طائر نے
بھی آ کر زفیل ماری اے شہنشاہ عالیجاہ ہوشیار ہو جیسے ہی طائر نے آواز دی پنجون
نے بھی سنبھالا کوکب سیدھا ہو کر ہوا پر قائم ہوا لیکن چہرے سے ظاہر ہی کہ سحر نہین کر سکتا
نور افشان جادو بہ تعجیل تمام نخوت بد انجام پر جا پڑا آواز دی او بچیا کوکب بادشاہ
طلسم نور افشان ہی اسکے خیر خواہ ہون کو تو نے نہین دیکھا یہ کہتا ہوا قریب نخوت پہونچا
نخوت نے نور افشان پر بھی سحر کیا گولا فولادی مارا نور افشان نے ایک تھپکی دی
گولا پھٹکر زمین پر گرا کئی پتلون کے سر پھٹے تصویر جو زمین تخت پر بیٹھی ہی اس نے
آواز دی ای نخوت اپنے کو بچا یہ بڈھا مصاحب سامری ہی اسکے رگ و ریشے مین

افسونگری بھری ہی سامری وجمشید کو یہ گمان نہ تھا کہ شریک مسلمانان ہو جائے گا ورنہ اسقدر
کمال نہ عطا فرماتے نخوت جادو نے چاہا سامنے سے نورافشان کے نکل جاؤن فیروزہ
گنبدنشین ونخوت جادو وسفاک مغرور سب ملکر نورافشان پر سحر کررہے ہین
نورافشان کسی کے سحر کو نہین مانتا مثل ملک الموت سب کے سحر دفع کرکے قریب نخوت پہونچا
جب نخوت نے دیکھا نورافشان میرے قریب آگیا نخوت نے تیغہ سحر کھینچا کئی ہاتھ مارے
نورافشان نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تیغہ سحر چھین کر پھینکا نخوت کی گردن پکڑلی مثل کرپاس
کہنہ چیرکر پھینک دیا نخوت کے مرتے ہی پتلے پتھر کے جل گئے دیر گرا التصویرین جلین فیروزہ
وسفاک زمین پر آئے اسد نامدار لوح کو ملاحظہ کرتا ہوا بڑھا اب کوکب کے ہوش وحواس
درست ہوئے تیغہ برق مثال کھینچکر جا پڑا ایک طرف سے نورافشان نے آواز دی ای شہریار
حقیقت مین حال آپکا ابتر ہی مگر ماشاء اللہ کس لڑائی کو جھیلا اتنی بڑی فوج سے اکیلے لڑے
اگر فیروزہ گنبدنشین نکل جائیگا پھر کوئی فساد برپا کرے گا اسد جوش جرات مین گھوڑے
سے کود پڑے لوح چمکاتے ہوئے قریب فیروزہ پہونچے فیروزہ نے کئی گولے طلسم کشا پر مارے
وہ گولے اسی کی فوج پر پڑے کئی ہزار کے سر پھٹے اسد لڑتے بھڑتے برابر فیروزہ کے پہونچ گئے
جب فیروزہ کو کچھ نہ بن پڑا تب اسنے اسد پر ترسول مارا اسد نے اسکو قلم کیا سر کو تباکر کمر پر
ہاتھ مارا فیروزہ گنبدنشین کے دو ٹکڑے ہوئے سفاک مغرور کو ڈھلکر کوکب نے مارا ان
تینون ساحرون کے مرنے سے تمام منصوبات مٹے آوازین مہیب آنے لگین جادر ہلنے لگی تمام ساحر
آکر طلسم کشا سے قدمبوس ہوئے نورافشان جادو اسد نامدار کے ساتھ ساتھ قریب ایک
قصر کے آکر پہونچا اس مین قفل لگا تھا لوح کو اس قفل سے مس کیا قفل ٹوٹا اس قصر مین ایک
مرکب باد رفتار موسوم بہ ابرش تیزگام طلسمی باساز ویراق بندھا تھا برائے طلسم کشا سلاح
طلسمی خود زرہ وغیرہ نکلے نورافشان نے وہ اسباب اپنے سامنے جسم پر طلسم کشا کے آراستہ
کرایا کمیل تیغ زن وسہیل تیغ زن رفیقان اسد جو قلعہ سہیلیہ پر فروکش تھے اب سحر
شا ان دونون جوانون نے اسد نامدار ونورافشان عالی وقار وکوکب ذیوقار کو
دیکھا کہ لڑتے بھڑتے ہوئے قصر سے آتے ہین لاکھون ساحر ہمراہ ہین جب سے اسد

نامدار تھا قب مین نرکاؤ کے نکل گئے تھے یہ دونون جوان نہایت پریشان تھے آکر قدمبوس
ہوے باعزاز و اکرام و بشوکت ما لا کلام طلسم کشا کو لے کر اپنی بارگاہ مین آئے نور افشان جادو
نے اسد کو نذر دی ہاتھ پر رکھ کر تیغۂ نور افشانی پیش کیا کہا ای شیر بیشہ صاحبقرانی تو جرأت و
شوکت مین لاجواب ہی یہ تیغۂ قتل افراسیاب ہی ایک بات مین ٹرا تردد ہی وہ جو گنبد
افراسیاب نے بنایا ہی گرز و شمشیر و نیزہ و تیر وغیرہ لٹکا دیے ہین اُس سے اپنے اہل لشکر کو
بچایئے ابھی تک ہمپر حال نہین کھلا کہ یہ اشیا کیونکر دفع ہونگی افراسیاب بُری بُری قباحتین
برپا کرے گا ٹرے ٹرے سحر تیار کر رہا ہی اب حضور دو چار روز یہان عیش کرین جلیہ سردار آپ کے
منتظر ہین نیک رائے وزیر کو سامنے جو مکان ہی اُس مین نخوت نے بند کیا ہی اُس کو
رہا کیجیے چند کنیزان بلقیس ثانی بھی اسی مرحلے پر قید ہین یہ لوگ آپ کو رہبری کر کے تا بہ لشکر
پہونچائین گے لیکن بدون حکم لوح یہان سے قدم نہ ٹرھایئے گا ابھی مرحلجات اور باقی ہین مدت گذری
کہ مین نے اِس طلسم کی سیر کی تھی ایک امر مین تردد ہی یعنی حکیم طلسم ہوش رُبا آپ کو بھی نہین ملے اُن
مقامات پر بھی برائے ذات اقدس سختیان ہین امتحان کامل طلسم کشائی ذات پر حکیم صاحب کے
موقوف ہی یہ ضرور حضور کو خیال رہے کسی مقام پر لوح سے غفلت نہ کیجیے گا افراسیاب
اپنی تدبیر سے غافل نہین ہی عنایت سے پروردگار کی سلاح طلسمی آپ کو حاصل ہوے اسد
نے جاکر اُس قصر کہنہ کو کھولا نیک رائے وزیر و بارہ سو کنیزان ملکہ بلقیس ثانی اس مکان
مین قید تھین اِن سب کو رہا کر کے بارگاہ مین لائے نور افشان و کوکب رخصت ہو کر گئے

اسد غازی قلعہ سُہیلیہ مین مصروف عیش ہین

دو کلمہ داستان شوکت بیان داخلہ طلسم کشا کا شہر عجائب نگار مین جسکے حکیم طلسم حاکم ہین پہونچنا اسد غازی کا اور عاشق ہونا دختر حکیم پر و عجائب غرائب حکیم طلسم یعنی رتبہ ٹرھانا اپنی دختر کا مہ جبین وغیرہ کے

عجب داستان عجائب نگار ہی۔ غزل مصنف

کبھی نہ تم عوض سیم بر گہر لینا	صدف کے مثل نہ رشک چشم تر لینا	عمل جونک کیے ہون شمار کر لینا
مسافر دو خبر توشہ سفر لینا	لگا کے دل نہ بلا اپنی جان پر لینا	جمال دوست جو تو ہی نگاہ کر لینا

یہان کسیکی محبت کو دل مین جا دینا
یہان جو اشک گراتا وہان گہر لینا

عوض شراب کے ایدل فراق ساقی مین
جواب نامہ نہ جتبک کہ نامہ بر لینا

پھڑک رہا ہون قفس مین پھڑک نہین مٹتی
زبان سے نام سحر کا نہ تا سحر لینا

کبھی رقیب پر آتا نہین مجھے غصہ
وہ بیخبر ہو کہ کہتا ہون مین خبر لینا

اُتارنا نہ سوم تک لباس ماتم کو
رہے جو قبر مری دو قدم اُتر لینا

وہان پسند تجھے گہر جو ہودہ گوہر لینا
سمجھا سے دیتے ہین ہم وہان چشم تمھین

سر فلک شفق سے آنکھونکے جام بھر لینا
مجھے عذاب تپ ہجر سے بچا نا یار

دیار وحش مین صیاد پر کتر لینا
نہ ان کبھی ٹہیر ہوتی بہار روشن جل

یہ آگ کس نے لگائی ذرا خبر لینا
پری ہو نہ جواہر کے پر لگا کر تم

ہمارے پھول جو ہوجائین پھر نکھر لینا
قمر ضیا سخن دمبدم زیادہ ہے

کسیکی یاد مین وہ دل گداز آنکھون سے
ہلال عید وہ ابرو مین دید کر لینا

پیام دین تو نہ سننا پیام تو اُنکے
ثواب جان کے بیمار کی خبر لینا

شب وصال مین ہے جان داغ دھڑکا نہ
فروغ شمع کو دینا ہے گل کتر لینا

کہان تلک تمھین غفلت کی یاد دلواؤن
جو دسترس ہو فرشتونکے پر کتر لینا

سوار ہوکے جنازے کیساتھ گھو جانا
مبارک اس پہ بیٹھا کو ہاتھ پر لینا

شعر سخن سنج و غواص دریائے ہوش + جنہین ریخت گوہر بدامان گوش ٭ محرران نکات رنگین رقم راقمان داستان فصاحت آئین حالات عجائب آیات طلسم طلسم ہوش ربا کلک اعجاز رقم سے یون تحریر فرماتے ہین کہ شہسوار یکہ تازی اسد بن کرب غازی قلعہ سہیلیہ مین مصروف عیش و نشاط تھے کہ ایک ساحر نے آکر ہاتھ مین نامہ دیا اسد نے دیکھا طرف سے نورافشان جادو کے مرقوم ہے کہ ای شہریار نامدار بارہ چودہ برس آپکو اس طلسم مین گذرے بڑی بڑی جفائین اُٹھائین آپ ثابت قدم کوے جراءت رہے اہالیان ہوش ربا کے بڑے بڑے ظلم سہے تھوڑی تکلیف ذات اقدس پر اور باقی ہے مصروف عیش نہو جیے لوح کو ملاحظہ فرما کے ملاحظہ عجائب و غرائب طلسم مین اوقات کو صرف فرمایئے طرف سے نورافشان وکوکب کے بہت کچھ تاکید تحریر تھی یہ فقرہ لکھا تھا کہ لوح سے ہوشیار رہیے گا جس قدر طلسم ہوشربا مین اہل اسلام ہین آپکی قدمبوسی کے مشتاق ہین مشتاقون کے بھی دیدہ دل روشن فرمایئے برائے ملاحظہ مقامات عجائب و غرائب تشریف لیجایئے یہان اہالیان لشکر کے اوپر جو کچھ گذریگی جھیلین گے غلامان جانباز ہر وقت نگاہداشت لشکر حضور مین مصروف ہین یہ امورات آپکی ذات با برکات پر موقوف ہین اسد نے نامہ پڑھکر نامہ دار کو خلعت دیکر رخصت کیا بوقت

نماز سحر بعد ادائے نماز لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمایا جو کچھ تحریر تھا اسکو ذہن مین کیا اکمیل شغرزن
سے رخصت ہوئے نیک رائے وزیر نے بھی عرض کی ان مقامات پر کوئی حضور کا ساتھ
نہین دے سکتا ہم لوگ یہان سے کوچ کر کے خدمت مین ملکہ مہ جبین کے جاتے ہین پشت مرکب
طلسمی پر اسد نامدار سوار ہوے سب سے رخصت ہو کر چلے سامنے ایک نخل چنار دیکھے جو پہنچے
لوح نے حکم دیا اس نخل چنار کو بیک ضرب شمشیر قلم کرو جیسے ہی قصد کیا کہ قریب نخل چنار پہونچون
صحرا سے آواز مہیب آئی او طلسم کشا خبردار قریب نخل نہ آنا اپنی جان ہمارے ہاتھ سے بچانا
دیکھا ایک دیو خونخوار جست خیز کرتا ہوا اسد نامدار پر آپڑا قصد کیا چنگل مار کر اٹھالون اسد
نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی اسد نے شاخ دیو کے توڑ ڈالے چھاتی پر چڑھکر سر کاٹ لیا
ایک طائر ہفت رنگ نے آکر سر نخل چنار پر آواز ہیہات بلند کی اسد نے بحکم لوح اس طائر طلسمی
کو تیر سے مارا یہ تو بخوبی ملاحظہ کر چکے تھے کہ کئی منزل تک وہی صحراے سبزہ زار ہے کہین آبادی
کا نام نہ تھا جب اس طائر کو مارا عجائب و غرائب دیکھکر ہوش اڑے عرصہ دراز تک اندھیر رہا
جب روشنی ہوئی دیکھا سامنے ایک قلعہ نہایت عمدہ پھاٹک عظیم الشان دیوارون پر گلکاری
اسد پشت مرکب پر سوار ہو کر طرف قلعہ کے چلے قریب پھاٹک کے نہ پہونچے تھے کئی سو نقارے
بجے ایک مرد حکیم وضع باریش سفید عمامہ سر پر قباے اطلس زیب جسم گھٹا عبادت کا پیشانی پر مثل
ستارہ سحری چمکتا ہوا پشت پر صدہا شرفا لباسہاے فاخرہ پہنے ہوے چہرے سے ہر ایک کے ثابت
ہوتا ہی کہ سب اہل اسلام ہین بڑے تکلف سے براے استقبال اسد نامدار آئے حکیم صاحب
موسوم بہ حکیم روشن راے ہوادار سے اترے اسد سے بغلگیر ہوے بے اختیار پکار اٹھے
شعر بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار گشتم ٭ بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ٭ عرصہ دراز سے
انتظار مین حضور کے تھے آج پروردگار نے آرزوے دلی ہم سب کی پوری کی اس شہر کے
رہنے والے سب اہل اسلام جوانان خوش انجام آپ کی فتح و نصرت کی دعائین کرتے تھے
آج آرزوے دلی پوری ہوئی اسد خلق و مروت حکیم صاحب کا اور اشتیاق اہل شہر
دیکھکر بہت خوش ہوے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ سب مہ جبین کے یار ہین بڑی عزت و آبرو
سے لیکر اسد نامدار کو داخل شہر ہوے دیکھا اسد نے شہر آباد رعایا دلشاد بازارین عمدہ

دوکاندار معقول حوض پانی کے ہر بازار مین بھرے ہین فوارے چھوٹ رہے ہین جس راہ سے
اسد نامدار گذرے دوکاندار بھی دوکانون سے باشتیاق تمام اُٹھے ہاتھون کو لیکر اسد کے
آنکھون سے لگائے ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ جاری تھا کہ آج پروردگار کی عنایت سے
زیارت طلسم کشا سے مشرف ہوئے خدائے کارساز نے اپنا فضل شریک کیا آج تک بخوف
ساحران اپنا مذہب چھپاتے تھے اب بالاعلان عبادت پروردگار کرینگے کسی کا خوف نہ رہا
پروردگار وہ دن دکھائے کہ دشمن ہمارے شہریار کے ذلیل ہون دوستون کے مرتبے جلیل
ہون نام کفر طلسم ہوش رُبا مین نہ باقی رہے دوکاندار اسی طرح کی باتین کرکے خوشی مین
زر و جواہر نثار کرتے ہین ہر خرد و کلان ادنے اعلے از پیر تا جوان دم محبت کا اسد کے بھرتے
ہین حکیم صاحب بیدل ساتھ اسد کے چلے آتے ہین رفقا امرا و وزرا اہالیان شہر اہتمام کرتے
ہوئے اسد غازی کو ساتھ لیے ہوتے طرف دارالارۂ شاہی کے جاتے ہین جب قریب
قصر شاہی پہونچے اسد نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا پہلوے قصر مین ایک بنگلہ مرصع کار بنہایت تکلف
سے آراستہ چلمنین زمرد ریحانی کی اُسمین پڑی ہوئین ایک طرف کی چلمن بندھی ہے اندر بنگلے
کے ایک نازنین مہر تمکین سرو قد گلعذار غنچہ دہن ماہ رخسار چہرہ آفتاب عالمتاب قطرات پسینہ رشک
گلاب بنگلے مین کھڑی ٹہل رہی ہے حسن عالم افروز کی وہ روشنی ہے کہ نگاہ اسد کی نہین ٹھہرتی سراپا
پر جو نگاہ پڑی زلفین عنبرین عارض انور پر بل کررہی ہین نظم

دو چشمش و آہوے مردم شکار	
نمک بر دل خستگان ریختہ	ہر خندہ کز لب برانگیختہ
	وز ابرو دو سر فتنۂ روزگار

دیگر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب است در وادی موسئے ؛ جامۂ صبرم در کف عشق ست
دامن یوسف دست زلیخا ؛ جمال جہان آرا اُس محبوب مطلوب کا دیکھکر ہاتھ پاؤن مین اسد
کے رعشہ آگیا قلب تھرّا گیا فوراً آثار عشق کے چہرے سے ہویدا ہوے ہونٹھ خشک چشم تر
حیرانی و پریشانی مین قلب و جگر آنکھون کو انتظاری دل کو بیقراری مگر ایسے ایسے بزرگ
ساتھ ہین اسد کلیجہ پکڑے رہگئے کچھ کلام نہ کرسکے رنگ رو متغیر ہوا دوبارہ جو سر اُٹھاکر
دیکھا اُس قتالۂ عالم کو اُس مقام پر نہ پایا چند کنیزان مہ جبین شوخ و شنگ حسن مین بیمثال
ٹہل رہی ہین اشارہ کرکے کہتی ہین میان طلسم کشا صاحب تشریف لائے ہین

ایک کہتی ہی میری جانب گھور گھور کے دیکھ رہے ہین دوسری کہتی ہی بوا مجھسے اشارہ کیا تیسری کہتی ہی جوان شوقین ہی ایک کہتی ہی افراسیاب کی بیٹی معشوقہ حسین ہی ایک کہتی ہی بہت سی معشوقین ہین ایسے ہرجائی سے خدا سامنا نہ کرائے کسی کا اخلاص پیار قائم نہین ہتا صبح کچھ شام کچھ اسد کو یہ باتین اُن کنیزون کی بہت ناگوار ہوئین مگر کچھ نہ کہہ سکے ایسے ایسے بزرگ ساتھ ہین دار الامارۂ شاہی مین داخل ہوے جذب دل اُسی طرف کھنچتا ہی پائون کے اشارون سے پایا جاتا ہی کہ سیر کوے محبوب کیجیے ہاتھ دست درازی کرتے ہین کہ گریبان چاک کرین یا کلیجے پر اپنے سل دھرین آنکھون کا اشارہ ہی کہ نظارۂ جمال محبوب کیجیے نگاہ عاشقان ثابت قدم مین سبک نہ ہوجیے معشوق سے چشم امید ہی بیماران نرگس چشم کا یہی علاج ہی دل ایک نگاہ محبت کا محتاج ہی دل کو تڑپن قلب کو پھڑکن آنکھون مین جلن لب پر یہ سخن غزل مخفی موافق مضمون

بسکہ دارم سوز دل خود را بر آذر میزنم
دوستان معذور گر مستانہ ساغر میزنم
آفتاب آسمان ہمتم زیر سحاب
تا بچشم آرزوے خویش نشتر میزنم
نیست گر بال و پر پرواز در کنج قفس
بر امید شعلۂ مشیت تا سحر پر میزنم
دوستی بر دشمن آل پیمبر چون کنم
در گدائی طعنہ با شاہ قیصر میزنم

سینہ را بر شعلۂ دل چون سمندر میزنم
بہر آب زندگانی کے روم دنبال خضر
بر غلط از مشرق اخلاص خود سر میزنم
نقد صرافان معنی را رواج دیگر است
دست حسرت چون مگس پیوستہ بر سر میزنم
بر نیاید در درون خانہ آوازے ترن
منکہ لاف دوستی با آل حیدر میزنم

شد بہار عمرم و دفع خمار من نشد
بسکہ استغنا بر آب حوض کوثر میزنم
در لباس فقر دارم تاج سلطانی بسر
تا در اقلیم سخن من سکۂ زر میزنم
پیش فانوس خیال حسن تو پروانہ وار
عمرہا شد من برین حلقہ بر در میزنم
بگذری یکسر اگر مخفی ازین دون ہمتی

اسد نامدار حیران پریشان حکیم صاحب کے ہمراہ دار الامارۂ شاہی مین تشریف لائے دیکھا دربار نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ ہی وسط قصر مین تخت یاقوت نگار بہلو مین اُسکے دنگل یاقوتی سطوت وصولت جبروتی کرسیان جواہر نگار مصاحبان عالی وقار قطار در قطار صاحبان لیاقت و تہذیب سے دربار معمور لباسہاے فاخرہ زیب تن تبسم چہرون پر نور اُس دنگل یاقوتی پر اسد غازی کو حکیم صاحب نے اشارہ کیا حکیم صاحب تخت پر جلوہ فرما ہوئے اسد غازی نے خیال کرکے دیکھا بائین پر تخت کے میز دنگل ہی داہنے پر تخت کے ایک کرسی جواہر نگار کہ جس پر نگاہ نہین ٹھہرتی ہی اسد غازی کے بیٹھتے ہی حکیم صاحب نے

بہ تکلف پوچھا اے شیر بیشۂ صولت اے فتاح طلسم ہوش ربا اے جوان یکتا آپ کا سایۂ دامن دولت کل طلسم ہوشربا پر پڑا اہل اسلام شرف و سرفراز ہوئے ہم ایسے نیازمندون کو اپنے بخت رسا پر ناز ہو گیا وقت سعید ہی بلکہ بہتر از روز عید ہی آپ ایسے جلیل نے قدم رنجہ فرمایا لیکن اسوقت آئینۂ رخسار پر گرد ملال ہی کیا کسی اور طرح کا خیال ہی بیان سب خیر خواہان دولت حاضر ہین حضور کی خیر خواہی کے ناظر ہین قلب اقدس پر جو باعث انتشار ہو مفصل ارشاد فرمائیے دوستون مین اگر بار رنج والم نہ اٹھائیے اسد غازی تازہ وارد ہین ہر چند کہ حال ابتر ہی لیکن یہ شیر بھی نور نگاہ حمزہ نامور ہی نہ مناسب سمجھا کہ حال عشق ان بزرگ کے سامنے بیان کیجیے بہ خندہ پیشانی یہی جواب دیا کہ آپ کی عنایت و محبت سے سب طرح خیر و عافیت ہی لشکر پر ہمارے بدعت افراسیاب و حیرت ہی اسوجہ سے آئینۂ رخسار پر و فور حیرت ہی خیر خواہان دولت کا خیال ہی اس باعث سے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر آواز دی اے حاضرین محفل مودب ہو جاؤ نقابدار بہادر تشریف لاتا ہی ایک سردار نے بڑھکر پردہ بارہ کا اٹھایا اسد غازی نے ملاحظہ کیا سامنے سے ایک مرکب باد رفتار پر نقابدار یاقوت پوش بڑی مرکب پر جمی ہوئی نیمچہ ہلالی زیب کمر پہلوے دست چپ مین سپر رشک قرص قمر پشت پر چار سو نقاب دار گلگون پوش ہر چند کہ نقابدار کے چہرے پر نقاب پڑی ہی تو نور کی چہرۂ زیبا سے نکل رہی ہی صاف ظاہر ہی کہ آفتاب عالمتاب پردہ ابر مین نہان ہی شوکت و جلالت نقابدار کے چہرۂ زیبا سے عیان ہی خود حکیم صاحب برائے تعظیم کھڑے ہو گئے اسد غازی کو بھی اٹھنا پڑا ہر چند کہ یہ دریافت نہین ہوا کہ نقابدار کون ہی مگر صولت و شوکت نقابدار دیکھکر اسد غازی بے اختیار دنگل سے اٹھ کھڑے ہوئے نقابدار یاقوت پوش اکڑتا ہوا قریب تخت حکیم صاحب آیا وہ جو کرسی خالی تھی اُسپر جلوہ فگن ہوا حکیم صاحب تخت پر بیٹھے اسد غازی اپنے دنگل پر مگر جمال بیمثال نقابدار کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین طپش قلب ترقی پر دل گھبرا رہا ہی نقابدار چند ساعت بیٹھا اتنے عرصے تک بارگاہ مین سناٹا رہا کوئی کسی سے کلام نہ کرتا تھا ہر شخص ادب سے خاموش بعد چند ساعت نقابدار اپنے مقام سے اٹھا اسد غازی نے اٹھتے اٹھتے یہ فرمایا کہ اے نقابدار عالی مقدار طریقے سے ظاہر ہوتا ہی کہ آپ لشکر حکیم صاحب کے

سپہ سالار ہین ہم بطور مہمان آپ کے یہان آئے شکر ہی کہ ہم سب ہم مذہب ہین چاہتے ہین کہ آپکے نام نامی واسم گرامی سے آگاہ ہون نقابدار نے مسکرا کر فرمایا نام و نشان سب آپ کو ثابت ہو جائے گا سپہ سالاری لشکر دشوار ہی یہ فقیر بھی ایک مرد سپاہی حکیم صاحب کا نمکخوار ہی ورنہ پادشاہان جلیل اپنے نمکخوار کو آبرو دیتے ہین اس وجہ سے پہلو مین جگہ ملی یہ کہکر نقابدار اُٹھا پشت مرکب پر سوار ہو کر جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا اسد غازی نے حکیم صاحب سے بھی پوچھا کہ یہ نقابدار عالیمقدار کون ہی حکیم صاحب نے بھی یہی جواب دیا کہ اب آپ تشریف لائے ہین مفصل حال کھل جائیگا سب آپکے مشتاق جمال ہین اسد غازی خاموش ہو رہے جب سے اُس مہ جبین کو بنگلے مین دیکھا آنکھون کے آگے تصویر خیالی اُسی محبوب مطلوب کی پھر رہی ہی کئی مرتبہ اُسی اشتیاق مین سیر دن بارگاہ بھی آئے مگر اُس بنگلے مین اُس ماہ تابان کو نہ پایا چند کنیزون کو ٹہلتے ہوے دیکھا ایک قصر خالی حکیم صاحب نے براے استراحت اسد نامدار خالی کر دیا چھپر کھٹ وغیرہ وہان آراستہ کرایا اسد نامدار دربار سے اُٹھے یاد مین اُس محبوب جانی یار جاودانی کے تڑپنے لگے اشعار عاشقانہ اُس ماہ رخسار کے فراق مین زبان پر جاری تھے اشعار موافق مضمون ہذا

وحشت دل سے ہی عاشق تیرا اے جانان خراب ... پھاڑ کر لاکھون کیے ہین جیب و دامان خراب
جستجو اسکو بھی ہی شاید کہ قصر یار کی ... رات دن پھرتا ہی جو یہ گنبد گردان خراب
پھک گیا گھل گھل کے مثل شمع جوش اشک سے ... قصر تن تو نے کیا اے دیدۂ گریان خراب
کام آجائیگا اک دن تیرے اے جان جہان ... دل ہمارا کسلئے کیون کرتا ہی اے نادان خراب
رحم کیجیے اب تو دیدار اپنا دکھلا دیجیے ... آپکی اُلفت مین ہم ہین کسقدر جانان خراب
پھاڑے کھاتا ہی ترے دربردہ مثل سگ مجھے ... اے صنم کیا ہو گئی ہی عادت دربان خراب
ہمکو سرکار جنون سے ہین عطا اتنے خطاب ... مضطر و حیران پریشان بے سر و سامان خراب
جستجو مین یار کی کب تک پھرون گا کو بکو ... مجھکو رکھے گی کہان تک گردش دوران خراب
کیون نہ آوارہ پھرون احمد مین کوہ و دشت مین ... رکھتی ہی مجھکو ہواے کوچۂ جانان خراب

القصہ اسد غازی کبھی اُٹھے کبھی بیٹھے کبھی قصد ہوتا ہی کہ اپنے کو قریب اُس بنگلے کے پہونچائین شاید شب کو اس ماہ عالم افروز کا نظارہ ہو صحن مین نکلکر آگئے اُس قصر کے جانب

دیکھ رہے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے اشتیاق سے خانۂ دل معمور اسی بے قراری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے اشعار

خانہ ویران دل آرفتہ و سودائی کا
دیکھنا ڈھیٹھ پنا اپنے تماشائی کا
بیڑیان دیکھکے ڈھارس مجھے دیتا ہی جنون
داغ ہم لیکے چلے اپنی جبین سائی کا
آپ اپنے کو تو پہچان نہین سکتا ہون
سات پردون سے عیان نور ہی بینائی کا
ہون وہ کاہیدہ جو دیتا ہی سہارا تنکا
دھیان کچھ اسکو نہ آیا شب تنہائی کا
کون اُنسے کہے قصہ شب تنہائی کا
کیا سمجھتے تھے کہ گھر ہی یہی رسوائی کا
مار ڈالیگی دو رنگی تری ای دہر دو رنگ
دل نہ بھاری ہو کہ زیور ہی یہ سودائی کا
نخل طوبیٰ ہو ترے قد ہی کی تصویر
کیا مین اقرار کرون تیری شناسائی کا
جب سے دیکھا اُسے ہر دم ہی آفت دیکھی
جانتا ہون مین عصا اسکو توانائی کا
مر گئے کیسے لب جانبخش سے اس بت کے جلال
شمع خاموش کو یارا نہین گویائی کا
آنکھ خورشید قیامت سے نہین جھپکاتا
ڈھنگ ہی یہ کیسی معشوق کی رعنائی کا
لاکھ تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ مٹا
باب فردوس ہی نقشہ تری انگڑائی کا
لاکھ پنہان ہو مگر حسن دکھاتا ہی جھلک
روز خلق مین ہو چشم تماشائی کا
ساتھ چھوڑا کبھی جو دانتے تو شب فرقت مین
نام زندہ ہی مسیحا کی مسیحائی کا

یہ اشعار آبدار پڑھتے پڑھتے دل جو بھر آیا پھر آکر اُسی گوشۂ تنہائی مین بیٹھے اُسی تصور مین سوگئے بوقت سحر اُٹھے دیکھا خود نہین ہین حکیم صاحب برائے تعظیم آئے ہین اسد نامدار نے گھبرا کر کہا ہمنے مہرہ اپنا خود رکھدیا تھا کون یہان سے لے گیا قصر مین ہلڑ ہوا حکیم صاحب نے کوتوال شہر کو بلایا کوتوال کانپتا ہوا آیا اسد نامدار نے کہا کیون ای کوتوال کیسا تیرا انتظام ہی قصر شاہی سے ہمارا خود غائب ہوا کوتوال نے عرض کی مین شب بھر ٹہلایہ دیتا ہون کیا مجال جو کوئی قریب قصر شہنشاہی آئے اسد غازی نے کہا اسکا جلد پتا لگاؤ خود طلسمی ہی بڑی جانکاہی سے ہمنے اُسکو پایا یہ تو کوئی دشمن ہمارا سر کاٹ لے گیا حکیم صاحب نے غصے مین حکم دیا کوتوال شہر و نگہبانان قصر قید ہوئے سب کو زنجیرین پنہائی گئین اسد نامدار کوتوال پر بگڑ رہے ہین کوتوال کہتا ہی مجھکو مہلت ملے مین تلاش کرون اسد نامدار فرماتے ہین ابھی تم سے خود طلسمی لون گا بارگاہ مین ہنگامہ وزرا امرا سب کانپ رہے ہین کہ دیکھا وہی نقابدار یاقوت پوش مرکب بادرفتار پر سوار دربارگاہ پر آکر اُترا نیمچہ ہلالی کے قبضے کے اوپر ہاتھ اکڑتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا حکیم صاحب سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی یہ سب بیگناہ کیون قید کیے گئے اِنکی کیا خطا ہی حکیم صاحب نے تمام کیفیت بیان کی کہا ای نقابدار بہادر شب کو طلسم کشا کا خود جاتا رہا نگہبان و کوتوال کو قید کیا ہی بڑے

ستم کی بات ہی کہ ہمارے قصر سے چوری ہو نقابدار ہنسا طرف طلسم کشا کے متوجہ ہوکر کہا بڑے
افسوس کی بات ہی کہ آپ کو دعوے طلسم کشائی سپاہی کا خود جاتا رہے آپ ایسے غافل ہین ہوشربا
کی طلسم کشائی کیونکر ہوگی اپنے دل مین سوچے یہ بیچارے سب بےخطا ہین یہ کہکر حکم دیا اُن سب کو
رہا کرایا کہا آپ اپنی حفاظت کیجیے سپاہی کا خود تاج سر ہی یہ تو کوئی شخص آپ کو بڑا دھوکا
دے گیا گویا سر لے گیا طلسم کشا نے حجاب سے سر جُھکایا نقابدار ان قیدیون کو اپنے ساتھ لے کر
چلا گیا کوئی اُسکو روک نہ سکا صاف ظاہر ہی کہ نقابدار کے حکم کی سب اطاعت کرتے ہین کسی شخص نے
مقدمہ مین نقابدار کے دخل نہ دیا اسد نامدار بسبب حجاب کے خاموش رہے جی مین کہتے ہین بڑے
غضب کی بات ہی نقابدار نے سچ کہا سپاہی کے خود کا جانا سر کا جانا ہی آج شب کو بھی چھپر کھٹ پر
پڑے تڑپتے تڑپتے سو گئے صبح کو دیکھا زرہ طلسمی غائب ہوئی آج تو طلسم کشا جو بارگاہ مین آئے
حکیم صاحب سے بڑی شکایت کی حکیم صاحب وزرا اُمرا سے بگڑے کہ پھر اُسی وقت پردہ نقابدار
آیا پوچھا کیون صاحب آج کیا ہوا اسد نامدار نے کہا آج کوئی زرہ طلسمی لے گیا نقابدار
مسکراتا ہوا اُٹھا کہا اے طلسم کشا صاحب ہمین خوف آتا ہی کوئی آپ کو نہ لے جائے صاحب
اپنی حفاظت کیجیے اس آن بان سے نقابدار نے یہ کلمات کہے کہ اسد کو انتہا کا صدمہ ہوا
خیال مین آیا کہ آج شب کو چور پکڑون گا تیغہ نور افشانی کو پہلو مین لے کر لیٹے مگر جاگ رہے
ہین یکایک دیکھا کہ ایک عیارہ مثل ستارہ سحری چمکتی ہوئی بانہایت عیاری سے آراستہ سامنے
قصر کے آئی اسد نے للکارا اُٹھکر دوڑے وہ عیارہ مثل برق و شرارہ کے کوٹھون کوٹھون
جست و خیز کرکے غائب ہوگئی اسد بھی دو چار کوٹھون کو طرار کر گئے مگر اسکو نہ پایا بالیقین کامل
ہوا خود و زرہ ہمارا یہی مکارہ لے گئی آج شب کو خاموش رہو جب یہ قریب آئے تب اُسکو گرفتار
کرو اس شب کو اسد نامدار حلقہ ہائے کمند ہاتھ مین لیے ہوئے انتظار کر رہے ہین قلیل رات باقی
تھی کہ وہ عیارہ کوٹھے سے پھاندی آسد دیکھا کیے عیارہ دبتی ہوئی آئی اپنے سایہ سے بھی بچتی
ہوئی قصد کیا کہ تیغہ نور افشانی اُٹھا لون اسد نے نعرہ کرکے حلقہ ہائے کمند مارے گردن مین
اس عیارہ کے پڑے سبک ہوکر اُس نے جست کی حلقہ ہائے کمند سے نکلی اسد نے
چاہا گرفتار کر لون وہ جست کرکے ایک کوٹھے پر گئی اسد خود چست و چالاک ہین پیشتر

قزاقی مین بیباک برابر اسکے جست کرکے پہونچے وہ دوسرے کوٹھے پر گئی اب وہ عیارہ مکارہ
جست وخیز کرتی ہوئی کوٹھون کوٹھون جاتی ہے اسد تعاقب نہین چھوڑتے مکانات طی ہوئے
عیارہ نے صحرا کا راستہ لیا صبح ہو چکی تھی اسد نے جو نعرہ کیا اہالیان شہر بھی دوڑ پڑے
کوتوال وزرا اُمرا خود حکیم صاحب قصر سے نکل آئے دیکھا سب نے اسد نامدار جست وخیز کرتے ہوئے
تعاقب مین عیارہ کے جاتے ہین عیارہ قلعہ سے نکلی اسد بھی برابر پہونچے سو دو قدم قلعہ سے
نکلے چلے تھے اسد نے جو نعرہ کیا تھرا کر ٹھہر گئی اسد نے جاکر کلائی پکڑ لی دیکھا انتہا کی
حسین وجمیل طرّار وفرار اپنے سایہ سے رم کرتی ہوئی قنطورہ ہائے زرنفتی سے آراستہ اسد نے
کوڑا ہاتھ مین لیا کہا او مکارہ میرا خود وزرہ دے اسنے کچھ جواب نہ دیا اب حکیم صاحب بھی
مع فوج آگئے ہین اسد اُس عیارہ نازنین کا ہاتھ پکڑے کھڑے ہین بہ قہر وغضب فرماتے ہین
جلد بتلا میرا خود وزرہ کہان رکھا ہے وہ کہتی ہے ای شہریار مین نہین جانتی اور مین تو آپ کے قصر پر
گئی نہین مین تو صحرا مین برائے بازدید نکلی تھی آپ نے زبردستی مجھے پکڑ لیا طلسم کشا جھلا کر فرماتے
ہین تو میرے کوٹھے پر گئی تیغہ نورافشان اُٹھانے کا ارادہ کیا کوٹھون کو طی کرتی ہوئی یہانتک
آئی اس مقام پر مین نے تجھکو گرفتار کیا وہ کہتی ہے ای شہریار سراسر غلط ہے مجھے تو آپ نے
اس صحرا مین گرفتار کیا مین نے آپ کے قصر کو بھی نہین دیکھا آپ سراسر دروغ فرماتے ہین
اسد یہ سُنکر اور زیادہ جھلایا کہا تو مجھکو جھوٹا بتاتی ہے مین مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا عیارہ
کہتی ہے آپ کو اختیار ہے مین سراسر بیگناہ ہون اسد نے کوڑا اُٹھایا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی
وہی نقابدار یاقوت پوش مع چارسو جوانان گلگون پوش کے آکر پہونچا قریب اسد کے آکر
کہا اے طلسم کشا خبردار اسپر دست انداز نہ ہونا پہلے مجھ سے مقابلہ کر اسد غصے مین مرکب پر سوار
ہوئے اس عیارہ بچی کو ملازمان نقابدار نے اپنے قبضے مین کر لیا نقابدار سے نیزہ چلنے لگا پہر بھر
کامل نیزہ چلا اسد نے ہرچند چاہا نیزہ نقابدار کا نکالون ممکن نہ ہوا آخر سنا نین بنانہ ہیکا قبضہ ہائے
شمشیر آبدار پر ہاتھ بڑے اسد نامدار چاہتا ہے تلوار اس نقابدار کی چھین کر قاش زین سے
اُٹھالون مگر نقابدار اس پھرتی سے لڑ رہا ہے کہ پلک جھپکانا دشوار ایک مقام پر اسد نے
باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا نقابدار لیٹ پڑا کشتی ہونے لگی ہرچند اسد چاہتے ہین

کہ مین نقابدار کو زیر کرون پنجہ قابض نہین ہوتا چار پہر دن گذر کر جب شام ہوئی نقابدار نے ہاتھ اُٹھالیا کہا اے طلسم کشا ہم شب کو مقابلہ نہین کرتے اسد بگڑا کہ مین نہ جانے دونگا نقابدار نے کہا بیوجہ غصہ نہ کیجیے روشنی منگائیے شب تیرہ و تار مین ہماری آپکی جانبازی کون دیکھے گا اسد پلٹے حکیم صاحب سے کہا روشنی منگاؤ نقابدار نے اتنی جو مہلت پائی جھپٹ کے پشت مرکب پر سوار ہوا عیارہ کو مع اپنے ساتھ والون کے اشارہ کیا مثل برق و باد گھوڑا اُڑا کر نکل گیا اسد نے جب پلٹ کر دیکھا کہ نقابدار عیارہ بچی کو لے کر چلا گیا مجبور و ناچار واپس ہوئے مگر انتہا کا رنج ہی بروقت واپسی بنگلے پر اُس مہ جبین کو دیکھا انتہائے بیقرار ہوے شب کو آکر چھپر کھٹ پر گرے نیند نہین آتی حور کا بھی خیال ہی تصویر اُس محبوب جانی کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی تڑپتے تڑپتے دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدہ باطنی کھلے رہے عین خواب مین دیکھا ایک باغ بہشت آئین گلہائے رنگارنگ شگوفہائے بوقلمون نہرون مین آب صاف و شفاف جوانان چمن کی زیبائی سرد گلزار کی رعنائی عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی اسد اس باغ پُربہار کی کیفیت دیکھتے ہوے خرامان بارہ دری مین تشریف لائے دیکھا وہی محبوب دلفریب جسکے واسطے قلب ناشکیب تھا بصد رعنائی و زیبائی تخت یاقوت نگار پر جلوہ فرما ہی گرد کنیزان ماہرخسار اُنکے کہنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس حور مثال کا لقب خورشید روشن جمال ہی صنوبر سہی وزیرزادی مقرب پہلو مین ہزارہا کنیزان زرین پوش بصد ادب حاضر ہین اور ایک کرسی پر وہی عیار بچی یعنے پروین صبا رفتار کو دیکھا ملکہ خورشید نے مسکرا کر فرمایا طلسم کشا صاحب تشریف لائیے اسد نے بیٹھتے ہی پوچھا کیون او پروین تو میرا خود و زرہ لے گئی اسنے مسکرا کر جواب دیا میرے مالک کا حکم ہوا مین لے گئی اسکی شکایت کیا اسد غصے مین اُٹھے فرمایا مین تجھکو قتل کرونگا وہ بھی نیمچہ کھینچکر اُٹھی جیسے ہی اسد جھپٹ کر چلے میر فرش کی ٹھوکر لگی اسد گرے آنکھ کھل گئی وہی قصر تاریک و تنگ وہی پلنگ ستارۂ سحری چمک چلا گریبان سحر چاک ہوا اب بیقراری نے بہت ترقی کی اُٹھکر بیٹھے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہر مرتبہ قصد ہوتا ہی گریبان چاک کرون یا یُون کہتے ہین کوے محبوب مین جلو آنکھیں مشتاق نظارۂ جمال قلب پر ہجوم غم و ملال اسی بیتابی مین یہ چند اشعار آبدار مخفی زبان پر جاری ہوے اشعار

اے دیدہ بیا تا بہ طرب نام برآریم
درد بے بداو سینۂ خود کام برآریم
از جذب محبت اگر ایم بتما شا
ہم خوناب دل از دیدۂ ابرام برآریم
رونقی در کار دبار نام مجنون کردہ ایم
قامت سرچمن دیگر نیاید در نظر
تا لباس چرخ را از راہ گلگون کردہ ایم

سامان نشاط از قدح وجام برآریم
مردانہ درآئیم بمیدان محبت
جویان جہان را بدر و بام برآریم

غزل دیگر

بسکہ خوناب جگر بر خاک افشاندہ ایم
تا نظر بر قامت آن سرو موزون کردہ ایم
مرد کارے مخفیا دیگر نمے آید برون

بر زخم دل از غم نمک تازہ بپاشیم
نام مجنون در صف ایام برآریم
گر شیشۂ ما گشت تہی از مئی گلگون
ما بعاشق پیشگی تا نام بیرون کردہ ایم
دشت صحرائے جنون دجلۂ خون کردہ ایم
انجمن آرائے عالم گشتہ حسن آفتاب
بر سیاہ آز رواز بسکہ شبخون کردہ ایم

اس خواب نے اسد کو نہایت پریشان کیا عشق ایک حصہ تھا دس حصہ ہو گیا معشوق نے بجبت پہلو بیٹھایا کنیزدن کا خاطرین کرنا مگر عیارہ بچی کی سرکشی پر نہایت غصہ ہو اُسی حال اضطرار مین اسد نامدار کی بارگاہ مین حکیم صاحب تشریف لائے حکیم صاحب نے جو بہت پریشان پایا بہ شفقت ومحبت کہا بڑے افسوس کی بات ہو کہ مین آپ کو دم بدم زیادہ پریشان پاتا ہون یہ مقام عیش و فرحت ہی حضور پر ترقی کلفت ہو دل بہلانے کو پہر دو پہر شکار کھیل آئیے دل بہلے ایسا نہو دشمنون کو کوئی بیماری ہو جائے تمام اہالیان ہوش رُبا کہین حکیم روشن رائے نے دل وجان سے طلسم کشا کی خاطر داری نہ کی مین چاہتا ہون کسی طرح کا حضور کو ملال نہ پہونچے یہ کہکر اسی وقت حکیم صاحب نے سامان شکار مہیا کر دیا ملازمون پر تاکید کی کہ صحرائے سبزہ زار مین آپ کو لیجاؤ شکار کھلوا کر دل بہلاؤ خبردار کوئی ملال نہ پہونچنے پائے اسد نامدار بھی گھبرا رہے تھے وہ باغ جنت جو خواب مین دیکھا ہو آنکھین اُسکو ڈھونڈھتی ہین اسد غازی کو بھی غنیمت ہوا پشت مرکب پر سوار ہو کے برائے شکار صحرا مین آئے اس صحرا مین شکار بیحساب تھا بہت سے جانور شکار کیے ساتھ والون سے کہا اس صحرا مین آہو دستیاب نہ ہوا ہر کارون نے بڑھکر عرض کی یہان سے تین کوس پر دھانون کا کھیت ہی اسمین کئی سو آہو چرا کرتے ہین حضور تشریف لے چلیں اسد اسی نشان پر آئے دیکھا حقیقت مین ایک کھیت مین آہو چر رہے ہین ایک آہو پر گھوڑا ڈالا وہ سامنے سے اسد کے بھاگا اسد نے پیچھا کیا کوس بھر راستہ طے کر کے دیکھا دروازہ ایک باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہو آہو اُسی باغ مین گھس گیا اسد

مع مرکب اندر باغ کے آئے اب جو اُس باغ دلکشا پر نگاہ پڑی خواب کا خیال ہوا یاد آیا کہ ہمنے
خواب مین بھی یہی باغ دیکھا تھا گھوڑے پر سے کود پڑے اُس پٹری کو طی کرتے ہوئے چلے اُس
باغ کی رعنائی زیبائی دیکھکر فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا کہ دیکھا سامنے سے
صنوبر وزیرزادی جسکو خواب مین دیکھا تھا مع چارسو کنیزون کے آکر پہونچی اسد کا استقبال
کیا بارہ دری مین لے کر آئی سب تو وہی خواب کے نشان ہین تخت یاقوت احمر بچھا ہی مگر
ملکہ خورشید روشن جمال کو تخت پر نہ پایا صنوبر نے بڑے تکلف سے اسد غازی
کو بٹھایا خاطرداری مین مصروف ہوئی پلکون سے جاروب کشی کر رہی ہی جب اسد نامدار
نے صنوبر کو مہربان پایا بیقرار ہوکر فرمایا اے صنوبر ہم چاہتے ہین ہم کو صحبت مین اپنی ملکہ
خورشید روشن جمال کے لے چلو صنوبر تھرا گئی کہا اے شہریار میری کیا مجال ہی کہ بلا تکلف
آپ کو مین ملکہ عالم کے پاس لیچلون بعد ایک مہینے کے میری نوکری ہوتی ہی خلاف دن
مین نہین جاسکتی جب اسد غازی نے بہت کہا صنوبر مجبور ہوئی کہا اے شہریار مین آپ
کو لیے چلتی ہون متصل باغ ملکہ خورشید روشن جمال کے ایک قصر ہی مین اُس مین
چلکر آپ کو بٹھا دون صرف جمال مبارک دیکھکر ملکہ کا چلے آئیے گا بیتابی نہ فرمائیے گا ورنہ
میرے واسطے قباحت ہی یون لے چلنا ممکن نہین ہی محافہ مین سوار ہوکر چلیے طلسم کشا نے جوش محبت
مین یہ بھی قبول کیا صنوبر نے طلسم کشا کو محافہ مین سوار کیا قریب اُس باغ کے آکر پہونچی قصر
مین لاکر طلسم کشا کو اُتارا اب طلسم کشا نے بخوبی پہچانا کہ حقیقت مین وہ باغ بہشت آئین
یہ ہی اسد غازی اُس قصر سے نظارۂ باغ کر رہے ہین کہ بیرون باغ سے گرد عظیم اُڑی ایک
نقابدار یاقوت پوش مع بارہ ہزار جوانان صف شکن کے آکر اُترا کمرے مین جاکر لباس
زنانہ پہنا آکر تخت پر متمکن ہوئی اب جو اسد غازی نے جمال جہان آرا دیکھا کہ معشوق
ماہر خسار بلا تکلف تخت پر جلوہ فرما ہی صنوبر سرگوشی کر رہی ہی ہرچند ضبط کیا مگر نہو سکا
بیقرار ہوکر قصر سے کود پڑے ہلڑ ہوا کنیزون نے بڑھکر ملکہ خورشید روشن جمال سے عرض
کی کہ طلسم کشا آتے ہین ملکہ اُٹھکر کمرے مین چلی گئی صنوبر نے پیشوائی کرکے اسد غازی
کو بارہ دری مین پہونچایا کہا تشریف رکھیے اسد نامدار نے کہا جب تک صاحب خانہ

تشریف نہ لائین گی مین نہ بیٹھون گا صنوبر نے جاکر ملکہ خورشید روشن جمال سے عرض کی کہا صنوبر تیری ذات سے یہ فساد برپا ہوا مہمان کی خاطر داری ضرور ہی سپید چادر مین اپنے کو مخفی کر کے تخت پر بیٹھی پروین صبا رفتار بھی ایک طرف موجود ہی اب ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی گردش مین آیا اسد غازی نے پہنت جام ملکہ خورشید کو دیا ملکہ نے کہا آپ مہمان عزیز ہین خاطر شکنی ہمارے مذہب مین جائز نہین یہ کہکے جام پیا اب سپید چادر سر سے دور کی اسد غازی گلچینی گلشن جمال کر رہا ہی ملکہ نے کہا دلربا ہماری گائن کو لاؤ کہ طلسم کشا اُسکا گانا سُنین دلربا بناز و کرشمہ حاضر ہوئی اور یہ غزل ظفر کی گائی۔ غزل

یار تھا گلزار تھا مے تھی فضا تھی مین نہ تھا
محفل دلدار مین غیر دن کی جا تھی مین نہ تھا
ہاتھ باندھے کیون مرے چھلا اگر چوری گیا
لیلی و مجنون کے افسانہ سے حیرت تھی مجھے
بیخودی مین لے لیا بوسہ خطا کیجیے معاف
ہاے ساقی یہ ہوسا مان اور عاشق وان نہ ہو
کوئی جا سکتا نہین عصمت سراے یار تک
مین سسکتا رہ گیا اور مر گئے فرہاد و قیس
مین نے پوچھا کیا ہوا وہ آپ کا حُسن و شباب
ناتوانی نے بچائی جان میری ہجر سے
اے ظفر دل پر مرے یہ داغ کیسا رہ گیا

لائق پابوس جانان کیا حنا تھی مین نہ تھا
لوٹ جب گلشن مین تھی باد صبا تھی مین نہ تھا
یہ سراپا شوخی و دزد حنا تھی مین نہ تھا
کیا کہون اس عہد مین باد صبا تھی مین نہ تھا
یہ دل بیتاب کی صاحب خطا تھی مین نہ تھا
یار تھا سبزہ تھا بدلی تھی ہوا تھی مین نہ تھا
پردہ در جس نے اُٹھا وہ ہوا تھی مین نہ تھا
کیا اُنھین لوگون کے حصے مین قضا تھی مین نہ تھا
ہنس کے بولا وہ صنم شان خدا تھی مین نہ تھا
کونے کونے ڈھونڈھتی پھرتی قضا تھی مین نہ تھا
خانہاے باغ مین خلق خدا تھی مین نہ تھا

دلربا کا ایسا رنگ جما کہ پروین بھی تحسین ہوگئی ملکہ نے بھی اشارہ کیا پروین نے گانے مین شراکت کی خوشی مین پروین نے جام بھرا لیکن چونکہ عیارہ ہی گانے پر دلربا کے جو شرمندہ ہوئی گھائی سے بڑہ بیہوشی کی ملا کر جام دیا مراد یہ تھی کہ یہ نشے مین پہلے میرا رنگ جم جاے دلربا نے بے اندیشہ انجام جام لیا بلا تکلف پی گئی پروین آنکھ لڑائی ہوے دیکھ رہی ہی پیتے ہی آنکھون پر دلربا کے سُرخی آنے لگی دلربا نے مسکرا کر اپنے پاندان سے

گلوری لگا کر کھائی پروین نے دیکھا پان کھاتے ہی سُرخی آنکھوں کی دفع ہوگئی اب تو دلرُبا نے بھی جام اپنے ہاتھ سے بھرا گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا پروین ہمارے ہاتھ کی شراب پیو کیفیت حاصل ہو پروین نے جام پیا آنکھون پر تاثیر بیہوشی آنے لگی گجرے پھولون کے جو ہاتھون مین بندھے تھے اُسکے چند پھول سونگھے بیہوشی دفع ہوئی ایکمرتبہ پروین نے گلوری اپنے ہاتھ سے لگا اور بہت سی بیہوشی ملاکر دلرُبا کو دی دلرُبا نے گلوری کھاتے ہی اپنی محرم سے ایک الایچی نکالی کہا واہ پروین بے نمک کا پان کھاتی ہو یہ کہکر الایچی کھائی اُسی الایچی کے دو دانہ مُنھ مین پروین کے دیے پروین دو دانے کھاتے ہی لڑکھڑا کے گری ملکہ خورشید روشن جمال نے جلدی سے ہوشیار کیا اتبو پروین نے دلرُبا کے گریبان مین ہاتھ ڈالا سر پیٹنے لگی کہا حضور یہ اصلی دلرُبا نہین ہے یہ ٹرا کوئی عیار مکار ہے میری بیہوشی کو دفع کیا الایچی کھلا کر مجھکو بیہوش کیا دلرُبا کہتی ہے ارے پروین دیوانی ہوئی ہے ملکہ خورشید نے اسد نامدار سے کہا اے شہریار آخر یہ معرکہ کیا ہے اسد غازی نے پُکار کر کہا نانا جان اپنے کو ظاہر کیجیے سب آپ کے مشتاق ہین خواجہ عمرو نے کہا او نالائق رونمائی بھی تجھکو میسر نہین دولھا کے واسطے رونمائی کی ضرورت ہے اسد نامدار نے اشارہ کیا ملکہ خورشید روشن جمال نے چند کشتیان منگواکر سامنے دلرُبا کے پیش کین اسد غازی نے کہا یہ آپکی رونمائی ہے پروین وغیرہ نے دیکھا دلرُبا نے حسبت کی آواز دی داد آدم درویش از کل عالم بیش میری صورت مجھکو عطا فرمائیے یہ کہکر مُنھ پر ہاتھ پھیرا دنیا کی ہوا بدلگئی سب نے دیکھا ایک شخص عجیب الخلقت ناریل سا سر کلچہ سے گال مردار ید سے دانت تاگا سی گردن رسی سے ہاتھ پاؤن چھ گز کا دھڑ تلے کا تین گز کا اوپر کا نو گز کا پیادہ وہ یگر شطرنج کا پیادہ ہے بڑھکر بادشاہ کو مارتا ہے کنیزین اوہ آہ کرکے بھاگین کوئی کہتی ہے بن مانس کوئی کہتی ہے مرحبا جن کوئی کہتی ہے منھیا دیو ہے خواجہ عمرو نے فرمایا صاحبو مین تو خاصہ بنا مانس ہون مگر خواجہ کو دیکھکر ملکہ خورشید روشن جمال کھڑی ہوگئین پروین کو جھڑکیا کہا خبردار شہنشاہ اوج عیاری سے بے ادبی کرتی ہے آپ کے اوصاف حمیدہ اخلاق پسندیدہ کتب ہائے پارینہ مین مرقوم ہین خواجہ عمرو نے بیٹھتے ہی نے نوازی کی تمام اہل محفل دنگ ہوگئے گانے پر

پروین بھی مائل ہوئی خواجہ عمرو نے کہا اے پروین خود و زرہ طلسم کشا کا حاضر کرو ایسا نہ ہو
خدانخواستہ اُن پر کوئی افتاد پڑ جاوے تمام اہالیان طلسم ہوشربا اسی فکر مین ہین کہ جس طرح بنے
دھوکا دین لوح و مُہرہ چھین لین یہ کہکے طرف ملکہ خورشید جمال کے خواجہ عمرو متوجہ ہوئے کہا
کیون ملکہ عالم آپ دختر بلند اختر حکیم روشن رائے ہین صاف صاف فرمائیے کہ جابہر آپنے
اسد سے جنگ کی اور زیر نہ ہوئین اسکا کیا باعث تھا ملکہ نے مسکرا کر کہا اے شہنشاہ عیاران
اپنی عزت افزائی کے سب طالب ہین اسی واسطے مین نے زرہ طلسمی چُروا منگائی تھی خود طلسمی زیب سر
زرہ طلسمی زیب جسم تھی اُسی کی برکت سے مین بچی شام کو دھوکا دیکے مین چلی گئی خود و زرہ منگواکر
سامنے اسد کے پیش کیا خواجہ عمرو سے ملکہ نے کہا آپ چندے یہین تشریف رکھیے اسد غازی
کو بڑے بڑے مقدمات درپیش ہین ہماری شراکت کی خبرین اہالیان طلسم دریافت کر چکے
کوئی بلا نازل ہوا چاہتی ہے یہ ذکر تھا کہ ایک دیو آسمان سے اُترا ملکہ پر نگاہ ڈال کے نعرہ کیا
اے دختر حکیم تو نے غضب کیا اپنے مکان مین طلسم کشا کو جگہ دی شاہان طلسم ہوش رُبا نے تم کو کون
کا بڑا دھوکا کھایا کہ تم کو سامری پرست سمجھے آج چیر پھاڑ کر تجھکو کھا جاؤنگا ملکہ بھاگ کر کمرے
مین چھپی اسد غازی کود کر سامنے دیو کے آئے دیو نے ارہ پشت نہنگ کا وار کیا اسد نے
آرے کو تلوار سے کاٹا دیو لپٹ پڑا لوح اسد نامدار کے گلے مین ہے کشتی ہونے لگی ملکہ کمرے
سے دیکھ رہی ہین دیو ہر مرتبہ چاہتا ہے مین طلسم کشا کو پست کرون مگر اسد غازی نے
شاخ اُسکے توڑ کر پھینک دیے ایسے دو چار گھونسے مارے کہ دیو چیخنے لگا لاد کر کولے پر مارا
زمین پر گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے سوال اسلام کیا دیو نے کہا لاکھ جان میری نام پر
خدا و ند شیاطین کے نثار ہین اسد غازی نے بقوت صاحبقرانی دیو کو چیر کر پھینکدیا قصد کیا
پلٹ کر بارہ دری مین جاؤن ایک جوان کرگدن سوار پکارتا ہوا آتا ہے کہ او طلسم کشا تو نے بڑا
غضب کیا اور ملکہ خورشید جمال کو بھی للکارا کہ اس باغی کو اپنے باغ مین کیون جگہ دی
اسد پلٹے کرگدن سوار نے بتعجیل تمام اسد نامدار پر وار کیا اسد غازی نے ہتھکٹی کا ہاتھ
مارا کر گدن سوار کا ہاتھ کٹ کر گرا وہ جوان بھاگا اسد غازی نے پیچھا کیا اُسی کے ساتھ اسد
چلے بھاگتا ہوا قریب کوہ آیا وہان آکر اس نے آواز دی یار و طلسم کشا کو لینا یہ سُر کش

میرا پیچھا نہین چھوڑتا بیس ہزار جوان باتیغہائے برہنہ درہ کوہ سے نکلے اسد غازی کو گھیر لیا وہ
کرگدن سوار تو الگ ہوا نعرے کر رہا ہے ہر طرف سے لڑنے والے گھیرے ہوئے ہین قصد ہو گا ازدحام
بلوے کے اسد کو قتل کرین دو پہر کامل اسد لڑا مجمع کم نہین ہوتا اگر دس مارے گئے پچاس اور آ کر
شریک ہوے وہ جوان دست بریدہ غل مچا رہا ہی یارو طلسم کشا کو قتل کرو جب طلسم کشا نے دیکھا
کہ یہ مجمع کم نہین ہوتا اُسی گرمی جنگ مین لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا جبتک کرگدن سوار جادو قتل
نہو گا یہ مجمع بڑھتا جائیگا اسد غازی نے پلٹ کر دیکھا سب جوان اُسکو بچا رہے ہین اُسکے نام پر
سینہ سپر کرتے ہین اپنے افسر کے نام پر مرتے ہین اسد لاچار ہوا دست دعا بلند کیا قباد شہریار
مع بارہ ہزار جوانون کے بصد سطوت و شوکت آکر پہونچے آتے ہی اُس مجمع کو پراگندہ کیا
اسد غازی نے جو اتنی مہلت پائی شیرانہ نہنگانہ لڑتا ہوا قریب جوان کرگدن سوار پہونچا وہ
ہر چند چیخا پیٹا حمایتون کو آواز دی اجل سے کون بچا سا تھ والے شمشیر زنی کر رہے ہین
قباد شہریار سے گھبرا کے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اسد غازی نے روک کر ہاتھ مارا مثل
خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من کرگدن سوار جادو بود وہ مجمع متفرق
ہوا کچھ بھاگے کچھ قتل ہوے قباد شہریار نے فرمایا اسد غازی عیش پسندی کو موقوف کرو
تھوڑی سی مشقت اور باقی ہی پھر عمر بھر عیش و آرام کرو جلد لوح کو ملاحظہ کرو دیکھو کیا حکم
نکلتا ہی دو ہفتے کامل تمنے حکیم صاحب کے مکان مین کاٹے اسقدر تساہل مناسب نہ تھا دیکھیے
پروردگار انجام بخیر کرے مگر اب فوراً لوح ملاحظہ کر کے بموجب حکم کاربند ہو جیے طلسم کشا کے
واسطے بڑی مشکل ہے اسد غازی نے لوح کو ملاحظہ فرمایا جو حکم نکلا بموجب اُسکے ایک
جانب چلے مگر مکان پر حکیم صاحب کے جانے سے لوح مانع ہوئی دور سے ایک باغ نظر آیا
گلزار جادو ساحرہ اس مقام کی حاکم تھی بڑے بڑے عجائب و غرائب دکھلائے اسد
غازی لوح دیکھتے رہے دھوکا نہین کھایا ایک مرتبہ بشکل چالاک سامنے آئی لوح مانگی
اسد غازی نے لوح کو ملاحظہ کیا گلنار غائب ہو گئی ایک مرتبہ بصورت طاؤس پر پھیلائے گھبرائی
ہوئی آئی کہا ذرا لوح دیجیے اسد غازی نے لوح پر نگاہ ڈالی پھر گلنار ناچار ہو کر بھاگی
تیسری مرتبہ بصورت ضرغام شیردل قریب آئی کہا حضور مین خبر لشکر کی لیکر آیا ہون افراسیاب

نے لشکر کو درہم و برہم کیا ہی ذرا لوح مجھے دیجیے ابکی مرتبہ اسد غازی نے لوح گلے سے اُتاری
کہا لو برادر ضرغام تم سے کیا لوح عزیز ہی جیسے ہی اُسنے ہاتھ بڑھایا اسد غازی نے کلائی پر
ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا گلنار کا سر اُڑ گیا لاشہ اس مکارہ کا زمین پر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام
مین گلنار جادو بود اُسکے قتل ہوتے ہی وہ باغ غائب ہوا بحکم لوح ایک جانب چلے مگر خواجہ
عمرو بن اُمیہ ضمری باغ مین ملکہ خورشید روشن جمال کے حاضر ہین بعد نکلنے اسد غازی کے
ملکہ کو بڑا افسوس ہوا کہا ای خواجہ عمرو حقیقت مین طلسم کشا کو بڑے بڑے انتظام کرنا پڑتے ہین
ایک سر ہزار سودے ذرا بھی چوکین لوح قبضے سے نکل جاوے خواجہ عمرو نے کہا اُسکا خدا
حافظ ہی یہ تو ملکہ کو ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو بہ دین پر مائل ہوے کنیزون نے جو اصلی صورت
پر خواجہ کے پھبتیان کہین خواجہ رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک خوش رو گویے کی شکل بنے
چالیس پچاس کنیزین گرد تخت پر ملکہ خورشید روشن جمال ایک جانب پروین صبا رفتار
خواجہ تانین مار رہے ہین احسنت و آفرین کی صدا بلند پروین بھی گانے مین شریک ہو جاتی
ہی کمال پر خواجہ عمرو کے پروین کو بھی توجہ ہوئی یہ مختصر سا جلسہ بڑے لطف سے آراستہ
ہی کئی مرتبہ ملکہ خورشید روشن جمال نے یہ کہا کہ اس دیو کے قتل کی خبر ہمارے والد نامدار کو
بھی ہو جانا ضرور ہی صنوبر وزیر زادی نے عرض کی حضور وہ ہمہ دان ہمہ گیر حکیم طلسم ہوشربا صاحب
تدبیر خود اس حال سے آگاہ ہوے ہونگے جسدن سے طلسم کشا کا یہان داخلہ ہوا آٹھ پہر ملاحظہ کتب
مین مصروف رہتے ہین یہ ممکن نہین ہی کہ کوئی سانحہ گذرے اور حکیم صاحب کو خبر نہو جملہ علم مین
طاق ہین عالم کامل عاقل یادگار حکیمان اشراقین صاحب علم و یقین صنوبر تعریفین حکیم صاحب
کی کر رہی ہی ملکہ خاموش بیٹھی ہین خواجہ عمرو تدبیرین سینے کی کر رہے ہین ملکہ خورشید روشن جمال
نے نوتیون کے مارے دیے کشتیان جواہرات کی مرحمت کین یکایک پہلوے باغ سے نعرہ
ہوا منم مواج جادو ملکہ خورشید روشن جمال تمنے غضب کیا اپنے گھر مین دشمن ساحران
کو جگہ دی تمام طلسم مین مشہور تھا کہ حکیم روشن رائے اہالیان طلسم ہوشربا کے بڑے
دوست ہین اپنا گبند دیرینہ ظاہر کیا کچھ خوف نہ آیا یہ کہکر طبقے کا طبقہ زمین کا مواج نے
اُٹھا لیا اور لے کر برروے ہوا چلا سحر بھی کر دیا کہ کنیزین و خواجہ و ملکہ بیہوش ہو گئین طبقہ زمین کا

مواج لیے ہوے جاتا ہی بقدرت پروردگار اسد نامدار نے گلنار جادو کو مارا اُس باغ سے نکلے ہین ساحر آکے گھیرتے ہین اسد اُنکو قتل کر رہے ہین صد ہا ساحرون کا لاشہ پھڑک رہا ہی اسد نامدار تیغ بکف کھڑا ہی کہ دیکھا آسمان پر ایک ساحر طبقہ زمین ہاتھ پر رکھے ہوے سناٹا بھرتا ہوا جاتا ہی اُس طبقے پر ستارہ ہاے سحری چمک رہے ہین بیچ مین ایک ماہ رخسار گرد کنیزان گلعذار بس اسد نے بموجب حکم لوح کمان کیانی دوش سے اُتاری ہین بھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کرکے سینۂ پُرکینہ مواج تاکا جیسے ہی وہ ہر اگرہ قریب سر کے پہونچا سر کمان کا کڑکا مواج سہما گھبرا اب گوشۂ عافیت کب ملتا ہی تیر قضا سینے پر اُس بدمعاش کے پڑا تیر کھا کر چلایا مگر تیر سینے کو توڑ کر پار گذرا طبقہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹا بحرین جادو مواج کا افسر ایک نخل پر سے یہ معرکہ دیکھ رہا تھا جوش مار کر جھپٹا طبقے کو ہاتھ پر لیا اُس جلدی مین بلند ہوا اسد تیر ترکش سے نہ نکال سکے بحرین نعرہ کرکے نکل گیا اپنے باغ مین لاکر اُتارا اسد تو بموجب حکم لوح ایک جانب چلے مگر متردد رہے کہ یہ ساحر کسکو لیگیا بخوبی نگاہ ملکہ پر نہ پڑنے پائی اتنا تو ضرور ظاہر ہوا کہ کسی ہمارے دوست کو بحرین گرفتار کرکے لیگیا بحرین اُسی جوش و خروش مین اپنے باغ میں اس طبقے کو لیکر آیا طبقۂ زمین پر رکھا سحر کیا رنگ و روغن چہرے سے عمرو کے اُڑ گیا ملکہ پر غصہ کرنے لگا کہا اے دختر حکیم تو نے حقوق افراسیاب بھلائے دشمنونکو اپنے گھر مین جگہ دی بڑی مراد اس ساربان زادے سے تھی تمام طلسم مین اسنے غدر ڈال دیا ملکہ خورشید روشن جمال نے حجاب سے کچھ جواب نہ دیا خواجہ عمرو بول اُٹھے فرمایا او بحرین کیون تیری شامتین آئی ہین تیری قضا قریب پہونچی جب تو تو نے ہمکو گرفتار کیا تو نے ہوش رُبا مین یہ ذکر نہین سُنا کہ خواجہ عمرو جہان گرفتار ہوا پھر تباہی آئی لہذا تمھاری بھی قضا قریب ہی تو بد نصیب ہی سر پر ہاتھ دھر کے روئے گا بہتر یہ ہی کہ ہماری اطاعت کر ملکہ عالم کے والد نامدار کے چل کر قدمون پر گر وہ طلسم کشا سے خطا تیری معاف کرا دینگے یہ سُنکر بحرین کو اور جوش آیا ابل پڑا موج مین اُٹھا تلوار کھینچکر طرف خواجہ عمرو کے چلا کہ او ساربان زادے مین تیرا فیصلہ کرون تو جاکر حکیم صاحب کی مشکین باندھوں اب مین حکیم صاحب کو زندہ نچھوڑونگا اب تک تو مشہور تھا کہ حکیم صاحب طلسم سامری پرست ہین اب حال کھلا کہ طلسم کشا کے مشتاق تھے دعائین مانگتے تھے اور ملکہ پر تو میری جان

جاتی ہی جب سران سبکا لیجاؤنگا افراسیاب سے کہونگا دختر حکیم سے میری شادی کرو افراسیاب خوشی خوشی میری شادی کریگا یہ جو بحرین نے کہا ملکہ خورشید روشن جمال نے بیقرار ہوکر طرف آسمان کے دیکھا آواز دی ای بے نیاد مین نے اپنے کو ناموس جلیل مین داخل کیا یہ ذلیل مجھکو کلمات سخت کہتا ہی افسوس ہی کہ اسکو سزا نہو ئی حکم ہو ملک الموت کو کہ میری قبض روح کرے اِن کلمات خلاف کے سننے کی قلب مین طاقت نہین ہی اس کنیز کو تو نے حکیم روشن رائے کے صلب مین سے پیدا کیا اپنے نام پر شیدا کیا اس بیحیا کو سزا دے کنیز کو بدعت سے بچائے کل اہالیان ہوشربا نے میرے مقدمے مین لکھا ہی کہ یہ پہلو نشین طلسم کشا ہوگی تمام معشوقان طلسم کشا اپنا سر تاج جانینگے تو ہی نے یہ مرتبہ عطا کیا بیقرار ہوکر ملکہ خورشید روشن جمال نے یہ کلمات حسرت آمیز کہے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ حکیم روشن رائے ایک سنگ مرمر کی چوکی پر سوار چار نقش پایہ مین چوکی کے بندھے ہوئے چوکی اڑتی ہوئی آتی ہی کچھ نقوش ہاتھ مین کچھ اسمائے الٰہی پڑھتے ہوئے آتے ہین او بیحیا خبردار خواجہ عمرو کو قتل کرنے کا ارادہ نکرنا یہ کہکر آواز دی قتلوا یا مرتخ یہ کہکر ایک نقش نیر اعظم کی جانب دکھایا تلوارین برسنے لگین ہزارون ساحرون کے سر قلم ہوئے بحرین نے چاہا تڑپ کے نکل جاؤن ایک تیغ برق مثال سر پر گرا بحرین کے دو ٹکڑے ہوئے عذاب الٰہی نے تمام ساحرون کو گھیرا جو جہان بھاگ کر پہونچا وہین تلوار گری سب ساحرون کے سر قلم ہوئے ہزارون خوف سے بیدم ہوئے نقش کا عکس جو پڑا مرنے سے بحرین کے خواجہ عمرو چھوٹے اُس مجمع سے الگ ہوئے بعد عرصہ دراز آواز آئی کُشتہ شد نام من بحرین جادو بود حکیم صاحب نے آکر اپنی دختر بلند اختر کو تخت پر سوار کر لیا اور پکار کر یہ کلمہ کہا کہ خواجہ عمرو سلامت اب آپ اپنے لشکر مین جایئے افراسیاب قیامتین برپا کر رہا ہی طلسم کشا بھی فوراً پہونچیگا افراسیاب نے بہت سے سردار قتل کیے اب اُسنے جلادی پر کمر باندھی ہی یہ فرماکر بیٹی کو تو اپنی لیگئے خواجہ عمرو بدحواس ہوکر طرف لشکر کے بھاگے لشکر مین آکر یہ معرکہ دیکھا کہ افراسیاب با فوج قاہرہ مقابلے مین اُترا ہوا ہی روز طبل جنگی بجواکر میدان مین آتا ہی دس پانچ ساحرون کو قتل کرکے چلا جاتا ہی وہ گنبد جو بنا ہی وہ ذات طلسم کشا کی حفاظت کے لیے قرار دیا ہی کہ جب طلسم کشا آجائیگا گنبد مین چلا جاؤنگا یا شاید اپنی شبیہ کو لڑوانا ہوگا حال اُسکا مفصل تحریر

کیا جائیگا لاچین وغیرہ کو کچھ نہین مانتا خواجہ عمرو تو یہ معرکہ عظیم دیکھکر گھبرائے سد باب عیاری فرانسیاب
نے یہ کیا ہی شب کو بارگاہ مین رہتا ہی گرد آگ روشن رہتی ہی دروازے پر اژدہے بیٹھا دیے ہین
عیار کا جانا دشوار ہی رات بھر خواجہ عمرو کوشش کرتا ہی تا بہ افراسیاب رسائی ناممکن آج صبح
بڑے قہر و غضب مین طبل جنگی بجوا کر آیا سردارون کو للکار رہا ہی جو نکلا اُسکے ہاتھ سے مارا گیا اسد
نامدار قباد شہریار سے رخصت ہو کر ایک باغ مین پہونچے دو ساحر ہلال و مہال وہان نگہبان تھے
اُنھون نے بڑے بڑے سحر کیے اسد غازی نے بموجب حکم لوح ایک کو تیر سے مارا ایک کو چیر کر
پھینک دیا ایک قصر مین قفل لگا ہوا تھا اُسکو بتایید لوح کھولا ایک تاجدار مع بارہ سو جوانون کے
اُسمین قید تھا اسد غازی نے اُسکی قید دور کرکے نام پوچھا اُس تاجدار نے عرض کی لوح طلسمی
حضور کے پاس موجود ہی اُسمین غلام کا نام بھی درج ہوگا دوست و دشمن کا خیال بھی واجب و لازم
ہی اسد غازی نے لوح کو دیکھا لکھا ہی مہران تاجدار خیر خواہ شہنشاہ لاچین نامدار اُسکے کہنے پر
عمل کرو اسد غازی نے مہران تاجدار کو رہا کیا مہران اسد غازی کو لیکر ایک قصر معقول
مین آیا ایک صندوق کھولکر ایک کتاب اور ایک آئینہ اسد نامدار کو دیا کہا اے شہریار آئینہ کا عکس
ڈالیے کتاب کو ملاحظہ فرمایئے آپ کے لشکر کا حال آئینہ ہوگا یقین ہی افراسیاب بلا عنت کر رہا
ہو پچاس برس اُسنے سلطنت طلسم ہوشربا کی خدا اُسکو حضور کے ہاتھ سے قتل کرے ہزارون
شعبدے دکھائیگا بمشکل سامنے تیغ نور افشانی کے آئیگا بلکہ کوشش افراسیاب ذات پر
خواجہ عمرو کے موقوف ہی کسی غفلت مین البتہ اُسپر دستیاب ہوگی ہوشیاری مین قتل
افراسیاب غیر ممکن اسد غازی تو حال لشکر کے مشتاق تھے اُس کتاب کو ملاحظہ فرمایا
آئینہ سامنے رکھ لیا دیکھا افراسیاب میدان کارزار مین ہی کئی ساحرونکو قتل کر چکا ہی اسوقت
بھی للکار رہا ہی پرا بند ملازمین لاچین دردمند اسد غازی گھبرائے مہران تاجدار نے
عرض کی حضور پہونچ سکتے ہین لوح کو ملاحظہ فرمایئے بموجب ہدایت لوح کام کیجیے اسد غازی
نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا یہ اسم حاشیہ لوح کا ورد زبان کرو ایک طاؤس بلند پرواز پیدا ہوگا
اُسپر سوار ہو کے جاؤ چشم زدن پہونچوگے یہ طلسم ہوشربا ہی ہر ایک شعبدہ یہانکا ہوشربا ہی اسد
غازی نے بہ تعجیل اسم حاشیہ لوح ورد زبان کیا طاؤس اڑتا ہوا آیا اسد غازی یہ کہکر اُسپر سوار ہوے

تمہارا ہی طاؤس طلسمی جلد مجھکو میرے لشکر مین پہونچا طاؤس مثل عقاب بلند پرواز ہوا یہان ہامان لشکر بیتاب ہو رہے ہین جب کوئی سردار نہ نکلا اور افراسیاب نے للکارا کئی مرتبہ ملکہ سواج قطرہ زن دختر شہنشاہ نیلم بصد شوکت وحشم میدان مین نکلی مہ جبین سے رخصت ہوئی مہ جبین رونے لگین کہا اے ملکہ سواج اگر خدانخواستہ تمپر کوئی آفت پڑی مین طلسم کشا کو کیا جواب دونگی سواج نے کہا حضور لاف وگزاف افراسیاب نہین سُنا جاتا ہر چند سمجھنے روکا سواج سحر کرتی ہوئی بصد جوش وخروش افراسیاب پر جا پڑی پہونچتے پہونچتے ایک دو ہاتھ مارا بلا برسے یا لون کے افراسیاب کے زمین شق ہوئی ایک چشمۂ آب ظاہر ہوا ایک نہنگ نے نکلکر افراسیاب پر حملہ کیا افراسیاب زمین پر گرا نہنگ نے زرہ نوچ کر افراسیاب کی پھینکدی افراسیاب نے گرتے گرتے یا سامری کہکر اپنے کو سنبھالا نہنگ کو چیر کر پھینک دیا سواج پر جا پڑا سواج نے دو چار سحر ایسے کیے تلوار خنجر برسے افراسیاب زخمی ہوا افراسیاب نے زخمی ہو کر خون چلو مین لیا سواج پر پھینک مارا یہ معلوم ہوا کہ تودہ بارود مین کسی نے آگ ڈال دی سواج قطرہ زن جلنے لگی ہان ہین کہکر طاؤس پرچہرہ پر جا پڑی افراسیاب نے اسی گرمی مین ہاتھ مارا طاؤس پرچہرہ بھی قتل ہوئی دونون معشوقان طلسم کشا تھین لاشے دونون کے میدان کارزار مین تڑپے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ دو ستارے یا چاند کے ٹکڑے زمین پر تڑپ رہے ہین آندھی سیاہ اٹھی تمام سرداران لشکر جانتے ہین افراسیاب پر جا پڑین افراسیاب اُن دونون کو مار کر مبارز طلبی کر رہا ہے ملکہ بلقیس ولاچین دونون بیشتر زخمی ہو چکے ہین اب زن وشوہر کو تاب نہ ہی ملکہ بلقیس تخت سے کودین جاہا میدان مین جاؤن مہرخ وبہار نے ہاتھ تھام لیا کہا اے ملکۂ عالم افراسیاب جوش وخروش مین آج لڑ رہا ہے ہم آج میدان مین آپکو نجانے دینگے ہم سب ملکر بلوہ کرینگے مرگ انبوہ جشنے دارد اسوقت لشکر مین ایک غریو ہے لاچین وبلقیس کو سب روک رہے ہین یہ زن وشوہر بگڑے ہوئے ہین افراسیاب نعرے کر رہا ہے اور مہ جبین بیچ کیسکو بادشاہ بنکر بیٹھی ہے خود میدان مین نہین آئی ادھر تو سواج وطاؤس پرچہرہ کا مرنا اُدھر کلمات بدعت افراسیاب اہل اسلام نے بیقرار ہو کر دعا کی آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا سب نے اسد نامدار طاؤس پر سوار لوح طلسمی گلے مین نیزہ ہاتھ مین تیغہ نور افشانی قبضہ مین طاؤس مثل طائر خیال آسمان سے

ہوا پر بازی کرتا ادھر ادھر پر مارتا اپنی تیز یان دکھاتا شمشیر آبدار چمکاتا نیزے کو جنبانی دیتا
بازوؤن پر خم ٹھوکتا ہوا آکر پہونچا میدان مین جولا شہ ہاے مواج دیکر چہرہ دیکھے آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا نعرہ کرکے افراسیاب پر جا پڑے اونامرد کیا ان عہد تو پر دست اندازی کی اس تعجیل
مین اسد نامدار افراسیاب پر آئے افراسیاب کو بھاگنے کی مہلت نہ ملی تیغہ نور افشانی چمکایا کہ
افراسیاب کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا صاحب عجائب و غرائب ہی سنبھلکر ہاتھ مارا اسد
غازی نے تیغہ نور افشانی بر رد کا سر کو تپا کر کمر پر ہاتھ مارا افراسیاب کے دو ٹکڑے ہوے حیرت
جادو نے لشکر کو اشارہ کیا تمام لشکر اسد نامدار پر آ پڑا ایک عیار اور زمین سے پیدا ہوا وہ عیار
لاشہ افراسیاب اُٹھا کر لیگیا حیرت جادو لڑ رہی ہی جملہ سردار جا پڑے حیرت کو شکست دی
حیرت دہشتی تھی صرصر وصبا رفتار دوڑی دوڑی پھرتی ہین طرف سے پہاڑ کی گرد عظیم بلند
ہوئی ایک لشکر کلان پہلوے کوہ مین اُترا صرصر نے دیکھا افراسیاب جادو مرکب پر ہمہ پر سوار
سات لاکھ فوج سے آکر پہونچا صرصر سے کہا جا کر حیرت کو منع کر طبل بازگشت بجوا کر پلٹ آئے مجھکو
کون مار سکتا ہی بھٹکا بھٹکا تھے اسد کو مار ڈالو نگا ضرغام وغیرہ نے بھی اسد غازی کو خبر دی
کہ ای شہریار آپ نے کسکو مارا وہ افراسیاب نقلی تھا افراسیاب دامنہ کوہ مین فروکش ہی لاف
و گزاف کر رہا ہی حیرت جادو یہ خبر فرحت اثر سنکر طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گئی اہل اسلام اسد
نامدار کو ساتھ لیکر پلٹے داخل لشکر ہوے لاچین نے قدمبوسی کر کے عرض کی ای شہریار مہران
تاجدار ملازم قدیم غلام کار زار ہوا ہر کارون نے مجھکو خبر دی وہ تو کل آکر پہونچیگا حضور آپ طرف
کلگون کے تشریف لیجائین بعد اسکے گنبد کی فکر کیجائیگی مگر براے خداوند ملاحظہ نوح
قدم نہ رکھیے گا جو سانحہ پیش آئے اسکو عجائب و غرائب طلسمی تصور فرمائیے گا حکیم روشن راے
یادگار حکماء اشراقیین سے ہین اُنکے شعبدو نسے بھی بچیے گا صرف اپنی دختر کی عزت افزائی
چاہتے ہین اسی طرح لاچین نے سمجھایا اسد غازی اس جنگ مغلوبہ مین زخمی بھی ہوے زخم درزی
نہ کرائی اُسیوقت مسلح ہوے سب سے کہا خدا حافظ لوح ہمکو خبر دیتی ہی کہ باغ کلگون مین داخلہ کرنا واجب
ولازم ہی انشاء اللہ جو کچھ ظہور ہوگا آپ لوگون کو اطلاع دینگے ابکی تو افراسیاب غضب کر گیا
شعبدہ کر کے اپنے کو بچا لیگیا شہنشاہ لاچین نے کہا ای شہریار اس طلسم ہوش رُبا مین ایسے ایسے

تحفہ جات تھے کہ جنکے سبب سے سامری و جمشید نے دعوے خدائی کیا جملہ اہالیان مذہب آکر حیران
ہوتے تھے آپ عنایت پروردگار سے ایسے صاحب اقبال ہین کہ اسی طلسم کے رازدار آپ کے
شریک ہوے اس وجہ سے سب انتظام ٹھیک ہوے افراسیاب اپنے کو خوب خوب بچائے گا اور
ہم شبیہ نبار کھی ہین اُنکو قتل کرائیگا لیکن اس سے بھی مراد حاصل ہوتی ہی قوت سحر گھٹتی جاتی ہی آپ
اس مرحلے سے واپس آئین تو خواجہ عمرو سے رجوع کرین تحقیقات کیجائے یہ گنبد مین جو
افراسیاب نے حربہ ہاے سحر لٹکائے ہین جو کوئی اُنکے سایہ مین جاتا ہی وہین حربے تڑپ تڑپ کے کرتی
ہین لاکھون بندگان خدا کام آئے ہم لوگون کا سحر بھی وہان کام نہین کرتا قب کو اسد نامدار بخوبی سب
صاحبون کو سمجھا کر سمت باغ گلگون چلے لشکر مین سب غم مواج و طاؤس مین سیاہ پوش ہین
لاجین نے اسمین بھی سبکو سمجھایا کہ صاحبو یہ تو لڑائی ہی ہر وقت ہتھیلی پر سر رکھتے ہین افراسیاب سے
سے مقابلہ کرنے مین موت کا مزا چکھتے ہین ان شاہزادیون کا انجام بخیر ہوا ایسے نمکحرام کرلم تھوڑی
قتل ہوئین لڑائی سے مُنھ نہین پھیرا مردانہ وار جان دی بروقت رخصت اسد غازی کا بھی دل
تر ہوا گھوڑے کو اُڑا کر چلے شب تیرہ و تار مین لوح مثل ستارہ سحری چمک رہی ہی ہر مقام پر رہبری
کرتی ہی جب اسد غازی نے اُٹھا کر دیکھا لوح نے نشان دیا اُسی نشان پر رات بھر چلے آئے
صبح کو قریب ایک گنبد کے پہونچے سر گنبد پر ہزارہا طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کر رہی تھے
اسد کو دیکھکر آوازین دینے لگے اے ساکنان باغ گلگون جلد آکر خبر لو طلسم کشا آپہونچا
ایک طائر اُنمین سے زیادہ بلند ہوا بیقرار ہوکر آواز دی اے زاغ سیاہ چشم اپنی خبر لے طلسم کشا
کی فکر واجب و لازم ہی یہ جو اُس طائر نے آواز دی ہزارہا زاغان سیاہ گوشۂ صحرا سے کالون
کالون کرتے ہوے آکر اسد غازی پر گرے غلطکین مار کر انسان بنے حربہ ہاے تیر و تفنگ
ہاتھ مین سحر بھی کرتے ہین نیزہ و تیر و تبر بھی چل رہے ہین دو پہر کامل اسد نامدار اُن جادوگرون
سے لڑا زمین پر کسی کا لاشہ نہ پایا کلائیون پر ورم آگیا اپنے نزدیک ہزارہا ساحر قتل کیے لاشہ ایک
کا بھی نہین معلوم ہوتا یقین ہوا کہ لڑتے لڑتے آپ گر پڑونگا ساحر بلوہ کرکے گرفتار کر لینگے
نا آسمان پر برق چمکی اسد نامدار نے ملکہ عجائب جادو کو دیکھا کہ بال چہرے پر کھُلے ہوے
رنجیدہ کبیدہ آواز دیتی ہین اے شیر بیشۂ جرأت نہنگ دریاے سخاوت اگر سو برس لڑیے گا

تو کیا ہوگا لوح کو ملاحظہ کرو اُسکے احکام کے کاربند ہو یہ مقام زاغ سیاہ چشم ہے یہ کہکر ملکہ عجائب آسمان
مین غائب ہوئین کچھ طائر بلند ہوکر طرف عجائب کے چلے تھے اُنکو نہ پایا اسد غازی نے جو مہلت پائی
مہرے کا عکس ڈالا لوح مین حرف ظاہر ہوے تحریر تھا کہ ای طلسم کشا جب قریب گنبد گلگون
پہونچنا طائران بلند پرواز کو غل مچانے کی مہلت نہ دینا اگر ساحر آکر گھیرین اُنسے لڑنا بیکار ہے سر گنبد پر
ایک زاغ کلان مثل بخت کافران انتہا کا سیاہ ہے مگر سینہ پر اُسکے ایک خال سپید ہے اُسکے قتل ہونیکا
بھید ہے ای طلسم کشا اگر تو تیر انداز بےمثل ہے اور خال سینہ پر تیر پہونچا تو وہ مارا گیا اگر تیر نے خطا کی خال
سے تل بھر بھی فرق ہوا تیر پلٹ کر تمھارے سینہ پر پڑیگا یقین ہے صدمہ کامل پہونچے اسد غازی
نے الامان کہکر کمان کیانی دوش سے آتاری پوٹلا زاغ سیاہ کا تاکا دعا کی کہ ای مالک قضا و قدر اگر
تیرا حکم ہو تو البتہ تیر اس خال پر پہونچے ادھر سیسر کڑکا زاغ نے پرواز کی مگر تیر بعنایت قدیر یگانہ
خال سفید پر جاکر پڑا اشت کو توڑ کر پار گذرا بجاے خون شعلہ ہاے آتش جسم سے نکلے تمام ساحر
جلنے لگے نخل بھی جلے گنبد گرا تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من زاغ سیاہ
چشم بود اب روشنی ہوئی دیکھا ایک باغ بہشت آئین مین قصر متعدد ایک قصر سے کراہنے کی آواز آئی
اسد غازی نے اُس قصر کو کھولا دیکھا ایک جوان خوش رو خوشخو مسلسل و مطوق چت پڑا ہے سینے
پر ایک سنگ کلان رکھا ہے اُسکے صدمہ سے آہ آہ کر رہا ہے اسد غازی کا دل بیقرار ہو گیا سنگ
سینے سے اُس جوان کے اُٹھایا لوح کا عکس پڑتے ہی قید جسم سے اُسکے دور ہوئی اُٹھتے ہی قدمون
سے لپٹ گیا کہا اے شہریار خدا آپکو مظفر و منصور کرے غلام مصاحب لاچین ہے گلگون تاجدار
میرا نام ہے یہ ملعونہ زاغ سیاہ چشم جادو میرے اوپر عاشق تھی ای شہریار روز گرفتاری شہنشاہ
لاچین کل طلسم ہوشربا مین غدر تھا ملازمان افراسیاب نے جسکو جہان پایا قید کیا قتل کیا
اُس ملعونہ نے کینۂ دیرینہ ظاہر کرکے مجھکو قید کر لیا روز طالب وصل ہوتی تھی شب گذشتہ
آپکا نام لیکر روتی تھی کہتی تھی ای گلگون تاجدار افسوس مین نے اپنی زندگی تیرے ساتھ
ضائع کی ثمر مراد حاصل نہوا طلسم کشا امروز فردا مین آیا چاہتا ہے تم لوگون کو تو بڑی خوشی ہوگی
لیکن تجھکو وہ صدمہ دون کہ تڑپ کر مرجاے وہ سنگدل یہ پتھر سینے پر رکھ کر چلی گئی حضور اپنی
زبان معجز بیان سے ارشاد فرمائین کہ ہمارے شہنشاہ لاچین اور زوجہ اُنکی بخیر و عافیت ہین

آپ کے بزرگان دین نے ہمکو خواب مین بشارت دی کہ گلگون نہ گھبرانا طلسم کشا آیا چاہتا ہی وقت قتل افراسیاب قریب آیا تم سب کی عملداری ہوگی سامری پرستون کو بیقراری ہوگی یہ باغ و قصر خاص غلام کا ہی اس ملعونہ نے یہ بدعت کی مجھکو بھی قید کیا باغ و مکان پر قبضہ کرلیا ہم سب نمکخواران شہنشاہ سابق ہین یہ کہکر گلگون تاجدار نکلا جابجا ملازم اُسکے قید تھے بارہ سو جوان رہا کیے سامان دعوت اسد غازی مہیا کیا ایک چھپر کھٹ عمدہ واسطے اسد نامدار کے آراستہ کیا بروقت برخاست عرض کی کہ اگر شب کو کوئی سانحہ درپیش ہو بدون اطلاع غلام کسی طرف جانے کا ارادہ نہ کیجیے گا ازروے قاعدے کے ایک جلسہ بزرگ آپ کی نگاہ سے گذریگا اور بزرگ ہمارے ہمکو خبر دیگئے تھے غلام یہان کا رازدار ہی اگر بدون اطلاع غلام کے کسی طرف قصد ہوگا آپ صاحب لوح ہین کوئی آپکا کیا کرسکتا ہی آوارگی پریشانی ضرور ہوگی یہ کہکر گلگون رخصت ہوا اپنے محل مین گیا اسد نامدار یاد مین ملکہ خورشید روشن جمال کے تڑپ رہے ہین اور اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین غزل موافق مضمون مقام ہذا مصنفہ تراب

عجب طرح کا یہ تجسسہ ہی حصول کیونکہ ہو کار اپنا ۔۔۔ نجانے پاتے ہین اُس ملک ہم نہ زندگی کا قرار اپنا

اُٹھانا در سے تو یار ہمکو اسی توقع پہ ہم پڑے ہین ۔۔۔ کہ بعد مردن گلی مین تیرے اُڑا کریگا غبار اپنا

تجھے ہی لازم کہ رحم کراب غریب بیکس ہون بینوا ہون ۔۔۔ کہ تیرے خاطر مین چھوڑ آیا ہزار منزل دیار اپنا

نجانے دیتا کسیطرف کو نکل کے جاؤن مین کس طرف کو ۔۔۔ نہ باغبان ہی شفیق اپنا نہ گل ہی اپنا نہ خار اپنا

نصیب کھوٹے یہان تلک ہین تراب جنکو لگایا دل سے ۔۔۔ ہزار سر کو زمین پہ پٹکا ہوا نہ ہرگز وہ یار اپنا

القصہ دل مضطر کو اضطراب چشم گریان بخواب جب نیند نہ آئی اسد غازی گھبرا کر اُٹھ بیٹھے بام قصر پر ٹہلنے لگے صحرا سے ایک آواز دردناک آئی کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار کہان تک کجروی دکھائیگا ابتو کشاکش نہین اُٹھتی صاف ظاہر ہی کہ کوئی ہجران دیدہ آفت کشیدہ یاد مین اپنے معشوق کے رو رہا ہی یہ خود مبتلاے آفت شب ہجر کی مصیبت اُٹھائے ہوے تھا بے تاب نہ آئی کمند مار کر قصر سے اُترے صحرا مین آکر زیر نخل ایک جوان خوش رو کو دیکھا گرد مین اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا عاشق مزاج ایک تصویر ہاتھ مین سوز و گداز بات بات مین تصویر دیکھ دیکھکر بیقراری کررہا ہی کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی بعد بیقراری و آہ و زاری یہ اشعار عشق آمیز پڑھ رہا ہی اشعار

جان تک مانگے تو اس سے نہین انکار مجھے
اپنے سایہ مین سُلا کر تری دیوار مجھے
کر چکی فیصلہ بازو کی نزاکت میرا
ہون وہ بیہوش کہ سب کہتے ہین ہشیار مجھے
تو وہ یوسف ہی کہ یوسف کی تمنا یہ ہی
اور دکھلائیگی کچھ حسرت دیدار مجھے
آج واعظ سر منبر سے گرا خوب ہوا
گلشن دہر سے جانا تھا سبکبار مجھے

ایک تو دوست ملا ہی غم دلدار مجھے
پر دے بیٹھی ہی اداؤنکی تقاضائی ای شوخ
لائیے ہاتھ سے دیدیجئے تلوار مجھے
نوک مژگان پہ یہ آرام ملا ہی دل کو
بیچ لین راہ مین اپنی سر بازار مجھے
دست پا چشم و زبان کیون یہ عطا فرمائے
اور ناحق کا بنا لے وہ گنہگار مجھے

قصر فردوس مین راحت سے نہ رہنے دیگی
شکل دکھلا کے کیا جان سے بیزار مجھے
ہون وہ دیوانہ کہ مشہور ہون دانائے جہان
نیند کہتی ہی کہ آتی ہی سر دار مجھے
آفت حسن دکھا کر بھی نہ نکلی دل سے
عشق دیگر تجھے کرنا تھا جو بیکار مجھے
گل تو کیا قسم لو کا بھی ممنون ہون مین جیلانی

اسد غازی نے کہ خود ہجران دیدہ و آفت کشیدہ ہی یہ الفاظ حسرت انگیز سنکر دل تھام لیا قریب آکر فرمایا ای یار وفادار یہ معرکہ کیا ہی اپنا حال زار ہم سے بیان کرو اُس جوان نے بہ نگاہ حسرت طرف اسد غازی کے دیکھا کہا ای مونس تنہائی اے باعث صبر و شکیبائی تیرے کلام فصاحت انجام سے بوی محبت آتی ہی پہلے اپنا نام نامی اسم گرامی فرمایئے پھر مین اپنا حال مصیبت مآل بیان کرون اسد غازی نے فرمایا بھائی سارا طلسم ہوشربا ہمکو پہچانتا ہی نام میرا اسد غازی فتاح طلسم ہوش ربا ہی باغ گلگون کے قصر مین بیٹھا تھا کہ تمھاری صدائے دردناک کان مین پہونچی بیتاب ہوکے چلا آیا یہ سنتے ہی اُس جوان نے دامن اسد غازی کا تھام لیا کہا ای یاور غریبان ای دادرس بیکسان مین تو آپ کی تلاش مین تھا شکر ہی کہ آج خدمت سے مشرف ہوا اس حقیر پُر تقصیر کو بہرام یکہ تاز کہتے ہین میری معشوقہ ملکہ سرو سیمبر کو فولاد ارہ کش قزاق بہ جبر لیگیا اُس معشوق باوفا نے وصل اُسکا قبول نہین کیا اُس صیاد صاحب بیداد نے اُس عندلیب چمن زیبائی کو قفس آہن مین قید کیا ہی مین نے جب جاکر مقابلہ کیا ہاتھ سے فولاد ارہ کش کے زخمی ہوا بخت نے یاری نہ کی مجبور ہوکر اس صحرا مین آبیٹھا دوست مونس و غمگسار اس غربت مین جدا ہوے کسی نے ساتھ نہ دیا دل بھی دشمن ہوگیا جاکر دام گیسو مین پھنسا صاف ثابت ہی کہ نکل نہین سکتا تڑپ تڑپ کر اسی مقام پہ مر جاؤنگا اسد غازی نے بہرام یکہ تاز کا سر سینے سے لگا لیا فرمایا ای برادر ہم چل کر اُس ملعون سے مقابلہ کرینگے دامن سے اشک پاک کی تسکین دی وہان گلگون تاجدار بوقت سحر بیدار ہوا جب اسد غازی کو خوابگاہ مین نہ پایا تلاش کرتا ہوا

صحرا مین آیا دیکھا ایک جوان کی دلدہی کر رہے ہین کہا ای شہریار سب ساتھ والے میرے گھبرا رہے
ہین مین آگاہ تھا کہ شب خیر و عافیت سے نہ گذرے گی بسم اللہ قلعہ فولاد حصار کو کوچ کیجیے
سب خدمتگذار حاضر ہین اسد غازی نے بہرام یکہ تاز کو نہلایا لباس فاخرہ پہنایا پشت مرکب پر سوار
کیا گلگون تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ بعہدۂ سپہ سالاری طرف قلعہ فولاد حصار کے کوچ کیا
فولادارہ کش کو خبر پہونچی کہ بہرام یکہ تاز طلسم کشا کو ساتھ لیکر آتا ہی خوش ہوگیا
کہا دیکھو صاحبو افراسیاب بڑا صاحب اقبال ہی میرا قصد تھا کہ مین جاکر طلسم کشا سے مقابلہ
کرون سفر کی تکلیف سے بچا خود شکار میرے پاس آتا ہی ساٹھ ہزار فوج لیکر قلعہ سے باہر
آیا یہان گلگون تاجدار اسد نامدار کے ہمراہ لشکر مقابلے مین اترا شب کو فولادارہ
کش نے طبل جنگی بجوایا اسد غازی نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا گلگون نے کہا ای شہریار
خدا فضل کرے آپ اس جلاد پر غالب ہون جسوقت آپنے مجھکو آگے رہا کیا تھا مین حیران
تھا کہ قلعۂ فولاد حصار مین آپکو کیونکر پہونچاؤن یہ قلعہ بھی حکیم روشن رای کے بزرگون کا
بنایا ہوا ہی ایک قصر عالی آراستہ کیا ہی اسکا قصر مرات نام رکھا ہے اس قصر مرات مین
حضور کا داخلہ ہوگا بہت ہوشیاری سے وہ شب بسر کرنا ہوگی حکیم روشن رای آپکے واسطے
درپے آزار نہین ہین آپ عاشق جمال بمثال خورشید روشن جمال ہین اس قصر مرات
مین یہ مقدمہ ضرور آیئنہ ہوگا کہ سب معشوقون سے آپ کی خورشید روشن جمال کا مرتبہ
زیادہ ہی حضور کو احتیاط واجب لازم ہوگی ساری رات اسی چرچے مین بسر ہوئی بوقت سحر
سکندر مہر درخشان آیئنہ آفتاب ہاتھ مین لیکر قصر نیلی پر برآمد ہوا روشنی ظاہر ہوئی تمام حال
دنیا کا آیئنہ ہوا اسد نامدار بیدار ہوے نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے میدان کارزار مین
آئے اُدھر سے فولادارہ کش کرگدن مست پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا گینڈے کو اڑاتا ہوا
بڑے زور شور سے میدان کارزار مین آیا آواز دی طلسم کشا کہان ہے میرے رقیب کو
ساتھ لیکر آیا ہی ثابت ہوا کہ قضا اسکی دامنگیر ہے اسکے قتل کی یہی تدبیر ہی کہ مجھ ایسے پہلوان
کے مقابلہ مین آیا میدان کارزار مین آئے تو احوال معلوم ہو رفیقان گلگون نے قصد کیا کہ
ہم میدان کارزار مین جائین اسد غازی نے سبکو روکا مرکب باد رفتار کو اڑایا سامنے

فولادارہ کش کے پہونچا فولاد نے جو جمال بیمثال طلسم کشا کا دیکھا مثل آئینہ غرق دریاے
حیرت ہوا کہا اے طلسم کشا سارے طلسم ہوشربا کو درہم وبرہم کیا بہرام یکہ تاز کے معین بنکر
آئے ہو میری اسی معشوقہ پر جان جاتی ہے اسد غازی نے فرمایا او بیحیا تجھکو خوف خدا نہ آیا پرائی
معشوقہ پر بہ جبر قبضہ کیا بس اب مصروف کارزار ہو یا وہ گوئی موقوف کر فولادارہ کش نے
نیزہ مارا اسد نامدار نے چند ہاتھون مین ہوائی کیا فولادارہ کش دیو کا حربہ باندھتا ہے وارہ شیشہ
نہنگ کا وار کیا اسد غازی نے ارے پر ہاتھ تلوار کا مارا ارہ بھی عاری ہوا دانت نکال دیے
دو ٹکڑے ہو کر گرا فولاد نے قبضہ جو ہاتھ مین باقی رہا غصے مین پھینک مارا اسد غازی نے
پہلو تہی کر کے خالی دیا تیغہ نور افشانی کو چمکا کر ہاتھ مارا تیغہ برق تاب قوت و طاقت مین اسد غازی
انتخاب چمک کر گرا فولادارہ کش کے خرمن حیات کو جلادیا مع گینڈے سے چار ٹکڑے ہوئے
فوج مین فولاد کے غریو بلند ہوا تمام اسکے رفقا آپڑے بہرام یکہ تاز پہونچا گلگون تاجدار نے
اپنی فوج کو اشارہ کیا فوج بے سردار گھڑی دو گھڑی لڑی افسرون نے جو شمشیر زنی اسد نامدار
کی دیکھی کہ افسرون کو تاک تاک کے مارا صفون کو درہم وبرہم کر دیا علمون نے بال کھول دیے
بلکہ دامن پھیلا کے پناہ مانگتی تھی ہر سمت سے صداے الامان بلند ہوئی سردارون نے
بڑھکر اطاعت کی عرض کی اے شہریار ہم دل وجان سے براے اطاعت حاضر ہین اسد غازی
نے تلوار روک لی اسد نامدار کو بڑی خوشی تھی بہرام یکہ تاز کو ہمراہ لے کر داخل قلعہ فولاد
حصار ہوے ملکہ سرو سیمبر ایک قفس مین قید تھی اسکو رہا کیا حکم ہوا اے گلگون تاجدار بہرام
یکہ تاز ہمارا سردار ہے تم طرف ملکہ کے ہو کر سامان شادی مہیا کرو گلگون نے اسیوقت ترنج
خوشبوئی سینے پر بہرام یکہ تاز کے لگایا بڑی دھوم سے مانجھا بھیجا اسد غازی نے نوشاہ کو
تخت پر بٹھایا بڑی دھوم سے شادی کی شب عروسی خود عقد پڑھا بہرام یکہ تاز خوشی خوشی حجلۂ
عروسی مین داخل ہوا گلگون تاجدار نے عرض کی اس شب کو حضور قصر مرأت مین داخل
کرین بعد ملاحظہ قصر مرأت کیا عجب ہے کل حکیم صاحب بھی سرفراز فرمائین مگر آپ دمبدم
پابند احکام لوح رہیے گا ہرچند کہ اس قلعہ مین کوئی آپ کا دشمن نہین ہے مگر احکام طلسمی مین ذرا
بھی فرق آئیگا تو حضور کو سرگردانی ہوگی اسد نامدار نے گلگون تاجدار کی ہدایت سے قصر

سرت مین داخلہ کیا دیکھا دوہرے درجے کا مکان بنا ہوا ہی گلگون نے اسد غازی کو دیوار کے
اس پار بٹھایا چند اسمین روزن تھے قصر دوسرا نہایت آراستہ و پیراستہ ہی گلگون نے کہا غلام رخصت
ہوتا ہی حضور بنگاہ لطف جلسہ قصر مرات ملاحظہ فرمائین جہانتک ضبط ہو سکے کسی مقدمے مین
دخل نہ دیجیے گا جو قصد کیجیے لوح کو ملاحظہ فرمایئے کوئی امر خلاف لوح ہونے پائے یہ کہکر
گلگون رخصت ہوا اسد نامدار نے اشتیاق جلسہ قصر مرأت مین روزن دیوار مین آنکھین لگا دین
ناظرین والا مقام سے مصنف عرض پرداز ہی کہ اس جلسہ قصر مرأت کو براہ مہربانی لفظاً
لفظاً ملاحظہ فرمائین چونکہ حکیم روشن رائے یادگار حکمائے اشراقیین اعتقاد وحدانیت مین صاحب
یقین اُنکی یہی قصد ہی کہ قصر مرأت مین رتبہ میری دختر کا آئینہ طلسم کشا پر روشن ہو جائے
کہ کل طلسم ہوشربا کی شاہزادیان ملکہ خورشید روشن جمال کو اپنا افسر جانتی ہین تاجدار
حسینان لقب صاحب حسب و نسب صاحب علم و کمال حاکم اقلیم جاہ و جلال اسد نامدار نے روزن
سے دیکھا بیچ مین اُس قصر کے ایک تخت یاقوت نگار نہایت شوکت و شان سے بچھا ہے گرد
تخت کرسیان جواہر نگار صد ہا بیرنگ نہایت قاعدے سے بچھی ہین اسد غازی نے دیکھا
چند کنیزان زرین پوش آئین انتظام اُس قصر کا کیا جھاڑ کنول نہایت تکلف سے روشن کر دیے
اسباب عیش و نشاط مہیا کیا صاف طریقے سے ظاہر ہوتا تھا کسی بادشاہ جاہل کی آمد ہے سات
آٹھ سو کنیزان زرین پوش عہدے لیے کھڑی ہین دروازے کی جانب نگاہ کی یکایک وہ سب
کنیزین برائے استقبال بڑھین غُل ہوا دختر شہنشاہ ہوشربا تشریف لاتی ہین اسد غازی
نے دیکھا ملکہ مہ جبین الماس پوش بادشاہ لشکر جھرمٹ مین پریزادون در در گوش
کے تشریف لائین تمام کنیزین برائے تسلیم خم ہوئین پہلو مین تخت کے بائین جانب جو کرسی
ہی اُسپر ملکہ مہ جبین الماس پوش آکر جلوہ فرما ہوئین اسد حیران کہ اس تخت پر کون بیٹھیگا
ملکہ مہ جبین نے تخت پر بیٹھنے کا ارادہ نکیا یکایک پھر کنیزین بڑھین اسد غازی نے
دیکھا ملکہ لالان خونقبا دختر بلند اختر شہنشاہ داؤد مرحوم تشریف لائین ملکہ مہ جبین نے انکا
استقبال کیا داہنے جانب جو کرسی تھی اُسپر آکر ملکہ لالان خونقبا بیٹھی ان دونون کے
بیٹھنے کے بعد ملکہ ناہید سیمتن دختر شہنشاہ توسن بصد جاہ و جلال تشریف لائین ایک

کرسی پر آکر یہ بھی بیٹھین بعد ناہید کے ملکہ گلنار بھی آکر پہونچین یہ چارون معشوقین بیٹھ چکی تھین کہ ملکہ لعل سخندان مع چار سو کنیزان آفتاب جمال کے آکر پہونچین چارون معشوقون نے ملکہ لعل سخندان کی تعظیم کی پایہ چہارم تخت پر ایک کرسی بچھی تھی اُسپر ملکہ لعل سخندان جلوہ فرما ہوئین آپس مین یہی باتین کر رہی ہین کہ شہنشاہ حسینان کے آنے مین کیا دیر ہے کنیزین بڑھ کر جاتی ہین یہی خبر لیکر آتی ہین کہ حضور سوار ہو چکی ہین سامان سواری مہیا ہوا تشریف لاتی ہین اسد غازی حیران ہین کہ یہ سب شاہزادیان صاحبان جاہ و جلال ہین تخت کسکے واسطے خالی ہے قصر مرأت کو دیکھکر حیرت بڑھتی جاتی ہے ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے کہ دو چار سو کنیزین دوڑی ہوئی آئین ایک خوش آواز نے پکار کر صدا دی سب صاحب ہوشیار ہو جائین ادب و قاعدے سے رہین تاجدار حسینان دختر بلند اختر حکیم روشن رائے ملکہ خورشید روشن جمال تشریف لاتی ہین اسد نامدار بغور دیکھنے لگے دیکھا کہ ہوادار پر ملکہ خورشید روشن جمال بصد جاہ و جلال تاج یاقوت احمر سر انور پر لباس فاخرہ زیب جسم دریائے جواہر مین غوطہ زن چہرہ مثل آفتاب روشن جلالت و شوکت آشکار یہ سب شاہزادیان واسطے استقبال کے اُٹھین ملکہ مہ جبین دلاران خوش لقبا نے بصد تکلف ہوادار سے اُتروایا مثل مصاحبون کے ساتھ ہولین سوائے ملکہ خورشید کے اور کسی کے سر پر تاج نہین ہے جیسے ہی قصر مرأت مین داخل ہوئین شعشعہ نور جمال سے تمام قصر مرأت روشن و منور ہو گیا کوئی نہ تھا کہ جو برائے تعظیم نہ اُٹھا ہو ملکہ خورشید روشن جمال نے بصد فصاحت و بلاغت اُن شاہزادیون کی مزاج پرسی کی ملکہ مہ جبین دلاران نے دست بستہ عرض کی ہم سب دعائے ترقی حسن و جمال مین حضور کے مصروف رہتے ہین حقیقت مین آج روز سعید ہے مشتاقون کے واسطے بہتر از عید ہے گلچینی گلشن جمال کی میسر ہوئی ملکہ نے مسکرا کر فرمایا آپ سب صاحبان کی عنایت ہے یہ کہکر تخت یاقوتی پر جلوہ فرما ہوئین سب شاہزادیان گرد آکر بیٹھین ملکہ ناہید نے گانے والیون کو اشارہ کیا طائفے بتدیل ہونے لگے ملکہ خورشید روشن جمال ناچ دیکھ رہی ہین عین گرمی صحبت مین ملکہ مہ جبین نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ حسینان اے تاجدار مہ جبینان حضور کو آج بڑی تکلیف ہوئی ہم سب مشتاق جمع ہین حال طلسم کشا مفصل بیان فرمایئے ملکہ خورشید روشن جمال نے فرمایا ہماری کتاب

اُٹھالاؤ ایک کنیز نے کتاب لاکر دی ملکہ خورشید جمال نے اُس کتاب کو کھولا پکار کر آواز دی اے خیرخواہان دولت طلسم کشا اے مشتاقان حال خیریت مآل جمال یکتا بغور سماعت فرمایئے جو کچھ طلسم کشا پر گذری ہمارے بزرگون نے تحریر فرمایا ہے اب اسد غازی کا یہ حال ہے کہ بلا تکلف جو ملکہ خورشید روشن جمال کو دیکھا قلب ٹھہر رہا ہے دیدار کی آنکھون کو تاب نہین ہر مرتبہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آتا ہے جی چاہتا ہے جاکر قدمون سے لپٹ جاؤن سمجھانا گلگون تاجدار کا یاد آتا ہے لوح کو ملاحظہ فرماتے ہین صاف صاف تحریر ہے اے طلسم کشا تمام اِس جلسے کو ملاحظہ کرو اپنے مقام سے اُٹھنے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ شقت بڑھ جائیگی کیا عجب ہے کہ لوح مین بھی کچھ فتور ہو ہر چند اسد غازی ضبط کرتے ہین مگر دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا جاتا ہے شیشہ دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا جاتا ہے مشکل ضبط کیا دل کہتا ہے معشوق جو منظر سامنے موجود ہو وائے حسرت کہ اُس سے کلام نکرسکین لوح مانع ہوتی ہے گلگون تاجدار نے بھی منع کردیا تھا کہ خلاف لوح قدم نہ اُٹھایئے گا اسد غازی پر اسقدر شاق ہے کہ روزن دیوار سے نظارۂ جمال بیمثال کر رہے ہین ساتھ محبوب مطلوب کے نہین جا سکتے جلسۂ پریزادان حور شمائل مجمع حوران باکمال اُس قصر مین ہے اگر اُس قصر بے قصور کو بہشت سے مثال دون تو زیبندہ ہے چالیس ہزار سب شاہزادیون کی کنیزین ایک ایک ماہ پیکر ایک ایک سیمبر کم سن شوخ وشنگ جوانی کی ترنگ ستارہ ہاے سحری چمک رہے ہین شمع محفل افروز کی روشنی پھیکی معلوم ہوتی ہے کہ سیوبیز معشوقان پریطلعت تخت یاقوت احمر پر خورشید روشن جمال باشوکت اُس گرمی صحبت مین ملکہ مہ جبین نے حالات طلسم کشا کے ملکہ سے پرسش کیے دختر حکیم نے کتاب طلب کرکے اُس مقام سے حال طلسم کشا شروع کیا پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم بگوش ہوش سماعت فرماؤ شیر بیشۂ جراءت صاحب ہمت و سخاوت طلسم کشاے باشوکت ہم شبیہ افراسیاب کو قتل کرکے براے فتاحی مرحلہ گیر گلگون تاجدار کو رہا کیا جو جو اسد غازی پر گذری ہے وہ ملکہ خورشید روشن جمال کتاب کو دیکھکر لفظاً لفظاً پڑھ رہی ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ گویا ملکہ عالم اسد نامدار کے ساتھ تھین جلد تو بڑی چیز ہے لفظ نہین چھوٹتا ملکہ مہ جبین وغیرہ حال فتح مرحلہ سنکر مثل گل شگفتہ ہین ملکہ خورشید روشن جمال نے فرمایا شوکت ولیاقت ورحم دلی ذات پر طلسم کشا کے ختم ہوئی بہرام یکہ تاز بیچارہ دشت فرقت کا آوارہ زندان فراق

ورحم دلی ذات پر طلسم کُشا کے ختم ہوئی بہرام یکہ تاز بیچارہ دشت فرقت کا آوارہ زندان فراق محبوب مین قید تھا اُسکے واسطے لشکر کشی کر کے اس قلعۂ فولاد حصار پر تشریف لائے بصد جرأت و شوکت فولاد ارہ کش کو قتل کیا ای ملکہ عالم بہرام یکہ تاز کی شادی کی کل شب عروسی تھی آج وہ بھی اِس جلسے کو ملاحظہ فرما رہے ہین ای ملکہ لالان خونقبا تم سے زیادہ محبت ہی آپ طلسم کُشا کو آواز دیجیے کہ بچشم حیرت و غضب روزن دیوار قصر سے ہمکو دیکھ رہے ہین کیون نہین تشریف لاتے ان حرکات و سکنات سے ملکہ خورشید روشن جمال کے اسد غازی کا قلب بھر آگیا کلیجہ مُنھ کو آگیا ضبط نہو سکا بیقرار ہوکر آہ کی اُٹھے ملکہ لالان خونقبا نے بھی پکار کر کہا ای شہر یار شب بھر آپ نے خوب جلسہ دیکھا ہملوگ بھی زیارت ملکۂ عالم سے مشرف ہوے اب ستارہ سحری چمک چکا پردہ شب اُٹھا اب کیا پردہ ہی شریک صحبت ہوجیے ملکہ خورشید روشن جمال نے بھی مسکرا کر فرمایا طلسم کشا صاحب تشریف لائیے ہین چھپ چھپکر جلسہ دیکھنا اچھی بات نہین ہی ہمارے قبلہ و کعبہ کے خلاف ہوگا مرتبہ تو ہمارا آپ پر ظاہر ہوا کہ ملکہ سہ جبین و لالان خونقبا سے کیسا اس طلسم مین مرتبہ زیادہ نہین ہی مگر ہماری ملاقات مسرت آیات کی مشتاق ہوکر تشریف لائین سب صاحبون نے سرفراز فرمایا مین بھی ان صاحبون کی ملاقات کی مشتاق تھی شکر ہی کہ آپ نے ربط و ضبط کو کام فرمایا آپ کی جرأت و لیاقت کامل ہوئی فتاحی طلسم ہوشربا مبارک ہو ہر کوہ و برزن مین بالاعلان رواج دین اسلام ہوا آپ کی جستجو کا بخیر انجام ہوا اسد غازی نے دیکھا جیسے ملکہ خورشید روشن جمال نے یہ کلام اپنی زبان معجز بیان سے فرمائے یا تو دیوار مین روزن تھا یا ایک عمدہ دروازہ پیدا ہوا اسد نامدار جھپٹکر چلے کہ صحبت مین جاکر شریک ہون اشعار اشتیاقیہ پڑھتے ہوے قصد کیا کہ دروازے سے قدم باہر رکھون مگر فرش کی ٹھوکر لگی رعب حسن ملکہ خورشید روشن جمال بھی غالب ہوا لڑکھڑا کر گرے اسد غازی بیہوش ہوے وہ مجمع درہم و برہم ہوا نہین معلوم یہ سب شاہزادیان کہان سے آئی تھین کہان تشریف لے گئین ملکہ خورشید روشن جمال داغ حسرت دیگئین بہرام یکہ تاز اس شب کو حجلہ عروسی مین تھا گلگون تاجدار کہ راز دار طلسم ہوشربا ہی شب بھر جاگا بوقت سحر بہرام کو ساتھ لیکر قصر مرأت مین آیا دیکھا طلسم کُشا بیہوش پڑے ہین نشان ترتیب

جلسہ پایا جاتا ہی کوئی کنیز بھی اُس مقام پر اسوقت نہین ہی گلگون تاجدار نے اسد نامدار کو ہوشیار
کیا اسد غازی آنکھین ملتے ہوے اُٹھے مگر ہوش پراگندہ چہرہ اُداس شب بھر جلسہ پریزادان
دیکھا ملاقات سے بات سے محروم رہے انتہا کے صدمے سے لذت جلسہ دل مین بھری ہوئی
گلگون تاجدار نے گھبرا کر پوچھا اے شہریار خیر تو ہی آپ نے بڑے ربط وضبط کو کام فرمایا یہ بڑی سختی
ہی کہ آپ احکام لوح کے پابند رہے عرض کرنا غلام کا بھی ذہن نشین رہا اب حضور کچھ تردد
نفرماوین بڑا مرحلہ ربط وضبط آپ نے طی کیا اس جلسے سے مراد یہ حاصل ہوئی قصر مرأت طلسمی
مین آپ پر بخوبی آئینہ ہوا کہ ملکہ خورشید روشن جمال سب شاہزادیون سے زیادہ حسین وجمیل
ہین حکیم صاحب بھی صاحب لیاقت اُنکی دختر باشوکت حسن مین بیمثال اب کبھی کوئی شاہزادی
اُنکے سامنے بڑھ کر نہ چلیگی جب اس جلسہ کو یاد کرینگی سمجھ جاینگی کہ قوانین طلسم نے مرتبہ دختر حکیم کا
بڑھایا اسد غازی کو سمجھاتی ہوتی قصر مرأت سے نکلی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
عرض کی حکیم صاحب تشریف لاتے ہین اسد نامدار برائے استقبال حکیم روشن راے بارگاہ
سے نکل آئے گلگون تاجدار و بہرام یکہ تاز ساتھ ہین دیکھا حکیم صاحب ہوادار پر سوار چار سو غلامان
زرین پوش دست بستہ ہمراہ بخورات روشن ایک کتاب آگے رکھی ہوئی ہی اسد نامدار نے پہچانا
یہ وہی کتاب ہی جس کتاب سے ملکہ خورشید روشن جمال نے ہمارا حال پڑھا تھا حکیم
روشن راے صاحب ہوادار سے اُترے اسد غازی نے لاکر حکیم صاحب کو باعزاز واکرام
بارگاہ مین پہونچایا کہا بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے حکیم صاحب نے اسد غازی کو گلے سے
لگایا کہا آپ ہمارے رتبہ شناس فلک اساس صاحب حسب ونسب ہم یادگار حضرت صاحبقران صاحب صدق
ویقین ہین ہماری تخت نشینی حصول علم وکمال ہی اب حضور طرف لشکر کے تشریف لیجاوین
افراسیاب جادو درپے آزار ہی وہ جو تحفہ جات اُسنے گنبد مین لٹکائے ہین اُسکے مقدمہ مین
خواجہ عمرو کوشش کرین جاتبک دفعیہ اُنکا نہوگا گنبد پر آپ قابض نہونگے انشاء اللہ بعد
قتل افراسیاب جادو آپکی شادی بڑی دھوم سے ہوگی جو کچھ اس ذرۂ بیمقدار کو میسر ہے
خدمت مین پیش کریگا یہ کہکر اپنے ساتھ کے حکیم کو حکم دیا تاریخ خوشبوی سینے پر طلسم کشا کے ملے اور
سب اہالیان شریعت آگاہ ہون کہ ہمنے بخوشی تمام ملکۂ خورشید روشن جمال کو ساتھ طلسم کشا کے

منسوب کیا وقت پر شادی ہوگی اسد غازی کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا صدائے مبارکباد بلند ہوئی حکیم روشن رائے نے اسد غازی کو نذر دی خلعت طلسمی زیب جسم طلسم کشا ہوا حکیم صاحب نے اپنے سامنے اسد غازی کو پشت مرکب پر سوار کرایا گلگون تاجدار کو بخوبی سمجھا دیا اب روبراہ ہدایت کر کے شاہزادے کو لشکر ظفر اثر میں لیجاؤ ہم بھی موافق قاعدے کے حاضر ہونگے افراسیاب جادو بد عنین کر رہا ہے بہرام یکہ تاز نے ساٹھ ہزار سوار پیدل آراستہ کیے اسی ہزار جوان ہمراہیان گلگون تاجدار آراستہ ہوکر آئے اسد غازی پشت مرکب پر سوار ہوکے طرف اپنے لشکر کے چلے اب انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان عجائب بیان سحر عنوان پہونچنا اسد غازی کا لشکر میں و عیاری صرصر گرفتار کرنا اسد کو و عیاری مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو یعنی شہنشاہ نیلم جامہ نیلوفر سے شکست کھا کے بھاگا ہے مع چند مصاحب و چند ملازم خستہ و شکستہ ایک صحرا میں فروکش ہے گذر ہونا چالاک کا عیاری شہنشاہ نیلم پر و بشکل نیلم عین وقت پر آنا دربار میں افراسیاب کے اور لوح لیکر اسد غازی کو دینا اسی اثنا میں ذکر لشکر اسلام و لشکر نقا عین وقت پر کھلنا اسم اعظم کا شکست کھانا نقا کا اثنائے راہ کے مقابلے میں لڑتے بھڑتے صاحبقران کا پہونچنا طلسم ہوش ربا میں ہوش ربا کی جنگ مغلوبہ کا ذکر و داخلہ ایرج نوجوان و عیاری خواجہ عمرو و ذکر قتل افراسیاب عجب داستان بے نظیر ہے۔ ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے مرے ساقیے باخرد
لکھوں حال ادبار افراسیاب
نہال تمنا ہوا باردر
بہار مضامین کی آمد ہوئی
یہ دفتر میں ہے داستان انتخاب
منور کن رونق انجمن
قمر رونق بزم ہے یہ بیان

کہ ہے جنگ دشمن میں اب دل کو کد
ترے جام الفت کی خواہش ہوئی
کہ ہے باغبان بر سر شور و شر
شگفتہ ہوا غنچۂ آرزو
کہ ہوتا ہے اب قتل افراسیاب
بصد فر و شوکت یہ تحریر ہو
سناؤں نئی طرح کی داستان

یہ مضمون دلچسپ ہے لاجواب
نہ خواہش ہوئی بلکہ کاہش ہوئی
صبا نے خبر آکے گلشن میں دی
گل باغ عشرت کی ہے جستجو
جلالت شعاران شیرین سخن
کہ تحریر میں لطف تقریر ہو
مضامین دلچسپ کی کد ہوئی

دلیرانِ جنگی کی آمد ہوئی
یہ ثابت ہی قرطاس کے نور سے
ہین سب ورق اُرے غیرت آفتاب
فروغ سخن نے دکھایا جلال
مصنف کی تحریر کی داد دین

چمکتی ہی تیغ بیان ای قمر
ہراک لفظ نجم درخشان بنے
ستارون کی لفظون مین ضو ہو گئی
کہ طالع ہوا ماہِ اوج کمال
کہین پڑھ کی منصف بلطف و عطا

کہ مہر سخن ہو گیا جلوہ گر
ہراک سطر ہی کہکشان کا جلوہ
سیاہی ہراک نقطہ کی دھو گئی
مقامات لطف سخن دیکھ لین
قمر آفرین مرحبا مرحبا

چہرہ عیاران سحرطراز و مکاران حیلہ ساز و شعبدہ باز اس داستان حیرت بیان کو بعد زیب و زینت یون تحریر فرماتے ہین **شعر** متانت شعاران فرخندہ فال ؎ رقم زد عبارت زکلک خیال ؎ بیان افراسیاب جادو نے طبل جنگی بجوایا ہی میدان مین مبارز طلبی کر رہا تھا **کوکب روشنضمیر** کا قصد ہوا کہ جاکر مقابلہ کرے دن کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا شاہباز اوج شوکت عقاب شکارگاہ جرأت و لیاقت یکہ تاز میدان جلالت شہسوار معرکہ ہمت صاحب جاہ و وقار اسد نامدار پشت مرکب باد رفتار پر سوار گلگون تاجدار و بہرام یکہ تاز عرصۂ کارزار سواران جنگی ہمراہ بصد صولت و شوکت نمایان ہوے افراسیاب جادو نے جو اسد نامدار کو اس شوکت و لیاقت سے آتے ہوے دیکھا طبل بازگشت بجوا کے پلٹ گیا بارگاہ مین آکر بیٹھا سب مشیر و وزیر جمع ہین افراسیاب جادو کہہ رہا ہی ای سرداران ہوش رُبا ای ساحران یکتا سب صاحب خواب گاہ چلے ہو مین لشکر طلسم کشا کا تو مین نے سحر رد کر دیا اور یہ جسقدر آمادہ سرکشی ہین ان سبکو ٹوک ٹوک کر کے مارونگا اگر ہوش رُبا مجھسے چھوٹتا ہی عیش و راحت سے سلطنت نکرنے دونگا اسد پر تو میرا پنجہ قابض نہوگا کہ وہ صاحب لوح و مہرہ ہی یہ سب صاحب دیکھینگے کہ اکیلا اسد غازی عملداری کر لیگا آج سردربار کہتا ہون کہ اسد غازی کو خبر پہونچ جاے کہ صاحبقران وغیرہ کا خاتمہ کر دیا کل خداوند سبکو قتل کرینگے سرا اہل اسلام لیکر داخل ہوش رُبا ہونگے عیار سردار کوئی باقی نہین رہا اسم اعظم کو حمزہ کے ایسے مقام پر تمہید کیا کہ جہان طائر وہم و خیال بھی نہین پہونچ سکتا مین خوب جانتا ہون کہ خبرداران لشکر اسد غازی میری بارگاہ مین موجود ہین ذرا خبر تو پہونچے کلیجہ پھٹے حقیقت مین افراسیاب نے جو یہ پکار کر کہا چند دیرند واسطے خبر کے موجود تھے خبرین لیکر بھاگے یہان لاچین وغیرہ اسد غازی کو استقبال کر کے بارگاہ مین لائے گلگون تاجدار

شہنشاہ لاچین سے قدمبوس ہوا دنگل یاقوت نگار طلسمی ہمراہ لایا ہی پایۂ چہارم تخت لاچین پر وہ
دنگل بچھا تمام شاہزادیاں سرداران نامی گرامی بدیع الزمان و نورالدہر و قاسم و غضنفر و صندلاک
وغیرہ اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور حقیقت مین وہ بارگاہ
آسمان جاہ نور علی نور اسد غازی شہنشاہ لاچین سے قصر مرأت کی باتین کر رہے ہین
شہنشاہ لاچین ہنسکر فرماتے ہین حکیم روشن رائے کے بڑے مرتبے ہین یقین ہی اکثر شرکت بھی کرتے
حضور نے بڑا مرتبہ پایا کہ ایسے گوہر بے بہا سے منسوب ہوے حسن و جمال مین ملکہ خورشید روشن جمال
کا اس طلسم مین کوئی نظیر نہین ہی جملہ عیار بھی موجود ہین خواجہ عمرو سے شہنشاہ لاچین نے کہا اے
شہنشاہ عیاران یقین ہی اب افراسیاب جادو بھاگ کر اس احاطہ سحر و گنبد عجائب و غرائب
مین داخل ہوگا بڑی بدعتین کریگا اب آپ یہ دریافت کرین کہ یہ تحفہ جات گنبد کیونکر ہٹین خواجہ
عمرو نے فرمایا انشاء اللہ تعالے اسکی تدبیر ہوگی یہ ذکر تھا کہ چرندہ پرند گھبرائے ہوے آکر حاضر
ہوے دعا و ثنا بجا لا کے عرض کی اے شہریار آج حضور کی آمد دیکھکر افراسیاب نے میدان داری
نہ کی بے لڑے بھڑے پلٹ گیا نامے تو جا بجا اُسنے روانہ کیے ہین یہ خوب سمجھ چکا ہی کہ سحر حضور پر اثر
نکریگا پہلوان بلوائے ہین آپ سے مقابلہ میدان کارزار مین کرائیگا مگر اُسوقت افراسیاب
جادو نے نیا جملہ بیٹھکر دربار مین بیان کیا کہ جس سے خیر خواہان دولت کو انتہا کا انتشار ہی وہ یہ
مین اُسکے خاک کہتا ہی مین نے لشکر صاحبقران کا خاتمہ کردیا خداوند لقا سب کے سر لیکر
آتے ہونگے اسم اعظم بھی ایسے مقام پر بند کیا ہی کہ کسیکو نہین مل سکتا یہ کہکر تدبیر جنگ مین مصروف
ہوا ہی یہ بھی غلام عرض کرتے ہین کہ صرصر عیار بچی نکرہ مین نکلی ہی ہرکارون نے جو یہ خبر بیان کی خواجہ
عمرو بیقرار ہوگیا اسد غازی و بدیع و نورالدہر و قاسم تلوارین ٹیک کر اُٹھنے لگے کہا ہم ابھی
جاکر اپنے بزرگون کی خبر لینگے اگر خدانخواستہ افراسیاب جادو جا پڑا ہوا ایک نوکر اسکا گیا ہی
اور اُسنے اکثر اسم اعظم بند کر لیا خود افراسیاب جادو کے سامنے کیا مشکل ہی زبان ہلانے مین
انتظام کر سکتا ہی شہنشاہ لاچین نے کہا اے شہریار اگر خدانخواستہ ایسا ہوا بھی تو آپ لوگ بیکایک
نہین پہونچ سکتے بیحساب فوج لیے ہوے افراسیاب جادو اُترا ہی کسی پہلوان کو واسطے روکنے
کے بھیجدیگا آپ وہان تک جا سکینگے مین خبر منگواتا ہون بلکہ اگر خبر مفصل معلوم ہو جائیگی تو یہ غلام

آپکا اس فکر مین خود جائیگا کوکب روشن ضمیر آمادہ ہوے کہا ای شہریار غلام بران کو ساتھ لیکر
ابھی جاتا ہے جہاندار شاہ نے کہا ای بادشاہ طلسم نور افشان آپ تکلیف نہ فرمائین مین معمار کو
ساتھ لیے کر لیے تو چشم زدن مین پہونچاونگا جاتے ہی لشکر لقا کو شکست دونگا بدیع الزمان نے
کہا بھائیو تم سب جانباز و سرفروش ہو صاحبقران زمان مدد ساحرون کی گوارا نکرینگے اگر گوارا
کرتے اہالیان طلسم ہزار اسپ حاکمان زبرجد نگار و فرعونیہ و حنظل آباد و چاہ ماران و ام الحبال
وغیرہ جان و دل سے خواہش رکھتے ہین کہ حضور کے ساتھ ہوکر ساحرون سے لڑین اگر کسی معرکے
مین کوئی ساحر آبھی گیا تو صاحبقران رنجیدہ ہوے اور فرمایا کہ آپ لوگ ہماری مدد کو نہ آیا
کیجیے ہمارے اعتقاد مین فتور پڑتا ہے سب سے زیادہ مخمور و بہار بیقرار ہوئی ہین خواجہ عمرو کی
منتین کر رہی ہین کہ حضور ہمکو جانیکا حکم دین کہ جاکر خبر بھی لا مین کسی ساحر کو افراسیاب نے مدد
چھوڑ آیا ہوگا اُسکی بھی تدبیر کرین خواجہ عمرو نے کہا میرا دل نہین قبول کرتا افراسیاب
جھک مارتا ہے اگر خدا نخواستہ ایسا امر ہوتا ایک لاکھ چوراسی ہزار بیک بچہ فرزند و شاگرد میرے
موجود ہین جواہر بن خواجہ نے عہدہ نیابت کو خوب نباہا ضرور کسیکو وہ اس طرف روانہ کرتا یہ ذکر
تھا کہ صدائے طبل شادمانی لشکر افراسیاب سے بلند ہوئی خواجہ عمرو نے کہا دریافت
تو کرو افراسیاب کو کاہیکی خوشی ہوئی برق وغیرہ دوڑے بتعجیل پلٹ کر آئے عرض کی چار لاکھ
فوج کی جمعیت سے شداد فیل بند نامے ایک پہلوان زبردست آیا ہے وہ لاف وگزاف کر رہا ہے
کہ حضور طبل جنگی بجوائین سر میدان طلسم کشا سے لڑونگا کہتا ہے قتل کیے نہ پہلوتون کا طبل
جنگی ابھی اُسکے نام پر بجوا دیا اسد غازی نے فرمایا یار و اسکا تردد کیا غالب و مغلوب پروردگار
کے اختیار ہے ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے حال لشکر صاحبقران
سنکر خواجہ عمرو نہایت بیقرار ہوے کلیجہ دھڑک رہا ہے مگر سوچا کہ اگر مین اپنی پریشانی ظاہر کرونگا
ابھی جملہ سردار کوہ عقیق کا قصد کرینگے طلسم کشا اکیلا رہجائیگا افراسیاب پڑاو لوٹ لیگا پھر
اسطرح لشکر کا جمنا دشوار ہوگا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نقار خانے مین آکر نوازش
طبل کا حکم دیا تیاریان ہونے لگین تمام لشکرون مین یہی ہلڑ ہے کہ شداد فیل بند بڑا مغرور
و متکبر ہے بڑے بڑے پہلوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے خاص نکر طلسم کشا مین آیا ہے خواجہ

عمرو بھی اُسی بیقراری میں لشکر افراسیاب میں پہونچا دیکھا ساحران غدار الگ ہوگئے ہیں پھر
ساحروں میں جنگ کی تیاریاں ہورہی ہیں بڑے بڑے تاجداران جلیل انتظام لشکر میں مصروف
ہیں خواجہ عمرو نے جابجا دریافت کیا کچھ حال لشکر صاحبقران کا نہ معلوم ہوا جس سے پوچھا
اُسنے یہی بیان کیا کہ شہنشاہ یکہ وتنہا گئے تھے اپنی زبان سے فرماتے ہیں کہ میں صاحبقران
کو قتل کر آیا کسی نے یہ معرکہ آنکھوں سے نہیں دیکھا صبح تک خواجہ عمرو لشکر افراسیاب میں رہا
کوئی خبر مفصل نہ ملی اور زیادہ خواجہ عمرو کے دل کو انتشار ہوا قلب پر غبار غم والم صاحبقران کا
عاشق صادق حقیقت میں وہاں صاحبقران اسی حال میں مبتلا ہیں عقاب فلک سیر کبھی سوکوس
عقیق گلنار سیلیمانی سے ہشکر وسط آسمان میں ٹھہرا ہوا افراسیاب تاکید کر گیا ہے کہ اے عقاب
فلک سیر خبردار کیسی ہی ضرورت ہو زمین پر نہ جانا جب خداوند سر حمزہ وغیرہ کو لے کر ہوشربا
میں پہونچ چکینگے تب ہم تمکو بلوالینگے اس امید میں عقاب فلک سیر اُسی مقام پر قائم ہے
نامہ افراسیاب کا مشتاق سامان شراب و کباب موجود صبح کو خواجہ عمرو رنجیدہ و کبیدہ کوئی خبر
مفصل اپنے آقا کی نہ پائی سمت لشکر اسد غازی واپس ہوا لشکر اسلام کی آمد شروع ہوگئی سب سے
پیشتر شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ڈیڑھ لاکھ جوانان صف زدہ کی جماعت سے میدان کارزار
میں آکر ٹھہرے ایک جانب سے غضنفر بن اسد نامدار اسی ہزار قزاقوں سے پہونچا آواز آئی
یوق ترکی کی زمین کانپ رہی ہے ایک جانب سے شاہزادہ ملک قاسم لال خفتان
خونریز خادر سیاہ بصد شوکت وجاہ صف دست راست پر آکر قائم ہوئے ایک جانب سے شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان مع چند سرداران نامی و فوج ظفر موج آکر قائم ہوئے یہی خیال ہے
کہ شداد فیل بند جب اسد نامدار کو للکارے ہم لوگ جا پڑیں اسد غازی کو اس دیو خصال
سے نہ لڑنے دیں لشکر افراسیاب جادو میں گھس پڑیں خواجہ عمرو کو جو آتے ہوئے بدیع الزمان
نے دیکھا یہ تو نہایت سعادتمند ہیں گھوڑے سے کود پڑے خواجہ عمرو کو سلام کیا عرض کی کیونکر
عم نامدار شب کو کیا خبر وحشت اثر ہرکاروں نے سنائی آپکے غلام کو شب بھر نیند نہ آئی اب اس
مقدمہ میں کیا فرماتے ہیں خواجہ عمرو نے کہا اے نور نظر دل کو تو میرے تردد وانتشار ہے اس مقدمہ
میں کچھ کہہ نہیں سکتا ایک لفظ انتشار اگر زبان سے نکالوں تمام سرداران نامدار اسی وقت

اپنے کو بر سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پہونچا ہیں سب سے زیادہ کوکب روشنضمیر کو خیال ہے بر وقت جنگ
شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر مہا جتھران خود تشریف لاے جہانگیر کو زیر کرکے لے گئے پس وہ
چاہ شاہی میں جاکر جانبازی کریں بار احسان سے سبکدوش ہوں بہار و مخمور تو
عاشقان لشکر اسلام میں ہر چند کہ نور الدہر کو ملکہ مخمور لیکر طلسم ہوش ربا میں آئی مگر وہ سب سے
زیادہ بیقرار ہے شب کو کئی مرتبہ میرے پاس آئی اور کہا خواجہ عمرو میں بدون اطلاع لاچین جاتی
ہوں میں نے منع کیا کہ ای ملکہ مخمور ہماری رائے کے خلاف جانے کا ارادہ نکرنا تب وہ رکی
ملکہ بہار نے روتے روتے صبح کی بادشاہ کے واسطے اشکبار رہی اگر کوئی کلمہ زبان سے نکالوں
ان مشتاقوں کو کیونکر روکوں دل کہتا ہو کہ کوئی سانحہ عظیم گذرا پروردگار اُنکی مدد کرے گا یہاں
بھی پندرھواں برس لڑتے لڑتے شروع ہوا اب وقت انجام طلسم ہوش ربا ہے ابھی تو
غضب ہوجائیگا فتح کی شکست ہوا افراسیاب جادو کا بندوبست ہو بدیع الزمان نے سر جھکالیا
آنکھوں میں آنسو بھر آئے یکایک سترہ نقارہ طلائی نقرئی بجا سب نے دیکھا اسد نامدار
بہ فر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی نہایت جاہ و جلال سے وارد میدان کارزار ہوے ایک
سمت لشکر ساحران بیشمار ملکہ مہرخ و بہار و سرخ مو وغیرہ تخت مہ جبین کو گھیرے ہوے
قریب تخت ملکہ بلقیس و شہنشاہ لاچین و ملکہ بادبان و ناہید و گلگوں تاجدار و نیک رائے
وزیر اعظم کئی ہزار علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے لشکر غیر ساحران عقب میں اسد
نامدار کے جمع ہوا ابراہیم ابن مالک لندھاوہ بن لندھور و علقمہ بن جمہور و قبیل
بن مقبل انتظام لشکر ظفر اثر کرتے ہوے بڑے کروفر سے وارد میدان کارزار ہوے ایک
جانب سے لشکر شہنشاہ کوکب روشنضمیر شاہزادہ سحر العجائب و سحر الغرائب آگے بڑھے
ہوے بعہدہ سپہ سالاری بلور چہار دست و ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ اختر مروارید برسے
بجماؤ سے آکر پہونچیں ایک سمت ملک جہاندار شاد معمار قدرت انکی فوج کا انتظام کرتا
ہوا یہ بھی ایک جانب قائم ہوے اب اندر لشکر افراسیاب جادو شروع ہوئی افراسیاب
تخت پر سوار پہلو میں حیرت ماہر خسار گرد و چار سو تاجدار شداد و فیل بند زنجیر آہنی سے کمر
باندھے ہوے مثل فیل مست جھومتا ہوا پشت پر چار لاکھ سوار پیدل فوج کے دل کو دل گویا

کالی گھٹا اُٹھی ہی جھوم رہا ہی اپنے سامنے کسیکو موجود نہین جانتا جب فوجین جم چکین افراسیاب جادو
کے بھی تیور سے آج معلوم ہوتا ہی کہ شداد فیل بند کی جرأت پر نہایت ناز ہی حیرت سے فرمارہے
ہین کہ ایسا پہلوان تمھارے طلسم مین کوئی نہین ہی شاید اگر حمزہ ہوتا تو اس سے مقابلہ کرتا طلسم کشا
بیچارہ کیا لڑسکیگا حیرت کہتی ہی ابھی شہنشاہ خبر آئی تھی کہ اسی اسد غازی نے زمہریر جادو
کو جیر کرکے پھینک دیا حجرۂ ششم فتح ہوا حجرۂ ہفتم پر بھی بڑے زور شور سے لڑا آجتک کہین جرأت
مین اسد نے کمی نہین کی مرحلہ جات پر بھی بڑی ہوشیاری سے لڑا زور مین بے نظیر عیاری مین
صاحب تدبیر ہا لیان مرحلہ نے کیا کیا تدبیر کی مگر اس نوجوان پر پنجہ اُنکا قابض نہوا قصر مرأت
تک کی سیر کر آیا مشہور تھا کہ قصر مرأت مین طلسم کشا بدحواس ہوجائیگا افراسیاب جادو نے
کہا اے حیرت درِ اندازون نے ہر مقدمہ مین اسد غازی کو ہوشیار کردیا قصر مرأت کی سیر
گلگون تاجدار نے کرائی دیکھو پہلوے تخت بلقیس مین کیسا خوشی خوشی کھڑا ہے حیرت
نے کہا بعد برسون کے ان لوگون نے رہائی پائی جنکے غمخوار تھے اُنکا ساتھ دیا اب آج اُنکے
ساتھ مین کیسی خوشی کی بات ہی امید پوری ہوئی اپنے مالک سے سرخرو رہے تمنے عمر بھر سلطنت
کی کوئی دوست نہوا جسپر دباؤ پڑا نکل گیا دشمنون کا شریک ہوا آپکی غیر عدالت نے آپکو مطعون
کیا یہ ذکر تھا کہ صفین آراستہ ہوچکین نقیب و ترکیت میدان کارزار سے ہٹے شداد فیل بند
نے گینڈا صف سے نکالا سامنے تخت افراسیاب کے آیا افراسیاب نے تخت سے اُترکر
شداد فیل بند کو گلے سے لگا لیا کہا اے پہلوان دوران اے رستم زمان مین برائے مدد خداوند لقا
گیا تھا بختیارک شیطان درگاہ خداوندی بچپن سے ان مسلمانون کا رازدار ہی اسکا یہ قول ہے کہ کوئی
بہ جرأت مسلمانون پر غالب نہین آیا جسنے مکر کیا وہ البتہ اُن پر غالب آیا جان بچائی اور اگر کسی نے
قصد کیا کہ بہ جرأت انکا سامنا کرے مارا گیا ذلیل ہوا مین نے صرصر شمشیر زن کو بھی اسی فکر مین
روانہ کیا ہی تمکو بھی آگاہ کرتا ہون جس طرح بن پڑے کسی حیلے سے تدبیر سے طلسم کشا کو
مار لینا اب آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا ہون اگر تمھارے ہاتھ سے طلسم کشا مارا جائے نصف
ہوش رُبا کا تمکو حاکم کرونگا طعن تمپر کون کرسکیگا یہ خیال نکرنا کہ یہ فعل بہادرون مین ناجائز ہی
دھوکا دیکر مار لینا شداد فیل بند کے تیور پر بل پڑ گیا کہا اے شہنشاہ طلسم کشا تو ایک معشوق وضع ہی

اگر میری تلوار کا وار روکیگا کلائیان ٹوٹ جائینگی لات و منات ہی کو بربادی منظور ہی تو لاچاری ورنہ ایک غلام میرا طلسم کشا و عزیزداران طلسم کشا پر غالب ہی افراسیاب جادو نے کہا اسکا خیال نکرو پسران حمزہ بڑے قد و قامت کے جوان نہین ہین جرات مین بےمثل و بےنظیر ہین بدیع الزمان نے بھی بڑے بڑے کام کیے طلسم خورشید نگار کو فتح کیا بڑے مقامات سخت پڑے مگر اُن سب مقامات کو جھیلے ہوے جنگ دریاے نیل مین شریک ہوکر خورشید روشن ضمیر کو مارا اُسکی بھی سلطنت بہت بڑی تھی دونون باپ بیٹون نے ملکر اُسکے طلسم کو مٹایا نگاہون مین انکو حقیر نہ جانو جو ہمنے کہا اُسکا خیال رکھنا افراسیاب جادو نے عرصہ دراز تک شداد فیل بند کو سمجھایا یہ بیحیا نامرد اچھا اچھا کہتا ہوا چلا میدان کارزار مین خوب سلح شوری دکھائی دو گھڑی کامل نیزہ ہلایا گینڈا دوڑایا لشکر دن سے صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی جب خوب عرق عرق ہو چکا گینڈے کو روک کر کھڑا ہوا لشکر طلسم کشا کو بہ نگاہ تیز دیر تک دیکھا کیا کہ جوانان شیر دل رستم صولت اسفندیار ہیبت کھڑے ہوے جھوم رہے ہین پکار کر آواز دی ای فرقہ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے شداد فیل بند کے منھ سے جو یہ کلمہ نکلا بدیع الزمان و نور الدہر و قاسم و غضنفر اپنے مقام پر سلاح سنبھالنے لگے یہی قصد تھا کہ ہم جا لڑین اسد غازی ہمارے سامنے اس دیوخصال سے مقابلہ نکرے مگر شداد نے بعد اسکے آواز دی مین سواے طلسم کشا کے اور کسیکا مشتاق نہین ہون چاہتا ہون امتحان سپاہگری کرون یہ کلمہ سُنتے ہی سب جوان رُک گئے اور اسد غازی نے مرکب بادرفتار کو صف سے نکالا مرکب صبا دم بصد جاہ و حشم طرارہ بھر کے لشکر ظفر اثر سے نکلا تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے جملہ تاجدار پیدل ہوے اسد نامدار کو گھیر لیا اسد غازی سامنے تخت ملکہ بلقیس کے آئے ملکہ بلقیس نے تخت رکھوا دیا بیقرار ہوگئین ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہا ای یاور غریبان ای دادرس بیکسان ماشاء اللہ تبارک ظاہر ہے کہ سطوت و صولت رکاب کو بوسہ دے رہی ہی ماشاء اللہ کس شوکت و شان سے اسوقت آپ برآمد ہوے ہین خدا آپکو مظفر و منصور کرے یہ روباہ خصال آپ سے کیا مقابلہ کریگا اتنا براہ خیرخواہی عرض کیے دیتے ہین کہ ہم افراسیاب جادو کی رگ و ریشے سے ماہر ہین بر وقت رخصت شداد فیل بند سے سرگوشی کرتا تھا یہ تو افراسیاب جادو کی کیا مجال ہی کہ سحر کرسکے ہم لوگون کی نگا

لڑتی ہو اُسکا ہونٹھ ہلتے ہی جا پڑینگے مگر مکر و غدر سے اسکے ہوشیار رہیے گا افراسیاب جادو نے بہت کچھ سمجھا کے بھیجا ہو اسد غازی نے فرمایا ای ملکۂ عالم ہماری نگاہ اُس مالک دو جہان پر رہتی ہو جسکے سب کچھ اختیار مین ہو آپ اجازت دیجیے سحر کا خیال رکھیے اُسکے دفعیہ کے لیے بھی لوح طلسمی موجود ہو انشاء اللہ دیکھیے تو کس دھوم سے مقابلہ ہوتا ہے میرے بزرگ پشت پر موجود ہین مین نے نو برس کے سن سے خروج کیا شہر عجم سے ان اٹھارہ امیرزادون کو لیکر نکل آیا اُسی کم سنی مین تمام باختر کی سیر کی شہر فتح ہوے زیر قیطول لقا لڑے ہر مقام پر اُس حافظ حقیقی نے بچایا اسی نے فتاح طلسم ہوشربا لقب دیا ورنہ طلسم ہوش رُبا ایسی شے تھی کہ ہمارے ہاتھ سے فتح ہوتی اسکی قوت و توانائی ہو اُسکی عنایت سے یہ رعنائی ہے ملکہ بلقیس و لاجین و کوکب و جہاندار سب قریب آگئے سب نے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دین بمشکل اسد غازی کو رخصت میدان کارزار ملی بدیع و نور الدہر و قاسم جمع ہوے تھے کہ اس پہلوان سے ہم جاکر مقابلہ کرینگے بدیع و قاسم سے اسد غازی نے کہا آپ ہمارے بزرگ ہین آبروریزی کا خیال واجب و لازم ہو وہ ہمارا نام لیکر پکار چکا ہو اگر نہین جاتے ہین بڑا حجاب ہو آپ سب صاحب دُعا کرین پروردگار مظفر و منصور کرے گا دامن مدعا گل ہاے مراد سے بھریگا یہ کہکر دوبارہ اسد غازی پشت مرکب پر سوار ہوے مرکب طراری بھرتا ہوا طرف میدان کارزار کے چلا گھوڑے نے طرارہ بھرا کلائیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہو فرو غل طائر دن مین ہو کہ عجب رہوار ہو + تخت ہوا یہ آج سلیمان سوار ہو + دیگر مصنف شدید نرکہ بھول گیا ڈھنگ چال کا + ہی اگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا + نیزہ شیر بیشہ صاحبقرانی کا ہاتھ مین اُسکو تکان دیتا ہوا پھریرہ سر پر اُڑ رہا ہو صاف ظاہر ہو کہ ہمارے اقبال نے پر کھول دیے سر پر اُس شہنشاہ عالم کے سایہ کیا شداد فیل بند نے جو اس شوکت و شان سے ہزبر دشت جرأت کو آتے ہوے دیکھا قلب کانپ گیا گرز وا سپر کا دوش سے لیا برائے تگاور جا پڑا اسد غازی سے تگاور زن ہوا بدیع و قاسم وغیرہ بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین اہالیان لشکر افراسیاب جادو سے نگاہین لڑ رہی ہین لاجین و کوکب و جہاندار چہرے کو افراسیاب کے دیکھ رہے ہین کہ اگر سحر کرنے کا قصد کرے ہم لوگ بھی جا پڑین دونون بھائی سپاہ سالاران

لشکر کوکب سحر العجائب و مصر الغرائب نیمچہ ہلالی ہاتھ مین اشیار سحر لیے ہوے اشارے
کوکب کے مشتاق کہ ہمارے شہنشاہ کا اشارہ ہو برائے مدد طلسم کشا جا پڑین اگر دیو ہو تو اُس
سے بھی لڑین خواجہ عمرو بھی قریب شہنشاہ کوکب روشنضمیر کھڑے دیکھ رہے ہین عیاران
لشکر اسلام جانسوز و ضرغام و برق و قران خوش انجام اُسی جانب نگران ہین سب نے دیکھا
پانچ چھ قدم گینڈا شداد کا ہٹا تین قدم مرکب اسد غازی کا ہٹا ہین لڑین شداد فیل بند
نے کہا ای جوان تو نے اہالیان ہوش رُبا کو نامرد جان لیا حربہ کر حوصلہ دل کا نکال یہ میرا حربہ غضب
لات و منات ہے یہ نیزہ اگر پہاڑ پہ ماروں دل کوہ کو توڑکر نکلجائے تیغۂ برق تاب سے نخل چنار
قلم کرون قوت اگر دکھاؤن پہاڑ کو اُس دست زبردست پر اُٹھا لون اسد اس لاف و گذاف پر
شداد فیل بند کے ہنسے فرمایا یاوہ گوئی موقوف کر یہ تن و توش دیکھنے کا ہے جب شیران دشت
نبرد کی تلوار چمکے گی بھاگتا نظر آئیگا پردے مین جہلم کے منھ چھپائے گا تو حربہ کر جب تیرے حربے
سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے پیشقدمی کرنا ہمارا دستور نہین ہے یہ سُنکر شداد
فیل بند مثل ابر گرجا نیزہ لگان دیکر مارا اسد غازی نے نیزے کو نیزے کی سنان پر
روکا نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین اسد غازی بڑی دھوم سے لڑ رہا ہے سنانہائے
نیزہ مثل ستارۂ سحری چمک جاتے ہین ہر مرتبہ شداد فیل بند کو ٹوکتا جاتا ہے او پہلوان ہوشیار رہ
جم کر لڑ نگاہ لڑی رہے دیکھ نیزہ تیرا نکلا جاتا ہے یہ کہکر نیزہ شداد فیل بند کا گانٹھا مرکب اُڑایا
نیزہ ہاتھ سے شداد فیل بند کے نکلا قراقان اسد غازی نے سبحان اللہ کہکر غریو
کیا گھوڑے چمکائے بدیع الزمان اپنے مقام پر اچھل پڑے قاسم بھی تعریفین کرنے لگے
شداد فیل بند عرق خجالت مین غرق ہوا چوڑے تیغہ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ظاہر ہوتا تھا کہ اژدر مہیب
غار سے بل کرکے نکلا خبردار کہکر ہاتھ مارا اسد غازی نے سپر کو اُٹھا دیا شداد فیل بند انتہا
کا جوان طاقت دار ہے سپر کٹی سپر کو کاٹکر تیغۂ شداد فیل بند سر پر اُس افسر کے گرا خود
بھی کٹا او چھا سا زخم سر پر اسد غازی کے آیا بہ تعجیل داستانہ مارا تیغہ تو اُسکا نکل گیا قطرات
خون چہرۂ بینظیر پر پڑے صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہتابان پردۂ شفق مین پنہان ہوا زخم کھاتے
ہی اسد غازی کے تیور پر بل پڑے جسطرح شیر زخم کھاکر بپھرتا ہے مرکب کو مہمیز کیا ابر دی خدا

الی نیمچہ اصفہانی جنبش مین آئے تیغۂ نور افشانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ شیرانہ کرکے بصد صولت
وشوکت ہاتھ مارا ہر چند کہ شداد فیل بند مثل دیو کے اس شیر کے نعرے سے تلبلا کانپ گیا آئینہ شمشیر
مین جلوہ عروس مرگ دکھلائی دیا یقین کامل ہوا کہ یہ تیغۂ برق تاب جو تڑپ کر گرے گا خرمن حیات
کو جلا کر خاک سیاہ کر دیگا نہیب شمشیر سے گینڈے سے کود پڑا تیغۂ نور افشانی چمک کر گرا گینڈے
کے دو ٹکڑے کیے لشکرون مین غریو بلند ہوا شداد فیل بند کو جو اسد غازی نے پیدل دیکھا
تقاضائے جرأت سے نہ گوارا ہوا کہ دوسرا ہاتھ مارون گھوڑے سے کود پڑے شداد فیل بند
کی جان پر بنی کہنا افراسیاب جادو کا یاد آیا خوب یقین کامل ہوا کہ اس شیر کے ہاتھ
سے زندہ نہ بچونگا گھبرا کر پکار اٹھا ای طلسم کشا اپنے ساتھ والون کو منع کر مجھ اکیلے پر
سب جوان آتے ہین اسد غازی نے غصے مین ہاتھ تلوار کا روکا سمجھے کہ میری محبت مین
ہماسون جان آگئے ہونگے منھ پھیر کر فرمایا خبردار کوئی میرے قریب نہ آئے آپ لوگ میری حفاظت
چاہتے ہین اسد غازی نے تو اپنی پشت پر کسیکو نہ پایا شداد فیل بند نے جو دیکھا اسد غازی
نے منھ پھیرا نامرد کا یہی مدعائے دلی تھا پشت پر سے ہاتھ مارا اوچھا۔ زخم تو سر پر اسد غازی کے
آ چکا تھا زخم سر چپارہ ہوا اسد غازی لڑکھڑا کے گرا بدیع ونور الدہر و قاسم و غضنفر
بیتاب ہو گئے ان سب جوانون نے ادھر ہاتھ ڈالا چاہا کہ جا پڑین میدان کارزار سے
بعد ہی شداد فیل بند نے جب دیکھا کہ اسد غازی لڑکھڑا کے گرا یہ بیجا چلا کہ دوسرا ہاتھ مارون
سر کاٹ لون اسوقت لشکرون مین غریو ہے ہر شخص اسی مین پریشان ہے کہ جتبک ہم پہونچینگے وار
اس نامرد کا چل جائیگا نعرے سب بہادرون نے یہان سے کیے آوازین دین ادھ گھٹنے کیا کرتا ہی
بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا نور الدہر نے بھی للکارا قاسم نے بھی شیرانہ آواز دی غضنفر نے
بوق ترکی بجایا جسمین یہ آواز تھی ای قزاقان تیر بند یہ نامرد بچنے نہ پائے خواجہ عمرو سر پیٹ رہا ہی
ایک درہ کوہ قریب تھا سردار تو نعرہ کرکے چلے تھے کہ جا کر اپنا سینہ سپر کر دین اسد جاندار زمین پر
گر چکا ہو وار روکنے کے بھی لایق نہین ہے یکایک درہ کوہ سے کڑاکے کی سم مرکب کی صدا بلند
ہوئی دیکھا سب نے نقابدار بادلہ پوش بصد جوش وخروش مثل برق جہندہ گھوڑے کو اڑاتا
ہوا نعرے پر نعرہ کرتا ہے ادھر شداد فیل بند نامرد اگر اسد غازی کا موئے جسم میلا ہوا قوم تک کو

تیری متا دونگا سب نے دیکھا کہ نقاب چہرۂ بے نظیر پر تاج سلیمان پر چمکتا ہوا لعل و یاقوت نصب
گھوڑے کو کوڑا کرتا ہوا اس جلدی میں آیا کہ بدیع الزمان وغیرہ دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے نقابدار بادلہ
پوش قریب پہونچ گیا پاس اسد غازی کے آکر گھوڑے سے کود پڑا اسد غازی کو پشت پر
لیا سینہ اپنا سپر کر دیا شداد فیل بند تیغہ رہا کر چکا تھا نقابدار بادلہ پوش نے سر آگے کر دیا
تاج نقابدار کا کٹا بعد سطوت و شوکت کلائی پر شداد فیل بند کی ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مار تلوار
چھین کر پھینک دی شداد صاحب بیداد نقابدار بادلہ پوش سے لپٹ گیا افراسیاب جادو
بھی دیکھ رہا ہے ادھر سے شہنشاہ لاچین وغیرہ کی بھی نگاہ لڑ رہی ہے سب نے دیکھا جیسے ہی
نقابدار بادلہ پوش سے شداد فیل بند لپٹ پڑا نقابدار بادلہ پوش نے کلائی تھام کر ایک
طمانچہ مارا تڑاقے کی آواز ہوئی شداد فیل بند کا منھ پھر گیا نقابدار بادلہ پوش طمانچہ مار کر لپٹ
پڑا دستی بہ زبردستی کھینچی شداد فیل بند کو کولے پر لاد کر کے دے مارا یہ تو بچھا زمین پر گرا تکان
جو پہونچی تاج سر سے نقابدار بادلہ پوش کے زمین پر گرا ابر نقاب دار ماہر خسار سے ہٹا یہ ثابت ہوا کہ
مہر شبستان لکہ ابر سے نکل آیا تمام میدان نورانی و منور ہو گیا دیکھنے والے حیران جمال و محوِ دیدار ہوئے
سبکی نگاہ اسی جانب لگی ہوئی ہے بدیع الزمان و نور الدہر و قاسم و غضنفر نے تو نہ پہچانا خواجہ
عمرو مہتر قران خوب پہچانتے ہیں بیقرار ہو کر پکار اٹھے یہ تو شاہزادہ قباد شہریار نور نگاہ
حمزہ نامدار نبیرہ نوشیروان عالی وقار ہیں اتنے عرصے میں قباد نے شداد فیل بند کی چھاتی پر
چڑھ کر سر کھینچ کر طرف افراسیاب جادو کے پھینکا چونکہ نقاب چہرے انور سے اٹھ چکی تھی جوش جرأت

میں نعرہ کیا نعرۂ قباد شہریار چراغ شبستان صاحبقران شہنشاہ اسلام و عالم پناہ	منم شاہ شاہان فریدون حشم فروزندۂ تاج و تخت کیان	بہار گلستان کاوس جم یل صف شکن صاحب عز و جاہ

نعرۂ شہنشاہی کی صدا میدان میں گونجی نخل تھرائے طائر در ختون
سے اڑے اکثر پہلوانوں کو غش آ گئے شداد فیل بند کو مار کر جھپٹ کے میں پشت مرکب پہ سوار ہو کر
نکلا اون افراسیاب جادو نے ذکر تو ہر کاروں کی زبانی سنا ہی تھا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو عجائب
جادو لائی ہے انکا قباد شہریار نام چہرۂ ماہ تمام شہنشاہ حسینان مشہور ہیں عارض نور پر تو چراغ
طور ہیں خواجہ عمرو کے پکارنے سے یقین کامل ہوا کہ یہی جوان ہے غصے میں آکر چند دانے ماش کے

پھینکے قباد شہریار نے ایک پانون رکاب مین رکھا تھا سحر جو افراسیاب جادو کا ہوا گھوڑے نے
برلگامی کی سامنے سے بھاگا قباد شہریار مع افراسیاب جادو سے زمین پر گرے تخت جو گلے مین تھی
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی زمین نے پانون تھام لیے سرداروں نے دوڑ کر اسد غازی کو اُٹھایا
اسد نامدار نے بھی معرکہ دیکھا کہ میری مدد کو قباد شہریار آئے آج نقاب چہرے سے اُٹھ گئی
سحر سے افراسیاب جادو کے زمین پر گرے بیقرار ہو کر شہنشاہ کو کب سے آنکھ ملائی فرمایا
ہمارے شہنشاہ کو بچانا افراسیاب جادو سحر کر کے خود بڑھا کہ مین جا کر اُس تاجدار کا سر
کاٹ لون ہاتھ پانون تو انکے بیکار ہین انکا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہے اپنے مقام سے سحر کرتا ہوا
بڑھا شہنشاہ کو کب نے بے اختیار ہو کر آواز دی یار دلینا شاہزادہ سحر العجائب بہت خوب کہکر
بڑھا یہ خیال ہوا کہ ایسا نہو افراسیاب جادو قریب پہونچ جائے شہریار پر وار کرے دور سے
ایک گولا افراسیاب جادو پر مارا وہ گولا سینے پر افراسیاب جادو کی پڑا سینے کو توڑ کر پار تو نگذرا
اندھیرا چھا گیا افراسیاب جادو اُس تاریکی کو دفع کرنے لگا ادھر سے سحر العجائب گولا مار کر
بڑھا تھا کہ یک آسمان سے ٹکڑا برق کا گرا قباد شہریار کے جسم مین وہ برق لپٹ گئی طرف آسمان
کے بلند ہوئی خواجہ عمرو کے مُنہ سے نکل گیا ای سحر العجائب کوئی ہمارے شہنشاہ کو لیے
جاتا ہے افراسیاب جادو نے کسی ساحر کو لگا رکھا تھا ای فرزند یہ جانے نہ پائے سحر العجائب یہ کہکر
اُڑا کہ مین ابھی لاتا ہون اور نعرہ کیا کہ او جانے والے اگر مرد ہے تو ٹھہرجا وہ برق اتنی جلدی تڑپی کہ
آسمان مین ڈوب گئی سحر العجائب تلاش کرتا ہوا چلا ستارہ تبکر ڈوب گیا برابر کہکشان فلک کے
بلند ہوا چہار جانب سے سر اُٹھا کر دیکھنے لگا کبھی سو کوس راستہ مشرق کا طے کیا کبھی مغرب مین گیا
کبھی جنوب کبھی شمال ایک طرف جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا وسط آسمان مین ایک ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہے
اس ابر سے برق چمک رہی ہے سحر العجائب سوچا کوئی برق نکلکر گرا تھا اس مقام پر آکر چھپا ہے
سحر العجائب اس خیال سے گولا سحر کا تیار کر کے طرف ابر کے چلا دو کلمہ داستان حیرت بیان
لشکر صاحبقران کے ذکر ہوتے ہین یہ تو ملحوظ رہے کہ شاہزادہ سحر العجائب گولا سحر کا تیار کیے ہوئے
طرف ابر سیاہ کے جاتا ہے یہان فولاد آتش ریز مجاور قبر سامری کو افراسیاب جادو چھوڑ گیا
تھا آٹھ دن سب سرداروں کو تڑپتے تڑپتے گذرے اسی قصر دو مین صاحبقران بھی بند ہین اسم اعظم

بند ہونے سے نہایت دردمند ہین آٹھوین دن یہان تو سب سردار بیہوش ہوے زمرد شاہ باختر
بصد کبر و نخوت اپنے مقام سے اُٹھا تخت نخوت پر سوار ہوا تاج نخوت سر پر رکھا فولاد آتش ریز
سے کہا اے بندۂ خاص نخاس یہی افراسیاب جادو کہ گیا تھا اب چلکر سب کو قتل کر دو دھوین
کے قصر مین دروازہ بنا و فولاد آتش ریز بزیادہ ہزار ساحرون کو لے کر بڑھا گولا دیا ہوا افراسیاب
کا قصر دو دیر مردود نے مارا دھوین کے مکان مین ایک دروازہ کلان ظاہر ہوا اُسنے ملازمان لقا
سے آواز دی اہل اسلام کو قتل کرو بلا تکلف سب کے سر کاٹ لو تمام کو ہیان پر دغا نقا
پرستان بانی ظلم و جفا تلوارین کھینچکر اُن بیچارون پر جا پڑے سب کے ہاتھ پاؤن بیکار ہین حسرت
و یاس سے قتل کرنا شروع کیا آج خداوند لقا بھی تلوار چمکاتے پھرتے ہین ہر مرتبہ آواز دیتے
ہین بندگان ہین وہی قدرت مرقدرت دیر گیر صاحب تدبیر ہین آج دریاے قہر خداوندی
جوش مین ہے سب دشمنون کو قتل کرو ملک باختر پر چلینگے فولاد آتش ریز کو مشیر قدرت
لقب دینگے قیطولات پر بیٹھکر تقدیرات رنگا رنگ کرینگے جو قدرت کی محبت مین مرے ہین
سب کے پتلے بنا کر روح پھونکین گے بختیارک کہتا ہی یا خداوند بہت خوشی نہ کیجیے ایسا نہو تقدیر
پلٹ جاے اب مسلمانون پر انتہا کا وقت سخت ہی غیب سے مدد ہوا چاہتی ہی ہمیشہ یہی دیکھا جب
وقت انجام آیا کوئی صورت ایسی پیدا ہوئی کہ مسلمانون کی بلا ہم لوگون پر آگئی جو آج سحر کیا
گذرا ہی ایسا کبھی نہین گذرا جلد قتل کر لو فولاد سحر کر رہا ہی ملازمان لقا آمادہ بدعت جو ملازمان صاحبقران
ہوشیار ہین یعنی انکو ابھی غش نہین آیا جب دیکھتے ہین کہ فرزندان صاحبقران کو کوئی قتل
کرتے آتے ہین یہ جوانان صف شکن اپنے آقازادون کو بچاتے سینہ سپر کرتے ہین نمک حلالی
برتے ہین اُسوقت لشکر اسلام مین ایک عفو ہی ناموس کی بیقرار ہو کر دعائین حسرت مین بلکتے
کی صدائین کنیزین فریاد کرتی ہین غلامان شہنشاہی آفت دنیا ہی صاحبقران کو آکر سب نے
گھیر لیا صاحبقران پشت اشقر پر خاموش بیٹھے ہین سحر مین افراسیاب جادو کے تبلا حرز بھی
گلے مین نہین ہی اسم اعظم فراموش بیہوشی کا ہوش نگاہ حسرت سے چہار جانب دیکھتے ہین کو ہیون
نے خون کے دریا بہا دیئے ہزارون بخطا قتل ہوے اُس حال پر ملال مین صاحبقران نے بہ نگاہ
یاس طرف آسمان کے دیکھا زبان مین تو لکنت ہی دل پر سحر کی ہیبت اشارے کر رہے ہین

ای بے نیاز ای کارساز بدعت سے ان بیحیاؤن کی بچا لے اسوقت بیکسی مین سوائے تیرے کون معین
و مددگار ہی تو ستار و غفار ہی بیتاب ہوکر جو صاحبقران نے اشارون سے دعا کی سب نے آمین
کہی سحر العجائب گولا سحر کا لیکر جھپٹا اُسی ابر سیاہ پر مارا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اندر ابر کے دیکھا
ایک جادوگر کریہ منظر سیاہ رو تیرہ درون شراب کباب تخت پر رکھا ہے اُسی تخت پر ایک شیشہ
اسمین ایک طایر پھڑک رہا ہی سحر العجائب سمجھا اس جادوگر نے اُس شہریار کو کہین چھپا دیا
آپ حرامزادہ یہان آکر بیٹھا ڈانٹا کہ او نامرد یہان آکر چھپا ہی منم ملازم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر
ناظرین والا مقام کو یاد ہوگا کہ افراسیاب جادو نے عقاب فلک سیر جادو کو شیشہ اسم
اعظم دیکر کہا تھا کہ وسط آسمان سے زمین پر نہ اترنا عقاب فلک سیر نے آٹھ روز تا
ٹرپ ٹرپ کے کاٹے سحر العجائب مرد سپاہی خواجہ عمرو سے کہکر چلا تھا کہ خالی نہ پلٹونگا تیغہ
برق مثال کھینچکر جا پڑا یہی کہے جاتا ہی تو نے شہریار کو کیا کیا آ تجھکو تو قتل کر دون جہان ان کو
چھپایا ہوگا ہوش آجائیگا خوب میدان کارزار سے بھاگا عقاب فلک سیر ان باتون کو
نہین سمجھا بل کرکے جا پڑا سحر العجائب پر گولا مارا اسنے گولا کاٹا اپنے سحر کا گولا جھولی سے نکالا
ابر کو ٹکڑے ٹکڑے کر چکا ہی دو چار گولے آپس مین چلے عقاب فلک سیر نے اپنے
سحر کے زور مین تلوار کھینچی سحر العجائب نے سحر کرکے تیغہ اُس ملعون کا کند کر دیا کئی مرتبہ
اُس نے ہاتھ مارے پشت و پہلو پر سحر العجائب کے تلوارین پڑین تلوار نے کچھ تاثیر نہ کی سحر
دفع کرکے تیغہ کھینچکر جا پڑا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا عقاب فلک سیر نہیب سحر العجائب
سے کانپا چاہا نکل جاؤن سحر العجائب نے بھی حصار سحر کر دیا ہے عقاب فلک سیر
نکل نہ سکا قریب پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا عقاب فلک سیر نے چاہا لپٹ پڑون تلوار چھین لون
سحر العجائب جری صف شکن صاحب قوت و طاقت سحر سے بھی غالب آیا اُٹھا کے
دے مارا غصے مین چیر کر پھینک دیا عقاب فلک سیر کا مرنا شیشہ ٹوٹنا اسم اعظم
صاحبقران چھوٹنا سحر العجائب نے عقاب فلک سیر کا سر کاٹ کر رومال مین باندھا طرف
لشکر کوکب کے چلا دل سے یہی کہتا تھا نہین معلوم اس بیحیا نے اُس شہریار کو کہان پھینک دیا
طلسم کشا سے حجاب ہوگا مگر مین مجبور و لاچار ہون دشمن کا تو سر لیکر چلا ہون رداروی کرتا ہوا

جاتا ہی بیان گرد صاحبقران ساحرون کا ہجوم تھا خود بخود ہوش آیا زبان کی لکنت موقوف ہوئی
اسم اعظم باواز بلند پڑھا ہر ساحرون کا باطل ہونے لگا اشقر دیوزاد طرارہ بھر کے بڑھا مقبل
وفادار قریب تھا صاحبقران نے فرمایا ای مقبل تھوڑا پانی کسی ظرف مین لاؤ مین اسم اعظم
دم کردون جہان جہان پانی پہونچے گا تاثیر سحر نہوگی مقبل نے پانی صاحبقران کے قریب پہونچایا
امیر نے اسم اعظم پڑھکر دستک دی مقبل نے شیشے کا پانی جابجا چھڑکا سحر ساحرون
کا باطل ہونے لگا امیر باواز اسم اعظم پڑھتے ہوئے فولاد آتش ریز پر جا پڑے اُسنے
جو صاحبقران زمان کو آتے ہوئے دیکھا گھبرا گیا جی مین کہتا ہی یہ کیا باعث ہی اسم اعظم حمزہ
کا شہنشاہ نے بند کیا تھا شاید کچھ ساحر برائے مدد حمزہ آگئے اسم سحر پڑھتا ہوا پڑھا کئی سحر
کیے صاحبقران پر تاثیر نہوے جس راہ سے صاحبقران زمان نکلتے ہین برکت اسم اعظم
سے علم شاہ دکند ھو بھی اپنے مقام سے اُٹھے ہوش درست ہوے چالاک وچست ہوئے
جواُٹھا لشکر لقا پر نعرہ کر کے جا پڑا صاحبقران نے لڑکر اپنے کو قریب فولاد آتش ریز
پہونچایا اُسنے گھبرا کے سحر کیے جب تاثیر نہ ہوئی تیغہ برق مثال کمر سے نکالا خبردار خبردار کہکر
ہاتھ مارا صاحبقران زمان نے اسم اعظم پڑھکر تیغہ عقرب سلیمانی کو سامنے کردیا سحر
اُس بیچیا کا باطل ہوا للکار کر آواز دی ضرب مردان عالم روک اُسنے سپر سحر جسکے سے کی بنا د
کی جانتا تھا یہ سپر نہ کٹے گی تیغہ عقرب تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہان سے سر پر
گرا سر اُس خود سر کا سر کاٹا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من فولاد
آتش ریز بود ساحران ہوش ربا لاشہ فولاد آتش ریز کا لیکر بھاگے لشکر لقا امید فتح مین
آج لڑتے ہوے اپنی حد سے بڑھ آئے ہین سرداران نامی نے جو سحر ساحران سے مہلت پائی
تلوارین کھینچ کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑے صاحبقران زمان کو بھی انتہا کا ملال ہی مگر ارشاد
فرماتے ہین کہ افراسیاب جادو شیشہ اسم اعظم کا ہوش ربا مین لیگیا تھا ہمارے یار
وفادار عمرو نامدار نے کچھ کام کیا اُسی نے وہان شیشہ عین وقت پر توڑا آج اہالیان لشکر
لقا نکلنے نہ پائین جمہور و فرامرز کو حکم ہوا کہ تم لوگ لڑتے ہوے اپنے کو تا بہ در باغ مینا
پہونچاؤ کہ یہ کمینہ بھاگ کر باغ مینا مین نہ جانے پائے جمہور و فرامرز فوجین جنگی ساتھ

یے کر لڑتے ہوے خندق پر باغ ینا کے جا کے ٹھہرے جس ملازم لقا نے اس طرف کا رخ کیا
گھیر کے اسکو مارا باغ ینا مین کوئی جانے نہین پایا سلیمان عنبرین موے کو ہی ہمیشہ سے
اسکو دعوے تھا کہ صاحبقران سے مقابلہ کرون آج کو ہون کو ترغیب دے رہا ہی ناصر
کو ہی دعنبر کو ہی سپہ سالاران سلیمان عنبرین موے کو ہی بھی فوجون کو ترغیب دے رہے
ہین شجاعان باختری تو نام سے اہل اسلام کے بھاگتے ہین دور ہی سے لینا لینا کہ رہے ہین
کو ہی جمکر لڑے چونکہ سلیمان سرپران سب کے موجود ہی شمشیرزنی کرتا ہوا جاتا ہی شان پہلوانی
دکھاتا ہی کو ہی بھی لڑ رہے ہین استادان سخنور نے تحریر کیا ہی کہ یہ لڑائی صبح سے شروع
ہوئی دن بھر لڑتے لڑتے گذرا پردہ شب بھی حائل ہوا کافرون کا پیرو تنگ رہا اہل اسلام
اُسی طرح آمادہ حرب و پیکار ہین ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ انکو شکست دین یا گرفتار کرین اگر
بھاگے لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم ہوش ربا پہونچین اس لڑائی مین چند ساحران فولاد گرفتار
بھی ہوے گر انھون نے یہ بھی کہا کہ انتظام ہفت دربند شکست ہو چکا ہی اگر آپ لڑتی بھڑتی
پہونچ جائینگے سب اہل ایمان دربند قتل ہو چکے ہین ایک ساحر سات لاکھ فوج سے درمیان مین
فروکش ہی موسوم بہ گلنگ آتشخوار وہ البتہ روکیگا لقا کو بھی دامن پناہ دیگا سب
سردارون کے دل مین ولولے بھرے ہین یہ خبر سُنی کہ بدیع الزمان نے طلسم خورشید نگار
فتح کیا نور الدہر والی طلسم خورشید نگار مین لڑے قاسم نے طلسم نگارین فتح کیا یہ
سب شیر عین وقت پر دریاے نیل مین جاکر اسد غازی کے شریک ہوے اب بخیر و عافیت
طلسم ہوش ربا مین موجود ہین سب سے زیادہ بادشاہ جمجاہ کد و کاوش کر رہے ہین فرماتی ہین
یہ مدد بہار جادو کی ہو گی اُسی نے شیشہ اسم اعظم کا توڑا ہمراہیان اسد غازی مین ایسی لیاقت
کسکو ہی خدا وہان تک پہونچائے لکھا ہی کہ تین شبانہ روز یہان جنگ رہی لقا شل صید خالف
بھاگتا پھرتا ہی گوشہ عافیت نہین ملتا باغ ینا کا راستہ بند کیا بختیارک تو بڑا منتظم ہی اسنے دیکھا
یہ لڑائی بید ڈھب پڑ گئی ہی آج اسکا انجام بد ہی صیغم خون آشام سے بارگاہ گیتی نما لد وا کو خزانے
اُٹھوا کر لڑتے بھڑتے نکل جاؤ ورنہ راہ مین آب و دانہ بھی ممکن نہوگا آج شکست فاش ہے
اہل اسلام کو ہوش ربا مین پہونچنے کی تلاش ہی اپنے انتظام سے غافل نہو صیغم خون آشام و

انکال خون آشام وریحون وجیحون آبخوان نے فوراً اٹھا لا بارگاہ گیتی نما کا لدوا لیا خزانون پر قبضہ کیا سلیمان عنبرین موے کوہی لڑتا ہوا سامنے صاحبقران کے پہونچا صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے سُست ہوگئے ہین قلب فوج کوہسیان مین پہونچے مالک لندھور علم شاہ پہلو بہ پہلو لڑتے ہوے چلے آتے ہین جو پہلوان صف سے بڑھا ہاتھ سے ان کے نکلا دریاے جرات کے غرق دریاے قضا ہوا صدہا لاشے تڑپ رہے ہین صاحبقران زمان لڑتے ہوے جاتے ہین تیغہ عقرب کا قبضہ ہاتھ مین جما ہوا خود حضرت ہود سر پہ زرہ داودی زیب جسم مصروف جنگ وجدل زرہ کے خانے خون سے معمور چہرہ مثل آفتاب روشن سرداران قوی بازو فرزندان ناموز زینت پہلو چہار جانب جنگ کر رہے ہین سلیمان عنبرین موے کوہی دور سے دیکھ رہا ہے کہ حمزہ نے پہلوانان کوہستان کا ستھراؤ کر دیا بڑے بڑے پہلوانان زبردست مارے گئے ناصر زاغ چشم خرس دندان لندھور بن سعدان پر جا پڑا پشت سے ہاتھ مارا سر لندھور زخمی ہوا لندھور نے پلٹ کر غصے مین گرز دودستی مار دیا ناصر سپر اُٹھا کے رہگیا گینڈا او ناصر ثابت ہوتے تھے عنصر کو بڑھ کر مالک اژدر شہ نے دوزبانہ نیزہ مارا سینے کو اسکے توڑ کر پار گذرا مالک نے یکہ دیکر اُٹھایا چھڑا نکے نیزے کی مثل ناگنی کے لچک رہی ہے اکھیڑ کر مارا استخوان اُسکے چور چور سلیمان نے جو یہ بدعت دیکھی بڑھکر پہلے مالک کو زخمی کیا طرف علم شاہ کے چلا تھا کہ صاحبقران نے نعرہ کیا او مغرور اُدھر کہان جاتا ہے ہمسے آنکھ چار کر مردان عالم پر وار کر سلیمان عنبرین موے کوہی غصے مین بھا جا پڑا دونون سردار قوت بازو زینت پہلو مارے گئے آنکھون کے تلے اندھیرا سب سے زیادہ لقا پر غصہ ہے کہ خداوند آج بھی کوئی تقدیر معقول نہین کرتے بھاگے بھاگے پھرتے ہین کبھی مُنہ کے بھل گرتے ہین یہی فرماتے ہین من چہ تقدیر کردم بختیارک کہتا ہے تمھاری تقدیر مین آگ لگے اب تقدیر سے گریز کیجیے سلیمان عنبرین موے کوہی سے اور صاحبقران سے تلوار چلنے لگی چمک چمک کے ہاتھ مار رہا تیر برس پڑا صاحبقران کو مہلت نہین لینے دیتا ایک مقام پر صاحبقران نے گرد اسپر اُٹھایا جیسے ہی سلیمان عنبرین موے کوہی نے ہاتھ مارا سپر کو گردش دی علی بند سپر لشت پر پہونچا پنجہ علی خورشید نما جوراز کرکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شیرانہ ہکہ مارا تلوار چھین کر

اُس خود سر کی پھینک دی کمر مین ہاتھ دیکر نعرہ کیا قاش زین سے سلیمان عنبرین موے کوہی
کوہ پیکر کو اُٹھایا چرخ دیکر طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت تیغہ عقرب سلیمانی سے چورنگ
ہوائی کیا کوہیون کے رنگ کٹ گئے علم شاہ نے بڑھکر علم فوج کو قلم کیا یہ نشان شکست
تھا کوہیون کے بھاگنے کا بندوبست تھا بادشاہ جمجاہ لڑتے بھڑتے قریب تخت لقا پہونچے
تھے بختیارک نے لقا کو دو تھپڑ مار کہا یا خداوند بھاگیے سلیمان عنبرین موے کوہی
مارا گیا آپ نے تقدیر مضبوط کی ایک ایک کے دو دو ہو گئے اب کوہستان مین نہین
ٹھہر سکتے اندھے کی یہی لاٹھی تھی اُسپر زوال آیا اب بھاگیے نہین معلوم افراسیاب جادو
پر کیا گذری اُسنے تو بڑا انتظام کیا تھا کہ اسم اعظم صاحبقرانی زمین پھر پھر آسمان پر فرشتون نے
جاکر شیشہ توڑا ایسے صاحبان اقبال سے کون لڑسکتا ہے ایسا نہو تمکو گرفتار کرین بڑی
ذلت سے تمکو قتل کرینگے سب سردار جلے ہوے ہین آج تو ساحرون کے ہاتھ سے بہت مسلمان
مارے گئے خون کا بھی یہ لوگ بدلا لین گے پیچھا نچھوڑینگے لقا نے بھی دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ
شیرانہ نہنگانہ صفون کو درہم وبرہم کرتے ہوے آتے ہین سات سو تاجدار بڑے زور دستور سے
لڑرہے ہین پرے کے پرے اُلٹ پلٹ کردیے کوہ ودشت لاشہ ہاے کوہیان سے بھر دیے اس
جرات وشوکت شہنشاہ کو دیکھکر لقا گھبرایا سمجھا کہ آج گرفتار ہوجاؤن گا تخت سے کود کر ایک
گینڈے پر سوار ہوا اب لقا نے فرار پر قرار کیا صحابی باختری مشتری حصاری دور سے
دیکھ رہے تھے بلکہ اسی کے مشتاق تھے کہ خداوند چلین تو ہم بھی نکل جائین یہ بہت احتیاط سے
لڑتے ہین زخم بھی نہین کھاتے نہ کسیکو مارا نہ زخمی ہوے میدان کارزار مین اسی طرح پاک و
صاف ہین اب جو دور سے دیکھا کہ خداوند گینڈے پر سوار ہوے خداوند سے دس قدم
آگے بھاگے بارگلہ لقا کی لدوا چکے ہین ضیغم خون آشام دس بارہ کوس آگے نکل گیا یہ
کہتا ہوا صاحبو ہم بشیر ولشکر ہین ہمکو آگے بڑھنا چاہیے ایسا نہو بارگاہ دشمنون کی قبضے
مین آجاے باختر سے ہم لوگ لڑتے بھڑتے یہان تک آئے اگر بھاگنے مین ایسے چالاک نہوتے
تو یہان تک کیونکر پہونچتے جان ومال دونون کی حفاظت واجب لازم ہی بادشاہ جمجاہ لشکر
اسلام نے بہت کد وکاوش کی کہ لقا کو گرفتار کرلون لقا بھاگا کچھ کوہی اُلجھ گئے چاہتے تھے اپنے

ملک موروثی کو چھوڑیں صاحبقران لڑ بھڑ کے چلے جائین ہم اپنے شہر مین جائین بادشاہ جہاندار نے جب دیکھا کہ لقا طرف صحرا تیرے بھاگا ایک تاجدار سے حکم دیا تم شہر پر جا کر قبضہ کرو ہم تعاقب مین لقا کے جاتے ہین سکو ملاقات اسد غازی کا اشتیاق ہے یہ بھی کامل یقین ہے کہ لقا نے جس طرف کا رُخ کیا یہ سرحد طلسم ہوش رُبا ہے تھوڑی ہی دیر مین دس پانچ کوس نکل گیا صاحبقران نے عادی کو بلا کر حکم دیا بارگاہ سلیمانی و بارگاہ حشامی لدوا لو کوئی شے چھوٹنے نہ پائے عادی نے اسیوقت بارگاہ سلیمانی و تمام اساثہ صاحبقرانی مثل طبل سکندری و علم اژدہا پیکر و جہانجھ کیومرثی و نقارہ افراسیابی و نقارخانہ سلیمانی وغیرہ بتعجیل سب چیزیں بار کرالین عقب مین صاحبقران زمان کے سب سردار چلے صاحبقران اُسی طرح جنگ کرتے ہوئے جاتے ہین باعث یہ ہے کہ لقا تو اپنے باختریون کو لے کر نکلگیا کوہی جابجا جو ٹھہرے ہوئے تھے جہان پر لشکر صاحبقران پہونچتا ہے وہ اُلجھ پڑتے ہین یہان سردار دین کا تانتا بندھا ہوا ہے یعنی لندھور ابھی پہونچکر مصروف جنگ ہوئے مالک بھی آکر پہونچ گئے تھوڑے ہی عرصہ مین چوگان بن حمزہ پہونچے اسفندیار شاہ گیلانی کا نعرہ ہوا کوہیون کو ٹھہرنے کی مہلت نہ ملی کچھ مارے گئے کچھ بھاگے اس کرّوفر سے لڑتے ہوئے سرداران صاحبقران و صاحبقران جاتے ہین کسی مقام پر ٹھہرنے کا ارادہ نہین کیا جس مقام پر شام ہوگئی چند ساعت اُسی مقام پر ٹھہرے کچھ آب و دانہ کی فکر ہوئی یہ حکم ہے کہ کل اہالیان فوج کمر باندھے موجود رہین سب سپاہی بھی گھڑی بھر ٹھہرے چند ساعت آسودہ ہوئے جو سامان اتنے عرصے مین کھانے پینے کا مہیا ہوا اس سے فراغت کرکے پھر بڑھے لیکن زمرد شاہ باختری سر پر پاؤن رکھ کر بھاگا اگر کہین پتا بھی کھڑکا یہی گمان ہوا کہ اہل اسلام آگئے ہرکارے خبر بھی پہونچا رہے ہین کہ صاحبقران نے مقام نہین کیا آپکے تعاقب مین چلے آتے ہین استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ کلنگ آتشخوار مقرر کردہ افراسیاب ناہنجار صحرائے قلعہ دامنہ و قلعہ دخانیہ مین بارہ لاکھ فوج سے فروکش ہے ہفت دربند کی حکومت اسکو ملی یہ وہ دربند ہین کہ جنپر فیروزہ فیروزہ پوش وغیرہ حاکم تھی یہ سب ناظم میدان توسین حصلہ مین تیغ بیدریغ طلسم کشا سے داخل جہنم ہوئے ہین افراسیاب جادو نے کلنگ آتشخوار کو کہ ہم پہلوان و ہم ساحر ہے بارہ لاکھ فوج کو بھی یہی

حکم ہوا کہ قریب قلعۂ و خانۂ اُترے رہو طرف سے کوہ عقیق کے کوئی اس طرف نہ آئے کلنگ آتشخوار کو کئی مہینے گذرے انتظام ہفت دربند کا کر رہا ہے کہ رعایا تباہ نہو شہروں کا بھی خیال ہے رعایا کو بھی تسکین دینا پڑی بارگاہ استادہ ہے بارہ لاکھ فوج پہلوان و ساحر ہر وقت تیار رہتے ہیں ایک دن بیٹھا ہے کہ ہرکاروں نے بڑھ کر خبر دی خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر از دست خدا پرستان ہزیمت خوردہ تشریف لاتے ہیں مشہور ہے کہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی فتح ہوا عقب میں انکے صاحبقران زمان ملک بملک قلعہ بہ قلعہ جنگ کرتے ہوئے آتے ہیں کلنگ آتشخوار گھبرا گیا وزرا امرا کو اپنے ساتھ لے کر اُٹھا برائے استقبال خداوند چلا کوس بھر بڑھا تھا دیکھا ایک تخت ٹوٹا ہوا اُسپر خداوند سوار دریائے خون میں نہائے ہوئے پہلو میں شیطان درگاہ خداوند گرد تمام سنجانی باختری چوکنا خائف و ترسان اُٹھائے بارگاہوں کے لدے ہوئے کچھ پہلوان زخمدار سوار پیدل پیدل سوار لشکر میں انتشار کلنگ آتشخوار نے بڑھ کر پایۂ تخت لقا کو بوسہ دیا لقا نے گھبرا کر پوچھا اے بندۂ من ہمارا بندۂ خاص لخاص ساحر لا جواب شہنشاہ افراسیاب کہاں ہے کلنگ آتشخوار نے دست بستہ عرض کی بمقام ہفت دربند طلسم ہوش رُبا ہے شہنشاہ افراسیاب خاص قریب توسن حصار و دریائے نیل وغیرہ مقابلہ مسلمانان میں فروکش ہے مشہور ہے کہ آج کل شہنشاہ خود بدولت و اقبال بصد جاہ و جلال مصروف جنگ رہتے ہیں بڑے بڑے سردار مارے گئے لقا نے گھبرا کے کہا قدرت نے کوہ عقیق کو اسی واسطے برباد کرایا کہ اپنے بندۂ خاص لخاص افراسیاب سے ملاقات کریں سات شبانہ روز گذرے اسی فکر میں قدرت چلے آئے راہ میں اکثر شاہوں نے روکا اشتیاق ملاقات افراسیاب میں قدرت نہ ٹھہرے کلنگ آتشخوار نے کہا قدرت نہ گھبرائیں چلکر بارگاہ میں تشریف رکھیں مسلمان بے ادب یہاں تلک نہ آئینگے میں آن بھر میں سب کو شکست دونگا بارہ لاکھ فوج اس مقام پر موجود ہے سب مطیعان قدرت ساحران با شوکت پہلوانان جنگ جو زور آوران خونخوار برائے جانبازی آگے حاضر ہیں یوہیں لڑتے بھڑتے قدرت کو تا بہ باختر لیچلینگے اس طرح پر کلنگ آتشخوار نے لقا کو مطمئن کیا جفائے سفر سے گھبرایا ہوا تھا کہا قدرت نے یہ تقدیر نو سے ہزار برس پیشتر کی تھی کہ کلنگ آتشخوار کے ہاتھ سے سب مسلمانوں کو قتل

کرینگے اِس بندۂ خاص لخاص کو شیر قدرت بنا ئینگے کلنگ آتشخوار پھول گیا استقبال کر کے لقاکو اپنی بارگاہ مین لایا تخت وغیرہ آراستہ کیا سامان عیش و نشاط مہیا ہوا ذرا جو لقا کو آرام ملا تقدیرین بگھارنے لگا بختیارک گھبراتا ہی کلنگ آتشخوار سے کہتا ہی اے ساحر نامور وہ اژدہائے ہفت سر یعنی حمزہ شیر نر تعاقب خدا وند مین آتا ہی اے کلنگ اِس مہلت کو غنیمت جانو ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ پاس شہنشاہ افراسیاب کے ہمکو بیجلو کلنگ آتشخوار کہتا ہے قدرت نگھبرائیے لشکر باغبان پر آگ برسادونگا شہنشاہ کو آج کل بڑی بڑی فکرین درپیش ہین وہان جلنا مناسب نہین ہی مین بخوبی انتظام جنگ مسلمانان کرونگا آتے ہی سبکو شکست دونگا آٹھ پہر تیاری سحر مین مصروف رہتا ہی انکو تو اِس مقام پر چھوڑ دو و کلمہ داستان شاہزادہ ایرج نوجوان کہ یہ جنگ دیر پریزادان کو فتح کر کے طرف طلسم ہوش رُبا کے چلے تھے ملکہ ماہ عالم افروز منتظم دیر پریزادان سہیل جوالہ زن کو قتل کراکے ایرج نوجوان کے ہمراہ ہوئی ایرج نے فرمایا اے ملکہ ماہ عالم افروز انشاء اللہ بڑی دھوم سے شادی کرینگے ملکہ ماہ عالم افروز نے سر جھکا لیا عرض کیا حضور تا بہ طلسم ہوش رُبا رسائی بہت دشوار ہے کنیز تو ضرور بالضرور ہمراہ رکاب حضور پُر نور رہیگی اب ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ چھ لاکھ فوج جرار مع ساحر وغیر ساحر ایرج نامدار کے ساتھ موجود ہی ساحرون مین صیقل آئینہ دار و ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ ماہ عالم افروز و شیشہ منقوش تین لاکھ ساحرون سے یہ سب ہمراہ ہین تین لاکھ غیر ساحر سرداران قائم انکے خیلم زنگی فیلم زنگی و عوجان ریاباری و سام بن عوجان میعاد عاد سبک و اژدر گردن و دیگر پہلوانان نامدار شاپور الیاس عیار کرہ بن اشقر پر سوار ہو کر اِس شوکت و نشان سے کوچ کیا جب دیر پریزادان فتح ہوا سہیل جوالہ زن قتل ہوئی باشندگان دیر پریزادان نے شکست کھائی لاشہ سہیل جوالہ زن لیکر بھاگے ایرج نے فقط دو دن مقام کیا بعد کوچ کر دیا مگر لاشہ سہیل جوالہ زن لیے ہوئے ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار بھاگے ہوئے جاتے ہین راہ مین ایک قلعہ ہی نجم آتشبار باپ سہیل جوالہ زن کا اُس قلعہ مین رہتا ہی اُسکو خبر پہونچی کہ دیر پریزادان فتح ہوا لاشہ سہیل جوالہ زن آتا ہی یہ خبر سُنکر قلعہ سے گھبرا کر باہر نکل آیا بیٹی کا لاشہ دیکھکر بہت رویا لاشہ تو جلوا دیا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ

ایرج نوجوان بجمعیت چھ لاکھ ساحران غدار و پہلوانان عالی وقار منزل بمنزل قلعہ جات فتح کرتا
ہوا آتا ہی حقیقت مین جو قلعہ راہ مین ایرج کو ملا بمردی و مردانگی اُسکو فتح کیا اگر وہان ساحر
ہوے تو صیقل جا پڑا ساحرون نے یورش کرکے حاکم قلعہ کو مار لیا اگر غیر ساحر ملے ایرج نے سلحدون کو
منع کیا پہلوانون کو ساتھ لیکر جا پڑا اسر سواری قلعہ لیا ایک شب قلعہ مین رہے گز و سکہ نام پر
سعد بن قباد کے جاری کیا پھر چل نکلے مگر انجم آتشبار یہ خبر سُنکر بھر کا تین لاکھ ساحر لیکر قلعہ
سے نکلا بارگاہ استادہ کرا کے ٹھہرا مقصود یہ ہی کہ آگے ہی ایرج کو روکونگا آگے نہ بڑھنے دونگا اپنی
دختر بلند اختر کے خون کا بدلا لونگا اس فکر مین اُترا ہوا ہی ایک ابر آتشبار تیار کیا آسمان پر ابر
آتشبار لہرا رہا ہی نہایت گرم مزاج آتش خواہی فکر مین کہ جب لشکر وہان پہونچے یہ آگ برساکر
سب کو پھونک دون اپنی سرحد مین جھنے دون اس فکر مین انجم آتشبار بارگاہ مین بیٹھا ہی ہر کاروں کے واسطے
خبر کے بھیج چکا ہی یہان شاہزادہ صیقل آئینہ دار سے شب کو ماہ عالم افروز نے کہا ای شہریار
مجھکو خبر مل چکی ہی کہ سہیل جوالہ زن کا باپ انجم آتشبار فوج ساحران غدار لیکر قلعہ سے نکلا ہی
اسی فکر مین ہی کہ لشکر کو آقاے نامدار کے تباہ کرے آپ ٹالا بارگاہ کا مجھکو مرحمت فرمایئے مین
بطور پیش رو لشکر آگے بڑھون کانٹون کو پاک کرون اس مغرور سے سمجھ لون اگر آپ در آقابل
مین پہونچے لشکر ساحران پر آگ برسے گی چشم زدن مین شکست ہو جائیگی پھر قدم نہ جم سکیگا لشکر
غیر ساحران حرارت آتش سے نہ تھم سکیگا رات کو صیقل آئینہ دار نے ایرج نوجوان سے عرض کی
غلام امیدوار ہی کہ عہدۂ پیشروی لشکر اس خیرہ کو مرحمت ہو کوئی ساحر ہی انجم آتشبار کہ اُسنے آکر
سرکار کا راستہ روکا ہی ملکہ عالم افروز اس اقلیم کی واقفکار ہین اُنکی زبانی خبر معلوم ہوئی اُس
آتشخو نے انتظام کر لیا دو کوس قلعہ سے بڑھکر راستہ روکا انتظام واجب و لازم ہی غلام
اُسکے مقابلے کا عازم ہی ایرج نے حکم دیا صیقل آئینہ دار نے ملکۂ عالم افروز کو ساتھ لیا
ملکہ انجم ماہر خسار نے کہا مین بھی چلونگی رات ہی کو صیقل آئینہ دار نے ساٹھ ہزار ساحر لشکر
سے منتخب کیے آپ مرکب پر سوار ہو کے آگے بڑھا ایک جانب ملکہ عالم افروز ایک جانب ملکہ
انجم ماہ رخسار تھی ٹالا بارگاہ زرنفتی کا لدوا لیا اس شوکت و شان سے صیقل بڑھا راہی ہوتا قطع منازل
و طے مراحل کرتے ہوے آتے ہین ماہ عالم افروز نے کہا ای شہریار آپ فوج کو لیکر آیے ہین

مین آگے بڑھکر دیکھون اُس بیچارے نے کیا انتظام کیا یہ کہکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی آسمان مین
ڈوب گئی ایک پہاڑ پر آکر دیکھا کہ ابر آتشبار آسمان پر ٹھہرا ہے انجم آتشبار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا
سحر کر رہا ہے صیقل آتش کے آگے جب دو تین طمانچے مارا یا سامری کہکر شعلۂ آتش بھڑکا اُسی ابر مین جاکر
شعلہ غائب ہوا ماہ عالم افروز نے سر کوہ سے یہ معاملہ دیکھا اُسی پہاڑ پر بیٹھ کر جو کا دیا روئی
جھولی سے نکالی چند قطرات آب روئی کے گالے پر ڈالے سحر کر کے بلند کیا تھوڑے عرصے مین
ابر دھوئیں کا رنگ کر تیار ہوا کہ اُس مین برف کی سلین بھری ہوئی ہین وہ ابر بلند ہو کر سر ابر آتشبار
پر پہونچا اب ماہ عالم افروز کھڑی ہوئی ٹہل رہی ہے انجم آتشبار اس انتظام سے غافل
صبح ہوتے بارگاہ سے نکلا اپنے نزدیک ابر کو خوب زور دیکھا صبح کو دیکھا کہ صحرا سے گرد
اُڑی پشت مرکب پر شاہزادہ صیقل آئینہ دار اژدہان آتش فشان پر اتالا بارگاہ زربفتی
کالا ہو بصد صولت و شوکت لشکر ساحران چلا آتا ہے یہ بیچارہ سمجھا کل لشکر نبیرہ حمزہ کا آگیا تعجیل
تمام بارگاہ مین آیا ابر آتش فشان کو اشارہ کیا وہ ابر کڑکتا ہوا اوپر لشکر صیقل کے آیا
ماہ عالم افروز نے پہاڑ سے سحر کیا ابر برف بار ابر آتشبار پر گرا اسقدر برف برسی کہ ابر آتش فشان
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا انجم آتشبار نے دیکھا میرے لشکر پر برف برسنے لگی برف سے
ہزارون ساحر ٹھنڈے ہوئے اپنے ابر کو دیکھا لخت لخت ہو گیا جاکر لشکر دشمن پر آگ نہ برسائی
گھبرا گیا صیقل آئینہ دار نے دیکھا کہ ابر آتش فشان ہمارے لشکر پر آگیا تھا لخت لخت ہو کر پلٹ گیا
سمجھے کہ ماہ عالم افروز نے یہ کام کیا طاؤس زرین بال کو بڑھایا دیکھا بر سر کوہ ماہ عالم افروز سحر
کر رہی ہین صیقل آتش تدبیر کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوا طاؤس کو لاکر پہاڑ پر اتارا تنہا پاکر جوش
محبت مین گلے مین ہاتھ ڈالدیئے کہا اے ملکۂ عالم ماشاء اللہ کیا معقول تدبیر کی ابر
آتش فشانی مٹایا برف تمھاری لشکر پر اُس آتش خو کے برس رہی ہے بہت بدحواس ہو
تمنے بڑا کار نمایان کیا آقاے نامدار بہت خوش ہونگے وہ بھی چل نکلے ہین آیا ہی چاہتے ہین
ماہ عالم افروز نے سر جھکا لیا شرما کر کہا اے شہریار میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ آتشبار
مکار گھبرا رہا ہو فوج کو ساتھ لیکر بلوہ کر دیجیے بے لڑے بھڑے بھاگے گا ابھی فتح ہو جائیگی
مین تو ٹھہرتی ہون آپ لشکر لے کر آئیے یہ کہکر ماہ عالم افروز سحر کر کے بلند ہوئی صیقل طاؤس

اُڑا کر لشکر میں آیا ملکہ انجم ماہر خسار ترتیب لشکر میں مصروف تھیں صیقل آئینہ دار نے کہا ملکہ لشکر بڑھاؤ ملکہ ماہ عالم افروز یکہ و تنہا جا پڑین اگر وہ ابر آتش فشانی کو نہ مٹاتیں ہزار ہا بندگان خدا جل جاتے ملکہ انجم نے کہا میں چلی یہ کہکر ملکہ انجم نے لشکر کو اشارہ کیا صیقل آئینہ دار مرکب کو بڑھا کر چلا ساحران ہمراہی حربہ ہائے سحر ہاتھ میں لیکر بجوش و خروش لشکر انجم آتشبار پر جا پڑے پہلے سب سے آسمان سے نعرہ ہوا منم ملکہ عالم افروز ابر برف بار لشکر پر گرا یا گھبرا کے انجم آتشبار بارگاہ سے نکل آیا دیکھا اسنے برف برس رہی ہی پہاڑ برف کا بنگیا ملکہ کھڑی ہین ناگاہ صیقل آئینہ دار کا نعرہ ہوا ایکطرف سے ساحران غدار آپڑے انجم ماہر خسار و صیقل آئینہ دار و ماہ عالم افروز نامدار بڑھ بڑھ کر سحر کرنے لگے انجم آتشبار گھبرایا ہوا ابر برف کو ابر سحر کے ہٹایا صیقل آئینہ دار نے آگ برسائی اسنے بڑھکر آگ کو روکا انجم ماہ رخسار نے سحر کیا تیر دلدوز چلنے لگے عین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سب نے شیر بیشہ جرات یکہ تاز میدان جلالت نقد روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان بصد شوکت و شان پشت کرہ بن اخضر پر سوار تیغہ دو دمہ سکندری کے قبضہ پر ہاتھ سرداران صف شکن جوانان تیغ زن تلوارین کھینچے ہوے آکر اس لشکر نکبت اثر پر گرے ملکہ مہوش تخت پر گرد ساحر گھیرے ہوے کئی نقارے بجتے ہوے آتے ہی صفون کو درہم و برہم کر دیا انجم آتشبار گھبرایا یقین کامل ہوا کہ افراسیاب سردار ایسے جانباز ایسے کیونکر جان بچے گی قلعہ کی جانب بھاگا، اتنے عرصے مین شاہزادہ صیقل آئینہ دار نے چہار جانب آگ لگادی خیمے بارگاہیں لوٹ لین چادر جلنے لگی ملکہ ماہ عالم افروز اس اقلیم کی واقفکار ہی پکار کر آواز دی تھی جو کیوں جان دیتے ہو اطاعت دین حق قبول کرو ہزار ہا ساحر دوڑ دوڑ کر قدموں پر ملکہ ماہ عالم افروز کے گرے ماہ عالم افروز نے ایرج نوجوان سے خطا معاف کرائی یہ چاہا لیان لشکر پر ثابت ہوا کہ اس شیر دلیر کو مٹا دینا منظور نہیں ہی امان ملتی ہی ہزار ہا ساحر شریک ہوگیا جنگ سے عاجز ہو چکے تھے صدائے الامان بلند ہوئی انجم آتشبار جو قلعہ میں بھاگا مال اسباب اُٹھوا کر بار کرایا قلعہ سے نکلکر بھاگا جب یہ قلعہ سے نکل چکا تب ماہ عالم افروز کو بڑھ کر ہرکاروں نے خبر دی انجم آتشبار نکل گیا ملکہ نے بڑھ کر ایرج

نوجوان سے عرض کی حضور یاغی جاتا ہی ایرج نوجوان نے باگ پھیری ملکہ ماہ عالم افروز سے فرمایا اس قلعہ سے تابہ دیر پریزادان حکومت سلطنت تمکو دیگئی تم اپنا انتظام کرکے دگزدسکہ نام پر سعد بن قباد کے جاری رہنے خراج کا یہ طریقہ ہی کہ بعد مصارف فوج کچھ بیضہ ہاے زرین بطور خراج روانہ کیا جاے ملکہ ماہ عالم افروز نے دست بستہ عرض کی کہ ہمنے قدمبوسی اسواسطے نہین کی ہی کہ حکومت ممالک حاصل ہو حضور کے ساتھ آمادہ جانبازی و سرفروشی ہین جو حضور کا قصد ہو وہی کنیزان شاہی بھی چاہتی ہین کہ تابہ طلسم ہوش ربا حضور کے ساتھ چلین لڑتے بڑے بادشاہ عالیجاہ سے مقابلہ یہ بھی ہمکو خبرین گذر چکین کہ طلسم کشا نے کل مرحلہ جات طلسمی فتح کیے افراسیاب جادو خود جنگ کر رہا ہی اُسنے اپنے کمال کے بھروسے پر یہ نمک حرامی کی تھی کہ شہنشاہ لاچین کو گرفتار کر لیا طلسم ہوش ربا پر قبضہ کر لیا اب وہ اپنا کمال سحر دکھلا رہا ہو کوئی اُس سے مقابلہ نہین کر سکتا اسد نامدار تو فتاح طلسم ہوشربا ہین صاحب لوح صف شکن تیغ زن سترہ سو سرداران افراسیاب جادو انکے شریک ہین اُسیر افراسیاب نے زمین ہلا دی کسیکو نہین مانتا اور حضور اُس طلسم سے غیر ہین اگر ہم لوگ ہمراہ نہونگے بندگان عالی کا بچنا دشوار ہی بس ایسے وقت مین سایۂ دولت سے جدا ہونا خیر خواہی سے بعید ہی سلامت سرکار دولت مدار کے جان دینا نمکخوارون کی عید ہی ایرج نے فرمایا بہت جلد لشکر آراستہ ہو اس ملعون کا تعاقب کیا جاے یہانسے نکلکر جانے نہ پائے ملکۂ ماہ عالم افروز نے کھڑے کھڑے اُس ملک کا انتظام کیا اپنے مصاحبون مین سے ملکہ نرگس خوش چشم کو وہان کی حکومت سپرد کی اور حکم دیدیا کہ تابہ دیر پریزادان فکر رکھنا ملکہ نرگس خوش چشم کو چھوڑکر اہالیان شہر سے آواز دی جب کسی نے اُسکے حکم سے گردن تابی کی اُسنے خلاف حکم صاحبقران کیا یہ بھی خبر مل چکی ہی کہ صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے لقا سے تابہ قلعہ وخانیہ پہونچ چکے ہین اگر اس طرف نزول اجلال و ورود اقبال فرمائین کل اہالیان شہر استقبال کرین دشمن کو اُنکے ٹھہرنے نہ دین اگر ہو سکے لقا کو گرفتار کرنا وہ خود مرد عواے خدائی کرتا ہے دم یکتائی کا بھرتا ہی لاکھون بندگان خدا کو برگشتہ کیا اور باختر سے تابہ کوہ عقیق لڑتا بھڑتا آیا مگر صاحبقران زمان کو بڑا بڑا صدمہ پہونچایا سُنا ہی کہ اس شہریار نے قسم کھائی ہی کہ بدون قتل

زہر دشاہ باختری واپس ہونگا یہی اُس شہریار کا عہد ہی بخوبی اہالیان شہر کو سمجھا کر اُسی وقت اٹھا لا
بارگاہ زربفتی کا للا شاہزادہ صیقل آئینہ دار و ملکہ انجم ماہر خسار و ملکہ ماہ عالم افروز
و نیلم و فیلم وغیرہ سرداران قدیم سمٹ کر ایک مقام پر آئے ایرج نوجوان اُسی طرح دریاے
خون مین نہاے ہوے نام طلسم ہوش ربا سُنکر فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوتا ہی
اس اقلیم مین اگر یہ بھی خبر سُنی کہ سرحد طلسم ہوش ربا مین آگئے انجم آتشبار جو بھاگا ہی خاص
افراسیاب جادو کا خراج گذار تھا تصویر دلپذیر ملکہ بران شمشیر زن آنکھون کے سامنے پھرگئی
دل مین خیال ہی کہ ایسے وقت یوبخین کہ ملکہ بھی مصروف جنگ ہون ہم بھی اُسوقت جا کر
پہونچ جایئن مگر شاپور سے تاکید ہی کہ انجم ماہر خسار و ملکہ شیشہ مہوش عاشقان جمال
ہین ملکہ بران شمشیر زن اس راز سے نہ آگاہ ہونے پایئن لشکر مین ہمارے یہ ذکر نہو شاپور
نے کہا اے شہریار یہ شاہزادیان مطیع حکم حضور رہین نظارہ جمال سے اُنکے قلب کو سرور رہین بخوبی
لشکر کا انتظام کر کے سب سے آگے ایرج نوجوان عقب مین سرداران مذکور چارسو نقارہ
طلائی و نقرئی بجتا ہوا علمہاے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے خریداران جنس جرأت بھی
لڑائی پر تلے ہوے اس شوکت و شان سے تعاقب مین انجم آتشبار کے چلے وقت پر اُنکا
بھی ذکر تحریر ہوگا یہان لشکر اسد نامدار مین افراسیاب جادو مقابلے مین فروکش ہے کئی مرتبہ
افراسیاب جادو نے طبل جنگی بجوایا بڑے قیامت کے سحر کرتا ہی کوئی اُسکے سحر کی برداشت
نہین کر سکتا دوسرا امر یہ بھی ملحوظ رہے کہ جب جنگ مغلوبہ ہوتی ہی تو افراسیاب جادو
ہٹتا ہوا فوج اسد غازی کو لگا کر سایہ گنبد مین لاتا ہی گنبد سے تیر تلوارین گرز خنجر نیزے
برسنے لگتے ہین سواے اُسکے کہ سایہ سے جب ہٹ آتے ہین تب بلاے آسمانی
سے نجات پاتے ہین جب اِدھر سے زیادہ دباؤ پڑتا ہی یعنی اسد نامدار بڑھتے بھڑتے قریب
افراسیاب جادو کے پہونچتے ہین خوب آگاہ ہوچکا ہی کہ اہل اسلام طبل بازگشت کے پابند
ہین طبل بازگشت بجوا دیتا ہی اسد غازی پلٹ آتے ہین ایک شب کو لڑ بھڑ کر پلٹے دربار
مین آکر جمع ہوے لاچین نے کہا اے شہریار اس پانچ میدان داریون مین کئی سو سرداران
نامی سیار گلشن جنان ہوے حسرت فتح طلسم لیکر پردہ دنیا سے گئے افراسیاب جادو نے

تیس برس ہوش ربا میں سلطنت کی میں نہیں آگاہ ہوں کہ یہ تیر تلوار برسنے کا کیا باعث ہے اسکا دفع
ہونا کس بات پر موقوف ہے اسی وجہ سے ہماری فوج کے لوگ بہت قتل ہوئے آج بھی لاکھ
آدمی کا کھیت پڑا ہے ہمارے ساٹھ ہزار چالیس ہزار افراسیاب جادو کے قتل ہوئے
سب سرداروں نے صلاح کرکے خواجہ عمرو چالاک کو طلب کیا اب اسوقت سب عیار بھی جمع
ہیں انجمن مشاورت منعقد ہوئی صلاحیں ہونے لگیں شہنشاہ لاچین نے دامن خواجہ عمرو کا تھام
لیا کہا ای یاور غریبان ای دادرس بیکسان ای عیار طرار ای مصاحب صاحبقران عالی وقار
آپ کی جستجو سے طلسم ہوش ربا فتح ہوا اب قتل افراسیاب جادو باقی ہے آپ نے ملاحظہ فرمایا
یہ گنبد افراسیاب جادو نے کیسا بنایا میری جستجو سے یہ مقدمہ خارج ہے میں نہیں جانتا کہ یہ بلا کیونکر دفع
ہوگی جب افراسیاب لڑتا ہوا زیر گنبد پہونچتا ہے وہ بلا لشکر پر نازل ہوتی ہے سب کچھ نہیں ہوسکتا
مجبور ہو جاتے ہیں اسکی فکر آپ کی ذات پر موقوف ہے اگر آپ فکر کریں تب یہ مقدمہ حل ہو ایسا
نہو قتل افراسیاب جادو میں خلل ہو ایسا افراسیاب کو اس امر پر بھروسا ہے کہ طبل جنگی بجوا کر
سر میدان آتا ہے سوائے حضور کے کسی سے منہ نہیں پھیرتا خواجہ عمرو نے فرمایا میاں اسد
نامدار فتاح طلسم ہوش ربا میں آپ سحر و ساحری میں یکتا ہیں میں ہیچ بیچارہ کس شمار و کس قطار میں
وقت پر بھی کوئی ہماری پوچھتا ہے میں مدتوں تو سن حصار پر قید رہا جو کچھ مال میرے پاس تھا وہ
مہاجنوں نے رکھوایا تھا اسکے نوکر دن نے چھین لیا قرضدار صبح کو آکر مجھکو گھیرتے ہیں میں سود
دیتے دیتے حیران ہوگیا کوہ عقیق سے خط پر خط چلے آتے ہیں حمزہ نے تنخواہ بھی موقوف
کردی اہل و عیال تباہ مثل مشہور ہے مصرعہ پراگندہ روزی پراگندہ دل۔ جب انسان وجہ
معاش سے مہلت پاتا ہے تب سب کچھ ہوسکتا ہے میں کہاں جاؤں کیا تلاش کروں آپ تو مرغ زریں
بنے ہوئے تخت پر بیٹھے رہتے ہیں ہم جفائے افلاس سہتے ہیں بس میں کیا کروں مجھے بھی یقین ہے کہ
ایک دن افراسیاب جادو تمکو اور تمھاری زوجہ کو قتل کرڈالے گا میرا کیا حرج ہوگا میں خدمت
میں اپنے آقا کی چلا جاؤنگا اس کشاکش سے مہلت پاؤنگا جاکر دامن اپنے آقا کا تھاموں گا کہ
کیوں اذنا منصف ہمنے تو تیری اولاد کے ساتھ جانبازی کی یہاں دفتر میں ہماری غیر حاضری لکھی
گئی تین روپیہ مہینے پر یہ نانا ہے اسمیں غیر حاضری کاٹی جاتی ہے لاچین نے یہ جھگڑا سنکر سر جھکا لیا

اسد نامدار نے دو لاکھ روپیہ کا رقعہ لکھکر بارگاہ مین ڈال دیا اور پکار کر آواز دی سب عیاران جانباز موجود ہین جو صاحب شکست گنبد کی فکر کرین وہ اسقدر مال لین یہ سُنتے ہی خواجہ عمرو نے تو اس طرف سے مُنھ پھیر لیا برق و چالاک اپنے مقام سے اُٹھنے لگے خواجہ عمرو نے اُٹھ کر دونون کو دو دو کوڑے مارے کہا او نالائقو تمھاری وجہ سے مقدمہ قلیل ذلیل ہوتا ہی کچھ خاک نہو سکے گا روپیہ کا نام سُنکر گھبرا گئے برق تو خاموش ہو رہا چالاک نے عرض کی کس مقام پر آپ کے غلام رہگئے بیشک پتہ لگائینگے خواجہ عمرو نے فرمایا ابھی روپیہ ہمین منگوا دو تو ہم تلاش مین نکلین اسد غازی نے دست بستہ عرض کی کہ خوب حضور آگاہ ہین یہ حق و مال غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کا ہی یون نہین ملیگا ایک خیمے مین جمع کر دیا جاتا ہی جسوقت یہ بلا دفع ہو لے لیجیے خواجہ عمرو بہت جھلائے اسد غازی نے نمانا طرح بڑاتے ہوے خواجہ عمرو اُٹھے چالاک و برق کو بُرا کہتے ہوے کہ ان نالائقون نے فتور ڈال دیا یہ وہ مقدمہ تھا کہ سب صاحب فوراً یہان جمع کرتے تب اُسکی تدبیر کیجاتی مہرخ و بہار کی جانب متوجہ ہوے فرمایا صاحبو ہمنے پندرہ برس جانبازی کی اسکا یہ پھل پایا کہ ہم غیر معتبر ہین روپیہ ہمکو دیدین تو ہم لیکر بھاگ جائین جیسے خود اُٹھائی گیرے ہین ویسا ہی اور کو بھی جانتے ہین سب طرح خواجہ عمرو پیچھے پڑتے اسد غازی نے مُنھ پھیر لیا مہرخ و بہار وغیرہ نے نام سے زاد راہ کے دس پانچ ہزار پیش کیے مہ جبین کی طرف متوجہ ہوے فرمایا تم تو بی بی شاہزادی ہو افسوس ہی تمھاری تقدیر پھوٹ گئی دربان بچے کے ساتھ تمھاری شادی ہوئی انکے باپ کے والد نامدار پہلوان عادی حمزہ کے لشکر مین دربان تھے انکی اوقات ہمیشہ قزاقی مین گذری انکے والد کی مین نے آبرو بڑھائی حمزہ کی بیٹی کے ساتھ شادی کرائی خانہ داماد دیے گئے اب انکے دماغ عرش اعلی پر پہونچے اپنی حقیقت کو بھولتے ہین سب حالات انکے کہونگا اسد غازی نے کہا جو جیتے چاہیے کھیئے روپیہ کام کرنے پر ملیگا مہ جبین نے لاکھ روپیہ منگوا کر پیش کیے اسد غازی اسپر بھی اشارہ کرتے تھے صاحب دو نہین وعدہ کر لو خوب لدھی کر کے کام کرینگے مہ جبین نے نانا خواجہ عمرو وہ روپیہ لیکر لاجین وغیرہ سے رخصت ہوے چالاک بن عمرو بھی ایک جانب چلا خواجہ عمرو کو منظور ہی کہ یہ راز کیونکر دریافت کرون یہ تحفہ جات طلسم کیونکر ملتین اول حال

وحت مآل مہتر بن مہتر چالاک بن خواجہ تحریر ہوتا ہے کہ چالاک بھی اسی فکر مین نکلا کہ کیونکہ یہ بیعد ملک
فتح ہونے پر طلسم کے یہ افتاد بڑا چاہتی ہے سوچتا ہوا جاتا ہے یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام
رہے کہ افراسیاب جادو طبل جنگی بجواکر بذات خود میدان مین آتا ہے صرصر پر بھی
تاکید ہے کہ اے صرصر ابھی تک بڑی خیر ہے کہ مین میدان کارزار مین نکل کر لڑتا ہون یہ گنبد
مین نے بطور قلعہ بنایا ہے اگر اس مین جا بیٹھون تو طائر وہم و خیال مجھ تک نہ پہونچے تمکو بھی سنا
ہے کہ اسد غازی کی فکر کرو اے صرصر اگر یہ لوح قبضے مین آجاے جیسے جیسے دھوکے مین نے
کھائے اسکا بدلا کرون فوراً اسد غازی کو قتل کر ڈالون صرصر نے عرض کی کہ لونڈی فکر
مین ہے دن بھر مین چار چار پھیرے لشکر اسلام کے کرتی ہے آپ یہ تو ملاحظہ فرمائیے علاوہ
اُن چھ عیارون کے نور الدہر کا عیار شبرنگ بدیع کا شاطر امیہ بن عمرو و قاسم کا
عیار سیارہ بن عمرو یہ بھی جا بجا حفاظت کرتے ہین پرندہ پر نہین مار سکتا دوسرے کی کیا
لیاقت ہے کہ اسد غازی پر دست انداز ہو مین نے فکر کی ہے امروز فردا مین گرفتار کر کے
لاتی ہون تامل نفرمائیے گا فوراً قتل کیجیے گا افراسیاب نے کہا اے صرصر اب تسلی ہے تامل کا
وقت نہین ہے اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا صرصر بھی فکر مین چلی صبا رفتار نے خبر دی عمرو چالاک
کل سے لشکر مین نہین ہین یہ سنکر صرصر دلیر ہوئی جادوگرنی کی شکل بنکر لشکر مین خوش و خرم
پھرنے لگی چالاک بن عمرو تین دن برابر صحرا مین پھرا کوئی نشان نہ ملا ایک دن ایک پہاڑ
پر سے چڑھ کر دیکھا آٹھ نو سو جوان ایک مقام پر فروکش ہین خستہ و شکستہ پریشان ایک
ٹوٹی سی بارگاہ بھی استادہ ہے چالاک فقیر بنکر لشکر مین آیا کسی بنیے بقال سے پوچھا یہ کسکا لشکر
ہے لوگون نے کہا شاہ صاحب مقام عبرت ہے شہنشاہ نیلم شکست کھا کر بھاگا ایسا بے سامان
ہو کر نکلا کہ اس حال سے اس مقام پر اُترا ہوا ہے ایک دن وہ تھا کہ شہنشاہ افراسیاب
سامری محل مین اپنا تصرف جانکر براے ملاقات شہنشاہ نیلم آتے تھے اب جو انھون نے
نامہ اپنی تباہی کا لکھا کسیکو براے استقبال بھی نہ بھیجا یہ جواب آگیا کہ جس حال مین ہو اسیطرح
چلے آؤ یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر یہ جا کر شرکت افراسیاب کرین اور طبل جنگی بجواکر میدان کارزار
مین نکلین تو اب بھی کوئی انکا ہم نبرد نہین ہے سحر سے طبقے زمین کے بلا دینگے

زمین کو آسمان پر پہونچا دینگے سامان ظاہری جو مٹ گیا اس وجہ سے افراسیاب جادو نے بھی
خبر نہ لی یہ مضمون سنکر چالاک لشکر سے نکلا کنارے آنکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا صرصر
شمشیر زن کی شکل بنکر تیار ہوا جست و خیز کرتا ہوا لشکر نیلم مین آیا اُلٹہ ہوا بی صرصر تشریف لاتی
ہین نیلم کو خبر پہونچی بارگاہ سے نکل آیا ایک ٹوٹا سا تاج پہنے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس
صرصر کو دیکھتے ہی آواز دی ملکہ صرصر آج کدھر کی ہوا ہی کہ تم نے ہمکو سرفراز کیا شہنشاہ کو
ہمنے نامہ لکھا تھا حکم ہوا کہ چلے آؤ وہ دن شہنشاہ بھولے کہ ہمنے گھر لاچین کا سٹایا اُنکو
بادشاہ بنایا پریشانی مین ہماری خبر نہ لی چالاک نے کہا اے شہنشاہ آپکو ناحق انتشار ہی
افراسیاب جادو اُسی طرح آپ کا خواستگار ہے مجھ سے تنہائی مین فرمایا جاکر میرے قوت
بازو کو لاؤ تمھاری بربادی ایسی بے سبب ہوئی ایک شب مین مواج کا لشکر تباہ ہوا چالاک
تمھاری صورت بن بیٹھا صرصر وغیرہ کو بلا کر تباہ کرایا چاہ نیلوفر مین بھی انتظام آپ سے
نہ بن پڑا اب وہ وقت ہی کہ شہنشاہ خود میدان کارزار مین نکلتے ہین ہر روز دو چار سردار
قتل کر کے پلٹ جاتے ہین اگر آپ ایسا قوت بازو ساتھ ہوا ایک ہفتے مین لڑائی فتح
ہو جاے نیلم نے کہا صرصر اب بھی اگر میدان کارزار مین ڈوب جاؤن اور جو سحر میرے
قبضے مین ہین انکو صرف کرون لاچین کو کب بھاگتے نظر آئین صرصر و بہار وغیرہ لونڈی
غلام ہین اُنکی کیا حقیقت ہی چالاک نے کہا حضور تخلیہ کرین اب وہ وقت ہی کہ دیوار دور ہم
گوش دارد عیاران اسلام نے تمام ہوش رُبا مین غدر ڈال دیا اسد غازی نے جاکر بڑے
زور شور سے مرحلہ جات فتح کیے ایسا نہو میرے آنے کی کسیکو خبر ہو جاے کوئی عیار دوڑ
پڑے کام بنا بنایا بگڑ جاے نیلم جلدی مین اُٹھ کھڑا ہوا صرصر کا بھی آنا اُسکو غنیمت ہوا
خیال مین ہی کہ اسوقت بڑی بات ہی کہ صرصر کے ساتھ جاؤن سردار میرے آوازے کستے
ہین اپنی تقدیر کو روتے ہین مجبور ہنستے ہین کہ شہنشاہ نے میری خبر نہ لی صرصر سے باتین کرتا
ہوا الگ خیمے مین آیا چالاک نے کہا منقل آتش منگوایئے شہنشاہ نے ایک سحر تعلیم فرمایا ہی
کہ شہنشاہ نیلم اُس سحر کو لیکر آئین مین ادھر سے لڑتا بھڑتا نکلون گھیر کر سبکو مار لین اکیلا اسد
غازی کیا کریگا عجائب وغرائب سحر سے اُسکو بھگا دینگے جنگل مین مارا مارا پھریگا نیلم نے

بہ تعجیل آگ روشن کی چالاک نے لوبان اپنے پاس سے نکال کر دیا کہا اسکو آگ پر جلایئے دھوین
سے ایک پریزاد پیدا ہوگی راز دنیا زجنگ تعلیم کر دیگی نیلم نے لوبان ہاتھ مین لیکر آگ پر پھینکا
آگ سے دھوان نکلا ارے کہکر شہنشاہ نیلم بیہوش ہوا چالاک نے زبان مین سوزن دی ایک صندوق
مین نیلم کو بند کر لیا آپ اُسکی شکل بنکر باہر نکلا اہالیان لشکر سے کہا جلد لشکر تیار کرو سبنے پوچھا
حضور صرصر کہان گئی کہا یارو نادان ہو ہوا کو کون دیکھ سکتا ہے شہنشاہ نے ہم کو باعزاز و
اکرام طلب فرمایا ہے اب جنگ طلسم کشا ہماری تجویز پر موقوف ہی چلتے ہی قیامتین برپا کرینگے
ایک سحر بھی عمدہ افراسیاب نے بھیجا ہے وہ سحر ہمین نے قبضے مین کر لیا یہ طاقت ہم پہونچی
کہ لاکھون کو پلک جھپکاتے مین قتل کرونگا جاتے ہی میان لاچین کا امتحان لونگا آنکھ چار
کرکے کہونگا مین وہی شہنشاہ نیلم ہون جسنے تمھاری مشکین باندھ کر زندان توسن حصار مین
قید کیا تھا پھر اپنے کوہ نیلم پر جاؤنگا وہی ملک ومال وہی جاہ وجلال حاصل ہوگا ساتھ والے
تو ترس رہے تھے وہی لباس کہنہ پہنکر تیار ہوئے ایک ہوا دار شکستہ پر نیلم نقلی سوار ہوئے
صندوق نیلم کو چھکڑے پر لدوالیا سب سے کہدیا سحر تعلیم کردہ افراسیاب اسی صندوق مین
بند ہی جو کوئی اسکو ہاتھ لگائیگا دیوانہ ہوجائیگا اس شوکت وشان سے چالاک بن عمرو بصورت
نیلم اُن بارہ سو جوانون کو اپنے ساتھ لیکر طرف افراسیاب جادو کے چلا بروقت روانگی
ایک عرضی اس مضمون کی لکھی اے شہنشاہ ملک ومال میرے قبضے سے نکل گیا جاہ نیلوفر
برباد ہوا مین خدمت مین آتا ہون چند سحر جو میرے پاس کارخانجات کے ہین آتے ہی آنکو
صرف کرونگا چالاک تو بشکل نیلم طرف لشکر افراسیاب کے چلا اسکا بھی ذکر وقت پر تحریر
ہوگا مگر مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گذاری تلاش مین اُن تحفہ جات کے نکلے ہین دیکھیے
کہان پہونچین صرصر شمشیر زن افراسیاب جادو سے وعدہ کرکے کئی دن لشکر اسد مین
پھری دیکھتی ہی کہ لشکر قہار مین ایک دریا موج مار رہا ہی لشکر لاچین الگ ہی لشکر کوکب
ایک جانب فوج جہاندار شاہ ایک سمت فروکش ہی پھرتے پھرتے قریب بارگاہ ملکہ تصویر پہونچی
یہ بارگاہ معشوقہ بدیع الزمان ہی جو معشوقین طلسم خورشید نگار سے آئینہ رُخی بارگاہ ہین گرد
بیچ مین بارگاہ ملکہ تصویر در دولت پر چوبدار ایسا دل ہی حاجب دربان چوبدارنیان قلماقنیان ہزارا

دربہزار حاضر ہین صرصر نے ایک کنیز سے پوچھا اس بارگاہ مین کون صاحب ہین اُسنے کہا ملکہ تصویر طلسم کشا کے مامون جان کے معشوقہ کی آج کچھ طبیعت علیل ہے طلسم کشا بھی تشریف لائینگے صرصر نے کلیجہ تھام کے نرگس نامے ایک خواص کو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر محل مین آئی دیکھا ملکہ تصویر چھپر کھٹ پر لیٹی ہین گرد کنیزان زرین پوش مصاحبان پری پیکر خدمت گذاران سیمبر بصد کر و فر حاضر ہین صرصر ہنستی ہوئی قریب ملکہ تصویر کے آئی تصویر نے ہنسکر پوچھا کیون نرگس آج کیا تماشا دیکھا صرصر نے عرض کی خدا حضور کے جاہ و جلال کو دو چند کرے حضور علیحدہ چلین تو مین کچھ عرض کرون مین نے خبر پائی کہ صاحبقران زمان بھی آتے ہین لقا کو شکست فاش ہوئی زوجہ خاص شاہزادہ بدیع الزمان و ملکہ گوہر سلک نادر نور الدہر اشتیاق مین اپنے شوہر کے اور فرزند کے لشکر صاحبقران کے ہمراہ ہین شاہزادہ والا قدر اسد نامدار سے صلاح کرتے تھے کہ سب معشوقون کو چھپانا چاہیے ملکہ گوہر سلک کے خلاف ہوگا زوجات مین اُنکے وہی صاحب اولاد ہین اُنکا بہت پاس کرتے ہین لیکن اتنا کنیز نے سنا کہ اسد نامدار نے فرمایا ملکہ تصویر کو نہ چھپائینگے کہ وہ مامون جان کے ساتھ زندان طلسمی مین قید رہین بڑی بڑی جفائین سہین اور بھی چند باتین سنی ہین وہ باتین راز دنیا کی ہین تخلیہ مین عرض کرونگی ملکہ تصویر اُٹھکر کنارے آئین صرصر عیارہ بھی طرار و فرار تھی باتون باتون مین اس نے ملکہ تصویر کو لگایا جب بخوبی متوجہ کر لیا تب گلوری اُٹھا کر دی ملکہ تصویر نے کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئین صرصر نے ملکہ تصویر کو ایک صندوق مین بند کر دیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بشکل تصویر مسند پر آگر بیٹھی مگر خوف عیاران سے کانپ رہی ہے کہ ایسا نہو کوئی عیار آکے پہچان لے تو جان بچا کے نکلنا مشکل ہوگا چونکہ مشہور ہوا تھا کہ ملکہ تصویر علیل ہین اسد نامدار جو بارگاہ سے اُٹھے منظور ہوا کہ جا کر ممانی امان کو دیکھ آؤن مصاحبون کو دروازے پر چھوڑ آپ بلا تکلف اندر آئے صرصر کو کنیزون نے خبر دی طلسم کشا تشریف لاتے ہین برائے عیادت حضور تشریف لائے ہین صرصر منھ لپیٹ کر تخلیہ مین چھپر کھٹ پر لیٹ رہی کنیزونکو ہٹا دیا اسد نامدار نے آکر پوچھا ممانی جان کہان ہین کنیزون سے سنا شب سے حرارت ہے تخلیہ مین تشریف رکھتی ہین اسد غازی پردہ اُٹھا کر اندر آئے صرصر نے اُٹھکر بلائین لین ترقی عمر کی

دعائین دین پوچھا کیون فرزند اب لڑائی کی کیا کیفیت ہی اسد غازی نے کہا ابتو کئی دن سے
افراسیاب جادو نے طبل جنگی نہین بجوایا چھوٹتے نانا جان تشریف لائین تو تدبیر معقول ہو
صرصر نے باتین کرتے کرتے گلابی کھینچکر اسد غازی کو جام دیا اسد غازی نے سلام کرکے پیا پیتے ہی
اسد بیہوش ہوا صرصر نے مُہرے کا تو خیال نہ کیا لوح گلے سے اُتاری اسد کا پشتارہ باندھا
نقب کھودتی ہوئی نے نکلی ایک نخل کے سایہ مین جاکر نقب توڑی گرد و غبار مین اُٹھ ہوئی خیمون
کی آڑ پکڑتے بھاگی یہان افراسیاب جادو انتظار مین صرصر کے بیٹھا ہے نا گاہ نیلم بھی
آیا افراسیاب جادو نے وزرا اُمرا کو حکم دیا ہمارے قوت بازو کا حال ابتر ہے وہ ہمارا
قدیم افسر ہی باعزاز و اکرام اُس خوش انجام کو استقبال کرکے لاؤ چند وزیر و مشیر چند تاجدار
برائے استقبال نیلم چلے کنارے پر لشکر کے آکر ملاقات کی دیکھا عجب حال تباہ سے نیلم
آتا ہی سب کو نہایت عبرت ہوئی انگشت حیرت دندان تفکر سے کاٹتے تھے آکر سب نے
سلام کیے چالاک ہنستا ہوا رہوار سے اتر اسب کے ساتھ باتین کرتا ہوا چلا لشکر حریف کو
دیکھکر ہنستا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی یہ لشکر باغیان کیا چیز ہے یہ جو گولا ہاتھ مین ہی سحر
پڑھکر پھینک دون لشکر مین آگ لگجاے لاکھ کوئی باران سحر برسائے نہ بجھے مال و دولت
میرے قبضے سے نکل گیا کمال علم تو قبضے مین ہی پھر ہوش رُبا کو اُسی طرح آباد کردون گا سلطنت
افراسیاب جادو کو زور دون گا اس پیر زین گیر لاچین کی یہ مجال ہوئی کہ مقابلے مین ہمارے
شہنشاہ کے آیا ساحر غدار بڑے بڑے تاجدار پڑھکر افراسیاب جادو کو خبرین سنارہے ہین
کہ حضور نیلم آپ کا بڑا خیر خواہ ہی سامان و شوکت لاچین کی اسکو بہت ناگوار ہی کہتا ہے
سب کو جاکر قتل کرونگا افراسیاب نے جواب دیا یار وہ میرا قوت بازو زینت پہلو اُفتاد
سے شکست کھائی ہین اور وہ ساتھ ہوکر جو لڑونگا کون برداشت کرسکیگا یہ کہکر خود اُٹھا دربارگاہ
پر آکر ٹھہرا دیکھا سامنے سے شہنشاہ نیلم گرد چند مصاحب بحال ابتر آکر پہونچا افراسیاب
بھائی صاحب کہکر لپٹ گیا چالاک بھی خوب چیخین مار کر رویا افراسیاب نے کہا بھائی کیون
روتے ہو جو ملک و مال باقی ہین وہ سب تمھارے واسطے ہین چالاک نے کہا اے شہنشاہ آج
رات کو جاکر بستر خواب پر لاچین و بلقیس کو سوتے مین قتل کرونگا کوکب کا بھی سر کاٹ لون گا

عنایت سے سامری کے وہی ملک و مال وہی جاہ و جلال پھر ہوگا افراسیاب جادو خوش
ہوگیا ہر اندر بارگاہ کے نیلم نقلی کو لیکر آیا پہلو مین اپنے جگہ دی حیرت نے بھی سلام کیا نیلم نے
کہا اے ملکہ عالم ایک ہمارے ہونے سے یہ تباہی ہوئی کل ہی اور رنگ ہوجائے گا کوئی باغی سامنے
نظر نہ آئیگا حیرت بھی خوش ہے کہ لشکر مین ہلڑ ہو صرصر شمشیر زن اسد غازی کو لائی حیرت
نے کہا لو جی نیلم کے آتے ہی لڑائی فتح ہوئی صرصر نے آتے ہی پشتارہ سامنے افراسیاب
کے رکھدیا لوح ہاتھ پر رکھکر نذر دی افراسیاب کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا برق برلے خبر
لشکر کفار مین آیا تھا اسد پر تو افراسیاب نے سحر کیا کہ تمام جسم مین اس شیر بیشہ جرأت کے
ماران سیاہ لپٹ گئے مگر برق فرنگی یہ خبر وحشت اثر لیکر بھاگا آتے ہی بارگاہ مین ایک چیخ
ماری کہا صاحبو تم سب غافل بیٹھے ہو اسد کو صرصر گرفتار کر لیگئی شہنشاہ نیلم بھی ابھی آکر پہونچا
ہے سامان قتل اسد غازی ہو رہا ہے میرے سامنے افراسیاب نے سحر کرکے اسد نامدار کے جسم
مین ماران سیاہ لپٹا دیئے اس شیر مین کلام کرنے کی طاقت نہین یہ سنتے ہی لشکر مین غل ہوا
سب سے پیشتر بدیع الزمان نامدار اپنے مقام سے اُٹھے نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا
غضنفر نے بوق ترکی بجادی بوق مین آواز یہ تھی اے قزاقان تیار شوید تیسری آواز مین
اسی ہزار قزاق پرے باندھکر حاضر ہوئے اٹھارہ امیرزادے ابراہیم بن مالک وغیرہ اُٹھے
لاچین و کوکب جہاندار و چرخ و بہار و باغبان و معمار و سرخ موائے کاکل کشا
و ہلال سحر افگن و ملکہ لعل سخندان و ماران زمین کن نے دونون پاؤن زمین مین مارے
غرق زمین ہوکر چلے کہکشہ رو شمشیر چمک کر آسمان مین ڈوبا بران نے اختر فارید سنبھالا
بھی واضح رہے کہ شاہزادہ سحر العجائب آسمان سیر کا سر کاٹ کر لایا تھا اسنے تو یہی ظاہر کیا
کہ قباد و شہریار کو اسنے کہین چھپا دیا آپ ایک ابر مین جاکر چھپا تھا مین نے باقبال طلسم کشا
اسکو جاکر مارا وہ شہریار جہان ہونگے اسکے سحر سے محفوظ ہوے ہونگے اصل مقدمہ کی کسیکو
خبر نہین کہ بہ تائید غیب شریک حال ہوئی بہر نوع کل لشکر شہنشاہ لاچین و جملہ سردار
آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوکر چلے قصد ہو کہ لشکر افراسیاب پر جا پڑین لڑ بھڑ کر اپنی جان
دین برق نے جاکر محل مین تلاش کی جا بجا ڈھونڈھا تب ملکہ تصویر کا نشان طائر بدیع الزمان

نے جاکر ملکہ تصویر سے کیفیت پوچھی فرمایا ای شہریار مجھے خبر نہین کسنے مجھکو بیہوش کیا ملکہ لالان
خونقبا محل سے نکل آئین کلمات حسرت و یاس مہ جبین نے کہے کہ صاحبو یقین کامل ہوا ہم سبکی
افراسیاب کے ہاتھ سے قضا ہی افراسیاب بڑے بڑے دھوکے اٹھا چکا ہی اب وہ قتل مین شہریار
کے تامل نکریگا کہان تو یہ ہنگامہ ہی تحریر ہوا کہ لاچین و بلقیس بڑے زور شور سے روانہ ہوچکے
بدیع الزمان گرد لشکر شکن و نور الدہر و قاسم فوجون کو تیار کر کے پشت ہاے مرکب پر
سوار آمادۂ حرب و پیکار سب سے زیادہ شاہزادہ غضنفر بن اسد بیتاب ہی ملکہ نسیم
جان ندھری فوج ساحران کو تیار کرچکی ہر سمت یہی ہنگامہ ہی کہ آج لشکر افراسیاب مین چلکر جان
دینگے یا اپنے آقا کو چھوڑا لینگے یہان افراسیاب جادو قید اسد کو دیکھکر پھول گیا شہنشاہ نیلم
نقلی کا بھی دنگل ہی حیرت جادو کہ رہی ہی چچا جان آپ کے آنے کی برکت ہوئی چالاک
کے ہوش و حواس پراگندہ جی مین کہتا ہی ای چالاک مین نے عیاری اسواسطے کی تھی کہ
افراسیاب کو گرفتار کر کے خدمت اسد نامدار مین لیجاؤن گا اُسکے برعکس ہوا اپنے
آقاے نامدار کو قید آہن مین مبتلا دیکھا اب کیا تدبیر کرون حال اپنا گذشتہ افراسیاب سے
بیان کر رہا ہی مطلب یہ ہی کہ افراسیاب کو باتون مین لگاؤن قتل اسد مین دیر ہو شاید
پروردگار کوئی سامان رہائی کا کرے اگر خدانخواستہ اسد نامدار قتل ہوگیا لاچین وغیرہ
سب بیکار ہوجاینگے ایکدن مین افراسیاب سبکا خاتمہ کردیگا ای چالاک اب کیا تدبیر کرون ذرا باتون
مین افراسیاب متوجہ ہوا تھا کہ صرصر نے بڑھکر کہا اے شہنشاہ جس حماقت مین آپ گرفتار مین
پھر وہی خطا ہوتی ہی آپ قتل اسد مین عرصہ کرتے ہین چالاک اپنے کو صرصر سے بھی چھپاتا
ہی کہ ایسا نہو یہ ظالم پہچان لے تو غضب ہوجاے کبھی منھ ڈھک لیتا ہی کبھی نگاہ چوراتا ہے
کبھی کھڑا ہوتا ہی کبھی بیٹھ جاتا ہی کہ افراسیاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اسد کو مین اپنے ہاتھ
سے قتل کرونگا لوح افراسیاب نے تخت پر رکھدی نیلم نقلی اُٹھکر افراسیاب سے لپٹ گیا
کہا ای شہنشاہ آپ نے ہمیشہ کے قانون کے خلاف کیا یہی باعث بربادی ہوا آپ کو سامری و
جمشید نے اٹھارہ ملک کا بادشاہ کیا جاہ و جلال مرحمت فرمایا آپ کو کیا ضرورت ہی کہ اپنے ہاتھ
سے قتل کرین بلکہ یہ خدمت مجھکو مرحمت ہو بطفیل سامری صاحب جمشید ملکہ ماہیان آفات

بالاعلان فرمایا کرتی تھین کہ بادشاہ ہوش ربا اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل نہ کرے ورنہ شاہ کا
خون گھٹتا ہے نہ کہ طلسم کشا کو اپنے ہاتھ سے قتل کیجئے سراسر خلاف حکم سامری و جمشید ہے یہ کہکر
شہنشاہ نیلم نے تیغۂ برق تاب ہاتھ مین لیا اسد کے قریب آکر کہا کیون اوجوان تجھکو کچھ
خوف نہ آیا طلسم ہوش ربا مین آکر غدر ڈال دیا اس دن کی خبر نہ تھی اقبال شاہنشاہی
کو دیکھا وہ کاہن ستارہ شناس کہان ہین جنھون نے حکم دیا تھا کہ اسد نامدار قاتل افراسیاب ہے
اب کون کسکا قاتل ہوا حکم لگانے والا جاہل ہوا یہ کہکر گردن پر کوئلے کا خط کھینچ آواز دی
اے شہنشاہ حکم اول ہی سمجھکر فرمایئے مین طلسم کشا کو قتل کرتا ہون افراسیاب نے حیرت سے
کہا دیکھو خیرخواہان دولت ایسے ہوتے ہین بھائی نیلم کو کسقدر خیال ہے خود اپنے ہاتھ سے
قتل کرنے کو اٹھتے ہین قدم بھی انکا مبارک ہوا صرصر نے کہا مبارک قدم نام رکھو اور چالاک
اس لفظ سے گھبرایا سمجھا کہ شاید مجھکو پہچان گئی اور زیادہ چالاکی کرنے لگا تیغہ کھچا ہوا ہاتھ مین
مثل جلادون کے آواز لگا رہا ہے اے حاضرین محفل مقام عبرت ہے یہ وہ نوجوان ہے کہ جسکے
اٹھارہ سو ملک کے ناظم اور حاکم مطیع ہوے دردولت پر اسکے آکر ناصیہ فرسائی کی اسکے
بزرگون کا لواے شوکت از پردہ دنیا تا بہ پردہ قاف پہونچا آج بے مونس و غمگسار اس
دربار شہنشاہ مین قتل ہوتا ہے اس عیش گاہ کو جو مقام قدیم جانکر پھنسا گویا اپنے اوپر روتا ہے اب
اسوقت اسکے دوستان صادق و محبان واثق کہان ہین آکر اسوقت ہمارے ہاتھ سے بچائین
اس گرفتار رنج و محن کو مصیبت سے چھڑائین چالاک کا یہ منشا ہے کہ کچھ سردار لڑتے بھڑتے
آجائین سحر ہونے لگے مین بھی اسد کو رہا کرون لوح کیونکر اٹھا لون سحر سے بھی تو شہریار مہلت
پاے یہ تو ظاہر ہے کہ جرأت و شوکت مین یکتا ہے لیکن سحر و ساحری مین مبتلا ہے چالاک کلمات
عبرت آمیز کہ رہا ہے ہر مرتبہ قریب اسد آکر ٹھہر جاتا ہے یہی قول ہے کہ اے شہنشاہ قتل کرون اور
افراسیاب حکم دیتا ہے یہ بہت خوب کہکر تلوار روک لیتا ہے اس تردد مین تھا قریب تخت افراسیاب
کھڑا ہوا حالات اپنی تباہی کے وسوانحات چاہ نیلوفر بیان کر رہا ہے لوح پر جو نگاہ پڑی کہا
اے شہنشاہ یہ کیا ہے افراسیاب نے کہا اے برادر ریحان برابر یہ وہ شے ہے کہ بانیان طلسم نے وہ شے
بنائی کہ تمام ساحر بیکار ہوے ہم ایسے سحر کرنے والے اسکے سامنے مجبور و لاچار ہوے جسکے پاس

یہ ہوا کیسر سحر تاثیر نہین کرتا جب تک یہ دریاے نیل مین رہی ساحرون کا سحر وہان بیکار رہا اسکے واسطے مین نے قہقہہ فیلسر کو مارا علم نیرنجات وشعبدے کو زور دیا ورنہ قہقہہ کا قتل کرنا کیا ہنسی تھی اسکے پاس ہونے سے اسکو غرور رہا کرتا تھا شہنشاہ میرا کیا کر سکین گے مین ایسا صاحب علم وکمال تھا کہ دریاے نیل مین پہونچا قہقہہ کو نکالکر لایا چیر کر پھینک دیا زمانہ خروج ملکہ تاریک شکل کش مین شہرہ فیلسر قہقہہ کا بھائی آیا ہاتھ سے دائی امان کے مارا گیا آج صرصر نے کار نمایان کیا کہ طلسم کشا کو مع لوح لائی اسکے دیکھنے سے سحر باطل ہوتا ہے چالاک نے کہا حضور ذرا مین دیکھون اسمین کیا تحریر ہے آپ کا بیان تو اچھی ہوئی تقریر ہے ہم وہ ساحر ہین کہ علوم نیرنج وشعبدہ سے ماہر ہین یہ تختی ہمارا کیا کر سکتی ہے افراسیاب ہان ہان کرتا رہا اور چالاک نے لوح کو اٹھایا جھپٹ کر قریب اسد پہونچ گئے مین ہاتھ ڈال دیے کہا اے شہنشاہ اٹھیے منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو افراسیاب جبتک اٹھے اسد غازی نے اٹھتے ہی ایک ساحر کو مارا تلوار اسکی اٹھالی چالاک بن مہتر نے حقہ آتشبازی داغ دیا مرادیہ تھی کہ کوئی دغا نکرے ساحرون نے چالاک پر بلوہ کیا زمین شق ہوئی شہنشاہ لاچین وملکہ بلقیس ثانی زن وشوہر بصد کروفر حربہ ہاے سحر ہاتھ مین لیے پیدا ہوے کنارے سے لشکر کے شیرون کے نعرے کی آواز آئی زمین تھرائی سب سے آگے بڑھکر غضنفر بن اسد غازی نے بوق ترکی بجایا اسی ہزار بوق ترکی بجا گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے سوار بھاگے جاتے ہین انقلاب لشکر مین افراسیاب جادو کے ہوا نعرہ نورالدہر کی آواز آئی نعرۂ نورالدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی — کہ شاہانش جہانگیر وفلک گیتی ستان خوانند

دیگر

پناہ لشکر اسلام نورالدہر گز بیمش — عدو بور رزمگاہش بس صداے الامان خوانند

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم — نقارا بکدست بر داشتم

شہ نوجوانان لقب یافتم — ظفر بمیلان عرب یافتم

ایک جانب سے آواز آئی — نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ — زنم تیغ برابر دنیزہ بماہ

ہمہ باختر شد بزیر نگین — ز آب دم تیغ بشستم زمین

برابر ہی دوسری آواز آئی — نعرہ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در روز کین — توانم کشم آسمان بر زمین

ز تیغم بسے ملک اسلام شد

کہ سر فتنہ باختر نام شدہ | شہنشاہ لاچین و بلقیس ثانی اندر بارگاہ کے لڑ رہے ہین اب
ملازمان اسد نامدار پہونچے خود و زرہ وغیرہ پہونچایا مرکب پر سوار ہوئے تیغہ نور افشانی ہاتھ
مین افراسیاب نے جو اس شوکت و شان سے اسد غازی کو دیکھا سحر کرتا ہوا بیرون
بارگاہ آیا لشکر مین کمر بندی ہونے لگی اہل اسلام نے زمین ہلا دی پتھراؤ کر دیا چشم زدن مین
تمام میدان لاشون سے بھر دیا ساحران طلسم خورشید نگار گرد شاہزادہ بدیع الزمان
کے سحر کرتے ہوئے آتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم قریب شاہزادہ نور الدہر چہرہ آفتاب
عالمتاب حسن و جمال مین لاجواب کنٹھے یاقوت احمر کے ہاتھ مین انکے بھی گلے مین حمزہ کل موجود
ہے سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا ہمراہیان اسد نامدار اٹھارہ امیر زادے ابراہیم بن مالک وغیرہ
بارہ ہزار قزاقون کو ساتھ لیے ہوئے مصروف جنگ ہین یہ سب دریائے جرأت کے نہنگ
ہین لاش پر لاش گر رہی ہے تصویر موت کی آنکھون کے نیچے ساحرون کے پھر رہی ہے افراسیاب جادو
بدحواس یکایک جنگ واقع ہوئی سرمایہ برف انداز و ابریق کوہ شگاف کل فوج کے منتظم
ہین سرما نے اٹھتے اٹھتے برف برسائی ہزارون کو ٹھنڈا کیا برف کے پہاڑ بنا دیئے
ملک جہاندار شاہ کی نگاہ پڑی کہ سرما بڑے زور شور سے آج لڑ رہا ہے معمار قدرت
جا پڑا دو چار گولے مارے پہاڑ برف کے ہٹے ابر سحر اسکا شکست نہوا سرما نے کچھ قطرات خون
طرف ابر کے پھینکے ابر سحر سے ایک برق تڑپ کر سر معمار پر گری یہ بیچارہ اس سحر سے آگاہ نہ تھا
سحر سے اُس خود سر کے زخمی ہوا چاہا بڑھ کر سر کاٹ لون ملک جہاندار شاہ کی نگاہ پڑی
تیغہ کھینچکر جا پڑا معمار کو بچایا اپنا سینہ سپر کر دیا ایک گولا اٹھا کر مارا اول پھر لختہ لختہ ہوا سرما
گھبرایا تیغہ کھینچکر جہاندار شاہ پر جا پڑا کئی ہاتھ مارے جہاندار شاہ نے خالی دیکر ہاتھ مارا
کہ سرمای برف انداز کے دو ٹکڑے ہوئے ابر تیرہ و تار اٹھا آندھی سیاہ آئی صدا آئی لگی کشتی
مرا نام من سرمای برف انداز بود ابریق نے جو دور سے یہ دیکھا کہ بھائی کا لاشہ تڑپ رہا ہے
تیغہ کھینچکر چلا ادھر سے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سحر کرتے ہوئے پہونچے یہین دیکھا کہ فوج ستم
وابریق نے جہاندار پر حملہ کیا یہ شیر دلیر اتنی بڑی فوج مین لڑ رہا ہے اپنے رفیق قوت بازو و معمار
کو بھی بچایا کوکب ابریق پر جا پڑے ابریق نے بڑے بڑے سحر کیے سنگدل نے خوب ٹھہر

برسائے خاک تاثیر بنوئی جب کوکب نے سحر کیا وہ پتھر اُسی کی فوج پر گرے صدہا کے سر پھٹے
ابریق نے جھپٹ کر ہاتھ مارا کوکب نے اپنے کو تو بچایا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا انتہا کا
غصہ تھا ایک طمانچہ مار دیا سر ابریق کا چنبر گردن سے اُڑ گیا افراسیاب نے دور سے
دیکھا کہ دونوں وزیر مارے گئے قہر و غضب میں سحر کرتا ہوا پہلے تو کوکب پر جا پڑا اس طرح
کی برق چمکائی کہ شانہ کوکب کا نشانہ ہوا کئی ہزار جوان کھڑے ہو کر ملازمان کوکب اُسی
مقام پر قتل کیے دور سے اسد نامدار نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ افراسیاب نے فوج کوکب کو
درہم و برہم کر دیا اس بلا کے سحر کر رہا ہی کہ ملازمان کوکب برداشت نہیں کر سکتے آج اپنے
جسم سے زیور اُتار اُتار کر پھینک رہا ہی کبھی کنٹھا کبھی موتیوں کا مالا کبھی دامن پھاڑ کر پھینکتا ہی
اس سے آگ برستی ہو ابر خونی پیدا ہوتا ہو جس پر قطرہ پڑا جل گیا اسد نامدار نعرہ کر کے طرف
افراسیاب کے چلے ایک طرف سے غضنفر لڑتا ہوا آتا ہی افراسیاب نے فوج غضنفر پر تو
سحر کیا کئی سر قزاق بیہوش ہو کر گرے چند کے سر پھٹ گئے چند پر برق گری سر قلم ہوے
اسد غازی لوح چمکاتے ہوے پہونچے افراسیاب اسد غازی کو دیکھکر بھاگا جست
کر کے دوسرے غول میں جا رہا اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ یہ جنگ مغلوبہ تین شبانہ
روز قائم رہی افراسیاب فوجوں کو قتل کرتا ہی جب اسد کو آتے ہوے دیکھتا ہی جست و خیز
کر کے اوروں کے لشکر پر جا پڑتا ہی اسد کو اپنے قریب نہیں آنے دیتا لاچین و بلقیس وغیرہ
کو یقین کامل ہی کہ آج افراسیاب کے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچے گا ظلمات چہار دست
ہمشیرہ آفات بھی ساتھ ہی اُسنے سحر کر کے میدان میں اندھیر کر دیا اُس تاریکی میں کڑک
کڑک کے گر رہی تھی ملکہ بلقیس ثانی سحر کرتی ہوئی قریب ظلمات کے پہونچیں للکارا او
سیاہ رو بد خو نمک حرام بد انجام ہمارے سامنے یہ بدعت ہزارہا بندگان خدا کا خون تیری گردن
پر ظلمات نے بلقیس پر بھی سحر کیا سامنے سے نہ ہٹی فوج کو لیکر جم گئی بلقیس لڑتی ہوئی
قریب پہونچی ظلمات نے نیچہ سحر مار ایکار کر آواز دی بلقیس افراسیاب نے اپنا طلسم غفلت
میں برباد کیا اس سے زیادہ کون بیوقوف ہوگا کہ تمھارا ملک و مال لیا زن و شوہر کو زندہ رکھا
آخر گل پھولا میں آج تمکو قتل ہی کرونگی ملکہ بلقیس غصے میں قریب ظلمات پہونچیں چوٹیا پکڑ کے

ایک طمانچہ مار ظلمات لڑکھڑا کر گری چھاتی پر چڑھ کر ملکہ بلقیس نے ظلمات کا کھینچ لیا سامنے
افراسیاب کے سر ظلمات کا پھینکدیا افراسیاب کی آنکھوں مین اندھیرا آگیا سحر کر کے ایسی برق
چمکائی سر ملکہ بلقیس زخمی ہوا جست و خیز کرتا پھرتا ہی کبھی آسمان پر کبھی زمین پر جب یہ بلند ہوتا ہی
اکثر ساحران لشکر اسلام قصد کرتے ہین کہ ہم اسکے لپٹ جائین بلند نہ ہونے دین افراسیاب
بلند ہوتے ہوتے خنجر کمر سے پھینک مارتا ہی سو دو سو کے سر اڑ جاتے ہین بلند ہونے سے
اسکے اسد غازی لاچار ہین جب یہ سحر کر کے بلند ہوتا ہی اسد مجبور ہو کے فوج افراسیاب
پر جا پڑتے ہین تیسرے دن زوال آفتاب ہو چکا ہے کہ طرف سے صحراے نورستان کے
ایک روشنی معلوم ہوئی واضح ہو کہ صحراے نورستان وہ مقام ہی جہان ابرار عبادت گذار
پر سر کوہ مصروف عبادت رہتے ہین یا تو روشنی ظاہر ہوئی تھی یا سب نے دیکھا ایک جانب
سے ابرار عبادت گذار ایک طرف سے حکیم روشن رائے تخت ہای زرین پر سوار
پایہ ہاے تخت مین نقش بندھے ہوے تخت اڑتے ہوے آتے ہین انھون نے جو آ کر
نقوش تیر اعظم کو دکھائے ہزار ہا ملازمان افراسیاب کے سر کٹ گرے جب افراسیاب
بلند ہونے کا قصد کرتا ہی یہ دونون بزرگ کچھ اسما پڑھتے ہین افراسیاب بلند پروازی سے
محروم رہتا ہی آخر تو اُسنے آواز دی کہ یارو تم لوگون کے حال سے مین آگاہ نہوا ورنہ اپنے
اقلیم مین نہ رہنے دیتا مشہور تھا کہ یہ سب ساحری پرست ہین ہر چندان لوگون پر سحر
پھینکتا ہی مگر سحر کی تاثیر نہین ہوتی افراسیاب بدحواس ہو گیا جب دیکھا کہ بلند پروازی میری
موقوف ہوئی حکیم نے اور زاہد نے اس طرح نقوش چمکائے کہ افراسیاب اڑنے سے
معذور رہا اب اسد نامدار طرف افراسیاب کے چلے افراسیاب لڑتا ہوا سایہ مین گنبد کے
پہونچا جیسے ہی فوج مہرخ و بہار کی سایہ گنبد مین پہونچی تیر و تفنگ و تبر وغیرہ دریا کے
گنبد سے برسنے لگے لاچین نے بھی سحر کیا یہ آتش برسنا موقوف نہین ہوتی جسپر تیر پڑا
سینے کو توڑ کر پار گذر اتلوار سنے دو ٹکڑے کیے اگر گرز پڑا تو سر پھٹ گیا خنجر سینے
صدہا کو ذبح کیا اس فعل پر سب حیران ہین کسیکا سحر تاثیر نہین کرتا سلاح جنگی کا برسنا
موقوف نہین ہوتا عجب طرح کی آفت در پیش ہی سوائے اسد نامدار کے سایہ مین گنبد کے کسی کا

حفاظت نہین جو پہونچا مار گیا اسد نامدار مرکب کو مہمیز کر کے چلے قطع گنبد کی تحریر کر چکا ہون پھر
مکرر نقشہ دکھاتا ہون بیچ مین سات درجے کا گنبد درجۂ آخر مین سات دروازے قرار دیے
ہین ہر دروازے مین ایک ایک خزینہ نصب ہی اُس سے بارش تیر و تفنگ پیدا ہوتی ہی
گرد ایک احاطہ کہ جسکی دیوار قد آدم بلند ہی دو کوس کے گردے مین واقع ہوا ہے اندر احاطے
کے فوج سات درجے گنبد کے فوجون سے معمور اُن درجون مین اشیاے حفاظت آب و
دانہ جمع کیا افراسیاب قریب احاطے کے پہونچا ہی چاہتا ہی کہ بھاگ کر اندر احاطے کے
چلا جاؤن اسد غازی برابر پہونچ گئے للکار کر آواز دی او نامرد کہانتک بھاگے گا کچھ
مکو غیرت بھی ہی افراسیاب پلٹ پڑا اسد پر سحر کرنے لگا اسد پر سحر تاثیر نہین کرتا تین شبانہ
روز لڑتے ہوے گذرے کہنی سے خون ٹپک رہا ہی خانہ ہاے زرہ خون سے معمور لباس
پارہ پارہ تیغہ نور افشانی قبضے مین آخر افراسیاب نے لاچار ہو کر ہاتھ تلوار کا مارا اسد غازی
نے تیغہ نور افشانی کو اُٹھا دیا ہزار ہا شعلے اسد نامدار پر گرے عکس لوح سے بیکار ہوے
نعرہ کر کے تیغہ نور افشانی کو بلند کیا افراسیاب پر ہاتھ مارا افراسیاب نے ارے لینا
کہکر آواز دی کہی سے سپر مین فولادی سر پر آسکے لہرائین برق شمشیر نے ابر سپر کے ٹکڑے
اُڑا دیے تاج کٹ کر افراسیاب کا زمین پر گرا سر اُس مغرور خود سر کا زخمی ہوا ہاے کر کے
اپنے کو زمین پر گرا دیا اسد نے چاہا گھوڑے سے کودون افراسیاب کے لپٹ جاؤن
افراسیاب بھاگا سرحد مین احاطے کی پہونچگیا ملک جہاندار شاہ بادشاہ بیابان گلریز
جانباز سرفروش جری بہادر ہر چند کہ سر اسکا زخمی تھا اسد کے مُنہ سے اتنا نکلا کہ کوئی افراسیاب
کو گھیر کر میرے سامنے کر دے اسکے بھاگنے سے مین مجبور ہوتا ہون اُڑتا ہوا گنبد پر جاتا ہی
سایہ مین گنبد کے حکیم روشن راے بھی نہ آسکے بلکہ آواز دیتے ہین اے غازیان دیندار
وای مجاہدان تہور شعار سایہ سے گنبد کے اپنے کو بچاؤ لڑتے ہوے اُس طرف بچاؤ ہمارا
بھی عمل وہان تاثیر نہین کرتا مگر جہاندار نے نہ مانا جھپٹ کے غصے مین ساتھ افراسیاب کے
بلند ہوا اُسنے دور سے یہ بھی دیکھا تھا کہ اسد نامدار کے ہاتھ سے افراسیاب زخمی ہوا
بھاگ کر بلند ہوا ہی طرف گنبد کے جاتا ہی حیرت جادو درجہ گنبد مین پہونچ چکی ہے سات

درجے جو گنبد کے قرار دیے ہین اُسمین لاکھون ساحر جمع ہین وہان سے سحر کرنے لگی حیرت جادو
بھی حکم دے رہی ہی ہان یارو آگ برساؤ قریب احاطے کے اہالیان فوج مہرخ و بہار زخم
پائین لیکن جوش جرأت مین جہاندار جھپٹ کر چلا افراسیاب جادو سو گز زمین سے
بلند ہوا تھا کہ جہاندار شاہ نے اپنے کو قریب افراسیاب پہونچایا چاہا اُسکی ٹانگ
پکڑلون افراسیاب کے ہاتھ مین لوہے کا گُرز اٹھا ہوا تھا اُتار کر جہاندار شاہ کے سر پر مارا اُس
جری کا سر پھٹ گیا جھونکا ہوا کا بھی چلا مارنے سے جہاندار شاہ کر اندھیرا ہو گیا لاشہ بیرون
احاطہ آکر گرا افراسیاب جادو جہاندار شاہ کو مار کر سر گنبد پر پہونچگیا وہان سے سحر کرنے لگا
جبیر گورا پھینک مارا اُسکا سر پھٹ گیا اسد نامدار نے چاہا مین اندر احاطہ کے گھس جاؤن
لاچین و بلقیس آکر سد راہ ہوے آواز آئی کُشتی مر امام من جہاندار شاہ بادشاہ بیابان
گلریز بود معمار قدرت سر ٹکرانے لگا اہالیان فوج نے گریبان چاک کیے شور گریہ وزاری
بلند ہوا لاچین و بلقیس نے اسد غازی کو پلٹایا کہا حضور اس جنگ مغلوبہ کو تین شبانہ روز گذرے
لاکھون بندگان خدا سپار گلشن جنان ہو چکے افراسیاب نے بھی طبل بازگشت کو حکم دیا
جو ساحر احاطے مین جمع تھے اُنھون نے طبل بازگشت بجوادیا افراسیاب اُس گنبد مین جا بیٹھا
وہانسے فوج اسد غازی کا نظارہ کرنے لگا اسد غازی نے لاشہ ملک جہاندار شاہ کا دیکھا
غریبی پر اُسکی کلیجہ پھٹ گیا روتے ہوے لاش پر آئے بڑے دھوم سے لاشہ جہاندار شاہ کا
اُٹھایا اسد غازی نے کاندھا دیا عجب شور قیامت برپا تھا عزیزداران جہاندار شاہ نے
عرض کی حضور غم نکرین نمکخوار تھا نثار ہوا بڑا مرتبہ پایا اسد غازی فوج کو لیکر پلٹے لاشے
اپنے ملازمون سے دفن کرائے افراسیاب سر گنبد سے یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہے آمادہ بیٹھا ہی
کہ ذرا بھی ان لوگون کو غفلت ہوجا پڑون لاچین و بلقیس و مہرخ و بہار وغیرہ اپنی اپنی بارگاہون
مین ہوشیار بیٹھے ہین اسد نامدار کی زخم دوزی ہوئی سب کے زخمون مین خوب پٹیان
چڑھائی گئین دن تو قلیل باقی تھا جب فوجین واپس ہوئین یکایک سب نے دیکھا
افراسیاب مہتابان مع فوج ثابت و سیارگان گنبد چرخ نیلی پر نمایان ہوا ملکہ ہلال سحر افگن
کہ شوہر اسکا آفات مارا گیا اپنے خیمے مین آکر بیٹھی ہے یہ بھی زخمی ہوئی تھی کنیزین زخم دوزی

کر رہی ہین افراسیاب جادو نے جو سر گنبد سے ہلال سحر افگن کو دیکھا گنبد سے کڑک کے گرا ہلال سحر افگن کو آتے ہی ایک طمانچہ مارا کہ سر ہلال کا اُڑ گیا ہلال انگشت نما ہوئی کنیزین سحر کرنے لگین افراسیاب جادو سبکو قتل کر رہا ہے اسد غازی بر ابھی بارگاہ مین موجود ہین بار بر خاست نہین ہوا کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من ہلال سحر افگن بود اور بھی ساحرون کے مرنے کی آواز آئی گھبرا کر فرمایا یہ کیا غضب ہوا برق نے بڑھ کر عرض کی ای شہریار جلد تیار ہو جیے افراسیاب گنبد سے اتر آیا ملکہ ہلال سحر افگن کو قتل کیا انھین کے خیمے مین لڑ رہا ہے کئی ہزار ساحر وغیر ساحر تیار گلشن جنان ہوے اسد غازی یہ خبر وحشت اثر سُنکر نہایت پریشان ہوے تیغہ نور افشانی لیکر بارگاہ سے نکل آئے نعرہ کیا افراسیاب جادو نے جو نعرہ اسد غازی کی آواز سُنی ہزار دو ہزار کو مار کے بلند ہوا اُسی گنبد مین جا بیٹھا اسد غازی نے آکر لاشہ ہلال و ملازمان ہلال دیکھا بہت بیقرار ہوے لاچین وغیرہ کو طلب کیا فرمایا ای لاچین والا تمکین یہ بدعت افراسیاب کیونکر دفع ہو گنبد تک کوئی اسکے جا نہین سکتا وہ آسمان پر بیٹھا ہی حال تمام لشکر کا دیکھ رہا ہی جسکو غافل پاتا ہی گنبد سے اُتر آتا ہی ساحر زبردست کون اُسکے سحر کی برداشت کرے لاچین وغیرہ نے عرض کی ای شہریار علاج اسکا ذات پر خواجہ عمرو کی موقوف ہے خواجہ عمرو ایک ہفتے سے غائب ہین ہم لوگون کے قبضے مین اگر اسکا انتظام ہوتا یہ بدعت نہ برپا ہوتی اب شب بھر جاگنا چاہیے اُسنے اپنے اوپر خواب و خور حرام کیا آٹھ پہر بیٹھا دیکھا کرتا ہی حقیقت مین یہی رنگ ہی ابھی اسد غازی آکر بیٹھے ہین ہلال سحر افگن کے غم سے مہلت نہین پائی کہ خبر پہونچی افراسیاب پھر گنبد سے اُتر آیا گلنار چشم و نور چشم دونون بہنون کو قتل کر گیا اسد غازی جھپٹے سردار بھی سب مسلح ہوے اُسوقت جا کر پہونچے دیکھا افراسیاب جادو بر سر گنبد جا چکا وہان سے پکار رہا ہی ای طلسم کشا ایسکے علمداری کرو گے ایک کو زندہ نچھوڑونگا یہ جو عابد و زاہد تمھاری مدد کو آئے ہین اُنکی بہی فکر کر رہا ہون ان لوگون نے مجھکو بڑا دھوکا دیا انکے مذہب سے آگاہ نہوا ورنہ اپنی علمداری مین نہ رہنے دیتا تم سب نے طلسم کشا کا ساتھ دیا سب سے سمجھونگا خواب و خور حرام کر دونگا اسد غازی نے یہان سے للکارا و نامرد میرے مقابلے مین آ افراسیاب ہنسا کہا ای اسد اپنے خیمے مین بیٹھو مین پھر گھڑی

دو گھڑی مین آؤن گا ایک ایک نمکحرام کو خاک مین ملا دونگا اسد غازی لاچار پلٹ آئے
برق وچالاک سے کہا یارو جاکر خواجہ عمرو تلاش کرو برق وچالاک دور دور گئے کہین
خواجہ عمرو کا پتہ نہ ملا ساحر بھی خواجہ عمرو کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین خواجہ کا پتہ نہین ملتا یہان
افراسیاب کا یہی طریقہ ہی کہ جب اہالیان لشکر کو غافل پایا گنبد سے اُتر آیا دو چار کو قتل کیا پھر گنبد پر چلا
گیا کوئی ساحر لشکر سے نکلا اور افراسیاب نے بالاے گنبد سے دیکھا وہین سے گولا پھینک مارا
اُسکا سر پھٹ گیا گنبد سے بھی اُتر آتا ہی کنارے پر جسکو پاتا ہی اسکی بھی فکر کر لیتا ہے ہزارہا
ساحر ایک شب کے عرصے مین مارا گیا اسد غازی کی تکلیف حد کو پہونچ گئی جب نعرہ افراسیاب
کی صدا اُسنی تیغ نور افشانی لیکر دوڑے افراسیاب اتنے عرصے مین قتل کر کے چلا جاتا
ہی لاچین وبلقیس وکوکب طلایہ پر موجود ہین افراسیاب ان کی بھی نگاہ بچا کے جا پڑتا
ہے رات کا کاٹنا اہل اسلام کو دشوار ہے اسد نامدار بھی رات بھر پھرتے ہین کوئی وقت
آرام باقی نہ رہا شب بھر یہی ہنگامہ ہی کہ افراسیاب نے فلان کو قتل کیا فلان خیمے پر جا پڑا جب
یہ خبر پہونچی افراسیاب کو بالاے گنبد دیکھا حکیم روشن راے نے اکثر نقوش لکھ کر گرد
بارگاہ سرداران لٹکائے اُن خیمون کے قریب جو افراسیاب پہونچا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا
قریب آکر اُس خیمے کو نہ دیکھا اُلٹا پلٹ گیا افراسیاب جادو نے آکر یہ معرکہ حیرت سے بیان
کیا حیرت نے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی یہ تاثیر عمل حکیم روشن راے ہی نقوش جابجا
درختون مین لٹکا دیے ہین افراسیاب جادو نے کہا اُنکی بھی فکر کرتا ہون حکیم روشن راے نے
جب یہ دیکھا کہ شب بھر افراسیاب نے یہ قیامتین برپا کین بوقت سحر اپنے عبادت خانے سے
نکل کر درختون مین نقش عمل لٹکاے اس کا یہ ظہور ہوا کہ اُن خیمون کے قریب افراسیاب
نہ جا سکا حیرت سے صلاح کر کے تدبیر مین مصروف ہوا قضاے کار شب کو حکیم روشن راے
اپنے خیمے مین بیٹھے ہین بخورات روشن عمل خوانی مین مصروف کہ پیشاب کی خواہش ہوئی خدمتگار
کو آواز دی اُسنے آفتابہ چوکی پر رکھا حکیم روشن راے نے آکر پیشاب کیا بیت الخلا سے نکلے
قصد ہی کہ عبادت خانے مین جاؤن کہ پہلو سے رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا ایک نازنین
مہ جبین نہایت دُہائی دیتی ہوئی سامنے آئی دوڑ کر قدمون سے حکیم روشن راے کے

لپٹ گئی کہا ای مقبول بارگاہ پروردگار مین فریاد کرنے آئی ہون میری بہن انتہا کی علیل ہے ایک
تعویذ مرحمت فرمایئے قدمون سے لپٹ کر آنکھین تلوؤن سے اس طرح ملین کہ حکیم روشن رای
کے سوے جسم کھڑے ہو گئے غسل کرنے کی ضرورت ہوئی حکیم روشن رای چلے کہ مین بہ تعجیل
غسل کرون اُستاد عورت نے پانون کو چھوڑ کر آواز دی وہ مارا یہ کہکر بلند ہوئی افراسیاب
بر سر گنبد بیٹھا تھا اُس نازنین نے بلند ہوکر آواز دی ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا مین نے اپنا کام
کیا حکیم روشن رای غسل نکرنے پاے جو کچھ ہوسکے وہ انتظام کیجیے افراسیاب نے سر گنبد سے
ایک گولا سحر کا خیمے پر حکیم روشن رای کے پھینکا جسقدر پانی گھڑون مین بھرا تھا وہ کھول کر
نابود ہوا خیمے کو شعلہ ہاے آتش نے گھیر لیا کئی خیمے جو اُسکے گرد تھے وہ جل گئی ہنگامہ جو ہوا
ابرار عبادت گذار دوڑے ادھر سے اسد نامدار پہونچے دیکھا خیمہ حکیم روشن رای کا جل
رہا ہے صدہا ملازم جل گئے اسد غازی نے آتے ہی لوح کا عکس ڈالا ابرار عبادت گذار نے
پانی کے پڑھ پڑھ کے چھینٹے مارے آگ فرو ہوئی اب جو خیمے مین آکر دیکھا ملازم تو سب
ہلاک ہوے حکیم روشن رای مسند پر خاموش بیٹھے ہین کر و گنگ ہو گئے گونگے بہرے
نہ کسی سے کلام کر سکتے ہین نہ کسیکا کہنا سماعت فرماتے ہین خاموش سر جھکاے ہوے بیٹھے
ہین ابرار عبادت گذار نے دو چار نقش پلاے حکیم صاحب اپنے ہوش مین نہ آے ابرار
عبادت گذار نے فرمایا صحت انکی قتل افراسیاب پر موقوف ہے وہ بجیا سحر خوانی مین مصروف ہے چند
خادم خدمتگار علم سحر و ساحری کے ہوشیار انکے قریب مقرر کیے جائین بلکہ انکی بارگاہ قریب
بارگاہ اسد نامدار استادہ ہو یا میرے خیمے مین تشریف رکھین ایسا نہو اس حال مین کر وہ انکو ہلاک
کرے یہ فرما کر انکو اُٹھوایا اپنی بارگاہ مین لاکر اکثر نقوش پلاے اپنے عبادت خانے مین
جگہ دی آٹھ پہر انکا خیال ہے افراسیاب جادو کی بدعت موقوف نہین ہوتی چالاک بن
عمرو کو عیاری پر شہنشاہ نیلم کی بہت بھاری خلعت ملا جب افراسیاب جادو نے بعد اختتام
جنگ صندوق کھلوا کر نیلم اس مین بیہوش پایا اُسی گنبد پر اسکو بھی لے گیا ہوشیار کر کے
تمام کیفیت بیان کی نیلم نے سر پیٹ لیا کہا ای شہنشاہ آپ مجھے جانے دیجیے مین طبل جنگی
بجوا کر لڑونگا افراسیاب نے کہا ای نیلم اب کوئی چارہ نہین ہے طلسم کشا کے سامنے کوئی شعبدہ

نہین چلتا ہی مین نے اُس جنگ مغلوبہ مین جہاندار شاہ کو مارا کوئی سردار ایسا باقی نہین رہا جسکو زخمی
نہین کیا جب اسد غازی لڑتا بھڑتا سامنے آیا مجھے بھاگنا پڑا یہ تحفہ جات ساختۂ سامری جی
مین نے قائم کیے ہین اسی سے ان باغیون کا علاج ہوگا اپنے اوپر تو خواب و خور مین نے حرام کیا
لاچین وغیرہ کہان تک حفاظت کرینگے رات بھر مین دس مرتبہ زیر گنبد جاتا ہون اِسن
تین راتون مین دس بارہ ہزار ساحران عام چالیس سرداران خاص مین نے قتل کیے مہینے دو
مہینے کی جنگ مین کیلا اسد رہجائیگا جاگتے جاگتے تو بہت بجان و کارد برا ستخوان ہوگا تم بھی اسی
مقام پر بیٹھو بالاے گنبد سے سحر کرو شب کو نیلم نے نمانا کہا مین جا کر لاچین کو لاتا ہون ب مین
بھی مثل عیارون کے عیاری کرونگا میرا ملک ومال جاہ وجلال خاک مین ملا جنگ کی ہوس
رہ گئی پسر عمرو نے مجھکو دھوکے دیے ہر چند افراسیاب نے منع کیا نیلم گنبد سے اُترا بیرون
احاطہ آکر بارگاہ **لاچین وبلقیس** کو تاکا سحر کر کے غرق زمین ہوا نقب سحر کاٹتا ہوا بارگاہ لاچین
مین پہونچا گوشۂ بارگاہ سے سر نکالا دیکھا زن وشوہر مسلح بیٹھے ہین یہی ذکر کر رہے ہین
کہ آج تمام سے **افراسیاب** گنبد سے نہین اُترا ملکہ بلقیس نے کہا دیا نی جا لاگ کے دریافت
ہوا کہ **نیلم** صندوق مین بند تھا وہ صندوق بھی **افراسیاب** لیگیا یقین ہی نیلم نے کوئی تدبیر کی ہو
نیلم تو انتظار مین ہی کہ یہ زن وشوہر سو جائین تو مین انکو لیجاؤن یہ ممکن نہین زن وشوہر رات بھر
جاگتے ہین جب ذکر نیلم نکلا ملکہ بلقیس نے کہا صاحب ورق جمشید مین دیکھو نیلم کا کیا انجام ہوا
لاچین نے ورق اُٹھا کر دیکھا اور ہنسے بلقیس نے کہا کیون صاحب خیر تو ہے لاچین نے
چپکے سے کہا نیلم ہماری تمھاری فکر مین آیا ہی انتظار کر رہا ہے کہ ہم سو جائین تو فتنۂ خوابیدہ
بیدار ہو مین سحر کر کے زمین کو جنبش دیتا ہون تم خیال رکھنا جب زمین مین سوزش پیدا ہوگی
نکلکر بھاگے گا تم سحر کر کے لینا جانے نہ دینا ملکہ بلقیس نے بہت خوب کہکر خنجر سحر ہاتھ مین لیا لاچین
نے زمین پر سحر کیا زمین مین سوزش پیدا ہوئی نیلم گھبرایا پاؤن جلنے لگے گھبرا کے زمین سے
نکلا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا قبہ بارگاہ توڑ کر چلا ملکہ **بلقیس** بالائے ہوا ٹھہرا رہی تھین جیسے
ہی نیلم بلند ہوا ملکہ **بلقیس** نے نعرہ کیا او نامرد کہان جاتا ہی عیاری پر کمر باندھی وہ دن ہمکو یاد ہی
کہ تو نے خزانہ ہمارا کاٹا نمک حرامی کا مزا دیکھا حق ہمارا کرسی نشین ہوا **افراسیاب** بالاے

گنبد بیٹھا تھا اُسنے دیکھا نیلم تڑپکر بارگاہ سے ملکہ بلقیس کے نکلا ملکہ بلقیس سحر کرکے برابر پہونچین نیلم نے چاہا حد احاطہ مین نکل جاؤن بالاے گنبد پہونچون بلقیس تڑپ کر برابر پہونچین اُس ظرف کا راستہ روک لیا اب نیلم نے سحر کرکے آگ برسائی ملکہ بلقیس نے مینہ پانی برسنے لگا شعلہ ہاے آتش بجھے یہ سحر کرکے برابر پہونچ گئین نیلم نے برق چمکائی سر بلقیس کا زخمی ہوا زخم کھا کر یہ جا پڑی لاچین بھی بارگاہ سے نکلے دیکھا بالاے ہوا نیلم و بلقیس سے سحر ہو رہے ہین نیلم چیخ رہا ہے پیرون کے نام لیتا ہے مین نے عمر بھر تمھاری خدمت کی اسوقت اگر مجھکو بچاؤ کئی طائر اُڑتے ہوے آپڑے بلقیس نے سحر کرکے وہ طائر جلاے نیلم نے ایک چیخ ماری ہوا پر اُڑتا ہوا ایک زنگی ظاہر ہوا تیغہ کھینچا ہوا ہاتھ مین تھا اُس سیاہ رو کا قصد ہوا ملکہ بلقیس پر جا پڑے لاچین نے ایک گولا مارا زنگی کا سر پھٹ گیا افراسیاب جادو گنبد مین بیٹھا ہوا کیفیت دیکھ رہا ہے حیرت سے مخاطب ہے کہتا ہے طلسم کشا کو قتل کر دن مجھے اطمینان ہوے تو سامری جمشید کی قبر مین اپنے طلسم سے کھدواکر پھکوادونگا جب سے میرے ملک مین خداوند لقا آے مجھ پر یہ بربادی آگئی میرے طلسم مین مسلمانون نے عبور کیا اور ترقی پائی ابھی کل کی بات ہے کہ یہ چند کس میرے طلسم مین آئے تھے اب خداوند لقا نے ایسی تقدیر کی کہ مجھکو اپنی جان طلسم کشا سے چھڑانا دشوار ہو گئی کبھی یہ کہتا ہے حیرت بڑے غضب کی بات ہے کہ جتنے بڑے بڑے نامی ساحر میرے دربندون پر تھے سب شہر یک مسلمان ہو گئے اور بہت سے ساحر ہاتھ سے جوانان تیغ زن کے مارے گئے مگر اب بھی بادولت کو ہراس نہین ابھی چاہون تو ان لونڈی غلامون کو برباد کر دون اب بھی بادولت کسی سے پایہ کمی کا نہین سمجھے جس روز جا پڑونگا ایک ایک کو آتش قہر غضب سے جلا دونگا اس پیر زمین گیر کی تو شامتین آئی ہین مگر اے حیرت جسوقت لاچین سامنے آتا ہے اور مجھکو نمک حرام کہتا ہے تو مجھے یاد آجاتا ہے کہ مین اسکا ملازم تھا جب بنی نانی ماہیان زمرد پوش پایہ آفات چہار دست یاد آتی ہین اُسوقت یہ قطعہ زبان پر جاری ہوتا ہے قطعہ

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کی گذار
رات دن جہلین ہاکرتی تھین یہان اژدر دن

تا بکے حسرت فرزند و غم شہر و دیار
اسکا نمین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار

آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
شاخ گل پر نہ سنجون کا نشیمن تھا مدام

ارغنون وار صدا گو بختی تھی صوت ہزار
جسنیہ ہتا تھا پیرزادوں کی جھومر کا عکس
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانز دو با فسنے نگو وانکے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار

بار وہاں تھا نہ خزاں کو تو کسی موسم میں
آج کل وہ لب جو چغد کا ہی آئینہ دار
چیلیں منڈلاتی ہیں اڑتے ہیں کوے ہر سمت
تکیہ گور دگوزن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ وہ چیلیں نہ وہ تزئین نہ خود آرائی ہی

کبھی گل منڈی کا عالم کبھی لالے کی بہار
گھونسلے سقف میں لاکھوں ہیں دیا بیلوں کے
ہیں خیابان میں پر زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و بلب مہر سکوت
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

یہ قطعہ افراسیاب گنبد میں بیٹھا پڑھ رہا تھا کہ نعرہ لاچین کی آواز آئی افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا کہ نیلم بلقیس سے لڑ رہا ہی کہ لاچین بھی آپڑا آواز دی او نمکحرام کیا کرتا ہے میں آپہونچا حیرت نے افراسیاب سے کہا کہ شہنشاہ نیلم کی مدد کو جلد پہونچئے افراسیاب یہ دیکھکر گنبد سے کودا للکارا کہ او پیر زمین گیر میں آپہونچا یہ کہکر افراسیاب بھی جا پڑا نعرہ کیا اُسکے نعرے کی آواز کان میں اسد غازی کے پہونچی یہ بھی اُٹھکر پشت مرکب پر سوار ہوے انکا سوار ہونا تھا کہ سب جتنے سردار گرد طلسم کشا بیٹھے تھے سب برابر اُٹھ کھڑے ہوے ہمراہ طلسم کشا کے میدان میں آئے طلسم کشا کا نعرہ ہوا افراسیاب میں آپہونچا ایک سمت سے مہرخ وغیرہ کے سب کے نعرے ہوے یکبارگی سب آپڑے افراسیاب نے قیامت برپا کی ہی سامنے اُسکے جو گیا مارا گیا جسکو پایا آتش سحر سے جلا دیا آج بڑے غصے میں لڑ رہا ہی طلسم کشا بھی آج قیامت برپا کر رہا ہی لاچین بھی لڑتا ہوا قریب نیلم کے پہونچا نیلم نے نعرہ کرکے قریب سے گولا مارا لاچین نے گولا روکا بڑھکر ایک طمانچہ مارا کہ سر نیلم کا چنبر گردن سے اُڑ گیا آواز آئی کشتی مرا نام من نیلم جادو بود بعد مرنے نیلم جادو کے افراسیاب پر سب سردار آپڑے یہ سبکو زخمی کر رہا ہی کہ پہلو سے نعرہ ہوا اسد غازی کا او افراسیاب میں آپہونچا یہ معرکہ گنبد سے حیرت نے دیکھا کہ طلسم کشا قریب افراسیاب کے آگیا ہے وہیں سے کڑک کے گری پنجہ کمر میں دیکر افراسیاب کو اُٹھا لے گئی افراسیاب نے کہا ای حیرت اب میں کبھی اس بڈھے کے مقابلے میں نجاؤنگا جب وہ نمکحرام کہکر للکارتا ہی مجھکو یاد آجاتی ہی کہ میں اسکا ملازم تھا یہ انجام نہ سمجھا تھا ساری سلطنت میرے قبضے میں تھی اچھا ہوا نیلم مارا گیا اسنے مجھکو بہکا کر باغی کرایا یہاں لاچین نے طبل بازگشت بجوایا بارگاہ میں لاچین نے سر اسکا لاکر بطور نذر پیش کیا عرض کی ای شہریار یہ مکار عیاری کرنے آیا تھا خدا کی عنایت سے

واصل جہنم ہوا آج رات کو افراسیاب بھر دست بر شلیم کے گنبد سے نہین اُترا بوقت سحر ملکہ مہرُخ
موے کا کل کشا اپنے خیمہ مین سو کر اُٹھی یاقوت پوش وخورشید زرین سحر دختر و فرزند
ہلال سلام کرنے آئے ملکہ مہرُخ مو ہلال کو یاد کر کے بہت روئین کہا میرا دل گھبراتا ہی ہر چند خورشید
و یاقوت نے سمجھایا ملکہ کا رونا موقوف نہوا کہا میرا دل بہت گھبراتا ہے مین ذرا جنگل کی سیر کر ون
یہ کہکر بارگاہ سے باہر آئین سب نے دیکھا مہرُخ مو بہت روتی ہین طرف صحرا کے قصد ہے
ہر چند کنیزون نے چاہا ساتھ دین مہرُخ مو نے کسیکو ساتھ نہ لیا صحرا مین جا کر غائب ہو گئین جب
دربار اسد کا آراستہ ہوا اسد غازی نے پوچھا آج مہرُخ مو دربار مین کیون نہین آئین خورشید
زرین سحر و یاقوت یاقوت پوش نے عرض کی حضور آج اُنکی رقت کم نہوتی تھی بہن بہنوئی
کو یاد کر کے بہت روئین خورشید نے کہا مین تلاش کرنے جاتا ہون اسنے بھی کسی ملازم کو
ساتھ نہ لیا صحرا مین جا کر غائب ہوا جب عرصہ ہوا تو یاقوت یاقوت پوش اپنے بھائی کی تلاش
مین گئی یہ بھی پلٹ کر نہ آئی شام کے دربار مین اسد غازی نے دریافت کیا تینون سردار
غائب ہوے کنیزین و ملازم دور دور تلاش کر کے واپس آئے عرض کی ای شہریار ہمنے تمام صحرا
چھانا مہرُخ مو و یاقوت وخورشید کا نشان نملا دوسری صبح کو خبر ہوئی کہ ملکہ بہار جادو صبح کو جو
اُٹھین کبھی روتی تھین کبھی ہنستی تھین یہ کہکر طرف صحرا کے گئین کہ مین ایک سحر تیار کرنے جاتی ہون
کسیکو ساتھ بھی نہین لیا اتنے اسد نامدار گھبرائے لاچین سے کہا ای شہنشاہ کچھ ذہن مین آیا بہار کا
عجب طرح کا حال سُنا رونا فراق شاہ مین ہنسنا۔ ونا کیسا افراسیاب نے کوئی سحر نہین کیا لاچین نے کہا
حضور مین کئی دن سے رات بھر بیدار رہتا ہون طرف گنبد کے دیکھا کرتا ہون کئی مرتبہ افراسیاب نے
قصد کیا ہمن نے نعرہ کر کے للکارا زمین پر نہ آیا پلٹ گیا یہ بات میرے ذہن مین نہین آتی اتنا ذہن
مین آتا ہی کہ کسی نے کسی مقام سے سحر کیا یہ لوگ مبہوت ہو کر گئے یقین کامل ہی کہ جا کر قید ہوے اسد
نے چالاک برق کو بلایا کہا صاحبو تم لوگون کے ہم ممنون و مشکور ہین تم نے حقیقت مین بڑے
بڑے کار نمایان کیے تمنے سُنا کہ بہار وغیرہ چار پانچ ساحرہ صحرا مین جا کر غائب ہوے اُنکا پتہ نہین ملتا
خواجہ عمرو بڑی جستجو مین گئے ہین خداوند کریم خیر و عافیت سے اُنکو واپس لائے تحفہ جات
کا پتہ ملے تو سب کی جان بچے ورنہ قتل افراسیاب جادو بہت دشوار ہی برق چالاک

فکر مین نکلے طلایہ بر خود شہنشاہ لاچین و بلقیس ثانی و کوکب روشن ضمیر بڑے ساحر بھر رہے
ہین جب افراسیاب قصد کرتا ہو لاچین للکار دیتے ہین اسد نامدار بھی ہر وقت مسلح بارگاہ مین
موجود ہین آج چار شبین گزرین کہ کبھی آرام نہین کیا برق فرنگی ایک ساحر بنا ہوا کبھی سامنے
احاطے کے روتا ہوا اسنے دیکھا کہ احاطے سے کوئی ساحر نہین نکلتا جب دو پہر سے شب تجاوز
کر چکی برق سمجھا کوئی باہر سے آتا ہی گرد لشکر کے پھرا یکایک اسنے دیکھا کہ صحرا سے گرد
اڑی ایک برق تڑپتی ہوئی پیدا ہوئی برق حیران ہوا کہ بدون ابر برق کا کیا کام ہے اسین
کوئی بھید ہی کنارے کنارے برق چلا دیکھا وہ برق اگر بارگاہ باغبان قدرت پر چمکی
خیمے کے گرد پھری سایہ اپنا ڈالکر چلی گئی برق فرنگی در بارگاہ باغبان پر بیٹھا رہا صبح کو
باغبان قدرت مسلح ہوکر اپنی بارگاہ سے نکلا برق نے سلام کیا باغبان خوب ہنسا بعد
ہنسنے کے رویا برق تڑپ گیا کہ یہ معرکہ کیا ہی کیون وزیر اعظم مزاج کیسا ہی باغبان
نے کہا ای برق نامدار تم سے حال بیان کرین آٹھ پہر موت کا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال اور
یاران ہمدم مثل ہلال سحر افگن و آفات جادو شوہر ہلال آرزوے فتح طلسم ہوش ربا
دل مین لیکر اٹھ گئے ملکہ زیور چشم و گلزار چشم کو کیسی خوشی تھی ہمیشہ ذکر کیا کرتی تھین بعد قتل
افراسیاب شہنشاہ لاچین کی سلطنت ہوگی از ہوش ربا تا نور افشان ایک عملداری ایک
طرح کا حکم ایک طرح کا مذہب ہوگا ہم لوگون کو سب طرح کا اختیار ہوگا سامری پرست ذلیل
و خوار بڑے لطف سے بسر کرین گے وہ ان بیچاریون کو دیکھنا نصیب نہوا پس ناپائداری
عالم پر ہنستے ہین موت کی یاد مین غمون روتے ہین اسوجہ سے چیخین مار کر روتے ہین مین ذرا
صحرا کی سیر کو جاتا ہون برق نے باتین باغبان کی خلاف پائین ہر چند کہا پہلے بارگاہ اسد
مین چلو وقت دربار ہی باغبان نے برق کو جھڑک دیا تم اب بہت گستاخ ہوگئے ہو ہم خواجہ
عمرو کو تلاش کرنے جاتے ہین اسد سے ہمارا آداب و تسلیمات عرض کرنا ہمارا حضوری کا وقت
نہین ہی صحرا سے جلد واپس آئینگے صلاحین مقابلہ افراسیاب کی بتائینگے یہ کہکر طرف
صحرا کے چلا گیا برق نے بھی باغبان کا پیچھا کیا آگے آگے باغبان عقب مین برق فرنگی
یہ برق نے دیکھا کہ باغبان سے حرکات و سکنات سراسر خلاف ہین صحرا مین آکر سایہ نخل مین

بیٹھا برق گوشہ سے دیکھ رہا ہی یکایک باغبان نے سحر کر کے پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر آسمان
مین ڈوب گیا برق نے عرصۂ دراز تک انتظار کیا باغبان واپس نہ آیا تب برق فرنگی
رنجیدہ کبیدہ دربار شہنشاہ لاچین مین پہونچا یہان جملہ سردار جمع ہین کہ برق نے آکر لاچین سے
تمام کیفیت بیان کی کہا ای شہریار آج باغبان پر یہ سانحہ گذرا غلام نے صحرا تک تعاقب کیا
تھا تو مین ضرور عرض کرونگا کہ باغبان اپنے ہوش مین نہ تھا عجب طرح کے کلام کیے مین نے
چاہا اُنکو بارگاہ مین لاؤن رنجیدہ ہوے میرا کہنا نہ مانا شہنشاہ لاچین نے کہا بیشک
کسی ساحر کے سحر کی تاثیر ہے کہ وہ شب کو سحر کرجاتا ہے سردار بدحواس ہوکر اُسی کے پاس پہونچتا ہی
یہ ذکر تھا کہ مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو آکر پہونچا برق نے تمام کیفیت بیان کی چالاک نے
کہا مین نے بھی خبر پائی ہی مفصل نہین کہہ سکتا اب تم بھی فکر کرو مین بھی تجسّس مین جاتا ہون کوئی
ساحر زبردست ہی کہ جسنے باغبان وبہار کو اپنے سحر مین پھنسایا خواجہ عمرو کو بھی دور دور
تلاش کیا یقین ہی دور نکل گئے اسد نے ہنسکر جواب دیا اُنکا رونا جمع ہی ضرور انشاء اللہ ان
تحفہ جات کا پتہ لگا کر آئینگے اگر اُنکو دے دیتے اسقدر تجسّس مین نہ مصروف ہوتے چالاک و
برق دربار سے شہنشاہ لاچین کے نکلے چالاک نے کہا الگ الگ چلو ساتھ رہنا مناسب نہین
ہی برق فرنگی ایک ساحر کی شکل بنکر صحرا مین آکر ٹھہرا چہار جانب دیکھ رہا ہی اُسنے دیکھا لشکر کی
طرف سے شاہزادہ شکیل فرزند ملکہ مہرخ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آتا ہی برق
نے کہا خدا خیر کرے یہ بھی مبہوت ہوکر نکلے لیکن اس معاملے کو الگ سے دیکھین انکے قریب
جانا مناسب نہین ہی برق عقب مین شکیل کی چلا شاہزادہ شکیل کبھی خندان کبھی گریان تنہا
کا حیران وپریشان بھاگا ہوا چلا جاتا ہی برق نے دیکھا دس بارہ کوس کا راستہ طی ہوا تھا کہ دور سے
ایک دروازہ باغ کا نمایان ہوا چند کنیزین خوبصورت دروازے پر اُس باغ کے کھڑی تھین
اُنھون نے شکیل کو دیکھکر آواز دی ای شیر بیشۂ ملکہ مہرخ ادھر تشریف لائیے آپ کو ملکہ برق
خاطف وبرق خندان وبرق گریان یاد فرماتی ہین شکیل حاضر حاضر کہکر دوڑا باغ مین
جاکر غائب ہوا برق نے نام بھی سن لیا کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا تکالا بصورت
صرصر شمشیر زن چلا جیسے ہی در باغ پر پہونچا چند کنیزین باہر آئین کہا ملکہ صرصر خیر تو ہی برق

نے کہا شہنشاہ آپ لوگون کی تعریفین فرماتے ہین ہمکو بھی حکم ہی کہ جاکر انتظام کرو جن جن سرداروں
کو قید کیا انکا سر کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کردو اب وقت تامل وتساہل نہین ہی کنیزون نے
کہا ٹھہر جایئے ہم جاکر ملکہ برق خاطف سے عرض کرین برق بصورت صرصر دروازے پر باغ
کے ٹھہرا سپاہیون سے چوبدارون سے باتین کررہا ہی زبانی انکی ثابت ہوا کہ تینون پریزادین
دہنہ ظلمات سے ارادہ بربادی لشکر اسلام کرکے آئی ہین برق سب باتین دریافت کررہا ہی بھی
سوچ مین بیٹھا ہی کہ جاتے ہی انکو قتل کرونگا یہان اندر باغ کے بارہ دری مین برق خاطف
و برق خندان و برق گریان بیٹھی ہین شکیل خود آکر پہونچا برق خاطف نے کہا ای شاہزادہ
شکیل بعدیل تمکو اطاعت مین شہنشاہ کے کیا عذر ہی اپنا عہدہ قدیم لو اپنی والدہ ماجدہ کو بھی
سمجھا کر لے آؤ شکیل نے کہا مین خاص اسی واسطے آیا ہون کہ شہنشاہ سے صفائی ہو جائے
برق خاطف نے کہا اگر صفائی منظور ہی اپنے ہاتھ سے اپنی زبان مین سوزن دو شکیل نے
اپنے ہاتھ سے اپنی زبان مین سوزن دیا خندان و گریان نے اٹھکر مسلسل و مطوق کیا کنیزونکو
آواز دی جہان سب صاحب ہین وہان انکو بھی لیجاؤ کنیزین شکیل کو ساتھ لیکر اپنے مکان مین
آئین اب شکیل کے ہوش درست ہوئے دیکھا مہار و باغبان و ملکہ سرخ مو و ملکہ یاقوت
یاقوت پوش و خورشید زرین سحر وغیرہ سب سردار قید خانے مین بیٹھے ہین اب قید خانے مین
آکر سب کے ہوش درست ہوئے یقین کامل ہوا کہ ہم سحر مین برق ہائے طلسمی کے مسحور ہوکر چلے
آئے برق خاطف تخت پر بیٹھی ہی برق خندان و گریان سے کہہ رہی ہی صبا جو سحر کو ز ورد وایک
ہفتے کا سحر کرے ایک دن لادے شب کو جاکر بیہوش کرنا تیرا کام ہی اب لاچین و بلقیس کی فکر کرو
جس دن یہ لوگ آجائینگے اس دن شہنشاہ کو اطلاع کرین کہ شہنشاہ اپنے باغیون کو آکر قتل
کیجیے شہنشاہ کو بھی معلوم ہو کہ خیرخواہان دولت نے یہ کام کیا غفلت مین سب سحر تاثیر کریگا یہ ذکر
تھا کہ چند کنیزون نے آکر عرض کی حضور ملکہ صرصر تشریف لائی ہین آپکے آنے کی شہنشاہ کو
خبر ہوگئی اوراق سامری مین دیکھا ہوگا برق خاطف نام صرصر کا سنکر ہنسی کہا تم جاؤ بی صرصر کو
باتون مین لگاؤ مین بدون امتحان کسی سے ملاقات نکرونگی کل ساحران طلسم ہوشربا اسی غفلت
مین مارے گئی اپنی جان کی حفاظت واجب و لازم ہی برق خندان نے ہنسکر کہا ہوا مجھے تو معلوم

ہوتا ہی کوئی عیار صاحب آئے برق گریان نے کہا آئے تو ہمارا کیا کرلینگے یہ کہکر اُسنے دہن سے
ایک طائر نکالا اُسکو ہاتھ پر رکھکر اُڑایا یہ کہا اے طائر سامری جس حال سے مناسب ہو ادھر ہمارے
سامنے آوے یہ سُنکر وہ طائر اُڑا برق خندان وگریان ہنس ہنسکے کلام کر رہی ہین یہان برق
فرنگی کھڑا ہوا منتظر ہی کہ مجھکو اندر بلائین جاتے ہی عیاری کرون کہ ایک طائر نے سر پر آکر زفیل
ماری آواز دی اے ادھر ہوشیار ہوجاؤ ملکہ برق خندان وگریان بلاتی ہین جو تمھارے دل مین ہو
وہ حال بھی ظاہر کرو پردہ پوشی مین یہان جان پر بنی ہی یہ آواز دیکر وہ طائر جل گیا خاک سر پر
برق کے گری رنگ فق وغن چہرے کا اُڑ گیا کنیزون نے دیکھا میان برق فرنگی بانہانے
عیاری سے آراستہ کھڑے ہوے سب سے باتین کر رہے ہین ہلڑ ہوا برق عیار آیا چوبدار وغیرہ
لینا لینا کہکر دوڑے برق ایک کنیز کو خنجر مار کر بھاگا محلدار نے آواز دی مرد ہے صاحب لینا
یہ بھیوریا جانے نہ پاے برق تو خنجر ٹیک کر بھاگا اور تو سب ٹھہر گئے مگر ایک چوبدار ڈنٹر پیل
جوان تھا لٹھ لیکر پیچھے برق کے دوڑا کنیزون نے جاکر برق خاطف وغیرہ کو خبر دی حضور آپنے
خوب خیال کیا برق فرنگی عیار تھا ایک کنیز کو قتل کر کے نکلگیا میان پیر بخش چوبدار اُسکے
تعاقب مین گئے ہین وہ جوان کشتی گیر ہین گردن اُسکی توڑ ڈالینگے برق جب بھاگ کر جنگل مین آیا
دیکھا سب تو رک گئے چوبدار چلا آتا ہی برق ٹھہر گیا اُسنے لٹھ مارا برق نے خالی دیکر حباب بیہوشی
مار دیا وہ بیہوش ہوکر گرا برق نے بہ تعجیل تمام چوبدار کو اپنی شکل بنایا آپ اُسکی شکل بنکر
پشتارہ اُٹھایا تنتا ہوا چلا دروازے پر جاجب دربان موجود تھے اُنھون نے دیکھا میان پیر بخش
پشتارہ برق کا لیے ہوے آتے ہین کنیزون نے جاکر برق خاطف سے کہا برق خاطف نے
کہا ہمارے سامنے لاؤ برق بلا تکلف سامنے برق خاطف کے آکر پہونچا برق خاطف نے پوچھا
میان پیر بخش اسکو کیونکر پایا عرض کی حضور بڑا بھاگنے والا ہی مین روز صبح کو دوڑ لگاتا ہون
پانچ کوس تک جاتا ہون مجھ سے بھاگ کر کہان جاتے مین نے جا کر انکی گردن لی بڑی ٹرٹر فیل
لایا اسی واسطے مین نے بیہوش کر دیا اب اسکو فوراً قتل کیجیے جس طرح سردارونکو قید کیا عیار کا قید
کرنا مناسب نہین ہی یہ بھی مشہور ہی کہ جہان کوئی سردار قید ہوا عیار مثل چیونٹیونکے آتے ہین انکا قید
رکھنا باعث خرابی ہی برق خاطف نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار لیا کہا میان پیر بخش انعام لو

برق نے دیکھا برق خاطف کے تیور بد ہین کہا حضور ہم نمکخوار قدیم ہین انعام اکرام مزدور
کے واسطے چاہیے آپ اسکو قتل کیجیے ہم ابھی آتے ہین یہ کہکر پیچھے ہٹا اتنا سمجھ گیا کہ موتیون کا مالا
پہنا اور آبرو گئی برق خاطف نے کہا ارے ہم پاس بلاتے ہین تو پیچھے ہٹا جاتا ہی برق نے
کہا حضور مین ابھی حاضر ہونگا مین عیارون کو خوب پہچانتا ہون شاید کوئی اور نہ آیا ہو اور دو چار کو
گرفتار کر لاؤن یہ کہتا ہوا پیچھے ہٹا برق خاطف نے کہا لینا یہ جانے نہ پائے سنبل جادو
صاحب بڑھی چاہا ہاتھ پکڑ لے برق نے پلٹ کر خنجر مارا اندھیرا ہو گیا یہ بھاگا برق خاطف کڑکتی
برق تو جنگل مین آکر ایک غار مین کود پڑا برق خاطف کڑکتی ہوئی زمین پر آئی چہار جانب دیکھنے لگی
حیران ہی کہ یہ دغاباز کہان گیا قضائے کار مہتر بن مہتر چالاک بن خواجہ عمرو نے یہ حرکات سکنات
برق کے دیکھے کہ یہ دو مرتبہ گیا اور خالی بھاگ کر آیا برق خاطف جنگل مین ڈھونڈھتی پھرتی ہی
یہ ایک تدبیر کرکے چلا برق خاطف کے کان مین رونے کی آواز آئی پکارتا ہی ہی نگوڑا چوٹٹا
دغاباز جلسا زمیرا پاندان لیگیا برق خاطف نے پلٹ کر دیکھا ایک بڑھیا سپید اطلس کا پاجامہ پہنے
محمودی کی چادر اوڑھے ہوئے کمر مین خم چہرے پر جھریان پڑی ہوئی گوری صورت روتی پیٹتی
چلی آتی ہی مگر وہ خم کمر خم کمان ہی ہمیشہ تیر تدبیر لوہ را بیٹھتا ہی جسم پر جھریان نہین ایک ایک سطر مکاری ہی
چشم بینا مین عیاری درج ہین برق خاطف نے گھبرا کر پوچھا بڑی بی خیر تو ہی بڑھیا نے کہا
بی بی ایک چور ابھی گوری صورت پتلون جاکٹ پہنے ہوئے ادھر سے نکلا مجکو لات ماری مین منھ
کے بھل گری میرا پاندان لیکر بھاگا برق خاطف نے کہا بڑی بی وہ کدھر گیا برق فرنگی عیار ہی
میرے ہی باغ سے بھاگ کر آیا میری کنیز کو قتل کر آیا مجھکو دھوکا دیتا تھا مین ایسے فقرون مین
کب آتی ہون بڑھیا نے کہا حضور ان عیارون نے میرا گھر تاک لیا کل ایک آیا بدھنی اٹھا
لیگیا اسنے تو آج بالکل ذبح کیا پاندان میرا لیا مین غریب محتاج گانون کے کنارے جھیر مین رہتی
ہون اپنی زراعت کی حفاظت مین مصروف تھی ایک دبلا پتلا ایک دن تانتیا بنتا آیا تھا وہ
سر سے چادر اتار کر لیگیا آج یہ آفت برپا ہوئی میرے ساتھ چلیے جنگل مین چھپا بیٹھا ہے کچھ
آپکو جادو منتر آتا ہی برق خاطف نے کہا مین ایک اشارے مین گرفتار کر لونگی برق خاطف
بڑھیا کے ساتھ چلی ایک مقام پر پہونچکر بڑھیا گھبرا کے ٹھہری کہا دیکھیے حضور وہ سامنے گڑھا

کھود کے پاندان گاڑ رہا ہی جیسے ہی برق خاطف کہان کہکر آگے بڑھی بڑھیا نے جھپٹ کر
حلقہ ہاے کمند مارے نعرہ کیا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو برق خاطف کے منھ سے اُف نکلگئی
حلقہ ہاے کمند جلے چالاک زمین پر گرا برق خاطف نے منھ پر ہاتھ پھیرا چالاک نے ایک
چیخ ماری رنگ در و غن تمام جل گیا برق خاطف نے ایک دو ہتھڑ مارا کہا کیون موے مکار
برق کہان گیا چالاک رونے لگا کہا حضور برق ایک مقام پر چھپا بیٹھا ہی آپ مجھکو چھوڑ دیجیے
مین اسکو بتلا دون اُسنے مجھکو سکھایا تھا کہ بڑھیا بنکر برق خاطف کو مارنا آپ ایسی ساحرہ میری
نگاہ سے نہین گذری برق خاطف نے کہا تیرا کیا نام ہی چالاک نے کہا ملکہ عالم مین صاف صاف
اپنا حال عرض کرون اگر آپ میری پرورش کرین سب عیارون کو گرفتار کرا دون چالاک بن
عمرو میرا نام ہی یہ تو خوب آگاہ ہین حضور کہ عیاری مکاری ہمارا کام ہی میان طلسم کشا ابھی گرفتار
ہو گئے تھے مین نے شہنشاہ نیلم بنکر رہا کیا لوح گلے مین ڈالدی یا باجان کی اُسکے قدر دانی
کی مہرخ وغیرہ سے جو انعام ملا وہ تو آپ نے لیا ہمپر یہ اعتراض ہوا کہ شہنشاہ نیلم کو کیون زندہ
چھوڑا لشکر سے اسکو نکالدو آج تین دن سے بھوکے پیاسے مارے مارے پھرتے ہین راہ مین
یہ برق ملا اُسنے کہا اگر برق خاطف کو بڑھیا بنکر قتل کرو تو ہم کھانا کھلائینگے اس لالچ سے
بھوکا تھا بڑھیا بنکر چلا آیا آپ پیٹ بھر دیجیے جو کام کہیے کرین برق کو ابھی گرفتار کرا دیگی لشکر
مہرخ مین سواے عمرو کے کسی کی قدر نہین ہی اسی چلن پر ہم بھی نکل آئے برق خاطف
نے کہا اے چالاک ملکہ مہرخ وغیرہ بڑی نا قدر ہین مشہور ہی کہ تو نے بڑے دھوم کی عیاری
کی زوال دولت شہنشاہ نیلم تیری عیاری سے ہوا اُسکا معاوضہ یہ ملا کہ لشکر سے نکالے گئے
چالاک چیخین مار کر رونے لگا کہا ملکہ اگر اپنا حال بیان کرون آپکو بڑی عبرت ہو ہمین نوکر رکھ لیجیے
پہلے عمرو کی مشکلین باندھین گے جو باپ اپنے فرزند کی قدر نکرے اُسکو زہر دینا چاہیے آپ چلیے
مین برق کو بتا دون اتنا کام کیجیے گا وہ بڑے بڑے فیل لائیگا مجھکو بھی چال ساز بنائیگا اُسکی بات
کا اعتبار نہ کیجیے گا اس طرح چالاک رویا اور مہرخ و عمرو کی برائیان بیان کین ہر مرتبہ پیٹ پیٹتا ہی
کہ حضور بھوکون مرتا ہون جب دم نکلنے لگا تو فقیر بنکر گانون سے سوکھی روٹیون کے ٹکڑے مانگ لایا
ابھی کھا کے پانی پیا ہی برق خاطف خوش ہو گئی کہا میان چالاک تم نہ رؤو ہم تمھاری خطا

شہنشاہ سے معاف کرا دینگے چالاک نے کہا ان مسلمانون نے شہنشاہ کی نظرون سے ہمکو بھی گرا دیا
ہم آپ کے پاس رہینگے ہم سبکو گرفتار کرا دینگے آپ خود سلطنت ہوش ربا کیجیے افراسیاب
کو بھی دم دیکر مارین اسد کو گرفتار کرلائین لوح و مہرہ اپنے قبضے مین رکھے افراسیاب کو مار کر
سلطنت ہوش ربا پر قبضہ کیجیے برق خاطف نے کہا ای چالاک اگر تو میری نوکری کرے
تو ایسا تیرا مرتبہ کرون کہ صرصر و صبا رفتار کو رشک ہو چالاک نے کہا حضور آج ہی امتحان
ہو جائیگا آپ سحر تو اُتار دیئے پھر ہماری کارسازی دیکھیے برق خاطف نے چالاک پر سے سحر اُتار
چالاک نے دیکھا تھا کہ برق فلان غار مین چھپا ہی برق خاطف سے کہا یہان سحر کیجیے پہلے
اس بھورئیے کو تو پکڑ لیجیے اسکے قتل ہونے سے عمرو کا بازو ٹوٹ جائیگا یہ بڑے غضب کا
عیار ہی بڑا اسکا رغدار ہی برق خاطف نے سحر کیا برق چمکائی برق کا جسم جلنے لگا غار سے
چیختا ہوا خود نکل آیا چالاک نے بڑھکر مشکین باندھین کہا میان برق صاحب اب کسکی
جان نہ بچے گی ہم نوکر ہو گئے عمرو کی بھی چلکر مشکین باندھین گے برق بہت چیخا بیٹا برق خاطف
برق کی مشکین باندھکر بیچلی میان چالاک تنتے ہوئے ساتھ ہین تدبیرین بتلاتے
جاتے ہین ہنسکر فرماتے ہین ای ملکہ رعالم پہلے مسلمانون کو مٹائیے اسکے بعد افراسیاب
و حیرت کی گردن لیجیے آپکو بادشاہ کرین برق خاطف اس مضمون سے بہت خوش ہوتی ہے
کہتی ہے ارے چالاک اگر تو نے یہ کام کیا تیرا بڑا مرتبہ کرونگی برق خوشی خوشی برق خاطف سے کہتا
ہی ای ملکہ برق خاطف یہ عمرو کا بیٹا بڑا مکار ہی اسکی باتون پر نہ جائیے شراب پلا کر ماریگا چالاک
نے کہا تمھارے باپ کا کیا اجارہ ہی ہم تو اب ملکہ کے پاس رہینگے انکی سلطنت ہماری وزارت
ممالک ہوش ربا مین لطف عدالت انکا سحر ہماری عیاری کی شوکت تم سب قتل کیے جاوگے برق
کہتا ہی ملکہ ہوشیار رہنا یہ کالا ناگ ہی چالاک کہتا ہی تیرا کیا اجارہ ہم ملکہ کو زہر دین گے
تمھارا سر کاٹ کر باغ مین لٹکائینگے راہ مین چالاک و برق چاؤن چاؤن کرتے ہوئے چلے
آتے ہین برق خاطف پھولی ہوئی ہی کہ چالاک میرا مطیع ہوا باغ مین لیکر آئی کنیزین دوڑین کہ
حضور کیا معرکہ ہوا برق خاطف نے کہا عمرو کے بیٹے نے میری اطاعت قبول کی برق کو گرفتار کرلا
دیا ورنہ ہم ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے حیران ہو جاتی کبھی اسکو نہ پاتی برق خندان و برق گریان

باغ مین بیٹھی تھین کہ برق خاطف آکر پہونچی ان دونون سے بھی یہی کہا بوا سامری نے بڑا اپنا فضل شریک حال کیا چالاک نے صدق دل سے اطاعت کی پہلی خیر خواہی تو یہ ہی کہ برق کو گرفتار کرایا ورنہ مین اسکو کہان ڈھونڈھتی ابھی یہ باتین ملکہ برق خاطف اپنے باغ مین کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ پہلوے باغ سے کان مین آواز گانے کی آئی برق خاطف چہار جانب حیران ہوکر دیکھنے لگی کہ کس طرف سے آواز گانے کی آتی ہی کبھی کنیزون کی طرف متوجہ ہوتی ہی کبھی جانب دروازہ دیکھتی ہی آواز سنکر دل اسکا اندر سے گھبراتا ہی کنیزون کو پکارکر آواز دی کہ دیکھو یہ کسکے گانے کی آواز آتی ہی کنیزین سنکر دوڑین کان لگا کر سنا ایک گوشہ باغ سے آواز آتی ہی ایک کنیز نے ایک دروازے مین جاکر دیکھا ایک بڈھا تنبورا ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھا ہی تانین مار رہا ہے قطع اس بڈھے کی یہ ہی کہ سر پر زردوزی ٹوپی دیے ہوے مگر کام اڑ گیا ہی خالی دھوکے کی ٹٹیح ہی گلے مین کرتا جامدانی کا پہنے ہی بوٹیان اڑ گئین ہین پائجامہ مشروع کا تانا الجھ گیا بانا باقی ہی پانون مین جوتا ٹاٹ بافی کا زردوزی اسکی اڑ گئی ہی خالی کپڑا باقی رہگیا مگر جوڑا مزے دار معلوم ہوتا ہی پان جو کھایا ہی تو پیک سے ڈاڑھی رنگی ہی بیٹھا ہوا تانین مار رہا ہی گانے کی آواز سنکر صحرا کے جانور جمع ہو گئے ہین مدہوش بیٹھے ہین ایک کی ایک کو خبر نہین یہ کنیز جو آئی تھی یہ سکتے کے عالم مین کھڑی رہ گئی ملکہ برق خاطف نے دوسری کنیز کو بھیجا وہ بھی آکر کھڑی ہو رہی پانچ سات کنیزون کو برابر اسی طرح سے برق خاطف نے بھیجا جب کوئی کنیز پھر کر نہ آئی یہ خود اٹھی کہتی ہوئی کہ نہین معلوم یہ سب کمبختین کہان جاکر مر گئین آکر دیکھا کہ سب کنیزین مدہوش گانے کی تاثیر سے کھڑی ہین ملکہ برق خاطف نے دیکھا کہ گرد اسکے جانور مدہوش بیٹھے ہین ملکہ برق خاطف کا دل نہایت بیقرار ہو گیا ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ اس بڈھے کو بلا لاؤ کہو کہ ملکہ ہماری بلاتی ہین کنیز گئی جاکر بڑے میان سے کہا کہ چلیے آپ کو ملکہ برق خاطف نے یاد فرمایا ہی بڈھے نے جواب دیا کہ مین تمھارا یا تمھاری ملکہ کا نوکر ہون ملکہ نے کسی جوان کو بلایا ہوگا مین ملکہ کے پاس جاکر کرون یہ کنیز بڑبڑاتی ہوئی وہان سے پھر آئی آکر ملکہ سے کہا کہ بڈھا کہتا ہی کہ مین تمھارا یا تمھاری ملکہ کا نوکر ہون ملکہ برق خاطف نے اور کنیز کو بھیجا کہ جاکر اس بڈھے کو بجبر لے آؤ کنیزین گئین اور جاکر کہا کہ ملکہ عالم ہماری آپ کے

گانے کی مشتاق ہین بڈھے نے کہا کہ مجھکو نہ بلایا ہوگا کسی اپنے عاشق کو بلایا ہوگا جب تو یہ سب کنیزین چاؤن چاؤن کرکے لپٹ گیئن کسی نے ہاتھ پکڑا کسی نے پاؤن پکڑا کسی نے تنبورا اٹھا لیا بڈھے نے جو یہ کیفیت دیکھی کسی کے سینہ پر ہاتھ رکھدیا کسی کے چٹکی لی کیسکو پاؤن سے سہارا بتایا کنیزون نے اوہی ادا ہی کرکے چھوڑ دیا بڑے میان زمین پر گر پڑے چیخنے لگے کہ مجھکو مار ڈالا ملکہ **برق خاطف** نے جو یہ حال دیکھا کوڑا پکڑ کے اٹھین کہنے لگین کہ حرامزادیون تمنے بڈھے کو مار ڈالا بڑے میان سے بہ منت کہا کہ بڑے میان صاحب آپ چلیے مجھے آپکا بڑا اشتیاق ہی یہ کہکر بڑے میان کو بچا کے بارہ دری مین بٹھایا بڑے میان نے تنبورہ چھیڑ کر گانا شروع کیا ملکہ کا یہ حال ہی کہ بڑے میان کی تانون پر جھوم رہی ہین کبھی گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر دیدیا کبھی کنگن کی جوڑی اتار کر دیدی بڑے میان تنبورے مین جمع کرتے جاتے ہین گاتے گاتے ایک مرتبہ بڑے میان خاموش ہورہے تنبورا ہاتھ سے رکھدیا جماہیان لینے لگے ملکہ نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی بڑے میان نے کہا کہ مجھکو اُستاد خرد برد کہتے ہین ملکہ انکے گانے کی تعریفین کرنے لگین اُستاد خرد برد نے کہا کہ آپ نے یہ کیا دیکھا مین ساقی گری خوب کرتا ہون سر سے شراب پلاؤن ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے توڑے لون ملکہ نے کہا اُستاد خرد برد سر سے جام تو نہ گریگا اُستاد خرد برد نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی شراب منگوا کر ملاحظہ کر لیجیے ملکہ **برق خاطف** نے حکم دیا کہ سامنے اُستاد کے جام شراب لاؤ کنیزین گیئن گلابیان شراب کی لے آیئن **اُستاد خرد برد** کے آگے رکھ دین **اُستاد خرد برد** نے شراب کو الٹ پلٹ کیا پانچ چار شیشے کنیزون کو دیئے جام بھر کر سر پر رکھ لی گاتی ہوے گت ناچتے ہوے ملکہ **برق خاطف** کے سامنے پہونچے سر جھکا دیا ملکہ نے جام شراب کا لیکر بیدغدغہ انجام پی گیئن آنکھ ملا کر اُستاد نے ایک مستزاد عاشقانہ مصنفہ عاشق گانا شروع کیا **مستزاد**

مرض ہجر مین دل جبسے گرفتار ہوا - کیسا لاچار ہوا	اتنو عیسے بھی مری شکل سے بیزار ہوا جینا دشوار ہوا
جان آخر ہی بس اب ہو نہ ٹھونٹیا مردم شکل دکھلا جا صنم	کس خطا پر مری صورت سے تو بیزار ہوا کیسا انکار ہوا
ڈھونڈھتا ہون اسی پہلو مین نگر پاس نہین ملنے کی آس نہین	حیف جسد ان سے جدا مجھ سے وہ دلدار ہوا - ملنا دشوار ہوا
خواب مین بھی نہین اب شکل دکھاتا وہ صنم - ہائے کیسا ہی ستم	اتنو صورت بھی دکھانا اُسے دشوار ہوا ایسا بیزار ہوا
ڈھعل کو کوچے مین ترے بیٹھے رہائی گر یہ ہوا اسکا اثر	عشق مین تیرے مین رسوا سر بازار ہوا - سر بڑا رہوا

ہو گیا تھا تردد سودائی کو وحشت میں سکون پھر ہوا اسکو جنون
غیر کو چاہا نہیں جب سے تجھے دیکھا صنم - تیرے ہی سر کی قسم
دربدر پھرتے ہیں ہم گلیوں میں مارے مارے - مرے لیے پیارے
جب سے صورت کو تری دیکھا ہوا ہمراہ لقا - نہ رہا ہوش بجا
وہ بھی فرمان ہوگا کبھی کہ میں تجھ سے ملوں مجھ کے خوش ہے کہوں
کہو نسے ملنے کا تیرے ذکر کرو عاشق بیمار کی مری جانجہان

بعد مدت کے وہی پھر اسے آزار ہوا - بخت بیمار ہوا
جز ترے اور کسی سے نہ سروکار ہوا - سب سے انکار ہوا
حیف تو حال سے میری نہ خبردار ہوا - کیسا بیزار ہوا
نشۂ عشق میں اس درجہ میں سرشار ہوا - پھر نہ ہوشیار ہوا
طالع خفتہ مرا شکر ہے بیدار ہوا - وصل دلدار ہوا
پاؤں میں سلسلۂ ہجر گرانبار ہوا - ماننا دشوار ہوا

یہ سنتے ہی ملکہ برق خاطف پر بیہوشی کی تاثیر ہوئی کنیزیں بھی اپنے اپنے مقام پر بیہوش ہو گئیں گرتے ہی اُسکے نعرہ ہوا منم مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو چاہتے ہیں کہ سر اسکا کاٹ لیں کہ نعرہ ہوا باش اے عیار مکار کیا کرتا ہے میں آپہونچی خواجہ عمرو نے دیکھا کہ برق گریان آپہونچی عمرو یہ دیکھکر گلیم اوڑھ کر غائب ہو گئے چالاک مودب آکر بیٹھے برق کو درخت سے باندھ دیا برق خاطف کو ہوشیار کیا تمنائے کار افراسیاب جادو بالائے گنبد بیٹھا ہو کہ صرصر و صبا رفتار نے آکر خبر دی حضور دس بارہ سردار نامی وگرامی مثل باغبان و بہار وغیرہ تین دن میں لشکر اسلام سے غائب ہوئے آج چالاک و برق فکر میں گئے ہیں کوئی دوست صادق آپکا آیا اُسنے یہ کار نمایان کیا بہار و باغبان دیوانے ہو کر گئے یہی سانحہ شکیل پر بھی گذرا ملکہ مہرخ آج بہت بیقرار ہیں افراسیاب نے کہا ای حیرت یہ حال تمنے سُنا تین پریزین طلسمی برق خاطف و خندان و گریان خروج کرکے آئی ہیں باغ میں آکر اُتری ہیں یہ اُنکے سحر کی تاثیر ہوئی صرصر نے کہا انکی عیاریان تو دیکھیے آج صبح سے برق وچالاک گئے ہیں جاتے ہی قیامتیں برپا کر رکھی دونون بلائے روزگار طرار و فرار مکار و غدار بقول شاعر مصرعہ دو دل یک شود بشکند کوہ را افراسیاب نے ورق سامری اُٹھا کر دیکھا منھ پیٹ لیا کہا لو صاحبو عیاروں نے اپنا رنگ جما لیا چالاک بیٹھا ہوا غزلیں گا رہا ہے میاں برق بندھے ہوئے ہیں صرصر جلد اپنے کو پہونچا برق خاطف کو آگاہ کر دے کہ اس مکار کی بات کا اعتبار نکرے بہ تعجیل گرفتار کر صرصر نے کہا اے شہنشاہ چالاک کا رنگ جما ہوا ہے ایسا نہو مجھپر کوئی آفت آجاے یا تو خود تشریف لیجائیے یا کسی ساحر زبردست کو روانہ کیجیے افراسیاب جادو نے کہا سچ کہتی ہے سنکول جادو پہلو میں

بیٹھا تھا افراسیاب نے کہا ای سنکول مہری فرمان ہمارا لو جاتے ہی چالاک کو گرفتار کر لینا
فرمان ہمارا برق خاطف کو دینا کہنا ان دونون کا سر کاٹ کر روانہ کرنا نجوبی سمجھا دینا عیار دشمن
کی بات کا اعتبار نہین ہی سنکول فرمان افراسیاب لیکر چلا صرصر واسطے خبر کے احاطے سے نکلی
دور سے دیکھا ایک نخل کے سایہ مین صبا رفتار کھڑی رو رہی ہی صرصر نے بڑھکر آواز دی کیون
ای صبا رفتار خیر تو ہی صبا رفتار نے دوپٹہ منھ پر رکھ لیا زیادہ روئی کہا استانی کچھ خیر و عافیت
تو بیان کرو اب ہوش ربا برباد ہوتا ہی ہماری تمہاری فکر مین عیار پھر رہے ہین ہمکو تمکو پاجائین گے
تو قید کرینگے صرصر نے کہا ای صبا رفتار نہ گھبرا عیارون کا خاتمہ ہوتا ہی برق خاطف د
گریان فلان باغ مین اکر ٹھہری ہین لیا سحر انکا کامل ہی کہ مبہوت ہو کر سردار مثل باغبان ہو کر
چلے گئے شہنشاہ نے ابھی کتاب دیکھکر سنکول جادو کو روانہ کیا چالاک و برق وہان پہونچ گئے
گئے ہین یہ عیار تو کمبخت ہوا مین گرہ دیتے ہین جب صرصر کہچکی صبا رفتار پیچھے ہٹی صرصر کی
نگاہ جو مل گئی دیکھا عیار طرار طلسم کشا ضرغام شیر دل ہی استانی کہتا ہوا بھاگا صرصر نے
پیچھا کیا کہ کسی ساحر سے اسکو گرفتار کرادون لشکر سے ضرغام نکلا اس خیال سے کہ جاکر سنکول کو
راہ مین لون میرے بھائی چالاک کی عیاری نہ مٹے صرصر جیسے ہی قریب نخلستان پہونچی قصد کیا
عمل مچاؤن ساحرون کو بلاؤن کہ پہلو سے آواز آئی استانی کیا کرتی ہو صرصر نے پلٹکر دیکھا
صاحب بعد فکر ان نظر کردہ بزرگان بندہ تانے ہوئے جست کر کے آگئے صرصر کی کلائی تھام
لی ضرغام کو آواز دی ادھر آؤ استانی کو مین باندھے دیتا ہون مزاج مین آئی تو انھین کی
شکل بنکر جاؤ ضرغام پلٹ آیا صرصر نے کہا ای قران مجھے چھوڑ دے مین کسی سے نہ کہونگی
قران نے کہا استانی تم پیٹ کی بڑی ہلکی ہو تم سے ضبط نہو سکیگا یہین سے ہٹتی جاؤ گی خوشامد
کے مارے افراسیاب سے کہدوگی اب چند ساعت اسی جنگل مین ٹھہرو یہ کہکر قران نے صرصر کو
درخت سے باندھ دیا ضرغام و قران چلے قران تو گوشے مین ہو گئے ضرغام سے کہا بڑھکر
سنکول جادو کو لو ابھی اڑتا ہوا گیا ہی بن پڑیگا تو مین بھی وقت پر آؤنگا ضرغام صورت صرصر کی
بنکر بھاگا سنکول اڑا جاتا تھا ضرغام نے آواز دی ای مصاحب شہنشاہ ذرا ٹھہر جاؤ سنکول
صرصر کو دیکھکر اتر آیا پوچھا کیون ملکہ صرصر خیر تو ہی ضرغام نے کہا شہنشاہ نے فرمایا ہے

بڑی حفاظت سے جانا جاتے ہی پہلے چالاک کو پکڑ لینا ورنہ کود پھاند کر نکل جائیگا سنکول نے
کہا مین جاتے ہی سحر کرونگا ضرغام نے کہا دیکھو صبا رفتار بھی آتی ہی سنکول نے منہ پھیرا
ضرغام نے حلقہ ہاے کمند گلے مین سنکول کے ڈال دیئے جاب مار کر بیہوش کیا اُسکو درہ
کوہ مین ڈال دیا آپ بشکل سنکول فرمان افراسیاب لیکر طرف باغ کے چلا یہان وہ وقت ہی
کہ چالاک نے اپنا رنگ جما لیا شراب طلب کی ہی بیہوشی ملا چکا ہی قصد ہی کہ اب تقریب شراب
مین اُنکو مارون کہ کنیزون نے خبر دی سنکول جادو فرستادہ شہنشاہ در دولت پر حاضر ہی فرمان
ہمیں لایا ہی یہ سنتے ہی چالاک گھبرایا کہا حضور اسوقت نہ بلائیے بعد میکشی سمجھا جائے گا ہمین
تو یہ منظور ہی کہ بعد قتل سلمانان افراسیاب کو بھی گرفتار کر لین آپ کو سلطنت دین تمام طلسم پر
حکومت کیجیے برق خاطف نے کہا شہنشاہ کے خلاف ہوگا برق خندان نے کہا بلا لو اگر
اُنھون نے کچھ تمھارے مقدمہ مین لکھا بھی ہوگا تو ہم جواب صاف تحریر کرینگے کہ چالاک کو
ہم نے نوکر رکھ لیا پہلی خیر خواہی اسنے یہ کی کہ برق کو گرفتار کر لایا کنیز جا کر سنکول کو بلا
لائی چالاک نے سنکول سے آنکھ ملائی دیکھا ہمارے برادر بیجان برابر مہتر ضرغام خوش
انجام ہین آتے ہی آیئے کہہ کے برائے تعظیم اُٹھے ضرغام نے وہ فرمان ہاتھ مین ملکہ برق خاطف
کے دیدیا برق خاطف نے پڑھا یہی لکھا تھا کہ چالاک و برق کو قتل کرو برق خاطف
ہنسی کہا اے سنکول شہنشاہ اس مقدمے سے آگاہ نہین ہین ہم سمجھا دینگے سنکول نے
کہا حضور ہم بھی شریک جلسہ ہون چالاک نے کہا اے مصاحب شہنشاہ تشریف رکھیے
ضرغام بھی شریک صحبت ہوے قرابے اُٹھوا اُٹھا کے رکھنے لگے سنکول نے کہا مین بایان
خوب بجاتا ہون سنکول نقلی بایان بجا رہے ہین چالاک اشعار دلچسپ گا رہے ہین قضا کار
سنکول جو بیہوش پڑا ہوا تھا صرصر کو قران باندھ کر چلے گئے تھے ادھر سے صبا رفتار کا
گذر ہوا اُسنے آکر صرصر کو کھولا صرصر نے تمام کیفیت بیان کی سنکول کو درۂ کوہ
سے ہوشیار کیا صرصر و صبا رفتار نے سنکول کو خوب پختہ کر دیا سب حال سمجھایا کہ
ضرغام تمھاری شکل بنکر گیا ہی جاتے ہی اپنے ہم شبیہ کو مارنا چالاک کو پکڑ لینا برق خاطف
کا کہنا نہ ماننا جب چالاک کو گرفتار کر چکنا تب تمام کیفیت بیان کرنا سنکول نے کہا

مین جاتے ہی قیامت برپا کرون گا میان چالاک کا سر کاٹ لونگا یہ کہکر سنکول بڑے زور
شور سے چلا یہان میان ضرغام بشکل سنکول تن رہے ہین چالاک نے شراب مین بیہوشی
ملائی منظور ہے کہ برق خاطف کو پلاؤن سنکول اصلی جو دروازے پر آیا کنیزون نے روکا کہ
صاحب ٹھہر جاؤ ہم اطلاع کرین اسنے کہا ارے ہٹو معاملہ بگڑ ویگا خبردار اندر نہ جانا میرے آنیکی
خبر نہ کہنا میری شکل پر ضرغام شیر دل آیا ہے شہنشاہ نے سب کیفیت مجھ سے کہدی کنیزون نے چاہا
اندر جائین سنکول نے سحر کیا کنیزون کے پاؤن زمین نے تھام لیے اب یہ تیغہ برہنہ کھینچے ہوے باغ
مین گھسا وہی سے للکارا او برق خاطف تو نے غضب کیا میرا ہم شبیہ ضرغام شیر دل
ہے تو اسکو نہین پہچانتی کیسی جاہل ہے ضرغام نے پلٹ کر دیکھا کہا ملکہ دیکھیے میری شکل بنا کے جلسون
مین قران آتا ہے آتے ہی کڑک کر گرے اسکے دو ٹکڑے کیجیے سنکول جھپٹا ہوا آتا تھا ضرغام سے
آنکھ ملا کر آواز دی بھلا او مکار دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون ضرغام نے سر ہلا کر کہا بھلا او بدشعور
یہانتک آ تو سہی دیکھ تو کیا قیامت برپا ہوتی ہے ہم تمھارے باپ یہان موجود ہین یہ تیغہ کھینچکر
دوڑا ضرغام بھاگ کر پشت برق خاطف پر آیا کہا ملکہ بچاؤ چالاک کود کر پہلو مین برق خندان
کے آیا برق خاطف نے دونون ہاتھ سنکول پر ہلا دیے دس برقین گرین سنکول کے دو
ٹکڑے ہوے باغ مین اندھیرا چھا گیا چالاک نے جو قریب برق خندان پہونچ چکا تھا لپٹ کے خنجر مارا
برق خندان گری بجلی آواز سنکول کے مرنے کی آئی پھر صدا بلند ہوئی کشتی مرا نام سن
برق خندان بہو برق خاطف پلٹی ضرغام نے حلقہ کمند مار کر گرتے گرتے خنجر مار دیا اندھیرا ہو گیا باغ
جلنے لگا پریون نے آواز دی کشتی مرا نام سن برق خاطف لو دیکھ چالاک طرف برق گرانے کو
چلا تھا کہ اُسنے اسی اندھیرے مین سحر کیا چالاک و ضرغام گرے برق گریان نے سحر کیا اندھیرا
موقوف ہوا دیکھا ضرغام و چالاک زمین پر پڑے ہین لاشہ برق خندان و برق خاطف
زمین پر تڑپ رہا ہے دونون بہنون کے غم مین گریبان پھاڑ ڈالا سر پیٹتی تھی کہ یارو آج پردۂ
ظلمات بے چراغ ہوا عیارون نے دونون بہنون کو مارا اُنکے خون کے بدلے مین ان سردارونکو
اور دونون عیارونکو قتل کرون گی تمام کنیزین چہار جانب سے دوڑین باغ ماتمکدہ ہو گیا نرگس
کی آنکھ سے آنسو بہہ رہے ہین سنبل نے بال پریشان کیے سوسن خاموش خیمون کو حیرت کا جوش

قناتات نہ تھی چشم حیرت سے لاشون کو دیکھ رہی تھی سرو بابہ گل قمری مضمحل باغ مین خاک اُڑنے لگی
بلبلون نے صدائے گریہ وزاری بلند کی برق گریان کا تڑپ تڑپ کر رونا چالاک و برق و ضرغام
کی مشکین مڑوڑ کر باندھین ہاتھ چمکا دیا ان تینون کے جسم مین آبلے پڑ گئے کنیزون کو اشارہ کیا قیدیون
کو لاؤ جلادون کو بلاؤ باغبان دبہار و شکیل وغیرہ کو کنیزین کشان کشان لائین باغبان نے
دیکھا چالاک و ضرغام و برق بندھے ہوئے بیٹھے ہین اب بھی عیاری کی گھاتین کر رہے ہین
برق فرنگی کہتا ہے اے ملکہ برق گریان خواجہ عمرو کے بیٹے کی چال سازی آپ نے دیکھی آپ
مجھکو نوکر رکھیئے مین اُنکو اپنے ہاتھ سے قتل کرون آپ کی دونون بہنین بڑی قدر دان تھین
برق گریان کہتی ہے ارے تم سب قاتل جلاد ہو ایسے مقام پر تمکو قتل کرے کہ جہان پانی بھی
نہو ہائے میری بہنون کو کس حسرت سے قتل کیا ہم پردہ ظلمات سے آئے تھین ظالمون کے
ڈر سے لشکر لیکر مقابلے مین نہ اُترے تھے خیال رہا کہ الگ رہین مین سے بیٹھے بیٹھے خاتمہ
کردین بڑی بڑی ہوشیاریان کین ان عیارون نے پیچھا نہ چھوڑا بڑی ہمشیرہ برق خاطف کا
قتل ہونا پردہ ظلمات مین اب کوئی بزرگ نہ رہا اول ملکہ ماہیان زمرد پوش قتل ہوئین خونخوار
ظلماتی کے قتل ہونے سے شہر ویران ہوا ملکہ برق خاطف نے رعایا کو تسکین دیکر پھر آباد کیا
تھا اب مین تنہا کیا پردہ ظلمات پلٹ کر جاؤنگی سر لیکر بہنون کا خدمت شہنشاہ مین چلتی ہون
صاف کہون گی میرے نام پر طبل جنگی بجوایئے دل مین حوصلہ باقی نہ رہا جائے رعد و برق و
و برق لامع نے جان کے خوف سے خواجہ عمرو کی اطاعت کر لی ہم اطاعت کرنے والے
نہین ہین ہم سے نہ ہو سکے گا کہ پونے دو سے خداؤن کو چھوڑین ایک خدا بناوین افراسیاب
کی محبت مین لڑ بھڑ کر جان دینگے میدان کارزار مین ہمارے سحر کا حال کھلے گا کنیزین کہتی ہین
ہماری بارہ ہزار فوج دس لاکھ کو پامال کریگی کڑک کڑک کر گریئے بہن کا خیال نکیجیے برق لامع
ضرور مقابلہ کرے گی تب مزہ اُٹھے گا برق کے سامنے اُنکے فرزند رعد کو قتل کیجیے برق گریان نے
بارہ ہزار ساحر جمع دارین استادہ ہوئین چالاک و برق و ضرغام کو دار مین لٹکایا بہار باغبان
وغیرہ کو زیر تیغ بٹھایا ساحران جلاد آکر حاضر ہوئے حکم پوچھنے لگے برق گریان شاخ نخل پر
نظر رکھے ہوئے تاج سر کا ڈھلکا ہوا زار زار رو رہی ہے کہتی ہی صاحبو اگر مین نے لڑائی فتح کی بھی

کی وطن مین جاکر کیا منھ دکھاؤنگی کہنے والے کہین گے بہنون کو قتل کرایا اپنی جان بچاکر چلی آئی اب مین خدمت مین افراسیاب جادو ہی کے رہونگی وطن مین نجاؤنگی انکے مرنے کی خبر سنکر اہالیان شہر بھاگ جائین گے اب پردہ ظلمات کا آباد ہونا نہایت دشوار ہے سات بہنین ایک مقام پر رہتی تھین جدھر ہم لوگ نکل جاتے تھے انگلیان اٹھتی تھین کہ گھر برق ہاے طلسمی کا خوب آباد ہے ہاے کہنے والون کی نظر کھا گئی ارے جلاد انکو قتل کرو کہ ذرا تو میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو کلیجے مین شعلے بھڑک رہے ہین تین جلاد تلوارین کھینچ کھینچ کر بڑھے برق و ضرغام و چالاک دعا کر رہے ہین بہار و باغبان کی حالت متغیر آنکھون کے سامنے موت پھر رہی ہے ملکہ بہار جادو نے اڑتی اڑتی خبر سنی تھی کہ بادشاہ جمجاہ لڑتے بھڑتے آتے ہین مخمور کی خوش نصیبی پر تو رشک ہے کہ جو کہا تھا اسنے وہی کیا بڑی دھوم سے نور الدہر کو لیکر ہوشربا مین آئی ہماری رسائی تا بہ بادشاہ نہوئی اس خیال مین بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہوے تڑپ کے یہ اشعار آبدار موافق مضمون مقام مصنفہ جلال لکھنوی کے پڑھنے لگی

ہمیں جو کچھ ہوا اسے ہونا ضرور تھا
جب دیکھتا تھا چونک کے بستر سے دور تھا
میں اک جھلک سے ہو گیا غش وہ کلیم تھے
خود کاٹتا تھا اپنا گلا جو غیور تھا
ڈھلوا اے فلک مری شب غم کو دیا دیا
کیا کیا گھٹا ہے رات جو آنکھون مین نور تھا
ٹالا جہان کو وعدۂ فردا پہ یار نے
آمادہ جو ہوئے پہ سر فیصل صور تھا
سرشار عشق جام تھی ساقی کے بزم مین
موسی کو غش مین دیکھ کے جلنے کو طور تھا
رکھا خط یار کو پوشیدہ عشق نے
سخت اتنی تھی زمین فلک ایسا دور تھا

تقصیر آنکھ کی تھی نہ دل کا قصور تھا
آہ رسا کی سعی تو کرنا ضرور تھا
مین اک شرر سے خاک نہونگا وہ طور تھا
تلک صبح مین نہ آپ مین آیا شب وصال
رشتہ حیات کا بھی بڑھانا ضرور تھا
کیا ناگوار ہجر مین سامان عیش تھی
مانا نہ ایک جسنے وہ مین ناصبور تھا
اسدرجہ بدگمان ہین وہ ہمسے وقت مرگ
شیشہ بھی نشہ مے الفت سے چور تھا
اچھی نہین یہ حسن پہ نخوت ملوگے ہاتھ
تشبیہ ہونے کے لیے میر قصور تھا
کچھ دکھ کے رہ گئے تھے نکلنے کو حوصلے

شب کو یہ بیقرار دل ناصبور تھا
ہمت تھی شرط باب اثر کتنی دور تھا
مقتل مین کسکو حلق پہ رکھدی تھی تمنے تیغ
جتنا قریب یار تھا اتنا ہی دور تھا
ہمدم نہ تیرگی شب انتظار پوچھ
آنکھونکا تھا خمار جو دل کا سرور تھا
برپا ہی کرچکا تھا مرا اضطراب حشر
ہچکی جو آئی سمجھے یہ پیغام حور تھا
ایسا غضب ہے عاشق و معشوق کا تپاک
ہمکو بھی لو ہین دولت دل پر غرور تھا
نالون کی کوتہی تھی کمی اضطراب کی
اکبار پھر شباب کو آنا ضرور تھا

ان اشعار آبدار کو پڑھ کر بہار	رونق غرض تھی جس سے وہ اسکا ظہور تھا	نظارہ ہوگئے بزم بتان کا کیا جلال

بہت روئی کہا اے باغبان پندرہ برس اس طلسم مین لڑتے ہوئے مجھکو گذرے بڑے بڑے
صدمے مین نے اُٹھائے جس زمانے مین ہمنے شرکت کی ہے صرف ملکہ مہرخ و نافرمان و
سرخ موے کاکل کشا شریک خواجہ عمرو ہوئی تھین اُسوقت کی لڑائی ایک کھیل معلوم ہوتی تھی
بقول افراسیاب جادو کہ یہ لوگ لڑکون کا گھروندہ بناکر میرے سامنے آئے ہین کوئی وزیر
بنگیا کوئی بادشاہ ہوا اسکے غرور کا خداوند کریم نے یہ انجام دکھایا کہ ہملوگون کے ہاتھ سے
بھاگ کر افراسیاب جادو ایسا شخص قلعہ بند ہوا سامنے مقابلے کو نہین آتا مثل چوٹٹون کے
بالا ے گنبد سے اُترا اور آکر کام کرتا ہے یہ اُسی غرور کا بدلہ ملا ہے وہ کیا کرتا ہے اگر یہ لوگ
ہزار برس لڑینگے آفتاب عالمتاب ہوش رُبا کو زوال نہوگا مگر اس حاکم حقیقی قوی و توانا نے
یہ روز سیاہ اُسکو دکھایا مگر ہمارا حال بقول سعدی شیرازی رونے کے قابل ہے شعر
اُمید بستہ برآید ولے چہ فائدہ زانکہ + اُمید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید + وقت عیش و عشرت
آیا ہمارا گل حیات مرجھایا مثل بوے گل حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے چلے نام بہار ہے نہ
پھولے نہ پھلے سامان عیش عشرت کا ہمنے ندیکھا باغبان بھی رونے لگا کہا اے ملکہ حقیقت
مین جس روز زلزلہ قاف ثانی سلیمانی کا داخلہ ہوگا عجب روز سعید بہتر از عید ہوگا کل ممالک
طلسم ہوشربا سے خراج آئیگا ناظم قرار پائینگے پانچہزار پانچ سو پچپن سردار جوانان گلعذار
باغ طلسم ہوشربا مین مہکتے ہوئے نظر آئینگے بارگاہ سلیمانی کا استاد ہوناتمنے تو اے بہار جاکر بر
کوہ عقیق گلزار سلیمانی بہار لشکر صاحبقران دیکھی سب کے نام سے ماہر ہوئین بارگاہ مین
جلوہ فرما رہین صحبت شہنشاہ گیتی ستان مین باریاب ہوئین ہم زیارت سے محروم رہے قاسم و
نورالدہر مع چند سردارون کے آئے ہین ان خیرون کے قدم سے کیا لشکر مین برکت ہر طرف
لشکر مین سامان شوکت و لیاقت ہے نہ کہ کل سرداران صاحبقران و فرزندان جوان و
شاہ گیتی ستان جس وقت تشریف اس مقام پر لائینگے دشمنون کے کلیجے الجائینگے
افسوس صد افسوس اس جلسے مین ہم نہ ہونگے باغ ہوش رُبا مین بڑے میلے ہونگے ہم
گور تنگ و تاریک مین تنہا ہونگے سرخ موے کاکل کشا نے پریشان ہوکر جواب دیا

اے باغبان والاشان گوشۂ قبر کسکو میسر ہوگا ایسے مقام پر قتل ہوتے ہین کہ یہان کوئی دفن کرنے بھی نہ آئیگا لاش اس مقام ویران سے کون اُٹھائیگا جو منظور قضاو قدر کو تھا وہ ہوا حسرت و یاس لیکر چلے وہ جلے ہینے نہ دیکھے مصیبتین اُٹھائین جفائین سہین جب وقت بہار آیا بہار عمر خزان ہوئی سب سردار بیقرار ہوکر روتے دلکو اپنے پروردگار سے رجوع کررہے ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین برق و ضرغام و چالاک پکار رہے ہین کہ اے بے نیاز ان سرداران صف شکن کو موت سے اتنی مہلت ملے کہ قتل افراسیاب دیکھ لین مرنا تو ایکدن ضرور ہے اس مقام حسرت و یاس پر قلب ناصبور ہے برق گریان بیقراری پران بھون کی ہنستی ہے کبھی کہتی ہے کسکو تم سب پکارتے ہو تمھارا خدای نادیدہ کہان ہی تلو گونگے برابر کون ہو تو نہ ہے تمھاری کتابون مین لکھا ہی کہ زمین سے آسمان تک پانچ سے برس کا راستہ ہے ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا یہی بُعد قرار پایا عرش اعلی پر مقام خدائے نادیدہ قرار دیتے ہو وہانتک آواز کیونکر جائیگی اطاعت افراسیاب قبول کرو سامری جمشید کی خدائی کو برحق جانو وعدہ کرتی ہون کہ تمھاری خطائین معاف کرادونگی اب میرے ہاتھ سے بچنا تمھارا دشوار ہے یہ سنکر باغبان تڑپ گیا کہا او برق گریان ہمارے حال پر ہنستی ہے معاذ اللہ سید اکرمنوائے پر ہنستی ہے وہ حاضر ناظر ہے بعد زمین و افلاک کیسا جو ہمارے دل مین ہے اُس راز سے وہ بے نیاز ماہر ہے ہماری راحت و مصیبت سب اسپر ظاہر ہے دیکھو کس وقت مدد ہوتی ہے برق گریان اور باغبان سے تکرار ہونے لگی باغبان کہتا ہے تو ہمارے قتل پر قادر نہین ہے وہ کہتی ہے اب اگر تمام عالم ملکر آئے تو بھی تمھاری رہائی غیر ممکن ہے برق قہر غضب سے جلادونگی اب زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر جلادون سے اشارہ کیا جلدان زبان درازونکو قتل کرو جلاد خنجر برہنہ لیکر بڑھے تیرے حکم کے منتظر تھے کہ کنج باغ سے آواز آئی اے خیرخواہ دولت اے صاحب شوکت و لیاقت کیا کہتا ہے پیشتر سے مجھکو آگاہ نہ کیا ورنہ ملجہ کا انتظام کرتا پلٹ کے برق گریان نے دیکھا خود شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو تاج سر پر اک رومال سے خون تازہ ٹپکتا ہوا اسمین سر کسی کا بندھا ہوا تیغہ خون آلود ہاتھ مین صاف ظاہر ہے کہ ابھی کسیکو قتل کیا رومال سے باندھ لیا برق گریان نے جھک کر سلام کیا کہا اے شہنشاہ یہ کسکا سر ہے افراسیاب نے اُس سرکو دھڑ سے زمین پر ڈالدیا برق گریان نے دیکھا شہنشاہ

لاچین کا سر ہے لشکر اسد کا کلان افسر ہی یہ چھا اے شہنشاہ اس پیر زمین گیر کو کیونکر پایا کہا ای برق گریان
مین نے سنگول جادو کو روانہ کیا ضرغام نے راہ مین اسکو گرفتار کر لیا مین اور اق سامری
دیکھکر گنبد سے برائے حفاظت اترا اس خیال مین کہ جا کر تم سب کو آگاہ کرون اس بڈھے نے
راہ مین مجھکو گھیرا مین تو اب آمادہ ہو چکا کہ جسکو پا جاؤنگا فوراً قتل کرونگا مین نے لڑکر اس کا سر
کاٹ لیا راہ مین مجھکو بطور ستارہ شناسی ثابت ہوا کہ برق خاطف و برق خندان دونون
قتل ہوگئیں صرف برق گریان باقی ہے قتل مین سردارون کے تساہل کر رہی ہو اسوقت اگر پہونچا
مبارک ہو کہ لڑائی مین نے فتح کی لشکر اسد مین کھلبلی پڑی ہے سب باحسرت بھاگے جاتے مین ملکہ
بلقیس رتی ہونے کو کہتی ہے صرف یہ چار پانچ جوان رہجائینگے مثل اسد و بدیع الزمان و
نور الدہر و قاسم و غضنفر یہ کس کس سے لڑینگے بڑے بڑے پہلوان مین نے بلائے ہین وہ ان سبکو اب
گھیر کر مار لینگے مین نے وہ گنبد بنایا اگر سامری جمشید بھی ہوتے گنبد تک نہ آسکتے آٹھ پہر
تیر تلوار خنجر شمشیر نیزہ دو سر برسا کرتے ہین وقت آخر مین نے یہ کار نمایان کیا مگر سب سردار
میرے تعاقب مین آتے ہونگے جلد ان سبکو قتل کرو میرے ساتھ گنبد عجائب مین چلو برق گریان
قدمون سے لپٹ کر رونے لگی کہا حضور خانمان تباہ ہوگیا کوئی سر پرست نہ رہا
افراسیاب نے کہا مین تجھکو اپنا نائب قرار دونگا آج شب کو بڑی لڑائی پڑے گی۔ برق گریان
خوش ہوگئی باغبان و بہار وغیرہ اس سے تو آگاہ نہ تھے سر لاچین دیکھکر تڑپ گئے عیار بھی
بلکتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا بڑا شہنشاہ عالی جاہ مارا گیا اب لڑائی کا فتح ہونا بہت دشوار ہے
کاش کے نابینا ہوتے سر اس افسر عالیجاہ کا نہ دیکھتے اسوقت لشکر مین کیا ہنگامہ ہوگا بیشک بلقیس
اپنی جان دیگی۔ برق گریان قدمون کو بوسہ دیکر اٹھی افراسیاب نے کہا اے برق گریان
دیکھو وہ ابر یا قوتی اٹھا گوکب روشن ضمیر وغیرہ سب ہمراہ آتے ہین جیسے ہی
برق گریان پلٹی افراسیاب تیغہ خون آلود لیے کھڑا ہے نعرہ کیا اور برق گریان قدرت
پروردگار کو دیکھا پیدا کرنے والے پر طعن کرتی تھی ستم صاحب بندہ گران نظر کردہ بزرگان
مہتر قران عالیشان وہی تیغہ مارا برق گریان کے دو ٹکڑے ہوئے جھپٹ کے بہار و باغبان
کی زبان سے سوزن لیا عیارون پر سے بھی سحر اترا جادوگرنیان دوڑین باغبان و بہار نے

کچھ نخل کے پتے کچھ شاخیں توڑ کر سحر کرنا شروع کیا مُرخ مو بھی لڑنے لگی شکیل نے وہ گوپے مارے
تمام جادوگرنیاں فریاد فریاد کرتی تھیں بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من برق گریاں بود
ساتھ والیاں اسکی سب بھاگیں تینوں عیار یہ سب سردار تینوں برقوں کے سر کاٹ کر ساتھ
لیے ہوئے طرف لشکر اسلام کے چلے صرصر شمشیرزن نے جا کر افراسیاب جادو کو خبر دی کہ اے
شہنشاہ سنگول جادو پر بھی کچھ افتاد پڑی کسیکو بھیجکر دریافت کرائیے عیاروں نے وہاں جا کر اپنا
قبضہ کیا مجھکو بھی قران نے پکڑ لیا تھا اے شہنشاہ کیونکر جان بچے آٹھ پہر یہ سب مکار اسی فکر
مین پھرا کرتے ہین کیا کیا جاے یہاں سب طرح غفلت ہے آپ تساہل کرتے ہین بڑی قباحت
ہے افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر شمشیرزن مجھے اب کسی کی مروت باقی نہین ہے
ما بدولت آٹھ پہر سحر خوانی مین مصروف رہتے ہین پچاس برس طلسم ہوشربا مین سلطنت کی
ما بدولت ایسے نہین ہین کہ یکایک کوئی قتل کرے تمام لشکروں کا خاتمہ کرونگا میرا قول کرسی
نشین ہوگا اکیلا طلسم کشا رہ کر عملداری کرے ایک ساحر باقی نہ رہیگا افراسیاب بالاے گنبد
بیٹھا ہے صرصر سے یہی باتیں کر رہا ہے کہ دیکھا باغبان وغیرہ و تینوں عیار سر رومال مین
باندھے ہوے آکر پہونچے کنیزان بہار ملازمان باغبان پریشان ہو رہے تھے براے استقبال
چلے لشکر اسلام مین خوشی ہونے لگی صبا رفتار نے آکر افراسیاب کو خبر دی آخر حضوران سب
نے ملکر تینوں برقوں کو مار لیا اب اسوقت بہار و باغبان وغیرہ آتے ہین دربار شہنشاہ
لاچین مین صلاحین ہو رہی ہین حضور کا بڑا خوف سب پر غالب ہی آج طلسم کشا فرماتے تھے
ایک ہفتہ گذرا کہ ہمنے آرام بالکل ترک کیا شب بھر لشکر مین افراسیاب کا ہنگامہ رہتا ہے
افراسیاب نے کہا مین نے اور بھی تدبیرین کی ہین تم بھی لشکر اسلام مین جاؤ جو جہاں ملے
اسکو وہان قتل کر دیا گرفتار کر کے لے آؤ مین خون کے دریا اب بہاؤنگا افراسیاب تو
اس تدبیر مین ہے پانچوں عیار یہاں نکلین یہاں صبح کا وقت ہے شہنشاہ لاچین و
کوکب روشنضمیر وغیرہ جلوہ فرما ہین دربار مین خواجہ کے نہ آنیکا سب کو انتظار ہے
اسد و بدیع الزمان فرما رہے ہین خواجہ کا نہ ہونا باعث خرابی ہے اُنکے واسطے دلکو بیتابی
ہے چالاک و برق نے عرض کی کہ جان نثار فکر مین مصروف ہین ان کی ذات پر کون سے انتظام

موقوف ہین اسوقت تمام لشکر سامنے فروکش ہے اسد نے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیئے لشکر کو اپنے
دیکھ رہے ہین ہرچند کہ اس ہفتے مین بدعت افراسیاب سے لاکھون ساحر مارے گئے بڑے بڑے
کھیت پڑے اب بھی جہان تک نگاہ کام کرتی ہے دریاے لشکر اسلام موج مار رہا ہے از شرق تا
مغرب از جنوب تا شمال از ماہ تا ماہی فوج شہنشاہی ہر طرف فروکش ہے سحر تیار ہو رہے ہین سب
سردار مسلح اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہین ایک گوشے پر لشکر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر
کوکب روشن ضمیر تو بارگاہ مین آئے ہین ملکہ بران شمشیر زن ہجران دیدہ آفت کشیدہ
مع ملکہ اختر و مروارید و شگوفہ وزیرزادی اپنی بارگاہ زربفتی مین جلوہ فرما ہین
بلور چہار دستہ اپنی فوج ظفر موج کو درست کر رہا ہے شہنشاہ لاچین والا تمکین نے دیکھا
لکہ ہاے ابر مختصر مختصر آسمان پر آنے لگے ہواے سرد چلنے لگی سردی شروع ہوئی شاہزادہ
بدیع و نور الدہر نے بھی خادم کو اشارہ کیا دوشالے لاکر پیش کیے قاسم
وغیرہ نے بے اختیار فرمایا کہ اس وقت اس ہواے سرد نے عجب کیفیت دکھائی
بدیع نے کہا کیا کہین اے فرزند افراسیاب خانہ خراب کی بدعت سے دل پریشان ہو رہا
اسوقت تمام صحرا سبز و شاداب آہوان صحرا کی چھالین بھر رہے ہین شکار کا موقع تھا اس
صحراے سبزہ زار مین عجب کیفیت حاصل ہوتی قاسم نے بھی کہا چچا جان تشریف لیجیے سنتے ہین
ہوشربا مین شکار متعدد ہے یہ سنتے ہی اسد نامدار بھی آمادہ ہوئے شہنشاہ لاچین نے
کہا اے شہریار آپ کی وجہ سے افراسیاب جادو بھاگ جاتا ہے ورنہ اسنے بڑے بڑے سحر
آج کل تیار کیے ہین کہ جنکا دفع ہونا دشوار ہے آپکی وجہ سے اسکا زور نہین چلتا شاہزادہ
اسد نے اشارہ فرمایا وہ تو شب کو آتا ہے دن کو نہ آئیگا ہم پہر دن رہے شکار کھیل کر واپس
آئینگے ہم چچا جان کو بھی خواہش شکار ہے خاور شاہ کا قلب بھی براے شکار بیقرار ہے پہر
دو پہر کے بعد واپس آئینگے ہرچند شہنشاہ لاچین و کوکب روشن ضمیر نے کہا مگر اسد
نے ضرغام کو حکم دیا سامان شکار بہت جلد آراستہ کر ضرغام نے اُسی وقت تیاری
کی شاہزادہ اسد و نور الدہر و بدیع الزمان و قاسم و غضنفر بن اسد مع چند سرداران
صف شکن کے پشت ہاے مرکب پر سوار ہو کر براے شکار چلے افراسیاب گنبد سے دیکھ رہا ہے

عیار بچیان بھی موجود تھین انھون نے بھی افراسیاب کو خبر ہو نچائی کہ طلسم کشا واسطے شکار کے تشریف لیگئے افراسیاب جادو ہنسکر چپ ہو رہا عیار بچیون سے اتنا کلمہ بھی کہا کہ آج لاچین و کوکب کی بھی قضا ہے ان دونون سرکشون کو مٹادون کلیجہ میرا ٹھنڈا ہوا اسد تو جا کر مصروف شکار ہوئے نورالدہر نے صدہا آہو شکار کیے بدیع الزمان بھی گھوڑا اڑاتے پھرتے ہین قاسم نے طائران ہوائی سے صحرا کو خالی کردیا ساتھ والے بھی شکار کھیل رہے ہین یہان لاچین و کوکب نے دیکھا کہ وہ ابر جو مختصر آیا تھا وہ بڑھنے لگا ہوا مین خنکی زیادہ ہوئی جا بجا ساحرون نے آگ روشن کی ابر تمام لشکر پہ محیط ہوا لاچین والا تمکین نے نکلکر حکم دیا یہ ابر گندہ بہار گھر کر آیا ہے اکثر سنا ہے کہ اس طرف برف خونی پڑتی ہے سب صاحب تدبیر کرین موم جامے نکلواؤ بارگاہون پہ موم جامے چڑھواؤ یہ سنتے ہی اپنے اپنے لشکر کا سب انتظام کرنے لگے ایک سمت ملکہ بادبان لشکر توسن حصار کی مالک ہین انھون نے اپنے لشکر کی تیاری کی لشکر طلسم نورافشان کا تمام انتظام ملکہ بُران شمشیر زن کرنے لگین بخوبی انتظام نہونے پایا تھا کہ ابر محیط ہوکر برسنے لگا بجلیان کڑک کڑک کر گرین پانی کا غراٹا ہوا تے تند کا سناٹا لشکر مین عجب طرح کا تلاطم ہوا ہزار ہا مرکب کھل گئے مطلق العنان بھاگے بھاگے پھرتے ہین چشمہ چھُوٹ نکلے نہرون کا جوش خروش بڑھا ابر تیرہ و تار ہے لشکر مین اندھیرا باران غیر فصل نے کل لشکر کو گھیرا صدائے فریاد بلند ہے شہنشاہ لاچین والا تمکین و ملکہ بلقیس و خود شہنشاہ کوکب روشنضمیر و مہرخ و بہار و باغبان قدرت وغیرہ انتظام کرتے پھرتے ہین صدہا بارگاہین سرنگون خیمے مثل حباب بہتے پھرتے ہین ہزارہا بندگان خدا ڈوبے کوکب روشنضمیر نے بڑھکر شہنشاہ لاچین سے کہا آج کا یہ پانی برس برس کے کل لشکر کو ڈبو دیگا نہین معلوم صحرا مین طلسم کشا پر کیا گذری وہانکی خبر منگانا چاہیے شہنشاہ لاچین و بلقیس نے جوابدیا بارش کی اسقدر طغیانی ہے کہ کشتی حیات بندگان خدا ڈوبا چاہتی ہے مگر اپنے اپنے انتظام مین سب مصروف ہین کسکی لیاقت ہو کہ اس دریای آب کو جھیلے دریا مین پہونچے کیونکر خبر ملے عیارون کا نشان نہین معلوم ہوتا چالاک برق کو ہمنے طلسم کشا کے ہمراہ کردیا ضرغام شیردل بھی گیا اسوقت بھائی کو بھائی نہین پہچانتا کس زور و شور سے مینھ برستا ہے جدھر نگاہ اُٹھا کر دیکھیے عالم آب ہے برق کی تڑپ سے دل ہر خورد و کلان کا بیتاب ہے ہر کسی کو یہی معلوم ہوتا ہے

کہ برق تڑپ کر گرے گی خرمن حیات کو جلا دے گی ملکہ بُران شمشیر زن شگوفہ کو ساتھ لیکر بارگاہ سے باہر نکلیں دور سے بلور نے دیکھا جس مقام پر بارگاہ بران ہو وہاں پر برف گرنے لگی ملکہ بُران ایک جانب کھڑی تھیں کہ جو بارگاہ گر رہی ہے اُس سے نکل جاؤں دوسری بارگاہ میں اپنے کو آب بچا دوں برف سے حفاظت ہو صدہا برقیں اُس مقام پر گریں بلور نے دیکھا اک برق ملکہ بُران شمشیر زن کے لپٹ گئی بُران ایسی ساحرہ اختر مروارید جوڑے سے نہ نکال سکی اپنے کو نہ سنبھال سکی شگوفہ نے اُٹھا کر گولا برق پر مارا اک پنجہ کمر میں شگوفہ کے بھی پڑا ملکہ اختر نے دور سے دیکھا تمام لباس بھیگا ہوا اپنی جان سے بیزار چہار سمت سے کنیزوں کی فریاد ساحروں کی داد بیداد اُس ہنگامہ میں بران و شگوفہ کو برق لپٹی ہوئی طرف آسمان کے لیے جاتی ہے ملکہ اختر نے موتیوں کا مالا گلے سے اُتارا سحر کر کے مالا مارا موتی لوٹے کچھ تاثیر نہ ہوئی اُسی برق سے ایک پنجہ گرا اُسنے اختر کو بھی اُٹھا لیا کئی سے کنیزان ملکہ بران نے بھی پڑھ پڑھ کر سحر کیے جسنے سحر کیا اُسیر برق گری یا سل برف کی گری ہزارہا زیر برف دبے صدہا کو برقیں گر کر اُٹھا لیگئیں ملکہ بران شمشیر زن و اختر مروارید و مصاحبان بران کو برقیں لپٹ کر اُٹھا لیگئیں دمبدم برقوں میں تڑپ زیادہ ہوتی جاتی ہے برف گرنے کی طغیانی طنابیں ٹوٹیں خیمے گرے بارگاہیں سرنگوں عجب طرح کا تلاطم ہے ملازموں نے بڑھ کر کوکب روشنضمیر سے کہا دیکھیے حضور بارگاہیں سب پامال ہوئیں ملکہ بران شمشیر زن و اختر مروارید کو پنجے گر کر اُٹھا لے گئے شہنشاہ لاچین کو مصاحبوں نے خبر سنائی کہ حضور علاوہ برف گرنے کے دوسری قیامت ہے کہ برقیں گر کر سرداروں کو اُٹھائے لیے جاتی ہیں اہالیان لشکر طلسم نورافشان کئی سے سردار ابر میں غائب ہوئے برق لامع کیسے کیسے زور مار رہی ہے کڑک کڑک کے گرتی ہے ابر میں کمی نہیں بارش میں بر بھی نہیں دمبدم ابر محیط ہوتا جاتا ہے صدائے رعد سے قلب تھراتا ہے شہنشاہ لاچین و کوکب روشنضمیر حیران و پریشان کھڑے ہیں کہ باغبان قدرت سامنے آیا کہا اے شہنشاہ ابر گندہ بہار کا گمان نہ کیجے یہ کسی ساحر نے شعبدہ سحر کیا ہے مگر بڑا کوئی زبردست ہے کہ جسکے سحر نے تلاطم ڈالدیا جہانتک نگاہ کام کرتی ہے دریا موج مار رہا ہے آپ بڑھکر سحر کیجیے دیکھیے افراسیاب جادو احاطے سے باہر نہیں آتا بالائے گنبد بیٹھا ہوا ہنس

رہا ہے عیار پچیان بھی بھاگ کر احاطے مین چلی گئین کوئی ملازم افراسیاب احاطے سے باہر نہین آتا ہم
تو مین نہین بتا سکتا مگر پردہ ابر مین کوئی ساحر آیا ہے لاکھون اہالیان لشکر ڈوب چلے خیمے گرے
پناہ ملنا دشوار ہے شہنشاہ لاچین و کوکب روشنضمیر اسباب سحر لیکر پڑھے پانی مہلت
نہین دیتا اسم سحر یاد نہین آتا بہ مشکل دو چار سحر کیے گولے ترنج نارنج ابر پر مارے مگر کچھ
تاثیر نہ ہوئی ملکہ بلقیس نے کہا حضور یہ غیب کا پانی ہے سحر کوئی کہانتک کر سکتا ہے دیکھیے نیچے
تمام صحرا دھوان دھار ہے زمین سے پانی ابل رہا ہے بھاگنے والے کہان بھاگ کر جائین یہ سنکر
باغبان قدرت نے کہا میری تو اسے یہی ہے سحر کامل کیجیے پانی پر آگ برسائیے ورنہ یہ برف
سب کو ٹھنڈا کریگی جسوقت سے یہ ابر شروع ہوا مین نے سحر کر کر کے اپنے کو بچایا برف
اسقدر پڑی ہے کہ صدہا پہاڑ بنگئے کہنے سے باغبان قدرت کے ملکہ بلقیس نے پڑھکر
کئی گولے اس ابر پر تیر و تار مین مارے باغبان قدرت یہ کہکر ہٹا تھا کہ حضور مین بارگاہ مین تو
اٹھوا لون چند قدم گیا تھا کہ دیکھا معمار قدرت ایک چشمے مین ڈوب رہا ہے اتنا بڑا ساحر ہے
ہر چند چاہتا ہے سنبھلون نہین سنبھل سکتا غوطے کھا رہا ہے باغبان نے جھپٹکر معمار قدرت
کا ہاتھ پکڑ لیا چاہا کہ چشمے سے نکال لون چشمے سے دو نہنگ پیدا ہوے ایک نے باغبان
کو لیا اور ایک معمار قدرت کو نگل گیا اسی چشمے مین غائب ہوے چند ساحرون نے بہ مشکل
پڑھکر ملکہ بلقیس شہنشاہ لاچین و کوکب روشنضمیر سے اطلاع کی کہ حضور یا تو برف و
برق کی آفت تھی یا نئی بلا نازل ہوئی کہ جھیلون سے نہنگ نکلے باغبان و معمار کو نگل گئے
برق لامع سحر کر کے بلند ہوئی تھی ابر مین جاکر غائب ہوئی دیکھیے رعد و برق کو بھی کوئی
اٹھا لے گیا افراسیاب خانہ خراب نے جو بالاے گنبد سے یہ ہنگامہ دیکھا حیرت جادو
سے کہا دیکھو اے حیرت اب وقت انتقام یہی ہے یہ کہکر گنبد سے اترا بجاے اشارہ تھا کہ لشکر
ہمارا تیار ہوا اندر احاطے کے لشکر بیشمار فوج کش ہے تیس لاکھ ساحران غدار سامری
جمشید کا نام لیتے ہوے اسباب سحر ہاتھ مین احاطے سے لینا لینا کہکر نکلے افراسیاب
خانہ خراب تیغہ برق تاب کھینچ کر گنبد سے کودا اسوقت یہ نہ ثابت ہوتا تھا دن ہے کہ رات
چہار جانب اندھیرا برف گر رہی ہے پانی زور شور سے برس رہا ہے ہواے تند کے جھونکے اس آفت مین؟

افراسیاب بیس لاکھ فوج لیکر گرد لاچین والا تمکین و ملکہ **بلقیس** و کوکب روشنضمیر آمادۂ مرگ و مہیائے
قضا ہو کر سحر **افراسیاب** خانہ خراب دفع کرنے لگے پانی کے غراٹے نے ہوش اڑا دیے ہین ہر طرف سے
دریائے قہار موج مار رہا ہے **افراسیاب** کی شورش قتل اہل اسلام مین کوشش ایک مقام پر افراسیاب
نے سحر کیا آگ برسنے لگی ہرچند شہنشاہ **لاچین** و ملکہ **بلقیس** ثانی دفع سحر کرتے ہین عجب
طرح کی بات ہے سحر **افراسیاب** خانہ خراب مین کمی نہین ہوتی ہے آتش فروزی مین بھی ہوتی ہے
بارش آب باران کو ترقی برقین گر رہی ہین اب تو سلسلہ بندھ گیا جب برق گری کسی سردار کو اٹھا لے گئی
ہرچند شہنشاہ **لاچین** و ملکہ **بلقیس** ثانی روکتے ہین مگر جو سردار اٹھ کر گیا ابر مین غائب ہو گیا
بڑے بڑے سردار نامدار ساحر و غیر ساحر ابر مین غائب ہوئے ایک مقام پر بڑھکر کوکب روشنضمیر
نے سحر کیا گولا اوپر ابر کے مارا گولا قریب ابر جا کر پھٹا ابر سے ایک سنہرا پنجہ پیدا ہوا اسنے گولے
کو توڑا ایک زنجیر طلائی پیدا ہوئی جسم مین کوکب کے آکر لپٹی صاف معلوم ہوتا تھا کہ جسم مین
کوکب روشنضمیر کے ماران سیاہ لپٹے ہوئے طرف آسمان کے لیے جاتے ہین زبان بند ہو گئی
چہرہ زرد ہو گیا ہرچند اپنے کو سنبھالتا ہے زور کرکے کئی حلقہ ہائے زنجیر توڑے ایک حلقہ ٹوٹا
دس حلقے بنکر تیار ہوئے اس حال عبرت مآل کو دیکھکر تمام لشکر مین قیامت تھی کہ یارو یہ کس
ظالم کا سحر ہے کہ کوکب روشنضمیر ایسا بادشاہ عالیجاہ یون مبتلائے طوق و زنجیر ہے یہ تو کسی
بڑے کامل کی تدبیر ہے وہ زنجیرین کوکب روشنضمیر کو طرف ابر کے لیے جاتی ہین کسی مقام پر
کوکب تڑپا پھڑکا زور کیے خانۂ زنجیر مین غل ہے سلسلۂ زنجیر سے توسل ہے سرداروں پر جو برقین
گرین وہ چشم زدن مین ابر مین جا کر غائب ہوئے کوکب روشنضمیر کو عرصہ ہو گیا یہ رکتا ہوا
جاتا ہے رہائی غیر ممکن زنجیرین طولانی ہو گئین برف گر رہی ہے اسوقت پانی کا زور زیادہ ہوا
یہ حالت دیکھکر ملکہ **بلقیس** ثانی نے چرخ مار کر ارادہ کیا کہ کوکب روشنضمیر کو روک لون
تا بآسمان نہ جانے دون جب قریب پہونچین **افراسیاب** جادو نے سحر کیا للکارا رے
خبردار قریب ہمارے گنہگار کے نہ جانا ملکہ **بلقیس** ثانی نے اس طرف کچھ جواب نہ دیا اور بڑی
دلیری کے ساتھ کوکب روشنضمیر کے رہا کرنے کی فکر کی سحر افراسیاب سے خنجر گرا کہ ملکہ کا
شانہ نشانہ ہوا صدمے سے اسکے ملکہ پلٹ آئین کوکب روشنضمیر کو زنجیرین لیکر قریب ابر پہونچین

قریب تھا کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر ابر مین چھپ جاے افراسیاب خانہ خراب کا خوشیان کرنا وہ اچھل رہا ہے ہر مرتبہ یہی قول ہے کہ وہ مارا مسلمان میرے قتل کے درپے تھے اپنے اپنے مقام پر لکھد یا دکر قتل افراسیاب پر نہ لکھا ذکر قتل مسلمانان سب ستارہ شناس مرگئے کتابین سب جھوٹی نکلین آج ہی کل کا خاتمہ کردیا گیا اُس بڑھے کو زندہ چھوڑ جاؤن گا کلمات مہملات افراسیاب پر قیامت برپا ہی ہر طرف یہی ہنگامہ ہے خداوندا اس تباہی سے لشکر کو بچائے بہار و باغبان و برق و برق لامع وغیرہ سب کیا ہوگئے کسی بڑے ظالم کا ابر سحر ہے یہ سب تارے اس ابر مین غرق ہوا جاہتے ہین اب ماہ آسمان طلسم نور افشان پر زوال ہے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر ایسے بادشاہ عالیجاہ کا یہ حال ہی زنجیرین جسم مین لپٹی ہوئی ابر مین غائب ہوا چاہتا ہے شہنشاہ لاچین والا تمکین کو بھی نتھا کا انتشار ہو مگر مجبور ولاچار ہے کچھ زور نہین چلتا ابر بھی اب قریب رہگیا کہ وہ زنجیرین کشان کشان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کو ابر مین لیجائین ابر سے اب سنہرے پنجے پیدا ہونے لگے جسم مین کوکب کے لپٹ گئے یہ قیامت برپا تھی کہ طرف طلسم نور افشان کے آفتاب عالمتاب فسون گری ماہ اوج سحر و ساحری صاحب شوکت و شان شہنشاہ نور افشان بڑے زور و شور سے پیدا ہوا اس تیامت کو دیکھکر نعرہ کیا اے شہنشاہ لاچین غضب کیا ایسے وقت کشاکش مین طلسم کشا کو کیون لشکر سے نکلنے دیا یہ سحر جو مکر کر کے آیا ہے جادو بکش قہر ساحری باران ابر سوار لقب بہت بڑا بے ادب کس دھوکے مین آیا ابر برسا کے قیامت برپا کی آپ سب صاحب ملکہ افراسیاب جادو کو روکین مین اس ابر سوار کو لیتا ہون یہ کہکر نور افشان اڑتا ہوا قریب کوکب روشن ضمیر کے پہونچا ایک سنہرا پنجہ قریب نور افشان آیا نور افشان نے سحر کیا وہ پنجہ جل بھن کر خاک ہوگیا شہنشاہ نور افشان نے ایسی جلدی اور پھرتی سے اپنے تئین قریب شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے پہونچایا جیسے برق تڑپ کر گرتی ہے آنکھین سب کی جھپکگئین کوکب روشن ضمیر کو ہاتھون پر سنبھالا زنجیرون کو توڑ کر پھینک دیا شیشہ آب میدہ سحر ہاتھ مین تھا جلو مین لیکر اُس پانی کا چھینٹا منھ پر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے دیا اور کہا کہ اے فرزند ارجمند ہوشیار ہو جب آب دمیدہ سحر کا نور افشان نے منھ پر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے چھینٹا دیا تب ہوش و حواس کوکب کے درست ہوسے ہوش مین آتے ہی کوکب نے کہا استاد آپ ہٹ جائیے زیادہ تکلیف نہ فرمائیے نور افشان نے

نیچے ہٹکر ابر پر گولا مارا پانی چہار طرف برس رہا ہے برف کی سلین کی سلین بڑے زور شور سے گر رہی ہیں معاذ اللہ پناہ بذات خدا عجب سامان قیامت برپا ہے اسی ہنگامے مین نور افشان نے پکار کر کہا ارے یارو جلد جاکر طلسم کشا کو خبر کردو وہ صاحب لوح فتاح طلسم آجائے تو یہ ساری مشکل ایک دم مین آسان ہوجائے دریائے جرأت کی طغیانی ہو خیمے پر ابرار عبادت گذار کے بھی اسقدر برف گری تھی کہ دروازہ خیمے کا بند ہوگیا تھا جب کہ شہنشاہ نور افشان صاحب عزوشان نے آکر اپنے شاگرد شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کو رہا کیا اور دو چار گولے سحر کے ہر طرف پھینکے اور شعلے بھڑکے تب ابرار عبادت گذار اپنی بارگاہ عالیجاہ سے نکلے نکلتے ہی شہنشاہ عالیجاہ بادشاہ قدیم طلسم ہوشربا لاچین والا تمکین سے متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا کہ اے بادشاہ عالیجاہ مقام تعجب ہے کہ سحر اسقدر طغیانی پر ہوا تمکو خبر نہوئی یہ کیا معرکہ ہے وہ سحر کرو کہ ابر دفع ہو مین بھی عالم غفلت مین تھا یہ باران ابر سوار ہمیشہ قبر سامری پر جاروب کشی کرتا رہا وہان کے تحفہ جات اسکو دستیاب ہوئے اسنے آتے ہی قیامت برپا کردی یہ فرماکر ابرار نے ایک نقش لکھا اسکو اپنے داہنے ہاتھ مین لیکر طرف آسمان کے دکھلایا ایک آفتاب عالمتاب چمکا اسکی ضو سے ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا اہالیان لشکر بھی دوڑنے سے بچے ابرار تو آفتاب چمکاکے اپنے خیمے مین جا بیٹھے عمل خوانی کرنے لگے نور افشان جادو سحر کرتا ہوا تا بہ ابر پہونچا کوکب روشن ضمیر برق بنکر تڑپا ابر کو ٹکڑے ٹکڑے کیا نور افشان جادو نے جاکر گولے مارے ادھر آفتاب عمل ابرار عبادت گذار چمکا افراسیاب خانہ خراب کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا جب شہنشاہ صاحب عزوشان نور افشان بر سر ابر پہونچا دیکھا ایک جادوگر تین لاکھ فوج کی جمعیت سے سینگ کی کمانین سینک کے تیر لیے ہوئے پردۂ ابر مین مخفی ہے اب نور افشان کو دیکھتے ہی اسقدر تیر پڑے کہ جسم نور افشان تیرون سے مشبک ہوگیا تمام جسم غربال بنگیا اُس حال زار مین بھی نور افشان نے جاکر مقابلہ کیا ادھر سے افراسیاب جادو بھی سحر کرتا ہوا قریب ابر پہونچا باران ابر سوار کو آواز دی لے خیر خواہ دولت یہ بیر زمین گیر جانے نپائے تونے لڑائی کا خاتمہ کردیا تھا اس بڈھے نے آکر سب کو آگاہ کیا سو تون کو جگایا ورنہ کوئی آگاہ نہوتا پردۂ بارش مین سبکا خاتمہ ہوجاتا ادھر سے تو باران ابر سوار چلا ادھر سے افراسیاب جادو نے تلوارین برسائین لیکن شہنشاہ نور افشان صاحب شوکت وشان نے گولے مار کر

اتنا دینا کو روشن کر دیا کہ عیار جو جا بجا بیہوش پڑے تھے ہوش مین آئے شکارگاہ کی طرف بھاگے ابرار
عبادت گذار نے بھی حکم دیا طلسم کشا کو جا کر خبر کرو برق دجالاک اُس وقت پہونچے ہین
کہ اسد نامدار شکار کھیل کر پلٹے ہین چاہتے ہین کہ داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہون کہ عیارون نے
آکر فریاد کی کہ اے شہریار جلد چلیے یہ سنتے ہی اسد نامدار سوار ہوے لوح گلے سے اُتاری مہر کیا بھی
عکس ڈالتے ہوے گھوڑے کو اُڑاتے ہوے چلے یہان جب نورافشان انتہا کا زخمی ہوا
اور باران ابر سوار ابر سے نکل پڑا جسم نورافشان پر تیر چلنے لگے انتہا کا زخمی ہوا کوکب روشنضمیر
نے برق بنکر بہت سے ملازم اوسکے مارے زخم تو سر پر پہلے ہی آچکا تھا گوشہ ابر مین تمام سردار
جو غائب ہوے تھے اُنھین دیکھا کہ بیہوش پڑے ہین نورافشان نے قصد کیا کہ جا کر اُنکو
رہا کرون باران ابر سوار نے گرز آتشین پھینک مارا شانے پر نورافشان کے پڑا شانہ
نورافشان کا لشانہ ہوا لڑکھڑا کر طرف زمین کے چلا لشکر مین غل ہوا نورافشان نے زخم کاری
کھایا شہنشاہ کوکب روشنضمیر نے بڑھکر اپنے اُستاد کو سنبھالا دیکھا کہ ہاتھ بیکار ہو چکا ہے
نورافشان نے کہا اے نور نظر اب مجھے نہ سنبھالو مین بران کو تو رہا کر دون یہ سب چاند کے
ٹکڑے میرے سامنے ابر سحر مین مخفی ہوے اُس حال زار مین کہ بایان ہاتھ نورافشان کا بیکار
ہوا داہنے ہاتھ سے سحر کرتا ہوا ابر کو تختہ تختہ کیا ایک سیاہ رو اُس مقام پر نگہبان تھا جلدی سے
نورافشان نے جا کر اُسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من موج خیز
جادو بود اُس ساحر کا لاشہ جو گرا برف وغیرہ بالکل غائب ہوئی یا تو سب طرف عالم آب تھا
چشمے اُبل رہے تھے پانی موج مار رہا تھا کونون سے آب سحر کا جوش تھا یا جا بجا خاک اُڑنے لگی دو
طغیانی آب کی موقوف ہوئی باران ابر سوار نے جو دیکھا کہ نورافشان نے جا کر موج جادو
کو مارا بران وغیرہ کو رہا کیا سب ساحر بھی چھوٹے مگر حال یہ ہے کہ سب خاموش بھاگل سا
چہرہ کملایا ہوا سحر نہین کر سکتی سرخ مو کاکل کشا حیران و پریشان اکثر ساحر اس حال
مین کہ بات کا جواب نہین دیتے ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ نورافشان جادو کے گرد قصد ہوا
نورافشان جادو کا کہ ان سبکو لیجا کر زمین پر بہ خیر و عافیت اُتارون یہ بھی واضح رہے ناظرین
والا تمکین ہے کہ آفتاب علم ابرار عبادت گذار بھی جگ رہا ہو اپنے خیمہ مین بیٹھے ہوے اسماء الٰہی

بخضوع وخشوع پڑھ رہے ہین جب ستکڑی تابش وحرارت آفتاب مین زیادہ ہوتی ہو باران ابرسوار
نے چہار جانب سے شہنشاہ نورافشان کو گھیرا حربہ ہاے سحر پڑنے لگے شہنشاہ نورافشان
صاحب شوکت وشان ملکہ بران شمشیرزن وغیرہ کو بچاتے ہوے جو سحران ساحران کا آتا ہی خنجر و
شمشیر وتیر اپنے سینے پر لیے ملکہ بران شمشیرزن وغیرہ کو بچاتے. بچاتے سر سے پاتک تنہا کا زخمی
ہوا جسوقت زمین پر لاکر ملکہ بران شمشیرزن وغیرہ کو شہنشاہ نورافشان جادو نے پہونچایا
اسقدر خون جاری ہوا کہ نورافشان جادو مین طاقت کھڑے ہونے کی نہ تھی کوکب سے کہا
اے نور نظر واے پارہ جگر فرزند ارجمند خدا تجھکو زندہ وسلامت وباکرامت رکھے انجام بخیر ہواس
ملعون ومردود سے بہت سمجھ بوجھ کے لڑتا اے نور نظر مجھ سے تو اب سحر نہین ہوسکتا نام تو اسکا
باران ابرسوار ہے مگر سحر نے اسکے کلیجہ جلادیا دیدار طلسم کشا کے اسوقت مشتاق ہین باران
ابرسوار بھی تین لاکھ فوج کو لیکر زمین پر آیا شہنشاہ لاچین والا تمکین و ملکہ بلقیس ثانی بھی
سحر کررہے ہین یہ بیچیا جب حملہ کرتا ہے دوچار کو پامال کرکے نکل جاتا ہے تین لاکھ ساحر برابر
سحر کرنے مین مصروف ہین دونون مین یہ ہنگامہ برپا رہا لاکھون بندگان خدا مطیعان شہنشاہ
لاچین والا تمکین و ملکہ بلقیس ثانی ہاتھ سے باران ابرسوار کے سیار گلشن جنان ہوے
شہنشاہ نورافشان سایہ مین نخل کے کھڑا جھوم رہا ہے جسم تمام فوارا بنا ہوا تیرہاے سحر سے
ہر عضو بدن چھنا ہوا قوت نشست وبرخاست باقی نہین رہی ساحر قدیم صاحب جرات وشوکت ہی
اس حال مین بھی ہاتھ چلاتا ہے کہ آسمان سے ابر سوسنی نمایان ہوا سب نے دیکھا کہ دو شاہزادیان
آفتاب جمال خورشید مثال طاؤسان زرین بال پرسوار چہرون پر خاک ملے ہوے نمایان ہوئین
آتے ہی اُن دونون نے نعرہ کیے منم آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان قہر شہنشاہ صاحب
عز وشان نورافشان مین تصویر نورافشان کو ایسے حال مین دیکھکر آتے ہین نورافشان کو
آتے ہی یہ دونون ہاے باباجان کہکر لپٹ گئین ہوادار پرسوار کیا چاہا کہ لیکر نکل جائین شہنشاہ
نورافشان نے کہا اے نور نظر میری ریاضت کا باغبان قضا وقدر نے پھل عطا کیا کہ اس ساحر
خرس طینت کے ہاتھ سے تمام جسم مشبک ہوا اب مین دوچار گھڑی کا مہمان ہون قصد ہی کہ دیدار
فرحت آثار طلسم کشا سے مشرف ہولون ہوس قدمبوسی صاحبقران دل مین ہی سب حسرتین پوری

ہوئین سات سے برس کی عمر پروردگار نے عطا فرمائی تمام عمر تو باطل پرستی مین کٹی خدا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو اس کارنیک کی جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھون نے آکر ہم سب کو راہ حقیقت دکھلا دی شکر ہے اُس خالق کون و مکان کا کہ جسنے ایک لفظ کن سے کونین کو خلق کیا کہ اس دار فانی سے طرف ملک جاودانی کے پاک اور صاف ہو کر چلے مجھکو اب اسی مقام پر رہنے دو تم لڑائی مین مصروف ہو اپنے آقا ولی نعمت شہنشاہ عالیجاہ کو کب روشنضمیر کا ساتھ دو وہ بہت بڑا کار رستمانہ کر رہا ہے کہ تن تنہا اتنے بڑے لشکر سے لڑ رہا ہے ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ مبتلا سحر ہے اختر مروارید کے بھی ہوش درست نہین ہین باغبان و بہار بھی ابتک خاموش ہین یہ سُنکر آفتاب و ہلال کا تیان باندھکر نیمچہ ہائے ہلالی نیام انتقام سے لیکر نکلین لشکر افراسیاب وابر پر جا پڑین مثل برق جہندہ چمکنے لگین ابر سوار نے ان دونون کو بھی زخمی اپنے سحر سے کیا دونون شاہزادیون نے اپنے اپنے سرون کے زخم باندھے اس جنگ مین مصر العجائب دہر الغرائب بھی اتنہا کے زخمی ہوئے افراسیاب خانہ خراب بدذات اور ابر سوار وہ وہ سحر کر رہے ہین کہ زمین تھرا جاتی ہے انکے سحر کی کوئی تاب نہین لا سکتا ہے تھوڑا سا دن باقی تھا دیکھا سب نے سامنے سے صحرا کے گرد اڑی دامن غبار صحرا پھٹنا تھا کہ آفتاب عالمتاب آسمان جرأت و ہمت و یکہ تازمیدان جلالت و شجاعت ماہ اوج شرافت و لیاقت درۃ التاج شہریاری گوہر بے بہائے بحر کامگاری جوان حجازی اسد بن کرب غازی بصد شان و شوکت و جلالت و ہمت اُس میدان کارزار مین آکر پہونچا نظر اُٹھا کر دیکھا تو عجب قیامت اپنے لشکر ظفر اثر پر ہے ایک ہوا دار پر نور افشان پڑا ہوا تمامی اہالیان طلسم نور افشان گرداس نحیف و ضعیف پیر زمین گیر کے بیٹھے پیٹ رہے ہین شہنشاہ لاچین و ملکہ بلقیس ثانی و شہنشاہ کوکب روشنضمیر بھی زخمی ہین ابر سوار کے سحر کا ہنگامہ ہے ابرار عبادت گذار بھی اپنے خیمے سے نکل آئے ہین نقوش لکھ لکھکر آفتاب علم کی صنوبر بڑھاتے ہین افراسیاب وابر سوار پامال کرتے پھرتے ہین اسد نے آتے ہی نعرہ کیا تیغہ نور افشانی کھینچکر جا پڑا اشارے سے لاچین کے لوح کو گردش دی ہزارون ساحر نابینا ہوئے پانی کا تو اب بالکل نشان بھی نام کو نہ معلوم ہوتا تھا ابر برق کی معدوم ہوئی اسد جنگ رستمانہ کرتے ہوئے اسوقت قریب ابر سوار پہونچے کہ اُسنے سحر کر کے لشکر بدیع الزمان و قاسم کو مجبور کیا تھا ساحر

ہمراہ لیکر جا پڑا تھا تیغہ سحر کھینچکر بدیع الزمان پر چلا کہ طلسم کشا کے ماموں کو قتل کروں اسد نے
نعرہ کر کے بورح کو چمکایا گھوڑے کو کودا کیا گھوڑا اطرارہ بھر کے سروں کو ساحروں کے ٹھکراتا ہوا
بجا پڑا ابر سوار اک کر گردن بست پر سوار تیغہ نا بیت کھینچے ہوئے لڑ رہا تھا جمال جہان آرا اسد نامدار کو
دیکھ کر حیران جمال و محو دیدار ہوا اپنے کمال کے زور میں آواز دی اے طلسم کشا میں چاہوب گش
قبر ساحری ہون آتش قہر میں جلا دونگا اسد نے آکر تکا در ماری گلہائے سپر شل گل آتشبازی
شرر افشان ابر سوار نے تیغہ مارا اسد نے تیغہ نور افشانی کو چمکایا افراسیاب جادو نے جو دور سے
یہ ماجرا دیکھا کہ ابر سوار طلسم کشا پر جا پڑا وار تلوار کے کر رہا ہے پکار کر آواز دی اے برادر
اپنے کو بچا یہ صاحب بورح کو مہرہ ہے اسکے سامنے سحر تاثیر نکرے گا لڑتا بھڑتا نکل جا اسد زیر تیغ
اسکو رکھ چکا ہے شیر کے قبضے سے نکلکر روباہ کہاں جا سکتا ہے قصد کیا تھا کہ سحر کر کے نکل
جاوے اسد نے ہاتھ مارا ابر سوار نے سپر سحر کو اٹھایا تیغہ نور افشانی تڑپ کر گرا سپر سحر کٹی
یا تو قبضہ سپر پر تیغہ نور افشانی چمکا تھا یا زیر تنگ جاکر تلوار نے بوسہ دیا مرتے ہی ابر سوار کے
آندھی سیاہ آٹھی آواز گیرو دار آنے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من باران ابر سوار
بود افراسیاب نے جو دیکھا کہ اسد نامدار نے یہ جرأت کی ابر سوار کو مارا ہزارہا ساتھ والے بھی
اسکے مارے گئے اسکے مرتے ہی ملکہ بران شمشیر زن و بہار و باغبان وغیرہ کے بھی ہوش اب
درست ہوئے سحر کرنے پر چالاک و چست ہوئے اور اب اسد نے میری جانب رخ کیا خائف
و ترسان ہو کر طرف گنبد کے بھاگا لڑتا بھڑتا اجلاس میں آکر بالائے گنبد پہونچا جو سایہ میں اس
گنبد کے پہونچا تلوار تیر خنجر برسنے لگے شہنشاہ لاچین نے آواز دے کر سب کو روکا یارو اسد رفت
نہ جائے سب سرداران نامی نے اسد غازی کو گھیر لیا اسد نے تلوار کو نیام انتقام میں کیا
کہ دیکھا سامنے سے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سراپا زخمدار انتہا کا بیقرار چشمہ چشم سے قلزم محیط
سوج زن قلب پر ہجوم غم و محن اسد سے آکر کہا اے شہریار جلد چلیے استاد آپ کی قدم بوسی کے
مشتاق ہیں انکا وقت اخیر ہے سیارہ گلشن جنان ہونے کی تدبیر ہے اسد و بدیع و نور الدہر
روتے ہوئے دوڑے آفتاب و ہلال نے شہنشاہ نور افشان کو اٹھا کر بارگاہ زر بفتی میں
پہونچایا نور افشان جادو دونوں بیٹوں کو وصیت کر رہا ہے کہ اے نور نظر افسوس ہے دیدار فرحت آثار

خواجہ صاحبقران سے محروم رہے انکی خدمت عالی مرتبت فیض منزلت سراپا برکت میں ہمارا آداب تسلیمات پہونچانا اور دیکھو خبردار ہمیشہ انکی خدمت گذاری میں مصروف رہنا دونوں صاحبزادیاں نورافشاں کی رو رہی ہیں سرداران طلسم نورافشاں گھیرے ہوئے نورافشاں کو بیٹھے ہیں کہ شاہزادۂ ذوی الاقتدار یعنی اسد نامدار آکر پہونچے نورافشاں نے تعظیم کا ارادہ کیا بستر خواب سے اٹھنے کی طاقت نہ تھی اسد نے کہا اے شہنشاہ نورافشاں وقت تعظیم و تکریم نہیں ہے ہم خوب جانتے ہیں کہ تم ہمارے قدردان اور رتبہ شناس ہو یہ فرماکر قریب بیٹھ گئے نورافشاں جادو نے دامن اسد نامدار کا تھام لیا کہا اے شہریار ہزار شکر ہے کہ زیر سایہ دامن دولت میرا خاتمہ بخیر ہوا شیطان راہزن دین و ایمان نہیں ہونے پایا اسوقت اخیر میں میرے آپ اپنے بزرگ جمع ہیں گواہ کرتا ہوں کہ میرا اعتقاد کامل ہے کہ پروردگار یکہ و تنہا ہے وحدہ لاشریک ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے اب وقت آخر ہے کلمہ پڑھا ہے یہ سنکر کوکب و جمشید و بران اور جملہ سردار پچھاڑیں کھا رہے ہیں نورافشاں جب سب کو ایک ایک کو سمجھاتا کہ یارو تم سب میرے مہربان ہو خوشی کرو کہ میرا انجام بخیر ہوا تمام عمر میں نے باطل پرستی میں بسر کی اب وقت آخر انجام بخیر ہوا ایسا مرتبہ کسکو ملتا ہے مگر یارو دنیا عجب مقام ہے سات سے برس کی عمر حق سبحانہ و تعالیٰ نے عنایت فرمائی مگر پلک جھپکانے میں وہ سات سے برس کٹ گئے بقول آتش مغفور شعر واے نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا + خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا + اسد نامدار نے کلمہ طیبہ بفصاحت و بلاغت ارشاد فرمایا شہنشاہ نورافشاں صاحب عزو شان نے سب کو گواہ کرکے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا کوکب روشنضمیر کو بلایا کہا اے نور نظر دنیا مقام عبرت ہے بجاے عشرت ہمیشہ تمھارے طلسم کی حکومت کی اگر کوئی ہمکو قید کرتا تم خراج نورافشاں دیکر ہمکو چھڑاتے مگر اس مالک نے بلایا ہے کہ جو حاکم قضا و قدر ہے کوئی ہمکو روک نہیں سکتا جہانتک ہوسکے سلطنت و قوت و طاقت پر غرور نکرنا افراسیاب جادو نے غرور میں اپنا ملک و مال تباہ کرایا کسی طرح راہ راست پر نہ آیا خواجہ عمرو جو براے جستجو گئے ہیں وہ نہنگ بحر عیاری گوہر مراد لیکر آئینگے وقت قتل بھی اب افراسیاب خانہ خراب کا قریب آگیا ہفتے عشرے میں افراسیاب جادو مارا جائیگا ظلم

و بدعت سرحد طلسم ہوش ربا سے کم ہوگا لیکن اے کوکب چند باتین ہماری خیال مین رکھنا انجام
خود پرستی بد ہے جسوقت صاحبقران زمان تشریف لائین ان کلمات حسرت آیات کو میرے گوش ہوش
سے سنو گوہر بے بہاے کلام زیب گوش حق نیوش کرو کسی وقت احکام صاحبقران زمان سے
کسیوجہ سے گردن تابی نکرنا ایک مقدمہ راز و نیاز ہے اُسکے اظہار مین قلب ناصبور ہے
مگر اتنا خوب سمجھ لو کہ خواجہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے بس جب بانی بناے عالم
نے اُنکی عمر کو طول عطا فرمایا درخواست کو اُنکی قبول کیا جو ارادہ خواجہ صاحب کرینگے بتائید پروردگار
پورا ہوگا جو بات کرنا اپنے پیش خود سمجھ لینا مرتبہ خواجہ صاحب کو ہر وقت خیال مین رکھنا
ہر چند کہ اے نور نظر واے پارۂ جگر میرے جو کلک قدرت نے صفحۂ تقدیر پر ثبت کیا وہ ضرور
ہوگا اُسمین فرق اصلا سر مو نہوگا وہ ضرور پیش آئی ہے ناحق کی حیرانی و پریشانی ہے اوسکے اسباب
ضرور جمع ہو جاتے ہین اسوقت عقل مین فتور ہوتا ہے ندیمون کو بھی سمجھانے مین قصور ہوتا ہے
مگر ہمنے تمکو مثل فرزندون کے آغوش تمنا مین پرورش کیا ہے اسوجہ سے ایسے کلمات تمسے ہمنے
بیان کیے ہمتو مثل بوے گل گلزار جہان سے حسرت قدم بوسی صاحبقران لیکر جاتے ہین
اپنے ملک و مال کی بتوجہ حفاظت کرنا کوکب روشنضمیر نے رو کر دونون ہاتھ اپنے گلے مین
نور افشان کے ڈالدیے کہا اُستادا اصل تو یہ ہے آج مین یتیم ہوا مہر پدری کا مزا آپ سے
ملا میری محبت مین آپ نے جان دی لیکن براے خدا وہ مقدمہ راز و نیاز کیا ہے خواجہ کو تو مین
اپنا قوت بازو زینت پہلو سمجھتا ہون مراتب کو بھی اُنکے بخوبی پہچانتا ہون صاف صاف ظاہر کیجیے
راز مخفی سے مجھے ماہر کیجیے نور افشان نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا اے کوکب اُسکے ظاہر
کرنے مین باعث خرابی ہے مین نے علم ستارہ شناسی کو خوب حاصل کیا اگر مین ظاہر کرونگا مقدمہ
خاص فتح طلسم ہوشربا مین خلل پڑیگا طلسم کشا کی مشقت حد پر پہونچی پندرہ سال انھون نے
اس ملک مین شمشیر زنی کی صرف اس امر کا خیال رکھنا کہ یہ تحفہ جات جو گنبد مین افراسیاب
جادو نے لٹکائے ہین اگر طائران وہم و خیال ساحران نامی گرامی جو کامل و اکمل ہین
سالہا سال اس فکر مین سر مارین اسکی کوشش پر نہ پہونچین خواجہ کو باسانی یہ مطلب حاصل
ہو جائیگا اور آج یہ بھی سب صاحبون سے آگاہ کرتا ہون اے اسد نامدار واے فرزندان

صاحبقران صاحبان شوکت وشان عالی وقار ہین آپکو خوشخبری سُناتا ہون کہ لقا سے کوہ عقیق گلزار
سلیمانی چھوٹا اثنائے راہ مین کسی مقام پر مقابلہ ٹھہرا ہی کسی ساحر جلیل نے لقا کو دامن پناہ دیا ہی وہ بھی
شکست فاش کھائیگا لشکر ظفر اثر صاحبقران عین وقت پر آئیگا صاحبقران عالیشان کو بڑی
بڑی سختیان دربیش ہین ایک نئی اقلیم مین سب صاحبونکا گذر ہوگا مثل لقا اس اقلیم مین ممکن نہین
ہے یہ حکم اس حقیر کا آپ لوگ یاد رکھین بلکہ لکھ رکھیے کہ جس ملک مین یہ مغرور خدائی کرتا تھا
اُسی سرحد مین قتل بھی ہوگا خاک کو خاک کھینچتی ہی بڑے بڑے صدمات بڑے بڑے تفکرات ہر روز
طرح طرح کے صاحبقران کو اس کافر کی ذات سے پہونچینگے اُسوقت مین یہ بچیا مارا جائیگا بعد قتل
ہونے اس بچیا کے زمرد شاہ باختری صاحبقرانی کا بھی انتقال ہوگا اور کسی اولوالعزم
کا زمانہ آئیگا کل فرزندان صاحبقران وسرداران صاحبقران بعد قتل لقا آپسمین جدا ہونگے
جفاہاے کامل اُٹھاوینگے ہفت اقلیم مین غدر ہوگا باطل پرستیان بڑھ جائینگی عرصہ دراز تک اُن
کافرونکا زور رہیگا اُسی خدا کا بیٹا دعوی خدائی کریگا لاکھون بندگان خدا کا خون اُسکی بدولت
سے بہے گا صاحبقران کو چک کے ہاتھ سے اُس بیدین کی قضا ہی سالہاسال انقلاب رہے گا
رفیق قدیم صاحبقران لندھور بن سعدان نابینا ہونگے سبھی انجام بخیر ہی بدیع الزمان نے
بڑھکر کہا اے شہنشاہ نور افشان صاحبقران اصغر کا نام تو بتاؤ وہ ہمارے خاندان سے
ہی یا کسی دوسرے قبیلے کا افسر ہے فرزندان صاحبقران تو کسی غیر کی اطاعت کبھی نہ
قبول کرینگے یہ بھی باعث خرابی ہی اس حال پر ملال کو سُنکر دل کو نہایت بیتابی ہی پھر نور افشان
نے کہا اے شہریار یہ مقدمات راز ونیاز ہین مشیت رب اکبر مین سے ہین انکا صاف صاف
ظاہر کرنا مناسب وقت نہین ہی آپ لوگون کا اعتقاد نہایت درست ہی کسی کا یہ مصرع
خاص اسی مضمون کے واسطے نہایت درست ہی مصرع حال غیبی کس نمیداند بجز پروردگار
پروردگار عالم کو ستارون کی تاثیر بھی بدلنے کا اختیار ہی بندہ حقیر مجبور ولاچار ہی اب طائر روح
قفس جسم سے قصد پرواز رکھتا ہی یہ کہکر نور افشان خاموش ہوا رنگ رو متغیر ہونے لگا
شہنشاہ کوکب روشن ضمیر پچھاڑین کھاتا تھا ملکہ بُران شمشیر زن سر ٹکرا رہی ہین تمام
شہزادیان موے مشکین پریشان کرکے پیٹ رہی ہین نور افشان نے قدمونپر اسد نامدار کے

ہاتھ رکھا شل ہوئے گل گلشن عالم سے سبکبار ہوکر اُٹھا یہ مرتبہ نور افشان جادو کو حاصل ہوا
اگر کشاکش موت نہوئی پلک جھپکنے مین روح قالب سے نکل گئی اُسوقت ایک عجیب طرح کا شور
گریہ و زاری بلند تھا اسد نامدار بھی بہت بیقرار ہوئے بدیع الزمان گردلشکر شکن بہت ہی مضطر
و بیقرار ہوئے قاسم و غضنفر بھی بکمال اشکبار ہوئے کلمات حسرت آیات سب نے اپنی
اپنی زبانون سے جاری کیے نور افشان کے انتقال سے ہر شخص کا یہی قول تھا آج رونق طلسم
نور افشان موقوف ہوئی بڑا کامل اکمل آج پردہ دنیا سے اُٹھ گیا زمانہ حجرہ بلا مین کیا کیا کارنمایان
کیے ہ مقام پر مصروف جنگ رہا افراسیاب جادو کو اسکے عجائب و غرائب نے دنگ کردیا
کوکب بڑا حیران ہی کبھی ملکہ بران شمشیر زن سے پوچھتا ہی کیون نور نظر کیون اے پارۂ جگر
تمنے بھی کسیقدر علم ستارہ شناسی مین دخل دیا ہی اور حاصل کیا بھلا مجھے باعث طال صاحب
عز و شان ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان و مہر سپہر عیاری آفتاب عالمتاب مکاری
و غداری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے کیا ہوگا یہ کلام حسرت التیام اپنے پدر عالیمقام سے سُنکر
ملکہ بران شمشیر زن کانپ گئی یہی خوف ہے کہ ایسا نہو مقدمۂ راز عشق ایرج نوجوان
پر نگاہ پڑے یا کوئی کھٹکا ہے تو ابھی افراسیاب سے کوکب طلبا سے ملکہ بران شمشیر زن نے جواب
دیا ای والد نامدار استاد نے جہان سب کچھ کہا یہ کلمات بھی آپکے سمجھانے کو کہدیے کہ خواجہ و
صاحبقران کے خلاف نہ کیجیے گا کوکب روشن ضمیر نے شاہزادہ اسد غازی سے عرض کی
اے شہریار اپنے خیر خواہ کی لاش اٹھوائیے قریب قصر نور افشان ایک مقام ہی کہ اُستاد نے وہان پر
نشان اپنی قبر کا بنادیا ہے لازم ہی کہ اسی مقام پر لیجا کر اُستاد کو دفن کرین شاہزادہ اسد غازی
و بدیع الزمان گردلشکر شکن و قاسم و غضنفر و نور الدہر و تمام عیاران نامی و گرامی لاشہ
نور افشان صاحب شوکت و عز و شان کو اُٹھا کر بڑے اہتمام سے قریب قصر نور افشانی
کے لائے آفتاب گوہر زندان و ہلال گوہر دندان دختران شہنشاہ نور افشان بہت
بیقرار تھین بعد دفن نور افشان شاہزادہ اسد نوجوان نے ان دونون شاہزادیون کو خلعت
ماتم پرسی کا دیا انھین دونون کو حاکم وہان کا قرار دیا بخوف بدعت افراسیاب جادو بتعجیل واپس
آئے لشکر مین ای زنگ... ہی کہ جسوقت افراسیاب خانہ خراب کسی سردار کو غافل پاتا ہی گیند سی کر ٹک کرا

اسکو قتل کر کے چلا جاتا ہی شاہزادہ اسد غازی نے آکر خوب بندوبست کیا شہنشاہ عالیجاہ لاچین و ملکہ
بلقیس ثانی و شہنشاہ کوکب و شہنشاہ صاحب عزت و توقیر رات دن انتظام کرتے ہین ہان
صاحبقران زمان پر یہ معرکہ گذرا کہ کلنگ آتشخوار جب لقا کو دامن پناہ دیا لقا تقدیر سے
بگھارنے لگا قصد ہوا کہ خدائی کو رواج دے کلنگ آتشخوار بدل وجان مصروف خاطرداری ہوا
تین دن تک خوب اسنے لقا کی دعوت و ضیافت کی ابھی اچھی طرح آسودہ نہونے پائے تھے کہ دفعۃ
وسواس و خناس سامنے سے آکر نمودار ہوے خبر دی یا خداوند ہوشیار ہو جائیے آمد لشکر
ثانی سلیمان صاحب شوکت و عزوشان زلزلہ قاف امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان شروع
ہو گئی بختیارک نے کہا اے کلنگ آتشخوار وہ اژدہا ہے ہفت سر آتا ہے ابھی ہمکو مہلت ہے ہم اب
نکل جائین اپنے کو پاس افراسیاب جادو کے پہونچائین ایسا نہو یہان گھر جائین لشکر حمزہ مین
گرفتار ہو جائین نکل جانے کی مہلت نہ پائین بر سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی صاحبقران زمان
و سرداران صاحبقران نے ہاتھ سے ساحران ہوش ربا کے بڑے بڑے صدمات اٹھائے ہین یہانتک
سب لڑتے بھڑتے آئے ہین کلنگ آتشخوار نے کہا ملک جی اسقدر نہ گھبرائیے کیا حمزہ کے ساتھ بہت
جادوگر ہین علم سحر و ساحری مین بڑے صاحب ہنر ہین بختیارک نے کہا سحر و ساحری کو وہ لوگ
برا جانتے ہین ایک جادوگر برائے نام بھی لشکر صاحبقران مین نہین ہی کلنگ آتشخوار نے کہا
غیر ساحر کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین سبکو مٹا دونگا طبقے زمین کے ہلا دونگا بختیارک نے کہا
ظاہر ہین تو بہت آسان ہی اونچی سی آنکی اقبالمندی یہ ہی کہ سحر تمھارے افراسیاب کا خود بخود
باطل ہوا عقاب فلک سیر کو کسنے مارا کہ اسم اعظم صاحبقران کھل گیا کلنگ نے کہا
مین مثل عقاب کے نہین ہون یہ کہکر واسطے لقا کے بیرون بارگاہ سایبان زرنگار آراستہ کیا
لقا بدبخت تخت پر اچک کر بیٹھا کلنگ آتشخوار نے دنگل شوکت پر اپنے کو جلوہ گر کیا بیٹھا ہوا
دیکھ رہا ہے اولاً پہلوان عادی حسب عادت بارگاہ سلیمانی کا اٹھا لایکر پہونچے چالیس ہزار
قزاق چالیس ہمائے اٹھارہ سی شتر و قاطر پر اٹھا لا بارگاہ کا لدا ہوا بڑے ہی زور و شور سے پہلوان
عادی آکر پہونچا بارگاہ سلیمانی آکر استادہ ہوئی کلنگ آتشخوار نے بختیارک سی پوچھا ملک جی کیا
یہی صاحبقران ہے بختیارک نے جواب دیا ابھی امیر حمزہ صاحبقران کہان پیشتر لشکر

صاحبقران آتا ہی کلنگ آتشخوار نے کہا ای ملک جی جا کر بارگاہ چھین لون قدرت کو اس بارگاہ مین
لیجا کے بٹھا دون بختیارک نے کہا تمکو اختیار ہی بس یہ بجیا اپنے مقام سے اُٹھا ساحرونکو حربہ ہاے سحر سے
آراستہ ہونیکا حکم دیا تمام ساحر حکم پاتے ہی حربہ ہاے سحر سے مسلح و مکمل ہو گئے یہ بجیا بھی حربہ ہاے سحر ہاتھ
مین لیکر طرف پہلوان پہلودی کے چلا یہان پہلوان عادی تخت شدادی کاندھے پر رکھے ہوے
ٹہل رہا ہی کہ قاسم تنگ رواحلی عیار نے بڑھ کر خبر دی ای شہریار ہوشیار ہو جایئے کلنگ آتشخوار
مع فوج ساحران غدار بارگاہ چھیننے آتا ہی عادی جست کر کے پشت مرکب کوہ ہامون نبرد پر سوار ہو طبل
ترکی کو بجایا چالیس ہزار تیر کمان سحر رہا ہوے جادوگرون کے سینون پر پڑے پشت کو توڑ کر پار گذر گئے
ایک حربہ تیرون کا کیا دوبارہ نیزے اُٹھا کر ساحرون پر جا پڑے نیزہ مارا اور چھوڑ دیا چالیس ہزار
ساحریون مارے اب تلوارین کھینچکر برس پڑے عادی نے ڈیڑھ لاکھ ساحر تین حملون مین
قتل کیے لشکر کلنگ آتشخوار مین تمام ساحرون نے صداے فریاد بلند کرنا شروع کی آتشخوار
نے بڑھکر سحر کیا اسکے ساتھ والے بھی سحر کرنے لگے عادی وغیرہ بیکار ہوے تھے کہ صحرا سے گرد
اڑی نعرہ ہوا باشیداے کفاران بجیا داے نابکاران پردغا منم داراے ہند لندھور بن سعدان
جانشین ثانی سلیمان زنزلہ قاف صاحب شوکت و عز و شان امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان
یہ نعرہ کر کے لندھور نو لاکھ ہندیون سے لشکر کفاران پر گرے لاکھو ساحر داخل جہنم کیے آتشخوار نے
سحر کر کے ہندیونکو بھی بیکار کیا ہی تھا کہ اور گرد عظیم صحرا سے بلند ہوئی سنا نہاے نیزہ چمکنے لگین
مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر غلام نبی و جا کر حیدر اسی ہزار نیزہ داران عرب سے آکر گرا جسپر
نیزہ پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا کلنگ آتشخوار کے ہوش اڑ گئے چاہتا ہے بڑھکر اینر سحر کرے
کہ نعرہ ہوا منم خاقان ابن خاقان بہرام گرد بن خاقان چین رفیق قدیم زنزلہ قاف ثانی سلیمان
صاحب شوکت و شان ریش تراشندہ کفاران و سر برندہ جادوگران امیر حمزہ صاحبقران
زمان بہرام پہونچا ہی کہ اور گرد سامنے سے بلند ہوئی نعرہ ہوا منم جمہور جہان سوز شہنشاہ تبرزن
پسر خواندہ حمزہ صف شکن فوج اہالیان طرطوس لیکر گرا ایک طرف سے نعرہ ہوا منم
رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی اب تو سردارون کا تانتا بندھ گیا چوگان بن حمزہ اور
شاہزادہ شیر افگن و اسفندیار شاہ گیلانی و شاہزادہ سعد و فرزندان صاحبقران فوجین لیکر گرے

ایک طرف سے نعرہ ہوا منم رستم پیلتن و پیلفگن کشندہ فوج پیل ہندی و دو ویل ہندی آمد فوج صاحبقران دیکھکر کلنگ آتشخوار کے ہوش اُڑ گئے عین گرمی جنگ ہی کہ طبل سکندری پر چوب پڑی پشت اخفر دیوزاد پر زلزلہ قاف ثانی سلیمان آفتاب عربستان مع سرداران تہمتن و تہورشعاران شمشیرزن تخت سلیمانی پر بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد گرد سات سو تاجداران عالی وقار صاحبقران نے جو آگر کہا کہ ساحرون نے لشکر کو ہمارے پامال کیا اسم اعظم پڑھتے ہوے بڑھے ایک طرف سے جواہر بن عمر تمام پیک بچے اسکی پشت پر کمندین بازو و بند بندھی ہوئی جواہر نے جو دور سے دیکھا کہ ساحرون سے مقابلہ ہے پکار کر آواز دی ای عیاران طرار ای خنجرگذاران با وقار ہوشیار رہو جاو ساحرون سے مقابلہ ہوا تو جواہر نے کہا عیارون نے دو دو حقے لگے آتشبازی بقصد حیلہ سازی توبڑے سے نکالے اُنکو داغ کر پھینکا ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچے کے حقہ ہاے آتشبازی جو چلے آگ برسنے لگی ساحر بختیارک کو گالیان دیتے تھے آپس مین کہتے تھے یہ شیطان کہتا تھا مسلمانون کے ساتھ ساحر نہین ہین حمزہ کے ساتھ والے کس قیامت کا سحر کرتے ہین ایک ہی حربہ مین آگ برسا دی تمام صحرا آتش بہار ہوگیا یہ آگ کسی طرح رُکتی نہین ہی ہر چند سحر کرتے ہین مگر وہ آتش ترقی ہی پر ہوتی جاتی ہی صاحبقران زمان نے جو اسم اعظم پڑھا تاثیر سحر بھی موقوف ہوئی آتشخوار نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ایک جوان شیر صولت سب کے آگے بڑھا ہوا اس زور و شور سے لڑ رہا ہے ہزارہا آگ کے شعلے اُسپر گرتے ہین خنجر گرے تلوارین گرین اُس جوان پر تاثیر نہین ہوتی کلنگ آتشخوار نے کہا حمزہ صاحبقران بڑا پکا سحر کرتا ہے وہ جو آگ برساتے ہین وہ اُسکے شاگرد ہین تیغ سحر کھینچ کر بڑھا کہتا تھا یہ تیغ ساختہ سامری ہی اسکے جوہرون مین افسونگری بھری ہی اسکے کاٹ سے کوئی نہ بچیگا دو چار سوارون پیدلون کو قتل کر کے قریب حمزہ صاحبقران کے پہونچا بختیارک چیخ مار رہا ہی اے کلنگ آتشخوار حمزہ صاحبقران کے سامنے جانے کا ارادہ بھی نکر اے کیا ستم کرتا ہے واپس آ حمزہ صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا وہ صاحب اسم اعظم سپہ سالار قدرت جوان باشوکت قاتل ساحران ہی حمزہ عالی وقار لقب کیون مفت مین جان دیتا ہی کلنگ آتشخوار نے کہا ملک جی تمھین نے ہمکو دھوکا دیا کیونکہ کہتے تھے حمزہ صاحبقران کے ساتھ جادوگر نہین ہین لاکھون ساحر آتش مزاجی دکھا رہے ہین

آگ برسارہے ہین کس کس سے جان بچایئن اگر ہمکو پہلے آگاہ کرتے تو ہم ایسا سحر بناتے کہ یہ لوگ ہمارے قریب
نہ آسکتے تمہارے کہنے سے دھوکے مین رہے کہ غیر ساحرون کا مار لینا کتنی بڑی بات ہے ابھی مین
حمزہ جادو کو قتل کرونگا بختیارک ہان ہان کرتا رہگیا لفظ حمزہ جادو پر خدا وند بھی بہت ہنسے
کہ اٹھو او بچیا وہ ساحر نہین ہے بادولت کا سپہ سالار صاحب جاہ و وقار اسقدر ہمکو عزیز ہے کہ اسکے
ہاتھ سے شکست کھاتے ہین اسکا جاہ و وقار بڑھاتے ہین ملک موروثی اسی کی محبت مین
چھوڑ بیٹھا بہشت و دوزخ سے منھ موڑا اسکے سامنے نہ جانا اسکی تلوار مین سبکا خون پیر کیا ہے اسکو
قتل کرنے جاتا ہے کیا سودا ہوا ہے کلنگ آتشخوار نے لقا کو بھی جواب نہ دیا تیغہ سحر کا صاحبقران پر
وار کیا امیر حمزہ صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر تیغہ عقرب سلیمانی کو اٹھا دیا تلوار کو تلوار پر روکا
خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا اسنے اپنے سحر کے زور مین سپر فولادی کو اٹھا دیا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے
ہوے سر کو کاٹکر مع گینڈے چار ٹکڑے کیے مرنے سے کلنگ آتشخوار کے آگ برسی بعد
عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من کلنگ آتشخوار بود لقا و بختیارک تو آمادہ ہو چکے تھے
ضیغم خون آشام بدانجام اٹھالا بارگاہ جہان نما کا لدوا چکا خزانہ آتشخوار بھی لے لیا
ساحر تو ہزارون ساتھ ہین اب اس بچیا نے ہوش ربا کا راستہ لیا پتا دریافت
کرلیا تھا کہ افراسیاب جادو کس مقام پر ہے اسی جانب بھاگ کر گیا بعد اس بچیا لقا کے
نکل جانے کے صاحبقران زمان کو دریافت ہوا کہ لقا پاس افراسیاب خانہ خراب کے گیا
جادوی کو اسیوقت حکم دیا کہ تم بھی بارگاہین ہماری اٹھواؤ یہ حکم پاتے ہی اٹھا لے بارگاہون
کے لدگئے صرف اسقدر صاحبقران ٹھہرے کہ نئی وردیان سب کو تقسیم ہوئین لندھور
وما لک کو حکم ہوا سردار فرداً فرداً آراستہ ہوکر چلین ہر ایک شاہ و شہریار و تاجدار کا لشکر الگ
الگ بہ تکلف تمام بہ کیفیت مالا کلام رداروی کرکے بڑھے خود ہمراہ بادشاہ کے سوار
ہوے امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان با شوکت و شان بڑھ گئے بادشاہ نے حکم دیا کہ حضور
بھی نئی وردیان تاجدارون کو عنایت فرمائین بادشاہ کو باد بہار مین شگفتگی حاصل ہے
فیروزہ بن عمرو نے عرض کی حضور پرچہ ہائے اخبار گذر چکے کہ اسد نامدار نے مرحلہ جات
طلسمی بھی فتح کیے اب افراسیاب خانہ خراب سے آخر کے مقابلہ مین کیا عجب ہے کہ عین گرمی جنگ مین

جاکر آپ شریک ہون بادشاہ جمجاہ نے خوش ہوکر فرمایا دلکو ملکہ بہار کی ملاقات کی بڑی آرزو ہی اپنا تو یہ حال پُر ملال ہی کہ جسکی کیفیت کا بیان کرنا محال ہی گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل نظم

ما گرفتاران عشق ماه جہان آسودہ ایم
ستے داریم کز کون و مکان آسودہ ایم
اضطرابی در پریشانی بظاہری کنیم
شکر للہ کز جفای ہمگنان آسودہ ایم

پای تا سر لذت دیم زان آسودہ ایم
گلشن باخرم از خونابہ چشم دل است
ورنہ ز استغنائے ہمت نہان آسودہ ایم

بزمگاہ ما غمستانست بادہ خون دل
از جفای صرصر باد خزان آسودہ ایم
اگرچہ بارہ بجیر مخفی روید آواز غم

جسم خاکی تو یہان ہی روح باغ یاد بہار ہین عندلیب خوشنوا ملکے زمزمہ سرائی کر رہی ہی اے فیروزہ بن عمرو جواہر بن عمرو سے کہدو کہ ہرکارون کو فوراً روانہ کرین اثناے راہ مین ہمکو خبر ملے کہ لڑائی کا کیا طور ہی میخانے ہوش رُبا مین ساقیان اسلام کا دور ہی فیروزہ نے کہا حضور جملہ عیار سردار بھی یہی چاہتے ہین کہ پر پرواز پیدا کرین بہ تعجیل جاکر اسد نامدار سے ملاقات کرین یہ خبر مفصل مل چکی کہ نور الدہر و قاسم لڑ بھڑ کر وہان پہونچ گئے ایسے وقت مین جاکر شریک ہوے کہ طلسم کشا کو بڑی ضرورت تھی افراسیاب جادو نے کنارے دریاے نیل کے صفین باندھی تھین ان شیرون کے جانے سے وہ صفین ٹوٹین اسد نامدار کے جاکر سب صاحب شریک ہوے قاسم و بدیع الزمان گردلشکر شکن ہمچشمی کر کے خوب لڑے اب افراسیاب جادو بھی بڑی بڑی لڑائیان لڑ رہا ہے اتنا بڑا ساحر زبردست ہی کہ سوائے اسد نامدار کسی سے منہ نہین پھیرتا ایک سحر مین آپ کے لشکر کا کیا حال کیا تھا حضور یہ آجتک نہ ثابت ہوا کہ اسم اعظم حمزہ صاحبقران کیونکر کھلا بادشاہ نے فرمایا خواجہ عمرو نے اُسے مارا ہوگا یا اسد نامدار کا پنجہ قابض ہو گیا ہوگا یہ ارشاد فرما کے بادشاہ نے جواہر بن عمرو کو حکم دیا پرچہ اخبار نویسی کو روز دو ہزار اخبار نویس نکلین خبرین ہوشربا کی دمبدم ہمکو پہونچین بلکہ عیار پہلے بڑھ جائین اگرچہ کسی طرح کی شکل درپیش ہو یا اسد نامدار کو پس و پیش ہو عیاری کر کے شراکت کرین اگر وہان ساحرون کا بلوہ زیادہ ہو صاحبقران کو خبر دین یہ فرماکر تخت زرین پر سوار ہوے مگر چال یہ ہے گرد مصاحبان و مسافر رفیقان جانباز پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے جب بادشاہ کو متردد پاتے ہین ذکر بہار کر کے شگفتہ کرتے ہین بادشاہ فرماتے ہین اے سردار نامی اب تو فراق ملکہ بہار مین اپنی یہ کیفیت ہی سر پر کوہ فرقت ہی بموجب مضمون اشعار دلفگار نظم

پھرتی ہین سوختہ بنکر وہ خانہ باغ تن مین
ساغر نے موج مے کی لیکر زبان دہن مین
دور جہان مین دیکھا شب یہ لطف تیرا
شبنم پہ دوسرا کدن پڑجائیگی چمن مین
پیری کی ہے یہ آمد یا زلزلہ ہے کوئی
جلوہ تمھارا دیکھا ہمنے ہر انجمن مین
چشم سیہ کے چلتے دل زلف مین پھنسیگا
ہونے کو ہین یہ کالے لیجائینگے وطن مین
ترچھی نظر جو اُسکی ہو جاتی ہے سیدھی
دم بھر جو صورت گل ہنستا ہے اس چمن مین

بو ہو کے بس گئے ہین عاشق کے پیرہن مین
ایک عیب بھی لحد مین اس سے چھپا نہ اپنا
بدلی گئی ہے بگڑی ہر شیخ و برہمن مین
جب اُس صنم کو پوچھا کافر نہ منھ سے بولا
ایک ایک دانت اپنا ہلنے لگا دہن مین
پروے ہین میرے دلکی کہتی ہے تیری الفت
آہو لگا کے اسکو لیجائیگا ختن مین
اُس گل کی زہ تھہ جبسے تابوت مین لگایا
کچھ فرق آ نہ جاتا کافر کے بانکپن مین

کیا کیا مزے لیے ہین ساقی کی انجمن مین
دھبا لگا عفنکا کیا داغ اُس کفن مین
بلبل کی اشکباری دکھلائیگی تماشا
بت بنکے بیٹھنے کی عادت ہے برہمن مین
ذرے زمین کے ہون یا آسمان کے تارے
ہے جلوہ گر زلیخا یوسف کے پیرہن مین
کی ہے مری رفاقت غربت مین کیسی کیسی
کیا پھول ہو گیا ہے مردہ مرا کفن مین
روتا ہے مثل شبنم وہ اے جلال برسون

اس سوز و گداز سے بادشاہ جمجاہ عالیجاہ نے یہ اشعار پڑھے سب مصاحبون کی آنکھون سے آنسو ٹپکنے لگے عرض کی کہ شہریار حقیقت مین آپ نے عشق ملکہ بہار گلعذار مین بڑے بڑے صدمے اُٹھائے سالہا سال کی فرقت سہی آپنے رستم کا کام کیا ورنہ ضبط کرنا دشوار تھا بہار کو بھی فی الواقعی سرکار ابد قرار سے دلی محبت ہے ہر ایک اسی انتظار مین ہوگا کہ صاحبقران طلسم ہوش ربا مین آئین لقا تو بھاگ کر نکلگیا بادشاہ جمجاہ نے تاجدارون اور عیارون کو نئی وردیان تقسیم کین اس شوکت و شان سے تعاقب مین زمرد شاہ باختری کی چلے لقا بھی رواروی کرتا ہوا چلا جاتا ہے جہان ٹھہرنے کا قصد کیا وسواس و خناس نے بڑھکر خبر دی یا خداوند صاحبقران زمان چلے آتے ہین اہالیان دیہات و قریات اپنے اپنے قصبون سے نکل آتے ہین وہانسے تو اشتیاق مین چلتے ہین کہ قدرت کی زیارت سے مشرف ہون جب باہر آتے ہین صورت نحس لقا کی دیکھکر پھبتیان کہتے ہین کوئی پرانا ریچ کہتا ہے کوئی غول بیابانی کہتا ہے شداد ثانی ہے اس بیحیا نے کیون دعوی خدائی کیا ہاتھ سے مسلمانون کے بھاگتا پھرتا ہے ہم تو جانتے تھے جاگتی جوت کا خداوند ہے صاحب کرامات ہوگا یہ تو خود بھاگتا ہے بندون کی کیا مدد کریگا خود بلا مین مبتلا ہے کسکی بلا رد کریگا بعض بد اعتقادون نے آکر قدمبوسی کی سامان دعوت لیکر آئے لقا بیحیا گینڈے سے اترا چند ساعت ٹھہرا کھانا بھی تہ نہ کرنے پایا تھا کہ وسواس و خناس

دوڑے ہوئے آئے ہانپتے کانپتے ہوئے چیخنے لگے یا خداوند بھاگیے غضب ہوا صاحبقران
زمان آپہونچے گوش برآواز ہو جیسے طبل سکندری کی صدا آتی ہو وہانسے بھی اٹھکر بھاگتا ہی لقا تو
اسیطرح افتان وخیزان منزلین طے کرتا ہوا جاتا ہی صاحبقران زمان منزل بمنزل بہ تکلف
تمام قریات ودیہات کو اسلام آباد کرتے ہوئے چلے آتے ہین جس مقام پر پہونچے وہان کے
تعلقدار زمیندار آکر قدمبوس ہوئے صاحبقران زمان نے انکو سرفراز کیا جسنے سرکشی کی وہ مارا
گیا قریات ودیہات مین صاحبقران کی دھوم ہے صاحبقران بڑے منصف عادل
ہین جرات ولیاقت مین بھی کامل ہین ان دونون لشکرون کا داخلہ قریب گنبد افراسیاب
عرض کیا جائیگا یہ بھی تحریر کرچکا ہون کہ انجم آتشبار جادو ایرج نوجوان سے شکست کھا کے
بھاگا ہے اسکے تعاقب مین یہ جلیل بھی منزلین طے کرتا ہوا یاد مین ملکہ بران شمشیر زن کے
یہ اشعار بیتابانہ ومضطربانہ باصد گریہ وزاری ونالہ وبیقراری مصنف کر زبان پر جاری کیے نظم

منزل قدس جسے کہتے ہین گھر کسکا ہی
چشم بددور سوا یار کے گھر کسکا ہی
برق سنتے ہین جسے ہی دل مضطر کسکا
پوچھتے مجھسے ہین داغی یہ ثمر کسکا ہی
کس سے بیعت ہی مجھے غیر یداللہ قمر

جسکے دربان فرشتے ہین وہ در کسکا ہی
دل کھچے سینے مین اگر فائدہ ہی شوقسے لو
ابر کہتے ہین جسے دیدہ تر کسکا ہی
جا نکلے یہ روان دل ہی کہ جان عاشق
بندہ بے دست خدا دست نگر کسکا ہی

جلوہ رخ سے جو ہو رشک وہ برج قمر
نفع ہوتا ہی تمہارا تو ضرر کسکا ہی
داغ دیکر دل پر داغ کو یون بھول گئے
کوچ کسکا ہی خدا جانے سفر کسکا ہی
اس سوز وگداز سے اشعار پڑھتے

ہوئے اپنی محبوب مطلوب کی یاد مین یہ بھی جاتے ہین ان کا بھی داخلہ وقت پر تحریر کیا جائیگا

دوکلمہ داستان حیرت بیان مصیبت عنوان عیاری خواجہ عمرو کہ جستجو مین تحفہ جات
کے نکلے ہین وقت پر پہونچنا اور گنبد کا گرنا جنگ مغلوبہ افراسیاب جادو سے عین
وقت پر پہونچنا صاحبقران وایرج کا کوکب روشنضمیر پر ظاہر ہونا عشق ایرج
زبران اور دشمن ہونا مسلمانون کا عجب داستان حیرت عنوان
ہے ناظرین کو دیکھنے سے لطف حاصل ہوگا چند اشعار قمر بطور یادگار غزل

چار دن مین خزان یہ گلشن ہی
شاخ گل پر مرا نشیمن ہے

چند روزہ گلون کا جوبن ہے
ہی بلا دور سر بلند ون سے

بلبل خوش نصیب ہون صیاد
سر بستان خزان سے ایمن ہے

خط کے آتے ہی حسن کو ہی زوال
دیر سے خم ہماری گردن ہی
سیر کرنے عدم کو جاتے ہین
کتنا کوتاہ تیرا دامن ہی
یار کا یار ہی رقیب قمر

عارضی عارضون کا جوبن ہی
غیرت برج مہ ہی خانۂ یار
در پہ حاضر اجل کا توسن ہی
پیرہن کی جنون مین تاب کہان
دوست کا دوست اسکا دشمن ہی

جلد تلوار کھینچ اے قاتل
رشک کوکب ہر ایک روزن ہی
ہاتھ آتا نہین میرے اے وصل
روح کو بار جامۂ تن ہی

چہرہ غواصان دریاے بلاے مضامین آبدار وشناوران بحر ذخار داستان قیامت آثار بصد جوش وخروش کشتی کلک کو دریاے بے کنار فکر مین یون روان کرتے ہین شعر مصنف نہنگان دریاے جرأت نشان ہ چنین غوطہ زد در یم داستان کہ مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گذاری سرکوب سلحدران جہان عیار زلزلۂ قاف ثانی سلیمان تحریر کرچکا ہون کہ نہایت پریشانی مین لاچین وغیرہ سے صلاح کرکے نکلے تھے کہ ان تحفہ جات تیر وتبر کا کیونکر دفعیہ ہو بعد خواجہ کے یہ قیامتین برپا ہوئین انتقال نور افشان قتل چند سرداران افراسیاب کا دم بدم جوش وخروش بڑھتا جاتا ہی خواب وخور اہالیان لشکر اسد نامدار پر حرام ہی اسد آٹھ پہر مسلح رہتے ہین جب نعرہ افراسیاب کی آواز آئی یہ خیمے سے لوح چمکاتے ہوے نکلے انکو دیکھکر افراسیاب جادو بھاگتا ہی مگر کوئی وقت وساعت ایسا نہین ہی کہ طلسم کشا کو چین لینے دے کبھی برار عبادت گذار نقوش چمکا دیتے ہین اسکی ضو سے بھی گھبراتا ہے بالاے گنبد چلا جاتا ہی اسد کو اپنے قریب نہین آنے دیتا سحر کیا اور نکل گیا کبھی کوئی قتل ہوا کسی کا خیمہ جل گیا کبھی برف برسا دی کبھی آگ لگا دی اہالیان طلسم نور افشان غم مین نور افشان کے بیتاب وبیقرار کوکب چپ ہوگیا ہر وقت بران سے یہی کہا کرتا ہی ای نور نظر استاد نے صاف صاف نہ بتایا وہ کون سی بات ہی کہ خواجہ اور صاحبقران سے مجھے سوء مزاجی واقع ہو مین تو نادیدہ صاحبقران کی محبت مین چور ہون خواجہ عمرو تشریف لائے انکی بھی خدمت کی مجھے خواجہ عمرو سے برائی کی امید نہین. بران جواب دیتی ہین اے والد نامدار ناحق کا انتشار ہی بزرگ آپ کے خیر خواہ تھے وقت احتضار تھا جو ذہن مین آیا کہدیا خدا نخواستہ خواجہ آپکی محبت کا دم بھرتے ہین آپ آٹھ پہر مصروف جانبازی ہین پیری مین ایسے رفیق شفیق نے انھین سب کے

واسطے جان دی نور افشان جادو کس دھوم سے آکر ریلے محبت خواجہ مین یہ ہوا پس ایسی کیا ناانصافی
ہی کہ آپ سے اور خواجہ عمرو صاحبقران سے خدانخواستہ کسی قسم کا ملال ہو اور آپکے احسان کو نہ
پسند فرمائین ہان کچھ ورامدار آگ لگا مین تو مجبوری ہی اور لاچاری ورنہ صاحبقران زمان نے
حقیقت امر تو یہ ہے ہمارے ساتھ وہ کیا جو حق سرداری تھا آپ نے جب بیقرار ہو کر عرضی لکھی
اپنے پوتے ایرج نوجوان کو برائے مقابلہ جہانگیر روانہ کردیا اور دیکھیے سرداری وفاداری اسے
کہتے ہین خود بھی تشریف لائے جہانگیر سے مقابلہ کیا آخرکار جہانگیر کو زیر کر کے اپنے ہمراہ لیگئے
اس روز کی مغلوبہ مین بھلا کسکو زندگی کی امید تھی سب اپنی اپنی جان سے ہاتھ دھوئے ہوئے تھے
صاحبقران زمان نے اسم اعظم پڑھکر سب بلاؤن کو دفع کیا اسطرح جو ملکہ بُرّان شمشیر زن
کوکب روشنضمیر کو سمجھا دیتی ہے کوکب خاموش ہو جاتا ہی آٹھ پہر لشکر مین کھرسٹری ہی لشکر کی
پامالی مین روز بروز ترقی ہی اسد نامدار بیقرار ہو کر برق و چالاک وغیرہ سے کہنے لگا یار و بہر
خدا جاکر خواجہ کو تلاش کرو ایسا نہو کسی بلا مین خواجہ صاحب پھنس گئے ہون یہ سنکر برق
چالاک و جانسوز و ضرغام و مہتر قران سب کے سب تلاش مین خواجہ عمرو بن امیہ
کے فرداً فرداً چلے لیکن خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ایک ہفتہ تمام صحرا مین سرگردان رہے کہین
نشان نہ پایا ایک دن تھک کر ایک نخل کے سایہ مین بیٹھے ایک گویتے کی شکل بنے ہوئے
خواب مین راتون کو خواب ہاے پریشان بھی دیکھتے ہین امیر حمزہ صاحبقران نامدار کے فراق مین
بھی دن ان کا بیقرار ہی بغل سے نکالی اپنے آقا کی یاد مین نئے طور سے یہ اشعار پڑھے نظم

کس حسن چو یار ماندارد
دست آئینہ دار ماندارد
بے نور بود گر آفتاب است
خورشید عیار ماندارد
با بلبل باغ آرزوئیم
این بیشہ شکار ماندارد
خوبان ز نظارہ بر بکند

زلفے چو نگار ماندارد
پژمردہ گلشن ز خاک روید
چشمے کہ غبار ماندارد
قاصد کہ بہ نامہ میکند فخر
این باغ بہار ماندارد
چون غنچہ گل شگفتہ باشد
این ضابطہ یار ماندارد

آئینہ راز غیب پاک ست
ابرے کہ بہار ماندارد
مانور دو چشم آفتابیم
مکتوب دیار ماندارد
تا آب کنیم نہ بہرہ شیم
ہر دل کہ غبار ماندارد
در کشور حسن اعتبار ...

جز نقش و نگار ما ندارد
با این ہمہ زور رستم ہند
طالع سر و کار ما ندارد

در باغ بہشت عندلیبی
دستی چہ چہار ماندارد

صوتے چو ہزار ماندارد
خاموش ز گفتگوے معنی

اس بیقراری مین خواجہ نے یہ اشعار گائے خود بھی مبہوت ہوگئے گانے مین توانکے سوز و گداز تھا ہی طائران صحرا آکر اُس نخل کی شاخون پہ بیٹھے آہوان صحرا کُرچھالین بھرتے ہوے سامنے آکر ٹھہرے بہ نگاہ حسرت چہرے کو عمرو کے دیکھ رہے ہین آنکھون سے اشک حسرت جاری گانے پر عمرو کے بیقراری شیر بھی ڈکار لیکر نکل آیا وہ گانے کا اشتیاق ہم پہلو مین تو آ ہو کھڑا ہی شکار نہین کرتا باز کے پہلو مین عصفور کو جگہ ہی وہ گانے مین عمرو کے سوز و گداز ہم کہ باز بھی شکار سے باز ہی بعض طائرون نے پر سے پر ملاکر سر پر عمرو کے سایہ کیا ہی عمرو سلیمان وقت بنا ہوا نے بجا رہا ہے قضائے کار اس حوالی مین ایک باغ ہی ملکہ گلزار جادو معشوقہ آفتاب فلک سیر اسکا حال تحریر کیا جائیگا گلزار اپنے باغ مین بیٹھی ہوئی ہی علم موسیقی مین خود بھی کامل و اکمل ہی کنیزین ہزار دو ہزار حاضر ہین یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی کہ اسوقت دل گھبراتا ہی چلکر سیر صحرا کرین چند کنیزونکو ساتھ لیا تخت اُڑاتی ہوئی جاتی ہی کہ کان مین آواز آئی کوئی کامل نئے طور سے یہ غزل گا رہا ہی غزل

کھینچ لایا جذب دل انکو مرے مدفن کے پاس
کچھ سمجھ ہی کے بٹھایا ہے ہمین دشمن کے پاس
وائے ناکامی پہونچون یار تک اس قرب سے
مین نے دیکھا ہی ہمارا مال رہزن کے پاس
دور ہی سے دیکھ یون صیاد اپنا آشیان
سر پٹکتی ہی نگاہ شوق جس روزن کے پاس
وہ نہین آتا تو اسکی چال کی فتنے تو ہین
دور جا بیٹھے مگر آئے قاتل انکے پاس

پھر بھی اُڑکر خاک جا سکتی نہین دامن کے پاس
انکے خار رہگذر نے اختلاط اس سے کیا
دور یون اُس سے رہون جو ہو رگ گردن کے پاس
دلمین ہین کچھ رنگ یان کچھ تری مستی کے داغ
ایکدن جا کر قفس رکھدے در گلشن کے پاس
جذب مقناطیس دکھلادے کبھی اے شوق دل
کوئی آنکلے انھین مین سے مری گردن کے پاس

دوستی در پردہ کی ہی اسنے اہل بزم مین
چاک ہو کر جیب بھی آنکلی ہے دامن کے پاس
لیگئی میری بغل سے دلکو دزدیدہ نگاہ
تختہ لالے کا کھلا ہی تختہ سوسن کے پاس
دیکھے چشم فلک اسکو نہ کوئے یار مین
تیغ قاتل کھچکے آجائے مری گردن کے پاس
وصل کی شب بھی ہی انکو شرم تھی جلال

ملکہ گلزار کے کان مین جو یہ آواز آئی چونکہ واقف کار علم موسیقی تھی تڑپ گئی کنیزون سے کہا بڑا کامل و اکمل کوئی نے بجا رہا ہے کس لطف سے غزل گا رہا ہے یہ کہکر اسنے تخت اپنا جانب تحت بڑھایا سر آسمان سے دیکھا ایک گویا نحیف و ضعیف اگلی وضع زیر نخل بیٹھا ہوا دہن سے لئے نے بجا رہا ہی طائران صحرا آہوان وحشی تسخیر ہو کر سُن رہے ہین

شیر سر دھنتے ہین گلزار نے کہا اس گویّے کو لیچلو باغ مین چلکر گانا سنینگے یہ گویا اعلی درجہ کا کامل و
اکمل ہے دیکھو کیا گا نہین رہا ہے جسکے سُننے سے دل بیقرار ہو رہا ہے چرند پرند تک سکتے گانے مین مدہوش ہین
خواجہ عمرو تو بیخبر بیٹھے ہین گلزار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ کنیز سحر کرتی ہوئی زمین پر برابر خواجہ کے
آئی کمر مین خواجہ صاحب کی پنجہ دیکر اُٹھا لیا عالم بیہوشی مین تخت پر ڈالکر اپنے باغ مین لائی
خود مسند پر بیٹھی کنیزین جمع ہوئین اب خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک باغ بہشت
آئین مین پایا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین مسند ناز پر جلوہ گر ہے گرد کنیزان ناموز بیٹھی مسکرا رہی
ہین خواجہ سمجھ گئے کمال باعث زوال ہوتا ہے گانا سُنکر تمکو اُٹھا لائی ہے خواجہ اُٹھ بیٹھے ہے دعائین دینے لگے
سامری و جمشید چراغ حسن و کمال روشن رکھے یہان مجھکو کون لایا ہے ملکۂ گلزار نے پوچھا
اجی بڑے میان جی تمھارا نام کیا ہے خواجہ نے کہا آپکے گھر کا سنگتا ہون جسدن سے جا بجا
اہل اسلام کی عملداری ہوئی ہم لوگون پر زوال آیا در در بھیک مانگتے ہین آپ لوگ ہمارے
قدردان تھے ہماری قدر کرتے تھے ہمکو گھر سے کہین نکلنے نہین دیتے تھے گھر بیٹھے جا بجا سے تنخواہین
مقرر تھین جورو بچے پرورش پاتے تھے اب ہم پر تباہی آئی کچھ دنون تک جو کچھ بچا کھچا جمع تھی اپنی
وضع کو گھر بیٹھے نباہے گئے آپ لوگونکا نام بنائے گئے جب فاقون کی نوبت پہونچی گھر سے نکل پڑے
رونا بلکنا بچونکا نہ دیکھا گیا دیہات قریات مین جو کچھ جسکسی نے دن بھر مین دیریا مات کو ہم اُسسے
جورو بچون مین لیگئے بال بچونکو کھلایا پلایا صبح کو پھر نکل پڑے اب اسی صورت سے اپنی بسر اوقات
ہوتی ہے اس مقام پر مجھکو کون لایا بال بچے میرے میری یاد مین تڑپتے ہین گے بھوک کے مارے بلکین گے
اُنکے تیئین اب روز رزق کون پہونچائیگا خبر اُنکے اچھے برے کی کون لیگا مسلمان کسی کو ایک پیسا نہین
دیتے سامری پرستون کی عبادت مین گانا شامل ہے اس پیر غلام کو اُستاد نے نوازا ہے کہتے ہین میرے
بزرگونکو ہمیشہ اس کمال پر ناز رہا بادشاہون کی خدمت مین ہمیشہ حاضر رہے ہین اب جس طرف
جاتے ہین عملداری مسلمانون کی پاتے ہین وہ فقیر کو بھیک بھی نہین دیتے جواب بھی دینا دشوار
لفظ سے دینے کے بیزار ہین یہ فرمایئے مین یہان کیونکر آیا ملکۂ گلزار نے کہا اے اُستاد سنو نوازندہ گھبراؤ ہمکو
بھی کسیقدر اس فن مین دخل ہے بڑے بڑے کاملین اس باغ مین آتے تمہارا گانا سُنکر ہمکو پسند
آیا تمکو اُٹھا لائے جو کچھ مانگو گے دینگے تمکو سرفراز کرینگے خواجہ نے پوچھا اے ملکۂ عالم آپ شہنشاہ طلسم

ہوش ربا کی ملازم ہین آج کل سُنا ہی کہ طلسم کشا نے مرحلہ جات بھی فتح کیے افراسیاب جادو سے
مقابلہ پڑا ہی اُس بادشاہ جلیل کو جان بچانا دشوار ہی افسوس ہزار افسوس کہ اب بالکل باعث
ہماری بربادی کا ہوا جس قریے گانون مین ہمارا گذر ہوا ہی دیکھا کہ اہالیان دیہات و قریات فوجین
اپنے اپنے ہمراہ لیکر براے مدد شہنشاہ جاتے ہین مُلک تو جا بجا خالی پڑے ہین آپ نہین
تشریف لیگئین گلزار نے کہا استاد بھلا ایسی بھی بات ہی کونسا ایسا نمکخوار ہوگا جو اسوقت مین
شراکت شہنشاہ نکرے ہمارے سبب سی لڑائی قائم ہی ورنہ ابتک افراسیاب جادو قتل
ہوگیا ہوتا ہمارے ہاں کے شہنشاہ صاحب جاہ وجلال چرخ افسونگری کے ماہ کمال آفتاب
فلک سحر اس اقلیم کے حاکم ہین اپنے قلعے مین تشریف رکھتے ہین خود شہنشاہ ہوشربا
تشریف لائے تھے تیر و کمان تلوار گرز سنان نیزہ بزرگون نے ہمارے شاہ کے اسی دن کی واسطے
تیار کر رکھے تھے کہ جس مقام پر یہ اشیا لٹکا دیے جائین اسکے سایہ مین کوئی نہ آسکے اسقدر تیر و
تلوار برسے کہ اگر دس کروڑ ہون چشم زدن مین قتل ہو جائین دشمن امان نہ پائین اب شہنشاہ
آفتاب فلک سحر کو نامہ لکھا تھا انھون نے سات لاکھ کا لشکر تیار کیا ہے اور مجھکو بھی نامہ لکھا
ہی کہ ملکہ عالم تیار رہنا ہم لشکر ساحران لیکر بڑے کر و فر سے آتے ہین ہمارے تحفہ جات نایاب
کام کر رہے ہین خود بھی بجنگ شریک۔ جنگ ہون امروز فردا آئینگے ہم بھی اپنے شوہر کے
ساتھ جائینگے سحر عمدہ عمدہ تیار ہوئے ہین ملکہ بلقیس سے مقابلہ کرونگی شوہر ہمارے
قتل لاچین کا وعدہ کر چکے ہین شہنشاہ نے بھی تحریر فرمایا تھا کہ ان زن و شوہر نے انتہا کا
ناک مین دم کر رکھا ہی اگر یہ قتل ہو جائین اسد نامدار کو ایسی مشکل ہو کہ بار سحر نہ اُٹھا سکے اسکے
ساتھ والے اسکے عزیز دار سب بیکار ہین یعنی شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن و قاسم
و نور الدہر و غضنفر ان مین کوئی ایک لفظ بھی سحر کا نہین جانتا غیر ساحرونکو دھوکا دینا
کتنی بڑی بات ہی خواجہ یہ حال سُنکر خاموش ہوئے ملکہ گلزار نے صحبت آراستہ کی کنیزونکو
بھی ملکہ کی علم موسیقی مین بڑا دخل ہے ساز لیکر بیٹھین چہار جانب سے خواجہ صاحب کو گھیر لیا
کوئی کہتی ہی استاد غزل گائیے کوئی کہتی ہی غزل کیسی استاد سے خیال سُنو ٹھمری کیا چیز ہے
او خیال مجھکو کیا تمیز ہی ان لوگون سے خیالی ترانہ سُنو کہ کمال کا حال کھلے گلزار نے بھی ایک توڑا

اشرفیونکا منگاکر کہا استاد یہ تمھاری رونمائی ہی ہم تمھارے شاگرد بھی ہونگے اب تو سامان سفر درپیش ہی
مقابلہ طلسم کشا کا پس وپیش ہی آفتاب فلک سیر سے تمھاری ملاقات کرائینگے وہ بڑے قدردان
اس فن کے ہین تمھاری بہت بڑی قدر کرین گے لاکھون روپیہ انعام مین دینگے جسدن افراسیاب
اس لڑائی کو فتح کریگا ہمارے شہنشاہ آفتاب فلک سیر نائب قرار پائینگے افراسیاب کا قول
ہی کہ وقت پر میرے سوائے آفتاب فلک سیر کے کوئی کام نہ آیا ان تحفہ جات نے میری
جان بچائی اب چلکر سر میدان بھی لڑین گے دن تو باتون مین گذرا رات کو ملکہ گلزار نے
سامان روشنی کا کیا تمام درخت بادلے سے منڈھے گئے تھا ٹھر بندی ہوئی قفس طائران
خوش الحان درختون مین لٹکے ہوے وسط باغ مین فرش شبچر کا بچھایا گیا ملکہ گلزار آ کے مسند پہ بیٹھی
استاد نے نواز کو بھی خلعت مرصع زرین دیکر بٹھایا ساز بھی درست ہوے ملکہ گلزار نے اشارہ
کیا استاد اب تو مہربانی فرمایئے جس طرح سے صحرا مین بجا رہے تھے اسی طرح سے بجایئے
صبح کی صدا اسوقت تک کان مین بھری ہی تمھارا اٹھالانا مجھپر خوشاق ہوا جی چاہتا تھا سنے
جایئے خواجہ نے کہا بہت خوب آپ ایسی قدردان ملین باغ مین آکر غنچہ آرزو کھلا مین سب
صاحبون کو خوب راضی کرونگا لیکن کیون اے ملکہ عالم آپکے شوہر صاحب نے جو یہ تحفہ جات افراسیاب
جادو کو دیے اگر شہنشاہ اسکی قدر نکرین آپ کے شوہر صاحب نے کوئی دفعیہ بھی رکھا ہے
گلزار نے تھراکر کہا استاد واسطہ سامری جمشید کا دفعیہ کا نام نہ لیجیے یہ تحفہ جات خاص ہمارے
شوہر کے بزرگون نے پہلوے سامری مین بیٹھکر تیار کیے ایسی بات کوئی منھ سے نہین
نکال سکتا جان وآبرو کا خوف ہی ایسی اشیا نادیدہ ہمارے شوہر کے پاس تھے خود
افراسیاب جادو برائے قدمبوسی آئے ہمارے شوہر سے وعدہ کیا کہ بعد فتح تم کو تمامی
طلسم ہوشربا کا حاکم کرونگا جو تحفہ جات تمھارے بزرگون نے بنائے ہین وہ ہم کو مرحمت کرو
ہمارے شہنشاہ عالیجاہ ندیتے تھے افراسیاب جادو نے اقرار لکھے لکھ دیے آپس مین
عہد وپیمان ہوے اسکو کوئی دفع نہین کرسکتا خواجہ نے چاہا کچھ اور کہے کیونکہ گلزار نے بنگاہ
قہر وغضب طرف خواجہ کے دیکھا کہا او نواز سیر ان باتون کا ذکر نہ کر ہمارے شہنشاہ کی
جان کا مقدمہ ہی کچھ ہمارے سامنے بیٹھکر گا وُ ایسے تیور سے ملکہ گلزار نے کہا خواجہ کو خوف ہوا کہ

اب کی اگر پوچھون ساحرہ ہی نازک مزاج آفتاب فلک سیر کی زوجہ ایسا نہو گرفتار کرے خاموش تو ہو رہے دلکو بیقراری سوچے اب اور تدبیر کرنا چاہیے زکمر سے نکالی ساز بھی سب ملے ہو رات کا سناٹا روشنی کی تیاری دیوار ہاے باغ پر گلکاری یہ اشعار جگر سوز خواجہ عمرو نے شروع کیے نظم

تیر نگہ کی انکے خطا کچھ نہ پوچھیے
جو چاہی دیجیے وہ سزا کچھ نہ پوچھیے
حسرت نکالیےگا کوئی وقت ذبح کیا
حاجت نہین کسی سے پتا کچھ نہ پوچھیے
پوچھا علاج درد جگر جس طبیب سے
جھگڑا پڑا ہی نزع مین کیا کچھ نہ پوچھیے
بیکار نزع مین ہی عیادت مریض کی
بے پردہ کسکو دیکھ لیا کچھ نہ پوچھیے
ناگفتنی معاملہ عشق ہے جلال

تاکا تھا کسکو کسکے لگا کچھ نہ پوچھیے
پوچھی جو مین نے لذت درد فراق یار
اب کاٹیے بھی جلد گلا کچھ نہ پوچھیے
قاتل جو ہنس پڑا تو یہ بولے دہان زخم
اسنے کہا اجل کی دوا کچھ نہ پوچھیے
واللہ جان کنی مین بسر کی شب فراق
اب کسطرح ہی فضل خدا کچھ نہ پوچھیے
پوچھا جو مین نے یار نے خط پڑھکر کیا کہا
جو کچھ سلوک اسنے کیا کچھ نہ پوچھیے

عاشق ہون دل لگا نیکی تعذیرین سیکڑون
دل نے تڑپ کے دی یہ صدا کچھ نہ پوچھیے
کہتا ہو دل کہ چلیے بتا دون مین کوئے یار
واللہ اس نمک کا مزا کچھ نہ پوچھیے
دل سوئے یار سوئے عدم کھینچتی ہی جان
کسطرح یہ بہار کٹا کچھ نہ پوچھیے
کہتی ہی آنکھ کیا کہون مین کچھ نہ پوچھیے
قاصد نے یہ جواب دیا کچھ نہ پوچھیے

ان اشعار کو جو استاد نی نوازنے گایا ملکہ گلزار و اہالیان جلسہ تعریفین کر رہے ہین صدا آہ آہ اور واہ واہ بلند ہی خواجہ نے گاتے گاتے ہاتھ کو روکا گانا موقوف کیا گلزار نے کہا کیون استاد گاتے گاتے کیون رک گئے آج صبح تک گائیے بھیروین گا کر موقوف کیجیے گا اسوقت دو پہر سے شب تجاوز کر چکی ہی دو چار چیزین بہاگ کی گائیے خواجہ نے کہا ملکہ بے نمک کی صحبت شراب کباب کا بالکل چرچا نہین گلزار نے کہا استاد اسکا بھی شوق ہی عمرو نے کہا ہم لوگون کی خمیر گھٹی ہی دایہ نے عوض دودھ کے پہلے شراب پلائی دختر رز ہماری کھلائی ہی بنت العنب دائی ہو ابھی آپنے کمال ہی کیا دیکھا مجھے بھی اب منظور ہوا آپ ایسا قدردان ستیاب ہوا اسطرح کے کمال ظاہر کرون اب خوب حضور کو راضی کرون گا ملکہ گلزار نے کہا استاد اس گانے سے زیادہ کیا کمال ہے خواجہ نے کہا اے ملکہ عالم مین ساقی گری خوب کرتا ہون جب ساقی ہوتا ہون کوئی باقی نہین رہتا حضور سر سے شراب پلاؤن ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے ناچون کیا مجال ہی جو ایک قطرہ بھی شراب کا ہل کر گر جائے میرے سپرد میخانہ کیجیے ملکہ بہت خوش ہوئی کنجی میخانہ کی خواجہ کو دی خواجہ صاحب میخانے مین آئے شراب کو خراب کیا

بیہوشی ملاکر محفل مین لائے پہلے جام بھر کر سر پر رکھا گلزار کے سامنے خوب گت ناچے گلزار بہت خوش
ہوئی اپنی کنیزون سے کہنے لگی دیکھو تو واہ واہ کیا کہنا اُستاد نے نواز کس خوبصورتی کے ساتھ
سر پہ جام رکھے ہوے ناچ رہے ہین یہ کہکر ملکہ گلزار نے بہت کچھ انعام دیا خواجہ نے
بڑھ کر لے لیا سر جھکا کر کہا ایسی قدردان کو سر سے شراب پلانا چاہیے ملکہ نے موتیونکا مالا گلے سے
اُتار کر خواجہ کو پہنا دیا جام بے اندیشۂ انجام پی گئی اب تو خواجہ نے دور شروع کیا مصاحبین اشارے
کر رہی ہین ہمکو بھی جام اُستاد دینا خواجہ فرماتے ہین صاحبو گھبراؤ نہین جلدی نہ کرو مین جب باقی نہ
ہون کیسکو باقی نہین رکھتا ہون بارہ سے کنیزون کو خواجہ نے شراب پلائی اب رات چار
گھڑی باقی ہے ملکہ نے نشے کے جوش مین سر اپنا مسند پر رکھا سر مسند پر رکھنے کے ساتھ ہی بیہوش ہوگئین
کنیزین گھبرا کر اُٹھنے لگین جو اُٹھی گویا جہان سے اُٹھی گر پڑی اور بیہوش ہوئی جب سب کنیزین بیہوش
ہوچکین اب خواجہ صاحب نے قصد کیا کہ ملکہ کو قتل کرون محفل کو لوٹ لون سوچنے لگے گلشن عیاری
پر نگاہ ڈالی گلہائے رنگا رنگ مکر و غدر نخل ہائے تازہ فکر عالی کے چمنہائے طولانی تدبیرلاثانی کا
ورق گلزار بجز ان نظر آیا باغ فکر سے گلہائے مضامین چنے ایک پھول کی رنگ و بو پسند آئی مراد یہ تھی
اسکو قتل مکرو مراد نہ حاصل ہوگی یہ سوچ کر گلزار کو اُٹھایا نذر زنبیل کیا آواز دی ولواجان اسکو احتیاط سے
رکھیے اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے ابھی بڑا مطلب ہے پیٹھ سے پکار کر کہدیا اے خبردار اس سے
نوکری نہ ڈھلوانا ورنہ قیمت مین فرق آ جائیگا ہمارے آقائے نامدار کے لشکر کی آمد ہے سرداران
خوش مزاج حسن پرستون کے سر کے تاج لڑتے بھڑتے آئینگے بڑی قدر سے اسکو خریدینگے
یہ کہکر رنگ روغن عیاری کا نکالا آئینہ سامنے رکھ لیا گلزار جادو کی شکل بنکر تیار ہوے کئی
دن کے جاگے ہوے بھی تھے صحرا مین سرگردان رہے دوشالا تان چھپر کھٹ پر آرام فرمایا
بوقت صبح نسیم سحری چلی پہلے سب سے نرگس کی آنکھ کھلی سوسن غل مچاتی ہوئی اُٹھی
غنچہ دہن نہایت کم سخن شمشاد اکڑنے لگی آپس مین صلاح ہوئی آج ملکہ بہت سوئین
بیدار کرو کنیزان ماہ رخسار نے آکر قدمون سے آنکھین ملین تلوے سہلائے خواجہ
آنکھین ملتے ہوے اُٹھے سب نے دیکھا ملکہ نہایت بدمزاج ہین غصے مین فرمایا کیون او شفتلو
تم سب نے ملکر میرے گوبے کو کیا کیا میراثی نواز کہان گیا سب نے کہا حضور وہ شراب اسقدر ہو انشے مین

ہم سب سو گئے بازاری گویا آپ نے اُسکی اسقدر قدردانی کی کہی توڑے اشرفیونکے دیے بس وہ نگوڑا
بھول گیا اُسکے حوصلے سے زیادہ ملا ملکہ نے کہا تلاش کرو اگر میرا نوازندہ نہ ملے گا میں اپنی جان دونگی تم
سبھون کو قتل کر ونگی یہ کہکر رونا شروع کیا کنیزین تصدق و نثار ہوئین خواجہ یعنی ملکہ نقلی نے کہا
او نرگس تیری آنکھین پھوڑ ونگی بی سنبل کے جھونٹے نوچونگی بی شمشاد کا سر قلم کرا دونگی سبھون کی
منت و خوشامد بیکار ہے اب مجھے چین نہ آئیگا کنیزین دوڑین تمام باغ مین ڈھونڈھتی پھرتی ہین تمام
قصر چھان ڈالے ملکہ پاؤن لٹکائے پلنگ پر بیٹھی ہین چیخین مار مار کر روتی ہین کہتی ہین تم ہی سبھون نے
میرے گویے کو کھویا کسیکو خیال نہ رہا مین کمبخت کیون سوئی مثل مشہور ہے جو جاگے سو پاوے
جو سوے سو کھوئے ایسا گوہر بے بہا مجھے دستیاب ہوا تم سبھون کی غفلت نے اُسکو ضائع
کیا مین رات ہی کو دیکھتی تھی بی نرگس اُسے گھور رہی تھین بی شمشاد اکڑتی تھین بی
سنبل اُلجھن کی باتین نکالتی تھین وہ ڈر گیا کہ ایسا نہو صبح کو مجھپر کوئی آفت آئے مین نے تو
اُس سے وعدہ کیا تھا کہ مین تجھے نوکر رکھونگی اپنے وارث کو اسکا گانا سنواتی میرے شہنشاہ
کیسے خوش ہوتے افراسیاب جادو اٹھارہ سے ملک کا بادشاہ ہے ایسا گویا اُنکو بھی ممکن نہ ملا ہوگا
بی حیرت کو سُنکر حیرت ہوتی ملکہ کے بلکنے سے باغ مین ہنگامہ خواصین کہتی ہین حضور اشرفیان
گھر مین رکھکر آئیگا آپ ایسا قدردان کہان پائیگا رات بھر مین نہال کردیا دامن مدعا زروجواہر سے
بھر دیا ملکہ کہتی ہین تم نے اُسکا مال چھین لیا اُسکو ڈرایا دھمکایا گویے توڑے ڈرپوک ہوتے ہین
خوف جان سے چلا گیا اسی مین بہتر ہے کہ اُسکو حاضر کرو یہ کہکر عمرو نے نیمچہ کھینچا چاہا گلے پر رکھے شمشاد
دوڑکے لپٹنے لگی عمرو نے ایک نیمچہ مارا شمشاد کے دو ٹکڑے ہوئے اسی طرح دو چار کنیزون کو
قتل کیا اب تو باغ مین ہنگامہ ہوا کنیزین بھاگ گئی نہین ملکہ کنوئین مین پیر لٹکا کے بیٹھین پھر کنیزین
دوڑکر لپٹ گئین کہنے لگین صدقے جاؤن قربان جاؤن واری جاؤن ایسا غضب نہ کیجیے
ملکہ کہتی ہین کہ میرے گویے کو کون لے گیا اُسکو خبر کردو مین اپنی جان دیتی ہون تم لوگ کیون
دخل دیتے ہو یا تو میرے گویے کو مجھے ملا دو یا مجھے اپنی حالت پر رہنے دو اسی طرح جان
کھوئے دو مین اپنی جان دیے بغیر نہین رہونگی اگر تم لوگون کو میری جان کا خیال ہے
تو میرے گویے کو مجھے لا دو تو خیر نہین تو تم سب کے سب میری جان سے ہاتھ دھو ملکہ کی اس

کیفیت سے باغ مین عجب ہنگامہ برپا ہی کوئی منت کر رہا ہی کوئی کنیز عقلمند وعدہ کرتی ہے کہ حضور بارہ دری
مین تشریف لیچلین مین آپکے گوئیے کو تلاش کرکے لاتی ہون یہ ذکر تھا کہ نوبت نقارے کی آواز کان
مین آئی اک ابر سحر تڑپتا ہوا بیرون باغ ظاہر ہوا اُسمین ہزارون برقین تڑپ رہی ہین چند کنیزین
دوڑتی ہوئی آئین عرض کی واری آپ کے شوہر عاشق صادق آفتاب فلک سیر تشریف
لاتے ہین لشکر بیحد ہمراہ ہی مدد کو افراسیاب کی جادینگے وہ فوج قاہرہ ہے کہ اگر کرور مسلمان
ہون گے ایک دن مین قتل ہوجاوینگے ملکہ نقلی نے کہا حرامزادیو مجھے اُسکے نام سے ڈراتی ہو
آیا ہے تو آنے دو مین تو اپنی جان دینے پر آمادہ ہون مجھے عاشق و معشوق سے
کیا مطلب تم لوگون سے بیٹھکر عاشق و معشوقی کرے گا مین اُسکو زندہ صورت نہ دکھلاؤن گی
کہکر چاہا کہ کنوئین مین گر پڑے ون کنیزین لپٹ گئین چند نے دوڑکر آفتاب فلک سیر کو خبر کی
کہ اُسکا تخت قریب باغ پہونچا ہی ساٹھ لاکھ فوج ہمراہ ہی بڑے بڑے ساحران غدار گرد گھیرے ہوے ہین
ساتھ والون سے کہہ رہا ہی آج شب کو اسی مقام پر رہینگے بوقت سحر طرف افراسیاب کے
چلین گے لشکر صحرا مین اُتر رہا ہی آفتاب ٹھہرا ہوا ہی حیران کہ آج کیا ہی ملکہ عالم لینے نہین آئین کہتا ہے
کہ نہین معلوم آج میری معشوقہ کا مزاج کیسا ہی معشوق عاشق خصال ہے کوسون پیشتر مجھکو
لینے کو آتی تھین آج نہین معلوم کیا گذرا سردارون سے کہہ رہا ہی صاحبو وہ تو میرے نام پر جان
دیتی ہین سامری جمشید خیر کرین میرے فراق مین پریشان رہتی ہین بڑی بڑی جفائین سہتی
ہین آج اتنا بڑا لشکر آیا نوبت نقارے بجی اُسکے بھی شور وغل کی آواز کان مین ملکہ کے نہین
پہونچی یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین روتی پیٹتی آکر پہونچین عرض کی ای شہنشاہ جلد چلیے دیر کیجیے گا تو ملکہ عالم کو
زندہ نہ پایئے گا آفتاب کا چہرہ زرد ہوگیا کہا صاحبو مفصل بیان کرو کنیزون نے تمام کیفیت
عرض کی کہ حضور جنگل سے ایک گوئیے کو اُٹھا کر لائین حقیقت مین وہ بڑا ہی کامل و اکمل
تھا رات پھر اُسکا گانا سنا وہ دھوکا دیکر کہین چلا گیا ملکہ نے کئی کنیزون کو بھی قتل کیا اپنی جان
دینے پر آمادہ ہین کنوئین مین پیر لٹکائے ہوے بیٹھی ہین چاہتی ہین اپنے تئین کنوئین مین
گرا دون آفتاب فلک سیر سُنکر دوڑا کہا ملکہ سے مزاج مین بڑی جہالت ہی مین سو گوئیے حکم
کردونگا یہ کہتا ہوا آفتاب فلک سیر اندر باغ کے آیا دیکھا کہ رنگ باغ دگرگون ہو رہا ہی

ملکہ گلزار جادو کے کنیزین لپٹی ہوئی ہین کنوئین مین پیر لٹکائے بیٹھی ہے آفتاب کو دیکھکر اور زیادہ پیٹنا
شروع کیا بال نوچنے لگی سر کو پٹکنے لگی کنیزون سے کہا مجھے چھوڑ دو مین اپنی جان دونگی اس نا قدرے کی بھی
صورت نہ دیکھونگی اسکے ساتھ مین ناحق مین نے اپنی زندگی کو ضائع کیا آفتاب فلک سیر نے
دوڑکر ہاتھ تھام لیا عمرو نے کہا تو میرے قریب نہ آتا تو ہی نے میری جان لی گویا گیا یا ہوش سے گیا
تو سراسر بے مہر ہے بالکل مجھسے تجھے محبت نہین ہے مین نے ناحق اپنی اوقات ضائع کی آفتاب فلک سیر
ملکہ کی منتین کرنے لگا ہاتھ جوڑنے لگا گودی مین ملکہ کو اٹھا لیا گلے سے لگا لیا پیار کرنے لگا منت کرتا تھا
ملکہ مین نے کیا خطا کی اگر تم کہو تو آسمان سے تارے توڑ لاؤن آنکھین اپنی تمھارے تلوون کے نیچے بچھاؤن
جب بہت سی منت سماجت آفتاب فلک سیر نے کی تو ملکہ نقلی نے کہا تو خوب اس بات کو جانتا
ہے بڑے بڑے شاہان جلیل بلکہ خود افراسیاب جادو اتنا بڑا شہنشاہ طلسم ہوش ربا جو اٹھارہ سے
ملک کا حاکم ہے میرا خواہان ہوا مگر مجھے تیرے نام سے محبت تھی تیرے گھر بیٹھ گئی اپنی جوانی خاک مین
ملائی تجھکو میری قدر نہوئی آفتاب فلک سیر نے کہا ملکہ آخر مجھسے کیا خطا ہوئی مین نے کیا ناقدری
کی ملکہ نقلی نے کہا اس سے بڑھ کر کیا بیقدری ہوگی تو نے تحفہ جات افراسیاب کو دیدیے ہم سے
بالکل ذکر بھی نہ کیا بس ہمکو دشمن جانا دشمن کا زندہ رہنا کیا ضرور ہے مین تجھپر اپنی جان دونگی
آفتاب نے کہا ملکہ یہ تو ناحق کا غصہ ہے گویے کی جھار مجھپر اترتی ہے اتنا بڑا بادشاہ طلسم ہوش ربا بیقرار
ہوکر میرے پاس آیا ایک تو یہ خطائے فاش ہوئی کہ تمام مرحلہ جات شکست ہوئے بربادی ہوش ربا
کے بندوبست ہوئے ہم بہرا مدد شہنشاہ نہ گئے جب خود شہنشاہ آئے اور انھون نے یہ
کلمہ فرمایا کہ مجھے قلعہ بند ہونا پڑیگا تحفہ جات اپنے بزرگون کے ہمین دیدو کہ ہم اپنی حفاظت
کرین اسوقت مجھکو مناسب نہ تھا کہ مین تساہل کرتا عمرو نے کہا تو نے مجھسے چھپایا اب مین
اپنی جان دونگی ان حرامزادیون لونڈیون نے زبردستی مجھکو روک لیا ورنہ مین نے اب تک
کب کی اپنی جان دی ہوتی مجھ دشمن کو تو زندہ نہ پاتا جنازہ آکر اٹھاتا مگر تو وہ جلاد ہے کہ تجھکو کچھ
افسوس نہوتا دشمن کا گھر مین رہنا بہتر نہین ہے مین تجھکو زہر دونگی سنکھیا دونگی
طلسم کشا کو بلاکر اسکے ہاتھ سے قتل کراؤنگی آفتاب فلک سیر جب اتر کر یہان آیا ہے تو ایک
صندوقچہ بغل مین دبائے ہوئے آیا ہے جب گفتگو نتھا یہ پہونچی تو ملکہ نقلی نے کہا یہ صندوقچہ کیسا ہے تو

بغل مین دبای دبا ے پھرتا ہی لیکن کوئی راز کی بات ہو تو مجھکو نہ تبلانا جہانتک ہو سکے چھپانا تو کہانتک
جاگیگا جسوقت سکو غفلت مین پاونگی کنوئین مین گرکر اپنی جان دونگی جلدی تبلا کہ اس صندوقچہ مین کیا ہی
آفتاب نے کہا ملکہ عالم تمسے کس بات کا پردہ ہی ناحق جہالت مین اپنی جان ہلاک کرتی ہو مین نے تمہارے
واسطے زوجۂ اصلی کو چھوڑا برسون کبھی گھر نہین جاتا روپیہ مال خزانہ سب تمہارے قبضے مین ہی عمرو نے کہا رویے
کو آگ لگے تو نے مجھکو دشمن جانا مجھکو یہ بڑا قلق ہی آفتاب فلک سیر نے کہا ملکہ اس صندوقچے مین تمام طلسم
ہوشربا کی جان ہی عمرو نے کہا پھر جان کا حال مجھسے نہ کہنا ورنہ مین طلسم کشا سے ملجاونگی آفتاب نے کہا
ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان یہ صرف تمہارا خیال خام و تصور نا تمام ہی عمرو نے کہا صندوقچے کو
تو کھول مین تو دیکھون اسمین کیا چیز ہی خالی باتین بناتا ہی بڑا بدتمیز ہی رات ساری اسی جھگڑے فساد مین
گذری آفتاب فلک سیر چاہتا ہی صندوقچے کا حال نہ کہون ایسا نہو عورت ہی کسی کے سامنے ذکر کردے
تو غضب ہو جاے عمرو نے الماس کی انگوٹھی اُتار کر ہاتھ مین لی صبح ہوتے ہی تلوار کھینچکر گلے پر رکھی بال
نوچ ڈالے طمانچے منھ پر مارے کنیزون سے کہا صاحبو دیکھتی ہو یہ دشمن زبردستی میری جان لیتا ہی اگر مین
دشمن ہوتی راز دل کا اسکو چھپاتا اگر مین دشمن ہون تو میرا مرجانا بہتر ہی اگر اپنا عاشق صادق جانتا ہی
صندوقچہ کیون نہین کھولتا اب تو کنیزین بھی جاؤن جاؤن کرنے لگین کہتی ہین میان آفتاب صاحب
ایسی چاہنے والی عورت آپکو نہ ملیگی آٹھ پہر آپ ہی کا ذکر کیا کرتی ہین ہمیشہ نذر دنیا زسامری کی مانی جاتی
ہی کہ میرا وارث بخیر و عافیت رہے آپ اسنے راز کو عزیز کرتے ہین واسطہ سامری جمشید کا اس صندوقچے کو
کھولو کہین جھگڑا اٹھے رات ساری بے آب و دانہ گذری آفتاب فلک سیر کہتا ہی میری منزل کھوٹی
ہوتی ہی افراسیاب کے کئی نامے آئے سبکا یہی مضمون تھا کہ ای قوت بازو جلد آ کہ شہر اکثر کہ مسلمانون کا
چہار طرف بلوہ ہی مگر افراسیاب نے بھی قیامتین برپا کی ہین کل کے نامے مین بھی یہی تحریر تھا کہ نور افشان
مارا گیا طلسم نور افشان مین قیامت برپا ہی یہ کہکے ہاتھ باندھنے لگا کہ ای ملکہ عالم چلو سوار ہو یہ راز چلکر
سامنے افراسیاب کے تبلادونگا حال قتل نور افشان سُنکر عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا سر زمین پر دے مارا کہا او
ناقدرے اب میرا جنازہ لیکر جا مین زندہ نہ جاؤنگی یہ کہکے چیخین مارکے رونا شروع کیا چہار سمت سے آفتاب
فلک سیر پر صاحبون کا بلوہ ہی کہ صاحب تم کیسے جلاد ہو کیا صندوقچے مین تمہاری جان بند ہی کھلتے
ہی طائر ہی کہ اُڑ جائیگا آفتاب مجبور ہوا قلب تو کانپ رہا ہی کلید اپنے جوڑے سے نکالی بمشکل صندوقچہ کھولا

عمرو نے دیکھا اُسمین ایک آئینہ حلبی ہی کہ جسکو دیکھکر آنکھین روشن ہوتی ہین آفتاب نے کہا تو ملکہ دیکھا فرض
یہی آئینہ ہی عمرو نے بیٹے پکڑکر کہا او کمبخت اس آئینے کی کیا صورت ہی یہ تو بتلا کہ کسکام کا ہی یہ کہکر آئینہ اُٹھالیا
دوپٹے کے اندر چھپایا کہا مین اسکو بوٹون سے کچل ڈالونگی آفتاب فلک سیر نے کہا اے شہنشاہ خوبی
آئینہ کا حال صاف صاف یہ ہی کہ افراسیاب نے جو تحفہ جات مجھسے لیکر بر سر گنبد لٹکائے ہین اگر کوئی جاکر اس
آئینے کو گنبد کے سامنے چمکا دے وہ تیر و کمان تلوار و خنجر و گرز وغیرہ جل جائینگے بناء گنبد بھی اس آئینے پر
موقوف ہی گنبد گر پڑے گا اسواسطے مین اس راز کو چھپاتا ہون افراسیاب کی جانبری کی یہی صورت ہی
عمرو نے بغل سے نکالکر سامنے ڈالدیا کہا اوبیجا خواہ صندوقچے مین رکھ یا اپنے کلیجے مین چھپالے مین اس
آئینے کو لیکر کیا کرونگی فقط بات کی ضد تھی اتنا تو مجھکو ثابت ہوا کہ تو اپنا دشمن مجھکو نہین جانتا اب مین بھی تمھارے
ساتھ چلونگی دو چار سحر ایسے تیار کیے ہین کہ افراسیاب بھی خوش ہو اپنے مقام پر بی حیرت شرمندہ ہون
کہ زوجۂ آفتاب فلک سیر نے آکر کیا کار نمایان کیا یہ کہکر آفتاب کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا میری
عقل مین فتور تھا ناحق دل ناصبور تمھارا رات بھر میان سے لڑائی رہی آئینہ تیرے صندوقچے مین
موجود ہے اسکو اپنے کلیجے مین رکھو فوج تیار کرو مین بھی تمھارے ساتھ چلنے پر تیار ہون مین
اپنے وارث کو اکیلا نہ جانے دونگی تمھارے ساتھ ساتھ چلونگی آفتاب کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا
کہا اے جان جہان یہ آئینہ خاص بنایا ہوا سامری وجمشید کا ہے علاوہ دفع ہونے تحفہ جات کے اور
گنبد کے برباد ہونے کے جسکے پاس ہوگا اُسپر کسیکا سحر تاثیر نہ کریگا عمرو نے کہا اب میرے سامنے اسکے
اوصاف نہ بیان کرو اس صندوقچے کی دل و جان سے حفاظت کرو اسوقت مین شرکت واجب و لازم ہی
نور افشان نیا شخص مارا گیا لشکر طلسم کشا مین بڑا تلاطم ہوگا مین ٹوک کر بی بلقیس پر جا پڑونگی چلے گھر
ان زن و شوہر ہی کو مارنا چاہیے آفتاب فلک سیر پر یہ حال آئینہ کھلا کہ ملکہ نے چند ساعت آئینے
کو اپنے پاس رکھا پھر اسیطرح بامانت واپس دیا اُسکو کیا معلوم کہ آئینے پر کیا گذری خوشی خوشی فرمان
فوج کو بلاکر حکم دیا جلد لشکر تیار کرو منزل نہ کھوٹی ہو ملکۂ عالم بھی ہمراہ چلینگی اب منزلین بڑے لطف سے
بسر ہونگی اُسیوقت ساٹھ لاکھ کا لشکر تیار ہوا دو ہزار کنیزین ملکہ گلزار کی ایک تخت پر آفتاب سوار
ہوا خواجہ نے کنیزون کو حکم دیا اپنے سحر سے تخت تیار کرو مین نے قسم کھائی ہی کہ کسی مقام پر سحر نکرونگی سامنے
افراسیاب کے چلکر سب طرح کا سحر کرونگی دو ہزار جادوگرنیان آئین خواجہ تخت پر سوار ہوے

کنیزون نے سحر سے تخت اُڑوایا ساٹھ لاکھ کا لشکر پشت پر اس کر و فر سے خواجہ ساتھ آفتاب فلک سیر کے
تخت اُڑاتے ہوے چلے یہان لشکر افراسیاب نے جب نور افشان کا انتقال ہوا یہان لشکر اسد پر افراسیاب
نے آب و دانہ حرام کر دیا رات بھر آفتین بر پا کرتا ہی ذرا طلایہ پر غفلت ہوئی کو دو تین آپڑا دو چار کو قتل کیا جب
سامنے ظاہر ہوے بالاے گنبد پہونچ گیا اسد وغیرہ ہر وقت مسلح رہتے ہین اسد غازی صبح کو دربار مین
جلوہ فرما ہین شب بھر قیامت رہی افراسیاب جادو نے پانچون عیار بچیون کو بلایا نشان ملک کا
آفتاب فلک سیر کے بتایا ایک ایک نامہ پانچون عیار بچیون کو دیا کہا فرداً فرداً اپنے کو پہونچاؤ یہ نامہ دیکر زبانی
بھی کہنا اے آفتاب فلک سیر مین نے طلسم کشا کو تنگ کر دیا خواب خور سب حرام ہے
اب تمھارے آنے پر لڑائی کا انجام ہے آرزو ہے کہ تمھارے آنے پر ایک لڑائی ایسی لڑون کہ
ان سبھون کے دانت کھٹے کر دون عیار بچیان الگ الگ چلین برق فرنگی وغیرہ بھی تلاش مین
اپنے اُستاد کی نکلے ہین شمیمہ نقب زن معشوقہ برق صحرا مین کھڑی سوچ رہی ہی کہ کس راہ
سے جاؤن اپنے کو تا بہ ملک آفتاب فلک سیر پہونچاؤن کہ برق فرنگی سامنے سے پہونچا برق
نے دیکھتے ہی دونون ہاتھ باندھے کہ اے جان جہان فداے آرام دل مشتاقان اب دل مین صبر و جبر
نہین باقی ہی اپنا اب یہ حال ہی فرد یا تن رسد بہ جانان یا جان زتن برآید دست از طلب ندارم تا کار
من برآید شمیمہ نقب زن نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی کیون ستاتا ہی ائی ہین شمیمہ نے نیمچہ کھینچا برق
فرنگی سر جھکا کر آگے بڑھا کہا مین تیرا ملال نہین چاہتا مین ہاتھ حمائل گردن کرون تو نیمچہ لگا کر گنبد
قد سو بر گرے تسکین قلب ہو جاے شمیمہ نے نیمچہ مارا برق فرنگی اڑا ہو گیا شمیمہ بھر جھپٹی برق
نے لڑتے لڑتے ایک مقام پر جھکائی دیکر حباب مار دیا شمیمہ نقب زن گری برق لپٹ کے بوسے
لینے لگا چاہتا ہی پشتارہ باندھے کہ بھاگون کہ صبا رفتار کمندانداز پیدا ہوئی دیکھا کہ برق جاری
عیار بچی کی مشکین باندھا چاہتا ہی وہین سے نعرہ کیا او بھوریے کیا کرتا ہی برق نے پلٹ کر سلام کیا کہا
خلیفا تم اپنے چھوٹون کو تم گستاخ نہ کرو مہتر قران ہمارے بزرگ ہین اب انشاء اللہ بھجوم سے شادیان
ہونگی ہم خدمتگذاری مین مصروف رہینگے صبا رفتار برق پر برس پڑی برق صبا رفتار
سے لڑنے لگا صبا رفتار نے لڑتے لڑتے شمیمہ نقب زن پر حباب دافع دارو سے بیہوشی مارا
شمیمہ بھی ہوشیار ہوئی دونون نے ملکر برق فرنگی کو گھیرا اب برق فرنگی گھبرایا کہ ان دونون سے

کیونکر جان بچاؤن حلقہ ہاے کمند چل رہے ہین دونون چاہتی ہین کہ برق فرنگی کو گرفتار کرلین برق بھی
شعلہ جوالہ بنا ہوا تڑپ رہا ہی اپنے قریب نہین آنے دیتا دونون جانب سے دونون عیار بچیان پھر رہی ہین
برق اپنے کو بچاتا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی شرارہ سنگ انداز بھی آکر پہونچی تین عیار بچیان ایک برق
فرنگی چاہتی ہین گرفتار کرکے لیجائین برق گھبرایا دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے کہ پروردگار
ان عیار بچیون کے ہاتھ سے مجھکو بچالے دعا تمام ہوئی تھی کہ مہتر قران نامدار کہ درہ کوہ مین بیٹھے
ہوے دل سے باتین کررہے تھے کہ اے قران نہین معلوم کہ استاد پر کیا گذری اس سوچ مین تھے کہ برق
فرنگی کی صدا کان مین آئی درہ کوہ سے سر نکالکر دیکھا تین عیار بچیون نے برق فرنگی کو گھیرا ہی برق
اب لڑتے لڑتے بھاگا ان تینون عیار بچیون نے پیچھا کیا سب سے آگے صبا رفتار کمند انداز ہی جیسے ہی درہ
کوہ کے قریب آئی صبا رفتار پہونچین قصد کیا کہ برق کو پکڑلون حلقہ کمند مارا برق فرنگی حلقون کو طے کرکے
نکلا صبا رفتار جھپٹی مہتر قران نے درہ کوہ سے نکلکر صبا رفتار کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای جان جہان وای
آرام دل مشتاقان برق کو کیون ستاتی ہو صبا رفتار نے چاہا کچھ کلام کرے قران نے حباب مار دیا صبا رفتار
بیہوش ہوئی قران درہ کوہ مین سے نکلکر پشتارہ باندھکر لے بھاگے شرارہ سنگ انداز
نے پیچھا کیا مہتر ضرغام شیر دل شاخ نخل پر بیٹھے ہوے یہ ہنگامہ دیکھ رہے تھے بغور ملاحظہ کیا کہ
مہتر قران اپنی معشوقہ کو گرفتار کرکے لیے جاتے ہین شرارہ سنگ انداز تعاقب مین برق کی آتی ہے
ضرغام شاخ نخل سے کودے شرارہ سنگ انداز پر غفلت مین حلقہ کمند مارا وہ ارے کہکر پلٹی ضرغام
نے شرارہ کو گرفتار کیا شمیمہ نقب زن دوڑی کہ مین برق کو پکڑلون حلقہ ہاے کمند مارے برق نے پلٹکر
دیکھا خلیفہ صاحب صبا رفتار کو لیے گئے ضرغام نے اپنی منظور نظر شرارہ کو پھڑک کرلیا مین رہجاؤن
جیسے ہی شمیمہ نے حلقہ ہاے کمند مارے برق نے حلقہ ہاے کمند جسم مین لیے شمیمہ سمجھی گرفتار کیا برق
نے گلے پر ہاتھ رکھ لیا تھا حباب شمیمہ کو مار دیا پشتارہ اپنی معشوقہ کا برق فرنگی نے بھی باندھا چاہتا ہی
لیکر چلے کہ ادھر سے صرصر شمشیر زن آ گئی تھی مہتر قران وضرغام شیر دل صبا رفتار وشرارہ کو لیکر
چلے چکے کہ اب برق فرنگی شمیمہ نقب زن کو لیچلا تھا کہ صرصر نے للکارا خبردار او بہروپیے عیار بچی ہماری کو
چھوڑدے برق فرنگی نے چاہا بھاگے صرصر تیغ کھینچکر سد راہ ہوئی برق پشتارہ شمیمہ کا لگاے ہوے
صرصر کو جواب دے رہا ہی حربے روکتا جاتا ہی قضاے کار ایک جادوگر دمواق جادو ملازم افراسیاب کا

سیر کرنیکو نکلا جو آسمان سے یہ معرکہ دیکھا تمام طلسم مین مشہور ہی کہ عیارون نے غدر ڈالدیا خیال مین آیا کہ اے
وقواق جادو وان عیارونکو لینا چاہیے دل سے سوچ کر ہوا سے اُترا پشت نخل پر آکر کھڑا ہوا مالش کے
دانے جھولی سے نکالے طرف برق کے پھینکے برق کے پانون زمین نے تھام لیے اب وقواق نے اپنے کو
ظاہر کیا صرصر نے پلٹ کر دیکھا ملازم افراسیاب ہی کہا ای خیرخواہ شہنشاہ اس عیار کو گرفتار کرے خدمت مین
شہنشاہ کی لیجائیگی صرصر نے چاہا مین نکل جاؤن وقواق سمجھا یہ بھی کوئی عیار ہی دو ہتھڑ مارا صرصر بھی گری
وقواق خنجر کھینچ کر چلا برق نے پکار کر کہا ای خیرخواہ شہنشاہ عورت کی شکل بنکر شاگرد عمرو کا آیا ہی اسکا سر
کاٹ لو صرصر نے پکار کر کہا ای وقواق خبردار ایسی حرکت نکرنا مین شہنشاہ کی کنیز ہون یہ برق فرنگی
شاگرد عمرو کا موجود ہی اسکا سر کاٹ لو یا گرفتار کرکے خدمت مین شہنشاہ کی لیچلو وہان حال کھل جائیگا
برق فرنگی صرصر کو کہتا ہی صرصر برق کو کہتی ہی وقواق حیران ہی کہ مین کسکو جھوٹا سمجھون کسکو سچا سمجھون حیران
و پریشان کھڑا دیکھ رہا ہی برق کی عیاریونکی باتین صرصر کی اپنی جگہ تین ہر مرتبہ وقواق نیمچہ کھینچکر بڑھتا ہی پھر
رُک جاتا ہی برق اپنی پکارے جاتا ہی ای وقواق یہ عورت نہین ہے رنگ و روغن سے شیشہ بناکر صورت بنائی
ہی صرصر کہتی ہی ای وقواق قسم ہی سامری وجمشید کی مین صرصر شمشیرزن ہون یہ برق فرنگی عیار لشکر
عمرو کا ہی سب اسکی صورت پہچانتے ہین اگر اسکا سر لیچلیے گا افراسیاب سرفراز کریگا یہ باتین ہو رہی تھین صحرا
گرد اُڑی خواجہ عمرو بشکل گلزار تخت پر سوار گرد کنیزان ماہ رخسار ایک تخت پر آفتاب فلک سیر بھی
بڑے ساحر اسکے ساتھ ہین جیسے ہی اسکی نگاہ پڑی کہ برق کے پانون زمین نے تھامے ہین ستارہ شمیمہ کا
دوش پر صرصر شمشیرزن بھی زمین پر پریشان کھڑی ہی عمرو نے کہا اسے بھی گرفتار کرلو چارطرف سے ساحر
ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ صرصر کو گرفتار کرلیا ہر چند یہ چیخی چلائی کہ مین شہنشاہ کی کنیز ہون عمرو نے آفتاب
سے کہا صاحب یہ وقواق بھی مجھے جعلساز معلوم ہوتا ہی ذرا گرفتار کرتو لو آفتاب نے سحر کیا
وقواق جادو کو تسکین تھی کہ مین ملازم شہنشاہ افراسیاب کا ہون مجھے کون گرفتار کرسکتا ہی
جیسے ہی آفتاب فلک سیر نے سحر کیا اپنے دفع کردیا آفتاب فلک سیر کو غصہ آیا کہا او نالائق تو نے
ہمارے سحر کو دفع کردیا تجھکو بھی یہ لیاقت بہم پہونچی وقواق جادو نے کہا مین آپ کے ساتھ سامنے
افراسیاب کے چلتا ہون آپ مجھپر سحر نہ کیجیے عمرو نے اشارہ کیا صاحب تمھارے مرتبہ مین فرق آتا ہی
یہ سب عیارون کی جعلسازیان شعبدے بازیان ہین یہ کبھی مرد بنتے ہین کبھی عورت بنتے ہین باپ کے سامنے

فرزند نبکر جائین عاشق کو معشوق نبکر مٹائین صاحب یہ جانتے نہ پائے مین تو تمھارے لحاظ سے سحر نہین
کرتی آفتاب فلک سیر نے معشوق کے کہنے سے گولا اٹھا کر مار دیا وقواق جادو کا سر پھٹا آواز آئی کشتی م
نام من وقواق جادو بود اب برق فرنگی و صرصر شمشیر زن کو جادوگر سامنے خواجہ کے لائے برق فرنگی
نے بخوبی پہچانا دیکھا کہ ہمارے استاد بشکل ملکہ گلزار تخت پر سوار ہین تمام جادوگرون کو حکم احکام جاری ہے
برق فرنگی نے دہائی دی اے ملکہ عالم فریادی مین عیار بچی شہنشاہ کی ہون عیارون نے مجھے گھیرا تھا حکم
دیجیے تو منھ دھو کر صورت اصلی دکھا دون عمرو نے کہا اچھا سچ بتا کہ تو کون ہی پشتارے مین کسکو باندھا ہی کہا
اے شہنشاہ غیبی مین صبا رفتار کمند انداز ہون پشتارے مین میرے برق عیار ہے شاگردون مین عمرو کے
بڑا مکار و نمدار ہے یہ کہکر درہ کوہ مین گھس گیا صبا رفتار نبکر خود آیا شمیمہ کو برق بنا لایا عمرو نے
بہت تعریف کی کہا تم ان دونون کی شکلین باندھکر لیجاؤ شہنشاہ جو مناسب جانین گے ویسا حکم دینگے
برق فرنگی نے خوشی خوشی صرصر و شمیمہ کا پشتارہ باندھا سلام کر کے دعائین دیتا ہوا طرف اپنے لشکر کے
روانہ ہوا خواجہ عمرو بعد کروفر بشکل گلزار تخت اڑاتے ہوئے برائے ملاقات افراسیاب چلے
آفتاب فلک سیر نام پر ملکہ کے جان دیتا ہی سمجھ گیا جو کچھ ملکہ گلزار نے کہا اس راز سے واقف ہو گئی مگر ملکہ
مہرخ سحر چشم وغیرہ اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہین کہ مہتر قران صبا رفتار کا پشتارہ لیکر آئے ضرغام
شرارہ سنگ انداز کو لایا بعد چند ساعت برق فرنگی شمیمہ و صرصر کو لیکر آیا ملکہ مہرخ سے برق نے
تمام کیفیت بیان کی کہ حضور ہوشیار ہو جائین ایک لشکر قاہرہ ایک ساحر زبردست لئے ہوئے آتا ہی ہمارے
شاہ اُسکی معشوقہ کی شکل بر تخت پر سوار تشریف لاتے ہین وقواق جادو کو قتل کرایا ہمکو ہاتھ سے اُس
کے بچایا شمیمہ و صرصر کو کہا لیجاؤ صبح و شام مین اُسکا داخلہ ہوا چاہتا ہی بہار گلعذار نے گھبرا کے کہا کہ
بہتر والا گہر یہ بھی ثابت ہوا کہ ساحر کون ہی برق فرنگی نے کہا مین نے اپنی جان کو غنیمت جانا کچھ دریافت
نہین کرنے پایا یہ جانتا ہون کہ وہ ساحر نہایت زبردست معلوم ہوتا ہی فوج بھی بیحد و بیحساب ہے
خیر خواہ افراسیاب ہی ملکہ مہرخ نے حکم دیا صرصر و صبا رفتار و شمیمہ و شرارہ کو ایک خیمے مین بطور
نظر بندون کے رکھو جالسوز بن قران نے یہ خبر سُنی نہایت پریشان ہوا کہ افسوس ہی میری معشوقہ
رہ گئی کیونکر تلاش کرون آخر صبا رفتار کی شکل بنکر طرف لشکر حیرت کے چلا ادھر شاہین جنگل کشا
آتی تھی صبا رفتار کو جاتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی ملکہ آج صبح سے کہاں تھین جالسوز نے

جواب دیا آٹھ پہر لشکر مہرخ میں رہتی ہوں یہی فکر ہی کہ اسد کو گرفتار کروں اسوقت ایک تدبیر سوجی
ہی کہ اسد کو گرفتار کروں شاہین چنگل کشا یہ سنتے ہی قریب آئی جالسوز نے کہا دیکھو وہ اسد نامدار
شکار کھیل رہا ہی شاہین پلٹ کر دیکھنے لگی جالسوز نے حلقہ ہاے کمند گلے میں ڈالدیئے جاب
مار کے بیہوش کیا پشتارہ باندھکر اپنے لشکر میں لایا مہرخ کے سامنے بطور نذر پیش کیا مہرخ نے ان
پانچوں عیاریجیوں کو نظر بند رکھا ہے ساحروں پر تاکید ہی کہ خبردار انکی حفاظت میں فرق نہ آوے ملکہ مہرخ نے صرصر کو
بلاکر کہا بھلا صرصر تم نے جواب دیا بیشک آپکا کل ہوشربا پر قبضہ ہوگیا ہم پابند احکام حیرت و افراسیاب ہیں اگر
وہ قتل ہوے اسوقت میں سمجھا جاویگا خواہ اطاعت کرینگے خواہ جان دینگے ملکہ مہرخ نے ان کو
نظر بند رکھا عیار پھر تلاش میں نکلے یہ پانچوں عیاریجیاں بلاے روزگار آٹھ پہر اسی فکر میں ہیں کہ ہم
نگہبانوں کو دھوکا دیکر نکل جائیں نتیجہ قابض نہیں ہوتا مگر افراسیاب باغ گنبد میں بیٹھے بیٹھے سوچا
کیا کہ افراسیاب سرداروں کے قتل کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا اور لشکر کا تباہ و حشم کم نہیں ہوتا وہ
تدبیر کرنا چاہیے کہ یہ سب خود اپنے اپنے گلے کاٹ کر مر جائیں اگر آج کوئی تدبیر اسکی بن پڑے تو اسد کو گرفتار
کرکے قتل کر ڈالو جبتک طلسم کشا کا سر قلم نہوگا لشکر کا زور کم نہوگا باغیوں کا مجمع درہم و برہم نہوگا پس اس سے
یہی بہتر ہی کہ طلسم کشا کو کسی تدبیر سے قتل کرو افراسیاب کی یہ حقیقت ہی اور لشکر اسد کی یہ کیفیت
ہی کہ ڈر سے افراسیاب کے سب کو آب و خور حرام ہی اور عیار لشکر میں نہیں ہیں راتوں کو جاکر درہ ہائے
کوہ میں یا کسی قریہ قصبے میں بشکل فقیر یا کسی گنوار کی صورت بنکر پڑے رہتے ہیں تہ بامت کی جفا سہتے ہیں
وقتاً فوقتاً لشکر اسلام میں بطور فقیر آنا سرداروں سے ملنا حال پرسی کرکے پھر چلے جانا یہ سبب
تحفہ جات کے مٹانے کی فکر میں جنگل جنگل سرگرداں رہتے ہیں کبھی کبھی لشکر اسلام میں بھی
آجاتے ہیں مگر حال اسد غازی کا سنیئے کہ انکا دل بیٹھے بیٹھے گھبرایا دربار گاہ برخاست ہوگئے سرداروں کو
بلایا اور کہا کہ آج میرا دل بہت گھبراتا ہی نہیں معلوم نانا جان پر کیا گذری اور لشکر کی کیا کیفیت ہی افراسیاب
ساحروں کو برابر روانہ کرتا ہی یہ نہیں معلوم اب کس ساحر کو روانہ کیا ہی اٹھارہ برس کا زمانہ ہوا کہ میں نے اپنی
والدہ ماجدہ کو نہیں دیکھا دیکھئے میری زندگی وفا کرے یا نہ کرے کیونکہ افراسیاب نے اس بدعت پر کمر
باندھی ہی کہ مثل چوروں کے راتوں کو آتا ہی اور میرے سرداروں کو قتل کرجاتا ہی اب میرا دل بہت گھبراتا ہی
یہ کہکر اٹھے اور ملکہ مہ جبین کے خیمے میں آئے مہ جبین نے پوچھا کہ اے شہریار کیا حال ہی دشمنوں کے رنج پر کیوں

ملال ہی اسد غازی نے کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا کہون میرا دل بہت گھبراتا ہی نہین معلوم کیا واردات ہونی ہی یہ
کہکر اُٹھے اپنی بارگاہ مین آئے چھپر کھٹ پر دوشالہ تانکر آرام کیا تیغۂ نور افشانی پہلو مین رکھا لوح گلے مین ڈالی
سی تردد مین نیند آگئی حاجب و دربان بھی اپنے اپنے عہدون پر مستعد ہین لیکن انکو بھی کچھ غنودگی سی
آتی جاتی ہی افراسیاب نے دیکھا سناٹا ہوگیا حاضر باش و ناظر باش کی صدا بالکل نہین آتی لشکر اسد
مین سناٹا ہوگیا ہی یہ اپنے گنبد سے اترا قریب بارگاہ اسد نامدار کے آیا اور ایک سحر کیا کہ ہولے ہولے سرد عیسیٰ دم
مسیح نفس چلی صبح قریب ہی حاجب و دربان سو گئے پردہ بارگاہ کا اُٹھا کے افراسیاب اندر
بارگاہ کے آیا دیکھا اسد چھپر کھٹ پر آرام کر رہے ہین شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین لوح اسد
کے سینے پر مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی تیغہ نور افشانی پہلو مین رکھا ہوا ہے اسکے خیال مین آیا کہ پہلے تیغہ
نور افشانی کو اُٹھانا چاہیے یہ سوچکر تیغۂ نور افشانی کو اُٹھا لیا جھولی سی مقراض نکالکر ڈورا لوح کا کاٹا لوح
کو اُٹھا کر جھولی مین رکھا اسد نامدار کی کمر مین پنجہ دیا اور ایک پرچہ بدین مضمون چھپر کھٹ پر ڈال دیا کہ
ای اہل بیان لشکر اسلام آگاہ ہو کہ تمھارے سردار کو مین لیے جاتا ہون اسطرح سے قتل کرونگا کہ مرغان ہوا
اور ماہیان دریا کو رحم آجاے لیکن مجکو نہ رحم آئے تم لوگونکو ایک ہفتے کی مہلت دیتا ہون بہتر یہ ہے کہ
آپسمین مشورہ کر کے میرے شریک ہو جاؤ ہمابدولت سب کے گناہ معاف کر دینگے ورنہ اسیطرح تڑپا تڑپا کر
سب کو قتل کرونگا آجتک مین نے کچھ خیال نہین کیا جب مین چاہتا قتل کر ڈالتا تم لوگونکا قتل کرنا میرے
اختیار مین تھا اب مین خود لڑنے پر مستعد ہوا ہون یہ پرچہ اسنے چھپر کھٹ پر ڈالدیا اور سرنجہ بارگاہ کا چاک
کر کے نکل گیا زیر گنبد پہونچا اسد غازی تو بسبب سحر کے بیہوش ہین اسنے سر چشمۂ گردن سی کھینچکر پھینکدیا اور
ملکہ حیرت سی جا کر بیان کیا کہ ای حیرت جادو دیکھا تمنے ہمابدولت کا اختیار مین تم سے اکثر کہا کرتا
تھا کہ لونڈی غلامون کو جب چاہونگا قتل کر ڈالونگا آج اسد کو مین نے قتل کیا زیر گنبد لاش
اُسکی پڑی ہی اگر یہ لونڈی غلام آئے انھون نے خطا معاف کرائی اور ہمابدولت کے قدمونکو بوسہ دیا
تو خطا معاف کر دونگا والا انکے بھی قتل کی تدبیر ہو جائیگی انکا قتل کرنا میرے سامنے کچھ مشکل نہین
اسد نامدار کا قتل البتہ مشکل تھا کہ وہ صاحب لوح تھا یقین ہی کہ یہ آپ اپنے گلے کاٹ کے
مرجاینگے یہ تو شادان و فرحان ملکہ حیرت جادو سے یہ باتین کر رہا ہی تقضائے کار مہتر ضرغام شیردل
پھرتا ہوا سردارونکی خبر لیتا ہوا حاجب و دربان کو ہوشیار کرتا ہوا قریب بارگاہ اسد نامدار کے آیا سناٹا دیکھکر

اسکا دل گھبرایا دیکھا حاجب و دربان سب بیہوش و مدہوش پڑے ہین کسیکو ہوش نہین ہی پردہ بارگاہ کا
اُٹھا ہوا ہی یہ گھبرا کر اندر بارگاہ کے آیا دیکھا چھپر کھٹ پر اسد غازی نہین ہین یہ سمجھا کہ شاید کوئی عیار یہی لیگئی مگر
پہیتر اکسیکا نہ پایا اور زیادہ پریشان ہوا قریب چھپر کھٹ گیا دیکھا اسنے ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہوا ہی پرچہ کو اُٹھا کر پڑھا
پڑھتے ہی سر پیٹ لیا گریبان چاک کیا روتا پیٹتا دربارگاہ بدیع الزمان پر آیا صبح کا وقت ہی شہزادہ
بدیع الزمان واسطے نماز کے اُٹھے ہین کہ دیکھا ضرغام روتا چلاتا چلا آتا ہی بیتاب ہوکر شہزادہ بدیع الزمان
نے پوچھا ای ضرغام خیر تو ہی اسنے کہا کہ ای شہریار کیا عرض کرون افراسیاب آقائے نامدار کو غفلت مین اُٹھا
لیگیا اور یہ پرچہ چھپر کھٹ پر ڈال گیا نہین معلوم قتل کیا یا قید کیا بدیع الزمان نے ضرغام کے ہاتھ
سے پرچہ لیکر پڑھا پڑھتے ہی منھ پر طمانچے مارنے لگے چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرون سرداروں نے
جو ملاحظہ سنا دوڑے دیکھا بدیع الزمان اپنے تئین ہلاک کیا چاہتے ہین خنجر گلے پر رکھ لیا ہی سردار لپٹ
گئے خنجر ہاتھ سے لے لیا نورالدہر و غضنفر وغیرہ کو خبر ہوئی اُنھون نے بھی چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرین قصہ
پاک کرین بدیع الزمان کہتے ہین کہ مین صاحبقران زمان کو کیا منھ دکھاؤنگا جسوقت زبیدہ شیر گیر
میرا دامن پکڑ لیگی کہ بھیا میرے شیر کو تمنے کیا کیا مین کیا جواب دونگا یہ خبر وحشت اثر محلات مین پہونچی
گھبرا کے مہ جبین نے دلآرام وزیرزادی سے کہا ای دلآرام یہ کیسا ہنگامہ عظیم برپا ہے یہ سُنکر دلآرام
وزیرزادی گئی اور روتی پیٹتی ہوئی آئی عرض کی حضور کیا عرض کرون ایسی خبر وحشت اثر سُنی ہی
کہ کلیجا منھ کو آتا ہی بدیع الزمان و نورالدہر وغیرہ اپنے کو ہلاک کر رہے ہین ہمارے آقائے نامدار
کو افراسیاب اُٹھا لیگیا اور قتل کیا زیر گنبد لاش پڑی ہے یہ سنتے ہی ملکہ مہ جبین بیقرار ہوکر سر
پیٹنے لگین انکی صدا سُنکر سب شہزادیان نکل آئین ملکہ مہ جبین و لالان خونقبا و ملکہ لعل وغیرہ
اسقدر روئین کہ روتے روتے بیہوش ہوگئین کنیزین چیخین مار کر رونے لگین ہائے آقا ہائے آقا
کی صدا بلند ہوئی ملکہ مہ جبین نے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے نظم

پھر نوا سنجی مرغانِ خوش آہنگ کہان
جنسے اکدم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمین
وہ جدا ہوگئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان
سامنے چشم تصور کے ہین وہ تصویرین

یاد کر جب سے تو سیلا ہوا کیا دیکھا
ایسے بچھڑے کہ نہین صفحۂ ہستی پہ نشان
آہ وہ آنکھین جو تھین برق پئی خرمن صبر
رات دن پیش نظر ہین وہ لب و چشم و دہان

چار دن دیکھ لے تو لطف گلستان جہان
کیسے کیسے گلِ خندان ہوئے تہہ خاک نہان
فلک تفرقہ پرواز کی کج بازی سے
بند ہین طاقت گردش نہین جو چشم بتان
ہائے وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی

نہ سکندر ہے نہ اب آثار نہیں آئینہ عیان
نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی نہ وہ ناز
ہائے کیا گور کی تاریکی میں ہوگا خفقان
نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک
دست بے جا بے حرکت پیکر بے تاب و توان

نہ رخسار مکدر ہیں تن آغشتہ بخاک
نہ وہ سنسانا کسی کیلئے یہ فریاد و فغان
نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا
بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان
کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمراز نہیں

نہ ہیں وہ ناوک مژگان نہ وہ ابرو کی کمان
کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتی تھے
نہ جہاں اختر تابندہ نہ ماہ تابان
بند لب آنکھیں مندی نہ لف رخ آغشتہ بخاک
طاقت نطق کہاں سانس بھی رستا نہیں

ملکہ مہ جبین نے گہنا اُتار اُتار کر پھینکنا شروع کیا لالان خونقباسے فرماتی ہین بہن راج سُہاگ کیا اب تو فقیر بنکر قبر پر بیٹھنگے اشک حسرت کا چھڑکاؤ کرینگے داغ دل کے پھول چڑھا ئینگے تھا اور چوڑیان بڑھا ڈالی ہین اُنکے بین سے کلیجہ پھٹتا ہے کنیزون کو منع کرتی ہین کہ ہم رانڈون کی سائے سے احتراز کرو ہماری قریب نہ آؤ ملکہ مہرخ سے کہا کہ اے نانی امان مین یہ چاہتی ہون کہ تھوڑا سا فرش روادہ کرون کچھ روشنی کا سامان ہو جائے اور ایک مکان زیر زمین بن جائے جو کوئی دیکھے یہ کہے کہ طلسم کشا کی قبر ہے کچھ خادم کچھ خدمتگار بھی ہون ملکہ مہرخ نے کہا اے ملکہ عالم وہان شاہ و گدا ایک صورت ہین اگر یہ ہو تو انصاف مین فرق آجائے اسوقت ایک حکایت مجکو یاد آئی کہ سکندر ہفت اقلیم کا بادشاہ تھا اور مان اُسکی سکندر کو بہت چاہتی تھی جب وہ بیمار ہوا اور حال اُسکا غیر ہوا اپنے دل مین سوچا کہ مین تو نہ بچونگا راہی ملک عدم ہونگا واسطے تسکین اپنی والدہ ماجدہ کے یہ چند کلمے بطور وصیت کے کہے کہ اے والدہ مکرمہ بعد میرے فاتحہ کا کھانا اُس شخص کو دینا کہ جسکا کوئی عزیز و اقارب نہ مرا ہوا اور میری قبر پر آپ آئیے گا جو کچھ حال مجھپر گذریگا مین آپ سے بیان کرونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد دو تین روز کے سکندر نے انتقال کیا بعد گریہ و زاری کے وصیت اپنے فرزند دلبند کی یاد آئی اور بموجب کہنے سکندر کے کھانا بہت عمدہ عمدہ پکواکر فاتحہ دلوایا کھانا لیکر کوچہ بکوچہ پھری جس شخص سے اُس ضعیفہ نے کہا کہ صاحبو تم مین کوئی ایسا ہے کہ جسکا کوئی عزیز و اقارب نہ مرا ہو یہ سُنکر کسی نے کہا کہ ہمارے دو بیٹے مرے کسی نے کہا کہ ہمارا شوہر مر گیا کسی نے جواب دیا کہ ہمارا بھائی مر گیا یہ جو سب نے کہا ضعیفہ سُنکر خاموش ہوئی خیال مین آیا کہ قبر سکندر پر چلنا چاہیے غرضکہ یہ ضعیفہ قبرستان مین پہونچی اور رو کر کہنے لگی کہ اے سکندر تو نے وصیت کی تھی مین کوچہ بکوچہ پھری مگر کوئی شخص ایسا نہ ملا کہ جسکو مین کھانا دیتی گورستان سے آواز آئی کہ اے ضعیفہ کس سکندر کو پوچھتی ہے یہان سیکڑون بلکہ ہزارون سکندر زیر زمین دفن ہین اُسوقت اُسکو معلوم ہوا کہ میرا ہی سکندر نہین مرا

سیکڑون سکندر زیر زمین دفن ہین جب سکو تسکین ہوئی اور یہ خمسہ پڑھتی ہوئی وہانسے روانہ ہوئی خمسہ

گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے
مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشت پائمالی سے تھے
یہ دو مصرع لکھے اُسپا بمضمون خیالی تھے
مہیا گرچہ سب سامان مُلکی اور مالی تھے
سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

وہ ضعیفہ مایوس ہوکر اپنے گھر پھر آئی مطلب اس نقل سے یہ تھا کہ اے ملکہ مہ جبین وہان کسی چیز کی خواہش نہین نہ مسند شاہی کی ضرورت ہی نہ بوریائے بے ریا کام آتا ہی جو کچھ کام آتے ہین تو اپنے اعمال نیک کام آتی ہین بی بی وہ تو اولاد مین خلیل الرحمن کی ہین یہ سنکر ملکہ مہ جبین نے کہا کہ اے نانی اماں وہ شہریار مین نے سُنا ہی کہ قبر مین منکر نکیر آتے ہین سوال وجواب کرتے ہین اُنکے ہاتھون مین گرز آتشین ہوتے ہین صورت انکی خوفناک ہی مجکو خوف معلوم ہوتا ہی کہ ایسا نہو اُنسے بھی بگڑ جائین اگرچہ مین اُنکے پاس ہوتی سمجھاتی کہ اے شہریار غصہ نہ کیجے جو کچھ یہ سوال کرین اُسکا جواب باصواب دیجے اب وہ وہان تنہا ہونگے ملکہ مہ جبین کے بین سُنکر بدیع الزمان کا کلیجہ شق ہونے لگا کہا یارو مین تو جاتا ہون اپنے شیر عرین کا لاشہ تو اُٹھا دون لاش کو طرف لشکر اسلام کے روانہ کرون مین لڑبھڑ کر اپنی جان دون بدیع الزمان چلنے پر آمادہ ہوے تھے کہ شہنشاہ لاچین بھی اُٹھے کہا اے شہریار یہ پیر زن گیر بھی آپکے ہمراہ ہی انشاء اللہ تعالی زمین کو ہلا دونگا افراسیاب کی کیا حقیقت ہی اگر اجل میری لیے جاتی ہی تو مین مجبور لاچار ہون مرضی مولے انہما ولے غضنفر بن اسد بھی بیقرار ہوکر اُٹھے ہاے باباجان کی صدا بلند ہی اور کہتے ہین کہ مین اپنے باباجان کے خون کا معاوضہ افراسیاب سے لونگا نور الدہر نے کہا مین جاکر گنبد کو اُڑا دونگا یہ خون بابا بالا نہ جائیگا بحول وقوت الہی رنگ لائیگا سردارون نے بصورت کفن اپنے لباس کو پہنا خاک مُنھ پر ملی آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوکر چلنے پر تیار ہوے دیکھا ایک تتق گرد کا بلند ہوا سامنے سے خواجہ عمرو بدحواس و سراسیمہ چلے آتے ہین بدیع الزمان دوڑ کر لپٹ گئے کہ اے عم نامدار بڑا غضب ہوا اسد غازی کو افراسیاب نے قتل کر ڈالا ہم لوگ اپنی جان دینے جاتے ہین عمرو نے کہا صاف صاف کہو کیونکر لے گیا کس طرح قتل کیا بدیع الزمان نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی کہا بوقت شب اسد اپنی بارگاہ مین آرام کرتے تھے افراسیاب غافل پاکر اُٹھا لیگیا داغ تازہ دیکر دے گیا ہماری آنکھون کے سامنے جب وہ تصویر آتی ہی روح قالب سے نکل جاتی ہی۔

خواجہ عمرو نے کہا خوب ہوا بکتے جھکتے بارگاہ مہ جبین مین پہونچے ملکہ مہ جبین و لالان خونقبا وغیرہ نے جو
خواجہ کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گئین کہ ای نانا جان ہم اپنے وارث سے چھٹ گئے افراسیاب نے ہمارا راج و سہاگ
لوٹ لیا اسد غازی کو قتل کیا اسطرح جو خواجہ نے ان شہزادیون اور کنیز و نکو روتے پیٹتے دیکھا کلیجہ
مُنہ کو آگیا خواجہ بھی بے اختیار رونے لگے سمجھایا کہ ای مہ جبین بیٹا اچھا ہوا تم بھی جاکر اپنے باپ سے
ملو ملک آباد کرو دُ چین کرو کسی بادشاہ عالیجاہ کے ساتھ تمھارا باپ شادی بھی کر دیگا اسد تو
ایک مجاور زادے کا نواسہ تھا طلسم مین آکے یہ جاہ و حشم پیدا کیا تھا مین بھی جاکے اپنے آقائے نامدار سے
ملونگا کہدونگا کہ مین نے تمھارے نواسے کو ہر چند منع کیا لیکن اُسنے نہ مانا آخر کو اپنی جان دی اتنے بڑے
بادشاہ عالیجاہ سے روز مقابلہ اُسکا یہ انجام ہوا کہ آج کام تمام ہوا اب تمکو اختیار ہے چاہو معاوضہ
خون کا لو یا نہ لو مجھسے کچھ نہین ہوسکتا یہ کہکے خواجہ باہر تشریف لائے اہل لشکر سے کہا یار و جان دینے
پر آمادہ ہو مگر مجھے تدبیر ایسی نہین کر سکتے کہ اسد زندہ ہو جاے شہنشاہ لاچین نے کہا کہ خواجہ وہ
تدبیر کونسی ہی کوئی آجتک مر کے بھی زندہ ہوا ہی کہا ہان کچھ خرچ کیجیے تو زندہ بھی ہو سکتا ہی لاچین نے
کہا خواجہ کیا صرف ہوگا عمرو نے کہا مین یہ نہین جانتا جو جس سے ہو سکے وہ دے مگر جب لیاقت
زندہ کرا دینا میرا کام ہی رشوت دینا تمھارا کام ہی ابھی ملک الموت راہ مین ہونگے مین جلتے ہی راہ مین انکو لونگا
اور جو کچھ سب صاحب دینگے وہ لیجا کر پیش کرونگا منت و سماجت مین کرونگا کہ صاحب چند روز کیواسطے اسد کو
چھوڑ دیجیے وہ بیچارہ غریب ایک قزاق کا پوتا مجاور زادہ خانہ کعبہ کا نواسہ اسکے لیجانے سے کیا حاصل ہوگا
لشکر مین بڑے بڑے سردار ہین اُن مین جسکو پسند کیجیے لیجائیے لاچین نے کہا خواجہ لاکھ روپیہ تو مین
دیتا ہون بدیع الزمان نے کہا قلعہ خورشید نگار کا ایکسال کا خراج میرے بھی لیجیے ہو سکتا ہی خواجہ نے
غضنفر بن اسد سے کہا کہ تمھارے تو باپ تھے تم کیا دوگے غضنفر نے کہا چھوٹے نانا جان لاکھ
روپیہ مین بھی حاضر کرتا ہون غرضکہ اسی طرح سب سردارون سے روپیہ جمع کرایا کہا صاحبو اب
دیر نہ کیجیے خواجہ نے ایک چادر بچھادیا سردارون نے حسب لیاقت روپیہ جمع کر دیا ملکہ مہ جبین وغیرہ کی
صندوقچہ جواہرات کے بھیجے لشکر کے سب سپاہیون کو خواجہ نے بلوایا کہا تم لوگ ایک ایک ماہ کی تنخواہ دو مدت
گذری کہ تم بھی نمک کھاتے ہو اسد غازی کے صدقے مین چین کرتے ہو تم لوگون نے بھی صدہا
روپیہ لوٹ کے رکھا ہی جب خواجہ نے کل روپیہ جمع کرا لیا کہا میرا راہ خرچ آگیا مین خانہ کعبہ جاتا ہون

تم جا تو تمھارا کام جانے یہ کہکر چلا کہ روپیہ کو نذر زنبیل کرون بدیع الزمان نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہا یہ
روپیہ اسواسطے نہین ہو کہ آپ خانہ کعبہ کو جایئے اسد نامدار کو ہم سے ملایئے خواجہ نے کہا کبھی تمھاری باپ نے
بھی روپیہ دیا ہی یہ سب سردارون نے مجکو راہ خرچ دیا ہی خواجہ نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نہین مانتے روپیہ کو
دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا کہا مجکو آپ سب صاحب چھوڑ دیجیے مین ملک الموت کو جاکر سمجھا دونگا خانہ کعبہ
نہ جاؤنگا بدیع الزمان وغیرہ نے کہا کہ آپ کو اختیار ہی خواجہ ہنسنے لگی کہا کہ اسد کو دیتا ہون یہ کہکر خواجہ
نے اسد کو زنبیل سے نکالا کہا لیجیے یہ اسد حاضر ہین مین لے آیا مگر بڑی کوشش سے ملک الموت نے اسد کو
دیا جب مین نے کہا کہ اسکی جوان جوان بیبیان ہین انکا رونا مجھسے نہین دیکھا جاتا میری خاطر سے اسکو
دیا واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ خواجہ عمرو بشکل ملکہ گلزار جادو معشوقہ آفتاب بدخو بنے ہوئے
اپنے خیمے مین آرام کر رہے تھے خواب مین بزرگان دین کو دیکھا وہ فرماتے ہین کہ عمرو تم یہان آرام کرتے ہو اور
وہان لشکر کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی افراسیاب اس فکر مین ہی کہ طلسم کشا کو قتل کرون اور سرداران لشکر اسلام
کے خون مین ہاتھ بھرون تم سے جسطرح ہو سکے اسد کی خبر لو خواجہ کی گھبرا کر آنکھ کھلی دل سے کہا کیا تدبیر
کرون یہان کسکو اپنی شکل بناکر بٹھاؤن فوراً خیال آیا ایک کنیز کو اپنی شکل بناکر پلنگ پر لٹا دیا اور بانداز
عیاری سے آراستہ ہو کر روانہ ہوے ایسا گھبرا کر عمرو چلا کہ کنوان کھلا ہوا خندق کو دفعتاً پھاندتا ہوا چند قدم میں اُس
بڑھا ہوا اسوقت آکر پہونچا کہ اسد غازی اپنی بارگاہ مین آرام کر رہے تھے حاجب دربان اونگھ رہے
تھے بارگاہ مین آکر سناٹا دیکھا اسد کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور زنبیل سے ایک گنہگار کو نکال کر اسد کی
شکل بناکے لٹا دیا تھا شیشے کی نوک گلے مین ڈالی تیغہ بغل مین رکھدیا خواجہ عمرو تو اسد کو لیکر چلے گیے
افراسیاب نے طلسم کشا کے دھوکے مین اُس گنہگار کو قتل کیا تھا یہان لشکر میں اسد کے ملنے سے نوبت
ونقارے بجنے لگے افراسیاب نے اسد کو جو دیکھا کہا لو ملکہ غضب ہوا یہ اسد بھی نقلی تھا خواجہ عمرو
بشکل گلزار جادو ساتھ آفتاب کے آتے ہین بروقت تشریف آوری خواجہ کا حال بخوبی ظاہر ہوگا لیکن
افراسیاب جب دو گنبد مین بیٹھا ہی لشکر اسلام کو تماشا کر رہا ہی قضائے کار ملکہ اسرار جادو ثانی ملکہ مار ان زمین گن کی
بارگاہ سے اپنی نکلی ہی قصد ہی کوئی فکر کرون فوج کو دیکھکر انگشت تحیر دندان تفکر سے کاٹ رہی ہی
کہ اے اسرار کیا تدبیر کرون اسد غازی کو گود مین لیکر تا بہ گنبد پہونچا دُون اسد نامدار کا گنبد مین داخلہ
دشوار ہی یہ سوچ رہی ہی کہ افراسیاب کی اسرار پر نگاہ پڑی حیرت کے منھ سے بھی نکل گیا

کہا ای شہنشاہ شب رہائی اسد نامدار اسنے حضور کو بڑا دھوکا دیا کنیز کو خوب یاد ہی کہ شب بھر اسنے کتاب
سامری نہین دیکھنے دی یہی باعث خرابی ہوا اب بھی لشکر اسلام مین بڑے بڑے کام کررہی ہی اسرار جادو
نام ہی بھید طلسم کا بتانا اسی کا کام ہی اگر یہ قتل ہوجاے بڑا مطلب نکلے کئی مرتبہ مین نے قصد کیا کہ اس نمکحرام
بدانجام پر جا پڑدلی لیکن یہی خوف ہوا کہ ساحرہ زبردست جہاندیدہ وکار آزمودہ ہی ایسا نہو میرا سحر کام نکرے
کسی بلا مین پھنس جاؤن لیکن آج دل گواہی دیتا ہی اسپر جا پڑیے اسکو پکڑکر سیر ملک عدم دکھایے یا میری سامنے
گرفتار کرکے لایے سزاے معقول دون قتل کرکے دل اپنا ٹھنڈا کرون ای شہنشاہ اسکی تدبیر کرنا چاہیے
افراسیاب نے کہا مین ابھی اسکو لایا افراسیاب نے فوراً کمر باندھی تیغہ برق تاب ہاتھ مین لیا گوے ترنج ناریخ
ماش کے دانے اٹھا کر جیب مین رکھے خیمہ اسرار جادو کا تاکا گنبد سے اترا طرف اسرار جادو کے چلا اسرار
جادو غافل کھڑی ہی کہ پہلو سے نعرہ ہوا ای اسرار ہوشیار ہو جبتک اسرار پلٹے افراسیاب نے گولا مارا
اسرار نے اپنے کو بچایا ماران زمین کن بارگاہ مین بیٹھی تھی ہنگامہ سنکر نکلی پکارا کہ آپ نے ہمارا کہنا نہ
مانا یہ کہتی ہوئی نکل آئی نانی نواسیان افراسیاب پر سحر کرنے لگین افراسیاب ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ
اسرار کی گردن پکڑ لون بالاے گنبد کشان کشان لیجاؤن کبھی چاہتا ہی ماران کو زد ہاتھ نکل جاؤن دونون
شعلہ جوالہ تڑپ تڑپ کے افراسیاب پر سحر کررہی ہین کبھی غرق زمین ہوجاتی ہین کبھی ستارہ بنکر آسمان پر
چمکین گئی سو کنیز دیکھو افراسیاب نے مارا اسرار وماران نے اپنے کو بچایا ہرکارون نے بڑھکر ملکہ مہرخ
کو خبر دی کہ ماران زمین کن وملکہ اسرار جادو سے افراسیاب لڑ رہا ہی ملکہ مہرخ گھبرا کر اٹھلین سوقت
آکر پہونچین افراسیاب نے چار سو سرداران نامی کو دیکھا حربہ ہاے سحر ہاتھ مین براے مدد اسرار وماران چلی آ
ہین دل مین کہتا ہی اتنو مین آ پہونچا اگر بدون قتل انکی واپس ہوا تو لونڈیان غلام ہنسین گے ملا زبان بد
سمجھو آواز سے کسین گے یا سامری وجمشید کہکر ایک نعرہ کوہ شگاف کیا قیامت کی سحر کرنے لگا کبھی آگ برسائی
کبھی ٹھٹھکے زمین کے ہلاے حقیقت مین ساحرہ عذار بلاے روزگار سحر مین کامل واکمل خبیثات کا سردار
اول خوب خوب لڑ رہا ہی ایک سحر ایسا کیا کہ جھونکے ہواے گرم کے چلے سرداران مذکور جو براے مدد ماران
واسرار چلے تھے قریب انکے نہ آسکے دام ہواے گرم مین پھنس گئے دور ہی سی سحر کرتے ہین مگر افراسیاب
کب مانتا ہی ایک ایک کو حقیر جانتا ہی یہی چاہتا ہی کسی حامی کو قتل کرون تب بالاے گنبد جاؤن
حیرت نے جو افراسیاب کو گرد تنہا دیکھا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ اپنے کو بچایے دیکھیے

سب بلوہ کر کے آتے ہین افراسیاب نے جو دیکھا سب کینزین بلوہ کر کے آئی ہین یہ قول ہی آج افراسیاب
کو چہار طرف سی گھیر لو حیرت جادو با فوج قاہرہ چلی تھی کہ جا کر شراکت کرون آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے
ایک ساحر سیہ فام اژدرہیب پر سوار پشت پر ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار نعرے کرتا ہوا منہ اژدر سوار فیل پیکر سے
شہنشاہ مین آپہونچا یہ کہتے ہی ساٹھ ہزار ساحرون سی لشکر مارڈان و اسرار پر آگرا اسرار لڑتی ہوئی بڑھی بہار
نے آکر گلدستہ مارا اژدر سوار کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی سحر کرتا ہوا آتا ہی چاہتا ہی ملکہ مہرخ وغیرہ کو قتل کرون ملکہ
بہار پر جو نگاہ پڑی ایکو افراسیاب سے دعوی قرابت بھی ہی پکار کر آواز دی کیون ملکہ بہار آکر یہ کیا کیا
تم نے مسلمانون کی شراکت کی مابدولت کو خبرین پہونچین یقین نہ آتا تھا آج آنکھون سے دیکھا آکر
شہنشاہ کے قدمون پر گرو مین خطا معاف کرا دونگا سنتے ہی بہار کو جوش آیا رنگ چہرے کا سرخ
ہوگیا گلدستہ اٹھا کر بار بڑا خیال یہ ہی ملعون ہمکو کیا سمجھا ہیگا غصے مین آواز دی اے گل اندام جلد حاضر
ہو سب نے دیکھا زمین شق ہوئی ایک کینز گلدستہ لیے ہوے حاضر ہوئی ہاتھو مین ملکہ بہار کر دیا ملکہ
بہار نے گلدستہ پھینکا پھول برسنے لگے ہواے سرد چلی ملکہ اسرار جادو نے جو دیکھا کہ سحر بہار کا چلا
اژدر سوار فیل پیکر جھومتا ہی پھول اٹھا اٹھا کے سونگھتا ہی ملکہ بہار کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی ملکہ
اسرار نے پکار کر آواز دی اے بہار کیا کہنا قریب تھا یہ اژدر سوار جھومکر بڑھے کہ افراسیاب نے دیکھا
اژدر سوار کلمات عشق آمیز کہا چاہتا ہی افراسیاب نے سحر کیا شعلہ ہاے آتش گرے پھول سحر بہار کے
جلنے لگے صد ہا درخت جلکر گرے طائر زمزمہ سرائی بھولے پرون سے چنگاریان نکلین بہار تو پیچھے ہٹی اژدر
سوار نے بڑھکر سحر کیا منظور ہوا بہار کو جا کر اٹھا لون ملکہ اسرار جادو نے للکارا او بیحیا کہان جاتا ہی یہ
پلٹ پڑا تازیانہ ملا آتشین کا اژدر پر مارا اژدر نے ایک چیخ ماری اسرار کی آنکھون کے نیچے
اندھیرا آیا ہر چند قصد کیا اپنے کو سنبھالون نہ سنبھل سکی زمین پر گری اژدر نے دم کھینچا ملکہ اسرار
جادو شل کاہ زمین پر لوٹتی ہوئی سمت دہن اژدر چلی دور سے ماران زمین کن نے دیکھا
تڑپ کر آسمان پر بلند ہوئی برق نبکر اسکے اژدر پر گری اژدر کے دو ٹکڑے ہوے ساحر کود کر الگ
ہوگیا اژدہا جلنے لگا افراسیاب نے جو یہ زبردستی ماران زمین کن کی دیکھی قہر و غضب مین طرف
ماران زمین کن کے چلا اس عرصے مین اسرار جادو کے ہوش درست ہوے پلٹ کر سحر کیا
افراسیاب پر آگ برسنے لگی افراسیاب نے غصے مین آواز دی لے مہران ستارہ چشم اسرار کو لینا دیکھا سب نے

آسمان پر ایک بجلی چمکی ایک ساحر نوجوان کم سن تاج سر رکھے ہوئے آنکھین مثل ستارے کے چمکتی ہوئین
پکارتا ہوا کہ شہنشاہ غلام حاضر ہو گیا حکم ہوتا ہی افراسیاب نے کہا کہ اسرار جادو کو لینا اسکو پہونچا کر باران مین گنج
کی تدبیر کرنا یہ کہکر افراسیاب نے منھ پھیرا ساحر ستارہ چشم بصد قہر و خشم مار پر گرا اسرار جادو کی پلک جھپکی
ستارہ چشم نے پنجہ کمر مین دیا لیکر طرف آسمان کے چلا باران زمین کن نے دیکھا ستارہ چشم
میری نانی کو لیے جاتا ہے بیقرار ہو کر دستک دی کچھ خون طرف آسمان کے پھینکا آواز دی ای ملکہ عالم
اسکو لینا سبکی نگاہ اسی جانب اُٹھی کہ اسرار ایسی ساحرہ پنجہ ستارہ چشم مین دبی ہوئی جاتی ہی کچھ نہین کر سکتی
باران زمین کن نے دو چار سحر کرکے آواز دی اے برقان رعد آواز ستارہ چشم نہ جانے
پاے دیکھا سب نے سامنے پہاڑ تھا وہ شق ہوا ایک طفل دوازدہ سالہ عقاب سحر پر سوار پکارتا ہوا کہ ای ملکہ عالم
غلام کو کیا حکم ہوتا ہی باران زمین کن نے کہا یہ ستارہ چشم نہ جانے پاے یہ سنتے ہی اُسنے عقاب کو
بڑھایا قریب ستارہ چشم کے پہونچا پہلے کچھ اشارہ کیا پھر کہا اے ستارہ چشم ملکہ باران زمین کن
یاد فرماتی ہین ستارہ چشم فوراً پلٹا ساتھ ساتھ اُس خوش آواز کے چلا آتا ہے افراسیاب نے
آواز دی ارے یہان آکر کیا کرے گا افراسیاب جادو نے دو گوے مارے اس خوش آواز نے
ہنس ہنسکر دفع کر دیے اسرار کو ہاتھ سے ستارہ چشم کے لیا اُسکو کشان کشان سامنے ملکہ باران زمین کن
کے لایا باران زمین کن نے چٹکی خاک کی اٹھا کر سر مو پر ستارہ چشم کے ڈالدی ثابت ہوا تو وہ بارود
مین چنگاری آگ کی پڑی برنگ سرو چراغان جلنے لگا ہر سر مو ہر بُن مو سے شعلہ آتش نکلنے لگا ہائے ستارہ چشم
کہکر اژدر سوار بڑھکر اس سے لپٹنے لگا شعلے اسپر بھی گرے یہ دونون جلکر خاک ہوئے آندھی سیاہ اُٹھی برف
باری و سنگ باری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ستارہ چشم جادو و اژدر سوار فیل
پیکر بود افراسیاب کو بہت شاق ہوا اسرار جادو چونکہ سحر مین ستارہ چشم کے مبتلا ہوئی تھی
ہوش درست ہونے پاے تھے کہ پشت سے افراسیاب جادو سوچ گیا آواز دی او نمک حرام میری سامنے
میر سعد فیقان جانباز کو قتل کرایا پلٹ کر ملکہ اسرار نے افراسیاب کو پنجہ مارا افراسیاب نے کچھ زبان سے
کہا شعلہ بھڑکا وہ ہاتھ پر ملکہ اسرار جادو کے گرا کہ آبلہ پڑ گیا اسرار نے چاہا سحر کرے افراسیاب نے
جھولی سے نکالکر گولا مارا یا اسرار کا سر پھٹ گیا گوے سحر کے ترنج ترنج شعبدہ بازی کی لیکر پھٹنے لگا
الٰہی مردہ ہو کہ کسی حال مین پلک نہ جھپکے اس حال پر ملال مین افراسیاب سحر کر رہا ہی لڑائی مین مصروف ہے

ہوا آج بعد کئی دن کے اسد نامدار بارگاہ ملکہ لالان خونقبا مین تشریف لیگئے تھے بیٹھکر چند باتین بھی کرنے
پائے تھے کہ کنیزون نے غل مچاکر آواز دی ای شہریار بڑا غضب ہوا نہین معلوم اسمین کیا بھید تھا کہ اسرار
جادو ہاتھ سے افراسیاب کے قتل ہوئین یہ سنکر اسد غازی تیغہ نورافشانی کے قبضے پر ہاتھ رکھکر اپنے
مقام سے اٹھے برق وغیرہ بھی حاضر ہوے عرض کی ای شہریار آج افراسیاب نے غضب کیا اسرار جادو
قتل ہوئی طبقے زمین کے ہلا رہا ہی بلقیس و لاچین سے سحر ہو رہے ہین کیسے سحر گو افراسیاب نہین مانتا
معین و مددگار ہزار در ہزار چلے آتے ہین آج بھی کئی ساحر نامی گرامی مارے گئے اب بھی اسی مقام پر
اڑا ہوا ہی سحر کر رہا ہی اسد نامدار فوراً پشت مرکب پر سوار ہوے افراسیاب مصروف جنگ ہی
لاشہ ملکہ اسرار تڑپ رہا ہی ملکہ ماران زمین کن نے کئی مرتبہ قصد کیا بڑھکر اپنی جان دون بیچ مین
اور ساحر آجاتے ہین شہنشاہ لاچین بڑھکر اپنی ملازمونکو بچاتے ہین بلقیس لے بڑھ بڑھ کر سحر کیے
افراسیاب کسی سے نہین خوف کرتا کہ پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی نعرہ اسد غازی

شہنشاہ نام آور و کامران		بدرم دل شیر و چرم پلنگ		اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
تزلزل فتد در میان مصاف		چو تیغ یلے برکشم از غلاف		اسد شیر دل ابن صاحبقران

افراسیاب نے جیسے ہی نعرۂ اسد کی صدا سنی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا یہ جو ساحران مذکور ابھی رہ گئے
برائے مدد افراسیاب آئے تھے لڑ بھڑ کر مرے سیدھے جہنم مین پہونچے انکے ساتھ کے ساحر ساتھ
جانبازی و سرفروشی کے لڑ رہے ہین یہی چاہتے ہین قدم نہ ہٹا ئین جسطرح ہو سکے طلسم کشا کو مارین
دیکھا افراسیاب نے کہ اسد کے آتے ہی فوجون مین برہمی ہوئی علم سرنگون ہوئے خون کی دریا بہے
ایک پہلوان سلیم تیغزن نامے کہ اژدر سوار کے ساتھ آیا تھا بڑے زور و شور سے شمشیرزنی کر رہا ہی افراسیاب
نے اشارہ کیا ای سلیم تیغزن طلسم کشا صحیح و سالم نرہنے پائے بڑھکر قتل کر یہ چلا اسد غازی غول پر ساحران
غدار کے لڑ رہے تھے کہ پہلو سے آواز آئی ای طلسم کشا آگے نہ بڑھنا منم سلیم تیغزن افسر میرا اژدر
سوار مارا گیا مجھے کیا افسوس ہی سر پہ میرے افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا کا سایہ رہے
یہ کہتا ہوا طرف اسد غازی کے چلا وسط لشکر مین آکر مقابلہ پڑا خبردار خبردار کہکر سلیم تیغزن نے نیزہ مارا
اسد نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا اسد نے ساتوین تان مین نیزہ سلیم کا ہوائی کیا
سلیم نے غصے مین آکر قبضے پر ہاتھ ڈالا ادھر سم مرکب اڑاتے ہوئے گل گلزار خلیل الرحمن شاہزادہ نور الدہر

بن بدیع الزمان آتے ہین دیکھا اسد پر ایک جوان خونخوار نے تیغہ کھینچا ہی بیقرار ہو کر جا پڑے بیچ مین
آگئے سر سامنے کیا منظور یہ تھا کہ اسد غازی ہٹ جائین سینہ سپر کرکے آواز دی او جیا تو کیون رُک گیا
اُسنے خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے سر کو چہرے کی پناہ کیا سلیم کی تلوار ٹکرا کر گری سر کٹی خود بچ
گیا کسیقدر سر شہزادے کا زخمی ہوا اسد نے بیچ مین گھوڑا ڈالدیا کہا بھائی ہٹو مجھے روسیاہ کراؤ گے ماموں
کو مین کیا منھ دکھاؤنگا تم تو بھائی میرے مہمان ہو یہ کہکر سلیم کے سامنے آگئے اُسنے وہی تیغہ خون آلود اسد
نامدار کے لگایا اسد نے چونکہ نورالدہر کو زخمی دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا فوراً بڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا
دور سے نورالدہر و بدیع الزمان تعریفین کر رہے ہین اسد نامدار نے تلوار چھینکر سلیم کی پھینکدی
طاؤس لشکر شکن دوسرا سپہ سالار لڑتا ہوا آتا تھا اُسنے دیکھا طلسم کشا نے سلیم کے قبضے پر قبضہ کیا ہے
اُسنے بھی ہاتھ تلوار کا اسد پر مارا اسد نے بائین ہاتھ سے اسکی تلوار لی لشکرون مین غریو ہوا واہ رے
طلسم کشا کیا زور و طاقت ہے کیا سطوت و صولت ہے کیا ہمت و سخاوت ہے ماشاء اللہ کیا کہنا دونون
جوانان فیل پیکر کو اٹھایا کچھ جان کا خوف نہ کیا دونون کی تلوارین چھینکر پھینکدین دونون کی کمر مین ہاتھ ڈالا نعرہ
تکبیر کرکے تاش زین سے اُٹھالیا اُن دونون نے بہت تگ و دو کیا اس طرف افراسیاب کے دیکھا اسد نے دونونکو اُٹھا کر
طرف آسمان کی پھینکا بر وقت اُترنے کے دونونکو ہاتھ مارا دونونکے دو دو ٹکڑے ہوئے لشکرون مین غریو ہوا
ابراہیم نے بڑھ کر ہاتھ چوم لیے سب سردار تعریفین کرنے لگے ان دونون سردارونکو مار کر اسد نامدار
تلوار کھینچے ہوئے طرف افراسیاب جادو کے پلٹے یہی ارادہ ہے افراسیاب کا کہ مین لڑ بھڑ کے نکل جاؤن
کہ صحرا سے گرد اُڑی لکہ ہائے ابر سرخ و سبز ظاہر ہوئے افراسیاب نے ہرکارون سے اشارہ کیا جلد خبر لاؤ
ہرکارے دوڑے ہوئے گئے اُسوقت یہی مشہور ہے کہ آفتاب فلک سیر آتا ہے ساٹھ لاکھ فوج ہمراہ
ملعونون کا ارادہ ہے کہ گھیر کر اسد غازی کو مارلین اس تیر و بیر پہ نتیجہ قابل نہین ہوتا افراسیاب نے کلاہ فخر کو آسمان پر
پہونچایا سردارونکو حکم دیا ہمارے سردار خوشخو زینت پہلو کو استقبال کرکے لاؤ افراسیاب تیغہ کھینچے ہوئے
ایکطرف کھڑا ہے انتظار مین آفتاب فلک سیر کے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا سب نے آفتاب فلک سیر
تخت پر سوار دوسرا تخت اُسپر ملکہ گلزار دو ہزار کنیزین گھیرے ہوئے اسوقت یہ باعث
ہوا ہے کہ فوجین لڑتی ہوئی زیر گنبد آگئین وہانسے تیر تفنگ تلوار خنجر برس رہے ہین ہزارہا ملازمان
لاچین مارے گئے کوکب روشنضمیر ایک پہلو پر آکر ٹھہرا ہے ہزارہا گولا گنبد پر مارا کچھ تاثیر

ہوئی جو تیر و تلوار برستے ہین اُنکو جاہتے ہین سحر سے کاٹون سحر سے بھی نہین کٹتین کسی پر برسے تیر تڑا سینے کو
توڑکر پار گذر گیا گرز ہزار ہا برسے خود سرونکے سر پھٹے تلوارین اپنے جوہر دکھاتی ہین تیغ و تبر ملازمان لاجین پر
اٹھی ہین یہی تدبیر افراسیاب نے کی ہی کہ آج زیر گنبد سبکا خاتمہ کردون گھیر کر زیر گنبد لاکر جنگ ڈالی ہے
سایے مین اُسکے جو پہونچا مارا گیا کوکب نے لاچار ہوکر فوج افراسیاب پر دھاوا ڈالا فوج افراسیاب جو سایے
مین گنبد کے آتی ہی اُسپر ضرر نہین پہونچتا ملازمان لاجین پر تیغ و تبر برستے ہین لشکر مین صداے فریاد بلند
ہر خورد و کلان درد مند ملکہ گلزار اپنے تخت پر سوار ہوکر اٹھین آفتاب فلک سیر نے پکار کے پوچھا کیون
ملکہ خیر تو ہی گلزار نے پکار کر آواز دی صاحب تم جنگ مین مصروف ہو مین بھی کچھ کام کرون آفتاب فلک
سیر پہلوانونکو ترغیب دیتا ہوا طرف طلسم کشا کے چلا یہ بھی خوب جانتا ہی کہ جبتک طلسم کشا نہ قتل ہوگا
تب تک فتح ہونا لڑائی کا غیر ممکن اسواسطے بڑے بڑے پہلوانونکو ساتھ لایا ہی اُن سبکو یہی حکم ہی
گھیر کر طلسم کشا کو مارو افراسیاب ایک ایک کو سرفراز کریگا تمھاری محبت بڑا ذکر کریگا خیر خواہان دولت
نے ساتھ چھوڑا دہ خیر خواہان دولت کہان گئے جو آٹھ پہر گلے اپنے دم شمشیر پر رکھتے تھے یہ وقت کسیکو
یاد نہ تھا اسوقت جو کد و کاوش کریگا افراسیاب اُسکا ممنون رہیگا افراسیاب نے بھی حکم دیا کئی سو پہلوان
کئی ہزار اُنکے ساتھ والے علمہاے زنگاری کے پھریرے کھولے لڑتے بھڑتے طرف طلسم کشا کے چلے
افراسیاب کو یہی کد ہی گھیر کر سبکو زیر گنبد لایا ہی جب اشارہ کرتا ہی تیرون کی بارش ہوتی ہی لاجین و
بلقیس نے جان پر بنی لگا دی خوب کاٹ کاٹ کر پھینکا کچھ تاثیر نہین ہوتی گلزار نقلی نے کنیزون سے کہا
تخت ہمارا اُڑا کر برابر گنبد کے لیچلو ہم ایک ایسا سحر کرینگے کہ گرز سر پر طلسم کشا کے برسین گے طلسم کشا کو جان
بچانا مشکل ہوگا تخت اُڑتا ہوا جاتا ہی اسوقت گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہی ہر ایک کو یہ خواہش ہی کہ
لڑائی فتح کرین مال و اسباب لوٹین طلسم کشا نے بہت کچھ جمع کیا ہی اس امید پر جان دیے دیتے ہین
حیرت جادو مصروف اہتمام جنگ ہی اسباب سحر افراسیاب کو پہونچاتی ہی خود بھی سحر کے شعبدے
دکھاتی ہی جب افراسیاب کا ہاتھ سحر سے خالی ہو جاتا ہی حیرت جادو اشیاے سحر لاکر پہونچاتی ہی ساحرون
سے آکر کہتی ہی آج رنگ لڑائی کا بیرنگ ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی کہ آسمان پہ سناٹا ہوا حیرت نے سر اٹھا کر
دیکھا گلزار جادو تاج سر پر رکھے ہوے دوپٹہ ڈھلکا ہوا دو ہزار کنیزین سحر کرتی ہوئی تخت اُڑتا
ہوا بر سر گنبد جاتا ہی حیرت نے پکار کر کہا بوا گلزار وہان جا کر بنا گل پھول لے گا گلزار نے یہ سنکر

آواز دی ہو اتم کیا جانو اسقدر تمنے شکستین ہاتھ سے طلسم کشا کے کھائین فتح لڑائی کی تمکو امید نرہی مین
ابھی جاکر قیامت برپا کرونگی حیرت جادو نے کہا ای گلزار اپنے پہلوانان صف شکن کو ترغیب دو اسد کو گھیرلین
جب طلسم کشا پر کوئی زوال آئیگا تب فتح جنگ کی صورت ہوگی گلزار نے کہا ہمنے سب سامان کرلیے۔
بے فتح کیے میدان کارزار سے نہ پلٹینگے آج روز اختتام جنگ ہے کئی مہینے ہم جو حاضر خدمت ہوئے ہی
تدبیرین کررہے تھے تشکر سامری و جمشید کہ سب سامان بن پڑے عین وقت پر آکر پہونچی سبکا حوصلہ نکل چکا
بڑے بڑے شاہان جلیل نے اس میدانمین آکر سحر کیے پہلوان بھی لڑے اب کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہکر
گلزار اور زیادہ بلند ہوئی آئینہ تو بدلکر لے لیا ہے جب باغ مین خواجہ نے صندوقچہ کھلوایا تھا آئینہ اپنے
ہاتھ مین لیا بدلکر صندوقچہ مین رکھدیا اصلی اپنے پاس رکھا ہے اس خیال مین کہ اے عمرو اپنے کو تا بہ گنبد پہونچائن
دل سے باتین کرتا ہوا منقلب تھرا رہا ہے ایسا نہو افراسیاب آگاہ ہو جائے افراسیاب بھی دور سے نگران ہے
جستجو پر گلزار کی مثل آئینہ حیران ہے گلزار نقلی تخت کو اڑاتی ہوئی مشرق مین پہونچی جنوب و شمال کو
طے کرتی ہوئی طرف گنبد کے جاتی ہے تمام ہمراہیان افراسیاب دیکھ رہے ہین کہ ملکہ گلزار قریب گنبد
پہونچ چکی ہے اسوقت جنگ مغلوبہ مین نہایت گھمسان ہے ملازمان افراسیاب ہمراہیان لاچین سے بڑے
زور و شور سے لڑرہے ہین لاکھون لاشہ گر گیا اسد نامدار گدو کا دوش کررہے ہین گنبد سے نیزہ و تیر و تلوار برس
رہے ہین جو جبیر پڑا سر اڑ گیا کسیکا ہاتھ کٹا کسیکا سر زخمی ہوا لشکر و دمین ہنگامہ برپا ہے مگر افراسیاب دریائے خون
مین نہایا ہوا اسد کے سامنے سے تو ہٹ جاتا ہے باقی پرے پامال کررہا ہے جس مقام پر جا پڑا ایسے غضب کا
سحر کیا آگ برسائی برق چمکائی جب وہ حربے برسنے سے کچھ رکتے ہین تو افراسیاب جادو یا سامری
و جمشید کا نعرہ کرکے اشارہ کرتا ہے ترقی برسنے تیر و تفنگ کی زیادہ ہوتی ہے لاکھون لاشہ تڑا تڑپ
رہا ہے یکایک گلزار سامنے اس گنبد کے جاکر پہونچی آئینہ کمر سے نکالا آفتاب فلک سیر بھی تخت سے اپنے دیکھ
رہا ہے خوشی خوشی افراسیاب سے کہتا ہے اے شہنشاہ ملکہ گلزار کو آپ سے بڑی محبت ہے دیکھیے برسر گنبد
جاکر لشکر لاچین پر بھی آگ برسائیگی افراسیاب کے منہ سے نکلا کہ آفتاب فلک سیر آئینہ تو اپنے
پاس احتیاط سے رکھا ہے آفتاب نے کہا حضور آٹھ پہر صندوقچے مین بند ہے کسیکو آجتک چھونے نہین
دیا راز کہنا کیسا افراسیاب کہتا ہے اے خیرخواہ دولت ہم خوب جانتے ہین زن و شوہر کو بربادی
ہوشربا کا خیال ہے یکایک دیکھا گلزار کا تخت تھراتا ہوا مقابلے مین گنبد کے پہونچا ملحوظ خاطر

ناظرین رہے کہ سات درجے اُس گنبد کے ہین بارہ چودہ لاکھ ساحران درجون مین برہم آرا ہین
وہین سے بیٹھے بیٹھے سحر کیا کرتے ہین گھنٹے و ناقوس بج رہے ہین اُنھین درجون مین خزانہ بھی ہی عمرو نے قریب
آکے آئینہ نکالا گنبد کو دکھایا سب نے دیکھا ایک برق جہندہ چمکی وہ حربے جو لٹکے تھے یعنے تیر و کمان و تلوار و نیزہ
وغیرہ برق اُن سب پر گری وہ حربے جلے گنبد تھرایا عکس سے اُس آئینے کے زمین پر گرا نبا دیوار ظلم و ستم
منہدم ہوئی لاکھون جادوگر پامال ہوئے افراسیاب یہانسے چنگھارے یار و ساربان زادے کو مار لو اور
آفتاب فلک سیر یہ آئینہ اُس ظالم نے کیونکر پایا تو تو کہتا تھا صندوقچہ مین بند ہے آفتاب نے منہ پیٹا چہرہ زرد ہوگیا
عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہوا اپنے نام کا نعرہ کردیا لڑ رہا عمرو نے آئینہ سامری و جمشید کا چمکا کے گنبد کو گرایا
ہزارون کے سر پھٹے لاکھون روپیہ کا مال و با فوج کے پیر اُٹھے شہنشاہ لاچین و بلقیس نے دباؤ ڈالا
افراسیاب اُسی بیچ درجے سے لڑ رہا ہی آفتاب فلک سیر بھی جانبازی کر رہا ہی عین گرمی جنگ ہی
یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر و ملکہ بران شمشیر زن بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہین
کوکب بڑے زور و شور سے سحر کرنے مین مصروف ہی کہ صحرا سے گرد اڑی انجم آتشبار مع چار لاکھ فوج کے
بھاگا ہوا بدحواس گرمی جنگ مین آکر پہونچا افراسیاب نے پوچھا اے انجم آتشبار خیر تو ہی تجھسے کہان
مقابلہ پڑا اسنے کہا حضور میرے تعاقب مین نبیرہ حمزہ با فوج قاہرہ آتا ہی ہر مقام پر مین نے قصد کیا روکون
ایسے شیر دلیر اسکے ساتھ ہین اگر دریاے آتش ہوا اسکو بھی طے کر کے مین میرے تعاقب مین چلے ہی آتے ہین انجم آتشبار
کہ رہا تھا آتا تو ہوا کہ اسکے آنے سے لڑائی بھی جم کر ہونے لگی بھاگ کے آیا ہی فوج تو ساتھ موجود ہی جسقدر ساتھ
آئی تھی تیغ تاریخ پھینکنے لگی زمین تھرائی ابھی انجم آتشبار نہین ٹھہرنے پایا ہی کہ دیکھا گرد عظیم صحرا سے بلند
ہوئی سب سر اُٹھا کر دیکھنے لگے ایک جوان دیو کے برابر قد و قامت گینڈے پر سوار تاج سر پہ بلار دو
بال بڑے بڑے اُڑتے ہوئے کئی ہزار سردار چہار جانب سی گھیرے ہوئے پشت پر فوج ساحر و غیر ساحر
بیشمار رگا و زمین بار نہین سنبھال سکتی ایک ساحر بھی بڑے قد و قامت کا دریاے سحر مین غوطہ مارے
ہوئے لشکر ساحران جماتا ہوا ایک جانب سے آکر پہونچا جو سب آگے بڑھا ہوا ہی اسنے نعرہ کیا اے
بندگان من ہوشیار رہو جاؤ منم خداوند زمرد شاہ باختری آج دریاے قہاری جوش مین ہی قدرت
اپنے دست حق پرست سے لڑین گے دوسری طرف نعرہ ہوا منم کلنگ آتشخوار بائیس لاکھ فوج
سے شکست کھا کے بھاگا ہی ایسا نامرد کون ہوگا سحر و ساحری مین یکتا فوج بھی پشت پر لادلایا اس نے

جو آتے ہی گولے ترنج نارنج لشکر اسد نامدار پر مارے دو تین لاکھ ساحران نامی مر کر گرے یا تو گنبد کے گرنے
سے اسقدر فوج افراسیاب میں ہراس تھا کہ قدم سب کے اُٹھا چاہتے تھے اس لشکر کے آنے سے پیر تھم گئے
بھاگتے بھاگتے پھر جم گئے سرداران اسد غازی یعنی مہرخ و بہار و باغبان قدرت وغیرہ ان کو ایک
مہینہ کامل گذر رات پھر جاگتے ہیں جسدن سے افراسیاب گنبد میں بطور قلعہ بند داخل ہوا ہر روز دو چار
سرداران نامی کو قتل کر جاتا ہے شب بھر ہنگامہ قیامت برپا رہتا ہے یہ سب زخمدار بھی ہیں دوسرے یہ کہ
افراسیاب نے طلسم ہوشربا میں چالیس برس سلطنت کی تمام تحفہ جات اسکے پاس موجود ہیں انکو بھی صرف
کر رہا ہے کلنگ آتشخوار و انجم آتشبار یا فوج قاہرہ آکر پہونچے اور لڑائی میں مصروف ہوئے وہاں
شکست کھائی تھی اب سوچے کہ سامنے افراسیاب کے جرأت دکھائیں لقا کو بھی دیکھکر گھبرائے ہیں کہ
جاگتی جوت کا خداوند ہمارے سامنے موجود ہے تقدیریں پھیریگا دشمن کو مٹا دیگا اپنے بندگان خاص کو
خداوند بچائینگے آج ضرور کرامت خداوندی دکھائینگے ایسے ایسے خیالات میں یہ بیچارے پھر جم کے
سحر کرنے لگے سب کے آگے بڑھا ہوا لشکر طلسم نور افشان کوکب بڑی جانبازی سے مقابلہ کر رہا ہے جو
افسر جس طرف سے بڑھا کسی کو کوکب نے مارا کسی کو ملکہ بران نے قتل کیا اختر کا موتھو نکا مالا
چل رہا ہے سحر واسید کی سحر نگاہی لشکر ہوش ربا کی تباہی جمشید بن کوکب کے انگشترہائے جمشیدی
چل رہی ہیں ملازمان کوکب بڑے زور و شور سے مصروف جنگ و جدل ہیں لشکر افراسیاب میں
بڑے بڑے خلل ہیں لقا پر جسکی نگاہ پڑی بے اختیار ہنسا کہا لو یارو عین وقت پر جاگتی جوت کے
خداوند آگئے آتے ہی زندگی دشوار ہو گئی برسر کوہ عقیق بھی تقدیر ہائے خلاف کیا کرتے تھے ایسی تقدیر
خلاف کین کا ہالیان طلسم ہوشربا کو کہیں بیٹھنے کا ٹھکانا نہ ملک و مال چھوڑا شہنشاہ نے قلعہ بنایا تھا کہ اس میں
کوئی نہ آسکتا تھا ساربان زادے نے نہیں معلوم آفتاب فلک سیر سے آئینہ کیونکر لیا آتے ہی چمکا دیا
سالہا سال کی شفقت خاک میں ملی اب دیکھیں آج قدرت کیا دکھاتی ہیں زبان سے تو یہی فرما رہی ہیں کہ کل
مسلمانوں کو غارت کر دونگا اگر آج قدرت نے کمی کی اعتقادات میں فتور آجائیگا قدرت کو بھی کہیں
ٹھہرنے کا ٹھکانا نہ ملیگا اگر بر وقت آبادی طلسم ہوش رُبا تشریف لاتی قدرت بھی لطف اٹھاتے قدرت
ایسے وقت میں تشریف لائے کہ افراسیاب اپنی جان سے بیزار ہے جو مقام سکونت قرار دیا تھا وہ گنبد
بھی پامال ہوا ہر طرف ہنگامہ گیرودار بلند نقیبان خود پسند آوازیں دے رہے ہیں تمام سنجانی

باختری مشتری حصاری جو اِس لڑائی مین آکر شریک ہوئے ہین خوب جگر شمشیر زنی کر رہی ہین
ہر ایک کا یہی قول ہی آج ہوشربا مین جرأت دکھاؤ افراسیاب کی عملداری پھر قایم ہو اُدھر شاہزادہ بدیع الزمان
و نور الدہر و قاسم اسد نامدار کے ساتھ مصروف شمشیر زنی ہین مہرخ و بہار بڑھ بڑھکر ترغیب دیتی ہین کہ اے
شہریار اپنے کو لڑ بھڑ کر تا بلہ فراسیاب پہونچایئے خواجہ عمرو نے بڑا کار نمایان کیا کہ تحفہ جات کو مٹایا ورنہ
میدان کارزار مین ٹھہرنا دشوار تھا اِس زور و شور سے سحر چل رہا ہی کہ آفتاب فلک سیر یہ بھی دریافت کر سکا
کہ میری معشوقہ پر کیا افتاد پڑی کیونکر آئینہ تبدیل ہوا یہ تو اُس بدحواسی مین کنیزون سے گھبرا گھبرا کے کہتا ہوا رے
صاحبو ملکہ پر کیا افتاد پڑی عمرو عیار وہان تک کیونکر پہونچا اِلے قبضہ ملکہ پر کیا کنیزین کہتی ہین لی شہریار یہ بھی
نہین ثابت ہوا کہ ساربان زادہ کب آیا ملکہ کو کیا کیا اگر ہم آگاہ ہوتے بوٹیان بوٹیان کاٹ کر کھاتے ہے
ہماری مالک پر کیا گذری کہان قید کیا سنتے ہین کہ عیار مکار بردہ فروشی کرتے ہین بڑے بڑے سحرون
کی بہو بیٹیان یہ لوگ نکال لائے کوئی اِن کمبختون کا دامنگیر نہوا حوصلے بڑھتے جاتے ہین عین گرمی جنگ تم
ہر خرد و کلان ورد منہ ہی کہ ایک گرد داہنے سے ایک بائین سے بڑے زور و شور سے اُٹھی کہ روئے آفتاب
کو چھپا دیا یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ دو دن لڑتے ہوئے افراسیاب کو گذرے تھے نقابھاگ
پہونچا ایک شب اور گذری تھی کہ یہ دونون گردین زور و شور سے اُٹھین کہ سب حیران ہو کر دیکھنے لگے
بائین پر سے جو گرد اُٹھی تھی دیکھا آئے آگے سات سو علم نشان سات لاکھ فوج کے علم ہاے زرنگاری کے پھریرون
تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم آگے آگے بعہدۂ سپہ سالاری شاہزادہ
صیقل آئینہ دار ایک جانب ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب عاشق زار صیقل ملکہ ماہ عالم افروز تخت
زرین پر ملکہ شیشہ مینوش قلب فوج مین نقد روح روان قاسم عالیشان شہزادہ ایرج نوجوان
نبیرۂ صاحبقران پشت کرۂ بن اشقر پر سوار کبھی منزل سے لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین عارض انور غبار
آلود خود زرین پر ذرہ ہاے ریگ چمک رہے ہین عیار عاقل و کامل شاہ پور خیر دل رکاب سعادت انتساب
پر ہاتھ رکھے ہوئے مثل گلدستہ کے آراستہ و پیراستہ باسنائے عیاری ذات پر درست نہایت چالاک و چست
شاگرد و بیشہ پشت پر بندھے ہوئے ایک جانب فیلم زنگی و عنتر صبا دعوجان دریا باری و سام
بن عوجان و میعاد عاد رشک دراز گردن یہ سب پہلوانان بے نظیر تیغ ہا تھ مین علم بصد
شوکت و حشم عقب مین اپنے آقا کے آمادۂ حرب پیکار دور کالے گھوڑون پر سوار راہ کے لڑتے بھڑتے

ہر منزل پر معرکے پڑے تختے خون کے لباس پر جمے ہوئے چھینٹوں سے خون کی دامن افشانی جرأت و شوکت
مین لاثانی بڑے زور و شور سے تلوار چل رہی ہی ان سب نے بھی آکر لڑائی شروع کی دوسری گرد عظیم جو بلند ہوئی
تھی داہنے جانب سو اُس طرف بھی سب کی نگاہ لڑتی ہی افراسیاب جادو تو مثل برق کے چمک رہا ہی حیرت نے آج
کئی مرتبہ عیار بچیونکو یاد کیا کنیزون نے کہا حضور کل سے اُنکا نشان نہین ملتا واسطے خبر کے گئی تھین واپس
نہ آئین حیرت نے کہا شاید گرفتار ہوگئین وزیرزادیون نے کہا حضور وہ کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتین
عیارون سے اکثر لڑی ہین جب عمرو کی عیاری کا جواب دیا صرصر ہی نے ہمیشہ سد بر دست اندازی کی کئی مرتبہ
پکڑ لائی انجام بخیر ہو تو وہ کیا کرے یہ تو ظاہر ہی کہ پانچون عیار بچیونکو عیار عاشق تھے کیا عجب ہی
گرفتار کر کے لیگئے ہون مگر وہ اپنے کو رہا کرینگی یہ لڑائی کسی طرح فتح ہو یہ ذکر تھا کہ طبل سکندری جو
بڑی نقارخانہ سلیمانی کی بھی آواز آئی پلٹ کے افراسیاب نے دیکھا جل گیا کہنے لگا مین نے سب کو مبتلائے
سحر کیا تھا مسلمانون کو کسنے چھڑایا عقاب فلک سیر کیسا کامل و اکمل جادوگر تھا اُسی مقام پر مارا گیا نہین
معلوم اُسکا نشان کسنے بتایا صاحبو مین نے تو اُسکو حکم دیدیا تھا کہ زمین پر نہ آنا وسط سما پر رہنا یہ بڑے
تعجب کی بات ہی ہمین سُننے کی تاب نہین کون مفصل حال بیان کرے یہ دونون لشکر کیونکر بچے حمزہ
کا اسم اعظم کیونکر چھوٹا عقاب فلک سیر بھی مارا گیا مجاور قبر سامری پر بھی زوال آیا سردارون نے
کہا حضور حمزہ آیا ہی تو آنے دیجیے اُسکو بھی گھیر کر مارینگے بڑے بڑے پہلوان آپکے یہان آگئے ہین
دیکھیے منہراس گرہ پیشانی حاکم صحرائے فیلان ابھی تین لاکھ فوج سے آیا ہی اُسکو حکم دیجیے کہ حمزہ کو
روک لے افراسیاب نے آواز دی ای منہراس لشکر حمزہ کو روک لے حمزہ آگے نہ بڑھنے پائے مین
نے سُنا ہی کہ حمزہ بڑا جری بہادر ہی تیرے قد و قامت کے سامنے ایک پشہ ہی منہراس گرہ پیشانی
جھوم کر چلا گرز گران سنگ چودہ سو من کا ہاتھ مین تین لاکھ فوج پشت پر علمہای سیاہ کے پھریرے
کھلے ہوئے بصد جوش و خروش کنارے پر لشکر کے پرے باندھے قول یہ تھا کہ لشکر حمزہ کو بڑھنے نہ دونگا
جسنے منہراس کو دیکھا ہوش اُڑ گئے دور سے نگاہ پڑی جسنے شان و شوکت منہراس گرہ پیشانی کو دیکھا یہی قائل
تھا یارو جس پر یہ جا پڑے گا اسکے حرب دست سے بچنا دشوار ہی اُدھر سے دارائے ہند لندھور بن
سعدان جانشین حمزہ صاحبقران فیل ہیمونہ مبارک پر سوار نو لاکھ ہندی پشت پر کیسے کیسے شیر
و جوانان ماہ رخسار نہایت وصفدار تیغے چمکاتے ہوئے عقب مین اپنے آقا کے چلے آتے ہین یکایک

لشکریوں میں غریو بلند ہوا ہنگامہ عظیم برپا ہوا لندھور نے سر اٹھا کر ایک خوک پیکر کو دیکھا کہ گرز گران سنگ کو ہاتھ
میں لیے گرز زنی کرتا پھرتا ہی جب گرز کو جنبش دی چار چار کے دس دس کے سر پھٹ گئے کوئی گرز کا بار نہیں اٹھا سکتا
اور یہ مغرور بکھرا ہوا للکار رہا ہی خبردار یلدو لشکر اسلام بڑھنے نہ پائے اس فوج کا کوئی سردار میرے ہاتھ سے نہ بچیگا
ایک پلٹن یک سالے کو اسنے بھگایا ہزارہا لاشہ اُس مقام پر گر گیا منہراس گرہ پیشانی بدعت کرتا ہوا آتا ہی لندھور
کو شاق ہوا فیل میمونہ کو بڑھایا دور سے نعرہ کیا نعرہ لندھور جزیرہ ہاے دریا را اگر منم تا بہندستان ہا گرنام
نمیدانی منم لندھور بن سعدان + او منہراس گرہ پیشانی کیا غرا یہ ہاتھ اٹھاتا ہی ہمسے مقابلہ کر منہراس
کو جو لندھور نے ٹوکا یہ مغرور پلٹ پڑا لندھور نے بھی فیل بڑھایا اسکا گینڈا بڑھا سپرین لڑتین گلہاے
سپر شل آتشبازی شرر افشان منہراس نے خبردار خبردار کہکر گرز دودستی بر سر لندھور مارا لندھور نے گرز جنگی
و مردی کو برای حفاظت سر اٹھا دیا گرز نا کر گرز پر پڑا فرو تراق عموان جنان خاستہ کہ بگذشت ز زمین طاق آسمان
دل زمین شق ہوا لندھور بن سعدان تنق گردین چھپ گر دور سے صاحبقران نے یہ معرکہ دیکھا
کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا فرمایا پروردگار میرے جانشین کو بچانا الیاس ہندی عیار دوڑا کہ اپنے آقا کی خبر لون
اور یہاں منہراس نے گینڈے کو پیچھے ہٹا آواز دی زدوم و پست کردم جانشین حمزہ کا کام تمام کیا میدان
کارزار میں تمام کیا منم منہراس گرہ پیشانی الیاس ہندی بیتاب ہو گیا دوڑ کر دل گرد میں گھسا دیکھا
لندھور دل گردین مخفی ہین کڑیاں زرہ کی ٹوٹین ہاتھی جھوم رہا ہی صاف ظاہر ہی کہ صدمہ کامل پہونچا مگر
لندھور کے ہاتھ اسیطرح قائم ہین ستون قصر جرات باندازہ طریقہ شوکت وہمت مین فرق نہین آیا مگر آنکھین بند
الیاس نے دوڑ کر چھینٹا پانی کا دیا لندھور نے آنکھ کھولی الیاس نے کہا ای آقاے نامدار مولاے قدرشناس ای شہنشاہ
فلک اساس ہوشیار رہو جیسے حریف لاف گزاف کرتا ہی آپکے واسطے آپکے آقا نہایت بیقرار ہین جب دو تین چھینٹے پانی کے
الیاس نے منہ پر لندھور بن سعدان کے لگائے تب اُس نہنگ بحر جرات نے آنکھ کھولی الیاس ہندی نے دیکھا آنکھین
لندھور کی سرخ ہو رہی ہین پوچھا آقا خیر تو ہی لندھور نے کہا الحمد للہ یہ کہکر فیل کو بڑھایا آواز دی ای منہراس
گرہ پیشانی فرد تو ضربے زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + صاحبقران نے
جو دور سے دیکھا آج ہمارے جانشین کو بڑا صدمہ ہی گرز دودستی لیکر بڑھے امیر نے آواز دی کہ داد لندھور
مروت شرط ہی لندھور نے ایسا صدمہ اٹھایا تھا کچھ جواب نہ دیا گرز خردی مردی بڑھایا دودستی منہراس کے
مار دیا منہراس نے گرز کو اٹھایا چہار طرف سے سپاہیوں نے آواز دی یا خداوند تقدیر کبھی اپنے بندے

ہاتھ سے دشمن کے بچا لیجیے لقا حیران دیکھ رہا ہے کچھ منھ سے نہیں کہتا تمام اہالیان لشکر مثل تصویر
حیران گرز اُگر پڑا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا گرد اُڑی لندھور نے ہاتھی کو ہٹا کر زیا دیکھو تو اس خود سر پر کیا
گذری عیاران لقا دل گرہ دین گھس پڑے ہاتھوں سے ٹٹولنے لگے جب نشان نہ ملا چھاگل سے نکالکر پانی گرد پر پھینکا
گرد بیٹھی اب بغور ملاحظہ کیا گرز لندھور کا پڑا منہراس کا ہاتھ کا پنا گرز چھوٹا دونون گرز سر پر آئے سر گردنمین
گردن سینے مین تمام جسم گینڈے مین گینڈہ و سوار اتحاد قلبی رکھتے تھے آپسمین ایک ہوگئے اہالیان فوج
منہراس نے گریبان پھاڑ ڈالے فوج لندھور پر جا پڑے ہندیان جنگ آزما مشتاق جنگ بیدرنگ
ایک ایک دریائے جرأت کا نہنگ عادل شیر دل وفاضل شیر دل پہلوان اور نگ پہلوان گورنگ
و گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی تلوارین کھینچ کر لشکر منہراس گرہ پیشانی پر
جا پڑے دونون لشکر مل گئے تلوارین چلنے لگین جوانان ہندوستان لڑے بھڑے بلوے کی لڑائی کے
آشنا دم بھر مین اُن سب نے لشکر منہراس مین کھلبلی ڈالدی علم فوج کو بھی قلم کیا افراسیاب
نے بڑھکر آواز دی سالوس کرگدن سوار کو بھی اشارہ کرو لشکر لندھور کو مارے ساحر دوڑے
یہ کنارے پر لڑ رہا تھا جیسے ہی جاکر ساحرون نے کہا سالوس مثل ابر کے گرج کر آیا کہا میرے بھائی
منہراس کو کسنے مارا میرے سامنے قتل کرتا مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینک دیتا یہ ڈنکارتا ہوا بڑھا لوگون نے
بڑھکر عرض کی آپ زیادہ غصہ نکیجیے بڑھکر خون کا بدلہ لیجیے سالوس کرگدن سوار لاف و گزاف کرتا
ہوا لندھور کے ہاتھی کے قریب پہونچا للکارا کہ او ہندی کہان جاتا ہے تو نے اُس جوان کو مارا کہ جس جوان
کا مشرق و مغرب مین مثل نہ تھا مگر تیری قضا میرے ہاتھ سے ہے یہ کہکر گرز مارا لندھور بن سعدان نے
گرز پر روکا خبردار کہکر ایسی دو دستی گرز مارا کہ یہ بھی پرا ٹھا ہوکر رہگیا دوسرے پہلو سے نعرہ ہوا انہم
مالک اژدر صاحب نیزہ دہ سر غلام نبی و جاکر حیدر شیر بیشہ عربستان ملازم امیر حمزہ صاحبقران
مالک نے آکر دیکھا کہ لندھور بن سعدان نے تجدد کر دیا ہندیون نے تمام میدان لاشون سے
بھر دیا ہندیون کی شمشیر زنی دریائے خون مین غوطے مارے ہوئے قمریان ہاتھ مین نیمچے ہلالی
چمکاتے ہوئے سب جوان نازک مزاج تیغ زنون کے سر کے تاج جھوم جھوم کر لڑ رہے ہین مالک کی
ایسی ہزار نیزہ داران عرب کو ترغیب دیکر آج افراسیاب پر جا پڑا اب دیکھنے والے دیکھ رہے ہین
کہ آمد مسلمانان کا تار بندھ گیا افراسیاب کی طرف بھی پہلوانون کی آمد ہو رہی ہے جو پہلوان

آیا لاکھ دو لاکھ کی جمعیت سے پہونچا کسی پہلوان کو افراسیاب نے فوج ہندوستان پر اشارہ کردیا کہ ان دشمنوں کو
مار لو مالک بھی دریاے فوج مین غوطہ زن ہوا کہ میری گرد اڑی سب نے دیکھا سردار قدیم امیر خاقان ابن
الخاقان بہرام گرد ابن خاقان چین ساٹھ ہزار جوانان چین ہمراہ رکاب تلوارین کھینچے ہوئے آگئے جو
دیکھ کہ مالک ولند ہور آئے ہین مصروف جنگ ہوگئے میدان کارزار کو جوانون نے ہلا دیا خون کا دریا اُس دشت
ریگستان مین بہا دیا مگر یہ بہرام نے دیکھا کہ چار پانچ منزل کے گرد مین وہ حجرہ ہے جو احاطہ افراسیاب
نے بنایا تھا گنبد کے گرنے سے وہ احاطہ تو پامال ہوا اب وہ سب صحرا مقام جنگ و جدل ہوا اُس اقلیم مین
ملک الموت کا عمل ہو نقیبون نے پڑھکر وہ اشعار عبرت آمیز پڑھے جن سے جوانون کے دل ابھر آئے ہرچند کہ افراسیاب
ہٹتا چلا آتا ہے جس مقام پر گنبد گرا تھا وہان سے پانچ کوس ہٹ آیا ہے مگر بد دلی آتی ہے ہر کس کا یہی قول ہے یاد رہ
یہ لڑائی یادگار ہے اب کدو کاوش مدار بیکار ہے مرحلہ جات طلسمی شکست ہوئے بھاگنے کے بندوبست
ہوئے کیسے آج کھیت پڑے ہمراہیان طلسم کشا خوب لڑے افراسیاب نے کئی مرتبہ پکار کے
کہا ارے عیار بچیون کا پتہ نہین معلوم ہوتا جلد جا کر بیشہ سردار خواران مین خبر کردو شاہور حرامی بہت
زبردست ہے اُس بچیانے اکثر یہی لکھا کہ طلسم کشا کا بیر اسا منا کر دیجیے مین چیر پھاڑ کر کھا جاؤن گا اُس
سے جا کر کہو کہ شہنشاہ نے فرمایا ہے مین نے تجھکو جاگیر و منصب یا قبیلہ سرداران خواران کا افسر کیا کبھی کوئی تکلیف
نہین دی کسی ہنگامے مین تجھکو نہین بھیجا بہتر یہ ہے اسوقت آکر شریک ہو ملکہ حیرت جادو بھی لڑائی مین
مصروف ہے اُسنے بڑھکر جواب دیا اے شہنشاہ عیار بچیان دو دن سے غائب ہین شاید قید ہو گئین کسی اور کو
بھیجیے ایک جادوگر سیاہ دش کرگدن سوار سامنے کھڑا لرز رہا تھا حیرت نے کہا بیشہ سرداران خواران
مین جا کر شاہور کو اپنے ساتھ لا یہ ساحر گینڈا پھیر کر صف سے نکلا جو حیرت نے نشان دیا تھا اُس
پتے پر پہونچا دیکھا ایک صحراے ریگستان جنگل کلک کہ انسان کا گذر دشوار ایک جوان کو دیکھا کہ بیچ جنگل مین بیٹھا
مثل فیل مست نعرہ مار رہا ہے سیاہ دش ٹھہر گیا لوگون سے پوچھا شاہور سردار خوار کہان ہے لوگون نے
کہا اے شخص دیکھتا نہین بیچ جنگل مین مثل دیو مست بیٹھا جھوم رہا ہے اِسکی جرأت نے راستہ
بند کر دیا تاجر بھی اِس طرف نہین آتے بڑے بڑے قافلے لوٹ لیے شاہور سردار خوار حرامی
اِسکا لقب ہے بڑا پہلوان بے ادب ہے سیاہ دش ڈرتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا سامنے اسکے
گینڈے ہاتھی مرے ہوئے پڑے ہین اُنھین کا گوشت بھون بھونکر کھا رہا ہے کلک کا جنگل قد سب ہے

کوئی ہاتھی کالک کے جنگل سے نکلا اسنے بیٹھے بیٹھے ہاتھ بڑھایا ہاتھی کو کھینچ لایا چیر پھاڑ کر بھونا بھلسا
کھا گیا سیاوش نے پیغام افراسیاب کا کہا اُس مردار خوار نے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا تھرا گیا ملازم اُسکی
جو چار لاکھ جوان اسی طرح کے بیحیا نامرد نکھرام جمع ہو گئے ہین دوڑے ہوئے آئے پوچھا ای افسر کیا ہو آپ
نے کیون نعرہ کیا اس مردار خوار نے کہا تم نے سُنا افراسیاب نے ہمکو بہرے مدد طلب کیا ہو یہ کام ہم سے
نہو سکیگا افراسیاب کو اگر ہمارے لڑوانے کی غرض ہو طلسم کشا کو یہان لیکر آئے ہم اس کام کے نہین کہ
کہین جاوین جو ہمارا لقب ہو اُس حرفت کی یہ خواہش ہو کہ جبکا کھاوین اُسکی خیر خواہی نکرین دشمن اُسکا
اگر ہمارے سامنے آجاے تو البتہ تباہی کرین ہم سُن چکے کہ شہنشاہ کا ملک و مال تباہ ہوا ہمارا کوئی کیا کریگا
تمام اقلیم مین طلسم کشا اپنی عملداری کریگا جب ہمارے بیشے مین آئیگا ہم اُسکو بھی چیر پھاڑ کر کھا جائینگے
آپ ہی سب مسلمان بھاگ جائینگے ایسی بے اعتدالی کی باتین اس بیحیا نے کین کہ یہ جوان پلٹا
جا کر افراسیاب سے خبر کرون وہان میدان کارزار مین معرکہ یہ ہوا بعد اُسنے بہرام کے سردار نکالا
بندھا گرنیت سپر گیردان و نعمان بن منذر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رودباری و سیف
ذوالیدین و طوق حوان گرد و ابو المحجن گرد یہ دونون بھائی علمدار لشکر اسلام علم اژدہا پیکر کی
چھڑ بغل مین دبی ہوئی جہان ہوا جلی شگون مین ہوا بھرتی اُس پیکر بیجان سے یا صاحبقران یا صاحبقران
کی آواز آتی ہو غراٹے کی صدا سے زمین تھراتی ہو انکے بعد شاہان ہفت ملک بڑے زور و شور سے آئے
شاہان قلعہ جات قفل گر نیستانی و جمشید نیستانی و خسرو طالب البحری و سعید الجبار حلبی
و عبد القہار حلبی و شاہان قلعہ پنج مغرب شقالی شاہ مغربی و قارن قاد مغربی یہ سب
جوانان شیر دل آمادہ حرب پیکار شیر دل شیر سوار تہرے کر و فر سے آکر پہونچے میدان جنگ مین جو دیکھا
کہ تلوار چل رہی ہو یہ بھی شریک ہوتے تلوار کھینچکر بخوف لڑنے لگے اور گرد عظیم اٹھی جمہور جہا بسنور و شہنشاہ تبرزن
مع جوانان ظفر طوسیہ بڑے زور و شور سے آکر گرما گرم جنگ اسکا رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی باپ
اسکا ہلال زرین تاج کل فوج مغرب ہمراہ بہادرستان مغرب کے بیٹے کا شیر صاحبقران کا پسر
خوانندہ جری دلیر آتے ہی لڑائی مین مصروف ہوا ان سرداران نامی کے پہونچنے کے بعد فرزندان صاحبقران
کی آمد ہوئی زمین تھرائی شاہزادہ اسفندیار شاہ گیلانی کے نعرے کی آواز آئی ایک جانب
سے صفدر و صف شکن شاہزادہ شیر افگن بارہ ہزار جوانان سے آکر لڑائی مین مصروف ہوئے

افراسیاب ایک بلندی پر کھڑا ہوا معاملہ حیرت افزا دیکھ رہا ہے کس مزے سے نچے ہوئے سرداران صف شکن
و فرزندان صاحبقران و سرداران نوجوان آکر پہونچے ایک جانب سے دیکھا علمہائے بلند پھریرے کھلے ہوئے
جوانان شیر اندام شمشیر زنان خوش انجام بڑھتے ہوئے چلے آتے ہیں ایک جوان آفتاب جمال رستم میدان
کارزار سہراب شست انگیز و دار خرامان خرامان چلا آتا ہے ہمت دکھاتا ہے اس جوان نے بڑھکر نعرہ کیا منم رستم پیلتن
و پیلکین کشندہ گیتیان فرنگی برہم زن تخت و تاج مزدوق شاہ فرزند صاحبقران علمشاہ نوجوان ایک جانب
جاکر یہ بھی لڑنے لگے افراسیاب دیکھ رہا ہے تین پہر ہیں یہ جوانان صف شکن آکر پہونچے ہیں آتے ہی زمین
ہلا دی اپنے سینے کو سنان نیزے سے ملا دیا چاہتے ہیں لڑ بھڑ کر مرنے پر سرخ رو ہوکر پردۂ دنیا سے اٹھیں یکایک
آواز طرقوا بلند ہوئی کئی ہزار چوبداروں نے بڑھکر آوازیں لگائیں آفتاب آسمان عزتستان زلزلہ در قاف شاہی
سلیمان تشریف لاتے ہیں ای جوانان صف شکن اے یلان تیغزن ہوشیار کہ صاحبقران زمان
کی سواری قریب آ پہنچی سب دیکھنے لگے طبل سکندری پر چوب پڑی نقارخانہ سلیمانی بجا خواجہ عمرو نے
جو اپنے آقا کو آتے ہوئے دیکھا گنبد کومٹا کے ایک گوشے میں مصروف جنگ و جدل تھے کچھ ہمیانیاں کاٹتے
پھرتے تھے اپنے آقا کی جو آمد دیکھی جیسے عاشق واسطے معشوق کے بیقرار ہوکر دوڑتا ہے عمرو فوراً صف سے
نکلکر چالاک و برق و جانسوز و ضرغام کو ہمراہ لیکر طرف صاحبقران کے چلا ادھر سے جواہر بن
عمرو و شعبان خنجر گذار و گلباد عراقی و کلباد عراقی و مہتر زیرک خطائی اور ابو الفتح اصفہانی
و عمران خطائی وغیرہ دوڑتے پھرتے چلے آتے تھے جواہر نے اپنے والد نامدار کو جو آتے ہوئے دیکھا
پرے باندھکر سلام کیا عیاروں نے حقہ ہائے آتشبازی داغے سلنگیں لگائیں گرد پھرے دعائیں دیتے
تھے عمرو نے بھی ایک ایک کو گلے سے لگایا فرمایا اے فرزند و ماشاء اللہ بڑے کام کیے کوہ عقیق پر خوب نام کیے
آج آفتاب قیامت کا دن ہے اپنے آقا کا ساتھ نہ چھوڑو انتظام سے غافل نہو جواہر نے بڑھکر عرض کی
حضور کے تصدق سے سب تدبیریں کرلی ہیں یہ ذکر تھا کہ صاحبقران اسقر دیوزاد کو اڑاتے ہوئے
تخت شہزادۂ سعد بن قباد والا نژاد بہ فر فریدونی و بحشمت جمشیدی گرد تاجداران جلیل خود
مردان عالم کے کفیل جیسے ہی میدان جنگ گاہ میں پہونچے تخت کو خالی کیا پشت مرکب خنگ
سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے سات سو تاجداران جلیل گرد آئے صاحبقران کو آکر جملہ
سرداروں نے گھیرا صاحبقران فرما رہے ہیں جواہر ابن عمرو کو بلاد یہ جنگ مغلوبیہ میں مبتلا ہوکر

ہرکارون نے عرض کی ای شہریار اسد نامدار سے چار شبانہ روز برابر گذرے ہین کہ ایک طرح سے
جنگ ہو رہی ہی نامرد قدم نہین ہٹاتے خوب زور و شور سے تلوار چل رہی ہی حضور ملاحظہ فرمائین کہ دو رنگ
فوجین ہین خدا اسد نامدار کو فتحیاب کرے یہ سنکر صاحبقران زمان نے اشقر کو بڑھایا کہ سامنے سے بونڈلا
گرد کا اٹھا دیکھا مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری یاے شاطری مارتے ہوے گرد تمام عیار ایک
طرف برق فرنگی و مہتر قران و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و مہتر چالاک بن عمرو
خواجہ کے ساتھ ساتھ امیر با توقیر نے اپنے یار وفادار کو جو بعد عرصۂ دراز دیکھا دریاے خون مین نہایا ہوا
اور اس عالم یاس مین افتان و خیزان پکار کر آواز دی فرد از کجا میرسی ای ہدہد فرخندہ قدم + باد قربان سرت
حلقۂ مرغان ارم * خواجہ تمہارے دیکھنے کو ترس گئے آکر ہمارے سینے سے لپٹ جاؤ عمرو یہ کہتا ہوا دوڑا
ای آقاے عمرو واے قدردان عمرو خدا آپکو سلامت و باکرامت رکھے آج کیا روز سعید بلکہ بہتر
از روز عید ہے کہ مین نے آفتاب جمال کی زیارت کی صاحبقران پشت اشقر سے کود پڑے عمرو نے
چاہا قدمون کو بوسہ دے صاحبقران نے سر اٹھا کر سینے سے لگایا عاشق و معشوق خوب لپٹ کر
روے کہ ملازمان جانباز نے آکر خبر دی حضور لڑتے ہوے قریب بیشۂ مردارخواران آگئے ہرکارون نے
افراسیاب کو خبر دی تھی کہ شاہو مردارخوار حرامی کہتا ہی مین اپنے مقام سے نہ اٹھونگا یہان بیٹھے بیٹھے
جو کچھ کہیے بجا لاؤن ہماری قوم مین کسیکا احسان نہین مانتے ہین دشمن کو حقیر جانتے ہین خود اٹھکر قتل
کرنے جائین شکار خود بیشے مین ہمارے آجائیگا آپ ہٹتے ہوئے یہانتک چلے آئیے افراسیاب نے
بلندی سے دیکھا حقیقت مین ملازم ہمارے ہٹتے ہوئے قریب صحراے مردارخواران آگئے سر اٹھا کر دیکھا
شاہو مردارخوار حرامی بیچ جنگل مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی تمام قبیلہ جمع ہین تین لاکھ مردارخوار
گرد اسکے بیٹھے ہوئے لاف و گزاف کر رہے ہین کہتے ہین ای افسر مردارخواران ای کفیل تاجداران جو
آپ فرمائینگے وہ ہم سب بجا لائینگے افراسیاب نے چلا کر آواز دی اے شاہو حرامی مردان ہوشربا
کی بدنامی ہوتی ہے طلسم کشا لڑتا ہوا تیرے جنگل کے قریب آگیا اب تجھے اٹھنے مین کیا تامل ہے یہ
سنتے ہی وہ ملعون اپنے مقام سے اٹھا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا کئی ہزار من کی چوبدست دست نحس مین
اٹھائی چیخ ماری سب نے دیکھا کہ اس بیحیا نے چوبدست کو گردش دی جس کسیکو ہوا لگ گئی اسکا
پھٹ گیا تین لاکھ مردارخوارون کو ساتھ لیکر لڑتا ہوا چلا اس زور و شور سے لشکر صاحبقران پر

آکر گرا تین لاکھ کا بلوہ بڑے بڑے قد کے جوان حربے ہاتھوں مین بے پناہ جوان طلعت دار بھی ہین اگر کسیکو پٹ گئے تو چیر پھاڑ کے پھینکدیا حربے بڑے بڑے بعضونکے ہاتھ مین حربہ ہائے آہنی بعضونکے ہاتھ مین صحرائی چوب دستین تلوارین بڑی بڑی گرز گران زبرگ نیزے سر تیز پیدل بلوہ کرکے آپڑے جس مقام پر فوج عراق و اصفہان کو مندویل اصفہانی و شہنشاہ عراقی و شہریار عراقی کھڑے ہوئے لڑا رہے تھے کہ ایک جوان دیو خصال چوبدست آہنی سے لڑتا ہوا فوج عراق و اصفہان کو پامال کر رہا ہی کوئی اسکے منہ نہین چڑھ سکتا مندویل اصفہانی بڑے دعوی کا جوان تھا جاکر لڑا زخمی ہوا بھائیون نے مندویل کو ہوادار پر ڈال لیا لیکن پیچھے ہٹے مردار خوار بڑھے لندھور بن سعدان مالک کو ترغیب دیکر فوج پر مردار خوار دنکی جا پڑا تلوار چلنے لگی اہالیان ہندوستان تلوار کے دھنی ایک ایک کو دعوی صف شکنی بڑے بڑے تجربا بغض و حسد تیر شمشیر سے کاٹ کر ڈالدیے بڑے بڑے قد کے جوان پامال ہوئے یہ لڑ بھڑ کر نہال ہوئے صبا ہوائے محبت مین ان جوانان سرو قد کے اٹکھیلیونکی چال چل رہی ہی غنچون نے صفت مین ان جوانان جانباز کی زبان کھولی گلونکے چہرے خوشی سے سرخ ہین مگر شاہور مردار خوار کسیکو نہین مانتا اُسی طرح لڑتا ہوا جاتا ہی دور سے نگاہ پڑی بہرام کی کہ مندویل اصفہانی اس مردار خوار کے ہاتھ سے انتہا کا زخمی ہوا ہزارہا عراقی مارے گئے عراقیون کی ترکی تمام تھی بدلگامیان بھولے خیال مین تھا طرارے بھرکے نکل جائین مردار خوارون نے بلوہ کیا ہوا ہالیان اصفہان کو گھیر لیا بہرام نعرہ کرکے جا پڑا للکارا او نامرد کوئی زخمی کا پیچھا کرتا ہی شاہور مردار خوار نے دیکھا کہ ایک جوان چینی بطور نکتہ چینی بدعوی خود بینی للکارتا ہوا آتا ہی شاہور پلٹ پڑا بہرام نے آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا شاہور مردار خوار نے داستانہ ماردیا تیغہ بہرام کا ٹوٹا پہلے ہی شکست تھی شاہور نے چنگل مارا یہ بچا غول صحرائی ناخن بڑھے ہوئے ضرب ناخن سے گوشت پوست فگار ہوا ناخن اس بچہ کا جا کر استخوان پر ٹھہرا ہڈیونپر صدمہ پہونچا کمر مین بہرام کی ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا چرخ دیتا ہوا چلا اب لشکر مین غل ہوا کہ بہرام کو شاہور مردار خوار حرامی نے گرفتار کر لیا تمام چینیون نے بلوہ کیا چاہتے تھے اپنے افسر کو چھین لین ہر چند بلوہ کر کے جاتے تھے مردار خوارون کے ہاتھون سے شکست کھاتے تھے ہزارہا چینیون نے اپنی جان دی اپنے آقا کو رہا نگر اسکے کہی پہلوان صاحب زور طاقت اسکے سامنے پہونچے جیسے اُسنے حربہ آہنی مارا کسیکا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی ضرب دست سے اُس مردار خوار کی پامال ہوا صدہا پہلوان نامی

قتل ہوئے جملہ مُردار خوار بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین قضاے کار آفتاب آسمان عربستان زلزلہ قاف تا قاف سلیمان حمزہ صاحبقران جس مقام پر لڑ رہے تھے شعبان خنجر گذار نے بڑھکر خبر دی اے آقاے نامدار اے مولاے قدر شناس افراسیاب لڑتا ہوا بیشۂ مردار خواران مین آگیا غلام بھی اس مطلب کو سمجھ گئے بہرام کو افسر مردار خواران نے گرفتار کیا عراقی و اصفہانی بہت سے قتل ہوئے پہلوانون نے جان دی یہ سُنکر امیر با توقیر کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا نیمچۂ سہراب یل کے قبضے پر ہاتھ رکھا واقفِ راے ماظرین والا تمکین ہو کہ نیمچۂ سہراب یل صاحبقران کو راہ پردہ قاف مین ملا تھا یعنی سُہراب نے خواب مین آ کر یہ کہا کہ اے شہریار عالم شباب مین مین نے یہ تیغہ آراستہ کیا تھا مشہور ہی کہ باپ کو زیر کر لیا زندگی نے وفا نکی دھوکے مین دشمنون نے مجکو میرے باپ کے ہاتھ سے قتل کرایا یہ تیغہ پردۂ قاف مین حضور کے کام آئیگا دیو کُشی مین ایسا تیغہ برق مثال چاہیے اسوقت جو صاحبقران نے سُنا کہ اس بیشے کے جوان بڑے قدر آور ہین اس سبب سے تیغہ سُہراب یل کو کھینچا لڑتے ہوئے چلے نقیبان خوش آواز یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہے ہین

نظم

چون قلم فکر من بہ صفحۂ دہر
ہر در دسر خمار گذاشت
چشم گریان من مرا ہر دم
بیجا بر کف نگار گذاشت
اے دریغا کہ دست بُرد اجل
تربیت کردن بہار گذاشت

پایم اندیشہ از میان برداشت
نکتۂ چند یادگار گذاشت
دل ز آشوب زین جہان بگریخت
خلفِ تازہ در کنار گذاشت
آتشِ یاس روزگار مرا
لوح من بر سر مزار گذاشت
یاس آخر بکام دل بہ نشست

غم و محنت بروزگار گذاشت
مے معنی ز فکر در خُم کرد
داغ بر روے اعتبار گذاشت
درد دوری و داغ مجبوری
داغ بر سینۂ فگار گذاشت
ابر باران بزم باد خزان
شب امید را بروز شکست

اسطرح کے اشعار نقباے بلند آواز بصد سوز و گداز پڑھ رہے ہین مردان عالم پر عبرت طاری عالم بیقراری چاہتے ہین لڑ بھڑ کر مر جائین صفحۂ دہر پر نام باقی رہے صاحبقران نے دور سے ملاحظہ کیا کہ وہ عفریت خونخوار شاہ ہور مُردار خوار مع تین لاکھ فوج کے لڑ بھڑ کر صفون کو درہم و برہم کر رہا ہی عراقی و اصفہانیون مین قیامت برپا ہے کہ صدہا پہلوان مارے گئے دعوی داران خون کو یہی منظور ہی کہ اپنے بزرگون کے خون کا بدلا لین مگر مُردار خوارون پر نیچہ قابض نہین ہوتا صاحبقران نے پہلو سے نعرہ کیا او بیحیا مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہی بہرام وہ جوان ہے اسکے نہیب شمشیر سے بہرام فلک کا پتلی چھوڑدی

دیکھ وہ زخمی ہو کر بیہوش ہو گیا یہ کیا شیوۂ نامردی ہے یہ نعرہ کر کے نیمچۂ سہراب یل کے قبضے پر ہاتھ ڈالا
فوج مُردار خواران پر جا گرے بادشاہ جمجاہ بھی اُسی مقام پر پہونچے خوب تلوار چلی اُس بیحیا نے بہرام کو نہ چھوڑا
یہی چاہتا ہے کہ لڑ بھڑ کر بھون سے نکل جاؤن صاحبقران جو آ کر گرے جس مُردار خوار نے وار کیا صاحبقران
نے روک کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کئی سو مردار خوار بلکہ کئی ہزار صاحبقران نامدار پر آ گرے
اُس مقام پر تلوار چلنے لگی تمام صحرا لالہ زار بنگیا صاحبقران جم کر اُس مقام پر لڑے نیمچۂ سُہراب یل بڑے
لطف سے چلا جب امیر با توقیر نے کئی نعرے کیے اب شاہور مردار خوار پلٹ پڑا بہرام کو چرخ دیکر
زمین پر مارا اُسکے ملازمون نے بہرام کو اُٹھا لیا صاحبقران گھوڑے کو ٹھکا کر قریب شاہور
مردار خوار پہونچے شاہور نے وہی چوبدست چرخ دیکر سر پر صاحبقران کے لگائی امیر کو خوف
ہوا ایسا نہو میرا مرکب بےنظیر مارا جائے گھوڑے سے کود پڑے شاہور مردار خوار حرامی نے
سائے مین چوبدست کے لیا صاحبقران نے بیچ مین ہاتھ مارا چوبدست کٹی شاہور بھی غصے
مین کود پڑا پیدل پا کر صاحبقران کو لپٹ گیا امیر سے کشتی ہونے لگی تمام ملازمان صاحبقران و
ساکنان بیشۂ آدم خواران اُس مقام پر آ کر مصروف جنگ ہوئے دور سے لندھور بن سعدان نے
دیکھا اُدھر سے نگاہ پڑی شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان
گرد لشکر شکن و نور الدہر بن بدیع الزمان یہ دونون باپ بیٹے لڑتے ہوئے اُس مقام پر آئے کہ
امیر و شاہور سے کشتی ہو رہی ہے دو رویہ صفین جمی ہوئی گھمسان کی تلوار چل رہی ہے یہ دونون
تیر بھی لڑائی مین مصروف ہوئے یہی چاہتے ہین کہ صاحبقران کو بچائین فوج مُردار خواران کو مٹائین
مگر امیر با توقیر لڑتے لڑتے شاہور مُردار خوار کو لے دوڑے مردار خوارون نے بھی انتہا کا بلوہ کیا ہے چاہتے
ہین اپنے افسر کو بچائین صاحبقران کے ایک طرف نور الدہر ایک طرف بدیع الزمان
جس مُردار خوار نے قصد کیا کہ صاحبقران پر ہاتھ مارون نور الدہر نے سینہ سپر کر دیا کبھی بدیع الزمان
آگے بڑھ گئے اسطرح صاحبقران کو بچا رہے ہین صاحبقران سترہ اٹھارہ قدم ریل کر شاہور
مُردار خوار کو لائے ہر مقام پر چاہتا ہے کہ زمین مین پانون گاڑ دون صاحبقران جب ہٹکا
مارتے ہین طبقہ زمین کا اُسکے پانون کے نیچے سے نکل جاتا ہے وہ بڑا وقت ہے کہ زمین بھی پانون کے
نیچے سے نکلی جاتی ہے طالع کی برگشتگی تباہی دکھاتی ہے شہسوار عرصۂ یکتازی اسد بن کرب غازی کی

خدا نگہبان و محافظ ہی جب کوئی پہلوان یا ساحر آیا پہلے انھین کو گھیرا ہر خورد و کلان کا یہی قصد ہی کہ اسد نامدار کو
گھیر کر مارین افراسیاب بھی غل مچا رہا ہی کہ جو طلسم کشا کو قتل کریگا سیر اسکی زر و جواہر سے بھر دونگا اسی آن زر و پر
ساحر و غیر ساحر جان دیئے دیتے ہین اسد نامدار ایک طور سے لڑ رہا ہی دور سے جو دیکھا کہ فوج کا جد عالی تبار
پر بلوہ ہی پلٹ کر فرمایا ارے یارو دیکھو تو ضرغام کہان ہی ملازم ڈھونڈھ کر ضرغام کو لائے ضرغام نے آکر
خبر دی کہ اے شہریار آپ کے نانا جان مع جملہ پہلوانان عالیشان کوہ عقیق سے یہان تک لڑتے ہوئے
آئے ہر منزل و ہر مقام پر تلوار چلی کسی منزل پر راحت نہین ملی یہان ایک بستیہ مردار خواران شہور ہی فرقہ
مردار خواران کا افسر شاہور مردار خوار انتہا کا زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست اس ترکیب سے لڑا
کہ بہت سے عراقی و چینی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوے آپکے نانا جان نے اُس نامرد کی گردن کی کشتی ہو رہی ہی
بڑے قیامت کی اُس مقام پر تلوار چلی اسد نامدار بیقرار ہو گیا کہ نانا جان کا وقت پیری ہی ایسا نہو کہ
دشمنون پر کوئی آفت آ پڑے صندلان صندلی پوش کی جانب دیکھکر فرمایا اے صندلان تم نے سنا
نانا جان شاہور مردار خوار پر جا پڑے اس اقلیم مین اُسکی جرأت کے شہرے ہین کوئی اُسکے مقابلے
مین نہین جاتا تھا یقین ہے صاحبقران نے زیر کیا ہو بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین صندلان
لڑتا ہوا بڑھا ایک جانب ابراہیم بن مالک وغیرہ براے حفاظت اسد غازی لڑتے ہوے آگے بیچ
مین اسد نامدار لڑتے ہوے جاتے ہین ناگاہ دیکھا کہ اُس مقام پر افراسیاب نے فوج کو ترغیب دی سحر
بھی خوب ہو رہا ہے آسمان سے آگ برس رہی ہی شاہور مردار خوار و صاحبقران سے کشتی ہو رہی ہے
تمام جنگل مردار خوارون سے بھرا ہوا ہی بدیع الزمان و نور الدہر شمشیر زنی کر رہے ہین خود زخمی
ہوئے ہین مگر قریب صاحبقران کے کسی مردار خوار کو نہین آنے دیتے زمین کانپ رہی ہے
دریائے خون جاری جادوگرون نے آگ برسائی اپنی سحر ساحری دکھائی پہلوان بھی چمک چمک کے
لڑ رہے ہین اُس گرمی جنگ مین صاحبقران دور تک ریل کر اُسکو لائے وہان لاکر جھٹکا مارا کہ دونون
گھٹنے شاہور مردار خوار کے آشنا بزمین ہوے صاحبقران نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے ہی
زور مین جا یہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا فوجون مین غل ہو کہ
حمزۂ عرب نے پہاڑ کو ہاتھ پر اُٹھا لیا یارو یہ کسکی مجال تھی کہ شاہور کو دست حق پرست پر اُٹھائے
سر میدان جرأت دکھائے بے اختیار افراسیاب کے منہ سے واہ نکل گئی صاحبقران نے

بہ چرخ دیگر زمین پر مار اکود کر چھاؤنی پر سوار ہوے بدیع الزمان و نور الدہر گرد صاحبقران کے پھر رہے
ہین یہی خیال ہی ایسا نہو کوئی قبلہ و کعبہ پر آپڑے شیرانہ نہنگانہ رستمانہ ہر ایک کافر پر تیور ڈال رہے ہین اس
جوش و خروش مین جھوم رہے ہین کہ کوئی قریب نہ آنے پائے صاحبقران نے کنندہ ژانو دباکو فرمایا حالا
در شناختن پروردگار چہ میگوئی شاہو رمردار خوار نے جواب سخت دیا مردار خوار مشہور بہ حرامی بیچارگی
ناکامی صاحبقران زمان نے بشوکت تمام و بقوت مالا کلام سر کھینچکر پھینکدیا بڑے بڑے پہلوان اس جرأت
پر صاحبقران کی حیران آپس مین صلاحین کر کے الامان الامان پکارنے لگے بڑھ کر شریک ہوے
اہالیان بیشہ مردار خوار بھاگے بھاگے پھرتے ہین انکی اطاعت کون منظور کرے جو دل مین افسر کے
غرور تھا کہ جسکا نمک کھایا ہی اسکی مدد کو نہ جائین یہان حریف لڑتا بھڑتا آئے تو لڑین جب یہان افراسیاب
بھاگ کر بہو بچا تب وہ مغرور لڑا آخر واصل جہنم ہوا صاحبقران اسکو مار کر پشت اشقر پر سوار ہوے نعرہ
کرکے جا پڑے شیرانہ نہنگانہ لڑ رہے ہین استادان سخنور نے تحریر کیا ہی کہ از قلعہ توسن جھار تا بر آمدہ
سحر و دامنہ دریاے نیل و مقام گنبد عجائب یہ سب مقامات فوج افراسیاب سے بھرے ہوے ہین
تلوار چل رہی ہے خون کے دریا جاری زمرد شاہ باختری کہ دعوی خدائی کرتا ہی گینڈے پر سوار لڑ رہا
ہی بختیارک کو بڑی ہوس تھی کہ لڑائی افراسیاب کی دیکھون اتنا بڑا ساحر طبقات زمین ہلا دیتا
ہوگا حقیقت مین افراسیاب بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی صاحبقران اسم اعظم باواز بلند پڑھ رہے
ہین اسد نامدار صاحب لوح طلسم لوح کو گردش دیئے جاتے ہین مہرے کو بھی چمکاتے ہین ہنگامہ
گیرودار بلند ہے تاثیر سحر افراسیاب کم نہین ہوتی کبھی اسم اعظم سے باطل ہوا جہان پر طلسم کشا
جنگ کر رہے ہین اس طرف تو افراسیاب رخ بھی نہین کرتا الگ الگ پھر رہا ہی چرخ و بہار وغیرہ
کو تنگ کیا کبھی قصد کرتا ہی کہ ملکہ مہ جبین کو قتل کر دون ملکہ مہ جبین کا قتل کرنا کیا آسان ہی کل سحر آزما
وغیر ساحر تخت ملکہ مہ جبین الماس پوش کو گھیرے ہوے جنگ کر رہے ہین ہر وقت و ہر ساعت یہی
اشارے ہین کہ اپنے بادشاہ کو دست زبردست دشمن سے بچاؤ ایسا نہو ملکہ عالم کو چشم زخم پہونچاے
سب سے زیادہ شاہزادہ شکیل بعد بل کو خیال ہی کہ ایسا نہو میری بھانجی پر دست اندازی کرے
یا خدانخواستہ افراسیاب خانہ خراب آپنچا پڑے کیا فخر خدا نے ہمین دیا کہ صاحبقران زمان کے
رشتہ دار کہلائے اسی صاحبزادی کے دم سے سب عزت و شان ہے افراسیاب نے کئی مرتبہ قصد

سامنے تخت کے لڑائی پڑی افراسیاب کو نہین اُنے دیا سرداران مذکور نے سینہ سپر کردیا آج چالیس
منزل کے گرد مین سحر ہو رہا ہے تلوار چل رہی ہے لشکر صاحبقران زمان مع لشکر زمرد شاہ باختری لشکر
افراسیاب لشکر آفتاب فلک سیر لشکر کلنگ آتشبار یہ سب لشکر ایک مقام پر جمع ہو گئے ہین علاوہ اسکے
مشہور تھا کہ خاتمے کی لڑائی ہے افراسیاب اُس گنبد مین مثل قلعہ بند تھا سب تابعداروں کو نامہ پہونچا تھا کہ
اسوقت مین آنا واجب و لازم ہے سب خراج گذار بھی جمع ہو چکے تھے اُس زمانے مین اگر خواجہ عمرو زنبیل دکھا یا
تحفہ جات کو جلا یا گنبد کو گرایا افراسیاب بچگیا کہ یہ زیر گنبد لڑ رہا تھا ورنہ جو لوگ گنبد پر جمع تھے گنبد کے گرنے
ہزاروں کے سر پھٹے لاکھوں پامال ہوے جسوقت صاحبقران نے شاہ مُردار خوار کو مارا اُسکے
ساتھ والے بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین مخفی ہوے ہمراہیان افراسیاب نے پھر فرار پر قرار کیا جابجا
بیشون مین تلوار چلی ہر ایک مقام کے ساحر آ پڑے قریات سے لڑتے بھڑتے نکلے ہاتھ سے اہل اسلام کے
مارے گئے رعد و برق و برق لامع کنارے کنارے لشکر مین لڑتے ہوے چلے آتے ہین جہان
کسی نئے ساحر نے آکر رنگ جمایا یہ لوگ جا پڑے لڑ بھڑ کر اُسکا کام تمام کیا لیکن تمام بے حیرت افراسیاب
کے ساحر جان دے رہے ہین افراسیاب ہٹتا چلا آتا ہے جیسے کوئی کسیکو لگا کر لیجاتا ہے بیشہ مردار خواران
سے نکلکر ایک صحرا مین آکر پہونچے گھڑی دو گھڑی وہان سحر ہوا جب افراسیاب کا قدم نہ تھم سکا اُس میدان
سے بھی بھاگا خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا ایک پھاٹک عظیم الشان شمسہ مثل آفتاب کے چمک رہا ہے دیوارون
پر نقش کاری پھولون کی گلکاری صدہا پتلیان سونے کی دیوارون پر کھڑی ہوئی ہین افراسیاب
کو لڑتے ہوے دیکھکر پکار اُٹھی ہین اے شہنشاہ خیر تو ہے آپ سے کون لڑ سکتا ہے کنیزین مدد کو آئین افراسیاب
یہ سُنکر سامنے باغ سیب کے آیا اتنا پکار کر کہا کہ دروازہ کھولدو ملکہ گل افشان جادو کو خبر کردو
اور یہ بھی اطلاع دو کہ باغ سیب پامال ہوگا مسلمانون کا قدم باغ سیب مین آئیگا درختون کو آثار
ان سبکا بار شاخ ہر ایک شمشیر آبدار سائے مین دیوار کے یہ لوگ پہونچ چکے طلسم کشا کو دعوی طلسم کشائی
ہے لوح اُسکے پاس موجود ہے جلد اسکی تدبیر کرو ورنہ روح سامری کو صدمہ پہونچے گا دیکھا سب نے دروازہ
کھلا اندر سے باغ کے ہزارہا طائران زمزمہ سرا ظاہر ہو کر آسمان پر جا کر ڈوبے لیکن پھولون کی آنے
لگین طائرون نے بلند ہو کر زمزمہ سرائی کی کچھ آوازین ہیبت ناک آتی تھین یکایک باغ سے
ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا تمام میدان کو اُس ابر نے گھیر لیا باغ سیب سبکی نظرون سے مخفی ہو گیا

اندھیرا چھایا ابر سے پھول برسنے لگے جسپر وہ پھول گرا جلگیا جھوکونکی ہوا کی عجب تاثیر دکھائی ہزارہا نابینا ہونے لگے طائر جو آوازین لگاتے تھے انکی آواز سے گونگے بہرے ہونے لگے طائرون نے اس سوز و گداز سے آوازین لگائین گویا صور اسرافیل پھکا صدہا تاثیر دار یعنے جسکے کانین آواز پہونچی نابینا ہو کے ٹکرانے لگا اُس ابر سیاہ نے آگ برسائی کبھی ہوائے گرم چلی کبھی طائرون نے آواز دیکر اپنا رنگ جمایا ابر پر سیاہ پانی کے قطرون نے تاثیر آگ برسائی ہزارہا ملازمان اسد جلے بڑے بڑے بیہوش ہوکر گرے اب اس ہنگامے مین افراسیاب نہین معلوم ہوتا کبھی طائرون کی آواز آتی ہی کبھی آندھی سیاہ چلی کبھی پھول برسے ان سب چیزون سے آفت برپا ہی شہنشاہ لاچین و بلقیس ایک گوشے پر کھڑے سحر کررہے ہین دور سے دیکھا تین لاکھ ساحر ٹکرا کر مرے کنیزان ملکہ بلقیس جل جلکر گرنے لگین لاچین نے یہ دیکھتے ہی ضرغام کو آواز دی جب ضرغام شیر دل قریب آیا تو کہا اے ضرغام تمام لشکر ابھی تباہ ہوجائیگا افراسیاب کا قول کرسی نشین ہوا چاہتا ہے وہ ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ طلسم کشا اکیلا عملداری کریگا وہ قیامتین برپا کرون عجائب و غرائب سحر دکھلاؤن طبقات زمین ہلا دون ہر ایک دشمن کو آتش شعبدہ سے جلادون آج وہی نگ ظاہر ہوا کہ ہر ایک شخص کو زندگی دشوار ہوئی افسوس یہ ہی کہ ہم عرصہ دراز تک قید رہے دشمنونکی صید رہے تجھے تک بچیاون نے لیلیے یہ بھی ہمارا کمال ہی یا صاحبقران کا اقبال ہی کہ ایسے مقام عجائب و غرائب مین سحر کررہے ہین جہان بچے تو بڑی بات ہی یہ مقام عجائب و غرائب نہین ظہور سحر سامری و جمشید کی کرامات ہر کوئی زبان بند کیے دیتا ہی کان کے پردے شق ہوئے جاتے ہین ہوش و حواس مین اختلال سر شوریدہ سے ظہور وبال رگین مار سیاہ بنتی ہین اپنے اعضا اسوقت دشمنی کررہے ہین دیکھین فلک کیا دکھائے حقیقت مین مقام باغ سیب ہے ایک ایک نخل یہانکا آسیب ہے ساتھ والے زندہ نہ بچینگے ہوائے گرم چل رہی ہی اے ضرغام شیر دل جاکر طلسم کشا سے کہو کہ جلد لوح کو ملاحظہ کیجیے اپنے کو باغ سیب مین پہونچائیے جو لوح خبر دے وہ کیجیے یہ بھی عرض کرنا اے شہریار جفائے طلسم کشائی آپ کو اُٹھانا ہی اپنے نمکخوارون کو بچانا ہی آجتک خواجہ عمرو نے ہر مقام پر عیاریان کین ساحرونکو شکستین دین آپ کو مخفی کرتے رہے اب آج جرأت صاحبقرانی دکھائیے اپنے غلامان قدیم پر نظر شفقت فرمائیے اب آپ ہی کی جرأت کا کام ہی ہر ایک نامی و گرامی یہان گمنام ہے آپ ہمارے سرپرست ہین ساحر یہانکے بادہ کبر و نخوت سے مست ہین انکا قتل و قمع ملاحظہ لوح پر موقوف ہی غلام بھی سحر خوانی مین مصروف ہی بدون حکم لوح تمام لشکر تباہی مین پڑجائیگا ضرغام شیر دل

اُفتان وخیزان قریب اسد نامدار آیا اسد غازی کو بڑی ہوس ہی کہ مین جا کر ناناجان سے ملون لندھور وغیرہ سے ملاقات ہو اسی خیال مین لڑتا بھڑتا جاتا ہی فوجین اسقدر حائل ہین کہ تابہ لشکر صاحبقران پہونچ نہین سکتے جوانان شیردل کے نعرون کی صدائین سُن لین یہی باعث تقویت ہوا روح کو راحت قلب کو قوت جسکی صدا کان مین آئی دل تردد منزل نے تسکین پائی جو جو سرداران صف شکن انکے ساتھ مصروف جنگ ہین اُنسے فرماتے ہین کیون بھائیو ہمارے ناناجان کی شوکت وجرأت کو دیکھا دادا جان بھی یکہ پہلوان ہین ضرغام سنتے ہی قدمونکو بوسہ دیا کہا اے شہریار تین لاکھ ساحر آپکے لشکر کا مارا گیا باغ سیب کا دروازہ کھل گیا مشہور ہے کہ اسمین لاکھون بلائین ہین شہنشاہ لاچین نے فرمایا ہی آپ لوح کو ملاحظہ کرین اپنے کو باغ سیب مین پہونچائین جو لوح حکم دے بموجب اُسکے کاربند ہون اسد نامدار نے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ دیکھکر طرف باغ سیب کے چلے قریب دروازے کے پہونچے تھے کہ جھونکے ہوائے گرم کے چلنے لگے دیوارون سے شعلے نکلنے لگے طائرون نے بلند ہوکر آواز دی اے طلسم کشا یہ باغ سیب ہے ہر گوشے مین آسیب ہے یہان آنیکا ارادہ نہ کرنا غیر سامری پرست نے کبھی اس باغ مین قدم نہ رکھا سامری وجمشید کے حکم کی قید ہے اس باغ مین قدم رکھنے والا مثل طائر صید ہے ایک سمت سے عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کرکے یہ اشعار آبدار بصد سوز وگداز پڑھنے لگین

نظم

تیرہ بختون سے فروغ ظاہری رہتا ہی دور
پاسبان روشن کرین گو جابجا نہین چراغ
نور کی ہی روشنی سمجھتے ہین جو آغوش مین

باعث بے رونقی ہی جابجا ویرانہ مین چراغ
کسنے دیکھا دہن شام غریبا نمین چراغ
کچھ ہمین مطلب نہین گر پاسبان ہین حرم
انقلاب کہتا ہو نہین بھی ترخ ذالقلین چراغ

اسلیے روشن نہین کرتے بیابانمین چراغ
اٹھ گیا عاشق کا لاشہ آج جھگڑا مٹ گیا
آہ کے شعلون سے جل جائینگے ہوا نمین چراغ

اسطرح طائرون نے زمزمہ سرائی کی کہ اہل غازی سے ہوش اُڑ گئے علاوہ طائرون کی زمزمہ سرائی کے چند نازنینان حور وش نے دروازہ باغ کا کھولدیا اسد نے دیکھا ایک باغ رشک ارم نخلہای سر کشیدہ ناندون مین چینی کے پھولون کی نخل چیدہ چیدہ ہوائے سرد عیسی دم مسیح نفس ہوائے آمد بہار مین اٹکھیلیان کر رہی ہی دم محبت کا باغبان قضا وقدر کے بھرہی ہی چشمے جوش صفا سے اُبل پڑے فوارے کیفیت باغ دیکھکر اچھل پڑے سرو برلب جو بصد رعنائی قمریونکی صدائے کوکو بصد زیبائی صدہا قفس ہائے رنگین اُسمین طائران زمردین منقار چپکا رہے ہین قمریان بیتاب زلف سنبل کو پیچ وتاب سوسن کی زبان درازی نرگس کی دیدہ بازی جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا مین دُور سے نظر پڑ رہے ہین اُن نازنینان مہ جبین نے اپنے گلشن حسن کی بھی سیر کرائی بہار باغ کی بھی اسد کو

دکھائی طائرون نے بھی زمزمہ سرائی کی اسد غازی کو بھی محویت حاصل ہوئی ہر سمت سے نازنینان
حوروش پکار رہی ہین اے طلسم کشا ہر ایک پریزاد سحر چشم سرو قد تیری عاشق زار ہے کوئی پکارتی ہے اے شیر بیشہ صاحبقرانی
اے زینت اورنگ جہانبانی او عاشق معشوق کش و صاحب بیداد و ہماری جان کے جلاد اس گلشن بے خزان کو
سُتاتا ہے ذرا ہمسے آنکھ ملا سرکشی نہ دکھا ہم نمونہ ساحری و جمشید ہین ہماری رعنائی و زیبائی مین بڑے بھید ہین
اُن شعبدہ بازان طلسم عجائب نے خاص ہمکو تیرے واسطے پیدا کیا ہے تیرے جمال بے مثال پر شیدا کیا تم پر
مرتے ہین اپنے کو مطعون و بدنام کرتے ہین یہ کہکر مصنف کا ایک مطلع اور دو شعر بآواز بلند ایک نازنین
خود پسند نے پڑھے

نظم

وہ دل میں رہتے ہین پر دل سے کام نہین
مکین کو خاک یقین ہو جو اب مکان کی خبر

ہین پا نون سے سر پا کس طرح وہانکی خبر
یہ کیا غضب ہے مکین کو نہین مکان کی خبر

بھیجیں جو ہمکو وہ اے دل ملی جہان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا

وہی نازنین یہ ناز و ادا کہتی ہو او سفاک و بیباک مین جان دیتی ہون اس طرح کے
جوان شعبدہ بازون نے حسن و جمال اپنے اسد کو دکھاے اشعار بھی پڑھے کبھی ابرو ہلائی کبھی مسکرا دونو
ہاتھ اٹھائے یا تو لوح کو دیکھتے ہوے تا بہ در باغ آ ئے تھے یا لوح کا دیکھنا موقوف کیا سیر مین باغ کی مصروف
ہوگئے طائرون کے اشعار سننے لگے وہ نازنینان مہ جبین تن تن کے اپنا جمال بے مثال دکھاتی ہین اسد غازی کو
اشارون سے بلاتی ہین کوئی ہنسکر کہتی ہے ہماری شہزادی کے شوہر تشریف لائے ہین ایک نے پکار کر آواز
دی میان سسرال مین آئے ہو حجاب کرنا چاہیے یہ کیا خونخوار صورت بنائی ہے تلوار کھینچے ہوے ہاتھ مین
بدمزاجی بات بات مین یہان سالے سسرون سے لڑو گے کسیکی کیا مجال جو تمکو بہ نگاہ کج دیکھ سکے ہم بھی چاہتے ہین
اپنی بی بی کا حال دریافت کرین ہماری شاہزادیکا مزاج کیسا ہے میکے مین کب تشریف لائینگی اپنی لونڈیون کو نہ
یاد فرمائینگی بعض ظاہر خساران شوخ و شنگ صورت زیبا دکھا کر اشارے بازی کرتی ہین بعض کہتی ہین اے طلسم کشا
یہ سب نازنینان مہ جبین تجھپر مرتی ہین ایک نے کہا ارے دیوانی ہے ہمنے آجتک کسی مرنیوالے کو نہ دیکھا الٰہی
مین سے تو ہم بھاگتے ہین خود کیا جان دینگے جو جری بہادر ہین وہ نام پر مرینگے اس طرح ان نازنینان
مہ جبین نے عشوہ و ادا سے کلام کیے اسد غازی کو باتین کرنے کی رغبت ہوئی اُنکے نام پوچھے
ہین کوئی خاموش ہو رہتی ہے کوئی ہنسکر کہتی ہے میرا غنچہ دہن نام ہے دلبری میرا کام ہے اے نرالی
طور سے ان سب نے کلام کیے اسد کا اشتیاق بڑھتا جاتا ہے ایک ایک سے ہم کلام ہے صاحبو ہم بھی تمہارے
مشتاق ہوکر آئے ہین ایک نازنین اُن مین سے جھپٹ کر بڑھی صورت سے ملکہ مہ جبین کی بہت

مشاطہ تھی یہ کہتی ہوئی آتی ہے فرو بیا بیا کہ تیر انتنگ در کنار کشم + تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم + گر بر سر چشم من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی + اسد جواب دیتے ہیں اسی مضمون میں مجھکو مصنف صاحب کا شعر یاد آگیا شعر گر بر سر و چشم من بیائی + بر قلب نہم کہ کیمیائی + یہ جو باتیں اُس نازنین سے اسد غازی نے کیں اور گلعذاران سرو قد جو سامنے کھڑی ہیں وہ سب ہمنشین سب نے پکار کر آواز دی کہ طلسم کشا تیری محبت کا کیا اعتبار ایسا نہو کوئی کان میں پھونک دے ہمارے دشمن ہو جاؤ اگر ہم سے محبت دلی ہے یہ جو تختی تمہارے گلے میں پڑی ہے جی چاہے تو ہمیں دیدو بہت جلد واپس کر دینگے اسد غازی نے محو ہو کر بوئے گل بھی سونگھی ہے طائروں نے بھی زمزمہ سرائی کی باغ کی ہوا کھائی موسم بوے گل زنجیر شکر پالوں میں پڑی حلقہ در باغ گردن کے واسطے طوق گلوگیر ہے ہوا کے بھی جھونکوں سے صدا آتی ہے اس جوان شوقین کے گرفتار کر لینے کی خوب تدبیر ہے اسد نے لوح طلسمی پر ہاتھ ڈالا منظور یہ ہے کہ لوح اُتار کر اس ماہ جبین حور پیکر کو دیدوں معشوق خوش نخو طرحدار طرار فرار گلعذار ماہ رخسار ایسی معشوقہ دلفریب سے انکار کرنا سراسر تقاضائے بیمروتی ہے ادھر سے تو وہ نازنین آتی ہے ادھر سے اسد نامدار لوح دینے کو جاتے ہیں باغ سیب کی ہوا کھاتے ہیں رنگ و متغیر ہو گیا یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ کل لشکر پر پھول برس رہے ہیں ہزاروں بیہوش ہو کر گرے ہزاروں قطرات آب سے جلے باغبان و بہار وغیرہ گولے اُٹھا اُٹھا کر اس ابر تیرہ و تار پر مارتے ہیں کسیطرح ابر پر تاثیر نہیں ہوتی مار پھولوں کی بڑھتی جاتی ہے ایک جانب صاحبقران زبان آور پڑھ رہے ہیں سبب اسم اعظم کے اثر تاثیر ابر نہیں ہے اسد نے ہاتھ بڑھا کر قصد کیا کہ اُس نازنین ماہ رخسار کو لوح حوالے کر دوں اور یہ اشعار بھی اُس محویت میں پڑھنے لگے نظم

پاؤں میں اپنے پہن لیتا ہوں زنجیر فراق
رسم و راہ شہر فرقت کے ہیں سب سے الگ
ہو گیا ہے گیا لب معشوق پہ تیر فراق
ملک غم کی اُسنے سب تحصیل مجھکو بخشدی

دیکھا ناصح اسے کہتے ہیں تاثیر فراق
خضر کو رستہ بتا دیتے ہیں رہگیر فراق
شکل مجنوں ہو کے آوارہ پھرینگے دشت میں
اے قمر ملتی ہے کسکو ایسی جاگیر فراق

نقشہ وحشت دکھاتی ہے جو تصویر فراق
خواب وصلت میں جو دیکھوں پاؤں تعبیر فراق
تیر کش سینہ سے اے قاتل نکلتا ہی نہیں
اب کسی جنگل میں جا بیٹھینگے بگیر فراق

ان معشوقان طناز نے اسد نظیر دل کو مبہوت کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا یہی خیال ہے جو معشوق کہے وہی کرو یہ تختی بے بساط معشوق پریچہرہ کو حوالے کرو معشوق پر ناراض رہنا کا راضی رہنا سلطنت کونین ہے روح کو راحت دلکو چین ہے عاشق کو کج ادائی مناسب نہیں ایسی ایسی باتیں سوچکر یہ باعث محویت سحر لوح دینے چلے تھے کہ ایک ق چکی

آواز آئی ای طلسم کشا کیا غضب کرتے ہو ہوا سے باغ سیب نے قلب لٹ دیا ذرا ہوش مین آؤ لوح کو سینے سے
مس کرو اسد نے بتعجیل جیسے کسیکو ہوش آتا ہو فوراً لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا ای فتاح طلسم و ای سیاح این عجائبات
یہ مقام باغ سیب ہی گل افشان جادو سحر کر رہی ہی بموجب حکم لوح جاکر باغ سیب کو پامال کرو اگر لوح
کہین قبضے مین افراسیاب کے گئی ایک پہر بھر مین سبکو گھیر کر قتل کریگا اپنے کو بچاؤ ہوش مین آؤ اسد نے جیسے ہی
یہ احکام اسم حاشیہ لوح پر پڑھا تاثیر سحر قلب سے دفع ہوئی پیچھے سے جو نازنین لوح مانگتی ہوئی آتی تھی لوح اُسکو نہ
دی اُسنے چیخ ماری ہر سر مو سے شعلے نکلنے لگے اعضا اُسکے مثل ہیمہ خشک جلنے لگے زمین پر گری آواز دی اے
طلسم کشا بڑا دھوکا کیا تیری محبت کا کیا اعتبار ایک ہوائے گرم چلی وہ نازنین جلی آواز آئی گشتی مرا نام من غنچہ
جادو بود اسد نامدار نے پلٹ کر پھر لوح کو دیکھا اسم حاشیہ پڑھا آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر منقار رکھوئے
ہوئے سامنے اسد غازی کے آیا آواز دی ای طلسم کشا ہمنے تمہارے مددگار کو بھیجا نادیکھا اسکو بچانا یہ
کہکر طائر زمین پر آیا اسد بحکم لوح اُسکی پشت پر سوار ہوئے وہ مثل مرغ نظر اُڑتا ہوا چلا اسد نے دیکھا پہلو
مین باغ سیب کے ایک کوہ فلک شکوہ ہی اسپر ایک ساحرہ بصورت مہیب سیہ فام ملکہ عجائب جادو معشوقہ قباد کو
گرفتار کرکے لایا ہی زبان مین سوزن دے چکا ہی اب قتل کیا چاہتا ہے اسد نے یہین سے نعرہ کیا تلوار
کھینچکر جا پڑے اُسنے للکارا او طلسم کشا اس گیسو بریدہ نے تجکو مقامات رازونیاز تعلیم کیے صندل جادو کو
قتل کرایا دردسر مٹایا تا بہ دربند مہر و ماہ پہونچایا مرحلہ جات پر ید و کی زمہریر قتل ہوا ورنہ این مقامات پر
رسائی دشوار تھی ہمیشہ ہم رازداران طلسم حیران و سرگردان تھے آپس مین یہی چرچے رہے کہ کیونکر
طلسم کشا مقامات مخفی پر پہونچا صندل کیونکر قتل ہوئی مرحلہ جات مقامات زمہریر بھی باآسانی فتح
ہوگئے اسوقت اس مکارہ نے لوح طلسمی کو بچایا ورنہ تجکو مبہوت کر چکے تھے بعد حصول لوح طلسمی یون
قتل کرتے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال زار پر روتے جلادان طلسم تجھے قتل کرکے مشغول ہوتے اس
ظالم نے ایسے وقت مین بھی خیرخواہی کی تجکو ہوشیار کر دیا ہماری شفقت کو خاک مین ملا دیا یہ گوشہ باغ سیب
ہی باغی کو پناہ نہ ملیگی اپنے حال زار پر روتی ہی زمین ہوشربا مین تخم بدعت بوتی ہی اسکو قتل کرین ہمارا
مالک افراسیاب جادو خوش ہو آج روح سامری پر صدمے گذر رہے ہین لاکھون بندگا نجمری
مر رہے ہین اسکو قتل کرلین تیری بھی تدبیر کرلینگے یہانسے زندہ بچ کے جانا دشوار گلدو کا دشمن بکار م
یہ حال مصیبت مآل جو اسد نامدار نے دیکھا بیتاب ہوگیا اُسی جانب نعرہ کرکے بڑھا وہ ساحرہ سیہ رو

تیرہ و درون سحر کرنے لگا اسد غازی نے لوح کو سامنے کیا سحر باطل ہوا سحر دفع کرتے ہوئے پہاڑ پر پہونچے جبکہ
سحر نے تاثیر نہ کی تیغہ سحر کھینچکر قریب طلسم کشا آیا ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے لوح کو سامنے کردیا صنوبر جادو دنبا بنیا ہوگیا
اسد نے اوپر سے ہاتھ مارا صنوبر کے دو ٹکڑے ہوئے سارا اکڑنا بھولا آواز آئی کشتی مرا نامم من صنوبر
جادو بودم مرتے ہی صنوبر جادو کے اسد نے زبان سے ملکہ عجائب جادو کی سوزن لیا ممانی امان کہکر
گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا میں امیدوار ہوں سو مجرائی ہیں لشکر کی سلطنت قبول کریں آپکو منتظم کریں شہریار
سے عرض کرنا کہ نانا جان بھی لڑتے بھڑتے بافوج قاہرہ آ گئے انشاء اللہ تعالی ہوشربا میں سریر جہانبانی پر
شہریار کے فرزند دلبند سعد بن قباد جلوہ فرما ہونگے اگر حضور قبول کریں تو سعادت دارین حصول ہو
ملکہ عجائب نے کہا اے فرزند میں عرض کرونگی منظور دعا کا انکو اختیار ہے اے فرزند اب ہوشیار ہو گل افشان جادو
داروغہ باغ سیب نے قیامتیں برپا کی ہیں اسکی جلد فکر کرو اسکے سحر کی کوئی برداشت نہ کر سکیگا ایسا ہو لاچین
و بلقیس پر زوال آئے مہرخ و بہار کی کیا حقیقت ہے جو اس سے مقابلہ کر سکیں بموجب احکام لوح جلد
اپنے کو بچاؤ اے نور نظر اے افسر لشکر یہ وہ مقام ہے جہاں افراسیاب بھی مودب ہو کر آتا تھا سامری و
جمشید نے اس باغ کو سیرگاہ اپنا قرار دیا ہے ہمیشہ اسمیں خبثیات کا مجمع رہا قدرت پروردگار کہ اس باغ پر یہاں
یزدان پرستوں کا گذر ہوا اگر مرحلہ جات فتح نہوئے ہوتے میری کیا مجال تھی کہ میں تمکو کمر بھاتی پھولوں نے ہنس
ہنسکر تم ایسے شیر دل صاحب لوح کو دام رگ گل میں پھنسایا نرگس شہلا نے دیدہ بازی کا رنگ جمایا اگر میں نہ پہونچتی وہ
نازنین ظاہر میں بزبان سمن اندام غنچہ جادو نام کیسے فقرے بناتی ہوئی آئی تھی تم اپنے ہوش میں نہ تھے
پلک جھپکنے کی دیر تھی جب یہ حال مصیبت مآل دیکھا میرے دلکو کیونکر آرام آتا شہریار ہمیشہ فرمایا کرتے ہیں
خدا فرزند کرب کو مظفر و منصور کرے برق بن بنکر جنگی لشکر ہے کہ وقت پر پہونچی لوح طلسمی بچی لیکن اس صنوبر
نے فوراً مجکو گرفتار کر لیا قتل پر آمادہ تھا خوب وقت پر پہونچے خبردار خبردار بہت ہوشیار رہنا لوح کو
دم بدم سینے سے بھی مس کرو ملاحظہ میں بھی مصروف رہو ذرا بھی غفلت کروگے بلائے ناگہانی
میں پھنس گئے یہ کہکر ملکہ عجائب جادو چرخ مار کر نکل گئیں اسد نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا سر کوہ
پر ایک چشمہ ہے اپنے کو اسمیں گرادو مقام باغ سیب میں پہونچوگے اسد نے اپنے کو چشمے میں گرا دیا
یہاں لشکر میں تلاطم ہے ہر ایک کا ہوش گم ہے آسمان سے جو پھول برس رہے ہیں سب ساحر دن نے
ملکہ سحر کیے پھول برسنا موقوف نہوئے لشکر میں صدائے فریاد بلند ہے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ رہے ہیں

ایک جانب افراسیاب مصروف جنگ ہوا اسد غازی کی جو آنکھ کھلی اپنے کو چمنستان باغ سیب مین
پایا دیکھا ایک قصر عالی کھلا ہوا ہی صدہا تیلیان سنہری کتابین چھوٹی چھوٹی ہاتھ مین لیے پڑھ رہی ہین جیسے ہی
اُن تیلیون نے طلسم کشا کو دیکھا ایک نے کہا بوا وہ آ گئے ایک نے کہا پھر کیا کرین ایک نے کہا جان بچاؤ ایک نے
کہا خدمت سامری مین جلینگے ایک نے کہا آتش رشک و حسد مین جلینگے ایک نے کہا اپنی افسرہ کو بلاؤ ملکہ
گل افشان سے مدد طلب کرو شاید وہ اگر کوئی تدبیر کرین طلسم کشا کے خون سے ہاتھ بھرین ایک نے کہا بوا
گھیر لو یہ کہکر دو سو تیلیان دو دو تین ترسول چھوٹے چھوٹے ہاتھ مین تھے چہار جانب سے اسد غازی پر حملے
ہونے لگے اسد نے لوح جو چمکائی کوئی نابینا ہو کر گری کسیکا سر پھٹ گیا کسیکا ہاتھ ٹوٹا کوئی چیخین مارنے
لگی کسیکے منہ سے دھوان نکلا عکس لوح سے چارسو تیلیان جلکر خاک ہوئین یہان شہنشاہ لاچین نے
کوکب روشن ضمیر وغیرہ نے دیکھا کہ یا تو آسمان سے پھول برس رہے تھے جسپر پھول گرا وہ جلگیا ابر مین بجلی
رہی تھین رعد کی بھی گرج تھی برق بھی چمکتی تھی تیلیان جو یہان جلین آگ برسنا موقوف ہوا اب جملا تیمن
نے گولا مارا ابر پھٹا دیکھا ایک جادوگرنی بھاری لباس پہنے ہوے طاؤس زرین بال پر سوار سحر کر رہی ہے
ملکہ بلقیس وغیرہ نے للکارا بہار چرخ مار کر بلند ہوئی برق ملک مع کڑک کر چلی رعد و برق نے بھی قصد کیا
گل افشان نے پھول اُٹھا کر پھینکے جسپر پھول گرا برق چمکی سر اُسکا زخمی ہوا سب سردار نہ زخمی ہو کر کنارے
ہوے کوئی جادوگر گل افشان تک نہ جا سکا یہان جب طلسم کشا نے تیلیون کو جلایا ایک طاؤس
ٹہلتا ہوا سامنے آیا مثل انسان کے گویا ہوا اے طلسم کشا آپ میری پشت پر سوار ہو جیے مین آپکو
سامنے گل افشان جادو کے لیچلون اسد نے لوح کو دیکھا جو کچھ طاؤس کہتا تھا وہی لوح مین بھی درج
تھا گویا احوال راز طاؤس کو معلوم تھا اسد غازی پشت طاؤس پہ سوار ہوے لوح زیب گلو مہر زیب
کمر بصد کر و فر طاؤس اُڑاتے ہوے چلے یہان گل افشان جادو نے آسمان سے سحر کر کے شہر اُڈ
کر دیا جو ساحر کڑک کر اسکے سامنے آیا اسنے سحر کیا کوئی زخمی ہوا کسیکا سر پھٹا کوئی پھولونکی بو سونگھ
کر مست ہو کے سر پٹکنے لگا عجب قیامت برپا ہے لاچین وغیرہ گل افشان کے سامنے
نہین پہونچ سکے جب سحر کر کے بلند ہوتے ہین گل افشان سحر کرتی ہے جھونکے ہوا کے گرم سے
جل رہے ہین اسکے قریب کوئی نہین پہونچتا فخر دنانہ کر رہی ہے افراسیاب سے کہتی ہے اے شہنشاہ آپنے مجکو
پہلے کیون نہ بلایا ان کی کیا حقیقت تھی دم بھر مین سب کو پامال کرتی انکا برا حال کرتی آپنے

لونڈی غلامون کے حوصلے بڑھاے افراسیاب کہتا ہی کیا مین اب کسی سے کم ہون خالی طلسم کشا عملداری
کرنیگا رفقا اُسکے زندہ نہ بچینگے کہ گل افشان نے دیکھا آسمان پر فراٹا ہوا دیکھا طلسم کشا ایک طاؤس پر
سوار لوح طلسمی گلے مین ابر بر عکس لوح کا پڑا ابر تختہ تختہ ہوگیا طائر جو زمزمہ سرائی کرتے تھے ضو سے لوح کی
وہ بھی جلنے لگے گل افشان گھبرا گئی حیرت یہ تھی کہ طلسم کشا طاؤس پر کیونکر سوار ہوکر آیا یہ لوگ سحر و ساحری
سے ناواقف ہین گل افشان آگ برسانے لگی اسد غازی نے لوح کو دکھایا آگ بیکار ہوئی بلکہ وہی شعلہ
آتش پلٹ کر اُسی کے طاؤس پر گرے طاؤس آتشبازی بنگیا گل افشان کود کر الگ ہوئی اسد نامدار نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا جب گل افشان جادو کا طاؤس جلے پھر اُسکو مہلت نہ دے خیال
کرکے دیکھو پیشانی پر اُسکی ایک خال سفید ہی اسپر تیر مارو تل بھر کا فرق نہو ورنہ یہ تیر تمھارے کلیجے پر پڑیگا پشت
کو توڑ کر پار نکل جائیگا گل افشان جادو نگہبان باغ سیب ہی اگر یہ بچکر نکل گئی بڑا فساد برپا کریگی اسد نے فوراً
کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا قتل گل افشان کا بند و بست کیا سیہر کمان
کا کرگس کا طائر تیر پر کھولکر چلا وا اپنے با مین جاتا تھا قضا و قدر نے خاص پیشانی پر پہونچایا گدی کو توڑ کر پار گذرا
بجاے خون شعلہ ہاے آتش جسم سے اُس ناریہ کے نکلے لاشہ جلکر گل افشان کا زمین پر گرا آواز آئی کشتی
مرا نام ہین گل افشان جادو داروغہ باغ سیب بود مرنے سے اسکے لشکر مین حیرت کے تلاطم ہوا باغ سیب
مین آگ لگ گئی دیوارین گرین قصر جلنے لگے جلکر گرنے سے باغ سیب کے لاکھون جادوگر پامال
ہوے ملازمان مہرخ بھی جو لڑتے ہوے قریب دیوار پہونچ گئے تھے وہ بھی وہان سے نکل نسکے اندھیرا
دشت ہولناک مین چھایا پہاڑ ٹکراتے تھے غبار رزر و زمین سے بلند ہوا ایک پہلو سے گرد عظیم بلند ہوئی
جدھر علم انجم تشبار لہرا رہا تھا سب دیکھنے لگے دیکھا سبز بارہ سو علم نشان بارہ لاکھ فوج کا علمہاے زنگاری
کے پھریرے کھلے ہوے چارسو نقارہ نقرئی و طلائی بجتا ہوا شہزادہ صیقل آئینہ دار ایک جانب
ملکہ ماہ عالم افروز و ملکہ انجم ماہرخسار تخت پر ملکہ شیشہ مینوش ایک جانب نیلم زنگی و فیلم زنگی و عنطر
صبا دعوجان دریا باری و سام بن عوجان دریا باری و میعاد عادر شاب دراز گردن
وغیرہ پرے جمے ہوے قلب سپاہ مین نقد روح سوان قاسم عالیشان شہزادہ ایرج نوجوان
بصد عظم و شان نمایان ہوا پشت کرہ بن اشقر پر سوار شیرانہ نعرہ کیا نعرہ شہزادہ ایرج نامدار

منم صاحب شوکت و عز و جاہ	کہ صاحبقرانم و آفاق گیر	منم ایرج آن آفتاب منیر

منم آفتاب سپہر کمال	منم گوہر بحر جاہ و جلال	دلیر و قوی پنجہ انجم سیاہ

انجم آتشبار کو جو ایرج تو جوان نے لڑتے ہوئے دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا یہ بیچارہ بھاگ کر
یہاں پہونچا اسد نامدار کے جو نعرے کی صدا سنی نور الدہر کو لڑتے ہوئے دیکھا ایرج عالیجناب باغ باغ ہوا
دلکو غم سے فراغ ایک جانب دیکھا آفتاب حسن جمال نیر درخشان برج آسمان کمال گوہر بے بہائے دریائے
لیاقت در صدف بحر ذخار سخاوت و ہمت صفدر و صف شکن ملکہ بران شمشیرزن مجمع فوج افراسیاب
میں کس زور و شور سے لڑ رہی ہے گرد کنیزان سمن رو مصاحبان دمساز ایرج نے جو دور سے آفتاب
جمال معشوق خوشخصال کو دیکھا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ عشق
سے ٹوٹا یہ اشعار عاشقانہ بے اختیار پڑھنے لگا اشعار

ہر کجا غوغای عشقت بلبل پروانہ ایم	نیست جز محراب ابروی تو دل را قبلۂ	ما اگر مستیم و گر ہشیار و گر دیوانہ ایم
ہمو و ہمدم غمت بودہ بباطن ما دم	از دل با این رفیق مہربان ہم خانہ ایم	گر امام کعبہ و گر راہب بتخانہ ایم
تاکہ در بزم طرب روی کشی پیمانہ ایم	نیست گر ہمسوی این براہ بالکت مباش	این خمار آلودگی تا کی بر آن آید ز سر
		مخفیا چون گنج پنہان در بن ویرانہ ایم

ملکہ انجم ماہر خسار و ملکہ شیشہ مینوش نے بھی جو جمال بے مثال ملکہ بران شمشیرزن کو دیکھا تھر
شہزادیوں کی یاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا آپس میں اشارے ہیں کہ سبحان اللہ حقیقت میں نظر شہزادہ والا قدر میں کیسے
حسن کی عزت ہو جبکا ایسا معشوق باشوکت ہو یہ شہزادیاں شرمگئیں حجاب سے پسینے آگئے ایرج نامدار نے لشکر کو بڑھایا
صیقل آئینہ وار کہ پروانہ شمع جمال شاہزادہ والا قدر ہے بڑھ کر لڑنے لگا انجم آتشبار کو ٹوکا کہ او نامرد کہان بھاگا
یہاں تک پہونچا ہم قبر تک تیرا ساتھ نہ چھوڑینگے وہ بیچارہ پلٹ کر سحر کرنے لگا لڑتا بھڑتا صیقل قریب اسکے
پہونچا انجم آتشبار نے بڑے بڑے سحر کیے ستارہ انجم کا گردش میں آچکا تھا پلٹ کر اپنے فوج والوں کو اشارہ
کیا ارے انکو مار لو یہ جانے نہ پائیں دونوں فوجیں مل گئیں صیقل نے مار کولوں ستھراؤ کر دیا ایرج نے
پہلوان ٹوک ٹوک کر مارے دلکو جوش ہے کہ لڑائی سے مہلت پاؤں معشوق کے قریب پہونچوں ملکہ بران سے
تو تکلم کلام کردن برسوں کا ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہوں کبھی نعرۂ اسد کی صدا سنکر دل بیتاب ہوتا ہے کہ جا کر
اپنے دیوانے سے ملاقات کردن کبھی قصد ہوتا ہے کہ بڑے قبلۂ و کعبہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے
قدمبوسی حاصل کردن بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے کئی پہلوانوں کو چیر چیر کر پھینکدیا تیرانہ نہنگانہ
بصد جوش و خروش شیر بیشۂ غادر سپاہ بصد عز و جاہ لڑتا ہوا چلا آتا ہے ہر چند کہ انتہا کا ضبط کیا ہے

ولولۂ جنون دلبر جوش وخروش بے اختیار زبان سے نکل گیا نظم

مگر ملتا ہے اس بت کی جو مٹنے پر کمر باندھے
پھڑک کر پر مرے صیاد کو کیا خوب رحم آیا
نظر آتے نہیں ہم کیا تصور چشم تر باندھے
شگفتہ ہوتے رہتے غنچہ گلستاں میں
قیامت ہے گرہ میں بات کو وہ زلف اگر باندھے
بہت چھپ چھپ کے راتوں کو دل خودکام آتا ہے
اسی گوشے میں بنا آشیاں مرغ نظر باندھے
مرے خط کو دل بیتاب ہے میرے نہ کم سمجھے
مسافر کوچ کا سامان کرے رخت سفر باندھے

تمنا تا بیقراری نے کہ خط جاتا جواب آتا
قفس کی کھولدی کھڑکی مگر کس کس کے پر باندھے
تڑپنے دو نگاڑو دلکو کوے دلبر میں تجاونگا
قبا کے بند کس گل پیرہن نے کھولکر باندھے
نگاہ مست کے خنجر نے ساقی گھاؤ ڈالا ہے
سمجھکر زرد واسے مشکیں بند زلف خیرہ سر باندھے
ابھی تو بیم میں رکھا ہی صیاد ستمگر نے
نکلجائیگا مٹھی سے کمر میں نامہ بر باندھے

عدم کچھ دور عاشق سی نہیں ہمت اگر باندھے
روانہ ہو گیا دل نامہ بر جبتک کمر باندھے
کسے دیکھے کوئی اک طوفان خیز جانکی ہے
غضب میں جان پر آجا جو یہ سخت کر باندھے
نہ جانا بل پڑے جیسی طرح سے اسکی ابرو میں
ٹپک نکلے شراب انگور اگر زخم جگر باندھے
جگہ بہتر نہیں ہی روزن دیوار جاناں سے
ادھر کھولے پر پرواز بلبل کر ادھر باندھے
جگا کر صبح پیری اے جلال آواز دیتی ہے

اس جوش وخروش میں یہ اشعار حیرت خیز محبت آثار بیقرار ہو کر پڑھے ملکہ بران کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں اشارے سے منع کیا اے شہریار وقت یہ ربط وضبط ہے جلا کر اشعار نہ پڑھیے قبلۂ وکعبہ جنگ میں مصروف ہیں ایسا نہو سن لیں میں تو سر ہتھیلی پر رکھے ہوے کھڑی ہوں آپ کے دشمنوں کے ساتھ نہیں معلوم کیا قیامت برپا کریگا زبان سے تو ایرج کو یہ سمجھایا لیکن دل بیتاب نے شور مچایا ضبط نہو سکا بہ آواز بلند یہ اشعار پڑھکر شہزادۂ ایرج کو سنائے اشعار

ابتدا ہی سے محبت کے تری جوش رہے
حال کھل جائے اگر یار نہ روپوش رہے
بار احباب پہ لاشہ نہوا شکر خدا
در جنت یونہیں کھولے ہوے آغوش رہے
اتنے گم ہو گئے ہم تیری نظر میں ساقی
میں بھی بیہوش رہا آپ بھی مدہوش رہے
ایسا دیوانہ ہوا میں کہ ہوے وہ مضطر
ایک مدت تری محفل میں جو خاموش رہے
زور وحشت نے جنوں کی بھی نہ کم ہونگے جلال

ہوش جس روز سے آیا ہمیں بیہوش رہے
فاتحہ پڑھنے کبھی قبر پہ ہی پر آجانا
ہم بھی غفلت سے نکے وہ بھی سبکدوش رہے
مدد اے ولولۂ گریہ رلاتا ہے وہ شوخ
ایک پیالے کے بھی قابل نہ قدح نوش رہے
حشر میں یاد کیے جائینگے سب سے پہلے
ہوش یوں کھوئے کہ انکے نہ بجا ہوش رہے
تم نے صورت ہی دکھائی نہ سنائی آواز
باغ میں لالہ و گل کے جو یہی جوش رہے

ایک عالم کو نہ موسی کی طرح ہوش رہے
یاد تجھکو اگر اے وعدہ فراموش رہے
میں جو محشر سے پھرا کوچۂ جاناں کو چلا
اشک بھی امڈے رہیں خون کا بھی جوش رہے
دل وارفتہ کی کچھ سدھ نہ رہی وصل کی شب
غم نہیں ہی جو یہاں تجھکو فراموش رہے
بات کرنے ہی کا انداز ہمیں بھول گیا
ہمہ تن چشم رہے ہم ہمہ تن گوش رہے
ملکہ بران نے جو یہ اشعار پڑھے

اشک حسرت آنکھوں سے جاری ہے جو ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی ہمیشہ کی رازدار پہلو مین حاضر ہی اُسنے ہاتھ باندھکر
عرض کی واری حضور نے اُنکو منع کیا کہ شعر جلا کر نہ پڑھو آپ پناہ دو دل یون ظاہر کرتی ہین ذرا ضبط فرمائیے ایسا نہو
مقدمہ طشت ازبام افتادہ ہو آپ مزاج سے اپنے قبلہ و کعبہ کے بخوبی ماہر ہین ابھی لڑائی بگڑ جائیگی کوکب
افراسیاب کے شریک ہو جائیگا اول تو دیکھیے کوکب نے زمین و آسمان ہلا دیا ہر مقام پر اسد کے ساتھ خیر خواہی
کر رہے ہین تعلیم کرتے جاتے ہین اور کچھ نکرین صرف خاموش ہو رہین تو افراسیاب غالب آجائے جیسے کیسے
سحر کر رہا ہی باغ سیب فتح ہونیکا مقام تھا حوالی باغ سیب سے ابتک اشیائے سحر پیدا ہو رہی ہین صدہا
درختون سے پتے شعلے بنکر گرے اکثر ساحر و غیر ساحر جلے یہان تو یہ باتین ہین ادہر ایرج و ملکہ براں سے آنکھین مل رہی
ہین نہ انھین یہ بطرہ انھین ضبط ادہر جوش و خروش وہ طالب پیکار اسکو بھی انتشار صیقل
وغیرہ لڑ رہے ہین انجم آتشبار نے لشکر ایرج پر خوب خوب دباؤ ڈالے صیقل نے دفع کیے آگ برس رہی
ہے انجم آتشبار لڑتا ہوا چلا جب سحر کرتا ہی سرداران ایرج کے پاؤن زمین تھام لیتی ہی شہزادہ صیقل
آئینہ دار سحر کرکے بچاتا ہی سحر اُتارتا ہی کبھی ماہرخسار سحر اُتارتی ہین ملکہ ماہ عالم افروز عاشق
جمال صیقل بڑے لطف سے لڑ رہی ہی صیقل پر کسی نے سحر کیا ماہ عالم افروز نے بڑھکر وہ سحر اُتارا
انجم آتشبار لڑتا ہوا قریب آگیا ماہ عالم افروز نے گولا مارا انجم آتشبار نے خالی دیکر برق چمکائی کارد سحر
کھینچ ماری سینہ بے کینہ ملکہ ماہ عالم افروز پر کارد پڑی پشت کو توڑ کر پار گذری صیقل نے جو لاشہ معشوقہ کا دیکھا
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا تیغہ کھینچکر لڑتا بھڑتا قریب انجم آتشبار پہونچا صیقل پر بھی اُسنے ہاتھ مارا صیقل
آئینہ دار پر حال سحر آئینہ ہو چکا تھا ہنسکر سحر کو دفع کیا فرمایا او نامرد کیا تو نے عورت پر ہاتھ اُٹھایا کچھ تجھے رحم
نہ آیا اب کچھ جرأت دکھا اُسنے تیغہ مارا صیقل آئینہ دار نے سپر سحر پر کاٹا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر غصہ
تو انتہا کا تھا ایسی معشوقہ کا لاشہ سامنے پھڑک رہا ہی سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا اُس نامرد کے مثل خیار تر دو ٹکڑے
ہوئے فوج تو اُسکی پراگندہ ہو رہی تھی مرنے سے اُسکے ساتھ والون نے فرار پر قرار کیا
آواز آئی کشتی مرا نام من انجم آتشبار بود افراسیاب نے دیکھا اتنا بڑا ساحر صیقل کے ہاتھ سے
مارا گیا دل سے کہتا ہی اے افراسیاب ان سب سرداروں نے آسمین وعدے کر لیے تھے دریائے
نیل پر اگر بہو نچے آج کی لڑائی مین تو جملہ سردار جمع ہو گئے آمد ایرج کی مجکو خبر نہوئی ورنہ یہانتک آنے
بھی نہ دیتا فوج بھیجکر راہ مین روکتا خراج گزاران شہنشاہی نے کمی کی دیر پر یزدان اس جوان کے

ہاتھوں سے فتح ہوا اور ہمکو خبر نہ ملی اُسی مقام پر فوجین روانہ کرتا ایرج کو وہانسے بڑھنے ندیتے یہ کہتا ہوا سحر کرتا ہوا جاتا ہی آفتاب فلک سیر اپنی معشوقہ کے لیے انتہا کا بیتاب ہی آگ برسا رہا ہی بڑھکر کہا اے شہنشاہ جان دینگے مگر میدان کارزار سے یون نہ پلٹینگے مین لٹ گیا حضور کو احوال معلوم ہوا نہین معلوم کسطرح ساربان زادہ باغ گلزار مین پہونچا نہین معلوم اُسکو بیہوش کر کے کہان ڈالدیا یا قتل کیا مجکو دھوکا دیکر آئینہ بدل لیا تحفہ جات سبھے مین نے لشکر حمزہ کو رد کا ہی دیکھیے آگ برسا دی حمزہ کی بھی تدبیر کرونگا آپ جلکر سحر کرین مجکو مہلت ملے دم لینے پاؤن اسم اعظم حمزہ کا بند کرون ایک طرف افراسیاب جادو لڑتا بھڑتا چلا آفتاب فلک سیر اپنا جلال دکھاتا تھا اب قریب باغ سیب خون کے دریابہ گئے قصر جلے نخل جھنکے نگہبان و محافظ مارے گئے اب بھی جابجا سے ساحر نکل آتے ہین گلہائے عجائب و غرائب سے باغ سیب معمور تھا ہزار ہا بلائین اب بھی نازل ہو رہی ہین صاحبقران بھی اپنے مقام پر فرماتے ہین کہ اسد غازی صاحب لوح ہی مین اسم اعظم پڑھ رہا ہون اُسپر یہ کیفیت ہی کہ ساحر نکاڑو نہین گھٹتا چار جانب سے چلے آتے ہین صدہا جادوگر اس جنگ مین آئے ابتک سب کو یہی گمان ہی کہ سلطنت افراسیاب کو بچالیں افراسیاب بھی کارہائے نمایان کر رہا ہے لشکرون کے سنتھراؤ کر دیئے قلعہ توسن حصار سے تا بہ باغ سیب خون دریابہ گئے آفتاب فلک سیر سے صلاح کر کے افراسیاب جادو سحر کرتا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر اُسنے دیکھا باغ بحران گلہائے رنگا رنگ معشوقان سرو قد جوانان خورشید خد مصروف جنگ ہین آگے کوکب روشنضمیر ایک جانب جمشید بن کوکب ایک جانب ملکہ شمشیر زن ایک سمت خورشید روشن رائے وزیر اعظم ایک جانب ملکہ اختر ایک جانب مروارید گلنار پوش پہلو بہ پہلو سحر کرتے ہین سحر العجائب و مصر الغرائب ایک غل برپا کر رہے ہین جوانان طلسم نور افشان نے جھنڈے گاڑ دیئے رنگ لڑائی کے بگاڑ دیئے افراسیاب نے جوان سبکی رعنائی و زیبائی دیکھی پکار کر آواز دی او کوکب بہت پچھتائیگا طلسم ہوشربا کے برباد ہونے سے کیا ہاتھ آئیگا اہل اسلام تمھاری بھی فکر کرینگے کان پکڑ کے نکالدینگے کوکب ہنس پڑا کہا آپکی مہربانی افراسیاب کوکب سے سحر ہونے لگا ایک مقام پر دو تین لاکھ جادوگر ہمراہیان آفتاب فلک سیر مصروف جنگ تھے مہران جادو آفتاب کا بھائی تین لاکھ کا افسر تھا اُسنے آکر سحر العجائب و مصر الغرائب کو بھی گھیر لیا ہی یہ دونون شاہزادے شیر صولت رستم ہیبت مہران جادو کے لشکر سے مصروف جنگ ہین

ان شیران دشت نبرد کی جرأت سے کفاران بیحیا تنگ ہین کیا سرفروش ہین نشۂ بادۂ جرأت کے جوش مین شہزادۂ
سحرالعجائب و مصرالغرائب نے کبھی کسی معرکے سے قدم نہین ہٹایا آج بھی وہی جرأت و لیاقت ہے
پرسے کے پرسے درہم و برہم کردیے افراسیاب نے جو مہران جادو پر نعرہ کیا مراد یہ تھی کہ شاہزادۂ
سحرالعجائب و مصرالغرائب کو گرفتار کرکے کشان کشان میرے پاس لاؤ ان دونون نے مجھکو بڑے
صدمے دیے مہران جادو نے فوج کو ترغیب دی کئی ہزار آدمی ہمراہیان سحرالعجائب کے سردار
سب کے مارے گئے کوکب روشنضمیر نے جو دور سے دیکھا کہ دونون عنودار میرے زخمی ہین ایسا نہو بلوہ
کرکے ساحر انکو گرفتار کرلین کوکب اُس عمل پر جا پڑا کئی گولے فولادی جیب سے نکالے فوج مہران پر
مارے ناظرین پر ظاہر ہے کہ سحر شہنشاہ کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم نورافشان ہم پلۂ افراسیاب
چہرے پر قہر و عتاب اِس زناٹے سے گولے چلے کہ زمین کے طبقے ہل گئے کوئی آتش سحر سے جلا کوئی آب
سحر سے ٹھٹھرا ہوا کسی پر بجلی گری کوئی دیوانہ وار دشتی مثال سر ٹکرانے لگا کوئی بدحواس ہوکر چلانے لگا
لڑ بھڑکر فوج مہران کو شکست دی مہران نے چاہا فوج کو لیکر ہٹون اُسوقت افراسیاب سحر کرتا ہوا
آیا کوکب کو دیکھکر چلایا او کوکب کیون شامت آئی ہی آج میرے سامنے سے ہٹ جا یہ روز اختتام
طلسم ہوشربا ہی آج اظہار کمالات کا مزا ہی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچوگے آج مین نے عجائب و غرائب
سحر ختم کیے ابھی بڑے بڑے کمال باقی ہین کیا اسد غازی عملداری کریگا تم مین سے کوئی زندہ نہ بچیگا ایسے ایسے
کلمات مہملات کہکر کوکب پر سحر کیا آگ برسنے لگی کوکب نے باران سحر برسایا اپنے کو آتش سحر سے
بچایا ساحرون سے ساحر لڑ رہے ہین ملکہ بران شمشیرزن علیحدہ جنگ مین مصروف ہین شگوفہ
سحرساز وزیرزادی خبر لشکر ایرج ہو تجار ہی ہے کہ دیکھیے حضور شہزادے کے فرق مین جہالت سے
ماہ عالم افروز معشوقہ صیقل آئینہ دار کی قتل ہوئی صیقل نے اُس بیحیا کو بڑے زور و شور سے قتل کیا ہر مرتبہ
ملکہ بران گھبراتی ہین دل دھڑک رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے اپنی حسرت پر افسوس ہی کہ بعد مدت
مدید و عہد بعید معشوق کا اس طلسم مین داخلہ ہوا استقبال کرنا کیسا کلام نہین کرسکتے کوکب نے جس
مقام پر دیکھا کہ ایرج کی فوج پر بلوہ زیادہ ہی کوکب نے جاکر سحر کرکے ملازمان شہزادۂ ایرج کو بچایا
ایرج نے کوکب کو سلام بھی کیا کوکب نے دعا دی سرداروں سے تعریف جرأت ایرج کرتا ہی
کبھی بلور کو حکم دیا نبیرۂ صاحبقران کا خیال رکھنا ایسا نہو انپر کوئی سانحہ گذر جائے

مین صاحبقران زمان کو کیا منھ دکھاؤنگا یہ وہی شیر دلیر ہین کہ کس زور و شور سے آکر جہانگیر والا تدبیر سے
لڑے کہین کمی نہین کی اے بلور تجکو یاد ہو گا کہ ایک دیوانہ آگیا تھا اُسکو افراسیاب نے اشارہ کر دیا تھا اُس
بیحیا نے غفلت مین ہاتھ چوبدست کا مار دیا تھا اس شیر دلیر کا شانہ شکست ہوا تھا مگر اے بلور جوش خون اسی کو کہتے ہین
کہ جہانگیر کو یہ فعل ایسا شاق ہوا کہ دیوانے مجہول کو چیر کر پھینک دیا افراسیاب کے بھی مارنے کو وہ چلا تھا
رفقا نے روک لیا افراسیاب نے قسمین کھائین کہ مین نے دیوانے کو نہین بلایا آپ ہی سے آیا اشارا بھی
نہین کیا ایسی نامردی مجھسے ہوتی؟ اے بلور یہ وہی شیر بیشہ صاحبقرانی ہے ہزارون مجھے فکرین ہین ہر مرتبہ
اسی جانب خیال رہے اس کیفیت مین افراسیاب جادو سے مقابلہ پڑا افراسیاب نے دو چار گولے مارے
لشکر کوکب مین تہلکہ پڑ گیا آگ برسی دو چار برقین کوکب پر گرین زخم بھی کھائے مگر اس بہادر کو کچھ
خیال نہین زخم کھائے ہین مگر لڑائی مین مصروف ہے کہ افراسیاب نے آکر للکارا اے کوکب غضب کیا اب
بھی محبت اہل اسلام سے ہاتھ نہین اُٹھاتا تحفہ جات ہمارے شاہ ہا ہے کبھی کہتا ہے یار و بلوہ کر کے
کوکب کو گھیر و کوکب نے لاکھون کو قتل کیا سب کا خون اس نامرد کے سر ہے حقیقت مین افراسیاب
آج کسیکو نہین مانتا جس غول پر جا پڑا استھرا ؤ کر کے ہٹا کوکب و افراسیاب سر سحر ہو رہی ہین کہ پہلو
سے شیر کے نعرے کی آواز آئی شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی تیغہ نور افشانی کے قبضے
پر ہاتھ لڑتا بھڑتا چلا آتا ہے افراسیاب نے قصد کیا کہ پھر کر سامنے سے اسد کے نکل جاؤن اسد
غازی لڑتا ہوا سامنے افراسیاب کے پہونچا کوکب نے پلٹ کر شہزادان سے کہا اے فرزند یہ وقت جانبازی کا
ہے اسد غازی کے پیچھے سے افراسیاب کو نکلنے نہ دو گھیر کر سامنے کر دو سب سردارون کو یہ ترغیب دیکر
کوکب سحر پر پرداز پیدا کیے ایک پہلو پر ملکہ بران آئین ایک طرف بلور پہونچا افراسیاب اُنکے سحر دفع
کرنے مین مصروف ہے کل جس سردارون نے اسی مقام پر آکر بلوہ کیا ملکہ مہرخ و بہار نے بھی اپنے
سردار ونکو اشارہ کیا کہ افراسیاب کو گھیر لو رعد و برق و برق لامع و عمار و باغبان سحر کرتے
ہوے آئے افراسیاب جب چاہتا ہے بلند ہو کر آسمان پر جاؤن کبھی کوکب نے ستارہ چمکایا کبھی
ملکہ اختر نے مروارید پھینکا افراسیاب جب چاہتا ہے منھ سے شعلۂ آتش چھوڑتا ہے سحر اختر و مروارید سے دیوان
بجتا ہے ایک بار آگ برسا کے کوکب پر جا پڑا بڑے بڑے سرداران کوکب کو زخمی کیا وزیر کو چاہا کہ
گرفتار کر لون خورشید روشن رائے لڑتا ہوا سامنے کوکب کے آیا کہا اے شہریار یہ بلائے بد ہے

دیکھیے افراسیاب کیا کیا سحر کرتا ہے اپنے کو بچائے ملک و مال اُسکا مٹ چکا جان دینے پر آمادہ ہے مرنے سے ڈرنا چاہیے حقیقت مین ملاحظہ فرمایئے آج جو جو عجائب و غرائب سحر افراسیاب نے صرف کیے کبھی غلام کی نگاہ سے نہ گذرے تھے ہمنے بھی حضور کی آنکھین دیکھی ہین کوئی شعبدہ سحر ایسا نہین جو ہماری نگاہ سے گذرا نہین اگر افراسیاب مغرور نہوتا بہرام فلک بھی اس سے آنکھ نہ ملا سکتا تھا اپنے غرور مین تباہ ہوا اب اُسوقت انجام کو پھر کر رہا ہے اسکی کچھ تدبیر کیجیے کوکب نے کہا سوائے طلسم کشا کے کسیکو نہیں مانیگا خورشید روشن راے بڑھکر قریب اسد نامدار آیا عرض کی اے شہریار افراسیاب جادو کو سرداران طلسم نور افشان نے گھیر لیا ہے اگر اسوقت حضور لڑتے بھڑتے اُس مقام پر آجا ئین تو کیا عجب ہے کہ خدا اپنا فضل شریک کرے اس جلاد صاحب بیداد کی سرکشی مٹے یہ سُنکر شیر بیشہ شجاعت لڑتا بھڑتا اُسی جانب چلا دوسرے گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمان شہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے جو اسد پر ہجوم فوج ساحران دیکھا قلب تھرا گیا سب سرداروں کو بھی انتشار ہے کہ اس لڑائی کا فتح ہونا نہایت دشوار ہے افراسیاب جادو کبھی زمین پر کبھی آسمان پر کیونکر اُسپر پنجہ قابض ہو ضرغام نے بڑھکر نور الدہر و بدیع الزمان سے عرض کی اے شہزادگان والا قدر آج چار شبانہ روز گذرے اسد غازی بے آب و دانہ اس میدان کارزار مین لڑ رہا ہے دم لینے کی مہلت نہین ملی اسوقت فوج افراسیاب کا ہجوم ہے ساحرون نے بھی قصد کیا ہے کہ طلسم کشا کو گھیر کر مار لین اسوقت اپنے فرزند کا ساتھ دیجیے یہ سُنکر بدیع الزمان نے بھالا سنبھالا نور الدہر نے بڑی جانی قاسم نوجوان پکارکے افراسیابی کے قبضے پر ہاتھ ڈالکر جا پڑے ایکطرف سے غضنفر نے دباؤ ڈالا الوق تیر کی بچاکر لڑتا بھڑتا چلا ان جوانان مذکور نے جو حملہ کرکے کیے لکھا ہے کہ چار لاکھ ساحر اس مقام پر افراسیاب کا مارا گیا خون کے دریا بہے ساحرون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا لاجین و ملکہ بلقیس ہالاے آسمان آکر چلے جب افراسیاب قصد کرتا ہے کہ مین چلکر بالائے آسمان جاؤن لاجین و بلقیس و کوکب وغیرہ تیغ و ناریخ گولے فولاد کے کچھے پیکان کے یون پھینکتے ہین کہ آگ برس جاتی ہے زمین تھراتی ہے زبان تیر و کلہ عمود سے الامان الامان کی آواز آتی ہے اس شور و شر مین افراسیاب نے جاکر کوکب پر سحر کیا کوکب نے جواب دیا لیکن سحر افراسیاب سے برق چمکی کوکب نے اوچھا زخم کھایا کوکب نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا للکار دیا

کہ او نامرد سامنے آکر مقابلہ کر دور سے کیا سحر کرتا ہی افراسیاب جادو طرف کوکب کے چلا کہ مین سر کوکب
کا کاٹ لون کوکب مرد سپاہی ہی پیچھے ہٹنے کو عیب جانتا ہی ایک ہی مقام پر تھم گیا مُلادِیان افراسیاب
کو جواب دینے لگا کہ پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز آئی باشید اے کفاران بیحیا و اے نمک حرامان پروردگار منم یکہ تازِ میدان
سخاوت آفتاب آسمان شوکت ماہ چرخ جلالت نیر درخشان برج ہمت صاحب جاہ و وقار
فرزند دلبند کرب نامدار قاتل ساحران نظر کردہ بزرگان ہنر بر دشت جانبازی شاہزادہ اسد بن
کرب غازی اس زور و شور سی اسد نے آکر نعرہ کیا عَلَم لشکر کُفّار سرنگون سرکشون کا کلیجہ خون ہو گیا گھوڑون کی
شیہہ کھینچے سوارون کو ٹیک کر بھاگے اسوقت کی شمشیر زنی کیا گذارش کرون ایک سمت نور الدہر
بن بدیع الزمان نے تیغہ خاراشگاف سلیمانی کو چمکایا بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے تیغۂ طلسم ظہیر بن لوبید کو
جلوہ دیا قاسم کی پلارک کھینچی غضنفر کا تیغۂ روئین شگاف چمکا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ نے آسمان سحر
اُڑا دیے ہزار ہا گلدستے مارے ہوائے سحر نے اپنی ہوا باندھی پھول برس رہے ہین کبھی چند گلعذاران
ماہ پیکر سحر ملکہ بہار سے پیدا ہوتی ہین افراسیاب سے آنکھ ملا کر ہنستی ہین کبھی آوازے کستی ہین
کہ واہ رے مردوے بھاگتا پھرتا ہی شرم نہین آتی جگر کرلے ہم سب تیری لڑائی دیکھنے آئے ہین دیکھ
سحر بہار نے کیا گل کھلائے ہین او نامرد وقت حجاب ہی باغ عالم مین رنگ انقلاب ہی ایسے ایسے کلمات سُنکر
افراسیاب پر محویت بھی طاری ہی سحر بہار کا رنگ جمنا باغبان کا ہوا بندھنا بلقیس و لاچین کے
سحر رعد و برق و برق لامع کی تڑپ جب اِس طرح افراسیاب گھبرا گیا گھبراتا ہی کہ کدھر جاؤن کیونکر جان
بچاؤن اسی وجہ سے افراسیاب چمک کر بالائے آسمان نہین جاسکتا اگر قصد کرتا ہی لاچین
کوکب و بلقیس روکتے ہین جانبازی کر رہے ہین ایک مقام پر افراسیاب نے کچھ مُنہ سے
دھوان چھوڑا مردود کے دھوئین نے صدہا کو نابینا کر دیا اُسوقت اسد نے لوح کو چمکا دیا دھوئین کے
دھوئین اُڑ گئے آتش سحر ٹھنڈی ہوئی یہ اُسکے فرزند ہین جسپر پروردگار نے آتش کو گلزار کیا آتش سحر کو کیا
مانتے ہین خود آتشخو شعلہ مزاج تیغۂ نور افشانی چمکاتے ہوئے لوح کو گردش قتال افراسیاب کی کوشش
پلٹ کے افراسیاب نے اسد نامدار کو دیکھا تیغہ کا وار کیا اسد بھی اپنی جان سے بیزار ہو رہا ہے
گرداسیر کا سر برہنہ کھینچا تیغۂ نور افشانی کو آگے کر دیا جھناٹے کی صدا بلند ہوئی اسد غازی نے
الجھاوے سے ہاتھ کو نکالا آواز دی او افراسیاب ہوشیار ہو جا فرد تو ضرب بے ندی ضرب

من نوش کن ؎ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؎ دیگر ۔ در مجنون گذشت نوبت ماست ؎ ہر کرا پنج روز
نوبت اوست ؎ نعرۂ شیرانہ کرکے ہاتھ تیغۂ نورافشانی کا مارا خوف لاچین و بلقیس و کوکب سے افراسیاب
بلند نہو سکا خوف تھا یہ لوگ لپٹ جائینگے غرق زمین بھی نہو سکا چہار سمت سے بلوہ ہے کہیں طلسم کی زمزمہ
سرائی کہین سحر بہار کی رعنائی کہین رعد کی گرج برق کی چمک سرخ مونے سحر سے اندھیر کیا ایک ایک قدم
پر صدہا سحر ہے اس تردد مین سحر کو اٹھا دیا لوح کا عکس پڑا تیغۂ نورافشانی چمک کر گرا سپر سحر کے پرزے اڑ گئے
شب سپر کٹی تیغۂ نورافشانی مثل ہلال شب اول چمکا سپر کو کاٹ کر تیغے نے تاج غرور سر افراسیاب کو
کاٹا سر اسکا دو نیم ہوا جسمین نخوت کا مقام تھا اپنے غرور سے ناکام تھا تا جگر گاہ تیغۂ نورافشانی پہونچا
افراسیاب آہ کا نعرہ کر کے گرا اُسوقت کی کیا کیفیت تحریر کرون ایک غبار سیاہ بلند ہوا ہزارہا طائر
نخلستان سے اُڑے طاؤس پرون سے سر پیٹنے لگے صدہا مکان گرے دریا کھولکر خشک ہوئے چشمون کا
پانی آبلا منزلون تک نمایش قتل افراسیاب پہونچی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی ہرا نام من افراسیاب جادو
شہنشاہ طلسم ہوش ربا بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم یہ آواز سنکر حیرت گھبرا اٹھی
بڑے بڑے بادشاہ جو لڑ رہے تھے دہائی دیتے ہوئے کوئی لاچین سے جا ملا کسی نے ملکہ بلقیس کے قدمون
پر رکھا کوئی خورشید روشن رائے سے جا ملا تلاطم تھا دریائے فوج مین تہلکہ ملکہ حیرت چلی کہ مین جا کر
اسد پر گردن یا لاش اپنے شوہر کی اٹھاؤن چشم سے قلزم محیط موجزن موئے مشکین کھلے ہوئے دونون
مٹھیون مین ماش کے دانے بھرے ہوئے جدھر جا پڑی ہزارونکو جلا دیا وہ صورت ہیبت ناک غم مین
اپنے شوہر کے چست و چالاک اس زور و شور سے لڑی ہر ایک کو یہی خیال تھا کہ شاید افراسیاب مر کر
زندہ ہو گیا آتش سحر کا برسنا بت پرستون کا واسطے پانی کے ترسنا وہ رنگ ہو کہ قلم دو زبان سے اشک سیاہ
ٹپکتے ہین قرطاس پر حرف مثل طائر نیم بسمل تڑپتے ہین حیرت نے بیچ فوج مین جھکر ایسے سحر کیے
کہ بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع وغیرہ کو زخمی کیا کئی سو سردار نامی قتل کیے لیکن
ملکہ بلقیس ثانی دام سحر لیے ہوئے بڑے کر و فر سے اس مقام پر پہونچین اول سحر کے کچھ طائر اُڑائے
کہ حیرت سحر بھولی مثل تصویر تصور خاموش ہو کر رہ گئی تھی کہ ملکہ بلقیس نے پشت پر سے آکر دام سحر
مین حیرت کو گرفتار کر لیا ساتھ ہزار کنیزان ہمراہی حیرت بھی گرفتار ہوئین استادان سخنور
نے اس داستان حیرت بیان کو اس طور سے تحریر فرمایا ہے ناظرین والا مقام بہ نگاہ غور ملاحظہ فرمائین

مصنف طلسم ہوشربا نے ہم نہین جانتے کیا سوچا تھا افراسیاب کو قتل کرا کے چھوڑ دیا یہ حقیر اذل کونین
بے ہنر منشی احمد حسین قمر عرض رسا ہے کہ کیفیت طلسم نور افشان ظاہر ہو یہ ہنگامہ گرم تھا یعنی اتنے
بڑے بادشاہ کا مارا جانا طائر غل مچاتے ہین لاکھون ساحر بھاگے جاتے ہین لاکھون نرجادو ہلاتی ہوش سبکے
پراگندہ ہین کہ کیا کرین کدھر جائین بعض کو مال و اسباب کا خیال بعض کو نقد جان کا ملال آفتاب فلک سیر نے
جو لاشۂ افراسیاب خاک و خون مین غلطان دیکھا اور یہ بھی سکو ثابت ہوا کہ حیرت گرفتار ہو گئی اب نہیب
شمشیر صاحبقران سے کسیکا قدم نہین تھم سکتا ہر چند یہ غل مچاتا ہے ارے یارو اپنے مالک کے خون کا بدلا لو
بھاگو نہین وقت دار و گیر ہے طلسم کشا کے قتل کی تدبیر ہے ترغیب دیتا ہوا بڑھا اندھیلا تو سب طرف چھایا ہوا ہے
ہر خورد و کلان گھبرایا ہوا ہے مگر حریف آتش اشتیاق ہجران دیدہ آفت کشیدہ گرفتار دام رنج و محن ملکہ بران
شمشیر زن بعد قتل افراسیاب سحر کرتی ہوئی آسمان سے اتری قریب لشکر ایرج نوجوان پہونچی دل مین
جوش محبت ایرج بھرا ہے آفتاب فلک سیر کا بھائی مہران جادو حسبت کرکے سحر کرتا ہوا قریب لشکر ایرج
کے آیا انکے ساتھ والون نے تیراندازی کی مہران کے بہت لوگ مارے مہران سحر کرتا ہوا سامنے
ایرج نوجوان کے پہونچا ایرج نے چاہا تلوار کھینچکر اسپر جا پڑے دن اسنے ایسا مری کہکر سحر کیا چند
سرداران ایرج گھوڑون سے گرے مہران جادو نے دو چار کو قتل بھی کیا غصہ مین لڑتا ہوا آگے بڑھا
ایرج نے دیکھا میرے سردار و ہمرو اس ملعون نے مار ڈالے نوحہ کرکے جا پڑنے مہران جلا ہوا تھا اسنے گولا اٹھا کر
مارا خون بھی اپنا کاٹ کر پھینکا جہانتک ہو سکا انتہا کا سحر کیا آخر ایرج کا گھوڑا ڑکا کرہ بن شتر کے
پانون زمین نے تھام لیے اپنے مقام سے ہٹ نہین سکتا مہران تلوار کھینچکر چلا آواز دی یارو ایک تو طلسم کشا
کے کلیجے پر داغ پڑے اسکے عزیز قریب کو قتل کرون عمر بھر یاد کرے یہ کہتا ہوا بڑھا سردارون نے اپنے کو اسپر گرا دیا
جو قریب آیا اسنے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے صیقل آئینہ دار و انجم ماہر خسارہ وغیرہ نے دور سے دیکھا
چلے تھے ہین اپنے کو قریب پہونچائین اسنے سحر سے اندھیلا کر دیا میدان کو عجائب سحر سے بھر دیا جب
یہ چاہتا ہے کہ مین ایرج کا سر کاٹون کوئی سردار اپنا گلا دم شمشیر پر رکھدیتا ہے کوئی نعرہ کرتا ہے کہ او ظالم کیا کرتا ہے
غیر بستہ جرأت پر ہاتھ نہ اٹھانا اس دلیر کے قریب جانا اس حسرت و یاس مین ایرج نوجوان نے جو
سر اٹھایا ملکہ بران شمشیر زن سے آنکھ ملگئی اس بیکسی و بیبسی مین یہ اشعار پڑھے اشعار

ای ضیا خورشید تابان را زماه روی تو	ای مه عید اسیران گوشه ابروی تو
دیده معنی صورت کرد روشن نجو	

توتیائے دیدہ ہر کس گرد خاک کوئے تو
دشت صحرائے قیامت گرد مثل نو بہار
ریخت از بس خون ز مردم نرگس جائے تو

صبح عیش عاشقان چون ماتم شب شد سیاہ
تا نہادہ زلف شکین روئے خود بر روئے تو
از غم عشق تو یکدل بود جہان آزاد نیست

یک جہان دل گشتہ مانند سر بر کوئے تو
با شہیدان غمت کار مسیحا میکند
می وزند ہر گہ نسیم صبحدم در کوئے تو

اِس حسرت سے یہ اشعار ایرج نوجوان نے پڑھے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا لو جان جہان رخصت ہوتے ہیں دیدار کے مشتاق تھے روح نہ تڑپے گی قبر روشن شد از وصال تو شبہائے تار ما تو صبح قیامت ست چراغ مزار ما گاہے ماہے قبر پر ضرور آنا عاشق کی قبر پر فاتحہ پڑھ جانا تبران کا دل بیقرار ہو گیا تاب نہ باقی رہی یہ بھی دیکھا کہ اگر دیر کرونگی شاہزادہ قتل ہو جائیگا دونوں بیہار کر غرق زمین ہوئی گھوڑے پکے برابر شہزادے کے ہو بخیے جوش محبت میں یہ خیال نہ رہا کہ کوئی مجکو دیکھیگا رکاب پر ہاتھ رکھدیا یہ اشعار مضمون پر ملا رکھکر پڑھنے لگی

نظم

چون حسن ملاحت تو ہم رانمکین ساخت
این درد غم عشق تو خون جگرم کرد
دین آتش شوقت چہ جسا در برم کرد

سودائے غم عشق تو خاک بسرم کرد
چون نالہ صاحب نظران با اثرم کرد
روزیکہ محبت بہ سر داغ جنونم خست

عشق تو برآورد ز خلوتکدہ عشقم
بیچو صلگی باعث بیماری من شد
وین دارد و بادہ بیمار سرم کرد

این خواب کہ شرمندہ ز فیض سحرم کرد
در کوچہ و بازار جہان جلوہ گرم کرد
یک شب بمرادم نرسانید باختر

ربے ہمراد دل تدبیر نرفتم
آخر بشرارے جگر تشنہ لبی رفت
این گریہ کہ صد دجلہ نثار نظرم کرد

تاثیر مناجات چنین دربدرم کرد
زان روز کہ تقدیر مرا ہمسفرم کرد
افتاد مرا راز دل آخر بہ زبان ہا

اس حسرت و یاس سے دونوں نے یہ اشعار پڑھے اور آنکھوں سے دونوں کے آنسو جاری ہوئے تبران نے جھپٹ کر انگوٹھی انگلی سے اتار کر ایرج نوجوان کے ہاتھ میں دی مسکرا کر کہا جب مہران آپکے قریب آئے انگوٹھی دستگیری کریگی کھینچ مارنا خدا تمکو بچائیگا وہ ناری جلجائیگا آپ تو الگ کھڑی ہو کر دیکھنے لگی ایرج نوجوان نے اُس پریشانی میں کہ چند سردار بھی قتل ہو چکے ہیں آپ خود نوبت بجان و کار و برا ستخوان تھے اپنے مقدمے میں بہت حیران تھے کبھی نیلم زنگی لڑکھڑا کے گرا کبھی فیلم و عنتر صبا رفتار پر آفت آئی کبھی دریائے سحر کا موجہ بلند ہوا کبھی باران سحر ساحران برسا کبھی نکلے ابر سیاہ کڑکڑاتے ہوئے اُٹھے کہ رعد کی گرج برق کی چمک جھوم پڑتے ہوئے موسم بہار کی کیفیت طائران زمزمہ سرا کی اور صورت کبھی کسی طرف پھول برسے ہوائے سرد چلی غنچے چٹکے پھول مست ہو کر پھولے شاخ ہائے نخل نے ہاتھ بڑھائے پتوں نے تالیاں بجا کے دیوانہ کیا

کبھی بلبلیں یہ اشعار پڑھتی ہیں نظم / الفت گل کا نتیجہ تھا یہی کیا اے فلک
آج بیلا بیٹھ رہا ہے خوش ہے بلبل با غمیں / لوگ کہتے ہیں کہ بلبل کا ہوا قتل با غمیں
شاخہائے گل لٹاتی ہیں رنگِ گل با غمیں / جسم سے ہر شخص کے چنگاریاں نکل رہی

ہیں ہڈیاں مثل شمع کافوری جل رہی ہیں انگوٹھی کو ہاتھ میں لیا فوراً قلب کو تسکین دی احسان ظاہر ہوا کہ انگشتری معشوق نے ہاتھوں ہاتھ دستگیری کی روح کو راحت قلب کو قوت بے اختیار پکار اٹھے اے جانجہان و اے آرام دل مشتاقان اے لیلائے ملک رعنائی و اے سلمائے شہر پر آشوب زیبائی کیونکر دلکو اشتیاق نہو فراق ایسے محبوب کا کسطرح شاق نہو ایسی نعمت کون کسکو دیتا ہے اب تو یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی وارث اورنگ سلطانی بجرات و شوکت صفونکو درہم و برہم کرتا ہوا جس صف پر پہونچا ساحر کو قتل کیا اپنے سردار کو بچایا مگر ساحر بسبب انگشتر ایرج نے قتل کیے ساحروں سے منھ نہیں پھیرا ہزار ہا ساحروں نے ہر مقام پر گھیرا یہ شیر صفونکے مقام پر گھر گیا بڑے بڑے زبردست جادوگروں کو مار لیا پہلوانوں کو للکار لیا انکے سردار بھی جو سحر میں پھنسے ہوئے تھے مہلت پاتے ہی لڑائی میں مصروف ہوئے اب ان شیروں کے منھ کون چڑھے کسکی لیاقت ہے کہ آگے بڑھے قضائے کار اتفاقات روزگار مہران غدار بے مہر ستارہ چشم بڑے زور و شور سے سحر کر رہا تھا ہزار ہا بیگناہ اس مرتد کے ہاتھ سے مارے گئے تیغہ بدعت ہاتھ میں نہ جینے کی خوشی نہ مرنے کا الم براے مدد آفتاب فلک سیر آیا ہے یہی چاہتا ہے کہ کوئی ایسا کار نمایاں کر دکھاؤں کسی افسر مسلمانانکو مٹاؤں ہم دونوں بھائی ملکہ سلطنت طلسم ہوش ربا کریں اگر افراسیاب بے گیا حیرت گرفتار ہوئی اب وقت جانبازی و سرفروشی ہے اپنے ساحروں کو ترغیب دیتا ہوا سحر کر رہا ہے ہر ایک سے کہتا ہے بھائیو کانٹے طلسم ہوشربا کے مٹ چکے اب لڑ بھڑ کے باغ ہوشربا پر قبضہ کرو بڑے چین ہونگے یہ بھی سمجھ لو کہ مسلمانوں میں کوئی ساحر نہیں ہے فقط صاحب اقبال ہیں لیکن جی داری کرو قدم مردی جماؤ یا سبکو پکڑ لو یا قتل کر ڈالو آج تو بزرگونکا نام روشن ہو سلطنت ہوشربا ملک و مال و جاہ و جلال سب کچھ موجود ہے ہاں یارو وقت جرأت و شوکت ہے غیر ساحروں کی کیا حقیقت ہے تیغہ سحر کھینچے ہوئے ایرج کو تاکتا ہوا جاتا ہے ادھر سے شیر بیشۂ قاسم ملک شجاعت کا خاتم یاد میں اپنے معشوق کی لڑتا ہوا آتا ہے کہ مہران جادو تیغہ کھینچے ہوئے قریب پہونچا چاہتا ہے للکار کے ایرج نوجوان کو کھینچ لوں ایرج نے وہ انگشتر کھینچ ماری مہران کا سر پھٹ گیا آہ کا نعرہ کر کے زمین پر گرا آفتاب فلک سیر نے جو آسمان سے یہ معاملہ دیکھا کہ میرا بھائی ہاتھ سے ایرج نوجوان

کے مارا گیا سحر کرتا ہوا فوج ایرج پر آ پڑا صیقل آئینہ دار دیوانہ وار وحشی مثال یاد مین اپنے معشوق
محبوب کے بیتاب و بیقرار زبان پر یہ اشعار عبرت آثار جاری ہین نظم

وی ناز استغنائی تو ہر روز دیر سوگی
مجنون نمط دارم نہان صد داغ لیلی جگر
ای مرغ خوش الحان مجو داغ دل آسودگی

افسردہ میسازد مرا طرز تغافلہاے تو
باشد از ان چشم مرا نگہ بجنون آلودگی
مخفی ز عصیان نامہ ام گردید چون روے سیہ

ای صورت زیبای تو آئینہ آسودگی
ای بیوفا تاکی توان دیدلہ فرسودگی
ہر گل کہ بینی در چمن دارد نہان داغ دلی
ای روسیہ شرمندہ شو دیگر از این آلودگی

ماہ عالم افروز ایسی معشوقہ آنکھون کے آگے سے اٹھ گئی دیوانہ وار لڑ رہا ہی کون کسکی خبر لے سردار سردارون سے ساحر
ساحرون سے مصروف جنگ و جدل ہین آفتاب فلک سیر کڑک کڑک کر کرنے لگا جسنے جس مقام پر دیکھا اسکو
زخمی کیا کسیکی کمر مین پنجہ دیکر اٹھا کر پھینکا استخوان چور چور ہوے کسی پر برق بنکر گرا لاشون سے زمین معمور کردی
ہر مقام پر لڑتا بھڑتا پہونچتا ہی سحر کر رہا ہی زمین میدان کارزار کی سحر سے ہلادی ہنگامہ گیرودار بلند
دو تین سحر آفتاب فلک سیر نے ایسے کیے کہ لشکر ایرج مین اندھیرا چھا گیا ہر خرد و بزرگ کا قالب تھرا گیا
عین گرمی جنگ مین آفتاب فلک سیر نے ایرج نوجوان پر سحر کیا کہ انکے ہاتھ پاؤن بیکار ہوے
اور یہ بیچارا تیغہ کھینچکر قتل کرنے کو چلا راہ مین کئی ساحرون نے روکا انکو بھی اسنے قتل کیا اب چاہتا ہی کہ
اپنے بھائی کے خون کا بدلا لون کبھی یاد مین اپنے قوت بازو کے چیخین مارتا ہی ہاے برادر بجان برابر تمنے تخم
شباب سے پھل نہ پایا قضا گھیر کر اس مجمع مین لائی ایسے چاہنے والے بھائی کہان ملینگے جاگتی جوت کے خداوند
لقای خود پسند کا دامنگیر ہونگا یہی مشہور ہے جب قدرت بالاے قیطول پہونچینگے صدمات سفر سے مہلت پائینگے
جسقدر بندے انکے انکی محبت مین از باختر تا ہوشربا مارے گئے ہین انکو زندہ کرینگے ای بھائی اس
ہنوس مین طبقات زمین ہلادونگا قدرت کو جسطرح ہو سکیگا تا بہ باختر پہونچاؤنگا سب سے پہلے
تمھین کو زندہ کراؤنگا اگر کچھ عذر کیا گریبان قدرت اور بندے کا ہاتھ بہت ضد کرونگا تیری جدائی
مجھپر شاق ہی دیدۂ دل اس صورت زیبا کا مشتاق ہے ای بھائی برائے ساحری و جمشید صدا
تو سناؤ تمھاری جدائی نے بہت پریشان کیا سحر بھولا جاتا ہون دلبر دو داغ ہین فراق محبوب
ساربان زادے نے نہین معلوم میری معشوقہ کو کیا کیا کب ممکن ہی کہ دلکو صبر آئے از روے ستارہ شناسی
کے ثابت ہوا کہ وہ معشوق آفتاب جمال خورشید مثال معشوقۂ عاشق مزاج حسینان جہان کی
سر کا تاج ابھی تک زندہ ہی خانۂ حیات معمور ہے اس سبب سے قلب کو سرور ہی دنیا کی خاک چھانون

عمرو کو گرفتار کروں جب اسکی جانب بنگی ضرور تیار بتائیگا ابتو انتہا کا بیقرار ہوں اس خیال میں معروف جنگ مگر زندگی سے تنگ اپنا خون کاٹ کے ایک ترنج پڑا لا فولاد کا گولا بھی جیب سے نکالا قصد ہوا کہ دونوں چیزیں سحر کی پھینکوں کہ ایرج نوجوان جل جائے دل تردد منزل تسکین پائے دوسرے اس سحر کا تیار ہونا باغبان قدرت نے دیکھا وزیر افراسیاب ساحر بھی لاجواب صاحب علم و کمال سرداران صاحبقران کا خیال بڑھکر اپنا سینہ سپر کر دیا بڑے زور مار کر اس ترنج و فولادی گولے کو کاٹا ایسا سحر پیدا ہوا کہ ٹکڑے اسکی فوج پر گرے کئی ہزار ساحر جل جل کے خاک ہوئے تیغہ سحر کھینچکر دوڑا آفتاب فلک سیر گھبرایا چاہا آسمان پر پہونچیں کہ برق لامع کڑک کر گری کئی ہزار ساحر جلکے خاک ہوئے اس ظالم نے اپنے کو بہت بہت بچایا لیکن سر خود سر کا زخمی ہوا وہی خون اسنے اچھالا برق لامع دور جا کر جلی مگر بوندیں خون کی گرد ایرج نوجوان کے گریں اس سے یہ تاثیر پیدا ہوئی کہ گرہ میں اشتر کے پاؤں زمین نے تمام لیے ہاتھ بھی لڑنے سے رکا اسوقت ایرج نوجوان کی حیرانی و پریشانی دور سے ملکہ بہار نے دیکھی تاب صبر و جبر باقی نرہی اختر مروارید جوڑے سے نکالا آہ کا نعرہ کرکے جا پڑیں قریب آفتاب فلک سیر کے پہونچکر اختر مروارید کھینچ مارا پہلو پر آفتاب فلک سیر کے پڑا اسکے مرنے سے صدا ہائے مہیب آئیں انتہا کا ہنگامہ ہوا آواز آئی کشتی مرا نام میں آفتاب فلک سیر تھا دو دو مرتبہ جو ملکہ بہار نے دونوں جادوگروں کو بیتابی میں سر میدان مارا دونوں ساحران پر دست تھے دغا کار ایرج نے جو اس مصیبت سے رہائی پائی بے اختیار ایرج نے متوجہ ہوکر آواز دی ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای سرو حدیقہ محبوبی ای عندلیب خوشنوای گلشن مودت ای رنگ و بوی گل گلدستہ محبت اب تاب صبر و جبر باقی نہیں ہے بقول زیب النسا اشعار

کہ نام تو نتوان برد بر زبان گستاخ
بغیر قوت بازوی عشق قدرت نیست
کہ عندلیب نباشد بہ گلزار گستاخ
تو یوسفی و چہ یوسف کہ مصریان بکسیر
پدر بکو کہ دربان نیست پاسبان گستاخ

طواف کعبہ و بتخانہ از برون کردم
کہ مرغ روح نشیند بر آشیان گستاخ
چہ حکمت است ندانم کہ با سپہر بلند
بناز حسن تو کردند نقد جان گستاخ

چگونہ نام تو آریم بر زبان گستاخ
درون خانہ نباشد چو میہمان گستاخ
شب وصال نگہدارد دیدہ پاس ادب
ستارگان ہمہ محجوب و آسمان گستاخ
محال عقل بود عرض حال خود مخفی

ایرج نوجوان نے جو چاہا کہ یہ اشعار پڑھے ملکہ بہار نے شمشیر زنی کی انگلی دانت کے نیچے دبائی اشارہ کیا کہ آپ یہ کیا غضب کرتے ہیں ایرج نے اشارے کو بہار کے نہ مانا

گھوڑے کو بڑھا کر اسی طرف چلے یہ بھی زبان سے نکل گیا کہ ملکۂ عالم اب تاب صبر و جبر باقی نہین ہے کہ ملکہ بران تو
ہان ہان کرتی رہگئی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر شیرانہ مصروف جنگ تھا بران کو جاتی ہوئے دیکھا ایک
نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھنے لگا کہ یہ کہان جاتی ہی پہلے تو کوکب نے یہ دیکھا کہ بُران نے انگوٹھی ایرج کو دیکر مہران
کو قتل کرایا پھر آفتاب فلک سیر کو خود ملکۂ بران نے قتل کیا آنکھو نیچے نیچے کوکب کے اندھیرا آگیا یہ حرکات
و سکنات اشعار عاشقانہ پڑھنا اشارے کنایے ہونا لفظاً لفظاً دیکھا اب کوکب کے قلب کو تاب نرہی
جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک تیلی سُنہری نکالی اُسکو سامنے کھڑا کر کے دو دانے ماش کے مارے پوچھا سچ بتا یہ کیا
معرکہ ہی اُسنے سر جھکا کر کہا یہ عشق و عاشقی مدت سی ہی اسمین دخل نہ دیجیے ورنہ خرابی ہی طلسم آئینہ مین ملکۂ
بران جا کر مائل ہوئی ہین اکثر نامہ و پیام رہے اب ہجران دیدہ و آفت کشیدہ ہین تاب صبر جو نہی کیونکر
ممکن تھا کہ ایرج قتل ہو بُران دیکھکر برہم کوکب نے یہ سنکر تیلی کو ایک طمانچہ مارا اُسکا تو سر اڑ گیا بہ نگاہ
قہر و غضب طرف لشکر ایرج کے دیکھا اب اسوقت فتح تو ہو چکی ہی قتل افراسیاب کا ہنگامہ ہی کچھ ساحر
جا بجا اُلجھے ہوئے ہین لاشہ افراسیاب کا تڑپ رہا ہی حیرت گرفتار ہوئی مہرخ و بہار کے سمجھے مین ہی
کوکب نے زانو پر ہاتھ مارا دل سی کہا بڑا غضب ہوا اے کوکب مین نے برخیہ و دست صادق کو قتل کیا
یہ مسلمان بڑے نالائق ہین ہمنے تو انکی یہ خاطر کی عمرو کو اپنے گھر مین جگہ دی عمرو کی عیاری نے کو زد
دیا ہائے افراسیاب کو مین نے کیون قتل کرایا دین قدیم بھی ترک ہوا فائدہ ممکن نہوا اب ان مسلمانون
کے غرور اور بڑھینگے ایسے کلمات حسرت آیات کہکر اپنی چھاتی پر دو تین گھونسے مارے نگاہ اُٹھا کر جو
دیکھا لشکر ایرج مین صیقل آئینہ دار بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی کسی ساحر و غیر ساحر کو قریب
ایرج نوجوان نہین آنے دیتا جو آیا اُسکو بڑھکر گولا مارا اُسکا سر پھٹ گیا کوکب نے غصے مین گولا اٹھا کر
جو مارا صیقل آئینہ دار کے سر پہ پڑا صیقل بیچارہ اِس سر سے آگاہ نہ تھا سر پھٹ گیا بیقرار ہو کے
گرا اب تو کوکب نے جب گولا اُٹھا کر مارا برق گری دو سو جوان لشکر ایرج کے پامال ہوئے ہاتھ
جھکا دیا انجم ماہ رخسار کا سر اُڑ گیا گولا مار دیا تخت ملکہ شیشہ سنوس ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دو تین حملے
کوکب نے کیے تھے کئی سو سرداران نامی لاکھ ڈیڑھ لاکھ اہالیان فوج قتل ہوئے خون کو دریا بہ گئے پھر غصے مین
چلا بران شمشیر زن دور سے دیکھ رہی تھین حیران ہوئین کہ یہ کیا تلاطم ہی لشکر شہزادہ ایرج
غارت ہوا جاتا ہی چلی کہ جا کر کچھ تدبیر کرون کہ کوکب نے دور سے دیکھا بران شمشیر زن

دیوانہ وار وحشی شمال طرف لشکر ایرج کے جاتی ہی سنہری پتلی سارا حال کہہ گئی غصے مین آکر ایک دم ٹھوکر مارا
زمین شق ہوئی بران سما گئی کسیکو معلوم نہوا کہ ملکہ بران شمشیر زن پر کیا گذری سب حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا اصل
مطلب کو کوئی نہ سمجھا قضائی کار مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار
ایک جانب سے یہ معرکہ دیکھ رہے تھے قتل مہران کی صورت دیکھی آفتاب فلک سیر بھی انھین کے سامنے مارا گیا
اتنا صرف دھوکا ہوا کہ عمرو نے صاحقران سے جا کر دو باتین کین اب جو پلٹا یہ قیامت دیکھی کہ لشکر ایرج
پر آگ برس رہی ہی ہزارہا شعلے بھڑک کر گرے ہین کبھی پتھر برستے ہین کبھی تیر گرتے ہین ساحر کوئی لشکر مین
باقی نہ رہا عمرو حیران ہی کہ افراسیاب مارا گیا حیرت جادو گرفتار ہوئی آفتاب و مہران قتل ہو چکے
یہ کیا معرکہ ہے لشکر ایرج پر کسنے قیامت برپا کی اور وہ آفت ہی کہ جس سے بہت دشوار ہی چشم زدن مین
دس دس ہزار بیکار ہوتے برق چمک رہی ہے زمین سے دھوان نکل رہا ہی جسکی وجہ سے ہزارہا نابینا ہو
گئے آگ بھی برس رہی ہی جھکڑون نے ہوا کے سیکڑون خیمے تباہ کیے عمرو گھبرایا کہ خدا خیر کرے دیکھتا بھالتا
پہ تو بعد دیکھا کہ لشکر ایرج معرض زوال مین ہے دور سے نگاہ اٹھا کر جو دیکھا بخوبی ثابت ہوا کہ
کوکب لشکر ایرج کو مٹا رہا ہے عمرو کے ہوش پراگندہ ہوگئے یقین کامل ہوا کہ آج کچھ رنگ کوکب
نے دیکھ لیا بران کا بھی نشان نہین معلوم ہوتا ہاتھ پانون مین عمرو کے رعشہ آگیا قلب تھرا گیا کنارے
آکر رنگ روغن عیاری کا نکالا خورشید روشن رائے وزیر اعظم کوکب کا ہوا اسکی شکل بنکر قریب
کوکب کے آیا دیکھا غصے سے کوکب کا چہرہ تمتما رہا ابروے خمدار پر بل شکل برق چمک رہا ہے لشکر ایرج
کو مٹا رہا ہی عمرو بشکل وزیر قریب آیا با ادب تمام سلام کیا کہا اے شہنشاہ خیر تو ہی آپ کس پر بگڑ کر رہے
ہین آپ تو ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران کو بہت عزیز رکھتے تھے آج یہ کیا معرکہ ہے مجھے
مفصل فرمایئے کسی طرح دلدہی کر کے عمرو نے کوکب سے پوچھا کوکب غصے مین بھرا کھڑا تھا شل
بید کانپنے لگا کہا اے وزیر اعظم اے دستور معظم کیا کہون جو کچھ دلپر صدمہ ہی جی چاہتا ہی اپنا گلا کاٹ کر
مرجاؤن بڑے شخص کو مین نے قتل کرایا افراسیاب جادو ایسا شخص مارا گیا مین نے بران کو ایرج
سے کلام کرتے دیکھا بران کو تو مین نے خاک مین ملا دیا سب مسلمانون کو ابھی قتل کرتا ہون یہی
دل کو میرے یقین کامل ہی کہ میرے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچیگا مین نے یہ احسان کیے انکا بدلا یہ ہوا کہ
میری آبروریزی ہوئی اپنے کلیجے پر تو چھری پھیر لی ایرج نوجوان کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا دو حملون مین

سب لشکر تباہ کر دونگا ساحر تو مین نے کوئی ایرج کے لشکر مین باقی نہین چھوڑا اب غیر ساحرونکو دیوانہ بناتا
ہون ایک سحر مین سر ٹکرا کے مر جائینگے اور اے خورشید ایک امر کا مین نے اور خیال کیا کہ مذہب کوئی اچھا نہین ہے
مین نے تو خود پرستی اختیار کی لات پرستی بھی برتی سامری پرستی کا بھی امتحان ہوا مسلمانونکو بھی دیکھ
لیا مین اپنی صورت کو آپ سجدہ کرونگا اسی کا نام خود پرستی ہے عمرو نے چاہا کچھ کلام کرے دن کوکب بگڑا ہوا غرا
ہمک کر منہ سے جاری گولا اٹھایا ہے سحر کرنے پر آمادہ ہے یہ بھی کہتا ہے کہ اے خورشید مین پہر بھر مین لشکر
حمزہ کو غارت کر دونگا مہرخ و بہار کی کیا حقیقت ہے اگر مین طلسم کشا کی شراکت نہ کرتا افراسیاب
قتل نہو سکتا اب اپنے فعل پر انتہا کا نادم ہون کہ مین نے یہ کیا کیا کہ افراسیاب ایسے بادشاہ کو
مٹایا اپنا ملک و مال بھی تباہ کرایا خاک لطف حاصل ہوا عمرو کی کیا حقیقت ہے وہ ایک عیار تین روپیہ کا پیادہ
ہمنے اسکو عیار بنایا ورنہ اسکی یہ لیاقت تھی کہ افراسیاب سے مقابلہ کرتا ہمنے ہر مقام پر اسکی مدد کی
قید سے چھڑایا طلسم نور افشان مین آکر اسنے یہ مرتبہ پایا ورنہ اسے کون پوچھتا تھا میرے مقدمے
مین دخل دیگا تو بہت ذلیل ہوگا یہ کہکر کوکب نے چاہا کہ گولا اٹھا کر لشکر ایرج پر مارے عمرو نے کہا
اے شہنشاہ ہونٹھ آپکے خشک ہو رہے ہین کوکب کے منہ سے نکلگیا کہ اے وزیر اعظم غصے مین پیاس
بہت ہوتی ہے کہین سے تھوڑا پانی لاؤ عمرو نے کہا حاضر فوراً اٹھکر اُدھر سے آکر جام جمیل سے لبریز کیا
دوا بیہوشی ملا کر کوکب کے سامنے لایا کوکب غصے مین کانپ رہا ہے پانی لیکر پی گیا پیتے ہی لہرایا عمرو
نے کوکب کو بسہولیت ہاتھون ہاتھ لیا بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی زنبیل مین داخل کیا آپ رنگ
روغن عیاری کا لگا کر بصورت کوکب روشن ضمیر تیار ہوا اپنے سردارون کو آواز دی جمشید و بلور و
خورشید وغیرہ سب قریب آئے مرنے سے افراسیاب کے فتح تو ہو ہی چکی تھی ہزار دو ہزار ساحر جا بجا
الجھے ہوے لڑ رہے تھے انکو بڑھکر مہرخ و بہار نے مار لیا صدا فریاد و الغیاث کی بلند ہے سرکش
تو مارے گئے سپاہی جو باقی رہے انھون نے بدل اطاعت قبول کی کوئی لاچین کے
قدمون پر گرا کسی کی سفارش مہرخ و بہار نے کی کوئی تابہ صاحبقران پہونچا ناظرین سمجھ لین
لڑائی کا اختتام ہوا صاحبقران زمان بصد شوکت و شان آکر اسد نامدار سے ملے
بدیع الزمان کو گلے لگا کر خوب روئے بدیع الزمان نے نور الدہر کو لا کر قدمون پر امیر با توقیر
کے گرا دیا نور الدہر نے حرز ہیکل بطور نذر پیشکش کی تمام کیفیت اسکی بیان کر دی صاحبقران

زمان نے وجد میں آکر فرمایا قدرت پروردگار ہی میرا دوست صادق محب واثق عمرو عیار کہاں ہی محفوظ خدا
ناظرین والا مقام ہو کہ جب ساحر بھاگ گئے لڑائی فتح ہوئی زمرد شاہ باختری ایک جانب لڑ رہا ہی اسکے
ساتھ تمام سنجابی باختری مصروف جنگ ہیں صاحبقران زمان لڑتے ہوئے اُس مقام پر آئے منظور ہوا لقا کو
گرفتار کروں کہ چار جانب سے سرداران تہمتن و جوانان صف شکن نے لقا کو گھیر لیا ہی لقا بدحواس عالم یاس
سوائے من چہ تقدیر کردم کے اور کچھ بن نہیں پڑتا کبھی بختیارک کو پکارتا ہی اے شیطان من چہ تقدیر کردم
بختیارک کہتا ہی تقدیر پلٹ گئی ایسے بدنصیب ہو کہ تمھارے بھوبختے بھوبختے افراسیاب ایسا شخص مارا
گیا اب تقدیر گر نہ کیجے صحرائی ویرانے میں چلکر چھپیے یہاں کوئی مقام دامن پناہ نہیں معلوم ہوتا ہی
بھائی صاحب تمھارے نمرود شاہ شکا کی شہر شکا کیہ میں دعوی خدائی کر کے بیٹھے ہیں مشہور ہی کہ اُنکی
خدائی کا اوج ہی بے انتہا فوج ہی اُس طرف چلیے یہاں سے نکلنا دشوار پایا جاتا ہی سرداران حمزہ بڑے
غصے میں لڑ رہے ہیں تکلیفیں بھی اُن لوگوں نے بڑی اُٹھائی ہیں یا خداوندا ایک ہوس مجھکو رہ گئی کہ
میں زمانہ سلطنت افراسیاب میں نہ ہوبختا اتنا بڑا ساحر زبردست کہ جسکے سحر کا کوئی جواب دینے والا
نہ تھا میں اپنی تدبیر سے لڑواتا صرف ایک سحر اُسکا میں نے دیکھا کہ زبان ہلانے میں اسم اعظم صاحبقران
بھی بند کر لیا قصر دودمہ بھی اُس مردود نے بنادیا ابر سحر بھی بن گیا جسدن وہ مٹا ہم سمجھ گئے کہ زوال دولت
افراسیاب ہوا ہمارے بھوبختے وہ جہنم واصل ہوئے ہم آپ حیران ہیں کہ کہاں جائیں اپنے
بھائی صاحب کو پکاریے لقا نے کہا وہ نمرود مردود ایک بندۂ حقیر ہے اُس بیچارے کے مٹانے کی بھی
تدبیر ہے کبھی اُسکے یہاں لیجا لیکر بچاؤنگا تقدیر تو کر کے حمزہ کو مٹاؤں گا بختیارک حیران ہے کہ آج
مجمع سرداران تہمتن سے کیونکر بچینگے عیاران خواجہ عمرو و پہلوانان نامور بہ جرأت و شوکت لڑتے
ہوئے قریب آگئے ہیں ہمارے ساتھ والے سینہ سپر نہیں کرتے کون قدرت کو بچانے یہ آپس میں ذکر
تھا کہ نعرہ ہوا میں تھرائی آواز آئی نعرۂ صاحبقران

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بین کافران از جہان پاک کرد

لیے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
لیے تیغ عقرب لیے ذوالحجام

سرداران صاحبقران کو بھی غش
چلے آتے ہیں طریقے سے معلوم ہوتا ہے اس جنگ مغلوبہ کو ایک ہفتے سے زیادہ گذرا اہل اسلام ایک
طور سے لڑ رہے ہیں اس حال پہ زوال میں بھی ہر شخص کا یہی قول ہی جانیں مٹائیں لقا کو گرفتار کریں

اسد نامدار نے طلسم ہوشربا ایسا طلسم فتح کیا ہم بھی آج اس منافق کو گرفتار کرین آپس مین صلاحین کرتے ہوئے
دم جرأت کا بھرتے ہوے ایک سمت سے صدای نعرہ بادشاہ جمجاہ آئی سات سو نامدار بصد جاہ و وقار شمشیرزنی
کرتے ہوے چلے آتے ہین اب لقا پریشان ہوا خود دعوی خدائی کرتا ہے دعا کس سے مانگے دل مین نجومی
قائل ہے دل سے کہتا ہے اے بے نیاز جو کچھ ہون مین اپنے کو خوب جانتا ہون تو قوی و توانا ہے ہاتھ سے
ان لوگون کے مجکو بچا لے دل سے یہ باتین کرتا ہے سکے سنانے کو دم یکتائی کا بھرتا ہے جب دیکھا بالکل بہادر قریب
آگئے تخت سے کود کر گردن مست پر سوار ہوا ضیغم خون آشام و زنگال خون آشام
وغیرہ لقا کے پاس ہین یہ تابہ جہنم ساتھ چھوڑینگے یکایک آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا برقین چمک کر
زمین پر گرین صدہا سُنہرے پنجے گرے یہ جو بیدست و پا ہو رہے تھے اپنے حالات مصیبت مآل پر
رو رہے تھے سُنہرے پنجون نے دستگیری کی کئی سو پنجے گرے لقا و ضیغم و نجتیار ک و فولاد زنا بکار فرزندان
نوشیروان وغیرہ کو اُٹھا لیا پریون یہ سب چھپ گئے پھر ایک صداے مہیب آئی یا شہدای مسلمانان اپنے
بندونکو خداوند خورشید روشن تن نے طلب فرمایا ہے ہر چند کہ لقا مغرور ہے نشۂ بادۂ نخوت سے جو ہم
قدرت حضور اسکے حال پر رحم فرمائینگے ملک موروثی اُسکو مرحمت ہوگا خبردار اُس اقلیم مین آنے کا ارادہ
نہ کرنا ورنہ سزاے کامل ہوگی یہ آواز دیتا ہوا وہ ابر تیرہ و تار نگاہون سے ہر ایک کی غائب ہوا ملازمان
لقا سمجھ گئے کہ قدرت کو کوئی سا حر لے گیا اُنھون نے باتون مین دریافت کیا معلوم ہوا سرحد
خورشید نگار مین لقا سے ملاقات ہوگی دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر کوہ و دشت و بیابان کا راستہ لیا
رات بھر یہی ہنگامہ رہا بوقت سحر ادھر سے صاحبقران ایک جانب سے اسد نوجوان آپس مین گرکے
ایک سے ایک بغلگیر ہوا کوکب نقلی بھی ساتھ ساتھ ہین کسیکو اس مقدمے کی خبر نہین ہے ملا زمان
کوکب سب یہی جانتے ہین کہ ہمارے شہنشاہ عالیجاہ چلے آتے ہین شہنشاہ لاچین و ملکہ بلقیس ثانی
و ملکہ مہرخ و ملکہ بہار و باغبان وغیرہ نہال بحال مثل گل خندان خوشی سے باغ باغ غم سے فارغ
جب اس لڑائی مین کافر بھاگ گئے صاحبقران زمان نے لندھور سے بلاکے فرمایا اے دارا ے ہند
تمام اس ملک مین ساحر موجود ہین زبانی عیارون کی بھی ثابت ہوا کہ شہنشاہ لاچین و ملکہ بلقیس
ثانی و کوکب روشنضمیر و جملہ سرداران اسد سب ساحران نامی ہین پس بارگاہ سلیمانی کا
استادہ ہونا موقوف رہے کہ اُس بارگاہ آسمان جاہ مین ساحر نہین آسکتا بس بارگاہ حشامی و بارگاہ

سلیمان بن طلحا و بارگاہ طہمورس دیوبند و بارگاہ افراسیابی ان سبکو لا کر فوراً استادگردِ شاہزادہ بدیع
وغیرہ نے یہ بارگاہیں استادگرائیں پانچ چھ بارگاہیں کہ جو نامی وگرامی لشکر میں ہیں ایک ایک کر کے استادہ
کرائیں مہتمم اسکے لندھور و مالک وغیرہ بارگاہ سلیمانی میں ناموس کے داخل ہونیکا حکم ہوا محافے اُترنے
لگے صاحبقران داخل بارگاہ حشامی ہوئے منتظمان لشکر ظفر اثر سرداران نامور لشکروں کو اُتروا رہے ہیں چار پہر
میں انتظام کامل ہوا سب عیاران نامی لشکر میں آوازیں لگا گئے کہ آج شب کو سب صاحب اپنے اپنے مقام
پر آرام فرمائیں سرداروں کی زخمدوزیاں کیجائیں بوقت سحر بارگاہ حشامی میں دربار عام ہوگا اشتہار چسپان
ہوگئے سارے لشکر میں ڈھنڈھورے پٹے اسد نامدار نے بھی اپنے سرداروں کو زخمدوزی کا حکم دیا حضوری
صاحبقران کا وعدہ لیا قضائے کار خواجہ عمرو برامیہ نامدار کہ کوکب روشن ضمیر بنے ہوئے ہیں جمشید وغیرہ کو
ساتھ لیکر بارگاہ طلسم نور افشان میں آئے سب کا علاج ہونے لگا ہزارہا ملازم بیہوش ہیں ہر چند کہ اسد
کو اپنے سرداروں کے زخمی ہونے کا بڑا قلق ہے خوف ہے کہ ایسا نہو شدت زخمداری سے ہلاک
ہوں ملازمان پر تاکید ہے کہ جملہ سرداروں کا خیال رکھنا جس شے کی ضرورت ہو خزانۂ شاہی سے لے
اُس شب کو یہی انتظام رہا خواجہ عمرو کو بڑا تردد ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوا برج نامدار کا کہ انکے سب ساحر
کوکب نے مار ڈالے لشکر بہت تباہ ہوا ایرج نوجوان کو ثابت نہیں ہوا جب لشکر پلٹے یہ بھی صاحبقران
کے ساتھ اپنے عیار طرار شاپور شیردل سے کہتے ہوئے کہ اے یار وفادار نہیں معلوم ملکہ بران پر
کیا گذری مہران جادو کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا آفتاب فلک سیر کو خود مارا کس جرأت
سے لڑی بہر حال نہ معلوم ہوا کہ اُنپر کیا گذری شاپور نے عرض کی اپنے والد ماجد کے ساتھ
صبح کو دربار میں تشریف لائینگی ایرج نے فرمایا اے مہتر والا گہر ہم کیا کہیں دلکو تسکین نہیں ہمارے جی کی
بیقراری بڑھ گئی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آتا ہے خود بخود دل گھبراتا ہے اپنا تو اب یہ حال ہے اشعار

بے گل روئیت نخواہم زندہ جان خویشتن
کردہ ام از زلف مشکین پاسبان خویشتن
گر بر آید جان ز تن مہرت نمی آید برون
گر برون آرم ز دل راز نہان خویشتن

غیر گل بلبل نخواہد آشیان خویشتن
بر دہ ام گوئی اجابت را بامید دعا
دادہ ام چون مغز جان در استخوان خویشتن
ہمچو مخفی ہیچکس در عاشقی بازی نیافت

نیست باد صبح را در گلشن حسن تو راہ
ساختم ہمنام تو در روز بان خویشتن
اشک چون ریزد ز چشم در کنار آرزو
باختہ اندر رہ زر و دل خانمان خویشتن

شاپور نے عرض کی اے شہریار ہزار ہا تین ہجر کی آپ نے کاٹی ایک شب کی جفا اور باقی ہے بجلوہ قوت الٰہی

جامع المتفرقین کل بچھڑے ہوؤنکو ملائیگا ہندسۂ پنج و الم خانۂ نقش نامرادی سے مٹ جائیگا ایرج نے
فرمایا اے شاپور شیردل وہ راتیں جو گذریں قلب پر یہ سوز و گداز نہ تھا آج تو عجیب کیفیت ہے لاکھ لاکھ دلکو
سمجھاتا ہوں نہیں سمجھتا پھر کیا تدبیر کرون ذرا اتنا تو دریافت کرو کہ ملکہ بہاران شمشیر زن اپنے والد نامدار کے ساتھ
گئیں شاپور نے کہا حضور جملہ سردارون کو میں نے دیکھا اب دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے بمشکل شاپور سمجھا کر
ایرج کو بارگاہ میں لایا نیلم و فیلم وغیرہ بھی آگئے ایرج نوجوان اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھے اخبار نویس نے
پرچہ لاکر پیش کیا کہ بعد ختم لڑائی نہیں معلوم یہ بلائے آسمانی کیسی تھی کہ جملہ ساحر شہنشور کے لشکر کے بہار
گلشن جہان ہوئے چاند کے ٹکڑے یکایک آنکھوں سے نہان ہوئے ایرج نامدار صیقل وغیرہ کے
واسطے بہت روئے خیرخواہان دولت نے سمجھایا کہ حضور یہ سرداران نامی بڑے صاحب نصیب تھے
اُس جنگ میں آکر لڑے کہ سالہا سال اس جنگ کا ذکر رہیگا افراسیاب جادو مرتے مرتے ایسا لڑا
کہ طبقے زمین کے ہلادیے یہ نہ ثابت ہوا کہ آپ کے ساحر کسکے ہاتھ سے مارے گئے ایرج نے فرمایا دریافت کرکے
اپنے سردارونکا بدلا لونگا شاپور وغیرہ نے زخم دوزی کی ایرج انتھلکے زخمی تھے سردارون نے عرض
کی اب حضور آرام فرمائیں کئی شبانہ روز حضور کو جنگ کرتے گذرے ایرج نوجوان نے فرمایا
آرام تو ہمارے واسطے اکسیر ہوگیا چین و آرام کیسا جو تقدیر دکھائیگی وہ دیکھینگے ہمارے دل کو
اطمینان نہیں ہے رات بڑھتی جاتی ہے حسرت و یاس کی ترقی ہے دیداران ہمدم کیا اپنا حال دل
کہوں اگر سامنا ہوتا تو اپنے دل کی کیفیت اس طرح کہتا نظم

رنگ گلشن مجھے حیرت ہے ہوا بو کیونکر
ایک ارمان ہے یہ بھی دل پر ارمان کا
یوں دکھلادے فلک اڑتے ہیں جگنو کیونکر
کشتۂ چشم کی تربت پہ کبھی آجاؤ
رام ہو جاتے تھے مجنون سے یہ آہو کیونکر
ہم تو عشق اُنکا چھپائینگے مگر دیکھتے ہیں
بو چھپتے پھرتے ہیں چھپتی ہے کوئی خوشبو کیونکر
عبث اب کشمکش دام رہا کرتی ہے

دیکھوں اے دزد بدلتا ہوں میں پہلو کیونکر
نکلے ماتم میں مرے آپکا آنسو کیونکر
جستجو دلکی سکھاتی ہے کہ اس سر پہ کہو
اسکے مشتاق ہیں ہم چڑھتے ہیں ابرو کیونکر
ساتھ ہی اپنے تغیر تجھے ہو جاتا ہے
الفت غیر کی چھپتی ہے وہان تو کیونکر
حشر کرتا ہے تری نیند کا انداز نیا
اڑنے دینگے مجھے ٹوٹے ہوئے بازو کیونکر

جلوہ گر تھا ابھی محفل میں چھپا تو کیونکر
ضبط ہجر میں رہتا نہیں قابو کیونکر
کیا اندھیرا ہے کہ آنکھوں کو ہے حسرت شب بھر
دیکھیں عارض پہ بکھر جاتے ہیں گیسو کیونکر
دل وحشی سے محبت تری آنکھوں نے کی
غیر ہر چند کے غیر ہیں ہم تو کیونکر
عادت بوسہ نے کھلوائی ہے منہ کی ایسی
نیم خواب آنکھ جگا دیتی ہے جادو کیونکر
دل تو سینے میں تھا پھر نہیں معلوم جلال

بیگیا ڈھونڈھکے وہ ناوک دلدوز کیونکر | یہ اشعار پڑھکر ایرج نوجوان محبت ملکہ بران شمشیر زن یاد کر کے خوب

روئے سب انکے راز دار جمع ہیں سمجھانے لگے آفتاب تو کوئی محل تردد نہیں ہو خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ بڑی کوشش کرینگے کوئی بات خلاف انکی راے کے کرنا مناسب نہیں ہے اب کل صبحکو دربار میں سب حالات کھلینگے سلطنت طلسم ہوشربا لاچین و بلقیس کو تفویض ہوگی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بھی حقدار ہیں ضرور صاحبقران زمان نصف طلسم ہوشربا شریک طلسم نور افشان کرینگے اور راے شہریار اگر یہ امر جاری قرار پایا کہ شادی حضور کے ساتھ ملکہ بران شمشیر زن کی ہوئی تو امیر خوشی میں تمام ممالک طلسم ہوشربا کوکب کو دیدینگے دربار ایرج میں یہ صلاحیں ہو رہی ہیں خواجہ نے یہ رات بارگاہ کوکب میں بسر کی تڑپ تڑپ کے سحر کی ناگاہ شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثابت سیارگان اقلیم فلک سے آمادہ سفر ہوکر داخل منزل مغرب ہوا شہنشاہ زرین پوش آفتاب عالمتاب بعد گردش تخت فلک زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا فوج ضیا کی عملداری ہوئی ظلمت شب کافور بیاض سحر نے چہرۂ نورانی دکھایا یہاں بارگاہ صاحبقران میں سب کی آمد ہے سبکو اسی حال میں چھوڑیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان بعد قتل افراسیاب دربار میں صاحبقران زمان کے بعوض کوکب تشریف لانا خواجہ عمرو کا اور صاحبقران سے حال نزاع کوکب بیان کرنا صاحبقران زمان کا کوکب کو تخت پر جگہ دیکر تقریب کرنا کہ اے برادر ایرج نامدار کو بہ فرزندی قبول کرو اور کوکب روشن ضمیر کا برہم ہوکر طرف اپنے طلسم کے جانا شروع فساد کوکب و ایرج سے خلاف مزاج صاحبقران و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ تصنیف

کجائی تو اے ساقی سیمتن
بیا اے خرو مند فرخندہ فال
بیا سرو بستان عیش و سرور
بہ بخشش جوہر نقد بازار من
قمر ساقی مہر وش لاجواب
مشبک زہلم شد زتیر الم
منم عندلیب گلستان حسن

گل باغ خوبی و رشک چمن
بیا قوت روح من و جان من
شہ دلبران ماہوش رشک حور
بیا راحت روح و غمخوار من
بہ بزم محبت کند اجتناب
منم قمری سرو گلزار یار
توئی سرو نوخیز بستان حسن

بیا اے مہ آسمان کمال
چراغ شبستان و ایمان من
نہال قدش سرو گلزار من
بہ پہلوے من جا دہ دلدار من
زبار فراقش کمان گشتہ ام
زطوق تو گلگویم شدہ افتخار
کنم یاد ہردم گل روے تو

پریشان کند یاد گیسوے تو
قمر داستانِ جلالت بیان
منور کن بزم عشرت فزا
منم شہسوارِ کمیت قلم
منم خازن مخزنِ علم و فن
گہے ذکر معشوق عشوہ طراز
بگیرم ز عشاق صبر و شکیب
گہے جرأت ایرج نوجوان
کہ او زوجہ کوکب باخرد

سمنبر سمن بود آرام من
نویسم بصد لطف ای سامعان
منم مست صہباے جام بیان
منم رستم زال جاہ و حشم
ہمہ قصہ ہاے جلالت نشان
گہے محفل سوز و گہ رنگ ساز
گہے ذکر کوکب بجوش و خروش
گہے حال بران فسون نشان
بہ تصنیف و تحریر این داستان

بود حلقہ زلف او دام من
ہمین شاہد دلبر و دلربا
منم ساقی محفل دلستان
منم گوہر بحر شعر و سخن
بآئین دلچسپ کردم بیان
نویسم یکے قصہ دلفریب
گہے حال عیار قنطورہ نوش
گہے جنگ ناہید باشد و مہ
قمر صرف شد خون دل بیگمان

پیچ رہروان منازل سحر و ساحری و قطع کنندگان مراحل فسونگری اس راہ پُرہول کو یون طے کرتے ہین شعر مصنف طرازندہ داستانِ لطیف + رقم سنجِ این بیانِ لطیف ہو واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ اس داستان شوکت بیان کی تصنیف و تحریر مین بہت خونِ جگر کھایا مگر شکریہ کہ انجام بخیر ہوا نوبت کوکب از خواجہ عمرو بہ تہذیب رتبہ شناسی دیگر داستانہاے رنگین ذکر خدائی خورشید روشن تن کہ بڑا ساحر زبردست ہی علم نیرنج و شعبدے مین ایسا رنگ جمایا خدا بنکر بیٹھا بڑے بڑے ساحر اُسکو سجدہ کرتے ہین کیفیت بھی اُسکے دربار کی مفصل عرض کرونگا ایک نیا شعبدہ اُسنے یہ بنایا ہو کہ جن لوگون نے دعوی خدائی کیا اور ذلیل ہوکر ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے اب وہ بشکل اصلی دربار مین اُس شعبدہ باز کے موجود ہین ہر مرتبہ کہتے ہین کہ ہمنے یارو دعوی بیجا کیا بعد مرنے کے ہمپر ظاہر ہوا کہ خدائی خداوند خورشید روشن تن کی برحق ہی جسکا ثبوت اُس دربار مین جاتا ہے تسخیر ہوکر اُسکو سجدہ کرنے مین فرق نہین کرتا کیا عجب ہی کہ لقا نے بھی جاکر سجدہ کیا ہو کل حالات وقت پر تحریر ہونگے عجب داستانہاے رنگین و مقامات فصاحت آئین تحریر ہوے ہین کہ جنکے ملاحظے سے ناظرین مثل گل شگفتہ ہونگے اصل مدعا یہ ہی کہ شب بھر لشکر و خیمہ تیاریان رہین معشوق خوبرو بیچ صدمہ گذرا ایرج نے بھی وہ رات تڑپ تڑپ کر کاٹی بوقت سحر جملہ رفقاء عیار باوفا کو ساتھ لیکر ایرج نوجوان چلے ایک جانب سے بدیع الزمان و نور الدہر دانہ ہوے اسپ ہاے پشت پر اسکے سترہ سو

سردار و تاجدار شل مہرخ و بہار و رعد و برق و برق لامع و معمار قدرت و باغبان قدرت وغیرہ
سب سردار ساتھ اسد کے چلے سرداران نامی کو بڑی خوشی ہی کہ اب سبکو عہد سے بطنگے غنچہ آرزو کھلینگے
سب سے زیادہ ملکہ بہار ملکہ زمین ہرچند کہ لڑائی فتح ہوئی ملکہ حیرت کے واسطے برا تردد تھی اسد نامدار
سے عرض کی کہ حضور کو کنیز کا خیال رہے شوہر اسکا مار اگیا شہنشاہ لاچین کے احکام کا خیال نفرمائینگا
انکو سلطنت کا خیال تھا وہ بلی حیرت کے ساتھ کد کرینگے ہمنے بھی ابتدا سے جانبازی کی ہمارے بھی
حقوق سرکار دولت مدار پر ہین اُسکا معاوضہ یہی ہی کہ گستاخی پر حیرت کی تصور نہ فرمائیے گا اسد
غازی نے جواب دیا ای ملکہ بہار بخدا ہمکو خود خیال ہی افراسیاب کے قتل ہونیکا ملال ہی
ہمین یہ منظور تھا کہ افراسیاب ہماری اطاعت کرے ہم لاچین سے اُسکی صفائی کرا دین وہ ہی سابق
کے انتظام طلسم ہوشربا مین رہین اپنے غرور مین افراسیاب نے نمانا اپنی جان دی تم خود قید خانے
مین جاؤ حیرت کو سمجھا رکھو جب صاحبقران زمان طلب کرین اُنکے سامنے اسلام سے انکار نکرنا اگر
دانا جان نے حکم دیدیا میری کیا مجال ہی کہ مین دخل دیسکون بہار نے دیکھا راہ مین قید خانہ حیرت کا ہی
اسد کے ساتھ سے ٹھہر گئی قید خانے مین جاکر پہونچی دیکھا حیرت جادو ہتھکڑیان بیڑیان پہنے بیٹھی ہے
شوہر کیواسطے رو رہی ہی ملکہ بہار ہمشیرہ صاحبہ کہکر لپٹ گئین ملکہ حیرت نے منھ پھیر لیا کہا تو ابھا رہ
جاؤ دشمن باغ باغ ہوے تم سب غم سے فراغ ہوے ہمارے باغ وہ بہار مین خزان آئی تمھارے گلشن امید
مین بہار آئی جو کچھ تمھارے خیال مین آئے وہ کرو ہمکو نہ سمجھاؤ جب چھوٹینگے اسد کو قتل کرینگے ورنہ ہم کو
قتل کرین ہرچند بہار نے ملکہ حیرت کو سمجھایا اسنے جواب خلاف دیے بہار سمجھی ابھی شوہر کے مرنے کا
غم ہے دو چار روز کے بعد مزاج درست ہوگا یقین ہی مان جائیگی یہ سوچکر ملکہ بہار قید خانے سے چلی
آئین یہان وہ وقت ہی کہ بادشاہ جمجاہ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین صاحبقران زمان دنگل آصفی پر
جملہ سردار تاجدار عیار اپنے اپنے مقام پر بوجہ احسن آکر بیٹھے ہین امیر دمبدم فرماتے ہین کیون ای
جواہر بن عمرو ہمارا یار وفا دار کہان ہی کیون میری آنکھون سے نہان ہی جواہر عرض کرتا ہی کیا گذارش
کرون جب اوّل حضور تشریف لائے اُسوقت والد نامدار مصروف جنگ تھے پرچۂ اخبار ہمکو بھی پہونچا
کہ اُسی وقت آفتاب فلک سیر کی زوجہ کی شکل بنکر سحر افراسیاب کو مٹایا لڑائیان ہونے لگین
پھر نہ معلوم ہوا کہان تشریف لیگئے یہ ذکر تھا کہ چوبدارون نے بڑھکر عرض کی کہ کوکب روشنضمیر

در دولت پر آئے ہین چاہتے ہین باریاب ہون صاحبقران زمان نے تاجدارونکو حکم دیا کہ سب جا
کوکب روشنضمیر کو استقبال کر کے ہماری بارگاہ مین لائین مالک و لندھور وغیرہ گئے
کوکب روشنضمیر کو استقبال کر کے اندر بارگاہ صاحبقران کے لائے کوکب نے آکر سلام کیا
پایۂ تخت کو بوسہ دینے کے حیلے سے کان مین صاحبقران کے کہا اے شہریار مین نے کوکب کو عیاری
سے پکڑ لیا وہ میری زنبیل مین ہے اب اسکو نکالکر تخت پر بٹھاتا ہون آپ بڑے لطف سے پیش آئیگا
عمرو نے یہ راز بھی امیر پا توقیر سے کہدیا کہ ایرج نوجوان مدت سے ملکۂ بہران شمشیرزن پر مائل ہے
کوکب پر حال عشق کھل گیا اپنی دختر پر اسنے کچھ سحر کیا کہتا تو یہی ہے کہ قتل کر ڈالا آپ کے پوتے
صاحب کا حال ابتر ہے ایسا ہو سر دربار کچھ کلام ہو اسکا خیال رکھیے گا امیر پا توقیر کو یہ حال
سنکر سناٹا آگیا خواجہ سے کہا کہ کوکب نے بڑے کارہاے نمایان کئے ہین بڑے افسوس کی بات ہے اگر وہ نہ قبول
کریگا مین کلام تخت نکرونگا اپنے بیٹے بیٹی کے مقدمے مین ہر ایک کے مان باپ کو اختیار ہے یہ کہکر
صاحبقران خاموش ہو رہے عمرو کو بڑا تردد ہے کہ دیکھیے اس مقدمے مین کیا ہوتا ہے جب سب
دربار جمع ہو چکا جملہ تاجداران جنبیل و سرداران بیعدیل با تجھز اور پانسو ججلین سردار صاحبقران
کے آج دربار اس لطف سے آراستہ ہوا اگر جمشید جم ہوتا شمع انجمن محفل کا پروانہ بنتا ایک
جانب اسد نامدار انکے ستر سو سرداران عالیوقار سب جلسہ آراستہ ہو چکا خواجہ عمرو نے تخت
یاقوتی براے کوکب آراستہ کیا اہالیان طلسم نور افشان و اہالیان طلسم ہوشربا بھی جانتے ہین کہ
شہنشاہ کوکب روشنضمیر انتظام کر رہے ہین خواجہ عمرو نے تخت لگھاکر تمام سامان سحر سپر
شمشیر تخت پر آراستہ کردیا کوکب کو کوئی مجبوری نرہے اب زنبیل سے کوکب کو نکالا تاج پہنا کر ہوشیار
کیا کوکب نے بیدار ہو کر وہ دربار دُربار دیکھا ہوش حواس اُڑ گئے خاموش ہو کر سر جھکا لیا عمرو نے
آگے بڑھکر عرض کی اے برادر بجان برابر میری خطا معاف کرنا تلوار اٹھا کر ہاتھون کو کب کے دی کہا
اے برادر اسوقت یہی مناسب تھا کہ تم کو سامنے سے ہٹا لیا کوکب اور زیادہ برہم ہوا کچھ جواب ندیا
فرزندان صاحبقران اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین ایرج نوجوان کے پہلو مین انکے والد نامدار
قاسم نوجوان ایک جانب شاہزادہ جہانگیر بن صاحبقران کہ جنے طلسم نور افشان مین جا کر
بڑی بڑی قیامتین برپا کین حقیر کے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ شاہزادہ جہانگیر جب صاحبقران

زمان سے ظاہر ہوا اور ثابت ہو گیا کہ یہ ماہ اوج صاحبقرانی ہے اور صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین
لیکر آئے ارشاد فرمایا اے فرزند دلبند ہماری بارگاہ مین صف دست راست و صف دست چپ قرار دیا ہے داہنی
جانب دارا سے ہند لندھور بن سعدان بھائیون مین تمھارے شہزادۂ بدیع الزمان اسی جانب بیٹھے ہین
صف دست چپ مین مالک اژدر صاحب نعرۂ دمدمہ غلام نبی وہ چاکر حیدر بھائی تمھارے رستم پیلتن ملت
نوجوان بھتیجے تمھارے قاسم عالیشان و شاہزادۂ ایرج نوجوان وغیرہ اس جانب جلوہ فرما ہین جو
مقام پسند خاطر ہو اُس طرف بیٹھو شاہزادہ جہانگیر نے بخوشی دست چپ مین بیٹھنا قبول کیا بڑی دھوم سے
یہ طلسم نور افشان مین رہ چکے ہین گل حیات کوکب و لوح طلسم نور افشان وغیرہ سب حاصل کر چکے
تھے اکثر حلے بھی شکست ہو سے مراد اس بیان سے یہ ہے کہ شاہزادہ ایرج کے طرفدار ہین یہ کیفیت جو
سُنی ہے کہ کوکب کو عشق ملکہ بران و شہزادہ ایرج کا ناگوار ہوا برائے خوشنودی ایرج نوجوان و قاسم
و علمشاہ نوجوان و فرنگ پاے زرین پر بیٹھے جھوم رہے ہین کہ اگر کوکب انکار کرے تو اُسکی چھاتی پر
چڑھ بیٹھین شہزادہ جہانگیر والا تدبیر کا قول ہے زدہ را می توان زد مین وہی جہانگیر ہون کہ جسکے ہاتھ سے
میدان کو شیف بھاگے بھاگے پھرتے تھے کوکب نے بڑی بڑی کوشش کی ہمارے پیر و مرشد خواجہ عمرو
بن امیہ نامدار نے بڑی جانبازی کی اتنی بڑی عیاری شہر انجم حصار مین جاکر کی کہ جواب اُسکا عہدۂ بشر سے
ممکن نہین قدرت معبود دیکھا کہ جب خواجہ نے مجکو اور چابک کو خواجہ سید موے ظلماتی بنکر گرفتار
کیا کوکب سے فرقت قیصریہ سے روانہ کر دیا مین نے راہ مین رہائی پائی اصل مین راستہ طلسم
نور افشان کا وہی تھا جو مجکو جاکر ہی گل حیات کوکب سے بھی حاصل کر لیا بڑے بڑے معرکے بڑے کس
کس مقام پر شیر رہے قبلہ و کعبہ نے جاکر جان بچالی لوح طلسم نور افشان وغیرہ خود حوالے کر دی
اُنکی مرتبہ اُس سے زیادہ خرابی ہو گی دیکھین کیا جواب دیتے ہین بہتری اُنکی اسی مین ہے کہ فرزند دلبند
ہمارے ایرج نوجوان کو فرزندی مین بدل و جان قبول کرین ورنہ بہت پچھتائینگے قاسم نوجوان
قبضہ بلارک افراسیابی پر ہاتھ رکھے ہوے فرماتے ہین کہ اگر کوکب شادی نہ کرینگے بہت پچھتائینگے
لاکھ مال پر نظر کئے ہین علمشاہ نوجوان کو بھی پوتے کا خیال ہے مگر بسبب رعب و داب
صاحبقرانی سب جوانان دست چپ خاموش ہین ورنہ ان سبکو محبت ایرج کے جوش ہین
جب دربار کا مجمع ہو چکا کوکب روشن ضمیر تخت یاقوتی پر جلوہ فرما ہین خواجہ عمرو نے تمام کیفیت

ظاہر کردی کوکب بدمزاج قبضے پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھا ہی صاحبقران زمان نے باآواز بلند فرمایا اے
شہنشاہ لاچین و اے ملکہ بلقیس ثانی آپ لوگ مستحق سلطنت طلسم ہوشربا ہین لیکن مقدمہ ملکہ حیرت مین
ہمکو بھی حیرت ہی جیسا آپ لوگ فرماوین اُس طرح کاربند ہون نام حیرت سنکر ملکہ بہار اسقدر روئین کہ دامن و
گریبان تر ہوگیا رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے بادشاہ جمجاہ کے کھڑی ہوئین عرض کی مقدمے مین
اُس کنیز گنہگار کے جس طرح عرض کرون قبول فرمایا جاوے اصل کیفیت یہ ہی کہ افراسیاب جادو بڑے
ناز و نعم سے شادی کرکے لایا کل طلسم ہوشربا کا حاکم کردیا انتظام وغیرہ انتظام کا انھین کو
اختیار رہا کبھی صورت رنج و ملال نہین دیکھی اٹھارہ سو ملک کے شاہ و شہریار زادیان آکر حاضر خدمت
ہوتی تھین اُن سب پر حکومت دولت دیاقت شوہر کا جاہ و پیار رہ چکا ہی کوئی پوچھنے والا نہین
یکایک رنج و الم کا آسمان اسپر ٹوٹ پڑا ملک قبضے سے نکل گئے شوہر قتل ہوا اب آج کل اسکی بات کا
کیا اعتبار ہے شہریار انصاف کرین آیندہ انچہ رائے مولا ازہمہ اولی مین بھی خیر خواہ دولت ہون
جو شرف مجکو حاصل ہی سب صاحب بخوبی آگاہ ہین عرض کرنے کی ضرورت نہین جو مناسب ہو آپ
بدبخت کے بارے مین تجویز کیا جاوے اصل تو یہی ہے کہ لائق سوختنی و گردن زدنی ہے بات سمجھانے
گذرا محبت سامری و جمشید اُسکے دل سے نہین نکلتی ہی جواب دیتی ہی کہ مجکو صاحبقران قتل
کرین کسی طرح مجکو زندگی منظور نہین ہی ہمارا کسی طرح قصور نہین ہی بادشاہ جمجاہ نے متفکر ہوکر فرمایا
اے ملکہ بہار تمھاری جملہ عرض معروض قبول ہی ملکہ بہار نے عرض کی حضور ما انصاف شرط ہی شوہر
اسکا ہمہ دان ہمہ گیر سپہ میدان مارا گیا سلطنت پر زوال آیا یکایک وہ کیونکر اطاعت قبول کریگی
ابھی دس پانچ دن تامل فرمایا جاوے ضرور یہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مثل کنیزان حلقہ
بگوش حاضر خدمت فیضدرجت ہوگی آج حاضری اسکی دربار مین موقوف رہی بادشاہ نے کہنا
ملکہ بہار گلعذار کا قبول کیا ملکہ حیرت جادو کو نہ بلوایا طرف صاحبقران زمان کے بادشاہ
جمجاہ متوجہ ہوے عرض کی جس طرح خواجہ عمرو نے فرمایا ہے جو مناسب وقت ہو
اسکی تدبیر فرمایئے صاحبقران زمان نے ایک آہ کی ایرج نوجوان کا ہاتھ تھامکے سامنے
کوکب روشن ضمیر کے لاکے کہا اے برادر بجان برابر کوکب نامور تمھارے بار احسان سے ہم عہدہ برآ نہین
ہوسکتے تم نے محبت اسد و خواجہ عمرو مین اپنے ممالک تباہ کیے ہر مقام پر لڑے سینہ سپر ہوے

بڑے بڑے معرکے پڑے شکر ہے پروردگار کا کہ افراسیاب جادو واصل جہنم ہوا ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے
نور نظر پارہ جگر کو بہ فرزندی قبول کرو کوکب یہ کلمہ سنکر نہایت درہم و برہم ہوا بخوف امیر بات تو پھر کچھ جواب
ندے سکا سر جھکا کر یہ جواب دیا کہ اے شہریار یہ مقدمات شادی و غمی ہیں عزیز و اقارب کی رائے شریک ہوتی ہے
بزرگوں سے پرسش واجب و لازم ہے اب تو میں رخصت ہوتا ہوں بذریعہ تحریر جواب حاضر ہوگا کوکب کو
یہی منظور ہے کہ اس دربار سے بحیلہ نکل جاؤں اگر امیر مجکو روکیں تو ابھی تلوار کھینچوں اس وقت خاص
میں صاحبقران صاحب اسم اعظم و شہنشاہ لاجین وغیرہ ساحران زبردست دربار در بار میں موجود
ہیں فساد عظیم ہوگا خیالی انجام بھی ضرور ہے ربط و ضبط منظور ہے شاید میں اپنے مطلب باطن کو ظاہر کروں
کسی وجہ سے گرفتار ہو جاؤں ساحر بالفعل زادہ بھی موجود ہی بعد یہاں سے نکل جانے کے جو مزاج میں آئیگا
وہ کرینگے یہ تو بخوبی دل میں ہے کہ خون مسلمانان سے ہاتھ بھرینگے میری دشمنی مثل افراسیاب نہیں
ہے جس امر کا خیال کرونگا فوراً وہی انتظام ہوگا ان لوگوں کے مٹانے میں نام ہوگا ایسی ایسی باتیں
دل سے کرکے کوکب اپنے مقام سے اٹھا صاحبقران و اسد نامدار سے بخلق و مروت رخصت
ہوا بارگاہ صاحبقران سے نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوا کل لشکر کو اپنے ساتھ لیا جب لشکر
صاحبقران سے کوکب نکل آیا تب ایک مقام پر اتر پڑا ساتھ والوں سے کہا صاحبو تم نے دیکھا انجام فتح
طلسم ہوشربا کا چھپا نہ ہوا آج سر دربار صاحبقران نے ہم سے یہ سوال کیا کہ ایرج کو بہ فرزندی قبول کرو
میں نے وہاں جواب دینا مناسب نہ جانا یہ کیفیت تمام نکل آیا اب سب سے لڑونگا معاوضہ خون
افراسیاب لونگا یہی بات کہنے کو رہ گیا تھی کہ کوکب نے اپنے کلیجے پر چھری پھیری بیٹی کی شادی
فرزند صاحبقران سے قبول نہ کی اصل تو یہ ہے کہ عمرو کو عمرو بنایا اس مرتبۂ اعلیٰ پر پہونچایا
جہاں کہیں پکڑا گیا ہم برائے رہائی پہونچے بڑے بڑے اس پاجی پر احسان کیے اگر کوئی کہے
کہ اسنے عشاق سبزہ رنگ کو مارا پران بدنصیب کو جلایا اسمیں میری بھی مدد شریک تھی
جو بڑی چیز ہے اور اکثر جمشیدی میں نے بنا کر دیے تھے ورنہ کبھی عشاق دھوکا نہ کھاتا ساحر
زادے کو ملک عدم میں پہونچاتا بس عشاق کے بھی قاتل ہمیں ٹھہرے اسکی کیا فکر ایسے
نالایق کا کیا ذکر اب سب حال عیاری و مکاری کھل جائیگا یہ باتیں جو کوکب نے کیں سرداروں نے
کوکب کو غصے میں پایا سوائے بجا و درست کے کوئی کچھ نہ کہہ سکا بلکہ بخوشامد یہ کہا کہ جو حضور نے تجویز کیا ہے

وہی مناسب و انسب ہی بیشک ساربان زادہ بڑا بے ادب ہی لڑائی مین حضور کو پکڑ لیا ہلو گو نکو نہ ثابت
ہوا ورنہ مزا چکھاتے سرکاٹ کرلاتے آخر کوکب نے ایک خط صاحبقران زمان کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے
شہریار مین نے سراسر خلاف کیا اپنے ہم مذہب کو قتل کرایا اپنی بیٹی کو آتش قہر و غضب سے پھونک دیا امین
کسیکو کیا دخل ہی اب مجھ سے ایسا سوال نہ کیجیے گا مجھے اپنے ملک و مال کا اختیار ہی اگر میرے طلسم کی
جانب کوئی صاحب رُخ کرینگے تو بہت پچھتائینگے بہت سے فقرات اس طرح کے کوکب نے لکھکر ایک
ساحر کو نامہ دیا کہ یہ ہاتھ مین صاحبقران کے دینا صاحبقران نہایت عادل و منصف ہین جواب باصواب
دینگے اگر ارادہ لشکر کشی کرین مین سب طرح حاضر ہون مجھے افراسیاب جانین ایک دن مین قیامت
برپا کرون گا عمرو کی کیا لیاقت ہی طلسم ہوشربا مین ہم نے بات بنائی میرے ملک کی جانب جو صاحب
آنے کا قصد کرینگے سرکار کے خدمت مین روانہ کردون گا مقام افسوس ہے ہمارے ساتھ آپ
لوگون نے کوئی احسان نہ کیا مین ہمیشہ سے کہتا تھا مجھے ہوس طلسم ہوشربا نہین ہے میرا
طلسم نور افشان کیا کم تھا اب بھی ہفت اقلیم مین میری سلطنت کا جواب دینے والا نہین
ہے اگر لشکر کشی کرون گا تو زمین تھرائے صدائے نعرہ بادولت سے رستم کا کلیجہ پھٹ جائے سامنے
میرے زال پیر زال سام کو سرسام نریمان حیران و پریشان سہراب بیقرار و بیتاب گرینر نگ بحر
دکھاؤن طبقات زمین کو آسمان پر پہونچاؤن اگر علم ستارہ شناسی پر آؤن دوازدہ برج و ہفت
کواکب کا حال بتاؤن پس مجھسے مقابلہ کا قصد نہ کیجیے گا ایسے ایسے مہملات فقرات بہت طولانی نامہ لکھا
ایک ساحر کو دیا وہ ساحر نامہ لیکر لشکر صاحبقران مین آیا ذکر دربار تحریر کرنا واجب و لازم ہی شہزادہ ایرج
نوجوان کے کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین جسوقت سے کوکب روشنضمیر دربار سے نکلگیا ایرج و
قاسم بل کر رہے ہین ایرج نوجوان نے اپنے سردارون سے پلٹ کے کہا دادا جان کے خیال
سے ہم کچھ نہ کہ سکے ورنہ اس مغرور کو جانے نہ دیتے نہین معلوم ملکہ عالم کے ساتھ کسطرح پیش آیا قاسم
منھ پھیر کر دمار ہے ہین اگر حقیقت مین کوکب نے شادی کرنے مین عذر کیا طلسم نور افشان کو درہم و
برہم کردینگے شہزادہ جہانگیر نے جواب دیا ای نور نظر نہ گھبراؤ مین وہی جہانگیر ہون کہ افراسیاب کی
مدد کو گیا تھا گل حیات کوکب و لوح طلسم نور افشان حاصل کیا کوکب بھاگتا پھرتا تھا ذرا
بھی سرکشی کریگا پھر جا کر لوح طلسمی سے لونگا قبلہ و کعبہ کے خیال سے لوح طلسمی واپس دی اب بدون فتح

واپس ہونگا ایرج نوجوان بھی جھوم رہا ہی قبضۂ شمشیر چوم رہا ہی کہ مرد ہے نے بڑھ کر عرض کی نامہ دار فرستادہ کوکب در دولت پر حاضر ہی خواجہ عمرو بھی اپنے مقام پر خاموش بیٹھے ہین بڑا تردد یہ ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے صاحبقران نے نامہ دار کو طلب کیا اُسنے آکر نامہ دست حق پرست مین صاحبقران زمان کو دیا سیف ذوالیدین کو حکم ہوا انھون نے بآواز بلند نامے کو پڑھا صاحبقران نے سُن سُنکر سر ہلایا ارشاد فرمایا صاحبو یہ بڑے غضب کی بات ہی وہ اپنی بیٹی کی شادی نہین کرتا صاحبو بھی اُسنے اپنے اوپر اختیار کیا اپنے کلیجے پر چھری پھیری اپنی بیٹی کو قتل کیا خواہ قید رکھا ہو کسیکو کیا دخل ہی ہمارے لشکر سے جو کوئی صاحب طرف کوکب کے جانیکا قصد کرینگے ہمین بہت شاق ہوگا ہم کسی طرح کوکب سے مقابلہ کرنے پر راضی نہین ہین حقیقت مین وہ ہمارا محسن ہی اسد پر احسان کیا وہ بار احسان سب صاحبو پر پہونچا حقیقت مین وہ اگر شریک نہوتا فتاحی طلسم ہوشربا دشوار تھی مین نے اخبار مین مفصل دیکھا کہ خواجہ عمرو بلا وجہ اسکے ملک مین گئے اُسنے انکے ناز اُٹھاے وزیرون و شاہونکو برائے استقبال بھیجا باغ مروارید مین بڑے دھوم سے دعوت کی بڑے بڑے ایلچی افراسیاب نے بھیجے مراد یہ تھی کہ عمرو کو ہمین حوالے کردو اُسنے سبکو جواب صاف دیے کہ وہ میرا مہمان عزیز ہی ایسا مہمل سوال کرنا خلاف تمیز ہے غرضکہ ہر طرح جواب ہاے سخت دیے مددین کاہ کین اپنے سردار افراسیاب سے لڑ دلے اکثر ماہیان فوج اُسکے قتل بھی ہوے ہمراہی سے منھ نہین موڑا یہ کہکے طرف خواجہ متوجہ ہوے کہا کیون خواجہ تمنے مضمون نامۂ کوکب سنا عمرو نے سر جھکالیا کہا اے شہریار کیا عرض کرون ہر گھڑی آسمان نیرنگ کجباز شعبدہ ساز نئے رنگ سے سنگ تفرقہ پھینکتا ہی مین بھی کسیطرح نہین چاہتا کہ کوکب سے فساد ہو مگر دو چار الفاظ اُسنے ایسے لکھے ہین کہ جسکی وجہ سے دل چاہتا ہی کہ انکی تنبیہ و تہدید بوجہ احسن ہوجاے جیسا کہ حضور موفور السرور نے اول مین ارشاد فرمایا بجا و برحق ہی وہ میرا طالب ہے حقیر اُسکا عاشق ہے اس اعزاز و اکرام سے اُسنے مجکو طلسم نور افشان مین بلایا جو ناز کیا بسر و چشم اُٹھایا مین بھی ہر مقدمے مین جان اپنی نثار کرتا رہا جب عشاق سبز رنگ نے ملکہ بران شمشیر زن کو کشتہ سحر کیا اول حضور کو معلوم ہوگا کہ برائے معمار قدرت اسی پیر دی مین گھس پڑا دو نیر کو ملک جہاندار شاہ کے مارا اُسکی نانی نے مجکو پکڑ لیا مین قید ہو کر بر سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی سامنے لقا کے پہونچا خدا نے رہا کرایا پھر ہوشربا مین آکر لجد کرد ز

بشکل ملکۂ حیرت بر سر گنبد سحر عشاق کو جا کر دھوکا ہو یا بعنایت پروردگار ایسے گرگ باران دیدہ کو
مارا شہنشاہ کوکب کا ہمیشہ یہ قول تھا کہ خواجہ جو تم نے کام کیا عہد بشر سے نہو سکتا آج ایسا مغرور ہوا
کہ مذہب پر بھی طعن کرتا ہے صاف صاف لکھا ہے کہ مذہب لات و منات ناپسند تھا اب خلاف
تہذیب ہونے سے مذہب اہل اسلام بھی ناپسند ہوا جب صاحبان مذہب اچھے نہیں ہیں تو مذہب
بھی خلاف ہوا صاحبقران نے فرمایا یہ بھی غصہ بیکار ہے مثل مشہور ہے موسے بدین خود عیسیٰ بدین
خود ہدایت کرنا ہمارا کام ہے سخن ناشنوا کا بد انجام ہے ہم کسی مقدمے میں کوکب کے دخل نہیں مگر خوب
ہمیں ظاہر ہوا کہ وہ مرد سپاہی ہے صاحب غیرت ہے ایسے کلمات فرما کر صاحبقران نے حکم دیا کہ دریافت
کرو زمرد شاہ باختری کہاں گیا ہمیں اسکی تلاش ہے جو اسکو دامن پناہ دیگا ہم وہاں ضرور
جائینگے عمرو نے عرض کی ہرکارے گئے ہوئے ہیں جہاں لقا کا نشان پائینگے مفصل خبر لیکر آئینگے
ہمیشہ سے یہی دستور ہے کہ شاگرد میرے نامیان و توپیان وغیرہ لشکر لقا کے ہمراہ رہتے
ہیں جب لقا بھاگ کر جاتا ہے جو شاہ و شہریار یا پہلوان نامدار یا ساحر غدار اس بھگوڑے کو دامن
پناہ دیتا ہے یہ لوگ خبریں مفصل دریافت کرکے حاضر خدمت ہوتے ہیں مگر ایک مرتبہ نیا معاملہ
ہوا کہ نتیجہ ہلاکت سحر آتش ہے مہر کو اٹھا کر لے گئے وہ جو ایسیان تیز رو بہ جستجو سے تمام خبریں مفصل
دریافت کرکے آئینگے جسنے دامن پناہ دیا ہوگا اسکا نام و نشان بھی دریافت کرکے لائینگے لیکن احتیاطاً اور بھی
تدبیر کیجاتی ہے یہ کہکر عمرو نے اسی وقت ہرکاروں کو حکم دیا جلد دریافت کرو کہ لقا کس ملک میں گیا۔
اور کسنے دامن پناہ دیا ہرکارے چلے ایرج نوجوان کو بسبب غصے کے نہیں سوجھتا سرداروں
سے کہہ رہا ہے کہ دادا جان نے کیا خوب فرمایا ہماری معشوق کو اسنے قتل کیا یا قید کر لیا ہم دخل نہیں
قیامتیں برپا کرینگے مجھکو بھی فرماتے ہیں کہ نذر صاحبقرانی دیکھتے ہیں دادا جان بلا وجہ آپے
باہر ہوئے جاتے ہیں ابھی ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لوں بزرگی خوردی رکھی رہ جائے
مگر جہنم سے ڈرتے ہیں میرے مقابلہ کا مزا ابتک نہ پایا ہوگا نشان ضرب دست گرز اتابک موجود ہے
اشقر کے دو دانت ٹوٹے خون کے دریا بہے پھر آخر میں یہی خیال آیا کہ صاحبقران صاحب اسم اعظم
محترم و محتشم ہیں اپنے کو نذر گرا دیا ابھی جواب صاف دوں تو کیفیت معلوم ہو خیر شکر خدا کہ
خیال تہذیب سے عمرو ایسا ادیب ہے دل پہ ہجوم غم دلایا جہنم کا خیال دل تھراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے مرنے

جو یہ چُپکے سے کہا مالک نے ہاتھ باندھے کہا ای شہریار برائے خدا خاموش رہیے سرِ دربار کچھ نہ کہیے جو
آپکے ذہن مین ہی بسم اللہ وہ کیجیے گا اسوقت کچھ نہ فرمایئے ایرج بیٹھا ہوا بل کھا رہا ہے جنبش ابرو خیال معشوقہ
خوشخو آنکھوں مین آنسو کبھی دردپہلو مالک کے سمجھانے سے خاموش دل مین محبت برادران کا جوش
اب دربار مین جی نہین لگتا دل چاہتا ہے اسیوقت فساد برپا کرون لڑتا بھڑتا تا بہ طلسم
نور افشان جاؤن کوکب صاحب بیداد کو سزا دون یا اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤن دن بھر ایرج
نے بہ مشکل بسر کی آنکھوں مین آنسو بھرے ہوئے غصے مین خاصہ بھی نوش نہ کیا حقیقت مین
جوان آتشخو شعلہ مزاج شام کو اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا سب سردار جمع ہین شاپور قیزل نے دست
بستہ عرض کی مین حضور کو بہت پریشان پاتا ہون آئینہ رخسار پر گرد ملال ہے آخر حضور کو کیا خیال ہے
ایرج کی آنکھوں سے اشک حسرت جاری ہوئے فرمایا ای شاپور مصرع دلے برباد گرفتاری ما ہا
پندرہ سال اسی خیال مین بسر کیے کہ طلسم ہوشربا فتح ہو پردہ دوئی درمیان سے اُٹھے اب فلک نے
یہ سامان دکھایا کہ وہ ظالم جلاد صاحب بیداد کہتا ہے کہ اُس نامدار ایرج آسمان حسن و جمال کو
قتل کیا ہم اُسے زندہ نہ چھوڑین گے اسی وقت سامان لشکر کشی ہو جسکو داد اجان کا خوف ہے
وہ ہمارے ساتھ نہ چلے اپنا تو یہ حال ہے اشعار

در دبے درمانِ خود را چارہ سازی میکنم
در حریم کعبہ باشد تا نماز من درست
شغلِ طفلان بر سر رہ خاکبازی میکنم

ہیچ‌ام محنت و سیار باغ و گلشنم
جانماز خود ز خونِ دل نمازی میکنم
میخرم داغ فراق و میفروشم نقدِ جان

در وفا چون شمع ما ہم جانگدازی میکنم
باوجودِ بے پری با شاہبازی میکنم
میکنم ویران بدستِ خود بنائے عمرِ خود
مخفیا وقتِ سفر شد کارسازی میکنم

ایرج نے بیقرار ہو کر جو یہ اشعار پڑھے تمام سرداران نامی تلوارین ٹیک کر اُٹھے عرض کی حضور ہمین
صاحبقران سے کیا کام ہے ہم تو حضور کے خدمتگذار ہین جس مقام پہ حکم ہو سر کاٹ کر سامنے پیش
کرین ایرج نے سر جھکا لیا شاپور بھی قنطورہ ہائے زربفتی سے آراستہ ہو کر سامنے آیا عرض کی بسم اللہ
حضور سوار ہون ایرج اُس شب تیرہ و تار مین مع بارہ ہزار سوار چار سو سردار بصد جاہ و تو قار تلاش سحبوا
مین چل نکلے ذکر انکا وقت پر تحریر ہو گا جہاندار شاہ کا بیٹا کہ حاکم بیابان گلمرنیہ ہے اُسنے جو خبر پائی
کہ صاحبقران زمان میرے ملک سے قریب آکر فروکش ہوئے ہین اُسی وقت کشتیان نذر کی
لیکر حاضر خدمت فیضدرجت ہوا صاحبقران نے مشتاق جادو کی بڑی خاطر کی یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین رہے

کہ اب اسد نامدار نے لوح طلسمی خزانے مین داخل کردی لاچین وبلقیس کو برائے انتظام ہوشیار
مین چھوڑا مگر یہ سب سردار بقدمہ کوکب گوش برآواز ہین کہ دیکھین انجام کار کیا ہو فساد عظیم کوکب سے
ہوگا اب سب سے زیادہ بہار کو انتشار ہے مہرخ وغیرہ بھی امیر کے ساتھ ہین مشتاق فرزند جہاندار
صاحبقران کو پایان گلریز مین لایا بڑی دھوم سے دعوت کی صاحبقران نے لقا کا حال
پوچھا بڑے بڑے بزرگ واقفکاران اقلیم جو حاضر تھے اُنھون نے عرض کی ای شہریار ایک بیابان موسوم بہ
خورشید روشن تن کہ اُسکے عجائب وغرائب کے اس اقلیم مین شہرے ہین یہان سے تا بہ خورشید نگار
بعد عظیم ہے اہالیان دربند اُسکی جانب سے راہ مین حکومت کرتے ہین آجتک کوئی اُس اقلیم مین
نہین گیا اسطرف کا قصد حضور نکرین دربند اول مرجانیہ ہانکا مرجان حاکم ہے پہلے وہین دیکھا فتح وشکست خدا
جانے امیر نے فرمایا اے فرزند جہان لقا جائیگا مین اپنے کو پہونچاؤنگا عہد کر چکا ہون مشتاق نے عرض کی
کہ اے شہریار قصور رہا ہے معقول جو ہمارے شہر مین تعمیر ہین اُنکو ملاحظہ فرمایئے صاحبقران بخاطر
اس جوان کے سیر وشکار مین مصروف ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا مگر کوکب بقہر وغضب آگے
داخل قصر جمشیدی ہوا اور دربار مین بیٹھکر یہ کلمہ کہا کہ ہمارے سردار سپاہی عزیز دار سب آگاہ ہوجائین کہ جس کسی کا میل
مسلمانون سے ثابت ہوگا گھربار اُسکا ضبط کیا جائیگا اس غصے مین یہ کلمات کوکب نے کہے کہ مجلس حشم
وغیرہ بھاگ کر جابجا چھپین بدعت کوکب ہر ایک کو ناگوار ہے ایک مقدمہ دربحوظ خاطر ناظرین ہے کہ
جب کوکب لشکر اسلام سے چلا آیا قصر جمشیدی مین آکر ہرکارے روانہ کیے طائران سحر کو حکم دیا کہ دربار
مین صاحبقران کے جو ذکر ہو لفظاً لفظاً بیان کرو کوئی امر مجھسے پوشیدہ نرہے اول طائر سحر نے آکر
کہا ای شہنشاہ صاحبقران نے تو انصاف فرمایا تمھارے آتے ہی امیر نے حکم دیدیا کہ جو کوئی قصد طلسم
نور افشان کریگا قتل ہوجائیگا مین دخل ندونگا انتہا کی لڑائی پڑیگی جب کوکب نے یہ خبر سنی صاحبقران
کی بہت سی تعریف کی دوبارہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ سرداران دست چپ بہت بگڑے ہوے ہین
فساد برپا کرینگے کوکب نے کہا مین اُنکی حقیقت نہین سمجھتا یہ ذکر تھا کہ پھر ہرکارے حاضر ہوے عرض کی
کہ ای شہنشاہ ایرج نوجوان آپکے طلسم پر ارادۂ جنگ وجدل آتا ہے تا بہ بیابان لالہ زار پہونچ چکا ہے
یہ سنتے ہی کوکب نے نشے مین شراب کے آواز دی مخمور چہار سر کو بلاؤ سب نے دیکھا ایک جوان ایک سر
انسان کا ایک سر کرگدن ایک سر شیر ایک سر طاؤس اژدر آتش فشان پر سوار تازیانہ مار آتشین کا

ہاتھ میں پشت پر چالیس ہزار اژدر سوار ہیں کرد فرسے آکر سامنے کوکب کے پہونچا کوکب نے کہا اے مخمور بیابان لالہ زار میں سبزہ صاحبقران آچکا ہے جلد اپنے کو وہاں پہونچاؤ اژدرون سے انکے ساتھ والون کو کھلوا لو خبردار کوئی زندہ باقی نرہے یہ سنتے ہی مخمور چہار سر بقصد گرو فر سمت بیابان لالہ زار پہونچا مگر وہ حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو فریح خنجر ابرو مبتلائے زندان مصیبت آوارہ دشت مودت مجنون نجد خارستان بے کسی فراق محبوب میں بیقرار تھا یہ قصہ ہے کہ طلسم نورافشان پر جا پڑا اور بڑی خرابی یہ ہے کہ کوئی مونس و ہمدم ہمراہ نہیں رسم و راہ سے یہاں کے آگاہ نہیں سیدھا راستہ کون بتائے گریان و نالان رہ داردی کرتے ہوئے ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہوئے ایک صحرائے سبزہ زار میں گذر ہوا بہار صحرا دیکھ کر دل بھر آیا قلب تھرایا یہ اشعار برنگ مصیبت بجا لا ہوکر پڑھے

نظم

وہ گل ہوں جیب میں آتی ہے جس سے بو تیری
کمال مجھ سے ہی محبوب آرزو تیری
تلاش یار میں مرگ بھی گئی یہ جلالی

جہاں سے کھوئیگی آنکھ نکو جستجو تیری
وہ خار الجھے ہیں دامن سے بھی جنگجو تیری
کمال خشک تھا ای تیغ یار حلق اپنا
بھٹکتی پھرتی ہی ابتک گفتگو تیری

کہیں کا دل کو نہ رکھیگی آرزو تیری
ستم ہوا جو نکلی ہے وصل میں یہ دل
دعا یہ ہے کہ بچا لی ہی آبرو تیری

کلام میں ایرج کے وہ سوز و گداز تھا جو سامنے آنکھونکے موجود ہو ہر کسی کو یہی افسوس رہتا ہی کہ ہمارا آقا جفائے فراق سہتا ہی ایسا نہو دشمنوں کے قالب سے روح نکل جائے ای شہریار ضبط فرمائیے ایرج کچھ جواب نہیں دیتے تحفۂ تیغہ دودم سکندری کے ادب رہا تھا ہی قصد ہی کہ پیر پرواز پیدا کر دن قصر میں کوکب کے اپنے کو پہونچاؤن اس قیدی زندان مصیبت کو کیونکر چھڑاؤن شاپور سمجھاتا ہی کہ اے شہریار نہ گھبرائیے انشاء اللہ گوہر مدعا حاصل ہوگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی آگے آگے ایک جوان اژدر سوار پشت پر بھی اسی صورت کی بارہ سو ساحران غدار قلابہ آتشیں چھوڑتے ہوئے اسی جانب آتے ہیں نعرہ ہوا ہوشیار باش او دبیر حمزہ غضب کیا سردار کوکب روشن ضمیر میں چلا آیا اب یہاں سے زندہ بچکر جانا دشوار ہی ایرج نوجوان نے گھوڑا بڑھایا تمام سرداران نامی نے قبضے پر ہاتھ رکھا مخمور چہار سر سمجھا تھا یہ لوگ ساحر ہونگے اژدران آتش فشان کو اشارہ کیا کچھ سحر بھی کر دیا جو سردار آگے بڑھا اژدہا اسکو نگل گیا تھوڑے ہی عرصے میں سب سرداروں کو اژدھے نگل گئے جس اژدھے پر مخمور چہار سر سوار ہے اس اژدھے کو اسنے اشارہ کیا جب ایرج کی جانب بڑھتا ہو ملکہ بران شمشیر زن کی دی ہوئی انگوٹھی ایرج نے

پاس موجود ہی وہ جو جگی اژدر نے منھ پھیرا مخمور جہار سر نے پھر سحر کیا تم مین اپنے ہزارون کی
ایرج نوجوان کی آنکھون مین اندھیرا آگیا دم بھر مین سردار غائب ہو گئے تلوار کھینچ کر گھوڑے سے کود پڑا
مخمور جہار سر نے سحر سے اژدر بناکر پھینکا ایرج نے اُس اژدہے کو چیر کر پھینک دیا مخمور جہار سر نے کئی سحر پے
بہ پے ڈالے کچھ بھی تاثیر نہوئی لیکن یہ حرز زبردست ہی ایرج کو بڑھنے نہین دیتا کبھی اژدر بناکر سامنے
پھینکتا ہی کبھی شیر بنا کبھی ذفیل بجانی جنگل سے فیل آیا ایرج پر حملے کرنے لگا ایرج نے کسی کی گردن
مروڑی کسی کو چیر کر پھینک دیا جب کئی جانور مارے مخمور جہار سر گھبرایا چاہتا ہی پرواز پیدا کر کے
چلا جاؤن غیرت بھی دامنگیر ہے شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے وعدہ کر کے آیا ہی کہ مین سب کو گرفتار
کر کے لاؤن گا صرف انگوٹھی ایرج کے پاس ہی کہ جس پر سحر تاثیر نہین کرتا اب مخمور نے قصد کیا کہ مین سحر سے
دریافت کرون کیا سبب ہے جو اس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا بارہ سو جوانون کو اژدہے نگل گئے یہ اکیلا
ابتک محفوظ ہی دس پانچ شیر و کرگدن سحر کے بناکر ایرج نوجوان کے سامنے پھینک دیئے کہ یہ
جوان اپنے مقابلے مین مصروف رہے مین کنارے جاکر دریافت کرون ہی اسنے کیا ایرج تو اُن
جانورون سے لڑنے لگا جسپر عکس انگشتر ڈال دیا وہ جل گیا کسی کو چیر کر پھینک دیا کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا مخمور جہار سر
گوشے مین تو جس اژدہے پر سوار تھا اُسمین سے آنکھ ملا کر آواز دی کیا سبب ہے کہ سحر بھالا تاثیر نہین کرتا اُسکے
نجوم سے یہی نکلا کہ معشوقہ نے تحفہ دیدیا ہی وہی دستگیری کرتا ہی جب انگشتر قبضے سے نکل جائے تب
سحر کی تاثیر ہو مخمور جہار سر خاموش ہوا ایرج نوجوان اُن شیر و کرگدن کو مار کر حیران کھڑا تھا کہ اب کیا
کرون وہ جادوگر سامنے سے چلا گیا ہی آکر پھر سحر کریگا جس نخل کے سائے مین کھڑے تھے اُسکی
بیخ سے ایک جادوگرنی مگر نہایت حسین لرزان و ترسان تھراتی ہوئی پیدا ہوئی پکار کر آواز دی ای شہریار
ای نبیرہ صاحبقران عالی وقار یہ پرچہ کاغذ کا حاضر ہے اسکو پڑھکر بہت جلد کام کیجے مخمور جہار سر
انگوٹھی لینے کو سحر تیار کر رہا ہی بندگان عالی کو بہت ستائیگا ایرج نے پلٹ کر دیکھا وہ نازنین تو پھر غرق
زمین ہوگئی پرچہ کاغذ کا پایا اُسکو اٹھا کر پڑھا تحریر تھا اے شہریار غلام مدت سے حضور کی قدمبوسی
کا مشتاق تھا اس کاغذ کے ساتھ ایک مروارید بے بہا بھی حاضر ہے جس وقت مخمور جہار سر
صحرا سے سحر تیار کر کے آئے بندگان عالی کا قصد کرے یہ موتی سر اصلی جانستان کا ہی اس کی طرف
پھینک ماریئے گا قدرت پروردگار ملاحظہ فرمایئے گا ایرج نوجوان نے وہ موتی اور کاغذ قبضے مین کیا پھر تو

مطمئن ہو کر کھڑے ہیں مخمور چہارسر یہ سوسے دریافت کرکے چلا کہ اب انگوٹھی چھین لونگا نچہ ہمارا قا بعض ہوگا
کچھ اور سحر تیار کرتا ہوا سامنے ایرج کے آکر پہونچا قصد کیا ماش کے دانے اٹھا کر پھینکوں ایرج نوجوان
نے وہی مروارید بے بہا کہ جو غیب سے ممکن ہوا اٹھا کر سر مخمور چہارسر پر کھینچ مارا مخمور چہارسر نے ایک
چیخ ماری کہ او ظالم یہ فعل تجھکو کسنے تعلیم کیا فوراً شعلہ بھڑک کر گرا سر بھی پھٹ گیا لاشہ جلنے لگا اسی کے جسم سے
شعلہ ہاے آتش نکلے جملہ اژدرسوار جلکر خاک ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من مخمور چہارسر بود
سب اژدرسوار جل گئے ہمراہیان ایرج کو ہوش آیا شاپور شیردل بھی بیہوش پڑا تھا پوچھا اے
شہریار کیونکر جانبری ہوئی ایرج نے کہا اے شاپور کچھ عقل کام نہیں کرتی معین و مددگار حقیقی نے
فضل اپنا شریک حال کیا جس نخل کے نیچے ایرج کھڑے تھے جب اژدرسوار جلے اور مخمور چہارسر کا
سر پھٹا نخل گرا ایک مختصر سا قصر ظاہر ہوا وہی نازنین جسنے مروارید دکا غذ ایرج کو دیا تھا دیکھا
دروازے پر اُس قصر کے کھڑی رو رہی ہے ایرج نوجوان نے فرمایا کیوں اے نازنین باعث گریہ کیا ہے
وہ نازنین دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئی عرض کی اس لونڈی کو مروارید جادو کہتے ہیں باپ میرا اخضر جادو
نابینا اس مکان میں قید ہے کوکب نے آنکھوں میں اُس بزرگ کے نیل کی سلائیاں پھروا دیں اس مخمور
چہارسر کی نگہبانی میں قید ہے اس قفل کو توڑ کر حضور اپنے غلام کو رہا کریں جگر مخمور کی جو ہونی
دیجاے تو غلام آپکا بینا ہو ایرج نے قفل توڑا دروازہ کھولا دیکھا حقیقت میں ایک مرد بزرگ
بحال ابتر نابینا سر جھکاے مسلسل و مطوق بیٹھا ہے جیسے ہی دروازہ کھلا آواز دی کیا آقاے نامدار ایرج
نوجوان آپہونچے اُٹھ کر قدموں سے لپٹ گیا ایرج نے شاپور کو حکم دیا جگر مخمور لاکر جلایا اُسکی دھونی سے
اخضر کی آنکھیں روشن ہوئیں عرض کی اے شہریار سابق میں لوح میرے پاس تھی کوکب
کو بدگمانی ہوئی بلا وجہ میری آنکھوں میں سلائیاں پھروا دیں اب میں حضور کو مقام لوح تک
لیجاؤنگا بینا ہوتے ہی ملک اخضر نے اپنی دختر مروارید سے کہا اے نور نظر جلد فوج ساحروں کی آراستہ کرو
بہ تعجیل تمام شاہزادے کو لے نکلو جسوقت کوکب کو دریافت ہوگا اسکا انتظام ضرور کریگا خدا اپنا
فضل شریک حال کرے دریاے ابلق سے حضور اُتر جائیں تو پھر غلام رہبری کرکے مقامات
معقول پر پہونچاے مروارید جادو فوج ساحران لینے گئی ملک اخضر نے اُسی قصر میں ایرج
نوجوان کو فرش کیا گرد سرداران نامدار آکر بیٹھے شب بھر سامان دعوت مہیا رہا بوقت سحر

مروارید جادو مع ساٹھ ہزار فوج ساحران آکر پہونچی سبکو لاکر قدموں پر گروا دیا ایرج نے دیکھا سب
طرح کا سامان سفر تیار ہے بارگاہین خیمے مع ملازمان کارگذار کے حاضر ہین دوسرے دن ایرج
نوجوان نے بہ ہدایت ملکہ اخضر و مروارید جادو طرف دریاے ابلق کے کوچ کیا قطع منازل
و طے مراحل کرتے ہوے جاتے ہین مگر حال ایرج نوجوان کا بہت بے لطف ہے راتین تڑپ تڑپ کے
گذرتی ہین دن پہاڑ ہو جاتا ہے شاپور و مروارید و اخضر ہر وقت خدمت مین حاضر ہین اخضر
سمجھاتا ہے کہ اے شہریار کوکب نے جھوٹھ کہا ملکہ کو قتل نہین کر سکتا کہین قید کیا ہے انشاءاللہ
نشان مل جائیگا غلام حضور کو تا بہ قصر جمشیدی پہونچائے گا ہر منزل پر اخضر سمجھاتا ہوا ساتھ
ایرج نوجوان کے بہ خیر خواہی حاضر ہے پانچ منزلین طے کی تھین کہ سامنے سے ایک دریاے
قہار سواج نظر آیا کہ جسمین ہزارہا نہنگ و گھڑیال شناوری کر رہے ہین موجہ بلند کنارہ معلوم
نہین ہوتا ہے جیسے ہی ایرج قریب پہونچے موجہ دریاے قہار بلند ہوا لشکر پر آکے گرا لشکر ایرج
تباہ ہونے لگا مچھلیان دریاے قہار سے پیدا ہوئین صدہا کو نگل گئین صدہا کو جلا دیا ہنگامہ
برپا ہے کہ اخضر جادو جھپٹ کر قریب ایرج نوجوان آیا عرض کی حضور آپ اپنے زمانے کے
صاحبقران ہین یہ پرچہ کاغذ کا ملاحظہ فرمایئے شاید کوئی صورت نجات کی ظاہر ہو یہ کہکر خاموش
ہوے کاغذ شاہزادے کے ہاتھ مین دیا ایرج نے ملاحظہ کیا اُسمین مرقوم ہے کہ اے شیر بیشہ
صاحبقرانی اے گوہر آبدار بحر جرأت لاثانی اپنی کو بہت جلد بالاے کوہ پہونچایئے ماہیان کلان
دریاے ظاہر ہوکر لشکر کو تباہ کرینگی خیال کرکے ملاحظہ فرمایئے ایک ساحرہ ماہی اُسکا نام ہے نگہبان
دریاے ابلق وہ ہی ایک مچھلی پر سوار ہے کر سحر کریگی اُسپر اگر تیر مارا ماہیان سحر کو قتل کیا اگر تیر نے
خطا کی تیر پلٹ کر سینے پر پڑیگا کوئی صورت رہائی نہین ہے ایرج نے اخضر سے تمام کیفیت بیان کی
اخضر نے پلٹ کر مروارید جادو سے کہا اے نور نظر اپنی کو بالاے آسمان پہونچا و ستارہ بنکر چمکو مین سحر
کرتا ہون شاہزادہ بھی قدر انداز بے بدل ہے کیا عجب ہے کہ ہم تم سب ملکر اُس ہی سحر کی ماہیت کو پہونچین
ایرج نوجوان فوراً پشت مرکب سے کود کر برسر کوہ تشریف لائے اخضر نے بھی ماش کے دانے
پڑھ پڑھ کے دریاے ابلق مین پھینکے مروارید جادو بصد جوش و خروش چمک کر وسط آسمان پر آئی
وہان سے سحر کرنے لگی ایرج نے جو کاغذ مین اسم لکھا ہوا تھا پڑھ پڑھ کر دستک دی یا تو دریا سے

ساحر ظاہر ہوتے تھی کہ یکایک وسط مین سمندر یا شق ہوا دیکھا ایک ساحرہ بشکل مہیب ایک ماہی
سیاہ پر سوار بال سر کے کھلے ہوے پانی مین اسطرح لہراتے ہین گویا چشمہ مین ماران سیاہ شناوری
کر رہے ہین جیسے ہی اُس ساحرہ کو ایرج نوجوان نے دیکھا مشتاق تو ایسے امر کے ہوئے کہ بتعجیل اسکو
قتل کرون مگر ماہی سحر برق جہندہ ہی کبھی غوطہ مار کر غرق ہوئی کبھی پردے مین موجۂ دریا کے ظاہر
ہوئی ہر مرتبہ ایرج قصد کرتے ہین کہ یہ ظاہر ہو تو مین تیر مار دون ماہی سحر نے لشکر ایرج مین تلاطم
ڈال دیا جسپر منہ سے حباب چھوڑ دیا وہ حباب لب دریا تھا کسی پر کڑک کر گری اُس کے دو
ٹکڑے ہوے ساتھ اُس کے چند مچھلیاں اس طرح پر ساتھ ہین مثل ماہیان بے آب تڑپ رہی ہین
کہ جن پر قبضہ ہونا دشوار ایرج نے بیقرار ہو کر دعا کی اخضر و مروارید نے بھی سحر کیا ملک اخضر نے
جسم کا اپنے خون کاٹ کاٹ کر پھینکا تب ماہی سیاہ رنگ دریا مین قایم ہوئی ایرج نے بخوبی
دیکھا مروارید نے بھی آسمان سے آواز دی ای شہریار اتنی مہلت کو غنیمت جانئے ابھی جو غائب
ہو گی تو ظاہر ہونا دشوار ہو گا ایرج نے دیکھا حقیقت مین ماہیان سحر ماہی سیاہ پر سوار دریا مین
شناوری کر رہی ہے بہ تعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان مین پیوست
کیا سینہ پر کینہ اُس ملعونہ کا تاکا پرچے مین اسم بھی لکھا تھا وہ بھی پڑھا برکت سے اسم کے تیر جاکر
سینہ پر کینہ پر ماہی سحر کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا اخضر نے بھی آسمان سے خوب سحر کے آگ برسنے
لگی دریا مین تلاطم ہوا نہنگان خون آشام کے ہوش گم کنارے کنوین پیدا ہوے دریا غائب
ہونے لگا بعد عرصۂ دراز ایرج نوجوان نے دیکھا دریا غائب ہوا اخضر سحر کرتا ہوا قریب شاہزادے کے
آیا آکر مبارکباد دی کہا ای شہریار خدا نے فضل بنا شریک کیا ماہیان سحر قتل ہوئی اب حضور
جلد نکل چلین کو کب کو خبر پہونچتے ہی غضب ہو جائیگا خود بھی ساحر زبردست ہے وہین سے بیٹھے بیٹھے
انتظام کر سکتا ہے لوح حضور کو دستیاب ہو تب قلب ناصبور کو تسکین حاصل ہو ملکہ مروارید جادو
بھی طاؤس زرین بال پر سوار طاؤس اُڑاتی ہوئی قریب آئی آکر قدمونکو بوسہ دیا کہا بیشک
آپ صاحب اقبال ہین بارہ ہزار سوار کا لشکر ایرج کا ساٹھ ہزار ہمراہیان اخضر و مروارید
ان سبکو یہ کیفیت تمام آراستہ کیا علمہای زرنگاری کے پھریرے کھلے نوبت نقارے بجاتے ہوئے
چلے دس کوس کا راستہ طے کیا تھا دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ قریب اُس پہاڑ کے صدہا فیلان مست

جہوم رہی ہین جیسے ہی لشکر ایرج ظاہر ہوا وہ فیل سونڈین اُٹھا کہ لشکر ایرج پر آگرے صدہا کو روند ڈالا
ہر کس و ناکس کو پامال کیا ایرج نوجوان گھبرایا تلوار کھینچکر لشکر فیلان مست پر جا پڑا جسکے ہاتھ مارا
اُس کے دو ٹکڑے کیے اسطرح شاہزادہ لڑتا بھڑتا اُن فیلان جنگی سے جاتا ہوا یہان لشکر ہزارون
پامال ہوے ایرج نے صف فیلان مین تہلکہ ڈال دیا اخضر و مروارید تڑپ تڑپ کر سحر
کر رہے ہین برقین گرتی ہین جسپر برق گرتی ہاتھی کے دو ٹکڑے کیے جسوقت لاشہ فیل زمین پر
گرا ایک کے دو بن جاتے ہین لشکر ایرج کو اور زیادہ پامال کرنے مین مصروف ہین ایرج نوجوان
نے بیقرار ہو کر دعا کی مروارید بھی رونے لگی کہتی ہے اے شہریار پروردگار آپ کو
مظفر و منصور کرے اب اگر کوکب ہمکو پائیگا یقین ہے قتل کریگا بلاوجہ دشمن ہوا تھا اب تو با
شرکت بھی ظاہر ہوا پروردگار جلد مدد کرے یہ بھی سب لوگ دیکھ رہے ہین کہ بیچ مین اُن
فیلان جنگی کے ایک فیل کلان منہ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑتا ہوا آتا ہے اسپر کسیکا سحر تاثیر
نہین کرتا اخضر نے بھی خوب خوب گولے اُسپر مارے مروارید نے بھی برقین چمکائین شعبدہ
بازیان سحر کی دکھائین کسی سحر نے جا کر اُسپر تاثیر نہ کی لشکر ایرج مین صداے فریاد و الامان بلند
ہوئی ایرج نے بھی بیتاب ہو کر ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھا اے خالق
بے نیاز اے مالک کارساز دشمنون کے ہاتھ سے بچالے نہین معلوم اُس دست و پا شکستہ پر
کیا گذری ہوگی کیونکر وہان تک پہونچون قیدخانے مین کیسی گھبراتی ہوگی مقامات سحر
و کوچہ سحر سے نابلد ہین تو مدد کرے تو سب آسان ہے تیری ذات پر تکیہ کرکے نکل آیا ہون نظم

ما امید و یاس را بچیده با هم دیده ایم	صبح شادی را طلوع از شام ماتم دیده ایم
نیست دل آزرده گر شد طالع ما ششدری	نقش هر دو طاس را در چهرهٔ هم دیده ایم
سبزهٔ ما کے شود سیراب کے گردد بلند	تا که در باغ هوس از اشک شبنم دیده ایم
وا بروے خنده مثل غنچه و گل بسته ایم	اشک حسرت تا روان بر روی آدم دیده ایم
دست و پا بیهوده ای دل بهر آسایش مزن	کین مطالب را برون از دور عالم دیده ایم
کے در آید در نظر مخفی لباس عافیت	تا که نقش بوریا را مسند جم دیده ایم

کبھی شاہزادہ پکارتا ہے اے رحیم اے کریم بندگان خدا کو آفت سحر سے بچانے۔ قطعہ

تو آن رفیع مکانے کہ ساکنان فلک ۔۔۔ بر آستان تو دارند سیل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن ۔۔۔ کہ حال خستہ دلان را تو خوب می دانی

بلک کر جو ایرج نوجوان نے دعا کی مروارید و اخضر بھی تڑپے ساتھ والون کو فتح سے یاس ہوئی دل کو اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کیا یقین کامل ہوا ان جانوران صحرائی پر فتح پانا دشوار ہے ظاہر مین صدہا قتل ہوے لاشہ کسی کا زمین پر نہ آیا اس شعبدے کو بھی دیکھکر سب گھبرائے کہ صدہا ہاتھی قتل کیے ایک کا بھی لاشہ نہین معلوم ہوتا اس عجائب و غرائب کو بھی دیکھا اخضر روتا ہوا قریب آیا عرض کی کہ اے شہریار ان فیلان صحرائی کا افسر کوہان فیل سر جادو ہے آج تک انھون نے کبھی کسی سے شکست نہین کھائی حضور نے اس طرف کی کس سے ہدایت پائی ایرج نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا مین ہجران دیدہ آفت کشیدہ آوارہ دشت ادبار مصیبت و محبت مین گرفتار یاد معشوق گلعذار مین ادھر نکل آیا ہون ہمراہ حضرت عشق جنکو آٹھ پہر یہی فکر ہے کسیکو جلائین کسیکو دام مصیبت مین پھنسائین کسی نوجوان پر جفا پڑے کوئی دشت نجد مین سر ٹپک ٹپک کے مرے کوئی سختی اٹھا کر کوہکنی کرے کوئی جان شیرین دے اس کوچہ مین عیش و آرام ناممکن بموجب مضمون نظم

قدرت خدا کی درد بنے غمگسار دل ۔۔۔ ہو چین نہ دل کو صبر و شکیب و قرار دل
ہر غمزہ اس حسین کا ہے امیدوار دل ۔۔۔ اک دل ہمارے پاس ہے سو خواستگار دل
گردون نے میری خاک سے بھی یہ کیا سلوک ۔۔۔ بیٹھا بنا کے باد صبا کا غبار دل
پہونچا وہ کوے یار مین تو رہ گیا یہین ۔۔۔ قاصد ہزار جان گرامی نثار دل
کہتا ہون تنگ آ گئے یہ پروردگار سے ۔۔۔ دل کیون دیا اگر نہ رہا اختیار دل
بے یار ہے یہ شکل احبا تو اک طرف ۔۔۔ دل مجھکو ناگوار ہے مین ناگوار دل
تیور درست صبح شب ہجر بھی نہین ۔۔۔ اللہ رے انتشار حواس اضطرار دل
نخچیر ہے وہی کہ جو کھائے نگہ کا تیر ۔۔۔ صیاد ہے وہی کہ جو کھیلے شکار دل
کب آئے دیکھیے دل وارفتہ ہوش مین ۔۔۔ مدت سے ہے جلا کے ہمین انتظار دل

اس طرح یہ اشعار ایرج نوجوان نے پڑھے کہ اخضر و مروارید بیتاب ہوکر رونے لگے کہا

حضور آپ کے سوز و گداز نے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ایرج نے کہا اے برادر بارہ برس انتظار کیا
جب وقت وصل آیا تب فلک نے یہ سنگ تفرقہ پھینکا کہ اس جلاد نے کسی مقام پر قید کر دیا
خضر و مروارید جانبازی کر کے بڑھے کہ ہم کوہان فیل سر پر سحر کریں ان دونوں نے
گولے نکالے ماش کے دانوں پر اسم پڑھنے لگے جیسے ہی اس سحر کو پھینکا ماش کے دانے
اڑ اڑ کے لشکر والوں پر گرے کسی کا سر پھٹ گیا کوئی مثل ہیزم خشک جلنے لگا کسی کے جسم
سے دھواں نکلنے لگا کوئی دیوانہ وار سر ٹپکتا تھا خضر و مروارید اپنے سحر سے آپ بیکار
ہوئے مروارید نے پکار کر آواز دی اے شہریار لونڈی تو بیکار ہوئی ایرج طرف مروارید کے
پلٹے دیکھا حقیقت میں مروارید کی زبان بند دل دردمند جھولی جل گئی زمین میں تڑپتی تڑپتی
رہی ہے دوسری جانب سے آواز آئی غلام بھی نثار ہوا دیکھا خضر زخمی ہو کر زمین پر گرا ساتھ
والے بھی بیتاب ہو کر گرے اب اکیلے ایرج نوجوان باقی رہے بہ سبب انگوٹھی کے
انکے پاس سحر کوہان فیل سر کا نہیں آتا تیغ دودم سکندری ایرج نوجوان کھینچے ہوئے زیر نخل
ڈٹا ہوا کھڑا ہے جو ساحر قریب آیا اسکو ہاتھ مارا اس کے دو ٹکڑے ہوئے کسیکو تپنچہ مار دیا اب
کوہان فیل سر بھی غل مچا رہا ہے ارے یارو اس جوان کے پاس کوئی تحفہ ہے ساحر بھی یہی جواب
دیتے ہیں اے شہریار ہمنے کئی طور سے سحر کیا ہمارا سحر اُنکے پاس تک نہیں جاتا کوہان فیل سر نے
ہنسکر کہا صاحبو نہ گھبراؤ میں ابھی دریافت کر دونگا صدہا برس سے یہ صحرا ہمارے قبضے میں ہے
کسی ساحر و غیر ساحر کی مجال نہوئی کہ اس صحرائے پُر آشوب میں قدم رکھے یہ جوان آفت کا مارا
اجل نے اسکا دامن تھامکر یہانتک لاکر پہونچایا اب میں اسکو قتل کرتا ہوں آتا دریافت کر لوں کہ
کیا چیز اس کے پاس ہے کہ جسکی وجہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا یہ کہکر کوہان فیلسر نے ایک دستک دی کہ
اے طائر سحر سامری جلد بتلا کہ اس جوان کے پاس کیا تحفہ ہے یہ صدا دیتے ہی ایک طائر آسمان پر
پیدا ہوا اُس نے آواز دی اے کوہان فیل سر خزانہ طلسم نور افشانی سے انگشتری سامری
بران شمشیر زن نے لیکر اس جوان کو دیدی اسی وجہ سے اسکا سحر تاثیر نہیں کرتا یہ سنتے ہی کوہان
فیل سر نے پڑھ کر سحر کیا ایک آندھی سیاہ اُٹھی ایرج نوجوان حیران و پریشان سایہ میں
ایک نخل کے کھڑے ہیں آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا جھونکوں سے ہوا کے زمین تھرائی ہو کی ہوا

بندھی برباد ہونے کا سامان ہوا قریب تھا پاؤن زمین سے اُٹھ جائین کچھ طائر سر پر آ کر
لہرائے کہ وہ منقارین کھول کر کچھ کلمات حسرت کہتے ہین چاہتے ہین انگوٹھی ہاتھ سے شاہزادے کے
لیلین منقار ۔ جسم نازک فگار کرین اُس بیکسی مین شاہزادے نے دل کو اپنے
پیدا کرنے والے سے رجوع کیا فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا زمین شق ہوئی ایرج نوجوان نے دیکھا
ملکہ مجلس جادو مضطر و پریشان بیڑیان کھلی ہوئی رنگ رو متغیر کلاہ سر پہ ندارد کرتا پھٹا ہوا
یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے جسوقت سے کوکب نے یہ مشہور کیا کہ مین نے بران
شمشیر زن کو مار ڈالا یہ بھی تخت پر بیٹھکر کہا کہ جو اس مقدمے مین شریک ہے اس کا نام مٹا دونگا
دار پر کھنچونگا اُسی دن سے ملکہ اختر و مروارید گلنار پوش و مجلس جادو و شگوفہ سحر ساز وغیرہ
بھاگ کر نکلی ہین کوئی بخوف جان و آبرو سامنے کوکب کے نہین جاتا یہی چرچا ہے کہ جس جلاد نے
ایسی بیٹی صاحب شوکت ولیاقت کو مار ڈالا اُس سے ڈرنا چاہیے پس مجلس جادو نے سحر نکالا لرزان
ترسان حیران و پریشان آواز دی اے شہریار اپنی جان دیکر یہان تک آئی ہون قصرہائے عالی ہمے
چھین لیے گئے جنگلون مین ماری ماری پھرتی ہون خدا حضور کو مظفر و منصور کرے تا یہ طلسم
نور افشان برائے سرکوبی کوکب پہونچائے اپنی چھوٹے دادا جان شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر کو
طلب فرمایئے کہ اُس شیر کے خوف سے کوکب کا آب و دانہ ترک ہوگیا تھا بھاگے بھاگے پھرتے
تھے وہ آتے ہی قیامت برپا کر دینگے یہ انگشتری حاضر ہے کوہان فیل سر پر پھینک مارئیے
اس سے یہ قتل ہوگا جس مقام پر ہمارا دخل ہوسکیگا جان دے کر اپنے کو پہونچائین گے خدا وہ دن
کرے کہ ملکہ عالم کو رہا کیجیے ہمارا یہ ارادہ ہے کہ اس بدعت کی خبر نانی امان کو پہونچائین وہ میان
کوکب کی سرکوبی کرینگی بی حنائے گلگون پوش نے جو اپنا رنگ جمایا ہے اُنکی شان و شوکت
خاک مین ملائینگی انگوٹھی دیکر مجلس تو اُسیطرح غرق زمین ہوئی ایرج نوجوان نے اُس انگشتری کو
ہاتھ مین جیسے ہی لیا جسم مین قوت آگئی کوہان فیل سر سحر کرتا ہوا قریب پہونچ گیا تھا جیسے ہی
نگینہ انگوٹھی کا چمکا آنکھون مین اُس خود سر کے اندھیرا آیا اتنا تو اس نے پکار کر آواز دی ہائے بڑے بڑے
لوگ شریک ہین کوکب دیوانہ ہوا ہی ایرج نے بھی دیکھا کہ زد پر آچکا ہے مجلس نے بھی یہی ہدایت
کی تھی انگوٹھی کو پھینک مارا سر پر اس مغرور خود سر کے پڑی گویا تودۂ بارود مین چنگاری آگ کی

ڈالدی حلقہ انگشتری طوق گلوگیر نگینہ اسکا اختر تقدیر چشم زدن مین جلکر خاک ہوا خاک سے اُس
کے شعلہ ہائے آتش نکلے ملازمون پر گرے بارہ ہزار ساحر جل کر خاک ہوئے بعد عرصۂ دراز
آواز آئی کشتی مرا نام من کوہان فیلسمہ بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
تمام سرداران ایرج نوجوان کو ہوش آیا مروارید و اخضر پر سے سحر اُترا دوڑ کر دونون
قدمون سے شاہزادے کے لپٹے اخضر عرض کرتا تھا اے شہریار آپ کا اقبال یاور ہے طالع مددگار
ہین حقیقت مین آپ صاحب جاہ و وقار ہین کیا عجب ہے کہ لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم نور افشان
پہونچین ایرج نے کہا اے ملک اخضر تا بہ طلسم نور افشان رسائی کیا دشوار ہے نہین معلوم کوکب اپنے
ذہن مین کیا سمجھا ہے سب سحر سازی رکھی رہجائیگی جب تیغ بیدریغ مردان عالم کھنچی سحر و جادو
کچھ سامنے نہ آئیگا کوکب کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا اُسنے تو ہمارے کلیجے پر چھری پھیرنے کا قصد کیا
ہمسے نہو سکے گا کہ اُنکے قتل پر کمر باندھین جسوقت وہ عذر کرینگے تیغہ نیام انتقام مین کرلین کے عذر اُنکا
قبول کرلینگے اسی مقام پر فروکش ہوئے مگر کوکب روشنضمیر غصے مین کانپتا رنگ رو متغیر جلسے مین
دیکھتا ہے سب امیران سلطنت و وزیران اُبہت جابجا جاکر چھپے ہین خوف سے کوئی سامنے
نہین آتا ہے بدیمہ سے ہر ایک یہی کہتا ہے کہ جب ایسی بیٹی کو اُس ظالم نے قتل کر ڈالا تو ہمین
قتل کرتے کیا شرمائیگا اپنی جان بچانا واجب و لازم ہے یہ بھی واضح رہے کہ ملکہ مروارید گلنار
پوش جمال بیمثال شاہزادہ خاور سیاہ پر عاشق ہے ملکہ اختر شاہزادہ جہانگیر والا تبار پر
مائل ہوئی تھی بہ سبب خوف کے اظہار عشق نہ کر سکی وہ آتش کانون سینہ مین مخفی ہے جوش
محبت ہر آن مین اپنی جان کا خیال قلب پر ہجوم غم و ملال چین کیسا آرام کہان کا بھاگی بھاگی
پھرتی ہین ہر ایک کا ذکر وقت پر آئیگا دربار مین کوکب بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہے کہتا ہے مین نے بیٹی کو
قتل کر ڈالا جو کوئی اس مقدمہ مین دخل دیگا اُس کے قبیلے تک کو مٹا دونگا خورشید روشن رای
وزیر اعظم حاضر ہے قلب تو اُسکا بھی کانپ رہا ہے کچھ دخل نہین دیسکتا ہان ہان کہہ رہا ہے کچھ
طائران سحرائی ڈھیلین مار کر جل گئے کوکب نے کہا اے خورشید روشن رائے ماہدولت نے
مخمور جہار سر کو بھیجا تھا کچھ احوال نہ معلوم ہوا کہ اُسپر کیا گذری اگر مخمور جہار سر قتل ہوا آگے بڑھ کر
دریائے ابلق ہے جہان کا حاکم و ناظم کوہان فیلسمہ ہے وہ نہین آگے بڑھنے دیگا یقین ہے سر ایرج

آتا ہو مجھکو بھی انتہا کا ملال ہے خدمت مین صاحبقران کے بھیجدونگا مجھکو بھی ان لوگون نے
افراسیاب جادو جانتا ہے ای خورشید روشن رائے مین نے بڑا غضب کیا افراسیاب جادو کو
قتل کرایا ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ اسکو شہنشاہ عیاران بنایا اب عیاری کرے گا تو
احوال اسکو معلوم ہوگا میرے ملک کی جانب رخ کرکے تو سوئی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر شور گریہ و زاری
بلند ہوا دیکھا چند ساحر آکر حاضر ہوئے عرض کی ای شہریار ایرج نوجوان لڑتا بھڑتا دریاے ابلق سے
گذر گیا کوہان ابلق سوار مارا گیا غلامان جانباز کی سمجھ مین نہین آیا اول تو یہ قیامت ہوئی کہ
ملک اخضر و مرواریہ دختر اخضر اُس جوان کے شریک ہوئی مخمور چار سحر انھین کی ہدایت سے
مارا گیا ہدایت کرکے تا بہ دریاے ابلق لائی کوہان فیل سر نے بڑی جانبازی کی سب لشکر کو ایرج
کے بیکار کیا تھا اب قتل کرنے چلا تھا ایکایک کوئی شی اُس جوان نے پھینک ماری کوہان فیل سر جلکر
لشکر پر بھی اُس کے آفت برپا ہوئی چشم زدن مین کل کا خاتمہ ہوا ہم چند کس جان بچاکر نکل آئے
قریب دریاے ابلق وہ جوان فرد کش ہے بارگاہ آسمان جاہ استاد صاحب شوکت لیاقت الیسا صاحب
حوصلہ ہے کہ آپ کی طلسم نور افشان پر لشکر کشی کرکے آتا ہے کوئی ساحر ہمراہ نہین ہے یہ سنکر کوکب
روشن ضمیر غصے مین کانپا طرف خورشید روشن رائے کے دیکھا کہا ای وزیر اعظم جو کچھ ہمین خیال تھا سب وہ
ظاہر ہوا لیکن مین افراسیاب نہین ہون طبق زمین کے اُلٹ دونگا مین اسکو ساربان زادے کا مشتاق
ہون میرے ملک مین قدم رکھے تو ایسا ذلیل کرون کہ عمر بھر یاد کرے افراسیاب نے اُس ساربان زادے
کو بہت منھ چڑھایا تھا عیاری کی لیاقت وہ نہین رکھتا مین ابھی انتظام کرتا ہون یہ کہکر
دستک دی ایک جادوگر اُڑتا ہوا سامنے آیا عرض کی ای شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے کوکب نے کہا ای
حیران جادو آئینہ سحر سامری لیکر اپنے کو قریب دریاے ابلق پہونچا نبیرہ حمزہ مع اخضر و مرواریہ
اُس مقام پر فرو کش ہے ای برادر جانی آئینہ دکھا کر اُن سبکو دیوانہ کردو اور ہمسے آکر مفصل خبر کہو
حیران جادو نے پرواز پیدا کرکے اُڑا تھوڑی عرصہ مین ایک آئینہ لیے ہوئے آیا کہا ای شہنشاہ قصر سے
آئینہ نکال لیا اب غلام جاتا ہے ایک نگاہ مین سبکو دیوانہ بناتا ہے یہ کہکر حیران جادو طاؤس پر سوار
ہوا طرف دریاے ابلق کے چلا یہان شاہزادہ ایرج نوجوان بعد قتل کوہان فیل سر
بارگاہ مین داخل ہوے رفیقان جانباز خدمت فیض درجت مین حاضر ہوئے خضر و مرواریہ

برای خیرخواہی عرض کرتے ہیں ای شہریار اب زیادہ تامل مناسب نہیں ہی خدا فضل کرے کل بوقت سحر طرف طلسم نور افشان کے کوچ کر دیجیے ایرج نے ایک ٹھنڈھی سانس کھینچی فرمایا اے یاران ہمدم ای جلالت شعاران رستم شیم دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے نہیں معلوم اس ظالم نے اس عندلیب بینوائے گلشن حسن و جمال کو کہاں قید کیا کیونکر پتہ ملے اتنا تو البتہ کہنے والے نے کہا کہ قتل نہیں کیا قید کیا ہی ہم آفت زدون کو سنانی کو یہ مشہور کر دیا دشمن کے منھ مین خاک اگر قتل کرتا ہمارا کلیجہ پھٹ جاتا یہ صدمہ نہ اٹھا سکتے یقین کامل ہی کہ اس محبوب جانی یار جادوانی کو کہیں قید کیا شاید عنایت سے پروردگار کی پتہ ملے ہوائے عیش و عشرت سے غنچہ آرزو کھلے ای خضر و مروا یہ مدام یہی فکر ہے کہ ہمپر جو کچھ گذرے وہ گذر جائے اس پروردۂ ناز و نعم پر کچھ رنج و غم نہو ہم تو حامل رنج و بلا ہین دام مصیبت و محنت مین مبتلا ہین۔ نظم۔

دارم بہ آب دیدہ ہمہ شست و شوئی دل
گشتم چنان ضعیف کہ در تن نشان نیافت
سر برزند چو شعلہ ز راہ گلوی دل
جانان بہ بزم بادہ و ہنگامہ با رقیب

از بس ز درد محنت و ہجران گریستم
چندانکہ کرد پاک غمت جستجوی دل
بس مرغ دل بگریہ ہجر تو خون گرفت
مخفی ز درد عشق ہمہ گفتگوی دل

در خون نشستہ ام ہمہ از آرزوی دل
یک قطرہ خون نماند مرا در سبوی دل
سوزد ہزار خرمن جانم بیک نفس
خواہم کہ روی دیدہ گذارم بروی دل

یہ اشعار پڑھکر ایرج نے ٹھنڈھی سانس کھینچی منھ سے دھوان نکلنے لگا شاپور شیر دل شمع جمال کے پروانہ دار تصدق ہوکر عرض کرنے لگا آقا برای خدا اس قدر مایوس نہوجیے جامع المتفرقین رب العالمین ایک دن پردہ ہجر اٹھائیگا معشوق خوبرو سے ملائیگا رنج و ملال کے دن گذر جائین گے اسقدر نہ گھبرائے شاپور سمجھا رہا ہی ایرج فرماتے ہین ای شاپور اب نصیحت سے یہ آگ نہ بجھیگی کوئے محبوب کی رہبری کر وہ اب وقت دستگیری ہی شاپور نے کہا حضور اسقدر تو عرض کر سکتا ہون کہ ضرور نشان ملیگا حضور اس جنگ سے مظفر و منصور واپس ہونگے قبلہ و کعبہ بھی ضرور تشریف لائین گے انھون نے آپکو پرورش کیا ان کے دل کو تاب آئیگی ایرج نوجوان نے فرمایا خدا انکو سلامت رکھے ضرور سرفراز کرین گے یہ ذکر تھا کہ آسمان برق چمکی آواز آئی با شیداء مسلمانان منم حیران جادو فرستادہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کیا تم نے اس ملک کو بھی سرحد طلسم ہوشربا سمجھا بلا تکلف چلے آئے حکم ہی شہنشاہ کا کہ ہماری سرحد سے نکل جاؤ اگر رہنا منظور ہو تو شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کی اطاعت کرو سرداران ایرج نے سر اٹھا کر دیکھا ایک ساحر

غدار مرکب پر سوار للکارتا ہوا آتا ہی اُسیوقت غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار تلوارین ٹیک ٹیک کر اپنے مقام سے اُٹھے مگر تمام عیاری سے معمور معلوم ہوتا ہی وہ جادوگر زمین پر اُترا آئینہ چمکانے لگا جس پر عکس پڑا دیوانہ ہوگیا بعض نے گریبان چاک کیا کوئی پہاڑ سے سر ٹکرانے لگا ایرج نوجوان نے جو یہ معاملہ دیکھا تیغ دودم سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا نعرۂ ایرج سے منم ایرج آن آفتاب منیر + که صاحبقرانم و آفاق گیر + چو تیغ یلی برکشم از غلاف + تزلزل فتد در میان مصاف + گرہ بن اشقر کو بڑھانا چاہا کہ حیران جادو پر جا پڑون حال روشن نہ تھا حیران جادو نے بڑھکر شاہزادہ ایرج نوجوان کو آئینہ معائنہ کرا دیا آئینہ مین تصویر دلپذیر معشوق نظر آئی دیکھتے ہی ایک چیخ ماری گریبان چاک کیا خاک منھ پر ملی یہ اشعار آبدار یاد ہین ملکہ بران شمشیر زن کے پڑھنا شروع کیے

غزل

وہ ظاہر ہین گو منھ چھپائی ہوی ہین
یہ انداز آنکے بتائے ہوی ہین
وہ عاشق تھی ہم باوفا حشر مین بھی
ذرا آپ مین ہم جو آئے ہوی ہین
ویے تم ہمین تمہی جو داغ دیکھو
بہت آجکل سر کٹائے ہوی ہین

وہ ہر چند خلوت مین آئے ہوی ہین
نگاہون مین لیکن سمائی ہوی ہین
نہ نکلیگی اُف لاکھ آزار دے تو
یہ منھ سے نہ نکلا ستائے ہوی ہین
یہ کہتا ہی دل اُنکی نیچی نظر سے
کلیجے سے آنکو لگائے ہوی ہین

لگاوٹ کی نظرین چھپانے ہوی ہین
ہر اک بات پر مجھ سے روٹھو مراد دل
ترے درد کے آزمائے ہوی ہین
کوئی بدگمان پوچھتا ہی کہان تھی
ترے خاک مین ہم ملائے ہوی ہین
امنگین جلال اُٹھتے جوبن کی آنکھی

تمام سواران ایرج نوجوان گریبان و نالان ہا ہو کی صدائین لگاتے سر ٹکراتے پھرتے ہین کبھی لڑکھڑا کر گرتے ہین کبھی آہوان صحرا کو دیکھ کر دوڑتے ہین آوازین دیتے ہین ار آہوان صحرا ہماری غزال رمیدہ کی بھی کچھ خبر ہی تلاش مین اُس غزال صحرائے حسن و جمال کے آوارۂ دشت ادبار تلوی خار صحرا سے خار خار ہر کس اسطرح کے کلمات زبان سے کہتا ہی جنگل مین مارے مارے پھرنے لگی شاپور شیر دل فرزند خواجہ عمرو انتہا کا عقیل و نعیم آئینہ دیکھتے ہی غبار الم دل پر چھایا اس عقیل پر بھی آئینہ ہوا کہ صحرا مین جلکر آہوان صحرا کے ساتھ بسر کیجے اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا ایک جانب جاتا ہی غزل موافق مضمون ہذا مصنفہ عطا گاتا ہوا سمت صحرائے ہولناک چلتا ہی

بڑا اندیشہ ہی دیکھین کدھر فرقت مین جاتی ہین
ابھی تو آسمان تک یہ مثال تیر جاتے ہین

خدا بھلی بلاتا ہی کہ وہ پہلے بلاتے ہین
اب آگے دیکھیے نالے کہان پہلے لگاتے ہین

فرشتوں ہٹ کے بیٹھو گنبد گردون گراتے ہین
سوئے گور غریبان پھر کو جسدم وہ جاتے ہین
ہمارے مرنیکا صدمہ نکر نا چین سے رہنا
ہمین کیا چودھوین کا چاند یہ گردون دکھائیگا
ابھی روکا تھا ان اشکون کو پھر باہر نکل آئے
جہان تھا بیٹھنا مشکل وہان سے اٹھنا مشکل ہر
عجب اس عاشقی کا الٹا پلٹا کارخانہ ہے
خدا حافظ تو رہوا انکی اس نازک کلائی کا
مسلمان بنکے آئینگے جو کافر زہر کھائین گے
گلے کٹتے ہین لاکھون ہی عطا قسمون ہوتا ہے

کسی کے عشق مین نالی کی طاقت آزماتے ہین
صدا قرنا سے آتی ہے کہ مردے کو جلاتے ہین
بہت نازک طبیعت ہو تمھین سمجھائے جلتے ہین
ہم ایسے طشت مین تو اک حسین کا منہ دکھاتے ہین
یہ لڑکے کیا کسی کی بات کو خاطر مین لاتے ہین
جب اٹھتا ہون انگوٹھے سے مراد امن دباتے ہین
ہمین ہین وہ تو اُن سے ہمین الٹا مناتے ہین
کہ دست نازنین سے وہ مرا لاشہ اٹھاتے ہین
سُنا ہے مصحف رخ سے وہ زلفونکو ہٹاتے ہین
مسی لب پر لگا کر جب کبھی وہ پان کھاتے ہین

بعد اس غزل گانے کے ایک مطلع مصنف کا پڑھا مطلع خاک اڑاتا جو ترا بادیہ پیما آیا؛ غل ہوا شہر مین جنگل سے بگولا آیا؛ ہر طرف سے ایسی ایسی آوازین آتی ہین بارہ ہزار جوانان شیر دل کو دیوانہ کرکے حیران جادو طرف کوکب روشنضمیر کے روانہ ہوا یہان کوکب روشنضمیر انتظار مین حیران جادو کے بیٹھا ہے کہ یہ مغرور آکر بہونچا عرض کی اے شہنشاہ حسب ارشاد فیض بنیاد ہمراہیان ایرج نوجوان کو دیوانہ کردیا انگوٹھی جو اُس جوان کے ہاتھ مین تھی خود اُس نے اُتار کر پھینک دی اب دیوانہ دار وحشی شال صحرائے ہولناک مین مارا مارا پھرتا ہے حیات مین اُسکا ہوش مین آنا دشوار ہے یہ سُنکر کوکب روشنضمیر بہت خفا ہوا کہا وہ ساحران دیوانہ مزاج تھے مجھے کیا غرض ہے کہ باعث اُنکے قتل کا دریافت کرون کوکب نے خوشی مین آکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے صاحبقران زمان وائے خواجہ عمرو ایرج کو تو مین نے صحرائے ابلق مین دیوانہ کردیا امروز فردا مین اپنے کو وہ خود ہلاک کرینگے سر خدمت مین حاضر ہوگا ساری سرکشی نکل جائیگی نامہ لکھکر شبرنگ جادو مصاحب خاص تھا اُسکو حکم دیا یہ نامہ جاکر ہاتھ مین صاحبقران کے دینا خبردار کسی سے خوف نکرنا اگر تمھارا کوئی ایک موئے جسم کم کرے تو ساری لشکر کو الٹ دون اے شبرنگ جادو صاحبقران زمان بڑے عقیل و فہیم ہین میری مقدمہ مین یہی ارشاد فرمایا کہ ہم تم سے مقابلہ نہین کرسکتے ساربان زادے نے

بھی دخل نہ پایا خوشامد مین مصروف رہا وہ ایک مکار و غدار ہو جانتا تھا کہ کوکب جملہ عیارونکا سردار ہے اب ادھر کبھی رخ نکریگا اگر اِس جانب کا رخ کریگا مجھ پر کیا عیاری کرسکتا ہے مین مثل افراسیاب کے غافل نہین ہون مذہب مین تو مین نے خود پرستی کی خوب کھل گیا کہ کوئی مذہب معقول نہین ہے ہر کس اپنی ذات کا خود خداوند ہے بخوبی شبرنگ کو سمجھا دیا شبرنگ دو تین سو ساحران نامی اپنے ساتھ لیکر بڑی جاہ و حشم سے لشکر صاحبقران مین داخل ہوا روشن چوکی بجتی ہوئی لشکر صاحبقران سرحد بیابان گلریز مین فروکش ہے فرزند جہاندار شاہ مصروف خدمتگزاری تمام لشکر آباد رعایا دلشاد بارگاہ مین سرداران نامی کے استادہ ہین کل اقلیم کے شاہزادہ و وزرا اُمرا مصروف عیش و نشاط ہر مقام پر ناچ ہو رہا ہے لشکر ہندوستان باغ بخزان فوج عربستان نمونہ قہر صاحبقران کے حاضر ہین سب طرح کی ہر کارے دمبدم خبر پہونچاتے ہین گلباد عراقی نے کان مین خواجہ عمرو کے آکر خبر کہی ایلچی کوکب روشن ضمیر کا شبرنگ جادو آتا ہے خواجہ نے اسیوقت چند سردارون کو اشارہ کیا کہ صاحبقران سے ذکر نکرو جا کر خدمت و استقبال مین مصروف ہو آپ آکر ایک بارگاہ نہایت عمدہ بہ تکلف استادہ کرائی عیاران نامی چند سرداران گرامی آکر حاضر خدمت ہوے خواجہ تاج پہن کر مسند پر بیٹھے تاج سر پہ لباس فاخرہ زیب جسم انور علاوہ عیارون کے تاجداران جلیل حاضر خدمت ہین اس عظم و شان سے خواجہ نے شبرنگ جادو کو اپنی بارگاہ مین بلوایا شبرنگ جو بارگاہ مین آیا دیکھا خواجہ عمرو مقام صدر پر جلوہ فرما ہین وزیر و مشیر سرداران جلیل سب خدمت مین حاضر ہین نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ عمرو ایسے عیار سے اور کوکب نامدار سے سوء مزاجی ہوئی یہ دل مین سوچتا ہوا شبرنگ جادو آکر کرسی پر بیٹھا شبرنگ سمجھا کہ لشکر صاحبقران کا اسی طریقے سے ہوگا بادشاہ جلیل ہین ہر ایک کو اپنے سامنے نہ بلاتے ہونگے خواجہ عمرو کو کل امورات کا اختیار ہوگا یہ سوچ کر شبرنگ نے عرض کی اے شہنشاہ اوج عیاری مین نامہ آپکے بھائی صاحب کا لیکر آیا ہون عمرو اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ دونون پھیلا دیے عرض کی لاؤ نامہ میرے سر پر رکھو میرے بھائی نے تحریر فرمایا ہے یہ سنتے ہی اور عیار مثل گلباد و بیرنگ وغیرہ ایلچی کے ساتھ والون کی خدمتگذاری مین مصروف ہوے ایک کے آگے آنکھین بچھا دین کل سامان عیش و نشاط مہیا ہے خواجہ عمرو طرف شبرنگ کے متوجہ ہوے پوچھا اے ہمارے بھائی صاحب کا مزاج کیسا ہے

شبرنگ نے کہا ہر وقت آپکو یاد کرتے ہین خواجہ نے کہا مجھکو بہت جدائی شاق ہوئی مین حاضر
خدمت ہونگا مین اپنی عنایت فرما سے عذر کرلونگا شبرنگ جادو نے شفقت و عنایت خواجہ کی
دیکھکر نامہ پیش کیا خواجہ نے نامے کو پڑھا شبرنگ جادو سے کہا آج شب کو تشریف رکھیے بڑے
لطف سے دربار آراستہ ہوگا اگر تمھاری خوشی ہوگی دربار مین صاحبقران کی چلنا ورنہ مین
جواب تمکو لادونگا شبرنگ تو دربار مین عمرو کے رہا عمرو مضمون نامے سے جب آگاہ ہوگیا دل
بیقرار ہوا خیال مین آیا کہ ای عمرو اسوقت تو حمزہ نے یہ کہدیا ہی کہ کوئی ایرج کے مقدمے مین
دخل ندے جب اسپر زوال آیگا سر پیٹے گا جان دیگا جو منظور ہے وہ تو فکر خواجہ کرہی چکے ہین
شب کو نامے کو پڑھا طرف سے صاحبقران کے جواب لکھا مضمون جواب یہ تھا کہ ای برادر ہمین
تمسے کسی طرح فساد منظور نہین ہی تم اسکو سزاے کامل دو قتل کرو ہمین کیا دخل ہے ہم تمھارے سنتے
کہہ چکے کہ جو تم سے سرکشی کرے اسکو سزای کامل دو ہمکو اطلاع ہو ہم ایسا انتظام کرین بہت سی
خوشامدین جواب مین لکھکر نامہ پاس رکھا شب بھر سامان دعوت ضیافت برای شبرنگ مہیا
رہا صبح کو وہ نامہ شبرنگ کو دیا جملہ خدمتگارونکی بھی خاطر مدارات رہی جس طور سے منظور ہوا
خواجہ نے شبرنگ کو باعزاز و اکرام رخصت کیا زبانی بھی بہت کچھ کہدیا کہ بھائی صاحب سے
ہمارا عذر کرنا کہدینا کہ دراندازون نے بہت کچھ چاہا مگر شکر ہے پروردگار کا کہ ہمارے دل مین
تمھاری جانب سے اور تمھارے دل مین ہماری جانب سے کسیطرح کا رنج و ملال نہین آنے پایا
عیاران و خواجہ عمرو و شبرنگ کو دور تک پہونچانے آئے اسکو رخصت کیا تخت پر سوار ہوکے
شبرنگ جادو طرف طلسم نورافشان کے روانہ ہوا خواجہ بھی کسیوجہ سے شاید ہمراہ گئے ہون
یا نہ گئے ہون اسکا حال ناظرین والا تمکین پر ظاہر ہوگا کوکب روشن ضمیر قصر جمشیدی مین تخت پر
جلوہ فرما ہین پہلو مین ملکہ حنای گلگون پوش چند سردار حاضر خدمت ہین کہ شبرنگ جادو آکر
پہونچا جواب نامہ ہاتھ مین کوکب کے دیا کوکب بہت خوش ہوے نامہ کو پڑھکر فرمایا دیکھو صاحبقران
زمان نے کیا کیا عذر لکھا جاتے ہین کہ ایسے بادشاہ عالی جاہ سے فساد کرنے مین خرابی ہے مجھے بھی
یہی منظور ہے کہ جو مجھ سے سرکشی نکرے اُس کے مقدمے مین دخل ندون عمرو کبھی میرے ملک کیجانب
ستم کرکے نہین سوئیگا نامہ پڑھکر کوکب توان باتون مین مصروف ہوے شبرنگ سامنے موجود ہے

حال اختیارات خواجہ عمرو بیان کر رہا ہے کہ لشکر میں صاحبقران کے عمرو کو سب طرح کا اختیار ہے
کوئی عمرو کے مقدمہ میں دخل نہیں دیتا کوکب نے کہا وہ کلید عقل صاحبقران ہے عمرو کے
برابر کوئی سردار جانباز سرفروش نہیں ہے عمرو خیرخواہ دولت صاحبقران ہے بہمن لشکر نوشیروان
چند سردار ایسے درانداز دربار کوکب میں آج کل جمع ہوئے ہیں کہ طرف سے صاحبقران و عمرو کے بہکاتے
ہیں چاہتے ہیں فساد برپا کرائیں لشکرکشی ہو عمرو آکر عیاریاں کرے ہمارے شہنشاہ سر کاٹ کر عمرو کی
خدمت صاحبقران میں بھیجیں کوکب کا بھی مزاج الٹا ہوا ہے مغرور تخت پر متمکن آئینہ اپنے آگے
رکھکر اپنی صورت کو آپ سجدہ کرتا ہے جسقدر اہالیان دربار حاضر ہوتے ہیں انپر حکم ہے کہ ہمکو آکر سجدہ
کرو سردار مجبور ولاچار آکر سجدہ کرتے ہیں دربار میں وہ رعنائی و زیبائی کہاں چند کس خوشامدیں
کرنیوالے سامنے حاضر ہیں کوکب نشے میں شراب کے بلبلا رہا ہے قصر جمشیدی مقام فرحت افزا
ہر گوشہ آباد وہانکے رہنے والے دل شاد شب رنگ سے کوکب بیٹھا باتیں کر رہا ہے کہ پہلو سے
قصر جمشیدی کے ایک بجلی چمکی آواز آئی ہم فرستادہ مرجان جادو کوکب نے جو سر اٹھا کر دیکھا
ایک پریزاد دُردر گوش مرصع پوش چہرہ آفتاب عالمتاب آسمان حسن و جمال ابروی خمدار
رشک ہلال آنکھیں نرگس شہلا کو آنکھیں دکھانیوالی بلکہ نرگس شہلا شرمائے غزال صحرائی آنکھ
نہ ملائے یاقوت احمر کے پر اسیر بنت کاری جال میں قیامت حسینان عالم سے خوبصورت ایک صندوقچہ
ہاتھ میں کہتی ہوئی کہ اے شہنشاہ طلسم نور افشان مرجان جادو نے لقا کو دامن پناہ دیا ہے مگر تمہاری
رائ کے پابند ہیں کہ اگر شہنشاہ نور افشان فرمائینگے تو لڑ بھڑ کر لقا کو تا بہ باختر پہنچا دینگے کوکب
صورت زیبا اُس نازنین کی دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہے آجتک ایسی صورت زیبا نگاہ سے نہیں
گذری حسن پر ملکہ حنا رنگ گلگون پوش کے بڑا ناز ہے لیکن اسوقت جو کوکب نے بہ نگاہ غور دیکھا زمین و
آفتاب کا فرق ہے خراماں خراماں برعنائی و زیبائی قریب تخت کوکب روشن ضمیر حاضر ہوئی شکل ہلال
شب اول برائے تسلیم خم ہوئی کوکب بہ نگاہ حیرت آئینہ جمال کو دیکھ رہا ہے دل کو محویت یہی جی
چاہتا ہے کہ اُٹھکر اس محبوب جانی کے گرد پھروں پردہ چشم میں چھپالوں کرسی بچھی تھی کوکب نے
اشارہ کیا وہ معشوق حور تمثال بصد ناز و کرشمہ کرسی پر آکر بیٹھی نامہ اپنے پاس سے نکال کر کوکب کو
دیا کوکب نے کھولا طرف سے مرجان جادو کے مرقوم تھا کہ اے شہنشاہ باکرم صاحب شوکت و حشم

ہمکو آپکی رائے کے خلاف کوئی امر منظور نہین ہی تھا شکست خوردہ اس اقلیم مین پہونچا ہاتھ سے مسلمانون کے بچالیا اب اگر تمھاری خوشی ہو اہل اسلام سے مقابلہ کرین ورنہ رخصت کردین کوکب اس تحریر پر بہت خوش ہوا آخر مین لکھا تھا ای بادشاہ عالیجاہ ایک تحفہ ہمنے معرفت اس پریزاد کے تمھارے واسطے روانہ کیا ہی اسکو ضرور ملاحظہ کرنا لائق تمھارے دیکھنے کے ہے کوکب نے نامہ پڑھا دل مین تو یہی ہوس ہی کہ عمر بھر اسی سے باتین کرون کہا کیون صاحب ہمارے دوست نے کچھ تحفہ روانہ کیا ہی اسکے ہم بہت مشتاق ہین چند دن سے درانداندون نے کچھ فساد برپا کرائے ورنہ سرداران نورافشان تا بہ قلعہ مرجانیہ جاتے تھے وہان والے یہان آتے تھے فلک نے انقلاب دکھلایا اب اسیطرح سے یکجہتی ہوجائیگی اُس پریزاد نے بغل سے ایک صندوقچہ نکالا کوکب کے تخت پر رکھدیا کلید لگی ہوئی ہی ذرا امرا اسکو اشتیاق کہ دیکھین مرجان جادو نے ہمارے بادشاہ کیواسطے کیا تحفہ دیا کوکب ہنس ہنس کر اُس پریزاد سے باتین کررہے ہین دل مین یہی ہی کہ اسکو نہ جانے دین خیال یہ ہی کہ جناب گلگون پوش کے خلاف نہو جب جمال جہان آرا پر نگاہ پڑتی ہی آنکھ سے آنکھ لڑتی ہی ہوش وحواس پراگندہ ہوجاتے ہین وہ مہ جبین نہایت طرار وفرار عقیل وفہیم صاحب سلیقہ کلام شایستہ طریقے مین رسائی باتون مین رعنائی ہونٹھون مین مسیحائی سیم تن غنچہ دہن سنبل مو خال ہندو چشم جادو فریب خندہ کو لب انگبین نمک بر دل خستگان ریختی دیگر یار کی چشم سخن گوش سے یہ کہدی کوئی + بھول جانا نہ کسی کے دل خاموش کی یاد دیکھ ہٹ گئی عارض پر نور سے اس کے جو نقاب + کھنچ گئی چاک گریبان سحر کی تصویر ہن کے تپلی مین نگہ آنکھون مین تپلی ہوکر + پھرتی ہی یار کی شمشیر وسپر کی تصویر + وہ صورت زیبا پرچھی نگاہ رخسار چاند کے ٹکڑے خال عارض ستارے بیساختہ کوکب کے منھ سے نکل گیا نظم۔

تم خوش چشم تو دیکھی نہین انسانون مین
اک نمودار ہی بندہ تری دیوانون مین
دید ساقی کی ہین مشتاق ہماری آنکھین
رکھ گئی ہاتھ ترے تھی جو گرے پیالون مین

تپلیان ہین کہ پریزاد پری خانون مین
وہ پری مجمع عشاق سے اب شاد نہین
ہی حیرت عوض بادہ ہی پیمانون مین

اور سب طوق بگردن ہین ترے حلقہ بگوش
شہرہ ہی قمریون مین شمع ہی پروانون مین
پردہ حیرت نے تری بزم مین لٹکا رکھا

کوکب روشنضمیر کی یہ کیفیت ہوئی مثل آئینہ حیران بصورت زلف پریشان حیران جمال محو دیدار آنکھین مشتاق جمال جان اپنی نثار کرون دل کو یہ خیال ہاتھ

بڑھتے ہین کہ بلائین لون رعب حسن پکارتا ہو کہ دعائین دون بمشکل ضبط کر کے کوکب نے کہا
ای ماہ آسمان کمال ای خورشید فلک جاہ وجلال اے سرو نوخاستہ باغ خوبی نام نامی کا مشتاق
ہون کیونکر آنے کا اتفاق ہوا دل تردد منزل کلام کرنے کا نہایت مشتاق ہوا اُس آفت جان نے
مسکرا کے غنچہ دہن وا کیا نئی بات ہو غنچے سے پھول جھڑنے لگے بوئے گل کلام نے اہالیان صحبت کو
مست کر دیا معلوم ہوتا تھا کہ گلشن قصر جمشیدی مین عندلیب خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین یہ
جواب دیا کہ ای شہنشاہ باحشم ای صاحب چتر علم مرجان جادو بندہ خداوند خورشید روشن تن
حاکم دربند ادل خورشید نگار ہے کہ آپ سے محبت قلبی و دوستی قدیمی رکھتا ہو یہ صندوقچہ بطور تحفہ برائے
ملاحظہ سرکار معرفت اس کنیز خاص و خدمتگذار با اختصاص کے روانہ کیا ہو جاسوسان دربند نے
یہ بھی خبر پہونچائی تھی کہ اہل اسلام نے آپکے ساتھ کچھ بے اعتدالی کی مہر و وفا آپس کی ترک ہوئی
علوم سحر و ساحری سے یہ صندوقچہ معمور ہو اسکو جو حضور ملاحظہ فرمائین گے اور خدمت مین
موجود رہیگا کوئی عیار طرار مکار سامنے نہ آسکیگا ہر کس و ناکس کی یہ جرأت نہوگی کہ سرکار سے
کلام کر سکے کلام دروغ کو بیشک سرکار فروغ نہوگا اسکا ملاحظہ فرمانا واجب لازم ہو اس
فصاحت و بلاغت سے ان کلمات کو اس ماہ رخسار نے ادا کیا کوکب بیقرار ہو گیا سر جھکا کر
جواب دیا کوئی مسلمانون سے باعث ملال نہین ہو جو گذرا اُسکا ذکر کیا ایسی مہملات کی فکر کیا
حقیقت مین یہ فرقہ مسلمانان قابل ملاقات شاہان عالم نہین ہے مجکو بڑا افسوس ہے کہ
مین نے کد و کاوش کر کے اقلیم ہوش ربا پر اُن لوگون کا قبضہ کرا دیا جب قصد ہوگا مٹا دیا
جائیگا پہلے تو اپنے گھر کا انتظام واجب و لازم ہے اُس پریزاد نے کہا شہنشاہ باختر کا بھی ہان انتظام
تا بہ بیابان گلرنیہ سرکش پہونچ چکے ہین اب انتظام بوجہ احسن ہو جائیگا بھاگ کر راستہ نہ ملیگا دعوی
خون افراسیاب بھی منظور ہو ہمارا بادشاہ شہنشاہ عالیجاہ صاحب توسن وار سیاہ عیار شرار ہم ایسے
خدمتگذار ہزار در ہزار حاضر ہین شہنشاہ کو کچھ پروا نہین آپکی حفاظت بھی ضرور کرینگے اس صندوقچہ کے
ملاحظہ سے اتحاد یکجہتی ثابت ہوگا کوکب روشن ضمیر ان باتونکو سنکر وجد کرنے لگا باتین سلیقہ رعنائی زیبائی
فصاحت و بلاغت کو فر غلام در دولت پر مقرر ہو کوکب پھڑک جاتا ہو سراپا کو بھی بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہو
صاف دل کہتا ہو کہ رب اکبر نے کلک قدرت سے صفحہ قدرت پر کیا تصویر دلپذیر کھینچی ہے

بلکہ صاف تو یہ ہے فرو نقاش چون شمائل آن ماہ می کشد + نوبت بزلف چون برسد آہ می کشد
دیگر مانی چو نقش آن بت بدمست می کشد + چون میرسد بہ ساعد او دست میکشد + نقاش کیا
تصویر کھینچے گا یقین تو یہ ہے کہ مانی و بہزاد آہ کھینچے کشاکش مین رہتے تصویر کشی مین جفائین
سہتے خود صورت تصویر خاموش ہوتے تصویر کشی مین چیخین مار کر روتے کوکب نے صندوقچہ لیکر
تخت پر رکھ لیا نگاہ چہرۂ بے نظیر سے نہین ہٹتی حنائے گلگون پوش بھی صورت زیبا دیکھ کر
خاموش نقیب حسن و دورباش کہہ رہا ہے نگاہ نامحرم کو قریب نہین آنے دیتا اُس پریزاد نے مسکرا کر
کہا مین تو ابھی چند ساعت حاضر ہون بعد ملاحظہ عجائب و غرائب آپکو بھی جواب تحریر فرمانا ہوگا کوکب
نے کہا تمھارے نام سے آگاہ نہوے اُس مہ جبین نے سر جھکا کر کہا مجکو محبوب دلفریب کہتے ہین کوکب نے
کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کہا حقیقت مین نام بھی سمجھ کر رکھا ہے دل چاہتا ہے تم سے باتین ہی کیا کرین
اُس آرام جان فتنہ دوران نے مسکرا کر کہا مین تو ابھی چند ساعت خدمت مین حاضر ہون کلام کیجیے گا
ملک مرجان کو آپکے ساتھ محبت قلبی مقدمہ یکجہتی حاصل ہے اگر آپ تحریر کرینگے کہ محبوب دلفریب
ہمارے ملک مین رہے ضرور بھیجدینگے مین بھی ملازمت کیمیا خاصیت کی عرصۂ دراز سے مشتاق
ہون یہ کہکر کلید بھی صندوقچے کی کوکب کے ہاتھ مین دی عجائب و غرائب کا مشتاق کیا یہ
بھی کہدیا کہ عجائب و غرائب نیرنگبازی سے یہ صندوقچہ معمور ہے ملاحظہ کرنا ضرور ہے کوکب نے
ڈھکنا اٹھایا اک تراقہ ہوا صندوقچے سے دھوان نکلا تمام مکان کوکب کا دھوین سے مملو ہوگیا فوراً
کوکب کو اور حاضرین وقت کو چھینک آئی بیہوش ہوکر گرے اُس پریزاد نے چمک کر نعرہ کیا
باشر او کوکب مغرور منم شہنشاہ اقلیم عیاری ہنر بردشت طراری مہتر مہتران خواجہ عمرو نامدار یہ کہکر
عمرو نے بارگاہ دانیالی استادہ کرلی شراب کباب موجود تھی مصروف عیش ہوا اُس بارگاہ
کرامت مین سبکو بند کر لیا ارادہ ہوا کوکب کی چھاتی پر چڑھکر زبان مین سوزن دون یکایک
آسمان پر سناٹا ہوا قہقہہ کی آواز آئی جیسے کوئی کسی پر مضحکہ کرتا ہے آواز آئی کہ واہ خواجہ عقل
کے ناخون لو پیر نابالغ ہو عیاری ابھی سیکھو مین نادان نہ تھا کہ بلا تکلف تخت پر بٹھا رہتا دیکھو
مین تو یہان موجود ہون وہ کوکب میرا ایک غلام حقیر ہے خواہ قتل کرو خواہ بخشو بلکہ قتل
ہی کر ڈالو تمھارا کلیجہ ٹھنڈا ہو عمرو نے جو سر اٹھا کر دیکھا کوکب روشن ضمیر تاج یاقوتی

سر پر لباس پُر زرزیب جسم انور بڑی جاہ و حشم سے ہوا پر ٹھہرا رہا ہے عمرو کے ہوش اُڑ گئے صورت یہ ہوئی تھی کہ شبرنگ ایلچی کے ساتھ خدمتگار بنکر عمرو یہاں آیا یہ سامان دیکھ کر عیاری کر گذرا اب جو کوکب نے آسمان سے یہ آواز دی اور یہ بھی سمجھایا کہ خواجہ اس غلام کے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہوگا ہماری تمہارے مقابلے مین حفاظت جان و آبرو کا ضرور خیال رہے ہے تمہارے احسانات کو ہمنے فراموش نہین کیا لیکن بے اعتدالی ایرج نے قلب الٹ دیا ضبط ہو سکا جب تک دس بیس لاکھ کی خونریزی نہوگی تب تک جانبین کے دلکو چین نہ آئیگا خواجہ نے سر جھکالیا سوچنے لگا کہ کوکب سچ کہتا ہی غلام کے قتل کرنے سے کیا نفع ہی بات مین بھی فرق آئیگا رنج وملال آپس کا بڑھ جائیگا یہ سوچ کر کہا کہ ای شہنشاہ غلام آپکا حاضر ہی ہم جس واسطے آئے ہین وہ بھی آپکو بخوبی معلوم ہوگا کوکب نے کہا مین کسی بات کا خوف نہین کرتا جہانتک بن پڑیگا مین بھی تمکو قتل نکرونگا تمہاری عیاری مجھکو دیکھنا ہی عمرو نے کہا ای کوکب نامنصف سب کچھ دیکھ چکے اب بھی دیکھ لوگے اب مین بے تمکو گرفتار کیے کیا چلا جاؤنگا بہت ہوشیار رہیے گا کوکب نے کہا مین ہوشیار ہون خواجہ نے بارگاہ دانیال کو کھینچا کوکب نے بلندی سے آواز دی اب برج مرواریدین جاکر ٹھہریے برای خدمتگذاری کنیزین ملازم ہوجائینگے ہر طرح کی آپکو خبر بھی دیتا رہونگا آپکے آقا کا بھی مجکو خیال ہی اُنکے انصاف پر دل وجد کر رہا ہی یہ صاحبزادے جو طلسم نور افشان کی سرحد مین آئی اُنھون نے کچھ لطف اُٹھائے ہین کچھ اور اُٹھائینگے عمرو نے کہا ای کوکب بہتری اسمین ہی کہ ایرج کو دیوانہ پن سے صحت دو اپنے اوپر رحم کرو تمہارا نامہ مین نے صاحبقران کے سامنے پیش نہین ہونے دیا ورنہ قیامت ہوتی کوکب نے کہا خواجہ مین آپ لوگون سے میل تو نکرونگا انجام مین دیکھا جائیگا اُسیوقت خواجہ عمرو ان سبھون کو چھوڑ کر تخت پر سوار ہو کر برج مرواریدین پہونچے دیکھا وہ مکان فرش فروش سے آراستہ ہی کنیزین غلام حاضر تھے استقبال کر کے خواجہ کو قصر مین داخل کیا خواجہ کو اس مقدمے مین بڑی حیرت ہی کہ ای عمرو یہ مین نے کیا کیا کیون جلدی چھوڑ دیا ضرور دھوکا پڑا یہان کوکب روشن ضمیر نے بیٹھکر ایک نامہ لکھا غلام کو دیا کہ جاکر عمرو کو دیکر چلے آنا عمرو اسی سوچ مین برج مروارید مین بیٹھا ہی کہ غلام نے آکر نامہ دیا غلام تو چلا گیا عمرو نے نامہ کھولکر پڑھا کوکب کی مہربانی تحریر سے محبت ظاہر ہو یہ بھی پایا جاتا ہے کہ چند

ساتھ والون نے کوکب کو بہت گھبرایا ہی یہی باعث غصہ کا ہے صاف مرقوم تھا کہ خواجہ تمنے بڑا کمال کیا تھا اصل مین مجکو گرفتار کیا مین نے اپنا غلام اسرار جادو مقرر کر رکھا تھا کہ اگر مین کسی بلا مین پھنسون میری صورت بنا کر دکھلا نا اُس نے وہی کیا تمنے بڑا دھوکا کھایا میرے اقبال نے مجکو بچایا اب کیا مجال ہے کہ مجھ پر دست انداز ہو سکو وہین بیٹھے تڑپا کرو اب مین اپنا انتظام کرونگا بڑے بڑے فقرے کوکب نے لکھے تھے عمرو پڑھکر خاموش ہوا دل مین کہتا ہی اسکا تردد کیا مثل مشہور ہے مثنوی کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد جو پروردگار کو منظور ہوگا وہ ہوگا تردد وانتشار بیکار ہے نامہ دار کو خلعت دیکر رخصت کیا آپ بیٹھکر سوچنے لگا کوکب قصر جمشیدی مین ہین خواجہ برج مروارید مین انکو اس حال مین چھوڑا انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان لشکر صاحبقران ولشکر لقا مرجان جادو کا لقا کو روانہ کرنا طرف اپنے خداوند کے اور خود وعدہ کرنا کہ ہم صاحبقران سے سمجھ لینگے شمیم عیار کو روانہ کرنا براے گرفتاری صاحبقران وقت پر پہونچنا خواجہ کا بہدایت کوکب خمسہ موافق مضمون مقام

تکلف چھوڑ کر عزم سفر اب دل مین ٹھانا ہی　　مقدم اُسکو آنا ہے مقرر ہمکو جانا ہی
خدا جانے قضا کسوقت آئے کیا ٹھکانا ہی　　اجل سر پر کھڑی ہی خواب غفلت مین زمانا ہی
چھپر کھٹ کے عوض لازم جنازہ کا اُٹھانا ہے

یہ شوخی اور طراری بلا ہی کیا ٹھکانا ہی　　کہ پامال عالم کو یہ اُس نے دلمین ٹھانا ہی
ضرور اس شہسوار عرصۂ خوبی کو آنا ہی　　غبار ہستیٔ عاشق جو آج اُسکو اُڑانا ہی
سمند ناز کو گردن کا ڈورا تا زیانا ہے

خود آرائی کا دلمین قصد اُس گلرو نے ٹھانا ہی　　دھڑی سے دیکھیے کس کس کا اُسکو خون بہانا ہی
دل عالم غرض ہر رنگ سے اُسکو لبھانا ہی　　لب گلرنگ پر مسی لگانے کا بہانا ہی
اسی برگ گل لالہ کو نافرمان ہمنانا ہے

خرد کچھ کام کرتی ہی نہین اسرار عالم مین　　ہمیشہ حکم جاری ہے نیا سرکار عالم مین
بنایا سنگ گل گلشن بازار عالم مین　　نکالتا ہی جو ہر گل زر کیفت گلزار عالم مین

خدا جانے زمین مین دفن یہ کسکا خزانا ہو

فنا لازم وجود حادث کل کو ہے اے ہمدم
خدا کی ذات واجب ہو فقط حادث ہے یہ عالم

بھروسا کسکو ہے مہمان ہے دنیا مین بنی آدم
اشارہ آمد و رفت نفس کا ہے یہی ہر دم

جہان مین دم جو آیا ہے مقرر اُسکو جانا ہے

سراسر کندہ نقش رشک ہے دل کے نگینے پر
کمر باندھی ہے وہ وہ فتنہ گر ہے میرے کینے پر

وہ واقف ہے مین بھی ہون حنا کی خون پینے پر
رکھا ہے ہاتھ شفقت کا جو اُسنے میرے سینے پر

اُسے اب آتش رنگ حنا سے دل جلانا ہے

زمانے مین عموماً یون تو شاعر ہین سبھی ناسخ
نہوتا سیر پر تو ربط رعنا سے ابھی ناسخ

مقابل ہو کسی سے حال کھلتا ہے تبھی ناسخ
کمی ہوتی نہین نقد سخن کی یان کبھی ناسخ

ازل سے اپنے قابو مین معانی کا خزانا ہے

چہرہ اشہب تیز گام زبان کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین شہسوار صبح خیال سخن آفرین + سخن رانگیری نشاندایں جنین + زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان حوالی بیابان گلریز مین فروکش ہین جہاندار شاہ کی فرزند نے بڑی دھوم سے سامان دعوت کیا عرض کرتا ہے لقا کو حاکمان دربند خورشید روشن تن لیگئے حضور کا اُسطرف جانا مناسب نہین ہے صاحبقران فرماتے ہین میرا عہد ہے جہان لقا جائیگا ضرور اپنی کو پہونچاؤنگا یہان مرجان جادو ساحر زبردست حاکم دربند مرجانیہ نے سامان دعوت لقا کیا کہا اے شہنشاہ باختر آپ خدمت خداوند مین تشریف لیجائین حمزہ کو مع فرزندان حمزہ ہم گرفتار کرکے روانہ کرینگے ہرچند بختیارک نے کہا ہمارا ٹھہرنا مناسب نہین ہے ہم بھی سامان جنگ دیکھین مرجان نے نمانا لقا کو روانہ کیا اس اقلیم کا ذکر وقت و ساعت پر تحریر ہوگا مرجان جادو نے بعد روانہ کرنے لقا کے اپنی عیار شمیم خاک ریز کو بلا کر تمام کیفیت بیان کی اور کہا دولت دنیا سے نہال کردونگا حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرلا کئی سو بیک بجون کو ساتھ لیکر شمیم خاک ریز طرف لشکر صاحبقران کے چلا یہان صاحبقران زمان سے مشتاق جادو نے ذکر کیا کہ حوالی بیابان گلریز نہایت مقام سرسبز و شاداب ہے شکار متعدد چشمہ ہائے آب روان طائران زمزمہ سرا صاحبقران

مشتاق ہوئے حکم دیا سامان شکار تیار ہو فوراً اسباب شکار مہیا ہوا سرداران نامی کو ہمراہ لے کر
شکارگاہ میں تشریف لائے صحرائے سبزہ زار میں فروکش ہوئے دن بھر شکار ہوتا ہے شام کو
بارگاہ میں آرام فرماتے ہیں ایکدن شکار کھیلتے ہوئے صحرائے سبزہ زار سے نکل کر قریب ایک
درۂ کوہ کے پہونچے دیکھا ایک درویش جگر ریش لباس سبز پہنے ہوئے کئی سو شاگرد بیٹھا ہوا عبادت
خدا میں مصروف صاحبقران زمان پشت مرکب سے اُترے مع سرداران نامی جیسے ہی
قریب اُس مرد بزرگ کی پہونچے اُس نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران زمان آداب و تسلیمات
ہم فقرا کا قبول ہو امیر نے جواب دیکر ساتھ والوں سے کہا درویش صاحب کمال معلوم ہوتا ہے
ہر ایک نے سر جھکالیا عرض کی جو مزاج میں سرکار کے آئے وہی مناسب ہے بسم اللہ تکلیف
فرمایئے وہ درویش استقبال کر کے صاحبقران کو مع سرداران نامی باغ میں لایا مگر نہایت
فصیح و بلیغ ہے کلام میں تاثیر فقرات دلپذیر باغ کی سیر کرتے ہوئے بارہ دری میں داخل ہوئے
دیکھا اُس مقام پر سامان شاہانہ مہیا ہے فرش مشجر کرسیاں جواہر نگار دنگل عمدہ وہ درویش
دست بستہ عرض کر رہے ہیں حضور تشریف رکھیں میری خوش نصیبی کہ میں قدمبوسی سے مشرف ہوا
صاحبقران فرماتے ہیں میں آپ کی ملاقات سے سرفراز ہوا اٹھارہ برس پردۂ قاف میں بھی بڑے
بڑے عابد و زاہد نگاہ سے گذرے مگر آپ نے اس صحرا میں باغ آراستہ کرایا درویش
نے کہا بابا مراد یہ ہے کہ بندگان خدا کو آرام پہونچے اکثر شاہان جلیل سردار و رئیس اس حوالی
میں آتے تھے پانی نہ ملنے سے تکلیف اُٹھاتے تھے فقیر نے مشقت کر کے یہ باغ آراستہ
کیا آپ کے قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن ہو گا یہ کہکر درویش خود دوڑ کر اندر بارہ دری
کے آیا کرسیاں موافق مرتبے کے ہر ایک کے واسطے بچھائیں مشتاق ہو کر کھڑا ہوا
کہ رہا ہے کہ سرفراز فرمایئے صاحبقران خود منکسر مزاج ہیں چاہتے ہیں کسیکو بھی آزار نہ پہونچے
اس درویش کو راضی کر کے یہاں سے چلیں دل میں یہ ہے کہ فرزند جہاندار شاہ سے کہہ کر
اسکی جاگیر مقرر کرا دیں لیکن صاحبقران زمان جہاندیدہ کار آزمودہ ملکوں ملکوں پھرے
بڑے بڑے عیاروں نے آکر عیاریاں کیں ساحروں کے پکڑنے میں مبتلا ہوئے بہ نگاہ
حیرت فقیر کو دیکھ رہے ہیں ہر مرتبہ وہ فقیر باغ میں دوڑ کر جاتا ہے اشیائے نادرہ

میوے وغیرہ چنتا جاتا ہے اکثر کئی مرتبہ سرداران صاحبقران زمان کے سامنے میوے پیش
کیے صاحبقران زمان اشارے سے مانع ہوے کہ نئے مقام پر آنے کا اتفاق ہوا اس
درویش کو کبھی نہین دیکھا یکایک کسی شے کے کھانے کا قصد نکرو دہ فقیر سب کا افسر ہی ان
باتون کو صاحبقران زمان کی سمجھ کر عرض کرتا ہی بابا فقیر بھی نہین چاہتا کہ آپ کچھ نوش فرمائیے
چند ساعت تشریف رکھیے آپ کے ساتھ کے عیار بھی آتے ہونگے انکی معرفت ہر شے طلب فرمائیے گا
صاحبقران زمان کو یہ بات بہت پسند آئی حقیقت یہ ہے مہتر قران و گلباد وغیرہ
عیاران لشکر اسلام صاحبقران زمان کے ساتھ آئے ہین یقین ہے تعاقب مین صاحبقران زمان
کے آتے ہونگے امیر بالتوقیر کو بھی ان سب لوگونکا انتظار ہے اور دل مین چپکے کہہ رہے ہین
کہ ہماری عیار آجائین تو شاہ صاحب سے بہ اطمینان کلی بیٹھکر باتین کرین ایسا نہو باعث
خرابی ہو یہی تیور دیکھکر درویش نے کہا بابا صاحب تمہاری عیار آجائین تب کچھ نوش کرنا احتیاط
واجب و لازم ہی جبتک تشریف رکھیے آپکا کھڑا رہنا فقیر پر انتہا سے زیادہ شاق گذرتا ہی یہ درویش
بندہ آپکی قدمبوسی کا عرصہ بعید مدت مدید سے مشتاق تھا آج دل کی آرزو پوری ہوئی یہ سب
سردار مع لندھور و مالک و نور الدہر مع صاحبقران زمان سات سردار تھے بارہ دری مین درویش
کے ساتھ آئے ہین کرسیان بچھی ہین دنگل کلان پر صاحبقران زمان کرسیون پر مع چھون
سردار کے آکر بیٹھے ہین جیسے صاحبقران زمان نے دنگل پر ہاتھ رکھا کرسیون کے
اور دنگل کے پایہ شکست ہوکر انمین سے بیہوشی اڑی سب سردار بیہوش ہوکر گرے یکایک
درویش نے نعرہ کیا منم تمیم خاک ریزہ مہتر موسیقار اپنے شاگرد رشید کو ساتھ لایا تھا موسیقار
نے جھپٹ کر پشتارہ نور الدہر اٹھایا بیشتر نکل گیا تمیم جادو نے اب سب سردار ونکو مع صاحبقران
زمان کے ہمراہ لیا باغ سے نکلکر روانہ ہوگیا مہتر قران و ابو الفتح اصفہانی وغیرہ تعاقب مین
اپنے آقائے نامدار و الا اقتدار کے چلے آتے ہین جب خواجہ عمرو گئے تھے تب مہتر قران سے
کہہ گئے تھے کہ آقاے نامدار ذی اقتدار کا خیال رکھنا مہتر قران کو بڑا تردد ہی کہ ایسا نہو کوئی افتاد
پڑے استاد اگر فرمائین گے میری نہونے سے یہ آفت برپا ہوئی اس خیال مین پھرتے پھراتے آکر
اسی باغ مین پہونچی گھوڑے اپنے سردارون کے کوتل پائے باغ کے اندر آئے بارہ دری

میں سامان بیہوشی مہیا دیکھا خیال کیا کہ کوئی عقلمند عیار تھا ذنگل کرسی سے بیہوشی اڑی ورنہ
صاحبقران زمان دھوکا کھانیوالے نہ تھے فوراً رنگ و روغن عیاری کا لگا کر شکل فقیر
تیار ہو کر جستجو میں صاحبقران زمان کے چلا نقش پا دیکھتا ہوا جاتا ہے مہتر موسیقار
شاگرد شمیم پشتارہ نور الدہر کا لیکر آگے بڑھ گیا شمیم جادو کو اپنی عیاری پر بڑا ناز ہے ٹھہرتا ہوا جاتا ہے
وہی فقیر کی شکل پر ہو حق کرتا تسبیح جپتا ہوا بھبوت تمام جسم میں ملے ہوئے ایک سونٹا ہاتھ میں لیے
ہوئے ایک کنوئیں پر آ کر ٹھہرا مہتر قران بھی پہونچے شمیم جادو نے فقیر دیکھی بڑی خاطر کی کہا
داتا آپ لوگ کہاں سے آتے ہیں قران نے بھی اسیطرح کے جواب دیے شمیم جادو نے بھنے ہوئے
پھول نکالے کھایئے بابا فقیروں کا تحفہ ہے مہتر قران نے پھول لیے الفقر لفتح وغیرہ کہا ہی پھول سونگھنے
لگے قران نے انکو بدل کر سونگھا وہ سب سونگھتے ہی بیہوش ہوئے شمیم جادو سمجھا یہ بھی
بیہوش ہوگا نعرہ کر کے جھپٹا کہ سبکو گرفتار کروں قران نعرہ کر کے جا پڑا قران کے ساتھ والے
بیہوش پڑے ہیں اس کے ساتھ والے چالیس عیار پشتارہ صاحبقران زمان کا وہیں چھپا دیا قران کو
گھیر لیا قران نے بھی نعرہ کھینچا اپنے نام کا نعرہ کیا اکیلا قران سب کو جواب دے رہا ہے
شمیم جادو آواز دے رہا ہے کہ یارو اس کا بچے کو پکڑ لو میں نے ذکر سنا تھا کہ جان بخش خواجہ عمرو
مشہور ہے اسی نے خواجہ عمرو کو استاد بنا کے بٹھالا ہے جو کچھ ہے عیاروں میں اسی کی ذات ہے اسیکی
عیاری کرامات ہے قران بڑے زور شور سے لڑ رہا ہے شمیم جادو کو تنگ کر دیا ہے کئی عیار قتل کیے
اپنی جو عیار بیہوش پڑے ہیں انکو بھی بچا رہا ہے اپنے ساتھ والوں میں کسیکو قتل نہیں ہونے دیا
ہر چند شمیم جادو قصد کرتا ہے کہ یہ جو بیہوش پڑے ہیں انمیں سے ایک آدھے کو قتل کر ڈالوں
مہتر قران ان عیاروں کی گرد پھر رہا ہے جسطرح شمع کے گرد پروانے پھرتے ہیں اس لطف سے
جنگ کر رہا ہے کہ شمیم جادو اپنی ساتھ کسیکو موجود نہیں جانتا بہت عیاری کا دعوی الٰہی الامان
الامان کر رہا ہے حکم دے رہا ہے کہ گرفتار کر لو یہ نہ بچنے پائے اگر یہ زندہ نکل جائیگا فساد برپا کریگا
شاگرد گھبرا کر کہتے ہیں آپ استاد ہیں مقابلہ کیجیے ہم تو اپنی لیاقت بھر جرأت صرف کر چکے آپ استاد
ہیں بڑھ کر مقابلہ کیجیے سرکار بیٹے یہاں تو یہ رنگ ہیں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری برج مرد ادنہ ہیں
بیٹھے ہیں مگر گھبرا رہے ہیں کبھی دل میں خیال آتا ہے کہ آقا نامدار کسی کا کہنا نہ مانیں گے سر جان

سے مقابلے میں جا پہنچےگے وہ ساحر زبردست ہوا ایسا نہو میرے مالک پر کوئی چشم زخم پہونچے یہان
کوکب کو بھی ان مقدمات کا خیال ہے خواجہ عمرو کی عیاری کا ایسا دھوکا کھایا ہے کہ
ہر وقت مراقبہ واقعہ مین بیٹھے رہتے ہین حال صاحبقران پر نگاہ پڑی کوکب روشنضمیر
یا تو قریب بیتاب ہوگیا خیال آیا اتنے بڑے رئیس اعلیٰ کو گرفتار کرکے عیار لیے جاتا ہی بڑے افسوس کی
بات ہی فوراً ایک پرچہ خواجہ عمرو کو لکھا مضمون پرچہ یہ تھا کہ خواجہ عمرو ہم تمہارا احسان کرتے
ہین سب کے اوپر عیاری کرکے شمیم جادو صاحبقران زمان کو لیے جاتا ہے تمھارے شاگرد
قران نے روکا ہی کئی سے بیک بجون سے لڑ رہا ہی جلد اپنے کو اُس جگہ پہونچاؤ اور جس
طرح چاہو نکل جاؤ مین دخل ندونگا جب تک پلٹ کے نہ آؤگے ایرج نوجوان کو بھی نہ قتل
کرونگا یہ جو پرچہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر کا پاس خواجہ عمرو کے پہونچا گھبرا گیا صاحبقران
زمان سے خواجہ عمرو بڑی محبت رکھتا ہی فوراً لباس عیاری ذات پر آراستہ کیا تخت زبرجدی
پر سوار ہوا تخت مثل ہوا کے اُڑتا ہوا طرف سے قصر جمشیدی کے چلا شہنشاہ کوکب روشنضمیر
قصر جمشیدی مین رونق افروز ہی ایک ساحر کہ محراب جادو اُس کا نام ہی نہایت بدباطن مقدمہ
خواجہ عمرو مین کوکب روشنضمیر کو اُس نے بہت سمجھایا آٹھ پہر کہا کرتا ہی ای شہنشاہ
کوکب روشنضمیر مجھے حکم دیجئے مین خواجہ عمرو کا سر کاٹ لون اکثر اوقات شہنشاہ کوکب
نے اس ملعون کو جواب سخت بھی دیے کہ ای محراب جادو مجھے خواجہ عمرو کی چشم نمائی
منظور ہی اکثر خواجہ عمرو بگڑ جاتا ہی بہرام فلک کے سنبھالے سے نہ سنبھلا تدبیر سے اسکو گرفتار
کرونگا تو اس مقدمہ مین بالکل دخل ندے مگر یہ نہین مانتا آٹھ پہر یہی باتین کیا کرتا ہی اس
وقت شہنشاہ کوکب روشنضمیر تخت پر جلوہ فرما ہین دنگل پر محراب جادو بیٹھا ہے کہ
سب نے دیکھا خواجہ عمرو لباس زرین پہنے ہوے تخت اُڑاتے ہوے چلے آتے ہین محراب جادو نے
کہا ای شہنشاہ کوکب برق شکر گردن ساربان زادے کے دو ٹکڑے کرون ای شہنشاہ کوکب
اسی کی ذات کا سارا فساد ہی اگر یہ ایرج نوجوان کو روک دیتا تو کبھی وہ آنے کا ارادہ
نکرتے اس نے کچھ دخل ندیا ای شہنشاہ کوکب یہ ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ یہی چاہتا ہی
کہ بادشاہون مین فساد رہی مین لوٹتا مارتا پھرون بس اب لڑائی ختم ہوئی تھی اس نے

کمالاؤ یہ جھگڑا لگا دون ابھی سب فساد مٹے جاتے ہین کوکب ہان ہان کرتا رہگیا محراب جادو
کو تاب نہ رہی اپنے نزدیک سمجھا مالک کی خیر خواہی ہی سحر کرکے بلند ہوا برق بنکر عمرو پر گرا
عمرو کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ زمین پر گرا کوکب غصے مین روتا ہوا اُٹھا کہا او بیحیا یہ تو نے کیا کیا
مین قتل عمرو پر قادر نہ تھا مین نے تو خود اسکو اطلاع کر دی کہ تیرا آقا گرفتار ہو گیا اُس نے مجھ پر
احسان کامل کیا کیونکہ گرفتار کر لیا تھا نہ مانتا نہ چھوڑتا انصاف شرط ہی جھپٹ کے کوکب روشنضمیر نے
محراب جادو کی گردن پکڑی عمرو کا لاشہ جو دیکھتا ہی کلیجہ پھٹا جاتا ہی خورشید روشن راے
کہتا ہی اے محراب تو نے بڑا غضب کیا لوای شوکت صاحبقرانی گرا صاحبقران و فرزندان
صاحبقران سب اسکے خون کا دعوی کرینگے جان بچانا مشکل ہوگی بیٹے اسکی عیاری مین بلاے
روزگار ہین ہر طرف قصر جمشیدی مین یہی ہلڑ ہے محراب نے غضب کیا عمرو کو مار ڈالا کوکب روشنضمیر
تو یہ حال ہی کہ آنکھوں کے نیچے اندھیرا ہی لڑکھڑاتا ہوا اپنی مقام سے اُٹھا محراب کی گردن مروڑکر مشکین
باندھین ستون سے باندھا تیغہ کھینچکر کھڑا ہوا کہا کیون او نامرد مین نے تجکو حکم دیا تھا کہ تو خواجہ عمرو کو
قتل کر تو نے کس کے کہنے سے یہ کام کیا تجکو کس نے حکم دیا محراب جادو کے منھ سے بات نہین نکلتی کانپ
رہا ہی کوکب کو انتہا کا غصہ ہی قبضے پر ہاتھ ڈالکر کہا ای محراب تیرا سر کاٹکر کنگورے پر قلعہ کے رکھونگا لاش تیری
تشہیر ہو تجھ ایسے بیحیا کی ذلت کی یہی تدبیر ہو ہر وقت خواجہ عمرو و امیر حمزہ صاحبقران کی بڑائیان
ہمسے بیان کیا کرتا ہی ہم سُنکر خاموش ہو رہتے ہین یہ تو نے بڑا غضب کیا کوئی ملازم وزیر و امیر
محراب جادو کی شفاعت نہین کر سکتا کوکب خود تیغہ لیے ہوے کھڑا ہی محراب خاموش کچھ جواب
نہین دیسکتا قریب ہی کہ کوکب روشنضمیر جھپٹ کر ہاتھ مارے کہ محراب جادو کو دو ٹکڑے کر ہو ان خورشید
روشن رای وزیر اعظم نے اتنا کہا کہ ای شہریار آگیا اسکی قتل کرنے سے عمرو زندہ ہو جائیگا کوکب نے کچھ جواب
ندیا تیغہ برق تاب کھینچکر بڑھا محراب کی منھ سے بے اختیار یہ نکل گیا کہ ای حلال مشکلات عالم واے
دستگیر مصیبت رنج والم اسوقت سخت وصعب مین میری مدد کر دامن مدعا گل آرزو سے بھر قطعہ
تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک + بر آستان تو دارند میل دربانی + چہ احتیاج بہ پیش تو اود دل گفتن
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی + یہ قطعہ پڑھا کبھی دل سے کہتا ہی ہای مین نے بڑا غضب کیا امیر عیار
طرار کو قتل کر ڈالا کہ جس نے اس کفر آباد کو اسلام آباد بنایا لاکھون بندگان خدا فیض عمرو سے مسلمان ہوے

اصل یہ ہی کہ رہروان منازل جہالت پر اس مقدس کے احسان ہوے یہ مدت سی دل مین تھا کہ
خواجہ عمرو سی ملاقات کر کے مناظرہ کرون اگر قائل ہوجاؤن دم وحدانیت کا بھرون اسوقت
طمع دنیا سے اندھا ہوگیا ہاے کیا حرکت کر گذرا ای خدای نادیدہ اگر تیرا مذہب برحق ہی میری
جان بچ جای تو مین اس مذہب کو اختیار کرون یہ کہکر محراب رو رہا ہی بعد لمحہ کوکب پھر تیغہ کھینچکر
چلا محراب دعا مانگ رہا ہی کہ پہلو سے نعرہ ہوا ای شہنشاہ اسکی کیا خطا ہی پروردگار اپنے بندون کو
بچا لیتا ہی کوکب نے جو پلٹ کر دیکھا مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار
خواجہ عمرو نامدار سامنے سے چلے آتے ہین دوڑ کر کوکب کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای برادر بس اسکی کیا خطا ہی
تمہارا خیرخواہ ہی مجکو تمہارا دشمن جانکر اُس نے قتل کیا اُلٹی بات یہ کہ تم بھی اُس سے آزردہ ہوا اسکو قید سے
رہا کرو خلعت دینا چاہیے یہ کہکر عمرو نے محراب کی زبان سے سوزن نکال لیا محراب کے قید سے رہا کر دیا
محراب دل و جان سی عمرو کی عیاری کا عاشق ہوا اطاعت دین اسلام بھی قبول کی کوکب سی کہا
ای شہنشاہ اب کبھی غلام سے ایسی حرکت نہوگی بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ شعر خلاف رای
سلطان رای جستن + بخون خویش باشد دست شستن + مجکو کسی مقدمہ مین کیا دخل ہی جو حکم حضور
ہوگا بجا لاؤنگا عمرو کے قدمون پر بھی گر آنکھین تلوون سی ملین جنکے سے یہ بھی کہا جو کچھ غلام سی خیرخواہی ہو
بجا لاؤنگا عمرو نے کچھ جواب ندیا کوکب سی رخصت ہوا کوکب نے سب مقام جنگ قران کے نشان
بتلا دیے کہا اپنے تئین جلد پہونچاؤ خواجہ عمرو فوراً تخت پر سوار ہوا کوکب نے بروقت روانگی خواجہ سے
یہ بھی کہا کہ مجکو محراب جادو کی بدباطنی کا خیال تھا مین نے اُس شخص کو عمرو بنا کے بٹھا دیا تھا مین علیحدہ
ہوگیا شکر ہی کہ خدا نے اپنا فضل کیا اب جو صورت خواجہ عمرو کو منظور ہوئی وہ صورت بنکر تیار ہوا تخت
پر سوار ہوا جہان شمیم و قران لڑ رہی ہین اسیطرف روانہ ہوا یہان قران یکہ و تنہا سب عیارون کو
جواب دے رہا ہی یہ شاگرد دن کو بچاتا ہی لڑائی کا رنگ یہ ہی کہ قران بجرات و شوکت مصروف جنگ
ہین کہ آسمان سی نعرہ ہوا وکا نیے کیا کرتا ہی منہ تصویر سامری حکم خداوند ہی کہ مسلمانونکو جلد غارت کرو
بھاگ ورنہ تجکو جہنم مین پھینکدونگا قران نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ کیا بلا ہی ناگاہ نگاہ پڑی ایک شخص عجیب الخلقت یعنی
دیک سر مین صد ہا آنکھین صورت ہیبت ناک ایک جامہ زیب جسم جو ہر مرتبہ رنگ بدلتا ہی کبھی سرخ کبھی
سبز کبھی سیاہ حقیقت مین ایسے لباس پر کرامت کا اشتباہ منہ سے شعلہاے آتش نکلتے ہین آواز

ہیبت ناک ضعیفی مین چست وچالاک بیباک خشمناک ہین سے للکارتا ہوا تخت کو اُٹہا چلا آتا ہی شمیم
کی تعریفین ہین قران پر غصہ مسلمانونکی بُرائی قران نے چاہا بغدہ پکڑ کے جاپڑون یہ شخص مہیب
بھی تخت سی کودا قران پر جھپٹ کے جا پڑا قران نے چاہا بغدہ مارون عمرو نے خال چشم دکھا
قران کے ہوش اُڑ گئے شبیہ سامری نے کمر سے تسمہ کھولا طرف شمیم خاکریز کے پھینکا اور آواز
دی ای مقبول بارگاہ سامری وجمشید اس تسمی سی کا بیے کی مشکین باندھ لے شمیم خاکریز
خوش ہوگیا وجد کرنے لگا دوڑکر تسمہ اُٹھایا جیسے ہی شمیم نے تسمی کو ہاتھ مین اُٹھایا تڑاق سے تسمہ
ٹوٹا اس مین سے دھوان نکلا شمیم بیہوش ہو کے گرا اب عمرو نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب
فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار دیکھو شمیم یون گرفتار کرتے ہین
شمیم گرا خواجہ نے چاہا دوڑکر اسکی مشکین باندھون کہ ظلمات جادو کا نعرہ ہوا مرجان نے اسکو
ساتھ کردیا تھا کہ اگر شمیم پر کوئی افتاد پڑے تو اسکو بچانا ظلمات نے آتے ہی سحر کیا سب کے
ہاتھ پاؤن بیکار ہونے لگے ہرچند کہ قران نہایت چست وچالاک ہی جب عمرو نے شمیم خاکریز کو
بیہوش کیا قران اس خیال مین تھا کہ ہمراہیان شمیم کو قتل کرین نیشتارہ اُٹھالین جیسے ہی نعرہ
کی آواز آئی مہتر قران نے بغدہ ٹیک کر جست کی کہ نکل جاؤن سحر سے اپنے کو بچاؤن بچاس قدم
پر جاکر گرا مگر سحر چل چکا تھا پاؤن زمین نے تھام لیے بغدہ ہاتھ سے گرا عمرو بھی لڑکھڑایا تو شمیم
کی مشکین باندھنے چلا تھا مُنہ کے بھل زمین پر گرا ظلمات جادو سیاہ رو بدخو گوشہ صحرا سے
للکارتی ہوئی ظاہر ہوئی کہ او عمرو تجکو پہچانا ہمارے مالک کا اقبال کہ مین عین وقت پر پہونچی
تجھ ایسے مکار پر قبضہ کیا حقیقت مین مرجان جادو ہمارے شاہ نے سچ فرمایا کہ عمرو چھلاوا ہی
چشم زدن مین مشرق سے مغرب پہونچتا ہی آج اُسکا ظہور ہوا لیکن تیری عقل کا قصور ہوا ایسی ایسے
کلمات مہملات کہکر تیغ کھینچا برائے قتل عمرو وقران چلی اُسوقت عمرو وقران کی بیقراری و
اشکباری موت کا سامنا نہ کوئی معین نہ مددگار صحرائے ہول خیز دہشت انگیز سامنے جلاد خونریز
بلبلا کر دعائین کرنے لگے اے معین ومددگار موت وزیست کا تجکو اختیار ہی بندہ عاجل بیکس
ولاچار ہی اس ظالم کی بدعت سی بچا ای معبود امان دے کیسے کیسے مقام پر تو نے بچایا افراسیاب
ایسے ساحر کو تدبیر سے اس حقیر کی قتل کرایا اسوقت بیکسی وبیبسی مین سوائے تیرے کس سے عرض کرین

اس عبد ذلیل کے قتل ہونے سے اہل اسلام پر زوال آجائیگا اہالیان دربند خورشید نگار کا زور بڑھیگا
بچپن سے تونے ناز برداری کی کیسے مقام سخت و صعب مین مدد کی جو بلا آئی توہی نے رد کی اس وقت
اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے اسطرح بلبلا کر جو عمرو نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا غنچۂ آرزو شگفتہ ہوا
باد مراد چلی باغبان قضا و قدر نے رحم کیا کہ صحرا سے پھولون کی پٹیں آئین نعرہ ہوا ہنم ملکہ بہار
گلعذار و ظلمات کیا کرتی ہے پہونچتی پہونچتی گلدستہ مارا ظلمات نے سحر کو دفع کیا بہار و ظلمات
سے سحر چلنے لگا دو تین سحر رفع دفع ہوئے تھے ایک مقام پر بہار نے کار سحر جھولی سے نکالی اسم سحر کا
پڑھکر ظلمات پر پھینکی ظلمات نے چاہا بچون بیچ بھی ہٹی آگ برسائی ہزار طرح جان بچائی سحر بہار
نہ رکا سینہ پر کینہ پر کارد سحر پڑی مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذری آواز آئی کشتی مرا نام ہن ظلمات
جادو یود پشتارون پر خواجہ نے اپنا قبضہ کیا اب جو دیکھا نور الدہر کو اس مجمع مین نہ پایا عمرو کو بڑا
قلق ہوا امیر با توقیر سے کہا آپ لشکر مین چلیے مین جاکر فکر نور الدہر کرون ایسا نہو اُس شیر پر کوئی
زوال آجا تو بڑا غضب ہو ہر چند صاحبقران زمان نے فرمایا کہ خواجہ ذرا تامل کرو خبر منگائی جائیگی
عمرو کے دلکو تاب نہ آئی باناء عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
کی روانہ ہوا صاحبقران ولند ھور و مہتر قران طرف لشکر کے چلے عمرو کیواسطے بیقرار کہ دیکھیں پرانے
ملک مین جاکر کیا گذرے حالات سے یہانکہ ابھی بخوبی آگاہ نہین ہو خواجہ عمرو نے شمیم عیار کو گرفتار کیا تھا
اسکو بیہوش کرکے لشکر مین لائے صاحبقران زمان سے کہا مین برائے تدبیر نور الدہر جاتا ہون
ہر چند صاحبقران نے منع کیا عمرو نے نانا شمیم کو اپنی شکل بنایا آپ بشکل شمیم بنکر تیار ہوئے پشتارہ
لگاکر سمت دربند مرجانیہ چلے یہان مرجان جادو تخت پر بیٹھا ہے اوّلاً ان اول ذکر کرچکا ہون کہ نقاب
کو اُس نے روانہ کردیا عرضی بھی یہان سے بھیجی بعدہ موسیقار پشتارہ شہزادہ نور الدہر لیکر آیا نور الدہر کو
بھی اُس نے روانہ کردیا کہا کہ اگر مناسب وقت ہو قدرت نور الدہر سے اپنی کو سجدہ کرا مین ہم یہان خاتمہ
کردینگے پشتارہ نور الدہر ادھر روانہ ہوچکا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی اے شہریار مہتر شمیم لشکر مسلمانان مین
گیا عمرو ایسے عیار کو گرفتار کیا ہے پشتارہ لیکر آتا ہے مرجان ہنسا کہا اچھا آنے دو یہ ذکر تھا کہ دیکھا مہتر
شمیم سر دین اٹھائے ہوئے پشتارہ عمرو کا لیکر آیا مرجان بہت خوش ہوا کہا لیجا کر قید کردو ہم حکم قتل دعلام قتل کا دینگے
خواجہ عمرو تو اس فکر مین ہین کہ ہم دربار لوٹ لین مرجان نے اُسیوقت نامہ ساحر کو دیا یہی مضمون

تھا کہ عمرو میری یہان قید ہی جو اسمین راز ہو تحریر فرمایئے غلام کو آگاہ کیجیے نامہ دار مرجان کا
چلا کچھ حال بکرآل خورشید روشن تن کا بھی تحریر کرنا واجب و لازم ہوا اسکی کیفیت یہ ہی کہ سونیکے
تخت پر بیٹھا ہی جو جو تصویرین خدائی کرچکی ہین شل اس کے کہ زبرجد شاہ خدائی کرتا تھا ہاتھ سی
صاحبقران کے مارا گیا وہ دربار مین خورشید روشن تن کے موجود ہی آوازین دیرہا ہی کہ یارو
میری خدائی جھوٹی تھی جب مین ہر السبب کرنے خدائی کے جہنم مین پھینکا گیا مین نے اطاعت خداوند
خورشید روشن تن دل و جان سے کی تب آرام ملا اسیطرح لات و منات کی تصویرین جا بجا رکھی
ہین وہ اپنی ردو قدح بیان کر رہے ہین دربار مین اسکی ایک ہنگامہ برپا ہی خورشید روشن تن
اپنے مرتبے کو دیکھ کر پھولا جاتا ہی یکایک خبر گذری کہ خداوند بجدہ ہزار ملک باختر از دست خدا پرستان
ہزیمت خوردہ بامید کفالت آیا ہے خورشید روشن تن نے حکم دیا سب خداوند باطل برائے
استقبال جائین لقا ادھر سے جاتا تھا کہ دیکھا اُس نے زبرجد شاہ پشت مرکب پر سوار میرے استقبال کو
آیا ہی حیران ہوکر دیکھنے لگا زبرجد شاہ مرکب سے کودا پایۂ تخت لقا سے لپٹ گیا کہا اے بھائی توبہ کر
خدائی کا دعوی مکر نا ہم آغاز و انجام دیکھ چکے اب ہمارے دل مین کیا فتور آئیگا لقا کو زبرجد شاہ نے
سمجھا کر اپنے ساتھ لیا بڑے کرّ و فر سے قلعہ مین لاکر لقا کو پہونچایا لقا نے دیکھا رعایا دلشاد شہر آباد ہر
طرف ویرانے ہین انمین تصویرین خورشید روشن تن کی رکھی ہین پوجے پاٹ ہورہی ہین ہر مقام پر یہی
ذکر ہے کہ خداوند باطل آتا ہے اگر خداوند اصلی ہوتا اپنی بندونکی ہاتھ سے شکست نہ کھاتا ہمارا خدا خداوند خورشید
روشن تن کیا کیا عجائب و غرائب دکھلاتا ہی سب باتون پر قادر ہی کرامات خدائی سے ماہر ہی بختیارک
ان مقدمات کو سنکر حیران ہورہا ہے قلعہ خورشید نگار مین اگرچہ داخلہ کیا شہر نہایت آباد
جا بجا ویرانے ہوئے ہین تصویر خورشید روشن تن کی باتین کر رہی ہی خلقت کا جا بجا انبوہ ہی
لقا کی دیکھکر سب ہنس رہی ہین بختیارک کو پہلو مین دیکھکر پوچھتے ہین یہ مرد مضحک وضع کون ہے
لوگون نے جو کہا شیطان شہر والے خوب ہنسے چہار طرف سے ڈھیلے مارنے لگے کوٹھون پر رنڈیان والی وا
ڈیہی مین اونگوڑے شیطان تجھے خدا غارت کرے تو سب کو بہکاتا ہی جیسا تیرا خدا جھوٹا اسیطرح تو بھی
جھوٹا ہی ناحق کا فساد برپا کرتا ہی ہمارے خداوند تجھے جہنم مین بھجوا دینگے لقا پر تو ہر طرف سے
لعن طعن ہورہی ہی بڑے بڑے رئیس امیر پکارتے ہین واہ بے جھوٹے خدائی کا دعوی کرلیا پشت کا

احوال نہ دریافت ہوا لقا اپنا منھ چھپائے ہوے بختیارک بھی کہتا ہی یا خداوند خاموش رہیے اس
قدر ڈھیلے پڑے ہین بعض کے سوَن سے خون جاری جس گلی سے نکلتے ہین رک کے تالیان بجاتے ہین
ہر کوچہ و برزن مین غل ہی الو آیا ہی اسکو قدرت ایزی شہر مین نہ آنے دین لقا ساتھ والون کو اشارہ
کرتا ہے جلدی نکل چلو رہبری کر کے در دولت شاہی پر پہونچین دیکھا ہزار ہا گھوڑے پالکی نالکی
سواری کے گینڈے چوبدار وغیرہ دست بستہ کھڑے ہین اہتمام ہو رہا ہے کوئی لقا کے استقبال کو نہ آیا
لقا رکا تھا کہ بختیارک نے کہا استقبال کی کیا ضرورت ہی اسکا انتظار کرنا عین حماقت ہی آپ تو با امید
کفالت آئے ہین بختیارک تو کلید عقل لقا ہی شیطنت مین بھی یکتا ہی لقا قریب پردے کے آیا دیکھ
پردہ کھنچا ہوا درگہ سالار ذنگل شوکت پر قرق زنجیر سنہری لگی ہی درگہ سالار اپنے مقام سے اُٹھا لقا کو
سلام کر کے کہا جائیے اندر تشریف لیجائیے لقا بہت خوش ہوا پردہ اُٹھا کر اندر گئے بختیارک فرامرز
نابکار فرزند نوشیروان وصنعم خون آشام و یاقوت شاہ یہ سب لقا کی ساتھ ہین بارگاہ مین آکر دیکھا
بہت بڑی بارگاہ ہی چالیس ہزار ذنگل و میز و کرسیان ایک تخت سونے کا اُسپر ایک شخص تاج سر پر رکھے
ہوے بڑے رعب و دبدبے سی خاموش بیٹھا ہی ایک جانب بختیارک نی دیکھا خداوند گوسالہ نخوت
یعنی سونے کی گاے ایک جانب خداوند بینار نشین ایک جانب بی بی دم خبیثہ جسکو خواجہ عمرو نے
مارا تھا ایک جانب پتلے لات و منات کے ایک جانب زبرجد شاہ ایک جانب فرعون شاہ
بیٹھے ہوے دو نگلہاے زرین پر باتین کر رہے ہین لقا کو دیکھ کر سب اُٹھ کھڑے ہوی جنھون نے
دعوی خدائی کیا تھا پکارنے لگے ای زمرد شاہ باختری ہمارے تمھارے پیدا کرنے والی سامنے
موجود ہین زندگی مین ہم سبکی آنکھون پر پردے پڑے رہی بعد مرنے کے جہنم مین پھینکے گئے تب
حال سرکشی کھلا جہنم مین جلتے تھی ہڈیون سے شعلہ ہاے آتش نکلتے تھی بعد عرصہ دراز فرشتون نے
ہمکو سمجھایا تب راہ پر آئے تب جسم مین ہماری روحین پھونکی گئین اب یہ مرتبہ حاصل ہی کہ مصاحبان
قدرت کہلاتے ہین مزے اڑاتے ہین تجکو زندہ دیدار نصیب ہوا تخت قدرت سی قریب ہوا یہ سنتے ہی
لقا تھرا گیا زبرجد شاہ چونکہ اسکا بھائی ہی راہ سے سمجھاتا ہوا آیا ہی لقا نے فوراً جھپٹ کر سجدہ کیا
قدمون سے لپٹ گیا کہا یا خداوند من چہ تقدیر کردم نوے ہزار برس پیشتر مین نے یہی تقدیر کی تھی کہ
دربار مین آپ کے آؤنگا راہ مین بڑے صدمات اُٹھائے من چہ تقدیر کردم اسپر وزرا امرا سب

سننے لگے خورشید روشن تن نے کہا کون بے ادب تجکو جہنم مین بھجوا دون بختیارک دُہائی دینے
لگا زبرجد شاہ نے بڑھکر عرض کی حضور یہ الفاظ اسکی زبان پر چڑھے ہین انکا خیال نہ فرمایئے اور
یاقوت شاہ وغیرہ بھی قدمون سے لپٹ گئے ہر ایک نے یہی کہا من یہ تقدیر گردم برخفا نہ ہو جیے
رفتہ رفتہ چھوڑ دیگا تب خورشید نے اشارہ کیا ولنگل زرین بیٹھنے کو ملا لقا بیٹھا تم کہ خورشید
روشن تن نے لقا سے پوچھا یہ شخص زرد رو وزرد مو کون ہے لقا نے کہا یہ شیطان درگاہ خداوندی ہے
خورشید نے کہا ہماری سرکار مین سب کچھ تھا شیطان کی خواہش تھی ہمنے بھی اسکو عہدہ شیطنت دیا
ہے سونے کا طوق ہے اس کے گلے مین ڈالا جائے بختیارک نے فریاد کی یا خداوندا مین بار کی تاب نہ لا سکونگا
اس قیمت کا طوق مرحمت ہو خورشید روشن تن نے کہا اے وزرا سچ کہتا ہے جواہر کا طوق لعنت آیا
بختیارک کو یہان بھی عہدہ شیطنت ملا جب طوق لعنت گلے مین پڑ چکا پھر تو یہ بھی پھبتیان کہنے
لگا اگر کسی نے کچھ اعتراض کیا تو صاف جواب دیتا ہے خداوند نے اس شخص کو شیطان بنایا
شیطان کو کوئی نہین روک سکتا جی مین کہتا ہے اے بختیارک خوب سکا رنگ بندھا ہوا ہے یہ ذکر ابھی
تمام ہونے پایا تھا کہ مہتر موسیقار تیشارہ نورالدہر نامدار لیکر پہونچا خورشید روشن تن کے سامنے
سب کیفیت بیان کی بختیارک تو یہی کہتا ہے کہ یا خداوند نورالدہر کو قتل کیجیے خورشید روشن تن نے
جھڑک دیا کہا کیا بیہودہ بکتا ہے اس بندے نے کیا خطا کی ہے کوئی گناہ بھی نہین سرزد ہوا یہ ہمارے
سپہ سالار قدرت کا پوتا ہے اس سے ہم اسکو لڑوائینگے یہ شکلین باندھیگا حکم دیا کہ قصر مروارید مین لیجاؤ
ایک قصر عمدہ مین لایا نورالدہر کو پہونچایا شاہزادہ ہوشیار ہوا مکان نہایت آراستہ و پیراستہ ہے
ملازم حاضر ہین خدمتگذاری نورالدہر کی کر رہے ہین کشتیان سلاح کی لائے عرض کی اے شہریار آپکا
جی چاہے دربار خداوندی مین چلیے وہ سب وزرا امرا نورالدہر کو سمجھاتے ہوے دربار مین لائے جوذکر
کر چکا ہون اسیطرح پر دربار آراستہ ہے نورالدہر نے بطریق اسلام سلام کیا لوگ بگڑنے لگے خورشید نے
سبکو منع کیا کہا یہ ہمارے مرتبے کا پہچاننے والا ہے ابھی بخوبی آگاہ نہین ہوا یہ کہکر قریب بلایا نقاب
چہرے سے اُلٹ کر آواز دی اے بندۂ خاص الخواص اس جانب دیکھو جیسے ہی نورالدہر کی نگاہ اس کے
چہرہ نحس پر پڑی چیخ مار کر روئے سجدے کے واسطے جھکتے تھے یا خداوندا اب مین نے
پہچانا حمزہ نے مجکو برگشتہ کر رکھا تھا اسقدر روئے یقین تھا کہ روح قالب سے نکل جائے سامنے

کشتیان سلاح کی تھین پریزادان در درگوش مرصع پوش کشتیان لیکر خدمت مین نورالدہر کی
حاضر ہوئین اپنی ہاتھ سے سلاح جسم پر شاہزادے کے آراستہ کیے زرہ مین مروارید بے بہا آراستہ
خود زرین طلاے تمام اشیاء نادرہ جسم پر نورالدہر کے آراستہ کیں دست راست مین خورشید روشن تن کے
دنگل بچھا ہی اسیر پہنچنے کا حکم ہوا نورالدہر بن بدیع الزمان بڑی آسایش سے دنگل پر جا کر بیٹھی ناچ
سامنے ہونے لگا ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہی کہ آسمان پر برق جہلی کا غذ گودمین خورشید روشن تن کے
آکر گرا خورشید نے کاغذ اُٹھالیا خود اُسکو پڑھکر ہنسا ایک جادوگر کہ نام اُسکا بہلول جادو ہے
خورشید روشن تن نے ہنسکر کہا ساربان زادہ طلسم ہوشربا سمجھا ہی بشکل مہتر شمیم دربار مین حاضر ہی
ای بہلول جلد جاؤ ساربان زادہ کو گرفتار کرو شمیم کو رہا کر دو مرجان سے کہنا اے بندہ خاص الخاص
بہت اچھی طرح انتظام کرنا حمزہ اس ملک کو اقلیم باختر سمجھا ہی بہت ذلت اُٹھائیگا بہلول اُسیوقت
چلا یہان خواجہ عمرو دربار مین مرجان کے رنگ جما رہے ہین سر ہلا ہلا کے یہ غزل گا رہے ہین نظم

طلب کر دوست تری دشمن راحت ٹھہری
اسقدر بھی کبھی وصل کی ساعت ٹھہری

حال دل پوچھ کے منظور رلانا تھا انھین
کیونکہ اسمین نہین بتا دکوئی حسرت ٹھہری

فتنہ حشر نہ ٹھہر آگوئی ٹھوکر کھا کے
تم سلامت ہو مری تو یہ عادت ٹھہری

سر گرے کٹ کی تو قدمون پہ نگہ گر قاتل کے
کہ حیا آنکھ مین ٹھہری نہ مروت ٹھہری

دیدہ شوق کی پتلی اُسے عاشق سمجھا
جالگی انکی مری اُلٹی ہوئی قسمت ٹھہری

وہ جب کچھ اُسے ٹھہرا نہ سکے حسن پرست
کیونکر ان شوخ نگاہون مین شرارت ٹھہری

بیقراری سے کیا شیشہ ساعت دلکو
جان بیتاب ہی ٹھہری نہ طبیعت ٹھہری

سیر دیر ادھر آنے مین کسی کی ہے
چھیڑ کی چھیڑ عنایت کی عنایت ٹھہری

خفقان ہی تھا مقتضا شب تنہائی کا
کچھ جو ٹھہری تو غریبون ہی کی تربت ٹھہری

اپنے مطلب کے لیے سجدہ کسی کرتا ہون
ہمسری تجھ سے بہی ہی شوق شہادت ٹھہری

سیر کرنے وہ کبھی گھر سے نکل کر جو چلے
پھر تو پتھر آجو نگاہون مین وہ صورت ٹھہری

گو بہم ملگئی دل پھر بھی رہے کچھ نا مل
شان محبوب کی اللہ کی قدرت ٹھہری

آگیا سینہ خالی مین پھلاتی ہی پانون
تہ دبا لا رہی کب جا نہ کدورت ٹھہری

جبتنی آنسی تری میری طبیعت ٹھہری
نامہ بر یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری

ہمنشین وہ بھی ہین جسکو نہ دم بھر ہو قرار
دو گھڑی پاس مری ٹھہری تو وحشت ٹھہری

تا کجا اُسکو جلاوگے جو ہر وقت مرے
بت پرستی مری ہی کی عبادت ٹھہری

شب تری نگہ شوق کی چالاکی تھی
فتنہ ٹھہر اکسی کو جو مین نہ آفت ٹھہری

مری گھر تک جو سیو تجکو وہ بھرے آٹھ پانون
انکی صحبت بھی مری آنکی صحبت ٹھہری

گردش چشم تری دیکھ کے حیرت ہی مجھے
کل سے کچھ آج زیادہ شب فرقت ٹھہری

یہی نقصان ہی جس دل مین ہے یاد عدو

کیون یہی جا کو ہین تیر عداوت ٹھہری
نیشہ تو کب خاک پہ عاشق کی کرم کرتا ہی
یہ بھی در پردہ ہماری ہی شکایت ٹھہری

بزم جانان مین مجھو دیکھ کر جلتی ہی جو شمع
آندھی آئی تو نہ وہ بھی کوئی ساعت ٹھہری
وصل مین چھوڑ دیا سب نے اکیلا مجھکو

رات بھر سامنے کیون سوختہ قسمت ٹھہری
بخت کا مجھ سے گلہ سن کے کوئی کہتا ہے
ای جلال آج نہ دلمین کوئی حسرت ٹھہری

خواجہ عمرو یہ غزل گا رہی تھے کہ بہلول نے آتے ہی مرجان کے ہاتھ مین نامہ خداوند دیا مرجان دیکھ کہ
بہت درہم و برہم ہوا عمرو کو دیکھ کر للکارا کہ او ساربان زادہ یہ اقلیم خدائے خداوند خورشید روشن
تن ہی یہان مجال نہین کہ کوئی مکر و فریب کرے یہ سنتے ہی عمرو نے چاہا نکل جاؤن مرجان پہلے ہی سحر
کر چکا تھا زمین نے پانوئن تھام لیے رنگ روغن اڑگیا بہلول تو حکم دیکر چلا گیا مرجان نے مہتر تمیم کو
رہا کیا تمیم نے تمام کیفیت اپنی بیان کی مرجان نے عمرو پر سحر کیا عمرو ایک طوطی زرین بال بنکر طیار ہوا
مرجان نے ایک دستک دی خواجہ عمرو اڑتے ہوئے چلے دیوار پر بیٹھکر چہکارین مارنے لگے وزرا امرا
مرجان کی تعریفین کر رہے ہین مرجان نے کہا وہ تدبیر کرون کہ ساربان زادے کو اس حال
مین بھی چین نہ ملے یہ کہکر اس نے سحر سے ایک پری بنائی پیچھے طوطی زرین بال کے چھوڑ دی
خواجہ عمرو اسکو دیکھ کر بھاگے واضح رائے ناظرین ہو کہ یہ فصل دیوالی کی ہی اکثر ساحر اپنے اپنے مقام
سے سحر جگانے کے واسطے صحرا صحرا پھرتے ہین ہے اپنے مکان سے نکل کر صحرا مین سحر کو زور دیتے ہین چنانچہ ایک جوالی
خورشید نگار کا رہنے والا سام صحرا نشین ایک صحرا مین آکر ٹھہرا دیکھا صحرائے سبز ریزہ روح دلکشا
چشمے لبریز ڈبرے موج خیز جانور نغمہ سرائی کرتے ہین ہرن ہر طرف کلیلین بھرتے ہین یہ صحرا اسکو
بہت پسند آیا زیر درخت چنار آکر اس نے قیام کیا زمین پر چوکا دیا جھولی سے سامان بھینٹ نکالا اور آٹا
ماش کا نکال کر بچہ خوک کو ذبح کیا اس کے خون مین آٹے کو گوندھ کر اس نے چند پتلے بنائے اپنر سیندور
کے ٹیکے دیے رائی سرسون وغیرہ سامنے رکھی اور آگ کو روشن کیا گوگل کی دھونی دی نارسنگہ بھیرون
لونا چماری کو پکارا بیتابی دم خشتبیہ کو بھی للکارا گولا آراستہ کیا اپر سیندور کے ٹیکے دیے کبھی
ابر بنایا یہ تماشا دیکھا کہ اسمین سے پتھر برسے کبھی شعلہ ہائے آتش نکلے اسکو مٹایا کبھی سحر کیا کہ جنگل سے
شیر و فیل دھڑ دھڑے مار مار کے نکلے یا اس طرح سے سحر کر رہا ہی کبھی گلدستہ مارا کہ جانور نغمہ سرائی کرنے لگے
کبھی آسمان سے پھول برسنے لگے کبھی چمن طولانی بنائے دم بھر مین خاک مین ملائے یہ تو سحر تیار کرنے
مین مصروف ہو اب دو کلمے خواجہ عمرو نامدار کے عرض کیے جاتے ہین کہ افتان و خیزان حیران و پریشان

ڈر سے بہری کے مارے مارے پھرتے ہین لیکن دم لینے کی مہلت نہین ملتی وقت بسیرے کے کسی جانور
کا گھونسلا دیکھا اُسمین اپنے کو چھپایا وہان فلک کجرفتار گردون غدار نے نیا تماشا دکھا دیا کہ گھونسلے مین
اس جانور کے انڈے گرلے لالچ مین آگر چونچ اور پنجے مین دبائے کہ اتنے مین وہ بہری پھر قریب آ لی
یہ گھبرا کے پرپرواز کر کے بھاگے گھبراہٹ مین وہ انڈے چھوٹ گئے بہت افسوس کیا اکثر جانور انکو خوش
رنگ دیکھ کر قریب آتے ہین جب اپنا ہمجنس نہین پاتے ہین ستاتے ہین منقارون سے انکے جسم کو فگار
کرتے ہین یہ گھبرا کے وہان سے بھی بھاگے چیلون کے گھونسلے مین آئے دیکھا نتھ بالیان سونے کی رکھی ہین
خوش ہو کر اسکو چونچ مین دبالتے ہین جب بہری قریب آگئی گھبرا کے بھاگے وہ بالیان وغیرہ بھی
گر گئین روتے پیٹتے اس طور سے پرواز کنان افتان و خیزان بہری کے خوف سے قریب درخت
چنار پہونچے جہان سام صحرانشین ناہر سحر کو زور دے رہا ہے آکر اس درخت چنار پر قیام کیا اپنی مصیبت
آقا کی فرقت یاد کر کے روئی اور خیال کیا کہ افسوس صد ہزار افسوس اس فلک کجرفتار گردون غدار نے کہان
پھنسایا آقائے نامدار سے جدائی ہوئی ہوس تو یہ تھی کہ بعد فتح طلسم ہوشربا آقا کو لے کر خانہ کعبہ جا بیٹھیگے
لیکن فلک تفرقہ ساز نے نہ چاہا یہ رنگ دکھایا کہ معشوقون سے چھٹا پایا اسی خیال مین دل بھر آیا تصویر
خیالی ملکہ سرو سیمتن کی جو پیش نظر ہوئی دل مین بیقراری اشک حسرت آنکھون سے جاری یاد مین ملکہ
سرو سیمتن کی یہ نغمہ سرائی شروع کی۔

غزل

جان گھبرا کے چلی تن سے اجی آجاؤ جی
گھر کسی محرم کا اک گوشے مین ہو ایسی جگہ
دیکھتے کیا ہو مری صورت تم اسکو لاؤ جی
پھوٹ گئین آنکھین ہماری اب وہ چتون ہی نہین
خیر ہوا حضرت دل اپنی مت گھبراؤ جی
اضطراب دل ہمارا بزم مین ایک ایک سے
جاؤ گھر کی راہ لو یان چھاؤنی مت چھاؤ جی
نیند بھی اب اڑ گئی آنکھون سے یارب کیا کہین
ہو سکے تو دو میان جبرائیل اسے بلاؤ جی

دم ٹھہرتا ہی نہین تن مین یہ نقشہ ہے مرا
یا تمھین بلوائین ہم یا ہمکو تم بلواؤ جی
اور تو باتون کا شکوہ کیا کرون نہین تم سے یہ
میری بحثون کو اچھا سمجھیے تم ہنسو جی
یان ہر اک آنسو سمندر کیطرح ماریگا جوش
اسکو وہ ٹھہر دیکھ کہتا ہوا اسے ٹھہلاؤ جی
وہ ملاقات اب کہان جو بے تکلف اسکو ہم
یہ بھی ہو سکتی نہین ٹک خواب مین تم آؤ جی

کب تلک ہم راہ دیکھین شکل اب دکھلاؤ جی
ڈھب کسی صورت سے کچھ ملنے کا تم ٹھہراؤ جی
دم کا ہون مہمان دم لب پہ ہے میرے ہمدمو
بات کیون کرتے نہین یہ آج تو فرماؤ جی
کچھ تو کر لو عرض حال آج اس سے تم وہ حال
سیر دریا کو مجھے مت چھوڑ کر تم جاؤ جی
تھر تھر یہ اسکا کہنا اپنے در پر مجکو دیکھ
بارہا کتنے تھے لو آؤ گلے لگ جاؤ جی
اک نہ اک دن حال کھولونگا یہ دل ہے برملا

یہ نغمہ سرائی طوطی زرین بال کی دیکھ کر سام صحرانشین سحر بھولا بے اختیار

طوطی کی طرف دیکھنے لگا اور چمکار طوطی ہاتھ پر اُس کے بیٹھی اور قہقہہ مارا یہ خوش ہوا چاہا اُس نے کہ ہاتھ
پر بٹھاؤں ایک سناٹا ہوا ایک پری لہراتی ہوئی آتی ہے جیسے ہی پری کو دیکھا طوطی سہمی اور دوست کے گریبان میں چھپنے لگی پری
نے چاہا کہ پنجہ میں دبا کر پرواز کروں کہ اُس نے ڈانٹا طوطی نے اڑ کر پرواز کی اُسکو غصہ آیا اور سامنے جو
گلدستہ رکھا تھا اس نے مارا کہ اسکو سحر سے بیکار کروں جیسے گلدستہ مارا پری گر کر صورت اصلی پر ہوئی
گذشتہ سحر کو دفع کیا نعرہ کر کے جا پڑی سام صحرا نشین سمجھا کہ مقرر یہ طوطی کوئی نازنین زہرہ جبین ہے یہ
پیر عاشق ہے ساتھ لیے پھرتا ہے لیکن وہ نازنین اس سے نفرت کرتی ہے ہائے غضب ہوا اگر میں جانتا تو مجھ
سے اسکو انسان بنانا پری جو صورت اصلی پر ہو کر پکاری کہ او مکار جعلساز غضب کیا کہ ہمارا راستہ کھولا
کیا سام تو جلا ہوا تھا اس نے گولا مارا پری نے روکا دو تین سحر آپسمیں ہوئے پری کو غصہ آیا پکاری منم ملازم
مرجان جادو اور ران چاک کر کے ایک کارد سحر نکالی خون میں تر کر کے وہ کارد سام پر ماری لاکھ
سام سنبھلا لیکن وہ کارد سینہ پر کینہ پر پڑی پشت کو توڑ کے پار گذری آندھی سیاہ اٹھی پیر تدبیر بھولے
بعد عرصہ در ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من سام صحرا نشین بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب
خود نرسیدیم اتنی مہلت جو خواجہ نے پائی ایک سمت نکل گئے یہاں اندھیرا ہوا اور یہ پری بنکر تعاقب
میں طوطی کے پھر روانہ ہوئی جہاں طوطی جا کر بیٹھی دم بھر میں پری بھی آکر پہونچتی ہے چاہتی ہے پنجہ آنکھ پر ماروں ٹانگیں
پکڑ کر چیر ڈالوں خواجہ پھر چیخ مار کر بھاگتے ہیں ہمیں دم نہیں لے سکتے آب و دانہ بھی حرام بے قرار ہیں
پنجہ لگایا اور پری آپہونچی اس زور و شور سے آتی ہے کہ زمین ہلجاتی ہے پھر خواجہ بھاگ جاتے ہیں کئی دن بے
آب و دانہ گذرے کبھی پتوں میں چھپے کبھی شاخوں پر بسر کرتے ہیں پری ڈھونڈھتی ہوئی آجاتی ہے
چار دن اسی مصیبت میں عمرو پر گذرے کہ پنجہ لگانا دشوار ہے چھٹے دن بھاگ کر قریب ایک باغ کے پہونچے باغ کو
دیکھکر روح کو تازگی ہوئی اندر باغ کے آئے درختوں پر بیٹھے حوض پر اُترے کہ کان میں گانے کی آواز
آئی جھانک کر دیکھا بارہ دری میں جلسہ آراستہ ہے بیچ میں ایک نازنین تاجدار گرد گانے والیاں
مصاحبین ساز بج رہا ہے خواجہ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دل بھر آیا بیتاب ہو کر کاندھے پر اُس صاحب خانہ کے
جا بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے اب تو مصاحبوں میں ہلڑ ہوا ملکہ مضراب جادو ملاحظہ فرمائیے خلق
آپ کا کہ طائر بھی تسخیر ہوتے ہیں مضراب جادو بہت خوش ہوئی چمکار کے گود میں بٹھا لیا اشارہ کیا
کہ ساز بجاؤ ساز جو بجا طوطی تال پر رسم پر زمزمہ سرائی کر رہی ہے ناچتی بھی جاتی ہے کنیزیں مصاحبین خود

ملکہ مضراب یہ عجائبی ہی مرجان کی وجد کر رہی تھی کہتی تھی کیون صاحبو کیا کسی نے اسکو تعلیم کیا ہے سب اہالیان محفل گانے پر طوطی زرین بال کے محو ہو رہی ہین کہ سب نے دیکھا ایک فراٹے کی آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا ایک بہری بڑے زور و شور سے اسی جانب آتی ہی طوطی زرین بال کو جو دیکھا قصد کیا کہ کندے باندھ کر ٹوٹ پڑون کنیزین چلائین واری اس بہری سے طوطی کو بچائیے دیکھیے کس زور و شور سے آتی ہے مضراب نے دور دور کہا وہ بہری ڈر گئی ہر مرتبہ یہی قصد کرتی ہی کہ طوطی کو اٹھا لون پنجون مین دبا کر چیر کر پھینک دون مضراب ساحرہ کمسن کو طوطی سے محبت ہو گئی طوطی بھی دو دیکے مین چھتی ہی یا پنجون مین گھسی جاتی ہے بہری نے جب کئی مرتبہ جھپٹ جھپٹ کے قصد کیا مضراب نے غصہ مین جھولی سے ماش کا دانہ نکالا جیسے ہی بہری کندے باندھکر چلی مضراب نے غصہ مین ماش کا دانہ مارا بہری کے سر پہ پڑا سر پھٹ گیا آہ کی آواز آئی تڑپ تڑپ کے جان دی وہ بہری گونگی بہری ہو کر مری جب بہری مری علامت مرنے کی برپا ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من نسترن جادو بود برائے اطلاع ناظرین مصنف گزارش کرتا ہے کہ بعد فتح طلسم ہوش ربا فتنہ نور افشان تصنیف کرے گا مجملاً تمہید یہ ہے کہ صلب ایرج و از بطن ملکہ بران شاہزادہ سکندر زرین علم واز صلب اسد و بطن ملکہ مہ جبین شاہزادہ ضیغم شیر شکار و از صلب بادشاہ و بطن ملکہ بہار شاہزادہ عالیجاہ سروسہی قبا و از صلب نورالدہر و بطن ملکہ مخمور شاہزادہ مہران جوان بخت پیدا ہو گئے بران پر ایک بادشاہ بہمن سیاہ قبا کا بیٹا تھا رفیل زور عاشق ہوگا اسی فتورات میں مدارج در نور افشان و شوکت این ہر شاہزادگان و دشمنی بہمن سے کوکب و بران کا طلسم باطن نور افشان مین گرنا ہر چہار شاہزادگان کا ارادہ فتاحی کر کے قید ہونا و فتاحی کل طلسم از دست صاحبقران و عیاری ہائے عمرو بطور نو کہ سامعین ہوشربا کو فراموش کرین گے مضراب نسترن کو قتل کر کے گھبرائی کہ یہ کیا معرکہ تھا کنیزون نے بڑھکر عرض کی واری خداوند خیر کرین طوطی بھی زمین پر لوٹ رہی ہے بعد دم بھر کے خواجہ نے اصلی صورت پیدا کی کنیزین چیخین ڈر کر بھاگ گئی لگین مضراب نے کہا ای شخص تو کون ہی یہ کیا معرکہ ہی کس نے جانور بنایا ہی عمرو نے کہا مین گویا ہون شہنشاہ مرجان نے یہ حال کیا مضراب نے تسکین دی کہا نام تمھارا کیا ہی عمرو نے کہا میرا نام جھجو خیالیہ مشہور ہی ہر چند خواجہ نے چاہا کہ مین دم دیکر نکل جاؤن ممکن نہ ہوا مضراب جادو نے خوب سخت انتظام کیا ہی کیسکی

مجال نہین کہ خلاف مزاج مضراب جادوگر سکے اس حال مین خواجہ نے دو چار غزلین گائین
مضراب اور زیادہ خوش ہوئی عمرو بیٹھے ہین مگر گھبرا رہے ہین کچھ بن نہین پڑتا اسی تردد مین
دن کسی قدر باقی تھا کہ آسمان پر برق چمکی مضراب جادو نے عقب مین بہری کے بہلول کو
بھی روانہ کر دیا تھا کہ ای بہلول خیال رکھنا یہ ظالم ہماری سرحد سے بچنے نہ پائے خواجہ عمرو اسیوجہ
سے حیران بیٹھے ہین مضراب تسکین دیتی ہے کہ میان چھچھو خان نہ گھبراؤ تم ہماری جان کے ساتھ ہو یہ ذکر
تھا کہ بہلول جادو آکر پہونچی کہا ملکہ مضراب ہم تو خبردار ہین اس ساربان زادے کو اپنے گھر
مین کیون جگہ دی یہ دشمن خداوند ہے آپ کے ماموں جان کے دربار مین شمیم عیار کی شکل بنکر آیا
بہری بناکر نسترن کو ساتھ کر دیا تھا وہ بھی قتل ہوئی اب کیا بنجطا بنا ہوا آپ کی خدمت مین حاضر ہے
ابھی چھوٹ جائیگا لاکھون کو قتل کر ڈالے مین اسکو لیجاؤن صاحبزادی تمھاری صحبت مین اس مکار کا
رہنا بہتر نہین ہے مضراب گانے پر مائل ہو چکی ہے کہا ابوا بہلول غصہ نہ کر آج کے دن معاف
رکھو نئی غزلین جو اس نے گائی ہین ہم لکھوائینگے پھر تم لیجانا بہلول سمجھی کہ یہ شاہ کی بھانجی ہے آج کی شب
تامل کرو کل سمجھا جائیگا لیکن یہ اس نے ضرور کہدیا کہ بحفاظت رکھیے گا ورنہ پچھتائیے گا بہلول سمجھا کر چلی گئی
مضراب نے جلسہ آراستہ کیا عمرو بیٹھ کر خوب گایا اپنی بیکسی پر اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی
مضراب نے کہا کیون روتے ہو عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم آفتاب لب بام چراغ سحری ہون
کیونکر نہ روؤن اس حسرت سے عمرو نے کہا مضراب نے کہا خواجہ نہ گھبراؤ تمھاری جان کے
ساتھ میری جان ہے جہانتک ہو سکے گا بچاؤنگی خواجہ خاموش ہو رہے دوسرے دن بوقت سحر
خواجہ جان توڑکے گا رہے ہین مضراب جادوگر کا دماغ تر صحبت مین رنگ بندھا ہوا ہے کہ
بہلول جادو آکر پہونچی عمرو کو جو صحبت مین دیکھا جل گئی وہین سے للکارا او چھوکری تو نے ہمارا
کہنا نہ مانا دشمن کو صحبت مین جگہ دی مین نے رات کو ذکر نہین کیا اگر مرجان سے ذکر آیا تمھارے
باغ کو آتش بہار بنا دیتا اب مین سر کاٹ کر اسکا لیجاؤنگی مضراب غمگین کرتی ہے دائی اماں میری
خطا معاف کرو تم بڑی بوڑھی ہو کل مین اسے حوالہ کر دونگی اب تو بہلول بہت بگڑی ایک کنیز نے
بڑھکر بہلول سے کہا ہم تم نوکر ہین یہ مرجان کی نور نظر پارۂ جگر ایک قیدی گنہگار کے واسطے اس
قدر بگڑتی ہو اسکا انجام بخیر نہ ہوگا بہلول نے غصے مین کنیز کو ایک طمانچہ مارا چٹکی خاک کی اسکے سر پر

اس کے ڈالدی کنیز جل کر خاک ہوئی جب تو مضراب نے غصہ مین آواز دی اس حرامزادی کا سر کاٹ لو
کنیزین طرف بہلول کے چلین بہلول نے سحر کرنا شروع کیا ایسے دو تین گولے مارے پانچ سات
کنیزون کے سر پھٹے خواجہ تو کود کر کنارے ہو گلیم اوڑھ لی مضراب نے دوڑکر بہلول پر برق چمکائی
بہلول کا سر زخمی ہوا زخم کھاتے ہی اس نے ایک گولا جھولی سے نکال کر اپنے خون سے گولے کو
رنگین کیا مضراب پر مارا مضراب نے سحر کرکے گولے کو کاٹا گولے سے دھوان نکلا کنیزین بیہوش
ہوئین مضراب نے اپنے کو بہت بہت روکا نہ رک سکی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہو گئی بہلول چہار
جانب دیکھنے لگی کہ ساربان زادہ کدھر گیا جب کہین عمرو کو نہ پایا نیمچہ کھینچ کر چلی کہ مضراب کا سر کاٹ
لون کنیزین بھی سب بیہوش پڑی ہین دو چار بھاگ کر چمنستان مین چھپین بہلول اکڑتی ہوئی جاتی
ہے کہ مضراب کا سر کاٹون اس وقت باغ مین تلاطم کنیزون کے ہوش گم بہلول
مثل شعلۂ جوالہ کلمات سخت و سست کہتی ہوئی مضراب کے قتل کو جاتی ہے
کہ پہلو سے آواز آئی بوا بہلول مجھے بچالو اس موئے بدمانس کو گرفتار کرو پلٹ کے بہلول نے
دیکھا ایک حبشن گھبرائی ہوئی آتی ہے سر زخمی کان سے خون جاری پوچھا اری کیا ہوا کہا حضور
وہی تانتیا بھاگ کر اس قصر مین گیا مین نے چاہا گرفتار کرون اس نے مجکو نیمچہ مارا اب درد سے بیتاب ہون
یہ کہکر جست کی برابر بہلول کے آئی بہلول نے کہا وہ ساربان زادہ کہان گیا حبشن نے کہا بوا میرے
ساتھ چلو بتا دون بہلول ساتھ ہوئی حبشن دوڑی ہوئی جاتی ہے بوا جلدی آؤ وہ دیکھو زرعۂ
نخلستان مین بیٹھا ہو سحر کرکے گرفتار کرو بہلول نے کہا کہان حبشن نے کہا حضور وہ سامنے موجود
ہے بہلول ادھر پلٹی حبشن نے حلقۂ کمند کے ڈالدیے نعرہ کیا منم قاتل ساحران مہر سپہر عیاری و
قطب فلک خنجر گذاری میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائے گی حباب ارے خنجر بھی مار دیا بہلول کا
شکم چاک قصہ پاک مضراب جادو کو ہوش آیا دوڑکر عمرو کے قدمون سے لپٹ گئی کہا خواجہ تمنے
جان بچالی دیکھو آواز آرہی ہے کشتی مرا نام من بہلول جادو بود مگر اب غضب ہوا اے شہنشاہ
اوج عیاری جس وقت مرجان جادو کو خبر ہو گی کہ نسترن و بہلول باغ مضراب
مین قتل ہوئین فوراً لشکر لے کر چڑھ آئے گا اس کے لشکر کو کون جواب دے سکتا ہے عمرو نے کہا ملکہ
میرے ساتھ نکل چلو مضراب نے کہا مین حاضر ہون ایسا نہ ہو جان جائے عمرو نے کہا نکل چلو اب ٹھہرنا

مناسب نہین ہے ہر کنیز کا یہی قول ہو خواجہ نے بڑا کمال کیا بہلول ایسی گرگ باران دیدہ کو مارا اسکا
قتل ہونا دشوار تھا مضراب نے کنیزون کو حکم دیا مکانات کو کھولو اسباب نکالو کوئی شے رہ نہ جائے
ہمنے اطاعت دین اسلام کی اختیار کی ایسا نہو کوئی آکے دراندازی کرے چلکر امیر کو بھی سمجھائین گے
کہ حضور یہان سے پلٹ جائین ہوشربا مقام نہایت آباد ہے یہ مقام ویران جا بجا دیہاتی و
قریانی رہتے ہین کنیزین دوڑ کر مکان کھولنے لگین بڑھکر آوازدی واری دیکھیے وہ ابرسیاہ اُٹھا
شاید کوئی آتا ہو حقیقت مین اسرم جادو شوہر بہلول جادو کا اڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا علامت
اُس کے مرنیکی سنکر پلٹ پڑا دل سے کہتا ہو میری زوجہ کو کس نے مارا اسوقت آکر آسمان پر چمکا ہو کہ
مضراب جادو تخت پر سوار ہوئی ہے کنیزین اسباب نکال رہی ہین خواجہ عمرو ایک جانب کھڑے
ترغیب دے رہی ہین کہ صاحبو جلدی کرو اسرم جلگیا وہین سے للکارا کیون بی مضراب میری
زوجہ نے کیا خطا کی تھی کہ اسکو قتل کرایا سارا فتور اس ساربان زادہ کا ہو اے مضراب تمکو مناسب
نہ تھا یہ کہکر اس نے وہین سے گولا مارا کئی کنیزون کے سر پھٹے درخت جلنے لگے باغ کی دیوارین گرین
مضراب نے بمشکل اُس سحر کو اُتارا اسرم تو برس پڑا زوجہ کا لاشہ دیکھکر بدحواس ہو گیا
دونون پیرا کر زمین پر جمائے مضراب سے سحر چلنے لگا کبھی آگ برسی دریا موج مار رہا ہے
بہت سی کنیزین ڈوبین مضراب ہرچند چاہتی ہے اپنی مصاحبون کو بچاؤن جوش و خروش
سحر اسرم کا بڑھتا جاتا ہو مضراب کا بھی سر زخمی ہوا ایک مقام پر اسرم تیغہ خون آلود لیکر چلا گالیان
دیتا ہوا طرف مضراب کے جاتا ہو پکار رہا ہے کیون بی مضراب سحر ما بدولت کا دیکھا آگ لگاؤ دونگا
معاوضہ خون زوجہ مین سب کو قتل کرونگا وہ مفت مین بخطا ماری گئی مضراب کی آنکھین پتھرائی
ہوئین زمین پر تڑپ رہی ہین ہرچند چاہتی ہے کہ اُٹھون سحر اسرم دفع نہین ہوتا سر دے دے مارتی
ہو کبھی نگاہ یاس سے طرف آسمان کے دیکھا زبان تو ہل نہ سکتی تھی مراد یہ تھی اے خالق لیل و نہار اے
پروردگار ہاتھ سے اس ظالم کے بچالے آنکھون سے آنسو جاری ہوئے چاہا اسرم نے کہ بڑھ کر
مضراب کا سر کاٹون کہ آواز آئی ای خیرخواہ دولت بڑا کام کیا ہم خود آپہونچے اسرم نے پلٹ کر
دیکھا مرجان جادو تاج سر پر رکھے ہوئے چلا آتا ہے اسرم نے سلام کیا مرجان نے کچھ جواب نہ دیا
اسرم قریب آیا کہ قدمون کو بوسہ دون مرجان نے خنجر مارا کہ سر اسرم کا اڑ گیا یا تو سب کنیزین

بیہوش پڑی تھین یا اپنے اپنے مقام سے اٹھین مضراب کو بھی ہوش آیا خواجہ عمرو کے گرد پھری
کہا حقیقت مین اب کوئی بچنے کی صورت نہ تھی آپ نے کیا کار نمایان کیا بخیہ بدعت جلاد سے بچایا عمرو
نے کہا اے مضراب اب نکل چلو تمھارے پاس فوج و لشکر نہین ہے ایسا نہ ہو مرجان کو خبر پہونچے
کون جواب دے سکیگا ملکہ مضراب جادو بھی گھبرائی ہوئی تھی اسیوقت کنیزون کو حکم دیا اسباب
نکلنے لگا تخت ہاے سحر تیار ہوے اسباب لادا گیا خواجہ عمرو کو بھی تخت پر سوار کیا ملکہ مضراب جادو
کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے یہان صاحبقران کو انتشار تھا کہ نہین معلوم میرے یار وفادار پر کیا
گذری ہر چند کہ بہار نے خبر دی تھی مگر نہایت تردد تھا اب ساحرون نے آکر خبر دی کہ خواجہ عمرو
مع چند ساحرون کے تشریف لاتے ہین باغبان وغیرہ واسطے استقبال کے آئے خواجہ عمرو نے
ملکہ مضراب جادو کو لاکر صاحبقران کے قدمون پر گرادیا تمام کیفیت بیان کی مضراب کو
خلعت فاخرہ ملا اُس نے بھی صاحبقران سے یہی عرض کی کہ کنیز کے نزدیک بھی یہی بہتر ہے کہ حضور ملیت
پڑین اُس ملک کی جانب جانا بہتر نہین ہے صاحبقران نے فرمایا اے مضراب جادو عیارون نے
سات سردارون کو گرفتار کیا تھا ہم سب تو بچ گئے نورالدہر کو عیار لے گیا نہین معلوم اُس شیر بیشہ
جرأت پر کیا گذری اُس طرف کی خبر نہین ملتی مضراب نے کہا حضور ہم نے بھی وہانکا حال مفصل نہین
سُنا کیسا اخبار کو زور دیا گیا جب کوئی تاجر آیا تب احوال مفصل کھلا ہر کارے عاجز رہتے ہین
صاحبقران نے سر جھکالیا یہ ذکر تھا کہ چند ساحرون نے آکر صاحبقران زمان سے عرض کی کہ
حضور محل سلسلہ بند بھائی ملکہ حیرت جادو کا آیا ہے امیدوار ہے کہ قدمبوسی سے مشرف ہو
صاحبقران نے سامنے اپنے بلوایا دیکھا ایک تاجدار جلیل چند مصاحب ہمراہ آکے صاحبقران
کے قدمون کو بوسہ دیا صاحبقران نے نہایت لطف سے سرفراز فرمایا جب محل زمرد
سرداران نامی مین آکر بیٹھا ساقی نیچے کو حکم ہوا دو ایک جام بھی اس نے پیے دماغ بادۂ ناب سے
گرم ہوا اُٹھکر دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان لے والی قاف دنیا غلام کو احوال معلوم
ہوا کہ حیرت جادو سرکشی کرتی ہے ملکہ بہار ایسی سرپرست موجود ہین اس نے ابھی تک نہین مانا
مین چاہتا ہون حضور اُسکو میرے سامنے بلوائین مین سمجھاکر اسکو قدمون پر گرادون اب سرکشی
اسکی سراسر بیکار ہے حفاظت آبرو کا سرکار کو اختیار ہے صاحبقران نے فرمایا اے شہزادہ والا قدر مجھے معقد

مین ملکہ حیرت کے نہایت افسوس ہو کہ افراسیاب لڑ بھڑ کر مر گیا جب تک اسد کو لوح نہ ملی تھی اسکا دعوی بیجا نہ تھا حقیقت مین وہ ایسا ہی ساحر زبردست تھا کوئی اسکا مقابلہ نکر سکتا تھا غرور نے اسکو پست کیا لیکن ملکہ حیرت مذہب اسلام اختیار کرین طلسم ہوش رُبا کی حکومت اُنھین کے لیے ہی شہنشاہ لاچین وملکہ بلقیس ثانی کو برائے انتظام چھوڑا ہی وہ مرد بزرگ خود دنیا سے برخاستہ خاطر ہی ملکہ بلقیس کو بھی یہی منظور ہی کہ سلطنت جسکو چاہیے اسکو دیجیے ہم زمرۂ غلامان شہنشاہی مین محسوب رہین کوکب روشنضمیر سے سوء مزاجی ہوئی اُنھون نے ہماری محبت سے ہاتھ اُٹھایا ورنہ کل سلطنت انکو ملتی محل سلسلہ بند دعائین دینے لگا عرض کرنے لگا حضور کو صاحبان حق کا بڑا خیال ہو دربار مین جگہ ملی اسوقت ملکہ بہار کی بیقراری گھبرانا کبھی مہرخ و باغبان سے اشارے کرنا کہ دیکھو صاحب صاحبقران زمان ملکہ حیرت کو بلاتے ہین محل سلسلہ بند نے کوئی دام مکر نہ پھیلایا ہو لونڈی کو بڑا خوف ہی رعب صاحبقرانی سے کوئی سامنے صاحبقران کے کہہ نہ سکا صاحبقران نے ارشاد فرمایا ملکہ حیرت جادو کو لاؤ چند کنیزین گیئن حیرت جادو کو لیکر آئین زبان مین اسکی سوزن ہتکڑیان وغیرہ تو ہلکی صاحبقران زمان نے جسم پر آراستہ کرائی ہین کنیزین خدمت کیواسطے مقرر کی تھین حیرت دربار مین آئی صاحبقران کو سلام نہ کیا صاحبقران نے اسکا بھی کچھ خیال نکیا کرسی بیٹھنے کو ملی خود زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا اے ملکہ حیرت تمھارے شوہر نے بوجہ جہالت جان دی آگاہ تھا کہ طلسم کشا کو لوح مل گئی سحر تاثیر نہ کریگا اطاعت نہ کی اپنے سحر پر ناز رہا آخر کار قتل ہوا غرور کا یہ انجام ہی حیرت نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے بیٹھی رہی ملکہ بہار کو تو بڑا خیال ہی تاب نہ باقی رہی بیقرار ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئی پکار کر کہا ہمشیرہ ہماری گستاخی معاف کرنا ہم برائے محبت سمجھاتے ہین عرصۂ دراز تک بہار کلمات محبت آمیز کہا کی ملکہ حیرت نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ بہار کو بہ نگاہ قہر دیکھا اشارہ یہ تھا کہ مین ہرگز دین اسلام قبول نہ کرونگی جن لوگون نے مل کر میرے شوہر کو قتل کیا ہے انکو قتل کیے نہ چھوڑونگی قریب تھا کہ صاحبقران کو غصہ آئے اتنا فقط فرمایا تھا کہ ذوالنخار عیاری کو بلاؤ محل سلسلہ بند اُٹھ کھڑا ہوا دست بستہ عرض کی حضور کچھ نہ فرمائین غلام قاعدہ سے سمجھا کر قدمون پر گروا دیگا اور سب صاحبون کے سمجھانے کو وہ نہ قبول کرینگی صاحبقران نے فرمایا اچھا تم سمجھاؤ ہمین کسیطرح حیرت کا قتل منظور نہین ہی اگر سراسر ہمارے کہنے کے خلاف کرینگی سمجھ کر حکم دیا جائیگا

محمل قریب حیرت کے آیا مہرخ و بہار سے بھی یہی اشارہ کیا کہ آپ لوگ الگ بیٹھیں اس تدبیر کا محمل نے انتظام کیا کنارے بیٹھکر حیرت کو سمجھانا شروع کیا سب دیکھ رہی ہیں بہار کو بڑی خوشی ہے ایک طرف دنگل شوکت پر اسد نامدار بھی جلوہ فرما ہیں بوجہ ملکہ بہار گلعذار بادشاہ جمجاہ کو بھی حال خیریت مآل حیرت پر توجہ ہے کئی مرتبہ فرما چکے کہ ای حیرت اپنے کو کیون برباد کرتی ہے اس دربار مین کوئی تیرا دشمن نہین ہی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہی کہ سب سے زیادہ چالاک بن عمرو عیار رہا ہی جی چاہتا ہی قدمون پر سر رکھون گرد پھرون حیرت کو سمجھاؤن محمل کے واسطے چالاک نے بھی انتظام کر دیا کہ ہر کس و ناکس اس جلسے مین نہ آنے پائی بھائی بہن صلاح کر رہے ہین محمل نے اول اشارون مین حیرت سے دریافت کیا کہ تمھین کیا منظور ہے حیرت نے اشارہ کیا اسے برادر مین جان دینے پر آمادہ ہون کسیطرح اطاعت کرنا نہین چاہتی تو زبان سے میری سوزن نکال دو دیکھ تو اہل اسلام کو کیا مزہ دکھاتی ہون محمل قریب تو بیٹھا ہی تھا یہ کسی کو گمان نہ تھا بس اس نے ہاتھ بڑھا کر زبان سے ملکہ کی سوزن نکال لیا سوزن کا زبان سے نکلنا تھا کہ حیرت مثل برق کے کڑکی محمل سلسلہ بند نے جھوٹی سحر کی حیرت کو دیدی مہرخ و بہار اٹھنے لگین حیرت کا سحر ہی اکثر ذکر کر چکا ہون کہ حیرت جب بال کھول دیتی ہے حریف کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آجاتا ہی کنیزین بھی اسکی لڑنے لگین حیرت نے جو بال کھول کر سحر کیا کئی سے سردار بیہوش ہوئے صاحبقران نے باواز بلند اسم اعظم الٰہی پڑھا اس آواز سے حیرت گھبرائی ورنہ قصد تھا کہ آج اس بارگاہ مین خون کا دریا بہادون امیر نے جو بہ فصاحت و بلاغت اسم اعظم پڑھا زبان مین حیرت کی لکنت آنے لگی ڈری کہ ایسا نہو صاحبقران لڑتے بھڑتے میرے پاس آجائین بس اس نے جھپٹ کر ایک سحر کیا بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد والا مقام و اسد نامدار پر ہاتھ مارا دونون کی کمر مین پنجہ دیکر بلند ہوئی چلتے چلتے بھی ایک گولا مار دیا کہ تمام بارگاہ مین اندھیرا چھا گیا اس تاریکی مین حیرت لڑتی بھڑتی اپنے ساتھیون کو نکال لیگئی محمل سلسلہ بند باہر نکلا اسکی فوج ایک قاعدے سے جمی ہوئی تھی اُنھون نے بھی سحر کیا عرصہ دراز تک تلوار چلی بیرون بارگاہ لاکھون آدمیون کا کھیت ہوا حیرت و محمل جمے ہوئے لڑ رہے تھے جب صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے باہر آئے تب حیرت جادو گھبرائی محمل نے کہا ہمشیرہ نکل چلو ایک داغ تو قلب پر صاحبقران کے

رکھو حیرت و محل لڑتے بھڑتے نکل گئے ایک صحرا مین لاکر لشکر اُتارا اسد و بادشاہ کو تو قید کیا محمل
اس لائق نہین کہ حیرت سے کچھ صلاح کرے حیرت نے اپنے طریقے سے انتظام کیا یہان بعد نکلنے
حیرت کے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر اندھیرے کو دفع کیا بہار و باغبان وغیرہ کو
ہوش آیا معلوم ہوا کہ اسد و بادشاہ کو حیرت لیگئی بہار و باغبان آمادہ تھے کہ ہم جاکر اپنی
جان دین اپنے افسر کو رہا کر کے لائین صاحبقران نے انکو منع کیا ہرکارون کو حکم ہوا مفصل خبر
لاؤ ہرکارے چلے عیاران اسلام کو یہی منظور ہے اپنی جان دین عیاری کرین اسد کو رہا
کرکے لائین حیرت جادو صحرا مین آکر اُتری مگر متردد و متوحش ہے کنیزون سے کہتی ہے ایسا نہو
بہار لشکر ساحران لیکر آپڑے تو مشکل ہوگی مین اُنکے لشکر کا بار نہ اُٹھا سونگی لڑ بھڑ کر مر جاؤنگی ایسا
نہو کہ قید کرلین مین اسد و بادشاہ کو قتل کر کے نکلی وُن میرے واسطے کسی مقام پر کسی شے کی کمی نہین
ہے اس فکر مین تھی کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا ایک طائر ہفت رنگ بصد رعنائی و زیبائی قبہ بارگاہ
پر آکے حیرت کی بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا جھک جھک کر جمال حیرت کو دیکھ رہا ہے حیرت نے اسم
سحر پڑھکر ہاتھ اُٹھایا طرف طائر کے دیکھا وہ طائر ہاتھ پر حیرت کے آکے بیٹھا یہی مطلب تھا حیرت
نے جو خیال کر کے دیکھا گلے مین طائر کے ایک نامہ بندھا ہوا ہے حیرت نے نامہ کو کھولا طرف سے
خداوند روشن تن کے مرقوم ہے کہ اے خاتون محل شہنشاہ طلسم ہوشربا شوہر نے تمھارے
غرور مین جان دی ہمارا تو کبھی نام بھی نہ لیا جو کچھ گذرا وہ تو گذرا اب تمکو مناسب ہے کہ سرفراز نامہ
کو دیکھتے ہی ہمارے پاس آکر حاضر ہو ہم معاوضہ خون افراسیاب مسلمانون سے لینگے طلسم
ہوشربا مین پھر تمھاری سلطنت قائم کردینگے بغور ملاحظہ نامہ ہذا ملکہ حیرت جادو کو خواہش
ہوئی کہ طرف خورشید نگار کے چلین اکثر زبانی افراسیاب کی حالات خداے روشن تن سنے
تھے وزیرون نے بھی سمجھایا کہ وہین تشریف لیچلیے حقیقت مین اگر مسلمان ادھر کا ارادہ کرینگے زندہ
نہ بچین گے حیرت نے بادشاہ و اسد کو ارابون پر سوار کرلیا لشکر حیرت سا اسکے ساتھ جمع ہو گیا بڑے زور
و شور سے بجمعیت فوج بیشمار سمت خورشید نگار روانہ ہوئی ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا ہرکارون نے
یہ خبر مفصل دریافت کر کے صاحبقران کو اطلاع دی امیر باتوقیر نے بھی حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار رہے
سنکر صاحبقران زمان مین بھی تیاری ہونے لگی دیکھیے کس وقت کوچ کرین ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان عاشق و معشوق یعنی ایرج مصیبت نصیب وبران
گرفتار دام حبیب مدد مجلس سے رہا ہونا ایرج کا سحر حیران جادو سے اور دستیاب
ہونا نشان ملکہ بران کا بہ عیاری خواجہ عمرو و مقابلہ ملکہ ناہید مرصع پوش زوجہ
کوکب از لشکر کوکب و قتل حنائی گلگون پوش از دست ناہید مرصع پوش و حالات
عیاری خواجہ عمرو بطرز نو کہ ناظرین اس داستان عجائب بیان کو ملاحظہ فرما کر
لطف کامل اٹھائینگے و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر آفتاب
جو احباب تھے سخت دشمن ہوئے
چلا ئے توسن کلک عبرت طراز
دکھاتے ہیں کیا رنگ لیل و نہار
شب وصل عاشق کا دل شاد تھا
ہوئی ہجر جانان میں حالت تباہ
دل غمزدہ پر ہجوم الم
کوئی ہم سے پوچھے کہ کیونکر کٹیں
فلک نے دکھایا نشیب و فراز
گرفتار دام مصیبت ہوا
وہ محبوب گل پیرہن سیمتن
نہ مونس نہ ہمدم نہ غمخوار ہے
تڑپتا ہے وہ سرو گلزار ناز
مصیبت سے ہوگی رہ عشق طے
تصور میں محبوب کے صبح و شام
کہ مرتا ہوں فرقت میں آفت نصیب
منم عندلیب گل روے تو

ہے میخانہ دہر میں انقلاب
غضب ہے کہ سب فوت مطلب ہوا
دکھادے جہان کا نشیب و فراز
کبھی شام ہجران کا ہے سامنا
غم و رنج فرقت سے آزاد تھا
ہوئیں دلکو عاشق کے بیتابیاں
رفاقت کو حاضر ہے اندوہ و غم
زمانہ جو وصلت کا آیا قریب
کھلا دشمنوں پر محبت کا راز
گلوں نے گریبان کیے غم سے چاک
گل باغ خوبی و غنچہ دہن
پکارے کسی کون ہے اب قریب
چھڑا قید سے اسکو اے کارساز
لڑائی کی افتاد جھیلے ہوئے
تڑپ کر یہ کرتا ہے ہر دم کلام
کجائی تو اے دلبر دلبران
پریشان کند یاد گیسوے تو

جو تھے راہبر آہ رہزن ہوئے
کہ دشمن مرا اب تو کوکب ہوا
کبھی ہے خزان اور کبھی ہے بہار
کبھی ہے شب وصل عشرت فزا
سحر نے دکھایا جو روے سیاہ
اڑانے لگیں ہوش بیخوابیاں
جوانی کی راتیں تڑپ کر کٹیں
یہ سوئے کہ جاگے نہ اپنے نصیب
وہ آہوے صحراے مہر و وفا
اڑاتی تھی باد صبا سر پہ خاک
قفس میں وہ بلبل گرفتار ہے
مصاحب ہے رنج فراق حبیب
ادھر عاشق زار بیتاب ہے
وہ عاشق بھی ہے جان پہ کھیلے ہوئے
دکھا اپنی صورت مجھے اے حبیب
زتو رونق محفل عاشقان
منم کشتۂ تیغ ابروے تو

ننم مائل چشم جادوی تو — ننم قمری سرو دلجوے تو — بہشت برین گلشن کوے تو
قمر رنج فرقت گوارا نہین — فلک کی جفا سے تو چارہ نہین — چہرہ سیاہان طلسم عجائب و

غرائب تحریر و سامعان مژدۂ رہائی معشوق دلپذیر حالات مصیبت آیات ہجران دیدہ و آفت
کشیدہ عاشق و معشوق بصد محبت و شفقت یون تحریر فرماتے ہین شعر — مغنی فغانے کہ آمد بجان

درین زیر نہ پردۂ آسمان — درین پردہ آواز نالم چو نے — باحوال جم یا باحوال کے

سابق مین تحریر ہوا کہ گرفتار دام محنت و مصیبت آوارہ وادی غربت نوبت بجان و کارد باستخوان
شاہزادۂ ایرج نوجوان نے دریاے ابلق سے گذر کیا تھا کہ حیران جادو نے آکر دیوانہ بنایا کوکب
کو تو اطمینان ہوا حیران جادو کو اپنی صحبت مین رکھا یہ خیال ہوا کہ جب تک حیران قتل نہ ہوگا
قفس رنج و مصیبت سے وہ عندلیب گلزار صاحبقرانی رہائی نہ پائے گا ایسے ایسے خیال خام و
تصور ناتمام ذہن مین رہی عنایت بے نہایت رب اکبر کو بھولا یہ نہ سمجھا کہ اُس حافظ حقیقی و مالک
تحقیقی کو سب طرح کا اختیار ہے قیدیون کو مصیبت سے چھڑاتا ہے ناامیدونکی اُمید بر لاتا ہے سیہ بختان شب
فراق رو سفید اپنی خود پرستی پر مغرور عقل و شعور سے دور ہیدا کرنیوالے کو فراموش کیا نہ لات
پرستی کا خیال نہ قائل خدائی خداے لایزالی بلکہ اس فکر مین ہے کہ صاحبقران زمان اب مجھ سے دب گئے
اگر میری ملک کی جانب رُخ کرتے ایکدن مین تمام لشکر کو تباہ کرتا لیکن نقد روح روان قاسم
عالیشان شہزادۂ ایرج نوجوان سحر حیران مین مبتلا ہے کل لشکر و ملکہ مروارید و ملک اخضر
وغیرہ دیوانہ وار وحشی مثال گرد اس شیر بیشۂ صاحبقرانی کے اس صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین بارے
مارے پھرتے ہین نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس ہے نہ غمگسار ہے کبھی کہین بیٹھ گئے اگر دل چاہا جھیلون
مین پانی بھرا ہے موج مین آکر پی لیا کون دلدہی کرے کون آب و دانہ پہونچاے ایک نخل کے سایے
مین مبہوت لب بر مہر سکوت گرفتار دام رنج و محن دل مین یاد ملکہ بران شمشیر زن گریبان
چاک چہرے پر خاک یہ اشعار آبدار مخفی زبان پر جاری نظم

زلف چونگار ماندارد — آئینہ ماز عیب پاک است — کس حسن چو یار ماندارد
پژمردہ گل ارز خاک روید — ابرے کہ بہار ماندارد — دست آئینہ دار ماندارد
چشمے کہ غبارما ندارد — ما نور دو چشم آفتابم — بے نور بود ز آفتابت
خورشید عیار ماندارد

قاصد کہ بنامہ می کند فخر
این باغ بہار ما ندارد
خوبان ز نظارہ بر بخند
جز نقش و نگار ما ندارد
خاموش ز گفتگوی مخفی

مکتوب دیار ما ندارد
رنگ از اثر حیا نہ گیرد
این ضابطہ یار ما ندارد
در باغ بہشت عندلیبی
طالع سرو کار ما ندارد

ما بلبل باغ آرزوئیم
دستی کہ نگار ما ندارد
در کشور حسن اعتبار سے
صوتی چہ ہزار ما ندارد

جوش محبت بران مین شہزادہ یہ اشعار پڑھ رہا ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے دل مین محبوب کی یاد شغل آہ و فریاد و بیتابی بیقراری دمبدم ترقی پر آہ و زاری یکایک زمین شق ہوئی ملکہ مجلس جادو لرزان و ترسان بال پریشان آنکھون مین حلقے دوڑکر قدمون سے ایرج نوجوان کے لپٹ گئی خوب چیخین مارکر روئی دمیدہ سحر لائی تھی اُس سے ایرج کا منھ دھلا یا سحر اُتارا ایرج چیخین مارکر رو دیا مجلس قبلہ و کعبہ کہکر روتی تھی ایرج فرزند ارجمند کہکر چیخین مارکر روتے تھے ضبط کر کے ایرج نے فرمایا اے نور نظر حال مصیبت مآل ملکہ بران شمشیر زن ظاہر کر کیونکہ ہم یہان تک بمشکل پہونچے کوئی رہبر نہین کہ نشان منزل بتائے یا رہبری کرے اب تو زندگی سے تنگ جان سے بہ تنگ یہ سنکر مجلس خود رونے لگی کہا اے شہریار جسرز سے کو کیئے ملکہ بران کے ساتھ وہ بدعت کی کہ جس نے قلب سبکا ہلا دیا یہ کینز و ملکہ اختر و مرواریہ و جمشیدیہ سب ملکر جستجوی ملکہ بران مین مصروف ہین اب کل حالات آگی طلسم کشائی پر موقوف ہین ان سب صاحبون کی صلاح سے آپکو سمجھانے آئی ہون یا سم پڑھیے کہ حیران جادو کے سحر کی تاثیر آپ پر سے دفع ہو بعد اُس کے عبادتخانہ آراستہ کیجیے آرزوی فتاحی طلسم نور افشان مین مصروف ہوجیے نہین معلوم اُس ظالم سنگدل نے ملکہ بران کو کہان قید کیا کہین نشان نہین ملتا جب دیا و ڑیگا احوال ظاہر ہو جائے گا یہ سنکر ایرج نے فرمایا اے مجلس مین کوہ کنی کرنے کو موجود ہون یاد مین اُس محبوب مطلوب کے یہ نوبت بہم پہونچی ہے آٹھ پہر یہی دعا ہے نظم

دی جسکو عشق صبر بھی دی ذو الجلال نے
دل ہی کو اضطراب جدائی اچھال دے
دلکو کرینگے جا کی خیرات عشق مین

اک رات ول جانکو یہ عشق وصال دی کر
کر رحم بھی عطا جسے حسن و جمال دے
ای شوق باغ ہو گیا چاک قفس بھی
شاید یہی فراق کی آفت کو ٹال دے

پھر جا پہر آسمان جہنم مین ڈالدے
اپنا تو بام یار پہ ہوتا نہین گذر
اب چھوٹنے کی راہ کوئی تو نکال دے
آزردہ بیدلون کو کریگا یہ سہر کیا

دل ہی ہیجان نہین ہی جو کوئی ملال دے
میری سیاہ کاریون پر کیا بعید ہی
مقدور ای جنون جو خدا ایکی سال دے
تلوون سے دور خار بیابان ہوے تو کیا
شمشیر یا عدو دوڑ کے گردنمین ڈال دے

زاہد شراب ناب سے کرتا ہی اجتناب
روز جزا گواہی اگر بال بال دے
قاضی کا خوف ہی نہ ہمین محتسب کا ڈر
اک بال شیشہ مین ہی کوئی اسکو نکال دے
لغزش جہان ہو پاؤن کو کہ یا علی جلال

اللہ ہی تمیز حرام و حلال دے
مجنون کا عرس کیجیے فصل بہار مین
چھایا ہوا ہی ابر شراب ای کلال دے
قاتل سے ہم جو روٹھ چلے یہ نہ ہوسکا
نیام وہ ہی گرتے ہوے کو سنبھال دے

مجلس کی یہ باتین سنکر ایرج اسقدر روئے کہ دامن و گریبان تر ہو گئے کہا شہریار آپ تو عبادت کر کے اول لوح طلسم نرگس حاصل کیجیے ہم لوگ جا کر ملکہ ناہید مرصع پوش سے فریاد کرتے ہین دو طرف سے فساد برپا ہو تب جا کر یہ جلاد صاحب بیداد مانیگا مجلس نے ایک اسم بھی ایرج کو تعلیم کیا سارے لشکر کو آب دیدہ سحر سے اچھا کیا ایرج نوجوان لشکر کو ساتھ لے کر ایک گوشے مین آ کر فروکش ہوے عبادت خانہ آراستہ کرایا مصروف دعا ہوے انکا حال لکھا جائیگا یہ تو عرض کر چکا کہ کوکب کو طرف سے ایرج نوجوان کے اطمینان ہی کہ جبتک حیران قتل نہوگا صحت نپائینگے لیکن لشکر اسلام مین صاحبقران فرما چکے تھے کہ کوئی ایرج کا ساتھ نہ دے مگر شہزادہ خاور سیاہ باپ کا دل ہی جب معلوم ہوا کہ میرا نور نظر آوارہ ہو کر نکل گیا سیارہ سے کہا شب کو پانچہزار جوان تیار رہین ہم جستجو مین اپنے فرزند کی جائینگے انشاء اللہ کوکب کو سزا دینگے بڑا مغرور ہی کہ میرے فرزند کو بفرزندی نہ قبول کیا جاہتے تخت الٹ دونگا شب کو بدون اطلاع صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہو مع پانچ ہزار جوانان شیر دل و عیار سیارہ بن عمرو توکلت علی اللہ شب تیرہ و تار مین چل نکلے صبح کو یہ خبر سمک یلطاقی نے علمشاہ نوجوان کو پہونچائی یہ سنکر علمشاہ غصے مین کانپنے لگے سمک سے فرمایا قبلہ و کعبہ کو اختیار ہی خواہ لشکر مین نہ ہمکو آنے دین یا نہ آنے دین یہ نہین ممکن ہے کہ بیٹا پوتا دونون جان دینے پر آمادہ ہو کر گئے ہین ہم بھی رات کو آج ہی جائینگے سمک کچھ کہہ نہ سکا رات کو یہ بھی جستجوے طلسم نور افشان مین چل نکلے مہتر چابک نے دوسرے دن یہ خبر شاہزادہ جہانگیر سے کہی جہانگیر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا وہی کوکب ہی یا کوئی اور جو ہمارے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا تھا جاتے ہی قیامت برپا کرونگا یہ فرما کر رات کو جستجو مین بھائی بھتیجے و فرزند قاسم کی بصد کر و فر مہتر چابک کو ہمراہ لیکر چل نکلے سب کے احوال الگ الگ تحریر کرونگا چار پہر رات

گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بارگاہ سلیمانی مین آکر صاحبقران جلوہ فرما ہوے جواسیسان لشکر اسلام نے پرچۂ اخبار صاحبقران کے ہاتھہ مین دیا صاحبقران نے پڑھا معلوم ہوا جہانگیر و علمشاہ و خاور سیاہ برائے تلاش ایرج نوجوان گئے صاحبقران نے فرمایا ان جوانون نے ہمارے حکم کے خلاف کیا حقیقت یہہ ہی کہ کوکب مردم دانا شیر فرزانہ سحر و ساحری مین بھی زبردست ہے یہ نوجوان اسکی سرحد مین بھی نہ پہونچ سکین گے یہ فرماکر فرزندون کے واسطے بیتاب ہوے خواجہ عمرو کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا خواجہ تم جاؤ ان جوانون کو پھیر لاؤ اگر کوئی سرکشی کرے تو میرا نام لینا اس پر بھی واپس نہون تو مین اور تدبیر کرون خواجہ عمرو تو اسیوقت باتہائے عیاری سے آراستہ ہوکے تلاش مین ان شیرون دلیرون کے چلے عمرو کو انتہا کی بیقراری ہی کہ ایسا نہو فرزندان صاحبقران کسی مصیبت مین پھنس جایئن کوکب کو بھی انتہا کا غصہ ہی اگر خدانخواستہ انکا موے جسم میلا ہوا تو مین صاحبقران کو کیا منھ دکھاؤنگا بعد جانے خواجہ عمرو کے رعد و برق و باغبان و بہار وغیرہ سات ساحران زبردست آپسمین صلاح کرتے تھے یہ مشورہ ہوا کہ حیرت جادو ہمارے آقا اسد و بادشاہ لشکر اسلام کو لیکر طرف خورشید نگار کے جاتی ہی چلکر راہ مین اسکو روکین یا کہ اس سے مقابلہ کرین یہ سوچکر ساتون ساحر تلاش مین ان سرداران نامی و پہلوانان گرامی کے روانہ ہوے وقت پر انکا بھی ذکر تحریر ہوگا اول شاہزادۂ خاور سیاہ کا ذکر ہوتا ہی کہ اپنے فرزند کی تلاش مین نکلے تھے قطع منازل و طے مراحل کرکے قریب دربند اژدریہ پہونچے اژدر جادو طرف سے کوکب کے حاکم تھا خبر ہوئی کہ نبیرۂ صاحبقران تبلاش ایرج نوجوان کہ جسکے سبب سے ہمارے بادشاہ کو ملال ہے اسکی فکر مین یہ نکلا ہے اژدر جادو اسیوقت بارہ ہزار ساحرون سے باہر اپنے شہر کے آیا ڈانڈے پر آکے صف باندھی ایک ساحر کو اشارہ کیا وہ گھوڑے پر سوار ہوکے سامنے لشکر قاسم کے آیا پکار کر آواز دی اے ملازمان نبیرۂ حمزہ اپنے آقا کو سمجھاؤ لشکر کو لیکر پلٹ جایئن یہ سرحد شہنشاہ کوکب روشنضمیر ہی شاہزادۂ ملک قاسم آتشخو شعلہ مزاج نے یہ صدا سنکر قبضۂ تیغہ پلارک افراسیابی پر ہاتھ ڈالا سیارہ بن عمرو رکاب سے لپٹا ہوا ہے عرض کی کہ اے شہریار ملک ساحران غدار ہے سمجھ کر مقابلہ کیجے اسوقت ہٹ چلیے آیندہ غلام تدبیر کریگا قاسم کب مانتے ہین شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی ایسا مرکب ذرا جو گدگدایا صف لشکر دشمن پر جا پڑا تلوار چلنے لگی دو چار ہزار مارے

ساحرون نے بھی قتل کیے اژدر نے سحر کیا کہ سب گرفتار ہونے لگے کوئی گھوڑے سے گرا کسی کے دل
مین ہیبت آئی کسی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گری کسی کو مرکب لے کر بھاگا دور جا کر گرا دیا یہ حرکات
و سکنات سیارہ نے دیکھے کہ اب جادوگر سنبھلا گولے مارتا ہوا آتا ہے ہزارہا کو پامال کیا فرزند خواجہ
عمرو نے سمجھا کہ غضب ہو جائے گا چشم زدن مین لشکر شکست کھائیگا کچھ تدبیر کرنا واجب و لازم
ہے یہ سوچکر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا اژدر جادوگر ساحرون
مین مل گیا جست و خیز کرتا ہوا قریب اژدر جادو پہونچا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ اژدر یہ آپکے
سحر نے کیا لطف دکھایا ہزارون مسلمانون کو دیوانہ بنایا گھوڑون سے گرے ہین پیدلون کی تباہی
سوارونکا عجب حال ہے ایسا خوبصورت سحر آپ کرتے ہین خود بخود لڑنے والے مرتے ہین دیکھے
ہوا گرم چل رہی ہے کیا لطف کا سحر کیا لیکن دیکھیے لوگ مشہور کرتے ہین کہ مسلمان سحر نہین جانتے
بڑے بڑے جادوگر ساتھ ہین وہ دیکھیے ایک اُنکے ساتھ کا سحر بنا رہا ہے نخل مین گل بوٹے لگا رہا ہے
اس نے پلٹ کر کہا اُس ساحر کو بلاے مین تدبیر بتلا دون چشم زدن مین ہزارہا گل بوٹے تیار ہو جائین
وہ پھول دشمن کے گلے کا ہار ہو جائے سیارہ نے کہا ملاحظہ فرمائیے بنا نیوالا بھول گیا درخت مین بڑا
شاخانہ نکلا یہ سنکر اژدر پلٹا اتنا منھ سے نکلا کیا سحر بنایا منھ کا پھیرنا سیارہ قریب تو پہونچ ہی چکا تھا
برابر کمر کے آکر خنجر مارا توڑ کر دوسرے پہلو کو پار گذرا اژدر جادو لڑکھڑا کے زمین پر گرا ملازمان قاسم نے
سحر سے رہائی پائی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اژدر جادو بود یہ جو آواز ساحر دنیا کا نہین
پہونچی گھبرا گئے آخر صلاح ہوئی فرزند صاحبقران کی اطاعت کرو چہار جانب سے صدائے الامان بلند
ہوئی رومال سو ہاتھ باندھکر دوڑے قدمون پر قاسم کے آکے گرے فطرت سے سیارہ بن عمرو
کی دربند تسخیر ہوا شاہزادے کو ساتھ لے کر اندر قلعہ کے آئے قاسم نے یہان بیٹھکر واسطے خبر
ایرج نوجوان کے ساحرون کو روانہ کیا تاکید کر دی کہ جس مقام پر لشکر ہمارے فرزند کا ملے یہ مژدہ
دینا کہ دربند اژدریہ فتح ہوا ہم فوج لیکر آتے ہین قاسم نے دربند اژدریہ پر انتظام کیا واسطے ایرج
نوجوان کے گوش بر آواز ہین شہزادہ جہانگیر والا تدبیر نہایت غصے مین لشکر سے نکلی تھو مہتر چابک
صبا رفتار عیار انکا ہمراہ ہے نہایت تیز طرار بلائے روزگار اشارون مین عیاری کرتا ہے اسکو
خبر معلوم ہوئی کہ سرحد اقلیم کوکب مین آکر پہونچے دربند بہران کو کہ یہانکا حاکم بہران جادو ہے

مگر بڑے بڑے ساحران زبردست اس کے ہمراہ ہین یہ سُنکر چالاک نے جہانگیر کو ایک درۂ کوہ مین ٹھہرایا
کہا اے شہریار مین آگے بڑھکر دریافت کرون کہ اس ملک کا حاکم کون ہے ساحر بنکر چلا راہ مین ایک
ساحر سے پوچھا یہان کسکی عملداری ہے اس نے کہا بران جادو خراج گذار شہنشاہ کوکب تین کوس
پر قلعہ ہے یہ سنکر مہتر چالاک صبا رفتار درۂ کوہ مین آیا نامہ طرف سے کوکب کے تحریر فرمایا
بصورت نامہ دار طرف قلعہ کے چلا شہر برانیہ مین آیا شہر کی سیر کرتا ہوا در دولت پر پہونچا درگہ سالار
نے خبر کی اندر جاکر بادشاہ کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی حضور کنارے چلین
تنہائی مین کچھ عرض کرنا ہے بران اُٹھ کھڑا ہوا چالاک اسکو ساتھ لیکر کنارے آیا باتون مین لگا کر
بیہوش کیا اسکو تو صندوق مین بند کر دیا بران کی صورت بنکر بارگاہ مین آیا تخت پر بیٹھا کہا یارو
شہنشاہ کوکب نے کہلا بھیجا ہے کہ جہانگیر بن صاحبقران آتا ہے خبردار اس سے مقابلہ نکرنا چلکر استقبال
کرکے لاؤ سامان ضیافت آراستہ کرو متیران سلطنت نے عرض کی غلامون کو کیا عذر ہے مصاحبون
کو بھیجکر جہانگیر کو بلوایا قلعہ سے نکلکر استقبال کیا غرض کی اے شہریار قلعہ مین تشریف لیچلیے ہمارے
شہنشاہ کا حکم ہے برائے اطاعت حاضر ہین جب قلعہ مین لائے شہزادۂ جہانگیر کو بارگاہ مین
جگہ دی سرداران ہمراہی ذنگل ہائے زرین پر آکر بیٹھے اب چالاک نے بران کو ہوشیار کیا
اُسکو آگاہ کر دیا کہ اے بران ہم نے تجکو گرفتار کیا قلعہ مین عملداری ہو گئی اگر منظور ہوتا قتل کر ڈالتے
کسی کو خبر بھی نہ ہوتی اسطرح سمجھایا کہ بران جادو کے قلب کو سرور ہوا زنگ کفر آئینۂ دل سے
دور ہوا بدل وجان اطاعت شہزادۂ جہانگیر والاتدبیر قبول کی اس دربند پر جہانگیر آکر
قائم ہوئے شاگردان چالاک برائے خبر ایرج نوجوان روانہ ہوئے مگر رستم بیلتن علمشاہ
نوجوان قریب دربند فیلانیہ پہونچے فیلان جادو ملازم کوکب ساحر زبردست ہے فوج
ساحران ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا سحر کرنے لشکر علمشاہ پر چاپڑا تیر چلنے لگے علمشاہ نے دیکھا فیلان
سحر کرتا ہوا آتا ہے اشارے مین اس کے ہزارون بیہوش ہوے رستم نے کمان کیانی دوش سے اُتاری
گوشے سے ملاحظہ کرنے لگے علمشاہ نے فیلان کو تاکا فیلان نے ایک مقام پر کھڑے ہوکر دو چار
سحر کیے کئی ہزار آدمی ہمراہیان رستم مارے گئے ایک طرف گنبدہ ٹھہرا کر سحر کرتا ہوا چلا
علمشاہ نے قربان سے کمان ترکش سے تین بھال کا تیر بہرۂ کمان مین پیوست کیا سینہ پر کینہ

فیلان کوتا کا سیر کمان کا گرا کا سینے پر فیلان کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا فیلان جادو مارا گیا
افسر جو مارا گیا اہالیان فوج پر علمشاہ کا دباؤ پڑا تیر اندازیان کین نعرۂ مردان عالم سے زمین تھرائی
خوف سی چادر ہلنے لگی امیر دوزیر الامان کہتے ہوے دوڑے قدمون کو علمشاہ کے بوسہ دیا رستم
نے ایک ایک رئیس کو گلے لگایا سوال اسلام کیا اہالیان قلعہ فیلانیہ مطیع الاسلام ہوے عرض
کی ای شہریار غلامان جانباز اگر کلمہ پڑھین گے تاثیر سحر ہماری زبان سے جاتی رہے گی دشمنون کی سرکار کو
مقابلہ درپیش ہے وقت پر ہم بھی ساتھ رہین سیارہ نے بھی اس بات کو پسند کیا واضح رای ناظرین
والا مقام رہی کہ شاہزادہ بختاور سیاہ وجہانگیر عالیجاہ وشہزادۂ علمشاہ تینون ثمیر برای مدد ایرج
نکلے تھے ایک ایک شہر تینون نے فتح کیا تینون شہر کو کب روشنضمیر کے ایک وقت مین فتح
ہوئے تینون شہزادون نے اپنے اپنے مقام سے ہرکارے برای خبر ایرج روانہ کیے کہ دیکھو ہمارا
فرزند کہان ہے خبر کے مشتاق گوش برآواز کہ مفصل حال دریافت ہو تو لشکر کشی کر کے قصر جمشیدی
پر جا پڑین یہ سردار تو اس انتظار مین ہین ایرج نوجوان کو ملکہ مجلس جادو رہا کر گئی تھی ایک اسم
بھی تعلیم کیا عرض کی ای شہریار آپ عبادت خانہ آراستہ کرین دیکھیے غیب سے کیا حکم ہوتا ہے
ایرج نوجوان فراق بران شمشیر زن مین بیقرار یہ دل چاہتا ہے کہ اگر دریاے آتش ہو
تو اسمین پھاند پڑین دریاے آہن جھیلون فوراً جان پر کھیلون پس وضو کر کے بہ خضوع وخشوع
مصروف دعا ہوے مراد یہ تھی کہ اے خالق کارساز واے رب بے نیاز گوہر مراد دستیاب ہو فتح
طلسم نور افشان بآسانی ہو جاے اپنے محبوب جانی یار جاودانی کو زندہ پاؤن کوشش کر کے
اس گرفتار دام مصیبت کو چھڑاؤن دعا کرتے کرتے رات قلیل باقی تھی کہ غش طاری ہوا دیدۂ ظاہری
بند ہوی دیدۂ باطنی وا تھے ایک مرد مقدس نے عالم خواب مین وصیت کی کہ بوقت سحر یہ اسم پڑھنا
ایک فیل مرغ آسمان سے اُترے گا اُس سے کہنا ہمین باغ بزرگ مین پہونچا دے بوقت سحر ایرج نامور
نے ساتھ والون سے سب کیفیت بیان کی شاپور شیر دل سے کہا شکر گو تم اسی مقام پر اُتارو
ہم بموجب ہدایت بزرگان دین تلاش باغ بزرگ مین جائینگے اہالیان لشکر دعائین دینے لگے
ایرج سب سے رخصت ہوی ایک گوشے مین آکر اسم تعلیم کردۂ مرد مقدس شروع کیا بعد چند ساعت
فیل مرغ اُڑتا ہوا آسمان سے آیا جیسے ہی وہ قریب پہونچا زمین پر اُترا ٹہلنے لگا ایرج نے کہا ای مرغ

طلسمی ہکو باغ بزرگ مین پہونچا دے فیل مرغ نے سینہ زمین پر رکھدیا مراد یہ تھی کہ میری پشت پر سوار ہو جیے ایرج نوجوان بشارت پا چکا تھا بسم اللہ کرکے پشت طائر فیل مرغ پر سوار ہوا فیل مرغ بلند ہوا اسقدر بلند ہوا کہ قریب کہکشان فلک کے پہونچا تموج ہوا سے غش طاری ہوتا ہی شہزادہ کا ضبط کر رہا ہے پشت مرغ پر ہاتھ رکھا مرغ مائل بہ پستی ہوا باغ مین لاکر اُتار دیکھا باغ وسیع قصر ہای عمدہ چمنہای طولانی طائران زمزمہ سرا اس باغ پر جوش بہار ہر پھول سو نیرنگی اشکار شہزادہ سیر کرتا ہوا یاد گل رخسار بران مین سیر پھولون کی کب پسند آتی ہے یاد قد محبوب مین سرو گلشن کو دیکھ کر طبیعت گھبراتی ہے آنکھیں اُسی گلعذار کو ڈھونڈھتی ہین جب خیال آتا ہے قلب اُلٹ جاتا ہے روز قتل افراسیاب ملکہ بران شمشیر زن کا بیقرار ہوکر آنا شاہزادے کو بچانا لیکایک پھر غائب ہوجانا اُس یاد مین دل پر چھُریان چل رہی ہین بہار باغ خار معلوم ہوتی ہے رعنائی گلشن تخم مصیبت کشت دل مین بوتی ہے یہ اشعار بیقرار ہوکر ایرج نوجوان نے پڑھے اشعار آبدار

که ایسران چمن را سر گفتاری هست
نیست گر زلف ترا سبحهٔ اسلام بدست
که نهان تاب بهر موی گرفتاری هست
تشنه لب نیست کسی در پی دشت درچه باک
گرمی معرکه و مجمع بازاری هست

باغبان دست ستم باز کش از چیدن گل
بر کمر حسن ترا رشتهٔ زناری هست
عیب مجنون مکن او که ندیدست که از عشق جنون
شرری هست بهر جا دل بیماری هست
نقد جان چند فروشی به تفاخر مخفی

در چمن باز نگر نرگس بیماری هست
که نهان در کف گل انجم چمن طناری هست
شو آشفته ز آشفتگی طرهٔ زلف
عاشق دل شده را گرمی بازاری هست
نیست گر هیچ دگر حاصل سودای عشق
این بتا عالمی است که در هر سر بازاری هست

طبیعت کو جو زیادہ قلق ہوا وہ اسما تعلیم کردہ بزرگان دین پڑھے قلب کو تسکین حاصل ہوئی گویا کسی نے کان مین اگر کہدیا کہ اے آوارۂ دشت محبت وا سے سرگشتۂ صحرا ے صعوبت کرم کریم کارساز پر دل کو مطمئن رکھ جستجو سے معشوق کی یہ تدبیر ہے وہی پیش آتی ہے جو نوشتۂ تقدیر ہے ایرج نوجوان خراماں خراماں چمنہا ے باغ کو طے کرکے قریب بارہ دری پہونچے تسبیح خوانی کی آواز آئی کوئی عابد مطیع حکم رب اکبر بصد خضوع و خشوع حمد آلہی مین مصروف ہے اُس صدا ے فرح افزا کے گوش زد ہونے سے بیتابی دل موقوف ہے خوشی خوشی شہزادہ اندر بارہ دری کے آیا دیکھا وہ قصر جنت نشان جہت پردے سے آراستہ بخورات جا بجا روشن ایک تخت سنگ مرمر سفید کا وسط بارہ دری مین بچھا ہے اُس پر ایک مرد بزرگ باریش سفید بیٹھا ہوا ہے کو تسبیح خدا مین تحلیل کر رہا ہے دم یکتائی کا پروردگار کی بھر رہا ہے

جیسے ہی ایرج نوجوان کو آتے ہوئے دیکھا آغوش تمنا بصد شوق واکر کے اپنے مقام سے اُٹھا فرمایا
کہ ای شیر بیشۂ جرات و ہمت وا ے یکہ تاز میدان جلالت ہم عرصۂ دراز سے مشتاق ہیں فرد بیابیا
کہ ترا تنگ درکنار کشم + بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم + اس فصاحت و بلاغت سے اُس مرد
بزرگ نے کلام کیا یا تو ایرج نوجوان مثل غنچۂ گل منقبض تھا یا ہوائے کلام فرحت انجام سے مثل
گل شگفتہ ہوا قریب مرد بزرگ کے جب آیا اُس نے کھڑے ہو کر عرض کی اے شہریار اول طلسم نرگس فتح
ہوگا تب اہالیان طلسم نور افشاں کی آنکھیں کھلیں گی بعد فتح طلسم نرگس انشاءاللہ دستۂ طلسم
نور افشاں شروع ہوگا بسم اللہ یہ انگشتر حاضر ہے شکل میں دستگیری کریگی اسکو دست حق پرست
میں لیجے سامنے جس قصر کا درواز دکھلا ہے اُسکے اندر تشریف لیجائیے جو کچھ ملاحظہ فرمائیگا اُس
انگشتر سے مقدمات سخت و صعب حل ہونگے ایرج نے دیکھا کوٹھری میں ایک صندوق کلاں
رکھا ہی بجای قفل مار سیاہ لپٹا ہوا ہی ایرج نے وہی انگوٹھی سامنے کی جیسے ہی سایہ انگوٹھی کا مار سیاہ
پر پڑا سارا بل نکل گیا تڑپ کر زمین پر گرا ایک زنگی سیاہ رو تیغہ کھینچ کھڑا ہوا ایرج پر حملہ کیا ایرج نے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا زنگی لپٹ پڑا کونے پر لیکر مارا اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی ہوا نام میں سیارہ سودی دیو
بعدہ ایرج نے فوراً صندوق کھولا دیکھا ایک تختی الماس کی حروف شیر یاقوت احمر کے پیشانی پر لکھا ہی طلسم نرگس
ایرج بہت خوش ہوئے لوح کو تکیے میں ڈالا ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے نکل کر وضو کیا لوح کو ملاحظہ
فرما رہے تھے کہ داؤد جنی جس نے انگشتر دی تھی آکر سلام کیا عرض کی ای شہریار مبارک ہو لوح طلسم نرگس
حاصل ہوئی اب فتاحی میں مصروف ہوجیے یہ تو ظاہر ہے مضمون مصرع سے مجبوری انسان کی معلوم
ہوتی ہی مصرع حال غنچی کس نمیداند بجز پروردگار + نہیں معلوم آئندہ کیا ہو یہ غلام عرض کریگا
کہ بعد فتح طلسم نرگس جملہ امورات کا حال کھلیگا تا بہ طلسم نور افشاں جانا پڑیگا یہ بھی ذریعے سے معلوم
ہوتا ہی آپ کے بزرگ معین و مددگار عوالی طلسم میں آگئے ہیں ان سب صاحبوں کا بھی قصد ہو کہ طلسم
نور افشاں فتح کریں یہ سب امورات آپ کی ذات پر موقوف ہیں وہ بھی کوئی معین شراکت کریں
کہ جس سے پشت مضبوط ہو ایرج نے فرمایا اے داؤد جنی میں اپنے پروردگار کی مدد چاہتا ہوں
داؤد نے بہت سمجھا دیا کہا ای شہریار اہالیان طلسم اب آپکے ساتھ مکر کرینگے اپنی تدبیروں سے لوح لینے
کا قصد کرینگے ایرج نے کہا کچھ اسکا افسوس نہیں ہے وہ حاکم حقیقی و مالک تحقیقی ہر مقام پر معین و مددگار

ہو نا خدائے عالم کی مدد سے بیڑا پار ہے داؤد جنی رخصت ہوا بہت کچھ سمجھا گیا ایرج نے لوح کو دیکھا
تحریر تھا سامنے کوہ فلک شکوہ ہے وہان کا حاکم شگاف جادو ہے اُسکی نظر مین نہ آنا ایرج نوجوان آگے
بڑھے جیسے ہی قریب اس پہاڑ کے پہونچے رونیکی آواز آئی دیکھا زن حسین رومال سے ہاتھ بندھے ہوئے
ملول وحزین دوڑکر سامنے ایرج کے آئی عرض کی اے شہریار میرے حال پر رحم کیجیے برائے چند ساعت
مجکو لوح دیجیے داؤد جنی نے مجھکو بھیجا ہے آپ کو بہت تکلیف ہوگی جا بجا بڑے بڑے ساحر دکھین گے
مین آپ کو بران شمشیر زن کو دکھادون پہلے اپنی معشوقہ کو رہا کر لیجیے ایسا نہو آپ ساحرون کو قتل
کرین کوئی ساحر بغاوت مین ملکہ بران کو قتل کرڈالے پھر آپ کیا کرینگے جیسے ہی اُس زن حسینہ
نے یہ کہا ایرج کو سمجھانا داؤد جنی کا یاد آیا فرمایا کہ او زن مکارہ تو مجھکو دھوکا دیتی ہے اگر دوستی منظور
ہے مقام قید ملکہ بران تعلیم کر ہم لڑبھڑ کے رہا کرلین گے باتین کرتے ایرج نے لوح پر نگاہ ڈالی مرقوم
تھا اے فتاح طلسم شگاف جادو یہی ہے جلد اسکو قتل کرو اگر نکل جائیگی فساد برپا کریگی ایرج نوجوان
نے کہا اے خیر خواہ تو لوح مانگتی تھی لے یہ کہکر لوح کو چمکایا ضو سے اُسکی شگاف جادو کی روشنی زائل
ہوئی نابینا ہوکر ٹٹولنے لگی وہ صورت بھی جو سحر سے بنائی تھی ایرج نے دیکھا ایک زن کریہ منظر ضعیف
ولاغر لباس سیاہ پہنے ہوے ایرج نے آواز دی او لکاتا اپنی صورت تو دیکھ اب جو اُس نے لباس سیاہ
اپنے جسم مین پایا چاہا سحر کرکے نکل جاؤن غلطاک مار کر پرواز پیدا کیے بہ تعجیل سو پچاس گز بلند ہوئی
ایرج نے کمان کیانی دوش سے لی تیر بہرہ کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا سینہ پر کینہ پر پڑا مہرہ پشت
کو توڑکر پار گذرا آواز آئی کشتی مرا نام من شگاف جادو بود بعد مرنے اس ساحرہ کے لوح کو ملاحظہ کیا
بارہ دری سے نکلے لوح نے خبر دی سامنے جو حوض آب وشفاف سے مملو ہے اے طلسم کشا اس
مین کودنے سے تیری آبرو ہے نہایت لوح کی خبرداری کرنا کہین دھوکا نہ کھانا اگر لوح قبضے سے نکل
گئی پھر دستیاب نہوگی ایرج نے بہ تعجیل اپنے کو چشمے تک پہونچایا جوش جرأت مین پھاندپڑے بعد چند
ساعت پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا ایک باغ مختصر ہے ایک نخل سرو مین قفس آہنی لٹکا ہے
اسمین قمری مصروف کو کو طوق محبت بہ گلو جیسے ہی قمری نے اس سرو نوخاستہ باغ جرأت کو آتے
ہوئے دیکھا تڑپ کر تیلیان قفس کی توڑین نکلی اپنے تئین سر پر ایرج نوجوان کے پہونچایا ہیہات وافسوس
کہکر گرد سر اُس افسر کے چرخ مارنے لگی ایرج نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا اے فتاح طلسم واے سیارا ین

عجائب اگر قمری قفس توڑ کر نکلے گرد سر آ کے چرخ مارے سات چرخ تمام نہ ہونے پائین ورنہ تھک کے
ہو کر رہجاؤ گے ایرج نے جو خیال کیا تو صاف ظاہر ہوا پانون مین قوت کم مزاج برہم لوح پر نگاہ ڈالنے سے
طبیعت بگڑتی ہی ہوا اس چمن کی اٹکھیلیان کرتی ہے ہم سے لڑتی ہی اسم حاشیہ لوح کو بہ تعجیل پڑھا ہاتھ
پانون مین طاقت آئی قمری پانچ چرخ لگا چکی تھی کہ ایرج نوجوان نے بہ تعجیل لوح کو دست حق پرست مین
لیکر بلند کیا جیسے ہی عکس لوح کا قمری پر پڑا لڑکھڑا کر زمین پر گری ایرج نے دوڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے
ہوئے تمام باغ مین اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من مرغاب جادو بود بعد عرصہ دراز روشنی ہوئی دیکھا
ایک ساحرہ سیہ فام کا لاشہ پڑا ہی لاحول پڑھی پھر لوح کو ملاحظہ کیا - تاکید تھی کہ فتاح اس طلسمات کو حفاظت لوح
کی واجب لازم ہے لوح ملاحظہ فرما رہے تھے کہ دیکھا اژدہان خونخوار پھنکارین مارتے ہوئے آ کر
پہونچے ایرج نوجوان پر حملہ آور ہوئے ایرج نے لوح کو گردش دی جس اژدہے پر عکس پڑا نابینا
ہوا سر ٹکرا کر مرا جسنے ایرج پر حملہ کیا بحکم لوح اسکو چیر کر پھینکا یا جب کئی سو اژدرون کو ایرج نے مارا کئی
سو نابینا ہوئے کبھی اندھیرا کبھی روشنی کبھی کچھ شیر صحرا سے پیدا ہوئے اس شیر بیشۂ جرأت پر حملہ
کیا بحکم لوح اسکو چیر کر پھینک دیا جب کئی سو اژدرون کو ایرج نے مارا کئی سو نابینا ہوئے کسکی مجال ہے جو
انکے سامنے مکر و غدر کر سکے لوح خبر دیتی جاتی ہے جب کوئی معاملہ درپیش ہوا لوح طلسم کو ملاحظہ فرمایا احکام
نکلے بموجب اسکی کاربند ہوئے ساحر دیکھکر بھاگ جاتے ہین بصورتہائے عجیب پھر آتی ہین ڈرا دیتی ہین کہ لینا لینا
کہکر ڈراتے ہین یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جری بہادر صف شکن شیر و پلنگ سے کب ڈرتے ہین با شمشیر برہنہ
مصروف جنگ لاشون کے انبار خون کے دریا بہ رہے ہین جانوران درندہ صحرا سے چلے آتے ہین چاہتی ہین
زرہ وغیرہ نوچکر پھینکدین ایرج نوجوان کو ولولہ ہے دل سے کہ رہا ہے پر پرواز پیدا کرون زمین
کو سر سے کھودون اپنی کو تا قید بران پہونچاؤن نہین معلوم اس ظالم جلاد نے کیونکر قید کیا خود تو یہی
مشہور کرتا ہے کہ مین نے قتل کر ڈالا چھاتی پر چڑھ بیٹھون تب بے حیا سے یہ دریافت کرون کہ ملکہ عالم
نے تیری کیا خطا کی ہمارے چھوٹے دادا جان نے تمام طلسم نور افشان کو درہم برہم کر دیا تھا جلالی تبار
نے آگ اس شیر کو زیر کیا لوح واپس دی ابتک تو قصر جمشیدی کو الٹ دیا ہوتا اسکا بدلہ اس ظالم نے
یہ لیا پروردگار ملکہ کی جان کو بچائے ہمکو اس مقام تک جامع المتفرقین پہونچائے اس سوچ مین شہزادہ
لڑ رہا ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم گلرنگ جادو ارے یارو طلسم کشا کو گھیر کر مار لو یہ جو اس

ساحر نے آواز دی گوشہ ہائے صحرا سے بہت سے زنگی تیغہائے برہنہ کھینچے ایرج پر آپڑے ایرج
نے تیغۂ دودم اسکندری پر ہاتھ ڈالا جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے چند عرصہ مین کئی سے زنگی مارے
پلٹ کے جو دیکھا کوئی لاشہ زمین پر نہ پایا خون کا قطرہ بھی زمین پر نہین سرخ دھبہ بھی نہین کلائیون پر
ورم آنے لگا دل گھبرانے لگا کہ آسمان پر سناٹا ہوا داؤد جنی نے آواز دی ای طلسم کشا آپ بیقاعدہ
لڑرہے ہین لوح کو دیکھ کر لڑیے جو حکم دے اس کے پابند ہوجئی گلزنگ جادو نے جو داؤد جنی کو دیکھا
کہ طلسم کشا کو ہوشیار کرتا ہے آواز دی او داؤد جنی تجھکو کیا نفع ہوا ہا لیان طلسم سے دشمنی کرتا ہے چاہا تھا
داؤد نے کچھ جواب دے کہ ہزارہا ساحر آکر داؤد سے لپٹ گئے ایرج کے کان مین آواز آئی
اے شہریار مجھکو بچایئے پلٹ کے جو دیکھا چار سے ساحر داؤد کے پیٹ سے گئے ہین زخمی کرکے کشان کشان
لیے جاتے ہین داؤد پکارتا ہے اے شہریار میری خبر لیجیے ایرج نے بموجب حکم لوح اسم تماشیہ
پڑھ کر دستکدی لوح بھی چمکائی وہ ساحر جو داؤد کو گرفتار کرکے لیچلے تھے نابینا ہوکر زمین پر گر پڑے
لوح نے خبر دی گلزنگ کو قتل کرنا چاہیے جبتک گلزنگ قتل نہوگا یہ مرحلہ فتح نہ ہوگا لیکن دو کلمہ
داستان حیرت بیان ملک اخضر جادو و ملکہ مروارید و فیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر و صبا و شاپور
وغیرہ بیان ہوتے ہین کہ یہ ہمراہیان ایرج نوجوان صحرا سے ہوکر مین فرد کش تھے آج بیٹھے بیٹھے گھبرانے
شاپور نے کہا اے ملک اخضر نہین معلوم آتا ہے نامور پر کیا گذری کسیکو خبر کے واسطے بھیجین کہ ملکہ مروارید
نے کہا اے متھروالا گہر کان مین اس شیر کے نعرے کی آواز آتی ہے اب جو شاپور نے کان لگا کر سُنا
بیشک نعرۂ ایرج کی آواز آرہی ہے طریقے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قریب نخلستان شہزادہ لڑرہا ہے
سبھون نے کمرین باندھین اخضر کو تخت پر سوار کیا مروارید طاؤس زرین بال پر بیٹھی بر کل لشکر ساحر
غیر ساحر آواز ابر آقا کی سنتے ہوئے چلے اپنے مقام سے جسقدر بعد ظاہر ہوتا تھا اسی قدر اب بھی معلوم ہوتا ہے
اس مقدمہ مین حیران کہ خداوندیہ کیا معرکہ ہے شاپور و اخضر و نیلم و فیلم نے بھی نعرے کیے ایرج
کے بھی کان مین آواز آئی حیران ہوکر چہار جانب دیکھا کہ میرے سرداران تہمتن کے نعرے کی آواز
آتی ہے مگر کوئی معلوم نہین ہوتا ایرج کو یقین ہوا مقدمہ سحر و ساحری عجائب افسونگری ہے کچھ سلون
نے میرے دشمن کا دینے کو آواز سنائی ہے اسی طرح شہزادہ معروف جنگ ہا یہ لوح مین دیکھ چکا تھا کہ
بدون قتل گلزنگ ان اژدرون کا اختتام نہوگا سر اُٹھا کر دیکھا ایک جادوگرنی درخت کی پتون مین

اپنے کو چھپائے ہوئے ماتھ کے دامنے زمین پر پھینک رہی ہے اسی کی سحر کی یہ تاثیر ہے کہ ساحر تیر و تفنگ
وحربہ ہائے سحر سے ایرج نوجوان پر حملہ آور ہوتے ہین بسبب لوح کے یہ محفوظ ہین ایرج نے قربان
سے کمان ترکش سے تیر لیکر بہ کمان مین پیوست کیا گلرنگ کے سینہ پرکینہ کو تاکا جب سیسر کمان کا کڑکا
گلرنگ سہمی سمجھی تھی کہ مین گوشہ مین ہون کون مجھکو پائیگا یہان لوح نے نشان بتلایا بہت جلدی
پر پرواز پیدا کرنے کے قصد ہوا کہ نکل جاؤن وہ تیر قضا تھا سینۂ پرکینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا آندھی سیاہ
اٹھی شعلے بھڑک کر ساحرون پر گرنے لگے آتش سوزان سے ہزار ہا جادوگر جلے جن ساحرون نے
داؤد کو گرفتار کیا تھا وہ بھی جلکر خاک ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من گلرنگ جادو بود اب داؤد قریب
شہزادۂ والا قدر آیا بوسہ قدمون کو دیا صفت جرأت کرنے لگا کہا ای شہریار آپ نے اس مرحلہ مین لاوجہ
تکلیف اٹھائی کیطرح کا کوئی امر پیش آئے لوح کو ملاحظہ فرمایئے بدون ملاحظہ لوح کسی سے ملاقات
نہ کیجیے دوست کو دوست نہ جانیے مین حاضر ہون ملاحظہ فرمایئے ایسا نہو کوئی میری ہی شکل بن کر
چلا آئے بمقدمہ حفاظت لوح داؤد جنی نے دیر تک ایرج نوجوان کو سمجھایا سامنے دامنۂ کوہ کے اژدہم
بھی جسوقت گلرنگ قتل ہوئی وہ پہاڑ تھرایا بیچ سے شق ہوا شعلے نکلے اتنا بڑا پہاڑ جلکر خاک ہوا داؤد
نے سر اٹھا کر دیکھا کہا ای شہریار قلعہ نرگس پر آپ آگئے ہین تو اب ٹھہر نہین سکتا بیچ مین مرحلہ جات
کا بعد تھا یقین ہے کہ آپ کے سردار بھی آپ سے آکر ملین، نرگس جادو لشکر لے کر آئے گی اگر خدا نے فضل
کیا اور یہ قلعہ بھی آپ کے قبضے مین آیا تو طلسم نرگس فتح ہوا آئندہ فکر لوح طلسم نور افشان ہوگی وہ
بھی دستیاب ہو جائیگی غلام رخصت ہوتا ہے ابھی حضور کو جنگ درپیش ہے غلام کے ٹھہرنے مین
پس و پیش ہے داؤد تو غرق زمین ہو کر غائب ہوا ایرج نوجوان نے دیکھا پہاڑ تو بالکل غائب ہوا
درخت جو سامنے واقع تھے وہ بھی جلکر گرے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ پھاٹک کھلا ہوا ہزار ہا ساحر
لینا لینا کرتے ہوئے اندر سے قلعہ کے آتے ہین ایرج نے قبضہ پر ہاتھ ڈال نعرہ کر کے چلے تھے کہ پشت سے
گرد اڑی دیکھا ملک اخضر و دختر بلند اختر اخضر ملکہ مروارید جادو و نیلم و فیلم وغیرہ اب سب
ظاہر ہوئے ایرج نے بھی انکو دیکھا ان سبکی بھی نگاہ پڑی کہ ہمارا آقا دریاے خطرات مین غوطہ مارے
ہوئے تیغ بکف سایہ نخل مین کھڑا ہے اور لشکر ساحران براے مقابلہ آقاے نامدار بلوہ کیے ہوئے
آتا ہے یہ بھی سب حربہ ہاے سحر سنبھالکر بڑھے شاپور نے کہا ادل ہرکب پہونچا دو آقا دریاے خونمین

سناٹے ہوئے ہین صاف ظاہر ہی کہ کسی سے مقابلہ پڑا ساحرون نے مرکب باد رفتار لا کر خدمت مین
ایرج عالی وقار کے پہونچایا اخضر سحر کرکے بلند ہوا مروارید نے موتیون کا مالا گلے سے اتارا پڑھ کر سحر
کیا آگ برسنے لگی سرداران تہمتن جوانان صف شکن تلوارین کھینچکر مجمع ساحران پر جا پڑے ہر چند کہ سامنے
ساحرون کے جرات کچھ کام نہین کرتی جب سحر اسکا چل گیا تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی گھوڑے نے
بدلگامی کی مگر ایسے جیدار ہین مرتے جاتے ہین قدم آگے ہی بڑھتا جاتا ہی اگر انکا ہاتھ پڑ گیا ساحر کی گردن
توڑ ڈالی چیر کر پھینک دیا قبضہ مارا کسی کو لپیٹ کر اگرا اسکا سحر چل گیا یہ بیکار ہوے اگر انکا پنجہ قابض
ہوا ساحر کو مار لیا ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا ایرج نوجوان لوح چمکاتے ہوے جس غول پر جا پڑے
درہم و برہم کر دیا افسرون کو تاک کر مارا مرنے کی ساحرون کے صدائین آتی ہین آندھیان اٹھتی آسمان سے
آگ کا برسنا زمین کا پھٹنا اس گرمی جنگ مین ایرج کو یہ مہلت نہ ملی لوح نہ ملاحظہ فرما سکے بجرأت شوکت
لڑ رہے ہین انکے سردارون نے بھی جان لڑا دی جس غول پر جا پڑے درہم و برہم کر دیا خود جان دی فوج
مین سے سو پچاس کو کم کر دیا مگر ایرج نوجوان نے دیکھا ایک جادوگر کی تخت پر سوار ساحرون کو ترغیب جنگ
کر رہی ہے اس کے حکم پر سب لڑتے ہین ظاہر ہوتا ہی یہی ان سب کی افسر ہی اسکو قتل کرین تو فتح ہو لوح
پر نگاہ نہین ڈالی پشت مرکب پر پڑی جالی گھوڑے کی پشت پر ہاتھ رکھا کرہ بن اشقر ایسا مرکب طرارے بھرتا
ہوا چلا ایرج نوجوان شیرانہ و پلنگانہ جنگ کرتے ہوے طرف اس ساحرہ کے جاتے ہین وہ پکار
رہی ہی یارو طلسم کشا کو مار لو مجھ تک نہ آنے دو ورنہ اس جوان سے جان بچنا دشوار ہے جب یہ ترغیب
دیتی ہی فوجون مین ساحرون کو جوش آجاتا ہی ایرج نوجوان پر دست انداز نہین ہو سکتے دم شمشیر
پر گلا رکھتے ہین موت کا مزہ چکھتے ہین کئی ہزار ملازمان ایرج بھی قتل ہوے اور ساحر بھی بہت سے
مارے گئے ایک جادوگر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہے کہتا جاتا ہی اے ملکہ نرگس جادو طلسم کشا بڑا بہادر ہی ملکہ
نرگس نے کہا تو نے سچ کہا دریاے جرأت کا یہ بہادر ہی جسطرح ہو سکے گرفتار کرو ساحر جلوہ کر کے
بڑھے ایرج نے بھی نعرہ کیا وہ ساحر جو پایۂ تخت پر ہاتھ رکھ کر کھڑا تھا پایۂ تخت کو چھوڑ کر نیزہ ہلاتا ہوا یکایک
ایرج پر جا پڑا اُس تخت نشین نے بھی فوج کو اشارہ کر دیا اس مقام پر جگر تلوار چلی قریب تھا کہ نوک
مژگان سے کارزار ہو جرأت ایرج پر کمانون نے اپنے کو یار دوست تہمتن پر اس تیر کے قربان کیا
تیر سہمے ہوے ترکشون مین چھپے تھے معلوم ہوتا تھا تیر بھی دردمند ہین یا قفس مین طائر پر بند ہین

زبان تیر دکلہ عمود سے صدائے آفرین آتی تھی علم سرو قد برائے تعظیم اٹھے نیزے جو نوک کی لیتے تھے سرنگون
ہوئے تلواریں ٹوٹ کر زمین پر گریں صدہا ساحر بے لڑے بھاگے ایرج نے گھوڑے کو بڑھایا تیغہ
برق تاب کو چمکایا ادھر سے سرداران ایرج نے بھی جانبازی کی وہ ساحر جو پایہ تخت چھوڑ کر آیا
تھا منجم غزال جادو لیکر ایرج پر جا پڑا ایرج پر بہت آنکھیں نکالیں گیدڑ بھبکیاں دکھائیں یہ نور نگاہ
صاحبقران غزال چشم شیر جسم ایسوں کو کب مانتے ہیں اس نے قریب پہنچ کر تلوار کا ہاتھ مارا لوح تو شہزادے
کے گلے میں ہی اسکی چمک سے ساحر نابینا ہوئے جاتے ہیں غزال جادو نے گھبرا کر پلک جھپکائی ایرج نے
سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مارا غزال کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من غزال جادو
بود اب تو نرگس جادو غزال کے غم میں تڑپ تڑپ کے لڑنے لگی فوج کو بھی بہت ترغیب دی
ساحروں نے تیر برسائے ایرج نے دو چار زخم کھائے سب سردار پریشان چاہتے ہیں بڑھکر اپنے
آقا پر سینہ سپر کریں ساحر کسیکو ٹھہرنے نہیں دیتے افسر نے اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو گھیر کر مار لو مروارید
و اخضر پشتی بانی کرتے ہوئے لڑ رہے ہیں بہت ساحر اس مقام پر مارے گئے نرگس نے جب دیکھا جو سحر
میں نے کیا بسبب لوح کے باطل ہوا مایوس ہوکر چاہی کہ نکل جاؤں ایرج نے تیر مارا کہ یہ بھی گری آواز آئی
کشتی مرا نام من نرگس جادو بود مرتے ہی اس کے ساحر بھاگنے لگے افسران اعلیٰ دہائی دیتے ہوئے
دوڑے کوئی قریب ملکہ مروارید کے آیا کہا ہماری سفارش کیجیے کسی نے ملکہ اخضر کے قدموں کو
بوسہ دیا فریاد کی ہماری خطا طلسم کشا سے معاف کرائیے اخضر نے بڑھکر سرداروں کو قدموں پر
ایرج نوجوان کے گرایا صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی ایرج نے خود تلوار کو نیام انتقام میں
کر لیا تمام ساحروں نے اطاعت کی شاپور نے بڑھکر عرض کی لے شہریار حضور نے لوح کو ملاحظہ
کیا ایرج نے کہا سب کام لوح کو دیکھ کر کیے جن جادوگروں سے لڑائی پڑی گا شار جادو قتل ہوئی
لوح کو دیکھا تھا بحکم لوح اسکو قتل کیا داؤد جنی آیا تھا وہ بھی بخوبی تعلیم کر گیا اے شاپور شہر دل
طلسم نرگس ویسی قلعہ تلک تھا ملکہ مجلس و ملکہ اختر وغیرہ یہ سب بدعتا گوک سے بھاگ گئی تھیں نی
ہیں مادر بران کی خدمت میں برائے فریاد گئی ہیں ادھر سے وہ سب فساد برپا کریں گے ادھر میں
لوح طلسم نور افشاں کی فکر کروں گا یقین ہے کہ کب گھبرا جائے اگر وہ آکر عذر کرے گا میں سمجھ لونگا
دادا جان اکے بہت خلاف ہوا انکی رائے یہ نہ تھی کہ لشکر کشی کرو شاپور نے کہا اے شہریار صاحبقران

کے مزاج مین سراسر انصاف ہے انکی مراد یہ تھی کہ کوکب اپنی بیٹی کی شادی نہین کرتا کیسکا کیا اجارہ ہے یہ کیا معلوم
کہ سالہا سال کے ہجران دیدہ و آفت کشیدہ ملین گے بہ عنایت باغبان قضا و قدر غنچۂ آرزو کھلین گے اے
شاپور کیا اپنی کیفیت کہون اپنا تو یہ حال ہے بقول رعنا نظم

زندگی بھر رہی ہے وصل کی حسرت مجھکو
یاد مین زلف پریشان کی پریشان ہون مین
کوے جانان سے نظر آتی ہے جنت مجھکو
سر جھکائے در جانان پہ پڑا رہتا ہون
کھینچ لائی ہے یہان بھی تری الفت مجھکو
قطع امید ہوئی یار سے یہ اے رعنا

دشمن و دوست ہین نظرون مین جو ہین نوکیلے
روے جانانہ کے تصور مین ہے حیرت مجھکو
دل پھنسا زلف مین ہے دھیان رخ پرنور کہان
دخل اغیار سے آتی ہے ندامت مجھکو
خاکساری ہے مرے حق مین مقرر اکسیر
عمر گذری ہے کہ ہے صدمۂ فرقت مجھکو

نہ ملی گردش ایام سے فرصت مجھکو
انس ہے دار و مداران سے مروت مجھکو
غیر کا دخل ہوا اب مرا جینا معلوم
لیگئی رشک جلے مری قسمت مجھکو
چھوڑکر ملک عدم اپنے کب آیا ہون
ہاتھ آئی ہے مقدر سے یہ دولت مجھکو

اے شاپور دیکھیں اب تقدیر کیا

دکھائے جلد خدا اب یار جانی و محبوب جاودانی سے پہونچائے شاپور عرض کرتا ہے انشاء اللہ زمانہ بہت قریب
ہے دیکھیے ساحر تو مسلم بھی کہتے چلے آتے ہین کہ ہم نے دل و جان سے اس خبر کی اطاعت کی اب سب
بادشاہ اسی قلعہ پر جمع ہونگے کوکب سے مصالحہ کرا دین گے نام پر مصالحہ کے ابرج مثل گل شگفتہ ہو جاتا
ہے فرماتے ہین کہ اے شاپور یہ تو ظاہر ہے کہ یہ سب اس کے ملازمان قدیم ہین جو زبانی کوکب کے
سنا ہوگا وہی یہ بیچارے ذکر کرتے ہین یقین ہے اسی قلعہ پر پیغام آئیں اے شاپور میری تو جان بھی نام
پر بران کے نثار ہے کہان تک صبر کرون اب تو دل پر اختیار نہین نظم

تابکے نالہ زیبائی تہیران کردن
کاوش دیدہ مکن گریہ کہ در راہ طلب
بایدا ے شمع ترا شمع شہیدان کردن

نیست اندیشہ ام از کوتہی عمر دلے
نامبارک بود آزار رفیقان کردن
کار مخفی شدہ و تیغ جفایت در کار

چند خوناب دل از دیدہ بداماں کردن
بایدم زادرہ ہجر تو سامان کردن
خون پروانہ نہ بس ریختہ بر سر بزم
بیگنہ چند توان قصد اسیران کردن

شاپور نے کہا حضور صبر تو ضرور ہے اپنا چارہ کیا اختیار نہین اگر آپ اپنے ہوش گم کر دین گے یہ لڑائیاں جو
کد و کاوش سے قدمۂ فتاحی طلسم کون کریگا یہ کام بڑی ہوشیاری کے ہین ماشاء اللہ یہانتک کس لطف سے
آپ بڑھتے چلے آئے اسیطرح ہوش و حواس اپنے درست کیجیے قتل ساحران پر کمر چست کیجیے جب فتح
ہو جائیگی مال طلسمی نکالین گے کوکب کو ضرورت پڑیگی کہ آپ سے میل کرے ہمارے والد مدار خواجہ
عمرو بھی ضرور تشریف لائینگے بے انکے تشریف لائے انجام جنگ نہ ہوگا وہ کوکب کو بھی سمجھا دینگے

یہ باتین کرتے ہوئے داخل قلعہ ہوئے قصر شاہی مین آئے تخت بچھا تھا امرا و زرا نے عرض کی حضور تخت پر
قدم رنجہ فرمائین ایرج نوجوان نے کہا یہ ہمارا دستور نہین جو وارث سلطنت ہو اُسکو لا و وزیرون نے
کہا حضور یہان کوئی دعویدار سلطنت نہین ہی ورا گمیدان رسالدار حاضر ہین ایرج نے کہا تخت غاشیہ
ڈالدو جب دعویدار دستیاب ہوگا اسکو تخت نشین کرینگے تخت پر غاشیہ پڑگیا ذنگل ہائے زرین آکر پیچھے تمام
سردار آکر بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ ایرج کے کان مین کراہنے کی آواز آئی کوئی دردرسیدہ آفت تھا
مارا ابتلائے بلا بصد بیقراری تڑپ تڑپ کے یہ اشعار پڑھ رہا ہی نظم

ہمچو مرغان چمن نالہ پریشان کردم
برگرفتم دل امید ز بیگانہ و خویش
سیرگاہ نظر از دیدہ گلستان کردم
جذبہ عشق رساندی بہ سرم محمل دوست
نرخ این جنس بہ بازار خود ارزان کردم

جیب دل چاک زدم بسکہ ز سودای جہان
مشکلات دل خود را ہمہ آسان کردم
کاوش داغ کہن بسکہ بہ ناخن کردم
من بیصبری خود رو بہ بیابان کردم

شب بیاد تو گل اشک بدامان کردم
دست قدرت ہمگی صرف گریبان کردم
خون دل بسکہ بہ رخسار نگہ افشاندم
پنجہ دست چو سرپنجہ مرجان کردم
جان گرانمایہ متاع است ولیکن مخفی

ایرج نے جو یہ صدائے دردناک سنی کلیجہ تھام لیا گھبرا کر فرمایا یارو یہ کس دردرسیدہ
کی آواز ہے کیا صدا مین سوز وگداز ہی وزرا نے عرض کی غلامون کو مفصل حال نہین معلوم ہی نرگس جادو
کے مزاج مین ظلم بہت تھا اکثر تاجر راہگیر بے خطا گرفتار کیے انکو قید کر دیا پھر برسون خبر نہ لی اکثر تڑپ تڑپ کے
مر گئے انھین مین سے کوئی جوان مرد یا عورت غربت زدہ مصیبت کا مارا رہ رہا ہوگا ایرج نے
کہا اسکو کھولو ایک وزیر نے کنجی لا کر دی جتنے عرصے مین کلید آئی اُتنے ہی عرصے مین وہ صدائین دردناک
بصد سوز وگداز آئین کہ شہزادہ ایرج نوجوان کی آنکھون سے آنسو جاری کلید لے کر بہ تعجیل قفل کھولا اندر
آ کے دیکھا ایک تخت ٹوٹا ہوا اُسپر وہی حریق آتش اشتیاق و غریق لجہ فراق اسیر طرہ گیسو و ذبیح خنجر فراق
گرفتار محبس رنج و مصیبت آوارہ و سرگشتہ صحرائے محنت و آفت مورد صد رنج و محن ملکہ
بران شمشیر زن کہ ماران سیاہ جسم مین لپٹے ہوئے آنکھون مین حلقے چہرہ زرد لب پر آہ سرد
کراہنے مین درد سرنگون آنکھون سے آنسو جاری کبھی سر ٹکراتی ہے کبھی تنہائی سے گھبراتی ہے یہ
حال پر ملال دیکھ کر قریب تھا کہ طائر روح قفس جسم خاکی سے پرواز کرے ہائے جان جہان و آرام دل
مشتاقان کہہ کر شہزادے نے قصد کیا جا کے لپٹ جاوے ملکہ بران نے سر اُٹھا کر فرمایا اے شہریار خبردار کہ ایک
میرے قریب آنیکا ارادہ نہ کیجیے گا آپکی بیتابی میرے لیے خرابی ہو روح قالب سے نکل جائیگی آپ دور ہی سے نزدیک

نہ آئین قاعدے کے خلاف ہے اول لوح طلسمی میرے پاس بھیجدیجئے مین جسم سے مس کرون قید ٹوٹے ورنہ
روح قالب سے نکل جائیگی اسطرح سمجھا کر کہا ایرج نے لوح کو گلے سے اُتار معشوق پر نہ جفا دیکھی تاب نہ
جی بچا ہتا ہو سرکار گرانس کے قدمون پر ڈالدون بعد مدت مدید اس حال پرملال مین دیکھا اس پردہ
ناز و نعم نے میرے واسطے کیا کیا مصیبت اُٹھائی لوح طلسمی گلے سے اُتاری نہ کسی سے پوچھا نہ صلاح لی دل کیا
ہے جان بھی نثار کرو ایرج نوجوان نے جیسے ہی لوح گلے سے اُتاری چاہا پھینکون پر ان نے کہا رومال مین
لپیٹ کے پھینکئے اسکا عکس مجھ پر نہ پڑے ایرج نے بموجب فرمانے ملکہ بران کے لوح کو رومال مین لپیٹا اتنے
عرصے مین شاپور پہونچا دیکھا ایرج لوح پھینکا چاہتے ہین شاپور نے کہا اے شہریار آپ کیا کرتے ہین لوح
مجھے دیجئے سمجھ تو لیجیے لوح خبر دے گی ایرج نے خیال بھی نہ کیا کہ شاپور کیا بکتا ہے رومال مین لوح کو لپیٹ کر
پھینکدیا شاپور نے تو اپنا مُنھ پیٹ لیا کہا ہائے آقا بڑا غضب کیا لوح جو تخت پر گری شاپور نے دیکھا ملکہ
بران نقلی نے اٹھا کر لوح کو جھولی مین رکھا پکار کر آواز دی باش اے طلسم کشا منم ملکہ غزلیق جادو دیکھ لوح لیکر
لیتے ہین ہزارون ہمارے عزیزون کو قتل کیا اب ہمارے پنجۂ بدعت سے کیونکر بچے گا شاپور سے آنکھ ملا کر کہا
بھلا او مکار غدار تو نے تو بہت منع کیا مگر ہمارا فقرہ خالی جاتا ہے ایرج تلوار کھینچکر جھپٹے غزلیق جادو نے اشارہ
کیا تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی شاپور نے چاہا جست کر کے نکل جاؤن غزلیق نے چند قطرے پانی
کے پھینکے شاپور بھی گرا اُٹھتے اُٹھتے باران سحر برسانے لگی جسپر قطرہ پڑا بیہوش ہو کے گرا ملک اخضر
و مروارید اُٹھے تھے کہ لڑین لیکن مکان سحر بند جو قصد کیا اُلٹا ہوا غزلیق جادو کے رفقا جابجا گوشون مین
موجود تھے نکل کر سحر کرنے لگے کسی نے برق چمکائی کسی نے دو تھپڑ مار دیا زمین ہلی جابجا غار پیدا ہوئے
ہزار ہا بندگان خدا اُن غارون مین گرے زمین بند ہو گئی ہرچند ہمراہیان ایرج نے کد و کاوش
کی نکل نہ سکے تھوڑے عرصے مین سب کو گرفتار کر لیا سردارون کو آواز دی ایرج و شاپور و ملک
اخضر و مروارید کو مسلسل کر کے الگ کر لیا عام کے واسطے ایک رسن کو حکم دیا سبکو گرفتار کر کے قیدخانے
مین بھیجا لوح اپنے قبضے مین کی اُسی وقت ایک عرضی اپنے ہاتھ سے لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ
کوکب روشن ضمیر آپ کی اقبال سے مین قلعہ بیابان پر پہونچی سرحد طلسم نرگس کو فتح نہ ہونے دیا ایکی
قلعہ پر روک لیا سبکو گرفتار کیا لوح قبضے مین آئی اب جسطرح ارشاد ہو اس طرح سے کر حاضر ہون سہان
کوکب مقدمہ ایرج سے مطمئن تھا کہ جبتک حیران جادو نہ مارا جائیگا ہوش نہ آئیگا اول اسکو خبر گذری کہ ایرج

کے والد نامدار قاسم عالیوقار لڑتے بھڑتے آگئے شہر پر قبضہ کیا دوسرے دن جہانگیر کی خبر آئی تیسرے
دن علمشاہ کی کیفیت سُنی یہ بھی وقائع گذرے یہ تینون شیرون نے ایک وقت مین تینون قلعہ فتح کر لئے
یہ سنکر کوکب کو سناٹا آگیا ایک مقدمہ اور واضح رہے ناظرین والا مقام رہے کہ معمار قدرت جس دن سے
جہاندار شاہ مارا گیا یہ اُسدن سے کوکب ہی کے ہمراہ رہتا تھا اب جب کوکب چلا آیا معمار بھی ساتھ آیا
پہلو مین بیٹھا ہی کہتا جاتا ہی اے شہنشاہ مین جاؤن علمشاہ و جہانگیر و قاسم کا سر کاٹ لاؤن یا زندہ
گرفتار کر دن کوکب نے ابھی کچھ حکم ندیا تھا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا ایک جادوگر ہاتھ مین نامہ لئے
ہوئے مبارک مبارک کہتا ہوا آتا ہی زمین پر اُتر کر پایہ تخت کو بوسہ دیا نامہ غرلق جادو پیش کیا کوکب
نے نامہ ہاتھ مین معمار کے دیا کوکب معمار کی بہت تعریف کرتا ہی ہر مقدمہ مین دلدہی کرتا ہی کہ اسکو یہ معلوم
ہو کہ ہمارا آقا سر پر نہین ہی دل شکنی ہونے پائے معمار نے بآواز بلند نامہ پڑھا سب سے زیادہ معمار
خوش ہوتا ہی کہا حضور دیکھیے مسلمانون نے سرکشی کی خوب سزا پائی مین جاؤن جا کر سب کو قتل کر دون
کوکب نے کہا مین پری ہی نہین بلواتا ہون معمار بہت تڑپا کہا حضور مجھ روانہ کیجیے یہان تو یہ رنگ ہی معمار کو
کوکب نے تو رو کا ایک نامہ غرلق کو لکھا کہ قاسم و علمشاہ و جہانگیر کو بھی گرفتار کر کے لیتی آؤ اسی ساحر
کو یہ نامہ دیدیا معمار سے کہا غرلق جادو بڑی زبردست ساحرہ ہی وہ سب طرح کا انتظام کر سکتی ہی تمھاری
کسی کی احتیاج نہین ہی غرلق اپنے مقام پر بیٹھی ہی کہ نامہ کوکب آیا غرلق کے ہوش اڑ گئے غرلق دریائے
حیرت ہوئی دل سے کہتی تھی مسلمانون نے کچھ جان کا خوف نہ کیا تین قلعہ فتح کر لیے اسی وقت افسرون
کو بلایا کہا جلدی فوج تیار ہوئین قلعے قبضے سے شہنشاہ کے نکل گئے افسر اس کے کرین باندھکر تیار ہوے
غرلق اپنی ہوش مین کا ہیکو ہی اُسی وقت سوار ہوئی طرف علمشاہ کے چلی علمشاہ انتظار مین بیٹھے ہین
سمک یلطاقی عیار انتظام مین مصروف ہی پہلے خبر لی کہ ایرج طلسم شکست کرتا ہوا جاتا ہی اب ہرکارے
روتے ہوے آتے کہا استاد بڑا غضب ہوا طلسم کشا گرفتار ہو گئے دوسرے ہرکارے نے آکر خبر دی
غرلق جادو آپکے مقابلے کو آتی ہے ایرج کی قید تھی اسی کے ہمراہ ہی علمشاہ کب مانتے ہین غصے مین اُٹھ
تیغہ کپتان فرنگی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا اپنے مقام سے اُٹھ سردار اُنکے آلا گرد فرنگی والا گہر د فرنگی
وغیرہ عرض کرنے لگے ہم آپکو نہ جانے دینگے علمشاہ نے کہا اے برادران تاج و تخت کیسا ہمارے
کلیجے پر چھری پھر گئی نور نظر پارہ جگر قید ہوا سنا تم نے کس جوش و خروش سے پہونچا بڑے بڑے ساحرونکو مارا

گر سے لاچار ہوا یہ کہکر چلے سمک نے ہر چند کہا اے آقاے نامدار آپ تو جہاندیدہ و کارآزمودہ ہین آپ سے
نہ بنیگی چند ساعت توقف فرمایئے مین ابھی اسکی مشکین باندھ لاؤنگا علمشاہ نے نہ مانا وہان قاسم و جہانگیر
نے بھی یہ خبر سُنی کہ ایرج قید ہوے علمشاہ پر ساحر چڑھ گئے یہ بھی دونون شیر پشت ہاے مرکب پر
سوار ہوکر قلعہ سے نکلے کہ ایک طرف سے گرد عظیم اُڑی سمک واسطے خبر کے چلا ساحرون نے آکر عرض
کی آپ کے بھائی صاحب شاہزادہ جہانگیر اور آپکے نور نظر قاسم خبر سُنکر آگئے علمشاہ نے زانون پر ہاتھ
مارا کہ تقدیر مین اور داغ لکھا تھا ہنوز یہ کلام تمام ہونے پایا تھا کہ سامنے سے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا کہ آگے
جہانگیر والا تدبیر ایک طرف قاسم والا حشم پشت پر فوجین جیسے ہی غرلیق نے آمد فوج جہانگیر و قاسم
دیکھی وہ تین گولے اول سمت فوج علمشاہ پھینکے پھر لشکر جہانگیر و قاسم پر نگاہ ڈالی ابر سیاہ برسا کیا
کوئی اس ابر کو روک نہین سکتا چہار جانب سے صداے ہا ہو بلند ہوئی ساحر بخوف ہوکے جا پڑے
جو بیہوش ہوا اسیر سحر کرکے اڑا بے پر ڈال لیا خود غرلیق جادو جوش مین دوڑی دوڑی پھرتی اپنی
ذات سے جہانگیر و قاسم اپنے اصلی مقام پر کھڑے لڑ رہے ہین جو ساحر سامنے آیا تیر مار دیا جو بھاگا دوڑکر
سائیسون نے اسکی گردن کی مشکین باندھکر قتل کیا ہزارہا بندگان خدا مارے گئے مگر یہ سردار جانباز
و سرفروش نشہ جرأت کا جوش قدم نہین ہٹاتے بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین عیارون نے قصد کیا کہ
ساحرون کو گرفتار کرلین ساحر دم نہین لینے دیتے آگ برسا دی پانی برسایا گرد اڑ رہی ہے آندھی سیاہ
اُٹھی سیکڑون بہادر ٹکرا کے مرے ملکہ غرلیق دوڑ دوڑکر سحر کرتی ہے اول علمشاہ پر سحر کیا انکے ہاتھ پانون
بیکار ہوے سردارون سے کہا انکو گرفتار کرلو ستم جو گرفتار ہوے آلا گرد و مالا گرد ٹوٹ پڑے دس
پانچ کو مارنے پاے تھے کہ جھونکے ہوا کے چلے گھوڑون نے بدلگامی کی ساحرون نے سحر کرکے ان سب کو
بیہوش کیا گرفتار ہوے ہر طرف سامان سحر غرلیق جادو بلاے روزگار شہزادہ جہانگیر و قاسم نوجوان
و علمشاہ عالیشان سب سرداران نامی کو جو ہاے سحر سے نابلد ایک سحر مین دو دو سو بیہوش ہوکے دوپہر کے
عرصے مین غرلیق نے سب کو گرفتار کرلیا کل قیدیان بلا کو اپنے ساتھ لیکر قلعہ بیابان پر آئی جہان ایرج
لوح لی تھی ان سب نوجوانون کو قریب درۂ کوہ کے اُتارا شب بھر مین سامان روانگی مہیا ہوا یعنی ایک
سحر بنایا اسیر قاسم و علمشاہ و شہزادہ جہانگیر و ایرج نوجوان و سرداران نامی دلاوران گرامی
کو ابر پر سوار کیا لوح اپنے پاس رکھی ایک ابر پر آپ سوار ہوئی اپنے ساتھ کی کنیزون کو سوار کرلیا نوبت نقارے

بجاتی ہوئی ابر سحر اُڑاتی ہوئی طرف قصر جمشیدی کے چلی ملکہ ناہید مرصع پوش زوجہ کوکب قلعہ
مرصع نگار مین بالاے قصر رفیع مسند آراستہ اُسپر ملکہ جلوہ فرما ہین وزیرزادی گلگونہ گلگون پوش
کرسی پر بیٹھی ہی گرد مصاحبان ہمدم با اخلاص واضح ناظرین ہو ہرچند کہ کوکب سے بگاڑ ہی زوجہ
کو ناگوار ہی کہ کوئی میرے شوہر کو بُرا نہ کہے اسوقت بھی یہی ذکر در پیش ہی کہ کوکب افراسیاب سے
مقابلے پر پڑے ہین طلسم کشا کے دوست صادق کہلاتے ہین مدت سے کچھ احوال نہ معلوم ہوا کہ کیا کیفیت
ہوئی کنیزون نے عرض کی کی حضور عجب طرح کی خبر وحشت اثر سُنی ہی کہ اسکو زبان پر نہین لا سکتے یہ مشہور
تھا کہ افراسیاب مارا گیا سلطنت شہنشاہ لاچین کو ملی مگر ابھی کچھ فساد ہو رہے ہین نہین معلوم
اب باعث مقابلہ و مجادلہ کیا ہی یہ بھی خبر مشہور ہوئی تھی کہ ہمارے شہنشاہ سے کچھ سو مزاجی ہوئی
کیسی سے دبتے نہین انکے بڑے مرتبے ہین اگر کوئی مقابلہ قاعدے سے کرے تو اسپر غالب آئے ملکہ
ناہید مرصع پوش فرماتی ہین کیون گلگونہ تاجرین جلیل جنکو ہم نے لاکھون روپیے دیکر ملک ملک
روانہ کیا صرف اس آرزو پر کہ ہماری بران کا دولھا پیدا کرو مگر صاحب حسب و نسب لئق صف شکن
تیغ زن جری بہادر اگر اس کے خلاف ہوگا تو ہم شادی نہ کرینگے گلگونہ نے کہا حضور شہنشاہ نے بران سے
اقرار نامہ لکھوا لیا ہی کہ عمر بھر شادی کا نام نہ لینا ملکہ ناہید نے کہا بیٹے کا انکو اختیار ہی بران کے مقدمے
مین انھین کیا دخل ہی ہم نے تصویرین منگائی ہین انکو نکلواؤ شاید کوئی شیر دلیر ہمکو پسند آئے فوراً
نسبت قرار دین اسمین کوئی دخل نہین دیکتا یہ ذکر تھا کہ آسمان سے ایک ابر سیاہ پیدا ہوا بہت بڑا
وسیع اسمین رعد کی گرج برق کی چمک اندر اُس کے ہزارہا ساحر نوبت نقارے بجتی ہوئی ملکہ ناہید نے فرمایا
اے گلگونہ دریافت تو کرو یہ ابر کیسا ہی خون بھی برستا معلوم ہوتا ہی شاید کہین لڑائی ہے گلگونہ نے
عرض کی مین ابھی دریافت کیے دیتی ہون یہ کہکر گلگونہ چلی بلند ہو کر غریق سے ملاقات کی کہا اے
غریق ملکہ عالم ارشاد فرماتی ہین کہ ان گنہگارون کو یہان ٹھہرا لو ہم بھی دیکھین کہ یہ کون لوگ ہین اگر ہمارے
شوہر کے دشمن ہین تو ہم انکو ضرور قتل کرینگے غریق جادو نے جھلا کر جواب دیا کہ ہم خلاف حکم
شہنشاہ نہین کرسکتے گلگونہ گلگون پوش نے سمجھایا کہا اے غریق جادو زن شوہر کا بگاڑ کیا تم
لوگ اسمین دخل نہ دو ملکہ کو بھی پہچانتا ہے کسے جانو نا انکو بھی اُسکے بگاڑ ہوگا زن و شوہر کے مقدمے مین کون دخل
دیکتا ہی غریق نے کہا ہرگز ہم قیدیون کو نہ ٹھہرائینگے ملکہ ناہید نے جو یہ سُنا کہ غریق جادو ہمارے کہنے سے

قیدیون کو ہمارے پاس نہین لاتی سحر کرکے ابر کو روک دیا غرلق نے ہرچند زور کیا کہ ابر کو نکال لیجاوُن ابر
نے جنبش نہ کی جب تو غرلق گھبرائی ایک عرضی اُسنے شہنشاہ کوکب روشنضمیر کو لکھی کہ اے شہنشاہ
آپکی زوجہ نے قیدیون کو روک لیا ہی کیا ارشاد ہوتا ہی اگر فرمایئے تو لڑ بھڑ کر چلی آؤن بڑے غضب کی
بات ہی کہ وہ سرکشی کرتی ہین ہم بخوف آپ کے جواب نہین دیسکتے اگر حکم قطعی تحریر فرمایئے تو ہم بےشک
لڑکے لے آوین کسکی مجال ہی جو ہمکو روکے آپ کے حکم کے منتظر ہین یہان کوکب روشنضمیر قصر جمشیدی مین
موجود ہی بڑے تردد مین ہر ان کے ساتھ جو کچھ کر گذرا اسکا خیال عمرو سے بگاڑ کا ملال معمار قدرت و
بلور باشوکت خدمت مین حاضر ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ مین در بند ایکوقت مین فتح ہوئے دیکھیے انجام کیا
ہوتا ہی اس خیال مین تھے کہ نامہ دار غرلق کا آکر پہونچا کوکب کو نامہ دیا حال سرکشی ملکہ ناہید ظاہر کردیا یہ بھی
بیان کیا کہ ملکہ عالم فرماتی ہین مین قیدیونکو دیکھ کر ابھی رخصت کردونگی کوکب معمار کی جانب متوجہ ہوا کہا
اے معمار تم پاس ملکہ کے جاؤ تکلفات کلام سے سمجھا دو کہ اسمین دخل دینا مناسب نہین ہی قیدیون کو تم
دیکھ کر کیا کرو گی معمار قدرت سو ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر چلا بعد جانے معمار کے بلور کو حکم دیا کہ تم بھی اپنے کو
پہونچاؤ اگر زبردستی قیدیون کے لینے کا ارادہ کرین مقابلہ کرنا مگر سمجھ لینا ہمارے حکم مین فرق نہ آئے ز
اور وہ بھی زوجہ خاص ہی اسکی ذلت سر بازار نہین چاہتے ہین بلور یہان سے چلا راہ مین جاکر معمار کو روکا کہا
ای معمار اسوقت کوکب نے غصے مین تمکو حکم دیا زن و شوہر کا مقدمہ ہے ہم ملازم قدیم ہین ہمارا ہی جا کر
سمجھانا بہتر ہوگا معمار کو یہ کلمہ ناگوار ہوا دل مین سوچا کہ اے معمار قدرت کیا بلور کا مرتبہ مجھسے زیادہ ہی
تمام امورات بیابان گلزیں میری راے پر موقوف تھے یہ صرف سپہ سالار ہی یہ سوچکر معمار نے چپکے چپکے سحر کیا
یعنی بلور کو ایک برج سحر بنا کر بند کردیا یہ واضح رہے کہ بلور غفلت مین تھا ورنہ بلور ایسا نہین ہے کہ سحر مین
معمار کے پھنس جاتا معمار نے چپکے چپکے سحر کیا بلور آگاہ نہونے پایا معمار تو عمارت بنانے مین کامل
واکمل ہی ایسے تکلف سے برج بنالیا بلور کو آگاہ نہونے دیا بہر نوع معمار نے بلور کو برج سحر مین بند کیا
اور آپ در دولت ملکہ ناہید پر آیا کہلا بھیجا کہ معمار در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہی ناہید
غصے مین بیٹھی ہین کہ معمار آکر پہونچا سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیکر عرض کی شہنشاہ نے ارشاد فرمایا ہی
قیدیون کے مقدمے مین دخل نہ دیجیے بڑی کوشش سے دستیاب ہوئے ہین ملکہ نے فرمایا کہ اے معمار تجھ کو
ایسی باتین مناسب نہین ہین تو جا کر کہدے اب مجھے بھی ضد ہوئی مین قیدیون کو ضرور دیکھونگی کیا ہم کو

اپنا دشمن جانتا ہی معمار بل کرتا ہوا چلا کہ جا کر اب آگ لگاؤن کوکب سے کہکر فوج لیکر آؤن زبردستی
اسکی سرحد سے گذر جائین ہرگز یہ قیدیون کو نہ دیکھنے پائین تیسری ڈیوڑھی معمار نے طے کی ہی کہ دیکھا ایک خواجہ سرا
شملہ سر پر اونچی کمر باندھے ہوے خوشرو خوش تقریر کھڑے ہوے ٹہل رہے ہین معمار کو غصے مین دیکھکر ہاتھ
پکڑ لیا کہا کیون اے سپہ سالار کیا باعث انتشار ہے اس فصاحت و بلاغت سے خواجہ سرا نے معمار
سے پوچھا معمار ہنستا ہوا خواجہ سرا صاحب سے باتین کرتا ہوا ڈیوڑھی سے نکلا پوچھا کیون معمار صاحب
ہم نے سنا ملکہ کو بڑا گھمنڈ ہی شوہر سے سرکشی کرتی ہین ذلیل ہونگی اگر کوکب نے حنا کے ساتھ شادی
کر لی انکو کیا باعث اعتراض ہے ناحق کا اغماض ہی اس طرح خواجہ سرا نے ملکہ ناہید کی برائیان کین
کہ معمار نے سب حال دل کا کہدیا یہ بھی کہا کہ حقیقت مین اب مین جا کر آگ لگاؤنگا انکو قیدیون کی دیکھنے
سے کیا کام ابھی کوکب دشمن اگر قلعہ مرصع حصار کو پھونک دیگا آج تک اس نے دخل
نہین دیا اب فساد عظیم ہوگا خواجہ سرا باتین کرتا ہوا معمار کے ساتھ ہو لیا کہتا ہی اے سپہ سالار جہاندار تما
تمنے بڑے بڑے کار نمایان کیے جس کے ساتھ ہوے اس کے ساتھ ہوے باتین کرتے کرتے ایک
گلوری نکالکر معمار کو کھلائی معمار کو بیہوش کیا واضح رہے ناظرین والا مقام ہو خواجہ سرا بنکر خواجہ عمرو
دردولت ملکہ ناہید پر آئے تھے اس فکر مین تھے کہ ایرج نوجوان وغیرہ کی رہائی کی فکر کرون اب دیکھا کہ فساد
برپا ہوا چاہتا ہی معمار جاکر آگ لگائیگا معمار کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا آپ بشکل معمار طرف
کوکب کے چلے سوچتے ہوے کہ ای عمرو کچھ کام کرنا چاہیے یہان ملکہ ناہید نے ابر سحر کو عنبر لق کے
روک دیا تھا فرمارہی تھین دیکھون کوکب کیا کرتا ہی یہ بھی واضح رہی کہ ملکہ ناہید نے ابھی قتل براق کی خبر
نہین پائی یہ تو صرف اپنی بات کے خیال مین فرمایا ہی کہ ہم قیدیون کو دیکھین گے یہ نہین معلوم کہ یہ قیدی
کون ہین اتنا ناگوار گذرا ہی کہ کوکب کا نوکر ہمارا حکم نمانے بڑے افسوس کی بات ہے اس غصے مین
کانپ رہی ہین کہ ملکہ مجلس جادو حیران و پریشان افتان و خیزان بھوکی پیاسی روتی ہوئی سامنے ملکہ
ناہید کے آکر پہونچی ناہید نے پوچھا مجلس خیر تو ہی یہ سنتے ہی مجلس چیخین مار کر رونے لگی کہا نانی اماں
آپ کیا حال پوچھتی ہین کوکب نے ہمکو لوٹ لیا ملکہ ناہید نے کہا بی بی صاف صاف کہو مجلس نے
زمین پر ایک ٹکر ماری کہا جرم لگا کر ملکہ براق کو کہتا ہی مین نے قتل کیا نشان نہین ملتا بمقدمہ شادی
یہ تاکید ہے کہ بیٹی کی شادی نہ کرون گا مین عقب مین ان سب کے آتی تھی آپ کی عنایت سے

قیدیون کو مین نے نکال لیا ایک مکان مین لا کر رکھا ہے کہ آپ کے حکم مین فرق نہ آئے یہ ذکر تھا اور ملکہ ناہید
واسطے بیران کے زار زار رو رہی ہین فرماتی ہین میری نور نظر کے ساتھ کیا سلوک کیا پندرہ برس کی میری
شفقت خاک مین ملائی چاند سے چہرے پر سہرہ نہ دیکھا اگر کوکب نے یہ کیا کہ میری کمائی کو مٹایا میرے
چاند کے ٹکڑے کو خاک مین ملایا مین بھی جا کر قیامتین برپا کرونگی اُنکی آنکھون کے سامنے بی حنا کا خون
بہاؤنگی اسی شفتل نے میرے گھر مین فساد ڈلوایا ورنہ یہ آفتین برپا نہ ہوتین ہان بیٹا مجلس ایک کام کرو
غزلق جادو کو قتل کرکے لوح چھین لو جو کچھ ہوگا ہم سمجھ لینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ اختر جمک کے
سامنے آئی کہا حضور مین نے غزلق کو مارا لوح طلسمی چھین لی اب جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ملکہ نے مجلس و اختر کو
کرسیون پر جگہ دی کہا قیدیون کو سامنے لاؤ تقضائے کار ایک مقدمہ کا تحریر کرنا واجب و لازم ہوا ایسے ایسے
مقامات پر مصنف کو انتہا کا ملال ہوتا ہے عدم تحریر چہار جلد کا خیال ہوتا ہے نہین معلوم اُن چہار جلد
مین یہ ذکر آیا یا نہین آیا سالہا سال کا جھگڑا تحریر ہوا یا نہین ہوا اب ناظرین لفظاً لفظاً ملاحظہ فرمائین
مصنف عرض کرتا ہے اوس دفتر سے ایک لفظ کو واسطہ نہین مصنف اول ہوشربا نے ان داستانون پر
توجہ نہ فرمائی حقیر پر تقصیر کو اس طور سے ترتیب کرنا منظور ہوا تحریر سے ان داستانون کی قلب کو سرور
ہوا جب ملکہ ناہید و کوکب سے فساد بڑھا زنگ محبت حنائے گلگون پوش پر جم گیا کوکب نے
یہ عہد شہرہ کیا کہ مین بیران کی شادی نہ کرونگا تب ملکہ ناہید نے اپنے مقام پر شکر کہا کیا مجال ہے
کوکب کی کہ ہماری بیٹی کے مقدمے مین دخل دے لیکن یہ چاہتی ہون کہ شوہر بیران کا صاحب
حسب و نسب حامل علم و ادب عقیل و فہیم صف شکن تیغ زن شہنشاہ اقلیم خوبی سرو نو خاستہ باغ محبوبی ہو
مین فوراً شادی کرونگی کسی سے تاجرین جلیل بلائے لاکھون روپیہ انکو گھر سے دیا حکم ہوا جا کر تجارت کرو
شاہان جلیل کی تصویرین ہمارے پاس بھیجو جسکی معرفت تصویر زوج بیران ملے گی دولت دنیا سے اسکو
نہال کر دینگے تاجر ملک بہ ملک پھرنے لگے ہر مقام سے تصویرین آئین جو تصویر پہونچی گلگونہ گلگون
پوش وزیرزادی نے عرض کی فلان سوداگر نے تصویر بھیجی ملکہ نے حکم دیا صندوق مین رکھو کسی جلسہ
مین ملاحظہ کرینگے حکم مناسب دینگے ایک تاجر جلیل موسوم بہ خورشید تاجر پھرتا ہوا اسی جستجو مین برسر کوہ
شقیق گلزار طلیمانی پہونچا یہ بھی اس سوداگر نے خبر پائی تھی کہ وہان لشکر تھا کہ جو خداوندزادہ
شہزادہ ملک باختر ہے اور لشکر دیگر تھا جہان ماہ زمان والی قاف بھی اسی مقام پر اُترے ہین

بڑے بڑے حسین و جمیل فہیم و عقیل صف شکن تیغ زن وہان جمع ہین چلکر وہان سے تصویرین لائیں یہان غارون مین کہان مارے مارے پھرتے ہین یہ سوچتا ہوا بہ سر کوہ عقیق پہونچا خورشید تاجر نے اپنے مقام پر خبر پائی کہ طبل جنگی بجا ہی لشکرون سے مقابلے پڑینگے مردان عالم کل میدان مین آکر لڑینگے ہر ایک خورد و کلان انیر تاجوان یہان ضرور آئیگا اس سوچ مین رات بسر کی جب ستارۂ سحری چمکا دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمے صفین آراستہ ہوئین تاجر مصورونکو ساتھ لیکر آگیا تب آکر ٹھہرا بوقت سحر شہزادہ ایرج نامور پشت کرہ بن اشقر پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا مقابلہ فولاد مین آیا ابھی مقابلہ ہونے نہ پایا تھا کہ تاجر نے مصورون سے کہا جلد اس جوان کی تصویر کھینچو نقاشان خوش خیال نے تصویر اسی طور سے کھینچی جسطرح سے گھوڑے پر سوار آتے تھے ناگاہ لشکر لقا سے ایک فیل مست چھوٹا گرد اس کے نیزہ دار پیدل سوار تدبیر سے روکتے ہوئے چلے آتے ہین جب سامنے ایرج کے فیل مست پہونچا سوارون نے آواز دی اے جوان ہٹ جا خداوند کے کارخانہ کا فیل مست ہوگیا ہے ایرج نوجوان نے جواب بھی نہ دیا جب وہ فیل قریب پہونچا یہ شیر زبردست کرد فرشتہ مرکب سے پھاند پڑا ہاتھی نے بھی سونڈا بڑھایا ایرج نے دونون ہاتھ دیدیے ہاتھی نے اپنے نزدیک دونون ہاتھ سونڈ مین لپیٹے جب لپٹنے سے فارغ ہوا ایرج نے اتنے عرصے مین سونڈ کو بقوت تمام تھامنا فیل نے اپنے جانب کھینچا ایرج نے نعرہ کرکے جھٹکا مارا مع نرخرے گردن ہاتھی کی گھسیٹ لی چرخ کھاکر ہاتھی گرا ایرج نوجوان نعرہ کرتا ہوا دریا سے خون مین نہایا ہوا لشکر لقا پر آمد جوش و خروش مین جا پڑا فولاد خشت زن گیندے کو اڑاتا ہوا قریب ایرج نوجوان پہونچا وہان تاجر نے نقاش سے آواز دی اے برادر ایک تصویر بمقدمۂ فیل کھینچ لے سر مو فرق نہ ہو مصور نے ایک تصویر اس طور سے کھینچی کہ ایرج نوجوان نے سر فیل کا کھینچ لیا مگر یہان فولاد خشت زن خشت ہاے آہنی جھولی مین بھرے ہوے وار کرتا ہوا چلا ایرج نے ان خشت ہاے آہنی کو تلوار سے قلم کیا آخر مین وہ خود مقابلے کو آگیا لاف و گزاف کرکے برس پڑا کبھی نیزہ مارا کبھی تلوار کا وار کیا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی بخوف وارا سکے روکتا ہے مصور کامل نے یہ تصویر بھی لفظاً لفظاً کھینچی یعنی بعد ہاتھی کے مار نیکے اتنے بڑے پہلوان سے مقابلہ ہوتا تو خوف جان سے خائف و ترسان ہوکر سوراخ مور ڈھونڈتا یہ شیر دلیر اسی تیور سے مصروف جنگ دریاے جرأت کا نہنگ سات طور سے مصور نے نقشہ کھینچا جب اس پہلوان نے فولاد

خشت زن کو بھی مارا جنگ مغلوبہ ہوئی اتنے بڑے کار ہائے نمایان کیے بھڑتے بھڑتے صفون کو برہم
و درہم کرتے ہوئے قریب تخت لقا پہونچے وہ تاجر جلیل پہاڑ پر چڑھ گیا مصور کو ساتھ لیا اس شوکت کا
نقشہ کھچوا رہا ہے جہان یہ تھم کر گھڑی دو گھڑی لڑے خون کے دریا جاری ہوئے دوچار افسر مارے
اسی طور سے تاجر نے تصویر کھچوائی ایرج نوجوان لڑتے بھڑتے تا بہ تخت لقا پہونچ گئے لقا
نے من چہ تقدیر کردم کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے دستانہ مارا تیغہ لقا کا بیٹ بڑا کمر مین لقا کی
ہاتھ ڈالدیا بڑی جیداری کر کے اُٹھایا کوہی ٹوٹ پڑے دو پہر کامل تلوار چلی آخر کو لقا شکست کھاکے
ہٹ گیا اس جنگ مین ایرج نے لقا کو دست حق پرست پر بلند کیا سب نے اس تماشہ کو دیکھا اس طرح
کے سات نقشے تاجر نے بعد جاہ و جلال پیش کیے تھے وہ صندوق مین رکھے ہین اسوقت یہ بھی ذکر
نکلا کہ مرقع نکلوائیے وہ مرقع کارگذاران شاہی نے پیش کیے ملکہ ملاحظہ فرما رہی ہین کہ ملازمان ملکہ
ناہید ایرج و جہانگیر و علمشاہ و قاسم کو لیکر آئے بیچ مین ایرج نوجوان ایک طرف قاسم ایک
سمت علمشاہ عالی شان ایک جانب جہانگیر والا تدبیر ملکہ ناہید نے سر اُٹھا کر جمال جہان آرائے
ایرج نوجوان کو دیکھا ملکہ ناہید آئینہ دار حیران شل سنبل پریشان سراپا کو شاہزادے کے دیکھکر دنگ
ہو گئین تاجر بھی خدمت مین حاضر ہے تمام کیفیت جرأت ایرج کی ظاہر کرتا جاتا ہے کہتا ہے کہ حضور ایسا
بہادر میری نگاہ سے نہین گذرا حسب و نسب مین نبیرہ صاحبقران جرأت مین برہمزن لشکر کافران
مان اس شیر کی ملکہ گیتی افروز دختر خداوند زمرد شاہ باختری یعنی نور چکیدہ خالص باپ خیر بتیہ رحم
خود صاحب شوکت و حشم ملکہ ناہید نے بھی سر اُٹھا کر دیکھا جمال ایرج نوجوان دیکھ کر عاشق ہو گئین آپنا
کلمہ منھ سے نکلا کیون صاحبزادے کو کیتے آپ کی کیا خطا کی یہ کلمہ سنکر ایرج کا دل غم و الم سے بھرا ہوا تھا
آنکھون سے دریا جاری ہوا آہ سرد دل پُر درد سے بھر کر جواب یاد شہنشاہ با انصاف اشعار مخفی -

آن راز کہ از روز ازل در دل ما بود	راز دل گنجینۂ اسرار خدا بود	از گل نہ اثر بود نہ از نالۂ بلبل
کین زمزمۂ عشق بہ بے باد صبا بود	زان پیش کہ فرہاد تسگاف سر خارا	از تیشۂ او در جگر کوہ صدا بود
آن روز کہ پر خون جگر شد دل مینا	این نشہ جہان در اثر ساز و نوا بود	روزی کہ بنائے حرم کعبہ نہادند
این گرمی ہنگامۂ تبخانہ کجا بود	آن روز کہ در پردہ بجز جلوہ گری بود	نظارگی جلوۂ او دیدۂ ما بود
میخانہ تہی گشت نشد گرم دماغم	گو نشہ آن بادہ کہ بے روی ریا بود	رندان کہ بمستی سر مینا بشکستند

این فتنہ ہمہ در سرِ ہر بیدلِ پیدا بود اجمع اے ملکۂ عالم ہم کس سے شکایت کرین گرفتار دام مصیبت مبتلائے قفس رنج و محنت اب آپ ہمارے قتل کا حکم دیجیے ہم اس کشاکش سے مہلت پائین بقول میر جلال اشعار

بے مہر تم نہین نہ سہی آسمان سہی
نازک ہمارا دل نہ سہی ناتوان سہی
حاضر ہون رہگیا ہو اگر کوئی امتحان
کچھ چلکے چکھے شکوہ آہ و فغان سہی
مین مر گیا ہون اور نہین تمکو اعتبار
احباب پر گران ہی جو مردہ گران سہی
لیتا ہی دلمین کوئی تو پوشیدہ چٹکیان
تم لاکھ اے جلال مری رازدان سہی

مین خود ہی اپنے حال پہ نامہربان سہی
کچھ ہو رہیگا داورِ محشر کے سامنے
کشتہ نہ مجکو جانئے مین نیمجان سہی
قاصد عوض پیام زبانی کے یار تک
اچھا اگر یقین نہ آیا گمان سہی
ہم تو سُنا رہے ہین مصیبت فراق کی
بیدرد تو نہین سہی دردنہان سہی

ممکن نہین کہ ہو متحمل عتاب کا
سُنتے نہین بیان مری چھادہان سہی
اے دل تجھی جو مانع آہ و فغان ہی ضبط
لیجا سکے جو اُنکی ہماری زبان سہی
دنیا سے تو اُٹھا مین سبکدوش لاکھ شکر
تم داستان سمجھ کے سنو داستان سہی
اسکو نہین تباہی کا جو لے گیا ہے دل

اس سوز و گداز سے یہ اشعار ایرج نوجوان نے رو رو کر پڑھے کہ ملکہ ناہید بیتاب ہو گئین تصویرین جو شوکت و شان سے دیکھین دل سے محبت پیدا ہوئی ان شیرون کو دیکھا رستم پیلتن علمشاہ نوجوان و جہانگیر بن صاحبقران و قاسم صف شکن پشت پر سرداران تہمتن زنجیرین ہلا رہے ہین بس بیتاب ہو کر گلگونہ وزیرزادی کو بلایا کہا سنو صاحب مین نے ایرج نوجوان کو بدامادی قبول کیا ایسے صاحبان حسب و نسب کہان ملین گے جنکی زور و طاقت کے جھنڈے گڑے ہوئے ہین دیو بند دیو کش صاحبان لیاقت و سخاوت و جرأت و شوکت انکے بندۂ درگاہ ہین صاحب عز و جاہ ہین باحتیاط الگ قصر مین ٹھہراؤ گلگونہ گلگون پوش نے دست بستہ عرض کی حضور جس دن سے یہ تصویر دلپذیر تاجران جلیل لے کر آئے تھے اُسیدن حضور نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا تھا کہ اس نسبت کو ہمنے بدل و جان قبول کیا امورات مالی و ملکی سے مہلت نہ ہوئی ورنہ فرمان لکھا گیا تھا کہ اس شیر کے بزرگون کو اطلاع دیجائے کہ بہ قوانین شاہان جسطرح نسبت کرتے ہین اُس طرح وہان سے تحریر رقعہ وغیرہ قرار دیجائے پھر اسکا انجام نہین ہوا ملکہ ناہید نے فرمایا ہمنے بدل و جان قبول کیا جو ہمنے کہا تھا وہی اب بھی کہتے ہین صاف ظاہر ہوا کہ کوکب سے مقابلہ پڑے گا ہم طلسم نرگس اس شیر کو دیکر برائے فتاحی طلسم روانہ کرینگے ہم بھی بدل و جان اعانت کرینگے اے وزیرزادی آج تک ہم نے بمقدمۂ حنائے گلگون پوش اس وجہ سے صبر کیا کہ صاحبان لیاقت

نہ کہین کہ زوجہ و شوہر سے بلا وجہ بگڑی اب شہنشاہ نے اسکا بدلہ یہ کیا کہ ہماری کلیجہ پر چھری پھیری اگر انھون نے بران کو مار ڈالا تو ہم بھی اپنی جان دینگے ملک و مال بھی تباہ کر آئینگے سب سردار قصر عالی مین جا چکے ہین ایرج نوجوان سامنے ملکہ ناہید کے بیٹھ گئے تھے یہ کلمات جرأت آیات جو زبان سے ملکہ ناہید کے نکلے ایرج نے جواب دیا اے مادر مہربان آپ تکلیف نفرمایئن فقط اپنے غلام کو حکم دین انشاءاللہ اگر قصر جمشیدی نہ الٹ دیا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا غریق جادو دھوکے سے مجھ کو پکڑ لائی دریاے ابلق وغیرہ فتح کرتا ہوا تا بہ قلعہ نرگس پہونچا کوہان فیل سر وغیرہ میرے ہی ہاتھ سے مارے گئے لوح تو بعد جستجوی بسیار دستیاب ہوئی ہے ایرج یہ کہتے جاتے ہین اور یاد مین بران کی رنگ رو متغیر ہا تھر یا لرزن مین رعشہ کلام زبان سے نہین نکلتا اسوقت زبان پر ملکہ ناہید کے کلمات حسرت آیات ایرج نوجوان ہر سمت شور گریہ وزاری بلند ہے ہر کس و ناکس دردمند ہے ہر ایک یہی کہتا ہے کہ صاحبو ایسے عاشقان صادق صاحبان جرات و شوکت نگاہ سے نہین گذری حقیقت مین جو ارادہ کر کے چلے اسکو پورا کیا کنیزون نے عرض کی حضور وہ شیر دلیر فرزند صاحبقران فتاح طلسم نور افشان بھی اپنی فرزندی مدد کو آئے ہین یعنی جہانگیر ذوالاتدبیر کے والد نامدار انکے جد عالی تبار مگر شوکت جہانگیر تو اہالیان طلسم نور افشان دیکھ چکے ہین کہ نام سے جہانگیر کے کوکب بھاگے بھاگے پھرتے تھے اگر صاحبقران نہ آتے چند روز مین اختتام طلسم نور افشان تھا صاحبقران آکر بجرأت زیر کر کے لیگئے کوئی دم نہ مار سکا وہی اب بھی ساتھ ہین ایرج نے سر جھکا کر کہا حضور مین مدد پروردگار کی چاہتا ہون میری بزرگ ہین تکلیف فرمائین انکی خوشی مین سواے خدا کے کسی سے طالب مدد نہونگا ملکہ نے کہا اچھا آپ اپنے بزرگون کے ہمراہ تشریف رکھیے ہم نے درویشان طلسم کو طلب کیا ہے ان سے صلاح کر لین اسکی بعد لشکر کشی کو خواہ مخواہ آپ سے کہا جائیگا کہ بسم اللہ فتاحی طلسم مین مصروف ہو جیے یہ بخوبی ظاہر ہو گیا کہ اس مقدمے مین صلاح نہوگی وزیرزادی نے باحتیاط تمام ان شاہزادگان والا مقام کو قصر عالی مین ٹھہرایا ملکہ نے درویشان طلسم کو طلب کیا جب وے ویش آئے ملکہ نے تمام کیفیت اور کوکب کی بدعت سامنے ان بزرگون کے بیان کی درویشان طلسم کو بہت ناگوار ہوا ملکہ ناہید سے کہا بی بی تم نہ گھبراؤ ہم دعا کرنے کو موجود ہین معبود کے دروازے کے گئے ہین ضرور وہ ہماری دعا قبول کرے گا اور یہ بھی دعا کو عرض کرتے ہین کہ یہ شیر دلیر نبیرہ صاحبقران روح روان قاسم عالیشان جس امر کا قصد کریگا طرف سے مالک

حقیقی کے ضرور مدد ہوگی پھر ایکطرح کی بلا دور ہوگی وردلیشان طلسم نے ملکہ کو بہت تسکین دی اور یہ بھی کہدیا کہ
ملکہ بران شمشیر زن اس شیر کی پہلونشین ہوگی یہ نسبت بہ مشیت پروردگار قرار پائی دربار مین ملکہ ناہید
کے یہ صلاحین ہورہی ہین دو کلمہ داستان عیاری خواجہ عمرو تحریر کرنا واجب ولازم ہے ذکر کیا تھا کہ
معمار قدرت کو خواجہ نے گرفتار کرلیا تھا بشکل معمار دربار کوکب نامدار مین آئے کوکب سے کہا ای
شہنشاہ مین نے ہرچند سمجھایا ملکہ ناہید نہین مانتی اور ایک نکتہ ہے اسکو عرض نہین کرسکتا کوکب نے
گھبرا کر کہا ای معمار وہ کیا بات ہے عمرو نے چبا کر بات کو ہیر پھیر کے اسطرح بیان کیا کہ جسکی مراد یہ ثابت ہوتی
تھی کہ ملکہ ناہید علمشاہ پر عاشق ہوئین یہ جملہ جو کوکب کے ذہن مین آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا غصے مین تھرایا کہا ای
معمار ابتک تو مین نے بران کو قید رکھا تھا اب مین قتل کردا ونگا معمار نقلی نے کہا حضور یہی مناسب ہے
نبیرۂ حمزہ کو ناز ہے کہ ہم یہانتک لڑتے بھڑتے آئے سرحد طلسم نرگس کو طے کرلیا اسیطرح تا بہ طلسم
نور افشان پہونچین گے جہانگیر بھی آگئے ہین باپ انکے شہزادہ خاور سیاہ بھی آئے یقین ہے لشکر اسلام سے
تار بندھ جائے صاحبقران زمان بھی تشریف لائین یہ لڑائی اب بہت سخت ہوگی یہ ذکر تھا کہ ملازمان غرلق
روتے پیٹتے آئے کہا ای شہنشاہ غرلق جادو کو مار ڈالا لوح لے لی مجلس و اختر سب وہین موجود ہین ملکہ
ناہید کی شراکت پر آمادہ ہوے آیرج کہتا ہے مین طلسم فتح کرونگا جہانگیر کہتے ہین ایک دن مین
اپنے کو تا بہ گل حیات کوکب پہونچاؤنگا پھر لوح طلسمی حاصل کرونگا یہ حالات سنکر کوکب قہر و غضب
مین اپنے مقام سے اٹھا یہ تو تحریر ہوچکا کہ سب خیرخواہون نے کوکب کا ساتھ چھوڑ دیا یہ مقدمہ ترک مذہب
سب کو ناگوار ہے یہ جو کوکب نے کیا کہ خود پرستی کرنے لگا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ایسے بادشاہ مغرور کا
ہونا بہتر نہین ہے ایسا غرور ہوا اپنے کو سجدہ کرتا ہے اس غصے مین کوکب اٹھا کسی نے نہ روکا کوکب
یہ کہتا ہوا چلا کہ اے معمار مین ابھی جا کر بران کو قتل کرتا ہون جسکو جس مقام پر پاؤنگا مار ڈالونگا
مین اب انکے جماؤ کو بڑھنے نہ دونگا معمار کا ہاتھ تھام لیا معمار نقلی اور آتش افروزی کر رہا ہے دمبدم
عرض کرتا ہے حضور کو سب طرح کا اختیار ہے آپ سے کون مقابلہ کرسکتا ہے وہ زمانہ اور تھا کہ جہانگیر
نے طلسم کشائی کی اب کیا مجال ہے کہ قدم بڑھا سکین ہم انکے بھی لشکر کی کوچین کاٹ ڈالینگے تا بہ طلسم
نور افشان نجانے دینگے معمار نقلی کوکب کو بھڑکاتا ہوا خلاف راے بتلاتا ہوا ایک جانب لیچلا راہ
مین دلدہی کرکے پوچھا کیون شہنشاہ بران کو آپنے قتل کیا یا زندہ رکھا کوکب نے کہا اے زینت پہلوای سردار

خونخو جہروز افراسیاب قتل ہوا اور یہ جوان بنبیرۂ صاحبقران لڑتا ہوا آیا یہ کمبخت بھی مہینون سے بیمار تھی
میرے سامنے اس نے ایرج کی مدد کی ای یار وفادار دلکو میرے تاب نہ باقی رہی مین نے سحر کرکے بران کو
باغ بہارین مین پھینک دیا اگر اصل یہی ہے کہ مین نے ابھی تک قتل نہین کیا یہ ضرور خیال تھا کہ یہ لڑتا بھرتا
آئیگا اُسوقت مین سمجھا جائیگا یہ خیال نہ تھا کہ اغوائے در انداز ان سے ناہید بھی شریک ہوجائیگی
مجھکو اسکا خوف نہین ہے ایک سحر مین زمین و آسمان کے طبقے ہلا دونگا بڑا اسب کو بھروسہ عمرو کا
ہے اسکا جی چھڑا دونگا یہ بھی سب صاحب یاد رکھین کہ عمرو کی قضا میرے ہاتھ ہے جسدن قصد کرونگا
لشکر مین حمزہ کے گھس جاؤنگا گردن پکڑ کے ساربان زادے کو لے آؤنگا دیکھون تو کون روکتا ہی اسیوجہ
سے حمزہ نے دخل نہین دیا حمزہ مرد جہاندیدہ و کار آزمودہ سمجھ گیا کہ کوکب سے جان بری دشوار ہے
سحر اسکا بلاے روزگار ہی اسوجہ سے انھون نے کہدیا کہ مین ایرج و عمرو کا شریک نہین ہون کیونکر
ہوسکتا ہی کہ عمرو قتل ہوا اور حمزہ کو صدمہ نہ پہونچے معمار نقلی بجا و درست کہتا ہوا ساتھ ساتھ چلا آتا ہی
کبھی عرض کرتا ہی ای شہنشاہ آپ سے کون مقابلہ کرسکتا ہے آپنے عمرو کو آبرو دی ہر مقام پر شرکت کی تین روپیہ
کا پیادہ مارا مارا پھرتا تھا آپنے سر چڑھاکر آبرو عطا کی افراسیاب سے لڑوایا آپکے سبب سے اس نے نام پایا عیار
مکار تھا آپنے بادشاہ جلیل بنا دیا جب افراسیاب نے اسکو گرفتار کرلیا آپ نے فوراً مدد کی لڑ بھڑ کے چھڑا لائے
کوکب کہتا ہی ای معمار مین نے بڑا غضب کیا افراسیاب ایسے سردار کو قتل کرایا کیا پھل پایا اب
الٹی بغاوت ہوئی کوکب کہتا ہی میرا کوئی کیا کرسکتا ہی معمار کوکب باتین کرتے ہوے ایک صحراے
سبزہ زار مین پہونچے دور سے دیکھا دروازہ باغ کا بند ہی قفل ہمین آراستہ کوکب نے کہا اے معمار
اسی باغ کا باغ بہارین نام ہی قیدخانۂ بزرگان خوش انجام ہے آسمین کا قیدی کبھی رہا نہین ہوا
اب مین چاہتا ہون قتل کر ڈالون کہ قصہ پاک ہوجائے معمار نے آستینین چڑھائین تیغہ کھینچ لیا
کوکب سے کہا بس حضور آپ تو اپنے سلک کے بادشاہ ہین جو مزاج مین آئے وہ کیجیے ایک چھوکری کے واسطے
بدنامی نہ لیجیے سر کاٹ کے انکا دربار مین بی ناہید کے روانہ کردیا جائے ہوش اڑ جائینگے یقین ہے
بے لڑے بھڑے اصلاح کے پیام ہونگے اپنی زوجہ کی خطا معاف کردیجیے گا ایرج وغیرہ بیچارے کیا ہین
صاحبقران بھی آپ سے نہ لڑسکین گے تبلائیے حضور مین جاکر بران کو قتل کرون آپ ادھر کنارے
رہیے شاید بوجہ مہر پدری ہاتھ نہ اٹھے اسوقت کوکب نے ہاتھ سے ایک انگوٹھی اتار کر معمار نقلی کو دی

کہا ای معمار حقیقت مین میرا ہاتھ نہ اٹھیگا اس انگوٹھی کا جب عکس ڈالوگے تب ہوش مین آئیگی تمام رگ و ریشہ مین اسکا سحر سخت سے معمور کردیا ہے لاکھ فریاد کرے نہ ماننا سر کاٹ لینا معمار نقلی انگوٹھی ہاتھ مین لیکر چلا کوکب روشنضمیر ایک نخل کے سایے مین سر جھکائے کھڑا ہے معمار قدرت نقلی قریب در باغ پہونچا عکس انگشتری کا ڈالا قفل ٹوٹکر گرا دروازہ کھلا عمرو گھبرایا ہوا اندر آیا دل مین کہتا ہی جان اپنی جاے پاپوش سی لیکن ملکہ بران شمشیرزن کو رہا کرین یہ بھی ذکر رہجائیگا کہ کوکب کی بیٹی کی عمرو نے جان بچائی اگر خدانخواستہ یہ قتل ہوجائے تو باغ بہار ابراہیمی مین خزان آئے خدانخواستہ جب ایرج نے جان دی تو قاسم و علمشاہ کب زندہ رہین گے صاحبقران زمان کو بھی ملال ہوگا اپنے فرزندون کا خیال ہوگا یہ سوچتا ہوا عمرو بن امیہ ضمری قریب بارہ دری کے پہونچا کراہنے کی آواز آئی آہ آہ کی صدا تھی جس سے دل کانپا کلیجہ منھ کو آیا قلب تھرایا کوئی دردرسیدہ کہتا ہے اسے فلک کجرفتار واے گردون غدار ہمارے ساتھ یہ بے مہری کہان تک گردش دکھائیگا باغ عالم سے تتلی ہوی گل برباد ہوے آرام بنایا فلک نے کیا ظلم دکھایا نہین معلوم اس سوختۂ آتش دوری و افروختۂ شعلۂ مہجوری پہ کیا گذری افسوس ہماری خبر نہ لی انکی وفاداری سے یہ امید نہ تھی نظم

رلائیگا تو نہین گر خون ہمین غم یار جانی کا
مری آنکھو نہین ساقی نشہ ہر کوثر کے پانی کا
شباب عمر مین بیدم کیا اس تیغ ابرو نے
کہ عالم سادی بار لیٹے پہ ہے کامرانی کا
غنیمت جان اس خورشید طلعت کا وصال اکدن
ہم ناتوان ہین یار نزاکت پسند ہے
گردش ذرا تھمی ہی جو آج آپنے بخت کی
گھٹتی ہی کھینچنے سے یہ طرفہ کمند ہے
پھرتا ہی دلمین مضطربانہ ادھر ادھر
دیکھین تری نگاہ کی کیسی سپند ہے
جلوہ دکھا رہی ہی وہ کچھ تیری آرزو

نہ گا آسمان شیشہ شراب ارغوانی کا
ہنسے دیتا ہی ہر زخم بدن میرا جدای قاتل
فلک سے خوب پھل ہمکو ملا باغ جوانی کا
جہاز زندگانی ایکدم مین تا عدم پہونچا
بھروسہ کیا ہی اے دل آسمان کی مہربانی کا
مایوس ہر طرف سے دل دردمند ہے
مضطر ہے آسمان کہ مرا کام بند ہے
پوچھی امید بستہ سے فرقت کی شب دعا
خود درد عشق میر یطرح دردمند ہے
کثرت تھی اہل دید کی محشر مین قبل حشر
سر جان سے نثار دل مستمند ہے

لہو نظرو نہین ہی ساغر شراب ارغوانی کا
ستمگر دلی مین ہی دستہ کیا قبای زعفرانی کا
سنہری رنگ کیا چولی سی اسکا پھوٹ نکلا ہی
مقرر ہو نہین تو قاتل آب خنجر کی روانی کا
وحشت گھر کیونکر ہو رسم آمد و شد راہ بند ہے
دو بھر مجھے بھی یار کو بھی ناپسند ہے
ہوتا ہی آہ کرنے سے کم رشتۂ حیات
باب قبول آج کھلا ہے کہ بند ہے
شیشے سے دل گر آئینہ گھر سے نکل گیا
ہم نے سنا ابھی سے دہان راہ بند ہے
ٹوٹتے ہین کوئی یار مین دلپر لگے نہ تیر

ہم کو یہان ہوا سے بھی خوف و گزند ہے | نالہ مرا غبار ہے صحرائے عشق کا | جتنا ملا ہے خاک مین اتنا بلند ہے

کیسا یہ وصل یار کا مرہم تھا ای **جلال** | پہلے سی داغ حسرت درمان دو چند ہے | دیکھین پھر بھی زندگی مین اس تیر

بیشہ جرأت نہنگ دریائے ہمت کا دیدار نصیب ہوا یا اسی خیال مین پردۂ دنیا سے جائین یار فراق سر پر اٹھائین
یہ تو یقین کامل ہے کہ انکو ہمارا خیال ضرور ہو جس زمانے مین ہاتھ سے **عشاق سبزہ رنگ** کے کشتہ سحر ہوئی
کیفیت اپنے عاشق صادق کی سنکر روئے ضبط جو کیا علیل ہو گئے جب وہ بیچارا آگیا تب صحت پائی اے
شہریار اب کنیز کا خیال نہ فرمائیے گا ضبط کرنا واجب و لازم ہے کنیز ملک عدم کی عازم ہے **نظم**

مرہم زخم محبت غیر آہ و نالہ نیست | ای دریغا نالہ تار مرا دنبالہ نیست | سوختم پروانہ دار از آتش عشقت ہنوز

از تپ گرم محبت بر بہم تبخالہ نیست | یہ صدائے دردناک مصیبت خیز عبرت انگیز جو خواجہ نے سُنی دل بے قرار

ہو گیا کلیجہ تھام لیا انگوٹھی چمکاتے ہوئے اندر بارہ دری کے آئے دیکھا ایک کٹہرا آہنی اسکے اندر ایک سوختہ
بخت مسلسل و مطوق ماران سیاہ جسم پر لپٹے ہوئے تمام جسم مین صدہا آبلے جب آہ کرتی ہے زمین تھرا جاتی
ہے قریب تھا کہ **عمرو** کا کلیجہ پھٹ جائے روئے زیبا کو دیکھ کر نہ پہچان سکا ایک چیخ مار کے آواز دی اے
سرو باغ الفت اے قمری نخل مودت نام تیرا کیا ہے قید کرنے والے نے کیون قید کیا کیا خطا سرزد ہوئی اُس
گرفتار زندان مصیبت مسلسل رنج و صعوبت نے اک آہ کھینچی کہ مُنھ سے دھوان نکلنے لگا جواب دیا کہ افسوس
صد افسوس آپنے اپنی کنیز کو نہ پہچانا کیا حال زار ہمارا ہو گیا آپ کیونکر یہان تک پہونچے ہماری تو
یہ کیفیت ہے **اشعار**

درطریق عاشقی بسیار درست از ادب | عاشقے باید بکوے یار بیمار آمدن | داغہا چون لالہ بر دل دیدہ خونبار آمدن

در درون کعبہ میباید بہ زنار آمدن | عندلیبان بے اجازت سوے گلزار آمدن | نیست آسان پنجہ بر زلف پری رویان زدن

در محبت ترک جان و ترک دین شرط است و شرط | عاشقی یعنی کہ کنج محنت و اندوہ و غم | نے بسیر باغ رفتن نے بہ گلزار آمدن

نیست **مخفی** کار ہر کس از سر دار آمدن | ان اشعار عبرت آثار کو سنکر **عمرو** کا

کلیجہ منھ کو آیا حسرت پر چیخین مار کر رونے لگا قریب آکر کہا برائے خدا نام اپنا ظاہر کرو مین واسطے رہائی گرفتار
دام مصیبت کے آیا ہون تلاش کرنا واجب و لازم ہے اسوقت تو اُس مہ جبین نے چیخ مار کر جواب دیا اے
عمرو نامدار اپنی کنیز بے تمیز گرفتار محبس رنج و محن ملکہ بران **شہ شمشیر زن** کو نہین پہچانا اس کنیز کو **کوکب روشن ضمیر**
نے یہ بدعت اس مقام پر قید کیا آب و دانہ ترک ہوا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین کیا
تقدیر کے بگاڑ ہوئے دن فرقت کے پہاڑ ہوئے خواجہ **عمرو** نے انگشتر کا سایہ ڈالا

بتھکڑیان بیڑیان کٹکر گرین اب عمرو مبہوت ہو رہا ہے ہر اعضای جسم سے انگشتری کو مس کیا ماران سیاہ سرکر
اس قید مصیبت سے رہائی پائی لیکن عمرو نے بہ تعجیل تمام حباب بیہوشی ملکہ بران کے منھ پر مارا
بران بیہوش ہوئی عمرو نے اٹھاکر زنبیل مین رکھا ایک کنیز کو زنبیل سے نکالا رنگ روغن عیاری کا لگاکر
اسکو بران بنایا اسیطرح زنجیرون مین باندھا ہان سحر سے آبلے تھے یہان عیاری سے آبلے بنائے
اسیطرح مسلسل بھی کرلیا کشان کشان کھینچتے ہوے باغ سے باہر لائے دور سے کوکب نے دیکھا کہ میرا یار
وفادار یعنی معمار۔ بران کو کشان کشان باہر لایا معمار نقلی نے پکار کر پوچھا ای شہنشاہ یہ مسلمانون کی
دوستی سے نہین ہاتھ اٹھاتی کلمات سخت وسست کہتی ہے مسلمانون کے نام پر جان دیتی ہے بہت سمجھایا
کہتی ہے چھوٹون گی تو لوٹونگی کوکب کے منھ سے بے اختیار نکل گیا کہ اے معمار سر کاٹ لے عمرو نے
تیغہ برق مثال کمر سے کھینچا پھر آواز دی ادبران دیکھ شہنشاہ کیا فرماتے ہین اری ان سے جدا ہوکر جین
بنائیگی بران نقلی نے جواب سخت دیا جب تو عمرو نے جھپٹ کر ہاتھ مارا سر کٹکر بران کا زمین پر گرا عمرو
نے رومال مین سر لیا لاکر قدمون پر کوکب کے ڈالدیا آنکھون کے نیچے تو کوکب کے اندھیرا آگیا ظاہر
مین کہا یہ سر دربار مین ملکہ ناہید کے بھیجدو قصر جمشیدی مین بھی زمین تھرا گئی جس نے سر بران دیکھا
اسکا یہی قول تھا یارو گھر کوکب کا برباد ہوا انہے کو ناہید بھی ہلاک کرینگی کوکب کو جسوقت یہ روے
زیبا یاد آئیگا جان دینے پر آمادہ ہوگا اسوقت غصے مین قتل کا حکم دیدیا یارو انجام اسکا بد ہے کوکب نے
کچھ خیال نہ کیا ایک خوان مین وہ سر نقلی رکھوا کر ایک کنیز کو حکم دیا دربار ملکہ ناہید مرصع پوش
مین یہ سر رکھ آ وہ ساحر چلا۔ یہان وہ وقت ہے کہ ملکہ ناہید سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین ایک سمت
ذنگل پر رستم پیلتن دیلکین علمشاہ نوجوان ایک جانب جہانگیر والا تدبیر ایک سمت قاسم صف شکن
قریب پایہ تخت ملکہ عالم یکہ تاز میدان جلالت رستم صولت سہراب میدان شوکت و لیاقت صاحب ہمت و سخاوت
چہرہ آفتاب تابان شہزادہ ایرج نوجوان ذنگل یاقوت نگار پر ہاتھ باندھ کر عرض کرتا ہے کہ مادر
مہربان اب مجھکو رخصت کیجئے مین جاکر ان کو تلاش کرون ملکہ ناہید باغ باغ ہوجاتی ہین کہ ایسا خویش
پروردگار نے مرحمت فرمایا مادر مہربان جو کہتا ہے منھ سے پھول گرتے ہین اس حسن کے دربار آراستہ ہے
اہالیان قلعہ مرصع حصار کہتے ہین اس شوکت و شان پر کبھی ہم نے دربار ملکہ کا نہین دیکھا تھا یکایک
اس جادوگر نے آکر خوان دروازے پر رکھکر آپ بھیجا کہ یہ خبر ملکہ زبانی بھی تو ملال ہے کہا دیکھو ہم خوش آئین کیا ہے

بغنرہ یہ کوکب روشن ضمیر نے عجب ہے کسی نے بڑھکر خوان کھولا یہ اسرار ظاہر ہوا سر ملکہ بران شمشیر زن
خون تازہ گلوے بریدہ سے جاری آنکھین حسرت آلود کھلی ہوئین جس نے یہ حال دیکھا پیٹنے لگا ملکہ ناہید نے
دیکھکر اپنے کو تخت سے گرادیا ایرج نوجوان نے تلوار کھینچی کہ اپنا گلا کاٹ لون کسی نے ہاتھ تھاما گرکے بیہوش
ہوے ہر طرف سے دوہتھڑ چلنے لگا لشکر مین یہ خبر مشہور ہوئی جس نے سُنا بیقرار ہوکر آیا ملکہ ناہید کا
تو عجب حال ہو گیا ہے یارو کوکب نے کلیجے پر خنجر پھیر دیا مین کہان جاؤن کیونکر اپنی عمر بسر کرون یہ کہکر
طرف ایرج نوجوان کے دیکھا کہا اے شیر بیشۂ جرأت جو تم سے ہوسکے وہ کرو یہ سُنتے ہی ایرج
نوجوان نے سلاح ذات پر آراستہ کیے علمشاہ نوجوان نے تیغ کیتان کے قبضے پر ہاتھ ڈالا قاسم خاور
سیاہ نے فرمایا انشاءاللہ دیکھو تو کوکب سے کیسی گذرتی ہے لشکر مین ترنا ہوئی کمر بندی ہونے لگی ہر کس کا
یہی قول ہے بڑی قیامت کی لڑائی ہوگی بعضے کہتے ہین کوکب کیا کسی شے مین کم ہے جب ایرج سے مقابلہ
پڑیگا حیران جمال و محو دیدار ہوجائیگا ان جوانون پر لیکایک پنجہ قابض ہونا دشوار ہے فتاح طلسمات انکا
لقب ہے لوائے شوکت انکا از پردۂ دنیا تابہ قاف پہونچا دادا نے انکے دیو عفریت کو مارا ایرج نوجوان
کا تو عجیب حال ہے جہانگیر والا تدبیر نے آکر کہا اے نور نظر کیون گھبراتے ہو مین تو ہی جہانگیر ہون کہ میدان
کوکب کو بھاگتے ہوے نہ راستہ ملتا تھا اب بھی وہی کیفیت ہوگی ان سردارون کے عیار کمندین آراستہ
کیے ہوئے جنگ پر آمادہ علمشاہ نے آکر ملکہ ناہید مرصع پوش کو تخت پر سوار کیا نوبت نقارے
بجاتے ہوے قصر مرصع حصار سے باہر نکلے اسوقت ہرکارون نے آکر خبر دی کہ کوکب بھی سامان
جنگ کرنے مین مصروف ہے علمشاہ نے کہا اس کے سامان کا کسکو خوف ہے ملکہ ناہید نے لوح طلسمی
گلے مین ایرج کے ڈالی کہ یہی فتاح مرحلہ جات ہے موتیون کے مالے کچھ نورتن وغیرہ بازو بیزان سب کے
بندھوا دیے کہ ہر کس و ناکس کا سحر تاثیر نہ کرے اس طرح ان سب کو آراستہ کرکے طرف قصر جمشیدی
کے چلین راہ کے دیکھنے والے عبرت کرتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا یارو یہ لشکر جس جگہ جاکر لڑے گا خون
کے دریا بہا دے گا ایسے شیر کبھی نگاہ سے نہین گذرے صاحبان لیاقت و جرات نہنگ بحر
سخاوت ملکہ ناہید مرصع پوش ایسی ساحرہ علاوہ ملکہ ناہید کے سترہ سے جادوگرنیان
سب مسلح و مکمل اسطرح سے جاتے ہین کہ جو جادوگر سر ملکہ بران شمشیر زن لے کر آیا تھا اس نے اس فوج
قاہرہ کو دیکھا سر پر پانون رکھکر بھاگا آکے کوکب سے اطلاع کی کہا حضور سر بران کے پہونچتے ہی

قیامت برپا ہوگئی وہ سب جو بی خونخواری کر کے آتے ہین ایرج کے پاس لوح طلسم نرگس موجود ہے سحر تاثیر نہ کریگا کوکب نے یہ جو معاملہ سُنا غصے مین کانپنے لگا یہ بھی تیغہ لیکر اٹھا آواز دی لشکر تیار کرو کمر بندی ہونے لگی ہر شخص یہی جانتا ہے زن وشوہر کا مقابلہ کیا دم بھر مین صلح ہوجائیگی قصر جمشیدی سے لشکر لیکر کوکب نکلا ہے ملکہ حنائے گلگون پوش بھی طاؤس زرین بال پر سوار یہ بھی کہتی تھی صاحبو زوجہ کو اسقدر فساد کرنا شوہر سے مناسب نہ تھا سزا پائیگی کوکب سبکو مار ڈالے گا کبھی ملکہ حنا طاؤس بڑھا کر قریب تخت کوکب کے آتی ہے کہتی ہے کیون صاحب یہ کیسی آپ کی زوجۂ خاص ہے دشمنون کو ساتھ لیا آپکی دشمنی پر کمر باندھی لوح فرزند حمزہ کو حوالہ کردی ایسی زوجہ کو طلاق دیجئے اقلیم سے نکلوایئے منھ نہ دیکھئے جس طرح مین نے آپ کے ساتھ بسر کی وہ انکو مناسب تھا آپ آج سزا ضرور دیجئے ورنہ حوصلہ بڑھتا جائیگا کوکب تو غصے مین کچھ جواب نہین دیتا لشکر چلا آتا ہے کوس بھر قصر جمشیدی سے آگے بڑھے تھے کہ گرد عظیم بلند ہوئی بارہ نشان بارہ لاکھ فوج کے جس سے ظہور وثابت ہوتا ہے علمہاے زنگاری کے پھر پرے کھلے ہوے علمدار بڑھے ہوے یہ ایک جانب نکل گئے اب جو دیکھا نقد روح روان قاسم عالیشان شہزادہ ایرج نوجوان ایک جانب قاسم وجہانگیر سرداران قدیم پشت پر ملکہ ناہید مرصع پوش سریر جہانی پر اسباب تکلفات پر آراستہ جھولی بائین ہاتھ پر گرد کنیزان زرین پوش لشکر بیشمار جیسے ہی کوکب کو ایرج نوجوان نے دیکھا دہین ہی قبضے پر ہاتھ ڈال نعرہ کیا نعرہ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر
تزلزل فگند درمیان مصاف
کیست علمشاہ جو رستم لقب

ادھر سے قاسم نے نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر

ادھر سے رستم نے نعرہ کیا نعرۂ رستم

علمشاہ رومی شہ فیل زور
آفتاب مشرق زمین پروری
زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ

جو تیغ یلے برکشم از غلاف

ارشد اولاد امیر عرب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
شہسوار لال پوش خاوری
زآب دم تیغ شستم زمین

جہانگیر نے بھی نعرہ کیا منم فرزند رشید صاحبقران جہانگیر

عالیشان یہ شیر جو تلوارین کھینچکر کوکب کے لشکر پر گرے ہر طرف سے صدا بگیر و بہ بند و بہ کش بلند ہوئی علمشاہ نے جسکو بڑھکر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے قاسم نے بڑھکر بڑے بڑے ساحر مارے ایرج تو صاحب لوح ہین سحر انپر تاثیر نہین کرتا جس غول پر جا پڑے شیرانہ نہنگانہ لڑے پرے کے پرے

درہم وبرہم کردیے جنگ شہزادہ جہانگیر سے زمین تھراتی ہے ہر خرد وکلان کی زبان سے آوازالامان
الامان آتی ہے یہ شیر بشیئہ صاحبقرانی اہالیان طلسم نور افشان کی سرکوبی کرچکا ہے جس غول مین
انکے نعرہ کی آواز آئی افسر یہ کہتے ہوے بھاگتے ہین شیر بشیہ صاحبقران باتوقیر شہزادۂ جہانگیر
والاتدبیر آپہونچا یارو بھاگو اس شیر سے جان بچاؤ اب تو انکے بڑے بھائی بھی ساتھ ہین جب یکہ وتنہا آئے تھے
گل حیات کوکب لے لیا لوح حاصل کی ملک فتح کئے مرحلے توڑے اب شیر کے ہاتھ سے کیونکر بچین گے بڑے بھائی
ان کے علمشاہ نوجوان ساتھ ہین بھتیجا قاسم ایسا پوتا ایرج نوجوان جس نے دریاے ابلق کو
طے کیا مخمور چہار سرد کو ہان فیلسر کو مارا قلعہ نرگس تک عملداری ہوئی ایسے نام جہانگیر سے
لرزان وترسان ہین کہ انکے سامنے سحر نہین کرتے ملکہ ناہید مرصع پوش نے یہ بھی کیا ہے علمشاہ کے
بازو پر ایک اک تحفہ جات سامری سے باندھ دیا ہے کہ ہر کس وناکس کا سحر تاثیر نہ کرے قاسم کے گلے
مین موتیون کا مالا پہنا دیا ہے شہزادۂ جہانگیر کے گلے مین ہیکل پہنا دی ہے ایرج نوجوان نے تو
زمین الٹ دی ملکہ ناہید مرصع پوش بعد خروش کوکب روشنضمیر کے لشکر پر جا پڑین ملکہ
مجلس وملکہ مروارید ملکہ اختر وشہزادہ جمشید قتل ہونے سے ملکہ بران شمشیرزن کے یہ سب
کوکب سے پھر گئے کچھ خوف نہ کیا سامنے کوکب کے سحر کرنے لگے ملکہ مجلس اسطرح کڑک کڑک کر گری بارگاہ تو ن
مین آگ لگادی ملکہ اختر نے یادمین ملکہ بران شمشیرزن کی ایسے ایسے موتیون کے مالے مارے کہ ہزار ہا
کے سر پھٹے شگوفہ سحر ساز وزیرزادی کہ یہ تو عاشق جمال ملکہ بران تھی پیٹتی ہوئی جا پڑی سرداران
نامی لڑتے بھی جاتے ہین کوکب کو آواز دیتے ہین کہ او جلاد صاحب بیداد اس ماہتاب پر تیرا کیونکر ہاتھ اٹھا
کس جرم پر قتل کیا زبردستی تو نے جرم عشق شہزادۂ ایرج نوجوان رکھدیا کجا ایرج نوجوان کجا ملکہ
بران شمشیرزن آہین بعد عظیم ملکہ بران ایسی عقیل وفہیم اگر شاید ایسا ہو بھی تو کیا معیوب تھا ایسے
صاحبان حسب ونسب کسے ملتے ہین انکی مادر مہربان تصویر دلپذیر ایرج پسند فرما چکی ہین ایسے چاند کے
ٹکڑے کو تو نے مٹا دیا تجھ ایسے جلاد صاحب بیداد سے امید داد رکھنا بالکل بیکار ہے اُس وقت غصے مین
یہ حرکت کوکب سمجھانے سے معمار قدرت کے کر اٹھا اب شرمندہ ہے کہ مین نے کیا کیا کیون حکم دیا لیکن
اب جان بچانا واجب ولازم ہے ہر خرد وکلان از پیر تا جوان یہی چاہتے ہین کہ کوکب کو
قتل کرین ملکہ اختر وملکہ مجلس وشگوفہ وجمشید بن کوکب اُن سبھون نے آ کے

کوکب روشن ضمیر کو گھیرا ہر سمت سے کوکب پر آگ برس رہی ہے کسی نے تلوارین گرائین کسی نے آب دریا
بنایا کسی نے خنجر برسا دیے کسی کے سحر سے گزر گر رہے ہین ملکہ مجلس نے وہ سحر کیا کہ ہوائے
تند چلی یہ تو سحر کرنے مین آندھی ہے سحر کی ہوا باندھ دی غبار ہائے زرد اُٹھنے لگے ہائے ابر سیاہ آسمان
سے گرنے لگے کہین ہوائے سرد چلی ہزارون ٹھنڈے ہوئے کہین ابر سحر گرا اس سے تلوارین برسین
لاکھون کے سر اڑ گئے سر ملازمان کوکب کے مثل برگ خزان دیدہ ہوائے تند سحر مین اڑتے پھرتے ہین
بڑے بڑے ساحر خوف نعرۂ شیران دشت نبرد سے مُنھ کے بل گرتے ہین حنای گلگون پوش
کوکب کے ساتھ یہ بھی سوار ہوئی ترغیب قتل بران مین یہ بھی شریک تھی نعرۂ ناہید سے گھبرا رہی
ہے ملکہ ناہید مرصع پوش کے پاس تحفہ جات طلسمی بھی موجود ہین زوجہ کوکب روشن ضمیر
علم سحر مین بنظیر حنا کو جو طاؤس زرین بال پر دیکھا یہ بھی کان مین آواز پہونچی ملکہ ناہید کے
کہ اچھا ہوا ملکہ بُران قتل ہوئی اب میرے یہان اولاد ہو گی سلطنت طلسم نور افشان اسکو ملیگی
یہ بھی کنیزون نے خبر پہونچائی کہ معمار قدرت و ملکہ حنا کی رائے سے بُران قتل ہوئی ملکہ
ناہید مرصع پوش نے طاؤس زرین بال اپنا طرف حنا کے اوڑایا کوکب پر تو آفت برپا
ہے جتنے ساحران خرد و بزرگ ہین سبکا یہی قصد ہے کہ کوکب کو قتل کرین سر میدان اسکی آبرو لین پہلا کام
تو ملکہ مجلس نے یہی کیا کہ برق بن بنکر اسطرح گری کہ تاج اوڑا دیا محتاج کر دیا ہوائے سحر نے طبقات زمین ہلائے
کوکب تو صرف حنا کی متوجہ نہو سکا رنگ رعب حنا متغیر ہوا ملکہ ناہید نے دو سکڑ ڈانٹا کیون او شفتبل
بران کو تو نے قتل کرایا گھر ہمارا بگاڑا شوہر کو میرے لیکر بیٹھی مینے دخل نہ دیا اس دخل دینے کا یہ ثمرہ ہوا حنا نے
ایک گولہ طرف ملکہ ناہید کے بھی پھینکدیا ناہید نے گولے پر نگاہ قہر و غضب ڈالدی گولہ پھٹکر اوٹا پلٹا زمین پر گرا
گئی سے ساحرون کے سر پھٹ گئی چند ساحر جو مارے گئے ہنگامہ برپا ہوا ملکہ ناہید نے دونون ہاتھ جھکائے دس
بر تین گرین وہ برتین اہتمام کرتی پھرتی ہین جو ساحر یا ساحرہ قریب حنا برائے مدد آئے وہ بھی پسپا
ہو جائے دورنگی دہر سے نجات نپائے ہرچند حنا نے آگ برسائی ملکہ ناہید نے کچھ نہ مانا ملکہ دفع کرتی
ہوئی یہ کہکر بڑھین اری تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی ہمارے سامنے زبان کھولتی ہے بہتر یہی ہے کہ رومال سے
ہاتھ باندھکر قدمون پر گر شاید رحم آجائے تو نے آسمان طلسم نور افشان کا چاند غروب کرایا رحم تجھپر
واجب نہین ہے مگر شاہان جلیل ہین عجز کرنے والون کے کفیل ہین جلاد نے حکم دیا تو نے ترغیب دی ہائے

میری بران حسرت و یاس لیکر دنیا سے اوٹھی تصویر اوسکی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی ایسے باپ جلاد
صاحب بیداد کی خدا صورت نہ دکھائے مین تو ان شیران دشت نبرد کو ساتھ لیکر آئی ہون یہی سر کوبی
کرینگے میری تو سوت ہی تیری میرے ہی ہاتھ سی موت ہی جب ملکہ ناہید یہ کہتی ہوئی بڑھین لاکھون
ملازمان حنائے گلگون پوش قتل ہوے یہ ہنگامہ برپا تھا اسوقت تو زمین تھرا رہی ہی نعرۂ ناہید
کی صدا ہر کس و ناکس کے کان مین آرہی ہے ملکہ حنا ی گلگون پوش نے بھی خون برسایا ملکہ مجلس نے
بھی مدد کی خود بھی ملکہ ناہید بلائے روزگار ہے سحر و ساحری مین یکہ تاز میدان کارزار ہے ہزارون ساحر
مارے ایک مقام پر ملکہ حنا نے سحر کیا ابر خونی آکر برسا سو یا دو سو کنیزان ملکہ ناہید مرصع پوش جلکر
گرین ہا ہو کی صدا بلند ہی ملکۂ ناہید نے اسوقت ایک دستگرہ ی ہاتھ سے برقین چمک کر ابر خونی پر
گرین ابر لخلخہ ہوا بلکہ پلٹ کر لشکر حریف پر گرا وہ بھی تو سحر نہایت عمدہ ہے حنا نے جو سحر کیا تعلیم کردہ
شہنشاہ کوکب روشنضمیر تھا ابر خونی برسانیسے یہی مطلب تھا کہ اسکو کوئی دفع نکر سکے بہر نوع ملکہ ناہید
مرصع پوش نے ابر سیاہ گرا کر اندھیرا کیا کسیکے سحر کی برق نہ چمکنے دی روز روشن سبکی آنکھون
مین تیرہ و تار ہوا اوسوقت رعد کی گرج برق کی تڑپ آندھی سیاہ چل رہی ہی ہوائے تند نے ہزارہا
نخل گرا دیے سحر ملکہ ناہید نے ہزارون ساحر خاک مین ملا دیے طاؤس زرین بال کو بڑھا کر چلین
حنا نے جو سحر کیا رنگ جما چاہا ہی چیخ مار کر بھاگون ملکہ ناہید نے طاؤس سحر طاؤس ملا دیا نگاہ سحر آگین
برق تڑپ کر گری طاؤس کے دو ٹکڑے ہوے حنا نے چاہا پیچھے ہٹون اپنے کو زمین پر گرادون کسیطرح ظالم
اظلم کے ہاتھ سی نجات پاؤن ملکہ ناہید نے سب طرحکا انتظام کر لیا تھا زمین پر حنا نہ جاسکی دود آسیائے
چرخ نے پیسا گھبرا کر طرف کوکب کے چلی ملکہ ناہید مرصع پوش قریب پہونچ چکی تھین بال پکڑ کر
کھینچتی ہوئی سے چلین تمام عالم نے دیکھا کہ سبحان اللہ آج سحر ملکہ ناہید مثل آفتاب روشن ہوا رنگ
حنا مٹا یا بال پکڑے ہوے لیے جاتی ہین تمام لشکر مین کوکب کے غلغلہ برپا ہے کہ یار دو دیکھو زوجہ
اصلی کو غصہ ہی بی حنا گرفتار ہوئین اب کچھ زور نہین چلتا دراندازی کرکے اسکی بیٹی کو قتل کرایا آخر
مزہ پایا صدہا کنیزون نے قصد کیا کہ ملکہ ناہید سے حنا کو چھڑائین کڑک کڑک کر گرین ملکہ ناہید
نے کسی پر نگاہ ڈالی چھری چل گئی اوسکے کلیجے کو توڑ کر نکل گئی کبھی ابروے خمدار ہلائے دو خنجر بران گرے
دشمنون کے سر کٹے کبھی اُف کر دی شعلے بھڑکے اس سے بھی بہت ناری جلے ملکہ ناہید مرصع پوش

نے حنا کو نہ چھوڑا جب غل زیادہ ہوا ہر ایک کی زبان پر یہی جاری تھا یار و دہ دیکھو **عقاب** نے کنجشک کو شکار کیا یہ شہزادی والا قدر ہے وہ ایک شہر کی مالک ہے یہ زوجہ خاص صاحب جاہ و جلال ماہ آسمان کمال وہ تو ایک ذرہ حقیر نگاہ مہر **کوکب** سے ستارہ جسکا تھا وہی اوج آج خاک میں ملا **کوکب** نے پلٹ کر دیکھا کہ **حنائے گلگون پوش** کو ملکہ ناہید مرصع پوش نے اس ذلت سے گرفتار کیا کہ بال پکڑے ہوئے جوتیاں مارتی ہوئی لئے جاتی ہے سحر کر کے زبان اوسکی بند کر دی ہے ہر چند کہ **کوکب** پر بلائیں نازل تھیں سحر ملکہ **اختر** و ملکہ **مجلس جادو** کی وہ گلفشانی **شگوفہ** نے **کوکب** کو پریشان کیا ہے یہ رنگ جو دیکھا کہ معشوقہ دلجو حنائے خوشخو ظالم کے پنجہ بدعت میں پھنسی طمانچے پڑ رہے ہیں کشان کشان لے جاتی ہے وہیں سے للکارا او **ناہید** کیا غضب کرتی ہے عمر بھر دشمن رہونگا یہ ستظانہ معاف کرونگا ملکہ ناہید نے جو دیکھا کہ **کوکب** چلا سحر **اختر** سے نکلا **مجلس** نے روکا **شگوفہ** نے پھول برسائے سب کے سحر دفع کرتا ہوا قصد تھا کہ قریب ملکہ **ناہید** پہونچے دو چار کلمات سخت و سست بھی کہنے پائے میں شہزادہ **جمشید بن کوکب** کھڑا ارور ہا تھا آنکھ کھولکر یہ معرکہ دیکھا کہ باپ کی عقل پر پتھر پڑے کہ ہماری ماں کو سر میدان سخت و سست کہتا ہے اتنا تو پکار کر کہا کہ قبلہ و کعبہ واہ کیا کمال کیا ایک تنفل کے واسطے ہماری والدہ ماجدہ کو ایسے کلمات سخت کہے صاحب آپکو خیال حفظ مراتب نہیں تو آپکی خدمتگذاری ادب و قاعدہ سب بیکار یہ کہکر **جمشید** جھپٹا دور سے گولا سر پہ **کوکب** کے مارا برابر کے بیٹے کا سحر دوسرا ہوتا تو سر پھٹ جاتا **کوکب** نے جان تو بچائی مگر سر میں درد ہونے لگا **کوکب** تو طرف **جمشید** کے متوجہ ہوا اتنے عرصہ میں ملکہ ناہید مرصع پوش کشان کشان سائے میں نخل کے حنا کو لیکر آئیں **گلگونہ گلگون پوش** کو آواز دی **گلگونہ** پلٹی دست بستہ عرض کی کیا ارشاد ہے ملکہ ناہید مرصع پوش نے اشارہ کیا جلاد کو بلا دو یہ سنکر ایک کنیز تیغ کھینچکر چلی ملکہ ناہید نے کہا سر کاٹ دے کنیز نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا سر حنا کا کٹ کر زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا **بیرون** نے غل مچایا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ **حنائے گلگون پوش** بود افسوس مردیم و جان دادیم وبہ مطلب خود نرسیدیم مرنے کی اسکے علامت **کوکب** نے سنی اسکی آنکھوں میں اندھیرا آگیا حنا پر لپٹتا تھا ہائے جان جہان کہکر دو ڈرا بے اختیاری میں منہ سے یہ نکل گیا **اشعار**

رفتنی دمر اخبر نہ کردی	برکیسیم نظر نہ کردی	اے الفت بجان و دل ہمارے

تنہا ہمین چھوڑ کر سدھارے ۞ کبھی مجبور ہو کر آواز دیتا ہے ایجان جہان دلے آرام دل مشتاقان عاشق کو اپنے رونیکو چھوڑا ہماری محبت سے منھ موڑا یہ کہتا ہوا لاش پر حنا کی گرا سر اوٹھا کر چھاتی سے لگا لیا آواز دی اب لڑ کر مین کیا کرونگا فقیر بنکر قبر سامری پر بیٹھونگا سلطنت ترک کی یہ کہکر کوکب لاشہ حنا اوٹھا کر ایک جانب چل نکلا ایسا گھبرا گیا سحر بھی نہ کر سکا یا جوش محبت حنا مین سحر نہ یاد آیا ادھر جرات رستم و قاسم و جہانگیر نے فوج کے پیر اوکھاڑ دیے بڑے بڑے پہلوان بھگا دیے ان شیر دلون کی شمشیر زنی کی کوئی تاب نہ لا سکا کوئی سرکش سر نہ اوٹھا سکا ہزار ہا علم کٹے ہوے زمین پر پڑے تھے خیمے جلے مکان گر پڑے کوکب نے دور کر لاشہ حنائے گلگون پوش اوٹھایا ملکہ ناہید نے بیقرار ہو کر لاشہ ملکہ بران شمشیر زن گود مین لیا خنجر کھینچا تھا کہ اپنی جان دے دے گلگونہ گلگون پوش وزیر زادی دوڑ کر لپٹ گئی کہتی تھی اے داری خدا آپ کو سلامت رکھے خون کا بدلا دشمنون سے لیجیے خنجر چھوڑ دیا آگے آگے ملکہ ناہید گرد شہزادیان قریب و زیر زادیان ود تہتر چلتیا ہوتا تھا کہ ملکہ بران کی صدا بلند ناہید ے رونے پر کلیجہ پھٹتا ہے جب پکارتی ہے کیون بٹیا بران دائی کو یاد نہ کروگی تنہا ملک عدم مین جاؤگی اپنی خدمتگزار کو بھی ساتھ لو ہمین اس دہر خراب آباد مین نہ چھوڑو جمشید بن کوکب کا عجب حال ہے ہائے ہمشیرہ کہکر بلکتا ہے کبھی آواز دیتا ہے بہن مین تو تم کو اپنا سرپرست جانتا تھا کبھی مینے دعوی سلطنت نہین کیا دشمن جلاد کا کیونکر ہاتھ اوٹھا اس حال زار سے روتے پیٹتے قلعہ مرصع حصار مین پہونچے ملکہ ناہید نے اپنے کو گرا دیا یہ نوا ایرج نوجوان علمشاہ و قاسم و جہانگیر کے لحاظ سے خاموش تھا مثل شمع محفل اشک بہ رہے تھے یا لاش پر جو نگاہ پڑی تاب صبر و جبر نہ باقی رہی ہائے ملکہ عالم کہکر اپنے کو گرایا تلوار جو ہاتھ مین آگئی چاہا گلا کاٹ لون جمشید بن کوکب لپٹ گیا تھا بھائی صاحب اپنے کو سنبھالو تم صف شکن تیغزن ہو ابھی خون ہمشیرہ کا بدلا نہین ہوا تمھارے ہی دست زبردست کے معاوضہ ہوگا ہم دست و پاشکستہ کیا کر سکین گے رو رو کے جان دینگے ایرج نوجوان نے جو جمشید کو اپنے قریب پایا نشانی ملکہ بران سمجھ کر ہاتھ گلے مین ڈال دیے بدحواسی مین بزرگون کا بھی خیال نہ رہا چیخین مار کر رو دیا اشعار

در د اگر غم ز حد برون شد
در مکتب عشق ذو فنون شد
در سینہ دل بنود جز نام

فریاد کہ درد من فزون شد
در خرمن عمر من زد آتش
دان ہم ز جفای چرخ دون شد

دیوانۂ عشق رفتہ رفتہ
ہر آہ کہ از دلم برون شد
از گم شدگان عشق بودم

آمد غم عشق در ہمون شد	سوداے جنون زعقل پوشید	این کاسہ سرکہ سرنگون شد
از کوشش وسعی حاصلے نیست	چون کوکب طالعت زبون شد	بگرفت غمے کہ مرغ دل را
دل بردن من برت شگون شد	رسوائے من بوادی عشق	قانون ضوابط جنون شد
مردم زغم و نہ گفتمت حال	در محنت انتظار چون شد	بنشینم وصبر راکنم یار
تا باآمر اشود خبر دار	لیکن اے ایرج نوجوان صبر کیونکر کردن دامن صبر دست	

استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت سے ٹوٹا اے برادر مجھ ننگ عشق کا زندہ رہنا بہتر نہین ہے ادھر قاسم نے تلوار کھینچی کہ برابر کا فرزند جان دیتا ہی مین بھی اپنے کو ہلاک کردن علمشاہ و جہانگیر بھی آمادہ ہوئے آپسمین اشارے ہین کہ حقیقت مین جان دینے مین آبرو ہے لڑائی مین بہت سعی کی تلوار سے ہماری قضا نہ تھی افسوس یہ مصیبتین دیکھنا تھین اب سواے جان دینے کے چارہ نہین دربار مین عجب قیامت ہے اگر مفصل تحریر کردن دوسرا ہو شربا تیار ہو قضاے کار مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بشکل معمار قدرت بران نقلی کا سر کاٹ کر دربار کوکب مین آئے تھے کہ اسی وقت ملکہ ناہید وشہزادہ ایرج وغیرہ آپڑے حنا کا خون بہایا ابھی غم مین کوکب نے شکست کھائی قصد ہوا تھا کہ جاکر ملکہ ناہید وغیرہ سے اطلاع کرین کہ بعنایت پروردگار مین ملکہ بران کو پکڑ لایا کوکب کو دھوکا دیا عمرو راہ مین تھا کہ یہان تلوار چل گئی جو کچھ تحریر کیا لاکھون کا کھیت پڑا لاکھون ملازمان کوکب ہزار ہا ہمراہیان ملکہ ناہید میدان کارزار مین قتل ہوے اب خواجہ اوسوقت دربار ملکہ ناہید مین آکر پہونچے قریب تھا کہ ایرج وغیرہ اپنی جان دین لاشہ بران نقلی بیچ مین پڑا ہے دو پتھر چل رہا ہے ایک کو ایک تھامتا ہی اسوقت عمرو پہونچا کہ ملکہ ناہید بھی نیمچہ کھینچکر اوٹھی ہے اپنے کو ہلاک کیا چاہتی ہی کہ خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی اے بادشاہ قلعہ مرصع حصار اے صاحب جاہ ووقار یہ حقیر عمرو عیار خدمتگزار ملکہ بران نامدار بلکہ عاشق جمال باکمال جاکر زندانخانہ مصیبت سے رہا کر لایا یہ تو ایک لونڈی گنہگار تھی جسکا لاشہ ہے یہ جو خواجہ عمرو نے کہا اس سرکا منہ بھی دکھلا دیا حال سے لوگ آگاہ ہوگئے اسوقت کی خوشی کا کیا بیان ہو سارے لشکر مین صداے مبارکباد بلند ہوئی یہ بھی خواجہ عمرو نے ملکہ ناہید مرصع پوش سے کہدیا کہ ملکہ بران شمشیرزن میرے پاس باحتیاط موجود ہے کچھ تردد نہ کیجیے ایرج نوجوان کو بھی مطمئن کیا یہ مژدہ خوشخبری اسسب مشتاقون کے گوش زد ہوا ملکہ ناہید نے بڑھکر کہا اے شہنشاہ اوج عیاری ہم

بھی مشتاق ہین کہ ایک نگاہ ملکہ بران کو دیکھ لین خواجہ عمرو نے بُران کو زنبیل سے نکالا ناہید
نے خواجہ کو بہت کچھ دیا اور پکار کر آواز دی سب شاہ و شہریار وزیر و سرداران نامدار آگاہ ہو جائین
کہ ہمنے اپنی دختر بلند اختر ملکہ بران شمشیر زن کو ساتھ شہزادہ ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران
فرزند قاسم عالیشان کے منسوب کیا ابھی ترنج خوشبوئی سینے پر ایرج نوجوان کے لاکر لگا دیا تو
شہزادہ ایرج اگر دو غبار مین آئے ہوئے میلے کچیلے پھٹے ہوئے جان دینے پر آمادہ تھے یا خوشی سے چہرہ سرخ
ہو گیا قاسم خاور سپاہ و علمشاہ عالیجاہ نے ایرج نوجوان کو گلے سے لگا لیا جہانگیر والا تدبیر ملکہ
ناہید کی تعریفین کر رہے ہین ملکہ ناہید مرصع پوش سمدھی سمدھی کر کے کلام کرتی ہین لاکھون روپیہ غربا
مساکین کو تقسیم ہونے لگا ملکہ بران کو ایک قصر مین لاکر داخل کیا انیس جلیسین ہمدم ہمرازین آکر حاضر خدمت
ہوئین باغ ویران مین بہار آئی یہان تو خوشیان ہونے لگین عمرو معمار قدرت کو لیکر کنارے
آیا یہ بھی خواجہ عمرو کو خیال ہے کہ معمار ہمیشہ سے میرا دوست صادق محب واثق ہے ابتدا مین اسی کے واسطے
بیابان گلزار مین گیا اپنی جان کا پاس نہ کیا جانبازی کر کے رہا کرایا مین معمار سے راز دل کیون چھپاؤن
یہ سوچکر خواجہ ایک گوشے مین آئے معمار قدرت کو زنبیل سے نکالا خواجہ نے حباب دافع بیہوشی
مار کر ہوشیار کیا معمار عمرو کو دیکھکر گڑگڑانے لگا خواجہ عمرو نے کہا اے برادر معمار قدرت دیکھ
انصاف کرو بڑا انقلاب پڑ گیا تھا اگر کوکب ملکہ بران کو قتل کر ڈالتا تو یہانسے تا کوہ عقیق گلزار
سلیمانی و تا خانہ کعبہ کسیکی تلوار نیام انتقام مین نہ جاتی اتنا خون سر کھینچتا ایک معاوضہ خون ملکہ بران
مین لاکھون کی جان جاتی خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا مین تمھاری شکل بنکر پہونچا انگوٹھی کوکب
سے روسحر کی مانگ لی تمھاری صورت بنکر ملکہ بران کو رہا کر لیا اب عنایت پروردگار سے
نسبت شہزادہ ایرج نوجوان ملکہ بران شمشیر زن پختہ ہو گئی جملہ سردار یہان موجود ہین
سامان شادی بھی ہو گا تم بھی ملکہ ناہید کے شریک رہو بلکہ تمہین تو خاص ہماری ذات سے
مطلب ہے کوکب سے بھی کسی وجہ سے صفائی ہو جائیگی طبیعت تسکین پائیگی یہ سب باتین سنکر معمار
کے دل ہی دل مین پیچ و تاب ہوا اسکو بہت ناگوار گذرا دلسے اپنے کہتا ہے یہ اس مکار نے کیا کیا
میری شکل بین جال پھیلایا افسوس صد ہزار افسوس کہ کوکب کی معشوقہ قتل ہوئی دل سے کہتا ہے
اے معمار قدرت مجھے عمرو سے کیا کام مین تو سب کچھ محبت کوکب مین کیا جب اسی کا یہ

دشمن ہے مجھے اس سے کیا کام آدمی جہاندیدہ و کار آزمودہ ہے سوچ سوچ کر خاموش ہو رہا ظاہر مین یہی کہا آپ ہمارے مالک ہین جو مناسب وقت تھا وہ آپنے کیا مجھے بھی قدمونپر ملکہ ناہید کے گرا دیجیے عمرو جب معمار کو لیکر خدمت ناہید مین آیا ناہید نے بخلعت سرفراز کیا اور فرمایا کہ اے معمار قدرت تمہارے سبب سے ہمکو راحت ملی ہم تم کو افسر کلان قرار دینگے معمار بہت خوب بہت خوب کہکر خاموش ہو رہا دلمین شعلے اس ناری کے بھڑک رہے ہین دلسے ہر مرتبہ یہی کلام ہے کہ ای معمار قدرت اس ساربان زادے کو سزا کامل دینا چاہیے ظاہر مین کاروبار مین مصروف ہوا باطن مین گرفتاری خواجہ عمرو کی فکر ہے قضائے کار خواجہ عمرو کو اسکا خیال نہ رہا شب کو کام کرتا ہوا ایک کوشے مین آیا سوچ رہا تھا کہ کوکب اور ملکہ ناہید سے کیونکر ملاپ کراؤن معمار تو فکر مین تھا کنارے آکر ایک ماش کا دانہ پھینک مارا خواجہ عمرو بیہوش ہوکر گرے معمار نے پشتارہ اوٹھالیا خیال مین ہے کہ اس ساربان زادے کو سامنے کوکب کے بذلت و رسوائی قتل کرونگا اس مین روپیہ کے پیادے نے اپنا ایسا زور باندھ لیا کہ جو دل مین آتا کر وہی کر گذرتا ہے ادھر سے معمار قدرت قید خواجہ عمرو کی لیے جاتا ہے لیکن حال خیریت مآل عنایت پروردگار سماعت فرمایئے سابق مین تحریر ہوچکا ہے کہ جب عمرو طرف سے قصر جمشیدی کے اپنا تخت اوڑاتا ہوا جاتا تھا محراب جادو مصاحب کوکب کرمکر عمرو پیگرا عمرو نے تدبیر کر رکھی تھی ایک گنہگار کو اپنی صورت بناکر تخت پر بٹھا دیا تھا آپ گلیم اوڑھکر کنارے ہوگئے محراب جادو تڑپ کر گرا عمرو نقلی کے دو ٹکڑے ہوئے کوکب ہان ہان کرکے اٹھا محراب کی مشکین باندھین چاہا جرم قتل عمرو مین محراب کو بھی قتل کرے عمرو نے اپنے کو ظاہر کر دیا کوکب سے کہکر محراب کو بچا لیا محراب دل سے مطیع عمرو کا ہوا تھا دلمین وجد کرتا تھا کہ اگر خواجہ عمرو مجھکو نہ بچاتے کوکب قتل کرتا خواجہ میرے جان بخش محسن ہین اس لڑائی مین کوکب کی یہ بھی تباہ ہوا اب وہان سے چلا ہے اسی خیال مین کہ خواجہ عمرو نامدار کو ڈھونڈھون امیرح نوجوان و علمشاہ عالیشان کا ساتھ دون ادھر سے معمار قدرت جاتا ہے ادھر سے محراب جادو دلسے باتین کرتا ہوا عمرو کی محبت کا دم بھرتا ہوا چلا آتا ہے راہ مین معمار سے ملاقات ہوئی محراب نے بڑھکر معمار کو سلام کیا پوچھا اے سپہ سالار اقلیم بیابان گلمیر دیکھا تمنے ہمارے بادشاہ کی کیا تباہی ہوئی دوسری اور ایک حماقت ہے کہ اس شہر عنا لیجا کر دفن کیا ہے اور قبر پہ اوسکی فقیر بنکر بیٹھے ہین معمار نے کہا اسے محراب اب ہم سب تدبیر کرینگے ہمنے تو ختم کر دیا ساربان زادہ جو کلید عقل جملہ مسلمانان ہے

اسکو مینے پکڑ لیا ظالم نے غضب کیا میری صورت بنکے ملکہ بُران کو رہا کیا مجھکو بہت ناگوار ہوا مین نے عقل سے تدبیر کی اب عمرو کو لیے جاتا ہون یہ سنکر محراب محبت عمرو مین بیقرار ہو گیا یہ تو خوب سمجھ چکا ہے کہ خواجہ عمرو نے میری جان بخشی کی جو اپنی جان بچا ہے اوسکی خدمتگذاری کرنا خالی از لطف نہین ہے یہ سوچکر اوسنے سحر غائب کیا بڑے حسن تدبیر سے عمرو کو تو پشتارے سے نکال لیا ایسا مضحکہ کر دیا کہ وقت پر میان معمار بھی یاد کرین معمار قدرت سے محراب جادو نے کہدیا کہ آپ خدمت مین کوکب کی چلیے ہم بھی لشکر جمع کر کے آتے ہین کوکب کا ساتھ دینگے معمار اپنے نزدیک عمرو کو لیے ہوے طرف کوکب کے چلے محراب خواجہ عمرو کو رہا کر کے طرف لشکر ملکہ ناہید مرصع پوش کے چلا یہان بوقت سحر بہتر شاپور شیر دل و سیارہ بن عمرو و مہتر سمک یلطاقی و مہتر چابک صبا رفتار وغیرہ آگاہ ہوے کہ خواجہ عمرو کو معمار چرا کے لیگیا یہ خبر جو ملکہ ناہید مرصع پوش نے سنی نہایت برہم ہوئین فرمایا اس مزدور کی شامت آئی ہے اسکو مقدمات سلطنت مین کیا دخل ہے تمام دربار جمع ہوا ہے ملکہ مجلس جادو جھلا کر اوٹھی کہا نانی امان بھی ابھی لاتی ہون ایک طرف سے ملکہ اختر چمک کر اوٹھی خود ملکہ بران کا قصد ہے کہ مین براے رہائی خواجہ عمرو جاؤن لبسبب پاس و لحاظ مان کے اپنے مقام سے نہ اوٹھی مگر شگوفہ سحر ساز و اینسان جانباز و مصاحبان ہمراز سب اپنے اپنے مقام سے اوٹھین اسباب سحر سے آراستہ ہو کر چلی تھین کہ راہ مین معمار کو مارین خواجہ عمرو کو رہا کر کے لائین کہ سامنے سے سب نے دیکھا محراب جادو خوشی خوشی آتا ہے سکو دیکھکر سمجھ گیا کہ یہ لوگ تلاش خواجہ عمرو مین نکلے ہین پکار کر آواز دی اے سرداران نامی نہ گھبراؤ جستجوی شاہ عیاران مین نہ جاؤ بطور جنگ زرگری گرفتار کر لایا جب میان معمار کوکب کے سامنے جا کر قید کھولینگے تب اونکی آبرو بڑھیگی سب سردار خوشی خوشی محراب جادو کو ساتھ لیکر سمت قلعہ مرصع حصار بصد شوکت و وقار واپس ہوے یہان معمار قدرت عمرو نقلی کو لیے ہوے نہایت خوش دل سے کہتا ہی بینے لڑائی کا خاتمہ کر دیا اس ساربان زادے نے غضب کیا تھا کوکب لیسے دوست کو ملال دیا یہان کوکب روشن ضمیر لاشہ حنا لیے ہوے ایک قلعہ ہے کہ اوسکو نیرنگ کہتے ہین برج بہارین اوس مین تعمیر کیا ہے نہایت مقام فرح افزا ہے اوس برج مین آکر کوکب نے لاشہ حنا دفن کیا قبر پر فقیر بنکر بیٹھا تاج و تخت ترک کیا دمبدم دریاے اشک چشمہ چشم سے جاری آٹھ پہر بیقراری یاد مین اس محبوب جانی یار جادوانی کے ترپ ترپ کے یہ اشعار مصیبت آثار پڑھتا ہے **اشعار**

مخلصی کیا ہو کہ مرغ روح قید تن مین ہے
کوئی آنکھون مین تڑپتا ہی کوئی دامن مین ہے
بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج
وہ جو لمبے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہے
بعد میرے آرزوئین خاک سے پیدا ہوئین
میرے زخمون کا نمک شاید ترے جوبن مین ہے
گل ہو جب غنچہ شرم تو عروسی پھر کہان
اشک کا خرمن لگا ہے گوشۂ دامن مین ہے
اتحاد یکسوئی نے کر دیا روشن ضمیر
ہوئیگا پژمردہ جو گل دہر کے گلشن مین ہے
جان بدن مین ہے بدن آغوش پیراہن مین ہے
انقلاب ایسا دکھائی لطف قاتل آج تو
ماہ نو ہوگا دہی طوق آج جو گردن مین ہے
گدگدی ہونے لگی یاد نگاہ یار مین
میرا لاشہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہے
زخم کے دامن مین القات چھپیگا شرم سے
شاہد دیوش ہے جبتک کے پیراہن مین ہے
ملگئی یہ خاک کیسے حسرت پابوس مین
کھلگیا صانع اسپہ جو شکوہ دل بدظن مین ہے
رو رہا ہے وہ بھی میرے اضطرار اشک پر
زخم مین آئے جو ڈورا دیدۂ سوزن مین ہے
خاطر صافی مین تیری کس طرح سے آئیگا
فرش نظارہ جو اپنا دیدۂ روشن مین ہے
خون روئے وہ عمر بھر اغیار صورت دیکھ کر
چشم کیسوت جو حلقہ جوہر آہن مین ہے
بجھ گئی پر بھی یہ نخل شمع دیکھو صبح تک
اک بگولا سامری گرد رم توسن مین ہے
باغ ہستی کی ہوا سیر کیا پھر اے نسیم

کوئی دقت کوکب کو غم حنا مین آرام نہین آنکھون کے سامنے تصویر خیالی پھرتی ہی جوش درد فراق سی یہ بھی خیال نہین کہ دشمنون سے خون کا بدلا لون ناگاہ دیکھا کہ معمار خوشی خوشی بشارہ لگائے ہوے دماغ عرش اعلے پر اکر سامنے کوکب روشن ضمیر کے پہونچا گرد قلعہ کچھ لشکر بھی آکر جمع ہو چکا ہے کوکب کسیکو اپنے پاس نہین آنے دیتا گیروے کپڑے پہنے ہوے یکہ و تنہا قبر پر بیٹھا رو رہا ہے لیکن معمار قدرت قریب آیا معمار کو دیکھتے ہی کوکب نے کہا اے دوست صادق محب واثق دیکھا تمنے ہماری زوجہ نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا بس بو یاد دشمنون کو اپنے گھر مین جگہ دی میرے کلیجے پر چھری پھیری معمار قدرت نے کہا حضور مینے مسلمانون کے لشکر کو نابینا کر دیا آپکو یہ بھی خبر ہے کہ ملکہ بران رہا ہو گئی کوکب نے گھبرا کر کہا اے معمار رہائی بران کیسی معمار نے کہا آپکو کچھ خبر ہے کہ کیا معرکہ گذرا سار بان زادہ میری شکل بنکر آپکے سامنے آیا آپنے کچھ خیال نہ کیا انگوٹھی دیکر نشان قید تبلا دیا اسنے ایک کنیز کو قتل کر کے بران کو اپنے قبضے مین کیا اب قلعہ مرصع حصار پر شادی کی تیاریان ہین علمشاہ و جہانگیر و قاسم سمدھی کہلاتے ہین نسبت پختہ ہو گئی مانجھے کی تیاری ہو رہی ہے ساربان زادے نے بڑی خوشی کی ہے بی ناہید سی بھائی چارہ ہوا ہے بڑی چاہ ہین غلام کو جب ساربان زادے نے زنبیل سے نکالا اور یہ سب معرکہ بیان کیا کہ مین تمھاری شکل بنکر بران کو چھڑا لایا اے شہنشاہ باتوقیر اے محب بے ریا اید وست پر صفا تجھے مہرخ و بہار سے کیا کام تھا ساربان آدمی کے

تو نام سے بھی آگاہ نہ تھا آپکے سبب سے مینے اون سب کا پاس کیا اپنا گھر برباد کیا مالک قتل ہوا یہ سب
جبر آپ کی خاطر سے کیے جب اوسنے آپسے دشمنی کی فوراً مینے شب کو اوسے گرفتار کیا وہ باجی
موجود ہے نام عمرو شنکر کوکب جلگیا کہا لاؤ تو اس ساربان زادیکو اے معمار قدرت تمنے
بڑا کام کیا معمار نے فوراً اپنشارہ عمرو کا سامنے کوکب کے ڈالدیا کوکب غصے مین بھرا ہوا تھا اپنے ہاتھ
سے عمرو کو قتل کیا لاشہ پھینک دیا سر کنگرہ برج پر رکھدیا حال شادی شنکر بہت برہم ہے کہتا ہے شادی
نہونے دونگا دلہن دولہا دونکو دریا خون مین نہلا دونگا مین لشکر لیکر چلتا ہون لیکن اے معمار مین اوٹھتا
ہون دل میرا بیٹھا جاتا ہے معمار نے کہا آپ تشریف رکھیے مین جاکر گنہگارونکا انتظام کرتا ہون یہ کہکر معمار
نے کمر باندھی اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا کوکب نے کہا اے معمار قدرت تمہارا جانا مناسب نہین ہے
وہان بڑے بڑے ساحر جمع ہین ایک ایک بلاے روزگار کامل و اکمل اونسے لڑنا دشوار ہے وہان
وہ لوگ جمع ہین جنھون نے ملکہ افراسیاب کو قتل کرایا معمار کہتا ہے اے شہنشاہ زمین تلے اوپر کردونگا
میدان کارزار لاشون سے بھر دونگا یہ ذکر تھا آسمان پر نوبت و نقارے کی صدا آئی وزرا امرا در قلعہ پر
جو حاضر ہین اونھون نے آکر عرض کی تنخواہداران شاہی کو اس شکست کی خبر پہونچی لہذا سرمست چرخ زن
و نسیم و قسیم مع موج قاہرہ براے خدمتگزاری شہنشاہ حاضر ہوے ہین چاہتے ہین کہ حکم محکم شہنشاہ
پائین جاکر دشمنون کو مٹائین کوکب نے کہا سرمست چرخ زن کو ہمارے سامنے بلالو سرمست اکڑتا
ہوا سامنے کوکب کے آیا کوکب نے تمام کیفیت بیان کی سرمست چرخ زن نے کہا مین سب کو
گرفتار کر لاؤنگا اوسیوقت سرمست چرخ زن و نسیم و قسیم ساٹھ ہزار فوج لیکر طرف قلعہ مرصع جھما
کے روانہ ہوا یہان رہائی سے ملکہ بران شمشیر زن کی ملکہ ناہید مرصع پوش نے جشن کی بنا کی ہے خیمہ ہاے زرنگنی
جابجا استادہ ہین ایک قصر عالی مین ملکہ بران نے داخلہ کیا ملکہ مجلس جادو شگوفہ سحر سازندہ ملکہ خجستہ
وغیرہ خدمت مین ملکہ بران کی ہر وقت حاضر رہتی ہین خبر جشن جو مشہور ہوئی خسرو اج گزاران
ملکہ ناہید آتے جاتے ہین حضوری سے مشرف ہو رہے ہین خواجہ عمرو بھی دربار مین موجود ہین ... نے ملکہ ناہید
مرصع پوش کے جلسہ نے نوازی آراستہ بروقت دربار ان خیران و شست بندونیی علمشاہ و جہانگیر
وغیرہ کا تشریف لانا ہر مرتبہ ملکہ ناہید براے استقبال شہزادگان والاقدر تا بدرگاہ تشریف
لیجاتی ہین فرزند صاحبقران کو بڑے عظم و شان سے دربار مین لیکر آتی ہین محفل عیش

آراستہ ہی فوجین دامنۂ قلعۂ مرصع حصار مین فروکش ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے ہاتھ اوٹھا کر دعا وثنا بادشاہی بجالائے **نظم**

الٰہی بخت تو بیدار بادا ۔ ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دایم شگفتہ ۔ بچشم دشمنانت خار بادا
بلما شاہا ز کرم بر من درویش نگر ۔ بر حال من خستہ و دل ریش نگر
ہر چند نیم لایق بخشایش تو ۔ بد من منگر بر کرم خویش نگر

دست بستہ عرض کی غلام قلعۂ **نیرنگ** سے آتے ہین شہنشاہ **کوکب روشن ضمیر** نے جاکر قبر ملکہ حنا نبائی فقیر ہوکر قبر پر بیٹھے **معمار قدرت خواجہ عمرو** کو لیکر پہونچا دشمنون کو خواجہ کے قتل کیا کوکب کو بڑی خوشی ہی **معمار قدرت** مصاحب سرفراز خدمتگزار ہمراز ہر وقت خدمت مین حاضر ہے آجکل مصاحبت اوسکی گرم ہے ہر دم بہکاتا ہے اور **سرمست چرخ زن و نسیم و قسیم** کو آپکے مقابلے مین روانہ کیا ہے ملکہ **ناہید** نے فرمایا کچھ تردد نہین ہی **گلگونہ گلگون پوش** وزیرزادی کو حکم ہوا فوج ہماری بقاعدہ لشکر کشی مقابلے مین **سرمست چرخ زن** کے بیجا کر آثار دا **ایرج نوجوان و قاسم عالیشان** نے اوٹھنے کا ارادہ کیا ملکہ **ناہید** نے کہا آپ لوگ تکلیف نہ فرمائین آپکی تلوار وقت پر کھنچیگی یہ لوگ تو ہوٹے کے **گلگونہ** نے آتے ہی قرنا کرائی لشکر کو لیکر بیرون قلعہ مقابلہ **سرمست چرخ زن** مین لاکر اتار ا **سرمست** کو خبر ہوئی کہ وزیرزادی کو ملکہ **ناہید** نے مع فوج بھیجا اپنے مقام پر ہنسا کہتا ہی کل ہی قلعہ خالی کراؤنگا کھڑے کھڑے شکست دونگا **سرمست چرخ زن** نے اسیوقت طبل جنگی بجوایا ملکہ **ناہید مرصع پوش** شام کے دربار مین خود تشریف لائین ہمراہی کل سرداران تہمتن بصد عز و جاہ آکر جلوہ فرما ہوئین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ **سرمست چرخ زن** نے طبل جنگی بجوا دیا ملکہ نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ یہان تو دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے طیاری مین جنگ کی جملہ سردار مصروف ہین مقابلے انکے وقت پر موقوف ہین دو کلمے داستان ظفر اثر **صاحبقران** بیان ہوتے ہین خواجہ **عمرو** نے **صاحبقران** زمان سے یہان آنیکی اطلاع نہین کی یہ کہکر چلے آئے کہ **علمشاہ** وغیرہ کو پھیر لاؤن **نورالدہر** وغیرہ کے غائب ہونے کا بڑا تردد ہی لشکر بجبال فروکش ہی شہنشاہ **لاچین** کی بارگاہ الگ ہے جسمین کل ساحر آکر جلوہ فرما ہوتے ہین دربار مین امیر توقیر کے سرداران صف شکن جمع ہوتے ہین جب خواجہ کو کئی دن گذرے دربار **لاچین** مین چرچا ہوا بہار سنگبر اکر کہا اے یارو یہ بڑے غضب کی بات ہی کہ ہر نیک و بد مین خواجہ ہمارے شریک رہے

خواجہ عمرو تو نام ایرج نوجوان کے عاشق ہین صاحبقران منع فرماتے ہین کہ ایرج کا بالکل ذکر نہ کرو
یہ معدمہ کیونکر طے ہوگا ملکہ مہرخ سحرچشم نے کہا ہمین پیروی حکم خواجہ عمرو ضرور ہی شہنشاہ لاچین اگر
ہمین صاحبقران زمان پوچھین کچھ حیلہ کر دیجیے گا ہم خدمت مین خواجہ عمرو کی جاتے ہین آپکی عقلمندی
یہ ہی کہ ہمارے حال کی صاحبقران کو خبر نہ ہونے پائے لاچین تو سنکر سُن ہو گیا کچھ جواب دیسکا ملکہ بہار و
باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع پانچ سردار اسیوقت دربار شہنشاہ لاچین سے
اوٹھے طاؤسان زرین بال پر سوار ہوکر بسمت قلعہ مرصع حصار روانہ ہوے طاؤسونکو اوڑاتے ہوئے
چلے آتے ہین یہان ملکہ ناہید مرصع پوش نے بہررات گئے دربار برخاست کیا سرداران نامی اپنے اپنے
مقام پر آئے سرمست چرخ زن کو جنگ فتح کرنیکی بڑی فکر ہی دربار مین سحر تیار کرنیکا ذکر ہے چار پہر رات
گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان کارزار کی طرف چلے ملکہ ناہید سر یر جہانبانی پر پہلو مین
گلگونہ گلگون پوش وزیر زادی پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے ایک سمت علمشاہ و جہانگیر ایک
جانب قاسم و ایرج ایسے سردار بے نظیر خواجہ عمرو بھی دیکھتے بھالتے چلے آتے ہین سرمست چرخ زن
اپنے لشکر کی صفین آراستہ کر رہا ہے نقیبون نے بڑھکر نقابت کی کڑکریت کڑکا کہکر ہٹے ملکہ ناہید کا خود
ارادہ ہی کہ میدان مین جاکر سرمست کو للکارون پہلے اسی نام کو پکارون سرمست کو یہ دریافت نہین ہے
کہ ملکہ ناہید مرصع پوش خود مقابلہ کرینگی ہرکارون نے آکر عرض کی آپ کس خواب خرگوش مین ہین
ملکہ ناہید کا قصد ہے کہ بدولت و اقبال مقابلہ کرین سرمست نے کہا جو کوکب کا دشمن ہی وہ ہمارا رہزن ہے
ہمین کسی سے عذر نہین ہی یکایک آسمان پر برق چمکی پھولون کی لپٹین آئین سب دیکھنے لگے دیکھا سرداران اسلام
باغبان و بہار و رعد و برق لامع مع چند کنیزان ماہر خسار و ساحران نامدار عین وقت
پر آکر پہونچے ملکہ ناہید کو بہار نے آکر سلام کیا ناہید نے شگفتہ ہوکر بہار کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے
بہار تمنے کیون تکلیف کی عرض کی یہ فرمائیے ہمارے استاد ذالانزاد کہان ہین خواجہ عمرو سامنے آئے ملکہ
بہار لپٹ گئین باغبان گردھرنے لگا عمرو نے حال لشکر پوچھا کہ ابھی مرجان سے مقابلہ نہین پڑا
ملکہ بہار نے کہا ہمارے سامنے کوئی لڑنے کو ادھر سے نہین آیا یقین ہے مقابلہ پڑے عمرو نے کہا یہ ممکن
نہین ہے ہمارے پہونچنے تک لڑائی موقوف رہیگی باغبان نے کہا خواجہ اس اقلیم کے ساحر بہت
زبردست ہین یقین ہے گھمسان کی لڑائی پڑے مرجان بڑے زور و شور سے لڑے

یہان یہ ذکر تھا کہ سرمست چرخ زن نے جو دیکھا میدان آراستہ ہو چکے مرکب پرند اپنا بڑھا کر میدان کارزار مین آیا سحر کے عجائب غرائب دکھانے لگا مرکب کو روک کر آواز دی اے فرقہ خداپرستان جس کو تمنا مرگ کی ہو نکل کر ہمسے مقابلہ کرے اور اے ملکہ ناہید مرصع پوش بہتر یہ ہے زن وشوہر کا فساد مناسب نہین مین صفائی کرا دونگا ملکہ ناہید نے آواز دی او بے حیا تو صفائی اپنے گھر کی کر ہمارے مقدمہ مین کیا صفائی کرائیگا ایک لونڈی باندی بڑھکر چلی تھی اسکو قتل کیا اگر کوکب کو اوسکے خون کا دعوی ہے ضرور مقابلہ کرینگے یہ ذکر تھا یعنے ملکہ ناہید جواب دیتی ہین سرمست چرخ زن عذر بھی کرتا ہے کہ حضور غصہ نہ کرین اصلاح ہونا بہتر ہے لڑائی مین ہزار طرح کی خرابی ہے ہم لوگ جیسے انکے نوکر ویسے آپکے نمکخوار کیونکو عرض کرین کہ بے ادبی ہوگی مگر حکم سے شہنشاہ کے آئے ہین ملکہ ناہید نے منہ پھیر لیا کہا کیا بیہودہ بکتا ہے سرمست نے چاہا اب گھوڑے کو بڑھاون وسط میدان مین جاؤن مبارزطلبی کردن کہ صحرا سے گرد اڑی سب دیکھنے لگے کون آتا ہے دیکھا سردار صاحب شوکت ولیاقت معمار قدرت مرکب بادرفتار پر سوار گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہے ایک فرمان ہاتھ مین اوسپر مہر کوکب روشنضمیر سرمست چرخ زن تو آگاہ ہے کہ آج کل معمار نے بڑی خیرخواہی کی ہے کوکب کو بڑی خاطر منظور ہے جھک جھک کر سلام کرنے لگا پکار کر پوچھا اے شیر بیشہ جرات اے معمار قدرت تمہارا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا معمار قدرت گھوڑا بڑھا کر قریب آیا فرمان کوکب کا سرمست کے ہاتھ مین دیا سرمست نے فرمان آنکھون سے لگایا سرپر رکھا پڑھا چند فقرات لکھے تھے یہی مضمون تھا کہ اے سرمست چرخ زن جس تدبیر سے معمار قدرت کہے اوس طرح مقابلہ کرنا یہ خیرخواہ دولت صاحب شوکت وہمت ہے یعنی معمار قدرت جس طرح کہے اوس طرح مقابلہ کرنا سرمست گھوڑے سے کود پڑا کہا اے پہلوان دوران اے گرسانسپ جہان شہنشاہ نے تحریر فرمایا ہے جس طرح آپ حکم دین اسی طرح مقابلہ کرون معمار نے کہا اے برادر تم خود صاحب لیاقت ہو جس طرح مناسب جانو اوس طرح مقابلہ کرو معمار قدرت نے سرمست کا ہاتھ تھام لیا نخلستان کی جانب باتین کرتے ہوئے چلے باغبان وبہار وغیرہ دیکھ رہے ہین نسیم وقسیم کی مجال نہ تھی کہ حکم مین معمار کے دخل دے سکتے جب قریب نخلستان کے سرمست کو لیکر معمار نقلی پہونچا کہا ٹھہر جاؤ ایک سحر شہنشاہ کوکب روشنضمیر کا دیا ہوا ہم تم کو تعلیم کرین ایکہی سحر مین لشکر باغبان پامال ہو سب مر ٹکرا کر مرین سرمست نے کہا جو مناسب وقت ہو معمار نے

چھوٹی سی ایک سرخ ڈبیا نکالا کہا اسمین طائر سحر بند ہے پر پرواز رکھتا ہے یہ نہ سمجھنا کہ طایر پر بندہ بردہ طائر
کچھ ایسی تعلیم کریگا یا اوڑکر آواز دیگا سب سر ہیٹ جائینگے جو بچینگے وہ قدمون کو بوسہ دینگے سرمست
چرخ زن نہال بحال وجد کر رہا ہے وہمین یہ خیال کہ کوکب کو میری بڑی خاطر مد نظر ہے معرفت معمار کے
سحر روانہ کیا معمار نے کہا ڈبہ کھولو اس سحر کو اختیار مین کرو کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم
نور افشان بڑے بڑے کمال اسکے پاس ہین جب تو ہین یہ سحر دیکر بھیجا ہم تو اوسکے مطیع و منقاد ہین الٰہی اسکا
لشکر صاحب ظلم و بیداد ہین سرمست چرخ زن نے چاہا اس ڈبے کو کھولے ڈبہ نہین کھلتا کہا اے
معمار یہ ڈبا کھلتا نہین معمار قدرت نے کہا زور کرکے کھولو جیسے ہی سرمست نے زور کیا سرپوش
اٹہا ڈبے مین سے دھوان نکلا اور کرکے سرمست چرخ زن لہرایا نعرہ ہوا باش او بچہ منم مہر سپہر
عیاری و نہر بردشت طراری ماہ آسمان مکاری آفتاب عالمتاب چرخ خنجر گزاری شاہ عیاران عیار
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار لپٹ کر خنجر مارا سرمست چرخ زن کا شکم چاک قصہ پاک آواز آئی کشتی
مرا نام من سرمست چرخ زن بود علامت اسکے مرنے کی جو سنی گھبرا گئے لینا لینا کہکر دوڑے
نسیم و قسیم فوج کو لیکر آپڑے خواجہ تو گلیم اوڑھکر چلدیے ادھر سے ملکہ مرصع پوش نے فوج کو
حکم دیا ملکہ ناہید عیاری پر خواجہ عمرو کی پھڑک گیئین گلگونہ وزیرزادی سے کہتی ہین صاف یہ ہے کہ
خواجہ عمرو نے طلسم ہوشربا کو فتح کیا سرمست چرخ زن کو سحر کرنے کی حسرت رہگئی کیا جھٹ پٹ
قتل کیا بہار گلعذار جو کھڑی دیکھتین یہ بھی جا پڑین برق لامع کڑک کر گری رعد نے چیخ ماری مان رعد
کی برق بھی تڑپنے لگی عمرو نے دور سے دیکھا کہ ملکہ ناہید مرصع پوش نے قیامت کا سحر کیا
چند دانے ماش کے نکالکر طرف آسمان کے پھینکے کچھ دیکھتے ہی کالے کالے جوان زنگی بچے معلوم ہوتے
تھے تیغ لیکر دشمنون پر جا پڑے ہزارہا کو مار کر ڈالدیا کبھی ابر سحر سے گرا یا کبھی نخل سحر بنا یا نخل سے
اپنے گرے ان پتون سے ہزارہا دل جل گئے کبھی پھول گرے صدہا بو سے مست ہوکر سر ٹکرانے لگے غنچے چٹکے
طفلان غنچہ کی آواز سے ہزارہا دیوانے ہوگئے کچھ گونگے بہرے مرے دو تہائی جم کر گئے تھے نسیم و قسیم بھی
زخمی ہوگئے افسر مارے گئے خون کے دریا بہے آخر تاب نہ لاسکے نسیم و قسیم شکست کھاکر بھاگے
ملکہ بہار نے چاہا پیچھا کرین ملکہ ناہید مرصع پوش نے منع کیا ملکہ بہار کا ہاتھ تھام لیا
کہا ملکہ جانے دو ان غلامون کا پیچھا کرنا مناسب نہین ہے بفتح و ظفر لوٹے مال و اسباب

سب لشکر نسیم و قسیم کا لوٹ لیا لاشہ سرمست چرخ زن کا کوئی اوٹھا نہ سکا اوسی طرح جنگل مین پڑا ہے
جب لشکر جا چکا اور ملکہ ناہید مرصع پوش چلتین خواجہ عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا ملکہ ناہید نے تخت سے
کود کر ہاتھ خواجہ کا تھام لیا کہا خواجہ ماشاء اللہ کیا چٹ پٹ آپنے اس ساحر کو مار لیا آپ کی عنایت ہے
تو ساحر زبان بھی نہ ہلانے پائینگے دشمن شکست کھائینگے یہ ہرکارون نے مجھکو خبر دی کہ اب لشکر گرد قلعہ
کوکب جمع ہو رہا ہے کیا تعجب ہے کہ وہ خود بھی لشکر کے ساتھ آوین خواجہ عمرو نے کہا اگر وہ آئینگے تو رنج وملال
اٹھائینگے گر ملکۂ عالم بخدا ابن کوکب کی جان و آبرو کا دشمن نہین ہون کوکب ہمارے درپے آزار ہوگئے
کہ معمار قدرت جو گرفتار کر کے لیگیا اونھون نے غصے مین فوراً قتل ہی کر ڈالا اگر محراب جادو ہم کو
نہ بچا لاتا تو کوکب نے قتل کر ڈالا تھا وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی ہر حال مین نگہبان ہے ملکہ ناہید نے کہا
خواجہ کوکب نے رنج عظیم اوٹھایا کہ پہلی ہی لڑائی مین حنا پامال ہوئی اس قدر وہ اوسکی محبت مین مبہوت ہے
کہ ہمارے اعزاز و اکرام کو بالکل بھولا ان فوجون کے بھیجنے سے یہی مراد ہے کہ ہمکو قتل کرین بر ان
کو چھین کر لیجائین قلعہ مرصع حصار پامال ہو ہم کو نکال دین ہم صحرا مین ٹھوکرین کھاتے پھرین ملازم انکے
ہوکر نمکخواری کرین خواجہ عمرو نے کہا ملکہ یہ دشوار ہے عنایت پروردگار شریک حال ہے جو کوکب چاہینگے نہین
ہوگا جو پروردگار نے چاہا ہے اوسیکا ظہور ہے اور ہوگا بارگاہ مین آکر بصد لطف داخل ہوئے
پہلوے قلعہ مرصع حصار مین ایک قصر تعمیر ہے اوسمین ملکہ جان شمشیر زن مع اپنی ساتھ والیون کے داخل
ہین ملکہ اختر و ملکہ مجلس بھی خدمت مین جاتی ہین یہان کوکب روشن ضمیر سرمست چرخ زن
کو بھیجکر باطمینان بیٹھا ہے یقین کامل ہے کہ جاتے ہی سرمست چرخ زن لشکرون کو درہم برہم
کر دیگا سحر مین اسکا سامنا کوئی نہ کر سکیگا یہ ذکر تھا کہ نسیم و قسیم بھاگے ہوئے آتے ہی قدمون سے
لپٹ گئے عرض کی لے شہریار عمرو کے آگے سحر و ساحری کی کیا حقیقت ہے آپ کا سردار
نامدار سرمست جان نثار بڑے رعب و دبدبے سے باغیون کے مقابلے مین پہونچا کچھ
خوف نہ کیا طبل جنگی بجوا دیا بوقت سحر لشکر میدان کارزار مین جمے سرمست چرخ زن نے
میدان مین کھڑے ہوکر ناچنا شروع کیا یہ بھی تو خوف تھا کہ حضور کی حرم محترم سے مقابلہ ہے
اس وجہ سے سمجھا رہا تھا چاہتا تھا اصلاح ہو جائے دیکھا کہ معمار قدرت پہونچا
جیسے ہی اونھون نے نام معمار کا لیا معمار قدرت تو خدمت کوکب مین حاضر ہے بول اوٹھا

بھائیو مین خدمت شہنشاہ سے جدا ابھی نہین ہوا نسیم و قسیم نے کہا وہ عمرو تھا تمھاری شکل بنکر آیا باتین کرتا ہوا کنارے لیگیا دم دیکر خنجر مار دیا ہم لوگ جا پڑے مقابلہ نہ کر سکے آخر شکست کھا کے بھاگے اگر عمرو ایسا شخص ہی کہ ہر کس کی صورت بنکر چلا آئیگا جو جائیگا شکست کھائیگا کوکب نے کہا عمرو کی بھی تدبیر ہو جائیگی مناسب یہ ہے کہ بروقت میدان داری کسیکا اعتبار نہ کرو ورق سامری پاس رکھو جب اس مین دیکھ لو تب مقابلہ کرو ہم اسکی تدبیر کر دینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک لکۂ ابر گلنار ظاہر ہوا پھول برستے ہوئے ہوا سر دچل رہی ہی آمد سے اُس ابر کی صحرا پر بہار درخت وجد مین آئے اُس ابر کو دیکھکر کوکب شگفتہ ہوا کہا اے نسیم و قسیم اب عمرو عیاری نکر سکیگا دیوانہ ہوکر سر ٹکرائیگا میری بہار رنگین نزہت باغات طلسم نور افشان آپہونچی ایسکے دم سے باغات کی رعنائی و زیبائی ہے خبر جنگ سنکر آئی ہے وزرا امرا برائے استقبال گئے ابر قریب آکر شق ہوا معمار قدرت وغیرہ کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک نازنین چہاردہ سالہ حسن مین بیمثال ابروے خمدار فخر کمان ہلال عارض انور رشک قمر قد دلجو سہی در وان بوستان حسن و ناز ہمراہ رکاب مثل کنیزان و غلام عشوہ و ناز چال مین اٹکھیلیان نگاہین ترچھی اشارہ برچھیان دریاے زیور مین غوطہ زن پری پیکر رشک چمن آنکھین نرگس شہلاے حدیقۂ دلبری پستان ثمر باغ افسونگری رعنائی زیبائی لب اعجاز نما بہن مسیحائی دریا مین پھولون کے غوطہ مارا ہے صاف ظاہر ہوتا ہے رنگ گل اس رشک چمن پہ بار ہے ہر پھول پھولکر گلے کا ہار ہے کوکب بیساختہ کہہ اٹھا اے بہار رنگین اے رشک قمر ماہ جبین اسوقت تیرے آنے سے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا اے بہار رنگین تمنے سنا دشمنون نے ہمکو بڑا رنج و ملال پہونچایا سب تو بھاگ کر جائینگے تماشا دیکھنے والے ذرا بھی کڑی پڑیگی چلے جائینگے بی ناہید مرصع پوش کی شامت ہے انکے گوش ہوش مین نیند غفلت ہے بڑا فسادی مکار جعلساز شعبدہ باز دن کا استاد حاکم اقلیم بیداد یعنے عمرو عیار جا کر انکے شریک ہوا انھون نے بھی اسکا ساتھ دیا یہ نہ سمجھین کہ عیار ہے ذرا بھی سختی پڑیگی بھاگ جائیگا انکے ملک و مال کی تباہی ہی سرمست چرخ زن کو بھینے روانہ کیا تھا عمرو نے بی ناہید کو اپنا کمال دکھایا معمار کی شکل بنکر اوسے مار لیا نسیم و قسیم ابھی شکست کھا کر آئے ہین بہار باغ طلسم ہوش ربا بھی تشریف لائی ہین نام بہار طلسم ہوش ربا سنکر بہار رنگین پھول گئی کہا ای شہنشاہ کنیز کو روانہ کیجیے ہم بھی دیکھین کیونکر عیاری ہوتی ہے آپکے اقبال سے سب کو دیوانہ کرکے

خدمت مین حاضر کرون تار رگ گل سے سبک مشکین باندھ لاؤن اس طرح بہار رنگین نے سامنے
کوکب کے لاف وگزاف کیے کوکب نے چالیس لاکھ کا لشکر بڑے بڑے ساحران نامور بہار رنگین کے
ہمراہ کیے خلعت رخصت دیکر فرمایا جلد اپنے کو قلعہ مرصع حصار پر پہونچاؤ وہ لوگ مطمئن ہونے پائین
یہ بات سنتے ہی بہار رنگین طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزان گلگون پوش شامل لشکر
بہار اسکا بھی لشکر ہے بہار رنگین کو اپنے سحر پر انتہا کا ناز ہے ساحران عالم مین سرفراز ہے بڑے
زور وشور سے لشکر کو لیکر چلی چلتے چلتے کوکب نے یہ کہدیا کہ اے بہار رنگین تیرے دام سحر سے حقیقت
مین کوئی نہ نکل سکیگا عیاری سے اپنے کو بچانا اوراق سامری دمبدم دیکھنا انتہا یہ کہ اگر مین بھی تمھارے
سامنے آؤن بدون ملاحظہ اوراق سامری مجھ سے کلام نہ کرنا اگر عیاری سے اپنے کو بچایا تمھارا سحر مین کوئی
ہم نبرد نہین ہے جنگ مغلوبہ مین ناہید جواب نہ دیگی تمھارے دام سحر مین وہ پھنسے گی تمھارے باغ سحر سے نکلنا
دشوار ہے بہار رنگین سامنے دست بستہ کھڑی ہے کہا کہ حضور کی پرورش کنیز کو خود آرزو ہے ملکہ بہار بھی
آپ کے اقبال سے آج کیفیت کھلجائیگی بڑی دھوم سے لشکر لیکر چلی یہان دربار مین ملکہ ناہید مرصع پوش
کے یہی چرچے ہین کہ کوکب نے جنگ آغاز کردی خواجہ عمرو فرماتے ہین ملکہ ناہید سامان لشکر
کشی کرو ایرج نوجوان واسطے فتاحی طلسم کے جائے جتنی نسبت اس لوح سے باقی ہے وہ تو پوری ہو
بعد اسکے لوح طلسم نور افشان بھی تلاش ہو جائیگی مجلس واختر کہتی ہین ہم رہبری کرینگے مرحلہ جات
پر پہونچینگے لوح طلسم نور افشان کی فکر ہوگی گل حیات کوکب تک لیجا سکینگے خواجہ عمرو نے کہا اب
کوکب کو مہلت نہ دیجائے برج مین بیٹھے ہین ایک ہی جنگ ایسی ہو کہ اونکے جی چھوٹ جائین غنیم
حنائے گلگون پوش نے اونکو رنگ شادی سے ملکہ ناہید مرصع پوش نے فرمایا اسی شغل کی محبت مین
ملک و مال اپنا برباد کرادیا ورنہ میرے انکے کیون بگڑتی بنتی تو خود بھی کہا تھا کہ حنا کے ساتھ تمھاری
شادی کرون مگر شہنشاہ اولوالعزم ہو حقیر کے گھر پر نہ جاؤ وہ اونکے خلاف ہوا اب جو خدا کو منظور ہو
یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر بعد دعا کے عرض کی کہ پھر فوج دریا موج آپہونچی بہار رنگین کو شہنشاہ
نے روانہ فرمایا یہ سنتے ہی ملکہ ناہید مرصع پوش نے حکم دیا گلگوشہ گلگون پوش کو بلاؤ جب گلگون
حاضر ہوئی حکم ہوا لشکر بہار رنگین کے مقابلہ مین لیجا کے اتارو اسی وقت کمر بندی ہونے لگی سب سے
بیشتر نقد روح، وان قاسم عالیشان شہزادہ ایرج نوجوان اٹھے ایکجانب سے رستم پیلتن علمشاہ

نوجوان و جہانگیرین صاحبقران قاسم صف شکن مع سرداران تیغ زن اٹھے پانچ کوس آگے بڑھکر
بلدگاہ ستادہ ہوئی ملکہ بہار کو بھی اشتیاق ہوا اپنی بارگاہ الگ استادہ کرائی گرد چمنہائے طولانی کنیزان
رنگین پوش مصروف انتظام دن قلیل باقی تھا کہ سب نے دیکھا صحرائے خارستان پر بہار ہونے لگی
نخل وجد مین آئے پتون نے کیفیت زمزمہ یجائی دکھائی طایران زمزمہ سرا درختون پر زمزمہ سرائی کرنے
لگے سب نے دیکھا بعد تھوڑے عرصے کے ملکہ بہار رنگین مع لشکر بیشمار نسیم و قسیم انتظام کرتے ہوئے
بہار رنگین دادس زرین بال پر سوار کنیزین دف و دائرے بجاتی ہوئی زیور رنگین پھولون کے لدی
ہوئی باجے بجتے ہوئے لکہ ہائے ابر گلنار سرون پر آراستہ لشکر بڑے کر و فر سے برعنائی و زیبائی آکر
فرود کش ہوا بہار رنگین نے سب کو بہ نگاہ حقارت دیکھا جب ملکہ بہار سے نگاہ ملی کہا لو صاحب بہار
طلسم ہوشربا بھی موجود ہین دونون طلسمون کی بہارین ایک مقام پر آئین اب خزان ٹھوکرین کھاتی
گلشن دنیا سے نکل جائیگی بہار رنگین یہ کہتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی چند ساعت تامل کیا مسکرا کے
کنیزون سے فرمایا طبل جنگ بجے اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر ملکہ
ناہید مرصع پوش سے خبر کی یہ بھی ظاہر ہوا کہ بہار رنگین کو بڑے ناز سے کوکب نے روانہ کیا ہے
برائے سدباب عیاری اوراق سامری کے ملاحظہ مین ہر وقت مصروف ہے اسکا دھوکا کھانا وقت
پر موقوف ہے ملکہ ناہید نے خواجہ عمرو سے کہا طبل جنگی جواب مین بجے مگر آپ تکلیف فرمانیکا قصد
نہ کیجیے طایران سحر نے مجکو خبر دی کہ کوکب نے اوسکو سمجھا دیا کیا عجب ہے کہ عین وقت پر اور سردار
بھی اس طرف روانہ کرے کوکب روشن ضمیر کو بہار رنگین کا بڑا پاس ہے ساحرہ یہ ہمیشہ سے زبردست
ہی باغات طلسم نور افشان کی منتظم کوکب کی ہے اسکا بڑا خیال ہے مشہور ہے کہ بہار رنگین سحر مین صاحب کمال
ہے یہان یہ ذکر تھا کہ بہار رنگین نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے ملکہ ناہید مرصع پوش کو خبر
پہونچائی ملکہ ناہید نے خواجہ سے متوجہ ہو کر فرمایا خواجہ عمرو نے بھی نوازش طبل کا حکم دیا دونون
لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جب دربار برخاست ہوا تو ملکہ بہار گلعذار نے خواجہ عمرو سے کہا
اے شہنشاہ عیاران اصل یہی کیفیت ہے کہ یہ ساحرہ بڑی زبردست ہے جہانتک ہو سکے اسکے سامنے
برائے عیاری نجائیے گا شب کو مین سحر تیار کرتی تھی کنیزون نے مجھکو خبر دی کہ کوکب نے اوسکو تاکید کردی
ہے کہ اپنے کو عیاری سے خواجہ عمرو کی بچانا وہ ہر وقت اوراق سامری دیکھیگی شب کو بھی یہی انتظام تھا کہ

سحر تیار کرنے میں اگر کوئی کنیز ادھر کی آجاتی تھی تو اسکو گمان ہوتا تھا کوئی عیار نہ چلا آئے مجھکو خواجہ تم سے
دعویٰ مہر و محبت ہے اپنی بہتری واجب و لازم ہے خواجہ عمرو نے کہا اے بہار گلعذار خدا تمکو سلامت رکھے
کیونکر دل قبول کریگا اگر تمپر کوئی رنج و ملال ہو اخدا تمکو غالب کرے دیر تک ملکہ بہار خواجہ عمرو سے
یہی کہا کی کہ عیاری نہ کرنا عمرو نے کہا وقت پر دیکھا جائیگا چار پہر رات گذر کر گل صد برگ آفتاب گلشن فلک
نیلی میں کھلا برگ سیارگان شاخ کہکشان سے مرجھا کر گر گئے باد خزان چلی شاخ سحر نہ پھولی نہ پھلی
بیاض سحر نے چہرہ دکھایا نسیم سحری کا دور ہوا طائر آشیانون سے نکل کر مصروف حمد رب اکبر ہوئے
لشکرون میں کمربندی ہوئی صبح کی وردی بجی صداے مرغان سحر آنے لگی نوبتین بجین نقارون پر چوب پڑی
ملکہ ناہید سوار ہوئین تمام سرداران نامی گرامی بصد شوکت و شان وارد میدان کارزار ہوئے
ملکہ بہار جادو مع اپنی کنیزان گلگون پوش آگے بڑھکر ٹھہرین کہ بہار رنگین کی آمد ہوئی بڑے
ناز و انداز سے ایک تخت پر سوار گرد گلدستہ ہاے سحر ایک ٹکڑا ابر آسمان پر اس سے بھی پھول برستے
ہوے کبھی مینہ برسا کبھی ہواے سرد چلی اس کر و فر سے بہار رنگین فرستادہ کوکب وارد میدان کارزار
ہوئی دونون لشکرون میں صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کرنلکیت کڑکا کھڑکتے یا تو طبل و بوق
بج رہا تھا نقارون پر چوب پڑتی تھی صداے نقباے بلند آواز سے ہر شخص کو دہشت خوف و عبرت
سے سناٹا ہوا ہر ایک کا یہی کلام ہے کہ بہار و خزان باغ جہان میں بے ثبات ہین باد سحری کو گلشن پر
بہار میں ناحق کے خیالات ہین جو ہوسکے دنیا میں رنگ جمانا بیکار مثل آب جو گل ہر خرد و کلان غنچہ و گل آمادہ
سفر ہین ایسے ایسے اشعار پڑھکر دلون کو غم و الم سے بھردیا دونون لشکرون کو خاموش کردیا
بہار رنگین نے طاؤس اپنا بڑھایا خواجہ عمرو ایک گوشے سے خیال کر رہے ہین کہ بہار رنگین نے اپنا
طاؤس جو صف سے نکالا جس نخل کے سایے میں کھڑی ہوئی وہ نخل جھوم گئے سرسبز و شاداب
ہوئے صاف ظاہر تھا کہ سامان انقلاب ہوئے گلگون نے آنکھیں کھولیں غنچہ گل مسکرائے شاخہاے نخل ہاتھ
بڑھاتی تھین کہ سر پر بہار رنگین کے سایہ کرین بہار رنگین نے مسکرا کر نخل کو اشارہ کیا تب وہ اپنے
مقام پر تھما بہار رنگین طاؤس کو اوڑا کر میدان کارزار میں پہونچی رنگ سحر جمانے لگی پھولا سے ابر
لکہ ہاے ابر آکر قایم ہوئے ہواے سرد چلی بہار رنگین نے غنچہ دہن وا کیا غنچے سے پھول نکلنے
لگے گل کلام ہنستی کیے صدا دی اے ساکنان باغ مرقع جہار اپنی جمعیت پر ناز نہ کرنا

ایک دن مین یہ مجمع درہم و برہم ہوگا بی بی بہار صاحب کی مین مشتاق ہون ملنے بھی عمر بھر ریاض یکتا سحر
رنگین مین کمال ہوا بہار رنگین سامنے کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم نور افشان کے لقب پایا
یہ کہکے مسکرائی پھول برسے ملکۂ بہار نے طاوس اپنا بڑھایا سامنے ملکۂ ناہید کے آکر دست بستہ عرض
کی اے سرو خراماں بوستان سلطنت والے نخل سرسبز و شاداب حدیقہ لیاقت اگر ارشاد ہو جا کر بی بی
بہار رنگین کو جواب دون یا تو اوسکی مشکین باندھکر لاؤن حلقۂ اطاعت کان مین ڈالون
یا یہ عندلیب چمنستان خیرخواہی اپنی جان کو آپ پر نثار کرے ملکہ ناہید مرصع پوش نے تخت
اپنا رکھوا دیا ملکہ بہار نے چاہا کہ میدان مین جاؤن ملکہ ناہید نے خلعت فاخرہ منگوا کر مرحمت فرمایا
خواجہ عمرو نے بھی اپنے کو ظاہر کیا کہا کہ ملکہ بہار تم مقابلہ کرو عین گرمی جنگ مین مین بھی اپنی کو
پہونچاؤنگا بہار و باغبان نے منع کیا کہ خواجہ ایسا ارادہ نہ کرنا آج بہار کا رنگ دیکھئے سب
خاموش ہوے بہار نے تخت سے گلدستہ لیا بڑھکر طرف بہار ہوشربا کی گلدستہ مارا ملکہ بہار نے مسکرا کر
برق گرائی گلدستہ جلا پھول خاک ہوکر رہ گئے غنچے مسکرانے نپائے اسی طرح دو چار گلدستے چلے بہار
رنگین نے بھی کمال دکھائے بہار ہوشربا بھی ہنستی جاتی ہی بہار رنگین نے سحر تازہ بنانے کا قصد کیا
ہی کہ سنبل نامے اوسکی مصاحب خاص ہی بصد پیچ و تاب دوڑی ہوئی آتی ہی یہ کہتی ہوئی کہ اے ملکۂ
عالم دیکھئے کنیز کیا لائی اس سحر کو ملاحظہ کیجئے لونڈی سی ذرات بھر مشقت کرکے تیار کیا حضور یہ خالی
نہ جائیگا بہار رنگین نے پلٹ کر آواز دی کہ اوساربان زادے ملنے پہچانا پھکر بدھی پھینکی بہار گلعذار
نے بار اوس بدھی کا اپنی سر پر لیا یعنی کاکل کا ہار بنایا سنبل بھاگ کر نکل گئی بہار رنگین نے ہنسکر کہا کیون ہوا
بہار اسی خار صحرائی عیاری کی بھروسی پر میدان جنگ مین آئی ہو سنبل بکبر دوڑا جب اوسنے آواز دی ہم
جب ہی سمجھ گئے تمنے بچالیا اگر پھول بہار اپر جاتا جلکر خاک ہوتا تمنے بڑی جانبازی کی بہار نے کہا اے
بہار رنگین یہ عیار ہین اسی طرح عیاری کرتے ہین افراسیاب کی عیار بچیان ہمیشہ عیاری کرتی تھین
اپنی کو بچالیا کبھی اونکو قتل کرنیکا ارادہ نہ کیا بہار رنگین نے جواب دیا خیر ملکہ اگلی مرتبہ سامنے آئیگا تو مزا
اوٹھائیگا پھر آلیسمین سحر ہونے لگے ہوائین ٹھنڈی چل رہی ہین اپنی اپنی سحر کے رنگ جماتی ہین سب نے
دیکھا صحرا سے ایک سلحر مہیب بشکل عجیب و غریب پکارتا ہوا آتا ہے ملکہ بہار رنگین سبحان اللہ کیا سحر شگفتہ
کیا شہنشاہ کوکب روشنضمیر نے یہ نامہ بھیجا ہے ملاحظہ فرما لیجیے پھر مقابلہ کا آپ کو اختیار ہے عین

گرمی جنگ مین بہار رنگین نے ساحر کو آتے ہوتے دیکھا اس قدر عیاری کا اسکو خیال ہی گو کب نے بھی سمجھا دیا ہے
کہ جیسے ہی ساحر مہیب نے آواز دی بہار رنگین نے جھولی سے ورق سامری نکالا دیکھکر مسکرائی آواز دی
آئیے تشریف لائیے اس طرح جو بہار رنگین نے پکار کر کہا وہ ساحر طرف جنگل کے بھاگ کر چلا گیا۔
طرف بہار رنگین کے نہ آیا بہار رنگین نے کہا واہ رے عیار بالکل بے غیرت ہے کیا عیاری کرے گا
قضا دامنگیر ہے جسوقت ارادہ کرون گی آتش قہر و غضب مین پھونک دونگی ملکہ بہار اپنے مددگار کو منع کرو
میرے سامنے اُن کی عیاری مکاری نہ چلیگی بہار نے کچھ جواب نہ دیا سحر آپس مین چلنے لگے ایک مقام پر
ملکہ بہار گلعذار گلدستہ ہاتھ مین لیکر بڑھین نگہت گل اندام کہکر گلدستہ مارا بہار رنگین پر پھول برسنے لگے
چمنہائے طولانی بنکر تیار ہوئے طائرون نے زمزمہ سرائی کی بہار رنگین چھوٹی چہرہ سُرخ ہوا کنیزون کا غلغلہ
تھا ملکہ عالم اپنے کو بچائیے بہار نے کچھ جواب نہ دیا گھڑی بھر کامل خاموش کھڑی رہی طایران زمزمہ سرا
نے گھیر لیا جس طائر سے بحث کرنے کا ارادہ کرتی تھی زبان نہ کھلتی تھی رنگ رو متغیر چہرہ اوداس
عالم یاس بہار جادو نے نیچہ کھینچا قریب بہار رنگین کے پہونچین بیتیرہ بدل کر آواز دی اے ملکہ عالم
بچیے بہار رنگین کے ہوش درست نہ ہوئے بہار ہوشربا نے نیچہ مارا نخل صحرا سے ایک طائر نکلا اس نے
گلا دم شمشیر پر رکھدیا طائر کا سر کٹا خون کی چھینٹین جسم بہار ہوش رُبا پر پڑین بدن مین آبلے پڑ گئے
اسوقت بہار رنگین نے چھڑی پھولون کی ہاتھ مین تھی بہار پر مار دی بہار ہوش ربا نے سر آگے
کر دیا اُس چھڑی نے تلوار کا کام کیا مثل برق تڑپ کر سر پر گری دو ٹکڑے ہوئے صحرائے پر آشوب مین
ہوائے گرم چلی صدائے ہا ہو بلند ہوئی ہزارہا نخل جلا چمنہائے سحر پامال ہوئے طائرون نے پرون سے
سر پیٹے تھوڑی دیر لاشہ بہار ہوش رُبا کا تڑپا بیخ نخل شق ہوئی سب نے دیکھا یا تو صحرا مین ویرانہ مین
ظاہر ہوتا تھا یا ہوائے سرد چلی گرم ہوا موقوف ہوئی غنچے مسکرائے پھول ہنسے صبا دو گلچین گوشہ گیر ہوئے
اُون چمن ہائے طولانی مین نہ آسکتے تھے سب نے دیکھا ملکہ بہار ایک تاج زمردنگار سر پر پہنے ہوئے
آڑی ترچھی بدھیان گلے مین مسکرا کر بہار رنگین کو سلام کیا کہا کیون بہار رنگین دیکھا یہ کہکے
بدھی گلے سے اُتاری بہار رنگین پر پھینک ماری بہار رنگین اُف اُف کر کے پیچھے ہٹی اپنی جھولی سے
کارد سحر نکالی پکار کر آواز دی کہ اے بہار آج تمھارا رشتہ گلدستہ حیات قطع ہو چکا ہے دیکھون
کہانتک کمال دکھاتی ہو بس اس سحر پر خاتمہ ہے یہ کہکر کارد سحر سے اپنا ہاتھ قلم کیا قلم کر کے طرف آسمان کے

پھینکا ابر سیاہ ظاہر ہوا آواز اُس سے آتی تھی اے بہار رنگین یہ کیا غضب کیا اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا اب تمام اہالیان دنیا بھک جائین گے ان غریبونکی کون دستگیری کرے گا یہ صدائے دردناک آئی حقیقت مین اس سحر بہار رنگین نے ایسی تاثیر کی کہ ملکہ ناہید کے لشکر مین تلوار چلی پلٹ کر بہار ہوش ربا نے دیکھا ہزارون کے سر کٹ کر گر پڑے ابر سیاہ سے چنگاریان گرنے لگین جس پر شعلہ گرا جل گیا آگ کی ترقی ہوئی شعلہ ہائے آتش نے سر کھینچا ہر چند بہار ہوشربا سحر کرتی ہے تاثیر نہین ہوتی گرمی بڑھتی جاتی ہے باغبان قدرت نے بھی باران سحر برسانے کی تدبیر کی آگ نہ بجھی گرمی کی ترقی ہے ابر تیرہ و تار محیط ہوتا جاتا ہے لشکر مین ملکہ ناہید کے بے اعتدالی ہزارہا ساحر و غیر ساحر بیتاب سارے لشکر مین انقلاب آگ برس رہی ہے زمین سے بجائے غبار کے دھوان نکلتا ہے ہر نخل چمن مثل چنار ہوائے گرم سے جلتا ہے ملکہ ناہید نے خود سحر کیے پانی برسا آگ نہ بجھی بلکہ اگر کوئی سحر کرتا ہے اپنے نزدیک خواہش ہے دمبدم یہی کاہش ہے سحر کرکے آگ کو بجھائین اہالیان لشکر کو اپنے بچائین اُسکی ضد ہوتی ہے کہ آگ ترقی پر ہو جاتی ہے بلکہ باغبان نے بڑھکر ملکہ ناہید سے کہا حضور اس کا دفعیہ نہ کیجیے اور زیادہ ترقی ہوگی بہار رنگین کا سحر بہار ہوشربا دفع کرینگی سب نے دیکھا بہار ہوشربا گرمی آتش سے پریشان تھی گل ساچہرہ مرجھایا ہوا چہرہ اوداس عالم یاس میں لچکی بکلی شاخ تمنا نہ پھولی نہ پھلی ایک نخل کے سائے مین آکر دستک دی دستک دیتے ہی زمین شق ہوئی ایک نازنین اس صورت سے پیدا ہوئی ایک حوض طلائی نہایت مختصر ہاتھ مین خود بھی معلوم ہوتا ہے نہا کر آئی ہے وہ حوض طلائی لا کر ملکہ بہار گلعذار کو دیا جھک کر سلام کیا بہار نے پوچھا کیون گلگونہ اتنی کیون دیر لگائی ہمارے باغ بہار مین خزان آئی بی بہار رنگین نے بڑی گرم مزاجی دکھائی تجھکو تو ہمسے دعوی محبت ہے آج کیا کیفیت ہے کیا ہمسے کوئی صدمہ ہوا تھا اُس نے دست بستہ عرض کی اے گل گلزار خوبی اے سرو نوخاستہ حدیقہ محبوبی اے سرو خرامان گلشن دلفریبی اے شاخ نہال چمنستان رنگین مزاجی یہ سحر بڑی قیامت کا ہے کنیز نے عرصہ دراز مین یہ حوض آب ترتیب پایا اب دریا دلی دکھایئے آبرو بچایئے یہ کہکر وہ کنیز تو غائب ہوئی ملکہ بہار نے اوس حوض طلائی کو ہاتھ مین لیکر آواز دی اے بہار رنگین اب سنبھلنا دفعیہ ہوگیا یہ کہکر حوض کو طرف آسمان کے پھینکا قطرات آب جو حوض سے بلند ہوئے ابر سیاہ پر جاکر بڑے ابر کو تختہ تختہ کیا ہوائے سرد چلی آمد ابر آب نے تاثیر گرمی کی مٹائی برسنے لگا چشم زدن مین ابر آتش فشان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرا

گرمی صحرا کی بالکل موقوف بوجہ احسن ہوائے سرد چلنے لگی جب ابر آتش فشان بہار ہوشربا نے ہٹایا بہار رنگین کو غصہ آیا نیمچہ کھینچکر جا پڑی بہار ہوشربا نے نیمچہ نیمچہ پر روکا آئینمین کئی وار چلے تلوارون سے شعلے نکلے جھناٹے کی آواز بلند دیکھنے والے دردمند دونون نازنینان مہ جبین مہ جبینان مہر تمکین آمادہ خونریزی فراخ مین دونون کے تیزی کی نیمچے جب بہار رنگین نے لگائے بہار ہوشربا نے روکے ایک مقام پر بہار ہوشربا قہقہہ مار کر ہنسی خندہ دندان نما سے برق چمکی بہار رنگین کی پلک جھپکی ادھر سے ملکہ بہار نے نیمچہ مارا سر بہار رنگین کا زخمی ہوا زخمی ہوکر اُس نے سحر کیا چند شیران صحرا پیدا ہوئے اُنھون نے بہار ہوش ربا کو گھیر لیا بہار شیرون سے لڑنے لگی بہار رنگین کو آواز دی یہ کیا بیکار شعبدہ ہے ایسا سحر تو میری لونڈیان بھی نہین کرتین مین ابھی ان کو بھگا دون گی بہار رنگین نے ایک دستک دی شیرون نے زور پکڑا دھڑ دھڑ کے مار کر بہار پر جا پڑے بہار گلعذار پیچھے ہٹتی ہے عالم کمال یہ ہے کہ اپنے قریب نہین آنے دیتی بہار رنگین کھڑی ہنس رہی ہے مگر تحریر کرچکا ہون کہ خواجہ عمرو جو صورت بنکر سامنے بہار رنگین کے آئے اس نے پہچان لیا دور ہی سے آواز دی او سمار بان زادے مین نے تجھکو پہچانا تیری شامتین آئی ہین خواجہ عمرو لاچار ہوکر بھاگ گئے سات مرتبہ سات طرح کی صورتین بدل کر آئے بہار رنگین پر رنگ نہ جما اب خواجہ نے گوشے سے دیکھا کہ بہار رنگین نے سحر کامل کیا اب لشکر نہ بچے گا بہار ہوش ربا کے ہاتھ سے سر جو زخمی ہوا ہے وہی قطرات خون چلو مین لیکر منھ پر ملتی ہے کبھی طرف لشکر اسلام کے پھینکتی ہے اون قطرات خون سے کبھی برق چمکی سو بچاس کے سر کاٹ کر نکل گئی کبھی تیر چلے کبھی گولے برسے لشکر ملکہ ناہید مرصع پوش مین انتہا کا تلاطم بہار ہوش ربا کے ہوش گم سر زخمی کرکے پچھتائی اس سر سے آگاہ نہ تھی سراسر خطا کی لیکن یہ بھی سردار ہے شیرون نے دبا ؤ ڈالا ان کو تو بہار نے قتل کیا خون کی آگ نہین رکتی اُس وقت خواجہ عمرو نے ایک گوشے مین آکر زنبیل سے رنگ و روغن عیاری کا نکالا کوکب روشن ضمیر کی شکل بنکر تیار ہوئے مونڈھی حضرت دانیال کی نکالی بطور چھتری کے اوپر سر کے لگائی ستون اُس کے تخت زبرجدی پر قایم کیے اسی طرح سے تخت اوڑاتے ہوئے چلے یہان بہار رنگین تباہی لشکر اسلام سے مثل گل شگفتہ نعرے کر رہی ہے بی بہار اب لشکر کو بچا تو اس شعبدے سے بچنا دشوار ہے اب کد و کاوش بیکار ہے حقیقت مین ملکہ بہار بہت پریشان ہوئی دمبدم یہی مقتضا ہو کہ میرے

سبب سے لشکر تباہ ہوتا ہے ہزارہا بندگان خدا پامال ہوئے ہم یہ انجام نہ سمجھے تھے اس ملعونہ نے
غضب کیا بہار طلسم نور افشان بہار طلسم ہوشربا پر غالب آئی میری وجہ سے تمام اہالیان
لشکر مبتلائے بلا ہوئے ہرچند سحر کرتی ہے مدعائے دلی حاصل نہین ہوتا انتشار بڑھتا جاتا ہے ہوائے سحر
بہار رنگین سے دل گھبراتا ہے نخلستان کیجانب سے ایک برق چمکی روشنی معلوم ہوئی آواز آئی لے
بہار رنگین کیا کہنا تیرے کمال کو دیکھکر دل باغ باغ ہوا کلیجہ باغیون کا داغ داغ ہوا کیا سحر تیار کیا
قلب مین اون کے کانٹا کھٹکتا ہے باغبان ایسا کامل اکمل مثل مرغ بسمل پھڑکتا ہے پلٹ کے
بہار رنگین نے دیکھا تخت اوڑتا ہوا چلا آتا ہے ایک زربفتی چھتری نہایت آراستہ وپیراستہ اوسکے سایے
مین شہنشاہ کوکب روشنضمیر جلوہ فرما تعریفین کرتے ہوئے تشریف لاتے ہین بہار رنگین
کی جلیسے ہی نگاہ پڑی پہچان گئی کہ سارہ بان زادہ اس صورت سے آتا ہے دل مین سوچی کئی مرتبہ
یہ نگوڑا آیا مینے ڈانٹا یہ بھاگ گیا ابکی آنے دو اپنے جال مین آپ پھنسے یہ سوچکر جھک کر سلام کیا آواز
دی لے شہنشاہ گیتی ستان آپکی پرورش ذرہ نوازی لونڈی نے خاتمہ کردیا آتش سحر مین سب جلا
چاہتے ہین دمبدم سحر کو زور دونگی انگارے برسین گے دشمن جلینگے اب بجھین گے کوکب نقلی نے آواز دی
تجکو اپنا نائب بناؤنگا سارے طلسم نور افشان کا حاکم کردونگا باغیون پر مین بھی سحر کرونگا ملکہ ناہید
مرصع پوش تو آمد کوکب دیکھکر گھبرا گئین گلگونہ گلگون پوش وزیرزادی سے گھبراکر کہا لو صاحب
غضب ہوا خود شہنشاہ آتے ہین بادشاہ طلسم نور افشان اون کے سحر کو کون روک سکے گا اوس
روز تو شکست کئی وجہ سے کھائی تھی وجہ اول تو یہ ہے کہ غم مین حنا کے بیقرار ہوگیا رنگ سحر نہ جم سکا
دوسری وجہ یہ تھی اختر ومجلس جمشید نے عین وقت پر اپنا حال ظاہر کیا قریب سے جاکر برس پڑے
برابر کے سحر کرنے والے ادھر غم حنا مین کلیجہ خون ہوچکا تھا پیر اوٹھ گئے ورنہ کوکب روشنضمیر ایسا بادشاہ
عالیجاہ نہین ہے کہ ہر ایک کا اوس پر پنجہ قابض ہو سحر ساحری مین طاق علم وکمال مین شہرۂ آفاق آتے ہی
برس پڑے گا طبقات زمین ہلادے گا اب بہار رنگین کو اور قوت ہوگی اور بھی خراج گزار جل چکے
ہونگے باغبان قدرت نے مسکراکر کہا ملکہ نہ گھبراؤ مجھے کچھ اور رنگ معلوم ہوتا ہے آج ہمارے
شہنشاہ عیاران سات مرتبہ بصورت ہائے غیر کر تشریف لائے مطلب حاصل نہوا ہر مرتبہ پہچان لیے
گئے کیا عجب ہے کہ وہی تشریف لائے ہون یہ بہت دشوار ہے کہ تجکو کچھ دیکھ کے سختی مین ہمیشہ

خواجہ کام آتے ہین یقین کامل ہے بصورت کوکب وہی تشریف لاتے ہین باغبان قدرت یکہ رہ گئے
ملکہ ناہید مرصع پوش شوہر کو دیکھکر گھبرائی ہین گلگونہ گلگون پوش سے کہتی ہین اے گلگونہ مین سحر
نکرونگی تخت میرا اٹھا لو تم جاکر عذر کرو گلگونہ نے کہا حضور اب عذر کیسا لڑینگے مرینگے جان دینگے عذر
نکرینگے یہان تو یہ ذکر ہے کوکب نقلی تخت اوڑاتا ہوا صحرا سے چلا آتا ہے بہار رنگین پنجہ کھینچے ہوئے
دانے ماش کے ہاتھ مین یہی خیال ہے اقبالمندی ہماری کہ یہ یون آگیا ایسے کا گرفتار ہونا دشوار
تھا گھس کر پنجہ مارون تخت پر چڑھکر سر کاٹ لون یہ سوچکر آگے بڑھی پنجہ ہلالی تولتی ہوئی ڈورا
کھولتی ہوئی جب قریب تخت پہونچی کہا او ساربان زادے کیا تجھکو زندہ چھوڑونگی اب میرے ہاتھ سے کیونکر
بچیگا عمرو ہاتھ باندھکر کھڑا ہو گیا کہا ملکہ معاف کرو توبہ کرتا ہون اب کبھی صورت نہ بدلونگا کہان بھاگ کے
جاؤن کہان چھپون اہل اسلام نے مجکو تباہ کیا ایسے ہمہ دان ہمہ گیر کے سامنے بھیجا عمرو نے تو ہچک کر
یہ کہا بہار رنگین نے تخت پر قدم رکھا ہاتھ بڑھا کر چاہا گردن مروڑون بارگاہ دانیال کے ستون پر
ہاتھ پڑا چاہا گردن لون جیسے ہی جسم بارگاہ دانیالی سے مس ہوا سر تلے ٹانگین اوپر پیر طناب مین
بندھ گئے عمرو نے نعرہ کیا سب خوش ہو گئے عمرو نے تخت زمین پر اوتارا زبان مین بہار رنگین
کے سوزن دیا مروڑ کر مشکین باندھین بڑی کدوکاوش سے اس کو پایا ہے ایسا نہو پنجے سے نکل جائے
تخت زمین پر آیا بہار و باغبان سبحان اللہ کہتے ہوئے دوڑے خواجہ عمرو نے بہار
طلسم ہوشربا سے پوچھا مینے اس کو پکڑ لیا یہ آتش سحر کب تک شعلہ ور رہے گی ملکہ بہار نے کہا
خواجہ سحر اُس نے ایسا کیا کہ ہمسے نہین دفع ہو سکا یا تو یہ خود دفع کرے یا اسکے قتل ہونے پر مٹے خواجہ
عمرو نے کہا اے بہار گلعذار خدا کی قدرت کہ ایک فصل مین دو طرح کی بہار یہ اقبالمندی اسد نامدار ہی
میرا دل نہین چاہتا کہ میں اسکو قتل کرون بہار نے کہا خواجہ ساحرہ تو بڑی نامی و گرامی ہے
منظور نظر کوکب روشن ضمیر خواجہ عمرو نے یہ سنکر بہار رنگین کو ستون سے باندھا تازیانہ حضرت اسحاق
کا نکالا بہار رنگین کو ہوشیار کیا بہار رنگین نے آنکھین کھول کر دیکھا چار جانب سرداران
اسلام مجکو گھیرے ہوئے سمجھاتے ہین سحر سے میرے آگ برس رہی ہے ہزارہا ساحر جلے صدا فریاد کی
آتی ہے عمرو کو کھڑا دیکھ کر گھبرا گئی کہ مین کیونکر گرفتار ہوئی سحر نہ کرنے پائی دل کی دل ہی مین رہی
عمرو نے کہا کہ اے بہار رنگین قدرت پروردگار کا تماشا دیکھا تجھکو ہمارے قبضے مین کرا دیا جب ہم سامنے

ظاہر ہوئے تو نے بیشک بیجا ناتھا اس خیال پر آپڑی کہ عمرو کو قتل کرون لیکن ہمارے خدائے نادیدہ
نے تجھکو گرفتار کرایا ہمکو قتل نہ کر سکی قضا میری تیرے ہاتھ سے نہ تھی اب بہتر یہ ہے کہ بہار ریائے عالم
کی پیروی کر گلشن دنیا کو باغبان ازل نے کس رنگینی سے آراستہ و پیراستہ کیا بہار رنگین تجھکو نام
مرحمت ہوا اب صورت خزان دیکھنے کا محل آیا باغ حیات مین تیرے ہوا خلاف چلی مناسب یہ ہے
کہ پیروی احکام باغبان قضا و قدر مین مصروف ہو اگر اب تک تجھکو قتل کر ڈالتا کون خبر لینے والا تھا ملکہ
ناہید مرصع پوش نے بھی اوٹھکر فرمایا کہ اے بہار رنگین ہمارے حق ہونے پر تو بھی گواہ ہے حنائے
گلگون پوش نے سالہا سال رنگ جمایا شوہر کو ہمارے ہمسے چھوڑایا یہان تک حکم صادر ہوا کہ
جمشید و تیران مان سے نہ ملین سالہا سال اپنی اولاد کو ہمنے نہین دیکھا اگر اوس شفتل کو ہمنے قتل کر ڈالا
تم صاحبونکو کیون ناگوار ہوا وزرا امرا شہزادیان سب یہان کے سردار بہار رنگین سے صورت آشنا ہین
خواجہ عمرو نے بھی یہ کلمہ فرمایا کہ اگر اطاعت ملکہ ناہید کی نکرے گی فوراً قتل کرونگا ہر ایک کو ناگوار ہے
حسن و جمال سن و سال پر رحم آتا ہے کہ ایسا گل رنگین گلشن دنیا سے اٹھ جائے غنچہ آرزو مرجھائے
مقام تاسف ہے بہار رنگین کے تو ہوش باختہ ہو چکے تھے سب ساتھ والون نے جو سمجھایا زنگ کفر
آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ یہ کنیز اطاعت کرنے کو حاضر ہے ملکہ ناہید
مرصع پوش نے زبان سے سوزن نکالا بہار رنگین قدمون پر ملکہ ناہید کے گری بدل و جان اطاعت
کی بہار رنگین نے اپنے سحر کو دفع کیا لشکر جو سامنے موجود تھا بہار رنگین نے جا کر آواز دی مین تو
حقدار کی شریک ہوئی یہ مقدمہ فساد زن و شوہر ہے غیرون کو کیا دخل اگر وہ اپنی بیٹی کی شادی کرتی
ہین کیا خلاف ہوا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کو ناگوار ہے ایسے پیوند کیسے ملتے ہین اہالیان لشکر
غصے مین بہار رنگین پر آپڑے ملکہ ناہید نے سردارون کو حکم دیا بہار رنگین کی شرکت کرو
ان نالایقون کو مار لو مار کر سب ساحرون کو بھگا دیا ہزارہا کو قتل کیا کوکب روشن ضمیر اسی قلعہ آہن
مین قیر رضا کی فقیر بنکر بیٹھا ہے ایک ابر چہار جانب گھرا ہے کہ چند ساحر دوڑے ہوئے آئے تمام کیفیت
بہار رنگین کی بیان کی کوکب کو بہت ناگوار ہوا غصے مین کہا جس وقت اپنے مقام سے اٹھ کھڑا ہونگا
بوٹیان کاٹ کے سب کی پھینک دونگا بہار رنگین کے شریک ہونے سے میرا کیا نقصان ہے ان سبھون کی
قضا دامنگیر ہے سازبانخ ادہ یہ فساد برپا کر رہا ہے اگر مزاج مین آ گئے یہین سے بیٹھے بیٹھے سب کو مٹا دون

کوکب تو اس حال مین ہے لیکن بعد شریک ہونے بہار زرنگین کے ملکہ ناہید مرصع پوش نے انجمن مشاورت کو منعقد کیا شمع رائے روشن ہوئی صلاحین ہونے لگین ملکہ ناہید نے فرمایا صاحبو یہ بھی باعث خرابی ہے جس روز کوکب قصد کریگا اوسکے سحر کا بار کوئی نہ سنبھال سکیگا اب مناسب یہ ہے کہ سامان لشکر کشی ہو دشمن کو مہلت نہ ملے زور نہ پکڑنے پائے سب کی صلاح یہی ہوئی ملکہ ناہید کو تخت پر سوار کیا ایرج نوجوان کو بسبب ہونے لوح طلسم نرگس کے مقدمۃ الجیش یعنی ہراول لشکر بعدہ صاحبقرانی عملشاہ و قاسم و جہانگیر و ملکہ بہار و باغبان و مخمور سرخ چشم وغیرہ جملہ سرداران نامی رائے سے خواجہ عمرو کی لشکروں کو ترتیب دیکر طرف قلعہ آہن حصار نزر گہ سے چلے بعد قطع منازل و طے مراحل سامنے قلعہ آہن کے پہونچے دیکھا کہ کوکب نے ابرہائے سحر اس طور سے حائل کیے ہین کہ اون تک کوئی پہونچ نہ سکے ابر سیاہ مین بجلی چمک رہی ہے رعد کی گرج دل ہلاتی ہے سایۂ ابر سے ہٹا کر لشکر ملکہ ناہید نے اوتارا کوکب اسی طرح لباس شنجرفی پہنے ہوئے بیٹھا دیکھا کیا بلکہ جب لشکر فروکش ہونے لگے تو کوکب نے ابر کیجانب اشارہ کیا سنہرے پنجے ابر سے گرے کئی سرداران لشکر ملکہ ناہید کو اوٹھا کر لے گئے سامنے ایک برج مین کوکب نے اون کو قید کیا یہ حال دیکھکر ایرج کو انتہا کا غصہ آیا چاہا کہ تلوار کھینچکر قلعہ پر جا پڑون خواجہ عمرو مانع ہوئے آخر سایہ سے ہٹ کر فروکش ہوئے بارگاہ استادہ ہوئی ملکہ ناہید مع اپنے وزرا بارگاہ آسمان جاہ مین جلوہ فرما ہوئین صحبت رقص و سرود آراستہ ہے شیران دشت نبرد دنگلون پر جھوم رہے ہین ملکہ ناہید مرصع پوش نے خواجہ سے کہا آپنے سرکشی کوکب کی ملاحظہ کیا اتنے سرداروں نے لیکر قید کر لیے عمرو نے کہا مینے تو یہ چاہا تھا کہ کسی طور سے میری رسائی ہو مین سر اپنا قدمون پہ کوکب کے رکھون عرض کرون کہ اے برادر یہ سر حاضر ہے شاید اوس کو رحم آجائے مصالحہ ہو مین فساد کا بڑھنا نہین چاہتا زوال دولت کوکب بھی ہونا نا منظور اپنے سرداران کا گرفتار ہونا انتہا کا ناگوار ہوا بسم اللہ طبل جنگی بجے تقدم کا ہمکو خیال ہے کہ ہماری جانب سے پیش قدمی نہ ہو یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے عرض کی حضور قلعہ تو معلوم نہین ہوتا ابرہائے سیاہ و سرخ حائل ہین اتنا غلامون کو دریافت ہوا کہ نقارۂ رزمی کی صدا آرہی ہے عمرو نے حکم دیا ہم بھی اسی کے مشتاق تھے بسم اللہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تیاریان

ہونے لگین رات کو بہار و باغبان واسطے طلایہ کے اُٹھے ابر سیاہ سے اکثر برقین گرین کئی سردار مارے
گئے کئی کو پنجے اوٹھا کے لے گئے بوقت سحر اس سرکشی کی خبر بھی عمرو نے سُنی دل عمرو کا برلے کوکب بیقرار
ہے یہی دل مین ہے کہ جس طرح بنے بران اور ایرج کی شادی کوکب خوشی سے کرے زن و شوہر مین
میل ہو جائے ورنہ بڑی خونریزی ہوگی بوقت سحر لشکر کو آراستہ کر کے سایۂ ابر سے ہٹے ہوئے لشکر لا کر
جمائے اسقدر پردہ ہائے ابر کوکب نے حائل کیے ہین کہ اہالیان لشکر ملکہ ناہید کوکب کو دیکھ نہین سکتے
بعض وقت جشتہمک نے فی برق سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ کوکب سنہری ابر مین شنجرفی لباس پہنے ہوئے
بھبھوت چہرے پر ملا ہوا ہے آگ ہاتھ مین آنسو بہ رہے ہین جب آمد لشکر کوکب نے دیکھی ایک
طایر ابر سے نکل کر کڑکا طائر نے آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکی قضا دامنگیر ہو میدان کارزار
مین نکلے تو احوال سرکشی کھلے ملکہ مخمور سرخ چشم نے طاؤس زرین بال کو صف سے نکالا آکر
ملکہ ناہید کو سلام کیا ملکہ ناہید نے فرمایا اے مخمور تمکو خدا کے سپرد کیا مخمور طاؤس کو اوڑاتی
ہوئی زیر ابر پہونچی کنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا اسم سحر پڑھکر ابر پر پھینکا کئی پردہ ہائے
ابر ٹوٹے پردہ ہائے ابر مین ساحر مخفی تھے وہ سحر کرتے ہوئے مخمور پر آپڑے مخمور نے کئی ساحر
قتل کیے جب دانہ یاقوت احمر کا مار ا ابر کو توڑ کر نکل گیا برقین چمکین آگ بھی برسی ہوائے گرم
چلی مخمور کسی حال مین نڈر کی قصد ہوا ابر کو توڑ کر سامنے کوکب کے پہونچون کئی پردہ ہائے سحر اپنے
کمال سے توڑے سامنے کوکب کے آکر چمکی ابکی نیچہ ہلالی کھینچا کہ ابر سحر در قلعہ دفع کر کے کوکب
سے مقابلہ کرون آگ جا بجا برساؤن یہ سوچ کر طاؤس زرین بال کو چمکایا چاہتی تھی کہ دانے یاقوت احمر
کے مارے ابر مین جنبش ہوئی ایک برق تڑپ کر مخمور پر گری مخمور کے دو ٹکڑے ہوئے سنہرے پنجے لشکر
اسلام پر گرنے لگے صد ہا کو اٹھالے گئے ملکہ ناہید نے بڑھکر سحر کیا کہ بیچ مین لکۂ ابر حائل
ہو گیا کہ پنجون کا گرنا موقوف ہوا الاشہ مخمور دیکھکر سب کے کلیجے پھٹ گئے سب سے زیادہ اپنا حال
ایرج نے ابتر کیا ملکہ ناہید مرصع پوش نے سمجھا دیا کہ اے نور نظر یہ کشتۂ سحر ہے جس برج مین
اور سب سردار قید ہین اس مین مخمور بھی مقید ہوئی سرداروں کو سمجھا کر لشکر پھر رنجیدہ کبیدہ
آکر بارگاہ مین داخل ہوئے پھر طرف سے کوکب کے صدائے طبل جنگ آئی طائر نے چمک کے پھر
آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان اپنی جان بچاؤ شہنشاہ کوکب تمھارے حال زار پہ

رحم کرتے ہین ورنہ بہت پچھتاؤ گے بحسرت و یاس مارے جاؤ گے ملکہ ناہید مرصع پوش نے بھی طبل جنگی بجوایا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو لشکر آکر جمے باغبان قدرت ملکہ مخمور کے واسطے بیقرار ہوکر نکلا ملکہ ناہید سے اجازت لی خواجہ بھی قریب تخت ملکہ ناہید موجود تھے عمرو نے خود حکم دیا کہ بسم اللہ باغبان گھوڑے کو اڑا کر میدان کارزار مین آیا کئی سحر ایسے کیے کہ زمین کانپی ابر سے طائر مارے ٹپکنے کو برق کے مٹایا ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ ابر کو توڑ کر نکل جاؤن جھونکا ہوائے گرم کا چلتا ہے طاؤس زرین بال سحر قدم نہین ہٹاتا سحر بگڑے جاتے ہین باغبان نے نیمچہ کھینچا کہ مثل برق چمک کر ابر کو توڑ کر نکلون کہ ابر سیاہ سے ایک برق چمکی باغبان پر گری اپنے کو تو باغبان نے بچایا گھوڑے کے دو ٹکڑے ہوئے اسباب سحر جھولی سے گرا مجبور ہوکر چرخ مارتا ہوا قریب ابر جاکر گولا مارا ذناٹے کی صدا آئی زمین تھرائی تلوارین باغبان پر برسنے لگین کئی تلوارون کو توڑا ایک نیمچہ ہلالی چمک کر اس طرح گرا جیسے کسی بھکیت نے ہاتھ تلوار کا مارا باغبان کے دو ٹکڑے ہوئے باغبان کے مرنے سے صدہا جوان ابر پر جا پڑے کچھ نفع نہ ہوا کئی سے جوان مارے گئے ملکہ ناہید مرصع پوش نے آواز دی خواجہ طبل امان بجوا دیجیے ہر چند عمرو قصد کرتا ہے کہ طبل امان بجوا کر لشکر کو واپس کرون محبت باغبان قدرت مین کوئی نہین مانتا ابر پر خود جا پڑتے ہین کسی کے دو ٹکڑے ہوئے کسی پر مثل چنگاری کے گرا اوس وقت ملکہ ناہید کو عالم یاس ملکہ بران شمشیر زن کو ایک بارگاہ مین چھپایا ہے کنیزون نے جو ملکہ بران کو خبر پہونچائی ملکہ سر پٹینے لگین فرمایا غضب ہوا ہماری وجہ سے بڑا سردار مارا گیا مخمور کے مرنے کی خبر جس وقت مشتہر ہوگی نور الدہر عاشق صادق ہے فوراً جان دیگا لشکر مین بڑی خرابی ہوگی کون کس کس کو سمجھائے ہر چند کہ سب کشتۂ سحر ہین اوسکے قبضے مین تو ہین اگر قصد کرے تو قتل کر ڈالے یہ ملکہ ناہید نے بے اختیار سامنے کل سردارون کے ظاہر کیا کہ آپ لوگ بیقرار نہون مین اپنی رہائی کی تدبیر کرونگی یہ کہکر خود تخت کو اپنے بڑھایا چار عقاب بزرگ تخت مین کسے ہوئے عقاب جو بڑھے کئی ہزار کنیزون نے بلوہ کیا گولے ترنج مارتی ہوئی چلین مگر اوسکا سحر نہین تاثیر کرتا ابر سے جو سحر گرایا ہزار قتل ہوا یا زخمی ہوکر پیچھے ہٹا اہالیان فوج ہزارہا مارے گئے غریو بلند ہے لکہ ہائے ابر سیاہ گر رہے ہین طائر گرد ابر پھر رہے ہین برق تڑپ کر گرتی ہے بے جلائے نہین ٹلتی ملکہ ناہید نے کاغذی سپر ین کاٹ کے علمشاہ و قاسم و جہانگیر و ایرج کے سر پر برائے حفاظت حائل کر دین جو برق گرے سپر او سکو روک لے

بصورت حفاظت نکالی ہے مگر سحر کسی کا ابر سحر پر تاثیر نہین کرتا اوس بیتابی و بیقراری مین ملکہ ناہید نے
ہاتھ اوٹھا کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک ابر آتش فشان طرف سے طلسم ہوشربا کے بڑے
زور و شور سے اوٹھا سب دیکھنے لگے ابر آکر شق ہوا ابر مین سے شہنشاہ لاچین گرد سرداران خیرخواہان
دولت کمر ہمت چست باندھے ہوئے گرد تخت کے چلے آتے ہین ایک سمت سے ملکہ بلقیس ثانی
و ملکہ بادبان و ناہید سیمتن ہر ایک سردار نہایت شوکت و شان سے آکر پہونچا لاچین نے آکر جو یہ
قیامت دیکھی عمرو بڑھکر صف سے نکلا تمام کیفیت لاچین سے ظاہر کی لاچین نے افسوس کر کے کہا
خواجہ مین نہین چاہتا کہ کوکب سے بگاڑ رہے کوئی صورت ایسی ہو کہ یہ فساد مٹے یہ کہکر طاؤس بڑھایا
پہلے تو ایسا سحر کیا کہ آگ برسنا موقوف ہوئی برق جو چمکی لشکر پر نہ گری یہ انتظام کر کے جھولی سے ماش کا آٹا
نکالا ایک طائر بشکل عقاب بنایا اوس پر سحر کر کے کہا اپنے کو پاس کوکب کے پہونچا یہ نامہ پڑھوا کے جواب
لا طائر کڑکتا ہوا ابرہائے سحر کو توڑ کر سامنے کوکب کے پہونچا زمزمہ سرائی کرنے لگا کوکب نے پہچانا کہ طائر
فرستادہ شہنشاہ لاچین ہے گلے سے نامہ لیکر پڑھا بعد القاب شاہانہ مرقوم تھا کہ اے قوت بازو
اے شہنشاہ خوشخو مقام تعجب ہے کہ تمنے افراسیاب کو قتل کیا اب اہل اسلام کو آباد کرو عورت پر غصہ کرنا
بیکار ہے ناہید تمھاری تابعدار رہے ہمارے پاس چلے آؤ ہم مصالحہ کرا دین گے کوکب نے پڑھکر چاک کر ڈالا
اپنی طرف سے جواب لکھا کہ شہنشاہ لاچین والا تمکین اہل اسلام نے مجکو بڑا داغ دیا مین فرزندان حمزہ کو
مع بران قتل کرونگا تم لاکھ سفارش کرو مین صلاح پر راضی نہین اگر مجکو خوش کرنا چاہتے ہو ناہید و
بران و ایرج کا سر کاٹ کر میرے پاس روانہ کرو شاید کسی طرح کا رحم آجائے ایسے واہیات کلمات
لکھکر طائر کے گلے مین نامہ ڈالدیا طائر کڑک کر چلا جیسے ہی سامنے لاچین کے طائر پہونچا لاچین نے
بے پڑھے فرمایا کوکب نے جواب دیا فساد اوسکو منظور ہے یہ کہکر لشکر کو واپس کیا پنجے جو ابر سے گرتے تھے
وہ سحر کر کے روک دیے یہ پکار کر کہا کہ اے شہنشاہ کوکب معلوم ہوا زوال دولت تیرا قریب ہے ہماری
نیک بات کو بد جانا یہ بھی سودائے خام ہے صاحبقران زمان کیونکر اپنے فرزند کی شرکت نکرین گے
زمین و آسمان تھرائین گے لشکر کو پلٹایا آکر داخل لشکر ہوئے کہا صاحبو مین برائے چند ساعت سحر تیار کرنے
جاتا ہون یہ کہکر لاچین والا تمکین عقاب بلند پرواز پر سوار ہو کر ایک جانب چلے خواجہ کا ہاتھ تھام
لیا کنارے آکر کہا خواجہ مین واسطے تدبیر کے جاتا ہون اس ابر سحر کا دفعیہ لاتا ہون جہان تک

ہوسکے گا آکر اس ابر وغیرہ کو مٹاؤن گا ہر چند خواجہ عمرو نے چاہا کہ اس وقت کلام کرون لاچین نے
گردن پکڑ کے طایران سحر کی مڑوڑ ڈالی عقاب پر سوار ہوکر ایک جانب چل نکلا اون کا حال وقت پر
تحریر ہوگا چلتے چلتے خواجہ سے یہ ضرور کہا کہ خواجہ کوکب نے ایک عمل شروع کیا ہے اگر وہ پورا ہوگیا تو
کل ایک بھی زندہ نہ بچے گا خواجہ اسکی تدبیر واجب ہے کوکب عمل نہ تمام کرنے پائے خواجہ کو بخوبی سمجھا کر
لاچین تو چلا گیا خواجہ عمرو فکر مین مصروف ہوئے کوکب روشن ضمیر غصے مین بیٹھا ہوا کانپ رہا ہے کہ دیکھا
آسمان پر برق چمکی ایک تخت ظاہر ہوا آیا تو بلند تھا اب کوکب دیکھنے لگا دیکھا خداوند جمشید
تاج یاقوتی سر پر لباس پر تکلف در بر خوشبو کی لپٹین آرہی ہین کوکب کھڑا ہوگیا نعرہ ہوا منم خداوند
جمشید لے کوکب بندون نے میرے تجکو بہت ستایا کیون گھبراتا ہے کوکب برائے تعظیم
اوٹھا خداوند نے منع کیا اور کہا دیکھ ہم خود آپہونچے یہ کہکر تخت سے کودے کوکب کا سر سینے سے
لگا یا کہا دیکھا تخت پر کون پڑا ہے کوکب نے سر اوٹھاکر دیکھا شہنشاہ لاچین و الاتکین و ایرج نوجوان
مشکین بندھی ہوئی مسلسل و مطوق تخت پر پڑے کراہ رہے ہین یہ سنکر کوکب روشن ضمیر نہال ہوا خداوند نے
کہا لے ان کو قتل کر دار پر کھینچ دے دوسری جانب کہا نگاہ اوٹھاکے دیکھ ناہید و بران بھی بندھی پڑی
ایک طرف عمرو کی مشکین بندھی ہین بیہوش و مدہوش پڑا ہے بران کو دیکھکر کوکب بہت جلایا تیغہ ہلالی
کھینچکر چلا کہ سر کاٹون خداوند جمشید نے اور زیادہ ترغیب دی بران شمشیر زن و ملکہ ناہید صبح پوش
و شہزادہ ایرج نوجوان و شہنشاہ لاچین و خواجہ عمرو ان سب کو تھوڑی دیر مین کھڑے کھڑے قتل
کرایا کہا او کوکب دیوانے جن سرداروں کو تونے قید کیا ان کو ہمارے سامنے لا سب کو جہنم
مین پھینکدین یہ لوگ زندہ رہین گے تو پھر فساد برپا کرین گے او احمق نادان تونے ہمارے نام کا عمل پڑھا
ہم خود چلے آئے کل یہ سب تیرے مقابلے سے بھاگ جائینگے خبردار توبہ کر تونے دین چھوڑ کر اول
خدائے نادیدہ کی پرستاری کی اب خودپرستی کرتا ہے دم یکتائی کا بھرتا ہے کوکب نے ہاتھ باندھے
کہ اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی خداوند جمشید نے ایک ٹھوکر ماری گلابیان سرنگون ہوئین قرابے
لوٹے اون قیدیون کو جاکر کوکب خوشی خوشی سامنے خداوند جمشید کے لایا خداوند نے کہا اے
کوکب روشن ضمیر منھ پھیر لو بلکہ آنکھین بند کر لو ہم ان کو جہنم مین بھیجوا دین فرشتگان عذاب آتے
ہین تم اون کے دیکھنے کی تاب لا سکو گے لاچین و بران و ناہید و ایرج کے قتل کرنے سے

اعتقاد تو مضبوط ہو چکا ہے کوکب روشن ضمیر آنکھین بند کرکے بیٹھا بعد چند ساعت کے آنکھین کھولین
دیکھا سب سرداران مذکور کے سر کٹے پڑے ہین لاشے تڑپ رہے ہین نہال ہوگیا خداوند جمشید کے
گرد پھرا تصدق ہوا نثار ہوا عرض کی یا خداوند یہ فرمایئے لڑائی کب فتح ہوگی خداوند جمشید قہقہہ مار کر
ہنسے کہا ارے احمق نادان بیوقوف جاہل اجہل یہ سب قتل ہوئے تجکو آنکھون سے نہین سوجھتا
اب کون تیرا ہمنبرد باقی رہا ہم تدبیر کرین گے کہ صاحبقران زمان طلسم ہوشربا چھوڑ کے چلے جائینگے
کیسے مقابلہ کو نہ آئین گے یا ان کی بھی فکر ہوجائے گی لیکن تو بہ کر خود پرستی کرنے کا قصد نہ کرنا تمام جد و آبا
تیرے اسی مذہب کے پابند رہے سلطنت طلسم نور افشان مین اسی وجہ سے خلل پڑا افراسیاب
جادو اسی غرور مین واصل جہنم ہوا اساربان زادہ خداوند جمشید و سامری بنکر دربار مین
افراسیاب کے رہا اوس کے دیدۂ دل وا نہ ہوئے آخر کار واصل جہنم ہوا وہی حال تیرا بھی ہوگا
کوکب توبہ توبہ کر رہا ہے لاچین و ناہید کے قتل ہونے سے خوب اعتقاد بڑھ گیا ہے قدمون سے
لپٹا ہوا حال دل بیان کر رہا ہے کہ یا خداوند توبہ کرتا ہون اب کبھی ایسی حرکت ناشایستہ نہ کرون گا
خوب رضامند ہوا قدرت نے فرمایا اے کوکب کل طبل جنگی بجوا کر میدان کارزار مین آنا کل اپنے
بندون کو تسخیر کرادین گے تجکو سوار کرکے ہمراہ اپنے لیجائین گے تخت طلسم نور افشان پر قائم کیا جائے گا
اب بھی تیرے ملک مین انقلاب نہوگا کوکب نے قدمون کو بوسہ دیا گرد پھرا تصدق ہوا نثار ہوا خداوند نے
پرورش کا وعدہ کیا کوکب روشن ضمیر نے کئی لاکھ روپیہ کا موتیون کا مالا کئی کنٹھے یاقوت احمر کے بطور
نذر حاضر کیے خداوند نے دست شفقت پشت پر رکھا سب کے لاشے زیر قلعہ پھینک دیے خداوند جمشید
نے کوکب کا لباس تبدیل کرایا تاج پہنایا لباس فقیری تبدیل کرایا یہ بھی سمجھا دیا کہ ایک عورت کے واسطے
تو نے سلطنت ترک کی خبردار اب اس کا غم نہ کرنا تو بادشاہ عالیجاہ ہے ایک عورت کا غم لیکر بیٹھیگا یہ مناسب
نہین ہے کوکب نے توبہ کی کہ عورت کا غم نہ کرونگا حنا کا کبھی نام بھی نہ لونگا خداوند جمشید یہ کہکر کوکب
سے رخصت ہوئے کوکب تخت پر آکر بیٹھا وزرا امرا نے نذر دی پھر سلطنت درست ہوئی نوبت
نقارے بجنے لگے کوکب خوش بیٹھا ہے تیاری لشکر کا حکم دیا وزرا سے بلا کر کہا صبح کو دھاوا
کرکے جا پڑون گا سب کو قتل کرون گا یہان شہنشاہ لاچین وغیرہ بارگاہ مین جلوہ فرما ہین ملکہ ناہید
مرصع پوش فرما رہی ہین آج شام سے خواجہ عمرو کا نشان نہین ملتا اے شہنشاہ

لاچین کوکب نے عمل خوانی شروع کی ہے اگر وہ ختم ہوگئی کوئی اُس سے مقابلہ نہ کرسکے گا بادشاہ طلسم نور افشان ہے ہزارہا تحفہ جات اوس کے پاس موجود ہین شہنشاہ لاچین نے کہا اے ملکۂ عالم خواجہ عمرو اسی فکر مین گئے ہین کیا عجب ہے کہ بامقصد واپس آئین اگر اون کی عیاری چلگئی توضرور عمل خوانی موقوف کرائین گے نہین تو واپس آئین گے پہر رات باقی تھی کہ قلعہ کوکب سے نوبت نقارے کی آواز آئی فوجین قلعہ آہن حصار سے باہر نکلین علمہائے زنگاری کے پھر یرے کھلے ہوے ساحرون کے غول کے غول عنٹ کے عنٹ اشیائے سحر ہاتھہ مین پرے جمائے ہوئے بالائے قلعہ آہن حصار روشنی ہوئی دیکھا برج کلان مین کوکب نے جلوس فرمایا تاج سر پر رکھے بیٹھے ہے نذرین گذر رہی ہین مبارک سلامت کی صدائین بلند ملکہ ناہید نے فرمایا اس وقت کوکب کو کیا خوشی حاصل ہوئی واضح رائے ناظرین والاتمکین ہو شہنشاہ لاچین جو واسطے تیار کرنے سحر کے گئے تھے شکست ابر کا سحر تیار کرکے لائے اس وقت وہ بھی آئے آکے یہ حال دیکھا کہ قلعہ آہن حصار مین بڑی خوشی ہے انتہا کی روشنی ہوئی ہے فوجین ساحرون کی باہر آئی ہین کوکب کے سامنے ناچ ہورہا ہے چرند و پرند کو حکم دیا جلد دریافت کرکے خبر لاؤ ہرکارے چشم زدن مین واپس آئے کہا اے شہنشاہ عجب طرح کا معاملہ ہے حضور کا سر و ملکہ مرصع پوش کا سر انور و سر خواجہ عمرو و سر باغبان و مخمور وغیرہ زیر قلعہ پڑے ہین لاشون کے پاؤن مین رسی باندھکر اہالیان لشکر کوکب کھینچتے پھرتے ہین طبل جنگی بھی بجا ہے فوجون مین ہلڑ ہورہا ہے کہ افسر قتل ہوئے فوج کو چلکر قتل کرین یا بلوہ کرکے بھگادین شہنشاہ کوکب لباس فاخرہ پہنکر قلعہ سے اُترے ہین بارگاہ زرنفتی استادہ ہے آج تو ناچ بھی ہورہا ہے طبل جنگی کو بھی حکم دیا ہے یہ سنکر شہنشاہ لاچین ہنسے کہا ہمارے اُستاد نے جاکر کوئی عیاری کی ملکہ ناہید مرصع پوش نے پوچھا اے شہنشاہ لاچین یہ کیا سعر کہ ہے لاچین نے جواب دیا ملکہ عالم خواجہ عمرو کا عدیل و نظیر نہین ہے مینے ان کو خبر دی تھی کہ کوکب مصروف عمل خوانی ہے اوسکے تمام ہونے مین باعث پریشانی ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ نے جاکر کوکب کو دھوکا دیا سب سرداروں کو قتل کرڈالا اے ملکہ عالم میرا تمھارا ابھی تو سر کٹا پڑا ہے سب افسر قتل ہوئے سراسر غدر ہوا اس فتنہ سے کون آگاہ ہے ناہید مرصع پوش بھی بہت خوش ہوئین یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی خواجہ عمرو تشریف لائے ملکہ ناہید برائے استقبال بارگاہ سے نکلین خواجہ عمرو کو لے کر

اندر بارگاہ کے آئین لاچین نے حال پوچھا خواجہ عمرو نے کہا عمل خوانی موقوف کرائی زمرہ فقرا سے
نکالا کوکب کو شہنشاہ بنایا کل بڑے زور و شور سے لڑے گا شہنشاہ لاچین نے کہا کچھ مقام تردد
نہین ہے اوس کے سحر و ساحری کا دفعیہ کیا جائے گا جن سردارون کو خواجہ لائے تھے اون سب کو زنبیل
سے نکالا لاچین نے پوچھا اے شہنشاہ اقلیم عیاری جو قتل ہوئے یہ کون لوگ تھے خواجہ عمرو نے کہا کہ
کوکب کے لشکر کے سردار ہین اب صبح کو شہنشاہ آگاہ ہونگے یہان دربار مین تو یہ ذکر ہے کوکب بارگاہ
زربفتی مین بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہے کہتا ہے خداوند جمشید سب خداوندون سے بہتر و برتر ہین بلکہ
خداوندون کے افسر ہین بُرے وقت مین وہی کام آتے ہین ظاہر مین تشریف لاتے ہین تمام ساحر کہہ رہے
ہین اے شہنشاہ آپ کا اعتقاد قوی ہے بڑے لطف سے آپنے عملداری کی مسلمانون کا ساتھ دیا مذہب
اصلی کو نہین چھوڑا کوکب کہہ رہا ہے کہ کل افسر مسلمانان قتل ہوئے اوس وقت مین قدرت سے کہہ نہ سکا مخمور
و بہار کا حقیقت مین مجھے بھی قلق ہوا عین شباب مین معشوقان خوشخو حسین مہ جبین مگر وہ لایق اسی کے
تھین لاکھ سمجھاتے عمرو کا وہ ساتھ نہ چھوڑتین ساربان زادہ بھی بصد حسرت و یاس قتل ہوا اسا کنان
قلعہ آہن حصار بھی از بس حیران ہین کہ اتنے سردار کیونکر قتل ہوئے جو کوئی پوچھتا ہے تو کوکب ہنسکر
جواب دیتے ہین یہ مقامات راز خداوندی ہین ان کو نہ پوچھو صبح کو ظاہر ہو جائے گا طلسم ہوشربا پر چل کر
عملداری کرو ہر چند کہ حمزہ مرد معقول ہے اوس نے ان باغیون کی شراکت نہ کی لیکن جب حال قتل عمرو سنیگا
سر دھنے گا یہ رفیق قدیم بلکہ مصاحب ندیم جان لشکر اسلام ہین ہر فرد بشر پر اسکے احسان ہین جملہ سردار لشکر کشی
کرین گے اس کا مجھے کیا خوف ہے مین سب سے پہلے موجود ہون مینے خداوند جمشید سے صاحبقران کی
شکایت نہین کی وہ سب کو گرفتار کرا دیتے اب اگر سرکشی کرین گے بہت پچھتائینگے مین بھی چاہتا ہون کو ان کو
سمجھا دون وہ باغ یہ بہار نہ مٹاؤن اتنی رات انھین باتون مین بسر ہوئی صدائے مرغ سحر آئی نسیم
سحری چلی طایرون نے صفت باغبان حقیقی اپنی اپنی زبانون مین کی چار جانب سے صدا آئی سحر ہوئی لو سحر ہوئی
کوکب نے تمام اسباب سحر ذات پر آراستہ و پیراستہ کیا مرکب پرند پر سوار ہوا چند قدم چلا تھا فوجین آراستہ
پشت پر کچھ سردار کچھ ساحر بیشمار بڑے بڑے ساحران غدار اشیائے سحر ہاتھ مین لیے ہوئے خوشی
خوشی طرف میدان کارزار کے چلے تھے کہ علمداران لشکر لاچین و ملکہ ناہید مرصع پوش بڑی
شد و مد سے نمایان ہوئے اب کوکب گھبرا کے دیکھنے لگا آگے آگے باغبان قدرت

بصد صولت و شوکت ایک جانب بہار رنگین ایک جانب ملکہ بہار گلعذار و مخمور سرخ چشم جملہ سردار شہنشاہ لاچین تخت پر ملکہ ناہید و لاچین کا تخت ملا ہوا علم شاہ و قاسم و جہانگیر و ایرج نوجوان فوجون کو آراستہ کرتے ہوئے عقب مین سرداران تہمتن و جوانان صف شکن یہ حال پر ملال دیکھکر کوکب کا چہرہ زرد ہوگیا گھبرا کر کہا یارو یہ کیا غضب ہوا سب سردار زندہ ہین شب کو چار سو سردار میرے سامنے قتل ہوئے وزرا امرا نے کہا اے شہنشاہ اتنے ہی سردار ہمارے لشکر سے غائب ہین کمیدان سالار بڑے بڑے ساحران غدار رات سے اون کا پتہ نہین ہے کوکب نے کہا مین کسی کا خواہان نہین ہون مجکو تو اس مقدمہ مین بڑی حیرت ہے کہ یہ سرداران نامی کیونکر بچے اس غصے مین گھوڑا بڑھائے ہوئے میدان کارزار مین پہونچا کل لشکر اسلام بھی آکر جا بجا صفین آراستہ ہونے لگین جب صفین جم چکین نقبائے بلند آواز جانبین سے نکلے اشعار عبرت آمیز پڑھکر ہٹے تھے کہ کوکب نے مرکب برق رفتار کو بڑھایا میدان کارزار مین آکر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جس کو تمنا مرگ کی ہو نکلے ایک کو زندہ نہ چھوڑون گا خداوند جمشید وعدہ کر گئے ہین پہلوے تخت شہنشاہ لاچین سے آواز آئی اے برادر بجان برابر منم مہر سپہر عیاری کیون رات کو کیا معرکہ گذرا اپنے سردار ہم لے آئے تم ابھی تک وہی انتظار مین ہو لے کوکب ہمارا کہنا مانو ناہید سے مل جاؤ برا تمھین ہمارے پہچان لینے پر دعویٰ تھا شب کو نہ پہچان لیا اگرچہ جی چاہتا تمھاری بھی گردن لیتا مشکین باندھکر لے آتا اے کوکب مجکو تمھارا بڑا خیال ہے اب سرکشی بہتر نہین ہے ناہید نے کوئی خطا نہین کی نسبت ملکہ بران کی نبیرہ صاحبقران سے قرار پائی ایرج صاحب حسب و نسب بطن سے ملکہ گیتی افروز کے صلب شہزادہ قاسم خاور سیاہ سے جسکی جرأت و شوکت تمام عالم پر ظاہر ہے فتاح طلسمات سیاح ممالک بحر و بر ایسا خویش کس کو ملتا ہے یہ سنکر کوکب اور زیادہ جھلایا کہا او ساربان زادے تجھ سے سمجھونگا آپ زندہ کیا عیاری کرے گا عمرو نے کہا اے کوکب بات بات مین عیاری ہوگی کوکب نے کہا کیا مجال خوب آپس میں رد و قدح ہوئی شہنشاہ لاچین نے کہا خواجہ اس سے کیا فائدہ وہ بات کیجیے جس سے کچھ مراد حاصل ہو تسکین دل ہو کوکب نے کہا کسی کو مقابلہ کو بھیجو جس کی قضا ہو وہ آئے شہنشاہ لاچین خوش آئین نے مرکب برق قدم کو مہمیز کیا تین ٹھیکون مین گھوڑا میدان مین پہونچا کوکب نے جھولی سے گولا نکالا شہنشاہ لاچین پر پھینکا لگا ابر سیاہ بڑے زور و شور سے پہلوئے قلعہ سے پیدا ہوا لاچین کو ابر نے گھیرا

آگ برسی تلوار برین گرین لاچین نے مرکب کو چھوڑ کر جست کی برق جہندہ بنکر ابر سیاہ پر گرا ابر کے ٹکڑے
اوڑا دیے بارش شمشیر موقوف ہوئی دن روشن ہوا کوکب نے سب کو برعنائی وزیبائی پایا تلوار کھینچکر لاچین
پر چلا اہا لیان لشکر کو آواز دی ہان یارو گھیر کر اس بیرزمین گیر کو مار لو بارہ لاکھ فوج نشان زنگاری
کھلنے ہوئے ادھر سے برائے مدد لاچین ملکہ ناہید مرصع پوش چلین باغبان قدرت وبہار گلعذار
ورعد وبرق وبرق لامع اشیائے سحر ہاتھ مین لیکر لشکر کوکب پر جا پڑے طبقے زمین کے
ہلا دیے ادھر سے نعرۂ علم شاہ کی صدا بلند ہوئی ملکہ ناہید ولاچین نے سحر سے حفاظت کی تدبیرین
کر دی ہین کسی کو موتیون کا مالا دیا کسی کو کنٹھا یاقوت احمر کا کسی کے بازو پر راکھ باندھا گیا کہ ایک دُکے
کی خیر منائے ہر کس کا سحر تاثیر نکرے اتنی مہلت جوان سرداران تہمتن نے پائی صفون کو درہم وبرہم
کر دیا ہزارون ساحر بڑھ بڑھکر مارے لاچین وکوکب سے بڑے بڑے سحر ہوئے کوکب تو قصد کرتا ہے کہ
مین ملکہ ناہید مرصع پوش پر جا پڑون لاچین کوکب کو روک لیتا ہے ہر مرتبہ للکارتا ہے کہ اے
کوکب غریب عورت پر کیا جاتا ہے ہمسے مقابلہ کر قضائے کار ایک جانب سے کوکب شمشیر زنی کرتا ہوا
آتا ہے دو چار ہزار جوان مارے افسرون کو ٹوکا کہ پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز آئی نعرۂ ایرج
نوجوان ملک ایرج آفتاب منیر کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر جو تیغ لیے بر کشیم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف پلٹ کر جو کوکب نے ایرج نوجوان کو آتے ہوئے دیکھا صاف ظاہر ہے
کہ ایک شیر نر بپھرا ہوا آتا ہے جب صف پر آیا افسر کو تاک کر مارا لوح گلے مین پڑی ہوئی مجلس جادو
کنارے کنارے ایرج کو ترغیب دیتی ہوئی کبھی عرض کرتی ہے میمنہ کی خبر لیجیے کبھی میسرہ کا اشارہ
کرتی ہے اگر کسی ساحر نے یہ کیا کہ پشت پر سے ایرج کے آیا مجلس کڑک کر اس پر گری اوسکے دو ٹکڑے
کیے پشتی بانی کرتی ہوئی آتی ہے اون کے سرداران نامی بھی جان لڑا رہے ہین خوب خوب لڑے
کوکب غصے مین ایرج پر جا پڑا ایرج نے بھی اودھر رخ کیا قلب فوج مین آکر تنگا ور چلی سات قدم
مرکب کوکب کا تین قدم مرکب ایرج کا ہٹا بھالے سنبھال کر دونون آپس مین مصروف جنگ ہوئے
دس بیس طعن نیزہ جانستان کی ردوقدح نہوئی تھی کہ دور سے شہنشاہ لاچین نے دیکھا اسباب سحر
منتخب کر کے ہاتھ مین لیا دو تین گولے لشکر کوکب پر مارے لشکر کوکب مین آگ لگ گئی ہزارہا ساحر
مر کر گرے فریاد کی صدا بلند ہوئی یہان ایرج نوجوان نے نیزہ گانٹھا تھپیڑا مار دیا نیزہ ہاتھ سے

کوکب روشن ضمیر کے نکلا قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر لاچین کے سحر نے دل ہلا دیا کوکب مہلت نہین پاتا
کسی طرف سے بہار کا گلدستہ چلا باغبان نے پھولون کا گیند امارا بہار رنگین نے بھی سحر کیے چند نخل سحر
بنائے اودھر سے جو کوکب کا گذر ہوا نخلستان کی ہوا کھائی طبیعت گھبرائی سحر فراموش ہونے لگا
بیہوشی کا ہوش حیرت کا جوش غصے مین خاموش اہالیان فوج جو پیچھے ہٹے کوکب نے پکار کے آواز
دی کہ یارو وقت جانبازی و سرفروشی ہے آج بے لاچین کو قتل کیے نہ پلٹون گا سردار گھبرا کے
جواب دیتے ہین پہلے اپنی جان تو بچایئے دیکھیے ایرج نامور نے مجمع ساحران کو متفرق کر دیا ایرج و
کوکب سے تلوار چلی بسبب لوح کے سحر کوکب ہر مرتبہ باطل ہوا ایک مقام پر لوح چمکی کوکب کی
آنکھ جھپکی ایرج نے اوپر سے ہاتھ مارا تیغہ دودم سکندری کاٹ مین بے نظیر جوان شیر گیر کوکب نے
گرد اسپر کا اوٹھایا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تاج کو کاٹا سر کوکب زخمی ہوا کوکب نے
داستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا چادر خون کی چہرے پر آ رہی حال مین ناہید نے اس طرح کا سحر کیا کہ
آسمان سے آگ برسی شعلہ ہائے آتش نے وہ گرمی دکھائی کہ اہالیان لشکر کوکب کو تاب نہ آئی
جسم پر آبلے پڑ گئے ہزارہا ساحر منھ کے بھل گرے ہزارہا کے کاسئہ سر چور ہوئے ہزارہا دیوانہ وار سر
ٹکراتے پھرتے تھے ایک طرف سے لاچین کا بھی سحر ہوا بہار نے گلدستہ مارا مخمور سرخ چشم نے
کنٹھا یاقوت احمر کا پھینکا سب طرف سے سحر جو ہوئے قدم کوکب کے اُٹھ گئے فوج بدحواس ہو کر بھاگی
پلٹ کر جو کوکب نے دیکھا فوج کے قدم اوٹھ گئے علم فوج سرنگون جوش دریائے خون ہزارہا لاشہ پڑا تڑپ رہا
ہے سرکشون کے سر مثل کاسئہ گدائی ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین ہاتھ پاؤن کٹے پڑے ہین میدان تمام
خون سے لال بڑے بڑے افسر اس جنگ مین مارے گئے ایرج لوح چمکاتے ہوئے چلے آتے ہین
کوکب کا کچھ زور نہ چلا جرأت ایرج دیکھ کر گھبرا گیا شکست فاش کھائی لشکر منتشر ہوا اوس وقت
کوکب مرکب مشکین پر ندا اوڑا کر ایک جانب نکل گیا بارگاہین لٹین خیمے وغیرہ اپنے قبضے مین لیے ہزارہا
ملازمان کوکب گرفتار رہے ہزارہا نے بڑھ کر قدمون کو ملکہ ناہید کے بوسہ دیا یہی غرض تھی کہ ہماری
خطا معاف فرمایئے بعض کا یہ قول تھا صاحب زن و شوہر کی لڑائی مین ہمکو کیا دخل ہے جو کچھ مناسب
جانا وہ کیا فساد کرنے والے ذلیل و رسوا ہون گے لاچین وغیرہ بہ فتح و ظفر پلٹے بارگاہین
استادہ ہوئین سب سرداران نامی و شہزادگان گرامی مصروف عیش و نشاط ہوئے خواجہ

عمرو نے یہ فرمایا اے ملکہ ناہید ابھی اطمینان نہین ہے ہرکارے روانہ کرو کہ دریافت کرکے خبر لائین کوکب
کہان جاکر ٹھہرا ہے اگر وہ طلسم باطن نور افشان مین چلا گیا کس کی مجال ہے کہ وہان پہونچے لہذا لوح
طلسم نور افشان کی فکر کرنا پڑے گی ایرج نوجوان صاحب اقبال ہے اوس کے واسطے عبادت خانہ
آراستہ ہوگا غیب سے مدد طلب کیجائے وہ جستجو کرے گا بدون حصول لوح طلسم نور افشان مطلب اصلی
حاصل نہ ہوگا اگر طرف طلسم کے نہین گیا کسی شہر پہ ٹھہرا یا کسی سرکش کو طلب کیا اوس وقت مین یہ
تدبیر ہے کہ فوراً جلکر گھیرنا چاہیے بموجب قول بزرگان مصرع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ اگر جمعیت
بڑھ گئی فتح جنگ کوکب مشکل ہوگی سب صاحبون نے ملاحظہ فرمایا کوکب کسی سے نہین دباسے
برابر لڑا ایرج ہی کے ہاتھ سے زخمی ہوا سب نے اس صلاح کو پسند کیا شہنشاہ لاچین نے طایران سحر
ملکہ ناہید مجمع پوش نے ہرکارے واقف کار ساحر رازدار برائے خبر کوکب روانہ کیے سب کو
انتظار ہے کہ ہرکارے خبر لیکر آئین تو لشکر تیار کیے جائین سامان جنگ ضرور ہے معرکہ ہائے عظیم پڑینگے
خواجہ فرماتے ہین مزاج سے کوکب کے کوئی آگاہ نہین ہے مینے مزاج کو اوسکے خوب سمجھ لیا ہے غصہ اوسکے
مزاج کا ابھی تک نہین اُترا جب تک گوشمالی قرار واقعی نہ ہوگی تب تک راضی نہ ہونگے جو اون کی خواہش
ہے وہی ہوجائے گا ابھی تک تو یہی گھمنڈ ہے کہ مینے عمرو کو عیار بنایا میری مدد سے عمرو عیاری کرتا ہے
جب دماغ سے یہ سودا نکل جائے گا تب راہ پر آئے گا مین جان و آبروئے کوکب کا دشمن نہین ہون
یہ سودا جو اوسکے دماغ مین بھرا ہے کہ مذہب سب بُرے ہین خود پرستی کرون یہی میرے اونکے دشمنی
ہے وحدانیت رب اکبر کا انشاء اللہ قائل کرادونگا راہ راست بتاؤنگا یہان تو یہ تدبیرین ہین
گرفتاری کوکب کی تقریرین ہین مگر کوکب و شتضمیر بیقرار و اشکبار و زخمدار شکست خوردہ کچھ مشیران
سلطنت و وزیران مملکت ہمراہ ہین ہوور تک اوسی مرکب پر آیا جب سر سے خون بہت جاری ہوا
ہاتھ پانوٴن مین رعشہ آیا خیرخواہان دولت نے تخت پر سوار کرلیا بے سروپا راہ طے کرتے ہوئے چلے آتے
ہین قریب ایک کوہ فلک شکوہ کے پہونچے وہ مقام نہایت سرسبز و شاداب تھا طایران زمزمہ سرا
پھولون سے جنگل ہرا بھرا چشمہ ہائے آب صاف و شفاف زور مار رہے ہین ملازمون نے عرض کی حکم ہو تو دو چار
گھڑی اس مقام فرح افزا مین ٹھہرین زخمہ وزی کرکے پھر آگے بڑھین گے کوکب نے منظور کیا بر سر کوہ فلک شکوہ
ملازمون نے فرش بچھایا مسند آراستہ کرکے کوکب کو بٹھایا زانو پر سر رکھکر زخمہ وزی

کرنے لگے کوکب کو جب آرام پہونچتا ہے تو اوٹھ بیٹھتا ہے آخر سب نے یہ صلاح کی کہ شہنشاہ کو لیکر قصر جمشیدی
مین چلین کوکب نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا یار قصر جمشیدی کجا وہ مقام جنت نظیر ہمسے چھوٹا
ساکنان قرب و جوار کہینگے شہنشاہ شکست کھا کر آئے مجھسے ایسے کلمات نہ سُنے جائینگے مین اور
کسی مقام پر جاکر ٹھہرونگا یکہ و تنہا جاکر لڑونگا بدون قتل عمرو مجھکو آرام نہ آئے گا یہ کہکر کوکب کی
آنکھون سے آنسو جاری ہوئے بہت رویا ساتھ والے سمجھانے لگے کہ اے شہنشاہ ابھی ایسا ڈٹ کر
لڑینگے فوج دشمن درہم و برہم کردینگے سب سے زیادہ ملکہ ناہید مرصع پوش کو سزا دینا چاہیے شہنشاہ کی نمک حرام
خاص ہوکر دشمنون کا ساتھ دیا کوکب نے کہا یہ ہمہ از گردش فلکی ہین مینے عمرو کی عیاری
کو نہ پہچانا ورنہ اوسی مقام پر خاتمہ تھا وہ سردارون کو چھوڑا لے گیا مینے دہوکا کھایا اے رنج
نوجوان کے ہاتھ سے شکست ہوئی یہ کہکے کوکب نے قصد کیا کہ تخت پر سوار ہوکر کسی جانب روانہ ہو
کہ گوشہ صحرا سے ایک لکہ ابر یاقوتی پیدا ہوا صاف ثابت ہوتا تھا دریائے خون موج مارتا ہوا آتا ہے
سامنے اس پہاڑ کے آکر وہ ابر ٹھہرا کوکب نے کچھ اشارہ کیا ابر شق ہوا سب نے دیکھا ایک تاجدار تخت
طاؤسی پر سوار تاج بے بہا سر پر قبائے قلمکار زیب جسم دریائے سحر مین غوطہ مارے ہوئے ابروٴن
پر بل جیسے ہی کوکب کو دیکھا بے اختیار پکار کر آواز دی اے نور نظر اے پارہ جگر اس پہاڑ پر کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا اوس ساحر بزرگ نے جو یہ کہا کوکب نے دوڑ کر اوستاد کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے چیخین مارکر
رویا اس ساحر نے کہا برادر بجان برابر کا مزاج کیسا ہے بھائی صاحب کا ہمیشہ یہی قول تھا کہ اگر کوکب
روشن ضمیر پر کوئی نگاہ کج ڈالے اوسکی آنکھین نکال لون یہ جو اوس تاجدار نے کہا دل تو کوکب کا
بھرا ہوا تھا ہی شکست خوردہ رنج و ملال اوٹھائے ہوئے گلے مین ہاتھ ڈال کے لپٹ گیا اسطرح کوکب
بیقرار ہوکے رویا جیسے کوئی مصیبت زدہ اپنے بزرگون کے سامنے بیقرار ہوتا ہے شدت گریہ سے طاقت
کلام نہ تھی ہچکی لگی ہوئی وہ تاجدار ہر مرتبہ کہتا ہے اے فرزند حال تو کہو کیا گذری یکہ و تنہا و نہ امرا اسباب
شوکت کوئی شئے ہمراہ نہین ہے خدمتگزاران شاہی مور دفیوض نامتناہی بطور خیر خواہی کوئی اسوقت
ہمراہ نہین صورت تیری دیکھکر کلیجہ پھٹتا ہے صرف مینے بھائی صاحب کی خیر و عافیت پوچھی اس پر تم اسقدر
مکدر و دردمند ہوئے اے نور نظر اگر کوئی رنج و ملال پہونچا ہو تو صاف بیان کرو مثل بھائی صاحب کے مین تمکو
سمجھتا ہون اپنا احوال بیان کرنے مین مجھ سے کسی طرح کا تکلف نکرو کوکب نے دامن اوس بزرگ کا تھام لیا

کہا چھوٹے اوستاد کیا گذارش کرون فلک تفرقہ پرداز گردون کجباز نے عجب کجرفتاری دکھائی اگر زبان سے کہتا ہون قلب اُلٹا جاتا ہے اگر راز چھپاؤن آتش مصیبت استخوان کو جلاتی ہے مفصل حال کہتے ہوئے شرم آتی ہے بقول شاعر فرد چگویم از سر و سامان خود عمر یست چون کاکل ٭ سینہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم ٭ عقل کو زوال ہوا مذہب مین فتور پڑا دوست دشمن ہوئے راہبر رہزن ہوئے معشوق نخوبرو پہلونشین ماہ تمکین افسر خوبان جہان حور خصال پری تمثال سیار گلشن جنان ہوئے جس کے فراق مین جی چاہتا ہے مثل مجنون قبر پر جاکر فقیر بنکر بیٹھون فرہاد وار پہاڑ سے سر ٹکرا کر جان شیرین دون لطف زندگی نہ رہا اس زمانے مین وہ ظلم سہا کہ جس کو بیان نہین کرسکتا اوس تاجدار نے کہا اے کوکب بس تاویل ہوچکی مفصل حال بیان کرو اوسکی تدبیر کرین کوکب نے ٹھنڈی سانس کھینچکر ابتدائے حالات خواجہ عمرو ٭ داخلہ خواجہ کا طلسم نورافشان مین اعزاز و اکرام کرنا بلور چار دست کو برائے مرد روانہ کرنا سحر افراسیاب کا شکست ہونا پے در پے مقابلے افراسیاب گنبد نور سے چھوٹنا اسد نامدار کا لڑائیان افراسیاب جادو سے وحالات شکست دریائے خونزوان و ذکر قتل عشاق سبزہ رنگ و فخر ظلمانی و حضران سبز پوش وغیرہ بیان کرکے ذکر قتل برہمن روئین تن و ذکر قتل نورافشان از بدعت افراسیاب بیان کرتا جاتا ہے اور روتا ہے آخر مین فساد ہونا صاحبقران سے بمقدمہ عشق ایرج نوجوان و بران شمشیر زن باغی ہونا ملکہ ناہید مرصع پوش کا قتل ہونا حنا کا فقیر ہوکر بیٹھنا قلعہ آہن حصار مین چڑھکر آنا ایرج وغیرہ کا و عیاری خواجہ عمرو و رہائی جملہ سرداران شکست فاش ہونا ہاتھ سے لاچین وغیرہ کے اس طرح کوکب نے سامنے اون بزرگ کے بیان کیا کہ وہ بھی بیقرار ہوکر رو رہے ہین کوکب بھی اشکون سے منہ دھو رہے ہین حال قتل نورافشان سُنکر اون بزرگ نے کہا اے فرزند ارجمند اے راحت جان دل دردمند علاوہ قتل ہونے بھائی صاحب کے مجھے تمہارا ملال کسی طرح گوارا نہین ہے تم سے بڑی خطائے فاش ہوئی غیر مذہب کے شریک ہوئے اپنے ہم مذہب کی سلطنت کو مٹایا یہ اوسی کا پھل پایا کہ یکہ و تنہا تباہ پھر رہے ہو لاچین کی کیا حقیقت ہے بہار وغیرہ سحر کیا جانین ناہید مرصع پوش چھوکری ہے لوگون کے بہکانے سے محبت مین بیٹی کی دوڑ پڑی اے کوکب تو نے خود ناہید کو اپنا دشمن بنایا بھائی صاحب نے بھی مجکو اطلاع نہ کی مین زندہ رہون اور نورافشان قتل ہوجائے خون اوس بزرگ کا بالا بالا نجائے گا خون نورافشان

رنگ لائے گا کوکب سر جھکائے ہوئے سوائے بجا و درست کے کچھ جواب نہین دیتا مختصر جادو برادر نور افشان ہر مرتبہ آہ کرکے زانو پر ہاتھ مارتا ہے ہائے برادر نور افشان تمنے کیون جان دی ہمکو اطلاع بھی نہ کی اتفاق سے اس وقت برائے سیر نکل آیا مین تو لے فرزند ترک دنیا کرچکا سب سامان عیش و چین معطل ہوئے نام سے بھائی صاحب کی روح کو راحت قلب کو قوت تھی یہ بھی خوب گمان غالب تھا کہ طلسم نور افشان مین براحت و آرام رہتے ہین خوب دریافت تھا کہ کوکب نازبردار ہے سب طرح پر خاطر کرتا ہے ان امورات کا خیال بھی نہ تھا وہ رابطہ و ضابطہ تھے اوس زمانے مین صدہا خط خیر و عافیت کے آئے افراسیاب کا ذکر بھی نہین لکھا یہ بھی کبھی نہ تحریر فرمایا کہ اے برادر ہماری خبر لینا طلسم نور افشان مین فساد درپیش ہے یا کس طرح کا پس و پیش ہے میرے سامنے افراسیاب کی مجال تھی کہ سرکشی کرتا قدمون پر لاکر بھائی صاحب کے گرا دیتا خیر اے کوکب آنچہ گذشت گذشت جو کچھ تمنے کیا بہت اچھا کیا اگر فرزند سے کوئی خطا ہوا اوس کا علاج کیا سوائے اسکے کہ اوسکا انتظام کرین دشمنو سے بدلا لین اے فرزند بتاؤ کہ لاچین وغیرہ کہان ہین کوکب نے کہا قلعۂ آہن سے شکست کھائی سب سرداروں نے ملکہ بہار سحر کیا مجلس و اختر و جمشید وغیرہ سب میرے دشمن ہوگئے جہان تک ممکن تھا لڑا آخر شکست فاش ہوئی طلسم باطن پر جانے کی تلاش ہوئی یہ بھی آپ سے گذارش کرون کہ دہنہ طلسم نرگس فتح ہوا ایرج نوجوان کے پاس لوح موجود ہے طلسم نور افشان کی خبر نہ دے گی سحر اوس جوان پر تاثیر نہین کرتا لوح حفاظت کرتی ہے فرزندان حمزہ صاحب اقبال ہین حاکم اقلیم جاہ و جلال ہین اگر قصد کرینگے تو یہ طلسم نور افشان کا ملنا اون کے نزدیک کچھ مشکل نہین ہے یہ نبیرۂ حمزہ ہے جسنے طلسم نرگس کو فتح کیا شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر داداامیر جوان کا فرزند حمزہ صاحبقران زمان کو افراسیاب لیکر آیا تھا اوس نے لوح طلسم نور افشان لی اپنا رنگ طلسم مین جمایا گل حیات کوکب حاصل کیا مرحلہ جات شکست ہوئے بڑے بڑے ساحر اوس شیر کے ہاتھ سے قتل ہوگئے سالہا سال میرے طلسم پر لڑا وہ بھی اپنے فرزند کی مدد کو آیا ہے رستم بیلتن علمشاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران بھی برائے مدد ایرج نوجوان آگئے ہین قاسم خاور سیاد و والد ایرج نوجوان بھی موجود ہین ان سب جوانون نے ایکمرتبہ بلوہ کردیا ان سب کے عیار مکار غدار تعلیم کردہ عمرو نابکار اس طور اپنے سردارون کو لے کر آئے ساحرون کو بیکار کردیا وہ سب ہمراہ ملکہ ناہید مرصع پوش موجود ہین

یقین ہے ہرکارے میری خبر کے لیے روانہ کیے ہونگے ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ ضرور تدبیر کرے گا
لیکن اوستاد والانزاد کیا عرض کرون عمرو قوم کا تو رذیل ہے مگر قول کا پابند ہے قلعہ آہنین خداوند جمشید
بنکر آیا صریح مینے دھوکا کھایا اگر عمرو چاہتا مجھے گرفتار کر لیتا لیکن اوس نے تساہل کیا قصر جمشیدی
مین بھی مینے دھوکا کھایا تھا مگر دھوکا کھا کر مینے عمرو کو دھوکا دیا ساربان زادے کے کلیجے پر سانپ لوٹتا
ہوگا اب اوس کی مکاری بجھیر نہ چلیے گی اب مین ہوشیار ہوگیا ایک بات کا اور خیال ہمے جب میرے
اوسکے ملاپ تھا تو یہ باتین ہوا کرتی تھین مینے کئی مرتبہ کہا کہ اے عمرو اگر کوئی وقت ایسا ہو کہ ہمارے
تمھارے فساد ہوجائے جان و آبرو کا خیال رہے اسکے خلاف نہو اوستاد والانزاد اوس ساربان زادے
نے تو یہی کیا مین بھی چاہتا ہون احسان اوسکی گردن پر رکھون تمام عالم مین مشہور ہو کہ عمرو آزاد کردہ شہنشاہ
کوکب روشن ضمیر ہے عمر بھر یاد رکھے کہ بادشاہ طلسم نور افشان ایسا رئیس جلیل تھا کہ بندہ احسان
بنا کر چھوڑ دیا مختصر جادو ہنسا کہا اے نور نظر عیار کی یہ لیاقت ہے کہ ہم لوگون سے آنکھ چار کرے
افراسیاب جادو عالم غفلت مین رہتا تھا آٹھ پہر شراب و کباب اوس کا دھوکا کھانا کیا
مشکل تھا اب خاص اسی امر پر کمر باندھو امورات ضروری کو خیال رکھو جب تک اون کا خاتمہ نہولے
کسی کار ضروری مین مصروف نہو نا میرے ساتھ میرے باغ مین چلو باغ لالہ زار جہان ہمیشہ خونریزی
رہی موج ہوا تیغ بران ہر برگ خنجر درخشان ہر نخل نیزہ خم شاخ خم کمان آہ عندلیب نغمہ سرا تیر دلدوز
چشمے سے حباب آنکھین نکالین گے مراکب باد صبا کے جھونکے مسلمانون کو پامال کر ڈالین گے سائے
سے اوس کی دیوارون کے بچنا دشوار ہے سایہ جنات کا اعتبار ہے اب تم تنہا کیا کروگے یہان کیون
بیٹھے ہو چلو باغ لالہ زار پر بارگاہین استادکرائین ملازمان خیرخواہ برائے خدمتگزاری آئین مقامات
جنگ بھی قرار دین اون کے ہرکارے واسطے خبر کے آتے ہونگے جاکر خبر پہونچائین کوکب نے کہا میرے
ساتھ والے منتشر ہوئے ہین وہ بھی آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ مختصر کوکب نے دیکھا معمار قدرت یکہ و تنہا
بدحواس زخمدار بیقرار اسباب سحر ندارد ڈھونڈھتا ہوا کوکب کو چلا آتا ہے کوکب نے معمار قدرت
کو آواز دی اے برادر ہمارے پاس آؤ اوس نے پلٹ کر آواز دی اے شہنشاہ حاضر ہوا معمار نے
آتے ہی اول کوکب کے قدمون کو بوسہ دیا اشارے سے پوچھا اے شہنشاہ یہ کون بزرگ
ہین کوکب روشن ضمیر نے کہا اے معمار قدرت جب وقت زوال دولت آتا ہے

انسان اپنے دوست کو دشمن بناتا ہے یہ میرے والد نامدار عم عالی وقار نور افشان جادو کے
چھوٹے بھائی محشر جادو و شہنشاہ خوشخو ہمہ دان ہمہ گیر حاکم اقلیم تدبیر آج تک میری عقل کو زوال ہے!
کہ بیٹے اونکو خبر نہ کی آج یہ میری راہ پر آئے قلعۂ آہن حصار سے شکست کھا کے ادھر آیا اوستاد سے
ملاقات ہوئی تمام کیفیت بیٹے بیان کی اوستاد فرماتے ہین ایک دن مین لڑائی فتح کر دونگا تم ترتیب فوج کرو
معمار قدرت نے کہا اے شہنشاہ اس وقت شدت گرمی سے غلامون کا عجب حال ہے شب کو اوسی مقام
پر آرام فرمایئے بوقت سحر لشکر بصد کر و فر تیار ہوگا یہان سے سوار ہو کر چلیے گا اہل اسلام بھی آمادہ بیٹھے
ہونگے جس مقام پر آپ کی خبر پائینگے فوراً پہونچینگے ان کو یہی منظور ہے کہ لاچین وغیرہ آپسے مقابلہ کرین
یہ سنکر اوسی وقت محشر جادو نے ایک تخت یاقوتی سحر سے آراستہ کیا کوکب روشنضمیر کو اپنے پاس
بٹھایا معمار قدرت نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالدیا اور جملہ سردار آکر جمع ہوئے محشر جادو نے
سحر سے بیرقین تیار کین اژدہائے آتش فشان پیدا ہوئے علمہائے لشکر اونکے دہن مین دیے علمہائے
لشکر وہ اژدر دہن مین دبائے ہوئے آگے بڑھے کئی ہزار نقارے بجے اس شوکت و شان سے
کوکب روشنضمیر کو محشر جادو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ پر بہار کے چلا راہ مین تسکین دیتا ہوا کہ
اے کوکب مین سب کو گرفتار کرادونگا ایک ہفتے مین یہان سے تا بسرحد طلسم نور افشان اہل اسلام
کو ٹھہرنے نہ دونگا اگر بعد اون کے اختتام کے صاحبقران قصد کرینگے ان کی بھی تدبیر ہوجائے گی اب تو فی الحال
ان باغیون کا انتظام واجب و لازم ہے یہ بخوبی ظاہر ہے بموجب مضمون مصرع کار خود کردہ را انسرا نیست
برادران و ناہید کی خطا معاف کرنا کوکب نے کہا استاد ان سب نے ایسے مجکو صدمات پہونچائے
ہین دل ہی میرا خوب جانتا ہے اب ان کا قتل ہی کرنا مناسب ہے، ناہید کی تو صورت سے بیزار ہون کہ
اوس نے میرا خیال نہ کیا دشمنون کو امن پناہ دیا ان سب کی شرکت کی فرزندان حمزہ کو اپنے
گھر مین بلا لیا مین نے اوسی کے سحر سے شکست کھائی حنائے گلگون پوش کو یاد کر کے
کف افسوس ملتا ہون نام سے ان ظالمون کے جلتا ہون جس روز سے حنا قتل ہوئی کئی مہینے
فقیر بنا ہوا اوس کی قبر پر بیٹھا رہا آپ نے آج تخت پر بٹھالیا آپ کے حکم کو رد نہ کرسکا میرا دنیا سے جی اوٹھ گیا
محشر جادو نے سر کوکب کا سینے سے لگا لیا کہا اے فرزند دنیا مین ایسے اکثر واقعات پیش ہوتے
ہین ترک دنیا بہت دشوار ہے زن و شوہر کا بگاڑ کیا کوکب روشنضمیر نے سر پر

محشر جادو کے ہاتھ رکھدیا کہا اُستاد آپ کے سر کی قسم کھاتا ہون اب مین ہرگز ناہید مرصع پوش
کی خطا نہ معاف کرونگا ان سب کو قتل کرکے سرحد طلسم نور افشان کو اور طور سے آباد کرونگا اُستاد
شاگرد باتین کرتے ہوئے بعد قطع منازل وطی مراحل قریب اپنے باغ کے محشر جادو نے لاکے کوکب
کو اوتار ا پہلوئے باغ مین ایک برج کلان بنا کر تیار کیا اسکی پشت پر لشکر اُتارا۔ برج پر تخت زرین آراستہ
گرد اوس کے میز دنگل کرسیان درست کرائین تخت پر کوکب کو بٹھایا دنگل زرین پر خود آکر بیٹھا
اور سردار اپنے اپنے مقام پر آکر متمکن ہوئے سب سے زیادہ متقرب معمار قدرت ہے پایۂ چہارم تخت پر
کوکب روشن ضمیر نے معمار قدرت کو دنگل مرحمت فرمایا دربار آراستہ ہوا محشر جادو نے سامان
عیش و نشاط طلب کیا ساقیان گلعذار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوئے دور جام بے اندیشہ
انجام گردش مین آیا کوکب کا بھی دماغ تر ہے محشر جادو نے بھی کوکب کو سمجھا لیا محفل عیش
مین شریک کیا چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کو اشارہ کردیا کہ ہمارے فرزند کو بہلاؤ
وہ نازنینان شوخ و خدنگ خوشرو و خوشخو خوش کلام رعنا زیبا لباس ہائے فاخرہ زیب جسم دریائے
جواہر مین غوطہ زن سامنے کوکب روشن ضمیر کے حاضر ہین دلربائی کی باتین کررہی ہین دم محبت
کا بھر رہی ہین چار پہر رات عیش جشن مین گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا طرف صحرا کے
کوکب روشن ضمیر و محشر جادو دیکھ رہے ہین ہر کارے زیر برج حاضر ہین پہلوئے برج مین فوجین
فروکش ہین سردار آتے جاتے ہین بارگاہین استادہ کرنے کا حکم مل رہا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی محشر جادو
دیکھنے لگا سب سے آگے بڑھا ہوا باغبان قدرت مقدمۃ الجیش لشکر بڑے کروفر سے اٹالا
بارگاہ زربفتی کا اتر رہا ہے آتش فشان پر لدا ہوا اس کے بعد ملکہ بہار رنگین دوسری جانب ملکہ بہار جادو
ایک جانب چند سرداران ملکہ مہرخ سحر چشم مثل رعد و برق و برق لامع وغیرہ ایک جانب برکھائے
با درفتار پر رستم پیلتن و جہانگیر صف شکن قاسم نامدار و ایرج عالی وقار بصد صولت و شوکت ملکہ
ناہید مرصع پوش تخت پر پہلوئے تخت مین شہنشاہ لاچین نامور لشکر ساحران وغیر ساحران
پشت پر بیحساب سرداران لاجواب بارگاہون کے اٹالے لدے ہوئے اس کروفر سے لشکر ظفر اثر
آکر پہونچا ہرکارون نے ملکہ ناہید مرصع پوش کو خبر دی کہ محشر جادو کوکب روشن ضمیر کو
ساتھ لیکر اپنے باغ پر آیا ہے یہ برج تو بنایا ہے پشت پر اسکی لشکر ہے کوکب سے وعدہ کرچکا ہے

کہ مین سب کو گرفتار کرونگا نام محشر جادو کا سنکر ملکہ ناہید مرصع پوش تو کانپ گئین لاچین نے فرمایا اے ملکۂ عالم نہ گھبراؤ انشاء اللہ میدان کارزار مین دریائے خون بہین گے کیا ہم تماشا دیکھتے رہین گے بروقت جنگ دیکھا جائے گا اسی وقت بارگاہ مین استادہ ہو مین سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے لاچین خوش آئین نے شہزادۂ ایرج نوجوان کو تسکین دی ہے کہ حضور متردد و متوحش نہون ذرا کوکب سے مہلت ملے تو حضور کا بھی غنچۂ آرزو کھلے ملکہ زاہیہ مرصع پوش سے صلاح پختہ ہو چکی ہے ایرج نوجوان نام شادی کا سنکر باغ باغ ہو جاتے ہین کبھی فرماتے ہین اگر مجکو حکم ہو مین اوس برج پر چڑھ جاؤن تخت محشر اولٹ دون سامنے محشر کے قیامت برپا کرون لاچین سمجھا رہا ہے کہ حضور جلدی نکرین یہ ذکر تھا کہ صدائے طبل جنگ کان مین آئی ملکہ ناہید مرصع پوش نے سر اوٹھا کر پوچھا دریافت تو کرو یہ صدائے نقارہ کیسی ہے کہ سامنے سے چرند و پرند آکر حاضر ہوئے بعد دعا و ثنائے بادشاہی کے عرض کی محشر جادو نے طبل جنگ بجوایا ہے صبح کو میدان کارزار مین آتش افروزی کرے گا محشر کو اپنے سحر و ساحری پر بڑا ناز ہے شہنشاہ لاچین نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے کچھ تردد و انتشار نہین حافظ حقیقی و مالک تحقیقی سر پرست ہے پیدا کرنے والا حافظ و نگہبان ہے محشر جادو کو اور کچھ گمان ہے لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا خواجہ عمرو بھی موجود ہین شہنشاہ لاچین خوش آئین نے ایرج نوجوان سے کہا اے شہریار لوح سے ہوشیار رہیے گا محشر جادو ضرور فکر کرے گا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا دربار برخاست کیا اپنے اپنے مقام پر آکر مصروف آرام ہوئے لشکرون مین تیاریان ہونے لگین عمرو نے جو نگاہ اوٹھا کے دیکھا جہان تک نگاہ کام کرتی ہے لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہے خواجہ عمرو کو خیال ہوا چلکر کچھ عیاری کرون اگر کوکب پر نیچہ قابض ہو جائے اوسکی وجہ سے اوسے ملوا دون یہ سوچ کر خواجہ عمرو طرف لشکر محشر جادو کے چلے ایرج نوجوان جو بارگاہ سے اوٹھے چھپر کھٹ پر آکر گرے اب اتین ہجر کی نہین کٹتین شہزادہ چھپر کھٹ پر پڑا تڑپ رہا ہے تصویر خیالی ملکہ بران شمشیر زن کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے شاپور شیر دل بھی پاس نہین ہے تدبیرین کوکب رو شن ضمیر و محشر جادو کی وہ بھی نکلا ہے اکیلا خیمہ جو ایرج نوجوان نے دیکھا دل گھبرایا معشوق با وفا کا خیال آیا دل سے باتین ہونے لگین تصویر ہاتھ مین بیقراری بات بات مین گویا معشوق کے روبرو حکایت عشق کی ہو رہی ہے کبھی بیقرار ہو کے کہتا ہے کیون صاحب ہمارے تمہارے بیچ کب تک فراق رہے گا آرزو ہے کہ عمر تری

دو گھڑی کو سرفراز کرو کچھ حال دل بیان کرین ہم مجبور و لاچار ہین تمھاری دید کے امیدوار ہین دیکھین یہ پردہ حجاب کبتک اوٹھے کب تک ہجر کی مصیبت جھیلین کیونکر نہ جان پر کھیلین اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

قدرت خدا کی درد نے غمگسار دل
اک دل ہمارے پاس ہے سو خواستگار دل
پہونچا دہ کوئے یار مین تم رکھیا یہین
دل کیون دیا اگر نہ دیا اختیار دل
بیجا ہے یہ شکل اجیا تو یک طرف
سینے کو جانتے ہین ہمارے مزار دل
خنجر ہے وہی کہ جو کھائے نگہ کا تیر
مدت سے ہے جلال ہمین انتظار دل

پوچھین نہ ہم دلکو صبر و شکیب و قرار دل
گردون نے میری خاک سے بھی یہ کیا سلوک
قاصد ہزار جان گرامی نثار دل
اب مین نمانون لالمعہ بھر دو دو عشق کا دم
دل مجکو ناگوار ہے مین ناگوار دل
تیور درست صبح شب ہجر بھی نہین
صیاد ہے وہی کہ جو کھیلے شکار دل

ہر غمزدہ اوس چمن کا ہے امیدوار دل
رکھا بنا کے باد صبا کا غبار دل
کہتا ہون تنگ آکے یہ پروردگار سے
آیا ہے بزم یار سے کیا اعتبار دل
رہتے ہین یاد کر دل مردہ کو حشر مین
اللہ رے اضطراب حواس اضطرار دل
کب آپ نے دیکھے دل وارفتہ ہوش ہین

بیقراری مین شہزادہ شعر پڑھ رہا ہے کبھی اوٹھتا کبھی بیٹھتا تصویر ہاتھ مین کبھی اوٹھکر صحن بارگاہ مین ٹہلا کبھی شمار ثابت و سیارگان یا د زلف عنبرین مین نہایت پریشان یہی خیال ہے کہ کوکب نے ملکہ بران کو بڑے صدمات پہونچائے ہم اتبک عوض نہ لے سکے لے فلک کیا تدبیر کرون کیونکر اوس یار جانی و محبوب جاودانی تک پہونچون بیچ مین کوئی پیامبر نہین کہ اوس کی معرفت نامہ و پیام بھیجون سخت متردد و متوحش ہون بقول نیر اشعار

آئندہ کے لیے تو ہے عیادت قاتل
عمر اپنی اسی اندوہ و الم مین گذری
کیا ہے منظور تجھے میری شہادت قاتل
خون عاشق کا یہ ٹیکا ہے نہین ہے سیندور
آگئی یاد مجھے مہر نبوت قاتل
عشق ابرو کا تھا ہم دامن خنجر مین چھپے
آگئی یاد مجھے تیری شرارت قاتل

جیتے جی خوب ہین بدنام زمانے مین ہوا
عشق مین ہمنے نہ پائی کبھی راحت قاتل
قتل کر جنبش ابرو سے تو رکھدے خنجر
دے رہی ہے تری پیشانی شہادت قاتل
بیگنہ شمع کا کٹوایا ہے گلگیر سے سر
ملا لب من تجھے پائی وہین آلت قاتل
قتل سے ہاتھ اوٹھا آکے گلے سے ملجا

ہے بہت غیر مری ہجر مین حالت قاتل
گر نہین مرگ نہ تشہیر تو میت قاتل
مہندی ہاتھو نہین جو تو ملکے بہان آیا ہے
منع کرتی ہے تری دیکھ نزاکت قاتل
کھکے تکبیر گلا میرا جو کاٹا تو نے
بزم عشرت مین ہے کی تو نے عدالت قاتل
برق کو چرخ پہ چھوتے جھکتے دیکھا
نیر زار یہ کر اب تو عنایت قاتل

شہزادہ ایرج نوجوان کبھی تڑپتا ہے کبھی پھڑکتا ہے کبھی صحن بارگاہ مین کبھی چھپرکھٹ پر کبھی ہاتھ گریبان کی جانب بڑھا دیا کبھی قصد کیا کہ اپنے کو تا در محبوب پہونچاؤن کیونکر جا کر حکایت و شکایت کرون آنکھون مین

آنسو بھرے ہوئے چھپر کھٹ پر آکر بیٹھا ہی کہ گوشۂ بارگاہ سے شگوفہ سحرساز وزیرزادی ملکہ بران کی نمایان
ہوئی اکثر پیغام لیکر آتی ہے ایرج نوجوان جانتے ہین کہ ملکہ بران شمشیرزن کی رازدار ہے دیکھتے ہی
شگوفہ سحرساز کو کھڑے ہوگئے مثل گل شگفتہ ہوگئے شگوفہ نے جھک کر سلام کیا نامہ جو ملکہ بران
ہاتھ مین تھا ساتھ ادب کے پیش کیا ایرج کا جی چاہتا ہے کہ شگوفہ کے گرد پھرون نامہ دیکھکر بے اختیار
پکار اوٹھا فرد قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید ٭ در حیرتم کہ جان بکدامی کنم نثار ٭ اے شگوفہ سحرساز کیا
وقت سعید ہے بلکہ بہتر از روز عید ہے مین اسوقت نہایت مضطر و بیقرار تھا کچھ کیفیت مزاج ملکہ عالم بیان
کرو کہ حال فرحت مآل سُنکر روح کو راحت قلب کو فرحت ہوتی ہے شگوفہ سحرساز نے ہنسکر کہا حضور
اون کا آپ سے زیادہ حال ابتر ہے اس وقت وہ بھی مضطر و بیقرار تھین مینے دلدہی کر کے پوچھا رو رو کر فرمایا
کہ اے شگوفہ دردرسیدہ کا کیا حال پوچھتی ہے بقول نیر ۔ سر پہ اک روز نئی چرخ سے آفت آئی ٭
شب فرقت جو گئی صبح قیامت آئی ٭ کوکب نے کس مصیبت مین قید کیا جینے کی امید نہ تھی خدا
خواجہ عمرو کو سلامت رکھے اونھون نے کد و کاوش کر کے اپنی لونڈی کو چھوڑ آیا محبت نامہ بہار اشتہار کو
تک پہونچا دے ملکہ نے نامہ لکھا بڑی مشکل سے کنیز نے اپنے کو آپ تک پہونچایا راہ مین
صدہا درانداز ہین ہر چند کہ ملکہ ناہید مرصع پوش بدل اس تقریب کو منظور فرما چکین لیکن پھر بھی
ہزار طرح کا خیال ہے درانداز در اندازی کرتے ہین چاہتے ہین کوئی عیب ظاہر ہو تو تقریب کو
موقوف کرین خانہ آبادی ہونے دین ایرج نوجوان نے کہا اے شگوفہ یہ تو اب غیر ممکن ہے
کہ یہ شادی نہ ہو اگر ملکہ ناہید مرصع پوش پھر جائین شمشیرزنی کر کے لین ملکہ بران شمشیرزن
کو سمجھا دینا عاشق ناشاد کی طرف سے کہنا کہ طبقات زمین طلسم نور افشان ہلا دونگا یہ سمجھ لونگا کہ فقط
کوکب کے اور ایک حریف پیدا ہوا اڑینگے شگوفہ نے کہا نہین واری ملکہ ناہید مرصع پوش اپنی بات
پر قائم رہین گی اون کو اپنی بات کا بڑا خیال ہے کبھی کوکب کی شراکت نکرینگی جو کہا وہ کیا آج بھی یہی ذکر تھا
کہ ذرا بھی مہلت ہو تو سامان شادی مہیا کرین گلگونہ گلگون پوش وزیرزادی تیاری کر رہی ہے
یہ کہکر شگوفہ بیٹھ گئی ایرج نامدار نے نامہ کھول کر پڑھا حکایتین شکایتین حالات سختی شب فراق درباب
فرحت آثار کہ اشتیاق ایک ایک کلمہ تیر ناوک تھا جسکی سماعت سے کلیجہ مشبک تھا ایرج نوجوان نے
نامہ پڑھکر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا کلیجے پر رکھ لیا چھپا ہا زخم جگر کا قرار دیا فی الحقیقت

ایرج نوجوان کے نامہ پڑھنے سے بند قبا چٹ چٹ ٹوٹ گئے دل باغ باغ غنچۂ خاطر شگفتہ شگوفہ نے
کہا اے شہریار لوح طلسم نرگس آپ کے پاس موجود ہے ایرج نے کہا ہاں لوح عرصۂ دراز سے میرے
پاس ہے شگوفہ نے کہا اے شہریار ذرا لوح طلسمی مجھے دیجیے دشمنون نے مشہور کیا ہے کہ لوح طلسمی بدل لی
ایک کنیز نے ملکۂ عالم کو خبر دی کہ لوح طلسمی مختشر جادو نے کسی طایر کو بھیجکر چرا لی ہین دیکھون تو تسکین
ہو مین بخوبی اصل و نقل کو پہچانتی ہون ایرج نے بخوف و ہیم لوح گلے سے اوتار کر ہاتھ مین شگوفہ کے دیکر
کہا اسی مین ہماری جان ہے شگوفہ نے لوح کو ہاتھ مین لیا بہ نگاہ غور دیکھنے لگی دیکھتے دیکھتے لوح کو
رومال مین لپیٹا جھولی مین رکھا پیچھے ہٹی ایرج نے گھبرا کر کہا اے شگوفہ سحر ساز کیا ملکۂ عالم نے
طلب کی ہے شگوفہ نے کہا او جوان دیوانہ ہوا ہے تقدیر کو بیٹھکر رو یا کر کوکب کی عقل پر پتھر پڑے
تھے کہ تم السیون نے چند مرحلے شکست کیے منم کنیز مختشر جادو گلرنگ آفت خیز میرا نام ہے عیاری
مکاری جعلسازی میرا کام ہے شہنشاہ نے میرے حکم دیا کہ اے گلرنگ آفت خیز جا کر لوح تو لا حکم سامری
و جمشید لوح بوجہ احسن دستیاب ہوئی یہ کہکے پر پرواز پیدا کر کے مع لوح طلسمی نکل گئی اوسوقت شہزادہ ایرج
کی بیقراری آہ و زاری حیرانی و پریشانی کبھی گریبان کبھی نالان اپنی حماقت پر پریشان کبھی کہتا ہے کہ اے
ایرج یہ کیا ہوا افسوس ہے کہ دوست دشمن کو نہ پہچانا طبل جنگی بج چکا ہے بوقت سحر مقابلہ پڑے گا ہم
لڑنے سے معذور ہے شاہزادہ اسی خیال زار مین بیقرار تھا کہ شاپور شیر دل پھرتا ہوا اپنے آقا کی
بارگاہ کے قریب آیا طریقے سے معلوم ہوا کہ شہزادہ بیدار ہے اندر آگئے دیکھا شہزادہ کف افسوس مل رہا
ہے شاپور نے گھبرا کر عرض کی حضور خیر تو ہے ایرج نوجوان نے تمام کیفیت بیان کی گلرنگ
آفت خیز کنیز مختشر جادو کی بشکل شگوفہ سحر ساز آئی لوح طلسم نرگس آنکھون کے سامنے سے لیگئی
ہمسے کچھ نہ بن پڑا یاد محبوب مین مبہوت تھے فلک نے یہ رنگ دکھلائے شاپور شیر دل نے کہا مین ابھی
تلاش مین جاتا ہون اے شہریار اپنی حفاظت کیجیے گا جنگ طلسم ہوشربا مین کیسے کیسے رفیقان جان نثار
مارے گئے ساحر کا نام باقی نہ رہا غلام دروازے پر پہلوانون کا پہرہ مقرر کرتا ہے کوئی اپنا بیگانہ نہ آنے
پائے ایرج نے کہا اے شاپور تمہین اختیار ہے لوح ہمارے ہاتھ سے گئی شاپور شیر دل ایرج
نوجوان کو سمجھا کر بیرون بارگاہ آیا دیکھا کہ خواجہ عمرو بھی تشریف لائے ہین خواجہ عمرو نے
شاپور سے پوچھا اے فرزند کس حال مین ہو شاپور نے تمام کیفیت بیان کی اور کہا

حضور لوح قبضہ سے گئی ایک ساحرہ مکارہ بشکل شگوفہ سحر ساز آئی شہزادے نے لوح دیدی عمرو نے
کف افسوس ملے شاپور و خواجہ عمرو باتین کر رہے تھے کہ ملکہ ناہید مرصع پوش اپنی بارگاہ مین
بیٹھے بیٹھے گھبرائین بیقرار ہو کر باہر نکل آئین دیکھا خواجہ عمرو و شاپور شیر دل باتین کر رہے ہین ملکہ ناہید نے
پوچھا اے شہنشاہ اقلیم عیاری آپنے غضب کیا ہماری ذہن مین یہ بات ہے کہ سحر و ساحری کیا ہے
مکر و غدر سے خوب کام نکلتا ہے اُدہر کے سب ساحر آٹھ پہر اسی کام مین مصروف ہین کہ کسکو دھوکا دین
چار ملکر ایک کو قتل کرین عمرو نے کہا ملکہ بڑا غضب ہوا محشر جادو کی کنیز موسوم بہ گلرنگ آفت خیز آئی
دم دیکر لوح ایرج نوجوان سے لے گئی ابھی شاپور شیر دل نے مجھکو خبر دی ہے اب کیا تدبیر کرین
ملکہ ناہید مرصع پوش کے ساتھ سترہ ہزار کنیزین نکل آئی تھین بلکہ جو شہنشاہ لاچین والا تمکین
و علمشاہ نوجوان و قاسم عالیشان و شہزادہ ایرج نوجوان و جہانگیر والا تدبیر سب سرداران
نامی و افسران گرامی بارگاہون سے نکل آئے ہر ایک نے گھبرا کر یہی کہا محشر جادو نے بڑا دھوکا دیا ہے
لوح ہونے سے بڑی تقویت تھی کوکب کے قتل ہونے کی اسی سے تقویت تھی بادشاہ طلسم پر کوئی دست انداز
نہین ہو سکتا ایرج کے سامنے شوکت نامی کا قصد نکرتا اب سب سے مقابلہ ہوگا طلایہ پر باغبان قدرت
سوجود تھا یہ بھی خبر وحشت اثر سنکر اسی مقام پر آیا ملکہ بہار گلعذار بھی آئین برق لامع بھی
پہونچی مراد یہ ہے کہ جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی اس ساحرہ کو تلاش کرین کہ لوح لیکر
کہان گئی ایرج نوجوان سے شہنشاہ لاچین و ملکہ ناہید مرصع پوش نے حال پوچھا کہ ای شہزادے
لوح طلسمی ایسی چیز غیر شخص کو کیون دیدی مقدمہ راز معشوق ہے ایرج نوجوان خاموش بات کا
جواب نہین دیتے کیونکہ اپنی زبان سے کہین کہ شگوفہ وزیرزادی بران کی صورت بنکر آئی نیا گل کھلا
سب اپنی اپنی کہتے ہین ایرج بصورت تصویر خاموش جب سب نے نہایت پریشان کیا ایرج نے مجبور
ہو کر جواب دیا صاحبو مین کیا بتا دون آنیوالا دوست کی صورت پر آیا جب تو ہمنے لوح دیدی
دھوکا کھایا آپ لوگ کیون پریشان ہوتے ہین ہمارا تکیہ پروردگار پر ہے جس طرح لوح سابق مین
حاصل ہوئی اسیطرح اب پھر لوح دستیاب ہوگی اگر قضا قریب ہے سب فکر و تردد بیکار ہے بندہ
مجبور ہو لاچار ہے یہ ذکر تھا کہ پہلوے برج سے ایک دھوان پیدا ہوا جس برج کے لب پر لشکر محشر جادو
اُترا ہے اسی کے پہلو سے وہ غلیظ ظاہر ہو کر بلند ہوتا جاتا ہے اہالیان لشکر ملکہ ناہید کو یہ ثابت

ہوا کہ دیو خونخوار نے دھوئین سے سر نکالا خائف ہو کر خود بخود بھاگنے لگے جو لشکر ظفر اثر ملکہ ناہید سے
بھاگ کر نکلا اسی دھوئین سے ایک برق چمک کر اس بھاگنے والے پر اسطرح گری کہ وہ بیہوش
ہو کر گرا چند ساعت بیہوش رہا بعد چشم زدن غل مچاتا ہوا اٹھا کہ یارو مجکو بچاؤ میرے استخوان
جلتے ہین ہر ایک عضو بدن سے شعلے نکل رہے ہین یہ کہتا ہوا کسی چشمے کے قریب پہنچا جوش طپش
قلب سے پانی مین پھاند پڑا پناہ پانی مشکل ہوئی آبرو بھی گئی جان کا ضرر تھا پانی مین گر کر ٹھنڈا
ہوا اسیطرح ہزارہا بندگان خدا ہلاک ہوئے وہ دھوان یہانتک بلند ہوا کہ تمام لشکر ملکہ ناہید
مرصع پوش و شہنشاہ لاجین کو گھیر لیا مثل ابر سیاہ دود غلیظ سے رعد کی گرج برق کی چمک
ظاہر ہونے لگی یہ سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی شہزادہ ایرج والاقدر سے حال گم ہونے لوح کا
دریافت کر رہی تھی صدائے فریاد جو لشکر سے بلند ہوئی اور چند و پند ہرکارے دوڑے ہوئے
سامنے ملکہ ناہید کے گھبرائے ہوئے آئے لشکر مین بھگدڑ پڑ گئی عرض کی اے شہنشاہ عالیجاہ
ہزارہا ملازم آپکے لشکر کے پانی مین گر کر ہلاک ہوئے اگر تدبیر معقول نہوگی تھوڑی ہی عرصے
مین سب لشکر تباہ ہو جائے گا ملاحظہ فرمائیے تمام لشکر مین تلاطم ہے ہوش ہر ایک کا گم ہے اکثر نے
سحر بھی کیا اُس سے کچھ نفع نہوا اب شہنشاہ لاجین وغیرہ نے دیکھا کہ لشکر مین تو قیامت برپا
ہو گئی ابر محیط ہو کر لہرا رہا ہے ہر خورد و کلان صورت مہیب دیکھکر گھبرا رہا ہے شہنشاہ لاجین نے
بیقرار ہو کر کہا اے ملکہ ناہید مرصع پوش وائے باغبان قدرت و ملکہ بہار گلعذار وغیرہ اسکی
جلد تدبیر کرو یہ سحر محشر جادو کا ہے اگر تساہل کیا قیامت برپا ہو گی اس بلائے ناگہانی سے نکلنا
دشوار ہے دیکھو تو کیسا ابر دھوان دھار ہے یہ سنتے ہی بہار و باغبان بڑھے باغبان نے
کہا اے ملکہ بہار ٹھہر جاؤ مین پہلے بڑھ کے سحر کرتا ہون یہ ابر دھوان دھار دیکھکر ملکہ ناہید تو
بالکل بدہوش دریائے حیرت در جوش فرما رہی ہین اے شہنشاہ لاجین یہ سحر محشر جادو برادر
نور افشان جادو کا ہے وہ ظالم اسم بامسمے ہے بہت صاحب شوکت و لیاقت سحر اسکا نمونہ قیامت
ہم لوگون نے غفلت کی اسنے غفلت مین سحر تیار کر لیا دیکھئے ابر محیط ہوتا جاتا ہے صورت ابر دیکھکر
گھبراتا ہے باغبان کو ملکہ ناہید مرصع پوش منع کرتی رہین باغبان قدرت نے
اپنا سحر قدیم یعنی گیند پھولونکا نکالا اسنے سحر پڑھکر طرف ابر کے پھینکا ابر سے ایک شعلہ چمکا

اُسنے گیند کو جلادیا جلکر خاک سر باغبان پر گری باغبان غش کھاکر گرا بیہوش و مدہوش ہوگیا
ملکہ بہار نے جو باغبان کا یہ حال دیکھا چاہا سحر کرکے باغبان کو سنبھالون بیہوشی نہ ہونے دون
ممکن نہوا بہار نے گلدستہ مارا پنجہ نگارین خورشید نما مین گلدستہ لیا سحر رنگین پڑھا گلدستہ پھینکا
گلدستہ طرف ابر کے چلا فوراً ابر سے ایک نازنین گلگون پوش غارتگر ہوش گلبدن سروقد غنچہ دہن پیدا
ہوئی مسکراکر گلدستہ کو ہاتھ مین تھام لیا سامری و جمشید کا نام لیا وہی گلدستہ طرف بہار کے
پھینکا اب گلدستہ کا رنگ ہی اور تھا بوی خوش نہ آئی چنگاریان نکلین وہ بہار پر پڑین اسی نازنین نے
قریب آکر ایک آئینہ بہار کو دکھادیا پکار کر آوازی جاے غور ہے دیکھو صاحب صورت ہی درہے
بہار نے جو آئینہ کو معائنہ کیا لڑکھڑا کر گری ایڑیان رگڑنے لگی بیہوش ہوئی برق لامع نے جو یہ رنگ
دیکھا کہ بہار و باغبان بیہوش ہوے بہت سے نوجوان ساحر رفیقان باغبان مسخر ہوگئے کنیزان
بہار بھی گرین برق لامع تڑپ کر طرف ابر کے چلی زلفین عنبرین کو ہلاتی ہوئی یہی قصد ہی کہ
ابر سیاہ پر حربہ کرون ٹکڑے اُڑادون اندر سے ابر کے آواز آئی یہ کون بے ادب ہے برق لامع نے
دیکھا یہ کون آواز دیتا ہے سر اُٹھاتے ہی وہی نازنین گلگون پوش سایہ ابر مین لہرا رہی تھی
برق لامع کو تڑپتے دیکھا صدا دی او برق لامع کیون شامت آئی ہے یہ کہکر کچھ خاک اڑادی
برق لامع کی بھی قلب پر کچھ غبار الم چھایا مثل بہار و باغبان انکو بھی غش آیا ایک ایک ساحر جانباز
سجانبازی و سر فروشی مین سر فراز اُبتو تار بندھ گیا ملازمان بہار و باغبان و برق لامع اپنے
افسرون کا یہ حال دیکھکر ابر سیاہ پر جا پڑتی ہین قریب ابر پہونچے وہی نازنین گلگون پوش کسیکو
دیکھکر مسکرادیتی ہی کسیکو دیکھکر خاک اُڑادیتی ہے کسیکو آئینہ دکھایا ابر تک جانے نہین دیتی
راہ مین روک لیتی ہے کئی سو ساحر اسکے سحر سے بیہوش ہوے ملکہ ناہید مرصع پوش نے کہا حضور
سمجھکر سحر کرو اس بلاے آسمانی سے بچنا دشوار ہے وہ ملعون بڑا مکار و غدار ہے لاچین نے کہا
ملکہ عالم تامل کیجئے مین فوراً تدبیر کرتا ہون یہ کہکر شہنشاہ لاچین نے جھولی سے گولا نکالا اسم سحر
پڑھکر ابر سیاہ کے مارا اوس نازنین نے چاہا بڑھکر گولے کو روکون گولے سے ایک شعلہ سر بسر
اس غو دسر کے گرا مثل ہیمہ خشک جلنے لگی وہ جلکر زمین پر گری عجب طرح کا سناٹا ہوا ملکہ ناہید نے
بڑھکر کہا اے شہنشاہ اپنے کو بچاؤ حالات سے اس سحر کے مین آگاہ ہون جسقدر اس کی تدبیر

ہوگئی اسیقدر باعث خرابی ہی اسیوجہ سے مجکو بیتابی ہی شہنشاہ لاچین نے خیال نکیا اور بھی ایک گولا پھینکا دونون گولے جاکر ابر سیاہ پر پڑے توڑ کر ابر سیاہ کو پار نکل گئے ابر مین دو روزن پیدا ہوے اوس روزن سے دھوان نکلا ترقی ہونے لگی کچھ دو چار پتلے دھوئین سے پیدا ہوی وہ دھوان جسکی آنکھ تک پہونچا نابینا ہوکر زمین پر گرا فریاد فریاد کی صدا بلند کی وہ پتلے قریب لاچین پہونچے کسی نے آئینہ دکھایا کسی نے پھول سونگھایا لاچین ایسا عقیل و فہیم کچھ نکر سکا زبان تک نہ ہلی گر کر بیہوش ہوا تاجداران جلیل و رفیقان بے عدیل بیقرار ہوکر دوڑے چاہا کہ اپنے بادشاہ پر قبضہ کرین ممکن نہوا دود غلیظ ترقی پر ہے اسی سبب نابینا ہوکر گر رہے ہین برج کلانسی کوکب روشن ضمیر بیٹھا دیکھ رہا ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ محشر جادو نے چھپ کر یہ سحر کیا کوکب سے وعدہ کر لیا ہوگا کہ جب شہنشاہ لاچین بیہوش ہو چکے کوکب نے بھی گولے سحر کے پھینکنا شروع کر دیے جو گولا جہان پھٹا صد ہا صدا لیے بیہوش ہوے دھوئین سے بھی گرتے جاتے ہین ملکہ گلگونہ گلگون پوش وزیرزادی نے ملکہ ناہید مرصع پوش کی کہ سحر مین طاق بلکہ شہرہ آفاق ہے عرض کی ملے ملکہ عالم یہ سب انتظام آپکے واسطے ہو رہا ہے ابھی تک خیر ہی جہانتک ہو سکے نکل چلیے جب آپ قلعہ مرصع حصار سے کوچ کر کے چلی تھین خیر خواہ قدیم قیصر ستارہ شناس حاضر ہوا تھا اوسنے یہی عرض کی تھی کہ اس لڑائی مین ملکہ عالم کو صدمۂ عظیم پہونچے گا قول اُس ستارہ شناس کا کرسی نشین ہوا ملازمان جانباز مبتلاے بلا ہو چکے باقی جسقدر ہین اُنکی بھی یہی کیفیت ہی نابینا ہوتے جاتے ہین کہ ناہید مرصع پوش نے کہا خاص میری واسطے یہ سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی مبتلاے بلا ہوے ہین اُنکو چھوڑ کر چلی جاؤن یہ مجھ سے ہو گا اے گلگونہ گلگون پوش خیال کر کے دیکھ روح روان قاسم عالیشان شہزادہ ایرج نوجوان کس عالم یاس مین کھڑا ہوا ہی شہزادہ علمشاہ پر بھی بلائین نازل ہین مین تو صاحب اُنکو نہین چھوڑ سکتی آپ سب صاحب جو مناسب جانین وہ کرین مین یہان سے نہ جاؤنگی مجکو بھی یقین ہوا سحر محشر نے قیامت برپا کی اب دفع ہونا دشوار ہے اسکا رنج و ملال کیا بربادی کا خیال کیا اس شعر کے مضمون پر مدار ہے شعر یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید ؞ دست از طلب ندارم تا کار من برآید ؞ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جسقدر ہمنے خیال کیا تردد بڑھتا جاتا ہے یہ معرکہ دیکھکر کچھ بن نہین پڑتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ

ان بر سے منہ پر سنے لگا قطرات آب نے سم کی کیفیت پیدا کی جس پر قطرہ پڑا بیہوش ہو کے گرا ٹیریان گرنے
لگا ہزارون نے تڑپ تڑپ کر جان دی لاکھون بیہوش ہوئے اب کسی ساحر مین کلام کرنے کی طاقت نہی
خیر خواہان دولت صاحبان لیاقت میدان کارزار سے قدم نہین ہٹاتے ہر چند کہ بخوبی آگاہ ہوئے
کہ ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا ہے مرنے کو فوز عظیم جانتے ہین قدم میدان کارزار مین گاڑ دیتے ہین
سمجھ لیا کہ کھیت مین سر سبز رہین ہمچشمون کی طعن نہ سہین خواجہ عمرو کا حال ایرج نوجوان پوچھ رہے
تھے یکایک ابر سیاہ محیط ہوا رعد کی گرج برق کی چمک ہوا کا زور پانی کا شور خیمے اُڑنے لگے بارگاہین
سرنگون ہونے لگین عمرو ایسا جہاندیدہ و کار آزمودہ فتح شکست تباہی کے بندوبست سب
کچھ دیکھے ہوئے یکایک جو یہ بلا نازل ہوئی نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن جدھر سر اُٹھا کر دیکھا صدہا
اپنے لشکر والون بیہوش پایا باغبان و بہار کے گرنے سے ہاتھ پانون مین رعشہ آیا یہ بھی یقین
کامل ہوا کہ اگر بھاگ کر نکلون گا مبتلائے سحر ہو کر رونگا بڑا خیال یہ تھا کہ ملکہ ناہید مرصع پوش سحر
کر کے نکلین گی مین اون کے پایہ تخت سے لپٹ کر نکل جاؤن گا جب برق و باد کو ترقی ہوئی یقین کامل
ہوا کہ اب نکلنا ناممکن ہے اور ملکہ ناہید کو بھی خیال کر کے دیکھا ملکہ ناہید نے بھی بڑے بڑے
سحر کیے کچھ تاثیر نہ ہوئی ابر نہ ٹوٹا اس قدر دھوئین کی ترقی ہوئی کہ ملکہ ناہید مرصع پوش بھی
بیہوش ہو کر گرین اس وقت عمرو نے جلدی مین اتنا کام کیا کہ ملکہ ناہید کو اوٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا آپ
روغن عیاری کا نکالا صورت ملکہ ناہید بنکر تیار ہوئے تخت پر پڑ رہے خیال یہ کیا کہ جیسا کچھ انتظام
ہوگا دیکھا جائے گا تمام لشکر اوس دھوئین سے بیہوش ہوا کوئی خورد و کلان باقی نہ رہا کہ اس بلا مین مبتلا
نہوا ہو خواجہ عمرو پڑے دیکھ رہے ہین کہ اب وہ ابر سیاہ شق ہوا محشر جادو ایک عقاب پر سوار
ابر سے ظاہر ہوا برج سے کوکب روشنضمیر اُترا آکر محشر جادو کے قدمون کو بوسہ دیا محشر جادو نے
کوکب کو گلے سے لگا لیا کہا دیکھو اے فرزند سحر اس کو کہتے ہین کوئی بچکر نہ نکلا شہنشاہ لاچین اپنے
سحر پہ بڑا ناز رکھتا تھا میرے سحر کے آگے کچھ بھی نہو سکا اے فرزند ازبعد شاہان طلسم عجائب و غرائب
طلسم پر مغرور رہتے ہین بیرون طلسم ہزارون جفائین سہتے ہین علاوہ ازین لاچین سا لہا سال قید
رہا تحفہ جات اسکے قبضے مین نہ رہے افراسیاب نے نمک حرامی کی اس کا گرفتار کرنا کتنی بڑی
بات تھی بہار و باغبان کس شمار مین ہین کوکب روشنضمیر خوش ہو گیا اُستاد اُستاد

کھکے گرد پھرنے لگا معمار بھی موجود ہے اس وقت معمار قدرت نے یہ سمجھایا کہ اے شہنشاہ پاس عصمت وعفت ناموس واجب و لازم ہے آپ تنہا بیٹھکر دربار کیجیے کوکب نے کہا اے معمار قدرت اس بدنصیب نے ایسا صدمہ عظیم پہونچایا یعنی حنائے گلگون پوش کو میرے سامنے قتل کیا آنکھون کے نیچے تصویر خیالی اس محبوب جانی عیار جادودانی کی پھرتی ہے دل یہی چاہتا ہے کہ کوہ و دشت و بیابان سے سر ٹکرا کر مر جاؤن اے معمار قدرت اے صادق دوست اپنی کیفیت یہ ہے اپنے حال شغیبت نہ ار یر خود عبرت ہے نظم

کسی کے عشق مین کوئی نہ مبتلا ہو کبھی
کسی کا دل نہ کسی شخص سے لگا ہو کبھی
کوئی نہ بحر محبت کا آشنا ہو کبھی
مریض عشق کا کوئی نہ اے خدا ہو کبھی

کسی کا دل نہ الٰہی غم و الم مین رہے
کوئی نہ گیسوئے جانان کے پیچ و خم مین رہے

کوئی جہان مین نہ بیمار ہو محبت کا
یہ وہ مرض ہے کہ عیسیٰ سے ہو نہ جسکی دوا
بتون کے عشق مین رسوائیان ہین حد سے سوا
قسم خدا کی یہ مطلع کسی نے سچ ہے کہا

یہ عشق وہ ہے کہ پتھر کو دم مین آب کرے
لگائے دل وہی جس کو خدا خراب کرے

عزیزو ہان یہ فن عاشقی برا ہے کمال
جسے ہو عشق کسی کا اسی سے پوچھو حال
نہ پوچھو دل پہ گذرتی ہے اپنے کیا مہ و سال
ہمیشہ رہتا ہے معشوق ہی کا رنج و ملال

اسی کے دھیان ہی مین وہ مدام رہتا ہے
اسی کا لب پہ شب و روز نام رہتا ہے

خدا کے واسطے بولو تو اپنے منھہ سے ذرا
تمھاری چپ نے تو گویا مجھے ہے قتل کیا
ملاؤ آنکھہ نہ مجھسے چھپو برائے خدا
کوئی زمانے مین ہوگا نہ بے وفا تمسا

کچھہ اب تلک نہین معلوم دل کا حال تمھین
ہمارا دم ہے نکلتا نہین خیال تمھین

یہ کلمہ سخت امانت نے یار سے جو سنا
ہوا الم دل حسرت زدہ کو حد سے سوا
جھکائے شرم سے گردن وہان سے گھر کو گیا
نہ مین نے قصد کیا پھر کسی سے الفت کا

کسی حسین کو دل اپنا نہ پھر دیا مین نے
نہ نام عشق کا بار دگر لیا مین نے

یہ مسدس پڑھکر کوکب بہت رویا معمار نے کہا اے شہریار جنا بابا مال ہوئی ناہید زوجہ خاص صاحب عصمت وعفت خدمت مین حاضر رہین گی کوکب نے اک آہ کی کہا اے یار وفادار اے مونس غمگسار رنگ حنا قلب پر جم گیا یا وہ نہین بھولتی معشوق عاشق خصال صاحب حسن وجمال کس کس وفاداری کو یاد کرون کس طرح دل کو سمجھاؤن اس یاد کا فراموش ہونا دشوار ہے یکایک فلک نے داغ تازہ دکھایا اشعار

مایوس ہر طرف سے دل دردمند ہے
کشتی ہے پہنچنے سے یہ طرفہ کمند ہے
پوچھے امید بستہ ہے فرقت کی شب دعا
خود درد عشق ہیری طرح دردمند ہے
سینہ کی غم مین یہ اسے بادل کا انتظار
ہنسنے سنا ابھی سے وہان راہ بند ہے
نالہ مرا غبار ہے صحرائے عشق کا
سو جان سے نثار دل مستمند ہے

کیونکر بھر رہیم آہ وشد راہ بند ہے
دو بھر مجھے بھی یار کو بھی ناپسند ہے
گردش ذرا تھمی ہے جو آج اپنے بخت کی
باب قبول آج کھلا ہے کہ بند ہے
سینے سے دل کہ آئینہ گھر سے نکل پڑا
دست سبو وگردن مینا بلند ہے
ڈرتے ہین کوئے یار مین دلبر لگے نہ تیر
حقنا ملا ہے خاک مین اتنا بلند ہے
کیا دخل یار کا ہی مرہم لگائے جلال

ہم ناتوان ہین یار نزاکت پسند ہے
ہوتا ہے آہ کرنے سے کم رشتہ حیات
مضطر ہے آسمان کہ مرا کام بند ہے
پھرتا ہے دل مین مضطربانہ ادھر ادھر
دیکھین تری نگاہ کی کیسی پسند ہے
کثرت سے اہل دید کی محشر مین قبل حشر
ہمکو یہان ہولے سے بھی خوف گزند ہے
جلوے دکھا رہی ہے وہ کچھ تیری آرزو
پہلے سے داغ حسرت وحرمان دو چند ہے

اس سوز وگداز سے یہ اشعار کوکب نے پڑھے کہ معمار بھی رونے لگا کہا حضور انتظام سلطنت کیجیے عشق وعاشقی کا نام نہ لیجیے کوکب نے کہا اے معمار ہر چند ضبط کرتا ہون جی نہین مانتا اس داغ کا دھبہ دامن قلب سے چھوٹنا دشوار ہے سلطنت کا بھی انتہا کا خیال تھا ان سب باغیون مین ساربان زادہ بھی ہے یا نکل گیا معمار نے کہا مین نے عمرو کو نہین دیکھا لیکن یقین کامل ہے کہ ناہید کے ساتھ ضرور آیا ہوگا کہان جائے گا کل تخت سلیمانی آراستہ کیا جائے گا ایک وقت مین سب کا دلیا ہم بھی جائے گا موافق حقیقت سزا تجویز ہوگی تمام سرداران کوکب جمع ہین صدائے مبارکباد بلند ہے خرامان خرامان لوح برج مین آکر پہونچے محشر تو اپنے ہوش مین نہین ہر اپنے سردارون سے کہہ رہا ہے داری استادہ ہو لوح جلاد صاحب بیداد موجود رہین ایک ایک کو قتل کرونگا ان سب کے خون سے ہاتھ بھر دونگا

سرداران کوکب جنکے عزیز دار قتل ہوئے ہین وہ ترغیب دے رہے ہین کہ اے شہنشاہ ہم سب کو بدلا اپنے
عزیزون کے خون کا لینا ہے رات ہی سے میدان خونی کی تیاری ہوجائے گی دلون مین داغ ہین دیکھین
جہانگیر کیسی شوکت دکھاتے ہین ہزارہا ملک ویران ہوا آپ کے استاد محشر جادو کا سب پر
احسان ہے محشر جادو نے برائے رفع ملال کوکب طائفے وغیرہ طلب کیے ناچ گانا ہونے لگا
معمار قدرت و محشر جادو کو منظور ہے کہ رنج و ملال کوکب کا دفع ہوا امورات مالی و ملکی
کا انتظام رہے بڑی بڑی بربادیان ہوئین کوکب بھی ان سب کو تسکین دے رہا ہے چار پہر رات
اسی ہنگامے مین بسر ہوئی جلاد فلک نے تیغۂ مہر کو حمائل کرکے خنجر بران آفتاب نقیبین لیا فوج ضیا لمعہ و شعاع
ہمراہ بصد قہر و عتاب میدان خونی چرخ نیلی و چرخ زبرجدی مین جلوہ فرما ہوا ادھر کوکب لباس
سرخ پہن کر تخت پر آکر مائل بیداد ہوا تمام اسباب سیاست حاضر ہے ایک جانب جلادان خرس طینت
میمون خصلت خنجرہائے برہنہ ہاتھ مین بدعت بات بات مین شلنگین لگا رہے ہین یہ شعر زبان
پر جاری فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ؛ چرخ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ؛
ایک جانب دارین استاد ہین آرہ کش تسمہ کش چشم کش اسباب سیاست لیے ہوئے حاضر ہین آمادہ
خونریزی معمار قدرت بصد رعب و صولت سامنے کوکب روشن ضمیر کے دست بستہ حاضر
ہوا محشر جادو دنگل زرین پر بیٹھا ہوا کوکب کو ترغیب دے رہا ہے کوکب نے بقہر و غضب
تمام معمار کو حکم دیا کہ اے خیر خواہ دولت فرداً فرداً ان باغیان پر جفا کو ہمارے سامنے لاؤ ،
معمار قدرت جلا کوکب کے اشارہ ہی کا منتظر تھا تیغہ تولتا ہوا دوڑا اکھولتا ہوا اوس برج سے
اُترا نگاہ اوٹھا کر دیکھا جہان تک نگاہ کام کرتی ہے تمام سرداران زبردست بادہ جرات سے
مست بیہوش و مدہوش پڑے ہوئے ہین ایسا محشر جادو نے سحر کیا بھائی کو بھائی کی خبر نہین خاک و
خون مین آلودہ ہے اس خرابی کا دل پر اثر نہین دیر تک معمار بھی رویا کیا بے اختیار اس حالت
اضطرار کو دیکھکر یہ اشعار پڑھنا شروع کیے شعر کیا ہوئے اسکندر و فغفور دارا کیقباد ؛ جو غرور و کبر سے
پھرتے تھے اٹھلاتے ہوئے ؛ چشم عبرت کھول کر دیکھو جفائے آسمان ؛ ایسا باران ظلم کا دیکھا ہے
برساتے ہوئے ؛ دل کہتا ہے اے معمار قدرت یہ وہ سردار تہمتن ہین یہ وہ افسران
صف شکن ہین کہ کبھی کسی سے پلک نہین جھپکتی آج بیہوش پڑے ہین کوئی خبر لینے والا نہین ہے

سوچتا ہوا اول قریب باغبان قدرت آیا زبان مین سوزن دے کر بصد قہر و عتاب اوٹھایا کہ اے
جوان چل تجھکو شہنشاہ کوکب نے یاد فرمایا ہے وقت سزا و جزا آیا ہے اختتام زمانہ سرکشی ہوا کیون
اے باغبان سلطنت افراسیاب کو مٹا کر چین نہ آیا دیکھو فلک نے کیا رنگ دکھایا باغبان نے
بہ نگاہ حسرت معمار کو دیکھا کشتان کشتان لیے جاتا ہے پوچھا اے معمار ہمارا دربار کہان سمجھا جائیگا
معمار نے کہا اے باغبان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تخت انتظام پر جلوہ فرما ہین باغبان نے سر
جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا ناگاہ پردہ بارگاہ کا اوٹھا نگاہ پڑی باغبان کی کوکب لباس گلنار پہنے
ہوئے للکار رہا ہے باغبان نے کچھ خوف نہ کیا بطریق اہل اسلام سلام بھی ادا کیا کوکب نے
بہ نگاہ قہر و غضب دیکھکر کہا کیون او باغبان تجھکو کچھ مابدولت کا خوف نہ آیا باغبان نے ضبط
کرکے جواب دیا اے کوکب یہ تیرا کیا حال ہوا اور رفیقان قدیم کدھر گئے کوکب نے کہا اب
سب احوال کھلجائیگا الگ لیجا کر اس گنہگار کو بٹھاؤ نام اس کا فرد گنہگاران مین درج کرو دوسرے
گنہگار کو لاؤ معمار نے باغبان کو الگ بٹھایا کسی کمیدان رسالدار کو پھر کشتان کشتان لایا اسی طرح
دربار مین سمجھاتا ہے معمار نے ایک مکان مقرر کر دیا وہان لاکر بٹھال دیتا ہے تار بندھا ہوا ہے
جب ایرج نوجوان کو بلایا شاہزادہ مسلسل و مطوق جھومتا ہوا سامنے کوکب کے پہونچا پکار کر
آواز دی کہ سلام من درین مجلس و درین مجمع بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا ایک است و
دین پیغمبر خدا برحق کوکب کے اعتقاد مین فتور آچکا ہے خود پرستی کا قصد کیا بقہر و غضب جواب
دیا کہ او نبیرہ حمزہ جاہ و جلال مابدولت کا دیکھا بہتر یہ ہے کہ مابدولت کو سجدہ کر ایرج نے منھ
پھیر لیا کوکب نے اشارہ کیا سامنے سے ہٹاؤ اور جوانان صف شکن کو لاؤ تین پہر دن معمار قدرت
کو اسی آمد و رفت مین گذرا کہ معمار قدرت میدان کارزار مین جاتا ہے وہان سے ایک
جوان کو سامنے کوکب کے لاتا ہے دربار مین آیا اور حکم ہوا ایک قصر مین ٹھہراؤ یہی ہو رہا ہے
پہر دن پچھلا باقی رہگیا کوکب نے حکم دیا اے معمار ناہید مرصع پوش کو اتنے کوڑے مارو کہ
کھال گرادو نگا مابدولت سے بغاوت کی معمار جھومتا ہوا چلا اس مقام پر آیا جہان ملکہ ناہید نقلی بیہوش پڑی
ہین پکار کر آواز دی اے ناہید چل تیرا شوہر تجھکو یاد فرماتا ہے ناہید روتی ہوئی اوٹھی دوڑ کر قدمون سے
معمار کے لپٹ گئی معمار کو خوف خدا آیا کہا کیون اے ملکہ عالم یہ وقت آپ کو یاد نہ تھا کوکب

روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان ہے اس کے ساتھ یون بغاوت کی انجام یہ ہوا ناہید نقلی نے
ہاتھ باندھ کر کہا اے معمار سلمانون نے چار جانب سے گھیر لیا آمادہ حرب و پیکار کیا عورت کی عقل
ناقص کوئی مشیر و ندیم ایسا نہ تھا کہ جس کو خدمت مین اپنے شوہر کے روانہ کرتی اب تمہارا یہ احسان ہے
کہ مجکو سر دربار عام نہ لیجاؤ تخلیہ مین مجکو لے چلکر شہزادہ بہر جاکر کوکب کو سمجھاؤ اس بات پر آمادہ کردو
کہ اپنے ہاتھ سے قتل کرے میرا شوہر ہے جس طرح سے بن پڑے گا خطا معاف کراؤنگی سر اطاعت قدمون پر
جھکا دونگی عذر بھی کرونگی آیندہ بقول آتش جو کچھ ذہن مین آئے فرد اگر بخشے زہے رحمت
نہ بخشے تو شکایت کیا ، سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے ، معمار کو رحم آگیا حال مصیبت مآل
ملکہ ناہید کا دیکھکر خود بھی رو دیا ملکہ ناہید کو لیکر ایک قصر تنہا مین آیا وہان ناہید کو چھوڑ کر پاس
کوکب کے آیا کہا اے شہنشاہ تشریف لے چلیے جب کوکب اپنے مقام سے اوٹھا کہا کیون معمار
اس گیسو بریدہ کو دربار عام مین کیون نہ لایا کہ بذلت حکم قتل دون بلکہ اپنے ہاتھ سے سزا دون
معمار نے عذر کیا کہ اے شہنشاہ عالم شاہ و قاسم و جہانگیر و ایرج وغیرہ گنہگاران سرکاری موجود
ہین جس طرح دل مین سرکار کے آئے اس طرح قتل کرین جو مناسب ہو سزا دین کوئی منع کرنے والا ہے
یہ گنہگار اسی کے لائق ہین بلکہ بر سر صاحبقران لشکر کشی کیجیے انکو بھی چلکر گرفتار کرین نام مسلمانان
صفحہ ہستی سے مٹا دین لیکن ملکہ ناہید کی خطا کہنے سے غلام کے معاف فرمائی جائے اغوائے
دشمنان سے ایسی سرکشی سرزد ہوئی یہ مجال نہ تھی کہ حضور کے مقابلے مین اس طرح آنے کا قصد
کرتی یہ سب باتین سمجھا کر لائے کوکب جب اوس قصر مین آیا دیکھا ناہید محجوب شرمسار بیقرار
و اشکبار سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے کوکب سمجھا تھا مجکو دیکھتے ہی عذر کرے گی قدمون پر
گرے گی کوکب تو اوسی خیال مین تھا جیسے ناہید سے چار آنکھین ہوئین کوکب نے للکارا کیون
او گیسو بریدہ تو نے ہمارے دشمنون کا ساتھ دیا بد دولت کا کچھ خیال نہ کیا دیکھا انجام لیا ہوا ایک
سحر مین اوستاد و لاثرا نے سب کو بیہوش کر لیا تیور بدل کر یہ جو کوکب نے کہا تو ناہید مثل
شعلہ جوالہ اپنے مقام سے بھڑک کر اوٹھی کہا او موئے نگوڑے کیون بیہودہ بکتا ہے اگر تیرے اوس
پیر نابالغ نے سحر کیا اور مین گرفتار ہوئی تیرے سامنے آئی اس پر ناز کرتا ہے مین ہرگز تیری
اطاعت نکرونگی مین نے ایرج نوجوان سے ملکہ بران کو منسوب کیا میری دختر بلند اختر ہے

جو کچھ کیا خوب کیا جو تجھ سے ہو سکے قصور نکر یہ سنکر کوکب غصہ مین کانپا معمار نے پہلے ہی تدبیر کی
تھی سلاح جسم سے کوکب کے دور کر دیے تھے کوئی خنجر پاس کوکب کے باقی نتھی ناہید یہ کلمات
سخت کہتی ہوئی اوٹھی ایرج کا یہ جبت نام لیا علمشاہ وغیرہ کو اپنا مددگار بنایا کوکب کے سامنے سر
جھکایا کوکب کو بہت غصہ آیا جھپٹ کر چلا جب قریب ناہید پہونچا ہنچہ ہلالی کمر مین ناہید کے
لگا ہوا تھا اس وقت ایسے کلمات ناہید نے کوکب کو کہے کہ کوکب سے صبر نہ ہو سکا چار جانب
نگاہ اوٹھا کر دیکھا نیزہ و تلوار خنجر اپنے پاس نہ پایا ناہید کی کمر مین جو ہنچہ لگا تھا کوکب نے بڑھ کر
وہی نکال لیا نیام پر ہاتھ رکھکر چاہا کہ کھینچون معلوم ہوا کہ نیام سخت ہے یا تلوار مین زنگ آگیا
ہے غصے مین آکر کوکب نے زور کر کے تلوار کو کھینچا ہنچہ تو کھنچ آیا نیام سے اُسکے دھوان نکلکر دماغ
مین کوکب کے پہونچا صرف ارے کی آواز دی اور لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہوا ناہید نقلی نے
آواز دی منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار مکان
تو تنہا تھا خواجہ عمرو و کوکب کو بیہوش تو کر ہی چکے تھے بیہوشی کی بٹی دماغ پر چڑھا دی اوٹھا کر
نذر زنبیل کیا خود کوکب بنکر قصر سے باہر نکلے باتون مین لگا کر معمار قدرت کو بھی بیہوش کیا وہان
سے ٹہلتے ہوئے اوس دربار عام مین تشریف لائے جہان محشر جادو موجود تھا ترغیب
قتل مسلمانان کر رہا تھا دم مکاری کا بھر رہا تھا کوکب کو جو آتے ہوئے دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا
پوچھا کیون فرزند ناہید کا کیا انجام کیا کوکب نے کہا عرض کرون گا اوستاد ابھی بڑے جھگڑے
باقی ہین اوسی کی ذات کے یہ سارے فساد ہین یہ کہکے باتون مین لگایا آپ آکر تخت پر جلوہ فرما
ہوئے محشر کو ذنگل دیا باتین کرتے کرتے ساقی سے اشارہ کیا اس نے جام دیا عمرو نے بیہوشی
ملائی محشر سے کہا اس کو تو نوش فرمایئے محشر جادو نے بلا تکلف جام لے لیا انجام سے ماہر نہ تھا
خوشی خوشی پی گیا پیتے ہی گھبرایا اپنے مقام سے اوٹھا کہا اے فرزند میرا عجب حال ہے یہ شراب کیسی تھی عمرو
نے کہا شراب تو نوکشیدہ تھی ٹہلیے جسم کو ہوا لگے محشر اپنے مقام سے اوٹھا اوٹھتے اوٹھتے لڑکھڑا کر گرا
بیہوش ہوا عمرو نے اوس کی زبان مین سوزن دیا ایک قصر تنہا مین لاکر محشر کو ایک ستون سے
باندھا کوکب کو تو پہلے ہی نذر زنبیل کر چکے ہین معمار قدرت بھی قبضہ مین آچکا ہے اب خواجہ نے
اپنی صورت اصلی بنائی تازیانہ حضرت اسحاق کا ہاتھ مین لیا محشر جادو کو ہوشیار کیا محشر کی

جو آنکھ کھلی یہ قیامت دیکھی اپنے کو مجبور و لاچار پایا رسیون سے بندھا ہوا زبان مین سوزن
کوڑا ہاتھ مین لیے ہوئے نہنگ بحر عیاری ہزبر دشت طراری قلعہ گیر بے جنگ سرکوب ساحران جہان
شاطر زلزلہ قاف ثانی سلیمانی طرار خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بقہر و غضب تمام فرمارہے ہین
او بیحیا تونے دیکھا مین نے کوکب کو بھی قبضہ مین کیا اوسکا بھی ستارہ گردش مین آیا معمار مکان بنانا بھول
بہتر ہے کہ سامری و جمشید پر لعنت کر دیکھ اس وحدہ لاشریک نے مجھ مور ضعیف مشت استخوان
کو تجھ ایسے پیل دمان پر غالب کرایا وحدانیت کا قائل ہو مذہب باطل پرستی پر نہ مائل ہو محشر
سے یہ باتین ہو رہی تھین عمرو نے چار آنکھین کین اور کہا یہ بیحیا بڑا ساحر آبرودار ہے ہر روز نور افشان
پہلو نشین سامری جمشید ہمیشہ بڑے بڑے ساحران جلیل اس مغرور کی صحبت مین رہے ہین عمرو
کو جوش و خروش مین اس مغرور و متکبر نے دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا پریشان
چہار جانب نگران بصورت آئینہ حیران لرزان ترسان لیکن مردود ازلی ہے زنگ کفر آئینہ دل
سے دور نہ ہوا کلمات ہدایت آیات خواجہ عمرو سے اوس کو سرور نہ ہوا نگاہ خشمگین عمرو پر ڈالی مراد
یہ تھی کہ او عمرو جو تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر ہمسے یہ نہ ہوگا کہ پونے دو سو خدا اون کو چھوڑین
دین جدید آیا ہے منھ موڑین لاکھون جان ہماری نام سامری و جمشید پہ نثار رہے ہم ایسون کو تیرا
سمجھانا بالکل بیکار ہے یہ جو عمرو پر ظاہر ہوا یہ بیحیا انکار کرتا ہے پیشانی بھی اسکی سیاہ ہے مسلمان
نہوگا بموجب مضمون فرد گلیم بخت کسانے کہ بافتند سیاہ ؛ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد یہ خیال
کر کے کوڑا مارا گوشت پوست اڑنے لگا اس طرح کا اس بیحیا نے ایک نعرہ آہ کیا کہ اپنی آگ
مین آپ جل کر خاک ہوا ناری جہنمی کا قصہ پاک مرنے سے اس کے زمین و آسمان متزلزل و متحرک
ہوا مکان اس کے سحر کے جو بنائے ہوئے تھے وہ جلے باغ مین اس باغی کے آگ لگ گئی تمام سرداران
نامی کو ہوش آیا لاچین نے اوٹھتے ہی رستم سے کہا حضور خواجہ عمرو نے کچھ کام کیا ورنہ محشر تو
قیامت برپا کر چکا تھا اسی پردے مین اس مکار نے سحر کیا کہ ہم خبردار بھی نہ ہونے پائے ورنہ
دفع کرتے پہلے تو اوس نے فکر کر کے شاہزادہ ایرج نوجوان سے لوح لی اسی وقت یہ سحر ظاہر ہوا
ابر دھوان دھار نے تمام عالم کو گھیر لیا الحمد للہ انجام بخیر ہوا یہ کہتے ہوئے چلے سب سردار
ہمراہ ہین یکایک سب نے دیکھا قصر بلند سے خواجہ عمرو ہنستے ہوئے باہر آتے ہین لاچین نے

بڑھکر پوچھا اے شہنشاہ عیاران اے سرحلقۂ خنجر گذاران حقیقت مین کیا کارنمایان کیا عمرو نے کہا
اے لاچین مجھے بڑی مشکل ہے اب دیکھون فلک کجرفتار کیا دکھائے خدا اپنا فضل کرے کہ عیاری
ہماری راس آئے سب سردار خواجہ عمرو کو دعائین دینے لگے کہ اے یاور غریبان ولے دادرس
بیکسان اصل تو یہ ہے کہ طلسمات ساحران کے آپ فتاح ہین منازل عجائب و غرائب کے حضور سیاح
ہین بڑا کارنمایان کیا ایسے ظالم مکار و غدار پر قبضہ کر لیا عمرو نے کہا یارو دعا کرو کہ کوکب روشن ضمیر کا
مزاج اصلاح پر آئے ایسا نہو پھر بگڑ جائے مجھے اس کا قتل کرنا منظور نہین ہے ایسے یاران ہمدم
صاحبان شوکت و حشم کس کو ملتے ہین ہماری محبت مین اوس نے بڑے بڑے رنج والم اوٹھائے ملک اپنے
برباد کرائے ثابت قدم کوہ محبت رہا مین کیونکر اوس کا مٹنا گوارا کرون اوس نے نامے جو مجکو اسطرح کے
لکھے وہ وقت انتشار تھا دوستان صادق سے اگر کوئی رنج و ملال پہونچے اس کا یاد رکھنا مروت سے
بعید ہے سب نے سر جھکائے کوئی جواب نہ دے سکا لاچین نے بھی یہی کہا اے شہنشاہ عیاران اے
تاجدار خنجر گذاران کسی کو آپ کی رائے مین دخل نہین ہے جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے عمرو نے
لاچین سے صلاح کر کے ایک قصر عالی خالی کر دیا ناہید مرصع پوش زوجہ کوکب کو لباس فاخرہ پہنا کر
زنبیل سے نکال کر ایک طرف بٹھایا کوکب کو سریر جہانبانی پر جگہ دی سپر و شمشیر برہنہ سامنے
رکھی تاج وغیرہ اسباب شوکت شاہی سے آراستہ کر دیا کہ اپنے کو مجبور و لاچار نہ سمجھے ایرج کو بھی
ایک جانب بٹھا دیا کسی غیر کو اس مکان مین دخل نہین ہے اب کوکب کو ہوشیار کیا اپنے ہاتھ
بھی رومال سے باندھے اب جو کوکب کی آنکھ کھلی یہ سامان دیکھا کہ عمرو ہاتھ باندھے ہوئے
زار زار مثل ابر نوبہار رو رہا ہے زبان پر یہ کلمات حسرت آیات جاری بصد بیقراری کہ اے
برادر بجان برابر اے شہنشاہ طلسم نور افشان اے آسمان جود و سخا کے ماہتاب میری خطا معاف
فرمایئے اگر برائے انصاف تصور فرمایئے تو مین نے آپ کی حفاظت آبرو و لیاقت کی آپ نے معمار ایسے
بدباطن کو مقرر کیا کہ سرداران کو ہمارے سامنے لاؤ وہ جملہ ساحرہ و غیر ساحران کو بذلت و رسوائی
آپکے سامنے لایا آپنے سو دو سو کو قتل کیا باقی کو گوشے مین نگاہ رکھا اسی طرح بمقدمہ صاحب عصمت
و عفت ملکہ ناہید مرصع پوش کو حکم عام دیدیا کہ کشان کشان دربار مین لاؤ کیونکر برادر
غصہ مین تمکو خیال نہ رہا کہ زوجہ سر دربار جو آئے گی کس کی آبروریزی ہے اے برادر مین نے اس کو

خیال گیا زوجہ کو تمھاری زنبیل مین چھپایا اسی کی شکل نبکر تمھارے سامنے آیا محشر جادو
زاہیل جہنم ہوا سامنے بیجیا کا لاشہ پڑا ہے اے برادر جو ہمارے تمھارے وعدہ تھا وہ پورا ہوا یہ تکلف کی عیاری
ہوئی حفظ آبرو کا خیال رہا سب طرح خدا کا فضل رہا ورنہ یہ تیغ بیدریغ ہے گردن از مو باریک
اس حقیر پر تقصیر کو قتل کیجیے اس واسطے بھائی چارہ نہ کیا تھا مین اپنی جان دونگا تمھاری ذلت
گوارا نہ کرونگا اس طرح سے بہ فصاحت و بلاغت عمرو نے سامنے کوکب کے تقریر کی کوکب بھی
بیقرار ہو کر رونے لگا آبرو کا جو خیال آیا کہ اے کوکب مین نے غضب کیا تھا کہ زوجہ خاص کو سر دربار
بلوایا حقیقت مین عمرو نے جان و آبرو کی حفاظت کی اگر اس کو سر دربار قتل کرتا تمام عالم
مین مطعون ہوجاتا یہ بات ضرور مشہور خاص و عام ہوتی کہ کوکب نے اپنی زوجہ کو سر دربار قتل کیا
منظور اسکا تھا شاید کوئی عیب فاش ہوا اگر مین اپنے کو قتل بھی کر ڈالتا یہ بدنامی نہ مٹتی ایسے ایسے خیالات
جو دل مین آئے عمرو نے کوکب پر بھی طعن کی کہ کیون بھائیو خود پرستی کیا چیز ہے وحدانیت پروردگار
مین دخل دینے والا بالکل بدتمیز ہے بس یہی اعتقاد ٹھیک ہے کہ وہ وحدہ لاشریک ہے
یہ کہکر عمرو نے زبان سے سوزن بلا تکلف نکال لیا دریائے محبت کوکب نے جوش مارا خواجہ کے
گلے مین ہاتھ ڈالکر بہت رویا ناہید مرصع پوش کے ہاتھ کھولے خطا معاف کی ایرج نوجوان کو گلے سے
لگا لیا صرصر جھکا کر کہا اے شہریار مقام فخر و افتخار ہے کہ جس کے آپ خویش کہلائین جہانگیر و علمشاہ و قاسم
سے سمدھی صاحب کہکر طلا ترنج خوشبوئی بارایرج نوجوان کے سینہ پر لگایا نسبت پختہ قرار دی گئی
صدائے مبارکباد بلند ہوئی عمرو نے معمار قدرت کو بھی نکالا معمار قدرت کی جو آنکھ کھلی وہ
دربار دیکھا کہ شہنشاہ عیاران کرسی جواہر پر جلوہ فرما ہین شہنشاہ کوکب روشنضمیر بصد جاہ و
توقیر تخت پر جلوہ افگن ایک جانب شہنشاہ لاجین والا تمکین علمشاہ نوجوان و قاسم عالیشان
و جہانگیر دلاور شیر بیشہ صاحبقرانی یہ سب دلیر صدہا شاہان اُلوالعزم و ساحران نامی سب
جمع ہین دنگ ہو گیا ہوش و حواس پراگندہ حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ ان قیدیان مجلس مصیبت بلا
نے کیونکر رہائی پائی عمرو نے معمار قدرت کی طرف دیکھکر فرمایا اے دوست جانباز والے محب
دمساز بہتر یہ ہے کہ دین وحدانیت پر قائم رہو شہنشاہ کوکب نے جو دین تبدیل کیا تھا منفعل ہوئے
ہمارے ان کے صفائی ہوگئی یہ سنکر معمار اٹھکر قدمون سے عمرو کے لپٹ گیا یہ بھی دیکھا کہ

صدائے مبارکباد وسلامت باد سے گوش گردون کر ہو رہا ہے ہر خورد وکلان خوش وخرم دلون سے
دور رنج والم ساقی بچے حاضر ہین جام بادۂ ارغوانی گردش مین ہر ایک نازنین مہ جبین حسن مین
اپنے لاثانی رقص ہو رہا ہے کہ لو ئی فلک کو رشک زہرہ فلک کو خواہش ہے کہ بازار محفل عیش منزل کی
مشتری ہون دائرہ ماہتابان رقاص ثابت وسیارگان صدائے ہوشاہوش ونوشانوش بلند اس
محفل عیش ونشاط مین سب حق پسند سمجھار مبہوت ہو کر قدمون سے خواجہ کے لپٹ گیا کہا خواجہ کیا کہنا
تمھاری ذات سے چراغ دین اسلام روشن ہے شیطان دشمن ایمان اس راہ پر خطر مین ہر وقت
رہزن ہے صدق دل سے مطیع اسلام ہوا سب کا بخیر انجام ہوا کوکب نے کہا اے شاہنشاہ عیاران لشکر
زلزلہ قاف ثانی سلیمان کس مقام پر فروکش ہے طبیعت نہایت مشوش ہے اسی وقت عمرو نے تمام
کیفیت رہا ہونے حیرت جادو کی بیان کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ حیرت بادشاہ کو گرفتار کر کے
لے گئی ہے اس کی فکر واجب ولازم ہے ملازمان صاحبقران تلاش کر رہے ہو نگے مین اس طرف
چلا آیا شکر ہے کہ بیان کا انجام بخیر ہوا ملکہ ناہید مرصع پوش تخت سے کھڑی ہو گئی کوکب
سے متوجہ ہو کر کہا کہ اے شاہنشاہ گیتی ستان آپ حالات خدائی خورشید روشن تن
سے بخوبی ماہر ہین کہ اوس کے شعبدے تیار ہو گئے دربند جابجا آراستہ ہین حاکم مقرر ہین اسکے
ملک تک رسائی نہایت دشوار ہے صاحبقران زمان آگاہ نہین ہین جان دینے پر قصد
کرینگے بلا مین مبتلا ہو جائین گے وہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت مکر وفریب کو کیا جانین
اس وقت مین واجب لازم ہو کہ چلکر اپنے آقا کی شراکت کرین بخوبی سمجھائین کہ اوس شعبدہ باز کے
اقلیم مین جانے کا قصد نہ کیجیے اگر مانین جانبازی کر کے رہبری کرنا بہتر ہے کوکب کو یہ بات بہت
پسند آئی اسی وقت دربار کو برخاست کیا خواجہ سے کہا آپ رفیق کامل صاحبقران زمان کے
ہین دربند مرجان پر عیار موجود ہے ایسا نہو صاحبقران زمان پر عیاری کرے آپ اپنے کو
جلد پہونچایے خیر خواہان سلطنت بھی انتظام ممالک سے مہلت کر کے حاضر ہوتے ہین خواجہ عمرو
گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھے سب واقف کارون نے یہی کہا کہ وہ بڑا شعبدہ باز ہے اسکو اپنے سحر و
ساحری پر نہایت ناز ہے جہان تک ہو سکے صاحبقران کو جا کر روکیے کہ لقا کا پیچھا کرین جب اقلیم
خورشید روشن تن سے باہر نکلے سمجھ لیجیے مقابلہ کیجیے عمرو نے کہا اے یاران ہمدم حمزہ وغیرہ دلیر

ہے جو کہتا ہے وہ کرتا ہے تعاقب لقا چھوٹنا غیر ممکن ہے جہان لقا جائے گا اگر دریا آتش ہو یا
قلعہ سرکش ہو صاحبقران زمان وہان ضرور جائین گے بڑے بڑے ملک مٹے معرکۂ عظیم پڑے
غازی خوب خوب لڑے پروردگار نے فتح و نصرت نصیب غازیان کی ہر مقام پر امید زیست
نہ تھی اسی طرح ان ممالک پر بھی لڑائی پڑے گی کوکب نے کہا خواجہ بڑی مشکل ہے آج تک کوئی
حال افسون گری سے اس مکار کے آگاہ نہین ہوا ہر شخص یہی کہتا ہے اس کی خدائی کی کیا بات ہے
خداوند خورشید روشن تن صاحب کرامات ہے اس طرح کی آپس مین صلاحین ہوئین کوکب نے
کان مین بھی خواجہ کے سمجھایا بہار و باغبان کو بھی آگاہ کیا شہنشاہ لاچین نے بھی یہی کہا
ما انشاء اللہ اپنے کو وقت پر پہونچائے گا اسی وقت شہنشاہ لاچین مع سرداران جلالت آئین
طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہو گئے کوکب بصد شان و تجمل طرف طلسم نور افشان کے گئے خواجہ
عمرو ملکہ بران و ناہید سے رخصت ہو کر مع علم شاہ و قاسم و جہانگیر و ایرج و جملہ سرداران
تہمتن و دلیران صف شکن بصد شان و شوکت طرف لشکر صاحبقران زمان کے روانہ ہوئے
ان سب کو راہ مین چھوڑیئے حالات جلالت آیات ان سب کے وقت پر تحریر کیے جاوین گے

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان
از در بند مرجان تا قلعہ خورشید نگار کہ خورشید روشن تن نے لقا کو دامن پناہ دیا
ہے و ذکر در بندہائے خورشید نگار و عیاریان خواجہ عمرو کی بطرز نو ساحران
غدار پر و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کہان ہے مرے ساقی سیمتن
تجھے رند مشرب سے کیون بیر ہے
سوا ران مضمون کی ٹیری جمے
کہ ہین برسر جنگ صاحبقران
نمدا ایسے کا فریہ دے گا ظفر
کہین سحر ہے اور کہین شعبدے
عنایات خالق کے سامان ہون

کہ برخاست ہوتی ہے اب انجمن
چل اے توسن کلک جادو رقم
استارون مین جا کر فلک پر تھمے
مضامین کی فوجین بھی تیار ہین
دکھائے گا وہ شعبدے کے ہنر
مین جادو کے دربند آراستہ
کہ مکار میدان مین بیجان ہوان

نئی پھر طلسمات کی سیر ہے
طرارے بھرے گا کمیت قلم
عجب رنگ پر آ گئی داستان
وہ سب فتنۂ دہر خونخوار ہین
کہین کس طرح یہ نہین شعبدے
رہے لشکر عزم پیراستہ
چمکنے لگی تیغ خارا شگاف

تو میدان بدعت ہو سب پاک صاف
لکھوں ذکر خواجہ بعید شدومد
عمرو کی ہوں تحریر طراریان
نشان مضامین کے جھنڈے گڑے
خزانہ لٹایا گیا فکر کا
مسلسل مرتب ہراک داستان
فصاحت بلاغت کا دریا بہا

خدائی کا دعویٰ ہے مغرور کو
نئی فکر و فقرے کی ہردم ہے کد
قمر نیر کلک ہے اوج پر
رواج سخن کے بھی سکے پڑے
ہوا اختتام سوال و جواب
بیان دلکو مرغوب شیرین زبان
کہین جوش طبع رسا کم نہین

یہی ملک بڑھ بڑھ کے تسخیر ہو
دکھائین گی پھر لطف عیاریان
فروغ مضامین ہے رشک قمر
لکھا حال کفار کے غدر کا
لکھی ساتوین جلد بھی لاجواب
ہراک جا یہ حفظ مراتب رہا
مزاج ایک صورت پہ ہردم نہین

راقمان اخبار عزت آثار ساحری و مہمیز کنندگان مراکب افسون گری حالات عجائب و غرائب منازل ملک خورشید روشن تن کلک اعجاز رقم سے یون زیب قرطاس فرماتے ہین شعر مرصع خیال سخن آفرین * سخن را بکرسی نشاند این چنین * سابق مین حالات حیرت سمات صاحبقران زمان تحریر کیے تھے کہ مرجان جادو نے عیار کو بھیجا تھا خواجہ سب کو رہا کرلائے یہ تو ناظرین کو بخوبی یاد ہوگا کہ شاہزادہ نورالدہر نے کئی قیدی سامنے خورشید روشن تن کے بھیجے تھے اُس ملعون کا شعبدہ یہ ہے کہ جو سامنے اُس کے پہونچا تسخیر ہو کر اوسکو سجدہ کیا وہی حال نورالدہر پر بھی گذرا کہ جاتے ہی اوس ملعون ازلی کو سجدہ کیا یہ سالار قدرت لقب بلا دیکھیے کب مقابلے مین صاحبقران کے آئین بیان صاحبقران نے فراق نورالدہر مین یاد بادشاہ اسد سے بیقرار ہو کر کوچ کیا بعد قطع مراحل و طے منازل قریب دربند مرجانیہ پہونچے ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر مرجان جادو سے کہی مرجان نے شمیم عیار کو بلایا کہا اے شمیم حمزہ بڑا پہلوان زبردست ہے ہمارے شہر کے قریب آ پہونچا شمیم نے کہا سرکار نہ گھبرائین مین ابھی جا کر اسکی خدمت گذاری کرونگا یہ کہکے بصورت اصلی طرف لشکر صاحبقران کے چلا صاحبقران زمان نے خواجہ عمرو کو برائے خبر خیریت و دریافت حال اسد بادشاہ روانہ کیا تھا ابھی تک خواجہ واپس نہین آئے تھے اسی تردد مین بصلاح مشیران سلطنت واسطے شکار کے صحرا مین تشریف لائے ہین چند سردار ہمراہ ہین کہ ہرکارے نے عرض کی شمیم عیار در دولت پہ حاضر ہے امیدوار باریابی ہے یہ سنکر صاحبقران نے سامنے بلوایا شمیم نے آتے ہی ہاتھ اوٹھا کر دعائے جان درازی کی عرض کی پروردگار نگاہ بد سے دشمنوں کے

حضور کو محفوظ رکھے سابق مین غلام حاضر ہوا تھا سرکار کے ساتھ بے ادبی کی چُرا لے گیا خواجہ عمرو نے
جا کر رہا کیا غلام کو بہت خیال رہا عالم خواب مین بزرگان دین تشریف لائے تماشا کے بہشت و
دوزخ دکھایا شکر ہے کہ غلام حلقہ بگوش بنا زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا غلام
مصدق مسلمان ہوا صاحبقران بہت خوش ہوئے خلعت اس کو مرحمت کیا خدمت صاحبقران
زمان مین حاضر رہا شب کو مہلت پائی صاحبقران کو دیکھا کہ پڑے ہوئے سوتے ہین بہ عیاری
قریب پہونچا کانٹے سے دوشالہ ہٹایا کفچہ مین داروئے بیہوشی رکھکر بیہوش کیا رات ہی کو پشتارہ
باندھکر لے بھاگا صبح کو عیار سردار بیقرار ہوئے اسی حال زار مین گریان و نالان لشکر مین آکے ہر ایک کو
تردد ہے یہی چرچے ہین جا بجا کہ صاحبقران کو تسنیم عیار چُرا لے گیا بعض عیارون نے قصد کیا کہ
جا کر تدبیر کرین ایسا نہو مرجان جادو صاحبقران کو قتل کر ڈالے اس خیال مین تدبیرین ہو رہی
ہین دو کلمہ داستان حیرت عنوان ملکہ حیرت جادو کے ذکر ہوتے ہین کہ بادشاہ واسد کو دربار صاحبقران
زمان سے لیکر آئی تھی اب قصد ہوا کہ معاوضہ خون افراسیاب مین قتل کرون دارین استاد کرائین
جلاد طلب ہوئے بادشاہ واسد کو زیر تیغ بٹھایا قضائے کار ملکہ مروارید گلنار پوش دختر
سہیل روشن ضمیر بھتیجی کوکب کی شہر سہلیہ مین مصروف عیش و نشاط تھی کنیزون نے اوس کو خبر
پہونچائی کہ افراسیاب جادو داخل جہنم ہوا خوشی خوشی ملکہ مروارید تخت پر سوار ہو کر چلی یہ واضح
رہے کہ شاہزادہ نخاور سیاہ پر یہ عاشق ہے کنیزون سے خبر پوچھتی ہوئی طاؤس کو اڑائے ہوئے آتی
ہے نگاہ اُٹھاکر جو دیکھا بادشاہ لشکر اسلام واسد خوش انجام زیر تیغ بیٹھے ہین کلیجہ تھرا گیا پسینا آگیا
دریافت کرایا معلوم ہوا کہ حیرت ان شیرون کو گرفتار کرکے لائی ہے قصد ہے کہ قتل کرون مروارید
آمادۂ مرگ ہیجائے قضا ہو کر آپڑی لڑتی بھڑتی قریب پہونچکر بادشاہ واسد کو اپنے قبضے مین کیا حیرت
جادو سے سحر ہونے لگے کنیزان مروارید بھی لڑ رہی ہین سحر کرنے مین مصروف ہین حیرت جادو نے
یہ پکار کر کہا کہ اے مروارید تجھکو جانے نہ دونگی مروارید سے سحر ہونے لگے زمین تھرا رہی ہے نخل جلے
آسمان سے آگ بھی برسی دریائے آب بھی موج مار رہا ہے مروارید گلنار پوش سب کو جواب دیتی
ہے یہ بھی بڑا خوف ہے کہ بادشاہ واسد کو ہوادار پر سوار کرلیا ایسا نہو ان کے دشمنون پر کوئی آزار
پہونچے تو ساری مشقت بیکار ہو جائے بس سینہ سپر کیے ہوئے لڑ رہی ہے انتہا کا خیال

ہے قلب پر ہجوم غم و ملال بڑھ بڑھ گرگئی موتیون کے مالے مارے صدمہ کے سر پیٹے ہزار ہا کو دیوانہ کر کے
مارا حیرت جادو اس فکر مین ہے کہ جس طرح بنے مروارید کو گرفتار کرون بادشاہ و اسد کو
چھین لون اہالیان فوج پر بھی نعرے کر رہی ہے کہ خبردار یہ گیسو بریدہ جانے نہ پائے غضب کیا
میرے قیدیون کو چھین لیا جس سحر پر حیرت کو ناز ہے یعنی سر کھول کر تاریکی مین اپنے ہمسر کو مار لیتی
ہے آج بھی اُس نے سامری و جمشید کا نام لیا چاہتی تھی سر کھول دون مروارید نے پیچھے سے ہٹکر دستگڑی
برق چمک کر سر پر حیرت جادو کے گری سر حیرت کا زخمی ہوا چار طرف سے کنیزان ملکہ مروارید
کو گھیرا مروارید نے ایسے سحر کیے کہ لکہ ابر آسمان پر آیا اُس مین سے برقین چمکین چھپان کٹاریان
برسین کئی ہزار کنیزان حیرت واصل جہنم ہوئین مروارید نے اُس وقت کو غنیمت جانا کہ
لڑبھڑ کر نکل جاؤن یہ سوچ کر ایک گولہ آہن کا جھولی سے نکالا لشکر حیرت پر پھینکا وہ جاکر
پھٹا اس قدر اندھیرا ہوا کہ ملازمان حیرت سر ٹکرانے لگے اوس عرصے مین ملکہ مروارید لڑتی
بھڑتی نکل گئی ملازمان حیرت کے روکے نہ رُکی حیرت جادو زخم کو باندھکر جب سنبھلی معلوم
ہوا کہ مروارید لڑ بھڑ کر نکل گئی اب تعاقب کرنا بیکار ہے نامہ تو اوس کے پاس خورشید روشن تن
کا آہی چکا ہے صاف صاف مرقوم ہے کہ اے حیرت ہمارے پاس آؤ ہم معاوضہ خون افراسیاب لینگے
پس حیرت جادو لاچار و مجبور بحالت زخم داری مین یہ سوچی کہ اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہے اسی عالم
مین بعد جنگ کے طرف خورشید نگار چلی بعد قطع منازل و طے مراحل جب قریب قلعہ خورشید نگار
پہونچی ہرکارون نے خبر خورشید روشن تن کو پہونچائی خورشید روشن تن نے لقا وغیرہ کو حکم دیا کہ
ہماری بندی خاص اطاعت گذار با اختصاص کو باعزاز و اکرام لاؤ بڑے بڑے شاہان جلیل
مثل زمرد شاہ باختری و بختیارک وغیرہ برائے استقبال آئے ملکہ حیرت جادو کو بڑی کیفیت
سے داخل قلعہ کیا ہر کوچہ و برزن مین ہڑ ہے کہ شاہزادی طلسم ہوشربا و زوجہ افراسیاب دختر
حیات جادو برائے ملاقات خداوند خورشید تشریف لائی ہین تمام اہالیان شہر برائے تماشہ
آئے سواری حیرت جادو ہر مقام پر ٹھہرتی جس نے جمال بیمثال کو دیکھا وجد کرتا تھا حیرت جادو
راہ کو طے کر کے دربار خورشید مین پہونچی وہی کیفیت ہے جو خدائیان کر چکے ہین اور ہاتھ سے
صاحبقران کے شکستین کھائین وہ سب دربار مین خورشید کے موجود ہین اُنھین سے یہ سرگرم سخن

ہے وہ بیچارا اپنی خرابی کے حال بیان کرتے ہین بعد اوس کے دم خدائی کا بھرتے ہین کسی نے قدمون کو بوسہ دیا کوئی کبھی بصدق دل نثار ہوا کوئی کہتا ہے یا خداوند بعد مرنے کے آپ کی خدائی کا حال کھلا تو خدائے برحق ہے خورشید مسکرا کر جھوم رہا ہے ہر ایک کو یہی جواب دیتا ہے تم لوگ اب دل سے مطیع ہوئے قدرت جانے پردہ ہائے حجاب تمھاری آنکھون سے اوٹھا دیئے حیرت جادو نے بھی آکر سجدہ کیا دیکھا اوس نے ایک جانب نور الدہر بن بدیع الزمان بعہدہ سپہ سالاری ڈنگل پر جلوہ فرما ہین خبر سُنی گئی لاکھہ فوج کا افسر کیا ہے عرض کر رہے ہین اگر خداوند حکم دین جا کر لشکر حمزہ سے مقابلہ کرون خورشید جواب دیتا ہے اے سپہ سالار قدرت ابھی موقع تمھارے جانے کا نہین جب قدرت مناسب جانین گے حکم دینگے جاتے ہی حمزہ پر غالب آؤ گے ایک طرف حیرت کو بھی بیٹھنے کی جگہ ملی مثل حیرت کے صدہا تاجدار بیٹھے ہین دربار خورشید روشن تن کی تو یہ کیفیت ہے وقت پران کا ذکر تحریر ہوگا لیکن ملکہ مرواریدگلنار پوش بادشاہ و اسد کو لیکر بعد سہل و آسان اُسوقت لشکر اسلام مین پہونچی کہ بیبلے وغیرہ چند مصاحب صاحبقران کے غائب ہونے کی خبر لیکر آئے ہین بیان کر رہے ہین کہ شمیم عیار مکر سے آیا مکار نے بیان کیا کہ مین خواب مین مسلمان ہوا صاحبقران زمان نام برداہل اسلام کے خوش ہوئے فوراً اوسکو لشکر مین جگہ دی تھا یہ پاکر آقائے نامدار کو لے گیا ہم سب کو داغ دے گیا یہ سنکر لشکر مین تلاطم ہوا ہر کس کا یہی قول ہے کہ اگر خواجہ عمرو ہوتے تو کبھی وہ خدمت مین صاحبقران کے نہ آنے پاتا ایک شہنشاہ اقلیم عیاری کے نہ ہونے سے یہ خرابی درپیش ہوئی یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو مقدمات کو کب سے فراغت حاصل کرکے تشریف لائے آتے ہی یہ کیفیت سُنی کہا یارو نہ گھبراو سابق مین یہی بھیجا آیا تھا عیاری اوس نے کی مین بھی برابر پہونچا اب بھی وہ پروردگار مشکل آسان کرے گا خواجہ عمرو کے کہنے سے سب کو تسکین ہوئی اُسی وقت آسمان پر برق چمکی ملکہ مرواریدگلنار پوش نے بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد و اسد نامدار کو قید حیرت سے رہا کیا تھا لیکر پہونچی تمام سرداران نامی و تاجداران گرامی دوڑ پڑے بادشاہ جمجاہ کے آنے کی بڑی خوشی کی گویا عید ہوگئی سب سے زیادہ اسد نامدار کے آنے کی خوشی کی خوف تھا کہ معاوضہ خون افراسیاب مین قتل نہ کر ڈالے خدا نے صحیح و سالم اوس شیر کو پہونچایا لشکر مین نوبت نقارے بجنے لگے جب بادشاہ جمجاہ تخت پر آکر متمکن ہوئے خواجہ عمرو سے حال طلسم

نور افشان دریافت کیا خواجہ عمرو نے تمام کیفیت ایرج نوجوان و بغاوت کوکب و شراکت ملکہ ناہید مرصع پوش لفظاً لفظاً بیان کردی عرض کی آپ کے اقبال سے ایرج و قاسم وغیرہ بھی بفتح وفیروزی تشریف لاتے ہین شہنشاہ لاچین اپنے سردارون کو ساتھ لیکر طرف طلسم ہوش ربا کے تشریف لے گئے اے شاہنشاہ گیتی ستان تمام اہالیان طلسم ہوش ربا کو شادی اسد نامدار کا بڑا اشتیاق ہے ملکہ مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب و ملکہ لالان خونقبا نورنگاہ شاہنشاہ داؤد مقبول بارگاہ معبود کہ اہالیان طلسم ہوشربا اوس کو اپنا خداوند جانتے تھے ملکہ ناہید مصع پوش اوس کا بھی مرتبہ ملکہ مہ جبین سے کم نہین ہے ملکہ لعل سخندان دختر ملک احضر پوش لیاقت سحر مین واقف کاران طلسم نے اوس شاہزادی کو جملہ سرداران نامی پر شرف دیا ہے کہ سحر و ساحری مین اوس کا کوئی مقابلہ نہین کرسکتا یہ سب شادیان دربیش ہین ہزار طرح کے پس وپیش ہین انشاء اللہ کوکب نے بھی وعدہ کیا ہے بعد مہلت مقدمات خورشید روشن تن یہ بھی تقریب ہوگی خدا چاہے گا تو جیسی شادی صاحبقران زمان کی ملکہ مہر نگار سے ہوئی تھی کہ جسمین شاہان ہفت اقلیم جمع ہوئے تھے سامنے اس شادی کے وہ نگاہون سے گرجائے گی بادشاہ جمجاہ نے فرمایا آپنے وعدہ کوکب و نضیر سے بخوبی کرالیا اب کوئی جملہ تو نہین باقی رہا خواجہ عمرو نے کہا حضور آپ کے اقبال سے بگوش ہالی قبول کرایا بعد مدت زن و شوہر مین ملاپ ہوا کوکب نام زوجہ کا دشمن تھا اتنی بڑی سرکوبی ہوئی کہ حنائے گلگون پوش قتل ہوگئی ایسا اوس کا غم ہوا کہ کوکب نے تاج و تخت ترک کیا تھا فقیر بنکر بیٹھ رہا تھا زن و شوہر مین ملاپ کرایا وقایع گذرے گا تو حضور ملاحظہ فرمائین گے ہر مقام پر حفظ مراتب کا خیال رہا کوکب کے دل کو رضامند کیا دشمنون کو دردمند کیا بادشاہ خبر فرحت اثر سنکر بہت خوش ہوئے فرمایا خواجہ نے بڑا کار نمایان کیا مجکو بڑا تردد تھا یقین تھا کہ شہنشاہ کوکب سے فساد دیر تک رہے اور صاحبقران زمان کو بھی جانا پڑے صاحبقران زمان کو انکار کہ مین اس مقدمہ مین شریک نہون خدا نے اون کی بات رکھ لی خواجہ اب تدبیر صاحبقران زمان واجب و لازم ہے یہ بھی خبر ہم سن چکے کہ نور الدہر دربار مین خورشید روشن تن کے پہونچے اوس شعبدہ باز جعلساز کو سجدہ کیا تعجب ہے کہ لشکر لیکر ہمارے مقابلے کو آئین یہ فرماکر بادشاہ جمجاہ کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے عمرو نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا کہا کچھ حضور تردد نکرین غلام

ابھی جاکر فکر کرتا ہے خدا چاہے گا تو اپنے آقا کو لیکر آؤن گا یہ کہکر عمرو ایک گوشے مین آیا رنگ روغن عیاری
کا لگایا ایک بڈھے آتشباز کی شکل بنکر تیار ہوا خیمہ سے نکلے کسی کو دریافت نہ ہوا کہ خواجہ عمرو
کہان گئے عمرو راہ کو طے کرکے قلعہ مرجانیہ مین پہونچا در دولت مرجان جادو پر آیا درگہ سالار سے
کہا کہ جاکر شہنشاہ مرجان سے کہو کہ آتش خو شعلہ مزاج خداوند لقا کا آتش باز در دولت پر
حاضر ہے درگہ سالار نے جاکر مرجان سے کہا مرجان نے کہا بلالو شمیم عیار بھی خدمت مین مرجان
کے حاضر تھا صاحبقران کو قید کیا صلاح ہو رہی ہے کہ قید صاحبقران طرف خورشید نگار کے روانہ
کردین اُس وقت آتش باز کی خبر پہونچی کہا بلالو سب کو اشتیاق بھی ہوا دیکھا سامنے ایک شخص نحیف
وضعیف کمر مین خم ہاتھہ کی لپیٹی ہوئی پگڑی سر پر آتے ہی جھک کر سلام کیا مرجان وضع کو دیکھکر
ہنسا پوچھا بڑے میان صاحب تمھارا کیا نام ہے کہا حضور غلام کو فتنہ آتش خو کہتے ہین خداوند لقا
کی خدمت مین رہا فتیلہ لات خداوندی پر آتش بازی چھوڑتا تھا کہا قدرت نے جو جہنم بنوایا ہے ہماری
آتش بازی کا ایک پھول ہے ہمارے تشریف لانے سے بندگان خداوند کو سعادت حصول ہے کچھ نمونہ
دکھاؤن یہ چھچھوندر چھوڑون شمیم نے مرجان سے اشارہ کیا اس بڈھے کی بات سے فریب ثابت
ہوتا ہے مرجان ہان ہان کرتا رہا عمرو نے چھچھوندر نکال کر چھوڑ ہی دی چھچھوندر دوڑی دھوان
بلند ہوا تمام اہالیان دربار بیہوش ہوئے خواجہ نے مرجان و شمیم کو اُٹھا لیا نذر زنبیل کیا اوسی
صورت پر دربار سے نکل گئے درگہ سالار نے پوچھا میان آتش باز صاحب کہو کچھ کام ملا عمرو نے
کہا سارا مطلب ہو گیا شادی کا کام ہمین کو ملا کرے گا یہ کہکر طرف لشکر کے روانہ ہوئے بعد عرصہ
دراز ملازمان شاہی نے دربار مین دیکھا بادشاہ و عیار ندارد کل تھے بہت سے دوڑے دوڑے
پھرتے ہین کچھ لوگ اُلٹے لٹکے ہین فریاد کر رہے ہین وہ سب کل تھے اُنکی جانب دوڑے باہر سے
جو آگے تھے وہ گھبرا کر بھاگے عرصہ دراز تک ہلڑ رہا بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا نہ پہچانتا تھا ہر شخص
دوست کو دشمن جانتا تھا جب پہلوان اندر آئے وزرا و امرا کو ہوشیار کیا اب ہلڑ ہوا کہ
بادشاہ و عیار کو کوئی لے گیا وزرا نے ہرکارے روانہ کیے کہ لشکر اسلام مین دریافت کرو
شاید یہ کام عمرو عیار کا ہو یہان خواجہ عمرو شمیم و مرجان کو لے کر لشکر ظفر اثر مین آئے یہ
تو ناظرین پر واضح رہے کہ ابھی لشکر صاحبقران کا زمان بیابان گریز مین تھا اب عمرو نے حکم

دیا پہلوان عادی نے اٹالا بارگاہ سلیمانی کا بارکرایا بادشاہ جمجاہ مع سرداران نامی و پہلوانان
گرامی طرف قلعہ مرجانیہ کے چلے یہان وزیران سلطنت مرجان کے منتظر تھے کہ خبر پہونچی لشکر مسلمانان
آتا ہے بہ سبب مالک کے نہونے کے گھبرا تو گئے مگر لشکر ساحران ہمراہ لیکر مقابلہ مین ٹھہرے آمد لشکر
اسلام شروع ہوئی اولاً اول پہلوان عادی مع چالیس بھائی و چالیس ہزار قزاق اٹالا بارگاہ
سلیمانی کا لیے ہوئے بڑے زور شور سے آکر پہونچے بعد اُس کے شاہان ہفت ملک اہالیان عراق اصفہان
بادشاہ ہندوستان جانشین صاحبقران لندھور بن سعدان مع فوج عربستان مالک اژدر بعد کئی
دن کے سر[illegible] شہریار مع سات سے تاجداران عالی وقار بصد عز و افتخار آکر فروکش ہوئے خیمے بارگاہین
استادہ ہوئ[illegible] بازارین آراستہ ہونے لگین وزیران مرجان نے جب دیکھا کہ بارگاہین استادہ
ہوچکین ایک وزیر صاحب تدبیر جو کہ غیر ساحر تھا بارگاہ سلیمانی مین سامنے بادشاہ جمجاہ کے
حاضر ہوا عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان صاحبقران زمان ہمارے قبضے مین ہین مرجان و شمیم کو
خواجہ عمرو گرفتار کر لائے اگر مناسب وقت ہو ہمارے سردار کو قید سے رہا کیجیے اپنے سردار کو ہمسے لیجیے
بادشاہ جمجاہ یہ سنکر خوش ہوگئے ساحرون نے اسی بھروسے پر پیغام دیا ہے کہ لشکر مین صاحبقران کے
سب غیر ساحر ہین جب وقت چاہین گرفتار کرین گے بادشاہ نے فرمایا ہمین دل و جان سے منظور ہے
صاحبقران زمان کو بلوائیے مرجان و شمیم کو پہلے لیجائیے اسی وقت مرجان و شمیم کو بلوا کر وزیر
کے سپرد کر دیا اوس نے بھی اُسی وقت صاحبقران زمان کو بلوا دیا مرجان و شمیم خوش نعلیان کرتے
ہوئے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے مرجان نے کہا شمیم مسلمانون نے بڑا دھوکا کھایا مجھ ایسے
بادشاہ کو رہا کر دیا کل مین سب کو گرفتار کرلون گا اے شمیم جب مین قید خانے مین گیا تب مجکو معلوم ہوا
اہل اسلام سحر کو معیوب جانتے ہین ان کا گرفتار کرلینا کتنی بڑی بات ہے نام سامری و جمشید مین کرامات ہے
شمیم بھی خوش ہے یہان صاحبقران زمان کا بارگاہ مین داخلہ ہوا نوبت نقارے بجنے لگے مرجان
جادو اپنی بارگاہ مین جا کر تخت پر بیٹھا وزرا سے کہتا تھا مین نے سب مسلمانون کو بیوقوف بنایا
ایک غلام میرا کل لشکر پر غالب آجائے گا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے اُسی وقت ساحرون نے
خوشی خوشی طبل جنگی بجوایا ساحرون مین بڑے بڑے ذکر ہو رہے ہین کہ اہل اسلام بڑے بیوقوف
ہین سحر مین دخل نہین رکھتے اور ہم لوگون کے مقابلے مین آگئے ہین کہتے ہین کیون یارو طلسم

ہوشربا کیونکر فتح ہوا جو بڑے عقیل و فہیم تھے اُنھون نے کہا اے بھائی اسکا تعجب کیا کرتے ہو جس قدر ملازمان افراسیاب ساحران لاجواب تھے وہ شریک اہل اسلام ہو گئے اکیلا افراسیاب کیا کرتا آخر ہار گیا یہان سب ساحران نامی وگرامی موجود ہین جب کوئی سحر کا جواب دینے والا نہوگا ایک ساحر کافی ہے لشکر مین مرجان کے تو بڑی خوشی ہو رہی ہے گویا لڑائی فتح کر لی تمام ساحر تیاری سحر مین مصروف ہین صاحبقران زمان بارگاہ مین جلوہ فرما تھے کہ جاسوسان لشکر اسلام حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے قطعہ شکر خدا کہ گوہر اقبال دور فتح ۔ در پائے دولت تو سعادت نثار کرد دولت عنان ملک بدست تو باز داد ۔ اقبال بر سمند مرادت سوار کرد ۔ شہریار عالم کی عمر دراز ہو مرجان نے طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان کارزار مین شعبدہ ہائے سحر ظاہر کرے گا اپنی نیرنگ بازی مین ناز رکھتا ہے کہتا ہے مسلمانون کو بڑا دعوی کا دیا صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا صاحبقران زمان نے بعد فراغ نماز سحر سلاح جنگی جسم انور پر آراستہ کیے مقبل نے آکر عرض کی بادشاہ جہاد برآمد ہوئے میدان کارزار مین لشکر کفار آگیا حضور کا سب کو انتظار ہے صاحبقران زمان نے تسبیح کو بوسہ دے کر سجادے پر رکھا ولایتی ٹیک کر اُٹھے لالٹینون کی روشنی مین باہر تشریف لائے طرف جلوخانہ شاہی کے چلے ماہتاب ان کو جو دیکھا کل سرداران تہمتن مثل ثابت و سیارگان گرد آگے صاحبقران مع کل سرداران نامی و شاہان گرامی در دولت شہنشاہی پر پہونچے تخت شہنشاہی جلوخانے مین بچھ چکا ہے کہ صاحبقران زمان پہونچے صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ سینے پر رکھا اشارہ تھا کہ جگہ حضور کی ہمارے دل مین ہے بعدہ صاحبقران جملہ سرداران کا سلام لیتے ہوئے سواری شہنشاہ کی چلی ادھر سے دیکھا آمد لشکر ساحران غدار اژدر سوار فیل سوار مرجان جادو تخت پر اسباب سحر جسم پر آراستہ وزیر و امیر تخت کو گھیرے ہوئے اس سج دھج سے مرجان جادو میدان کارزار مین آکر پہونچا مونچھون پر تاؤ پھیر رہا ہے اس خیال سے کہ آج سب کو گرفتار کر کے خدمت خداوند مین روانہ کردون گا لاشہ ہائے دشمنان سے میدان کارزار بھر دونگا دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر رہے ہین کہ مرجان جادو تخت سے اُترا صحرا کی جانب ایک گولا پھینکا آواز

دی اے نقابدار بہادر آج تمھاری ضرورت ہے وقت جلالت وشوکت سحر جان نے جو یہ پکار کر کہا صحرا
گرد اڑی سب نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش پشت مرکب پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا جھکاتا ہوا میدان
مین آکر پہونچا دو گھڑی کامل نیزہ ہلایا جب خوب غرق عرق ہو چکا مرکب کو روک کر آواز دی
اے فرقۂ خدا پرستان جس کو تمنا مرگ کی ہو نکلے اور ہمسے مقابلہ کرے کیفیت سرکشی کھلے یہ
مقامات خدائی خداوند خورشید روشن تن ہین یہان ظلم وبدعت کسی پر جائز نہین ہے
ابھی تک خیر ہے پلٹ جاؤ ہم لوگ متعرض نہون گے ملک طلسم ہو قفس سا اسکو دسمجھنا اس طرح جو اس
نقابدار نے لاف وگذاف کیا شاہزادہ جمہور جانسوز طرطوس بہادر شہنشاہ تبرزن پسر خواندہ
صاحبقران جو صف دست چپ مین کھڑا تھا مرکب کو ٹھکرا کر سامنے بادشاہ کے آیا عرض کی اے
شہریار اجازت میدان عطا فرمائیے بادشاہ نے فرمایا اے شیر بیشۂ جرات اے نہنگ دریائے شوکت
یہ تو ظاہر ہے کہ یہ نقابدار ساحر ہے اُس کے سامنے زور کا کیا کام اور ملازمان صاحبقران
مقابلہ کرین تم تماشہ دیکھو جمہور نے عرض کی اب تو غلام نے قصد کیا غلام اور شہنشاہ کی بدنامی ہے
لاچار ہو کر بادشاہ نے جام کلہ عفریت طلب فرمایا جمہور کو مرحمت ہوا جمہور پی کر پشت مرکب پر سوار ہوا
صاحبقران کو سلام کر کے طرف میدان کارزار کے چلا نقابدار نے جو جمہور کو آتے ہوئے دیکھا
اپنے قریب بھی نہ آنے دیا چند دانے ماش کے پھینکے مرکب جمہور کا بدلگامی کرنے لگا ہر چند جمہور
نے بڑی جمائی گھوڑے کو قیام نہ ہوا آخر جمہور پشت مرکب سے گرا صدمہ سے بیہوش ہو گیا
اُس نقابدار مفلوک نے چاہا اُس حال پر ملال مین اُس بہادر کا سر کاٹ لون رستم سرزمین
مغرب فرامرز عاد مغربی ہم چشم جمہور کو تاب نہ رہی گھوڑے کو جھکا کر آواز دی او نامرد کیا کرتا ہے
یہ کہکے بیچ مین گھوڑا ڈال دیا جمہور کو پشت پر کیا اپنا سینہ سپر کر دیا اُس بیحیا نے ماش کے دانے
پھینکے فرامرز کا مرکب بھی بدلگامی کرنے لگا ہر چند اُس بہادر نے کوڑے مارے باگ پر ہاتھ ڈالکے
جھٹکے دیے مرکب رام نہوا ناچار و مجبور گھوڑے سے گرے برابر جمہور کے یہ بھی بیہوش ہو گئے استادان
سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ اسی طرح فرداً فرداً پانچ سردار مقابلہ نقابدار مین آکے نقابدار نے جب
ماش کے دانے پھینکے مجبور ہو کر مرکب سے گرے بیہوش ہو گئے جب یہ قصد کرتا ہے کہ قتل کرون کوئی
سردار آپڑتا ہے اپنا سینہ سپر کر کے سردار مذکور کو بچاتا ہے سحر سے کسی کا زور نہین چلتا جب

پانچ سات جوان پشتہائے مرکب سے گرے ہاتھ پاؤن بیکار ہوئے لیکن نقابدار بھی کسی پر حملہ نہین کرسکا سرداران نامی کا تانتا بندھ گیا ایک مقام پر جھلا کر نقابدار نے آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان کن لوگون کو میرے مقابلے مین بھیجتے ہو کہ جن سے مزا شجاعت کا نہین ملتا کوئی ایسا بہادر میرے مقابلے مین آئے کہ کچھ لطف جرأت ملے غنچہ آرزو کھلے یہ جو اس ملعون نے پکار کر کہا زلزلہ قاف تا قاف سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان نے مرکب اشقر دیوزاد کو پرے سے نکالا گھوڑا طرارہ بھر کر نیلا کلائیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا فرد مصنف فرد شبدیز فلک بھول گیا ڈھنگ چال کا رہے مانگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا ۔ القصہ تین ٹھیکون مین مرکب خوش رفتار شمسل عبا قریب نقابدار آکر پہونچا نقابدار کچھ جھوجھکا کرنے مین مشغول تھا امیر نے اسم اعظم پڑھا مطلق تاثیر نہوئی آکر صاحبقران نے نگاہ درزن ہو کر دبر دکر دیا نقابدار کی رنگت زرد ہوگئی سراپا کو صاحبقران کے دیکھا کہ نیزہ آفتاب عالمتاب چہرے پر عتاب تیغ آبدار حمائل سپر فولادی رشک قرص قمر دوش پر کمان کیانی جس سے صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا ہزار تیر کا ترکش مثل دم طاؤس نقابدار حیران جمال محو دیدار صاحبقران عالی وقار چپکے چپکے سحر بھی پڑھ رہا ہے صاحبقران کا مرکب اسی طرح قائم ہے جب خود بدلگامی کرتا ہے صاحبقران اسم اعظم پڑھکر پشت پر اشقر کے دست حق پرست رکھدیتے ہین اسی وجہ سے گھوڑا اپنے مقام پر قائم ہے اتنے نقابدار گھبرایا وہ نیزہ تو ہاتھ مین نشان مکر وغدر کا تھا لاچار ہو کر وار کیا صاحبقران نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ چھین کر پھینکا گویا طفل کے ہاتھ سے چھین کے پھینک دیا مکار گھبرایا مجبوری و لاچاری قبضے پر ہاتھ ڈالا بر سر صاحبقران وار کیا امیر نے تھیکی ماری تیغہ پٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی چاہا بھاگ جاؤن قضا سے مہلت کب ملتی ہے۔ امیر نے تلوار کا خبردار کہکر ہاتھ مارا روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ برق تاب تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے نے آواز دی سپر کو کاٹ کر وہی تیغہ برق مثال سر پر اس خودسر کے گرا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ۔ بجائے خون کے شعلہائے آتش جسم سے نکلے لاشہ جلنے لگا ہر کس نے دیکھا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام مقیم جادو بود صاحبقران زمان نے مبارز طلبی کی کہ اے مرجان جادو اور کسی ساحر کو بھیج اب کس کی مجال ہے کہ مقابلے مین صاحبقران کے آئے مرجان جادو گھبرایا چار جانب

حیران دیکھ رہا تھا قصد تھا کہ کسی ساحر کو بھیجون کسی ساحر کا حوصلہ نہ پڑتا تھا صاحبقران کا قصد ہوا
کہ صاحب لشکر پر جا پڑون مرجان جادو کا سر لاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی لکہ ہائے ابر سرخ و
سفید بھی نمایان ہوئے حیلہ سردار تاجدار خیر خواہان دولت اودہی جانب دیکھنے لگے آگے آگے
بلور چہار دست پشت مرکب پر سوار نشان لشکر کوکب بغل مین پشت پر تین لاکھ ساحر و غیر ساحر
نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ بڑے شوکت سے لشکر آتا ہے کوکب مرکب باد رفتار پر بصد کر و فر
تاج شہریاری برسر چہار قسب شہنشاہی در بر مرکب پرند منگلین زیر ران صاحب شوکت و شان
گرد سرداران نوجوان اس طور سے جو آمد کوکب روشن ضمیر کی ہوئی صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ
ہمارے دوست صادق کا استقبال کرکے لاؤ سرداران نامی تاجداران جلیل برائے استقبال
کوکب بڑھے بکیفیت تمام اوس خوش انجام کو استقبال کرکے لائے صاحبقران گھوڑے سے کودے
کوکب نے چاہا قدمون کو بوسہ دون صاحبقران بہ لطف بغلگیر ہوئے کیفیت کوکب نے قلعہ
مرجانیہ کی پوچھی صاحبقران نے تمام حال بیان کیا کوکب نے عرض کی حضور تساہل فرمائین
مین ابھی میدان کارزار مین جاکر مرجان کو للکارتا ہون اگر میرے مقابلہ مین نہ آئے گا خود ہی
لشکر پر جا پڑونگا انشاءاللہ باقبال حضور آج ہی یہ قلعہ قبضے مین آئے گا یہ نامرد بھاگ جائے گا
صاحبقران نے کوکب کو اجازت کارزار دی مرجان کو ہرکارون نے خبر دی کہ کوکب کا قصد ہے
کہ میدان کارزار مین آئے تمکو للکارے مرجان گھبرایا طبل امان بجوا کر بیٹھا صاحبقران زمان نے بھی
کوکب کو واپس کیا کوکب نے عرض کی ساحران غدار سے مقابلہ ہے حضور جاکر آرام فرمائین غلام اُن سے
سمجھ لے گا یہ کہکے اپنی بارگاہ مقابلہ لشکر مرجان مین استاد کرائی منظور یہی ہے کہ یہین ہی مرجان سے مقابلہ کرون
لشکر اسلام کو ساحرون سے نہ لڑنے دون مرجان جادو جو پلٹ کر آیا آمد کوکب دیکھکر ہوش اُڑے
ہوئے وزیرون کو جمع کیا صلاح ہونے لگی مرجان کہتا ہے کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان ہے
اس کو کون جواب دے سکے گا سحر مین طاق شہرۂ آفاق افراسیاب اس کا ہمسر نہ تھا اسکو مسلمانون نے
پاکر قتل کیا اگر کوکب لشکر مین رہے گا ہمارا بالکل زور نہ چلے گا یہ کہکے طرف ظلمیم عیار کے متوجہ ہوا
کہا اے مہتر والا گہر تمنے تو کار نمایان کیا تھا ہمنے حقیقت کو صاحبقران کی نہ سمجھا حوالے کر دیا
صاحبقران صاحب آسم اعظم و محتشم اُن پر پنجہ کسی ساحر کا قابض نہو گا کوکب و صاحبقران

کی تدبیر ہو جاوے باقی لشکر سے ہم سمجھ لینگے شمیم اسی وقت اوٹھا کہا حضور نہ گھبرائین غلام جاکر کوکب
روشن ضمیر کو لاتا ہے یہ کہکر نکل گیا کوکب روشن ضمیر نے لشکر اپنا صحرائے سبزہ زار مین فروکش کیا ہے گویا
لشکر اسلام مین کل آدمی سینہ سپر بوقت سحر بارگاہ سے نکل کر کرسی پر بیٹھا گرد چند مصاحب گانے کی
آواز کان مین آئی کوکب نے کہا کوئی واقف کار نئے طور سے نے نوازی کر رہا ہے صدا پر دل کھنچتا ہے یہ
کہکر اپنے مقام سے اُٹھے دیکھا درخت کے سایہ مین ایک جوگی نوجوان حسین خوبصورت کس لطف
سے نے نوازی کر رہا ہے کوکب کو نہایت گانا اس کا پسند آیا ملازمون سے کہا اسکو بارگاہ
مین لے چلو کوکب آن کر بارگاہ مین بیٹھے ملازم جوگی کو لیکر آئے کوکب نے ملازمون سے
کہا جاکر صاحبقران زمان سے بھی عرض کرو کہ آج نے نواز حاضر ہوا ہے حضور بھی آکر سماعت
فرماوین صاحبقران کا مزاج تو بے تکلف ہے خبر سنتے ہی چلے آئے کوکب نے تعظیم کی مقام صدر پر جگہ
دی کہا اے برادر اب چلکر نے بجاؤ جوگی کہہ رہا ہے ایسے قدردانون کی خدمت مین حاضر ہوا ہون کمال اپنا
دکھاؤن گا لاے شہریار غلام پر ایک معرکہ گذرا کہ اسکی یاد مین راتون کو نیند نہین آتی صاحبقران نے
فرمایا جوگی صاحب وہ کیا معرکہ ہے عرض کی فلان صحرائے ہولخیز مین صدہا جانوران درندہ و گزندہ
رہتے ہین ایک مار سیاہ افعی کامل وہان رہتا تھا ہمارے بزرگون نے جاکر چاہا اُسے گرفتار کرین مگر
نہو سکا آخر اسی موذی کا وار چل گیا اون لوگون کا کام تمام ہوا بزرگون نے ہمارے طلاق لکھدی
کہ ہماری اولاد مین جو خورد و کلان اوس افعی کو گرفتار کریگا اوس نے ہمپر احسان کیا اگر وہان لکھدی کوشش
نہ کی تو ہماری قوم سے نہین ہے غلام کو بڑی غیرت آئی غلام نے جاکر چالیس دن مشقت کی اُس موذی کو
گرفتار کیا راتون کو خواب پریشان دیکھتا ہون امیدوار ہون کہ اسوقت غلام موذی کو یہان لائے
حضور سے زیادہ جری بہادر کون ہے تلوار سے دو ٹکڑے کیجیے کہ غلام آپ کا کشاکش سے نجات پائے
صاحبقران نے فرمایا فوراً لاؤ جوگی باہر بارگاہ کے آیا ایک لوٹا کورہ اوپر اُس کے کپڑا بندھا ہوا لے کر
سامنے صاحبقران کے آیا نے بجاتے بجاتے لوٹا کھول دیا ایک مار سیاہ مثل برق تڑپ کر لوٹے سے
نکلا بارگاہ مین دوڑنے لگا کبھی کوکب کی جانب رخ کیا وہ نے نواز جوگی ہر مرتبہ عرض کرتا ہے کہ
شہریار اپنے کو بچائیے صاحبقران کرسی پر جلوہ فرما ہین کہ مار سیاہ جھپٹ کر قریب صاحبقران کے آیا صاحبقران
نے تلوار کھینچ ماری مار سیاہ نے حملہ کیا صاحبقران نے خالی دے کر ہاتھ مارا مار سیاہ کے دو ٹکڑے ہوے

ادھر تو وہ مرا اسی مقام سے دھوان نکلا تمام خیمہ دھوین سے معمور ہوگیا صاحبقران بارگاہ سے کوکب کی اُٹھے چاہا نکل جاؤن دود غلیظ دماغ مین پہونچا بیہوش ہوکر گرے کوکب گھبرا کر اوٹھا یہ بھی دھوین کی تاثیر سے بیہوش ہوا جتنے بارگاہ مین ادنی و اعلی حاضر تھے سب بیہوش ہوئے شمیم نے صاحبقران و کوکب کو اُٹھایا سراچہ چاک کرکے جنگل کا راستہ لیا مرجان جادو مع اپنے سردارون کے اسی انتظار مین تھا جب شمیم ان دونون سردارون کو سامنے اسکے لایا مرجان نے کہا یارو بڑے بڑے ساحر آگئے ہین مین ان سب سے مقابلہ نہ کرسکونگا ان دونون صاحبون کو لیکر خدمت مین خداوند خورشید روشن تن کے چلون قدرت جیسا مناسب جانینگے ویسا کرینگے اس صلاح کو سب نے منظور کیا اوسی وقت تخت تیار کیے مال و اسباب بھی لادا ایک تخت پر کوکب و صاحبقران کو سوار کیا طرف قلعہ خورشید نگار کے لیچلا یہان بوقت سحر اہالیان لشکر باخبر ہوئے بارگاہ مین آکر دیکھا صاحبقران و کوکب کو نہ پایا سب کو تردد ہوا باغبان و بہار و رعد و برق لامع نے عرض کی کہ غلام جاتے ہین انشاء اللہ راہ مین ملینگے آگے زبانی ہرکارون کے دریافت ہوا تھا کہ مرجان جادو بالاعلان صاحبقران و کوکب کو لے گیا یہ چار سردار بادشاہ عالی وقار سے رخصت ہوکر چلے مرجان دس بارہ کوس امیر و کوکب کو لیکر نکلا تھا کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم باغبان قدرت و رعد و برق بڑے زور شور سے آکر پہونچے لشکر مرجان کو قتل کرنا شروع کیا خواجہ عمرو بھی چل چکے تھے عین وقت پر پہونچے شمیم عیار کو گھیرا تلوار چلنے لگی اس کے بھی ساتھ عیار ہین خواجہ عمرو کے پہونچتے ہی مہتر برق فرنگی و ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی و نیرنگ خطائی وغیرہ شاگرد خواجہ بھی آپہونچے عیارون مین تلوار چلنے لگی رعد و برق نے قیامت برپا کی برق لامع تڑپ تڑپ کر خوب لڑی یہ وہ سردار ہین کہ جو افراسیاب سے لڑے بڑے بڑے معرکے بڑے اس لشکر کی کیا حقیقت ہے دم بھر مین تتر بتر کردیا مرجان جادو بھاگتا پھرتا ہے خواجہ عمرو نے لڑتے لڑتے عیارون کو مارا شمیم کو للکارا وہ بھی پلٹ پڑا عمرو و شمیم سے تیغہ چلنے لگا خواجہ نے دیکھا کسی مقام پر یہ کمی نہین کرتا بلکہ جھپکانا دشوار کردیا شمیم نے ایک مقام پر حلقہ ہائے کمند خواجہ عمرو پر مارے عمرو نے جست کرکے حلقہ ہائے کمند سے اپنے کو بچایا دور جا کر گرے جھپٹ کر حلقہ ہائے کمند شمیم کو لگائے شمیم بھی طرار و فرار مکار و غدار ہے صاف حلقہ سے نکل گیا پھر بھر کا

دونون مین ردوقدح ہوئی ایک مقام پر شمیم نے سایہ مین تلوار کے خواجہ کو لیا خواجہ پیچھے ہٹتے جاتے ہین شمیم سایہ مین تلوار کے عمرو کو لیے ہوئے چاہتا ہے کہ عمرو رُکے تو مین ہاتھ مارون خواجہ نے فرمایا کہ اے صاحب بغدہ گران اے فرزند مہتر قران اس بیحیا کا سر کاٹ لے شمیم سمجھا کہ میرے قریب کوئی آگیا گھبرا کے پلٹا پلک جھپکتے ہی عمرو نے حلقہ ہائے کمند مارے پورے پڑے گردن و کمر مین پچی ہوئے جھٹکا مارا شمیم منھ کے بھل گرا عمرو نے حباب مار کر بیہوش کیا شاگردان شمیم نے بلوہ کیا یہی قصد ہے کہ اپنے اوستاد کی قید چھین لین شاگردان شمیم نے جان لڑائی چاہتے ہین بیتارہ عمرو کو نہ اوٹھانے دین مہتر موسیقار اس کا شاگرد رشید جو سابق مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو چُرا کے لے گیا یہ ذکر بھی تحریر کر چکا ہون کہ خورشید روشن تن نے یہ قاعدہ قرار دیا ہے کہ جب مذہبی کاہ پرستار اس شعبدہ باز کے سامنے آتا ہے مطیع ہو کر اس خود سر کے سامنے برائے سجدہ سر جھکاتا ہے یہی نورالدہر کے لیے بھی ہوا جب سامنے پہونچے اور اوس بیحیا نے نقاب چہرہ سے الٹی نورالدہر نے سجدہ کیا بارگاہ خورشید مین دنگل زرین ملا پہلوان قدرت لقب ہوا خود سامنے خورشید کے دست بستہ عرض کی کہ ہمکو فوج ملے تو جا کر صاحبقران کو روکین فوج ملی اور نورالدہر روانہ بھی ہو چکے جب مقابلہ صاحبقران مین پہونچین گے مفصل تحریر کرد نگا بہر نوع مہتر موسیقار اُسی وقت مع چالیس پیک بچون کے آکر پہونچا حباب دافع دارو نے بیہوشی مار کر اوستاد کو ہوشیار کیا شمیم گھبرا گیا رعد و برق وغیرہ نے لشکر مرجان کو درہم و برہم کر دیا عیارون نے شاگردان شمیم کو قتل کیا خرابی یہ ہے کہ خواجہ عمرو مع چند عیارون کے دو ڑپڑے تھے اُسیوقت آکر لڑے موسیقار نے عیارون پر تاکید کی یار وعمرو زندہ نکل کر نہ جانے پائے عیارون نے خواجہ کو گھیر لیا عمرو بھی بڑے زور شور سے لڑ رہا ہے اب مہتر موسیقار و شمیم چار طرف سے خواجہ کو گھیرے ہوئے چاہتے ہین کہ گرفتار کر لین عمرو جان لڑائے ہوئے لڑ رہا ہے عیارون کا زیادہ بلوہ ہوا ہے اب خواجہ کو تردد لاحق حال ہے لئے گرفتار ہو جانے کا بڑا خیال ہے کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا صاحب بغدہ گران نظر کردہ بزرگان مہتر قران آکر پہونچے دیکھا اوستاد گھیرے ہوئے لڑتے ہین زخمی بھی ہو چکے ہین آتے ہی نعرہ کیا بغدہ پکڑ کر جا پڑے موسیقار نے بڑھکر مہتر قران پر وار کیا قران نے وہی بغدہ سامنے کر دیا موسیقار کی تلوار ٹوٹ گئی اور پرسے

قران نے بغدہ مارا اُس روسیاہ نے گھبرا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا بغدہ سپر سے کب رکتا ہے سپر
کاٹ کر سر پر گرا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے شمیم نے جو دیکھا برابر کا عیار مارا گیا ہوش اُڑ گئے چاہا کہ
قران کے سامنے سے بھاگ کر نکل جاؤن قران نے بڑھ کے روکا آواز دی کہ اے شمیم صاحب کہان
جاتے ہو شمیم نے چاہا کہ ہٹ کر نکل جاؤن قران نے گردن شمیم کی پکڑی وہ چیخا عمرو سے آنکھ ملا کر کہا
اوستاد الامان پنجہ سے شیر نر کے بچائیے مین بصدق دل مسلمان ہوتا ہون عمرو نے آواز دی اے
قران ہمارے سر کی قسم قتل نہ کرنا مہتر قران کشان کشان سامنے خواجہ کے لائے شمیم قدمون
سے عمرو کے لپٹ گیا کہا کلمہ طیبہ تعلیم فرمائیے غلام کو حلقہ بگوش بنائیے قران نے کہا اوستاد یہ مکار و
جلساز ہے عمرو نے کہا کہ اے نور نظر وہ وقت گذر گیا اب اس کے قلب پر تاثیر ہوئی دیکھو پیشانی
روشن ہے جب شمیم دل سے اطاعت کر چکا خواجہ نے پلٹ کر دیکھا رعد و برق نے صفین الٹ دین
مرجان بھاگتا پھرتا ہے ایک مقام پر مرجان نے چاہا چمک کر نکل جاؤن برق لامع آسمان پر
تڑپ رہی ہے دیکھا مرجان لشکر ساحران سے الگ ہو کر سایہ مین ایک درخت کے آکر ٹھہرا ہے
پر پرواز پیدا کر چکا ہے کندے تول رہا ہے چاہتا ہے جان بچا کر نکل جاؤن برق لامع وہین سے
تڑپ کر گری دو ٹکڑے کر کے آسمان پر چمکی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کہ کشتی مرا
نام من مرجان جادو بود اہالیان فوج کچھ بھاگے کچھ زخمی ہوئے کچھ گرفتار کیے گئے صدائے
الامان بلند ہوئی صاحبقران نے تلوار کو نیام مین کیا ساحر بھی رکے جو افسران نامی باقی رہے تھے
وہ مشرف بخدمت ہوئے صاحبقران نے ان سب کو ہمراہ لیا خواجہ عمرو نے عرض کی اب حضور
جلد لشکر مین چلین اسی وقت صاحبقران نے کوچ کر دیا بادشاہ کو آکر ہرکارون نے خبر دی اے
شہریار مبارک ہو مرجان مارا گیا مرجانا اس کو منظور تھا صاحبقران و کوکب کو لے کر بھاگا جاتا تھا
آپ کے ملازمان جانباز نے راہ مین روکا جبتک ناری جہنم واصل ہوا بعض سے یہ ثمر حاصل ہوا یہ سنکر
تمام سردار نامی خود بادشاہ عالیجاہ برائے استقبال صاحبقران چلے راہ مین صاحبقران سے ملاقات
ہوئی بڑے اعزاز و اکرام سے لشکر مین داخل ہوئے صاحبقران آکر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہین
کہ ہرکارون نے آکر خبر کی نورالدہر بن بدیع الزمان تین لاکھ فوج کی جمعیت سے برائے
مقابلہ سرکار دولتمدار آپہونچے یہ سنکر صاحبقران کو سناٹا آگیا فرمایا بڑے افسوس کی بات ہے

اُس شیر کا رنگ کیا ہے کس ارادے پر آیا ہے خوب اون بیحیاؤن نے ٹھکانا پایا ہے یہ کہتے ہوئے بیرون
بارگاہ نکل آئے دیکھا گرد عظیم بلند ہے نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا پشت مرکب اسپ پریوش
پر سوار خود گوہر نگار بر سر زرہ گوہر نگار زیب جسم انور تیغہ خارا شگاف سلیمانی حمائل سپر فولادی
فراخ دامن پر بہار تیر و ترکش شل دم طاؤس پشت پر پرے فوج کے جمے ہوئے تین لاکھ جوانان
زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست اٹھالے بارگاہ کے لدے ہوئے اس شوکت و شان سے
شیر دلیر آکر پہونچا لشکر ظفر اثر صاحبقران کو دیکھکر نہایت برہم ہوا لشکر کو مقابلے پر اُتارا بل
کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا دور سے صاحبقران کو دیکھا مگر سلام نہ کیا صاحبقران کو بڑا
افسوس ہے لندھور سے فرمایا اے جانشین من نورالدہر سے مجکو یہ امید نہ تھی لندھور نے
عرض کی کیا گذارش کرون یہ تو حضور بخوبی آگاہ ہین کہ یہ شیر دلیر سعادتمند حق پسند ہمیشہ سے
منکسر مزاج مردان عالم کے سر کا تاج کبھی حضور سے چار آنکھ کرکے کلام نہین کیا نہین معلوم یہ
کیا معرکہ ہے غلام سمجھاکے لے آئے گا جو کچھ اس مین فریب ہوگا کھل جائے گا سب سے زیادہ
بدیع الزمان شرمندہ سر جھکائے ہوئے فرماتے ہین جو موی جسم غلامان صاحبقران کا دشمن ہے
ہم اوس کے قاتل ہین بیٹا کیسا اہالیان دست چپ یعنی قاسم نوجوان مالک سے کہہ رہے ہین اے
پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان جہلا کا اعتقاد کیا کسی نے کچھ سمجھالیا باغی ہوگئے سپہ سالار
بن کے آئے ہین مقدمہ مذہب مین ہم کسی کا پاس نکرین گے کل برق شمشیر میدان کارزار مین چمکیگی
یقین تو یہی ہے کہ ہمارے سامنے سر نہ اوٹھائے رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہوا اگر خلاف کرے گا
سزا پائے گا اہالیان دست راست پر فلک ٹوٹ پڑا آپس مین خشمگین ہو رہے ہین کہ کل صبح کو دیکھین
فلک کیا دکھائے یہان تو یہ ذکر ہے وہان نورالدہر بن بدیع الزمان نے نشہ مین آکر حکم دیا
طبل جنگی بجے نقارہ رزمی گڑگڑایا ہرکارون نے آکر صاحبقران کو خبر پہونچائی صاحبقران
کانپنے لگے غصے مین فرمایا ہمارے لشکر مین بھی عنایت خدا سے طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی پر چوب
پڑی لشکرون مین خبر پہونچی تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر
چمکا واضح ہو کہ بدیع الزمان رات بھر بیرون بارگاہ رہے اس خیال سے کہ اگر مہلت پاؤن تو
جا کر اس جوانا مرگ کو سمجھاؤن کہ او نالائق تو ہمارے قبلہ و کعبہ پر لشکر کشی کر کے آیا ہے ہم سے وہ

کیا گلا کرے گا اس شغل مین بدیع الزمان نے رات بسر کی جب قصد کیا کہ بارگاہ نورالدہر مین جائین رفقا نے منع کیا کہ حضور پرائی بارگاہ مین جانا بہتر نہین ہے مگر غصہ مین رات بھر نیند نہین آئی ٹہل ٹہل کر بسر کی غصہ کم نہین ہوتا تھا کبھی کبھی محبت کی یادین گوشے مین کھڑے ہوکر روتے ہین یہی خیال ہے کہ لے بدیع الزمان اگر اس نالایق کے ہاتھ سے ایک ہوئے جسم بھی قبلہ و کعبہ کا کم ہوا تمام سرداران نامی بوٹیان کاٹ کر پھینک دین گے یہ سوچ رہے ہین کہ ستارۂ سحری چمکا مرغ سحری کی آواز آئی پلٹنون مین وردی بجی بدیع الزمان مع رفقا طرف بارگاہ بادشاہ جمجاہ کے چلے رفقا مجبور ولاچار ہمراہ جلوخانۂ شاہنشاہی مین پہونچے صدہا سردار جمع ہو چکے ہے یہ ذکر ہے سب سے زیادہ بادشاہ کو بڑی فکر ہے کہ ایسا نہو نورالدہر صاحبقران کو للکارین صاحبقران ایسی ضعیفی مین آتش خو شعلہ مزاج ہین ان کے دم قدم سے سکۂ جرأت کے رواج ہین جلوخانہ مین پہونچے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے دیکھا رنگ روئے منور متغیر و متحیر ہے بادشاہ نے سر سینہ سے لگایا فرمایا آپ کیون پریشان ہین مین مفصل خبر منگوا چکا ہون کہ نورالدہر اپنے ہوش مین نہین ہے ہم جاکر خود سمجھائین گے بہلاکر اپنے شیر کو لے آئین گے یہان تک نوبت پہنچی تھی کہ صدا بلند ہوئی بادشاہ نے فرمایا خیر تو ہے جواہر بن عمرو دوڑا چشم زدن مین پلٹ کر آیا دیکھا سب نے مقبل سر برہنہ خاک اڑاتا ہوا پائے تخت شہنشاہی سے آکر لپٹ گیا عرض کی حضور ہم اپنے آقا سے چھوٹ گئے اس صحرائے سبزہ زار مین آکر لٹ گئے غلام صاحبقران کو جگانے گیا جا کے دیکھا کہ صاحبقران پلنگ پر نہین ہین بادشاہ کے ہوش اڑ گئے فرمایا دیکھو تو یہ کس نے کام کیا صاف ظاہر ہے کہ نورالدہر نے چرو الیا ہرکارے عیار چلے بعض جلدی گئے اور چشم زدن مین واپس آئے اور خبر دی کہ حضور دربار نورالدہر مین بالکل اس کا ذکر نہین ہے مسلح ہوکر میدان کارزار مین وہ آیا چاہتے ہین یہی ارادہ ہے کہ صاحبقران سے مقابلہ کرین بادشاہ نے حکم دیا کہ لشکر کل میدان کارزار مین چلے لندھور بن سعدان لشکر کو درست کرتے ہوئے آتے ہین صاحبقران کے نہونے سے صفین صف ماتم پرے درہم برہم اس حال پر ملال سے میدان کارزار مین پہونچے پہلوان عادی نے بڑھکر میمنہ میسرہ کو آراستہ کیا ادھر نورالدہر بن بدیع الزمان چالیس قدم آگے بڑھکر بمرتبہ سالاری کھڑے ہوئے صفوف آرائی کو دیکھ رہے ہین جب صفین آراستہ

ہو چکین سب نے دیکھا کہ نور الدہر نے مرکب بیرے سے نکالا اپنے سرداروں سے رخصت ہوئے سب سے پکار کر آواز دی کہ خداوند خورشید روشن تن کے سپرد کیا نور الدہر دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوئے گھوڑے کو اُڑا کر چلے میدان کارزار مین آکر سلح شوری دکھلانے لگے جب مرکب خوب غرق عرق ہوا گھوڑے کو روکا لشکر اسلام کو دیکھا تیز تیر بد نظر ستیز پکار کر آواز دی جس کو تمنا مرگ کی ہو نکلے اور آکر مقابلہ کرے دارائے ہند لندھور بن سعدان نے فیل مست صف سے نکالا ہاتھی جھومتا ہوا چلا سونڈ اوٹھا کے اپنے راکب کو چھپا تا ہے کبھی بن جاتا ہے نور الدہر نے لندھور کو آتے ہوئے دیکھا واسطے نگاوری کے جا پڑے مستک پر او جھٹ سپر کی لگائی چند قدم ہاتھی مرکب تھپیڑ کھا کر دس بارہ قدم پیچھے ہٹ گیا لندھور نے فرمایا اے نور نگاہ بدیع الزمان ہمسے تو کبھی اتنی کج خلقی سے آپ پیش نہین آئے آج کیا کیفیت ہے ہم ہمیشہ سے خیر خواہ جانباز ہین نور الدہر نے کہا اے دارائے ہند یہ میدان کارزار ہے حجاب کی کیا بات بہتر یہ ہے کہ خداوند خورشید روشن تن کو سجدہ کرو ہمکو دادا جان کے کشاکش مین پریشان کیا کوئی کسی کی قبر مین ساتھ نہ جائے گا یہ سنکر لندھور نے منھ پھیر لیا کچھ جواب دے سکے تیر دلدوز تھا کہ کلیجے پر پڑا آشنا تو جواب دیا تم فرزند فراموش راہ دین اسلام ہوا ایسے کلمات کہنا زیبا نہین ہین نور الدہر نے کہا کیون سب کتابون مین جاہ و جلال خداوند تحریر ہے لندھور نے کچھ جواب نہ دیا کہا اے شیر بشیہ صاحبقرانی بس زبان بند کرو تمھارا سوال لائق جواب نہین ہے نور الدہر نے نیزہ مارا دونون لشکر نگران بصورت آئینہ حیران یہان نیزہ چل رہا ہے ایک مقام پر نور الدہر نے نیزہ کا نتھا تھپیڑ مارا تکان سے دونون پرے ٹوٹے لندھور نے قبضہ پر ہاتھ جھپٹ کر مارا نور الدہر نے بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا لندھور بھی لپٹ پڑے زمین پر کود کے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین نور الدہر چمک چمک کے لڑ رہے ہین پہر دن باقی ہے کبھی نور الدہر ریل کر لیجاتے ہین کبھی لندھور پلٹے پانون گاڑ دیے دو دو گھڑی ایک ایک مقام پر اٹک کر لڑے اس قدر پسینہ نکلتا ہے کہ تلیے بن جاتے ہین ایک مقام پر لندھور بن سعدان ریل کر لے چلے پانچ چھ قدم ہٹے کہ جرأت کا خیال آیا نور الدہر پلٹ پڑے لندھور کو لے چلے لندھور نے چاہا نہ ہٹون دونون مونڈھے پکڑے چاہا ریل کر لے دوڑون نور الدہر کا قصد ہوا نہ ہٹون یہی کلمہ زبان سے فرمایا کہ اب ہم پیچھے نہ ہٹین گے اسی مقام پر کشاکش کے زور ہوئے لندھور بن سعدان نے قدم آگے

بڑھا کے وہان پر موش خانہ تھا دونون پیر موش خانہ مین جا رہے نورالدہر نے ہکہ مارا کولہ لندھور کا
اوتر گیا نورالدہر نے کچھ خیال نہ کیا اسی طرح لندھور کی مشکین باندھ لین ہر چند کہ پہلوانون نے
غل مچایا اے جوان کیا کرتا ہے لندھور کا کولہ اوتر گیا کوئی صید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہے
نورالدہر نے کچھ جواب نہ دیا لندھور کو گرفتار کر کے لے گیا بادشاہزادہ خاور سیاوش غیور رنجیدہ
و کبیدہ پلٹے آپس مین کہتے ہوئے چلیے خبر لینا واجب و لازم ہے بڑھکر دریافت کرین عیار خبر کے واسطے
چلے نورالدہر جو لندھور کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئے کولا سبھلایا لندھور کو غش آیا مسلسل و
مطوق کرا کے قید خانہ مین بھیجدیا ہرکارے یہ خبر لے کے خدمت مین بادشاہ لشکر اسلام کی آئے
بادشاہ سے تمام کیفیت بیان کی نورالدہر نے لندھور کو قید خانے مین قید کیا ہے شام کو پھر
طبل جنگی بجوائے گا بادشاہ نے فرمایا تن بہ تقدیر رضینا بقضاء اللہ جو خواہش الٰہی افسوس ہے
کہ صاحبقران لشکر مین نہین ہین ورنہ بہت قیامت ہوتی یہ ذکر تھا کہ پھر صدائے طبل جنگ
بیدرنگ بادشاہ جمجاہ کے کان مین آئی سر اوٹھا کر فرمایا یہ نقارہ کیسا بجا عرض کی کہ ہرکارے
گئے ہوئے ہین خبر دریافت کر کے حاضر ہون گے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوئے ہاتھ
اوٹھا کر دعا دی شعر راحت جانہا زصوت نغمہ پرداز تو باد ٭ گوش دل پر لذت از آواز دمساز
تو باد ٭ شہریار عالم کی عمر دراز ہو نورالدہر نے پھر طبل جنگی بجوایا آج تو اپنے مقام پر یہ کہتا
تھا کہ اہل اسلام کو دم نہ لینے دونگا صاحبقران کو کیون چھپایا اس قدر سرداران لشکر کے قتل
کرونگا کہ اون چھپے ہوئے کو طلب کرین بادشاہ نے فرمایا خدا مالک ہے یہان بھی طبل جنگی بجا
تیاریان ہونے لگین لشکر اسلام مین نام پر نورالدہر کے وہ ہنگامہ ہے ہر مقام پر یہی ذکر ہو رہا
ہے کہ پوتا صاحبقران کا مرتد ہو گیا برائے مقابلہ آیا ہے لندھور کو گرفتار کیا بدیع الزمان
زار زار روتے پھرتے ہین جو کوئی نورالدہر کو برا کہتا ہے دل بیقرار ہو جاتا ہے مگر مجبور و لاچار کچھ بن
نہین پڑتا اس سوچ مین سر جھکائے بارگاہ اپنی مین بیٹھے ہین امیہ بن عمر و عیار خدمت مین حاضر
ہے سمجھا رہا ہے کہ حضور کیون ملول ہوتے ہین یہ مقدمہ سحر و ساحری ہے باعث عجائبات فسونگری
ہے یہ شیر اپنے ہوش مین نہین ہے بدیع الزمان فرماتے ہین اے امیہ دشمنون کو تو سہل ملا خدانخواستہ
اگر اوس نے اس حال پرملال مین کسی کو چشم زخم پہونچایا عمر بھر بدنامی رہے گی اسی ہنگامہ مین وہ

چار پہر رات بھی بسر ہوئی دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے صاحبقران زمان کا پتہ نہین صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر چکے نور الدہر نے مرکب بطور روز اول میدان کارزار مین نکالا سلیح غوری کر کے آواز دی جس کو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین نکلے بدیع الزمان نے قصد کیا تھا کہ صف دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے دیکھا کہ شاہزادہ خاور سپاہ نے مرکب شبرنگ سہرہ جبین سیمانی کو مہمیز کیا بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے متردد ہو کر فرمایا اے فرزند تمھارا جانا مناسب نہین ہے قاسم نے عرض کی آج اس بیحیا کی قضا میرے ہاتھ سے ہے ہر چند کہ اسکو قتل کر کے اپنے کو بھی ہلاک کرونگا صدمہ فراق نور الدہر مجھ سے نہ اوٹھے گا بادشاہ بھی ان کلمات کو سنکر آبدیدہ ہوئے مجبور ہو کر اجازت دی قاسم جیسے ہی سامنے نور الدہر کے پہونچے بعد گفتگو و کلمات جہالت درمیان مین آئے نیزے چلنے لگے نیزے سے مطلب حاصل نہ ہوا تلوارین پھینک دین گرز چلے آخر نوبت کشتی کی آئی پہر دن رہے قاسم کا کولا بھی اُتر گیا قاسم کو بھی نور الدہر گرفتار کر کے لے گیا بادشاہ رنجیدہ کبیدہ ملٹے نور الدہر نے بارگاہ مین سرداران ہمراہی سے صلاح کی کہ ان دونون جوانون کو خدمت مین خداوند کے بھیجدیجیے نور الدہر نے اس رائے کو پسند کر کے کاؤس فیل سر نامی ایک پہلوان تھا لندھور اور قاسم کو مسلسل و مطوق کر کے ہمراہ کاؤس کے تیس ہزار جوان جنگی کر کے طرف قلعہ خورشید روانہ کر دیا یہ خبر ہرکارون نے بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچائی سُنکر بادشاہ گھبرا گئے بدیع الزمان اور طہماس کو اُسی وقت بادشاہ نے عقب مین کاؤس فیل سر کے برائے رہائی لندھور و قاسم کے روانہ کر دیا دو کلمہ داستان صاحبقران زمان کے گذارش ہوتے ہین اشتیاق جنگ نور الدہر مین جو آرام فرمایا ایک بادشاہ ہے شاداب حیلہ گر بعلم کہانت اوس نے دریافت کیا کہ زوال دولت ہمارا ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے ہوگا عیار بھیجکر صاحبقران کو جُرّوا منگوایا جب عیار لے کر آیا قیدخانہ مین قید کرنے کا حکم دیا تمام شہر مین مشتہر ہوا کہ کل صاحبقران قتل ہونگے اور صاحبقران قیدخانے مین سر جھکا کے بیٹھے ہین دل مین یہ خیال کہ نور الدہر نے لشکر پر کیا قیامت برپا کی ہوگی اس بادشاہ نے کیون ہمکو گرفتار کرایا نہین معلوم اُس کی مراد کیا ہے در دروازہ شکایت کا بند قریب کوئی مونس نہ غمگسار سر جھکائے بیٹھے ہین اور یہ رباعی پڑھی نظم

اے آنکہ بملک خویش پایندہ توئی	وز دامن شب صبح نمایندہ توئی	کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ
بکشای خدایا کہ کشایندہ توئی		

القصہ شب تیرہ و تار مین بیٹھے دعا مین کر رہے ہین دو پہر سے
شب تجاوز کر چکی ہے کہ صاحبقران نے دیکھا دروازہ قیدخانہ کا کھلا گویا در فتح و ظفر وا ہوا
ایک سیاہ پوش کو دیکھا کہ اُس نے نگہبانون کو بیہوش کیا سب کے سر کاٹ ڈالے چند نازنینان مہ جبین
اُس کے ساتھ خرامان خرامان وہ نقابدار سیاہ پوش قریب صاحبقران آیا نقاب کو چہرۂ بے نظیر
سے ہٹایا صاحبقران کی نگاہ پڑی ایک نازنین مہ جبین صاحب جاہ و تمکین اپنے کو آراستہ کرکے
آئی ہے لیکن خائف و ترسان رنگ رو متغیر تھرائی ہوئی عرق عرق صاحبقران اوس حور تمثال کو
دیکھکر مائل ہوئے اُس نے بیٹھکر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین کنیزون نے ظاہر کیا کہ ملکہ گلزار دختر
شاداب حیلہ گر جب حضور کی قید دربار شاہی مین آئی ہماری ملکہ کو آپکے حال زار پر رحم آیا یہ بھی
خبر سُنی کہ دشمنون کا ارادہ ہے کہ وقت سحر قتل کرین اس واسطے ملکہ نے عیاری کرکے نگہبانون کو قتل کیا
یہان بخیر و عافیت تمام پہونچین صاحبقران نے فرمایا تم اپنے باغ مین چلو مین شاداب حیلہ گر کو
مسلمان کرکے آتا ہون ملکہ گلزار بیقرار ہو کر رونے لگی کہا اے شہریار اول تو شب تیرہ و تار
دربار شاداب مین بڑے بڑے پہلوانان نامدار آمادہ حرب و پیکار ہین ایسا نہ ہو دشمنون کو
وہان سے نکلنا مشکل پڑے کنیزین بھی قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گئین عرض کی کہ اے
شہریار ملکہ بڑی مشقت کرکے یہان تک پہونچین آنکی دلشکنی نہ کیجیے ورنہ طائر روح قفس جسم خاکی
سے تڑپ کر نکل جائیگا صاحبقران لاچار ملکہ کو ساتھ لیکر قیدخانے سے باہر نکلے ملکہ نقاب ڈالے
ہوئے ہمراہ ہے چند کوچے طے کیے ہین شاداب حیلہ گر خود برائے حفاظت شہر چند سوار و پیدل
ساتھ حاضر ہوشیار باش کہتا ہوا چلا آتا ہے دور سے دیکھا سیاہ پوش آتے مین کنیزان گلزار نے
کہا اے شہریار اسی گوشے مین مخفی ہو جیے خود بادشاہ آتا ہے جب اس راہ سے نکل جائیگا
حضور بھی چلین گے صاحبقران نے فرمایا اب تمنے ہمکو بدنام کرنے کا ارادہ کیا یہان تک تمہارا کہنا
مانا قیدخانے سے تمہارے ساتھ چلے آئے اب تامل کرو مین اس مکار کو کیا جواب دونگا ضرور اس سے
پوچھنا ہے کہ ہمارے گرفتار کرانے کا کیا باعث ہوا کیا ہمنے خطا کی یہ فرماکر ملکہ کو پشت پر لیا آپ سینہ سپر
کرکے بڑھے اس کے ملازمون نے آواز دی کون آتا ہے صاحبقران زمان نے جوش غضب مین آکر

جواب دیا کہ تونے اپنے داماد کو نہین پہچانا منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان زادہ تیرے سردار موجود ہین
ان کو حکم دے کہ آکر گرفتار کرلین شاداب نے سوارون سے اشارہ کیا چارون طرف سے لینا لینا کا
ہلڑ ہوا صاحبقران نعرہ کرکے جاپڑے ملکہ گلزار بھی تیر اندازی کررہی ہے شہر مین ہلڑ ہوا جسنے
سنا آیا دیکھا صاحبقران نیمرانہ نہنگانہ لڑرہے ہین چند معشوقان پری چہرہ گوشے سے تیر پھینک رہی
ہین مگر امیر نے کئی سے جوان مار کر ڈال دیے شاداب جیلہ گر کو للکار رہے ہین اے شاداب جیلہ گر
ہمنے تیری خطا معاف کی ہے کہو تو نے عیار بھیجکر چروا منگایا شاداب جواب دیتا ہے جب اریہ کھینچون گا
احوال کھلجائے گا صاحبقران لڑتے ہوئے قریب شاداب پہونچے نیمچے کا وار کیا چہار طرف سے
تلوار پڑرہی ہے صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوئے ہین وار ہر ایک کا روکتے ہین یہ تو یقین کامل
ہے کہ سرجنگ مغلوبہ سے بچنا دشوار ہے بڑھکر سینہ سپر کردیا جب شاداب نے ہاتھ مارا کچھ خوف
نہ کیا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کئی زخم کھائے شاداب کی تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے
بقوت صاحبقرانی اٹھالیا آواز دی الامان فرمایا امان بشرط ایمان عرض کی تا زندہ ایم بندہ ایم
جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نکرون گا یقین کامل ہوا کہ مذہب آپ کا صحیح ہے
صاحبقران نے ہاتھ رکھدیا شاداب جیلہ گر کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ملکہ گلزار کو
محافے مین سوار کرلیا آخر داخل دار الامارۃ شاہی ہوئے صاحبقران نے آکر شاداب کو تخت پر
جگہ دی آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوئے تبکدے وغیرہ کھدرہے ہین مسجدون کی بنا ہوئی
ہر طرف سے صدائے اذان آتی ہے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ اے شہریار کاؤس فیل سر
فرستادہ نور الدہر قید لندھور و قاسم لیے جاتا ہے صاحبقران تلوار ٹیک کر اٹھے زبانی
ہرکارون کے یہ بھی دریافت ہوا کہ نور الدہر نے ان دونون کو گرفتار کرکے روانہ کیا خود لشکر
سے مصروف جنگ ہے نہین معلوم اس عرصہ مین کیا معرکہ گذرا جو ایسے پہلوان گرفتار ہوئے
صاحبقران نے فرمایا دریافت ہوجائے گا یہ کہکر مرکب پر سوار ہوئے پانچہزار جوانان صف شکن
امیر کے ہمراہ ہوئے آکر کاؤس فیل سر کو روکا تلوار چلنے لگی لندھور و قاسم کی براہ کی تابش
و حرارت سے یہ نوبت پہونچی کہ چہرے سیاہ ہوگئے ہین تپ محرقہ مین مبتلا اٹھتے ہین تو دل بیٹھا
جاتا ہے قلب بھرا آتا ہے اپنے آقائے نامدار مولائے قدرشناس کے جو نعرہ کی آواز سنی

باغ باغ ہو گئے صاحبقران کو دور سے دیکھا کاؤس فیل سر گھبرا گیا ہے صاحبقران نے
آتے ہی پرے درہم و برہم کر دیے اُسوقت کاؤس نے یہ تدبیر کی لندھور بن سعدان کو جلدی
سے بیہوش کرایا عیار سے کہا کہ مین لڑائی کو حمزہ کی دیکھتا ہون عیار پشتارہ لندھور کا
لے بھاگا کسی کو خبر نہین ہوئی اب اس نے قصد کیا کہ اسی طرح قاسم کو بھی روانہ کردون قاسم نے
خانہ زور مین آکر قید توڑ ڈالی نعرہ کرکے چنگھاڑا صاحبقران نے جو آواز قاسم کی سنی صاحبقران زمان صدائے
قاسم پر جنگ رستمانہ کرتے ہوئے پہونچے دیکھا شیر بیشہ رستم قاسم ذیحشم نے قید توڑ کر ایک سردار زبردست
کو مار کر گھوڑا اوس کا لیا مصروف جنگ ہین فوج کا بلوہ ہے صاحبقران نے اُس مقام پر آکے شمشیر زنی کی
قاسم نے کئی زخم کھائے زخم کھا کر اور زیادہ شوکت و شان سے لڑائی مین مصروف ہے فوج سے
کاؤس فیل سر نے گینڈے کو مہمیز کیا زخمدار دیکھکر طرف شاہزادہ خاور سیاہ چلا نعرہ کرتا ہوا کہ
او نبیرہ حمزہ تو نے غضب کیا قید مردان عالم کو توڑا اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا قاسم صدائے نعرہ
کاؤس سنکر پلٹا تھا کہ سالوس برادر کاؤس قوی تن دیو خصال گینڈے کو چمکا کے قریب آیا
خبردار خبردار کہکے وار کیا ہرچند کہ جسم قاسم تیر دن سے چھنا ہے مگر ہمہ تن چشم بنا ہے تلوار کو سالوس کی
تلوار پر کاٹا وار کو اُس کے رد کیا جب وہ تلوار کا وار کر چکا قاسم نے نعرہ کیا بیت تو ضربے زدی ضرب
من نوش کن ؛ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؛ دیگر دور مجنون گذشت نوبت ماست ؛ ہر کرا پنجہ زور
نوبت اوست ؛ تیغ برق تاب کو چمکا کے ہاتھ مارا سالوس وسیاہ نے گردہ سپر کا اُٹھا دیا برق شمشیر
نے سحاب سپر کے ٹکڑے اُڑا دیئے یا تو قبہ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ بوسہ دیا سالوس مع
دیو سک کے مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوئے زنگ کافرون کے کٹ گئے غریو ہوا کہ سالوس مارا
گیا یہ جو کاؤس نے دیکھا کہ قوت بازو مارا گیا قلب تھرایا لاف و گذاف کرتا ہوا طرف قاسم کے
چلا نامرد نے پشت پر سے آکر ہاتھ مارا چمک جو تلوار کی قاسم نے دیکھی گھبرا کے منہ پھیر دیا تیغہ کاؤس کا
چل چکا تھا سر اس افسر کا بخوبی زخمی ہوا قاسم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا سر جھکایا کاؤس
نے چاہا سر کاٹ لون صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ زخمداری مین کاؤس قاسم کا سر
کاٹا چاہتا ہے وہین سے نعرہ کیا او نامرد کیا کرتا ہے منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان تلوارین مارتے ہوئے
افسران فوج کو للکارتے ہوئے بڑھے علم فوج کو قلم کیا صفون کو درہم و برہم کیا لڑ بھڑ کر اپنے کو

قریب کاوس کے پہونچا تھا قاسم کو نشیت پر لیا سینہ سپر کر دیا کاوس نے وہی شمشیر خون آلود صاحبقران
پر لگائی ہرچند کہ زخمی ہونے سے قاسم کے انتہا کا غصہ کیا کہ اوس نے قاسم کو بہ نامردی زخمی کیا
مگر بہ جوش جرأت بازو بچا کے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈال دیا تلوار کاوس کی چھین لی زنجیر کمر مین
ہاتھ ڈال کے بزور صاحبقرانی اوٹھا لیا ہمراہیان صاحبقران بھی اوس مقام پر جم کے لڑے
خوب معرکے پڑے امیر نے اوس کی مشکین باندھین فوج کو شکست دی ہمراہیان کاوس بھاگ گئے
امیر بفتح و فیروزی اوسی مقام پر فروکش ہوئے افسوس ہے کہ لندھور کا نشان نکلا کاوس
کو بلا کر سمجھایا وہ بصدق مسلمان ہوا حجاب سے سر جھکا لیا عرض کی اے شہریار یہ خطائے فاش ہوئی
کہ جب حضور کے نعرے کی آواز آئی تو لندھور بن سعدان کو مین نے بدست عیار سمت
قلعہ خورشید روانہ کر دیا اب غلام کو خلق حضور دیکھکر نہایت حجاب ہوا خدا اون کو سجدے سے
اوس مکار کے بچائے جو مذہب والا اوسکے سامنے جاتا ہے تسخیر ہو کر ضرور خورشید روشن تن کو
سجدہ کرتا ہے امیر نے فرمایا مین نے اپنے جانشین کو خدا کے سپرد کیا وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی
ان کی حفاظت کرے گا یہ فرما کر صاحبقران نے طرف اوسی لشکر کے کوچ کیا یہان لندھور بن
سعدان کو عیار لیکر خدمت خورشید مین پہونچا اس شعبدہ باز نے سامنے اپنے بلوایا چہرۂ
نحس اپنا دکھلایا فوراً لندھور نے سجدہ کیا لاکھ فوج ہمراہ سیمبر کے خورشید نے کی لندھور
بھی قطع منازل و طے مراحل کر کے پاس نور الدہر کے پہونچے نور الدہر لندھور کو استقبال کر کے
اپنی بارگاہ مین لائے لندھور نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا یہان بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ
سلیمانی مین جلوہ فرما ہین ذکر صاحبقران دربیش ہے صاحبقران کے غائب ہونے کا بیس دن بیتے
ہے نور الدہر ہر روز طبل جنگی بجواتے ہین دو چار سردارون کو زخمی کر کے پلٹ جاتے ہین،
چالیس پچاس سردار زخمی ہو چکے ہین خواجہ عمرو سے بادشاہ فرما رہے ہین خواجہ برائے خدا
کوئی تدبیر کرو جستجوئے صاحبقران کی تقریر کرو عمرو بھی متردد و متحیر ہے جواب دیا اے شہریار
عالی وقار غائب ہونا صاحبقران کا موافق مشیت پروردگار ہوا اگر صاحبقران با قبال اس
زمانے مین ہوتے یہ بدبختین نور الدہر کی دیکھتے کیا تعجب تھا کہ بیک ضرب تیغہ عقرب سلیمانی
نور الدہر کے دو پرکالے کرتے بعد قتل کلیجہ پر ہاتھ دھرتے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے

بعد دعا و ثنائے شاہی عرض کی بندگان عالی پر ظاہر ہو کہ مثل نورالدہر لندھور باغی ہو کر آئے
مثل شیر و شکر آپس مین ملے ہوئے محبت خورشید روشن تن مین مبہوت بیٹھے ہین اُس مرتد
کی خدائی کا دم بھرتے ہین لندھور بن سعدان نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا کل ان کا ارادہ ہے
کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہون نورالدہر سے صلاحین ہو رہی ہین کہ ایک دن ہم میدان داری
کرین ایک دن تم لڑو آپس مین عہد و اثق کر کے طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ جمجاہ نے ٹھنڈی سانس
بھری فرمایا اے سرداران نامی اے بیلوانان گرامی مقام افسوس ہے نورالدہر تک تو یہ خیال تھا
کہ وہ سب سے چھوٹے ہین اگر گستاخیان کین کیا مضائقہ اب بزرگ سے مقابلہ کرانا پڑے گا فرزندان صاحبقران
اس عالی وقار کو عم نامدار کہتے ہین مقام عبرت ہے پوتے صاحبقران کے اور ہم بھی دادا جان کہتے
ہین جس کو جد کہین اوس سے مقابلے کی جد و کد کرین مصیبت مین وہ ہماری مدد کرین انقلاب فلکی
جو دکھائے گا دیکھنا پڑے گا ایسے ایسے کلمات حسرت آیات فرما کر حکم دیا چھوٹے دادا جان
خواجہ عمرو نامدار طبل جنگی بجوائیے مقابلہ کرنا پڑے گا جو پروردگار کو منظور ہو کیا چارہ ہے خواجہ عمرو
اوٹھے نقار خانہ سکندری مین آکر حکم دیا نقارۂ سکندری پر چوب پڑی تمام لشکر مین مشہور ہوا کہ
کل لندھور بن سعدان سے مقابلہ ہے سرداران ہندوستان خاموش ارشیون پریزاد و فرہاد خان
یک ضربی فرزندان لندھور کو عبرت کا جوش اپنے باپ کی حال سنکر کٹے جاتے ہین بادشاہ سے شرماتے ہین
بادشاہ نے دونون کو کلیجہ سے لگایا ارشاد فرمایا آپ کیون منفعل ہوتے ہین بیوجہ بیقرار ہو کر روتے
ہین نہین معلوم خورشید روشن تن نے کیا شعبدہ دکھایا کہ لندھور ایسا عاشق جمال صاحبقران
یون باغی ہوا طریقہ سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے ہوش مین نہین ہین پروردگار انجام بخیر کرے بادشاہ یہ فرمارہے
ہین کہ خواجہ عمرو نقار خانے سے واپس آئے عرض کی حضور طبل جنگی بج گیا تیاریان ہو رہی ہین
سب سرداران نامی صلاحین کر رہے ہین کہ کل نورالدہر کے ٹکڑے ٹکڑے اڑائین گے ہرگز لڑائی سے
منھ نہ موڑین گے ہمارے شہنشاہ کو کلمات سخت و سست کہتا ہے مذہب مین فرق ڈالا بادشاہ نے
کہا اے شہنشاہ عیاران آپ سنتے ہین کہ لشکر مین کیا انقلاب ہے اس لشکر مین ایک ایک
بجرأت و شوکت لاجواب ہے اگر سب نے ملکر ساتھ کیا لندھور و نورالدہر کو گھیر لیا خدانخواستہ
ان دونون سردارون پر کوئی افتاد پڑی یا موئے جسم کم ہوا صاحبقران ضرور دامنگیر ہونگے

ارشاد فرمائین گے وہ لوگ اپنے ہوش مین نہ تھے اون پر کیون دست اندازی کی میرے قوت بازو سے
لڑائی پڑی ہمارے قوت بازو کو قتل کیا کچھ خوف نہ آیا مین کیا جواب دونگا برائے خدا اس کی کچھ تدبیر
کیجیے عمرو نے کہا بھلا مقدمات پہلوانان مین نحیف وضعیف کیا دخل دے سکتا ہے آپ بادشاہ
لشکر ہین جاکر روکیے مین اگر سامنے جاؤن ایک طمانچہ اون کا پڑ جائے سر مجھ غریب کا میدان
مین لوٹتا پھرے علاوہ ازین بموجب مصرعہ پراگندہ روزی پراگندہ دل بد بادشاہ نے اگر
اس لڑائی مین دخل دیا ہمارے سردارون کو بچایا اصل یہ ہے کہ لندھور اور نورالدہر سے
کوئی مقابلہ نہین کرسکتا انتہا کے زبردست بادہ جرأت سے مست انکی بھی حفاظت ہو تو آپکی خدمتگزاری
کرین عمرو نے کہا اے شہریار روپیہ بڑی چیز ہے اسکی نہ قدر کرنے والا نہایت بدتمیز ہے اگر آپ لاکھ دو لاکھ
روپیہ صرف کرین لشکر کی بھی حفاظت ہو وہ بھی بچ جائین یہ سنکر بادشاہ نے دس ہزار روپیہ منگا کر پیش
کیے عرض کی جد عالی تبار یہ تحفہ حقیر تو حاضر ہے برائے خدا تا آنے صاحبقران کے اس طور کا انتظام کیجیے
کہ مین مجوب نہ ہون خواجہ عمرو نے روپے اُٹھا لیے کہا اس قدر تو صرف ہو جائے گا مگر آپکے ارشاد فیض بنیاد
سے گردن تابی کرنا مناسب نہین ہے جہان تک قرض ملے گا آپکی محبت مین صرف کرینگے بادشاہ تو
خاموش ہوئے خواجہ عمرو بیرون بارگاہ آئے چالاک قران کو بلایا کچھ آپس مین سرگوشی ہوئی بہت خوب
کہکے چالاک چلا گیا قران بھی اہتمام ارشاد اُستاد مین مصروف ہوئے فرہاد خان یک ضربی
بارگاہ شاہی سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئے بیقرار ہو کر رونے لگے سرداران ہندوستان سے کہا کیون
بھائیو تمنے دیکھا قبلہ وکعبہ نے ہمکو خوب مجوب کیا ہم کسی کو مقابلے مین اپنے بزرگ کے نہ جانے
دین گے عذر کرین گے اگر قبلہ وکعبہ نے قبول کیا سبحان اللہ عین مراد ہے ورنہ ہم تو اُن پر کیا وار کرین
کہ جہنم نصیب ہون سر قدمون پر رکھکر کٹوا دین گے تمام سرداران ہندوستان باتون پر فرہاد خان
کی رو رہے ہین ہر ایک کا یہ قول ہے عرب ہمیر ہنستے ہونگے آوازے کستے ہون گے دشمنون کی
بن پڑی یارو آمادہ مرگ ومہیائے قضا رہو خدائے بدبخت گردش فلکی یہی تمام رات لشکر
ہندوستان مین تیاریان رہین جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا سب سرداران نامدار مسلح ہو کر
در دولت شہنشاہی پر آئے بادشاہ بھی آج سویرے سے برآمد ہوئے دیکھا ابا لیان ہندوستان
رنجیدہ کبیدہ قبضہ ہائے شمشیر پر ہاتھ رکھے ہوئے جھوم رہے ہین قبضہ ہائے شمشیر چوم رہے ہین

جرأت کا جوش رعب شاہی سے خاموش بادشاہ نے وزیران سلطنت سے ارشاد فرمایا دیکھو
یارو اہالیان ہندوستان کو بغاوت لندھور کا بڑا قلق ہے جملہ سردار شہنشاہ کے ساتھ ہین پایہ تخت
پر ہاتھ رکھے ہوئے کہ سامنے سے گرد عظیم بلند ہوئی لندھور نور الدہر مرکب ہائے باد رفتار پر سوار
زیر سایہ علم گلنار کہ جس کے پھر ہرے پر تعریف خداوند خورشید روشن تن مرقوم آمد فوج کی پشت
پر تین لاکھ غریو کرتے ہوئے نیزے ہلاتے ہوئے دور کابے مرکب اُڑاتے ہوئے اس شوکت و
شان سے دونون جوان آکر میدان کارزار مین پہونچے دونون جوان بڑھکر بعہدہ سپہ سالاری کھڑے
ہوئے صفین جمنے لگین جب صفوف قتال و جدال آراستہ ہو چکین کڑکیت کڑکے کہکر دو قدم ہٹے صفوف
افواج پر مثل صف مژگان سناٹا آیا طبل و بوق بجنا موقوف ہوا لندھور بن سعدان نے مرکب اپنا
صف سے نکالا نور الدہر چاہتے تھے کہ میدان کارزار مین جاؤن لندھور سے بخوشامد
اجازت لی نور الدہر نے جواب دیا کہ خداوند خورشید روشن تن کے سپرد کیا اہالیان دست چپ
ہنس رہے ہین ایرج کا ارادہ ہے کہ مین مقابلہ مین جاؤن ہندی ہاتھی خور کو مثل کرپاس کناگر چیر کر
نہ پھینکدون تو اپنا نام ایرج نوجوان نہ پایا جس طرح جد عالی تبار نے میدان چرن کوہ مین مع
فیل میمونہ اُٹھایا تھا اُسی طرح اگر نہ اُٹھایا تو مجھسے کام نہ کیا وہ کشتی گیر زادہ ہیبت شمشیر مردان عالم سے
کوسون بھاگے گا لندھور نے میدان مین پہونچکر نعرہ کیا اے فرقہ خداپرستان جس کو تمنا مرگ کی
ہو ہمارے مقابلہ مین آئے اگر جان عزیز ہو خداوند خورشید روشن تن کو سجدہ کرے ادھر ایرج
آمادہ تھے کہ فرہاد خان یک ضربی نے اپنے گینڈے کو صف سے نکالا چوب دست گران سنگ
کاندھے پر بقصد نبرد فرہاد بادشاہ سے آکر اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے فرمایا اے فرزند ہم تم کو باپ سے
لڑنے کی کیونکر اجازت دین فرہاد نے کہا حضور میری کیا مجال ہے کہ قبلہ و کعبہ پر ہاتھ اوٹھاؤن
بلا حساب و کتاب جہنم مین جاؤن مین سمجھانے جاتا ہون اور سمجھا کر خدمت شہنشاہی مین لاؤن گا
بہت غلام کا پاس کرتے ہین اگر نہ مانین گے تو سر نذر کرون گا لاچار بادشاہ نے اجازت دی فرہاد خان
گینڈے کو اوڑاکے سامنے لندھور کے آیا جھک کر سلام کیا لندھور نے کہا او جوانان مرگ
میرے مقابلہ مین آیا ہے حمزہ نے مجکو تباہ کیا خدا کے نادیدہ کو سجدہ کرایا خداوند خورشید روشن تن
کی خدائی برحق ہے پردہ حجاب آنکھون سے اوٹھا دیا مضمون حق و ناحق دکھا دیا قدرت

قدر شناس فلک اساس کو میرے ساتھ جبل کے سجدہ کرو عہدہ ہائے جلیل ملینگے جتنے بادشاہان مذہب باطل ہین سب خدمت مین حاضر رہتے ہین ایسے خداوندان کو سجدہ نکرین فرہاد خان نے ہنس کر جواب دیا آپ ایسے کلمات مہملات نفرمایئن جبل کے بادشاہ سے خطا معاف کرایئے اسمین سعادت کونین ہے دنیا و عقبیٰ دونون مین ہمگہ ہے خورشید روشن تن کوئی شعبدہ باز یا جعلساز ساحر ہوگا اوس پر لعنت کیجیے یہ سنتے ہی لندھور نے قبضۂ تیغہ دودم ہندی پر ہاتھ ڈالا کہا او نالایق ہمارے سامنے خداوند کو بُرا کہتا ہے سر کاٹ کر تیرا خدمت خداوند مین بھجواؤنگا فرہاد خان نے سر جھکا دیا کہا یہ سر حاضر ہے غصہ کرنے کی کیا بات ہے آپکے ہاتھ سے قتل ہونے مین میری نجات ہے فرہاد خان نے تو سر جھکا لیا لندھور نے ہاتھ مار دیا سر فرہاد خان کا بخوبی زخمی ہوا ہندیون نے جو یہ بدعت دیکھی تلوارین کھینچکر لندھور پر جا پڑے ہر سردار کا یہ قول تھا کہ لندھور نے غضب کیا سر جھکانے پر ہاتھ مارا ایسی کوئی ناانصافی نہین کرتا نور الدہر نے جو دیکھا کہ لندھور پر فوج اسلام نے بلوہ کر دیا نعرہ کر کے مع فوج یہ بھی جا پڑے بادشاہ نے تخت بڑھایا جملہ سرداران تہمتن و دلاوران صف شکن فوج لندھور و نور الدہر پر جا پڑے ایرج نے بڑھکر علم فوج قلم کیا پردون کو درہم و برہم کیا لندھور نے پلٹ کر دیکھا کہ ایرج نوجوان بصد شوکت و شان لڑتا بھڑتا آتا ہے پلٹ کر آواز دی او تاجرزادے کرپاس فروش بازاری ہمسے مقابلہ کر تین روپیہ کے پیادون کو کیا قتل کرتا ہے ایرج نوجوان خود آتش خو شعلہ فراج صاحبان جرأت کے سرکا تاج تو کتے ہی پلٹ پڑا لندھور نے تھمنا مشکل کیا ہاتھ تلوار کا مارا اوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ لندھور کب رکتا ہے سپر کٹی سر زخمی ہوا ایرج نے داستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا چادر خون چہرۂ زیبا پر لندھور نے قصد کیا سر کاٹ لون سرداران ایرج نے جانبازی کی نیلم زنگی و قیلم زنگی و سیعاد عاد رشک دراز گرد وغیرہ سینہ سپر کر کے لندھور پر جا پڑے اپنے آقا کو بچایا اپنے کو زخمی کرایا دور سے ہنگامہ رستم پیلتن دبیل کون کشندہ قویل ہندی و دوبیل ہندی و کشندہ کپتان فرنگی یعنی علمشاہ نوجوان کے ایرج کو زخمی دیکھکر آنکھون کے تلے اندھیرا آگیا وہین سے للکارا او مہندی بیتی خوز زور مردان عالم کو بھول گیا وہی علم شاہ ہون کہ مع ہاتھی تجکو اوٹھایا تھا میرے نور نظر کو میری آنکھون کے سامنے زخمی کیا یہ کہکے مرکب استر مالا کبود فرنگی کو اوڑایا طنبورہ بجا گوگوڑے بھی

بڑھے صفون کو درہم و برہم کرتے ہوئے چلے نور الدہر نے جو علم شاہ کو آتے ہوئے دیکھا پہلو سے
نعرہ کیا کہ حضور مجھسے مقابلہ کیجیے ادھر آپ کہان جاتے ہین کیا اوس ضعیف کو جرأت دکھاتے
ہین جوانون سے آنکھ چار کیجیے علم شاہ کو جو نور الدہر نے ٹوکا مثل شعلہ جوالہ پلٹ پڑے
آوازدی او چھوکرے تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی آج تجکو بے قتل کیے نہ چھوڑونگا مگر ہائے بھائی
بدیع الزمان کو کیا منھہ دکھاؤنگا فرمائینگے میرے کلیجہ پر چھری پھیردی رستم کی آنکھون سے
آنسو جاری تیغہ کپتان فرنگی دست زبردست مین کھنچا ہوا جو سردار سامنے آیا علف شمشیر آبدار
ہوا ہر ایک سرکش بیکار رہا عمرو نے جو یہ معرکہ دور سے دیکھا گھبرا گیا سوچا کہ اگر علم شاہ اور
نور الدہر سے مقابلہ ہوا وہ اپنے زمانے کا رستم صاحب شوکت وحشتم ہے نور الدہر کو مار ڈالے گا
یہ سوچ کر چالاک کو آوازدی کئی ہزار عیار سمٹ کر آئے عمرو نے کہا یارو جو شب کو صلاح کی تھی
اوس کا ظہور ہو دل بادشاہ لشکر اسلام کا مسرور ہو یہ سنتے ہی کئی ہزار بیک بچون کو چالاک
لیکر چلا ایک کمیدان سے اشارہ کیا نور الدہر کو بڑھکر ٹوک دے جب وہ تیرے مقابلے مین
آکے وار کرنا لگا کر طرف نخلستان کے لاؤ مین کمندون مین گرفتار کرلون کمیدان نے یہی کیا
سیاہہ دکھا کر بھاگا نور الدہر نے اُس کا پیچھا کیا جب قریب نخلستان کے پہونچے چار سے حلقہ
چار جانب سے نور الدہر پر پڑا بندھ کر گرنے از روے بلوے کے ان کو گرفتار کر لیا ادھر جو اہرن
عمرو نے یہی فقرہ لندھور کے ساتھ کیا جب دونون افسر گرفتار ہوئے عیار ان کو لے بھاگے
فوراً مطوق و مسلسل کر کے قیدخانے مین بھیجا لشکر کو قتل کرنا شروع کیا عین گرمی جنگ مین
صاحبقران زمان مع قاسم نوجوان و قدح شاداب جلیہ گروکا وُس فیل سر آکر پہونچے
مغلوبہ دیکھکر شریک جنگ ہوئے بدیع الماس جو تلاش قاسم گئے تھے وہ خبر سنکر آگئے ہمراہیان
نور الدہر و لندھور خوب قتل ہوئے آخر شکست فاش کھا کر بھاگے سمت خورشید نگار روانہ
ہوکے دربار خورشید مین اس تمام کیفیت کو بیان کیا کہ مسلمانون نے عاجز ہوکر لندھور و
نور الدہر کو بعیاری پکڑ لیا خورشید روشن تن کو جلال آیا کہا سپہ سالاران بدولت کو کون
گرفتار کرسکتا ہے فلان قصر مین آرام فرمارہے ہین بختیارک کو اشارہ ہوا جاکے بیدار کرد
بختیارک ان شعبدون کو دیکھکر بہت حیران ہے جس قصر کا خورشید نے پتہ دیا تھا اوس مین جاکر

دیکھا دونون شیر پڑے سو رہے ہین بختیارک نے بیدار کیا نورالدہر و لندھور آنکھین ملتے ہوئے اٹھے بختیارک نے کہا چلو خداوند یاد فرماتے ہین نورالدہر و لندھور دربار خورشید مین آئے دونون نے سجدے کیے خورشید نے خلعت دیے ارشاد فرمایا اے سپہ سالاران ما بدولت اب تم دربار مین حاضر رہو قدرت اون کی تدبیر کرلین گے یہ کہکے کچھ فکر کرنے لگا یہان سے صاحبقران لڑائی فتح کرکے بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے دل کو بخوبی اطمینان ہے کہ نورالدہر و لندھور دونون قیدخانے مین قید ہین صبح کو تنبیہہ و تہدید کیجائے گی سردارون کی زخم دوزیان کرکے دربار برخاست کیا بوقت سحر دربار مین تشریف لائے سب سردار جمع ہوئے سب سے زیادہ بدیع الزمان بیقرار عرض کی قیدیان بلا کو طلب فرمایئے صاحبقران نے حکم دیا بہرام قیدخانہ مین آیا دیکھا دونون جوان منھ لپیٹے ہوئے رو رہے ہین بہرام زنجیر تھام کر باحتیاط تمام دونون کو دربار مین لایا دیکھا دونون منھ لپیٹے ہوئے ہین صاحبقران نے پکار کر فرمایا اے نورالدہر و لندھور محجوب نہو منھ کھولو دونون نے چہرے اپنے کھولے تمام اہالیان دربار نے دیکھا لندھور و نورالدہر کہان جمہور و فرامرز عماد مغربی مسلسل و مطوق سامنے کھڑے ہین رو رو کر کہا غلامون نے کیا خطا کی صاحبقران نہایت محجوب ہوئے جلد ہتھکڑیان و بیڑیان کٹوائین اوس وقت دربار مین کوکب روشن ضمیر بھی موجود تھے او ٹھکر قدمون پر صاحبقران کے گر پڑے کہا اے شہریار اس بیجیا کا آپ نے شعبدہ دیکھا لندھور و نورالدہر کو نکال لے گیا برائے خدا اس اقلیم مین جانے کا ارادہ نہ کیجیے صاحبقران نے فرمایا اے یار وفادار ایک پارۂ جگر دوسرا رفیق نامور یہ دونون شیر نر جاکر مبتلائے بلا ہوئے نہین معلوم اُن پر کیا گذرتی ہوگی کیونکر ممکن ہے کہ اس طرف جانے سے باز آؤن جو منظور پروردگار ہوگا وہی ہوگا ہر چند اُس نے شعبدے کامل دکھائے مگر یہ حقیر پر تقصیر اپنے ارادے سے باز نہین آئے گا اے کوکب نامور ایک زمانہ وہ تھا کہ بیجیا زمرد شاہ باختری نے دعوی خدائی کیے اور قیطولات پر رہتا تھا ایک کرور چراسی لاکھ سوار پیدل کی چھاؤنی رہتی تھی خود گنبد گیتی نما مین رہتا تھا بقول شخصے ہوا سے باتین کرتا تھا اس بیجیا کی صورت نحس دیکھنا محال تھا کیا قیامت تھی کہ بعد سال بھر کے حشر برپا کرتا تھا اپنے معتقدون کو قیطول سے صورت دکھانے آتا تھا جاہ و جلال اس کا دیکھکر بہرام فلک تھراتا تھا گمان یہ تھا کہ جو ہم اس سے

مقابلہ کرین گے اس فوج دریا موج کے سامنے کیونکر تھمین گے بارہ سال کامل ملک باختر پر لڑائی
بڑی عنایت خدا سے اس کو شکست دی ملک بملک بھاگا اُن مقامون پر پہونچا کہ جہان طائر وہم
و خیال کا کبھی گذر نہ تھا مثل زبرجد نگار و ملک فرعونیہ و غلطی آبا دمین عہد کر چکا تھا کہ بدون قتل
لقا واپس نہ ہونگا اون مقامات پر پہونچ گیا اور توانائی رب اکبر سے وہ ملک تسخیر ہوئے
جب یہ ہزار شکل چرخ گردان مین گیا ہے اے برادر اس ملعون کے عجائب و غرائب قابل بیان
نہین ہین قریب تھا کہ میرے اعتقاد مین فتور آئے مگر پروردگار نے مدد کی شیطان رہزن
دین و ایمان نہ ہونے پایا اوس پر بھی غالب ہوا بیس برس ہفت ہشت برس رہا مین لڑائی رہی یہان بھی
پروردگار نے مظفر و منصور کیا غیر ممکن ہے کہ تعاقب لقا مین نہ جاؤن یہ شعر ہر وقت ورد زبان ہے
شعر یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید ٭ دست از طلب ندارم تا کار من برآید ٭ جس دن
اوس کو قتل کرونگا ترک دنیا کرکے خانہ کعبہ مین جاکر مصروف خدمت گذاری پیغمبر آخر الزمان ہونگا
اگر اسی راہ مین قضا ہے بندہ مجبور و لاچار ہے اختیار مشیت پروردگار کو ہے کوکب نے سر جھکا لیا کوکب
نے عرض کی کہ اے شہریار غلام اس اقلیم کے حالات سے آگاہ نہین ہے اس طرف کبھی آنے کا
بھی اتفاق نہین ہوا غلام خدمت فیض درجت مین حاضر ہے بسم اللہ حضور نے بہت بجا سے
ارشاد فرمایا کہ ایسے شیران دشت نبرد جا کر اس نامرد کے دام تزویر مین پھنس گئے کیونکر ہو سکتا
ہے کہ ہم زیادہ عرض کرین بسم اللہ سامان لشکر کشی ہو صاحبقران نے بلوا کر پہلوان
نادی کو حکم دیا کہ اٹھالا بارگاہ سلیمانی بالچلے اسی وقت بحکم صاحبقران عالی نشان لشکر
بصد کر و فر تیار ہوا فرد ۔ لد ایش خیمہ بصد دھوم دھام ٭ کہ غلغلہ پڑی بر سر روم و شام ٭
کوکب نے بھی لشکر ساحران کو آراستہ کیا ملکہ بہار و مخمور و باغبان وغیرہ بھی ہمراہ ہین ان
سب نے اپنے اپنے لشکر مین بکیفیت تمام آراستگی کی اثنا دریافت ہوا کہ دس منزل کے بعد ایک
قبیلہ ہے کہ خورشید روشن تن نے اوس کو سرکش لقب دیا ہے بہزاد سرکش و فولاد و جدادہ
و نعمان وغیرہ بارہ بھائی کوئی سپہ سالار کوئی بادشاہ کوئی وزیر آپس مین قرار پایا ہے انھین کی
عملداری ہے مشہور ہے کہ وہ کسی کو طرف ملک خورشید نگار کے نہین جانے دیتے راہ مین روک لیتے ہین
بڑے بڑے دھوکے دیتے ہین صاحبقران نے فرمایا مجکو خورشید نگار جانا واجب و لازم ہے

چور و کے گا اوس کو جواب دین گے بعد قطع منازل و طے مراحل لشکر صاحبقران کا ایک صحرائے سبزہ زار
نواح دلکشا مین آیا کہ وہ جنگل نمونہ قدرت پروردگار تھا چار جانب عمل موسم بہار تھا گوڑیا لا
کھلا ہوا جانوران ہوائی بصد رعنائی مصروف زمزمہ سرائی ہوا کا اعتدال ہر شاخ نخل رشک ہلال
ہر برگ غیرت آفتاب زلف سنبل کا پیچ و تاب نرگس شہلا کی دیکھ بھال آنکھوں کی گردش غیرت چشمان
غزال بہار مثل گلدستہ کے آراستہ طائران زمزمہ سرا بزبان بیزبانی صنعت باغبان قضا و قدر مین
مصروف اُس دشت مینو سواد مین خیر خواہان دولت نے بارگاہ سلیمانی کو استادہ کرایا جب فروکش
ہو چکے تو دور سے دیکھا غیر فصل مین آسمان پر ایک ابر چھایا ہے ابر سیاہ برق سے چشمک زنی کرتا ہے
نقارہ رعد نوازش مین برق تڑپنے کی کوشش مین ایک جانب آکر لشکر کوکب و جملہ ساحران
فروکش ہوا جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنی اپنی بارگاہون مین داخل ہوئے سفر کے لطف
حاصل ہوئے ایک خدمتگار نے آکر رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی کو کہا کہ اے شہریار یہان سے
تھوڑی دور پر ایک جانب ایک دیر کلان بنا ہوا ہے قریب اوس دیر کے آٹھ پہر ایک میلہ رہتا ہے
بڑی بڑی دور سے تاجران جلیل لاکھون روپیہ کا مال لے کر آتے ہین نفع کثیر اُٹھاتے ہین بعض
نے اس مقام پر گھر بنوا لیے ہین سالہا سال رہتے ہین ایک جانب ایک غار عظیم الشان ہے
ایک آتشکدہ روشن ہے ہزارہا من لکڑیان اس مین پڑتی ہین نہین معلوم اوس آتش افروزی سے
کیا مراد ہے سامنے دیر کے جا کر پوجا پاٹ کرتے ہین فرامرز عاد مغربی یہ خبر سنکر میلہ کا مشتاق ہوا
یہ بھی گمان غالب ہے کہ آج ہی صاحبقران آکر اُترے ہین بارگاہ سلیمانی مین دربار شاہی
نہ ہوگا برائے چند ساعت جا کر یہ میلہ بھی دیکھ آیئے یہ بھی ثابت ہو جائے گا یہان کا کون حاکم و
ناظم ہے لشکر شہنشاہی اقلیم خورشید نگار کا عازم ہے ابھی تو وہ مقام بہت دور ہے برائے
لندھور و نور الدہر قلب ناصبور ہے پروردگار وہ بھی دن دکھائے کہ وہ شیر دام مکر سے اوس دنیا صفت
کے رہا ہو کر ہم سب سے آملین غنچہ آرزو کھلین یا شاید پھر وہ ملعون ان شیرون سے ہمارا مقابلہ
کرائے چند مصاحب ہمراہ ہین سہیل عیار بھی ساتھ ہوا مسلح و مکمل ہو کر میلے کی سیر کو چلے سہیل عیار
مغربی عیار نے بطور قاعدہ عرض کی کہ حضور غیر اقلیم مین تشریف لائے صاحبقران زمان سے
دریافت کر لیجیے شاید کوئی افتاد پڑے یا کوئی میلے مین آنے کو روکے حضور کو تاب

نہ ہوگی فساد پڑ جائے صاحبقران زمان کے خلاف فرامرز نے کہا مین تو ابھی واپس آؤن گا
دربار کے وقت تک پہونچ جاؤن گا یہ کہا یک مرکب کو مہمیز کیا جب صحرائے سبزہ زار سے نکلے
دیکھا حقیقت مین کئی فرسخ کے گرد مین میلہ آراستہ و پیراستہ ہے صراف بزاز جوہری بازار نہایت
قاعدے سے درست دوکاندار چالاک و چست بازار کھلے ہوئے دوکاندار خرید و فروخت پر تلے
ہوئے شور اکھنک رہا ہے گرم بازاری دلالون کی بول چال ہر خورد و کلان خوش حال ایک جانب
میکدے آراستہ ہین پیر مغان بصد شوکت و شان ذیشان مسند پر ساقی بکف جام ہائے
بادہ گلرنگ بصد ناز و ادا ہاتھ مین لیے صدائین لگا رہے ہین شعر شراب شوق سے مت ڈر رنگیلے
رے سر کی قسم اک جام پی لے ٭ فرد ساقیا وہ برانڈی اب ڈھلکا ٭ کہ آگ اڑتا ہو جس کی بوتل کا ٭
ان ساقیان گلرخسار نے جس سے نگاہ نشیلی چار کی مست بادہ محبت ہوکر جلسے مین آ بیٹھا لاؤ لاؤ
کرنے لگا ایک ہی جام مین مست ہوکر ناچ رہا ہے کوئی گاتا ہے نشے مین شراب کے تانین لگاتا ہے
کوئی لڑکھڑا کر گرا ساقی کا نام لیکر سنبھلا ہنگامہ عظیم برپا ہے جام ارغوانی گردش مین صدائے
ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند مست و بدمست ہر خود پسند دور شراب کا ہنگامہ دختر رز کا
ایک ایک سے لڑنا برانڈی سے جس نے منھ لگایا اوس کی شامت آئی کمی بیسوا ہے پہلے مزہ
دکھاتی ہے پھر اپنے طالب کو جوتیان کھلواتی ہے ایک جانب طرے جڑ رہے ہین کونڈی سونٹے
کی پکار سبز بختون کی للکار سبزی گھٹ رہی ہے یہ شعر آبدار کسی جوان سبز بخت کا نظم کیا ہوا ہمدم
پڑھتے ہین فرد جب سے ہوا ہے عشق کسی سبزہ رنگ کا ٭ چھوٹی شراب سرخ ہوا شوق بھنگ کا ٭ ایک جانب
بھنگڑیون کی دوکانین بالین استاد ہین معشوقان پری چہرہ فن دلربائی مین استاد ہین عاشقان
دمساز دل مین سوز و گداز تخت پر آ بیٹھے دو گنڈے پھینکے آواز دی جانجہان پیڑو پر کی بلانا
کوئی تڑہ سا لچھان کا جما و سوکھی نہ سُنا و ایک جانب ڈھاک کے بگل جل رہے ہین چلم بھرنے والا
آتش محبت کا جلا ہوا ساقن کا عاشق قدیم پہلے مال کھلایا مفلس ہوکر چلمین بھرنے لگا اوس نے
پھونک کر آگ جمائی سنہرہ حقہ سرخ نیچہ ساقن نے لو میان کہکر حقہ دیا پینے والے نے مسکرا کر جواب دیا
پیاری ذرا منھ تو لگا دو جوانون کو نشہ ہو ساقن نے بڑی خاطر کی روز کے آنے والے ہین تو
منھ لگا دیا ورنہ یہ کب منھ لگاتی ہین دمساز شعبدہ باز جوان کے ہاتھ مین جو حقہ آیا اکڑ گئے دم بڑا

یہ شعر پڑھا شعر نہ آزاہد کے دم مین کھینچ دم چرسون کا رندون مین ٭ پیارے دم ہی بھر کا فرق ہے مردے و زندون مین ٭ دیگر نہ آزاہد کے دم مین تو اگرچہ دھن کا پکا ہے ٭ بہشت اک باغ ہے دوزخ بھی اک شرعی دھڑکا ہے ٭ جوانون کے دم پڑرہے ہین ساقن سے نگاہین ملاکر اکڑ رہے ہین لیتے ایک جانب بیٹھے ہین پینے والے نے جب حقہ بڑھایا ان کا ہاتھ پڑا صدہا دم لگائے نشہ نہین ہوتا آپس مین چرچا ہے کہ سردم مارتے تو نشہ ہوتا تکمہ تکمہ لڑا کے چلم بھروائی ایکی تو بھائی سردم لگائین ایک جانب گانجہ پینے والے گانجہ کی کلی نکالے ہتھیلی پر ملکر تیار کیا ہتھیلی پر سرخ دھبہ روسیاہی کا نشان کھانسی کھڑے سے حیران پریشان دم لگانے مین کھانسی چلی آتی ہے دوسرے نے کہا کیون راجہ مہراگانہ کیا کہتا ہے اُس نے جواب دیا ہم ہمیشہ کے رازدار ہین گانجہ کے یہ نقش و نگار ہین دمبدم یہی کہتا ہے ارے پینے والے کیون جفا سہتا ہے کھانسی کردون کھرا کردون نہ مرے تو مین کیا کرون ایک جانب خیمہ ہائے زرنگار بہ تکلف تمام آراستہ ہین اون مین کسبیان خوش نسرد تماش بینون کی زینت پھلو پھولون کے زیور مین لدی ہوئی عروس شب اول بنی ہوئی مجرے ہو رہے ہین جوانان خوش رو کا جماؤ ایک شوخ دیدہ خوش مزاج تماش بینون کا سرتاج نشہ شباب سے مست خودبین و خودپرست جو صحبت مین آیا دام زلف عنبرین مین پھنسا اس دام سے نکلنا دشوار ہے عاشقان صادق مجبور و لاچار فرامرز عاد مغربی محو تماشا سیر بازارون کی کرتا ہوا یہ بھی دیکھتا کہ ایک جانب صحرا مین آگ روشن ہے صدہا جوان اپنے کو اوس آگ مین گرا رہے ہین عذاب جہنم اپنی گردن پر لیتے ہین فرامرز نے سامنے دیکھا ایک دیر کلان بنا ہوا ہے سر دیر پہ ہزارہا تصویرین سنگ و خشت کی بنی ہوئی ہین اندر دیر کے ایک تخت کلان اوس تخت پر ایک سونے کا پتلہ گرد صدہا گھنٹے نواز ناقوس نواز بجا کر بھجن صفت خورشید روشن تن مین گا رہے ہین مجاور اوس دیر کا ایک تاجدار موسوم بہ بیداد سرکش در دیر پر ٹہل رہا ہے جیسے ہی فرامرز کو دیکھا نعرہ کیا اے رستم سرزمین مغرب اپنی عمر کو ضائع کیا حمزہ کے بہکانے سے مسلمان ہوا آج تیری تقدیر نے مدد کی زیارت تصویر خداوند روشن تن کی میسر ہوئی یا تو سجدہ کر لیکن قلب تیرا صاف نہین ہے آلائش دنیوی مین مبتلا ہے دام مکر مسلمانان مین پھنسا ہے آگ مین اپنے کو گرا دے کہ نجاست جل جائے طیب و طاہر ہو کر خدمت خداوند مین حاضر ہو قدرت دوبارہ پتلہ بنا کر روح پاک صاف پھونکین گے

خبردار تامل و تساہل نہ کرنا پھر ایسا موقع ہاتھ نہ آئے گا تا روز قیامت پچھتائے گا ہدایت کرنا اپنا کام
ہے بیداد سرکش نام ہے خداوند روشن تن نے برائے گم گشتگان وادی ضلالت ہم کو اس
مقام پر مقرر کیا چشم بصیرت وا کر آگ کی جانب نگاہ اوٹھا گر دیکھ جمال خداوندی نظر آئے گا
ظاہر مین جل جائے گا باطن مین مرتبہ طہارت پائے گا اس بیحیا نے اس جور سے یہ کلمات حسرت آیات کہے
فرامرز نے بہ نگاہ حسرت طرف اوس آگ کے دیکھا نہین معلوم اس آتش خو شعلہ مزاج کو کیا معلوم ہوا فریاد
کرتا ہوا مع چند رفقا اوس آگ کی جانب دوڑا جب قریب آگ کے گھوڑا پہونچا گرمی سے آگ کی
مرکب تڑپنے لگا فرامرز نے غصے مین کوڑا مارا مرکب تڑپ کر آگ مین جا پڑا رفقا نے بھی
ہائے آقا کہکر اپنے کو آگ مین گرا دیا چند شعلہ ہائے آتش بلند ہوئے یہ جوانان شیردل جل کر
خاک ہوئے سہیل عیار عرصہ دراز تک مصیبت پر اپنے آقا کی رویا پھر خاک اوڑاتا ہوا
طرف لشکر کے چلا قضائے کار جمہور رجالہور طرطوس بہادر شاہنشاہ تیرزن پسر خواندہ صاحبقران
ہم چشم فرامرز نوجوان اپنی بارگاہ سے نکل کر سیر صحرا دیکھ رہا ہے رونے کی آواز کان مین آئی
دیکھا سہیل عیار خاک اوڑاتا ہوا آتا ہے اس قدر بیتاب ہو کر روتا ہے کہ دل سنگ ملتہب ہوتا ہے
جمہور نے بڑھکر پوچھا اے سہیل خیر تو ہے تجکو انتہا کا بیقرار پاتا ہون تیرے رونے سے بہت گھبراتا
ہون جلد بیان کر آقا آقا کہکے روتا ہے اوس شیر بیشہ جرأت پر کیا گذری سہیل نے رو رو کر تمام کیفیت
بیان کی اے شہریار مین نے یہ تاثیر کبھی کسی کی زبان مین نہ دیکھی تھی اس طرح اس بیحیا نے کہا یہ پھر لپک کر
آگ مین جا رہا مصاحبون نے منھ رفاقت سے نہ موڑا اس سات مصاحبون نے بھی ساتھ دیا سب
جل کر خاک ہوئے یہ سنکر جمہور بیقرار ہو گیا ہائے بھائی کہکر پشت مرکب پر سوار ہوا یہ بھی ملک
طرطوس کا شاہزادہ ہے بارہ چودہ رفقا ساتھ ہوئے شہریار شہریار کہتے ہوئے چلے جمہور
پلٹ کر جواب بھی نہین دیتا گھوڑے کو زیادہ مہمیز کیا سہیل گھبرا گیا اپنے آقا کے بھی غم کو بھول گیا قصد تھا
کہ خدمت صاحبقران مین جاؤن اس احوال مصیبت مآل کو بیان کرون اب نہ جا سکا تعاقب مین
جمہور کے چلا جمہور جوشان خروشان ہائے بھائی ہائے بھائی کہتا ہوا اس میلہ مین پہونچا میلہ دیکھنا
کیسا دیر کی جانب غصے مین چلا قصد یہ ہے کہ تخت اوس ملعون کا جا کر الٹ دون اس بیداد
سرکش کو مٹا دون اوسی جوش و خروش مین سامنے دیر کے پہونچا بیداد سرکش نے دیکھتے ہی

آواز دی اے جوان رعنا اس شیر کو دین مین کر موافق اس مضمون کے کاربند ہو شعر اے دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری ٭ شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود ٭ اپنے کو پاس اپنے بھائی کے پہونچا طیب و طاہر ہو جا یہ دن کس کو نصیب ہوتا ہے کیون اسکے واسطے روتا ہے اس کو بڑا مرتبہ اعلیٰ ملا خدمت خداوندمین پہونچا خبردار عرصہ نہ کر ورنہ پچھتائے گا وقت گذر جائے گا اس طرح اُس بیجانے کہا کہ جمہور بھی مبہوت ہوا یا تو یہ ارادہ تھا کہ جاکر تخت اُلٹ دون دیر کو پست کرون نامردون کو شکست دون صدائے بیداد سرکش سے آنکھین سرخ و لولہ مین گھبرایا ہوا کچھ جواب نہ دے سکا طرف آگ کے گھوڑے کو پھیرا کر چلا گھوڑے پر کوڑے مارتا ہوا سہیل نے پہلو سے آواز دی اے پہلوان دوران آپ معاوضۂ خون فرامرز لینے آئے تھے طرف آگ کے کہان جاتے ہین آگ کا کام جلا دینا ہے پلٹ پڑیے چل کر اپنے آقا صاحبقران سے اطلاع کیجیے کا شکے کسی سے لڑبھڑ کے جان دیتے یہ بیکار آگ مین گر کے مرنا کیسی خرابی ہے ہر چند سہیل نے بکار امنت و خوشامد کی اور صاحبقران کی قسم بھی دی جمہور نے سہیل کو جھڑک دیا اور زیادہ گھوڑے کو مہمیز کیا سہیل دور رہا نہ نگاہ حسرت دیکھا کیا کہ جمہور مع بارہ مصاحبون کے اس دریائے آتش سوزان مین گر گیا چونکہ یہ مقام میلے کا قریب تھا سلطان بخت مغربی و قارون مغربی و عبدالقہار حلبی و عبدالجبار حلبی وغیرہ چالیس سردار جو خبر میلے کی سنکر گیا سامنے دیر کے پہونچا بیداد سرکش نے ترغیب دی وہ کلمات پر تاثیر ہین جس کو اُس نے پکار کر آواز دی فوراً جاکر آگ مین گر گیا صاحبقران زمان کو ہرکارون نے یہ خبر پہونچائی کہ آپ کے چالیس سردار آگ مین جاکر گر گئے اسی وقت بارگاہ شاہی مین کوکب روشن ضمیر بھی موجود تھے تھرا کر کہا اے شہریار مین نے عرض کیا دیکھیے شعبدے و نیرنجات ظاہر ہوئے ہین عرض کرتا ہون بخوف انتشار شاہنشاہی عرض کیا تھا اب اطلاع دیتا ہون جس روز سے غلام یہان آیا علم کہانت بالکل فراموش ہو گیا حضور اسم اعظم یاد کرین کیا تعجب ہے کہ اسم بھی بند ہو گیا ہو صاحبقران زمان نے جو خیال کیا اسم اعظم بھی بالکل فراموش تھا یہ اشارہ کوکب سے کہا حقیقت مین اسم اعظم فراموش ہوا اگر مین ظاہر کرونگا تو اہالیان لشکر کو انتشار ہوگا کوکب نے سر جھکا لیا کہا اے شہریار خدا ہاتھ سے اس بے حیا کے لشکر کو محفوظ رکھے ہر طرح کے مقدمات بطور نجوم دریافت کیے جاتے ہین اسی یہ

ہمکو ناز تھا وہ یکایک قبضے سے نکل گیا دیکھیے اس بیچارے کیا گذرتی ہے امیر نے فرمایا ہم اتبک نہ سمجھے تھے کہ یہ دربند خورشید نگار ہے اب برائے قبیلہ سرکشان تنبیہہ و تہدید ضرور ہے کوئی بات کا صاحبقران زمان کی جواب نہ دے سکا امیر منشی سیف ذوالیدین کو بلایا حکم دیا ایک نامہ بہ مضمون خوب بعبارت مرغوب برائے تنبیہہ و تہدید قبیلہ سرکشان تحریر کرکے کل صبح کے دربار مین حاضر کرو سیف ذوالیدین نے بموجب ارشاد فیض بنیاد نامہ بطریق قدیم تحریر کرکے بوقت دربار حاضر کیا صاحبقران نے ملاحظہ فرماکر جو الفاظ کہ خلاف شان تھے وہ کاٹ دیے کچھ الفاظ اپنے قلم فیض رقم سے درج فرمائے سیف نے اوس کو اب صاف کیا مقبل وفادار کو حکم دیا مقبل نے چوکی وسط بارگاہ حشامی مین بچھادی سپر و شمشیر و خلعت سلیمانی و جام کلۂ عنصریت پر از شربت نبات بٹرایان کا لاکر رکھدیا نامہ بھی اوسی چوکی پر رکھا گیا کوکب خاموش ہین اس مقدمہ مین صاحبقران سے عرض نہین کر سکتا مزاج صاحبقران سے بھی آگاہ ہوچکا کہ ہر مقدمہ مین اپنے قواعد کو مقدم کرتے ہین پکار کر آواز دی اے غازیان دیندار و اے مجاہدین تہور شعار ازطرف قبیلہ سرکشان بدعت شروع ہوگئی ہے چالیس سردار میرے جاکر آگ مین گر گئے لشکر مین منادی کرادی کہ اب کوئی سیر کو لشکر سے نہ نکلے اوس شعبدہ باز کی تنبیہہ کو یہ نامہ تیار کیا گیا ہے چاہتا ہون کہ ایک شیر زیہ نامہ فیض شمامہ سلطان گیتی ستان کا بارگاہ بیداد سرکش مین لیجائے قواعد سے میرے نامہ کے سب صاحب بخوبی واقف ہین کہ نامہ افسر کے ہاتھ مین دیا جائے کسی طرح تحریر شاہنشاہی ذلیل نہ ہونے پائے زرنشار ہو تعظیم و تکریم نامہ ضرور ہے جواب باصواب لیکر آئے ساحر و غیر ساحر دربار صاحبقران مین جمع ہین سب نے سر جھکا لیا آپس مین اشارے کر رہے ہین صاحبقران یہ کیا کرتے ہین ایسا صاحب عجائب و غرائب یہان کا حاکم ہے وہ استقبال وغیرہ کاہے کو کرے گا جس نے علم نجوم کو کب و آسم اعظم صاحبقران بے لڑے بھڑے بند کر لیا نہین معلوم کس طور سے پیش آئے بس جانا مناسب وقت نہین ہے صاحبقران نے پھر آواز دی کسی ساحر و غیر ساحر نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ گھبرا کر سر جھکا لیا تیسری مرتبہ صاحبقران ذی تغیظ و غضب تمام آواز دی اے سرداران صف شکن و اے تہور شعاران تیغ زن آپ لوگ خوب آگاہ ہین کہ مین نے اسی دن کے لیے عہدۂ سلطنت نہین قبول کیا

زے مین سپاہیون کا کام کرتا ہون اپنی حقیقت خوب پہچانتا ہون اپنے کو تین روپے کے پیادے
سے کمتر جانتا ہون یہ نامہ طرف سے سعد بن قباد کے ہے خود شاہنشاہ کا نامہ دار بن کے
جاؤن گا انشاء اللہ جواب باصواب لاؤن گا آپ لوگون کے واسطے اس مین بھی باعث حجاب ہوگا
لوگ کہین گے کوئی سردار لشکر مین صاحبقران کے ایسا نہ تھا کہ برسم ایلچی گری نامہ لیکر آتا اب
یہ حقیر آواز نہ دے گا یہ فرما کر قبضہ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا قصد ہوا کہ دنگل آصفی سے اُٹھین اُسوقت
بقدر روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان یہ سوچ کر اپنے دنگل سے اُٹھا کہ اے
ایرج وقت جانبازی و سرفروشی ہے اتنے بڑے دربار مین نام کر جو اس کار مشکل کا سرانجام کرے
دنگل سے اوٹھکر جام نوش کیا بیڑا اوٹھایا خلعت زیب جسم کیا پکار کر آواز دی اے جد عالی تبار آپ
تکلیف نفرمائین اس خدمت کو غلام بجالائے گا سر ہیچ کے کام کرنا دشوار ہے سر قدم اقدس پر نثار ہے عملشاہ
و قاسم کلیجہ تھام کر رہ گئے کچھ نہ کہہ سکے ایرج نے ایک شب کی مہلت لی شب بھر مین تیاری کی تمام
درج کو وردیان بانٹین صاحبقران مع جملہ سرداران نامی ایک بلندی پر آکر بیٹھے ہین آمد
ایرج کا انتظار کر رہے ہین کہ سامنے سے دیکھا ایرج نوجوان دریائے سلح مین غوطہ مارے ہوئے
پہلو مین ضیلم زنگی و فیلم زنگی و عوجان دریاباری و سام بن عوجان دریاباری وغیرہ چار سے
سرداران پشت پر بارہ ہزار سواران جرار دریائے سلاح مین غوطہ زن برعب و دبدبہ آراستہ و پیراستہ
روشن چوکی بجتی ہوئی نقارخانہ نوازش مین اس شوکت و شان سے نمایان ہوا آکر گھوڑے سے
کود اسپ بزرگون کو سلام کیا شوکت دست لنا ایرج دیکھکر سب نے دعای جان درازی دی کوکب روشن ضمیر
کر عاشق جمال ایرج نوجوان ہے بران شمشیر زن سے نسبت پختہ ہو چکی ہے بیقرار ہو کر
اپنے مقام سے اوٹھا جوش و محبت مین فرزند کہکے گلے سے لگا لیا اپنے گلے سے موتیون کا مالا اوتارا
گلے مین ایرج کے پہنا دیا خلعت رخصتی سرکار شاہنشاہی سے مرحمت ہوا ایرج نے آستینین
چڑھائین دامن گردان کر پشت کرہ بی انتقرہ پہ سوار ہوا صاف ثابت ہوتا تھا کہ برج ہمن ماہتابان گرد
بحجوم سیارگان یا دولہا برات سجے ہوئے جاتا ہے ہر شخص دعائین دے رہا ہے ہر خورد و کلان
اوس صاحب جمال کا نیدیدار ہو کر کہتا ہے کہ اے پروردگار اس شیر دلیر کو چشم زخم سے بچانا بخیر و عافیت
اس کا جمال دکھانا کوکب نے تو کلیجہ تھام لیا عملشاہ و قاسم قریب کر گئے کچھ صاحبقران زبان سے

نہ کہہ سکے کہ ہم بھی اپنے فرزند کے ساتھ جائین اسی طرح خوشی خوشی گھوڑا اوڑاتا ہوا نظرون سے
سب کے مخفی ہوا صاحبقران رنجیدہ و کبیدہ اٹھکر بارگاہ خشامی مین آئے ایرج کو رخصت تو دیدی
مگر دل پر ہجوم لشکر اندوہ و الم و گرفتار محبس مصیبت و غم ذنگل پر ایرج کے سناٹا پڑا ہے سب سردار
خاموش دریائے حیرت و عبرت کا جوش یہی چرچا ہے کہ اس ظالم اظلم شعبدہ باز سے پروردگار اس
شیر کو بچائے صاحبقران نے ہرکارون کو حکم دیا دمبدم کی خبر پہونچاؤ عیارون کی ڈاک بیٹھ گئی مگر ایرج
نوجوان بصد شوکت و شان گھوڑا دوڑاتا ہوا مسافے کو طے کر کے قریب قلعہ سرکشان پہونچا بیداد سرکش
دبہزاد و فولاد و شداد و نعمان وغیرہ اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ شاہزادہ ایرج نوجوان کو صاحبقران زمان نے برسم ایلچی گری روانہ کیا ہے ایلچی قلعہ مین
داخل ہو چکا بصد کر و فر ظلم بیداد کرتا ہوا آتا ہے جو نخل راہ مین ملے قلم کیے جھنڈے بازارون کے
گروا دیے نعمان سرکش نے کہا اے برادر بیداد اگر حکم ہو تو جا کر ایلچی کو روکین ہم کیا کسی سے پایہ
کمی کا رکھتے ہین ہمارے قلعہ مین یہ ظلم جو بیداد نخل کیون قلم کیے جھنڈے تمام بازارون کے
سرنگون ہو گئے بیداد نے کہا اے برادر نعمان شاہان اولوالعزم نے یہ طریقہ رکھا ہے کتابون مین
جا بجا یہ لکھدیا ہے کہ ایلچی را زوالے نیست ایلچی کو باعزاز تمام استقبال کر کے ہمارے دربار مین لاؤ
خبردار کسی طرح کا ایلچی کو ملال نہ پہونچے ہم صاحب ایلچی سے سمجھ لین گے نعمان و فولاد و شمشاد
تین بھائی واسطے استقبال ایرج نوجوان کے چلے ایرج عالیشان چوک مین پہونچا ہے کہ یہ سرداران
مذکور پہونچے آتے ہی ایرج کو سلام کیا نہایت تکلف سے رکاب کو بوسہ دیا کہا ہمارے
بھائی صاحب بیداد سرکش حضور کے قدوم میمنت لزوم کے مشتاق ہین ایرج ان کے خلق و
اخلاق سے نہایت محجوب ہوا عیارون بھائیون نے چارجانب سے گھیر لیا یہ لطف و کیفیت و باآبرو دے
تمام اس خوش انجام کو طرف دربار شاہی کے لیکر چلے جب ایرج قریب بارگاہ پہونچے بیداد سرکش
کہ سب پر سلطنت کرتا ہے تا دربارگاہ ایرج نوجوان کے لینے کو آیا اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین پہونچایا
ایرج کو دیکھکر سب سردار اپنے مقام سے اٹھے قریب پایہ چہارم تخت ذنگل یاقوت احمر بچھا رکھا تھا
ایرج کو اوس ذنگل پر جگہ دی اس قدر ادب کیا کہ خود تخت پر نہ بیٹھا فوراً ساقی بچون کو طلب کیا
ساقی بچون نے جام لاکر پیش کیا ایرج نے الٹا ہاتھ مارا کہ جام زمین پر گر کر چور چور ہوا بیداد نے عرض

کی کیون اے شہریار کیا خلاف گذرا ایرج نے کہا ہم کافر کی شراب نہ پئین گے بیداد نے کہا
حضور کو اختیار ہے مین نے بطور مدارات پیش کیا اب ظاہر ہو باعث تشریف آوری کیا ہوا
ایرج نے پکار کر آواز دی منم نامہ دار و منم نامہ دار سلطان گیتی ستان کا نامہ لیکر آیا ہون بیداد نے
عرض کی بسر و چشم نامہ مرحمت فرمایئے ایرج نے کہا اس نامہ کے ساتھ چند شرطین ہین بیداد نے عرض
کی ارشاد ارشاد ایرج نے کہا شرط اول یہ ہے کہ ایک پیسے سے لاکھ روپیہ تک جو کچھ تمکو میسر ہو
نامہ شہنشاہی پر نثار کرو یہ سنتے ہی بیداد سرکش نے وزرا کو حکم دیا پندرہ کشتیان پر از جواہر نفیس
لاکر سامنے حاضر کین عرض کی یہ برائے تصدق نامہ شاہنشاہی حاضر ہین ایرج نے کہا مین کیا اس کا
محتاج ہون غربا فقرا کو تقسیم کر دو بیداد نے دست بستہ عرض کی یہ حق و مال خواجہ عمرو کا ہے بیرون
قلعہ فلان نخل کے سایہ مین بشکل خدمتگار کھڑے ہین یہ کشتیان اُن کے پاس پہونچانا چاہیے ایرج
حیران ہو گیا کہ اس کو کیونکر معلوم ہو گیا حقیقت مین خواجہ بخوف نیرنج بازی قلعہ مین نہین آئے بیرون
قلعہ زیر نخل کھڑے ہین دیکھا دو پہلوانان تاجدار پندرہ کشتیان جواہرات کی مزدورون کے سر پر لیے
ہوئے آتے ہین خواجہ عمرو پریشان ہوئے اوس وزیر نے آکر جھک کے سلام کیا عرض کی اے شہنشاہ
اقلیم عیاری یہ حق آپ کا حاضر ہے عمرو نے کشتیان دیکھکر جواب دیا یار عمرو کہان ہین وزیر نے
عرض کی حضور ہی تو ہین اور حضور کیون انکار کرتے ہین صرف یہ کشتیان لیجیے خواجہ نے کہا خوشی
تمھاری وہ سب کشتیان مع تورے پوش لیکر نذر زنبیل کر لین آپ اور نخل کے نیچے جاکر کھڑے ہوئے
وزیر نے جاکر بیداد سے خبر کی حضور کشتیان خواجہ کو دیدین بیداد نے پوچھا شرط ثانی ارشاد ہو ایرج
نے کہا برائے تعظیم نامہ اوٹھو بیداد اوٹھ کھڑا ہوا نامہ کو سلام بھی کیا تعظیم بھی کی اب ایرج نے نامہ نکال کر
بیداد کے ہاتھ مین دیا مگر تاکید کہدیا اے بیداد سرکش یہ کاغذ کہنہ ہے اس پر زور نکرنا سر پر اسکے
ساتھ ہے بیداد نے کہا اے شہریار ہم نادان نہین ہین جواب باصواب دین گے یہ کہکر نامہ لیا میر منشی
سے کہا پڑھو میر منشی نے باواز بلند نامہ پڑھا اول تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی اسکے بعد مرقوم ہے
اے قبیلہ سرکشان چور ہمارا زمرد شاہ باختری تمھارے خداوند کے ملک مین جاکر چھپا ہے بہتر یہ ہے
کہ اس کو بلاکر ہمارے حوالے کر دو ورنہ مثل لقا اگر تم کو بھی دربدر خاک بسر نہ کیا تو نام اپنا زلزلہ
قاف ثانی سلیمان بنایا ہوگا بہتر یہ ہے کہ غاشیہ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند چاکران کمترین

خدمت فیضدرجت مین حاضر ہو خورشید روشن تن پر لعنت کرو شعبدہ بازی پر نازنہ کرنا چند
سردار جو میرے تمھارے شعبدہ بازی سحر سازی سے جاکر آگ مین گر گئے اُن کو تم سے لون گا نظم

دو شعلہ زیک تیغ دارم بجنگ — یکے نور صلح و دوم نار جنگ
ترا ہرچہ بایست کردن پیامم — حکایت برین ختم شد والسلام

بیداد نے جو یہ مضمون نامہ سنا سر ہلایا کہا اے شہریار ہمین
جنگ و صلح کا اختیار نہین کس کی ایسی آنکھ ہے کہ خداوند کو دیکھ سکے مگر تصویر خداوند جمشید دیرین
رکھی ہے جا سکے پاس تشریف لیچلیے سب امورات نیک و بد کا جواب ملتا ہے ایرج نے بسم اللہ کہکر
کہا چلیے اگر کچھ خلاف کلام کرے گا ایک قبضہ مارونگا کہ سر پھٹ جائے گا بیداد سرکش نے کہا وہ
خداوند آپ اون کے پیارے بندے جو مناسب جانین گے کرین گے بیداد سرکش ایرج نوجوان کے
ہمراہ ہوا اوس مقام پر آیا جہان دیر تعمیر ہے وہ سنہرا پتلا جو تخت پر بیٹھا ہے بڑا خوش تقریر ہے جیسے ہی
ایرج کو دیکھا پکار کر آواز دی اے بندۂ خاص الخاص ہمنے تیرے دادا کو یہ مرتبہ دیا کہ لوائے شوکت
اُس کا از پردۂ دنیا تا بہ قاف پہونچا تیرے ہاتھ سے باختر تسخیر کرایا اس عرصہ مین سردار ایرج قریب آگئے
دیکھا ایرج خاموش کھڑے ہین تصویر سونے کی باتین کر رہی ہے جب اوس نے کئی مرتبہ آواز دی لے
ایرج سجدہ کر ایرج کہہ رہے ہین مین تو خداوند جمشید پر لعنت کرتا ہون مین اپنے خدائے حقیقی
مالک تحقیقی کا بندہ ہون کیا بیہودہ بکتا ہے بہتر یہ ہے کہ اپنی ہرزہ گوئی سے باز آ جمشید پر لعنت کر
تصویر سے بقہر و غضب آواز آئی ایرج سرکشی نہ کر انصاف کرنا واجب ہے لازم ہے کوکب نے جو تجکو
موتیون کا مالا دیا ہے اوس سے پوچھ لے دیکھ کیا کہتا ہے یکایک ایرج نے موتیون کے مالے پر
نگاہ ڈالی موتی ٹوٹے زمین پر گرے ہر دانے سے آواز آتی ہے ایرج نوجوان خدائی خداوند
جمشید کی برحق ہے دیکھ ہمکو قدرت نے شکم صدف مین جگہ دی آبرو و حرمت ہوئی زینت تاج
شاہان عالم ہوئے عنایت خداوند سے محترم و محتشم ہوئے جب دانہ ہائے مروارید سے یہ آواز آنے
لگی ایرج نے اون سب دانون کو پاؤن سے مل ڈالا تصویر نے آواز دی اے ایرج تیری
سپر نے گواہی دی یکایک ایرج نے دیکھا گلہائے سپر مثل گلہائے آتش بازی شرر فشان ہوئے
نئے گل کھلے گویا پھولون نے آنکھین کھولین اوس روسیاہ نے بھی صدا دی اے بہادر تیری
پشت پناہ ہون ظاہر مین روسیاہ ہون لیکن خدائی خداوند جمشید کی برحق ہے جلد خداوند کو سجدہ کر کیون

اپنی عمر ضایع کرتا ہے ایرج نے سر اُٹھا کر پھینک دی تصویر نے پکار کر کہا اے ایرج ان اشیا ر بے زبان کی کیا خطا ہے تیرے سردار قدیم نیلم و فیلم کیا سمجھاتے ہین ایرج طرف نیلم کے پلٹا دست بستہ عرض کی آپ ہمارے مالک ہین اور جرأت و شوکت کے سالک ہین خداوند جمشید کو سجدہ کیجیے ہم تو معتقد مذہب خداوند جمشید ہوئے آپ بھی سجدہ کرین سرکشی نفع نہ دے گی ایرج نوجوان تیغہ پکڑ کر طرف نیلم کے جھپٹا آواز دی او مرتد کیا بکتا ہے نیلم نے کہا زبان سنبھالیے ورنہ آپ کو مشکل پڑیگی ایرج نے کہا کیا تیری حقیقت ہے جمشید لایق لعنت ہے یہ سنکر وہ بہت جھلائے آواز دی اے ایرج تجکو ہمارا پاس ادب نہین اے نیلم اسکو سزا دے نیلم تیغہ کھینچکر ایرج پر آیا ایرج نے روک کر ہاتھ مارا نیلم کے دو ٹکڑے ہوئے بڑھکر فیلم نے بھی کہا حضور بُرا کیون مانتے ہین خدائی خداوند جمشید کی برحق ہے ایرج نے جواب دیا کہ او بداعتقاد مین جمشید پر لعنت کرتا ہون فیلم بھی لڑنے کو بڑھا کی ہاتھ تلوار کے ایرج پر مارے ایرج نے روک کر ہاتھ مارا کہ فیلم کا خاتمہ ہوا اسی طرح جب ایرج اپنے پانچ چار سردار قتل کر چکے لاشے ان کے زمین پر تڑپے تصویر نے آواز دی کہ اے ایرج نوجوان اے نبیرۂ صاحبقران اے شیر بیشۂ عربستان ان بیخطاون کو کیون قتل کیا کلمہ حق کہنے والون کو گنہگار بتاتے ہو دین حق کبھی مخفی نہ ہوگا دیکھو تمھارے ترکش مین کیا آواز آتی ہے زبان سے کیا صدا نکلتی ہے خم کمان سے یہی مراد ہے ہر شے پیدا کرنے والے کی مطیع و فرمانبردار ہے ایرج نے پلٹ کر طرف ترکش کے دیکھا ترکش بھی سرکش ہوا تیر بھی بدعت پرست ہوئے یا تو گوشہ مین سہمے ہوئے بیٹھے تھے یا یکایک چلانے لگے زاغ کمان نے بھی صدا دی کہ خدائی خداوند جمشید کی برحق ہے ایرج نے تیر و کمان کو توڑ ڈالا تصویر نے آواز دی کیون اسقدر سرکشی کرتا ہے دیکھو گرز بھی اس سر سے آگاہ ہے سرکشی نکریگا کلمۂ حق کہے گا سرزنش نکرو مذہب حق کے پابند رہو تصویر نے جو یہ کہا گرز بھی صدا دینے لگا اے افسر سراسر خلاف کرتے ہو خداوند جمشید کی خدائی مٹانا بہتر نہین ہے ایرج نے گرز کو بھی پھینکا اُسوقت کی ایرج کی لاچاری و مجبوری سردارون کے لاشے پھڑک رہے ہین اپنے رفیقان قدیم اپنے ہاتھ سے قتل کیے سلاح بار جسم ہوئے زبان نیزہ اور کلہ عمود سے آواز آئی گرز نے سرکشی دکھائی تبر سے بھی آواز آتی ہے خدائی خداوند جمشید کی برحق ہے ایرج دیوانہ دار وحشی مثال ہر چیز کو جسم سے جدا کرکے پھینکتا ہے دوسری شے آواز دیتی ہے ہوش و حواس نادرست کوئی نہ مونس نہ ہمدم دل پر ہجوم غم والم تیغہ خون آلودہ ہاتھ مین

مجبوری لاچاری بات بات مین اپنی بات کا کوئی پختہ جواب دینے والا نہین دوستون کو اپنے ہاتھ سے
قتل کیا دشمنون کا دور ہے کبھی کہتا ہے اے فلک جائے غور ہے تصویر نے آواز دی اے جوان
دین حق کی جانب کیون نہین مائل ہوتا کیا اپنے کو ذلیل و رسوا کرے گا دین حق مین یہ تکرار جس تلوار پر
تجکو ناز ہے جس سے بیگناہون کو قتل کیا اگر وہ بھی گواہی دے تلوار بھی تیری جوہر اصلی دکھائے
اے ایرج نوجوان سابق مین تو آفتاب پرست تھا پھر تو نے حمزہ کے دین کا اعتقاد کیا سامنے خداوند
حقیقی کے پہونچا اب کیون ہر بات مین انکار کرتا ہے دیکھ تلوار کیا کہتی ہے جو زیور تیرے جسم مین ہے
ان سب چیزون کو خداوند نے پیدا کیا کیونکر یہ گواہی نہ دین اے جوان تجکو ناحق حیرت ہے سجدہ کر
اے زیور جسم ایرج نوجوان تم حقیقت خدائی خداوند جمشید مین کیون نہین جواب دیتے اپنے
اعضائے جسمی سے بتسے پاؤن کے طریقہ سے صاف پایا جاتا ہے کہ رہروی خداوند راہ
جمشید راہ راست ہے سالکان مسلک فہم و فراست اس کے خواستگار ہین تجھ ایسے مغرور منکر
بیکار ہین ایرج نے سنا کہ پاؤن سے یہی صدا آئی اے رہرو راہ طریقت و اے راز دان
منازل حقیقت مقدمہ راہ راست مین کیون تکرار کرتا ہے ہم کو خداوند نے تیرے قبضہ مین کر دیا
لیکن رہروی راہ نیک کی ضرور کرین گے ماننا نہ ماننا تیرے اختیار ہے ایرج نوجوان کو اب کچھ
نہ بن پڑا بدحواس ہو کر چہار جانب دیکھا کسی مونس و ہمدم کو اپنے قریب نہ پایا وہی تیغہ خون آلودہ
جو ہاتھ مین تھا فرزند فراش راہ دین اسلام جوان خوش انجام مذہب باطل کی رہبری کی جواب نے
اعضا سے آواز آئی وہ تلوار اپنے گلے پر رکھ لی تیغہ بران دست زبردست ایرج نوجوان نے
گھاٹ سے گلے پر رکھا جو تلوار کھینچی تلوار نے گھاٹ نہ کی سر شاہزادہ کا کٹ گیا صرف تسمہ لگا رہا
وہ اوج صاحبقرانی کا لاشہ تڑپ کر زمین پر گرا آنکھین حسرت آلود کھلی ہوئین جوانی کا دم نکلنا
ایڑیان رگڑنا زمین مین گڑھے پڑ گئے کشاکش مین ہاتھ زمین پر دے مارے انگلیون سے
قطرے خون کے جاری ہوئے بید اُدھر کش نے شاپور وغیرہ جو ساتھ تھے اُن سے گھبرا کر کہا دیکھو
صاحبو شاہزادہ نے زبردستی اپنی جان دی تصویر قدرت نے کرامات حقیقت کو ظاہر کر دیا
ہدایت راہ نیک کی اعضا نے تمہارے گواہی دی سجدہ نہ کرنے کا تمکو اختیار تھا در حقیقت
حقیقت مذہب خداوندی بوجہ احسن ظاہر ہوئی جان گرامی جان دی شاپور نے گریبان چاک کیا

سرداریاقی ماندہ سر ٹکرانے لگے بیداد سرکش نے ایک پلنگ معقول منگوایا اس پر لاشہ
ایرج کا ڈال لیا مکار خود بھی سر برہنہ پاپیادہ ساتھ ہوا کہتا ہوا چلا یار و اس جوان نے
بے وجہ جان دی میری خطا نہین ہے یہان صاحبقران زمان مع علمشاہ و قاسم و کوکب
وجملہ سرداران نامی بارگاہ خسامی مین جلوہ فرما ہین ہرکارون نے دمبدم کی خبر پہونچائی
یہ بھی خبر ملی تھی کہ ایرج نوجوان بڑی شان وشوکت سے قلعہ سرکشان مین پہونچا برادران بیداد
سرکش باعزاز واکرام تمام ایرج کو استقبال کرکے اپنی بارگاہ مین لے گئے کشتیان جواہرات کی
خواجہ عمرو کو دین تعظیم وتکریم بجا لایا آخر مین خبر ملی کہ آپ اپنے ساتھ دیر مین لے گیا ہے اسقدر
تو خبر صاحبقران کو مل چکی تھی کوکب بیٹھے بیٹھے گھبرایا رنگ مدوحی قاسم خود بخود متغیر ہوا علمشاہ
وقاسم تو کچھ نہ کہہ سکے کوکب گھبرا کر اٹھا سامنے صاحبقران کے روتا ہوا آیا عرض کی اے شہریار
خدا ایرج نوجوان کو بخیر وعافیت لائے اس وقت غلام کا دل بہت گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے جی
جیا ہتا ہے خود برائے خبر جاؤن اپنی احماقت پر روتا ہون علمشاہ و قاسم سے منفعل ہوتا ہون مین
ہمراہ رکاب اس عالیجناب کے کیون نہ گیا جو معرکہ گذرتا اپنی آنکھون سے ملاحظہ کرتا شاید کہ دفعیہ
ممکن ہوتا ہر چند کہ یہ ابر تیرہ وتار جو سر پر کھنچا ہے یہ رنگ اسی۔ نے دکھایا ہے کہ مین علم کہانت کو بھولا حضور کو
اسم اعظم بھولا نہین معلوم وہ دیر کیسا ہے کیسے کیسے جوانان عقیل وفہیم جاکر آگ مین گرے اُس شیر آتش خو
شعلہ مزاج پر ان مکارون کی شعبدہ بازی مین کیا گذری ہوگی اگر حضور حکم دین تو یہ غلام برائے خبر جائے
اس شاہزادہ کو بخیر وعافیت اپنے ساتھ لے کر آئے صاحبقران نے فرمایا اے کوکب بخدا میرے قلب کا
بھی عجیب حال ہے جی چاہتا ہے چیخین مار کر روؤن تصویر اسکی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے یا تو علمشاہ
وقاسم خاموش بیٹھے تھے صاحبقران کے کلمات حسرت آیات پر یہ بھی زار زار رونے لگے جملہ فرزندان
صاحبقران روتے ہوئے اپنے مقام سے اُٹھے ہر کس کا یہی قول تھا کہ غلامون کو حکم ہو برائے
تلاش ایرج نوجوان جائین ہم لوگون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین صاحبقران ایک ایک کو سمجھا رہے
ہین حال تو اپنا بھی ابتر ہے پارۂ جگر کا داغ لیکن صابر وضابط ہین ایک ایک کو تسکین دے
رہے ہین فرماتے ہین دمبدم کہ صاحبو نہ گھبراؤ وہ جامع المتفرقین پھر اوس شیر کو ہمسے ملائے گا تم
لوگ ہمارا کر کیا کروگے وہ حافظ حقیقی اسکے ساتھ ہے ہر مقام پر وہی حفاظت کرتا ہے یہ ذکر تھا کہ صدائے

گریہ وزاری کان مین آئی زمین لشکر اسلام تھرائی تمام سردار گھبرا کر باہر نکل آئے دیکھا لاشہ
ایرج نوجوان ایک چارپائی پر شاپور وغیرہ گریبان چاک منھ پر خاک ہائے ایرج کی صدا بلند ہر
خورد و کلان دردمند بیداد سرکش بھی ساتھ ساتھ ہے صاحبقران تو مثل آئینہ حیران ہو گئے
گرہ بن اشقر گھوڑا ایرج کا سمون سے خاک اڑاتا ہوا ایال کے بال کھلے ہوئے جس طرح زن سوگوار
بال کھولتی ہے زبان حیی مین روتا ہوا آنکھون سے دو نہرین اشکون کی جاری ہین بیداد سرکش نے
بڑھکر عرض کی اے شہریار غلام مجبور و لاچار ہے شہزادے نے بجہالت اپنے کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا
ہمارے سردارون مین کسی نے ان پر ہاتھ نہین اٹھایا کوکب گریبان پھاڑ کر دوڑا ارے
یارو اس جلساز شعبدہ باز کو تس کردو آفتاب آسمان جرات غروب ہوا ہم لٹ گئے
بران بیوہ ہوئی گل سے چہرے پر سہرا نہ دیکھا مین اس بدنصیب کو کیا کہکے سمجھاؤن گا وہ
خبر سنتے ہی تڑپ تڑپ کر مر جائے گی بیداد سرکش یہ سنتے ہی بھاگا طرف اپنے لشکر کے چلا گیا
یہان قاسم و علمشاہ دوڑ کر لاشہ ایرج سے لپٹے قاسم پکارتے تھے اے نور نظر پارہ جگر باپ کو
ساتھ نہ لیا علم شاہ نے خود سرے مارا تیغہ کپتان کھینچ کر گلے پر رکھ لیا سردار ہاتھون سے
لپٹ گئے بمشکل تیغہ چھین لیا علمشاہ و قاسم ایرج کی لاش کو نہین چھوڑتے قاسم کا قول ہے
مین اپنے ماہ تابان کو پیوند خاک نہونے دونگا نازک مزاج تنہائی مین گھبرائے گا باپ
پہلو مین حاضر رہے کوکب نے اپنا بہت حال ابتر کیا بہار و باغبان سر پیٹ رہے ہین
ہر ایک کا حال تباہ بدیع الزمان نے اپنے تئین زمین پر گرایا خاک منھ پر ملکر فرماتے ہین
اے نور نظر نور الدہر پر تو آفتاب دہری اس نے جا کر خورشید کو سجدہ کیا مین تمکو دیکھ کے جیتا تھا
تسکین تھی کہ اگر نور خضر نہین ہے پارہ جگر قوت بازو و زینت پہلو تو موجود ہے اب مین کیا کہہ کے
سمجھاؤن ہلڑ ہوا کہ محلات معلی نکل آئی ہین ملکہ گیتی افروز کے رونے سے کلیجے پھٹتے تھے جب ہائے
فرزند کہکے پکارتی تھین خواصون کے موئے مشکین زلف عنبرین کھلے دوہتھڑ چل رہا تھا کون کس کو
سمجھائے کیا کہکر بہلائے شیر جوان کا لاشہ سامنے پڑا ہے غیرون کا کلیجہ پھٹتا ہے مقبل نے
بڑھکر قناتین استادہ کرائین ناظر غل مچا رہے ہین یارو آنکھین بند کرو شاہزادیان نکل آئین
بیبیان قناتون سے سر ٹکرانے لگین عمرو نے جو یہ ہنگامہ قیامت خیز دیکھا خود بھی رو رہا ہے

عمرو پر سب سے زیادہ ہجوم غم والم ہے کہ بچپن سے شہزادہ کو پرورش کیا کل فنون تعلیم کرکے
صاحبقران بنایا مرتبۂ اعلی پر پہونچایا مگر ضبط کرکے مشیران سلطنت و وزیران سیاست کو جمع
کیا کہا بجا ہے موت کسی کو نہ چھوڑے گی اگر ہزار برس جیے بھی تو فنا آخر فنا حمزہ روتے روتے اپنی
جان دیدے گا وائے بر حال قاسم و علمشاہ جملہ فرزندان صاحبقران کی جان بچنا دشوار ہے
ہر جوان و پیر بیقرار اشکبار ہے اب سامان دفن و کفن میں مصروف ہو سب گور و کوماہ اوج صاحبقرانی
کو پیوند خاک کرو تاجداران جلیل نے بموجب فہمایش خواجہ عمرو شاہانہ ممکن کیا علمشاہ و قاسم
کو بمشکل پاس سے ہٹایا سامنے صحرائے سبزہ زار مین قبر تیار ہوئی علمشاہ و قاسم نے لباس جرأت
ترک کیے شنجرفی پیراہن پہن کر بصورت فقرا قبر ایرج پر بیٹھے ہر چند صاحبقران نے سمجھایا ان
دونون نے یہی جواب دیا یہان بیٹھنے مین باعث تسکین ہے شاید ہمارا فرزندات کو ہم کو
بیتاب ہو کر پکارے جواب تو دینگے قبر اس ناشاد نامراد کی تنہا نہ چھوڑین گے لاچار ہو کر صاحبقران کو
سب واپس لائے علمشاہ و قاسم کے ساتھ رفیقان جانباز بھی فقیر بنکر بیٹھے قبر پر ایرج کے
ایک میلہ ہو گیا سب دیکھ رہے ہین کہ کوکب کا عجیب حال ہے باغبان و بہار بغلون مین
ہاتھ دیے کوکب کا یہی قول ہے یارو دوسرا داغ بھی مجکو درپیش ہے انتہا کا یس درپیش ہے
جسوقت یہ خبر وحشت اثر پہونچے گی بہران سر ٹکرا کر جان دیدے گی بارگاہ حشامی مین فرش سیاہ بچھایا گیا جملہ
سردار بیقرار و اشکبار آکر بیٹھے صاحبقران کے بین سے کلیجہ پھٹتا ہے ہر شخص رو رہا ہے یکایک اسد غازی
نے آکر عرض کی بیداد سرکش نے اپنے بھائی فولاد کو برسم ایلچی بھیجا ہے در دولت پر حاضر ہے چاہتا ہے
خدمت مین حاضر ہو کر کچھ عرض کرون صاحبقران نے آنسو پونچھکر فرمایا یارو ایلچی کو کیون روکا ہے
دیکھین یہ بد انجام کیا پیغام لایا ہے فولاد سرکش اندر آیا پایۂ تخت بادشاہی کو بوسہ دیا نامہ
پیش کیا میر منشی نے باواز بلند پڑھا یہ مضمون مرقوم تھا طرف سے بیداد سرکش کے یا
صاحبقران زمان یہ مقام خدائی خداوند جمشید ہے یہان کی کرامات مین بھید ہے ایرج نے
ناحق اپنی جان دی سردار آپ کے زبردستی برائے تماشا آئے آگ مین گر کر جلے ہم بالکل بیخطا
ہین خداوند آپ سے خفا ہین اب آپ ہماری عملداری سے چلے جائیے یا آمادۂ حرب و
پیکار ہو جیے صاحبقران تو فرط غم والم سے مثل تصویر خاموش ہین کوکب و بہار

وباغبان وغیرہ نے بقہر وغضب تمام جواب دیا اور ایلچی اُس سرکردہ سرکشان سے جاکر کہنا
کہ بے فتح کیے ہوئے تیرے ملک کو نہ جائینگے جو تجھ سے ہوسکے قصور وکوتاہی نہ کر غم ایرج مین سب اپنی
جان سے تنگ ہین ہم خود آمادۂ جنگ ہین یہ سُنکر فولاد سرکش بارگاہ صاحبقران سے نکلا
جاکر بیداد سرکش کو جواب دیا اُسی وقت اُس نے لشکر تیار کیا مقابلہ مین آکر صاحبقران کے اُترا
بارگاہ مین بیٹھکر شراب خواری کرنے لگا بیداد سرکش تخت سلطنت پر گیارہ بھائی دنگل ہارے
زرین پر بیٹھے ہوئے جھوم رہے ہین ایک ایک اپنے کو رستم واسفندیار جانتا ہے نشے مین بیداد
نے آکر حکم دیا طبل جنگی بجے کل مسلمانون کو اس سرحد سے ہٹا دو حکم خداوند جمشید
نازل ہوچکا کہ مسلمانون کو ہماری سرحد سے ہٹادو اوسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی نامیان
خیبری وتومیان خیبری جاسوسان لشکر اسلام جو برائے خبر حاضر تھے خبرین دریافت کرکے بھاگے
بارگاہ حشامی مین آکر حاضر ہوئے ہاتھ اوٹھاکر دعا وثنائے بادشاہی بجالائے فرد باد جو حکم ازل
جاہ تو بے انقلاب ٭ باد جو عمر ابد عز تو بے انتہا ٭ شہریار عالم کی عمر دراز ہو بیداد سرکش نے لشکر
قہار لے کر آیا اُس نے طبل جنگی بجوایا کل ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو یہ سُنکر صاحبقران نے
اُس مصیبت والم مین ضبط کرکے فرمایا یہ بیچارے قابو پرست ہین ہم تو مبتلائے غم والم ہین
اُس نے اسی وقت ہین طبل جنگی بجوایا خوب شعبدہ نکالا کوکب روتا ہوا اپنے مقام سے اوٹھا
کہا اے شہریار جملہ نمکخواران شاہی جان دینے پر آمادہ ہین انشاء اللہ کل وہ تلوار چلے گی کہ سرکشون
کے دانت کھٹے ہونگے اور لاشون سے میدان کارزار بھر دینگے اے شہنشاہ اقلیم عیاری بسم اللہ
نوازش طبل کو حکم دیجیے خون اوس شیر دلیر کا بالا نہ جائے گا بحول وقوت الٰہی یہ خون رنگ
لائے گا عمرو روتا ہوا اپنے مقام سے اوٹھا نقارخانۂ سکندری مین آیا غم ایرج مین سب
مقام ویران پڑے ہین قلابہ جینی وکبابہ جینی داروغۂ نقارخانۂ سکندری روتے ہوئے
اوٹھے خواجہ کے قدمون کو بوسہ دے کے خوب روئے کہا اے شہنشاہ عیاران یکایک یہ کیسی ہوا لے
خزان گلزار ابراہیمی پر چلی لندھور ونور الدہر خورشید نگار مین موجود ہین اطاعت اُس مکار کی
کی نہین معلوم اُن پر کیا گذری یہان جانثیں سرداران تہتن صف شکن تیغ زن جاکر آگ مین
گر گئے ایرج نوجوان ایسے شیر کا لاشہ آنکھون سے دیکھا کیا کہکے دل کو بہلائین ہمارے

افسر اعلی صاحبقران زمان کیسے بلک بلک کر روتے ہین شاہزادیون کی آوازین سنکر
کلیجون کے ٹکڑے ہوتے ہین عمرو نے دونون کو گلے سے لگایا کہا یارو دیکھو انجام
کیا ہوتا ہے کون ہنستا ہے کون روتا ہے فتح وظفر کی دعا کرو پروردگار اس مشکل کو آسان
کرے گا فرد مشکلے نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراسان نشود ٭ یہ کہکر نقارۂ سکندری پر
چوب لگائی سات سو نقارہ بجا تمام لشکر مین مشہور ہوا کہ کل بیداد سرکش سے مقابلہ ہے اوس
نامراد نے طبل جنگی بجوایا ہے لشکرون مین تیاریان ہونے لگین لشکر اسلام مین ہر خیمہ سے رونے کی
آواز آتی ہے اُن چالیس سردارون کے رفیق جو آگ مین گر کر جلے سوزش فراق مین اپنے آقا کی
جل رہے ہین کلیجون سے شعلے نکل رہے ہین لشکر ایرج وکوکب مین تو قیامت برپا ہے کوکب
سو برہنہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا یہ کہکے روتا ہے یارو میرا گھر لٹ گیا اپنے فرزند نوجوان سے
چھٹ گیا اے نور نظر مین نے تمکو بہت آزردہ کیا تمھاری قدر نہ جانی ساحرو اسطے قتل کے بھیجے
ہجران دیدہ فراق کشیدہ پردۂ دنیا سے گئے جب دیدۂ دل کھلتے لخت و افتخار ہر ایک سے بیان کرتا تھا
کہ ایرج عالی وقار ایسا خوش نصیب مجکو ملا باغ جہان مین غنچۂ آرزو کھلا صیاد فلک نے نا شاد و نامراد
رکھا بلبل وگل کو ایک مقام پر نہ دیکھا شمع وپروانہ کی صحبت رعنائی دیکھنا تقدیر مین
نہ تھا جس وقت نسبت پختہ قرار دی دل بحال ہوا شجر آرزو نہال ہوا یہ سوچا تھا کہ جب یہ بخت جان
مرے گا بائین پر جنازے کے جمشید ہوگا داہنے جانب میرا شیر نر نامی نامور ایرج نوجوان صاحب
شوکت و شان سر برہنہ ساتھ ہوگا روح کو راحت ہوگی رستم و قاسم ایسے سمدھی جنازے کو
کاندھا دین گے تا بہ قبر پہونچائین گے قبر مین پہونچتے ہی اعمال قبیح سے نجات پائین گے یہ سعادت
دارین ہماری تقدیر مین نہ تھی یارو جاکر اوس بدنصیب کو خبر کرو یعنی تران سے جاکر کہو کہ تیرا
وارث مارا گیا دل سے دعا کرتا ہون کہ اُس کا بھی جلد انتقال ہو یا تنتی شاہزادے کی اُس کمبخت کو
بھی دفن کرون فاتحہ پڑھکر کہون اے خیر بستۂ صاحبقرانی یہ کنیز برائے خدمت گذاری
حاضر ہے یقین ہے دونون عاشقان صادق کی روح کو راحت ہو برسون کے چھوٹے ہوئے
عدم مین ملین نامرادون کے غنچۂ آرزو کھلین جمشید بن کوکب پہلو مین باپ کے بیٹھا ہوا خاک
اڑا رہا ہے کہتا ہے اے والد نامدار مجھسے شہریار نے وعدہ کیا تھا کہ تجکو فنون سپاہگری تعلیم کرونگا

رفیقون مین شریک ہونا فنون سپاہگری بہت جلد تعلیم فرماتے راہ جرأت وشوکت دکھاتے اکثر فرمایا کہ سحر و ساحری بمقدار اکرنا ہم پر شاق ہے اس سے توبہ کرو اب کون تاکید توبہ کرنے کی کرے گا وائے بہر حال قاسم نوجوان علمشاہ عالیشان فقیر بنکر قبر پر بیٹھے اون کے دلون کو کیونکر صبر آئے جس وقت یہ خبر وحشت اثر مادر مہربان ملکہ ناہید مرصع پوش کو پہونچے گی اُنھون نے لاکھون روپیہ خرچ کرکے تصویر ایرج نوجوان کو وہ عقیق گلزار سلیمانی سے منگوائی تھی پسند کرکے داماد بنایا تھا تڑپ تڑپ کے مرجائین گی فرمایا کرتی تھین میرا داماد حسین و جمیل صاحب شوکت و لیاقت ہو بیٹی سے خوبصورت ہو جب یہ جھگڑا فیصلہ ہوا تو مجھ بدبخت کو گلے سے لگا کر یہ فرمایا کہ اے فرزند بہنوئی تمکو جری بہادر صف شکن تیغزن ملا تم سحر و ساحری مین طاق وہ جرأت و شوکت مین شہرۂ آفاق مین بڑی صاحب نصیب ہون فرزند تجھ ایسا داماد عالمگیر حسن مین رشک ماہ منیر اب بہار باغ طلسم نور افشان دیکھکر شاہان اولوالعزم رستم خصال صاحبان حسن و جمال بہ شک کرینگے ہائے نظر کھا گئی باغ پر بہار طلسم نور افشان مین خزان آگئی بلور حبار دست وغیرہ دمبدم سمجھاتے ہین خود خاک اُڑاتے ہین آپس مین یہی ذکر ہے یار و بیان واقعی یہی ہے جو شاہزادہ جمشید بن کوکب نے فرمایا طلسم نور افشان برباد ہوا اگر اس زمانے مین کوئی حریف سُن پائے طلسم نور افشان پر چڑھ آئے ہم سب کو رقت کا جوش سحر و ساحری فراموش سوائے بھاگنے کے کیا بن پڑے گا کل لشکر بیداد سرکش سے کون لڑے گا بیچیا نے عجب شعبدہ دکھایا اُس صاحب غیرت پر سحر کردیا سوائے جان دینے کے اُن کو کچھ نہین بن پڑا ہوگا یارو نجومیون کو بلاو رمالون کو طلب کرو حکم لگائین کہ خانۂ حیات باقی ہے یا مٹ گیا ہمارے آقا کوکب پر دریائے غم و الم کا جوش مارتا ہے علم کہانت بالکل فراموش ہو گیا کہکے جمشید و کوکب کو بہلائین مصیبت مین بہا ڑون سے سر ٹکرائین ہر طرف سے یہی آوازین آتی ہین اتنے بڑے لشکر مین سناٹا پڑا ہے دوکانین بند خریدار درمند مخبس غم و الم کی ارزانی عیش و عشرت کی گرانی خواب و آرام نایاب تاجران جلیل بیقرار و بیتاب اندھیری رات لیلائے شب نے غم لشکر اسلام مین زلف عنبرین کھولدی ظلمت کی عملداری ضیا لیے ماہتاب ان سعد وم تک ثوابت و سیار گمان کی غیر مفہوم زمین و آسمان مین اندھیرا ہے لشکر تاریکی نے رونق عالم کو گھیرا ہے ماہ تابان مثل آئینۂ آہنی سیاہ پراگندہ لشکر شاہنشاہ انجم سیاہ خیمہ بارگاہ مین نہین استاد ہین

زمین نے بھی رونے کو منھ پر دامن ڈالا ہے ہر ایک ستون رکن غم والم طنابین مثل زلف درہم
وبرہم عجب طرح کی اندھیری رات ہے تاریکی پردۂ ظلمات جس کے سامنے مات ہے جلاد فلک آمادہ
ظلم وبیداد طلائے پرشور نالۂ وفریاد اس حیرانی مین رات بسر ہوئی ہے لشکر بیداد سرکش مین
ہجوم خلق نے آراستہ خود بیداد سرکش اپنی بارگاہ سے نکلکر کبھی قریب پرجاتا ہے کبھی جاکے اُس آتش
سوزان کو سحر کرکے بھڑکاتا ہے انقلاب لشکر اسلام کی اُسکو خبرین مل رہی ہین خوشی مین پھولا ہوا
مغرور اپنے سحر پر پھولا ہوا ہرکارے خبرین پہونچا رہے ہین کہ کوکب وباغبان وبہار وغیرہ بدحواس
ہین سحر کیا کرسکین گے خزانہ علم نجوم سے کوکب محتاج ہونگے اب حال آئندہ وگذشتہ نہین دیکھ سکتے صفحین
مرآت واقعہ مین تمام حال نیک وبد آئینہ ہوتا تھا اُس آئینہ خیالی پر غبار آیا بیداد سرکش کہتا ہے
بحکم خداوند جمشید کل سب کو مٹا دونگا لشکر صاحبقران کو مارکر بھگا دونگا قضا ان سب کی
آئی ہے ایک نمونہ قدرت سے مسلمانون کو خوف نہ آیا نگہداشت لشکر کی کرتا ہوا دم سحر وساحری کا
بھرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا تیاری سحر کرنے لگا بارہ بھائی قوت بازو زینت پہلو اسباب سحر وساحری
سے درست انتظام سحر کر رہا ہے ناگاہ لشکر سلطان انجم سیاہ نے شکست فاش کھائی فوج ثابت
وسیارگان کو ہمراہ لیکر قلعۂ مغرب مین محصور ہوا شاہنشاہ زرین پوش بصد جوش وخروش
سایۂ علم زرنگار ضیاء وشعاع مین تیغۂ مہر حمائل کرکے توسن فلک پر سوار ہوا آمادۂ حرب و
پیکار ہوا عمل شاہنشاہ ظلمات اوٹھ گیا سکہ خورشید نور مہر تابان نے رواج پایا ملک ظلمات سے
خراج لیا لشکر صاحبقران مین صدائے اذان بلند ہوئی اُسی حال پر جلال مین صاحبقران
مسجد کرپاس مین تشریف لائے لشکر مین کمربندی ہوئی کوکب بھی اپنے رفقا کو ساتھ لے کر
وارد میدان کارزار ہوا ملکہ مہرخ وبہار وباغبان رنجیدہ کبیدہ اپنی اپنی بارگاہ سے نکلے
صاحبقران بعد نماز سحر مصروف دعا ہین عرض کر رہے ہین اے خالق کارساز واے رب بے نیاز
ہاتھ سے ان شعبدہ بازون کے بچانا تو نے بچپن سے میری ناز برداری کی ہر مقام پر مظفر ومنصور
ہوا ان مکارون سے تو آبرو بچائے گا چہرۂ زیبائے نصرت دکھائے گا امیر دعا کر رہے تھے کہ
مقبل نے آکر عرض کی کہ فوجین ساحرون کی میدان کارزار مین پہونچگئین سرداران تہمتن جوانان
صف شکن سلح ہوکر در دولت شاہنشاہی پر حاضر ہوچکے حضور کا انتظار ہے صاحبقران نے

تسبیح کو بوسہ دے کر سجادہ پر رکھا مقبل نے صندوق سلاح جنگ لا کر سامنے حاضر کیا امیر نے
تحفہ جات بزرگان تن پر آراستہ کیے لالٹینون کی روشنی مین سمت جلو خانہ شاہنشاہی چلے
آکر دیکھا سب سردار حاضر ہین چوبدار برآمد ہونے کی سعد بن قباد کی خبر دے رہے ہین
امیر نے پھر دریافت کیا معلوم ہوا بادشاہ اسلام جامہ خانے مین پوشاک زیب جسم کر کے
برآمد ہوا چاہتے ہین امیر انتظار مین تھے کہ عتیس محل کی ڈیوڑھی کا پر … رخ پر کھنچا
بادشاہ عالیجاہ بفر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی برآمد ہوئے اولاد اولی صاحبقران کا مجرا
ہوا سب سرداروں کا مجرا و سلام لیتے ہوئے بادشاہ عالیجاہ سمت میدان کارزار چلے
آکر دیکھا کوکب پہلے سے میدان کارزار مین حاضر ہین غم ایرج نوجوان مین آنکھین سوجی
ہوئی چہرہ اداس عالم یاس حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین بہار و باغبان بھی اسباب
سحر سے آراستہ ہوکر آمادہ کھڑے ہین برائے تسلیم سلطان گیتی ستان پرے باندھکر خم ہوئے
قلب سپاہ مین تخت شاہنشاہی مثل دل کے قائم ہوا امیر چالیس قدم آگے بڑھکر زیر سایہ
علم اژدہا پیکر برتبہ صاحبقرانی ٹھہرے میدان آراستہ ہوا سقون نے آب پاشی کی
تبرداروں نے جو نخل کہ حائل نظر تھے کاٹ کر پھینک دیے ابر نے سقائی کی باد نے فراشی کی
میدان شکل آئینہ کے تیار ہوا نقیبون نے اشعار جرأت آمیز پڑھے دونون صفون پر سناٹا
آیا بیداد سرکش نے اپنے بھائی نعمان سرکش کو اشارہ کیا گھوڑے کو جھکا کر طرف
میدان کارزار کے چلا میدان مین آکر آواز دی اے فرقۂ خداپرستان جس کو تمنا مرگ کی ہو
نکلے یہ مقام خداوندی خداوند جمشید ہے ظلم و بدعت کسی پر جائز نہین کہا یہ جو نعمان سرکش
نے آواز دی باغبان قدرت نے مرکب اپنا نکالا بادشاہ اسلام سے اجازت طلب کی
بادشاہ نے فرمایا اے باغبان پہلوانان لشکر مقابلہ کرین گے تم اپنی صف پر ٹھہرو باغبان نے
دست بستہ عرض کی اب خیرخواہ دولت قصد کر چکا ہے علاوہ اسکے یہ قبیلۂ سرکشان سب ساحر ہین
اپنے کو پہلوان بنایا ہے یہ بھی سراسر دھوکا ہے غلام جا کر سزائے کامل دے گا آیا حضور پر ظاہر نہین ہے
زمانہ حیات افراسیاب مین اس اقلیم کا حال ہی ظاہر نہین ہوا ورنہ یہان کے حالات سے ہم ضرور
آگاہ ہوتے اتنا سنتے تھے کہ خورشید روشن تن نے دعوی خدائی کیا ہے ور بند اپنے

ملک کے بہ تکلف تیار کیے وہ اب ظاہر ہوا حقیقت مین یہ شخص بڑا مکار ہے اس مقام پر مشہور ہوا کہ کوئی جمشید جادو و ساحر ہے اُس نے یہان دعوی الوہیت کیا ہے یہ شعبدے اسکے ہین آپکے پہلوان بخطا آتش سوزان مین جا پھنسے ایرج نے عاجز ہو کر اپنا گلا کاٹ ڈالا انشاء اللہ حالات کھلین گے بادشاہ جمجاہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی فرمایا اے باغبان قدرت اے صاحب شوکت و لیاقت غم مین ایرج نوجوان کے تمام لشکر مین تہلکہ پڑا ہے ایک ایک کے دل پر ہجوم غم والم ہے غضب بھر شاہزادیون کے رونے کی آوازین آتی ہین انکی ہان کے بین دلخراش سُننے نہین جاتے بسم اللہ خدا تمکو مظفر و منصور کرے یہ سنکر باغبان قدرت دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوا نعمان سرکش مبارزہ طلبی کر رہا تھا باغبان کو دیکھکر بڑھا نیزہ چمکانے لگا باغبان نے آواز دی یہ شعبدے کرنا کیا ضرور ہین اے نعمان سحر کر اس پردہ کرنے سے کیا نفع ہے تمام عالم پر ظاہر ہے کہ تو اقلیم خورشید نگار مین بڑا ساحر ہے ہم لوگ ساکنان طلسم ہوشربا ہین سامنے اہل اسلام کے یہ شعبدے کرو ہم تمھارے مقابلے مین آئے ہین امتحان سحر چاہتے ہین یہ سنکر نعمان سرکش نے طرف اپنے بھائی بیداد سرکش کے دیکھا پکار کر آواز دی بھائی صاحب باغبان قدرت برائے مقابلہ آئے ہین ہمسے سحر مین مقابلہ چاہتے ہین کسی ساحر کو اُن کے مقابلے مین بھجوائیے گم گشتہ وادی مذہب کو ہدایت کر دیہ سنکر بیداد سرکش نے پکار کر آواز دی اے باغبان دیکھ سامنے آگ روشن ہے جلوہ ظہور خداوندی خداوند جمشید کا نمونہ ہے نگاہ اُٹھا کے دیکھ دنیا ناپائدار ہے اس سرکشی کا کیا اعتبار ہے اپنے کو آگ مین گرادے نجاست دنیا سے اپنے کو پاک کر محبت خداوند مین اپنے کو جلا کر خاک کر یہی خاک اکسیر ہے جو اس راہ مین جلے اُن کی بڑی توقیر ہے ایسے کلمات حسرت آیات مذمت دنیا مین اور صفت جمشید مین بیداد سرکش نے کہے سب نے دیکھا باغبان یا تو آمادہ حرب و پیکار ہوگیا تھا یا خود بخود آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اُس آتش شعلہ کی جانب دیکھکر گھوڑے کو مہمیز کرکے چلا ملکہ بہار وغیرہ نے آواز بھی دی اے باغبان کہان جاتا ہے زوجہ باغبان ملکہ گلچین تنکے چننے لگی بہت چیخی پیٹی اے وارث میرے کہان جاتا ہے ہر چند سب چیخے باغبان نے پلٹ کر کسی کو جواب بھی نہ دیا گھوڑے کو اُڑا کے آگ مین اپنے کو گرایا سالہا سال سے وہ آگ روشن ہے ہزارہا من لکڑیان روز پڑتی ہین مثل

خس بے بس ہوکر چلا آواز بھی نہ آئی گلچین جادو بیتابانہ بال کھول کر سحر کرتی ہوئی چلی ترنج اٹھا کر
نعمان سرکش پر پھینکا نعمان نے آواز دی یا خداوند جمشید بچانا وہ ترنج پھٹ کر راہ مین گر پڑا
گلچین نے جوش غم مین نعمان پر آگ برسائی کئی سحر کیے نعمان تک سحر نہ پہونچا بیداد نے آواز دی
اے گلچین تیرا شوہر تجھے بلاتا ہے کیون اس قدر گھبرا گئی دیکھ شوہر تیرا کس مرتبے پر پہونچا باغ لالہ زار
مین بیٹھا ہے پاس باغبان کے گلچین کا ہونا ضرور ہے دیکھ اس باغ مین صیاد نہین بلبلون پر ظلم و
بیداد نہین جیسے ہی گلچین نے طرف آگ کے دیکھا مبہوت ہوکر یہ کہتی ہوئی دوڑی صاحب مین آ پہونچی
تمکو تو بڑے مرتبے ملے غنچۂ آرزو کھلے جوش و خروش مین جاکر یہ بھی آگ مین گر پڑی اب تو صفوف
ساحران سے تار بندھ گیا ساحرہ یکتا ملکہ سرخ موے کاکل کشتا پریشان ہوکر آگ مین جا گری
کنیزین و رفقا ساحران مذکور کے جا پڑے خس نے آگ کی جانب دیکھا شعلہ جوالہ بن گیا اُف اُف
کرتا ہوا جا پڑا رفیقان کوکب بھی جا گرے جو آگ مین پہونچا جلکر خاک ہوا چشم زدن مین قصہ
پاک ہوا یہ حال مصیبت مآل جو کوکب نے دیکھا غصے سے چہرہ گلنار بیتاب و بیقرار نعرہ کیا
خبردار کوئی آگے نہ بڑھے او جعلساز شعبدے باز مین آ پہونچا اپنے سمت والون پر توجہ
اشارہ کیا آگ جمکی آنکھین ان سب کی جھپکین یا تو طرف آگ کے جاتے تھے یا رکے کوکب نے
مرکب پر کوڑا کیا نعمان پر جا پڑا بیداد چیخا کہا اے شہنشاہ اوپر دیکھو کوکب نے خیال بھی نہ کیا
جب نعمان کے قریب پہونچا آواز دی کیون او مکار تو فنون سپاہ گری کا جویا ہے نعمان نے
کوکب کو دیکھکر بھالا سنبھالا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان پیچ و تاب دیتا ہوا سینہ بے کینہ
کوکب کو تاکا کوکب کی آنکھون مین اندھیرا آگیا شعبدہ آتش سوزان دیکھکر کلیجہ جل رہا تھا
ہر اعضاے جسم سے شعلۂ آتش نکل رہا تھا سنان نیزہ کو بچاکر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ چھین کر
پھینکا اُس نے تلوار کا وار کیا کوکب نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی
مرکب کو مرکب سے ملا دیا کمر زنجیرین ہاتھ ڈال کر نعمان بے ایمان کو قاش زین سے
اٹھا لیا چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر بیٹھکر مشکین باندھین اپنے ملازم کو آواز دی ملازم
کوکب کشتان کشتان نعمان کو لے گیا قیدخانے مین پہونچایا کوکب پھر بہ پشت مرکب پر سوار
ہوا آواز دی او بیداد جلاد اور کسی کو میرے مقابلے مین بھیج شیر بیشۂ رزمگاہ مین آیا

بدون نشکار معقول واپس نہ ہوگا بیداد کا بھائی فولاد سرکش برائے مقابلہ کوکب آیا پہلے نیزہ
چلا کوکب نے یہ فنون سپاہگری کے گزر اُس کا ہوائی کیا تلوار چھین لی چھاتی پر چڑھ کر مشکین
باندھیں ملازم کو حوالے کیا پھر مبارزطلبی کی چار بھائی بیداد سرکش کے فرداً فرداً مقابلہ
کوکب میں آئے کوکب نے یہ فنون سپاہگری چاروں کی مشکیں باندھیں چار کے مقابلہ میں شام
ہوگئی بیداد نے گھبرا کر طبل امان بجوادیا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ طلسم نورافشاں اگلی
میدان داری میں سمجھا جائے گا کوکب نے آواز دی او نامرد تو مقابلے میں مردان عالم کے نہ آیا
چار قوت بازو تیل ماش ہوئے بیداد نے کچھ جواب نہ دیا لشکر کو لیکر پلٹ گیا کوکب غصے میں
مجبور کانپتا ہوا پلٹا بادشاہ نے کوکب کو بیچ میں لیا زر نثار کرتے ہوئے پلٹے صاحبقران بھی
فرماتے ہوئے آئے کوکب سے کہا ایسے ایسے ساحران نامی آتش سوزاں میں جا پڑے نہیں معلوم
اس میں کیا شعبدہ ہے کوکب نے عرض کی اے شہریار ہوس رکھی کہ یہ بیداد جلاد مقابلے میں نہ آیا
اگر آتا تو حال کھلتا انشاء اللہ اگر یہ غلام آپ کا زندہ ہے تو سب کیفیتیں دریافت ہو جائیں گی کیا کہیں
اتنی رات ہوگئی صبح کو بارگاہ شاہی میں ان چاروں سے سر دربار سمجھونگا اگر اطاعت نہ کریں گے
قتل کروں گا کچھ تو دل کو تسکین ہو خون ایرج نوجوان رنگ لائے گا غلام لڑتا ہوا آتا یہ خورشید نگار
جائے گا دن پھر میدان داری رہی تھی صاحبقران نے بہت جلد دربار برخاست کیا سب سردار
اپنے اپنے خیموں میں گئے بوقت سحر بادشاہ اسلام وصاحبقران زمان دربار میں تشریف لائے
کوکب بھی حاضر ہوا دربار سرداران نامی وساحران گرامی سے معمور ہو گیا کوکب نے حکم دیا اُن قیدیان
بلا کو قیدخانے سے لاؤ جملہ سرداران نگراں ہیں کہ دیکھیے برادران بیداد کیا جواب دیتے ہیں وہ تو خدائی
خداوند جمشید کے قائل ہیں علم افسونگری میں بھی کامل ہیں کاہے کو اطاعت دین اسلام کرینگے سرداران
کوکب کہتے ہیں اگر وہ اطاعت نکریں گے تو کوکب نے جو کہا ہے وہی کرے گا ان نامردوں کے خون سے
ہاتھ بھرے گا داروغہ زندان خانہ جو قید خانے میں گیا جا کر دیکھا نعمان وفولاد تو نہیں ہیں چار
ملازمان کوکب مسلسل ومطوق بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں داروغہ سے کہتے ہیں ہمنے کیا خطا کی کہ ہمارے
مالک نے ہمکو قید کیا داروغہ حیران وپریشان اُن چاروں کو لیکر بارگاہ میں آیا کوکب اپنے ملازموں کو
دیکھکر حیران ہوگیا کہ میں نے نعمان وفولاد کو گرفتار کیا تھا میرے سردار کیونکر قید ہوئے وہ سردار

فریاد کرنے لگے کیون اے سردار ہمسے کیا خطا ہوئی رات بھر بھوکے پیاسے قید رہے کوکب نے
محجوب ہوکر سر جھکالیا جواب کا موقع نہ تھا آہن گردن کو حکم دیا قید کٹوا دی عذر بھی کیا کہ بھائیو
معاف کرو نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہوا وہ چارون روتے اور شور کرتے ہوئے باہر آئے جب بیرون
بارگاہ آچکے تو ملازمان صاحبقران نے دیکھا کہ ملازمان کوکب نہین ہین وہی نعمان و فولاد وغیرہ
کھڑے ہوئے موچھون پر تاؤ دے رہے ہین کہتے ہین صاحبو ہم بندہ خداوند جمشید ہین ہم کو کون گرفتار
کرسکتا ہے کس آسانی سے اپنے کو رہا کرالیا یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے سب کے سامنے اڑکر نکل گئے
ملازمون نے یہ حال بارگاہ مین آکر کوکب و صاحبقران سے کہا کوکب نے شرما کر سر جھکالیا کہا
اے شہریار بڑا دھوکا کھایا ان مکارون نے غلام کو طفل مکتب بنایا یہ کہکر جنگل سے اٹھا آنکھون مین
آنسو بھرے سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی اے شہریار غلام کو بمقدمہ حضور تردد تھا بدون
سامان جلدی مین چلا آیا تحفہ جات طلسمی بھی نہ لیے آخر یہ دھوکے کھائے ایک ہفتہ کے واسطے
غلام رخصت ہوتا ہے انشاء اللہ آکر ان سب سے سمجھ لون گا میرے ہاتھ سے کہان جائینگے اب میرا
ٹھہرنا باعث خرابی ہے اس وجہ سے دل کو بیتابی ہے ہرچند صاحبقران نے روکا کوکب نے عرض کی
غلام ٹھہرے گا مجھے حجاب ہوتا ہے اور جہان تک ہوسکے حضور اپنے کو مقابلے سے ان سرکشون کے
بچائین یقین تو ہے کہ وہ طبل جنگی نہ بجوائین صاحبقران نے فرمایا اے برادر تم طریقے سے لشکر اسلام
کے بخوبی واقف ہو ہم تو اپنی طرف سے طبل جنگی نہ بجوائین گے اگر انھون نے قصد کیا طبل جنگی
بجوایا پھر ہمکو چارہ نہین ہے کوکب نے عرض کی غلام ایک ہفتہ سے زیادہ نہ ٹھہرے گا جسم فنا کی
جاتا ہے روح کو یہین چھوڑے جاتا ہون حضور کے اسم اعظم بند ہونے سے بہت گھبراتا ہون اسیوقت
کوکب نے لشکر اپنا آراستہ کیا جمشید وغیرہ کو ساتھ لیکر گریان و نالان حیران و پریشان طرف
طلسم نورافشان کے روانہ ہوا ذکر ان کا وقت پر تحریر ہوگا بعد جانے کوکب کے لشکر مین سناٹا
ہوگیا بادشاہ جمجاہ طرف خواجہ کے متوجہ ہوئے فرمایا اے سرپرست لشکر اسلام اے شاطر خوش انجام
آپ نے یہ حالات ملاحظہ کیے کہ کوکب ایسا بادشاہ عالیجاہ شنبد و سرکستان سے عاجز ہوکر چلا گیا
اُس کو کچھ نہ بن پڑا ہم ہمیشہ عنایت پروردگار پر تکیہ کرتے ہین بیداد سرکش مع لشکر
مقابلے مین فروکش ہے اگر اُس نے طبل جنگی بجوایا یہ ناممکن ہے کہ ہم جواب ندین کیفیت یہ ہے

کہ ان بیحیاؤن کے سامنے جوانان شمشیرزن بیکار ساحر مجبور و لاچار ہین اسم اعظم صاحبقران کا بند ہوچکا
ایسا نہو کوئی اور خرابی درپیش ہو آپ کو بھی فکر کرنا واجب و لازم ہے اگر زادراہ کی ضرورت ہو حاضر
کیا جائے سرداران ایرج اُٹھ کھڑے ہوئے قدمون سے خواجہ کے لپٹ گئے کہا بقدر لیاقت
ہم سب حاضر ہین سرو نے کہا اپنی زبان سے کہنے مین دل نہین بھرتا لا کے سامنے موجود کرو
ہم برائے جانبازی قرضدارون کو سمجھا کر جائین سرداران ایرج نے فوراً توڑے منگوا کر
رکھے مبلغ خطیر جمع ہوگیا پچاس ہزار بادشاہ نے بھی پیشکش کیے صاحبقران نے بھی فرمایا
خواجہ ہم بھی خدمتگذاری کرین گے عمرو اُسی وقت بانہائے عیاری سے آراستہ ہوئے روپیہ
اُٹھا کر نذر زنبیل کیا صاحبقران کے قدمون سے لپٹ کر خوب رویا عرض کیا آقائے نامدار
آپ حال سے سرفروش کے بخوبی واقف ہین کہ کسی وقت فکر سے غافل نہین رہتا جبسے سرحد
سرکشان مین آیا چہار جانب کوشش کی کوئی صورت بہبودی کی ظاہر نہوئی نہین معلوم یہ ملعون
جمشید جادو کون ہے کچھ نشان نہین ملتا اب غلام خدمت شہنشاہ سے رخصت ہوکر برائے
تلاش جاتا ہے یا جان دون گا یا مقام اُس جمشید شعبدہ باز کا بتاؤنگا اسطرح بیقرار ہوکر خواجہ
نے یہ کلمات حسرت و یاس سامنے صاحبقران کے بیان کیے غم ایرج مین تو امیر اشکبار تھے
دل بھر آیا فرمایا اے یار وفادار اے مونس غمگسار بخدا مجکو تمھاری جدائی انتہا کی ناگوار ہے ہرچند
اسم اعظم بند ہونے سے یہ حقیر مجبور و لاچار ہے مگر بعد میرے اگر تم موجود ہوگے ناموس میرے تباہ و
برباد نہون گے اُن کی سرپرستی کرکے اُن کو خانہ کعبہ مین پہونچا دینا حرم محترم کے تصدق مین اُنکی بھی
حرمت بچ جائے گی تمام کفاران بیحیا بعد میرے آمادۂ جنگ ہون گے تم جانبازی کرکے اُن دست و
پاشکستہ کو بچانا ایسا یہ مقام پُر از شعبدہ و نیرنگ تھا کہ کوکب ایسا بادشاہ عالیجاہ تنگ ہو کر
چلا گیا یقین ہے کہ یہی صحرا ہمارا مشہد و مقتل ہے تمھاری جدائی سے میرا دل تردد منزل انتہا کا
بیکل ہے عمرو نے کہا اے آقائے نامدار و مولائے قدرشناس خدا وہ روز سیاہ مجکو نہ دکھائے
عمرو پہلے تصدق ہوجائے اُسوقت آقا و رفیق کی جدائی پر تمام اہالیان دربار رو رہے تھے
صاف کلمات حسرت آیات عمرو سے ثابت ہوتا تھا کہ جان دینے جاتا ہے بادشاہ کے آنسوؤن
سے رومال تر ہورہے ہین سب بصد حسرت رو رہے ہین امیر دمبدم فرماتے ہین خواجہ تم

اس وقت مین ہم سے جدا نہ ہو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے وہ معین و مددگار دستگیر ہے
پیدا کرنے والا سب کا زبردست ہے بخدا خوب ہوا کہ کوکب چلا گیا مین اپنے خدا سے عنایت عمر کا
طلبگار ہون عمرو نے کہا اے شہریار جستجو واجب و لازم ہے مین تدبیر تو کرون کچھ نشان ملیگا امیر
نے بڑی مشکل سے خواجہ کو رخصت کیا عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر نکلا صحرا مین آوارہ
پھر رہا ہے کہین نشان نہین ملتا کئی دن چہار جانب پھرا ایک دن پھرتا ہوا قریب ایک باغ
کے پہونچا کچھ کنیزین دروازے پر غمگین کھڑی کہہ رہی ہین دیکھیے آج ہماری ملکہ نازک بدن پر
کیا گذرتی ہے خداوند طالب وصل یہ کمسن ایک مرتبہ سامنے گئی تھین صورت مہیب دیکھکر بیہوش
ہو گئین وہی خوف دل مین بھرا ہے عمرو نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسی کی صورت بنکر باغ
مین آیا مگر حیران تھا کہ مین نے اس کا نام نہ دریافت کیا باغ مین آکر دیکھا نہایت سرسبز و شاداب
زلف سنبل کو پیچ و تاب نرگس شہلا کی نگاہ بازی گلہاے رنگارنگ کی شعبدہ بازی چمن ہاے
طولانی ہر نخل رعنائی و زیبائی مین لاثانی عمرو سیر کرتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا ایک چبوترا
سنگ مرمر کا اُس پر فرش معقول مسند ناز پر ایک طاؤس طناز ماہ رخسار گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار
سرو بوستان بلاغ خوبی غنچۂ حدیقۂ محبوبی دریاے جواہر مین غوطہ زن معشوق پر فن رشک چمن
گرد کنیزان زرین پوش سمجھا رہی ہین حضور خداوند آپکے مشتاق ہین آج بعد عرصہ دراز وعدہ ہوا
گلرنگ جادو کہہ گئی ہین کہ لباس وغیرہ سے آراستہ رہین مین لینے کو آؤنگی اپنے ساتھ لیجاؤنگی
حضور اب وقت آمد گلرنگ قریب ہے آپ کیون اسقدر ملول ہوتی ہین کیون اس قدر بیقرار
ہو کر روتی ہین یہ حالات کھڑے ہو کر خواجہ نے سُنے کہ ایک کنیز نے عمرو کے کاندھے پر ہاتھ
رکھ کے کہا اے نرگس تیرہ دیدہ بازی ہر ایک سے آنکھ لڑانا ترک نہین ہوتا کھڑی ہوئی
گھور گھور کے دیکھ رہی ہے نگاہ نہین ٹھہرتی تو بھی ملکہ کو سمجھا کس پر آنکھین نکالتی ہے بات کو
اشارون سے ٹالتی ہے کیا تو نے کسی سے نین مٹکا کیا ہے کیون شرماتی ہے بات بات مین
آنکھین دکھاتی ہے عمرو نے کہا بوا سنبل تم کیون پریشان ہو میری عین خوشی ہے کہ
ملکہ عالم خدمت خداوند مین جائین آرزوے دلی خداوند کی پوری ہو ہم سب کو عہدہ ہاے
جلیل ملین غنچہ آرزو کھلین تم لوگ واسطے ایک دم کے ہٹ جاؤ مین ملکہ کو بخوبی سمجھا دون عنایت

خداوند جمشید سے خوشی خوشی خدمت خداوندین جائین ذرا بارہ دری مین تشریف لے چلیے مین کچھ
عرض کرونگی بی گلرنگ آئین گی مین اُنکو سمجھالونگی آج آپکا جانا نہو گا ہم ٹال لینگے باتون مین مطلب
نکال لین گے یہ سُنکر نازک بدن خوشی خوشی ساتھ ملکہ کے اُٹھین بارہ دری مین عمرو نے لاکر
مسند پر بٹھایا کہا واری آپ کیون گھبراتی ہین ہم آپکے ساتھ چلین گے کیا خداوند کھا جائین گے دیکھین
کیا کرتے ہین نازک بدن نے کہا بوا نرگس مین کیا تم سے کہون جس کو خداوند جمشید کہتے ہین بھڑوا
بوڑھا ریچھ ہے وہ صورت مہیب ہے کہ مجکو غش آگیا بات نکر سکی اب اس کے نام سے میرا دم نکلتا ہی
عمرو نے گلوری کھلا کر نازک بدن کو بیہوش کر کے نذر زنبیل کر لیا کہا دادا جان اسکو اچھی طرح
رکھیے گا کسی سردار کے ہاتھ فروخت کر لین گے فوراً رنگ و روغن عیاری کا نکال کر بصورت نازک بدن
تیار ہو کے بارہ دری سے ہنستے ہوئے نکلے مصاحبون نے پوچھا حضور نرگس کہان گئی کہا اُس خیلا کا
حال نہ پوچھو کسی دھگڑے کے پاس گئی ہوگی اب تبلاؤ کہ گلرنگ کے آنے مین کیا دیر ہے آج ضرور
خدمت خداوند جمشید مین جاؤنگی وہ تو میرے دادا معلوم ہوتے ہین پوتی کو ساتھ لیکر سوئین گے
ہین جانے کو موجود ہون اب مجکو بھی یہ اشتیاق ہے کہ دیکھون خداوند کیا کرتے ہین سب کنیزین
یہ باتین سُنکر بہت خوش ہوئین دو پہر سے شب تجاوز کر چکی تھی کہ آسمان پر برق چمکی عمرو نے
دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار آکر اُتری کنیزون نے کہا حضور بی گلرنگ آئین عمرو نے کہا کہ
بلاؤ ہمین خدمت خداوند جمشید مین لیچلین یہ کلام سُنکر کنیزین خوش ہو گئین بڑھکر گلرنگ سے
کہا لو مبارک ملکہ رضا مند ہین گلرنگ نے کہا یہ خداوند کی قدرت نمائی ہے ایک اشارے مین
دل کو پھیر دیا مسلمانون پر کیا بلا نازل کی کوکب ایسا بادشاہ طلسم نور افشان محجوب ہو کر
بھاگا بیداد سر کش کو حکم مل گیا کہ ایک ہفتہ کی مسلمانون کو مہلت دو ایک دن طبل جنگی بجوا کر
سب کا خاتمہ کرو مسلمان مثل باختر وغیرہ اس ملک کو بھی سمجھتے تھے صاحبقران جو سب کے افسر
ہین اُن کا اسم اعظم بند ہو گیا بہت سے سردار آگ مین جلے یہ باتین کرتی ہوئی قریب خواجہ کے آئی
خواجہ گلرنگ سے لپٹ کر رونے لگے کہا میری اچھی بوا آج کام کرنا کہ مجکو خدمت خداوندین
اکیلا نہ چھوڑنا گلرنگ نے کہا واری مین ساتھ ہون قدرت کو بھی بخوبی سمجھا دیا سب نے
کہا کہ بوا یہ ظاہر کا رونا پیٹنا تھا چودھوان سال شروع ہے مرد کی خواہش رکھتی ہین دیکھو

کیسی خوشی خوشی تشریف لیگئیں راہ میں عمرو نے گلرنگ سے حالات پوچھے کیوں ہوا سرداران حمزہ جو آگ میں جل گئے ایک پوتا حمزہ کا ایسا عاجز ہوا سنتے ہیں اُس نے اپنا گلا کاٹ لیا یہ سب سردار زندہ ہیں یا اصل میں مر گئے گلرنگ نے کہا حضور یہ شعبدۂ سحر ساحری ہے ابھی یہ کسی کی مجال نہیں ہے کہ ان کو قتل کرے بیگناہوں کے خون سے ہاتھ بھرے کشتۂ سحر ہیں اب خداوند سحر تیار کر رہے ہیں اسی ہفتہ میں ان سب کا خاتمہ ہوگا اب قدرت نے بیداد سرکش سے کہلا بھیجا ہے کہ جلد تیاری کرو قبیلہ سرکستان میں بعد ایک ہفتہ کے بلوہ کرکے لشکر مسلمانان پر جا پڑینگے قدرت ابر سے سحر کرینگے قدرت کے سحر کی بناہ نہیں ایک ہی سحر میں اس قدر آگ زمین و آسمان سے برسے گی کہ جان بچانا سب کو مشکل ہوگا عمرو نے پوچھا کیوں ہوا گلرنگ قلعہ خورشید نگار میں خداوند خورشید روشن تن ہیں یہ خداوند جمشید کون ہیں گلرنگ نے کہا حضور یہ مقدمات راز و نیاز ہیں وہ خداوند کلاں یہ چھوٹے خداوند کہلاتے ہیں ان قبائل سرکستان پر خدائی خداوند جمشید ہے قدرت کلاں کا حکم آگیا کہ خبردار مسلمان یہاں تک نہ آنے پائیں یہ دربندہائے قلعۂ خورشید نگار ہیں حقیقت میں اب مسلمانان تا بہ قلعہ خورشید نگار نہ جا سکیں گے راہ میں ایک طلسم بندھا ہے کیا مجال کہ کوئی وہاں سے گذر سکے اس جمشید سے نجات پانا دشوار ہے سب حالات سحر کے باتوں میں دریافت کیے مگر گلرنگ بھی سمجھا رہی ہے کہ بی بی آج خداوند سے شرم نہ کرنا قدرت بہت مشتاق ہیں یہاں کی سلطنت آپ کو ملے گی ہمارا بھی مرتبہ بڑھے گا تمام کنیزیں آپ کی مراتب اعلیٰ سے سرفراز ہونگی عمرو اچھا اچھا کہتا تھا مگر دل دھڑک رہا ہے کہ دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہے بڑے ظالم کا سامنا ہے خدا آبرو بچائے دل سے یہ باتیں کرتے ہوئے گلرنگ سے ڈرے کہ یہ بھی ساحرہ زبردست ہے ایسا نہو کسی وجہ سے پہچان لے تو غضب ہو جائے آقائے نامدار کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہیں اے معبود حقیقی اب تو اہل اسلام کے حال پر طاران ہوا ردتے ہیں مجکو مظفر و منصور کرنا اسی تردد میں ان باتوں میں راستہ طے ہوا بلندی پر ایک قصر عالی دکھلائی دیا کہ معلق ہوا پر وہ قصر ہے سر پر قصر کے دہی ابر تیرہ و تار گھرا ہوا ہے کہ جو لشکر اسلام پر سایہ فگن ہے دروازے پر قصر کے گلرنگ نے تخت اُتارا عمرو نے دیکھا چند جادوگرنیاں گریہ منظر کھڑی ہیں گلرنگ کو دیکھکر آواز دی کیوں بی گلرنگ

ملکہ ناز کبدن کو بھی لائین آج قدرت انتہا کے مشتاق ہین کل سامان عیش و نشاط مہیا
ہے گلرنگ نے کہا قدرت تسخیر فرما چکے تھے اُنھین کی تسخیر کی برکت ہے ورنہ ایسا آہوئے وحشی کا رام
ہونا نہایت دشوار تھا جادوگرنیون نے بھی عمرو کو گھیر لیا بلائین لینے لگین کہتی ہین اے ملکہ عالم
تمھارے بڑے مرتبے ہین قدرت مشتاق بیٹھے ہین تمھاری یاد مین اشعار عاشقانہ پڑھ رہے
ہین عمرو ان سب کے ساتھ سر جھکائے ہوئے گھونگھٹ نکالے ہوئے اندر باغ کے داخل ہوا دیکھا باغ
مین سامان روشنی لالٹینین مثل قطرہ ہائے نور لٹک رہی ہین جوانان چمن با دلہ پوش نہرون
مین آبداری کا جوش و خروش حتیٰ کہ حباب بھی انتظار مین ہے عمرو سامان باغ دیکھکر اور بھی زیادہ
حیران ہوا روش پٹری پر نگاہ کرتا ہوا وسط باغ مین پہونچا وہان ایک چبوترہ سنگ مرمر کا
فرش زربفتی سے آراستہ مسند پر ایک ساحر ضعیف و نحیف کریہ منظر مکاری حیلہ سازی چہرے سے
ہویدا بیٹھا ہے بی ملکہ ناز کبدن کو جو آتے ہوئے دیکھا جوش اشتیاق مین اُٹھ کھڑا ہوا استقبال
کر کے باعزاز و اکرام تمام مسند پر لا کر جگہ دی عمرو نے اس گھونگھٹ سے ظالم کو دیکھا قلب کانپ گیا
اُس ساحر نے گلرنگ سے کہا اے مشیر قدرت آج قدرت بہت خوش ہوئے ہماری معشوقہ دلفریب
کو بخوبی سمجھا کے لائین گلرنگ نے دست بستہ عرض کی ملکہ خود جمال خداوندی کے دیکھنے
کی مشتاق تھین اس لفظ پر وہ ساحر بہت خوش ہوا کہا ہم اپنی معشوقہ کو اس سرحد کا
بادشاہ بنائین گے نائب قدرت خطاب دین گے جب یہ تخت پر جلوہ فرما ہونگی ہمارے بندے ان کو
بھی سجدہ کرین گے ایسے ایسے کلمات خوش آمد آمیز بہت سے کہے گلرنگ سے کہا اے مشیر قدرت
تمنے اپنے بندگان خاص یعنی قبیلہ سرکشان سے ایک ہفتے کا وعدہ کیا کہ کوئی مسلمان
تمھاری سرحد مین نہ باقی رہے گا گوشہ باغ مین جو قصر عالی آراستہ ہے اُس مین تمام سامان
مہیا رکھو اسی ہفتہ مین خاتمہ کیا جائے بندگان باغی مین سے کوئی نجات نہ پائے ہر چند کہ حمزہ
عرب ہمارا سپہ سالار قدرت ہے ہمنے اُس کے ہاتھ سے بڑے بڑے کام لیے جن جن بیجا اُون نے
دعویٰ خدائی کیا تھا وہ مقامات اُسی کے دست زیر دست سے فتح کرا لیے اب جب مرتبہ اعلیٰ پر پہونچا
مغرور ہوگیا اس کے بدلے اور حمزۂ ثانی خلق فرمائین گے اُسکو صاحبقران بنائین گے اس کی
صاحبقرانی کا خاتمہ منظور ہے اُسی وقت تو آرزوئے وصل ملکہ ناز کبدن مین دل ناصبور رہے

یہ کہکر قرابہ شراب کا کھینچا کہ نوجوان جہان آرام دل مشتاقان قدرت نے عمدہ شراب خاص تمھارے واسطے منگائی ہے عمرو نے شرما کر جواب دیا خداوند میں تو کئی دن سے مشتاق تھی کہ خدمت میں اپنی دادا جان کے جاؤن دیدار فرحت آثار سے مشرف ہون صورت قدرت کی دیکھکر اور اشتیاق بڑھ گیا حجاب بھی دل سے دور ہوا خود بخود قلب کو سرور ہوا امیدوار ہون کہ یہ سب کنیزین حاضر رہین اپکی معشوقہ کے ہاتھ سے شراب پئین نذر مانی تھی کہ خدمت مین خداوند کے جاکر نام پر سامری و جمشید کے سب کو شراب پلاؤن گی جمشید نے چاہا گلے مین ہاتھ ڈال دے عمرو نے ریش تھام کر ایک طمانچہ مارا کہا او ظالم جلاد نشے مین شراب کے گلے پر چھری پھیر دینا مین آمادہ مرگ مہیاے قضا ہو کر آئی ہون میری نذر تو پوری ہونے دے دور شراب ہو پھر تجھے اختیار ہے بھولی بھولی باتین جو عمرو نے کین جمشید اور زیادہ بیقرار ہوا عمرو بھی گھبرایا ہوا ہے اپنے آقا کی مصیبت نگاہ مین کل لشکر کو بیتاب چھوڑ کر آیا ذرا گھونگھٹ اولٹ دیا ماہ چہرہ جمال باکمال کی ضو سے محفل مین روشنی ہو گئی سراپا پر معشوقہ کے جمشید کی نگاہ پڑی حسین مہ جبین طرار و فراز ناز و کرشمہ دست بستہ خدمت مین حاضر بھولی بھولی صورت کچھ شرم کچھ حجاب کچھ خوف سے بیتاب مگر عمرو نے دل پر پتھر رکھکر قرابہ شراب کا نزدیک اپنے کھینچا گھاتی سے پڑیا بیہوشی کی قرابے مین ڈال دی جام لبریز کیا کہا بوا گلرنگ تم بھی پیو کئی گلابیان اونکے آگے ہٹا دین ایک جام بلورین لبریز کر کے جمشید کے سامنے پیش کیا پنجہ نگارین خورشید تھا پر جو اوس نے جام آفتاب دیکھا بیتاب ہو کر ہاتھ بڑھا دیے لبون سے لگا کر جام وہ بد انجام پی گیا گلرنگ و جملہ کنیزین بھی پینے لگین چند عرصے مین سب نے شراب پی عمرو نے جمشید کو کئی جام پلائے جو جام دیا وہ خوش خوشی پی گیا تھوڑے ہی عرصہ مین رنگ محفل دگرگون ہوا کنیزین رنگ لائین بیٹھے بیٹھے گھبرائین کوئی اوٹھ کے ناچنے لگی کوئی ہنستی ہوئی یہ کہک اٹھی بوا نرگس دیکھو آج بی سنبل کے جھوٹے نوجوان کی زلفین بنا کر ہمکو بانک پن دکھاتی ہے نرگس آنکھ لڑانے مین شرماتی ہے یہ کہتی ہوئی دوڑی چمن مین جا کر بیہوش ہوئی کوئی تالیان بجانے لگی کوئی روئی کوئی اوسی دھن مین ہنستی ہوئی اوٹھی گر کر بیہوش ہوئی بی گلرنگ سب کی افسر صاحب ربط و ضبط نشے کے جوش مین اونھون کہا یا خداوند اب کیا دیر ہے معشوق خود بدولت

خوشخو عاشق خصال صاحب حسن و جمال پہلو مین ہے ہم الگ جا کر بیٹھین یہ کہکے چلے بھی کہ لڑکھڑا کر
گری عمرو نے کہا یا خداوند یہ کنیزان بے تمیز آپ کو بہت عزیز ہین صحبت قدرت مین ہنگامہ
مچا دیا یہ کہکے دور جا بیٹھی کہا اب ہمکو گود مین اُٹھا لیجائیے جمشید بلبلا کر اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی
تھی اُٹھتے اُٹھتے دل بیٹھ گیا لڑکھڑا کے گرا گرتے ہی بیہوش ہوا عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرایا ہوا
تھا خنجر کمر سے کھینچا کہ اس بیحیا کا سر کاٹ لون نعرہ کر کے چلا جیسے قصد ہوا کہ خنجر مارون اس ظالم کو
واصل جہنم کرون ابر سیاہ جو آسمان پر گھر اٹھا آفت آسمانی تھی عمرو کو کیا خبر تھی فوراً ابر سے
ایک برق چمکی نعرہ ہوا کہ او ظالم کیا کرتا ہے منم محیط ابر نشین عمرو نے چاہا کود کر بھاگون اُسنے
گرتے گرتے ایک آواز دی عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے اُس نے باران سحر برسایا
جسپر قطرہ پڑا وہ ہوشیار ہوا جمشید جو بیدار ہوا ارتنگ نقش کو اپنی نوچنے لگا کہا ہائے میری معشوقہ
کو کیا کیا عمرو نے کہا یا خداوند مین وہی نازک بدن ہون دیکھیے اس ساحر نے
زبردستی مجکو مبتلائے سحر کیا پاؤن زمین نے تھام لیئے اسی نے آپ کو بیہوش کیا تھا مجپر تہمت
رکھتا ہے اسطرح گڑگڑا کے عمرو نے باتین کین صورت تو ابھی تبدیل نہین ہوئی تھی جمشید بغیظ
و غضب تمام طرف محیط ابر نشین کے متوجہ ہو گیا کیون او بیحیا تخلیہ قدرت مین تو کیون آیا محیط
نے کہا یا خداوند یہ نازنین آپکا سر کاٹنے چلی تھی ابر سے مین نے دیکھا آکر اسکو گرفتار کیا یہ کہکر محیط نے
عمرو کے منہ پر ہاتھ پھیرا ایک شعلہ بھڑکا رنگ روغن عیاری کا جل گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی
گلرنگ بھی سر پیٹنے لگی جمشید نے کہا کیون ای گلرنگ ہمنے تمکو پیشتر ہی خبر دی تھی کہ ساربان زادہ
ضرور آئیگا اگر ہمنے انتظام نکیا ہوتا تو اس ظالم نے اپنا کام کر لیا تھا قدرت کے سامنے
مکاری کب چل سکتی ہے یہ کہکے غصے مین اٹھا کہا او ساربان زادے جلد بتلا میری معشوقہ کو کیا کیا
عمرو نے کہا یا خداوند مین بھوکا تھا کھا گیا ابھی ہضم نہین ہوئے پائی اگر آپ مجھکو سرفراز کرین
یا رہا کر دین تو آپکی معشوقہ نازک بدن کو دیدون گلرنگ نے کہا یا خداوند رہا کر دیجیے اپنی
معشوقہ کو اس سے لے لیجے جمشید نے کہا ای گلرنگ یہ وہ شخص ہے کہ جسنے ساحران عالم کو
مارا قدرت کا اقبال ہے جو یہ آکے اسطرح پھنسا افراسیاب نے اسی غفلت مین طلسم ہوش ربا کو
برباد کرایا جب اسکو گرفتار کر لیا قید رکھا اسکو کوئی قید نہین رکھ سکتا مین اسکو قتل کر دونگا جو اسکو قید

کریگا یہ اُسکو قتل کر کے نکل جائیگا عنظلی آباد ایسا ملک اس ظالم نے برباد کیا ہوش ربا پر اسی کی وجہ
سے زوال آیا کوکب کو اپنا غلام بنا لیا یہ جان لشکر حمزہ ہی اگر اسکا قدم درمیان میں ہوگا لشکر حمزہ
کا ٹنا کیا مشکل ہے حمزہ پر تھوڑا ہی دباؤ پڑا چالیس سردار آگ میں جلے ایرج نے گلا کاٹا یہ پتا
لگا کر مجھ تک آپہونچا اگر میں ایسا ہوشیار نہوتا خاتمہ کر دیا تھا جلد جلاد کو بلاؤ ابھی عابد دولت
اسکو قتل کرائیں گے اسکا قید رکھنا بہتر نہیں ہے یہ سنکر عمرو عیار رہوا ایکار کر آواز دی یا خداوند
میں آپکو سجدہ کرتا ہوں آپکا مذہب اختیار کر کے حمزہ کو پکڑ بلاؤنگا آپ ایسا کامل و اکمل میری
نگاہ سے نہیں گذرا میں اسی تلاش میں رہتا تھا کہ کوئی کامل و اکمل ملے تو میں دل وجان سے
اُسکی اطاعت کروں حمزہ ناقدر ہے صرف تین روپیہ مہینہ دیتا ہے قدرت میری قدردانی کریگی
ایک دن میں لشکر حمزہ کو مٹادوں سبکو پکڑ بلاؤں قدرت میرے حال پر رحم کریں رہا کر دیں
معشوقہ بھی قدرت کی لے آؤنگا ابھی میں نے اُسکو فروخت نہیں کیا ہے صرف رہن رکھا ہے
روپیہ مع سود کے ادا اُس ایسی بہت سی معشوقیں حاضر کرونگا یہ تو خاص میرا کام ہی جسپر نگہ ڈالیے
اُسکو لاکر حاضر کردوں ان باتوں کو سنکر جمشید جادو قہقہہ مار کر ہنسا کہا او مکار حیلہ ساز شعبدہ باز
سات سو برس کا عابد دولت کا سن ہے سامری شمس وہ مایہ میرے سامنے طفل مکتب تھے میرے
سامنے فریب کی باتیں کرتا ہے ان فقروں کو کوکب جانتا ہوں ابھی تجھکو قتل کرونگا ہر چند عمرو چپکا بیٹھا
جمشید کو فقرے دے اُس ظالم نے کچھ نہ مانا آواز دی اے جلاد حاضر ہو اُسی ابر سیاہ سے ایک
ساحر مہیب بہ شکل عجیب و غریب خنجر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے ظاہر ہوا جمشید نے کہا اے
اژدر سیاہ رو جلد اس ساربان زادے کو قتل کر سر کاٹ کر ہمارے سامنے لا اژدر سیاہ رو
نے عمرو کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا کشاں کشاں لیکر ابر سیاہ میں غائب ہوا بعد چند ساعت سب نے
دیکھا وہی ساحر عمرو کا سر لیے ہوئے ہے گلوے بریدہ سے قطرہ ہای خون تازہ ٹپک رہے ہیں آنکھیں
حسرت آلود کھلی ہوئی ہیں جمشید نے کہا اسکو خوان میں سرپوش رکھ کر بارگاہ حمزہ میں لیجاؤ کہنا
او حمزہ تیرے قوت بازو کو قدرت نے قتل کیا اسی ہفتے میں تم سب کا یہی حال کردونگا اس
ساحر نے سر عمرو خوان میں رکھا لیکر طرف لشکر حمزہ صاحبقران کے روانہ ہوا محفل جمشید درہم
و برہم اپنی معشوقہ ناز کیدن کا غم اُسی ابر سیاہ میں جاکر غائب ہوا سحر خوانی کرنے لگا یہاں

صاحبقران زمان بارگاہ حشامی مین جلوہ فرما ہین جو سردار کہ موجود ہین خدمت مین حاضر ہوئے
مگر بارگاہ مین سناٹا صاحبقران نے بیٹھے بیٹھے فرمایا یارو کئی دن کا زمانہ گذرا میرا یار وفادار لپٹ
کر نہین آیا بڑی حسرت مین رخصت ہو کر گیا تھا اوسکے طرز کلام سے ثابت ہوتا تھا کہ بڑے کسی
مقام سخت پر جاتا ہی مین نے کبھی اپنے یار وفادار کو اسقدر مایوس نہ دیکھا تھا خدا بخیر و عافیت اوسکو
لا کر مجھسے ملائے دل پر تردد منزل خود بخود بیتاب ہی خدا نخواستہ عمرو پر کوئی افتاد پڑی کسکو بھیجون کون اسکی
خبر لائے عیارون نے عرض کی حضور متردد و متفکر نہون غلام فوراً مفصل خبر لیکر آئینگے تمام
جنگلون کی خاک چھانینگے اپنے پیرو مرشد کو تلاش کر کے لائینگے مہتر ابوالفتح اصفہانی
و غمران خطائی و مہتر برق خطائی و برق فرنگی وغیرہ چالیس پیک بچے قنطورہائے
زربفتی و بیتیا ہائے سقرلاتی سے آراستہ ہوئے حلقہ ہائے کمند بازوون پر لپیٹے قصد ہوا کہ برائے خبر خواجہ
روانہ ہون صاحبقران کی بیتابی کم نہین ہوتی بادشاہ حجاہ کا بھی خود بخود رومال تر ہو رہا ادہر
خورد و کلان از پیر تا جوان ادنی اعلی سب بیقرار و اشکبار رہے اوس پریشانی مین وہ ساحر خوان سر عمرو
لیکر بارگاہ حشامی مین پہونچا خوان و نوشتہ رکھکر بھاگا پکار کر آواز دی یہ تحفہ قدرت نے
برائے مسلمانان بھیجا ہے اس سر سے کوئی آگاہ نہین افسر سمجھ جائیگا وہ تو اڑ کر چلا گیا یہان
دروازے پر باہر ہوا صاحبقران زمان سے بڑھکر خادمون نے عرض کی اے شہریار ایک
ساحر آیا تھا ایک خوان و نوشتہ رکھکر چلا گیا ہی نہین معلوم اسمین کیا ہے صاحبقران نے
کہا خدا خیر کرے اوس خوان کو جلد میرے سامنے لاؤ ملازمان جانباز خوان کو اندر لائے جیسے ہی
تورے پوش ہٹایا سر عمرو دیکھا ہائے یار وفادار کہکر صاحبقران گر پڑے پکار کر آواز دی
کیون ہما جو میرا دل بے سبب بیقرار نہ تھا ایک روح دو جسم تھے یہ صدمہ اوسپر گذرا کیونکر میرے
دل کو بیقراری نہوتی روح بیچین تھی کیون خواجہ ہمارے تمھارے یہ وعدہ نہ تھا ہمکو
تمنے ساتھ نہ لیا سفر ملک عدم مین بہت جلدی کی بادشاہ نے اپنے کو تخت سے گرا دیا تاج پھینکا
فرماتے تھے یارو آج تاج سر اسلام گر گیا رونق دین اسلام ہٹی ہر مصیبت مین یہی کام
آتے تھے اہالیان لشکر کو بدعت سے بچاتے تھے اب ساحرون پر کون عیاری کرے گا
ایک سحر مین لشکر مٹ جائیگا عیار پچھاڑین کھا رہے ہین اٹھارہ فرزند پکارتے ہین قبلہ و کعبہ

نے غلاموں کو یتیم کیا اب ہماری کون سرپرستی کریگا شاگرد جان دینے پر آمادہ جملہ سرداران عیار بیقرار اشکبار لشکر میں تلاطم صاحبقران زبان بیقرار ہوکر روئے سر عمرو لیکر چھاتی سے لگایا روتے روتے بیہوش ہوگئے بارگاہ میں غل ہوا یو یار و صاحبقران نے سفر ملک عدم اختیار کیا خواجہ کا ساتھ دیا دونوں ایسے عاشق و معشوق تھے فراق نہ گوارا ہوا سنتے ہی بادشاہ روتی ہوئی قریب صاحبقران آئی پکارکر آواز دی جد عالی تبار آپ میر قافلہ میں کل کاروان کو ساتھ لیے ہم کسکے بھروسے پر زندگی کرین فرزندان خواجہ بزرجمہر نے بڑھکر نبض پر ہاتھ رکھکر کہا یارو برای خدا خاموش رہو خاک تم سب کے وہن مین صاحبقران کو غش آگیا ہی گلاب کیوڑا لاؤ اُسیوقت گلاب کیوڑہ بید مشک چہرہ اقدس پر چھڑکا گیا صاحبقران کو ہوش آیا دیکھا بارگاہ مین قیامت برپا ہے ہر ایک خورد و کلان رو رہا ہے زوجات عمرو جلہ سے نکل آئیں تھرتھریان بڑھا رہی ہیں آئی ہیں سے کلیجہ پھٹا جاتا ہی شاہزادیوں کو منع کرتی ہین ہم رانڈون کی سایہ سے احتراز کرو ہمارے قریب آؤ ہم لاوارث کی قبر پر فقیر ہو کر بیٹھین گے اشک حسرت سے چھڑکا ذکر سینگے داغ کے پھول چڑھا ئین گے یہ حالات مصیبت آیات جو صاحبقران نے دیکھے سرداروں کی جانب دیکھکر فرمایا ارے نامردو مثل عورتوں کے کیا باتین کرتے ہو کوئی تم مین ایسا نہین ہے جسکی عمرو نے جان بخشی نہ کی ہو چل کر اُسکے خون کا بدلہ لو لشکر بیداد سرکش کو پامال کرو لڑ بھڑ کر اپنی جانین دو جان دیکر اپنے یار وفادار سے ملو راہ خارستان دنیا کو طے کرکے ملک عدم مین پہنچو یہ کہکر مقبل کی جانب متوجہ ہوئے فرمایا او نالایق جلد سیرا اشقر تیار کر صندوق سلاح لا مقبل نے صندوق سلاح لاکر حاضر کیا تھرآئی ہوئی ہاتھوں سے صاحبقران نے زرہ وغیرہ کو زیب جسم کیا تیغہ صمصام و قمقام پنجہ سہراب یل تیغہ عقرب سلیمانی کو قبضے مین کیا اٹھ کھڑے ہوئے چلے یہ خبر مشتہر ہوئی کہ صاحبقران لشکر بیداد سرکش کو قتل کرنے جاتے ہین لشکر مین کمربندی ہونے لگی تمام سردار تیار ہونے لگے نقارہ سکندری پر چوب پڑی تاجداران جلیل نے بمشکل بادشاہ کو تخت پر سوار کیا صاحبقران آگے بڑھے سب سردار سر برہنہ خاک اڑاتے ہوئے ساتھ ہوئے نقارخانہ سلیمانی گرم گڑ ادیا ہرکارے لشکر بیداد سرکش کے جو لشکر اسلام مین موجود رہتے تھے یہ حال دیکھکر بھاگے بیداد سرکش اپنی بارگاہ مین مع بارہ بھائیوں کے بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ یارون لشکر تیار رہے اسی ہفتے مین طبل قہاری بجے گا

کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا قدرت فرما چکے ہین اب اُن سرکشون کا زندہ رہنا بہتر نہین ہے تقدیر
مضبوط فرما چکے ہین یہ ذکر تھا کہ نقارہ سکندری کی آواز کان مین آئی زمین تھرائی بیداد نے کہا
یارو خبر تو لو کیسی صدائین مختلف آتی ہین بے وقت نقارہ کیون بجا کچھ قدرت نے تقدیر کی
مسلمانون کے سننے کی بالا بالا تدبیر کی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے
شہریار بڑا غضب ہوا سنتے ہین عمرو نے جا کر قدرت پر عیاری کی قدرت نے عمرو کو کاٹ کر
بھیجدیا عمرو تو جان لشکر اسلام تھا سب سردار تاجدار عیار مع لشکر جرار برای معاوضۂ خون آمادہ
حرب و پیکار ہو کر آئے ہین عمرو کیواسطے سب جان دینگے اپنا خون اپنی گردن پر لینگے بیداد گھبرا گیا
ہرچند جانتا ہے کہ لشکر صاحبقران مین اب کوئی ساحر نہین ہے مگر نعرہ سرداران تہمتن سے زمین
تھرا رہی ہے فوراً حکم دیا ہمارا ابھی لشکر تیار ہو تمام ساحر اپنے اپنے مقام سے اٹھے جھولیان سنبھالنے
لگے بازبط قرقرون پر سوار ہونے لگے اژدران آتش فشان پر سوار ہوئے تازیانہ ہائے
مار آتشین ہاتھ مین لیے ہوئے یا خداوند جمشید کی صدائین بلند ہونے لگین بیداد
اپنے بھائیون کو ساتھ لیکر بارگاہ سے نکلا مرکب ہاے باد رفتار پر سوار ہوئے قصد ہوا تھا
کہ بڑھین لشکر اسلام پر جا پڑین کہ شیر بیشۂ عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
میر عالیشان کے نعرے کی آواز آئی ہمراہ صاحبقران سے نخل تھرائے طائر آشیانون
سے اُترے شاہزادۂ سعد بن قباد والا نژاد بادشاہ لشکر اسلام نے بھی بڑھکر نعرہ کیا نعرہ
بادشاہ لشکر اسلام سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم +
چراغ شبستان صاحبقران + فرزند تاج و تخت کیان + منم سعد فرزند قباد شاہ
شہنشاہ اسلام و عالم پناہ + ایک جانب سے نعرہ ہوا فرزند صاحبقران
بمثل دیکتا شاہزادۂ داراب. کشور کشا نعرہ سے شہنشاہ داراب کشور کشا + یل نامور شیر
دشت وغا + جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی اس زور شور سے بجھد کر دفعۃً لشکر ہزیمت اثر
سرکشان پر گر پڑے تہلکہ پڑ گیا سرکشون کے سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھاتے ہین ہر
شخص غم خواجہ مین سفیر اشکبار ہاے خواجہ کی صدا بلند ساحرون سے لپٹ لپٹ
پڑے جانبازی سے لڑتے تھے ہر ایک کو ہوس ہے بہ تعجیل تمام لڑ بھڑ کر جان دین

خدمت مین خواجہ کی پہونچین ایسا ہم سب کا شفیق صاحبقران کا رفیق قدیم مارا جائے ہم معاوضۂ خون نہ لے سکین جائے حیف ہے بیکسون کا سردار ہے ہماری سبب سے عیاران نامی فرزندان خواجہ و شاگردان نامدار حقہ ہائے آتش بازی لیکر گرے لشکر کفار مین آگ لگادی کمندین ہاتھہ مین نیمچہ کھینچے ہوئے طرار و فرار کمندین چل رہی ہین سیارہ یعنی عمرو مہتر سمک یلطاقی عیاران قاسم و علمشاہ بحال تباہ اپنے آقا کی ساتھہ فقیر بنے ہوکے بیٹھے تھے جھپٹ کر علمشاہ و قاسم سے عرض کی ای شہریار فقیر بنکر بیٹھنے سے کیا فائدہ ہمارے قبلہ و کعبہ کو جمشید ملعون نے قتل کیا کل سردار سب عیارونکا صاحبقران نامدار آمادۂ مرگ مہیائے قضا ہوکر لشکر کفار پر جا چکے صاحبقران یہی فرما گئے ہین کہ مین اب زندہ واپس نہ آؤنگا پہ سبب حضور کے ہم بھی نہین گئے چلکر معاوضۂ خون ایرج نوجوان لیجیے ان نامردون کو شکست دیجیے یہ سنکر یہ بھی دونون نیر قبضون پہ ہاتھہ ڈالکر اُٹھے یہ کہتے ہوئی کہ ای عیاران نامدار ہم اس مژدۂ جان بخش کے خواہان تھے کہ لڑبھڑکر راہی ملک عدم ہون اپنے فرزند کے پاس پہونچین شکر ہے کہ حیلہ کامل ملا غنچہ آرزو کھلا انکے ساتھ ان کے رفقا بھی فقیر بنکر بیٹھے تھے سب ہوحق کرتے ہوئے اٹھے نعرے کر کے قاسم و علمشاہ بھی لشکر سرکشان پر گرے تیغہ برق تاب گیتیان فرنگی چمکا قاسم نے یلارک افراسیاب کھینچی صفون کو درہم و برہم کردیا تمام میدان لالہ زار لاشہ ہائے سرکشان سے بھر دیا قبائل سرکشان صورتین پہلوانون کی اصل مین ساحر ہین فنون سحر و ساحری سے بخوبی ماہر ہین دو تین حملہ اہل اسلام کے ایسے ہوئے کہ کئی لاکھ ساحر واصل جہنم ہو چکے بیداد بیمثلا نعرہ کیا اے بندگان خداوند جمشید شمشیر زنی مین صف شکنی مین یہ شیران دشت نبرد ہین غیر ساحر انکی یا بوش کی گرد ہین دیکھو نہیب شمشیر سے ان دلیرون کی آفتاب پرستون کے رنگ زرد ہین گرم مزاجون کے بدن سرد ہین شعلۂ شمشیر سے لاکھون ٹھنڈے ہوئے سنبھل کر سحر کرو اس معرکہ عظیم کو جھیلو گھمسان کی لڑائی ہے جان پر کھیلو بیداد نے بلدہ بھائیون کو صف جنگ سے الگ کیا ترنج و نارنج چلنے لگے نخل صحرا جلنے لگے دنا ٹا سنا ٹا ہوا پیکان تیر لگا کر پھینکے تیرون کی بوچھار ہوئی ساحرون مین لینا لینا کی پکار مچی ہاتو اہل اسلام جو ہوئے لڑرہے تھے بیہوش ہوکر گرنے لگے گھوڑون نے بدلگامیان کین سوارون کو پٹک

پٹک کر بھاگنے لگے بیداد سرکش نے کئی گولے آسمان پر پھینکے دریا سحر کی طغیانی کشتی حیات مسلمانان طوفانی آگ برسی جھونکے ہوائے گرم کے چلے گیر ودار کی صدا بلند ہوئی یہ بارہ ساحر نامی گولے تیغ تا برنج گھیر بیکان کے رائی کے دانے سرسون کے دانے پھینک رہے ہین آتش سحر شعلہ دار یہ تو ناظرین پر واضح ہے کہ صاحبقران زمان کا اسم اعظم بند ہو چکا ہے فقط حرز ہیکل کے سبب سے لڑائی مین مصروف ہین یا تو صاحبقران قلب فوج مین جمے ہوئے لڑ رہے تھے پلٹ کر دیکھا برے سنے پرے پامال سردار جا بجا گرے گھوڑے دوڑتے پھرتے ہین سوار بیچارے زمین مین گرتے ہین نہ ہاتھ مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت دل بیقرار آنکھین اشکبار ساحر بڑھتے چلے آتی ہین سرکشی دکھاتے ہین بڑے بڑے خیر دل اگن روباہ صفتون سے نہین لڑ سکتے قدم فوج کے اُٹھے لیکن پاؤن مین طاقت رفتار نہین زبان مین گفتار کی قوت نہین تلوار قبضے سے نکلی جاتی ہے کمانون مین خم خنجر بیدم سنان ہائے نیزہ کی سرکشی ہو توت تیر سے گوشہ گیر ہوئے زاغ کمان الامان الامان چلا گے ہین چشم زرہ خون سے معمور قلب ناصبور صفین درہم و برہم نشان ہائے لشکر پر ہجوم غم والم صاحبقران یہ حال پر ملال لشکر ظفر اثر دیکھکر گھبرائے دیکھا سب ساحر آمادۂ خون ریزی بیداد سرکش کی تیزی بارہ بھائی سرکشی کا مل کر رہے ہین بڑھ بڑھ کر لڑ رہے ہین ہزار ہا بندگان خدا بے کس و بیکس ہو کر سیار گلشن جنان ہوئے مرتے مرتے بھی ساحر کو مار لیا اپنے حریف کو نہین چھوڑا مثلاً ساحر نے سحر کیا گھوڑے سے گرے ہاتھ بڑھا کر اُسکی بھی ٹانگ پکڑی ہاتھ قابو مین تھے جب ساحر مُنھ کے بھل زمین پر گرا پنجہ بلی گردن پہ رکھ کے زور کیا انگلیان گردن مین اُتر گیئن جب زور نہ چلا تو دانتون سے بوٹیان کاٹ کر پھینک دین اپنے حریف کا بعد شوکت و جرأت کام تمام کیا مرتے مرتے بھی نام کیا ساحرون کے مرنے کی آوازین آتی ہین بیر غل مچاتے ہین افسران فوج گھبرا اُٹھے ہین یہی ذکر ہے کہ یارو یہ اہل اسلام بڑے غضب کے ہین لاکھون ساحرون کو مار اکس بھرتی سے لڑے لاکھون جمشید پرست مارے گئے جلد سحر کر کے انکی تلوارون پر قبضہ کرو ہاتھون کو بیکار کردو سب کا افسر حمزہ نامور قلب فوج مین شمشیر زنی کر رہا ہے بڑے بڑے ساحرون کو تاک تاک کے مار اکسی نے سرکشون کو للکارا بیداد

نے خود بڑھکر صاحبقران پر سحر کیا کئی گولے بھٹکر گرے بہ سبب حرز ہیکل تاثیر نہوئی بیداد
گھوڑے سے کود اپنے بیرون سے دریافت کرنے لگا خداوند جمشید اسم اعظم بند کر چکے
اب کیا باعث ہے کہ سحر ہمارا تاثیر نہیں کرتا بیرون نے جواب دیا ہماری تدبیرین بیکار ہین ایک ہیکل
اس نوجوان کے گلے مین ہے اسکے سبب سے ہم قریب نہین جا سکتے یہ سنکر بیداد سرکش
سحر کر کے غائب ہوا صاحبقران تخت شاہنشاہی کے قریب شمشیر زنی مین مصروف ہین کسیکو قریب
بادشاہ کے نہین آنے دیتے پروانہ وار گرد تخت بادشاہی پھر رہے ہین سر ساحرون کے دھڑ سے
زمین پر گر رہے ہین کہ دیکھا مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار شمشیر زنی کرتا ہوا
آتا ہے کئی ساحرون کو سامنے صاحبقران کے مارا جھپٹ کر آواز دی ای شہریار گردون وقار
آپکا تمام لشکر دام سحر مین پھنس گیا سردار و عیار بیکار ہوئے غلام بھی مجبور و لاچار ہوا مین بیچ مین
ساحرون کے بھاگ کر آیا ہون ایک خبر وحشت اثر سنی ساحر کہہ رہے ہین کہ ہمنے حرز ہیکل بدل لی یہ غلام
ناکام حرز ہیکل کو دیکھنا چاہتا ہے جہانتک ہو سکے حضور حفاظت کرین یہ کہتا ہوا مقبل قریب
آیا اور رو کر کہا اے خداوند حرز ہیکل مجھکو دیجئے تاثیر سحر ساحران سے کلیجہ جل رہا ہے ہر ایک عضو کے
جسم سے شعلہ نکل رہا ہے غلام کی جان بچ جائے مقبل نقلی جو بلک کر رویا صاحبقران کا دل کٹھ گیا
حرز ہیکل گلے سے اتاری مقبل کے ہاتھ مین دیدی فرمایا جلد سینے سے مس کر مقبل نقلی
نے جیسے ہی حرز ہیکل کو پایا رومال مین لپیٹ کر نعرہ کیا باش او حمزہ منم بیداد سرکش
دیکھ او حمزہ یون آکر تحفہ سحر چھین لیتے ہین ادھر حرز ہیکل جسم سے صاحبقران
کے جدا ہوئی بیداد نے پلٹ کر سحر بھی کیا صاحبقران بیہوش لپٹ اشقر سے زمین پر گرے
ساحرون نے بلوہ کیا کہ صاحبقران کو پکڑ لین سات سو تاجدار گرد تخت بادشاہ عالی وقار
شمشیر زنی کر رہے تھے فوراً گھوڑون سے کود کے صاحبقران کو گود مین اٹھایا تخت شاہنشاہی
پر ڈال دیا صاحبقران مثل مردے کے پڑے ہین صاف ظاہر ہے کہ دم ٹوٹ رہی ہین تاجدارون
مین شور گریہ وزاری بلند ساحرون کو قریب نہین آنے دیتے ہلڑ سنکر مقبل وفادار
غلام صاحبقران مع اپنے تیراندازون کے لڑتا ہوا اس مقام پر پہونچا دیکھا کہ ساحرون
کا بادشاہ پر بلوا ہے چاہتے ہین کہ صاحبقران کو پکڑ لین تاجداران لشکر اسلام اپنی جان دے رہے ہین مقبل

گھوڑے سے کود اکچھ آوازدی بارہ ہزار تیرانداز غلامان جانباز گھوڑون سے کودے کمان ہاے کیانی کاندھے سے اتارین گھٹنے زمین پر ٹیک دیے بارہ ہزار تیر ایک مرتبہ چلے خطا کار واصل جہنم ہوے دو تین ڈپوٹہرین ایسی مارین کہ ساحر چلاتے ہوئے بھاگے پلے پر جا کر ٹھہرے بید ادینے دور سے جو دیکھا کہ تیراندازون نے صاحبقران و بادشاہ کو بچایا ہے عقاب تیر پر کھول کر گر رہے ہین وہین سے گھوڑے کو بڑھا کر چلا نعمان نے چھوٹے بھائی سے کہا بڑھکر ان تیراندازون کو پکار دو نعمان ٹھو بچو کرتا ہوا طرف مقبل کے چلا اب مقبل گھبرایا بادشاہ سے کہا اے شیر نر نعمان سرکش ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست مجھپر سحر کرنے آتا ہے حضور ہم بارہ ہزار غلام اپنی جان دیکر اسکو چند ساعت روکتے ہین آپ صاحبقران کو لیکر نکل جائیے اگر وہ بچیا گرفتار کریگا بادشاہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا اے مقبل وفادار اے یار غمخوار دل نہین قبول کرتا کہ مین افسر ہو کر قدم میدان کارزار سے ہٹاؤن اے مقبل گلزار ابراہیمی پر خزان آئی تقدیر نے یہ کیفیت دکھائی اگر پشت دکھا کر بھاگ گئے جرأت مین بھی فرق آیا یہی مشہور ہو گا بادشاہ نے قدم میدان کارزار سے ہٹایا ساحر آج ہمارا تعاقب نہ چھوڑینگے انکے طلسم سے کیونکر نکل جائین اے برادر کہان جان بچا کر جائین اگر قلعۂ آہن مین چھپینگے وہان بھی جان نہ بچیگی اگر قضا نہین آئی بموجب مضمون شعر کوئی کچھ نہین کر سکتا **شعر** اگر تیغ عالم بجنبد ز جا :: نہ برد رگے تا نخواہد خدا :: اے مقبل موت سے کہان کوئی بھاگ جائیگا اب لڑ بھڑ کر مر جائینگے تاجدارون نے عرض کی اے شہریار انتہا کی مصیبت ہو چکی بعد رنج راحت ہے وقت حل مصیبت ہے اپنے پیدا کرنیوالے سے رجوع کیجیے بادشاہ نے اُس عالم اضطراب مین بیقرار ہو کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے تاج سر سے اُتارا محتاج بدرگاہ رب بے نیاز ہو کر عرض کی اے کریم کارساز اے رب اکبر حاکم بحر و بر صانع شمس و قمر بندون پر اپنے رحم کر **نظم** تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب :: دعاے کند من کنم مستجاب :: چو عاجز بماندہ دانم ترا :: درین عاجزی چون نخوانم ترا :: سب سردار و عیار مبتلاے بلا تھے ہاتھ اوٹھا کر دل سے رجوع ہو گئی باب اجابت وا تھا فوراً دعا قبول ہوئی سعادت حصول ہوئی بدعت ساحران اُس عادل کو پسند نہ آئی ظلم و جور سے بیچارون کو قتل کر رہے تھے سردار سحر مین مبتلا ساحر نے آکر خنجر مار دیا جرأت صف شکنی نے دستگیری نکی پاؤن سے ثابت قدمی مثل نقش پا جدا ہوئی اس مصیبت مین تھے بلک بلک کر دعا کی طرف سے طلسم نور افشان کے ابر زر فشانی پیدا ہوا جبین رعد کی گرج برق کی چمک ابر لہرا

ہوا چمکا چشم زدن میں قریب آیا سب نے دیکھا مرکب باد رفتار پر صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بارہ ہزار جوانان زرین پوش بصد جوش و خروش مرکب اُڑاتے ہوئے آتے ہیں آگے فوج کے بلور چہار دست گھوڑے کو بڑھاتا ہوا نیزہ ہلاتا ہوا اروا روی میں چلا آتا ہے ہرکاروں نے بڑھکر یہ خبر کوکب سے کہی اے شہریار جلد اپنے تئین پہونچایئے لشکر اسلام کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے تمام سردار عیار مبتلائے سحر ہو چکے خواجہ نے جاکر عیاری کی تھی جمشید ملعون نے بجبر و ظلم خواجہ کو قتل کیا اسی غم کے جوش میں سب سردار فوج کے سرکشان پر جا پڑے ہیں ساحروں نے زمین کو اُلٹ پلٹ کر دیا دیکھئے سحر چل رہے ہیں نخل صحرا مثل نخل چنار مل رہے ہیں یہ خبر جو کوکب نے سنی گریبان چاک کیا خاک منہ پر ملی آواز منہ سے نہ نکلتی تھی جوش جرأت میں گھوڑے کو بڑھایا نعرہ کیا نعرہ کوکب

منم رائج سکۂ سامری
منم گوہر بحر جاہ و جلال
قوی دست و بازو در ستم شیم

منم صاحب شوکت و عز و جاہ
منم آفتاب سپہر کمال
شہنشاہ کوکب شۂ بے نظیر

منم ناوک تنگ افسون گری
دلیر قوی پنجہ انجم سپاہ
جلالت شعار و فریدون حشم
ملقب بالقاب روشن ضمیر

تیغ برق تاب کھینچکر لشکر شقاوت اثر پر جا پڑا نعمان سرکش کہ قریب تخت شاہی پہونچ چکا تھا چاہتا تھا کہ صاحبقران کو گرفتار کرے اور بادشاہ پر سحر کرے کوکب نے گھوڑے کو کوڑا کیا کمان دبیچیا تمہیں آپہونچا خبردار سحر نہ کرنا مردان عالم سے آنکھیں چار کر ہمیر وار کر غیر ساحر دیکھکر بت بھولا اپنی حقیقت کو بھولا نعمان نے پلٹ کر کوکب کو دیکھا بس پڑا کئی سحر کئے کوکب نے اشاروں سے دفع کر دیئے تیغ تلوار کا وار کیا کوکب کا کونتا کا سنہ تھا بازو بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کلائی پکڑکر بصد شوکت ایک طمانچہ مارا سر خود سر کا جنبر گردن سے اُترگیا لاش کو پھونک دیا بارہ ہزار جوان زرین پوش جلو داران کوکب آپہونچے گوئے ترنج ترنج تارنج چلنے لگے تلوار کی جھنکار شعلہ ہائے آتش کی گرمی سے تمام صحرا دھواں دھار کوکب نعمان کو مار کر آگے بڑھا جمشید کے کان میں آواز آئی کشتی مرا نام میں نعمان سرکش ہوں بیتاب ہوکر بازو تھام لئے کہا یار و قوت بازو مارا گیا یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ کوکب کوکب نے بڑھکر وہی گولا کھینچ مارا اسکا دل گردہ اتھا جو اس گولے کو روکے فولاد کے سینہ پر گینہ پڑا توڑ کر پشت کے پار نکل گیا فولاد کی بھی مرنے کی آواز آئی حامد نے بڑھکر زنجیر سحر ماری شہنشاہ کوکب نے زنجیر چھین لی اس زنجیر کو جھٹکا دیا زنجیر آہنی نے مار سیاہ بنکر

حداد کو ڈس لیا جو سحر جسنے کوکب پر کیا اُسیکا ستارا گردش مین آیا بڑھکر اُسکو ٹوکا بہ یکضرب
شمشیر دو پرکالے کیے مثل تیر غضبناک جست و چالاک مجمع روباہون پر جا پڑا ہر ایک مقام پر چمکبر
اُڑا پرے کے پرے درہم و برہم کردیے زمین تھرا گئی طائر آشیان سحر اُڑے ابر زر افشانی سر پر
سایہ فگن پشت پر جوانان شمشیر زن کوکب نے پانچ بھائی بیداد کے مارے جب بڑھا سردار ہی کو
قتل کیا وہ ابر سیاہ جو ہمیشہ سے سایہ فگن ہے اُس ابر سے آگ برسنے لگی چند ہمراہیان
کوکب جلے بلور نے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ گیتی ستان اول ابر سیاہ کی خبر لیجیے
اسمین کوئی بڑا مکار و حیلہ ساز ہے آتش سحر نے آگ لگا دی کوکب نے سر اُٹھا کر دیکھا ابر سیاہ کی
سب طرح کی بلائین نازل ہو رہی ہین کبھی آگ برسی کبھی تلوارین گرین خنجر برسے تیرون کی بوچھاڑ
عجائبات ابر سیاہ کے بڑھتے جاتے ہین یہ حال حیرت مآل جو شہنشاہ کوکب روشنضمیر نے دیکھا نعرہ
شیرانہ کیا او نامرد مین نے تجھکو پہچانا اُسی مقام پر آتا ہون اب یہ حقیر اُس حال مین نہین ہے
پہلے حال شعبدہ اس سرحد سے ناواقف تھے یہ کہکر کوکب روشنضمیر پشت مرکب سے جدا ہو مثل برق
تڑپتا ہوا اُسپر جا پڑا اُس ابر سے گولے چلے تیر برسے کوکب نے اشارون سے برقین چمکائین تیر قلم
کیے خنجر توڑے تلوارون کو بیدم کیا ابر سے شیر نکلا جھپٹ کر کوکب نے گھونسا مارا شیر کا سر پھٹ گیا
فیل مست چنگھاڑ مار کر باہر آیا کوکب نے بڑھکر ہاتھی کی گردن کھینچ لی صد ہا بلائین ابر سے نکلین
کوکب ہوا پر قائم جنگ رستمانہ کر رہا ہے کئی سے زنگی قتل کیے تیر مارے جیب سے گولا نکالا
اسم سحر کا بڑھکر ابر پر مار دیا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دیکھا اسی ابر مین شیشہ اسم اعظم صاحبقران
لٹک رہا ہے کوکب نے قبضہ مار کر شیشہ توڑا فوراً اسمین سے اسم اعظم چھوٹا طائر جو اسمین
پھڑک رہا ہے اُسنے تڑپ کر جان دی یہان صاحبقران کو ہوش آیا اُٹھتے اُٹھتے
جرأت کا جوش آیا تیغہ عقرب کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا پشت اشقر پر سوار ہوئے اسم اعظم
پڑھتے ہوئے جا پڑے سردارون کے جسم مین جان آئی سحر کشان بے نجات پائی زمین پر تو صاحبقران
جنگ رستمانہ کرنے لگے وہین کوکب ابر کو توڑ کر جاہتا ہے بالکل ابر کو مٹا دون اس پار سے اُس پار
گذر جاؤن محیط ابر نشین اس ابر کا مالک ہے وہ تیغہ پکڑ کے اپنے مقام سے اُٹھا خبردار کہکر کوکب
پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے کوکب پر مارے کوکب نے وار اُسکے روکے بڑی قد و قامت کا ساحر ہے

زور کے نازمین کوکب سے لپٹ گیا کوکب نے کولے پر لاد کر مارا چھاتی پر چڑھ کر محیط ابر نشین کا سر
کھینچ لیا محیط کے مرتے ہی آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہوئی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کہ
کشتی مرا نام من محیط ابر نشین بود اب کوکب نے دیکھا دوسرا ابر حائل ہے اُس ابر پر کوکب جا پڑا
اس ابر کی بھی صد ہا برقین گرین کوکب نے برقین قلم کین گٹھا جیب کے دانہ یاقوت احمر کا نکالا ابر منج
پر مار دیا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا دیکھا ایک ساحر نحیف و ضعیف کریہ منظر تخت پر بیٹھا سحر کر رہا ہے قفس
خواجہ عمرو اسی تخت پر رکھا ہی کوکب کے ہاتھ مین رعشہ آگیا للکارا او شعبدہ باز حیلہ ساز کیا ان
غیر ساحرون پر جبر کیا ہے مقابلہ کر منم خداوند جمشید کہکر وہ ساحر اُٹھا گولا سحر کا اُٹھا کر
کوکب پر مارا کوکب نے گولے کو موم کر دیا اُسنے خنجر پھینک مارا کوکب نے اشارہ کیا ایک پتھر گرا
خنجر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اب جمشید گھبرایا قصد کیا سحر کرتا ہوا نکل جاؤن کوکب نے بڑھکر
قفس عمرو پر قبضہ کیا عمرو نے دیکھا کوکب دریای خون مین نہایا ہوا تیغہ برق مثال ہاتھ مین کھڑا ہوا
لڑ رہا ہے تمام جسم سے اشیاے سحر پیدا ہو رہے ہین جمشید پر پرواز پیدا کر کے اُڑا ابر جو
حائل تھا وہ موقوف ہوا سب نے زیر ابر سے دیکھا خداوند جمشید بھاگے جاتے ہین کوکب
کو پشت دکھاتے ہین کوکب نے للکارا او نامرد کہان جائیگا دست زبردست غلام صاحبقران
سے نجات نپائیگا کوکب بھی سحر کر کے برابر پہونچا اُسنے جھولی پر ہاتھ ڈالکر آتش کے دانے نکالے
کوکب پر پھینکے ہزار ہا آگ کے شعلے کوکب پر گرے کوکب نے باران سحر برسا کر اُس آگ
کو بجھایا جمشید نے تاج اپنا پھینک مارا سر برہنہ ہو کر محتاج ہوا لکۂ ابر سیاہ کوکب پر گرا
کوکب نے مثل برق تڑپ تڑپ کر اُس ابر کو بھی توڑا مثل آفتاب تابان اُس لکۂ ابر سیاہ کی
چمککر نکلا استادان سخنور نے اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرمایا ہے کہ دوسرے ابر سے
بھی کوکب پر ہزار ہا بلائین نازل ہوئین کبھی شعلۂ آتش اسقدر گرے کہ کوکب ایسے آتش خو شعلہ
مزاج نے دریاے آتش مین غوطہ مار اکھڑے ہو کر باران سحر برسایا آگ کے دریا کو مٹایا دریاے
آتش کی مہلت نپائی تھی کہ دریاے آب نے جوش مارا یہ نہنگ بحر سحر و ساحری چمک کر گرا دریاے
آب کو بھی مٹایا تھا کہ زنگیان آدم خوار نے آکر گھیرا بہ جبر کامل اُن سے تلوار چلی کوکب نے ہزار ہا
کو ٹوک ٹوک کے مار اگر دلاشون کا انبار ہو گیا زیر ابر صاحبقران زمان جنگ

رستا نہ کرتے ہین جب صدائے گیرودار آسمان سے آتی تھی سب اسطرف متوجہ ہو جاتے تھے دیکھ رہے
ہین کہ کوکب آج اس زور شور سے جنگ کر رہا ہے کہ کبھی ہوش ربا مین ایسے معرکے نہ پڑے تھے ساحر
اس شوکت و شان سے کسی مقام پر نہ لڑے تھے کبھی آفتاب نیکے چمکا کبھی برق جہندہ تھا کبھی
شمشیر زنی کبھی لیاقت تمنتی زنگیون کے غول سے ٹھلکر نکلا فیلان جنگی نے آکر گھیرا شیرون کو چیر کر
پھینکا تب قریب ابر دیگر دریائے خون مین نہایا ہوا پہونچا جیب سے گولا نکال کر اسی ابر سیاہ
پر مارا ابر شکست ہوا اب مقابلہ جمشید کا بندوبست ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر کریہ منظر
خود سرا ایک تخت پر بیٹھا ہوا کفر خوانی مین مصروف ہے ماش کے پتلے بنے ہوئے تخت پر رکھے ہین انکو کوکب
پر پھینک رہا ہی کوکب نے جو اُس رو سیاہ کو دیکھا نعرہ کیا او مکار کب تک مخفی ہوکر سحر کرے گا مردان عالم
کے سامنے آ ہمکو شعبدہ بازی دکھاتا ہے وہ معین و مددگار رہبر ہے ابر نشین تیرا اصل جہنم ہوا اب
مجھسے سامنا ہے یہ دیکھتے ہی جمشید اپنے مقام سے اُٹھا آواز دی او کوکب کیون تیری قضا دامنگیر
ہوئی ہے منم خداوند جمشید جلد سجدہ کر کوکب نے کہا مین تو تجھپر لعنت کرتا ہون جمشید نے
منقل آتش پھینک ماری ایک دریا آگ کا نہرا کر کوکب کے گرد آگیا صاحبقران وغیرہ نے دیکھا کوکب
کا لباس جلنے لگا ہر چند قصد کرتا ہی کہ باران سحر برساؤن چمک کر دریائے آتش سے نکل جاؤن جمشید
اپنا خون جسم کاٹ کاٹ کر پھینک رہا ہے شعلہ ہائے آتش کی دمبدم ترقی ہے انتشار مین کوکب
نے ایک وحشتناک نعرہ کیا کہ دریائے نور افشان جلد اسے کو مجھ تک پہونچا شیشہ آب دمیدہ سحر
لیکر آسمان پہ برق چمکی ایک سہرا پتلا آسمان سے شیشہ آب نایاب لئے ہوئے پیدا ہوا قریب سر
کوکب اسکے آتے ہی شیشہ توڑا آواز دی ای شہنشاہ طلسم نور افشان ہوشیار ہو جایئے ایک چھپکا
پانی کا منہ پر دیا وہ شعلہ ہائے آتش جو جسم پر لپٹے ہوئے تھے بجھے ہوش درست ہوئے سحر کرکے
آگ کو مٹایا تیغہ برق مثال بعد جاہ و جلال کھینچکر جمشید پہ جا پڑا جمشید نے تاج سر کا پھینک مارا
کہا او کوکب جا یہ تاج لائق سر قدرت ہے آہین سراسر کرامت ہے صاحبقران
نیر ابر سے ملاحظہ فرما رہے ہین کہ ہزارہا طائران پرندے آکر عقاب طلسم نور افشان کو گھیر انقار
و چنگلہائے آہنی سے چاہتے ہین تمام جسم کو فگار کردین زرہ کی کڑیان نوچ کے پھینکدین اب
کوکب طائرون پر سحر کر رہا ہے طائرون کو چیر چیر کر پھینکدیا مگر وہ

کم نہین ہوتے بڑھتے جاتے ہین سرکشی دکھاتے ہین پھر کوکب نے بہ قہر و غضب تمام آواز دی کہ اے
شہنشاہ طلسم نور افشان جلد اپنے کو پہونچا یہ آواز سُنکر ان طائرون کے ہوش اُڑنے کہ آسمان پہ سناٹا
ہوا ایک باز بلند پرواز اُڑتا ہوا آیا منقار مثل سنان پنجہ ہاے فولادی اُن طائرون پر آکے گرا
جسکو پکڑ لیا اُسکو چیر کر پھینک دیا طائران سحر جمشید اُسپر جب حملہ کرتے ہین تڑپ کے بلند
ہو جاتا ہے اپنے کو انکے پنجہ بدعت سے بچاتا ہے چار چار کو منقار مین لیا مگر غربال کرتا ہے جسکو
پکڑ لیا چیر کر پھینک دیا کوکب نے بھی آتش کے دانے مار کر صدہا طائرون کو جلایا پھر پھر مین ان
طائرون کو مٹایا جب طائرون کا خاتمہ ہوا باز بھی اُڑتا ہوا نکل گیا اب کوکب نے پھر قبضہ پر ہاتھ ڈالا
جمشید سے تلوار چلی بلاے روزگار ہے اسکے سحر مین عجائب و غرائب شعبدہ بازی ظاہر ہوتے ہین
کوکب کو دفع کرنا دشوار ہوتا ہے آج وہ شوکت نمائی کی کہ ہر ایک خورد و بزرگ تعریف کر رہا
ہے یہان صاحبقران نے مجمع سرکشان کو متفرق کر دیا جمشید ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ لڑ بھڑ کے نکلجاون
کوکب سد راہ جمشید ہے ہر مرتبہ یہی نعرہ کرکے سامنا کرتا ہے کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہے
تو خداوند بن کے بیٹھا ہے انھین شعبدون پر ناز تھا غیر ساحرون پر شیر تھا اب کیون بھاگتا
ہے آخر سب طرح کے سحر کرکے جمشید مغرور عاجز ہوا مقابلے مین کوکب کے آیا تیغہ سحر کا وار کیا
کوکب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ جمشید نے سپر کو کاٹا کوکب نے سحر کرکے سر اپنا بچایا
تیغہ برق تاب کو چمکا کے نعرہ کیا منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر چمک کے برق شمشیر گری اُسنے ہر چند
سحر کیے تیغہ کوکب نے سپر کو کاٹا سر پر تیغہ پہونچا تھا کہ جمشید نے اپنے کو زمین پر گرا دیا پرواز پیدا
کرکے اُڑا کوکب نے سپر کو کاٹا گردن کی سرکش کو مہلت نہ دی جمشید لاچار ہو کر لپٹ پڑا کوکب نے
ایک طمانچہ مار کر منھ اسکا پھر گیا کوے برلاد کے مارا دھم سے گرا کوکب نے چھاتی پر چڑھ کے سر اُسکا
کھینچ لیا تمام زمانہ تاریک ہو گیا آندھی سیاہ اُٹھی پھر غل مچاتے تھے ہنگامہ عظیم برپا ہوا بعد عرصہ
دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من جمشید جادو بود صاحبقران لڑتے ہوئے قریب تخت
بیداد کے پہونچ چکے تھے کہ کوکب نے سر جمشید لا کر نذر دیا خواجہ عمرو کو زنجیر سے نکالا صاحبقران
نے بہ محبت کوکب کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے برادر آج کس زور و شور سے جنگ کی ہے کوکب نے
دست بستہ عرض کی اے شہریار آپ کا اقبال ہے کہ یہ بیچیا جمشید جادو مارا گیا ورنہ اسنے ایسے

شعبدے بنا رہے تھے کہ جنکا مٹنا دشوار تھا اب بیداد سرکش باقی ہے آتش اسیطرح شعلہ ور ہے شاید
یہ اُسی ناری کا سحر ہے یہ باتیں صاحبقران کو کب سے کہہ رہی تھی کہ بیداد نے بڑھکر سحر کیا کہ لشکر صاحبقران
پر آگ برسنے لگی کوکب نے باران سحر برسایا مگر اُس آگ پر تاثیر نہ ہوئی کوکب نے بڑھکر
عرض کی حضور اسم اعظم پڑھکر دم کرین امیر نے اسم اعظم الٰہی کو ورد زبان کیا بہ آواز بلند پڑھا تب
وہ شعلے کم ہوئے صاحبقران طرف بیداد سرکش کے لڑتے ہوئے چلے راہ مین سرداران لشکر
روکنے لگے جو مقابلے مین آیا علف شمشیر آبدار ہوا صفین درہم وبرہم کرکے قریب بیداد پہونچے
اُسنے خوب آگ صاحبقران پر برسائی اژدر آتش فشان بنائے وہ اژدر قلابہ آتشین چھوڑتے
ہوئے قریب صاحبقران آئے جو اژدر قریب صاحبقران آیا امیر نے کلہ اژدر مین ہاتھ ڈالکر
چیرا اور پھینک دیا بعض پر اسم اعظم دم کیا اژدہا جلکر رہگیا اب بیداد نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
کئی وار صاحبقران پر کیے امیر نے سپر پر وار روکے آخر نعرہ کیا بیداد جلاّد ضرب مردان
عالم تو قبول کرے سرکشی کرنے لگا خبردار باش کہکے ہاتھ تیغہ سہراب یل کا مارا اُسنے سپر سحر فولادی کو جسکے
کی پناہ کیا یہ تیغہ دیوکش کب رکتا ہے چمک کے گرا اسم اعظم بھی ورد زبان ہے برق شمشیر نے اسکے سپر کو باطل کیا
خود سرٹا بیداد نے اپنے کو پشت مرکب سے گرادیا گھوڑا مارا گیا تڑپ کر پرواز پیدا کیکے قصد ہوا کہ
طرف خورشید نگار کے نکلجاوے سرداروں نے آواز دی ای شہریار یہ ملعون آگ برساتا ہوا جاتا ہے صاحبقران
نے فوش سے کمان کیانی اُتاری ترکش سے تیر تین بھال کا نکالا اسم اعظم دم کرکے تیر مارا سینہ پر کینہ پر بیداد کے پڑا
مہرۂ پشت کو توڑکر پار گذر اجائے خون شعلہ ہائے آتش جسم سے ناری کے نکلے لاشہ جلتا ہوا زمین پر گرا
اندھیرا ہوگیا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من بیداد سرکش
بود اب سرداروں نے دیکھا کہ جس مقام پر آگ روشن تھی وہ آگ بجھی دیکھا ایک مکان کہنہ بنا ہی ہے اسمین
جملہ سردار بہار و باغبان و جمہور و فرامرز وغیرہ بیہوش پڑے ہین ایک جانب ایرج
نوجوان کو بھی دیکھا کوکب نے جاکر سکو بیدار کیا ایرج سے لپٹ کر کوکب خوب رویا قاسم علمشاہ
نے آکر مثل جان آغوش مین لیا بعد رہائی سرداران مذکور اسیطرح صاحبقران مع لشکر ظفر اثر
داخل قلعہ سرکشان ہوئے اہالیان شہر برائے استقبال حاضر ہوئے امیر نے سب کو بصد
شفقت سرفراز کیا وہ دیر کلان جسمین تصویر تھی اسکو کھدوا ڈالا مسجد دن کی تیاری ہوئی

بادشاہ داخل قصر شاہی ہوئے تخت سلیمانی بچھایا جملہ سرداران تہمتن اپنے اپنے مقام پر آکے متمکن ہوئے اس فتح کی بڑی خوشی ہوئی کہ نگاہ امیر کی دفعتاً لندھور و نور الدہر پر پڑی کہ غاشیہ پڑا ہے بے اختیار آہ کر کے فرمایا کہ بخدا اس فتح سے غنچہ خاطر شگفتہ نہوا جانشین میرا صاحب شوکت و شان لندھور بن سعدان قلعہ خورشید نگار مین جاکر مبتلائے بلا ہوا دام مکر مین اس شعبدہ باز کے پھنسا نور الدہر نامور بھی اسی آفت مین ہے کیونکر دل کو چین ہو خواجہ ایسے پہلوان عادی کو طلب کر و بارگاہ سلیمانی کو لدا کر سمت قلعہ خورشید نگار روانہ ہون یہ سنتے ہی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بیتاب ہو کر اٹھا عرض کی حضور ابھی نجات پائی ہے ان سرداران تہمتن سے ملنے کی امید نہ تھی جب حضور حوالی سرکشان مین آئے مین بھی بلا تکلف چلا آیا علم نجوم فراموش ہوا اسم اعظم بند ہوگیا یہ جمشید ملعون بڑا زبردست تھا مین حضور سے رخصت ہو کر قصر جمشیدی مین پہونچا جب علم نجوم قبضے مین آیا تب یہ لڑائی فتح ہوئی غلام اس اقلیم کے حال سے بالکل بیخبر ہے ابھی سنتا ہون راہ مین کوئی طلسم ہے گذرنا دشوار ہو گا ایک مہینہ اس قلعہ سرکشان مین تشریف رکھیے مین حال راہ دریافت کرون اگر ساحر یہان کے تا بہ قلعہ خورشید نگار جائین غیر ساحر کا بھی گذر ہو تب حضور کا سفر ہو مین بھی عرض کرونگا صاحبقران نے فرمایا اے برادر مین تکیہ بر پروردگار رکھتا ہون سب طلسم سحر اُسکے نام نامی سے باطل ہوتا ہے وہ شیر دلیر میرے لندھور و نور الدہر جاکر اسکے شریک ہوئے انکے قلب پر کیا گذری کہ اس بیحیا کو سجدہ کیا بے اختیار کیا ایسا شیطان وہان موجود ہے اگر وہ ان شیرونکو قتل کر ڈالے تو وہان کوئی رد کرنے والا ہو میرا جانا واجب لازم ہے مین ضرور جاؤنگا کوکب نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیسکا بہار و باغبان نے بھی یہی کہا ہم لوگ حال سے اس سرحد کے آگاہ نہین ہین صاحبقران نے فرمایا کہ ہر حال سے خدا آگاہ ہے اسکا اسم اقدس ہمارا نگاہ و پشت و پناہ ہے ہر چند سب سردارون نے سمجھایا صاحبقران نے نہ مانا برائے روانگی صاحبقران نے حکم دیا پہلوان عادی اٹھا لا بارگاہ کا لیکر سرحد سرکشان سے نکلے ایک منزل آگے بڑھ کے دوسرے دن صاحبقران بدولت و اقبال مع بادشاہ جمجاہ وغیرہ قلعہ سے نکلے پانچ کوس پر آکے مقام کیا واقف رہے کہ پہلوان عادی مع بارگاہ سلیمانی ایک منزل آگے بڑھ گئے ہین صاحبقران کو قلعہ سرکشان سے منزل

اول ہے بلکہ ابھی جس مقام پر فرو کش ہوئی ہیں نشان سرکشان ثابت ہوتے ہیں چونکہ سرداران ساحر ساتھ ہیں دربار بارگاہ حشامی میں ہوتا ہی پہر رات گئے تک دربار آراستہ رہا بادشاہ جمجاہ فرماتے رہے حضور جبر عادی کی منگوائیے وہ بارگاہ سلیمانی لیکر ایک منزل آگے بڑھگئے ہیں کوئی نہ بھی کبھی مرتبہ کہا اے شہریار راستے پر آشوب ہیں اگر حضور حکم فرمائیں تو میں جاکر بارگاہ سلیمانی کی خبر لوں امیر نے فرمایا قاسم تنگ رو اہلی عادی کا عیار ساتھ ہے جو کچھ خبر نیک بد ہوگی ضرور پہونچائیگا وقت پر سمجھا جائیگا یہ فرما کر دربار برخاست کیا سب سردار اپنی اپنی بارگاہ میں گئے صاحبقران اپنے مقام پر آئے خواجہ اس وجہ سے غافل ہیں کہ اب یہاں کوئی ہم نبرد نہیں ہے اپنے خیمہ میں جاکر آرام فرمایا اہالیان طلایہ بھی غافل رہے اسی خیال پر کہ اہالیان قبیلہ سرکش سب مارے گئے اب یہاں کوئی مقابلہ میں نہیں ہے بوقت شب بادشاہ لشکر اسلام جو بارگاہ میں تشریف لائے مقبل وفادار روتا ہوا آیا عرض کی بستر خواب سے صاحبقران غائب ہوے یہ حال مصیبت مآل سُنکر تمام سرداران کو سناٹا آگیا ہر ایک خورد و بزرگ گھبرایا بادشاہ نے فرمایا خواجہ عمرو کو بلاؤ خواجہ رنجیدہ کبیدہ بارگاہ میں آئے بادشاہ نے فرمایا ای شہنشاہ اقلیم عیاری بڑے تعجب کی بات ہے آپ نے سراسر چشم پوشی کی حفاظت میں مصروف نہوئے آپ خوب جانتے ہیں صاحبقران کے ہزار دشمن لاکھوں رہزن آپ کو کیونکر چین پڑا بارگاہ برخاست ہوتے ہی آرام فرمایا اہالیان طلایہ پر بھی تاکید نہیں کرتے عمرو نے جواب دیا اے شہنشاہ گیتی ستان یہ حقیر پر تقصیر کسیوقت غافل نہیں رہتا شب کو کچھ خود بخود پردہائے غفلت پڑے کہ یہ اتفاق ہوئی مگر مجبور ولاچار ہوں کون دشمن نکر میں تھا میں نے مقام جاکر دیکھا پتہ عیار کا ہے کسی ساحر کا یہ کام نہیں ہے بادشاہ نے فرمایا ہماری تو منزل کھوٹی ہوئی یہ بھی قاعدہ جد عالی تبار کا ہی کہ جو قصد کیا اُس سے واپس نہیں ہوئے ہم کل اٹالہ بارگاہ کا ضرور روانہ کرینگے عمرو نے کہا حضور پر واجب ولازم ہے کہ اسی مقام پر فروکش ہوں جبتک غلام صاحبقران کو تلاش کر کے واپس نہ آئے جبتک یہاں سے کوچ کرنے کا قصد نہ کیجئے بادشاہ نے جواب دیا خواجہ تم ایسا کلمہ ارشاد فرماتے ہو قاعدہ میں واداجان کے فرق آئیگا میں اٹالہ بارگاہ کا کل ضرور روانہ کرونگا خواجہ تو اُسیوقت تلاش

مین صاحبقران کی روانہ ہوے بادشاہ نے فرامرز عاد مغربی کو حکم دیا کہ بارگاہ حشامی لیکر
بڑھو تا بہ قلعہ خورشید نگار منزل بمنزل چلو لشکر ایک منزل پیچھے ہے فرامرز بارگاہ آسمان جاہ کا
اثالہ لیے ہوئے پانچ کوس آگے بڑھا ایک صحرائے سبزہ زار طے کیا بیچ مین صحرا کے ایک شوالہ کہنہ یعنی خشتین
جابجا سے گری ہوئین سب دیکھکر یہ سمجھے کہ عرصہ دراز کا یہ شوالہ بنا ہوا ہے لیکن پتھر کے جانور مثل
عقاب باز و لبط و قمری و فیل و شیر و خرس وغیرہ بے حد بنے ہوئے ہین جیسے فرامرز سامنے
اُس شوالے کے پہونچا باز بلند جو پتھر کا بنا ہوا تھا وہ باز اپنے مقام سے مثل طائر اصلی اُڑا اور
آواز دی لے فرقہ مسلمانان وای قبیلہ سرکشان یہ راستہ بند ہے یہان سے پلٹ جاؤ کسی نے
جواب نہ دیا اُسیطرح بڑھے جب سایہ مین شوالے کے پہونچے شیر وغیرہ بصورت اصلی ہوکر لشکر
پر گرے صدہا کو کھا گئے ہر چند اُنپر تلوارون کے حربے کئے مگر کچھ تاثیر نہوئی ایک طائر فرامرز
کو بھی اُٹھا لیگیا ایک طائر کلان تڑپ کر گرا بارگاہ حشامی کو منقار مین دبالیا بلند ہوکر غائب
ہوگیا تب جانورون نے دو چار ہزار بندگان خدا کو ہلاک کیا مغربیون کا کچھ زور نہ چلا تیر
تلوار کا کام نہ تھا اُن جانورون پر حربے کیے کچھ تاثیر نہوئی آخر شکست کھا کی جو باقی رہ گیے تھے
بھاگے خدمت شاہ مین آئے تمام کیفیت عرض کی کوکب روشنضمیر یہ حال مصیبت مآل لشکر سنا
کہا پھر بچیانے اُسی طور سے راستہ روکا بسم اللہ حضور لشکر تیار کرکے چلین غلام آپکا سمجھ لیگا بطور
علم کہانت ثابت ہوا کہ کسی ساحر کو اُسنے اس پردے مین روانہ کیا یہ اُسکا شعبدہ ہے بادشاہ
معہ کل لشکر شوالے کے سامنے آکر فروکش ہوے کوکب ٹہلتا ہوا لشکر سے نکلا سامنے دیر کے
آکر آواز دی ای طائران سحر اپنے افسر کو آگاہ کرو کوکب روشنضمیر کہتا ہے کہ یہ شعبدہ بازیان
جرات کے خلاف ہین لشکر لیکر ہمارے مقابلے مین آؤ سر میدان مقابلہ ہو ورنہ حقیر غلام صاحبقران
شب کو طبل جنگی بجوائیگا بوقت سحر اس دیر کی خیر نہوگی مثل حرف غلط اس شوالے کو صفحہ صحرا سے
مٹادونگا ہمکو اسطرح جنگ کرتے ہوئے تا بہ قلعہ خورشید نگار جانا منظور ہے بیچ مین ہرگز نہ
رُکینگے کوکب نے کئی مرتبہ آواز دی کچھ طائرون نے جواب نہ دیا کوکب پلٹ آیا شب
کو طبل جنگی اپنے نام پر بجوایا شب بھر تیاریان رہین بوقت سحر کوکب نامور اسباب سحر سے
آراستہ ہوکر سامنے دیر کے گیا ماش کے دانے پھینکنا شروع کیے وہ طائر اُن دانون کو نگل جاتے ہین

کوکب تو کھڑا ہوا شولے پر سحر کر رہا ہے ساتھ والے کوکب کے بھی پڑے ہین جانور اصلی ہوکر زمین پر گرتے ہین یہان تو یہ رنگ ہے دو کلمہ داستان صاحبقران کے ذکر کرنا واجب و لازم ہے کہ شاداب حیلہ گر کا بھائی حاکم قلعہ سرخابیہ سرخاب حیلہ گر اپنے قلعہ مین بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ہوئی کہ میرے بھائی کو صاحبقران نے مسلمان کیا اپنے ساتھ لیگئے خود ہم سردار دہم عیار ہی بانہ ہاے عیاری جسم پر آراستہ کرکے اٹھکار فقا سے کہا کہ مین ابھی جاکر حمزہ کو لاتا ہون قتل کرکے سر خدمت خداوند خورشید روشن تن مین روانہ کر دونگا جاکر اسنے شب کو نقب لگائی صاحبقران کو گرفتار کر لایا مسلسل و مطوق کرکے ہوشیار کیا کہا یا صاحبقران خداوند خورشید روشن تن کو سجدہ کیجئے امیر نے لعنت کی اسنے جلاد کو طلب کیا وہ وقت ہی کہ جلاد نے گردن پر کھیچے کا خط کھینچا حکم پوچھ رہا ہی سرخاب نے حکم اول دیا قریب ہے کہ حکم ثانی دے کہ عمرو بھی تلاش کرتا ہوا بصورت مبدل بارگاہ سرخاب مین پہونچا دیکھا صاحبقران زیر تیغ بیٹھے ہین گھبرا گیا کہ کیا تدبیر کرے دن ایک گوشہ مین آکر ٹھہرا جیسے ہی سرخاب نے جلاد کو حکم دیا جلاد نے خنجر مارا ایک پتھر سر پہ جلاد کے پڑا اسکا سر پھٹ گیا سرخاب نے دیکھا جلاد کا سر پھٹا ہوا ہی صاحبقران اسیطرح بیٹھے ہین دیکھکر گھبرا گیا آواز دی اور جلاد کو بلایا دیکھا سب نے ایک جلاد تیغہ برہنہ کھینچے ہوی سامنے آیا کہا ای شہنشاہ سمجھکر حکم دیجیے مین فوراً قتل کر دونگا مسلمانون کی نام کا دشمن ہون سرخاب نے اشارہ کیا جلاد دبل کرتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا بائین آنکھ کا تل دکھایا اشارہ کیا ای شہریار ہوشیار ہو جائیے غلام آپ کا آپہونچا صاحبقران خوش ہو گئے عمرو نے ہتھکڑی پر ہاتھ مارا ہتھکڑی کٹتے ہی صاحبقران نے قید توڑی عمرو نے نیمچہ ہاتھ مین دیا صاحبقران اٹھے تلوار چلنے لگی عمرو نے چند حقہ ہای آتشبازی مارے بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا صاحبقران لڑتے ہوئے قریب سرخاب پہونچے اس نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے سرخاب کو اٹھا لیا سرخاب نے آواز دی الامان امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان سرخاب کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا امیر نے سرخاب کو تخت پر بٹھایا آپ فرنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے عین گرمی صحبت مین سرخاب نے عرض کی ای شہریار لشکر آپ کا دیر کہنہ پر روکا گیا کل صبح کو جنگ ہوگی بطلیموس جادو وہان کا منتظم ہے بڑی بڑی تدبیر سے روکے گا آپکے لشکر کو تا بہ خورشید نگار جانے نہ دیگا

یہ سنکر صاحبقران نے رات ہی کو تیاری کی طرف اپنے لشکر کے چلے سرخاب برائے رہبری ہمراہ
دس ہزار فوج بھی ساتھ ہے رات بھر رہبری کی بوقت سحر اسوقت آکر پہونچے کہ لشکر تمام صف
آرا ہے کوکب روشن ضمیر کھڑا ہوا دیر کہنہ پر سحر کر رہا ہے دیر سے طائر گر رہے ہین صد ہا بندگان
خدا کو ہلاک کیا فیلان جنگی شیران صحرائی اُسی دیر کہنہ سے نکلے ہین دھڑ دکی مارتے پھرتے ہین جسپر جا پڑے
اسکو چیر کر پھینک دیا بادشاہ پریشان ہین ہر چند کہ کوکب اپنے کو بچاتا ہے لشکر پر زوال کدھر
کدھر روکے ہر سمت سے جانورون نے بلوہ کیا ہے بادشاہ نے بیتاب ہوکر دعا کی صحرا سے گرد اڑتی
دیکھا سب نے آفتاب عالمتاب آسمان عربستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر
عالی شان بصد جاہ و حشم آکر پہونچے دیکھا کہ لشکر پر آفت برپا ہے ہزار ہا لاشہ تڑپ رہا ہے کوکب
سینہ سپر کیے ہوئے مصروف جنگ ہے بلوہ سے جانورون کے تنگ ہے یہ حال دیکھکر صاحبقران
گھوڑے سے کودے گرز سام بن نریمان دست زبردست مین لیا اسم اعظم پڑھتے ہوئے طرف
دیر کے چلے جس جانور کے کان مین صدائے اسم اعظم پہونچی جلکر خاک ہوا کوکب کو بھی مہلت ملی لگو
صاحبقران لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب دیر کے پہونچے اسم اعظم پڑھکر دیر پر
گرز مارا تڑاقے کی آواز ہوئی اڑ اڑا کر قصر ظلم و بدعت گرا آواز بلند جو اسم اعظم پڑھا ایک دنا ٹا ہوا
زمین تھرائی پہلوے دیر سے آواز آئی منم بطلیموس جادو خبردار اے حمزہ آگے نہ بڑھنا آتش قہر و غضب
مین پھونک دونگا دور سے سب نے دیکھا مکان کے گرتے ہی ایک ساحر قوی تن تیغہ سحر ہاتھ
مین لیے ہوئے صاحبقران پر وار کرنے لگا ہزار ہا شعلہ ہائے آتش صاحبقران پر گرے برکت
اسم اعظم سے باطل ہوے ایک مقام پر امیر نے الجھادی سے ہاتھ نکالا قریب پہونچکر تیغۂ عقرب سلیمانی
کا وار کیا اُس روسیاہ نے اسم سحر پڑھکر سپر فولادی کو اٹھایا سپر فولادی کے دو ٹکڑے ہوے
بطلیموس نے چاہا نکل جاؤن اب کہاں پناہ ملتی ہے تیغۂ برق مثال تڑپ کر گرایا تو قبہ سپر پر
چمکتا تھا یا زمین مین آکر بوسہ دیا بطلیموس کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہوگیا تخل جو اجلے مکان ہائے
کہنستہ جو تھے وہ بھی گرے بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من بطلیموس جادو بود
سب نے دیکھا بارگاہ حشامی اُسی صحرا مین پڑی ہے سردار جو غائب ہوے تھے اُسی
صحرا مین بخیر و عافیت ملے غنچۂ آرزو کھلے شب کو بارگاہ اُسی مقام پر استادہ ہوئی

سرخاب حیلہ گر نے عرض کی اے شہریار اب درمیان مین کوئی کانٹا نہین ہے اب جو یہان سے
کوچ کیجیے گا سامنے قلعہ خورشید نگار کے پہونچیے گا اب اُس نیرنگ و شعبدہ باز سے مقابلہ ہی بہت سمجھکے
حضور لشکر کشی کرین اپنے بزرگون سے ہمنے سنا کئی سو برس سے یہ خدائی کرتا ہے سوا حضور کے کوئی اس راہ پُرخطر
سے نہین گذرا جو لشکر لیکر آیا تباہ و برباد ہوا ہمنے آج تک یہ نہین دیکھا کہ کوئی تا بہ قلعہ خورشید
نگار پہونچے حضور بھی تامل فرمائین اُس شعبدہ باز کے مقابلے مین نجائین امیر نے آنکھون مین
آنسو بھر کر فرمایا ای خیر خواہان دولت واے سرداران باشوکت مین نے عہد کیا ہے کہ جب تک لقا
کو قتل نہ کرونگا اس غول صحرائے ضلالت کا پیچھا نچھوڑونگا وہ ملعون وہان پہونچ گیا علاوہ اسکے
دو شیر دلیر لندھور و نور الدہر اُسکے دربار مین موجود مین یہ بھی خبر معلوم ہے کہ ان
دونون نے اُسکو سجدہ کیا اُسکے شعبدے نے ایسے اُنکے قلب اُلٹ دیے کہ لشکر اسلام کے مقابلے پر دل
و جان سے آمادہ ہین یقین ہے کہ جب خورشید روشن تن قتل ہو تب وہ ہوش مین آئین کیونکہ اسکے فن
نجاؤن سرخاب نے سر جھکا لیا صاحبقران نے حکم دیا ایک ہفتہ لشکر اسی مقام پر رہے جملہ سرداران
ہفتے مین اپنے لشکر آراستہ کرکے فرداً فرداً بقاعدہ قدیم بر سر خورشید روشن تن لشکر
کشی کرین پروردگار معین و مددگار ہے اس قاعدہ سے بعد ہفتہ لشکر صاحبقران سمت قلعہ خورشید نگار
بصد جاہ و وقار چلا یہان خورشید روشن تن مکار پُرفن اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا خدائی کر رہا
ہے جملہ خداوند باطل زبرجد شاہ و فرعون و گوسالہ سخنور و دم خبیثہ وغیرہ
دنگلون پر بیٹھے ہوے تعریف خورشید مین مصروف ہین لقا کو تاج و تخت ملا ہے بختیارک
کو عہدہ شیطنت طوق لعنت مرحمت ہوا ایک جانب لندھور و نور الدہر دنگل ہائے سیہ سالاری
پر مسلح دکھائی بیٹھے ہوئے جھوم رہے ہین قبضہ شمشیر چوم رہے ہین ہر مرتبہ یہی عرض کرتے ہین یا خداوند
ہم کو حکم ہو جائے لشکر حمزہ کو روکین اول ہرکارون نے آکر قتل جمشید جادو کی خبر پہونچائی بختیارک
نے کہا مبارک یا خداوند قبلہ سرکشان کی سرکوبی خوب ہوئی تو سب سرکش مارے گئے
صاحبقران زمان نرکین گے یا خداوند اپنی فکر کیجیے خورشید روشن تن نے کہا کیا
مجال ہے جو میری سرحد مین آسکین یہ ذکر تھا کہ دوبارا خبر پہونچی کہ بطلیموس جادو بھی واصل
جہنم ہوا لشکر صاحبقران کا آراستہ ہو کر طرف خورشید نگار کے روانہ ہو چکا یقین ہے

کل سے آمد لشکر شروع ہوجائے بختیارک اُچھل پڑا کہا لو خداوند راستہ پاک ہوگیا لشکر آپکے سپہ سالار
قدرت کا کل سے آکر داخلہ کریگا اب خورشید روشن تن متردد ہوا لندھور و نور الدہر
نے دست بستہ عرض کی ہمین حکم ہو جاکر لشکر حمزہ کو روکین اسیوقت خورشید روشن تن نے
لقا کو خلعت نیابت سے سرفراز کیا حکم ہوا ای سپہ سالاران قدرت ہمراہ ہمارے نائب کے جاکر بیرون
قلعہ اترو قدرت بھی وقت پر تشریف لائینگے اسیوقت زمرد شاہ باختری تخت پر سوار ہوا
لندھور و نور الدہر بطور سپہ سالار ہمراہ لشکر باختری ہوکر بیرون قلعہ چلے دو کوس آگے بڑھ کر فروکش
ہوے خورشید روشن تن نے حکم دیا جب آمد لشکر سپہ سالار قدرت مابدولت شروع ہو
قدرت کو خبر دے قدرت بھی نزول اجلال و ورود اقبال فرمائنگے بختیارک خوشی خوشی لقا
کے ساتھ سوار ہوا بارہ لاکھ سوار پیدل فوج کے دل کے دل نوبت نقاری بجاتے ہوئے بیرون قلعہ اترے
شب کو خورشید روشن تن نے خداوند باطل کو حکم دیا کہ صبح کو سب تیار ہوکر در دولت پر
حاضر ہون قدرت کے سوار ہونے کی شب کو تیاریان ہوئین صبح کو یہ غول صحرائے بدعت دیکھا تا زمیدان
جہالت اس شان و شوکت سے سوار ہوا سو ہاتھی زنجیرہ بند کیے گئے اُسپر تخت کسا ہوا گرداگرد لات مناۃ
وغیرہ مکاری کی باتین کرتے ہوئے اسکی خدائی کا دم بھرتے ہوئے ایک بنگلہ مرصع کار آراستہ
رقص ہوتا ہوا پشت پر بائیس لاکھ فوج دریا موج علم ہائے سیاہ پھریرے کھلے ہوئے ان بھیرون
پر اسی مغرور کی تعریف مرقوم آئی فوج کی دھوم اس کر و فر سے بیرون قلعہ آیا لندھور و
نور الدہر واسطے استقبال کے آئے لقا نے بھی آکر پایہ تخت کو بوسہ دیا خود سر نے واسطے
سجدے کے سر جھکایا خلعت لعنت سے سرفراز ہوا لقا کو اپنے تقرب پر ناز ہوا ایک بلندی
پر تخت اسکا بچھایا گیا بختیارک پہلو مین بعہدۂ شیطنت صحرا سے گرد اڑی پہلوان
عادی کوہ ہامون نوزد پر سوار چالیس بھائی یمین و یسار چالیس ہزار قزاق پشت پر
اٹھارہ سو شتر و قاتر پر اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا لدا ہوا بوق ترکی بجتا ہوا اس کر و فر سے جو عادی
آکر پہونچا بارگاہ استاد کرنے مین مصروف ہوا خورشید روشن تن نے کہا یہی قدرت
کا سپہ سالار برہم زن لشکر کفار ہے بختیارک نے کہا قدرت نے پیدا کیا صورت نہین پہچانتے
خورشید نے کہا عرصہ درازسے قدرت نے نہین دیکھا یاد نہین رہا بختیارک نے کہا ایسی حمزہ

کہان یہ مقدمۃ الجیش لشکر حمزہ ہے یہ ذکر تھا کہ اور گردین بلند ہوئین شاہان ہفت ملک عبد القہار
جلبی و عبد الجبار جلبی قارن تہار مغربی و سلطان بخت مغربی و جمشید شاہ طلب البحرد
خسرو نیستانی وغیرہ چالیس تاجدار دس ہزار سوران جرار کی جمعیت سے آکر پہونچے بختیارک ایک
ایک کا نام بتاتا جاتا ہے جب شام ہو جاتی ہے آمد موقوف ہوتی ہے جو جس مقام پر ہے اسی جگہ فرد کش ہوا
خورشید شام کو برج بارگاہ مین آتا ہے جلسہ عیش جمتا ہے بختیارک جو گھبرا گھبرا کر کہتا ہے کہ یا خداوند
ابھی حمزہ عرب بعد ہفتہ یا عشرہ پہونچے گا یہ ملازمان حمزہ آئے ہین ابھی فرزندان و سرداران نامی
نہین پہونچے لشکر حمزہ جب آکر فرد کش ہوگا تو زمین بار نہ اُٹھا سکے گی کوہ و دشت بھر جائینگے شیران
صحرا کو غش آجائیگے خورشید روشن تن بیقرار ہے ظاہر مین برائے تسکین ہمراہیان خود کہتا ہے قدرت
ایک تقدیر مین سب کو غارت کر دینگے دوسرے دن پھر آکر بیٹھا چشم براہ انتظار آمد فوج دیکھکر
مضطر و بیقرار ہو گیا ناگاہ گرد عظیم بلند ہوئی شاہان عراق و صفہان مندویل اصفہانی و مہلیل جنگ عراقی و
شہنشاہ عراقی وغیرہ تین لاکھ فوج کی جمعیت سے آکر پہونچے انکی آمد سے شام ہوگئی خورشید تابان
بھی داخل بارگاہ مغرب ہوا خورشید روشن تن پھر آکر بیٹھا اول جانشین صاحبقران نامور مالک
اژدر صاحب نیزہ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر بعد کروفر مع اسی ہزار نیزہ داران عرب آکر پہونچا
تمام میدان عربون سے معمور ہو گیا انکے بعد شاہزادہ اسفندیار شاہ گیلانی و چوگان بن
حمزہ و شیر افگن و سعد طوبی وغیرہ فرزندان صاحبقران آکر پہونچے دو ہفتہ آمد مین انکی
گذرے بعد بیس دن کے گرد اڑی کہ تمام صحرا ازمرد نگار ہو گیا انجم گردر ستم شکوہ سرفتنہ ملک
باختر بدیع الزمان نامور معہ سرداران شمشیر پیکر داخل ہوئے انکے بعد تمام صحرا گلنار ہوا
شاہزادہ ملک قاسم شیر بیشہ رستم بصد شوکت و حشم پہونچے اور ایک گرد اڑی تنبورے کی آواز
آئی بگل بجا رستم پیلتن علمشاہ نوجوان بصد شوکت و شان مع فوج فرنگستان آکر پہونچے انکے بعد
گرد عظیم بلند ہوئی ہزبر بیشہ عربستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر عالی شان حمزہ صاحبقران
تخت پر بادشاہ عالیجاہ گرد سات سو تاجدار پشت پر فوج بیشمار علمہای سرخ و سفید کھلے ہوئے نقارخانہ
سکندری و نقارخانہ سلیمانی نوازش مین تمام صحرای قلعہ خورشید نگار فوج ظفر موج صاحبقران
سے مملو ہو گیا حقیقت مین کا ذرمین بار نہ سنبھال سکتی تھی بارگاہین جا بجا استادہ ہوئین

خورشید روشن تن ساحر پرفن غصے مین آیا اپنے مقام سے اٹھا بارگاہ مین آکر بیٹھا جملہ خداوند
باطل تعریف و توصیف مین مصروف بختیارک نے کہا یا خداوند آمدیہ سالار قدرت کی دیکھی
یہ جتنے آپکے قریب بیٹھے ہوئے باتین بنا رہے ہین ان سب نے سامان شان خدائی آراستہ کیے تھے
اسی شیر دلیر نے جاکر سب بے رنگ مٹائے بھاگتے راستہ نہ ملتا تھا ملک و مال پر قبضہ کر لیا آخش
بھاگ کر کس درجہ مین آپ تک پہونچا تو خود خدا بنے تھے اب آپ کے بندے قرار پائے صفت و توصیف مین
آپکی مصروف ہین اب وقت زوال خورشید نگار بھی قریب آیا اپنے بندۂ خاص الخاص کو آپنے دیکھا
خورشید روشن تن نے کہا ادبجیا قدرت زبان نہ ہلائینگے طائران صحرا نہنگان دریا وحشیان
دشت انکا علاج کرینگے ملک جی ملاحظہ کرنا یہ مقام مثل باختر و زنگار نہین ہے دیکھنا کیا کیفیت
ہوگی عین گرمی صحبت مین نورالدہر بن بدیع الزمان اپنے ذنگل شوکت سے اٹھے دست بستہ عرض
کی یا خداوند سرکشی ان مسلمانون کی ہمیرشاق ہے آپکا سپہ سالار انکے مقابلہ کا مشتاق ہے ہمارے
نام پر طبل جنگی بجوائیے صبح کو تماشہ ملاحظہ فرمائیے فرزند حمزہ بدیع الزمان کو اپنی جرأت پر بڑا
ناز ہے آپ کے سامنے مشکین باندھونگا خورشید روشن تن نے اسیوقت نام پر نورالدہر کے
طبل جنگی بجوایا جو جاسوسان لشکر اسلام جو حاضر تھے خبرین لیکر بارگاہ صاحبقران مین آئے بعد دعا کے
عرض کی حضور غضب ہوا نورالدہر کے نام پر طبل جنگی بجگیا کل وہ شیر صولت میدان مین آکر اپنے
والد نامدار کو للکاریگا دیکھین فلک کیا دکھائے یہ سنکر سب کو سناٹا آگیا بدیع الزمان نے قبضے پر
ہاتھ رکھکر فرمایا مین ہرگز اس بچیا کا پاس نہ کرونگا وہ مرتد ہوگیا اسکا قتل واجب و لازم ہے صاحبقران
نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل
جنگی بجے خواجہ نے اسیوقت اٹھکر نقارخانہ سکندری پر چوب لگائی تمام لشکر مین مشہور
ہوا کل شاہزادہ نورالدہر و بدیع الزمان سے مقابلہ ہے ہر شخص کو یہ حال پر ملال
سنکر تردد ہوا ہر شخص یہی کہتا تھا اس شیر بیشہ جرأت سے کون مقابلہ کریگا بڑا غضب یہ ہے
کہ کل وہ اپنے والد نامدار سے نکل کر سر میدان مقابلہ کریگا اور بدیع الزمان بھی جری بہادر
صف شکن تیغ زن خدانخواستہ دونون مین اگر ایک کو بھی چشم زخم پہونچیگا تو صاحبقران کو
کمال صدمہ ہوگا تڑپ و بیقراری کثرت نالہ و زاری سے دل کا برا حال ہوگا دیکھین

فلک تفرقہ پرداز گردون شعبدہ باز کیا رنگ دکھاتا ہی نئی بات ہی کہ باپ کو بیٹے سے لڑواتا ہے دونون نہنگ بحر جرأت ہزبر دشت جلالت دونون حسن مین بینظیر چہرے رشک ماہ منیر صاحب جاہ و توقیر بدیع الزمان کو یہ غصہ ہے کہ میرے فرزند نے کچھ خیال نہ کیا اُس شعبدہ باز کو سجدہ کیا تمام سرداران ایرج قاسم علمشاہ ہنستے ہین باتون مین آوازے کستے ہین ایرج کو اب اور زیادہ گھمنڈ ہوا ملکہ پیران سے نسبت قرار پائی اُنکے خسر صاحب میان کوکب روشنضمیر سحر سے اُسکا ساتھ دینگے اپنی لشکر کشی پر بڑا ناز کیا سبکے آخر مین لشکر لیکر آئے وہ بھی اپنے مقام پر ذکر کر رہے ہین کہ نورالدہر سے مقابلہ کرینگے بدیع الزمان فرماتے ہین یہ مین کیونکر گوارا کرون کہ ایرج جاکر نورالدہر سے لڑے یہ نور نظر وہ پارۂ جگر رنج دونون مین ایک کا گوارا نہین ایرج سے زیادہ کوئی ہمارا پیارا نہین اگر نورالدہر مارا گیا کچھ افسوس نہوگا کلیجے پر ضرور چھری چلے گی داغ فرزند اُٹھائینگے اگر خدانخواستہ ایرج ہاتھ سے نورالدہر کے مارا گیا بھائی رستم فرمائینگے میری شیر کو قتل کرایا بدیع الزمان کو افسوس نہ آیا صاحبو مجھکو سب طرح مشکل ہے ترقی پریشانی دل ہے اسی ہنگامہ مین چار پہر رات بسر ہوئی جب شہنشاہ زرین پوش بصد جوش وخروش تخت زبرجدی فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا شہنشاہ انجم سیاہ نے فرار برقرار کیا قلعہ مغرب مین جاکر چھپا فوج ظلمت کو ہزیمت آفتاب عالمتاب کی شوکت وجلالت ہوئی لشکر صاحبقران مین صدائے اذان بلند ہوئی فوج خورشید روشن تن مین پوجے پاٹ ہونے لگی گھنٹے وناقوس بجے یہ بیحیا بدعوی خدائی بصد رعنائی وزیبائی تخت پر سوار ہوا ایک جانب زمرد شاہ باختری ونورالدہر ولند ھور نے پایہ تخت پر خورشید کے ہاتھ رکھا لیشت پر بائیس لاکھ فوج گویا سمندر کی موج تلاطم مین آئی صاف سمندر کا جزر ومد معلوم ہوتا ہے لوہے کی دیوارین میدان مین آکر قائم ہوئین میدان درست ہوا ہر ایک بہادر لڑنے پر چالاک جست ہوا نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے نورالدہر بن بدیع الزمان نے مرکب بادرفتار کو چمکایا سامنے خورشید روشن تن کے آیا دست بستہ عرض کی یا خداوند اجازت میدان دیجیے خورشید نے دست بخش پشت پر رکھا کہا ای سپہ سالار قدرت تجھکو اپنے بدقوت کے سپرد کیا اب نورالدہر نے بڑی جمائی مرکب اسپ پریوش زیر ران سوار صاحب شوکت وحشمت تیغ خارا شگاف سلیمانی زیب کمر گھوڑا طرارے بھرتا ہوا اس شوکت وشان سے جو نورالدہر صف کفار سے نکلے سرداران نورالدہر

مین صداے گریہ وزاری بلند تھی سب سے زیادہ ہزبر بیشہ گلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر
طہماس ابن عنقوبیل دیو بر در بیقرار تھا کہ عاشق جمال شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان
ہے قبضہ ساطور پر ہاتھ رکھے ہوئے رد رہا ہی طرف سہ دست جیب کے جو صدائین طعن و تشنیع کی آتی ہین
انتہا کا طہماس کو ناگوار ہے ہر مرتبہ یہی چاہتا ہے کہ جو کوئی میرے آقا کو برا کہے اُسپر جا پڑے دن
لیکن مجبور ولاچار نورالدہر نے میدان مین آکر اسپ تازی پر چوگان بازی نیزہ بازی خوب
دکھلائی مرکب کو روک کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان یا تو آکر خداوند خورشید روشن تن
کو سجدہ کرو دیکھ لو سب مذہبون سے خداوند موجود ہین قدرت کی تعریفین کر رہے ہین اگر تم کو منظور
نہین ہے تو کسیکو برائے مقابلہ بھیجو یہ پورا کلمہ زبان سے نورالدہر کے نہ نکلا تھا کہ بدیع الزمان
نے مرکب کو صف سے نکالا ہرچند صاحبقران بیتاب ہوگئے بدیع الزمان بھی قریب تخت بادشاہی
پہونچے بادشاہ نے تخت رکھوا دیا فرمایا کہ عم نامدار مین آپ کو جانے دونگا بدیع الزمان نے
عرض کی میرا جانا نامناسب ہے اگر کوئی سردار اس جوان مرگ کے ہاتھ سے مارا گیا تو مین بدنام ہو جاؤن گا
مین ہی اسکا سر توڑونگا یہ بھی خوب حضور آگاہ ہین کہ طہماس ایسے جوان کو اسنے بر سر آزار کوہ گنبد
دھڑکا کر دیا ایرج نوجوان کو طہماس پر بڑا ناز تھا کئی مرتبہ اسکی مشکین باندھین تھا آزار کوہ
سے بھاگا ایک دن مین اس بدبخت نے تین قلعہ فتح کیے تھا کو دامنہ مشتری حصار مین پکڑ لیا
بارہ کوس تک دست زبردست پر چرخ دیتا ہوا لیگیا اس موذی کو کون جواب دے سکیگا اگر مین
مارا بھی گیا تو حضور پر تصدق ہوا یہی مشہور ہوگا ایک غلام شاہنشاہی قتل ہو گیا بعد میرے برادران
نامدار سرداران باوقار ہمارے خون کا بدلا لینگے یہ کہکر بدیع الزمان پایہ تخت شہنشاہی سے
لپٹ گئے خوب روئے بادشاہ کو کچھ نہ بن پڑا لاچار ہو کر اجازت دی بدیع الزمان پشت
گلگون باختری پر سوار ہوے صاحبقران چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے بمرتبہ صاحبقرانی
کھڑے تھے آکر بدیع الزمان نے سلام کیا صاحبقران نے گھوڑے سے اُتر کر گلے سے
بدیع الزمان کو لگا لیا بازو تھام کر دعائے فتح و ظفر پڑھی فرمایا اے نور نظر خدا تم کو مظفر و
منصور کرے اتنا دیکھ لو کہ وہ محبت مین اس شعبدہ باز کے چور ہے اب نصیحت سے یہ آگ نہ بجھے گی
دیکھون فلک کیا دکھاتا ہے بدیع الزمان باپ سے لپٹ کر روئے عرض کی

حضور نہ گھبرائین اس مرتد کا سر لاتا ہون جسنے مذہب حقیقی کو چھوڑا اسکے لیے افسوس کیا کل انشاء اللہ
ہندی پہتی خور سے مجھو نگا دیکھئے حضور کے سامنے پایہ تخت خورشید پر ہاتھ رکھے ہوئے جھوم رہا ہے
آمادہ حرب و پیکار ہو لقا نے اجازت نہ دلوائی اس وجہ سے مجبور ولاچار ہے صاحبقران نے ہاتھون
کو اٹھاکر دعا کی پروردگار دونون کی حفاظت کیجیو اپنے بیٹھے بارگاہ مین ان دونون شیرون کو بکیفیت
تمام دیکھون بدیع الزمان سلام کرکے طرف میدان کارزار کے چلے نورالدہر نے جو باپ کو آتے ہوئے
دیکھا باراده جنگ در مرکب بڑھایا بدیع الزمان نے بھی دوش سے گردہ سپر کا لیا جنگاور مین
نورالدہر کا مرکب چار قدم بدیع الزمان کا تین قدم ہٹا اب آنکھین چار
ہوئین نورالدہر نے سلام بھی نہ کیا کہا مین حضور کا خیر خواہ ہون جلکر خورشید کو سجدہ کیجیو نہایت
قدرشناس ہے ہمارے ہاتھ سے کوئی کارنمایان نہین ہوا مگر قدرت نے یہ سالار کل لشکر کا کیا یہ
کلمات مہملات سنکر بدیع الزمان کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا فرمایا او نالائق کیا بیہودہ
بکتا ہے اُس شعبدہ باز پر ہم لعنت کرتے ہین یہ بھی اُسنے ایک شعبدہ بنایا بصورت لات منات چند پتلے
بنا کر اُنسے اپنی صفت کرتا ہے جاہلون کے سامنے اپنا مرتبہ بڑھاتا ہے یہ میدان کارزار ہے کچھ زور
بازو دکھا نورالدہر نے غصہ مین نیزہ مارا بدیع الزمان نے سنان نیزہ پر روکا دونون
جوانون مین نیزہ چلنے لگا فنون سپاہ گری مین دونون طاق ضرب و حرب مین شہرۂ آفاق دونون
لشکر یہ نگاہ حسرت نگران صاحبقران بصورت آئینہ حیران جانبین سے تعریفین ہورہی ہین پہر بھر کامل
نیزہ چلا نیزے شکست ہوئے تیغہائے برق مثال کھینچی جب نورالدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران
نے یا حفیظ کہکر کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بدیع الزمان نے تلوار کو روکا ہاتھ تیغۂ طہمورس دیو کا مارا
امیر دعائین کر رہے ہین نہایت بیتاب ہے یہی قول ہے ای حافظ حقیقی ای مالک تحقیقی ان دونون کو بچالے
اپنی قدرت نمائی کر پہر بھر کامل تلوار چلی بدیع الزمان نے ایک مقام پر باڑھ بچا کے کلائی پر
نورالدہر کے ہاتھ ڈال دیا نورالدہر نے گریبان مین ہاتھ ڈالا جھٹکے جو شیرون کے چلے گھوڑون
نے سینہ ٹیک دے سردارون نے بڑھکر آواز دی ای بہادر گھوڑون سے اُترکر مقابلہ کرو بے زبان
مرجائینگے بدیع و نورالدہر گھوڑون سے کودے بایان ہاتھ تھام کر بدیع کے کاندھے
پر نورالدہر نے ہاتھ رکھا بدیع کو یہ معلوم ہوا پہاڑ کسی نے گردن پر رکھدیا بدیع نے

بھی دست زبردست کاندھے پر نور الدہر کے رکھا نور الدہر کو معلوم ہوا کہ گردن پر آسمان پھٹ پڑا
زمین و آسمان کا فرق تھا کشتی ہونے لگی بدیع الزمان بھی کشتی میں بے مثیل و بے نظیر ہیں لیکن نور الدہر
پر پنجہ نہیں قابض ہوتا ہے ہر کا فرزند نوجوان زیرک طور سے لڑ رہا ہے صاحبقران کو نہایت تردد ہے
دن بھر اسی زور شور سے کشتی ہوئی کسی نے کمی نہیں کی جب دن قلیل باقی رہا ریل پیل کے زور ہونے لگے
اگر نور الدہر بدیع کو پانچ قدم ریل کے لیجاتے تو بدیع چھ قدم پر ریل کر لاتے کسیقدر زیادتی جو کی
نور الدہر نے غصے میں خنجر پر ہاتھ ڈالا کہا والد نامدار الامر فوق الادب ایسا خنجر مارونگا کہ آنتیں نکل
آئینگی بدیع نے بھی خنجر کھینچا کہا او جانا مرگ میں اسطرح بھی موجود ہوں جب دونوں نے خنجر کھینچے
صاحبقران بیتاب ہوگئے نعرہ کرکے جھپٹے ادھر سے لقا نے ضیغم وغیرہ کو بھیجا صاحبقران
نے بیچ میں آکر دونوں کو روکا فرمایا کیا جہالت ہے نور الدہر نے جو صاحبقران کو دیکھا
سلام نہ کیا بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا کہا او نالایق حضور کو سلام نہ کیا اسقدر مغرور ہو گیا
صاحبقران سے عرض کی آپ الگ ہو جائیں میں اس نالایق کی مشکیں باندھکر لاؤنگا
نور الدہر نے کہا میں کل لشکر کو جواب دونگا ادھر ضیغم خون آشام نے آکر نور الدہر کو روکا کہا
قدرت فرماتے ہیں پلٹ آؤ کل سمجھا جائیگا نور الدہر نہ مانتے تھے خود لقا تخت سے اترکر آیا نور الدہر
کو سمجھایا اپنی ساتھ لیکر پلٹا ادھر صاحبقران نے بدیع الزمان کو بھی اشیر کو بلاتے ہوئے لشکر میں
لائے بروقت رخصت خورشید روشن تن نے حکم دیا ان مسلمانوں کو تنبیہ اور طور سے ہوگی ایک
ہفتے کی ہمنے مہلت دی آپسمیں صلاح کرکے سجدہ کرینگے ورنہ زمین و آسمان انکا دشمن ہو جائیگا ایسے
ایسے کلمات مہملات کہتا ہوا نور الدہر دلند ھور کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا مصروف عیش
و نشاط ہوا یہاں صاحبقران مع جملہ سرداران تہمتن بارگاہ شاہی میں تشریف لائے شعبدہ بازی
خورشید سے حیران پریشان ہیں کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی خورشید روشن تن
نے ایک ہفتہ جنگ موقوف رہنے کا حکم دیا ہے بعد ایک ہفتے کے طبل جنگی بجے گا صاحبقران
نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی فرمایا دیکھوں فلک شعبدہ باز اس زمین پر کیا گردش دکھاتا ہے
کوکب روشن ضمیر بھی خاموش بیٹھا ہے نور الدہر کے مبہوت ہونے کا ذکر ہوا بدیع الزمان نے کہا اگر قبلہ
و کعبہ مجھکو واپس لاتے میں اس نالایق کو ضرور قتل کرتا بالکل اسنے ادب قاعدے کو فراموش

کیا برائے تسلیم صاحبقران نہ جھکا گوکب نے کہا ای شیر بیشہ صاحبقرانی یہ مقدمات سحر ساحری
ہاین نورالدہر ایسا سعادتمند برائے تسلیم نہ جھکے بس اپنے ہوش مین نہین ہے حکایت و شکایت بیکار ہے
غلام تدبیرین کر رہا ہی ابھی تک یہان کی حال کو نہین سمجھا یہ تو سب کو ظاہر ہوا کہ ایک ہفتہ جنگ
نہوگی شاپور شیر دل نے ایرج نوجوان کو خبر دی کہ یہان سے تین کوس پر صحرائے سبزوزار
ہی وہان بحساب شکار ہی صاحبقران سے مہلت لیجے جنگ بھی موقوف ہی چلکر شکار کھیلئے ایرج
کو شوق شکار ہوا دست بستہ دنگل سے اُٹھے صاحبقران کی سامنے آکر کھڑی ہوئے صاحبقران
سے عرض کی کہ کل صبح کو غلام کو واسطے شکار کے حکم دیا جائے صاحبقران نے فرمایا کہ
ایسے دشمن کا سامنا ہے کیونکر واسطے شکار کے حکم دیا جائے عرض کی ابھی خبر پائی ہے کہ یہان
سے تھوڑی دور پر شکار بیشمار صحرا سبزہ زار ہی بہت جلد واپس آونگا صاحبقران جانتے ہین
کہ یہ آتش خو شعلہ مزاج پہلوانون کے سر کا تاج ہی اگر مہلت ندونگا ملول خاطر ہوگا مجبوری فرمایا
دور جانیکا ارادہ نہ کرنا عرض کی غلام دن بھر صحرا مین نرہیگا بہت جلد واپس آئیگا ایرج کو رخصت
دیکر صاحبقران سخر بار برخاست کیا ایرج نے نیلم و نیلم کو حکم دیدیا بوقت سحر سامان شکار مہیا رہے
نماز بھی جلکر صحرا مین پڑھینگے کارگذارون نے رات ہی کو سامان شکار مہیا کیا بوقت سحر ایرج
نامور پشت کرہ بن اشقر پر سوار ہوی چند سرداران کو ساتھ لیکر واسطے شکار کے صحرا مین آئے
نماز پڑھی اب شکار گاہ مین تشریف لائے دیکھا صحرای سبزہ زار ایک جانب کوہ فلک قد دامن
صحرا گلہای رنگا رنگ سے مملو گلہائے خود رو کی خوشبو جابجا طائران زمزمہ سنج نخل گل پہ عندلیبان
خوش نوا بر سر ولب جو قمریان کی کوکو نہرون مین آب صاف و شفاف ہر ایک موج مثل شمشیر خارا
شگاف حباب لب جو رشک چشمان خوبرو زلف سنبل کو پیچ و تاب موئے مشکین مہوشان کا جواب
ایک جانب نرگس شہلا مصروف تماشائے صحرائے پُر فضا طائران نغمہ سرا بزبان بے زبانی
تعریف باغبان قضا و قدر مین مصروف جوش محبت شمشاد و صنوبر مین قمریون کی کوکو موقوف
شاخ گل پہ بلبلین پھول کر بیٹھین غنچہ منقار سے گلریزیان کر رہی ہین دم محبت جوانان چمن کا
بھر رہی ہین ہر نخل پر صدہا طائر شاہزادہ یہ سیر دیکھکر نہایت شگفتہ ہوا کمان کیانی کو
دوش سے اُتارا تیر کو بجر کمان مین پیوستہ کیا ایک طاؤس کو تاک کر تیر مارا

تیر جاکر سینہ پر طاؤس کے پڑا وہ طاؤس تیر کھاکر بلند ہوا افسوس ہیہات کی آواز دی شاپور دور سے دیکھ رہا ہی کہ طاؤس کے آواز دیتے ہی درہ کوہ سے صدہا عقاب و باز بلند پرواز وغیرہ تڑپتے ہوئے نکلے آواز سے طائران کے گرد بھی انتہا کی اڑی صحرا مین تاریکی ہوگئی بعد چشم زدن جو روشنی ہوئی دیکھا شاپور نے ایرج نوجوان پشت مرکب پر نہین ہے گھوڑا کوتل کھڑا ہوا سمون سے خاک اڑا رہا ہے اب سرداروں پر وہ طائر تڑپ تڑپ کر گرنے لگے جس جس پر طائر گرا کمند مین پھنسا سردار کو اٹھا کر درہ کوہ مین لیگیا تھوڑے ہی عرصہ مین جملہ سرداران کو اٹھا کر طائر لیگئے شاپور کے ہوش اڑے بدحواس ہوکر بھاگا بہلیے قراول بھی منتشر ہوئے افتان وخیزان باحال پریشان طرف لشکر کے چلے صبح کے وقت گوشہ لشکر صاحبقران پر بارگاہ بہار و باغبان آراستہ تھی لینے اپنے خیمہ سے نکلکر سمت بارگاہ شاہی جاتے تھی کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی باغبان نے پلٹ کر دیکھا مہتر شاپور شیردل وچند ملازمان ایرج حیران وپریشان بھاگے ہوئے آتے ہین باغبان نے بڑھکر پوچھا کیون مہتر شاپور خیر تو ہے شاپور نے تمام کیفیت صحرا کی بیان کی کہا ای باغبان ہم صحرائے سبزہ زار مین جاکر لٹ گئے اپنی آقا سے چھٹ گئے شکار بھی نکرنے پائے کہ خود شکار ہوئے بہار نے کہا ای باغبان اس سرحد تک کی کیفیت ظاہر ہونا بہت دشوار ہی اس شعبدہ باز نے کل سر میدان کہا کہ مسلمانون کی تنبیہ اور طور سے ہوگی وہ شعبدہ ظاہر ہوا ہی ابھی جاکر گرتی ہون بلکہ شاپور کو روکا کہ صاحبقران کو خبر نکر یہ مقدمہ سحر وساحری ہی جو سردار وہان جائیگا مبتلا ہوگا باغبان تو اسباب سحر درست کرنے لگا مگر بہار و مخمور طاؤسان زرین بال پر سوار ہوکر چلین چہرے غصے سے گلنار عقب مین مخمور آگے آگے بہار مخمور نے کہا اے بہار جادو سمجھ کے سحر کرنا جب ہمارا شاہزادہ والاقدر شیر صولت رستم شوکت اپنے والد نامدار سے لڑکر پلٹا تھا اُس شعبدہ باز نے یہ کلمہ باواز بلند کہا تھا کہ ان مسلمانون کی اور طور سے تدبیر کیجائیگی وہی سحر وساحری شروع ہوئی معلوم ہوتا ہی یہ صحرا جسمین جاکر ایرج نوجوان پھنسے شعبدہ بازی سے مملو ہی مقام افسوس ہے کہ یہان کا حال بخوبی نہ دریافت ہونے پایا حالات طلسم ہوش ربا کو افراسیاب لکھنے ظالم سے سالہا سال لڑی یہان کا حال اگر معلوم ہوتا تو اس مکار کو لطف ملتا سالہا سال سے یہ ملک آباد در بندون کے سحر دیکھے کو کب ایسی بادشاہ مجبور ہوگئے تھے لاچار تھے

بہار نے پلٹ کر جواب دیا اے مخمور فلک درپے آزار ہی کوشش ہماری بیکار رہا افراسیاب ایسا
شخص مارا گیا اُسکے بعد بھی چین نہ ملا آخر اُسنے جو دعوے خدائی کیا ہی کوئی تو ایسا بھروسا ہے اب تو
جاتے ہین سب حال کھل جائیگا یہ کہتی ہوئی بہار اُسیوقت صحرا مین پہونچی کہ صدہا سرداران ایرج
کو طائر اُٹھا لیگئے اندر سے درہ کوہ کے پر قین چمک رہی ہین بہت سے سرداران ایرج غائب ملازم قتل
بھی ہوئے وہ طائران صحرا تڑپ تڑپ کے گر رہے ہین کوئی عکس سے طائر کی گر گیا کسی کے پیروں نیچے
کام خنجر بُران کا کیا اسی طور سے گرا کہ سوار کے دو ٹکڑے ہوئے پیدل بھاگ کر جان بچاتے
ہین بعض گوشون سے طائرون پر تیر اندازی کر رہے ہین تیرون سے طائر زخمی ہوے بہار
نے جو ہنگامہ دیکھا گلدستۂ سحر جھولی سے نکالا غنچہ دہن وا کیا بقصد رنگینی اس مصرعہ کو پڑھا گلدستہ
مارا ایک طائر نے گلدستہ پر طمانچہ مارا گلدستہ چھٹا پھولون سے شعلہ ہاے آتش نکلے کئی طائر
بھی جلے گلدستہ بھی جلکر خاک ہوا زنگ سحر بہار نہ جما تین بار گلدستے بہار نے مارے چالیس
پچاس طائر جلکر خاک ہوئے مخمور نے دیکھا ایک آندھی سیاہ درہ کوہ سے اُٹھی تمام صحرا پُر غبار
ہو گیا بہار کا دم گھٹنے لگا قصد کیا پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن الگ سے سحر کرون اُس
غبار سے ایک طاؤس زرین بال پیدا ہوا بہار پر گرا ہر چند بہار نے اپنے کو بچایا چاہا سحر کرکے
طاؤس کو جلادون طاؤس نے پنجہ کمر مین بہار کے دبا بہار بیہوش ہو گئی اُٹھا کر بہار کو درہ
کوہ مین لیگیا مخمور حال بہار دیکھکر بیتاب ہو گئی پڑھکر دانہ یاقوت احمر کا مارا سحر سے ایک
مرغ زرین پیدا کیا اُس مرغ نے ہزارہا طائر چیر کے پھینک دیے پھر آندھی اُٹھی وہی طاؤس
جو بہار کو لیگیا تھا ہیہات افسوس کہتا ہوا درہ کوہ سے نکلا مرغ زرین سحر مخمور پر جا پڑا
ایک پر مارا کہ وہ مرغ جلگیا اب تڑپ کر مخمور پر گرا اس زور شور سے آواز ہیہات دی
کہ مخمور بھی بیہوش ہو گئی طاؤس نے آکر مخمور کو اُٹھا لیا درہ کوہ مین لیگیا باغبان قدرت آگے
پہونچا اُسنے بھی سحر کرکے تیر برسائے بہت سے نخل کاٹے طائر مارے ایک باز تڑپتا ہوا درہ کوہ سے
نکلا خبردار خبردار کرکے جھپٹا باغبان کو بھی غش آیا باز باغبان کو بھی اُٹھا کر لیگیا
باغبان و بہار و مخمور کے ساتھ والے سحر کرکے لڑنے لگے طائرون پر کسی کا دام سحر نہ
پڑا صدہا کو اُٹھا لیگئے یہ خبر ہرکارون نے کوکب روشنضمیر کو پہونچائی یہ حال پر ملال سنکر

کوکب بیقرار ہو گیا فوراً پشت مرکب پر سوار ہوا اُسوقت آکر پہونچا کہ ملازمان ایرج کا تو نشان بھی
نہین ملتا ملازمان باغبان سحر کر رہے ہین درہ کوہ سے طائر نکلے اونکو اوٹھا لیجاتے ہین بس
کوکب کمر ہمت چست باندھکر پشت مرکب سے کودا ایک گولا مارا کہ تمام صحرا آتش بہار ہو گیا
طائر زمزمہ سرائی بھولے آتش سحر کوکب سے ہزارون جلکر خاک ہوئے نخل کٹ کٹ کر گرے بریتین چمکین رعد گرجا
خود بھی ہاتھ مین تیغہ کھینچکر جانوران پرند و گزند کو قتل کرنے لگا یہ خبر ہلکارون نے صاحبقران
زمان کو پہونچائی امیر سوار ہو کر چلے بادشاہ بھی تخت پر سوار ہوئے عمرو رکاب صاحبقران سے
لپٹا ہوا فریاد کر رہا ہی کہ ای شہریار وہ صحرا سحر و ساحری سے معمور معلوم ہوتا ہی ایرج تو غیر ساحر تھا مگر
مخمور و بہار و باغبان تو ساحران کامل و اکمل تھے سنتا ہون اونکی بھی وہی صورت ہوئی بازو
عقاب درۂ کوہ سے پیدا ہوتی ہین ہزارہا کو اوٹھا کر لیگئے بہار نے کوئی طریقہ اٹھا نہین رکھا لیکن
کچھ زور نہ چلا حضور اسوقت دہائین صاحبقران نے فرمایا غیر تو جاکر اپنی جان دیتا ہی در مین اپنے کو بچاؤن
تماشہ بھی دیکھنے نہ جاؤن یہ فرماتے ہوئے اسیوقت پہونچے دیکھا کہ کوکب روشنضمیر اُس صحرا مین
مثل شعلہ جوالہ طائرون سے لڑ رہا ہی تمام صحرا کو جلا کر خاک کر دیا ہی دامنۂ کوہ لاشہ ہائے طائران
سے بھر دیا ہی تیغہ برق مثال ہاتھ مین ہے ای ایرج نوجوان بیقرار ہائے فرزند کہکے نعرے مار
رہا ہی طائرون کو للکار رہا ہی لڑتا بھڑتا بر سر کوہ پہونچا اسقدر گولے مارے کہ تمام پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا پہاڑ کی درخت بھی کاٹ ڈالے طائر ہزارون مارے گئے مگر تانتا طائرون کا کم نہین ہوتا زرہ و
لباس کوکب منقارون سے نوچکر پھینک دیا دم شمشیر پر خود گلے رکھتے ہین خود موت کا مزہ چکھتے ہین
صاحبقران ملاحظہ کر رہے ہین کہ بر سر کوہ فلک شکوہ کوکب دریائے خون مین نہایا ہوا لباس
تمام پارہ پارہ جسم تمام چھنا ہوا منقار طائران کی ضرب سے تمام جسم فوارہ بنا ہوا لیکن جرأت
مین کوکب کے فرق نہین جس طائر کو پکڑ پایا چیر کر پھینک دیا کسی کو تلوار سے قتل کیا کسی
پر نگاہ قہر ڈالی برق چمک کر گری طائرون کے سر کٹکر زمین پر گرے پھر بھی کامل کوکب روشنضمیر اُسکا
پہاڑ پر لڑنا طائرون کا نکلنا موقوف نہین ہوتا صاحبقران زمان ملاحظہ فرما رہے ہین کہ کیسے
مجمع طائران سے مثل برق تڑپ کر بلند ہوا چند قدم بلند ہو کر سر جھکایا کڑک کر پہاڑ پر گرا یہ سمجھ لیا کہ
ان طائرون کا بنانے والا اندر پہاڑ کے بیٹھا ہو گا جب اوسکو جاکر مار دونگا تب یہ بلا دفع ہو گی کئی درجے

اس پہاڑ کی تھے کوکب نے ٹکریں مار کر یہ سختی اُن درجوں کو مٹایا اتنی بڑی مصیبت اُٹھا کر درجے تو توڑے
اسقدر زخم داری ہے کہ جھومتا ہوا اندر درۂ کوہ کے گرا فرط زخم داری سے اسقدر خون جسم سے بہا کہ
چہرہ سفید ہو گیا ظاہر ہے کہ خون جسم میں باقی نہیں رہا جسوقت کوکب درۂ کوہ میں پہونچا درجہائے
کوہ تو گر چکے تھے دوری سے صاحبقران بھی کھڑے دیکھ رہے ہیں اندر درۂ کوہ کے جہاں پر کوکب جا کر گرا ایک قبر
بنی ہوئی ہے اُس سے طائر نکل رہے تھے کوکب نے تعویذ قبر پر قبضہ مار النعرہ شیرانہ کیا او نامرد چھپا ہوا سحر
کرتا ہے باہر نکلکر مقابلہ کر ہم بھی دیکھیں کیسا بہادر ہے قبضۂ شمشیر جو غصہ میں تعویذ قبر پر مارا ایک
چھناٹا ہوا تعویذ قبر پھٹا ایک سنہرا پتیلہ قبر سے نکلا اس نے رو کر ایک آواز دی کہ تمام صحرا تھرا گیا کوکب
ایسے شیر دل کو غش آگیا الہرا کر گرا پتیلے نے کمر میں پنجہ دیا کوکب کو لیکر غرق زمین ہوا گوشۂ قبر سے دھواں
نکلا تمام صحرا تاریک ہو گیا دو گھڑی کامل اس جنگل میں غبار بلند رہا صدائیں مختلف آئیں بعد عرصۂ
دراز روشنی ہوئی اسوقت صاحبقران نے دیکھا وہ پہاڑ وہ قبر وہ صحرا وہ لاشہائے طائران سب غائب ہو گئے صرف
ایک صحرائے ویران کف دست میدان جسمیں نہ انسان نہ حیوان بونڈر گرد کے اُٹھ رہے ہیں جنگل تپ رہا ہے
اژدر جا بجا ریتی میں شدت تشنگی سے لوٹ رہے ہیں دھوپ تھراتی ہوئی معلوم ہوتی ہے جسکی تپش سے اُڑ کر
ذرۂ ریگ روان پڑ گیا صاف ظاہر تھا چنگاری نے جسم کو جلا دیا یہ حال جو صاحبقران نے دیکھا کہ مقام تبدیل
ہو گیا اب پریشان ہوئے بادشاہ تخت سے کود کر صاحبقران سے لپٹ گئے کہا اے جد عالی تبار برلے
خدا پلٹ چلیے یہاں کس سے مقابلہ کیجیے گا بالکل مقام تبدیل ہو گیا حقیقت میں صاحبقران بھی حیران
ہیں کہ کس سے مقابلہ کروں کسکو توکون کسکو بڑھ کر روکوں بادشاہ بھی دامن نہیں چھوڑتے عمرو بھی کہتا ہے
حضور واپس ہوں یہ نیا مقام ہے کہ سب علامتیں تبدیل ہو گئیں انشاء اللہ میں فکر کرونگا خالی اس
جنگل میں سر ٹکرانے سے کیا فائدہ جملہ سردار بھی یہی کہہ رہے ہیں صاحبقران کو کچھ نہ بن پڑا مجبور لاچار آنکھوں میں
آنسو بھرے ہوئے پلٹے بارگاہ حشامی میں داخل ہوئے وہ دن سارا تڑپ تڑپ کر کاٹا ہر طرف سے
برلے ایرج رونے کی آواز آتی ہے لشکر کوکب میں ہنگامہ بلند ہے برلے مخمور و بہار کنیزیں دردمند
یہ خبریں ہرکاروں نے خورشید روشن تن سے جا کر کہیں قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے
بندگان من قدرت کو ہماری دیکھا اب قدرت کی نگاہ مسلمانوں سے پھری سب انکی سا
دشمنی کرینگے ذرۂ ریگ بیابان ستارہائے آسمان ان سب پر آنکھیں نکالینگے بختیارک نے کہا

خداوند حمزہ صاحب اسم اعظم قاتل ساحران عالم ہے اب جسدن طبل جنگی بجیگا نورالدہر ولند ھور میدان میں
جائینگے حمزہ سامنے آکر اسم اعظم پڑھ دیگا سحر اُتر جائیگا یہی جوان تلواریں کھینچکر آپ پر آ ٹوٹینگے اُس
زور شور سے لڑینگے کہ جان بچانا دشوار ہوگا پرے کے پرے الٹ دینگے حمزہ خود لڑتا بھڑتا بارگاہ میں گھس آئیگا اُسکی تیغ
برق کردار سے کون پناہ پائیگا یہ عسکر خورشید بت ہنسا کہا او شیطان بے ایمان تو ہماری عملداری کو شہر باختر سمجھا ہے
حمزہ کا علاج بھی خود بخود ہو جائیگا یہ طائران صحرا سنسگان دریا حمزہ کا بھی علاج کر لینگے اوسی کے ہاتھ اوسکے
دشمن ہو جائینگے مسلمان شکست فاش کھائینگے قدرت فرشاد کی حمزہ کے تقدیر کر دی اور حمزہ کے قتل کی
اُسی کے ہاتھ سے انتظام کرائینگے یہ سپہ سالار مغرور ہو گیا اسکا غارت کرنا منظور ہے ہرکاروں نے یہ خبریں
صاحبقران کو سامنے آکر بیان کیں امیر نے فرمایا بیہودہ بکتا ہے اوس ملعون کی کیا حقیقت ہے پروردگار
مالک مختار ہے بندہ مجبور و لاچار ہے اتنی باتوں میں دن تمام ہوا کوتوال فلک فوج ثوابت و سیارگان کو ہمراہ
لیکر واسطے طلایہ کے اوٹھا انتظام فلک نیلی میں مصروف ہوا یہاں صاحبقران زمان دربار میں جلوہ فرما ہیں کہ
پہلوان عادی نے آکر سُرخ کا نغمہ ہاتھ میں صاحبقران کو دیا امیر نے اوسپر صاد کرکے فرمایا آج طلایہ لشکر اسلام اس
حقیر سے متعلق ہے مقبل سے کہو مرکب تیار کرے جملہ سرداران تہمتن جان نثاران صف شکن اپنے مقام سے
اُٹھے عرض کی ای بادشاہ ربیبان و ای داد رس بیکسان یہ اقلیم پر آشوب ہے ساحر شعبدہ باز کا سامنا حضور برائے
طلایہ تشریف نہ لیجائیں یہ انتظام غلامان خوش انجام بوجہ احسن کر لینگے صاحبقران نے فرمایا بعد سال بھر کے
یہ خدمت میری متعلق ہوئی ہے خدمت اپنی اہالیان لشکر سلطنت سے بہتر جانتا ہوں ہر چند سرداروں نے
سمجھایا صاحبقران نے نہ مانا چند ملازمان بہرام و مہر چیل فادران مقبل وفادار ان خواجہ کو ہمراہ
لیکر برائے انتظام طلایہ تشریف لائے جابجا انتظام کیے پھرتے پھرتے ایک گوشے پر تشریف لائے واضح رہے
ناظرین والا مقام ہو کہ افسر طلایہ پر واجب ہے اس طور سے انتظام کرے کہ لشکر حریف شبخون نہ لاسکے لشکر
میں چوری نہو یہ سب انتظام متعلق میر طلایہ ہیں ہر مقام پر صاحبقران نے سوار پیدل برائے انتظام
چھوڑ دیے پھرتے ہوئے کنارے لشکر پر آئے عمر و ساتھ ہیں دیکھا سامنے دریا ہے لشکر حریف موج
مار رہا ہے حاضر باش کی صدائیں بلند سنائی با خبری مشتری حصاری ہمراہیان لقا مغرور و متکبر
بربادی لشکر اسلام کی جو خبریں سُنی ہیں خوش بیٹھے ہیں ضیغم خون آشام خالو ے قدرت لقای بد انجام
تین لاکھ سوار سے طلایہ پھر رہا ہے قصد کرتا ہے کہ لشکر صاحبقران پر جا پڑوں میر طلایہ سے

بڑھ کر لڑون صاحبقران زمان کو جو دیکھا گھبرا کر پیچھے ہٹا حوصلہ پست ہوا عرصہ دراز تک صاحبقران
سامنے لشکر لقا کی کھڑے رہے اسی خیال سے کہ شاید نامرد بے ادبی کرے جب صاحبقران نے دیکھا
کہ ضیغم طلایہ لیکر ہٹ گیا پشت اشقر سے اُترے ٹہلتے ہوئے پہلوے لشکر پر سایہ نخل مین آکر ٹھہر گئے
خواجہ اسوقت تک ساتھ ہین امیر کے کان مین درد کی آواز آئی بلک کر کوئی روتا ہی پکار
رہا ہی او ظالم مجھکو قتل نکرنا دیدار فرحت آثار بزرگان کا مشتاق ہون افسوس کسی نے خبر
ہمارے جد عالی تبار صاحبقران نامدار کو نہ پہونچائی کہ وہ آکر اس جلاد صاحب بیداد سے مجھکو
بچاتی افسوس بیکس و بے بس ہو کر قتل ہوتی ہین اپنی تنہائی پر روتے ہین صاحبقران نے فرمایا
خواجہ یہ کس درد مند کی آواز ہی کلام حسرت انجام مین کیا سوز و گداز ہی صاف ایرج نوجوان کی آواز آتی ہی
تڑپ تڑپ کر میرا نام لیتا ہی عمرو نے کہا ای شہریار ابقول کوکب وغیرہ یہ تمام صحرا سحر و ساحری سے مملو
ہین وقت شب ہی اس آواز کا خیال نفرمائیے بلکہ لشکر مین صاحبقران اپنے مقام سے نہ اٹھے کہ پھر آواز آئی
ہای کون جاکر میرے دادا جان سے میری خبر کہے کہ غلام آپکا قتل ہوتا ہی کسی نے قاسم نوجوان کو بھی آگاہ کیا رستم سلیمان
نے بھی خبر نہ لی ع وای بربادی گرفتاری ما + اتنے صاحبقران بیتاب ہو گئے کہا خواجہ صاف ایرج کی آواز
ہی بلای ناگہانی مین وہ شیر مبتلا ہی بزرگون کا نام لیکر پکار رہا ہی یہ کہکر صاحبقران دوڑے سامنے ایک چاہ
کہنہ بنا ہوا ہی ادھی چاہ سے یوسف قاسم کی آواز آتی ہی عمرو تو الگ ٹھہر گیا صاحبقران اسب گردان
پر اُس چاہ کی جگت پر چڑھ گئے جھک کر دیکھا ایرج نوجوان روح روان قاسم عالیشان مسلسل و مطوق چیت پڑا ہی
ایک جلاد خنجر برہنہ کھینچے ہوئے قصد کرتا ہی کہ سر کاٹ لون ایرج بلکتا ہی دم شمشیر پر ہاتھ رکھدیتا ہی کہ او ظالم
چند ساعت کی مہلت دی خنجر روک لے مین چاہتا ہون اپنے بزرگون کو یاد کر لون اپنے جد سے فریاد کر لون وہ جلاد کہتا
ہی او جوان خاموش ملکہ اختر جادو نے حکم دیا ہی سر کاٹ کر تیرا پاس بادشاہ طلسم اختریہ کی لیجاؤنگا خلعت
انعام و جاگیر پاؤنگا یہ آفت جو صاحبقران نے دیکھی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا عمرو دور سے پکار رہا ہی
یا صاحبقران برای خدا پلٹ آئیے اس شعبدے پر خیال نفرمائیے ہاتھ سے صاحبقران کے دامن صبر
چھوٹ گیا شیشہ دل سنگ بدعت سے اُس جلاد کی ٹوٹ گیا نعرہ کر کے پھاند پڑے عمرو نے دیکھا جب صاحبقران
پھاندے اُس کنوین سے بھڑک کر شعلہ ہای آتش نکلے صدای مہیب آئی زمین تھرائی وہ کنوان وہ مقام نظر سے
ناپدید ہوا عمرو اشقر کو تل لیکر طرف لشکر اسلام کی بھاگا یہان بادشاہ لشکر اسلام نے خواب پریشان دیکھا روتے ہوئے

بارگاہ مین تشریف لائی فرما رہی ہین کہ یارو واد اجالان کی خبر لاؤ عیارون نے قصد کیا ہی کہ جائین دریای لشکر
مین تلاطم ہوا ہای صاحبقران کی آواز آئی گھبرا کے باہر نکل آئے دیکھا خواجہ مرکب صاحبقران
کی باگ تھامی ہوئی روتی ہوئی آتے ہین جسنے حال پر ملال سنا گریبان چاک کیا خاک منھ پر ملی ہای
صاحبقران کی صدا بلند کی بادشاہ نے بڑھکر فرمایا خواجہ برای خدا مفصل حال بیان کرو جد عالی تبار پر کیا
سانحہ گذرا اپنے رات کو خواب پریشان دیکھا صبح سے گھبرا رہا ہون عمرو نے منھ پیٹ لیا تمام کیفیت رو رو کر
بیان کی کہ وہ یوسف کنعان جرات چاہ مین گر کر غائب ہوا فلک نے ہمکو لوٹ لیا ہر چند ہمنے منع کیا نہین
معلوم کیا سانحہ دیکھا کہ چاہ سی کنوین مین پھاند پڑے بعد تھوڑی دیر کے وہ کنوان بھی غائب ہو گیا مین
بد نصیب اپنے آقا کو کھو آیا یہ خبر وحشت اثر جو عمرو نے بیان کی سردارون کی کلیجے پھٹ گئے بادشاہ نے
تاج زمین پر دے مارا خواتین عظمہ محل سے نکلنے لگین مقبل نے بڑھکر آواز دی یارو آنکھین بند کرو
بیبیان نکل آئین قناتین استادہ ہونے لگین تمام سردار سر پیٹ رہی ہین ہنگامہ عظیم برپا ہوا عمرو نے بڑھکر
بادشاہ کو سنبھالا عرض کی ای شہریار برای خدا اپنے کو سنبھالیے ایسا نہو تمام لشکر متفرق ہو جائے وہ بھیا
دباو ڈالے ابھی لشکر تمام ہو جائیگا بمشکل بادشاہ کو سنبھالا بارگاہ مین لا کر پہونچا جملہ عیار جمع ہو کر بارگاہ مین
حاضر ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہم جا کر صاحبقران کو تلاش کرین بادشاہ جمجاہ طرف خواجہ کے متوجہ
ہوئے کہا آپ ہمین کیا سمجھاتی ہین بدون آپ کی کوشش کے مطلب کی حاصل نہوگا طریقے سی ظاہر ہو کہ دہنہ کسی طلسم
تھا کوکب لیسا بادشاہ عالیجاہ کس زور شور سے لڑا آخر مبتلای بلا ہوا سوا علامت طلسم کی ساحر کی یہ مجال نہتھی
کہ ان ساحران اولو العزم کو گرفتار کر لیتا عمرو نے کہا ای شہریار غلام کو دل کو کب قرار مگر مفلسی کی محبت بھی
بیکار رہی اس جستجو مین ہزار ہا روپیہ کا صرف ہی بدون زر جستجو کیا کرون بادشاہ نے اوسیوقت لاکھو روپیہ منگا کر
سامنے خواجہ کی پیش کیے بہرام وغیرہ نے کہا ہم بھی خدمتگذاری کرینگے عمرو نے کہا جو کچھ کرنا ہو خزانہ سے
نکالیے مین کمک وغیرہ تیار کرون تلاش کرکے صاحبقران کو لاؤن یہ تو مجھے خوب یقین ہی کہ سب صاحب
عنایت کرینگے خدمتگار سائیس ایک ایک مہینہ کی تنخواہ دینگے جو جس صاحب کو منظور ہوا کر پیش کرین
نقد حرمتہ قرینہ فضیحتہ صاحبقران کے واسطے سب نے خواجہ کو روپیہ دیا بے حساب روپیہ جمع ہوا
بادشاہ کو مطمین کر کے خواجہ جستجوی صاحبقران مین روانہ ہوئے پہلے تو عمرو نے لشکر نقاب مین
آیا خیال ہوا بختیارک اس راز سے آگاہ ہوگا آخر بشکل چوبدار بنے ہوے خیمے مین بختیارک کے آئے

بختیارک کانپنے لگا کہا استاد مجھے بھی حال صاحبقران سنکر سراسیمہ ہوا عمرو نے خنجر نکالکر بختیارک کو دکھایا
کہا ملا اب جی سچ تبلاؤ کہ صاحبقران زمان کو کون لیگیا بختیارک نے قسمیں کھائیں کہ مجھے یہان کچھ راز و
نیاز میں دخل نہیں ہے عمرو نے دیکھا اسکی کلام سے بوے صداقت آتی ہے یہ بھی ظاہر ہوا کہ خورشید روشن تن
نے اسکو اپنا رازدار نہیں کیا بارگاہ خورشید میں بصورت مبدل آئے کہ شاید کوئی کچھ ذکر کرے ہرکارون نے
جو خورشید سے خبر کہی اسنے سنکر یہی جواب دیا وہ طائر نہیں فرشتے تھے ان سبکو اوٹھا کر لیگئے عمرو عرصہ دراز
تک ٹھہرا رہا کچھ ذکر صاحبقران نہ آیا لاچار اسکی بارگاہ سے بھی نکلا سارے لشکر کو چھانا ہر ایک سے صورت
بدلکر پوچھا کسی نے کچھ نشان نہ بتلایا مجبور لاچار حیران و سرگردان طرف صحرا کے چلا اکثر دیہات و قریات
میں دیکھا وہان بھی یہ سنا پایا خورشید روشن تن کی خدائی کے معتقد ملے ہر مقام پر دیر بنے ہین تصویر
خورشید روشن تن کو سجدہ کرتے ہین تین دن کامل عمرو دور دور پھرا کچھ نشان اپنے آقائے نامدار کا نہ پایا بہت
لاچار ہوئے صورت تبدیل کر کے ایک گویے کی صورت بنکر تیار ہوا عالم یاس میں صحرای سبزہ زار میں
بیٹھکر یاد میں اپنے آقا کی نے نوازی کرنے لگا اشعار فراق و الفاظ اشتیاق کبھی بیقراری کبھی اشکباری ہے یہی
خیال ہے کہ کیونکر خواجہ اب جو میں بدون حصول گوہر مراد لشکر میں جاؤنگا سردارونکے کلیجے پھٹ جائینگے
ناموس بیتاب ہو کر محلات سے نکل آئینگی حقیقت میں کیفیت لشکر بھی عرض کرنا واجب و لازم ہے کہ جب زمانہ
ایک ہفتے کا گذرا خورشید روشن تن نے طبل جنگی بجوایا نور الدہر جو میدان میں آئے فرامرز عاد مغربی
نے مقابلہ کیا دونون کی کشتی میں نور الدہر فرامرز کو باندھکر لیگئے جب خورشید روشن تن کا
سامنا ہوا فرامرز نے سجدہ کیا ایک دن نور الدہر میدان داری کرتے ہین ایک دن
لندھور جسکو زیر کرکے لیگئے اوسنے خورشید روشن تن کو سجدہ کیا بادشاہ یہ خبرین سنکر
نہایت مکدر ہوتے ہین تنہائی میں بیقرار ہوکر روتے ہین شکر ہے یہ بدعت خواجہ کی وہ کیفیت کہ چار
پانچ دنمیں تمام دیہات قصبات میں تلاش کر چکا آپ گویا بنا ہوا تانیں مار رہا ہے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے
چشمہ چشم سے دریای اشک موجزن دل بیقرار آنکھیں اشکبار یہی سوچ ہے کہ ہمارے آقائے نامدار پر کیا گذری کس سے
پوچھوں کہاں جاؤں سر ٹکرا ٹکرا کے جان دوں اسوقت اس جوش و خروش میں عمرو نے نے نوازی کی کہ
طائران صحرا مست ہوگئے وہ آہوان صحرا کہ چھالیں بھرتے ہوے جھاڑیوں سے نکلے نے کی آواز سنکر مست ہوکر ٹھہر گئے چوکڑی
بھولے طائران ہوا آشیانوں سے پھڑک پھڑک کر گر رہے ہین پرونکا عمرو کے سر پر سایہ کیا ہے یہ

سلیمان وقت بنا ہوا نے بجا رہا ہے رنگ بندھا ہوا ہے قضا ہے کار روز طلسم خیر یہ ایک نازنین مہ جبین غیرت شمسہ خوش خو نام نامی برہمن کج ابرو خال و چشم جادو اس حسن و جمال پر سحاب الم دلگیر چھایا ہوا دہ ماہتابان سحر میں طاق حسن میں شہرہ آفاق تخت پر سوار ہو کر دل کو بہلاتی ہوئی جاتی ہے کہ کان میں نئی طرح سے صدا آنے لگی کوئی شخص خوش آواز بصد سوز و گداز اشعار عاشقانہ گا رہا ہے نظم مصنف موافق مضمون مقام ہذا۔

طفلی ہی سے ہیں ہم تو ثنا خوان محبت	مکتب میں پڑھا کرتے تھے دیوان محبت	کہتے ہیں کہ کھینچو دل پہ داغ سے تم آہ
دکھلا دو ہمیں سرو گلستان محبت	اک دام میں صیاد کے اک طوق بگردن	قمری و عندلیب ہیں اسیران محبت
پیراہن ہستی بھی مبدل کیا ہم نے	چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت	یاد ابروی دلدار کی رہتی ہے قمر کو
ہے ورد زبان مصرعہ دیوان محبت		

برہمن کج ابرو کے کانوں میں جو یہ آواز آئی دل تو غم و الم سے بھرا ہی تھا طرف صدا کے متوجہ ہوئی تخت اڑاتی ہوئی اس مقام پر آئی کہ عمرو پٹھانی نوازی کر رہا ہے ٹھنڈی سانسیں بھر رہا ہے اسقدر اپنے آقا کی یاد میں رو رہا ہے کہ دامن و گریبان آنسوؤں سے تر ہے زمین و آسمان کی کسکو خبر ہے تصور خیالی سے باتیں کر رہا ہے کبھی ترانہ کبھی کھڑکا کبھی غزل کبھی ٹھمری گاتی برہمن بیقرار ہو گئی تخت ہوا پر ٹھہرا رہا ہے گانے کی آواز پر آنکھوں سے آنسو بھی نکل آئے آخر خیال میں آیا اس گانے والے کو باغ میں اٹھا کر اپنی پہیلیوں دل کھولکر اسکا گانا سنیں ایک بیجہ سحر کا بنا کر پھینکا وہ بیجہ کمر میں عمرو کی بندھ کر پڑا اسطرح تڑپکا دیکر اٹھایا کہ عمرو مثل موج ہوا سے بیہوش ہو گیا برہمن نے عمرو کو تخت پر ڈال لیا اپنی باغ میں لیکر آئی آپ بصد ناز و انداز مسند پر بیٹھی گرد چند کنیزان ہمراز عمرو کو ہوشیار کیا عمرو کی جو آنکھ کھلی صورت زیبا برہمن دیکھکر گھبرا گیا دعائیں دینے لگا پوچھا کیوں حضور یہ پیر غلام یہاں کیونکر آیا برہمن نے بفصاحت جواب دیا اے شخص نہ گھبرا کہ تجھکو تیرا گانا پسند آیا اپنے باغ میں تجھکو اٹھا لائی جو تو مانگے گا دونگی گانا تیرا دل کھولکر سنونگی نام تیرا کیا ہے عمرو نے کہا مجھکو نرنگنے نواز کہتے ہیں میاں تان سین صاحب کا نواسا ہوں خوب آنکھیں راضی کرنے لگا تیور سے عمرو کو یہ بھی دریافت ہوا کہ ضرور کسی پر مائل ہے کسی کی تیغ ابرو کی گھائل ہے ہر بات میں ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہے عمرو نے نام پوچھا برہمن کج ابرو نام اپنا بتایا عمرو نے یہ سمجھ لیا کہ عاشقانہ اشعار اسکو پسند ہیں یقین ہے کہ کسیکی محبت میں درد مند ہے مطلع و شعر عاشقانہ مصنف صاحب کا پڑھا نظم

بہار آئی ہے پھر داغ غم ابھر آئے	سمجھ چکے تھے کہ اب زخم دل کے بھر آئے
عدم میں روح فقط ہے کہاں تن داغ	لحد کو اپنا خزانہ سپرد کر آئے

اس مضمون پر برہمن اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی عمرو نے کو روک کر قدمونکو بوسہ دیا بدل ہی
پوچھا ای شاہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی امیدوار ہون کہ مفصل حال بتائیے کیا تعجب ہے کہ اس
درد کا علاج کرون اسطرح جو عمرو نے پوچھا برہمن کا دل تو بھرا ہوا تھا آنچل دوپٹہ کا منہ پر رکھکر
بہت روئی کہا ای ذرہ نواز میرا درد لا علاج ہے یہ درد ہماری جان لیگا عمرو نے کہا ایسا نفرمایئے جو درد دے
اسکا علاج بھی پیدا کرنیوالے نے مقرر فرمایا ہے مین جان و دل سے کوشش کرونگا حضور نہ چھپائین مفصل
ارشاد فرمائین ہملوگ گھر گھر جاتے ہین ہر ایک مزاج سے واقفیت رکھتی ہین ضرور آپکا گوہر مدعا تلاش
کرینگی اسطرح جو عمرو نے کہا برہمن کو باتون سے عمرو کی لطف ملا کہا ای ذرہ نواز عجب طرح کا معرکہ ہے
یہ سرحد طلسم اختریہ مشہور ہے ملکہ اختر جادو اس طلسم کی بادشاہ ہین مین اوسکی وزیر ہون خورشید
روشن تن کا نامہ نبام ملکہ اختر جادو آیا کہ مسلمان لشکر کشی کرکے قریب قلعہ آگئے تدبیر و تقریر سے اونکو
روکو اول علامت طلسم پلہ برج نوجوان ایک جوان آیا طائرون نے اسکو پکڑ لیا اوسکی جستجو مین کئی
ساحر آئے علامت طلسم پر مبتلا ہوئے پھر تاکید ہوئی کہ صاحبقران صاحب اسم اعظم الہی ہین اونکی
سحر تاثیر نکریگا اونکو کسی مکر سے گرفتار کرو ملکہ اختر نے ایسے مکار کو بھیجا کہ اُس نے صاحبقران کو
بھی بغفلت دام مکر مین پھنسایا ای ذرہ نواز جسوقت قید صاحبقران دربار اختر مین آئی مین بد نصیب
وہان موجود تھی اونکی شان و شوکت دیکھکر عاشق ہوئی وہ آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے
ہین کل صبح کو ملکہ اونکو قلعہ طلسمی مین قتل کریگی اسوجہ سے مین بیقرار اشکبار ہون کہ ہائے وہ ماہ آسمان
جاہ و جلال غروب ہو جائیگا اور تو مجھسے کیا ہو سکتا ہے تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگی صرف اسی شب
کی مہلت ہے سحر کو صبح ہو جائیگی ملکہ برہمن نے جو رو رو کے یہ سب احوال بیان کیا عمرو نے اپنے
کو ظاہر کردیا کہا ای ملکہ عالم مین اوس شہریار کا عیار ہون اسی جستجو مین مارا مارا پھرتا ہون اب
مجکو اپنے ساتھ بارگاہ اختر مین لے چلیے خوب ثابت ہوا کہ اختر کا ستارہ گردش مین ہے کسی تدبیر سے
اسکو گرفتار کرونگا صورت رہائی صاحبقران پیدا ہو گئی جب عمرو نے صورت اصلی برہمن
کو دکھائی برہمن کو تقویت ہوئی یہ تو بزرگون سے سُن چکی ہین کہ عمرو کشندہ ساحران عالم
ہے کہا اچھا خواجہ میری کنیز کی صورت بنکر تیار ہو جیے وقت بہت تنگ ہے اسقدر رات
ڈھل چکی ہے دیکھیے کیونکر طلسم اختریہ مین پہونچین اگر صبح ہو گئی تو پھر کیا ہو سکیگا عمرو نے کہا اگر

دو گھڑی پیشتر بھی آپ پہونچین صحبت مین پہونچتے ہی پہونچتے عیاری کرونگا برہمن نے کہا دیکھون تقدیر
کیا دکھاتی ہے خواجہ عمرو نرگس خواص کی صورت بنکر تیار ہوے برہمن نے تخت سحر آراستہ
کیا خواجہ عمرو کو پہلو مین بٹھلا لیا تخت کو اوڑا کر طرف طلسم اختریہ کے چلی عمرو راہ مین سمجھاتا ہے
کہ ملکہ ہوش و حواس درست رکھو دربار مین اختر کے شراب پر میرا انتظام کرا دیجیو گا جس رنگ مین پہلو ملیگا
فوراً عیاری کرونگا برہمن راہ مین گھبراتی ہے کہتی ہے خواجہ رات بہت کم رہگئی دمبدم سحر
کو زور دیتی ہے چاہتی ہے پلک جھپکنے نہ پاے قلعہ طلسم اختریہ مین پہونچ جاؤن کیونکہ صاحبقران
کو چھوڑاون عمرو تسکین دیتا ہے تا بہ قلعہ نہ پہونچی تھی کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا برہمن نے کہا
لو خواجہ عمرو غضب ہوگیا غم مین ہمارے گریبان سحر چاک ہوا خواجہ عمرو بھی پریشان مگر دل
مضبوط کرکے کہا اے ملکہ برہمن وہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہین ایسی سختیان اکثر پڑتی
ہین کوئی سبب پروردگار نکالیگا برہمن کے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین اوسوقت قلعہ طلسمی
مین آکر پہونچی دیکھا بخوبی صبح ہوگئی میدان خونی کی تیاری ہوچکی ہے فوجین جمع ہو رہی ہین جلاد
آگئے دار رین استادہ ہین برہمن مجبور مع خواجہ عمرو ایک طرف آکر ٹھہری کہ نقارے پر چوب
پڑی ملکہ اختر جادو تخت پر سوار گرد ہزارہا ساحران غدار بڑے کروفر سے آپہونچی برہمن
نے جھک کر سلام کیا ملکہ اختر جادو نے آگر پوچھا کیون برہمن کہان تھین مزاج کیسا ہے آج
تو تم بعد کئی دن کے تشریف لائین برہمن نے کہا کنیز علیل ہے سر مین خلل رہتا ہے آج یہ
خبر سنی کہ دشمن قتل کیا جائیگا باغی سزا پائیگا کنیز حاضر ہوئی اختر نے پکار کر حکم دیا حمزہ کو قید
خانہ سے لاؤ اب برہمن نے خواجہ عمرو سے اشارہ کیا کیون اے شاہنشاہ عیاران اب بسر
میدان شراب کباب کہان خواجہ عمرو نے مجبور ہوکر جواب دیا اب حضور کچھ نہین ہوسکتا اگر
جلسے مین ملکہ اختر جادو ہوتی مین کوئی فکر کرتا یہان عیاری ناممکن ہے پروردگار کوئی
سامان کریگا برہمن نے کہا خواجہ عمرو آپ تخت سے اوتر جائیے مجھسے نہ دیکھا جائیگا کہ جلاد
اوس افسر کا سر کاٹے لاشہ اونکے دشمنون کا تڑپتے ہوے زمین پر دیکھون نہ یہ بھی جانتی ہون
کہ ملکہ اختر جادو پر قلعہ طلسمی مین غالب نہ آؤنگی اونکے ساتھ دم شمشیر پر گلا رکھدونگی جو
تمسے ہوسکے وہ کرنا ہمسے صبر نہ ہوسکیگا برہمن نے یہ کہکر خواجہ عمرو کو تخت سے اوتار دیا

آپ تخت اُڑاتی ہوئی قریب تخت اختر جادو آکر ٹھہری کہ یہی خیال ہو کہ جب صاحبقران کو قتل
کا حکم دیگی مین اختر پہ سحر کرکے جا پڑونگی جان دیکر لڑونگی ابرووُن پر بل واسطے صاحبقران
کے بیکل اختر کہہ رہی ہے صاحبقران کو جلد لاوٴ اب دیر نہ لگاوٴ جلاد بھی میدان خونی مین
مشعلین لگا رہے ہین ہر سمت سے یہی صدا ہے قیدی کو قید خانہ سے لاوٴ یکایک برہمن نے دیکھا
داروغہ زندان خانہ سر پیٹتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا عرض کی حضور بڑا غضب ہوا قید خانے سے
قیدی غائب ہوا یہ سُنتے ہی ملکہ اختر جادو کے ہوش اوڑ گئے گھبرا کر کہا ارے یارو ایسا کون
دشمن لگا ہوا تھا یا حمزہ کے ساتھ آیا قلعہ طلسمی مین آکر یہ دراندازی کی حکم دیا افلاک جادو
ہمارے کوتوال کو بلاوٴ جب کوتوال حاضر ہوا فرمایا اے افلاک جادو کاہنان طلسم نے اس
جوان کو فتاح طلسم اختریہ قرار دیا ہی کتاب مین اسکا نقشہ کھینچا ہے واقف کاروں نے حسب نسب
بھی لکھا ہی اسکا غائب ہونا باعث خرابی ہی خیال حکم خداوندین دل کو بتیابی ہی یہ ذکر تھا کہ افلاک
جادو کوتوال قلعہ طلسمی کا حاضر ہوا ملکہ اختر جادو نے کہا افلاک جادو تمنے سنا قیدی غائب ہوا
یہ مجال کسی کی نہین ہے کہ قیدی قلعہ طلسم سے باہر لیجائے کسی رئیس وامیر کا پاس نکرنا اگر میری گھر مین
پتہ ملے فوراً تلاشی لو ہر ایک مقام مین جاوٴ جلد پتہ لگاوٴ یہ سنکر افلاک جادو واسطے تلاش کے چلا
برہمن کچھ ابرو گھبرا گئی کہ یہ معرکہ کیا ہوا قید خانے سے اوس شیر بیشہ جراٴت کو کون لیگیا خود ملکہ
اختر سے عرض کی حضور بڑے تردد کا مقام ہی سب متفق بھی کہتے تھے کہ یہ جوان جراٴت مین یکتا طلسم
اختریہ کا طلسم کشا ہے کون ایسا دشمن ہے جو ایسے شخص کو لیگیا یہ تو خوب ہم آگاہ ہین اگر یہ جوان
زندہ بچ گیا اہالیان طلسم اختریہ کی خیر نہین ہے حکم ہو تو مین جاکی تلاش کرون ملکہ اختر سمجھی کہ
یہ خیر خواہ دولت ہے اسیوجہ سے پریشان ہو رہی ہے فرمایا ای برہمن ہماری کہنے کی کیا
ضرورت ہے تمھاری سلطنت جو مناسب ہو وہ انتظام کرو اس جوان کو بڑی جستجو سے گرفتار کیا
اگر ہم نکرتے دس لاکھ ساحر اسپر دست انداز نہو سکتے صاحب اسم اعظم محترم و محتشم برہمن کے خود
دل کو لگی ہوئی ہے کہا حضور کنیز خوب آگاہ ہے مین بدل وجان کوشش کرون گی یہ کہکے طاوٴس
کو اُڑایا قلب دھڑک رہا ہے کلیجہ بھڑک رہا ہے عمرو کا بھی خیال برہمن کو نہ تھا اسکے
تخت سے پہلے ہی اُتر چکے تھے برہمن اُدھر گئی مجمع ساحران متفرق ہوا عمرو

بھی ایک جانب حیران و پریشان چلا دل سے باتین کرتا ہوا کہ آقا میرا صاحب اقبال ہے کوئی اور
دوست جدید پیدا ہوا قید خانے سے آکر لیگیا کہان تلاش کرون ہم کوچہ بکوچہ مارے مارے پھرتے
ہین وہ کسی پری طلعت کے پہلو مین بیٹھے ہونگے یہ بھی دلکو یقین کامل ہے اگر برہمن نشان پائیگی
ضرور راز چھپائیگی دن بھر عمرو کو پھرتے ہوئے گذرا شام کو قریب ایک باغ کے پہونچا دروازہ اُس
باغ کا بند تھا عمرو پشت باغ پر آیا گانے کی بھی آواز کان مین آئی خیال ہوا دیکھین
شاید اسی باغ مین ہمارا سرو خرامان جرأت ہو کئی دن سے اوس گل کی بو ہمارے دماغ مین نہین آئی
ہی یہ سوچ کی دیوار باغ پر کمند پھینکی دیوار پر چڑھے دیکھا ایک نازنین حور پیکر سمن بر خوش رو خوش خو
کمسن غنچہ دہن رشک چمن حسن مین بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر مسند تاز پر مثل طاوس ملناز جلوہ
فرما پہلو مین بمنزلہ قاف ثانی سلیمان یہی باتین ہو رہی ہین کہ صاحبقران فرماتے ہین اے
ملکہ ماہ پرور تمنے احسان کیا کہ ہمکو قید خانہ سے نکال لائین ہم مخفی ہو کر نہین رہ سکتے ضرور
ہمارا حال کھلے گا لہذا ہم صبح کو بارگاہ اختر جادو مین جائینگے انشاء اللہ تعالیٰ تخت اوسکا الٹ دونگا
اگر قضا لیکر آئی ہے کیا اختیار جو مشیت پروردگار ہو ملکہ ماہ پرور دختر اختر
کہ رہی ہے مین تو نجانے دونگی یہ قلعہ طلسمی ہے ملنے بڑی کوشش کی کہ کنیزونکو بھیجکر آپکو منگا لیا یہ بھی ملنے
خبر پائی ہزارہا ساحر آپکی تلاش مین نکلے ہین آپ بارہ دری سے بھی باہر نہ نکلیے مثل بوئے گل اسی
باغ مین مخفی رہیے مین لوح طلسمی تلاش کرونگی تب آپکو جانے کا حکم دونگی یہ جو عمرو نے سنا
صاحبقران کو اس شان و شوکت سے دیکھا جل گیا دیوار سے غصے مین اوترا پہلوے
ملکہ ماہ پرور مین ملکہ کوکبہ وزیرزادی ماہ پرور مثل ستارہ بہ پہلوے ماہ جلوہ فرما ہے وہ بھی
تائید کلام ملکہ کر رہی ہے کہتی ہے ای شہریار حقیقت مین ملکہ بجا ارشاد فرماتی ہین سامنے
ساحران طلسم کے کچھ آپکا زور نہ چلے گا اختر جادو بادشاہ طلسم ہے چشم زدن مین گرفتار
کریگی اسم اعظم کا بند کر لینا اوسکے نزدیک بہت آسان ہے صاحبقران فرماتے ہین
مین نہ رکونگا کل ضرور بارگاہ اختر مین جاؤنگا خواجہ کو کبہ پر مائل ہے گلعذار ڈومنی
گا رہی تھی وہ برائے رفع حاجت اوٹھی خواجہ نے اوسکو بیہوش کر کے نذر زنبیل کیا اوسکی
صورت بنکے محفل ملکہ اختر مین آئے خوب خوب گایا ملکہ نے فرمایا اے گلعذار آج تو تم نے

بیقرار کردیا خواجہ نے کہا اپنے صاحبقران کو منع کیجیے مجکو گھور کے دیکھتے ہین منتین کررہے ہین لو ابھی
ہاتھ جوڑتے تھے مین ایسونکو منھ بھی نہین لگاتی ملکہ ماہ پرور کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا صاحب
سبحان اللہ یہ آپکو کیا خیال ہوا مثل مشہور ہے ڈومنی کا یار سدا خوار یہ شغل ہمارے سامنے چرب
زبانی کرتی ہے آپ ایسے نہوتے تو ہم یہ باتین کاہیکو سنتے بزرگون نے سچ کہا ہے مرد کا کچھ
اعتبار نہین ہے صاحبقران نے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر فرمایا گلعذار تیری شامتین آئی ہین ملنے
تیرے جانب نگاہ اوٹھاکے بھی نہین دیکھا عمرو نے کہا بس سپاہگری نہ دکھائیے کل رات
میرے پانون دبایا کیے پیتے منھ بھی نہین لگایا بی ملکہ ماہ پرور صاحب کیا مجھسے کچھ اچھی ہین
میرا حسن نمکین کلام شیرین یہ تو چربی کا تپلا ہے لو بی کو کبہ بھی بلائین لیتی ہین کہتی ہین مجکو گانا
سکھادے کو کبہ جھلا کر اوٹھی اب تو محفل مین ہنگامہ ہوا کوئی کہتی ہے بوا میری گٹھری غائب ہو گئی
ایک کہتی ہے میرا پاندان کیا ہوا ایک نے کہا کسی نے ازار بند سے اشرفیان کاٹ لین یہ سنکر
صاحبقران نے گلعذار کا ہاتھ تھام لیا کہا سچ بتلا تو کون ہے عمرو چنچا کہا
ماہ پرور مجکو بچائیے دیکھیے میرا بوسہ لیتے ہین ہے ہے سینہ پر ہاتھ رکھدیا مین اپنی جان
دیدونگی برادری والون کو خبر کردونگی ملکہ کہتی ہے حضور اسکا ہاتھ چھوڑ دیجیے یہ زبردستی کیسی ہین
اپنی جان دیدونگی میری تقدیر مین ڈومنی سوت لکھی تھی امیر نے کہا ملکہ تمھین معلوم نہین ہے
یہ دزد و مکار میرا عمرو عیار ہے ملکہ نے کہا واہ سبحان اللہ یہ خوب بات بنائی اپنی شرمندگی
مٹائی میری گلعذار کو عمرو عیار بناتے ہین امیر نے فرمایا خواجہ اپنے کو ظاہر کرو عورت
ناقص العقل رو رو کے اپنی جان دیتی ہے عمرو نے کہا رونمائی منگوائیے امیر نے فرمایا ملکہ دو
کشتیان جواہرات کی جلد منگواؤ ابھی احوال ظاہر ہو جائیگا سب کنیزین حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہے
ملکہ نے کشتیان بھی منگوا کر رکھین کہا لیجیے صاحب سوت کو کشتیان دیجیے ہم جھوٹے کو تا بمنزل
پہونچا سکینگے امیر نے فرمایا خواجہ صاحب یہ کشتیان حاضر ہین اب تو صورت زیبا طلعت جہان آرا دکھائے
عمرو نے جست کی اہالیان جلسہ کی نگاہ پڑی کہ ایک شخص عجیب الخلقت نو گز کا پیادہ مضحکہ وضع کنیزین
چیخین مار کر بھاگین غل ہوا ارے بدمانس چل مانس مٹھا دیو مرحبہ جن کہان سے آیا امیر نے سبکو
جھڑکا کہ یہ میرا بھائی ہے ملکہ نے کہا سبحان اللہ خوب آپکے بھائی آئے ہمکو تو یہ بات نہ بھائی میری

گلعذار کو کیا کیا عمرو نی کہا حاضر ہی ملکہ تمھاری تقدیر پھوٹ گئی یہ مجاور زادہ خانہ کعبہ تم شاہزادی
اسکو کہاں پہلو مین جگہ دی امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ یہان موجود نہین ہی عمرو نی کہا آپ
ہمیشہ محتاج رہتے ہین ملکہ کے کپڑے اُتار کر دیدو ہم رہن کر لینگے اب محفل مین خوشی ہونے لگی عمرو نے
گلعذار کو زنجبیل سے نکال کر دیا امیر نے ملکہ سے اشارہ کیا خواجہ سے نے نوازی سنو اس علم مین یہ شیخ بیکر ہی
ملکہ نے کہا بھیا تمھاری نے کی بہت صفت سنی ہی ہم بھی مشتاق ہین عمرو نے نے نکال بصد سوز و گداز
اسطرح اشعار عاشقانہ گائے تمام اہالیان محفل تعریفین کر رہے ہین عمرو جب کوکبہ سے اشارہ
کرتا ہی یہ جھلا کر مُنھ پھیر لیتی ہی عمرو نے کہا ملکہ آہ پرور اپنی وزیرزادی کو رو دیے مجھپر عاشق
ہوئی ہین منتین کرتی ہین کوکبہ نے مُنھ پیٹ لیا کہا واری خدا غارت کرے جو مینے اس نگوڑے
جل مانس کی جانب دیکھا بھی ہو امیر نے ملکہ کو سمجھایا کہ اپنی وزیرزادی کو راضی کردو ورنہ عمرو ہزار
طرح سے ذلیل کریگا ملکہ نے جو کوکبہ سے کہا کوکبہ نے مُنھ پیٹ لیا کہا کیون واری یہ نگوڑا باڑی کا فقیر
مکار اُٹھائی گیرہ صورت مین بدمانس میری تقدیر مین لکھا تھا امیر نے فرمایا ای کوکبہ یہ خیال نکرو اسکا
لقب بھی سر برندہ جادوگران و ریش تراشندہ کافران میرے لشکر ظفر اثر کا لوای شوکت ہی اگر یہ نہوتا
لشکر کا مقابلہ ساحران مین ٹھہرنا دشوار تھا اسنے بڑے بڑے کارنمایان کیے طلسم ہوش ربا اسی کی
جستجو سے فتح ہوا میرا یار وفادار معین و مددگار ہی کوکبہ لاچار گانے بجانے پر مائل ہو چکی ہی سر جھکا کر خاموش
ہوئی خواجہ اوچک کر اُسکے پہلو مین جا بیٹھے فرمایا مین اپنی بی بی کے پہلو مین بیٹھونگا کوکبہ نے
ایک دو ہتھڑ مارا نگوڑے کچھ تجکو شرم بھی نہین ہے عمرو نے کہا میان بی بی مین شرم کا ہیکی جلسہ
مین ہنگامہ عیش و نشاط عمرو کی نے نوازی معشوقہ سے حیلہ سازی مگر صاحبقران فرما رہے
ہین مین کل ضرور دربار مین ملکہ اختر کی جادو نگاہ ماہ پرور نے خواجہ سے اشارہ کیا آپ صاحبقران
کو باتون مین رو کیے مین اپنی مان سے جا کر حال پوچھ دریافت کرون عمرو نے کہا بہت بہتر ہی
ملکہ ماہ پرور تو حیلہ سے طاؤس پر سوار ہو کر طرف اپنی والدہ ماجدہ کے چلی یہان خواجہ
خدمت صاحبقران مین حاضر ہین صحن باغ مین جلسہ عیش و نشاط ہے افلاک جادو کو توال
قلعہ طلسمی تلاش مین صاحبقران کے پھر رہا ہی اسوقت کہ سحر سے افلاک جادو آسمان
پر اڑا ہوا جاتا تھا ملکہ اختر کی اوپر تاکید بھی بہت ہو ادسی باغ کیجانب سے اُڑتا ہوا

گذرا گانے کی آواز جو کان مین آئی طرف باغ کے دیکھا نگاہ پڑی وہاہی قیدی مسند پر گرد کنیزان ملکہ
ماہ پرور یہ تو واضح رہی کہ ملکہ ماہ پرور جستجوے لوح مین گئی ہوئی ہے افلاک جادو نے جو یہ
معاملہ دیکھا اپنے ساتھ والون کو آواز دی باغ کو آکر گھیر عمرو نے جلدی مین گوکبہ کو اُٹھا کر نذر
زنبیل کیا گلیم اوڑھ کر الگ ہوے امیر تیغہ عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالکر اسم اعظم پڑھتے
ہوے بیرون باغ آئے لشکر ساحران پر جا پڑے سحر کسی کا تاثر نہین کرتا جنے سحر کیا برکت سے
اسم اعظم کے وہ سحر باطل ہوا ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہین افلاک آوازین دے رہا ہے یار و بلوہ
کرکے طلسم کشا کو گرفتار کر لو ساحر جھپٹ جھپٹ کر آتے ہین صاحبقران شیر بیشۂ عربستان اِن روباہ
صفتونکو کب مانتے ہین جس غول پر جا پڑے درہم و برہم کردیا افسرونکو تاک تاک کے مارا افلاک
جادو حیران ہے ساتھ والون سے کہتا ہے مشہور تھا کہ مسلمان سحر نہین جانتے حمزہ جادو
تو بڑا ساحر زبردست ہے کسی کا سحر تو اوسکے قریب بھی نہین جاتا بڑے بڑے افسران نامی مارے
گئے خود بھی پڑھ پڑھ کے سحر کرتا ہے جو سحر قریب صاحبقران پہونچا بیکار ہوکے اُلٹا پلٹا کسی
اور ساحر کے سینے پر پڑا توڑ کر سینہ پر کینہ کے پار گذرا صدہا ساحر اسیطرح مارے صاحبقران
لڑتے ہوئے قریب افلاک جادو پہونچے للکارا او نامردان بیچارے غربا کو کیون قتل
کراتا ہے خود مقابلے مین نہین آتا افلاک بہت شرمایا نعرہ صاحبقران سے ناری گرمایا تیغہ
سحر کھینچ کے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر تیغہ عقرب سلیمانی پر گا اٹھا پڑھکر
نعرہ کیا خبردار ہو جا یہ کہکر ہاتھ مارا اُسنے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نے سپر کے دو ٹکڑے کیے
افلاک کو معہ گینڈے کے کاٹا تیغہ بہ تقاضائے زمین کا بوسہ لیا مرتے ہی افلاک کے اندھیرا ہوگیا
زمین تھرائی آواز آئی کشتی مرا نام من افلاک جادو بود ساتھ والی بھاگنے لگے بمشکل لاشہ افلاک
اُٹھایا لیکر بھاگے بہت سے اوجھی ہوے ہین چاہتی ہین کہ اکثر کے خون کا بدلہ لین ملکہ اختر جادو
بارگاہ مین بیٹھی تھی یہی کہہ رہی ہے کہ یار و ابھی تک طلسم کشا کا نشان نہین ملا ساحر کہہ رہی ہین جسنے تمام قلعہ کو
چھانا یکایک ساحر دن نے آکر خبر دی کہ افلاک جادو کو توال قلعہ نے حمزہ کو باغ مین ملکہ ماہ پرور
کے گھیرا ہے اختر نے کہا ماہ پرور تو محل مین ہے کسی کنیز کے لگاؤ سے وہان پہونچا ہوگا میری بیٹی صاحبہ
عصمت و عفت ہے یہ ذکر تھا کہ چند ساحر لاشہ افلاک لیکر آئے عرض کی طلسم کشا باغ

ماہ پرور سے لڑتا ہوا نکلا کوتوال صاحب کو قتل کیا ساحرون کے روکے سے وہ نہین رکتا ہزارہا
ساحر مارے گئے یہ سنکر اختر جادو اپنے مقام سے اٹھی کہتی ہوئی افلاک نے ناحق جان دی حمزہ
صاحب اسم اعظم ہے جب تک اسم اعظم نہ بند ہوگا گرفتار ہونا دشوار ہی ہم خود جا ئینگے گرفتار کر کے لا ئینگے لیکن
ماہ پرور کے باغ مین کیونکر پہونچا ماہ پرور تو صبح سے محل مین ہے یہ کہکے سوار ہوئی کئی لاکھ ساحرون
کو ساتھ لیکے چلی اسوقت پہونچی کہ صاحبقران کسیقدر زخمی بھی ہوئے ہین شیرانہ ساحرون سے لڑ رہے ہین
اختر نے ساحرون کو اشارہ کیا سحر نکرو تیر و نیزہ و شمشیر سے لڑو مین تدبیر کرونگی یہ کہکے تخت سے کودی
جھولی سے ماش کا آٹا نکالا اپنے خون سے اوسکو گوندھا ایک طائر بنایا اوپر سحر کیا کہ وہ زمزمہ سرائی
کرنے لگا اختر نے اوسکو طرف صاحبقران کے چھوڑا صاحبقران مصروف جنگ ہین کہ وہ طائر
قریب صاحبقران آیا گرد سر صاحبقران چرخ مارنے لگا ذیل دی سات چرخ مار کر طائر طرف
اختر کے بھاگا صاحبقران کو اسم اعظم فراموش ہوا اختر نے طائر کو ایک شیشے مین بند کر لیا اور شیشے
کو جھولی مین رکھا اب جو سحر کیا صاحبقران گھوڑے سے گرے گرتے گرتے بھی کئی ساحر مارے ازرہے
بلوے کے صاحبقران کو گرفتار کر لیا ارادہ کیا پر ڈالکر لیجلی مسلسل و مطوق بھی کر لیا ساحرون نے کہا
ای ملکہ عالم اس شخص کو قید نہ کیجیے یہ بڑا صاحب اقبال ہے اسکا قتل کرنا محال ہے اختر نے کہا مین
نادان نہین ہون حقیقت مین اوسکے دوست زمین سے پیدا ہوتے ہین اسی مقام سے حکم کیا جلد میدان
خونی کی تیاری کرو جلادون کو بلاؤ دارین استادہ ہون میدان خونی کی تیاری ہونے لگی خود اختر جادو
یہ کہکر اپنے قصر مین گئی کہ سر کاٹ کر طلسم کشا کا جلد لاؤ مین خدمت خداوند خورشید روشن تن
مین روانہ کرونگی مگر نامہ خداوند کی آئے کہ سر حمزہ کا جلد روانہ کرو یہان یہ افتاد پڑی ہے
قدرت نے خبر کی مین بڑی محجوب تھی یہ کہکر اختر جادو تو قصر مین نے گئی مصاحبون نے تیاری میدان
خونی کی جلاد حاضر ہوئے صاحبقران کو زیر تیغ بٹھایا قریب ہے کہ صاحبقران کو قتل کرین
کہ حریق آتش اشتیاق غریق لجہ فراق تو گرفتار طرہ گیسو ذبیح خنجر ابرو معشوقہ خوش رو و خوشخو
ملکہ برہمن رنج ابرو چہار جانب تلاش کر کے اپنے مقام پر آئی بیٹھی رو رہی ہی کہ کنیزون نے خبر دی
حضور صاحبقران باغ مین ملکہ ماہ پرور کے ملے افلاک کو توال مارا گیا ملکہ اختر نے جا کر خود
گرفتار کیا میدان خونی کی تیاری ہو چکی ہے انکو زیر تیغ بٹھایا ہے یہ سنتے ہی ملکہ برہمن گھبرا گئی

تمام اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا طاؤس پر سوار ہو کر چلی اسوقت پہونچی کہ اختر تو قصر مین جا چکی صاحبقران
زیر تیغ بیٹھے ہین مصاحبان اختر جمع ہین حکم قتل کی دیر ہے برہمن کا کلیجہ پھٹ گیا جلدی مین یہی سوجھی کہا
صاحبو غضب کرتے ہو طلسم کشا کو اندر قلعہ کے قتل کرنا مناسب نہین ہی کتاب سامری مین صاف صاف
لکھا ہی کہ جہان مسلمان کا خون گریگا وہ زمین آباد نہوگی جب قلعہ طلسمی برباد ہوا ہم لوگ کہان رہینگے ہم
اس مقام پر قتل ہونے دینگے بیرون قلعہ طلسمی لیجاکر قتل کرینگے رتبے مین برہمن سب سے زیادہ ہے
بات بھی سب کی خیر خواہی کی کہی مضمون کتاب سامری و جمشید سنا کر ڈرایا دھمکایا سب نے سر جھکایا
بعض نے کہا ملکہ بجا ارشاد فرماتی ہین بس برہمن تخت اپنا قریب صاحبقران لائی پنجہ کمر مین دیکر تخت
پر صاحبقران کو ڈال لیا یہ کہتی ہوئی چلی کہ ہم اس ظالم کو لیجا کر کسی جنگل ویران مین قتل کرینگے برہمن
تو صاحبقران کو یہ کہتی ہوئی لیگئی ادہر جو ہما اختر جادو قصر سے باہر آئی سب نے کیفیت بیان کی کہ
ملکہ برہمن کج ابرو طلسم کشا کو اٹھا کر بیرون قلعہ لیگئی یہ سنتے ہی ملکہ غصے مین کانپنے لگی کہا صاحبو
تمنے کیون لیجانے دیا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ گیسو بریدہ حمزہ پر عاشق ہوئی یہ کہکر عقاب جادو
سیاہ سالار کو بلایا تین لاکھ جادوگر ساتھ کیے کہا جلد اپنے کو پہونچاؤ برہمن کو گرفتار کر کے لاؤ عقاب جادو
تین لاکھ ساحرون کو ہمراہ لیکر بجستجوے ملکہ برہمن کج ابرو و حمزہ صاحبقران چلا برہمن کج ابرو
صاحبقران کو قلعہ سے لیکر نکلی مگر پریشان و بدحواس جسوقت اسنے صاحبقران کو سحر سے بیہوش
کیا اور لیکر چلنے لگی تو صاحبقران نے یہ فرمایا تھا کہ ای یار غمخوار مجکو طلسم سے باہر نہ لیجانا ہماری قاعدے کے
خلاف ہی جس مقام پر آئین وسکو بدون اسلام آباد کیے نکل جائین اگر ایسا کروگی تو بہت پچھتاؤگی ہمکو زندہ
نہ پاؤگی برہمن کو یہ بھی خیال ہے اختر جادو کا بھی ملال ہی کہ وہ بادشاہ طلسم اختر یہ ہی وہ ضرور
ساحرون کو براے تلاش بھیجے گی پس کہانتک بھاگونگی اگر کسی نے گرفتار کر لیا تو سب سے پہلے صاحبقران
قتل ہو جائینگے اسم اعظم انکا بند ہی لرزان ترسان حیران و مضطر قریب درہ کوہ کے پہونچی صاحبقران
کو اندر درہ کوہ کے چھپایا طرف قلعہ طلسمی کے دیکھ رہی ہی آمد ساحران معلوم ہوئی سمجھی کہ ساحر میری تلاش
مین چلے ہین وہی آتی ہین اور زیادہ گھبرائی صاحبقران کو درہ کوہ مین چھپایا ہے سحر کرکے درہ
کوہ کو مخفی کیا دوسری جانب جو کوہ کے درہ تھا اسطرف ٹہلنے لگی دیکھا ایک گنبد بنا ہوا ہی اسکے
دروازے پر فولاد جادو نامی بہت سے جادوگرون کو ساتھ لیے بیٹھا ہی بغاوت برہمن تو ابھی

ظاہر ہوئی تھی سب جانتے ہین کہ برہمن وزیر ملکہ اختر جادو شاہ کی زینت پہلو ہی برہمن نے بڑھکر
پوچھا ای فولاد جادو اس گنبد مین کیا ہی کس شئے کی نگہبانی کر رہی ہو فولاد نے اُٹھکر سلام کیا کہا ای
وزیر اعظم دستور معظم گنہگار خداوند کوکب روشن ضمیر اسی گنبد مین ہی اسکے مقدمہ مین خداوند کو لکھا گیا کہ قید
کرین یا سر کاٹکر روانہ کیا جاے ابھی تک جواب نہین آیا برہمن نے کہا اُسکے قتل کا حکم آگیا ہم
ابھی سر کاٹکر لیجائینگے یہی کہتی ہوئی پنجہ کھینچ کے اندر گھسی آتی ہی کوکب نے سلام کیا کہا ای شہنشاہ
نامدار مین حمزہ عالی وقار کو رہا کرائی لاکر ورہ کو وہین چھپایا ہی لاکھون جادوگر میری تلاش مین آئی ہین
کوکب نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن تو نکالو مین سب سمجھ لونگا برہمن نے زبان کوکب سے سوزن نکالی
علامت طلسم پر کوکب گرفتار ہوا تھا اُسکے سحر کون برداشت کر سکتا ہی اوٹھتے ہی سحر کرنے لگا اشارے
مین سیکڑون کو مارا فولاد کی فوج سے لڑنے لگا کچھ سنگریزے اُٹھا کر پھینکے پتھر برسنے لگے ہزارہا کے
سر پھٹے برہمن بھی سحر کر رہی ہی صدہا کو اوسنے بھی مارا کوکب لڑتا بھڑتا قریب فولاد پہونچا فولاد
نے بڑے بڑے سحر کوکب پر کیے کوکب نے اشارہ وہین دفع کر دیے جب قریب پہونچا اوسنے ہاتھ تلوار کا
مارا کوکب نے روک کے ہاتھ مارا فولاد کو دو ٹکڑے ہوئے مرنے کی صدائین بلند ہوئین عقاب جادو
جو بحکم اختر معہ تین لاکھ ساحرون کے چلا تھا صداے گیر و دار سنکر اُسوقت پہونچا کہ کوکب فولاد
کو قتل کر چکا ہے ساتھ والے اوسکے عذر کر رہے ہین برہمن نے سمجھا کے سب کو قدمون پر کوکب کے
گرا دیا کئی ہزار ساحرہ مطیع الاسلام ہوئے عقاب نے جو یہ معرکہ دیکھا کوکب و برہمن کو آکے
گھیرا کوکب نعرہ کر کے فوج عقاب کو خسکار کرنے لگا برہمن نے سحر کر کے زمین ہلادی آگ برسائی
کوکب روشن ضمیر بصد جاہ و توقیر سحر کرتا ہوا قریب عقاب پہونچا لاشہ فولاد دیکھکر عقاب کے ہوش
تو اُڑ گئے ہین سحر کوکب پر کیے کوکب نے خاک اُٹھا کر پھینکی ایک گنبد سنگ تیار ہوا دل پر عقاب کے
غبار الم چھایا پکارا اوٹھا اے شہنشاہ مین اطاعت کرتا ہون برہمن نے بڑھکر سفارش کی
کوکب نے وہ سحر دفع کیا عقاب دوڑکر قدمون پر کوکب کے گرا بدل و جان اطاعت
دین اسلام قبول کی فوج کو آواز دی جسکو اطاعت دین اسلام کرنا ہو وہ میرے ساتھ رہے
ورنہ خدمت مین اختر کے جاے مینے خورشید روشن تن پر لعنت کی دس بارہ ہزار
سیہ قلب تو اوسیوقت نکل گئے باقی سب نے اطاعت کی اب کوکب و برہمن و عقاب قریب

درہ کوہ آئے خوشی خوشی صاحبقران کو ہوشیار کیا مرکب بادرفتار پر سوار کر لیا امیر نے فرمایا
مین طرف قلعہ اختریہ کے چلونگا انشاءاللہ اسی طرح قلعہ بھی فتح ہوگا برہمن نے سمجھایا کہ اے شہریار
بدون حصول لوح قلعہ طلسمی نہ فتح ہوگا طرف اپنے لشکر کے چلیے امیر نے فرمایا بدون فتح طلسم لشکر مین نجاؤنگا
کوکب نے بھی ترغیب دی کہ حضور چلین انشاءاللہ قلعہ اختریہ کو اولٹ دونگا اب برہمن کو تخت پر سوار
کیا صاحبقران مرکب بادرفتار پر جلو مین شہنشاہ کوکب روشنضمیر پشت پر فوج ساحران سمت
اختریہ اس جاہ وحشم سے چلے لیکن وہ کلمہ داستان اس ہجران دیدہ آفت کشیدہ ملکہ ماہ پرور کے
گذارش ہوتے ہین جسکے باغ مین سے صاحبقران گرفتار ہوئے تھے یہ محل مین پاس اختر کے آئی تھی
خبر مشہور ہوئی کہ برہمن کج ابرو صاحبقران کو لیکر نکل گیا دوسرے دن یہ خبر ملی کہ برہمن نے
فولاد جادو کو قتل کیا کوکب رہا ہوا صاحبقران و کوکب برہمن مع فوج ساحران طرف
اختریہ کے آتے ہین اختر نے کہا کیا مجال ہی کہ میرے قلعہ تک آسکین تدبیر حفاظت لوح واجب و لازم ہے
ماہ پرور تو فراق صاحبقران مین بیمار ہوگئی آٹھ پہر رویا کرتی ہی اختر نے جو اکے حال پوچھا
گلے سے لگایا کہ کیون بی بی باعث تمھاری بیقراری کا کیا ہی ماہ پرور نے کہا اے مادر مہربان مین بلاوجہ
بدنام ہوئی کوئی کنیز میری یا وزیرزادی عاشق ہوکر صاحبقران کو میرے باغ مین لیگئی دشمن
بدنام کرتے ہین اگر مجکو دریافت ہوتا سرکاٹ کر خدمت مین حضور کے لاتی مقام افسوس ہے کہ میرے
ہوئی ماں کے قتل کرانیکا ارادہ کیا دشمن کو اپنے گھر مین رکھا ایسے بدنام کا مرجانا ہی بہتر ہی اختر نے
بہت بہت سمجھایا مگر علالت ماہ پرور بڑھتی جاتی ہی آب ودانہ ترک ہوتا جاتا ہی ترقی غم و الم ہر دم
یہی کہتی ہی مجھ ایسی بدنصیب کا مرجانا ہی بہتر ہی اختر روزانہ برای فہمایش آتی ہی حال ماہ پرور کا ابتر پاتی ہی
لیکن صاحبقران زمان مع لشکر طرف قلعہ اختریہ کے آتے تھے راہ مین ایک قلعہ ملا صاحبقران نے برہمن سے
پوچھا اس قلعہ کا کیا نام ہی برہمن نے کہا اے شہریار مین بیان کے حال سے واقف نہین ہون کبھی اسطرف
آنیکا اتفاق نہین ہوا ایک دروازہ قلعہ کا کھلا ایک ساحر تخت پر سوار مع بارہ ہزار ساحران غدار قلعہ
سے نکلا ایک ساحر کو حکم دیا کہ جاکر ان سبکو منع کرو کہ ہماری سرحد سے لشکر پھیر لیجاؤ اس طرف سے ہم
نہ نکلے یہ سنکر کوکب تیغ کھینچکر حملہ کرتا ہوا اس فوج کو ہزیمت موج پر جا پہ ہزار ون ساحر قتل کیے اور
شاہ بت کدہ کاوش کی آگ برسائی دریای سحر بہا کوکب نے چشم زدن مین مثل جنگ کرتا ہوا قریب

اُس تاجدار کے پہونچا کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا گرفتار کر کے سامنے صاحبقران کے لایا صاحبقران
نے سوال اسلام کیا اور نام پوچھا وہ قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا مفتاح جادو اپنا نام بتایا کہا
مین دل و جان سے اطاعت کرتا ہون جب سے سنے ظاہر مین اطاعت کی صاحبقران نے حکم رہائی دیا مفتاح
نے عرض کی امیدوار ہون غریب خانہ کو قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمایئے دعوت غلام کی قبول کیجیے
صاحبقران کو لیکر معہ کوکب برہمن وغیرہ اپنے قلعہ مین آیا جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا خدمتگزاری
مین مصروف ہوا عین گرمی صحبت مین عرض کی کہ یہ غلام جدید براہ خیر خواہی عرض کرتا ہی کہ قلعہ طلسمی بدون
حصول لوح فتح نہو گا چندے حضور اسی مقام پر تشریف رکھین مین مقام لوح بھی بتاؤنگا صاحبقران
نے فرمایا ای مفتاح جادو ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے ہین وہ مسبب الاسباب نشان لوح بھی تعلیم فرمائیگا
مجکو بہت جلدی ہی میر الشکر مقابلہ خورشید روشن تن مین فروکش ہی لندھور و نور الدہر دونون جوان
زبردست خورشید کی شریک ہو گئی ہین اگر وہ طبل بجا کر میدان مین آتی ہونگی اوس سے کون مقابلہ کر سکتا ہی نہین
معلوم اتنی عرصہ مین کیا گذری ہو حقیقت مین خورشید روشن تن بڑا ساحر زبردست ہی بادشاہ کے
لشکر پر ہجوم لشکر غم و ملال ہو گا سردارون کی بدعت سے لندھور و نور الدہر کا کیا حال ہو گا ایک ایک لمحہ
برابر ایک سال کے گذرتا ہی خواجہ عمرو کا بھی احوال نہ معلوم ہوا قلعہ طلسمی مین بجستجوئی تمام وہ رفیق خوش
انجام پہونچ گیا تھا نہین معلوم اوسپر کیا گذری برہمن مجکو بیان مکال لائی ای برادر بہتر ہے کہ بہ تعجیل
تمام رہبری کر کی ہمکو سامنے قلعہ اختر کی پہونچا دو یہ دہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی مفتاح جادو خاموش
ہو رہا ہی کہا غلام نے براہ خیر خواہی عرض کیا غلام بدل و جان ساتھ ہی صاحبقران خلق پر
مفتاح کی بہت خوش ہین بذات خود سامان دعوت مین مصروف ہین ساقی بچے حاضر ہین جام مے ارغوانی
گردش مین صدائی ہوشیار ہوش نوشا نوش بلند ہی مفتاح نے جب دیکھا کہ صاحبقران و کوکب برہمن
وغیرہ بدل مصروف تماشائے رقص و سرود ہین تب اُس مکار نے شراب مین بیہوشی ملائی بکمال جام ہاتھ
مین لیکر سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی یہ جام محبت بھی نوش فرمایئے کہ سرفرازی حاصل ہو صاحبقران
تو اوسکو صاف باطن سمجھتے تھے بے اندیشہ انجام جام نوش فرمایا اسی طرح کوکب برہمن کو بھی شراب پلائی
کھانے مین بیہوشی ملائی اب اطمینان سے بیٹھا رات قلیل باقی تھی کہ بیہوشی نے تاثیر کی صاحبقران
گھبرا کر اپنی مقام سے اٹھے لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوئے کوکب برہمن حضور حضور کہکر اپنے مقام سے

اُٹھ اٹھ کر گر گر پڑے بیہوش ہوئے مفتاح نے ذررا کو آواز دی صاحبقران کو قید مین مسلسل
کیا کوکب و برہمن کی دہان مین سوزن دیے ساتھ والونکو بھی گرفتار کر لیا ان سبکو قیدخانہ مین رکھا ایک
عرضی واسطے ملکہ اختر جادو کے تحریر کی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ طلسم اختر یہ حمزہ و کوکب بادشا
طلسم نور افشان و ملکہ برہمن کج ابرو وزیرزادی لشکر ساحران لیکر آپکی جانب آتے تھے اس خیر
دولت نے اون سے مقابلہ کیا ان ظالمون پر کون غالب آ آخر کو انجام گرفتار ہوا دشمنون کی دعوت کرنا بڑ
عداوت کرکے سبکو گرفتار کر لیا میرے قلعہ مین سب قید ہین اگر حکم ہو تو زندہ روانہ کرون ورنہ سر کاٹ کر بھیج
اختر جادو اس نامہ کو دیکھکے خوش ہوگئی اسی نامہ کو لیے ہوئے محل مین آئی ماہ پرور غم فراق صاحبقران
مین بیمار پڑی ہی کنیزون نے ہلڑ مچایا بولی بی مبارک ہو دشمن قید ہوگئے خود طلسم کشا پکڑا گیا بی بہمن
ابرو عاشق صادق کہ حمزہ کو قلعہ سے لے بھاگین جوش محبت مین فولاد کو قتل کر دیا کوکب کو قید سے چھ
طلسم کشا کو صاحب لشکر بنایا مفتاح جادو نے بڑا کمال کیا دشمنون کو بسہل و آسانی پکڑ لیا اب دشم
سزا پائینگے صبح و شام مین اب سبھون کے سر آئینگے ماہ پرور جو بستر علالت پر پڑی تھی زار زار مثل ا
نوبہار روتی تھی یہ صدائین جو کان مین آئین کہ صاحبقران گرفتار ہوگئے اک آہ کر کے بیہوش ہوگئی
کنیزون مین شور گریہ وزاری بلند ہوا اب تو سانس دیکھی جاتی ہے کوئی کہتی ہے نبض نہین ملتی کوئی
کہتی ہے آنکھون مین حلقے پڑ گئے کھلائی سر پیٹ رہی ہے کہتی ہے مین نے اس چودہ برس مین اپنی جان مٹا
دو تو بیٹیان مرین مین انکو دیکھنے بھی نہ گئی آج چودہ برس کی محنت خاک مین ملتی ہے تو ناخن بھی
نیلے ہوگئے اس ہنگامہ مین اختر جادو عرضی مفتاح کی لیے ہوئے پہونچی دیکھا کہ محل محل ماتم ہے
ہر ایک قلب پر ہجوم غم و الم ہے اختر نے جاکے دیکھا بیٹی کی آنکھین بند قلب سے آہ آہ کی صدا آتی ہے اختر
گھبرا گئی کہا صاحبو حکیمون کو بلاؤ کوئی ملا سیانا لاؤ مین لٹی ہوئی ہون اپنی نور نظر سے چھٹتی ہون ہماری بچی تو
غیرت مین جان دیگی کنیزین بتانیان حمزہ کو جو آکر میری بچی کو باغ مین لیگئین یہ غیرت دار حال
حال سنکر پریشان ہوئی گھل گھل کے اپنی جان دیگی جب اختر بہت روئی تو ماہ پرور نے آنکھین
کھولین اختر نے کہا بی بی تمکو کون بدنام کرتا ہے دشمن گرفتار ہوگئے اس مقدمہ کا اب کوئی ذکر
بھی نکریگا یہ سنکر ماہ پرور نے بنگاہ حسرت طرف اختر کے دیکھا صرف اتنا منہ سے نکلا کہ مین تو اپنی
جان دونگی میری زندگی مین یہ بدنامی نہ مٹے گی یہ کہکے پھر بیہوش ہوگئی حکما آنے لگے ہر چند دوائیان

دین کچھ تاثیر نہوئی ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی دروازے پر محل کے ایک حکیم آئے ہین بقراط کے نواسے جالینوس کی بھائی نیم حکیم خطرہ جان عامل بھی ہین وہ فرماتے ہین آسیب کا خلل ہے ابھی اتار دینگے اختر نے کہا بلا دو دیکھا سب نے حکیم صاحب بڑے کروفر سے تشریف لائے دو بہقان کا عمامہ سر پر گلی وضع ایکسا ایک کلی کا جامہ شرعی پاجامہ ریش اقدس یکمشت چہار انگشت چند کتابین بغل مین ماہ پرور کو دیکھتے ہی خوب ہنسے فرمایا یہ برم راکس کابل سے بھاگ کر یہان آیا آپ سب صاحب ہٹ جائین مین ابھی انکی گردن لیتا ہون مگر ملکہ اختر صاحب ایک بات کی بڑی کھوٹ ہوئی اس محل مین کسی مسلمان کی کوئی شے رکھی ہی اسکی وجہ سے زیادہ خرابی ہی اختر نے کہا اور تو کوئی شے نہین ہی طاق پر شیشہ اسم اعظم رکھا ہی حکیم صاحب نے کہا اسکی بھی فکر ہو جائیگی آپ لوگ باہر جائین ابھی اس ظالم کی فکر کیے لیتا ہون جب سب ہٹ گئے اور تنہائی ہوئی عمرو نے شانہ تھام کر آواز دی ملکہ عالم آنکھین کھولو مین ہون عمرو عیار انشاء اللہ صاحبقران بھی رہا ہو جائینگے ملکہ نے نام صاحبقران سُنکر آنکھ کھولدی عمرو نے صورت اصلی دکھائی ملکہ لپٹ گئی خواجہ سے ملکر خوب روئی کہا بھیا صاحبقران قلعہ مفتاح پر قید ہو گئے عمرو نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ مین تدبیر کرونگا عطر بیہوشی سنگھا کے ملکہ کو تو نذر زنبیل کیا شیشہ اسم اعظم بھی قبضے مین کر لیا ماہ پرور کی شکل بنکر چھپر کھٹ پر لیٹے کنیز کو پکارا ای ہمکو سینے اکیلا چھوڑ دیا لو یہ بوڑھا حکیم زمین مین اُتر گیا کنیزین و اختر آواز سُن کے دوڑین آکے دیکھا ملکہ بیٹھی ہے حکیم صاحب غائب ہو گئے اختر نے گلے سے لگا لیا پوچھا بی بی کیسا مزاج ہے عرض کی مین تو سوتی تھی یہ بڑھا حکیم جو آیا تھا زمین مین اتر گیا ملکہ اختر نے کہا ہمین حکیم سے کیا کام ہی بڑا عامل زبردست تھا آسیب کو اُتار کے لیگیا اب ماہ پرور اُدھر کے دربار مین آئی ماں کے ساتھ خوشی خوشی تخت پر بیٹھی اختر نے وہ نامہ مفتاح کا پڑھا ماہ پرور سُنتے ہی خوش ہو گئی کہا اے مادر مہربان آج شب کو خوشی کا جلسہ آراستہ رہی کل صبح کو وہان چل کے سبکو قتل کرین دشمنو کو قلعہ طلسمی مین بلانے سے کیا فائدہ اختر نے اس رائے کو پسند کیا جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوا تمام امرا وروسا جمع ہین رات کو عمرو نے تقریب شراب مین بیہوش کیا اختر جیسے ہی بیہوش ہو کر گری جوڑے سے اُسکے ایک ڈبیہ نکلی عمرو نے بہ تعجیل تمام اوس ڈبیا کو زنبیل مین رکھ لیا یہ خیال ہوا کہ کسی خزانے وغیرہ کا اسمین نشان ہوگا اب قصد ہوا اختر کو اُٹھا کے نذر زنبیل کرون قضا دکار افلاک کوتوال کا بھائی سفاک جادو عہدہ کوتوالی پر مامور ہوا تھا ٹلایہ پھرتے

پھرتے خیال ہوا بارگاہ مین جاکر دیکھون کیا رنگ ہے اوسوقت پہونچا کہ عمرو سب کے کپڑے اوتار رہا
تھا چاہتا ہے کہ اختر کو اوٹھا کر نذر زنبیل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم سفاک جادو وادسار بان
زادے مین نے پہچانا عمرو نے جست کرکے گلیم اوڑھلی سفاک زمین پر آیا باران سحر برسا کے اختر
کو ہوشیار کیا اختر بیٹی کے واسطے رونے لگی سب کنیزین بھی بیدار ہوئین ہر ایک کا یہ قول ہو کیا شعبدہ
تھا ہماری بی بی کو کون لیگیا سب طرف ڈھونڈھنے لگی دیکھا ماہ پرور زیر تخت برہنہ بیہوش پڑی ہے
کنیزون نے ہلہ کیا اختر نے بھی آکے دیکھا کہا صاحبو میری بیٹی کو خداوند روشن تن نے بچایا لباس
پہنا کے ہوشیار کیا ماہ پرور روتی ہوئی اوٹھی کہا مادر مہربان جب تک طلسم کشا زندہ رہیگا ایسی
بلا مین نازل ہونگی ابھی سوار ہو کر چلیے سب کے سر کاٹ کے لائین خدمت خداوند مین روانہ کر دین جھگڑا
پاک ہو اختر اوسیوقت سوار ہوئی ماہ پرور اوسکے پہلو مین آبیٹھی کہ حمزہ کو مین اپنے ہاتھ سے قتل
کرونگی بی بہمن کی ناک چوٹی کاٹ لونگی طلسم کشا کی بڑی عاشق صادق ہو مزہ اوٹھائینگی کوئی عذر
سماعت نہوگا اس سامان سے طرف قلعہ مفتاح کی نوبت نقارہ بجاتی ہوئی چلی مفتاح کو خبر ہوئی کہ ملکہ اختر
برائے قتل سلیمانیان آتی ہین واسطے استقبال کے نکلا ملکہ اختر نے قلعہ مین داخلہ کیا مفتاح اپنی جرات کا
حال عرض کرتا ہوا چلا آتا ہی کہتا ہے حضور جرأت سے سحر مین اونپر غالب ہونا دشوار ہے بیٹے حیلہ و دعوت
مین گرفتار کیا کوکب کو بڑی احتیاط سے قید کیا ہی اگر زبان سے سوزن نکلجاے اوسکا بار سحر کوئی اوٹھاے
بادشاہ طلسم نور افشان زمین کے طبقے ہلا دیتا ہی اختر نے کہا اب سب کی سرکشی کھل جائیگی جب قریب
قید خانہ پہونچی مفتاح نے کہا حضور اسی مکان مین بیٹے باغیون کو قید کیا ہے بس ملکہ ماہ پرور نیمچہ
کھینچکر چلی اختر نے کہا بی بی تکلیف نکرو دشمن کو جلاد قتل کرینگے ماہ پرور نے کہا مین ان کے
واسطے بدنام ہوئی ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ماہ پرور نے قید خانہ سے حمزہ کو چھڑا منگایا تب سبکو
یقین کامل ہوگا جب تک اپنے ہاتھ سے قتل نکرونگی یہ بدنامی نہ مٹیگی یہ کہکے نیمچہ چمکایا کہا جو کوئی
میرے پاس آئیگا نیمچہ ماردونگی لوگ ہٹے کہ لاڈلی بیٹی اگر نیمچہ ماردی ہم کیا کرین ماہ پرور نقلی جھپٹ کر قید خانے
مین آئی شیشہ اسم اعظم توڑا کوکب کی زبان سے سوزن نکال کر نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب
فلک خنجر گذاری جیسے ہی شیشہ ٹوٹا صاحبقران کے ہاتھ پانون درست ہوئے چالاک و جست ہو
قید آہن کو مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا کوکب کی زبان سے جو سوزن نکلا اوسکے اوٹھتے وہ سحر گیا

کہ آگ برسنے لگی اختر نے دیکھا صاحبقران و کوکب برہمن قیدخانے سے لڑتے ہوئے نکلے ماہ پرور
کا تو نشان بھی نہیں ایک شخص دبلا پتلا ناچتا پہلوئے صاحبقران میں حقہ آتش بازی ہاتھ میں
نعرہ کرتا ہوا آتا ہے اہالیان فوج کو بھی صاحبقران نے رہا کیا تمام قلعہ میں ہنگامہ ہوا قیدی چھوٹ گئے بی ماہ پرور
نے قیامت برپا کی کوئی کہتا ہے عمرو ملکہ کی صورت بنکر آیا مکار نے یہ شعبدہ دکھایا مفتاح جادو بھی حیران
ہوگیا اختر بادشاہ طلسم اختر یہ بیخوف لڑ رہی ہے جانتی ہے کہ بدون فتح طلسم کوئی مجکو قتل نہیں کر سکتا
صاحبقران نے باواز بلند اسم اعظم بھی پڑھا سیکڑوں ساحر اپنے حربوں کے سے بیدم ہوئے مصاحب
ور ہم و برہم مفتاح لڑتا ہوا قریب کوکب پہونچا کوکب نے سحر کیا کہ مفتاح کی روشنی مٹی شمع
حیات گل ہونے لگی زبان میں لکنت دوڑ کر قدموں سے کوکب کے لپٹ گیا عرض کی اے شہنشاہ
الامان اب صدق دل سے مسلمان ہوتا ہوں یہاں صاحبقران لڑتے چلے اختر کو جو پیدل دیکھا
گھوڑے سے کود پڑے اسنے کئی سحر کیے بسبب اسم اعظم کے تاثیر نہ ہوئی امیر قریب اختر پہونچے یہ بھی
اختر کو خوب یقین ہے کہ بدون لوح میں قتل نہیں ہو سکتی بیخوف ہاتھ تلوار کا مارا امیر ہر چند تلوار نہ
گریں خنجر برہنہ امیر نے اسم اعظم پڑھ کے ہاتھ مارا اختر نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ عقرب نے
سپر کے دو ٹکڑے کیے سر بھی اختر کا زخمی ہوا اختر نے اپنے کو زمین پر گرا دیا پریزاد پیدا کرکے اڑی
ساحروں کو آواز دی یارو نکل آؤ عمر بھر بھی طلسم کشا بھٹکیگا تو لوح دستیاب نہ ہوگی اور تدبیر کر سکے
پکڑ لینگے ساتھ والے اسکے جو مرنے سے بچے تھے تڑپ تڑپ کے نکل گئے کوکب نے چاہا اختر
پر جا پڑوں ستارہ نکلے اختر کو روکوں برہمن نے دامن تھام لیا کہا اے بادشاہ اسکا پیچھا
نہ کیجئے بادشاہ طلسم اختر ہے بدون حصول لوح قتل ہونا دشوار ہے کوکب رک گیا اختر نکل گئی
یہاں قلعہ مفتاح صاحبقران نے تسخیر فرمایا مفتاح صدق دل سے مسلمان ہوا صاحبقران نے
فرمایا سامان لشکر کشی کرو اختر زندہ نکل گئی برہمن نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ گیتی ستان
قلعہ طلسمی پر حضور کا قبضہ نہیں ہو سکتا اول فکر لوح واجب و لازم ہے امیر نے فرمایا لوح کیونکر
ملے برہمن نے کہا میں کل حالات سے اس اقلیم کے آگاہ ہوں لیکن یہ نہیں جانتی کہ لوح طلسمی کہاں
ہے قتل اختر سے ہاتھ اٹھائیے امیر نے فرمایا یہ غیر ممکن ہے میرا فرزند ایرج نوجوان ابھی تو وہاں قید ہے
کیونکر ممکن ہے کہ اسکی فکر نکروں وہ مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ایسا پیدا کرے گا کہ لوح کبھی

ہاتھ آئیگی یہ حقیقت بھی کھل جائیگی یہ سنکر برہمن تو چپ ہوئی عمرو نے عرض کیا کہ یا صاحبقران
ایک ڈبیا جو ڈے سے ملکہ اختر کے پائی ہے مگر بڑا روپیہ خرچ کرکے ہاتھ آئی ہے ڈبیا تو حاضر کرتا ہون اگر اسمین
گوہر مقصود نکل آئے تو جو روپیہ میرا خرچ ہوا ہے وہ ملجائے امیر نے ہنسکر فرمایا کہ خواجہ روپیہ یہان
تمہارا ہے عمرو نے عرض کی آپ ہمیشہ مفلس رہتے ہین یہ کہکر وہ ڈبیہ زنبیل سے نکالکر امیر کو دی
امیر نے اوسے کھولا اسمین سے ایک پرچہ کاغذ نکلا اوس کاغذ پر یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص قصد
کرے کہ طلسم اختریہ فتح ہو اول حاصل ہونا لوح کا واجب لازم ہے دریاے نیرنگ کے قریب
جاے کنارے پر بیٹھ کے اس اسم اعظم کو ورد زبان کرے بعد تلاطم امواج دریا سے ایک ساحر قوی
جسم کہ جسم اوسکا مثل برق کے چمکتا ہوگا ماہی کلان پر سوار ہوکر آئیگا اوس سے پکار کر کہے کہ اے
نہنگ دریا نشین ملکہ اختر جادو بادشاہ طلسم نے ہمکو بھیجا ہے لوح ہمکو حوالے کردو یقین ہے کہ نہنگ
دریا نشین لوح سپرد کرے بعد حصول لوح جو کچھ لوح مین نوشتہ نکلے فتاح طلسم اوس تحریر کا پابند رہے
یہ جو مضمون صاحبقران نے پڑھا شل گل شگفتہ ہوے فرمایا کیون اے برہمن ظہور قدرت رب اکبر
دیکھا اسیوجہ سے اختر کو ناز ہے کہ لوح طلسم اختریہ حصول ہونا ممکن نہین ہے رہبر کامل نے رہبری کی
یہ فرمایا کوکب و برہمن وغیرہ کو قلعہ مفتاح پر عمرو مثل ہمزاد ساتھ ہے ہر چند صاحبقران نے فرمایا
خواجہ دیکھو یہی تحریر ہے صاف صاف تقریر ہے کہ طلسم کشا کنارے دریای نیرنگ یکہ و تنہا جاے
عمرو نے کہا مین آپکی نظرون سے نہان رہونگا مفتاح سے راستہ دریای نیرنگ کا دریافت کرکے
پانچ کوس راستہ طے کیا تھا کہ پانی کے غراٹے کی آواز آئی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک دریا
تہ دار ذخار لطمہ سنج آفت زا ایک ایک موج اوسکی مثل اوج فلک شکوہ بلند گرداب اوسکے محیط
بلا ہر موج تیغہ برق زا کنارہ اوسکا عدم سے ملا ہوا ہے ہر ایک حباب نظر چشم دیو خونخوار دریاے
دار مچھلیان اوبھرتی ہین جا بجا نہنگان خون آشام مگر منھ کھولے ہوے دیکھکر دریا کو خوف طاری
ہوتا ہے صاحبقران ایسے نہنگ بحر جرات تھے کچھ خائف نہوے قریب کنارے کے بیٹھکر اوس
اسم کو ورد زبان کیا دفعتاً ہی دریا مین تلاطم پیدا ہوا دیکھا ایک نہنگ خونخوار اوسپر ایک ساحر غدار سوار
تمام جسم مثل برق کے چمکتا ہوا کہ نگاہ نہین ٹھہرتی کنارے دریا کے آکر ٹھہرا کہا کیون اے جوان مجھ نہنگ دریا نشین
میری ماہیت سے آگاہ نہین ہے از ماہ تا ماہی میری عملداری ہے مجھکو کیون طلب کیا ہے صاحبقران نے فرمایا

نہنگ دریانشین ملکہ اختر نے مجکو بھیجا ہی جو تحفہ تیرے پاس ہے حوالی کر ملکہ اختر جادو نے حکم دیا ہی کہ تو دریا ہی مین
رہنا یہ کلام سنتے ہی وہ ساحر مثل ابر کے گرج کر گرجا اور کہا او حمزہ مین تیرا دھوکا نہ کھاؤنگا مین نے زندگی مین تحفہ
ندونگا یہ کہکے منہہ سے ایک حباب چھوڑا کہ گرد صاحبقران کے ہزارہا شعلہ ہای آتش بھڑکنے لگے غبار بھی
بلند ہوا نہنگ نے چاہا اپنے کو دریا مین گرادون پہلو مین عمرو کھڑا تھا صاحبقران کا جو یہ حال دیکھا
حلقہای کمند آصفہای باصفا جھٹکر مارکر نعرہ کیا یا صاحبقران اسم اعظم پڑھیے وہ حلقے جو گردنمین
نہنگ کے پڑے صاحبقران نے بھی اسم اعظم پڑھا شعلہ ہای آتش ہر طرف کے فرو ہوے ساحر منہہ کے بل زمین
پر گرا امیر نے تیغ عقرب کا مارا نہنگ دریانشین کے دو ٹکڑے ہوے اوسی تاریکی مین صاحبقران نے
وہ جوشن مثل برق کر گلے مین نہنگ کے چمک رہی تھی اُتار لی وہ صندوقچی تھی تڑپ تڑپ کے نہنگ کا
کام تمام ہوا امیر نے الگ آکر صندوقچی کھولی لوح طلسم اختر اسمین سے نکلی صاحبقران نے اوسکو
گلے مین ڈالا چشمہ آب پر آکے وضو کیا لوح کو ملاحظہ فرمایا اُسمین تحریر تھا اے فتاح طلسم و سیاح
این عجائبات اگر پروردگار فضل کرے کہ لوح طلسمی نہنگ دریانشین سے حاصل ہو طرف مشرق کے روانہ
ہونا چاہیے صاحبقران چند قدم چلے کہ صحراے ریگستان مین گذر ہوا بیچ صحرا مین ایک میل فولادی
میل پر ایک پتلی تیر و کمان ہاتھہ مین آواز دے رہی ہے اے آیندہ و روندہ خبردار اس طرف آنیکا ارادہ
نکرنا اگر لاکھہ جان لیکر آئے گا ایک سلامت نہ لیجائیگا صاحبقران جب قریب پہونچے اُس پتلے
نے تیر مارا امیر نے تیر اُس خطا کار کا ڈھال سے قلم کیا پتلی نے تار باندھہ دیا تیرونکی بوچھار کردی
سات تیر صاحبقران نے قلم کیے خیال جو کرتے ہین جو جو تیر قلم کیے پانون پر گرانی پائی جاتی ہی طبیعت
خودبخود گھبراتی ہے صاحبقران نے جلدی مین لوح کو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا اے فتاح طلسم اگر
میل کے سامنے پہونچا اتنی مہلت نہ دینا کہ وہ تیر کو بجز کمان سے رہا کرے اگر چودہ تیر اوسنے مارے
اور تو نے بہ سیاہ گری قلم کیے پتھر کا ہوکر رہجائیگا پھر اس بلا سے نجات نہ پائیگا خیال کرکے دیکھو پیشانی پر
پتلی کے ایک خال سیاہ ہی اگر تیر انداز بے نظیر ہو اوسی خال پر تیر مار تو تل بھر کا فرق نہو اگر خال سیاہ پر تیر نہ لگا
پلٹ کر وہی تیر تمہارا کام تمام کریگا صاحبقران نے بہ تعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اوتاری خال سیاہ
کو تاک کر تیر مارا ایسا بیشتر نی تھی پیشانی کے خال پر پڑا مہرہ سر کو توڑکر پار گذرا پتلی میل سے گری اندھیرا
ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من سوفار جادو بود لوح مین حکم نکلا اس میل کو اکھیڑ کر

ورنہ نقب ظاہر ہوگا اُسمین داخلہ کر دعمرو گلیم اوڑھے ہوے دور کھڑا تھا اپنے کو ظاہر کیا قریب
صاحبقران کے آکر عرض کی اے شہریار خدانے بڑا فضل کیا امیر نے فرمایا خواجہ مجھسے
بڑی خطا ہوئی تھی اب تم رخصت ہو مجھپر ہدایت لوح ہے مین اب نقب مین جاونگا
تمھارا میرے ساتھ جانا مناسب نہین ہے مقدمہ طلسمی ہے عمرو بہت خوب کہکے پیچھے ہٹا
دس قدم امیر سے جدا ہوا تھا امیر قریب میل پہونچے ہین قصد ہے کہ میل کو اُکھیڑدون
کہ کان مین آواز آئی آقا مجکو بچایئے امیر نے پلٹ کر دیکھا پہلوے کوہ سے اک گینڈا پیدا ہوا اوسنے
خواجہ عمرو کو اُٹھا لیا لیے ہوے بھاگا جاتا ہے عمرو غل مچاتا ہے کہ آقا مجکو بچایئے صاحبقران
تیر و کمان لیکر دوڑے چاہا اپنے کو قریب کر گدن کے پہونچاؤن اپنے یار وفادار کو بچاؤن اُتنی جلدی وہ
گینڈا بھاگا برق تھی کہ سامنے سے تڑپ کر نکل گئی کسی جھاڑی مین جا کر مخفی ہوا صاحبقران بہت
پریشان ہوئی تمام صحرا کو چھانا کہین نشان نہ ملا لوح پر جو نگاہ پڑی صاف مرقوم تھا ای طلسم کشا اگر تیری
رفیق تیرا غائب ہوا تردد نکر صحیح و سالم ملاقات ہوگی اب معاملہ اصلی مین متوجہ ہونا واجب و لازم ہے
صاحبقران طرف میل کے چلے قریب میل پہونچے و بقوت صاحبقرانی میل فولادی کو اکھیڑا اندر سے
ایک دھواں نکلا آواز مہیب آئی زمین تھرائی دیکھا ایک اژدر منھ پھیلاے بیٹھا ہو صاحبقران
نے لوح مین ملاحظہ کیا لکھا تھا یہ اسم اعظم پڑھکر وہن اژدر مین بھاند پڑو صاحبقران بسم اللہ
کہکے دہن اژدر مین پھاندے افتان و خیزان زمین پر پانون قایم ہو دیکھا صحرای سبزہ زار نواح دلکشا
ایک طرف سے رونے کی آواز آتی ہو پلٹ کے دیکھا زیر شجر لاشہ ایک نوجوان کا پڑا ہے ایک ضعیفہ بلک بلک
کے بین کر رہی ہے جیسے غم مین جوان بیٹے کے بیتاب بیقرار ہو صاحبقران کا کلیجہ منھ کو آگیا الفاظ
بین سے اوسکے قلب تھرا گیا قریب اوسکے آئے وہ خود اوٹھ کھڑی ہوئی کہا ایجوان مین ضعیفہ خداپرست
اس قریہ مین رہتی ہون سب لات پرست و منات پرست ہین میرا نوجوان بیٹا مرا اون سب
دشمنان خدانے لاشہ میرے فرزند کا یہان مجکو دیا کوئی شریک نہین ہوتا کوئی بندہ خدا میرے
ساتھ شریک ہو کر اسکو دفن کرادے تو بڑا ثواب حاصل ہو مین غریب کہان جاؤن اس جوانی
مین کو سون منزلون یزدان پرست کا نام نہین اس طرح بلک کر یہ کلمات اُس ضعیفہ نے کہے کہ
صاحبقران آبدیدہ ہوے فرمایا اے ضعیفہ مین بدون دفن کیے اس جوان کی قدم نہ بڑھاؤنگا

کہ مین یزدان پرست ہون مگر مین یکہ و تنہا جملہ سامان کیونکر کرسکتا ہون ضعیفہ نے کہا تین شخص اس
قریہ مین اور مسلمان ہین مین اونکو بھی لائی ہون مگر تیرے چہرے سے آثار جلالت ہویدا ہین تیری
شراکت سے اس غریب محتاج کا لاشہ دفن ہو جائیگا یہ کہکر وہ ضعیفہ طرف قریہ کے چلی صاحبقران اسی
مقام پر بیٹھ گئے ضعیفہ نے تھوڑی دور جا کر آواز دی آؤ تم لوگ بھی شراکت کرو جن بزرگ کی خواہش
تھی اُس بھدل نے شراکت کی ضعیفہ کے ساتھ آئے چارپائی لاکر رکھی اوس ضعیفہ نے بلک کر کہا آپ
اس غریب کے لاشے کو چارپائی پر رکھدیجیے پھر کاندھا دیکر تکیہ تک پہونچا دو صاحبقران نہایت
رحم دل ہین آستینین چڑھا کر بڑھے کہ جنازہ اُٹھا کر چارپائی پر رکھین گلے مین جو لوح پڑی تھی جھکنے
ہین صاحبقران کے اوسکو جنبش ہوئی نگاہ حروف پر پڑی صاف مرقوم تھا کہ اے طلسم کشا خبردار اس
مکار کے جنازے کو ہاتھ نہ لگانا نہین تو مردہ زندہ ہو جائیگا اور تو مثل اسکے مردہ ہو جائیگا یہ ضعیفہ زال
جادو دام مکر مین پھنساتی ہے یہ مضمون دیکھکر صاحبقران رُکے کسیقدر پیچھے ہٹے تھے کہ لوح کو اچھی طرح ملاحظہ
کرین کہ ضعیفہ نے ایک چیخ ماری اے عفریت صحرائی اس قاتل ساحران کو لینا لوح صاحبقران بخوبی نہ
دیکھنے پائے تھے کہ گوشہ صحرا سے ایک دیو مہیب چوب دست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوئے اتنی جلدی
آیا کہ صاحبقران کو سنبھلنا مشکل ہو گیا آتے ہی صاحبقران پر ایک وار کیا امیر نے جلدی مین
تیغہ عقرب سلیمانی کو نیام انتقام سے کھینچا وار اوسکا خالی دیکر کمر پر ایک ہاتھ مارا کہ دیو کے دو ٹکڑے
ہوئے لاشہ دیو کا زمین پر پڑا امیر نے پلٹ کر دیکھا وہ ضعیفہ وہ مردہ وہ تینون کس غائب ہو گئے دیو کے جو
دو ٹکڑے ہوئے دو دیو بنکر تیار ہو گئے دونون نے دو طرف سے وار کیا صاحبقران نے پھر ایک
کو مارا اوسیطرح ایک کے دو اور دو کے چار اور چار کے آٹھ بڑھنے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین سارا
جنگل دیوان خونخوار سے مملو ہو گیا بسبب لوح حرباذنی جسم پر صاحبقران کے نہین آتے
غل مچا کے سنگلین لگا رہے ہین وار اون نابکارونکے زمین پر پڑتے ہین ہر مرتبہ زمین تھراتی ہے
نخل صحرا گر رہے ہین اونسے بچنا دشوار ہے صاحبقران لڑتے لڑتے تھکے اپنے کو بچاتے ہین جب
تمام جنگل اون دیوان خونخوار سے مملو ہو گیا صاحبقران لڑتے لڑتے تھک گئے پیرون پر ورم
آگیا سوچے کہ یا امیر بدون ملاحظہ لوح دیو کو قتل کیا خلاف مقدمہ طلسم واقع ہوا لوح ملاحظہ
کرنا واجب و لازم ہے یہ سوچ کر جست کی ایک گوشے مین آکے لوح کو ملاحظہ کیا مرقوم تھا اے فتاح

طلسم اگر دیو آوے تو خبردار اُسکو قتل نکرنا صرف لوح اوسکے سامنے کر دینا اگر دھوکا کھایا اور دیو کو قتل کیا تو تمام صحرا عفریتان خونخوار سے مملو ہوگا یہ باعث سحر زال جادو ہے نخل چنار پر بشکل عقاب وہ سحر کر رہی ہی عمر عیار اگر قتل کروگے یہ مجمع کم نہوگا خیال کرکے دیکھو اس عقاب کے سینہ پر ایک خال سفید ہی وہی طلسمیت کا بھید ہی تیر تاک کر سینہ پر عقاب کے مارو اگر بر سفید یہ تیر نہ پڑا پلٹ کے تمہارا کام تمام کریگا تو وہ دل پر صدمہ سہو بخر گا صاحبقران نے کمان کیانی دوش سے اوتاری دیو امیر کو پلک جھپکانے کی مہلت نہین دیتے امیر نے بجستی و چالاکی جیسے ہی کمان کو کھینچا سیسر کمان کا کڑکا وہ عقاب بلبید بیتاب نخل چنار سے چیخ مارکر اوڑا امیر نے اوسی حالت مین تیر مار دیا بمشیئت قضا و قدر وہ تیر دلدوز اوسی سفید نشان پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا بجائے خون جسم سے شعلہ آتش نکلے دیوان خونخوار پر پڑے مثل ہیزم خشک سب جلنے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین دیو جلکر خاک ہوگئے آواز آئی کشتی مرا نام من زال جادو بود صرف اوسی ضعیفہ کا لاشہ پڑا ہے لاشہ ہائے دیوان خود سر کا نشان بھی نہ تھا عجائب غرائب طلسم پر صاحبقران کو نہایت حیرت ہوئی اس مرحلہ زال کو فتح کرکے بہ ہدایت لوح ایک جانب چلے لیکن اختر جادو جو ہاتھ سے صاحبقران کے قلعہ مفتاح سے زخمی ہوکے بھاگی تھی حیران و پریشان چلی آتی ہے راہ مین جس قریہ کے حاکم نے سنا کہ ملکہ عالم شکست خوردہ آتی ہین اپنے قریہ سے نکل آیا اپنے مقام پر لاکر اختر کو اوتارا سامان دعوت مہیا کیا دو دن کے عرصہ مین دس بیس ہزار ساحران غدار ہمراہ اختر جادو کے جمع ہوگئے راہ مین خبر فتح مرحلہ جات بھی سنی اور زیادہ گھبرائی کہتی ہی صاحبو کیا تدبیر کرون طلسم کشا کے پاس لوح بھی موجود ہی دشمنون نے شریک ہوکر طلسم کشا کو زور دیا قلعہ طلسمی مین بھی باطمینان نہ بیٹھ سکونگی طلسم کشا وہان بھی پہونچیگا لوح سب نشان بھی بتلا دیگی پریشان ہوکر جو اختر جادو نے مجمع عام مین یہ بیان کیا اورنگ جادو ایک ساحرہ بیٹھا ہوا تھا اوسنے عرض کی ای ملکہ عالم اب اس بلا کا دفع ہونا دشوار ہے طلسم کشا صاحب شوکت و لیاقت ہے ساحران مرحلہ جات نے بڑی بڑی تدبیرین کین طلسم کشا نے دھوکا نہین کھایا زال جادو نے اتنا بڑا مکر پھیلایا تھا طلسم کشا نہ پھنسا وہ پہر کامل دیوان خونخوار سے لڑا معرکہ عظیم پڑا طلسم کشا کے تیور پر بل نہین آیا آخر بحکم لوح زال کو مارا غلام براہ خیرخواہی عرض کرتا ہے کہ یہان سے قریب باغ ہے ساحران علامت نبیرہ حمزہ ایک نوجوان کو گرفتار

کر کے لائے تھے آجتک مع اپنے سردارونکے اوسی باغ مین قید ہے اون سبکو قتل کیجیے ایرج کا سر
خوان مین رکھکر پاس طلسم کشا کی بھیجیے اپنے فرزند نوجوان کا سر دیکھکر بیتاب ہوجائیگا اوس حال مین جلکر
طلسم کشا کو گھیر لیے سحر کرینگے نیزہ و تلوار سے لڑینگے کیا عجب ہے کہ طلسم کشا گرفتار ہوجائے یہ صلاح اختر
کو بہت پسند آئی چالیس ہزار ساحرون کو ہمراہ لیکر طرف اوسی باغ کی متوجہ ہوئی در باغ پر آکر اوتری
وہان کے نگہبانون کو بلایا کہا جلد میدان خونی کی تیاری کرو اسی صحرا مین ان سبکو قتل کرونگی باغ مین
میدان خونی کی تیاری ہونے لگی دار بن استادہ ہوئین کئی سو جلاد صاحب بیداد آکر جمع ہوئے اختر جادو
ٹہل رہی ہے کہ آسمان سے برق چمکی بیابان جادو عمرو کو بغچہ مین باندھے ہوئے اوسوقت آکر پہونچی اختر
کو سلام کیا کہا حضور طلسم کشا پر تو دست انداز نہو سکا اس ظالم کو گنڈا ڈالکے بھگا لائی اختر بہت
خوش ہوئی سب ساتھ والون نے بھی کہا حضور یہ شخص جان لشکر اسلام ہے ہر مقام پر حمزہ کو بچایا
بڑے بڑے ملک اسنے تباہ کیے نامی جادوگر اسی کے ہاتھ سے مارے گئے اسکا سر اگر سامنے حمزہ کے
جائیگا سر ٹپک ٹپک کے جان دیگا بیابان جادو نے بڑا کام کیا ایسے شخص کو گرفتار کرکے لایا اختر
کو صلاح سب کی پسند آئی اور نہایت خوشی سے کہا ایرج وغیرہ کو بھی قیدخانہ سے لاؤ عمرو کو بھی قید آہن مین
سلاسل کیا اور زنگ جادو بارہ دری مین آیا ایرج نوجوان مع اپنے سردارون کے اوس
مقام پر قید تھا اور زنگ نے سر زنجیر کو تھاما کشان کشان سب کو قصر سے باہر لایا ایرج نے
خواجہ عمرو کو قید آہن مین دیکھا بیتاب ہوگیا کہا چھوٹے دادا جان آپ اس بلا مین کیونکر پھنسے
عمرو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کہا اے نور نظر خدا نے سب سامان فتح طلسم مہیا کیا
صاحبقران نے لوح طلسمی پائی مرحلہ جات فتح کیے مجکو راہ مین بیابان جادو نے گرفتار
کیا مین تو رہا ہوا جاتا تھا تمھاری بدنصیبی سے سامنا قتل کا ہوا ایرج نے آنکھون مین
پانی بھرکر جواب دیا میری تو عزت و آبرو و لیاقت و صاحبقرانی آپ کے تصدق مین حاصل ہوئی
اسوقت دل کو تقویت ہوگئی کیا عجب ہے کہ رہائی بھی حاصل ہو سب طرح تسکین دل ہے
عمرو نے کہا اے فرزند اختر جادو بھی شکست فاش کھاکر آئی ہے صاحبقران کے ہاتھ
سے ذلت اوٹھائی ہرگز یہ قتل سے نہ باز آئیگی ملازمان اختر کہتے ہین کہ ملکہ عالم آپ کا
اقبال یاد رہے نجم بخت اوج گیر ہے اتو خیر تک نے عمرو کے قتل کی تدبیر سوچی ہے

اگر یہ شخص قتل ہوا حمزہ تڑپ تڑپ کے جان دیگا۔ بچپنے کا یار وفادار مونس غمگسار عیار طرار مشہور ہے کہ ہزار مقام پر حمزہ کفن پوش ہوا تھا لیکن اوسنے جستجو کرکے بچایا ہر ایک مہم مین سینہ سپر کرکے بچایا یہ شخص قتل ہوتا ہے حمزہ کیونکر زندہ رہیگا جسوقت سر عمرو کا حمزہ کے پاس پہونچے گا وہ سر ٹیک کے مر جائیگا اُسوقت فوج اختر مین ایک ہنگامہ ہے ہر خورد و کلان کا یہی قول ہے کہ عمرو اور ایرج کو جلد قتل کیجئے ایرج کے قتل مین تامل نہ کیجئے یہ بڑا شکار دستیاب ہوا کیسکو یہ دن نصیب نہوا افراسیاب جادو اتنا بڑا بادشاہ طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا و بیمثیل ہمیشہ اسی آرزو مین رہا کہ عمرو کو قتل نکر سکا زوال دولت ہو گیا اختر جادو کہتی ہی خداوند روشن تن نے آج تقدیر بر جستہ کی یہ ایسا شخص ہمارے قبضے مین دیا اب دیر کرنا مناسب نہین ہے داربن استادہ ہو گئین جلاد سنگین لگانے لگے نیلم زنگی و فیلم زنگی وغیرہ بارہ سرداران ایرج نوجوان گرفتار پنجہ التقدیر مین سب کو کشان کشان لاکر زیر تیغ بٹھایا بمقدمہ برج و عمرو یہ صلاح ہوئی کہ انکو دار پر کھینچو نیز باران کرو یہ صلاح بھی اختر جادو نے لبند کی ایک ساحر خبیث طینت سے اشارہ کیا وہ ملعون کشان کشان ایرج کو زیر دار لایا ایک نے عمرو کو لیا زنجیر پانوئن مین دونون کے باندھی یہ سردار بر سر دار سر نگون لٹک گئے اختر جادو نے ساحرون کو آواز دی خبرداران لوگون کے قتل مین سحر شریک نکرنا بڑے بڑے ساحر انکے شریک ہین کشتہ سحر کو زندہ کر لینگے قلو مفتاح پر کوکب ایسا بادشاہ فروکش ہے سُنتے ہی دوڑ پڑیگا بہران شمشیر زن کو اس جوان کے ساتھ منسوب کیا ہی کوکب کا داماد ہے جب قبیلہ سرکشان نے ایرج کو قتل کیا کوکب نے معاوضہ خون ایرج نوجوان مین لاکھون ساحر مارے تیر و کمان لاؤ تیر اندازون نے کمانین سیدھی کین بارہ ہزار تیر انداز قتل ایرج و عمرو پر مستعد ہوئے نام دہلاتے تھے جلد مسلمانون کو قتل کرو نیلم و فیلم جنہین کے ایرج نوجوان گے ساتھ ہین سرداران قدیم مثیر ندیم نمانے آقائے نامدار کو جو اس حال پر ملال مین دیکھا بیتاب ہو گئے پکارتے تھے او اختر پہلے ہمکو قتل کر ہمارے آقائے نامدار کی خون سے ہاتھ نہ بھر ہم تمکو ار دوست ملک ایرج عاشق جمال باکمال شاہزادہ والا قدر ہین یہ آسمان صاحبقرانی کے بدر ہین سرداردن مین گریہ و زاری بلند ہر چند کہ عمرو بھی سر نگون لٹکا ہی حال پر ملال ایرج نوجوان دیکھکر کلیجہ منہ کو آگیا کم سنی سے گود یون مین پالا زمانے کا صاحبقران بنایا اُس نور نظر پر جو نگاہ پڑی عمرو

بہت بیتاب ہوا بے اختیار منہ سے نکل گیا ای تیر بیشہ قاسم عالی شان خدا تجکو اس مصیبت سے بچائے
کاشکے مین کور ہوتا تمہاری اس مصیبت کو نہ دیکھتا یہ بھی گردش فلک کی ہی جو تم ہمارے سامنے قتل
ہوتے ہو اور ہمسے کچھ نہین ہو سکتا کاشکے مین خود بھی قتل ہو جاؤن اگر شاید زندہ بچ گیا میری صادق
نے مجھسے وعدہ کیا ہی جبتک اُس بڑی چیز کو تین مرتبہ منہ سے نہ مانگونگا میرے قریب وہ نہین آ سکتی
حمزہ کو کیا منہ دکھاؤنگا کیسا شرماؤنگا ایرج نوجوان اُس حال مین جواب دیتا ہی خدا آپکو سلامت
رکھے نام لشکر اسلام آپکے دم سے روشن ہے ہم ایسے اگر دس ہزار قتل ہو جائین آفتاب لشکر کو زوال
نہوگا آپ کے دم سے جاہ و جلال لشکر ہے آپکا زندہ رہنا بہتر ہے اُدھر نیلم و فیلم کی فریاد جلادان خرس
طینت کی بیداد کنیزان اختر بھی ایرج پر رو رہی ہین آپسمین اشارے ہین کہ کیا شیر دلیر ہے حسن
مین بیمثال ابرو غیرت ہلال صاحب جاہ و جلال مشہور ہے کہ یہ جوان صاحب حسب و نسب خداوند
نقا کا نواسہ صاحبقران کا پوتا جرأت و ہمت مین یکتا حقیقت مین لشکر حمزہ مین تلاطم پڑ جائیگا
مان باپ اوسکے اپنے گلے کاٹ لینگے ایک کے ساتھ دو چار ہزار کی جان جائیگی ایرج و عمرو و نیلم
و فیلم وغیرہ سب بیتاب ہو کے دعا کی اختر نے کمان کیانی اپنے ہاتھ مین اُٹھائی بارہ ہزار لیث
ہو گئے بارہ ہزار عقاب تیر پر کھول کے چلے قریب تھا کہ سینوں پران مصیبت زدون کے پڑین سینہ ہاے
بے کینہ کو توڑ کر پار گذرین بقدرت پروردگار آسمان پیرون کو ماہ تابان نمایان ہوا چودھوین رات
کا ماہ کامل عکس سے اوسکے تمام باغ روشن ہو گیا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے نخل وجد مین آئے اس ماہ تابان
سے ایک برق چمکی تیرون پر سایہ پڑا وہ تیر اولٹے پلٹے جن خطا کارون نے تیر چھوڑے تھے اونھین کے سینون پر
پڑے مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرے بارہ ہزار جوان بے دم ہوے اختر تو ضرب تیر سے بچی اُسکے قریب
تیر پہونچکر جل گیا اور جملہ بارہ ہزار ساحر گر کر زمین پر تڑپے اپنے تیرون سے آپ شکار ہوے اونکے
مرنے کی صدائین بلند ہوئین ماہ تابان سے چند پنجہ سنہرے مثل برق کے چمکتے ہوے پیدا ہوے ایک
پنجہ نے عمرو کی دستگیری کی دار سے اوتارا الگ کھڑا کر دیا چند پنجہ تڑپ کر گرے ایرج کو چھڑایا
نیلم و فیلم کو بچایا مرکب بھی ایرج کا کسی نے قریب پہونچا دیا تیغہ بھی اپنا اپنے قریب پایا پشت
مرکب پر سوار ہو کر نعرہ کیا عمرو نے بھی حقہ آتشبازی مارا نیلم و فیلم وغیرہ جھومتے ہوے اوٹھے
چند ساحرون کو چیر کر پھینکدیا اپنے آقا کے ساتھ ہو کر لڑنے لگے تلوارین اوٹھالین سوارون کو

مار کر گھوڑے سے لیے اُس ماہ تابان سے شعلۂ آتش گر رہے ہین تیر برسے تلوارین گرین ہزارہا بلائین لشکر
اختر پر نازل ہوئین کہ جسکا دفع کرنا اختر کو دشوار ہی شورش جوانان صف شکن قید سے چھوٹتے ہی مصروف
جنگ ہوئے وہ ماہ تابان کبھی بلند ہوجاتا ہی کبھی اُس چاند نے لشکر اختر پر چرخ مارا ہا لیان لشکر اختر
کے ستارے گردش مین آئے جملہ طرح کی اشیا سے سحر ماہ تابان سے پیدا ہورہی ہین اختر بادشاہ طلسم اختر یہ
سے نہایت حیران ہوئی کہ کیا یہ عمر کے پردے مین اس چاند کے کون ساحر شعبدہ باز نیرنگ ساز ہے کہ
جسنے آتے ہی یہ قیامتین برپا کردین ساحر زبردست ہی حاکم طلسم نے جوڑے سے ایک گولا فولادی
نکالا پیشانی پر اپنے ایک نشتر مارا قطرات خون اُس گولے پر چھیڑ کے سب طرح کے سحر پڑھ کے آواز دی
یا خداوند خورشید روشن تن یہ کیا بلائین نازل ہورہی ہین مدد کیجیے ایسے ایسے کلمات کہکر گولا
اختر نے چاند پر مارا اوٹاتا ہوا زمین کانپی چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اندر سے چاند کے آفتاب عالم تاب
حسن و جمال نیر تابان برج کمال صف شکن یعنے ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار نیمچہ ہلالی ہاتھ
مین سحر بات بات مین جب غنچۂ دہن کو وا کیا پھول بر سے ہزارون باغی جلے اگر بل تم ہلا دیا برق
چمکی خرمن حیات ساحران کو جلا کے خاک کیا اگر ابروے خمدار پر بل پڑگیا خنجر آبدار کھینچی تلوارین
گرائین برقین چمکائین اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے باعث آنے ملکہ بران شمشیر زن کا یہ ہوا
کہ جب قلعہ مرصع حصار پر انتہا کا معرکہ پڑا تھا خواجہ عمرو و کوکب سے صفائی ہوئی بالا علان کوکب نے
ملکہ بران کو ایرج سے منسوب کیا بران کو قلعہ مرصع حصار پر چھوڑا تھا ناہید مرصع پوش
اپنی زوجہ سے یہ کہتا تھا کہ اب بران کا محل سے نکلنا بہتر نہیں ہے مذہب صاحبقران مین برائے
مستورات پردہ پوشی کی تاکید ہے تم برائے فتح صاحبقران دعا کرو ہم برائے جانبازی بخدمت
صاحبقران جاتے ہین بر وقت رخصت ملکہ ناہید نے بصد حسرت دامن کوکب کا تھام کر کہا اے
شہنشاہ کنیز کو جدائی حضور کی بہت شاق ہی کوئی تدبیر ایسی تبلائیے کہ مین حالات خیریت آیات حضور سے
آگاہ ہوا کرون کوکب نے وہ آئینہ جسکا مرأت واقعہ نام ہے اپنی زوجہ ناہید کو دیدیا سمجھایا تھا کہ جب
ہمارا احال دیکھنا منظور ہو اس آئینہ کو دیکھنا شمع رے صورت واقعہ آئینہ ہو گی یہان لڑائی مین جب عجب زمانہ
گذرا بران شمشیر زن راتون کو فراق ایرج مین رویا کرتی ہین اکثر شگوفہ وزیرزادی کو برائے خبر بھیجا جس زمانہ
مین بہار بیدار دسرکش ایرج نے اپنے کو قتل کیا تھا وہ خبر جو بران کو پہونچی کئی دن تک کھانا

نہ کھایا آٹھ پہر روتی تھی یہ خبر وحشت اثر نا ہید نے بھی سنی بران کو آکر گلے سے لگایا مرأت واقعہ دکھایا
اُسمین جملہ حالات واقعہ آئینہ ہوئے یعنی وہ قتل ایرج شعبدہ ساحران تھا کوکب نے جاکر اُن سبکو مارا
جو داستان حیرت بیان بہ تفصیل تحریر کر چکا ہون اس زمانے مین جو بران فراق ایرج مین گھبرائی مان
سے چھپکر قصر مرأت مین آئی آئینہ مین یہ حال دیکھا کہ ایرج وخواجہ کو اختر نے دار پر کھینچا ہے
تاب نہ آئی مخفی ہوکر چلی یہ ماہتابان آسمان حسن وجمال چاند مین چھپکر آئی منظور تھا رہا کر کے چلی آؤنگی
حال میرا ظاہر نہونے پائیگا یہان آکر بطور مکر کو ایرج کو رہا کیا خواجہ کو بھی چھڑایا دل نے نہ مانا کہ
تڑپ کر نکل جاؤن دیکھا کہ لاکھون ساحر نکال ایرج پر یلوا ہے کوئی شے دفع سحر کی اُنکے پاس نہین ہے جھکر
لڑنے لگی ساٹ ستر ہزار ساحر مارے جب اختر نے وہ گولا مارا اور ایرج وعمرو نے بران
اس شوکت وشان سے دیکھا عاشق ومعشوق سے چار آنکھین ہوئین تیر مژگان نے دونون کے دلین
کو فگار کیا مدت کے ہجران دیدہ آفت کشیدہ ایرج کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا قریب
تھا غش کھا کے پشت مرکب سے گرین بران کے بھی صدف چشم سے گوہر بے بہا اشک جاری
ہوئے جون جون ساحر بلوہ کر کے ایرج پر آتے ہین بران بڑھکر سینہ سپر کرلی ہے ساحرون کا بلوہ
کسی نے آگ برسائی کسی نے ابر سحر بنا کر اپنی آبرو بڑھائی کسی سمت سے گولا چلا کسی نے ترنج
وناریخ پھینکے ماش کے دانے بھی جل رہے ہین آتش سحر سے نخل صحرا جل رہے ہین بران کبھی
باران سحر برساتی ہین کبھی آتش برسائی ابر سحر ساحران مٹاتی ہین گولون کو ہاتھو نپر روکا ترنج کارد
سحر سے کاٹے ایک سہ ہزار سودے اختر جادو چلاتی ہے بران کو کسطرح گرفتار کرے بون بران کو بخوف
گرفتاری ایرج زمین پر اترنا پڑا طاوس زرین بال پر سوار نیمچہ ہلالی ہاتھ مین کبھی مجمع ساحران
درہم وبرہم کیا کبھی بڑھکر ایرج کو سحر ساحران سے بچایا آپس کے اشارے کنایے اگر ایرج
کسی سحر مین پھنس گئے مرکب چلتے چلتے رکا مسحور ہوکر ایک مقام پر ٹھہرے بران نے بڑھکر اُسی ساحر کو
تاک کر مارا جسکے سحر مین یہ مبتلا تھے اُسکے مرتے ہی گھوڑے نے طرارہ بھرا الغرض ساحر اُنکو پامال کرنے
لگے برق شمشیر چمکا کر خواجہ عمرو نامدار کبھی گلیم اوڑھ کر ہٹ جاتی ہین کبھی ایرج پر بلوہ دیکھا گلیم سے
اُتاری حلقہ آتشبازی داغ دیا کسی ساحر کو ٹوک کر خنجر مارا کبھی حلقہ کمند چلا کبھی حباب بیہوشی مار دیا یہ تو مکر لکھ چکا
ہون کہ گلیم اوڑھ کر کسیکو قتل نہین کر سکتے صاحبقران سے عہد ہے حیقدر تحفہ جات بزرگان پاس ہین اُس سے

اپنی جان بچاتی ہین گلیم اوڑھکر چھپ جاتی ہین جب گلیم اوتار کر بڑی کسی نے خواجہ کو دیکھ لیا سحر کیا لڑکھڑا کر
خواجہ گری گھبرا کر آواز دی ای نور نظر بران مجھو بچانا بران نے پلٹ کر دیکھا خواجہ سحر مین ساحر کے پھنسے
اُس ساحر کو جھپٹ کے مارا بہر نوع خواجہ کو بچایا خواجہ تعریفین کر رہی ہین ای نور نظر ماشاءاللہ کیا وقت پر آ گئی
مدد کی نہین معلوم ہمارے آقای نامدار صاحبقران پر فتح مرحلہ جات طلسمی مین کیا گذری یہ اختر جادو
بادشاہ طلسم ہے اسکا قتل تو ہاتھ سے طلسم کشا کی ہوگا بی بی اپنی کو بچا کر نکل جاؤ بران نے اشارہ سے پوچھا
عمر نامدار یہ تو فرمایئے قبلہ و کعبہ کہان ہین میری ہٹتے ہی آپ سب صاحب گرفتار ہو جاینگے کوئی ساحر بھی
تو آپکے ساتھ نہین ہے کیونکر لڑ بھڑ کر نکل جاؤن عمرو نے بمشکل اپنے کو قریب ملکہ بران کی پہونچایا تمام
کیفیت بیان کی یہ ذکر کر دیا کہ کوکب وشفق بھی اس طلسم مین قید ہوئے تھی انھون نے رہائی پائی جابجا
خوب خوب لڑی اب بھی مفتاح ہمراہ ہین یا شاید صاحبقران کی ہمراہ ہونگی اسیطرح یہان قید ہو کر آئی تھے
مجکو بھی ایک ساحر یہان گرفتار کر کے لایا اختر نے ارادہ قتل کا کیا تھا تمنے آ کر رہا کیا کیونکر کہون کہ تم
جمکر لڑو یا نکل جاؤ دونون طرح خرابی ہی بران نے کہا خواجہ انشاءاللہ تعالی مین اس لڑائی کو فتح کر کے
جاؤنگی اب تمھاری سمجھانے سے بخوبی ظاہر ہوا کہ آپکی ہمراہ کوئی ساحر نہین ہے یہ تو مجکو بھی معلوم ہوا
کہ مرحلہ جات فتح ہوئے چند باقی ہونگے مراٰت واقعہ دیکھکر آئی تھی آپ اپنے کو مخفی کیجیے مین طرف اختر کی
جاتی ہون عمرو تو گلیم اوڑھکر کنارے ہوا بران شمشیر زن لڑتی ہوئی طرف اختر جادو کی چلی بڑے بڑے
ساحران نامی صفوف نبرد آرا لڑ بھڑ کر اپنی کو سامنے اختر جادو کی پہونچایا للکار کر آواز دی او اختر جادو
غیرہ ساحر و نیر بڑے زور و شور سے جاتی ہی ہمسے مقابلہ کر کہ لطف سحر و ساحری ملے اختر بھی بادشاہ طلسم
اختر یہ ہاہے ٹوٹتے ہی طرف بران کی پلٹ پڑی آپسمین سحر ہونے لگے جب اختر نے سحر کیا بران پر آگ برسی
بران نے گولا اٹھا کر مارا آگ بجھی اختر پر برق گری اختر نے اپنے کو برق سحر سے بچایا لکہ ابر سیاہ
بران پر گرایا بران اُس ابر کو توڑ کر نکلی شل ستارہ سحری چمک کر سحر کیا اختر پر تلوارین گرین اس سنگدل
نے پتھر برسا کر تلوارون کو توڑا اسطرح کی سحر جو آپسمین ہوئی وہ سحر باطل کر کے لشکر اختر پر گرتے ہین ہزار ہا آگ
سے جلی ہزار ہا پانی سے ٹھنڈی ہوئے پتھرون سے ہزار ہا کی سر پھٹے لشکر اختر مین فریاد الغیاث کی صدا بلند ہوئی
خورد و کلان دردمند اختر نے دیکھا ان سحرون مین بیکار ہی لشکر پامال ہوتا ہی بران اپنے کو بچا رہی ہی اختر نے تیغ
کھینچا سر ہاتھون مین لی نعرہ کرتی ہوئی طرف بران کی چلی جو سحر بران پر کیا بران نے بسبب ہونے تیغ اُس سحر کو دفع کیا بران نے بھی [illegible]

اُسکے ارادے کو سمجھتی نیمچہ ہلاتی نیام انتقام سے کھینچا شیرانہ ننگا نہ اختر پر جا پڑی دونو مین نیمچہ
چلنے لگا نیمچون سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین گرد کو ساحرہ جل رہے ہین جب اکیسین چند وار
چلے دونون لڑنے والے برابر رہے بران شمشیر زن جلدی کرکے کمر کو تاکر سر پہ اختر کے آئی اختر
گھبرائی بران نے اختر کو سایہ مین تلوار کے لیا اختر ہٹتی جاتی ہے اپنے کو بران کے وار سے
بچاتی ہے بران ہر مقام پر قصد کرتی ہے کہ نیمچہ ماردون سر اس خود سر کا اڑ جاے اختر بدحواس
عالم یاس ہالیان لشکر بھی مثل زلف پریشان بصورت آئینہ حیران ہر طرف یہی غل ہو ہم کہ بران
اختر پر غالب ہی سر تو زخمی ہو چکا اب ایک ہاتھ مار کے سر اُڑا دیگی جب اختر کو مار لیا ہم لوگ کیا
مقابلہ کر سکینگے اتنے بڑے لشکر کو یکہ و تنہا نے جواب دیا جو حال سے آگاہ ہین وہ کہتے ہین یہ دختر
کوکب نامدار ہے ہوش ربا مین قیامتین برپا کین بڑے بڑے ساحرون سے لڑ چکی
آبروی طلسم ہوش ربا اسی نے مٹائی پل پر یزدان تو ڑا دریاے خون روان خشک کیا اس معرکہ کی
کیا حقیقت ہی یہ ہمیشہ سے صاحب شکست ہی ایرج و عمرو بھی دیکھ رہے ہین عمرو نے تو گلیم اوڑھ لی ہے
ایرج نوجوان دعا مین مانگتی ہین الٰہی پروردگار بران کو مظفر و منصور کرنا اختر جب دس بیس قدم ہٹی
اور بران نے تعاقب نچھوڑا ہر قدم پر یہی خوف ہی کہ نیمچہ پڑیگا سر نہ بچیگا اوس بدحواسی مین یاد آیا کہ
ڈبیا خاک قبر جمشید کی کمر مین تھی جب بران نیمچہ کھینچے ہوئی قریب آئی اختر نے وہ ڈبیا کمر سے نکالی مکار
نے خاک اڑا دی اُس خاک کی تو یہی تاثیر ہی فوراً غبار الم دیر چھایا لڑکھڑا کے گری بیہوش ہو گئی اختر
نے زبان مین بران کو سوزن دیا کنیزان اختر نے بران کو اُٹھایا تخت پر ڈال لیا لشکر مین ہلڑ
ہوا اختر نے بران کو پکڑ لیا بران کے گرفتار ہوتے ہی اختر سحر کرتی ہوئی چلی سردارون کی کیا حقیقت
تھی جس پر ماش کا دانہ پھینک دیا وہ گر کر بیہوش ہوا کنیزان اختر سبکو مطوق و مسلسل کر رہے ہین
خواجہ تو ایک ساحر کی شکل بنکر نکل گئے کسی درہ کوہ پر جا کر ٹھہرے تدبیر مین مصروف ہین ایرج شمشیر زنی
کرتے ہوئے آتے تھے کہ اختر نے للکارا ایک ماش کا دانہ پھینکدیا ہاتھ پانون ایرج کی بیکار ہوئے تلوار
ہاتھ سے چھوٹی گھوڑے سے گرے اختر نے اشارہ کیا بلا زمون نے آکر ایرج کو بھی مسلسل و مطوق کر لیا
خواجہ تو گلیم اوڑھ کر نکل گئے اور سب سردار گرفتار نیمچہ تقدیر ہوئے اختر نے جو سر اُٹھا کر دیکھا نہ دریا ساحر
دست زبردست بران شمشیر زن سے واصل جہنم ہوئے پری کے پر درہم و برہم ہوئے ہوش و حواس اُڑ گئی گھبرا گئی

دیکھو صاحبو مسلمانونکی مدد آسمان سے پیدا ہوتی ہے دختر کوکب یکہ و تنہا آئی اگر اسکے ساتھ والی بھی ہوتے کون بار
سحر اوٹھا سکتا اسپر آپ ہوے سحر الجبرات سے کون آنکھ ملا سکتا ہے سرداروں نے عرض کی خداوند خورشید روشن تن
نے بڑی مہربانی فرمائی کسطرح امید فتح نہ تھی آپنے بڑا کار نمایاں کیا اتنی بڑی ساحرہ کو لڑبھڑ کر پکڑا اب
بہتر یہ ہے کہ ان سبکو جلد قتل کیجیے لیتا ہل مناسب نہین ہے بران کا باپ کوکب ہے اسی طلسم مین موجود ہے اسکا بار
کون اٹھائیگا بیٹی داماد کو رہا کر کے لیجائیگا اختر نے حکم دیا بہت جلد میدان خونی کی تیاری کرو اس ہنگامہ
مین صدہا جلاد قتل ہوے دارین زمین کونمین پھر دار پر ایستادہ ہونے لگین جلاد طلب ہوئے جو قتل ہونے سے بچے
تیاری قتل اسیران مین مصروف ہین کرسیان جواہر نگار آگے بچھین اختر جادو غصے مین خاموش فرنگل یاقوتی پر
آکے بیٹھی گرد ساحرات آکر جمع ہوئی جس باغ مین یہ لڑائی ہوئی ہزارہا نخل جلے چمن پامال ہوئے چند نخل کلان جو
باقی ہین ایک نخل کے سایہ مین اختر بھی بیٹھی پامالی باغ پر افسوس کر رہی ہے کہ سر نخل سے دمامے کی آواز
ہوئی کچھ شعلہ آتش بھڑک کر گرے آواز آئی منم فرستادہ خداوند خورشید روشن تن اختر نے سر اٹھا کر دیکھا
ایک نازنین نہایت حسین مہ جبین سحر قامت چہرہ آفتاب قیامت آنکھین دیدہ لیل و نہار کو آنکھ دکھانیوالی چہرہ
پر بحالی لباس فاخرہ زیب جسم لوز زیور سے بہتر دریای جواہر مین غوطہ زن محبوب پرفن یون نخل سے اتری
صاف ظاہر ہوتا تھا کہ مثل ستارہ سحری وہ رشک پری آسمان سے اتری ہے اختر نام خداوند سنکے کھڑی ہو گئی
مصاحبان اختر دیکھنے لگین جمال جہان آرا اسکا دیکھکر مبہوت ہو گئین ہر خورد و کلان کا یہی قول تھا کہ کیا حسن و جمال ہے
خاص خداوند متگذار خداوند قدرت نے اپنے ہاتھ سے اسکو بنایا ہوگا مرتبہ تقرب پایا ہوگا اس نازنین نے
آتے ہی اختر کو سلام کیا اختر نے مسکرا کر پوچھا اے سرو حدیقہ حسن و جمال اے آفتاب آسمان کمال نام نامی
تیرا کیا ہے کیونکر آنیکا اتفاق ہوا وہ نازنین ہنسی کہا مجکو سرو ناز کہتے ہین جو تمپر گذری قدرت نے
وہین سے بیٹھے بیٹھے ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ بران نے ہزارہا بندگان مغضوب کو قتل کیا ای اختر یہ نہ سمجھنا
کہ طلسم اختر یہ مین آشوب ہے مشیئت قدرت مین کسکو دخل ہے قدرت نے فرمایا جو لوگ کہ ہمکو دل سے نہین
یاد کرتے تھے اونکی سرکوبی کے لیے ان بندگان خونی کو ادنپر مقرر فرمایا ہے کہ ان سبکی سرکوبی ہو کہ ہمکو مصیبت
مین یاد کرین سواے ہمارے کسی سے نہ فریاد کرین ان سبکو قدرت زندہ کرینگے تمہارے ہی ہاتھ سے
یہ کرامت ظاہر ہو کہ خورد و کلان فریفتگی سے خداوندگی ظاہر ہون تخلیہ مین چلو سحر تعلیم کرین حکم خداوند
ہم تمکو سمجھا دین پانی پہ دم کر کے ان سب پر چھڑکدین ایسی کرامت ظاہر ہو کہ وہ سب زندہ

ہو جائیں اختر خوش ہو گئی کہا اے سحر و ناز قدرت نے سرفراز فرمایا کنیزونکو حکم دیا ایک خیمہ استادہ کرو جب خیمے
عزیز مرے تھے وہ گرد سحر و ناز کے پھر رہی ہیں اپنے اپنے عزیزوں کے نام بتاتی ہیں کوئی کہتا ہے میرا جوان بیٹا مارا گیا
کوئی کہتا ہے بھائی قتل ہوا سحر و ناز سبکو تسکین دے رہی ہے صاحبو نہ گھبراؤ تھوڑی دیر میں سبکا علاج ہوا
جاتا ہے یہ کہکے اختر کا ہاتھ تھام لیا سحر و ناز خرامان خرامان خوش رفتاری دکھاتی مسکراتی ہوئی تنہا
اختر کو اس خیمہ میں لے گھسی اختر خوش ہے کہ یہ ابھی سب مردوں کو زندہ کر دیگی جو لوگ مجھسے باغی ہیں انکو مردہ
رہنے دونگی سحر و ناز نے کہا منقل آتش منگاؤ سب کام اپنے ہاتھ سے کرواے اختر تمہارے بڑے
مرتبہ ہیں موت و زیست کا تمہارے ہاتھ اختیار ہوگا جسکو چاہو زندہ کرو جس پر خفا ہو اسکو مردہ رہنے دو
اختر پھولے نہیں سماتی بہ تعجیل آگ لاکے روشن کی سحر و ناز نے اپنی جیب سے لوبان نکالا کہا ملکہ اختر
اس لوبان کو آگ پر ڈالو بہ نگاہ غور دیکھتی رہو اس آگ سے ایک پریزاد آتش خو شعلہ مزاج حسینوں کے
سر کا تاج پیدا ہوگی ایک شیشہ نایاب تمکو دیگی اُس سے سب مطلب حاصل ہوگا اختر نے خوشی خوشی وہ
لوبان آگ پر ڈالا بہ نگاہ غور اسکی جانب دیکھ رہی ہے آگ سے دھوان نکل کے دماغ میں پہونچا اور
کھکے تھرتھرائی گر کے بیہوش ہوئی نعرہ ہوا منم سر برندہ جادوگران درنیش تراشندہ کافران عیار طرار
خواجہ عمرو نامدار نیمچہ برق مثال کھینچکے عمرو چلا کہ اختر کو قتل کر دوں اتنا بڑا عقلمند یہ نہ سمجھا کہ یہ
بادشاہ طلسم میرے ہاتھ سے کیونکر قتل ہوگی جھپٹ کر نیمچہ مارا فوراً زمین شق ہوئی ایک فقیہ لادی تیلی زمین
سے نکلی فوراً عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا او ساربان زادے کیا کرتا ہے ایک ہاتھ منھ پر عمرو کے پھیرا رنگ و
روغن چہرے کا اُٹھ گیا بصورت اصلی ہو گئے اب وس تیلی نے اختر کو بیدار کیا جیسے ہی اختر کی آنکھ
کھلی گھبرا گئی تیلی نے کہا حضور یہ آپکو قتل کرتا تھا میں نے آکر بچایا اختر نے عمرو کی مشکیں باندھیں کشان
کشان لیکر خیمہ سے نکلی تمام ساحرونکے ہوش اڑ گئے بلکہ ہوا کنیز خداوند کی شکل بنکر عمرو آیا ملکہ کو بیہوش
کیا تھا ہماری ملکہ نے پہلے ہی انتظام کر رکھا تھا ورنہ مار لیا ہوتا ابرج و بیران جو قید میں تھے
بہ نگاہ حسرت دیا عین شمارے کر رہے تھے اب دیکھا کہ عمرو بھی گرفتار ہوا بیران نے بے اختیار
آہ کی کہا اے شہر یار قسمت ہے ہمکو لیکر آئی تھی خواجہ نے جھٹ پٹ عیاری کی ہماری بدنصیبی کہ
وہ بھی گرفتار ہوئے اب بچنے کی کون صورت ہے اختر نے لاکر عمرو کو بھی اُن قیدیوں میں بٹھایا پکار کر حکم
دیا جلد جلادوں کو بلاؤ اس ظالم نے مجھکو مار لیا ہوتا قدرت نے کیا شرف مرحمت فرمایا ہیں نگہبان

نے میرے مجکو بچایا اب انکے قتل مین دیر نکرو جلاد جمع ہوئے سر پر عمرو و ایرج و بران کی تلوارین
کھینچکر کھڑی ہوئی یہ گرفتاران محبس رنج والم رب کریم سے دعا مانگ رہے ہین و کلمہ داستان امیر حمزہ
صاحبقران کے چند مرحلے فتح کر کے چلے تھے کہ درہ کوہ سے ایک ساحر کریہ منظر فرس پیکر سیہ فام بد انجام تیغہ کھینچے ہوئے کہتا
ہوا نکلا او طلسم کشا تو نے اہالیان مرحلہ کو مارا انکی شعبدہ بازی بہ سبب لوح کے کام آئی مین
شعبدہ باز و طلسم ساز نہین ہون بزور بازو تجھکو قتل کرونگا یہ کہکر اتنی جلدی آیا کہ صاحبقران لوح
نہ دیکھ سکے وار تلوار کی کرنے لگا برس پڑا ہر چند چاہتے ہین صاحبقران وار کرین دم لینے نہین دیتا
دس پانچ ہاتھ مارے صاحبقران نے وار خالی دیے عاجز ہو گئے ہر وار مین یہی خیال ہوتا ہے
کہ تلوار پڑ رہی دو ٹکڑے ہو گئے آخر جب روکتے روکتے عاجز ہوئے نیمچہ سہراب یل نیام انتقام سے
کھینچا وہ ساحر مہیب شل پر چھایا ہوا ہی جیسے ہی وہ لپٹنے جھپٹ کر ہاتھ مارا صاحبقران نے تاک کر
ہاتھ پر اسکے تلوار لگائی ہنسلی کی چوٹ پڑی کہنی سے کٹکے ہاتھ اسکا گرا اب وہ بچا بھاگا صاحبقران
کو نہایت غصہ تھا تلوار کھینچے ہوئے اسکے تعاقب مین چلے آگے وہ بھاگا ہوا جاتا ہی صاحبقران
تعاقب مین نعرے کرتے ہوئے چلے بقدرت پروردگار صحرا کو طے کر کے یہ ساحر جب پلٹ کر دیکھتا ہی حمزہ پیچھا
نہین چھوڑتا پھر بھاگتا ہی جس باغ مین سب قتل ہو رہے ہین دروازے پر اسی باغ کے یہ باغی بھی
زخمدار ہو بچا بخوف صاحبقران اسی باغ مین گھس گیا اختر جادو وان سبکو قتل کا حکم دے رہی ہے کہ
فریاد فریاد کی آواز آئی دیکھا شبرنگ سیاہ رو ہاتھ کٹا ہوا پرنالہ خون کا بہتا ہوا آتا ہی اختر نے
پوچھا ارے شبرنگ کیا ہوا چاہتا ہی حال بیان کرے کہ شیر کی نعرے کی آواز آئی زمین تھرائی
دیکھا صاحبقران زمان تیغہ کھینچے ہوئے تعاقب مین شبرنگ کے آکر پہونچے شبرنگ نے چاہا اٹھکر بھاگون
صاحبقران نے بڑھکر لوح چمکائی شبرنگ کی آنکھون مین اندھیرا آیا چمک سے لوح کے امیر نے
قریب آکر ہاتھ مارا شبرنگ کے دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من
شبرنگ سیاہ رو بود اسی اندھیرے مین پلٹ کر دیکھا بران شمشیر زن کی زبان مین سوزن ہی جلاد
سر پر تلوار کھینچے کھڑا ہی ایک طرف عمرو و ایرج وغیرہ مسلسل و مطوق ہین سبکے سر پر جلاد تلوارین کھینچے
ہوئے کھڑے ہین امیر جلادون پر تلوار کھینچکر جا پڑے بران کی زبان سے سوزن نکالا ایرج
وغیرہ کے اوپر عکس لوح کا ڈالا بران نے رہا ہوتے ہی بہت سے سنگریزے مٹھی مین

اُٹھائے ساحرون پر پتھر برسنے لگے ہزار ہا کے سر پھٹے ایرج نے قید توڑی خواجہ عمرو رہا ہوئے
امیر نے جلادون کو مارا ادرین ملکہ گین بران کو جوڑتے دیکھا انھین چار ہوئین بران پر پرواز پیدا
کرکے بلند ہوئی ایرج نے بہ نگاہ یاس دیکھا یہ بھی بران کو یقین کامل ہوا کہ صاحبقران کے
پاس لوح طلسمی موجود ہی علاوہ لوح کے صاحب اسم اعظم ہین ان پر کیا سحر تاثیر کریگا ایرج
کب کوئی قتل کرسکیگا لڑتی بھڑتی سحر کرتی ہوئی نکل گئی صاحبقران نے لوح کو گردش دی
عمرو نے بھی حقہ ہائے آتشبازی داغے ایرج نے بھی تیر و تفنگ سے کئی ساحر مارے نیلم و فیلم بھی
لڑرہے ہین لوح طلسمی جو چمکی ساحر نابینا ہونے لگے نہیب شمشیر صاحبقران سے منہ کے بھل زمین
پر گرے سحر کرنا بھولے سینکڑون کی موت مارے گئے اختر گھبرائی ہوئی ہے کہ طلسم کشا یہانتک کیونکر
پہونچے ایک دفعہ زخمی ہوچکی ہی دور سے سحر کررہی ہے قریب نہین آتی دیکھ رہی ہی کہ صاحب لوح
صاحبقران ایک طرف مصروف جنگ و جدل ہین کبھی ایرج کو بچایا کبھی ہمراہیان
ایرج پر سینہ سپر کردیا خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوئے تماشہ دیکھ رہے ہین جب کوئی بڑا ساحر مرکر گرتا جھپٹکے
اسکے قریب پہونچے لباس اتار لیا لاشہ کیا ساحر کا برہنہ رہگیا دیکھنے والے حیران ہین لاشے ساحرون کے
برہنہ کیونکر ہوجاتے ہین ہزار ہا ننگ خاندان ننگے پڑے ہوئے ہین اختر نے سحر کرکے زمین کو ہلادیا مگر
صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا امیر اسی کی فکر مین صفونکو درہم و برہم کر رہے ہین ہزار ہا ساحر
مارے گئے جاتے ہین لڑتا ہوا قریب اختر کے پہونچون اختر قریب نہین آتی بھاگی بھاگی پھرتی ہے ساحرون پر
پڑتا کہتے ہین ارے حمزہ کو مارو ایک شخص کو گرفتار نہین کرسکتے بعضے جلے ہوئے جواب دیتے ہین تم آگے
ہوئے شیر کو کیونکر گرفتار کرین ہمارا پنجہ قابو نہین ہوتا کس جرات و شوکت سے صاحبقران لڑرہے
ہین پشت و پہلو سے ہوشیار بڑی بڑی مقامات پر جنگ مغلوبہ پڑی صف لشکر دشمن سے آگے دلاوری سے بڑھے
جب صف دشمن پر پہونچے افسر ہی کو تاک کر مارا صفونکو بے سردار کردیا دم بھر مین میدان کارزار
لاشون سے بھردیا ہنگامہ قیامت برپا ہی شیر بیشہ عربستان کس لطف سے لڑ رہے ہین ساحرون کو درہم برہم
کرکے قریب اختر کے پہونچے تھے کئی افسران زبردست جو سامنے اختر کے علف شمشیر آبدار ہوئے لاشے
اُٹھکے تڑپے اختر گھبرائی تخت پر سوار ہوکر بھاگی نعرہ کیا یارو ٹھہرو کے نکل کر جب یہ جوان قلعہ
طلسمی مین آئیگا سمجھا جائیگا وہ علامتہائے سخت صعب ہین کہ ارسطو بھی تنگ ہوگا یہ کہتی ہوئی اُترتی تخت

نکل گئی عقب میں اسکی ہزار ساحر بھی چلے لڑائی باغ کی فتح ہو گئی ایرج کو صاحبقران نے گلے سے
لگایا عمرو سے تمام کیفیت پوچھی کہ خواجہ تم یہاں آکر کیونکر پھنسے عمرو نے تمام حال مصیبت مآل اپنا بیان
کیا اُس باغ میں اور ہزارہا بندگان قید تھے انکو امیر نے رہا کیا اُس باغ ہی کے دروازے پر بارگاہ
استادہ کرائی اس باغ میں اسباب بھی بہت کچھ نکلا بارہ ہزار جانان بیگناہ شاہ و شہریار زادی قید تھے
وہ سب دائرہ اسلام میں آئی بفتح و ظفر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے ایرج وغیرہ کی زخم دوزی
کی بعد فراغ نماز مغرب مع مصلاح خواجہ عمرو لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمایا صاف صاف مرقوم تھا کہ
اے فتاح طلسم اسی سیار این عجائبات مرحلے تو فتح ہوئے اب فتح قلعہ طلسمی باقی ہے اُسی جنگ میں اگر کوئی
تحفہ بھی کامل دستیاب ہوگا کہ جسکی بزرگی سے خورشید روشن تن بتیاب ہوگا صاحبقران نے
سرداران ایرج سے فرمایا صبح کو لشکر تیار رکھنا اب کو قلعہ طلسم اختریہ پر پہونچا میں بخیر و عافیت تمام لشکر میں
پہونچکر سنین معلوم لشکر پر کیا گذری نور الدہر فرزند صبوری نے قیامت برپا کی ہوگی اکثر پہلوانان مطیع اسلام
ہوئی انکی زبانی دریافت ہوا کہ لشکر میں آپکی بڑا تلاطم ہے روز طبل جنگی بجتا ہے فرزند صبوری نور الدہر میدان کارزار میں
نکلتے ہیں جس سردار کو گرفتار کرکے لیجاتے ہیں سامنے خورشید روشن تن کے جا کر وہ سجدہ کرتا ہے فرامرز عاد
مغربی و جمہور بہرام و مبدل اصفہانی وغیرہ کو دو دو دن میں لڑکی نور الدہر فرزند صبوری نے زیر کیا ہے
یہ سبب اطاعت خورشید میں حاضر رہتے ہیں بلکہ شرکت جنگ کہتے ہیں یا خداوند مغلوبہ کا حکم دیجئے کہ بادشاہ
لشکر اسلام کو پکڑ لائیں بارگاہ وغیرہ چھین لیں فرقہ باغیان کا سامنے رہنا مناسب نہیں ہے خورشید خود بھی
تامل کرتا ہے ان سبکو یہ جواب دیتا ہے ای بندگان حق قدرت چاہتی ہیں کہ بندگان منصوب آپسمیں صلاح کرکے
بخوشی چلے آئیں ورنہ تم سبکو حکم دونگا کہ سبکو گرفتار کرکے لے آنا بادشاہ لشکر اسلام آج کل بڑی مصیبت
میں ہیں دن بھر میدان کارزار میں رہتے ہیں شب کو جفائے انتظام سہتے ہیں یہ خبر وحشت اثر
سنکر صاحبقران بہت بیقرار ہوئے فرمایا کہ خواجہ تمنے یہ حال مصیبت مآل سنا میرا جی چاہتا ہے
کہ رات ہی کو کوچ کروں قلعہ طلسم اختریہ کو فتح کرتا ہوا اپنی لشکر میں پہونچوں یہ تو میرے دل کو
یقین تھا کہ خورشید روشن تن بڑا شعبدہ باز ہے نہایت مکار و جعلساز ہے جن سردار و ممکان صاحبوں نے
نام لیا اگر وہ سب شریک ہوگئی ہونگے تو بادشاہ کا کیا حال ہوا ہوگا یہ سرداران صف شکن جوانان
تیغ زن جان لشکر اسلام جب بلوہ کرینگے کون جواب دیگا بروقت نماز صبح لشکر تیار کرنا کہ ہم بہ تعجیل تمام

مہم قلعہ طلسمی سے فراغت کرکے اپنے لشکر مین پہونچا مین عمرو بھی یہ خبر سن کے بیتاب ہوگیا وہ جب صاحبقران
نے تڑپ تڑپ کے بسر کی بوقت سحر سلاح جنگی سے آراستہ ہوکر بارہ ہزار جوان جو ہمراہ مین بارگاہ بھی لی دائی
قصد ہوا کہ بڑھین کہ صحرا سے گرد اڑی فولاد روئین تن معہ تین لاکھ فوج فرستادہ خورشید بڑے زور شور سے
آکر پہونچا مقابلے مین صاحبقران کے اُترا صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ مین بحکم خداوند آپ کے
روکنے کو آیا ہون یا اطاعت کیجیے یا آمادہ حرب و پیکار ہوجیے صاحبقران مجبور لاچار
واسطے بادشاہ کے اشکبار و بیقرار مقابلے مین فولاد روئین تن کے اُترے دن تڑپ تڑپ کے تمام
ہوا شام کو فولاد بدانجام نے طبل جنگی بجوایا صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی امیر نے بھی جواب مین نوازش
طبل کو حکم دیا رات تیاری مین بسر ہوئی صبح کو مقابلہ فولاد مین آئے فولاد معہ تین لاکھ فوج بڑے کروفر سے
میدان مین آکر پہونچا صفوف قتال و جدال آراستہ و پیراستہ ہوئین نقیب شعار عبرت آمیز پڑھ کے
ہٹے فولاد گینڈے کو ٹھکرا کے میدان کارزار مین آیا لاف و گزاف کرکے آواز دی جسکو تمنا مرگ
کی ہو ما بدولت کے مقابلہ مین آئے روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج مستعد
جنگ ہوے امیر صاحبقران نے گلے سے لگایا اور بعد شفقت فرمایا اے نور نظر تمنے سنا کہ لشکر پر
کیا بدعت ہی کہ سب ہمارے سرداران نامدار خورشید مکار کے شریک ہوگئے زبانی ان لوگون کے احوال
معلوم ہوا مین چاہتا ہون جنگ کو طول نہو بتعجیل تمام اس فولاد بدانجام سے مہلت حاصل کرون اپنے
لشکر مین پہونچون دیکھون تقدیر کیا دکھاتی ہے رہ رہ کے طبیعت گھبراتی ہے تم حفاظت لشکر کرو اس
روئین تن سے مین مقابلہ کرون بعنایت پروردگار بہت جلد شکست دون ایرج نے دست بستہ عرض
کی کہ غلام کے ہوتے مناسب نہین ہے کہ حضور ہر کس و ناکس سے مقابلہ کرین اب مین قصد کرچکا
انشاء اللہ تعالے بہت جلدی کردونگا ناچار صاحبقران نے اجازت دی ایرج نوجوان مرکب
بادرفتار کو اُڑا کر سامنے فولاد روئین تن کے آئے بعد پرسش نام و نسب
نیزہ چلنے لگا صاحبقران ملاحظہ فرمارہے ہین کہ ایرج نوجوان تعلیم کردہ
مہتر مہتران بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے یہی چاہتا ہے کہ بہت جلد
نیزہ لگا لون ممکن نہین ہوتا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر
ایرج نے نیزہ اسکا ہوائی کیا فولاد روئین تن نے تلوار کھینچی ایرج پر ہاتھ

مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا سر کو بچا کے کمر پر ہاتھ مارا فولاد روئین تن نے بخوف تلوار کو جسم
پر لیا چونکہ روئین تن ہے تلوار نے تاثیر نہ کی صاحبقران ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ایرج نوجوان نے کمر کو بچا
سر پر ہاتھ مارا سر کو بچایا جھکائی دیکے شانے پر ہاتھ مار دیا بخوف وہ بچیا اپنے جسم پر تلوار کے وار
لے رہا ہے بیغیرت کا جسم نہیں کٹتا جب پانچ سات وار کر کے عاجز ہوا بازو کو بچا کے کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا قصد کیا تلوار چھین لوں کمر میں ہاتھ دیکے اٹھا لوں فولاد لپٹ پڑا دونوں جوان
زمین پر کودے کشتی ہونے لگی صاحبقران ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ایرج نے کشتی میں فولاد
روئین تن کو دنگ کر دیا وہ بھی جانبازی کر رہا ہے کسی پر کمی نہیں کرتا تمام دن کشتی میں تمام
ہوا دن قلیل باقی رہگیا ایرج ہر مرتبہ فولاد روئین تن کو ریل کے لے دوڑتا ہے چاہتا ہے
زیر کروں مشکیں باندھ لوں وہ بھی روئین تن پہلوان زبردست ایک مقام پر فولاد روئین
تن ایرج صف شکن کو ریل کر کے دوڑا پانچ یا سات قدم تک لایا وہاں پر فولاد کو ایرج
نے چاہا ریل کر کے دوڑ دوں فولاد نے بھی رک کر زور کیا ایرج نے دونوں پاؤں بڑھائے دبائے
روش خانہ تھا ایرج کا کولا اتر گیا صدمہ سے شاہزادہ بیہوش ہوا اس نامرد نے کچھ خیال نہ کیا
ایرج کو باندھ لیا یہ کہتا ہوا پلٹا اسکو جا کر قتل کروں کل حمزہ سے بھی سر میدان سمجھونگا
مع اپنے لشکر کے پلٹ گیا صاحبقران رنجیدہ اپنی بارگاہ میں آئے خواجہ عمرو سے فرمایا
خواجہ جا کر ایرج کی خبر لاؤ وہ کہہ گیا ہے کہ میں قتل کرونگا ایسا نہ ہو آفتاب آسمان قاسم نوجوان
ہمزہ والا ہے تو میں کیا منہ دکھاؤنگا عمرو نے ہرکارے بھی روانہ کیے بیقرار ہو کر خود بھی واسطے خبر
لینے چلا یہاں فولاد نے آتے ہی ایرج کو مسلسل و مطوق کیا پہلوانوں سے کہا اس جوان
کو لا کے بٹھلاؤ ہم سر دربار سمجھیں گے اگر تصویر خداوند خورشید روشن تن کو سجدہ کیا جان بخشی ہے
ورنہ ابھی قتل کرونگا پہلوانان فولاد ایرج کو مسلسل کر کے سامنے فولاد کے لائے ایرج نے بطریق
اسلام سلام کیا فولاد بہت بگڑا کہا او مسلمان مابدولت کے سامنے نام خدائے نادیدہ لیتا ہے میں نے
تجھکو کیونکر زیر کیا ایرج نے کہا او مکار میرا کولا اتر گیا تو گرفتار کر کے لے آیا کیا منہ لیکے سوال
مذہب کرتا ہے فولاد نے کہا اور زیر کرنا کسے کہتے ہیں میرے زور سے کولا اترا اگر اطاعت نہ کریگا
ضرور قتل کرونگا ایرج نے کہا او نامرد تیری کیا مجال ہے میں تو خورشید روشن تن پر لعنت

کرتا ہون جو پہلوان سر زنجیر تھامے ہوئے کھڑا تھا فولاد نے کہا کہ اس زبان دراز کو سزا نہین دیتا
اُس بیحیا نے زنجیر پر جھٹکا مارا کہا کیون او بدزبان خاموش نہین رہتا بمقدمہ قدرت کلمات سخت کہتا
ہی ایرج کو نہایت غصہ آیا زنجیر تھام کر ایک جھٹکا مارا وہ منھ کے بھل زمین پر آیا ایرج نے ہتھکڑی ماری
کہ سر اسکا پھٹ گیا لینا لینا کا ہلڑ ہوا ایرج نے غصہ مین قید توڑ ڈالی ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی
نعرہ کر کے لڑنے لگا فولاد بھی اپنے مقام سے اُٹھا آواز دی اس سرکش کو مار لو ایرج سر برہنہ
پا پیادہ فولاد سے مصروف جنگ ہے لاش پر لاش گرا دی ہے تلاش ہے کہ بڑھکر فولاد کو ماردن چہار
جانب سے ایرج پر بلوہ ہے غرض بیشہ صاحبقرانی بڑے شوکت و شان سے جنگ کر رہا ہے ہرکارے لشکر اسلام
کے جو بارگاہ فولاد مین برائے خبر آئے تھے یہ حال پر ملال دیکھکر بھاگے افتان و خیزان حیران و
پریشان سامنے صاحبقران کے آئے عرض کی حضور جلد سوار ہون ایرج نے بارگاہ فولاد مین قید
توڑ ڈالی اُس یکہ و تنہا پر تین لاکھ فوج کا بلوہ ہے ایسا نہو کہ دشمن اُنکے قتل ہو جائین یہ خبر وحشت اثر
سُنکر صاحبقران بیتاب ہو گئے کلیجہ تھام لیا قبضہ تیغہ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا آہ کا نعرہ کر کے
پشت مرکب پر سوار ہوئے سرداران ایرج نوجوان یہ حال اپنے آقا کا سنکر بہ تعجیل اُٹھے طرف لشکر فولاد
چلے یہان ایرج نوجوان لڑتا بھڑتا بیرون بارگاہ فولاد آیا لشکر فولاد مین قرنا ہوئی تین لاکھ
نامرد تیار ہوئے گرم نبردی ہوگئی ایرج اس مجمع روباہ مین شیرانہ لڑ رہا ہے فولاد روئین تن گینڈے
پر سوار حیرت سے دیکھ رہا ہے تعریفین کرتا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے کیون او نامردو یہ جوان
یکہ و تنہا تین لاکھ فوج سے مصروف جنگ ہے کیا یہ نہین ہو سکتا کہ اکیلے کو گرفتار کرو یہ آرزو ہے
کہ یہ زندہ گرفتار ہو اپنا رفیق بناؤن اپنے لشکر کا بادشاہ کرون یہ ذکر تھا کہ نعرہ صاحبقرانی کی آواز
آئی شیلم زنگی و فیلم زنگی وغیرہ تلوارین کھینچے ہوئے پہونچے اپنے آقا کو جو مجمع فوج مین گھرا ہوا دیکھا سینے
سپر کر دئیے صاحبقران لڑتے بھڑتے طرف فولاد روئین تن کے چلے اتنی مہلت
جو ایرج نے پائی کئی مرکب مارے گئے سوارون کو مار کر پھر گھوڑا لیا سر پر
خود نہین زرہ بھی جسم مین نہین ہے چہار طرف سے تلوارین پڑ رہی ہین ایرج ہمہ تن چشم
بنا ہوا اُسی آن بان سے لڑ رہا ہے جس پہلوان نے بڑھ کر ٹوکا بے تکلف جا پڑا اُسنے
ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ دیکر اوس خود سر کو

تماشں زمین سے اٹھایا ہاتھ پر تول کر طرف آسمان کے پھینکا جو رنگ ہوائی قلم کیا فولاد رویین تن
ایرج صف شکن کی جرأت پر ہر مرتبہ جھوم جاتا ہے خود تعریفیں کر رہا ہے اسی حسرت میں ہے کہ اس جوان کو
زیر کرکے اپنا رفیق بناؤں پسران حمزہ کو ایسا میں نے جانا تھا جامۂ جرأت و شوکت میں لیاقت انکے جسم کیواسطے
قطع ہوا صفت جرأت ایرج میں مصروف تھا کہ صفیں ہم و برہم ہوئیں دیکھا صاحبقران مانی گیر
زور شور سے آگے لڑے پہلوانوں نے راستے دیدیے بھگدڑ پڑ گئی نعرہ شیر کی صدا سنکر روباہ بھاگنے لگے
فولاد کے ہوش اڑ گئے کہ یوتا تیغ زن داصف شکن جرأت میں کوئی انکا ہم نبرد نہیں ہے دل سے یہ تمنا
کرتا ہوا یہ حوصلہ تو نہ پڑا کہ صاحبقران کے مقابلے میں جائے ایرج کو تنہا پاکر جا پڑا جانتا ہے کہ یہ شیر
دو چار زخم بھی کھا چکا ہے خود زرہ بھی سر پر نہیں ہے خبردار خبردار کہکر قریب پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا ایرج
نوجوان جان چکا ہے کہ یہ پہلوان رویین تن ہے تلوار کو نہیں مانتا سینہ سپر کرکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کے تماشں زمین سے فولاد رویین تن کو اٹھالیا
پھر پر چرخ دیتے ہوے سامنے صاحبقران کے لائے صاحبقران نے فرمایا اے نور نظر اسکو
چھوڑ دو یقین ہے اپنی حرکات پر منفعل ہوا ایرج نے چھوڑ دیا فولاد قدموں پر
گرا اور کہا کہ خورشید روشن تن نے یہ کہکر مجھکو بھیجا تھا کہ حمزہ مرحلہ جات
طلسم اختریہ فتح کرتا ہوا آتا ہے تم جاکر گرفتار کر لاؤ ساحروں کا سحر بہ سبب لوح کے
تاثیر نہیں کرتا یہ بھی وہ جانتا تھا کہ میں جس لڑائی پر گیا اسکو فتح کیا تلوار میرے جسم پر
تاثیر نہیں کرتی مگر اس شیر دلیر نے مجکو بہ مردی زیر کیا آرزوے دلی ہے کہ غلام کو حلقہ
بگوش بنایئے کلمہ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایئے عمر بھر غلامی سے گردن تابی نکرونگا
صاحبقران نے کلمہ پڑھایا فولاد رویین تن بصدق مسلمان ہوا اہالیان فوج سے پکارا
کہ او ازدہی میں نے خورشید روشن تن پر لعنت کی اطاعت صاحبقران صدق دل سے
قبول ہوئی سعادت دارین حصول ہوئی جسکو میرا ساتھ دینا منظور ہو میرے پاس چلا آئے ورنہ
اس شعبدہ باز کے پاس جائے کئی ہزار ساحر آپس میں کہنے لگے فولاد رویین تن نے برا کیا
خداوند خورشید روشن تن ایسی بلا نازل کرینگے کہ انسکو جان بچانا مشکل ہوگا جو خداوند
خورشید روشن تن کو سجدہ کرے وہ اطاعت خدائے نادیدہ کیوں کرے تمام مسلمان شریک

خداوند ہو رہے ہیں کئی سو پہلوانان صاحبقران نے قدرت کو سجدہ کیا اب بادشاہ اسلام کے ساتھ
چند سردار چند تاجدار باقی رہ گئے ہیں دو چار دن میں طبل قہاری بجیگا بادشاہی بدل و جان اطاعت
کرینگے فولاد مسلمان ہو گیا بہت برا کیا چند کس تو یہ کہتے ہوئے نکل گئے باقی سپہ اسپان فولاد
نے بدل و جان اطاعت کی صاحبقران تو بارگاہ میں چلے آئے ایرج نوجوان و فولاد رد مین تن
و خواجہ عمرو انتظام لشکر میں مصروف ہیں اپنے سرداران زخمی کو اٹھوا رہے ہیں کہ آسمان سے
ایک ابر سیاہ پیدا ہوا سر لشکر پر آ گیا وہ ٹکڑا ابر پھٹا ایک ساحرہ آگری آ گئے پشت پر چالیس جادوگر
اس ساحرہ نے آتے ہی نعرہ کیا منم سرہنگ جادو فرستادہ خداوند خورشید روشن تن او فولاد
رد مین تن قدرت نے مجھکو اسیواسطے بھیجا تھا کہ اگر مسلمان ہو جا قدرت نے طلب فرمایا ہے سامنے
قدرت کے سزا کا کال ہو گی اس زور شور سے وہ ساحرہ گری کہ زمین تھرا گئی عمرو ایسا تیز رفتار
بھاگ نہ سکا ہر سے کوئی تے اسے عمرو بھی کیا ایرج صف شکن فولاد رد مین تن عمرو عیار فن کو گرفتار کر لیا
لشکر میں حاضر ہوا اعا صاحبقران دوڑے ایک ساحرہ نے آکر ایرج و عمرو و فولاد کو پکڑ لیا
لئے جاتی ہے یہ لشکر صاحبقران دوڑے بیرون بارگاہ آ کر دیکھا کچھ لوگ بیہوش ہو گئے چند لوگ
مر گئے پڑے ہیں سرہنگ تڑپکر مثل برق کڑا کی ان تینوں کو لیکر نکل گئی صاحبقران حیران
و پریشان فرماتے ہیں فلک کجرفتار کیسے کیسے مجھے دیتا دیکھوں اس سرحد میں کیا ہوتا ہے ہمدم نے
صدمے پہونچتے ہیں ایرج و عمرو کو ساحرہ لیگئی اب ان کو کہاں تلاش کروں شکایت کا وہ حال
پر ملال سنانا روے رفتن نہ راہ ماندن یہ فرما کر اسی وقت لشکر تیار کیا بہ ہدایت لوح سمت
قلعہ طلسمی دو منزلہ کرتے ہوئے چلے سرہنگ جادو وا ایرج عمرو و فولاد کو تخت پر ڈال کر
پچھلی دس کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی لکہ ابر بھی نمایاں ہوا سمر شاہ جادو ملازم
خورشید روشن تن شکار کھیلنے صحرا میں گئی تھی وہاں قاسم نوجوان جستجو میں اپنے فرزند کی
پھر رہے تھے سمر شاہ جادو نے عاشق ہو کر صحرا میں گرفتار کر لیا ہر منزل پر مشورتی ہے اس امید پر
کہ اس جوان سے وصل حاصل کروں سرہنگ کو جاتے ہوئے دیکھا پوچھا بوا کہاں سے آتی
ہو سرہنگ نے تمام کیفیت بیان کی کہ قدرت نے برائے گرفتاری فولاد رد مین تن بھیجا تھا
میں نے جا کر عمرو و ایرج و فولاد کو گرفتار کر لیا تم کہاں سے آتی ہو سمر شاہ نے کہا بوا

مین شکار کھیلنے گئی تھی صحرا مین جاکر خود شکار ہوئی نبیرۂ حمزہ قاسم نوجوان مصروف شکار تھا اس
ظالم پر مائل ہوئی روز اس ظالم کو سمجھاتی ہون نہین مانتا آج تم بھی چلکر ہمارے باغ مین اُترو ایک
ہی جگہ پر ہم تم سب ٹھہرین اس سرکش کو سمجھاؤ شاید یہ آہوے وحشی رام ہو اگر سامنے قدرت کے لیجاؤنگی
بلا تکلف سجدہ کریگا وہان ہنگامہ عظیم برپا ہے چار سو سرداران حمزہ نے قدرت کو سجدہ کیا اب
قدرت نے ایک ہفتہ کی بادشاہ کو مہلت دی کہ صلاح کرکے سجدہ کرو اب جسدن طبل جنگی بجیگا کوئی
مسلمان زندہ نہ بچیگا یہ کہکے سرشار جادو نے سرہنگ کو اپنے ساتھ لیا وہین صحرا مین
سرشار کا باغ تھا اندر باغ کے اُتری سرہنگ نے ایک کوٹھری مین عمرو و ایرج و فولاد کو
مسلسل کرکے قید کردیا کنیزونکو حکم ہے جلسہ عیش و نشاط آراستہ کرو شراب و کباب مہیا ہو قاسم
کو سمجھاؤ میرا وصل قبول کرے ورنہ صبح کو قتل کرونگی مین نے بڑے صدمے اُٹھائے اب مصیبت شب فراق نہین
اُٹھا سکتی جلسہ تو فوراً آراستہ ہوا کنیزان سرشار قاسم نامدار کو سمجھا رہی ہین اے جوان ایسے
معشوق کو قبول نہین کرتا ابھی پوری جوان بھی نہین ہے آپ سے بھی کم سن ہین دولت کونین
تیرے واسطے مہیا کرینگی سحر تعلیم فرمائینگی کوئی دنیا مین تجھسے آنکھ نملا سکیگا زور تو اصلی ہے سحر بھی سیکھ
لینا پہلوانان عالم کو شکست دینا مشیر قدرت خداوند کہلاتی ہین جب قدرت کو معلوم ہوگا
کہ ملکہ سرشار کا یہ جوان شوہر ہے سب پہلوانان حمزہ کا یہ سالار کرینگے اب مسلمانون پر زوال ہے
صرف ایک جنگ اور باقی ہے قاسم اُن کنیزون کو گالیان دیتا ہے شگوفہ نامی کنیز سرہنگ پھرتی ہوئی
قریب اُس کوٹھری کے آئی جہان خواجہ قید مین تھے عمرو نے اشارہ سے شگوفہ کو بلایا کہا بوا ادہر یا کی
آؤ شگوفہ ہنستی ہوئی قریب آئی کہا او تلنگے تو کس جرم پر قید ہوا اُٹھنیکے لائق تو تو نہین ہے عمرو نے
کہا بوا مین باورچی کا نوکر ہون دیگ شوربون مین کھیر پکانے کا حکم علاوہ ٹیڑھی کھیر تھی گویا میرے قید کی تدبیر
تھی کھیر جل گئی اب ملکہ سرہنگ اسکی قیمت مانگتی ہین فرماتی ہین تجھے قتل کرونگی حضور مین محتاج نہین
ہون کون ایسا مرد آدمی ہوگا کہ جسکے پاس دو چار ہزار کا اثاثہ نہو مجھے بھی اضرت ہے انہون نے میری اشرفیان
دیکھ پائین پہنچتی ہین ذرا دمکا کی چھین لون اب صبح کو تلاشی لینگی میری اشرفیان تم اپنے پاس رہنے دو
جب رہائی پاؤنگا تمسے لیلونگا آدھا تم لینا سب لینے کا ارادہ نکرنا شگوفہ ہنس پڑی کہا کیون ای
نکھٹو دیکھیو تو ہمارے ساتھ مسخراپن کرتا ہے مین تیری اشرفیان لیکے بازار مین بند کر کے رکھونگی جسوقت

مانگیگا میں فوراً دیدونگی یہ کہکے بی شگوفہ بیٹھ گئیں قیدی دل سے کہتی ہے قیدی کی بات کی کون سماعت کریگا
مفت کا مال ملتا ہے کہا ارے لاکتنی اشرفیاں ہیں میں نے بھی ذکر سنا تھا کہ دیگ شو کی اشرفیاں
چھین لینگے محتاج کی گردن میں ہاتھ دینگے عمرو نے کہا بہو اور استھکڑی نکال دو ہاتھ مت ادین
آئیں تو اشرفیاں نکال دوں شگوفہ سوچی میں سحر جانتی ہوں یہ حقیر سمجھ کے کیا ان دنا ہتکڑی
نکالی ہنستی بھی جاتی ہیں باتوں میں دم بھی دیتی ہیں فرماتی ہیں ارے دیگ شو کچھ انا نہیں میں اشرفیاں
لیکر کیا کرونگی اگر تو قتل ہو جائیگا تیرے گھر بھیج دونگی سفارش کر کے تجکو قید سے بھی چھڑوا دونگی
مجھے تیرے حال پر رحم آگیا جب عمرو کی ہتکڑی نکلی کہا دیکھو تو اے شگوفہ تمہاری ساتھ
والیاں ادھر دیکھ رہی ہیں شگوفہ ہٹی عمرو نے حلق ہاے کمند گلے میں ڈال دیے حباب
بیہوشی مار کر بیہوش کیا اپنی ہتکڑیاں بیڑیاں بی شگوفہ کو پہنائیں گلے میں کمند [illegible] دیا
بہ شکل شگوفہ ہنستے ہوئے باہر نکلے دیکھا جلسہ شراب و کباب آراستہ ہے سرشار و سرہنگ
مسند پر بیٹھی ہیں کنیزیں قاسم کو سمجھا رہی ہیں بہ سبب پریشانی سرشار وہ دور شراب بھی معطل
ہے شگوفہ ہنستی ہوئی سامنے سرشار کے آئی کہا کیوں واری یہ ظالم شاہزادہ قاسم آنکھوں میں
قبول کرتا ہیں ابھی راضی کیے دیتی ہوں سکو پٹا لیجیے ابھی راضی کر کے قدموں پر گرا دونگی سرشار نے
خوش ہو کے کہا اے شگوفہ تیرا بڑا احسان ہوگا تین راتیں مجھپر تڑپ تڑپ کے گذری ہیں آب و
دانہ ترک رہا اسی واسطے بو اسرہنگ کو بھی بھیجا کہ لطف سے جلسہ آراستہ ہے کنیزیں
سب ہٹ گئیں بی شگوفہ نقلی نے آکر قاسم کا ہاتھ تھاما کہا کیوں رے مردوے تو کیسا
جوان ہے ملکہ سرشار ایسی معشوقہ کو نہیں قبول کرتا میاں بڑا مرتبہ پاؤ گے سرشار کے شوہر
بدمست کہلاؤ گے قدرت طرہ بے تمیزی عطا فرمائیگی کل پہلوانوں کا سردار بناؤ گے قاسم نے
جھلا کر جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتی ہے ہم روز اول جواب دے چکے کیوں نہیں قتل کرتی خورشید
روشن تن کون مسخرا ہے انشاء اللہ اسکو بھی قتل کرینگے اسکی بربادی کا وقت قریب آیا لشکر اسلام سے
مقابلہ کیا مثل لقا کے یہ بھی دربدر خاک بسر ہوگا عمرو نے باتیں آنکھ کا تل دکھایا کہا او دیوانے بیوقوف
سمجھا کیا ہے کسی ساحرہ کو جاہ و جلال دکھانا اسرسے حماقت ہی میں آپہونچا صرف زبان سے کہدو کہ میں
راضی ہوں جو ملکہ شگوفہ فرمائینگی وہی کرونگا میں ابھی ان سبکی گردن اڑوا دونگا تمہارا فرزند ایرج نامدار

بھی قید ہے قاسم نے حجاب سے سر جھکا کر کہا چھوٹے دادا جان یہ کلمات میری زبان سے تو نہ نکلیں گے
خواجہ عمرو ہنستے ہوئے سامنے سرشار کے آئے کہا واہ بی سرشار نہ خود تمھارے نام پر جان دیتا
ہے صاحب حسب و نسب نبیرہ صاحبقران ابتدا سے بدعت کرنا شروع کر دیا وہ بھی مرد ہے ضد ہو گئی
اب بلا کر اوسکو پہلو میں بٹھاؤ شراب کباب کا چرچا کرو ناچ گانا بھی ہو فوراً راضی بھی ہو جائیگا سرشار ہنس
ہو گئی قید سحر سے قاسم کو رہا کیا مسند پر جگہ دی ساقیان سیمیں ساق مطربان خوش آواز جام و سبو
لیکر حاضر ہوئے شگوفہ خود بیٹھ گئی کہا واری ایک غزل میں گاؤں شراب بھی میں ہی پلاؤں
پھر لطف حاصل ہو یہ کہکر بی شگوفہ بیچ صحبت میں بیٹھیں باباؤن چھیڑا سیدھا سیدھا ٹھیکہ
بجانے لگیں گٹکری و الاپ کرکے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

تو یہ کبھی ہی یہ گر گئی اثر کیا ٹوٹ ٹوٹ کر
بیٹھا ہی بس ان تمہارا ہجو یہی کر کے میکشی
آباد تم نے دل کو کیا مجھکو لوٹ کر
کیا جانوں دل کا حال کہ فرقت میں بھلگئے
گویا کہ لیگیا کوئی محفل کو لوٹ کر
اشعر یہ آنسو نکلا کتنا فراق میں
یہ کچھ لگا کہ دل کیسا ہی اپنی پھوٹکر
ہر چند و بستہ بھی سچ گلشن میں باغبان
تو اسکو داستان سمجھ یہ سچ کو جھوٹ کر

منہ دیکھی تھا امیر خون کہ نہ ہو جائے رائیگان
کیا کیا ٹپکا ہے اسکو منہ ٹوٹ ٹوٹ کر
حیرت ہے میرے اختر بخت سیاہ کو
بہتر ہے آبلے میرے سینے میں پھوٹ کر
امداد پور ہی کچھ اے اضطراب دل
آنکھوں میں کچھ گیا کوئی الماس کوٹ کر
مژگان کی کھٹک کی ... دل نے ... وقت
وہ دن تو ہو کہ مرغ قفس سے چھوٹ کر

مدت کے لیے منہ سے لگی ہے جو چھوٹ کر
اک شب یہ ہاتھ سے قاتل کے چھوٹ کر
فتنے ... لیکے دیا داغ آرزو
کیونکر گہن سے چاند نکلتا ہے چھوٹ کر
ساقی کی جانے ہی نہ قدح تھا نہ بوتلیں
جھگڑا نہ کچھ لگا ہے کہ پھر سانس ٹوٹ کر
لکھے نہیں قلم کے نقطہ اشک نا ...
نشتر کی نوک سے لگی شریان میں ٹوٹ کر
... سرگذشت جوانی کہی ...

اس لطف سے یہ غزل گائی سرشار مست جام محبت مبہوت ہو گئی
محفل میں صدائے احسنت و آفرین بلند ہی سرشار نے خود کہا شگوفہ آج تو تو نے نیا گل کھلایا
خوب گانا سنایا شراب کا انتظام بھی ہے تجھی کو دیا بلاؤ گلابیاں کنیز محفل میں لاؤ بہت خوب
کہکے خواجہ اُٹھے میخانہ میں خوشی خوشی پہونچے شراب میں بیہوشی ملائی سبکو تقسیم کرنا شروع
کیا یہ جو پکار کے کہا حکم ملکہ سرشار جادو ہے آج سب جی بھر کے شراب پئیں مالک کے کلام کی تاثیر
ظاہر ہو ساتھ والے سرہنگ و سرشار کے دوڑے گلابیاں قرابے بوتلیں تقسیم ہونے
لگے ملازمان سرہنگ و سرشار پینے لگے پیتے ہی تاثیر نمک سرکاری ظاہر ہوئی کوئی چمن

مین پڑا لوٹ رہا ہی کوئی لڑکھڑا کر گرا جو بڑے رابط و ضابط تھے وہ چپ بیٹھے ہین اس فکر مین کہ نشہ زیادہ
ہوا اپنے گھر مین چلکر سو رہین محویت مین اٹھے دھن مین نشے کی جاتے ہین رہ رہ مین گانے کی عادی
ہین کوئی ٹھمری کسی رنڈی کی سنی ہوئی یاد آئی گاتی ہوئی چلے جب مقام گنکری کا آیا تان ماری
لڑکھڑا کر گرے ارے کھکے بیہوش سارے باغ مین ملازمان صرصر شمار دوڑتے پھرتے ہین چمن
ان نشے بازون سے بھرے ہوئے دو کہین گرے چار کہین گرے خواجہ نے چالیس
گلابیان مے ارغوانی سے معمور کین سلیقہ سے کشتی مین لگائین محفل مین لیکر آئے صرصر شمار خوش
ہوگئی کہا دیکھو شگوفہ کس سلیقہ سے شراب لائی ہی اب عمرو نے چند اشعار مضمون شراب کے
گائے جام بھر کے ہاتھ مین قاسم کے دیا کہا صاحب مجھے کیون اشارے کرتے ہو اپنے ہاتھ
معشوقہ کو پلاؤ قاسم نے اشارہ کیا مین تو اس ملعونہ کو اپنے ہاتھ سے نہ پلاؤنگا عمرو نے اشارے
سے کہا ابھی سب مکر ظاہر کردونگا مین تو اچھل کود کر نکل جاؤنگا تمھاری گردن لیگی پھر جان بچنی
قاسم ڈر گئے یہ خواجہ عمرو چالاک و بیباک ہین لاچار جام ہاتھ مین لیا لیکر پی گئے خواجہ عمرو
زہر مار کر رہے ہین صرصر شمار نے کہا ای شگوفہ بڑی دیر لگی بار ہوا آج تو تمنے بڑا احسان کیا دو بھرا
جام عمرو نے صرصر جنگ کو دیا قاسم سے کہا اب معشوقہ کو خلوت مین لیجاؤ یہان ہم سمجھ لینگے لاچار ہوکر
قاسم اٹھے صرصر شمار پہلے ہی جاکر خلوت مین بیٹھین خیال یہ کہ اب معشوق خود تھکا آتا ہی جام بادہ وصل سے
سیراب ہونگی کہ قاسم پہونچے عمرو نے جلسہ مین سبکو شراب پلائی دیوانی قاسم نے تنہا خلوت مین پہنچکر صرصر شمار
کے ایک گھونسا مارا کہ صرصر شمار کا سر پھٹ گیا یہان صرصر جنگ وغیرہ لڑکھڑا کر گرے تھے عمرو نے پہنچ
کر گلا گھونٹا پہلے صرصر جنگ کو قتل کیا اسباب محفل کا لوٹ رہا تھا بعد اُسکو برہنہ کرکے ڈالدیا صرصر شمار
سے ان جادوگرنیون کے ایرج و فولاد کو بھی ہوش آیا خرابی یہ ہی کہ بعد صرصر شمار کے اندھیرا ہوا تھا
بیا ایرج نے نکل کر قاسم کو دیکھا باپ کو سلام کیا قاسم نے گلے سے لگا لیا صبح ہوچکی تھی بعد
ہنگامہ عظیم آواز حق آئین کمشتی مرا نام من صرصر جنگ و صرصر شمار بود صد ہا بندگان خدا ایجنا
اس باغ مین قید تھے انکو بھی ایرج و قاسم نے رہا کیا عمرو نے تمام باغ لوٹ لیا نقش بورا
بھی نہ چھوڑا یہان کے قیدیون کو ساتھ لیا خواجہ عمرو ایرج و قاسم و فولاد و فرحان و
شادان طرف لشکر اسلام کے چلے عمرو نے زبانی صرصر شمار کے بربادی لشکر کی جو خبر سنی

تھی اب زبانی قاسم کو بھی دریافت ہوا کہ بادشاہ اسلام وکرب اسد و مقبل وغیرہ چند سردار
خدمت بادشاہ مین باقی رہگئے ہین نورالدہر و لندھور نے ہزار ہا کو زیر کیا جسکو زیر کرکے سامنے خورشید کے
لیگئے اُس نے اُس شعبدہ باز کو سجدہ کیا ایک ہفتہ کی اُس بیچاے نے مہلت دی تھی کہ اندر اس ہفتے کے صلاح
مشورہ کرکے شرکت کرو لشکر لقا اجتک زورون پر ہے ہر روز یہی قصد کرتے ہین کہ بادشاہ کو گرفتار
کریں شاپور و چالاک شاطران لشکر اسلام بادشاہ کو سمجھا کر پھیر لیجاتے ہین ابوالفتح
اندر بارگاہ خورشید روشن تن کے بیٹھے ہین چاہتے ہین کہ خدمت ساقی گری مین مشغول
ہوون اعوان و انصار اور خورشید سب ایکمرتبہ پکار اُٹھے یا خداوند یہ ابوالفتح اصفہانی
بھانجہ عمرو کا ساقی بنکر آیا ہے اسنے شراب مین بیہوشی ملائی آپ نوش نہ فرمایئے گا
بس خورشید نے غصے مین طرف ابوالفتح اصفہانی کے دیکھا اور کہا کیون اے بندہ مغضوب حضرت
کے سامنے یہ عیاری کی جلد سجدہ کر اتبک اپنے خداوند کو نہین پہچانا ابوالفتح نے اسیوقت خورشید
روشن تن کو سجدہ کیا اسیطرح چالیس عیار بھی اُسکے شریک ہوگئے ہین رات کو لشکر لقا کی حفاظت
کرتے ہین اگر یہان سے کوئی عیار لشکر کفار مین جاتا ہے وہ بھاگکر دوڑتے ہین کہ ان کو گرفتار کرلین
چالاک و شاپور کد و کاوش کر رہے ہین کہ ہمارا انکے سامنے کچھ زور نہ چلیگا حالات مصیبت
آیات لشکر اسلام جو عمرو نے زبانی قاسم کے سُنے ہوش اُڑگئے حیران تھا کہ یار و اسکا انجام
کیا ہوگا مگر اب جلد چلو لشکر مین چلکر شریک مصیبت بادشاہ ہوون قاسم نے حال صاحبقران
پوچھا عمرو نے تمام کیفیت فتح طلسم اختریہ کی بیان کی یہ بھی کہا کہ اب یقین ہے صاحبقران پہلے
قلعہ طلسمی پر جا بین اختر شکست مکھا اُسکے گئی ہے اسطرح کی صلاحین کرکے طرف لشکر اسلام کے چلتے
ہین دیکھیے کس وقت پہونچین آیا حال خیریت مآل صاحبقران تحریر ہوتا ہے جب صاحبقران کو
معلوم ہوا کہ عمرو و ابرج و فولاد کو کوئی ساحرہ گرفتار کرکے لیگئی صاحبقران لشکر ساحران و
غیر ساحران ہمراہ لیکر طرف قلعہ طلسمی کے چلے ہر منزل پر یہی خبرین ملتی ہین کہ لشکر اسلام پر زوال
ہے ہمارے ہی سردار شریک خورشید روشن تن ہوکر میدان کارزار مین آتے ہین افسرون کو
گرفتار کرکے لیجاتے ہین ہر مرتبہ یہی قصد ہوتا ہے کہ طرف قلعہ طلسمی کے جاؤن اپنے کو لشکر اسلام مین
پہونچاؤن ساتھ والون نے عرض کی حضور بعد نماز صبح لوح طلسم اختریہ کو ملاحظہ فرمائین دیکھیے

کیا نوشتہ ملتا ہو صاحبقران نے نماز سحر بصدق خضوع و خشوع ادا کی یہی دعا کی کہ اے مالک بے نیاز اے
رب کارساز انجام بخیر ہو تو نے ہمیشہ میرا نامہ اٹھایا مرتبہ صاحبقرانی پر پہونچایا حالات مصیبت آیات لشکر
اسلام سنکر بہت بیتاب ہوں کچھ دعائیں پڑھیں بعد اسکے لوح ملاحظہ کی تحریر تھا کہ اے فتاح طلسم [illegible]
سیار این عجائبات جب مرحلہ جات فتح ہوں بہتر یہی ہے کہ اول جا کر قلعہ طلسم کو فتح کرو سب مصیبتیں آسان
ہونگی فتح قلعہ طلسم اختریہ سے کوئی تحفہ بھی دستیاب ہوگا کہ جس سے حال کیفیت تسلسل
خورشید روشن تن کا ظاہر ہوگا یہ مضمون بلاغت مشحون جو صاحبقران نے لوح میں ملاحظہ کیا
خوش ہو کر ساتھ والوں سے کہا میں نے بادشاہ اسلام کو خدا کے سپرد کیا فتح کرنا قلعہ طلسم اختریہ
واجب و لازم ہے اب دو منزلہ کرتے ہوئے صاحبقران چلے ہرکاروں نے یہ سب خبریں اختر
جادو کو پہونچائیں حال آمد صاحبقران سنکر گھبرا گئی جسدن سے شکست کھا کے آئی بڑے بڑے
ساحروں کو جمع کیا مرحلہ جات سے بھی ساحر بھاگ کر آئے ہیں ہر وقت یہی صلاح ہے کہ صاحبقران جو اسی میں
فلاح ہو کہ طلسم کشا قلعہ تک نہ آنے پائے کوئی جا کر راہ میں روکے لوح اسکے پاس موجود ہے
جو سحر بناؤنگی لوح طلسم کشا کو خبر دیگی اسکے ساتھ کوکب روشن ضمیر و بہمن کج ابرو بھی ہونگے یہی
ذکر تھا کہ چند ساحر بشکل عقاب و طاؤس آ کر پہونچے صورتیں اصلی بنکر عرض کی یا ملکہ قلعہ تشریف لیچلیے
ملاحظہ فرمائیے طلسم کشا مع فوج ظفر موج آپہونچا اختر جادو بالائے قلعہ آئی گرد قلعہ کے سحر کیا
شعلہ ہائے آتش نے قلعہ کو گھیر لیا خندق میں بہت سے فیل و شیر و خرس وغیرہ ماش کے پتلے
بنا کے پھینکے سب نے دیکھا صدہا شیر و گرگ حفاظت قلعہ کر رہے ہیں یہ سامان کر کے اختر
تخت پر بیٹھی وزرا امیر گرد چار سو ساحران زبردست تدبیریں کر رہے ہیں کہ دفعتاً صحرا سے
گرد اٹھی اختر نے دیکھا آگے آگے سو علم نشان لاکھ سواران جرار کا اُن پر تعریف
الٰہی مرقوم آمد فوج کی دھوم علمدار سامنے سے نکل گئے ساحروں نے دیکھا آفتاب آسمان
عمر بستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان پشت مرکب باد رفتار
پر سوار لوح طلسمی مثل جرم قمر گلے میں چمک رہی ہے پشت پر فوج ظفر موج اس کروفر
سے صاحبقران آکر پہونچے قلعہ طلسمی کو ملاحظہ فرمایا کہ گرد قلعہ کے آگ جل رہی ہے صدہا
شیر و پلنگ وغیرہ خندق سے منہ نکالے بیٹھے ہیں فیلان مست گرد پھر رہے ہیں اگر

کوئی طائر اُدھر گذرتا ہے گرمی شعلہ ہائے آتش سے جل جاتا ہے انسان کیسا ہوا کا بھی گذر نہیں تھا شعلہ ہائے آتش سے مفر نہیں صاحبقران نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی سپاہ تھکی ہاری اُتری خیمے استادہ ہوئے بازار پھر آراستہ و پیراستہ یہ فرما کر بارگاہ میں آئے کہ کل انشاء اللہ سواری قلعہ کو ہوگی ناگاہ خبر نہ تھی کہ دور ایک گرد عظیم اُٹھی لکہ ہائے ابر گلنار کے ساتھ حیران و پریشان ہو کر اختر دیکھنے لگی وہ ابر گلنار قریب لشکر صاحبقران عالی وقار آکر شق ہوا دیکھا کہ سیاہ رو شمشیر بکف تخت زریں پر سوار طاؤس زریں بال پر بلکہ برہمن گج ابرو اسباب بحر جسم پر آراستہ پشت پر ساتھ ستر ہزار ساحران زبردست بادہ جرأت سے مست پرے باندھے ہوئے چلے آتے ہیں کوکب و برہمن نے بھی لا کر لشکر اتارا صاحبقران نے چند سردار برائے استقبال کوکب و برہمن بھیجے برہمن و کوکب اندر بارگاہ کے آئے قدم اقدس صاحبقران کو بوسہ دیا کرسی ہائے جواہر نگار پر آکے متمکن ہوئے صاحبقران نے تمام کیفیت مراحل جادہ بیان کی حال غائب ہونے ایرج کا جو کہنے سنا بہت طول ہوا عرض کی اگر ارشاد فیض بنیاد ہو تو میں جا کر اُس شیر دلیر کو تلاش کروں صاحبقران نے فرمایا ای برادر ہمارا کس بحر فساد و رنج آزار میں مبتلا یار وفادار عمرو بھی مجھ سے جدا ہوا تمام ساحران عالم اسکے نام کے دشمن ہیں حالات لشکر ایسے تھے کہ جس سے دل بیقرار ہو گیا جی چاہتا ہے پر پرواز پیدا کروں اپنے کو خدمت بادشاہ عالی جاہ میں پہنچاؤں مگر لوح نے خبر دی ہے کہ فتح طلسم اختریہ سے متعلق قتل خورشید روشن تن بھی ملیگا کل میں صبح کو انشاء اللہ بہ ہدایت لوح قلعہ میں داخل ہوں گا یہ ذکر تھا کہ ہرکاروں نے عرض کی ایرج نوجوان و قاسم عالیشان و فولاد دیں حق خواجہ عمرو سے با نخرا رجوانوں کے آتے ہیں صاحبقران نام عمرو سنکر مثل گل شگفتہ ہوگئے اپنے مقام سے اٹھے کوکب برہمن بھی ساتھ ہوئے بیرون بارگاہ آکر ٹھہرے کہ خواجہ عمرو سامنے سے نمایاں ہوئے امیر نے بے اختیار دونوں ہاتھ پھیلا دیے پکار اُٹھے بیت ای کجا میرسی ای ہمہ فرخندہ قدم ۔ باد قربان سرت حلقہ مرغان ارم + عمرو اپنے آقا کو دوڑ کر لپٹ گیا ایام مہاجرت یاد کر کے چنیں مار کر رویا کہ قاسم و ایرج بھی مع فولاد آکر پہونچے صاحبقران سب کو ہنسی خوشی لیکر بارگاہ میں آئے کوکب آنے سے ایرج کے نہایت شاد ہوا قاسم نے روبرو کر حال لشکر کا فوراً صاحبقران سے بیان کیا کہا حضور میرے سامنے تکبیر چار سو سردار چالیس عیار خورشید کے

شریک ہو چکے تھے ہر روز لشکر لقا بہ شیطنت بختیارک یہی قصد کرتا تھا کہ بادشاہ کو گھیر کے گرفتار کرلیں خورشید روشن تن نے آٹھ دن کی مہلت دی تھی میں اُسی بیقراری میں بہ جستجوے ایرج حیلہ شکار صحرا میں آیا سرشارہ مجھکو اُٹھا لائی اب نہیں معلوم اس عرصے میں لشکر ظفر اثر پر کیا گذری میرے سامنے عمر نامدار شاہزادہ بدیع الزمان بمقابلہ لندھور بن سعدان نکلے انتہا کی معرکے پڑے دو شبانہ روز کشتی رہی آخر عمر نامدار کا کولہ اُتر گیا اُس ہندی بیدولت نے کچھ خیال نہ کیا نامردانہ عم نامدار کو میرے سامنے گرفتار کرکے لیگیا دوسرے دن اُنھون نے بھی سجدہ کیا پھر میدان کارزار میں نکلے چوگان حضور کے فرزند کو دو دن لڑکر گرفتار کرکے لیگئے میری آبرو پروردگار نے بہ سبب گرفتار ہونے کے بچائی اب اے شہریار عم نامدار ولندھور و نور الدہر نے آپسمین عہد کرلیا ہے ایک ایک دن میدان مین نکلکر ملازمان شاہنشاہی سے سرگرم کارزار ہوتے ہیں ان شیران دشت نبرد سے کون مقابلہ کر سکے جو گیا یا علف شمشیر آبدار ہوا یا کشتی مین باندھکر لیگئے اب نہیں معلوم کیا بد عتین ہین بادشاہ نوبت بجان وکار و بہ استخوان متردد و پریشان اکثر میدان کارزار میں نکلے انقلاب فلکی اپنے نمکخوارون سے لڑنا پڑا اکثر کو زخمی بھی کیا آخر کار کیا کرین اقبال انکا بست یاور ہے کہ جب میدان کارزار مین نکلے بفتح و ظفر واپس ہوئے اب حضور جلد چلنے کی تدبیر کرین بیان حال پُر ملال قاسم نوجوان پر بارگاہ صاحبقران مین شور گریہ وزاری بلند کوکب صاحبقران و عمرو درد مند کو کب اپنے مقام سے اُٹھا کہا یہ سب مقدمات سحر و ساحری ہین حضور فتح قلعہ طلسم اختریہ مین مصروف ہون مین جاکر اس حیلہ ساز شعبدہ باز سے سمجھ لونگا سر میدان جاکر شکست دونگا ملکہ برہمن گنج ابرو نے دامن کوکب کا تھام لیا کہا ای شہنشاہ طلسم نور افشان مین نے اپنے بزرگون سے سُنا ہے کہ خورشید روشن تن نے کوئی تحفہ نایاب اپنی جان کی حفاظت کا بناکر اسی قلعہ طلسمی مین رکھا ہے جبتک یہ قلعہ فتح نہو گا دست انداز ہونا خورشید روشن تن پر نا ممکن ہے اسی وجہ سے وہ مغرور و متکبر مطمئن ہے برہمن نے یہ بھی کہا کہ آپکا موجود رہنا یہان بہت بہتر ہے جب قلعہ طلسمی پر صاحبقران جائینگے لاکھون ساحر و غیر ساحر صاحبقران کو روکنے آئینگے لہذا ہمارا آپکا ہونا بہت ضرور ہے صاحبقران طریقہ سپاہگری کو ختم فرمائینگے یہان کلی مکاری و جعلسازی و شعبدہ بازی کا ہی ہم اور آپ جب موجود ہونگے سب کام بخوبی انصرام ہونگے صاحبقران

کو ہدایت کرتے رہیں گے کوکب یہ سنکر خاموش ہوا ملکہ اختر جادو و آمد لشکر صاحبقران سے گھبرا کر اپنی
بارگاہ میں آئی مگر رو پریشان سر جھکا کر بیٹھی کہ ہرکارے نے آکے عرض کی اے ملکہ عالم صبح کو طلسم کشا صاحب
ضرور بہ ہدایت لوح طلسمی قلعہ پر حملہ کرے گا کون اسکو روک سکے گا جبکہ ہی بہادر محترم و محتشم صاحب
اسم اعظم لوح قبضے میں ایسے جوان بے نظیر صاحب توقیر سے مقابلہ کرنا اپنے خون سے ہاتھ
بھرنا ہے آپ کی وزیر اعظم ساحرہ خوش خو ملکہ برہمن رنج ابرو جملہ تدبیریں بتانے کو موجود ہیں
کوکب نے برسر قلعہ خورشید نگار بمقابلہ قدرت جانے کا قصد کیا تھا برہمن نے روک لیا کہ قلعہ
فتح ہوے تو ہم تم سب ساتھ ملکہ کے چلینگے اختر نے یہ خبر سنکر زانو پر ہاتھ مارا کہا اے ستارہ شناسان
حالات طلسم اختری اے انجم درخشان بروج افسونگری صرف یہی رات درمیان ہے جو انتظام کرنا
ہو کر لو صبح کو قلعہ پر قیامت ہوگی یہ جو گھبرا کر اختر جادو نے کہا ایک ساحر جلیل ملکہ اختر کا کفیل شاہو
رموزدان کل قلعہ اختریہ کا منتظم ہے حکم سے خورشید روشن تن کے خزانہ وغیرہ بھی اسکی سپردہ تھا ہم
اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ اے ملکہ عالم نہ گھبرائیے میں جا کر سب تدبیر کیے لیتا ہوں کوکب و
برہمن ہمارا کیا کر سکتے ہیں اپنے اپنے گھر کا سکو اختیار ہے صرف فکر طلسم کشائی کرنا واجب لازم
ہے اگر خداوند روشن تن نے اپنا فضل شریک حال کیا تو میں لوح سمیت طلسم کشا کو لاتا ہوں
شاہو رموزدان نے اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا سحر کر کے چلا اختر سے یہ کہدیا کہ گوش بر آواز
رہیے گا شاید کوکب وغیرہ میرا تعاقب کریں تو برائے مدد مع لشکر آجائیگا ملکہ اختر نے کہا بدل و جان
آج تو خواب و خور حرام ہے شب بھر جاگ کر بسر کرینگے ہرکارے بھی مقرر کر دیے ہیں اگر ضرورت ہوئی
میں خود اپنے کو پہونچاؤں گی تم سب کی حفاظت کے واسطے یہ کام کرتے ہو قدرت نے بھی
فرمایا تھا کہ شاہو رموزدان جان و روح طلسم اختریہ ہے اگر اسپر کوئی افتاد پڑی بربادی
قلعہ طلسم خورشید نگار ہے شاہو رموزدان ہمارا رازدار ہے تھا وہ سب کو مطمئن کر کے روانہ ہوا
یہاں بارگاہ میں صاحبقران نے جب دربار برخاست کیا ملکہ برہمن رنج ابرو بیرون بارگاہ آئی
اشارے سے کوکب و خواجہ کو بلایا کہا اے شاہنشاہ اقلیم عیاری اس شب کو قلعہ اختریہ میں قیامت
برپا ہو گی سب یہی تدبیریں کر رہے ہونگے جسطرح بنے طلسم کشا کو گرفتار کرو قلعہ کو برباد ہی سمجھا ضرار
ساحر و غیر ساحر اس لشکر میں آئینگے لہذا جہانتک ہو سکے صاحبقران کی حفاظت کرنا واجب و لازم ہے

صاحبقران نے خاصہ تناول فرما کر آرام کیا ہے اے شہنشاہ کوکب تم دربارگاہ پر بیٹھو میں بہ شکل
طاؤس قبہ بارگاہ پر جا کر ٹھہرتی ہوں اگر کوئی آسمان سے طائر وغیرہ نکلیگا میں روک لوں اگر بیرون
بارگاہ سے کوئی آئے آپ خیال رکھیں خواجہ خدمت صاحبقران میں حاضر رہیں ہماری جانب سے دست بستہ
عرض کریں کہ آج کی شب حضور آرام نفرمائیں عمرو نے بھی قبول کیا ملکہ برہمن طاؤس بنکر
قبہ بارگاہ پر جا بیٹھی کوکب دربارگاہ پر متمکن ہوئے خواجہ عمرو اندر بارگاہ کے آئے صاحبقران
زمان کو جگایا کہا اے شہریار خیرخواہان دولت کی یہ صلاح ہے کہ آج شب کو آرام نفرمائیں
جاگ کر بسر کریں دشمن آپ کی تلاش میں آئینگے لوح لینے کی فکر میں ہو رہی ہیں میں بھی خدمت
میں حاضر ہوں صاحبقران مسند پر آ بیٹھے کتاب تاریخ اٹھائی ملاحظہ فرمانے لگے خواجہ عمرو کبھی
باہر جاتے ہیں کوکب کو ہوشیار کیا کبھی برہمن کو پکارا چار جانب لشکر میں سب جاگ رہے ہیں صدائے
حاضر باش و ناظر باش بلند ہے اگر کوئی طائر پرند بھی اڑکر نکلتا ہے تیر مار کر گرا دیتے ہیں خواجہ عمرو
جب کئی مرتبہ باہر آئے خیال ہوا مقبل وفادار طلایہ پر ہے ذرا اسکی بھی خبر لوں کوکب سے کہگئے اندر کا
خیال رکھنا اسوقت تک برہمن بھی جا گئی تھی عمرو برائے ملاقات مقبل گیا ہوا ہے سر جو جلی برہمن نے
قبہ بارگاہ پر سر رکھ دیا سو گئی صاحبقران بیٹھے ہیں کہ فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا پہلوئے بارگاہ سے
ایک شعلہ بھڑکا صاحبقران نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا لوح کو سنبھالا دیکھا ملکہ اختر جادو تاج سر بر
تدار و افتاں و خیزاں حیران و پریشان رومال سے ہاتھ باندھے ہوئے روتی ہوئی چلی آتی ہے دوڑ کر
قدموں پر صاحبقران کے گر پڑی کہا شہریار کی جلالت و ریاست مثل آفتاب تمام عالم میں روشن ہے
یہ کنیز جنگ سے عاجز ہوئی بدل و جان اطاعت اختیار کرتی ہوں مطیع اسلام ہونگی دین باطل پرستی
سے انکار کیا خزانہ طلسمی بھی حاضر ہے لیجیے لونڈی کی جان بخشی کیجیے لیکن امیدوار ہوں کہ سلطنت
قلعہ طلسم اختر یہ مجکو ملے لونڈی نکالی جائے صاحبقران نے فرمایا اے ملکہ اختر ہم تاج بخش ہیں تاج گیر
نہیں ہیں اگر تم بصدق مسلمان ہوتی ہو تمھارے سامنے سلطنت کی کون لیاقت رکھتا ہے ملکہ برہمن
گنج ابرو سے میں نے وعدہ کیا تھا اسکو میں ور ملک کی سلطنت دونگا میں بدل و جان تمھاری
خطا معاف کی اختر قدموں سے لپٹ گئی کہا حضور لونڈی کو یقین نہیں آتا تمام وزرا امرا
بھی کہتے ہیں کہ ملکہ برہمن گنج ابرو طلسم کشا پر عاشق ہیں سلطنت انکو ملیگی اگر حضور

پرورش فرماتے ہین براہ خدا مین عرض کرتی ہون کہ لوح طلسمی مجکو مرحمت فرمایئے مین نے لا امرا
کو دکھا دُن صبح ہوتے ہوئی خزانہ طلسمی لیکر خدمت مین آؤن صاحبقران نے فوراً لوح طلسمی گلے سے
اتار کر اختر نقلی کو دیدی فرمایا لو ہمنے تمھاری خطا معاف کی اختر نے لوح رومال مین لپیٹی پیچھے ہٹی مٹھی مین
ایک جانور تھا اُسکو چھوڑ دیا کہا یا صاحبقران ہوشیار ہوجیے منم شاہور موزوان اُس طائر نے گردِ
صاحبقران چرخ مارا زبان مین صاحبقران کے لکنت آئی لڑکھڑا کے زمین پر گرے شاہور نے
چاہا کہ صاحبقران کو بھی اُٹھالون دھماکے کی آواز کان مین کوکب کے پہونچی پردہ اُٹھا کے
دیکھا ایک ساحر سیہ فام صاحبقران کو اُٹھایا چاہتا ہے نعرہ کیا منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر اور بج
کیا کرتا ہے شاہور کی مٹھی مین دوسرا طائر تھا وہ کوکب پر چھوڑا کوکب پر تلوارین برسنے لگین
جبتک کوکب سحر کو دفع کرے شاہور نے دونون پاؤن زمین پر مارے غرق ہوکر غائب ہوا برہمن
کچھ ابرو کی آنکھ کھلی دیکھا صاحبقران بیہوش پڑے ہین کوکب پر آگ برس رہی ہے برہمن گھبرا کر گری
اور صاحبقران کو زبردستی بیدار کیا امیر نے فرمایا شاہور موزوان ایک ساحر تھا بشکل
اختر آکر لوح طلسم لیگیا کوکب نے اتنے عرصے مین سحر کو دفع کیا صاحبقران کا رنگ رو متغیر ہے اسم اعظم
بھی فراموش ہے حیرت وغیرت کا جوش برہمن کوکب چلے کہ گھُس کر قلعہ مین شاہور کو مار لیجیے مگر خواجہ عمرو
مقبل سے باتین کر رہے تھے کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ اے شہنشاہ اقلیم عیاری غضب ہوا شاہور
موزوان بصورت اختر آکر لوح لیگیا کوکب برہمن تعاقب مین جاتی ہین تمام لشکر مین قرنا ہوگئی
کمر بندی ہو رہی ہے عمرو دوڑا قریب کوکب و برہمن آیا کہا اے شہنشاہ کوکب چند ساعت ٹھہر جایئے
مین جاکر لوح کی تدبیر کرون تم لوگ قلعہ طلسمی مین نہ جاسکو گے مین جب پلٹ کے آؤن تب قدم آگے بڑھانا
جاکر صاحبقران کی حفاظت کرو کوکب برہمن لاچار ہوکر پلٹے عمرو بانہ ہاے عیاری سے آراستہ
ہوکر فکر مین شاہور موزوان کے چلا شاہور خوشی خوشی لوح لیے ہوئے نقب سحر کاٹتا ہوا کنارہ
لشکر صاحبقران کے نکلا لوح کو رومال مین لپیٹ کر چھپا لی مین رکھا طرف قلعہ طلسمی کے چلا کوئی آدھ
کوس راستہ طے کیا تھا کہ طرف سے قلعہ طلسمی کے گرد اڑی شاہور نے دیکھا ملکہ اختر جادو تاج
سر پر رکھے بدحواس دوڑی ہوئی آتی ہے شاہور نے دیکھتے ہی جھک کر سلام کیا کہا اے ملکہ بیار کسیے
ہوگئی ہاے یاں قلعہ طلسمی کی مین نے جان بخشی کی لوح طلسمی چھین لایا چاہا تھا مین نے

کہ طلسم کشا کو بھی اٹھا لون کوکب آ گیا مین سحر کرکے نکال آیا اختر نے کہا ای شاہور تو نے کار نمایان
کیا مگر لشکر حمزہ مین کمر بندی ہو رہی ہی کوکب و برہمن گنج ابرو آیا چاہتے ہین لوح طلسمی مجھکو دیدے
مین جاکر خزانہ مین رکھون یہ سب ساحر بلوہ کرکے آئینگے تو سکو روکنا مین جاکر خداوند کو خبر کردون فرزندان
حمزہ جو خورشید پرست ہوئی ہین انکو لاکر حمزہ سے لڑواؤ دن ہی حمزہ پر غالب آئینگے شاہور نے کہا بہت مناسب
سمجھا لوح جھولی سے نکالی بلاتکلف ملکہ اختر کو دیدی اختر نے اپنی طرف لشکر صاحبقران کی چلی شاہور نے
ملکہ سے کہا ملکہ ادھر کہان جاتی ہو ملکہ اختر نے نعرہ کیا باشرار دیکھا اختر کا ستارہ گردش مین آیا منم
مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار دیکھ یون لوح کو لیتے ہین
ہم ایسے گدھون کو دھوکا دیتے ہین شاہور سر پیٹتا ہوا دوڑا جھولی سے گولا نکالکر مارا عمرو نے لوح کو
سامنے کر دیا گولا پھٹکے گر پڑا عمرو لوح چمکاتا ہوا جاتا ہی شاہور چاہتا ہی دوڑ کر عمرو کو پکڑ لون بسبب
لوح کی سحر تاثیر نہین کرتا تھا شاہور تعاقب نہین چھوڑتا یہان کوکب نے آکر صاحبقران کو اٹھایا امیر کو
پشت مرکب پر سوار کیا کوکب برہمن ساتھ ہو کر چلے صاحبقران فرماتے ہین کہ کوکب جسم مین کہان
طاقت قلب پر فتور حیرت برہمن گنج ابرو گھبرا کر آگے بڑھی دیکھا خواجہ عمرو بھاگی ہوئی آتے ہین
شاہور سحر کرتا ہوا چلا آتا ہی ہر مرتبہ آواز دیتا ہی او ساربان زادی لوح کو پھینکدے ورنہ مار ڈالونگا
زندہ نچھوڑونگا یہ کہکے جب وہ سحر کرتا ہی خواجہ عمرو لوح کو چمکا دیتے ہین سحر اسکا باطل ہوتا ہی برہمن
نے جو یہ دیکھا آواز دی خواجہ نہ گھبرانا مین آ پہونچی صاحبقران بھی تشریف لاتے ہین یہ کہکر برہمن
نے بڑھکر سحر کیا گولا جا کر پھٹا شاہور پر آگ برسنے لگی شاہور نے نعرہ کیا او برہمن تو نے بڑی نمک حرامی
کی عمرو کو پکڑا خداوند سے تیری خطا معاف کرادونگا برہمن نے آواز دی او ملعون تیرا خداوند
کیا ہی مین تیرے خداوند پر لعنت کرتی ہون یہ کہ رہی تھی کہ صاحبقران بھی آ پہونچے عمرو نے دوڑ کر لوح
دست حق پرست صاحبقران مین دی لوح جو امیر کے ہاتھ مین آئی رنگ وجہ جو متغیر تھا وہ سب موقوف
ہوا اب تردد جاتا رہا نعرہ کرکے بڑھے شاہور بھاگا ملکہ اختر جادو غضب بھر جاگی ہی ہرکارے برائے خبر
مقرر کر دیے تھے پہلے ایک ساحر نے آکر خبر دی تھی کہ شاہور رموز دان کسی تدبیر سے لشکر صاحبقران
مین پہونچا لوح بھی طلسم کشا سے لے لی لشکر حمزہ مین ہنگامہ ہے کمر بندی ہو رہی ہی چونکہ طلسم کشا بیکار ہی
سب رفیق جانباز مصاحب ہمراز جان دینے پر آمادہ ہین لشکر کو لیکر آیا ہی چاہتے ہین سب

ملکہ اپنی جان دینگے یا یکایک خبر پہونچی کہ شاہور بھاگا ہوا آتا ہے نعرہ صاحبقران کی وہ صدا آئی
اختر سوار ہوئی سب ساحر گھبرا گئے تمام ساحران غدار جو گوش بر آواز تھے اپنے مقام سے چلے یہ مشہور
ہو گیا کہ شاہور نے بڑا کار نمایاں کیا تھا عمرو نے عیاری کر کے پھر لوح لیلی اب لوح طلسم کشا کو
دستیاب ہوئی اب نزدیک تھا اندر قلعہ کی تلوار چلیگی نہیب شمشیر صاحبقران زمان سے زمین کانپی در و دیوار کی
الامان الامان کی آواز آئی کئی لاکھ ساحر جو قلعہ سے باہر نکل آئے تھے دیکھا شاہور گھبرایا ہوا آتا ہے ساحروں کو
دیکھکر آواز دی یارو شیر بیشہ عربستان نخ لرزہ قاف ثانی سلیمان میرے تعاقب مین آتی ہین بڑھ کر حلقہ گھیر لو
مجھکو تاب آنیدو اگر یا بدولت قتل ہوئے پھر یہاں سے تا خورشید نگار بربادی ہے یہ کہکر چاہا نکل جاؤں کہ
عقاب اوج آسمان جلالت یکہ تاز میدان جرأت صفدر وصف شکن صاحبقران تیغ زن
شتل شیر مجمع روباہ پر آگر گرے پری کے پری درہم و برہم چہار جانب سے کفاران خرس صفت غولان صحرای وقاحت
نے ہلہ کر کے اس شیر دلیر کو گھیر لیا ہر جانب سے سحر پڑنے لگے صاحبقران بحرانی شوکت رہیلتے لگے کہ سامنے سے
دوسرا نعرہ ہوا آفتاب آسمان شوکت شان ماہ چرخ طلسم نور افشاں صاحب جاہ و توقیر شاہنشاہ کوکب
روشن ضمیر کے اس فوج ہزیمت موج پر گرا ایک یا سحر مین وہ دو ہزار ساحر کو ستایا صاحبقران نے اتنی جو مہلت
پائی لڑتے بھڑتے قریب شاہور پہونچے اُسنے بہت سے سحر کیے واضح رہے کہ خواجہ بھی رکاب سعادت
انتساب صاحبقرانی سے لپٹے ہوئے موجود ہین ہر مرتبہ آواز دیتی جاتی ہین کہ اے شہریار لوح سے ہوشیار رہیے
صاحبقران لوح کو گردش دیتے جاتے ہین شاہور نے جب دیکھا سحر اثر نہین کرتا تیغہ کمر سے کھینچا
صاحبقران پر ہاتھ مارا امیر با توقیر نے تیغہ عقرب سلیمانی کو اٹھایا لوح کو چمکایا شاہور کی پلک جھپکی
اوپر سے صاحبقران نے ہاتھ مارا اُسنے سپر سحر کو اٹھایا تیغہ عقرب چمک کر گرا شاہور کے دو ٹکڑے ہو گئے
جب اسکا سر کٹکے زمین پر گرا بہت بڑا جوڑا بندھا ہوا تھا عمرو نے دیکھا وہ بال جو وہاں جان تھے کھل گئے
ایک ڈبیا اُسمین سے زمین پر گری صاحبقران نے فرمایا خواجہ لینا کیا اس دست مین کوئی گوہر
بے بہا ہو کہ لڑتی بھڑتی ملکہ بہمن رخ آبرو بھی پہونچی پکار کر آواز دی خواجہ یہ تحفہ نایاب ہے اسکا نام ہو
رموز دان نام تھا عمرو نے اس ڈبیا کو اٹھایا سامنے صاحبقران کے کھولا ایک گوہر سرخ رنگ مثل
یاقوت چمکتا ہوا نکلا ساتھ اسکے ایک پرچہ کاغذ بھی تھا صاحبقران نے عکس لوح ڈالکر اسکو پڑھا طرف سے
کاہشان طلسم کو مرقوم تھا کہ اے فتاح طلسم آخر یہ اگر شاہور نجو رتیرے ہاتھ سے قتل ہو تو یہ گوہر بے بہا

روح روان خورشید روشن تن ہی جو کوئی اُسپر ماریگا سینہ کو توڑ کر پار گذر جائیگا علاوہ اس صورت کے
اگر تمام عالم جمع ہوکر چاہے کہ خورشید روشن تن کو قتل کرین تو ممکن نہوگا صاحبقران خوش ہو گئے وہ
تحفہ نایاب یعنی گوہر خوشاب برہمن گنج ابرو کی سپرد کیا اختر جادو نے جو آکر لاشہ شاہور تڑپتے ہوئے
دیکھا بیتاب ہو گئی اور یہ بھی خبر ملی کہ شاہور کے جوڑے سے ایک ڈبیا گری جسمین گوہر بے بہا تھا وہ
پاس ملکہ برہمن گنج ابرو کے موجود ہی بدحواس ہو گئی ساحران قلعہ کو آواز دی لو صاحبو تباہی خورشید نگار
کی صورت ظاہر ہو گئی قدرت پر بھی زوال آیا جہانتک ہوسکے لڑ بھڑ کے برہمن کو گرفتار کرو وہ تحفہ چھین لو
خود بھی تڑپ تڑپ کے لڑنے لگی ادھر سے کوکب روشن ضمیر شعلہ جوالہ بنا ہوا تیغہ برق تاب لیے ہوئے صفونمین ساحران
کی لڑ رہا ہے برہمن بھی سرداران زبردست کو قتل کر رہی ہی صاحبقران قلب لشکر مین بصد سطوت و صولت
مصروف جہاد ہین خواجہ گلیم اوڑھی ہوئے زیر شکم مرکب جب بیٹھتی ہین کوئی ساحر جلیل مارا گیا لاشہ اُسکا
زمین پر گرا خواجہ نے گلیم سر سے اُتاری کمر اوسکی ٹٹولی اگر کمر سے کچھ نکلا تو خوش ہو گئے ورنہ فرمایا اودنی عمر بھر
نوکری کی ہمارے واسطے کچھ نرکھا جھلا کر لباس اُتار لیا ہزار ہا لاشے برہنہ پڑی ہین کبھی بخوف ساحران گلیم اوڑھ لی
صرف دو ہاتھ لاشونکو ٹٹولتے پھرتے ہین ساحر دیکھکر گھبراتے ہین کہ یہ ہاتھ نکلے ہین اگر کوئی قریب آیا گلیم اُتار کر
ظاہر ہوئے حباب مار دیا وہ لڑکھڑا کر گرا خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک جب اختر جادو نے دیکھا کہ لڑائی کا
انتظام بگڑا صاحبقران لڑتے ہوئے قریب خندق پہونچ چکے وہ جو شیر و گرگ و پلنگ وغیرہ سحر سے بنائے تھے
عکس لوح سے وہ سب معدوم ہوئے ساحر بھاگنے لگے اب کسیکا قدم نہین جمتا ساتھ والونے یہی صلاح
دی حضور نکل چلیے اب پاس خداوند لقا کے ہو رہیے شاید کچھ قدرت نمائی کرین اپنے بندونکو بچالین
طلسم کشا پر زور نہین چلتا اکیلا لاکھون سے لڑ رہا ہی کوکب نے بھی سحر اوڑا دیا برہمن نے لاشون سے میدان
بھر دیا سرداران صاحبقران ہر ایک غول مین لڑ رہے ہین اگر ایرج و قاسم کسی کے سحر مین مبتلا ہوئے برہمن
نے بڑھکر سحر کو دفع کیا کوکب نے بچا لیا اُن شیرون کی تیغ زنی صف شکنی جب صاحبقران قریب پھاٹک قلعہ تک
کے پہونچے شعلہ ہائے آتش تو عکس لوح سے بجھ گئے ہین ساحرون نے دروازہ بند کر لیا صاحبقران
پشت مرکب سے کود کر گرز سام بن نریمان در قلعہ پر مارا پھاٹک گرا اُسی دروازہ کا خندق پر پل تختہ
بنایا اب تمام سردار قلعہ مین داخل ہوئے اختر جادو بھاگی لاکھون ساحر اسکے عقب مین ہین صاحبقران
نے دیکھا اختر جادو جاتی ہی امیر نے برہمن سے فرمایا ای برہمن تم قلعہ کا انتظام کرو مین تعاقب مین

اسکے جاتا ہون حال بربادی لشکر سُن چکا ہون ایک ایک لمحہ مجھپر شاق ہی چشم انتظار دیدار فرحت آثار بادشاہ
اسلام کی مشتاق ہی برہمن نے عرض کی لونڈی کا ہمراہ ہونا اس جنگ مین ضرور ہی اس تحفہ نایاب کا
انتظام اس کنیز کے ہاتھ سے ہوگا ایسا نہو کوئی آفت پڑے صاحبقران توم کب کو پھیر کر قلعہ سے نکلے اہالیان
قلعہ فریاد الامان کی صدائین دینے لگے برہمن نے جلدی مین انکو امان دی انھین ساحرون سے ایک ساحر کلان
منتظم قرار دیا پکار کر آواز دی انشاء اللہ بعد فتح جنگ خورشید روشن تن یہان کا انتظام کیا جائیگا
خبردار بعد جانے صاحبقران عالی وقار کے اگر کوئی انتظام مین فرق آئیگا سرکار شاہنشاہی سے سزائے
معقول پائیگا پیچھے صاحبقران کے یہ بھی چلی کو کبھی اُس حال مین پلٹ پڑے ایرج و قاسم وغیرہ
بھی ہمراہ ہوئے بارگاہین وغیرہ کارگذارون نے لدوالین آگے آگے اختر بھاگی ہوئی جاتی ہی عقب
مین صاحبقران مع فوج ظفر موج جاتے ہین انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب مُصنف کو ذکر لشکر اسلام
و بادشاہ خوش انجام تحریر کرنا واجب لازم ہی استادان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو اسطرح
تحریر فرمایا ہی کہ بادشاہ جمجاہ مقابلہ خورشید روشن تن مین فروکش ہین جا بجا بتون مین نشان فتح
نور الدہر دلند ہو رطرف سے خورشید روشن تن کے طبل جنگی بجوا کر میدان کارزار مین آئی لشکر والے
صاحبقران کو بزور بازو گرفتار کرکے لیجاتے ہین جب خورشید روشن تن نے سامنے طلب کیا
اور اس نے صورت نجس دکھائی نہین معلوم مردان عالم کے دل پر کیا گذرتی ہی تو بے تعجبہ کرتے ہوئے
قدمونسے اس مغرور کے لپٹ جاتے ہین صدہا سردارون نے اسیطرح سجدہ کیا دو ہفتے مین چار سے
سردار مثل جمہور و فرامرز و بہرام وغیرہ خورشید روشن تن کی شریک ہوگئے چالیس عیار بھی مطیع
ہوئے خورشید روشن تن نے سر میدان پکار کر آواز دی ای بادشاہ اسلام قدرت ایک ہفتے کی
مہلت دیتی ہی اس عرصہ مین صلاح کر کی قدرت کو سجدہ کرو ورنہ اگلی مرتبہ جو طبل جنگی بجیگا سبکا خاتمہ ہی
قدرت بدون فتح واپس نہونگے ایک ہفتہ کی مہلت دیکر خورشید پلٹ گیا اپنی بارگاہ مین جا کر بیٹھا ایک طرف
تخت پر زمرد شاہ باختری بعہدہ نیابت پھولا ہوا بیٹھا ہی پہلو مین بختیارک شیطنت کر رہا ہی چار سو
سرداران صاحبقران بیٹھے ہوئے جھوم رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی یا خداوند اب مہلت نہ دیجیے طبل جنگی
بجوائیے بادشاہ کو پڑ پکڑ کر پکڑ لا ئین سرحد خورشید نگار سے ہٹا دین بختیارک بھی شیطنت کر رہا ہی
کہ یا خداوند بندگان تو جو فرماتے ہین قبول کیجیے خورشید نے کہا قدرت اپنے قول کے

سچے ہین انہوانکو مہلت دے چکے بعد ایک ہفتہ کے سمجھا جائیگا حمزہ وکوکب کو تو ہمنے غارت کردیا
یہ آپسمین صلاح کرکے اطاعت کرینگے نجتیارک نے کہا یا خداوند یہ مسلمان ایسے ثابت قدم ہین اگر
انکے گلون پر خنجر پھیرینگے سر بھی سبکے کٹ کے زمین پر گرینگے لفظ اطاعت زبان سے نہ کہین گے
انتہاے مصیبت کا وقت پہونچا ہمنے ہر مقام پر یہ دیکھا جب انتہاے مصیبت پر ہوتی ہی انکا خدا
نادیدہ انکی مدد کرتا ہی آپ فرماتے ہین حمزہ غارت ہوا میرا یہ اعتقاد ہے کہ وہ بڑی شوکت وشان سے
آئیگا قدرت کو جان بچانا دشوار ہوگی خورشید نے کہا او بداعتقاد یہ سب سرداران حمزہ کس خوشی
سے خدمت قدرت مین حاضر ہین عیار بھی جو مکاری آئے شریک ہوگئے اب چند کس بادشاہ کے ساتھ
باقی ہین جسوقت گرفتار ہوکر آئینگے بخوشی سجدہ کرینگے بارگاہ سلیمانی وغیرہ بطور نذر لائینگے اپنے بندون کی
بدعت منظور نہین ہی بارگاہ خورشید مین تو یہ ہنگامہ ہوا بادشاہ اسلام جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے نگاہ اٹھا
کے دیکھا چارسو دنگلون پر غاشیہ پڑا ہے بارگاہ فلک اشتباہ مین سناٹا ہی وہ سردار جو کبھی بارگاہ مین نہ
آتے تھے مثل کمیدان رسالدار برائے رونق بارگاہ مین آ بیٹھے ہین دنگل صاحبقران خالی ہے شاہ پر
وچالاک سر جھکائے ہوئے شرمائے ہوئے اپنی عہدونپر قائم کہ مشیران سلطنت وزیران ابہت نے عرض
کی ای شہنشاہ گیتی ستان ایام مہلت گذر رہے ہین جو ہمارے سردار تھے جنپر جانبازی کے اعتبار
تھے انکو لندھور ولور الدہر گرفتار کرکے لیگئے اُن سبنے خورشید کو سجدہ کیا وہی خورشید
کو ترغیب دے رہے ہین کہ جلد طبل جنگی بجوائیے ہم لشکر کو تباہ کردین غلامان شاہنشاہی ساتھ حضور
کے لڑینگے مرینگے مگر ناموس کو رکھنا لشکر مین اب مناسب نہین ہی انکو طرف خانہ کعبہ کے روانہ کردیجیے
صاحبقران دکوکب کسی ایسی بلا مین پھنسے کہ ابتک کچھ حال نہ معلوم ہوا خواجہ عمرو برائے تلاش
صاحبقران گئے وہ بھی واپس نہ آئے نہین معلوم ان سب پر کیا گذری آج شب کو طبل جنگی
بجیگا ناموس کی فکر کرکے مرنے پر کمر باندھین مرد اسیواسطے ہین کہ لڑین ناموس کا نکل جانا بہت
بہتر ہے بادشاہ نے سر اٹھا کر دیکھا سرداران صف شکن مین سوا کرب نامدار واسد عالی وقار کے
کوئی موجود نہین ہے بادشاہ نے کرب غازی سے فرمایا ای کرب نامدار مقدمہ ناموس مین تم کوشش
کرو سبکو ساتھ لیکر طرف ملک اختر کے چلے جاؤ ان دست وپا شکستہ کو قلعہ ذوالامان حصار مین پہونچاؤ
وہان شاہ سلیمان فارسی منظفر بن ضیغم خون آشام موجود ہین سب ایک ہی مقام پر

ہو جائین یا ان سبکو خانۂ کعبہ مین پہونچا دو سواے تمھارے یہ خدمت کسکے سپرد کرین یہ سُنکر کرب و
اسد چیخین مار کے روئے عرض کی ای شہریار خدا آپکو سلامت رکھے اسوقت سخت مین ہم آپکا ساتھ
چھوڑین لندھور و نورالدہر کا ابتک ہمنے بہت پاس کیا ہمیشہ میدان کارزار مین اُنھون نے
للکارا کیا اُنسے پایہ کی کار رکھتے ہین اس خیال سے نہ نکلے کہ اگر ہمنے اُنکو مارا خدا صحیح وسلامت لائے
صاحبقران کو کیا منھہ دکھلائینگے اگر ہم زیر ہوئے یا مارے گئے تو ہتک شاہنشاہی ہوئی اب
تساہل نکرینگے بہ دشمنی اُنسے لڑین گے قدمون سے جدا ہونا ناممکن ہے بادشاہ نے فرمایا خواجہ عمرو
کے نہونے سے یہ ساری خرابیان ہوئین اگر وہ موجود ہوتے کوئی تدبیر دفع شر کی کرتے یہ جو بادشاہ
نے فرمایا چالاک و شاپور سخت بیتاب ہوئے آپسمین اشارے ہوئے دیکھو صاحبو ہم کیسی کیسی جانبازی
کر رہے ہین آٹھ پہر خواجہ کا ہی ذکر ہے اے برادر چالاک اب جستجو مین نکلین جسطرح سے
بنے اس خورشید روشن تن کو مارین اپنے شاہنشاہ کو بچائین بڑا غضب ہوگا اسد
و کرب سرداران عالیشان نظر کردہ بزرگان ہین اگر میدان کارزار مین نکلینگے یہ تو بخوبی یقین
کامل ہے کہ پشت انکی کوئی زمین سے نہ لگا سکیگا کیا عجب ہے کہ انکے ہاتھہ سے لندھور یا نورالدہر
مارے جائین یہ بھی ہم خوب سمجھتے ہین گر اُن شیرون مین سے کوئی مارا گیا صاحبقران کی کلیجے پر
چھُری پھری لندھور جانشین نورالدہر نور نظر صاحب تاج و نگین کرب و اسد برکت لشکر خدا
ان سبکو بچائے شاپور و چالاک مین صلاحین ہوئین شاپور نے کہا ای برادر چالاک تم لشکر مین
رہو مین جاکر تدبیر کرون اگر تم بھی چلو گے چالیس عیار بھی وہان شریک ہو گئے ہین ابوالفتح
و عمران بھانجے خواجہ عمرو کے چالیسون کے افسر ہین ہمارے لشکر مین بصورت مبدل آتے ہین
چاہتے ہین کہ بادشاہ اسلام کو پکڑ کر لیجائین تم انکی حفاظت کرو چالاک لشکر مین رہا شاپور
تیر دل طرف لشکر کفار کے چست و چالاک ہو کر چلا کہ حال عیاری اسکا وقت پر تحریر ہوگا بادشاہ
جمجاہ نے ہرچند سردارون سے کہا کہ ناموس کو لیکر نکل جاؤ ان دست و پا شکستہ کو تباہی
و بربادی سے بچاؤ کسی نے قبول نکیا بادشاہ لاچار ہوئے متردد بیٹھے ہین زمانہ مہلت کا
گذرا نورالدہر و لندھور و بہرام وغیرہ نے عرض کی یا خداوند طبل جنگی بجوایئے زمانہ مہلت کا
گذر گیا بادشاہ اسلام نے خواہش اصلاح نہ کی بختیارک بھی آتش افروزی کرتے لگا کہا

یا خداوند یہ بندگان بے ادب کبھی نہ مانینگے خورشید نے جو سرداران صاحبقران کو آمادہ حرب و پیکار پایا حکم دیا طبل تمہاری پر چوب پڑے اب کل قدرت بدون فتح واپس نہونگے اُسی وقت سات سو نقارے پر چوب پڑی زمین تھرا گئی جو اسیسان لشکر اسلام نامیان خیبری تو میان خیبری و سرہنگ کئی وابو طاہر خونریز لشکر کفار مین موجود تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے بادشاہ کے آکر پہونچے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی فرقہ تا جہان باشد خدایا این مکان معمور باد + ساختہ چون بیت معمور از حوادث دور باد + شاہنشاہ گیتی ستان کا آفتاب اقبال تابان و درخشان رہے دوست شاد و دشمن پامال ہمیشہ ترقی پر جاہ و جلال ہو آج خورشید روئین تن نے طبل تمہاری بجوایا جا رہی سردار ہمارے لشکر کے بدل و جان آمادہ ہین کہ بندگان حضور کو آزار پہونچائین غلامون نے کبھی ایسا جوش و خروش نہ دیکھا تھا جو اسکے نمکخوار قدیم ہین اُس سے زیادہ یہ جلدی کر رہے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکر بادشاہ جمجاہ نے بے اختیار آہ کی فرمایا کیا فلک نے گردش دکھائی دوست دشمن کے ہیر ہزن صاحبقران کا نشان نشین مین سخت جان لڑ بھڑ کر جان دونگا کہ تباہی بربادی لشکر اسلام کی آنکھون سے نہ دیکھون شہسوار عرصہ تازی اسد بن کرب غازی نے ذنگل سے اُٹھکر عرض کی اب حضور فکر نہ کرین طبل جنگی کو حکم دین کل صبح کو میدان کارزار مین خون کے دریا بہینگے کہانتک غلامان جانباز خاموش رہینگے بادشاہ نے بہ مجبوری حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جالاک بن عمرو نقار خانہ سکندری نقار خانہ سلیمانی مین آیا حکم دیا طبل جنگی پر چوب پڑے صاف ظاہر تھا کہ نقارے چوبون سے سر پیٹتے ہین جھانجھ کو رنج و الم کی جھانجھ کف افسوس مل رہے ہین قرنا بیدم صدائے دہل سے ظہور رنج و الم لشکر مین ہلڑ ہو گیا تو یارو کل گلزار اسلام ابھی یہ خزان آئیگی یہ مصیبت ہمسے نہ دیکھی جائیگی ہزارہا نامرد حیلہ کر کے بھاگنے لگے یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ وقت پر آجائینگے لڑنے بھڑنے والے سلاح درست کر رہے ہین یہی قول ہے کہ مرنا اپنے آقا کے ساتھ جو ہر جرأت ہی میدان کارزار مین قدم نہ ہٹے اسی مین شوکت ہی شام سے لشکر مین سناٹا ہو گیا بنیئے بند تاجر درد مند مال اسباب لادے ہوئے بھاگے جاتے ہین لشکر ظفر اثر مین انتشار ایک ایک بیقرار لشکر کفار مین بھی چرچے ہین کہ صبح کو مال و اسباب مسلمانان لوٹ لینگے لڑ بھڑ کر شکست دینگے مسلمانون نے بڑا مال جمع کیا ہی اہالیان لشکر لقا سنجافی باختری مثل فیلان مست جھومتے پھرتے ہین

یا خداوند خورشید روشن تن کی صدائین بلند مغرور خود پسند بہرام وغیرہ طلایہ دے رہے ہین آج آدھی رات ہی سے جنگ آغاز کرین ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی عیار وُنکی افسر ہین بانہاے عیاری سے آراستہ لشکر خورشید مین پھر رہے ہین آپسمین یہی صلاح ہی کہ چلکر بادشاہ پر عیاری کرین ابوالفتح نے کہا وہان ایک لاکھ چوراسی ہزار بیک بجیہ ہمہ سب بادشاہ کی حفاظت مین مصروف ہین کیا فرزند عمرو بیوقوف ہین گرد بارگاہ بادشاہ اسلام ہزارہا عیار پھر رہے ہین وہان تک جانا دشوار ہے شاپور خیر دل بصورت مبدل لشکر خورشید مین آیا ہوا ہی باتین ابوالفتح و عمران کی سنتا ہے دل سے کہتا ہے ایسا کبھی انقلاب نہوا تھا نہین معلوم انکے دل پر کیا گذرتی ہے خورشید روشن تن نے سبکے قلب اُلٹ دیے کیا شعبدہ کمال پر ہے آفتاب علم خورشید جلال پر شاپور پھرتے پھرتے قریب بارگاہ فرامرز عاد مغربی پہونچا خدمتگار کی شکل بنکر اندر گیا دیکھا فرامرز اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی مین صبح کو میدان کارزار مین نکلکر سعد بن قباد کو للکارونگا اے جوانان مغربی کل تو تم بھی میدان مین نام کرو کوئی ایسا کام کرو کہ قدرت تمسے راضی ہون شاپور نے دیکھا خاصہ آنے لگا خدمتگار بنا ہوا کھڑا تھا حاضر حاضر کہکے دوڑا خوان سر سے مزدورون کے اُتروائے کھانے مین بیہوشی ملانے لگا سب کھانے کو آغشتہ بدارو بیہوشی کیا آپ کنارے ٹھہرا سب کھانا کھاکے بیہوش ہوے شاپور نے فرامرز کے دماغ پر پٹی دارو بیہوشی کی چڑھائی اُسکو تو ایک صندوق مین بند کر دیا آپ بشکل فرامرز عاد مغربی دوشالہ تان کر سو رہا جب ستارہ سحری چمکا لشکر تیار ہوے شاپور بشکل فرامرز مغربیون کو ساتھ لیکر بعید کروفر خیمے سے نکلا دیکھا سواری خورشید روشن تن کی آتی ہی آج تو بڑے جاہ و حشم سے تخت پر سوار گرد سرداران صاحبقران عالی وقار شاپور بھی اُن سب مین ملکر ساتھ ہو لیا لشکر لقا بھی سلاح جنگ سے آراستہ تخت بڑھائے ہوئے چلا آتا ہے بختیارک کی خوشیان کہتا ہے یا خداوند باختر تقدیر معقول ہوئی اب فتح حصول ہوئی لیکن آج میرے کان مین صداہاے متم ستم آتی ہین مسلمانون پر جلد کی مصیبت ہو چکی اے ضیغم خون آشام اپنی بارگاہ اپنا خزانہ الگ رکھنا اگر کوئی اُفتاد پڑے بسہولیت نکل چلنا ضیغم کہتا ہے ملکجی اب شہر باختر مین چلینگے اپنا ملک قدیم آباد کرینگے بختیارک نے کہا یہ دل کو یقین نہین مسلمانون کا خداے نادیدہ بڑا زبردست ہی عین وقت پر مددگار ہوتی ہی

باختر چھوٹے ہوئے مدت گذری پھر نصیب نہ ہوا کہ اُس ملک مین جاتے قیطولات آباد ہوتی ضیغم کہتا ہے
آج مسلمانون کے جان بری کی کوئی صورت نہین ہے کل سرداران حمزہ سب اسی پر آمادہ ہین کہ نیکم شکست
دین کیونکر بادشاہ بچین گے سب کافر بلبلاتے میدان کارزار مین پہونچے دیکھا بادشاہ لشکر اسلام
تخت سلیمانی پر اسد و کرب پایہ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوئے گرد ان کے قراق بوق ترکی
بجتا ہوا تمام لشکر بے سردار کے صفین صف ماتم ہر خورد و کلان کے قلب پر ہجوم غم و الم آمادہ مرگ و
مہیائے قضا جس پلٹن رسالے مین ہزار ہزار جوان تھے دو دو سو رہ گئے پرے کے پرے خالی پڑے ہین
بارگاہین سب سرنگون بازارین اُجاڑ اس پریشانی سے آگر میدان کارزار مین پہونچے صفین جمنے
لگین کفار کا لشکر بے حساب سرداران لاجواب آمادہ ہو کر آئے ہین لندھور و نور الدہر نے کل کی
افسری پائی سلاح جنگ سے آراستہ ہین جلدی ہے کہ میدان کارزار مین جائین قدرت نے جانبازی
دکھائین نقیبون نے بڑھ کر نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے لندھور بن سعدان نے ہاتھی کو
ہولا دیا فوراً سامنے خورشید روشن تن کے آیا دست بستہ عرض کی یا خداوند اجازت میدان
دیجئے ایک طرف سے نور الدہر گھوڑا جھکا کر آئے بہرام و جمہور و مند ویل اصفہانی وغیرہ بھی
تخت سے لپٹے ہوئے کھڑے ہین اجازت میدان دیجئے سب کا یہی ارادہ ہے کہ ہم میدان کارزار مین جائین
بادشاہ کو پکڑ لائین بختیارک کہہ رہا ہے یا خداوند آج ذرا سمجھ بوجھ کر اجازت دیجئے دو شیر دہان بھی
بپھرے ہوئے کھڑے ہین آج قیامت کی تلوار چلیگی کتاب سامری مین دیکھ چکا ہون آج ساعت بد ہے
ہنگامہ عظیم برپا ہوگا اسقدر خون ریزی ہوگی کہ خون کے دریا بہ جائینگے فتح و شکست کا حال قدرت
جانین خورشید روشن تن نے کہا قدرت آج فتح کی تقدیر مضبوط کر چکے ہین بختیارک نے
کہا قدرت کی تقدیر پر شیطان کی تدبیر ہمیشہ غالب ہوتی ہے یقین کامل ہے کہ حمزہ آیا چاہتا ہے
خورشید روشن تن نے کہا حمزہ کو تو فرشتون نے جہنم مین پھینک دیا بختیارک کہتا ہے آج یا خداوند
خیر نہین ہے خورشید نے غصے مین منہ پھیر لیا سب سردارون کو روکا نور الدہر کو اجازت دی
کہا اے سپہ سالار قدرت ای صاحب شوکت و لیاقت جا کر سبکی مشکین باندھکر لا آج مغلوب بھی خوب
دھوم سے ہو نور الدہر نے کہا آپکا نمک خوار اکیلا کافی ہے کسیکو میری مدد کو نہ بھیجیگا لشکر پر جا پڑونگا بادشاہ کو
گرفتار کرکے لاؤنگا ایسی لاف و گذاف کرکے نور الدہر نے اسپ پر پوش کو صف سے نکالا

مرکب طرارے بھرتا ہوا چلاتین ٹھیکون مین میدان کارزار مین ہونچا سلح شوری دکھا کے آواز دی
اے فرقہ خدا پرستان قدرت ذی تمکو ایک ہفتے کی مہلت دی تمنے غنیمت نہ جانا سوال اصلاح نہ کیا
قدرت خطا معاف کرتے اب خطا معاف نہوگی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے پورا کلمہ زبان سے
نورالدہر کے نہ نکلا تھا کہ صاحب جتر و علم محترم محتشم جوان غازی اسد بن کرب غازی نے
مرکب باد رفتار کو صف سے نکالا سامنے تخت شاہنشاہی کی آکر مرکب کو دیڑا دست بستہ عرض کی
شاہنشاہ اجازت میدان دیجیے اب آج نورالدہر کا پاس نہ کرونگا آج کلمات مہملات کہہ رہا ہی زبان
قلم کرونگا یا تو میری قضا لیے جاتی ہی یا بھائی صاحب کی میری ہاتھ سے قضا ہی لطف قرابت کا خاتمہ ہے
جو حضور کا دشمن ہے ہمارا بھی رہزن ہی آج لطف مقابلہ اٹھیگا دیکھنے والے دیکھ لینگے کہ آپکے غلام نے کیا کیا
بادشاہ بے اختیار رونے لگے کہا ای اسد نامدار شیر بشیہ کرب عالی وقار تم ایسے جری بہادر ہو مگر یہ
جوانان شیر دل ہوش مین نہین ہین بہت سمجھ کے مقابلہ کرنا اسد نے کہا کہ یہ بھی سب صاحب خوب
جانتے ہین کہ شاہزادہ نورالدہر کو مجھ سے بڑی محبت ہی یقین ہے میری سمجھانے سے مان جائینگے یہ
کہکے دوبارہ پشت مرکب پر سوار ہوا بادشاہ نے فرمایا تمکو خدا کے سپرد کیا اسد مرکب کو اڑا کر چلا جب
سامنے نورالدہر کے ہونچے اسد نے بخوشامد جاکر نورالدہر کو سلام کیا کہا اے برادر بجان برابر
تم فراش راہ دین اسلام کے فرزند بدیع صف شکن کے دلبند تمنے اس شعبدہ باز کو سجدہ کیا
اپنے پیدا کرنیوالے کو بھولے بادشاہ اسلام کے قتل پر کمر باندھ کے آئے ہو توبہ کرو بادشاہ سے
چلکر خطا معاف کراؤ نورالدہر نے کہا ای برادر اسد نامدار مجھے تمسے انتہا کی محبت ہی اگر سو فرزند میرے
ہوتے سبکو تم پر نثار کرتا خداوند خورشید روشن تن خداوند حقیقی ہی چلکر سجدہ کرو دیکھو کیا سرفرازی
حاصل ہوتی ہے خداوند مہربان بحد شناس فلک ساس ایسے خداوند کو نہین پہچانتے پردہ غفلت
تمہاری آنکھون پر پڑے ہین اسد نے کہا ای برادر یہ ملعون ساحر شعبدہ باز ہی تمکو دام مکر مین پھنسا یا
اسپر لعنت کرو یہ جو اسد نے غصے سے کہا نورالدہر کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا اسد بس زبان بند کرو
ورنہ زبان کاٹ لونگا زبان درازی کی سزا دونگا یہ کہکے نیزہ مارا اسد نے نیزے کی سنان پر لیا نیزہ
چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین کہ دو شیر جنگ نیزہ بازی مین مصروف ہین اسد نے
نورالدہر کو دنگ کر دیا ہے نیزہ کسی کا نہ نکلا آخر سنان و سنان بیکار ہوئی نیزہ کو ٹیک کر قبضہ پر آئے

شمشیر پر ہاتھ پڑے بادشاہ نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا دعا کرنے لگے ای خالق کارساز ای مالک بے نیاز دونون
شیرون کو چشم زخم سے بچانا دونون منظور نظر صاحبقران ہین ایک نور نظر دوسرا زینت لشکر تو معین د
مددگار ہی دونون شیرون کے لئے دل بیقرار ہی یہان اسد و نور الدہر سے تلوار چل رہی ہی جب تیغہ خارا شگاف
سلیمانی دست زبردست نور الدہر سے چلا سبکو یقین کامل ہوا اسد شیردل مارا گیا اسد نے پھر کردار کو روکا
اسد نے غصے مین تیغہ نورافشانی کھینچا ہی جب نور الدہر پر ہاتھ لگایا القا اور رخبتیار رک بدحواس ہو جاتے
ہین بدیع الزمان گرد لشکر شکن صف لشکر خورشید پر کھڑے ہوئے کانپ رہے ہین چاہتے ہین آکے سینہ سپر
کردون اسد غازی کو قتل کردون کچھ زور نہین چلتا القا سے کہتے ہین ای شہنشاہ باختر آپ خداوند
سے عرض کرکے نور الدہر کو بلوا لیجئے آج میری شمشیرزنی دیکھئے نور الدہر اسد کا پاس کرتا ہے مین
ابتک قتل کر چکا ہوتا سر لیکر خدمت مین آتا یہان اسد نامدار نے جلدی کرکے ہاتھ تیغہ نورافشانی کا مارا
سر نور الدہر زخمی ہوا خون جو سر نور الدہر سے جاری ہوا چہرہ گلنار ہو گیا بدیع کی آنکھون مین اندھیرا
آگیا ضبط نہو سکا نعرہ کرکے طرف اسد کے چلے یہان اسد جو نور الدہر کو زخمی دیکھا دوسرا
وار نکیا ہاتھ روک لیا نور الدہر زخم باندھ رہے ہین بدیع الزمان کو کرب نے آتے دیکھا بہت
ناگوار ہوا کرب صف سے بڑھا دیا للکارا کہ او گستاخ کیا شرم نہ آئی بیٹا زخمی ہوا باپ دوڑ پڑے
ہمسے مقابلہ کرو ہرچند کہ اسد شیردل تم سب کے واسطے کافی ہی یہ کہکر سامنے بدیع الزمان کے پہونچے ان
دونون مین تلوار چلنے لگی کرب غازی نے بدیع الزمان کو زخمی کیا اب تو بہرام وغیرہ لینا لینا کہکے
دوڑ پڑے بادشاہ جمجاہ نے دیکھا خورشید روشن تن نے کل فوج کو اشارہ کردیا القا بھی آمادہ
ہو رہا تھا تمام سنجانی باختریون کو حکم دیا کہ سب ملکر سلیمانیون کو مارلو تمام اہالیان باختر و سنجان
و ساکنان قلعہ خورشید نگار فوجین بیشمار لینا لینا کہکے جا پڑے ادہر سے بھی غازیان دیندار و
مجاہدان تہور شعار برائے مدد اسد و کرب پہونچے مشکل زیادہ یہ ہے کفارون کو تو اسد
و کرب نے زیر تیغ رکھ لیا مگر فرزندان صاحبقران سرداران نوجوان مثل چوگان بن حمزہ و
شیرافگن و اسفندیار شاہ گیلانی و بہرام جمہور وغیرہ برابر کے صف شکن قدیم تیغ زن جو آ
پڑے چار چار سردار ایک سے لڑے اسد کو چوگان بن حمزہ نے ہاتھ مارا اسد نے ایک کا
وار روکا تھا کہ بہرام نے پشت سے ہاتھ مار دیا اسد نامدار زخمی ہوا کرب نے جو دور سے دیکھا

کہ اسد کو چند سرداروں نے گھیرا ہے چار طرف سے تلواریں پڑ رہی ہین وہ شیر خشم ہمہ تن چشم ہوا ہے جسم تمام
تیروں سے چھنا ہوا ہے سبکو جواب دے رہا ہی قزاق اسد نامدار اٹھارہ امیرزادے مثل ابراہیم
بن مالک و علقمہ بن جمہور و عادان بن عادی و قبیل بن مقبل وغیرہ جان اپنی دے رہے ہین
سنان نیزہ سے سینے ملا دیے دم شمشیر پر گلے رکھے موت کے مزے چکھے مجمع سرداران سے لڑ بھڑ کے
اسد کو نکالا اسقدر یہ شیر زخمی ہوا قریب تھا گھوڑے سے گرے قزاقوں نے گودین اٹھا لیا
ہوادار پر سوار کیا لڑتے ہوئے نکلے کرب نامدار پشت پر انکے سب سردار مثل فتاح پلنگینہ پوش و
ملک ثمر یا زنگی و فاخر تاجدار وغیرہ شیرانہ نہنگانہ جنگ مین مصروف اسد کو جو اس حال پر ملال مین
دیکھا صفون مین گھس پڑے کرب نامدار بھی مع ان سرداران عالی وقار کی انتہا کا زخمی ہوے
مقبل وفادار معہ بارہ ہزار تیراندازوں کے اس بلوہ عظیم کو دیکھکر ایک گوشے سی تیراندازی کر رہا
ہے ہزاروں کو زخمی کر کے گرا دیا ہے بدیع الزمان کی نگاہ پڑی کہ اس گوشے سے تیر آ رہے ہین ہزارہا
خطا شعار گھوڑوں سے گر کے واصل جہنم ہوے پری کے پرے درہم و برہم ہوئے یہ تو لشکر اسلام کے
راز دار ہین جمہور سے اشارہ کیا جا کر تیراندازوں کو روکو بڑھ کر مقبل کو ٹوکو لندھور جمہور تیراندازوں
پر جا پڑے مقبل کو لندھور نے زخمی کیا چاہا سر کاٹ لوں بادشاہ لشکر اسلام کوشش کر
رہے ہین لشکر لقا پر جا کے گرے تھے ضیغم و زنگال کو زخمی کیا تھا قصد ہوا تھا کہ ساپر جا پڑوں کہ فریاد
کی آواز آئی دیکھا مقبل کو لندھور قتل کیا چاہتا ہے مگر مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار
سینہ سپر کیے ہوے لندھور ایسے سردار سے مصروف جنگ ہے سر زخمی ہوا شانہ نشانہ ہو گیا ہی چاہتا ہے کہ
لڑ بھڑ کے جان دوں قدم میدان سے نہ ہٹاؤں بادشاہ کو انتہا کا ناگوار ہوا نعرہ کر کے لندھور پر جا
پڑے فرمایا او بندہ بے دولت ہیچارہ تیرے مقابلے کے لائق ہی ہم سے آنکھ چار کر لندھور نے پلٹ کر بادشاہ
پر ہاتھ مارا بادشاہ نے وار لندھور کا سپر پر گانٹھا نعرہ تکبیر کر کے تیغہ قمقام کا وار کیا لندھور نے سپر کو
اٹھایا تیغہ قمقام نے سپر کے دو ٹکڑے کیے پھر لندھور سراسر زخمی ہوا فریاد خان یک تعقر بی قیقدل
ارشیون پریزاد پسران لندھور نے جو باپ کو زخمی دیکھا یہ خورشید روشن تن کو سجدہ کر گئے
ہین بادشاہ پر دونوں جا پڑے ایک جانب سی عادل شیر دل و فاضل شیر دل و پہلوان اورنگ
و پہلوان گورنگ بڑھے ان سب نے بادشاہ عالی وقار والا اقتدار کو زخمی کیا جب

خورشید روشن تن از غیب دیگر آواز دیتا ہے ای بندگان خاص الخاص کوئی مسلمان زندہ نہ بچے اسکی آواز سے جوش و خروش سرداروں کا بڑھ جاتا ہے گویا اسکی آواز کے عاشق ہیں چالاک نیمچہ جو دیکھا ایک ایک سردار پر دس دس ملازمان خورشید آپڑے خون کے دریا بہ گئے بادشاہ انتہا کے زخمی ہوئے مگر اب قدم نہیں جمتا اپنے عیاروں کو ساتھ لیکر صفوں میں گھس گئے حقہ ہائے آتشبازی داغی بادشاہ کو گھوڑے سے اُتار لیا ہوادار پر سوار کیا جن سرداروں کو انتہا کا زخمی پایا اُن کو اٹھایا بہ تعجیل محافوں میں ناموس کو سوار کیا بارگاہیں خزانہ نہ اُٹھ سکا کفار لوٹنے لگے اب تمام عیاران نامی سرداران زخمدار کو لئے ہوئے چاہتے ہیں نکل جائیں فوج لقا و لشکر خورشید روشن تن گھیرا ڈالے ہوئے ہیں چاہتے ہیں انکو نکلنے نہ دیں بختیارک یہی غل مچا رہا ہے اے باختریو ایسا روز سعید پھر ممکن نہ ہوگا دشمنوں کو گھیر کر مار لو اگر یہ سب زخمی ہو کر نکل جائینگے جانباز و سرفروش ہیں پھر آکر لڑ نکلے تمام باختری آج بڑی جرات کر رہے ہیں جھپیٹ جھپیٹ کے روکتے ہیں خورشید روشن تن کچھ ہاتھ بھی ہلاتا جاتا ہے مخفی جو ساحر ساتھ ہیں وہ سحر بھی کر رہے ہیں ہاتھ ہلانے سے خورشید کے علامات سحر کے ظاہر ہوتے ہیں کبھی زمین سے غبار بلند ہوا جو انان شیر دل کے دلوں پر غبار غم و الم ہوا کسی طرح پاؤں نہیں جمتے کبھی ہوا گرم چلتی ہے کہ منھ جھلسے جاتے ہیں یہ شعبدہ باز مخفی سحر بھی کر رہا ہے عبد الجبار حلبی عبد القہار حلبی و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و پیر فرخاری وغیرہ بوڑھے شیر کہ جنکا لڑنا صاحبقران کبھی گوارا نہ کرتے تھے وہ سب کمر ہمت چست باندھے ہوئے زخم کھا رہے ہیں بادشاہ کو بچا رہے ہیں بار فوج نہیں رُکتا دس بیس قدم ہٹتے ہیں جہاں کفار نے نعرہ کیا غیرت دامن پکڑتی ہے پلٹ پڑتے ہیں اسی طرح لشکر صاحبقران شکست خوردہ حیران و پریشان بڑا چھوٹا ناموس صاحبقرانی کو بھی محافوں میں سوار کیا ہے جاہتے ہیں ہم لڑیں مریں کوئی کنیز بھی نہ رہ جائے بڑی حقارت ہے اگر شاید زندہ رہے تو صاحبقران کو کیا منھ دکھائینگے ایسی شکست فاش کبھی لشکر اسلام پر نہیں ہوئی تھی اپنے ہی ساتھ والوں سے لڑائی پڑی ہے اس وجہ سے قدم نہیں رُکتے بدیع الزمان و بہرام و نور الدہر و لندھور و جمہور وغیرہ بجانبازی مصروف جنگ ہیں خورشید روشن تن نے ایسے سحر کئے اپنے بیگانے ہوگئے پانچ کوس کے گرد میں برق شمشیر چمک رہی ہے دریائے خون کی طغیانی ہے نرخ جان ارزان و لال اجل در کار ملک الموت سے کار رکنی لاکھ کا کھیت پڑا ہے انتہا تک نگاہ کام کرتی ہے

لاشہ ہائے جوانان صف شکن پڑے ہین فوج خورشید کی کثرت سحر و ساحری کی جودت بادشاہ ہر مرتبہ اپنے کو ہوادار سے گرا دیتے ہین فرماتے ہین ای چالاک مین کھیت سے قدم نہ ہٹاؤنگا برائے خدا تم ناموس کو لیکر نکل جاؤ مجھکو اسی مقام پر چھوڑ دو دیکھو تو غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کس لطف سے لڑے جہان ہمارے ایک جوان کا لاشہ ہی گرد اُسکے دس لاشے پڑے ہین میرا بھی لاشہ ان سب کے بیچ مین ہو دیکھنے والے کہین کہ بادشاہ نے اپنے رفیقون کا ساتھ نہین چھوڑا چالاک رو رو کر عرض کرتا ہون حضور سحر نے سب کے قدم اُٹھا دیے ظاہر مین وہ ملعون سحر نہین کرتا باطن مین شعبدہ بازی حیلہ سازی سے باز نہین آتا کیونکر آپکو چھوڑ کر چلے جائین سب تاجدار بادشاہ کو لیکر ٹھہر گئے بیکسی پر بادشاہ کی کلیجے پھٹے سب نے تاج سرون سے اُتارے بلک بلک کی دعا کی نظم

تو آن رفیع مکانے کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند سیل دربانی	چہ احتیاج بہ پیش تو راز دل گفتن
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی	دیگر شاہا کریمی و رحیمی و غفور	دست ما گیر کہ درماندۂ بی بال و پریم

مصیبت انتہا پر پہونچی تھی بیقرار ہو کر جو سب نے ہاتھ اُٹھائے بخضوع و خشوع دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیکھا سب نے کہ صحرا سے گرد اڑی پھر پھرے علمہائے زنگاری کے کھلے ہوئے نوبت نقارے کی بھی آواز آئی گھٹا ہے پھر ابر سرخ و سفید بھی نمایان ہوئے سب اُسی جانب دیکھنے لگے دیکھا ایک جانب سے آفتاب عربستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران دوسری طرف سے ملکہ اختر جادو بادشاہ طلسم اختریہ زخمدار بیقرار خستہ و شکستہ تاج و تخت ندارد بھاگی ہوئی چلی آتی ہے وہین سے آواز دیتی ہے یا خداوند خورشید روشن تن غضب ہوا طلسم اختریہ کا ستارہ گردش مین آیا طلسم فتح ہو گیا کل مرحلہ جات شکستہ ہوئے بربادی کے بند و بست ہوئے شاہ ہوش موبدان بھی مارا گیا اختر کو دیکھکر خورشید کا چہرہ زرد ہو گیا چاہتا تھا کہ کچھ کہے اختر نے چاہا بھاگ کر قریب تخت خداوند جاؤن کہ صاحبقران نعرہ کر کے مرکب سے کود پڑے اختر نے ترسول مارا امیر نے کلائی پکڑکے ایک مکا مارا اختر منہ کے بھل زمین پر گری چاہتی تھی سحر کر کے تڑپ کر نکل جاؤن لوح طلسمی کا جو عکس پڑا زبان بند دل دردمند امیر نے غصے مین مثل کرباس کہنہ اختر کو چیر کر پھینکدیا تمام میدان تاریک ہو گیا صدائین مہیب آنے لگین بعد عرصہ دراز صدا آئی کشتی مرا نام من اختر جادو بود اب جو میدان مین روشنی ہوئی صاحبقران نے اپنے لشکر کو اس حال خراب مین دیکھا محافون مین

ناموس فریاد کر رہی ہین بادشاہ انتہا کے زخمدار دریاے خون جاری ہی زمین کانپ رہی ہے گلشن ابراہیمی پر خزان تمام اہالیان لشکر حیران و پریشان فوج کفار کے ریلے تیغہ عقرب کھینچ کے پشت اشقر پر سوار ہوے غصے مین کفار پر جا پڑے ایک طرف سے ایرج نوجوان و قاسم عالیشان کا نعرہ ہوا ایک جانب سے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مرکب مشکین پرند پر سوار پشت پر ساحران نامدار ایک جانب طاوس زرین بال پر ساحرہ خوشخو ملکہ برہمن کج ابرو اب جو کوکب نے سحر کیا آگ برسی لاکھون ناری جل گئے مگر صاحبقران نے لندھور و نور الدہر وغیرہ کو جو گرم جنگ دیکھا اپنے جملہ سردار اسی جانب پائے صاحبقران کو بھی دیکھکر خائف ہوے خورشید نے جو گرمایا سب بلوا کر کے طرف صاحبقران کے بھی چلے امیر نے اسم اعظم بھی باواز بلند پڑھا ان سردارون پر لوح کا بھی عکس ڈالا انکے حرکات و سکنات مین فرق نہ آیا غصے مین صاحبقران نے دو چار کو زخمی بھی کیا برہمن کج ابرو جھپٹ کر قریب صاحبقران آئی عرض کی ای شہریار ان بیچارون پر غصہ نہ کیجیے یہ اپنے ہوش مین نہین ہین جبتک خورشید روشن تن زندہ ہے بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا قتل کریگا وہ موتی اب مین خورشید پر مارتی ہون ورنہ یہ سب بیچارے لڑ بھڑ کر جان دینگے یہ کہکر ملکہ برہمن ایک بلندی پر آئی ڈبیا سے اُس موتی کو نکالا خورشید کی جو نگاہ اُس مروارید بے بہا پر پڑی مثل بید کانپا سمجھا اب قضا آئی ہوش و حواس باختہ ہوے برہمن نے پکار کر آواز دی او شعبدہ باز قدرت کا رس کو دیکھا بہت دنون خدائی کی اب حق و ناحق ظاہر ہوا اپنی بد اعمالی سے ماہر ہوا بہتر یہ ہے کہ سرداران صاحبقران پر سے سحر اُتار لے امیر کی قدمبوسی کر وہ رئیس جلیل ہین خطا معاف کر دینگے دامن مدعا گل آرزو سے بھر دینگے اب ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ہاتھ مین ملکہ برہمن کے وہ مروارید بے بہا ہے بیشتر تحریر کر چکا ہون کہ عیار عاقل و کامل مہتر شاپور شیر دل بصورت فرامرز عاد مغربی پایہ تخت خورشید روشن تن سے لپٹا کھڑا ہے برہمن کج ابرو نے بموجب ارشاد صاحبقران جو کلمات کہے خورشید نے جواب دیا ای ملکہ برہمن ٹھہر جا ابھی مروارید ادھر نہ پھینکنا مین کچھ شرطین کہونگا اگر صاحبقران قبول کرینگے تو جواب با صواب دیا جائیگا ما بدولت کسی بات مین عاجز نہین ہین اب بھی لشکر کو پامال کر سکتے ہین جن سردارون نے ما بدولت کی اطاعت کی ہے یہ ہمیشہ اسی مذہب مین رہینگے چشم انصاف کھول کے دیکھ چکی ہین باعث یہ ہے کہ صاحبقران ہان

نے برہمن کج ابرو کو سمجھا دیا تھا کہ ہمارے مذہب مین ہدایت کرنے کا طریقہ یہ کوئی حجت نہ باقی رہے یہ کوچہ جہاد ہے کلام بزرگان دین بخوبی مجھے یاد ہے اسوجہ سے برہمن بخوف ارشاد امیر خورشید کو سمجھا رہی ہے موتی ہاتھ پر رکھکر خورشید کو دکھایا اور بفصاحت و بلاغت سمجھایا خورشید راہ پر نہ آیا وہی جواب مہملات دیتا ہے کہتا ہے مین خود خداوند ہون کسکو سجدہ کردن یہ فیصلہ ممکن ہے کہ میری سرحد سے صاحبقران چلے جائین سردار اُنکے ساتھ کردونگا میری اقلیم پر دست انداز نہون میرے مذہب سے تعرض نکرین دام کلام مین خورشید روشن تن نے ملکہ برہمن کج ابرو کو پھنسایا ہی باتون کو طول دیتا ہے کبھی ہان کبھی نہین لڑائی سے سب رُک گئی ہین ان باتون کو بگوش ہوش سُن رہی ہین برہمن نے وہ گوہر بے بہا اُچھالا اور کہا او مرتد تو نمانے گا دیکھ تیری خدائی کا حال کھلا جاتا ہے جیسے ہی برہمن نے مروارید اچھالا آسمان سے ایک عقاب پیدا ہوا اُس مروارید کو منقار مین دبایا صورت تبدیل ہوئی سب نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام موتی ہاتھ مین لئے ہوئے یہ کہکے بھاگا کہ منم عقاب جادو دیکھ او برہمن اس طول سے یہ مراد تھی اپنے خداوند کو بچایا موتی لے لیا تڑپ کے وہ جادوگر برابر خورشید کے پہونچا اُسوقت ایک عزیو لشکر مین بلند ہوا کہ دیکھو یارو کیا غضب ہو گیا برہمن کے ہوش اڑ گئے کہ مین نے یہ کیا حرکت کی صاحبقران زمان تیغہ عقرب کھینچکر بڑھی کوکب نے اُس ساحر پر گولہ مارا وہ ساحر یعنی عقاب جادو قریب تخت خورشید جا کر گرا تھا کوکب کا گولہ جو اُسکے قریب آیا اُسی موتی کو اُسنے چمکا دیا گولہ تو کوکب کا باطل ہوا کسیقدر تاریکی ہو گئی یہ تاثیر سحر کوکب تھی مگر عرض کر چکا ہون کہ مہتر شاپور شیر دل بشکل غرامرز عاد مغربی پایہ تخت خورشید سے لپٹا کھڑا ہے جیسے ہی عقاب برابر تخت کے گرا اندھیرا ابھی کسیقدر سحر کوکب سے ہوا عقاب نے ہاتھ بڑھایا کہ موتی خورشید کو دون شاپور نے بچستی و چالاکی چودہ حلقے کمند کے عقاب پر ڈالے یہ ادرے کہکے پلٹا شاپور نے لپٹ کے کوکھ پر خنجر مارا عقاب کا شکم چاک قصہ پاک ہزارون جادوگر شاپور پر چلے شاپور نے وہ موتی اُٹھاتے ہی خورشید کی پیشانی پر کھینچ مارا جو تحریر پیشانی تھی پیش آئی خورشید کا سر پھیٹ گیا آندھی سیاہ اُٹھی ہزار ہا سکان گرے اشیاے ساختہ سحر خورشید ہٹنے لگی اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی لندھور و نور الدہر وغیرہ جو سحر مین خورشید کے مبتلا تھے مرنے سے خورشید کے بیہوش ہو ہو کے زمین پر گرے بختیارک نے جو یہ معاملہ

دیکھا غل مچاتا تھا کہ ارے یارو یہ سرداران حمزہ جو بیہوش ہو کر گرے ہین انھین مار لو اب ہوشیار
ہون گے قیامتین برپا کر دینگے ضیغم و زنکال وغیرہ مطیعان خورشید ساحر و غیر ساحر چلے کہ
نور الدہر وغیرہ کو مار لین برہمن کج ابرو کہ اپنے فعل پر نادم تھی اُن بیچارون کو بچانے لگی مثل
پروانہ ایک ایک کے گرد پھرتی تھی آواز دیتی تھی یا صاحبقران زمان اپنے سردارون کو آ کر بچائے مرنے
سے خورشید کے یہ سب بیہوش ہو گئے ہین قاسم و کرب و اسد تلوارین کھینچ کھینچ کر چلے لاش پر لاش
گرا دی کسی سردار کو قتل نہین ہونے دیا پہلے سب کے شہزادہ بدیع الزمان کو ہوش آیا اپنے کو اس
حال پر ملال مین پایا بازو پر مُشت بندھے ہین گلے مین تصویر خورشید روشن تن کی پڑی ہے گھبرا کے
فرمایا ہم کس حال مین ہین پہلو سے آواز آئی قبلہ و کعبہ غلام بھی اس حال مین ہے نور الدہر کا عیار
شبرنگ بن عمرو لڑتا بھڑتا وہان پہونچا پکار کر آواز دی اے شہریار آپ نے خورشید روشن تن
کو سجدہ کیا تھا اپنے بھائیون کو زخمی کیا صد ہا سرداران صاحبقران پر دست انداز ہوئے ہے خورشید
کہ وہ شعبدہ باز مار گیا واصل جہنم ہوا بائیس لاکھ فوج اُسکی مصروف جنگ ہے لقانے قیامتین برپا کین
اب اپنے کو سنبھالیے یہ جو حال مصیبت مآل ان شیرون نے سُنا قصد ہوا کہ اپنے گلے کاٹ ڈالین
جوش جرات مین تلوارین کھینچ کھینچ کر لشکر خورشید پر جا پڑے لاکھون ساحران عذاب سحر کر رہے ہین
ایک فقرہ مین بہار و باغبان وغیرہ تھے مرنے سے خورشید کے رہا ہوئے تحریر کر چکا ہون کہ
یہ سب طائرون کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے تھے اب جو ہوش آیا صدائے گیر و دار سُنی ہزار ہا
نخل جل رہے ہین زمین سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین آندھیان سیاہ اُٹھین پانی تالابون
کا کھول رہا ہے مچھلیان ریتی پر تڑپتی ہین مرنے سے خورشید کے ہزار ہا طائر زاغ و زغن زمین سے پیدا ہو
صدائے ہیہات و افسوس دے رہے ہین زمین سے بلند ہوئے پرون سے سر پیٹا ہائے خورشید
روشن تن کی آواز دی جلکر خاک ہوے بختیارک نے دیکھا بادشاہ لشکر اسلام لڑتے ہوئے
طرف لقا کے آتے ہین لندھور و بدیع الزمان و نور الدہر و بہرام وغیرہ جو سحر خورشید
مین تھے اُنھون نے پرے کے پرے درہم و برہم کیئے تھے ساکھے سے لڑتے کٹتے ہوئے جاتے ہین آج لقا
کو پکڑ لو یہ بھیجا جانے نہ پائے اسی کی ذات سے سارے فساد برپا ہوتے ہین ضیغم وغیرہ صدائے نعرہ
شیران دشت نبرد سُنکے بھاگنے لگے ساحران خورشید جمع ہو کر جم کر لڑے بہار و باغبان وغیرہ رہا

ہوتے ہی جو میدان میں آئے لشکر کفار پر آگ برسا دی جیسے غول پر جا گرے جلا کر خاک کیا بہار کے
گلدستے چلے آسمان سے پھول برسے ہزارہا دیوانے ہوگئے باغبان قدرت نے تلوارین برسائین
دو صورتین اس مقام پر تحریر کرنا واجب و لازم ہین ایک کیفیت تو یہ ہے کہ لقا شکست کھاکے بھاگے
اگر منظور رہو کہ بعد طلسم ہوشربا صندلی نامہ تحریر کیا جاے یا بیان کرنا منظور رہو تو یہ صورت ہے
کہ لقا خورشید نگار پر گرفتار ہو جائے ساتھ والے اسکے بھاگ جاتے ہین لقا دیا قوت شاہ
و بختیارک و ضیغم و زنگال و فرامرز نابکار فرزند نوشیروان عالی وقار یہ چند کس گرفتار ہوتے
ہین بعد ختم جنگ صاحبقران بفتح و فیروزی داخل قلعہ خورشید نگار ہوئے خزانہ بے حساب دستیاب
ہوا بارگاہ خاص اسوجہ سے استادہ ہوئی کہ کولب رو شقضیم وغیرہ بھی حاضر دربار ہین دوسرے
دن امیر با توقیر بارگاہ مین آکر جلوہ فرما ہوئے ایک جملہ اور بھی گذارش کرنا واجب و لازم ہے مادر ایرج
نوجوان ملکہ گیتی افروز دختر لقا دختر کلان مہر افروز فی الحال لشکر مین آئی ہوئی ہین لقا کے
گرفتار ہونے کی جو خبر سنی محبت سے باپ کی بیقرار ہوگئین ملکہ گیتی افروز نے ایرج نوجوان کو محل مین
بلایا کہا ای فرزند نانا تمھارے گرفتار ہوئے صاحبقران کیساتھ بڑی بڑی عمر ہیان کین ہم کس منھ
سے سفارش کرین لیکن تم پارہ جگر صاحبقران ہو اگر ہو سکے تو ایک شب کے واسطے صاحبقران
سے عرض کر کے باپ کو ہمارے محل مین لاؤ ہم بھی سمجھائین شاید راہ پر آئین خودسری سے باز آئین اپنے
کو خداوند نہ کہوائین معبود حقیقی کے قائل ہون پیدا کرنے والے پر مائل ہون اگر مسلمان ہوجائین
صاحبقران وعدہ کرتے ہین سلطنت ملک باختر بلا تکلف مرحمت فرمائینگے ای فرزند اس مقدمہ مین
کوشش کرنا واجب و لازم ہے ایرج نے کہا مین بسر و چشم عرض کرونگا یہ وعدہ کر کے ایرج محل سے برآمد
ہوئے یہان جسجکو صاحبقران نے لقا کو بارگاہ مین بلایا یہ تقدیرین بگھارتا ہوا آیا ہر چند کہ صاحبقران
نے سمجھایا لقا نہ مانا تب صاحبقران نے ذوالخمار عادی جلاد لشکر کو حکم دیا جلد اسکا سر کاٹ
کے لاؤ بختیارک تو دہائی دے رہا ہے کہ حضور مین ہمیشہ سے مسلمان ہون لقا کے دادا پر لعنت
ہے لات و منات کی کیا حقیقت ہے ذوالخمار عادی لقا کو کشان کشان لیکر بیرون بارگاہ آیا
اسوقت لشکر مین ایک غریو ہے کہ یارو یہ وہی لقا ہے کہ جسکی سال بھر کے بعد زیارت ہوتی تھی بہشت و
دوزخ بنائی تھی اٹھارہ سو ملک کا مالک تھا نہ کبر و غرور کا سالک تھا دیکھو آج مقام عبرت ہے

کس ذلت و رسوائی سے قتل ہوتا ہے چشم زدن میں فلک انقلاب دکھاتا ہے ملک زماں سے جاتا ہے فرد
منہ مل برین دیر ناپائیدار ؎ ز سعدی ہمین یک سخن یاد دار ؏ کوئی روتا ہے کوئی ہنستا ہے کوئی
لقا پر آوازے کستا ہے کہ کیوں او مغرور تیری خدائی کہاں گئی اب بھی بہتر ہے کہ خدا کو سجدہ کر
امیر با توقیر خطا معاف کردینگے دامن مدعا گل آرزو سے بھر دینگے لقا کسیطرح نہیں مانتا جسوقت ذوالخمار
عادی نے تاج سر لقا سے اتار لباس کو جسم سے دور کیا ہر شخص بیقرار و اشکبار تھا لقا اپنی ہی کہے
جاتا ہے ابھی انقلاب کر کے سب کو غارت کردونگا قدرت کے قہر و غضب سے نہیں ڈرتے قدرت نے
اپنے کو قید کرا دیا ابھی دریائے قہر خار و نار جوش میں آئیگا آسمان کو حکم دوں پھٹ پڑے زمین سب کو نگل جائے
نخل صحرا اثر و رسیہ رنگ تک سب کو کھا جائیں زمین متزلزل و متحرک ہو قدرت کو اب بھی رحم آتا ہے
ان بیہودہ باتوں پر لقا کی سب ہنستے ہیں کہتے ہیں بچیا بھگوڑا الملک باختر سے یہانتک بھاگ کے
آیا سوائے مکر کے کوئی معجزہ نہ دیکھا واہیات بکتا ہے اب آج زندہ نہ بچے گا سر اس خود سر کا تہہ
باختر تک جائیگا وہیں اس بچیانے خدائی کی آخر بد انجام ہوا قریب تھا کہ ذوالخمار عادی لقا
کو قتل کرے کہ نقد روح روان قاسم عالیشان شہزادہ ایرج نوجوان محل سے برآمد ہوئے
دربارگاہ سلیمانیہ پر ہنگامہ دیکھا شاپور شیر دل سے پوچھا کیا معرکہ ہے شاپور نے عرض کی کہ زمرد شاہ
باختری صاحبقران کے حکم سے قتل ہوتا ہے صرف حکم ثانی کی دیر ہے ایرج نوجوان ٹھہر گیا
آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اس مقام پر آیا جہاں ذوالخمار عادی لقا کو قتل کیا چاہتا ہے ذوالخمار
سے کہا چند ساعت ٹھہر جاؤ میں جا کر دادا جان سے کچھ عرض کرونگا ذوالخمار نے تامل کیا ایرج
نوجوان اندر بارگاہ کے حاضر ہوا اسوقت دربار صاحبقران معمور ہے کل سرداران نامی و ساحران
گرامی دربار میں حاضر ہیں ایرج آکر سامنے صاحبقران کے تسلیم کر کے خاموش کھڑے ہوئے
صاحبقران نے بکشادہ پیشانی فرمایا اے نور نظر کچھ کہا چاہتے ہو کہو بیان کرو کل حاجتیں تمھاری
روا ہیں بلکہ بدل و جان قبول ہیں ایرج نے عرض کی کہ مقدمہ میں لقا کی نیاز مند عرض پیرا ہے ایک شب
کی مہلت لقا کو ملے ؛ ہالیان دست راست مسکرائے ایک نے کہا دیکھو بھئی نواسے کے خون نے
جوش مارا آخر نواسے کو نانا کا خیال آگیا بسبب رعب و داب صاحبقرانی کے ایرج کچھ بول نہ سکا
بہ نگاہ قہر طرف نور الدہر کے دیکھ کر رہ گیا اسوقت کے طعن و تشنیع قاسم کو بھی ناگوار ہوئے

محل کلام صاحبقران کے سامنے نہ تھا دلون مین ملال بڑھے صاحبقران نے فرمایا اے فرزندتم خوب
آگاہ ہو تیس برس مجکو اسکے تعاقب مین گذرے لکھو در لکھو بندگان خدا اسکی بدعت سے بیار گلشن جنان
ہوئے اکثر یہ گرفتار ہوا مین نے اسکو رہا کردیا اس مقام کی بھی کمتے بدعتین دیکھیں کہ خورشید
ایسا معین جو اسنے پایا اپنے آپ سے باہر ہو گیا کیا بدعت پر کمر باندھی خاتمہ مین لشکر کے کیا باقی تھا
اگر طلسم اختر یہ فتح کرکے مین نہ آتا سب سردار شعبدے مین گرفتار تھے بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ
کو بیٹے نے قتل کیا ان شیرون کی جرأت کا کون بار اٹھا سکتا تھا پروردگار نے مجکو وقت پر پہونچایا
تم سب صاحبون نے ملکر لقا کو گرفتار کیا ایسا ہو کہ میرے قبضے سے یہ نکل جائے بس شرط یہ ہے کہ شب کو
اسے سمجھانا اگر پروردگار کو سجدہ کرے زندہ رہے ورنہ سر کاٹکے دربار مین لانا ایرج نے پایہ تخت
شاہنشاہی کو بوسہ دیکر عہد واثق کیا کہ شب کو غلام اسے سامنے والدہ ماجدہ کے لیجائیگا وہ باپ
کے دیکھنے کی بہت مشتاق ہین اگر اسنے پروردگار کو بوحدانیت مانا مژدہ خوشخبری لیکر آونگا اگر
نمانے گا خود قتل کرونگا صاحبقران نے حکم دیا ایرج کو اختیار ہے ایرج نے آکر لقا کو طوق و زنجیر سے رہا کیا
نشکوا ایک بارگاہ الگ استادکرائی آمین ملکہ گیتی افروز جہان افروز و مہر افروز و ملکہ گوہر ملک
وغیرہ جسقدر شہزادیان متعلقین لقا عقد مین شہزادگان والا قدر کے آئی ہین وہ سب اُس بارگاہ مین
داخل ہوئین ایرج لقا کو لباس فاخرہ پہناکے جیسے ہی اُس بارگاہ مین لیکر آئے ملکہ گیتی افروز جہان افروز
دخترون نے جو بعد مدت مدید اپنے باپ کو دیکھا دوڑکر لپٹ گئین چیخین مار کر رونے لگین کہا کیون
اے والد نامدار آپکو پروردگار نے ایرج ایسا نواسا عطا فرمایا کہ جو جہانگیر مشہور ہے جدائی کرکے آپنے
کیا مزا پایا صاحبقران کے ساتھ کیا کیا انکے خدا نے اُنکو بچایا اب بھی اُنھون نے یہ جلالت
فرمائی کہ ایک شب کی مہلت دی برائے خدا سرکشی سے باز آئیے پیدا کرنے والے کو پہچانیے
صاحبقران زمان کل باختر کی حکومت دینگے فرزندان صاحبقران آپ کے تابعدار رہین گے
سب پر حکم احکام رہیگا جو کوئی حریف آپ پر لشکرکشی کریگا یہی سب شیر دلیر جانبازی کرینگے کسی کی
مجال ہوگی جو آپ سے آنکھ ملائے صاحبقران کا یہی قول ہے کہ اگر لقا مسلمان ہو تمام اقلیم ہائے
مفتوحہ کی سلطنت دیکر خانہ کعبہ مین جاؤن آپکو سب طرح کا اختیار رہیگا دختران لقا نے جو اسطرح
رو رو کے سمجھایا ایرج نے بھی دلائل وحدانیت مین کلام کیا لقا بھی خوب رویا بے اختیار پکار اٹھا مین نے

نوے ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی کہ تو چکیدگان قدرت کے سمجھانے سے مسلمان ہوجاویگا یا تو سب رو رہے تھے اس کلام مہمل کو سنکر بے اختیار ہنس پڑے ایرج نے کہا ہو شہنشاہ زبان کو یہی سنبھالیے تقدیر کرنا چھوڑیے لقانے کہا ای فرزند یہ تو میرا روزمرہ ہوگیا اسوقت تمھارے سمجھانے سے زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا کلمۂ طیبہ تعلیم کرو مین صدق دل سے مسلمان ہوتا ہون شہزادہ ایرج نے خوشی خوشی بفصاحت و بلاغت کلمۂ طیبہ تعلیم کیا لقا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا مگر یہ کہا کہ بختیارک رفیق صحبت ہو وہ خدمت مین میری رہیگا تو دل بہلیگا رات کو بڑی دھوم سے خوت کی بوقت سحر خدمت صاحبقران مین آکر عرض کی پروردگار نے فضل کیا لقانے کلمہ پڑھا یہ سنکر صاحبقران نہایت خوش ہوئے ایرج نے بمقدمۂ بختیارک سفارش کی عمرو نے صاحبقران سے عرض کی اگر آپ چاہتے ہین کہ آیندہ کو فساد نہو بختیارک کو قتل کیجئے یہ شیطان لقا کو پھیر بہکائیگا ایرج کو عمرو کا کہنا ناگوار ہوا کہا حضور بختیارک کی کیا حقیقت ہے وہ اب بصدق دل سے مسلمان ہوے بختیارک بھی سمجھا دیا جائیگا وہ تو خود بھی کلمہ پڑھ چکا عمرو خاموش ہو رہا کہ ایرج کے خلاف ہوتا ہے اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ بختیارک و یاقوت شاہ و مصاحبان لقا جسقدر قید تھے سب رہا کیے گیے ایک بارگاہ الگ بلکہ بارگاہ گیتی نما واسطے لقا کے استادہ کرائی گئی کہ آمین فی الحال لقا رہے صاحبقران نے فرمایا ملک باختر مین چلکر بڑی دھوم سے لقا کا جلوس کرونگا اسکو تخت پر بٹھاکر خود پایۂ تخت کو کاندھا دونگا بڑی سعادت مجکو حاصل ہوئی کہ لقا ایسا شخص میرے ہاتھ سے مسلمان ہوا ابھی تو مجھکو ایک مقدمۂ اہم درپیش ہے طلسم ہوش ربا مین چلکر اسد و بدیع وغیرہ کی شادی کرنا منظور ہے ایرج کی شادی ساتھ ملکہ پری ان شمشیر زن کے و شادی ماہ جبین و دلآرام ہمراہ اسد نامدار و شادی بدیع الزمان ہمراہ ملکہ تصویر دختر شہزادہ ان شہزادیون نے ساتھ میرے فرزندون کے بڑی بڑی جفائین اُٹھائین ہین دھوم سے یہ شادیان ہونگی کہ تمام شاہان ہوش ربا و خراج گذاران طلسم نورافشان اس شادی مین شریک ہون بعد اسکے طرف ملک باختر کے چلنا ہوگا گو سکہ نام پر شہنشاہ لقا کے جاری کراکے مین خانہ کعبہ مین جاؤنگا خدمتگذاری جناب پیغمبر آخرالزمان مین مصروف ہون انھین کے تصدق سے انجام صاحبقرانی بتکلف تمام ہوا انکے مشیران سلطنت و وزیران اہبت نے ارشاد فیض بنیاد صاحبقران کو بدل و جان قبول کیا میرے

پہلوان عادی کو بلاکر حکم دیا اٹھالا بارگاہ کا طرف طلسم ہوشربا کے چلے شہنشاہ لاچین کو یہ کہہ کے
رخصت کیا کہ آپ چلکر تیاری آب و آزوقے کی کیجیے شادی ملکہ بہار کے ساتھ بادشاہ کی ہوگی مخمور
کی شادی ساتھ نورالدہر کے ان شہزادیوں کو اپنے ساتھ لیتے جایئے ابھی جنگ خورشید میں ملکہ
حیرت ہاتھ سے کوکب کے قتل ہوئیں ہنگامہ مغلوبہ میں کسیکو خیال نہوا مرنے سے خورشید روشن تن
کے ہنگامہ قیامت برپا تھا بعد کئی دن کے لاشہ ملکہ حیرت جادو کا ملا اسیوجہ سے جنگ میں ذکر نہ آیا
پس طرف سے بہار و مخمور کے ادہر شہنشاہ لاچین تم کو سامان کرنا پڑیگا لاچین نے قدموں کو بوسہ
دیکر کہا نہ ہے سعادت کہ یہ شادی میرے ہاتھ سے انصرام پائے شہنشاہ لاچین خوشی خوشی مخمور و بہار
و ملکہ مہ جبین و دلآرام خونقباد و ملکہ ناہید دختر توسن و ملکہ تصویر دختر شرارہ و ملکہ مہرخ
وغیرہ کو اپنے ساتھ لیکر خوشی خوشی طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوا کوکب روشن ضمیر یہ کہکر رخصت
ہوا کہ قلعہ مرصع حصار میں غلام جاتا ہے آپکی کنیز ملکہ بران و ماہ دربران اسی مقام پر ہیں وہیں
سے غلام بھی سامان شادی کریگا یہاں عیار بچیاں ملکہ صرصر و صبا رفتار وغیرہ لشکر میں قید
تھیں انھوں نے بھی صدق دل سے کلمہ پڑھا عمرو و قران و برق جانسوز و ضرغام کے ساتھ نسبتیں
پختہ ہوئیں امیر نے فرمایا شادی اسد میں یہ عقد ہونگے جب کوکب و لاچین جا چکے بلحوظ خاطر ناظرین الا
مقام ربے کہ اب تک اسیطرح صاحبقران کے ساتھ ہیں صاحبقران زمان نے سیف و والید بن
عالم لشکر کو حکم دیا ہے کہ لقا کو قواعد دین اسلام تعلیم کریں سیف بارگاہ لقا میں ہر شب کو آتے نماز
وغیرہ سکھاتے ہیں صاحبقران کو منظور یہ ہے کہ چند عرصے میں لقا قواعد اسلام سے بخوبی آگاہ ہو جائے
اصول و فروع بھی تعلیم ہوں تب باختر میں جاکے اسکو تخت نشین کروں صاحبقران کو لقا کے مسلمان
ہونے کی بڑی خوشی ہے لکھا ہے کہ ملکہ برہمن گنج ابرو و ماہ پرور دختر افتر جادو جنکا نشان دے
چکا ہوں کہ خواجہ عمرو نے ماہ پرور کو زنبیل میں رکھ لیا تھا اب ماہ پرور کو بھی نکالا برہمن نے بھی سحر سے
توبہ کی صاحبقران نے ملکہ ماہ پرور و برہمن سے عقد کیا قلعہ خورشید نگار کی سلطنت بنام ملکہ ماہ
پرور مقرر ہوئی و ملکہ برہمن منتظم امورات سلطنت قرار پائیں اس سے فہلت کرکے اٹھالا بارگاہ سلیمانی
کا لدا بغر فریدونی و بحشمت جمشیدی شادان و فرحان طرف طلسم ہوشربا کے چلے یہاں شہنشاہ
لاچین نے سامان شادی مہیا کیا ادہر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بھی گوش بر آواز ہیں کہ صاحبقران

باغ سیب میں ہو جشن تو بڑی دھوم سے مالجھار روانہ کروں بس ان کا ذکر قاعدے سے تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان عشرت عنوان شادی اسد نامدار ہمراہ ملکہ مہ جبین گلعذار دختر افراسیاب و ملکہ لالان خونقباد دختر شہنشاہ داؤد مرحوم مغفور و ملکہ ناہید سیمتن دختر شہنشاہ توسن و شادی بادشاہ اسلام ہمراہ ملکہ بہار گلعذار و شادی تحمور ہمراہ شہزادہ نورالدہر و شادی ایرج نوجوان ہمراہ ملکہ برّان شمشیر زن دختر کوکب صف شکن و عقد صرصر وغیرہ ہمراہ عیاران اسلام و تفرقہ صحبت بروز عقد خواجہ عمرو و دیگر حالات متعلق

داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف قمر

پلا ساقیا جام صہبائے عیش
دکھائے فلک نے بڑے انقلاب
کبھی گنبد نور میں قید تھے
اندھیرے کے صدمے اٹھایا کیے
رہا دتوں دور افراسیاب
عنایت سے اسکی ہوئی جنگ سر
قمر اب تو ناحق پس و پیش ہے
رہیں خلق میں خانہ آبادیاں
گلستان عشرت برومند ہے
ہوا خار گلچین کو سبید اگر
چمن میں بھی شادی کی ہے دھوم دھام
جوانان گلزار کے ہیں نکھار
صبا آکے گلشن میں اترا گئی
اسد شیر دل ہوتے ہیں کتخدا
ہو بزم طرب جلد آراستہ
ہے دولھا اسد شیر دل صف شکن

کہ ہو میکدے میں بھی غوغائے عیش
ترے عشق میں ساقی مہ جبین
کہ صیاد و گلچین کے ہم صید تھے
کبھی جوش زن خنجر دریائے نیل
ہو اسیر کشتی سے وہ ظالم خراب
بس اب ساقیا عیش کا دور ہے
کہ شادی کا مضمون درپیش ہے
سما شادیوں کا جو تحریر ہو
رہ عیش کرتی ہے بلبل کو طے
لکھو داستان مرصّع رقم
صبا نے کیا فرش کا انتظام
سر سرو قمری کے ہیں چہچہے
کیا بلبلوں نے سبا رہ آگئی
قمر حال شادی کا تحریر ہو
عروسان مضمون ہوں پیراستہ
ایرج اور برّان والا حشم

رہے ہجر ساقی میں برسوں خراب
رہے سالہا سال اندوہگین
کبھی کوہ ظلمات میں بند تھے
ہوئی فتح دریا کی آخر سبیل
قمر شکر خلاق شمس و قمر
ہوئی منزل سخت دشوار طے
اسد شیر دل کی جو ہوں شادیاں
سخن کا مزا لطف تقریر ہو
نہال تمنا میں آیا ثمر
کہ سامان شادی کے ہونگے بہم
زمین چمن ہے زمردنگار
طیوران گلزار کے قہقہے
یہ گاتی ہے بلبل بہ ناز و ادا
فرح بخش و دلچسپ تقریر ہو
دلھن مہ جبین حور وش سیمتن
یہ معشوق عاشق بھی ہونگے بہم

بہت ہجر کے رنج جھیلا کیے
شب رنج و غم کی سحر ہوگئی
اک جام مے ہوش رُبا دے ساقی
چھوٹی ہوئی جیسے منہ سے لگا دے ساقی
دکھلا ہوس شراب ایسی وہ دین ہر
پھرے کہ مزے زبان لوٹے ساقی

سدا جان پر اپنی کھیلا کیے
الٰہی یہ آباد و شاداں رہیں
اندوہ دو عالم جو بھلا دے ساقی
ساقی مے لالہ فام سے بھر ساغر
یہ شیشہ پکارتا ہے ساغر ساغر
ہونٹوں سے لگا دی تو وہ جام لبریز

خوشی دل کو مد نظر ہوگئی
سدا عیش و عشرت کے ساماں رہیں
للہ انڈیل جلد شیشے سے شراب
خالی ہوں سبو پلا برابر ساغر
لا بادۂ ناب توبہ ٹوٹے ساقی
ہر چند جدا کروں نہ چھوٹے ساقی

نغمہ سنجان شاخسار بوستان عشرت و شادی و آراستہ کنندگان حجلۂ عروسی و دامادی حالات مسرت آیات کتخدائی اسد و مہ جبین و بران دایرج وغیرہ کلک جواہر سلک سے یوں زیب قرطاس بضیا اساس فرماتے ہیں شعر

مرصع نگاران شیریں سخن | چنیں دادہ ترتیب این انجمن

کہ صاحبقران زمان بعد قطع منازل و طے مراحل قریب باغ سیب پہونچے شہنشاہ لاچین نے اتنے عرصہ میں فقرہائے باغ سیب بصد رعنائی آراستہ کیے تھے کہ ہر کارے آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر خوشی میں یہ منادی نظم

خندہ زن باشد گل امید تو
عیش دائم ساقی محفل بباد

اوج گیر مہر و اقبالت سہا
تازہ باغ آرزوئے دل بباد
آسمان شوکت و شان و شکوہ

ماہ چرخ دولتت کامل بباد
مطرب بزم ترا باشد طرب
تختگاہت اے قمر منزل بباد

اے شہنشاہ گیتی ستان مبارک ہو کہ صاحبقران زمان بصد شوکت و شان آ پہونچے لاچین و بلقیس ثانی مع اٹھارہ سو تاجداران جلیل برائے استقبال صاحبقران زمان آئے بڑی دھوم سے صاحبقران کا باغ سیب عیش گاہ افراسیاب میں داخلہ ہوا بروقت قتل افراسیاب باغ سیب لٹ گیا تھا شہنشاہ لاچین نے بڑے تکلف سے اُس باغ کو پھر آراستہ و پیراستہ کیا بارگاہ سلیمانی وسط باغ مذکور میں استادہ ہوئی ملکہ بلقیس ثانی نے برائے ملکہ مہ جبین و بہار و مخمور و لالان خونقباء و ملکہ ناہید بہ تکلف تمام حجلۂ عروسی آراستہ کیا تین جوڑے زعفرانی کشتی جواہر نگار میں ہمراہ شاہزادگان ماہ رخسار کے روانہ کیے صاحبقران بارگاہ میں انتظار کر رہی ہیں بادشاہ جمجاہ سریر جہانبانی پر ہیں کہ خبر پہونچی ملکہ بلقیس ثانی تین جوڑے زعفرانی لیکر آتی ہیں ایک محل خاص برائے ناموس شہنشاہی ترتیب دیا گیا ہے بادر پادشاہ جمجاہ ملکہ ماہ مغربی دختر سکندر

بن سیکلان و مادر نورالدہر بن بدیع الزمان ملکہ گوہر ملک دختر بلند اختر گنجاب و مادر اسد نامدار ملکہ زبیدۂ شیر گیر دختر صاحبقران عالیجناب بتجنیت پر ساٹھ ستر ہزار دمساجان زعفران پوش بصد جوش و خروش انتظار ملکہ بلقیس مین صحن محفل مین استادہ ہین کہ ملکہ بلقیس مع کشتیون کے داخل محل ہوئین سمدھنون مین چھڑیان اور زعفرانی رنگ کی پچکاریان چلنے لگین ڈومنیون نے یہ اشعار بصد ناز و ادا شروع کیے

اشعار

یونہین رقص و غنا آٹھون پہر ہو
الٰہی یونہین گذرے عہد دولت
یونہین بہتا رہے دریاے انعام

ہمیشہ ہون یہی بزم طرب خیز
یونہین برپا رہے بزم مسرت
رہے آفاق مین تا چرخ ہفتم
روان یونہین رہے کشتی خلعت

نظر آئین یہی سامان عشرت
یونہین جلسون مین روز و شب بسر ہون
بلند آوازۂ جود و سخاوت

ہلڑ ہوا بادشاہ جمجاہ نورالدہر و اسد نامدار کو محل مین بلاؤ تینون شاہزادگان والا قدر آسمان جاہ و جلال کے بدر محل مین برمحل تشریف لائے چوکیان یاقوت نگار مرصع کار بچھائی گئین تینون شیر ان چوکیون پر آکر جلوہ فرما ہوئے اول بادشاہ کو یہ تقریب بہار گلعذار زعفرانی جوڑا پہنایا بعدہٗ نورالدہر کو بہ نسبت مخمور سرخ چشم و اسد نامدار کو بہ عروسی ملکہ مہ جبین خوش سیر کنگنے ہاتھون مین مثل ستارہ سحری تین لاکھ جوڑا زعفرانی اسی وقت تقسیم ہوا جہا تک نگاہ کام کرتی تھی خیستان زعفران زار بصد کیفیت و بہار آراستہ تھے صداے مبارک و سلامت بلند ملکہ بلقیس کو ملکہ ماہ مغربی نے بہت بھاری خلعت مرحمت فرمایا و ہمراہیان لاچین کو بارگاہ سلیمانی مین خلعتہاے فاخرہ ملے غنچہ ہاے آرزو کھلے اب درمیان مین کیفیت حنا بندی و رسم ساچق بصد تکلف جانبین سے قرار پائی تیاری برات صاحبقران کی طرف سے ہونے لگی بادشاہ اسلام کو تخت سلیمانی پر سوار کیا فیل ہمیونہ مبارک سیر اسد نامدار کو دوسرا مست کنجل ہاتھی اسیر نورالدہر بن بدیع الزمان مرکب ہاے باد رفتار پر جملہ سرداران نامدار و فرزندان عالی وقار گلنار جوڑے زیب جسم باغ لالہ زار کھلا ہوا اس دھوم سے سواری مثل باد بہاری طرف دولت سراے لاچین کے چلی یہان لاچین نے در قلعہ ہوش ربا پر کئی لشکر بارگاہین استادہ کرائی ہین باغ روان بصد شوکت و شان کئی منزل تک آراستہ و پیراستہ ہین نرگس شہلا کی دیدہ بازی بی سنبل کی گیسو بنا کر جلسازی سوسن نے لبون پر مسی کی دھڑی جمائی سرو گلزار کو براے تماشا دوڑنے کی ہوس ہوئی برگ ہاے نخل سے ثابت و سیارگان کا سمان

ہر شاخ مثل کہکشان

اشعار

ہر ایک گل میں ہے کیفیت اک گلستاں کی
زمین کے بر میں ہے پیراہن زمردگون
زمین پہ جھڑتے ہیں شمس و قمر سے نور کے پھول
لبھا رہا ہے دل خضر سبزۂ ہامون
صدائے شکر ہے ہر برگ کی زبان سے بلند
وفور سبزہ و ریحان سے بوستان مشحون
وہ جوش موسم گل ہے کہ بنتے ہیں گل رخ
گلوں کو باغ میں سودا ہے بوئے گل کا جنون
یہ قرب لالہ و سوسن سے صاف ظاہر ہے
ارادہ سبزہ سے طوطی کا ہے جھپک ٹھون
بہار پر ہیں عجائب نگار کن فیکون
ہر ایک مرغ ہے طاؤس وار بوقلمون
گل شگفتۂ نسریں ہے صبح روشن رو
چراغ وار گل افشان ہیں انجم گردون
حباب ہیں کہ گل نسترن شگفتہ ہیں
برائے سجدہ ہر اک شاخ سر رکھے ہے نگون
جگہ چمن میں نہ بازار گل فروشوں میں
زمیں پہ چشم عنادل سے گرکے قطرۂ خون
شمیم غنچہ جو بیلی صفت ہے پردہ نشین
کرے ہے فوج خزان پہ بہار گل شبخون
شگفتہ ہیں چمن صنع صانع بیچون
فلک ہے جسم میں فیروزئی قبا پہنے
بہار تختۂ سوسن ہے شام تیرہ درون
پسند خاطر رضوان ہے لالۂ کوہی
برنگ تختۂ گلشن ہے دامن جیحون
شجر ہیں بار کش محنت گل و اشجار
شگفتگی گل و غنچہ ہے یہ حد سے فزون
یہ جیب پھاڑتے ہیں چاندنی ہے مہ دیوار
تو عندلیب ہے از خود رفتہ صورت مجنون
عجب نہیں ہے زبان کھولدے جو طائر رنگ

اُٹھی باغ جنت نشان میں آکر برات اُتر رہی ہے قلعہ آتش بازی کا دغا بازیجا گے چند عرصے میں آگ برسی صبائے عنبر بیز نے آگ کا بھی دل ٹھنڈا کیا عندلیبان خوش نوا مصروف زمزمہ سرائی گلچین و باغبان میں لڑائی سوسن صدزبان بہار پیرائے ازل کی صفت میں تر زبان صبا نشۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہے مینائے شجر سے سر ٹکراتی ہے ہر ایک گل کا کوزہ شراب شبنم سے معمور کیفیت انتظار میں پر سرور بارگاہ آسمان جاہ میں حکم ہوا قاضی صاحب کو بلاؤ بڑے بیٹے خواجہ بزرجمہر کپڑے عمامہ وغیرہ باندھ کے اس امید پر بیٹھے ہیں کہ عقد پڑھنے کو ہم بلائے جائیں گے آج انعام و اکرام اسقدر پائینگے کہ دولت دنیا سے نہال ہو جائینگے ناگاہ ایک خدمتگار قبول صورت جوڑا گلنار پہنے ہوئے دوڑا ہوا آیا عرض کی حکیم صاحب جلد چلیے بادشاہ اسد و نورالدہر کا جل کے عقد پڑھیے حکیم صاحب کھڑے ہو گئے اور پڑھنے لگے خدمتگار نے کہا آج روز شادی ہے آپ کا منہ سفید ہے اسمیں کیا بھید ہے صاحبقران کے خلاف ہوگا میرے ہاتھ سے گلوری کھائیے حکیم صاحب نے منہ کھول دیا خدمتگار نے گلوری کھلائی کہا اب چلیے حکیم صاحب نے گھبرا کر کہا مجھے تو پاخانے کی ضرورت ہے خدمتگار نے کہا سبحان اللہ بروقت شکار کتیا ہگاسی جائیے تشریف لیجائیے پاخانہ پھر آئیے دیر ہوتی ہے حکیم صاحب اندر گئے خدمتگار سمجھ گیا اب یہ لعبد کئی

دن کے مہلت پائیں گے دروازے کی زنجیر چڑھا دی یہ خواجہ عمرو ہیں حکیم صاحب کو گلوریاں جمال
گوٹے دیے مطمئن ہو گئے کہ اب وہ تشریف نہ لائینگے رنگ روغن عیاری کا نکالا خواجہ بزرگ امید کی
شکل بنکر بڑے داتون کا گٹھا ہاتھ مین کھٹ کھٹ کرتے ہوئے چلے راہ مین جو یار ملے کہا حکیم صاحب جلد
چلیے برائے عقد دیر ہوتی ہے خواجہ آکر بارگاہ مین پہونچے ابل عقد بادشاہ گنجاہ پڑھا اٹھا کر لاکھون
روپیہ لیے جب وقت عقد نور الدہر آیا بدیع الزمان کا دامن پکڑا بدیع الزمان نے بھی بہت
کچھ دیا تقریب شادی ملکہ مہ جبین مین ملکہ لالان خونقباد ملکہ ناہید سے بھی اسد کا عقد ہوا
جو جو معشوقین اسد غازی کی اس طلسم مین قرار پائین ملکہ خورشید روشن جمال دختر تلمذ اختر
حکیم روشن رائے حکیم نے بہت ترقی چاہی شروط لکھائے صاحب قران نے انکا اعزاز
و اکرام دیکھ کر سب کچھ منظور کیا خواجہ تو عقد پڑھ کے کشتیان جواہرات کی لیکر چلے گئے اب
شہنشاہ لاچین بلقیس نے سب طرح کا انتظام کیا کہ دل شکنی نہو ایک طریقے سے معلوم
ہوتا ہے کہ ملکہ اسرار جادو مان ملکہ مخمور کی اس شادی مین شریک ہوئی کئی ملک جہیز مین دیے
بہار و مہ جبین کی طرف سے لاچین بلقیس نے سب طرح کا انتظام کیا اس برات مین شاہان طلسم
نور افشان بھی شریک رہے ملکہ زبیدہ شیر گیر ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لیکر محافے مین سوار
ہوئین اس شوکت و شان سے برات واپس ہوئی شہدے غل مچاتے ہوئے یہ عرب لاکھون
روپیہ کا مال لے چلے ابھی تو اس طرح برات طلسم نور افشان مین جائے گی لاکھون روپیے
صاحبقران نے تقسیم فرمائے مگر شہدے کب مانتے ہین صاحبقران نے اشرفیون کے جھرے
جو پھینکے عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا شہدے کی شکل بنکر تیار ہوئے
ایک گاڑھے کی چادر دو کونے گلے مین باندھے اور دو ہاتھ مین لیکر آ موجود ہوئے جھپٹنا مٹھا جو
صاحبقران نے اشرفیون کا پھینکا جست خواجہ نے کی سب شہدون سے دو گز بلند ہو کر اشرفیان روک
لین زمین مین ایک نہ گرنے پائی شہدے بیچارے منھ دیکھتے رہ گئے ایک شہدا اپنا ارو می دروازے
کے نیچے کا رہنے والا اسنے دور سے تاکا ساتھ والون سے کہا یار یہ دبلا تاتنیا اچھا ہم مین
آکر ملا ہے ذرا اسکی خدمت تو کرو دیکھو کیسا جست و خیز کرتا ہے راتون کو دیوارین پھاندتا
ہوگا شہدو تمکو دھوکا دیتے آیا ہے کئی مرتبہ اشرفیان لیکین خواجہ نے جست کر کے روک لین شہدے

محروم رہے تیسری مرتبہ جو مٹھا اشرفیون کا چلا خواجہ نے جست کی ایک شہدے نے جھپک
کر ٹانگ لی خواجہ نے اشرفیان مُنھ مین رکھ لین شہدے نے مُنھ مین اُنگلیان ڈالدین یقین تھا کہ
کلے چیر ڈالے شہدے کی بدعت پیر خواجہ گھبرا گئے شہدے نے کلے چیر کے اشرفیان لین پریشان
ہو کر اس مجمع سے نکلے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے باچھون سے خون ٹپکتا ہوا قریب مرکب
صاحبقران آئے صاحبقران نے پوچھا خیر تو ہے عمرو نے کہا اے آقائے تامدار مین گر پڑا
مُنھ مین چوٹ لگی صاحبقران ہنسے فرمایا خواجہ تمھین مناسب نہین مین نے دیکھا تھا تم شہدون مین
ملے ہوئے اشرفیان لوٹ رہے تھے تمھین کس بات کی کمی ہے عمرو نے کہا حمزہ تو میرا حال کیا جانے
مجھپر کیا گذرتی ہے قرضدارون نے حیران کیا خیال مین آیا کہ کچھ سود وغیرہ پیدا ہوجائے اصل
کا پہونچنا تو دشوار ہے اس شادی مین سب کچھ میرا صرف ہوا امیر با توقیر نے کئی توڑے
اشرفیون کے دامن مین اُنڈیل دیے خواجہ صاحبقران کو دعائین دینے لگے عرض کی
آقا خدا تم کو سلامت رکھے اس مہینے کا سود ادا ہوا اُسی طرح چھپے قہقہے بادشاہ عالیجاہ کو
تاجداران جلیل گھیرے ہوئے گرد اسد نامدار تمام سرداران طلسم ہوشربا نورالدہر بن
بدیع الزمان سرداران نوجوان ہر بر بلتیہ کلنگان طہماس بن عنقوپیل دیو برو صدران
ماہ منظر و دراج در در گوش و انتکاش کشیدہ رو و ضرباب خان و بیجن خان وغیرہ
گلنار جوڑے پہنے ہوئے عجیب روز سعید بلکہ بہتر از روز عید لقا بھی اس برات مین تخت پر سوار
ہمراہ ہے بختیارک یہ عیش و شادی دیکھ کر جل رہا ہے دل سے کہتا ہے افسوس صد ہزار افسوس
مسلمانون کو یہ عیش و شادی ہماری بربادی کیونکر لقا کو نے نکلون عیش و فرحت مین خلل ڈالون
آتش رشک سے جل رہا ہے اس دھوم سے شاہزادیون کو بیاہ کر لائے حجلۂ عروسی مین
عروسان ماہ رخسار کا داخلہ ہوا ملکہ مہ جبین و بہار و مخمور دُلھن بنی ہوئی جب محل مین داخل
ہوئین صاحبقران زمان نے خواجہ سے فرمایا کہ مخمور بہار سے جا کر پوچھو کہ تم نے کلمہ پڑھا
مطیع اسلام ہوئین ہمارے مذہب مین پردہ پوشی کا حکم ہے باہر نکلنا تمھارا ممکن نہو گا شہنشاہ
لاجبین و ملکہ بلقیس نے بڑھ کر عرض کی جس شب کو تقریب مانجھے کی ہوئی اُس شب کو یہ حقیر
و ملکہ بہار و جملہ ساحران طلسم ہوش ربا نے کلمہ طیبہ پڑھا ہم سب سچے تائب

ہوئے یہ سنکر عمر و کو سناٹا آگیا کہا اے شہنشاہ لاحین یہ تمنے کیا کیا تمام دنیا اس طلسم کی دشمن شاہان اقلیم بیان کی عملداری کے خواہان ہین تمھارا زمانہ پیرانہ سالی یہ خبر جو اڑے گی پہلوان گردن کش خروج کرینگے کوکب روشن ضمیر نے کہا اے شہنشاہ عیاران شہنشاہ داؤد نے اس منزل سخت وصعب کو سر سے طے کیا اپنی جان دی پر عہد شکنی نہ کی ورنہ صورت نگار کی حقیقت تھی کہ شہنشاہ داؤد پر غالب آتی وہ رہبر و جادۂ وحدانیت و عاشق صادق رب اکبر بہ مجبوری جان دینے پر آمادہ ہوا تو بہ شکنی نہ کی بجرأت اپنی جان دی یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ملکہ حیرت جادو کے قتل کا ذکر مصنف نے بالتصریح نہین کیا مراد یہ ہے کہ جب خورشید روشن تن مار اگیا حیرت جادو ساحرہ زبردست ہے لڑ بھڑ کر نکل گئی محمل سلسلہ بند جو آیا تھا بھائی اسکا ملکہ حیرت کو دم دیکر رہا کرا لایا تھا پس لاشہ وغیرہ بھی خورشید نگار پر نہین ملا یہ طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہو گئی ہے اب پردۂ ظلمات مین رہتی ہے طلسم فتنۂ نور افشان جو حقیر نے بعد فتح طلسم ہوشربا تصنیف کیا ہے یہ نام بھی کسی کے گوش زد نہ ہوا ہو گا خدا ہمہ مضمون بلاغت مشحون اس طلسم بے مثال کا التماس مصنف مین بخدمت ناظرین تحریر کرونگا پس عمرو نے بھی یہ کلمہ کہا کہ اے شہنشاہ لاحین زندگی مین حیرت کی تمنے سحر سے کیون توبہ کی وہ زوجۂ افراسیاب ساحرۂ لاجواب جس مقام پر ٹھہرے گی لاکھون ساحر اسکی شرکت کرینگے دعوٰی خون شوہر کرکے ضرور آئیگی لاحین نے کہا وہ حافظ حقیقی مالک ہے آپ لوگ کل اہالیان لشکر صاحب قران ساحرون کے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہین اسقدر ساحر قتل کیے کہ ساحر کش مشہور ہوے سوائے تائید پروردگار کے کیا ہے اسی طرح وہ حافظ حقیقی ہاتھ سے ساحرون کے بچائیگا اب تاویل نہ فرمایئے غلام توبہ کر چکا تمام ساحر تائب ہوے صاحبقران نے فرمایا خواجہ جو راہ راست پر ہے اس کو گمراہ کرتے ہو اے شہنشاہ تمنے خوب کیا صبح تمیز کوئی خروج کریگا تم فوراً ہمکو لکھنا فرزند ہمارے یا ہم خود آکر ہو نچینگے بہر نوع شب کو بادشاہ جمجاہ و نور الدہر والا قدر و اسد خوش سیر نے اپنی اپنی معشوقہ پریچہرہ سے گوہر مراد حاصل کیا بہار و مخمور و مہ جبین حاملہ ہوئین کہ نام ان تینون کا دشت نبرد کے خلاصہ فتنۂ طلسم نور افشان مین گذارش کرونگا ان سب کے ذکر طلسم مذکور مین آئینگے کوئی جلیل یا تاجر کفیل اس امر کا خواہان ہو گا اور معاوضہ معقول قرار پائیگا تو یہ حقیر بتقصیر بدیہ لاجواب

بھی پیشکش مشتاقان والا مقام کرینگا ہر نوع شہنشاہ کوکب روشن ضمیر شادی اسد سے رخصت ہوئے بمقدمۂ ایرج نوجوان کہہ گئے کہ غلام جا کر ماانجھار روانہ کرتا ہے اب علمشاہ نوجوان و قاسم عالیشان کل سرداران دست چپ نے سامان عیش ترتیب دیا بارگاہ چشامی و بارگاہ چہل ستون کہ قاسم نے توسن سے حاصل کی تھی یہ بارگاہیں استادہ ہوئیں قاسم نے در خزانہ طلسم افراسیابی کھلوا دیا سرداران قاسم قیماس وغیرہ سرداران رستم آلاگرد و مالاگرد و سلیم و قلیم وغیرہ سرداران ایرج یہ سب صاحب مصروف ترتیب صحبت جشن ہیں اس شادی کے منتظم خواجہ عمرو ہیں علمشاہ و قاسم نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کی گذارش ذات والا صفات سے یہ شادی افراسیابی آپکی شرکت بوجہ احسن واجب و لازم ہے عمرو نے ساتوں مہتر چودہ سرہنگون کو مقرر فرمایا کہ ایسے طور سے شادی کا انتظام ہو کہ تا بہ طلسم نور افشان سترہ سو سردار جملہ عیاران نامدار کنارہ لشکر بہ منتظر کھڑے رہیں خبر ملی ہے کہ ماانجھا شہنشاہ کوکب نے بڑی دھوم سے روانہ کیا خورشید روشن رائے وزیر اعظم و جمشید بن کوکب و جملہ شاہان طلسم نور افشان ماانجھا لیکر منزل بمنزل آتے ہیں آج قریب شام داخلہ ہوگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے زعفران پوش دوڑے ہوئے آئے عرض کی خورشید روشن رائے وغیرہ آپہونچے وہ دیکھیے علمہائے زعفرانی کے پھریرے چمکے کوکب نے بڑے سامان سے ماانجھا روانہ کیا راہ میں اس قدر روپیہ لٹایا کہ تمام اہالیان قریات غنی ہو گئے خواجہ برائے استقبال خود آگے بڑھے سات سو تاجداران جلیل ملازمان کوکب ہمراہ آئے ہیں زنانی سواری میں ملکہ گلگونہ گلگون پوش وزیرزادی ملکہ ناہید لی شہزادیوں کو ساتھ لیکر آئی ہے علمشاہ و قاسم و خود صاحبقران و بادشاہ عالیشان بذات خود اہتمام میں مصروف ہیں نہایت لطف سے جلسہ آراستہ ہوا ایرج نوجوان زعفرانی جوڑہ پہنکے محل سے باہر آئے بارگاہ چہل ستون سلیمانی میں کہ نہایت تکلف سے آراستہ ہے بخواہش عمرو صاحبقران نے تخت سلیمانی پر یہ فرماکر جگہ دی کہ نوشاہ کا یہ مقام ہے کئی سو طایفان ہند موجود تھے اس بزم فرحت افزا میں صدائے مبارک باد بلند ہوئی اشعار

برپا ہے بزم عیش و طرب دیکھیے جہان	کرتی ہیں رقص دیدۂ مردم میں تیلیان	باہر ہیں اپنے جامے سے روحیں میان جسم
سینوں میں دلکو وجد ہے مانند صوفیان	اہل زمین کے سامنے جوش سرور ہے	پھرتا ہے ناچتا ہوا طاؤس آسمان

گاتی ہے زہرہ محفل انجم مین چرخ پر
عشرت کدہ ہوے زمین پر ہے جو مکان
ہین چہچہون مین طائر نقش و نگار بھی
دم بھر رہی ہین عشق مجازی کا قمریان
معشوق کو وصال ہے عاشق ہین شادکام
بلبل ہے گل کی بو محبت سے شادمان
میخوار ہے کہ زاہد پرہیزگار ہے
قاضی پکارتا ہے پیین مے کے جام ہان

یہ دائرہ لیے ہوئے خورشید دف زنان
دیوار قہقہہ در و دیوار ہے ہر اک
کھولی ہے اپنی بلبل تصویر نے زبان
ہر اک قدم پہ نالہ و فریاد کے عوض
معشوق اختلاط مین مانند جسم و جان
کیف و مسرت عیش و نشاط سے
دونون تلاش کرتے ہین خمار کی دکان
یہ موسم سرور نہ پھر ہاتھ آئے گا

جو گھر ہے ناچ گھر نظر آتا ہے آج کل
پیدا صداے خندۂ عشرت ہے ہر زمان
جاے فغان چمن مین غزلخوان ہین بلبلین
صرف ترانہ مین جرس زنگ کاروان
پروانہ گرم جوشیون سے شمع کی ہے خوش
ہر ہوشیار مست ہے ہر پیر ہے جوان
ترغیب بادہ نوشون کو دیتا ہے محتسب
یہ وقت یہ زمانہ یہ ہنگام پھر کہان

اس لطف سے یہ محفل آراستہ ہوئی کہ دست راست والون کو رشک ہوا کہ خواجہ نے ایرج نوجوان کو پرورش فرمایا بذات خود اہتمام مین مصروف ہین بعد اس صحبت عیش و نشاط کے تیاری ہوئی کہ برات اس تکلف سے آراستہ ہو کہ کبھی ایسے سامان اس تکلف سے نہ ہوئے ہون خواجہ کے انتظام کاروبار عیاران خوش انجام سات لاکھ جوانان گلگون پوش مرکب باساز و یراق مرصع کار پھول بے شمار ایرج کو اسی طرح تخت سلیمانی پر سوار کیا قاسم نے جوش محبت مین پایۂ تخت پر ہاتھ رکھدیا نورالدہر و بدیع الزمان بھاری سہرا سنبھالے ہوئے دولہا ماہ رخسار زیور گل کی بہار سہرہ زرتار کا جو چہرہ زیبا پر آراستہ ہوا ہمبیال انتخاب گویا خطوط شعاعی ہین آفتاب صاحبقران زمان بصد عظم و شان پشت اشقر دیوزاد پر سوار تمام سرداران ایرج نامدار کمرین کسے ہوئے ہر مقام پر قلعہ آتشبازی چھوٹتے ہوئے اس تکلف سے منزلین طے ہو رہی ہین جس مقام پر شب کو اتر پڑے زمیندار غنی ہو گئے اتنے بڑے لشکر مین گدا کی صدا نہین کوکب روشن ضمیر نے قصر جمشیدی کو مثل عروس شب اول آراستہ کیا ہے جمشید نے آکر خبر دی کہ حضور اس تکلف سے قاسم وغیرہ نے محفل آراستہ کی ہے کہ روح جمشید پروانہ شمع محفل ہے وہ چراغ تابان و درخشان مثل ماہ کامل ناچ وغیرہ کا وہ سامان تھا کہ مشتری دل و جان سے خریدار زہرہ بصد رعنائی آئینہ وار فرش عرش تھا کرسیان جواہر نگار جھاڑ کنول بالکل سامان محفل انتخاب و لاجواب بے والد نامدار صاحبقران عالی وقار بڑی دھوم سے برات لیکر آتے ہین شمسہ ہاے بارگاہ دیکھ کر ماہ و مہر شرماتے ہین حضور بھی اس محفل عیش و سرور کو بہ تکلف تمام آراستہ

کرین آپ کے بھائی صاحب خواجہ عمرو کو اس شادی کے تکلف مین بڑی کوشش ہے چاہتے ہین اس شادی
مین ایسا سامان ہو کہ دیکھنے والے کیفیت شادی اسد نامدار کو فراموش کرین کوکب نے بہ تکلف تمام قصر
جمشیدی کو آراستہ کردیا شیشہ آلات سے پہلو و جوانب کو بھردیا شمع ہاے مومی و کافوری پروانہ جنگی
روح مجنون و فرہاد دہر پیر و جوان دلشاد شاہان طلسم مثل چاکران کمترین انتظار آمد برات مین ایستادہ
ہین رقاصان پری چہرہ فن دلربائی مین استادہ ہین جب صاحبقران زمان داخل قلعہ جمشید نگار ہوئے
گلی کوچہ تماشائیون سے معمور آراستگی قصر بے قصور کو ٹھونیر شہزادیان مصروف تماشا تھین زردنگار
اُس پردے مین نازنینان ماہ رخسار غربا نے اپنے کوٹھون پر چارپائیان کھڑی کی ہین اپنے ڈوپٹے
اُس پر ڈالدیے تماشا برات کا دیکھنے مین مصروف کسی خوش چشم نے دوسرے کی بغل سے سر نکال دیا
کسی نے بسبب کشاکش کاندھے پر کسی کے سر رکھا اہل نظر نے جو سر اُٹھا کر دیکھا ہر قصر ہمہ تن چشم
ہوا ہے اُس مقام پر صاحبقران نے اسقدر روپیہ لٹایا جب چہرہ اشرفیون کا پھینکا مکان ہائے
غربا مین جاکر گرین خوشی سے اہالیان خانہ لوٹ رہے ہین ہر گھر سے دعاؤن کی آواز آتی ہے
خداوند داو ولہادہ طفن سلامت رہین صاحبقران اسی طرح پوتے کی چھٹی کرنے تشریف لائین
خواجہ عمرو بیٹھے بھرتے ہین یا صاحبقران اسقدر روپیہ لٹائیے یہ سب تمھدے جواری بازاری
لوٹین گے کانجہ بیٹین گے جوا کھیلین گے تمکو عذاب ہوگا مجکو دیجیے مین خانہ کعبہ مین بھیجدون بڑا ثواب
ہوگا امیر جواب نہین دیتے اس دھوم دھام سے راہ شہر کو طے کرکے قریب قصر جمشیدی
پہونچے تاجداران کوکب استقبال کرکے نوشاہ پر مروارید بے بہا لٹاتے ہوئے قصر جمشیدی
مین لائے صاحبقران زمان نے آراستگی قصر جمشیدی کو ملاحظہ فرمایا آئینے قد آدم کار گذاران
کوکب نے آراستہ و پیراستہ کیے ہین آئینون کی عجب شوکت و شان روح سکندر حیران رقاصان
پری طلعت جوانان باشوکت ہزارہا مہ جبین ماہ رخسار براے تماشا محل سے نکل آئین ہین پرے
جمائے دیدار فرحت آثار نوشاہ دیکھ رہی ہین باغ بنجران کہون یا اُن ماہ جبینان ماہ رخسار
کو ثابت و سیارگان سے مثال دون نظم

منظور ہی کچھ انجمن بزم کا بیان
دیکھا ہو گا خواب مین جمشید نے یہ جشن
وہ انجمن ہو دیکھکے انسان کے ہوش اڑین
پریان کہین کہ بزم سلیمان ہی نگیمان
بنجاز بان شمع اب ہی کلک و زبان
جلسے ہوئے ہین ایسے کبھی زیر آسمان
گرد اہل بزم بیچ مین نوشہ جلوہ گر

ہالے مین ماہتاب سپہر شکوہ و شان
رامش گر اک طرف تو ثنا گر ہین اک طرف
جیسے چمن مین نغمہ سرا مرغ بوستان
رنگین ادا و گل بدن و گرم و شوخ و شنگ
شوخی نہ حور مین نہ پری مین یہ گرمیان
چھپت کا اشارہ ہو کہ سپہر برین ہو نہین
رتبہ نگارخانہ چین کو نہین جہان
ایک ایک جھاڑ سرو گلستان نور ہے

اک سمت شور بربط و چنگ و رباب و عود
کوئی غزل سرا ہے کوئی ہو قصیدہ خوان
کیا بولیان زہرہ ادا کا بیان ہو
چنچل ہر ایک آفت ہوش و بلائے جان
شان و شکوہ قصر معلے ہو دیدنی
ایسا یہ ہر ستون کا ہو ہو نہین کہکشان
پرتو مین برق طور کے آئینہ ہائے صاف
ایک اک کنول ہے غیرت گلدستۂ جنان

اک سو بلند صوت دف و نے مطربان
یون چھپون مین چار طرف ہے یہ انجمن
انداز دلفریب جوان ناز جانستان
شرما کے جیسے برق وہ بیچین و بیقرار
عرش احتشام طور تجمل فلک نشان
ایسا سجا گیا ہے ہر ایک درجہ نور کا
پردے ہین چشم حور کے پردے یہ زرفشان
یہ آراستگی قصر جمشیدی دیکھ کے

صاحبقران نے بڑی تعریف کی زنانی ڈیوڑھی پر جا کر سواریان ملکہ گیتی افروز وغیرہ کی اُتریں ملکہ ناہید مرصع پوش مادر بہران نے ان سب کا استقبال کیا ڈومنیان گالیان گا رہی ہین شہر و قریات کی سندین انعام مین دی گئین ملکہ ناہید نے جوان بیبیون کو دیکھا ملکہ مہر گہر تاجدار دختر نوشیروان عالی وقار زوجہ خاص صاحبقران فلک وقار و ملکہ گردیہ بانو شہزادی ملکہ آردبیل دختر بدیع الزمان و ملکہ رابعہ زر لفت اطلس پوش شہزادی ملک روم اور علمشاہ نوجوان کی ملکہ خورشید خاوری شہزادی خاور مادر قاسم نامور و ملکہ گوہر ملک مادر نور الدہر ان سب بیبیون کو دیکھکر ملکہ ناہید نے کلاہ فخر کو آسمان پہ پہونچایا تمام شہزادیان طلسم نور افشان کی جمال جہان آرا کو دیکھکر شرما گئین ایک ایک کا چہرۂ آفتاب عالمتاب قد سرو باغ رعنائی خال چہرہ عارض ثریا سیار آسمان کمال جبین ماہ حسن خوبی چشم فتان نرگس شہلائے باغ محبوبی ہونٹون مین مسیحائی کلام معجز نظام مین دلربائی ملکہ ناہید مرصع پوش ایک ایک شہزادی کی خاک پا کو طوطیائے چشم بناتی ہے جاہ و جلال حسن و جمال پر قربان جاتی ہے لا کر مسند ناز پر ایک ایک بی بی کو بٹھایا واسطے ملکہ مہر گہر تاجدار کے تخت زرین بچھایا ملکہ گردیہ بانو دنگل صاحبقرانی پہ آ کر متمکن ہوئین پایہ تخت چہارم پر دنگل ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر صاحبقران مادر اسد نوجوان اور تمام سردارون کی بیبیان بصد رعنائی و زیبائی اپنے اپنے مقام پہ آ کر متمکن ہوئین ملکہ ناہید باغ باغ کہ آج یہ بیبیان میرے محل مین جلوہ فرما ہوئین تمہارے میرے منزل ہین ہین بیرون محل قاضی قاضی کا ہاشر ہوا عمرو نے قاضی کو جمال گہتے دیے محل مین تشریف لائے بلڑ ہوا

قاضی صاحب تشریف لاتے ہیں ملکہ برّان کو حجلۂ عروسی میں شگوفہ سوسازگو میں لیکر مٹی ہی ملکہ ناہید
بیٹی کے قریب قاضی صاحب نے پکار کر پوچھا شہزادہ ایرج نوجوان فرزند قاسم عالیشان کئی ملک بطور
مہر مقرر ہوئے کہ فتح کیے ہوئے اُس شیر بلبیشہ جرأت کے ہیں اُنکے ساتھ تمھارا عقد پڑھا جاوے
قبول ہی ملکہ برّان ہون ہین فرماتین کوکب نے اس شادی مین ملکہ صرصر و صبا رفتار کو بھی بلایا ہی
وہ حجلۂ عروسی میں اسوقت موجود ہیں یہ وعدے ہو چکے کہ بعد شادی ایرج نوجوان پانچوں کے
عقد پانچوں عیاروں کے ساتھ ہونگے بعد فتح طلسم ہوشربا یہ پانچوں مسلمان ہوئی حجلۂ عروسی سے
صرصر نے قاضی صاحب کی آواز سنی شگوفہ سحر ساز و گزیراوی سے کہا یہ آواز تو ساربان زادہ کی ہی
شگوفہ نے کہا بو احصر چپ رہو قاضی صاحب بڑے نمازی پرہیزگار سب جگہ یہی عقد پڑھتے جاتے ہیں یہ وقت
ایسی باتوں کا نہیں ہی صرصر نے جھانک کر جو دیکھا نگاہ سے نگاہ ملگئی خواجہ سمجھے کہ پہچان گئی پکار کر کہا یہ عورت
کون گستاخ تھی جھانک کر دیکھتی ہی ہماری نامحرم پر نگاہ پڑی ہمپر کفارہ مد جب ہوا لیو محبت
کوکب بھی محل میں چلے آئے صرصر نے کوکب کو بلا کر کان میں کہا یہ قاضی صاحب جو کھڑے ہیں عمرو عیار
قاضی کی شکل بنکر چلا آیا ہی کوکب نے آکر عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا خواجہ صاحب یہ کیا حرکت ہی عمرو نے کہا
یہ تو میرا عہد ہی صرصر کے کہنے سے محل میں ہلڑ ہو گیا مکان پر قاضی کے لوگ جاکر پہونچے ہر چند پکارا کچھ
آواز نہ آئی بعد عرصہ دراز لونڈی نے آکر کہا قاضی صاحب کو دست پر دست آرہے ہیں کوکب نے
آکر صاحبقران سے کہا صاحبقران نے کہا وہ ہر جگہ سب کا عقد پڑھتا ہی ہر جگہ قاضی صاحب
کو جال گوٹے دیے جاتے ہیں میں خود عقد ملکہ برّان پڑھونگا ان جھیجھوق قہقہوں میں عقد ملکہ برّان
ساتھ ایرج نوجوان کے پڑھا گیا ساتھ ملکہ شگوفہ کے عقد شاپور شیر دل ہوا بڑی دھوم سے
کوکب روشنضمیر نے برات کو رخصت کیا علاوہ اسباب ظاہری کئی سو ملک کوکب نے نام
بیٹی کے لکھے بیاہ کر ملکہ برّان کو صاحبقران زمان لیچلے ملکہ ناہید کا لپٹ لپٹ کے
بیٹی سے رونا شہزادیوں سے وداع ہونا جہیز کا نکلنا ستارے آسمان پر جھلملا رہے ہیں ڈومنیوں
نے جو اشعار عبرت آثار بمضمون رخصت دختر بالحان دردناک گائے صاحبان اولاد کے دل بھر آئے
ہر خورد و کلان گریان و نالان شادی میں غم کا سامان ایرج نے دہن گردان کر آغوش تمنا میں عروس
ماہ پیکر کو اٹھا کر بصد اشتیاق محافہ زرین میں پہونچایا برج محافے میں ماہ تابان کا دخل ہوا

تا بہ سحر قلعہ جمشیدی کوکب خود با یہ محافہ و ختر پہ ہاتھ رکھے ہوئے بہ فخر و افتخار آیا جب در قلعہ پر پہونچے صاحبقران گھوڑے سے کود ے فرمایا ای برادر بسم اللہ رخصت ہو کوکب قدمون سے صاحبقران کے لپٹ کر رو یا عرض کی کہ یہ کنیز واسطے ہاتھ دھلانے کے حاضر ہے حضور کو گواہ کرتا ہون کہ شب کو غلام نے و ملکہ ناہید و بران و جملہ ساحران طلسم نور افشان نے دعائے توبہ پڑھی جملہ سپاہ سحر اپنے شہر سے پھینک ادیے قصر ہاے عجائب و غرائب سحر مٹا دیے غلام بصدق دل کلمہ طیبہ پڑھ کر دائرہ اسلام مین آیا یہ کنیز حضور کی ملکہ بران شہر نور افشان ملکی حشیم و چراغ ہر مان کو اسکی جدائی مین تاب نہ آئیگی صاحبقران نے فرمایا ای کوکب پروردگار نے تجھ کو مقامات جہاد سے بخیر و عافیت مہلت دی جملہ واجبات کو پورا کیا اب صرف صحبت عقد خواجہ عمرو باقی ہے انشا اللہ آکر اسمین بھی شریک ہو جائے ایرج نوجوان کو برائے چندے قلعہ صبح نگار پر چھوڑونگا تمھاری تشنگی مجکو گوارا نہین ہے اس جمع عام مین جو یہ باتین ہوئین ہر خرد و کلان کو یہ بھی دریافت ہوا کہ اہالیان طلسم ہوش ربا و شاہان طلسم نور افشان نے سحر کو یک قلم ترک کیا بصدق مسلمان ہوئے امیر نے کوکب کو رخصت کیا برات کو بہ تکلف لیکر داخل باغ سیب ہوئے ایرج و بران سالہا سال کے ہجران دیدہ شب کو ایک مقام پر ہوئے دفتر حکایت و شکایت کے کھلے ایرج نے گوہر مراد اس صدف بحر خوبی سے حاصل کیا شگوفہ کا وصل شاپور شیر دل سے ہوا ملحوظ خاطر رہے کہ ملکہ بران و شگوفہ حاملہ ہوئین سکندر زرین بطن سے ملکہ بران کے و مہتر جمال صبا رفتار بطن سے ملکہ شگوفہ کے پیدا ہونگے کہ انھین کے ضمن سے طلسم فتنہ نور افشان بلند ہوگا اور خلاصہ مضمون آخر مین درج کرونگا ابھی تک لقا ان سب صحبتون مین شریک ہے اکثر بختیارک نے بھکایا لقا نے ابھی نہین مانا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جلسہ عقد خواجہ عمرو ہمراہ ملکہ صرصر و ہمراہ قران صبا رفتار کمند انداز و ہمراہ برق شمیمہ نقب زن و ہمراہ جانسوز بن قران شرارہ سنگ انداز و ہمراہ ضرغام شاہین جنگل کشا آراستہ ہونا اشتیاق مین صاحبقران کا خواجہ سے نے نوازی کرانا عین گرمی صحبت مین مرجان جادو کنیز افراسیاب کا

جوگن بنکے آنا اور عمرو کو اٹھا لیجانا وعیاری ملکہ صرصر شمشیرزن و رہائی خواجہ عمرو و ذکر جدا ہونا لقا کا لشکر صاحبقران سے جانا طرف غزوبیہ باختر کے و انتظام صاحبقرانی کا موقوف رہنا بسبب روانہ ہونے ایرج کے سمت غزوبیہ و حالات متعلق داستان ہذا غزل

مانگ لیجاتے وہ دل آنکھ بدلتے جاتے
کوے جاناں میں ذرا خود تو سنبھلتے جاتے

سامنے یار کے مرنیکی ہوس بھی ہے موت
کرتے پامال بھی وہ ہاتھ بھی ملتے جاتے

حسرتونکا دل سوزان میں یہ کیسا ہے ہجوم
ہم وہ آفت نہیں ٹالے سے جو ٹلتے جاتے

گل گلابی تھا اگر آج یہ ہو جاتے سرخ
کٹتے جاتے پر پرواز نکلتے جاتے

کہتی ہے وحشت دل زیر کفن عاشق سے
پہلوے غیر میں پہلو وہ بدلتے جاتے

بیوفائی کے بھی انداز نکلتے جاتے
اشک حسرت ہمیں اے عشق بنایا ہوتا

دم نکلتے میں کچھ ارمان نکلتے جاتے
وادی عشق میں چلنے کا تکلف کیا تھا

بزم میں آئے تھے پروانے تو جلتے جاتے
داغ ہمکو دیے جاتا تری محفل میں فلک

روز کچھ رنگ مے اشک بہتے جاتے
پوچھ لیتے جو تم اک مرتبہ روز آکے مزاج

پانون ٹھہرے تھے اگر ہاتھ تو چلتے جاتے
شمع سوزان ہو فنا اہل محبت میں جلال

مجھکو کیا خاک سنبھالینگے مرے صبر و قرار
کہ شب و روز غم یار میں ڈھلتے جاتے

خاک میں ملکے تو کچھ دلکو دکھانا تھا اثر
آرہی جادون کے اگر سر پہ نہ چلتے جاتے

شکوہ کرتا ہون تو کہتے ہیں یہ ایام فراق
جبتک اس باغ میں تھے پھولتے پھلتے جاتے

شوق گلشن کے یہ معنی تھے کہ اے مرغ قفس
نہ سنبھلتے تھے جو بیمار سنبھلتے جاتے

مین تو کچھ قابل بیتابی دل جب ہوتا
گر وہ دامن سے بجھاتا تو تو یہ جلتے جاتے

توسن خیال سخن آفرین و سخن را بہ کرسی نشاند اینچنین ۔ عیار طرار کلک وفادار تحریر عقد عیاران لشکر اسلام سے صفحات رنگین قرطاس کو بانہاے عیاری سطور سے یون آراستہ کرتا ہے کہ بعد ان شادیون کے صاحبقران زمان نے جملہ سرداران تہمتن کو حکم دیا کہ آپ سب صاحب طرف سے ملکہ صرصر وغیرہ کے انجمن عشرت آراستہ کرین ان پانچون عیارون نے عشق مین ان پانچون معشوقان وفاکیش کے سالہا سال ایتین ہجر کی کاٹین شکر ہے کہ وصال صبح نے چہرۂ زیبا دکھایا بادشاہ اسلام نے جملہ عیارون کو گلنار جوڑے مرحمت فرمائے دروازے خزانون کے کھل گئے یہ محفل عیش خاص بارگاہ حشامی مین آراستہ ہوئی بادشاہ تخت سلیمانی پر متمکن جملہ سردار و عیار بارگاہ مذکور مین جلوہ فرما ہین خواجہ عمرو و مہتر قران و مہتر برق و جانسوز و ضرغام لباس ہاے عروسی پہنکر بارگاہ مین حاضر ہوئے صاحبقران نے فرمایا خواجہ سب کے عقد پڑھنے قاضی بن کے پڑھے

قاصنیون کو جال گوٹے دیے آج ہم عقد پڑھینگے کچھ دلوائیے عمرو نے کہا آقا کو نہین زیبندہ ہے کہ
غلام سے جھگڑا کرین مین ایک مرد غریب بدنصیب مثل مشہور ہے دولہا کے گھو کی شکر دلھن کے کنوین کا
پانی یہ مثل بیان ٹھیک ہے یہ فرما کر اپنی زنبیل سے ایک ٹوٹا ہوا آبخورہ ایک تباشا جیسے چینیا بازار و سامنے
امیر کے پیش کیا کہا بسم اللہ عقد پڑھیے دیر نہ کیجیے بادشاہ نے فرمایا ای شہریار بھلا خواجہ سے کیا
ملتا ہے لیکن عوض منھ میٹھا کرنے کے آج نے نوازی کرین سب سردار جلبہ عیار اس وقت حاضر ہین ایسا
جلبہ معقول کسی شادی مین قرار نہ پایا ہوگا خوش ہو کر خواجہ کو دین عمرو نے منھ پھیلا دیا کہا مین
گویا ہون دولہا کہین گا تاہی برق تڑپ کر قریب آیا کہا اُستاد آج سب سردار دینے پر آمادہ ہین
نے نوازی فرمائیے عمرو نے برق کو جھڑک دیا امیر سے اشارہ کیا آپ مالک ہین آپ سے کیا عذر ہے مگر
دُلھن کے سامنے میری حقارت ہوگی صرصر وغیرہ ایک خیمے مین دُلھن بنی بیٹھی ہین خیمہ نقب زن
معشوقہ برق مثل شعلہ جوالہ ہنستی ہوئی نکل آئی کہا استاد گائیے اُستانی صرصر آپ کے گانے ہی پر
عاشق ہین اب میرے فرداً فرداً نکاح پڑھے عیار بچیان بھی بارگاہ مین آکر بیٹھین جلبہ عیش آراستہ ہے
اشتیاق نے نوازی مین خواجہ کی تمام اہالیان لشکر نے بارگاہ سلیمانی کو گھیر لیا ہے خواجہ دولھا بنے ہوے
بیچ بارگاہ مین تنے ہوئے بیٹھے ہین زنبیل سے نے نکالی نئی طور سے آج نے بجائی یہ غزل گائی غزل

برباد ہو کے ہوتے شہرہ اُڑا چمن کا
سر پر ہر ایک کے ہے شملہ بیان کہن کا
کیا زخم خوبصورت تیر ہو خدنگ کے ہین
دل پھاڑتا ہے میرا اب کر بیر ہن کا
اچھی طرح دبانا مجھکو فشار تربت
ادنی عمل ملیگا تو بھی ہے لاکھ من کا
صبر و توان طاقت ہین وقف کوہ لعنت
دلمین گڑا ہوا ہے ہر خار بھی چمن کا
بدغم رہے زمین مین کیسے شہید تیرے
بدخواہ شیخ کا ہو دشمن نہ برہمن کا

چرچا کہان نہ پھیلا آبادی دو دلھن کا
لایا عدم سے شوق دیدار یار ہم کو
عالم دکھا رہے ہین معشوق کی دہن کا
رکھے خدا سلامت آغوش کو اپنے دل کے
راحت طلب بہت تھا ہر استخوان بدن کا
او بت نقاب اُٹھا دے صورت ذرا دکھا دے
لوٹی ہماری دولت حصہ ہے راہزن کا
لپٹے لحد سے جب ہم بوے عروس آئی
میلا ہوا نہ قاتل رو بان کبھی کفن کا

دربار دینی ہے سفاک تیغزن کا
باعث ہوا ہے کیے بربادی وطن کا
یہ مشق خرق عادت دیوانگی مین ہو چکی
ایک ایک آبلہ ہے یار و نکی انجمن کا
سب مجرمون پہ در ہون اللہ کو کرم سے
منظور فیصلہ ہے گر شیخ و برہمن کا
گل کا تو عشق کیسا وہ عندلیب ہون مین
مٹی کو اسکی سمجھے یہ عطر ہے دلھن کا
وہ رکھ جلال نہ ہب ونکا ہی جو شرب

اس غزل نے وہ رنگ جمایا ہر خورد و کلان کی زبان سے صدا اے

واہ وا بلبند عاشقان چہرہ زیبائے معشوقان پری رخسار بیقرار و دردمند صاحبقران بھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے موتیون کے مالے و کنٹھے یاقوت احمر کے اُتار اُتار کر عمرو کو دے رہے ہین بارگاہ مین اُسوقت روپیہ برس رہا ہے عمرو کی جانبازی لبصد سوز و گداز نے نوازی صرصر و صبا رفتار بھی کرسیون پر بیٹھی ہین حسن مین انتخاب عیاری مین لاجواب چشمہ چشم سے دریا بہہ رہے ہین یہ ہنگامہ عیش و نشاط برپا تھا کہ یکایک پردہ بارگاہ شاہی کا اٹھا ایک برق چمکی کہ سب کی پلک جھپک گئی اب جو آنکھین ملکر دیکھا ایک جوگن سمتین رشک چمن پوشاک شنجرفی زیب بدن سلیمانی موتیون کی ہاتھون مین لپٹی ہوئین کنڈل زمرد نگار زیب گوش عکس جو اُسکا عارض انور پر پڑا کھیتی حسن کی سرسبز و شاداب عارض رشک گلاب مہ جبین مہر تمکین حور پیکر سمنبر ماہتابان عارض انور پلکین تیر دلدوز چہرہ گلزار زیبا مہر افروز بھبھوت موتیون کا عارض انور پر ملا ہوا قیامت قد بالا آنکھین نرگس شہلا دیدہ غزال سے کیا مثال مضمون آنکھین چُراتا ہے دزدیدہ نگاہی سے دل بیتاب ہوا جاتا ہے اس سج دھج سے وہ جوگن پُرفن بارگاہ مین آئی ہر شخص نے بہ نگاہ محبت دیکھا اُس معشوق طرار نے بیچ بارگاہ مین آکر دونون ہاتھ اُٹھائے صاف ظاہر تھا کہ شمع کافوری روشن مسکرا کر صاحبقران کی جانب اشارہ کرکے یہ اشعار دعائیہ پڑھے اشعار

یہ مہر و ماہ بہ لعل و بہار ہیں جب تک
رہے تعلی شان و شکوہ روز افزون
بلند رتبہ ہون سرکار کے ترقی خواہ
فلک کو تا حرکت ہو زمین کو ہو سکون
جو تیرے دوست ہین ہر جا وہ آبرو پائین
ہمیشہ پست رہین حاسدان بخت نگون
رہین کواکب اقبال و جاہ اوج پذیر
عدو جو ہین وہ جہان جائین ہون ذلیل و زبون
کریم کارساز ہے جلسہ کو تا روز قیامت

قائم رکھے یہ کنیز بھی خبر شادی خواجہ سنکر شریک صحبت ہوئی عمرو بھی اُس جوگن کے آنے ہی محو مطلق ہو گئے گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے امیر نے کرسی کی جانب اشارہ کیا وہ زہرہ فلک حسن و جمال کرسی پر جلوہ فرما ہو کر طرف خواجہ کے متوجہ ہوئی کہا کیون شہنشاہ عیاران ہم مخل صحبت ہوئے آپ نے گانا موقوف کیا ہم مشتاق نے نوازی ہو کر آئے حقیقت مین آپ فن علم موسیقی مین کامل ہین ہم بھی چند اشعار سنین عمرو دیوانہ وار وحشی مثال خاموش بیٹھا ہوا صورت جوگن کی دیکھ رہا ہے صاحبقران نے فرمایا خواجہ میہمان عزیز کی خاطر ضرور ہے عمرو نے اشارہ کیا اے آقائے نامدار ہین اسیر طرہ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہون تیر مژگان اس قاتل عالم کی تو دہ دل بر لب معشوق

ہوئی ہوش و حواس نادرست مزاج خفیف وحشت بادشاہ نے کہا خواجہ ربط و ضبط کو کام فرمایئے عمرو نے
بمجبوری نے کو اٹھایا یہ غزل عاشقانہ نے میں بجائی غزل

گئے وہ گھر سے تو اغیار کو ذلو نہیں رہے
تڑپنے والوں سے ہم کو تڑپ کی داد ملی
کہ جنگلوں میں پھرے یہ وہ محملو نہیں رہے
نہ ساتھ چھوٹا صعوبات ہجر میں اے دل
جو ہوشیار تھے محبوب غافلو نہیں رہے
نہ ساتھ وادی غربت نے تا وطن چھوڑا
یہی کرے کہ کدورت نہ وہ دلو نہیں رہے
ہلال یار کہیں آکے جلوہ گر نہ ہوا

ہم وہ لونگے جو ارمان تجھے دلو نہیں رہے
مزے اٹھائے کوئی دم جو بسملو نہیں رہے
بجائے پنجہ سے ہم کیا ڈرینگے عاشق ہیں
وہ دوست ہر جو مددگار قاتلو نہیں رہے
خدا کے فعل میں دخل ہے کچھ نہ سمجھے ہم
بڑے رفیق تھے کانٹے کہ آبلو نہیں رہے
لہو لگا کے کبھی مل گئے شہیدوں میں
امیدوار ہی مشتاق محفلو نہیں رہے

ہم آنکھو ڈھونڈھتے جلسوں میں محفلو نہیں رہے
گذر گئی شب وصل اور ہم گلو نہیں رہے
یہی تھا لیلی و مجنون کے عشق کا شہرہ
ستمگر و نہیں کٹی عمر قاتلو نہیں رہے
وہاں گنے گئے وہ ہوش ہمسے دیوانے
ہمیشہ بیٹھکے نادان غافلو نہیں رہے
نمک صفائی کا باعث تو ہو جو وصل نہ دے
کبھی شریک تری بزم بسملو نہیں رہے

وہ جوگن بھی گانے پر خواجہ عمرو کے
جھوم رہی ہے عمرو بھی جمال ہمیتال پر عاشق ہے نگاہ سے نگاہ ملی ہوئی غزلیں ٹھمریاں گا رہا ہے جب وہ خانم
مسکرا دیتی ہے برق گراتی ہے کہ خرمن ہوش و حواس کھو دیتی ہے عمرو واہ وا کر رہا ہے وہ گھڑی کامل
اس زور شور سے گایا کہ اتنے بڑے لشکر میں سناٹا آگیا کون ایسا ہے کہ اس بارگاہ میں نہیں ہے چونکہ
صاحبقران نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ بعد اختتام جلسہ عقد عمرو میں لقا کو ساتھ لیکر طرف ملک باختر کے جاؤں گا
وہاں اسکی سلطنت قائم کرکے انشاء اللہ ممالک فرزندوں اور سرداروں کو تقسیم کرکے طرف خانہ کعبہ کے
جاؤنگا شہنشاہ لاحین و کوکب جملہ شاہان جلیل ہوشربا و طلسم نور افشان موجود ہیں بعد
عرصہ دراز عمرو کو روکا جوگن انگڑائی لیکر اٹھی خواجہ سے آنکھ ملا کر کہا کیوں خواجہ تم نے
عیاریاں مکاریاں کرکے افراسیاب کو قتل کرایا افراسیاب کے عزیزی شادیاں ہو رہی ہیں چلو میرے
ساتھ اٹھو منم ملکہ مرجان جادو کنیز افراسیاب مقام افسوس ہے کہ حیرت بیوہ ہوکر طرف پردہ
ظلمات کے گئی ہم کو اب خبر ہوئی او ساربان زادے تو ہی بانی فساد ہے یہ کہکے مثل برق تڑپی عمرو
کی کمر میں پنجہ دیکرے اڑی کوکب و لاحین سب بیٹھے ہیں منھ دیکھکر رہ گئے کوکب نے چاہا [illegible]
بر پرواز پیدا کروں تو یہ جو یاد آئی سر جھکا کر رہ گیا لاحین بھی منھ دیکھکر رہ گیا صاحبقران نے
چاہا اٹھوں اتنے عرصہ میں وہ قندیل فلک ہو گئی کوکب نے منھ پیٹ لیا کہا اے شہریار غضب ہوا

یہ مرجان جادو کنیزان افراسیاب مین سے ہے ملک فرعونیہ مین اسنے پرورش پائی سابق مین
طلسم نورافشان مین بھی ملازم رہی پھر افراسیاب نے خطا معاف کردی خدمت مین ملکہ حیرت
کے رہی قریب دریاے قلزم ایک جزیرہ ہے وہان یہ رہتی ہے خبر بربادی ہوشربا سنکر آئی ہے اے شہریار
خدا انجام ہمارا بخیر کرے اسوقت گستاخی اس ملعونہ کی دیکھکر جوش آیا تھا کہ سحر کرکے اسکو مارلین مگر
خیال خوف پرور دگار آگیا عمر بھر تو کمال سحر یاد کیے اب تائب ہوکے بیٹھے ورنہ اس کنیز بدتمیز کی یہ
لیاقت تھی ہمارے سامنے سے خواجہ کو لے جاتی دیکھیے کس تدبیر سے آئی بڑا دھوکا دیا اب سب عیار
آمادہ ہوے کہ جاکر تلاش کرین شہنشاہ لاچین نے فرمایا اے شاگردان خواجہ عمرو اے فرزند خوش
سیر ملعونہ قوم کی لونڈی افراسیاب کی حرم بھی ہے بربادی ہوشربا کا انتہا کا اس کو قلق ہے خوف
آتا ہے کہ خواجہ کو جاتے ہی قتل نہ کرے سمت دریاے قلزم نہین جاے گی کوئی مقام مین قریب
ہی تجویز کیا ہوگا ہم لوگ تو بالکل بیکار ہوئے یہ خبر وحشت اثر محل مین پہونچی ملکہ مخمور و ملکہ بہار
بھی روتی ہوئی قریب در دولت تشریف لائین خبر گرفتاری خواجہ عمرو بدست مرجان جادو سنکر
بہت گھبرائین یہی فرماتی تھین کہ ہم لوگون کی گوشہ نشینی کا حال سنکر وہ آئی یہ حوصلہ ہوا کہ خاص بارگاہ سے
خواجہ کو لیگئی اگر یہ خبر اسکو نہ معلوم ہوتی کہ سب صاحب تائب ہوکے ایک لونڈی کا یہ کلیجہ تھا کہ دربار مین آکر
خواجہ کو لیجاتی بیان تو سب متردد و متوحش ہوئے لیکن چالاک فوراً چالیس بیک بچون کو ساتھ لے کر بھاگا
ایک صحرا مین آکر دیکھا بارگاہ استادہ ہے چارسو جادوگرنیان اتری ہوئی ہین چالاک نے ابوالفتح سے کہا
بڑھکر دریافت تو کرو یہ کیسا لشکر ہے کیا عجب ہے کہ وہی مرجان جادو ہو ابوالفتح ایک فقیر کی صورت بنکر
پہونچا جادوگرنیان پھر رہی تھین انھون نے پکار کر آواز دی شاہ صاحب بس لشکر مین غیر کو آنے کا حکم نہین ہمکو
آپکے حال پر رحم آتا ہے کوتوال صاحب آ نکلینگے تو ایک گولا مارونگے کئی غربا دھوکے مین عیار ہونکے مارے گئے ملکہ
مرجان پہلو نشین افراسیاب معاوضہ خون لینے کو آئی ہین بانی فساد عمرو کو پکڑ لیا اب یہ فکر ہے کہ طلسم کشا
اسد عالیجناب تو اول افراسیاب کو گرفتار کرکے لائین تو ان دونونکو ساتھ قتل کرین آج شبکو ملکہ عالی جائین گی
طلسم کشا کو بھی اٹھا لائین گی ابوالفتح یہ حال سنکر پاس چالاک کے آیا کہا اے برادر حقیقت مین مرجان
جادو فروکش ہے مگر لشکر مین فقیر کے آنے کا بھی حکم نہین ہے یہ سنکر چالاک نے کچھ سوچکر ساتھ والون سے
اشارہ کیا ملازمون کی صورت بنکر تیار ہوا اشارے کی دیر تھی سب عیار معقول چالاک تو خاص عمیدار کی

صورت بنکر تیار ہوا یہ سب سپاہی اور خدمتگار کی صورت مین بنے چالاک ایک ٹٹو مٹمکن کرکے اسپر سوار ہوا ڈھال ٹھیک درست دھوتی چست انگوچھا سر پر لپیٹے ہوئے مرزائی دھری ہوئی نیچے کاڑھا اور زین سکھ اس دھج سے سب کو ساتھ لیکر طرف لشکر مرجان کے چلا ایک پاسی آگے آگے ساتھ اُسنے بڑھکر آواز دی ہمارے ٹھاکر صاحب کی سرحد مین کون اُترا ہی کھیت اگر پامال ہونگے تو نقصان دینا پڑیگا کوتوال لشکر سہیل جادو آگے بڑھا پکار کر آواز دی ملکہ مرجان جادو خاتون محل شہنشاہ برائے انتقام تشریف لائی ہین ٹھاکر صاحب نے پاسی سے فرمایا اُسنے کہو یہانسے اُٹھ جائین افراسیاب مارا گیا عملداری شہنشاہ لاچین کی ہی غیر مذہب والے کو یہان اُترنے کا حکم نہین گھنٹ وناقوس یہان نہین بجتے اہل اسلام کی منادی ہی ساتھ والون کو حکم دیا اکھی خیمہ وبارگاہ اکھڑوادو سپاہیون نے بڑھکر ایک یا دو خیمے گرا دیے دوکاندارون کو بھی حکم دیا جلد دوکانین اُٹھاؤ ہمارا گاؤن ضبط ہو جائیگا غرض جو ہوا مرجان جادو خیمے سے نکل آئی دیکھا ایک زمیندار نوجوان اہتمام اُٹھانے کا کر رہا ہی مرجان نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا ٹھاکر صاحب آپنے بھی نمک افراسیاب کا کھایا ہی آج یہ بے اعتدالی کہ ہم برائے انتقام خون شہنشاہ اس مقام پر ہین ایک ہفتے مین خاتمہ کردینگے ملکہ حیرت جادو طرف پردۂ ظلمات کے چلی گئین انکو بلاکر عملداری کرائی جائیگی لاچین وکوکب وغیرہ سحر سے تائب ہوئے مسلمان سحر کو بُرا جانتے ہین غیر ساحرون کا مٹنا کتنی بڑی بات ہی ایک سحر مین سب تنکے چنتے پھرینگے صرف ایک جوان ہی اُس کی فکر واجب ولازم ہی کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا یعنی صاحبقران صاحب اسم اعظم ہین اُن کے اسم اعظم بند کرنے کی تدبیر اسی ہفتے مین ہو جائیگی ٹھاکر صاحب ایک ہفتہ اس راز کو چھپائیے پھر اسی طرح سامری پرستون کی عملداری ہو گی مسلمان علاج کو نہ ملے گا مرجان نے جو لفصاحت یہ جملہ بیان کیا زمیندار بیت رو پا کہا اے شہنشاہ ساحران وا ے خاصہ خلاصہ سامری پرستان جی چاہتا ہی تمہاری بلائین لے لون خبر فرحت اثر سنائی قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی لیکن عیارون کا بھی انتظام کیا مشہور ہی جہان کوئی عیار قید ہوا عیار بصورت ہائے مبدل دوڑتے ہین بھائی کے سامنے بھائی باپ کے سامنے بیٹا بنکر آتے ہین مرجان نے کہا میرے لشکر مین کوئی نہین آسکتا زمیندار نے کہا حضور ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ چراغ مذہب بزرگان روشن ہو مسلمانون کا نام نہ لیا جاے لاچار ہو کر علاقہ بچایا جو کچھ مسلمانون نے کھلایا کھایا اگر آپ کو تقویت کامل ہی کہ ہم مسلمانون

پر غالب ہو جائینگے نصف طلسم ملو شہر یا ابھی آمادہ ہو کر شریک ہوتا ہی ہم بھی خدمت گزاری
مین موجود ہین آج دعوت ہم غریبون کی قبول کیجیے ماش جو کی روٹی نوش فرمایئے دس لاکھ جوان
گنوار جمع کر دینگے ہم لوگ جان کے خوف سے مسلمان ہو گئے دل وجان سے نام سامری وجمشید پر نثار ہین
سب طرحکا ہمسے عہد لیجیے مسلمانون کو شکست دیجیے یہ سنکر مرجان بہت خوش ہوئی زمیندار کو اپنی بارگاہ
مین لے گرآئی کہا ٹھاکر صاحب ہم جزیرہ دریاے قلزم سے بے سامانی مین چلے آئے اگر ہمارے آب و
آذوقہ کا سامان کر دو بادشاہون کو لیکر ہم سے ملا دو اسی ہفتے مین کل کا خاتمہ ہو اسی سبب سے
ابھی عمرو کو قتل نہین کیا ماش کے آٹے کا پتلا بصورت حمزہ تیار کیا ہی آج شب بھر جاگ کر اسم
اعظم حمزہ بند کرونگی زمیندار نے پلٹ کر حکم دیا کہ ہمارے گاؤن سے شراب وغیرہ لاؤ ٹھاکر اُن سے کہنا
کہ کچھ پکایا ہو تو جلد بھیجو اب عملداری سامری وجمشید کی ہوا چاہتی ہی یہ سنکر چالیسون عیار گئے تھوڑے
ہی عرصے مین شراب وکباب کھانا دیہاتی طریقے کا مٹی کے ظروف سگھتا پکا ہو اچھوٹی جوار کی روٹیان
لاکر موجود کین چالاک نے اپنے ہاتھ سے دسترخوان بچھایا شراب کے لوٹے لاکر رکھے چالیس مصاحب
مرجان کی آکے شریک ہوئین چالاک نے جام بھر کر کہا ملکہ آپ تو نوش فرمایئے ساتھ والیون نے
بھی ضد کی اور ایک ایک نوالہ ہاتھ مین لیا مرجان نے جام لیکر انگڑائی لی کہا یا سامری وجمشید
یہ کہتے ہی مرجان کے تختہ بارگاہ سے ایک طائر پیدا ہوا دیکھتے ہی طائر کو عیارون کے ہوش اُڑے
طائر نے تڑپ کر آواز دی ای مرجان خبردار شراب نہ پینا کھانا بھی نہ کھانا ساتھ والے بھی کھانا نہ
کھائین عیارون سے اپنی جان بچا نا چالاک بن عمرو اپنے شاگردون کو لے کر آیا ہی تم کو دام مکر
مین پھنسایا چاہتا ہی یہ کہکر طائر جل گیا مرجان نے آواز دی ان سب کو لینا کچھ سحر پڑھ کر ایک
دو ہتڑ مارا چالاک نے خنجر کھینچا تھا خنجر ہاتھ سے گر گیا پانون اسکے زمین نے تھام لیے کوئی عیار منھ کے
بھل گرا کوئی مثل مرغ نیم بسمل لوٹنے لگا ابوالفتح وعمران نے جلدی مین حقہ آتشبازی داغا اندھیرا
ہوا تاریکی مین دو چار جادوگرنیون کو مار کر یہ توڑتے بھڑتے نکل گئے باقی سب گرفتار ہوے ملکہ مرجان
نے کہا دیکھو صاحبو جو مین نے یہ انتظام نہ کیا ہوتا تو ان سبھون نے مار لیا ہوتا خبردار لشکر مین کوئی غیر آنے پائے
سہیلیان جادو نے اسیوقت انتظام کیا مرجان جادو سحر طیار کرنے لگی اس تدبیر مین ہی کہ ایک
ابر سحر ایسا تیار کرون اُسی سے آگ برساؤن ایک دن مین کل لشکر کو پھونک دون نہین

دن مین تدبیر بند کرنے اسم اعظم کی ہوگی جس خیمے مین خواجہ قید تھے دیکھا میان چالاک بھی بندھے
چلے آتے ہین خواجہ عمرو بیقرار ہوگئے کہا ای نور نظر بے سمجھے بوجھے چلے آئے چالاک نے عرض کی
حضور مار لیا تھا اُس نے طائر سحر تیار کیا ہو اُس طائر نے سب حال کہدیا عمرو و چالاک تو بے قرار ہین
لیکن ابوالفتح و عمران لشکر اسلام مین آئے سامنے صاحبقران کے آکر تمام کیفیت بیان کی اور
عیارون نے قصد کیا صرصر رعنا ہوئی خیمے سے نکلی کہا ای شہریار کیا مین نے عیاری عمرو ہی کے واسطے
سیکھی تھی میرا شوہر قید مین ہی تمام زوجات عمرو سوتین میری کہین گی کہ یہ بنر قدمی ایسی آئی کہ ہمارے
وارث کو قید کرایا لونڈی ابھی جاکر اُسکا سر لاتی ہی حقیقت مین وہ ساحرہ بڑی زبردست ہی افراسیاب
نے اپنے عہد دولت مین جزیرہ دریاے قلزم کا اُسکو بادشاہ کیا تھا مین جاکر سمجھ لونگی ہر چند
صاحبقران نے منع کیا فرمایا ای صرصر اب تم پر پردہ پوشی واجب و لازم ہی تمھارا باہر نکلنا
مناسب نہین ہی یہ تو عیار تھے گرفتار ہونا انکا شرف ہی اگر خدانخواستہ تم گرفتار ہوئین تو عمرو
کو صدمہ عظیم ہوگا ابھی تک تو عنایت پروردگار سے اسم اعظم مجکو یاد ہی مین خود جاکر قتل کرونگا
زبانی ابوالفتح کی معلوم ہوا کہ وہ تدبیر اسم اعظم مین مصروف ہی قتل اُسکا میری ذات پر موقوف
ہی عیارون نے بھی جانا صرصر کا قبول نہ کیا لاچار خاموش ہورہی دو پہر رات گئے چارون عیار بچیون
کو جگایا کچھ چپکے چپکے اُنکو تعلیم کیا چارون ساتھ ہوئین با ہماے عیاری ذات پر آراستہ کئے شب تیرہ
و تار مین خیمے سے نکلین صرصر نے تو آکر صاحبقران کو بیہوش کیا صبا رفتار نے اسد کو لیا شمیمہ
نقب زن نے بدیع الزمان کو لیا شرارہ سنگ انداز نے علمشاہ کو لیا تشارہ باندھا
شاہین نے قاسم کو گرفتار کیا پانچون عیار بچیان پانچون سردارون کو لیکر راتہی کو طرف لشکر
مرجان کے روانہ ہوئین یہان مرجان جادو کو اسقدر خیال ہوا کہ خود لشکر کی حفاظت
کر رہی ہی قلیل رات باقی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی مرجان نے سہیل سے کہا دیکھ تو کون آتا ہی
سہیل نے بڑھ کر دیکھا ملکہ صرصر و صبا رفتار وغیرہ پانچون عیار بچیان تشارہ بدوش مثل
باد صرصر بڑی ہوئی آتی ہین صرصر نے ساحر کو دیکھکر اپنی ہوا باندھی پکار کر آواز دی ملکہ مرجان
زوجہ شہنشاہ کو خبر کرو کہ ہم بے کس و بے بس ہوکر لشکر مسلمانان مین پھنس گئے اب دگار ربا یا ہم نے
بھی اپنا کینہ دیرینہ ظاہر کیا پانچ سردار جو رکن لشکر اسلام تھے اُنکو گرفتار کر لائے مرجان کے

کان مین جو یہ آواز گئی جھپٹ کر کنارے پر لشکر کے آئی کہا اے صرصر کسکو لائی صرصر نے کہا صاحبقران واسد نوجوان قاتل شہنشاہ و علمشاہ و بدیع و قاسم انکو گرفتار کر لائی لیکن اے مرجان اسوقت اس شب تیرہ و تار مین ان سب کو قتل کرو طرف پردۂ ظلمات کے نکل چلو یہان رہنا مناسب نہین ہے صبح ہوتے ہی کل لشکر آپڑے گا دل کے دل بادل فوج کے آئینگے اسی غفلت مین شہنشاہ مارے گیے اے مرجان دس سیر لکڑیان بھی صندل کی نہین ممکن ہوئین کہ لاشہ تو شہنشاہ کا جلا دیا جاتا کوئی گریہ کرم کرنے والا بھی نہ باقی رہا جلد آہنگر کو بلاؤ شیر نر کو گرفتار کر کے لائی ہون ہوشیار ہوتے ہی قیامتین برپا کرینگے ان کمندہاے ریشمی کی کیا حقیقت ہے اے مرجان اگر قتل مین تامل کیا بہت پچھتاوگی کتے کی موت قتل ہو جاوگی مرجان و سہیل و کنیزان مرجان نے صرصر وغیرہ کو گھیر لیا بارگاہ مین لیکر آئین کنیزان مرجان بھی کہتی ہین واری صرصر بہت درست کہتی ہین انکے قتل مین عرصہ نہ کیجیے مرجان نے کہا عمرو کو بھی لاؤ خواجہ عمرو مع چالاک زنجیرون مین بندھے ہوئے بارگاہ مرجان مین آئی دیکھا صاحبقران و اسد و علمشاہ و بدیع و قاسم کو ہتکڑیان پہنائی جاتی ہین صرصر نے ڈانٹا او ساربان زادے ہمارے ساتھ شادی کرتا تھا اب شادی ہوئی یا خانہ بربادی ہوئی معاوضہ خون شہنشاہ لیا یہ کہکے طرف عمرو کے جھپٹی کہ سر کاٹ لون مرجان نے کہا اے صرصر تم تامل کرو مین ابھی جلادونکو بلاتی ہون یہ کہکے ہاتھ پکڑ لیا صرصر تڑپتی ہے کہ مجھے چھوڑ دین اپنے ہاتھ سے قتل کرتی ہون میرے دل مین شعلۂ آتش بھڑک رہا ہے مین اپنے شہنشاہ کے لاشے کو زمین مین پڑے دیکھا اپنی مالک حیرت کو برباد و تباہ پایا لاچار ہو کر طرف پردۂ ظلمات کے چلی گئین دیکھو اے مرجان لشکر حمزہ مثل مور و ملخ ہے عیار بھی دوڑینگے طبقے زمین کے اڑا دینگے اتنے عرصے مین آہنگرون نے صاحبقران وغیرہ کو مسلسل و مطوق کیا ستارۂ سحری چمک چکا ہے جیسے ہی صاحبقران بیدار ہوے سامنے مرجان کو دیکھا اپنے کو مسلسل و مطوق پایا مرجان کہہ رہی ہے جلادون کو بلاؤ صرصر پنجۂ طلسم کے اٹھی کہا ارے نادان جلاد کیسا ہے ہمنے تلوار کسدن کے لیے باندھی ہے یہ کہتی ہوئی صاحبقران پر جا پڑی ہتھکڑی پر صاحبقران کے پنجہ مار دیا کہا اے شہریار قید توڑ کر اٹھیے منم ملکہ صرصر شمشیر زن جیسے ہی ہتھکڑی کٹی صاحبقران نے ساز مین کو صرصر کے سمجھ گئے بیٹھے خانہ زور مین آکر قید کو توڑ کر پھینکدیا صبا رفتار نے بڑھکر عمرو کی قید کاٹی تیمیہ

نے بڑھکر اسد کو رہا کیا شرارہ و شاہین نے علمشاہ و بدیع الزمان و قاسم وغیرہ کی
ہتھکڑیان کاٹین ان شیرون نے بھی قید مثل تار عنکبوت توڑکر پھینکدی صاحبقران زنجیر کو چرخ دیتے
ہوئے طرف مرجان کے بڑھے جسکے سر پر وانہ زنجیر پڑا سر اُسکا پھٹ گیا عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے حقہ
آتشبازی و اغا عیارون کی کمندین چلین حباب مارے صاحبقران زمان قریب مرجان پہونچے
اُس نے سحر کر کے گولا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر باطل ہوا مرجان نے دو چار سحر کیے بسبب
اسم اعظم بیکار ہوئے مرجان نے چاہا پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن صرصر نے غضب کیا ہائے
مین نہ سمجھی اس مکارہ نے مکر کیا تڑپکر اُڑی امیر نے ٹانگ پکڑلی چرخ دیکر زمین پر مارا کہ سر مرجان
کے ہزار ٹکڑے ہوئے عمرو نے حقہ آتشبازی سے جادوگرنیون کے منہ جھلس دیے اب امیر
تلوار کھینچکر جادوگرنیون پر جا پڑے اسد بھی لڑنے لگے وہان صبح کو لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ کوئی
صاحبقران و اسد و قاسم و بدیع و علمشاہ کو اٹھالے گیا پانچون عیار بچیون کو بھی خیمے مین
نہ پایا سب کو یقین کامل ہوا کہ عیار بچیون نے یہ حرکت کی اُسی وقت بادشاہ سوار ہوئے تمام
سردار ساتھ چلے اسوقت پہونچے کہ آندھیان سیاہ اُٹھین آواز آرہی ہے کشتی مرا نام من ملکہ مرجان جادو
بود مال و اسباب سب لوٹ لیا صاحبقران مع صرصر وغیرہ بفتح و فیروزی آتے ہین بادشاہ نے
آکر صاحبقران و اسد وغیرہ کو مرکبون پر سوار کیا یہ بھی ظاہر ہوا کہ ملکہ صرصر نے عیاری کر کے
مرجان جادو کو مارا خواجہ عمرو ایک ایک سے کہتے ہین صاحبو تم میری زوجہ کے آزاد کردہ
ہو قدمون کو اُسکے بوسہ دو روپیہ تصدق کرو میری بی بی نے سب کی جان بچائی کیا خوب عیاری
کی امیر نے پانچون عیار بچیون کو محافے مین سوار کیا بڑی شوکت و شان سے لشکر مین آئے
جلسۂ عقد خواجہ عمرو درہم و برہم ہوا تھا بادشاہ نے فرمایا اختتام جلسۂ عقد عمرو ہونے
پایا شکر ہے پروردگار نے سب کی جان بچائی کارگذارون کو حکم دیا روشنی کا سامان کرو جملہ
سردارون نے سامان جشن مہیا کیا بارگاہین آراستہ ہوئین بادشاہ نے دروازہ خزانے
کا کھلوا دیا ہے حکم ہے جسکو ممکن نہ ہو وہ خزانہ سرکاری سے لے لین سلامتی کی صاحبقران
کے روشنی دیکھے جایئے اس شب کو لشکر مین ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے تحریر کر چکا ہون
کہ صاحبقران نے سیف ذوالیدین عالم لشکر کو لقا پر مقرر کیا ہے کہ عقاید دین

اسلام تعلیم کرین۔ سب جشن عالم نے آکر لقا کو نماز پڑھوائی جب سلیف رخصت ہو کر گئے
لقا کے واسطے تاج و تخت مقرر رہی یہ بدبخت تخت پر آکر بیٹھا ایک جانب بختیارک ایک جانب
فرامرز نابکار پسر نوشیروان عالی وقار ایک جانب یاقوت و لاہوت و جنیغم وغیرہ سب
سردار و مصاحب لقا کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے لقا نے دو چار جام شراب کے پیئے بے اختیار اُسکے
منھ سے نکل گیا بندگان من چہ تقدیر کردم بختیارک نے لقا کی پشت پر ایک دو تھپڑ مار کہا او لقا
بڑا بے حیا ہے اب بھی تقدیر کرنے سے باز نہین آتا تیری تقدیر مین آگ لگی اب تو چوتڑ اچھالتے ہو
زمین پر پیشانی رگڑتے ہو یا تو خداوند بنے بیٹھے سجدہ کیسے کرتے ہو او لقا تجکو غیرت نہ آئی چلو بھر پانی مین
ڈوب مر یہ سنکر لقا رونے لگا کہا ہے بختیارک آخر مین کیا کرون از ملک باختر تا بہ خورشید نگار لڑتا
بھڑتا آیا حمزہ پر غالب نہ ہوا کوئی معین و مددگار باقی نہ رہا آخر کہان جاؤن لاچار ہو کر مسلمان ہو گیا
بختیارک نے کہا یا خداوند لاچاری ابھی نہین ہے آپکا بدل و جان مطیع ملک دودہ زنگی جوان
یکرنگی سترہ لاکھ فوج کا مالک کل غروبیہ باختر اُسکے قبضہ مین ہے چار سَو بیٹے داماد پوتے رکھتا ہے
ایک ایک پہلوان خود بھی یادگار رستم و اسفندیار بہ نہیب شمشیر سے اُسکی ممالک تھراتے ہین فیلان
مست کو اس کے نام سے غش آتے ہین آپ کی خدائی مانتا ہے کئی مرتبہ اس کا نامہ آیا ہے یہی مضمون
تھا کہ اگر خداوند سرحد غروبیہ مین تشریف لے آئین ایک ہفتے مین مسلمانون کا خاتمہ کرون آجکی شب میلات
بھی ہے تمام سرداران صاحبقران و عیاران لشکر مصروف عیش و نشاط ہین اہالیان فوج آپ کے
آگئے رات ہی کو نکل چلیے لقا کے قلب پر غبار کفر چھایا سامان اپنی خدائی کا یاد آیا شب تیرہ و تار
مین روسیاہ سوار ہو ا بارگاہ گیتی نما لد دائی بسبب جلسہ فرحت و عیش کے کوئی معترض تھو لقا صحیح و
سلامت طرف غروبیہ کے روانہ ہوا اس کا ذکر تو دفتر صندلی نامہ مین تحریر ہوتا ہے اگر کوئی قدر دان
تحریر کرائے گا تو حقیر لکھیگا مگر لشکر اسلام مین ہفت شبانہ روز جلسہ عیش و نشاط ہمیار ہا تیسرے دن
صاحبقران نے جب اس جلسہ سے فراغت پائی بارگاہ سلیمانی مین آکر جلوہ فرما ہوئے جملہ سرداران
نامی و پہلوانان گرامی جمع ہین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تیاری کرو لشکر ظفر اثر ہمارا
شہر باختر مین چلے لقا کی سلطنت قائم کرکے ہم طرف خانہ کعبہ کے جائین شکر ہے کہ بخیر و عافیت
جہاد سے مہلت پائی اب خدمت گزاری مین حضرت رسول مقبول کی مصروف ہون گے

یہ کلام فیض انجام ابھی تمام نہوا تھا کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے

سند

عید بن غسل تو نوروز مبارک باشد
دلبر انجمن افروز مبارک باشد

شادی تازۂ نوروز مبارک باشد
تو جشن طرب اندوز مبارک باشد

مدد طالع فیروز مبارک باشد
بہ عدو نالۂ جانسوز مبارک باشد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو شب کو زمرد شاہ باختری بہ اغوائے بختیارک بارگاہ و خزانہ اپنا لیکر
طرف غروبیہ باختر کے روانہ ہوئے یہ سنتے ہی صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا طرف ایرج کے
متوجہ ہو کر فرمایا اے فرزند سنا آخر لقانے فرار پر قرار کیا یہ مرتد سیہ قلب کبھی مسلمان نہوگا ہم نے جہاد کا
انجام کیا تھا تم نے پھر ہمارے پیچھے یہ جھگڑا لگا دیا اہالیان دست راست کھنکارے کوئی ہنسا کسی نے آوازہ
کسا کسی نے کہا نواسے نے اپنے نانا کی جان بچائی کیا برا کیا یہ کلمات طعن آمیز جو سرداران دست راست نے
کہے ایرج کو انتہا کا ناگوار ہوا اسوقت دربار میں بیٹھنا ناگوار ہوا رعب صاحبقرانی مانع سر جھکا لیا
کسیکو جواب نہیں دیا اور تو کچھ بن نہ پڑا ایک ناخن اپنی ناک میں مارا کہ نکسیر پھوٹی خون جاری ہوا کسی
سردار کی نگاہ پڑی پکار کر کہا اے شہریار دیکھیے آپ کی ناک سے خون جاری ہے اٹھکر پاک کیجیے اس حیلہ سے
ایرج اٹھکر بیرون بارگاہ آئے خون پاک کیا اور کرہ بن اشقر کو تیار کیا شاپور نے کہا حضور کیا قصد ہے
ایرج نے کہا اے شاپور خبردار کسی سے اطلاع نہ کرنا میں طرف غروبیہ کے جاتا ہوں جب تک لقا
کی مشکیں باندھ کے نہ لاؤنگا واپس نہ آؤنگا ہر چند شاپور نے چاہا میں بھی ساتھ دوں تلیم و قیلم
وغیرہ بھی آئے چاہا کہ ہم ساتھ چلیں ایرج نے کسی کو ساتھ نہ لیا ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ تمھارے ساتھ
چلنے میں ہماری نہایت ہتک ہے بلکہ وتنہا جا کر اس ملحد کو سزا ندی تو اپنا نام ایرج نوجوان بنایا
سرداران داداجان نے مجھکو تشنیع دی اہالیان دست راست ہنستے ہیں وہی لوگ ہیں کو نہیب شمشیر
سے ہماری ہمیشہ بھاگتے پھرے کبھی منہ پر نہیں چڑھے اس مقدمے میں ہنستے ہیں کہتے ہیں کہ اپنے نانا کو
بھگا دیا میں اس بے حیا کا کیا پاس کرتا جو ملعون دعوی خدائی کرے والدہ ماجدہ کے فرمانے نے مجھکو
مجبور کیا اب میرا جانا واجب و لازم ہے آپ لوگ دخل نہ دیں یہ کہکر طرف غروبیہ کے پشت مرکب پر سوار
ہو کر روانہ ہوا دربار میں بیٹھے بیٹھے نور الدہر نے دیکھا کہ ایرج نوجوان حیلے سے باہر نکل گیا
کسی حیلہ سے یہ بھی باہر نکلے شبرنگ سے پوچھا یہ کرپاس فروش بازاری کدھر گیا شبرنگ نے غوغا کی آج ایرج کو

بڑا غصہ تھا یکہ و تنہا پیچھے لقا کے گیا جو نورالدہر نے بھی اُسی وقت اسپ پریوش پہ سوار ہو کر بہ جستجوے
زمرد شاہ باختری یہ بھی چلے ہر بر بشیہ کلنگان طہماس بن عنقویل دیو پرور کہ عاشق جمال
شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان ہے دربار جو اس شیر سے خالی پایا گھبرا کے باہر نکلا دیکھا شبرنگ
کھڑا رو رہا ہے طہماس نے پوچھا کیوں یار وفادار خیر تو ہے شبرنگ نے کہا ہے سردار والا قدر شہزادہ
یکہ و تنہا طرف غروبیہ کے گیا ہے کسیکو ساتھ نہیں لیا کلیجہ تڑپ رہا ہے سنا ہے شہر غروبیہ میں سترہ
لاکھ فوج ہے اور دو دہ زنگی جوان دیو خصال عفریت مثال اپنے سامنے بہرام فلک کو ذلیل جانتا ہے اس
مغرور نے لقا کو دامن پناہ دیا طہماس نے کہا شہزادہ خواہ آزردہ ہو یا خوشی ہو مین ضرور جاونگا یہ کہکر
ساطور بہفت صد منی کاندھے پر رکھکر گینڈے پر سوار ہو فیل مست کی طرح جھومتا ہوا چلا داراب
کشورکشا بارگاہ مین بیٹھا تھا قتاح کشوری نے خبر دی ایرج و نورالدہر تعاقب لقا مین گئے یہ سپہ
سالار دست راست ہین واسطے نورالدہر کے بیقرار ہو کر نکلے انکے پیچھے اسد نامدار بعدان کے طرفدار
ایرج نوجوان خورشید بن ہاشم تیغ زن یہ بھی چلے یہ پانچون جوان تکر لقا مین جاتے ہین صاحبقران
کو انتہا کا ملال تھا کہ افسوس لقا میرے قبضے سے نکل گیا اب پھر جا کر فساد برپا کریگا لاکھون بندگان
خدا کی خونریزی ہوگی اب جو سر اٹھا کر ایرج و نورالدہر و داراب و خورشید و اسد و طہماس کو
دربار مین نپایا طرف خواجہ کے متوجہ ہوئے پوچھا کیون خوجہ یہ نوجوان کہان گئے خواجہ تو بولنے نہ پائے
مگر قاسم آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے وہانسے اٹھے عرض کی ای جد عالی تبار حضور جانتے ہین کہ غلام آپ کا
ایرج نوجوان آتش خو شعلہ مزاج حضور نے ایک بات کہی جو مناسب جانا ارشاد فرمایا ان دست
راست والون نے آوازے کسے وہ یکہ و تنہا غیرت مین روانہ ہو گیا یہ لوگ ہنس ہنس کے اُسکی جان لین گے
کسی سے کچھ نہ ہوسکیگا وہ یکہ و تنہا بارگاہ لقا مین گھس جائیگا اب عقب مین تماشا دیکھنے میان
نورالدہر و اسد و داراب و طہماس بھی گئے ہین صرف خورشید سپہ سالاران دست چپ مین
گیا اسکی جرأت مثل آفتاب کے روشن ہے وہ صفدر و صف شکن ہے غلام حضور کے خوف سے نہین گیا ورنہ
اپنے فرزند کے ساتھ جاتا یہ بھی خبر مل چکی کہ لقا کے ساتھ فوج فراوان دو دہ زنگی مغرور و متکبر
دیکھیے آج وہان کیا گذرے صاحبقران نے قاسم کو گلے سے لگا لیا غصے مین فرمایا یہ نوجوان مجکو اپنی
جرأت دکھاتے ہین کیا تعاقب لقا ترک کرونگا یہ ظاہر ہے کہ پھر فساد عظیم ہوا ہمارا جانا موقوف ہوا

خواجہ عمرو جلد جاؤ جسطرح بنے ان جوانون کو پھر لاؤ تاکہ غرو بیہ نہ جانے پائین کہنا صاحبو میرے ساتھ
چلو اپنی اپنی جرأت دکھانا مجھے برزمین گیر برحم کرو تم ہی لوگ مقابلہ کروگے مجھکو تم سب صاحبون نے صاحبقران
بنایا ہی مگر خواجہ یہ خیال رہے کہ اگر وہ نوجوان نہ مانین کچھ سرکشی کرین فوراً مجھکو اطلاع دینا مین خود جاکر
اُن صاحبونکو پھیر ونگا خواجہ عمرو اسیوقت حسب ارشاد فیض بنیاد صاحبقران بہ جستجوے ایرج وغیرہ
با ہنہاے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئے یہان ایرج نوجوان کرہ بن اشقر پر سوار غصے مین اڑے
ہوئے مرکب کو جاتا ہی منھ پھیر کے دیکھ رہا ہی یہ بھی یقین ہی کہ کشتی گیر زادہ ضرور آئے گا اسد دیوانہ
بھی اپنے کو ضرور پہونچائے گا دھوپ زیادہ تھی ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرا سپر کو چہرے کی پناہ
کیا کہ پشت سے گرد اری دیکھا نورالدہر پکارتے ہوئے آتے ہین ای برادر ٹھہر جاؤ ہم بھی آپہونچے ایرج
کو بہت غصہ تھا جواب نہ دیا نورالدہر پکار کے ٹھہرے کہ فرداً فرداً کرکے طہماس و داراب و
خورشید سب کے بعد اسد بھی آکر پہونچے اسد کو دیکھ کر سب گھبرائے اسد نے کہا صاحبو بھلا ایرج
نوجوان تو اپنے نانا کے پاس جاتا ہی تم سب لوگ کیون آئے ہم اپنے بھائی کے ساتھ جائین گے
وہ اپنے ننھیال جاتا ہی لڑائی بھڑائی کیسی دعوتین کھائین گے آپ لوگ پلٹ جائیے ہم اپنے بھائی کا
ساتھ نہ چھوڑینگے ایرج نے غصے مین کہا او دیوانے مجھسے کلام نہ کیا کر کیسا نانا مین اُس بحیائی کو مشکین
باندھ کر لاؤنگا مجھکو اُسنے ذلیل کیا مین نے تو مرتد کی جان بچائی یہ بدلہ کیا کہ دین اسلام سے برگشتہ ہوا آپ
لوگ پلٹ جائیے مین نہ واپس ہونگا بارگاہ دودہ زنگی مین جاکر خون کے دریا بہاؤنگا اسد نے کہا
آپ غصہ نہ کرین اب یہ بتائیے کہ خاص بارگاہ دودہ زنگی مین چلنا منظور ہی یا صرف نانا جان
کو یہ شعبدہ دکھاتا ہی شاہراہ پر کھڑے ہوئے اسی امید پر کہ کوئی آکر سبکو پھیرے جلائے چھوٹے
نانا خواجہ عمرو ضرور آئینگے کان پکڑ کر سبکو پھیر لیجائینگے صحرا کی جانب چلو آبادی کو چھوڑو یہ رائے
اسد کی سب کو پسند آئی ایرج نے مرکب طرف خارستان کے بڑھایا پہاڑون ہوکر راستہ لیا جدھر نشان بھی
آبادی کا دیکھا اس راہ کو ترک کیا صحراہاے سنسان ویران میدان طے ہونے لگے نیر اعظم بلند ہوا تابش و
حرارت بڑھی بونڈے گرد کے اُٹھنے لگے کانٹون کا جنگل دھوپ سے ہر ایک بیکل اس صحرائے
آتش خیز مین آب نایاب سوائے چشمۂ آفتاب کے دوسرے چشمے کا نام نہین صحرائے لق و دق وادی
سکینا ریہ سب جوان پروردہ صد ناز و نعم چہرے حرارت نیر اعظم سے سونولائے گئے گھوڑون نے پیاس سے

زبانین نکال دین جھونکے ہوائے گرم کے چل رہے ہین عوض ہوا سے شعلہ آتش نکل رہے ہین سب بیتاب
دبیقرار جستجوئے آب مین ہر سمت ہر یک نگاہ کو دوڑاتے ہین اُس دھوپ مین دوڑ دھوپ کر رہے
ہین گرمی مین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین جنس خانہ مژگان سے ہر یک نگاہ نہین نکلتا دور سے دیکھا
کہ شاید دریا موج مار رہا ہے گھوڑے بڑھا کر پہونچے دیکھا موجہ ریگ رواں ہے صرف جھیل کا گمان
ہے یہ جوانان صفدر و صف شکن دھوپ مین دن بھر پریشان رہے شدت تشنگی سے نوبت بجان و کارد
براستخوان قریب تھا کہ روحین جسم سے نکل جائین اعضا شدت حرارت نیر اعظم سے جلجائین جب دن
قلیل باقی رہا دور سے ایک چہار دیواری باغ کی معلوم ہوئی جب قریب پہونچے دیکھا دیوارین انتہا کی
بلند ہین دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا لیکن عقل سے دریافت ہوتا ہے کہ دیوارین پتھر
کی اسقدر بلند و مرتفع بنانے والے نے کیونکر بنائین ہزار ہزار من کی سلین اتنی بلندی پر کیونکر
پہونچائین اسد نے کہا یہ مقام دیوان قاق ہے اس باغ مین چلنا باعث خرابی ہوگا نور الدہر وغیرہ
بھوک پیاس سے بیتاب ہو رہے تھے نیر اعظم بھی غروب ہو چکا ہے گھوڑون سے کود کر بلا تکلف اُس باغ مین
آئے چونکہ وقت شب تھا ڈھونڈھا کوئی چشمہ آب نہ پایا درخت بہت بڑے بڑے جس طرح جالیتے سے چمن بندی
ہوتی ہے وہ بھی صورت بنائی بسبب تاریکی کے کچھ ممکن ہوا ثمر ہائے باغ پر بھی دسترس انداز نہ ہو سکے
چشمہ آب بھی دستیاب ہوا انتہا کے تھکے ماندے تھے بارہ دری مین آ کر سب نے کمرین کھولین گھوڑون
کو باغ مین چھوڑ دیا سر رکھتے ہی یہ جوان سو گئے طہماس کہ عاشق جمال نور الدہر ہے اسکو خیال ہوا
کہ حقیقت مین یہ مقام پر آشوب ہے کیا عجب ہے کہ مسکن دیوان و غولان ہو محبت مین فرزندان امیر
کی اُٹھ بیٹھا ساطور کاندھے پر رکھکر اندھیری رات مین گرد بارہ دری کے پھرنے لگا جب چار پہر رات
گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا طہماس نے سب شہزادون کو برائے نماز جگایا گھبرا کر سب اُٹھے جستجوئے
آب مین کہ وضو کرنا منظور تھا باغ مین چہار جانب دیکھنے لگے کوئی چشمہ آب نہ ملا ایک گوشے مین ایک
کنوان پختہ نظر آیا طہماس نے کہا سوائے اس چاہ کے باغ مین پانی نہین ہے میرے پاس لوٹا برنجی
وڈوری موجود ہے پانی بھرتا ہون طہماس نے لوٹا پانی کا کنوئین مین ڈالا پانی کھینچا لوٹے کو سب نے
دیکھا تاثیر آب سے چاندی کا ہو گیا سب حیران کہ یہ کیا امر ہے وضو کرتے مین جو پانی زمین پر گرا تھی
زمین چاندی کی ہو گئی اسد نے جو یہ امر دیکھا پانی کے لوٹے بھر بھر کے زمین مین ڈالنا

شروع کیے چاندی کے تیر لیکر ترکش مین رکھے نور الدہر نے منع کیا کہ اے برادر یہ کیا کرتے ہو اسد
نے کہا وقت پر کام آئینگے کہ تو مین پر سے سب صاحب اُترے دیکھا نخل بلند و مرتفع ہین میوہ ہاے
گوناگون سے شاخین معمور چونکہ سب شہزادے بھوکے تھے شاخ ہاے بلند پر ہاتھ نہین پہنچتا تھا طہماس
نے بڑھ کر ساطور سے نخل ہاے میوہ قلم کیے یہ طریقہ سب کو پسند آیا ہر ایک شیر دلیر نے دو دو چار چار
درخت جڑ سے اکھیڑ لیے اب تو سب صاحب میوے چننے لگے ایک جانب خورشید بن ہاشم ایک
نخل کو زور کرکے گرا رہے ہین درخت بہت بڑا تھا بیخ سے نہ اکھڑ سکا تلوارین کھینچ کر شاخین
قلم کین اُن شاخون سے میوہ چن رہے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک دیو کو دیکھا ارشمشاد کاندھے
پر غل مچاتا ہوا آتا ہے باشید اے آدم زادان تم کو کچھ خوف نہ آیا ہمارے باغ مین بیخوف قدم رکھا
درخت بھی پامال کیے سبھون نے دیکھا برابر خورشید کے زمین پر وہ دیو آیا خورشید کو سنبھلنے نہ دیا
وار درشمشاد کا کیا خورشید نے جلدی مین اُس وار کو خالی دیا اسد نے پکار کر آواز دی واہ
بھائی خوب جان بچائی بھاگو ورنہ وہ دیو کھا جائیگا خورشید کو کہنے سے اسد کے بڑا غصہ آیا اب جو اُس نے
وار ارشمشاد کا کیا اس سردار نے وار پر ہاتھ ڈالدیا وار چھین کر پھینکدی دیو لپٹ پڑا اموے جسم دیو سے
خورشید کا جسم فگار ہونے لگا لباس وزرہ پارہ پارہ خورشید نے شاخ پر دیو کے ہاتھ ڈالا القوت صاحبقرانی
جھٹکا جو مارا شاخ دیو کی ٹوٹی دیو نے چیخ ماری خورشید کے ہاتھ سے دیو چھوٹا پر نالہ خون کا بہتا ہوا بھاگا
یہ کہکے کہ دیکھو تو کیا بلا تم سب کے سر پر لاتا ہون دیو یہ کہتا ہوا نکل گیا خورشید بن ہاشم شاخ دیو کے
خون سے نہایا ہوا پلٹا اسد نے کہا واہ بھائی کیا کمال کیا خوب دیو سے جان بچائی خورشید نے جھلا کر
جواب دیا او دیوانے تجھے کسیطرح بھی چین ہے اگر ہٹ گئے تو تو نے کہا بھاگ کر جان بچاؤ شاخ اُسکی
ٹوٹی وہ بھاگ گیا میری اسمین کیا نامردی ہے اسد نے کہا جملہ دستہ چپے بڑے عقلمند بن جڑے مکر سے لڑتے
ہین اپنی جان بچانے کی فکر مین رہتے ہین پھر اپنے کو بہادر بھی کہتے ہین سب بات پر اسد کی ہنس رہے
ہین خورشید نے جو بہت غصہ کیا ایرج نے خورشید کو گلے سے لگایا کہا بھائی تم اس دیوانے کے
کہنے کا خیال نہ کرو یہ وہ ظالم ہے گرما کر لڑوا دے لشکرون کو تباہ کرائے اسکے سامنے ہم کیا جرأت
دکھائین وہی جھگڑا ہے کہ ہمارے ہاتھون سے بھاگا بھاگا پھرتا تھا آج بڑا بہادر بنگیا اسد نے کہا
او گرباس فروش بازاری راتون کو نیند نہ آتی تھی کیسے کیسے شب خون مارے اپنی زندگی سے تم بیزار تھے

ایک بات مین مین بڑی تعریف کرتا ہون معشوق پر خوب لڑ بھڑ کر قبضہ کیا ایرج نوجوان باتین کرنے لگا
کہ اسد برائے خدا یہ ذکر نہ کیا کرو خداوند اس مرتد لقا کو جہنم مین بھیجے کہ مجکو اس بلا مین پھنسایا
پروردگار نے تجھکو بچایا اسد نے کہا نانا کو خوب بچا کے بھگا دیا تمھاری جراتون کے سکے ہین ان باتون
پر اسد کی ایرج جھلاتا ہی نورالدہر وغیرہ ہنس رہے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا آگے آگے وہ دیو
شاخ شکستہ ایک تخت پر ایک جوان کمسن سوار جا رہا ہے اُس تخت کو اُٹھائے ہوئے وہ جوان کم سن
جو تخت پر سوار ہی اسکی قطع یہ ہی موے سر و موے جسم اسقدر بڑھے ہین کہ ستر جسم ہین بالکل برہنہ ایک
چوب دست فولادی کاندھے پر جب موے سر عارض انور سے ہٹ جاتے ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ابر سیاہ
سے آفتاب عالمتاب ظاہر ہوا چہرۂ مثل ماہ روشن خال سبز درگ ہاشمی چہرۂ زیبا پر نشانی اولاد صاحب
قران کی ظاہر و باہر قد سرو باغ دولت و اقبال نہایت حسین و صاحب جمال سطوت و جلال جرات
و کمال مثل چاکران کمترین دست بستہ ہمراہ اقلیم ہیبت و شوکت کا شہنشاہ لیکن دیوانہ پن چہرے
سے ہویدا و آشکار ہی وہ دیو شاخ شکستہ ان جوانون کی جانب اشارے کرتا ہوا آتا ہی جس طرح
دیو کی بات سمجھ مین نہین آتی اسی طرح اس جوان کی زبان بھی نہین سمجھ مین آتی جب تخت سر باغ
پر پہونچا وہی جوان دیوانہ مثال تخت سے کود پڑا چوب دست فولادی کو چرخ دیتا ہوا خورشید پر
جا پڑا اتنی جلدی خورشید پر چوب دست کا وار کیا کہ خورشید کو سنبھلنا دشوار ہوا جلدی مین سپر کو
چہرے کی پناہ کیا چوب دست گران سنگ جو سپر پر پڑی تڑاقے کی آواز ہوئی سپر روگردان ہو گئی
خورشید پر یہ روشن ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آ گیا معلوم ہوا کلائیان ٹوٹ گئین چرخ کھا کر خورشید
گرے ایک ضرب دست چوب دست مین بیہوش ہو گئے اُس بلائے سیاہ نے چاہا دوسری چوب دست
خورشید پر لگائے کہ طہماس الیاس جوان خبردار خبردار کہکے جا پڑا لنوہ کیا او دیوانے جھول کیا کرتا ہی
اُس جوان نے وہی چوب دست فولادی چرخ دیکر طہماس پر ماردی مثل خورشید طہماس بھی چرخ
کھا کر گرا بیہوش ہوا داراب جا پڑے انکی بھی یہی صورت ہوئی نورالدہر و ایرج ان دونون پر
بھی ایک ایک چوب دست ماردی سب کی یہی کیفیت ہوئی اسد نوجوان نظر کردہ بزرگان خیال
حسرت مآل دیکھکر غصے مین سرخ ہو گیا ہاتھ پانون مین رعشہ آ گیا ایسے ایسے سرداران صف شکن قوت
بازوئے ہمت جو بیہوش پڑے ہین ایک ایک ضرب دست چوب دست مین پست ہوئے کیونکر

ہوش درست رہین خون قرابت کا جوش نوہ کیا او بلاے سیاہ خبر داران جوانان شیر دل پر دست انداز
نہ ہونا یہ کہکے اسد نامدار مثل شیر غرین جھپٹا وہ جوان چوب دست کو چرخ دے رہا ہی اسد جو غصے مین
جھپٹے راہ مین ایک سنگ کلان پڑا تھا اسکی ٹھوکر لگی نعلین شکست ہوئی پانؤن پر وہ صدمہ عظیم
پہونچا کہ پانؤن سے خون جاری ہوا اس صدمہ سے اسد گر کر بیہوش ہوا اُسکی چوب دست چرخ دینے
مین ایک نخل کلان پر پڑی وہ نخل زمین پر گرا پرزے اڑ گئے اب یہ سب زمین پر پڑے ہوئے تڑپ
رہے ہین آنکھین کھلی ہین ایک سے ایک کو شرم باقی نرہی سب پر ایک حال گذرا اسد بھی یہی
سمجھا کہ مین بھی ضرب چوب دست سے گرا آنکھین کھلی ہین مگر اُٹھ نہین سکتا خوف جان سے کہ اب یہ دیوانہ
ایک ایک چوب دست مار کر سب کا خاتمہ کر دیگا تہ دل سے دعا کر رہے ہین اور وہ دیوانہ بلاے
سیاہ چوبدست فولادی کو چرخ دیتا ہوا بڑھا اُسوقت اُن سبھون کی بیتابی کہ ای پروردگار اس
بلاے سیاہ سے کیونکر بچین تو حامی و مددگار ہی بندہ ہر وقت مجبور و لاچار ہی بلاے سیاہ نے چاہا کہ
ان سبھون کو پامال کرون بقدرت پروردگار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن
رہتا ہی اسوقت تخت پر سوار برائے صید و شکار جاتا ہی خود تخت پر عیار طرار گس ائی کرتا ہوا علمہاے
زرنگار کے پھریرے کھلے ہوئے باز سفید سر پر سایہ فگن جسطرح گرد شمع انجمن پروانہ پھرتا ہی چرخ مار رہا ہی
عیار کی نگاہ پڑ گئی کہا ای شہریار دیکھیے ایرج نور الدہر وغیرہ بیہوش پڑے ہین بلاے سیاہ انکا کام
تمام کیا چاہتی ہی نقابدار زرین پوش نے جو یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا دل بیقرار ہو گیا فوراً تخت
سے کود انوہ کیا خبردار دست خود را نگہدار کہ مین آپہونچا نقارے جو بجے علمہاے زرنگار کے پھریرے
ہوا مین اُڑے اس جوان دیوانہ مزاج نے کبھی یہ آوازین نسُنی تھین گھبرا گیا دونون ہاتھ آنکھون پر
رکھے طرف تخت کے بھاگا دیوزادون سے آکر لپٹ گیا تھر تھر کانپ رہا ہی کبھی طرف علمہاے زرنگار
کے دیکھتا ہی چیخین مارتا ہی ہر چند دیوزادون نے قصد کیا کہ مقابلے مین نقابدار زرین پوش کے
جھپٹین مگر بلائے سیاہ نے کسی طرح قصد نکیا تخت پر بیٹھا ہی آخر دیوزاد تھمت اُس بلاے سیاہ کا لیکر
بھاگے نقابدار نے کئی نعرے کیے دیوزاد نہ ٹھہرے تخت کو لیکر بھاگے نقابدار تو نہایت سلیس ہی
اسی باغ مین فرش قالین بچھوایا ان شیران دشت نبرد کو آکر اُٹھایا سب جوان حجاب سے سر
جھکائے ہوئے دلون مین کہتے ہین ایک ایک ضرب دست چوب مین ہم بیہوش ہوے نقابدار

نے جوان سب کو محجوب پایا لاکر مقام صدر پر سب کو بٹھایا کہا اے شہزادگان والا قدر آپ سب جوانان
بے عدیل لشکر اسلام کے کفیل یقین کامل ہے کہ یہ کوئی ساحر تھا ورنہ آپ صاحبون پر کیا دست تند لذ ہوسکتا
ایک بڑا افسوس ہے کہ جب موے سر اسکے چہرۂ زیبا سے ہٹ جاتے ہین چہرۂ آفتاب عالمتاب علاوہ حسن
وجمال نشانیان اولاد صاحبقران کی چہرے سے اُسکی بلاے سیاہ کے ظاہر و باہر ہین نہین
معلوم اس پردے مین کیا راز ہے آپ سب صاحبون کا محجوب ہونا سراسر بیکار ہے دیوانہ پن بھی اُسکا
آشکار ہے صداے نوبت و نقارے سے خائف و ترسان ہوکر بھاگا مین نے جرأت سے اُسکو نہین بھگایا
معلوم ہوتا تھا کہ کبھی اُس نے ان باجون کی آواز نہین سُنی اس طرح فصاحت و بلاغت سے نقابدار
نے کلام کرکے ان جوانون کو شگفتہ کیا عیار نے شراب و کباب لاکر پیش کیے دو چار جام ان شیرون نے پیے
دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے اب نقابدار زرین پوش طرف نور الدہر کے متوجہ ہوا کہا اے
شیر بیشۂ صاحبقرانی اے جوان لاثانی افسوس ہے کہ ہم عرصہ دراز سے آتے ہین جا بجا لڑائیون
مین شریک ہوے صاحبقران زمان سے بعجز عرض کیا کہ یا نہاے صاحبقرانی مجکو رخصت ہون نقا
سے سمجھ لونگا ایک ہفتے مین اسکو شکست دونگا صاحبقران نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ جو مجکو زیر کرے یا نہاے
صاحبقرانی سے لوب مجکو مانع ہے کہ مین سر میدان اُس بزرگ سے کیا مقابلہ کرون حال اپنا ظاہر کرنا منظور
نہین ہے بزرگان دین کے حکم سے مین نے خروج کیا پردۂ قاف مین بھی جبکہ طلسم ہوشربا فتح ہوا ہے شہنشاہ حشمتی کو بھی کئی
مرتبہ شکست دی جسوقت آپ لوگون سے ملاقات ہو تو آپ صاحبقران کو سمجھا مین سر میدان مجھسے لڑین
اور کسی طرح کا امتحان قرار پائے آپ صاحبون مین جن کو صاحبقران بتائین ان سے امتحان ہو
جائے نور الدہر و ایرج نے تو کچھ جواب نہ دیا لیکن شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن
کرب غازی نے قبضے پر ہاتھ رکھ کر کہا اے نقابدار بہادر مجھ سے کمزور زیادہ کوئی
لشکر مین نہین ہے سب مین ذلیل و حقیر ہون میرے آپ کے اسوقت مقابلہ ہو ابھی حال کھل جائیگا
نقابدار نے کہا اے اسد تم نظر کردۂ بزرگان دین ہو میری کیا مجال ہے کہ تمھاری بات کا
جواب دون یا مقابلہ کرون مین یہ کمان لایا ہون روزمرہ اسی سے شکار کھیلتا ہون ہر وقت میرے
صرف مین ہے یہ صاحبقران زمان کو دیجیے گا کہ تنہائی مین اسکو کھینچین شاید اسی امتحان پر اکتفا کرین
سر میدان مقابلہ نہ ہو البسا رعب و دبدبہ نقابدار کا تھا کہ سب خاموش ہو رہے نور الدہر نے عہد

کو اشارے سے منع کیا کمان کو اپنے پاس رکھ لیا نقابدار تو پھر اسی طرح تخت پر سوار ہوا اسی ہزار
دیوان قاف بارہ چودہ ہزار جوانان صف شکن ہمراہ نوبت و نقارے بجتے ہوئے طرف شکارگاہ کے
روانہ ہو گیا بعد جانے نقابدار کے یہ سب جوان مقدمہ بلاے سیاہ میں حیران و پریشان لینے اپنے
مرکب پر سوار ہو کر باغ سے نکلے رہرو منزل مقصود ہوے کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ ایک دریا ملا
کشتی موجود تھی ملاح کو ایک مشت زر دیا کہا جلد ہمیں پار ہو چا اسد نے کہا یارو جلد چلو انیسانہ ہو
خواجہ عمرو آتے ہوں انکے سامنے کچھ نہ بن پڑے گا سب کو پھیر لے جائینگے تین حصے دریا کو کشتی نے طے کیا
تھا کہ کنارے سے نعرہ خواجہ کی آواز آئی سب نے دیکھا گھاٹ پر کھڑے ہوئے خواجہ غل مچا رہے ہیں او ملاح کشتی
پھیر خبردار آگے نہ بڑھانا ایرج نے ملاح سے کہا جلد کشتی کو بڑھا ملاح نے کشتی کو بڑھایا عمرو نے پکار
کر آواز دی او جوانا مرگو تم سب کی قضا آئی ہے حمزہ نے اپنے سر کی قسم دے کر بھیجا ہے کہ سب
کو پھیر لاؤ میں بڑھنے نہ دونگا کسی نے جواب بھی نہ دیا جب عمرو نے دیکھا ملاح بہ تعجیل کشتی
لیے جاتا ہے ایرج وغیرہ ہنس رہے ہیں ملاح سے کہتے ہیں جلد چلو کشتی سے اتر کر بھاگیں عمرو
نے جو یہ معاملہ دیکھا آواز دی کہ او نالائقو آتا ہوں یہ کہکر جست کی گردن پر ملاح کے جا کر
قائم ہوئے ملاح گھبرایا کہ یہ جل مانس کہاں سے آیا گسّیان گسّیان کہہ کے ہاتھ جوڑے عمرو نے
منھ کھول کے کہا کہ کھا جاؤں ہاتھ میں اسکے چاندی کے کڑے تھے خواجہ نے اُس سے اتروا لیے کاندھے
پر سے جست کر کے خشکی میں آئے کوڑا لیکر کھڑے ہوئے جو کشتی سے اُترا دو کوڑے مارے فرمایا او
جوانا مرگو حمزہ وہاں تڑپ رہا ہے تم یہاں چلے آئے اسد پر جیسے ہی کوڑا اٹھایا اسد نے کہا
نانا جان میں انکے ساتھ نہیں آیا میں آپ کیواسطے چاندی لینے آیا تھا قربوس سے وہ تیر نکال کر جلد حاضر
کیے عمرو نے اسد کو گلے سے لگا لیا کہا تو نظر کردہ بزرگان جوان خوش آئین ہے مگر اے نور نظر یہ کفران
کہاں ہے جہانکے پانی میں یہ تاثیر ہے پانی کا ہے کو اکسیر ہے اسد نے کہا میں دیکھ آیا ہوں آپ کو لے چلونگا
عمرو نے سب سے کہا یارو بھتنے بڑا کیا بدون حکم صاحبقران چلے آئے صاحبقران نے اپنے سر
کی قسم دی ہے کہ ان سب کو واپس لاؤ ہمارے ہمراہ چلنا بلکہ صاحبقران کوچ کر کے بہت جلد تشریف
لاتے ہیں اب میں آگے نہ بڑھنے دونگا سب نے طرف ایرج کے اشارہ کیا کہ ہم ان کے تعاقب میں آئے
عمرو نے ایرج کو بھی سمجھایا کہ اے فرزند صاحبقران کے خلاف ہوگا اب پلٹ چلو ہمراہ صاحبقران

لشکر کشتی مین شریک ہو وہان چلکر شوکت نمائی کرو میدان کارزار مین لڑو غرض سب اسیر راضی ہوئے
کہ ہم حکم صاحبقران کے خلاف نہ کرینگے آپ کے ہمراہ واپس چلین گے اب شام قریب ہی دریا سے اُترنے
مین تکلیف ہوگی کشتی بھی اُس پار رہ جاچکی شب بھر اسی صحرا مین زیر نخل بسر کرین صبحکو آپ کے ہمراہ چلین
اس رائے کو سب نے پسند کیا خواجہ بھی اسوجہ سے راضی ہوئے کہ دریا سے ڈرتے ہین زیر نخل فرش بچھایا
صلاح یہ قرار پائی کہ سب سوئین ایک جوان پہرا دے تعداد زمانہ پہرہ قرار دے لیا عمرو نے سب کے واسطے
فکر کھانے کی کی اول شب نورالدہر نے پہرا دیا داراب کو جگایا داراب کے بعد خورشید نے
پہرا دیا بعد خورشید کے طہماس اُٹھے بعد طہماس کے اسد غازی بعد اسد نامدار سب کے
آخر مین نوبت ایرج نوجوان کی آئی جب ایرج اُٹھ کے بیٹھے مرکب تو ساز و یراق سے تیار ہی
ایرج سوچا کہ صاحبقران مجھپر بگڑے اور حقیقت مین زہر دشاہ باختری میرے ہی ذات
سے بچا پانی اس فساد کا مین ہوا یہ سب صاحب میری پیروی مین آئے مین جو پلٹ جاؤنگا بھی سب سرداران
دست راست ہنسین گے آوازے کسین گے کہ بڑے بہادر ہین کے گئے تھے بدون گرفتاری لقا واپس آئے
آخر کچھ ہوا مین شرمندہ ہونگا مخمون کو کیا جواب دونگا مجکو دربار لقا مین جانا واجب ولازم ہے وہان
جاتے مین سر اسر خرابی ہو یا چلکر اپنی جان دو یا لقا کی مشکین باندھ کر سامنے صاحبقران کے لاؤ
ورنہ ہمیشہ شرمندہ رہونگا یہ سوچکر ایرج نوجوان نے سلاح جسم پر آراستہ کئے کرہ بن اشقر کی پشت
پر سوار ہوئے یکہ و تنہا طرف ملک عزو بیہ باختر کے چل نکلے دل مین یہی خیال ہے کہ ای ایرج یکہ و تنہا
بارگاہ لقا مین جاکر شمشیر زنی کرون یا نوجوان دون یا اُس خود سر کی مشکین باندھکر لاؤن جب ہی
بدنامی مٹے گی ورنہ دشمن ہمیشہ ذکر کرینگے رو برو کہتے ہین کہ اپنے نانا کو بچایا کیا وقت بد تھا کہ جو ایسے
نالائق کی سفارش کی اُس ملحد نے دین اسلام کا بھی پاس نہ کیا مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا جان دینا واجب و
لازم ہے یہ دل سے باتین کرتا ہوا ایرج نوجوان بہ جستجوئے لقا جاتا ہے یہان بوقت سحر خواجہ عمرو جو
بیدار ہوئے ایرج کو مع مرکب نہ پایا نورالدہر نے کہا کیون دادا جان آپ نے دیکھا ہم تو آپکے حکم کے
پیرو ہین ایرج نے بانکپن دکھایا یکہ و تنہا چلے گئے اب جو جاکر یہ گرباس فرد بازاری کچھ کام کرینگا
تو دربار مین بیٹھکر بلبلایئے گا اب ہمکو بھی حکم دیجے کہ اپنے کو دربار دودہ زنگی مین ہو بچا مین اُسکی
مدد کرین اسکو بھی خیال ہو کہ ہمارے معین و مددگار آئے عمرو نے کہا آپ لوگ یہ خیال نہ کرین

مین جاکر ایرج کو واپس لاؤنگا تابہ بارگاہ دودھ زنگی نہ جانے دونگا اگر یکہ و تنہا گھس گیا
خدانخواستہ اُسپر کوئی اُفتاد پڑی تو باعث خرابی ہوگا صاحبقران زمان فرمائینگے کہ تمنے ایرج کو
کیون جانے دیا یقین ہے لشکر صاحبقران بھی آتا ہے میرے سامنے اٹالا بارگاہ کا روانہ کر چکے تھے کئی
منزلین طے ہو چکی ہونگی بشوکت و لیاقت تشریف لائینگے مگر خبردار تم لوگ اس مقام سے جنبش نکرنا خدا
چاہتا ہے تو مین ہمراہ لے کر ایرج کو آتا ہون نورالدہر وغیرہ کو بخوبی سمجھا کر عمرو نے بانداے عیاری
ذات بہ آراستہ کیے طرف ملک غروبیہ کے چلا مثل باد صرصر اڑا ہوا آتا ہے ایکدن اور ایک شب عمرو
تلاش کرتا ہوا ایرج کو چلا گیا کہین راہ مین ایرج کو نہ پایا عمرو سوچا کہ راستے کے خلاف ہوا ایرج
اور جانب سے گیا یقین ہے شہر غروبیہ مین ملاقات ہو خدا اُس شیر کی جان بچائے صبح ہوتے ہوتے عمرو
نے گرد پاپوش در قلعہ غروبیہ پر جھاڑی دیکھا شہر رفیع و وسیع چالیس پھاٹک شہر کے ہر دروازے پر
فوجین زنگیون کی فرودکش ہین بائیس لاکھ فوج کی جا بجا چھاؤنی ہے عمرو داخل شہر ہوا تو جا بجا نقارے ہر
مقام پر بجا و سجانی باختری ہمراہیان لقا بھی ایک جانب اُترے ہوئے ہین عمرو شہر کو دیکھتا بھالتا
چلا آتا ہے حقیقت مین شہر آباد رعایا دلشاد رئیسون کی سواریان چلی جاتی ہین بازار کھلے ہوئے دوکاندار
خرید و فروخت پر تلے ہوئے کمرون پر کسبیان لباسہاے فاخرہ پہنے ہوئے بیٹھی ہین ملازمان لقا
خوشی خوشی پھر رہے ہین نئے نئے شہر مین آئے خاطرین لطف سے ہو رہی ہین جس جانب ملازمان لقا
نکل جاتے ہین اہالیان شہر آنکھین بچھاتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ یہ لوگ خداوند لقا کے ساتھ والے
ہین ان کے بڑے مرتبے ہین آٹھ پہر زیارت خداوند کرتے ہونگے جو جی چاہا تقدیر کرالی عمرو دیکھتا
بھالتا بشکل خدمتگار در دولت دودھ زنگی پر آکے پہونچا دیکھا حاجب و دربان گھوڑے ہاتھی
پالکی نالکی چوب دار لیپاول در گہ سالار ایک زنگی سیہ رو دروازے پر بیٹھا ہے خرف زنجیر سنہری آراستہ
عمرو چند عرصہ ٹھہر رہا جب دیکھا خادم و خدمتگار و چوب دار اندر جاتے آتے ہین عمرو بھی حاضر حاضر
کہکے اندر بارگاہ کے داخل ہوا آکر دیکھا لقا تخت نخوت پر تاج نکبت پر سر پہلو مین بختیارک و یاقوت تنا
و ضیغم وغیرہ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ایک دنگل پر ملک دودھ زنگی دیو خصال عفریت مثال
بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے چار سو بیٹے رستم خان بن دودھ و سہراب خان و افراسیاب خان
وغیرہ دنگل ہاے زرین پر بصد کبر و غرور ایک جانب داماد و پوتے تمام دربار دودھ فرزندون سے بھرا ہوا ہے

ایک ایک مغرور متکبر پہلوان زبردست لقا بیٹھا تقدیرین بگھار رہا ہی عمرو ستونوں کی آڑ پکڑے کھڑا
ہوا دیکھ رہا ہی دربار دودہ کو دیکھ کر ہوش اڑ گئے دل سے کہتا ہی خدا انکی شر سے فرزندان و سرداران
صاحبقران کو بچاے یکایک دودہ زنگی طرف لقا کے متوجہ ہوا عرض کی یا خداوند یہ کون قوم
ہی جو قدرت سے سرکشی کرتے ہین ہمین ان کے حالات کا بہت مشتاق ہون لقا طرف بختیارک
کے متوجہ ہوا کہا یہ شیطان درگاہ خداوندی بخوبی حال مسلمانان سے ماہر ہی سب حال عرض کریگا
اپنے مقام سے بختیارک اٹھا حال صاحبقران سامنے دودہ زنگی کے بیان کرنے لگا کہا
اسی ہیغمبر خداوندیہ صاحبزادے فرزند نوشیروان فرامرز نابکار جو بیٹھے ہین حمزہ ان کے باپ کا
ملازم ہوا انکی بہن مہرنگار کو نکال لے گیا باعث بربادی نسل کیان بی بی مہرنگار صاحب ہوئین
نوشیروان نے بڑی بڑی کدو کاوش کی تمام ملک قبضے سے نکل گئے جب وہ عاجز ہوئے تو ان
صاحبزادون نے خروج کیا ملک بملک پھرے ہر مقام پر شکست کھائی حمزہ کا دن بدن جلال بڑھتا گیا
قدرت نے ان سبکو سر پہ چڑھایا انکی خاطر سے ملک موروثی ترک کیا اب حمزہ کے اٹھارہ فرزند نامدار
ایک ایک صف شکن تیغزن یا بخزار یا پچھتر پچپن سردار بادشاہ جلیل ہوا اب اُسکے کون مقابل ہو سکتا ہی
لیکن غلام کے نزدیک اگر ایک بلا لشکر حمزہ مین بھیجوا ایک تدبیر مین سبکو غارت کرون بھائی کو بھائی سے
لڑوا دون لیکن بقول شخصے ہر فرعونے را موسیٰ اُسکے سامنے میری کچھ نہین چلتی دودہ نے پوچھا
وہ بڑا کوئی بادشاہ عالیجاہ ہی بختیارک نے کہا بادشاہان جلیل اُنکے در دولت پر جبہ سائی کی آرزو
رکھتے ہین دودہ زنگی نے کہا کوئی بڑا پہلوان زبردست ہی بختیارک نے کہا جسپر انکی نظر توجہ ہو
اُسکو پہلوان بنا دین صدہا پہلوانون کو تعلیم کر دیا دودہ نے کہا آخر کوئی حکیم ہی بختیارک نے جواب
دیا بقراط جالینوس اُن کی شاگردی کی امید رکھتے ہین دودہ نے کہا ملک جی ہی کیا وہ دیو ہی بختیارک
نے کہا دیو انکے غلامان حلقہ بگوش دیو سپید دیو دیکر تے ہین دیو بھی اُس ظالم سے ڈرتے ہین دودہ نے
گھبرا کر کہا آخر جن پری ہی بختیارک نے بتھرا کر کہا جن اُسکے سایہ سے بھاگتا ہی پریون کو شیشہ کلام
مین بند کرتے ہین کشندۂ ساحران لقب ریش قدرت تراش لی ہوشربا الیا طلسم برباد کر دیا
افراسیاب سر ٹیک ٹیک کے مر گیا ہمارے پیر و مرشد کا کچھ نہ کر سکا دودہ نے کہا میرا اشتیاق بڑھتا
جاتا ہی اسی شیطان صاف صاف نہین بتلاتا اُس شخص کا نام لے بختیارک نے کہا اُن کے

نام مین یہ تاثیر ہی جہان پہلی مرتبہ نام لیا خواہ مشرق یا مغرب مین ہون انکو خبر ہو جاتی ہی کہ فلان محفل مین ہمارا
نام لیا گیا جہان دو بارہ نام لیا اُس محفل کیجانب وہ شخص منہ کرکے بیٹھتا ہی تیسرے مرتبہ کے نام لینے سے
وہ ظالم اُس صحبت مین آجاتا ہی اُسکا صحبت مین آنا ہی غضب خداوندی ہی کسی کا تاج ندارد کسی کا
اسباب لٹا کوئی بے سر ہوا کسی پر جوتیان پڑین دودہ نے کہا ملک جی دربار مین ما بدولت کے کسی کی
مجال ہی کہ بے ادبی سے قدم رکھے یا بہ نگاہ کج دیکھ سکے مسخرہ پن نہ کرو نام بتاؤ یہان کسی کی مجال نہین
ہی کہ دربار مین ما بدولت کے قدم رکھے پہلوان عالم برائے قدمبوسی حاضر ہوتے ہین یہ ملک نیمروز و یہ
باختر خارستان و کوہستان تھا میری برق شمشیر نے سرکشون کو جلا کر خاک کیا لڑ بھڑ کر اس اقلیم
کو پاک کیا جلد نام بتاؤ اشتیاق بڑھتا جاتا ہی بختیارک نے کہا نام نہ لونگا ایک قطعہ اہل زبان کا
سناتا ہون اُسکے مضمون کو سمجھ کر خاموش ہو رہیئے زیادہ تکرار نہ کیجیے وہ یہ ہی قطعہ دزدیست کہ زہر از دہان
مار بدزدد ٭ خال از رخ زنگی بہ شب تار بدزدد ٭ پاپوش روندہ و ز پے پیک دوندہ ٭ نعل از قدم اشتر
رہوار بدزدد ٭ دودہ نے کہا بڑا چور ہی بختیارک .. ما چورون کا افسر جعلسازون کا رہبر دودہ نے
کہا ملک جی اب نام لو بہت مسخرا پن نہ کرو میرے دربار مین کسی کی مجال نہین ہی کہ بے ادبی کرسکے بختیارک
مؤدب کھڑا ہوا کہا اے پہلوان دوران ای رستم زمان ہوشیار ہو جائیے مین نام لیتا ہون
دودہ نے کہا کیا قلعہ فتح ہوگا کہا فقط جی قلعہ آسمان ہی نام لینا دشوار ہی بختیارک نے کہا آپکے
حکم سے نام لیتا ہون دودہ نے کہا برائے خدا نام لیجیے درجہ اشتیاق ہی بختیارک نے چارون کھونٹ
بارگاہ کے سلام کیا ایک ایک خدمتگار کو جھک جھک کے دیکھتا ہی دودہ حیران تھا کہ یہ دیوانہ
کیا حرکتین کر رہا ہی کہا ارے جلد نام لے بختیارک نے کہا ذرا بگوش ہوش متوجہ ہو جیے شاید آپنے
سنا ہو سرہنگ سرہنگان بساط بنی آدم مولانا ے معظم و مکرم ٭ مع الفضل والکرم دوزدہ بے درنگ
قلعہ گیر بے جنگ یعنی کہ جناب فطرت مآب شیخ الاصحاب جب یہان تک بختیارک بہونچا دودہ زنگی
نے کہا ملک جی یہ نام لیتے ہو یا کتاب طولانی پڑھ رہے ہو بختیارک نے کہا سانس چلنے کا نام ہی ایک
ٹوٹا ہوتا مجکو یاد ہی شہنشاہ اقلیم عیاری و ہنر بردشت طراری نہنگ بحر خنجر گذاری تاجدار ممالک
مکاری و غداری عیار نامدار طرار و فرار خنجر گذار عمرو بن امیہ نامدار دودہ زنگی بے اختیار
ہنس پڑا کہا ملک جی ایک ساربان زادے کے نام کو تمنے اسقدر طول دیا تمنے ابھی تک عیار نہین

دیکھا وہ ساربان زادہ عیاری کیا جانے جیسا مین جری بہادر سردار ہون ویساہی میرا عیار بھی ہو یہ کہہ کر
حکم دیا شب آہنگ صبار فتار کو جلد بلاؤ ملک جی دیکھین کہ عیار ایسے ہوتے ہین فوراً حکم ہوا
خواجہ عمرو ستون کی آڑ مین یہ باتین سنکر ہنس رہے ہین دل سے کہتے ہین کھوٹا بیٹا کھوٹا پیسا وقت پر
کام آتا ہو ہمارا دباؤ تو کافرون پر ڈال رہا ہو یکایک دربارگاہ پر بلوا ہوا سب نے دیکھا ایک عیار قنطورہ
زر بفتی و پیٹیا یہ سقرلاتی سے آراستہ کلاہ زرین بر سر نہایت چست و چالاک طرار و بیباک پانچ ہزار
عیار پشت پر اس کر وفر سے آکر بارگاہ مین پہونچا دودہ زنگی نے کہا اے شب آہنگ ملک جی
عمرو عیار کی بڑی تعریف کرتے ہین شب آہنگ نے کہا حضور بہت بجا ہو عمرو کی عیاریان ہم لوگون
نے دیکھی سنی ہین غلام کے حال سے بخوبی ماہر نہین ہین امتحان ہو تو یقین آئے ہان ملک جی
فرمایئے حمزہ کو گرفتار کر لاؤن یا عمرو کی مشکین باندھون راہ مین جاکے دست بردہ کردن
بختیارک نے کہا آپ عمرو کو گرفتار کر لایئے صاحبقران سے ہم سمجھ لینگے ایک تدبیر مین سبکو مٹا دینگے
شب آہنگ نے کہا ابھی جاتا ہون عمرو کی مشکین باندھکر لاتا ہون اُسیوقت پایہ تخت خداوندی
کو بوسہ دیا بہانے عیاری سے آراستہ ہو کر یہ کہکے چلا کہ مین عمرو کو پکڑنے جاتا ہون یہ کہکر روانہ
ہو گیا عمرو گھبرایا کہ یہ تو بڑا تیز معلوم ہوتا ہو مین تو اس مقام پر ہون ایسا نہو لشکر مین جاکر میرے قافلہ
پر دست انداز ہو وہان کسیکو خبر نہین ہو اب چلنا چاہیے یا وہ وہان گیا مین اس دربار کو لوٹ لون اسی فکر
مین عمرو کھڑا تھا کہ کیا تدبیر کرون دربار مین انبار تنگ جاؤن کہ دربارگاہ پر بلوا ہوا نعرہ شیر کی آواز
آئی زمین تھرائی دیکھا عمرو نے نقد روح روان قاسم عالیشان شہزادہ ایرج نوجوان درگہ
سالار کو مار کر مع مرکب بارگاہ مین گھس آیا لقا کو جو تخت پر بیٹھے دیکھا پکار کر آواز دی او بے حیا نامرد تو نے
مجکو سامنے مردان عالم کے شرمندہ کیا ورنہ اتبک لاشہ بھی سڑ گیا ہوتا او دودہ چور میرا تیری بارگاہ
مین آیا ہو بہتری اسی مین ہو کہ مشکین باندھ کر میرے حوالے کرو ورنہ بخدا دربار کو خون سے لال کردونگا
بدون اُسکی مشکین باندھے نہ پلٹونگا ایرج نے جو یہ کلام کہا دودہ نے دیکھا یہ جوان خداوند کو چور
کہتا ہو پہلوانون کو آواز دی اس جوان بے ادب کو لینا چار جانب سے زنگیان سیاہ بر دو تیغ و ردن
لینا لینا کہکے اُٹھے ایرج کو نہایت غصہ تھا پشت مرکب کرہ بن اشقر سے کود پڑا تیغہ دودم سکندری
نیام انتقام سے کھینچا پیدل لڑتا ہوا طرف تخت لقا کے چلا چار طرف سے ایرج پر تلوارین پڑنے

لگین لیکن ایرج نوجوان شیرانہ لڑتا ہوا جاتا ہے یہی قصد ہے کہ جان دون مگر اپنے کو قریب تخت لقا
پہونچاؤن لڑتا بھڑتا اسکو لیجاؤن جس زنگی نے ہاتھ اُٹھایا ایرج نے ہاتھ مارا جسکے دو ٹکڑے
ہوئے کسی پر قبضہ مار دیا کسی کو او بھڑ سپر کی دی بڑے بڑے پہلوان زبردست زنگیان دیوخصال
عفریت مثال ہاتھ سے اس صاحب جاہ و جلال کے واصل جہنم ہوئے عمرو کا کلیجہ منھ کو آ گیا دل بھرا
گیا حیران ہے کہ اس معرکہ عظیم سے اس شیر کی کیونکر جانبری ہوگی اگر ایک پہلوان مارا گیا چار اُسی مقام پر
موجود دکھتے عمرو نے دیکھا ایرج لڑتا بھڑتا سینہ سپر کیے ہوئے بات کا خیال قریب تخت لقا پہونچا
اور للکارا کہ او مرتد اُٹھ اسی مین بہتر ہے کہ میرے ساتھ چل خطا تیری معاف کرا دونگا ورنہ بذلت
تیری مشکین باندھ کے سامنے دادا جان کے لیجاؤنگا لقا نے جو دیکھا ایرج قریب آ گیا ضیغم و
زنگال بے زخم کھائے بھاگے لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نوجوان دینے پر آمادہ ہے باڑھ بچا کے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالدیا اُٹھا لیا کل اہالیان دربار نے دیکھا
کہ ایرج نوجوان نے بصد شوکت و لیاقت لقا ایسے دیوخصال کو دست حق پرست پر بلند کیا لڑتا
ہوا لے کے چلا اُسوقت دودکہ زنگی آواز مین دے رہا ہے یارو جاتے ہو خداوند کو یہ ذات لیے جاتا ہے
بڑے شرم کی بات ہے کہ اس مجمع عام سے گرفتار کر کے لیجائے جان بازی کر کے اس جوان کو قتل
کرو اگر نکلجائیگا بڑی بدنامی ہے اسوقت جملہ سرداران دودکہ زنگی کا ایرج پر بلوہ تھا ایرج
نوجوان نہنگانہ و شیرانہ جنگ کر رہا ہے سب کافر بھی یہی چاہتے ہین جسطرح بنے اپنے خداوند کو چھڑالین
ایرج چاہتا ہے لڑ بھڑ کر قریب اپنے مرکب کے پہونچ جاؤن تو البتہ لڑتا بھڑتا نکل جاؤن آخر یہانتک
تلوارین پڑین کہ کمر زنجیر پر لقا کے ہاتھ پڑا اور زنجیر کٹی لقا گرا چار طرف سے کافر ٹوٹے پڑتے
اور ہاتھون ہاتھ لقا کو لے بھاگے عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا کئی مرتبہ تیغچہ کھینچ کے جا پڑا اکثر زنگیون کو قتل
کیا ایرج کو بھی ثابت ہو گیا کہ خواجہ عمرو موجود مین کئی مرتبہ عمرو نے آنکھ ملائی اشارہ کیا کہ اے نور نظر
اپنے کو اس مجمع سے نکالو جو تم نے کہا تھا وہ کر چکے خوب نام کیا بڑا کام کیا ایرج نے کہا یہ آپکی پرورش
کا باعث ہے اس دربار مین آج موت لیکر آئی ہے غلام زندہ نہ پلٹے گا لقا دستیاب ہو کے چھوٹ
گیا استادان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو بصد شد و مد تحریر فرمایا ہے کہ ماہ آسمان قاسم
نوجوان کو لڑتے تین دن تمام ہوا آفتاب عالم تاب بسبب شمشیر شہزادہ والا قدر سے کاشانہ

مغرب مین جا کے چھپا شاہ زنگبار مع فوج ثابت وسیارگان سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا صبح نوجوان
ابھی شدومد سے لڑ رہا ہی چار پہر رات بھی کٹ گئی ایرج اُسی طرح مصروف جنگ ہی حقیقت مین یہ شیر دریائے
جرأت کا نہنگ ہی بوقت سحر عمرو و توکلیم اوڑھ کے کنارے ہو گیا مگر انتہا کا قلق ہی دل سے باتین
کر رہا ہی کہ افسوس صد ہزار افسوس مین نور الدہر کو ناحق روک آیا اگر وہ پانچون شیر اس
جنگ مین آ کر شریک ہوتے اسکو نکال لیجاتے اب کیونکر جاؤن کہان سے اس کے واسطے مددگار لاؤن
قضائے کار اب بعد آٹھ پہر کے ایرج پر انتہا کا وقت تنگ کہ محراب زنگی داماد دودہ زنگی تیغہ برق
مثال کھینچکر ہٹو بچو کہتا ہوا بڑھا قریب ایرج آیا ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے دم شمشیر پر او جھڑ ماری
کہ تلوار محراب کی ٹوٹ گئی نامرد کو شکست حاصل ہوئی اوپر سے ایرج نے ہاتھ مارا محراب نے سپر پھیلا دی
کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ برق تاب ایرج جو تڑپ کر گرا سپر کٹی محراب زمین پر گرا ایرج نے محراب
کو سایے مین تلوار کے لیا اگر ہاتھ مار دے تو سر محراب اُڑ جائے محراب نے عاجز ہو کے
دونون ہاتھ اُٹھا دیے ایرج کو رحم آیا کہ گرے ہوئے کو قتل کرنا شیوہ مردان عالم کا نہین
ہی ہاتھ روک لیا فرمایا ای محراب اُٹھ جو بہادر مجبور ہو اُس کو قتل کرنا ہمارا کام نہین ہی اور سپر و
شمشیر لا تب میرے تیرے مقابلہ ہو محراب اُٹھ کر بھاگا اور سپر و شمشیر لایا جب قریب ایرج ہو چکا
ایرج نے للکارا ای محراب ہوشیار ہو جا محراب نے آواز دی مین تو غلام حلقہ بگوش ہوا آپ تو میرے
جان بخش ہین بھگوڑے لقا پر لعنت کی یہ کہکے گرد ایرج پروانہ وار پھرنے لگا ہر مرتبہ یہی کہتا تھا لاکھ
جان آپ کے قدمون پر نثار ہی لکھا ہی کہ چالیس رفیق محراب کے شریک ہو کر لڑنے لگے ایرج نے
انکی تسکین پائی شدہ ہائے تحت الحنک پھاڑ کے زخمہائے سر باندھے ہر وہان زخم سے الامان الامان
کی آواز آتی تھی دودہ نے جو دیکھا کہ داماد میرا ایرج کو بچاتا ہی حکم دیا اس کا بھی سر کاٹ لو تمام
کفار نے بلوہ کیا چالیس رفقا کی کیا حقیقت تھی فوج نے جو بلوہ کیا وہ بیچارے لڑ بھڑ کر سیاہ گلشن جنان
ہوئے محراب زخموں مین چور چور ہو کر زمین پر گرا آواز دی ای شہریار غلام نثار ہوا ایرج بیقرار ہو کر
جھپٹا کہ مین اپنے رفیق کو بچاؤن ملازمان دودہ نے بلوہ کر کے محراب کو اُٹھا لیا دودہ نے حکم
دیا اسکو شفاخانے مین لیجاؤ علاج کرو جب صحت پائے گا تو سمجھیا کا گو بر پلا کے اپنے مذہب مین
کر لینگے نمانے تو قتل ہو گا ایرج کو گرفتار ہونا محراب زنگی کا نہبت شاق ہوا اڑتا بھڑتا ہوا بڑھا کہ

مین رفیق کو چھڑاؤن وسا یہ گذرے ہین اس دربار کفر مدار مین لڑتے ہوئے قبضہ شمشیر ہاتھ مین جم گیا تمام جسم تیرون سے چھنا ہوا ہر اعضا فوارہ بنا ہوا سر و پشت و پہلو زخمی لڑتے لڑتے اثنا زمانہ گذرا پاؤن ڈگمگاتے ہوئے غش چلے آتے ہین لڑتا بھڑتا جو بڑھا چہار جانب سے تیر چلے ایک زنگی نے بڑھکر نیزہ مارا شانہ ایرج کا نشانہ ہوا استخوان کو توڑکر سنان نیزہ گذر گئی ایرج نے ہکہ مارا سنان نیزہ ٹوٹ کر شانے مین رہ گئی ایرج نے اسکو کھینچا فوارہ خون کا جاری ہوا ایک ہجیانے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا زخم سر بھی چوپارہ ہوا ایرج لڑکھڑا کر زمین پر گرا افراط زخمداری سے غش آگیا دو دو زنگی نے اشارہ کیا اسکا سر کاٹ لو چند نامرد بڑھے اب تو عمرو کو تاب نہ باقی رہی گلیم اتار کر نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمرم که کلاه از سر قیصر به برم　　رنگ از رخ تختک بد اختر به برم
تیغ و سپر و سبو و ساغر به برم　　در محفل خسروان چو گردم ساقی

اب بختیارک نے دیکھا عمرو ایک گوشے سے ظاہر ہوا ہیں زنگی نے چاہا تھا کہ سر کاٹ لوں عمرو نے سر سے گوپھن کھولا سوا پانچ سیر کا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ کلہ گوپھن مین رکھکر مارا کہ سر اُسکا خود سر کا اُڑ گیا عمرو گرد ایرج کے پھرنے لگا سنگ اندازی کرتا ہی جاتا ہی ذرا ذرا تنگیان سیاہ روز کمین تو مین جا کے ایرج کو اٹھالون صاحبقران فرمائین گے خواجہ تمھارے سامنے میرا نور نظر قتل ہو گیا تم نے کوئی تدبیر بچانے کی نہ کی ہاے کیونکر شہر کو جاؤن علاوہ خیال صاحبقران عمرو نے بچپن سے ایرج کو مثل فرزندون کے پرورش کیا فنون سیاہ گری تعلیم فرمائے صاحبقران بنایا مرتبہ اعلی پر پہونچایا دل اندر سے ٹکڑے ہو رہا ہی دس بارہ زنگی عمرو نے مارے کسی کو قریب ایرج آنے نہین دیتا چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہی لہو بہا ہوا ایرج نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ خواجہ میرے گرد پھر رہے ہین پکار کر آواز دی جد عالی تبار آپ میرے واسطے کد و کوشش نہ کیجیے جسطرح ہو سکے نکل جائیے والد ماجد سے آداب و تسلیمات عرض کر دیجیے گا جد عالی تبار میر نامدار سے عرض کیجیے گا کہ غلام آپکا بارگاہ دو دو زنگی مین بیکس و بے بس ہو کر مارا گیا یقین کامل ہی بزرگ ہمارے دعوی خون کرینگے رفقا بھی لڑین گے مرینگے خدا نخواستہ اگر آپ پر کوئی چشم زخم آیا رکن بارگاہ صاحبقران گر جائیگا ہم ایسے ہزارون خدمت گذار ہین آپ جان لشکر صاحبقران عالی قدر ہین عمرو ان کلمات حسرت آیات ایرج پر چیخین مار کر رو یا کہا ای نور نظر دل نہین مانتا کہ تمکو چھوڑ کے چلا جاؤن تم نے آج وہ کام کیا اگر رستم و اسفندیار ہوتے حلقہ غلامی کان مین ڈالتے جو تمنے زبان سے کہا

تھا وہ گیا اکیلے آکر لقا کو اٹھا لیا مجمع سے نہ نکل سکے دودہ زنگی نے غصے مین آواز دی ارے او
نامرد واس عیار کا سر کاٹ لو چیار طرف سے زنگی بلوہ کر کے چلے اب عمرو گھبرایا پتھر بھی مار رہا ہی زنگیون
کو للکار رہا ہی دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا کہ ای مسبب الاسباب اس شیر کو بچانا مجکو سامنے
صاحبقران کے زرد رو نکرنا بیقرار ہوکر جو عمرو نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک پنجہ چلکر
گرا ایرج کو دربار سے دودہ زنگی کے اٹھائے گیا اب عمرو ایک جانب بھاگا یہ تو ظاہر ہی کہ نہین معلوم
دشمن لے گیا یا دہشت بہر نوع اسوقت تو جان بچی وہ حافظ حقیقی وہان بھی دشمن سے بچائے گا
عمرو لڑتا بھڑتا چلو خانے مین آیا ایک زنگی کو دیکھا گھوڑا ایرج کا لیے جاتا ہی عمرو کا دل بیقرار
ہوگیا جھپٹ کر اس سیاہرو کو خنجر مارا وہ تو تڑھڑا کر گرا عمرو جست کر کے پشت کرۂ بن اشقر پر سوار ہوا
کرہ کی بھی آنکھ سے آنسو جاری تھے عمرو نے زبان جنی مین کہا ای مرکب اصیل آقا تیرا زندہ ہی بیقرار نہو
مجکو مجمع کافران سے نکال لے چل یہ جو عمرو نے زبان جنی مین کہا کرۂ بن اشقر نے کنوتیان بدلین طرارے
بھرنے لگا ہر چند زنگیون نے گھوڑے دوڑائے گرد کو بھی نہ پہونچے عمرو مرکب اڑاتا ہوا نکلگیا یہان اسد
و نور الدہر وغیرہ بخوف عمرو اسی صحرائے ویران مین زیر نخل بیٹھے ہین بھوکے پیاسے سب نے کہا اگر
یہان سے چلے جائین تو خواجہ کے خلاف ہوگا صاحبقران زمان نے اپنے سر کی قسم دیکے بھیجا ہی
کھانے کی کیا تدبیر ہو اسد نے کہا اسی واسطے پیشہ قزاقی سالہا سال کرے تب نام سپاہ گری لگا لے
تم سب شاہزادے ہو بھوکے پیاسے مرجاؤگے ہم ابھی تدبیر کر کے لاتے ہین یہ کہکر اسد غازی
اُٹھے سامنے ایک قریہ تھا اسمین جا کر زمیندار کو آواز دی زمیندار نکل آیا جمال باکمال دیکھ کر
حیران ہوگیا کہا حضور کیا حکم ہوتا ہی اسد نے مشت زر نکال کر دیا کہا ایک بکرا اسقدر چانول ایک
دیگچہ برائے چند ساعت ہمکو ضرور ہی زمیندار نے خوشی خوشی بڑا دیگچہ گھر سے نکالا چانول استعمالی دو
بکرے نہایت معقول سر پر مزدور کے لدوا کر اسد کے ساتھ کیے یہان سب منتظر تھے دیکھا اسد مع
سامان آکر پہونچے سب خوش ہوگئے اسد نے مزدور سے چولھا بنوایا بکرے ذبح کیے پلاؤ پکنے لگا
لکڑیان گیلی ہین آگ نہین سلگتی کبھی نور الدہر پھونکتے ہین کبھی دارا اب قریب آتے ہین یہ
شہزادگان والاقدر کبھی ایسا اتفاق کاہے کو ہوا تھا بھوک کی بیتابی ہین چہرے سرخ آنکھون
سے آنسو جاری عارض تمتمائے ہوئے پسینے پسینے سب اپنی جان سے بیزار ہین یہ سامنے سے ایک

فقیر پیدا ہوا جب قریب آیا کہا اے شہزادگان والا قدر آپ لوگون پر یہ جفا امیدوار ہون کہ نام نامی سے
آگاہ فرمایئے طہماس نے سب کے نام بتائے اب تو فقیر بیٹھ گیا کہا ذاتا یہ فقیر بینوا خدمتگذاری کرے سب کو
غنیمت ہو گیا فقیر نے سلیقہ سے بٹھکر لکڑیان لگائین نمک اپنے پاس سے ملایا تھوڑی دیر مین پلاؤ تیار
ہوا دیگچہ اُتار کے سامنے رکھا داراب نے کہا کوئی ظرف نہین کاہے مین کھائین اسد نے کہا سیاہ ہون
کہ یہ سب سامان مہیا ہے یہ کہکے نخل سے پتے توڑے اُنکو لاکر پھیلا دیا تنکون سے گانٹھکر تیری بنائی اُسپر
پلاؤ اُنڈیل دیا کوئی دیگچے مین کھار ہا ہے کسی نے تیری پر نکالا اسد کو دعائین دے رہے ہین تو اندر ہے
فرمارہے ہین ظاہر مین تو اسد دیوانہ ہے اسکی وجہ سے کھانا نصیب ہوا فقیر نگس پر اتی کر رہا ہے جنگل
مین پانی لایا شہزادون کو پلایا وہ سب جوانان صف شکن جب سیر ہو کر اُٹھے آنکھون کے نیچے
اندھیرا آیا لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوئے فقیر نے پیرنے آواز دی منم شب آہنگ صبا رفتار
عیار دودہ زنگی گذارش کر چکا ہون یہ بختیارک سے وعدہ کرکے چلا تھا اس صحرا مین آکر ان
شیرون کو پایا خیال مین آیا یہ مقدمہ تقدیر خداوندی ہے کہ ارکین لشکر حمزہ بلا کدو کاوش مل گئے
جب سب بیہوش ہوئے اب سوچا کہ کسکو لیجاؤن کسکو چھوڑون سب بے مثل و بے نظیر ہین آسمان صاحبقران
قران کے ماہ مبتر ہین آخر مین سوچا کہ ان سب کو نہ لیجا سکون گا سب کے سر کاٹ لو بختیارک کو بھی معلوم
ہو کہ ایک ہی عیاری مین لشکر حمزہ کا خاتمہ کر دیا تلوار کھینچکر چلا پہلے قصد ہوا کہ اسد ہی کا سر
کاٹون یہ جوان سب مین مغرور و مکرم ہے تقضائے کار یہ بیچا قصد کرکے چلا ہے کہ صحرا سے گرد اُٹھی
عمرو کرہ بن اشقر پر سوار آکر پہونچا دور سے دیکھا شب آہنگ صبا رفتار جوانان عالی وقار
کا سر کاٹا چاہتا ہے بیقرار ہو کر نعرہ کیا او بیحیا کیا کرتا ہے منم مہر سپہر عیاری و ہنر بردشت طرازی عمرو
چونکہ دور تھا گوپھن کو چرخ دیکر کہا او شب آہنگ ایک کالھی اگر موت جسم میلا ہوا سر اوڑا دونگا یہ کہکر عمرو نے
پتھر مارا شب آہنگ کو خوف جان ہوا جست کرکے الگ ہوا عمرو و لشبت مرکب سے کود انیچہ کھینچ کر
شب آہنگ پر جا پڑا آپسمین نیچہ چلنے لگا شب آہنگ بھی بلائے روزگار ہے چوٹ نہین کھاتا
آنکھین لڑی ہوئین چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین ایک مقام پر شب آہنگ نے بیٹھکر پالٹ
کا ہاتھ مارا عمرو نے جست کی نیچہ تو خالی دیا شاخ نخل سر پر پڑی عمرو تیورا کے زمین پر
گرا شب آہنگ نے داروئے بیہوشی اُڑادی عمرو بیہوش ہوا اب شب آہنگ

صبا رفتار نے عمرو کو ایک نخل سے باندھا ہوشیار کیا کہا کیون ساربان زادے عیاری اسکا نام
ہی اب تمھارا بھی سر کاٹ کے لیجاؤنگا عمرو نے کہا اے شب آہنگ مین نے تجھ ایسا عیار نہین دیکھا
مجھے کھولدے مین تیرا شاگرد ہوتا ہون شب آہنگ نے کہا او ساربان زادے مجکو دھوکا دیتا
ہی یہ کہکے تیغ کھینچی چلا کہ عمرو کا سر کاٹ لون اب عمرو بیقرار ہوا دعائین مانگنے لگا قضائے کار
نقابدار زرین پوش مع اپنے عیار کے صحرا مین شکار کھیل رہا تھا دور سے عیار کی نگاہ پڑی
کہا اے شہریار غضب ہوا عمرو کو کوئی عیار قتل کرتا ہی قریب پہونچ چکا ہی نقابدار نے جو پلٹ کر دیکھا
دور سے نعرہ شیرانہ کیا خبردار او مکار کیا کرتا ہی شب آہنگ نے کہا نقابدار کوس بھر یہ ہی جبتک
یہان پہونچے گا عمرو کا تو سر کاٹ لون نقابدار نے آواز دی او ملعون مجکو دور سمجھا ہی کمان کیانی
دوش سے اُتاری تیر چلے مین جوڑا سیسر کمان کا کڑکا شب آہنگ سہما چلا کے بھاگا گوشہ صحرا
مین ایک نخل تھا بھاگ کر اُسکی آڑ مین چھپا نقابدار نے تیر مارا بیخ نخل کو توڑ کر پار گذر گیا
شب آہنگ یہ زور بازو دیکھ کر بھاگا عیار نقابدار نے پیچھا کیا شب آہنگ نہ عمر کا سمجھا کہ
جسکا سردار ایسا زبردست ہی عیار بھی بلائے روزگار ہوگا عیار مثل برق جہندہ جھپٹا شب آہنگ
بخوف جان صحرائے خارستان مین گھس گیا عیار نے حقہ آتشبازی مارا جنگل مین آگ لگ گئی شب آہنگ
الامان الامان کرتا ہوا بھاگا دامن و گریبان کو بجھاتا ہوا منھ بھی نامرد کا جھلسا بشکل تمام
جنگل سے نکل کر بھاگا عیار پلٹا آواز دی او نامرد دنیا بھی تو اکیلا تھا مقابلے مین نہ ٹھہرا شب آہنگ
نے پلٹ کر جواب بھی نہ دیا دل سے کہتا ہوا چلا کہ ان مسلمانون کی مدد غیب سے ہوتی ہی نہین معلوم یہ
نقابدار مفلوک کون ہی کس زور شور سے تیر مارا بیخ نخل کو توڑ کر پار گذر گیا یہ کیا بھید ہی کہ سر پر
سایہ فگن باز سفید ہی عیار نے آکر خواجہ کو کھولا کہا اس منھ پر دعوی عیاری ایک عیار نے مشکین
باندھ دین کچھ نہ ہو سکا زنبیل وغیرہ مجکو حوالے کیجیے میرا آقا نامدار نقابدار عالی مقدار بابہلے
صاحبقران نامدار کے گا مین زنبیل وغیرہ کا خواستگار ہون عمرو نے کہا اے عیار طرار مین بیچارہ
غریب محتاج زنبیل کیا چیز ہی اگر گلیم کا خواہان ہو ایک کملی خرید دون مجھ ایسے فاقہ کش سے
کلام کرنا بیکار ہی البتہ احسان تمھارا فرزندان صاحبقران پر ہو نقابدار نے عیار کو منع کیا کہ
بزرگون سے ایسے کلام کرنا مناسب نہین ہی اے خواجہ میری جانب سے صاحبقران زمان کو

آداب و تسلیمات عرض کرنا جہانتک ہوسکے سمجھانا کہ یہ غلام بے ادبی کرتا نہیں چاہتا ہے سر میدان میرے
آپکے مقابلہ ہو کوئی امتحان قرار پا جائے عمرو نے کہا اے نقابدار بہادر حمزہ سخن ناشنو ہے میرا کہنا نہ مانے
گا میں عرض کرون جملہ فرزندان حمزہ بانہاے مذکور کے خواہان ہوئے حمزہ نے لڑبھڑ کر سب کو
زیر کیا انمین کسیر صاحبقران کو گمان ہوا ایک ایک کو دو دو مرتبہ زیر کیا دارائے ہند لندھور بن
سعدان نے ملک برھما مین بے زیر ہوئے اطاعت کرلی تھی ہمیشہ بلبلاتے تھے کہ مین صاحبقران سے
زیر نہین ہوا علمشاہ کو بڑا گھمنڈ تھا قویل ہندی و ویل ہندی کو مار کر اپنے ہوش مین نہ تھے
ہر روز یہی کہا کرتے تھے کہ مجھ ایسا جسکا فرزند ہو وہ جا کر خانہ کعبہ مین نہ بیٹھ رہے بانہاے صاحبقرانی
ہم کو حوالے کردین ہم جنگ نوشیروان کو سمجھ لینگے سنتے سنتے حمزہ عاجز ہوا جسطرح سے بن پڑا
لشکر سے جدا ہوا اپنے کو ملک عدن مین پہونچایا دیوانہ سعد کرکنگ عدنی تنکر سب کو زیر کیا رستم
کی بھی مشکین باندھین لندھور کے گرز کھائے جس فن مین جسکو ناز تھا اسی فن مین اسکو زیر کیا مالک کا
نیزہ نکالا کیونکر عرض کرون کہ حمزہ بدون مقابلہ وہ اشیاے نادرہ کہ جسکو ساٹھ برس جہاد کر کے
حاصل کیا یون بآسانی حوالے کردین نقابدار نے فرش بچھوایا نورالدہر وغیرہ بھی ہوشیار ہوئے
بار احسان نقابدار سے سر جھکے جاتے ہین جلالت نقابدار دیکھکر سب گھبراتے ہین دل کہتا ہے کہ ہم
سب کا افسر رعب و دبدبہ ہے سطوت صولت کلام فصاحت بلاغت چند ساعت میں کھکرات سب کی ہا
دعوت بہ لطف و تمام کی سامان جملہ ہمراہ ہے ستر لاکھ دیوان قاف ساتھ رہتے ہین بارہ ہزار
سرداران صف شکن بارگاہ زرلفتی جسمین کئی سو ستون مکلل بجواہر نہایت رعنائی و زیبائی ہاتھ بارگاہ
فلک اشتباہ مین ان شیران دشت نبرد کو لا کر داخل کیا سب سے زیادہ اسد نامدار کی خاطر کی ہے
ہاتھ آنکھون سے لگائے اسد بگڑے جاتے ہین نقابدار کا یہ جواب ہے کہ مین آپ سے مقابلہ نہین کر سکتا
ساقی بچے آکر حاضر ہوئے دیوزادے بھی خدمت مین حاضر ہین نقابدار جب بانہاے صاحبقرانی
کا ذکر کرتا ہے اور تو سب شرما کے سر جھکا لیتے ہین مگر اسد نامدار جواب دیتے ہین کہ اے نقابدار
بہادر ہم نے تم کو آگاہ کیا اگر نانا جان سے جنگ منظور ہے حقیر ابھی موجود ہے جسطرح مزاج مین آئے
امتحان کر لیجیے دو مرتبہ مدد کی اگر احسان جتلاتے آئے ہو جو کچھ حکم ہو اسکی اجرت حاضر کر دین
نقابدار نے کہا وہ بھی تبرک ہے اب جلسہ آراستہ ہوا نقابدار خود اٹھ کر اشیاے

نادرہ ایک ایک کے آگے پیش کر رہا ہی یہ وہ ہاے بارگاہ اُٹھے ہوئے دیوزاد اُترے ہوئے ہین کل
سرداران نقابدار خدمتگذاری مین ان سب کی مصروف ہین بلکہ نقابدار پوچھ رہا ہی کہ اے
شہزادہ نورالدہر ہماری کمان تمنے خدمت مین صاحبقران کی بہو بجا نی جو باغ مین آس
بلاے سیاہ کے ہم نے پیش کی تھی نورالدہر نے جواب دیا کہ جب سے ابھی تک لشکر مین جانے کی
نوبت نہین آئی یہ ذکر تھا کہ لشکر نقابدار مین ایک غریو بلند ہوا بارگاہ سرنگون ہزارہا دیوزاد کے سر
کٹ کٹ کے گرنے لگے صداہاے مہیب کان مین آئین بگیر و بہ بند کی آوازین بلند ہوئین نقابدار نے گھبرا کر
کہا اے شاطر دریافت تو کر یہ کیا معرکہ ہی کیسا ہنگامہ ہی عیار گیا چشم زدن مین پلٹ کر آیا عرض کی اے
شہنشاہ گیتی ستان سہراب بن قہقہا سہ حشمی بارہ لاکھ فوج پردہ ظلمات سے جمع کر کے براے
مقابلہ ملکہ قریشیہ جاتا تھا آپ کے ہاتھ سے کئی مرتبہ شکست کھائی تھی یہ خبر جو اسکو دریافت ہوئی
کہ لشکر نقابدار زرین پوش فروکش ہی غفلت مین آپکے لشکر مین آپڑا چونکہ سب کمرین کھول چکے
تھے کئی لاکھ نرہ ہاے دیو مارے گئے لشکر پہ سامان نحاست ہی یہ سنتے ہی غصے سے نقابدار
کا چہرہ سرخ ہوا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا لقہر و غضب تمام اُٹھا نورالدہر وغیرہ سے کہا آپ صاحب
مصروف صحبت عیش رہیئے مین اُسکو سزا دیکر حاضر ہوتا ہون ان شیرون نے جواب دیا آپ ہمارے
محسن ہین کیونکر ممکن ہے کہ ہم جلسۂ عیش مین بیٹھیں ہم بھی آپ کے ساتھ ہین نقابدار تو نکلتے ہی مرکب
سہ حشمی پر سوار ہوکر مصروف جنگ ہوا داراب و خورشید و نورالدہر و اسد و طہماس
بھی گھوڑون پر سوار ہوکر معرکہ جنگ مین آئے دیکھا کہ سہراب بن قہقہا نے قیامتین برپا کی ہین
دو سو گز کا قد و قامت چوب دست آہنی جسمین سات زنجیرین ہر ایک زنجیر مین سو سو من کا پتھر نصب
کیا ہی اسی حربے کو چقماق جادر کہتے ہین جب اُسکو گردش دیتا ہی دس دس دیوزادون کے
سر پھٹ جاتے ہین خوف سے دیوزاد اُسکے مقابلے مین نہین آتے ہین بارہ لاکھ لشکر جنگی غفلت
مین جو آپڑا سنبھلنے سنبھلتے کئی لاکھ دیو مارے گئے لشکر مین نقابدار کے خون کے دریا بہے
نقابدار نے آتے ہی نعرہ شیرانہ کیا سہراب بن قہقہا کو للکارا او ملعون بھگوڑے روسیاہ ہمیشہ
بھاگ کر پردہ ظلمات مین چلا جاتا ہی ہمیشہ سرکشی دکھاتا ہی آ کر ہم سے مقابلہ کر ہمیشہ غفلت کا جویا
ہوتا ہی وہ باپ تیرا قہقہا ہماری جنگ کو ہنسی سمجھا تھا کئی مرتبہ لشکر کشی کر کے آیا شکستین.

گھائین جنکو حوصلہ باقی ہی یہ کہکر با شمشیر برہنہ لشکر دیوان پر جا پڑا بارہ ہزار سرداران نقابدار جوانان
زرہ پوش بصد جوش و خروش جا کر گرے لڑنے لگے نورالدہر و داراب وغیرہ بھی تلوارین کھینچ کر
آپڑے ہر چند چاہتے ہین کہ اپنے کو قریب نقابدار پہونچائین ممکن نہین ہوتا نقابدار نے جاتے ہی
دریاے فوج مین غوطہ مارا اُس دریاے تہار فوج دیوان مین شناوری کر رہا ہی یہ لوگ دیوبند
دیوکش ہین صد ہا رستہ پردۂ قاف مین جا کر لڑے دیوان قاف سے معرکہ پڑے مگر طرز جنگ نقابدار
دنیا سے نرالا ہی اول تو مقدمۂ عجائب و غرائب یہ ہی کہ باز سفید سر پر سایہ فگن جس طرف نقابدار
جاتا ہی مثل ہمزاد ہمراہ یا جسطرح شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی چرخ مار رہا ہی نقابدار جس دیو پر
جا پڑا دیو نے حربہ کیا نقابدار بہادر گھوڑے سے کود ا حربہ کو اُس کے رد کا جھپٹ کر ہاتھ
مارا کمرگاہ پر تلوار پڑی دیو خونخوار مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوا اگر دیو کی بیاض گردن پر ہاتھ
مارا تو اُس کافر کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا اگر کوئی لپیٹ پڑا کولے پر لاد کر اسکو مارا چھاتی پر چڑھکر
اُسکا سر کھینچ لیا نورالدہر و اسد حیران طرز جنگ نقابدار ہین جس مقام پر زیادہ مجمع دیکھتا
ہی صفین درہم برہم کرتا ہوا اُس غول مین اپنے کو پہونچاتا ہی مجمع دیوان متفرق کیا افسرون کو
تاک تاک کے مار اسی فکر مین ہی کہ جا کر سہراب بن قہقہا کو مارون کسی کا حوصلہ نہین پڑتا کہ
اُس عفریت خونخوار کے مقابلے مین جاے جس مقام پر چقماق جادر لیکر جم گیا اُس حربۂ بے پناہ
کو گردش کی سو دو سو کے سر پھٹ گئے وہ چوبدست گران سنگ زنجیر ہاے آہنی جسمین نصب
سو سو من کے پتھر اُٹھین لگے ہین جسپر پتھر پڑا کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کے استخوان کے
ٹکڑے ہوئے ہر صف مین یہی غلغلہ ہی کہ سہراب بن قہقہا نے پرے کے پرے درہم و برہم
کر دیے میدان لاشہ ہاے دیوان سے بھر دئے اس غفلت مین وہ بے حیا آپڑا تھا کہ سنبھلنا
اس لڑائی کا دشوار تھا مگر نقابدار عالیمقدار اس زور سے جا کر گرا کہ دیوزادون کو بھاگنا
مشکل پڑ گیا اگر چاہتے ہین کہ بھاگ کر نکل جائین تو دیوان ملازمان نقابدار کلھاڑے زاغنول
آرہ ہاے پشت نہنگ ہاتھون مین لیے ہوئے ہوا پر اُڑ رہے ہین اول مین تو ہزارون مارے گئے اب
نقابدار نے جنگ رستمانہ کر کے لڑائی کو سنبھالا اپنے افسر کی رستمی دیکھ کر یہ بھی سب سنبھلے ہین
جتنے بھاگنے کا قصد کیا جھپٹ کر اُس کا سر کاٹ لیا سہراب بن قہقہا جنگ نقابدار دیکھکر

لرزاں و ترساں چاہتا ہے جاگ کر نکل جاؤں نقابدار کا مقابلہ نکروں نورالدہر کا قصد ہے کہ
جان دوں مگر بڑھکر سہراب بن قہقہا سے لڑوں اسد و داراب بھی اسی فکر مین ہین کہ سہراب سے
لڑین نقابدار کو شوکت دکھائین مگر جنگ نقابدار سے سب عاجز ہین جس صف پر پہونچا ہنگامہ ڈال دیا
دو دو دیوزادون کو ٹکر اٹکراکے مار اجب جاتا ہے افسر کو تاک لیتا ہے دو بہر کامل تلوار چلی قلب لشکر مین
سہراب مصروف جنگ تھا گرد اسکے ہزارہا لاشے پڑے ہوے چقماق جادر کی گردش قتل دیون
کی کوشش کہ سامنے سے نعرہ نقابدار زرین پوش ہوا ملازمان سہراب بھی اسی مقام پر جم گئے
ہین اپنے افسر کے ساتھ لڑ رہے ہین ایک جانب سے اسد نامدار کا نعرہ ہوا ایک جانب سے شہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان پہلو مین نہر پر بیشہ کانگان صاحب ساطور گران طہماس بن عنقوئیل
دیو پیکر ساطور سفت صدرینی سے جنگ کرتا ہوا آتا ہے یہی قصد ہے کہ نورالدہر کو قریب سہراب
بن قہقہا پہونچائین ہمارے آقا کے ہاتھ سے یہ عفریت خونخوار واصل جہنم ہو ایک جانب سے
اسد نامدار کا بھی یہی قصد ہے کہ بڑھ کر اسکو مارون داراب کشور کشا نے سینہ سپر کر دیا لاش پر
لاش گرا دی اسوقت اس مقام پر انتہا کی شمشیر زنی و صف شکنی ہوئی سہراب کے حواس پراگندہ
کہ فرزندان حمزہ قیامت کے ہین دیوان قاف سے بیخوف لڑ رہے ہین زخمہاے کاری سرون پر کھائے
میدان کارزار سے قدم نہ ہٹائے بڑھتے ہی چلے آتے ہین نقابدار تک کوئی نہین پہونچا ہے
قلب فوج مین زور شور سے لڑا دل فوج کے ہلا دیے نعرے پر نعرہ کرتا ہوا دم جرأت کا بھرتا ہوا
قریب سہراب بن قہقہا پہونچا نورالدہر و اسد و داراب اسکی فوج مین الجھ گئے ہرچند
قصد کرتے ہین کہ اس بلوے سے نکلین لوہے کی دیوارین ہین دیوار ہاے سنگ شکست ہونا دشوار
ہرچند جوانان صف شکن نے جانبازی و سرفروشی کی اسد نامدار نے کئی افسران نامی مارے
مگر قریب نقابدار نہ پہونچ سکے نقابدار جب قریب سہراب بن قہقہا پہونچ چکا کثیفت مرتب
سہ چشمی سے کود پڑا للکارا او نامرد تو بیدل ہے مین بھی بیدل ہو کے مقابلہ کرونگا اس شوکت
نمائی پر ان جوانان صف شکن کے ہوش اڑ گئے دیکھ رہے ہین کہ آستین ومال کیے ہوے بجرأت و
شوکت سہراب بن قہقہا کو للکار رہا ہے اس حربے بے پناہ کو اس نامرد نے گردش دی مٹا دینے
کی کوشش کی جب نقابدار پر سہراب نے حربہ رہا کیا فوج دیوان مین الامان الامان کا غل تھا

نورالدہر وغیرہ دعائین کر رہے ہین کہ ای مالک بے نیاز رب کارساز نقابدار کو اس حربے بے پناہ سے
بچانا لیکن نقابدار نے گرد اسپر کا سر پر کھینچا زیر گلہاے سپر غنچہ ہو کر بڑھا جب حربہ سہراب کا
چل گیا نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا دو زنجیرین قلم کین دو پتھر گران سنگ مثل برج کوہ کنگر گرے
جسپر پتھر پڑا اُسکا سر پھٹ گیا نقابدار نعرہ کر کے مثل برق چمکا ہر ایک خرد و کلان نے دیکھا کہ نقابدار
نے دو زنجیرین کس زور شور سے کاٹین کہ کافرون کے رنگ کٹ گئے سہراب نے پھر بڑھکر حملہ
کیا نقابدار اُسی طرح تیغہ برق تاب کھینچکر بڑھا تین حملون مین ساتون زنجیرین کاٹین غل ہوا
کہ ساتون زنجیرین قلم ہوئین اب صرف چوب دست ہاتھ مین سہراب کے رہ گئی چرخ دیتا ہوا سہراب
بڑھا نقابدار نے اُسی طرح گرد اسپر کا سر پر کھینچا نورالدہر و اسد کو تاب نہ باقی رہی پکار کر
آواز دی اے نقابدار ہم سب تیری جرأت کے قائل ہوئے تو نے سنا ہوگا صاحبقران
اعظم نے اپنے قانون مین تحریر فرمایا ہے کہ دیو کے حربے کو خالی دینا چاہیے مناسب نہین ہے کہ حربہ
دیو کو رو کے صاحبقران زمان اٹھارہ برس پردہ قاف مین لڑے چھتیس پردے فتح کیے
تحریر فرماتے ہین کہ مین نے دیو کے حربے کو نہین روکا ای نقابدار برائے خدا اپنے کو بچا بیار کا روکنا
مناسب نہین ہے نقابدار کو شوکت نمائی منظور ہے کسی کے کلام نصیحت انجام کا جواب نہ دیا پلٹ کے
بھی ادھر نہ دیکھا اسی طرح گرد اسپر کا کھینچے ہوئے سامنے سہراب کے کھڑا رہا سہراب نے
بقوت تمام وہ چوب دست سر پر نقابدار کے لگائی نقابدار نے اس پہاڑ کو سر پر روکا تڑاقے
کی آواز ہوئی کہ زمین تھرا گئی تتق گرد بلند ہوا معلوم ہوا کہ نقابدار پر کیا گذری مگر سہراب
نے پیچھے ہٹکر آواز دی زوم و پست کردم مارا اور تمام کیا اب اگر خاک چھانو گے ہڈی بھی نقابدار
کی نہ ملے گی نورالدہر و اسد مثل تصویر تصور خاموش دل مین محبت نقابدار کا جوش
یہی ہر ایک کا قول ہے کہ جوش جرأت نے نقابدار کی جان لی عیار نقابدار نے جو یہ معاملہ
حیرت افزا دیکھا چیخ مار کر رویا چھاگل مین پانی لیکر دل گرد مین گھس پڑا اگرد گرد کے
چرخ مارا پانی کے چھینٹے دیے گرد بیٹھی سب نے دیکھا نقابدار اُسی طرح کھڑا ہوا ہے ضرب چوب دست
سہراب سے تا بزانو غرق زمین ہو گیا زور بازو مین فرق نہین آیا گلہاے سپر مرجھاے سپر
رو گردان سیاہی اُڑ گئی عیار نے منھ پر نقابدار کے پانی کا چھینٹا مارا غش کی آقاے نامدار

ومولاے قدرشناس اگر آپ زندہ ہین تو آواز دیجیے حریف لاف وگزاف کر رہا ہے جب دو چار چھینٹے
عیار نے لگاے نقابدار بہادر نے آنکھ کھولدی دیکھا فرزندان صاحبقران تعریفین کر رہے ہین
اسد نے بڑھکر آواز دی اے نقابدار بہادر کیا کار نمایان کیا نام جرأت رستم و اسفندیار صفحہ
ہستی سے مثل حرف غلط مٹا دیا حقیقت مین تیرا کوئی نظیر نہین ہے اس زور کا ذکر حضرت صاحبقران
سے کرینگے نقابدار طبقہ زمین کا لیکر نکلا للکارتا ہوا طرف سہراب کے بڑھا سہراب نے پھر وار
کیا نقابدار نے آڑے کھڑے ہوکر کلیجہ جو بدست پر ہاتھ ڈالدیا بقوت تمام جھٹکا مارا انگلیون سے
تو قطرے خون کے ٹپکے تیور پر بل نہین آیا جو بدست چھینکر سہراب کی پھینک دی سہراب
نقابدار سے لپٹ پڑا دیکھا سب نے نقابدار اُس کو دیکر سے کشتی لڑنے لگا گرد ملازمان
سہراب قصد کرتے ہین کہ نقابدار کو مار لین نور الدہر و اسد و داراب تلوارین کھینچکر گرد
آگئے لاشون کے انبار کر دیے نقابدار کشتی لڑنے مین دیکھ رہا ہے شبرنگ نامی دیو سپہ سالار سہراب
زاغنول لیکر جھپٹا قصد کیا پشت نقابدار پر زاغنول ماردون اسد نامدار نے جو دور سے دیکھا بیتاب
ہوکر جھپٹ کر کلائی پر دیو شبرنگ کی ہاتھ ڈال دیا دیو شبرنگ لپٹ پڑا اسد سے کشتی ہونے
لگی بہت جھٹ پٹ اسد نے اسکا سر کھینچ لیا ایک افسر کو نور الدہر نے مارا ایک داراب کے ہاتھ
سے قتل ہوا ایک پر طہماس نے ساطور مارا تا بہ جگرگاہ دیو ساطور پہونچا ایک کو خورشید بن
ہاشم نے للکار لیا ان شیرون نے بڑھ بڑھکر افسرون کو مار مار لیا اتنی مہلت جو نقابدار
نے پائی سہراب بن قہقہا سے ہنس ہنس کر لڑ رہا تھا ریل کرے دوڑا بارہ قدم ریل کر سہراب
کو لایا بکہ مارا دونون گھٹنے اُس دیو خونخوار کے آشنا زمین ہوئے جوش نشہ بادہ جرأت
سے کمر مین اُس دیو خود سر کے ہاتھ ڈالا زور کرکے پہاڑ کرے اوٹھا کر پایڈ زرہ کی ٹوٹین قریب تھا
کنپٹیان شق ہون انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکے مگر جرأت مین فرق نہ آیا اتنے بڑے عفریت
خونخوار کو چرخ دیکے زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوا صاف ثابت تھا کہ ستارہ سحری پہاڑ پر
چمک رہا ہے کندھا زانو سے دبا کر فرمایا او سہراب خانہ خراب شناخت میری پروردگار کی کیا
کہتا ہے سہراب نے کہا او نقابدار سر میدان ذلیل کیا لاکھ جان خداوند اس الشیاطین پر
نثار ہین یہ سنتے ہی نقابدار کو غصہ آیا چھاتی سے اُٹھا ایک پانون دونون پانون سے دبا یا

ایک کو دونون ہاتھون سے تھامنا جھٹکا مارا سامنے نور الدہر وغیرہ کے مثل کرپاس کہنہ چیر کر
پھینک دیا لشکر دیوان مین غریو ہوا نور الدہر وغیرہ کے ہوش اُڑ گئے سہراب بن قہقہا
کو مار کر نقابدار اُٹھا پھر فوج دیوان پر تلوار کھینچ کر جا پڑا اتنا بڑا کام کرکے پھر لڑائی مین مصروف
ہوا فوج سہراب کو شکست دی آخر ملازمان سہراب تاب جنگ نقابدار نہ لا سکے بمشکل لاشہ
سہراب اٹھایا روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف پردۂ ظلمات کے اس فکر مین چلے کہ قہقہا سے
جا کر حال قتل سہراب بیان کرین تین کوس تک نقابدار نے پیچھا کیا عمرو نے آتے کو گوشۂ صحرا سے
ظاہر کرکے دامن نقابدار کا تھام لیا کہا اے بہادر ماشاءاللہ کیا کار نمایان کیا تحسین و شور
سے اس دیو خود سر کو مارا نور الدہر وغیرہ بھی دریاے خون مین نہائے ہوئے تھے نقابدار نے
بخلق و مروت بفصاحت و بلاغت ان سب کی تعریف کی کہا یہ لڑائی آپ صاحبون کی وجہ سے
فتح ہوئی ورنہ قتل سہراب نہایت دشوار تھا آپ سب صاحبون نے حقیر کی مدد کی یہ قابو
پرست غفلت مین آ پڑا ہر دہ قاف مین کئی مرتبہ شکست کھا چکا تھا اہرشیرلن دشت سبز دکل
اہالیان قاف کو تنبیہ و تہدید کی کچھ مسلمان ہوئے کچھ مارے گئے قہقہا کے بچنے کا یہ باعث ہے
جب شکست کھاتا ہے دہنہ کوہ ظلمات مین چلا جاتا ہے وہان رسائی ممکن نہین اسوجہ سے رک
جاتے ہین ہمیشہ میری فکر مین رہتا تھا لشکر کو یہان غفلت مین پایا نامرد قابو پرست آ پہنچا خدا نے
اپنا فضل شریک حال کیا آپ سب معین و مددگار موجود تھے اسوجہ سے یہ لڑائی فتح ہوئی نور الدہر
وغیرہ ان کلمات عجز آیات پر اور زیادہ شرمندہ ہین حجاب سے سر جھکا کر یہ جواب دیا ہے نقابدار بہادر آپکا
زور و جرأت مین مثل نہین ہے یہ لڑائی اس طور سے واقع ہوئی تھی کہ اسکا سنبھلنا دشوار تھا نقابدار
نے کہا مین رخصت ہوتا ہون کارہائے ضروری پردۂ قاف مین درپیش ہین سرکشون نے سر اٹھایا ہے انکی
تنبیہ واجب و لازم ہے یہ کہکر نقابدار نے آمدزدی سترہ لاکھ دیوان قاف پرے جما کر سامنے آئے
تخت یاقوتی پر نقابدار سوار ہوا کئی ہزار گز کا سائبان زربفتی دیوزادون نے سر پر کھینچا پیر قہاے
زرین سب کے ہاتھ مین نقارہ ہاے نقرہ و طلائی بجتے ہوئے باز سفید سر پر سایہ فگن پہلو مین عیار
پر فن اس شوکت و شان سے نقابدار مع لشکر جرار روانہ ہو گیا اب نور الدہر وغیرہ سے جو
عمرو نے احوال جرأت ایرج نوجوان یکہ و تنہا دمار ودہ مین گھس جانا نقا کو دست

زبردست پر اٹھانا دو شبانہ روز ہنگامہ گرم رہنا لفظاً لفظاً سامنے اسد وغیرہ کے بیان کیا یہ بھی کہا کہ جب وہ شیر دلیر بعد دو شبانہ روز زخموں مین چور چور ہو کر بار دودہ مین گرا ایک پنجہ آسمان سے آیا ظاہر تو دستگیری کی ایرج کو اس حال مین اٹھا لیگیا نہین معلوم دوست تھا یا دشمن مین مرکب پر اُسکے سوار ہو کے نکل آیا پروردگار اُس شیر بیشۂ جرأت کو دشمن سے بچائے صحیح و سالم اُسکی صورت دکھائے اسد و نورالدہر وغیرہ حال ایرج سنکر بہت پریشان ہوئے کہتے تھے خواجہ ہم آپکے خوف سے رک گئے ورنہ ساتھ اُس تاجرزادے کے بارگاہ مین دودہ کے جاتے کیا تعجب تھا کہ لقا کو گرفتار کر لاتے عمرو نے کہا ہو سرداران صف شکن خدا اپنا فضل شریک کرے ملک غروبیہ باخبر پہلوانان زبردست سے معمور ہو خود دودہ زنگی نہایت صاحب زور و طاقت ہو اُسکی شمشیرزنی کی ملک غروبیہ مین دھوم ہو سترہ لاکھ فوج چار سو بیٹے دو اماد فن سپاہ گری مین استاد ایک ایک دیو خصال عفریت مثال زبردست و خود پسند ہو اس جنگ ایرج مین دودہ زنگی نے دخل بھی نہ دیا اسد بکمال ملول ہوا کہتا ہو نانا جان آپ نے ایرج کو تلاش کیا ہوتا ہم تو آپ کے حکم سے اس صحرا مین بے آب و دانہ رہے سامان کھانے کا بڑی مشکل سے ممکن کیا شب آہنگ نے آکر بصورت فقر عیاری کی آپ وقت پر پہونچے لقا مدار نے بڑا کام کیا ورنہ سب اسکے ہاتھ سے مارے جاتے یہ ذکر تھا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی صاحبقران زمان با فوج قاہرہ و جملہ سرداران بہمتن آکر پہونچے ان سب سرداروں نے بڑھ کر صاحبقران کو سلام کیا امیر نے ان سب کو دریائے خون مین جو نہائے ہوئے دیکھا کرب اشقر کو کوتل پایا گھبرا کے سبب زخمداری و باعث نہونے ایرج دریافت فرمایا عمرو نے تمام کیفیت جنگ ایرج و حال عیاری شب آہنگ و آمد لقا مدار از زرین پوش و احوال جنگ سہراب بن تہمتن از اول تا آخر بیان کیا قاسم و علمشاہ حال ایرج سنکر بہت ملول ہوئے ملک قاسم نے قصد کیا کہ مین جستجو مین اپنے فرزند کے جاؤن سلیم زنگی و فیلم زنگی و عنتر و صیاد غوجان و ریابار ی و سام بن غوجان و میہاد و عاد رخشک درازگردن بھی آمادہ ہوئے کہ اپنے آقا کی تلاش مین جائین دودہ زنگی سے انتقام لین صاحبقران کو جو یہ کیفیت معلوم ہوئی سب کو روکا اُسی صحرائے سبزہ زار مین بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی تمام لشکر اترا قاسم علمشاہ یہ خبر سنکر بیقرار تھے کہ ایرج کو کوئی اٹھائے گیا امیر نے

فرزندان بزرجمہر کو بلایا بیقرار ہو کر فرمایا آپ قرعہ پھینکیں ملاحظہ کریں کہ ایرج کو کون اٹھا لیگیا خواجہ زادون نے سوا ہاتھ زمین کو لیپا تختہ متعقل پر قرعہ تفکر کو پھینکا عرض کی پروردگار حال غیب تو خدا ہی جانتا ہے زائچہ کھینچ کر ثابت کر سکیگے بعد عرصہ دراز خوشی خوشی سر اٹھایا عرض کی ای شہریار یہ تو ثابت ہوا کہ دشمن لے گیا مگر بخیر و خوبی سرحد غروبیہ باختر مین ملاقات ہوگی عمرو نے شان و شوکت ورودہ زنگی بتصریح بیان کی صاحبقران نے حکم دیا ایک ہفتہ اسی مقام پر قیام کرین اور تنخواہ وردیان تقسیم ہون بقاعدہ قدیم بر سر غروبیہ باختر لشکر کشی ہوگی خواجہ زادون کو خلعت ہوا سب آگاہ ہین کہ قول ہین خواجہ زادون کے کبھی فرق نہین ہوتا طرف سے ایرج کے سبھونکو تسکین ہوئی نکیدان و جمعدارون نے تمام لشکر مین پکار دیا کہ ایک ہفتہ لشکر کا یہان قیام ہوگا لندھور ومالک نے پانچ ہزار رکھین سردارون کو حکم دیا کہ لشکر بقاعدہ قدیم آراستہ ہوگا بر سر غروبیہ باختر لشکر کشی ہو ایک ہفتہ مین کل سامان درست ہوا بروز جمعہ بعد نماز صاحبقران زمان نے پہلوان عادی کو حکم دیا اٹالا بارگاہ کا سمت غروبیہ باختر روانہ ہو بعد جانے پہلوان عادی کے شاہان عراق و اصفہان منندویل اصفہانی و تہلیل جنگ عراقی وغیرہ لشکر عراق و اصفہان لے کر روانہ ہوئے انکے بعد شاہان ہفت ملک عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی و قارن قار مغربی و سلطان بخت مغربی وغیرہ اپنی اپنی فوجین لیکر بصد شان و شوکت روانہ ہوئے انکے بعد قاسم و بدیع الزمان و نور الدہر و خورشید بن ہاشم تیغ زن و داراب کشور کشا و اسفندیار شاہ گیلانی و چوگان بن حمزہ و شیرویہ و رستم بن علمشاہ نوجوان جملہ فرزندان صاحبقران بصد شان و شوکت سمت غروبیہ باختر چلے انکے بعد لندھور ومالک فوج گران لے کر چلے بعد سب کے بادشاہ سوار ہوئے و صاحبقران با اقبال بلبیہ تخت شہنشاہی پر ہاتھ رکھے ہوئے نقار خانہ سکندری و نقار خانہ سلیمانی بجتا ہوا ایکطرف خواجہ عمرو بصد کروفر چودہ سرہنگ و ساٹھ مہتر ایک لاکھ چوراسی ہزار چیلہ بچہ بالباس عیاری سے آراستہ اس شان و شوکت جاہ و حشم سے بترتیب سرداران لشکر صاحبقران زمان طرف غروبیہ باختر کے روانہ ہوئے

الحمد للہ والمنۃ کہ اس مقام پر یہ فسانہ دلچسپ اختتام پذیر ہوا

تمت تمام

تقریظ بے نظیر پر تنویر طلسم ہوش ربا جلد ہفتم ریختہ کلک گہر سلک پنڈت رتن ناتھ صاحب لکھنوی

ہاں چلو دھوم مچا دو کہ خریدار آئے	تا کہ خود بکنے کو یوسف سر بازار آئے

کدھر ہیں شائقین اعجوبہ گزین فسانہائے رنگین تشریف لائیں اور سنیں انکو یہ مژدہ طرب انگیز سنائیں
کہ جس مہوش زریں کمر عروس پری پیکر کے جمال مبین کی زیارت کا ایک عالم مشتاق اور جسکی نسبت
یہ شعر زبان زد خاص و عام تھا شعر بالا ہی تراحسن حسینان چگل سے ؎ سب بزم ہے مشتاق نکل پردہ
دل سے ؎ وہ اب بفضل ایزدی برانگندہ نقاب و بے حجاب ہے اس معشوقہ برق جمال کا دیدار
شائقین داستانہائے رنگین کے ساتھ وہ کلام کرے گا جو آب زلال تشنگان مجاز اور جام بادۂ حجم
میگساران رند و سرشار کیساتھ کرتا ہے اس تمہید کا یہ مطلب ہے کہ امیر حمزہ صاحبقران کی مشہور و
معروف داستان جسکے نام سے ایک زمانہ واقف اور جسکے مطالعہ کا ایک عالم شائق ہے عرصۂ بعید اور
مدت مدید سے اس ملک میں رائج ہے اسکی نسبت مشہور ہے کہ علامہ شیخ ابوالفیض فیضی فیاضی نور اللہ
مضجعہ نے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کی تفریح طبع اور دل بہلانے کی غرض سے اس لطف
و خوبی اور انتہا کی خوش اسلوبی کے ساتھ تصنیف کیا کہ چار دانگ ہندوستان میں اسکے جھنڈے گڑ گئے
اور ڈنکے بجنے لگے ظاہر ہے کہ اُس زمانے میں فارسی ہی زبان کا رواج تھا لہذا اُسی زبان میں ملا
فیضی نے اس داستان کو مرتب کیا اب چونکہ فارسی زبان کا اس ملک میں چنداں چرچا نہیں اور
اُردوے معلےٰ کے لشکر نے بڑا اودھم ڈالدیا ہے لہذا لازم آیا کہ جو ہمارے ملک کی زبان ہے اسی میں اس
داستان فقید المثال و عدیم المثال کا ترجمہ و ترتیب ہوتا کہ جو بزرگوار فارسی زبان میں کم استعداد
ہیں انکو بھی حظ وافر حاصل ہو اور اس اغید جادو نگاہ غیرت مہر و ماہ کے حسن بے نظیر کے وہ بھی مزے
لوٹیں داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر مواج ہے جسکا اور ہے نہ چھور ہے جسکے منتہائے قعر تک
زنجیر فکر نہیں جاسکتی ذیل کی فہرست سے ناظرین با تمکین خود سمجھ سکتے ہیں کہ دفاتر داستان امیر حمزہ
کا کسقدر حجم بزرگ ہے اور کیا خون جگر مصنف فاضل کو کھانا پڑا ہوگا شعر جگر بسوز و تا معنی بدست
آرد ؎ کہ بر محک افاضل بود تمام عیار ؎ تقسیم اس کتاب کی اصل فارسی میں بعنوان ذیل ہے

۱	دفتر اول	نوشیروان نامہ	دو جلدیں	دفتر دوم	کوچک باختر	ایک جلد

۳	دفتر سوم	بالا باختر	ایک جلد مین	۶	دفتر ششم	صندلی نامہ
۴	دفتر چہارم	ایرج نامہ	۲ جلد مین	۷	دفتر ہفتم	تورج نامہ
۵	دفتر پنجم	طلسم ہوشربا	سات جلد مین	۸	دفتر ہشتم	لعل نامہ

دفتر طلسم ہوشربا جسکی تقریظ اب درج کیجاتی ہی اسکی سات جلدین ہین اور کل داستانون مین سب سے زیادہ
ضخیم اور پُر رنگتر ہی اور اکثر داستان گو اسی مین سے داستانین انتخاب کرکے اور ٹکڑے لگا کے رئیسان ذیشان و شاہ العقین
والا مقام کو سناتے ہین چنانچہ چار جلدین اسکی منشی محمد حسین صاحب جاہ نے حسب الایماء مطبع اودھ اخبار
بکمال فصاحت ترتیب دی ہین اور طبع ہوکر جلوہ افروز نظر مشتاقان ہوئین پانچوین جلد سے ساتوین جلد تک
زیر اہتمام منشی احمد حسین صاحب قمر ترتیب و تدوین ہوئین اور اس رستم سیستان سحر بیانی نے ایسے بھاری
پتھر کو جسے اچھے اچھے پہلوانان سخنخوان منازل شیرین بیانی نے چوم کے چھوڑ دیا تھا آسانی سے اُٹھا لیا واضح ہو کہ
اس داستان کی تمام ہندوستان مین ایسی دھوم ہی کہ لوگ خود پڑھتے ہین یا اورونسے پڑھوا کے سُنتے ہین یا ترجمہ سے
لطف حاصل کرتے ہین یا داستان گو نوکر رکھکر داستان کہلواتے ہین چنانچہ لکھنؤ مین اکثر اصحاب ایسے ہین جنھون نے داستان
گوئی کو اپنا خاص پیشہ کرلیا ہی اور اسی پر انکی بسر اوقات ہوتی ہی لکھنؤ سے زیادہ داستان گوئی کا چرچا ہوئی کہین کم ہوگا
مین بحیثیت یاران صادق و دوستان موافق شب کے وقت کہ پردہ دار عاشقان ہی ایک مقام پر جمع ہوے کوئی گنجفہ
کھیل رہا ہی کوئی پونڈے پر چاقو تیز کر رہا ہی جا بجا بیالیون مین افیون گھُل رہی ہی حقیقت تو یون ہی کہ افیون کا گھولنا
اور گنے کا چھیلنا بھی لکھنؤ والون ہی کا حصہ ہی کہین چار تیار ہو رہی ہی اور داستان گو صاحب بہ تحسن داد دہی
فرمارہے ہین انتخاب بطور نمونہ لیکن خونخوار ظلماتی کی دختر بلند اختر ملکہ طاؤس پری چہرہ نہایت حسین سحر
مین بھی زبردست نشۂ شراب حسن سے مست اپنے قصر مین جلوہ فرما تھی کہ اسکو خبر گذری کہ قید طلسم کشتا گیر دیو
ظلمات مین آتی ہی یہ اپنے قصر پر آکر بیٹھتی تھی اسد کو ارابے پر سوار کرکے ملازمان آتشبار قلعہ ظلمات مین لائے
چوک مین آکر اسد نے لنگر مارا ارابہ رُکا طاؤس پری چہرہ کی نگاہ آفتاب جمال اسد نامدار پر پڑی عاشق ہوئی
راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین یکایک یہ خبر سنی پس خود طلسم کشتا کو بیرون قلعہ ظلمات قتل کرینگے
عرض کیا تھا کہ ایک قصر پر آکر بیٹھی تھی وہ وقت آیا کہ اسد کو لاکر زیر در بٹھایا طاؤس حیران تھی کہ مین
اس شیر کو کیونکر بچاؤن ایک ایک فقرے پر سبحان اللہ اور واہ واہ کی تعریف ہوتی جاتی ہی اور داستان گو
صاحب کا دماغ عرش برین سے گذر کر لامکان کی خبر لاتا ہی مگر داستان کو سطح سُنا اور بات ہی اور فرصت کے وقت

مطالعہ کرنا اور کتاب سے کہ ضخیم لطیف و رعنا کہلاتی ہے دل بہلانا اور بات ہے اور یہ جو قوس مین عبارت درج ہے وہ ایسی نادر اور عجیب ہے ترجمہ طلسم ہوشربا میں لگئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ کس لطف و لطافت و خوبی و فصاحت کے ساتھ مترجم و مؤلف حضرت قمر نے ترتیب دیا ہے اور کیا عین اردو ہے طلسم ہوشربا مین آپ جو ساقی نامے

درج فرماتے ہین قابل یہ دو دو ہین
فن جنگ کے آج جھنڈے گڑے ہین
پڑے کھیت ہر ایک در بند پر
قمر قلزم فکر ہے جوش زن
ہر اک نقطہ جادو کی تقریر ہو
دے ساقی جنگ جو بے خبر
نہ رندونکی جرأت مین آئے خلل

چلی ہے اشہب کلک گردون نبرد
رہین سرخ رو ساحرونسے لڑے ہین
عمرو کی ہون تحریر عیاریان
مرا کلک ہے رستم صف شکن
اُٹھے سحر کے ابر آتش فشان
مرائی مین رندونکی بھی بے خبر
لڑائی سے ہونے لگے بندوبست

طرارونسے ہوگی صبا گرد برد
ہو پہلو مین اپنے عروس ظفر
نہ عیاریان صاف مکاریان
صف جنگ کا حال تحریر ہو
کھلے ہین طلسمات رنگین نشان
چلے جام صہبائے جنگ و جدل
ہوئی دختر رز کو آخر شکست

ان اشعار سے حضرت قمر کی رنگین بیانی اور سحر آفرینی صاف ظاہر ہے محاورے حسب فقرے درست ہر مقام پر گویا ہر چیز کا مرقع کھینچ دیا ہے ہر نظارے مین جس چیز کو بیان کیا ہے گویا اسکا رنگ باندھ دیا ہے ہمکو دعوی ہے کہ جو صاحب طلسم ہوشربا کے دو چار صفحے بھی پڑھ لینگے پھر بے کل کتاب کے پڑھے ہوئے چھوڑینگے نام نہ لینگے علاوہ اس طلسم ہوشربا کی ساتون جلدون کے جو کہ تیار ہوگئین فی الحال اول دفتر سے چوتھے دفتر تک بھی اس مطبع مین چھپ رہا ہے یعنی دفتر اول نوشیروان نامہ جسکی دو جلدین ہین اور دفتر دوم کوچک باختر اور دفتر سوم بالا باختر اور دفتر چہارم ایرج نامہ اسکی دو جلدین ہین اور تقریباً عرصہ چار مہینے مین یہ چارون دفتر مشرقستان طبع سے نور افگن ہونگے اور صندلی نامہ اور تورج نامہ اور لعل نامہ ان دفترون کے بعد اشاعت پائینگے یہ دفاتر نادر بھی بہت حجیم اور نہایت دلکش ہین اور ایسے ایسے دلپذیر امور عجیبہ و غریبہ انمین درج ہین کہ انسان عش عش کرنے لگے یہ تینون دفتر بھی ترتیب اور تدوین ہو رہے ہین الغرض یہ کل مجموعہ مکمل و مرتب آٹھ دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان کا بعنوان مناسب مطبع سے جلوہ افروز نظر شائقین ہوگا اور غالباً ۱۸۹۳ء کے آخر تک مکمل آٹھون دفاتر نذر ناظرین کیے جائینگے اور شائقان سخن لطف وافر اٹھائینگے اردو کی زبان کو منشی نولکشور صاحب سی آئی۔ ای۔ کی ذات بابرکات پر جس قدر فخر و مباہات ہووے زیبا ہے

کہ کیسے کیسے کارنمایاں اشاعت کتب میں اس مطبع نامی سے انجام پذیر ہوکر چار دانگ عالم میں مروج ہوئے ہیں

تاریخ طبع کتاب ہذا از مصنف جلد پنجم و ششم و ہفتم یعنی حضرت قمرؔ

ہوئی ختم جب جلد ہفتم تحریر
یہ گل نے کہا از سر افتخار
خزانہ مضامین کا مل گیا
قمرؔ غنچۂ آرزو کھل گیا

تقریظ از منشی اشتیاق حسین متخلص بہ سہیل خلف مصنف

زہے صنعت باغبان قضا و قدر بوستان جنت نشان عالم میں کیا کیا گلہائے رنگا رنگ کھلائے جسکے رنگ و بو نے دماغ عندلیبان اہل سخن کو تر و تازہ کیا خاک جبینائی سخن کو روئے گل مضمون کا غازہ کیا ہوائے روح افزائے وحدانیت میں کیا تاثیر ہے بہار اپنا رنگ دکھاتی ہے جب باد خزان چلی ہر شاخ تر و تازہ خشک ہو جاتی ہے جب منظور مشیت ہوا غنچہ چٹکے گل کھلے جوانان چمن کو خلعت ہائے زمرد نگار ملے خلعت سبز پہنکر موسم بہار میں نخلہائے سرسبز و شاداب اکڑتے ہیں گلچین و صیاد اپنی سبز بختی سے آپس میں لڑتے ہیں پہلوئے شاہد گل میں عندلیب زمزمہ سرا ہوکر بیٹھی بزبان بیزبانی صنعت چمن پیرائے عالم میں معروف ہوئی اپنے بندوں پر بہ فیض جاری فرمایا کہ سرو حدیقۂ بوستان رسالت و رنگ و بوئے گل گلشن نبوت یعنی جناب پیغمبر آخر الزمان کو برائے رہبری گم گشتگان وادی ضلالت مقرر فرمایا جن کی آب ہدایت نے گلشن دنیا کو بمعجزات ظاہر و باطن صبا ہر سرسبز و شاداب کیا اور مقامات کفر و ضلالت و اماکین بدعت کو خراب کیا معجزۂ ذات والا مثل آفتاب عالمتاب تمام عالم میں روشن ہے کہ شب چہار دہم ماہ کامل کو دو ٹکڑے کیا معجزۂ عیسوی اکثر دکھایا شجر حجر نے فصاحت و بلاغت حضرت موصوف سے کلام کیے اگر معجزات ذات بابرکات والا صفات تحریر کردن قلم دو زبان میں یہ لیاقت کہاں کہ صفت حبیب رب اکبر کو احاطۂ تحریر و تقریر میں لائے نظم

کعبے کو بتوں سے کردیا صاف
ادنیٰ رتبہ ہے قاب قوسین
مقبول کیا خدا سے تجھکو

کیا کیا لکھوں میں تیرے اوصاف
پردے پردے کے بھی مطالب
برتر کیا کبریا نے تجھکو

معراج ہوئی بزینت و زین
ظاہر کیے حق نے سب مراتب

وصی برحق جانشین مطلق جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار زوج زہرائے نامدار باب شبیر و شبر فتح کنندۂ در خیبر

بازوے پیغمبر غالب کل غالب مظہر العجائب و مظہر الغرائب سلطان المشارق و المغارب مولانا علی ابن ابی طالب جن کی شمشیر آتش بار نے خرمن ہستی سرکشان عرب کو جلایا صفحۂ دنیا سے نام لات و منات مثل حرف غلط مٹایا جناب قبلہ و کعبہ مصنف صاحب چند اشعار آبدار باوصاف امام عالیمقام تحریر فرماتے ہین تبرکاً اس تقریظ مین درج کیے

قصیدہ مصنف

نجف مین ساغر حب ابو تراب ملے
ہر اک حباب کو گوہر کی آب و تاب ملے
وصی ختم رسل دست حق علی ولی
عجائبات تو حضرت کو بحساب ملے
نثار ساقی کوثر کی بزم دلکش کے
چمن کو پھول ملے بحر کو حباب ملے
فنا گئی ہوئے سرکشان تر دامن
زمین کربلا گر برائے خواب ملے

نہال ہون جو مئے حب بوتراب ملے
جو میکدہ ہو تو کیفیت شراب ملے
نجف کی دید بحرمت نصیب ہو یارب
مرے امام کو ہمثیل سب خطاب ملے
ویلے بہشت مین عرش علی پہ سدرہ پر
سرور ہو جو اسی دور مین شراب ملے
محیط دہر مین نشو و نما کی کیا امید
ابھر چلے ہیئے کہ بس خاک مین حباب ملے

علی کی مہر سے ذرے کو آفتاب ملے
یم سخائے علی ہو جو قطرہ زن سے بحر
طواف کعبۂ کوئے ابو تراب ملے
گئے جو عرش پہ معراج کو رسول کریم
ہر اک مقام پہ حضرت کو بوتراب ملے
یم سخائے گل باغ دین کے فیض کو دیکھ
ہوائے دید مین دم توڑتے حباب ملے
قمر ستارۂ بخت رسا چمک جائے

مژدۂ خوشخبری نکتہ سنجان والا مقام و شائقان خوش انجام کو سناتا ہون عندلیبان گلشن سخن سنجی کو تماشا باغ بے خزان کا دکھاتا ہون کہ کتاب لاجواب مضامین انتخاب وحید و بے مثل و یکتا ہر سہ جلد طلسم ہوشربا پنجم و ششم و ہفتم کس تکلیف سے جناب قبلہ و کعبہ نے تحریر فرمائین زبان اردو مین آجتک ایسی کتاب لاجواب تصنیف نہ ہوئی تھی سلسلہ مسلسل مضامین داستان اگر زلف محبوب سے مثال دون سراسر خطا ہے ہر ایک دائرہ آفتاب عالمتاب سے آنکھ ملاتا ہے ہر ایک نقطہ مثل نجم درخشان چمک کر خال عارض مہوشان کا حسن مٹاتا ہے کشش حروف و سطور صفحات کو قد محبوب کہون روانگی مضامین کو چشمہ ہاے آب رواں سے مثال دون جن مقامات پر کہ حالات جنگ تحریر ہوئے میدان کارزار کا نقشہ دکھا دیا سطور کی رعنائی نے صفوف افواج جنگی کو لا کر جما دیا تقریر دلپذیر ہر مد الف کھینچی ہوئی شمشیر یا الف کو تیر جانستان کہون کشش کاف سنان نیزے سے مثال مین المسطور صحن میدان کارزار ہر دائرہ خنجر آبدار اس شرح و بسط سے لڑائیان تحریر ہوئین اگر معرکہ تحریر و تقریر پڑے لطف یہ ہے کہ مضمون کسی سے نہ لڑے جن مقام پر تحریر محفل کا عزم ہے صاف ظاہر ہوتا ہے معشوقان عاشق خصال کی بزم ہے کہین ذکر معشوق کہین ذکر فراق و وصال کہین کیفیت جاہ جلال

عاشق شوریدہ سر کا فراق محبوب مین تڑپنا شب ہاے تاریک فراق کا ذکر عاشق کو معشوق سے ملنے کی فکر
اُن مضامین خجستہ آئین کو پڑھکر خواہش ہوتی ہی کہ کوچہ عشق کی سیر کرین ہرچند کہ شاعران شیرین سخن نے
عشق کی بُرائیان معشوق عاشق کی خرابیان بڑے بڑے تکلف سے تحریر فرمائین کہ کوچہ عشق براے
عاشقان شوریدہ سر بھول بھلیان ہین کوئی عاشق وصل محبوب سے شاد ہو کر منزل مراد تک نہین
پہونچا قیس ناشاد نے عمر اپنی دشت نجد مین بسر کی لیلی ایسی معشوق نے شب تاریک فراق کی صورت
دیکھی فرہاد کا یہ انجام ہوا پہاڑ سے سر ٹکرا کے مرا شیرین نے جان شیرین عشق مین دی آخر کیا دولت
ملی کسی کامل نے خوب شعر فرمایا ہی فرد فرہاد جنون پیشہ بر سنگ بزد تیشہ ؛؛ میگفت بہ اندیشہ
سنگ آمد و سخت آمد ؛ مصنف صاحب بھی فرماتے ہین اشعار

کیسے برباد ہوئے آپکے شیدا ہوکر
لیلی خانہ نشین سے یہ کوئی جا کے کہے
دل تڑپتا ہی یہان سینے مین تنہا ہوکر
آئیے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف
نجد مین قیس تڑپتا ہی اکیلا ہوکر
در بدر خاک بسر ہو گئے رسوا ہوکر
فرش بنجائین ابھی دامن صحرا ہوکر
صبر جو ہوش خرد و تاب و توان لیگئے آپ

جلال صاحب بھی اسی مضمون مین فرماتے ہین کہ عبرت ہوتی ہی نظم

کوے جانان سے نہ پھر کر دل ناشاد آیا
آج بھولا ہوا کدو دست ہمین یاد آیا
نگہ یاس نے ہونے نہ دیا ذبح ہمین
شکر صد شکر کہ اب بھی مین انھین یاد آیا
مجھ سا بدبخت کوئی مرغ چمن کیا ہوگا
رات بھر بھولے رہے وقت سحر یاد آیا
بے مروت کو نہ مین بھول کے بھی یاد آیا
دل شب ہجر کی باتونکا مزا جانتا ہی
پھینکدی تیغ جوان سامنے جلاد آیا
چرخ کے ہاتھ سے اے برزمین نالان ہون
موسم گل کی دعا مانگی تو صیاد آیا
بعد مدت کے خیال دل ناشاد آیا
مجھکو ہر بار کلیجہ دم فریاد آیا
فاتحہ گور غریبان پہ وہ پڑھنے آئے
رنج دینے کو یہان بھی ستم ایجاد آیا
دل کہان ہی شب وصل اس سے یہ پوچھا نہ جلال

صدہا بلکہ ہزار اشعار آبدار و کتب ہاے بیشمار نگاہ سے گذرین جو صفت عشق
و عاشقی مین تحریر ہوئیں لیکن مصنف صاحب نے اس کتاب لاجواب مین اس حسن سے جابجا ذکر عاشق و معشوق
کیا کہ خواہش دلی ہوتی ہی کہ اس بزم دلکش کی سیر کرین ساقی نامے ایسے تحریر فرمائے کہ آنکھون مین نشہ دل طرف
میکدے کے کھینچے لیے جاتا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ دور جام بے اندیشہ انجام مثل گردش چشم سامنے آنکھو کے
چل رہا ہی ہر رند مشرب و بوے مین نشے کے اُبل رہا ہی جس مضمون کا خیال آیا جب ڈھونڈھا تو اس کتاب لاجواب
مین پایا اگر کوچہ عبرت مین قدم رکھا ہی اُسکو جو پڑھا دنیا سے دل اُٹھ گیا ناپائداری دنیا مین کیا کیا فقرے تحریر فرمائے
ہین خواہش ہوتی ہی کہ اسکو دیکھکر دنیا سے ہاتھ اُٹھائین کسی گوشہ تنہائی مین جا کر بیٹھ رہین شعر سعدی کا پر

یہ عبرت اس طرح کے دو جگہ مصرع لگائے کہ پڑھنے والے کا دل بھر آئے **قطعہ نظم بحوالہ عبرت**

قمر مثل آئینہ حیران ہون مین
پئے سیر گلشن مین اک دن چلا
جو دیکھا تو بلبل بصد آرزو
چہکتی رہی بلبل تو رقصان ہو مور
ہر اک سرو مثل قد مہ لقا
یکایک فلک کو ہوا ناگوار
گلون کے کلیجے ہوئے غم سے چاک
صدا دیتی تھی رو کے بلبل غریب
بشہر خموشان گذر کردمے
یکے گفت این قبر کاوس و کے
کجا ہست ضحاک بدعت پسند
چو رفتیم بر قبر نوشیروان
بگفتم کہ افسوس اے ارجمند
بملک عدم یافتی تاج و تخت
مبند دل برین دیر ناپائدار

کبھی مثل گیسو پریشان ہون مین
قدم باغ مین رکھکے فرحت ہوئی
ثنا خوان گل عاشق رنگ و بو
کسی جا پہ پھولون کے انبار ہین
عروسان گلشن کے ناز و ادا
ہوا گرم گلشن مین چلنے لگی
اڑاتی تھی باد صبا سر پہ خاک
مبند دل برین دیر ناپائدار
بحال غریبان نظر کردمے
لحد تنگ و تاریک با رنج و غم
کہ جمشید رفت از جہان دردمند
چو آمد مرا یاد آن شہریار
عدالت کند نام نیکت بلند
قمر طول چون کرد طومار سخن
ز سعدی ہمین یک سخن یادوار

مرا غنچہ دل شگفتہ ہوا
نہ فرحت ہوئی بلکہ عبرت ہوئی
بہار گلستان کے ہین زور و شور
عدو باغ کے آجکل خار ہین
جوانی پہ ہے جوش فصل بہار
ہر اک شاخ پر میوہ جلنے لگی
خزان نے دکھائی جو شکل مہیب
ز سعدی ہمین یک سخن یادوار
چو دیدیم قبر شہ چین دورے
وزیران لشکر نہ جاہ و حشم
روایت کند راوی خوش بیان
شدم بر مزارش بچشم اشکبار
بگو اے شہنشاہ فیروز بخت
ندا آمد اے یار غمخوار من

ایسے ایسے مقامات بہت سے تحریر فرمائے کہ جسکے مضمون سے قلب تھرا جائے عبرت عشرت وصل ہجر رزم بزم مثال شعر ہمن سب طرح کے مضامین وعجیب اس کتاب لاجواب مین موجود ہین جس فن کا جو شائق ہو وہی مضمون اسمین نکل آئے خصوصاً سامعین و ناظرین داستان بیان بہت حظ اٹھائینگے کیا کیا داستان ہائے نو تصنیف کر کے تحریر فرمائین اور داستانہائے صاحبقران جملہ تصنیف کردہ مصنف ہین سارے طلسم ہوشربا کو نیا کر دیا صفحات کو گلشن سے بھر دیا محرر تقریظ ہذا کے تو قبلہ و کعبہ ہین جسقدر اوصاف تحریر کرے کم ہین مگر شکریہ اور دیگر شاعران عدالت پسند نے اکثر خطوط اسی مضمون کے روانہ فرمائے کہ عبارت لاجواب وہانین انتخاب تحریر فرمائین جن جن صاحبون نے جلد پنجم کو خرید اشتم و ہفتم کے دل و جان سے مشتاق ہین یقین

کامل ہو کہ اس جلد ہفتم کو کہ ذخیرۂ آخر طلسم مذکور ہی بقدردانی خرید فرما کر ملاحظہ کرین پنجم و ششم بترتیب
اشعار تحریر ہوئین اس جلد مین صرف زبان کا لطف دکھایا جو مقام آیا نثر مین تحریر فرمایا جملہ اوصاف باغ و
سراپاے معشوقان طناز نثر ہی مین لکھے گئے اشعار بالکل موقوف رہے جناب منشی صاحب مالک مطبع کو
منظور ہوا کہ امتحان طبع مصنف کرین شکر ہی پروردگار کا کہ جناب ممدوح نے اس رنگ کو اس سے
بہتر کر دیا خزانہ ہاے جواہر نثر سے جلد مذکور کو بھر دیا محرر اوصاف تحریر صفت جناب موصوف مین حیران
و پریشان قلم دو زبان اس وادی پرخار مین سرگردان تقریظ ہذا کو حقیر انھین الفاظ پر ختم کرتا ہی

تقریظ از نادر مرزا عرف نواب دولہ خویش قمر

بعد حمد خالق کون و مکان و نعت پیغمبر آخر الزمان و منقبت شاہ مردان شیر یزدان یہ حقیر کج مج
زبان کیا لیاقت رکھتا ہی کہ اوصاف بالانصاف جلد ہذا بیان کرے سبحان اللہ شاہد رعناے
اردوے معلے نے حجلۂ نظم و نثر سے جلوۂ ظہور فرمایا مشتاقان والا مقام چو نرگس وا چشم براہ انتظار ہین
مشتریان جواہر زواہر کلام جناب ممدوح کے خریدار ہین بسم اللہ وصل محبوب مطلوب سے ہمکنار ہوکر لطف
اٹھائین یقین کامل ہی کہ خلعت تحسین و آفرین مرحمت فرمائین جلد پنجم کے دو حصے طبع ہوکر بخوبی
مشہور ہوے مشتاقون کے دل کو سرور ہوے اب یہ جلد ہفتم عجب شرح و بسط سے تحریر فرمائی ملاحظہ سے
ناظرین کو لطف اٹھے گا یہ حقیر پر تقصیر خاکپاے جناب ممدوح داستان سرائی مین مصروف ہوا
تھا مگر فلک کجرفتار کو ناگوار ہوا کہ عارضۂ فیل پا مین مبتلا ہوکر مجبور و لاچار ہوا اسی وجہ سے
اس فیض سے محروم رہا ورنہ تاثیر نگاہ کیمیا خاصیت جناب سے بڑے بڑے جلسون مین عرض
کرچکا بسبب عارضہ مذکور محروم رہا اگر حکیم حاذق نے صحت کامل عطا فرمائی پھر اس کمال لازوال
پر دست انداز ہون گا اس گوہر بے بہا نے دل تردد منزل کو مطمئن کر دیا عجب قصد ہو گا اس
بوستان بے خزان کی گلچینی کرونگا گل مراد حاصل ہوگا عجب طرح کی کتاب لاجواب مملو از فوائد بے
حساب تصنیف فرمائی کہ نظارۂ جمال بے مثال شاہد رعنا سے ہزارون داستان گو
بن جائینگے اگر کسی نے منشقت کر کے لفظاً لفظاً ایک داستان کو بھی یاد کر لیا جس کے سامنے
بیان کرے گا سب مثل آئینہ حیران ہون گے زیادہ نیاز

تاریخات طبع سابق کتاب ہذا

تاریخ طبع از ہمپایۂ سحبان مولانا محمد حامد علی خان صاحب تخلص حامد محافظ عملۂ تصحیح

اب کی پھر بار دوم یہ داستان	کیسی عمدہ اور اعلےٰ چھپ گئی
کلکِ حامد نے لکھا مصرع طبع	داستانِ فرحت افزا چھپ گئی ۱۳۳۳ھ

تاریخ طبع از رشحات کلکِ جواہر سلک منشی بابک رام صاحب گہر تلمیذ حضرت شگفتہ منصرم صیغۂ طبع

کتاب واقعی عمدہ چھپی یہ اب کی بار	بطرزِ دلکش و ترتیب خوب و خوش اسلوب
لکھا یہ کلکِ گہر نے بھی مصرعۂ تاریخ	طلسمِ ہوشربا کلِ ہی ہمیشہ الی و خوب ۱۹۱۵ عیسوی

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ ساتوین جلد طلسم ہوشربا کی جو کتب قصص مین مرغوب و محبوب ہی مطبع فیض منبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین بہ سرپرستی و علوہمتی ذی الجود والکرم ابن معلی القاب عالی جناب منشی بشن نراین صاحب بہار گو مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بماہ فروری ۱۹۲۷ء چوتھی مرتبہ بحسن زیبایش چھاپی گئی

اعلان

(برقی آرٹ پریس پٹودی دریا گنج نئی دہلی)